

"عقیدتِ محبت"

تحریر نائلہ جٹ

پریشاں اپنی ہی مستی میں گھوم تھی۔۔ جب رابیہ نے آکر اس کے کندھے

پر ہاتھ رکھا۔۔ پریشاں نے جلدی سے پیچھے دیکھا۔۔ مورے ڈر اڈیا۔۔

پریشاں نے رابیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بچہ ہم تم کو بتانا آیا تھا۔۔ تمہارا داجی نے تمہارا اور جان عالم کا نکاح کا تاریخ

جمعہ کار کھا ہے۔۔ مورے یہ آپ کیا بول رہی ہے۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا

ہے۔ اتنی بھی کیا جلدی نکاح کی۔۔ ہو جائے گا میری پڑھائی ختم ہونے

کے بعد۔۔ پریشاں غصے سے بولی۔۔

دیکھو بچہ ہم کو تمہارا بابا نے کہا ہم تم کو بتادے۔۔ ہم نے تم کو بتادیا۔۔ اور

یہ بات تم اچھے سے جانتا ہے کہ جان عالم تم کو پڑھانا کا اجازت نہیں دے گا۔۔

وہ یہ بات تم کو اور تمہارا بابا کو پہلے بتا چکا ہے۔۔ کہ تمہارا اس سے نکاح کے بعد تم ایک پاؤں بھی حویلی سے اس کی مرضی کے بغیر نہیں رکھے گا۔۔

مورے کیا میں سانس بھی اس کی مرضی سے لوں گی۔۔

ہاں تم سانس بھی اس کا ہی مرضی سے لے گا۔۔ کیونکہ وہ تمہارا شوہر ہے۔۔ اور یہ بات تم اپنا دماغ میں ڈال لوں۔۔

مورے میں آپ اپنی بیٹی کے لیے آواز نہیں اٹھا سکتی۔۔

نہیں اٹھا سکتا ہم آواز تمہارا واسطہ تمہارا بابا چاہتا ہے کہ تمہارا نکاح ہو جائے۔۔ اب ہم کیا کر سکتا ہے۔۔

یہ باتو

تم اپنا بابا سے بات کرو۔۔ ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔ تمہارا

بابا بھی تمہارا ادا جی کا بات ہی مانے گا۔۔ پر ہم تم کو منع نہیں کرے گا۔۔

تم چاہے تو اپنا بابا سے بات کر لوں۔۔ کھانا کھانا ہے تو آ جانا ہم ور شاں

کے واسطے کھانا لگا رہا ہے۔۔ تمہارا واسطے بھی لگا دے گا۔۔ یہاں میری

زندگی برباد ہو رہی ہے۔۔ اور آپ کہہ رہی ہے۔۔ کہ میں کھانا کھا لوں۔

دیکھو بچہ ہم تمہارا ماں ہے۔۔ ہم نے تم کو 8 ماہ پیٹ میں پالا ہے۔۔ ہم

کو تم کو دکھی دیکھ کر تکلیف ہوتا ہے۔۔ لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتا۔۔ یہ تو

بچپن سے ہی پکا تھا۔۔ کہ تمہارا شادی جان عالم سے ہو گا۔۔ اب تم بھی

اس حقیقت کو مان لوں۔۔ تو تمہارا واسطہ بہتر ہو گا۔۔ بچہ کل ہو یا پرسوں

شادی تمہارا اسی کے ساتھ ہو گا۔۔ تو کیا فرق پڑتا ہے۔۔ تم اپنا دلہن بننے

کی تیاری کرو۔

مورے میں جان عالم سے ہی بات کرو گی۔۔ پریشاں بول کر کمرے

سے نکلی۔۔ یہ لڑکی تو پاگل ہے۔۔ اب ہم اس کو کیسا سمجھائے۔۔

رابیہ نے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے سوچا۔۔

جان عالم جرگے سے غصے سے سرخ چہرہ لیے آیا تھا۔۔ جان عالم کی
سرد سرخ آنکھیں دیکھتے ملازم تو جان عالم کے سامنے جانے سے بھی
ڈر رہے تھے۔۔ جان عالم غصے سے اپنے کمرے کی ہر چیز تباہ کر رہا
تھا۔۔ اس کے غصے سے ہر کوئی واقف تھا۔۔ اسی لیے اسے غصے
میں دیکھ سب اس کے سامنے آنے سے ڈرتے تھے۔۔ پریشاں جو
جان عالم سے بات کرنے آئی تھی۔۔ اس کے کمرے میں نوک
کیے بنا چلے گئی۔۔ اس کے کمرے کی ہر چیز تباہ دیکھ کر اسے اندازہ
ہوا تھا۔۔ کہ جان عالم غصے میں ہے۔۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ
جان عالم غصے میں ہے۔۔ تو کبھی بھول کر کیا۔۔ کبھی مر کر بھی

اس کے کمرے میں آنے کا سوچتی نہ۔۔

جان عالم نے پریشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔

جان عالم کی آواز سرد تھی۔۔ جسے پریشاں نے محسوس کیا تھا۔۔

وہ۔۔ میں تم سے بات کرنی آئی تھی۔۔ پریشاں کی زبان

لڑکھرائی تھی۔۔۔

لیکن پھر خود کو مضبوط بناتے ہوئے بولی۔۔ مجھے کسی سے کوئی بات نہیں

کرنی۔۔ جاؤ۔۔ جان عالم کی آواز میں سختی تھی۔۔ اور اگر تم نکاح سے

پہلے میرے سامنے آئی۔۔ تو۔۔ تمہارے ٹکڑے کر کے اپنے پالتو

جانوروں کو ڈال دوں گا۔۔

جان عالم اس کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔ پریشاں اسی لمحے جان عالم

کے کمرے سے غائب ہوئی تھی۔۔ پریشاں زل کو دیکھ کر اس کے

کمرے آئی۔۔ زمین میری مدد کرو۔۔ پلیز۔۔

یہ نکاح کی تاریخ میری پڑھائی کے بعد کی کروادو۔۔ پری میں ایسا

نہیں کر سکتی۔۔ یہ تم اچھے سے جانتی ہوں۔۔ تمہیں داجی کی بات
ماننی ہی پڑے گی۔

زل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ یار بھابی ہوں میری۔۔
کیا اتنا نہیں کر سکتی۔۔ نہیں کر سکتی۔۔۔ یار۔۔ پلیز۔۔ میری بات
سمجھو۔۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید میری پڑھائی۔۔ ابھی زل اتنا ہی بولی
تھی کہ زل کی نظر رابیہ پہ پڑی۔۔ پری۔۔ یہ تم کیا بول رہا ہے۔۔
ہم تم کو بتا چکا ہے۔۔ پھر تم کیوں ہمارا عزت کا تماشہ بنا رہا ہے۔۔
تم کو اپنا ماں باپ کا عزت کا پرواہ نہیں ہے۔۔ مورے۔۔۔
پلیز میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔ پلیز یہاں سے بھاگنے میں میری
مدد کرو۔۔۔ پریشاں نے رابیہ کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔ چٹاخ۔۔
ایک تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔۔ اس کے ساتھ ہی پریشاں بھی
بیڈ پہ اوندھ منہ گڑی تھی۔۔ مورے۔۔ پریشاں نے بے یقینی
سے رابیہ کی طرف دیکھا۔۔

ہم نے تمہارا تربیت ایسا تو نہیں کیا تھا۔۔ یہ کہاں سے سیکھا ہے

تم نے۔۔ اگر تم نے دوبارہ ایسا الفاظ زبان سے نکالا۔۔ ہم تمہارا

جان لے گا۔۔ رابیہ بول کر غصے سے کمرے سے نکلی۔

پریشاں کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔

پری یار۔۔ تم نکاح کر لوں۔۔ بعد میں لالا سے بات کر کے

ان کو منالینا۔۔ زمل نے پریشاں کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔

نہیں مانے گا۔۔ زمی۔۔ تم جان عالم کو اچھی طرح جانتی ہوں۔۔

وہ اپنی ضد کا پکا ہے۔۔ وہ کبھی مجھے آگے پڑھنے نہیں دے گا۔۔

پریشاں مسلسل رورہی تھی۔۔ زمی تم لالا سے بات کرو۔۔

وہ تمہاری بات ضرور مانے گے۔۔ لالا تم سے بہت محبت

کرتے ہیں۔۔ وہ جان عالم سے بات کرے گے

پریشاں نے ایک امید سے کہا۔۔ میں ان سے کیا

بات کرو گی۔۔ زمل پریشانی سے بولی۔۔ یار تم

ان سے بات کرو کہ وہ جان عالم کو سمجھائے۔۔

۔۔ پلیز زل۔۔ اپنی دوست کے کیے اتنا کر دو۔۔

میں کوشش کرو گی۔۔ زل نے اسے دلا سہ دیا۔۔ پریشاں کمرے

میں جا چکی تھی۔۔ زل اب پریشانی سے کمرے میں ٹہل

رہی تھی۔۔ وہ پریشاں سے بول تو چکی تھی۔۔ لیکن یہ بات

زل کو پتہ تھی۔۔ کہ وہ غزنوی کے سامنے کچھ بول

نہیں سکے گی۔۔ اور اس وجہ سوچتے ہی زل کے

چہرہ پہ سرخی چھائی تھی۔۔ غزنوی آفس سے سیدھا

ہی حویلی آتے زل کے کمرے میں آیا تھا۔۔ زل

جو کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔ غزنوی کو دیکھ کر

اس کی جان سولی پہ لٹکی تھی۔۔ آ۔۔ آ۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔ کسی نے دیکھ لیا

تو کیا سوچے گا۔۔

زل نے اپنا ہمیشہ والا جملہ بولا تھا۔۔ غزنوی کے

چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ غزنوی نے اس

کی طرف بڑھتے ہی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے

اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔ جس سے زل کہ کی ناز کی

اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔ زل سر دپڑتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔ یقین کرو جانے جانا کتنی

بھی تھکاوٹ ہوں۔۔ تمہیں دیکھتے ہی دور ہو جاتی۔۔ غزنوی انکھیں بند کرتے ہوئے بولا۔۔

مجھے اس پل کا انتظار ہے جب تم میرے بلکل

قریب ہو گی۔۔ اور سکون حاصل کرنے لیے

تمہیں خود کے قریب کرنے کے لیے تم میں

سماؤ گا۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ زل شر ماتے ہوئے

اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتے چہرہ چھپا گئی۔۔

غزنوی نت اس کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

چہرہ اوپر کیا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی

والا تھا کہ زل اس کے اور اپنے ہونٹوں کے

درمیان ہاتھ رکھا۔۔

ایسے نہیں۔۔ زل بولتے ہی اس سے دور ہوئی تھی۔۔

غزنوی نے حیران پوتے اسے دیکھا۔۔ جو اس کی

تھوڑی سی نرمی پہ اسے خود سے دور دھکیل چکی تھی۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ زل نے اس کے

سامنے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔۔ بولو۔۔ غزنوی

وہی کھڑا اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ پریشاں پڑھنا۔۔

غزنوی اس کے اگے بے الفاظ سنے بنا۔۔ اس کے

ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ اور شدت سے دانت

گاڑھتے ہوئے دور ہوا۔۔ دوبادہ پری کی پرھائی

کی بات مجھ سے نہ کرنا۔۔ لالا ہوں اس کا میں

نہیں چاہتا عالم کی اور میری دوستی خراب ہوں۔۔

تو دوبارہ خیال رکھنا۔۔ غزنوی بول کر باہر نکل

گیا۔۔ زلزلہ تو حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

5 سال سے زلزلہ اس کے نکاح میں تھی۔۔

اور آج پہلی دفعہ اس پہ غصے کرتا اور غصے میں

اس کے ہونٹوں پہ زخم چھوڑ کر گیا تھا۔۔ ورنہ

غزنوی تو ان کو ہمیشہ پھولوں کی طرح چومتا تھا۔۔

جسے ابھی بکھر جائے گا۔۔ زلزلہ بید پہ بیٹھی۔۔

جو ہوگا۔۔ بہتر ہوگا۔۔ زلزلہ نے مسکراتے ہوئے

سوچا۔۔ دو دن یوں گزرے جیسے ہوا۔۔ آج

جمعہ تھا۔۔ حویلی میں تیاریاں پورے زور شور

سے چل رہی تھی۔۔ مردان خانے میں اور

زنان خانے میں خوب ہل چل تھی۔۔ ہر کسی کے

چہرہ پہ خوشی تھی۔۔ سوائے دلہن کے۔۔ زمل

کی بھی آج رخصتی کرنی تھی۔۔ تو زمل پریشاں

کو تیار کرنے کے لیے کڑکیاں آئی ہوئی تھی۔

۔ مجھے برائیدل کے روم کا بتادے۔۔ ایک

لڑکی نے چھوٹی سی بچی کو روکتے ہوئے کہا۔۔

آپ۔۔ پریشاں۔۔ ابھی ابھی ماہی بو کی تھی کہ

جان عالم کی آواز پہ پلٹی۔۔ ورشاں گڑیا یہاں

کیا کر رہی ہوں۔۔ وہ لالایہ نجھے برائیدل کے روم کا پوچھ رہی ہے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ ورشا کے بتاتے ہی وہ لڑکی چلے گئی۔۔

ورشی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ جان عالم

مسکراتے ہوئے بولا۔۔

لالا آپ بھی میرے ساتھ ڈریس میچ جر کے پہن لوں۔۔

ورشا معصومیت سے بولی۔۔ ورشالائٹ بیلوں کلر کی فراک

جس کے آگے پیچھے لگے پہ کام ہوا تھا۔۔ پہنے اپنا بال کھلے چھوڑ

کر بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ لالا میں پری آپی کو دیکھ کر آتی

ہوں۔۔ ورشاں بول کے بھاگ گئی۔۔ پریشاں کے کمرے میں ابھی لڑکی آئی ہی تھی کہ پریشے اسے
زل کے کمرے میں بھیج چکی

تھی۔۔ ورشا کمرے میں آئی تو۔۔ پریشاں کمرے میں نہیں تھی۔۔

پری آپی۔۔ ورشاں نے سارا کمرہ دیکھا۔۔ لیکن پریشاں کہیں نہیں

تھی۔۔ مورے پری آپی کمرے میں نہیں ہے۔۔ ورشاں زنان خانے

میں آتے ہی بولی۔۔ جان عالم یہ سنتے پریشاں کے کمرے میں آیا۔۔ پریشاں

کہ نہ ملنے پہ جان عالم جی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔ یہ تم نے اچھا نہیں

کیا پریشاں۔۔ رابیہ روتے ہوئے بولی۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ جان عالم

حبیب اللہ کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔ میں اپنے خاندان کا نام مٹی میں

ملنے نہیں دوگا۔۔ جان عالم دھاڑا تھا۔۔ اور پھر اس کے اتنے ٹکڑے کروگا۔۔

کہ اس کی روح کانپ جائے گی۔۔ جان عالم غرایا تھا۔ عالم تم یہاں سے جاؤ گ
 تو لوگ طرح طرح کی باتیں کرے گے۔۔ حبیب اللہ خان نے اس کے کندھے
 پہ ہاتھ رکھا۔۔ بابا کیا نیس خاموش رہوں۔۔ میرے خاندان کی عزت کی عزت
 کا سوال ہے۔۔ میں اپنی عزت مٹی میں ملنے نہیں دوں گا۔۔ جان عالم طیش و عالم میں
 غرایا۔۔ عالم تم ورشا سے نکاح کر لوں۔۔ احمد فراز نے سر جھکائے کہا۔۔ جان عالم
 کی آنکھوں کے سامنے ورشا کا چہرہ آیا۔۔ وہ تو چھوٹی سی ہے۔۔ جان عالم کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔
 وہ چھوٹی سی ہے۔۔ جان عالم نے فراز کی طرف دیکھا۔۔ حبیب اللہ جان عالم کے پاس آئے۔۔
 عالم خاندان کی عزت کا سوال ہے۔۔ تم کو یہ کرنا پڑا گا۔۔ حبیب اللہ نے جان عالم کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔۔ خان حویلی میں موت سا سما چھایا ہوا تھا۔۔ غزنوی کی گاڑی حویلی
 کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔ غزنوی لاؤنچ میں داخل ہوا۔۔ احمد فراز غزنوی کے
 قریب آیا۔۔ پریشاں ملی۔۔ نہیں بابا۔۔ غزنوی نے احمد فراز جی طرف دیکھتے ہوئے
 کہا۔۔ تو پھر دیر کس بات کا ہے۔۔ تم جا کر بچی کو تیار کرو۔۔ نکاح آج ہی ہو گا۔۔
 احمد فراز نے رابیہ سے کہا۔۔ کون سی بچی بابا۔۔ غزنوی نے احمد فراز کی طرف

سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں کا نماح جان عالم سے۔۔

احمد فراز نے ایک نظر غزنوی پہ ڈالی۔۔

بابا یہ اپ کیا بول رہے ہیں۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ ورشاں ابھی چھوٹی

سی ہے۔۔ اس کا نکاح اپ کیسے جان عالم جے ساتھ کر سکتے ہیں۔۔ اور عالم

تمھاری غیرت کہاں جا کر سوئی ہے۔۔ تم ایک چھوٹی سی بچی سے ن

کاح کرو گے۔۔ غزنوی نے اپنے خاندان کی عزت نام مرتبہ مٹی

میں ملنے نہیں دے سکتا۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔

میں ایسا نہیں ہونے دو گا۔۔ غزنوی بول کر ورشاں کے کمرے میں

آیا۔۔ آئیمہ اور رانیہ دونوں ورشاں کو تیار کر رہی تھی۔۔ مورے

یہ آپ کیا کرنے جا رہی ہے۔۔ غزنوی نے پاس کھڑی رابیہ کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی نے چھوٹی سی ورشاں جو دلہن

بنی ہوئی تھی۔۔ اسے خود میں بھینچا۔۔ لالا۔۔ ورشاں نے

معصومیت سے غزنوی کو پکارا۔۔ جی میری گڑیا۔۔ غزنوی گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔ لالا میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔

ورشاں ات معصومیت سے اپنا لہنگا دیکھتے ہوئے کہا۔۔

میری گڑیا بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ غزنوی نے پریشاں

کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔ لالا مورے رو کیوں رہی ہے۔۔

ورشاں رابء کوروتا دیکھ کر بولی۔۔ مورے میں اپنی گڑیا کے ساتھ یہ ظلم نہیں ہونے دوگا۔۔ غزنوی نے اسے گلے لگایا۔۔

تبھی احمد فراز اندر کمرے میں آئے۔۔ پریشاں تیار ہے۔۔ احمد

فراز نے ایک نظر غزنوی پہ ڈالی۔۔ بابا ایسا مت کرے۔۔

غزنوی نے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی یہ نکاح

ہو گا تو ہمارا خاندان بدنام ہو جائے گا۔۔ بابا پ خاندان کا نام

بچانے کے لیے بیٹی قربان کر دے گے۔۔ اگر غزنوی اب تم

نے کچھ کہا تو تم نرا ہوا چہرہ دیکھو گے۔۔ احمد فراز بولتے

ہی غزنوی دور ہوا۔۔ غزنوی غصے سے کمرے سے نکلا۔۔

ورشیاں ولد احمد فراز خان آپ کا نکاح جان عالم ول

د حبیب اللہ خان سے باعواز 10 کروڑ ہتھنق قرار پایا ہے۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔ ورشیاں نے رابیہ کی طرف

دیکھا۔۔ بولو جان قبول ہے۔۔ رابیہ نے ورشیاں کی طرف

نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ قبول ہے۔۔ ورشیاں

نے معصومیت سے تین دفعہ بولا۔۔ غزنوی اپنے کمرے

میں غصے سے ٹہل رہا تھا۔۔ غزنوی باہر چلو۔۔ زمل

کے ساتھ کمرے میں آنا۔۔ رابیہ غزنوی کے کمرے میں آتے ہوئے بولی۔۔

زمل بھی پیچھے ہی تھی۔۔ آپ واپس لے جائے

اسے۔۔ غزنوی دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

کیا بول رہا ہے بچہ تم۔۔ رابیہ نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مورے آپ اسے واپس اس کے
کمرے میں چھوڑ دے۔۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہوں تم غزنوی۔۔ جان عالم غزنوی

کا گریبان پکڑتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔ میری مرضی ہے۔۔

میں اسے اپنے کمرے میں نہیں رکھنا چاہتا۔۔ تو کون ہوتا

ہے۔۔ مجھ سے یہ سوال پوچھنے والا۔۔ میری بیوی ہے۔۔

میری مرضی۔۔ میں اس کے ساتھ کچھ بھی کرو۔۔ غزنوی

نے جان عالم سے اپنا گریبان چھرواتے ہوئے جان عالم

کو دور دھکیلا تھا۔۔ میں تیری جان لے لوں گا سالے۔۔

جان عالم نے اس کا گریبان پکڑا۔۔ بن گیا ہو سالہ تیری برسوں کی خواہش پوری ہو گئی۔۔ مجھے تو لگتا

ہے۔۔ تیری نظر تھی میری گڑیا پہ۔۔ رُزنوی نے جان عالم کے منہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔ ہاں تھی۔۔ میری

نظر۔۔ ہو گئی میری۔۔ بیوی ہے میری۔۔ اب ہر خواہش اس سے پوری کرو گا۔۔ جو میرا دل کرے

گا۔۔ وہی کرو گا۔۔ جان عالم نے بھی غزنوی کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔ میں تیری جان لے لوں گا

سالے۔۔ غزنوی نے جان عالم کا گریبان پکڑا۔۔ ورشاں اپنا بھاڑی لہنگا پکڑتے کمرے میں آئی۔۔

لالا۔۔ غزنوی نے ورشاں کی آواز سنتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ میری گڑیا۔۔ غزنوی جان عالم کا

گریبان چھوڑتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔

لیکن جان عالم اس سے پہلے ہی ورشاں کی بازو پکڑتے کمرے سے نکلا۔۔ عالم۔۔ غزنوی دھاڑا تھا۔۔ جان عالم روکا تھا۔۔ پھر ورشاں کی بازو پکڑے آگے کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم چھوڑ دے میری گڑیا کو۔۔ غزنوی دھاڑتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو میری بیوی کو مجھ سے دور کر کے دیکھائے۔۔ کسی کے باپ میں بھی جرات نہیں کوئی میری بیوی کو مجھ سے دور کرے۔۔ جان عالم نے بول کر ورشاں کی کلائی پکڑے آگے کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے اس کے ساتھ بھاگتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔ چھوڑے میری بازو لالا۔۔ ورشاں اپنا لہنگا ایک ہاتھ سے پکڑتے ہوئے چلائی۔۔ جان عالم کے قدم روکے تھے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ نہیں چلا جا رہا مجھ سے۔۔ ورشاں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔ تھوڑا سا اور چلو بس۔۔ کوئی نہیں۔۔ ورشاں زمین پہ بیٹھ گئی۔۔

یار۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ مجھ سے نہیں اٹھایا جا رہا لہنگا۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ جان عالم نے جھکتے ہوئے ورشاں کو اٹھایا۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ بہت وزنی ہے یہ لہنگا۔۔ جان عالم پاؤں سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ اور ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھا۔۔ یہ تو آپ کا کمرے ہے نہ لالا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں میری بات سنو۔۔ اب مجھے لالا نہیں بولنا۔۔ پھر کیا بولو۔۔ ورشاں تم میرا نام لیا کرو۔۔ نہیں میں آپ کو نام نہیں لے سکتی آپ بہت بڑے ہیں۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔

یار۔۔۔ جان عالم نے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان۔۔۔ ورشاں کی آواز پہ جان عالم پلٹا تھا۔۔

پریشاں ردا کے ساتھ اس کے گھر آئی۔۔ پریشاں کا گھر زیادہ بڑا نہیں تھا۔۔ دو کمرے ایک سٹور روم پہ مشتمل تھا۔۔ پریشاں کو دیکھ کر ردا کی ماں نے اسے گلے لگایا۔۔ کیسی ہوں بیٹا؟؟؟ ٹھیک ہوں آنٹی۔۔ رانیہ نے ردا کی طرف دیکھا۔۔

ردا نے جواباً خاموش رہنے کا کہا۔۔ اور پریشاں کو لیے اپنے کمرے میں آئی۔۔ یہ میرا کمرہ ہے پریشاں۔۔ اسی میں تمہیں میرے ساتھ رہنا ہو گا۔۔ ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

رانیہ ردا کے کمرے میں چائے لے کر آئی۔۔ ردا فریش ہونے چلے گئی۔۔ رانیہ پریشاں سے باتیں کرتی رہی۔ پھر اس کی طرف دیکھا۔۔ بیٹا کب تک یہاں رہنا ہے تمہیں۔۔

رانیہ کی بات پہ پریشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ماں آپ جا کر کھانا بنائے۔۔ ردا جوابی کمرے میں آئی تھی۔۔ رانیہ کی بات سنتے ہوئے بولی۔۔ رانیہ چپ کر کے ہمرے سے نکل گئی۔۔ یا رماں کی بات کا غصہ نہ کرنا۔۔ وہ بس یو ہی کہتی ہے۔۔

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پریشاں بھی مسکرائی۔۔ لیکن اتنا اسے پتہ چل گیا تھا جلد از جلد اسے کہیں اور رہنے کا بندوبست کرنا تھا۔۔ پریشاں اپنی کتاب پکڑتے ہوئے بیٹھی۔۔ کیا کو اہو گا حویلی میں۔۔ پریشاں نے کتاب کھولتے ہی سوچا۔۔ مجھے کیا کچھ بھی ہوا ہوں۔۔ میں تو اب اپنی پڑھائی پوری کرو گی۔۔ پریشاں نے مسکراتے ہوئے سوچا۔۔

جان۔۔ ورشاں کی آواز پہ جان عالم پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ کیا کہا تم نے ابھی۔۔ جان عالم کو لگا جیسے اس نے غلط سنا ہوں۔۔ میں نے کہا جان۔۔ ورشاں بیڈ پہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔ ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔ جان عالم کے دیکھنے پہ ورشاں نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔۔ میرا نام جان عالم ہے۔۔ جان نہیں ہے۔۔ ایزایٹ کلئیر۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ کا نام جان عالم ہے۔۔ ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔ تو پھر جان عالم ہی بولو۔۔

جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ میں نہیں بولو گی۔۔ سب آپ کو عالم بولتے ہیں۔۔ اس لیگ میں آپ کو جان ہی بولو گی۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔

جان عالم نے اس کی طرف دیکھا جو اس کی بات نہیں مان رہی تھی۔۔

اچھا جو تمہارا دل کرے بولنا۔۔ بس ابھی تم بیٹھ جاؤ۔۔ جان عالم نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔

آپ کے پاس فون ہے نہ۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

فون ہے کیوں؟؟ میری تصویریں اتر آئے۔۔ میں گھوموں گی۔۔ تو

وڈیو بنانی ہے میری۔۔ ورشاں گھومتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم

نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔ وڈیو بنائے میری۔۔۔ ورشاں نے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔
اچھا۔۔۔ جان عالم نے بول کر اس کی وڈیو بنانی شروع کی۔۔۔ ورشاں تقریباً ایک گھنٹے سے وڈیو بنوا رہی
تھی۔۔۔

بس کرو یا۔۔۔ کیوں آپ تھک بھی گئے۔۔۔ میں تو نہیں تھکی۔۔۔ ورشاں نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔
اچھا چلو جاؤ۔۔۔ جا کر کپڑے چینج کرو۔۔۔ کیوں یہ اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔ لا لا بول رہے تھے کہ بہت
اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔ میں نے کب کہا کہ یہ اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔ پھر کیوں کہا۔۔۔ میں نے اس لیے کہا
ہے کیونکہ تم تھک گئی ہو گی۔۔۔ اس لیے سو جاؤ۔۔۔ جان عالم

نے پیار سے کہا۔۔۔ میں تو نہیں تھکی۔۔۔ لیکن مجھے بھوک تو بہت لگی ہے۔۔۔ آپ میرے لیے کھانا لے
آئے۔۔۔

ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔۔ میں جاؤ۔۔۔ جان عالم نے خود کی طرف دیکھتے ہوئے اشارہ
کیا۔۔۔

یہاں آپ ہے تو آپ کو ہی بول رہی ہوں۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا۔۔۔ اوف۔۔۔ جان عالم
نے بولتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔

یہ ورشاں نے بھی مان لی۔۔۔ جان عالم دس منٹ بعد کھانا لیے کمرے میں آیا۔۔۔

ورشاں ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ تم نے کپڑے چینج نہیں کیے۔۔۔ نہیں کیے۔۔۔ نہیں۔۔۔

اچھا چلو کھانا کھاؤ۔۔ جان عالم نے اس کے اگے ٹریں رکھی۔۔ میں نہیں کھا سکتی۔۔ ورشاں نے
معصومیت سے کہا۔۔ کیوں؟؟ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ میرے ہاتھوں پہ
مہندی لگی ہوئی ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کو ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔۔ چلو منہ کھولو۔۔ جان عالم نے
نوالہ بناتے ہوئے اس کی طرف بڑھایا۔۔ آپ بھی کھالے۔۔ آپ کو منع ہے۔۔ ورشاں کھاتے ہوئے
بولی۔۔ نہیں تم کھاؤ۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں نے پانی پیا۔۔ کھانا کھا کر
ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا۔۔ ایک بات بتاؤ آپ کو۔۔ ہم بولو۔۔
کان ادھر کرے۔۔ ورشاں نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔۔ میرے ہاتھوں کی مہندی تو پہلے سے لگی
ہوئی ہے۔۔ اور میں نے ہاتھ بھی ویش کر لیے تھے۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔ تو جھوٹ کیوں
بولا۔۔ جان عالم نے ایبر و آچکا کر کہا۔۔ میرا دل کیا۔۔ ورشاں منہ پہ ہاتھ رکھتے ہستے ہوئے بولی۔۔ اچھا
چلو اب بس کرو۔۔ جان عالم تھوڑا روڈ ہوا تھا۔۔ اوکے۔۔

ورشاں بول کر دروازے کی طرف بڑھی۔۔ اب کہاں جا رہی ہوں۔۔ جان عالم نے اسے دروازے کی
طرف بڑھتا دیکھ کر کہا۔۔ کپڑے لینے۔۔ ورشاں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ جان
عالم بیڈ سے اٹھتا ورشاں کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

غزنوی کمرے کی وسط میں چکر لگا رہا تھا۔ اپنگ چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے غزنوی کمرے سے نکلتے زمل کے کمرے کی طرف بڑھا۔ زمل بیڈ پہ اوندھ منہ گڑی دلہن کے کپڑوں میں رو رہی تھی۔ غزنوی زمل کی طرف بڑھا۔۔۔

زمل نے چہرہ اٹھاتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔ آپ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔۔ زمل غزنو ج کے مواہل آتے ہوئے بولی۔۔ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔ غزنوی اس کی طرف بڑھا۔ اور کر چکا ہوں۔۔

غزنوی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہے۔ زمل نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

ابھی بھی کرتا ہوں لیکن میں یہ رخصتی نہیں چاہتا۔ غزنوی اس سے دور ہوا تھا۔ اس میں میری کیا غلطی ہے۔۔ زمک کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔ تمہاری یہی غلطی کافی ہے۔۔

کہ تم جان عالم کی بہن ہوں۔۔ اور اس کے کیے کی سزا تمہیں ملے گی۔ غزنوی دھاڑا تھا۔ زمک اس کی دھاڑا پہ کانپی تھی۔۔ کیوں کہ غزنوی نے اس کے سامنے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔ غزنوی۔ زمل نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔

میں تمہیں یہی بتانے آیا تھا کہ تم اب۔۔ ابھی غزنوی اتنا ہی بولا تھا کہ زمل بولی۔۔

اب یہ دیکھنے آئے تھے کہ میں زندہ ہو یا مر گئی۔۔۔ یہ دیکھنے آئے تھے کہ میرا تماشا کتنا بنا ہے۔۔ یا پھر یہ دیکھنے آئے تھے کہ اتنی ذہن کے بعد زندہ کیسے ہوں۔۔ زل روتے ہوئے بولی۔۔

کیا چاہتی ہوں بولو۔۔ غزنوی نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ بولو کیا چاہتی ہوں۔۔۔ تمہیں اپنے کمرے میں لے جاؤں۔۔ پھولوں کی سیج سجاؤں۔۔ تمہیں اس پہ بٹھاؤں۔۔ بولو یہی چاہتی ہوں نا تم۔۔ غزنوی اس کا جبرہ دبوتے ہوئے غرایا۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا جبرہ چھروانے کی کوشش کی۔۔ اگر تم یہی چاہتی ہو۔۔ تو میں تمہاری یہ خواہش یہاں بھی پوری کر دوں گا۔۔ غزنوی نے اسے دیکھتے ہوئے استہزائیہ کہا۔۔

بہت ہی بے رحم ہیں آپ۔۔ میں کیسے بھول گئی۔۔ آپ بھی تو اسی حویلی میں رہنے والے خان ہے۔۔ آپ کیسے ان سب سے الگ ہو سکتے ہیں۔۔ میری غلطی تھی۔۔ میں نے سوچا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔ میری غلطی تھی اس حویلی کے سفاک مردوں میں سے ایک سفاک انسان سے محبت کی امید رکھی۔۔ نہیں کرتے آپ مجھ سے محبت۔۔ بلکہ بھی محبت نہیں کرتے آپ مجھ سے۔۔ زل روتے ہوئے بولی۔۔

ہاں نہیں کرتا میں تم سے محبت۔۔ نہیں کرتا میں تم سے محبت اس لیے اس رخصتی سے منع کیا ہے۔۔ اور اب یہ رخصتی کبھی نہیں ہوگی۔۔

غزنوی اسے بیڈ پہ دھکا دیتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔ پلینز غزنوی ایسے مت کریں۔۔ میں مرجاؤں گی۔۔ پلینز غزنوی۔۔ زل روتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی۔۔

مر جاؤ گی۔۔ ہاں۔۔ تو مر جاؤ۔۔ کیونکہ میں تمہیں اب کبھی میسر نہیں ہونے والا۔۔ غزنوی سفاکیت سے بولتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔

جان عالم ورشاں کے کمرے کی طرف آرہا تھا۔۔ جب اس کی نظر غزنوی پہ پڑی۔۔ جو زمل کے کمرے سے نکل رہا تھا۔۔ غزنوی نے جان عالم پہ استہزائیہ نظر ڈالی۔۔

تو یہاں کیا کر رہا ہے کمینے۔۔ جان عالم نے اس کا گریبان پکڑا۔۔

تو کون ہوتا ہے سالے مجھ سے پوچھنے والا۔۔ میری بیوی کا کمرہ ہے۔۔ ہٹ پیچھے۔۔ غزنوی نے جان عالم کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔۔

کمینے بیوی نہیں ہے۔۔ وہ منکوحہ ہے تیری۔۔ جان عالم نے اس کے منہ پہ مکا جڑا تھا۔۔

میں نے اپنی مرضی سے رخصتی نہیں لی۔۔ میں چاہوں تو ابھی لے سکتا ہوں۔۔ اور تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔ غزنوی دھاڑا تھا۔۔ نکل یہاں سے دوبارہ تو مجھے میری بہن کے کمرے کے باہر نظر بھی آیا۔۔ تو میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔۔ جان عالم اسے دھکا دیتے ہوئے ورشاں کے کمرے میں چلا گیا۔۔ ورشاں کے ڈریسنگ روم سے اس کے لیے اس کے کپڑے لیتے ہوئے جان عالم اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

غزنوی بھی غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

یہ لو۔۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ کپڑے رکھے۔۔۔ اوکے۔۔۔ میں ابھی پہن کر آتی ہوں۔۔۔ ورشاں اپنے کپڑے اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف آئی۔۔۔ پانچ منٹ بعد ورشاں کپڑے چینج کر کے روم میں آئی۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔۔۔

آل پاڈریسنگ روم کتنا بڑا ہے۔۔۔ ورشاں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو گھماتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔ ورشاں چیدپہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ پوچھو۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ میں آپ کے کمرے میں رہوں گی۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم نے اس کے معصومیت بھرے انداز پہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

کیوں؟؟ ورشاں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس سے معصومیت سے کتنا مشکل سوال پوچھ چکی تھی۔۔۔ جو کچھ دیر پہلے تک اسے اپنی بہن بول رہا تھا۔۔۔ اب کس منہ سے بیوی بولے گا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ بتائیں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔۔۔ جان عالم نے اپنا چہرہ پیچھے کیا تھا۔۔۔ بتائیں۔۔۔ ورشاں نف معصومیت سے دوبارہ پوچھا۔۔۔

کیونکہ ہماری شادی ہو گئی ہے۔۔۔ اس لیے۔۔۔ جان عالم نے سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

شادی مطلب۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔

جیسے مورے اور بابا کی شادی ہوئی ہے۔۔ ویسے ہماری بھی ہوئی ہے۔۔ جان عالم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

او اچھا۔۔ ورشاں سمجھنے کے انداز میں بولی۔۔

کیا ہوا۔۔ جان عالم نے اس کے یوں بولنے پہ کہا۔

جیسے مورے اور بابا ہے ویسے ہماری بھی شادی ہوئی۔۔

ہاں۔۔ جان عالم نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ہمارے بھی میری اور آپ کی طرح بے بی ہوں گے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولتے تالیاں بجانے لگی۔۔ جان عالم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ کب آئے گا ہمارا بے بی۔۔ ورشاں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔

سو جاؤ ورشاں۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔ اس کے بے تنکے سے سوال جان عالم کیا جواب دیتا۔۔

اچھا سو جاؤں گی۔۔ لیکن میرے پاس ہی رہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ مجھے اکیلے میں ڈر لگتا ہے۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔

پہلے بھی تو اکیلے سوتی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ نہیں تو کبھی پری آپنی اور کبھی
 راحیلہ آنٹی میرے ساتھ سوتی تھی۔۔ یا پھر آپ پری آپنی یا راحیلہ آنٹی کو بھیج دے۔۔ ورشاں نے
 روتے سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ اور سو جاؤ۔۔ اور خبردار جو کبھی دوبارہ اپنے بہن کا نام
 لیا۔۔ پریشاں کا نام سنتے ہی جان عالم کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔۔ اسی لیے اپنے غصے پہ واہو پاتے ہوئے
 دھاڑا تھا۔۔ ورشاں نے اس کی دھار پہ خوفزدہ ہوتے آنکھیں بند کی تھیں۔۔ ورشاں جان عالم کے سرخ
 چہرے کو دیکھتے بیڈ کے نیچے چھپتے ہوئے رونے لگی۔۔ ورشاں کی رونے کی آواز سنتے جان عالم اپنے غصے پہ
 کنٹرول کرتے ہوئے نیچے بیٹھا۔۔ ورشاں باہر آؤ۔۔ جان عالم نے پہار سے اس کی طرف ہاتھ کرتے
 ہوئے کہا۔۔ نن۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ میں نہیں آؤ گی۔۔ آپ مکھ پہ پھر سے غصے کرے گے۔۔ ورشاں
 روتے ہوئے بولی۔۔ نہیں کروں گا۔۔ باہر آؤ۔۔ جان عالم نے نرمی سے کہا۔۔ نہیں آؤ گی۔۔
 ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔ پکا پرامس بلکل بھی غصے نہیں کروں گا۔۔ جان عالم نے پھر سے ہاتھ آگے
 کرتے ہوئے کہا۔۔ پکا۔۔ پرامس کیا ہے اس لیے آرہی ہوں۔۔ ورشاں بول کر بیڈ کے نیچے سے باہر
 نکلی۔۔ ورشاں نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔ ہاں یہی ہوں۔۔ سو جاؤ۔۔ جان لے
 دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ یہاں میرے پاس آئے۔۔ پھر ہی نیند آئے گی۔۔ ورشاں نے بیڈ
 پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ اوف۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھا۔۔ اب مجھے لوری بھی دے۔۔ ورشاں نے
 معصومیت سے کہا۔۔ کیا؟؟ لوری جو مجھے سن کر روز نیند آتی ہے۔۔ وہ سنائے۔۔ ابھی سو جاؤ گی۔۔
 پلیز۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔ کون سی۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ وہ
 والی اللہ اللہ لوری۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مجھے نہیں آتی یہ۔۔ دیکھو میں پاس ہوں تمہارے

ابھی سو جاؤ۔۔ کل تم سے سیکھوں گا۔۔ پھر سنایا کروں گا۔۔ پکا۔۔ ہاں پکا۔۔ اب بس ابھی سو جاؤ۔۔
 ورشاں نے آنکھیں بند کر لی۔۔ جان عالم ورشاں کے معصوم سے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔
 کہیں میں نے غلط تو نہیں کر دیا۔۔ ورشاں ابھی چھوٹی سی ہے۔۔ لیکن میں اپنے خاندان کا نام بدنام بھی
 نہیں کر سکتا تھا۔۔ پریشاں تم ایک دفعہ میرے سامنے آ جاؤ۔۔ میں تمہاری جان لوں گا اپنے ہاتھوں
 سے۔۔ تمہاری وجہ سے اس معصوم کی زندگی برباد ہوئی۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑو گا پریشا۔۔ تم
 بس ایک دفعہ میرے سامنے آ جاؤ۔۔ میری اور اس معصوم کی زندگی برباد کرنے کی سزا تمہیں میں دوں
 گا۔۔۔



"عقیدتِ محبت" (قسط نمبر 5 تا 8)

جان عالم اپنی سوچوں میں گم کب سویا۔۔ یہ اندازہ اسے بھی نہیں۔۔ صبح ورشاں جب اٹھی۔۔ جان
 عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔۔ ورشاں نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو چھوٹا کرتے ہوئے
 جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم کے بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ ورشاں نے جان عالم
 کی پیشانی سے بال اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سائیڈ پہ کیے۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے
 ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ "کیا کر رہی ہوں۔۔۔" جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔"آپ کے بال تھے۔۔ یہاں ایسے لگ رہے تھے۔۔ جیسے کوئی جن ہوں۔۔۔ اسی لیے میں نے پیچھے کر دے۔۔۔" ورشاں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"اچھا چلو جا کر اب فریش ہو جاؤ۔۔ سکول جانا ہے۔۔" جان عالم اس کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔۔۔"مجھے سکول نہیں جانا۔۔" ورشاں بیڈ کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔"کیوں؟؟؟" جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

میرا یونیفارم پرپیس نہیں ہے۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔ سکول تو جانا ہی ہے۔۔ تم جا کر فریش ہو کر آؤ۔۔ میں تمہارا یونیفارم لے کر آتا ہوں۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ہوئے

باہر نکلا۔۔ ورشاں کندھے اچکاتے ہوئے واشروم میں چلے گئی۔۔ جان عالم ورشاں کا یونیفارم لیے کمرے سے باہر نکلا۔۔ رائنہ ورشاں کے سکول سے آنے سے پہلے اس کا سارا سامان میرے کمرے میں

ہونا چاہیے۔۔ جان عالم بول کر کمرے میں آیا۔۔

یہ تو پریس بھی نہیں ہے۔۔ جان عالم اس کے یونیفارم کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ افس۔۔ جان عالم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ اور ورشاں

کے کپڑے پریس کرنے لگا۔۔ جان عالم ورشاں کا یونیفارم پریس کر کے باہر نکلا۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ چلو جاؤ پہن کر آؤ۔۔ جان عالم نے یونیفارم بیڈ پہ رکھا۔۔ ورشاں منہ بناتے

ہوئے یونیفارم لیے ڈریسنگ روم میں آئی۔۔ پانچ منٹ بعد یونیفارم پہن کر ورشاں باہر آئی۔۔ جان عالم بیڈ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔ جان۔۔ ورشاں نے

اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان میرے بال بھی تو بنائے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مجھے نہیں آتے بنانے۔۔ آپ اتنے بڑے ہو گئے

ہے۔۔ آپ کو بال بنانے نہیں آتے۔۔ ورشاں بیڈ پہ چرتے ہوئے بولی۔۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ ادھر بیٹھو۔۔ جان عالم نے اسے بیٹھتے ہوئے کہا۔ جان عالم کو بال بنانے نہیں آرہے تھے۔۔

ایک گھنٹے سے جان عالم اس کے بال بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ یہاں بیٹھے میں بتاتی ہوں آپ کو۔
ورشٹاں نے جان عالم کو بیڈ پہ بیٹھایا۔ اور خود بیٹھایا۔ بیڈ پہ کھڑی ہوئی۔ ورشٹاں نے جان عالم کے

بالوں میں بریش کرتے ہوئے اس کے بالوں کو باندھا۔ یہ کیا کر رہی ہوں۔۔ جان عالم اسے
اپنے بال باندھتے دیکھ کر بولا۔۔ چپ کرے۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ
رکھی۔

دیکھے ایسے بال بناتے ہیں۔۔ اب میرے بنائے۔ ورشٹاں جان عالم کے بال بنا کر اسے مراد کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔ بیٹھو۔۔ جان عالم نے اسے بیٹھاتے ہوئے

بالکل اسی طرح اس کے بال باندھے۔۔ بہت اچھے ہے۔۔ ورشٹاں مرار کے سامنے آتے ہوئے بولی۔
اچھا چلو باہر ناشتہ کرو۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔ جان عالم بول کر واشروم میں چلا گیا۔ ورشٹاں

کمرے سے نکلتے ہوئے ڈائنگ روم میں آئی۔۔۔ راہِ ناشتہ لگا رہی تھی۔۔۔ مورے۔۔۔ ورشاں راہِ کے
پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ میری بچی کیسی ہے۔۔۔ راہِ نے ورشاں کو گلے لگاتے

ہوئے کہا۔۔۔ آہستہ آہستہ سب ناشتہ کی ٹیل پہ موجود تھے۔۔۔ زمل کے علاوہ۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے
ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ میرا بچہ کیسا ہے۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کے ہاتھ

چومتے ہوئے کہا۔۔۔ لالا میں ٹھیک ہوں۔ ورشاں نے سستے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ جان عالم کو
ڈائنگ روم میں آنا دیکھ کر ورشاں بولی۔۔۔ سب نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی

نے حیرانگی سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

بیٹا آپ کو یہ نام لینے کا کس نے بولا۔۔۔ غزنوی پیار سے ورشاں کے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ لالا
ورشاں اتنا ہی بولی تھی کہ جان عالم

نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے اسے غزنوی سے دور کرتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ میں نے کہا ہے۔۔ تمہیں کوئی مسئلہ ہے۔۔ جان عالم نے سرد نظریں غزنوی پہ ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

چلو میں تمہیں سکول چھوڑ کر آتا ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کی بازو پکڑے دوسرے ہاتھ میں اس کا بیگ پکڑے ڈاننگ روم سے نکلا۔۔ سب نے حیرانگی سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جو کل

تک پڑھائی کے خلاف تھا۔۔ آج خود اسے سکول چھوڑنے جا رہا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو گاڑی میں بیٹھایا۔۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ یہ بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی۔۔ ورشاں غصے

سے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ مجھے بھوک لگی تھی۔۔ آپ نے کھانا بھی نہیں کھانے دیا۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ میں کھلا دیتا ہوں۔۔ اتنے غصے سے مت دیکھو۔۔ جان عالم ورشاں کی

سے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ مجھے بھوک لگی تھی۔۔ آپ نے کھانا بھی نہیں کھانے دیا۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ میں کھلا دیتا ہوں۔۔ اتنے غصے سے مت دیکھو۔۔ جان عالم ورشاں کی

طرف ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا۔۔ آپ نے جھوٹ کیوں کہا۔۔ آپ تو مجھے منع کر رہے تھے۔۔ میں
آپ کو جان نہیں بولو۔۔ ورشاں نے ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

ویسے ہی کہا۔۔ اچھا چلو رکو۔۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے لے کر آتا ہوں۔۔ جان عالم بول کر
گاڑی سے نکلا۔۔ اور بیکری سے ورشاں کے لیے چو کلیٹ اور سینڈوچ لے کر آیا۔۔ ورشاں

نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں کو چو کلیٹ اور سینڈوچ پکڑائے۔۔ تھینک یو سو میچ
جان۔۔ ورشاں خوشی سے بولتے ہوئے جان عالم کے عارض یہ ہونٹ رکھتے ہوئے پیچھے

ہوئی۔۔ جان عالم نے اپنے عارض پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ میں لینے خود آؤ گا۔۔ اور کب تک نہ آؤ۔۔ سکول سے باہر مت
آنا۔۔ جان عالم

نے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے سکول میں داخل ہوئی۔۔ جان عالم بھی وہاں سے آفس کی طرف چلا گیا۔۔

پریشا صبح اٹھ کر تیار ہو کر یونیورسٹی آگئی۔ یونیورسٹی کے باہر جان عالم کو دیکھ کر پریشا کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔ پریشا نے جان عالم کی طرف

طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ اب یہ جائے تو میں اندر جاؤ۔۔ پریشا جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ پریشا دس منٹ سے کھڑی ہوئی تھی۔ جان عالم کے آفس تھوڑا ہی آگے تھا۔۔

پریشا اپنا چہرہ دھکتے ہوئے جان عالم کے پاس سے گزر گئی۔۔ یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔ پریشا نے یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ریحان پریشا کو دیکھ کر اس کے پاس آیا۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔ تم ہوتے کون ہوں مجھ سے پوچھنے والے۔۔ ردا کے بھائی ہوں۔۔ اس تک رہوں۔۔ پریشا غصے سے بول کر کلاس میں چلے گئی۔۔ اس کی عقل

تو ٹھکانے لگانی ہوگی۔۔ ریحان نے پریشاکی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔۔ تیرا علاج میں کرتا ہوں۔۔
ریحان بول کر باہر نکلا۔۔

زل کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ غزنوی

یہ دیکھ کر اس کے کمرے میں آیا۔۔ زل بیڈ پہ اوندھ منہ لیٹے ہوئے تھی۔۔ تم کمرے سے باہر کیوں
نہیں نکلی۔۔ غزنوی

زل کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ آپ کو کیا مسئلہ ہے۔۔ میں باہر آؤ۔۔ یا پھر نہیں۔۔ میں مر
بھی جاؤ آپ کو کیا مسئلہ ہے۔۔ پیچھے ہٹے۔۔ زل غزنوی کو

خود سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ شوہر ہوں تمہارا۔۔ غزنوی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔ شوہر نہیں
ہے۔۔ منکوحہ ہوں میں آپ کی۔۔ زل غصے سے بولی۔۔

ورشاں تم مجھ پہ ہنس رہی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان خان میں ہنس رہی مجھے
 ہنسی آرہی ہے۔۔ آپ کی آواز کتنی اچھی ہے۔۔ ورشاں نے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے ہتے ہوئے کہا۔۔ جان
 خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ بولو۔ جان عالم نے
 سنجیدگی سے کہا۔۔ جان خان مجھے آئیس کریم کھانی ہے۔۔ ورشاں نے آئیس کریم والی شوپ کی طرف
 اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں گلہ خراب ہو جائے گا۔۔ جان عالم نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مجھے
 کھانی ہے۔۔ ورشاں نے ہونٹ نکالتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔ نہیں ورشاں۔۔ بری بات۔۔ میں
 منع کر رہا ہوں۔۔ مجھے کھانی ہے تو کھانی ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سیٹرینگ پہ رکھے ہاتھ پہ ہاتھ
 رکھتے گاڑی روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ جان عالم اپنے ہاتھ پہ ہاتھ دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔۔ گاڑی یہ بری
 طرح اچھولی تھی۔۔ گاڑی کے اچھالنے پہ ورشاں بری طرح سے لڑکھڑاتی ہوئی جان عالم کے سینے پہ
 گری تھی۔۔ ورشاں کے جان عالم کے سینے پہ لگنے سے جان عالم نے ہوش میں آتے ہوئے سیٹرینگ
 سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ورشاں کو خود سے الگ کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن ورشاں ڈرتے
 ہوئے جان عالم کی شرٹ منظبوطی سے پکڑے اس میں مزید چھپنے کی کوشش کی تھی۔۔ جان عالم کی
 پیشانی پہ پسینہ آیا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے ایک طرف کرتے اپنے لیپ کیا۔۔ اور
 اپنی پیشانی پہ آیا پسینہ صاف کیا۔۔ اور گاڑی روکی۔۔۔ 4:54

ورشاش چلو میں تمہیں آئیس کریم کھلاتا ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاش کو خود سے الگ کرنے کی کوشش کی۔۔ ورشاش نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ سچ میں۔۔ ورشاش کے چہرہ پہ مسکراہٹ دیکھ کر جان عالم کو سکون ہوا تھا۔۔ ہم سچ میں لیکن اس سے پہلے تم وہاں اپنی سیٹ پہ بیٹھو۔ اور اب اٹھنا نہیں۔۔ پرومیں۔۔ اب نہیں اٹھو گی۔۔ ورشاش جلدی سے بولی۔۔ اوکے۔ پھر میں آئیس کریم لے کر آتا ہوں۔۔ جان عالم گاڑی لوک کرتے آئیس کریم والی شوپ پہ آیا۔۔ اور آئیس کریم لیے پانچ منٹ میں گاڑی کی طرف آیا۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی جان عالم نے آئیس کریم ورشاش جو پکڑائی۔۔ تھینک یو سو میچ جان خان۔۔ ورشاش نے آئیس کریم پکڑتے ہوئے کہا۔۔ اور آئیس کریم کھانے لگی۔۔ جان عالم گاڑی چلا رہا تھا۔۔ ورشاش آئیس کریم 4:55

کھاتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جان خان کھائے گے۔۔ ورشاش نے آئیس کریم جان عالم کی طرف بڑھائی۔۔ نہیں تم کھاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاش پی ایک نظر ڈالتے ہوئے سامنے نظریں

جمائی۔۔ کھائے ناپلیز۔۔ ورشاں پھر سے سے کھڑی ہوئی تھی۔۔ اور آنیس کریم جان عالم کے ہونٹوں
 سے لگائی۔۔ جان عالم نے چہرہ تھوڑا سا پیچھا کیا تھا۔۔ ورشاں کے دیکھنے پہ جان عالم نے تھوڑی سی آنیس
 کریم کھائی۔۔ ورشاں نے واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے ہوئے آنیس کریم کھائی۔۔ حویلی کے کارپیوچ میں
 گاڑی روکتے ہی ورشاں جلدی سے نیچے اتری۔۔ جان عالم بھی گاڑی سے نکلا۔ جان خان میر ایگ۔۔
 ورشاں نے جان عالم کو گاڑی لوک کرتے دیکھ کر کہا۔۔ پاس کھڑی ملازمہ اور کچھ دور کھڑے نوکروں
 تک ورشاں کی آواز با آسانی گئی تھی۔۔ جان عالم نے نوکروں اور ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔ جاؤ سب یہاں
 سے دوبارہ کوئی یہاں مجھے نظر نہ آئے۔۔ جان عالم کی سر د آواز تھی۔۔ جسے محسوس کرتے ہوئے ملازمہ
 اور نوکر چلے گئے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان خان چلے۔ ورشاں نے جان عالم کی
 انگلی پکڑتے ہوئے کہا۔ جان عالم ورشاں کا بیگ پکڑتے ورشاں کے ساتھ اندر آیا۔۔ لاؤنج میں سب بیٹھے
 ہوئے تھے۔ ورشاں لاؤنج کی طرف بڑھی ہی تھی کہ غزنوی کو دیکھ کر جان عالم ورشاں کی بازو پکڑے
 کسی کی طرف دیکھے بنا لاؤنج سے نکلتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں بھی جان عالم کے ساتھ چل
 رہی تھی۔۔ کمرے میں آتا ہی جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ ورشاں کا بیگ بیڈ پہ رکھا۔۔ اور
 زمین پہ بیٹھ کر ورشاں کے شوز اتر کر ورشاں کو کھڑا کیا۔۔ ورشاں اپنے سلپیر زپہن کر گھومتے ہوئے
 جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جان عالم نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے ورشاں کے
 کپڑے نکالتے کمرے میں آیا۔۔ ورشاں یہ کپڑے چیلنج کرو۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پاس آتے
 ہوئے کہا۔۔ جان خان میں کپڑے چیلنج کرو۔۔ پھر آپ کو کچھ دکھاؤ گی۔۔ اوکے۔۔ ورشاں نے
 معصومیت سے کہا۔۔ اوکے۔۔ پہلے جاؤ۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں دس منٹ بعد

کپڑے چنچ کر کے باہر آئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں میری بات سنو۔۔ بھوک لگے گی تو مورے کو یا پھر کسی سے کھانے کا بولنا۔۔ اور زل سے کہنا تمہارے ہوم ورک کروادے۔۔ اوکے۔

جان عالم نے ورشاں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔۔ آپ کہاں جا رہے ہیں جان خان۔۔ ورشاں نے آنکھیں جھپکتے ہوئے پوچھا۔۔ میں آفس جا رہا ہوں۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا۔۔ جان عالم کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں بھی جان عالم کے پیچھے کمرے سے باہر آئی۔۔ جان عالم سڑھیاں اترتے ہوئے داجی سے بات کر رہا تھا۔۔ ورشاں سائیڈ سے باہر نکلتے ہوئے جان عالم کی گاڑی میں چھلے دروازے کو کھولتے ہوئے چھپ گئی۔۔ جان عالم داجی سے مل کر باہر آیا۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے ہی جان عالم نے اپنے ولید کو کال کی۔۔ ولید میں آفس پہنچ رہا ہوں۔۔ تم میٹنگ فکس کرو۔۔ ہمیں یہ پروجیکٹ چاہیے۔۔ یہ بہت ضروری ہے۔۔ اور ہاں غزنوی کو کال۔۔ پوچھو کب تک آئے گا۔۔ اور میٹنگ کرو تم۔۔ پو کی ٹایمنگ بھی بتاؤ۔۔ جان عالم اپنی بول کر کال کاٹ چکا تھا۔۔ جان عالم کی گاڑی روکتے ہی گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔ جان عالم فون کان سے لگائے اندر جا رہا تھا۔۔ جان عالم آفس میں آیا۔۔ ملیجہ فائل لے کر اندر آئی۔۔ سر یہ فائل بنالی ہے۔۔ ملیجہ نے جان عالم کے سامنے فائل رکھی۔۔ جان عالم نے فائل پکڑتے ہوئے ریڈ کی۔۔ یہ کیا ہے۔۔ یہ اس طرح سے represent کرنی ہے۔۔ ایسے کیسے تم ان convince کرو گی۔۔ جا کر اسے اچھے سے تیار کرو۔۔ جان عالم نے فائل ٹیبل پہ پھینکی۔۔ جی سر۔۔ ملیجہ فائل اٹھا کر باہر نکلی۔۔ جان عالم نے سر یہ ہاتھ رکھا۔۔ غزنوی سیدھا جان عالم کے آفس میں آیا۔۔ سمجھتے کیا ہوں خود کو۔۔ کچھ بھی کرو۔۔ تم سمجھتے کہ یہ میرے بھی آفس ہے۔۔ تم

نے میٹنگ فکس کر لی اور مجھے بتانا بھی پسند نہیں کیا۔ کیا سمجھا ہوا تم نے خود کو۔۔ نوکر ہو میں تمہارا۔
 غزنوی بیل پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا تھا۔۔ میرے خیال میں تمہیں میں نے ہی انفارم کروایا ہے۔۔ اور
 یہاں میرے آفس میں زیادہ شور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ زمل کہاں ہے۔۔ غزنوی جان عالم کی
 بات ٹوکتے ہوئے بولا۔۔ زمل حویلی ہے۔۔ جان عالم نے مصروف انداز میں کہا۔۔ وہ یہاں کیوں
 نہیں ہے۔۔ کیا مطلب کیوں نہیں ہے۔۔ تمہیں یاد ہو تو زمل بھی پارٹنر ہے۔۔ مجھے پتہ ہے لیکن ابھی وہ
 نہیں آئی۔۔ تو اس کا مطلب اب وہ نہیں آئے گی۔۔ اور یہ بولنے والے تم کون ہوں۔۔ اس کا بھائی۔۔
 میں شوہر ہوں اس کا۔۔ تمہیں یاد کروادو۔۔ تمہیں پتہ ہے اس کمپنی کی اونر لڑکی ہے۔۔ تم کیا بات کرو
 گے اس سے۔۔ وہ میں دیکھ لوں گا۔۔ جان عالم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔ میں اس سے مل لوں
 گا۔۔ جان عالم نے لیپ ٹاپ آون کرتے ہوئے کہا۔۔ تو ایسا کر تو رہنے دے میں خود ہی اس سے مل لوں
 گا۔۔ میں زیادہ اچھے سے جانتا ہوں کیسے مانے گی۔۔ غزنوی نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا۔۔ بکو اس
 بند کر اپنی۔۔ آج صرف راحیل کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔ آئی سمجھ۔۔ منہ توڑ دو گا۔۔

دوبارہ ایسی بکو اس کی۔۔ جان عالم غرایا تھا

*

ہاں صحیح۔۔ لیکن تم یہ بات جانتے ہوں۔۔ اس کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔۔ غزنوی نے جان عالم پہ
 نظریں جمائے کہا۔۔ تو فکر نہ کرو۔۔ میں

گا۔۔ اور ہاں میری بہن ہے۔۔ مجھے پتہ ہے اس کے لیے کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔۔ تو اپنے کام سے کام رکھ۔

جان عالم نے دوبارہ لیپ ٹاپ آون کرتے ہوئے اس پہ نظریں جمائے۔۔ اور تو بھی یہ بات جانتا ہے کہ وہ میری بیوی ہے۔۔

غزنوی غرایا تھا۔۔

بیوی نہیں منکوحہ ہے۔۔ اور آواز نیچے رکھ۔۔ آفس ہے میرا تیرا کمر انہیں۔۔ جہاں تو اتنی اونچی آواز میں چلا رہا ہے۔۔ اگر آواز نیچے رکھ سکتا ہے۔۔ تو روک ورنہ یہاں سے چلا جا۔ میں خود بھی سب ہینڈل کر لوں گا۔۔ جان عالم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اتنا میرا بھی ہے۔۔ جتنا تیرا ہے آواز نیچے نہیں رکھوں گا۔۔ اور ہاں اگر تو کر سکتا ہے نہ تو کر لے سب

فائنل۔۔ غزنوی غصے سے جان عالم کے آگے پیپر ز پھینک کر باہر نکل گیا۔۔

بھاڑ میں جا۔۔ جان عالم بھی غصے سے بولا۔۔ غزنوی جان عالم کی بات سنتے واپس اندر آیا۔۔ اب دیکھ میں بولو گا کچھ نہیں۔ اور تیرے سامنے بیٹھا رہوں گا۔ تو کرنا سب کچھ اکیلے۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ ضرورت نہیں مجھے بھی تیری۔۔ میں خود کر سکتا ہوں۔۔ جان عالم نے بھی جوابا اسے گھورا تھا۔۔
بیٹا آج تو خود ہی کرے گا۔۔ میں بس تیرے سامنے ہی رہوں گا۔۔ دیکھو گا میرے بغیر تم کیا کر سکتے
ہوں۔۔ غزنوی نے استنزیہ کہا۔۔ میں تیرے بغیر بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔ تو سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔
یہاں تک میں تیرے بغیر ہی آیا تھا۔۔ جان عالم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔ چل پھر ٹھیک ہے۔۔
غزنوی کرسی۔ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ ولید دروازہ نوک کرتے ہوئے آفس میں آیا۔۔ سر راحیل سر آگئے
ہیں میٹنگ روم میں آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔۔ ولید نے سر جھکائے ہیں۔۔ ولید نے سر جھکائے کہا۔۔
۔۔ اوکے۔۔ جان عالم

ولید سے پہلے ہی آفس سے نکلا۔۔ غزنوی وہی چیئر پہ بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔ دس منٹ ہو چکے تھے۔۔ جان
عالم سامنے چیئر پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ ہم کیسے آپ کے ساتھ ڈیل کر سکتے ہیں۔۔

جبکہ آپ کے پارٹنر ہی یہاں آپ کے ساتھ میٹنگ پہ موجود نہیں ہے۔۔ شہوار جو کہ سویرا کی کمپنی میں
اس کا پارٹنر تھا اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔ میں جانتا ہوں میرے پارٹنر یہاں نہیں ہے۔۔ لیکن اس
کے پیچھے بھی ایک وجہ ہے۔ دوبارہ اگر میٹنگ ہوگی۔۔ تو وہ ضرور موجود ہوگے۔۔ آپ کی کمپنی کی ایک
پارٹنر لڑکی بھی ہے۔۔ راحیل نے جان عالم کے پرسکون چہرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم کی آنکھوں
میں سرخی چھائی

تھی۔۔ جسے دیکھ ملیحہ نے جان عالم کے بولنے سے پہلے بولی۔۔ جی لیکن وہ یہاں نہیں

آسکتی تھی۔۔ لیکن کیوں؟؟؟ را حیل نے ٹبیل پہ دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی ایکر کھتے ہوئے
کہا۔۔ غزنوی ایک دل جلانے والی مسکراہٹ لیے اندر آیا۔۔ اور جان عالم کی طرف دیکھتے استنزیہ
مسکرایا۔۔ اور را حیل سے مخاطب ہوا۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے وہ یہاں آئے۔۔ اور ہم اس کمپنی کے
اونر ہے۔۔ جیسے آپ کی اونر سویرا۔۔ ہمیں کوئی مسئلہ نہیں تو اگلی دفعہ خیال کرنا۔۔ کیونکہ جب کوئی
اس کے متعلق پوچھتا ہے۔ میرا میٹر شاؤٹ ہو جاتا ہے۔۔ غزنوی اپنے لفظوں پہ

زور دیتے ہوئے جان عالم کے ساتھ چسیر کرتے ہوئے بیٹھا۔۔ اگر آپ کو ہماری کمپنی کے ساتھ ڈیل
کرنی ہے۔۔ تو موسٹ ولیم۔۔ نہیں تو باہر جانا کاراستہ وہ رہا۔۔ غزنوی نے باہر کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔۔ بہت ہو گیا۔۔ ہم یہ ڈیل نہیں کرے گے۔۔ چلو

شہوار۔۔ را حیل کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔ شہوار بھی اس کے ساتھ ہی باہر نکل گیا۔۔ سر یہ

کیا کیا آپ نے۔۔ یہ ڈیل ہماری کمپنی کے لیے بہت ضروری تھی۔۔ ولید غزنوی کے پاس
آتے ہوئے بولا۔۔ جان عام عالم خاموشی سے غزنوی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ کمپنی میری
ہے۔۔ مجھے کس سے کیا اور کیسے بات کرنی ہے۔۔ کہ مجھے تم نہیں سکھاؤ گے۔۔

Is it clear?? غزنوی بول کر چسیر سے اٹھتا اپنے آفس کی طرف

بڑھا۔۔ جان عالم بھی میٹنگ روم سے نکلا۔۔ یہ شور کس بات کا ہے۔۔ جان عالم اپنے

آفس کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم کی آنکھیں حیرت سے کھولی تھی۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔ جان عالم کی آواز یہ سب نے پیچھے دیکھا۔۔ جان عالم حیران ہوتے ہوئے آگے بڑھا۔۔ سر یہ آپ کی وائف۔۔ ملیجہ ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ جان اتنا ہی بولی تھی کہ جان عالم کے گھورنے پہ چپ ہو گئی۔۔ سر!! جائے اپنا اپنا کام کریں۔۔ جان عالم سب پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ سب کے جاتے ہی جان عالم نے اپنے آفس کا دروازہ بند کیا۔۔ ورشاں جان عالم کی چنیر پہ بیٹھی ہوئی۔۔ جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی

تم یہاں کیسے آئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا وہ میں تو آپ کے ساتھ ہی آئی تھی۔۔ کیسے؟؟ آپ کی گاڑی میں ہی آئی تھی۔۔

تمہیں کمرے میں رہنے کا کہا تھا۔۔ تم کمرے سے باہر کیوں آئی۔۔ آپ مجھے ڈانٹ

رہے ہیں جان خان۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔ جان عالم کو جہاں اس کے بناتائے آفس میں آنا پہ غصے آ رہا تھا۔۔ اس کے منہ سے جان خان سنتے اسے اس پر پیار بھی آیا تھا۔۔ میں کمرے میں رہ کر تھک گئی تھی۔۔ اس لیے آئی۔۔ آپ بولے گے تو میں واپس چلے جاؤ گی۔۔ ورشاں معصوم سا چہرہ بناتے بول کر جان عالم کی چنیر سے اتری۔۔ بیٹھو۔۔ جان عالم نے اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ اوکے۔۔ آپ یہاں کیا کام کرتے ہیں۔۔ ورشاں نے جمان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم سامنے بیٹھے ورشاں کو دیکھ رہا۔۔ جو کسی کو بتائے بنا آفس آئی تھی۔۔ میں یہاں لڑکیاں کو چھیڑتا ہوں۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔ ویسے مجھے مجھ پتہ تھا لالا۔۔ زل اندر آتے ہوئے بولی۔۔ تم کب آئی۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جب آپ ورشاں

کو بتا رہے تھے۔۔ لالا آپ پریشان نہ ہوں۔۔ میں اسے واپس لے جاتی ہوں۔۔ میں بس ضروری

فائل لینے آئی تھی۔۔ چلو ورشاں۔۔ زل نے ورشاں کی طرف ہاتھ کیا۔۔ نہیں۔۔

ورشاں بھاگتے ہوئے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔ اور جان عالم کی بازو پکڑ کر

کھڑی ہو گئی۔۔ میں نہیں جاؤں۔۔ میں جان خان کے ساتھ ہی آؤں گی۔۔ مجھے نہیں

جانا زل دیدہ کے ساتھ۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم

نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ لالا میں جاؤں۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ ہاں

عالم کی طرف دیکھا۔۔ ہاں تم چلی جاؤں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ زل آفس سے لکھی گئی۔۔ جان خان آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ورشاں نے بہت

اچھے ہیں۔۔ ورشاں نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔ چلو اب یہاں بیٹھو۔۔ جان عالم نے چمیر

کی طرف اسے کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں۔۔ میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔۔ میں آپ کی جگہ پہ بیٹھوں گی۔۔

ورشاں جان عالم کی چمیر پہ جا کر بیٹھ گئی۔۔ اوکے۔۔ بیٹھ جاؤں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھتے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مجھے کچھ کھانا کو بھی منگوا کر دے۔۔ آپ کے آفس میں پہلی

دفعہ آئی ہوں۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دائر لیس کی طرف

کھانا ہے تمہیں۔۔ مجھے بہت ساری چوکلیٹ کھانی ہے۔۔ اوکے میں منگوا کر دیتا ہوں۔

لیکن نیکسٹ ٹائم مجھے بتائے بنا کرے سے نہیں نکلا۔۔ اوکے۔۔ جان عالم نے اسے

سمجھاتے ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ ورشاں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے ولید کو کال کی۔۔ اور اسے چو کلیٹ لانے کا بولا۔۔ ولید دس منٹ میں چو کلیٹ پکڑے آفس میں آیا۔۔ یہ لے لے سر

ولید نے جان عالم کو چو کلیٹ دی۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔ یہ لوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کے آگے

چو کلیٹ رکھی۔۔ ورشاں نے گھورتے ہوئے جان عالم کو دیکھا۔۔ اب کیا ہوا۔۔ جان عالم اس کے گھورنے پہ اس سے مخاطب ہوا۔۔ آپ نے مجھے یہ چو کلیٹ منگوا کر دی ہے۔۔ مجھے یہ چو کلیٹ بالکل

پسند نہیں ہے۔۔ ورشاں غصے سے چاکلیٹ کو ہاتھوں سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔ ان چو کلیٹ کو کیا مسئلہ ہے۔۔ جان عالم نے چو کلیٹ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ ان چو کلیٹ کو یہ مسئلہ ہے کہ یہ مجھے پسند نہیں ہے۔۔ میرے لیے دوسری چو کلیٹ لے کر آئے۔۔ جلدی۔۔ مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے۔۔

ورشاں نے حکیمہ لہجہ میں کہا۔۔ جان عالم خاموشی سے اٹھتا باہر نکل گیا۔۔ جان عالم کو گئے ہوئے پانچ منٹ ہو گئے تھے۔۔ ملیجہ آفس میں آئی۔۔ ورشاں چو کلیٹ کھا رہی تھی۔۔ میں یہ آپ کو نہیں دوں گی۔۔

یہ میرے جان خان مجھے منگوا کر دی۔ دی ہے۔۔ ورشاں چو کلیٹ پیچھے چھاتے ہوئے بولی۔۔ مجھے نہیں لینی آپ سے آپ کی چو کلیٹ۔۔ ملیجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پکا۔۔ ورشاں نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا۔۔ جی پکا۔۔ ایک بات پوچھو آپ سے۔۔ ملیجہ نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جی۔۔ ورشاں نے ملیجہ کی طرف دیکھا۔۔

آپ جان عالم ابھی ملیجہ بول رہی تھی۔۔ جب ورشاں نے اس کی بات کاٹی۔۔ جان خان کا نام کیوں لے رہی۔ آپ۔۔ آپ بھی جان خان کی بیوی ہے۔۔ ورشاں نے معصومیت سے پوچھا کی بیوی ہے۔۔

ورشاں نے معصومیت سے پوچھا۔۔ ارے نہیں۔۔ جیسے آپ سکول جاتی ہوں۔۔ آپ کے سکول میں ٹیچر ہے نہ ویسے ہی جان عالم سر ہمارے سر ہے۔۔ ملیجہ نے پیار سے اسے جواب دیا۔۔ اواچھا۔۔ جان خان آپ کے ٹیچر ہے۔۔ تو آپ ان کا نام کیوں لے رہی ہے۔۔ میں تو اپنے ٹیچر کا نام نہیں لیتی۔۔ آپ بھی بس سر بولا کرے۔ ورشاں نے اسے سمجھاتے اوکے۔۔ اب آپ بتاؤ۔۔ آپ سر کو جان خان کیوں بولتی ہوں؟؟ ملیجہ نے اس کے گال کو بھینچتے ہوئے پوچھا۔۔ آپ کو نہیں پتہ۔۔ ورشاں نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔۔ ملیجہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ جان خان کو میں اس لیے جان خان بولتی ہوں۔۔ کیونکہ وہ میرے شوہر ہے۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ اور اپنی چخیر پہ بیٹھی چو کلیٹ والے ہاتھوں سے جان عالم کی سامنے پڑی فائلز پکڑی۔۔ یہ جان خان کی ہے۔۔ ورشاں نے اپنے عارض پہ پہ ہاتھ رگڑتے ہوئے پوچھا۔۔ جی جی سر کی ہے۔۔ ملیجہ نے بولتے ہوئے ورشاں کے گال سے چو کلیٹ صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ جان عالم کی آواز پہ ملیجہ نے پیچھے دیکھا۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔ جان عالم کی آواز سرد تھی۔۔ وہ سر میں یہ۔۔ اس کے عارض۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔ جان عالم کی آواز سرد تھی۔۔ وہ سر میں یہ۔۔ اس کے عارض۔۔ ملیجہ ڈرتے ہوئے بول رہی تھی کہ جان عالم بولا۔۔ جا کر فائلز آؤ۔۔ مجھے چیک کراؤ۔۔ جان عالم گرجدار آواز میں بولا۔۔ وہ سر میں لے کر آئی تھی۔۔ وہ اس بچی میرے مطلب میم نے گندی کر دی۔۔ ملیجہ نظریں جھکائے بولی۔۔ اوکے جا کر دوبارہ بنا کر لاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جو اپنی کو گھوما کر جھولے لے رہی تھی۔۔ ملیجہ حیران

نظروں سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے باہر نکلی۔ یہ کھڑوس انسان بھی کسی سے اتنے پیار سے بات کر سکتا ہے۔۔۔ ملیجہ جان عالم کے آفس سے نکلتے ہوئے بڑبڑ رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف آیا۔۔۔ ورشاں جو چیئر گھوما رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی چیئر پہ ہاتھ رکھتے اسے گھومنے سے روکا۔۔۔ وہ کیا کر رہی تھی یہاں۔۔۔ جان عالم تھوڑا سخت لہجہ تھا آپ کا پوچھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے فوراً جواب دیا۔۔۔ میں پوچھ رہے ہوں وہ تمہارے گال کو کیوں ہاتھ لگانے لگی تھی۔۔۔ جان عالم نے اب کی بار اسے گھورا تھا۔۔۔ پتہ نہیں۔ پہلے بھی انہوں نے ایسا کیا تھا۔۔۔ پتہ ہے کیسے نیچے ہوں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو جھکنے کا بولا۔۔۔ جان عالم نے جھک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے گال کو زور سے کھینچا تھا۔۔۔ ایسے کیا تھا انہوں نے۔۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی بازو پکڑے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔ واشروم میں آتے ہی جان عالم نے ٹیب آون کرتے پانی لیتے ہوئے ورشاں کے گالوں کو صاف کیا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے گالوں کو پانچ منٹ سے ویش کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ ورشاں کے گال اب خون چھلک رہے تھے۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے اب پین ہو رہی ہے۔۔۔ ورشاں سسکتے ہوئے بولی۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی بازو پکڑے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم نے چیئر پہ بیٹھتے ہوئے ورشاں کو سامنے اپنے ٹیل پہ بٹھایا۔۔۔ بس یہاں ہی اس نے ایسے کیا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے ایک سائیڈ والے گال پہ ہاتھ رکھتے ہی اس نے ایسے کیا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے ایک سائیڈ والے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے زور زور سے سر ہلایا۔۔۔ مجھے پین ہو رہی ہے۔ ورشاں نے معصومیت سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں پانی تھا۔۔۔ جسے دیکھ جان عالم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ جان عالم نے اپنی چیئر بالکل اس کے پاس کرتے ہوئے ورشاں کے عارض پہ

ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کا قہقہہ اس کے آفس میں گونجتا تھا۔۔ جان خان میں چھوٹی پنکھی ہوں۔۔ کیا جسے آپ چپ کروانے کے لیے کس کر رہے ہیں۔۔ ورشاں سستے ہوئے بولی۔۔

جان عالم اسی لمحے ورشاں سے دور ہوا۔۔ جان خان آپ بھی چو کلیٹ کھائے۔۔ ورشاں

نے جان عالم کے ہونٹوں سے چو کلیٹ لگائی۔۔ میں نہیں کھاتا۔۔ جان عالم نے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔ تبھی ملیحہ دروازہ نوک کرتے ہوئے اندر آئی۔۔ جان عالم کے

سامنے فائل رکھی۔۔ جان عالم نے ملیحہ کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ چو کلیٹ لگی دیکھ۔۔ ملیحہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو جان عالم کے فون کو بھی ورشاں نے جان عالم کی لپ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کے ہونٹوں پہ

انگوٹھا رکھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ملیحہ اپنا چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ کیا کر رہی ہوں ورشاں۔۔ جان عالم نے نے ورشاں کی طرف

کی دیکھا۔۔ ورشاں جان عالم گود میں گری تھی۔۔ ورشاں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

سر میں آتی ہوں۔۔ ملیحہ بول کر باہر نکلی۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ تم کیا کر رہی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنی گود سے کھڑا کیا۔۔

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کی لپ پہ بیٹھی۔۔

جان خان آپ کے ہونٹوں پہ چو کلیٹ لگی ہوئی ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہونٹوں

مجھے بس ڈانٹتے ہی رہتے ہیں۔۔ ورشاں نے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔ جان خان ویسے آپ

کو پتا ہے کل کیا ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہے۔۔ جان عالم نے ایبرو

اچکائی۔۔ کل آپ کو نہیں پتہ کیا ہے۔۔ نہیں۔۔ ٹھیک ہے پھر اب مجھ سے بات مت کیجئے گا۔۔

ورشاں بول کر جان عالم کی لیپ سے اٹھتے سامے چمیر پہ آکر بیٹھی۔۔۔

ورشاں بول کر جان عالم کی لیپ سے اٹھتے سامے چمیر پہ آکر بیٹھی۔۔۔

زل آفس سے نکلتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔ جب اس کی کلائی کسی نے اپنی گرفت

میں لی۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ چھوڑے میرا ہاتھ۔۔ یہ آفس ہے۔۔ کچھ تو خیال

کرے۔۔ زل اپنی بازو چھرواتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ رخصتی نہیں لی تو کیا میں

تم سے بے خبر ہو جاؤ گا۔۔ تم اپنی مرضی کرو گی۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔ غزنوی

بول کر زل کی کلائی پکڑے لفٹ کی طرف بڑھا۔۔ لفٹ میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔۔ لفٹ

غزنوی کے آفس کے پورشین پہ روکی۔۔ غزنوی اس کی کلائی پکڑے۔۔ اسے زبردستی اپنے

ساتھ لیے آفس میں آیا۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ کیوں میرے راستے میں آرہے ہیں۔۔ جبکہ آپ

خود اپنا راستہ مجھ سے الگ کر چکے ہیں۔۔ زل ہدیتی

چینی تھی۔۔ میں نے تم سے

اپنا کوئی راستہ الگ نہیں کیا۔۔

اور نہ ہی کبھی تم سے میرا راستہ الگ ہو گا۔۔ کر چکے ہیں۔۔ اب مجھے میری زندگی اپنی

مرضی سے گزارنے دے۔۔ میں بھی اپنی زندگی سکون سے جینا چاہتی ہوں۔۔ زل چینی

تھی۔۔ کیوں نہیں۔۔ تمہیں بھی ہے۔۔ اب تم بھی جیو گی۔۔ حق اپنی زندگی اپنی مرضی سے۔۔

غزنوی طیش و عالم میں دھاڑا

تھا۔۔۔۔



"عقیدتِ محبت" (قسط نمبر 9 تا 12)

ہاں میں جیوں گی۔۔ اپنی زندگی اپنی مرضی سے کیونکہ مجھے جینا کا پورا حق ہے۔۔ انسان ہوں میں بھی۔ جیسے آپ کی مرضی ہے۔۔ ویسے ہی میری بھی مرضی ہے۔ میں بھی اس سینے میں دل رکھتی ہوں۔۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔

اس سینے میں جو دل ہے نہ میں چاہوں تو یہ دھڑکنا چھوڑ دے۔۔ غزنوی سر دلچے میں بولا۔۔

دور رہ کر بات کرے مجھ سے۔۔ زل غزنوی کی انگلی ہٹاتے ہوئے بولی۔۔ نہیں رہ سکتا تم سے دور۔۔ غزنوی زل کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔ ایک بات آپ اچھے سے جان لے جب آپ نے رخصتی سے منع کیا تب آپ کا مجھ پر سے حق ختم ہو گیا۔۔ اس لیے اب آپ کا مجھ پہ کوئی حق نہیں۔۔ آپ مجھ سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔۔ میں زندہ ہوں۔

خود کے لیے زندہ ہوں۔۔ ورنہ آپ

نے تو مجھے مارنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔۔ اب میں جو کرو گی۔۔ اپنی مرضی سے کرو گی۔۔۔ میرے لالا میرے ساتھ ہے۔۔ زل بول کر باہر کی

طرف بڑھی۔۔۔

غزنوی ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔ پہلی بات یہ کہ مجھے اپنے اس چپ قسم کے لالا کی دھمکیاں نہ دیا کرو۔۔ اور دوسری بات یہ کہ تم پہ میرا حق کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔۔۔ میری

ملکیت ہوں۔ میرے نکاح میں ہو۔۔ اور تم میں کتنا حق رکھتا ہوں۔۔ یہ شاید تم بھول گئی ہوں۔۔ آج
تمہیں یاد کروا کر ہی بھیجو گا۔۔ غزنوی نے بولتے ہی اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ دور رہے مجھ

سے۔۔ زل نے غزنوی کے سینے

پی ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ زل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ میں تم پہ بہت حق
رکھتا ہوں۔ مسز زل غزنوی خان۔۔ تم ہمیشہ میری رہو گی۔۔ غزنوی زل کی بازو میں انگلیاں گاڑتے
ہوئے سرد آنکھوں سے اسے دیکھتے غرایا تھا۔۔

میں آپ کو کبھی اجازت نہیں

دو گی۔۔ آپ میرے قریب آئے۔

زل غزنوی کو خود سے دور دھکیلتے ہوئے بولی۔۔ تم سے اجازت کس نے مانگی ہے۔۔ غزنوی نے زل کا
چہرہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔

ملیجہ جان عالم کے آفس میں آئی۔۔ سریہ فائل میں نے دوبارہ بنالی ہے۔۔ لیکن اس پہ غزنوی سر کے بھی
سائن چاہیے۔۔ ملیجہ جان عالم کے سامنے فائل رکھتے ہوئے بولی۔۔ لالا کی بات کر رہی ہے آپ۔۔ لالا
کہاں ہے۔۔ ورشاں چمیر پہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں ڈونٹ۔۔ گر جاؤ گی۔۔ نیچے بیٹھو۔۔
جان عالم اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ مجھے لالا کے پاس جانا ہے۔۔ آپ مجھے لالا کے پاس لے

کر چلو۔۔ ورشاں ملیحہ کی بازو پکڑے آفس سے باہر نکلی۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ جان عالم بھی آفس سے نکلتے ہوئے غزنوی کے آفس کی طرف بڑھا۔۔

یہ ہے لالا کا روم۔۔ ورشاں لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے بھاگ کر

دروازے کے پاس آتے ہوئے بولی۔

جی یہی ہے۔۔ ملیحہ نے پیار

سے کہا۔۔ میں جاتی ہوں آپ بھی آجاؤ۔۔ ورشاں نے دروازے پہ ہاتھ رکھتے ملیحہ کی طرف دیکھا۔ نہیں روکے دروازہ نوک۔۔ ملیحہ کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ ورشاں دروازے کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے اپنی آنکھیں جھپکتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی کو خود کی طرف متوجہ نہ پا کر ورشاں نے معصومیت سے اپنی دونوں آنکھیں ہاتھوں سے رگڑتے ہوئے غزنوی کی پشت کو دیکھا۔

لالا۔۔ ورشاں نیچے والا ہونٹ

باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔

لالا۔۔ آپ کیا کر رہے تھے۔۔

ورشاں نے غزنوی کے پاس آتے

ہوئے غزنوی کا ہاتھ پکڑا۔

میرا بے بی یہاں کیا کر رہے ہیں۔

لالا میں تو آپ سے ملنے آئی

ہوں۔۔ ورشاں نے معصومیت سے

کہا۔۔ آپ کیا کر رہے تھے لالا۔۔

ورشاں نے دوبارہ سے غزنوی

کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

وہ۔۔ غزنوی نے اپنے بالوں میں

ہاتھ پھیرا۔۔

تمہارا لالا پاگل ہو گئے ہے۔۔

درندگی دیکھا رہے تھے۔۔ زمل

استغزیاہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

لالا درندگی کیا ہوتا ہے۔۔ ورشاں

نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔

میں بتاتی ہوں۔۔ زل ور شاں

کی طرف بڑھی۔۔

بکواس بند کرواپنی۔۔ غزنوی

زل کی طرف دیکھتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔

زل ایک نظر غزنوی پہ ڈالتے

ہوئے آفس سے باہر کی طرف

بڑھی۔۔ زل ایک قدم باہر نہ رکھنا۔۔

واپس آؤ۔۔ غزنوی زل کی

پشت دیکھ کر دھاڑا تھا۔۔

غزنوی۔۔۔ جان عالم کی سرد آواز

بھی اسی لمحے پورشن میں

گو نجی تھی۔۔۔ لیکن کوئی بھی

ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا

تھا۔۔ کیونکہ غزنوی کسی کو

خود کی طرف دیکھتا پالیتا تو

غصے کرتا تھا۔۔ اسی لیے سب

اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔

تیری جرات کیسے ہوئی میری

بہن سے اس لہجے میں بات

کرنے کی۔۔ جان عالم نے غزنوی

کی طرف بڑھتے اس کا گریبان

پکڑ کر اسے کھڑا کرتے اس کے

چہرہ پہ مکا جڑا تھا۔۔ زل بھی وہی رو کی اپنے نکاب

پوش چہرہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔

ورشاں ان دونوں کی طرف

دیکھ رہی تھی۔۔

بیوی ہے میری جس مرضی

لہجے میں بات کرو۔۔ تو کون

ہوتا ہے مجھ سے سوال جواب

کرنے والا۔۔ غزنوی نے بھی

جوا با اس کے چہرہ پہ مکا جڑا

تھا۔۔ جان عالم کے ہونٹوں سے

خون نکلنا شروع ہوا تھا۔۔

لالا پلینز۔۔ زل جان عالم کی

طرف بڑھتے اس کے کندھے پہ

ہاتھ رکھتے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم

نے جھٹکے سے غزنوی کا گریبان

چھوڑا تھا۔۔

غزنوی جان عالم کو خون

چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے

ہوئے زل کی طرف بڑھتے اس

کی کلائی پکڑے باہر نکلا۔۔

جان عالم بھی اس کے پیچھے

نکلا تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں

نے جان عالم کی طرف بھاگتے

ہوئے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے

روکا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔ آپ نے میرا لاکوہرٹ

کیا۔۔ ورشاں نم آنکھوں کے

ساتھ سسکی لیتے ہوئے جان

عالم کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ کیونکہ تمہارے لالانے

زل کو ہرٹ کیا اس لیے۔۔ جان

عالم نے اپنے غصے پہ کنٹرول

کرتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں میرے لالانے زل دیدہ کو

ہرٹ نہیں کیا۔۔ وہ تو زل دیدہ

کی neck پہ love کر رہے تھے۔۔

ورشیاں معصومیت سے جان

عالم کی طرف دیکھتے اسے

سمجھاتے ہوئے بولی۔۔ جبکہ ورشیاں کی بات پہ جان

عالم کی ریگیں تنی تھی۔۔ جان

عالم کی آنکھوں میں خون اتر ا

تھا۔۔۔ ملیجہ تو ورشاں کی

طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو کہ

معصومیت میں بول کیا گئی

تھی اسے خود کو پتہ نہیں تھا۔

جان خان neck پہ love کیسے

ہوتا ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم

کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔



غزنوی نے زمل کی کلانی پکڑے گاڑی

کی طرف آتے پینجر سیٹ پہ

دھکیلتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ

سنجالی۔۔ غزنوی کی گاڑی

ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔ آرام سے ڈرائیو

کرے۔۔ زل نے غزنوی کی طرف

دیکھا۔۔ غزنوی سپیڈ کم کرو۔۔

غزنوی۔۔۔ زل غزنوی کی بازو

پہ ہاتھ رکھے چلا رہی تھی۔۔

غزنوی ایک ہاتھ سے زل کا

جبرہ دبوتے ہوئے اسے اپنے

قریب کر گیا۔۔ آواز نیچے۔۔ ورنہ

یہ زبان کھینچ لوں گا۔۔ غزنوی

اس کی طرف سرخ آنکھوں سے

دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔

زل کو اپنا جبرہ ٹوٹا

محسوس ہوا تھا۔۔ غزنوی۔۔

چھوڑ مجھے۔۔ زل غزنوی

کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اپنا

چہرہ چھرواتے ہوئے چلائی

تھی۔۔ غزنوی نے اس کا جڑہ

چھوڑتے ہوئے ٹائم دیکھا۔۔ تین

نجر ہے تھے۔۔ اس وقت سب

اپنے اپنے کمروں میں ہوتے تھے۔

غزنوی گاڑی حویلی کے کارپیوچ

میں روکتے ہوئے زل کی کلائی

کھینچتے اندر کی طرف بڑھا۔

غزنوی نے کمرے میں آتے ہی

زل کو بیڈ پہ پھینکا۔۔

غزنوی پلیر دور رہو۔۔ زمل اس

کی طرف دیکھتے ہوئے اسے

خود سے دور کرنے کی کوشش

کرتے ہوئے بولی۔۔ غزنوی اگر آپ

نے اب مجھ سے زبردستی کس

کرنے کی کوشش کی میں وعدہ

کرتی ہوں۔۔ میں خود کی جان

لے لوں گی۔۔ زمل اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

چلائی تھی۔۔ غزنوی نے خون

چھلکتی آنکھوں سے زمل کی

طرف دیکھا۔۔ غزنوی زمل سے

دور ہوا تھا۔۔ زمل جلدی سے بیڈ

سے اٹھتے ہوئے اپنی چادر ٹھیک

کرنے لگی۔۔۔

کیا یہ ہے آپ کہ محبت؟؟ جس

محبت کے آپ کے دعویدار تھے۔

کیا وہ یہاں ختم ہو گئی۔۔ جس

دن آپ نے مجھے دنیا کے سامنے

ر سوا کیا تھا۔۔ تب آپ کی

محبت کہیں میرا اندر ہی دفن

ہو گئی۔۔۔ اس لیے جب آپ

میرے قریب آتے ہے۔۔ مجھے

خود سے نفرت ہونے لگ جاتی

ہے۔۔۔ میرے دل چاہتا ہے میں

خود کو ختم کر لوں۔۔۔ زمل

غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے

چلائی تھی۔۔۔

میں مانتا ہوں زل میں نے غلط

کیا۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔

میں مورے سے بولوں گا۔۔ ہماری

رخصتی کروادے۔۔ تم فکر نہ

کرو۔۔ غزنوی زل کی باتوں پہ

اندر تک جل چکا تھا۔۔ اس لیے

اپنا رویہ نرم رکھ رہا تھا۔۔

اب نہیں غزنوی۔۔ میں کوئی

کھلونا نہیں ہوں۔۔ جسے آپ کا

کب تک چاہا کھیل کر پھینک

دیا۔۔ میں نہیں چاہتی اب یہ

رخصتی ہو۔۔۔ زمل بول کر

غزنوی کے کمرے سے نکلی۔۔

زمل۔۔۔ غزنوی نے اسے روکنا چاہا۔

لیکن زمل جاچکی تھی۔۔۔

زمل کمرے میں آتے ہی بیڈ پہ

اوندھ منہ گڑی رونے لگی۔۔۔

کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا غزنوی۔۔ میں تھک

گئی ہوں۔۔۔ نہ آزمائے مجھے اس

قدر کے میں ٹوٹ کر دوبارہ بکھر جاؤ۔۔۔

زمل کی آنکھوں سے آنسو نکل

رہے تھے۔۔۔

پریشاں ابھی یونی سے نکل ہی

رہی تھی۔۔ کہ سامنے اس کی

نظر ریحان پہ پڑی۔۔ کہاں جا

رہی ہوں۔۔ ریحان نے اس کا

راستہ روکا تھا۔۔ دیکھو ریحان

تمہیں کوئی حق نہیں مجھ سے

سوال جواب پوچھو۔۔ اس لیے

تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔

پریشاں بول کر اندریونی میں

واپس چلے گی۔۔ اس کی وین

آنے میں ابھی دس منٹ تھے۔۔۔

تو دیکھ آج میں تیرا کرتا ہی

کیا ہوں۔۔۔ ریحان نے منہ پہ ہاتھ

پھیرا۔۔۔

زرغام ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ نمل

زرغام سے باتیں کر رہی تھی۔۔

باباجان۔۔ آپ کو پتہ ہے کہ آج

سکول میں بیت مزا آیا۔۔ نمل

مسکراتے ہوئے بولی۔۔ میری

شہزادی کے چہرہ سے ہی پتہ

چل رہا ہے۔۔ کہ میری شہزادی

بہت خوش ہے۔۔ زرغام مسکراتے

ہوئے بولا۔۔۔ باباجان۔۔ شاہ در کیا

کر رہا تھا۔۔ نمل نے شاہ در کا

خیال آتے ہی پوچھا۔۔



میری جان بابا آفس میں تھے۔۔

ابھی جا کر دیکھتے ہیں۔۔ زرغام

گاڑی روکتے ہوئے اندر آیا۔۔

زرغام اور نمل کو اندر آتا دیکھ

کر شاہ در بھاگتے ہوئے زرغام

کی طرف آیا۔۔ بابا میں آپ کا

کب سے انتظار کر رہا۔۔ شاہ در

نے زرغام کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ زرغام نے شاہ در کو

اٹھایا۔۔ بابا کی جان۔۔ بادیہ

کو لینے گئے تھے۔۔ اور آپ کے

لیے چو کلیٹ لائے ہیں۔۔ زرغام

نے پوکٹ سے چو کلیٹ نکالی۔۔



چل میں نکلتا ہوں۔۔ تو ایسا کر کل آفس میں آ جا۔۔
جان عالم نے زرغام نے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
میں آ جاؤں گا۔۔ یار۔۔ لیکن تو سوچ۔۔ یار و رشاں
معصوم ہے۔۔ بچی ہے۔۔ لیکن تو بچہ نہیں ہے۔۔

تم دونوں کو جس رشتے میں بندھا ہے۔۔ اس کے
تقاضے بھی تو جانتے ہے۔۔ یار۔۔ زرا خود سوچ۔۔
زرغام نے جان عالم سے ملتے ہوئے کہا۔۔
ورشاں۔۔ جان عالم نے ورشاں کو دیکھتے ہوئے
آواز دی۔۔ ورشاں جلدی سے باہر آئی تھی۔۔
چلو۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔

چاچو آپ جارہے ہیں۔۔ نمل نے جان عالم سے پوچھا۔

جی بیٹا میں جارہا ہوں۔۔ جان عالم نے پوکٹ سے

چو کلیٹ نکالتے ہوئے نمل کو دی۔۔ یہ میری گڑیا

کے لیے۔۔ تھینک یو چاچو۔۔ نمل جان عالم کے

گلے لگتے ہوئے بولی۔۔

ورشٹاں نے غصے سے نمل کی طرف دیکھا تھا۔۔ ورشٹاں

جان عالم کے ساتھ جات میں بیٹھی۔۔

ورشٹاں جان عالم کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

کیا ہوا

ورشٹاں۔۔

جان عالم نے ورشٹاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

مجھ سے بات مت کرے۔۔ ورشٹاں جان عالم کی طرف

دیکھ کر بول کر پھر سے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔

کیا ہوا ور شاں۔۔ میری طرف دیکھو۔۔ جان عالم نے

ور شاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

ور شاں جان عالم کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے اپنا چہرہ پھر

دوسری طرف کر گئی۔۔

بول رہی ہوں۔۔ مجھ سے بات مت کرے۔۔ وجہ بھی

تو بتاؤ۔۔

آپ اس نمل سے بات کیوں کر رہے تھے۔۔ ور شاں

نے جان عالم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔

کیونکہ وہ بہت اچھی بچی ہے۔۔ جان عالم نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔

میں اچھی نہیں ہوں کیا؟؟ ورشاں نے نیچے والا ہونٹ

باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔۔

تم تو بہت اچھی ہوں۔۔

تو پھر آپ اس سے بات کیوں

کر رہے تھے۔۔ وہ مجھے اچھی نہیں لگتی۔۔ اس نے آپ کو

ہیگ بھی کیا۔۔ مجھے بہت برا لگا۔۔ آپ نے بھی اس

کو چوکلیٹ دی۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب

کیا۔۔

ورشاں جان عالم

کے گلے لگ کر رونے لگی۔۔

جان عالم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ کیا ہو گیا یا۔۔ بس

کردو۔۔ ایسا رونا بند کرو۔۔ جان عالم نے گاڑی روکتے
ہوئے کہا۔۔

چلو اندر۔۔ جان عالم نے ورشاں کو خود سے الگ کرتے
ہوئے کہا۔۔۔

میں نہیں جاؤ گی۔۔ ورشاں جان عالم کی شرٹ پکڑتے
ہوئے بولی۔۔

چلو ورشاں میں ساتھ چلتا ہوں اندر۔۔ جان عالم نے
ورشاں کو خود سے الگ کرنے کی کوشش کی۔۔

پکا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔۔۔

پکا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم ورشاں

کے ساتھ اندر آیا۔۔ شام کے چھ بج رہے تھے۔۔

سب ڈانگ روم میں تھے۔۔ جان عالم بھی ورشاں

کے ساتھ ڈانگ روم میں آیا۔۔

مورے۔۔ مجھے یہ

نہیں کھانا۔۔ مجھے بریانی کھانی ہے۔۔ ورشاں سامنے

پڑے کورمہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

مورے کی جان۔۔ مورے نے آپ کے لیے بریانی

بھی بنائی ہے۔۔ رابیہ نے پیار سے کہا۔۔

اوکے پھر مجھے جلدی سے دے۔۔ ورشاں ٹہیل پہ

چمچ مارتے ہوئے بولی۔۔

بچہ یہ تم کیا کر رہا ہے۔۔ ایسے شور مت کرو۔۔ کھانا
کھا کر اپنا کمرے میں جاؤ۔۔ داجی نے ورشاں کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں چپ
کر کے بریانی کھانے لگی۔۔

غزنوی جب سے رخصتی سے منع کیا تھا۔۔ تب سے
ہی کم ڈانگ ٹبیل پہ نظر آتا تھا۔۔ زل تو آفس اور
کاموں میں سب کا ہاتھ بٹاتے ہوئے خود کو بڑی
رکھتی تھی۔۔۔

ورشاں کھانا کھا کر کمرے میں آئی۔۔ جان عالم ابھی
کپڑے چینج کر کے نکلا تھا۔۔

جان خان آپ بار بار کپڑے کیوں چینج کرتے ہیں۔۔

آپ کو آپ کے کپڑے دھونے نہیں پڑتے اس لیے نہ۔۔

ورشاں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں سو جاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے

اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔

لیکن پھر آپ کبھی نمل سے بات نہیں کرے گے۔۔ وہ

آپ کے گلے لگی تھی تو مجھے بہت برا لگا۔۔

ورشاں جان عالم کے گلے لگی تھی۔۔ ورشاں نہیں کرو

گا۔۔ اب سو جاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کو خود سے

دور کیا۔۔

اوکے آپ بھی سو جائے۔۔ ورشاں نے لیٹتے ہوئے کہا۔

سو جاؤ گا۔۔ ابھی تم آنکھیں بند کرو۔۔

آپ اس لیے بول رہے ہیں کہ میں آنکھیں بند کرو۔

اور آپ چلے جائے۔۔ میں بھی بہت تیز ہوں۔۔

ورشٹاں نے معصومیت سے جان عالم کی طرف آنکھیں
چھوٹی کرتے ہوئے کہا۔۔

یار نہیں جاؤ گا۔۔ جان عالم نے اپنے غصے پہ کنٹرول
کرتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم کو اب غصے آ رہا تھا۔۔

اوکے پھر میرے پاس آ کر مجھے اپنا ہاتھ پکڑائے۔۔
ورشٹاں نے جان عالم کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔
جان عالم گہرا سانس لیتے ہوئے بیڈ کی دوسری طرف آ کر
بیٹھا۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے
اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ اور آنکھیں بند کر گئی۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو معصومیت

سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔ جان عالم اس کی

طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔

جان عالم وہی لیٹتے آنکھیں بند کر گیا۔۔

مجھے نہیں جانا سکول۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے ہوئے

بولی۔۔

سکول جانا ہے ورشاں۔۔ بری بات۔۔ چھٹی

نہیں کرتے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے

اسے سمجھایا۔۔

لیکن مجھے آج نہیں جانا۔۔ آج چھٹی کروالے۔۔ اگر سکول

نہیں جاؤ گی۔۔ تو گفٹ نہیں ملے گا۔۔ جان عالم نے

اسے ڈرنے کی کوشش کی۔۔۔

پلیز جان خان آج چھٹی کروالے۔۔ آج تو میرا برتھڈے

ہے۔۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔

اوکے پھر تنگ نہیں کرو گی۔۔ آج مجھے بہت کام

ہے۔۔۔ اوکے۔۔ ورشاں بول کر واشر و م

میں بھاگ گئی۔۔ ورشاں واشر و م سے نکل کر نیچے آئی۔۔

جان عالم بھی فریش ہو کر نیچے آیا۔۔۔

Happy birthday to you my

sweet angel۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کو

گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

لالا میرا گفٹ۔۔ ورشاں نے غزنوی کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔۔

یہ لومیری جان۔۔ غزنوی نے بوکس ورشاں کو

دیا۔۔۔

تھینک یو لالا۔۔ ورشاں بوکس لے کے کمرے میں

بھاگ گئی۔۔۔

جان عالم نے ایک نظر غزنوی کو دیکھا۔۔ پھر زمل کے

ساتھ ڈانگ روم میں چلا گیا۔۔

غزنوی بھی زمل کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے کمرے

میں چلا گیا۔۔۔

جان عالم ناشتہ کر کے ورشاں کے لیے ناشتہ لیتے

کمرے میں آیا۔۔

ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی غزنوی کا دیا ہوا گفٹ کھول

رہی تھی۔۔

جان عالم ورشاں کو دیکھ کر مسکرایا۔۔

ورشاں ناشتہ

کرو۔۔ جان عالم نے ٹرے بیڈ پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔

نہیں پہلے میں یہ کھول کر دیکھو گی۔۔ ورشاں بوکس

کھولتے ہوئے بولی۔۔

ورشاں اگر تم کھانا کھاؤ گی تو ایک گفٹ میں بھی دو گا۔

شاید تمہیں نہیں چاہیے۔۔۔

چاہیے ہے مجھے۔۔۔ میں ابھی ناشتہ کرتی ہوں۔۔۔

ورشٹاں گفٹ چھوڑ کر جلدی سے ناشتہ کرنے لگی۔۔۔

جان عالم اپنا لپ ٹوپ لیے بیٹھ گیا۔۔۔ اور اپنی فائل

بنانے لگا۔۔۔

جان خان میں نے کھا لیا ہے۔۔۔ ورشٹاں ناشتہ

ختم کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم نے پاس پڑا گفٹ ورشٹاں کو دیا۔۔۔ ورشٹاں

نے جلدی سے گفٹ کھول دیکھا۔۔۔ جس میں ریڈ کلر

کی Cinderella frok تھی۔۔۔

یہ بہت پیاری ہے جان خان۔۔۔ ورشٹاں نے جان عالم

کے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔

میں ابھی پہن کر آتی ہوں۔۔۔ ورشٹاں فرائڈ پکڑتے

ہوئے واشروم میں چلے گئی۔۔۔ ورشٹاں فرائڈ

پہن کر باہر آئی۔۔ جان عالم اپنا کام کر رہا تھا۔۔

ورشاں بیڈ پہ چڑھ کر بیڈ پہ کودنے لگی۔۔

ورشاں کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔ جان عالم نے لیپ

ٹاپ سے ایک نظر ہٹاتے اس پہ ڈالی۔۔

جان خان

آپ بھی تو اپنے کام میں بڑی ہے۔۔ آج تمہارا

بر تھڈے ہے۔۔ اس لیے کچھ بھی نہیں بول رہا۔

لیکن تم بہت تنگ کر رہی ہو۔۔

جان خان۔۔ اتنی پیاری

لگ رہی ہوں میں۔۔ آپ میری طرف دیکھ بھی

نہیں رہے۔۔ ورشاں نے اپنی فراک پکڑتے ہوئے

کہا۔۔

ورشاں۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھا۔۔ پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔۔ وہ چھوٹی سی

ورشاں ریڈ کلر کی فراک میں اس کے ہوش

اڑاچکی تھی۔۔ جان عالم نے اپنی نظروں

کا زاویہ بدلا تھا۔۔

جان خان میری طرف

دیکھے۔۔ ورشاں نے جان عالم کا چہرہ اپنی

طرف کرتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں بات سمجھا کرو۔۔ منع کر رہا ہوں۔۔

تو کوئی وجہ ہوگی۔۔ لیکن تم تنگ کر رہی

ہو۔۔

جان خان آپ ڈانٹ رہے ہیں۔۔ اب بات

نہیں کرو گی۔۔ جارہی ہوں میں۔۔ ورشاں بیڈ

سے اترتے باہر کی طرف بھاگی۔۔ لیکن جان عالم

کو پریشانی میں مبتلا کر گئی تھی۔۔

جان عالم جو کہ اپنی فائل بنا رہا تھا۔۔ اب اس کا دھیان فائل بنانے میں نہیں لگ رہا تھا۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتا باہر آیا۔۔ لاؤنچ میں کوئی نہیں تھا۔۔

جان عالم رابیہ کے کمرے میں آیا۔۔ چاچی۔۔ ورشاں۔۔ جان عالم نے کمرے میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ پھر زمل کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ زمل بیڈ پہ بیٹھی ہوئی کتاب بڑھ رہی تھی۔۔

لالا کیا ہوا۔۔ زمل جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ورشاں کہاں ہے۔۔ پتہ ہے۔۔ جان عالم نے پریشانی سے پوچھا۔۔

جی لالاجب میں لاؤنچ میں تھی۔۔ تب وہ باہر جا رہی تھی۔۔ جان عالم کی اب جان نکلی تھی۔۔

جان عالم لاؤنچ سے باہر نکلتے ہوئے باہر آیا۔۔ رفیق بابا۔۔ ورشاں کہاں ہے۔۔ جان عالم نے رفیق کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

خان صاحب۔۔ ورشاں بیٹی تو باہر گئی ہے۔۔

وہ باہر کیوں گئی۔۔ اسے باہر کیوں جانے دیا۔۔

جان عالم باہر کی طرف بھاگا۔۔۔ جان عالم آب و رشاں کو سڑک پہ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں ابھی تک
جان عالم کو ملی نہیں تھی۔۔۔ جان عالم پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم گاڑی سے نکلتے ہوئے اب ادھر
ادھر بھاگ رہا تھا۔۔۔

جان عالم کی نظر تھوڑا دور بنے لان میں ریڈ کلر فراک پہ پڑی۔۔۔ جان عالم بھاگتے ہوئے ادھر آیا۔۔
ورشاں۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ لیکن وہ ورشاں نہیں تھی۔۔۔
ایم سوری میں کسی اور کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ آپ نے ایک بچی کو دیکھا ہے ریڈ کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی۔۔
جان عالم نے ورشاں کا بتاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

جی وہاں ایک بچی پھول توڑ رہی ہے۔۔۔ وہ بول کر بھاگ گئی۔۔۔ جان عالم اس طرف آیا۔۔۔ ورشاں سامنے
ہی پھول توڑ رہی تھی۔۔۔

ورشاں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو دیکھتے ہوئے آواز دی۔۔۔ ورشاں زمین پہ بیٹھی پھول توڑ رہی
تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

جان خان۔۔۔ ورشاں زمین سے کھڑی ہوئی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے اسے گلے لگایا۔۔۔

کہاں چلے گئی تھی۔۔۔ کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔

جان خان۔۔۔ میں تو یہاں تھی۔۔ اور آپ کے لیے پھول توڑ رہی تھی۔۔ ورشاں نے معصومیت سے پھولوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم نے پھولوں کی طرف دیکھا۔۔

اتنے سارے کیا کرنے ہیں۔۔ جان عالم پھولوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

جان خان شادی کے بعد ایسے پھول کمرے میں لگاتے ہیں۔۔ اور پھر آپ کو بھی دینے تھے۔۔ آپ کو پورے 100 پھول دینے ہیں۔۔

ورشاں ہاتھوں پہ گلے کرتے ہوئے بولی۔۔

کیوں؟؟ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

جس کو پھول دو۔۔ اس کو آپ سے پیار ہو جاتا۔۔ بہت زیادہ۔۔ پھر آپ کو جب میں تنگ کروں گی۔۔ آپ کو اچھا لگے گا۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔

ورشاں تم اب بڑی ہو گئی ہو۔۔ ایسی باتیں کرتے اچھے نہیں لگتے۔۔ بری بات ہوتی ہے۔۔ ابھی صرف پڑھائی پہ توجہ کرنی ہے۔۔ اوکے۔۔ جان عالم نے ورشاں کو سمجھایا۔۔

آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں؟؟ پہلے یہ بتائے۔۔ پھر میں صرف پڑھوں گی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ورشائ چلے۔۔۔ پھر میں چو کلیٹ دوگا۔۔۔ اوکے۔۔۔

پھر آپ یہ پھول بھی اٹھائے۔۔

ورشائ نے پھول پکڑتے جان عالم کو پکڑاتے ہوئے کہا۔۔

اوکے۔۔۔ جان عالم پھول پکڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ورشائ کا ہاتھ پکڑتے گاڑی کی طرف

آیا۔۔۔ جان عالم نے ورشائ کو گاڑی میں بیٹھاتے ہوئے پیچھلی سیٹ پہ پھول رکھے۔۔

اور ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔

جان خان آپ مجھے کب سے ڈھونڈ رہے تھے۔۔ ورشائ نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

جب سے تم مجھے مل نہیں رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے سامنے نظریں جمائے کہا۔۔ پھر تو آج میں نے آپ

کو بہت تنگ کیا۔۔۔ مجھے بہت مزا آیا۔۔۔ آپ کو تنگ کر کے۔۔ ورشائ ہستے ہوئے بولی۔۔

اب میں روزانہ جایا کروگی۔۔۔ اور آپ کو تنگ کروگی۔۔

نو ورشائ۔۔۔ یہ آخری دفعہ ہے۔۔ دوبارہ کبھی حویلی سے اکیلے باہر نہیں نکلنا۔۔۔ اوکے۔۔۔ لیکن جان

خان مجھے بہت مزا آیا۔۔ ورشائ دوبارہ اگر تم حویلی سے باہر نکلی۔۔ تو مجھ سے بات مت کرنا۔۔

اوکے جان خان۔۔۔ نہیں جاؤ گی۔۔۔ آپ میری بات نہیں مانتے۔۔۔ مجھے ہی آپ کی ماننی پڑتی ہے۔۔۔

میں نے بھی تو صبح چھٹی کروائی۔۔۔ جان عالم نے ایبر و آچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں نے بھی تو آپ کو تنگ نہیں کیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ چلو اندر۔۔
جان عالم گاڑی روکتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشاں گاڑی سے نکلتی اندر چلے گئی۔۔

جان عالم ورشاں کے پیچھے اندر آیا۔۔ جان خان۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ورشاں سڑھیاں چڑتے
ہوئے بولی۔۔ وہ تو میں ہوں۔۔ لیکن تم اپنے جان خان کو تنگ بہت کرتی ہوں۔۔ جان عالم نے
ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

چھوٹی سی ہوں۔۔ اور تنگ کرنا کرتی ہوں۔۔ جان خان کبھی آپ کہتے ہے کہ میں بڑی ہو گئی۔۔ کبھی
کہتے ہے چھوٹی ہوں۔۔ آپ پہلے سوچ لے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔
جان عالم نیچے والی سڑھی پہ تھا۔۔ ورشاں نے آرام سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ تم ہو۔۔ چھوٹی
سی۔۔ بالکل ٹڈی سی۔۔ جان عالم کمرے میں آتے ہوئے بولا۔۔۔

میں ٹڈی ہوں۔۔ خود آپ اتنے لمبے ہے۔۔ جیسے بڑی امی سارے پنکھے آپ سے صاف کرواتی
ہوں۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔۔

ورشاں۔۔۔ جان عالم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جی۔۔ ورشاں نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے
کہا۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ بیٹھتے ورشاں کو گھورا۔۔ ڈرتی نہیں ہوں آپ سے۔۔

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

میں چاہتا بھی نہیں ہوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔

جان خان ایک بات بولو۔۔ پری آپنی کہاں ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔
ورشاں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

اوکے جان خان۔۔۔ ورشاں چپ کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

افتخار علی خان کی شادی ان کی خالہ کی بیٹی زونیرہ خان سے ہوئی تھی۔۔ جن سے ان کے دو بیٹے تھے۔۔
ایک بیٹا حبیب اللہ خان۔۔ دوسرا احمد فراز خان۔۔۔

حبیب اللہ خان کی شادی آئمہ خان سے ہوئی۔۔۔ جن سے ان کا ایک بیٹا جان عالم جو کہ بائیس سال کا تھا۔۔ اور ایک بیٹی زمل خان جو کہ بیس سال کی تھی۔۔ احمد فراز کی شادی رابیہ خان سے ہوئی۔۔ جن سے ان کا ایک بیٹا غزنوی خان جو کہ ایکس سال کا تھا۔۔ دو بیٹوں ایک بیٹی پریشاں جو کہ انیس سال کی تھی۔۔ اور ایک بیٹی ورشاں جو کہ اب بارہ کی ہوئی تھی۔۔۔

جان عالم جب سترہ سال کا تھا۔۔ تب پریشاں چودہ سال اور جان عالم کی منگنی ہوئی تھی۔۔ جبکہ غزنوی سولہ سال کا اور زمل پندرہ کی تھی۔۔ تب ان کا نکاح ہوا تھا۔۔

پریشاں بھاگ جائے گی۔۔ کسی نے سوچا نہیں تھا۔۔ لیکن شاید قسمت میں یہی لکھا ہوا تھا۔۔۔

پریشاں رات کے وقت کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی۔۔۔ رداسوچکی تھی۔۔۔ پریشاں کو یوں لگا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔ پریشاں جلدی سے اٹھتے دروازے بند کرنے لگی۔۔۔ سامنے ہی ریحان کھڑا ہوا تھا۔۔۔

کہاں کیوں کھڑے ہوں۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ اپنے کمرے میں۔۔۔ پریشاں ریحان کو دیکھتے غصے سے بولی۔۔۔ چلے جاؤ گا۔۔۔ لیکن میں کیوں جاؤ۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ یہ میرا گھر ہے۔۔۔ ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

پریشاں اسے کوئی جواب دے بنا دروازہ بند کرنے لگی۔۔۔ لیکن ریحان اس کی کوشش ناکام کرتے دروازہ کھولتے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسے باہر کھینچتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

ریحان اس کا منہ اور ہاتھ باندھتے ہوئے کمرے سے باہر آتے ہوئے اپنے دوست کا کال کرنے لگا۔۔۔

ہاں یار میں نے اس کا منہ باندھا ہے۔۔۔ لیکن زیادہ دیر وہ ایسے ہی نہیں رہے گی۔۔۔ ہمیں جلدی اسے یہاں سے کے کر جانا پڑے گا۔۔۔ کیونکہ اگر رداسو اٹھ گئی تو میری جان نکال دے گی۔۔۔ ریحان بولتے ہی فون بند کرتے باہر جا کر کھڑا ہوا۔۔۔

دس منٹ بعد ریحان کا دوست سرفراز گاڑی لے کر اس کے گھر کے باہر پہنچا۔۔۔ سرفراز نے رومال نکالتے اس پہ کلر و فون لگایا۔۔۔ اور ریحان کے ساتھ اندر آیا۔۔۔

پریشاں خود کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کھولو مجھے۔۔۔ پریشاں منہ پر بندھی پٹی کی پرواہ کیے بنا چینخی۔۔۔

پریشاں سے بولا جا نہیں رہا تھا۔۔۔

کہا تھا نہ اتنے سکون سے نہیں بیٹھے گی۔۔۔ یہ بہت اوپر کی چیز ہے۔۔۔ ایسے چہ نہیں کرے گی۔۔۔ ریحان نے پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

یار ویسے چیز بڑی کمال کی ہے۔۔۔ سرفراز پریشاں کو حواس بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ارے یار۔۔۔ خوبصورت تو ہو گی ہی۔۔۔ تو جانتا نہیں ہے اس کو۔۔۔ پریشاں خان ہے یہ۔۔۔ ریحان ہستے ہوئے بولا۔۔۔

یار ویسے یہ تو باہر سے ہی اتنی مست ہے۔۔۔ سرفراز اسے خباثت سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں ان کی باتیں سنتے چیختی رونے لگی۔۔۔

سرفراز پریشاں کے ناک پہ رومال رکھتے اسے بے ہوش کر چکا تھا۔۔۔

ریحان پریشاں کو اٹھائے گاڑی میں لیٹاتے سرفراز کی طرف آیا۔۔۔ تو اسے اپنے فام ہاؤس بند کر دے۔۔۔ صبح میں تیرے پاس آؤں گا۔۔۔

پھر چل کر ہم عیاشی کرے گے۔۔۔ میں گھر پہ بولوں گا۔۔۔ کہ یہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ سرفراز بھی چلا گیا۔۔۔

ریحان بھی کمرے میں آیا۔۔۔ رات گزر گئی۔۔۔ صبح ریحان ردا کی آواز پہ اٹھا۔۔۔

کیا ہے ردا کیوں تنگ کر رہی ہو؟؟ ریحان آنکھیں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ریحان پریشاں کہاں ہے۔۔۔ ردا کے سوال پہ ریحان جلدی سے اٹھا۔۔۔

کیا مطلب کہاں ہے۔۔۔

تم بتاؤ تمہیں پتہ ہو۔۔۔

مجھے کیا پتہ کہ وہ لڑکی ہے کہاں ہے۔۔۔ ریحان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

ریحان میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ تجھے پتہ ہے کہ پریشاں کہاں ہے۔۔۔ تو اس لیے بتا دے۔۔۔ کیونکہ تیرے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔۔ ردا پریشانی سے بولی۔۔۔

کیا بتا دو یا ر۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ کہ وہ لڑکی کہاں ہے۔۔۔ جہاں بھی ہو ویسے۔۔۔ ہمیں کیا؟؟ ریحان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے پتہ ہے ریحان تو جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔۔۔ اور اس کو غائب کرنے میں بھی تیرا ہاتھ ہے۔۔۔ بتا دے۔۔۔ ورنہ جان سے جائے گا۔۔۔ ردا نے اسے دھمکی دی۔۔۔

دیکھ تو یہ مجھے دھمکیاں مت دے۔۔۔ میں ڈرتا نہیں ہوں۔۔۔ آئی سمجھ۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے تیری وہ دوست اپنے کسی عاشق کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔۔۔ پڑھائی کے لیے کون بھاگتا ہے۔۔۔ وہ بھی اتنا امیر لڑکا چھوڑ کر۔۔۔ وہ ضرور کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔۔۔

چٹاخ۔۔ ایک تھپڑ جو کہ ردانے ریحان کو مارا تھا۔۔ اس کی آواز فضاء میں گونجی تھی۔۔ میں نے دیکھا
تھاریحان تجھے پریشاں سے بد تمیزی کرتے ہوئے۔۔ بتا دے کہاں ہے۔۔ ورنہ ہم سب مارے جائیں
گے۔۔۔ ردانے پھر سے کہا۔۔۔

نہیں پتہ مجھے۔۔ اگر پتہ بھی ہوتا تو تجھے کبھی نہ بتاتا۔۔ ریحان ردا کو دھکا دیتے ہوئے باہر نکلا۔۔
لیکن اگلے ہی پل واپس اندر زمین پہ گرا تھا۔۔ ردانے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ
کیا ہوا ہے۔۔۔

زل کمرے سے نکلی تھی۔۔ کہ غزنوی کال پہ بات کر رہا تھا۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے اس کی پیچھے آیا۔۔
زل۔۔ غزنوی نے زل کے آگے آتے اس کا راستہ روکا۔۔ زل بات سنو میری۔۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ زل نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔۔۔

غزنوی نے زل کا ہاتھ پکڑتے اسے روکنا چاہا۔۔ لیکن زل باہر نکل چکی تھی۔۔ زل اپنی گاڑی میں
بیٹھتے ہوئے جا چکی تھی۔۔۔

غزنوی بھی اپنی گاڑی میں بیٹھتے زل کے پیچھے ہی نکلا۔۔ زل آج خود ڈرائیو کر رہی تھی۔۔ زل کو
اس سب کی اجازت بھی صرف غزنوی کی وجہ سے تھی۔۔

ورنہ زل بھی پریشاں کی طرح باہر نہ نکل سکتی۔۔۔ غزنوی نے خود اپنے حصے سے زل کو کمپنی کا پار ٹنر بنایا تھا۔۔

جان عالم نے بھی زل کے نام اپنے سنیرز کیے تھے۔۔ جس سے زل ان کی پار ٹنر تھی۔۔۔ لیکن زل ہمیشہ آفس پردے میں بڑی سی چادر لیے آتی تھی۔۔۔

زل میٹنگز میں بھی کم ہی جاتی تھی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی غزنوی صرف اس کی خوشی کے لیے اسے آفس آنے کی اجازت دیتے اپنا پار ٹنر بنائے ہوئے ہے۔۔

زل کی گاڑی آفس کے باہر روکی۔۔ زل گاڑی سے نکلتے ہوئے لفٹ میں آئی۔۔ غزنوی بھی زل کے پیچھے ہی آیا تھا۔۔ لیکن لفٹ سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔

غزنوی سڑھیاں چڑھتے ہوئے آیا تھا۔۔ زل ابھی لفٹ سے نکلی ہی تھی۔۔ کہ غزنوی نے زل کی بازو پکڑی۔۔۔

زل۔۔۔ میری ایک دفعہ بات سنو۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

غزنوی آفس ہے۔۔۔ یہاں کوئی سین کریٹ مت کرے۔۔۔ زل اپنی بازو چھرواتے ہوئے بولی۔۔۔

زل مجھ سے اتنا روڈی مت کرو۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔ زل مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔

لیکن مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔ زل اپنی بازو چھرواتے ہوئے اپنے آفس کی طرف بڑھی۔۔۔ غزنوی کو آب زل پہ غصے آیا تھا۔۔۔

غزنوی اپنے آفس کی طرف بڑھا۔ غزنوی نے آفس میں آتے ہی فائل اٹھاتے ہوئے ایک دفعہ دوبارہ پڑھی۔۔۔

فائل پڑھ کر غزنوی کا اشتعال مزید بڑھا۔۔ غزنوی گانگ پکڑتے ہوئے زل کے آفس میں آیا۔۔۔
غزنوی نے فائل زل کے سامنے ٹبیل پہ پھینکی تھی۔۔۔ یہ پڑھ لو۔۔۔ مجھے بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔
کہ تم سے بات کرو۔۔۔ صرف یہ بتانے کے لیے روک رہا تھا۔۔۔
آوازیں نیچے رکھے غزنوی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔



"عقیدتِ محبت" (قسط نمبر 13 تا 30)

ورشیاں بیڈ پہ بیٹھی جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔
جان خان میرے پھولوں سے کمرے سجائے۔۔۔ ورشیاں نے جان عالم کے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ
اپنی طرف کیا۔۔۔ ورشیاں ایسے کتنا اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشیاں کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔

جان خان میں نے اتنی محنت سے پھول اکٹھے کیے ہیں۔۔۔ ورشیاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے
بولی۔۔۔ اوکے میں کل لگا دو گا۔۔۔ ابھی ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

جان خان ابھی لگا دے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے لیپ پہ بیٹھی۔۔۔ جان عالم کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔۔ ورشاں یہاں بیٹھو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں۔۔۔ میں یہاں ہی بیٹھو گی۔۔۔ ورشاں پھر سے جان عالم کے لیپ پہ بیٹھی۔۔۔ کوئی بات مان لینی چاہیے۔۔۔ جان خان مانتی ہوں۔۔۔ میرا دل کرتا ہے کہ جب میں آپ سے بات کرو۔۔۔ تو بالکل آپ کے قریب ہوں۔۔۔

جیسے ابھی ہوں۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ویسے جان خان آپ اس پہ کیا کر رہے تھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

میں اس پہ فائل بنا رہا تھا۔۔۔ جان خان وہ کیسے بنتی ہے۔۔۔ وہ بنتی ہے لیپ ٹوپ سے۔۔۔ اب مجھے بنانے دو۔۔۔ تب تک تم چو کلیٹ کھاؤ۔۔۔ جان عالم نے چو کلیٹ ورشاں کو پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی چو کلیٹ کھانے لگی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔

اب کیا ہوا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے سو جاؤ۔۔۔ جان عالم نے اسے بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں جان خان۔۔۔ آپ بھی میرے ساتھ سو جائے۔۔۔ مجھے نیند نہیں آتی آپ کے بغیر۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ورشاں کے بالوں کو سہلا لے لگا۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ اپنی کمر پہ کرتے اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔۔ جان عالم کے گلے میں گلٹی بنی تھی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو آنکھیں بند کیے ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اپنا موبائل پکڑتے اس میں مصروف ہوا۔۔۔

جان عالم ایک گھنٹے سے فون استعمال کر رہا تھا۔۔۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

جو کہ سوچکی تھی۔۔۔ جان عالم اسے خود سے الگ کرتے بیڈ پہ لیٹاتے اپنی فائل بنانے لگا۔۔۔۔۔

ردانے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ ریحان نے حیرانگی سے باہر کھڑے اس شاندار پرنسپل کے نوجوان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

کون ہوں تم؟؟ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔ میرے ہی گھر میں مجھے ہی مار رہا ہے۔۔۔۔۔ ریحان نے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

تو مجھے بتا کہ پریشاں کہاں ہے۔۔۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

میں تیری دھمکیوں سے ڈرتا نہیں ہوں۔۔۔ اس لیے نکل یہاں سے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ لڑکی کہاں ہے۔۔۔ کیا پتہ اپنے کسی ہار کے ساتھ۔۔۔ ابھی ریحان اتنا ہی بولا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اس کے منہ مکہ جڑ چکا تھا۔۔۔

خبردار کمینے انسان تو نے اس کے متعلق کچھ کہا۔۔۔ تیری زبان کھینچ لوں گا۔۔۔ جو پوچھا ہے وہ بتا۔۔۔ کہاں ہے۔۔۔ ورنہ سچ تو میں تیرے حلق میں انگلی ڈال کر بھی نکالوں گا۔۔۔ اس نے اس کا جبرہ دبو چتے ہوئے کہا۔۔۔ ریحان کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔۔۔

*

غزنوی کے جاتے ہی زل چمیر پہ گرنے کے انداز پہ بیٹھی۔۔۔ زل نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ آپ کو تو اپنی غلطی ابھی بھی نہیں مان رہے۔۔۔ اگر آپ غزنوی خان ہے تو میں بھی زل خان ہوں۔۔۔ ٹوٹ جاؤ گی۔۔۔ آپ کے سامنے خود کو بالکل بھی ٹوٹنے نہیں دو گی۔۔۔

میں بہت ہی زیادہ مضبوط ہوں۔۔۔ مجھے کوئی بھی نہیں

توڑ سکتا۔ آپ تو بالکل نہیں۔۔ آپ سے محبت کی۔۔ اس
کی سزا آپ مجھے دے چکے ہے۔۔

غزنوی نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بال ٹھیک کیے۔

اور پھر سے اندر آیا۔۔ غزنوی زل کے چہرہ پہ تکلیف

دیکھنا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ غزنوی کو وہ اندر تک جلا چکی

تھی۔۔ اور اس آگ میں غزنوی زل کو جلنا چاہتا

تھا۔۔ غزنوی تیزی سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔

غزنوی زل کے آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر

آیا۔۔ زل چمیر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

غزنوی کو دیکھتے زل چمیر سے اٹھی۔۔ غزنوی نے

بغور زل کا چہرہ دیکھا۔۔ زل کی آنکھیں نم تھی۔

جسے دیکھتے غزنوی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ آپ یہاں

دیکھنے آئے ہے کہ میں تکلف میں ہوں یا پر سکون

ہوں۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے غزنوی کو دیکھتے بولی۔۔

غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔ کیا واقعی ہی وہ اس

کے دل کی باتیں کان سکتی تھی۔۔۔

غزنوی صرف اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غزنوی میں

مر جاؤ گی۔۔ آپ کے دور جانے سے مجھے اتنی سی بھی

تکلیف نہیں ہو گی۔۔ زل نے انگلیوں سے اشارہ کرتے

ہوئے بولی۔۔

میں بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ تم کتنا ٹرپ سکتی

ہوں۔۔ اور کتنا نہیں۔۔ غزنوی زل کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ آپ کو لگتا ہے غزنوی۔۔ مجھے

بلکل فرق نہیں پڑتا۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔۔

زل تم مجھے بہت کچھ کرنے پہ مجبور کر رہی ہوں۔۔

غزنوی اس کے گرد اپنے دونوں ہاتھ ٹبیل پہ رکھتے

اس پہ جھکا تھا۔۔ غزنوی آپ کچھ بھی کرے۔۔ زل

خان کو فرق نہیں پڑتا۔۔ اگر آپ کی رگوں

میں سفاک خانوں کا خون دوڑ رہا ہے۔۔

ویسے ہی میری رگوں میں بھی انہیں سفاک

خانوں کا خون دوڑ رہا ہے۔۔ زل غزنوی کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زل بس کر

دو۔۔ غزنوی کا لہجہ نرم ہوا تھا۔۔ ابھی شروع

کیا ہے غزنوی۔۔ آپ دیکھے میں کیا کیا کر سکتی

ہوں۔۔ آپ نے مجھے توڑا ہے۔۔ جس آگ میں

آپ جل رہے ہیں۔۔ میں بھی اس میں جلی تھی۔

غزنوی زل کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے ہونٹوں

پہ جھکا۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے

اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن

غزنوی اس پہ مکمل توڑ پہ جھکا۔۔ اس کی چادر کے

نیچے سے اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے ہاتھوں

سے چھو رہا تھا۔۔ زل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔

غزنوی ڈیپ کس کرتے اس کی گردن پہ جھکا اپنے

دانت گاڑھ گیا۔۔ زل جو کہ ٹھیل پہ پوری طرح

گرنے والی تھی۔۔ اس نے غزنوی کی گردن پہ دانت

گاڑھیں تھے۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔

دور رہے مجھ سے غزنوی۔۔ زل چینیختے ہوئے بولی۔

غزنوی نے اپنی گردن پہ انگلیوں کی پوروں سے خون

صاف کیا تھا۔۔

زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے گہرے سانس لے رہی

تھی۔۔۔ دروازہ نوک ہونے پہ زل نے خود کو کمپوز کیا۔

اور اپنی چسیر پہ بیٹھی۔۔۔ coming۔۔۔ رامین فائل لے

کر اندر آئی۔۔۔ رامین نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔

جو زل کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ زل کے چہرہ کے تاثرات

بلکل ہی نارمل تھے۔۔

Ma'am, the owner of Uber Roy company wanted to meet with you Sir Ghaznavi told her manager not to deal with them, so she wants to meet with you Sir Alam and Ghaznavi

رامین نے زل کے سامنے فائل رکھتے ہوئے کہا۔۔

زل نے ایک دفعہ بھی غزنوی کی طرف دوبارہ نہیں

دیکھا تھا۔۔

Ok, you fix the timing with them. We finalize by meeting with them

زل نے فائل دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ok ma'am۔۔ راین آفس سے نکلی۔۔ زل

نے گانگ کھولتے ہوئے فائل دیکھی۔۔ لیکن غزنوی

کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے آفس سے نکلتے اپنے

آفس کی طرف بڑھا۔۔ غزنوی نے اندر آتے ہی چیر

کو پاؤں مارتے ہوئے دور پھینکا تھا۔۔ کیسے کر سکتی ہوں

تم ایسا زل۔۔ اگر تمہیں فرق نہیں پڑتا۔۔ تو اب مجھے

بھی نہیں پڑے گا۔۔ غزنوی نے طبل پہ دونوں ہاتھ

رکھتے جھکتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے فائل کمپلیٹ کرتے اپنے ساتھ ہی سوتی ہوئی ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کا ایک ہاتھ

جان عالم کی لیپ پہ تھا۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں بلا

کی معصومیت تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ جان عالم نے جھکتے ورشاں کے

عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کسمکائی تھی۔۔ جان عالم اپنا لپٹا پٹا اٹھا کر سائیڈ پہ رکھتے ہوئے
 واشروم کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم شاور لے کر شرٹ لیس کمرے میں آیا۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی
 تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کے چہرہ پہ تکلیف واضح تھی۔۔۔ جان خان۔۔
 ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا ورشاں۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف
 بڑھا۔۔ جان خان مجھے بہت پین ہو رہی ہے۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی۔۔ کہاں پین ہو رہی
 ہے۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ میں نہیں بتاؤ گی۔۔ ورشاں نے نفی میں سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔۔ کیوں؟؟ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ مورے اور پری
 آپ نے منع کیا تھا۔۔ کسی کو نہیں بتانا۔۔ ورشاں سسکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم سمجھ گیا تھا ورشاں
 کو کیا ہوا ہے۔۔ ورشاں یہاں ہو رہی ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی lower belly پہ ہاتھ رکھتے
 ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔ یہاں بیٹھی رہنا میں آتا ہوں۔۔ جان
 عالم اپنی شرٹ پکڑتے جلدی سے باہر نکلا۔۔ جان عالم بول کر کمرے سے باہر نکلا۔۔ جان عالم گاڑی
 کی طرف بڑھا۔۔ گاڑی مول کے باہر آ کر روکی۔۔ جان عالم جلدی سے اندر آتے ضروری چیزیں لیتا
 باہر آیا۔۔ جان عالم ضروری چیزیں لیتے ورشاں کے لیے چو کلیٹ بھی لے چکا تھا۔۔ جان عالم گاڑی باہر
 چھوڑتے گارڈ کو کیز دیتے اندر آیا۔۔ جان عالم سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔۔ ورشاں اسی پوزیشن میں بیٹھی
 ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے سامنے اس کی ضرورت کا سامان رکھا۔۔ ورشاں نے سسکی لیتے
 ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ پین نہیں ہو گی میرے بے بی کو۔۔ جلدی سے جاؤ۔۔ جان عالم نے
 اس کی طرف ضروری چیزیں کی۔۔ ورشاں وہ چیزیں پکڑتے واشروم کی طرف بڑھی۔۔ ورشاں پانچ

منٹ بعد واشروم سے باہر آئی۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے صوفے پہ بٹھایا۔۔ اور بیڈ شیٹ
چینج کی۔۔ جان عالم ورشاں کو اٹھاتے بیڈ کی طرف آیا۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹاتے جان عالم سائیڈ ٹیبل سے
warm water pad اٹھاتے اس کی lower belly پہ رکھا۔۔ اب پین کم ہو جائے گی۔۔
جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اب کیا ہوا۔۔ جان عالم نے
ورشاں کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جان خان آپ جارہے ہیں۔۔ ورشاں نے معصومیت سے
پوچھا۔۔ مجھے ضروری کام ہے اسی لیے جارہا ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
نہ جائے۔۔ میرے پاس رہے۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔ میں تھوڑی دیر میں آ جاؤ گا۔۔ جان
عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نہیں جائے جان خان۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے
ورشاں کی طرف دیکھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پکڑتے ہوئے اس کے
سینے پہ سر رکھا کر سسکیاں لینے لگی۔۔ جان عالم نے warm water pad اس کی lower
belly پہ رکھتے اوپر ہاتھ رکھا۔۔ جان عالم نے ساتھ ہی پڑی چو کلیٹ اٹھا کر ورشاں کے سامنے کی۔۔
چلو یہ کھاؤ۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ہاتھ
سے چو کلیٹ پکڑی۔۔ اور کھانی شروع کی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں
کو چو کلیٹ کھاتا دیکھ کر مسکرایا۔۔ جان خان۔۔ آپ بھی کھائے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی چو کلیٹ
کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں تم کھاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے کہا۔۔ کھائے جان
خان۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔ جان عالم اس کا اتنا معصوم چہرہ دیکھتے بے ساختہ اس کے
ہونٹوں پہ جھکا۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ کس کرتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔ ورشاں نے

جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم کو اس کے دیکھنے پہ لگا شاید وہ کچھ غلط کر چکا ہے۔۔ جان خان۔۔
سب checks پہ کس کرتے ہے۔۔ آپ نے تو lips پہ کر دی۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔ جان
عالم اس کے مسکرا نے پہ مسکرایا۔۔ جان خان۔۔ آپ بہت اچھے ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے
عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔
آپ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔۔ آپ سے اچھا کوئی نہیں ہے۔۔ جان خان آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔ مجھے
کیا ہوا ہے۔۔ ورشاں کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔ کیونکہ میں تمہارا ہیسنڈ ہوں۔۔ اور ہیسنڈ کو سب پتہ
ہوتا ہے۔۔ لیکن مورے نے کہا تھا کسی کو نہیں بتانا۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ چو کلیٹ کھاؤ۔۔
جان عالم نے ورشاں کی چو کلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔ آپ بھی کھائے۔۔ ورشاں نے پھر
سے جان عالم کی طرف چو کلیٹ کی۔۔ میں پھر ایسے کھاؤ گا۔۔ جیسے کچھ دیر پہلے کھائی۔۔ جان عالم نے
ورشاں کے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔۔ نہیں رہنے دے۔۔ آپ مت کھائے۔۔ ورشاں بول کر
پھر سے جان عالم کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔

--

ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے سو

چکی تھی۔۔ جان

عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

جو کہ اس کی شرٹ کو چو کلیٹ سے اچھا

خاصا گندا کر چکی تھی۔۔ لیکن اس کے

معصوم سے چہرہ کو دیکھتے جان عالم

کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو نرمی

سے انگوٹھا سے سہلایا۔۔ ورشاں کسمکاتے

ہوئے اپنی ٹانگ بھی جان عالم

پہ رکھ چکی تھی۔۔ جان عالم کی نظر ورشاں

کی گردن کے تل پہ گئی۔۔

جان عالم نے اس کی گردن کے تل پہ اپنی

انگلی ٹریس کی تھی۔۔ ورشاں گہری نیند

سورہی تھی۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں

کو سر سے پاؤں کی طرف دیکھا۔

جو کہ لائٹ براؤن کلر کی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔

دوپٹہ ورشاں کے گلے میں نہیں تھا۔۔ جان عالم نے

جلدی سے اپنی انگلی پیچھے کی تھی۔۔ جان عالم

نے اپنی آنکھیں بند کی۔۔۔

بہت چھوٹی ہے ورشاں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔ شاید اسے آج دوسری دفعہ cramps ہوئے تھے۔

جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔

جان عالم اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے لیٹ گیا۔۔

غزنوی کے جاتے ہی زمل نے چمیر سے ٹیک لگاتے

آنکھیں موندی۔۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی

ہوں۔۔ غزنوی۔۔ لیکن جو آپ نے کیا میں وہ میں

کبھی نہیں بھول سکتی۔۔ میری

محبت میرے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے آپ نے

-- میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔

زل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے

تھے۔۔ زل اپنی چمیر سے ٹیک لگائے ہوئے

خیالات میں گھوم ہوئی۔۔

زل ابھی فریش ہونے کے لیے واشروم کی

طرف بڑھی ہی تھی کہ غزنوی اسی لمحے

کمرے میں داخل ہوتے اس کی کلائی

پکڑتے اپنے قریب کر گیا۔۔ کہاں کی تیاری ہے جانم۔۔

غزنوی زل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے

قریب کر گیا۔

آ۔۔ آپ۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

اور کوئی آسکتا

ہے۔۔ کہاں جا رہی تھی میری جانم۔۔ غزنوی نے زل کی گردن

سے اس کی دھڑکنوں تک انگلی ٹریس کی۔۔ زل کا دل کانوں
میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔ میں شاور لینے حج۔۔ جارہی تھی۔۔ زل سرخ
پڑتے ہوئے بولی۔۔ یہ تو اچھا ہے میں بھی ابھی آیا ہوں۔۔
آفس سے میں بھی فریش ہو جاتا ہوں۔ غزنوی اسے آنکھ مارتے
ہوئے بولا۔۔ غزنوی بولتے ہی اس کی کلائی پکڑے واشروم کی
طرف بڑھا۔۔

لل۔ لیکن غزنوی۔۔ زل نے غزنوی کے ہاتھ کی طرف دیکھتے
ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔ لیکن غزنوی اس کی سننے بنا ہی اس
کی کلائی پکڑے واشروم میں داخل ہو چکا تھا۔۔

غزنوی نے دروازہ بند کرتے اپنی شرٹ اتاری تھی۔۔ جسے
دیکھ زل نے تھوک نگلا تھا۔۔ بی۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔
زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ریلکس جانم۔۔ شاہور لینے کے لیے اتاری ہے۔۔ غزنوی نے

اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنا قریب کیا۔۔ اور شاہور آون کیا۔

غزنوی۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس

کا نام لیا۔۔ لیکن غزنوی اس کی سنی ان سنی کرتا۔۔ اس کی

فراک کی سائیڈ ڈوریوں میں انگلیاں پھساتے انہیں کھول چکا

تھا۔۔۔

زل کافرک کی ڈوریاں کھولتے ہی اس کافرک اسے لوز ہوا

تھا۔۔ جس میں زل جھول رہی تھی۔۔ اتنے فٹنگ والے کپڑے

کیوں پہنتی ہوں جانم۔۔ غزنوی اس کے نشیب و فراز پہ نگاہیں

گاڑھیں بولا۔۔ زل گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ جس سے

اس کے نشیب و فراز میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔۔ جسے دیکھتے

غزنوی کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

غزنوی نے جھکتے اس کے کپڑوں سے ہی اس کے نشیب و فراز

پہ اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔ زل تپ کے انار ہوئی تھی۔۔

جانم تم مار ڈالوں گی۔۔ غزنوی نے زل کی گردن پہ ہونٹ

رکھتے ہوئے کہا۔۔ یہ تو کچھ نہیں جانم۔۔ جب رات رات

بھر میری شدتیں برداشت کرو گی۔۔ تب کیا حال ہو گا۔۔ تب

تو کوئی راہی کار استہ بھی نہیں ہو گا۔۔ کیونکہ غزنوی خان اپنی

زل غزنوی خان سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ غزنوی خان

اسے ہو وقت اپنی بانہوں میں رکھتے اس پہ اپنی شدتوں کی

بارش کرتے اسے اپنی محبت کا احساس دلوا سکتا ہے۔۔

غزنوی نے زل کی فراک کی آخری ڈوری جو کہ اس کی کمر

پہ تھی۔۔ جس سے اس کی فراک ابھی تک اس کے وجود پہ

تھی۔۔ اس میں انگلیاں پھسائی۔۔ غزنوی۔۔ زل نفی میں سر

ہلاتے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے

ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھتے اس کے نیشب و فراز پہ

دوبارہ سے ہونٹ رکھے تھے۔۔

دونوں پوری طرح بھیگ چکے تھے۔۔۔ چلو میں چینج کرواتا ہوں۔

پتہ تو چلے زرا میری جانم کی پوزیشنز میں کیا فرق آیا ہے۔۔

غزنوی زل کی طرف بے باکی سے دیکھتے اسے آنکھ مارتے

ہوئے بولا۔۔۔ زل اس کی اتنی بے باکی پہ سرخ پڑتے

نظریں جھکا گئی۔۔ غزنوی پلیز باہر جائے۔۔ زل نے غزنوی کی

طرف دیکھا۔۔ ابھی تو بھیج دیتی ہوں جانم۔۔۔ بعد میں پھر

تم مجھے بھیج نہیں سکوں گی۔۔۔ ابھی تو جائے۔۔ زل نے غزنوی

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی واشروم سے باہر نکلا۔۔۔

زل نے جلدی سے دروازہ لوک کیا تھا۔۔ زل اپنے کپڑے چینج

کرتے ہوئے غزنوی کی باتیں یاد کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔

زل کو پتہ تھا جب تک زل باہر نہیں جائے گی۔۔ غزنوی بھی

نہیں جائے گا۔۔ اور غزنوی شرٹ لیس تھا پھر اس کے کپڑے

گیلے بھی تھا۔۔۔ غزنوی کو سردی نہ لگ جائے۔۔ اس لیے

زل جلدی سے کپڑے پہنتے کمرے میں آئی۔۔

غزنوی باہر ہی اس کے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔ زل کو

دیکھتے غزنوی مسکرایا۔۔۔ ویسے جانم۔۔۔ تم اتنے فٹنگ والے

کپڑے پہنتی ہوں۔۔۔ سارا دن تو تم نے خود پہ چادر اوڑھی

ہوتی ہے۔۔۔ اس کا مطلب تو یہی ہے کہ تم صرف یہ سب

میرے لیے کرتی ہوں۔۔۔

غزنوی نے زل کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر کیا۔۔

زل شرماتے ہوئے اس کے چوڑے سینے میں سمائی۔۔ جس

سے غزنوی اس کی ناز کی محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ غزنوی اسے

سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔۔ غزنوی اب جائے۔۔ آپ کو

سردی لگ جائے گی۔۔

ویسے جانم مجھے فیور ہو جائے اور تم مجھے اپنی اس مخملی بدن

کی گرمائش دے کر میری سردی کم کرو۔۔۔ اوف کیارات
ہوگی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

زل اس کی بے باک باتوں سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جانم۔
کروگی۔۔۔ غزنوی نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکالتے اپنے
مقابل کیا۔۔۔

خدا نہ کرے آپ کو کولڈ ہوں۔۔۔ زل غزنوی کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اگر ایسا چاہتی ہوں تو پہلے ہی میرے
وجود کا حصہ بن جاؤ۔۔۔ غزنوی نے اسے آنکھ مارتے ہوئے
کہا۔۔۔ جائے پلیمز۔۔۔ زل غزنوی کی طرف التجائیں نظروں
سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیونکہ زل مزید اس کی بے باک
باتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

غزنوی اس کی آنکھوں پہ لب رکھتے اپنا کوٹ پکڑتے باہر کی
طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی اسے پہنے۔۔۔ زل اسے شرٹ لیس باہر

کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی۔۔ اگر نہ پہنوتو۔۔ غزنوی نے

ایبرو اچکاتے ہوئے کہا۔۔ زل دو سری طرف چہرہ کر چکی

تھی۔۔ غزنوی کوٹ پہنتے ایک ہی جست میں زل کی طرف

بڑھتے اس کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے باہر نکل گیا۔۔

زل سرخ انار ہوتے مسکرائی تھی۔۔ کیونکہ غزنوی ہمیشہ ہی

ایسا کرتا تھا۔۔ زل جو اپنے ہی خیالوں میں گھوم تھی۔۔

رامین کے دروازہ نوک کرنے پہ ہوش میں آئی۔۔ ma'am

مس سعدیہ کی آج جو ب کے لیے appointment تھی۔

تو بلائے آپ ان کو۔۔ زل نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔ میم وہ سر غزنوی کے لیے سیکرٹری کی جو ب کے لیے

آئی ہے۔۔ سر غزنوی غصے۔۔ ابھی رامین اتنا ہی بولی تھی کہ

اس کی نظر اندر آتے ہوئے غزنوی پہ پڑی۔۔ رامین خاموش

ہوتے نظریں جھکا گئی۔۔

غزنوی کو دیکھتے زمل نے اس پہ ایک نظر ڈالی تھی۔۔ غزنوی

صوفے سے اپنا موبائل اور ٹیبیل پہ پڑی فائل اٹھاتے دروازے

کی طرف بڑھا۔۔ مس رامین۔۔ آپ ان کو میرے آفس میں

بھیج دے۔۔ غزنوی رامین کو بولتے باہر نکلا۔۔ جی سر۔ رامین

اسی لمحے بولی۔۔ زمل نے رامین کی طرف دیکھا۔۔

میم آپ یہ فائل ریڈ کر لے۔۔ رامین نے فائل زمل کی

طرف کی۔۔ اوکے۔۔ زمل فائل پکڑتے ہوئے بولی۔۔

رامین آفس سے باہر نکلی۔۔ زمل نے فائل کھولتے ہوئے

فائلز پہ نظریں جمائی۔۔

زمل نے اپنا فون پکڑتے جان عالم کو کال کی۔۔ فون

رنگ ہو رہا تھا۔۔ لیکن ریسو نہیں ہوا تھا۔۔ زمل نے

دوبارہ کال کی۔۔ اب فون اٹھایا گیا تھا۔۔ لالا۔۔ آفس

آجائے۔۔ جان عالم جس کی آنکھیں بند تھی۔۔ اس نے

زل کی آواز سنتے آنکھیں کھولی۔۔

میں آتا ہوں گڑیا۔۔ جان عالم نے بول کر کال بند کی۔۔

جان عالم نے اپنے سینے پہ سر رکھے سوئی ورشاں کو دیکھا۔

ورشاں سو رہی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ

ہونٹ رکھتے اس کا سر تکیہ پہ رکھا۔۔ ورشاں نے آنکھیں

کھولتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان خان۔۔ آپ کہاں

جار ہے ہیں۔۔ مجھے چھوڑ کر۔۔ ورشاں جان عالم کی بازو

پکڑتے ہوئے بولی۔۔

میں آفس جارہا ہوں۔۔ ابھی آ جاؤ گا۔۔ جان عالم نے

ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

آپ مجھے چھوڑ کر مت جائے۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے

بولی۔۔ میرا بے بی میں آ جاؤ گا۔۔ میں مورے کو یہاں

بھیج دیتا ہوں۔۔ میں ابھی آ جاؤ گا۔۔ جان عالم نے ورشاں

کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں جلدی سے اٹھتے جان عالم کے گلے میں باہیں حائل کر گئی۔۔ جان خان۔ میرا بے بی ابھی مورے کو بھیج دیتا ہوں۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں جان عالم کے گلے میں باہیں ڈالے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اٹھایا۔۔ جان عالم ورشاں کو اٹھائے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ ایک ہاتھ سے دروازہ کھولتے جان عالم نے اپنی شرٹ پکڑی۔۔ اور واپس باہر آیا۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن میں باہیں حائل کیے ہوئی تھی۔۔

جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ کھڑا کیا۔۔ ایک شرط پہ نہیں جاؤ گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ کیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پہلے یہاں کس کرو۔۔۔ جان عالم

نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔

ورشیاں بول کر بیڈ سے اترتے باہر کی طرف بھاگ گئی۔۔۔

جان عالم نے مسکراتے ہوئے شرٹ چینج کی۔۔۔ جان عالم

اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے باہر آیا۔۔۔ لاؤنج میں ورشیاں

آئمہ خان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

جان عالم ورشیاں کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ لاؤنج میں ورشیاں

آئمہ خان۔۔۔ رابیہ خان۔۔۔ اور افتخار علی خان بیٹھے ہوئے

تھے۔۔۔ سامنے سے ہی حبیب اللہ خان اور احمد فراز خان

بھی اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

جان عالم داجی (افتخار علی خان) کی طرف بڑھا۔۔۔ کیسے ہیں

داجی۔۔۔ جان عالم داجی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔

ہمارا دونوں ہی ہوتا بہت ہی کمینے ہے۔۔۔ ہمارا پرواہ ہی

نہیں۔۔۔ داجی ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ غزنوی ابھی لاؤنج

میں آیا تھا۔۔۔ داجی کی بات سنتے داجی کی طرف بڑھا۔۔

داجی آپ تو ہماری ڈرلنگ ہے۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

ہمیں ہماری ڈرلنگ کی پرواہ نہ ہوں۔۔۔ غزنوی داجی کے

کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ داجی نے ہاتھ میں

پکڑی اپنی سٹک غزنوی کی ٹانگ پہ ماری۔۔۔ ہمارا پوتا بہت

ہی بغیرت ہے۔۔۔ داجی اسے گھورتے ہوئے بولے۔۔

نہ نہ داجی۔۔۔ ہم تو معصوم ہے۔۔۔ جان عالم بھی اب کی

بار مسکرایا تھا۔۔۔ لڑائی دونوں کی اپنی جگہ۔۔۔ لیکن داجی کو

ناراض نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔

لالا۔۔۔ داجی آپ کی ڈرلنگ ہے۔۔۔ ورشاں ہستے ہوئے

بولی۔۔۔ داجی نے غزنوی کو گھورا تھا۔۔۔ ہائے ڈرلنگ

اتنا غصے مت کرو۔۔۔ تم کو یاد ہے آج تم کو جرگے میں

جانا تھا۔۔۔ داجی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ یہی تو تم

سب کابات ہے۔۔۔ جیسا باپ نکمہ ویسا ہی نواب زادہ بھی

نکمہ۔۔۔ داجی ویسے آپ اتنا غصے کیوں کر رہے ہیں۔۔۔

غزنوی نے داجی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ہمارا دونوں پوتوں کا شادی ہوا ہے۔۔۔ ایک تو اتنا نکمہ

ہے۔۔۔ جو اپنا غصے میں اپنا ہی گھر برباد کر چکا ہے۔۔۔ اور

دوسرے سے ہم کیا امید رکھ سکتا ہے۔۔۔ داجی نے جان عالم

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

داجی اب کروادے آپ رخصتی وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ ہر سال

دو بچوں کے بڑا دادا بناؤ گا آپ کو۔۔۔ غزنوی جان عالم کو

آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔

آئمہ خان رابیہ خان۔۔۔ اس کی اتنی بے شرمی پہ شرم

سے نظریں جھکا گئی۔۔ حبیب اللہ خان اور احمد فراز خان

بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ جان عالم

کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

لا حول ولا قوۃ۔۔۔ داجی غزنوی کی طرف غصے سے دیکھتے

ہوئے بولے۔۔۔ چلو بچہ ہم کمرے میں چلتا ہے۔۔۔ آئمہ

خان ور شاں کو دیکھتے رابیہ خان کو اشارہ کرتے ہوئے اندر

کی طرف بڑھی۔۔۔

اگر تم دونوں میں تھوڑا شرم ہوتا تو آج تم دونوں کا اولادیں

ایسا بے شرمی نے کرتا۔۔۔ داجی حبیب اللہ خان اور احمد فراز

خان کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

ہم بھی شرمندہ ہے داجی اپنی ایسی اولادوں پہ۔۔۔ احمد فراز

خان نظریں جھکائے بولے۔۔۔ بابا اس میں بے شرمی والی کیا

بات ہے۔۔۔ ڈر لنگ کو غصے آیا ہے۔۔۔ ان کا سمجھ آتا ہے۔۔۔

لیکن آپ کو کیا ہوا ہے۔۔۔ غزنوی نے احمد فراز خان کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

داجی میں آفس چلتا ہوں۔۔۔ زل کی کال آئی تھی۔۔۔ جان
عالم کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم کی بات سنتے
غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

غزنوی اپنی جو فائل لینے آیا تھا وہ لیے بنا ہی اپنی گاڑی کی
طرف بڑھا۔۔۔ اور آفس کے لیے نکلا۔۔۔

جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے کیا ہوا۔۔۔
جان عالم نے دل میں سوچا۔۔۔

پھر سر جھٹکتے داجی سے ملتے باہر نکلا۔۔۔

غزنوی اپنے آفس میں داخل ہوا۔۔۔ سر مس سعدیہ

انٹرویو کے لیے آپ کا ویٹ کر رہی ہے۔۔ زمل

آفس سے نکلتے جان عالم کے آفس کی طرف بڑھی

تھی۔۔ غزنوی کا آفس جان عالم کے ساتھ بھی تھا۔

جس کے درمیان میں ایک دروازہ لگایا ہوا تھا۔۔

جسے ہمیشہ کھولا ہوتا تھا۔۔۔

غزنوی نے زمل کی طرف دیکھا۔۔ زمل جان عالم

کی چیئر پہ بیٹھتے اس کا لیپ ٹاپ آون کر رہی

تھی۔۔

ان کو بھیجیو۔۔ غزنوی نے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے

کہا۔۔ سعدیہ دروازہ نوک کرتے اندر آئی۔۔

سعدیہ نے اپنے سامنے بیٹھے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔

جو بلیک کلر کی پینٹ شرٹ پہ بلیو کوٹ پہنے اپنی

سفید رنگت لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔ نقوش تنے ہوئے

تھے۔۔ چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔۔

excuse me sir it's my CV

سعدیہ نے اپنی سی وی غزنوی کے سامنے رکھتے

ہوئے کہا۔۔ غزنوی نے اس کی سی وی پکڑتے

اسے ریڈ کیا۔۔ ہم ٹھیک ہے۔۔ آپ کا پہلے کوئی

experience ہے۔۔ غزنوی نے اس کی فائل

واپس ٹبیل پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔

جی سر۔۔ سعدیہ نے اپنے سامنے بیٹھے اس خوب رو

شخصیات کے مالک کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔۔

غزنوی نے زمل کی طرف دیکھا۔۔ جس کی انگلیاں

تیزی سے لیپ ٹاپ پہ چل رہی تھی۔۔

غزنوی نے پاس کھڑی رامین کی طرف دیکھا۔۔

ان کا appointment letter تیار کرو۔۔

آپ کل سے جوائن کر سکتی ہے۔۔ غزنوی بنا اس

پہ کوئی نظر ڈالے بولا۔۔۔

او کے سر۔۔ راین نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ جان عالم ابھی اپنے آفس میں آیا تھا۔۔

زل کو دیکھ کر جان عالم مسکرایا۔۔۔ زل بھی جان عالم

کو دیکھتے اس کی طرف بڑھتے اس کے گلے لگی۔۔

جان عالم نے زل کے ہاتھ چومتے اسے اپنے حصار

میں لیا۔۔۔

لالا آج میٹنگ ہے۔۔ زل نے جان عالم کی چمیر پہ

بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ اتنی جلدی کیوں رکھی۔۔ داجی پہلے

ہی ناراض ہے۔۔۔ آج جرگے میں بھی جانا تھا۔۔۔

جان عالم نے پریشانی سے کہا۔۔

تو لالا اس دن آپ نے میٹنگ میں کیا کیا تھا۔۔

اس دن ڈیل فائنل کر لیتے۔۔ زل نے جان عالم کو
پریشان دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اس دن اس کمینے سالے کی وجہ سے نہیں ہوئی۔۔

جان عالم غزنوی پہ قہر برستی نظریں ڈالتے دھاڑا تھا۔

سعدیہ جان عالم کی دھاڑ پہ اپنی جگہ پہ اچھالی تھی۔۔

لا لا۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم

زل کے سامنے کبھی اتنی اونچی آواز میں بولا نہیں تھا۔

جان عالم اور غزنوی کا جھگڑا ہوتا تھا۔۔ تو باہر تک ہی

رکتے تھے۔۔ حویلی میں ایسے نہیں بولتے تھے۔۔

اور پھر غزنوی نے کبھی کسی کو اتنی اجازت نہیں دی

تھی کہ زل کے سامنے کوئی اونچی آواز میں بات کرے۔

غزنوی نے جان عالم کی دھاڑ پہ اس کی طرف بڑھتے

اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔۔

آواز نیچے رکھ۔۔ تجھے اتنی جرات نہیں دی کہ تو

اونچی آواز میں بات کرے۔۔ جان عالم نے

غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ زمل حیران ہوئی تھی۔

کیونکہ غزنوی نے یہ سب کچھ ایک ہی لمحے میں

کیا تھا۔۔۔ جان عالم کا چہرہ سرخ پڑتا دیکھ کر

زمل جلدی سے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔

لالا۔۔۔ اس سے پہلے جان عالم کوئی جوابی کاروائی

کرتا۔۔ زمل ان کے درمیان آئی تھی۔۔

غزنوی زمل کے بالکل قریب تھا۔۔ زمل کو

غزنوی کی سلگتی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس

ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے زمل کی طرف

دیکھا۔۔ پھر اپنی چمیر پہ بیٹھ گیا۔۔

زمل بھی غزنوی کے آگے سے پیچھے ہوئی تھی۔۔

دیکھ تو آج میٹنگ میں مت بیٹھ۔۔ ہمیں یہ پروجیکٹ

چاہیے۔۔ لیکن اگر تو بیٹھا تو پکا کنسل ہو جائے

گا۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ یہ تجھے بھی پتہ ہے تو میرے بغیر

کچھ نہیں کر سکتا۔۔ اس دن تو نے جو کیا اس

کے بعد تو میں کبھی تیرے ساتھ میٹنگ میں

نہ بیٹھو۔۔ وہ میری بیوی کے متعلق پوچھ رہا

تھا۔۔ کیا بغیر ت بن کر سنتا رہتا۔۔

غزنوی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

غزنوی کی آواز اونچی نہیں تھی۔۔ زل ان دونوں

کو دیکھ رہی تھی۔۔

لالا۔۔ یہ جو آپ کے لیپ ٹاپ پہ فائل میں

نے ایمیل کی ہے۔۔ یہ ریڈ کر لے۔۔ زل بول

کر آفس سے باہر نکلی۔۔ غزنوی نے جان عالم
کی طرف دیکھا۔۔

میری بات سن۔۔ غزنوی ٹبیل پہ جھکتے اپنے دونوں
ہاتھ رکھتے جان عالم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔
جان عالم نے ایبرو اچکاتے ہوئے غزنوی کی
طرف دیکھا۔۔

دیکھ میں اب رخصتی کروانا چاہتا ہوں۔۔ تو زمل
سے بات کر۔۔ تب میں غصے میں تھا۔۔ جذباتی
ہو گیا تھا۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔

جان عالم غزنوی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ چل تو
نے یہ تو مانا کہ تو غلط ہے۔۔ جان عالم نے
غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

دیکھ یار تجھے پتہ ہے تب حالات کیسے تھے۔۔

ہم میں سے کوئی بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ پری

بھاگ جائے گی۔۔ اور پھر ورشاں کا تجھ سے نکاح

یار۔۔ بس جزباتی ہو گیا تھا۔۔

چل تو فکر نہ کر۔۔ میں بات کرتا ہوں۔۔ لیکن

جو تو نے کیا ہے۔۔ دل کرتا ہے تیرا منہ توڑ

دو۔۔ اچھا خیر۔۔ یہ بتا مجھے پریشاں کو کچھ پتہ

چلا۔۔۔ جان عالم نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں یار۔۔۔ اسے بھی ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ کوئی

پتہ نہیں ہے۔۔ یار۔۔ پتہ نہیں میری بہن کس

حال میں ہو گی۔۔ غزنوی پریشاں کے لیے پریشان

تھا۔۔

دیکھ یار۔۔ جو وہ کر کے گئی ہے۔۔ وہ حویلی

آئی تو۔۔ داجی اسے زندہ زمین میں دفن کر دے
گے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔ اس کا بھائی اس کا ساتھ ہے۔۔
بس ایک بار مل جائے۔۔ میں اپنی بہن کی طرف
کسی کو دیکھنے بھی نہیں دوں گا۔۔ غزنوی نے
جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

تقریباً دو گھنٹے سے وہ اس کے پاس صوفیہ پہ
بیٹھا ہوا تھا۔۔ اور سگریٹ پہ سگریٹ پی رہا تھا۔
لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔ وہ
صوفیہ کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔۔
پریشاں اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بیٹھنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ اپنا سگریٹ ہونٹوں

میں دبائے جلدی سے اس کی طرف بڑھا۔ اور

اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے بیٹھایا۔

پریشاں جو کہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئی تھی۔

اپنے سامنے اس شخص کو دیکھتے اس نے تھوک نگلا

تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں خود لہرایا تھا۔۔

تت۔۔ تت۔۔ تم۔۔ پریشاں اپنے چکراتے سر پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

شش۔۔ اس سامنے کھڑے شخص نے اس کے

ہونٹوں پہ انگلی رکھتے اس خاموش رہنا کہا۔

پریشاں اسی لمحے چپ ہوئی تھی۔۔ تم مجھ سے

کوئی سوال نہیں کرو گی۔۔ بس جو میں پوچھو

گا۔ تم اس کا جواب دو گی۔۔ ہم۔۔ اس نے

اس کے ہونٹوں کو انگلی سے سہلاتے ہوئے اس

کے سامنے بیٹھا۔۔ اور ہاتھ میں پکڑے سگریٹ

کاکش لگاتے ہوئے دھواں اس کے چہرہ پہ چھوڑا۔

تم حویلی سے کیوں بھاگی۔۔ اس نے اس کے چہرہ

پہ پھر سے دھواں چھوڑتے ہوئے پوچھا۔۔

پریشاں کھانستے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ میں نے

کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔ وہ اس کے سامنے بیٹھا

دھاڑا تھا۔۔۔

و۔۔ وہ۔۔ مم۔۔ مم۔۔ میں شش۔۔ شا۔۔ شادی۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ کک۔۔ کک۔۔ ککر۔۔ کرنا چاہتی تھی۔

پریشاں ڈرتے ہوئے بولی۔۔

ہمم۔۔ شادی نہیں کرنی تھی۔۔ اس لیے تم حویلی

سے بھاگی۔۔ اس نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے

اپنے قریب کیا۔۔

مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ مجھے بچ۔۔ جانے دو۔۔ پریشاں
سکی لیتے ہوئے بولی۔۔

تمہیں جانے دو۔۔ وہ بولتے ہوئے اس کے پاس
سے اٹھتے صوفے پہ بیٹھا۔۔ اور صوفے پہ بیٹھا
قہقہہ لگا گیا۔۔ تمہیں جانے دو۔۔ تمہیں جانے دو۔
وہ صوفے پہ بیٹھا قہقہے لگا رہا تھا۔۔

پریشاں بیڈ کراؤن میں سمائی تھی۔۔ تم اس شادی
کے لیے مانی کیوں تھی؟؟ وہ اس کی طرف دیکھتے
ہوئے دھاڑا تھا۔۔

پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اب سسک رہی
تھی۔۔ میں نے پوچھا کہ تم شادی کے لیے مانی
کیوں تھی۔۔ وہ اب اس کی طرف بڑھتے اس کی
بازو پکڑے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔

وہ کٹی ہوئی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آگئی۔

تت۔۔ تم۔۔ تمہیں۔۔ پتہ ہے۔۔۔ پریشاں اس کی

شرٹ مٹھیوں میں جکڑے بولی۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔ مجھے تم بتاؤ۔۔۔ تم شادی

کے کیے کیوں مانی؟؟ اس نے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔

میری شادی جان عالم سے ہی ہونی تھی۔۔ اور

اس میں میری مرضی نہیں تھی۔۔۔ بچپن سے ہی

اس سے میری شادی ہونی تھی۔۔۔ پریشاں اسے

دونوں ہاتھوں سے خود سے دور دھکیلتے ہوئے

چینخی تھی۔۔۔

آواز نیچے۔۔ اس نے اس کے بال گدی سے

پکڑتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔

تم منع کر سکتی تھی شادی سے۔۔ حویلی سے کیوں

بھاگی۔۔۔ کیسے منع کرتی۔۔۔ میری کوئی سنتا وہاں۔

زندہ زمین میں گاڑھ دیتے۔۔۔

اور اگر میں وہاں نہ آتا۔۔ تو تمہاری۔۔ عزت۔۔

وہ بولتے ہوئے پھر سے اس کے بالوں پہ اپنی

گرفت مضبوط کر گیا۔۔۔

اگر تمہیں کوئی چھولیتا تو میں اسے زندہ زمین میں

گاڑھ دیتا۔۔۔ تم حویلی سے بھاگی۔۔۔ تم میرے

پاس کیوں نہیں آئی؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے بولا۔۔۔

تمہارے پاس آتی۔۔۔ ایک درندے سے جان

بچا کر میں دوسرے۔۔۔ ابھی پریشاں اتنا ہی

بولی تھی کہ سامنے کھڑا شخص اس کے چہرہ پہ

تھپڑ جڑ گیا۔۔۔ پریشاں نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ

رکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

پریشاں نے بھی اسی لمحے اس کے چہرہ پہ تھپڑ

جڑا تھا۔۔۔ دوبارہ مجھ پہ ہاتھ مت اٹھانا۔۔۔

پریشاں نے انگلی اٹھاتے اسے وارننگ دی تھی۔

اس نے اس کی انگلی اپنی انگلیوں میں دبائی تھی۔

پریشاں کے چہرہ پہ تکلیف واضح ہوئی تھی۔۔۔

دوبارہ اگر تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی کوشش

کی تو تمہیں میں زندہ اس زمین میں گاڑ دو

گا۔۔۔

اور اب یہ درندہ صفت انسان تمہیں اسی کمرے

میں بند کرے گا۔۔۔ جب بھوک پیاسی رہوں گی۔

تب تمہاری عقل ٹھکانے لگے گی۔۔۔ وہ اسے بیڈ

یہ دھکیلتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کرتے باہر

نکل گیا۔۔۔

زرغام اپنے لاؤنچ میں بیٹھا۔۔ آفس کا کام کر رہا

تھا۔۔۔ بابا۔۔ نمل زرغام کے ساتھ آکر بیٹھی۔

جی بابا کی جان۔۔ زرغام نے نمل کی طرف

مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔

بابا جان۔۔ ہمیں داجی سے ملنا ہے۔۔ شاہ در بھی

زرغام کے پاس آکر بیٹھا۔۔ میری جان کو داجی

سے ملنا ہے۔۔ زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔

جی بابا۔۔ چلو میں عالم چاچو کو کال کرتا ہوں۔۔

پھر میں اپنی جان کو لے جاؤ گا۔۔ زرغام نے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔ اوکے بابا۔۔ نمل بیٹا آپ

کے exams کب ہے۔۔ نمل اب 9 کلاس میں

ہوئی تھی۔۔ لیکن شاہ درابھی سکول نہیں جاتا

تھا۔۔

باباجان۔۔ ابھی ٹائم ہے۔۔ میری تیاری بھی

بہت اچھی ہے۔۔ باباجان آپ فکر مت کرے۔

نمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ روکو۔۔ میں

چاچو کو کال کرتا ہوں۔۔ زرغام نے جان عالم

کو کال کی۔۔ عالم۔۔ یار نمل شاہ درابھی سے

ملنا چاہتا ہے۔۔ چل ٹھیک ہے۔۔ میں شام میں

لے آؤ گا۔۔ شام کو تیار رہنا۔۔ تب چلے گے۔۔

زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔

لالا۔۔ کوئی کام تھا تو مجھے بتا دیتے۔۔ میں آجاتی۔

زل جان عالم جو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میں نے

سوچا اپنی گڑیا سے بات کر لوں۔۔ میٹنگ میں

نے کل پہ ڈال دی ہے۔۔ تو سوچا ایک تو میں

اپنی گڑیا کو بتا دو۔۔ زل۔۔ اکیلی حویلی مت

آنا۔۔ ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔۔ میں جا رہا ہوں۔

تم غزنوی کے ساتھ آ جانا۔۔ جان عالم زل کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

لیکن لالا۔۔ دیکھو میرا بچہ۔۔ غزنوی تمہارا

شوہر ہے۔۔ تم غزنوی کے ساتھ محفوظ ہوں۔۔

تم آج یہاں صرف غزنوی کی وجہ سے ہوں۔

داجی کے خلاف جا کر اس نے تمہیں یہاں تک

پہنچایا ہے۔۔ ہماری لڑائی جھگڑے اپنی جگہ۔۔

وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے۔۔ مجھے امید ہے۔

میری گڑیا میری بات سمجھ رہی ہوں گی۔۔

جی لالا۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ جان عالم آفس سے چلا گیا۔۔

لیکن زل سوچ میں پڑ گئی تھی۔۔ اگر میں

غزنوی کے ساتھ گئی۔۔ تو ان کو لگے گا میں

کمزور ہو گئی ہوں۔۔ نہیں زل کمزور نہیں ہے۔

زل اپنی گاڑی کی کیز پکڑتے باہر نکلی۔۔

غزنوی زل کو دیکھتے اس کے پیچھے آیا۔۔ زل

کو گاڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کر غزنوی نے نفی

میں سر ہلایا۔۔

غزنوی زل کی گاڑی کے پیچھے ہی اپنی گاڑی لیے

نکلا۔۔ زل گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔۔ لیکن

زل کی سوچوں کا مرکز غزنوی بن چکا تھا۔۔

جان عالم ابھی لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ زرغام نمل اور
شاہ در کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔ جان عالم زرغام
کو دیکھتے اندر آیا۔ اور زرغام کے گلے لگا۔۔۔

داجی حبیب اللہ خان اور احمد فراز خان بھی لاؤنج میں
بیٹھے ہوئے تھیں۔۔

جان عالم زرغام کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔ شاہ در جان عالم
گود میں آکر بیٹھ گیا۔ زرغام غزنوی اور جان عالم دونوں
کا بہت اچھا دوست تھا۔ بچپن سے ساتھ تھا۔

زرغام کے والد یوسف خان بھی حبیب اللہ کے دوست
تھے۔ اسی لیے زرغام لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

جان عالم زرغام سے باتیں کر رہا تھا۔ زمل لاؤنج
میں داخل ہوئی تھی۔ داجی کو دیکھتے زمل داجی کے

پاس آئی۔۔

اسلام و علیکم داجی! زمل نے داجی کے آگے سر کرتے

ہوئے کہا۔۔ تم کہاں سے آرہا ہے۔۔ داجی نے زمل

کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ داجی میں آفس سے

آرہی ہوں۔۔۔ زمل نے نظریں جھکائے کہا۔۔ کس

کے ساتھ آیا ہے۔۔ داجی کی آواز سرد تھی۔۔

زمل تم جاؤ چائے بنا کر لاؤ۔۔ جان عالم داجی کی

سرد آواز محسوس کرتے ہوئے بولا۔۔ کس کے ساتھ

آیا تھا۔۔ داجی نے زمل کی طرف دیکھتے اب کی بار

غصے سے کہا۔۔۔

اکیلی آئی ہوں داجی۔۔ ہم اس وجہ سے ہی تو تم سب

کا پڑھائی کے خلاف تھا۔۔ کہاں ہے تمہارا وہ بغیرت

مرد۔۔ داجی زمل کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے

بولے۔۔

زل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے
پریشانی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔ جان عالم نے پریشانی
سے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ داجی۔۔ زرغام نے ان
کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن داجی
زل کو غصے سے دیکھ رہے تھے۔۔

داجی میں یہاں ہوں۔۔ میرے ساتھ ہی آئی ہے
زل۔۔ غزنوی اندر آتے ہوئے بولا۔۔ تم جیسا بغیرت
انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔۔ اپنا بیوی کو گھر بیٹھا
نہیں سکتا۔۔ اور ہمارا سامنے بڑی بڑی باتیں کرتا ہے۔
داجی غصے سے بولے۔۔ داجی میرے پیارے داجی۔۔
میں نے اپنی بیوی کو پڑھائی اسی لیے نہیں کروائی۔۔
کہ وہ گھر بیٹھے۔۔ آخر جب پڑھائی کی ہے۔۔ تو پھر

اسے استعمال بھی کرے۔۔۔

میں تو اس کو MBA کروادو۔۔۔ وہ بھی کمپلیٹ

کروادو۔۔ تاکہ میری بیوی پوری طرح

independent ہو جائے۔۔ غزنوی داجی کے ساتھ

بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ تم میں ذرا اثرم نہیں ہے۔۔ کہ

تمہارا بیوی اکیلے آتا جاتا ہے۔۔ اور تم بغیرت بنا ہوا

ہے۔۔۔ داجی اب غصے سے بولے تھے۔۔

داجی کیا ہو گیا آپ کو۔۔ اتنا سخت نہ ہوا کرے۔

اب کی بار جان عالم بولا تھا۔۔۔

تم دونوں اندھا تو نہیں ہے۔۔ ہمارا ایک پوتی ہمارا

پہلے ہی نام بدنام کر چکا ہے۔۔ ہم نہیں چاہتا کہ

دوبارہ ایسا کوئی غلطی ہوں۔۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم

بھی اپنا مورے کے ساتھ گھر کا کام کاج دیکھو۔۔

داجی زمل کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔

زمل کچھ بولے بنا کمرے میں چلے گئی۔۔

غزنوی نے داجی کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اٹھتا کمرے
میں چلا گیا۔۔

ورشائ آئمہ کے کمرے میں سو رہی تھی۔۔ ورشائ

اٹھ کر بیٹھی اور آئمہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔

بڑی امی۔۔ جان خان آگئے۔۔ ورشائ آئمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ آئمہ بیٹھی قرآن پاک پڑھ رہی

تھی۔۔۔ میرا بچہ کیا ہوا ہے۔۔ آئمہ نے قرآن پاک

بند کرتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ ورشائ نے پھر سے آئمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔ میرا جان ہم کو نہیں پتہ عالم

آیا ہے کہ نہیں۔۔ ہم تو تب سے تمہارا پاس

بیٹھا ہوا ہے۔۔ آئمہ نے ورشاں کے عارض پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

میں خود دیکھ لوں گی۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے باہر

آئی۔۔ غزنوی غصے سے اندر کمرے میں جا رہا تھا۔

ورشاں کو لاؤنج میں جاتا دیکھ غزنوی بھی لاؤنج میں

واپس آیا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا داجی سے اب جان عالم کو بھی

لیکچر ملے گا۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے

بھاگ کر لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔۔

جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے روتے ہوئے

اس کے گلے لگی تھی۔۔ ورشاں کو دیکھتے داجی نے

جان عالم کو گھوری سے نوازہ تھا۔

جان عالم کی گود میں شاہ در بھی ور شاں کو دیکھتے

زر غام کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاہ در خود ہی

جان عالم کی گود سے اٹھتا زر غام کے پاس آیا

تھا۔

جان عالم داجی کی گھوری دیکھتے ور شاں کو

خود سے الگ کیا۔ تم چھوٹا نہیں ہے اب۔ کوئی

عقل ہی نہیں ہے اس بچہ کو۔ داجی ور شاں

کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔

جان عالم اب شر مندہ ہوا تھا۔ زن مرید ہے ہمارا

سارے پوتے۔ پہلے بیٹے زین مرید تھے۔ اب پوتے

بھی زین مرید ہیں۔ داجی ان کو دیکھتے ہوئے

غصے سے بولے۔ غزنوی داجی کا چہرہ دیکھتے

ہوئے مسکرایا تھا۔۔ غزنوی نے زرغام کی طرف
مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔

ورشائے جان عالم کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔

ہائے ڈرینگ کو غصے آیا ہے۔۔ غزنوی داجی کے

ساتھ آکر بیٹھا۔۔ نالائق ہے تم سب۔

تم سب میں سے کسی کا شرم باقی ہی نہیں ہے۔۔

لعنت ہوں تم سب کا مرد ہونے پر۔۔ داجی غزنوی

کو گھورتے ہوئے بولے۔۔

جان عالم و رشائے کو خود سے الگ کرنے کی کوشش

کر رہا تھا۔۔ لیکن و رشائے مسلسل رو رہی تھی۔۔

جان عالم و رشائے کو زبردستی خود سے الگ کرتے

اس کی بازو پکڑے لاؤنچ سے نکلا۔۔

دیکھا کتنا بے شرم ہے یہ۔۔ داجی۔۔ پیارے

داجی۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ اگر دادی
جان بھی زندہ ہوتی۔۔ تو آپ ہمیں اپنے کمرے
سے برآمد ہوتے۔۔ آپ کبھی کمرے سے ہی
باہر نہ نکلتے۔۔

شرم باقی نہیں ہے اس لڑکے میں۔۔ داجی نے
غزنوی کو اپنی سٹک مارتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی
ہستے ہوئے داجی کے پاس سے اٹھتا زرغام کے
ساتھ بیٹھا۔۔

زرغام تمہارے بزنس ڈیل فائنل ہوئی۔۔ غزنوی
نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ نہیں یار۔۔ اس دفعہ
پھر سے لوسٹ ہی ہو گیا۔۔ ریٹ کم تھا پھر
بھی۔۔ اپنے مینجر ہی دھوکہ دے گیا۔۔ زرغام
نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔ فکر نہ

کر۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ زرغام شادی

کر لے۔۔ کب تک یوہی اکیلے زندگی گزارنے

کا اردہ ہے۔۔ ایک تو ابھی شاہ بھی چھوٹا ہے نمل

کو بھی ماں کی ضرورت ہے۔۔ اور پھر تجھے بھی تو

ہمسفر چاہیے۔۔ کیوں داجی۔۔ غزنوی نے بات بدلتے

داجی کا غصے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

ٹھیک بول رہا ہے بچہ غزنوی۔۔ یہ تمہارا عمر ہے۔

ابھی تم جوان ہے۔۔ آج نہیں تو کل تم کو بھی

ہمسفر کا ضرورت پڑے گا۔۔

جی داجی۔۔ زرغام نے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔

نمل رابیہ کے پاس اندر تھی۔۔ نمل لاؤنج میں

آئی۔۔ داجی اور غزنوی کی بات سن چکی تھی۔۔

چلتا ہوں داجی۔۔ زرغام نے اٹھتے ہوئے داجی

سے پیار لیا۔۔

جان عالم ور شاں کی کلائی پکڑے لاؤنج سے نکلتا

سیدھا کمرے میں آیا تھا۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ

بیٹھتے ور شاں کو اپنی لیپ پہ بیٹھایا۔۔ کیا ہوا

میرے بے بی کو۔۔ جان عالم نے ور شاں کی

آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔۔

جان خان۔۔ میں صبح سے آپ کا ویٹ کر رہی

تھی۔۔ ور شاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔

میرے بے بی کو پین ہو رہی ہے۔۔ جان عالم

نے ور شاں کے چہرہ پہ آتے بال پیچھے کرتے

ہوئے پوچھا۔۔

ور شاں نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔

پھر کیا ہوا میرے بے بی کو۔۔ جان عالم نے

ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

مجھے چو کلیٹ کھانی ہے۔۔ ورشاں سسکی لیتے

ہوئے بولی۔۔۔

بس اتنی سی بات پہ میرے بے بی کو رونا آ رہا

تھا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشاں نے روتے اثبات میں سر ہلایا۔۔ بس

میرا بے بی۔۔ میں ابھی چو کلیٹ دیتا ہوں۔۔

جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم ورشاں

کو بیڈ پہ بیٹھاتے ڈرائیو میں سے چو کلیٹ نکالتے

ورشاں کو دی۔۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔

اب رونا نہیں ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے

کو بیڈ کراؤن کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔

اوکے۔۔ ورشاں نے بھی مان لی۔۔۔

زل کمرے میں آتے ہی اپنا سر پکڑتے بیڈ پہ

بیٹھی۔۔ زل کے ذہن میں غزنوی کی باتیں

دور رہی تھی۔۔۔

"میں نے اپنی بیوی کو پڑھائی اسی لیے نہیں کروائی۔۔

کہ وہ گھر بیٹھے۔۔ آخر جب پڑھائی کی ہے۔۔ تو پھر

اسے استعمال بھی کرے۔۔۔"

زل نے پریشانی سے آنکھیں بند کی۔۔ غزنوی کا

چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔۔۔

"میں تو اس کو MBA کروادو۔۔۔ وہ بھی

کمپلیٹ کروادو۔۔ تاکہ میری بیوی پوری طرح

independent ہو جائے۔۔۔"

کیوں غزنوی کیوں۔۔ کیوں کر رہے ہیں۔۔ آپ

کچھ بھی کرے۔۔ میں کمزور نہیں ہونے والی۔۔

آپ نے مجھے ٹھکرایا۔۔ جیسے میں تڑپی تھی۔۔

ویسے ہی آپ بھی تڑپے گے۔۔ زل نے

آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔

پریشاں ویسے ہی بیڈپہ بے حال گڑی رورہی

تھی۔۔۔ یہاں سے باہر جانا تو کوئی راستہ ہی

نہیں تھا۔۔۔ اور پھر رونا کے علاوہ پریشاں کر

ہی کیا سکتی تھی۔۔۔ پریشاں بیڈ سے اٹھتی دروازے

کی طرف بڑھی۔۔۔ اور زور زور سے دروازہ نوک

کرنے لگی۔۔۔ کھولو۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ پلیز مجھے یہاں

سے باہر نکالو۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ دروازہ

کھولو۔۔ کوئی تو دروازہ کھولو۔۔ پریشاں روتے

ہوئے بولی رہی تھی۔۔ لیکن باہر سے کسی کی آواز

نہیں آئی تھی۔۔ پریشاں اب کمرے میں کھڑی

کمرے کا مظاہرہ کرنے لگی۔۔ کمرے بہت ہی

خوبصورت ٹائٹلز سے بنا ہوا تھا۔۔ اور بہت ہی

بڑا تھا۔۔ جس میں ڈبیل بیڈ اور فاصلے پہ شاید

ڈریسنگ روم تھا۔۔ لیکن سامنے ہی بڑا سائیشی

کامیز۔۔ اور اس کی ایک طرف بڑا سا صوفے

تھا۔۔ جس کے دونوں طرف خوبصورت واز

پڑے ہوئے تھے۔۔ جسے پھولوں سے سجایا گیا

تھا۔۔ پریشاں کب سے چلا رہی تھی۔۔ اب

تو چیخ چیخ کر اس کا گلہ خشک ہو چکا تھا۔۔

پریشاں وہی زمین پہ بیٹھی تھی۔۔ پریشاں زمین

پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ اس نے سراٹھا کر دیکھا۔

سامنے کھولے واشروم کے دروازے کے اندر سے

اس کی نظر کھڑکی پہ پڑی۔۔۔ پریشاں جلدی سے

اٹھتے ہوئے اس طرف بھاگی تھی۔۔۔

جان عالم واشروم سے باہر نکلا۔۔ ورشاں بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگائے چو کلیٹ کھا رہی تھی۔۔

جان عالم شرٹ لیس تھا۔۔ جان عالم ورشاں کی

طرف دیکھتے ڈریسنگ روم سے اپنی شرٹ پہنتے

باہر آیا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاس آکر

بیٹھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔

ورشاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔ جان

عالم بھی ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

جان خان۔۔ آپ میرے لیے آئیس کریم لے کر

آئے۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

جائے۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے

کہا۔۔

ابھی نہیں کل۔۔ اس وقت نہیں جانا۔۔ بہت ٹائم

ہو گیا ہے۔۔ داجی پھر ڈانٹے گے۔۔ جان عالم نے

ورشاں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ داجی کو آپ نے بتایا کہ میں بڑی

ہو گئی ہوں۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ

سر رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں

کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا سراپنہ سینہ پہ

رکھا۔۔ ایسی باتیں کسی کو نہیں بتاتے۔۔ جان عالم

نے ورشاں کو سمجھایا۔۔

پھر آپ نے کیوں پوچھا تھا۔۔ ورشاں نے سر

اٹھاتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم

اب کی بار خاموش رہا تھا۔۔ جان خان۔۔ پھر

داجی نے کیوں کہا۔۔ میں بڑی ہو گئی ہوں۔۔

کیونکہ داجی کا دل کیا۔۔ اور اب اگر تم چپ

نہ کی تو پھر میں تمہیں مارو گا۔۔ آپ مجھے

مارے گے۔۔ ورشاں نے بیٹھتے ہوئے جان

عالم کی طرف دیکھا۔۔

ورشاں اب چپ کر جاؤ۔۔ ورنہ۔۔ جان عالم

ورشاں کو لیٹنے کا اشارہ کیا۔ جان خان آپ

کتنے تنگ کرتے ہیں۔۔ جائے مجھے آپ سے

بات ہی نہیں کرنی۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے

واشروم میں چلے گئی۔۔ ورشاں واشروم سے باہر

آئی۔۔ تو جان عالم بیڈ پہ لیٹا فون استعمال کر رہا

تھا۔۔ جان خان مجھے بھی موبائل لے دے تا

کہ جب آپ نہ ہوں۔۔ میں آپ سے کال پہ

بات کر لیا کرو۔۔ ورشاں نے جان عالم کے

پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ لے دو گا۔۔ ابھی

سو جاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنے حصار

میں لیتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں بھی جان عالم کے سینے پہ سر رکھے سو

گئی۔۔ جان عالم نے موبائل سائیڈ پہ رکھتے

ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ سوچکی تھی۔

جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔

بہت ہی معصوم ہے ورشاں۔۔۔ کبھی کبھی مجھے

لگتا ہے کہ میں ورشاں کے ساتھ غلط کر رہا

ہوں۔۔۔ اگر ورشاں بڑی ہو کر مجھ سے الگ

ہونا چاہے گی۔۔ تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔۔۔

کیونکہ مجھے کوئی حق نہیں۔۔ میں اس معصوم

کی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔۔ جان عالم ورشاں

کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔ ورشاں

کے چہرہ پہ بلا کی معصومیت تھی۔۔۔ یہ سوچتے

نا جانے جان عالم کے دل کو کیوں کچھ ہوا تھا۔

جان عالم بھی آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

غزنوی شرٹ لیس ٹیرس پہ کھڑا سگریٹ پی رہا

تھا۔۔ آنکھیں کے سامنے صرف زل کا چہرہ

آ رہا تھا۔۔ وہ دلہن بنی ہوئی کیسے اسے کے

سامنے تڑپ رہی تھی۔۔ اور غزنوی سفاک

بنا اسے چھوڑ چکا تھا۔۔ اسے ویسے ہی چھوڑ

کر سفاکیت کا مظاہرہ کرتے وہاں سے جا چکا

تھا۔۔ غزنوی سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا

تھا۔۔ ایک آگ تھی جو کہ اندر جل رہی

تھی۔۔ جو کہ کم ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔

یہ آگ نہ جانے کیسے کم ہونی تھی۔۔ غزنوی

کی سوچ صرف زل سے شروع ہو کر اسی

پہ ختم ہو رہا تھی۔۔ لیکن زل اس کے پاس

نہیں تھی۔۔ اور یہی بات اسے اندر تک جلا

رہی تھی۔۔۔

ورشاں کب سے جان عالم کو اٹھا رہی تھی لیکن جان عالم
گہری نیند سویا ہوا تھا۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے واشر و م
کی طرف بڑھی۔۔

وہ ابھی فریش ہو کر باہر نکلی تھی۔۔ اس کے گیلے بال
جو کہ کمر سے اوپر تھے۔۔ اس کی فرائڈ کے ساتھ چسپکے
ہوئے تھے۔۔ جان عالم کروٹ لیے لیٹا ہوا تھا۔۔ ورشاں
نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر ٹایم دیکھا۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ جان عالم کے
کندھے پہ رکھا۔۔ لیکن جان عالم نے اس کی طرف
دیکھا نہیں تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے پھر سے جان
عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اب کی بار اس کے

کندھے کو جھنجھوڑا تھا۔۔ جان عالم نے پھر بھی

اس کی طرف دیکھا نہیں تھا۔

جان خان۔۔ آپ کتنا سوتے ہیں۔۔ اور پھر اٹھتے بھی

نہیں ہے۔۔ آپ کیارات جاگ کر باہر حویلی کے

دھیان رکھ رہا تھے۔۔ ورشاں آرام سے بولتے

ہوئے بیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔ اور جان عالم کے چہرہ

پہ ہاتھ رکھا۔۔ لیکن جان کے عالم کو نہ اٹھتا دیکھ

رک ورشاں نے اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔ جیسے

کچھ سوچ رہی ہوں۔۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے

جان عالم کے بال کھینچنے لگی۔۔ اور ہسنے لگی۔

جان عالم نے اسی لمحے آنکھیں کھولتے ورشاں

کو بیڈ پہ کرتے اس پہ جھکا تھا۔۔ جان عالم کے

وجود کے نیچے اس کا چھوٹا سا وجود بالکل چھپا

ہوا تھا۔۔ کیوں تنگ کر رہی

ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں پلکیں جھپکتے ہوئے

لرز رہی تھی۔۔ جان عالم نہ اس کے چہرہ کی طرف

دیکھا۔۔ بھیگا ہوا چہرہ۔۔ بالوں کی کچھ لٹیں اس کی گردن

پہ چپکی ہوئی تھی۔۔

جان عالم نے ہاتھ سے اس کی گردن سے لٹیں الگ

کی تھی۔۔ ورشاں نے معصومیت سے جان عالم کی

طرف دیکھا۔۔ جان عالم اس کی گردن کا تل دیکھتے

وہاں اپنے لب رکھ گیا۔۔ ورشاں اس کے لمس پہ

اس کے نیچے پوری طرح کانپی تھی۔۔ جان عالم اس

کے تل پہ ہونٹ رکھتے اس کے گردن کو چوم رہا

تھا۔۔ جج۔۔ جان۔۔ نخ۔۔ خا۔۔ خان۔۔ ورشاں اپنے

چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے ہوئے گہری

سانسوں کے درمیان بولی۔۔

جان عالم جو کہ مدہوش ہوتا اس کی گردن پہ اپنے ہونٹ

رکھ رہا تھا۔۔ ورشاں کی گہری سانسیں اور اس کی مدھم

آواز سننے ہوش میں آتے اس سے دور ہوا تھا۔۔

ورشاں بیڈ پہ بیٹھتے گہرے سانس لیتے ہچکیاں لے رہی

تھی۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتا پریشانی سے اپنے چہرہ پہ

ہاتھ پھیرتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اس کا وجود پورا لرز رہا تھا۔۔ جان عالم اپنے چہرہ کے

تاثرات نارمل کرتے اس کی طرف بڑھا۔۔

ورشاں جان عالم کو اپنی طرف آتا دیکھ کر بیڈ کی

دوسری طرف بڑھی تھی۔۔ جان عالم ایک ہی جست

میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑتے نرمی سے اسے

اپنے قریب کر گیا۔۔

ورشاں جان عالم کے سینے سے لگی اب سسکیاں لے رہی
تھی۔۔ میرا بے بی۔۔ ایم سوری۔۔ جان عالم ورشاں
کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں اب ہچکیوں کے
درمیاں رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ جان عالم نے گہرا
سانس لیتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے
ورشاں کا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتے اس کی طرف
دیکھا۔۔

جان عالم نے اپنے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف
کیے۔۔ کیا ہوا میرے بے بی کو۔۔ کیوں رو رہا ہے
میرا بے بی۔۔ جان عالم نرمی سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ج۔۔ ا۔۔ جا۔۔ جان۔۔ خ۔۔ خان
آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ نے۔۔ مم۔۔ مجھے اتنی زور سے بیڈ
پہ پھینکا۔۔ اب مجھے پین ہو رہی ہے۔۔ ورشاں

ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ پھر۔۔ آ۔۔ آپ نن۔۔

نے۔۔ مجھے یہاں کس بھی کی۔۔ ورشاں اپنی گردن

پہ انگلی رکھتی ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے نرمی سے اسے خود میں بھینچا۔۔ ایم

سوری مائی بے بی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے

بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔

کان پکڑ کر بولے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔ میں کان پکڑو۔۔ جان عالم نے

حیرانگی سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جی۔۔ ورشاں

نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

چلے جلدی کرے۔۔ ورنہ میں پھر سے رونے لگ

جاؤ گی۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جس

کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔ جان عالم نے بیڈ
سے اٹھتے کان پکڑے۔۔ ایم سوری مائی بے بی۔۔
اب خوش۔۔ جان عالم نے بولتے ہوئے ورشاں کی
طرف دیکھا۔۔

اب میرے بال بنادے۔۔ ورشاں نے جان عالم
کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے ورشاں
کا چہرہ دوسری طرف کرتے اس کے بالوں کو
برش سے سیٹ کرتے اس کے شانوں پہ کیے۔۔
اس کے بال آگے رکھتے جان عالم نے اس کی
فراک کی طرف دیکھا۔۔ جس کی زپ پیچھے سے
کھولی ہوئی تھی۔۔

یہ بند نہیں کی۔۔ جان عالم نے اس کے بال آگے
کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں ہوئی۔۔ آپ کر دے۔۔

ورشاں نے اپنے بال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے ورشاں کی فراک ٹھیک کرتے اس

کی زپ بند کرتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

اسے بلیک کلر کی فراک میں دیکھتے جان عالم

کا وجود ساکت ہوا تھا۔۔

تم نے یہ کیوں پہنی۔۔ جان عالم نے ورشاں

پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔۔ آپ میرے

لیے لے کر آئے تھے۔۔ اس لیے پہن لی۔۔

ورشاں بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم

نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جس کے کمر سے

اوپر بال جو کہ ابھی اس نے خود تھوڑے سے

باندھے تھے۔۔ اور بلیک کلر فراک وہ چھوٹی

سی ورشاں اس کا میٹر شاؤٹ کر چکی تھی۔۔

جان خان۔۔ میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔ ورشاں
نے گھومتے ہوئے پوچھا۔۔ جان عالم نے تھوک
نگلتے اپنا چہرہ دوسری طرف کیا۔۔ بہت اچھی لگ
رہی ہوں۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھے بنا
بولا۔۔

جان خان میری طرف دیکھ کر بتائے۔۔ ورشاں
نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔
ورشاں بیڈ پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے
اس کی طرف دیکھا۔۔ اور مسکرایا۔۔ میرا بے بی
بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔ جان عالم بولتے ہی
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔

جان عالم اپنے کپڑے لیے واپس کمرے آیا۔۔
ورشاں کمرے سے جا رہی تھی۔۔ جان عالم

فریش ہونے کے لیے واشروم میں چلا گیا۔۔

جان عالم نے شاہر آون کیا۔۔ آنکھوں کے

سامنے ورشاں کا چہرہ آ رہا تھا۔۔ وہ اس رشتے

کے معافی نہیں جانتی۔۔ وہ اس رشتے کے مطلب

سے ناواقف ہے۔۔ اور میں کیا کرنے جا رہا

تھا۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔

جان عالم نے کے کپڑے گیلے ہو چکے تھے۔۔

جان عالم ٹاول اپنے گرد باندھتے کمرے میں

آیا۔۔ ورشاں مرار کے سامنے کھڑی ہوئی

تھی۔۔ جان عالم اسے دیکھتے ڈریسنگ روم

کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم کپڑے پہنتے

شرٹ کے بٹن بند کرتے واپس کمرے میں

آیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔

جان خان۔۔ آپ کے کپڑے کہاں تھے۔۔

ابھی میں نے دیکھا۔۔ ورشاں ہستے ہوئے

بولی۔۔۔

میں نے تمھاری طرح رونا تو نہیں ہے۔۔

جان عالم اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم

نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ڈریسنگ

مرار کے سامنے کھڑا ہوا۔۔ اور اپنے بال

سیٹ کرنے لگا۔۔ جان خان۔۔ آپ نے

مجھے یہاں کس کیوں کی تھی۔۔ ورشاں نے

جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے ورشاں کو اٹھاتے ڈریسنگ ٹیبل

پہ بٹھایا۔۔

کیا اچھا نہیں لگا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں نے جان
عالم کی طرف دیکھا۔۔ پہلے بتائے۔۔ آپ نے
مجھے یہاں کس کیوں کی۔۔ ورشاں ڈریسنگ ٹیبل
پر کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اس
کی کمر میں ہاتھ ڈالتے کھڑا کرتے اسے گرنے سے
بچایا تھا۔۔

کیونکہ میں ہسبنڈ ہوں۔۔ اور ہسبنڈ اپنی وائف
کو ایسے ہی پیار کرتا ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں
کے بال ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔۔ لیکن جان خان۔
آپ نے اتنی زور سے کس کی۔۔ مجھے پین ہونے
لگ گئی تھی۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے
کہا۔۔

سوری بھی تو کیا ہے۔۔ جان عالم نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔ جان خان۔۔ آپ مجھے اپنے ساتھ

لے جائے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے

گرد باہیں حائل کرتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے

آنکھیں چھوٹی کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔

پہلے یہاں کس کرو۔۔ پھر لے کر جاؤ گا۔۔ جان

عالم اسے اٹھاتے بیڈ کی طرف آیا۔۔ اور اسے

بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ پہلے یہاں کس کرو۔۔ جان عالم

نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔

مجھے نہیں کرنی۔۔ ورشاں بولتے ہی لیٹ گئی۔

اوکے میں بھی لیٹ جاتا ہوں۔۔ جان عالم بھی

بیڈ پہ لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر گیا۔۔ کچھ دیر

یوہی کمرے میں خاموشی رہی۔۔ پھر ورشاں نے

چہرہ جان عالم کی طرف کرتے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں بند تھی۔۔۔

ورشٹاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور

پھر نرمی سے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے

پیچھے ہوئی۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے جان عالم کو

دیکھنے لگی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ورشٹاں

کی طرف دیکھا۔۔۔

اب لے کر جائے گے۔۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کے

قریب ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہم سوچو گا۔۔۔ جان

عالم نے سوچنے کے انداز میں کہا۔۔۔ ورشٹاں

جان عالم کو غصے سے دیکھتے اس کے ہاتھ پہ اپنے

دانت گاڑھ گئی۔۔۔ آہہ۔۔۔ جنگلی بلی۔۔۔ جان عالم اپنا

ہاتھ چھرواتے ہوئے بولا۔۔۔

جھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔۔ ورشٹاں جان عالم کو

غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اگر مجھے نہیں لے

کر جائے گے۔۔ تو میں سب کو بتاؤ گی۔۔ آپ نے

مجھے یہاں کس کی۔۔ ورشاں اپنی گردن پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔ جو چھوٹی سے اسے دھمکیاں دے رہی تھی۔

لے جاؤ گا۔۔ ایک سر پرانز بھی ہے میرا بے بی کے

لیے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرہ کو پیار سے

چھوتا ہوا کہا۔۔

اوکے۔۔ ورشاں جلدی سے بیڈ سے اٹھی۔۔

جان عالم ورشاں کو لیے کمرے سے نکلا۔۔ تم

کہاں جا رہا ہے۔۔ داجی نے جان عالم کے ساتھ

ورشاں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ میں جان خان

کے۔۔ ابھی ورشاں اتنا ہی بولی تھی کہ جان عالم

بولا۔۔۔ داجی سکول کی کچھ چیزیں رہ گئی ہے

وہی لینے جا رہا ہوں۔۔۔ جان عالم ور شاں کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

اب اس کا پڑھائی کا کیا فائدہ شادی ہو گیا ہے۔

اب پڑھ کر کیا کرے گا۔۔۔ داجی نے ور شاں

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی داجی۔۔۔

جان عالم بس اتنا ہی بولا اور زمل کے کمرے

کی طرف بڑھا۔۔۔ دروازہ نوک کرتے جان عالم

اندر آیا۔۔۔

جی لالا۔۔۔ زمل جان عالم کو دیکھتے بیڈ سے اٹھی

تھی۔۔۔ غزنوی کے ساتھ آفس آندا۔۔۔ میں نہیں

چاہتا میری بہن دوبارہ داجی کے سوالات کی جواب

دے ہوں۔۔۔ جان عالم نے زمل کے سر پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ زل نظر میں جھکائے

بولی۔۔

جان عالم ور شاں کا ہاتھ پکڑے گاڑی تک آیا۔۔

اور دروازے کھولتے ور شاں کو پیسنجر سیٹ پہ

بیٹھایا۔۔ اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

غزنوی داجی کو لاؤنچ میں دیکھتے ان کے پاس آیا۔

اسلام و علیکم داجی۔۔ غزنوی نے احتراماً داجی کو

سلام کیا۔۔ و علیکم اسلام بر خودار آج آفس نہیں

گئے۔۔۔ داجی نے بھی اس کی طرف دیکھتے

ہوئے جواب دیتے پوچھا۔۔۔

بس داجی جارہا تھا۔۔ داجی مجھے آپ سے بات

کرنی ہے۔۔ غزنوی نے سنجیدگی سے کہا۔۔

داجی معذرت اگر آپ کو برا لگا۔۔ لیکن داجی

جس لہجے میں آپ نے کل زل سے بات کی

مجھے بالکل پسند نہیں آیا۔۔ میں نہیں چاہتا میری

بیوی سے اس لہجے میں کوئی بھی بات کریں۔۔

اس کے ہر اچھے برا کا میں ذمہ دار ہوں۔۔۔

لیکن اس سے کوئی بھی غصے سے بات کرے۔۔

مجھے بالکل پسند نہیں۔۔ داجی نے غزنوی کی طرف

دیکھا۔۔ تو بر خودارا گرا تنہا ہی تم کو بیوی کا

پرواہ ہے تو رخصتی کروالے۔۔ داجی آپ کروا

دے۔۔ غزنوی نے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔

جب کام پڑتا ہے تو داجی نظر آتا ہے ورنہ ہم

کو ہی آکر تمیز سیکھاتا ہیں۔۔ داجی غصے سے

بولے۔۔۔

پلیز داجی کروادے۔۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔۔

غزنوی نے مسکراتے ہوئے داجی کے آگے ہاتھ

جوڑے۔۔ ہم بات کرے گا حبیب اللہ سے۔۔

شکریہ پیارے داجی۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے

داجی کے گلے لگا۔۔ زمل جو پیچھے کھڑی تھی۔۔

اس کا دل زور سے دھڑکنا شروع ہوا تھا۔۔

غزنوی زمل کو دیکھتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

زمل بھی داجی سے ملتے باہر آئی۔۔ غزنوی

گاڑی میں اس کا ویٹ کر رہا تھا۔۔ زمل نے

گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔۔

لیکن وہ لو کڈ تھا۔۔ زمل پینجر سیٹ کا دروازہ کھول

کر بیٹھی۔۔ غزنوی نے اس کے سپاٹ چہرہ کی

طرف دیکھا تھا۔۔

غزنوی نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے زل کی طرف

دیکھا۔۔۔ زل۔۔۔ غزنوی نے ڈرائیونگ کرتے

نرمی سے اسے مخاطب کیا۔۔۔ زل نے سپاٹ

چہرہ لیے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی اس کے

اتنے سپاٹ چہرہ کو دیکھتے گہرے سانس لے گیا۔۔

مجھے پتہ ہے تم ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔۔۔ غزنوی

نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

زل اپنے ہاتھ پیچھے کر چکی تھی۔۔ میں ابھی نہیں

اب میں یہ رخصتی کبھی نہیں چاہتی۔۔ زل بالکل

سپاٹ چہرہ لیے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔

غزنوی نے خاموشی سے اس کے چہرہ کی طرف

دیکھا۔۔۔ اور پھر سفر یوہی خاموشی میں

گزر گیا۔۔۔

پریشاں اس کھڑکی کی طرف بھاگی تھی۔۔ پریشاں

نے اس کھڑکی سے باہر دیکھا۔۔ جو کہ کافی

اونچی تھی۔۔ لیکن یہاں سے نکلنے کا ایک واحد

طریقہ یہی تھا۔۔ اسے مرنا منظور تھا۔۔ لیکن

وحشی درندے کے پاس رہنا قبول نہیں تھا۔۔

پریشاں اپنی چادر کمرے میں آتے ڈھونڈنے

لگی۔۔ جو کہ اسے کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

پریشاں ایسے ہی واپس اس کھڑکی کی طرف آئی۔

اور نیچے دیکھتے جمپ کرنے ہی والی تھی کہ وہ

اس کی بازو پہ اپنی سخت گرفت کرتے اسے

خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے اسے کھینچتے ہوئے

کمرے میں لایا۔۔۔

کیا کرنے لگی تھی۔۔۔ وہ اس کی بازو میں اپنی

انگلیاں گاڑتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ میں یہاں

سے بھاگنے لگی تھی۔۔۔ پریشاں اسے سے بھی

اونچی آواز میں چینخی تھی۔۔۔ مرجاتی یہاں

سے گرتی۔۔۔ وہ استنزیہ نظروں سے دیکھتے

ہوئے بولا۔۔۔

مجھے مرجانا منظور ہے لیکن تمہارے پاس

رہنا نہیں۔۔۔ مجھے بس یہاں سے جانا ہے۔۔۔

پریشاں اسے خود سے دور کرنے کی کوشش

کرتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ اس کے بال گدی

سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے قریب کر گیا۔۔۔

یہاں سے تو تم نہیں جاسکتی۔۔۔ اور دوبارہ

اگر تم نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی

تو میں تمہیں خود یہاں سے دھک دے دوں گا۔

وہ اس کے بالوں پہ گرفت مضبوط کرتے

ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں اس کی اتنی بے رحمی پہ سسکی تھی۔۔

اس نے اسے بیڈ پہ پھینکتے باہر ملازمہ سے

کھانا پکڑا اور اس کے سامنے رکھا۔۔ پکڑو۔۔

اور کھاؤ اسے۔۔ وہ سامنے صوفے پہ بیٹھتے

اپنا سیگریٹ جلاتے ہوئے لبوں میں دبا گیا۔۔

مجھے نہیں کھانا۔۔ نہیں کھاؤ گی تو مر جاؤ

گی۔۔۔ وہ پرسکون انداز میں بولا۔۔

مر جاؤ گی تو تم سے جان چھوٹ جائے گی۔

پریشاں بیڈ سے اٹھتے ہوئے چینی تھی۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

اور پھر صوفے سے اٹھتے اس کی طرف بڑھتے

اس کی بازو پکڑتے اسے بیڈ پہ بیٹھا گیا۔۔

کھاؤ اسے۔۔ کھاؤ اسے۔۔ اب کی بار

وہ دھاڑا تھا۔۔ اور پریشاں پوری کا پی تھی۔۔

نن۔۔ نہیں کھانا مجھے۔۔ پریشاں کمپناتے ہونٹوں

سے بولی۔۔ لیکن سامنے بیٹھا انسان اس کی سننے

کو تیار تھا کیا۔۔ اس نے زبردستی روٹی کا

نوالہ بناتے اس کے منہ میں ڈالنے شروع کیے۔

پریشاں کی آنکھوں سے آنسو بہے رہے تھے۔۔

کاش میں حویلی سے نہ بھاگتی۔۔ پریشاں کھانا

اندر نگلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔

گاڑی روکتے ہی زل گاڑی سے نکلنے لگی تھی۔۔ جب

غزنوی نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔۔ زل نے سوالیہ

نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ زل۔۔ تم اتنا ناراض

تو کبھی نہیں ہوتی تھی۔۔

غزنوی نے زل کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے

ہوئے کہا۔۔ میں ناراض نہیں ہوں۔۔ زل نے اپنا ہاتھ

غزنوی کی گرفت سے چھرواتے ہوئے کہا۔۔

پھر یہ بے رونی کیوں۔۔ غزنوی اس کے ہاتھ پہ اپنی

گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا۔۔

میری بے رونی سے ہی آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔

سوچے آپ کی بے رومی میں نے کیسے برداشت

کی ہوگی۔۔ مجھ بھی دل تھا۔۔ جو آپ کے لیے

دھڑکتا تھا۔۔ لیکن آپ نے اسے توڑا کچھ یوں

کہ میں دوبارہ اسے جوڑنے کی ہمت خود میں

نہیں بنا پائی۔۔

شاید آپ کو یاد ہوں۔۔ میں اس دن کس طرح

تڑپی تھی۔۔ آپ کو بار بار پکارا تھا۔۔ لیکن آپ

نے سفاکیت کی چادر اپنے گرد اوڑھ رکھی

تھی۔۔ اس دن وہ زل مر گئی۔۔ جو آپ پہ

مرتی تھی۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے بولی۔۔

زل اپنا ہاتھ چھروا تے جا چکی تھی۔۔ غزنوی

نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ غزنوی بھی نکلتا

اپنے آفس کی طرف بڑھا۔۔

غزنوی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔

غزنوی اپنے آفس میں آتے ہی ٹبلیل پہ پڑی ساری

چیزیں نیچے گرا چکا تھا۔۔ غزنوی سب چیزیں

زمین پہ گراتے اپنی چمیر پہ بیٹھا۔۔

کب تک رہوں گی مجھ سے دور۔۔ غزنوی نے چمیر

سے ٹیک لگاتے ہوئے پوکٹ سے سگریٹ نکالتے

جلائی۔۔۔

سیگریٹ پیتے اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی

تھی۔۔ کیونکہ زمل غزنوی کو سیگریٹ پینے

نہیں دیتی تھی۔۔ اور اسی بات پہ کتنی دفعہ

غزنوی فائدہ اٹھاتا تھا۔۔ ویسے ہی کچھ پل

گزرے اسے یاد آئے تھے۔۔

غزنوی اپنے کمرے کے ٹیرس پہ کھڑا شرٹ لیس

سیگریٹ پی رہا تھا۔۔ زمل غزنوی کے کمرے میں

اس کے لیے کافی لے کر آئی تھی۔۔ زمل کمرے کے

چاروں طرف دیکھا۔۔ غزنوی کمرے میں نہیں
تھا۔۔

ٹیرس کا کھلا دروازہ دیکھتے زل ٹیرس کی
طرف آئی۔۔ ٹھنڈی ہواؤں نے زل کا استقبال
کیا تھا۔۔۔۔۔ آپ اتنی سردی میں یہاں کیا
رہے ہیں۔۔ زل نے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے
کہا۔۔۔

غزنوی کی پشت زل کی طرف تھی۔۔ غزنوی
نے زل کی طرف دیکھا۔۔ جس کا چہرہ سردی
سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ زل کی ناک بھی سردی
سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

غزنوی زل کو دیکھ کر مسکرایا۔۔ اور سیگریٹ
کا کش لگاتے ہوئے زل کو دیکھا۔۔ جو کہ سردی

سے پوری طرح کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی نے مسکراتے

ہوئے زل کو اپنے حصار میں لیا۔۔ زل جو پہلے ہی

سردی سے کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی کا برف کی مانند

وجود سے پوری لرزی تھی۔۔

غزنوی زل کو لیے کمرے میں آیا۔۔ زل پوری طرح

کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی نے کمرے میں الیکٹروک ہیٹر

آؤن کیا۔۔ زل بیڈ پہ بیٹھی کانپ رہی تھی۔۔ مجھے

نہیں پتہ تھا میری جانم اتنی نا

*

گاڑی روکتے ہی زل گاڑی سے نکلنے لگی تھی۔۔ جب

غزنوی نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔۔ زل نے سوالیہ

نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ زل۔۔ تم اتنا ناراض

تو کبھی نہیں ہوتی تھی۔۔

غزنوی نے زل کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے

ہوئے کہا۔۔ میں ناراض نہیں ہوں۔۔ زل نے اپنا ہاتھ

غزنوی کی گرفت سے چھرواتے ہوئے کہا۔۔

پھر یہ بے رونخی کیوں۔۔ غزنوی اس کے ہاتھ پہ اپنی

گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا۔۔

میری بے رونخی سے ہی آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔

سوچے آپ کی بے رحمی میں نے کیسے برداشت

کی ہوگی۔۔ مجھ بھی دل تھا۔۔ جو آپ کے لیے

دھڑکتا تھا۔۔ لیکن آپ نے اسے توڑا کچھ یوں

کہ میں دوبارہ اسے جوڑنے کی ہمت خود میں

نہیں بنا پائی۔۔

شاید آپ کو یاد ہوں۔۔ میں اس دن کس طرح

تڑپی تھی۔۔ آپ کو بار بار پکارا تھا۔۔ لیکن آپ

نے سفاکیت کی چادر اپنے گرد اوڑھ رکھی

تھی۔۔ اس دن وہ زل مر گئی۔۔ جو آپ پہ

مرتی تھی۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے بولی۔۔

زل اپنا ہاتھ چھرواتے جا چکی تھی۔۔ غزنوی

نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ غزنوی بھی نکلتا

اپنے آفس کی طرف بڑھا۔۔

غزنوی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔

غزنوی اپنے آفس میں آتے ہی ٹبل پہ پڑی ساری

چیزیں نیچے گرا چکا تھا۔۔ غزنوی سب چیزیں

زمین پہ گراتے اپنی چیر پہ بیٹھا۔۔

کب تک رہوں گی مجھ سے دور۔۔ غزنوی نے چیر

سے ٹیک لگاتے ہوئے پوکٹ سے سگریٹ نکالتے

جلائی۔۔

سیگریٹ پیتے اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی

تھی۔۔ کیونکہ زل غزنوی کو سیگریٹ پینے

نہیں دیتی تھی۔۔ اور اسی بات پہ کتنی دفعہ

غزنوی فائدہ اٹھاتا تھا۔۔ ویسے ہی کچھ پل

گزرے اسے یاد آئے تھے۔۔

غزنوی اپنے کمرے کے ٹیرس پہ کھڑا شرٹ لیس

سیگریٹ پی رہا تھا۔۔ زل غزنوی کے کمرے میں

اس کے لیے کافی لے کر آئی تھی۔۔ زل کمرے کے

چاروں طرف دیکھا۔۔ غزنوی کمرے میں نہیں

تھا۔۔

ٹیرس کا کھلا دروازہ دیکھتے زل ٹیرس کی

طرف آئی۔۔ ٹھنڈی ہواؤں نے زل کا استقبال

کیا تھا۔۔۔۔۔ آپ اتنی سردی میں یہاں کیا
رہے ہیں۔۔ زل نے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے
کہا۔۔۔

غزنوی کی پشت زل کی طرف تھی۔۔ غزنوی
نے زل کی طرف دیکھا۔۔ جس کا چہرہ سردی
سے سرخ ہو رہا تھا۔ زل کی ناک بھی سردی
سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

غزنوی زل کو دیکھ کر مسکرایا۔۔ اور سیگریٹ
کاش لگاتے ہوئے زل کو دیکھا۔۔ جو کہ سردی
سے پوری طرح کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی نے مسکراتے
ہوئے زل کو اپنے حصار میں لیا۔۔ زل جو پہلے ہی
سردی سے کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی کا برف کی مانند
وجود سے پوری لرزی تھی۔۔

غزنوی زل کو لیے کمرے میں آیا۔۔ زل پوری طرح

کانپ رہی تھی۔۔ غزنوی نے کمرے میں الیکٹروک ہیٹر

آؤن کیا۔۔ زل بیڈ پہ بیٹھی کانپ رہی تھی۔۔ مجھے

نہیں پتہ تھا میری جانم اتنی نا

*

یہ آنکھیں رو رو کر خراب کرنی ہے کیا۔۔ وہ سامنے بیٹھا

پریشاں کی چو کلیٹ براؤن آنکھیں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

تم سے مطلب۔۔ میری آنکھیں ہے۔۔ میں چاہے تو رو رو کر

نکال دو۔۔ پریشاں بولتے ہی اپنا چہرہ دوسری طرف کر

گئی۔۔

اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ چلو جلدی

کرو۔۔ یہ رونا دھونا بند کرو۔۔ اس نے پریشاں کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مجھے جانے دو۔۔ پریشاں نے روتے ہوئے اس کے سامنے

ہاتھ جوڑے۔۔ تمھیں جانے دو۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے

اس کی طرف دیکھا۔۔

پلیز مجھے جانے دو۔۔ پریشاں اب سسکیاں لیتے ہوئے

بولی۔۔ کہاں جاؤ گی۔۔ وہ بیڈ سے اٹھتا کھڑکی سے

نیچے دیکھنے لگا۔۔

کہیں بھی چلی جاؤ گی۔۔ بس۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولی

تھی کہ وہ اس کا جبرہ دبوج چکا تھا۔۔ کہیں بھی

جاؤ گی تم۔۔ بولو۔۔ کہیں بھی جاؤ گی۔۔ بولو۔۔ اب

کی بار وہ دھاڑا تھا۔۔

پریشاں کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔۔ مم۔۔

مم۔۔ اس۔۔ ا۔۔ اندھیرے۔۔ کک۔۔ کمرے۔۔ مم۔۔ میں۔۔ نن

نن۔۔ نہیں رہ سکتی۔۔ پریشاں ہچکیاں لیتے ہوئے

بولی۔۔

تو یہ وجہ ہے۔۔ چلو اب سے میں دروازہ لو کڈ

نہیں کرو گا۔۔ جہاں تمہارا دل کرے۔۔ تم گھومنا۔

اس کے لہجے میں نرمی تھی۔۔ لیکن۔۔ پھر سے اس

کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔ اگر تم نے یہاں سے بھاگنے

کی کوشش کی تو میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے

لوں گا۔۔

تت۔۔ تمہیں مم۔۔ مجھ۔۔ پہ۔۔ ت۔۔ ت۔۔ ترس۔۔ نن۔۔ نہیں آتا۔۔

پریشاں نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ آتا ہے

نہ۔۔۔ بہت ترس آتا ہے۔۔ اسی لیے تو تمہیں اجازت دی

ہے کہ تم یہاں گھوم سکتی ہوں۔۔ اس نے سگریٹ ہونٹوں

میں دباتے ہوئے کہا۔۔

پریشاں کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔۔ کیونکہ اسے

یقین ہو چکا تھا۔ اب وہ اس وحشی درندے کا مقابلہ

نہیں کر سکتی۔۔ اور یہاں سے اس کی رہائی نہ ممکن

ہے۔۔

لالا میرا بے بی کب آئے گا۔۔ ورشاں نے غزنوی کا

ہاتھ پکڑتے اسے مخاطب کیا۔۔ جان عالم چمیر

پہ بیٹھا غزنوی کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کو شاید

440 ووٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔ ورشاں کی بات

سننے۔۔

لالا بتائے۔۔ ورشاں نے غزنوی کا ہاتھ ہلاتے ہوئے

کہا۔۔ غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور

زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔ ابھی تو میری

گڑیا بھی چھوٹا سا بے بی ہے۔۔ پہلے میری

گڑیا تو بڑی ہو جائے۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کے

عارض پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں غزنوی کی بات کا جواب دینے ہی
والی تھی۔۔

کہ سعدیہ نوک کیا۔۔۔ اور اندر آئی۔۔

--Excuse me sir

سراو برائے کمپنی کی اونر سویرامیٹنگ

روم میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔۔ سعدیہ

نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

داسوک دی غزنوی؟ (یہ کون ہے غزنوی)

جان عالم نے غزنوی

کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

دازما سیکریٹری داسعدیہ (یہ می

غزنوی زل کے آفس کی طرف بڑھا۔۔ اسے زل

پہ بے حد غصے تھا۔ اس کی پیشانی کی رگیں

غصے سے غصے کی وجہ سے نظر آرہی تھی۔۔

تمھیں میں چھوڑوگا نہیں۔۔ زل۔۔ میری بات

اگنور کرنے کی ہمت کیسے ہوئی۔۔ غزنوی تیز

تیز قدم اٹھاتے زل کے آفس تک آیا۔۔

زل اپنی چیرپہ بیٹھی ہوئی کچھ ٹائپ کر رہی

تھی۔۔۔ سر۔۔ سر۔۔ میم نے منع کیا ہے کوئی روم میں

نہیں آئے۔۔۔ راہین غزنوی کو اندر آنے سے روکتے ہوئے

بولی۔۔۔

زل چہرہ اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔ سوری

میم۔۔ میں نے سر کو روکا۔۔ لیکن سر میری بات نہیں

سن رہے تھے۔۔ راہین نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے
نظریں جھکائے کہا۔۔۔

اب مجھے بھی اندر آنے سے روکو گے۔۔ میں تمہیں
ابھی اس جو ب سے نکال سکتا ہوں۔۔ غزنوی راہین
کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔

راہین ڈرتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ راہین تم
جاؤ۔۔۔ زل اس کی حالت دیکھتے ہوئے بولی۔۔
آپ کسی بھی ور کر سے اس لہجے میں بات نہیں
کر سکتے۔۔۔ اور وہ تو میری سیکریٹری ہے۔۔ کتنے
ٹائم سے یہاں جو ب کر رہی ہے۔۔۔ اور آج آپ اسے
یہاں سے نکالنے کی بات کر رہے تھے۔۔

,How can you say that

??I can't believe it

(آپ ایسا کیسے بول سکتے ہے مجھے

یقین نہیں آرہا)

زمل نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

I can do anything Mr.s

Zamal Ghaznavi Khan

(میں کچھ بھی کر سکتا ہوں مسز

زمل غزنوی خان) وہ اس کی طرف

بڑھتے اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں

اپنی نیلی آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا۔۔

میں زمل حبیب اللہ خان ہوں۔۔ زمل بھی

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

مائی ڈیر وائف۔۔ غزنوی نے اس کے بالوں

کی لٹ جو کہ چہرہ پہ آرہی تھی۔۔ اسے

اس کے کان کے پیچھے کیا۔۔

تم میری بیوی ہوں۔۔ تم پہ مجھے پورا

حق ہے۔۔ تمہارے جسم و جان کا مالک

ہوں۔۔ تمہارے نام کے ساتھ تو میرا نام

بچپن سے ہے۔۔ جانم۔۔ غزنوی اس کی

گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔

زل نے اچھوت کی طرح اس کا ہاتھ

جھٹکا تھا۔۔

کیوں کرتی ہوں میری جان اتنا غصہ۔۔

اس نازک سی ناک پہ اتنا غصہ کیسے

آجاتا ہے۔۔ غزنوی اس کی ناک پہ ہونٹ

رکھتے ہوئے بولا۔۔

دور رہے غزنوی مجھ سے۔۔ زل اس کے

سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ ٹھیک

ہے۔۔ میں تم سے دور ہو گیا۔۔ خوش۔۔

غزنوی نے ہاتھ پیچھے کرتے اس سے

دور ہوتا ہوئے کہا۔۔

ہو گیا۔۔ اب مجھے میرے سوالوں کا

جواب دو۔۔ غزنوی ٹبیل پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے جھکا تھا۔۔ اس نے گہری نظروں

سے زل کو دیکھا۔۔ جو کہ بلیک کلر

کی پٹھانی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔

جس کا گلہ کا مدار تھا۔۔ اس کی شال

اس کے گلے میں تھی۔۔ اور ہلکی سی

سر پہ نام کی تھی۔۔ کانوں میں چھوٹ

چھوٹے بلیک کلر کے پی ٹوپس پہنے ہوئی

تھی۔۔

غزنوی اس کی طرف بہت ہی گہری نظروں

سے دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ کیونکہ اس نے

گلے میں کچھ بھی نہیں پہنا ہوا تھا۔۔

غزنوی اس کے گلے کی طرف دیکھتے

ہوئے مسکرایا۔۔

زل اس کی اتنی گہری نظروں سے پیزل

ہوئی تھی۔۔ اپنی چمیر پہ سیدھی ہوئی

تھی۔۔ غزنوی اور بھی گہرا مسکرایا۔۔

لیکن راحیل کی نظریں زل پہ محسوس

کرتے ہوئے اس کا چہرہ پھر سے غصے

سے سرخ ہوا تھا۔۔

غزنوی نے آنکھیں بند کی۔۔ مجھے بتاؤ۔۔

جب میں نے تمہیں اشارہ کیا تو تم دوسری

طرف کیوں نہیں بیٹھی۔۔ غزنوی کا لہجہ

سرد تھا۔۔۔

زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ لیکن کچھ

بولی نہیں تھی۔۔ غزنوی نے غصے سے سرخ

چہرہ لیے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کا

جبرہ اپنی آہنی گرفت میں لے گیا۔ غزنوی

منظبوطی سے اس کا جبرہ دبوچے ہوئے

تھا۔۔۔

زل کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔

پتچ۔۔ چھوڑے۔۔ زل نے اس کے ہاتھ پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

مجھے میری بات کا جواب دو۔۔ غزنوی

دھاڑا تھا۔۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو

نکلنے شروع ہوئے تھے۔۔ لیکن غزنوی

اپنی گرفت اور بھی مضبوط کر گیا۔۔

زل نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے

دوسرے ہاتھ سے غزنوی کا ہاتھ

پکڑا تھا۔۔۔

غزنوی نے اس کا ہاتھ اپنے کالر پہ

دیکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔ زل

اس کا گریبان دونوں ہاتھوں سے

پکڑتے اپنے قریب کر گئی۔۔ غزنوی

نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

زل کے جبرہ پہ وہ اپنی گرفت نرم

کرتے چھوڑ چکا تھا۔۔۔ جیسے ہی

غزنوی نے زل کا جبرہ چھوڑا۔۔

زل بھی اس کا لڑ چھوڑتے اس

کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور

دھکیلتے اٹھی تھی۔۔

غزنوی جو کچھ اور سمجھتا تھا۔۔ اس

آفت کے لیے تیار نہ تھا۔۔ وہ لڑ کھڑا کر

پیچھے ہوئے تھا۔۔ زل اپنی چمیر سے

اٹھی تھی۔۔

تم۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھا۔۔ کیا

میں آپ کو کیا لگا میں اتنی کمزور

ہوں۔۔ میں بہت مضبوط ہوں غزنوی۔۔

آپ کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اور نہ ہی

اب میں آپ کی کوئی بات مانو گی۔۔

آپ نے کہا تھا آپ مجھے اپنی ہر پابندی سے آزاد کرتے ہیں۔۔۔ زل غزنوی کا کالر ٹھیک کرتے ہوئے
 بول کر پیچھے ہوئی۔۔۔ زل مسکرائی تھی۔۔۔ جبکہ غزنوی کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔۔ غزنوی زل کی طرف
 بڑھتے اس کی کلائی جکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ زل غزنوی کے چوڑے سینے سے کٹی پتنگ کی
 طرح لگی تھی۔۔۔ زل ایک ہاتھ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔
 غزنوی اس کے دنوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے اس کی کمر سے لگا گیا۔۔۔ چھوڑے مجھے غزنوی۔۔۔
 زل چلائی تھی۔۔۔ غزنوی اس کے ہونٹوں پہ جھکا قفل لگا گیا۔۔۔ زل اس کے لمس پہ کانپی تھی۔۔۔
 غزنوی اس کے ہونٹوں پہ ڈیپ کس کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ زل گہرے سانس لے
 رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی دھڑکنوں کے مقام پہ اپنا سر رکھے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔ زل کو اس
 کی سانسوں کی تپش اپنی دھڑکنوں پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ غزنوی پیچھے ہٹے۔۔۔ زل اس کے حصار
 سے راہی مانگ رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اس کے حصار میں ہل بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل
 نے مزاحمت کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی مزاحمت پہ اس کی گردن پہ اپنے دانتوں سے
 نشان دے گیا۔۔۔ زل نے اسے سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ غزنوی نے اس کی گردن پہ دے
 گئے اپنے نشان پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ اور اسے دیکھتے آنکھ ماری۔۔۔ سر۔۔۔ سعدیہ دروازہ کھولتے اندر
 آئی۔۔۔ غزنوی زل کو اسی لمحے اپنے حصار سے آزاد کر گیا۔۔۔ زل کی چادر اس کے کندھوں پہ لہرا رہی
 تھی۔۔۔ زل نے اپنی چادر ٹھیک کی۔۔۔ میرے کبین میں بغیر اجازت کیوں آئی ہے۔۔۔ زل
 سعدیہ کو دیکھتے اندر تک جلی تھی۔۔۔ لیکن چہرہ پہ کوئی تاثرات نہیں تھا۔۔۔ چاہے اس زل غزنوی سے
 دور تھی۔۔۔ لیکن سعدیہ اس کے گرد بالکل بھی برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ میرے کبین سے

جاؤ۔۔ اور دوبارہ میرے کبین میں بنا اجازت کے مت آنا۔۔ زل اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔ میں یہاں آپ سے نہیں غزنوی میرے مطلب سر غزنوی سے بات کرنے آئی ہوں۔۔ سریہ فائل چیک کر لے۔۔ سعدیہ غزنوی سے مخاطب ہوئی۔۔ غزنوی نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ سعدیہ کو گھور رہی تھی۔۔ جی دیکھائے مس سعدیہ۔۔ غزنوی نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ سعدیہ نے غزنوی کو فائل پکڑائی۔۔ غزنوی نے فائل پکڑی۔۔ اور دیکھنے لگا۔۔ زل کو غزنوی پہ بھی غصے آیا تھا۔۔ جو اسے کچھ بولا بھی نہیں تھا۔۔ رامین بھی نوک کرتے اندر آئی۔۔ میم یہ ہو گئی ہے۔۔ اس نے زل کو ڈائیزائن دیکھایا۔۔ زل دیکھ تو ڈائیزائن رہی تھی۔۔ لیکن نظریں اس کی غزنوی پہ تھی۔۔ جو سعدیہ سے بات کر رہا تھا۔۔ سعدیہ کچھ بتانے کے لیے جھکی تھی کہ اس کے بال غزنوی کے چہرہ پہ لگے تھے۔۔ زل جس نے ایک نظر ابھی ڈالی ہی تھی یہ دیکھتے ہی فائل پہ نظریں جما گئی۔۔ مجھے کیا۔۔ سوری سر۔۔ سعدیہ کی آواز زل کے کانوں میں گونجی تھی۔۔ it's ok۔۔ غزنوی کی بھی صرف آواز ہی آئی تھی۔۔ زل نے رامین کی طرف دیکھا۔۔ ولید۔۔ ولید کو بلاؤ۔۔ اور اسے بولو یہ سارے ڈائیزائن کمپنی کی اونر کو میل کریں۔۔ زل نے غزنوی پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی نے اسی لمحے اس کی طرف دیکھا۔۔

زل۔۔ غزنوی کا لہجہ سرد تھا۔۔

,I am sorry but I'm busy

زل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی بری

طرح اندر تک جلاتھا۔۔ سر۔۔ یہ دیکھے۔۔

سعد یہ نے غزنوی کے ہاتھ کے ساتھ اپنا

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی نے اپنا

ہاتھ دور کیا تھا۔۔

میم۔۔ آپ نے بلایا۔۔ ولید نے نظریں جھکائے

کہا۔۔ ولید خوبصورت تھا سفید رنگت پر کشش

چہرہ، کالی بڑی بڑی آنکھیں۔۔ اور پر سنیلٹی

اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتی تھی۔۔

زل نے ولید کی طرف دیکھا۔۔ ولید یہ میل

کردو۔۔ لالا کو اور دوسری کمپنی کی اوئر

سویرا کو۔۔ زل نے سنجیدگی سے کہا۔۔

ولید ایک کام بولا تھا۔۔

زل نے موبائل آؤن کرتے ہوئے کہا۔۔ وہ

میم میرے ذہن سے نکل گیا۔۔ میں آج

ہی پتہ کرو گا۔۔ ولید مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ یاد سے آج ہی ہونا

چاہیے۔۔ حویلی آکر بتا دینا۔۔ مورے

بھی تمہیں یاد کر رہی تھی۔۔ زمل

کے چہرہ پہ بھی اب تھوڑی سی مسکراہٹ

تھی۔۔۔

لگاؤ گا چکر۔۔ ولید بول کر اپنے کام میں

مصرف ہوا۔۔ غزنوی پین کی نوک فائل

پہ دباتے اس کی نوک توڑ چکا تھا۔۔۔

سعدیہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔ جو فائل

بھی پین کی نوک سے برباد کر چکا تھا۔۔

سر۔۔ سعدیہ نے غزنوی کو حیرانگی سے

دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

غزنوی نے فائل زمین پہ پھینکی۔۔ اور

اٹھتا ہوا زل کی طرف بڑھا۔۔ زل جو

کہ کچھ لکھ رہی تھی۔۔ غزنوی کو دیکھتے

ہوئے اس نے ایبر واچکائی۔۔ ولید۔۔ غزنوی

کو دیکھتے ہوئے اٹھا تھا۔۔ لیکن غزنوی

اسے اگنور کرتا زل کو بازو سے پکڑتے

باہر کی طرف بڑھا۔۔

کیا مسئلہ ہے غزنوی آپ کو۔۔ زل

غزنوی کو دیکھتے ہوئے چلائی۔۔

سارے ور کر زل کی چلانے کی

آواز سنی تھی۔۔ لیکن اپنے کام میں

مصرف تھے۔۔

غزنوی اسے اپنے ساتھ گھسٹتے ہوئے

گاڑی تک لایا۔ اور پینجر سیٹ پہ

پھینک چکا تھا۔ زل نے اپنا سر ڈیش

بورڈ پہ لگنے سے بچایا تھا۔ غزنوی

نے ڈرائیونگ سٹارٹ کرتے سپیڈ

خطرناک حد تک تیز کی تھی۔۔۔

غزنوی کیا کر رہے ہیں۔۔ زل اتنی

خطرناک سپیڈ پہ چلائی تھی۔۔۔

منہ بند رکھنا۔ اگر تمھاری آواز

نکلی۔۔ تو اس قدر ظلم کرو گا۔۔

ان پہ بولنے کے لائق نہیں رہوں

گی۔۔۔

غزنوی زل کی طرف دیکھتے دھارا

تھا۔ زمل سیٹ پہ پوری طرح کا پنی
تھی۔۔ زمل بے بسی سے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔ جس کا چہرہ غصے سے سرخ
ہو رہا تھا۔۔ غزنوی گاڑی روکتے اس
کی بازو پکڑے اندر کی طرف بڑھا
تھا۔۔

جان عالم جو ورشاں کے پیپر ز کی
تیاری کروانے کے لیے سب کچھ اس
کے کمرے سے لے کر نکل رہا تھا۔۔

غزنوی کو زمل کی کلائی کھینچتے
لے جاتے دیکھ کر اس کی طرف
بڑھا تھا۔۔ زمل کی کلائی ٹوٹنے

کو تھی۔۔۔

جان عالم غزنوی کی طرف بڑھا۔۔

تو پاگل ہے غزنوی۔۔۔ گڑیا کو تکلیف

ہو رہی ہے۔۔۔ جان عالم زل کی کلائی

چھروا تے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن غزنوی کی

گرفت مضبوط تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ زل نے

جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی

چھوڑ گڑیا کا ہاتھ۔۔۔ جان عالم اب

کی بار دھاڑا تھا۔۔۔

غزنوی اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے

جان عالم کی طرف دیکھتے دوسرے

ہاتھ کا مکہ بناتے اس کے چہرہ پہ

مار چکا تھا۔۔۔ جان عالم نے غزنوی

کی طرف دیکھا۔۔۔ کمینے سالے۔۔۔

میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ جان

عالم نے غزنوی کا گریبان پکڑا تھا۔۔

پیچھے ہٹ۔ بیغیرت انسان۔۔۔

غزنوی اپنا گریبان چھرواتے ہوئے بولا۔۔

میں آج تیری جان لے کر رہوں گا کمینے۔۔

تو میری گڑیا کو تکلیف دے رہا ہے اور

میں دیکھتا رہوں۔۔۔ یہ بیغیرتی ہے۔۔۔

جان عالم اسے اپنے طرف کھینچتے

ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔

زل کی کلائی غزنوی چھوڑ چکا تھا۔۔

مار تو آج مار۔۔۔ میں اس سے بھی زیادہ

ظلم کروں گا۔۔۔ بیوی ہے میری۔۔۔ تو کون

ہوتا ہے۔۔۔ کچھ بولنے والا۔۔۔ غزنوی جان

عالم کو دھکے دیتے ہوئے بولا۔۔

تیرا بہنوئی۔۔۔ جان عالم دھاڑا تھا۔۔

ایک اور مکہ غزنوی نے اس کے چہرہ

پہ جڑا تھا۔۔۔

میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ غزنوی

اسے غصے سے دیکھتے ہوئے

بولا۔۔ کیوں برا لگا۔۔۔ سچ تو ہے کہ

میں تیرا بہنوئی ہوئی ہوں۔۔ اور

تو میرا سالہ۔۔۔ جان عالم مسکراتے

ہوئے غزنوی کو آنکھ مارتے اسے اندر

تک جلا چکا تھا۔۔۔

اور غزنوی واقع ہی اندر تک سلگا تھا۔۔

اس سے پہلے غزنوی دوبارہ کچھ کرتا

رابیہ خان غزنوی کے سامنے آئی تھی۔۔

مورے پیچھے ہٹے۔۔ غزنوی رابیہ خان

کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نہ بچہ اپنا کمر

میں جاؤ تم۔۔ رابیہ خان داجی کو دیکھتے

ہوئے بولی۔۔۔

ہمارا دنوں ہوتا کتنا بیغیرت ہے یہ تو ہم

کو پتہ چل گیا۔۔ اور کیا دیکھنا چاہتا

ہے تم۔۔۔ داجی سرد آواز میں بولے۔۔۔

جان عالم سر جھٹکتے ہوئے کمرے

میں چلا گیا۔۔ غزنوی بھی اپنے کمرے

میں چلا گیا۔۔۔

جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بیڈ

پہ بیٹھی یاد کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم

کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔۔

جان عالم بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔ ورشاں

جو کہ پڑھ رہی تھی۔۔ اس نے جان

عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔

یہ کیا ہوا آپ کو۔۔ ورشاں جان عالم

کے ہونٹوں سے خون نکلتا دیکھ کر بولی۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ جان عالم بیزار

سے بولا۔۔۔۔ نہیں جان خان۔۔۔ یہ کیسے آپ کے

ہونٹوں سے خون نکل رہا ہے۔۔ ورشاں جان

عالم کی گود میں بیٹھی۔۔ اور اپنے چھوٹے

چھوٹے ہاتھوں سے اس کے ہونٹوں سے خون

صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جس

کی آنکھوں میں آنسوؤں تھے۔۔۔ تمہیں کیا

ہوا۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ اوپر کرتے

ہوئے پوچھا۔۔ آپ کو خون نکل رہا ہے۔۔

مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ ورشاں ہونٹ

نکالتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم کا غصے جیسے کہیں دور جا کر

سویا تھا۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ

نے چھوا تھا۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا مجھے۔۔۔

مائی ڈیرے بی ڈول۔۔۔ جان عالم نے ورشاں

کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشاں اپنے گلے میں لیا چھوٹا سادو پیٹہ

اس کو سائیڈ سے پکڑتے جان عالم کے

ہونٹوں سے خون صاف کرنے لگی۔۔۔

ورشاں ساتھ ہی ساتھ ہیچکیاں لے

رہی تھی۔۔

ورشاں جان عالم کے گلے میں باہیں

ڈالتے رونے لگی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں

پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ ورشاں

کو اس کی فکر ہے۔۔ یہ احساس ہی اس

کے لیے کافی تھی۔۔ ایک عجیب سی

خوشی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

جان عالم ورشاں کے بال میں انگلیاں

چلا رہا تھا۔۔۔

ورشاں اس کی گردن میں ہی چہرہ چھپائے

روتے ہوئے سو گئی۔۔ جان عالم نے ورشاں

کو نرمی سے خود سے الگ کرتے اسے بیڈ

پہ لیٹایا۔۔ ورشاں نیند میں بھی جان عالم

کا ہاتھ پکڑتے خود سے لگا گئی۔۔

جان عالم بھی ورشاں کے ساتھ بیڈ

پہ لیٹ گیا۔۔ جان عالم ورشاں کے چہرہ

کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جسے اس کی فکر

ہو رہی تھی۔۔ یہ سوچتے ہی اس کے چہرہ

پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ

نہیں رکھے۔۔ ورشاں نیند میں مسکرائی

تھی۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے گرد حصار

بناتے آنکھیں موند گیا۔۔

باہر ٹھنڈی ہوائے چل رہی تھی۔۔ لیکن غزنوی

اندر سے جل رہا تھا۔۔۔ اگر میں وہاں نہ ہوتا

تو کیا اس وقت زل اس سے ملتی۔۔۔ آہہ۔۔۔

غزنوی نے وازاٹھاتے زمین پہ مارا تھا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں زل۔۔۔ تمہیں اپنی

پناہوں میں ایسے قید کرو گا۔۔۔

تمہیں میری مرضی کے بغیر ہوا بھی

نہیں چھو سکے گی۔۔۔ میری مرضی سے

سانس بھی لوں گی۔۔۔ غزنوی نے مرار

میں ٹبیل مارتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

اور صوفی پہ بیٹھتے آنکھیں موند

گیا۔۔۔

ورشیاں میرا بے بی۔۔۔ اٹھو۔۔۔ جان عالم

ورشاں کو جاگا رہا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں

جاگ نہیں رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں

کو اٹھاتے واشروم میں آیا۔۔ ورشاں نے

تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے جان

عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر سے

آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ جان عالم نے اسے

لے جاتے واش بیسن پہ بیٹھایا۔۔ اور ٹب

آؤن کرتے اس کے چہرہ پہ پانی کی کچھ

بوندے ڈالی۔۔ ورشاں آنکھیں کھولتے ہوئے

مسکرائی۔۔۔

جلدی سے فریش ہو کر باہر آؤ۔۔ آج میرے

بے بی کا پیپر ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ ورشاں نے

واش بیسن سے نیچے اترتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم کمرے میں آگیا۔۔ ورشاں بھی

دس منٹ فریش ہو کر کمرے میں آگئی۔۔

ورشاں بیڈ پہ کھڑی ہوئی جان عالم کو

دیکھ رہی تھی۔۔

جو اس کے شوز نکال کر لارہا تھا۔۔ جان

خان بال بھی بنا دے۔۔ ورشاں نے جان عالم

کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے اس

کے شوز رکھتے واشروم میں گیا۔۔ ہینڈ

واش کرتے جان عالم ہئیر برش لیے ورشاں

کی طرف آیا۔۔ اور اس کے بال بنانے لگا۔۔

جان عالم نے ورشاں کے بالوں کی ٹیل

بناتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

جان خان آپ کا ہونٹ ٹھیک ہو گیا۔

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔

ہو گیا ہے۔۔ جان عالم نے اسے بیڈ پہ

بیٹھاتے ہوئے اسے شوز پہنائے۔۔

جان عالم ورشاں کا بیگ پکڑتے

اس کا ہاتھ پکڑے کمرے سے باہر

نکلا۔۔۔

زمل لاؤنچ سے گزر رہی تھی۔۔ غزنوی

زمل کو دیکھتے آخری سیڑھیوں سے

جمپ کرتے اس تک پہنچا۔۔ اور زمل

کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔

اگر میں نے دوبارہ تمہیں اس ولید

کے دس قدم دور بھی دیکھا۔۔ تو تم

میرا وہ روپ دیکھو گی۔۔ جو شاید

کبھی نہ دیکھا ہوں۔۔ غزنوی اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔

اتنے تو دیکھا چکے ہیں۔۔ ایک اور

سہی۔۔ زل بھی اس کی آنکھوں

میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔

تم میری بات نہیں مانو گی۔۔

ہر گز نہیں۔۔

داجی کو اور جان عالم کو لاؤنج

میں آتا دیکھ کر غزنوی زل کی

کلانی چھوڑتے اس سے دور ہوا۔۔

ورشاں جو کہ سیڑھیوں سے اتر

رہی تھی۔۔ اس کا پاؤں سیلپ

ہوا۔۔ اس سے پہلے ورشاں گرتی

جان عالم نے اسے خود سے لگاتے

گرنے سے بچایا۔۔

لیکن ورشاں رونا شروع ہو چکی

تھی۔۔۔ داجی نے ان کی طرف دیکھا۔۔

سب ہی اب لاونج میں تھے۔۔ داجی

صوفے پہ بیٹھے۔۔ غزنوی باہر کی طرف

بڑھا۔۔ روک جاؤ۔۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے۔۔

سن کر جانا۔۔ داجی غزنوی کی طرف

دیکھتے ہوئے بولے۔۔

جی داجی۔۔۔ غزنوی واپس پلٹا۔۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے۔۔ غزنوی کا

اور زمل کارِ خصتی کرنا کا۔۔

داجی کی بات پہ زمل نے حیرانگی

سے داجی کی طرف دیکھا۔۔ جبکہ

غزنوی بھی حیران ہوا۔۔ داجی۔۔

اس سے پہلے زمل کچھ بولتی۔۔

آئمہ خان زمل کو بولنے سے روک

چکی تھی۔۔

زمل خاموش ہوئی تھی۔۔ ورشاں

اب چھوٹا نہیں ہے۔۔ اس کا بھی

پڑھائی بند کرو۔۔ داجی ورشاں کو

روتادیکھ کر بولے۔۔ لیکن داجی۔۔

جان عالم نے داجی کی طرف

دیکھا۔۔۔

اگر کسی کو ہمارا فیصلوں سے مسئلہ

ہے تو وہ اس حویلی سے بے جا سکتا

ہیں۔۔۔ ہم کو ایسا پوتا نہیں چاہیے

جو اپنا

باپ کی کمائی پہ مزالوٹے اور اپنی

بیوی کا فضول ضرورت پورا کرے۔۔۔

ایسا ناکام پوتا ہم کو نہیں چاہیے۔۔۔

داجی یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ غزنوی

نے داجی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔

زل بھی پیچھے کھڑی ہوئی

تھی۔۔۔

جبکہ ورشاں تو بس جان عالم کے

پیچھے کھڑی ہوئی رو رہی تھی۔۔ داجی

یہاں تک بزنس ہماری

ہی وجہ سے آیا ہے۔۔ بابا پاس ہے پوچھے

ان سے جب سے بزنس ہم نے سنبھالا کبھی

ایک لمحے کے لیے بھی ان پہ کوئی آفس

کی ذمہ داری چھوڑی۔۔

جان عالم داجی کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا۔۔ بس ہمارا یہ آخری فیصلہ ہے۔۔

جس کو یہاں رہنا ہے اس حویلی کا

اصول ماننا ہوگا۔۔ ایک دفعہ ہم ہمارا

عزت برباد کروا چکا ہے۔۔

اب ہم میں ہمت نہیں ہے۔۔

جس کو رہنا یہاں رہ سکتا ہے۔۔ ورنہ

وہ اس حویلی سے جاسکتا ہے۔۔

داجی ان دونوں کی طرف دیکھتے

ہوئے بولے۔۔ ٹھیک ہے میں چلا جاؤ گا۔۔

حویلی کے لاونج میں اس کی آواز گونجی

تھی۔۔ اور سب وہی ساکت ہوئے تھے۔۔

اوئے تو پاگل ہے۔۔ غزنوی نے جان عالم

کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

اگر داجی کو یقین ہی نہیں۔۔ تو یہاں

رہنے کا فائدہ۔۔۔ جان عالم ورشاں

کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔

برخودار پہلے بھی تمہارا ہی ہونے

والا بیوی حویلی سے بھاگا تھا۔۔

اس میں اس کی کیا غلطی ہے

داجی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

بس یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔۔

اگر تم کو جانا ہے تو تم جاسکتا

ہے۔۔۔ ہم کو بھی پتہ چلا۔۔ کیسے

تم اپنا بیوی کا پڑھائی کا خرچہ

اٹھاتا ہے۔۔

میں اٹھا سکتا ہوں داجی۔۔ کچھ

بھی نہیں لے کر جاؤ گا یہاں سے۔۔

خود کرو گا۔۔۔ جان عالم بول کر

ورشاں کی بازو پکڑے باہر کی

طرف بڑھا۔۔۔

اوتے روک۔۔ غزنوی اس کی طرف

بھاگا تھا۔۔ عالم۔۔ حبیب اللہ خان

نے بھی اسے مخاطب کیا تھا۔۔ لیکن

جان عالم سب کی ان سنی کرتا جا

چکا تھا۔۔۔

*

زرغام ابھی نمل کو سکول سے لے کر آیا تھا۔۔

اور اس کے لیے کھانا لگوا کر ڈانگ روم میں

شاہ در کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔ نمل آ کر زرغام

کے ساتھ بیٹھی۔۔ نمل خاموشی سے کھانا کھا رہی

تھی۔۔ جبکہ شاہ در زرغام کو تنگ کرتے ہوئے

کھانا کھا رہا تھا۔۔۔

نمل خاموشی سے کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلے

گئی۔۔ زرغام نے محسوس کیا تھا کہ نمل کل سے
خاموش تھی۔۔ زرغام شاہ در کو کھانا کھلا کر نمل
کے کمرے کی طرف آیا۔۔ زرغام نے دروازہ
نوک کیا۔۔ زرغام کو دیکھ کر نمل کھڑی ہوئی۔۔
بابا کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے۔۔ نمل زرغام
کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔ شاہ در بھی اس
کے پیچھے تھا۔۔ شاہ در بھاگتے ہوئے بیڈ پہ
بیٹھا تھا۔۔

کیوں میں اپنی گڑیا سے بات کرنے نہیں آسکتا۔۔
زرغام نے نمل کے گرد حصار بناتے ہوئے
بیڈ پہ بیٹھا۔۔ نمل زرغام کی بات پہ مسکرائی۔۔
میری گڑیا ناراض ہے اپنے بابا سے۔۔ زرغام
نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ نہیں بابا

جان۔۔ نمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پھر میری

گڑیا اتنی خاموش کیوں ہے۔۔ میری گڑیا اتنا خاموش

تو نہیں ہوتی۔۔ کوئی بات تنگ کر رہی ہے میری

گڑیا کو۔۔

زرغام نے پریشانی سے پوچھا۔۔ کیونکہ نمل کبھی

اتنا خاموش نہیں ہوتی تھی۔۔ نہیں بابا جان۔۔

کوئی پریشانی نہیں ہے۔۔ نمل کی اداس آنکھیں

مسکرائی تھی۔۔ اپنے بابا سے بات شیئر کرو۔۔

اگر کوئی پروہلم ہے تو مجھے بتاؤ میری جان۔۔

زرغام نے پیار سے کہا۔۔ جی بابا اگر کوئی

بات ہوئی تو آپ کو ضرور بتاؤ گی۔۔ نمل

نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

بابا میں سوچ رہی تھی۔۔ شاہ در کو بھی

اب سکول جانا چاہیے۔۔ سارا دن کبھی یہاں

کبھی وہاں گھومتا ہے۔۔ مجھے بھی پڑھنا نہیں

دیتے۔۔

نمل نے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

شاہ در نے بیڈ پہ بیٹھے ہوئے نمل کی طرف

غصے سے دیکھا۔۔ نہیں نہ بابا۔۔ شاہ در جلدی

سے زرغام کی گود میں بیٹھاتے ہوئے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ سکول تو جانا ہے۔۔

زرغام نے شاہ در کے پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے

کہا۔۔ نہیں بابا۔۔ سکول گندا۔۔ شاہ در زرغام

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

شاہ در کی بات پہ زرغام نمل دونوں مسکرائے۔۔

اب دیدہ کو تنگ نہیں کرنا۔۔ میں جلدی آ جاؤ گا۔۔

زرغام شاہ در کو نمل کے پاس بٹھاتے ہوئے بیڈ
سے اٹھا تھا۔۔ زرغام کے جاتے ہی نمل نے نم
آنکھوں سے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جو کھیل
رہا تھا۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

تو پاگل ہے۔۔ یار داجی غصے میں ہے۔۔ ایسے
ہی لگے ہیں۔۔ یار تو داجی کو چھوڑ۔۔ داجی بس
غصے میں ہے۔۔ ابھی ختم ہو جائے گا۔۔ غزنوی
نے جان عالم کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔۔ پیچھے
ہٹ۔۔ اگر تو اب میرے راستہ میں آیا۔۔ میں
تیری بھی جان لے لوں گا۔۔ جان عالم غصے سے
غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

یار اتنا غصے کیوں کر رہا ہے۔۔ غصے میں داجی کچھ

بھی بولتے ہیں۔۔ چل اندریار۔۔ غزنوی نے اس

کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ تجھے یہاں رہنا ہے تو

تو یہاں روک۔۔ لیکن مجھے نہیں رہنا۔۔ اور اب

میرا راستہ چھوڑ۔۔ غزنوی اس کا ہاتھ کندھے سے

جھٹکتے ہوئے بولا۔۔

تو کیا کرے گا۔۔ کہاں جائے گا۔۔ کہاں رہنا کا

سوچا ہے۔۔ کیا میری بہن کو سڑکوں پہ لے کر

گھومنا ہے۔۔ اب کی بار غزنوی دھاڑا تھا۔۔

ورشیاں غزنوی کی دھاڑ پہ کانپی تھی۔۔ ورشاں

ڈرتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے

اس کے پیچھے ہوئی تھی۔۔

جان عالم نے دوسرے ہاتھ کا مکہ بناتے غزنوی کے

چہرہ پہ جڑا تھا۔۔ اپنی بکواس بند کر۔۔ تیری بہن بعد

میں ہے۔۔ فلحل میری بیوی ہے۔۔ اور اسے سڑکوں

پہ لے کر نہیں گھوموں گا۔۔ جان عالم نے غزنوی

کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

تجھے جہاں جانا ہے تو چلا جا۔۔ میری بہن تیرے ساتھ

سڑکوں پہ نہیں گھوموں گی۔۔ غزنوی نے جان عالم

کے پیچھے کھڑی ورشاں کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔ لیکن جان

عالم غزنوی کی بازو پکڑتے اس کی آنکھوں میں اپنی

خون چھلکتی آنکھیں گاڑھتے اس کی بازو گھومائی تھی۔۔

غزنوی کی بازو میں بری طرح سے ایک درد اٹھی

تھی۔۔ غزنوی نے اس کے ہاتھ سے ایک ہی جھٹکے

میں اس کے پیٹ میں ٹانگ مارتے بازو چھروائی

تھی۔۔

جان عالم کے ہاتھوں کی گرفت ورشاں اور غزنوی

دونوں کی بازو اور ہاتھ پہ کم ہوئی تھی۔۔ غزنوی

اپنا ہاتھ چھرواتے ورشاں کی بازو پکڑتے جان عالم

کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جان عالم نے پھر سے غزنوی

کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔ اب کی بار غزنوی بری طرح

لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔ ورشاں دونوں کو دیکھ

رہی تھی۔۔ ورشاں ہونٹ نکالتے سسکیاں لے رہی

تھی۔۔

جان عالم نے غزنوی کا گریبان پکڑتے اس کے چہرہ پہ

ایک ساتھ ہی دو مکہ مارے تھے۔۔ غزنوی کے ہونٹوں

سے خون نکلنا شروع ہو چکا تھا۔۔ غزنوی نے اس کے

پیٹ میں مکہ مارتے اپنا گریبان چھروایا۔۔ غزنوی دوبارہ کوئی

کروائی کرتا اس سے پہلے ہی رابیہ خان جلدی سے باہر

آئی۔۔ تم پاگل ہو گیا ہے۔۔ رابیہ غزنوی کی طرف

دیکھتے غصے سے بولی۔۔ تو میری بیوی

سے دور رہا کر غزنوی۔۔ ورنہ تیرا قتل مجھ پہ واجب

ہو جائے گا۔۔ جان عالم غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے

دھاڑا۔۔ تو کر میرا قتل۔۔ کیونکہ میں تو تجھے اپنی بہن

یہاں سے نہیں لے جانے دو گا۔۔ میں اپنی بہن کو

سڑکوں پہ گھومنے کے لیے تیرے ساتھ نہیں جانے

دو گا۔۔ غزنوی بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔

میں تو اسے لے کر جاؤ گا۔۔ بیوی ہے میری۔۔ کسی

میں ہمت نہیں مجھے روک سکے۔۔ بیوی ہے میری۔۔

صرف میرا حق ہے اس پہ۔۔ اور مجھ میں اتنی ہمت

باقی ہے۔۔ اگر اس حویلی کے کسی بھی فرد کو سڑکوں

پہ گھومنے نہیں دیا۔۔ تو یہ میری بیوی ہے۔۔

جان عالم بولتے ہی ورشاں کی بازو پکڑتے داخلی

دروازہ عبور کر گیا۔۔ غزنوی نے ایک ہی جست

میں اس تک پہنچتے ورشاں کی بازو پکڑی۔۔ عالم

پاگل نہ بن۔۔ ورشاں نے سسکی لیتے ہوئے غزنوی

کی طرف دیکھا۔۔ ل۔۔ لالا۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ نج۔۔ جان

۔۔ نخ۔۔ خان۔۔ کک۔۔ کے سس۔۔ سا۔۔ ساتھ۔۔ نج

جانا ہے۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی۔۔

غزنوی نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ میرا

بچہ۔۔ بات سنو میری۔۔ غزنوی پنہوں کے بل بیٹھا۔۔

سن لیا تو نہ۔۔ اب نکل۔۔ جان عالم بول کر روکا نہیں

تھا۔۔ ورشاں کے ساتھ باہر نکل گیا۔۔ غزنوی غصے

سے اندر آیا۔۔ اندر لاؤنج میں حبیب اللہ خان اور

احمد فراز خان داجی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔۔

داجی کیا کر دیا آپ نے چلا گیا عالم۔۔ اور بڑے

بابا آپ نے بھی اسے جانے دیا۔ کہاں جائے

گاؤ۔۔ ورشاں بھی اس کے ساتھ ہے۔۔

غزنوی ان سب کو پر سکون دیکھتے ہوئے بولا۔۔

تم نے سنا نہیں وہ کیا بول رہا تھا۔۔ ہم سب اس

کا ہی وجہ سے تو اس حویلی میں ہے۔۔ ورنہ ہم تو

سرڑکوں پہ ہوتا۔۔ داجی غزنوی پہ ایک نظر ڈالتے

ہوئے بولے۔۔ اگر تم جانا چاہتا ہے تو تم بھی جا

سکتا ہے۔۔ داجی نے غزنوی کے غصے سے سرخ

ہوتے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

غزنوی سر جھٹکتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

زل کچن سے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔

غزنوی کو دیکھتے اس کے کمرے میں آئی۔۔ غزنوی

کمرے میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔۔

داجی سے آپ نے کہا ہے ہماری رخصتی کا۔۔

زل وہی کھڑی بولی۔۔ غزنوی نے زل کی

طرف اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔

ہاں میں نے کہا ہے۔۔ غزنوی اس کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تو پھر آپ بھی یہ سن

لے۔۔ یہ رخصتی نہیں ہو سکتی۔۔ آپ

چاہے کچھ بھی کر لے۔۔ میں یہ رخصتی

نہیں چاہتی۔۔ اور نہ ہی ہو گی۔۔ زل

غزنوی کی نیلی آنکھوں میں اپنی ہیزل گریں

آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔

رخصتی تو ہو گی اب۔۔ اور کوئی روک نہیں

سکتا اس رخصتی کو۔۔ تمہارا وہ کمینہ بھائی بھی

نہیں۔۔ تمہارا بھائی میری بہن کو جب سڑکوں

پہ لے کر گھوم سکتا ہے۔۔ تو میرا بھی تو

حق بنتا ہے کہ اس کمینہ کی بہن کو کچھ تو

انعام دو۔۔ غزنوی سرخ چہرہ لیے مسکرایا۔۔

زل نے غم آنکھوں سے اس کی طرف

دیکھا۔۔ بہت کچھ سہنا ہے تمہیں۔۔ ابھی

سے عادت ڈال لوں۔۔ یہ تو بس ٹیر ل رہے۔

غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ آپ چاہے کچھ

بھی کر لے۔۔ یہ رخصتی۔۔ ابھی زل اتنا

ہی بولی تھی کہ غزنوی اس کا جبرہ دبوج گیا۔۔

یہ رخصتی تو ہو گی۔۔ اور تم اس رخصتی سے

منع کر کے دیکھو۔۔ تمہارا وہ حال کرو گا۔۔

خود کو پہچاننے سے انکار کر دو گی۔۔ غزنوی

زل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔۔

جان عالم ور شاں کے ساتھ اپنے

فلٹ میں آیا۔۔ فلٹ اندر سے خوبصورت بنا

ہوا تھا۔۔ یہ فلٹ زر غام اور جان عالم کا تھا۔۔

اس کی کیز جان عالم، زر غام دونوں کے پاس

تھی۔۔ جان عالم ور شاں کے ساتھ اندر آیا۔۔

ور شاں جان عالم کو دیکھتے اپنا چہرہ ناراضگی سے دوسری

طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف

دیکھا۔۔ جو بلاوجہ چہرہ دوسری طرف کر گئی

تھی۔۔ کیا ہوا میرے بے بی کو۔۔ جان عالم

نے نیچے ہوتے ور شاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے

اسے اٹھایا۔۔ نیچے اتر دے مجھے۔۔ ور شاں غصے

سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

میرا بے بی ناراض ہے مجھ سے۔۔ جان عالم

نے پیار سے اپنی بیرڈور شاں کے چہرہ پہ

ریگری۔۔

آہ۔۔ مجھے نیچے اتریں۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی

کرتے ہوئے غصے سے بولی۔۔ کیا ہوا میری

ج۔۔ جان عالم بولتے روکا تھا۔۔ میرا بے بی

ناراض ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض

پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں اپنا عارض

اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کر گئی۔۔ جان

عالم نے ورشاں کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔

اتاریں نیچے مجھے۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے

پہ ہاتھ رکھتے جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔

یار کیا ہو گیا ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کا

چہرہ ٹھوری سے پکڑتے اوپر کرتے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔

ورشٹاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے اس
کی گردن پہ جھکتے اپنے دانت گاڑھ گئی۔۔ جان
عالم کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ اسے
ورشٹاں سے اس بات کی امید بالکل نہیں تھی۔۔
اب اتار دے۔۔ ورنہ جان عالم کو منہ چڑھاتے
ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے ورشٹاں کو نیچے اتارا۔۔ ورشٹاں
بھاگتے ہوئے صوفے پہ بیٹھی۔۔ جان عالم
ورشٹاں کے پاس جا کر بیٹھا۔۔ ورشٹاں اٹھتے
دوسرے صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔ مجھے بات نہیں
کرنی آپ سے۔۔ ورشٹاں جان عالم کو غصے

سے دیکھاتے ہوئے بولی۔۔ کیوں؟؟ میں نے

کیا کیا ہے۔۔ جان عالم نے اپنی طرف اشارہ

کرتے ہوئے پوچھا۔۔

لالا کو مار آپ نے۔۔ اتنی زور سے پیٹنے کیا۔۔

لالا زمین پہ گرنے والے تھے۔۔ ورشاں منہ

بناتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی

طرف دیکھا۔۔ جو ابھی بارہ سال کی تھی۔۔

اور اس سے اس لیے ناراض ہو رہی تھی۔۔

اور وجہ بھی بھائی تھا۔۔ اچھا۔۔ سوری۔۔ جان

عالم نے جان پکڑتے ہوئے کہا۔۔

اپنی سوری اپنے پاس رکھے جان خان۔۔

میرے لالا کو آپ کیوں مارتے ہیں۔۔

ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔

تمہارے لالانے بھی تو مجھے مارا۔

جان عالم نے ورشاں کے پاس آتے

ہوئے کہا۔۔ مجھے آپ سے بات نہیں

کرنی۔۔ ورشاں صوفے سے اٹھی۔۔

سکول سے بھی تو چھٹی ہوئی کروائی۔۔

پھر بھی ناراض ہو رہی ہوں۔۔ جان

عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اس

کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

آپ نے نہیں کروائی۔۔ وہ تو خود ہی

ہو گئی۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔

چو کلیٹ لا کر دو گا بہت ساری۔۔ جان

عالم نے ورشاں کے چہرہ دونوں ہاتھوں

میں تھماتے ہوئے کہا۔۔ کوئی نہیں چاہیے

مجھے چو کلیٹ۔۔ ورشاں ہاتھ سے نہیں کا

اشارہ کرتے اندر کمرے میں بھاگی تھی۔۔

جان عالم نے پریشانی سے اپنے چہرہ پہ ہاتھ

پھیرا۔۔

زرغام جو کہ آفس جارہا تھا۔۔ اپنی فائل لینے

کے لیے فلٹ میں آیا تھا۔۔ اندر جان عالم کو

دیکھتے زرغام اس سے ملا۔۔ آفس نہیں گیا۔۔

زرغام کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔

تو وہ چھوڑ تو کدھر جا رہا ہے۔۔ جان عالم

اسے اسی کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ کر

بولا۔۔ جہاں ورشاں گئی تھی۔۔

فائل لینے جارہا ہوں۔۔ رات میں یہی رہ

گئی تھی۔۔ زرغام دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔۔

جو کہ لو کڈ ہونے کی وجہ سے کھل نہیں رہا

تھا۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔ یار یہی تو تجھے بتا رہا

تھا دروازہ لو کڈ ہے۔۔ جان عالم نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

کیوں کون ہے اندر۔۔ زرغام نے اس کی

طرف دیکھا۔۔ اندر میری بیگم صاحبہ ناراض

ہو کر گئی ہے۔۔ جان عالم دروازے کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جبکہ جان عالم کے بولتے

ہی زرغام کا قہقہہ فلٹ میں گونجا تھا۔۔ یار

سچ میں۔۔ گاؤں کا سردار۔۔ یہاں اپنی بیوی

کے لیے کھڑا تھا۔۔ what a surprise

زرغام اپنی ہنسی پہ قابو پاتے ہوئے بولا۔۔

جان عالم نے اس کی طرف گھورتے ہوئے

دیکھا۔۔

اچھا ویسے تو یہاں ہے سمجھ آتی ہے۔۔ ورشاں

کو یہاں کیوں لے آیا۔۔ زرغام نے ایبرو

اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔ یار تجھے پتہ تو ہے۔۔

جب سے وہ حویلی سے بھاگی ہے۔۔ تب سے

داجی کیسے ہو گئے ہیں۔۔ داجی چاہتے ہیں ورشاں

بھی بس اب نہ پڑھے۔۔ بس اسی وجہ سے میں

حویلی چھوڑ آیا۔۔ جان عالم صوفے پہ بیٹھا۔۔

یار تجھے نہیں تھا آنا چاہیے۔۔ تو داجی کو سمجھاتا۔۔

غزنوی سے کہتا۔۔ اس کی بھی داجی نے ٹکائے

کے کی ہے۔۔ اور وہ کمینہ مجھ سے بول رہا

تھا اس کی بہن کو لے کر سڑکوں پہ گھوموں
گا۔۔

جان عالم کا لہجہ سرد ہوا تھا۔۔ یار۔۔ چل چھوڑ۔
خیر آگے کیا کرنے کا سوچا ہے۔۔ آفس جائے
گا۔۔ زرغام اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔
نہیں یار۔۔ اب کیا لینے جانا۔۔ جان عالم نے
بند دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
تو چھوڑ ساری باتیں نمل کو سکول سے واپسی
پہ شاہ در کے ساتھ یہاں بھیج۔۔ چل تھوڑا
دل لگ جائے گا۔۔ ورشاں کا۔۔ میں بھی
پھر دیکھ لوں گا۔۔ کرنا کیا ہے۔۔ جان عالم
نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔۔

نمل سکول نہیں گئی۔۔ میں رحمت خان کو

کال کر دیتا ہوں۔۔ وہ چھوڑ دے گا۔۔ ان

کو یہاں۔۔ تو ایسا کر میرے ساتھ چل۔۔

میرے آفس۔۔ زر غام اس کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا۔۔

نہیں یار۔۔ تو آفس جا۔۔ تیری میٹنگ ہے۔۔

میں کچھ اور دیکھتا ہوں۔۔ خود ہی کرو گا کچھ۔۔

جان عالم نے زر غام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے کہا۔۔ چل پھر میں نکلتا ہوں۔۔ فائل

اندر ہے۔۔ ورشاں دروازہ کھولے گی۔۔ تو آفس

یاد سے بھیج۔۔ مائی ڈیلوری بوائے۔۔ زر غام اسے

آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔

جان عالم نے اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ اور کچن

میں آیا۔۔ کھانے کا کچھ خاص سامان تو نہیں

تھا۔ لیکن بریڈانڈے چائے بناتے جان عالم

ڈاننگ ٹبیل پہ رکھتے ورشاں والے کمرے کے

باہر آیا۔

ورشاں باہر آؤ۔۔ جان عالم نے دروازہ نوکڑ کیا۔

لیکن ورشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔ جان عالم کمرے

کی سپرکیز لیتے دروازہ کھولتے اندر آیا۔ ورشاں

بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔۔ جان عالم کو دیکھتے ورشاں

بیڈ کی دوسری طرف ہوئی۔۔ جان عالم اس تک

پہنچتے اس کی بازو پکڑتے اپنے قریب کر گیا۔

آواز کیوں نہیں دی تھی۔۔ جان عالم اسے بیڈ

پہ کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

ناشتہ کرو۔۔ پھر یونیفارم بھی چینج کرو۔۔ جان

عالم ورشاں کو بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولا۔

نہیں کرنا مجھے۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف

دیکھے بنا بولی۔۔ آ جاؤ ورشاں۔۔ پھر جب نمل

اور شاہ در آئے گے۔۔ تو پیزا منگوا دو گا۔۔

جان عالم ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے

بولا۔۔

مجھے نہیں کھانا پیزا۔۔ آپ ان کو ہی کھلا دینا۔

میں اپنا ناشتہ کرو گی۔۔ ورشاں بولتے ہی کچن

میں آئی۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے کچن میں

آیا تھا۔۔ ورشاں کچھ بولے بنانا ناشتہ کر رہی تھی۔

جان عالم بھی کچھ نہیں بولا تھا۔۔ وہ بس ورشاں

کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو کہ اس کی بیوی ہونے کا

صحیح فرض نبھا رہی تھی۔۔

ورشاں ناشتہ کر رہی تھی۔۔ جب دروازہ کی بل

بجی تھی۔۔ جان عالم اٹھتے ہوئے دروازہ کھولنے

آیا۔۔ نمل اور شاہ در تھے۔۔ شاہ در کو جان

عالم اٹھاتے دروازہ بند کرتے اندر آیا۔۔ کیسے

ہیں چاچو۔۔ نمل جان عالم سے ملتے ہوئی بولی۔

چا۔۔ بچ۔۔ چو۔۔ مج۔۔ مجھے تنگ۔۔ کرتی۔۔ شاہ در

ہمیشہ کی طرح اٹکتے ہوئے بولا۔۔

جان عالم نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔

ایسے نہیں کہتے آپی ہے۔۔ جان عالم

شاہ در کو لیے صوفے پہ بیٹھا۔۔ ور شاں

ان کی آوازیں سنتے باہر آئی تھی۔۔ نمل

کو دیکھتے ور شاں نے جان عالم کو گھورا تھا۔۔

جو کہ اس سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

زرغام آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ زرغام اپنی

نظریں ٹبیل پہ جمائے ہوا تھا۔۔

زرغام نے اپنی پوکٹ سے سکریٹ نکالتے

جلا کر ہونٹوں میں دبایا۔۔

زرغام نے چمیر کے ساتھ سر ٹکاتے آنکھیں

بند کر گیا۔۔

(ماضی)

روشانے کچن میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ روشانے

بلیک کلر کی پٹھانی فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے

ہوئی تھی۔۔

جس کے اوپر ریڈ کلر کی بڑی سی چادر لیے اس

سے خود کو کور کیا ہوا تھا۔۔ زرغام آفس

سے ابھی آیا تھا۔۔ زرغام کچن کے دروازے

کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔ ملازمہ کو زرغام نے

جانے کا اشارہ کیا۔۔ ملازمہ باہر چلے گئی۔۔

روشانے سلیب کے پاس کھڑی ہوئی اپنے

لیے سیلڈ بنا رہی تھی۔۔ خود پہ کسی کی

نظروں کی تپش محسوس کرتے روشانے

نے پیچھے دیکھا۔۔ زرغام روشانے کو

گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

ا۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔

روشانے زرغام کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میں

نے سوچا آج تھوڑی سی ہلیپ کر دو۔۔ اپنی

جان کی۔۔ کھانا بنانے میں۔۔ زرغام نے

روشانے کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔ ن۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ مم۔۔ مجھے نہیں چاہیے۔۔

آپ کی ہلیپ۔۔ روشانے پیچھے ہوتے

ہوئے بولی۔۔

زرغام روشانے کی طرف بڑھا۔۔ روشانے

پیچھے سلیب کے ساتھ لگی تھی۔۔ زرغام نے

دونوں ہاتھ اس کے دونوں اطراف میں رکھتے

اسے محصور کیا۔۔ بہت خوبصورت لگ رہی

ہوں۔۔ زرغام نے روشانے کے چہرہ پہ

اپنی سلگتی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا۔۔

زرغام اور روشانے کے درمیان سے ہوا

بھی نہیں گزر سکتی تھی۔۔

روشانے زرغام کو اپنے اتنے قریب دیکھتے

گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ زر۔۔ کیا

کر رہے ہیں۔۔ روشا نے اس کے سینے پہ

ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی

کوشش کر رہی تھی۔۔ زرغام کی جان۔۔

یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔۔ زرغام اس پہ

مکمل جھکتے اسے سیلاب پہ جھکا گیا۔۔

روشا نے زرغام کی طرف خوفزدہ

نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

زرغام نے روشا کی چادر اس کے

کندھے سے کھسکاتے اس کے کندھے

پہ ہونٹ رکھے۔۔ روشا نے اپنی

آنکھیں بند کی تھی۔۔ زرغام اس کے

کندھے پہ ہونٹ رکھتے اس کی بیوٹی

بوں پہ دانتوں سے نشان چھوڑتے اس

کی گردن پہ نرمی سے لب رکھ گیا۔۔

مورے۔۔ نمل روشانے کو آواز دیتے

کچن میں آئی۔۔

زرغام جو کہ روشانے پہ جھکا تھا۔۔ نمل

کی آواز سنتے اس سے دور ہوا۔۔ زرغام

نے اپنا چہرہ دوسری طرف دیکھتے اپنی

بیرڈ میں ہاتھ پھیرا۔۔ باباجان۔۔ آپ

کب آئے۔۔ نمل غزنوی کو دیکھتے ہوئے

بولی۔۔ بس ابھی آیا۔۔ غزنوی نمل کی

طرف آتے ہوئے بولا۔۔ ماما جان۔۔ مجھے

ایک سوال سمجھ نہیں آرہا۔۔ میں آرہی

ہوں جان۔۔ روشانے نمل کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔

روشانے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے
نمل کے کمرے میں آئی۔۔ زرغام اپنے
کمرے میں چلا گیا۔۔ روشانے نمل کو
سمجھا کر کمرے میں آئی۔۔ زرغام کمرے
میں نہیں تھا۔۔ بیڈ ریڈ کلر کی پتیاں سے
سجایا گیا تھا۔۔ باقی کمرہ ریڈ کلر کے پھولوں
سے سجایا گیا تھا۔۔

بیڈ کے آگے شیشے کا ٹبل پڑا تھا۔۔ جس پہ
کیک پڑا ہوا تھا۔۔ روشانے کمرے کو دیکھتے
حیران ہوئی تھی۔۔ زرغام نے روشانے کے
پیچھے سے آتے اس کے پیٹ کے گرد حصار
بنایا۔۔ روشانے نے پیچھے دیکھا۔۔ زرغام کو
دیکھتے روشانے کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

زرغام نے روشانے کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔

روشانے کے چہرہ پہ شرمیلی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

آ۔ آپ نے بنایا ہے۔۔ روشانے کیک کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔ زرغام نے آنکھوں کے اشارہ سے ہی

ہاں کہا تھا۔۔ پہلے تم یہ کیک چیک کرنا۔۔ پھر میں

تمہیں چیک کرو گا۔۔ زرغام شرارتی انداز میں بولا۔۔

روشانے کے چہرہ پہ سرخی آئی تھی۔۔

زرغام نے اسے بیڈ پہ بیٹھاتے اس کا ہاتھ پکڑتے

کیک کاٹ کرتے اس کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

روشانے نے چھوٹی سی بائٹ لی تھی۔۔ یہ میری

جان خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ اس کا انعام۔۔

زرغام اسے کیک کھلاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام اسے

کیک کھلا کر اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں

لے گیا۔۔

روشانے نے آنکھیں بند کیے اس کی شدت اپنے

ہونٹوں پہ سہی تھی۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ

جھکا۔۔ اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔ زرغام

نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اسے اپنی باہوں

میں اٹھایا۔۔ اور بیڈ کی وسط میں لیٹاتے اس پہ

جھکا تھا۔۔ زرغام اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں

اپنی انگلیاں پھساتے اس کی گردن پہ اپنی شدت

بکھر رہا تھا۔۔

(حال)

زرغام نے فون کی آواز سنتے اپنی آنکھیں کھولیں

۔۔ جان عالم کی

کال دیکھتے اس نے کال ریسیو کی۔۔ اچھا چل۔۔ میں

تیری طرف آجاؤ گا۔۔ زرغام نے مختصر جواب دیتے

کال بند کی۔۔ آنکھوں کے سامنے روشانے کا چہرہ

آیا تھا۔۔

ورشائ جان عالم کے ساتھ آکر بیٹھی۔۔

ورشائ نمل

کو گھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ کیسی ہوں ورشائ۔۔

نمل نے ورشائ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ تم

تو اس وقت سکول نہیں جاتی۔۔ ورشائ نمل کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اسے گھورنے بھی نہ

بھولی تھی۔۔

آج نہیں گئی۔۔ بابا جان کی کال آئی تھی۔۔ تو انکل

یہاں چھوڑ گئے۔۔ میں نے بھی سوچا عالم چاچو سے

مل لے گے۔۔ چاچو تو بھول ہی گئے ہیں۔۔ نمل

جان عالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم بھی مسکرایا۔۔ جبکہ ورشاں نے نمل

کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔ جان خان۔۔

بزی ہوتے ہے۔۔ ہاں نہ جان خان۔۔ ورشاں

نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کنفرم

کروانا چاہا۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھ رہا تھا۔۔

جو کہ اس سے پہلے بات تک نہیں کر رہی

تھی۔۔

اور اب کہہ رہی تھی۔۔ کہ وہ بزی ہوتا

ہے۔۔ چاچو۔۔ آپ بزی ہوتے ہیں۔۔ مان

لیا۔۔ لیکن تھوڑا سا ٹائم نکال لینا چاہیے۔۔

نمل جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔ ورشاں نمل کو غصے سے دیکھ رہی

تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف

دیکھا۔۔

جوان دونوں کے ساتھ مصروف تھا۔۔ ورشاں

جان عالم کو گھورتے اٹھ کر کمرے میں چلے گئی۔۔

ورشاں کمرے میں آئی۔۔ ورشاں نے کپڑے چینج کیے۔

اور ٹمبل پہ پڑا گلاس اٹھا

کرزمین پہ پھینکا۔۔ جان عالم نمل جو کہ باہر تھے۔

گلاس ٹوٹنے کی آواز سنتے اندر آیا۔۔ ورشاں تم ٹھیک

ہوں۔۔ جان عالم شاہ در کو کھڑا کرتے ورشاں کی

طرف بڑھا۔۔

جان عالم پنچوں کے بل نیچے بیٹھا۔۔ اور ورشاں کا

پاؤں پکڑتے دیکھنے لگا۔۔ مجھے نہیں لگا۔۔ ورشاں

جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ یہاں

بیٹھو۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھاتے بیڈ پہ

بیٹھایا۔۔

اب نیچے مت اترنا۔۔ جان عالم شاہ در کو بھی

اٹھا کر صوفے پہ بیٹھاتے۔۔ نیچے سے ٹوٹا ہوا

کانچ اٹھانے لگا۔۔ چاچو میں اٹھا دیتی ہوں۔۔

نمل نیچے جھکتے گلاس اٹھاتے ہوئے بولی۔۔

ورشاں نے نمل کو پھر سے غصے سے دیکھا۔۔

نمل کانچ اٹھا کر باہر پھینک آئی۔۔ جان عالم

ورشاں کے پاس بیٹھا۔۔

کیا ہوا ورشاں۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مجھ سے بات مت کرے۔۔

ورشٹاں اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ زرغام

بھی کمرے میں آیا۔۔ اس کے پاس فلٹ کی

کیز تھی۔۔ اسی لیے سیدھا اندر آیا تھا۔۔ اور

کسی کو لاونج میں ناپا کر کمرے میں آیا۔۔

بابا۔۔ بابا۔۔ شاہ در زرغام کی طرف بھاگا۔۔

زرغام نے شاہ در کو اٹھایا۔۔

اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ نمل۔۔

کہاں ہے۔۔ جی بابا۔۔ نمل پیچھے ہی کھڑی

ہوئی تھی۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کا ہاتھ

پکڑا ہوا تھا۔۔

چل عالم پھر کسی دن چکر لگا لینا۔۔ اب بہت

ٹائم ہو گیا۔۔ زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا۔۔ جان عالم اپنا ہاتھ ور شاں

سے چھروا تے زرغام کی طرف بڑھا۔۔ یار۔۔

ابھی تو آیا ہے۔۔ بیٹھ جا۔۔ چلے جاندا۔۔ جان

عالم نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

کہا۔۔ نہیں یار۔۔ آج بہت تھک گیا ہوں۔۔

زرغام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ مارتے

اسے آنکھ ماری۔۔

جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف

دیکھا۔۔ میں تجھے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔۔

انجوائے۔۔ زرغام نے جان عالم کے کان کے

پاس کہتے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔ انسان بن۔۔

تو واقعی ہی نکل یہاں سے۔۔ جان عالم نے

زرغام کو باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔۔

جار ہا ہوں یار۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔

گڑیا کیسی ہے۔۔ زرغام نے ورشاں کے سر

پہ ہاتھ رکھا۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ ورشاں منہ

بناتے ہوئے بولی۔۔ اچھا میں چلتا ہوں۔۔

گڑیا خیال رکھنا۔۔ زرغام نے ورشاں کے

سر پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

زرغام کمرے سے باہر نکلا۔۔ اللہ حافظ چاچو۔۔

نمل جان عالم سے ملتے ہوئے بولی۔۔ اللہ حافظ۔

اپنے بابا کو دو تین نیند کی گولیاں دے دینا۔۔

جان عالم نمل کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

ورشاں جان عالم کو کھا جانے والی نظروں سے

دیکھ رہی تھی۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ یا تو جان عالم کا

سر پھاڑ دے۔۔ یا پھر نمل کا پھاڑ دے۔۔ بائے

بائے چاچو۔۔ شاہ در نے بھی جان عالم کو دیکھ

کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے بھی ہاتھ

ہلایا۔۔ جان عالم دروازہ بند کر کے اندر آیا۔۔

تو اس کا استقبال کئی تکیوں نے کیا تھا۔۔

ورشاں جو بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس نے

تکیہ اٹھا کر جان عالم کی طرف پھینکا تھا۔۔

کیا کر رہی ہوں۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف حیرانگی سے

دیکھا تھا۔۔ ورشاں نے سارے تکیہ اٹھاتے

ایک ایک کر کے جان عالم کو مارے تھے۔۔

کیا ہوا یا ر۔۔ جان عالم اب تھکے ہوئے لہجے

میں بولا۔۔

جائے یہاں سے۔۔ مجھے آپ سے بات ہی

نہیں کرنی۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی۔

کیوں۔۔ جان عالم اس کی طرف آہستہ سے

بڑھا۔۔ نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔۔ ورشاں

نے ٹبیل پہ پڑا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

یہ نہیں مارنا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھتے التجائیں لہجے میں کہا۔۔

میں یہی مارو گی۔۔ ورشاں اسے گلاس

دیکھاتے ہوئے بولی۔۔ یہ مارا تو مر

جاؤ گا۔۔ جان عالم نے دکھ بھرے

لہجے میں کہا۔۔ آپ کیا کوئی شیشے

کے بنے ہیں۔۔ جو گلاس لگا گا تو

آپ ٹوٹ جائے گے۔۔ آپ کو

کچھ نہیں ہوگا۔۔ البتہ گلاس ٹوٹ

جائے گا۔۔

ورشاں گلاس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔ اچھا یہ چھوڑو۔۔ یہ بتاؤ۔۔ اب

کیا ہوا ہے۔۔ جان عالم آہستہ سے اس

کے پاس آکر بیٹھا۔۔ اور اس سے گلاس

پکڑتے ٹمبل پہ رکھا۔۔ ورشاں نے جان

عالم کی طرف دیکھتے سسکی لی۔۔ جان عالم

کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

بتاؤ یا ر۔۔ کیا ہوا ہے۔۔ اس طرح پریشان

نہ کرو۔۔ جان عالم اس کے چہرہ دونوں

ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ا۔۔ آ۔۔

آ۔ آپ۔ نن۔ نے۔۔ پ۔ پھر۔۔ سس

۔۔ سس۔۔ سے۔۔ نن۔۔ نمل۔۔ کک۔۔

کو۔۔ ہم۔۔ ہیگ کک۔۔ کیا۔۔ ورشاں ہچکیاں

لیتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں رور ہی تھی۔۔

اور جان عالم کے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔

جان عالم حیران ہو رہا تھا۔۔ کہ یہ اتنا

غصے کیوں کر رہی ہے۔۔

اب نہیں کرو گا۔۔ مائی بے بی۔۔ جان

عالم نے اسے خود سے لگایا۔۔ ورشاں

نے دونوں ہاتھوں سے جان عالم کو

خود سے دور کیا۔۔ جان عالم نے اس

سے پیچھے ہوتے اس کی طرف دیکھا۔۔

مجھے ہیگ نہیں کرے گے اپ۔۔ جان

خان۔۔ ورشاں اپنے دونوں ہاتھوں سے

آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔

ورشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے

اتنی کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ کہ جان عالم

کا دل چاہ رہا تھا کہ اسے خود میں بیچ

لے۔۔ اچھا سوری۔۔ یا اب نہیں کرو

گا۔۔ آپ نے پہلے بھی کہا تھا۔۔ پکا

پرومیں نہیں کرو گا۔۔ جان عالم نے

ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے پھر ایک شرط ہے۔۔ پہلے کان

پکڑے۔۔ ورشاں نے بیڈ پہ کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے کان پکڑے۔۔ اٹھک بیٹھک

بھی کرے۔۔ ورشاں کمر پہ دونوں ہاتھ

رکھتے ہوئے بولی۔۔

وہ نہیں آتی مجھے۔۔ جان عالم نے کانوں

سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔۔ میں نے کہا

ہے تو کرے۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔

نہیں آتی یار۔۔ جان عالم نے اسے گھورتے

ہوئے کہا۔۔ کرے۔۔ ایسے کرتے ہیں۔۔

ورشاں اٹھک بیٹھک لگاتے ہوئے بولی۔۔

مجھ سے نہیں ہوگا۔۔ تم چھوٹی ہوں۔۔

کر سکتی ہوں۔۔ میں اتنا بڑا ہوں۔۔ نہیں

کر سکتا۔۔ جان عالم نے اسے سمجھاتے ہوئے

کہا۔۔

بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔۔ جان خان۔۔

آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں۔۔ ورشاں
نے ٹھوری پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔۔ لیکن ہماری شادی ہوئی آپ
زیادہ بڑے ہوتے تو پہلے صرف آپ کی
ہوتی۔۔

لیکن جب آپ کی اور میری ایک ساتھ
شادی ہوئی ہے۔۔ تو آپ مجھ سے زیادہ
بڑے نہیں ہے۔۔ ورشاں تالیاں بجاتے
ہوئے اسے سمجھا کر بولی۔۔ نہیں کرنی
یار۔۔ میں تھک گیا ہوں۔۔ اتنی باڈی
کیا میں نے اٹھک بیٹھک کرنے کے لیے
بنائی ہے۔۔ جان عالم اپنی باڈی کی طرف
دیکھتے منہ میں بڑبڑایا۔۔

جلدی کرے۔۔ ورنہ میں بات نہیں کرو گی۔

ورشٹاں جان عالم کو بولتا دیکھ کر بولی۔

کر رہا ہوں۔۔ جان عالم نے جان پکڑتے اٹھک

بیٹھک لگائی۔۔ ورشٹاں بیڈ پہ کھڑی تالیاں

بجار ہی تھی۔۔ سوری۔۔ یار۔۔ جان عالم روکتے

ہوئے بولا۔۔ اوکے۔۔ ورشٹاں اس کے پینے سے

ترچہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم

نے کافی دن سے نہ توجونگ کی تھی۔۔ اسی

لیے اس کا چہرہ پینے سے تر ہوا تھا۔۔

جان عالم بیڈ پہ بیٹھا۔۔ ورشٹاں بیڈ سے

نیچے اتری تھی۔۔

ورشٹاں سو جاؤ۔۔ صبح سکول جانا ہے۔۔

جان عالم اسے سیلپر زپہنتے دیکھ کر

بولا۔۔ مجھے نہیں سونا آپ کے پاس۔۔

ورشٹاں سیلپر زپہن کر باہر کی طرف

بڑھی۔۔ ہاں ٹھیک ہے جاؤ۔۔ میں زرغام

کو ابھی جان عالم اتنا ہی بولا تھا کہ

ورشٹاں بھاگتے ہوئے بیڈ پہ چڑی تھی۔۔

نہیں کرنی کال۔۔ ورشٹاں غصے سے جان

عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

نہیں تم جاؤ۔۔ میں کر لیتا ہوں۔۔ جان

عالم موبائل پکڑتے ہوئے بولا۔۔

ورشٹاں جان عالم کے اوپر ہوتے اس

کے ہاتھ سے فون پکڑ رہی تھی۔۔ جان

عالم نے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا تھا۔

ورشٹاں کھڑی ہونے ہی لگی تھی۔۔ کہ جان

عالم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے

اپنے قریب کیا۔۔

دوبارہ کرو گی ایسا۔۔ جان عالم نے اس کی

نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں کرو گی۔۔ ورشاں اپنا نیچے والا

ہونٹ باہر نکالتے معصومیت سے بولی۔۔

ناراض نہ ہوا کرو۔۔ میرا بے بی جب مجھ

سے ناراض ہوتا ہے۔۔ مجھے بہت برا لگتا

ہے۔۔ جان عالم اسے خود میں بیچنے۔۔ اس

کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔

تو جب آپ بھی نمل کو ہیگ کرتے ہیں۔۔

مجھے بھی بہت برا لگتا ہے۔۔ ورشاں نے

جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اب نہیں کرو گا یار۔۔ جان عالم نے گہرا

سانس لیتے ہوئے کہا۔۔ میں بھی نہیں

کرو گی۔۔ ورشاں بھی اسی کے انداز

میں بولی تھی۔۔

اچھا سو جاؤ۔۔ کل سکول جانا ہے۔۔ جان

عالم اس بیڈ پہ لیٹاتے اس کے گرد حصار

بناتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم نے اس کے گرد

حصار بناتے آنکھیں بند کی تھی۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض

پہ ہاتھ رکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان

عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے ورشاں کی

طرف دیکھا۔۔ جان خان۔۔ ہمارا بے بی آئے

گا۔۔ ورشاں اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے بولی۔۔

جان عالم کو اس کے پھر سے اسی سوال

پہ اٹکادیکھ کر غصہ آیا تھا۔۔ جان عالم

نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں

بند کرتے اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔۔ ابھی

سو جاؤ۔۔ صبح بتاؤ گا۔۔ جان عالم نے

ورشٹاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے

ہوئے کہا۔۔

اوکے۔۔ ورشٹاں نے بھی بول کر آنکھیں

بند کی۔۔

ورشٹاں نے آنکھیں کھولتے جان عالم کی

طرف دیکھا۔۔ جو کہ پرسکون سا سو رہا

تھا۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس

کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور پھر مسکرائی۔

ورشاں اس کے بازو کے نیچے آرام سے تکیہ

کرتے بیڈ سے اٹھی۔

اور اپنے بیگ میں سے water color لے کر

واپس بیڈ پہ آکر بیٹھی۔ ورشاں نے آرام سے

جان عالم کے چہرہ پہ ریڈ، بیلو، پینک، بلیک

کلر کیا۔ اور اس کا چہرہ دیکھ کر منہ پہ

ہاتھ رکھتے ہسنے لگی۔ ورشاں بیڈ سے اٹھتے

اپنا بیگ بند کرتے واپس بیڈ پہ آئی۔ جان خان۔

ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

اسے جگایا۔

لیکن جان عالم گہری نیند سو رہا تھا۔ ورشاں

نے اس کا چہرہ دیکھتے ایک مسکراہٹ ہونٹوں

پہ لیے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے اس پہ ہونٹ

رکھے۔۔ جان خان۔۔ ورشاں معصومیت سے

بولی۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ورشاں

کی طرف دیکھا۔۔

سو جاؤ یار۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گرد

حصار بناتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے ورشاں

کے پیٹ کے گرد حصار بنایا تھا۔۔ جان عالم

کی تپش زدہ سانسوں کی تپش ورشاں کو اپنے

پیٹ پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔ جان خان۔۔

ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ زور سے

دانت گاڑتے ہوئے اسے جگایا۔۔

یار کتنی ظالم ہوں۔۔ کیا جنگلی بلی کی طرح۔۔

کاٹتی رہتی ہوں۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے

ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ آپ بھی تو مجھے کس

کرتے ہیں۔۔ پھر آپ بھی جنگلی بلے۔۔

ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔ بس یہی سننا رہ

گیا تھا۔۔ جا کر فریش ہو جاؤ۔۔ سکول جانا

ہے۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔

تو اس لیے تو آپ کو جگا رہی تھی۔۔ جان

خان۔۔ میرا یونیفارم۔۔ ورشاں دونوں ہاتھ

اپنی کمر پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔

یونیفارم کہاں رکھا تھا کل۔۔ جان عالم نے

اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔ وہ

تو کل جب میں فریش ہو کر آئی تھی۔۔

تب میں نے واش روم میں رکھا تھا۔۔ ورشاں

سوچتے ہوئے بولی۔۔ چلو جاؤ۔۔ چینیج کر کے

آؤ۔۔ میں تمھاری بوکس چیک کر لوں۔۔ کمپلیٹ

ہیں۔۔ جان عالم اسے واشروم کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے بولا۔۔

جان عالم ورشاں کی بوکس چیک کر رہا تھا۔۔

آہ۔۔ ورشاں چینیجی تھی۔۔ ورشاں کی

چینیج کی آواز باہر تک آئی تھی۔۔ جان عالم

اس کی چینیج سنتے واشروم کی طرف بھاگا۔۔

اور بنا کچھ سوچے سمجھے دروازہ کھولتے اندر

آیا۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے اس کی

طرف بھاگ کر اس کے سینے میں چھپی۔۔

جان خان۔۔ جان خان۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔

وہاں۔۔ ورشاں شاہور کے پاس اشارہ کرتے

ہوئے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

جان عالم نے شاہور کے پاس اپنی نظریں

دورائی۔۔lizat دیکھ کر جان عالم کے

ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

تو ورشاں اس سے ڈر رہی تھی۔۔ جان

عالم نے اسے خود سے الگ کرنے کی

کوشش کی۔۔ نہیں۔۔ جان خان۔۔ مجھے

چھوڑ کر مت جائے۔۔ ورشاں سسکی

لیتے ہوئے بولی۔۔ اچھا نہیں جاتا۔۔

جان عالم نے ورشاں کے گرد حصار

بنایا۔۔ اور آنکھیں بند کرتے ہوئے

مسکرایا۔۔ لیٹ ہو جائے گی۔۔ سکول

جانا ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے

بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے ورشاں کو خود سے الگ

کیا۔۔

جان عالم کو اپنا سانس لینے میں مشکل

ہوئی تھی۔۔ ورشاں بغیر کپڑوں کے

اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔

جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا

تھا۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خمار

کی سرخی چھائی تھی۔۔ جان عالم کا دل

اسے کانوں میں بجتے محسوس ہو رہا

تھا۔۔ جان عالم اسے بہت گہری نظروں

سے دیکھ رہا تھا۔۔ ورشاں بھی اپنی حالت پہ

شرمندہ ہوئی تھی۔۔ ورشاں اپنا

چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ جان

عالم نے بھی اپنے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ

تھا۔۔

جان عالم اس کی کمر پہ نظر ڈالتے

واشروم سے باہر نکلا۔۔ جان عالم

کمرے میں آیا۔۔ جان عالم کی

آنکھوں کے سامنے ورشاں کا چہرہ

آ رہا تھا۔۔ جان عالم نے اپنی آنکھیں

انگلیوں سے مسلی تھی۔۔ ورشاں چینیج

کر کے روم میں آئی۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کے

پاس آتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔

اور آنکھیں بند کی۔۔ جو کہ اب اپنا

گیلا یونیفارم پہن آئی تھی۔۔ یونیفارم

اس کے بدن کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔

اور اس کا جسم واضح کر رہا تھا۔۔

جان عالم کے گلے میں گلٹی بن کر

معدم ہوئی تھی۔۔

یہ گیلا یونیفارم کیوں پہن لیا۔۔ جان

عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے

اسے بیڈ پہ کھڑا کیا۔۔ جان عالم نے

ورشاں کے گیلے یونیفارم کو دیکھتے نظریں

چرائی۔۔ جان خان۔۔ یہی تھا تو میں نے

پہن لیا۔۔ ورشاں جان عالم کے عارض

پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے
ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا۔۔

یہ پہن کر آؤ۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ پڑی

اپنی شرٹ اسے پکڑائی۔۔ اوکے۔۔ ورشاں

اس کی شرٹ پکڑتے بیڈ سے نیچے اتری۔

اور واشروم میں چلے گئی۔۔ جان عالم مرار

کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔ اپنے چہرہ کا

ستیا ناس دیکھ کر جان عالم کو غصے آیا تھا۔

جان خان۔۔ ورشاں واشروم سے نکلتے

ہوئے بولی۔۔

یہ تم نے کیا ہے۔۔ جان عالم مرار سے

خود کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں

جان عالم کی بات سنتے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے
ہسنے لگی۔۔ جان عالم ایک ہی جست میں
ورشیاں تک پہنچا۔۔ لیکن ورشیاں کو دیکھ
کر اس کا سارا غصہ جاگ کی طرح بہہ
گیا۔۔

چھوٹی سی ورشیاں اس کی شرٹ پہنے
ہوئی تھی۔۔ جو کہ اس کے گھٹنوں سے
بھی نیچے تھی۔۔ ٹڈی۔۔ جان عالم اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔
ورشیاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے
کہا۔۔

جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ورشیاں بیڈ پہ کھڑی
ہوئی۔۔ جان خان۔۔ آپ کتنے پیارے لگ

رہے ہیں ایسے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ اور جان عالم کی پیشانی پہ آتے بالوں

کو۔۔ دونوں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے

پیچھے کرتی اس کی پیشانی پہ لب رکھتے

ہوئے مسکرائی۔۔

جان عالم اس کے اس انداز پہ مسکرایا۔۔

میرا چہرہ بگاڑ کر خوش ہو رہی ہوں۔۔

جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے اس

کی طرف دیکھا۔۔ جان خان۔۔ اچھے

لگ رہے ہیں۔۔ ورشاں ہاتھ سے اسے

اچھے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔

جان عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد

حصار بناتے اسے اپنے قریب کیا۔۔

ٹڈی سے ہوں۔۔ حرکتیں دیکھواپنی۔

جس دن میں نے کوئی ایسی حرکت

کی تو پھر ایسی حرکتیں کرنا چھوڑ

دوگی۔۔

جان عالم اس کی نیلی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں جان

عالم کی طرف آنکھیں چھوٹی کیے

دیکھ رہی تھی۔۔ جان عالم نے

ورشاں کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے۔

اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔

جان خان۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔

مجھے اپنے بے بی کو کس کرنا چھا

لگتا ہے۔۔ اور وہ بھی یہاں۔۔ جان

عالم اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے

ہوئے بولا۔۔

جن عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔

اور اس کا بیگ اٹھا کر صوفے پہ رکھنے

لگا۔۔ ورشاں کے بیگ سے اس کی نیل

پینٹ گری تھی۔۔ جان خان۔۔ ورشاں

جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔ کیا ہوا۔۔ جان

عالم اس کے یوں اچانک کھڑے ہونے

پہ بولا۔۔

اگر یہ ٹوٹ جاتی تو میری آنکھوں نے

خون کے آنسو رونا تھا۔۔ ورشاں نے

معصومیت سے کہا۔۔ اٹھا کر مجھے دے۔

ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے

بولی۔۔

جان عالم نے بیگ رکھتے نیل پینٹ اٹھا کر

ورشاں کو دی۔۔ جان خان۔۔ میرے ہاتھوں

پہ لگا دے۔۔ ورشاں اسے نیل پینٹ پکڑاتے

ہوئے بولی۔۔ میں۔۔ جان عالم نے خود کی

طرف اشارہ کیا۔۔

جی آپ ہی ہے یہاں۔۔ اب لگا دے۔۔

ورشاں نے اس کے ہاتھ میں نیل پینٹ

پکڑائی۔۔ جان عالم نے نیل پینٹ کھولتے

اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ کھڑے ہو کر لگانی ہے

کیا۔۔ آپ کو پتہ نہیں۔۔ نیل پینٹ بیٹھ

کر لگاتے ہیں۔۔ ورشاں سر پہ ہاتھ مارتے

ہوئے بولی۔۔

جان عالم بیڈ پہ بیٹھا۔۔ اور ورشاں کا ہاتھ

پکڑتے نیل پینٹ لگائی۔۔ کتنی گندی لگائی

ہے۔۔ ورشاں اپنا ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی۔

یہ گندی لگی ہے۔۔ جان عالم نے حیرانگی

سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جی یہ بہت

گندی لگ رہی ہے۔۔ ورشاں نیل پینٹ

کو منہ چراہاتے ہوئے بولی۔۔

بلکل ٹھیک لگی ہے۔۔ اب نہیں لگانے

لگا۔۔ جان عالم نے ہاتھ اوپر کیے۔۔

چلے پاؤں پہ بھی لگا دے۔۔ ورشاں

نے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔۔ جان

عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

اور پھر ورشاں کو پاؤں اپنی لپ رکتے

اس پہ نیل پینٹ لگانے لگا۔۔ یہ اچھی

لگ رہی ہے۔۔ جان عالم اس کے پاؤں

کہ طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ یہ اچھی

نہیں لگی۔۔ ورشاں پھر سے بولی۔۔

اب کی بار جان عالم نے سر دونوں

ہاتھوں میں پکڑا تھا۔۔

پریشاں کو دس دن ہونے والے تھے۔۔ ان ہی

کپڑوں میں تھی۔۔ پریشاں خود کو مرار میں دیکھتے

رونے لگی۔۔ پریشاں نے کبھی بھی ایک دن سے

زیادہ ٹائم کپڑے نہیں پہنے تھے۔۔ لیکن اب

دس دن ہونے والے تھے۔۔ ان ہی کپڑوں

میں تھی۔۔

پریشاں کو خود سے بدبو آرہی تھی۔۔ اپنی بے بسی پہ رونا آرہا تھا۔۔ کیا یہ تھی اس کی زندگی

ایک کنوے سے نکلتے دوسرے میں گرچکی

تھی۔۔ پریشاں وائٹ بلیک کلر کی پٹھانی فراک

اور سفید ٹراؤزر پہنے ہوئی تھی۔۔ وائٹ ٹراؤزر

کا کلر کافی حد تک بلیک ہو رہا تھا۔۔

پریشاں چہرہ ہاتھوں میں لیے زمین پہ بیٹھتے رونے لگی۔۔ پریشاں رورہی تھی۔۔ ایک ملازمہ

پریشاں کے لیے کھانا لیے اندر آئی۔۔ بی بی جی کھانا۔۔ ملازمہ پریشاں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ مجھے نہیں

کھانا۔۔ لے جاؤ۔۔ پریشاں چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رورہی تھی۔۔ بی بی جی

کھانا کھالے۔۔ صاحب کو پتہ چلا تو غصے کرے

گے۔۔

ملازمہ پریشانی سے بولی۔۔ پریشاں نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ نہیں ہے یہاں۔۔

پریشاں نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ نہیں بی بی جی۔۔ صاحب تو نہیں ہے۔۔

صاحب گئے ہیں۔۔ ملازمہ نے کھانا بیڈ

یہ رکھتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں کھالوں گی۔۔ پریشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ ملازمہ وہی کھڑی ہو گئی۔۔ تم جاؤ۔۔ میں خود کھالوں گی۔۔ پریشاں زمین سے اٹھتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی۔۔ جی بی بی جی۔۔ ملازمہ سر ہلاتے باہر چلے گئی۔۔

پریشاں نے سامنے پڑے کھانے کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی۔

اور باہر دیکھا۔۔ ایک ہی آدمی تھا باہر۔۔ پریشاں

کے دل کو سکون ہوا تھا۔۔ پریشاں بیڈ پہ بیٹھی۔

کھانا کھانے لگی۔۔ کھانا کھا کر پریشاں نے کمرے میں اپنی چادر کے لیے نظریں دوڑائیں۔۔ صوفے

سے اپنی چادر اٹھاتے پریشاں نے خود پہ لی۔۔ اور کمرے سے باہر نکلی۔۔

پریشاں کمرے سے نکلی اور باہر کی طرف دیکھا۔۔ دو طرف راستہ جارہا تھا۔۔ اور پریشاں کو یہ بھی نہیں

پتہ تھا۔۔ کہ باہر کاراستہ کس طرف ہے۔۔ کیونکہ جب پریشاں آئی تھی۔۔ تب بے ہوش تھی۔۔ اور

جب ہوش آیا تو کمرے میں تھی۔۔

اور اس کے بعد کمرے سے نہیں نکلی تھی۔۔

پریشاں نے دونوں طرف ایک ایک کر نظر

ڈالی۔۔

پریشاں کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی تھی۔۔ پریشاں اپنی نم آنکھیں ہاتھ سے صاف کرتے

ایک طرف سے مڑی۔۔ تھوڑا سا ہی آگے

آتے اس کی نظر باہر کی طرف پڑی۔۔ مطلب

وہ ٹھیک طرف آئی تھی۔۔ پریشاں کے ہونٹوں

پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ لیکن یہ مسکراہٹ چند

ہی سیکنڈ کی تھی۔۔

پریشاں اتنی خوش ہوئی تھی کہ آگے کی طرف

دیکھے بنا بڑھ رہی تھی۔۔ پریشاں کسی کے ساتھ

ٹکراتے زمین پہ گڑی تھی۔۔ اور اپنے سامنے اس

شخص کو دیکھتے پریشاں کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ اس نے بھی پریشاں کو خونخوار نظروں سے

دیکھا۔۔ ایک ہی جست میں پریشاں

تک بڑھتے اس کی بازو سے پکڑتے اسے کھڑا

کر گیا۔۔۔

کہاں جا رہی تھی۔۔ بھاگ رہی تھی۔۔ وہ یکدم

دھاڑا تھا۔۔ پریشاں نے کانپتے ہوئے اپنے ہونٹوں

پہ زبان پھیری۔۔ تم سے کہاں تھا یہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔۔ لیکن تم نے غلطی

کر دی۔۔ یہاں سے بھاگنے کی کوشش کر کے۔۔

وہ اس کی بازو میں انگلیاں گاڑتے ہوئے بولا۔۔

اب تم میرے ساتھ رہو گی۔۔ ہرپل میری

آنکھوں کے سامنے۔۔

میری قید سے رہائی تو ممکن نہیں۔۔ اب ہر وقت تم میرے سامنے رہو گی۔۔ اور میں

تمہیں اتنی تکلیف دو گا۔۔ تم موت مانگو

گی۔۔ اور تمہیں موت نہیں آئے گی۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ باہر گھسٹتے ہوئے لے

جا رہا تھا۔۔۔

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔

جان خان۔۔ ورشاں اس کے ہاتھ پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم لیپ ٹاپ پہ

میل بنارہا تھا۔۔ جی میرا بچہ۔۔ جان عالم

مصرف انداز میں بولا۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے اب اس کے عارض

پہ ہاتھ رکھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔ جان خان۔۔ میں آپ سے بات کر

رہی ہوں۔۔ آپ میری بات ہی نہیں سن

رہے۔۔ ورشاں اس کو گھورتے ہوئے بولی۔

یار میں بڑی ہوں نہ۔۔ جان عالم نے ورشاں

کا ہاتھ پکڑتے اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے

کہا۔۔

آپ کے کام ہی ختم نہیں ہوتے۔۔ جان خان۔

ورشٹاں نے جان عالم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

چھرواتے ہوئے کہا۔۔ یار کام نہ کرو۔۔ جان

عالم نے پیار سے کہا۔۔ نہ کرے۔۔ ورشٹاں

نے کندھے اچکائے۔۔ اچھا نہ کرو۔۔ تو یہاں

کا خرچہ کیا بابا نے کرنے ہے۔۔ جان عالم

نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ ورشٹاں نے منہ بناتے ہوئے

اس کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا ہے یار۔۔

جان عالم نے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔۔ جان عالم کو پھر سے لیپ

ٹاپ پہ نظریں جمائے دیکھ کر ورشٹاں

کو غصے آیا تھا۔۔ ورشاں جان عالم کو

گھورتے ہوئے اس کی لپ پہ بیٹھی۔۔

جان عالم نے لپ ٹاپ سے نظریں

ہٹائے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے پیار سے جان

عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ یار آگے

کیا کچھ نہیں یاد آرہا۔۔ جان عالم اس

کے اتنے معصوم چہرہ کو بغور دیکھتے ہوئے

بولا۔۔ آتا ہے نہ۔۔ آپ مجھ سے باتیں

کرے۔۔ جان خان حویلی کب جانا ہے۔۔

ورشاں اچانک یاد آنے پہ بولی۔۔

کیوں؟؟ جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے

اس کی طرف دیکھا۔۔ مورے سے ملنا

ہے۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔

یہی رہنا ہے۔۔ آئی سمجھ۔۔ جان عالم

کالہجہ سرد ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں

کو بیڈ پہ بٹھایا۔۔ حویلی کا ذکر کرنا سے اچھا

نہیں لگا تھا۔۔ لیکن وہ بھی ورشاں تھی۔۔

اپنے نام کی ایک تھی۔۔

جیسے اسے حویلی کا نام لینا پسند نہیں آیا۔۔

ویسے ہی ورشاں کو اسے یوں بیڈ پہ بیٹھانا

پسند نہیں آیا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم

کو گھورا تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں غصے سے

چلائی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔

کیا ہے۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ آپ تو اتنے اچھے

بن رہے ہیں۔۔ جیسے پتہ نہ ہوں۔۔ مجھے

یہاں کیوں بٹھایا۔۔ ورشاں اسے غصے سے

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کام کر رہا تھا۔۔ اس

لیے بیٹھا دیا۔۔ جان عالم نرمی سے بولا۔۔

آپ اب مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔

آپ نے مجھے اٹھا کر بیڈ پہ رکھا۔۔

ورشاں بول کر چہرہ دوسری طرف کر گئی۔

جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

تم کوئی چیز ہوں۔۔ جیسے میں نے اٹھا کر

یہاں سے وہاں رکھ دیا۔۔ بیوی ہوں آپ

کی۔۔ ورشاں اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔

پتہ ہے۔۔ جان عالم نے پھر سے لیپ ٹاپ

کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں ہاتھ باندھ کر

منہ بالکل نیچے کر کے بیٹھ گئی۔۔ ورشاں

ہاتھ باندھ کر بہت معصوم لگ رہی تھی۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے

ہوئے گہرا سانس لیا۔۔ اور ورشاں کی

کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔ ورشاں

ناراضگی سے بولی۔۔ جان عالم نے اسے

اپنی لپ پہ بٹھایا۔۔ مجھے نہیں بیٹھانا۔۔

ورشاں بول کر اٹھنے ہی لگی تھی کہ جان

عالم نے اس کی کمر پہ حصار مضبوط کیا۔

بیٹھ جاؤ۔۔ اب آواز نہ آئے۔۔ جان عالم

نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔

ورشاں نے اس کی انگلی دانت گاڑھے

تھے۔۔

میں نے کیا تو پھر تم نے رونا ہے۔۔

جان عالم اسے آنکھیں چھوٹی کر کے

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ مجھے نہیں بیٹھانا۔۔

ورشاں جان عالم کے سینے پہ مکہ مار

رہی تھی۔۔ جان خان۔۔ جان خان۔۔

ورشاں بولتی جا رہی تھی۔۔ جان عالم

نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔

جان عالم نے ورشاں کے چہرہ کے

قریب اپنا چہرہ کرتے اس کے ہونٹوں

پہ ہونٹ رکھے۔۔ جان خان۔۔ ورشاں

نے جان عالم کو گھورا۔۔ جی میرا بچہ۔۔

جان عالم نے ورشاں کے بالوں پہ

لب رکھے۔۔ آپ بہت گندے ہیں۔۔

ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ ٹھیک

ہے میں ابھی فریش ہو کر ٹھیک ہو

جاؤ گا۔۔ جان عالم نے اس کے سر

کے ساتھ اپنا سر ٹکاتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم

کے کندھے سے سر لگاتے ہوئے کہا۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔

جان خان۔۔ مجھے کارٹون لگا دے۔۔

صوفیہ والے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔

جان عالم نے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا۔

یار میں ابھی ضروری کام کر رہا ہوں۔۔

جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ

رکھتے ہوئے کہا۔۔ اب کس کی ہے۔۔ اب

مجھے لگا کر دے۔۔ ورنہ میں جا رہی ہوں۔

ورشاں اسے دھمکی دیتے ہوئے بولی۔

تم نے کہا جانا ہے۔۔ میری ہی ضرورت

پڑتی ہے۔۔ صبح بھی تمہیں چھپکلی نے

کھا جانا تھا۔۔ جان عالم اس کی آنکھوں

میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔

ورشاں جان عالم کی بات سنتے جان عالم

کو گھور رہی تھی۔۔ جبکہ اس کے عارض

سرخ ہو رہے تھے۔۔ اس کے سرخ عارض

نے بری طرح جان عالم کو اپنی طرف

اٹریکٹ کیا تھا۔۔ جان عالم کا دل زورو

سے دھڑکا تھا۔۔ جان عالم کے جواں

جذبہ پہ قابو رکھنا مشکل ہوا تھا۔۔

جان عالم نے اس کا چہرہ لیپ ٹاپ کی

طرف کیا۔۔ دیکھو۔۔ جان عالم اسے

کارٹون لگا کر دیتے ہوئے بولا۔۔ جان

عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

لیکن ورشاں کارٹون دیکھ رہی تھی۔۔

جان عالم کا خود پہ کنٹرول کرنا مشکل

ہو رہا تھا۔۔ جان عالم نے لیپ ٹاپ

کی طرف دیکھا۔۔ جہاں صوفیہ کی

تصویر تھی۔۔

ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ زور

سے دانت گاڑھے۔۔ ورشاں۔۔ جان عالم

نے اپنے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

اوئے پاگل یہ کیا کیا۔۔ جان عالم نے

ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے اسے

گھورا۔۔ اپ اس کی طرف کیوں دیکھ

رہے ہیں۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔

یار میں پاگل ہوں بچوں کی طرف

دیکھوں گا۔۔۔

اب کی۔۔۔ اب کی بار جان عالم غصے

سے بولا۔۔ چاہے بچی ہے دیکھا تو نہ۔۔

ورشاں بیڈ پہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

بتائے کیوں دیکھا۔۔ ورشاں نے کمر پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

غزنوی ایک ہفتہ سے حویلی نہیں آیا تھا۔ غزنوی نے یہ ایک ہفتہ کیسے گزرا تھا۔ یہ صرف غزنوی ہی جانتا تھا۔ آج پورے ایک ہفتہ بعد غزنوی حویلی آیا تھا۔ غزنوی اپنی حالت بری طرح خراب کیسے ہوئے تھا۔ غزنوی کے بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے۔ لیکن بکھری حالت میں بھی غزنوی دلکش لگ رہا تھا۔ غزنوی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے داخلی دروازے کو عبور کر گیا۔ غزنوی اندر لاؤنج میں آیا ہی تھا کہ غزنوی کی نظر زمل پی پڑی۔ جو کہ ولید کے ساتھ والے صوفے پہ رابیہ خان کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ غزنوی کا میٹر گھوما تھا۔ غزنوی کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ غزنوی نے سرد نظریں زمل پہ ڈالی۔ اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔ ولید غزنوی کو

دیکھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔ کیسے ہوں غزنوی۔۔ ولید نے غزنوی کے

آگے ہاتھ کیا تھا۔۔ دونوں میں زیادہ فرق نہیں تھا۔۔ اسی لیے

دونوں نام ہی لیتے تھے۔۔ لیکن غزنوی ولید کو انور کرتے

زل تک پہنچتے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے مقابل کھڑا کر

گیا۔۔ غزنوی نے زل کی ہیزل گریں آنکھوں میں اپنی آنکھیں

گاڑھیں۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے اس کے ہاتھ پہ

ہاتھ رکھتے بازو چھروانے کی کوشش کرنے لگی۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے

دبی دبی آواز

میں بولی۔۔ زل اس کی بازو پکڑتے ہوئے اپنے ساتھ گھسیٹتے کمرے تک آیا۔۔ کمرے تک آتے ہی

غزنوی نے پاؤں کی ٹھوک سے دھاڑ سے دروازہ کھولتے اندر آیا۔۔ زل کو اندر لاتے غزنوی نے زل کو

بیڈ پہ دھکے دیا تھا۔۔ زل بیڈ پہ اوندھ منہ گری تھی۔۔ کیا بد تمیزی ہے۔۔ زل بھی سر پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے اٹھی تھی۔۔ بد تمیزی۔۔ تم مجھے بتاؤ۔۔ جب میں نے کہا تھا۔۔ کہ تم اس ولید سے بات نہیں کرو

گی۔۔ تو تم کیوں اس کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا

تھا۔۔ آپ نے کہا تھا۔۔ میں نے سن لیا۔۔ بس بات ختم۔۔ زل مضبوطی سے بولی تھی۔۔ جبکہ وہ

جانتی تھی۔۔ وہ مقابل کے سامنے کبھی بھی مضبوط نہیں ہو سکتی۔۔ وہ اپنی بے باک باتوں سے ہی اس کی

مضبوطی ختم کر دیتا ہے۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔ زل مہرون
 کلر کی پٹھانی فراک ساتھ وائٹ پاجامہ اور خود پہ مہرون چادر لیے ہوئی تھی۔۔۔ آنکھوں میں کاجل کی لکیر
 کھینچی ہوئی تھی۔۔۔ ہونٹوں پہ ہلکی سی لپ سٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔ بال جوڑے میں باندھے ہوئے
 تھے۔۔۔ کچھ بالوں کی لٹیں چہرہ پہ آرہی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے گہرا سانس لیا۔۔۔
 غزنوی کو اپنا غصے جاگ کی طرح بہتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ لیکن غزنوی اپنے غصے کو ابھی بہنے نہیں دے سکتا
 تھا۔۔۔ کیونکہ زل نے اس کی بات کو انور کیا تھا۔۔۔ جو بات اسے اندر تک لگ رہی تھی۔۔۔ غزنوی
 زل کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زل پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی ایک ہی لمحے میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔
 غزنوی نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ چھوڑے مجھے۔۔۔ زل نے اسے خود سے دور کرنے
 کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن غزنوی نے اس کی بازو کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ زل نے اس کی
 طرف دیکھتے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ غزنوی لڑکھڑا کر پیچھے
 ہوا تھا۔۔۔ غزنوی نے خود کو سنبھالتے اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے۔۔۔ زل پیچھے ہوئی
 تھی۔۔۔۔۔ زل پیچھے ہوتے ڈریسنگ ٹیبل سے لگی۔۔۔ زل نے ہاتھ پیچھے رکھے۔۔۔ زل کا ہاتھ چھڑی
 سے لگا تھا۔۔۔ زل نے ڈریسنگ ٹیبل سے چھڑی پکڑتے اس کے آگے کی۔۔۔۔۔ اگر میرے پاس
 آئے۔۔۔ میں یہ مار دو گی۔۔۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ چلو مارو۔۔۔ وہ بھی خوف
 ہوا تھا۔۔۔ میں سچ میں مار دو گی۔۔۔ اس نے ہاتھ اس کے آگے کرتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی نے اس تک پہنچتے
 اس کا چھڑی والا ہاتھ پکڑتے اپنے سینے پہ ماری۔۔۔ جس سے خون رستا ہوا باہر نکلا تھا۔۔۔ زل کی چیخ نکلی
 تھی۔۔۔ اس نے ڈرتے ہوئے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ لیکن وہ ابھی بھی

اس کے سامنے اسی پوزیشن میں کھڑا ہوا تھا۔ زل اس کے سینے سے خون نکلتا دیکھ کر خوفزدہ ہوئی تھی۔ زل کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کیونکہ ایک ہاتھ جس میں چھڑی تھی وہ ابھی بھی غزنوی کے ہاتھ میں تھا۔۔۔ البتہ چھڑی نیچے گر چکی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی خوفزدہ ہیزل گریں آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ زل کا چہرہ خوف سے نیلا پڑ رہا تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا کہ غزنوی کو یہ لگا کیونکہ وہ تو صرف اسے ڈرنا چاہ رہی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ غزنوی

ایسا کچھ کرے گا۔۔۔ غزنوی کے زخم سے خون نکلتا زل اور غزنوی کے ہاتھوں پہ گر رہا تھا۔۔۔ زل غزنوی کا خون اپنے ہاتھ پہ دیکھتے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ غزنوی ابھی بھی سٹل اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ زل ایک ہاتھ منہ پہ رکھے خوفزدہ تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے اپنی شرٹ اتار کر زمین پہ پھینکی۔۔۔ غزنوی کی سفید شرٹ خون سے لال ہو چکی تھی۔۔۔ شرٹ اتارتے ہی اس کے شرٹ لیس سینے کو دیکھتے زل کے عارض سرخ ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی کے سینے پہ اس زخم گہرا نشان تھا۔۔۔ جس سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ غزنوی

پھر سے زل تک پہنچا۔۔۔ آج تمہیں یاد کروادو تو رخصتی ہے۔۔۔ اور اگر تم نے کوئی سین کرائیٹ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ تو یہ زخم تمہارے بھی یہاں ہو سکتا ہے۔۔۔ غزنوی زل نے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جس سے اس کے نشیب و فراز میں ہلچل ہو رہی تھی۔۔۔ جو غزنوی نے اس کے دھڑکنوں پہ ہاتھ رکھتے محسوس کی تھی۔۔۔ غزنوی نے ہاتھ پیچھے کرتے اپنا چہرہ دوسری طرف کیا۔۔۔ اور واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔ واشروم میں آتے غزنوی نے شاور آؤن کیا۔۔۔ غزنوی شاور کے نیچے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کے سینے سے خون نکلتے زمین پہ گر رہا تھا۔۔۔ غزنوی شاور بند

کرتے ٹاول پکڑتے اپنے زخمی سینے پہ رگڑتے کمرے میں آیا۔ ٹاول رگڑنے سے اس کے سینے سے خون اور بھی بہنا شروع ہوا تھا۔۔۔ زل ڈریسنگ ٹیبل کے پاس ہی

کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زل نے غزنوی کے بہتے زخم کو دیکھتے ہچکی لی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ کیار خستی تک یہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔ غزنوی کا لہجہ سرد تھا۔۔۔ زل نفی میں سر ہلاتے دروازے تک پہنچی۔۔۔ تیار رہنا۔۔۔ غزنوی چہرہ پہ تھوری سی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔۔۔ میں بھی آپ کو بتا رہی ہوں۔۔۔ میں یہ ر خستی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ پھر چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔۔۔۔۔ زل وہی کھڑی بولی۔۔۔۔۔

یار بچی ہے وہ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے لپ پہ بٹھایا۔۔۔ کیوں دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم جو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یار میں تمہاری طرف بھی تو دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔۔ میں تو آپ کی بیوی ہوں۔۔۔ کیا یہ سب بھی آپ کی بیویاں ہیں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ جو پتہ نہیں کیا کیا بولتی جا رہی تھی۔۔۔ مطلب آپ مجھے کس کرتے ہیں ان کو بھی کرتے ہیں۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کے بولنے سے پہلے ہی ورشاں جان عالم کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکے بنا کر مار رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے دونوں ہاتھ پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میرے بے بی کو کیا ہو گیا۔۔۔ جان عالم نے اس نے دونوں ہاتھ اپنے

ہاتھ میں پکڑتے پیار سے کہا۔۔۔ جان عالم اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ جھکا۔۔ میں کس صرف اپنے بے بی کو کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے بولتے ہوئے ورشاں کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہونٹ باہر نکالیں۔۔۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔۔ نہیں میرا بچہ۔۔۔ میں صرف اپنے بے بی کی طرف دیکھتا ہوں۔۔۔ میرا بے بی اتنا پیارا ہے۔۔۔ میں کیوں کسی طرف دیکھوں گا۔۔۔ میرے پاس میری ٹڈی ہے نہ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹڈی نہیں ہوں میں۔۔۔ ورشاں اپنے ہاتھ چھروا تے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں پہ پھر سے ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں سے گردن تک اپنے ہونٹوں سے آیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کی سانسیں بند ہو رہی تھی۔۔۔

تم بھی ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اگر تم خاموشی سے رخصت نہیں ہوئی تو مجھے تمہارے کمرے میں بھی اپنا حق لینے میں کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ غزنوی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا آپ کو صرف اپنے حق کا پتہ ہے۔۔۔ صرف آپ کو آپ کا حق چاہیے۔۔۔ زمل جان عالم کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ ہاں۔۔۔ غزنوی کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کو صرف آپ کے حق سے مطلب ہے۔۔۔ زمل پھر سے بولی تھی۔۔۔ ہاں مجھے صرف میرے حق سے مطلب ہے۔۔۔ ایک لڑکا شادی کیوں کرتا ہے۔۔۔ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے۔۔۔ غزنوی استنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ مجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ زمل بے یقینی سے

بولی۔۔ ایک من پسند عورت ہی اپنے شوہر کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ غزنوی نے زل کے قریب آتے
 اس کے چہرہ پہ پھونک مارتے ہوئے کہا۔۔ زل کی ہیزل گریں آنکھیں نم تھی۔۔ میں کبھی بھی آپ کی
 ضرورت نہیں بننا چاہتی۔۔ میں کوئی چیز نہیں ہوں جس سے آپ ضرورت پوری کرے گے۔۔ اگر
 ضرورت پوری کرنی ہے تو آپ دوسری شادی کر لے۔۔ مجھے پرواہ نہیں۔۔ لیکن میں زل حبیب اللہ
 خان ہوں۔۔ کبھی خود کو آپ کی ضرورت نہیں بننے دو گی۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں دیکھتے
 ہوئے بولی تھی۔۔ غزنوی زل کی بات پہ مسکرایا تھا۔۔ زل غزنوی کے مسکرا نے پہ حیران ہوئی
 تھی۔۔ زل حبیب اللہ خان۔۔ تم ہوں زل حبیب اللہ خان اور اس زل حبیب اللہ خان کو زل
 غزنوی خان بنانے میں مجھے چند سیکنڈ لگے گے۔۔ لیکن اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھے خود سے دور رکھ سکتی
 ہوں۔۔ تو یہ تمہاری غلط فہمی میں کچھ دیر تک دور کر دو گا۔۔ اور اگر تم یہ سوچ رہی ہوں کہ تم یہ
 رخصتی نہیں ہونے دو گی۔۔ تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں اگر تم نے کچھ ایسا ویسا کرنے کا سوچا تو میں تمہیں
 سب کے سامنے کھڑے کر کے اس وقت تک تمہاری سائنس کھینچو گا۔۔ جب تک تمہاری سائنس باقی
 ہے۔۔ اور اسے دھمکی نہ سمجھنا۔۔ غزنوی خان ہوں۔۔ جو بول دو وہ کر کے دیکھاتے ہوں۔۔ اور اگر
 تم چاہوں تو کوشش کر کے دیکھ لوں۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔ غزنوی نے پھر سے کندھے
 اچکائے۔۔ زل نفی میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ
 غزنوی کو کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔۔ کیونکہ اگر اس نے کہا تھا تو کوئی شک نہیں تھا کہ وہ یہ کر بیٹھے۔۔۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ لیکن
جان عالم بے خود ہوا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ اپنا لمس بکھر رہا تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں اب
کی بارچینخی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔ میری سانس بند ہو جائے گی۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔
جب تک میں ہوں۔۔ تمہاری سانسیں بند نہیں ہو سکتی۔۔۔ البتہ میں انہیل کر سکتا ہوں۔۔۔ جان عالم
نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو کہ اس کے اوپر جھکا
ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اسے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم
نے بیڈ پہ لیٹتے ورشاں کو خود پہ گرایا۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے
ورشاں کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔۔ اپ بہت گندے ہیں۔۔ ورشاں نے جان عالم کی
طرف دیکھتے ہونٹ باہر نکالتے سسکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ ابھی تم ہی بول رہی تھی کہ میں سب کو کس کرتا
ہوں۔۔۔ میں تو اپنی ٹڈی کو صرف کس کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کی ٹھوڑی کو چھوتے
ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے دیکھا۔۔۔ نہ میرا بچہ۔۔۔ ایسے نہ دیکھو۔۔۔ تم بھی
کر لوں۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ اچھے نہیں ہے۔۔ ورشاں منہ بناتے
ہوئے بولی۔۔۔ ہاں میں اچھا نہیں ہوں۔۔۔ بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔ خوش۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے
عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے گھومنے جانا ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ
پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک شرط پہ لے کر جاؤ گا۔۔۔ جان عالم نے
ایبر واچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ کون سی شرط۔۔۔ ورشاں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میں تمہیں گھومنے لے

جاؤ گا۔۔۔ تم مجھے کس کرنا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں۔۔۔ ورشاں اپنا چھوٹا سا ہاتھ نہیں میں ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ پھر ٹھیک ہے رہوں گھر۔۔۔ میں لے کر جاؤ گا۔۔۔ بدلے میں مجھے بھی تو کچھ ملنا چاہیے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے جان عالم کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بولو منظور ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اوکے۔۔۔ صرف ایک۔۔۔ ورشاں اپنی ایک چھوٹی سی انگلی دیکھاتے ہوئے بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی چھوٹی سی انگلی ہاتھ میں دباتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں اپنی انگلی چھروا تے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔ اور اپنے سیلیر زپہنے لگی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جواب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ چلے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ چلو۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔ جان خان۔۔۔ چل کر جاتے ہیں۔۔۔ ورشاں جان عالم کو کار کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولی۔۔۔ پیدل چلنا ہے۔۔۔ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں نے ہامی میں سر ہلائے۔۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے باہر نکلا۔۔۔ تھوڑا سا ہی دور چلتے آگے پارک تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ پارک میں آیا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے جھولے لینا ہے۔۔۔ ورشاں swing کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ یہ لینا ہے۔۔۔ گر جاؤ گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے لینا ہے۔۔۔ مجھے لینا ہے۔۔۔ ورشاں اپنا ہاتھ چھروا تے ہوئے بھاگی۔۔۔

ورشاں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اچھا روکو۔۔۔ میں بیٹھاتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھتے سونگ پہ بیٹھایا۔۔۔ اور آرام سے جھولے دینے لگا۔۔۔ ورشاں

جھولے لیتے ہوئے ہنس رہی تھی۔۔۔ جان عالم اسے ہنستے دیکھ کر خوش ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کو خوش دیکھ کر
 اس کے دل کو سکون ہوا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو اشارہ کیا۔۔۔ جان عالم نے سونگ
 روکتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نیچے اتری۔۔۔ جان خان آپ بیٹھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ
 پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ میں بیٹھو۔۔۔ جان عالم نے خود کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ آپ کو ہی بول رہی
 ہوں۔۔۔ بیٹھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے آگے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں
 ورشاں۔۔۔ تم جھولے لو۔۔۔ جان عالم ارد گرد دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کافی لوگ تھے۔۔۔ نہیں جان
 خان۔۔۔ آپ بیٹھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کہا نہ نہیں۔۔۔ جان
 عالم نے بھی تھوڑا سا روڈ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹھیک ہے پھر مجھ سے بات نہیں کرنی۔۔۔ ورشاں جان عالم
 کا ہاتھ چھوڑتے درخت کے پاس جا کر بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے اپنا سر پیٹا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے
 پاس آیا۔۔۔ ورشاں مائی بے بی۔۔۔ جان عالم نے اس کے پاس نیچے بیٹھتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔ مجھے
 نہیں کرنی بات۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ یار اچھا نہیں لگتا۔۔۔ لوگ کیا سوچے گے۔۔۔ میں اس عمر میں
 جھولے لے رہا ہوں۔۔۔ جان عالم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ اگر آپ نہیں لے
 گے تو میں ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔ ورشاں بول کر چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس
 لیا۔۔۔ اور ورشاں کا ہاتھ پکڑتے خود بھی کھڑا ہوا۔۔۔ اور اسے بھی کھڑا کیا۔۔۔ چلو۔۔۔ جان عالم جھولے کی
 طرف آیا۔۔۔ ورشاں خوش ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم سونگ پہ بیٹھا۔۔۔ ورشاں بھی جان عالم کی گود میں
 بیٹھی تھی۔۔۔ جان عالم حیران ہوا تھا۔۔۔ جبکہ ورشاں نے جان عالم م کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے
 جکڑتے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ جان عالم کو اب سمجھ آیا تھا کہ وہ کیوں بول رہی ہے۔۔۔ جان عالم نے

مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور ایک ہاتھ سے ورشاں کے گرد حصار بنایا۔۔ اور ہلکے ہلکے سے جھولے لینے لگا۔۔ ورشاں نے سر اٹھاتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان خان آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔ جان عالم نے بھی اسے سائل پاس کی تھی۔۔

جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے روڈ پہ چل رہا تھا۔۔ جان خان۔۔ مجھے آنیس کریم کھانی ہے۔۔ ورشاں نے آنیس کریم والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ سردی میں آنیس کریم نہیں کھاتے۔۔ سردی لگ جاتی ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھے بنا کہا تھا۔۔ آپ جارہے ہیں یا میں خود جاؤ۔۔ اب کی بار ورشاں غصے سے بولی۔۔ اچھا یہی روکو میں لے کر آتا ہوں۔۔ جان عالم ورشاں جو سائیڈ پہ کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔ نہیں ساتھ ہی چلو۔۔ پھر خود ہی اس کا ہاتھ پکڑتے روڈ کروس کرتے ہوئے آنیس کریم والے تک آیا۔۔ یہ والی۔۔ ورشاں چو کلیٹ آنیس کریم دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اوکے یہ والی دو۔۔ جان عالم نے آنیس کریم والے کو مخاطب کیا۔۔ ورشاں روڈ پہ ہی گھوم رہی تھی۔۔ روڈ کے درمیان میں پھول گرے دیکھ کر ورشاں مسکراتے ہوئے روڈ تک آئی۔۔ اور نیچے بیٹھ کر پھول اٹھانے لگی۔۔ ورشاں پھول اٹھا رہی تھی۔۔ اور دوسری طرف سے گاڑی آرہی تھی۔

جان عالم جو کہ آنیس کریم لے رہا تھا۔۔ اس کی نظر ورشاں پہ پڑی۔۔ ورشاں کو روڈ کے درمیان دیکھتے جان عالم اس کی طرف بھاگا تھا۔۔ اس سے پہلے ورشاں کو گاڑی لگتی۔۔ جان عالم اسے خود نیچے سائیڈ پہ گرا تھا۔۔ ورشاں کو چوٹ نہیں لگی تھی۔۔ البتہ جان عالم کی بازو زخمی ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے

ورشاں کو خود بیچا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو خود سے الگ کیا۔۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جی جان خان۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ ابھی تمہیں گاڑی لگ جانی تھی۔۔۔ نیچے بیٹھی کیا کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ میں پھول اٹھا رہی تھی۔۔۔ آپ کو دینے تھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے گھورنے کی پرواہ کیے بنا بولی۔۔۔ ورشاں معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ کہ جان عالم کو ورشاں پہ بہت پیار آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو خود میں پھر سے بیچا۔۔۔ جان خان۔۔۔ میری آنیس کریم۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے آنیس کریم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جان عالم نے کھڑے ہوتے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور آنیس کریم لیتے ورشاں کو پکڑائی۔۔۔ ورشاں چلتے ہوئے آنیس کریم کھا رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو ہلاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔۔ ہم بولو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جان خان مجھے اٹھالے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بازو پھیلائی۔۔۔ ابھی نہیں ابھی چلو۔۔۔ جان عالم نے چلتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں مجھے اٹھائے۔۔۔ ورشاں ضدی انداز میں بولی۔۔۔

مائی ڈیر بے بی لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔۔ جان عالم نے پھر سے وہی جملہ دہرایا تھا۔۔۔ مجھے اٹھالے جان خان۔۔۔ میں تھک گئی ہوں۔۔۔ ورشاں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھایا تھا۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کو اٹھائے چل رہا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں آنیس کریم کھاتے ہوئے بولی۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ جان عالم

کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔۔ ہو۔۔ ہو جان خان۔۔ اپ نے مجھے میری جان بولا۔۔ ورشاں ایک ہاتھ
 منہ پہ رکھتے ہوئے ہستے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ اس کی جان کہنے پہ
 خوش ہو رہی تھی۔۔ جان خان۔۔ انیس کریم کھالے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہونٹوں کے قریب
 انیس کریم کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں تم کھاؤ۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم ورشاں کو
 اٹھائے چل رہا تھا۔۔ فلیٹ تک آتے جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے فلیٹ کا دروازہ
 کھولا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد ایک بازو کا حصار بناتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم نے دروازہ بند کرتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان خان ایک بات بولو۔۔ ورشاں نے جان
 عالم کی طرف دیکھتے ہوئے انیس کریم والا ہاتھ بھی جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ ہم
 بولو۔۔ جان عالم نے ورشاں کا انیس کریم والا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں جان عالم
 کو گھورتے ہوئے پھر سے اس کے گرد حصار بنا گئی۔۔ جان خان۔۔ آپ نے مجھے راستہ میں میری جان کہا
 تھا نہ۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار تنگ کرتے ہوئے بولی۔۔ کہا تھا۔۔ جان عالم نے
 کمرے میں آتے ہوئے کہا۔۔ ایک بار پھر سے بولے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مائی بے بی۔۔
 جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ اپنی گردن کے گرد سے ہٹانے کی کوشش کی۔۔ جان خان۔۔
 بولے۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ میرا بچہ۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 کہا۔۔ نہیں۔۔ مجھے میری جان بولے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ انیس کریم والا ہاتھ لگاتے
 ہوئے کہا۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن اور اب اس کا چہرہ انیس کریم سے گندہ کر چکی تھی۔۔ یہاں
 کھڑی ہو جاؤ۔۔ چپ کر کے۔۔ سارا چہرہ گندا کر دیا۔۔ اپنا بھی اور میرا بھی۔۔ جان عالم ورشاں کو بیڈ پہ

کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ پلیز۔۔۔ ایک دفعہ بولے۔۔۔ ورشاں نے ایک انگلی جان عالم کو
 دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔ میری جان۔۔۔ جان عالم نے پیار سے بولتے ہوئے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ اور
 اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔۔ جان عالم نے اپنی شرٹ اتار کر صوفی پہ پھینکی۔۔۔ جان عالم کی زخمی
 بازو سے ہلکا ہلکا خون نکل رہا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم کی زخمی بازو پہ
 خون دیکھتے ورشاں بیڈ پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کی بازو پہ خون دیکھتے ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ جج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ آپ۔۔۔ کک۔۔۔ کو
 چوٹ لگی ہے۔۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہوا مائی
 بے بی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔۔ جا۔۔۔ جان خان آپ کو چوٹ لگی ہے۔۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر
 نکالتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بازو کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں میرا
 بچہ۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ جان خان۔۔۔ یہاں بیٹھے۔۔۔ ورشاں بیڈ
 سے اترتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ بیٹھتے
 ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں جان عالم کے زخمی بازو پہ پھونک مارتے ہوئے
 سسکی لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو اسے چوٹ لگنے پہ
 پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے روتے ہوئے اسے مخاطب
 کیا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے رونے پہ اسے خود میں بیچ گیا۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ ہلکی سی چوٹ لگی
 ہے۔۔۔ صبح تک ٹھیک بھی ہو جائے گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ آپ کو یہ چوٹ کیسے لگی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی چوٹ پہ پھونک مارتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جب

تم پھول اٹھا رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ سوری۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں کان پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں میرا بے بی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے
 ہوئے پوچھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ میری وجہ سے آپ کو چوٹ لگی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔ ورشاں ہونٹ
 باہر نکالتے معصومیت سے بولی۔۔۔ کوئی بات نہیں میرا بچہ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ چومتے ہوئے
 کہا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی لپ پہ بیٹھتے اس کے بازو کی چوٹ پہ خود ہی انگلی لگاتے سسک رہی تھی۔۔۔
 مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں جان خان۔۔۔ اپ یہی روکے۔۔۔ ورشاں
 جان عالم کو بولتے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بھاگتے ہوئے ڈریسنگ روم میں بھاگی۔۔۔ اور اندر سے اپنا
 چھوٹا سادو پٹہ لیتے باہر آئی۔۔۔ اور پھر سے جان عالم کی لپ پہ بیٹھتے اپنا چھوٹا سادو پٹہ جان عالم کی بازو پہ
 باندھنے لگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ بیوی بیوی ہی ہوتی ہے۔۔۔ چاہے چھوٹی ہوں
 یا پھر بڑی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی کتنی کئیر کر رہی
 تھی۔۔۔ چھوٹی سی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم کی چھوٹی سی چوٹ پہ مرہم لگا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے پٹی
 باندھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن ورشاں سے پٹی نہیں بند رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیتے
 ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ میں باندھتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں سے پٹی لیتے ہوئے کہا۔۔۔
 ورشاں نے جان عالم کو پٹی پکڑائی۔۔۔ جان عالم نے دوپٹہ اپنی بازو پہ باندھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی
 بازو پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ میرے جان خان مجھے ٹھیک اچھے لگتے
 ہیں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پہ پھر سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے
 اب کی بار جان عالم کو مخاطب کیا۔۔۔ جان خان یہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی نہ۔۔۔۔۔ ورشاں نے جلدی

سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ہو جائے گی جلدی ٹھیک۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ
 اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔۔ جان خان۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ورشاں جان
 عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ وہ تو میں ہوں۔۔ لیکن اب مجھے یہاں کس کرو۔۔ جان عالم
 نے اپنے شرٹ لیس سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ نہیں۔۔ ورشاں دونوں ہاتھوں سے نہیں کرتے
 ہوئے بولی۔۔ کیوں کیوں۔۔ میں تمہیں باہر لے کر گیا تھا نہ۔۔ اب تم بھی شرط پوری کرو۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔ مجھے کرنی ہی نہیں آتی۔۔ ورشاں اسے مسکراتی
 آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیوں نہیں آتی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو گھورتے ہوئے کہا۔۔ مجھے
 آتی ہی نہیں۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔ کوئی بات نہیں مائی بے بی۔۔ میں سیکھا دیتا
 ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں کو پیار سے چھوتے ہوئے کہا۔۔ نہیں آپ رہنے
 دے۔۔ ورشاں جان عالم کی لیپ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔ اب میں سیکھاؤ گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کا
 چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کرتے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔
 اب کرو۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی لیپ
 سے اٹھتے ہوئے اس کی گردن کے گرد باہیں حائل کرتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔ اب ٹھیک
 ہے۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم سے پوچھا۔۔ ٹھیک ہے اب سو جاؤ۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم ورشاں کو بیڈ پہ لیٹاتے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔ ورشاں نے جان
 عالم کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔۔ جان خان۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ میرے پاس
 سوئے۔۔ مجھے آپ کے بغیر نیند نہیں آئے گی۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف سسکی لیتے ہوئے دیکھ کر

بولی۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ ور شاں کے پاس بیٹھا۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کی ایک بازو اپنے سر کے نیچے کرتے دوسری بازو اپنی گردن کے گرد رکھی تھی۔۔۔ ور شاں نے اپنی ایک ٹانگ بھی جان عالم کی گود پہ رکھی تھی۔۔۔ ور شاں کے جان عالم کی گود میں پاؤں رکھنے پہ جان عالم سیدھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی ٹانگ بیڈ پہ کی تھی۔۔۔ لیکن ور شاں پھر سے اپنی ٹانگ جان عالم کی گود میں رکھتے آنکھیں موند گئی۔۔۔ جان عالم کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ور شاں کی طرف دیکھتے جان عالم کا خود پر سے ضبط ختم ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن ور شاں پر سکون سوچکی تھی۔۔۔۔

زمل کمرے میں آتے ہی بیڈ پہ اوندھ منہ گری رونے لگی۔۔۔ یہ تو وہ شخص نہیں تھا۔۔۔ جس سے اس نے محبت کی تھی۔۔۔ یہ تو وہ شخص نہیں تھا۔۔۔ جو اس سے محبت کا دعویٰ دار تھا۔۔۔ زمل کی سماعتوں میں اس کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔

"ایک لڑکا شادی کیوں کرتا ہے۔۔۔ صرف اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے" اس نے کتنی سفاکیت سے یہ لفظ ادا کیے تھے۔۔۔ کیا اسے اپنے لفظوں کے احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔ کہ وہ کیا بول چکا ہے۔۔۔ وہ بھی اس انسان سے جس سے وہ محبت کا دعویٰ دار ہے۔۔۔ کیسے ہو سکتا تھا وہ اتنا سفاک۔۔۔ ایسے ہی سوالات زمل کے دل و دماغ میں آرہے تھے۔۔۔ زمل بیڈ پہ اوندھ منہ لیٹے رو رہی تھی۔۔۔ آئمہ خان دروازہ نوک کرتے زمل کے کمرے میں آئی۔۔۔ زمل سیدھی ہوئی تھی۔۔۔ زمل کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اس کے چہرہ سے عیاں

تھا کہ وہ رور ہی ہے۔۔ لیکن آئمہ خان اگنور کر گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ان کے بولنے سے کچھ ہونے
 تو والا نہیں ہے۔۔ اسی لیے اس سے رونے کی وجہ پوچھ کر اسے مزید دکھ دینے سے خاموش رہنا بہتر
 تھا۔۔ ابھی تم تیار ہو جاؤ۔۔ اگر کوئی چیز کم ہوا۔۔ تو ہمیں بتا دینا۔۔ آئمہ خان بول کر کمرے سے نکل
 گئی۔۔ زمل بے یقین ہوئی تھی۔۔ کیا یہ اس کی ہی ماں تھی۔۔ جو اس کی نم آنکھیں دیکھ کر بھی خاموشی
 سے چلے گئی۔۔ انہوں نے تو پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا کیوں رور ہی ہیں۔۔ زمل کے ہونٹوں پہ
 استغزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ وہ کر ہی کیا سکتی تھی۔۔ جیسے رابیہ خان پریشاں، ورشاں کے لیے کچھ
 نہیں کر سکی۔۔ تو اس کی ماں کیا کر سکتی تھی۔۔ ایسا ہی تو ہوتا ہے عورتوں کو اپنی مرضی سے سانس لینے
 کی اجازت نہیں۔۔ زمل نے نم آنکھوں سے پاس پڑے لہنگے کی طرف دیکھا۔۔ اسے نفرت ہوئی تھی
 اس لہنگے کو دیکھ کر۔۔ اسی لہنگے میں تو غزنوی نے اسے ٹھکرایا تھا۔۔ اور اب پھر سے اسی لہنگے میں اسے اس
 شخص کے لیے تیار ہونا تھا جو اسے پہلے بھی ٹھکرا چکا تھا۔۔ کتنی بے بس تھی۔۔ کچھ بول نہیں سکتی تھی۔۔
 زمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ آئمہ خان دس منٹ بعد کمرے میں آئی۔۔ تو
 زمل ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ آئمہ خان کو زمل پہ غصے آیا تھا۔۔ تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوا۔۔ آئمہ
 خان زمل کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر بولی۔۔ ہونے لگی ہوں مورے۔۔ زمل نم آنکھوں سے آئمہ خان کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اور پھر اپنا لہنگا اٹھائے واشر روم میں چلے گئی۔۔ مرے مرے قدموں کے
 ساتھ زمل واشر روم سے باہر نکلی۔۔ زمل آکر ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔ خود پہ ایک
 نظر ڈالتے زمل کو خود سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔ زمل نے ڈریسنگ مرار پہ پڑی جیولری کی طرف
 دیکھا۔۔ زمل نے جیولری پکڑتے ایک ایک کر کے جیولری پہننے لگی۔۔ بالوں کا ہلکا سا جوڑے بناتے

زل نے اس پہ پاس پڑا گجر اگایا۔۔۔ زل نے میک اپ کے نام پہ ہلکی سی ریڈ لپ سٹک لگائی۔۔۔ اور
 ہاتھوں میں چوڑیاں ڈالی۔۔۔ زل کو یہ سب کچھ بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔ جس انسان ٹھکرایا پھر سے
 اس کے پاس جانا۔۔۔ کیسی مجبوری تھی۔۔۔ زل نے چوڑیاں پہنتے سر پہ دوپٹہ سیٹ کیا۔۔۔ اور خود کو مرار
 میں دیکھا۔۔۔ زل بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ بس آنکھیں نم تھی۔۔۔ ان میں کوئی خوشی کی لہر
 نہیں تھی۔۔۔ اور ہوتی بھی تو کیسے۔۔۔ جس انسان سے محبت کی وہی تو اسے ٹھکرا چکا تھا۔۔۔ وہی شخص اس
 سے اپنی ضرورت پوری کرنا چاہتا تھا۔۔۔ زل کی آنکھوں میں آنسوؤں آرہے تھے۔۔۔ جنہیں زل پیتے
 ہوئے خود کو مضبوط کر رہی تھی۔۔۔ زل تیار ہوئی ہی تھی کہ اندر زہرہ آئی۔۔۔ زل آپہم تم کو غزنوی لالا
 کے کمرے میں چھوڑ کر آتا ہے۔۔۔ زہرہ اندر آتے ہوئے بولی۔۔۔ آپہم تم تو بہت ہی خوبصورت لگ رہا
 ہے۔۔۔ لالا تو تم کو دیکھ کر ہی پاگل ہو جائے گا۔۔۔ زہرہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ زل کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔
 زہرہ زل کو غزنوی کے کمرے میں لے کر آئی۔۔۔ کمرے میں غزنوی نہیں تھا۔۔۔ زل کو غزنوی کے
 کمرے میں اپنی سانسیں روکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زہرہ نے زل کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ اور زل کا لہنگا بیڈ پہ
 پھیلا دیا۔۔۔ اور وہی کھڑی زل سے باتیں کرنے لگی۔۔۔ زہرہ بولی جا رہی تھی۔۔۔ زل تو سن ہی نہیں رہی
 تھی۔۔۔ زہرہ بول ہی رہی تھی جب غزنوی دھاڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ غزنوی کو دیکھ کر
 زہرہ کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔ زہرہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ دروازہ بند کرنا نہیں بھولی
 تھی۔۔۔ زل بیڈ پہ نظریں جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی آہستہ سے چلتے ہوئے زل کے قریب
 آیا۔۔۔ غزنوی بیڈ پہ گرنے کے انداز میں لیٹا اور ایک بازو بیڈ پہ کرتے چہرہ زل کی طرف کر کے دیکھنے
 لگا۔۔۔ اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ لیکن تمہیں لپ سٹک نہیں لگانی چاہیے تھی۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ میں

صاف کر دیتا ہوں۔۔ غزنوی زل کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔ زل نے اسی لمحے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ زل بیڈ پہ تھوڑا سا پیچھے کھسکی تھی۔۔ غزنوی اسی لمحے اس کی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں لی۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔ ابھی تو پاس آیا ہوں۔۔ غزنوی زل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ زل نے اپنی نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی نے اپنا انگوٹھا بے دردی سے زل کے ہونٹوں پہ مسلتے ہوئے اس کی لیپ سٹک اتاری تھی۔۔ زل کی آنکھوں میں یکایک پانی آیا تھا۔۔ غزنوی زل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے استنزیہ مسکرایا

جان عالم کی آنکھیں کھلیں تو اسے اپنے سینے پر ایک بھاری محسوس ہونے والی چیز کا اندازہ ہوا۔ اس نے آہستہ سے آنکھوں کو چھپکایا اور پھر نیچے جھانک کر دیکھا۔ وہ ورشاں تھی، جو اس کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔ اس کی نازک سی ٹانگیں جان عالم کی گود میں رکھی ہوئی تھیں اور وہ بالکل سکون میں سو رہی تھی۔ جان عالم نے اپنی سانسیں آہستہ سے کھینچیں، کیونکہ وہ ابھی تک نیند میں غرق تھا۔"

جان عالم نے آہستہ سے ایک ہاتھ بڑھایا اور ورشاں کے بالوں کو سہلانے لگا، جو اس کے چہرے پر پھیل گئے تھے۔ اس کی چھوٹی سی شکل اور معصومیت جان عالم کے دل کو چھو رہی تھی۔ وہ اس بچی کو اپنی چھوٹے سے بازو میں پناہ دینے کی خواہش محسوس کر رہا تھا۔"

ورشاں کی سانسوں کی آواز اتنی نرم اور پُر سکون تھی کہ جان عالم کا دل بھی سکون سے بھر گیا تھا۔"

عالم نے ایک گہری سانس لی اور سوچا کہ کتنا عجیب ہے کہ یہ بچی، جو اسکی شریک حیات ہے اس نے اپنی تمام دنیا جان عالم کے ساتھ بانٹ لی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ یہی ہے جب وہ اس کے ساتھ اس قدر قریب تھی۔۔۔"

جان عالم نے تھوڑی دیر تک آہستہ سے اسے ہلکا سا جھنجھوڑا۔۔۔"

"مائی بے بی، تم جاگ جاؤ۔" اس نے نرم آواز میں کہا، مگر ورشاں بے خبر اپنے خوابوں میں مگن تھی۔ جان عالم مسکرا دیا اور پھر اسے زیادہ پریشان کیے بغیر اپنی آنکھیں بند کر دیں۔۔۔ چند لمحوں بعد ورشاں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور جان عالم کی طرف دیکھا، جیسے اسے کوئی احساس ہی نہ ہو کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے۔۔۔"

اس نے چمکتے ہوئے آنکھوں سے جان عالم کو دیکھا اور پھر مسکرا کر کہا۔۔۔"

آپ نے مجھے اپنے سینے پر کیوں سلا دیا؟"

میرا بے بی تھکی ہوئی تھی اور میں چاہتا تھا کہ تم آرام سے سو جاؤ۔۔۔ جان عالم نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔۔۔"

ورشاں نے سر کو جھٹکا اور پھر جان عالم کے سینے پر سر رکھ لیا، جیسے اسے یہ سب بہت قدرتی محسوس ہو رہا ہو۔۔۔"

جان خان لویو آج مجھے سکول نہیں جانا۔۔ وہ عالم کو سفیر سارا پیار کرتے راضی کر رہی تھی تاکہ وہ چھٹی کر لے سکول سے۔۔"

آہاں۔۔ میرا بچہ کوئی بہانہ نہیں سکول سے چھٹی ہر گز نہیں ملنی۔۔ جان عالم کے دل میں ایک عجیب سا احساس ابھرا، جیسے ورشاں اس کی زندگی کا سب سے قیمتی حصہ بن چکی ہو۔ اس نے ورشاں کے بالوں کو ایک آخری بار نرم ہاتھوں سے سہلاتے ہوئے کہا۔۔"

پھر میں نے آپ کو جتنا پیار کیا اسے واپس کریں۔ ورشاں نے سراٹھا کر بڑی معصومیت سے کہا پھر دوبارہ جان عالم کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔۔"

عالم نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔ "بلکل نہیں۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بال چہرہ سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔ کیوں جان خان۔۔ ورشاں دنیا جہاں کی معصومیت چہرہ پہ سجائے بولی۔۔ اٹھو میرا بچہ۔۔ سکول جانا ہے۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔ جان خان۔۔ پلیز آج چھٹی کروالیں۔۔ ورشاں نے پھر سے جان عالم کی طرف دیکھتے معصومیت بھرے انداز میں کہا۔۔ سکول تو جانا ہے۔۔ سکول سے تو ہر گز چھٹی نہیں ملنی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔۔ جان خان۔۔ پلیز ایک چھٹی کروادے۔۔ ورشاں جان عالم کو ایک نظر دیکھتے ہوئے اس کی گود میں بیٹھی۔۔ جان عالم کے چہرہ کے تاثرات بدلے تھے۔۔ جان عالم نے ایک ہی جھٹکے میں ورشاں کو اپنی گود سے اٹھایا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنی گود سے اٹھاتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھاتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے تاثرات نارمل کرنے کی کوشش کی۔۔ جان خان کیا ہوا۔۔ ورشاں اس کے چہرہ کے بدلتے تاثرات دیکھ کر بولی۔۔ کچھ

نہیں چلو جلدی کرو۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔ میں نہیں جانا۔۔ ورشاں
 دونوں ہاتھ نہیں میں ہلاتی ہوئی بولی۔۔ کیوں نہیں جانا۔۔ پڑھنا ہے۔۔ اتنی چھٹیاں ہو گئی۔۔ اب بس
 جانا ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کو کندھوں سے تھامتے کھڑا کیا۔۔ میں کہہ رہی ہوں۔۔ ورشاں جان
 عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ تم بولتی رہو۔۔ ہونا وہی ہے۔۔ جو میں بولو گا۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کا کندھے سے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔۔ کیوں آپ ٹیچر ہے۔۔ ورشاں آنکھیں
 چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔۔ ہاں میں تمہارا ٹیچر ہوں۔۔ تمہارا شوہر ہوں۔۔ اب چلو۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کو اٹھاتے ہوئے کہا۔۔ جان خان آج چھٹی کروالے۔۔ ورشاں جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے
 ہوئے بولی۔۔ نو ورشاں۔۔ یہ چیٹنگ ہے۔۔ جلدی سے چنچ کر۔۔ جان عالم ورشاں کو واشروم کے
 باہر کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے روتا سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔۔ نو بے بی۔۔
 پڑھائی میں کوئی کمپر وائز نہیں۔۔ جان عالم نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے واشروم میں چلے گئی۔۔ جان عالم ورشاں کی سکول کی چیزیں تیار
 کرنے لگا۔۔ ورشاں واشروم سے منہ بناتے ہوئے نکلی۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے بیڈ تک آیا۔۔
 ورشاں کو بیڈ پہ کھڑا کیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ کھڑا کرتے اس کے بال بنانے کے لیے ہسیر برش
 پکڑا تھا کہ اس کی نظر ورشاں کے یونیفارم کے کھولے شرٹ کے بٹنوں پہ پڑی۔۔ جان عالم نے اپنی
 نظریں چرائی۔۔ جان عالم نے برش بیڈ پہ رکھتے ہوئے ورشاں کی یونیفارم کے بٹن بند کیے۔۔ اور ورشاں
 کے بال بنانے لگا۔۔ ورشاں کے بال بناتے جان عالم نے اسے بیڈ پہ بیٹھاتے شوز پہنائے۔۔ ورشاں شوز
 پہنتے نیچے اتری۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پیشانی پہ بالوں کو سائیڈ پہ کیا۔۔ جان عالم کمرے سے نکلتا

کچن میں آیا۔۔ ورشاں بھی جان عالم کے پیچھے ہی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھاتے شلیف پہ بیٹھایا۔۔ اور کھانا بنانے لگا۔۔ جان عالم نے بریڈ آملیٹ بنا کر چائے بناتے ٹبل پہ رکھی۔۔ اور ورشاں کو نیچے اتارا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو چمیر پہ بیٹھاتے اس کے سامنے کھانا کیا۔۔ مجھے نہیں کھانا۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے چمیر سے اٹھتے آہنی چمیر جان عالم کی چمیر سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں اپنی چمیر دور کرتے واپس چمیر پہ بیٹھی۔۔ جان عالم نے چمیر پہ بیٹھتے ورشاں کو گھورا۔۔ ادھر آؤ۔۔ ناشتہ کرو۔۔ جان عالم نے اسے اپنے پاس آنا کہا۔۔ نو نو۔۔ ورشاں شرارتی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی چمیر نیچے سے پکڑتے اس کی چمیر کے نزدیک کی۔۔ ناشتہ کرو میرا بچہ۔۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤ گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی ٹھوڑی کو چھوتے ہوئے کہا۔۔ نہیں کھانا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے منہ چراہاتے ہوئے کہا۔۔ کھاؤ میرا بچہ۔۔ جان عالم نے بریڈ کی بائٹ بناتے ہوئے ورشاں کے ہونٹوں کے پاس کی۔۔ کھاؤ میرا بچہ۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کھایا۔۔ اگر تم کھاؤ گی تو میں سکول جانے سے پہلے بہت ساری چوکلیٹ لے کر دو گا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ پکا۔۔ ورشاں نے ہاتھ آگے کیا۔۔ پکا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے ہمی بھڑی۔۔

جان عالم ورشاں کو ناشتہ کروا کر اسے لیے فلیٹ سے نکلا۔۔ گاڑی تو تھی نہیں۔۔ اسی لیے جان عالم نے بائیک کی کیز پکڑی ہوئی تھی۔۔ جان خان ہم اس پہ جائے گے۔۔ ورشاں بائیک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ ہم۔۔ جان عالم نے مختصر جواب دے کر ignition میں کیز لگائی۔۔ جان عالم بائیک پہ بیٹھا۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔ جان خان۔۔ میں کیا چل کر آؤ گی۔۔ ورشاں جان عالم کو

گھورتے ہوئے بولی۔۔ نہیں میرا بچہ۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھاتے بانیک پہ بٹھایا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی تھی۔۔ جان خان۔۔ ورشاں ڈرتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں کو بانیک سے ڈر لگ رہا تھا۔۔ کیا ہوا۔۔ جان عالم نے پیچھے مڑتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان خان۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ ورشاں جان عالم کی شرٹ زور سے مٹھیوں میں جکڑے اس کی کمر کے ساتھ چہرہ ٹکا گی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھوں سے اپنی شرٹ چھرواتے ہوئے ورشاں کو اٹھاتے اپنے آگے بانیک پہ بٹھایا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی پھر سے شرٹ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑا تھا۔۔ جان عالم نے ایک ہاتھ سے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشاں کا چہرہ جان عالم کی طرف تھا۔۔ ورشاں نے بھی جان عالم کی شرٹ چھوڑتے اس کی کمر کے گرد زور سے دونوں بازو کا حصار بنایا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے بانیک سٹارٹ کی۔۔ جان عالم کو عجیب لگ رہا تھا۔۔ جب سے ہوش سمجھالی تھی بانیک استعمال نہیں کی تھی۔۔ آج کافی عرصے بعد استعمال کر رہا تھا۔۔ اور جان عالم کا دل پر سکون تھا۔۔ کیونکہ ورشاں اس کے بالکل قریب تھی۔۔ ورشاں کی سائیس اسے اپنے پیٹ پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔ ورشاں آنکھیں بند کیے ہوئی تھی۔۔ جان عالم بانیک چلا رہا تھا۔۔ جان عالم نے بانیک چلاتے ہوئے ورشاں پہ نظر ڈالی۔۔ ورشاں کی بند آنکھیں دیکھ کر جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ورشاں نے ڈرتے ہوئے آنکھیں بند کی ہے۔۔ ورشاں بھی کبھی بانیک پہ نہیں بیٹھی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں پہ پھونک ماری۔۔ ورشاں نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم سامنے دیکھتے ہی مسکرایا۔۔ جان خان۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔ میں ساتھ ہوں مائی بے بی۔۔ پھر کیوں ڈر لگ رہا ہے۔۔ جان

عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد حصار مضبوط کرتے ہوئے کہا۔۔ اگر میں گر گئی۔۔ ورشاں نے سر اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔ نہیں گرنے دوگا۔۔ جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔ پانچ منٹ بعد جان عالم نے باینک سکول کے باہر روکی۔۔ اور ورشاں کو باینک سے نیچے اتارا۔۔ اور بیگ پکڑا یا۔۔ میری چو کلیٹ۔۔ ورشاں نے ہاتھ آگے کیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اس کا مطلب وہ بھولی نہیں تھی۔۔ روکو۔۔ میں کے کرتا ہوں۔۔ جان عالم باینک سے نیچے اترا۔۔ اور ورشاں کا ہاتھ پکڑتے پاس ہی دکان کے پاس آیا۔۔ جان عالم نے دکاندار کو پیسے دیتے ہوئے چو کلیٹ پکڑی۔۔ آپ کی بیٹی ماشاء اللہ بہت پیاری ہے۔۔ دکاندار مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان خان ہے میرے۔۔ میرے بابا تو کوئی اور ہے۔۔ ورشاں ہاتھ سے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ دکاندار نے حیرانگی سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔۔ جان خان۔۔ وہ انکل بول رہے تھے میں آپ کی بیٹی ہوں۔۔ ورشاں ایک ہاتھ منہ پہ رکھتے ہستے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ وہ کتنی معصوم تھی۔۔ کیا اسے اس کی بات کی سمجھ بھی آئی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ میں جاؤ۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہلاتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور جھکتے ہوئے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اب جاؤ۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے سکول چلے گئی۔۔ جب تک ورشاں اندر

نہیں گئی جان عالم وہاں سے ہلا نہیں تھا۔۔ ورشاں کے اندر جاتے ہی جان عالم نے بائیک سٹارٹ کی۔۔۔ جان عالم کا رخ فلیٹ کی طرف تھا۔۔۔

جان عالم ابھی لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔ زرغام نمل اور شاہ در کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ جان عالم زرغام کو دیکھتے اندر آیا۔۔ اور زرغام کے گلے لگا۔۔۔

داجی حبیب اللہ خان اور احمد فراز خان بھی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھیں۔۔

جان عالم زرغام کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔ شاہ در جان عالم گود میں آکر بیٹھ گیا۔۔ زرغام غزنوی اور جان عالم دونوں کا بہت اچھا دوست تھا۔۔ بچپن سے ساتھ تھا۔۔

زرغام کے والد یوسف خان بھی حبیب اللہ کے دوست تھے۔۔ اسی لیے زرغام لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

جان عالم زرغام سے باتیں کر رہا تھا۔۔ زل لاؤنج
میں داخل ہوئی تھی۔۔ داجی کو دیکھتے زل داجی کے
پاس آئی۔۔

اسلام و علیکم داجی! زل نے داجی کے آگے سر کرتے
ہوئے کہا۔۔ تم کہاں سے آرہا ہے۔۔ داجی نے زل
کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ داجی میں آفس سے
آرہی ہوں۔۔ زل نے نظریں جھکائے کہا۔۔ کس
کے ساتھ آیا ہے۔۔ داجی کی آواز سرد تھی۔۔

زل تم جاؤ چائے بنا کر لاؤ۔۔ جان عالم داجی کی
سرد آواز محسوس کرتے ہوئے بولا۔۔ کس کے ساتھ
آیا تھا۔۔ داجی نے زل کی طرف دیکھتے اب کی بار
غصے سے کہا۔۔

اکیلی آئی ہوں داجی۔۔ ہم اس وجہ سے ہی تو تم سب

کا پڑھائی کے خلاف تھا۔۔ کہاں ہے تمہارا وہ بغیرت

مرد۔۔ داجی زمل کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے

بولے۔۔

زمل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے

پریشانی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔ جان عالم نے پریشانی

سے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ داجی۔۔ زرغام نے ان

کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن داجی

زمل کو غصے سے دیکھ رہے تھے۔۔

داجی میں یہاں ہوں۔۔ میرے ساتھ ہی آئی ہے

زمل۔۔ غزنوی اندر آتے ہوئے بولا۔۔ تم جیسا بغیرت

انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔۔ اپنا بیوی کو گھر بیٹھا

نہیں سکتا۔۔ اور ہمارا سامنے بڑی بڑی باتیں کرتا ہے۔

داجی غصے سے بولے۔۔ داجی میرے پیارے داجی۔۔

میں نے اپنی بیوی کو پڑھائی اسی لیے نہیں کروائی۔۔

کہ وہ گھر بیٹھے۔۔ آخر جب پڑھائی کی ہے۔۔ تو پھر

اسے استعمال بھی کرے۔۔۔

میں تو اس کو MBA کروادو۔۔۔ وہ بھی کمپلینٹ

کروادو۔۔ تاکہ میری بیوی پوری طرح

independent ہو جائے۔۔ غزنوی داجی کے ساتھ

بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ تم میں ذرا اثرم نہیں ہے۔۔ کہ

تمہارا بیوی اکیلے آتا جاتا ہے۔۔ اور تم بغیرت بنا ہوا

ہے۔۔۔ داجی اب غصے سے بولے تھے۔۔

داجی کیا ہو گیا آپ کو۔۔ اتنا سخت نہ ہوا کرے۔

اب کی بار جان عالم بولا تھا۔۔۔

تم دونوں اندھا تو نہیں ہے۔۔ ہمارا ایک پوتی ہمارا

پہلے ہی نام بدنام کر چکا ہے۔۔ ہم نہیں چاہتا کہ

دوبارہ ایسا کوئی غلطی ہوں۔۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم

بھی اپنا مورے کے ساتھ گھر کا کام کاج دیکھو۔۔

داجی زمل کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔

زمل کچھ بولے بنا کمرے میں چلے گئی۔۔

غزنوی نے داجی کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اٹھتا کمرے

میں چلا گیا۔۔

ورشائ آئمہ کے کمرے میں سو رہی تھی۔۔ ورشائ

اٹھ کر بیٹھی اور آئمہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔

بڑی امی۔۔ جان خان آگئے۔۔ ورشائ آئمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ آئمہ بیٹھی قرآن پاک پڑھ رہی

تھی۔۔ میرا بچہ کیا ہوا ہے۔۔ آئمہ نے قرآن پاک

بند کرتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ ورشاں نے پھر سے آئمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔ میرا جان ہم کو نہیں پتہ عالم

آیا ہے کہ نہیں۔۔ ہم تو تب سے تمہارا پاس

بیٹھا ہوا ہے۔۔ آئمہ نے ورشاں کے عارض پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

میں خود دیکھ لوں گی۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے باہر

آئی۔۔ غزنوی غصے سے اندر کمرے میں جا رہا تھا۔

ورشاں کو لاؤنج میں جاتا دیکھ غزنوی بھی لاؤنج میں

واپس آیا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا داجی سے اب جان عالم کو بھی

لیکچر ملے گا۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے

بھاگ کر لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔۔

جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے روتے ہوئے

اس کے گلے لگی تھی۔۔ ورشاں کو دیکھتے داجی نے

جان عالم کو گھوری سے نوازہ تھا۔۔

جان عالم کی گود میں شاہ در بھی ورشاں کو دیکھتے

زر غام کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ شاہ در خود ہی

جان عالم کی گود سے اٹھتا زر غام کے پاس آیا

تھا۔۔

جان عالم داجی کی گھوری دیکھتے ورشاں کو

خود سے الگ کیا۔۔ تم چھوٹا نہیں ہے اب۔۔ کوئی

عقل ہی نہیں ہے اس بچہ کو۔۔ داجی ورشاں

کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔۔

جان عالم اب شر مندہ ہوا تھا۔۔ زن مرید ہے ہمارا

سارے پوتے۔۔ پہلے بیٹے زین مرید تھے۔۔ اب پوتے

بھی زین مرید ہیں۔۔ داجی ان کو دیکھتے ہوئے

غصے سے بولے۔۔ غزنوی داجی کا چہرہ دیکھتے

ہوئے مسکرایا تھا۔۔ غزنوی نے زرغام کی طرف

مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔

ورشیاں جان عالم کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔

ہائے ڈرینگ کو غصے آیا ہے۔۔ غزنوی داجی کے

ساتھ آکر بیٹھا۔۔ نالائق ہے تم سب۔

تم سب میں سے کسی کا شرم باقی ہی نہیں ہے۔۔

لعنت ہو تم سب کا مرد ہونے پر۔۔ داجی غزنوی

کو گھورتے ہوئے بولے۔۔

جان عالم ورشیاں کو خود سے الگ کرنے کی کوشش

کر رہا تھا۔۔ لیکن ورشیاں مسلسل رو رہی تھی۔۔

جان عالم ورشیاں کو زبردستی خود سے الگ کرتے

اس کی بازو پکڑے لاؤنچ سے نکلا۔۔

دیکھا کتنا بے شرم ہے یہ۔۔ داجی۔۔ پیارے

داجی۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ اگر دادی

جان بھی زندہ ہوتی۔۔ تو آپ ہمیں اپنے کمرے

سے برآمد ہوتے۔۔ آپ کبھی کمرے سے ہی

باہر نہ نکلتے۔۔

شرم باقی نہیں ہے اس لڑکے میں۔۔ داجی نے

غزنوی کو اپنی سٹک مارتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی

ہستے ہوئے داجی کے پاس سے اٹھتا زرغام کے

ساتھ بیٹھا۔۔

زرغام تمہارے بزنس ڈیل فائنل ہوئی۔۔ غزنوی

نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ نہیں یار۔۔ اس دفعہ

پھر سے لوسٹ ہی ہو گیا۔۔ ریٹ کم تھا پھر

بھی۔۔ اپنے میخڑ ہی دھوکہ دے گیا۔۔ زرغام

نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔ فکر نہ

کر۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ زرغام شادی

کر لے۔۔ کب تک یوہی اکیلے زندگی گزرا نے

کا اردہ ہے۔۔ ایک تو ابھی شاہ بھی چھوٹا ہے نمل

کو بھی ماں کی ضرورت ہے۔۔ اور پھر تجھے بھی تو

ہمسفر چاہیے۔۔ کیوں داجی۔۔ غزنوی نے بات بدلتے

داجی کا غصے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

ٹھیک بول رہا ہے بچہ غزنوی۔۔ یہ تمہارا عمر ہے۔

ابھی تم جوان ہے۔۔ آج نہیں تو کل تم کو بھی

ہمسفر کا ضرورت پڑے گا۔۔

جی داجی۔۔ زرغام نے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔

نمل راہیہ کے پاس اندر تھی۔۔ نمل لاؤنج میں

آئی۔۔ داجی اور غزنوی کی بات سن چکی تھی۔۔

چلتا ہوں داجی۔۔ زرغام نے اٹھتے ہوئے داجی

سے پیار لیا۔۔

جان عالم ورشاں کی کلائی پکڑے لاؤنج سے نکلتا

سیدھا کمرے میں آیا تھا۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ

بیٹھتے ورشاں کو اپنی لیپ پہ بیٹھایا۔۔ کیا ہوا

میرے بے بی کو۔۔ جان عالم نے ورشاں کی

آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔۔

جان خان۔۔ میں صبح سے آپ کا ویٹ کر رہی

تھی۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔

میرے بے بی کو پین ہو رہی ہے۔۔ جان عالم

نے ورشاں کے چہرہ پہ آتے بال پیچھے کرتے

ہوئے پوچھا۔۔

ورشٹاں نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔

پھر کیا ہوا میرے بے بی کو۔۔ جان عالم نے

ورشٹاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

مجھے چو کلیٹ کھانی ہے۔۔ ورشٹاں سسکی لیتے

ہوئے بولی۔۔۔

بس اتنی سی بات پہ میرے بے بی کو رونا آ رہا

تھا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشٹاں نے روتے اثبات میں سر ہلایا۔۔ بس

میرا بے بی۔۔ میں ابھی چو کلیٹ دیتا ہوں۔۔

جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم ورشٹاں

کو بیڈ پہ بیٹھاتے ڈرائیو میں سے چو کلیٹ نکالتے

ورشٹاں کو دی۔۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔

اب رونا نہیں ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے

کو بیڈ کراؤن کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔

اوکے۔۔ ورشاں نے بھی مان لی۔۔۔

زل کمرے میں آتے ہی اپنا سر پکڑتے بیڈ پہ

بیٹھی۔۔ زل کے ذہن میں غزنوی کی باتیں

دور رہی تھی۔۔۔

"میں نے اپنی بیوی کو پڑھائی اسی لیے نہیں کروائی۔۔

کہ وہ گھر بیٹھے۔۔ آخر جب پڑھائی کی ہے۔۔ تو پھر

اسے استعمال بھی کرے۔۔۔"

زل نے پریشانی سے آنکھیں بند کی۔۔ غزنوی کا

چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔۔۔

"میں تو اس کو MBA کروادو۔۔۔ وہ بھی

کمپلیٹ کر داد دو۔ تاکہ میری بیوی پوری طرح

independent ہو جائے۔۔"

کیوں غزنوی کیوں۔۔ کیوں کر رہے ہیں۔۔ آپ

کچھ بھی کرے۔۔ میں کمزور نہیں ہونے والی۔۔

آپ نے مجھے ٹھکرایا۔۔ جیسے میں تڑپی تھی۔۔

ویسے ہی آپ بھی تڑپے گے۔۔ زل نے

آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔

پریشاں ویسے ہی بیڈ پہ بے حال گڑی رور ہی

تھی۔۔۔ یہاں سے باہر جانا کا تو کوئی راستہ ہی

نہیں تھا۔۔ اور پھر رونا کے علاوہ پریشاں کر

ہی کیا سکتی تھی۔۔۔ پریشاں بیڈ سے اٹھتی دروازے

کی طرف بڑھی۔۔۔ اور زور زور سے دروازہ نوک

کرنے لگی۔۔۔ کھولو۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ پلیز مجھے یہاں

سے باہر نکالو۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ دروازہ

کھولو۔۔۔ کوئی تو دروازہ کھولو۔۔۔ پریشاں روتے

ہوئے بولی رہی تھی۔۔۔ لیکن باہر سے کسی کی آواز

نہیں آئی تھی۔۔۔ پریشاں اب کمرے میں کھڑی

کمرے کا مظاہرہ کرنے لگی۔۔۔ کمرے بہت ہی

خوبصورت ٹائٹلز سے بنا ہوا تھا۔۔۔ اور بہت ہی

بڑا تھا۔۔۔ جس میں ڈبیل بیڈ اور فاصلے پہ شاید

ڈریسنگ روم تھا۔۔۔ لیکن سامنے ہی بڑا سانشیت

کامیز۔۔۔ اور اس کی ایک طرف بڑا سا صوفے

تھا۔۔۔ جس کے دونوں طرف خوبصورت واز

پڑے ہوئے تھے۔۔۔ جسے پھولوں سے سجایا گیا

تھا۔۔۔ پریشاں کب سے چلا رہی تھی۔۔۔ اب

تو چیخ چیخ کر اس کا گلہ خشک ہو چکا تھا۔۔

پریشاں وہی زمین پہ بیٹھی تھی۔۔ پریشاں زمین

پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ اس نے سراٹھا کر دیکھا۔

سامنے کھولے واشروم کے دروازے کے اندر سے

اس کی نظر کھڑکی پہ پڑی۔۔ پریشاں جلدی سے

اٹھتے ہوئے اس طرف بھاگی تھی۔۔

جان عالم واشروم سے باہر نکلا۔۔ ورشاں بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگائے چو کلیٹ کھا رہی تھی۔۔

جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ڈریسنگ روم سے

اپنی شرٹ پہنتے باہر آیا۔۔ جان عالم ورشاں کے پاس

آکر بیٹھا۔۔ جان خان۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔

ورشٹاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔ جان

عالم بھی ورشٹاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

جان خان۔۔ آپ میرے لیے آئیس کریم لے کر

آئے۔۔ ورشٹاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

جان عالم نے ورشٹاں کی طرف دیکھا۔

جائے۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے

کہا۔۔

ابھی نہیں کل۔۔ اس وقت نہیں جانا۔۔ بہت ٹائم

ہو گیا ہے۔۔ داجی پھر ڈانٹے گے۔۔ جان عالم نے

ورشٹاں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

جان خان۔۔ داجی کو آپ نے بتایا کہ میں بڑی

ہو گئی ہوں۔۔ ورشٹاں جان عالم کے کندھے پہ

سر رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں

کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا سراپنے سینے پہ

رکھا۔۔ ایسی باتیں کسی کو نہیں بتاتے۔۔ جان عالم

نے ورشاں کو سمجھایا۔۔۔

پھر آپ نے کیوں پوچھا تھا۔۔ ورشاں نے سر

اٹھاتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم

اب کی بار خاموش رہا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ پھر

داجی نے کیوں کہا۔۔۔ میں بڑی ہو گئی ہوں۔۔۔

کیونکہ داجی کا دل کیا۔۔۔ اور اب اگر تم چپ

نہ کی تو پھر میں تمہیں مارو گا۔۔۔ آپ مجھے

مارے گے۔۔۔ ورشاں نے بیٹھتے ہوئے جان

عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

ورشاں اب چپ کر جاؤ۔۔۔ ورنہ۔۔۔ جان عالم

ورشاں کو لیٹنے کا اشارہ کیا۔ جان خان آپ

کتنے تنگ کرتے ہیں۔۔ جائے مجھے آپ سے

بات ہی نہیں کرنی۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے

واشر روم میں چلے گئی۔۔ ورشاں واشر روم سے باہر

آئی۔۔ تو جان عالم بیڈ پہ لیٹا فون استعمال کر رہا

تھا۔۔ جان خان مجھے بھی موبائل لے دے تا

کہ جب آپ نہ ہوں۔۔ میں آپ سے کال پہ

بات کر لیا کرو۔۔ ورشاں نے جان عالم کے

پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ لے دو گا۔۔ ابھی

سو جاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنے حصار

میں لیتے ہوئے کہا۔۔

ورشاں بھی جان عالم کے سینے پہ سر رکھے سو

گئی۔۔ جان عالم نے موبائل سائیڈ پہ رکھتے

ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ سوچکی تھی۔

جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔

بہت ہی معصوم ہے ورشاں۔۔۔ کبھی کبھی مجھے

لگتا ہے کہ میں ورشاں کے ساتھ غلط کر رہا

ہوں۔۔۔ اگر ورشاں بڑی ہو کر مجھ سے الگ

ہونا چاہے گی۔۔۔ تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔۔۔

کیونکہ مجھے کوئی حق نہیں۔۔۔ میں اس معصوم

کی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔۔۔ جان عالم ورشاں

کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔ ورشاں

کے چہرہ پہ بلا کی معصومیت تھی۔۔۔ یہ سوچتے

نا جانے جان عالم کے دل کو کیوں کچھ ہوا تھا۔

جان عالم بھی آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

غزنوی ٹیرس پہ کھڑا سگریٹ پی رہا

تھا۔۔ آنکھیں کے سامنے صرف زل کا چہرہ

آ رہا تھا۔۔ وہ دلہن بنی ہوئی کیسے اس کے

سامنے تڑپ رہی تھی۔۔ اور غزنوی سفاک

بنا اسے چھوڑ چکا تھا۔۔ اسے ویسے ہی چھوڑ

کر سفاکیت کا مظاہرہ کرتے وہاں سے جا چکا

تھا۔۔ غزنوی سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا

تھا۔۔ ایک آگ تھی جو کہ اندر جل رہی

تھی۔۔ جو کہ کم ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔

یہ آگ نہ جانے کیسے کم ہوئی تھی۔۔ غزنوی

کی سوچ صرف زل سے شروع ہو کر اسی

پہ ختم ہو رہا تھا۔۔ لیکن زل اس کے پاس

نہیں تھی۔۔ اور یہی بات اسے اندر تک جلا

رہی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



جاری ہے

"عقیدتِ محبت" (قسط نمبر 31 تا 52)

جان عالم پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ کہ کیا ہوا ہے۔۔۔ ورشاں ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔۔۔ جان عالم پریشانی سے بانیک چلا رہا تھا۔۔۔ جان عالم جلد ہی سکول کے باہر بانیک روکتے ہوئے اندر آیا تھا۔۔۔ جان عالم اندر سکول میں داخل ہوتے سیدھا پر نسیل آفس میں آیا تھا۔۔۔ پر نسیل آفس میں ہی تھی۔۔۔ آپ ورشاں کو لے آئے۔۔۔ پر نسیل نے پاس ہی کھڑی ٹیچر سے کہا۔۔۔ جو اسی وقت آفس سے نکل گئی تھی۔۔۔

Yes Everything is fine, warsha is fine?? جان عالم پریشانی سے بولا۔۔۔ Yes warsha is fine۔۔۔ پر نسیل نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں بھی آفس میں ٹیچر کے ساتھ آئی تھی۔۔۔ ورشاں نظریں جھکائے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے ہوئے ورشاں نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ جسے دیکھ جان عالم کا دل زور و سے دھڑکا تھا۔۔۔ ورشاں جلدی سے بھاگتے ہوئے جان عالم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ جان عالم چیخ رہا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے گلے لگی رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم پریشان ہوا تھا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ مائی بے بی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ میری جا۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔ میرا بچہ کیوں رو رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ کیا ہوا میرے بچہ کو۔۔۔ کیوں رو رہی ہو۔۔۔ جان عالم نے پیار سے پوچھا۔۔۔

ج۔۔۔ جن۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خ۔۔۔ خا۔۔۔ خان۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے لگ۔۔۔ گھر۔۔۔ حج۔۔۔ جانا ہے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے اپنے چہرہ پہ آتے ہوئے بالوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پیچھے

کرتے ہوئی بولی۔۔۔ ورشاں یہ ایکٹ کرتے ہوئے بہت خوبصورت لگی تھی۔۔۔ جان عالم کو اس پہ بہت پیار آیا تھا۔۔۔ رونابند کرو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ پرنسپل اور پاس کھڑی ٹیچر ورشاں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاید سامنے بیٹھے شخص سے کچھ زیادہ ہی گہرا تعلق تھا۔۔۔ اسی لیے ایسے رورو کر بتا رہی تھی۔۔۔ ورشاں بس۔۔۔ اب نہیں رونا۔۔۔ اوکے۔۔۔ مائی بے بی۔۔۔ اچھے بچے نہیں روتے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بال پیشانی سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں پھر بھی ہچکیاں لیتے ہوئے جان عالم کی گود میں اپنا سر رکھے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

We have called you to school because warsha is not giving good results in class.

پرنسپل بولنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بال سہلاتے ہوئے پرنسپل کی طرف

دیکھا۔۔۔ There was a little problem then it was impossible

I can understand your point. to come. جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

But apart from studies there is no good result. Argument

I will try. with children for no reason. پرنسپل نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

You will not get a chance to complain again. جان عالم نے

سنجیدگی سے کہا۔۔۔ thank you۔۔۔ پرنسپل نے ہلکی سی سمائیل پاس کی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔

میری طرف دیکھے۔۔۔ ورشاں نے سراٹھاتے ہوئے پرنسپل کی طرف دیکھا تھا پرنسپل کے چہرہ پہ سائل

دیکھ کر ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے جان عالم کو مخاطب کیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف ایک نظر

دیکھا۔۔۔ اور پھر پرنسپل سے بات کر رہا تھا۔۔۔ جان خان میری طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اسے نیچے کیا تھا۔۔۔ کیونکہ سامنے بیٹھی پرنسپل اور ٹیچر حیران ہوئی تھی۔۔۔ کہ ورشاں زیادہ ہی قریب ہو رہی

تھی۔۔۔ Now warsha can go home??

جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں پکڑا تھا۔۔۔ کیونکہ ورشاں اپنا ہاتھ کھینچ رہی تھی۔۔۔

.Yes, the warsha can go now, but pay attention to it

پرنسپل سنجیدگی سے کہا۔۔۔ جی۔۔۔ جان عالم بول کر اٹھا تھا۔۔۔ ورشاں کا ہاتھ جان عالم کے ہاتھ میں تھا۔۔۔ پرنسپل اور ٹیچر نے ورشاں کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ کو میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ چلتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ جاؤ بیگ لے کر آؤ۔۔۔ جان عالم نے آفس سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں ہستے ہوئے اندر کلاس میں گئی تھی۔۔۔ excuse me۔۔۔ ورشاں کی ٹیچر جان عالم کو اکیلا دیکھ کر بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ کو بچی پہ تھوڑی سی سختی کرنی ہوگی۔۔۔ ورشاں پڑھائی پہ توجہ نہیں دے رہی۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ جبکہ جان عالم کا چہرہ بے تحاشا سنجیدہ تھا۔۔۔ جی۔۔۔ جان عالم نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ ورشاں کے بھائی ہے۔۔۔ اس نے جان عالم سے سوال کیا تھا۔۔۔ میں اس کا بھائی نہیں شوہر ہوں۔۔۔

جان عالم نے اسے گھورتے ہوئے شوہر لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ جبکہ اب حیران ہونے کی باری سامنے کھڑی ٹیچر کی تھی۔۔۔ شوہر۔۔۔ وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے پاس آتے اس کا ہاتھ زور سے پکڑا تھا۔۔۔ اور بیگ جان عالم کی طرف کیا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا بیگ پکڑتے ہوئے

اس کا ہاتھ منبھوٹی سے پکڑا اور باہر نکلا۔۔۔ باہر آ کر ورشاں کو بانیک پہ بیٹھاتے ہوئے جان عالم بانیک پہ بیٹھا۔۔۔ جان خان میں آپ سے کتنی چھوٹی ہوں نہ۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے سائل پاس کی تھی۔۔۔ فلیٹ کے باہر بانیک روکتے جان عالم ورشاں کو بانیک سے اترتے ہوئے اس کا ہاتھ پھر سے اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ جان خان اٹھالے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو کو زور سے ہلاتے ہوئے معصومیت کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اٹھایا اور اندر آیا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بناتے اس کے کندھے پہ سر رکھ گئی۔۔۔ جان عالم نے اندر آتے ہوئے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ اس کے شوز اتارے۔۔۔ ورشاں کو کھڑا کرتے ہوئے ورشاں کو کپڑے پکڑائے۔۔۔ ورشاں کپڑے پکڑتے ہوئے واشروم میں چلے گئی۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔۔ جان عالم نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ اور آنکھیں بند کی۔۔۔ ورشاں واشروم سے نکلتے ہوئے بیڈ پہ آئی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کی عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے دیکھنے پہ مسکرائی۔۔۔ ورشاں نے چھوٹا سادو پیٹہ گلے میں لیا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ سر رکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ بہت اچھے ہے۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ چلو آؤ۔۔۔ تمہیں کھانا کھلاتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے اسے اٹھایا۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھتا کچن میں آیا۔۔۔ چلو یہاں بیٹھو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو شلیف پہ بیٹھایا۔۔۔ اور کھانا بنانے لگا۔۔۔ جان خان مجھے کسٹر ڈبنادے۔۔۔ ورشاں نے پاؤں ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ کسٹر ڈ۔۔۔ جان عالم نے اس کا لفظ دہرایا تھا۔۔۔ جی جان خان وہ بنادے۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ او کے بناتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے

کبر ڈکھولی۔۔۔ اس میں سب کچھ ہی تو تھا۔۔۔ نولڈ لڑبندو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔
 نہیں۔۔۔ مجھے کسٹر ڈکھانا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس
 لیتے کسٹر ڈنکلا۔۔۔ اور اپنی پوکٹ سے موبائل نکالتے ہوئے ریسپی نکالی۔۔۔ اور کسٹر ڈبنانے لگا۔۔۔ جان
 عالم موبائل سے دیکھتے اپنی چار فٹی بیوی کے لیے کسٹر ڈبنارہا تھا۔۔۔ جان عالم کسٹر ڈبنارہا تھا۔۔۔ ورشاں
 شلف سے نیچے جمپ کرتے ہوئے لاونج میں آئی۔۔۔ لاونج میں بلی کا چھوٹا سا سفید کلر کا بچہ تھا۔۔۔ اوئے
 کاٹو۔۔۔ ورشاں بلی کے بچے کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف بھاگی۔۔۔ بلی کا بچہ ورشاں کو اپنی طرف آتے دیکھ
 کر بھاگا تھا۔۔۔ اور صوفے کے نیچے چھپ گیا۔۔۔ ورشاں کہاں ہو۔۔۔ جان عالم نے کچن میں کھڑے
 ہی اسے آواز دی تھی۔۔۔ جان خان میں یہی ہوں۔۔۔ ورشاں نے بھی جواب دیا تھا۔۔۔ مانو بلی۔۔۔ میرے
 پاس آؤ۔۔۔ ورشاں نے تھوڑا سا پیچھے ہٹتے ہاتھوں سے اپنی طرف اشارہ کیا۔۔۔ بلی کا بچہ ڈرتے ہوئے
 دور ہوا تھا۔۔۔ مانو۔۔۔ مانو۔۔۔ میں کچھ نہیں کہو گی۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ میاؤں میاؤں۔۔۔ بلی کا بچہ ڈرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ کچھ نہیں بولو گی۔۔۔ میرے پاس آؤ۔۔۔
 میاؤں۔۔۔ ورشاں نے نیچے زمین پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور آرام سے ہاتھ آگے کیے۔۔۔ بلی کا بچہ پیچھے ہوا
 تھا۔۔۔ ورشاں نے آرام سے آہستہ سے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اس کی پونچھ پکڑتے اپنے ہاتھوں
 میں پکڑتے زمین سے اٹھی تھی۔۔۔ ورشاں بلی کے بچے کو صوفے پہ بیٹھاتے اس پہ پیار سے ہاتھ
 پھیرنے لگی۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔ تم میرے اور جان خان کے بے بی ہو۔۔۔ اب
 میں روازنہ تمہیں فیڈ ر دو گی۔۔۔ ورشاں بلی کے بچے کو دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ابھی
 کچن سے نکلا تھا۔۔۔ ورشاں کے پاس بلی کا بچہ دیکھ کر وہ پہلے ہی حیران تھا۔۔۔ لیکن ورشاں کے منہ سے یہ

الفاظ سنتے وہ حیران ہوا تھا کہ اس کی بیوی اس کے پیٹ تک نہیں آتی تھی اور اسے اپنا بچہ بول رہی تھی۔۔۔ جان عالم حیران ہو رہا تھا۔۔۔

ورشٹاں بے بی یہ کیا کر رہی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ یہ بلی ہے۔۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کی جہز لٹا لٹا کر دیکھا۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ لیکن یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔ اسے کیوں پکڑا ہوا ہے۔۔۔ چھوڑ دے۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کے ہاتھ بلی کے بچے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشٹاں چینیخی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے۔۔۔ اب میں اس کو فیڈ دوں گی۔۔۔ یہ آپ کا اور میرا بے بی ہے۔۔۔ ورشٹاں نے بلی کے بچے پہ دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کے ہاتھ سے بلی کا بچہ پکڑتے ہوئے اسے نیچے چھوڑا تھا۔۔۔ چلو کھانا کھاؤ۔۔۔ پھر اکیڈمی بھی جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کا ہاتھ پکڑتے اسے صوفے سے نیچے اتارا۔۔۔ جان خان یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ آپ نے میرا بے بی بھاگادیا۔۔۔ ورشٹاں غصے سے بولی۔۔۔ بس کرو۔۔۔ چلو جلدی hand ویش کر کے آؤ۔۔۔ جان عالم نے اسے تھوڑا سختی سے بولا۔۔۔ ورشٹاں منہ بناتے ہوئے ہاتھ دھونے چلے گئی۔۔۔ ورشٹاں ہاتھ دھو کر کچن میں آئی۔۔۔ جہاں جان عالم بھی چمیر پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے فریج سے کسٹرڈ نکال کر اسے دیا۔۔۔ ورشٹاں نے پکڑتے ہوئے ٹبل پہ رکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ میم کی طرف کیوں دیکھ رہے تھے۔۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے اسے روکتے ہوئے کہا۔۔۔ جو شاید اندر جا رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ خاموشی سے

کھاؤ۔۔۔ جان عالم نے اپنے ہاتھ سے ورشاں کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ میری ٹیچر سے بھی بات کر رہے تھے۔۔۔ کیوں کر رہے تھے؟؟ ورشاں اس کی بات سرے سے ہی اگنور کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں خاموشی سے کھانا کھاؤ۔۔۔ جان عالم نے تھوڑا سا سختی سے کہا۔۔۔ نہیں کھانا مجھے۔۔۔ پہلے آپ مجھے جواب دے۔۔۔ ورشاں چمیر پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں تم ان باتوں سے دور رہو۔۔۔ اور اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو تھوڑا سر دلچے میں کہا۔۔۔ کیوں کھاؤ۔۔۔ آپ کسی سے بھی باتیں کر سکتے ہیں کیا؟؟ اگر میں کسی لڑکے سے بات۔۔۔ ورشاں بول ہی رہی تھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا اور جان عالم کا ہاتھ ورشاں کی طرف اٹھتے ہوئے ہوا میں بلند ہوتے روکا تھا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہونٹ باہر نکالے تھے۔۔۔ جان عالم نے اپنا ہاتھ نیچے کرتے مٹھیاں نیچی تھی۔۔۔ جبکہ ورشاں اب ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے بہت مشکل سے اس کی بات برداشت کی تھی۔۔۔ وہ چھوٹی سی تھی اور کیا کیا باتیں کرنے لگ گئی تھی۔۔۔ جان عالم کو اب غصے آ رہا تھا۔۔۔ چلو نہیں کھانا نہ کھاؤ۔۔۔ اٹھو اکیڈمی جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔۔۔ چلے جاؤ گی۔۔۔ لیکن آپ کے ساتھ نہیں جانا۔۔۔ ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم سمجھ چکا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو چکی ہے۔۔۔ لیکن ابھی منا نہیں سکتا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے مت جاؤ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور پھر رفیق کو کال کی۔۔۔ ہیلو رفیق بابا آپ یہاں آئے اور ورشاں کو اکیڈمی چھوڑ دے۔۔۔ جان عالم نے بول کر کال کٹ کی اور کمرے میں چلا گیا۔۔۔ ورشاں وہی پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ دس منٹ بعد ورشاں کمرے میں آئی جان عالم بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کچھ بولے بنا اپنا بیگ اٹھا کر

چلے گئی۔۔۔ جان عالم اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ جان عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم کو خود پہ غصے آرہا تھا۔۔۔
 آخر کیوں اس پہ ہاتھ اٹھانے لگا تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنا فون دیکھا۔۔۔ جہاں اب غزنوی کی کال آرہی
 تھی۔۔۔ بول۔۔۔ جان عالم نے کال اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ پانچ منٹ میں آفس پہنچ۔۔۔
 غزنوی اپنی چیئر گھوماتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نہیں آنے والا۔۔۔ جان عالم نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے
 کہا۔۔۔ اگر تو پانچ منٹ میں آفس نہ پہنچا تو ہماری کمپنی کو کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا۔۔۔ غزنوی نے
 غصے سے کہا تھا۔۔۔ ہو جائے۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ ٹھیک ہے اس
 بات سے فرق نہیں پڑتا اگر تو پانچ منٹ میں یہاں نہ پہنچا میں تیری بہن کو سمجھ جاؤں گا۔۔۔ میں بولنا نہیں
 چاہتا۔۔۔ لیکن کر ضرور دو گا۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا زمل کے لیے ضرور
 آئے گا۔۔۔ اور ایسا ہی ہوا تھا جان عالم جلدی سے اپنی کیز اٹھاتے ہوئے باہر نکلا تھا۔۔۔

زمل جو کہ ابھی آفس آئی تھی۔۔۔ اور غزنوی کے آفس میں ہی آرہی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے زمل کی
 آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ مطلب اس کی کوئی عزت نہیں تھی۔۔۔ کوئی ولیوں نہیں تھی غزنوی کی نظر
 میں۔۔۔ زمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ لیکن غزنوی کو اگر فرق نہیں پڑتا تو زمل کو بھی پرواہ نہیں
 تھی۔۔۔ اندر نہیں گئی۔۔۔ ولید زمل کو وہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔۔ نہیں بس جا رہی تھی۔۔۔ زمل بول کر اندر
 آئی۔۔۔ ولید زمل کے پیچھے ہی تھا۔۔۔ غزنوی زمل کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ لیکن جہاں زمل کو دیکھ کر
 غزنوی کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہی پیچھے ولید کو دیکھ کر اس نے زمل کو گھورا تھا۔۔۔ زمل نے
 ٹبیل کے پاس آتے ہوئے فائل ٹبیل پہ رکھی۔۔۔ یہ فائل ہے۔۔۔ آپ چیک کر لے گا۔۔۔ بہت اچھے

سے۔۔ زل پہچھے کھڑی سعدیہ کی طرف ایک نظر دیکھتے ہوئے بولی۔۔ why not?? غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ یہ جو میلز مجھے سر عالم نے دی تھی۔۔ وہ ساری ہو گئی ہے۔۔ ولید نے بھی فائل ٹبیل پہ رکھی۔۔۔ اوکے۔۔ غزنوی نے فائل پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں۔۔ غزنوی نے ولید کو باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔ جی سر۔۔ ولید باہر چلا گیا۔۔ زل بھی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔ مس والفی۔۔ آپ تو روکے۔۔ غزنوی نے زل کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ زل وہی روکی تھی۔۔۔ لیکن پلٹی نہیں تھی۔۔ تبھی جان عالم غصے سے سرخ چہرہ لیے اندر دھاڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے آیا۔۔ زل جان عالم کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔ جان عالم زل کے پاس سے گزرتے ہوئے سیدھا غزنوی کی طرف بڑھتے اس کا گریبان پکڑ گیا۔۔ بول کیا بکواس کی ہے تو نے۔۔۔ جان عالم نے اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔ لالا۔۔ زل جان عالم کی طرف آئی تھی۔۔ جان عالم نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے غزنوی کا گریبان چھوڑتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ کیسی ہے میری پیاری بہن۔۔ جان عالم نے پیار سے زل کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ تیری ویسے نالچ بڑھا دو۔۔ تیری بہن اب میری بیوی ہے۔۔۔ غزنوی چسیر پہ سیدھے ہوتے ہوئے بولا۔۔ تم جاؤ۔۔ جان عالم نے سعدیہ کو باہر جانے کا کہا۔۔۔ سعدیہ آفس سے باہر نکلی۔۔۔ میری بہن تیری بیوی نہیں منکوحہ ہے۔۔ جان عالم غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ او میرے پیارے دوست۔۔ تو جانتا ہی نہیں تیرے جانے کے بعد تیری بہن کی رخصتی ہو گئی۔۔۔ براہو انہ۔۔۔ تجھے پتہ ہی نہیں۔۔۔ سوچ اور کیا کیا ہو سکتا ہے۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے اسے زو معنی اشارہ کر گیا۔۔ غزنوی میں تیری جان لے لوں گا۔۔ جان عالم زل کو چھوڑتے غزنوی کا گریبان پکڑتے اسے اپنا مقابل کر گیا۔۔ چل یار حویلی واپس۔۔ غزنوی جان عالم کے گلے لگتے

ہوئے بولا۔۔ پیچھے ہٹ سالے۔۔ جان عالم نے غزنوی کو خود سے دور دکھلتے ہوئے کہا۔۔ لیکن غزنوی نے اس کے گرد مضبوط گرفت کی ہوئی تھی۔۔ نہیں یار ہماری حویلی تیرے بن خالی ہے یار۔۔ آجا واپس۔۔ غزنوی اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تو بھول رہا ہے۔۔ میں اس حویلی کو چھوڑ کر آیا تھا۔۔ جان عالم نے اسے یاد کروایا۔۔ یار آجا واپس۔۔ داجی کا پتہ تو ہے تجھے۔۔ آجا واپس۔۔ تجھے ہماری دوستی کی قسم۔۔ غزنوی نے اس سے دور ہوتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے کچھ پل اس کی طرف دیکھا۔۔ لیکن اگلے ہی پل آفس سے باہر نکلا۔۔ عالم۔۔ عالم۔۔ غزنوی اس کے پیچھے باہر آیا تھا۔۔ نیچے آتے جان عالم کو بائیک پہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ کیونکہ جان عالم کو بائیک بالکل پسند نہیں تھی۔۔

نہیں جان خان۔۔ آپ مجھ پہ غصے کرتے ہیں۔۔ مجھ پہ ہاتھ بھی اٹھانے لگے تھے۔۔ ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔ اچھا یار کہانہ معاف کر دو۔۔ جان عالم نے پیار سے کہا۔۔ جان خان۔۔ آپ مجھ پہ غصے کرتا ہے۔۔ مجھے نہیں ہوتا یاد۔۔ ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔ کیوں؟؟ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان خان پریشاں آپی مجھے یاد کرواتی تھی۔۔ مجھے اس کے پاس چھوڑ آئے۔۔ وہ مجھے یاد کروادے گی۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے کہا۔۔ کیوں جانا ہے تمہیں پریشاں کے پاس۔۔ میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں کیا۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔ پریشاں کے نام پہ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ پریشاں آپی کے بغیر کیسے کام یاد کرو گی۔۔ ورشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ میں کرواؤ گا۔۔ ہو جائے گا یاد۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔ بتاؤ یاد کرنا ہے یا نہیں۔۔

جان عالم غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سرد اور اونچی آواز میں بولا۔۔ ورشاں پھر سے کچھ نہیں بولی
 تھی۔۔۔ ورشاں میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ ورشاں ڈرتے ہوئے
 اس کے پاس سے اٹھتے پیچھے ہوتے ہی میں سر ہلانے لگی۔۔ اور باہر کی طرف بھاگ گئی۔۔ جان عالم نے
 نفی میں سر ہلایا۔۔۔ ورشاں۔۔ اور اٹھتے ہوئے اس کے پیچھے آیا۔۔ ورشاں باہر صوفے پہ گرتے رونا
 شروع ہو چکی تھی۔۔۔ ورشاں میری بات سنو۔۔۔ میں اب پکا تمہیں نہیں ڈانٹو گا۔۔ میں اپنی ورشاں
 صرف پیار سے بات کرو گا۔۔۔ جان عالم نے اسے کندھے سے پکڑتے بیٹھتے ہوئے خود سے لگایا۔۔
 نہیں آپ غصے کرتے ہیں۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ بول رہا ہوں نہیں کرو گا۔۔ تو نہیں کرو
 گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ پکا۔۔ ورشاں نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ پکا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ پھر ایک بات بتائے جان
 خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف تحقیق شدہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہم بولو۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان آپ نے میری ٹیچر سے بات کیوں کی۔۔ ورشاں نے دوپہر والا
 سوال دہرایا۔۔۔ ورشاں میں نے منع کیا تھا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے
 کہا۔۔۔ نہیں جان خان۔۔ مجھے بتائے۔۔ ابھی بھی آپ نے میری ٹیچر سے بات کی۔۔ آپ کو کتنا شوق
 ہے لڑکیوں سے باتیں کرنے کا۔۔ ورشاں کمر پہ ایک ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے صرف تم سے
 باتیں کرنے کا شوق ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی بات ٹالتے ہوئے کہا۔۔ اور اسے بازو سے پکڑتے اپنے
 قریب کیا۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ جان خان آپ نے بات کی ہے۔۔ جو مجھے بالکل پسند نہیں آیا۔۔ آئی سمجھ۔۔۔
 ورشاں نے جان عالم کی کنپٹی پہ انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ چلو اب اندر۔۔۔ سردی لگ جائے گی۔۔۔ جان

عالم ورشاں کو اندر جانا کے اشارہ کیا۔۔ تبھی دروازہ نوکڑ ہوا۔۔ میں دیکھ کر آتا ہوں۔۔ جان عالم اٹھتے ہوئے دروازے تک آیا۔۔ اور دروازہ کھولا۔۔ زل کو دیکھتے جان عالم کو حیرانگی ہوئی تھی۔۔ ساتھ ہی داجی بھی تھے۔۔ بر خودار ہم کو یہی کھڑا رکھنے کا ردہ ہے۔۔ داجی جان عالم کو گھورتے ہوئے بولے۔۔ نہیں داجی۔۔ اندر آئے۔۔ جان عالم نے داجی اور زل کو اندر آنے کا کہا۔۔ اور دروازہ بند کرنے لگا۔۔ جب غزنوی نے ہاتھ سے دروازہ پکڑتے کھولا۔۔ کیوں بھئی۔۔ مجھے باہر رہنا ہے کیا؟؟ غزنوی نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ تو میرے منہ مت لگ۔۔ جان عالم نے غزنوی کو انگور کیا۔۔ اور اندر آیا۔۔ غزنوی بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔۔ دیدہ۔۔ ورشاں۔۔ زل کو دیکھتے اس کی طرف بھاگی تھی۔۔ کیسی ہو میری جان۔۔ زل نے بھی پیار سے اس کے عارض کو چھوا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں دیدہ۔۔ آپ کیسی ہے۔۔ ورشاں زل کا ہاتھ پکڑتے اس کے ساتھ صوفے پہ بیٹھی۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ دیدہ آپ کیوں آئی ہے؟؟ ورشاں داجی کو بھی ساتھ دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ہم اپنی گڑیا کو واپس لے جانا آئے ہے۔۔ زل نے پیار سے ورشاں کے عارض کھینچتے ہوئے کہا۔۔ سچی۔۔ ورشاں خوشی سے اچھولی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو گھورا تھا۔۔ لیکن ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے اسے نظر انداز کیا تھا۔۔ غزنوی بھی اندر آیا تھا۔۔ لالا۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف بڑھتے اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔ میرا بچہ کیسا ہے۔۔ غزنوی نے ورشاں کے پیشانی کے بال پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔۔ جان عالم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔ جیسے ابھی اسے کچا ہی چبا ڈالے گا۔۔ ورشاں۔۔ زل کی آواز پہ ورشاں زل کے پاس آئی۔۔ ورشاں لالا سے ناراض ہوں۔۔ زل نے اس کا جان عالم کو نظر انداز کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ ہاں جی۔۔ میں ہوں جان خان سے

ناراض۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ دیدہ جان خان۔۔۔ ہر لڑکی سے بات کرتے ہے تو کبھی
 لڑکیوں کو دیکھتے ہے۔۔۔ ورشاں کچھ بولنے ہی والی تھی کہ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے
 سامنے کھڑا کیا۔۔۔ ورشاں جاؤ اندر سے داجی کے لیے جو س لے کر آؤ۔۔۔ جان عالم نے اسے کچھ بھی نہ
 بولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ لیکن ان تینوں کی نظریں اب جان عالم پہ تھی۔۔۔ جاؤ ورشاں۔۔۔ جان عالم نے
 اسے کچن میں جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں پیر پیٹکتے ہوئے کچن میں چلے گئی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے
 اٹھتے ہوئے کچن میں آیا۔۔۔ ورشاں شلف سے منہ بنائے کھڑی تھی۔۔۔ کیا بول رہی تھی باہر۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو بتائے کیا نہیں کرتے۔۔۔
 ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے کہا۔۔۔ جو بھی ہے۔۔۔ لیکن ہسبنڈ وائف کی باتیں کسی کو نہیں
 بتاتے۔۔۔ is it clear۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اوکے نہیں بتاؤ گی۔۔۔
 پھر مورے پاس لے کر جائے گے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جان عالم
 نے مختصر جواب دیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ پلیز مجھے جانا ہے۔۔۔ مجھے مورے کی بہت یاد آرہی ہے۔۔۔
 ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ ٹھیک ہے میں لے جاؤ گا۔۔۔ لیکن ابھی رونا نہیں۔۔۔ جان عالم نے نیچے
 جھکتے اس کا چہرہ ہاتھ کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔ اوکے جان خان۔۔۔ ورشاں مسکرائی تھی۔۔۔
 اور جان عالم جو س لیے باہر آیا۔۔۔ ورشاں بھی باہر آئی تھی۔۔۔ ہم تم دونوں کو واپس لے جانے آیا
 ہے۔۔۔ داجی نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں بھی کچن سے آئی۔۔۔ داجی میں
 ورشاں کی پڑھائی نہیں چھروا سکتا۔۔۔ جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ تم بس ہمارا ساتھ چلو۔۔۔ ہم کو

اور کسی کا پرواہ نہیں ہے۔۔۔ داجی نے بھی سنجیدگی سے کہا۔۔۔ جی ٹھیک ہے داجی۔۔۔ جان عالم بس اتنا ہی بولا تھا۔۔۔

دیدہ ہم واپس آپ کے ساتھ جائے گے۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے زل کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جی میری گڑیا۔۔۔ زل نے پیار سے ورشاں کے گال کو چھوا تھا۔۔۔ ورشاں خوش ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔۔۔ داجی ہم شام تک حویلی میں آجائے گے۔۔۔ جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ داجی ابھی صرف اسے لے جانے کے لیے ہر بات میں ہمی بھر رہے تھے۔۔۔ حویلی جا کر ان کو ورشاں کی پڑھائی سے پھر سے مسئلہ ہونا ہی تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں جان خان۔۔۔ ہم ابھی جائے گے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن جان عالم نے اس کی بات کو سرے سے ہی نظر انداز کیا تھا۔۔۔ تمہیں ابھی نہیں آنا تو مت آؤ۔۔۔ ورشاں کو ہم ساتھ لے جائے گے۔۔۔ غزنوی نے جان عالم پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کو کوئی جواب دینے کی جگہ صرف اسے گھورا تھا۔۔۔ میں نے کہا ہے نہ کہ شام تک آجائے گے۔۔۔ جان عالم اپنے لفظوں پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ ہم تمہارا انتظار کرے گا۔۔۔ داجی بول کر اٹھے تھے۔۔۔ ساتھ ہی غزنوی اور زل بھی اٹھے۔۔۔ ورشاں نے زل کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے زل کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ لالارات کو لے آئے گے۔۔۔ زل نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان خان نہیں لے کر آئے گے۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ لے آئے گے۔۔۔ اگر نہیں آئے تو میں خود

اپنی ورشاں کو لینے آ جاؤ گی۔۔۔ زل پیار سے بولی تھی۔۔۔ پکا۔۔۔ ورشاں نے زل سے وعدہ لیا۔۔۔ ہاں
 پکا۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے داجی کے پیچھے نکلی۔۔۔ میرے بچہ کو حویلی جانا ہے تو لالالے جائے۔۔۔
 غزنوی نے پیار سے ورشاں سے پوچھا۔۔۔ تو ورشاں نے پیچھے کھڑے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر
 نفی میں سر ہلایا۔۔۔ کیوں میرا بچہ۔۔۔ غزنوی نے پیار سے ورشاں کے ہاتھ چومتے ہوئے پوچھا۔۔۔ لالا میں
 جان خان کے ساتھ آئی تھی۔۔۔ جان خان کے ساتھ ہی واپس بھی آؤ گی۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی ورشاں کی بات پہ مسکرایا۔۔۔ اور ورشاں کی پیشانی کو عقیدت سے
 چوما۔۔۔ غزنوی جان عالم کی طرف بڑھا۔۔۔ حویلی آ جانا۔۔۔ غزنوی بول کر باہر نکل گیا۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں مسکرائی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ میں مورے سے کتنے دنوں بعد
 ملوں گی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے معصومیت سے کہا۔۔۔ جان عالم کچھ بولے بنا کمرے میں
 چلا گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ہم واپس نہیں جا رہے کیا؟ ورشاں جان عالم کے پیچھے آتے کمرے میں بولی۔۔۔
 جان عالم بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بڑھتے اس کی لپ پہ بیٹھی۔۔۔
 جان خان ہم واپس نہیں جائے گے کیا؟ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنی
 طرف کیا۔۔۔ جان عالم پریشان تھا۔۔۔ اور یہ اس کے چہرہ سے بھی پتہ چل رہا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ
 پریشان مت ہوں۔۔۔ ہم نہیں جائے گے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں مسکرا رہی تھی۔۔۔ تمہیں مورے سے نہیں
 ملنا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ سر رکھ
 گئی۔۔۔ جان خان آپ پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔ حویلی جانے سے تو ہم کیسے جاسکتے ہیں۔۔۔ ورشاں نے

جان عالم سے ہی سوال پوچھا تھا۔۔۔ جان عالم حیران ہوا تھا۔۔۔ کیا وہ واقعی ہی بڑی ہو رہی تھی۔۔۔ کیا وہ واقعی ہی اس کے چہرہ سے پریشانی سے سمجھ سکتی تھی۔۔۔ جان عالم حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
 ورشاں تو بڑی ہو گئی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنایا تھا۔۔۔ ورشاں اس کے کندھے پہ سر رکھے مسکرا رہی تھی۔۔۔ جان عالم بھی مسکرایا۔۔۔ وہ ان لمحات کو پریشانی کی وجہ سے ضائع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ وہ چھوٹی سی ورشاں اس کی عادت بنتی جا رہی تھی۔۔۔ اچھا چلو حویلی چلے۔۔۔ جان عالم کچھ دیر بعد اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جلدی سے اس کی لپ سے نیچے اتری تھی۔۔۔ جان عالم اس کی تیزی دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ اور کچھ ہی دیر میں رفیق بابا ان کو لینے آچکا تھا۔۔۔ ورشاں گاڑی میں بھی بار بار جان عالم کے چہرہ پہ ہاتھ لگا رہی تھی۔۔۔ تو کبھی اس کا ہاتھ چوم رہی تھی۔۔۔ حویلی کے اندر آ کر گاڑی کے ٹائر چرچرائے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے گاڑی سے نکلا۔۔۔ اور اندر داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اندر لاؤنج میں رابیہ خان، آئمہ خان دونوں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ساتھ ہی زمل بھی تھی۔۔۔ جان عالم اور ورشاں کو دیکھ کر دونوں اپنی جگہ سے اٹھی تھیں۔۔۔ مورے۔۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے رابیہ خان کے گلے لگی۔۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ تم چھوٹی سی بات سے اپنا مورے کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔۔ ہم نے سوچا نہیں تھا۔۔۔ آئمہ خان نم آواز میں بولی۔۔۔ نہیں مورے۔۔۔ اب نہیں جاؤ گا۔۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ آئمہ خان روتے جا رہی تھی۔۔۔ جان عالم آئمہ خان کے گرد حصار بنائے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ ہم کھانا لگاتا ہیں۔۔۔ آئمہ خان رابیہ خان کے ساتھ کچن میں چلے گی۔۔۔ میں ورشاں کو کسٹرڈ بنا کر کھلاتی ہوں۔۔۔ ورشاں اور زمل بھی کچن میں چلے گی۔۔۔ حبیب اللہ خان، احمد فراز

خان اور داجی اب لاونج میں تھے۔۔۔ عالم۔۔۔ حبیب اللہ خان نے جان عالم کو مخاطب کیا۔۔۔ جی
 بابا۔۔۔ جان عالم نے احتراماً جواب دیا۔۔۔ اب مجھے بھی لگتا ہے کہ ورشاں کی پڑھائی اتنی کافی
 ہے۔۔۔ آخر شادی تو اس کی ہو گئی ہے۔۔۔ تم نے کون سا اس سے جو کر وانی ہے۔۔۔ تو کیا فائدہ بچی کو اتنا
 پڑھنے کا۔۔۔ حبیب اللہ خان سنجیدگی سے بولے۔۔۔ بابا یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ بابا آپ ایسا بولے
 گے۔۔۔ مجھے امید نہیں تھی۔۔۔ جان عالم سچ میں بے یقین ہوا تھا۔۔۔ اس میں غلط ہی کیا ہے۔۔۔ حبیب
 اللہ خان نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں بابا ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ جان عالم نے
 حبیب اللہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم نے کیا اس سے جو کر وانی
 ہے؟؟ حبیب اللہ خان نے سر دلچے میں پوچھا۔۔۔ بابا جان اس کی پڑھائی سے مسئلہ کیا ہے۔۔۔ جان
 عالم نے حبیب اللہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہمارے خاندان میں اتنا کب پڑھتی ہے
 لڑکیاں۔۔۔ حبیب اللہ خان نے اس کی طرف دیکھتے اسے خاندان کی روایت یاد کروائی۔۔۔ بابا یہ آپ کیا
 بول رہے ہیں۔۔۔ روایت کو آگے بڑھنے کی جگہ آپ تو پیچھے جا رہے ہیں۔۔۔ اس طرح کیسے ہمارا
 خاندان چلے گا۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ پہلے کیسے چلتا تھا۔۔۔ اور اگر تمہیں اتنی ہی پرواہ تھی تو
 کیوں کی ورشاں سے شادی۔۔۔ حبیب اللہ خان بھی غصے سے بولے۔۔۔ بابا آپ جانتے ہیں۔۔۔ میری
 ورشاں سے شادی کن حالات میں ہوئی۔۔۔ پریشاں کے بھاگ جانے پہ اس سے میرا نکاح ہوا۔۔۔ جان
 عالم حبیب اللہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے سر دلچے میں بولا۔۔۔ اپنے خاندان کی عزت بچانے کے لیے
 میں نے ورشاں سے شادی کی۔۔۔ اور یہ بات آپ جانتے ہیں۔۔۔ ابھی اس سے آگے جان عالم کچھ بولتا
 اس کی نظر صوفے کے پاس کھڑی ورشاں پہ پڑی۔۔۔ جو جان عالم کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان

عالم خاموش ہوا تھا۔۔۔ بولوا۔۔۔ حبیب اللہ خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ بابا ورشاں کھڑی ہوئی ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں جیسے وہاں کھڑی جان عالم کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زل ورشاں کو کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔ جان عالم نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ میں نہیں چاہتا اس کے ذہن پہ اسی باتوں کا اثر ہوں۔۔۔ اور وہ اس حویلی کے اصولوں میں بندھ جائے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ ورشاں کمرے میں جاؤ۔۔۔ جان عالم ورشاں کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ چلو ورشاں۔۔۔ زل نے ورشاں کو اندر جانے کا کہا۔۔۔ نہیں میں جان خان کے ساتھ ہی جاؤ گی۔۔۔ ورشاں بھاگ کر جان عالم کا ہاتھ پکڑ چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے حبیب اللہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اگر یہی بات ہم اس بچی سے بولے وہ ہماری بات آسانی سے مان جائے گی۔۔۔ حبیب اللہ خان نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں مانے گی بابا۔۔۔ میری بیوی ہے۔۔۔ وہ کیسے آپ کی بات مانے گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔۔۔ ورشاں ان سب کے چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔ تمھاری بیوی ہے تو کیا اس حویلی کے مکینوں سے اس کا کوئی رشتہ نہیں۔۔۔ حبیب اللہ خان دھاڑا تھے۔۔۔ ورشاں حبیب اللہ خان کی دھاڑ پہ جان عالم کا ہاتھ پکڑتے اس کے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ بولے بابا کیا رشتہ ہے آپ کا اس سے۔۔۔ میری بیوی ہے۔۔۔ آپ کی بہو ہے۔۔۔ میری وجہ سے ہی رشتہ ہے نہ۔۔۔ جان عالم نے حبیب اللہ خان کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ گیا۔۔۔ یا پھر چاچو کی وجہ سے آپ کا رشتہ ہے۔۔۔ چاچو نے اس کا نکاح مجھ سے کیا۔۔۔ میں اس کا شوہر ہوں۔۔۔ اس پہ سب سے زیادہ میرا حق ہے۔۔۔ میرے علاوہ اس پہ کسی کا حق نہیں ہے۔۔۔ جان عالم سب کی طرف انگلی کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ تم بہت بڑے ہو

گئے ہوں عالم۔۔۔ اسی لیے تو آج اپنے باپ کے مقابل کھڑے ہو گئے۔۔۔ حبیب اللہ خان نے استغزیاہ کہا۔۔۔ جی بابا میں بہت بڑا ہو گیا ہوں۔۔۔ میں کوئی اب وہ بچہ نہیں ہوں جس کو آپ کی چو کلیٹ دے گے تو وہ آپ کی بات مان لے گا۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے کہا۔۔۔ ہمیں پتہ نہیں تھا ہمارا بیٹا آج اپنا باپ سے بھی بڑا ہو گیا۔۔۔ حبیب اللہ خان نے پھر سے منتظر کیا تھا۔۔۔ کیوں بابا۔۔۔ آپ ہی تو کہتے ہیں کہ جب بیٹا کی شادی ہو جائے۔۔۔ وہ جوان ہو جاتا۔۔۔ جب میں اپنی بیوی کے حقوق خود پورے کر سکتا ہوں۔۔۔ جب میں اس کے ہر اچھے برے کا فیصلہ خود کر سکتا ہوں۔۔۔ تو آپ سب کو مسئلہ ہی کیا ہے۔۔۔

جان عالم اب کی بار دھاڑا تھا۔۔۔ رابیہ خان اور آئمہ خان دونوں کچن سے نکلتے ہوئے لاونج میں آئی تھیں۔۔۔ بابا آپ نے مورے پہ جیسی دل کی پابندی لگائی۔۔۔ وہ آپ کی بیوی ہے۔۔۔ کسی نے روکا تو نہیں ڈالی۔۔۔ اور اگر آج میں اپنی بیوی کو آزادی دیے اس کی پڑھائی پوری کروانا چاہتا ہوں۔۔۔ تو کیوں ہر بات پہ یہاں نیا مسئلہ کھڑا ہو رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے حبیب اللہ خان کی طرف تھکے ہوئے لہجے میں دیکھتے کہا۔۔۔ پریشاں کو بھی اتنا پڑھنے کی تم نے بے ہی اجازت دی تھی۔۔۔ اب کی بار داجی بولے تھے۔۔۔ دی تھی داجی میں نے۔۔۔ کیونکہ غزنوی اگر میری بہن کو اپنے نکاح میں رکھ کر اس کی پڑھائی پوری کروانے کا سوچ سکتا ہے تو اس کے پڑھنے سے مجھے مسئلہ نہیں تھا نکاح کے بعد میں اس کی پڑھائی روک دیتا۔۔۔ کیونکہ تب وہ میرے نکاح میں ہوتی۔۔۔ اسی لیے تو وہ بھاگ گیا۔۔۔ کیونکہ تم نے اس کو باہر کا راستہ دکھایا۔۔۔ داجی اپنے سٹک پہ دباؤ ڈالتے ہوئے بولے۔۔۔ داجی میں نے اسے پڑھنے کی اجازت دی تھی۔۔۔ اسے بھاگنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔ جان عالم نے داجی کے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اور فرض کرو۔۔۔ کہ یہ بھی پڑھائی کا واسطہ بھاگ گیا۔۔۔ داجی نے سنجیدگی سے

کہا۔۔۔ جان عالم لڑکھڑایا تھا۔۔۔ جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑا ہوں۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا۔۔۔ لیکن کچھ پل خاموشی کے بعد ہی جان عالم بولا۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا داجی۔۔۔ جان عالم کا لہجہ پر اعتماد تھا۔۔۔ تم ایک بچی کا پڑھائی کا واسطہ اسے حویلی سے باہر بھیجا گا تو اس حویلی کے باہر جا کر اس کا دماغ کی خراب ہوگا۔۔۔ تم کیا نہیں جانتا اس دنیا کو۔۔۔ یہ دنیا لڑکیوں کا واسطہ بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔ داجی نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں ٹھیک داجی۔۔۔ اسی لیے تو اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔۔۔ تاکہ کوئی بھی اس کی طرف انگلی اٹھائے تو یہ اس کی انگلی توڑ سکے۔۔۔ میں ورشاں کو اس حویلی میں قید نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ جان عالم بول کر لمبے لمبے ڈنگ مارتے ورشاں کے ساتھ کمرے میں چلا گیا۔۔۔

جان عالم کمرے میں آیا تو ورشاں جان عالم کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ اب کمرے کی وسط میں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کو یوں پریشان دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان آپ پریشان ہے۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اترتے جان عالم کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ نہیں میں پریشان نہیں ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہلکی سی سہمائل کی۔۔۔ جان خان آپ کے چہرہ سے پتہ چل رہا ہے۔۔۔ آپ پریشان ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جان خان۔۔۔ اگر بڑے بابا اور داجی کہتے ہیں کہ میں نہیں پڑھوں۔۔۔ تو نہیں پڑھوں گی۔۔۔ بات ختم۔۔۔ ورشاں اپنا ہاتھ گھوماتے ہوئے مسکرا کر بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ خبردار! اگر تم نے ایسی بات کی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف انگلی کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جان

خان۔۔ جب سب بول رہے ہیں تو آپ کیوں مان نہیں رہے۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔۔
 بالکل نہیں۔۔۔ تم پڑھو گی۔۔۔ اور تمہیں پڑھنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔۔۔ سمجھی۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے سر دلہے میں کہا۔۔۔ جان خان آپ مجھ پہ غصے کیوں کرتے ہیں۔۔۔ ورشاں
 نے ہنسی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن جان عالم کچھ بولے بناوا شروع میں چلا گیا۔۔۔ ورشاں کچھ پل وہی کھڑی
 رہی۔۔۔ پھر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ اور جا کر کمرے کے باہر والے صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔ زلزلے سڑھیاں
 چرتے کمرے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اس کی نظر ورشاں پہ پڑی۔۔۔ ورشاں صوفے پہ ہاتھ رکھے
 اداس سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زلزلے ورشاں کے پاس آئی۔۔۔ ورشاں یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہوں۔۔۔ زلزلے
 نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے زلزلے کی طرف
 دیکھا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ جان خان کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ سب کہتے ہیں میں نہیں پڑھو۔۔۔ جان خان کہتے
 ہیں پڑھنا ہے۔۔۔ اور جب میں کچھ بولی تو جان خان کچھ بولے بناوا شروع میں چلے گئے۔۔۔ ورشاں منہ
 بناتے تو کبھی سر ہلاتے بولی تھی۔۔۔ زلزلے کو اس پہ بے حد پیار آیا تھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ زلزلے نے اسے
 خود میں بیچا۔۔۔ لالا کیوں اتنی پیاری پر سنز کو جواب نہیں دے گے۔۔۔ زلزلے اسے خود سے لگائے ہوئے
 بولی۔۔۔ نہیں دیدہ۔۔۔ جان خان مجھ سے پیار بھی نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں نے اپنے پیشانی کے بال پیچھے
 کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اچھا تو ایسا کس نے کہا ورشاں سے۔۔۔ زلزلے نے صوفے پہ بیٹھتے ورشاں کے گرد
 حصار بنایا۔۔۔ نہیں کرتے تو مجھے دانتے ہیں۔۔۔ ورشاں نے زلزلے کی طرف دیکھا۔۔۔ اتنی پیاری بچی
 سے کیسے کوئی پیار نہیں کر سکتا۔۔۔ زلزلے نے ورشاں نے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں
 نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔ لالا بہت پیار کرتے ہیں ورشاں سے۔۔۔ زلزلے نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔۔ آپ سے کس نے کہا دیدہ۔۔۔ ورشاں نے زل سے پوچھا۔۔۔ ہم یہ بھی ہے۔۔۔ مجھے کس نے
 کہا۔۔۔ مجھے لالا کو دیکھ کر پتہ چلا۔۔۔ لالا کتنا خیال رکھتے ہیں ورشاں کا۔۔۔ زل نے اسے پیار سے کہا۔۔۔
 یہ تو ہے۔۔۔ ورشاں صوفے سے مسکراتے ہوئے نیچے اتری۔۔۔ جان خان بہت اچھے ہے۔۔۔ ورشاں
 مسکرائی۔۔۔ اور اندر بھاگ گئی۔۔۔ زل بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئی۔۔۔ ورشاں بیڈ
 پہ اوندھ منہ لیٹتے ٹانگ اوپر کی طرف کیے ہلارہی تھی۔۔۔ اور جان عالم کے فون آون کیا۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ واشروم میں سو تو نہیں گئے۔۔۔ ورشاں نے واشروم کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ پھر موبائل
 چلانے میں مگن ہو گئی۔۔۔ ورشاں موبائل پہ یوٹیوب آون کرتے ہوئے سیکرولنگ کر رہی تھی۔۔۔
 جب جان عالم بھی واشروم سے نکلا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ کیا کر رہی
 ہو موبائل پہ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میں نے ابھی کچھ نہیں لگایا۔۔۔
 ابھی تو پکڑا ہے جان خان۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاس آکر بیڈ پہ
 بیٹھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کے پاس بیٹھتے اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔۔ جان خان آپ
 بہت اچھے ہے۔۔۔ ورشاں نے موبائل پہ سیکرولنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں سے
 موبائل پکڑتے سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بالوں کو سہلانے لگا۔۔۔ ورشاں کچھ دیر
 خاموش رہی۔۔۔ پھر کمرے کی خاموشی کو ورشاں نے توڑا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ
 سر رکھے ہوئے بولی۔۔۔ ہم بولو۔۔۔ جان عالم آنکھیں موندے ہی بولا۔۔۔ جان خان اگر پریشاں آپنی
 نہیں بھاگتی۔۔۔ تو آپ کی شادی پریشاں آپنی سے ہوتی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ کو زور سے پکڑا
 تھا۔۔۔ وہ چھوٹی سی تھی۔۔۔ لیکن یہ بات کرتے اس کا دل اداس ہوا تھا۔۔۔ اور جان عالم کا بھی اس کے بالوں

میں چلتے ہوا ہاتھ روکا تھا۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم حیران ہوا تھا۔۔۔ اسے امید نہیں تھی۔۔۔ ورشاں کوئی ایسا سوال کرے گی۔۔۔ وہ بالکل چھوٹی سی تھی۔۔۔ اس کے دماغ میں ایسی باتیں بھی آسکتی تھی کیا؟ جان عالم نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اگر پریشاں آپ سے آپ کی شادی ہوتی۔۔۔ تو آپ پریشاں آپ کو بھی کس کرتے؟ اب کی بار ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جان عالم تو حیرانگی سے بس اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ بتائے جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میری شادی تو ورشاں سے ہوئی ہے۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ کے تاثرات بدلے اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائے گے۔۔۔ ورشاں کی اچانک ہی آواز نم ہوئی تھی۔۔۔ نہیں میں کبھی اپنی ورشاں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔۔ جان خان مجھے آپ کے بنائیں نہیں آتی۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ مجھے بھی نیند نہیں آتی۔۔۔ جان عالم آنکھیں موند گیا۔۔۔ ورشاں بھی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

بابا۔۔۔ نمل کمرے سے نکلتے ہوئے ڈائنگ روم میں آئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام ڈائنگ روم میں نہیں تھا۔۔۔ نمل زرغام کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ نمل نے ایک نظر کمرے میں دوڑائیں۔۔۔ کوئی بھی کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ نمل واپس دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ نمل۔۔۔ زرغام جو کہ ڈریسنگ روم میں تھا۔۔۔ کمرے میں آتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا کھانا نہیں کھانا۔۔۔ نمل زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ آج میں اپنی گڑیا کو باہر سے کھانا منگوا کر کھلاؤں گا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ تو زمل بھی مسکرائی۔۔۔ جی بابا۔۔۔ میں شاہ کو لے کر آتی ہوں۔۔۔ نمل مسکراتے ہوئے کمرے
 سے نکلی۔۔۔ اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ لیکن ساتھ ہی کمرے سے آوازیں سنتے نمل کمرے کی
 طرف بڑھی۔۔۔ اور دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن دروازہ لو کڈ تھا۔۔۔ کوئی ہے اندر۔۔۔
 نمل دروازے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کھولو۔۔۔ کھولو۔۔۔ دروازہ کھولا۔۔۔ اندر سے آتی آوازیں
 سنتے نمل گھبراتے ہوئے زرغام کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ نمل گھبراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔۔۔ زرغام اسے یوں گھبراتے دیکھ کر بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ وہاں کمرے
 میں۔۔۔ کمرے میں کوئی ہے۔۔۔ نمل گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔ کون سے کمرے میں۔۔۔ زرغام نے نمل
 کو خود سے لگایا۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ کمرہ۔۔۔ نمک اشارہ کیا تھا۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ بیٹا وہاں۔۔۔
 زرغام بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔ کون ہے بابا وہاں۔۔۔ نمل نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جا کر شاہ در کو
 لے آؤ۔۔۔ زرغام نے پیار سے کہا۔۔۔ نمل ڈرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئی۔۔۔ زرغام کمرے
 سے نکلتے کمرے میں آیا۔۔۔ اور دھاڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا تھا۔۔۔ وہ اندر ہی زمین پہ بیٹھی
 ہوئی تھی۔۔۔ اتنا شور کیوں ڈال رہی ہو۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے
 اپنے مقابل کیا۔۔۔ کیوں نہ کرو شور۔۔۔ تم نے مجھے یہاں قید کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ ہزیتی ہوتی چیخی تھی۔۔۔
 منہ بند رکھو اپنا۔۔۔ اور چلو باہر۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور بیڈ سے اس کی چادر
 اٹھاتے اس پہ اوڑھتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ اور اس کی بازو پکڑے ڈائننگ روم میں آیا۔۔۔ نمل اور شاہ
 در دونوں ڈائننگ روم میں تھے۔۔۔ زرغام اس کے ساتھ ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔۔۔ زرغام کے
 ساتھ اسے دیکھتے ہوئے نمل کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ بے یقینی سے بولی۔۔۔ بابا پریشاں چاچی۔۔۔

یہاں؟ وہ بے یقین ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر پہ ساتھ کھڑی پریشاں پہ ڈالی۔۔۔ اور ایک نظر زمل پہ۔۔۔ پری چاچی۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بیٹا یہ تمہاری چاچی نہیں ہے۔۔۔ زرغام نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں پاس کھڑی چکراتے سر کو سنبھالے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بیٹا یہ کچھ دن ہمارے ساتھ رہے گی۔۔۔ زرغام نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ چھوٹی بچی نہیں تھی۔۔۔ جو سمجھ نہ سکتی۔۔۔ چلو بیٹھو۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ زرغام نے نمل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ زرغام نے پریشاں کو سر د نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشاں بھی سر سنبھالتے ہوئے چسیر پہ بیٹھی۔۔۔ نمل کی کھانا کھاتے ہوئے نظریں پریشاں پہ تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ میں کمرے۔۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ بابا میں کمرے میں جا رہی ہوں۔۔۔ نمل تھوڑا سا ہی کھانا کھاتے ہوئے چسیر سے اٹھی۔۔۔ اور شاہ در کے ساتھ ڈانگ روم سے نکلی۔۔۔ بنا کوئی چوچرا کیے۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ اور اگر تم نے میرے بچوں کے سامنے اپنی زبان کھولیں یا پھر یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ میں تمہارا وہ حال کروں گا۔۔۔ تم خود کو پہچاننے سے انکار کر دو گی۔۔۔ زرغام دھارتے ہوئے ڈانگ روم سے نکلا۔۔۔ پریشاں نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

زمل اپنے کمرے میں آئی۔۔۔ اس نے کمرے میں دیکھا۔۔۔ غزنوی کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ زمل واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ زمل واشروم میں تھی۔۔۔ غزنوی دروازہ کھولتے کمرے میں آیا۔۔۔

غزنوی کو تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں تھکاوٹ کی وجہ سے بند ہو رہی تھی۔۔۔ زل
ڈریسنگ روم میں پڑے صوفے پہ جا کر لیٹتے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

زرغام نمل کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ جو کہ بیڈ پہ بیٹھی اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ اور شاہ درپاس ہی
موبائل پہ کارٹون دیکھ رہا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در زرخام کو دیکھتے جلدی سے اٹھا تھا۔۔۔ زرخام نے بھی
آگے بڑھتے شاہ در کو گود میں اٹھاتے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ بابا میں کارٹون۔۔۔ دیکھ۔۔۔
رہا۔۔۔ شاہ در زرخام کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نیند نہیں آئی میری جان کو۔۔۔ زرخام نے
پیار سے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں بابا۔۔۔ شاہ در نے ہاتھ نفی میں ہلایا۔۔۔ زرخام نمل کے پاس
بیٹھا۔۔۔ نمل کھانا کیوں ٹھیک سے نہیں کھایا۔۔۔ زرخام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا ٹھیک سے
کھایا ہے۔۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زرخام نے نمل کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ میری گڑیا کے
پپر زکب ہے۔۔۔ زرخام نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ شاہ در نمل کو موبائل کی
طرف دیکھنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ رہا تھا۔۔۔ بابا ابھی ٹائم ہے میرے پپر زمیں۔۔۔ لیکن تھوڑا سا ہی
ہے۔۔۔ نمل نے زرخام کی طرف دیکھا۔۔۔ تیاری کیسی ہے۔۔۔ زرخام نے نمل کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھا۔۔۔ بابا ساری تیاری ہے۔۔۔ نمل خوشی سے بولی۔۔۔ بابا پریشاں چاچی کب تک
یہاں رہے گی۔۔۔ نمل نے زرخام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ زرخام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔
اسے امید نہیں تھی۔۔۔ کہ نمل اس سے پوچھے گی۔۔۔ وہ چاچی نہیں ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ اور ابھی وہ
یہی رہے گی۔۔۔ زرخام نے پیار سے دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور خیال رکھنا ہے وہ حویلی سے باہر نہیں

جائے۔۔۔ زرغام نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل نے ہمیں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ چلو سو جاؤ۔۔۔ زرغام نے شاہ در سے موبائل پکڑا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در تقریباً چیخا تھا۔۔۔ بابا مارتے بھی ہے۔۔۔ چلو سو جاؤ۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ بلینکٹ دیا۔۔۔ چلو نمل سو جاؤ۔۔۔ زرغام نے نمل کو بھی لیٹنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل شاہ در کے ساتھ دوسری طرف سوتی تھی۔۔۔ زرغام بھی اسی کمرے میں دوسرے بیڈ پہ ان کے پاس سوتا تھا۔۔۔ زرغام نے نمل پہ بھی بلینکٹ دیا۔۔۔ اور دونوں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے بیڈ پہ لیٹے لائنس آف کی تھی۔۔۔ کچھ دیر زرغام بیڈ پہ لیٹا رہا۔۔۔ پریشاں کا خیال آتے زرغام بیڈ سے اٹھتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

زرغام کمرے سے نکلتے ڈائننگ روم میں آیا تھا۔۔۔ پریشاں ڈائننگ روم میں نہیں تھی۔۔۔ اب زرغام پریشاں والے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام نے دروازے کھولتے اندر دیکھا۔۔۔ پریشاں کمرے میں بھی نہیں تھی۔۔۔ زرغام جلدی سے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اور واش روم کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے واش روم کے دروازے کے لوک پہ ہاتھ ہی رکھا تھا کہ پریشاں دروازہ کھول چکی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ شاید فریش ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال کچھ گردن کے ساتھ چسپکے ہوئے تھے۔۔۔ اور چہرہ بھی صاف صاف لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن کپڑے وہی پہنے ہوئے تھے۔۔۔ فکر نہ کرو۔۔۔ نہیں بھاگوں گی۔۔۔ پریشاں زرغام کو اس وقت اپنے کمرے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم چاہو بھی تو یہاں سے نہیں بھاگ سکتی۔۔۔ یہ میری حویلی ہے۔۔۔ یہاں کوئی پرندہ بھی میری مرضی کے بغیر پر نہیں مار سکتا۔۔۔ زرغام اس کی طرف استغزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں سائیڈ سے نکلتے بیڈ پہ جا کر بیٹھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے گیلے بالوں سے
 پانی نکلتا اس کی قمیض کو گیلا کر رہے تھے۔۔۔ زرغام کمرے سے نکل گیا۔۔۔ زرغام اپنے کمرے میں آیا
 تھا۔۔۔ زرغام ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ اور الماری کھولی۔۔۔ یہ الماری اس نے آج پورے سال
 بعد کھولی تھی۔۔۔ روشانے نے بعد تو جیسے زرغام اس کمرے میں آنا ہی بھول گیا تھا۔۔۔ روشانے کی
 بلیک کلر کی فرائڈ نکالتے اس نے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔ زرغام فرائڈ لیے کمرے سے نکلتی پریشاں کے
 کمرے میں آیا تھا۔۔۔ زرغام نے فرائڈ بیڈ پہ پھینکی تھی۔۔۔ پریشاں جو کہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جاؤ اسے پہنو۔۔۔ زرغام اسے سرد نظروں سے
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں یہ نہیں پہنو گی۔۔۔ پریشاں فرائڈ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے
 ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے کہ تم اسے پہنو گی یا
 نہیں۔۔۔ میں نے تمہیں بتایا ہے۔۔۔ زرغام اسے دیکھتے سرد لہجے میں بولا۔۔۔ پریشاں فرائڈ کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اسے یہ فرائڈ نہیں آئے گی۔۔۔ لیکن پھر بھی فرائڈ اٹھائے
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام وہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جب پریشاں فرائڈ پہنے ڈریسنگ روم سے
 نکلی۔۔۔ زرغام نے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ فرائڈ فٹنگ میں تھی۔۔۔ روشانے کو یہ لوز ہوتی
 تھی۔۔۔ لیکن پریشاں پر یہ فٹنگ اس کے جسم کو عیاں کر رہی تھی۔۔۔ جس سے اس کی بل کھاتی کمر
 واضح ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کے سراپے سے بامشکل نظریں چوڑائی تھی۔۔۔ زرغام اس پہ کوئی
 نظر ڈالے بنا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔

صبح جان عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے اپنے سینے پہ سر رکھے سوئی ورشاں کو دیکھا۔۔۔ جو کہ اپنے خوابوں میں گم چہرہ پہ مسکراہٹ لیے سو رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں ہلکا سا کسمکائی تھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اٹھو۔۔۔ سکول کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے بال پیچھے کرتے ہوئے اسے جگایا۔ لیکن ورشاں منہ بناتے اس کی شرٹ پکڑتے چہرہ نیچے کی طرف کر گئی۔۔۔ جیسے وہ ابھی اٹھنا نہ چاہتی ہوں۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اٹھو۔۔۔ سکول جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھوں سے اپنی شرٹ چھروانے کی کوشش کی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں غصے سے آنکھیں کھولتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ کیوں تنگ کر رہے ہیں۔۔۔ مجھے سونے دے۔۔۔ ورشاں اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں سونے دو۔ کیا سکول نہیں جانا۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے اس کا چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔ کتنی معصوم لگ رہی تھی۔۔۔ شاید اتنی معصومیت کبھی اس نے دیکھی ہوں۔۔۔ یا کبھی کسی کو اتنے غور سے دیکھا ہوں۔۔۔ اٹھو۔۔۔ ورشاں سکول تو جانا ہی ہے۔۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں کھولتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ویسے جان خان۔۔۔ آپ مجھے سونے نہیں دیتے۔۔۔ ورشاں اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ خود کیوں لیٹے ہوئے ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ مجھے سکول تھوڑی جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ تو۔۔۔ اٹھے جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کا کالر پکڑتے اسے اٹھانے لگی۔۔۔ اچھا اچھا یاد۔۔۔ اٹھ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم بھی بیڈ پہ آٹھ کر بیٹھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اب جاؤ۔۔۔ جلدی یونیفارم پہنو۔۔۔ جان

عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اس کی بیڈ سے نیچے اترنے میں مدد کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اوکے جان خان۔۔۔

ورشاں مسکراتے ہوئے واشر روم میں گئی تھی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ورشاں کا چہرہ لہرایا تھا۔۔۔ کیسے وہ اس کے ساتھ اس دن واشر روم میں لپٹی تھی۔۔۔ وہ اسے اپنا محافظ سمجھتی تھی۔۔۔ اسی لیے اپنی حالت کی پرواہ کیے بنا اسے سے لپٹی تھی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔ جب ورشاں واشر روم سے باہر نکلی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے پاس آتے ہوئے اس کی بازو جھجھوڑی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اب بال بنائے میرے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھا۔۔۔ ادھر بیٹھو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ اور اس کے بال بنانے لگا۔۔۔ جان خان میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بہت پیاری۔۔۔ جان عالم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ اور پھر دوپٹے لیے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا حجاب کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں بڑی ہو گئی ہے۔۔۔ اب دوپٹے تو لے گی۔۔۔ ہاں نہ۔۔۔ جان عالم پیار سے بولا۔۔۔ تو ورشاں بھی مسکرا دی۔۔۔ چلو چل کر ناشتہ کرو۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جلدی سے باہر نکل گئی۔۔۔ ورشاں نیچے آئی۔۔۔ نیچے داجی لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے سڑھیاں اتری تھی۔۔۔ ادھر آؤ۔۔۔ داجی نے ورشاں کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں داجی کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ جی داجی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تم اب بڑا ہو گیا ہے۔۔۔ تمہارا شادی ہو گیا ہے۔۔۔ ایسا کام تم پہ سوٹ نہیں کرتا۔۔۔ تم اب بچہ تھوڑی ہے۔۔۔ تم سکول جاتا ہے۔۔۔ ہم تو چاہتا

ہے کہ تم سکول نہ جاؤ۔۔۔ لیکن ہمارا بغیرت ہوتا کا غیرت پتہ نہیں کہاں جا کر سویا ہے۔۔۔ جب کسی کو پتہ چلا گا تو کیا سوچے گا۔۔۔ داجی اپنی سٹک پہ دباؤ ڈالتے کھڑے ہوتے ہوئے بول رہے تھے۔۔۔
 ورشاں داجی کے لیکچر سے اکتاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ داجی اب خاموش ہوں۔۔۔ اب خاموش ہوں۔۔۔ لیکن داجی بولتے جا رہے تھے۔۔۔ ورشاں نے دیکھا۔۔۔ داجی چپ نہیں کرے گے۔۔۔
 ورشاں مسکراتے ہوئے بھاگی۔۔۔ داجی نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ کہاں گئی۔۔۔ شیطان ہے پورا یہ بچہ۔۔۔ سب کو ہی آگے لگایا ہوا ہے۔۔۔ داجی پھر سے بولتے جا رہے تھے۔۔۔ کیا ہوا داجی۔۔۔ جان عالم سیڑھیاں اترتے داجی کے پاس آیا۔۔۔ تمہارا شیطان بیوی۔۔۔ ہم کو تنگ کیا ہوا ہے۔۔۔ ہم بول رہا تھا۔۔۔ اور وہ بھاگ گیا۔۔۔ ہم کیا پاگل لگتا ہے اسے۔۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔۔ نہیں داجی۔۔۔ اپ یہاں بیٹھے۔۔۔ جان عالم نے داجی کو صوفے پہ بیٹھایا۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ جان عالم ڈانگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں چمیر پہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔ داجی کو تنگ کر کے آئی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ ورشاں منہ میں سے لقمہ ختم کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تو داجی نے کیوں کہا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ داجی بولتے جا رہے تھے۔۔۔ میں پھر بھاگ آئی۔۔۔ ورشاں معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کتنے مزے سے کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ باہر داجی کو جلتے توے پہ بیٹھا کر۔۔۔ چلو سکول جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے چمیر سے نیچے اتارا۔۔۔ مورے۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔ ورشاں ڈانگ روم سے ہی بولی تھی۔۔۔ رابیہ خان کچن سے نکلتے ڈانگ روم میں آئی تھی۔۔۔ جان عالم رابیہ کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ اسلام و علیکم چاچی جان۔۔۔

وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔ رابیہ خان نے بھی پیار سے جواب دیا۔۔۔ ورشاں باہر اؤ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ جان عالم باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ نہیں جان خان۔۔۔ داجی نے پھر سے مجھے ڈانٹنا ہے۔۔۔ مجھے ساتھ لے کر جائے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔ داجی کو دیکھ کر ورشاں جان عالم پیچھے کے پیچھے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ لاونچ سے نکلی۔۔۔ کیوں داجی کو تنگ کرتی ہوں۔۔۔ جب اتنا ڈرتی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے آپ کسی کو بھی کچھ بولنے نہیں دے گے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ جان عالم بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اور ورشاں کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور ورشاں کو اندر بیٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو ڈراپ کرتے واپس حویلی آیا تھا۔۔۔

زل ڈریسنگ روم سے اپنے کپڑے لیے واشروم میں چلے گئی۔۔۔ زل اپنے آپ میں گھوم ہی واشروم میں گئی تھی۔۔۔ زل فریش ہو کر کمرے میں آئی۔۔۔ غزنوی کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ زل ریڈ کلر کی پٹھانی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔۔ زل مرار کے سامنے کھڑی ہوئی اپنے بال برش کرتے ہونٹوں پہ لیہ سٹک لگائی تھی۔۔۔ زل اپنی مہرون چادر پکڑتے اپنے اوپر اوڑھ رہی تھی۔۔۔ جب غزنوی کا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔ زل کے ہاتھ وہی روکے تھے۔۔۔ زل بیڈ کی طرف بڑھی اور بیڈ سے غزنوی کا فون اٹھایا۔۔۔ نمبر دیکھتے زل کے چہرہ پہ استنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ زل نے فون بیڈ پہ اچھالا تھا۔۔۔ غزنوی ٹیرس کا دروازہ کھولتے اندر آیا تھا۔۔۔ ٹیرس کا دروازہ کھولتے ہی ٹھنڈی ہواؤں نے زل کے گرم وجود کو برف کی مانند کیا تھا۔۔۔ غزنوی رات والے ہی ہاتھ گاؤن میں ٹیرس پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے

دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ والٹنی۔۔۔ کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔۔ کیوں مجھے مجبور کرتی ہوں زبردستی
 کرو۔۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ مجھے نہیں رہنا
 آپ کے ساتھ۔۔۔ زل غزنوی سے خود کو چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ والٹنی میں تم سے
 بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ غزنوی نے اس کے چہرہ پہ پھونک مارتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ مجھ سے محبت
 نہیں کرتے۔۔۔ آپ صرف مجھ سے حواس پوری کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ ایک شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا وہ حواس ہوتی ہے۔۔۔ غزنوی نے اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ زل بولتے ہوئے استنزیہ مسکرائی۔۔۔ آپ نے میرے ساتھ
 زبردستی کی ہے۔۔۔۔۔ میرے نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے۔۔۔ زل بولتے ہوئے خاموش ہوتے نفی میں سر
 ہلانے لگی۔۔۔ کیا چاہتی ہو۔۔۔ غزنوی نے زل کی نم آنکھوں کی طرف دیکھا۔۔۔ میرے کچھ چاہنے سے
 آپ کو فرق پڑتا ہے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ تم چاہتی کیا ہو۔۔۔
 غزنوی نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اپنے مقابل کیا۔۔۔ آپ میرے قریب نے آیا کرے۔۔۔ زل
 اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف بے یقینی سے دیکھا۔۔۔ کچھ پل
 کمرے میں خاموشی رہی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ نہیں کر سکتے۔۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ
 کہا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔ جب تک تم نہ چاہو۔۔۔ لیکن ایک بات اور یاد
 رکھنا۔۔۔ اگر تم نے میرے صبر کو آزمایا۔۔۔ تو میں تمہیں چھوڑنے کا ضبط خود میں نہیں پاؤں گا۔۔۔ اور تم یہ
 اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔۔۔ غزنوی زل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بر فیلے
 لہجے میں بولا تھا۔۔۔ غزنوی زل کو چھوڑتے واشروم میں بند ہوا تھا۔۔۔ زل کمرے سے نکل گئی۔۔۔

ورشاں کب سے جان عالم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جو آیا ہی نہیں تھا۔۔۔ جان عالم اسے جلدی ہی لینے آجاتا تھا۔۔۔ لیکن آج بیس منٹ ہو چکے تھے۔۔۔ جان عالم اسے لینے نہیں آیا تھا۔۔۔ ورشاں سکول کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل گھومتے ہوئے جان عالم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ ایک دفعہ آئے۔۔۔ میں آپ کو بہت مارو گی۔۔۔ ورشاں خود بول رہی تھی۔۔۔ جب ایک بائیس تیس سال کا لڑکا اس کا پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ لینے نہیں آئے کیونٹی کو۔۔۔ اس نے ورشاں کے عارض کو ہاتھ لگانا چاہا۔۔۔ لیکن ورشاں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ آپ کون ہے انکل۔۔۔ ورشاں معصومیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ مجھے لینے آئے ہیں۔۔۔ ورشاں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔۔۔ جان خان کیوں نہیں آئے۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے جان خان نے کہا ہے تمہیں گھر چھوڑ دو۔۔۔ وہ پھر سے مسکرایا۔۔۔ چلو۔۔۔ اس نے ہاتھ آگے کیا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں ویسے ہی چلنے لگی۔۔۔ میں صرف جان خان کا ہاتھ پکڑتی ہوں۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی تھی۔۔۔ اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔۔ گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ اس نے ورشاں کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ یہ تو میرے جان خان کی گاڑی بھی نہیں ہے۔۔۔ ورشاں نے پھر سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی گاڑی لے کر گیا تھا۔۔۔ اب بیٹھو۔۔۔ اس نے ورشاں کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔۔ لیکن ورشاں خود ہی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ جان خان سے اب تو بالکل بات نہیں کرو گی۔۔۔ خود نہیں آئے۔۔۔ ورشاں پھر سے منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔ وہ آدمی گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ جبکہ ایک ساتھ موبائل

استعمال کر رہا تھا۔۔۔ تقریباً دس منٹ ہو گئے تھے۔۔۔ میرے جان خان کیوں نہیں آرہے۔۔۔ بہت ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ انکل آپ نے کہا تھا میرے جان خان کے پاس لے کر جائے گے۔۔۔ ورشاں نے اسے گھورا تھا۔۔۔ وہ آدمی ورشاں کو دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران ہوا تھا۔۔۔ اسے گھور رہی تھی۔۔۔ اتنی سی بچی میں اتنا غصہ۔۔۔ اجائے گا جان خان۔۔۔ اب چپ رہو۔۔۔ موبائل چلاتے ہوئے آدمی بولا تھا۔۔۔ مجھے میرے جان خان کے پاس جانا ہے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ چپ کرو۔۔۔ کتنا بولتی ہو۔۔۔ اب آواز آئی۔۔۔ تو تمہیں تمہارے جان خان کے پاس نہیں اوپر پہنچائے گے۔۔۔ موبائل چلاتا آدمی غصے سے بولا تھا۔۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

جان عالم آفس میں تھا۔۔۔ وہ اپنی چئیر پہ بیٹھا چئیر سے سر ٹکائے ہوئے تھے۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ سر۔۔۔ سعدیہ دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ کتنی دفعہ کہا ہے۔۔۔ میرے کبین میں آنے سے پہلے پر میشن کی ضرورت ہے۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ جی سر۔۔۔ سعدیہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھ میں فائل دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ سریہ فائل غزنوی سر نے بنائی ہے۔۔۔ آپ یہ چیک کر لے۔۔۔ آپ کے سائن چاہیے۔۔۔ سعدیہ فائل ٹبیل پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس فائل کی طرف دیکھا۔۔۔ ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جان عالم اپنا سر پیچھے چئیر سے ٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے ٹائم دیکھا۔۔۔ ورشاں اچکی ہو گی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ جان عالم نے حویلی کی لینڈ لائن نمبر پر کال کی تھی۔۔۔ کال ریسو نہیں ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے دو سے تین دفعہ کال

کی تھی۔۔۔ لیکن کسی نے ریسو نہیں کی تھی۔۔۔ جان عالم نے رفیق بابا کو کال کی۔۔۔ جو کہ تین سے چار
 بیل پہ ہی اٹھالیا گیا تھا۔۔۔ جی عالم صاحب۔۔۔ رفیق بابا کال ریسو کرتے ہی بولے۔۔۔ رفیق بابا آپ
 ورشاں کو لے آئے تھے۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ کہاں سے؟؟ رفیق بابا
 نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ اسے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ ورشاں سکول گئی ہوئی ہے۔۔۔ جان عالم نے
 جھٹ سے آنکھیں کھولی۔۔۔ کیا مطلب کہاں سے۔۔۔ ورشاں سکول گئی ہوئی ہے۔۔۔ آپ کو اسے کے
 کر آنا تھا۔۔۔ آپ ورشاں کو لے کر نہیں آئے۔۔۔ او شٹ۔۔۔ اس کا مطلب وہ ابھی تک سکول میں
 ہے۔۔۔ جان عالم کال بند کرتے جلدی باہر نکلا۔۔۔ جان عالم ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اسے
 ورشاں کی پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اب تک سکول میں ہے اس کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اب تک
 سکول میں پریشاں ہو رہی ہو گی۔۔۔ جان عالم ریش ڈرائیونگ کرتے دس منٹ میں ورشاں کے سکول
 پہنچا تھا۔۔۔ سکول بند تھا۔۔۔ جسے دیکھ جان عالم اور بھی پریشان ہوا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا ابھی ٹیچرز اندر
 ہی ہوں گی۔۔۔ اس نے بیل بجائی تھی۔۔۔ گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اندر ہے۔۔۔ جان
 عالم نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو وہ کب سے چلے گئی ہے۔۔۔ گارڈ نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ کیا
 مطلب کہاں چلے گئی۔۔۔ کیسے چلے گئی۔۔۔ اسے کوئی لینے نہیں آیا۔۔۔ تو وہ کیسے جاسکتی ہے۔۔۔ جان
 عالم نے گارڈ کا گریبان پکڑا تھا۔۔۔ سرپچی کو لینے آئے تھے۔۔۔ ہم نے اسی لیے جانا دیا۔۔۔ گارڈ اپنا
 گریبان چھرواتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم کی آوازیں سنتے اندر سے ٹیچرز باہر آئی تھی۔۔۔ اگر میری
 ورشاں کو کچھ ہوا۔۔۔ اسے زرا سا بھی نقصان ہوا۔۔۔ تو اس سکول کے ساتھ ساتھ تم سب کو آگ
 لگاؤں گا۔۔۔ جان عالم سب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ دیکھے محترم بچی کو لینے آئے تھے۔۔۔

تو بھیجا۔۔۔ یہ تو آپ کا کام ہے بچی کو وقت سے لینے آئے۔۔۔ ایک ٹیچر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ کوئی بھی آئے گا۔۔۔ آپ بچی کو ساتھ بھیج دے گے۔۔۔ وہ بچی جانتی ہو اسے یا نہیں۔۔۔ ایک دفعہ ورشاں مل جائے۔۔۔ سب کا علاج کروں گا۔۔۔ جان عالم اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں کہاں ہے۔۔۔ کہاں چلے گئی ورشاں۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ جان عالم گاڑی سکول کچھ فاصلے پہ روکتے باہر نکلتے لوگوں سے ورشاں کے متعلق پوچھنے لگا۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح بھاگ رہا تھا۔۔۔ اس کا ضبط ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ کہاں ہو سکتی ہے ورشاں۔۔۔ جان عالم پاگل ہو رہا تھا سوچ سوچ کر۔۔۔ وہ اکیلی تو نہیں جاسکتی تھی۔۔۔ یہ تو طے تھا۔۔۔ لیکن اگر کوئی لے کر گیا تھا۔۔۔ تو کون لے کر گیا تھا۔۔۔ کہاں لے کر گیا تھا۔۔۔ اور کیوں لے کر گیا تھا۔۔۔ جان عالم کے ذہن میں بہت سے سوال آرہے تھے۔۔۔ لیکن جواب کوئی نہیں تھا۔۔۔

ورشاں منہ پہ ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔۔۔ وہ ڈر چکی تھی۔۔۔

انکل آپ جان خان کے پاس کیوں نہیں جا رہے۔۔۔ آپ نے تو مجھے کہا تھا، آپ ان کے پاس لے کے جائیں گے۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ پلیز آپ گاڑی روکیں۔۔۔ ورشاں نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ "چپ کر جاؤ۔۔۔ اب تمہاری آواز نہیں آئے۔۔۔ ایک آدمی زرا پیار سے بولا۔۔۔ لیکن ورشاں روئے جا رہی تھی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ مجھے میرے جان خان کے پاس

جانا ہے۔۔۔ ورشاں مسلسل دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن دروازہ لو کڈ تھا۔۔۔
ورشاں رو رہی تھی۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

" ہم تمہیں لے کر ضرور جا رہے ہیں۔۔۔ لیکن تمہارے جان خان کے پاس نہیں۔۔ اسی لیے اب اپنا منہ بند کر کے بیٹھی رہو۔۔۔ " دوسرے آدمی نے ورشاں کی طرف دیکھتے، غصے سے کہا تھا۔۔۔
تنگ آگئے تھے وہ ورشاں کے بار بار بولنے پر۔۔۔ " ورشاں اس کے غصے سے بولنے پہ اسے گھورنے لگی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے غصہ دکھانے کی۔۔ میں کہتی ہوں گاڑی روکو۔۔ دروازہ کھولو، میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔ ورشاں تو غصے سے تپ گئی تھی۔۔ کہاں کبھی اس نے کسی کی ڈانٹ سنی تھی۔۔۔
اور یہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔۔ اسے غصہ دکھا رہا تھا۔۔ " جان عالم نے تو اسے پلکوں پہ بیٹھا کر رکھا تھا۔۔ پر غلطی پہ پیار سے سمجھاتا۔۔ لیکن یہ تو اسے غصے دیکھا رہا تھا۔۔ اور وہ بھی ورشاں کو۔۔۔

سنو لڑکی۔۔۔! " اپنی زبان بند کر کے بیٹھو۔۔ ورنہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہوگا۔۔ اس آدمی نے بڑی بڑی آنکھیں نکالتے ورشاں کو گھورا تھا۔۔۔

تم ہوتے کون ہو میری زبان بند کروانے والے۔۔۔ " ایک دفعہ میرے " جان خان " کو آنے دو۔۔ پھر دیکھنا تمہاری زبان نہ کٹوادی، تو میرا نام بدل دینا۔۔ " گھٹیا انسان " میں تمہیں کہتی ہوں، گاڑی روکو۔۔ ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔ اس چھوٹی سی بچی نے اتنے بڑے گہر و جوان مرد

کودھمکی دی تھی۔۔۔" ورشاں سہمی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس کے چہرہ اور اس کے لہجے سے اس کا سر بالکل بھی رہا عیاں نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

(اس آدمی نے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے ورشاں کو گھورا تھا۔۔۔)

لڑکی تمہاری زبان حد سے زیادہ چل رہی ہے۔۔۔ شرافت سے بیٹھی رہو، یہ نہ ہو کہ میں تمہاری زبان کاٹ دوں۔۔۔ وہ آدمی اب کی بار اسے چاقو دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔ تو ورشاں ہچکی لیتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔۔۔ ورشاں بری طرح ڈری تھی۔۔۔

.....

کچھ دیر میں ان کا سفر مکمل ہوا۔۔۔ اور وہ اپنی destination پہ پہنچ چکے تھے۔۔۔ ورشاں نے دروازے کی ونڈو سے باہر نظر دوڑائیں۔۔۔ سامنے بڑا سا گیٹ تھا۔۔۔ فیٹ کھولتے ہی گاڑی اندر آ کر روکی۔۔۔ ورشاں اندر سے اسے دیکھتے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ اندر جنگل جیسے تھا۔۔۔ لیکن اندھیرا تھا۔۔۔

" یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔۔۔ ورشاں destination سے خوفزدہ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ چھوڑ دو مجھے اگر جان خان کو پتہ چل گیا، تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ ورشاں نے ان کودھمکی دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی بہادر بنی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کی جگہ اگر کوئی لڑکی ہوتی۔۔۔ تو یقیناً خوف سے مر جاتی۔۔۔ لیکن ورشاں ڈرتے ہوئے بھی بہادر بنی ہوئی تھی۔۔۔

ارے جان خان کو پتہ چلے گا، تو وہ ہمیں مارے گا۔۔۔ پہلے وہ تمہیں تو ڈھونڈ لے۔۔۔ ان میں سے ایک آدمی بولتا دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس نے دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں پیچھے کو سر کی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ ورشاں دروازے کے ساتھ لگتے ہوئے بولی۔۔۔

اس آدمی نے ہاتھ بڑھاتے ورشاں کو کلائی سے پکڑا۔۔۔ باہر نکلو۔۔۔! "اس نے تقریباً اسے کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن ورشاں نے سیٹ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑا تھا۔۔۔

نہیں نکلوں گی میں۔۔۔ چھوڑ مجھے، جانے دو۔۔۔ تم لوگ مجھے، وہ مسلسل چلانے لگی تھی۔۔۔ وہ ڈر چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ آدمی اس کی ہر آواز کو انگور کرتا اسے کھینچتے ہوئے اندر لے جا رہا تھا۔۔۔ اندر آتے ہی ورشاں اور بھی خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ اندر بھی بالکل اندھیرا تھا۔۔۔ اندر سے جانوروں کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔ ورشاں اسے اتنی ڈروانی جگہ کو دیکھ کر اپنی ہچکیاں روک گئی۔۔۔

اندر لے جاتے ایک آدمی نے ورشاں کو ایک کمرے میں بند کر دیا تھا۔۔۔ یہ تاریکی میں ڈوبا کمرہ، ورشاں کے ڈر کا سبب بن رہا تھا۔۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے دروازے کے پاس آتے مسلسل دروازہ بجاتی چلا رہی تھی۔۔۔ لیکن باہر کھڑے لوگ تو جیسے اس کی کوئی بات سنی نہیں رہے تھے۔۔۔ وہ اس کی ہر آواز کو انگور کرتے باہر صوفے پہ بیٹھے تھے۔۔۔

" دروازہ کھولو۔۔۔! " میں کہتی ہوں، دروازہ کھولو۔۔۔ اگر میرے جان خان کو پتہ چل گیا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ ورشاں نے پھر سے دھمکی دی تھی۔۔۔ لیکن کوئی آواز نہ آنے پر۔۔۔ ورشاں نے التجاء کی تھی۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے مجھے یہاں سے جانے دو، وہ مسلسل چلا رہی تھی

" نہیں۔۔ نہیں۔۔ میں نے ایسی کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔۔ وہ بول کر چلے گیا۔۔ " (جان عالم نے پریشانی سے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔)

اس کامو بائل گاڑی میں پڑا رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے گاڑی میں بیٹھتے کال ریسو کی۔۔۔ "کہاں ہے تم۔۔۔ ورشاں ابھی تک حویلی نہیں پہنچا۔۔۔ ورشاں تمہارا ساتھ ہے۔۔۔ داجی ایک ہی سانس میں بولتا تھے۔۔۔ جو بھی تھا پریشان ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ داجی وہ ورشاں۔۔۔"

جان عالم بولتے ہوئے چپ ہوا تھا۔۔۔ آخر وہ بولتا تو کیا بولتا۔۔۔ اسے خود کو معلوم نہیں تھا کہ ورشاں کہاں ہے۔۔۔ اگر وہ بتاتا تو سب نے اسے ہی غلط بولنا تھا۔۔۔ ایک یہ پریشانی کم تو نہیں تھی کہ ورشاں کہاں ہے۔۔۔ جان عالم کی گاڑی ہر سڑک پہ ورشاں کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

"اسے پیچیس منٹ ہو چکے تھے۔۔۔ یوہی ورشاں کو یہاں وہاں ڈھونڈتے۔۔۔ لیکن ورشاں کا کوئی آتہ پتہ نہیں تھا۔۔۔ جان عالم کافون پھر سے رنگ ہوا تھا۔۔۔ اس نے نمبر دیکھتے ضبط سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔"

اس نے کال ریسو کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔۔۔ تم ابھی تک پہنچا نہیں ہے۔۔۔ "ہم تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔۔"

(داجی سرد لہجے میں بولے۔۔۔)

"داجی وہ میں۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے چپ ہوا تھا۔۔۔"

"کیا تم۔۔۔ ہم تم کو جتنا بول رہا ہے۔۔۔ اتنا ہی کرو۔۔۔ جلدی حویلی پہنچو۔۔۔ داجی غصے سے بولے تھے۔۔۔ لیکن داجی۔۔۔ جان عالم نے پھر سے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ کیا داجی۔۔۔ ہم تم سے بول رہا ہے۔۔۔ ابھی کا ابھی حویلی آؤ۔۔۔"

(داجی بول کر فون بند کر چکے تھے۔۔۔ جان عالم نے گاڑی کے سٹرینگ پہ مکہ مارا تھا۔۔۔ کتنا ٹائم صرف ہونا تھا۔۔۔ اسے حویلی پہنچنے میں۔۔۔ لیکن حویلی جانا بھی اب ضروری تھا۔۔۔)

جان عالم نے گاڑی حویلی کے راستے پہ ڈالی۔۔۔ اب اس کی گاڑی کارخ حویلی کی طرف تھا۔۔۔ جان عالم کا چہرہ پریشانی سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی گاڑی کے ٹائر کار پیوچ میں آکر چڑچڑائے تھے۔۔۔

جان عالم جلدی سے گاڑی سے نکلتا۔۔ اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔ جان عالم کا فون رنگ ہوا تھا۔۔ جان عالم موبائل پوکٹ سے نکالا۔۔ اور کال ریسپو کی۔۔

زرغام کی کال تھی۔۔ اس سے پہلے جان عالم کچھ بولتا اس کی نظر لاونج میں کھڑے داجی پہ پڑی۔۔ داجی لاونج میں ہی تھے۔۔ اسے حیرانگی ہوئی تھی۔۔ کیونکہ اتنی سردی میں داجی کمرے میں ہی رہتے تھے۔۔ لیکن اس وقت وہ لاونج میں تھے۔۔

"جی داجی۔۔ جان عالم جلدی سے داجی کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔۔ ورشاں کہاں ہے؟؟؟ داجی کی آواز میں غصے تھا۔۔ جو صاف ظاہر ہو رہا تھا۔۔ لیکن جان عالم کو ان کے غصے کو فحش کنٹرول کرنا تھا۔۔ داجی۔۔ جان عالم ابھی اتنا ہی بولا تھا

کہ داجی بولے۔۔"

"وہ سکول گیا تھا لیکن وہ وہاں سے کہاں گیا یہ تم کو بھی معلوم نہیں ہے۔۔ داجی اس کی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔ نہیں۔۔ داجی۔۔ جان عالم نے پھر سے بولنے کی کوشش کی۔۔ تم کو پتہ ہے کہ ورشاں کہاں ہے۔۔ تو پھر وہ ابھی تک حویلی کیوں نہیں آیا۔۔ داجی پھر سے غصے سے بولے تھے۔۔"

داجی میں اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔ لیکن آپ نے مجھے حویلی بلا لیا۔۔ جان عالم پریشانی سے جلدی سے بولا۔۔

"تم کو بھی نہیں معلوم کہ وہ بچہ کہاں ہے۔۔۔ واہ۔۔۔ کیسا شوہر ہے تم۔۔۔ تمہارا بیوی کہاں ہے تم کو معلوم ہی نہیں۔۔۔ اور تم اس کو ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ داجی اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔۔۔ میں ڈھونڈ لوں گا داجی اسے۔۔۔"

(جان عالم پریشانی سے اپنے لہجہ کو پر اعتماد بنائے بولا۔۔۔)

"کہاں ڈھونڈے گا۔۔۔ اس کا بڑا بہن بھی بھاگا تھا۔۔۔ وہ آیا۔۔۔ یہ بھی اسی کا بہن ہے۔۔۔ کہاں ڈھونڈے گا۔۔۔"

(داجی غصے سے بولے۔۔۔)

"بس داجی۔۔۔" (جان عالم دھاڑا تھا۔۔۔)

"آپ ایسے ہی کچھ بھی نہیں بول سکتے۔۔۔ آپ کے جودل میں آرہا ہے آپ بول رہے ہیں۔۔۔ وہ بیوی ہے میری۔۔۔ میں اس کے لیے ایسے الفاظ نہیں سن سکتا۔۔۔ بچی ہے وہ ابھی۔۔۔ لیکن۔۔۔ ابھی جان عالم اتنا ہی بولا تھا کہ داجی بولے۔۔۔"

"بچہ ہے اب تم کو نظر آرہا ہے۔۔۔ اس سے نکاح کرتے ہوئے تو تم کو شرم نہیں آیا۔۔۔ داجی استنزیہ بولے تھے۔۔۔ نہیں داجی بالکل شرم نہیں آئی تھی۔۔۔ جب کروانے والوں کو نہیں آئی۔۔۔ تو مجھے کرنے والے کو کیوں آنی تھی۔۔۔ جان عالم بھی کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھا۔۔۔ میری بیوی

ہے۔۔۔ میں اسے خود ڈھونڈ کر لے آؤں گا۔۔۔ آپ کو اس کے لیے پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ وہ صرف میری بیوی ہے۔۔۔ جان عالم بیوی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔"

(داجی نے اسے گھورا تھا۔۔۔)

جان عالم بول کر لاونج سے نکلتے دروازہ عبور کر گیا۔۔۔ جان عالم نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔ اور موبائل رکھنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر چلتی ہوئی کال پہ پڑی۔۔۔ مطلب زرغام تب سے کال پہ تھا۔۔۔

"بول زرغام۔۔۔ جان عالم سامنے ونڈ سکرین پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ یار تو نے کیا ورشاں کو آرڈر پہ تیار کروایا ہے۔۔۔"

زرغام کی آواز دوسری طرف سے آئی تھی۔۔۔ "جو تو داجی سے بول رہا تھا کہ وہ صرف تیری بیوی ہے۔۔۔ اگر داجی نہ ہوتے تو انکل نہ ہوتے اور وہ نہ ہوتے تو اس کا مطلب ورشاں بھی نہ ہوتی۔۔۔ تو ان کا حق تجھ سے زیادہ نہ ہوا۔۔۔" (زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔)

"ٹائم پاس نہ کر۔۔۔ تجھے میں نے سی سی ٹی وی فوٹج چیک کرنے کا کہا تھا۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے اس کی بات ٹالی۔۔۔ ہاں یار میں نے کی ہے چیک۔۔۔ کچھ بھی نہیں پتہ چلا۔۔۔ اگر ورشاں کے پاس کوئی موبائل وغیرہ یا کچھ ایسا ہوتا جس سے ہم اس کی لوکیشن ٹریس کر سکتے تو بیسٹ تھا۔۔۔ ٹریکر۔۔۔"

(جان عالم نے زرغام کے الفاظ دوہراتے ہوئے سوچا تھا۔۔) جان عالم کو یاد آیا تھا۔۔ اس نے اس کے بیگ میں سمارٹ واپچ ڈالی تھی۔۔۔

" زرغام اس کے بیگ کی سمارٹ واپچ ہے میرے والی۔۔ جو تو نے مجھے گفٹ کی تھی۔۔ جان عالم نے ڈرائیونگ سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ پرنیکٹ۔۔۔ بس پانچ منٹ میں تجھے لوکیشن سینڈ کرتا ہوں۔۔۔ زرغام بول کر کال کاٹ چکا تھا۔۔۔۔"

لیکن جان عالم پھر بھی گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کیے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام نے جان عالم جو ٹھیک تین منٹ بعد لوکیشن سینڈ کی تھی۔۔۔ جان عالم کی گاڑی اب اسی لوکیشن کو فالو کر رہی تھی۔۔۔

ورشیاں دروازہ بجا رہی تھی۔۔۔ آدمی بھی تپا تھا۔۔۔ وہ صوفے سے اٹھتے اس کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اس نے دروازہ کھولا۔۔۔ ورشیاں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"اے لڑکی! اب اگر تمھاری آواز آئی۔۔۔ تو وہ جو آگ جل رہی ہے۔۔۔ تمھیں اس میں پھینک دو گا۔۔۔ پھر تم وہاں جلتی رہنا۔۔۔ اور ہمیں سکون ہو گا۔۔۔" (وہ آدمی آگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔)

" مجھے کیوں یہاں رکھا ہے۔۔۔ میرے جان خان میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔" (ورشیاں ہنسی لیتے ہوئے بولی۔۔۔)

"اگر تمہیں جانے دیا تو وہ ہمیں جانے نہیں دے گا۔۔ آدمی منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔"

ورشاشاں نے ہچکی لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ پھر سے دروازہ بند کرتے باہر نکل گیا۔۔ ورشاشاں سسکتے ہوئے زمین پہ بیٹھتے اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپا گئی۔۔

وہ بہت بہادر بنی ہوئی تھی۔۔ لیکن پھر بھی اس اندھیرے میں اس کا دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔ باہر جانوروں کی آوازیں آرہی تھی۔۔ جو اس کے دل کو مٹھی میں جکڑ رہے تھے۔۔ وہ معصوم تھی۔۔ چھوٹی سی تھی۔۔ اکیلے اندھیرے کمرے میں کیسے رہ سکتی تھی۔۔ اور کمرے سے آتی ہوئی بدبو سے اس کا دل خراب ہونا شروع ہوا تھا۔۔

وہ کھانتے ہوئے اپنے گلے کو جکڑ گئی۔۔ کچھ دیر کھانسنے کے بعد ورشاشاں زمین سے اٹھتے اپنے آنسو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کر گئی۔۔ ورشاشاں آگے بڑھی تھی۔۔ وہ ایک ایک قدم سوچ سوچ کر رکھ رہی تھی۔۔ اس اندھیرے کمرے میں اگر اس پہ کوئی کیرا چڑھ جاتا۔۔ تو وہ چیختی چلاتی۔۔

کسی کو کیا فرق پڑنا تھا۔۔ ورشاشاں ہچکی لیتے ہوئے سارے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔ کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا۔۔ بس ایک چھوٹی سی کھڑکی میں سے ہلکی ہلکی سورج کی روشنی آرہی تھی۔۔ جس سے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔۔ ورشاشاں نے سسکتے ہوئے اس کھڑکی کی طرف دیکھا۔۔ کھڑکی کافی اونچی تھی۔۔ ورشاشاں کا ہاتھ کہاں جانا تھا۔۔ ورشاشاں کو اور بھی رونا آرہا تھا۔۔

ورشاشاں تھوڑا سا چلتے ہوئے ہاتھ آگے کیے ہوئی تھی۔۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔۔ جس کے باعث ورشاشاں لڑکھڑاتے ہوئے چمیر پہ اوندھ منہ گری تھی۔۔ اس کا چہرہ بری طرح سے چمیر پہ لگا تھا۔۔

ورشٹاں اب باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ ورشٹاں اس چمیر کو لکھسیٹے ہوئے کھڑکی تک لے کر آئی تھی۔۔۔

ورشٹاں اس چمیر پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی اس کا ہاتھ کھڑکی تک نہیں جا رہا تھا۔۔۔ ورشٹاں چمیر پہ بیٹھتے اپنا چہرہ ہاتھوں میں لیے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ اس اندھیر کمرے میں اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی ہچکیاں کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ باہر سے بس صرف ان دو آدمیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔ جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔۔۔ ورشٹاں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے۔۔۔ اس کمرے سے آتی بدبو سے بھی اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔۔۔ وہ بری طرح کھانستے ہوئے اپنے گلے کو بار بار جکڑ رہی تھی۔۔۔

وہ چمیر سے زمین پہ گرتے ہوئے کھانسنے لگی تھی۔۔۔ ورشٹاں زمین پہ بیٹھی اپنے گلے کو پکڑے کھانسنے لگی تھی۔۔۔ جب دروازہ دھاڑ سے کھولا تھا۔۔۔ وہی دو آدمی تھے۔۔۔ ورشٹاں نے ان کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔ ورشٹاں پیچھے کو کھسکی تھی۔۔۔ ایک آدمی اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے کھڑا کر گیا۔۔۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہوں۔۔۔" (ورشٹاں کھانستے ہوئے بولی تھی۔۔۔)

وہ اس کی سنے بنا سے باہر لاتے صوفے پہ پھینکتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔ سامنے ہی وہ بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے اس سامنے بیٹھے شخص کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں اسے دیکھتے ہوئے سہمی تھی۔۔۔ وہ سامنے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔

"تمہارا کام ہو گیا ہے۔۔۔ اب تم نکلو یہاں سے۔۔۔ اس نے سامنے کھڑے ان آدمیوں کو اشارہ کیا۔۔۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے تھے۔۔۔ ہم نے تو آپ کا کام کر دیا۔۔۔ اب آپ بھی ہمارا کچھ سوچے۔۔۔" (ایک آدمی نے سامنے بیٹھے اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔)

اس نے اپنی پوکٹ سے پیسوں کی گڈی نکلتے ہوئے اس کی طرف پھینکی۔۔۔ اور وہ دونوں پکڑتے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔۔۔ اس نے موبائل نکالتے کسی کا نمبر ڈائل کرتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو صوفے کہ بالکل ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔ اس نے نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

جو کہ دو سے تین بیل پہ اٹھایا گیا۔۔۔ "مجھے نکالا تھا نہ آفس سے دھکے دے کر۔۔۔ دیکھ میں نے کیا کیا۔۔۔ تیری سب سے قیمتی چیز تجھ سے چھین لی۔۔۔" (وہ ورشاں کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔)

اور فون ورشاں کی طرف بڑھایا۔۔۔ ورشاں موبائل کی طرف دیکھتے سسکی تھی۔۔۔ "بولو۔۔۔ وہ

دھاڑتے ہوئے اس کی کلائی پکڑے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔"

"جج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ ورشاں سسکی لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔"

سامنے بیٹھا شخص بھی حیران ہوا تھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" اس نے ورشاں کے الفاظ دہرائے تھے۔۔۔ دوسری طرف شخص بھی حیران ہوا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" وہ بھی بولا تھا۔۔۔ "ورشاں۔۔۔ ورشاں تم ٹھیک ہو۔۔۔ اسے یاد آیا تھا۔۔۔ کہ جان خان تو ورشاں بولتی ہے۔۔۔ دیکھ یہ ورشاں ہے۔۔۔ اسے کچھ مت کہنا۔۔۔ تو جہاں بولے گا۔۔۔ میں ابھی آجاؤ گا۔۔۔ دوسری طرف وہ موبائل پہ چیخا تھا۔۔۔"

لیکن وہ لوکیشن سینڈ کرتے کال بند کر چکا تھا۔۔۔ تو تم ورشاں ہو۔۔۔ اس نے ورشاں کی کلائی پکڑی ہوئی تھی۔۔۔ جسے ورشاں چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ ورشاں کے عارض رونے سے سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ جس وجہ سے کوئی بھی اس کی طرف اڑیکٹ ہو سکتا تھا۔۔۔ ورشاں بری طرح سسکی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کرتا اس کے پیچھے فائرنگ ہوئی تھی۔۔۔ اس نے پیچھے دیکھا تھا۔۔۔ ورشاں نے بھی پیچھے دیکھا تھا۔۔۔ اس نے ورشاں کی کلائی چھوڑتے اپنی پوکٹ سے پسٹل نکالی تھی۔۔۔ ورشاں پہلے ہی ڈری ہوئی تھی۔۔۔

"وہ فائرنگ کی آواز پہ اور سہمی تھی۔۔۔" جان عالم سامنے ہی سیڑھیوں سے پھلانگتے ہوئے ان سے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی ہی تھی کہ وہ پھر سے اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے سسکتے ہوئے بولی۔۔۔

تو یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔ انوار جان عالم کو دیکھتے ہوئے حیران ہوا تھا۔۔۔ جان عالم بھی اسے دیکھتے حیران ہوا تھا۔۔۔

"وہ اسے جانتا تھا کہ زرغام کی کمپنی میں کام کرتا تھا۔۔۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ دوستی اتنی شدت بھری ہے کہ دوست کی بیٹی اگواہ ہوگی اور اس کے باپ سے پہلے دوست پہنچے گا۔۔۔"

انوار ہستے ہوئے بولا۔۔۔ کچھ کچھ تو جان عالم کو بھی سمجھ آچکا تھا۔۔۔ کہ انوار نے ورشاں کو زرغام کی بیٹی سمجھ کر اگواہ کیا ہے۔۔۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں تھا۔۔۔ نمل اسے بھی عزیز تھی۔۔۔ انوار چھوڑ دو نیکی کو۔۔۔ زرغام کی آواز پہ انوار نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"اوہو۔۔۔ تو تم بھی پہنچ ہی گئے۔۔۔ میں یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ کہ تمہارا دوست پہنچ گیا ہے۔۔۔ تم کیوں نہیں پہنچے۔۔۔ آخر کو باپ ہو اس کے۔۔۔ انوار ورشاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔"

"یہ میری بیٹی نہیں ہے۔۔۔ چھوڑ دے اسے۔۔۔ زرغام انوار کی طرف پستل کا نشانہ لیتے ہوئے بولا۔۔۔"

"نہ۔۔۔ یہ غلطی بالکل مت کرنا۔۔۔ انوار نے ورشاں کی کنپٹی پہ پستل رکھی تھی۔۔۔ ورشاں اب ڈرتے ہوئے رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔" انوار تیری دشمنی مجھ سے ہے۔۔۔ "اسے چھوڑ دے۔۔۔ بچی ہے یہ۔۔۔ میری بیٹی نہیں ہے۔۔۔ زرغام ورشاں کو روتے ہوئے دیکھ کر انوار کی طرف پستل کا نشانہ لیتے ہوئے آگے آیا تھا۔۔۔" انوار پیچھے ہوا تھا۔۔۔ جان عالم بھی پیچھے سے انوار کی طرف بڑھتے اس کی کنپٹی پہ پستل رکھ چکا تھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کو پھر سے دیکھتے چیخنی تھی۔۔۔ جان عالم نے انوار کی کنپٹی پہ پستل کا دباؤ بڑھایا۔۔۔ زرغام نے اس سے پستل چھینی تھی۔۔۔"

انوار نے ورشاں کو چھوڑتے ہوئے ہاتھ اوپر کیے تھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بڑھتے اسے کی کمر کی گرد حصار بناتے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

زرغام نے آگے بڑھتے جان عالم کی پستل پکڑے ہی انوار کی کنپٹی پہ پستل رکھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے بھی ورشاں کے گرد حصار بنایا۔۔۔ ورشاں روتے جارہی تھی۔۔۔ جان عالم گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے گلے میں باہیں حائل کرتے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

"ورشاں اس کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔۔ جا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے پتہ تھا۔۔۔ آپ آئے گے۔۔۔ میں آپ کا کب سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔"

(ورشاں نے روتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔) پھر سے اس کے کندھے پہ سر رکھے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

"جان خان یہ انکل اچھے نہیں ہے۔۔۔" (ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔) "جان عالم اسے خود سے لگائے بس اس کی آواز سن رہا تھا۔۔۔"

"ورشاں جان عالم کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔۔ اور جان عالم صرف اسے محسوس کر رہا تھا۔۔۔" وہ دنیا سے بے نیاز ہوا تھا۔۔۔"

زرغام انوار کی کنپٹی پہ پسٹل ابھی بھی رکھے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

"یار ہل جا۔۔۔ زرغام جان عالم کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور زرغام کے پاس آیا۔۔۔ زرغام نے انوار کے منہ پہ مکہ مارا تھا۔۔۔ ساتھ ہی جان عالم نے بھی اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔۔ انوار ٹمبل پہ گرتے زمین پہ گرا تھا۔۔۔

ٹمبل کا شیشہ بھی جگہ جگہ پھیلا تھا۔۔۔ کچھ شیشے انوار کے چہرہ پہ لگے تھے۔۔۔ جس سے اس کی چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں نے اس کی چیخ سنتے آنکھیں بند کرتے جان عالم کی بازو دونوں ہاتھوں میں پکڑی تھی۔۔۔ وہ بری طرح ڈری تھی۔۔۔ جان عالم نے بھی اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ انوار نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ اپنا پاؤں رکھ چکا تھا۔۔۔ وہ پھر سے زمین پہ گرا تھا۔۔۔

"مجھے جانے دو۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ تمھاری ب۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا کہ "

جان عالم نے اپنے بوٹ والا پاؤں اس کے منہ مارا تھا۔۔۔ خبردار! "بغیرت انسان اگر تو میری بیوی کا نام بھی اپنی غلیظ زبان سے میری بیوی کا نام لیا۔۔۔"

(جان عالم اس کے منہ پاؤں ریسد کرتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔)

"عالم چھوڑ اسے۔۔۔ مر جائے گا۔۔۔" زرغام انوار کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ جان عالم نے انوار کے منہ پہ تین چار پاؤں ریسد کیے تھے۔۔۔ اور پیچھے ہوا تھا۔۔۔ زرغام کے گارڈز اندر آتے انوار کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے جا چکے تھے۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کو اٹھایا اور زرغام کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

"کمینے ایسے انسانوں کو بعد کے لیے نہیں چھوڑتے۔۔۔ بعد میں ایسے لوگ مسئلہ بنتے ہیں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ "ورشاں کا چہرہ اس کے کندھے پہ تھا۔۔۔ ورشاں آنکھیں موندے ہوئی تھی۔۔۔"

"جان عالم نے گاڑی تک پہنچتے اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن ورشاں سختی سے اس کی گردن کے گرد حصار بنا گئی۔۔۔"

"جان۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے خود سے دور مت کرے۔۔۔ ورشاں سسکتے ہوئے بولی۔۔۔"

"چل میں بھی چلتا ہوں۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔" جان عالم بھی ورشاں کو لیے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

"جان عالم نے ورشاں کو اپنی گود میں بیٹھاتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔"

"ورشاں ابھی بھی اس کی گردن کے گرد حصار بنائے ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں ڈر چکی تھی۔۔۔ جسے جان عالم نے بھی محسوس کیا تھا"

"جان عالم کی گاڑی کے ٹائر کارپیوچ میں آکر چڑچڑائے تھے۔۔ ورشاں ابھی بھی جان عالم کے گردن کے گرد حصار بنائے ہوئی تھی۔۔ ورشاں کا چہرہ جان عالم کے کندھے پہ تھا۔۔۔ جان عالم نے نرمی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔"

"ورشاں کی آنکھیں بند تھی۔۔ مائی بے بی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔" ورشاں کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔ لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں تھی۔۔۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ ورشاں خوفزدہ ہے۔۔۔" جان عالم ورشاں کی کمر کے گرد حصار بناتے ایک ہاتھ سے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا۔۔۔"

ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار اور بھی مضبوط کر گئی۔۔۔ جان عالم اسے یو ہی اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ لاونج میں داجی اور حبیب اللہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کو اٹھائے لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔

رابیہ خان جو کہ چائے لیے لاونج میں آئی تھی۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔

"ورشاں۔۔۔ ہمارا بچہ۔۔۔" رابیہ خان ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں جو کہ جان عالم کے گرد حصار بنائے ہوئی تھی۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے رابیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور سسکی لی تھی۔۔۔" جان۔۔۔ خا۔۔۔" (ورشاں نے ہیچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔)

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو نیچے اتارا۔۔۔ رابیہ خان نے ورشاں کو اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔ رابیہ ورشاں کو اپنے حصار میں لیے رونے لگی۔۔۔ "ہمارا بچہ کو بھوک لگی ہے۔۔۔" رابیہ پیار سے بولی۔۔۔ ورشاں ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔

جان عالم نے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ "داجی یہ میری بیوی ہے۔۔۔ میری عزت۔۔۔" اور میری عزت ہمیشہ محفوظ ہے۔۔۔ "کیونکہ میں ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں۔۔۔" اگر کل کو اسے میرے ساتھ نہیں رہنا ہوا تو میں اسے خود آزاد کر دوں گا۔۔۔ "لیکن کبھی کوئی غلط قدم اٹھانے نہیں دوں گا۔۔۔" جان عالم داجی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

یہ الفاظ بولتے ہوئے اس کے خود کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا۔۔۔ جیسے کسی نے اس کا دل میٹھی میں جکڑا ہو۔۔۔ ورشاں معصومیت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں اسے جاتے دیکھ کر نم آواز میں بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے نم آواز میں بولی۔۔۔

"جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے آگے ہاتھ کیا تھا۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ "جان عالم بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ ورشاں بھی اس کے پاس بیٹھتے اس کے لیپ پہ بیٹھی۔۔۔ اور اس کی گردن کے گرد پھر سے حصار بنایا۔۔۔"

"مائی بے بی۔۔" جان عالم پیار سے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میرے بے بی کو بھوک لگی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" اس انکل نے میرے یہاں ٹیچ کیا تھا۔۔۔ "ورشاں ہچکی لیتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ اپنے عارض پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ اپنے ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

جان عالم اس انوار کو چھوڑنے کا بلکل اردہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں پہلے ہی ڈری ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اسے مزید ڈرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" اس انکل نے جب ٹیچ کیا۔۔۔ بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ "ورشاں نے ہچکی لی تھی۔۔۔

جان عالم اس کی بات سمجھ چکا تھا۔۔۔ کہ وہ بولنا کیا چاہتی ہے۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔

"میرے ٹیچ کرنے سے بھی برا لگتا ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

(ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔) ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم مسکرایا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" جب ٹیچ کرتے ہیں۔۔۔ برا نہیں لگتا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں کپڑے لے کر آتا ہوں۔۔۔ چینیج کرو۔۔۔ پھر آئیس کریم کھائے گے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ جان عالم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ اچانک ہی لائٹس بند ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک قدم ہی آگے بڑھایا تھا۔۔۔

(کہ ورشاں کی چینیجے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔) جان عالم اسی لمحے مڑا تھا۔۔۔ ورشاں چینیج رہی تھی۔۔۔ جان عالم بھاگتے ہوئے ورشاں کے پاس آیا۔۔۔

"کیا ہوا ورشاں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "ورشاں رو رہی تھی۔۔۔ اس کے عارض پہ آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔" جان خان۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میرے پاس رہے۔۔۔ جان خان۔۔۔ "ورشاں جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے روتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے گرد حصار بنایا۔۔۔ "ورشاں نے جان عالم کی شرٹ کو مضبوطی سے مٹھیوں میں پکڑا تھا۔۔۔

"جج۔۔۔ جان۔۔۔ خخ۔۔۔ خان۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ لل۔۔۔ لے جائے گا۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے آنکھیں بند کرتے بولی۔۔۔

"میں پاس ہوں۔۔۔ نا ورشاں۔۔۔ کوئی بھی نہیں ہے یہاں۔۔۔۔۔ لائٹس بھی اسی لمحے آون ہوئی تھی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی کمر سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ننن۔۔ نہیں۔۔ جج۔۔ جان۔۔ خان۔۔ و۔۔ وہ۔۔ مم۔۔ مجھے لے جائے گا۔۔" ورشاں نے جان عالم کی شرٹ اتنی مضبوطی سے پکڑی ہوئی تھی کہ۔۔ اس کے چھوٹے چھوٹے ناخن جان عالم کی کمر کو زخمی کر چکے تھے۔۔۔

"کوئی بھی میرے بے بی کو نہیں لے کر جائے گا۔۔" جان عالم نے ورشاں کے گرد حصار مضبوط کیا تھا۔۔ زل نے دروازہ نوکڈ کیا۔۔ جان عالم نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ "ورشاں یہاں بیٹھو۔۔ میں دیکھو کون ہے۔۔" جان عالم پیار سے بولا۔۔۔

"ننن۔۔ نہیں۔۔ جان خان۔۔ اپ مجھے چھوڑ کر گئے۔۔ وہ مجھے لے جائے گا۔۔" ورشاں کی ہچکی لی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو نرمی سے خود سے الگ کیا۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے دروازے تک آیا۔۔۔

جان عالم نے دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی زل تھی۔۔ ورشاں جان عالم کے پیچھے اس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

زل جان عالم کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔" زل نے اندر آتے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔

"جان۔۔ خان۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

"دیدہ سے بھی بات نہیں کرو گی۔۔۔ ورشاں۔۔۔" زمل نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "ا۔۔۔ اگر آپ نے مجھے جان خان سے دور کر دیا۔۔۔" ورشاں جان عالم کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے زمل کی طرف دیکھتے ہوئی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں کیوں کرو گی۔۔۔ اپنی گڑیا کو لالا سے دور۔۔۔" زمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر زمل کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ زمل ورشاں کا ہاتھ پکڑتے بیڈ تک آئی۔۔۔ اور ورشاں کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔

"میری گڑیا نے کھانا کھایا۔۔۔" زمل نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ نے بھی نہیں کھایا۔۔۔" (ورشاں نے جان عالم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔)

"یہ تو غلط بات ہے۔۔۔" میں اپنی گڑیا اور لالا کے لیے کھانا بنوا کر لائی ہوں۔۔۔" زمل نے باہر کھڑی ملازمہ کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔

جان عالم صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں ملازمہ کے ہاتھ میں ٹریں دیکھتے ہوئے وہی بیٹھے ہوئے بولی۔۔۔ "ورشاں تم کھانا کھاؤ۔۔۔ میں نے کھالیا تھا۔۔۔" جان عالم وہی بیٹھے موبائل آؤن کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"زل و رشاں کو سیلڈ کھلا رہی تھی۔۔۔" دیدہ۔۔۔ جان خان۔۔۔ "کو میں کھلا کر آؤ۔۔۔" و رشاں نے
زل کی طرف دیکھتے ہوئے جان عالم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جان عالم و رشاں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔
کیونکہ و رشاں اب مسکرا رہی تھی۔۔۔ وہ بھول گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جلد باتیں بھول جاتی تھی۔۔۔
"غزنوی کمرے میں میں آیا۔۔۔" و رشاں غزنوی کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ "لالا۔۔۔" (و رشاں مسکراتے
ہوئے چلائی تھی۔۔۔) اور بھاگتے ہوئے غزنوی کے پاس آئی۔۔۔ غزنوی نے بھی مسکراتے ہوئے نیچے
جھکتے و رشاں کو گلے لگایا۔۔۔ "میری گڑیا تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔" غزنوی نے و رشاں کی پیشانی پہ
ہونٹ رکھے۔۔۔

جان عالم نے غزنوی کو گھورا تھا۔۔۔ "سالہ۔۔۔ آگیا پیار جتانے۔۔۔" جان عالم صوفے پہ بیٹھا غزنوی کو
گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی و رشاں کے پاس بیڈ پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کا فون رنگ ہوا۔۔۔ جان عالم
بھی اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔
"غزنوی بھی کال سننے چلا گیا۔۔۔"

و رشاں زل سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ "دیدہ۔۔۔ لالانے مجھے یہاں کس کی۔۔۔" و رشاں نے اپنی
پیشانی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زل نے و رشاں کی پیشانی پہ اسی جگہ ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ جہاں کچھ
دیر پہلے غزنوی نے رکھے تھے۔۔۔

و رشاں منہ پہ ہاتھ رکھتے مسکرانے لگی۔۔۔ "دیدہ۔۔۔" (لالانے دو دفعہ کس کی تھی۔۔۔) و رشاں
نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زل نے پھر سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "زل کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔" اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی اسے غزنوی کا لمس اس طرح محسوس کرنا پڑے گا۔۔۔

"دیدہ۔۔۔" کیا ہوا۔۔۔" ورشاں نے زمل کی آنکھیں نم دیکھتے ہوئے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔" کچھ نہیں۔۔۔" زمل ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم ڈریسنگ روم سے نکلا تھا۔۔۔ زمل اپنی نم آنکھیں صاف کرتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

جان عالم نے زمل کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔" زمل کو کیا ہوا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جو بیڈ پہ بیٹھی ٹانگیں ہلارہی تھی۔۔۔" بری بات۔۔۔" جان عالم نے اس ٹانگیں ہلانے سے منع کیا تھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔" ہم۔۔۔ بولو۔۔۔" جان عالم بھی ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" اوہو۔۔۔" یہ آپ کیا ہر بات پہ ہم بولتے ہے۔۔۔" ورشاں سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔" جان خان۔۔۔" میں آپ سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے منہ بناتے اس کا ہاتھ
چھوڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

"کیا ہوا ورشاں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جان
خان۔۔۔" آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے نہ۔۔۔ "ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔
"نہیں۔۔۔" تو میں اپنی ورشاں سے بہت۔۔۔ "جان عالم بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔
داجی کے سامنے بولے گئے اپنے ہی الفاظ یاد آئے تھے۔۔۔

"داجی یہ میری بیوی ہے۔۔۔ میری عزت۔۔۔ اور میری عزت محفوظ ہے۔۔۔ کیونکہ میں ہمیشہ اس کے
ساتھ ہوں۔۔۔ اگر کل کو اسے میرے ساتھ نہیں رہنا ہوا تو میں خود آزاد کر دوں گا۔۔۔ لیکن کبھی کوئی غلط
قدم اٹھانے نہیں دوں گا۔۔۔" کیا میں کبھی اسے خود سے لگ کر سکوں گا۔۔۔ "جان عالم نے ورشاں کی
طرف دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔

جان عالم اپنی ہی سوچوں میں گھوم تھا۔۔۔ ورشاں اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "جان
خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم اپنی سوچوں سے باہر آیا تھا۔۔۔
"جان خان۔۔۔" آپ تو پتہ نہیں کہاں چلے جاتے۔۔۔ "ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں میں تو یہی ہوں۔۔" جان عالم ورشاں کی متوجہ ہوا۔۔ "جان خان۔۔" مجھے آئیس کریم کھانی ہے۔۔۔ "ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" ٹھیک ہے۔۔" ابھی مورے کے پاس جاؤ۔۔" میں آتے ہوئے لے آؤں گا۔۔" جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔" ابھی بول رہی تھی۔۔" میرے ٹیچ کرنے سے برا نہیں لگتا۔۔" جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ انگلی گھوماتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں جارہی ہوں۔۔" ورشاں بیڈ سے اتری تھی۔۔" میں تمہارے پیچھے ہی ہوں۔۔" جان عالم بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔

جان عالم سیڑھیاں اترتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔" جان خان۔۔" مجھے بھی ساتھ لے جائے۔۔" ورشاں بھاگتے ہوئے جان عالم کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

"ورشاں ابھی بھی یونیفارم میں تھی۔۔" یونیفارم میں باہر جانا ہے۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔" کیوں یونیفارم پیارے نہیں ہے کیا؟" ورشاں نے جان عالم سے پوچھا۔۔۔" پیارا ہے۔۔" لیکن ایسے باہر نہیں جاتے۔۔" جان عالم نے ورشاں کے عارض کو چھوا تھا۔۔۔

"میں چینج کر لیتی ہوں۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔ اور اوپر کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم اس کے ساتھ کمرے میں آیا۔۔۔

"جان خان۔۔" کون سے کپڑے پہنو۔۔" ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ڈریسنگ روم میں آتے کبرڈ تک آئی۔۔" پہلے بھی تو اپنی مرضی کے پہنتی ہوں۔۔" جان عالم نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔

"جان خان۔۔" ورشاں نے روندیں سی صورت بناتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے کبرڈ سے ورشاں کے لیے بیلووائٹ کلر کی فرائز نکالی۔۔" یہ پہن لوں۔۔" جان عالم نے فرائز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"یہ اچھی ہے نہ۔۔" ورشاں نے جان عالم سے فرائز پکڑتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"جان خان۔۔" باہر ہی کھڑے رہنا۔۔" جان عالم کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ ورشاں نے فرائز صوفے پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے۔۔" جان عالم کمرے میں آگیا۔۔" ورشاں بھی کپڑے چینج کرتے کمرے میں آئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بال پیچھے کرتے اس کے بالوں پہ پین لگا گیا۔۔ اور باقی بال کھولتے دوبارہ سے ہائی ٹیل بنا دی۔۔ ورشاں کے بال لمبے ہو رہے تھے۔۔ پہلے اس کے بالوں کی ہائی ٹیل کر کے گردن تک بس آتی تھی۔۔ اب تھوڑے تھوڑے بال اس کی گردن سے نیچے جارہے تھے۔۔

"ایک منٹ۔۔" جان عالم بول کر ڈریسنگ روم میں آیا۔۔ اور ورشاں کے لیے دوپٹہ لیتے کمرے میں آکر اس کے سر پہ دیا۔۔" اب سے ایسے دوپٹہ لے کر کمرے سے نکلنا ہے۔۔" جان عالم ورشاں کو سمجھاتے ہوئے بولا۔۔

ورشاشاں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ورشاشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس بلیک کلر کے دوپٹے میں اس کے سفید چہرہ اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نیلی بڑی بڑی آنکھیں جہاں مسکراہٹ تھی۔۔۔ جان عالم ورشاشاں کا ہاتھ پکڑے کمرے سے نکلتے لاونج کے داخلی دروازے سے نکلتے کارپیوچ تک آیا۔۔۔ جان عالم نے گاڑی کی پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے۔۔۔ ورشاشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے بٹھایا۔۔۔ اود خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

ورشاشاں گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے ورشاشاں کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو باہر دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔

"جان خان آئیس کریم۔۔۔" (ورشاشاں آئیس کریم پارلر دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔) جان عالم نے اسی لمحے گاڑی روکی تھی۔۔۔ "یار آرام سے بولو۔۔۔" جان عالم نے ورشاشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "اوکے۔۔۔ بھی چلے۔۔۔" ورشاشاں نے آئیس کریم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

"چلو۔۔۔" جان عالم ورشاشاں کے ساتھ آئیس کریم پارلر تک آئی تھی۔۔۔

جان عالم آئیس کریم لے رہا تھا۔۔۔ کہ ورشاشاں جو کہ جان عالم کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے تھوڑی ہی دور کھڑے لڑکے سے شاید بات کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

ورشاشاں کو اشارہ کرتے دیکھ جان عالم نے سامنے اس کھڑے لڑکے کو گھورا تھا۔۔۔ "چلو ورشاشاں۔۔۔" جان عالم ورشاشاں کا ہاتھ جس سے وہ اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ وہ پکڑتے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

"جان خان۔۔" میں بات کر رہی تھی۔۔ "ورشیاں منہ بناتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی۔۔" اتنی دور سے ہاتھ ہلاتے بات کر رہی تھی "جان عالم جیلیسی فیل کرتے ہوئے بولا۔۔" آپ نے بات ہی کرنے نہیں دی۔۔" وہ میرا کلاس فالو ہے۔۔ "ورشیاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔

"کیا بات ہے میڈیم کی۔۔ شوہر ساتھ ہے، اور لڑکے سے ہاتھ ہلا کر باتیں ہو رہی ہے۔۔" اور شوہر سے اسی وجہ سے ناراض ہو رہی ہے۔۔ بات کرنے نہیں دی۔۔ "جیسے شوہر نہیں شوہر کے نام پہ مذاق ہوں۔۔" جان عالم نے سر جھٹکتے ہوئے سوچا تھا۔۔

"وہ بولا کچھ نہیں تھا۔۔"

جان عالم نے ورشیاں کی آنکھیں کریم اس کے ہاتھ میں پکڑتے اس کی سیٹ بلیٹ بند کرنے کے لیے ہاتھ آگے کیا ہی تھا۔۔ کہ ورشیاں نے جان عالم کے ہاتھوں کو جھٹکا تھا۔۔ "مجھے نہیں کروانی۔۔" ورشیاں غصے سے بولی تھی۔۔

"جان عالم نے ورشیاں کی طرف دیکھتے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔" پتہ نہیں کیا ہے، جان خان کو۔۔" میں بات کر رہی تھی۔۔ "کرنے نہیں دی۔۔" ورشیاں آنکھیں کریم کھاتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی۔۔

"حویلی جانا ہے مجھے۔۔" ورشیاں جان عالم کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ "کیوں اب نہیں جانا، میرے ساتھ۔۔" جان عالم نے ایک نظر ورشیاں پہ ڈالی۔۔ "نہیں۔۔" صرف ایک ہی لفظ میں اس بات ختم کر دی تھی۔۔

جان عالم کو غصے آیا تھا۔۔۔ اسے بے چینی ہوئی تھی۔۔۔ "کہ کون تھا وہ جس کی وجہ سے ورشاں جان عالم کو انور کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم کو یہ بات سخت زہر لگی تھی۔۔۔ اسے غصے آ رہا تھا۔۔۔ کہ آخر کیا ضرورت تھی۔۔۔ اسے یہاں گاڑی روک کر آئیس کریم لینے کی۔۔۔

اسے خود کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔ کہ وہ ایک لڑکے سے جیسلس ہو رہا ہے۔۔۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ تیرہ، چودہ سال کا تھا۔۔۔ شاید وہ ورشاں کے لیے زیادہ ہی possessive ہو رہا تھا۔۔۔

غزنوی ابھی آفس سے حویلی آیا تھا۔۔۔ اسے ورشاں کا اب ہی داجی نے بتایا تھا۔۔۔ غزنوی تقریباً دس منٹ میں حویلی پہنچا تھا۔۔۔ اور ورشاں سے بھی مل چکا تھا۔۔۔

اس دن کے بعد غزنوی اور زمل کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ "غزنوی حویلی لیٹ نائٹ آتا تھا۔۔۔" اور جب صبح اٹھتا تو زمل کمرے میں نہیں ہوتی تھی۔۔۔ "دونوں کی ایک دوسرے سے لا تعلقی اختیار کیے ہوئے تھے۔۔۔

غزنوی کمرے میں آیا تھا۔۔۔ زمل ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے لمبے بال جو کہ اس کی کمر سے بھی نیچے تھے۔۔۔ گیلے تھے۔۔۔ جن سے پانی کی بوندے گر رہی تھی۔۔۔

زمل اپنے کانوں میں آوازیں ڈال رہی تھی۔۔۔ وہ اس وقت لائٹ پنک کلر کی پٹھانی فراک میں ملبوس تھی۔۔۔ چادر اس کی بیڈ پہ پڑی ہوئی تھی۔۔۔

"وہ کہاں جا رہی تھی۔۔" غزنوی نے اس کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ غزنوی نے ہاتھ میں پکڑا کوٹ بیڈ پہ پھینکا۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ زل نے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھا۔۔۔

دروازہ بند تھا۔۔ زل نے اپنے بالوں کو پکڑتے ہلکا سا کیچر لگایا۔ اور ہونٹوں پہ لیپسٹک لگانے لگی۔۔۔

غزنوی ڈریسنگ روم سے چینج کر کے باہر نکلا۔۔ غزنوی نے بلیو شرٹ بلیک پینٹ پہنی ہوئی تھی۔۔ زل نے غزنوی پہ ایک نظر مرار میں سے ہی ڈالی تھی۔۔۔

"ہیلو! تمہیں ایک کام بولا تھا۔" غزنوی موبائل کان سے لگاتے اسے کندھے کی مدد سے کان سے لگاتے ہوئے شوز پہنتے ہوئے بولا۔۔۔ "ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں پانچ منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔" غزنوی نے کال بند کرتے۔۔ شوز پہنے اور کھڑا ہوا۔۔۔

زل ابھی بھی مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔ اور غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ غزنوی نے بھی زل کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"آنکھیں چار ہوئی تھی۔۔" غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے اسے آنکھ ماری تھی۔۔ اور مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔ زل حیران ہوئی تھی۔۔ انہیں کیا ہوا۔۔ زل نے بند دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ زل وہی لیپسٹک رکھتے چادر لیتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

زمل کمرے سے نکلی ہی تھی، کہ اس کی نظر نیچے کھڑے غزنوی پہ پڑی۔۔۔ آخر وہ کرنا کیا چاہ رہا تھا۔۔۔
وہ کیوں اتنا تیار تھا۔۔۔ اور کہاں جا رہا تھا۔۔۔ زمل وہی اوپر کھڑی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔
غزنوی کال پہ بات کرتے ہوئے لاونج میں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ اس کی نظر اوپر کھڑی زمل پہ پڑی تھی۔۔۔
جو اس پہ ہی نظریں جمائے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کے دیکھنے پہ زمل اپنی نظروں کا زاویہ بدل
گئی۔۔۔ لیکن غزنوی کی نظر اس پہ ہی تھی۔۔۔ آخر اتنے دونوں کے بعد تو اسے اپنی زمل کی نظروں کی
تپش خود پہ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ زمل اوپر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ غزنوی کے کمرے میں
جانے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ غزنوی کال پہ بات کرتے ہوئے ہی سڑھیاں چرتے زمل تک آیا تھا۔۔۔
زمل غزنوی کو دیکھتے جانے کے لیے مڑی ہی تھی۔۔۔ کہ غزنوی نے اس کی کلائی پکڑتے اسے دیوار کے
ساتھ لگاتے اس کا راستہ روکا تھا۔۔۔

Try as much as you want. I will not come near you until
I want to..and now I don't want to come near you.

غزنوی نے جھکتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کہ تھی۔۔۔ زمل اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔
لیکن غزنوی بول کر کال بند کرتے موبائل پوکٹ میں رکھتے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ زمل
نے حیران نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

زل اس کے الفاظوں میں ہی کھوئی تھی۔۔ لیکن وہ تو باہر جا چکا تھا۔۔ شام کا وقت ہو رہا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کیا اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کے لیے تیار ہوئی۔۔ لیکن وہ تو یو ہی تیار ہوئی تھی۔۔ اور وہ بول کر بھی تو گیا تھا۔۔ کہ وہ اب اس کے قریب خود بھی نہیں آنا چاہتا۔۔ اس بات کا مطلب کیا تھا۔۔ کیا اسے کوئی اور مل گئی تھی۔۔ زل اپنی ہی سوچوں میں گھوم وہی کھڑی تھی۔۔

کچھ دیر وہی کھڑے رہنے کے بعد زل سڑھیاں اترتے نیچے آئی۔۔ ناجانے کیوں وہ آج غزنوی کی طرف پھر سے متوجہ ہو رہی تھی۔۔ زل داخلی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے ہی کچن کی طرف جا رہی تھی۔۔ کہ داجی سے ٹکرائی۔۔

"کہاں دیکھ کر چل رہا ہے۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔" وہ داجی آپ آتے ہوئے مجھے نظر نہیں آئے۔۔ "زل نظریں جھکائے بولی۔۔ داجی اسے غصے سے گھور رہے تھے۔۔ پریشا کے بھاگنے سے پہلے یہی داجی تھے۔۔ جو اپنے پوتے، پوتیوں پہ جان وارتے تھے۔۔

زل کچن میں آئی۔۔ ملازمہ رات کا ڈنر بنا رہی تھی۔۔ "آج ڈنر میں کیا بن رہا ہے۔۔" زل سلیب سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔۔

"بریا نی۔۔" رابیہ خان اندر آتے ہوئے بولی۔۔ "اسلام و علیکم چاچی جان۔۔" زل احترام سے بولی۔۔ "وعلیکم السلام۔۔" رابیہ خان بولتے ہوئے ملازمہ کو سائیڈ پہ کرتے خود کھانا بنانے لگی۔۔

"چاچی جان۔۔" میں بنا دو۔۔ "زل نے رابیہ کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔۔

"نہیں۔۔" ہم خود بنا سکتا ہے۔۔۔ "تم جا کر اپنا شوہر سنبھال لے، تو بہت ہے۔۔۔" رابیہ خان اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ زل نے نا سمجھی سے رابیہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "مطلب چاچی جان۔۔" اسے رابیہ خان کی بات بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ "ہمارا مطلب یہ ہے۔۔۔ کچن ہم خود سنبھال سکتا ہے۔۔۔ تم اپنا شوہر کو سنبھال لے۔۔" ہمارا بچہ کب سا رادن حویلی آتا ہے۔۔۔ "رات کو جب وہ حویلی آتا۔۔ کیا ہم کو نہیں پتہ۔۔۔ ہم ماں ہے اسکا۔۔ ہم نے تمہارا رخصتی اس واسطے کروایا تھا۔۔ کہ تم ہمارا بیٹا کا محبت ہے۔۔۔ "تم تو اس کو پریشان کر چکا ہے۔۔۔" وہ کب کھاتا ہے۔۔۔ کب سوتا ہے۔۔۔ "تم کو معلوم ہے۔۔۔" بیوی ایسا نہیں ہوتا۔۔۔ بیوی تو اپنا شوہر کے سانس کے ساتھ سانس لیتا ہے۔۔۔ "تم تو اس کا سانس روکنے چاہتا ہے۔۔۔" رابیہ خان زل کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

زل شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ بول تو وہ ٹھیک رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ کہ ان دونوں کے رویہ کو سب ہی نوٹ کر رہے ہیں۔۔۔ زل بنا کچھ بولے کچن سے نکلتے کمرے میں آئی۔۔۔ اور صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ اسے دکھ ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ رابیہ خان نے کبھی اس سے اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔۔۔ لیکن ان کی ہر بات ٹھیک تھی۔۔۔ ماں تھی وہ غزنوی کے لیے پریشان تھی۔۔۔ تو بول دی۔۔۔

زل کچھ دیر یو ہی صوفے پہ بیٹھی رہی۔۔۔ پھر صوفے سے اٹھتے ڈریسنگ مرر کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ اس نے اپنی چادر اتارتے اپنے بالوں میں لگے کیچر کو اتار کر رکھا۔۔۔ اور اپنے بالوں میں برش کرنے لگی۔۔۔ بالوں کو برش کر کے زل نے برش واپس رکھا۔۔۔ اور چادر بیڈ پہ رکھتے ڈریسنگ روم میں آئی۔۔۔

ڈریسنگ روم میں آتے زل نے کبرڈ کھولی۔۔۔ کبرڈ میں غزنوی کے کپڑے ہنگ کیے ہوئے تھے۔۔۔ اور ساتھ ہی زل کے لیے ڈریسز بھی تھے۔۔۔

سارے ڈریسز غزنوی نے خود زل کے لیے پسند کیے تھے۔۔۔ زل سارے ڈریسز دیکھنے لگی۔۔۔ ریڈ کلر کی ساڈھی نکالتے زل ڈریسنگ روم سے چینج کرتے کمرے میں آئی۔۔۔ کانوں میں سے ایر رنگس اتار کر رکھتے کانوں میں میچنگ ایر رنگس پہنتے۔۔۔ ہاتھوں میں چوڑیاں پہنی۔۔۔

"Try as much as you want. I will not come near you until I want to..and now I don't want to come near you".

"(تم جتنی مرضی کوشش کر لو۔۔۔ جب تک میں خود نہیں چاہوں گا۔۔۔ تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔ اور اب میں تمہارے قریب نہیں آنا چاہتا)"

غزنوی کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجے تھے۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ وہ ایسا کیوں بول کر گیا ہے۔۔۔ لیکن اس کے بولے گئے الفاظ اسے پریشان کر رہے تھے۔۔۔ چاہے وہ اس کے قریب آئے یا نہیں آئے۔۔۔ لیکن غزنوی پہ صرف اس کا حق ہے۔۔۔ یہ بات وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔۔

زل نے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنتے ہوئے مرار میں دیکھا۔۔۔ "مسٹر ہسبنڈ" زل خان بھی دیکھے گی۔۔۔ اب اس کا غزنوی خان اس سے کیسے دور رہے گا۔۔۔ زل نے خود کو ایک نظر مرار میں دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر جان عالم پہ ڈالی۔۔۔ جان عالم نے بھی ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

"آئیس کریم کی اگر پگھلنے کی فکر نہ ہوتی۔۔۔" تو میں بالکل نہ کھاتی۔۔۔ "ورشاں نے آئیس کریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی۔۔۔ "کتنی ڈرامے باز ہے۔۔۔ میری چھوٹی سی بیوی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے سوچا۔۔۔ ورشاں آئیس کریم کھا رہی تھی۔۔۔

ٹریفک سگنل کے ریڈ سگنل پہ گاڑی روکی تھی۔۔۔ ورشاں آئیس کریم کھا رہی تھی۔۔۔ گاڑی کا مرار نوکڈ ہونے پہ جان عالم نے اسے نیچے کرتے باہر دیکھا۔۔۔ "اللہ کے نام پہ دے۔۔۔" اپنی پیاری بہن کا صدقہ دے۔۔۔ "ایک عورت جان عالم کی طرف دیکھتے ہاتھ آگے کیے ہوئی تھی۔۔۔" بہن نہیں ہے۔۔۔ "بیوی ہے۔۔۔" جان عالم اپنے لفظوں پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم پوکٹ سے پیسے نکال رہا تھا۔۔۔

ورشاں نے اس عورت کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیا ہے۔۔۔ کیوں دیکھ رہے ہوں۔۔۔" یہ میرے جان خان ہے۔۔۔ "آئی سمجھ۔۔۔" ورشاں اس عورت کی طرف انگلی کرتے بول کر جان عالم کی بازو دونوں ہاتھوں سے پکڑی۔۔۔

جان عالم ور شاں کے ایکٹ پہ مسکرا رہا تھا۔۔۔ "جاؤ اب۔۔۔" ور شاں اسے وہی کھڑے دیکھ کر بولی۔۔۔ "ور شاں۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیسے اس عورت کو پکڑائے۔۔۔ "اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔۔۔" اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔۔۔ "وہ دعا دیتے ہوئے چلے گئی۔۔۔" ور شاں۔۔۔ "ایسے نہیں کرتے۔۔۔" جان عالم نے پیار سے اس کے عارض کو چھوا۔۔۔ "ور شاں نے منہ بناتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھتے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

"ابھی کیا بول رہی تھی۔۔۔" جان خان ہے میرے۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھتے اسی کے انداز میں کہا۔۔۔ "میری نقل مت کرے۔۔۔" ور شاں جان عالم سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ "میرا بے بی ناراض ہو گیا۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ "چھوڑے مجھے۔۔۔" ور شاں روندیں سی صورت بناتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم نے ور شاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی لیپ پہ بیٹھایا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ور شاں چینی تھی۔۔۔ جان عالم نے گاڑی کو بریک لگاتے اسے سٹرینگ سے لگاتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" کیا کر رہے ہیں۔۔۔" ور شاں جان عالم کے دیکھنے پہ معصومیت سے بولی۔۔۔

"اتنی معصوم کتنی پیاری لگتی ہوں۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کی عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ور شاں نے جہاں جان عالم نے ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ اسے ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔۔۔ اور چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے اپنی بیرڈ

رگڑیں۔۔۔"جان خان۔۔۔"ورشائے نے جان عالم کے سر پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔

"آپ بہت گندے ہے۔۔۔"ورشائے جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔"میں گندہ ہوں۔۔۔"جان عالم نے ورشائے کی طرح اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"ورشائے جلدی سے ہمیں سر ہلا گئی۔۔۔"خود دل کرتے ہے۔۔۔کس کرتی ہوں۔۔۔"پاس آکر بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔"جان عالم نے ورشائے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔"جان خان۔۔۔ورشائے نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔جان عالم اسے واپس سیٹ پہ بیٹھاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

"جان خان۔۔۔"ورشائے نے جان عالم کی لپ پہ knees رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔"ہمم۔۔۔بولو۔۔۔"جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔"جان خان۔۔۔"آپ سے ایک بات پوچھو۔۔۔"ورشائے نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔جان عالم نے اس کے چہرہ کو بغور دیکھا۔۔۔جس سے ظاہر تھا کہ ورشائے پھر سے کچھ الٹا ہی پوچھنے والی ہے۔۔۔

"پوچھو۔۔۔"جان عالم ونڈ سکرین پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔"جان خان۔۔۔"بے بی کہاں سے آتا ہے۔۔۔"ورشائے نے چہرے پہ بلا کی معصومیت لاتے ہوئے کہا۔۔۔جان عالم نے گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔اور ورشائے کی طرف دیکھا۔۔۔پھر کچھ بولے بنا گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔"جان خان۔۔۔"بتائے۔۔۔ورشائے نے جان عالم کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔

گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ "اندر چلو۔۔" جان عالم نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔۔۔
"پہلے مجھے بتائے۔۔" بے بی کہاں سے آتا ہے۔۔ "ورنہ میں یہی بیٹھی رہوں گی۔۔" ورشاں نے سیٹ
سے ٹیک لگائی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

"اچھا۔۔" پکا یہی بیٹھی رہوں گی۔۔ "جان عالم نے ورشاں کی طرف کا دروازہ کھولتے اس کی طرف
دیکھا۔۔" ہاں۔۔ جی۔۔" ورشاں ہاتھ باندھتے ہوئے سیٹ سے ٹیک لگائی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں
کی طرف دیکھا۔۔۔ "اندر چلو۔۔" ورنہ یہاں جو جانور ہے۔۔ کھا جائے گے۔۔۔ "جان عالم نے ادھر
ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ورشاں سہمی تھی۔۔۔ جان عالم کو پتہ تھا۔۔ وہ ایسے ہی جائے گی۔۔۔ "نہیں۔۔ میں نہیں جاؤ
گی۔۔" ورشاں تھوڑا سا ہی باہر نکلی تھی۔۔ کہ پھر سے سیٹ سے ٹیک لگائی۔۔۔ "میرے جان خان۔۔
میرے پاس ہے۔۔ کوئی جانور پاس بھی نہیں آسکتا۔۔" ورشاں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔

جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہ اس پہ کتنا اعتبار کرتی تھی۔۔۔ اس کے پاس ہونے پہ
خود کو محفوظ سمجھتی تھی۔۔۔ "ٹڈی سی ہوں۔۔ اور کتنا دماغ چلتا ہے۔۔" جان عالم نے ورشاں کے سر پہ
ہاتھ رکھا۔۔۔ "اب بتادے نہ۔۔" ورشاں نے معصوم سا چہرہ بنایا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔" پہلے اندر چلو۔۔ "جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔" پکا بتائے گے۔۔ "ورشاشاں نے تصدیق زادہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" میری مجال نہ بتاؤ۔۔ "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔" اوکے۔۔ "ورشاشاں مانتے ہوئے گاڑی سے نکلی۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

لاونج میں داخل ہوتے ورشاشاں بھاگتے ہوئے سڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔۔ "آہستہ گرجاؤ گی۔۔۔" جان عالم فکر مندی سے بولا۔۔ تو ورشاشاں نے اس کی طرف دیکھتے اسے منہ چراہاتے ہوئے اور بھی سپیڈ سے سڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔ جان عالم بھی اسی کے پیچھے تھا۔۔۔

اس کا کام تو ہوا نہیں تھا۔۔۔ اور اب وہ رات میں میلزچیک کرنے کا سوچ کر واپس حویلی آیا تھا۔۔۔ اور پھر ورشاشاں کا ناراض ہونا۔۔۔ اور اس کے فضول سوال۔۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاشاں بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اپنے سینڈل اتار رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اپنا کوٹ اتارا۔۔۔ اور بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاشاں نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔

"ورشاشاں مجھے تنگ نہیں کرنا۔۔۔" یار بہت کام ہے۔۔۔ "جان عالم نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔ اسے رات جاگ کر ہی میلزچیک کرنی تھی۔۔۔ اسی لیے ابھی اپنا ذہین فریش کرنا چاہتا تھا۔۔۔" میں نے کب تنگ کیا۔۔۔ "ورشاشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔" بہت ہی زیادہ تنگ کرتی ہوں۔۔۔ "جان عالم نے ورشاشاں کی ناک پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"جان خان۔۔ مجھے یہ بتائے۔۔ بے بی کہاں سے آتا ہے۔۔" ورشاں نے جان عالم کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے پوچھا۔۔ "ورشاں۔۔ نیند آرہی ہے نا۔۔ سو جاؤ۔۔" جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کا سراپنے سینے پہ رکھا۔۔ "جان خان۔۔" یہ آپ بار بار اپنا ہاتھ ایسا کیوں پیچھے لے جاتے ہیں۔۔" ورشاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔

"کیونکہ میں چاہتا ہوں۔۔ کہ میری ورشاں میرے بالکل قریب رہے۔۔" جان عالم نے ورشاں کے سر کے ساتھ اپنا سر جوڑتے ہوئے کہا۔۔

"لیکن مجھے نہیں رہنا۔۔" ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں۔۔" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ میری باتوں کا جواب نہیں دیتے۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف ایک نظر دیکھتے پھر اس کا ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔۔

"ایسے دیکھوں منہ پھلائے بیٹھی گول گپا لگ رہی ہوں۔۔" جان عالم ہستے ہوئے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا تھا۔۔ "گول گپا۔۔" کتنا پیارا نام ہے۔۔" جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کو اس کے گول گپا بولنے پہ غصے آرہا تھا۔۔

جان عالم کو ورشاں کا ناراض چہرہ بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔ وہ غصے سے اسے گھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ جان عالم بس اسے تنگ کرنے میں مگن تھا۔۔ "میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔" ورشاں چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔ "ورشاں جب تم ایسے بولتی ہوں۔۔ میرا دل کرتا ہے۔۔ میں تمہیں کچی کو کھا جاؤ۔۔" جان عالم اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔

"آپ مجھے نہیں کھا سکتے۔۔" کیونکہ میرا ذائقہ گندا ہے۔۔" جیسے گندی میڈیسن کا ہوتا۔۔" ورشاں منہ پہ ہاتھ رکھتے ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"اچھا۔۔ یہ بات ہے۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ ورشاں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔" مجھے تو نہیں لگتی تم میڈیسن کی طرح۔۔" جان عالم نے ورشاں کو اپنے بالکل قریب کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں صرف ایک سیکنڈ ہی دیکھ سکی تھی۔۔" جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کرتے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔" جان خان۔۔ میں سونے لگی ہوں۔۔" ورشاں اس کو اپنی ہونٹوں کی طرف دیکھتا پا کر اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور کچھ پل کے لیے آنکھیں بند کرتے سکون کرنا چاہا۔۔

زلزلہ رابیہ خان کی باتیں سنتے کافی اداس سی ہوئی تھی۔۔ لیکن غزنوی کے بولے گئے الفاظ اسے ابھی بھی اپنے کانوں میں گونجتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ زلزلہ کمرے میں چکر لگاتے ہوئے غزنوی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ زلزلہ نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی۔۔ جہاں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔ زلزلہ صوفی پہ بیٹھی۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے ڈریسنگ روم میں آئی۔۔

کبر ڈکھولتے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔۔ زل یو ہی ہر چیز کو یہاں سے وہاں رکھ رہی تھی۔۔۔
جب اس کی نظر جیولری بوکس پہ پڑی۔۔۔ یہ کل تک تو یہاں نہیں تھا۔۔۔ زل نے سوچتے ہوئے وہ
جیولری بوکس پکڑا۔۔۔

"یہ کب آیا یہاں۔۔۔" کل تک تو نہیں تھا۔۔۔ "زل نے بولتے ہوئے اسے کھولا۔۔۔ اس کی آنکھیں
حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ اس میں ڈائمنڈ نیگل اور ایرنگس تھے۔۔۔ جو اپنی قیمت خود بتا رہے
تھے۔۔۔ زل نے ہار نکالتے ہوئے اس کے ساتھ جو چھوٹی سی چیٹ تھی۔۔۔ وہ نکالتے ہوئے پڑھنے
لگی۔۔۔

I know. A lot of distance has come between us.. I ")
spoke more in anger. I am sure you will forgive your
Ghaznavi. I want all Rajneesh between us to end. And I
can tell everyone. That you are my wife. And to tell you
("how much I love you

("میں جانتا ہوں۔۔۔ ہمارے درمیان بہت سی دوریاں آگئی ہے۔۔۔ میں غصے میں زیادہ بول گیا۔۔۔ اس
کے لیے میں شرمندہ ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے تم اپنے غزنوی کو معاف کرو گی۔۔۔ میں چاہتا ہوں ہمارے
درمیان سب رجنیش ختم ہو جائے۔۔۔ اور میں سب کو بتا سکوں۔۔۔ کہ تم میری بیوی ہو۔۔۔ اور تمہیں
یہ بتا سکوں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں")

زل کی آنکھیں بے یقین اور نم ہوئی تھی۔۔ اس پہ RO لکھا ہوا تھا۔۔ اگے کے ورڈز پھٹے ہوئے تھے۔۔ زل کا نام تو Z سے شروع ہوتا تھا۔۔ تو یہ RO سے کس کا نام بنتا تھا۔۔ مطلب اسے کوئی اور مل چکی تھی۔۔ جسے شاید وہ بیوی بھی بنا چکا تھا۔۔ اسے بیوی ہونا کا حق بھی دے چکا ہو گا۔۔ یہ سوچتے ہی اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ وہ کیسے کر سکتا تھا۔۔ اس کے ساتھ ایسا۔۔ وہ تو محبت کا دعویدار تھا۔۔ اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

لیکن جو اس نے خود دیکھا تھا۔۔ خود پڑھا تھا۔۔ اسے کیسے یہ غلط فہمی سمجھ سکتی تھی۔۔ زل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔ غزنوی کے بولے گئے الفاظ پھر سے کانوں میں گونجنے لگے۔۔

Try as much as you want. I will not come near you ")

("until I want to and now I don't want to come near you

زل کے ہاتھوں سے جیولری اور جیولری بوکس دونوں ہی زمین بوس ہوئے تھے۔۔ زل وہی پہ سب چھوڑتے ہوئے باہر ٹیرس کی طرف بڑھی۔۔

Ghaznavi is only mine. I can't let Ghaznavi belong to ")

("anyone else. She is only mine

زل بولتے ہوئے صوفے پہ بیٹھی۔۔ اور ٹیرس کے صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔ سردی کی شدت بہت زیادہ تھی۔۔ جسے برداشت کرنا مشکل تھا۔۔ زل صوفے پہ ہی بیٹھی بیٹھی کب سوئی۔۔ اسے خود کو بھی پتہ نہ چلا تھا۔۔

غزنوی رات کے ایک بجے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ زل کمرے میں نہیں تھی۔۔۔ غزنوی نے ٹائم دیکھا۔۔۔ اس وقت وہ کہاں ہو سکتی تھی۔۔۔ غزنوی نے کمرے سے باہر دیکھا۔۔۔ لاونج کی لائٹس اوف تھی۔۔۔ مطلب نیچے کوئی نہیں تھا۔۔۔ غزنوی نے دروازہ بند کیا۔۔۔ اور کمرے میں آیا۔۔۔ کمرے میں الیکٹرک ہیٹر بھی آون نہیں تھا۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر واشروم کے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

ایک نظر ڈرینگ روم کی طرف دیکھا۔۔۔ دروازے دونوں ہی کھولے ہوئے تھے۔۔۔ مطلب وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔ غزنوی ٹیرس کی طرف بڑھا۔۔۔ ٹیرس کا دروازہ بھی لو کڈ تھا۔۔۔ غزنوی نے گہرا سانس لیتے اپنی پوکٹ سے کیز نکالتے ٹیرس کا دروازہ کھولا۔۔۔ ٹھنڈی تخی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔

غزنوی ٹیرس پہ آیا۔۔۔ غزنوی صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں زل تھی۔۔۔ غزنوی جا کر زل کے پاس کھڑا ہوا۔۔۔ زل سردی میں ہی سو رہی تھی۔۔۔ غزنوی کو اس پہ غصے آیا تھا۔۔۔ "وائفی۔۔۔" غزنوی نے پیار سے اسے مخاطب کیا۔۔۔ لیکن زل کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ "زل۔۔۔" غزنوی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

زل کا وجود برف کی مانند تھا۔۔۔ غزنوی اس کے چہرہ کے مقابل آیا۔۔۔ "زل۔۔۔" غزنوی نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔ غزنوی اسے اٹھاتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ اور اسے بیڈ کی وسط میں لیٹاتے اس پہ بلینک دیتے الیکٹرک ہیٹر آون کیا۔۔۔ "زل۔۔۔" غزنوی بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ ہاتھوں میں

تھماتے ہوئے پریشانی سے بولا۔۔۔ سردی سے اس کے ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔۔۔ اس کا چہرہ بھی نیلا ہو رہا تھا۔۔۔

غزنوی نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے ہاتھ کو رب کرتے اسے گرمائش پہچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی اب اس کے پاؤں کو رب کر رہا تھا۔۔۔ "زل"۔۔۔ "غزنوی اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ غزنوی زل کے ساتھ بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ زل سردی سے کانپ رہی تھی۔۔۔

غزنوی نے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اسے خود میں بیچ گیا۔۔۔ غزنوی اسے خود میں یوہی بھیجے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔۔۔ تقریباً بیس منٹ بعد غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے ہونٹ ابھی نیلے تھے۔۔۔ غزنوی نے زل کو ایک نظر دیکھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ لیپ سٹک لگی ہوئی تھی۔۔۔

زل نے کپڑے چینج کیے۔۔۔ غزنوی حیران ہوا تھا۔۔۔ غزنوی نے بلینکٹ ہٹاتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھا۔۔۔ زل ریڈ کلر کی ساڑھی پہنے ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ زل نے اس کے فیورٹ کلر کی ساڑھی پہنی تھی۔۔۔ "مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔ میری زل میرے لیے تیار ہوئی ہے۔۔۔" غزنوی اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے مسکرایا۔۔۔ غزنوی پر سکون ہوتا مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ کافی دیر بعد زل اس کی باہوں میں تھی۔۔۔ اور یہ لمحات وہ محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"جان خان۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جو سامنے لیپ ٹاپ رکھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار بنائے ہوئے سویا تھا۔۔ "جان خان۔۔" ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے پاؤں سیدھے کیے تھے۔۔ جس سے لیپ ٹاپ زمین پہ گرا تھا۔۔

جس کی آواز پہ جان عالم نے بھی آنکھیں کھولیں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں تو لیپ ٹاپ کرنے پہ ہی معصومیت سے منہ بنا گئی۔۔ جان عالم کی آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔۔ وہ رات ساری جگا تھا۔۔ جان عالم نے زمین کی طرف دیکھا۔۔ جہاں لیپ ٹاپ ٹوٹا ہوا تھا۔۔

ورشاں روندیں سا چہرہ بنا گئی۔۔ "جان خان۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ کیونکہ جان عالم کے نقوش تنے تھے۔۔ "یہ کیا کیا ورشاں۔۔" جان عالم تھوڑا سا سرد آواز میں بولا۔۔ "جان خان۔۔" غلطی سے ہوا۔۔ میں نے پاؤں سیدھا کیا تھا۔۔ تو یہ زمین پہ گر گیا۔۔ ورشاں نے سسکی لیتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھا۔۔ کتنی معصوم بنی تھی۔۔ "جان خان۔۔" آپ مجھے ڈانٹے گے تو نہیں۔۔ ورشاں نے ہونٹ نکالتے ہوئے بولی۔۔

"غلطی کی ہے۔۔ پھر سزا تو ملتی ہے۔۔" جان عالم نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں جان خان۔۔ میں تو آپ کی ورشاں ہوں نہ۔" آپ کی بیوی۔۔ ورشاں نے اس کی طرف معصومیت سے دیکھا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "سزا تو پھر بھی ملے گی۔۔" جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "نہیں جان خان۔۔" مجھے سزا نہیں

دینا۔۔۔"آپ بہت غصے کرتے ہیں۔۔۔"مجھے آپ کے غصے سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔"ورشاں جان عالم کی شرٹ پکڑتے ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم بالکل خاموش تھا۔۔۔وہ صرف اس کے معصوم سے ایکٹ پہ ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔۔۔"جان خان۔۔۔"ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔"میں اپنی ورشاں کو سزا کیسے دے سکتا ہوں۔۔۔"جان عالم نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔"ہائے سچی۔۔۔"مجھے پتہ تھا جان خان مجھے کبھی سزا نہیں دے سکتے۔۔۔"I love you جان خان۔۔۔ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے بیڈ پہ کیا۔۔۔اور اس پہ جھکا۔۔۔"جان خان۔۔۔"ورشاں نے جان عالم کی شرٹ پکڑی ہوئی تھی۔۔۔جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے وہاں اپنے دانت گاڑھیں تھے۔۔۔"جان خان۔۔۔"ورشاں جان عالم کی شرٹ کو مضبوطی سے جکڑے چینی تھی۔۔۔

جان عالم نے اس کی گردن پہ دانتوں کی گڑھی بناتے اس پہ ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ورشاں نے معصومیت سے ہونٹ باہر نکالے۔۔۔جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے بیڈ پہ ہوتے اس کا سر اپنا سینے پہ رکھا۔۔۔"جان خان۔۔۔"ورشاں نے جان عالم کی

طرف دیکھا۔۔۔ "ہم بولو۔۔" جان عالم بھی اس کے معصوم سی آواز پہ افسوس سے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشٹاں جان عالم کے سینے سے سراٹھاتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشٹاں جان عالم کی گردن پہ جھکتے اپنی پوری فورس سے دانت گاڑھ گئی۔۔۔ "ورشٹاں۔۔" جان عالم حیرانگی سے اس کی شدت برداشت کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشٹاں پوری فورس سے اس کی گردن پہ دانت گاڑھتے ہوئے بیڈ کی دوسری طرف سے اترنے لگی۔۔۔

"ورشٹاں۔۔" جان عالم نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "بجواب آیا مزا۔۔۔ اب کرے گے۔۔۔ مجھے بھی پین ہوتی ہے۔۔۔" ورشٹاں جان عالم کو منہ چراہاتے ہوئے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ "جنگلی بلی۔۔" جان عالم اپنی گردن پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اور واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

زل ہلکا سا کسمکائی تھی۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں تھوڑی سی ہی کھولیں تھیں۔۔۔ اور پھر سے بند کر گئی۔۔۔ زل نے اپنا رخ دوسری طرف کرنے کی کوشش کی۔۔۔ تو اسے اپنے گرد حصار محسوس ہوا تھا۔۔۔ زل نے بامشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔

جو اس کے گرد حصار بنائے سو رہا تھا۔۔۔ وہ بھی شرٹ لیس۔۔۔ غزنوی نے پوری طرح زل کو خود میں بھینچا ہوا تھا۔۔۔ زل کی آنکھیں حیرانگی سے کھولیں تھیں۔۔۔ غزنوی کب آیا۔۔۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا۔۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔

زل کی رونے کی آواز پہ غزنوی نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تمہیں صبح صبح کیا ہو گیا۔۔۔" غزنوی اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ "آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے نزدیک آنے کی۔۔۔" زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے چینیختی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر بیڈ سے اٹھا۔۔۔ غزنوی نے بیڈ سے اٹھتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

زل نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے اپنا موبائل پکڑتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اپنے موبائل میلز چیک کرتے غزنوی کی آنکھیں اب پوری کھولیں تھیں۔۔۔ غزنوی زل پہ ایک نظر ڈالتے واشر روم میں چلا گیا۔۔۔

غزنوی فریش ہو کر واشر روم سے نکلا۔۔۔ "آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری نزدیک آنے کی۔۔۔ کس نے حق دیا آپ کو میرے قریب آنے کا۔۔۔" زل غزنوی کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کپڑے بدل چکی تھی۔۔۔ "میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔" زل نے غزنوی کا گریبان پکڑا تھا۔۔۔ غزنوی نے زل کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔۔

اور اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتے ہاتھ پیچھے کیے۔۔۔ "دوبارہ یہ حرکت نہ کرنا۔۔۔" غزنوی نے زل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔ "تو میرے قریب کیوں آئے۔۔۔" زل چینیختے ہوئے بولی۔۔۔ "کیوں مجھے تمہارے قریب آنے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت ہے۔۔۔" غزنوی نے زل کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

"میری اجازت کی ضرورت ہے۔۔۔" زمل غزنوی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے
بولی۔۔۔ "بیوی ہو میری۔۔۔" جب چاہوں تمہارے قریب آسکتا ہوں۔۔۔" غزنوی نے زمل کی بازو
میں انگلیاں گاڑتے ہوئے کہا۔۔۔ زمل کو اپنی بازو ٹوٹی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"نہیں ہوں میں آپ کی بیوی۔۔۔ کیوں آئے میرے قریب۔۔۔" بولے۔۔۔ "زمل غزنوی کے سینے
پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔" کیا یہ ہے آپ کی مراد نگہ۔۔۔" آپ کیسے
شوہر ہے۔۔۔ بیوی کو اپنی ہوش نہیں اور بیوی سے اپنا حق لے رہے ہے۔۔۔ کیا آپ مرد کہلانے کے
لائق۔۔۔" زمل۔۔۔ "ابھی زمل اتنا ہی بولی تھی کہ غزنوی دھاڑا تھا۔۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔۔" آپ کی مردانگی پہ بات کی تو آپ کی غیرت جاگ گئی۔۔۔ "زمل پھر سے چینی
تھی۔۔۔" نہیں یہ مراد نگہ نہیں تھی۔۔۔ مردانگی کیا ہوتا ہے۔۔۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔" غزنوی
سرخ آنکھیں لیے بولتے زمل کی بازو پکڑتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

"کیا کر رہے ہیں۔۔۔" زمل اپنی بازو چھروانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"تمہیں بتاؤ گا۔۔۔ کہ مراد نگہ کسے کہتے ہیں۔۔۔" غزنوی زمل کو بیڈ پہنکتے ہوئے بولا۔۔۔ زمل نے
غزنوی کی طرف دیکھتے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ زمل کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہوئے
تھے۔۔۔ "رو کیوں رہی ہو۔۔۔" غزنوی نے زمل کے عارض پہ پیار سے ہونٹ رکھے۔۔۔ "میں
تمہارے قریب نہیں آیا۔۔۔" غزنوی اس کی نم آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"تویہ۔۔" زل نے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ "میں رات کو جب آیا۔۔ تو مجھے پتہ چلا میری بیوی میرے لیے تیار ہوئی تھی۔۔۔ میرا انتظار کرتے ہوئے ٹیرس پہ سردی میں سو گئی۔۔ تو میں نے سوچا۔۔ میں بھی تمہیں تھوڑا سا پیار کر لوں۔۔۔" غزنوی مسکراتے ہوئے زل کے آنسو ہونٹوں سے چنتے ہوئے بولا۔۔۔

زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔

"تمہارا یہ نازک سا وجود برف بن چکا تھا۔۔۔ بس میں نے اسے دوبارہ نارمل کیا۔۔۔" غزنوی زل کے اوپر سے اٹھتے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ زل بیڈ سے اٹھتے اپنے آنسو صاف کرتے صوفے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کی کلائی پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ زل غزنوی کی گود میں گری تھی۔۔۔

"رات میں تیار ہوئی تھی۔۔۔ اب ہو جاؤ۔۔۔ صرف تم میں ہی کھو جاؤں گا۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" کبھی بھی نہیں۔۔۔ "زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔" کیوں۔۔۔" یار کب تک ناراض رہوں گی۔۔۔" کس طرح معافی مانگو۔۔۔ کہ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔" غزنوی زل کے ہاتھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔" زل نے نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں۔۔۔" زل نے نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیا کیا ہے میں نے۔۔۔" غزنوی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔"آپ ایسے کیوں بن رہے ہیں۔۔۔جیسے آپ کو کچھ پتہ نہیں ہے۔۔۔"مجھے پتہ چل گیا ہے۔۔۔"زلزلہ غزنوی کی گود سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیا نہیں پتہ۔۔۔"غزنوی نے زلزلہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔زلزلہ غزنوی کی طرف سر نفی میں ہلاتے ڈریسنگ روم کی میں آئی۔۔۔اور اندر سے زمین پہ گرا جیولری بوکس اور جیولری اٹھاتے ہوئے کمرے میں آئی۔۔۔"یہ کیا ہے۔۔۔"زلزلہ غزنوی کی طرف جیولری پھینکتے ہوئے بولی۔۔۔جیولری غزنوی کی گود میں گری تھی۔۔۔"تمہیں نہیں پتہ۔۔۔"جیولری ہے یاد۔۔۔"غزنوی پر سکون انداز میں بولا۔۔۔۔۔

"میں بچی ہوں کیا؟؟؟مجھے پتہ نہیں کیا۔۔۔مجھے پتہ ہے یہ جیولری یہ تمہارے لیے لی تھی آپ نے۔۔۔"زلزلہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"ہاں یہ مجھے یاد آیا۔۔۔یہ میں نے لیے تھا کسی کے لیے۔۔۔"غزنوی اپنی کنپٹی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔سمجھا اسے بھی بالکل نہیں آیا تھا۔۔۔کہ زلزلہ بولنا کیا چاہتی ہے۔۔۔"یہ RO میرے نام میں تو نہیں آتا۔۔۔"بتائے مجھے۔۔۔"زلزلہ نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"RO غزنوی نے زلزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے لفظ دہرائے۔۔۔یہ دیکھے اب بول دے اس سے بھی میرا نام شروع ہوتا ہے۔۔۔"زلزلہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ بولی۔۔۔

غزنوی نے زمین پہ پڑی اپنی شرٹ اٹھائی۔۔۔اور اس میں سے اس چیٹ کی پھٹی ہوئی چیٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھی۔۔۔"دیکھو۔۔۔"rose for you my wifey"۔۔۔پھول بھی تھا وہ

نہیں دیکھا۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے اسے گھورا۔۔۔" تم بیویوں کو ناعادت ہے بیچارے
شوہر پہ شک کرنے کی۔۔۔" غزنوی نے زل کے ہاتھ میں جیولری پہ نظر جمائی۔۔۔

زل وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ زل کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی
تھی۔۔۔۔

زل نے اپنے سر پہ ہلکی سی چیمٹ ماری۔۔۔" میں کتنی بیوقوف ہوں۔۔۔ کیا کیا سوچ رہی
تھی۔۔۔" زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"i love you so much gaznwi"
زل نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم بلیک جینز پہن کر باہر آیا۔

کندھے پر ٹاول رکھا تھا۔ جان عالم نے ٹاول سے بال خشک کئے۔ اور سامنے ڈرار سے ڈائر نکال کر بالوں
پر چلایا۔۔۔ جان عالم بال کو ڈرائے کر رہا تھا کہ جان عالم کی نظر اپنی گردن پر چھوٹے چھوٹے دانتوں کے
نشان پر پڑھی۔۔۔۔ جہاں اسکی جنگلی بلی اسے کاٹ کر گئی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے
چھوا تھا۔۔۔۔ جان عالم نے پیار سے وہاں ہاتھ رکھا۔۔۔۔

جان عالم نے مسکرا کر شرٹ پہنی۔۔۔ اور بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔ جس سے اس کی نظر زمین پر پڑے
لیپ ٹاپ کو دیکھا۔۔۔ جو اسکی چھوٹی سی بیوی کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

جان عالم نے لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ پر رکھا۔۔۔ اور اسکی حالت دیکھ کر افسوس
کیا۔۔۔ "ٹڈی۔۔۔" جان عالم نے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے ورشاں کو اس
نام سے مخاطب کیا۔۔۔

ورشاں نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر دیکھا۔۔۔ ورشاں دبے دبے قدم سے اندر آئی۔۔۔ اور پھر
سے باہر آتے ہلکا سا دروازہ کھولا۔۔۔ اور چھپ کر اپنے جان خان کو دیکھا۔۔۔ جو لیپ ٹاپ پر نظر رکھ
کر بیٹھا تھا۔۔۔ ورشاں اندر آئی۔۔۔ جان خان سوری۔۔۔ میری وجہ سے یہ۔۔۔ ورشاں چہرہ پہ
معصومیت لیے کان پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو دیکھا۔۔۔ قریب آؤ۔۔۔ جان
عالم کو اس کے معصوم سے چہرہ پہ اتنی معصومیت دیکھ کر بے حد پیار آیا تھا۔۔۔

ورشاں جلدی جلدی اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر جان عالم کے پاس گئی۔۔۔ اور معصومیت سے
جان عالم کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ جان عالم نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں بیٹھایا۔۔۔ اور اسے پیٹ سے
پکڑ کر اپنی گود میں بیٹھاتے ہوئے خود سے لگایا۔۔۔ ورشاں کی پشت جان عالم کے سینے کے ساتھ لگی ہوئی
تھی۔۔۔

"ناشتہ کیا ورشاں۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے کان پاس جھکتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں نے
نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف ہونٹ نکالتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "کیا ہوا میرے بے بی
کو۔۔۔" جان عالم نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "مجھے گود گدی ہو رہی

ہے۔۔۔"ورشاش معصوم سا چہرہ بنائے ہلکا سا مسکرائی۔۔۔جان عالم وورشاش کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔

"ابھی مجھے کاٹی کی تھی نہ۔۔۔"جان عالم نے وورشاش کی طرف دیکھا۔۔۔"میں سوری بولنے آئی تھی جان خان۔۔۔"مجھے ناشتہ کرنا ہے۔۔۔"ورشاش نے جان عالم نے کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"ناشتہ کرنا ہے ابھی۔۔۔"ورشاش جلدی سے زور زور سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔تو چلو۔۔۔

جان عالم مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔جان عالم سڑھیاں اترتے ڈانگ روم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کی نظر زمل کے پاس کھڑی وورشاش پہ پڑی۔۔۔ورشاش جان عالم کو دیکھتے زمل کے پیچھے چسپی تھی۔۔۔ورشاش نے زمل کہ فراک دونوں مٹھیوں میں پکڑی تھی۔۔۔

جان عالم نے وورشاش کو چپھتے دیکھ کر اسے گھورا تھا۔۔۔"عالم۔۔۔"زرغام کی آواز پہ جان عالم پلٹا تھا۔۔۔زرغام بہت عزیز دوست تھا۔۔۔اسی لیے سیدھا لاونج میں ہی آیا تھا۔۔۔"اتنی صبح صبح۔۔۔"جان عالم زرغام کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔"ہاں رات کو جو میلز تو نے مجھے سینڈ کی تھی۔۔۔وہ میں نے کچھ client کو شنیر کی تھی۔۔۔ان میں سے ہی ایک کمپنی تم سے میٹنگ کرنا چاہتی ہے۔۔۔"زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔"تو میٹنگ کا ٹائم آفس چل کر ڈن کر لیتے ہیں۔۔۔غزنوی سے بھی پوچھ لے گے۔۔۔"بس ناشتہ کر کے آفس نکلتے ہیں۔۔۔"جان عالم نے بھی سنجیدگی سے کہا۔۔۔"ہا۔۔۔"زرغام بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔"کیا ہوا۔۔۔"جان عالم نے زرغام کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔" یہ نمائش کیوں کروا رہا ہے۔۔۔" اسے چھپالے۔۔۔" زرغام جان عالم کی گردن پہ دانتوں کے نشانات دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

"یار۔۔۔" میں آتا ہوں۔۔۔" جان عالم بول کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے کمرے میں آتے ہی شرٹ اتار کر صوفے پہ پھینکی۔۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے کمرے میں سے وائٹ ہائے نیک اور اوپر بلیک ٹی شرٹ نکالتے پہنی۔۔۔ جان عالم مرار کے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔ اب ورشاں کے دانتوں کے نشانات نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔

جان عالم واپس نیچے آیا۔۔۔ زرغام جان عالم کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔" مطلب کچھ کچھ سمجھ رہے ہو۔۔۔ اور سمجھا بھی رہے ہو۔۔۔" زرغام نے جان عالم کو میکائیکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔" چل اٹھ آجانا شتہ کرے۔۔۔" جان عالم نے زرغام کے کندے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔" ابھی کر کے آیا ہوں۔۔۔" زرغام نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔" اچھا۔۔۔ تو نے ناشتہ کہاں سے کر لیا۔۔۔" ہفتہ کے آٹھ دن تو آفس میں ناشتہ کرتا ہے۔۔۔ اور آج تو نے ناشتہ کر لیا۔۔۔" واہ بھئی زرغام۔۔۔ ڈرامے نا کر آجا۔۔۔" جان عالم نے اسے ڈانگ روم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ زرغام جان عالم کے ساتھ ڈانگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام، جان عالم کے ساتھ ڈانگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی ڈانگ روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔" کیسا ہے یار۔۔۔" زرغام غزنوی کو دیکھتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔" میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم کیسے

ہوں۔۔"غزنوی زرغام سے ملتے چمیر پہ بیٹھا۔۔"لالا۔۔"ورشاش کمر پہ ہاتھ رکھتے غزنوی کو گھورتے ہوئے دروازے میں کھڑی ہوئی تھی۔۔غزنوی نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔

غزنوی چلتا ہوا ورشاش کے پاس آیا۔۔اور گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کی طرف دیکھا۔۔"کیسا ہے میرا بچہ۔۔"غزنوی نے ورشاش کو اپنے حصار میں لیا۔۔نارمل لڑکیوں سے بارہ سال کی عمر میں ورشاش کی ہانٹ کم تھی۔۔غزنوی ورشاش کا ہاتھ پکڑتے ڈانگ ٹبیل تک آیا۔۔اور اسے چمیر پہ بٹھایا۔۔جان عالم ورشاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ورشاش جان عالم کو گھورتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔"اوہو۔۔میں نے دیکھا ہی نہیں آپ کو لالا۔۔لالا آپ کیسے ہے۔۔"ورشاش وہی بیٹھی ہوئی پیار سے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔زرغام نے مسکراتے ہوئے ورشاش کی طرف دیکھا۔۔"میں ٹھیک ہوں۔۔گرٹیا کیسی ہے۔۔"زرغام نے بھی بھرپور محبت سے پوچھا۔۔"میں تو بہت اچھی ہوں۔۔"ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔اور پھر ناشتہ میں مصروف ہو گئی۔۔

"تم دونوں ناشتہ کر کے آفس چلو۔۔میں ورشاش کو سکول چھوڑ کر آتا ہوں۔۔"جان عالم کھانا کھاتے ہوئے بولا۔۔اس سے پہلے زرغام، غزنوی بولتے ورشاش چیخ رہے ہوئے بولی۔۔"میں نہیں جاؤ گی سکول۔۔"ورشاش جان عالم کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔"میں نہیں جاؤ گی۔۔"ورشاش چمیر سے اٹھتے بھاگتے ہوئے ڈانگ روم سے بھاگی۔۔"زرغام، غزنوی دونوں مسکرائے تھے۔۔"تم دونوں چلو۔۔میں آتا ہوں۔۔"جان عالم ڈانگ روم سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

"ورشاشا۔۔۔" جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ تو ورشاشا کمرے میں نہیں تھی۔۔۔ جان عالم ڈریسنگ روم میں آیا۔۔۔ پھر واشروم بھی چیک کیا۔۔۔ ورشاشا نہیں تھی۔۔۔ جان عالم کمرے سے نکلا۔۔۔ غزنوی کے کمرے سے آوازیں آرہی تھی۔۔۔ جان عالم غزنوی کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ تو ورشاشا زل کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم چلتا ہوا ورشاشا کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔۔۔

زل جان عالم کو دیکھتے بولنے والی تھی۔۔۔ کہ جان عالم نے اسے خاموش رہنا کا اشارہ کیا۔۔۔ زل اب خاموشی سے ورشاشا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ "زل دیدہ۔۔۔" آپ کو پتہ ہے کہ جان خان میٹلر ہے۔۔۔ "ہر وقت مجھے سزا دیتے ہیں۔۔۔ اور مجھے جان خان کے غصے سے ڈر بھی لگتا ہے۔۔۔" ورشاشا نے ہونٹ باہر نکالتے معصومیت سے کہا۔۔۔ "لیکن دیدہ۔۔۔ جان خان زبردستی مجھے سکول بھیجتے ہیں۔۔۔ ورشاشا منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاشا کہ باتیں سنتے آنکھیں چھوٹی کیے ہوئے تھا۔۔۔

"دیدہ جان خان۔۔۔ اچھے بھی ہے۔۔۔ میری کوئی کوئی بات مان لیتے ہیں۔۔۔" ورشاشا ہستے ہوئے بولی۔۔۔ زل بھی مسکرائی۔۔۔ ورشاشا ہستے ہوئے بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔۔ لیٹتے ہی ورشاشا کی نظر پیچھے کھڑے جان عالم کی طرف پڑی۔۔۔ "میں آپ کے ہاتھ نہیں آؤ گی۔۔۔" ورشاشا نفی میں سر ہلاتے

دوسری طرف سے اترتے بھاگی تھی۔۔۔ ورشاں کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ تو اس کی نظر داجی پہ پڑی۔۔۔ داجی اپنا چہرہ دھورہ ہے تھے۔۔۔

ورشاں داجی کو دیکھتے مسکرائی۔۔۔ اور آرام سے سڑھیاں اترتے نیچے آئی۔۔۔ "مجھے ڈانٹتے ہے نا داجی۔۔۔ اب آپ کو پتہ چلے گا۔۔۔ ورشاں سے پنگا۔۔۔ is not چنگا۔۔۔" ورشاں کندھے اچکاتے ہوئے ویش بیسن کی طرف بڑھی۔۔۔ اور نیچے جھکتے ٹیب بند کر دیا۔۔۔ کہ داجی کو پتہ نہ چلا کہ ٹیب بند ہے۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے پیچھے کھڑی ہوئی۔۔۔

"ورشاں خوش ہوئی۔۔۔" ورشاں نے اپنے کندھے پہ خود ہی ہاتھ رکھتے خود کو شاباش دی۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ داجی کے چہرے پہ صابن لگا ہوا تھا۔۔۔ اور ٹیب میں سے پانی نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ورشاں پاس کھڑی ہنس رہی تھی۔۔۔ اور اس کی ہسنے کی آواز داجی تک با آسانی گئی تھی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔" داجی وہی کھڑے اونچی آواز میں بولے تھے۔۔۔ جان عالم جو زمل کے کمرے میں تھا۔۔۔ داجی کی آواز سنتے باہر نکلا۔۔۔ اور اوپر سے ہی نیچے دیکھا۔۔۔

ورشاں تھوڑی دور کھڑی ہنس رہی تھی۔۔۔ اور سامنے ہی داجی تھے۔۔۔ جان عالم کو بھی ہنسی آئی تھی۔۔۔ لیکن پھر جلدی سے سڑھیاں اترتے نیچے آیا۔۔۔ اور ٹیب آون کیا۔۔۔ اب نیل سے پانی آ رہا تھا۔۔۔ "ورشاں یہ تم نے کیا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "بلکل۔۔۔" ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہے داجی۔۔۔ "ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ داجی نے چہرہ دھوتے ورشاں کی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔ "تم میں زرا بھی تمیز، لحاظ نام کا چیز ہے۔۔۔" داجی ورشاں کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

ورشاں داجی کو غصے میں دیکھتے جان عالم کے پیچھے ہوتے اس کے بازو کے گرد مضبوطی سے دونوں ہاتھوں سے حصار بنایا۔۔۔ جان عالم نے تھوڑی سی گردن پیچھے کرتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "ہمارا بات یہ سنتے نہیں ہے۔۔۔ اور شیطانیاں کرتے ہوئے یہ شیطان ہے۔۔۔" داجی ورشاں کو چپھتے دیکھ کر بولے۔۔۔

"داجی میں اسے سمجھاؤ گا۔۔۔ دوبارہ ایسا مذاق نہیں کرے گی۔۔۔ جان عالم داجی کی طرف دیکھتے اپنی مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔

"مطلب اس طرح کا مذاق، شرارت نہ کرے۔۔۔ باقی جیسا مرضی کرے۔۔۔ اگر تم اس کو پہلے ہی سمجھاتا تو یہ ایسا نہ کرتا۔۔۔ لیکن تم میں بھی عقل ہوتا تو تم اس کو سمجھاتا۔۔۔" داجی جان عالم کو گھورتے ہوئے بولے۔۔۔ "داجی آپ ناشتہ کرے۔۔۔" جان عالم داجی کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "چلو ورشاں سکول جانا ہے۔۔۔" جان عالم کو ورشاں کو فحل یہاں سے لے کر جانا تھا۔۔۔ تو اسی لیے سکول کا بول کر ورشاں کے ساتھ کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بہت ہی معصوم بنی ہوئی تھی۔۔۔

"ٹیپ کیوں بند کیا تھا۔۔۔" جان عالم ورشاں کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں معصومیت سے ہونٹ باہر نکالتے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "داجی مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں۔۔۔ ابھی بھی ڈانٹا۔۔۔ اسی لیے میں نے ٹیپ بند کیا تھا۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "اچھا ٹیپ بند

کر کہ کیا ملا۔۔۔ "جان عالم نے پیار سے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔" اتنی ساری خوشی ہوئی۔۔۔ "ورشاں اپنا ہاتھ چھرواتے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" ابھی دیکھے تھا۔۔۔ داجی میرے جان خان کو بھی ڈانٹ رہے تھے۔۔۔ "ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔"

"مائی لیو۔۔۔" سکول تو جانا ہی ہے۔۔۔ "جان عالم نے پیار سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔" لیکن جان خان۔۔۔ "ورشاں نے جان عالم کو بیزاری سے دیکھا۔۔۔" "نو چھٹی نہیں ہو گی۔۔۔ چلو جلدی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے نیچے کھڑا کیا۔۔۔ ورشاں پیر پیٹکتے ہوئے ڈریسنگ روم میں گئی۔۔۔ جان عالم کو ورشاں کے انداز پہ بہت پیار آیا تھا۔۔۔

ورشاں دس منٹ بعد کپڑے چینج کیے باہر آئی۔۔۔ ورشاں ایسے ہی اپنا بیگ پکڑنے کے لیے صوفے کی طرف بڑھی۔۔۔ "اوئے بال نہیں بنانے۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے صوفے پہ بیٹھتے اس کے بال بنائے۔۔۔ ورشاں اپنے شوز پہن رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا بیگ پکڑا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے آگے ہاتھ کیا۔۔۔ "میں چلی جاؤ گی۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھے بنا بولتے ہوئے سائیڈ سے نکلتے کمرے نکلی۔۔۔

جان عالم بھی ہلکا سا مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ تو جان عالم نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ "سکول آگیا۔۔۔" جان عالم ورشاں کا گول گپے جیسا چہرہ بنائے بیٹھی ہوئی دیکھ کر بولا۔۔۔ ورشاں اپنا بیگ پکڑتے گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ اور دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولی

تھی۔۔۔ ورشاں سکول میں داخل ہوئی۔۔۔ جان عالم بھی اپنی گاڑی آفس کے راستے پہ ڈال چکا تھا۔۔۔۔

ورشاں مڑے مڑے قدموں سے اندر آئی تھی۔۔۔ اور کلاس میں اپنی جگہ پہ آکر بیٹھی۔۔۔ "ہائے۔۔۔" ورشاں کے ساتھ ہی عمیر بھی آکر بیٹھا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف ایک نظر دیکھتے پھر سے چہرہ نیچے کر لیا۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔" عمیر نے ورشاں کی طرف دیکھتے چہرہ تھوڑا نیچے کیا۔۔۔ "مجھے سکول نہیں آنا تھا۔۔۔ جان خان زبردستی چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ "کوئی بات نہیں ہم بریک ٹائم مزے کرے گے۔۔۔" دیکھنا تمہیں بہت مزا آئے گا۔۔۔" عمیر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"فرینڈز۔۔۔" عمیر نے دوستی کرنے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ ورشاں نے بھی مسکراتے ہوئے اس سے فرینڈ شپ کی۔۔۔ دونوں ہی مزے سے کلاس لے رہے تھے۔۔۔ بریک ہوتے ہی سب بچے باہر بھاگ گئے۔۔۔ لیکن ورشاں اور عمیر کلاس میں ہی تھے۔۔۔ اور باتیں کر رہے تھے۔۔۔ "میرا ہوم ورک کرو گے۔۔۔" ورشاں نے عمیر کی طرف دیکھا۔۔۔

"ہاں میں کر دوں گا۔۔۔" عمیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اور پھر کلاس سٹارٹ ہو گئی۔۔۔ ورشاں کا دن سکول میں اچھا گزر رہا تھا۔۔۔۔

جان عالم آفس میں آکر بیٹھا تھا۔۔۔ جان عالم نے سر چیر سے ٹکایا۔۔۔ "جنگلی بلی۔۔۔" جان عالم نے اپنی گردن پہ اس کے دانتوں کے نشانات پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ زرغام جان عالم کے آفس میں آکر اس کے سامنے بیٹھا۔۔۔ "مجھے لگ رہا ہے۔۔۔ میرا جگر کو محبت ہو گئی ہے۔۔۔" زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"نہیں یار۔۔۔ تجھے پتہ اس نے کیا کیا داجی فیس ویش کر رہے تھے۔۔۔ اس نے ٹیب بند کر دیا۔۔۔" جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام کا بھی قبضہ آفس میں گونجا تھا۔۔۔ "یار یہ تجھے سیٹ کرے گی۔۔۔" زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں یار۔۔۔ بہت ٹینشن ہے۔۔۔ یار ٹھیک سے کام نہیں کر رہے ورکرز آج ان سے بھی میٹنگ کرنی تھی۔۔۔"

"ہاں تو کرو۔۔۔" زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ "یار تجھے پتہ تو ہے غزنوی سے پھر ناراضگی چل رہی ہے۔۔۔" جان عالم ٹبیل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "جھگڑا تو تم کرتے ہوں۔۔۔" غزنوی اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "خیر میں سٹاف کو بول کر آیا ہوں۔۔۔" پانچ منٹ میں سب میٹنگ روم میں ہوں گے۔۔۔ ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔" غزنوی چیر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہم چلو۔۔۔" جان عالم چیر سے اٹھا۔۔۔ زرغام بھی اٹھا تھا۔۔۔ غزنوی آگے بڑھتے ہوئے جان عالم کے گلے لگ گیا۔۔۔ "نہ کیا کر فضول حرکتیں۔۔۔" غزنوی جان عالم سے الگ ہوتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"چل۔۔۔" جان عالم نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "زرغام تو بھی چل۔۔۔" جان عالم
دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو زرغام بھی میٹنگ روم میں آگیا۔۔۔ سب میٹنگ روم میں
بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

(The purpose of our meeting here is to focus on our
project. Our company has got this project. We have
made a deal. And if our project is not completed on time.
So there may be a case against our company)۔۔۔

(اج ہمارے یہاں میٹنگ کرنے کا مقصد اپنے پروجیکٹ پہ دھیان دینا ہے۔۔۔ ہماری کمپنی کو یہ پروجیکٹ
ملا ہے۔۔۔ ہم نے ڈیل کی ہوئی ہے۔۔۔ اور اگر وقت پہ ہمارا پروجیکٹ پورا نہ ہوا۔۔۔ تو ہماری کمپنی پہ
کیس ہو سکتا ہے)

جان عالم سب پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

As it used to work in our company, now it is not)
working as well, none of the workers are paying
attention to their work. Now I will come to the office
everyday. And I can ask for all the details of anyone's
(work at any time. And I'll want that right now

(جیسے ہماری کمپنی میں کام ہوتا تھا اب بالکل بھی ویسے کام نہیں ہوتا کوئی بھی ورکر اپنے کام پہ دھیان نہیں دے رہا۔۔ اب روزانہ میں آفس آؤگا۔۔ اور میں کبھی بھی کسی بھی وقت کسی کے بھی کام کی ساری ڈیٹلز مانگ سکتا ہوں۔۔ اور مجھے وہ اسی وقت چاہیے ہوگی)

(I hope everyone understands)

(مجھے امید ہے سب کو سمجھ آئی ہوگی) جان عالم کی بات پہ سب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

(.Now you all go and do your own work)

سب اپنے میٹنگ روم سے جا چکے تھے۔۔ زرغام، غزنوی اور جان عالم باتیں کر رہے تھے۔۔ زرغام کا فون رنگ ہو رہا تھا۔۔ زرغام نے کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔ اور دوسرے طرف سے ملنے والی خبر سے زرغام جلدی سے کال بند کرتے چیئر سے اٹھتا باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

غزنوی اور جان عالم نے ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھا۔۔ "چل دیکھتے ہیں۔۔۔" غزنوی اٹھتے ہوئے بولا۔۔ "میں ڈرائیو نہیں کروں گا۔۔" جان عالم نے پہلے ہی شرط رکھی۔۔ اور یہ شرط اس کی ہمیشہ سے تھی۔۔۔

"پہلے میرے ساتھ کرتے کی ڈرائیونگ چل اب۔۔" غزنوی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم نے کیز غزنوی کی طرف اچھالی۔۔ اور غزنوی کیز پکڑتے باہر نکلا۔۔ جان عالم بھی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے باہر نکلا۔۔۔۔

زرغام ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ پریشانی سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ نمل بھی سکول گئی ہوئی تھی۔۔۔ اگر نمل حویلی ہوتی تو شاید زرغام حویلی جاتا ہی نہیں۔۔۔ زرغام بیس منٹ کا راستہ دس منٹ میں طے کر چکا تھا۔۔۔ اس کی گاڑی حویلی کے کارپوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام گاڑی لو کڈ کیے بنا گاڑی سے نکلتا داخلی دروازہ عبور کر گیا۔۔۔ زرغام تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے پڑے اس وجود سے اسے نفرت تو تھی۔۔۔ ہی لیکن اس کے لیے پریشانی بھی ہو رہی تھی۔۔۔

زرغام کمرے کے اندر آیا۔۔۔ اور اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں تھی۔۔۔ بخار کی وجہ سے اس کے ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔۔۔ چہرہ سفید ہوا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی پیشانی پہ ٹمپریچر چیک کرنے کے لیے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اسے لگا جیسے اس نے کسی انگارے کو چھو لیا ہو۔۔۔ زرغام نے ہاتھ پیچھے کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

نفرت تھی اسے اس چہرہ سے۔۔۔ اسی کی وجہ سے اس کی زندگی برباد ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اس کی جان لیتے اسے موت کے گھاٹ اتار کر شاید اپنی دل میں لگی آگ کو کم کر سکتا تھا۔۔۔ لیکن زرغام چاہتا تھا۔۔۔ جس افیت جس تکلیف سے وہ گزر رہا ہے۔۔۔ اس سے تھوڑا سا اسے بھی نظارہ کروانا تھا۔۔۔ زرغام کا دل چاہ رہا تھا اس کی ابھی جان لے لیں۔۔۔ لیکن اپنے اردہ کو اور سوچ کر ترک کرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

ملازمہ باہر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ "ڈاکٹر کو کال کرو۔۔۔" اس کا چیک اپ کروا کر اسے ناشتہ کروائے۔۔۔ "زرغام بولتے ہوئے شاہ در اور نمل کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔" بابا۔۔۔ "شاہ در زرغام کو دیکھتے بیڈ سے کھیلتے ہوئے اٹھا تھا۔۔۔ ملازمہ زرغام کو کمرے میں آتے دیکھ کر باہر چلے گئی۔۔۔ زرغام نے آگے بڑھتے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔۔" بابا۔۔۔ "پریش۔۔۔ چاچی۔۔۔ کو اتا تیز بخار ہوا ہے۔۔۔" شاہ در زرغام کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"بابا کی جان۔۔۔" چاچی نہیں ہے وہ آپ کی۔۔۔" زرغام نے پیار سے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ شاہ در نے سوچنے کے انداز میں زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "لالا وہ نیچے عالم لالا، اور غزنوی لالا آئے ہے۔۔۔" ملازمہ دروازہ نوکڑ کرتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ "بابا ابھی آتے ہے۔۔۔ یہی بیٹھے رہنا۔۔۔" زرغام نے شاہ در کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔ "چاچو۔۔۔ سے نہیں ملنا۔۔۔" شاہ در معصومیت سے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میرا بچہ ابھی یہی آرام کرے گا۔۔۔ بعد میں چاچو سے مل لینا۔۔۔" زرغام نے اسے پیار سے سمجھایا۔۔۔ اگر شاہ در کے منہ سے پریشاں کا نکل جائے۔۔۔ اسی لیے بہتر تھا۔۔۔

کہ وہ اسے نہ لے کر جائے۔۔۔ زرغام ہاتھوں میں بال پھیرتے ہوئے لاونج میں آیا۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔ زرغام۔۔۔ اتنی جلدی میں کیوں نکلا۔۔۔" غزنوی زرغام کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "یار شاہ در ڈر گیا تھا۔۔۔ اسی لیے جلدی نکلا تھا۔۔۔" زرغام نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "ویسے اگر بھابی ہوتی تو سمجھ آ جانا تھا ہمیں۔۔۔" غزنوی زرغام کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "شرم کریا۔۔۔" زرغام نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"زرغام تجھے یار اب شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ نمل، شاہ درکوماں کی ضرورت ہے۔۔۔" جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ "یار میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔" محبت میں شرک نہیں ہوتا، جہاں شرک ہوں۔۔۔ وہاں محبت نہیں ہوتی، اور میری محبت مخلص ہے۔۔۔ مجھے اس کی محبت پورے طرح سے ملی تھی۔۔۔ لیکن میں پہلے اسے پوری طرح نہیں کر سکا۔۔۔ وہ مجھ سے بہت جلد دور چلے گئی تھی۔۔۔ اور میں پہلے ہی غلطی کر چکا ہوں۔۔۔ اسے دہرنا نہیں چاہتا۔۔۔" زرغام نے آخری الفاظ بہت ہی مدہم آواز میں بولے تھے۔۔۔ لیکن زرغام کے چہرہ کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف تحقیق زادہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "یار میں پہلے ہی روشانی کو کھو کر غلطی کر چکا ہوں۔۔۔" زرغام کی آنکھیں روشانی کا نام لیتے نم ہوئی تھی۔۔۔

"بابا۔۔۔" نمل مسکراتے ہوئے لاونج میں داخل ہوئی۔۔۔ "بابا آپ نے تو سر پرانز کر دیا۔۔۔" نمل ملازمہ کو بیگ پکڑاتے ہوئے زرغام کے پاس صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ زرغام نے نمل کے گرد حصار بنایا۔۔۔ "اسلام و علیکم چاچو۔۔۔" نمل غزنوی، جان عالم دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "وعلیکم السلام۔۔۔" میں چلتا ہوں۔۔۔ یار۔۔۔" جان عالم ٹائم دیکھتے ہوئے اٹھا۔۔۔ "چاچو آج ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔۔۔" نمل جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "پھر کھاؤ گا بیٹا۔۔۔ ابھی ورشاں کو لینے جانا ہے۔۔۔ لیٹ ہو جائے گی۔۔۔" جان عالم پیار سے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

جان عالم گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ ورشاں صبح ناراض تھی۔۔۔ اور اب اسے منانا ہی تھا۔۔۔ جان عالم اس کی صبح والی شرارت یاد کرتے مسکرا رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی گاڑی سکول کے باہر روکی۔۔۔ جان عالم کی نظر سکول کے گیٹ پہ تھی۔۔۔ جہاں سے ورشاں نے آنا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم بار بار ٹائم دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ دس منٹ اوپر ہو چکے تھے۔۔۔ ورشاں نہیں آئی تھی۔۔۔ جان عالم گاڑی سے نکلتے تھوڑا سا آگے ہی آیا تھا۔۔۔

ورشاں، عمیر کے ساتھ سکول سے باہر نکل رہی تھی۔۔۔ جان عالم کے عمیر کو دیکھ کر نقوش تنے تھے۔۔۔ جان عالم وہی روکا سینے پہ ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں جان عالم کو دیکھتے بھاگتے ہوئے آگے آئی۔۔۔ جان عالم نے عمیر کو گھورا تھا۔۔۔ اس دن بھی ورشاں اسی سے بات کر رہی تھی۔۔۔ "ہائے۔۔۔" عمیر نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ جان عالم اسے غصے سے دیکھتے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے گاڑی تک پہنچا۔۔۔ اور دروازہ کھولتے اسے اندر بٹھایا۔۔۔ اور واپس عمیر تک آیا۔۔۔

"دور رہنا اب ورشاں سے۔۔۔ بہت دور۔۔۔ ورائنگ ہے۔۔۔" جان عالم اسے ہاتھ کے اشارے سے فاصلے بناتے دیکھا کر بولا۔۔۔ جان عالم اسے غصے سے دیکھتے واپس گاڑی تک آیا۔۔۔ اور ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" آج سکول میں بہت مزہ آیا۔۔۔ "ورشاں جان عالم کی طرف چہرہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم بھی ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے مسکرایا۔۔۔

"جان خان۔۔۔ عمیر بہت اچھا ہے۔۔۔ اس نے میرے سارے کام کیے آج۔۔۔ اس نے مجھے آج بور بھی نہیں ہونے دیا۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف آنکھیں بڑی بڑی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اب سے میں روز سکول جایا کروں گی۔۔۔ روازنہ عمیر کے ساتھ بیٹھ کر باتیں بھی کیا کروں گی۔۔۔ اس سے کام بھی کروایا کروں گی۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"ویسے جان خان۔۔۔" آپ بہت لیٹ آئے آج۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "آفس گیا ہوا تھا۔۔۔ پھر وہاں سے زرغام کی طرف چلے گئے۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کیونکہ عمیر کے نام پہ اس کے موڈ خراب ہو چکا تھا۔۔۔ "کیوں گئے تھے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی چھوٹی سی بیوی کتنی تیز تھی۔۔۔ خود ابھی لڑکے کی باتیں بتا رہی تھی۔۔۔ اور اب نمل کے نام پہ غصے کر رہی تھی۔۔۔ "شاہ درڈر گیا تھا۔۔۔ اسی لیے گئے تھے۔۔۔" جان عالم پھر سے سنجیدگی سے بولا۔۔۔ "میری بات ہی نہیں مانتے آپ۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ناراضگی سے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔ جان عالم نے پیار سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔" جان خان آپ میری بات ہی نہیں مانتے۔۔۔" ورشاں نے ناراضگی سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔۔۔

"ایم سوری۔۔۔" جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ "ورشاں کو چو کلیٹس لینا ہے۔۔۔ آؤ لیتے ہیں۔۔۔" جان عالم بیکری کے باہر گاڑی روکتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم گاڑی سے نکلتے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے باہر نکالا۔۔۔ "میں پھر بھی ناراض ہوں۔۔۔" ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ "اوکے۔۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"excuse me"۔۔۔

ایک آدمی نے جان عالم کے پاس آتے اسے روکا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

Sir, can you park your car
a little to the side?

اس نے مسکراتے ہوئے جان عالم سے کہا۔۔۔

Sure۔۔۔۔

"ورشاں یہی کھڑی رہنا۔۔۔ میں گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔۔۔" جان عالم گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں تھوڑے سے ہی فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم گاڑی پارک کر کے واپس آیا۔۔۔ ورشاں وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ بیکری میں داخل ہوا۔۔۔

ورشٹاں اپنی مرضی کی کتنی ہی زیادہ چو کلیٹ لے چکی تھی۔۔۔۔"اب خوش۔۔۔۔"جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

ورشٹاں گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔جان عالم نے بیٹھتے ورشٹاں کی سیٹ بیلٹ بند کی۔۔۔۔جان عالم پیچھے ہونے ہی لگا تھا۔۔۔۔کہ ورشٹاں نے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔"جان خان بہت اچھے ہے آپ۔۔۔۔"ورشٹاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔جان عالم ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔۔جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔ورشٹاں نے جان عالم کو کس کی تھی۔۔۔۔جان عالم کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

"جان خان۔۔۔۔"میری طرف دیکھے۔۔۔۔"ورشٹاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جان عالم نے ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔۔۔جان عالم کا سارا ہی دھیان اب ورشٹاں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔جان عالم کی گاڑی ان بلینس ہوئی تھی۔۔۔۔جان عالم نے گاڑی سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔لیکن گاڑی ان بلینس ہوتی الٹے ہوئے سڑک پہ گھسٹی دور جا گری تھی۔۔۔۔جان عالم وہی ساکت ہوا۔۔۔۔اس نے گہرے سانس لینے شروع کیا۔۔۔۔سرپرچوٹ آنے کی وجہ سے خون اس کے چہرے سے بہتے ہوئے اس کی شرٹ کو بھگور رہا تھا۔۔۔۔لیکن جان عالم اس حالت میں بھی اپنی بند ہوتی آنکھوں سے ورشٹاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔وہ محفوظ تھی۔۔۔۔اسے زیادہ چوٹ نہیں لگی ہو گی۔۔۔۔سیٹ بلیٹ کی وجہ سے۔۔۔۔لیکن جان عالم کی سیٹ بلیٹ نہیں بندھی ہوئی تھی۔۔۔۔جس وجہ سے اسے زیادہ ہی چوٹ لگ چکی تھی۔۔۔۔

ورشاں سر پہ ہاتھ رکھے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جان عالم کے خون کے کچھ قطرے اس کے کپڑوں پہ بھی گرے تھے۔۔۔

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے رو رہی تھی۔۔۔ "جج۔۔جج۔۔ جان خان۔۔۔" اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں روائے تھے۔۔ ورشاں نے ہچکیوں سے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں کانپ رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جان عالم کو جھنجھوڑا۔۔۔ "جج۔۔جج۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔

وہ ساکت ہوا۔۔۔ اپنی ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں اب بالکل بند ہونے کو تھی۔۔۔ "خخ۔۔خخ۔۔ خون۔۔۔" ورشاں خون دیکھتے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ "جج۔۔جج۔۔ جان خان دیکھے خون آرہا ہے۔۔۔ اپ کے سر سے اٹھے دیکھے نا۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔ لیکن جان خان اپنے ہوش و حواس کھو چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ وہ ہر چیز سے غافل بے وجود کے ساتھ پڑا تھا۔۔۔

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے اسے جھنجھوڑتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم کا سر سٹرینگ سے ٹکا ہوا تھا۔۔۔ جس سے خون رس رہا تھا۔۔۔ "جج۔۔جج۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کے سر سے بہتے خون جو دیکھتے ورشاں نے اپنا دوپٹہ اتارتے جان عالم کا سر کے نیچے رکھا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اٹھے نا۔۔۔" ورشاں نے روتے ہوئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔ اٹھے نا۔۔۔" ورشاں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ پلیز۔۔۔ اٹھ جائے نا۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "ورشاں روتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ لوگ جمع ہو رہے تھے۔۔۔ ورشاں لوگوں کو دیکھتے سہمی

تھی۔۔۔"بج۔۔۔جان۔۔۔خ۔۔۔خان۔۔۔ا۔۔۔اٹھے۔۔۔بی۔۔۔یہاں۔۔۔ا۔۔۔اتنے۔۔۔
 ز۔۔۔ز۔۔۔زیادہ۔۔۔لل۔۔۔لوگ۔۔۔ہے۔۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔۔ڈ۔۔۔ڈ۔۔۔ڈر۔۔۔لل۔۔۔لگ
 ر۔۔۔رہا ہے۔۔۔ورشاں روتے ہوئے جان عالم کے کندھے پہ سر رکھ گئی۔۔۔اسے کے آنسو آنکھوں
 سے نکل رہے تھے۔۔۔

اسے واقعی ہی ان لوگوں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ "بیٹا۔۔۔" آپ کسی کا نمبر دے۔۔۔ ہم کال کرتے ہیں۔۔۔ "ایک عورت ورشاں کو یوں سہمے دیکھ کر آرام سے بولی۔۔۔ ونڈ سکرین کا شیشہ نیچے ہونے کی وجہ سے ورشاں تک اس کی آواز باآسانی جاسکتی

تھی۔۔۔"نن۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میں۔۔۔آ۔۔۔ا۔۔۔اپ کی۔۔۔بب۔۔۔بات نہیں سنو گی۔۔۔"ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔اسے یاد آیا تھا۔۔۔کیسے وہ شخص اسے جان عالم کے نام پہ لے کر چلے گئے تھے۔۔۔

"جان۔۔۔خان۔۔۔اٹھے نا۔۔۔" مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے کندھے کو پھر سے جھنجھوڑا۔۔۔" بیٹا ان کو چوٹ لگی ہے۔۔۔ اگر ہسپتال نہیں لے کر گئے۔۔۔ تو پھر ان کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ وہ عورت بہت ہی تحمل سے بولی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف

دیکھا۔۔۔"نن۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میرے جان خان کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔"ورشیاں اپنے آنسو ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔"تو پھر مجھے نمبر بتائے۔۔۔"اس عورت نے پیار سے کہا۔۔۔

"مم۔۔۔مم۔۔۔مجھے نہیں۔۔۔آتا۔۔۔"ورشیاں اپنی پیشانی پہ آئے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔"یہاں دیکھو موبائل ہوگا۔۔۔"اس نے ورشیاں کو گاڑی میں دیکھنے کا کہا۔۔۔ورشیاں نے ہچکی لیتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھتے موبائل کے لیے گاڑی میں نظریں دوڑائیں۔۔۔موبائل ڈیش بورڈ کے پاس پڑا ہوا تھا۔۔۔ورشیاں نے ہچکی لیتے ہوئے موبائل اس عورت کو پکڑا یا۔۔۔

جان عالم کا فون ان لو کڈ ہی تھا۔۔۔اس نے موبائل آؤن کیا فرسٹ کال غزنوی کی ہی تھی۔۔۔

اس نے غزنوی کو کال کی۔۔۔"یہاں یہ جن کا موبائل ہے۔۔۔ان کا اکیسڈینٹ ہو گیا ہے۔۔۔پلیز آپ جلدی یہاں پہنچے۔۔۔"اس عورت نے تحمل سے بات کرتے واپس موبائل ورشیاں کو پکڑا یا۔۔۔"بیٹا یہ لو پانی پی لو۔۔۔"اس نے پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔۔۔"نن۔۔۔نہیں۔۔۔پہلے جان خان پئے گے۔۔۔میں پھر پیو گی۔۔۔"ورشیاں ہچکوں سے روتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشیاں جان عالم کی طرف دیکھتے روئے جا رہی تھی۔۔۔دس منت میں ہی غزنوی بھی وہی پہنچ چکا تھا۔۔۔غزنوی کو دیکھتے ورشیاں اور رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔غزنوی ایسبوالینس کو بھی کال کر چکا تھا۔۔۔زرغام بھی پہنچ چکا تھا۔۔۔جان عالم کو ایسبوالینس میں دیکھتے زرغام کے ہوش اڑے تھے۔۔۔"لالا۔۔۔"ورشیاں ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔۔غزنوی بھی اپنی گاڑی ایسبوالینس کے پیچھے ہی

لگا چکا تھا۔۔۔" شش۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ نہیں روتے۔۔۔" غزنوی نے پیار سے ورشاں کے آنسو صاف کیے۔۔۔

"میرے جان۔۔۔ خان کو چوٹ لگی ہے۔۔۔" ورشاں نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہچکی لی۔۔۔

غزنوی کی گاڑی ہسپتال کے باہر روکی تھی۔۔۔ جان عالم کو آئی سی یو میں لے کر جا چکے تھے۔۔۔ غزنوی آئی سی یو کے باہر کھڑا چکر لگا رہا تھا۔۔۔ "زرغام میں دس منٹ میں۔ آتا ہوں۔۔۔ ورشاں کو حویلی چھوڑ کر۔۔۔ کالز کر رہے ہیں۔۔۔" غزنوی ورشاں کو اپنے حصار میں لیتے باہر نکلا۔۔۔

غزنوی دس منٹ کا راستہ کچھ ہی منٹوں میں طے کرتے حویلی پہنچا تھا۔۔۔ ورشاں ابھی بھی رو رہی تھی۔۔۔ لاونج میں ہی سب بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ "کیا ہوا عالم کو۔۔۔" داجی پریشانی سے غزنوی کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ ورشاں بھاگتے ہوئے رابیہ خان کی طرف بڑھی۔۔۔ اور ان کے گلے لگتے رونے لگی۔۔۔ "مورے جان خان کو چوٹ لگی ہے۔۔۔" ان کا بہت زیادہ بلیڈ ویسٹ ہو رہا تھا۔۔۔ "ورشاں نے رابیہ خان کی طرف دیکھتے روتے ہوئے کہا۔۔۔" نامیرا بچہ۔۔۔ روتے نہیں ہے۔۔۔" رابیہ خان نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "داجی ہسپتال میں ہے۔۔۔ وہی جا رہا ہوں۔۔۔ مورے آپ ورشاں کے کپڑے وغیرہ چھینج کر وائے۔۔۔" غزنوی نے ایک نظر لاونج میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کے کپڑوں پہ خون کے دھبے تھے۔۔۔

غزل لاونج میں نہیں تھی۔۔۔" لالا۔۔۔ مجھے بھی لے جائے۔۔۔" ورشاں نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ "نہیں بیٹا۔۔۔ آپ یہی رہو۔۔۔ میں عالم کو لے کر آؤ گا۔۔۔" غزنوی نے پیار سے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ لالا۔۔۔ مجھے جانا ہے جان خان کے پاس۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ "مورے۔۔۔ میں نے دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ کا یہاں سے اتنا زیادہ بلڈ نکل رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور ہنچی لی۔۔۔ "مورے مجھے جانا ہے۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں ورشاں اچھا بچہ ضد نہیں کرتا۔۔۔ رابیہ خان نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔" نہیں۔۔۔ مجھے لے کر جاؤ۔۔۔ جان خان کے پاس۔۔۔" ورشاں چینختے ہوئے بولی۔۔۔ "میری جان۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔" میں لے کر آؤ گا۔۔۔ عالم کو واپس۔۔۔ "غزنوی نے اسے پھر سے پیار سے کہا۔۔۔" لالا میرے جان خان ٹھیک ہو جائے گے۔۔۔ نا۔۔۔" ورشاں نے نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ "جی میری جان۔۔۔ عالم ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اسی لیے جلدی سے کپڑے چینج کرو۔۔۔ پھر میں اپنی پرسنل کو لے جاؤ گا۔۔۔ عالم کے پاس۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔" غزنوی پیار سے بولا۔۔۔ "پکا پرومیس۔۔۔" ورشاں نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ "پکا پرومیس۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

غزنوی لاونج سے واک آؤٹ کر گیا۔۔۔ اب غزنوی کی گاڑی کارخ ہسپتال کی طرف تھا۔۔۔ جان عالم کی کینڈیشن سرئیس تھی۔۔۔ لیکن حویلی میں بھی فلحل اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ غزنوی گاڑی روکتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں زرغام کھڑا ہوا تھا۔۔۔ "کیا کہاؤا کٹرنے۔۔۔" غزنوی زرغام کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ "ابھی تک کچھ نہیں بتایا۔۔۔" زرغام افسردہ سا چہرہ لیے بولا۔۔۔

(دس ماہ بعد)

ورشاشا ٹیرس پہ کھڑی ہوئی نیچے کی طرف دیکھتے چائے پی رہی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔" اسے جان عالم کا خون سے لت پت چہرہ یاد آیا تھا۔۔۔ آپ بہت برے ہے جان خان۔۔۔ کچھ پل تو ساتھ رہنے دیتے۔۔۔ اپنی عادت لگا کر۔۔۔ مجھے عادی بنا کر ایک ہی لمحے میں خود سے دور کر دیا۔۔۔ "ورشاشا کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اس کی جھیل سی گہری نیلی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

"Hello warsha How are you ?

Why am I standing here"?

(ہیلو ورشا۔۔۔ یہاں کیوں کھڑی ہوئی ہو۔۔۔) صفویہ ورشا کو ٹیرس پہ کھڑا دیکھ کر

بولی۔۔۔ "Nothing, just standing there". (کچھ نہیں بس یو ہی کھڑی ہوئی

تھی۔۔۔) ورشا ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "Go to sleep, Varsha... I

have to go to school in the morning". (ورشاشا سو جاؤ۔۔۔ صبح سکول بھی

جانا ہے۔۔۔) صفویہ بلینکٹ لیتے ہوئے بولی۔۔۔

اوکے۔۔۔ "ورشاشا بس اتنا ہی بولی تھی۔۔۔

ورشٹاں چائے کا کپ لیے اندر آئی۔۔۔ اور ختم کرتے لیٹ گئی۔۔۔ اپنی سوچوں میں ہمیشہ کی طرح وہ پھر سے جان عالم کو سوچ رہی تھی۔۔۔ انکھوں کے سامنے کچھ پل لہرائے تھے۔۔۔

(ماضی)

"جان۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ پلیز۔۔۔" ورشٹاں جان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل کیے ہوئی تھی۔۔۔ "کیوں نہیں جانا؟؟؟" جان عالم غصے سے اس کے بازو جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔ "جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے مت ڈانٹے۔۔۔ اپ ڈانٹتے ہے۔۔۔ تو مجھے برا لگتا ہے۔۔۔" ورشٹاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ "کیا کرو۔۔۔ بولو کیا کرو۔۔۔ ہر وقت تمہارے پاس بیٹھا رہوں۔۔۔" جان عالم اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں جاؤ گی۔۔۔" کچھ بھی کر لے۔۔۔ "ورشٹاں نے پھر سے جان عالم کی گردن کے گرد باہیں ڈالی۔۔۔ ورشٹاں جان عالم کے گرد حصار بنائے رو رہی تھی۔۔۔ "مت بھیجے جان خان۔۔۔" ورشٹاں نے ہیچکی لی تھی۔۔۔

جان عالم ورشٹاں کو پھر سے خود سے دور جھٹک چکا تھا۔۔۔ "جا کر اپنی چیزیں سمٹو۔۔۔ پانچ منٹ بعد آؤ گا۔۔۔ بالکل تیار ہونی چاہیے۔۔۔ ورنہ میں اپنے طریقے سے چھوڑ کر آؤ گا۔۔۔" جان عالم غصے سے بولتا باہر نکلا۔۔۔ اور دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ ورشٹاں ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ اور وہ جا چکا تھا۔۔۔

(حال)

ورشٹاں نے آنکھیں کھولتے اوپر کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں کبھی آپ سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ کبھی واپس نہیں آؤ گی۔۔۔ ورشٹاں سوچتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔

پریشاں ابھی کمرے سے نکلی تھی۔۔۔ سامنے ہی کھڑے زرغام کو دیکھتے اس کے چہرہ کارنگ اڑا تھا۔۔۔ پریشاں واپس کمرے میں چلے گئی۔۔۔ زرغام اس کے پیچھے ہی کمرے میں آیا تھا۔۔۔ "یہ ڈرامہ کیوں کر رہی ہو۔۔۔ میں کوئی عاشق نہیں ہوں۔۔۔ تمہارا۔۔۔ جو تمہارے پیچھے پیچھے گھوموں گا۔۔۔" زرغام ایک ایک لفظ چھباتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں نے کب کہا۔۔۔ میرے پیچھے گھومو۔۔۔ مت آیا کرو۔۔۔ مجھے۔۔۔ تمہاری شکل تک دیکھنی گوارہ نہیں۔۔۔" پریشاں زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"بابا۔۔۔ شاہ در زرغام کی آواز سنتے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔" جی بابا کی جان۔۔۔ "زرغام نے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔۔" بابا کھانے کھائے۔۔۔ "شاہ در نے زرغام کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔" آپ نے اور آپ نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ "زرغام نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔" نہیں بابا۔۔۔ "شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام شاہ در کو اٹھائے ہی نمل کے کمرے میں آیا۔۔۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی پڑھائی کر رہی تھی۔۔۔ "نمل بیڈ آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔۔" زرغام نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "بابا آپ کا انتظار

کر رہے تھے۔۔۔ "نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" چلو آؤ۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔" زرغام نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ملازمہ کھانا لگا چکی تھی۔۔۔۔۔

"بابا مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔" نمل کھانا کھاتے ہوئے بولی۔۔۔ "جی میری جان۔۔۔ بولو۔۔۔" زرغام نمل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ "بابا پریشاں چا۔۔۔ پریشاں دیدہ کب تک یہاں رہے گی۔۔۔" نمل سنجیدگی سے بولی۔۔۔ "کیوں بیٹا کوئی مسئلہ ہے۔۔۔ کچھ اس نے آپ سے۔۔۔" زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ "نہیں بابا۔۔۔ لیکن وہ کیوں ہماری حویلی میں روکی ہوئی ہے۔۔۔ آپ عالم چاچو کو کال کرے۔۔۔ اور آپ ان سے بولے۔۔۔ پریشاں چاچی کو لے کر جائے۔۔۔" نمل زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔۔۔۔۔

"بیٹا وہ آپ کی چاچی نہیں ہے۔۔۔ ہر دفعہ بتانا ضروری تو نہیں۔۔۔ اور آپ یہ بھی جانتی ہے کہ عالم کی شادی اب ورشاں سے ہو چکی ہے۔۔۔ تو وہ کیوں لینے آئے گا۔۔۔ پریشاں کو۔۔۔" زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو کیا ہوا بابا۔۔۔ عالم چاچو کی شادی ہوئی ہے۔۔۔ غزنوی چاچو تو ہے نا۔۔۔ وہ تو ان کے بھائی ہے۔۔۔ آپ ان سے بولے لے جائے۔۔۔ بس وہ ہماری حویلی میں نہیں روک سکتی۔۔۔" نمل ابھی بھی ضد سے بولی۔۔۔۔۔

"بس کرے نمل بیٹا۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔۔ ایک ہی بات پہ ضد کیوں کر رہی ہے۔۔۔ میں بول رہا ہوں۔۔۔ وہ یہی رہے گی۔۔۔ آپ دوبارہ یہ بات نہیں کرے گی۔۔۔" زرغام بولتے غصے سے اٹھتا ڈائنگ روم سے نکلا۔۔۔ باہر کھڑی پریشاں کی حیرانگی سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔ اس کا سر چکرایا

تھا۔۔۔ اس کی چھوٹی سی بہن سے عالم کی شادی ہو چکی تھی۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے ڈانگ روم سے نکلتے ہوئے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔۔۔ پریشاں کو ابھی بھی اپنے کانوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ کہ جو اس نے سنا کیا وہ سہی سنا۔۔۔ یا غلط سنا ہے۔۔۔ پریشاں کا سر چکرایا تھا۔۔۔ پریشاں زرغام کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔۔ پریشاں کمرے میں آئی۔۔۔ زرغام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ زرغام کی آنکھیں بند تھی۔۔۔

"ا۔۔۔ ابھی۔۔۔ ابھی تم کیا بول رہے تھے۔۔۔" پریشاں کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ زرغام نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیا۔۔۔" زرغام کی آواز میں شدید غصے تھا۔۔۔ اور لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔ "و۔۔۔ ورشاں کی شادی۔۔۔ عالم سے۔۔۔" پریشاں کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ "تو۔۔۔" زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"تت۔۔۔ تم۔۔۔ ٹھیک بول رہے تھے۔۔۔" پریشاں لڑکھڑاتے ہوئے بولی۔۔۔ "ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہوتا۔۔۔ جھوٹا مکار۔۔۔" زرغام اس نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے اپنے چکراتے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اس کی چھوٹی سی بہن۔۔۔ اکی

شادی۔۔۔ وہ بے یقین تھی۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔" ورشاں تو بہت چھوٹی تھی۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ "پریشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

زرغام پریشاں کے ایکٹ پہ استنزیہ مسکرایا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔ "دکھ ہوا" زرغام اس کی طرف افسردگی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "مجھے بھی ہوا تھا۔۔۔" زرغام اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "لیکن اس کا نکاح عالم سے ہوا۔۔۔ اس کا زمہ دار میں نہیں ہوں۔۔۔ اس کی ذمہ دار تم ہوں۔۔۔" زرغام بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ "اگر تم حویلی سے نابھا گتی۔۔۔ تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔۔۔" زرغام اس کے چہرہ پہ نظریں گاڑھیں بولا۔۔۔ "میری وجہ سے نہیں۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہوا۔۔۔" پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔

"شش۔۔۔" آواز نہ نکلے۔۔۔ ورنہ پھر سے فام ہاؤس میں پھینک آؤ گا۔۔۔ اور اس بات دروازہ تب ہی کھولا گا۔۔۔ جب تم پہ فاتح پڑی جائے۔۔۔" زرغام اس کے چلانے پہ اسے سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "تت۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہوا۔۔۔ تم ہوں وجہ۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی آواز اب بہت حد تک کم تھی۔۔۔ ابھی بھی اسے ڈر تھا۔۔۔ اس خوفناک فام ہاؤس کا۔۔۔

"نہیں میری جان۔۔۔ اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ تم بھاگی تھی۔۔۔" زرغام کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ "یہ بات تم نہیں جانتی تھی۔۔۔ کہ اگر تم حویلی سے بھاگی۔۔۔ تو اپنے خاندان کی

عزت بچانے کے لیے کچھ بھی کیا جاسکتا تھا۔۔۔" زرغام اس کا جبرہ اپنی آہنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"بیچ۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔" پریشاں گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔۔۔ "تم نہیں تھی جانتی اگر تم حویلی سے بھاگی۔۔۔ تو تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔" زرغام اس کا جبرہ خطرناک حد تک دبوتے ہوئے غرایا۔۔۔ "ک۔۔۔ کیا کرتی۔۔۔ بولو۔۔۔ کیا کرتی عالم سے نکاح کر لیتی۔۔۔" پریشاں اسے دونوں ہاتھوں سے دور دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کا جبرہ چھوڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"بولو کیا کرتی۔۔۔ نکاح کر لیتی اس سے۔۔۔ نکاح پہ نکاح کر لیتی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "نہ کرتی نکاح۔۔۔ بھاگی کیوں؟" زرغام اس کی گردن دبوتے چکا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے خود کو چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ پریشاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ اسے سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی گردن خطرناک حد تک دبوتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

زرغام اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ اس کی گردن جھٹکے سے چھوڑ چکا تھا۔۔۔ پریشاں دیوار کے ساتھ لگی تھی۔۔۔ پریشاں اپنے گلے کو جکڑے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ اسے سانس نہیں آرہا تھا۔۔۔ پریشاں زمین پہ بیٹھتے ہوئے بری طرح کھانس رہی تھی۔۔۔ "کیا بولتی سب کو۔۔۔ کیوں نکاح

نہیں کر سکتی۔۔۔ یا پھر یہ بولتی کہ اس لیے نکاح نہیں کر سکتی۔۔۔ کیونکہ میں زرغام خان کے نکاح میں ہوں۔۔۔" پریشاں گہرے سانس لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے بولی۔۔۔

"تم۔۔۔" برتن ٹوٹنے کی آواز پہ زرغام، پریشاں دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں نمل کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور بے یقینی سے زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو چکے تھے۔۔۔ "بابا۔۔۔" نمل نے یقینی کی کیفیت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "بیٹا میری بات سنو۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن نمل نفی میں سر ہلاتے ہوئے جا چکی تھی۔۔۔

جان عالم آفس میں چمیر سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کی نظر سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر تھی۔۔۔ جس پہ میٹنگ چل رہی تھی۔۔۔ نظریں تو اس کی لیپ ٹاپ پہ ہی تھی۔۔۔ لیکن دماغ کہیں اور ہی گھوم تھا۔۔۔ وہ کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ "سر میٹنگ ختم ہو چکی ہے۔۔۔" اس نے جان عالم کو خود میں کھوئے دیکھ کر کہا۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔" جان عالم اپنے خیالوں سے باہر آتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم پھر سے چمیر سے سر ٹکا گیا۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ورشاں کا روتا ہوا چہرہ آیا تھا۔۔۔

"جان خان مجھے نہیں جانا۔۔۔ پلیز جان خان۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے اس کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اسے جھٹک چکا تھا۔۔۔

جان عالم نے آنکھیں کھولتے دوبارہ بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ دس ماہ گزر چکے تھے۔۔۔ "جان خان۔۔۔" میں نفرت کرتی ہوں۔۔۔ آپ سے۔۔۔ میں کبھی آپ کے پاس واپس نہیں آؤ گی۔۔۔ "ورشائ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ "نہیں ورشاں۔۔۔" جان عالم آنکھیں کھولتے ہوئے چلایا۔۔۔ "لالا آپ ٹھیک ہے۔۔۔" زل جو آفس میں ہی آرہی تھی۔۔۔ اس کے چلانے پہ جلدی سے اس کی طرف بڑھی۔۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔" جان عالم نے خود کو کمپوز کیا۔۔۔ جان عالم کی پیشانی پہ پیسنہ آرہا تھا۔۔۔ "لالا پلینز ریلکس۔۔۔" زل نے پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے جان عالم کو پکڑایا۔۔۔ جان عالم کی پریشان ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔۔ جان عالم ایک ہی سانس میں پانی کا گلاس خالی کر چکا تھا۔۔۔ "لالا زیادہ مت سوچا کرے۔۔۔" زل نے جان عالم کی طرف پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم ابھی ابھی خاموش تھا۔۔۔ غزنوی دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا تھا۔۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے ہوئے حیران ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھی۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ غزنوی اس کے سامنے تھا۔۔۔ یقین کرنا مشکل تھا۔۔۔ غزنوی جان عالم کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے گلے لگ گیا۔۔۔ "وہ کیسی ہے۔۔۔" جان عالم غزنوی کو خود سے الگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "تجھے کیا لینا دینا۔۔۔ تو تو اس سے ہر رشتہ توڑ چکا ہے۔۔۔ اگر تجھے یاد ہو تو۔۔۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"پتہ ہے۔۔۔ بس یو ہی پوچھا تھا۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولتے ہوئے باہر کی طرف
بڑھا۔۔۔ "کب کر رہا ہے شادی۔۔۔" غزنوی اسے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔ جان عالم
کے قدم روکے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بہت جلد۔۔۔" جان
عالم بول کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔" غزنوی نے ٹبل پہ پڑی چیزیں زمین پہ پھینکی تھی۔۔۔ زل چیزیں گرنے کے شور پہ ہوش
میں آئی تھی۔۔۔ غزنوی اپنی شاندار پرسنلٹی لیے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی بلیک کلر کی ٹی
شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔۔۔ دس ماہ میں اس کی پرسنلٹی اور بھی شاندار ہو چکی تھی۔۔۔ کوئی
بھی لڑکی اس کی طرف مائل ہو سکتی تھی۔۔۔ "ایکسوزمی سر۔۔۔" سعدیہ نوکڈ کرتے ہوئے اندر
آئی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زل پہ اس نے ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔۔ اور یہی
بات زل کو چبھی تھی۔۔۔۔۔

کہ اس نے ایک نظر بھی اس پہ نہیں ڈالی تھی۔۔۔ اور اس کی ایک آواز پہ ہی اس کی طرف متوجہ ہوا
تھا۔۔۔ "سریہ فائل۔۔۔" سعدیہ نے غزنوی کی طرف مسکراتے ہوئے فائل بڑھائی۔۔۔ زل ان
دونوں کو گھور رہی تھی۔۔۔ "تمہیں نظر نہیں آرہا۔۔۔ غزنوی ابھی آفس نہیں آئے۔۔۔ تھکے ہوئے
ہے۔۔۔ اور تم فائل کے کر آگئی۔۔۔ بعد میں چیک کر لے گے۔۔۔ ابھی جاؤ۔۔۔" زل سعدیہ کو
گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ اور چند قدم کا فاصلہ اپنے اور غزنوی کے درمیان ختم کرتے اس کی ہاتھوں کی
انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھسا گئی۔۔۔

اب غزنوی کی باری تھی۔۔۔ حیران ہونے کی۔۔۔ غزنوی حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا

تھا۔۔۔ "اب جاؤ۔۔۔ منہ کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔" زمل سعدیہ کو وہی کھڑے دیکھ کر

بولی۔۔۔ "جی۔۔۔" سعدیہ بولتے روم سے نکلی۔۔۔ "زمل غزنوی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ

رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ "مجھے یہ لڑکی بالکل پسند نہیں

ہے۔۔۔" زمل غزنوی کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہیں نہیں ہے۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ مجھے

بہت ہے۔۔۔ یہ کافی ہے" غزنوی نے بولتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔۔

"میں بیوی ہوں آپ کی۔۔۔ اور میرے سامنے ہی کھڑے لڑکی کی تعریفیں کر رہے ہیں۔۔۔" زمل

نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے اسے گھورا۔۔۔ "اگر تمہارا لالا دوسری شادی کر سکتا ہے۔۔۔ تو میں

بھی کر ہی سکتا ہوں۔۔۔ آخر حق رکھتا ہوں۔۔۔" غزنوی نے زمل کی طرف دیکھتے مسکرا کر کہا۔۔۔ "وہ

لالا ہے۔۔۔ یہ آپ ہے۔۔۔" میں آپ کی جان اپنے ہاتھوں سے لوں گی۔۔۔ اگر کبھی ایسا کرنے کا سوچا

بھی۔۔۔" زمل غزنوی کو وارننگ دیتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"ابھی کر لوں۔۔۔" غزنوی نے اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "غزنوی۔۔۔" زمل نے غصے

بولتے ہوئے غزنوی کے عارض پہ دانت گاڑھے تھے۔۔۔ "اب کر لے۔۔۔" زمل غزنوی کو غصے سے

بولتے باہر نکلی۔۔۔ "جنگلی ہرن۔۔۔" غزنوی نے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے منہ میں

بڑبڑایا۔۔۔۔۔

ورشاشاں ابھی بھی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ رات کا وقت تھا۔۔۔ لیکن اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ ورشاشاں بیڈ سے اٹھتے صوفے پہ آکر بیٹھ گئی۔۔۔ اور جان عالم کی تصویر نکال کر دیکھنے لگی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں آپ کو اپنے ساتھ یہاں تک لے آئی۔۔۔ آپ تو آنے نہیں چاہتے تھے۔۔۔ لیکن میں پھر بھی آپ سے ہی چپچھا کر آپ کو یہاں لے آئی۔۔۔" ورشاشاں تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشاشاں کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ ہر رات ورشاشاں جان عالم کی تصویر سے یوہی باتیں کرتی تھی۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ چھوتی تھی۔۔۔ جو کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر سکتی تھی۔۔۔ ورشاشاں پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو رہی تھی۔۔۔

صوفیہ ورشاشاں کو صوفے پہ بیٹھے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ Varshaan, why aren't you sleeping? صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ I didn't sleep. ورشاشاں نے جان عالم کی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ Varshaan, it's been ten months since you came here, but you still can't sleep at night.

(ورشاشاں تمہیں یہاں آئے دس ماہ ہونے والے ہے۔۔۔ لیکن ابھی بھی تمہیں نیند نہیں آتی۔۔۔) صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ Dude, you get used to it after so long.

(یار اتنے وقت میں تو عادت ہو جاتی ہے۔۔۔) صفویہ اسے افسردگی سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیونکہ ورشاں گھنٹوں یوہی بیٹھی رہتی تھی۔۔۔ اور سوتی نہیں تھی۔۔۔ او۔۔۔ یہ ہر رات ہوتا تھا۔۔۔

"عادت ہی تو ہے۔۔۔ جو جاتی نہیں ہے۔۔۔ جان خان کی۔۔۔" ورشاں جان عالم کی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ What did Varshan say؟ صفویہ کو اردو نہیں آتی تھی۔۔۔ اسی لیے اسے ابھی بھی ورشاں کی بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

Jan Khan has a habit of staying with them, this habit will not go away, even breathing can go away.۔۔

(عادت ہے جان خان کی۔۔۔ ان کے ساتھ کی۔۔۔ سانس جاسکتی ہے۔۔۔ عادت نہیں جائے ہے۔۔۔) ورشاں نے صفویہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

Who is Jan Khan؟ صفویہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"ورشاں کی زندگی" ورشاں منہ میں بڑبڑائی۔۔۔ Who is Jan Khan؟

And how is it?

(کون ہے جان خان۔۔۔ اور کیسا لگتا ہے۔۔۔) صفویہ نے پھر سے وہی سوال کیا۔۔۔ "میراجینا کا مقصد۔۔۔" ورشاں نے چہرہ پہ مسکراہٹ لیے کہا۔۔۔ صفویہ کو بالکل سمجھ نہیں آئی تھی اس کی بات کی۔

What did you say?

(تم نے کیا کہا؟) صفویہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔Nothing۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔Tell me what it looks like.

(مجھے بتاؤ وہ نظر کیسا آتا ہے۔۔۔) صفویہ کو بھی اب دلچسپی ہوئی تھی۔۔۔When his eyes

looked at me, peace would reach my soul.

"ان کی آنکھیں جب مجھے دیکھتی تھی

تو روح تک سکون اترتا تھا۔۔۔" ورشاں آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ لمحہ یاد کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جب
ورشاں جان عالم کی لپ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور جان عالم اس کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا
تھا۔۔۔

Wow, tell me more

صفویہ ایکسٹڈ ہوئی تھی۔۔۔When they used to take my name from
their lips...it seemed as if there was nothing sweeter than
my name.

(جب اپنے ہونٹوں سے میرا نام لیتے تھے۔۔۔ تو لگتا تھا کہ جیسے میرے نام سے پیارا کچھ
نہیں۔۔۔) ورشاں نے آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ لمحے یاد کیا جب جان عالم اس کا نام پکار رہا تھا۔۔۔ اس
کے ہونٹوں پہ تل۔۔۔ یاد کرتے ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

یہ تل ورشاں نے تب ہی دیکھا تھا۔۔۔ جب جان عالم نے اسے جھٹکا تھا۔۔۔ تب اس کی نظر جان عالم کے
ہونٹوں پہ گئی تھی۔۔۔ Their embrace of me...

The best moment in the world

(ان کا مجھے خود میں چپھانا۔۔۔ دنیا کا سب سے بہترین لمحہ)

ورشاں نے وہ لمحہ یاد کیا تھا۔۔۔ جب جان عالم کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے پہلے بار اپنے قریب کیا
تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔" ورشاں کا مطلب جان عالم
۔۔۔ ورشاں جان عالم کی تصویر پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

This picture was given to you by your beloved Khan.

(یہ تصویر تمہارے جان خان نے تمہیں تحفہ میں دی۔۔۔) صفویہ نے مسکراتے ہوئے
پوچھا۔۔۔ "اور تو کچھ نہیں لیا۔۔۔ لیکن میں نے اپنے جان خان کو سب سے چرایا ہے۔۔۔ اور ان کی
تصویر کو ان سے چرایا تھا۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

زرغام نمل کے پیچھے اس کے کمرے تک آیا تھا۔۔۔ نمل دروازہ بند کیے بیڈ پہ بیٹھی رو رہی
تھی۔۔۔ "نمل میری جان۔۔۔ پلیز اوپن دی ڈور۔۔۔" زرغام دروازہ نوکد کرتے ہوئے
بولا۔۔۔ لیکن نمل اندر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔ کہ اس کے بابا کبھی ایسا

کر سکتے ہیں۔۔۔ نمل کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ "نمل میری جان۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔" زرغام دروازے پہ مسلسل دستک دیتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔

نمل نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔ اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ اور واپس بیڈ پہ آکر بیٹھ گئی۔۔۔ زرغام نمل کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ "میری جان اپنے بابا کی بات تو سنو۔۔۔" زرغام نے پیار سے نمل کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "بابا مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔" نمل زرغام کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ "نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ بابا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ پریشاں چاچی جھوٹ بول رہی تھی نا۔۔۔" نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔

زرغام خاموش تھا۔۔۔ "روتا نہیں ہے میری جان۔۔۔" زرغام نے نمل کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "بابا ا۔۔۔ آپ ابھی غزنوی چاچو کو کال کرے۔۔۔ ان سے بولے اپنی بہن کو لے کر جائے۔۔۔" نمل زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ فلحل رونا تو بند کرو۔۔۔" زرغام نے پیار سے کہا۔۔۔ "نہیں بابا۔۔۔ وہ ہماری حویلی میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ اپ ان کو غزنوی چاچو کے ساتھ بھیجے۔۔۔ یہ ہماری حویلی ہے۔۔۔ وہ یہاں نہیں رہ سکتی۔۔۔ ان کو ابھی یہاں سے بھیجے۔۔۔" نمل بضد ہوئی تھی۔۔۔

زرغام نمل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے سوچا نہیں تھا۔۔۔ ایسے پتہ چلا گا۔۔۔ اور ایسا کچھ ہو گا۔۔۔ "بابا آپ نہیں کرے گے۔۔۔ غزنوی چاچو کو کال۔۔۔ میں خود کرتی ہوں چاچو کو کال۔۔۔" نمل اپنا موبائل پکڑنے کے لیے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ "نمل ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔۔" زرغام کی آواز

سرد تھی۔۔۔ نمل دروازے میں کھڑی زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "کیوں بابا۔۔۔ وہ یہاں نہیں رہ سکتی۔۔۔ ان کو یہاں سے جانا ہوں گا۔۔۔ یہ ہماری مورے کی جگہ ہے۔۔۔" نمل زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں بول رہا ہوں۔۔۔ پریشاں یہی رہے گی۔۔۔ اور آپ غزنوی کو کال نہیں کرے گی۔۔۔" زرغام سرد آواز میں بولا۔۔۔ "لیکن بابا۔۔۔" نمل نے نم آنکھوں سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "بس اب کوئی بحث نہیں کرنی مجھے۔۔۔" زرغام اپنے لفظوں پہ زور دیتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

"آپ میرے بابا نہیں ہو سکتے۔۔۔ میرے بابا کبھی میری مورے کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ نمل دروازے بند کرتے روشانے کی تصویر پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ وہ اتنی بھی بچی نہیں تھی۔۔۔۔۔ چودہ پندرہ سال کی تھی۔۔۔ اور ضرورت سے زیادہ سمجھدار بھی تھی۔۔۔ اور زرغام کبھی روشانے کی جگہ کسی اور کو دے سکتا ہے۔۔۔ اس نے ایسا کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔" مورے۔۔۔ اپ چلے گئی۔۔۔ بابا دیکھے کیا کر رہے ہیں۔۔۔ لیکن ہمارے مورے صرف آپ ہے۔۔۔ صرف آپ ہے۔۔۔" نمل روشانے کی تصویر سینے سے لگائے رو رہی تھی۔۔۔۔۔

زرغام اپنے کمرے میں آیا۔۔۔ پریشاں وہی زمین پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ رونے کے مٹے مٹے نشانات تھے۔۔۔ زرغام اس کی طرف ایک ہی جست میں بڑھتے اسے بازو سے دبوچ کر اپنے مقابل کر گیا۔۔۔ پریشاں ابھی بھی رو رہی تھی۔۔۔ "یہ ڈرامہ بند کرو اپنے۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ تم اتنی

سیدھی نہیں ہوں۔۔۔ عالم تمھاری اس معصومیت سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔۔۔ میں تم جیسی مکار عورت کی معصومیت سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔۔۔ جس کی وجہ سے میری زندگی برباد ہوئی۔۔۔ جس کی وجہ سے روشنانے مجھ سے دور ہوئی۔۔۔ اس سب کی ذمہ دار تم ہوں۔۔۔ "زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چھباتے ہوئے بولا۔۔۔

"کک۔۔ کیا کیا میں نے۔۔۔" پریشاں نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تمہیں نہیں پتہ تم نے کیا کیا۔۔۔ تمھاری ایک گناہ کی وجہ سے میری زندگی برباد ہوئی ہے۔۔۔ صرف تمھاری وجہ سے۔۔۔" زرغام پریشاں کو جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ میں تمہیں کتنی دفعہ بتاؤ۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ "چٹاخ۔۔۔" خبردار! اگر تمھاری آواز اونچی ہوئی۔۔۔ "زرغام اس کے چہرہ پہ تھپڑ کا نشان چھوڑتے ہوئے اس کے بالوں میٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔

زرغام کا موبائل رنگ ہونے پہ زرغام نے پریشاں کے بال چھوڑتے ہوئے موبائل کے لیے نظریں کمرے میں دوڑائیں۔۔۔ اسے موبائل نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ پریشاں زرغام کا موبائل ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑا دیکھ چکی تھی۔۔۔ اور اس پہ چمکنے والا نام دیکھتے پریشاں فون جیپٹ چکی تھی۔۔۔ "عالم۔۔۔" پریشاں کال ریسو کرتے روتے ہوئے بولی۔۔۔

زرغام موبائل کی تلاش میں تھا۔۔۔ کہ پریشاں کی آواز پہ اس نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اسے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ زرغام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس

سے فون چھین چکا تھا۔۔۔ "کون۔۔۔" جان عالم پریشاں کی آواز سنتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام پریشاں کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں اپنی خون چھلکتی آنکھیں گاڑھ گیا۔۔۔ "ہاں بول عالم۔۔۔" زرغام نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ "ابھی کون بولا تھا زرغام۔۔۔" جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ اسے آواز جانی پہچانی لگی تھی۔۔۔

"ملازمہ تھی۔۔۔" تو وہ چھوڑ تو بتا۔۔۔ اس ٹائم کال کیوں کی۔۔۔" زرغام اپنے ہاتھ کا دباؤ پریشاں کے منہ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔ "ہاں یار۔۔۔ غزنوی واپس آ گیا ہے۔۔۔ میں نے اس سے پوچھا تھا۔۔۔ ورشاں کیسی ہے۔۔۔ لیکن اس نے کچھ نہیں بتایا۔۔۔" جان عالم پریشانی سے بولا۔۔۔ "یار جب تو اس سے ہر رشتہ ختم کر چکا ہے۔۔۔ تو پھر تجھے وہ کیا بتائے گا۔۔۔ اور کیوں بتائے گا۔۔۔" زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"چل ٹھیک ہے۔۔۔ پھر میں رکھتا ہوں۔۔۔" جان عالم سیکریٹ جلاتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔

زرغام نے موبائل بیڈ پہ اچھالا۔۔۔ اور پریشاں کو دیوار کے ساتھ لگائے اس کی گردن دبوچ گیا۔۔۔ "کیوں ریسو کی کال۔۔۔ تمہیں پتہ تھا نہ۔۔۔ عالم کی کال ہے۔۔۔ تو کیوں ریسو کی۔۔۔" زرغام ایک ہاتھ سے اس کا گلہ دبوچے تو دوسرا ہاتھ دیوار پہ مارتے ہوئے غرایا۔۔۔ "کیونکہ میں تمہاری حویلی میں نہیں رہنا چاہتی۔۔۔" پریشاں گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ "کہاں جاؤ گی۔۔۔ تم مر چکی ہوں۔۔۔ ان سب کے لیے۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔

"ع۔۔۔عالم اور لالا مجھے لے جائے گے۔۔۔" پریشاں گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔۔۔"کیوں لے کر جائے گے۔۔۔تم بھاگ چکی ہوں حویلی سے۔۔۔اور پھر تمہارا نکاح بھی ہوا ہے۔۔۔اور وہ بھی مجھ سے۔۔۔کیا کرو گی۔۔۔کیسے جاؤ گی۔۔۔کیا بولو گی۔۔۔کیوں بھاگی حویلی سے۔۔۔"زرغام پریشاں کا گلہ چھوڑتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔"وہ میرے بابا کی حویلی ہے۔۔۔مورے مجھے دیکھ کر سب بھول جائے گی۔۔۔"پریشاں گلے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔"کون سی مورے۔۔۔"زرغام نے اس کی طرف استغزیاہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"میری مورے۔۔۔"پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم بھی کھو چکی ہو۔۔۔جیسے تم نے میرے ان چھوٹے چھوٹے بچوں سے مجھ سے روشا نے کو دور کیا تھا نا۔۔۔تمہیں بھی کر دیا تمہاری مورے سے دور۔۔۔نہیں رہی تمہاری مورے اس دنیا میں۔۔۔"زرغام اس کی طرف استغزیاہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔پریشاں اپنے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام گئی۔۔۔

"اور دوبارہ یہ حرکت مت کرنا جو تم نے اج کی۔۔۔تمہیں اپنی حویلی کے لان میں دفناؤ گا۔۔۔اور ہر دن تمہاری قبر پہ فاتح پڑھو گا۔۔۔"زرغام اسے وارننگ دیتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"وہ میگنٹر ہے میرا۔۔۔"پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"ابھی بھی اسی خوش فہمی میں ہوں۔۔۔اگر کبھی عالم کو پتہ چل گیا۔۔۔تم اس رات مجھے کہاں ملی تھی۔۔۔اور کیوں تم سے نکاح کیا۔۔۔غزنوی خود تمہیں زمین کی سات تہوں کے نیچے دفن کرے گا۔۔۔"زرغام اس کی بازو پکڑتے ہوئے غرایا۔۔۔اور اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف چھوڑتے دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔پریشاں بے یقین ہوتے ہوئے اسی کمرے میں چلے گئی۔۔۔

غزنوی کمرے میں آیا۔۔۔ زل لائٹ بلیو کر کی پٹھانی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔۔ جسے پیچھے ڈوریوں کے
سہارے سنبھالا ہوا تھا۔۔۔ زل مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زل اپنے بال برش کر رہی
تھی۔۔۔ غزنوی اس کی بل کھاتی کمراس کے کمر پہ لہراتے بالوں کو دیکھتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے
بیڈ پہ لیٹا۔۔۔ زل ابھی بھی کھڑی ہوئی برش کر رہی تھی۔۔۔

غزنوی دس منٹ سے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ زل ابھی بھی اسی پوزیشن میں تھی۔۔۔ "لائٹس بند
کرو۔۔۔" غزنوی بلینک لیتے ہوئے بولا۔۔۔ زل نے ایک نظر غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نے دروازہ بند ہونے کی آواز پہ بلینک اتارا۔۔۔ کیا تھی
زل۔۔۔ قریب نہیں آتا تھا۔۔۔ تو قریب بلاتی تھی۔۔۔ اور قریب جاتا تھا۔۔۔ تو خود ہی دور جھٹکتی
تھی۔۔۔ غزنوی نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔

غزنوی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئی تھی۔۔۔ زل ڈریسنگ روم سے نکلی۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر
اس پہ ڈالی۔۔۔ غزنوی کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ زل بلیک کلر کی نائیٹی جس پہ نیٹ لگی ہوئی
تھی۔۔۔ اور بیک لیس تھی۔۔۔ اوپر سے گاؤن پہنے بیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔۔ اس کے بال کمر پہ بکھرے
ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی اس کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

غزنوی کی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔۔ غزنوی کو یقین ہوا تھا۔۔۔ ایک عورت ایک مرد کو اپنی
طرف مائل کر سکتی ہے۔۔۔ اسے بہکا سکتی ہے۔۔۔ اور غزنوی بہک رہا تھا۔۔۔

"کیا چاہتی ہو۔۔۔" غزنوی آنکھوں میں خمار لیے بولا۔۔۔ "میں نے کیا کیا۔۔۔" زمل غزنوی کے سینے پہ انگلی رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "پاس آتا ہوں۔۔۔ تو آنے نہیں دیتی۔۔۔ نہیں آتا تو قریب آنے کے لیے بہکاتی ہو۔۔۔" غزنوی زمل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "اپنی مرضی سے رہے کہ دس ماہ مجھ سے دور۔۔۔ مجھے یہاں تنہا چھوڑ دیا۔۔۔" زمل کی آواز نرم ہوئی تھی۔۔۔ "یار میں ورشاں کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ مورے پریشان رہتی ہے۔۔۔" غزنوی پیار سے زمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زمل نے نرم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔

"اس روئے زمین پہ اگر غزنوی خان اپنی مورے کے بعد کسی عورت کے لیے جھک سکتا ہے۔۔۔ تو وہ صرف میری زمل غزنوی خان ہے۔۔۔ اس روئے زمین پہ غزنوی صرف زمل سے محبت کرتا ہے۔۔۔ باقی ہر عورت مجھ پہ حرام ہے۔۔۔"

زمل غزنوی کے لمس اور اس کے الفاظ سنتے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ میں بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ اپنی پٹھانی سے۔۔۔"

ورشاں سکول کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔ اسے یاد آیا تھا۔۔۔ کیسے جان عالم اس کے بال بناتا تھا۔۔۔ اسے تیار کرتا سکول جانے کے لیے لیکن ورشاں منہ بناتی رہتی تھی۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنے لیسر بند کرتے ہوئے اٹھی۔۔۔ اور اپنے بالوں کی ٹیل کرتے

ہوئے حجاب کر چکی تھی۔۔۔ جان خان یہاں ہوتے۔۔۔ تو کتنے خوش ہوتے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی تصویر پکڑتے اسے کے عارض پہ ہونٹ رکھتے۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھ کر بیگ پکڑ کر کمرے سے نکلی۔۔۔۔۔

Hey Varshaan---

آریان نے ہمیشہ کی طرح اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔ لیکن ورشاں نے اس بار بھی اس کے ہاتھ نہیں
تھاماتھا۔۔۔ "ہائے۔۔۔" ورشاں ماسک لگائے ہوئی تھی۔۔۔ جس سے اس کی نیلی آنکھیں ہی صرف
نظر آرہی تھی۔۔۔ شاید یہ پہلی ایسی لندن کی لڑکی تھی۔۔۔ جو خود کو پردے میں رکھ رہی تھی۔۔۔ اج
ورشاں کو سانس کا تھوڑا سا مسئلہ ہو رہا تھا۔۔۔ اسی لیے ماسک لگائے ہوئی تھی۔۔۔ ورنہ ورشاں ویل
کرتی تھی۔۔۔ ورشاں لندن میں رہ کر بھی خود پہ کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑنے دیتی تھی۔۔۔

لباس بھی اس کا بہت ہی سادہ سا ہوتا تھا۔۔ جس سے اس کا جسم مکمل توڑ پر چپھا ہوتا تھا۔۔ ورشاں گھٹنوں سے نیچے تک لائٹ پنک کلر سکرٹ پہننے اوپر وائٹ کلر کا گاؤن پہنے ہوئی

Varshaan, you don't fail even though you live---تھی

in London, dressing like this is strange.

(ورشاں تمھیں لندن میں رہ کر اسی ڈریسنگ کرتے ہوئے عجیب سا فیل نہیں ہوتا)۔۔ آریان ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

No. I am not in my city. But I am a Muslim.

(نہیں۔۔۔اپنے شہر میں نہیں ہوں لیکن ہوں تو مسلمان....)

ورشاں اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ But you look so different and
.strange in this dress

(لیکن تم اس ڈریس میں سب سے الگ سب سے عجیب لگتی ہو۔۔۔) آریان نے سامنے کھڑی ایک لڑکی
پہ نظر ڈالی۔۔۔ جس کی شرٹ پیٹ سے کچھ اوپر تھی۔۔۔ اور نیچے اس نے جینز پہنی ہوئی تھی۔۔۔ اس
کے ساتھ ہی دو لڑکیاں اور کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جنہوں نے گھٹنوں سے اوپر تک کالہ لباس ہی پہنا ہوا
تھا۔۔۔ اور ان کی بیک لیس تھی۔۔۔ جس سے ان کی سفید ٹانگیں اور سفید کمر نظر آرہی تھی۔۔۔

Hi Sweetheart۔۔۔۔

آریان ان لڑکیوں کی طرف مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلا کر بولا تھا۔۔۔ اور وہ بھی آریان کی طرف دیکھ کر
مسکرائی تھی۔۔۔ آریان سولہ سترہ سال کا تھا۔۔۔ لیکن اس کی پرسنلٹی ایسی تھی۔۔۔ کہ وہ نوجوان مرد
لگتا تھا۔۔۔ ورشاں کافی آگے جا چکی تھی۔۔۔ You didn't answer me. آریان نے

ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ I think... you should go too... I'm running
.late too

(مجھے لگتا ہے تمہیں بھی جانا چاہیے۔۔۔ مجھے بھی لیٹ ہو رہی ہے۔۔۔) ورشاں سکول میں انٹر ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

One day you will be mine alone...in my arms.

(ایک دن تم صرف میری ہوگی۔۔۔ میری باہوں میں۔۔۔) آریان ورشاں کی پشت پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔

جان عالم چیئر پہ بیٹھا سگریٹ پہ سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا۔۔۔ کہ وہ کتنے سگریٹ پی چکا ہے۔۔۔ اگر جان عالم ہوش میں ہوتا تو حیران رہ جاتا۔۔۔ جان عالم چیئر سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ماضی لہرایا تھا۔۔۔

(ماضی)

"جان۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ پلیز۔۔۔" ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل کیے ہوئی تھی۔۔۔ "کیوں نہیں جانا؟؟؟" جان عالم غصے سے اس کے بازو جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔ "جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے مت ڈانٹے۔۔۔ اپ ڈانٹتے ہے۔۔۔ تو مجھے برا لگتا ہے۔۔۔" ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ "کیا کرو۔۔۔ بولو کیا کرو۔۔۔ ہر وقت تمہارے پاس بیٹھا رہوں۔۔۔" جان عالم اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں جاؤ گی۔۔۔" کچھ بھی کر

لے۔۔۔"ورشاشاں نے پھر سے جان عالم کی گردن کے گرد باہیں ڈالی۔۔۔ورشاشاں جان عالم کے گرد
حصار بنائے رو رہی تھی۔۔۔"مت بھیجے جان خان۔۔۔"ورشاشاں نے ہیچکی لی تھی۔۔۔

جان عالم وورشاشاں کو پھر سے خود سے دور جھٹک چکا تھا۔۔۔"جا کر اپنی چیزیں سمیٹو۔۔۔پانچ منٹ بعد آؤ
گا۔۔۔بلکل تیار ہونی چاہیے۔۔۔ورنہ میں اپنے طریقے سے چھوڑ کر آؤ گا۔۔۔"جان عالم غصے سے بولتا
باہر نکلا۔۔۔اور دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ورشاشاں ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔اور وہ جا
چکا تھا۔۔۔"جان عالم نے آنکھیں کھولتے سامنے پڑی وورشاشاں کی تصویر کی طرف دیکھا۔۔۔

"بہت ظلم کیا نامیں نے۔۔۔بہت ظلم کیا۔۔۔جلد سمجھ آئے گی۔۔۔میں نے کیوں کیا۔۔۔"جان عالم
سیگریٹ کو ہاتھ دباتے ہوئے بولا۔۔۔اس کی ہیتھلی جل چکی تھی۔۔۔لیکن اسے زرا فرق نہیں پڑا
تھا۔۔۔جان عالم آنکھیں موند گیا۔۔۔دروازہ نوکڈ ہونے پہ جان عالم نے دروازے کی طرف
دیکھا۔۔۔"لالا ناشتہ کر لے۔۔۔"زل جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"آ رہا
ہوں۔۔۔"جان عالم بولتے ہوئے اٹھا۔۔۔"کیسی ہوگی۔۔۔کیسی نظر آتی ہوگی۔۔۔کیا اسے ہر کوئی
دیکھتا ہوگا۔۔۔سوائے میرے۔۔۔"جان عالم زخمی سا مسکرایا۔۔۔اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ورشاشاں سکول سے آکر بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جان عالم کی تصویر اس کے ہاتھ میں تھی۔۔۔"جان
خان۔۔۔"میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔ائی میس یو سو میچ۔۔۔"ورشاشاں جان عالم کے

عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دس ماہ پیچھے کا سوچنے لگی۔۔۔۔

دس ماہ پہلے

زرغام، غزنوی دونوں ہی آئی سی یو کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ دونوں کے چہرے سے پریشانی صاف واضح تھی۔۔۔ ڈاکٹر کو باہر آتے دیکھ غزنوی ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔۔۔ "عالم کیسا ہے اب۔۔۔" غزنوی پریشانی سے بولا۔۔۔ "بیلڈ کافی ویسٹ ہو چکا تھا۔۔۔ ہم نے ٹریٹمنٹ کر دیا ہے۔۔۔ اب بس آپ دعا کرے۔۔۔ ان کو جلدی ہوش آجائے۔۔۔ دو سے تین گھنٹے ان کے لیے کافی کریٹیکل ہے۔۔۔ اور اگر انہیں ہوش نہیں آتا۔۔۔ تو میمری لوئس یا پھر کومہ میں جانے کے چانسز ہیں۔۔۔" ڈاکٹر سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ڈاکٹر جاچکا تھا۔۔۔ غزنوی، زرغام اندر جان عالم کے پاس کھڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

جواپنے ہوش سے بیگانہ تھا۔۔۔ "یار کیا حال کر لیا۔۔۔" غزنوی کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کی حالت دیکھتے۔۔۔ غزنوی کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ غزنوی اپنی آنکھیں اپنے بازو سے رگڑتے کال ریسیو کرتے ہوئے سائیڈ پہ ہوا۔۔۔ "لالا مجھے جان خان کے پاس آنا ہے۔۔۔ مجھے لینے آئے۔۔۔ ورنہ۔۔۔ میں آپ سے کبھی بات نہیں کرو گی۔۔۔" ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ "رونا بند کرو۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔" غزنوی ورشاں کے رونے پہ زرغام کو اشارہ کرتا باہر نکلا۔۔۔

ورشائ روئے یہ تو اسے بھی منظور نہیں تھا۔۔۔ غزنوی دس منٹ میں حویلی سے ورشائ کو پیک کر چکا تھا۔۔۔ ورشائ غزنوی کا ہاتھ پکڑے اندر آرہی تھی۔۔۔ اندر کمرے میں آتے جان عالم کو دیکھ ورشائ بھاگتے ہوئے اس کی طرف لپکی۔۔۔ اور اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اٹھے۔۔۔ میں آئی ہوں۔۔۔ اپ کی ورشائ۔۔۔ م۔۔۔ میں آپ سے بہت ناراض ہوں۔۔۔" ورشائ ہچکیاں لینا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ غزنوی نے ورشائ کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔

"جان خان۔۔۔" ورشائ نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم کے سر پہ پٹی بندھی دیکھ کر ورشائ جان عالم کے سینے پہ سر رکھے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اب ورشائ کی رونے کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ غزنوی، زرغام باہر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ "جان خان۔۔۔ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔۔ آپ کی ورشائ آپ کی بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔" ورشائ ہچکیاں لیتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ ورشائ جان عالم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اپ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ میں روزانہ سکول جاؤ گی۔۔۔" اب آپ کو تنگ بھی نہیں کرو گی۔۔۔ "ورشائ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم ساکت وجود لیے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اور ورشائ اس کے ہاتھ کو پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ ورشائ جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔ انکھیں بند ہونے سے پہلے بھی جان عالم

ورشائ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ پلیز اٹھ جائے۔۔۔" ورشائ جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشائ جان عالم کے پاس ہی چمیر پہ بیٹھے۔۔۔ اس کے ہاتھ کے پاس اپنا سر رکھے سوچکی تھی۔۔۔ غزنوی، زرغام نے رات باہر کر سیوں پہ گزاری تھی۔۔۔ غزنوی اندر جان عالم کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔ ورشائ کو جان عالم کے پاس سویا دیکھ کر غزنوی کے چہرہ پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ "ورشائ۔۔۔" غزنوی نے اس کے چہرہ کو ہلکا سا تھپتھپایا۔۔۔ ورشائ نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔

"اٹھو حویلی چلو۔۔۔ ناشتہ کرنا ہے۔۔۔" غزنوی ورشائ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں میں جان خان کو چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔۔۔" ورشائ نے جان عالم کا ہاتھ اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں پکڑا۔۔۔ غزنوی کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ ورشائ جان عالم کا ہاتھ پکڑے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ڈاکٹر اونڈپہ آیا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم کے ہاتھوں نے حرکت کی تھی۔۔۔

ورشائ وہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ "و۔۔۔ ورشائ۔۔۔" جان عالم کے ہونٹوں نے لرزش کی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشائ جان عالم کے چہرہ کے قریب تر اپنا چہرہ کر گئی۔۔۔ ڈاکٹر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ غزنوی نے ڈاکٹر کی

"لالا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ٹھیک ہو گئے۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی بھی ورشاں کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ جان عالم کو ہوش میں دیکھ کر غزنوی بھی خوش تھا۔۔۔

"ورشاں" صفویہ کی آواز پہ ورشاں ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔۔

(کوئی تمھارے لیے یہ پارسل چھوڑ گیا ہے۔۔۔) صفویہ نے پارسل کہ طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر پارسل کی طرف دیکھا۔۔۔ پنک کلر کا بڑا سا گفٹ پیپر چڑھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں نے صفویہ سے پکڑا۔۔۔ لیکن اس پہ کوئی نام نہیں تھا۔۔۔ ورشاں نے اسے پکڑتے یو نہی سائیڈ پہ رکھ دیا۔۔۔ اور کپڑے چینج کرنے چلے گئی۔۔۔۔۔۔۔

زرغام کی آنکھ کھلی۔۔ اس نے ٹائم دیکھا۔۔ اور پھر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔ زرغام اٹھ کر فریش ہونے کے لیے واشروم میں چلا گیا۔۔ دو منٹ بعد زرغام فریش ہو کر کمرے میں آیا۔۔ زرغام

وائٹ کلر کی شرٹ بلیک پینٹ اور اوپر بلیک کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام بال سیٹ کرتے خود پر پر فیوم چھڑکتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔۔۔

"بچوں نے ناشتہ کیا۔۔۔ زمل سکول چلے گئی ہے۔۔۔" زرغام نے ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "نہیں لالا۔۔۔ نمل بیٹا کمرے سے ہی نہیں نکلی۔۔۔ اور شاہ در سورہا ہے۔۔۔" ملازمہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "ناشتہ لگاؤ۔۔۔" زرغام بول کر نمل کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ دروازہ لو کڈ تھا۔۔۔ زرغام نے دروازہ کھولا۔۔۔ اور اندر آیا۔۔۔

نمل اپنا بیگ بند کر رہی تھی۔۔۔ "نمل۔۔۔" زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل زرغام کو اگنور کرتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ "نمل اپنے بابا کی بات تو سنو۔۔۔" زرغام نمل کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔ "بابا آپ ان کو ہماری حویلی سے بھیج دے۔۔۔ پھر ہی میں آپ سے بات کرو گی۔۔۔" نمل ابھی بھی بضد تھی۔۔۔ زرغام نے سنجیدگی سے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔

"بابا جب تک وہ یہاں ہے۔۔۔ مجھے آپ ہو سٹل بھیج دے۔۔۔" نمل سنجیدگی سے بولی۔۔۔ "نمل۔۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ ایک ہی بات کی ضد کیوں کر رہی ہوں۔۔۔ بیوی ہے وہ میری۔۔۔ کہاں جائے گی۔۔۔ یہی رہے گی۔۔۔ اور یہ بات سمجھ لو۔۔۔" زرغام غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے بولا۔۔۔۔

نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ "نمل۔۔۔" زرغام پیار سے بولا۔۔۔ لیکن نمل باہر نکلی چکی تھی۔۔۔ زرغام نے ٹائم دیکھا۔۔۔ اسے

سکول سے لیٹ ہو رہی تھی۔۔۔ یہی سوچ کر وہ چپ کر گیا۔۔۔ زرغام نے اندر شاہ در کی طرف
بڑھا۔۔۔ شاہ در سو رہا تھا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ زرغام
کارخ اب پریشاں کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے زرغام اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں بیڈ پہ سو رہی تھی۔۔۔ اس کے
بال تکیے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ "اٹھو۔۔۔" زرغام پریشاں کے پاس کھڑا ہوتے ہوئے
بولا۔۔۔ پریشاں اس کی آواز پہ ہلکا سا کسمائی تھی۔۔۔ لیکن اٹھی نہیں تھی۔۔۔ زرغام نے غصے سے اس
کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پیچھے سے جگ پکڑتے پانی پریشاں پہ انڈیل گیا۔۔۔

پریشاں ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں اب مکمل کھول چکی تھی۔۔۔ پریشاں نے اپنے چہرہ سے
پانی صاف کرتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیا مسئلہ ہے۔۔۔" پریشاں غصے سے
بولی۔۔۔ "تم آرام کر رہی ہو یہاں۔۔۔ تمہارے باپ کا گھر ہے۔۔۔" زرغام اسے خون چھلکتی
آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "چھوڑ آؤ میرے بابا کے گھر ہی۔۔۔" پریشاں اس کے مقابل
آتے ہوئے بولی۔۔۔

"چلی جاؤ۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔" زرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں بابا کو بتاؤ
گی۔۔۔ تم۔۔۔ نے۔۔۔ تم نے مجھ سے نکاح کیا۔۔۔" پریشاں اس کی سرخ ہوتے آنکھیں دیکھتے
لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔ "میں نے زبردستی کیا۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ایبرو

اچکائی۔۔۔ پریشاں خاموش ہوئی تھی۔۔۔ "بولو۔۔۔ میں نے گن پوائنٹ پر نکاح کیا۔۔۔ اپنی مرضی سے تم نے نکاح کیا تھا۔۔۔" زرغام اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔

"ایسا کرتے ہیں دونوں چلتے ہیں۔۔۔ تم بتانا کہ میں نے تم سے نکاح کیا۔۔۔ اور میں بتاؤ گا۔۔۔ میں نے تم سے نکاح کیوں کیا۔۔۔" زرغام پریشاں کو استغزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں اس کی بات سنتے ہوئے وہی پہ بیڈ پہ گرانے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔ "ڈرامے بند کرو۔۔۔ میں آفس جا رہا ہوں۔۔۔ اور اب کوئی ڈرامہ ناکرنا۔۔۔ اور نمل، شاہ درد دونوں سے دور رہنا۔۔۔" زرغام اسے تنبیہ نظروں سے دیکھتے باہر نکلا۔۔۔ پریشاں وہی زمین پہ بیٹھے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ اسے اس دن پہ رونا آیا تھا۔۔۔ جس دن اس نے زرغام سے نکاح کیا تھا۔۔۔ "کیوں کیا تھا میں نے ایسا۔۔۔ کیا ضرورت تھی۔۔۔ اس شخص سے نکاح کرنے کی۔۔۔" پریشاں بیڈ سے تکیے اٹھاتے نیچے پھینک رہی تھی۔۔۔ پریشاں بیڈ پہ اوندھ منہ گری رونے لگی۔۔۔

غزنوی فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ زمل غزنوی کے لیے ڈانگ روم میں ناشتہ لگوا چکی تھی۔۔۔ غزنوی چہرہ پہ مسکراہٹ لیے سڑھیاں اترتے ہوئے ڈانگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے داجی کے کمرے سے آتی آوازوں پر زرغام داجی کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم سنجیدہ چہرہ لیے داجی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

"ہم تم سے کچھ پوچھ رہا ہے۔۔۔" داجی جان عالم سے تقریباً تین سے چار دفعہ ایک ہی سوال پوچھ چکے تھے۔۔۔ لیکن جان عالم ابھی بھی خاموش تھا۔۔۔ "کب شادی کرے گا تم۔۔۔" داجی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ جو سنجیدہ چہرہ لیے نظریں جھکائے ہوئے تھا۔۔۔

غزنوی داجی کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ "کیا ہوا داجی۔۔۔" غزنوی نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے داجی سے پوچھا۔۔۔ "اس نے ہمارا بچی سے ہر رشتہ ختم کیا تھا۔۔۔ پھر یہ کس حق سے بول سکتا ہے۔۔۔ کہ وہ وہی رہے گا۔۔۔" داجی نے غصے سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

غزنوی نے ایک نظر جان عالم پہ ڈالی۔۔۔ جو ابھی بھی خاموش تھا۔۔۔ "تم اس بچی کو واپس بلاؤ۔۔۔ ہم نہیں چاہتا۔۔۔ ہمارا خاندان کا کو لڑکی باہر رہ کر پڑھائی کرے۔۔۔ ہم کو تو یہ بھی منظور نہیں۔۔۔ کہ ہمارا خاندان کا لڑکی پڑھے۔۔۔ آخر میں گھر ہی سنبھالے گا۔۔۔ تو پڑھائی کرنا ہی کیوں۔۔۔" داجی اپنی سٹک پہ زور دیتے ہوئے بولے۔۔۔

"بس کر دے داجی۔۔۔ یہی غلطیاں ہے۔۔۔ ہمارے خاندان کی۔۔۔ اسی وجہ سے ہماری حویلی سے پریشاں بھاگی۔۔۔ داجی میں نے ہمیشہ آپ کی بات مانی۔۔۔ اور میری ہی بات مانتے ہوئے غزنوی نے کبھی پریشاں کو سپورٹ نہیں کیا تھا۔۔۔ ورنہ اگر میں اپنی بہن کو سپورٹ کر سکتا ہوں۔۔۔ تو کیا غزنوی سپورٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔" جان عالم صوفے سے اٹھتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔

"داجی عالم کی بات بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔ اگر ہم نے پریشاں کی خواہش پوری کی ہوتی۔۔۔ تو وہ شاید کبھی حویلی سے باہر جانا کا سوچتی ہی نہیں۔۔۔" غزنوی بھی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"ہم کو نہیں پتہ تھا۔۔۔ ہمارا پوتا اتنا ہم سے بڑا ہو گیا ہے۔۔۔ ہمیں سیکھئے گا۔۔۔ کہ ہم کیا کرے۔۔۔" داجی ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ "تم کو معلوم بھی ہے۔۔۔ تمہارا بہن کہاں ہے۔۔۔ بہن، بہن کرتا ہے۔۔۔ آج تک ملا تو نہیں۔۔۔ اگر وہ پڑھنے کے واسطے جاتا۔۔۔ تو واپس اسی حویلی میں آتا۔۔۔ لیکن وہ نہیں آیا۔۔۔ تو مطلب صاف ہے۔۔۔ کہ وہ پڑھائی کا واسطے نہیں بھاگا تھا۔۔۔" داجی استنزیہ نظروں سے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

"داجی مجھے اپنی بہنوں پہ خود سے زیادہ اعتماد ہے۔۔۔ وہ کبھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتی۔۔۔ اور آپ بھی ایسا مت سوچا کرے۔۔۔ مجھے میری بہن جلد مل جائے گی۔۔۔" غزنوی بول کر کمرے سے واک آؤٹ کر گیا۔۔۔

غزنوی لاونچ سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر زل جو سڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" زل نے غزنوی کی بازو پکڑتے اسے روکا۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ "اپنی بہن کو ڈھونڈنے" غزنوی مختصر جواب دیتے زل کے ہاتھ سے اپنی بازو چھرواتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ زل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

جان عالم اپنے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔ کمرے میں سگریٹ کی سمیل پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اسے بے چینی سے ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اپنی گھنٹی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے

اپنا موبائل بیڈ سے پکڑا۔۔۔ اور نمبر ڈائل کرتے کال کرنے لگا۔۔۔ کال رینگنگ پہ بھی نہیں گئی تھی۔۔۔ کہ جان عالم کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ جان عالم کال کاٹتے موبائل سامنے دیوار پہ مار چکا تھا۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ کیا کرے۔۔۔ سب کی ہی نظروں میں گناہگار تو بن ہی چکا تھا۔۔۔۔۔ ہر کوئی اسے ہی گناہگار مانتا تھا۔۔۔ جان عالم موبائل پکڑتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔ اور تیزی سے سڑھیاں اترتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم گاڑی زن سے لے کر باہر نکل چکا تھا۔۔۔ اب اس کی گاڑی کارخ آفس کی طرف تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کا زیادہ تر وقت آفس میں اور کچھ وقت جرگے اور حویلی میں گزرتا۔۔۔۔۔

جان عالم ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے آفس تک پہنچا۔۔۔ جان عالم تیز تیز قدموں سے اپنے آفس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور چیمبر سے سرٹکائے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔ کچھ دیر یوہی چیمبر سے سرٹکائے پھر آنکھیں کھولتے ہوئے نمبر ڈائل کیا۔۔۔ "میری لندن کی فلائیٹ ابھی کنفرم کرو۔۔۔" جان عالم آؤڈر دیتے کال بند کر چکا تھا۔۔۔ جان عالم چیمبر سے اٹھتے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

پریشاں بیڈ پہ بیٹھی ہاتھوں میں چہرہ دیے رو رہی تھی۔۔۔ پریشاں نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنی چادر پکڑتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ پریشاں تیز تیز قدموں سے کمرے سے نکلی۔۔۔ پریشاں تیز تیز چلتے ہوئے سڑھیاں اترتے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ نمل کندھوں پہ بیگ ڈالے ابھی داخلی

دروازے سے انٹر ہوئی تھی۔۔۔ پریشاں کو دیکھ کر نمل رو کی تھی۔۔۔ پریشاں بھی نمل کو دیکھتے وہی رو کی تھی۔۔۔

نمل نے پریشاں کو نفرت آمیز نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ "آپ ہمارے بابا کو ہم سے چھین نہیں سکتی۔۔۔ اور مورے کی جگہ آپ کبھی نہیں لے سکتی۔۔۔" نمل پریشاں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میں نے کبھی نہیں سوچا تمہاری مورے کی جگہ لینا کا۔۔۔ اور نہ ہی مجھے تمہاری مورے کی جگہ چاہیے۔۔۔" پریشاں نمل کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"تو پھر آپ یہاں کیوں ہے۔۔۔ چلے جائے ہماری حویلی سے۔۔۔" نمل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "نہیں جاننا دیتا تمہارا۔۔۔" پریشاں ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ "نمل۔۔۔" زرغام کی آواز پہ دونوں نے داخلی دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ "یہاں کیوں کھڑی ہوئی ہوں۔۔۔" زرغام نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "بابا ابھی سکول سے آئی تھی۔۔۔ اور یہ باہر جا رہی تھی۔۔۔ تو انہیں بتا رہی تھی۔۔۔ یہ کبھی مورے کی جگہ نہیں کے سکتی۔۔۔" نمل سنجیدگی سے بولتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

زرغام کی سرخ آنکھیں اب پریشاں پہ گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔ "تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔" زرغام نے غراتے ہوئے پریشاں کی بازو پکڑی۔۔۔ اس کی انگلیوں کی وجہ سے اپنی بازو ٹوٹی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ "آہ۔۔۔ م۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔" پریشاں تکلیف سے سسکی لیتے ہوئے

بولی۔۔۔"کہاں جاؤ گی۔۔۔ اس کے پاس جاؤ گی۔۔۔ جس کے ساتھ اس دن رات میں
تھی۔۔۔"زرغام نے استغزیاہ مسکراتے ہوئے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے اسے دونوں ہاتھوں سے دور دھکیلا۔۔۔"میں کسی کے پاس
نہیں جاؤ گی۔۔۔"پریشاں چلاتے ہوئے بولی۔۔۔"اچھا تو کیا وہ خود ا جائے گا۔۔۔"زرغام نے استغزیاہ
نظروں سے پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔"میں نہیں جانتی اس
کو۔۔۔ میں نے اسے دیکھا بھی پہلی دفعہ تھا۔۔۔"پریشاں زرغام کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔ کہ میں تمہاری بات پہ یقین کرو گا۔۔۔ میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔۔۔ میں تم پہ
یقین کر سکتا تھا۔۔۔ اگر میں تمہیں خود وہاں نہ دیکھتا۔۔۔"زرغام پریشاں کا جبرہ دبوچتے ہوئے
بولا۔۔۔۔۔"تمہاری وجہ سے روشانی کی میری زندگی برباد ہوئی۔۔۔ میری محبت مجھ سے دور
ہوئی۔۔۔ میری زندگی برباد ہوئی۔۔۔۔۔ وجہ تم ہوں۔۔۔"زرغام پریشاں کا جبرہ خطرناک حد تک
دبوچتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"نہیں ہوں میں وجہ۔۔۔ جھوٹ بولتے ہوں تم۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہوا تھا۔۔۔ تم چاہتے تو مجھے وہاں
سے یو ہی اپنے ساتھ لا سکتے تھے۔۔۔۔۔ ت۔۔۔ تم نے مجھ سے نکاح کیا۔۔۔"پریشاں زرغام کو پیچھے کی
طرف دھکے دیتے روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے پریشاں کی دونوں کلائیاں پکڑتے ہوئے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔"اپنے ان ہاتھوں کو لگام دو۔۔۔ ورنہ مجھے توڑنے آتے ہے۔۔۔"زرغام پریشاں کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔

"مم۔۔۔مم۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔پلیز۔۔۔"پریشاں روتے ہوئے زرغام کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔۔زرغام کو پریشاں کی یہ حرکت بہت ہی ناگوار گزری تھی۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔نفرت تھی۔۔۔زرغام کو اس سامنے کھڑے وجود سے۔۔۔اتنی نفرت کہ وہ خود اس کی جان اپنے ہاتھوں سے لے کر اسے زمین میں دفن کر دیتا۔۔۔پریشاں اس کے سامنے کھڑی رو رہی تھی۔۔۔زرغام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے اندر اٹھتے اشتعال پہ قابو پایا۔۔۔

"پلیز مجھے جانے دو۔۔۔"پریشاں نے روتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔زرغام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔"تمہیں جانا ہے۔۔۔نا یہاں سے۔۔۔جاؤ۔۔۔"زرغام پریشاں کا جبرہ دبوچتے ہوئے بولا۔۔۔"لیکن ایک بات یاد رکھنا۔۔۔اس دفعہ اگر تم مر بھی گئی۔۔۔تو میں تمہیں بچانے نہیں آؤ گا۔۔۔نفرت ہے مجھے تمہارے اس وجود سے۔۔۔"زرغام پریشاں کا جبرہ چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔"ٹ۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔میں تمہارے پاس واپس کبھی نہیں آؤ گی۔۔۔"پریشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔"تم مجھے ابھی طلاق دے دو۔۔۔پھر تم سے میرا کوئی رشتہ نہیں رہے گا۔۔۔پھر میں مر جاؤ یا زندہ رہوں۔۔۔تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔"پریشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔زرغام نے خونخوار نظروں سے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

"مجھے طلاق دے دو۔۔۔" پریشاں نے زرغام کے سرخ ہوتے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے اپنی کانپتی مسلتے ہوئے سرخ چہرہ سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "مجھے طلاق۔۔۔" چٹاخ۔۔۔ "ابھی پریشاں اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ ایک جاندار تھپڑ کی آواز حویلی کے لاونج میں گونج تھی۔۔۔ پریشاں لڑکھڑاتے ہوئے زمین پہ گری تھی۔۔۔ زرغام کا تھپڑ بہت جاندار تھا۔۔۔ وہ اپنی قدموں پہ کھڑی ہی نہ رہ سکی۔۔۔

"زرغام پنچوں کے بل زمین پہ بیٹھتے ہوئے اس کے بالوں کو گدی سے دو بچتے ہوئے اس کا چہرہ اپنا مقابل کر گیا۔۔۔" خبردار! جو تم نے دوبارہ اپنے منہ سے ایسی بکواس کی۔۔۔ طلاق تو تمہیں میں کبھی نہیں دو گا۔۔۔ تمہاری وجہ سے مجھ سے میری روشا نے دور ہوئی۔۔۔ جس کی سزا، اذیت تمہیں پل پل ملے گی۔۔۔ نفرت میں محبت سے زیادہ جنون ہوتا ہے۔۔۔" زرغام پریشاں کے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔۔۔

"پریشاں روتے ہوئے اپنے بال چھروانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ زرغام اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جھٹکتے لمبے لمبے ڈنگ مارتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ پریشاں وہی زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ اسے اپنے سر میں درد محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔۔۔ اور اس کے جبرہ پہ زرغام کی انگلیوں کے نشانات تھے۔۔۔

پریشاں کو وہی زمین پہ بیٹھے روتے دیکھ کر ملازمہ نے پریشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے اٹھایا۔۔۔ اور اسے سہارا دیتے کمرے میں لے گئی۔۔۔

زرغام اپنے کمرے میں یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ پریشاں نے اسے طلاق کا بولا۔۔۔ اسے اپنا وجود
جلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ زرغام سگریٹ جلاتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ زرغام سگریٹ سلگاتے ہوئے
بیڈ کراؤن سے سرٹکا گیا۔۔۔ اور ماضی کی یادوں میں کھو گیا۔۔۔

(ماضی)

"زرغام۔۔۔ زرغام۔۔۔ اٹھے نا۔۔۔ روشا نے کب سے زرغام کو جگا رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اٹھنے
کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔" زرغام۔۔۔ اٹھ بھی جائے۔۔۔" روشا نے تھکے ہوئے لہجے میں
بولی۔۔۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ مت اٹھے۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔" روشا نے باہر کی طرف
بڑھی۔۔۔ لیکن زرغام نے روشا کی کلائی پکڑتے اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔ "سکون
سے سونے کیوں نہیں دیتی۔۔۔" زرغام روشا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کی گردن پہ ہونٹ
رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"زرغام آپ کو پتہ ہے۔۔۔ آج نمل کار زلٹ ہے۔۔۔ تو ہمیں جانا ہے۔۔۔" روشا نے زرغام کے
ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "یار تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ نارات کو پیار کر سکتا ہوں۔۔۔ نہ
صبح پیار کر سکتا ہوں۔۔۔" زرغام روشا کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "سا ابھی بھی
آپ ایسا بول رہے ہیں۔۔۔" روشا نے روندیں سا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ "تھوڑی دیر سو
جائے۔۔۔ پھر چلے گے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ ابھی جانا ہے۔۔۔" روشانے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میری نیند کی دشمن ہو ویسے۔۔۔" زرغام روشانے کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ "چلے جائے ریڈی ہو کر آئے۔۔۔ میں ناشتہ لگواتی ہوں۔۔۔" روشانے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میس بوس۔۔۔" زرغام ہیڈ سے اٹھتے واشروم میں چلا گیا۔۔۔ جبکہ روشانے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

روشانے کمرے میں آئی۔۔۔ زرغام بالکل تیار کھڑا ہوا تھا۔۔۔ "ویسے کبھی کبھی آپ بہت ہینڈ سم لگتے ہیں۔۔۔" روشانے نے زرغام کا چہرہ پیار سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ "اچھا۔۔۔ یہ بات ہے۔۔۔" زرغام نے روشانے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "ہاں جی۔۔۔" روشانے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "پھر یہی بات سہی۔۔۔" زرغام نے کندھے اچکاتے روشانے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ "رز لٹ پہ تھوڑا سالیٹ چلے۔۔۔" زرغام نے روشانے کو بے باکی سے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "بلکل نہیں۔۔۔ ہماری بیٹی کا رزلٹ ہے۔۔۔ ہم جائے گے۔۔۔" روشانے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہائے میں بیچارہ اپنی بیوی کے آگے ہارا۔۔۔" زرغام نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "چلے نا۔۔۔" روشانے زرغام کی بازو پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ "چلو یاد۔۔۔" زرغام بھی روشانے کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔ جب اس کا موبائل رینگ ہوا۔۔۔ روشانے نے زرغام کا موبائل پکڑتے ہوئے نمبر دیکھا۔۔۔ "پریشاں۔۔۔" اپ کو کال کیوں کر رہی ہے۔۔۔" روشانے نے نمبر دیکھتے ہوئے زرغام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "پتہ

نہیں۔۔۔ کوئی بات کرنی ہوں گی۔۔۔" زرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ روشانی نے کال کٹ کرتے موبائل سائیڈ پہ رکھا۔۔۔

زرغام نے نوالے بناتے ہوئے روشانی کی طرف بڑھایا۔۔۔ روشانی نے مسکراتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر سے موبائل رینگ ہونے پر اب کی بار زرغام نے کال ریسیو کی۔۔۔ "ہیلو۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام ی۔۔۔ یہاں تمہارے دوست نے۔۔۔" ابھی پریشاں اتنا ہی بولی تھی کہ آواز چینج ہوئی تھی۔۔۔ "زرغام صاحب ابھی اور اسی وقت یہاں پولیس سٹیشن پہنچے۔۔۔" اتنا بولتے ہی کال کٹ ہو چکی تھی۔۔۔ اور زرغام کا چہرہ بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔ زرغام۔۔۔" روشانی نے پریشانی سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔" زرغام بول کر ڈانگ روم سے نکلتے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ روشانی تیزی سے زرغام کے پیچھے آئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام جا چکا تھا۔۔۔ روشانی حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اسے انکور کیا۔۔۔ اسے بہت برا لگ رہا تھا۔۔۔ روشانی لاونج میں صوفے پر ہی بیٹھ گئی۔۔۔

زرغام دس منٹ میں پولیس سٹیشن پہنچا۔۔۔ سامنے ہی پریشاں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔ پریشاں اٹھتے زرغام کی طرف بڑھی۔۔۔ "تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" زرغام نے سرد نظروں سے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں نے زرغام کی بازو سے شرٹ پکڑی ہوئی

تھی۔۔۔"میں نے پوچھا تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔"زرغام غصے سے پریشاں کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ گیا۔۔۔

"میں بتاتا ہوں۔۔۔ یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔"پولیس والے اپنی چیئر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔"تم اسے یہاں لے کر آئے۔۔۔"زرغام نے اب سرخ ہوتی آنکھیں سامنے بیٹھے افسر پہ ڈالی۔۔۔"ہاں میں لے کر آیا ہوں۔۔۔ یہ لڑکی ہمیں اس لڑکی کے ساتھ ملی۔۔۔"پولیس والے نے پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ زرغام نے پیچھے کھڑی لڑکی پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔"تمہیں پتہ ہے یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ یہ لڑکی جسم فروشی کرتی ہے۔۔۔ اور یہ لڑکی اسی کے ساتھ تھی۔۔۔"پولیس والا زرغام کی طرف استغزیاہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"اس بات کا مطلب تو یہی ہے کہ یہ بھی۔۔۔"اس سے آگے پولیس والا کچھ بولتا زرغام اس کے چہرہ پہ مکہ جڑ چکا تھا۔۔۔

"مجھ پہ مکہ برسانے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ یہ لڑکی اس لڑکی کے ساتھ تھی۔۔۔"پولیس والے نے زرغام کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔"بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔"زرغام پریشاں کی کلائی پکڑتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔"مسٹر زرغام خان۔۔۔ یہ آپ کی عزت کرتے ہیں۔۔۔ اسی لیے جانے دیا۔۔۔"وہ زرغام کی پشت کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام پریشاں کی کلائی سختی سے جکڑے گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو اپنی کلائی ٹوٹی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے پریشاں کو اندر بٹکتے ہوئے دروازہ بند کرتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ زرغام سرد سرخ چہرہ لیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ پریشاں نے ایک نظر

زرغام پہ ڈالی۔۔۔ زرغام کی گاڑی کا رخ اس کی حویلی کی طرف تھا۔۔۔ زرغام نے کارپیوچ میں گاڑی روکتے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بے دردی سے پریشاں کی کلائی کھینچتے ہوئے اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام نے لاونج میں آتے پریشاں کی کلائی چھوڑی۔۔۔ پریشاں لڑکھڑاتے ہوئے صوفے پہ گری تھی۔۔۔ "تم کیوں میری زندگی میں اتنی مصیبتیں پیدا کر رہی ہوں۔۔۔ تم جسم فروش لڑکی کے ساتھ۔۔۔ کیا کر رہی تھی۔۔۔ جسم بیچنے گئی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔" زرغام نے پریشاں کے بال گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ "تمہارے بدن میں کیا اتنی آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔ کہ تم جسم فروش کرنے نکل گئی۔۔۔" زرغام پریشاں کے بالوں کو جھٹکے دیتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ زرغام غصے میں اس بات سے بھی انجان ہوا تھا۔۔۔ کہ روشانے حویلی میں ہے۔۔۔

"تمہارے بدن میں اگر اتنی ہی آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ مجھے بتاتی میں بجھاتے تمہاری آگ۔۔۔" زرغام اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ "مم۔۔۔ میں وہاں۔۔۔" پریشاں نے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ "تمہاری آگ تو میں بجھاؤں گا۔۔۔ دوبارہ کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔۔۔" زرغام بولتے ہوئے پریشاں کو صوفے پہ دکھیلے اس پہ جھکا ہی تھا۔۔۔ کہ پھر اسی لمحے پیچھے ہوتے زرغام نے پاس پڑے شیشے طبل پہ ہاتھ مارا تھا۔۔۔

ٹبیل ٹوٹے کچھ کانچ اس کے ہاتھ میں پیوست ہوا تھا۔۔۔ اور کچھ زمین پہ گرا تھا۔۔۔ "چلو میرے ساتھ۔۔۔ میں داجی کو بتاؤ گا۔۔۔" زرغام بولتے ہوئے پریشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنا مقابل کر

گیا۔۔۔ پریشاں کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہہ رہے تھے۔۔۔

"ننن۔۔ نہیں۔۔ پلیز۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ اگر د۔۔۔۔۔ داجی۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔ یا کسی کو بھی پتہ

چلا۔۔۔ کہ مم۔۔۔ میرا نن۔۔۔ نکاح۔۔۔ اپ سے ہم۔۔۔ ہوا۔۔۔ تو۔۔۔

د۔۔۔ داجی۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میری جان لے لے گے۔۔۔۔۔" پریشاں نے زرغام کی
طرف روتے ہوئے کہا۔۔۔

"زرغام۔۔۔" روشا نے جو کہ اوپر کھڑی ان کی باتیں سن چکی تھی۔۔۔ اس نے بے یقینی سے زرغام کو
پکارا۔۔۔ زرغام نے مڑتے ہوئے اوپر کھڑی روشا نے کی طرف دیکھا۔۔۔ روشا نے زرغام کے ہاتھ
میں پریشاں کی کلائی دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ زرغام اسی لمحے پریشاں کی کلائی چھوڑتے ہوئے اوپر کی
طرف بڑھا۔۔۔۔۔" روشا نے۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔" زرغام سڑھیاں چرتے ہوئے اس کی طرف
بڑھا۔۔۔ روشا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"روشا نے۔۔۔۔۔ میری جان۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔" زرغام باہر کھڑا دروازہ نوکڑ کر رہا تھا۔۔۔ لیکن
روشا نے دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔۔۔ پریشاں بھی وہی صوفے پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔



"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

"روشانے میری جان۔۔۔ بات سنو۔۔۔" زرغام مسلسل دروازہ نوکڑ کر رہا تھا۔۔۔ لیکن روشانی اس کی ہر آواز پکارا گنور کیے اندر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ "روشانے پلیز۔۔۔ اوپن دی ڈور میری جان۔۔۔" زرغام گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ ملازمہ نیچے کھڑی زرغام کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو پاگلوں کی طرح دروازہ نوک کرتا ہی جا رہا تھا۔۔۔ پریشاں صوفے پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ زرغام کو یوں دیکھتے پریشاں کی بھی سانسیں تھمنے کو تھی۔۔۔ اس کی ایک غلطی کی وجہ سے اس وقت چار چار زندگیاں خطرے میں تھی۔۔۔

اور اگر حویلی میں کسی کو پتہ چلتا اس نکاح کا۔۔۔ تو یقیناً اسے حقیقت میں ہی دفن دیا جاتا۔۔۔ لیکن ابھی فلحل اسے نہیں بتانا تھا۔۔۔ "روشانے۔۔۔" زرغام نے اب کی بار پیار سے کہا۔۔۔ "لالایہ ڈپلیکیٹ کیز۔۔۔" ملازمہ زرغام کی حالت دیکھتے اسے ڈپلیکیٹ کیز دے رہی تھی۔۔۔ زرغام ملازمہ سے کیز پکڑتے جلدی سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔۔۔

روشانے زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ کمرے میں جگہ جگہ کانچ بکھرا ہوا تھا۔۔۔ زرغام روشانی کی طرف بڑھا۔۔۔ روشانی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ زرغام نے روشانی کے گرد حصار بناتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ "دور رہے مجھ سے۔۔۔" روشانی زرغام کو خود سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "میری بات سنو روشانی۔۔۔" زرغام نے پیار سے روشانی کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "ہاتھ مت

لگائے مجھے۔۔۔" روشانے زرغام کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔" اوکے۔۔۔ نہیں لگاؤ گا۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔" زرغام روشانے سے دور ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

"کیا سنو۔۔۔ بولے۔۔۔ کیا وضاحت دے گے۔۔۔ بولے۔۔۔ کیا کہانی سنائے گے۔۔۔ کیوں آپ نے اپنی دوست کی جسے آپ بھائی سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔۔۔ اس کی میکنٹر سے نکاح کیوں کیا۔۔۔" روشانے روتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام خاموش تھا۔۔۔" بولے کیا دلیل پیش کرے گے۔۔۔" روشانے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ زرغام نے روشانے کی طرف دیکھا۔۔۔ ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔۔۔ کہ روشانے زرغام کے سامنے چلا رہی تھی۔۔۔" بولے۔۔۔" روشانے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"مجبوری میں کیا۔۔۔" زرغام اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔" بہت اچھا جواب ہے۔۔۔ یہ زرغام۔۔۔" ایک مرد کبھی دوسری عورت سے نکاح کرنے کے لیے مجبور ہو سکتا ہے۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔" روشانے زرغام کی طرف زخمی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ روشانے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام کو اس کے علاوہ بھی کوئی دیکھے کہاں گوارہ تھا اسے۔۔۔ اور پریشاں تو نکاح میں تھی۔۔۔" روشانے میں تمہیں دھوکہ دے سکتا ہوں کیا؟؟؟" زرغام نے سوالیہ نظروں سے روشانے کی طرف دیکھا۔۔۔" دے چکے ہے۔۔۔ زرغام۔۔۔" روشانے نم آواز میں بولی۔۔۔

"بہت یقین تھا۔۔۔ آپ صرف میرے ہے۔۔۔ اسی بات کا غرور تھا۔۔۔ میرے زرغام صرف میرے ہے۔۔۔ لیکن آپ تو کسی اور کے ہو چکے ہے۔۔۔" روشانے نم آواز میں بولی۔۔۔ "نہیں دیادھو کہ تمہیں۔۔۔ مجبوری میں نکاح کیا تھا۔۔۔" زرغام پریشانی سے بولا۔۔۔ روشانے اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی۔۔۔ کیسے وہ اسے کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا۔۔۔ "دیا ہے۔۔۔ آپ نے۔۔۔" روشانے روتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں میری جان۔۔۔" زرغام نے روشانے کے گرد حصار بناتے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "ا۔۔۔ آپ نے اس سے نن۔۔۔ نکاح کیا۔۔۔ ا۔۔۔ اور مجھے دھوکہ دیا۔۔۔ مجھے بتایا ہی نہیں۔۔۔ یہ مجبوری تھی۔۔۔" روشانے زرغام کی شرٹ کا کالر ہاتھوں میں پکڑے اس کی آنکھوں میں دیکھتے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ "نہیں روشانے میں تمہیں دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔۔ تم میری جان ہوں۔۔۔ میں کیسے خود سے دھوکہ کر سکتا ہوں۔۔۔" زرغام نے روشانے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "دھوکہ ہی تو دیا ہے۔۔۔ آپ اس سے نکاح کر چکے تھے۔۔۔ ناجانے کتنی راتیں آپ اس کے ساتھ۔۔۔" روشانے کے الفاظ منہ میں ہی تھے۔۔۔ کہ زرغام کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا تھا۔۔۔ زرغام اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتے اسے اپنے پہلوں میں گرا چکا تھا۔۔۔ روشانے نے نم آنکھوں سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "ہاتھ اگراٹھا ہی لیا تھا۔۔۔ تو مار بھی لیتے۔۔۔" روشانے نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ "آپ میرے نہیں رہے۔۔۔ زرغام۔۔۔" روشانے نم آنکھوں سے بولتے ہوئے دو قدم آگے بڑھی ہی تھی۔۔۔ کہ چکرا کر زمین بوس ہوئی۔۔۔

"روشانے۔۔۔" زرغام نے چینختے ہوئے آنکھیں کھولیں۔۔۔ ہاتھوں میں سگریٹ ابھی بھی جل رہا تھا۔۔۔ زرغام نے کش لگاتے ہوئے آنکھیں بند کی۔۔۔ زرغام کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ زرغام نے موبائل پکڑتے ہوئے دیکھے بنا کی کال ریسپونڈ کی۔۔۔ "کہاں ہوں۔۔۔" المیر خان نے کال ریسپونڈ ہوتے ہی سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ "حویلی میں۔۔۔" زرغام پر سکون سا ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "تم حویلی میں ہوں۔۔۔ اور تمہاری عزت یوں تنہنا سڑک پر ہے۔۔۔" المیر خان نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

زرغام نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔۔ "لوکیشن سینڈ کر۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔۔" زرغام جلدی سے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔ کیزا اٹھاتے زرغام جلدی سے باہر نکالا۔۔۔ آج اسے اپنے ہاتھوں سے جان لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔ زرغام ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اس نے صرف غصے میں کہاں تھا۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا۔۔۔ کہ وہ واقعی ہی میں چلے جائے گی۔۔۔ آخر جائے گی کہاں۔۔۔ زرغام نے پریشانی سے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔۔۔ اور سردی کی شدت زیادہ تھی۔۔۔

زرغام نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے المیر خان کو کال کی۔۔۔ المیر خان کی گاڑی اس کی گاڑی کے آگے ہی تھی۔۔۔ "وہ جا رہی ہے۔۔۔" المیر خان نے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پریشاں اپنی چادر سے ہی خود کو چھپائے تنہنا سڑک پر چل رہی تھی۔۔۔ زرغام اپنی گاڑی اس کے سامنے گھوماتے روک چکا تھا۔۔۔ زرغام نے اسے قہر برستی نظروں سے دیکھا۔۔۔ پریشاں زرغام کو دیکھتے وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔ زرغام گاڑی سے نکلتے پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔

پریشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشاں تک ایک ہی جست میں پہنچتے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ "آواز نہ نکلے۔۔۔" زرغام نے پریشاں کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشاں نے تھوک نگلتے ہوئے اپنی کلائی کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام پریشاں کی کلائی پکڑے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے زرغام اسے اندر کی طرف دھکیل چکا تھا۔۔۔ زرغام گاڑی کو لو کڈ کرتے المیر خان کی طرف بڑھا۔۔۔

"تم یہاں کیسے؟؟" زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "بس آ ہی گیا۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "حویلی چل جائے پانی پلاؤ۔۔۔" زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "نہیں یار۔۔۔ ابھی ایک کیس میں پھنسا ہوا ہوں۔۔۔ ابھی بھی وہی جارہا تھا۔۔۔ پھر کبھی سہی۔۔۔" المیر خان نے گلاسز لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ "دو نمبر حوال دار۔۔۔ ترقی کرتے ہی اتنا غرور۔۔۔" زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو دو نمبر بزنس مین۔۔۔ ابھی تھوڑا جلدی میں ہوں۔۔۔ لگاؤ گا۔۔۔ چکر۔۔۔ حویلی۔۔۔" المیر خان نے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"چل ٹھیک ہے۔۔۔" زرغام بھی اپنے گلاسز لگاتے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں گاڑی میں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس پہ کوئی بھی نگاہ ڈالے بنا گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ گاڑی میں خاموشی تھی۔۔۔ پریشاں بے آواز رو رہی تھی۔۔۔ راستہ خاموشی سے گزارا تھا۔۔۔ زرغام نے کار پیوچ میں گاڑی روکتے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے ہچکلی لی تھی۔۔۔ "دوبارہ حویلی سے باہر نکلی۔۔۔ تو تمھاری ٹانگیں توڑ کر تمھارے سامنے رکھ دو گا۔۔۔ پھر بیٹھ

کر سوگ مناتی رہنا۔۔۔" زرغام گلا سزاوارتے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں اپنی چادر سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے گاڑی سے نکلی۔۔۔ زرغام نے سٹرینگ سے سر ٹکاتے گہرا سانس لیا۔۔۔

جان عالم تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زل جان عالم کی اتنی تیزی دیکھتے ہوئے حیران ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی بھی صبح سے حویلی نہیں آیا تھا۔۔۔ جان عالم صبح سے اب آیا تھا۔۔۔ زل غزنوی کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ "کیا ہوا تم۔۔۔ یہاں کیوں کھڑا ہے۔۔۔" رابیہ خان زل کو کھڑے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "پتہ نہیں چاچی۔۔۔ غزنوی صبح سے ابھی تک آئے نہیں ہے۔۔۔ پریشاں کو ڈھونڈنے گئے تھے۔۔۔" زل پریشانی سے بولی۔۔۔ رابیہ خان کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

آخر ان کی بھی تو بیٹی تھی۔۔۔ "پتہ نہیں ہمارا بیٹی کہاں ہو گا۔۔۔ کس حال میں ہو گا۔۔۔" رابیہ خان نم آواز میں بولی۔۔۔ "چاچی وہ ٹھیک ہو گی۔۔۔" زل رابیہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زل رابیہ خان کو سہارا دیتے ان کے کمرے تک لے گئی۔۔۔

جان عالم اپنے کپڑے چینج کرتے کمرے سے نکلا۔۔۔

جان عالم اپنی گاڑی لیے ایئر پورٹ کے لیے نکلا۔۔۔ اسے لندن جانا ہی تھا۔۔۔ ہر حال میں لندن جانا تھا۔۔۔ ورشاں کیسی ہے۔۔۔ کہاں ہے۔۔۔ بہت سے سوال اس کے ذہن میں گھوم رہے تھے۔۔۔ جان عالم نے سگریٹ جلاتے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔ اور ریش ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔ اسے آج کے آج ہی جانا تھا۔۔۔

ورشاں فریش ہو کر اپنے لمبے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔۔

Varshaan, your hair is very beautiful.

صفویہ ورشاں کے سنہری بالوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے صفویہ کی طرف
دیکھا۔۔۔ صفویہ پڑھ رہی تھی۔۔۔ اس نے بیڈپہ کتابیں پھیلائی ہوئی تھی۔۔۔ You don't
seem to understand... you should read it.

(ورشاں تمہیں نہیں لگتا تمہیں پڑھ لینا چاہیے۔۔۔) صفویہ ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ ورشاں اپنے بال کمر پہ کھولے چھوڑتے ہوئے اپنی کتاب پکڑ کر بیڈپہ بیٹھ گئی۔۔۔ اور کتاب
کھولتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ ورشاں کافی دیر سے کتاب کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور صفویہ ورشاں کو
ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کتاب سامنے رکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔

Varshan, how long have I been watching you? You're
not even reading. You're just looking at the book.

(ورشاں میں کتنی دیر سے تمہیں دیکھ رہی ہوں، تم پڑھ بھی نہیں رہی ہوں۔ تم صرف وہی کتاب کی
طرف دیکھ رہی ہوں۔۔۔)

صفویہ نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جو صرف کتاب پہ نظریں جمائے کتاب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے صفویہ کی طرف دیکھا۔۔۔

"پھر کتابوں میں بھی صرف وہ نظر آتے ہیں

عشق ہو جائے تو پڑھائی بھی بری لگتی"

ورشاں نے ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھتے صفویہ کی طرف دیکھا۔۔۔ Varshaan, I don't understand you. But I have learned this much that you spoke of love.

(ورشاں مجھے تمھاری بالکل سمجھ نہیں لگتی۔۔۔ لیکن اتنا پتہ چلا ہے کہ تم نے عشق کا بولا ہے۔۔۔) صفویہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ صفویہ خود بھی بہت خوبصورت تھی۔۔۔ براؤن بری بری آنکھیں براؤن بال، سفید رنگت ایک نظر کوئی ڈال لے۔۔۔ تو کہیں اور دیکھنا مشکل تھا۔۔۔ لیکن ہر وقت ورشاں کی تعریف کرتی رہتی تھی۔۔۔ ورشاں تو شروع سے ہی خوبصورت تھی۔۔۔ پٹھان تھے۔۔۔ پھر رابیہ خان اتنی خوبصورت تھی۔۔۔ احمد فراز خان بھی کسی سے کم نہ تھے۔۔۔

ورشاں کی نیلی بڑی بڑی آنکھیں اور پھر گال پہ تل جو چھوٹا سا تھا۔۔۔ لیکن اب واضح ہوتا تھا۔۔۔ جس سے کوئی بھی اس کی طرف اٹریکٹ ہو سکتا تھا۔۔۔ I think we should go out and have coffee.

(ورشاں مجھے لگتا ہے کہ ہمیں باہر چل کر کافی پینی چاہیے۔۔۔) صفویہ باہر کا موسم دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ Just do this a little bit and then let's go.

(بس تھوڑا سا یہ کر لوں۔۔۔ پھر چلتے ہیں۔۔۔) ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ تو صفویہ اٹھ کر
فریش ہونے چلے گئی۔۔۔

----- "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیس سو ڈ نمبر 54

المیر خان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ اسے کیس ملا ہوا تھا۔۔۔ جس وجہ سے وہ یہاں آیا ہوا تھا۔۔۔ ورنہ وہ
کبھی یہاں نہ آتا۔۔۔ المیر خان نے ایئر پور ڈس لگاتے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا۔۔۔ اب سامنے ہی کلب
کی وڈیو چل رہی تھی۔۔۔ جہاں لڑکیاں لڑکے نازیبا حرکتیں کر رہے تھے۔۔۔ لڑکیاں چھوٹے
چھوٹے کپڑے پہنے ڈانس کر رہی تھی۔۔۔ اور لڑکے ان سے لپیٹ رہے تھے۔۔۔ المیر خان نے سامنے
نظریں جمائے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ المیر خان کی گاڑی کلب کے باہر روکی۔۔۔

المیر خان اپنی شاندار پرسنلٹی لیے اندر کلب کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان بلیک کلر کی پینٹ شرٹ میں
ملبوس گلاسز لگائے کلب میں داخل ہوا۔۔۔ المیر خان کی پرسنلٹی کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر سکتی

تھی۔۔۔ اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ بہت سی لڑکیوں نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے اشارہ کیا
تھا۔۔۔ لیکن المیر خان کسی کی طرف دیکھے بنا جا کر ایک چمیر پہ بیٹھ گیا۔۔۔

کلب میں اونچی آواز میں سونگ لگا ہوا تھا۔۔۔

"تھوڑی فرست میری جاں کبھی باہوں کو دیجیے

تھوڑی فرست میری جاں کبھی باہوں میں کو دیجیے

لڑکی المیر خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

آج کی رات مزا حسیں کا انکھوں سے لیجئے۔۔۔

آج کی رات مزا حسیں کا انکھوں سے لیجئے

آج کی رات مزا حسیں کا انکھوں سے لیجئے

وقت برباد نہ بن بات کی باتوں کیجیے

وقت برباد نہ بن بات کی باتوں کیجیے

آج کی رات مزا حسیں کا انکھوں سے لیجئے۔۔۔

آج کی رات مزا حسیں کا انکھوں سے لیجئے۔۔۔

اس نے اپنے بالوں کو ایک طرف کرتے ہوئے المیر خان کو آنکھ ماری تھی۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔۔۔

المیر خان کے بالکل ہی سامنے لڑکی جس کی ڈریس ولیگر تھی۔۔۔۔ وہ اس سونگ پہ ڈانس کرتے بولتے ہوئے اس کی طرف چلتے ہوئے آئی۔۔۔ Will you dance with me? اس نے ہاتھ المیر خان کی طرف بڑھایا۔۔۔ Yes, of course۔۔۔ المیر خان اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ڈانس فلور کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان اس لڑکی کی کمر میں ہاتھ ڈالے ڈانس کرتے ہوئے پورے کلب میں نظریں دوراتے ہوئے سامنے کھڑے پولیس والے کو اشارہ کیا۔۔۔

المیر خان نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف دیکھا۔۔۔

جو پینٹ ٹوپ پہنے اور اس پہ لمبی ہوڈی پہنے ہوئے ڈانس کر رہی تھی۔۔۔۔ المیر خان نے ڈانس پارٹنر چینیج کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے گھمایا۔۔۔ وہ لڑکی المیر خان کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ المیر خان نے اپنے گلاسز اتارتے ہوئے اس کی طرف سمائیل کی تھی۔۔۔ وہ لڑکی ایک پل کے لیے اس کی نیلی آسمانی آنکھوں میں کھوئی تھی۔۔۔ المیر خان نے اپنی پینٹ کی پوکٹ سے پسٹل نکالتے اس لڑکی کی کمر پہ رکھ گیا۔۔۔

المیر خان ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔۔ وہ لڑکی المیر خان کے حسیں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اپنی کمر پہ پسٹل دیکھتے ہوئے المیر خان کے پیٹ میں ٹانگ مارتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ اور باہر کی طرف

بھاگی تھی۔۔۔ المیر خان بھی اسی کے پیچھے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ وہ لڑکی پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے اور بھی تیزی سے بھاگ رہی تھی۔۔۔ المیر خان اپنی گاڑی کی کیز نکالتے ہوئے بھاگ رہا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل کیز زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان ایک نظر ان کیز پہ ڈالتے تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔ المیر خان نے بھاگتے ہوئے اس کی بازو پکڑنی چاہی۔۔۔ لیکن اس کی ہوڈی المیر خان کے ہاتھ میں آئی تھی۔۔۔ وہ اپنی ہوڈی کو جھٹکے سے خود سے الگ کرتے پھر سے بھاگنا شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔ المیر خان بھی اسی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔ جب تین چار لڑکوں نے آکر المیر خان کی طرف گولی چلائی۔۔۔ المیر خان گھومتے ہوئے ایک ہی بار میں دو لوگوں کو گرا چکا تھا۔۔۔۔۔

دوسرے دو المیر خان کی طرف بڑھے المیر خان ایک کے پیٹ میں مکہ مارتے دوسرے کے پیٹ میں ٹانگ مارتے انہیں گرا چکا تھا۔۔۔۔۔ المیر خان ان کو وہی چھوڑتے پھر سے اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔۔ وہ لڑکی اب المیر خان کو کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ المیر خان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور سامنے کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں وہ لڑکی گاڑی کے پیچھے کھڑی گہرا سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔

المیر خان پھر سے اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے پیچھے دیکھتے تیزی سے بھاگنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کا راستہ روک چکا تھا۔۔۔ اس نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے آنکھ ماری اور پھر مکہ بناتے المیر خان کے منہ پہ مارنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ المیر خان اس کا مکہ بنا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

المیر خان اپنے ہاتھ میں پکڑے اس کا ہاتھ کوہی گھوماتے اسے زمین پر گراچکا تھا۔۔۔"آہہ۔۔۔" اس لڑکی کی چیخ سنتے ہوئے المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔"سیریل کیسلر ہو یا پھر ایک کمزور سی عورت۔۔۔ عورت کبھی مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور سگریٹ جلاتے ہونٹوں میں دبا گیا۔۔۔ اس نے المیر خان کے ہونٹوں میں سگریٹ دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔

المیر خان اس کے پاس پنچوں کے بل بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔"اس نے المیر خان کے ہاتھوں سے اسی لمحے پسٹل چھینتے اپنے دل کے مقام پر رکھی۔۔۔ اگر ایک قدم بھی تم میرے نزدیک آئے۔۔۔ میں یہ ٹریگر دبا دوں گی۔۔۔" اس نے پسٹل کا دباؤ اپنی دھڑکنوں کے مقام پہ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔"یو۔۔۔" المیر خان بولتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔۔۔"ڈونٹ ڈو دیز۔۔۔" المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے پسٹل نیچے کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"عورت کبھی کمزور نہیں ہوتی۔۔۔ عورت بہت مضبوط ہے۔۔۔ اگر عورت مضبوط ہوتی۔۔۔ تو تم جیسا کوئی بھی شخص اس روئے زمین پر نہ ہوتا۔۔۔ یہ ایک عورت کی ہی بہادری ہے۔۔۔ کہ تم جیسے انسان جو بولتے ہیں عورت کمزور ہے۔۔۔ ان کو اس دنیا میں لے کر آتی ہے۔۔۔ اور میں بھی کمزور نہیں ہوں۔۔۔ کمزور تم ہوں۔۔۔ تمہاری کمزوری میں جانتی ہوں۔۔۔" کیا رہ اپنے دل کے مقام پر سختی سے پسٹل کی نوک رکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

"اسے نیچے کرو۔۔۔ میں تمہاری قریب نہیں آؤں گا۔۔۔" المیر خان پیچھے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "تمہیں لگتا ہے۔۔۔ میں بیوقوف ہوں۔۔۔" کیارہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ "تم یہاں سے آگے کی طرف بڑھو گے۔۔۔ اور بنا پیچھے دیکھے۔۔۔ ورنہ میں فائر کر دوں گی۔۔۔" کیارہ نے اسے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

المیر گہرا سانس لیتے ہوئے پیچھے کی طرف بڑھا۔۔۔ اسے اگر یہ زمرہ نہ چاہیے ہوتی۔۔۔ تو کب سے اسے ختم کر دیتے۔۔۔ کیارہ اسے مرتے دیکھ کر آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے المیر خان اس تک پہنچتے اس سے پسٹل چھین چکا تھا۔۔۔ "اس روئے زمین پر ایسا کوئی نہیں جو المیر خان کو کمزور کر سکے۔۔۔ المیر خان کی کوئی بھی کمزوری نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی کوئی المیر خان کی کمزوری بن سکتا ہے۔۔۔" المیر خان کیارہ کے سر پہ پسٹل کی نوک مارتے ہوئے اسے بے ہوش کر چکا تھا۔۔۔ المیر خان نے نمبر ڈائل کیا۔۔۔ "اس لوکیشن پر جلدی سے گاڑی لے کر پہنچو۔۔۔" المیر خان بولتے کال بند کر چکا تھا۔۔۔

صفویہ ورشاں کے ساتھ کیفے میں کافی پی رہی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی ویل کے نیچے سے ہی کافی پی رہی تھی۔۔۔ Varshaan, you are very beautiful...I am sure that whoever you want will also be beautiful.

(ورشاں تم بہت خوبصورت ہوں۔۔۔ اور تم جسے چاہتی ہوں۔۔۔ وہ بھی خوبصورت ہوں)

گا۔۔۔) صفویہ سیپ لیتے ہوئے بولی۔۔۔ Yes, he is very beautiful. I love
her very much

(وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ اور میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔) ورشاں نے مسکراتے ہوئے
بولی۔۔۔ ورشاں کافی ختم کرتے صفویہ کے ساتھ کیفے سے نکلی۔۔۔ ورشاں صفویہ سے بات کرتے
ہوئے چل رہی تھی۔۔۔ کہ سامنے کسی کے ساتھ ٹکرائی۔۔۔ am so sorry۔۔۔ ورشاں اس
کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ لیکن شاید وہ کچھ زیادہ ہی جلدی میں تھا۔۔۔ وہ اس کی بات سنے بنا جا چکا
تھا۔۔۔

لیکن ورشاں نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں اس کی پشت دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ لیکن وہ جا چکا تھا۔۔۔ ورشاں جلدی سے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔ لیکن اب وہ دور
دور تک کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ What happened to Varshaan...why
did you run away so quickly?

(ورشاں کیا ہوا۔۔۔ تم اتنی جلدی کیوں بھاگی۔۔۔) صفویہ پریشانی سے بولی۔۔۔ ورشاں وہی کھڑی
ہوئی جان عالم کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ جو کہیں نہیں تھا۔۔۔ "وہ۔۔۔ حج۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں
نے جس طرف وہ گیا تھا۔۔۔ اس طرف اشارہ کیا۔۔۔ "نو ورشاں۔۔۔" صفویہ اس کی بازو پکڑتے

ہوئے ہوسٹل کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں ابھی بھی حیران تھی۔۔۔ کیا وہ واقعی یہاں ہے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی ہی سوچوں میں گھوم صفویہ کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیس سوڈ نمبر 55

ورشاں چلتے ہوئے بار بار پیچھے پلٹتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ صفویہ کب سے ورشاں کو ہی نوٹ کر رہی

Varshan, do you think your loved ones can come --- تھی
here?

(ورشاں تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے جان خان یہاں آ سکتے ہیں۔۔۔) صفویہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تو ورشاں ایک پل کے لیے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ شاید صفویہ ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔ "جان خان یہاں کیوں آئے گے۔۔۔" ورشاں نے بھی ایک پل کے لیے سوچا۔۔۔

لیکن اگلے ہی پل اس انسان کی خوشبو یاد کرتے ورشاں نے صفویہ کی طرف دیکھا۔۔۔ Yes...I believe they can come here and Jan Khan has come here.

(ہاں۔۔۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ جان خان یہاں آسکتے ہے۔۔۔ اور جان خان آئے ہے۔۔۔) ورشاں

پورے اعتماد سے بولی۔۔۔ صفویہ ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ How innocent

you are, Varshaan. (تم کتنی معصوم ہوں۔۔۔ ورشاں۔۔۔) صفویہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ ورشاں نے صفویہ کی طرف دیکھا۔۔۔ But why does being innocent
mean anything in this matter?

(لیکن کیوں۔۔۔ اس بات میں معصوم ہونے سے کیا مطلب۔۔۔) ورشاں نے صفویہ کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔ اسے صفویہ کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہ اس نے ایسا کیوں

بولا۔۔۔ When a man separates you from his life, can he

come after you?

(ورشاں جب ایک انسان آپ کو اپنی زندگی اور خود سے الگ کرتے ہے تو کیا وہ آپ کے پیچھے آسکتا

ہے۔۔۔) صفویہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ ورشاں نے صفویہ کی نم آنکھوں کی طرف

دیکھا۔۔۔ You are okay. (تم ٹھیک ہوں۔۔۔) ورشاں نے صفویہ کی نم آنکھوں کی طرف

دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اس کی آنکھیں ورشاں نے پہلی دفعہ نم دیکھی تھی۔۔۔ ورنہ صفویہ تو ہمیشہ

مسکراتی رہتی تھی۔۔۔ اس کی براؤن بڑی بڑی آنکھوں کو نم دیکھتے ہوئے ورشاں کے دل کچھ ہوا تھا۔۔۔

ورشاں کی ایک یہی تو یہاں دوست بنی تھی۔۔۔ جو اس کا ہر وقت ہر جگہ ساتھ دیتی تھی۔۔۔ I am

fine (میں ٹھیک ہوں۔۔۔) صفویہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اس نے اپنے آنسو اپنے اتارے

تھے۔۔۔ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔ صفویہ کو عادت تھی۔۔۔ ہر سے مسکراتے

رہنا۔۔۔ Varshan will eat pizza" (ورشاش پیزا کھاؤ گی۔۔۔) صفویہ اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔۔ "No, come on now." (نہیں اب چلو۔۔۔) ورشاش صفویہ کو لیے آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاش نے صفویہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے اندازہ ہوا تھا۔۔۔ صفویہ اپنے دل میں درد چھپائے ہوئی ہے۔۔۔ ہو سٹل پہنچتے ہی صفویہ واشروم میں چلے گی۔۔۔ "صفویہ کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا۔۔۔ ہر مسکرانے والا شخص دل میں درد چھپائے ہوئے ہے۔۔۔ اور جو جتنا مسکراتا ہے۔۔۔ اس کے دل میں اتنا ہی درد ہوتا ہے۔۔۔" ورشاش اپنی ویل کھولتے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

صفویہ فریش ہو کر نکلی۔۔۔ اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ Sofia, you are crying. (صفویہ تم روئی ہوں۔۔۔) ورشاش اسے دیکھتے پریشانی سے بولی۔۔۔ صفویہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ صفویہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس چلے گئی۔۔۔ وہ ورشاش کی طرف دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ ورشاش صفویہ کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاش صفویہ کے پاس آتے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔ صفویہ بھی ورشاش کے گلے لگنے پر نرم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔

صفویہ دس سال بعد کسی کے گلے لگی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے

تھے۔۔۔ ورشاش نے صفویہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔ Sofia You are

crying۔۔۔ ورشاش کو اس کی فکر ہوئی تھی۔۔۔ No, something went wrong

in my eye۔۔۔ (نہیں انکھ میں کچھ چلا گیا۔۔۔) صفویہ مسکرائی۔۔۔ "sure" ورشاش نے اس

کی طرف تحقیق زادہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "Hmm" صفویہ نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔۔۔

"چاہے جانے والے شخص کی زبان سے کسی اور کے لیے چاہت کا اعتراف سننا ننگے پاؤں انگاروں پہ چلنے
سے زیادہ مشکل ہے" صفویہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ اس کی آواز

اس قدر آہستہ تھی۔۔۔ کہ ورشاں سن نہیں سکی تھی۔۔۔ What does this mean,

hmm? (یہ ہم کامطلب کیا ہے۔۔۔) ورشاں نے سوالیہ نظروں سے صفویہ کی طرف

دیکھا۔۔۔ "Hmm means hug me. More, more" صفویہ ورشاں کے گلے لگتے

ہوئے بولی۔۔۔ تو ورشاں مسکرا دی۔۔۔ "Come on, let's eat... I'm very

hungry." (چلو یار کھانا کھائے۔۔۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔۔) صفویہ کھانا بیڈ پہ رکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ "You eat...I'll eat later." (تم کھاؤ۔۔۔ میں بعد میں کھانا کھاتی

ہوں۔۔۔) ورشاں نے ٹیس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ صفویہ بیڈ سے اٹھتے ورشاں کی بازو

پکڑے واپس بیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔۔

"Eat food..." (کھانا کھاؤ۔۔۔)

صفویہ نے ورشاں کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں صفویہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔۔۔ کھانا

کھاتے ہی ورشاں نے ٹریں ٹبیل پر رکھی۔۔۔ صفویہ تو سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے لیٹ گئی۔۔۔ ورشاں نے

اس پر بلینکٹ دیا۔۔۔ اور اپنی جگہ پر آکر لیٹ گئی۔۔۔ ورشاں کی سوچوں کا مرکز جان عالم
تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو سوچتے سوچتے ہی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

جان عالم نے ہاتھ میں موبائل پکڑا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم موبائل پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے
آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔ جان عالم
ایک پل کے لیے حیران ہوتے پلٹا تھا۔۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے جان عالم تیز تیز قدموں سے
ریسٹورینٹ کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم ریسٹورینٹ میں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم نے اپنی
وائرسٹ ویجیہ ٹائم دیکھا۔۔۔۔۔ جہاں شام کے 06:30 ہو رہے تھے۔۔۔

جان عالم چھوٹے چھوٹے سیپ لیتے کافی پینے لگا۔۔۔ کافی ختم کرتے ہوئے جان عالم نے دوبارہ ٹائم
دیکھا۔۔۔۔۔ جہاں اب چھبیس تالیس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم ریسٹورینٹ سے نکلتے باہر آیا۔۔۔۔۔ جان عالم
نے موبائل سے لوکیشن چیک کی۔۔۔ اور پھر آگے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ جان عالم کب سے یہاں کھڑا
ہوا تھا۔۔۔۔۔ لوگ جان عالم کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ جو تقریباً بیسٹ سے یہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جان
عالم اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ "Sir, who do you want to meet?" (اندر کھڑی
لڑکی نے جان عالم کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔) جان عالم نے ایک نظر اس لڑکی پہ ڈالی۔۔۔۔۔ پھر جان عالم نے
ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔

جہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ اس نے کچھ پیسے نکالتے اس لڑکی کے ہاتھ میں رکھے۔۔۔ اور اس سے کیز پکڑتے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ لڑکی جان عالم کی اتنی جلدی دیکھتے حیران ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر ہاتھ میں پیسے دیکھتے جلدی سے چپھا گئی۔۔۔۔۔ جان عالم تیزی سے اوپر آیا تھا۔۔۔ اور اب ہر کمرے کہ باہر لکھا نمبر دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم 67 روم نمبر دیکھتے ہوئے اس میں کیز لگاتے کھولتے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔ جہاں وہ پرسکون سی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اندر آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔۔ اور ایک نظر کمرے میں ڈالی۔۔۔ کمرے میں دو بیڈ تھے۔۔۔ جن کے درمیان بیلو کلر کا پردہ تھا۔۔۔

کمرے میں بلیک کلر کی ٹائلز لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان علم نے ایک نظر صفویہ پہ ڈالی۔۔۔ جو کہ سورہی تھی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں اب اس کے دل کا سکون تھا۔۔۔۔۔ ورشاں چہرہ پہ بلا کی معصومیت لیے سورہی تھی۔۔۔ اس نے بلیٹنکٹ خود پہ لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں کے سنہرے بال کچھ تکیے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاس لیٹتے ہوئے اس کے بالوں کی خوشبو محسوس کرنے لگا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے بالکل قریب کر گیا۔۔۔

ورشاں کی سانسیں جان عالم کو اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنائے اسے سختی سے خود میں بیچتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔ ورشاں گہری نیند سورہی تھی۔۔۔ کچھ اس میڈیسن کا اثر تھا۔۔۔ جو جان عالم نے صفویہ اور اس کے کھانے میں ڈالی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کو خود میں بیچے ہوئے پرسکون تھا۔۔۔۔۔ ورشاں کو کتنے وقت بعد اس نے یوں خود میں بیچا تھا۔۔۔ اس کی روح تک کو سکون ملا تھا۔۔۔۔۔

جان عالم ور شاں کچھ دیریوں ہی ور شاں کو خود میں نیچے ہوئے تھا۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ور شاں سو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور پھر اس کے چہرہ کے ایک ایک نقوش کو دیوار وار چوم رہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے چہرہ کے ایک ایک نقوش پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے اس کے چہرہ کو چومے بغیر اسے اگلا سانس نہیں آئے گا۔۔۔ جان عالم ور شاں کے چہرہ کو ہونٹوں سے چومتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

ور شاں نیم بے ہوشی میں بھی اس کے لمس پہ سسکی تھی۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خماری چھائی تھی۔۔۔ جان عالم کا ایک ہاتھ ور شاں کی کمر پہ رینگ رہا تھا۔۔۔ جان عالم کا ہاتھ اس کی سیکرٹ میں جاتے ہوئے روکا تھا۔۔۔ جان عالم ہوش میں آتے ہاتھ اپنا پیچھے کر چکا تھا۔۔۔ اسے یونیم بے ہوشی میں چھونا جان عالم کو گوارہ نہیں تھا۔۔۔ اسی لیے بیڈ سے اٹھتے ایک آخری دفعہ اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کی طرف پیار سے دیکھنے لگا۔۔۔

"وعدہ ہے۔۔۔ میری جان۔۔۔ جو تم چاہوں گی۔۔۔ ویسا ہی ہو گا۔۔۔ سب کی خواہش پوری کر دو گا۔۔۔ تم نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ میں تمہیں آزاد۔۔۔" جان عالم بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔ ور شاں پہ ایک آخری نظر ڈالتے جان عالم باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

جان عالم باہر نکلا تھا۔۔۔ پھر کچھ سوچتے واپس اندر آیا۔۔۔ ورشاں ابھی بھی اسی پوزیشن میں تھی۔۔۔ جان عالم کو ورشاں پہ بہت پیار آیا تھا۔۔۔ وہ ابھی بھی اسی طرح گہری نیند سوتی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے پوکٹ سے ایک گفٹ نکال کر ورشاں کے تکیے کے پاس رکھا۔۔۔ "happy birthday day my love" جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ایک بار پھر سے ہونٹ رکھے۔۔۔

ورشاں نے جان عالم کے لمس پہ کسمکاتے ہوئے جان عالم کی گردن کے گرد بازو حائل کیے تھے۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔" نیم بے ہوشی میں ورشاں کے ہونٹوں نے لرزش کی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی ہونٹوں کی جنبش سمجھتے مسکرایا۔۔۔ "میں بھی اپنی لٹل وائف سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔" جان عالم ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ ورشاں نیم بے ہوشی میں مسکرائی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے نرمی سے اس کے بازو اپنی گردن کے گرد سے ہٹاتے بیڈ پہ رکھتے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم اٹھنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ ورشاں کے بال اس کی شرٹ کے بٹن میں پھنسے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بال بٹنوں سے نکالتے اس پر ایک آخری نظر ڈالتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

جان عالم روم سے نکلتے جلدی سے سڑھیاں اترتے ہو سٹل سے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم کو اب مزید بے چینی ہوئی تھی۔۔۔ وہ ورشاں کو دیکھ چکا تھا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک تھی۔۔۔ لیکن ایک بے چینی سی اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں اس کے مینجر کی تقریباً پچاس سے زیادہ کالز تھی۔۔۔ جان عالم نے اب کی بار کال ریسیو کی۔۔۔ "سر غزنوی سر آپ کو کل سے کال کر رہے ہیں۔۔۔ جیسا کہ آپ نے بولا تھا۔۔۔ میں نے ان کو نہیں بتایا۔۔۔ کہ آپ لندن گئے ہیں۔۔۔" وہ ایک ہی سانس میں بولا تھا۔۔۔ "گوڈ۔۔۔ میری فلائٹ کنفرم ہے۔۔۔ میں بھی جلدی پہنچ جاؤ گا۔۔۔ بس تم غزنوی کو پتہ نہ چلنے دینا۔۔۔" جان عالم بولتے کال کٹ کر گیا۔۔۔ جان عالم کو صبح دس بجے کی فالٹیٹ سے واپس جانا تھا۔۔۔ ورشاں کے الفاظ یاد کرتے جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔

وہ اس سے محبت کرتی ہے۔۔۔ اسے خوشی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر اپنا رواج یاد کرتے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔ "ورشاں کی مرضی میں ہی میری مرضی ہوگی۔۔۔" جان عالم سوچتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

المیر خان چیمبر سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کے سامنے ہی کرسی پہ نیم بے ہوش کیا رہ تھی۔۔۔ "اس پر یہ پانی کا کاڈال دو۔۔۔" المیر خان نے پاس کھڑی راہین کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔"لیکن سر۔۔۔"راہین نے جگ میں پڑے پانی کی طرف دیکھا۔۔۔جو کہ بہت ہی ٹھنڈا تھا۔۔۔راہین کی توجہ کے پانی کی طرف دیکھتے ہی سانسیں مدھم ہوئی تھی۔۔۔

"I say do it..."المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔راہین نے پانی کا جگ اٹھاتے کیا رہ پہ ڈالا۔۔۔ٹھنڈا پانی اوپر گرتے ہی اس کی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔کیا رہ کا پانی تھی۔۔۔اس نے سامنے بیٹھے اس شخص کی طرف دیکھا۔۔۔انسان تھا یا حیوان۔۔۔اتنا ٹھنڈا پانی۔۔۔

المیر خان کیا رہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔"مجھے خود بتا دو۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔ورنہ میں اس تک تو پہنچ جاؤ گا۔۔۔لیکن تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔۔۔"المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔"نہیں ڈرتی میں مرنے سے۔۔۔لیکن تمہیں میں اس کا پتہ کبھی نہیں بتاؤ گی۔۔۔"کیا رہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔المیر خان اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔"نہ بتاؤ۔۔۔میں تم تک پہنچ گیا ہوں۔۔۔اس تک بھی خود ہی پہنچ جاؤ گا۔۔۔"المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"مارے جاؤ گے۔۔۔"کیا رہ اسے یوں ہستے دیکھ کر بولی۔۔۔"المیر خان موت سے نہیں ڈرتا۔۔۔موت المیر خان سے ڈرتی ہے۔۔۔"المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔"تمہیں مار ڈال گے۔۔۔یہ سارا غرور نکل جائے گا۔۔۔"کیا رہ اسے یوں ہستے دیکھ کر بولی۔۔۔"المیر خان کے دشمنوں کے لیے صرف اس کا نام ہی کافی ہے۔۔۔"المیر خان مسکراتے ہوئے بول کر باہر نکلا۔۔۔

المیر خان چاہتا تو کیارہ کی کنپٹی پہ پٹل رکھ کر اس سے پتہ لگوا سکتا تھا۔۔۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا
تھا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔۔۔ کہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ اور اپنی ہر جنگ وہ خود جیتنا چاہتا
تھا۔۔۔ المیر خان گلاسز لگاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ اب المیر خان کارخ ریلوے اسٹیشن کی
طرف تھا۔۔۔

ورشاش نیند سے بیدار ہوئی۔۔۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اسے اپنا سر ہلکا سا چکراتا محسوس ہوا
تھا۔۔۔ ورشاش مسکراتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے ٹائم دیکھنے لگی۔۔۔ رات ایک
پینتالیس بج رہے تھے۔۔۔ وہ آج کچھ زیادہ ہی جلدی سو گئی تھی۔۔۔ اسی لیے نیند کی دوا کے بعد بھی اس
وقت وہ اٹھ گئی تھی۔۔۔ ورشاش نے مسکراتے ہوئے چہرہ صفویہ کی طرف کیا۔۔۔ جو سو رہی
تھی۔۔۔ ورشاش بیڈ سے اٹھی۔۔۔ لیکن پھر چکر آنے کے باعث پھر سے بیڈ پہ گری تھی۔۔۔ اس کی
آنکھیں اب مکمل بند ہو چکی تھی۔۔۔

ورشاش سوئی تھی۔۔۔ صفویہ اسے جگا رہی تھی۔۔۔ "ورشاش۔۔۔" صفویہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ جو کہ بہت مزے سے سو رہی تھی۔۔۔ صفویہ ورشاش سے بڑی تھی۔۔۔ کافی بڑی
تھی۔۔۔ اسی لیے ورشاش کو اپنی چھوٹی بہن سمجھتی تھی۔۔۔ "Wake up, Varsha...it's
ten o'clock." (ورشاش اٹھو۔۔۔ دو بج رہے ہیں۔۔۔) صفویہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے

جگاتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن وہ سوئی ہوئی اٹھ نہیں رہی تھی۔۔۔ "What is this, Varshaan? You didn't tell me. Who gave it to me?"
یہ کیا ہے؟؟ تم نے مجھے بتایا نہیں۔۔۔) صفویہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ناراضگی سے کہا۔۔۔

ورشاشاں نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے صفویہ کے ہاتھ میں گفٹ دیکھا۔۔۔ I don't know what this is. (مجھے نہیں پتہ یہ کیا ہے۔۔۔) ورشاشاں اپنے بال چہرہ سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ Let me open it. Let me see what it is. (ورشاشاں اسے کھولوں دیکھے اس میں کیا ہے۔۔۔) صفویہ نے ورشاشاں کی طرف دیکھتے ہوئے اسے یہ بوکس پکڑایا۔۔۔

ورشاشاں نے اس سے بوکس پکڑا۔۔۔ بوکس ریڈ کلر کی ولوٹ کا تھا۔۔۔ ورشاشاں نے اسے کھولا۔۔۔ تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھیں۔۔۔ بوکس کے اندر لوکڈ تھا۔۔۔ "This looks very expensive...who gave it to me?"
کس نے دیا۔۔۔) صفویہ ورشاشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشاشاں نے نفی میں سر ہلاتے کندھے اچکائے۔۔۔ "You are very lucky." (تم بہت خوش قسمت ہوں۔۔۔) صفویہ نے پیار سے ورشاشاں کی عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "I don't think so." (مجھے نہیں لگتا۔۔۔) ورشاشاں نے پھر سے اداسی سے کہا۔۔۔ "Don't talk like that." (ایسا نہیں بولتے۔۔۔) صفویہ نے ورشاشاں کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔

were the case, I wouldn't be here... I would be with my

life... (اگر ایسا ہوتا۔۔۔ تو میں یہاں نہ ہوتی۔۔۔ اپنے جان خان کے پاس ہوتی۔۔۔) ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں کے کانوں میں جان خان عالم کے لفظ گونجے تھے۔۔۔

(ماضی)

"جان۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ پلیز۔۔۔" ورشاں جان خان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل کیے ہوئی تھی۔۔۔ "کیوں نہیں جانا؟؟؟" جان خان عالم غصے سے اس کے بازو جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔ "جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ مجھے مت ڈانٹے۔۔۔ اپ ڈانٹتے ہے۔۔۔ تو مجھے برا لگتا ہے۔۔۔" ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ "کیا کرو۔۔۔ بولو کیا کرو۔۔۔ ہر وقت تمہارے پاس بیٹھا رہوں۔۔۔" جان خان عالم اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں جاؤ گی۔۔۔" کچھ بھی کر لے۔۔۔ "ورشاں نے پھر سے جان خان عالم کی گردن کے گرد باہیں ڈالی۔۔۔ ورشاں جان خان عالم کے گرد حصار بنائے رو رہی تھی۔۔۔" مت بھیجے جان خان۔۔۔ "ورشاں نے ہیجکی لی تھی۔۔۔"

جان خان عالم ورشاں کو پھر سے خود سے دور جھٹک چکا تھا۔۔۔ "جا کر اپنی چیزیں سمٹوں۔۔۔ پانچ منٹ بعد آؤ گا۔۔۔ بالکل تیار ہونی چاہیے۔۔۔ ورنہ میں اپنے طریقے سے چھوڑ کر آؤ گا۔۔۔" جان خان عالم غصے سے بولتا باہر نکلا۔۔۔ اور دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ ورشاں ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ اور وہ جا چکا تھا۔۔۔"

(حال)

"Varshan, let's go outside...we will have breakfast outside today." (ورشان یار چلو باہر چلے۔۔۔ اناج باہر سے ناشتہ کرے گے۔۔۔) صفویہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشان نے ابھی بھی ہاتھ میں وہ نکلیں پکڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشان بیڈ سے اٹھتے اس گفٹ کو جان عالم کی تصویر کے ساتھ رکھتے بیگ بند کر گئی۔۔۔ اور فریش ہونے چلے گئی۔۔۔ ورشان فریش ہو کر کمرے میں آئی۔۔۔ صفویہ بالکل تیار کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"Let's go..." صفویہ نے ورشان کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

ورشاں صفویہ کے ساتھ ہو سٹل سے نکلی تھی۔۔۔ ورشاں صفویہ ریسٹورینٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "A cup of black coffee" ورشاں کے پیچھے ہی بیٹھے اس شخص نے ویٹر سے کہا تھا۔۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے کال سننے کے لیے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں اس آواز کو پہنچاتے جلدی سے مڑی تھی۔۔۔ لیکن پیچھے کوئی نہیں تھا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ یہاں نہیں ہو سکتے۔۔۔" ورشاں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔

جان عالم کی فلائٹ لیٹ تھی۔۔۔ اسی لیے جان عالم ریستورینٹ میں کافی پینے کے لیے آیا تھا۔۔۔ اس نے ورشاں کی آواز سنی تھی۔۔۔ لیکن ان سنی کر چکا تھا۔۔۔ لیکن ایک خواہش اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھنے کی اس کے دل میں جاگی تھی۔۔۔ جان عالم کال سن رہا تھا۔۔۔ جب ورشاں صفویہ کھانا کھا کر باہر نکل آئی۔۔۔ جان عالم سامنے ہی ایک آدمی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کی نیلی آنکھیں ہی

تھی۔۔۔ جو واحد نظر آرہی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔ درشاں صفویہ
آگے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ جان عالم نے اپنا رنگ ہوتا موبائل دیکھا۔۔۔ اور
غصے سے کال ریسیو کی۔۔۔ "سرپانچ منٹ بعد فلائیٹ ہے۔۔۔" جان عالم نے موبائل کی طرف
دیکھا۔۔۔ اور پھر کال کٹ کرتے آگے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

غزنوی ابھی آفس میں آیا تھا۔۔۔ غزنوی اندر آتے چئیر پر بیٹھتے کرسی سے سرٹکا گیا۔۔۔ غزنوی آنکھیں
بند کیے ہوئے تھا۔۔۔ سعدیہ دروازہ نوکڈ کرتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ غزنوی نے آنکھیں کھولتے
دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ سعدیہ اندر آئی۔۔۔ "سریہ آپ کی کافی۔۔۔" سعدیہ مسکراتے ہوئے
بولی۔۔۔ "یہاں رکھ دو۔۔۔" غزنوی پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔

"جی سر۔۔۔" سعدیہ نے کافی ٹبل پر رکھی۔۔۔ اور وہی کھڑی ہو گئی۔۔۔ غزنوی آنکھیں موندے
ہوئے تھا۔۔۔ غزنوی نے دس منٹ بعد آنکھیں کھولیں۔۔۔ سعدیہ ابھی بھی وہی کھڑی ہوئی
تھی۔۔۔ غزنوی نے اسے دیکھ کر ایبر واچکائی۔۔۔ "سر۔۔۔ یہ کافی ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔۔" سعدیہ نے
کافی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ "اوکے۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔" غزنوی نے سعدیہ کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔ اور ساتھ ہی کافی والا مگ پکڑا۔۔۔

غزنوی کافی پیتے اس کے سیپ لے رہا تھا۔۔۔ کافی ختم ہوتے ہی غزنوی نے کب ٹبیل پہ رکھا۔۔۔ غزنوی کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ جو اس نے بامشکل کھولیں ہوئی تھی۔۔۔ سعدیہ دس منٹ بعد اندر آئی۔۔۔ سعدیہ نے پٹھانی فراک اور اس پہ چادر لی ہوئی تھی۔۔۔ "زل"۔۔۔ "غزنوی اپنی آدھ کھولیں آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ سعدیہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آئی۔۔۔ غزنوی اسے زل سمجھتے مسکرایا۔۔۔

"زل نہیں سعدیہ۔۔۔ اج میں تمہیں اپنا بنا لوں گی۔۔۔ پھر اس زل سے چھین لوں گی۔۔۔" سعدیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے آدھ کھولیں آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔ اور پھر چیئر سے اٹھا تھا۔۔۔ سعدیہ نے اس کی گردن کے گرد باہیں حائل کی۔۔۔ "پپ۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔" غزنوی اپنی آدھ کھولیں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے اسے خود سے دور کر رہا تھا۔۔۔

سعدیہ غزنوی کی گردن کے گرد حصار تنگ کرتے اسے لیے چیئر پہ گری تھی۔۔۔ غزنوی چیئر پر تھا۔۔۔ اور سعدیہ اس پر بالکل ہی جھکی ہوئی تھی۔۔۔ سعدیہ مسکراتے ہوئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ سعدیہ غزنوی کے چہرہ کے بالکل قریب اپنا چہرہ کر گئی۔۔۔ سعدیہ اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتی۔۔۔ "غزنوی۔۔۔" احمد فراز دروازہ کھولتے اندر آئے تھے۔۔۔ اور سعدیہ کو غزنوی پہ جھکے دیکھ دھاڑے تھے۔۔۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

سعدیہ غزنوی پر مکمل توڑ پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اسے کوئی بھی دیکھتا تو یہی غلط ہی سمجھتا۔۔۔ لیکن وہ تو اپنے ہوش میں ہی نہیں تھا۔۔۔ احمد فراز خان اور حبیب اللہ خان دونوں ہی دروازے میں کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ سعدیہ ان کی آواز سنتے پہلے شوکڈ ہوئی تھی۔۔۔ پھر اگلے ہی پل کچھ سوچتے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ "پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ سر۔۔۔ ایسا مت کرے۔۔۔ پلیز۔۔۔ سر۔۔۔ چھوڑ دے مجھے۔۔۔" سعدیہ غزنوی کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے چلا رہی تھی۔۔۔ "پلیز مجھے چھوڑ دے۔۔۔ مجھے جانے دے۔۔۔ میں برباد ہو جاؤ گی۔۔۔ پلیز سر چھوڑے۔۔۔" سعدیہ ہچکیاں لیتے ہوئے ایسے ایکٹ کر رہی تھی۔۔۔ جیسے غزنوی نے اسے اپنے قریب کیا ہوں۔۔۔ احمد فراز آگے کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

احمد فراز خان کو آگے کی طرف اپنے نزدیک آتے دیکھ کر سعدیہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جیسے ہی احمد فراز ان کے قریب پہنچے سعدیہ خود ہی پیچھے ہوتے زمین پر گری تھی۔۔۔ جیسے اسے غزنوی نے دھکے دیا ہوں۔۔۔ احمد فراز خان غزنوی کی طرف بڑھتے اس کے چہرہ پر تھپڑ رسید کر چکے تھے۔۔۔ غزنوی جو کہ اپنے حواس میں نہیں تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے احمد فراز خان کی طرف دیکھا۔۔۔ احمد فراز خان نے ٹبل پر پڑا پانی کا جگ اس پہ انڈیلا۔۔۔ جس سے غزنوی ہوش میں آیا تھا۔۔۔

سعدیہ زمین پر بیٹھی روہی تھی۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر سعدیہ پہ ڈالی۔۔۔ ایک نظر احمد فراز خان پر پھر حبیب اللہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "بابا آپ جو سمجھ رہے۔۔۔" ابھی غزنوی اتنا ہی بولا تھا کہ احمد فراز خان بولے۔۔۔ "آفس ہے۔۔۔ بہت محنت سے عزت بنائی ہے۔۔۔ اسی لیے حویلی چلو۔۔۔" احمد فراز خان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ اور حبیب اللہ خان کے ساتھ باہر نکل گئے۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر زمین پر بیٹھی سعدیہ پر پھر سے ڈالی۔۔۔ جواب ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔

غزنوی نے اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھا۔۔۔ ڈرائیور کو آتے دیکھ کر غزنوی باہر نکلا۔۔۔ "میم آپ کو خان صاحب بلارہے ہیں۔۔۔" ڈرائیور سعدیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو سعدیہ جلدی سے اس کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔

غزنوی ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ اسے پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ کچھ ایسا ہو گا۔۔۔ اس نے اپنے چہرہ پر پریشانی سے ہاتھ پھیرا۔۔۔ غزنوی کو اپنی آنکھیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے گاڑی روکی۔۔۔ اور پانی کی بوتل پکڑتے چہرہ پر پانی کے چھینٹیں مارنے لگا۔۔۔ ابھی بھی اس کی آنکھیں ہلکی ہلکی بند ہو رہی تھی۔۔۔ دوائی کا اثر ابھی بھی تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے پھر سے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ غزنوی کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آ کر روکی۔۔۔

غزنوی گاڑی سے نکلے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ لاؤنچ میں احمد فراز خان، حبیب اللہ خان، اور داجی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر ان کے سامنے ہی بیٹھی سعدیہ پہ ڈالی۔۔۔ جو معصوم بنی ہوئی تھی۔۔۔ اور اسی پر الزام ڈال چکی تھی۔۔۔ سعدیہ نے غزنوی کو دیکھتے ہچکیاں لینی شروع کی۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ "آگے بر خودار۔۔۔" داجی غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ احمد فراز خان، اور حبیب اللہ خان دونوں ہی اس کی طرف غصے سے دیکھ رہی تھے۔۔۔

"احمد ہم اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتے۔۔۔ تم اس سے بولو یہاں سے چلے جائے۔۔۔" حبیب اللہ خان غزنوی کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "بڑے ابو۔۔۔ آپ غلط سمجھ۔۔۔" ابھی غزنوی اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ احمد فراز صوفے سے اٹھتے غزنوی کے چہرہ پر تھپڑ جڑ گیا۔۔۔ احمد فراز کا تھپڑ بے حد جاندار تھا۔۔۔ لیکن غزنوی اپنی جگہ پر ہی لڑکھڑایا تھا۔۔۔ سعدیہ نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اسے امید نہیں تھی۔۔۔ ایسا کچھ ہو گا۔۔۔ وہ تو صرف اسی کو بلیک میل کرنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن یہاں تو اس کا گیم ہی پلٹ گیا تھا۔۔۔

"بابا۔۔۔" غزنوی نے بے یقینی سے احمد فراز کی طرف دیکھا۔۔۔ "مت کہو مجھے بابا۔۔۔ تم جیسی اولاد سے تو میں نے اولاد ہی رہتا تو بہتر تھا۔۔۔ انج شرمندگی سے سر تو نہ جھکانا پڑتا۔۔۔" احمد فراز خان غصے سے بولے۔۔۔ "ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔۔۔" غزنوی نے انہیں سمجھانا چاہا۔۔۔ "جو ہم نے دیکھا وہ کیا تھا۔۔۔" احمد فراز دھاڑے تھے۔۔۔ زمل جو اپنے کمرے میں تھی۔۔۔ احمد فراز خان کی

آواز پر کمرے سے نکلتے باہر آئی۔۔۔ رابیہ خان بھی کمرے سے نکلتی باہر آئی تھی۔۔۔ آئمہ خان بھی شور کی آواز سنتے لاونج میں آئی۔۔۔

"بابا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے۔۔۔" غزنوی نے بے یقینی سے سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "نہیں۔۔۔" احمد فراز خان نے ایک لفظ میں ہی اسے آسمان سے زمین پر گرایا تھا۔۔۔ غزنوی احمد فراز خان کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ مسکرایا۔۔۔ "بابا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے۔۔۔ اس لڑکی پر یقین ہے۔۔۔ اس کے جھوٹے آنسوؤں پر یقین ہے۔۔۔ لیکن جسے اپنے جوان کیا اس پر آپ کو یقین ہی نہیں ہے۔۔۔" غزنوی احمد فراز خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زمل سعدیہ کو روتے دیکھ کر کچھ سمجھ چکی تھی۔۔۔ "بابا اس طرح مجھ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ اپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔ مجھے وہ بتائے۔۔۔" غزنوی احمد فراز خان کی طرف بڑھتے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ احمد فراز خان نے اپنا ہاتھ غزنوی سے چھرواتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "میں تمہیں اپنی جائیداد سے اک کرتا ہوں۔۔۔ چلے جاؤ۔۔۔ اس حویلی سے۔۔۔" احمد فراز خان اپنا چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولے۔۔۔ رابیہ خان احمد فراز خان کی بات سنتے گرنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ آئمہ خان نے آنہیں سنبھالا۔۔۔

"ہم اپنا غزنوی کے بغیر کیسے رہے گا۔۔۔" رابیہ خان روتے ہوئے بولی۔۔۔ "سب کو رہنا پڑے گا۔۔۔ اور یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔۔۔ اگر کسی کو اس فیصلہ سے مسئلہ ہے۔۔۔ تو ہم اس حویلی سے چلے جائے گے۔۔۔" احمد فراز خان سپاٹ چہرہ لیے بولے۔۔۔ "نہیں بابا۔۔۔ آپ کیوں جائے

گے۔۔۔ اپ کی حویلی ہے۔۔۔ میں چلا جاؤ گا۔۔۔ "غزنوی ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" یہی سب کے لیے بہتر ہے۔۔۔ کہ تم جلد از جلد یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔ "احمد فراز بول کر واپس صوفے پر جا کر بیٹھے تھے۔۔۔

زل مل احمد فراز کی بات سنتے ہوئے وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔

"آ۔۔۔ آ۔۔۔ اپ نن۔ نہیں جائے۔ گے۔۔۔" زل مل روتے ہوئے بولی۔۔۔ زل مل سڑھیاں اترتے ہوئے غزنوی کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل مل کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ غزنوی اوپر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔۔ زل مل غزنوی کے پیچھے ہی اوپر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ غزنوی اپنے سارے کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔ جسے دیکھتے ہوئے زل مل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زل مل غزنوی کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

غزنوی کا ہاتھ روکا تھا۔۔۔ غزنوی نے زل مل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "آ۔۔۔ ا۔۔۔ اپ چلے جائے گے۔۔۔" زل مل کی آواز نم تھی۔۔۔ غزنوی اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے پھر سے مصروف ہوا تھا۔۔۔ "میں کیا کرو گی۔۔۔ اپ کے بغیر۔۔۔ پلیز نہ جائے۔۔۔" زل مل نے روتے ہوئے غزنوی کے چہرہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی زل مل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے لگا گیا۔۔۔ "میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں زل مل۔۔۔ اس روئے زمین پر میری زل مل کے علاوہ مجھ پر ہر عورت حرام

ہے۔۔۔ میں ہمیشہ ایک ہی لڑکی ایک ہی عورت سے عشق کرتا رہوں گا۔۔۔ اور وہ صرف اور صرف میری محبت میری زل ہے۔۔۔ "غزنوی زل کی آنکھوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"مجھے آپ پر یقین ہے۔۔۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے۔۔۔ مجھے خود سے زیادہ آپ پر یقین ہے۔۔۔ میرے غزنوی کبھی میرے علاؤہ کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔۔۔" زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر کہیں اور دیکھنا ہی بھول گیا۔۔۔ اس کی کانچ سی ہیزل گریں آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ جو اسے سب کچھ بھولا چکی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی آنکھوں پر نرمی سے باری باری ہونٹ رکھے۔۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کے عارض پر بہے تھے۔۔۔ "نہیں جائے۔۔۔ پلیز۔۔۔" زل نے غزنوی کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ "جانا پڑے گا۔۔۔ مجھے۔۔۔" غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام اپنے کمرے میں آیا۔۔۔ روشانی کی یادوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔ اس کمرے میں وہ اب نہیں آتا تھا۔۔۔ جب سے روشانی گئی تھی۔۔۔ وہ دوسرے کمرے میں شفٹ ہو چکا تھا۔۔۔ اس نے کبھی پلٹ کر بھی اس کمرے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ شاید آج بھی وہ نہ آتا۔۔۔ اگر اسے ضروری فائل نہ چاہیے ہوتی۔۔۔ زرغام اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ سامنے ہی بیڈ کے اوپر والی دیوار پر اس کی اور روشانی کی شادی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس تصویر کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر آگے کی طرف

بڑھا۔۔۔

زرغام ڈریسنگ روم کی طرف تیزی سے بڑھا۔۔۔ وہ زیادہ دیر اس کمرے میں کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔ روشانی کی کمی اسے شدت سے محسوس ہوتی تھی۔۔۔ لیکن اگر اس کمرے میں رہتا تو اپنا ضبط کھو دیتا۔۔۔۔۔ زرغام اپنی فائل ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ جو اسے ملی نہیں تھی۔۔۔ زرغام ایک ایک چیز کمرے سے نکالتے باہر رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اسے فائل نہیں ملی تھی۔۔۔

زرغام نے پریشانی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے نیچے بیٹھتے روشانی کی جیولری نکالتے باہر رکھی۔۔۔ فائل بالکل نیچے پڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا۔۔۔ اس نے یہ کب یہاں رکھی۔۔۔ یہ یہاں کیسے آئی۔۔۔ زرغام فائل پکڑتے واپس سب کچھ رکھتے کھڑا ہوا۔۔۔ زرغام باہر نکلنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ اس کی نظر تصویر پر پڑی۔۔۔ روشانی نے ڈریسنگ روم میں اپنی بہت سی تصویریں لگائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسے آنہیں چیزوں کا شوق تھا۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے روشانی کی تصویر کی طرف دیکھا۔۔۔ روشانی کی تصویر جس میں وہ ریڈ کلر کی پٹھانی فراک پہنے بال کھولے چھوڑے مسکرا رہی تھی۔۔۔

زرغام نے روشانی کی تصویر ٹبل سے پکڑی۔۔۔ "آج یقین ہو گیا۔۔۔"

"من پسند شخص کا چھین جانا ایسا خسارہ ہے"

جس پہ ساری عمر صبر نہیں آتا۔۔۔ "زرغام روشانی کی تصویر پکڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ زرغام اس کی تصویر رکھتے ہی مڑا تھا۔۔۔ کہ سامنے پریشاں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ایک پل کے لیے اسے پریشاں اور

روشانے میں کوئی فرق نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل زرغام نے اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔ پریشاں تھوڑی سی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ "و۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے کپڑے چاہیے۔۔۔" پریشاں نظریں جھکائے تھوڑا سا اور پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس پر ڈالی۔۔۔ "ابھی جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے نرم لہجے میں گویا ہوا۔۔۔ پریشاں اس کی نرمی پر حیران ہوئی تھی۔۔۔ زرغام بھی اپنے لہجے پر حیران ہوا تھا۔۔۔ پریشاں اس پر کوئی نظر ڈالے بنا کمرے سے نکلی۔۔۔ زرغام بھی کمرے سے نکلتے کمرے کو لو کڈ کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیس سو ڈ نمبر 58

"آ۔۔۔ آپ چلے جائے گے۔۔۔ تو میں کیسے رہوں گی۔۔۔" زمل نے روتے ہوئے غزنوی کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔۔۔ "سب ہے تمہارے پاس میری جان۔۔۔" غزنوی نے زمل کے بالوں پر ہونٹ رکھے۔۔۔ "سب ہے تو کیا ہوا۔۔۔ کوئی آپ کی کمی پوری کر سکتا ہے۔۔۔" زمل غزنوی کو دونوں ہاتھوں سے دوردھکیلتے ہوئے چینیخی۔۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو رو رہی تھی۔۔۔ غزنوی کا دل ضرور سے دھڑکا تھا۔۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف بڑھتے اسے خود سے

لگایا۔۔۔ زل غزنوی کی شرٹ پکڑتے شدت سے رودی۔۔۔ "میری والٹی تو بہت مضبوط ہے۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپ کو بتا رہی ہوں۔۔۔ آپ نہیں جائے گے۔۔۔" زل روتے ہوئے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زل کے بالوں میں انگلیاں پھسائے سہلا رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے اپنی آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا۔۔۔ "زل میری طرف دیکھو۔۔۔ میں اپنے بابا کی بات تو نہیں ٹال سکتا۔۔۔" غزنوی نے پیار سے زل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "تت۔۔۔ تو میں نن۔۔۔ نے کب کہا۔۔۔ آپ مت مانے۔۔۔ آپ مجھے ساتھ لے جائے۔۔۔" زل اپنے آنسو ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ ضد پر اڑی ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں لے کر جاسکتا نا۔۔۔ میری جان۔۔۔" غزنوی نے زل کے عارض پر پیار سے ہاتھ رکھا۔۔۔ "کیوں نے لے کر جاسکتے۔۔۔ بولے۔۔۔" زل غزنوی کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی۔۔۔ "بولے۔۔۔" غزنوی پھر سے اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیونکہ تم یہاں محفوظ رہو گی۔۔۔ یہاں سب میرے اپنے ہیں۔۔۔" غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "کون ہے آپ کا اپنا۔۔۔ بولے۔۔۔ آپ کے انہیں اپنوں نے آپ پر الزام لگایا۔۔۔ آپ پر یقین نہیں۔۔۔ اس باہر کی لڑکی پر یقین ہے۔۔۔" زل روتے ہوئے بولی۔۔۔ "جو بھی ہے۔۔۔ جیسے بھی ہے۔۔۔ یہ سب میرے ہیں۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ میری غیر موجودگی میں میری زل کا بہت خیال رکھے گے۔۔۔" غزنوی زل

کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔" زل غزنوی کو خود سے دور جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیا سمجھتے ہے آپ۔۔۔ جب آپ کا دل کرے گا۔۔۔ مجھے ٹھکرا دے گے۔۔۔ جب آپ کا دل کرے گا۔۔۔ مجھے اپنا لے گے۔۔۔ جب آپ کا دل کرے میرے قریب اجائے گے۔۔۔ جب آپ کا دل کرے گا۔۔۔ مجھے چھوڑ کر چلے جائے گے۔۔۔ کیا مجھے اتنا بھی حق نہیں کہ میں فیصلہ کر سکوں۔۔۔ کہ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں۔۔۔" زل روتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہیں حق ہے۔۔۔ تمہیں حق ہے۔۔۔ تم جو چاہوں کر سکتی ہوں۔۔۔ میں تمہارے ہر فیصلے پر تمہارے سامنے جھک جاؤ گا۔۔۔ کبھی منع نہیں کرو گا۔۔۔ جو تم چاہوں گی۔۔۔ ویسا ہی کرو گا۔۔۔" غزنوی زل کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

"تو پھر نہیں جائے۔۔۔" زل غزنوی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زل سے دور ہوا تھا۔۔۔ زل نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "ابھی تو آپ بہت کچھ بول رہے تھے۔۔۔ اب کیا ہوا۔۔۔" زل نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔۔۔ تم بولو گی۔۔۔ تو تمہارے قدموں میں بیٹھ جاؤ گا۔۔۔ جب تک نہیں بولو گی۔۔۔ ہلو گا بھی نہیں۔۔۔ لیکن بابا کے فیصلے کے بعد۔۔۔ زل میں کسی کو بھی اپنے بے گناہ ہونے کی صفائیاں نہیں دے سکتا۔۔۔" غزنوی زل کی بازو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

"نہ دے۔۔۔ ہم ان سب سے دور چلے جائے گے۔۔۔ جہاں آپ اور میں ہوں۔۔۔" زمل غزنوی کے
عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "زمل۔۔۔" غزنوی نے زمل کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی کا فون
رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے کال ریسپونڈ کی۔۔۔ "سر آپ کی فلائٹ شام 06:30 کی
ہے۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو بے یقینی سے
اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب غزنوی کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔۔۔

"سر۔۔۔ آپ کی فائلٹ ہے۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔۔۔

زمل بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی زمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اپنا سفری بیگ
لیے کمرے سے نکلا

۔۔۔ زمل وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔ اس کا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ غزنوی کمرے سے نکلتے نیچے آیا
تھا۔۔۔ زمل بھی بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آئی تھی۔۔۔ زمل سعدیہ کی طرف بڑھتے اس کے چہرے پر
تھپڑ مار چکی تھی۔۔۔ سعدیہ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ سب نے حیرانگی سے زمل کی طرف
دیکھا۔۔۔

"اس کی وجہ سے ہوا۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ اس کے یہ آنسو
جھوٹے ہیں۔۔۔ میرے غزنوی کبھی کسی کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے۔۔۔" زمل پاگلوں کی طرح چلا
رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے خود میں بیچتے ہوئے اس کے
بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پہلی دفعہ تھا کہ غزنوی نے زمل کو سب کے سامنے یوں اپنے حصار میں لیا

تھا۔۔۔ زمل غزنوی کی شرٹ پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ رابیہ خان کو روتے دیکھ کر غزنوی زمل کو اپنے
حصار میں لیے رابیہ خان کی طرف بڑھا۔۔۔

"مورے۔۔۔ آپ بھی رو رہی ہے۔۔۔" غزنوی رابیہ خان کے آنسو صاف کرتے ہوئے
بولا۔۔۔ "کیوں ہم دل نہیں رکھتا۔۔۔ ہمارا بچہ ہم سے دور جائے۔۔۔ ہمیں برداشت نہیں۔۔۔ ہم
کیسے رہے گا۔۔۔" رابیہ خان روتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے رابیہ خان کی پیشانی پر ہونٹ
رکھے۔۔۔ "مورے۔۔۔ آپ کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔۔۔ نا اپنی امانت اس کا خیال
رکھنا۔۔۔" غزنوی رابیہ خان کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ رابیہ خان رو رہی تھی۔۔۔ غزنوی رابیہ
خان کے آنسو صاف کرتے زمل کو بھی خود سے الگ کرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ لاونج کے داخلی
دروازے میں غزنوی نے روکتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن وہ واپس پلٹ چکا تھا۔۔۔ غزنوی تیزی سے داخلی دروازہ عبور کر
گیا۔۔۔ زمل غزنوی کے پیچھے باہر آئی تھی۔۔۔ غزنوی گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ زمل نے غزنوی
کو پیچھے سے ہی ہیگ کیا تھا۔۔۔ غزنوی کا ضبط ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ "نہیں جائے۔۔۔" زمل روندیں سی
آواز میں بولی۔۔۔ غزنوی نے زمل کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "اب اگر تمہاری آنکھ سے ایک بھی آنسو
نکلا۔۔۔ تو میں ان آنسو کی سزا تمہیں بہت بے باکی سے دوں گا۔۔۔" غزنوی اسے بے باک اشارہ کرتے
ہوئے بولا۔۔۔ زمل کی رنگت روتے ہوئے بھی سرخ ہوئی تھی۔۔۔

زل اپنے آنسو پر بند باندھ چکی تھی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھتے گاڑی میں بیٹھتے ہی اپنی گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ زل وہی زمین پر بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں لیے رودی۔۔۔ غزنوی کی گاڑی لاونج سے نکلتے ہی جان عالم کی گاڑی بھی کارپیوچ میں روکی تھی۔۔۔ جان عالم زل کو یوں زمین پر بیٹھ کر روتے دیکھ کر جلدی سے گاڑی سے نکلتے اس کی طرف بھاگا۔۔۔

"لالا۔۔۔" زل بھی جان عالم کو دیکھتے زمین سے اٹھتے اس کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جان عالم نے زل کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔ میری جان۔۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔۔" جان عالم زل کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "لالا۔۔۔ غزنوی چلے گئے۔۔۔" زل روتے ہوئے بولی۔۔۔ "کہاں چلا گیا۔۔۔" جان عالم نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ "لالا۔۔۔ اس۔۔۔ اس سعدیہ نے۔۔۔ ان پر جھوٹا الزام لگایا۔۔۔ ج۔۔۔ چاچو نے آنہیں حویلی سے نکال دیا۔۔۔ زل ہیچکیاں لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

جان عالم اس کی بات سنتے حیران ہوا تھا۔۔۔ "میں لے کر آؤں گا۔۔۔ غزنوی کو واپس۔۔۔" جان عالم زل کی پیشانی پر ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "اندر جاؤ۔۔۔" جان عالم پیار سے زل کو بولتے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ زل مرے مرے قدموں سے اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ زل کو چکر آرہے تھے۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ چل رہی تھی۔۔۔ اندر لاونج میں داخل ہوتے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی۔۔۔ اور زمین پر گری تھی۔۔۔

المیر خان نے ٹائم دیکھا۔۔۔ اور پھر اپنی گاڑی کا رخ رحمان خان کی شوپ کی طرف کیا۔۔۔ وہاں جانا بھی ضروری تھا۔۔۔ دوست تھا۔۔۔ اور پھر اس کی سالگرہ تھی۔۔۔ ناراض تو نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ المیر خان دس منٹ بعد رحمان بوکس سٹور پر تھا۔۔۔ المیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گلے لگایا۔۔۔ "سالگرہ مبارک ہوں۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "تو رحمان خان بھی مسکرا دیا۔۔۔" چل یار۔۔۔ تجھے کیک کھلاتا ہوں۔۔۔" رحمان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

المیر خان اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ المیر خان موبائل میں مصروف تھا۔۔۔ "اس کتاب کی پرائیز کیا ہے۔۔۔" ایک لڑکی نے رحمان خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "میم 670۔۔۔" رحمان خان اپنے ورکر سے کیک پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر جیسے سب کچھ ہی بھول گیا۔۔۔ وہ بے پناہ خوبصورت تھی۔۔۔ شاید ہی کوئی اس جیسا جیسن اس دنیا میں ہوں۔۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

"اس کی پرائیز۔۔۔" اس نے ایک کتاب اور رحمان کو دیکھائی۔۔۔ "آپ یوں ہی لے جائے۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تو اس لڑکی نے بھی اسے گھورا تھا۔۔۔ رحمان نے المیر کے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔۔ اور اس لڑکی سے پیمنٹ لی۔۔۔ "یہ محترمہ ہے کون۔۔۔" المیر خان اسے جاتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔ "کیا معلوم بھائی۔۔۔ لوگ آتے ہیں کتابیں لے کر چلے جاتے ہیں۔۔۔" رحمان خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ "پر یہ تو ہمارا دل لے کر چلے گئی۔۔۔" المیر خان گمبھیر آواز میں بولا۔۔۔

"ایک پولیس والا ہو کر ٹھہرک جاڑ رہا ہے۔۔۔" رحمان خان المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ "پہلی نظر کا پیار ہے۔۔۔ خدا کرے وہ میری محرم بن جائے۔۔۔" المیر خان نے دل سے دعا کی
تھی۔۔۔ جس پر رحمان خان نے بھی آمین کہا تھا۔۔۔ المیر خان بیڈ منٹ بعد شوپ سے نکلا
تھا۔۔۔ اسے زرغام کی کال آئی تھی۔۔۔ اسے کوئی ضروری کام تھا۔۔۔ اسی لیے زرغام نے اسے جلدی
پہنچنے کا بولا تھا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 59

پریشاں کمرے میں بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ جب زرغام دروازہ کھولتے ہوئے اندر
آیا۔۔۔ پریشاں کمرے میں دوپٹے کے بغیر بال کھولے چھوڑ کر بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی فراق
اسے تنگ تھی۔۔۔ زرغام بیڈ پر ہاتھ میں پکڑے کپڑے پھینکتے ہوئے پلٹا تھا۔۔۔ پریشاں جو اپنے خیالوں
میں گھوم تھی۔۔۔ بیڈ پر فراق دیکھتے اس نے جلدی سے اپنے دوپٹے کے لیے نظریں دوڑائیں۔۔۔ لیکن
زرغام خان کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔ زرغام نے دروازہ بند کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔ اسے
محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ سچ میں اس کے لیے مصیبت ہی ہے۔۔۔ زرغام اس کے کمرے سے آگے کی
طرف بڑھا تھا۔۔۔

شاہ در زرغام کو دیکھتے اس کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ "باباجان۔۔۔" شاہ در نے زرغام کے پاس آتے ہوئے پیار سے اس کی شرٹ کو نیچے سے پکڑا۔۔۔ زرغام نے پنچوں کے بل بیٹھتے ہوئے شاہ در کی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔۔ "میرا بیٹا یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔" زرغام نے لاڈ سے اسے اٹھاتے ہوئے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "پیزا کھانا ہے۔۔۔" شاہ در نے بھی لاڈ سے بولتے ہوئے زرغام کے عارض پر ہونٹ رکھے۔۔۔ "میں آتے ہوئے لے آؤں گا۔۔۔ ابھی بابا کو ضروری کام ہے۔۔۔" زرغام نے پیار سے کہا۔۔۔ "نہیں بابا۔۔۔ مجھے ابھی ہی کھانا ہے۔۔۔" شاہ در ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔۔۔ "چلو پھر میں منگوا دیتا ہوں۔۔۔ اب خوش۔۔۔" زرغام نے پیار سے پوچھا۔۔۔ شاہ در جلدی سے ہمی میں سر ہلا گیا۔۔۔

زرغام اسے پیار سے نیچے اترتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔ شاہ در بھی لاونج میں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں شاہ در کا پیزا آگیا تھا۔۔۔ شاہ در پیزا پکڑے کمرے میں جا رہا تھا۔۔۔ پریشاں کے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھولا ہوا تھا۔۔۔ شاہ در پیزا پکڑے پریشاں کے کمرے میں آیا۔۔۔ پریشاں فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ اور مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ شاہ در چلتا ہوا پریشاں کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ "چاچی۔۔۔" شاہ در پریشاں کے پیچھے آتے کھڑا ہوا۔۔۔ پریشاں جو کہ بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے دیکھا۔۔۔ شاہ در کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔۔۔ "چاچی آپ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ جس سے اس کے عارض میں گہرا ڈمپل پڑا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے پریشاں نے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ اور اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "آپ پیزا کھائے گی۔۔۔" شاہ در نے ہاتھ میں پکڑا پیزا اس کی طرف

کیا۔۔۔ پریشاں شاہ در کو لیے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اسے اپنے سامنے بٹھایا۔۔۔ شاہ در نے پیزا
پریشاں کو پکڑا یا۔۔۔ پریشاں اسے کھولتے سلائیس نکال کر شاہ در کر پکڑا یا۔۔۔

اب شاہ در اس کے سامنے بیٹھا پیزا کھا رہا تھا۔۔۔ پریشاں اپنے بالوں کا رِف سے جوڑے بنائے اسے دیکھ
رہی تھی۔۔۔ شاہ در زرغام کی طرح دیکھتا تھا۔۔۔ وہ چھوٹا سے بہت ہی خوبصورت سا بچہ
تھا۔۔۔ پریشاں اسے دیکھتے مسکرائی۔۔۔ زرغام کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہی اس کی آنکھیں
نم ہوئی تھی۔۔۔ اس نے صرف مدد کے لیے یہ سب کیا تھا۔۔۔ لیکن زندگی کہاں سے کہاں لے
گئی۔۔۔ پریشاں کی نم آنکھیں دیکھتے شاہ در اٹھتے ہوئے پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اپنے چھوٹے
چھوٹے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں صاف کرنے لگا۔۔۔ "آپ کیوں رو رہی ہے۔۔۔" شاہ در نے
پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں میں تو نہیں رو رہی۔۔۔" پریشاں پیار سے اسے گود میں بیٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔

اسی لمحے زرغام دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ شاہ در، پریشاں دونوں نے زرغام کی طرف
دیکھا۔۔۔ زرغام پریشاں کے سر پر کوئی نظر ڈالے بنا اس کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو
اس کی گود سے لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔۔۔ پریشاں اپنی سانس تک روک گئی۔۔۔ زرغام
شاہ در کو اٹھاتے کمرے سے نکلا۔۔۔ شاہ در زرغام کے کندھے پہ سر رکھے ہوئے تھا۔۔۔ "بابا۔۔۔" شاہ
در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" زرغام پیار سے بولا۔۔۔ "مجھے چاچی کے پاس
جانا ہے۔۔۔" شاہ در ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے قدم

روکے تھے۔۔۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ چلتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ "بابا چاچی بہت اچھی ہے۔۔۔ آپ کو پتہ ہے۔۔۔ چاچی رو رہی تھی۔۔۔" شاہ در نے اب اس سا چہرہ بنائے کہا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیوں۔۔۔" زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔۔" شاہ در کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہ اس نے کیوں پوچھا۔۔۔ لیکن وہ پوچھ چکا تھا۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ شاید کہیں دل میں کوئی ہلچل ہوئی تھی۔۔۔ زرغام شاہ در کو بیڈ پر بیٹھاتے اس کے پاس بیڈ پر لیٹا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کے اپنے ساتھ لیٹایا۔۔۔ "بابا۔۔۔ چاچی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔ "وہ آپ کی چاچی نہیں ہے۔۔۔ اوکے۔۔۔" زرغام نے اسے سمجھانے چاہا۔۔۔ "پھر کیا بولو گا۔۔۔" شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام اس کے سوال پر الجھا تھا۔۔۔ "بابا ماما بولو۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر بس سر ہلانا مناسب سمجھا۔۔۔ زرغام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے اپنے ماضی میں کھو گیا۔۔۔

(ماضی)

پریشاں صبح سے کالج کے لیے حویلی سے نکلی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اب دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔۔ اور وہ ابھی تک باہر تھی۔۔۔ "پریشاں یا یہاں سے کچھ کھالے۔۔۔ پھر میں تمہیں ایک کمال کی جگہ میں لے کر جاتی ہوں۔۔۔" اریم نے جو س پیتے ہوئے کہا۔۔۔ "ہاں ٹھیک ہے۔۔۔" پریشاں بھی جو س پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ دونوں نے جو س ختم کیا۔۔۔ اور اٹھ گئی۔۔۔ اب اریم پریشاں کو اپنے

ساتھ لے کر چل رہی تھی۔۔۔ اریم پریشاں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ جب وہ ایک بڑے سے علاقے میں پہنچی۔۔۔ جہاں صرف مرد ہی مرد تھے۔۔۔ یہ دیکھتے پریشاں کا دل کانپا تھا۔۔۔ "بی۔۔۔ یہ کہاں لے آئی ہوں۔۔۔" پریشاں لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔۔۔ "یار بہت مزے کی جگہ ہے۔۔۔" اریم آگے بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں مجھے جانا ہے۔۔۔" پریشاں کچھ قدم پیچھے ہوئی۔۔۔ اس جگہ کو دیکھتے جیسے وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔

اسے اپنی عزت بہت پیاری تھی۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ ڈر اسے جان عالم کا تھا۔۔۔ اگر اسے پتہ چلتا اسے جان سے مار دیتا۔۔۔ پریشاں واپس مری تھی۔۔۔ اریم نے اس کی بازو پکڑی۔۔۔ "چل یار۔۔۔" اریم بولتے ہوئے اسے لیے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشاں اسے منع کرتے اندر کی طرف جارہی تھی۔۔۔ جیسے جیسے پریشاں اندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ اس کا دل مٹھیوں میں جکڑا جا رہا تھا۔۔۔ اندر آتے ہی پریشاں کا وجود کانپا تھا۔۔۔ کیونکہ اندر لڑکیاں جو کہ نازیبا حرکتیں لڑکوں کے ساتھ کرتی اندر جا رہی تھی۔۔۔ اور ان کے وجود پر کپڑے ناہونے کے برابر تھے۔۔۔ سامنے بیٹھی اس عورت نے پان تھوکتے ہوئے اریم کی طرف دیکھا۔۔۔

اس نے اریم کو پریشاں کو پاس لانے کا اشارہ کیا۔۔۔ اریم پریشاں کی بازو پکڑے آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ "ا۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔" اریم۔۔۔ "پریشاں بے یقینی سے بولی۔۔۔" بالکل صاف کسی نے پھول سے بھی نہیں چھوا۔۔۔ "اریم مسکراتے ہوئے پریشاں کو اس کی طرف دھکے دے چکی تھی۔۔۔ پریشاں کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔" اے لڑکیوں اس لڑکی کو لے جاؤ۔۔۔ "وہ بائی پریشاں کی طرف اشارہ کرتی ہوئے بولی۔۔۔ کچھ لڑکیاں آگے بڑھتے ہوئے پریشاں کو کھینچ کر لے جا رہی تھی۔۔۔ پریشاں چیخ رہی

تھی۔۔۔ چلا رہی تھی۔۔۔ لیکن کوئی بھی اس کی سننے کے لیے یہاں نہیں تھا۔۔۔ ان دو لڑکیوں نے پریشاں کو لے جاتے ہوئے ایک کمرے میں پھینکا۔۔۔ جہاں پہلے سے ہی سات آٹھ لڑکیاں تھی۔۔۔ جن میں سے کچھ کے تو پیٹ ہی باہر کو تھے۔۔۔ جسے دیکھتے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر برسے تھے۔۔۔ "اے لڑکی۔۔۔ نئی ہوں کیا کوٹھے پر۔۔۔" ایک لڑکی اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ "مم۔۔۔ مجھے زبردستی لے کر آئے ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے یہاں سے بھیج دو۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ ساری لڑکیاں اسے دیکھتے ہسنے لگی۔۔۔ اور اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "تم بہت خوبصورت ہوں۔۔۔ کتنے میں بیچا ہے تمہیں۔۔۔" ایک لڑکی اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولی۔۔۔ "ز۔۔۔ زبردستی لے کر آئے ہیں۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چیخنی۔۔۔ پریشاں بدک کر زمین سے اٹھی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 60

آریان اس وقت کلب میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈرنک کا گلاس تھا۔۔۔ اور وہ سامنے لڑکیوں پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جو کہ کپڑے نہ ہونے کے برابر پہنے ڈانس کر رہی

تھی۔۔۔ آریان کی نظر اس وقت بالکل اپنے سامنے ڈانس کرتی ہوئی لڑکی کی طرف تھی۔۔۔ جس نے
چھوٹی سے سکرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کی شرابی آنکھیں اور اس کے سنہرے کھولے
بال۔۔۔ آریان اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔۔

اور ہاتھ میں پکڑا گلاس ایک ہی سانس میں ختم کرتے پاس ہی پڑے دو گلاس بھی ایک سانس میں ختم
کرتے اس لڑکی کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ وہ لڑکی
بھی اب مسکراتے ہوئے آریان کی طرف دیکھتے اس کے ساتھ ڈانس کر رہی تھی۔۔۔ اسے آریان کی
خوبصورتی نے کافی مائل کیا تھا۔۔۔ اس کی سفید رنگت براؤن آنکھیں کالے بال۔۔۔ اور پرسنلٹی تو اس
کی ہر کسی کو اپنی طرف مائل کرتی تھی۔۔۔ وہ لڑکی اب آریان کے ساتھ ڈانس کرتے ہوئے مسکرا رہی
تھی۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔ آریان اس کی خوبصورتی سے کافی مائل ہوا
تھا۔۔۔

اب وہ بھی گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔Julieka۔۔۔" اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے ہاتھ
آریان کی طرف بڑھایا۔۔۔Aryan۔۔۔" آریان نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ
تھاما۔۔۔Your lips are very beautiful۔۔۔" (تمہارے ہونٹ بہت
خوبصورت ہے۔۔۔) آریان جو لیکا کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔It is in the
hands of the kisser how beautiful he makes the
lips." (چومنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔۔ کہ وہ ہونٹوں کو کتنا خوبصورت بناتا ہے۔۔۔) جو لیکا کا
بھی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔Then you should also see the rest of۔۔۔"

"your beauty. (پھر تمہارے باقی حسن کا بھی نظارہ کر لینا چاہیے۔۔) آریان آنکھ مارتے ہوئے

جو لیکا کو اپنے بے حد قریب کر گیا۔۔۔ "Why not do it whenever you want?" (کیوں نہیں جب چاہے کر لوں۔۔۔) جو لیکا بھی اس کی گردن کے گرد باہیں حائل کرتے ہوئے بولی۔۔۔

آریان جو لیکا کی سکرٹ میں انگلیاں پھسائے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی آریان جو لیکا کو دروازے سے لگائے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ آریان کا موبائل رنگ ہونے پر آریان موبائل نکالتے جو لیکا سے دور ہوا۔۔۔ اور کال سننے لگا۔۔۔ آریان کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ آریان کال بند کرتے مرا تھا۔۔۔۔۔

آریان جو لیکا کو خود سے دور کرتے ہوئے اپنی شرٹ پکڑ کر پہننے لگا۔۔۔ "What happened...why did you fall behind?" (کیا ہوا تم پیچھے کیوں ہٹ گئے۔۔) جو لیکا نے آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "I have to go to urgent work." (مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔۔) آریان شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "You're leaving me like this." (تم مجھے ایسے چھوڑ کر جا رہے

ہوں۔۔) جو لیکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "You are now only my property...whatever Aryan lays eyes on becomes Aryan's only property" (تم صرف آریان کی پراپرٹی ہوں۔۔ اور جاپیز پر آریان کی نظر پڑ جائے وہ آریان کی ہو جاتی۔۔) آریان جو لیکا کے عارض پر ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"Julika is no one's property....Julika lives only for herself"

(جو لیکا کسی کی پرپرائٹی نہیں۔۔۔ جو لیکا صرف اپنے لیے جیتی ہے۔۔۔)

"It was before. From now on you are only mine."

(پہلے تھی۔۔۔ اب تم صرف میری ہوں۔۔۔) آریان بولتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

آریان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے تیزی سے کلب سے نکلتا تھا۔۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آریان نے بال ٹھیک کیے۔۔۔ صفویہ، ورشاں دونوں شوپنگ پر جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں جس کچھ بوکس چاہیے تھی۔۔۔ اور صفویہ کو کچھ چیزیں چاہیے تھی۔۔۔ آریان ورشاں، صفویہ کو دیکھتے ان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ "ہائے۔۔۔" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"Where are you -- "صفویہ ورشاں بھی بس اتنا ہی بولی تھی۔۔۔

going?" (تم کہاں جا رہی ہوں۔۔۔) آریان نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "I'm going to buy books." (کتا بیں خریدنے جا رہی ہوں۔۔۔) ورشاں اس کی طرف دیکھے

بنا بولی۔۔۔ "I'll buy it and bring it back..." (میں خرید کر لا دیتا

ہوں۔۔۔) آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "No, thank you. I'll get it

myself." (نہیں شکریہ۔۔۔ میں خود لے آؤ گی۔۔۔) ورشاں بولتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ

گی۔۔۔

"The day is not far when you too -- آریان وہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
will be in front of me like Julika..." (وہ دن دور نہیں جب تم بھی جو لیکا کی
طرح میرے سامنے ہو گی۔۔۔) آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

Varshan Aryan tries to talk to you every time... but you
ignore him.

(ورشاں آریان ہر دفعہ تم سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔ لیکن تم ہر دفعہ اسے انور کر دیتی
ہو۔۔۔) (صفویہ نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "Dude, I don't like it at
all... anyone should talk to me except Jan Khan?" (یار مجھے
بلکل پسند نہیں ہے۔۔۔ کہ کوئی مجھ سے بات کرے۔۔۔ سوائے جان خان کہ۔۔۔) ورشاں مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔۔۔

"انسان اتنا خود غرض ہے کہ

اسے وفاداری بھی اپنے من پسند شخص کی چاہیے ہے

تیسرا انسان اس کی محبت میں مر بھی جائے اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ ورشاں پر سوچ انداز میں

بولی۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ایپیسڈ نمبر 61

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ ساری پاس کھڑی اس کا مذاق اڑاتے ہوئے ہنس رہی تھی۔۔۔ جب ایک لڑکی جو کہ اسے اندر چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشاں پیچھے دیوار میں سمار ہی تھی۔۔۔ اس نے پریشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ اور لیے کمرے سے نکلی۔۔۔ اس نے پریشاں کو دوسرے کمرے میں پھینکا تھا۔۔۔ جہاں ایک آدمی اسے خباثت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں اسے دیکھتے اس لڑکی کے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ "جانے دو پلیز۔۔۔ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چینیخی تھی۔۔۔ لیکن وہ اسے پھر سے زمین پر پھینکتے باہر نکلی۔۔۔ وہ آدمی پریشاں کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پریشاں پیچھے کو ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ اس نے پریشاں کی طرف بڑھتے اس کا دوپٹہ کھینچتے ہوئے دور اچھالا۔۔۔۔

پریشاں خوف کے مارے کانپتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ اس نے اس کی بازو پکڑتے اسے مقابل کیا۔۔۔ "لڑکی تم تو بہت خوبصورت ہوں۔۔۔ اج رات ہماری بہت خوش گوار گزرنے والی ہے۔۔۔" وہ آدمی پریشاں کو خباثت سے دیکھتے اسے کے عارض پر ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ پریشاں کی آنکھوں آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ اس آدمی نے پریشاں کو بیڈ پہ پھینکتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں روتے ہوئے دوسری طرف سے اٹھی تھی۔۔۔ وہ اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پریشاں دوسری طرف سے دروازے کی طرف بڑھتے دروازہ کھولتے باہر بھاگی۔۔۔ پریشاں بھاگتے ہوئے سڑھیاں اتری تھی۔۔۔ اس کے پاس دوپٹہ بھی نہیں تھا۔۔۔ وہ بھاگ رہی تھی۔۔۔ پریشاں کو دیکھتے ایک پولیس والی اس کی کلائی پکڑے اسے لیے باہر نکلی۔۔۔ اور باہر باقی لڑکیوں کے ساتھ لے گئی۔۔۔

"مم۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھے زبردستی لے کر آئے تھے۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی۔۔۔ لیکن سامنے بیٹھا پولیس والا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ "میڈیم ہم کیاروٹی کو چوچی کہتے ہیں۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں میں بہت شریف خاندان سے ہوں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے سچ میں یہاں زبردستی لے کر آئی تھی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ "چلو بی بی پھر لگاؤ اپنے شریف خاندان کو کال۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے موبائل اس کی طرف بڑھایا۔۔۔ پریشاں نے روتے ہوئے اس موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔ "کیوں بی بی اب کیا ہوا۔۔۔ کسی کو نہیں بلا سکتی۔۔۔" پولیس والا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے روتے ہوئے موبائل پکڑا۔۔۔ پریشاں سوچ رہی تھی۔۔۔

کس کا نمبر ڈائل کرے۔۔۔ روتے ہوئے پریشاں زرغام کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے کان سے لگا گئی۔۔۔

روشانے مرار کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اسے خمار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام روشانی کی طرف بڑھتے اسے کے پیٹ کے گرد حصار بنا گیا۔۔۔ "ہائے میری کیوٹ سی بیوی۔۔۔ کتنی خوبصورت لگتی ہوں نا۔۔۔" زرغام روشانی کے کندھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ روشانی سرخ ہوئی تھی۔۔۔ "جب اس طرح شرماتی ہوں۔۔۔ دل پروار کرتی ہوں۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے روشانی کو بے باکی سے چھو گیا۔۔۔ زرغام کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ زرغام نے غصے سے موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر ہاتھ بڑھاتے ہوئے موبائل پکڑا۔۔۔ فرحان انسپکٹر کا نمبر دیکھتے زرغام نے کال ریسیو کی۔۔۔ "ہیلو۔۔۔" زرغام نے روشانی کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"ز۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام لالا۔۔۔ پپ۔۔۔ پلیز یہاں اجائے۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے حیرانگی سے موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر دوبارہ سے کان سے لگایا۔۔۔ فرحان نے پریشاں سے موبائل پکڑتے ہوئے کان سے لگایا۔۔۔ "جناب آپ کی لڑکی یہاں سٹیشن میں ہے۔۔۔" وہ اتنا بولتے ہوئے کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ زرغام حیران ہوتے موبائل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔" روشانی اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "کچھ نہیں یار ضروری کام ہے۔۔۔ اتا ہوں۔۔۔" زرغام پیار سے بولتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

زرغام ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے سہ ٹینشن پہنچا۔۔۔ زرغام اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ کہ اندر اتنی لڑکیاں دیکھتے ایک پل کے لیے اسے جھٹکا سا لگا تھا۔۔۔ پھر اگلے پل ہی اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں جو کہ دیوار میں سمائی رو رہی تھی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے اس کے گلے لگی۔۔۔ پریشاں کے وجود پر دوپٹہ بھی نہیں تھا۔۔۔ جسے دیکھتے اس نے نظریں پھیریں تھی۔۔۔ کیونکہ جان عالم اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔۔۔ "جا کر گاڑی میں بیٹھو۔۔۔" زرغام پیار سے بولتے اسے خود سے الگ کر گیا۔۔۔

پریشاں باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ کہ فرحان اس کی کلائی پکڑے اسے روک چکا تھا۔۔۔ زرغام نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ "ہاتھ چھوڑ۔۔۔" زرغام دھاڑا تھا۔۔۔ اس نے اسی لمحے پریشاں کا ہاتھ چھوڑا۔۔۔ پریشاں اب زرغام کے پیچھے کھڑی رو رہی تھی۔۔۔ "ہم پر غصے کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ رائیس لوگوں کی بھی سیٹیاں اگر کوٹھے پہ ملے۔۔۔ تو ہماری کیا غلطی ہے۔۔۔" فرحان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے بے یقینی سے پریشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

پریشاں روتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔ "ہم نے اسے کوٹھے سے پکڑا ہے۔۔۔ شاید یہ وہاں۔۔۔" فرحان اتنا ہی بولا تھا کہ زرغام نے اس کے منہ پر مکہ جڑا تھا۔۔۔ "بولو کیا قیمت چاہیے۔۔۔ یہ بکو اس بند رکھنے کی۔۔۔" زرغام اس خون چھلکتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "تم لگتے کیا ہوں۔۔۔ اس لڑکی کے شوہر ہوں۔۔۔" فرحان اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے خون صاف کرتے بولا۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بیوی ہے میری ہونے والی۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "پوچھ لیتے بیوی کو جلدی تھی۔۔۔ تو شادی کر

لینے کوٹھے پر جانے کی کہا ضرورت تھی۔۔۔" فرحان زرغام کو بس تپنا چاہ رہا تھا۔۔۔ وہ اس سے اپنا بدلہ لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

المیر خان کو اندر آتے دیکھ کر سب نے اسے جگہ دی۔۔۔ فرحان بھی نظریں جھکائے پیچھے ہوا۔۔۔۔ المیر خان نے سب پر ایک نظر ڈالی۔۔۔ ایک نظر اس نے پریشاں اور زرغام پر ڈالی۔۔۔ پھر جا کر اپنی چیمبر پر بیٹھا۔۔۔ وہ اندر آتے ہی سب کچھ سمجھ چکا تھا۔۔۔ "جاؤ تو نکاح خواں کو بلاؤ۔۔۔" المیر خان چیمبر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں اس کی بات سنتے کانپی تھی۔۔۔ وہ کیسے کر سکتی تھی اس سے نکاح۔۔۔ کچھ ہی دیر میں نکاح خواں آیا تھا۔۔۔ المیر خان چیمبر پر بیٹھا انگلیوں میں انگلیاں پھسائے ٹبل پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔

آخر جانتا تو وہ بھی تھا۔۔۔ کہ پریشاں جان عالم کی میگنٹر ہے۔۔۔ لیکن فلحل وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔۔۔ اس کے لیے بھی مسئلہ ہو سکتا تھا۔۔۔ زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو جانتا ہے نا۔۔۔" زرغام غصے سے المیر خان کو دیکھتے ہوئے دبی آواز میں غرایا۔۔۔ "میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ یا پھر تو عالم کو بلا دے۔۔۔ ورنہ یہ یہاں سے نہیں جاسکتی۔۔۔" المیر خان پر سکون انداز میں بولا۔۔۔ "نن۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ حج۔۔۔ حج۔۔۔ جان عالم کو نہیں۔۔۔" پریشاں ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے تو نام سے بھی اسے خوف آتا تھا۔۔۔ زرغام نے ایک نظر پریشاں پہ ڈالی۔۔۔ پھر کچھ سوچے سمجھے بنا پریشاں کو نکاح میں لے چکا تھا۔۔۔ سائین کرتے پریشاں کی آنکھوں سے آنسو گرتے نکاح نامہ پر گر رہے تھے۔۔۔ نکاح ہونے کے بعد زرغام نے ایک نظر غصے کی المیر پر ڈالی۔۔۔ "اب لے کر جاسکتا

ہوں۔۔۔" زرغام بولتے پریشاں کی بازو پکڑے باہر نکلا۔۔۔ زرغام اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے اس کے لیے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے غصے سے دیکھنے لگا۔۔۔ پریشاں گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ زرغام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کے غصے پر کنٹرول کیا۔۔۔

پریشاں گاڑی میں بیٹھی ہچکیاں لیتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ زرغام غصے سے گاڑی میں بیٹھتے فل سپیڈ میں گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ دس منٹ بعد ہی زرغام کی گاڑی جان عالم کی حویلی کے باہر روکی۔۔۔ پریشاں ابھی بھی رو رہی تھی۔۔۔ "جاؤ۔۔۔" زرغام اس پر کوئی نظر ڈالے بنا بولا۔۔۔ پریشاں نے ہچکیاں لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ اور پھر نکلتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ پریشاں کے اندر جاتے ہی زرغام بھی گاڑی زن سے بھاگالے گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیس سو ڈ نمبر 62

روشانے نمل کے کمرے میں تھی۔۔۔ نمل روشانے کی گود میں سر رکھے ہوئی تھی۔۔۔ روشانے اس کے بالوں کو پیار سے سہلا رہی تھی۔۔۔ نمل نے روشانے کی طرف دیکھا۔۔۔ روشانے نمل کے بالوں

میں انگلیاں چلاتے ہوئے آنکھیں موندی ہوئی تھی۔۔۔"مورے۔۔۔"نمل روشانے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ روشانے ابھی بھی اپنی سوچوں میں ہی گھوم تھی۔۔۔"مورے۔۔۔"نمل نے روشانے کی طرف دیکھتے ہوئے روشانے کے عارض پر ہاتھ رکھا۔۔۔ روشانے جو کہ اپنے ہی خیالوں میں گھوم تھی۔۔۔ ہوش میں آئی تھی۔۔۔"جی میری جان۔۔۔"روشانے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"مورے آپ سو کیوں نہیں رہی۔۔۔"نمل نے بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔"آپ سو جائے۔۔۔ میں بعد میں سو جاؤ گی۔۔۔"روشانے نے پیار سے کہا۔۔۔"مورے آپ بابا کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔"نمل نے روشانے کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔"جی۔۔۔ اب آپ سو جاؤ۔۔۔ آپ نے صبح سکول جانا ہے۔۔۔"روشانے نمل کا سر گود میں رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ روشانے صبح سے زرغام کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

ایک کال تک نہیں کی تھی۔۔۔ زرغام کا نمبر بند تھا۔۔۔ وہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔ روشانے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی۔۔۔

زرغام صبح سے ہی بوہی گاڑی سڑکوں پر لیے گھوم رہا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ ہو کیا گیا ہے۔۔۔ المیر خان کا نمبر اس کے موبائل پر جگمگا رہا تھا۔۔۔ زرغام نے کال ریسیو کی۔۔۔"اب کیوں کال کی ہے۔۔۔"زرغام دھاڑا تھا۔۔۔"میری بات سنو یا۔۔۔"المیر خان نے آرام سے کہا۔۔۔"کیا سنو۔۔۔ بول۔۔۔ تجھے پتہ ہے۔۔۔ کہ اگر عالم کو پتہ چلا۔۔۔ وہ مار دے گا۔۔۔ پر۔۔۔"زرغام بولتے ہوئے

روکا تھا۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ "یار میری بات سنو۔۔۔ اگر میں ایسا نہ کرتا۔۔۔ تو میرے لیے مسئلہ ہو سکتا تھا۔۔۔ اسی لیے کیا۔۔۔" المیر خان نرمی سے بولا۔۔۔

"تیرے لیے آسان ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ عالم، غزنوی سے میری عرصہ کی دوستی خراب ہو سکتی ہے۔۔۔" زرغام دھاڑا تھا۔۔۔ المیر خان کی گاڑی اس کی گاڑی کے سامنے آکر روکی تھی۔۔۔ المیر خان کو دیکھتے زرغام گاڑی سے نکلا۔۔۔ المیر خان بھی گاڑی سے نکلتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے المیر خان کی طرف بڑھتے اس کے منہ پر مکہ جڑا۔۔۔ "تو نے ایک دفعہ بھی سوچا۔۔۔ کہ میری بیوی ہے۔۔۔ میری بیٹی ہے۔۔۔" زرغام المیر کا گریبان پکڑتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ "تم نے سوچا۔۔۔ اسے نکاح میں لیتے بول۔۔۔" المیر خان نے بھی زرغام کا گریبان پکڑا۔۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو خون چھلکتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"یار سنبھال لے گے۔۔۔ ابھی اسے تو طلاق نہیں دے سکتا۔۔۔ لیکن میں جلد ہی کوئی طریقہ ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ اب تو حویلی جا۔۔۔" المیر خان اپنا گریبان چھرواتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

(حال)

"بابا۔۔۔" شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "بابا میں ماما پاس چلے جاؤ۔۔۔" شاہ در بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ "سکون سے سو جاؤ۔۔۔" زرغام

تھوڑا سا سرد لہجہ میں بولا۔۔۔ زرغام کو پریشاں پر غصے آیا تھا۔۔۔ کہ وہ اس کے بیٹے کو اس سے دور کر رہی تھی۔۔۔ پریشاں کا دماغ وہ بعد میں ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

جان عالم کی گاڑی ایئر پورٹ کے باہر آ کر روکی تھی۔۔۔ غزنوی کی گاڑی کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ٹائم دیکھا۔۔۔ اور پھر اپنے مینجر کو کال کی۔۔۔ "اس وقت کی فالیٹ کون سی ہے۔۔۔" جان عالم پریشانی سے بولا۔۔۔ "سر یہاں سے لندن کی فالیٹ ہے دس منٹ تک۔۔۔" وہ نرمی سے بولا۔۔۔ "اس فالیٹ کو روکو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔" جان عالم بول کر اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اپنے گارڈ کو کال کی۔۔۔ "ہلیو۔۔۔ غزنوی کی گاڑی کہیں نظر آئے۔۔۔ تو مجھے کال کرنا۔۔۔ اور حویلی سے ایئر پورٹ تک آنے کے جتنے بھی راستے ہیں۔۔۔ وہاں گارڈز بھیجو۔۔۔ جلدی۔۔۔" جان عالم کال بند کرتے اندر بھاگا۔۔۔ فالیٹ لیٹ کر دی گئی تھی۔۔۔ جان عالم اب ایک ایک مینجر کی تصویر اور اس کی ڈیٹلز چیک کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم کا چہرہ پریشانی سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ اسے ابھی تک غزنوی کا پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔

"یہ کون سی فالیٹ تھی۔۔۔" جان عالم ایک فالیٹ کو اس کی ڈیٹلز مینیشن کی طرف جاتے دیکھ کر بولا۔۔۔ "سر یہ امریکہ کی فالیٹ تھی۔۔۔" مینجر نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ جان عالم نے چہرہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ مطلب غزنوی جاتے ہوئے اس کے ساتھ گیم کھیل کر جا چکا تھا۔۔۔ جان عالم اپنے بالوں کو سہلاتے ہوئے باہر آیا۔۔۔ اب اس کا رخ حویلی کی طرف تھا۔۔۔

حویلی کے کارپیوچ میں آکر جان عالم کی گاڑی ٹائر چرچرائے۔۔۔ "زل کیسا ہے۔۔۔" آئمہ خان جان عالم کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "کیا ہوا مورے زل کو۔۔۔" جان عالم نے سوالیہ نظروں سے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "بچہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔۔۔ اس کو ہسپتال لے کر گیا تھا۔۔۔ اب تک ہم کو نہیں بتایا۔۔۔" آئمہ خان روتے ہوئے بولی۔۔۔ "مورے میں جاتا ہوں۔۔۔ اپ فکر نہ کرے۔۔۔" جان عالم بول کر باہر نکلا۔۔۔ اب جان عالم کی گاڑی کارخ ہسپتال کی طرف تھا۔۔۔

جان عالم ہسپتال میں داخل ہوا۔۔۔ احمد فراز، اور حبیب اللہ اندر ہی کھڑے تھے۔۔۔ ڈاکٹر ابھی زل کو چیک اپ کر کہ باہر آئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "ڈاکٹر زل ٹھیک ہے۔۔۔" جان عالم پریشانی سے بولا۔۔۔ "جی وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بس اپ ان کا خیال رکھے۔۔۔ ان کے اور ان کے بے بی کے لیے بہتر ہو گا۔۔۔" وہ بول کر جا چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔ غزنوی کو تو یہ خبر بھی نہ تھی۔۔۔ کہ وہ باپ بننے والا ہے۔۔۔ اگر اسے پتہ ہوتا۔۔۔ تو شاید وہ کبھی جاتا ہی نہیں۔۔۔ جان عالم سوچتے ہوئے زل کے پاس چلا گیا۔۔۔

وقت کا کام ہے چلنا۔۔۔ اور وقت گزار رہا تھا۔۔۔ تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔ تین سال گزر چکے تھے۔۔۔ جیسے ہوا۔۔۔ سب کچھ بدل چکا تھا۔۔۔

ورشیاں بیٹھی اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ ورشیاں سولہ سال کی ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی عمر سے زیادہ ہی سمجھدار ہو چکی تھی۔۔۔ اور پھر اسے کوئی دیکھ کر بول نہیں سکتا تھا۔۔۔ کہ ورشیاں سولہ سال کی

ہے۔۔۔۔۔ ورشاں کے بال کھولے ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں اپنی کتاب پر مکمل جھک کر کام کر رہی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی کتاب پر بیٹھی صرف جان عالم کا نام لکھ رہی تھی۔۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے ورشاں بیڈ سے اٹھی۔۔۔ اور کبرڈ سے بیگ میں سے جان عالم کی تصویر لیے واپس آئی۔۔۔ اور بیٹھ کر جان عالم کی تصویر بنانے لگی۔۔۔

ورشاں جان عالم کی تصویر کے اوپر ٹیشو پیپر رکھتے اس پر پنسل ٹریس کر کہ اس پیپر کو اب اپنی سسچ بوک پر رکھتے جان عالم کی تصویر پر پنسل سے اسے بنانے لگی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ورشاں جان عالم کی تصویر بنا چکی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی سسچ دیکھ کر مسکرائی۔۔۔۔۔ "جان خان کتنے پیارے لگتے ہیں نا۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے خود سے ہی مخاطب ہوئی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اپ اتنے پیارے کیوں ہے۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے جان عالم کی سسچ کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ایک چہرہ سے بلا کا عشق ہے مجھے

اس کی دلکش آنکھیں، نرم ہونٹوں

اس پر سمجھی داڑھی کے ہزار صدقے"

ورشاں جان عالم کی تصویر کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے بولی۔۔۔ "جان خان کتنے بدل گئے ہوں گے نا۔۔۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے سوچا۔۔۔ پھر اگلے ہی پل اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔۔۔

"دور رہا کرو مجھ سے۔۔۔ کیوں بلا وجہ میرے سر پہ سوار ہو رہی ہوں۔۔۔ تم چھوٹی ہوں۔۔۔ میں کسی چھوٹی سی بچی کے ساتھ تو زندگی نہیں گزار سکتا۔۔۔ میں اپنے لیے کوئی اپنی ہم عمر کے ساتھ زندگی گزاراؤ گا۔۔۔" ورشاں نے آنکھیں بند کرتے کھولیں تھی۔۔۔

"کاش میں واپس چھوٹی ہو سکتی۔۔۔ آج جان خان کے پاس ہوتی۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ "جان خان نے شادی کر لی ہوں گی۔۔۔" ورشاں سسکی کو خود میں بیچتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔۔۔ "بچپن اچھا تھا۔۔۔ جان خان آپ میرے بالکل قریب تھے۔۔۔ اب تو آپ شادی کر چکے ہوں گے۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔

"جب ہم بڑے ہو جائے گے

تو کیا یہ سب بھول جائے گے

تب بھی ہم سب سوچے گے

کہ ہم پھر سے بچپن جیسے

ان تین لائینز کی سمجھ اسے آج آئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی نم آنکھیں صاف کرتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

جان عالم داجی کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ داجی کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم داجی کے پاس بیٹھا۔۔۔ "جا کر ہمارا بچہ کو واپس لے آؤ۔۔۔ ہم کو پتہ چل گیا۔۔۔ ہم ہی غلط تھا۔۔۔ پریشاں بھی ہمارا وجہ سے بھاگا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ دونوں چلا گیا۔۔۔ واپس لے آؤ۔۔۔" داجی بیماری میں پھر سے وہی الفاظ دہرا رہے تھے۔۔۔ "داجی۔۔۔ کھانا کھالے۔۔۔" جان عالم نے داجی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ "ہمارا ہوتا، پوتی واپس لے آؤ۔۔۔" داجی نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "لے آؤ گا۔۔۔ ابھی تو کھانا کھالیں۔۔۔" جان عالم نے داجی کو کندھے سے تھماتے ہوئے بیٹھایا۔۔۔ جان عالم داجی کو کھانا کھلا کر کمرے سے نکلا۔۔۔ وہ کرتا بھی تو کیا کرتا۔۔۔ کیا نہیں کر رہا تھا۔۔۔ وہ غزنوی تک پہنچانے کے لیے لیکن وہ اسے ملتا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس کی لوکیشن تک وہ ٹریک نہیں کر پار رہا تھا۔۔۔ کیونکہ غزنوی پر کسی سرور استعمال کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور ورشاں کیسی لگتی ہے۔۔۔ یہ تو وہ بھی دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن دیکھ نہیں سکا تھا۔۔۔

"کاش ایک ایسا معجزہ ہو جائے"

میں آنکھیں کھولوں تو یار کا دیدار ہو جائے"

جان عالم آنکھیں بند کرتے مسکرا کر بولا تھا۔۔۔ ورشاں کو دیکھنے کی خواہش شدت سے دل میں پیدا ہوئی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہاں نہیں تھی۔۔۔ جان عالم اپنی گاڑی کی کیز پکڑتے داخلی دروازہ عبور کر گیا۔۔۔

غزنوی ٹیرس پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ تین سال ہو چکے تھے۔۔۔ اسے یہاں آئے۔۔۔ لیکن ایک پل کے لیے بھی وہ کسی سے بے خبر نہیں تھا۔۔۔ غزنوی سگریٹ ہونٹوں میں دبائے ہوئے تھا۔۔۔ زل کارونا سے یاد آیا تھا۔۔۔ لیکن وہ مجبور تھا۔۔۔ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔۔۔ غزنوی دھواں ہوا میں چھوڑتے کمرے میں آیا۔۔۔ صوفے پر بیٹھا آنکھیں موند گیا۔۔۔ غزنوی کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے آنکھیں موندے ہی کال ریسیو کر چکا تھا۔۔۔ "سرداجی کی طبیعت زیادہ خراب ہو چکی ہے۔۔۔ ہارٹ اٹیک کے بعد سے داجی آپ کو اور ورشاں بیٹی کو یاد کر رہے ہیں۔۔۔" غزنوی کا میزجر سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"ہمم ٹھیک ہے۔۔۔" غزنوی بول کر کال بند کرتے ہوئے صوفے سے اٹھا۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر ٹائم پر ڈالی۔۔۔ اور پھر فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

ورشاں فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ "ورشاں تمہیں نہیں لگتا۔۔۔ کہ تمہیں اپنی پڑھائی کے علاوہ یہاں گھومنا بھی چاہیے۔۔۔" صفویہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "یار بس یہ کر لوں۔۔۔ پھر چلتے ہیں۔۔۔" ورشاں اپنا کام کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "اوکے۔۔۔" صفویہ بھی اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ صفویہ ورشاں اب دونوں ہی ایک دوسرے سے اردو میں بات کر لیتی تھی۔۔۔ ورشاں دس

منٹ میں اپنا کام ختم کرتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ "اب چلے۔۔۔" ورشاں بیڈ سے اٹھی۔۔۔ صفویہ ورشاں دونوں ہوٹل سے نکلی تھی۔۔۔ ورشاں روڈ پر چلتے ہوئے گلاب کے پھول دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ "یار صفویہ۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ جب میں چھوٹی تھی۔۔۔ پھول روڈ سے گرے لینے گئی تھی۔۔۔ تب مجھے گاڑی لگ جاتی۔۔۔ لیکن جان خان۔۔۔ نے مجھے بچا لیا۔۔۔" ورشاں پھر سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "دعا ہے۔۔۔ میری۔۔۔ تم ہمیشہ یو ہی مسکراتی رہو۔۔۔ اللہ تمہیں بری نظر سے بچائے۔۔۔"

صفویہ نے ورشاں کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔ دونوں اس وقت روڈ پر چل رہی تھی۔۔۔ آریان جو کہ اپنی گاڑی میں اپنی گرل فرینڈ کے ہونٹوں سے لپیٹا ہوا تھا۔۔۔ آریان جو لیکا پر مکمل توڑ پر جھکا۔۔۔ اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔۔ اور جو لیکا بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔ آریان کا ہاتھ اس کی گردن پر تھا۔۔۔ جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ اس کے وجود کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں سے اس کی گردن پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ جب اس کی نظر ورشاں اور صفویہ پہ پڑی۔۔۔ آریان جو لیکا سے دور ہوا تھا۔۔۔ جو لیکا نے آریان کی طرف حیران کن نظروں سے دیکھا۔۔۔

"What happened... Why did you fall behind?"

"I'll be back...you go..." (میں واپس آتا ہوں۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔) آریان ورشاں پر نظریں جمائے بولا۔۔۔ اور گاڑی سے نکلتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان اپنی گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے

ورشٹاں، صفویہ کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان نے گاڑی بلکل ان کے سامنے روکی تھی۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتے ورشٹاں کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشٹاں صفویہ اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر روکی تھی۔۔۔ آریان بلکل اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ ورشٹاں کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"Varshan, I have something very important to talk to you about." (ورشٹاں مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔)

آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشٹاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ آریان کو دیکھتے کافی لڑکیاں لڑکے ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ آریان کی پرسنلٹی کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر سکتی تھی۔۔۔ لڑکیوں کا کریش تھا۔۔۔ آریان۔۔۔

I آریان گھنٹوں پہ بیٹھا۔۔۔ اور اپنی پوکٹ سے رنگ بوکس نکالتے ہوئے ورشٹاں کے سامنے کیا۔۔۔ I love you so much, Varshaan...I want to marry you...I want to make you mine forever...

(ورشٹاں میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔) آریان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ کتنی ہی لڑکیوں نے آریان کو دیکھتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور ورشٹاں کی قسمت پر مسکرا رہی تھی۔۔۔ ورشٹاں کچھ بولے بنا اس کے پاس سے گزری تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اتنے لوگوں کو خود کی طرف دیکھتے پا کر اسے کچھ غلط کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ "Varshan, please marry me. I love you so

"much... I can't live without you. Please marry me." (ورشٹاں)

پلیز مجھ سے شادی کر لوں۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ پلیز۔۔ مجھ سے شادی کر لوں۔۔) آریان نے ورشٹاں کی کلائی پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔
ورشٹاں کسی کا لحاظ کیے بنا ہی اس کے چہرہ پر تھپڑ مار چکی تھی۔۔۔ "دوبارہ یہ حرکت نہ کرنا۔۔ اور مجھ سے دور رہنا۔۔" ورشٹاں غصے سے بولتے ہوئے جا چکی تھی۔۔ کسی کو بھی اس کی آنکھ نہیں آئی تھی۔۔ سوائے آریان، صفویہ کہ۔۔ لیکن آریان کو تھپڑ پڑنے پر وہ سمجھ چکے تھے۔۔ کہ ورشٹاں کو اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔۔۔

"یار کتنا گھٹیا انسان ہے۔۔ ایک دفعہ ہم نے اس سے ہلیپ کیا لے لی۔۔ اتنا فری ہو گیا۔۔ تھوڑی سی بھی تمیز نہیں اسے۔۔ بد تمیز۔۔ انسان۔۔" ورشٹاں جب سے آئی تھی۔۔ تب سے یوں ہی بول رہی تھی۔۔ صفویہ اس کی سن رہی تھی۔۔ "یار چھوڑو۔۔ تم نے اپنی پینگ کر لی۔۔" صفویہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ "ہاں۔۔" ورشٹاں بے زاری سے بولی۔۔ "کچھ دیر تک تمہاری فلائٹ ہیں۔۔" صفویہ نے ٹائم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "ہاں یار۔۔ ایک گھنٹے پھر میں چلی جاؤ گی۔۔ وقت بہت تیزی سے گزارا نا۔۔" ورشٹاں نے سوچتے ہوئے کہا۔۔ "ہممم۔۔" صفویہ نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کیا۔۔ ورشٹاں نے صفویہ کو ہیگ کیا۔۔ "کچھ چیزیں لے لوں۔۔ جو رہ گئی ہے۔۔" ورشٹاں بولتے کبرڈ کی طرف بڑھی۔۔

ورشاں صفویہ دونوں ایئر پورٹ پر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں صفویہ سے ملتے ہوئے جاچکی تھی۔۔۔۔ ورشاں کے جاتے ہی صفویہ بھی چلے گئی۔۔۔ آٹھ گھنٹے لگے تھے۔۔۔ اور ورشاں گاؤں پہنچ چکی تھی۔۔۔ ورشاں کو ریسو کرنے علی بخش خان آیا تھا۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے گاؤں کے بہت سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ آخر جان عالم کی بیوی تھی۔۔۔ اور جان عالم بہران کا سردار تھا۔۔۔ گاڑی کے ٹائر کار پیوچ میں آکر چڑچرائے۔۔۔ ورشاں گاڑی سے نکلتے ہوئے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ رابیہ خان، آئمہ خان لاونج میں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے رابیہ خان بے یقینی اس کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں بھی رابیہ خان کو دیکھتے ہوئے ان کے گلے سے لگی۔۔۔

ورشاں رابیہ خان سے ملتے آئمہ خان سے ملی۔۔۔ "بھابی ہمارا ورشاں کتنا بڑا ہو گیا۔۔۔ ہم کو یقین نہیں آتا۔۔۔ بلکل اتنا سا تھا۔۔۔ چھوٹا سا۔۔۔ ہمارا انگلی پکڑ کر یہی کھیلتا تھا۔۔۔ اور اب ہمارا سامنے جتنا بڑا کھڑا ہے۔۔۔"

رابیہ خان آئمہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "ہماری ورشاں تو پہلے کی طرح ہی ہماری گڑیا ہے۔۔۔ کتنی بھی بڑی ہوئی ہوں۔۔۔ ہمارے لیے تو وہی چھوٹی سی ورشاں ہے۔۔۔" آئمہ خان نے پیار سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

"مورے داجی کہاں ہے۔۔۔" ورشاں نے رابیہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "بیٹا داجی تو سو رہے ہیں۔۔۔ صبح مل لینا۔۔۔ ابھی تم سو جاؤ۔۔۔" آئمہ خان نے پیار سے کہا۔۔۔ ورشاں اٹھ کر اپنے اور

پریشاں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر گزری تھی۔۔۔ کہ ورشاں اٹھتے کچن میں آئی۔۔۔ رات کافی ہو رہی تھی۔۔۔ اسی لیے اس نے کسی کو کہنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔ خود ہی کچن میں آگئی۔۔۔ ورشاں کچن میں کھڑی ہوئی اپنے لیے چائے بنا رہی تھی۔۔۔

جان عالم کچن سے آتی آوازوں پر کچن کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کچن میں داخل ہی ہوا تھا۔۔۔ کہ لائٹ چلے گئی۔۔۔ ورشاں نے کینڈل جلاتے ہوئے مڑی تھی۔۔۔ اس کے بالکل سامنے ہی جان عالم کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم اسے حیرانگی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ بالکل سامنے وہی نیلی آنکھیں، وہی عنابی ہونٹ وہی گال پر تل

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیسوڈ نمبر 64

ورشاں جان عالم کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے دوبارہ کھولیں۔۔۔ اور ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو بلیو کلر کی سکرٹ پر سفید دوپٹہ لیے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ کتنی بڑی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ سولہ سال کی نہیں لگ

رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے تھوڑا سا فیصلہ اپنے اور اس کے درمیان ختم کرتے ہوئے ورشاں کے عارض
پر ہاتھ رکھا۔۔۔ جیسے وہ کنفرم کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔ کیا یہ سچ ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا لمس محسوس
کرتے اس سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں واپس مڑی تھی۔۔۔ اور آنکھیں بند کرتے گہرے سانس
لینے لگی۔۔۔ ورشاں گہرا سانس لیتے ہوئے چائے بنانے میں مصروف ہوئی۔۔۔ جان عالم شلیف سے
ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم کو اسے دیکھتے سکون ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔

ورشاں کو اندھیرے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس اندھیرے میں چائے بنا رہی تھی۔۔۔ جان
عالم کو ابھی بھی وہ اپنا محافظ سمجھتی تھی۔۔۔ "تمہیں ڈر نہیں لگتا۔۔۔" جان عالم شلیف سے ٹیک لگائے
بولا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔" ورشاں نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا۔۔۔ "مجھے لگا۔۔۔ پہلے کی طرح
ابھی بھی لگتا ہے۔۔۔" جان عالم نے اس کی پشت پر نظریں جمائے کہا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ بالکل
نہیں۔۔۔ پہلے کی طرح نہیں ہوں۔۔۔ اب مجھے کسی کہ ضرورت نہیں۔۔۔" ورشاں کسی لفظ پر زور
دیتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے دل دل ہی میں اسے جھوٹ بولنے کی داد دی تھی۔۔۔ ورشاں چائے
ڈال رہی تھی۔۔۔ ورشاں کے پاس پڑی کینڈل جلتی بند ہوئی تھی۔۔۔

ورشاں کے ہاتھ سے چائے گری تھی۔۔۔ "جج۔۔۔ جان۔۔۔ خان۔۔۔" ورشاں بولتے کچھ قدم پیچھے
ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے گلے لگی تھی۔۔۔ اس نے زور
سے جان عالم کی گردن کے باہیں حائل کی تھی۔۔۔ ورشاں ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے
بھی ورشاں کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے اسے مزید خود میں بیچتے ہوئے آنکھیں موندی تھی۔۔۔

جان عالم نے اپنی پوکٹ سے لائٹرنکالتے ہوئے جلایا۔۔۔ ورشاں لائٹرن کی روشنی دیکھتے جان عالم کی گردن کے گرد سے اس کے بازو جان عالم سینے پر روکے تھے۔۔۔۔۔ دونوں ہی ہلکی سی روشنی میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پر ہاتھ رکھے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کچھ پل پہلے ہی گزرے تھے۔۔۔۔۔ "ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں نے نظریں جھکائے تھی۔۔۔ اور ایک نظر لائٹرن پر ڈالی۔۔۔ اور جان عالم کے اپنے درمیان فاصلہ بنایا۔۔۔ "مجھے ڈر نہیں لگتا۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "ابھی میرے قریب کیوں آئی تھی۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "جواب دو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ایبر واچکائی۔۔۔ "ضروری نہیں جواب زبان سے ہی دیا جائے۔۔۔"

"آنکھیں زبان سے زیادہ بولتی ہے"

اور آنکھوں کی زبان ہر کوئی نہیں سمجھتا"

ورشاں بول کر روکی نہیں تھی۔۔۔۔۔ ورشاں کے جاتے ہی جان عالم کچن سے نکلتے داخلی دروازہ عبور کر گیا۔۔۔

جان عالم لاونج میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی حویلی میں داخل ہی ہوا تھا۔۔۔ کہ اس کی نظر جان عالم پر پڑی۔۔۔۔۔ جو کہ کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔ غزنوی اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ تو ایک ایک پل اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔ زل بلینکٹ لیے ہوئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ شاید وہ سو رہی تھی۔۔۔ غزنوی چلتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ زل کسمکاتے ہوئے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔۔ غزنوی کو دیکھتے زل حیران تھی۔۔۔۔۔ زل کے بیٹھنے پر غزنوی کی نظر اس کے ساتھ ہی بیڈ پر سوئے بچہ پر پڑی۔۔۔ غزنوی نے حیران نظروں سے زل کی طرف دیکھا۔۔۔

یہ اس کا بچہ تھا۔۔۔ اور اس نے اسے بتایا بھی نہیں۔۔۔ زل کے اٹھنے پر اس بچی نے بھی آنکھیں کھولتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر مسکرائی۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھتے اپنی آنکھوں کو اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ملتے ہوئے زل کی بازو پکڑتے کھڑی ہوئی۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے غزنوی کے پاس آئی۔۔۔۔۔ "ب۔۔۔ بابا۔۔۔" وہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے اس بچی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اسے گلہ لگایا۔۔۔ "بابا کی جان۔۔۔۔۔" غزنوی اسے خود سے لگائے اس کے ایک ایک نقوش چوم رہا تھا۔۔۔۔۔

غازیہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔ غزنوی اسے گود میں اٹھائے۔۔۔ اس کے ہاتھ چوم رہا تھا۔۔۔۔۔ زل غزنوی کی طرف حیران نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ زل بیڈ سے اٹھتے غزنوی سے غازیہ کو چھپا تھا۔۔۔ غزنوی زل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ غازیہ غزنوی کی

طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ تو کبھی زل کے کندھے پر سر رکھ رہی تھی۔۔۔ "کیا بد تمیزی ہے؟؟" غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ "یہ میری بیٹی ہے۔۔۔ صرف میری ہے۔۔۔" زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے چینیخی تھی۔۔۔

"اگر تمھاری ہی بیٹی ہے۔۔۔ تو شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔ تم نے کیا بچوں والی بات پکڑ لی۔۔۔ جہاز سے لی ہے۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "یہ صرف میری بیٹی ہے۔۔۔ اپ کی نہیں ہے۔۔۔ اگر آپ کی ہوتی۔۔۔ تو مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جاتے۔۔۔" زل نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "زل میں تو آج بھی تمھارا ہوں۔۔۔ پھر تم کیوں ایسے ریکٹ کر رہی ہوں۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ "لیکن مجھ پر آپ کا اب کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ اپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔ میری حالت کی بھی پروا نہ کی۔۔۔ کہ میں آپ کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔۔۔ مجھے تکلیف میں چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔"

زل کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پر بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھا۔۔۔ زل کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ "آپ میرے قریب نہیں آئے گے۔۔۔ آپ کو جانا تھا۔۔۔ آپ چلے گئے۔۔۔ آج اپنی مرضی سے واپس آئے ہیں۔۔۔ اسی لیے آپ میرے قریب نہیں آسکتے۔۔۔ جب تک میں آپ کو حق نہ دو۔۔۔ غازیہ آپ کی بیٹی ہے۔۔۔ میں اسے آپ سے دور نہیں کروں گی۔۔۔" زل آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"کرتور ہی ہوں۔۔۔" غزنوی نے زل کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ "اگر کرنا ہوتا۔۔۔ تو کبھی اسے نہ بتاتی آپ ہی اس کے بابا ہے۔۔۔ اج آپ کو پہچانتی نا۔۔۔" زل نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "مت ان آنکھوں سے آنسوں نکلنے دیا کرو۔۔۔ میرے دل پر گرتے ہیں۔۔۔ انگاروں کی طرح۔۔۔ جو مجھے جینے نہیں دیتے۔۔۔" غزنوی زل کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"ان آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں تھے۔۔۔ انہیں آنسو بہانے نہیں آتے تھے۔۔۔۔۔ اپ نے سیکھایا۔۔۔ اپ نے بتایا۔۔۔ آنسو کیسے بہتے ہیں۔۔۔" زل اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے بول کر اس سے فاصلہ بنا گئی۔۔۔ زل نے غازیہ کو بیڈ پر بٹھایا۔۔۔ غازیہ اب بیڈ پر بیٹھی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غازیہ کی آنکھیں ہیزل بیلو تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں پریشاں جیسی تھی۔۔۔۔۔ "میری گڑیا کی آنکھیں اس کی پھوپھو جیسی ہے۔۔۔" غزنوی نے پیار سے غازیہ کے عارض پر ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔

"غازیہ۔۔۔ ویسے نام تو تم نے میرے نام سے ہی رکھا ہے۔۔۔ غازیہ غزنوی خان۔۔۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ "بلکل نہیں۔۔۔ لالانے رکھا ہے۔۔۔" زل بول کر واثروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ "دیکھا آپ کی مورے کیسے بابا کو تنگ کرتی ہے۔۔۔۔۔ پر کوئی بات نہیں۔۔۔ بابا بھی آپ کی مورے کو جلدی منالے گے۔۔۔۔۔" غزنوی نے غازیہ کا چھوٹا سا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔۔۔۔۔ "ب۔۔۔ با۔۔۔ با۔۔۔۔۔" غازیہ غزنوی کے عارض پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھے بول رہی تھی۔۔۔ اور وہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 65

ورشٹاں کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گھرے سانس لینے لگی۔۔۔ چار سال بعد اس نے یہ خوشبو محسوس کی تھی۔۔۔ جان عالم کو محسوس کیا تھا۔۔۔ ورشٹاں گھرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ ورشٹاں نے آنکھیں بند کرتے جان عالم کو اپنے قریب محسوس کیا تھا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ جا۔۔۔ جان۔۔۔ خان میرے نہیں ہے۔۔۔ میں جان خان کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔۔" ورشٹاں اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کچھ دیر یوہی ورشٹاں بیٹھی رہی۔۔۔ پھر لیٹتے خود پر بلیسٹ لے گئی۔۔۔

غزنوی غازیہ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔ غزنوی بہت خوش تھا۔۔۔ وہ خود کو خوش نصیب سمجھ رہا تھا۔۔۔ کہ اس کی بیوی نے اسے بیٹی جیسی رحمت سے نوازا۔۔۔ غازیہ اب اپنی آنکھیں کوبہاتھوں سے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ "میری گڑیا کو نیند آئی ہے۔۔۔ چلو سو

جاؤ۔۔۔" غزنوی غازیہ کو لیٹاتے اس کے ساتھ بیڈ پر لیٹا۔۔۔ کچھ ہی دیر غازیہ غزنوی دونوں ہی سوچکے تھے۔۔۔ زل و اشروم سے نکلی تھی۔۔۔ وہ تب سے ہی واشروم میں تھی۔۔۔ اب آواز نہ آنے پر وہ باہر نکلی۔۔۔ غزنوی غازیہ دونوں ہی سوچکے تھے۔۔۔ زل بیڈ کی دوسری طرف آکر لیٹ گئی۔۔۔ اس کا چہرہ غزنوی کی طرف تھا۔۔۔ زل غزنوی کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔ تین سال بعد غزنوی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس نے یہ تین سال کیسے گزارے تھے۔۔۔ کہنا آسان نہیں تھا۔۔۔ زل غزنوی کے چہرے پر نظریں جمائے سوچکی تھی۔۔۔

----- زلِ صبح اٹھی۔۔۔ اپنے اتنے قریب غزنوی کو دیکھتے زلِ گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ اور جلدی سے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ غزنوی اس کے گرد حصار اور بھی مضبوط کر گیا۔۔۔ "مائی وانفی نہیں نکل سکوں گی۔۔۔ میری حصار سے بہت کمزور

ہوں۔۔۔"غزنوی بولا۔۔۔"دور رہے مجھ سے۔۔۔"زمل غزنوی کو دونوں ہاتھوں سے خود سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔"کیوں رہوں۔۔۔بیوی ہوں۔۔۔پورا حق ہے۔۔۔مجھے تمہارے قریب آنے کا۔۔۔جب چاہے تمہارے قریب آسکتا ہوں۔۔۔اسی لیے خود کو تھکنا چھوڑ دو۔۔۔"غزنوی گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔"مائی وانفی کیوں اتنا ناراض ہوتی ہوں۔۔۔خوشی سے تو نہیں گیا تھا۔۔۔"غزنوی بولا۔۔۔"گئے تو تھے نا۔۔۔کیا فرق پڑتا۔۔۔کس وجہ سے گئے۔۔۔کیوں

گئے۔۔۔" زلزل غزنوی کے سینے پر دونوں ہاتھ جمائے بولی۔۔۔۔۔ غازیہ کی رونے کی آواز پر غزنوی زلزل سے دور ہوا۔۔۔ زلزل جلدی سے بیڈ پر سے اٹھتے غازیہ کی طرف بڑھی۔۔۔ زلزل نے غازیہ کو اٹھاتے اسے خود سے لگایا۔۔۔ غازیہ ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔۔ "کیا ہوا میری گڑیا کو۔۔۔" غزنوی زلزل کی طرف

بڑھتے غازیہ کے عارض کو چھوتے ہوئے

بولاً۔۔۔ "مم۔۔ مورے۔۔۔ ب۔۔۔ با۔۔۔ با۔۔۔ گ۔۔۔ گندے۔۔۔" غازیہ زل کے عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے حیرانگی سے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ "با۔۔ باہر۔۔" غازیہ باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "مورے کی جان۔۔۔ مورے ابھی اپنی جان کو لے کر جائے گی۔۔۔" زل ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھا۔۔۔ "کہاں جا رہی ہوں۔۔۔" غزنوی زل کی بازو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ "کپڑے چینج کرنے جا رہی ہوں۔۔۔" زل اپنی بازو چھرواتے ہوئے بولی۔۔۔ "اس کے سامنے چینج کرو گی۔۔۔" غزنوی زل کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "بیٹی ہے میری۔۔۔" زل بیٹی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ "میری بھی ہے۔۔۔ لیکن مجھے یہ پسند نہیں تم ہماری بیٹی کے سامنے بھی کپڑے چینج کرو۔۔۔" غزنوی زل سے غازیہ کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ گلے پھاڑتے ہوئے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ "وہ رو رہی ہے۔۔۔" زل غازیہ کی طرف بڑھی۔۔۔ "باپ ہوں۔۔۔ دشمن نہیں ہوں۔۔۔" غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل ڈریسنگ روم میں داخل ہوتے دروازہ بند کر گئی۔۔۔ غزنوی غازیہ کو جھولے دیتے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ چپ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ زل کپڑے چینج کر کے کمرے میں آئی۔۔۔ غزنوی کی طرف بڑھتے اس نے غازیہ کو لیا۔۔۔ اور اسے چپ کروانے لگی۔۔۔ غزنوی زل کمرے سے باہر آئے۔۔۔ لاونج میں ورشاں، داجی، اور سب تھے۔۔۔ سوائے جان عالم کے۔۔۔ غزنوی کو دیکھ کر سب حیران ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی داجی سے ملتے رابیہ خان، ائمہ خان سب سے ملتے ورشاں

کے ساتھ بیٹھا۔۔۔" لالا سر پر اُتر کر دیا۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کے لیے لاونج میں نظریں دوڑائیں لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔ ناشتہ کر کے غزنوی حویلی سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ ورشاں اور زمل لاونج میں بیٹھی غازیہ کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔۔

-----ورشاش ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی نیند پوری کر کہ لاونج میں آئی تھی۔۔۔ورشاش نے غازیہ کو اٹھایا ہوا تھا۔۔۔جان عالم لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔ورشاش کو دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ورشاش جان عالم کے ہاتھ پیچھے جھٹک گئی۔۔۔جان عالم غصے سے رابیہ خان کے ساتھ بیٹھا۔۔۔اسے ورشاش کا ہاتھ جھٹکنا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔وہ اسے خود سے دور برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اور وہ تھی۔۔۔کہ اسے خود سے دور جھٹک رہی تھی۔۔۔"ورشاش تم تھوڑی دیر ریسٹ کر لوں۔۔۔" زمل ورشاش سے غازیہ کو پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔"جی دیدہ۔۔۔" ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ورشاش بول کر کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔"کمرہ اس طرف ہے۔۔۔" جان عالم اس کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔زمل، رابیہ خان دونوں نے ہی جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔۔"میرا اس طرف ہی ہے۔۔۔" ورشاش میرے لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔"ہمارا اس طرف ہے۔۔۔" جان عالم تھوڑا سر دلچے میں بولا۔۔۔"ہمارا۔۔۔" ورشاش استغزیاہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"مطلب آپ کا اور آپ کی بیوی کا۔۔۔" ورشاش جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔جان عالم حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ اس کی بیوی تو یہی ہے۔۔۔" ورشاش اس کمرے میں جاؤ۔۔۔جہاں ہم رہتے تھے۔۔۔" جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔"کس حق سے۔۔۔" ورشاش اس کے مقابل آئی۔۔۔"بیوی کے حق سے۔۔۔" جان عالم نے ورشاش کی بازو

پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔" بیوی ہوں میری۔۔۔ اور سمجھدار بھی ہوں۔۔۔ تو اب
جاؤ۔۔۔ ہمارے کمرے میں۔۔۔" جان عالم چہرہ پر ایک جلادینے والی مسکراہٹ لیے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" جاؤ۔۔۔ بچہ۔۔۔" رابیہ خان نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔" جاؤ۔۔۔" جان عالم نے کہا۔۔۔ جسے ورشاں جھٹک گئی۔۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے سے
دیکھتے ہوئے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

----- عقیدت محبت "

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 66

ورشاں کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ ورشاں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان
عالم کمرے میں آیا۔۔۔ جان عالم دروازہ لوکڈ کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں نے جان
عالم کو آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا۔۔۔" دروازہ کیوں لوکڈ کیا۔۔۔" ورشاں غصے سے بولی۔۔۔" میرا
دل کیا۔۔۔" جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ ورشاں غصے سے اٹھتے ہوئے باہر کی طرف
بڑھی۔۔۔" کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ سکون سے یہاں لیٹ جاؤ۔۔۔ ورنہ تم مجھے برا دشت نہیں کر سکو
گی۔۔۔" جان عالم نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔" آپ اگر
یہ سوچ رہے ہیں۔۔۔ کہ میں یہاں رہوں گی۔۔۔ اور آپ مرضیاں چلائے گے۔۔۔ تو ایسا بالکل نہیں

ہے۔۔۔ میں یہاں صرف مورے کی وجہ سے ہوں۔۔۔ اور پاکستان میں صرف داجی کے لیے آئی ہوں۔۔۔ ناکہ ان کے پوتے کے لیے۔۔۔ "ورشاں غصے سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"

"اتنا غصہ۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو کندھے پکڑتے خود سے لگایا۔۔۔ "دور ہٹے۔۔۔" ورشاں جان عالم کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کر گئی۔۔۔ جان عالم نے پیچھے ہوتے گہرا سانس لیا۔۔۔ اسے اپنی اس چھوٹی سی بیوی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو ایک نظر اوپر سے نیچے دیکھا۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں کی تپش سے سرخ ہوتے ہوئے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم کی نظریں ابھی بھی اسی پر تھی۔۔۔

ورشاں باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ "کہاں جا رہی ہوں۔۔۔" جان عالم اس کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا۔۔۔ "کپڑے چنچ کرنے ہے۔۔۔ اپنے کپڑے لینے۔۔۔" ورشاں اپنی کلائی چھرواتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہارے کپڑے وارڈروب میں ہے۔۔۔" جان عالم بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میرے کپڑے آپ کے کمرے میں۔۔۔" ورشاں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بیوی کے کپڑے اس کے شوہر کے کمرے میں نہیں ہو گے۔۔۔ تو کہاں ہوں گے۔۔۔" جان عالم واشروم کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔

"آپ کی بیوی نے اپنے نہیں رکھے۔۔۔ اسے کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔۔۔ میرے کپڑوں سے۔۔۔" ورشاں استنزیہ بولی۔۔۔ جان عالم کا واشروم کے لوک پر ہاتھ روکا تھا۔۔۔ جان عالم

خاموش تھا۔۔۔ جان عالم واشروم میں چلا گیا۔۔۔ وہ مزید اس کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ جان عالم کے جاتے ہی ورشاں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں ڈریسنگ روم میں آئی۔۔۔ ڈریسنگ روم بالکل پہلے کی طرح ہی تھا۔۔۔ اس کی تصویریں جان عالم کے ساتھ دیوار پر لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

جان عالم چاہتا تھا۔۔۔ کہ ورشاں کو اس کے علاوہ کوئی نہ دیکھے۔۔۔ اسی لیے یہ تصویریں ڈریسنگ روم میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔ ورشاں وارڈروب کی طرف بڑھی۔۔۔ اس نے وارڈروب کھولیں۔۔۔ اس کی ہر چیز پہلے کی طرح ہی رکھی ہوئی تھی۔۔۔ جیسے کسی نے چھوا تک نہ ہوں۔۔۔ ورشاں نے پلکیں جھپکتے ہوئے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ اسے کہاں آنے تھے۔۔۔ اب یہ کپڑے۔۔۔ تو بہت چھوٹے تھے۔۔۔ ورشاں اپنے کپڑوں کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں اپنے کپڑے دیکھتے مسکرائی۔۔۔ پھر جان عالم کے کپڑوں میں سے اس کی سفید ٹی شرٹ اور ساتھ بلینک جینز نکالتے کپڑے چینج کر چکی تھی۔۔۔ جان عالم کے کپڑے اسے کافی بڑے تھے۔۔۔ "اتنے لمبے کیوں ہے۔۔۔" ورشاں اپنی بازو فولڈ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تھوڑا سا جینز کو بھی فولڈ کیا۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ ورشاں کے پاؤں میں آرہی تھی۔۔۔ ورشاں جینز کو تھوڑا سا ہاتھوں سے اوپر کرتے جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔ ورشاں بلینکٹ لیے اوپر کی طرف نظریں جما گئی۔۔۔۔ جان عالم ابھی تک واشروم تھا۔۔۔

"کہیں سو تو نہیں گئے۔۔۔" ورشاں نے واشر و م کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ پھر چہرہ تک کپڑے لے کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

جان عالم کپڑے چینج کر کے کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بلینکٹ لیے سو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے ساتھ بلینکٹ میں غروب ہوا۔۔۔ جان عالم خود پر بلینکٹ لیتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے بالکل قریب تھی۔۔۔ جان عالم کو اس کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ "ٹڈی۔۔۔ کتنی چھوٹی ہے۔۔۔ ابھی بھی گردن تک پوری نہیں آتی۔۔۔" جان عالم ورشاں کے چہرے پر سے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کے عارض پر ہونٹ رکھے۔۔۔ پھر اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلانے لگا۔۔۔ "میری ٹڈی کتنی بڑی ہو گئی۔۔۔ کتنی پیاری ہو گئی۔۔۔ لیکن ابھی بھی بہت ہی گہری نیند سوتی ہے۔۔۔ جتنی مرضی بے باکی سے چھو لوں۔۔۔ میری ٹڈی کی نیند نہیں ٹوٹے گی۔۔۔" جان عالم ورشاں کے چہرے سے اس کی گردن پر انگلی ٹریں کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں ہلکا سا کسمکاتے ہوئے تھوڑا سا اوپر ہوئی تھی۔۔۔ جس سے جان عالم کا ہاتھ اس کی دھڑکنوں سے مس ہوا تھا۔۔۔

جان عالم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ اسے اپنا دل کانوں میں بجتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے چہرہ پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ "میری جان۔۔۔ بہت جلد ہمارے درمیان کوئی دیوار نہیں

رہے گی۔۔۔" جان عالم ور شاں کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کے
ہونٹوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔

جان عالم ور شاں کو اپنی باہوں میں لیے پرسکون سو رہا تھا۔۔۔ ور شاں کے کسمکانے پر جان عالم نے
آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" کیا خوبصورت صبح ہے۔۔۔ میری جان میری باہوں
میں ہے۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔۔ ور شاں سوئی ہوئی تھی۔۔۔ جان
عالم نے ور شاں کی پلکوں پہ پھونک ماری۔۔۔ ور شاں کی پلکوں میں لرزش ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے
ور شاں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔ جان عالم ور شاں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ جب
دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

جان عالم اس دستک کو اگنور کیے ہو ہی ور شاں کو باہوں میں لیے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم ور شاں کے
چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کرتے اس کے ایک ایک نقوش کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔ ور شاں نیند میں بھی
جان عالم کی نظروں کی تپش محسوس کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جس سے اس کے عارض اور اس کی
ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کے سرخ ہوتے عارض پر ہونٹ رکھے۔۔۔ پھر اس کی
لرزتی پلکوں پہ اس نے ہونٹ رکھے۔۔۔

دروازے پر مسلسل دستک ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم بد مزہ ہوا تھا۔۔۔ وہ کتنے خوبصورت لمحات کو
محسوس کر رہا تھا۔۔۔ لیکن بار بار کسی کا دروازے پر دستک کرنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ جان عالم بیڈ

سے اٹھتا دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے دروازہ کھولا۔۔۔ لیکن باہر کوئی نہیں تھا۔۔۔ "پتہ نہیں کس کو موت پر رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر بیوی کے ساتھ وقت بھی ممکن گزار سکتا۔۔۔ جو بھی تھا۔۔۔ اچھا ہوا چلا گیا۔۔۔ ورنہ آج میرے ہاتھوں قتل ہو جاتا۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ جان عالم دروازہ بند کرتے واپس بیڈ پر آکر لیٹا۔۔۔

جان عالم پھر سے ورشاں کو اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ اس بار ورشاں جان عالم کی نظروں کی تپش کو محسوس کرتے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ جان عالم بالکل اس کے قریب تھا۔۔۔ جان عالم کی سانسوں کی تپش ورشاں کو اپنی پیشانی پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ورشاں اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے تکیہ پہ رکھا۔۔۔ جس سے ورشاں پھر سے لیٹ چکی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

جب دھاڑ سے دروازہ کھولا۔۔۔ رمشاء خان ٹریں پکڑے کمرے میں آئی۔۔۔ جسے دیکھتے ورشاں جلدی سے اٹھی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اٹھ کر رمشاء خان کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ رمشاء خان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ورشاں اسے گھورتے ہوئے واشر روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

پریشاں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی۔۔۔ باہر سے آتی آوازوں پر پریشاں کی آنکھ کھولیں۔۔۔ پریشاں اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ پریشاں نے اپنے چہرے پر آتے ہوئے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔ اور پھر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔۔۔ شاہ در نے اسے ساری رات جگایا تھا۔۔۔ خود وہ دوپہر میں سو جاتا تھا۔۔۔ رات میں پریشاں کو جگاتا تھا۔۔۔ پریشاں واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشاں چہرہ ویش کر کے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ پریشاں اپنے بالوں کو یوہی باندھتے ہوئے نیچے لاؤنج میں آئی۔۔۔ جہاں زرغام شاہ در اور نمل کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ زرغام کی ایک طرف نمل تھی۔۔۔ اور دوسری طرف شاہ در تھا۔۔۔ پریشاں کو دیکھتے شاہ در اس کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ "مما آپ سوئی ہوئی تھی۔۔۔ مجھے اتنی بھوک لگی تھی۔۔۔" شاہ در پریشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے معصومیت سے بولا۔۔۔ پریشاں اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔

"کھانا کھالیا۔۔۔ یا پھر میں بنا کر دو۔۔۔ اپنی جان کو۔۔۔" پریشاں جھکتے ہوئے شاہ در کے عارض کو پیار سے چھوتے ہوئے بولی۔۔۔ "مجھے پاستا کھانا ہے۔۔۔" شاہ در نے جلدی سے فرمائش کی تھی۔۔۔ زرغام پر پریشاں نے صرف ایک نظر ڈالی تھی۔۔۔ "مما بابا نے اور دیدہ نے بھی ناشتہ نہیں کیا۔۔۔" شاہ در نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشاں نے ایک نظر نمل اور زرغام پر ڈالی۔۔۔ جو کہ اسے اگنور کیے ہوئے تھے۔۔۔ "آؤ۔۔۔ ہم چلتے ہیں۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو پاستا بنا کر کھلاؤ گی۔۔۔" پریشاں شاہ در کو پیار سے کا کرتے ہوئے اسے لیے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔

پریشاں کچن میں آتے شاہ در شلیف پر بیٹھتے اس کے لیے پاستا بنانے لگی۔۔۔ ان تین سالوں میں
پریشاں شاہ در سے بہت زیادہ اٹیچ ہو چکی تھی۔۔۔ شاہ در کے علاوہ تھا۔۔۔ ہی کون اس کا یہاں۔۔۔ نمل
تو ویسے ہی اسے سناتی رہتی تھی۔۔۔ اور زر غام تو حویلی ہی نہیں آتا تھا۔۔۔ پریشاں شاہ در کے ساتھ
کھیتے ہوئے اسے پیار کرتے ہوئے دن رات گزارتی تھی۔۔۔ شاہ در بھی ان تین سالوں میں اس سے
بہت پیار کرنے شروع ہو چکا تھا۔۔۔ پریشاں اس کا خیال ایسے ہی رکھتی تھی۔۔۔ جیسے اس کی ماں
ہوں۔۔۔ پریشاں شاہ در کے لیے پاستا بنا رہی تھی۔۔۔

"مما آپ بہت اچھی ہے۔۔۔" شاہ در پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے شاہ در کی
طرف دیکھا۔۔۔ "تھینک یو سو میچ میری جان۔۔۔" پریشاں نے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ
رکھے۔۔۔ "بن گیا۔۔۔ بس میری جان کا پاستا۔۔۔" پریشاں برتن لیتے اس میں ڈال رہی
تھی۔۔۔ "مما۔۔۔" شاہ در نے پریشاں کو مخاطب کیا۔۔۔ "جی ممما کی جان۔۔۔" پریشاں نے شاہ در کی
طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں پلٹی ہی تھی۔۔۔ کہ اس کے دوپٹہ کو آگ نے اپنی لپٹ میں لیا تھا۔۔۔ جو کہ
اس کی نیچے فراک کو بھی لگنا شروع ہوئی تھی۔۔۔

زر غام جو کہ ابھی کچن میں داخل ہوا تھا۔۔۔ پریشاں کی طرف بھاگا۔۔۔ شاہ در پریشاں کے کپڑوں کو آگ
لگی دیکھ کر چینخا تھا۔۔۔ زر غام پریشاں کا دوپٹہ کھینچتے دوڑ پھینک چکا تھا۔۔۔ پانی کا جگ پکڑتے زر غام
نے پریشاں کے کپڑوں پہ ڈالا تھا۔۔۔ اس کی فراک نیچے سے جل چکی تھی۔۔۔ شاہ در پریشاں کی طرف
دیکھتے ہوئے رو رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو تھوڑی سی جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ لیکن شاہ در کو روتے دیکھ کر
پریشاں شاہ در کی طرف بڑھتے اسے خود سے لگا گئی۔۔۔

"مما کی جان۔۔۔" کیا ہوا۔۔۔" پریشاں اپنا درد بھول چکی تھی۔۔۔ زرغام حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں کی شاہدر سے اتنی محبت دیکھتے زرغام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ جیسے اس کا بیٹا اس سے دور ہو رہا تھا۔۔۔ شاہدر پریشاں کے کندھے پر سر رکھے رو رہا تھا۔۔۔ پریشاں اس وقت دوپٹے کے بنا ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی فراک کا گلہ گہرا تھا۔۔۔ جس سے اس کی نمیشب و فراز پہ نظر پر سکتی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے زرغام پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام نے پریشاں سے شاہدر کو لیتے خود سے لگایا۔۔۔"و۔۔۔وہ۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔" پریشاں نے زرغام کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔"جا کر چہنچ کرو۔۔۔جل چکے ہے۔۔۔میری حویلی میں تم اپنے بدن کی نمائش نہیں کر سکتی۔۔۔کیونکہ میں تم جیسی لڑکی کو چھونا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔۔۔" زرغام اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں اس کے بولے گئے الفاظ سنتے نم آنکھوں سے کچن سے باہر نکلی۔۔۔پریشاں کمرے میں آئی۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو اس کے گال پر بہہ رہے تھے۔۔۔اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔اس نے تو نہیں کی تھی۔۔۔نمائش۔۔۔پریشاں زمین پر بیٹھتے ہوئے چہرے پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔پریشاں ہچکیاں لیتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔کچھ دیر کے بعد پریشاں اٹھی۔۔۔اور ڈریسنگ روم میں گئی۔۔۔

وہاں اس کے لیے کوئی کپڑے نہیں تھے۔۔۔آخر پانچ جوڑوں میں تو اس نے تین سال گزارے تھے۔۔۔اس شخص کے ہاتھ میں ہوتا تو کبھی بھی اسے یہ ایک جوڑا بھی نہ دیتا۔۔۔یہ بھی اس نے خود

مانگے تھے۔۔۔ ورنہ اسے ملتے ہی نہیں۔۔۔ پریشاں ایسے ہی گندی چادر لیتے ہوئے کمرے سے نکلی۔۔۔ اور زرغام کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ شاید وہ کمرے میں نہیں ہوں۔۔۔ پریشاں دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ پریشاں نے شکر کا سانس لیا۔۔۔ پریشاں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اس نے دروازے کے لوکڈ پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔۔۔ کہ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"میرے کمرے میں کیوں آئی ہوں۔۔۔" زرغام اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔۔۔ زرغام شرٹ لیس تھا۔۔۔ جسے دیکھتے پریشاں نے نظریں جھکائی۔۔۔ زرغام اپنے گرد ٹاول باندھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ پریشاں نے پیچھے دیکھا۔۔۔ پریشاں دیوار کے ساتھ لگی تھی۔۔۔ زرغام پیچھے دیوار پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں نے زرغام کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔۔

پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام اس پر مکمل توڑ پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ پریشاں کو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ "میرے بیٹے کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ تت۔۔۔ تو صرف اس سے محبت کرتی ہوں۔۔۔" پریشاں لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔ "کون سی محبت بولو۔۔۔ اس کے ممّا بولنے سے تم کبھی روشنانے کی جگہ نہیں لے سکتی۔۔۔" زرغام پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ

بولی۔۔۔۔

"مجھے ضرورت بھی نہیں ہے۔۔۔ اس جیسا بننے کی۔۔۔ نہ ہی مجھے کوئی شوق ہے۔۔۔ یہ گھٹیا سوچ تمھاری ہی ہے۔۔۔ کہ میں تمھاری بیوی کی جگہ لینے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔ تمھاری بیوی بننے سے بہتر ہے۔۔۔ کہ میں موت کو خوشی خوشی گلے لگا لوں۔۔۔" پریشاں زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ اس کی برداشت سے باہر ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس پر الزام ہی لگائے جا رہا تھا۔۔۔

"او۔۔۔ تو تم۔۔۔ میری بیوی بننے سے پہلے موت کو گلے لگانا پسند کرو گی۔۔۔ that's great۔۔۔ پھر تو کوشش کرنی چاہیے۔۔۔ کہ تم مجھے اپنا شوہر بننے دو گی۔۔۔ یا پھر موت کو گلے لگاؤ گی۔۔۔ زرغام پریشاں کا جبرہ دبوچتے ہوئے استغزیاہ مسکرایا۔۔۔ پریشاں اس کی بات سمجھتے ہوئے گھبراتے ہوئے دوسری طرف سے نکلنے لگی۔۔۔ لیکن زرغام اس کی دوسری طرف بھی ہاتھ جما گیا۔۔۔

ریان گلاسز لگائے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ جب اس کی گاڑی کے سامنے گاڑی آئی۔۔۔ جو کہ بہت ہی تیزی سے اسی جانب آرہی تھی۔۔۔ ریان نے بریک لگائی تھی۔۔۔ لیکن سامنے سے آتی گاڑی اس کی گاڑی سے بری طرح ٹکرائی تھی۔۔۔ جس سے ریان کی گاڑی پیچھے ہوتی دیوار سے ٹکرائی۔۔۔ پیسنجر سیٹ پر المیر جو کہ سونگ سننے میں مصروف تھا۔۔۔ گاڑی ٹکرانے پر اس نے گلاسز اتارتے ہوئے کانوں میں سے ایئر پورڈس نکالتے سونگ بند کیا۔۔۔ "یہ کون پاگل ہے۔۔۔" المیر خان جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ "اوائے پاگل باہر نکلو۔۔۔ گاڑی چلانی نہیں آتی تو لیتے ہی کیوں ہوں۔۔۔" المیر خان گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ اسے غصے آیا تھا۔۔۔

اتنے دونوں بعد آج اس نے چھٹی کی تھی۔۔۔ لیکن یہ دن بھی سکون سے نہیں گزار سکتا تھا۔۔۔ گاڑی میں سے دو لڑکیاں باہر نکلی تھی۔۔۔ "محترمہ کیا آپ کو گاڑی چلانی نہیں آتی۔۔۔ جب آتی نہیں تو۔۔۔ اس بیچارے کا سارا سامان گرا دیا۔۔۔ اور ہماری تو گاڑی ہی ٹھوک دی۔۔۔" المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔ "دیکھ مسٹر ہم سے انجانے میں ہوا۔۔۔" سامنے کھڑی لڑکی جو کہ عبایا پہنے ہوئی تھی۔۔۔ بولی۔۔۔ "محترمہ ہم نے کب کہاں۔۔۔ آپ نے جان بوجھ کر ماری ہے۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"کتنے کا نقصان ہوا آپ کا۔۔۔" اس نے پاس ہی کھڑے غریب آدمی کو مخاطب کیا۔۔۔ جس کے سارے پھل اس کی گاڑی لگنے سے گر چکے تھے۔۔۔ "بیٹا دہزار کا۔۔۔" وہ غریب آدمی ہلکی سی آواز میں بولا۔۔۔ اس نے دس ہزار نکالتے ہوئے اس آدمی کو دیا۔۔۔ اور پانچ ہزار نکالتے ہوئے المیر خان کی گاڑی پر رکھا۔۔۔ "یہ تمہارے نقصان کے۔۔۔" اس نے مسکراتی نظروں سے کہا۔۔۔

"ہمارا اتنا نقصان نہیں ہوا۔۔۔" المیر خان پیسوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں بتاتی ہوں۔۔۔" اس نے نیچے سے لکڑی اٹھاتے ہوئے گاڑی کی پیئجر سیٹ کے شیشے پہ مارا۔۔۔ جس سے شیشے ٹوٹے تھے۔۔۔ "اب ہو گیا۔۔۔ نا اتنا نقصان۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

المیر خان پانچ ہزار اور نکالتے ہوئے اس کے بھی پانچ ہزار اٹھاتے دس ہزار اس کی گاڑی پر رکھ گیا۔۔۔ "یہ کیا۔۔۔" اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ المیر خان نے وہی لکڑی اس سے پکڑتے ہوئے فرنٹ شیشے پہ مارا۔۔۔ "باقی کی چیز کھا لینا۔۔۔" المیر خان بول کر ریان کو آنکھ

ماتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کتنی انسلٹ ہوئی تھی۔۔۔ اس کی۔۔۔ "گنڈا۔۔۔ لفینڈر۔۔۔" وہ بولتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 68

زرغام پریشاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ بس فرق یہ تھا۔۔۔ کہ پریشاں سہمی ہوئی ہرنی کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جبکہ زرغام اسے خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام پریشاں پہ نظریں گاڑھیں ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے ہچکیاں لینے شروع کی تھی۔۔۔ پریشاں کی بلیک کلر کی فراک نیچے سے جل چکی تھی۔۔۔ اور کپڑے گیلے ہونے کی وجہ سے اس کے بدن سے چسپکے ہوئے تھے۔۔۔ اس کا گہرا گلہ جس سے اس کی رعیاں عیاں تھی۔۔۔ زرغام اس کے گلے سے چادر کھینچتے دورا چھال گیا۔۔۔ پریشاں دیوار سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھتے خود کو دونوں ہاتھوں سے ڈنپنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔ زرغام پریشاں پہ نظریں جمائے اس کی حرکتوں کو نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو خود کو چھپاتے دیکھ کر زرغام کے نقوش تنے تھے۔۔۔ زرغام کو اس کا یوں خود کو چھپانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ آخر جو بھی تھا۔۔۔ تھا تو اس کا شوہر۔۔۔

زرغام پریشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنا مقابل کر گیا۔۔۔ پریشاں کانپتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو چھپا رہی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشاں کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے اوپر کی طرف پن کیے

تھے۔۔۔ اس کے گہرے گلے سے نیچے سے پہنا اس کا سیاہ پردہ نظر آ رہا تھا۔۔۔ پریشاں کانپتے ہوئے
ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے استغزیہ مسکرایا۔۔۔ پریشاں نے زرغام پر
ایک نظر ڈالی۔۔۔ جو کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے استغزیہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

زرغام یوں ہی مسکراتے ہوئے پریشاں سے دور ہوا تھا۔۔۔ اب اس کے قہقہے کمرے میں گونج رہے
تھے۔۔۔ زرغام نے صوفے سے اپنے کپڑے پکڑتے کپڑے پہنے لگا۔۔۔ پریشاں چہرہ دونوں ہاتھوں
سے چھپا چکی تھی۔۔۔ زرغام کپڑے پہنتے دوبارہ اس کی طرف آیا۔۔۔ اسے یوں چہرہ پر ہاتھ رکھے دیکھ
کر زرغام مسکرایا۔۔۔ "کیا بات ہے۔۔۔ تمیں a word ملنا چاہیے۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے
پریشاں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ "پتہ
ہے۔۔۔ کیوں۔۔۔" زرغام نے پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ پریشاں ہیچکی لیتے دیوار میں
سمانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی بازو پکڑتے ہوئے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ "کیونکہ
تم دنیا جہان کی سب بڑی ڈرامے باز لڑکی ہوں۔۔۔ جو اپنے بدن کی نمائش کرنے کو ٹھے۔۔۔ پر چلے جاتی
ہے۔۔۔ لیکن شوہر کو دیکھ کر یوں خود کو چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔ جیسے اس سے زیادہ کوئی پاک
نہ ہوں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں
ہیچکیاں لیتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"لیکن اصل بات پتہ کیا ہے۔۔۔ تم کریکٹر لیس ہوں۔۔۔ تم بد کردار لڑکی ہوں۔۔۔" زرغام پریشاں کا
گلے جکڑے دھاڑا۔۔۔ پریشاں خود کو چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ پریشاں کا سارا چہرہ سرخ
ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے سارا خون نچوڑ کر چہرے پر آ گیا ہوں۔۔۔ لیکن زرغام کو اس پر ترس نہیں آیا

تھا۔۔۔"پپ۔۔پ۔۔پلی۔۔ی۔۔یز۔۔م۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔۔"پریشاں خود کو چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔پریشاں کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔زرغام نے اس کا گلہ چھوڑتے ہوئے اس پر نفرت آمیز نظر ڈالی۔۔۔

پریشاں اپنا گلے جکڑے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔پریشاں کھانستے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔"درد ہو رہا ہے۔۔۔"زرغام پریشاں کی گردن کو نرمی سے انگلیوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔پریشاں نے اس کے چھونے پر ہچکی لی تھی۔۔۔"مجھے بھی ہوا تھا۔۔۔جب میری بیوی مجھ سے دور ہوئی تھی۔۔۔"زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔زرغام کے اور پریشاں کے درمیان اب فاصلہ قائم ہوا تھا۔۔۔پریشاں جلدی سے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔زرغام اس کی کلائی پکڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔"مجھ سے دور کیوں جا رہی ہوں۔۔۔ہزاروں مردوں کے قریب آنے دیا تھا۔۔۔مجھ سے دور کیوں بھاگ رہی ہوں۔۔۔"زرغام اس کی طرف استغزیہ مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مزید رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔

پریشاں نے روتے ہوئے زرغام کی بازو پر ہاتھ رکھا۔۔۔"خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو۔۔۔"پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔"میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔۔۔مجھے کسی نے نہیں چھوا۔۔۔نہیں ہوں۔۔۔ایسی لڑکی۔۔۔"اب کی بار پریشاں چلائی تھی۔۔۔"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔جانتا ہوں۔۔۔کتنی پاک صاف ہوں تم۔۔۔"زرغام پریشاں کا جبرہ دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔پریشاں کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔۔۔پریشاں اپنا چہرہ دائے بائے کرتے ہوئے چھروانے

کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔۔ "مجھے میرا حق دو۔۔۔ دیکھتا ہوں۔۔۔ تم کتنی پاک صاف
ہوں۔۔۔ کس کس نے چھوا ہے تمہیں۔۔۔" زرغام نے بولتے ہوئے پریشاں کو بیڈ پر پھینکا تھا۔۔۔
زرغام اپنی شرٹ اتارتے دور اچھال گیا۔۔۔ پریشاں بیڈ شیٹ میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔۔۔ زرغام
اس کی طرف بڑھتے اس پر جھکا۔۔۔ اور بے دردی سے اس کی گردن پر دانت گاڑھ گیا۔۔۔ پریشاں
ہچکیوں سے روتے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔۔ پریشاں ابھی بھی چہرہ بیڈ شیٹ میں چھپائے رو رہی
تھی۔۔۔ زرغام اس کی گردن پر دانت گاڑھتے اسی لمحے اس سے دور ہوا۔۔۔ "تم اس لائق ہی نہیں کہ
میں تمہیں چھو سکوں۔۔۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔ مجھے تمہارے وجود سے۔۔۔ نفرت
ہے تمہاری موجودگی سے۔۔۔ اٹھو اور جلدی نکلو۔۔۔ میرے کمرے سے۔۔۔ تمہارا وجود مجھے میرے
بیڈ پر نظر نہ آئے۔۔۔ ورنہ بیڈ سمت تمہیں آگ لگا دو گا۔۔۔" زرغام اس پر سے ہٹتے دھاڑا
تھا۔۔۔ پریشاں جلدی سے بیڈ سے اٹھتے اپنے کپڑے ٹھیک کرنے لگی۔۔۔ زرغام نے اس کی بازو
پکڑی۔۔۔

زرغام پریشاں کو دیوار کے ساتھ لگا گیا۔۔۔ "سچ سچ بتاؤ۔۔۔ کتنے مردوں کی بیڈ کی زینت بنی
ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ کتنوں نے رولا یا ہے۔۔۔ تمہیں۔۔۔" زرغام اس کی طرف نفرت آمیز نظروں سے
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "تم نے رولا یا۔۔۔ صرف تم
نے۔۔۔" پریشاں زرغام کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔ زرغام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ پریشاں
کے آنسو بالکل اس کے سینے پہ گر رہے تھے۔۔۔ وہ شرٹ لیس تھا۔۔۔ زرغام نے تھوک نگلا
تھا۔۔۔ زرغام اسے بالوں سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کر گیا۔۔۔ "ما تم مت

مناؤ۔۔۔ ادھر۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔۔ میرے کمرے سے۔۔۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔ "زرغام
اسے چھوڑتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔

پریشاں جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی۔۔۔ کہ اسی لمحے اپنے ہوش کھو بیٹھی۔۔۔ پریشاں
زمین پر گری تھی۔۔۔ زرغام نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ
زمین پر گری ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اسے اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اسے بیڈ کی وسط میں لیٹاتے
ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اس کے کپڑے گیلے تھے۔۔۔ اور کچھ کچھ پھٹ بھی چکے تھے۔۔۔ زرغام
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ ڈریسنگ روم سے کپڑے نکالتے زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ لائنس
آف کرتے زرغام نے پریشاں کے کپڑے چنچ کیے۔۔۔ اس کے کپڑے چنچ کرنے کے بعد سیگریٹ
اٹھاتے صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام سیگریٹ جلاتے ہونٹوں میں دبائے روشنانے کے خیالوں میں
کھویا۔۔۔

ورشیاں واشروم سے نکلتے کمرے میں آئی۔۔۔ ابھی بھی ورشیاں جان عالم کے کپڑے پہنے ہوئی
تھی۔۔۔ رمشاء خان جان عالم کو کھانے کی ٹریں پکڑا رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ٹریں پکڑتے بیڈ پہ
رکھی۔۔۔ "تم جاؤ۔۔۔ جا کر مورے کی ہلیپ کرو۔۔۔" جان عالم اپنی گردن رب کرتے ہوئے
بولا۔۔۔ "تم کھانا کھالوں۔۔۔ تم نے رات سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔" رمشاء خان جان عالم کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشیاں جو کہ چہرہ دوسری طرف کیے کھڑی تھی۔۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے جان

عالم کی طرف دیکھا۔۔۔"میں کھالوں گا۔۔۔تم جاؤ۔۔۔"جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔رمشاء خان سر ہلاتے باہر چلے گئی۔۔۔

"کون تھی۔۔۔وہ۔۔۔"ورشائیں کمر پر ہاتھ رکھتے جان عالم کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر مسکرایا۔۔۔"جیلز ہو رہی ہوں۔۔۔"جان عالم نے اس کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھا۔۔۔"آپ کسی سے بھی بات کرے۔۔۔میں کیوں جیلز ہوں گی۔۔۔"ورشائیں بولتے ہوئے مرار کے سامنے آئی۔۔۔ورشائیں جان عالم پر نظریں جمائے اپنے ہونٹوں کو مسلسل دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔۔۔

جان عالم مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔جان عالم ورشائیں کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔۔۔

"قتل کر دیجیے بلا جھجک میری جان

مگر جان من ہونٹوں کو یوں دبایا نہ کریں"

جان عالم نے ورشائیں کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا کے ساتھ سہلاتے ہوئے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے سے روکا۔۔۔۔۔

اپیٹوڈ نمبر 69

ورشائیں جان عالم سے دور ہوئی تھی۔۔۔جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔جان عالم ورشائیں کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔جان عالم کی گہری نظروں سے ورشائیں کی رنگت سرخ ہو

رہی تھی۔۔۔"۔۔۔ایسی حرکتیں کرتے بہت ہی ٹھہر کی لگتے ہے۔۔۔"ورشاشاں جان عالم کی گہری نظریں محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔"بیوی کو دیکھنے سے اگر انسان ٹھہر کی بنتا ہے۔۔۔تو میں ٹھہر کی ہوں۔۔۔"جان عالم وورشاشاں کی طرف بڑھتے تھوڑا سا جھکتے ہوئے

بولا۔۔۔"آ۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔اپ۔۔۔"ورشاشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔"میں۔۔۔"جان عالم نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر آگے سننا چاہا۔۔۔لیکن وورشاشاں جان عالم کو منہ بنائے دیکھتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

جان عالم وورشاشاں کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑے اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔۔۔"اتنی بے رخی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔"جان عالم وورشاشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ورشاشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔"۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔۔"ورشاشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔اب کی بار جان عالم خاموش ہوا تھا۔۔۔جان عالم کو خاموش دیکھتے وورشاشاں کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔۔۔ورشاشاں جان عالم کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیل گئی۔۔۔جان عالم وورشاشاں سے دور ہوتے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ورشاشاں جان عالم پہ ایک نظر ڈالے کمرے سے باہر نکلتے اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔۔

ورشاشاں بیڈ پر بیٹھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔"ج۔۔۔جان۔۔۔خان نے رشاء سے شادی۔۔۔"ورشاشاں بولتے ہوئے روکی تھی۔۔۔"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔"ورشاشاں نے اپنے چہرے پہ خان ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔"ورشاشاں جیسے خود کو سمجھانا چاہ رہی تھی۔۔۔ورشاشاں نے اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھے۔۔۔"جان خان صرف میرے ہے۔۔۔"ورشاشاں بولتے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ورشاشاں

اپنے کپڑے چینج کرتے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ ورشاں ڈانگ روم میں زل کی چیر کے ساتھ ولی چیر پر آکر بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر و آچکائی۔۔۔ ورشاں اپنی نظریں پھیر گئی۔۔۔ غزنوی ڈانگ روم میں آیا۔۔۔ جان عالم غزنوی کو حیران کن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کہ اس نے اسے کتنا تنگ کیا تھا۔۔۔ جان عالم نے پوری کوشش کی تھی۔۔۔ کہ وہ کسی طرح غزنوی تک پہنچ جائے۔۔۔ لیکن غزنوی کو جان عالم کے اردہ کا ہر دفعہ پتہ چل جاتا تھا۔۔۔ جان عالم اسے دیکھتے غصے سے اٹھا تھا۔۔۔ جان عالم کو غصے سے اٹھتے دیکھ کر آئمہ خان اس سے گویا ہوئی۔۔۔ "عالم بیٹھ جاؤ ناشتہ کرو۔۔۔" آئمہ خان کی بات سنتے جان عالم واپس چیر پر بیٹھا تھا۔۔۔ غزنوی بھی خاموشی سے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں اٹھتے غزنوی کے گلے لگی تھی۔۔۔ "کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔" غزنوی نے پیار سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

جسے دیکھتے جان عالم نے غزنوی کو گھورا تھا۔۔۔ غزنوی زل کی دوسری طرف آکر بیٹھا۔۔۔ زل غازیہ کو گود میں لیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غازیہ غزنوی کو دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔ "با۔۔۔ با۔۔۔" غازیہ غزنوی کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کہ مجھے اٹھالے۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے غازیہ کو اٹھایا۔۔۔ سب غازیہ اور غزنوی کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔۔۔ رمشاء نے جوس کا کر ٹمبل پر رکھا۔۔۔ "یہ کھاؤ۔۔۔ تمہارے لیے الگ سے بنوایا ہے۔۔۔" رمشاء جان عالم کی پلٹ میں بریانی ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں کا ہاتھ کھانے کھاتے ہوئے روکا تھا۔۔۔

ورشٹاں لے چور نظر سے رمشاء اور جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ رمشاء جان عالم کے قریب کھڑی ہوئی
اسے بریانی کبھی کچھ اس کے آگے کر رہی تھی۔۔۔ ورشٹاں نے رمشاء کو غصے سے گھورا تھا۔۔۔ "سائیڈ
ہٹو۔۔۔" ورشٹاں نے رمشاء کی بازو پکڑتے اسے سائیڈ پہ کیا۔۔۔ اور جان عالم گھورا۔۔۔ ورشٹاں نے
رمشاء کی بازو پکڑتے اسے بری طرح سے پیچھے جھٹکا تھا۔۔۔ جس سے رمشاء لڑکھرائی تھی۔۔۔ "تم
ٹھیک ہوں۔۔۔" جان عالم رمشاء کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشٹاں جان عالم جو غصے سے گھورتے ہوئے اس کی چسیر کو سائیڈ سے پکڑتے اپنی طرف کھینچ چکی
تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جبکہ باقی سب کی نظر بھی اب ان دونوں
پر تھی۔۔۔۔۔ لیکن ورشٹاں سکون سے کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ رمشاء نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
پھر ڈائنگ روم سے نکل گئی۔۔۔۔۔ ناشتہ کر کے سب جا چکے تھے۔۔۔ اب ڈائنگ روم میں صرف
ورشٹاں، جان عالم تھے۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشٹاں جان
عالم کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا مسکرائی۔۔۔ اور اٹھتے ڈائنگ روم سے نکل گئی۔۔۔۔۔ جان عالم نے
حیرانگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔ "یار کیا بیوی ہے۔۔۔ نہ ہی خود قریب آتی ہے۔۔۔۔۔ ناکسی اور کو
آنے دیتی ہے۔۔۔" جان عالم ورشٹاں کو جاتے دیکھ کر بولا۔۔۔ ورشٹاں نے اس کی بات سنتے منہ بنایا
تھا۔۔۔

"مسٹر جان عالم خان۔۔۔ اگر کوئی آپ کے قریب آئی۔۔۔ اس کا وہ حال کرو گی۔۔۔ دوبارہ کسی کے بھی
قریب جانے کے لائق نہیں رہے گی۔۔۔" ورشٹاں مسکراتے ہوئے بول کر اوپر کی طرف
بڑھی۔۔۔ ورشٹاں کمرے میں آئی۔۔۔ اس کا دوپٹہ سر کاتے ہوئے اس کے کندھے پر آیا

تھا۔۔۔ ورشاں کے سنہرے لمبے بال جن کا اس نے رف سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں نے بالوں کا جوڑا کھولا۔۔۔ اب اس کے لمبے بال اس کی کمر پر لہرا رہے تھے۔۔۔ ورشاں مرار کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ اب لمبے ہو چکے تھے۔۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ "ویسے کھولے بال اچھے لگتے ہیں تم پر۔۔۔" جان عالم ورشاں کے کھولے بال کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"پوچھا میں نے آپ سے۔۔۔" ورشاں جان عالم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اور اپنے بال باندھنے لگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی بازو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ "کہانا۔۔۔ کھولے اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔" جان عالم ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "لیکن مجھے نہیں لگ رہے۔۔۔" ورشاں بھی جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ "اتنا ٹیٹیوڈ اپنے شوہر کو دیکھاؤ گی۔۔۔" جان عالم ورشاں کو اپنے اور قریب کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"چھوڑے مجھے۔۔۔" ورشاں جان عالم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "بیوی ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ جب چاہوں۔۔۔ تمہارے قریب آسکتا ہوں۔۔۔" جان عالم ورشاں کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں آسکتے آپ میرے قریب۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "اب اگر تم نے اونچی آواز میں بات کی۔۔۔ تو میں تمہارے ان نازک گلاب کی پنکھڑیوں پہ ایسا ظلم کروں گا۔۔۔ کہ سانس تک نہیں لے سکوں گی۔۔۔ اور میرا لمس تم برداشت کر لوں۔۔۔ ابھی بھی تم میں اتنی ہمت نہیں ہو

گی۔۔۔"جان عالم اس کے ہونٹوں کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی بات سنتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔

جان عالم ورشاں کو سرخ پڑتے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے گہرے سانس لیتے اپنے اور جان عالم کے درمیاں فاصلے بنا گئی۔۔۔ فاصلہ بناتے ہی ورشاں کمرے سے بھاگنے کے انداز میں باہر نکلی تھی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔"بھاگ لوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ کب تک بھاگوں گی۔۔۔ آخر ایک دن میرے پاس ہی آنا ہے۔۔۔"جان عالم ورشاں کے یوں بھاگنے کے انداز پہ بولا۔۔۔

ورشاں غازیہ جو گود میں اٹھائے اس سے باتیں کرتے ہوئے کمرے میں آکر بیٹھی تھی۔۔۔ ورشاں اسے لیے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ جان عالم واشروم سے شرٹ لیس باہر نکلا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف ایک نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ جان عالم بلیک کلر کی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ایبر و آچکا اس کی طرف دیکھنا لگا۔۔۔ ورشاں اپنی نظریں غازیہ پہ گاڑھ گئی۔۔۔ جو اس کا ہاتھ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پکڑے ہوئی تھی۔۔۔

"پھوپھو کی جان۔۔۔" پھوپھو کا بچہ۔۔۔ کتنا پارا (پیارا) بے بی ہے۔۔۔" ورشاں اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کے چہرے پر لگاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ جان عالم اپنی شرٹ پہنتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔"بڑی امی پیار کر رہی ہے۔۔۔ میری گڑیا کو۔۔۔"جان عالم ورشاں کے پیچھے کھڑا ہوا

اس کی گردن کے گرد سے بازو لے جاتے ہوئے غازیہ کے عارض کو چھو رہا تھا۔۔۔ کبھی اس کے ہاتھ پکڑ رہا تھا۔۔۔ غازیہ جان عالم کی طرف دیکھتے کھلکھلا کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ ورشاں کو جان عالم کی سانسیں اپنے بالوں سے ہوتے گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ "کیوں بار بار میرے قریب آرہے ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے چینی۔۔۔

جان عالم ورشاں کے چہرے کے آگے آتے اسے بالوں سے پکڑتے چہرے مقابل کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ کبھی اس کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکہ برسا رہی تھی۔۔۔ جان عالم اپنی بات کے مطابق اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔۔ ورشاں کو سانسیں لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی سانسیں چرانے میں مگن تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بالائی ہونٹ پر دانت گاڑتے پھر سے اس کی سانسیں چرانے لگا۔۔۔ ورشاں نے اب کی بار جان عالم کی گردن پہ ناخن گاڑھے تھے۔۔۔ غازیہ اب دونوں ہاتھوں کو منہ تک لے جاتے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم غازیہ کے رونے پر ورشاں کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے ہوئے اس سے دور ہوتا اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔۔

"سوچ رہا ہوں چھوڑ کر شعر و شاعری

تیرے نچلے ہونٹ پہ کتاب لکھ دو"

جان عالم ور شاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "کتاب لکھ دو۔۔۔" ایک لفظ شاعری کا آتما نہیں اور کتاب لکھ دو۔۔۔ "ور شاں غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

"کیا ہوا اگر میرے ہونٹ تیرے ہونٹوں سے لگ گئے

ناراض کیوں ہو رہی ہوں معاف نہیں کرنا تو بدلہ لے لوں"

جان عالم جھکتے ہوئے ور شاں کے ہونٹوں کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں جان عالم کے ہاتھ کو پھر سے جھٹک گئی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کے ہاتھ پکڑتے اس کی گردن کے تل پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ "تل ہونٹوں پہ تو جھپکتا ہی ہے

مگر تیری گردن پہ جو ہے اس کا جواب نہیں"

جان عالم ور شاں کی گردن کے تل پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اسی لمحے دور ہوا تھا۔۔۔ اور یہ جان عالم نے ایک ہی پل میں کیا تھا۔۔۔ کہ ور شاں کچھ کر نہیں سکی تھی۔۔۔ "یہی سب آتا آپ کو۔۔۔ لیکن مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا۔۔۔ اور ویسے بھی آپ مجھ سے ہر رشتہ ختم کر چکے ہیں۔۔۔ اسی لیے اچھا ہے۔۔۔ مجھ سے دور رہے۔۔۔" ور شاں غازیہ جواٹھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ور شاں کی پشت جان عالم کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

"چہرہ غزل ہونٹ کھلتے گلاب ادائیں دل نشین

دیکھ کر تجھ کو حسن نے بھی کہا آفریں آفریں"

جان عالم نے ورشاں کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ ورشاں کے پورے جسم میں ایک کرنے سے دور ا تھا۔۔۔ "کتنے ٹھہر کی ہے۔۔۔ اپ کو شرم نہیں آتی۔۔۔" ورشاں جان عالم کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "جان من اگر آپ اپنی ان پھول کی پنکھڑیوں سے دو پیار کے الفاظ بول دے۔۔۔ تو ہمارے نصیب کھل جائے گے۔۔۔" جان عالم ورشاں کے کندھے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"میرا دل چاہتا ہے ایک پتھر لوں

اس پر (آئی ہیٹ یوں) لکھو اور اسے آپ کے سر پہ مار دو

تاکہ آپ کو پتہ چلا کہ میں آپ سے محبت نہیں کرتی"

ورشاں بولتے جان عالم کا ہاتھ پیچھے کرتے باہر نکلی۔۔۔

727170 تحریر نائلہ جٹ

ایپی سوڈ نمبر 70

ورشاں زل کے کمرے میں آئی۔۔۔ زل ابھی فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ "دیدہ۔۔۔" ورشاں نے غازیہ
 زل کو پکڑائی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔" زل نے ورشاں کو مخاطب
 کیا۔۔۔ "جی دیدہ۔۔۔" ورشاں پلٹتے ہوئے بولی۔۔۔ "یہاں بیٹھو تم سے بات کرنی ہے۔۔۔" زل
 غازیہ کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے اپنے بال باندھ کر ورشاں کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھی۔۔۔ "ورشاں تم لالا کے
 ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔" زل نے سوالیہ نظروں سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے زل
 کی طرف آنکھیں جھپکتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "ورشاں دیکھو یہ تمہاری زندگی ہے۔۔۔ اور اس پر حق بھی
 صرف تمہارا ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتی۔۔۔ کوئی تم پر زبردستی اپنا فیصلہ مسلط کرے۔۔۔ تم کیا چاہتی
 ہوں۔۔۔" زل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔۔۔ "ورشاں دیکھو۔۔۔ میری جان میں نہیں چاہتی آنسو بہاؤ۔۔۔ تم میری چھوٹی بہن
 ہوں۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ کیا چاہتی ہوں۔۔۔" زل نے پیار سے اس کے عارض پر ہاتھ رکھا۔۔۔
 "دیدہ۔۔۔ میرا دل دکھتا ہے۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ زل نے اس کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔۔ "میں جان خان کو کسی اور لڑکی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ میں سوچتی
 ہوں۔۔۔ کہ میں جان خان کے بارے میں نہیں سوچوں گی۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں ان کو چھوڑ دو
 گی۔۔۔ پپ۔۔۔ پر پتہ نہیں کیوں۔۔۔ میں ان کی طرف کبھی چلی جاتی ہوں۔۔۔ اتنے سال میں بھی میں
 ان کو بھول نہیں پائی۔۔۔ دیدہ۔۔۔" ورشاں زل کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ اسے
 روتے دیکھ کر زل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ زل نے ورشاں کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "مم۔۔۔ میں
 جان خان سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔ دیدہ۔۔۔ میں جان خان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔" ورشاں زل

کا ہاتھ پکڑتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔۔۔ زل نے ورشاں کے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا
تھا۔۔۔ لیکن ورشاں اٹھ کر باہر نکل گئی۔۔۔

ورشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اوپر کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھتے
روکا تھا۔۔۔

"جاناں جادیکھو تو ادھر

کیا تم کو آتا ہے نظر

سچ کہنا تمہیں اپنی قسم

لگتا ہوں کیا میں جھوٹا صنم"

جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے مدھم آوازیں مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "آپ جھوٹے بھی
ہے۔۔۔ ٹھکر کی بھی ہے۔۔۔ بے شرم بھی ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے
بولی۔۔۔ رمشاء خان کمرے سے نکلتے جان عالم کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "عالم تم یہاں کیا کر
رہے ہوں۔۔۔" رمشاء خان جان عالم کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے اس اپنی بڑی بڑی
آنکھوں کو اور بھی بڑا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔ "نظر نہیں آ رہا۔۔۔ میرے پاس کھڑے ہے۔۔۔ تو
ظاہر ہے۔۔۔ مجھ سے بات کر رہے ہوں گے۔۔۔ اور کیا کر سکتے ہے۔۔۔ یہاں کھڑے ہو

کر۔۔۔"ورشائں چہرے پر مسکراہٹ لیے جان عالم کے اور رمشاء کے درمیان آکر کھڑی ہوئی۔۔۔"میں تم سے بات نہیں کر رہی۔۔۔" رمشاء ورشائں کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔

"لیکن میرے شوہر سے تو کر رہی ہوں نا۔۔۔ اور فحل میں یہی ہوں۔۔۔ تو تم جاؤ۔۔۔"ورشائں مسکراتے ہوئے اسے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔"اگر تم بیوی۔۔۔"ابھی رمشاء اتنا ہی بولی تھی۔۔۔کہ جان عالم بولا۔۔۔"تم جاؤ۔۔۔"جان عالم اپنی بیڑ پھاتھ پھیرتے ہوئے ورشائں پہ نظریں جمائے رمشاء سے مخاطب ہوا۔۔۔ رمشاء جان عالم ورشائں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تیرے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہوں

ساری دنیا جل کر خاک ہوں"

ورشائں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے رمشاء کی طرف دل جلانے والی مسکراہٹ لیے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ رمشاء اب روکی نہیں تھی۔۔۔ رمشاء اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔"ویسے یہاں بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔"جان عالم نے ورشائں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ ورشائں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور جان عالم کا ہاتھ چھوڑ گئی۔۔۔"تم جیلس ہو رہی تھی۔۔۔ نا۔۔۔"جان عالم نے ورشائں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔"جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔۔۔ میں کیوں جیلس ہونے لگی۔۔۔"ورشائں کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔"کیونکہ تم میری بیوی ہوں۔۔۔"جان عالم نے ورشائں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔"ہوں نہیں تھی۔۔۔ اپ مجھ سے ہر رشتہ ختم کر چکے ہے۔۔۔"ورشائں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"ابھی بھی میرے نکاح میں ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو اپنے قریب کیا۔۔۔ "لیکن آپ مجھ سے ہر تعلق ختم کر چکے ہیں۔۔۔ اب میرے قریب آنے کی کوشش مت کیے کرے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"یوں نہ دیکھا کیجئے خدا کے لیے"

بڑھ گئی محبت تو مصیبت ہو گی"

جان عالم ورشاں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔ "آپ میرے راستہ چھوڑے اور جا کر اپنی شعر و شاعری لکھے۔۔۔" ورشاں جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"خواہش اتنی کہ بھی کچھ ایسا میرا نصیب ہو"

وقت چاہے جیسا بھی آئے بھی تو میرے قریب ہو"

جان عالم ورشاں کو قریب کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم جو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔

"اس کا قصہ بھی اتنا کمال ہے۔ دل کرتا ہے"

ہے اسکو سارا دن پریشان کروں"

جان عالم ور شاں کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں کو غصے میں دیکھتے جان عالم
ور شاں کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔۔ ور شاں جلدی سے کمرے کی طرف
بڑھی۔۔۔ "جہاں بھی جاؤ گی۔۔۔ مجھے ہی پاؤ گی۔۔۔" جان عالم ور شاں کو جاتے دیکھ کر بولا۔۔۔

زرغام بیڈ سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں بیڈ پہ نیم بے ہوش تھی۔۔۔ کمرے میں سگریٹ کی
خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ ہلکی سی لائٹ آون تھی۔۔۔ زرجام پریشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں
نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور کمرے کی طرف دیکھا۔۔۔ زرجام پہ نظر پڑتے ہی پریشاں آٹھ کر
بیٹھی۔۔۔ اور جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔ زرجام اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں نے نظریں گھومائی
ہی تھی۔۔۔ کہ اس کی نظر زمین پہ پڑے کپڑوں پہ پڑی۔۔۔

پریشاں کی آنکھیں حیرانگی سے کھولیں تھی۔۔۔ اس نے گہرے سانس لیتے ہوئے زرجام کی طرف
دیکھا۔۔۔ زرجام نے اس کی بازو پکڑتے اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پر جھکا۔۔۔ پریشاں اسے بے یقینی سے دیکھ
رہی تھی۔۔۔ "و۔۔۔ و۔۔۔ ہ۔۔۔ میرے کپڑے۔۔۔" پریشاں بے یقینی سے لڑکھڑاتی زبان سے
بولی۔۔۔ زرجام اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔

"کچھ زیادہ نہیں۔۔۔ بس اپنا حق لیا۔۔۔" زرجام استنزیہ مسکراتے ہوئے اس کے بال کان کے پیچھے کر
گیا۔۔۔ پریشاں پوری کانپی تھی۔۔۔ "میں بس یہ دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔ کہ تم کتنی پاک ہوں۔۔۔" اس
نے پھر سے استنزیہ مسکراہٹ ہونٹوں پہ لیے کہا۔۔۔ "اور ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ تم بعد میں اپنے جسم پہ

میرے لمس کے نشانات ڈھونڈو۔۔۔ لیکن تمہیں تمہارے وجود پر ایک بھی نشان نہیں ملے گا۔۔۔ کیونکہ میں نے تمہیں اس لائق نہیں سمجھا کہ تمہارے جسم پر اپنا لمس چھوڑو۔۔۔ "زرغام اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔

زرغام پریشاں سے پیچھے ہوا۔۔۔ پریشاں چہرے پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ "پھر تو تمہیں میرے بے گناہی کا ثبوت مل گیا ہوں گا۔۔۔" پریشاں بے خود ہوتی چلائی۔۔۔ "اب تو یقین ہو گیا ہوں گا۔۔۔ کہ مجھے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔۔۔ میں عالم کی میگنٹر تھی۔۔۔ مجھے تو کبھی اس نے ایک آنکھ نہیں دیکھا تھا۔۔۔ پریشاں روتے ہوئے چیخنی۔۔۔ زرجام نے اس کا جبرہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔۔ "خبردار جو تم نے اپنی زبان سے عالم کا نام لیا۔۔۔" زرجام اس کا جبرہ چھوڑتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ "اٹھو۔۔۔ جلدی اٹھو۔۔۔ جو ہونا تھا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ اپنے کپڑے اٹھاؤ۔۔۔ اور دفع ہو جاؤ۔۔۔ جلدی اٹھو۔۔۔ نکلو۔۔۔" زرجام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پر سکون انداز میں بولا۔۔۔

پریشاں نے اپنے کپڑے اٹھائے۔۔۔ اور ایک نظر زرجام پر ڈالی۔۔۔ پھر چل کر اس کے قریب آئی۔۔۔ "تمہیں یقین ہو گیا۔۔۔ نا۔۔۔ کہ مجھے کسی نے نہیں چھوا۔۔۔ میں پاک ہوں۔۔۔" پریشاں نے اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زرجام نے اسے دیکھتے آنکھیں گھومائی۔۔۔ "بولو۔۔۔" پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "نہیں ہوں تم پاک۔۔۔ اگر تم پاک ہوتی۔۔۔ تو میری باہوں میں ہوتی۔۔۔ تم ایک استعمال شدہ لڑکی ہوں۔۔۔ تم بدکردار ہوں۔۔۔ اسی لیے نکلو۔۔۔" زرجام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "جاؤ۔۔۔" زرغام دھاڑا تھا۔۔۔ پریشاں اٹھ کر زرغام کے پاؤں کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشاں نے زرغام کے پاؤں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ "خدا کے لیے ایسا نہیں بولو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" پریشاں کی آواز نرم تھی۔۔۔ زرغام حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں جلتا سگریٹ تھا۔۔۔ جس پہ پریشاں نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔۔ "پاک مرد کے لیے پاک عورت ہے۔۔۔" پریشاں نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ زرغام ابھی بھی حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ کہ پریشاں کہنا کیا چاہ رہی ہے۔۔۔ "اگر پاک نہیں تو۔۔۔ میں کیسے۔۔۔" اب کی بار پریشاں نے زرغام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے استغریاہ پوچھا۔۔۔ زرغام کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔

زرغام نے آگے بڑھتے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔ جس سے پریشاں بیڈپہ اونڈھ منہ گری تھی۔۔۔ اس کا تھپڑ کافی جاندار تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "بد کردار تم ہوں۔۔۔ میں نے کبھی اپنی بیوی کے علاوہ کسی کو نہیں چھوا۔۔۔" زرغام پریشاں کی طرف بڑھتے اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنا مقابل کر گیا۔۔۔ "تم واقعی ہی ایک عورت ہوں۔۔۔" زرغام پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ زرغام نے پریشاں کے بالوں کو بری طرح سے جھٹکا تھا۔۔۔ جس سے اس کے آنسو اس کے عارض پر بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام اسے

چھوڑتے پھر سے سگریٹ اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ
مسکرایا۔۔۔ اور پھر جھکتے اس کے چہرے پر سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے بے دردی سے اس کے
آنسو اس کے عارض سے صاف کر گیا۔۔۔

"یہ جو تمہارے جھوٹے آنسو ہے۔۔۔ ان سے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ کیونکہ میں تم جیسی
مکار عورت کے ان جھوٹے آنسوؤں میں نہیں آؤں گا۔۔۔" زرغام پیچھے ہوتا ہوئے بولا۔۔۔ وہ اپنے
چہرے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے زرغام نے آنکھیں گھومائی۔۔۔ اب کمرے میں پریشاں
کی سسکیاں گونج رہی تھی۔۔۔ زرغام سگریٹ کے گہرے کش لیتے ہوئے صوفے پر بیٹھا۔۔۔ کہ تبھی
دروازہ نوکد ہوا۔۔۔ "بابا۔۔۔" شاہ در نے تھوڑا سا دروازہ کھولتے ہوئے اسے آواز دی۔۔۔ زرغام
جلدی سے صوفے سے اٹھا۔۔۔ زرغام نے سگریٹ ایش ٹرے میں رکھتے دروازے کی طرف
بڑھا۔۔۔ زرغام نے دروازہ کھولا۔۔۔ شاہ در کھڑا ہوا تھا۔۔۔ "بابا۔۔۔" بابا۔۔۔ "شاہ در زرغام کو
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام نے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔۔ "بابا۔۔۔" شاہ در پھر سے زرغام کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" زرغام نے شاہ در کے عارض پر ہونٹ رکھے۔۔۔ "بابا آئی لیو
یو۔۔۔" شاہ در زرغام کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ در نے زرغام کے کندھے پر سر
رکھا۔۔۔ جب اس کی نظر پریشاں پہ پڑی۔۔۔ جو کہ چہرے پہ ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔۔۔ "بابا۔۔۔ نیچے
اتار دے۔۔۔" شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو نیچے اتارا۔۔۔

شاہ در بھاگتے ہوئے پریشاں کے پاس آیا۔۔۔ پریشاں رو رہی تھی۔۔۔ "ماما۔۔۔" شاہ در نے پریشاں کی بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔۔ پریشاں نے ہیچکی لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام بھی پلٹا تھا۔۔۔ "ماما۔۔۔ اپ رو کیوں رہی ہے۔۔۔" شاہ در پریشاں کو روتے دیکھ کر بولا۔۔۔ پریشاں نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ در پریشاں کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔۔۔ "ماما یہ کس نے کیا۔۔۔" شاہ در نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ پریشاں کے عارض پہ رکھا۔۔۔ پریشاں کو اپنے عارض پہ جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ "بیگم یہ کس نے کیا۔۔۔" زرغام نے پریشاں کی طرف بڑھتے اس کا چہرہ اوپر کی طرف کیا۔۔۔

پریشاں نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کہ اسی نے تو تھپڑ مارا تھا۔۔۔ اور اب کیسے ایک ہی پل میں اس کے سامنے انجان بنا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کے عارض کو چھوتے اسی لمحے ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔ اسے لگا جیسے اس نے کسی انگارے کو چھو لیا ہوں۔۔۔ پریشاں کا جسم تپ رہا تھا۔۔۔ "بابا۔۔۔ ماما کو کیا ہوا یہاں۔۔۔" شاہ در بیڈ پہ کھڑا ہوتا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ پکڑتے پھر سے پریشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ پریشاں کو جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ "غ۔۔۔ غ۔۔۔ غلطی سے چوٹ لگ گئی ہے۔۔۔" پریشاں ایک دم سے بولتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جس سے زرغام بھی اپنا ہاتھ پیچھے کر چکا تھا۔۔۔

شاہ در پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور جہاں زرغام نے تھپڑ مارا تھا۔۔۔ وہاں ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ "ماما اب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے یہ دیکھتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ زرغام کو جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کہ آخر شاہ در نے پریشاں کے عارض پہ ہونٹ کیوں

رکھے۔۔۔ زرغام شاہ در کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے پھر سے اٹھایا۔۔۔ "میری جان اب آپ
جاؤ۔۔۔ میں اور آپ کی۔۔۔" زرغام بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔ "آپ کی ماما آتے ہیں۔۔۔" زرغام
ایک ہی سانس میں بولتے شاہ در کو نیچے اتار گیا۔۔۔ "اوکے بابا۔۔۔" شاہ در بولتے بھاگ گیا۔۔۔

ورشاش کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ ورشاش جان عالم کی تصویروں
پہ نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" محبت تو چھوٹا لفظ ہے

میری تو جان بستی ہے آپ میں "

ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ بھوک لگی ہے۔۔۔ میں نوڈلز بنا کر کھاؤ
گی۔۔۔" ورشاش جان عالم کی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اور پھر کمرے سے باہر
نکلی۔۔۔ ورشاش کچن میں آئی۔۔۔ اور اپنے لیے نوڈلز نکال کر بنانے لگی۔۔۔

"زندگی ایک سفر ہے سہانا

یہاں کل کیا ہو کس نے جانا

اولے اولے او"

ورشاش نوڈلز بناتے گنگنار ہی تھی۔۔۔ جان عالم کچن کے باہر کھڑا ہوا اس کی حرکتوں کو دیکھ رہا
تھا۔۔۔ جان عالم ورشاش کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ "تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" جان عالم نے

ورشٹاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"آپ کو نظر نہیں آرہا۔۔۔"ورشٹاں جان عالم کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔جان عالم اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ورشٹاں کو اس کی طرف دیکھنے سے بھی شرم آرہی تھی۔۔۔

ورشٹاں نے نولڈ کی طرف دیکھا۔۔۔

ورشٹاں بولتے ہوئے نولڈ ذبنا تے ہوئے ڈال کر شلیف پر رکھ گئی۔۔۔"چیک کرو۔۔۔کیسے بنے ہے۔۔۔"ورشٹاں نے بولتے ہوئے نولڈ ذمنہ میں ڈالے۔۔۔اور وہی چمیر پر بیٹھی۔۔۔جان عالم فریج کی طرف بڑھا۔۔۔اور فریج کھولتے سٹابری نکالتے شلف پر رکھی۔۔۔اور سٹابری اٹھاتے منہ میں ڈال گیا۔۔۔جان عالم ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔۔جو کہ نوڈلز کھا رہی تھی۔۔۔"تم نے کبھی سٹابری اور نوڈلز ایک ساتھ کھائے ہیں۔۔۔"جان عالم نے ورشٹاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"نہیں۔۔۔"ورشٹاں بولتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔جان عالم نے منہ میں سٹابری لیتے ورشٹاں کی طرف بڑھتے اس کی ٹھوڑی پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ورشٹاں کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔جان عالم ورشٹاں کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں تک روکا چکا تھا۔۔۔جان عالم ورشٹاں کے بالائی ہونٹ پہ دانت گاڑھتے اس سے دور ہوا۔۔۔ورشٹاں نے جان عالم کو غصے سے دیکھا۔۔۔"یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔اپ کو تمیز نہیں ہے۔۔۔"ورشٹاں گہرے سانس لیتے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔جان عالم پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔اور پھر اس سے دور ہوا۔۔۔

"تمہاری ہر چیز میری روح کو شفاء

بخشتی ہے لفظ، ہنسی، آواز اور چہرہ۔

تم میری محبت ہوں۔۔ میری زندگی تم

سے شروع ہے۔۔ تم پر ختم ہے۔۔۔"

جانِ عالم و رشاں کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔

تحریر بائے: نائلہ جٹ

قسط نمبر: 71 پارٹ 1

oooooooooooooooooooo

"پیچھے ہٹیں۔۔۔" و رشاں جانِ عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی

، آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی بھی تھی۔۔۔ انداز میں بلا کی ناراضگی تھی۔۔۔

جانِ عالم اسی پوزیشن میں کھڑا رہا۔۔۔ و رشاں اسے ایک انچ بھی نہیں ہلا سکی تھی۔۔۔ اس نے منہ بسور

کر جانِ عالم کی طرف دیکھا۔۔

"نہیں ہو سکتا۔۔۔" بولتے جان عالم نے کندھے اچکائے اور ورشاں کی کمرے میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔"

کیوں نہیں جائیں گے۔۔۔ دور ہٹے۔۔۔" ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"

بیوی ہوں تم میری۔۔۔" جان عالم نے اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھیں۔۔۔"

نہیں ہوں میں آپ کی بیوی۔۔۔"

بچی نہیں ہوں۔۔۔ تم۔۔۔" بارہ سال کی عمر میں تمھارا

نکاح ہوا تھا۔۔۔ مجھ سے اسی لیے حق رکھتا ہوں۔۔۔ میں تم پر۔۔۔ جب چاہوں تم چھو سکتا ہوں۔۔۔ جب چاہوں تمھارے قریب آ سکتا ہوں۔۔۔" جان عالم ورشاں کو اپنے اور بھی قریب کرتے اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

"شوہر ہیں تو کیا سر پہ بٹھالوں۔۔۔" ورشاں نے منہ بسورا۔۔۔ ہر ایک ایک منٹ کے بعد اس کے منہ کے زاویے بگڑ رہے تھے۔۔۔

جان عالم نے اس کی بات کو انور کرتے ایک جھٹکے سے اسے اپنے کندھے پہ اٹھایا۔۔۔

ورشاں خود کو چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی ہر کوشش ناکام کرتے ہوئے اسے اپنے کندھے پہ اٹھائے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔

اوپر آتے اس میں پاؤں کی ٹھوکر سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔ دروازہ کھولتے جان عالم اندر داخل ہوا
، اس نے دوبارہ پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا اور بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر دھکیلتے ہوئے اس پر جھکا تھا۔۔۔ ورشاں پر جھکتے اس نے ورشاں کا چہرہ دیکھا جو اس وقت لال
ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

"یہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ پیچھے ہٹیں۔۔۔" ورشاں نے مزاحمت کی تھی۔۔۔

"نظر نہیں آ رہا تمہیں کیا کر رہا ہوں۔۔۔ چلو اگر نظر نہیں آ رہا تو میں کر کے بتا دیتا ہوں۔۔۔" جان عالم
مزید اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔

ورشاں کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ جسے دیکھتے جان عالم اس سے دور ہوا تھا۔۔۔
ورشاں ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی جان عالم نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔

ورشاں ایک جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئی۔۔۔ جان عالم بھی
ایک جھٹکے سے اٹھ کے اس کی پشت کو گھورتا گرنے کے انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سگریٹ جلاتے ہوئے نوٹوں میں دبا گیا۔۔۔ ورشاں اس کے اتنے قریب
تھی۔۔۔ کہ اب اس کے وجود میں جواں جذبہ پیدا ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم سگریٹ کا گہرا کش لگاتے
آنکھیں موند گیا۔۔۔

اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی عجب سا احساس اس کے اندر جاگا تھا۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا
۔۔۔ اسے اس وقت ورشاں چاہیے تھی کسی بھی حال میں۔۔۔

وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم جیسے ہی کمرے کی دروازے کے وسط میں پہنچا، وہ رمشا
سے ٹکرایا۔۔۔ اس نے رمشا کو گھور کر دیکھا۔۔۔

"کیا ہے۔۔۔؟" لہجہ سرد تھا۔۔۔

"وہ مجھے آپ سے ایک کام تھا۔۔۔" رمشامنہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

جان عالم نے ایک نظر اس کے چہرے پہ دوڑائی۔۔۔ "میرے پاس ٹائم نہیں ہے تم جاسکتی
ہو۔۔۔" جان عالم اسے انور کرتا نیچے کی طرف بڑھا تھا جہاں اس کی ورشاں گئی تھی۔۔۔
رمشا یہاں سے واپس جانے کی بجائے اندر جاتی صوفے پہ ٹک گئی۔۔۔

.....

جان عالم جیسے ہی نیچے آیا اس نے لاؤنج میں نظر گھمائی۔۔۔ اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی ورشاں
سامنے ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے گھٹنوں پہ ہاتھ دھرے بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے جان عالم کی
موجودگی کو محسوس کر لیا تھا لیکن انجان بنی اسی طرح بیٹھی رہی۔۔۔

جان عالم دبے قدموں چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔۔ اس نے بنا اسے کسی مزاحمت کے اسے موقع دیے
ایک جھٹکے سے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔

ورشائ نے اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھورا۔

جان علم اس کی گھوری کو انگور کرتا دوبارہ سے اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔

"بہت پر نکل آئے ہیں نا تمہارے۔۔ چلو آج میں کاٹ ہی دیتا ہوں۔۔" جان عالم چلتے چلتے بڑبڑایا تھا۔

"میں کہتی ہوں نیچے اتاریں آپ مجھے۔۔" ورشاں جو خاموشی سے اس کی باہوں میں سمٹی تھی اب اس

نے مزاحمت کی۔۔ کیونکہ اسے جان عالم کے ارادے اچھے نہیں لگے تھے۔۔

"ششش۔۔ اب مجھے تمہاری آواز نہ آئے۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔" جان عالم جیسے ہی

کمرے کے قریب پہنچا اسے دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔۔ دروازہ پہلے ہی کھلا تھا۔

جان عالم نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھے وہ رکا۔ اس کے رکنے پہ ورشاں نے بھی چہرہ گھما کر دیکھا

"تم گئی نہیں ابھی تک۔۔؟" خاموش کمرے میں جان عالم کی آواز گونجی تھی۔۔ رمشا کھڑی ہو گئی۔۔

ورشائ جو سمجھ رہی تھی کہ رمشا جان عالم کی غیر موجودگی میں آئی ہے، لیکن جان عالم کی بات سنتے اس

نے سرخ چہرہ لیے جان عالم کی طرف دیکھا۔ مطلب وہ جان عالم کی موجودگی میں آئی تھی۔۔ ورشاں

نے اندازہ لگایا۔۔

"وہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام تھا۔"

جان عالم نے اوپر کو چہرہ اٹھاتے ایک سر د آہ بھری۔۔ اس نے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔۔ ورشاں کو بیڈ کے وسط میں لٹاتے وہ واپس پلٹا۔۔

رمشا اور ورشاں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ لیکن جان عالم کی اگلی کاروائی پہ رمشا ٹھٹکی۔۔

جان عالم نے بڑی عزت سے اس کو بازو سے جکڑا اور جھٹکے سے کھڑا کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔۔ رمشا اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔۔ ورشاں اسے ابھی بھی گھورنے میں مصروف تھی۔۔ جس نے بڑے آرام سے رمشا کو بازو سے جکڑا تھا۔۔

جان عالم نے دروازے کی طرف بڑھتے دروازہ کھولا اور ایک جھٹکے سے رمشا کو باہر کی طرف دھکیلا تھا۔۔ رمشانے حیرانی کے عالم میں پلٹ کر جانے عالم کی طرف دیکھا۔۔ لیکن اس سے پہلے ہی جان عالم ٹھک سے دروازہ بند کر چکا تھا۔۔ رمشا تو اس کے رویے پہ حیران ہوئی تھی۔۔ وہ غصے سے تن فن کرتی پلٹی۔۔

دروازہ بند کرتے اب جان عالم بیڈ پر موجود ورشاں کی طرف بڑھا تھا۔۔ جو اس وقت سرخ چہرہ لیے اسے سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی۔۔

بیڈ کے قریب آتے جان عالم لا پرواہ سے انداز میں اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔ جان عالم کو دیکھتے ورشاں ایک جھٹکے سے بیڈ سے اترنے لگی تھی۔۔ لیکن اس سے پہلے ہی جان عالم اس کو کلائی سے دبوچے واپس دھکیل چکا تھا۔۔

وہ واپس پلٹتی اس کے پتھر جیسے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔ اس کا سر چکرا گیا تھا۔۔ لیکن جان عالم کے اگلے عمل پہ اس کی آنکھیں حیرانی سے کھلیں۔۔

جان عالم اسے بنا کسی مزاحمت کا موقع دیے اس کے لبوں پہ جھکا تھا۔۔

اب کی بار ورشاں نے کوئی مزاحمت نہ کی تھی، وہ اسی طرح بت بنی کھڑی تھی۔۔ مزاحمت کرتی بھی کیسے جان عالم کی گرفت ہی انتہائی سخت تھی۔۔

جب اس نے محسوس کیا کہ ورشاں سانس روکے کھڑی ہے، تو جان عالم اس سے دور ہوا۔۔ ورشاں آنکھوں میں آنسو لیے اب بھیگی بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جان عالم نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے اپنی گرفت ڈھیلی کی۔۔ اب اس نے دھیرے سے جھکتے انتہائی نرمی سے اس کی نم آنکھوں پہ لب رکھے۔۔ اس کے سارے آنسوؤں کو چن چکا تھا۔۔

اب جان عالم نے چہرہ اٹھاتے سوالیہ نظروں سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جواب چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

جان عالم اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ قید کرتے دوبارہ اس کے 1 ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی دوبارہ سے سانسیں روک چکا تھا۔۔

جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ورشاں گہرے سانس لیتے اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ جھکالو بانٹ بنانے

لگا۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ لو بائٹ بناتے تھوڑا سا نیچے ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کی جان ہوا ہوئی
تھی۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں حیرانگی سے پھیلاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جان عالم اس کی شرٹ کے اوپر سے ہی اس کی دھڑکنوں پہ لب رکھ گیا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہوا
تھا۔۔۔ اس کے پورے وجود میں ایک الگ ہی ہلچل ہوئی تھی۔۔۔ لب کپکپانے لگے تھے۔۔۔

"ج۔۔۔ جان۔۔۔ ع۔۔۔" ورشاں نے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ "ششش۔۔۔" جان عالم نے اس کے
ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ "تمہیں اچھے سے باور کروادو۔۔۔ کہ میں تم پر کتنا حق رکھتا ہوں۔۔۔ پھر بولنا
جو تمہارے دل کرے۔۔۔ تسلی سے سنو گا۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

آئندہ اس طرح مجھ سے دور بھاگنے سے پہلے سو مرتبہ سوچنا۔۔۔ جان عالم بہکے بہکے سے انداز میں بولتا
دوبارہ سے اس کے لبوں پہ جھک چکا تھا۔۔۔

" بڑے اعلیٰ درجے کے حقدار ہیں،

محبت پہ عقیدت لانے والے "

تحریر: بائے نائلہ جٹ

قسط نمبر 71 پارٹ 2

ورشائے کا سانس روکتا محسوس کرتے جان عالم اس کے ہونٹوں کو آزادی دیتے ہوئے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش پہ ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ ورشائے جان عالم کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ جان عالم نے ورشائے کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ جان عالم ورشائے پہ اپنا بالکل وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا۔۔۔ "پچھے ہٹے۔۔۔" اب کی بار ورشائے چینی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشائے کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "تمہاری کچھ زیادہ ہی زبان چلنے لگ گئی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشائے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "زبان نہیں چل رہی۔۔۔ اپ کو روک رہی ہوں۔۔۔ کیوں قریب آرہے میرے۔۔۔ حواس پوری کرنا چاہتے ہے مجھ سے۔۔۔" ورشائے چینی تھتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم اسی لمحے ورشائے سے دور ہوا۔۔۔ جان عالم کمرے میں چکر لگاتے ہوئے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ ورشائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشائے کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔ "کس بات پر رونا آ رہا ہے۔۔۔ تمہیں۔۔۔ شوہر ہوں تمہارا۔۔۔" جان عالم ورشائے کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے ہوئے اسے سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں نے تم سے عقیدت محبت کی ہے۔۔۔ میں نے کبھی تم سے حواس پوری کرنے کا نہیں سوچا۔۔۔ میری محبت پاک ہے۔۔۔ بیوی ہوں۔۔۔ تم میری تم سے محبت کرنا میرا فرض ہے۔۔۔ اس میں کہاں تم سے حواس پورا کرنا ہے۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ کبھی تم سے حواس پوری کرنے کا سوچتا تو تم اس وقت میری باہوں میں قید ہوتی۔۔۔" جان عالم ورشائے کی بازو میں انگلیاں گاڑتے ہوئے بولا۔۔۔

"کیونکہ اس وقت میں آپ کی ضرورت پوری نہیں کر سکتی تھی۔۔۔" ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے ورشاں سے ایسی بات کی امید نہیں تھی۔۔۔ "اگر مجھے ضرورت پوری کرنی ہوتی۔۔۔ تو میں تمہارا انتظار ہی کیوں کرتا۔۔۔ مجھے کیا لڑکیوں کی کمی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "تمہارا انتظار کیا ہے میں نے۔۔۔ تین سال۔۔۔"

"شب انتظار کی کشمکش میں نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی"

کبھی اک چراغ جلادیا کبھی اک چراغ بجھا دیا "جان عالم ورشاں کے چہرے پر آتی لٹ کو ہاتھ سے سائیڈ کرتے ہوئے بولا۔۔۔" انتظار۔۔۔" ورشاں بولتے ہوئے مسکرائی۔۔۔

"جیسے ہر ہستی ہوئی لڑکی چہرے کے پیچھے اس کے شوہر کا ہاتھ ہوتا۔۔۔ اسی طرح مجھے رولانے میں آپ کا ہاتھ۔۔۔ انتظار پتہ بھی ہے۔۔۔ کیا ہوتا۔۔۔ آپ کو پتہ ہے۔۔۔ چار سال۔۔۔ آپ کو پتہ یہ تین سال صرف انگلیوں پر لفظوں میں گننے کے لیے تین ہے۔۔۔" ورشاں نے تین انگلیوں جان عالم کو دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔ "لیکن اگر تین سال کو دیکھے جائے ایک سال

میں تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔۔۔ اس حساب سے تین سال میں ایک ہزار پچانوے دن ہوئے۔۔۔" ورشاں انگلیوں پہ گنتے ہوئے بولی۔۔۔ "کہنے کو یہ بھی کم ہے۔۔۔ ایک ہزار پچانوے

دن ہے۔۔۔ لیکن اگر ان کے منٹ گننے جائے۔۔۔ تو یہ ایک کروڑ پانچ لاکھ چھتر ہزار آٹھ سو بتائے کم تھے۔۔۔ میں نے ایک ایک پل انتظار کیا۔۔۔ صرف آپ کا۔۔۔" ورشاں جان عالم کے سینے پہ انگلی

رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیا کیا آپ نے۔۔۔ مجھے پل پل رونے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔ پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔۔ میں کس حال میں ہوں۔۔۔ زندہ بھی ہوں۔۔۔ یا نہیں۔۔۔ یہ تھا۔۔۔ آپ کا انتظار۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"پہلے ہر حال میں چاہیے تھے۔۔۔ آپ مجھے۔۔۔ اب مجھے آپ چاہیے ہی نہیں۔۔۔" ورشاں جان عالم سے دور ہوتے ہوئے چینخی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں بھی وہی زمین پر بیٹھتے چہرے میں ہاتھ دیے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

غزنوی کمرے میں آیا۔۔۔ زل بیڈ پر بیٹھی غازیہ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ غازیہ غزنوی کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ "بابا۔۔۔" غازیہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" غزنوی بولتے ہوئے ان دونوں کی طرف بڑھا۔۔۔ غازیہ بیڈ پر کھڑی ہوئی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو گود میں اٹھایا۔۔۔ غازیہ نے غزنوی کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ غزنوی اسے لیے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔ زل بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ غزنوی زل کی کلائی پکڑتے اپنی گرفت مضبوط کر گیا۔۔۔ زل غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"سر میں شدید درد ہے۔۔۔ یار۔۔۔ میرا سر دبا دو۔۔۔" غزنوی زل کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غازیہ ان دونوں کی طرف دیکھ رہی

تھی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنی پیشانی پہ
ہاتھ رکھتے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے سردبانے لگا۔۔۔ "بابا۔۔۔" غازیہ غزنوی کو غصے سے دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "اما۔۔۔ کا ہاتھ۔۔۔" غازیہ غصے
سے غزنوی کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"بابا کے سر میں درد ہو رہی ہے۔۔۔ تو اپنی اما سے بولو۔۔۔ بابا کا سردبانے۔۔۔" غزنوی نے غازیہ کی
طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "اما۔۔۔ بابا کو۔۔۔ ہا۔۔۔ ائی۔۔۔" غازیہ زل
کی طرف بڑھتے ہوئے زل کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میری جان آپ کے بابا کو ہوتی
ہی رہتی ہے۔۔۔" زل غزنوی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔ "اما۔۔۔" غازیہ نے غصے
سے دیکھتے ہوئے زل کی مخاطب کیا۔۔۔ "دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ اپ کی اما میرا سر نہیں دبا
رہی۔۔۔" غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

غازیہ بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ اور خود اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے غزنوی کا سردبانے لگی۔۔۔ غزنوی غازیہ
کی طرف دیکھا۔۔۔ جو مسکرا رہی تھی۔۔۔ غزنوی غازیہ کے ہاتھ پکڑتے چومنے لگا۔۔۔ "میری
جان۔۔۔ بابا ٹھیک ہے۔۔۔" غزنوی غازیہ کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ غزنوی کی گود میں سر
رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔ اور غزنوی کا ہاتھ اپنی پیشانی پہ رکھ گئی۔۔۔ اب غزنوی غازیہ کا سردبارہا
تھا۔۔۔ "بلکل اپنے بابا کے جیسی ڈرامے باز ہے۔۔۔" زل ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیوں تم جیلس ہو رہی ہوں۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں کیوں ہونے لگی۔۔۔ جیلس۔۔۔" زل نے کندھے اچکائے۔۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ غزنوی غازیہ کو سلاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں زل گئی تھی۔۔۔ زل ڈریسنگ روم میں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کو دیکھتے زل اٹھی تھی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ غزنوی زل کی بازو پکڑتے اسے دیوار سے لگا گیا۔۔۔ "کیوں کرتی ہوں۔۔۔ ایسا۔۔۔ یار۔۔۔ شوہر ہوں۔۔۔ تمہارا۔۔۔" غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"جب چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔ تب یاد نہیں تھا۔۔۔ کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔۔۔ تب نہیں سوچا۔۔۔ میں آپ کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔۔ آپ چلے گئے۔۔۔ مجھے چھوڑ کر۔۔۔" زل نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زل کے آنسو ہونٹوں سے چنے لگا۔۔۔ غزنوی زل کے آنسو چنتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ زل نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔ غزنوی زل کے ہونٹوں کو نرمی سے شدت سے چوم رہا تھا۔۔۔ غزنوی اپنی پیاس بجھاتے زل کو نرمی سے گود میں اٹھاتے صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے خود اس کے پاؤں میں بیٹھا۔۔۔ "لی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔" زل کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

غزنوی مسکراتے ہوئے اسے پھر سے بیٹھا گیا۔۔۔ "تم سے کہا تھا۔۔۔ تمہارے قدموں میں بھی بیٹھ جاؤ گا۔۔۔" غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "باخدا تمہارا علاؤہ ان تین سالوں میں کسی کی طرف دیکھا بھی نہیں۔۔۔ خود کو سنبھال کر رکھا۔۔۔ صرف تمہارے لیے۔۔۔ تم سے کہا تھا۔۔۔ مجھے تم سے محبت

ہے۔۔۔ تمہارے علاؤہ ہر عورت حرام ہے۔۔۔ غزنوی زمل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی زمل
کے پاؤں میں اپنا سر رکھ گیا۔۔۔

"عشق میں چالیس درجات ہیں

ان میں سب سے چھوٹا درجہ اپنا سر

محبوب کے قدموں میں رکھنا"

غزنوی زمل کے قدموں میں سر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ "جو سزا چاہوں۔۔۔ دو۔۔۔ مگر یوں۔۔۔
بے روخی نہ دیکھاؤ۔۔۔" غزنوی زمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "آ۔۔۔" ابھی زمل اتنا ہی بولی
تھی۔۔۔ کہ نیچے سے آتی ہوئی آوازوں پر دونوں حیرانگی سے اٹھتے ہوئے باہر نکلے۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 72 پارٹ 1

پریشاں کمرے سے نکلتے نیچے آئی۔۔۔ پریشاں چلتے ہوئے کچن میں آئی۔۔۔ جہاں نمل اور راحیلہ کھڑی
ہوئی تھی۔۔۔ پریشاں کچن میں آئی۔۔۔ "میرے لیے کوئی کام ہے۔۔۔" پریشاں نے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ نمل نے اور راحیلہ نے پیچھے دیکھا۔۔۔ "نہیں بی بی جی۔۔۔ آپ بتائے کوئی کام ہے۔۔۔ تو میں کر دیتی ہوں۔۔۔" راحیلہ نے پریشاں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل بھی مسکراتے ہوئے پریشاں کی طرف آئی۔۔۔ "بی بی جی نہیں ہے۔۔۔ یہ بھی آپ سب کی طرح ہی ہے۔۔۔" نمل پریشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ "آپ کھانا بنا دینا۔۔۔" نمل نے راحیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "برتن جو پڑے ہے۔۔۔ وہ یہ دھو دے گی۔۔۔" نمل پریشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ پریشاں خاموشی سے سینک کی طرف بڑھتے برتن دھونے لگی۔۔۔

نمل کچن سے باہر نکل گئی۔۔۔ ملازمہ برتن پریشاں کی طرف کرنے لگی۔۔۔ راحیلہ نمل کے جاتے ہی پریشاں کی طرف بڑھی۔۔۔ "یہ کیا کر رہی ہوں۔۔۔ اگر زرغام لالانے دیکھ لیا۔۔۔ تو بیت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔" راحیلہ ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن وہ جاچکی تھی۔۔۔ "بی بی جی۔۔۔ میں کر دیتی ہوں۔۔۔" راحیلہ پریشاں سے برتن لینے لگی۔۔۔ پریشاں اپنے بال صابن والے ہاتھ سے پیچھے کرتے برتن دھور ہی تھی۔۔۔ "نہیں میں کر لوں گی۔۔۔" پریشاں اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ زرغام سفید شلوار قمیض میں اپنی آستین فولڈ کرتے ہوئے سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ جب اس کی نظر کچن میں سے کھڑی برتن دھوتی پریشاں پہ پڑی۔۔۔ زرغام کا چہرے غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔ کہ اسے بخار ہے۔۔۔ پھر بھی وہ برتن دھور ہی ہے۔۔۔ "پریشاں۔۔۔" زرغام سڑھیوں میں کھڑا قدرے اونچی آواز میں بولا۔۔۔ پریشاں کے ہاتھ سے کپ زمین پہ گرا تھا۔۔۔ پریشاں پیچھے مڑی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑ گیا۔۔۔ "یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" زرغام

اس کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑے بولا۔۔۔ "باقی ملازمہ کہاں ہے۔۔۔ مر گئی ہے۔۔۔ کیا۔۔۔" زرغام پھر سے اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔ زرغام کی آواز اس قدر اونچی تھی۔۔۔ کہ ساری ملازمہ کچن میں آئی تھی۔۔۔ "تم سب کو میں کس بات کی تنخواہ دیتا ہوں۔۔۔" زرغام ان سب پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔

سب خاموش کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ سب کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ "بولو۔۔۔" زرغام اب کی بار دھاڑا تھا۔۔۔ "لالا۔۔۔ وہ۔۔۔" ایک ملازمہ نے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ "منہ بند رکھو۔۔۔ اگر دوبارہ تم میں سے کسی کو میں نے اس حویلی میں دیکھا۔۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔" زرغام غراتے ہوئے پریشاں کی کلائی پکڑے کچن سے باہر نکلا۔۔۔ پریشاں کا وجود کسی کوئلے کی مانند تپ رہا تھا۔۔۔ زرغام تیزی سے اس کی بازو پکڑے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے قدموں کا با مشکل ساتھ دے رہی تھی۔۔۔ زرغام نے کمرے میں آتی پریشاں کی بازو جھٹکے سے چھوری تھی۔۔۔

پریشاں بیڈ پر اوندھ منہ گری تھی۔۔۔ پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اسے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے چکر آرہے تھے۔۔۔ "کیا کر رہی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔" زرغام اس کی طرف بڑھتے اس کا جبرہ دبوج گیا۔۔۔ "برتن دھور ہی تھی۔۔۔" پریشاں اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیوں۔۔۔ تم پاگل ہوں۔۔۔ کیا تم میں دماغ نہیں ہے۔۔۔ تم بخار سے تپ رہی

ہوں۔۔۔ اور تم پانی میں برتن دھور ہی ہوں۔۔۔" زرغام اس سے دور ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "پہلی بات تو برتن پانی کے بغیر نہیں دھوئے جاتے ہیں۔۔۔ اور دوسرا یہ کہ مجھے بخار ہونے سے کسی کو فرق نہیں پڑے گا۔۔۔" پریشاں بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

شاہ در بھاگتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ اور پریشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو دیکھتے گھر اسانس لیا تھا۔۔۔ وہ پریشاں کو اس کے سامنے کچھ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔ پریشاں کو چکر آرہے تھے۔۔۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ کہ پریشاں لڑکھڑائی تھی۔۔۔ زرغام اچانک پلٹا ہی تھا۔۔۔ کہ پریشاں کی طرف بڑھتے اس کی بازو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ پریشاں زرغام کی باہوں میں جھولی تھی۔۔۔ "پریشاں۔۔۔" زرغام نے اس کے عارض کو تھپتھپایا۔۔۔ لیکن پریشاں اپنے ہوش و حواس کھو چکی تھی۔۔۔

"بابا۔۔۔ ماما۔۔۔ کو کیا ہوا۔۔۔" شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھتے ہونٹ باہر نکالے۔۔۔ زرغام پریشاں کو گود میں اٹھائے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ شاہ در بھی زرغام کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔ زرغام تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے کارپیوچ میں آیا۔۔۔ پیسنجر سیٹ پہ پریشاں کو بیٹھاتے سیٹ بیلٹ باندھ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔۔۔ "بابا۔۔۔" شاہ در کی آواز پر زرغام نے ونڈ سکرین سے باہر دیکھا۔۔۔ اور پھر پیچھلہ دروازہ کھول گیا۔۔۔ شاہ در پیچھے سیٹ پر بیٹھا نہیں تھا۔۔۔ پریشاں کے عارض پہ ہاتھ جمائے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام گاڑی خطرناک حد تک تیز کیے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام ہسپتال کے باہر پہنچاتے جلدی سے نکلتے پریشاں کی چادر ٹھیک کرتے اسے باہوں میں اٹھائے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ پریشاں کے لیے پریشان ہوتا شاہ در کو بھی بھول چکا تھا۔۔۔ شاہ در بھی گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

غزنوی زل نیچے لاونج میں آئے۔۔۔ جہاں داجی کو دیکھتے ہوئے رابیہ خان چلائی
تھی۔۔۔ "داجی۔۔۔" غزنوی زل بھاگتے ہوئے داجی کی طرف بڑھے۔۔۔ غزنوی داجی کی طرف
بڑھتے ان کے چہرے پر پانی کی کچھ بوندے ڈالتے ان کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ داجی کی
ہلکی سی آنکھیں کھولیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم جو کہ ابھی لاونج میں آیا تھا۔۔۔ غزنوی کو داجی کے
چہرے پر پانی ڈالتے دیکھ کر جلدی سے ان کی طرف آیا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔ داجی کو۔۔۔" جان عالم پریشانی سے بولا۔۔۔ "پتہ نہیں۔۔۔ ہم تو داجی کا واسطہ کھانا لے کر
آیا تھا۔۔۔" رابیہ خان پریشانی سے بولی۔۔۔ "میں داجی کو لے کر آتا ہوں۔۔۔ تو جا کر گاڑی سٹارٹ
کر۔۔۔" جان عالم غزنوی کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ غزنوی جلدی سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان
عالم داجی ملازم کی مدد لیتے داجی کو لیے باہر آئے۔۔۔ اور گاری میں بیٹھتے ان کے ساتھ بیٹھا۔۔۔۔۔

جان عالم غزنوی دونوں ہی باہر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ داجی کی ہارٹ اٹیک انت کے بعد یو ہی طبیعت
اچانک خراب ہو جاتی تھی۔۔۔ ڈاکٹر داجی کو انجیکشن لگاتے جا چکا تھا۔۔۔ اب دونوں کمرے کے باہر
کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ شاہ در جو کہ ابھی کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔ جان عالم۔۔۔ غزنوی کو دیکھتے ان
کی طرف بڑھا۔۔۔ "چاچو۔۔۔" شاہ در بھاگتے ہوئے ان کے پاس آیا۔۔۔ "غزنوی جان عالم دونوں
اسے دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔۔

"شاہ در ٹھیک ہے۔۔۔" غزنوی نے پیار سے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "یاس چاچو۔۔۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "پھر ہسپتال کیوں آئے ہوں۔۔۔ اور زرغام کہاں ہے۔۔۔" اب کی بار جان عالم بولا۔۔۔ "چاچو بابا تو۔۔۔ پریشاں ماما کی میڈیسن لینے گئے ہے۔۔۔" شاہ در اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو میو کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم اور غزنوی نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور جان عالم کی گود سے شاہ در کو لیا۔۔۔ "ابھی کیا بولا۔۔۔" غزنوی نے شاہ در کی طرف پریشانی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "بابا پریشاں ماما کی میڈیسن لینے گئے ہیں۔۔۔" شاہ در نے پھر سے وہی جواب دیا۔۔۔۔۔

زرغام جو کہ میڈیسن لے کر آرہا تھا۔۔۔ وہ غزنوی جان عالم کو دیکھ چکا تھا۔۔۔ اور شاہ در کی بات سنتے اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ اسے اگر پتہ ہوتا۔۔۔ یہ دونوں یہاں ہے۔۔۔ تو وہ پریشاں کو یہاں لاتا ہی نہیں۔۔۔ وہ ان کو آخر کیا جواب دیتا۔۔۔ زرغام نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے آہ بھری تھی۔۔۔ زرغام ان کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے غزنوی کی طرف بڑھتے شاہ در کو گود میں لیا۔۔۔ "بابا۔۔۔ چاچو۔۔۔ پریشاں۔۔۔ ماما۔۔۔" ابھی شاہ در اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ زرغام بولا۔۔۔ "شش۔۔۔ اتنا نہیں بولتے میری جان۔۔۔" زرغام نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔۔۔ "نہیں ابھی اس نے کیا بولا۔۔۔" غزنوی نے زرغام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "کیا بولا۔۔۔" زرغام نے بھی اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "بابا۔۔۔ چاچو۔۔۔ ماما کے۔۔۔" شاہ در نے پھر سے بولنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن پھر سے زرغام اسے خاموش کروا گیا۔۔۔۔۔ "ایک منٹ۔۔۔" غزنوی نے زرغام سے شاہ در کو لیتے زمیں پہ کھڑا کرتے گھٹنوں کے بل

بیٹھا۔۔۔" ابھی کیا بولا تھا۔۔۔" غزنوی حیرانگی سے پھر سے بولا۔۔۔" یار بچہ ہے۔۔۔ کچھ بھی بول دیتا ہے۔۔۔" زرغام نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔" نہیں ابھی اس نے پریشاں کے متعلق کچھ کہا۔۔۔" غزنوی زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"تو پاگل ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ پریشاں کا اسے کیسے پتہ ہوگا۔۔۔" زرغام نے شاہدر کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ شاہدر ان دونوں کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ غزنوی بھی زرغام کی بات سنتے کھڑا ہوا۔۔۔ کہ واقع ہی اسے کیسے پتہ ہوں گا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ ٹھٹکا تھا۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپسیوڈ نمبر 72 پارٹ 2

غزنوی حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل سامنے سے آتی اس لڑکی کو دیکھ کر اس نے اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ اسے یہ پریشاں لگی تھی۔۔۔ لیکن وہ تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔" ایکسوزمی سر۔۔۔ آپ کو کچھ فارملٹس پوری کرنی ہے۔۔۔" نرس غزنوی کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" میں جاتا ہوں۔۔۔" غزنوی نرس کے پیچھے چل دیا۔۔۔ پریشاں جو کہ ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے حیران ہوتے بھاگتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔ جان عالم لڑکھڑایا تھا۔۔۔ جان عالم دیکھ پریشاں کو دیکھ نہیں سکا تھا۔۔۔ لیکن پریشاں رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ زرغام نے اوپر کی طرف

دیکھتے ابہ بھری تھی۔۔۔ جہاں اس نے اس لڑکی کے پریشاں کے سامنے آنے پر شکر منایا تھا۔۔۔ وہی اس نے پریشاں کو یوں جان عالم کے گلے لگتے دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

پہلی دفعہ اسے جان عالم سے جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ "بابا۔۔۔ ماما۔۔۔" شاہ در نے زرغام کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ زرغام کچھ پل خاموشی سے کھڑا رہا تھا۔۔۔ پریشاں روئے جا رہی تھی۔۔۔ جان عالم تو سکتے میں چلا گیا تھا۔۔۔ زرغام کا ضبط ٹوٹا تھا۔۔۔ پریشاں اس کی قمیض کو مٹھیوں میں جکڑے رو رہی تھی۔۔۔ جو بھی تھا۔۔۔ پہلے اس کا میگزین تھا۔۔۔ زرغام پریشاں کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے ہی غزنوی پریشاں کو جان عالم سے الگ کر چکا تھا۔۔۔ پریشاں نے روتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ اسے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ "کہاں تھی۔۔۔ تم۔۔۔ اتنے عرصے سے۔۔۔ تمہیں پتہ بھی ہے۔۔۔ تمہاری ایک غلطی کی وجہ سے سب کی زندگیاں برباد ہوئی ہے۔۔۔" غزنوی اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

لیکن پریشاں رو رہی تھی۔۔۔ "حویلی چلو۔۔۔ غزنوی۔۔۔ یہ ہسپتال ہے۔۔۔" جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی پریشاں کی کلائی پکڑے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل زرغام اس کی طرف بڑھتے اس کی دوسری کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔ پریشاں رو کی تھی۔۔۔ اس نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ لیکن پریشاں کو زرغام کی طرف دیکھتا پا کر شاہ در کی بات اس کے ذہن میں گھومی تھی۔۔۔

"تم اسے نہیں لے جاسکتے۔۔۔ چھوڑو اس کی کلائی۔۔۔" زرغام غزنوی کی طرف بڑھتے ہوئے

بولا۔۔۔ "بہن ہے میری۔۔۔" غزنوی بہن لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ "میری بیوی

ہے۔۔۔ میری عزت ہے۔۔۔ چھوڑ اس کی کلائی۔۔۔" زرغام شاہ در کو نیچے کھڑا کرتے غزنوی کے ہاتھ

پہ ہاتھ رکھتے پریشاں کی کلائی چھروانے لگا۔۔۔ غزنوی نے دوسرے ہاتھ کا مکہ اس کے چہرے پہ مارا

تھا۔۔۔ جس سے زرغام پیچھے ہوا تھا۔۔۔ زرغام نے جوابی کارروائی نہیں کی تھی۔۔۔ "میں تجھ سے یہ

بلاوجہ کا جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اسی لیے بول رہا ہوں۔۔۔ چھوڑ دے اس کی کلائی۔۔۔" زرغام مدھم

سی آواز میں بولا۔۔۔ "یہ میری بہن ہے۔۔۔ اور میرے ساتھ ہی جائے گی۔۔۔" غزنوی پریشاں کو

اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے پریشاں کو خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔ پریشاں

چہرہ غزنوی کے سینے میں چپھاتے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ زرغام آگے بڑھا تھا۔۔۔ کہ جان عالم نے

اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

"یار یہ ہسپتال ہے۔۔۔ حویلی چل کر بات کرو۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ غزنوی پریشاں کو

اپنے حصار میں لیا باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام، جان عالم بھی اس کے پیچھے باہر آئے۔۔۔

جان عالم داجی کو اندر کمرے میں لیٹاتے لاونج میں آیا۔۔۔ سبھی لاونج میں تھے۔۔۔ غزنوی پریشاں کو

اپنے حصار میں لیے لاونج میں آیا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے سب حیران ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ جان عالم سنجیدگی

سے ورشاں کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں پریشاں کی طرف بڑھنے لگی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اس

کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔ ورشاں غصے سے اپنی کلائی چھرواتے اوپر کی طرف بھاگی۔۔۔

پریشاں رابیہ خان کو دیکھتے ان کی طرف بڑھی۔۔۔ رابیہ خان اسے خود سے لگا کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ احمد فراز خان پریشاں کو دیکھتے غصے سے اس کی طرف بڑھتے پریشاں کو رابیہ خان سے الگ کرتے اس کے چہرے پر تھپڑ مار چکے تھے۔۔۔ پریشاں لڑکھڑاتے ہوئے زرغام کے چوڑے سینے سے لگی تھی۔۔۔ "بابا۔۔۔" غزنوی نے حیرانگی سے احمد فراز کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم تو بالکل نہ بولنا۔۔۔ یہ میری بیٹی ہے۔۔۔ جب یہ اس حویلی سے بھاگ گئی تھی۔۔۔ اب کیوں آئی ہے۔۔۔ یہاں۔۔۔" احمد فراز پریشاں کی بازو پکڑتے ہوئے غصے سے بولے۔۔۔

"بابا۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ احمد فراز کا ہاتھ پھر سے ہوا میں بلند ہوا تھا۔۔۔ لیکن اب کی بار زرغام ان کا ہاتھ روک چکا تھا۔۔۔ غزنوی جان عالم دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "چاچو میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔ مگر آپ میری عزت پر ہاتھ اٹھائے۔۔۔ یہ حق آپ کو بھی نہیں دو گا۔۔۔" زرغام احترام سے بولا۔۔۔

"تمہاری عزت۔۔۔" احمد فراز نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "جی چاچو۔۔۔" پریشاں میری بیوی ہے۔۔۔ میری عزت ہے۔۔۔ "زرغام پریشاں کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔" تو پھر لوں۔۔۔ اپنی عزت کو۔۔۔ اور ہماری حویلی سے نکل جاؤ۔۔۔ میں اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔" احمد فراز پریشاں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بولے۔۔۔ "بابا۔۔۔" پریشاں آگے بڑھی

تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کی کلائی پکڑے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں اپنی کلائی چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اسے زبردستی لیے باہر جا رہا تھا۔۔۔

"بابا بہن ہے۔۔۔ وہ میری۔۔۔" غزنوی دھاڑا تھا۔۔۔ "آواز نیچے رکھو۔۔۔ جس دن اس نے اس حویلی کی عزت مٹی میں ملائی تھی۔۔۔ اسی دن وہ ہمارے لیے مر گئی۔۔۔ تمہیں چاہیے تھا۔۔۔ تم اسے دفنا کر آتے۔۔۔ یوں اٹھا کر حویلی نہ لے آتے۔۔۔" احمد فراز اس سے بھی اونچی دھاڑے تھے۔۔۔ "چاچو۔۔۔ غزنوی بالکل ٹھیک بول رہا ہے۔۔۔ ہمیں اس سے پوچھنا تو چاہیے تھا۔۔۔ کہ اس کے نکاح زرغام سے کیسے ہوا۔۔۔" جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ "ہمارے لیے جب وہ مر گئی۔۔۔ تو پھر چاہے جس سے بھی ہوں۔۔۔ ہمارے کوئی تعلق نہیں۔۔۔" احمد فراز بول کر کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔

غزنوی نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ زمل نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی اس کے ہاتھ پہ ایک نظر ڈالتے اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں جو کہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے اس پر تکیہ برسانے لگی۔۔۔ "پاگل ہو کیا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو گھورا۔۔۔ "ہر بات پہ اپنی کیوں کرتے ہے۔۔۔ جب میں ایک دفعہ بول چکی ہوں۔۔۔ آپ مجھ پر حق۔۔۔" ورشاں بولتے ہوئے روکی تھی۔۔۔ جان عالم نے اسے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "کیا میں اپنی دیدہ سے نہیں مل

سکتی۔۔۔"ورشاشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"تمہاری بہن کون سانیکلی کر کے آئی تھی۔۔۔"جان عالم استغزیاہ بولا۔۔۔

"نکاح کرنا نیکی کا ہی کام ہے۔۔۔"ورشاشاں نے آنکھیں گھوماتے ہوئے کہا۔۔۔"واہ۔۔۔تمہیں بھی یہ بات سمجھ آگئی۔۔۔"جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔"میں نے دیدہ کی بات کی۔۔۔"ورشاشاں نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔تمہاری بہن کا ہوں۔۔۔تو ٹھیک۔۔۔اور ہمارا ہوں۔۔۔تو غلط۔۔۔ویسے ہماری تو سنت بھی پوری نہیں ہوئی۔۔۔"جان عالم ورشاشاں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔"آپ جیسے ٹھہر کی انسان کے لیے غلط ہی ہے۔۔۔اور سنت نہیں ہونی پوری۔۔۔"ورشاشاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے بیڈ کی دوسری طرف سے اتری۔۔۔"جس دن میرے ہاتھ لگی۔۔۔اس دن ہی سنت پوری ہوگی۔۔۔"جان عالم بیڈ پہ لیٹتے ہوئے بولا۔۔۔"ٹھہر کی تو ایسے بولتی ہوں۔۔۔جیسے میں یہاں لڑکیاں چھیرتا ہوں۔۔۔"جان عالم نے پرسکون انداز میں کہا۔۔۔ورشاشاں مسکرائی۔۔۔

"ویسے آپ اگر لڑکیاں چھیرتے تو آپ کو جواب میں مار ہی پڑنی تھی۔۔۔"ورشاشاں کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔"کسی لڑکی میں اتنی ہمت نہیں جان عالم خان کو ہاتھ لگا سکے۔۔۔"جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ورشاشاں نے مسکراتے ہوئے پاس پڑا تکیہ اٹھا کر زور سے جان عالم کے پیٹ پہ مارا۔۔۔"ہر لڑکی آپ جیسے ٹھہر کی انسان پہ نہیں مرتی۔۔۔"ورشاشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"آپ سچ میں بہت ٹھہر کی ہے۔۔۔" ورشاں کھلکھلا کر مسکرائی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"کوئی کالی قمیض ہوندى

دل نہی رنج سکدا ٹھہرک انج دی چیز ہوندى"

جان عالم مسکراتے ہوئے گنگنایا۔۔۔ "آپ۔۔۔" ورشاں نے انگلی جان عالم کی طرف کی۔۔۔

جان عالم نے ورشاں کو ایبر واچکاتے ہوئے اس کی کلائی پکڑے بیڈپہ گراتے اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھیں۔۔۔ "ابھی کتنی زبان چل رہی تھی۔۔۔ اب دیکھو۔۔۔ جیسے منہ میں زبان ہی نہیں۔۔۔" جان عالم ورشاں کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "مائی ہارٹ بیٹ۔۔۔" جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

"سویٹ ہارٹ میری نہ سہی۔۔۔ قائد اعظم کی ہی بات مان لوں۔۔۔" جان عالم نے نرمی سے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "کک۔۔۔ کون سی بات۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا لمس آنکھیں بند کرتے محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"سنو جاناں۔۔۔"

انہوں نے کہا تھا۔ کہ ہمیں ایک ہونا پڑے گا.... "جان عالم ورشاں کی نوز سے اپنی نوز مس کرتے ہوئے بولا۔۔۔" سب کے لیے کہا تھا۔۔۔ آپ کو اکیلے نہیں تھا بولا۔۔۔ "ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" ہم ہو جائے۔۔۔ باقی کی بعد میں دیکھا جائے گا۔۔۔ "جان عالم نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔" فلحل دور ہو جائے۔۔۔ ورنہ میں۔۔۔ "ورشاں نے جان عالم کی طرف انگلی کی۔۔۔" ورنہ کیا۔۔۔ "جان عالم نے ورشاں کی انگلی اپنی انگلی میں دبائی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے بیڈ پہ کرتے خود اس پر جھکتے اس کی گردن پہ زور سے دانت گاڑھ گئی۔۔۔ جان عالم نے دانت پہ دانت جما کر اس کی شدت برداشت کی تھی۔۔۔

ورشاں جان عالم کی گردن پہ زور سے دانت گاڑھتے اس پر سے اٹھی۔۔۔ "دوبارہ مجھ سے الجھنے کی کوشش مت کیجئے گا۔۔۔" ورشاں بولتے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ جان عالم نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 73 پارٹ 1

جان عالم کمرے سے باہر نکلتے نیچے آیا۔۔۔ ورشاں سامنے ہی کچن میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کچن کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کچن کے اندر آیا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھ پلیٹ پکڑتے روکے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیچھلی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ "میرا خیال میں تمہارا اسٹابری والے نولڈ ذکھانے کا دل کر رہا ہے۔۔۔" جان عالم شیلف پر نوڈلز پڑے دیکھ کر بولا۔۔۔ ورشاں بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ "نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی میں یہ نولڈ ذبنانے لگی تھی۔۔۔ اپ کو بلا وجہ میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

"میری جان بلا وجہ تو نہیں آتا۔۔۔" جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے سمائیل پاس کی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی کلائی کھینچتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھے تھے۔۔۔۔۔ زل جو کہ کچن میں ہی آرہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھتے انہیں قدموں پہ واپس گئی تھی۔۔۔ ورشاں زل کو دیکھتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ "ابھی تو میں نے کچھ ہی کیا ہی نہیں۔۔۔ اور تم سرخ ہو رہی ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"پیچھے ہٹے۔۔۔ ابھی زل دیدہ آئی تھی۔۔۔ وہ کیا سوچ رہی ہوں گی۔۔۔" ورشاں سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ "کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ چلے گئی۔۔۔ نا واپس۔۔۔ اسے پتہ ہے۔۔۔ کہ اس کی بھابی اور بھائی کو پرانویسی کی ضرورت ہے۔۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے ورشاں کے

عارضہ پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ورشاں کی سانسیں تک روکی تھی۔۔۔ "آپ۔۔ آپ کیا کر رہے
ہے۔۔" ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس
کی کمر کو بینٹ کرتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

"مورے۔۔۔ آپ۔۔۔" ورشاں جان عالم کو خود سے دور نہ ہوتے دیکھ کر بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں
سے اسی لمحے دور ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا رہی
تھی۔۔۔

"میں اپنے جان خان کے صدقے جاؤ

مگر آپ کے ہاتھ نہ آؤ"

ورشاں اپنا ایک ہاتھ پیٹ پہ رکھتے دوسرے ہاتھ نہیں میں ہلاتے ہوئے باہر کی طرف بھاگی
تھی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔" جان عالم بھی اس کے پیچھے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ ورشاں اسے کتنے آرام
سے بیوقوف بنا چکی تھی۔۔۔ جان عالم کچن سے نکلتے باہر لان کی طرف آیا تھا۔۔۔ جس طرف ورشاں گئی
تھی۔۔۔ لیکن ورشاں لان میں کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ جان عالم ہر طرف نظریں دوڑاتے ہوئے
ورشاں کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ جان عالم کچھ قدم چلتے ہوئے آگے آیا تھا۔۔۔ ورشاں کہیں نہیں
تھی۔۔۔ جان عالم مڑا ہی تھا۔۔۔ کہ اسے درخت کے پاس ورشاں کھڑی نظر آئی۔۔۔ جان عالم
مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی بازو پکڑتے اسے خود سے لگایا۔۔۔

ورشٹاں جو کہ ابھی سویمنگ پول والی طرف سے آرہی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ ورشٹاں نے غصے سے پاس پڑے گملے کو پاؤں مارا۔۔۔ گملے گرنے کی آواز پر جان عالم نے سامنے دیکھا۔۔۔ ورشٹاں کو سامنے کھڑے دیکھتے جان عالم نے اسے خود سے دور کیا۔۔۔ رمشاء کو دیکھتے جان عالم نے اس پہ سرد سرخ نظروں سے دیکھتے اسے چھوڑتے ورشٹاں کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشٹاں نفی میں سر ہلاتے پھر سے سویمنگ پول کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم بھی ورشٹاں کے پیچھے آیا تھا۔۔۔ ورشٹاں سویمنگ پول سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشٹاں کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشٹاں اسے دیکھتے پیچھے ہوئی۔۔۔ جان عالم ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے سویمنگ پول میں گرا تھا۔۔۔

ورشٹاں نے جان عالم کی شرٹ زور سے مٹھیوں میں جکڑی تھی۔۔۔ جان عالم ورشٹاں کو لیے اوپر آیا تھا۔۔۔ ورشٹاں اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے پر آئے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کرتے ہوئے گہرا سانس لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشٹاں کو آنکھ مارتے ہوئے پھر سے اسے لیے پانی میں غروب ہوا تھا۔۔۔ اب کی بار جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ جان عالم ورشٹاں کے ہونٹوں پہ جھکا اس کو جو تھوڑی بہت سانس آرہی تھی۔۔۔ وہ بھی روک چکا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کی گردن پہ ورشٹاں نے اپنے ہاتھوں کے ناخن گاڑھے تھے۔۔۔۔

جان عالم ورشٹاں کے ہونٹوں پہ دانت گاڑھتے اسے لیے پھر سے پانی کی سطح پہ آیا۔۔۔ جان عالم ورشٹاں کی روکتی سانسیں محسوس کرتے اسے لیے سویمنگ پول سے باہر نکلا۔۔۔ ورشٹاں گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ابھی بھی ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشٹاں کے کپڑے گیلے ہونے کی

وجہ سے اس کے وجود سے چپکے ہوئے تھے۔۔۔ جس سے اس کے نشیب و فراز عیاں ہو رہے تھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد باہوں کا حصار بنائے ہوئی تھی۔۔۔ "مجھے لگتا ہے۔۔۔ تم اب بھی میری شدتوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ ایک کس سے ہی تمہارا کیا حال ہو گیا۔۔۔" جان عالم ورشاں کی گردن پہ چپکے بال ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے بولا۔۔۔ "سوچو جس دن تمہیں ڈیپ کس کی۔۔۔ اس دن تمہارا کیا حال ہو گا۔۔۔" جان عالم اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ میرے قریب مت آیا کرے۔۔۔ آپ سچ میں میری سانسیں روک دے گے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میری جان تمہاری سانسیں اگر کسی دن روکو گا۔۔۔ تو تمہیں اپنی سانسیں دے دو گا۔۔۔" جان عالم گمبھیر آواز میں بولتے ہوئے اس کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھو گیا۔۔۔ "اتنے رومانٹک۔۔۔ آپ کی عمر نہیں ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "ابھی تم مجھے برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ سوچو جس دن چالیس پچاس کا ہو جاؤ گا۔۔۔ اس دن تمہارا کیا حال ہو گا۔۔۔" جان عالم اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خمار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"کیا مطلب آپ چالیس پچاس کی عمر میں بھی رومانس کرے گے۔۔۔" ورشاں نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔ "میری جان رومانس کرو گا۔۔۔ جہاں سب کا ختم ہوتا ہے۔۔۔ وہی سے شروع کرو گا۔۔۔" جان عالم ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں سرخ ہوئی تھی۔۔۔ "اس عمر میں تو سب کرتے ہیں۔۔۔ ہم اولڈ اتچ میں کرے گے۔۔۔ اولڈ اتچ میں رومانس

کرنے کا الگ ہی مزا ہے۔۔۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" اپنے پوتوں کو بھی رومانس کی کلاس دیا کرو گا۔۔۔" جان عالم پھر سے مسکرایا۔۔۔۔ اب کی ورشاں نے اسے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔" اب تم سوچ رہی ہوں گی۔۔۔ کہ وہ کیسے سکھاؤ گا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر سے ہاتھ پیچھے کرتے اس سے دور ہوتے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے اسے بینٹ کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑا تھا۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کی روکتی سانسیں محسوس کرتے اس سے دور ہوا۔۔۔۔" بالکل اسی طرح۔۔۔۔ اپنے پوتوں کو ٹریننگ دو گا۔۔۔۔ سوچے گے۔۔۔۔ کہ کتنا رومانٹک دادا ہے۔۔۔۔ ان کا۔۔۔۔" جان عالم نے فخریہ لہجے میں کہا۔۔۔۔" یہی سوچے گے۔۔۔۔ کہ کتنے ٹھہر کی انسان ہے۔۔۔۔" ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ورشاں کی کلائی چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

زرغام کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔۔ زرغام نے سنجیدگی سے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔۔ پریشاں گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔ شاہدر بھی گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔ پریشاں کمرے میں آتے بیڈ پہ اوندھ منہ گرتے رونے لگی۔۔۔۔ شاہدر کو پریشاں کے کمرے کی طرف بڑھتے زرغام نے اس کی طرف بڑھتے اسے روکا۔۔۔۔" ابھی ماما کو ریسٹ کرنے دو۔۔۔۔ آپ دیدہ کے پاس روم میں جاؤ۔۔۔۔" زرغام پیار سے بولا۔۔۔۔

شاہ درنمل کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ پریشاں رو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔۔ کہ پریشاں اس کے مقابل آئی۔۔۔ "کیوں جھوٹ بولا۔۔۔" پریشاں چلاتے ہوئے بولی۔۔۔ "کون سا جھوٹ بولا۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔۔۔ "یہی کہ میں تمھاری بیوی ہوں۔۔۔" پریشاں پھر سے چلائی۔۔۔ "آواز نیچے رکھو۔۔۔ اپنی۔۔۔ اس حویلی میں صرف تم ہی نہیں رہتی۔۔۔ میری بیٹی اور بیٹا بھی رہتے ہیں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ "ہاں تو چھوڑ آتے وہی۔۔۔ وہ میرے بابا کا گھر تھا۔۔۔" پریشاں مدھم آواز میں بولی۔۔۔

"وہاں چھوڑ آتا جسٹونوں نے یہ تک پوچھنا گوارہ نہیں کیا۔۔۔ تم میری بیوی کیسے۔۔۔ جس کے پہلے سے دو بچے ہوں۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ بولا۔۔۔ "تم جتنی بھی بد کردار ہوں۔۔۔ تو کیا ہوا۔۔۔ لیکن ہوں۔۔۔ تو بد نصیبی سے میری عزت۔۔۔" وہ اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "ت۔۔۔ ت۔۔۔ تو چھوڑ دو۔۔۔ پھر نہیں رہوں گی۔۔۔ تمھاری عزت۔۔۔ میں بھی تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ تم مجھے چھوڑ دو گے۔۔۔ تمھاری زندگی میں بھی سکون۔۔۔ میں بھی سون سے رہوں گی۔۔۔" پریشاں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہیں سکون چاہیے۔۔۔" وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ "تمہیں سکون دو گا۔۔۔ بہت اچھے سے سکون دو گا۔۔۔" وہ اس کی بازو پکڑتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 73 پارٹ 2

زرغام سرد سرخ چہرہ لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ زرغام نے دھاڑ سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور کمرے میں آتے دروازے بند کرتے پریشاں کو بیڈ پہ دکھیلنے اپنی شرٹ اتارتے دور اچھال چکا تھا۔۔۔ پریشاں نے اس کے ایس اس کی بوڈی دیکھتے خوفزدہ ہوتے دوسری طرف سے نیچے کی طرف اترنے لگی تھی۔۔۔ لیکن زرغام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ زرغام اس کی کلائی اپنی طرف کھینچتے اسے بیڈ پہ گرا چکا تھا۔۔۔ زرغام اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ پریشاں کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔۔۔ پریشاں زرغام کے سینے پہ اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھ جماتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زرغام کے پہاڑ جیسے وجود کو کیسے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دور کر سکتی تھی۔۔۔ زرغام اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ایک چیونٹی سی حیثیت ہے۔۔۔ تمہاری۔۔۔" زرغام اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام اس پر اپنا وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں اس کے ہاتھوں سے اپنی ہاتھ چھرواتے ہوئے اسے خود سے دور دکھیل گئی۔۔۔ زرغام جو کہ کچھ زیادہ ہی اوپر ہو چکا تھا۔۔۔ بید پہ گرا

تھا۔۔۔"چیونٹی سی حیثیت نہیں ہے۔۔۔اگر چیونٹی سی حیثیت ہوتی۔۔۔تو کبھی حویلی سے بھاگنے کی کوشش نہ کرتی۔۔۔"پریشاں روتے ہوئے چلائی۔۔۔"حویلی سے تو تم اسی لیے بھاگی۔۔۔کیونکہ تم نکاح پہ تو نکاح کر نہیں سکتی تھی۔۔۔"زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے استغزیاہ کہا۔۔۔"میں اس وجہ سے نہیں بھاگی تھی۔۔۔میں صرف اپنی پڑھائی کے لیے بھاگی تھی۔۔۔"پریشاں پھر سے چینخی تھی۔۔۔"تم جیسے انسان سے بہتر تھا۔۔۔کہ میں جان عالم سے نکاح کر لیتی۔۔۔"پریشاں پیچھے کو ہوتی بولی۔۔۔جان عالم کے نام پہ زرغام کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی اپنے شکنجے میں لیا گیا۔۔۔"نکاح پہ نکاح نہیں ہوتا۔۔۔اس کے ساتھ نکاح کے بغیر رنگ رلیاں منانے چاہتی تھی۔۔۔اسے نہیں لیکن تمہیں تو معلوم۔۔۔"زرغام بولتے ہوئے روکا تھا۔۔۔

"تم جیسی لڑکی کو کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔اگر تم کوٹھے پہ اپنی آگ بجھانے جاسکتی ہوں۔۔۔تو پھر۔۔۔عالم۔۔۔کیا ہے۔۔۔"زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔"میں نے کسی سے اپنی آگ بجھائی۔۔۔تم نے بجھائی ہے۔۔۔میں ہوش میں نہیں تھی۔۔۔اس کا فائدہ اٹھایا ہے۔۔۔"پریشاں اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔۔"حق تھا۔۔۔میرا۔۔۔لیکن مجھے معلوم نہیں تھا۔۔۔کہ مجھ سے پہل۔۔۔"چٹاخ۔۔۔"اب کی بار زرغام الفاظ مکمل ادا نہیں کر سکا تھا۔۔۔کیونکہ پریشاں اس کے چہرے پر تھپڑ جڑ چکی تھی۔۔۔"خبردار! اگر تم نے ایک بھی لفظ میرے کردار کے متعلق کہا۔۔۔تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔مجھے کسی نے نہیں چھوا۔۔۔تم نے مجھ سے اپنی حواس پوری کی۔۔۔تمہارے علاوہ کسی نے مجھے اتنی غلیظ نظروں سے بھی نہیں دیکھا۔۔۔"پریشاں زرغام کی طرف انگلی کرتے ہوئے بولی۔۔۔

زرغام نے اپنے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ اور اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنا مقابل کیا۔۔۔ "تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ مکھ پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔" زرغام اس کے چہرے کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔۔۔ درد کی ایک لہر اس کے پورے وجود میں دوڑی تھی۔۔۔ زرغام ایک ہاتھ سے اس کا گلہ جکڑتے اس کی سانسیں تک روک گیا۔۔۔ "تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا۔۔۔" زرغام اسے یوں ہی بیڈ پہ دکھیلے اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ ظلم ڈھاتے اس پر سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔

پریشاں اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے سسکتے رو رہی تھی۔۔۔ زرغام ڈریسنگ روم سے نائی لیے کمرے میں آیا۔۔۔ اور پریشاں کے چہرے پہ ماری۔۔۔ پریشاں نے اپنے چہرے سے نائی ہٹاتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ "دیکھ کیا رہی ہوں۔۔۔ اٹھو۔۔۔ اور اسے پہن کر آؤ۔۔۔" زرغام بولتے بیڈ کی دوسری طرف جاتے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے سگریٹ جلاتے سلگانے لگا۔۔۔

پریشاں بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ پریشاں ڈریسنگ روم میں آتے زمین پر بیٹھتے ہاتھوں میں چہرے چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔۔۔ "جلدی باہر آؤ۔۔۔" زرغام وہی بیٹھا دھاڑا تھا۔۔۔ پریشاں جلدی سے نائی پہنتے باہر آئی۔۔۔ زرغام آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ پریشاں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے قریب آ کر کھڑی

ہوئی۔۔۔ پریشاں اپنی نائیٹی کو نیچے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھی۔۔۔ زرغام نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں سیاہ کلر کی چھوٹی سی نائیٹی جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھی۔۔۔ نائیٹی آگے دو ڈوریوں کے سہارے تھی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "یہی ہاتھ تم نے مجھ پر اٹھایا تھا۔۔۔ نا۔۔۔" زرغام نے پیار سے پریشاں کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔۔۔ پریشاں نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن زرغام کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ زرغام کے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھا۔۔۔ ایک ہاتھ میں پریشاں کا ہاتھ تھا۔۔۔ پریشاں جو کہ پہلے ہی اپنی حالت پہ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن اپنا ہاتھ زرغام کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے خوفزدہ تھی۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

اور پھر اس کا ہاتھ سیدھا کرتا اس کی ہتھیلی پہ جلتا سگریٹ رکھ گیا۔۔۔ پریشاں کی چینخوں سے کمرے کی درودیوار کانپی تھی۔۔۔ زرغام سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سگریٹ اس کی ہتھیلی پہ رکھے ہوئے اس کی چینخوں سے سکون حاصل کر رہا تھا۔۔۔ زرغام بری طرح سے اس کی ہتھیلی جلاتے سگریٹ زمین پہ پھینکتے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو اپنی ہتھیلی پر جلنے کی وجہ سے جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ پریشاں اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔ زرغام ہاتھ بڑھاتے اس کی نائیٹی کی ڈوریاں کھول چکا تھا۔۔۔ نائیٹی ڈوریاں کھولنے کی وجہ سے اوپر کی اوپر نیچے کی نیچے ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اسے گہری نظروں سے دیکھتے آنکھیں موند گیا۔۔۔

پریشاں اب باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ ایک تو ہاتھ پہ جلن اور دوسریوں اس کے سامنے بے لباس کھڑا رہنا۔۔۔ اس کا دل کیا تھا۔۔۔ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ زرغام اس کا ہاتھ

پکڑے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں کانپ رہی تھی۔۔۔ زرغام کچھ دیر یوں ہی لیٹا رہا۔۔۔ کمرے میں پریشاں کی سسکیاں گونج رہی تھی۔۔۔ زرغام آنکھیں موندے ہی پریشاں کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔۔۔ پریشاں اپنے ہاتھ کی پرواہ کیے بنا اپنی ڈوریاں بند کرتے آگے بڑھی تھی۔۔۔ "خبردار! اگر تم یہاں سی ہلی۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔" زرغام آنکھیں کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ اس کی سفید بل کھاتی کمر پہ زرغام نظریں گاڑھیں ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام آنکھیں پھر سے موند گیا۔۔۔

زلزلے میں آئی۔۔۔ غزنوی کمرے میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔۔۔ "کیا ہو گیا۔۔۔ آپ کیوں پریشاں ہو رہے ہیں۔۔۔" زلزلے غزنوی کو پریشان دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "بہن ہے۔۔۔ وہ میری۔۔۔ اور اب زرغام کی بیوی۔۔۔ کیسے۔۔۔ کیسے۔۔۔" غزنوی نے بولتے ہوئے دیوار میں ایک ساتھ ہی چار مکہ مارے تھیں۔۔۔ زلزلے اس کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روک چکی تھی۔۔۔ "خود کو تکلیف کیوں دے رہے ہیں۔۔۔" زلزلے پریشانی سے بولی۔۔۔ "کیا کرو۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔" غزنوی اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ زلزلے غزنوی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کوئی پاگل محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

غزنوی زلزلے کے گرد حصار بناتے اس کے کندھے پہ سر رکھ گیا۔۔۔ غزنوی زلزلے کے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ "غزنوی۔۔۔ آج ہماری غازیہ۔۔۔" ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ

غزنوی اس کے ہونٹوں کو قید کر گیا۔۔۔ غزنوی زل کی سانسوں کو مدھم محسوس کرتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی اسے گود میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی زل کو بیڈ پہ لیٹاتے خود اس کے ساتھ لیٹتے اس کے گرد حصار بناتے آنکھیں موند گیا۔۔۔ زل بھی آنکھیں موند گئی۔۔۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے۔۔۔ غزنوی ابھی بھی سو رہا تھا۔۔۔ اور زل اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنا حصار تنگ کرتے جا رہا تھا۔۔۔ غازیہ بھی آج کافی دیر تک سوئی ہوئی تھی۔۔۔ "دونوں باپ بیٹی ایک جیسے ہے۔۔۔" زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی اس کی بات پہ مسکرایا۔۔۔ غازیہ بھی رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نے اسی لمحے زل کو اپنے حصار سے آزاد کیا تھا۔۔۔ زل جلدی سے بیڈ سے اٹھتے غازیہ کے بیڈ پہ بیٹھتے اسے گود میں لیتے چپ کروانے لگی۔۔۔

غزنوی غازیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کی آنکھیں بالکل اس کی طرح تھی۔۔۔ غازیہ پلکیں جھپکتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "بابا کی پر سنز۔۔۔ بابا کے پاس آئے گی۔۔۔" غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ "پہلے آپ فریش ہو جائے۔۔۔ پھر میں ہو جاؤ گی۔۔۔" زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی اٹھتے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ غزنوی دامنٹ بعد فریش ہو کر آیا۔۔۔ غزنوی بلیک کلر کی جینز اور شرٹ پہنے

ہوئے تھا۔۔۔ زل غازیہ کے کپڑے بھی چبچ کر چکی تھی۔۔۔ غازیہ بلیک کلر کی فراک پہنے ہوئے بیڈ پہ
اچھال رہی تھی۔۔۔۔۔

"غازیہ کا خیال رکھنا ہے۔۔۔ میں بھی فریش ہو کر آتی ہوں۔۔۔" زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔ "میری جان باپ ہوں۔۔۔ کوئی دشمن نہیں۔۔۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ غزنوی غازیہ کے پاس بیڈ پر بیٹھتے اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔۔ غازیہ غزنوی کا ہاتھ پکڑتے
اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ مارتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس خوش ہوتے دیکھ کر خوش ہو رہا
تھا۔۔۔۔۔

غزنوی غازیہ دونوں کھیلنے میں مصروف تھے۔۔۔ جب زل بھی بلیک کلر کی پٹھانی فراک پہنے کمرے میں
آئی۔۔۔ اس کے بال ہلکے ہلکے گیلے تھے۔۔۔ شاید وہ بالوں کو ڈرائیر کر کے آئی تھی۔۔۔ زل نے ہلکی
سی لیپ سٹک ہلکا سا لٹیر لگایا۔۔۔ اور بالوں کو ہلکا سا باندھ کر اپنی چادر لیتے غزنوی غازیہ کے پاس
آئی۔۔۔ غزنوی اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔ غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "میں نیچے جا رہا
ہوں۔۔۔ میری پرسنل کو لے کر آ جاؤ۔۔۔" غزنوی بولتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ زل نے اسے
آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ پھر غازیہ کو سینڈل پہناتے اسے نیچے کھڑا ہوتے اس کا ہاتھ پکڑ کر
کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ زل غازیہ کے ساتھ نیچے آئی۔۔۔ نیچے کافی اندھیرا تھا۔۔۔ شاید لائٹس
آف تھی۔۔۔۔۔

غازیہ نے زل کا ہاتھ زور سے پکڑا تھا۔۔۔ وہ شاید ڈر رہی تھی۔۔۔ زل نے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ اور آگے کی طرف بڑھی ہی تھی۔۔۔ کہ لائنس آون ہوئی۔۔۔

"Happy birthday to you

Happy birthday to you

Happy birthday dear Ghazia"

سب ایک ساتھ بولتے تالیاں بجا رہے تھے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ غزنوی اس کی حیرانگی سمجھتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "مائی وائفی تمہیں کیا لگا۔۔۔ مجھے معلوم نہیں ہو گا۔۔۔ کہ آج میری پرسنز کا بڑا تھڈے ہیں۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے بول کر اپنی پرسنز کو گود میں لیا۔۔۔ "بابا میری بر تھڈے ہے۔۔۔" غازیہ نے غزنوی کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جی بابا کی جان۔۔۔" غزنوی نے بولتے ہوئے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

غزنوی غازیہ کو اٹھائے ٹبیل کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں کیک پڑا ہوا تھا۔۔۔ زل بھی ان کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں زل کے گلے لگی۔۔۔ زل غزنوی دونوں غازیہ کا ہاتھ پکڑتے کیک کٹ کر چکے تھے۔۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے کیک کی طرف دیکھتے ہوئے ورشاں کو آنکھ ماری۔۔۔ ورشاں زل کے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے غازیہ کو لیے۔۔۔ غازیہ کے ہاتھوں پہ کیک لگا ہوا تھا۔۔۔ "ماموں کی جان ایک کام کرے گی۔۔۔" جان عالم نے غازیہ کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔۔ غازیہ نے جلدی سے ہنسی میں سر ہلایا۔۔۔

"آپ کے ہاتھ پہ جو کیک لگا ہوا ہے۔۔۔ یہ ممائی جان کے کپڑوں کے ساتھ صاف کر دو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے غازیہ سے کہا۔۔۔ "ماموں۔۔۔ پھوپھو جانی ناراض ہو جائے گی۔۔۔" غازیہ نے جان عالم کی طرف ہوئے پوچھا۔۔۔ "مامو ہے۔۔۔ نا۔۔۔ نہیں ہو گی۔۔۔ ناراض۔۔۔" جان عالم نے پیار سے کہا۔۔۔ جان عالم نے غازیہ گود سے نیچے اتارا۔۔۔ غازیہ بھاگتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھی۔۔۔ اور وہ ورشاں کی فراک پہ اپنے ہاتھوں پہ لگا کیک لگا چکی تھی۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں لیا۔۔۔ "پھوپھو کی جان۔۔۔ پھوپھو کے کپڑے خراب کر دیے۔۔۔" ورشاں اس کی نوز کو کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔ غازیہ ورشاں کی گردن پہ ہاتھ رکھتے اس کی گردن پہ بھی کیک لگا چکی تھی۔۔۔ ورشاں نے غازیہ کو صوفی پہ بٹھایا۔۔۔ اور خود ٹشو پکڑتے سائیڈ پہ کھڑی اپنی گردن سے کیک صاف کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے ہاتھ سے ٹشو پکڑ چکا تھا۔۔۔ "مجھے دے۔۔۔ میں یہ صاف کر رہی ہوں۔۔۔" ورشاں اس سے ٹشو لینے کے لیے ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں کر دیتا ہوں۔۔۔ نا۔۔۔ میری جان آپ کا غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔۔۔ تو آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" جان عالم بولتے ورشاں کی کلائی پکڑتے پلر کے پیچھے ہوئے تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کو پلر سے لگائے اس کی گردن پہ جھکا تھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن کو سک کرتے اس پر سے کیک صاف کر چکا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی گردن سے ہوتے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ جان عالم ٹشو پہ لگے کیک کو ایک نظر دیکھتے ورشاں کے ہونٹوں پہ ٹشو والا کیک لگاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی ایک بعد ایک

کس کرنے پہ حیران ہو رہا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن پہ ناخن مارتے اسے خود سے دور کرنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم اپنی پیاس بجھاتے اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔

ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے
ہوئے لاونج میں آیا۔۔۔ جان عالم اپنی گردن پہ ہاتھ رکھے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں چہنچ کر کے
بیلو کلر کی پٹھانی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔۔ "لالا اسے پکڑے۔۔۔" زمل غازیہ جان عالم کو پکڑاتے ہوئے
بولی۔۔۔ جان عالم نے گردن سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے غازیہ کو پکڑا۔۔۔ "لالا یہ کیا ہوا۔۔۔" زمل اس کی
گردن پہ ناخن کے نشانات دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "بلی نے ناخن مار دیے۔۔۔" جان عالم مسکراتے
ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں بڑی بڑی کرتے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کون سی بلی
نے مار دیے۔۔۔" زمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "یار دوست کی گھر والی بلی
تھی۔۔۔ اس نے مار دیے ہو گے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "لالا اسے
بولے بلی کو باندھ کر رکھے کرے۔۔۔" زمل پریشانی سے بولی۔۔۔ "مالک تو باندھنا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن
بلی ہاتھ ہی نہیں آرہی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو سائل پاس کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "آئے
گی۔۔۔ بھی نہیں۔۔۔" ورشاں نے بھی جان عالم کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زمل نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ زمل ورشاں کے ساتھ رابیہ خان کے پاس جا کر
کھڑی ہوئی۔۔۔ جان عالم کچھ دیر وہی بیٹھا رہا۔۔۔ زمل کے غازیہ کو لیتے ہی جان عالم آٹھ کر مراد
خانے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اب لاونج میں صرف لڑکیاں ہی تھیں۔۔۔ رابیہ خان، آمنہ خان اپنے
کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔ "ورشاں سو نگ سناؤ۔۔۔" زمل نے ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے کہا۔۔۔"ایک سونگ میں سناتی ہوں۔۔۔"رشاء نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ورشیاں نے اسے
گھورا۔۔۔اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔۔

جان عالم مردان خان اور لاونج کے دروازے میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔ورشیاں نے ایک نظر اس پر ڈالی۔۔۔

"اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

میں تینوں ایہو کمڑاں

تیرے توں دکھ نئی رہنڑاں!

کہ دل میں ہاری ہاری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے گنگنارہی تھی۔۔۔ جان عالم نظروں کی تپش محسوس کرتے اور
آواز سننے پلٹا تھا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ اب دوسری طرف تھا۔۔۔ جان عالم وہی کھڑا اب اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"تُو تے رہنداں ایں دل میرے وچ

ہانیاں وے ہانیاں

روح میری یہ بے تیرے وچ

جانیاں وے جانیاں

تُو جے تک لے اک واری تے

ہائے میں مر جاں"

جان عالم نے اس کی طرف ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

میں تینوں ایہو کسڑاں

تیرے توں وکھ نئی رہنڑاں!

کہ دل میں ہاری ہاری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

ورشٹاں پلٹتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ورشاں نے نظریں جھکائیں تھی۔۔۔

ورشٹاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے ہوئے کھڑی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ ورشاں آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"تیرے توں وکھ رہ نئی سکدی

کی کراں میں کی کراں

ہر وہلی راہ تیرا تکدی

کی کراں میں کی کراں

سارے جگ نوں پڑاں کراں

میں جے تو پھڑلے باں"

ورشٹاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی کلائی آگے کرتے پیچھے کی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی
کلائی پکڑتے ہوئے ہونٹ رکھے تھے۔۔۔۔

زمل نے ورشٹاں کے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی تھی۔۔۔ ورشٹاں جو کہ جان عالم کو اپنے خیالوں میں اتنا
قریب دیکھ رہی تھی۔۔۔ ہوش میں آئی تھی۔۔۔

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

میں تینوں ایہو کسڑاں

تیرے توں وکھ نئی رہنڑاں!

کہ دل میں ہاری ہاری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

تیرے توں واری واری

اے جندڑی ساری ساری

ورشٹاں خود ہی اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرائی تھی۔۔۔۔

جان عالم نے ورشٹاں کو فلائنگ کس کی تھی۔۔۔۔ ورشٹاں سرخ پڑتے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔ "یہاں
کیوں کھڑا ہے۔۔۔ میری پرسنز کہاں ہے۔۔۔" غزنوی مردان خانے سے نکلتے ہوئے جان عالم کو دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔ "وہ زل کے پاس ہے۔۔۔" جان عالم لاونج کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی
نے اپنی جیب سے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکالتے ہوئے غازیہ کا صدقہ دیا تھا۔۔۔ غزنوی باقی ہاتھ میں
پکڑے پیسے زل اور ورشٹاں دونوں پر سے وار چکا تھا۔۔۔ ورشٹاں جان کو منہ چراہاتے ہوئے چہرہ زل
کے پیچھے کر گئی۔۔۔۔ جان عالم نے غازیہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے پیسوں کی نئی بند گڈھی اس پر سے
واری تھی۔۔۔ ورشٹاں زل کے پیچھے سے ہی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

غازیہ جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس سے پیسوں کی گڈھی پکڑتے ہوئے مسکراتے ہوئے جان عالم
کے چہرے پر مار رہی تھی۔۔۔ ورشٹاں یہ دیکھتے کھلکھلا کر مسکرائی تھی۔۔۔۔ "زور سے مارو۔۔۔ مجھے

بھی بہت تنگ کرتے ہیں۔۔۔" ورشاں کی آواز بالکل ہلکی تھی۔۔۔ لیکن وہ بول اس طرح رہی
تھی۔۔۔ جیسے غازیہ سن رہی ہوں۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 74 پارٹ 1

"کیا کر رہی ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔" جان عالم نے غازیہ کے ہاتھ سے گڈھیاں پکڑتے ہوئے
بولا۔۔۔ "غازیہ نے اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے جان عالم کے بال پکڑے
تھے۔۔۔" اوئے کیا کر رہی ہوں۔۔۔" جان عالم اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن غازیہ پھر سے
اس کے بال پکڑ گئی۔۔۔ زمل نے اٹھتے ہوئے غازیہ کو جان عالم سے پکڑا۔۔۔ "کیا کر رہی
ہوں۔۔۔ جان۔۔۔ بری بات ہے۔۔۔" زمل نے غازیہ کے عارض پہ پیار سے ہونٹ
رکھے۔۔۔ "میرے پیسے۔۔۔" غازیہ نے اپنا نچلے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے آنکھوں میں نمی لیے زمل کی
طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے صوفے سے اٹھتے جان عالم کے ہاتھ سے گڈھیاں پکڑتے ہوئے جان عالم
کو گھورا۔۔۔ ورشاں نے گڈھیاں غازیہ کو پکڑائی۔۔۔ غازیہ نے مسکراتے ہوئے پکڑتے جان عالم کو
دیکھا رہی تھی۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں۔۔۔ کہ مجھے پھر سے مل گئے۔۔۔ جان عالم نے غازیہ کا گال
زور سے کھینچے تھے۔۔۔ غازیہ جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے روندیں ساچرہ بنائے ہوئی تھی۔۔۔

"دیدہ۔۔۔ آپ مجھے غازیہ دے۔۔۔ میں روم میں جا رہی ہوں۔۔۔" ورشاں نے غازیہ کو لیتے ہوئے کہا۔۔۔ "پہلے کھانا تو کھالوں۔۔۔" زمل نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ دیدہ۔۔۔ ابھی مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔" ورشاں غازیہ کو لیے اوپر کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں کمرے میں آئی۔۔۔ ورشاں غازیہ کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے اپنا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پہ رکھتے اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی غازیہ کے ساتھ کھینے لگی۔۔۔ "پھوپھو کی جان۔۔۔ ادھر کسی کرو۔۔۔" ورشاں نے اپنے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں اپنے دوسرے عارض پہ فینگر رکھی۔۔۔ غازیہ وہاں بھی کس کرتے مسکرائی۔۔۔

"میں اپنی جان کے لیے ایک پیار سے گفٹ لے کر آئی ہوں۔۔۔ چاہیے میری جان کو۔۔۔" ورشاں بولتے ہوئے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھ گئی۔۔۔ "مجھے چاہیے۔۔۔" غازیہ نے چھوٹا سا آگے کیا۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھتے صوفے پہ پڑا گفٹ بوکس پکڑتے غازیہ کے سامنے رکھ گئی۔۔۔ غازیہ نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی غازیہ کی طرف جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے سنہرے بال اس کی بل کھاتی کمر پر لہرا رہے تھے۔۔۔ جان عالم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کو ایک نظر دیکھتے ورشاں پھر سے غازیہ کے ساتھ مصروف ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم دوسری طرف آکر بیڈ پہ لیٹنے کروٹ لیے ورشاں اور غازیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ "مائی پر سنزیہ آپ کی پھوپھو جان۔۔۔ ابھی جان عالم اتنا ہی بولا تھا۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ گفٹ تک جانے سے پہلے گفٹ

پکڑا۔۔۔ "یہ میں نے دیا ہے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ "میں نے کب کہا۔۔۔ میں نے دیا ہے۔۔۔ میں تو اپنی پرسنز کو یہ گفٹ دوگا۔۔۔" جان عالم نے اپنی پوکٹ سے ڈبی نکالتے اس میں سے چھوٹا سا بلیسلیٹ ڈالتے اس کے ہاتھ میں ڈال گیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

جو کہ چھوٹی سی غازیہ کو سونے کا بلیسلیٹ پہنا چکا تھا۔۔۔ جان عالم نے غازیہ کا ہاتھ چومتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بہت جلد غازیہ کی ایک اور بہن ہوگی۔۔۔" جان عالم غازیہ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "ویسے میں سوچ رہا تھا۔۔۔ کہ کیوں نا اگر غازیہ کا بھائی ہوں۔۔۔ زیادہ اچھے رہے گا۔۔۔ کیوں ڈارلنگ۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں کو اس کی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔ سمجھ نہیں آئی۔۔۔ ہمارے بچے نہیں آئے گے۔۔۔ کیا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے چہرے پہ آتے بالوں میں انگلیاں پھسائی۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کو اٹھتے دیکھ کر ہاتھ اس کی طرف کیے۔۔۔ "مجھے اٹھالے۔۔۔ پھوپھو جانی۔۔۔" غازیہ نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں نے غازیہ کو اٹھایا۔۔۔ ورشاں غازیہ کو لیے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ ورشاں نے دروازہ کھولا ہی تھا۔۔۔ کہ ملازمہ غازیہ کو ورشاں سے لیتے نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ایک ہی جست میں ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے ہوئے اسے دروازے کے ساتھ پن کیا۔۔۔ "کیا خیال ہے۔۔۔ پھر۔۔۔ موقع بھی ہے۔۔۔ دستور بھی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔۔۔ پھر ہاتھ بھی اور واز بھی ہے۔۔۔" ورشاں اپنے ہاتھ اور واز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "تم اپنے شوہر پر ہاتھ اٹھاؤ گی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "استغفار اللہ۔۔۔ میں کیوں اپنے شوہر پہ ہاتھ اٹھا کر اپنی جنت گوانے لگی۔۔۔" ورشاں نے معصومیت سے کہا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "بلکہ میں آپ کے ساتھ یہ کرو گی۔۔۔" ورشاں بولتے ہی جھکتے دروازے سے ٹیک چھوڑ چکی تھی۔۔۔ جس جان عالم اندر کی طرف گرنے ہی والے تھا۔ کہ وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔۔۔

ورشاش اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ہنس رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "اسی لیے کہتے ہیں کہ جہنم میں زیادہ عورتیں ہی جائی گئی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں جہاں تو وہاں۔۔۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم اسے انکسرت کرتے ہوئے جا کر بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "ناراض ہو گئے کیا۔۔۔" ورشاں دروازے کے پاس کھڑی ہوئی بولی۔۔۔ جان عالم نے اسے جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور جھکتے ہوئے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر گئی۔۔۔ ورشاں کو اپنے چہرے پر جان عالم کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ جان عالم پھر سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔ "آپ مجھے اس طرح ادائیں دیکھا رہے ہیں۔۔۔ جیسے کہ آپ میری بیوی ہوں۔۔۔ اور میں آپ کا شوہر۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

جان عالم نے اس پر ایک نظر ڈالی۔۔۔" ویسے آپ کو لڑکیوں کی طرح خوب ادائیں دیکھانی آتی ہیں۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ انگلی رکھتے پیچھے کی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی انگلی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔" تمہیں نہیں آتی نا۔۔۔ اسی لیے۔۔۔" جان عالم آنکھیں گھوماتے ہوئے بولا۔۔۔" اچھا پھر ٹرائے کرتے ہیں۔۔۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔" اچھے چکے ادھر دیکھے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی ٹھوڑی پکڑتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔" کیا ہے۔۔۔" جان عالم نے ناراضگی کا اظہار کیا۔۔۔

"آئے ہائے۔۔۔ کیا ادائیں ہے۔۔۔ اپ کی۔۔۔ دل لوٹ لیا۔۔۔" ورشاں دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جتننے کیوٹ انداز میں ورشاں نے یہ کہا تھا۔۔۔ جان عالم کا دل کیا تھا۔۔۔ وہ اسے خود میں بھیج لے۔۔۔ وہ مسکرا نا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن فلحل ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔" سنے نا۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔" اب مسکرا بھی دے۔۔۔" ورشاں نے معصومیت سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم اس کا معصوم سا چہرہ دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔۔۔" آپ تھوڑی دیر کے لیے میری بیوی۔۔۔ مطلب ورشاں۔۔۔ اور میں آپ کا جان خان۔۔۔ مطلب جان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کو پورا نام نہیں لیا تھا۔۔۔ جان عالم کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہوئی تھی۔۔۔ وہ آج بھی پہلی کی طرح اس کے نام کے ساتھ عالم نہیں لگا رہی تھی۔۔۔

"چلے یہ دوپٹہ لے۔۔۔" ورشاں نے اپنا دوپٹہ پکڑتے جان عالم کو پکڑا لیا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" اسے ایسے گلے میں لے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کے گلے میں دوپٹہ

دیا۔۔۔"اب آپ یہی بیٹھے۔۔۔میں آفس سے آتا ہوں۔۔۔"ورشاش بول کر ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھی۔۔۔جان عالم نے اسے ڈریسنگ روم کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔اور پھر کندھے
اچکائے۔۔۔جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔جب ورشاش ڈریسنگ روم سے باہر
آئی۔۔۔جان عالم نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ورشاش جان عالم کی سفید ٹی شرٹ اور بلیک
پینٹ پہنے بالوں کا جوڑا کرتے جان عالم کی کیپ پہنے ہوئی تھی۔۔۔ورشاش جان عالم کی طرف
بڑھی۔۔۔

جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ورشاش جان عالم کی طرف بڑھتے بیڈ کراؤن کے
دونوں اطراف میں ہاتھ جمائے اس پر جھکی تھی۔۔۔جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ورشاش نے
اپنی پوکٹ سے گلاب کا پھول نکالتے ہوئے جان عالم کے چہرے سے اس کی گردن تک ٹریس کیا
تھا۔۔۔"مائی سویٹ ہارٹ بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔۔"ورشاش جان عالم کو آنکھ مارتے ہوئے
بولی۔۔۔جان عالم نے ورشاش کا دوپٹہ جو اس نے گلے میں لیا ہوا تھا۔۔۔اس کا سائیڈ کا کونا پکڑتے چہرے
کے آگے کیا تھا۔۔۔

"ج۔۔۔جان۔۔۔خان۔۔۔"جان عالم نے ورشاش جیسی اکیٹنگ کی تھی۔۔۔"میری جان کیا خیال
ہے۔۔۔آج باتھ روم انس کرنے کا۔۔۔"ورشاش نے جان عالم کا گریبان پکڑتے اسے اپنے قریب
کیا۔۔۔جان عالم اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ورشاش جان عالم کو بیڈ پہ گراتے اس پہ جھکی
تھی۔۔۔"آج تمہاری ایک ایک سانس چراتے تمہیں بتاؤ گا۔۔۔تم سے کتنی محبت کرتا
ہوں۔۔۔"ورشاش نے جان عالم کے ہونٹوں پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے کہا۔۔۔ورشاش جھکتے جان عالم

کے عارض پہ ہونٹ رکھ گئی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے ورشاں کی کمر میں ہاتھ

ڈالا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔ "میں جان ہوں۔۔۔ آپ ورشاں

ہے۔۔۔ اور ورشاں ایسے کام نہیں کرتی۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ورشاں اب ایک ایک کرتے جان عالم کی ٹی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی

شرٹ کا آخری بٹن کھولا ہی تھا۔۔۔ کہ جان عالم ورشاں کو کندھوں سے تھامتے اسے بیڈ پہ کرتے خود اس

پر جھکا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی شرٹ

کے بٹن کھولنے شروع کیے تھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ جان عالم اس

کے لاسٹ دو بٹن کھولتے اس کی شرٹ اس کے پیٹ سے ہٹاتے اس کے بیلی بٹن پہ ہونٹ رکھ

گیا۔۔۔ ورشاں کے پورے وجود میں ایک کرنٹ دوڑا تھا۔۔۔ "تم چاہے جان عالم بن جاؤ۔۔۔ تم میری

ایک کس کی بھی تاب نہیں لے سکتی۔۔۔ میری جان۔۔۔ مجھے اس دن کا انتظار ہے۔۔۔ جس دن میری

سویٹ ہارٹ میری شدتوں کو برداشت کر سکے گی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے

ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا ہی تھا۔۔۔ کہ ورشاں نے جان عالم کا گریبان پکڑتے اسے

پھر سے اپنے قریب کیا۔۔۔ "ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ آپ کے ساتھ رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔۔۔ کہ

آپ مجھ پر اپنا حق جتا سکتے ہیں۔۔۔ آپ نے مجھے خود سے دور کیا تھا۔۔۔ اب آپ دور رہے گے۔۔۔ یہ

میری مرضی ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا

گریبان چھوڑا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے دونوں اطراف میں بیڈ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "ابھی میں دور

ہوں۔۔۔ اس میں مرضی شامل ہے۔۔۔ جس دن میرا دل تمہارے قریب آنے کو چاہے گا۔۔۔ اور کوئی

تو دور کی بات ہے۔۔۔ مجھے تم بھی اپنا حق لینے سے روک نہیں سکوں گی۔۔۔ "جان عالم بولتے اس پر
سے اٹھتا باہر نکلا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 74 پارٹ 2

زرغام صبح صبح اٹھتے کمرے سے جا چکا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے جاتے ہی بیڈ پہ سوچکی تھی۔۔۔ رات ساری
اس کی جو حالت ہو رہی تھی۔۔۔ زرخام کے سامنے اس نے یہ رات کیسے گزاری تھی۔۔۔ یہ صرف وہی
جانتی تھی۔۔۔ زرخام جو کہ صبح صبح آفس گیا تھا۔۔۔ ابھی آفس سے آیا تھا۔۔۔ شاہ درنمل دونوں
سکول گئے ہوئے تھے۔۔۔ زرخام کمرے میں آیا۔۔۔ پریشاں زرخام کے بیڈ پہ چہرے تک بلینکٹ لیے
سو رہی تھی۔۔۔ زرخام نے اپنا کوٹ اتارتے صوفے پہ پھینکا۔۔۔ اور بیڈ کی دوسری طرف جا کر لیٹ
گیا۔۔۔ زرخام نے پریشاں کے چہرے سے بلینکٹ ہٹایا۔۔۔ وہ سو رہی تھی۔۔۔ اس کے بال اس کے
چہرے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اس نے رات والی نائٹی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ جس کا گلہ گہرا تھا۔۔۔ اس کے کچھ بال اس کی گردن سے
ہوتے اس کے نشیب و فراز پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ زرخام اس پہ گہری نظریں جمائے بیٹھا ہوا

تھا۔۔۔ وہ پرسکون سا سو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے ایک ہی جست میں اس پر سے سارا بلیںکٹ ہٹایا
تھا۔۔۔ پریشاں جو کہ پرسکون سو رہی تھی۔۔۔ زرغام کے بلیںکٹ اتارتے ہی آنکھیں کھول چکی
تھی۔۔۔۔۔ پریشاں زرغام کو دیکھتے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ زرغام اس کی کلائی پکڑتے اس کی آنکھوں
میں اپنی سرخ ہوتی آنکھیں گاڑھ گیا۔۔۔

پریشاں گہرے سانس لیتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو بہت ہی گہرائی سے اس کے وجود کا معائنہ کر رہا
تھا۔۔۔ "مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔" پریشاں بول رہی تھی۔۔۔ جب زرغام بولا۔۔۔ "غیر مردوں کے
سامنے تمہیں یوں شرمندگی محسوس نہیں ہوتی۔۔۔ شوہر کے سامنے تو ایسے کر رہی ہوں۔۔۔ جیسے
تمہیں کسی نے نظر بھر کر بھی نہ دیکھا ہوں۔۔۔" زرغام پریشاں کا جبرہ دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔ پریشاں
نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام اس
کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے جھٹک چکا تھا۔۔۔ "خبردار! اگر تم نے دوبارہ مجھے ہاتھ بھی لگانے کی کوشش
کی۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا
تھا۔۔۔ "کیوں۔۔۔ ت۔۔۔ تم خود۔۔۔ کچھ بھی کرو۔۔۔ مم۔۔۔ میں ت۔۔۔ تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا
سکتی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ کیونکہ ایک بیوی ہی اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے۔۔۔ اور تم میری بیوی نہیں
ہو۔۔۔ میری بیوی۔۔۔ روشانے۔۔۔ ہے۔۔۔" زرغام اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے مقابل بیٹھاتے
ہوئے غرایا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوں۔۔۔ میں تمہاری بیوی تو چھوڑ دو۔۔۔ طلاق دو۔۔۔" پریشاں
اس کی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ "طلاق چاہیے۔۔۔ بولو۔۔۔" زرغام نے

پریشاں کے بال گدے سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے چہرہ کے مقابل کیا۔۔۔ پریشاں نے روتے ہی میں سر ہلایا۔۔۔ "آج تمھاری سانسیں اس طرح روکوں گا۔۔۔ دوبارہ کبھی اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں نکال سکوں گی۔۔۔" زرغام بولتے ہی پریشاں کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر گیا۔۔۔

پریشاں اپنے ہاتھ اس کے گریبان تک لے جاتے روک چکی تھی۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشاں نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کے ہاتھ اپنی ایک ہاتھ میں لیتے اس کی کمر سے لگا گیا۔۔۔ زرغام کا دوسرا ہاتھ پریشاں کی کمر پہ ریگ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کے ہونٹوں کو آزادی دی تھی۔۔۔ پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ زرغام پھر سے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔

زرغام تین گھنٹے سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے سانس لینے تک کا موقع نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں کو کچھ پل کے لیے آزادی بخشا تھا۔۔۔ لیکن پھر اگلے ہی پل پھر سے اپنی گرفت میں لے جاتا تھا۔۔۔ پریشاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ زرغام بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔ پریشاں کو اپنی سانسیں روکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ پریشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے زرغام انسان نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ اس نے کتنی شدت سے اس کے نازک ہونٹوں پہ

ظلم کیا تھا۔۔۔ پریشاں کے ہونٹ سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ اور اس کے ہونٹ زرغام کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہے تھے۔۔۔ زرغام نے پھر سے اس کے وجود پہ نظریں دوڑائیں۔۔۔ پریشاں کا سفید رنگت والا وجود اس کے سامنے تھا۔۔۔

اس سے نظریں چرانا مشکل تھا۔۔۔ زرغام اس کی گردن پہ ہاتھ ڈالتے اسے پھر سے اپنے قریب کرتے اس کی گردن پہ شدت سے دانت گاڑ دیا۔۔۔ پریشاں کی آنکھوں سے آنسوؤں تیزی سے بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم ہر وقت روتی ہی رہتی ہوں۔۔۔ تم رو رو کر بے زار نہیں ہوتی۔۔۔" زرغام نے اسے بے زاری سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "اگر تمہیں مجھے رولانے سے بے زاری محسوس نہیں ہوتی۔۔۔ تو مجھے بھی رونے میں بے زاریت محسوس نہیں

ہوتی۔۔۔" پریشاں اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "پتہ ہے۔۔۔ مجھے تم سے اتنی نفرت ہے۔۔۔ کہ اگر تم کبھی میری سامنے اپنے آخری سانس بھی لے رہی ہوں۔۔۔ تو میں پر سکون سا بیٹھ کر تمہیں تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھو گا۔۔۔" زرغام پریشاں کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "جس دن میں مرو گی۔۔۔ تمہیں خبر بھی نہیں ہوں گی۔۔۔ اور میں تمہارے سامنے تڑپتے ہوئے مرو۔۔۔ یہ کبھی نہیں ہوں گا۔۔۔" پریشاں بولتے ہیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔

"تمہارا غرور توڑ دو گا۔۔۔ اس طرح توڑ دو گا۔۔۔ خود کی حالت دیکھنے کے لائق بھی نہیں رہوں گی۔۔۔" زرغام بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں فریش ہو کر کمرے زرغام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ پریشاں نے اس پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔۔ شاید اسے اب عادت ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی تو یو ہی بیٹھا رہتا تھا۔۔۔ "تم خوبصورت ہوں۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے بال اس کے کان پیچھے کیے۔۔۔ پریشاں اس سے تھوڑا سا دور ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام پھر سے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ زرغام پریشاں دونوں مرار میں سے ایک دوسرے پر نظریں جمائے کھڑے تھے۔۔۔ "خوبصورت ہوں۔۔۔ شاید اسی لیے تم نے ابھی تک اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔۔۔" پریشاں نے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔ زرغام نے اس کی کمر کو سائیڈ سے مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔۔ پریشاں نے درد سے سسکی لی تھی۔۔۔

"تمہارے حسن خوبصورتی سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اور جہاں تک رہ گئی۔۔۔ تمہارے حسن کی وجہ سے تمہیں یہاں رکھنی کی بات۔۔۔ تو تم جیسی کریکٹر لیس لڑکی کو میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔" زرغام بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ "دیکھنا پسند نہیں کرتے۔۔۔ پھر کیوں قریب آتے ہوں۔۔۔ کیوں دیکھتے ہوں۔۔۔" پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ "میں تمہارے قریب نہیں آتا۔۔۔ تم مجھے آنے پر مجبور کرتی ہوں۔۔۔" زرغام بیڈ پہ لیٹتے ہوئے بولا۔۔۔ "بہت جلد میں بھاگ جاؤ گی۔۔۔ پھر کوئی تمہیں اپنے قریب آنے کے لیے مجبور نہیں کرے گا۔۔۔" پریشاں اپنے بال باندھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جس دن تم اس حویلی سے باہر قدم رکھا۔۔۔ تم اس دن مجھ سے موت مانگو گی۔۔۔ لیکن تمہیں موت نہیں ملے گی۔۔۔" زرغام اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ "وعدہ ہے۔۔۔ تم سے جلد یہاں سے بھاگ جاؤ گی۔۔۔" پریشاں اس کے پرسکون انداز کو دیکھتے ہوئے غصے سے

بولی۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ "میرا بھی وعدہ ہے۔۔۔ اس دن تم مجھ سے موت مانگو گی۔۔۔ پناہ مانگو گی۔۔۔ لیکن نہیں ملے گی۔۔۔" زرغام بولتے ہی بیڈ پہ نیم دراز ہوا تھا۔۔۔ پریشاں کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

"مسٹر زرغام خان۔۔۔ دیکھو تم۔۔۔ میں کیا کرتی ہوں۔۔۔ آج ہی جاؤ گی۔۔۔ میں لالا کو بتاؤ گی۔۔۔ تم نے مجھے یہاں زبردستی رکھا ہوا ہے۔۔۔" پریشاں سڑھیاں اترتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشاں نے ایک نظر لاونج میں دیکھا۔۔۔ لاونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ پریشاں لاونج سے باہر نکلتے کارپیوچ میں آئی۔۔۔ باہر کھڑے سارے ملازم پریشاں کو دیکھتے نظریں جھکا گئے۔۔۔ پریشاں گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔ ملازمہ جلدی سے پریشاں کی طرف بڑھی۔۔۔ "بیگم صاحبہ آپ کہاں جا رہی ہے۔۔۔" ملازمہ نے نظریں جھکائے پوچھا۔۔۔ زرغام جو کہ اوپر ٹریس پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں جو س کا گلاس تھا۔۔۔

زرغام نے ملازمہ کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔۔۔ ملازمہ پریشاں سے دور ہوئی تھی۔۔۔ پریشاں جلدی سے گاڑی میں بیٹھتے کیز گھوماتے گاڑی سٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔ "گیٹ کھولو۔۔۔" پریشاں گیٹ کیپر کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن اس نے ان سنی کی تھی۔۔۔ "گیٹ کھولو۔۔۔" پریشاں چلاتے ہوئے

بولی۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ "کتنی بیوقوف ہے۔۔۔ اسے لگتے ہے۔۔۔ کہ اتنی آسانی سے میری حویلی سے چلے جائے گی۔۔۔ اور میں جانے دو گا۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے جو س ختم کرتے میز پہ رکھتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

گیٹ کھولتے ہی پریشاں گاڑی لیے حویلی سے باہر نکلی چکی تھی۔۔۔ پریشاں نے باہر نکلتے ہی سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ کہ وہ اب آزاد ہے۔۔۔ وہ حویلی واپس جاسکتی ہے۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیٹوڈ نمبر 75 پارٹ 1

زرغام جو کہ کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔ کچھ سوچتے واپس کمرے میں آیا۔۔۔ اپنی جیکٹ پہنتے وہ کیز جیب میں رکھتا پھر سے باہر نکلا۔۔۔ زرغام سڑھیاں اترتے نیچے آیا تھا۔۔۔ شاہ در، نمل دونوں ابھی داخل ہوئے تھے۔۔۔ زرغام ان کو دیکھ کر روکا تھا۔۔۔ "بابا۔۔۔ بہت مزا آیا۔۔۔" شاہ در نے زرغام کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "بابا ماما کہاں ہے۔۔۔" شاہ در نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "بھاگ گئی۔۔۔" وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔۔۔ "ماما کی میڈیسن لینے جا رہا ہوں۔۔۔ نمل اس کا خیال رکھنا۔۔۔ کھانا کھا کر دونوں سو جانا۔۔۔ لیٹ ہو جائے گا۔۔۔ خیال رکھنا اپنا۔۔۔" زرغام نمل شاہ در دونوں کی پیشانی چومتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ زرغام کار پیوچ میں آیا ہی تھا۔۔۔ کہ ملازم پہلے سے ہی وہاں کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام بانیک کے انجن میں کیز لگاتے باہر نکلا تھا۔۔۔ زرغام کی بانیک ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ "تم بہت ہی احمق

عورت ہوں۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ اس کی نظر سامنے جاتی ہوئی گاڑی پر تھی۔۔۔ زرغام سپیڈ خطرناک حد تک تیز کرتے اس کی گاڑی کی طرف بڑھاتا تھا۔۔۔ پریشاں نے مرار میں سے اسے بائیک پہ دیکھتے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ جب گاڑی ہچکولے لے رہی تھی۔۔۔ زرغام نے دانت بھینچے تھے۔۔۔ زرغام بائیک کی سپیڈ تیز کرتے اس کی گاڑی کے سامنے جا کر روک چکا تھا۔۔۔ زرغام نے ہلیٹ اتار کر گاڑی پر رکھا تھا۔۔۔ پریشاں نے گاڑی ریسورس کی تھی۔۔۔ زرغام ایک ہی جست میں اس کی گاڑی تک پہنچا تھا۔۔۔ پریشاں سے گاڑی بھی سٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔۔۔ پریشاں چابی کو گھوما ہی تھی۔۔۔ لیکن گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اس نے شیشے پہ ہلکا سا نوکڑ کیا تھا۔۔۔ "کھولوا سے۔۔۔" زرغام نرمی سے بولا تھا۔۔۔ پریشاں نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اور گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ "کھولوا سے۔۔۔ اگر میں نے کھولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔" زرغام چلایا تھا۔۔۔ "تت۔۔۔ تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ زرغام نے اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے گاڑی کی ونڈ سکرین پہ مارا تھا۔۔۔ پریشاں چیختے ہوئے چہرے جھکا گئی۔۔۔ زرغام کے ہاتھ میں کانچ پیوست ہوا تھا۔۔۔ پریشاں دوسری طرف سے نکلتے ہوئے باہر بھاگی تھی۔۔۔ زرغام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

زرغام بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف کچھ ہی قدم چلتے پہنچ چکا تھا۔۔۔ اس نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ پریشاں اس کے چوڑے سینے سے ٹکرائی

تھی۔۔۔ اسے اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ زرغام اسے لیے بانیک کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے بانیک پہ بیٹھتے اسے اپنے آگے بٹھایا تھا۔۔۔ پریشاں کی دونوں ٹانگیں ایک طرف تھی۔۔۔ زرغام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے اپنی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔۔ "اگر تم نے یہ ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔۔ تو تمہارے ٹکڑے کر کے جانوروں کو کھلاؤ گا۔۔۔" زرغام نے بولتے ہی بانیک سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔۔ پریشاں زرغام کی گردن کے گرد حصار ابھی بھی بنائے رو رہی تھی۔۔۔ جس سے زرغام کو اس کی ناز کی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جس سے زرغام کے جواں جذبات بیدار ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

زرغام نے تھوک نگلاتا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے لیے مصیبت بنی ہوئی تھی۔۔۔ نہ ہی وہ اس کے قریب جانا چاہتا تھا۔۔۔ نہ ہی اسے خود سے دور جانے دے سکتا تھا۔۔۔ زرغام کی بانیک فام ہاؤس کے کارپیوچ میں آکر روکی تھی۔۔۔ زرغام کی بانیک بند ہوتے ہی پریشاں جو نظریں جھکائے رو رہی تھی۔۔۔ بانیک سے اتری تھی۔۔۔ زرغام بھی بانیک سے اتر۔۔۔ "یہ۔۔۔ یہ کہاں لے آئے ہوں۔۔۔" پریشاں لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے خوفزدہ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ "تم بھول بھی گئی۔۔۔ اس جگہ کو۔۔۔" زرغام نے بانیک سے اترتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

پریشاں نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے اس کی کلائی پکڑے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اندر کی طرف بڑھتے ہی پریشاں کی سانسیں روکی تھی۔۔۔ پریشاں کے قدم روکے تھے۔۔۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ "مم۔۔۔ میں نہیں جاؤ گی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ آخر کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔ اس فام ہاؤس کو۔۔۔ جہاں اس نے گھوٹ گھوٹ کر ناجانے کتنا ٹائم گزارا تھا۔۔۔۔۔ زرغام نے اس کی کلائی زور سے اپنی طرف کھینچی

تھی۔۔۔ پریشاں پھر سے اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ "تم سے تمہاری رائے نہیں پوچھی۔۔۔" زرغام پھر سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام نے اندر آتے ہی پریشاں کو زمین پہ پھینکا تھا۔۔۔ وہ اوندھ منہ زمین پر گری تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف بڑھتے زمین پہ پنچوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ "منع کیا تھا۔۔۔ مت بھاگنا۔۔۔ ورنہ موت مانگو گی۔۔۔ پناہ مانگو گی۔۔۔ لیکن تم بہت احمق عورت ہوں۔۔۔ تم نے سوچا۔۔۔ تم بھاگ جاؤ گی۔۔۔ تم حویلی سے نکلی۔۔۔ کیونکہ میں نے چاہا تھا۔۔۔ ورنہ تم ایک قدم باہر نہ رکھ سکتی۔۔۔" زرغام اس کا جبرہ خطرناک حد تک دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔

"کیوں لائے ہوں۔۔۔ مجھے یہاں۔۔۔" پریشاں گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔۔۔ "تمہاری سزا دینے۔۔۔ ایسی بدتر سزا دو گا۔۔۔ تم موت مانگو گی۔۔۔" زرغام اس کے وجود کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشاں اس کی نظروں کا اور اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام خان اسے بازو سے دبوچتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس کی چادر کھینچتے بیڈ پہ اچھال گیا۔۔۔ پریشاں دونوں ہاتھ اپنے سینے پہ رکھتے خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اسے استنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ اس کے سینے سے ہٹا چکا تھا۔۔۔ "شوہر سے شرم آرہی ہوں۔۔۔" زرغام نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "تم جیسی بد کردار عورتیں جو کہ باہر اپنی نمائش کرتی ہے۔۔۔ اور شوہر کے سامنے ایسے ڈھونگ کرتی ہے۔۔۔ اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ قیامت خیز حسن ہے تمہارا۔۔۔ تمہاری آنکھیں تمہارے ہونٹ تمہارا حسن قیامت ہے۔۔۔"

"یہ آنکھیں یہ مستی

یہ پلکیں یہ کاجل

زرغام بولتے اس کی آنکھوں کو بے دردی سے انگلی مسل چکا تھا۔۔۔

یہ زلفیں یہ خوشبو

یہ چوڑی یہ پیال

"زرغام نے پریشاں کا ہاتھ پکڑتے اس کی کلائی پہ ہونٹ رکھا۔۔۔ پھر اس کے پاؤں پہ نظر ڈالی۔۔۔

"قیامت قیامت قیامت

قیامت قیامت

"تم حقیقت میں ہی قیامت ہوں۔۔۔ لیکن مجھے تمہارے اس قیامت خیز روپ سے گھن آتی

ہے۔۔۔" زرغام نفرت آمیز لہجے میں بولتے اس کی کلائی کھینچتے واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

پاؤں کی ٹھوکر سے واشروم کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام اسے لیے

shower enclosures کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام اندر داخل ہوتی شاہر آون کر

گیا۔۔۔ اور اس نے شاہر کے اوپر لگا بٹن دبایا تھا۔۔۔ جس سے شاہر ایکسوسلر کے دروازے بند ہوئے

تھے۔۔۔ اور اپنی اس کے اندر بھرنا شروع ہوا تھا۔۔۔ پانی تیزی سے دونوں پہ گرتا دونوں کو بھیگو چکا

تھا۔۔۔ زرغام اسے شاہر ایکسوسلر کے ساتھ لگاتے اس کی گردن پہ ہاتھ رکھتے اس کے ہونٹوں کو اپنی

گرفت میں لے گیا۔۔۔ پریشاں نے اپنے ہاتھ اس کے چوڑے سینے پہ رکھا تھا۔۔۔ زرغام اس کی گیلی

فراک کی زپ نیچے کھسکاتے اس کی فراک کندھوں سے نیچے کھسکا گیا۔۔۔ اس کی فراک زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔۔ پریشاں نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔۔ زرغام کا ایک ہاتھ بے باکی سے اس کے وجود کو چھو رہا تھا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ اس کی گہریوں کو بے باکی سے چھوتے پریشاں کو سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔

پانی شاوڑا کیو لسر میں بھرنے کی وجہ سے دونوں کے پاؤں زمین سے اوپر تھے۔۔۔ پریشاں کو سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔ کچھ اتنے گہرے پانی میں ہونے اور پھر زرغام اس کی سانسیں روک رہا تھا۔۔۔ زرغام اسے چھوڑتے خود اوپر کو ہوا تھا۔۔۔ اب زرغام کا چہرہ پانی سے باہر تھا۔۔۔ باقی وہ پانی میں تھا۔۔۔ لیکن پریشاں سر سے پاؤں تک پانی میں تھی۔۔۔ وہ ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔۔ اس کی سانسیں روکنے کو تھی۔۔۔ لیکن اسے تیرنا نہیں آتا تھا۔۔۔ وہ ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔۔ اور زرغام اس کی طرف دیکھتے مدھم سا مسکرایا۔۔۔ پریشاں ہاتھ مارتے ہوئے زرغام کا پاؤں پکڑتے اسے کمر سے جکڑتے اوپر ہوتے اس کے گلے میں باہوں کا حصار بنا گئی۔۔۔ "مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں مرنا۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ اسے بند کرو۔۔۔ میری سانسیں روک جائے گی۔۔۔" پریشاں اس کی گردن کے گرد حصار بنائے چینخی تھی۔۔۔ زرغام پر سکون تھا۔۔۔ زرغام نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشاں نے ڈرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"کہا تھا۔۔۔ مت جاؤ۔۔۔ پناہ مانگو گی۔۔۔ لیکن تم نے اپنے کی۔۔۔ اب برداشت بھی کرو۔۔۔ زرغام بولتے ہی اس کے بازو اپنی گردن کے گرد سے ہٹا چکا تھا۔۔۔ پریشاں پھر سے نیچے کو گئی تھی۔۔۔ وہ پھر سے ہاتھ پاؤں مارنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نیچے جاتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے اوپر

آیا۔۔۔ "نہیں مرنے دو گا۔۔۔ بچالوں گا۔۔۔ مگر تمہیں وہی کرنا پڑے گا۔۔۔ جو میں کہوں
 گا۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں گھرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ وہ زرغام
 کی گردن کے گرد حصار بنائے سانس لے رہی تھی۔۔۔ "جج۔۔۔ ج۔۔۔ جو بو۔۔۔ و۔۔۔ لو
 گ۔۔۔ گے۔۔۔ کرو گی۔۔۔ و۔۔۔ وعدہ کرتی ہوں۔۔۔ ا۔۔۔ اب۔۔۔ ب۔۔۔ ہ۔۔۔ بھاگوں
 گی۔۔۔ بھی نہیں۔۔۔" پریشاں گھرے سانس لیتے ہوئے ٹوٹے لفظوں سے بولی۔۔۔ وہ اپنی جانے
 بچانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو چکی تھی۔۔۔ "گریٹ۔۔۔" زرغام مسکرایا۔۔۔ زرغام اس
 نے بٹن کو اوف کیا تھا۔۔۔ اس کے اوف ہوتی ہی پانی تیزی سے کم ہو رہا تھا۔۔۔ زرغام اسے لیے نیچے ہوا
 تھا۔۔۔ پریشاں کو پھر سے سانس روکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پانی تیزی سے ختم ہوا تھا۔۔۔ جس
 سے پریشاں کی سانس بحال ہوئی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 75 پارٹ 2

زرغام پریشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پریشاں زرغام کی گردن کے گرد حصار بنائے سانس
 لے رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی حالت کی پرواہ کیے بنا اس کے قریب ہو رہی تھی۔۔۔ پریشاں اس وقت سردی
 کی وجہ سے بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔ زرغام کو اس کی ناز کی اپنے سینے میں بجتی بخوبی محسوس ہو رہی

تھی۔۔۔ زرغام سرد سرخ نظروں سے اسے گھورتے اپنی گود میں اٹھاتے شاور لہنکیو لہسے باہر آیا۔۔۔ پریشاں کانپتے ہوئے اپنی حالت کو دیکھتے زرغام کے سینے میں چہرہ چھپا چکی تھی۔۔۔ اس حالت میں اس کے سامنے وہ جیسے مرنے کو تھی۔ مگر مقابل کہاں اس پر رحم کھانے والے تھا۔۔۔ زرغام اسے لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹاتے زرغام اپنی شرٹ اتارتے دور اچھال گیا تھا۔۔۔ زرغام اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ پریشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ وہ ابھی تک کانپتے آنے والے لمحات کا سوچتے بری طرح لرز رہی تھی۔۔۔ کچھ سردی اور کچھ مقابل کی سرد سرخ آنکھیں اسے خوف کھانے پر مجبور کر رہی تھیں۔ "اگر تم نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو تمہیں اب کی بار ساری رات اس میں پھینک دو گا۔۔۔ اور کوئی نکالنے والا نہیں ہو گا۔۔۔" زرغام اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بر فیلے لہجے میں بولا۔۔۔

پریشاں نے ہیچکی لی تھی۔۔۔ کا قدر ظالم انسان تھا یہ!! "ہچکیوں لوں۔۔۔ آنسو بہاؤ۔۔۔ یا پھر سانسیں روک جائے گے۔۔۔ لیکن تمہارے یہ ہاتھ میری بوڈی سے ٹچ ہوئے تو میں تمہارا وہ حال کرو گا۔۔۔ خود کو دیکھ بھی نہیں سکوں گی۔۔۔ اور اگر تمہارے یہ نازک ہاتھ میری بوڈی کو ٹچ نہ ہوئے تو البتہ یہ ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ شاید میں تم پر ترس کھالوں۔۔۔" زرغام اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ "پپ۔۔۔ پلینز۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔" پریشاں کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھیماسا مسکرایا۔۔۔ "میرے نزدیک جو غلطی کرے۔۔۔ اس کی معافی نہیں ہوتی۔۔۔ اسے سزا ملتی ہے۔ جیسے ابھی تمہیں ملے گی۔۔۔ تمہاری پور پور پر اپنی شدتوں کی چھاپ نہ چھوڑ دی۔۔۔ تو پھر کہنا۔۔۔" زرغام اس کے آنسو کو نظر انداز

کرتے ہوئے بولتے اس کے گلابی ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ پریشاں کی نیلی آنکھیں آنسو سے تر ہوتی بند ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کے ہر آنسو کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے کبھی اوپر والے لب پر اپنی شدتیں ڈھاتا تو کبھی نچلے لب کو اپنی گرفت میں لیتا۔ مقابل کی پرواہ کیے بغیر وہ اس کی سانسیں تیزی اور شدت سے انہیل کر رہا تھا۔۔۔ پریشاں خاموشی سے اس کے حصار میں بے بس پڑی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

زرغام اس کے ہونٹوں کی اچھی طرح اپنی شدت سے قندھاری کرتے فوراً ہی اس کی گردن پر جھکا۔ وہ یہاں اپنی شدتوں کے سرخ نشان چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ پریشاں خاموشی سے سسکتے ہوئے پڑی مقابل کا آگ کی مانند سلگتا لمس اپنی گردن پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زرغام کے ہونٹ نیچے کو سرکتے اس کے دل کے مقام پر آئے۔۔۔۔۔ وہ اس کی بلیک سٹریپ کو دونوں سائیڈ سے نیچے کھسکاتے اس کے دل کے مقام پہ زور سے دانت گاڑھ گیا۔۔۔ "تم خوبصورت ہوں۔۔۔ بلا کی خوبصورت ہوں۔۔۔ لیکن تمھاری خوبصورتی کسی کام کی نہیں۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ تمھارے قریب آنے پر مجھے اپنا کردار مشکوک لگ رہا ہے۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بریلے لہجے میں بولا۔۔۔ "تو مت آؤ۔۔۔ میرے قریب میں کون سا تمھاری قربت کے لیے مرے جارہی ہوں۔۔۔" پریشاں اپنی حالت کی پرواہ کیے بنا چیخنی تھی۔۔۔۔۔ زرغام نے اس کے چیخنے پر غصے سے پاگل ہوتے اس کا جبرہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔۔ "تم کیوں مرو گی۔۔۔ تمھیں میرے علاؤہ اور بھی بہت ہوں گے۔۔۔ اپنی قربت بخشنے والے۔۔۔ تمھاری سسکیوں سننے والے۔۔۔ تمھاری ان زہریلی آنکھوں کو بہانے والے۔۔۔" زرغام اس کا جبرہ دبو چتے ہوئے غرایا۔۔۔ وہ خطرناک حد تو اس کے جبرے پر اپنی گرفت مضبوط کیے ہوئے تھا۔۔۔ پریشاں کو اپنا

جبرہ ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔۔۔ ایک جھٹکے سے اس کا جبرہ اچھوڑتے ذرغام نے اسے گھورتے ہوئے ہر پردے سے آزاد کرتے اس کی گہریوں پہ جھکتے اس نازک حصے پر اپنے دانت گاڑے۔۔۔۔۔ پریشاں چینچی تھی۔۔۔ مقابل کا ہے درد وار اس نازک سے حصے پر اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ زرغام اوپر ہوتے ایک بار پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ زرغام بے باکی سے اس کی دھڑکنوں پہ ہاتھ پھیرتے اسے مزید سکھنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ پریشاں نے اپنا ہاتھ اس کی بوڈی کو ٹیچ نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ وہ مقابل کی دی گئی وارنگ کو اچھی طرح اپنے دماغ میں رکھے ہوئے تھی۔۔۔ لیکن آنسو اس کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔۔۔ زرغام اس کی گردن پہ جھکتا اپنی شدتوں کی برسات کرتے ہاتھ اس کی گہریوں تک لے جاتے اس کی چینچی سنتا پر سکون ہوا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر ایسے ہی اسے تڑپانے کے بعد زرغام خود بھی اسی کی حالت میں آتے ایک ہی جست میں اس میں سما یا تھا۔۔۔۔۔ پریشاں کا سارا خون نچوڑ کر چہرے پر آیا تھا۔۔۔ اس کی چینچی پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔ زرغام اس کی چینچی سنتا اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ پریشاں بے بس ہوتے اس کے سینے پہ ہاتھ جما گئی۔۔۔ زرغام اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑتے بیڈ کراؤن سے لگاتے اس کی گردن اور دھڑکنوں پہ اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔ پریشاں اپنی اپنی بے بسی پہ آنسو بہتے اپنے حواس کھو چکی تھی۔۔۔۔۔ زرغام اس کے ساکت وجود کو دیکھتے ایک بار پھر سے اس کی گہریوں میں اتر آیا تھا۔۔۔۔۔ پریشاں بے ہوشی کی حالت میں بھی سسکی تھی۔۔۔ زرغام اس کے وجود میں کوئی ہلچل نہ دیکھتے اس پر سے اٹھتے اپنے گرد پاس پر اٹاؤل لپیٹ کر اس پہ بلینک دیتا وائٹروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

زرغام شاور کے نیچے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ شاور کا پانی تیزی سے اس پہ گرتے اس کے وجود کو گیلیا کر رہا تھا۔۔۔ زرغام شاور اینکیولسر سے سرٹکائے ہوئے تھا۔۔۔ "اگر اسے پہلے کسی نے چھوا نہیں تھا۔۔۔ تو پھر وہ کوٹھے پہ کیوں گئی تھی۔۔۔ دو دفعہ اس نے اسے کوٹھے سے پکڑا تھا۔۔۔ ایک دفعہ نکاح سے پہلے ایک دفعہ نکاح کے بعد۔۔۔ کیوں آخر کیوں گئی تھی۔۔۔ وہ کوٹھے پر۔۔۔ اگر اس کے علاوہ کسی نے اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔ تو وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔ ان بدنام گالیوں میں۔۔۔ بہت سے سوال اس کے ذہن میں چل رہے تھے۔۔۔ لیکن ایک بھی سوال کا جواب نہیں تھا۔۔۔ زرغام اپنا ہاتھ گاؤن پہنتے کمرے میں آیا۔۔۔ پریشاں ابھی ابھی اسی حالت میں تھی۔۔۔ زرغام نے اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ چہرے سے معصوم لگتی تھی۔۔۔ لیکن وہ کیا واقعی ہی معصوم تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔

زل اپنی لونگ بلیک وائٹ پٹھانی فراک پہنے کھڑی تھی۔۔۔ جو کہ اسے لوز تھی۔۔۔ زل اپنی فراک کی ڈوریاں کھولتے اسے ٹائٹ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جو کہ اس سے بند نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ زل اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے واپس آگے کر گئی۔۔۔ زل نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے گہر اسانس لیا۔۔۔ "بہت مشکل ہے۔۔۔" وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی جو کہ ابھی فریش ہو کر آیا تھا۔۔۔ اسے یوں مرار کے سامنے کھڑے دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "کیا ہوا وائفی۔۔۔" غزنوی نے زل کی طرف بڑھتے اس کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔۔ "آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ اگر غازیہ اٹھ گئی۔۔۔" زل اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیا

سوچے گی۔۔۔ یہی سوچے گی۔۔۔ اس کے بابا اس کی ماما کو کتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔ "غزنوی خمار آلود لہجے میں بولتا اس کی پیچھلی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔" زل اس کے لمس کو محسوس کرتے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ غزنوی اس کی ڈوریاں پکڑتے انہیں مزید کھولتے اس کی کمر پہ ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ دروازے نوکڈ ہونے پر زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی بیڈ سے اس کی چادر اٹھاتے اس پکڑاتے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

غزنوی نے دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے ہی ورشاں تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔ ورشاں اندر آئی۔۔۔ زل کو ڈریسنگ مرار کے ساتھ لگے دیکھ کر ورشاں ہلکا سا مسکراتے ہوئے غازیہ کو گود میں اٹھاتے زل کی طرف بڑھی۔۔۔ "دیدہ۔۔۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔

ورشاں غازیہ کو گود میں اٹھائے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ "لالالے کر جا رہی ہوں۔۔۔ غازیہ کو۔۔۔" ورشاں بولتے باہر نکل گئی۔۔۔ غزنوی دروازے نوکڈ کرتے ہوئے زل کی طرف آیا۔۔۔ "ویسے میں سوچ رہا تھا۔۔۔ ایک اور بے بی پلین کر لے۔۔۔" غزنوی زل کے پیٹ کے گرد حصار بناتے اس کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "غزنوی ابھی غازیہ بھی چھوٹی سی ہے۔۔۔" زل حیرانگی سے بولی۔۔۔ "میری جان۔۔۔ تم کیا چاہتی ہوں۔۔۔ غازیہ جب بیس پچیس کی ہو جائے۔۔۔ تب ہم بے بی پلین کرے۔۔۔" غزنوی زل کی چادر اتارتے اس کے بال آگے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میرا۔۔۔" زل نظریں جھکائے بولی۔۔۔ "اگر تمہارا یہ مطلب بھی ہوتا۔۔۔ تو بھی غازیہ کا بہن بھائی آ جانا تھا۔۔۔" غزنوی اسے بے باکی سے چھوتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔ "ویسے والئی ابھی بھی تمہارا فیکر ویسا ہی ہے۔۔۔۔۔" زرغام اسے بغور دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔۔۔ "آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ میں موٹی ہو جاتی۔۔۔۔۔" زمل اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "اللہ نہ
 کرے۔۔۔۔۔ موٹی لڑکیاں اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔
 "اگر میں موٹی ہو جاتی۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔" زمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ "پھر میں نے
 دوسری شادی کر لینی تھی۔۔۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ زمل اسے غصے سے دیکھتے اس کے
 پیٹ میں کوئی مارتے اس سے دور ہوئی۔۔۔۔۔ "آپ دوسری شادی کرتے۔۔۔۔۔ تو میں کیا آپ کی اور آپ
 کی بیوی کے لیے کمر اسجاتی۔۔۔۔۔" زمل غزنوی کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "اگر تمہاری یہ ہی خواہش
 ہے۔۔۔۔۔ تو میں دوسری شادی کر لیتا ہوں۔۔۔۔۔ تم سجالینا۔۔۔۔۔" غزنوی اس کی طرف بڑھتے ہوئے
 بولا۔۔۔۔۔ "غزنوی میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔۔۔۔ اگر آپ نے ایسا سوچا بھی۔۔۔۔۔" زمل غزنوی کی
 گردن پہ ناخن مارتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "یار تم ایسے ریکٹ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ جیسے میں نے تمہارے
 سامنے تمہاری سوتن لا کر کھڑی کر دی۔۔۔۔۔" غزنوی اس کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے
 بولا۔۔۔۔۔ "اگر کبھی اللہ نہ کرے۔۔۔۔۔ ایسا ہوا۔۔۔۔۔ تو دوبارہ ٹانگوں پہ کھڑے نہیں رہ سکے
 گے۔۔۔۔۔" زمل اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

لاونج میں آئمہ خان، رابیہ خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ سامنے صوفے پر ورشاں غازیہ جو گود میں لیے بیٹھی
 ہوئی تھی۔۔۔۔۔ "پھوپھو جانی۔۔۔۔۔" غازیہ نے چھوٹا سا ہاتھ اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔۔"میری جان۔۔۔مجھے چاچو کی جان بولا کرو۔۔۔"ورشٹاں پیار سے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔"چاچو کی جان۔۔۔"غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔جان عالم پیچھے کھڑا مسکرایا۔۔۔جان عالم ورشٹاں کے پیچھے کھڑا ہوتا اس کی گردن کے گرد سے بازو نکالتے غازیہ کے گال کھینچنے لگا۔۔۔ورشٹاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔"چاچو کی جان۔۔۔ابھی جو آپ کی چاچی نے کہا۔۔۔وہ میں نے سن لیا۔۔۔"جان عالم مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔

ورشٹاں اپنی نظریں غازیہ پہ جما گئی۔۔۔"پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔"جان عالم ورشٹاں کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔۔ورشٹاں نے جان عالم کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔۔"مائی لٹل وائف آپ اپنے ہاتھوں کو کنٹرول میں رکھے۔۔۔ورنہ سب کے سامنے میں نے ہاتھ لگایا۔۔۔تو پھر سرخ ہوتے سب کو جواب دینا پڑے گا۔۔۔"جان عالم ورشٹاں کو آنکھوں سے اشارہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔ورشٹاں جان عالم کا اشارہ سمجھتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔ورشٹاں اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے مسکرائی۔۔۔

"That's a like a good girl"

جان عالم نے ورشٹاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ورشٹاں نے جان عالم کو گھورتے ہوئے اس کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔"او کے مائی لٹل وائف۔۔۔"جان عالم بولتے ہوئے ورشٹاں کو اپنی کہی کے مطابق بے باکی سے چھوچکا تھا۔۔۔ورشٹاں سرخ ہوئی تھی۔۔۔جان عالم اس کی حالت دیکھتے مسکراتے ہوئے ورشٹاں کے ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔"کیا ہوا۔۔۔"غازیہ ورشٹاں کے لال ہوتے عارض کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"جان۔۔۔اپ کے چاچو بد تمیز ہے۔۔۔نا اسی لیے جب مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ایسا ہی ہوتا

ہے۔۔۔"ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔"نہیں جان۔۔۔اپ کی پھوپھو ڈرتی تو بلکل نہیں ہے۔۔۔جنگلی بلی کی طرح ناخن مارتی ہے۔۔۔"جان عالم نے پیار سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔"آ۔۔آ۔۔اپ ورشاں بولتے ہوئے چپ ہوئی تھی۔۔۔"کیا میں۔۔۔"جان عالم نے اس کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔

"عالم۔۔۔آفس نہیں جانا۔۔۔"غزنوی سڑھیاں اترتے ہوئے بولا۔۔۔"تو چلا جا۔۔۔میں آ جاؤ گا۔۔۔ویسے بھی چار سال سے نہیں گیا۔۔۔اب چلا جا۔۔۔"جان عالم اسے استنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"تو کیا ہر بات پہ مجھے بیویوں کی طرح طعنے بیگو بیگو کرتا ہے۔۔۔"غزنوی اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔"تجھ جیسے بغیرت سے بہن کی شادی کر کے پچھتا رہا ہوں۔۔۔خود کیوں کرنی تھی۔۔۔"جان عالم بھی اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔"ویسے تو میرے کسی کام بھی نہیں ہے۔۔۔"غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"تو میرے کون سا کام کا ہے۔۔۔"جان عالم نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔"دیکھ ابھی تو جا نہیں رہا۔۔۔میں جاؤ گا۔۔۔تیرے کام آیا

نہ۔۔۔سالے عزت کیا کر میری۔۔۔تیری بہن کا شوہر ہوں۔۔۔"غزنوی نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"تو بھی میرا سالہ ہی ہے۔۔۔مجھے کون سا تیری بہن نے گود لیا ہے۔۔۔"جان عالم جواباً

اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔"ابھی میری بہن کے اتنے بھی برے دن نہیں آئے۔۔۔کہ تجھ جیسے کو گود لے۔۔۔"غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔"میری بہن کے تو برے دن آگئے نا۔۔۔تجھ جیسا گھٹیا شخص مل گیا۔۔۔"جان عالم بھی مسکرایا۔۔۔"سالے صاحب گھٹیا نہیں میں بہت ہی گھٹیا شخص ہوں۔۔۔"غزنوی ایک جلا دینے والی مسکراہٹ چہرے پہ لیے بولتے رابیہ خان کی

طرف بڑھا۔۔۔"مورے۔۔۔"غزنوی رابیہ خان کی طرف بڑھتے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے

رابیہ خان کا ہاتھ چومتے ان کی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔"مورے۔۔۔کیا آپ مجھ سے ناراض

ہے۔۔۔"غزنوی رابیہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"نہیں ہم تم سے ناراض نہیں ہے۔۔۔ہم

کیوں اپنا بیٹا سے ناراض ہو گے۔۔۔"رابیہ خان نے پیار سے غزنوی کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔"مورے مجھے لگا۔۔۔شاید آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔۔"غزنوی رابیہ خان کا ہاتھ چومتے

ہوئے بولا۔۔۔

"لالا میں بھی یہی ہوں۔۔۔"ورشیاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔غزنوی اٹھتے ورشاں کی

طرف بڑھا۔۔۔"میری جان۔۔۔میں اپنی چھوٹی سی پیاری گڑیا کو کیسے بھول سکتا ہوں۔۔۔"غزنوی نے

ورشیاں کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔"مجھے لگا لالا۔۔۔"ورشیاں

ناراضگی سے بولی۔۔۔"نہیں میرا بچہ۔۔۔"غزنوی پیار سے بولتے ہوئے اٹھا۔۔۔"شام میں اپنی گڑیا

کے پاس ہی بیٹھو گا۔۔۔ابھی آفس جانا ہے۔۔۔"غزنوی پیار سے بولتے ہوئے اٹھا۔۔۔"جی

لالا۔۔۔"ورشیاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"خیال رکھنا۔۔۔حویلی میں جانور کھولے ہوئے

ہے۔۔۔"غزنوی جان عالم کو ورشاں کی طرف آتے دیکھ کر بولا۔۔۔"کیوں۔۔۔کیا تو آفس نہیں جا

رہا؟؟؟"جان عالم نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"تیری بات کی۔۔۔"غزنوی اسے

گھورتے ہوئے بولا۔۔۔"میری جان۔۔۔میں نے بھی تیری ہی بات کی۔۔۔میں نے کون سے تیرے

بھوت کی بات کی۔۔۔"جان عالم مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھا۔۔۔"بھاڑ میں جا۔۔۔"غزنوی بولتے

ہوئے باہر نکلا۔۔۔"آجادونوں ساتھ چلتے ہیں۔۔۔"جان عالم قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔"کیوں

میرے لالا کو تنگ کرتے ہیں۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ "تمہارا لالا کیا مجھ پر پھول برسا کر گیا ہے۔۔۔ لالا کی چمچی۔۔۔" جان عالم بول کر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں اس کے اتنے عجیب سے نام پر اس کی پشت کر گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 76 پارٹ 1

ورشاں نے سرمارتے ہوئے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ "ماما جان۔۔۔ چاچو۔۔۔ چاچو کی جان کو بول کر گئے ہے۔۔۔ لالا کی چمچی۔۔۔" غازیہ اپنے چھوٹے سے ہاتھ چہرے پہ رکھتے ہستے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زمل اس کی بات پہ مسکرائی۔۔۔ "غازیہ کے چاچو میں دماغ کی کمی ہے۔۔۔ نا اسی لیے اتنے عجیب نام لیتے ہے۔۔۔" ورشاں بھی مسکرائی۔۔۔ "یا ایک بات بتاؤ۔۔۔ تمہیں اور لالا کو جھگڑنے کے علاوہ کوئی کام نہیں۔۔۔" زمل ورشاں کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میں تو نہیں جھگڑتی آپ کے لالا ہی جھگڑا کرتے ہے۔۔۔" ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ "اس کے منہ میں تو زبان نہیں ہے۔۔۔ اسی لیے بیچاری جواب نہیں دیتی۔۔۔" جان عالم سڑھیاں اترتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ "اتنی یہ خود لمبی نہیں جتنی اس کی

زبان ہے۔۔۔ ٹڈی۔۔۔ "جان عالم باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جان عالم کی پشت کی طرف دیکھا۔۔۔

جان عالم لاونج تک جاتے روکا تھا۔۔۔ اور پھر پلٹا۔۔۔ "ایسے دیکھو گی۔۔۔ تو جان نہیں سکو گا۔۔۔" جان عالم ورشاں کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلا۔۔۔ اسے کیسے پتہ چلا۔۔۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔۔۔ ورشاں غازیہ زمل کی جھولی میں بیٹھاتے اوپر کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے پیچھے اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم پہ ایک نظر ڈالتے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "ناراض ہوں۔۔۔" جان عالم نے پیار سے اس کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کسی ایرے غیرے سے ناراض ہونے کی۔۔۔" ورشاں کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔ "یہ ایرا غیر اتم پہ بہت حق رکھتا ہے۔۔۔" جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں ہے۔۔۔" ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیوں نہیں ہے۔۔۔" جان عالم نے ابرو اچکائی۔۔۔ "میں لالا کی چمچی ہوں۔۔۔ اسی لیے دور رہے مجھے سے۔۔۔" ورشاں لالا کی چمچی پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ "جب میرا دل چاہے گا۔۔۔ میں اپنا حق لے لوں گا۔۔۔ مجھے اس لالا کی چمچی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ میں چاہوں تو ابھی لے لوں۔۔۔ لیکن موڈ ہی نہیں بنتا۔۔۔" جان عالم ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اسے آنکھیں پھیلاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ لیکن جان عالم اسے چھوڑتے ہوئے باہر جا چکا تھا۔۔۔

"اب اس بات کا کیا مطلب تھا۔۔۔" ورشاں اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ "ایک تو ہر وقت اس طرح ریکٹ کرتے ہے۔۔۔ جس طرح بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔" ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ "شاید مجھ سے محبت کرتے ہوں۔۔۔" ورشاں نے ٹھوڑی پہ انگلی رکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ "نہیں اگر جان خان مجھ سے محبت کرتے ہوتے تو کبھی مجھے خود سے دور نہ کرتے۔۔۔" اگلے ہی پل خیال آتے ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

(ماضی)

اب ورشاں کی رونے کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ غزنوی، زرغام باہر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ "جان خان۔۔۔ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔۔ آپ کی ورشاں آپ کی بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔" ورشاں ہچکیاں لیتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ اپ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ میں روزانہ سکول جاؤ گی۔۔۔" اب آپ کو تنگ بھی نہیں کرو گی۔۔۔ "ورشاں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم ساکت وجود لیے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اور ورشاں اس کے ہاتھ کو پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔ آنکھیں بند ہونے سے پہلے بھی جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ پلیز اٹھ جائے۔۔۔" ورشاں جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشاشاں جان عالم كے پاس ٲى چسٲر ٲه بٲٲٲه۔۔۔ اس كے هاآه كے پاس اٲنا سر ركھے سوچكى
آهى۔۔۔ غزنوى؁ زرغام نے راء باهر كر سىوں ٲه گزارى آهى۔۔۔ غزنوى اندر جان عالم كو دىكهنے آىا
آها۔۔۔ ورشاشاں كو جان عالم كے پاس سويا دىكه كر غزنوى كے چهره ٲه هلكى سى مسكرا هٲ آئى
آهى۔۔۔ "ورشاشاں۔۔۔" غزنوى نے اس كے چهره كو هلكا سا آهٲٲهٲاىا۔۔۔ ورشاشاں نے آهورى سى آنكهى
كهولآه هوءے غزنوى كى طرف دىكها۔۔۔

"اٲٲو حوىلى چلو۔۔۔ ناشآه كر نا ٲه۔۔۔" غزنوى ورشاشاں كى طرف دىكهآه هوءے بولا۔۔۔ "نهل سى
جان آان كو چهور كر نهل جاؤكى۔۔۔" ورشاشاں نے جان عالم كا هاآه اٲنہ دونوں چهورے چهورے هاآهوں
سى ٲكٲرا۔۔۔ غزنوى كى آنكهى ٲهر سه نم هوى آهى۔۔۔ غزنوى كمرے سه باهر نكل گىا۔۔۔ ورشاشاں
جان عالم كا هاآه ٲكٲرے بٲٲهى هوى آهى۔۔۔ ڈاكٲر اوندٲه آىا هوا آها۔۔۔ جان عالم كے هاآهوں نے آركآ
كى آهى۔۔۔

ورشاشاں وهى بٲٲهى هوى آهى۔۔۔ جان عالم نے آهورى سى آنكهى كهولى
آهى۔۔۔ "و۔۔۔ ورشاشاں۔۔۔" جان عالم كے هونٲوں نے لرزش كى آهى۔۔۔ "جان
آان۔۔۔" ورشاشاں جان عالم كے چهره كے قرىب آراٲنا چهره كر گئى۔۔۔ ڈاكٲر كمرے سه باهر نكل
گىا۔۔۔ غزنوى نے ڈاكٲر كى طرف دىكها۔۔۔ "ٲشٲنٲ كو هوش آچكا ٲه۔۔۔ اب وه آهرے سه باهر
ٲه۔۔۔" ڈاكٲر كے آاآه ٲه غزنوى؁ زرغام اندر آئے۔۔۔ جان عالم ان سب كو دىكه رها آها۔۔۔

"لالا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ٹھیک ہو گئے۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی بھی ورشاں کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ جان عالم کو ہوش میں دیکھ کر غزنوی بھی خوش تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں آئمہ خان بھی ہسپتال آچکی تھی۔۔۔ جان عالم ہلکا سا مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو اس کے بلکل پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "بڑی امی۔۔۔ میں آپ کو حویلی چھوڑ آتا ہوں۔۔۔" غزنوی آئمہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آئمہ خان جان عالم ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔

جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کی شاہد رونے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ "ورشاں۔۔۔" یہاں آؤ۔۔۔ "جان عالم اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "میرا بے بی ناراض ہے۔۔۔" جان عالم نے پیار سے ورشاں کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں لبالب پانی آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے آگے ہوتے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی لپ پہ بٹھایا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی کمر کے گرد حصار بنائے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنائے جان عالم آنکھیں بند کر چکا تھا۔۔۔ وہ ان لمحات کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اس کے بس میں ہوتا تو وہ یہ وقت روک دیتا۔۔۔ ورشاں ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "ایک بھی آنسو نہیں آنا چاہیے۔۔۔ آنکھیں خراب ہو جائے گی۔۔۔" جان عالم پیار سے ورشاں کے آنسو صاف کرتے ہوئے

بولاء۔۔۔"نچ۔۔۔جان۔۔۔خان۔۔۔جب آ۔۔۔آپ کو۔۔۔ہ۔۔۔ہوش۔۔۔نہیں

آ۔۔۔یا۔۔۔تھ۔۔۔ھا۔۔۔تب ب۔۔۔بھی ا۔۔۔ا۔۔۔تناس۔۔۔س۔۔۔سارا

روئی۔۔۔۔"ورشاں اپنے ہاتھوں کے درمیاں فاصلے بناتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم اس کی اتنی معصومیت پہ مسکرایا۔۔۔"جان خان۔۔۔میں اتنا روئی تھی۔۔۔اور آپ مسکرا

رہے ہیں۔۔۔"ورشاں اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔جان عالم کے سر پہ ڈریسنگ ہوئی

تھی۔۔۔ورشاں نے جان عالم کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"نچ۔۔۔جان۔۔۔خان۔۔۔پین ہو رہی

ہے۔۔۔"ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔جان عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"نن۔۔۔نہیں مجھے پتہ

ہے۔۔۔اپ کو پین ہو رہی ہے۔۔۔آپ کو اتنی چوٹ لگی ہے۔۔۔"ورشاں روتے ہوئے

بولی۔۔۔"ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔"جان عالم پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ورشاں کھلکھلا کر مسکرائی تھی۔۔۔۔۔جان عالم ورشاں کو یوہی خود میں بیچتے ہوئے لیٹتے

آنکھیں موند گیا۔۔۔ورشاں بھی جان عالم کے حصار میں آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔غزنوی نے دروازے نوکڈ کیا۔۔۔جان عالم جو کہ ورشاں کے چہرے

پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔جو گہری نیند

سورہی تھی۔۔۔جان عالم ورشاں کے گرد سے حصار ختم کرتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔غزنوی

اندر آیا۔۔۔"یار۔۔۔جان نکال دی تھی۔۔۔"غزنوی جان عالم کی طرف بڑھا۔۔۔غزنوی جان عالم

کے گلے لگا۔۔۔" یار چلتا ہے۔۔۔ تو فکر نہ کر۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" اب ڈریسنگ کروا۔۔۔ پھر حویلی چلے۔۔۔" غزنوی جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔" چل سہی ہے۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی باہر نکلا۔۔۔ ورشاں نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔" جان خان۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ تبھی نرس اندر آئی۔۔۔" سر میں آپ کی ڈریسنگ چینج کر دو۔۔۔" نرس نے وہی کھڑے پوچھا۔۔۔ ورشاں بیٹھتے ہوئے نیچے اتری۔۔۔" جی۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ نرس جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ نرس نے ورشاں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔" آپ بہت کیوٹ ہوں۔۔۔" نرس نے ورشاں کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

"آہہ۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ نرس نے قنچی پکڑتے ہوئے جان عالم کی پٹی کھولی۔۔۔ نرس بیت ہی احتیاط سے اس کے زخم کو صاف کرتے اس کی پٹی کر رہی تھی۔۔۔ ڈریں سنگ کرتے وقت نرس کا ہاتھ جان عالم کے چہرے کو ٹیچ ہوا تھا۔۔۔ نرس باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔" اب کیا ہوا۔۔۔" جان عالم ورشاں کے چہرے کو اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔" آپ نے دیکھا نہیں۔۔۔ اس نے آپ کے چہرے کو ٹیچ کیا۔۔۔" ورشاں منہ بنائے بولی۔۔۔" مائی بے بابی اس نے ڈریسنگ کی۔۔۔ اسی لیے لگ گیا۔۔۔" جان عالم نے پیار سے کہا۔۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی کرتے

ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔" نیچے کرے چہرے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ جان عالم نے چہرہ نیچے کیا۔۔۔ جہاں نرس کا ہاتھ ٹپچ ہوا تھا۔۔۔ ورشاں وہاں ہونٹ رکھ گئی۔۔۔

"ابھی میں نے کی۔۔۔ تو پھر ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔" میں جارہی ہوں۔۔۔" ورشاں باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔" یار میں آرہا تھا۔۔۔ تو کیوں آگیا۔۔۔" غزنوی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" یار میں ٹھیک ہوں۔۔۔" جان عالم غزنوی کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔" چلے لالا۔۔۔" ورشاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" جی میرا بچہ۔۔۔ چل رہے ہیں۔۔۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں غزنوی کے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

جان عالم اندر انٹر ہوا تھا۔۔۔ داجی کو دیکھتے جان عالم داجی کی طرف بڑھتے ان سے ملتے صوفے پر بیٹھا۔۔۔" تم کو آرام کرنا چاہیے۔۔۔" رابیہ خان جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" جی چچی جان۔۔۔" جان عالم بول کر اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے لیے گلاس میں ہلدی والا دودھ لے کر آئی تھی۔۔۔" جان۔۔۔ خان یہ پی لے۔۔۔ مورے بول رہی تھی۔۔۔ آپ ٹھیک ہو جائے گے۔۔۔" ورشاں جان عالم کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔" میں کیوں پیو گا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔" کیا کیوں۔۔۔ مورے نے بولا ہے۔۔۔ اور آپ کو یہ

سارا فینش کرنا ہے۔۔۔ "ورشاں جان عالم کی طرف گلاس کرتے ہوئے بولی۔۔۔" نہیں مجھے یہ پسند نہیں۔۔۔ "جان عالم کندھے اچکاتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔" جان خان۔۔۔ "ورشاں گلاس ٹبل پہ رکھتے ہوئے بیڈ پہ چڑھتے کمر پہ ہاتھ رکھ کر جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔" ایسے کیوں دیکھ رہی ہوں۔۔۔ "جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"اگر آپ نے یہ گلاس فینش نہیں کیا۔۔۔ تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔" ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "اور اگر میں نے یہ گلاس فینش کر لیا۔۔۔ تو پھر۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "پھر آپ جیت جائے گے۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکاتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ پی لے۔۔۔ پھر میں آپ کو ایک کس کرو گی۔۔۔" ورشاں پر سوچ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف تحقیق زادہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "پکا پرومس جان خان۔۔۔" ورشاں نے آگے ہاتھ کیا۔۔۔ جسے جان عالم نے تھاما۔۔۔ "اوکے۔۔۔ دو۔۔۔" جان عالم نے گلاس پکڑا۔۔۔ اور ایک ہی سانس میں ختم کر گیا۔۔۔ "چلو۔۔۔ کس کرو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جھک کر جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

"جج۔۔۔ جان خان۔۔۔ میں نے ایک بولی تھی۔۔۔ اب کر دی۔۔۔" ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔

جان عالم کے سرگھاؤ اب کافی حد تک ٹھیک ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ لان میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ یہ پھول پیارا ہے۔۔۔ نا۔۔۔" ورشاں نے ایک گلاب کا پھول پکڑتے ہوئے اس کے سامنے کیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ سے پھول پکڑا۔۔۔ "تم بھی اس پھول کی طرح نازک ہوں۔۔۔" جان عالم نے پھول ورشاں کے چہرے سے تھوڑا دور کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم سے پھول پکڑتے ہوئے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ لاؤنج میں داجی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ "ادھر آؤ۔۔۔" داجی نے پیار سے ورشاں کو اپنے طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں وہی کھڑی پھول والا ہاتھ داجی کی طرف کرتے نہ میں ہاتھ ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔

داجی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ چھوٹی سی کتنی تیزی تھی۔۔۔ "یہاں آؤ خبیث کا بچہ۔۔۔" داجی نے اسے اپنی طرف پھر سے بلایا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو آتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "تمہارا بیوی کو زرا بھی تمیز نہیں ہے۔۔۔" داجی جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ "کیا ہوا داجی۔۔۔" جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ "ہم اس کو یہاں بلا رہا ہے۔۔۔ اور یہ بھاگ گیا۔۔۔" داجی ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ ورشاں اب سہمی ہوئی کھڑی تھی۔۔۔ "ہم تو پہلے ہی بولتا تھا۔۔۔ کہ اتنا پڑھانا لکھانے کا کیا ضرورت۔۔۔ پڑھا لکھا کر تم اس کو بد تمیز کر رہا ہے۔۔۔" داجی جان عالم کی طرف سرد نظروں سے دیکھتے سرد لہجے میں بولے۔۔۔

"داجی ڈر گئی ہوں گی۔۔۔" جان عالم نرم لہجے میں بولا۔۔۔ "ہم کیا تم کو اوپر کا مخلوق لگتا ہے۔۔۔ جو یہ ڈر گیا ہو گا۔۔۔" داجی غصے سے بولے۔۔۔ ورشاں داجی کی بات سنتے ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ "داجی اتنا غصے مت کرے۔۔۔ دوبارہ ایسا نہیں کرے گی۔۔۔" جان عالم پھر سے تحمل سے بولا۔۔۔ "بس اب سے یہ سکول نہیں جائے گا۔۔۔" داجی بھی اپنی سٹک پہ زور دیتے ہوئے بولے۔۔۔ "کیوں داجی۔۔۔" جان عالم نے داجی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "کیونکہ ہم چاہتا ہے۔۔۔ کہ یہ اور بد تمیز نہ ہوں۔۔۔" داجی ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہے تھے۔۔۔ "داجی اس سے پڑھائی کا کیا تعلق۔۔۔ آپ سے بول رہا ہوں۔۔۔ دوبارہ نہیں کرے گی۔۔۔" جان عالم مدھم آواز میں بولا۔۔۔ "یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔۔۔" داجی بولتے ہوئے اٹھے۔۔۔ "ورشاں سکول جائے گی۔۔۔ یہ میرا بھی آخری فیصلہ ہے۔۔۔ ورشاں میری بیوی ہے۔۔۔ اور سکول جائے گی۔۔۔" جان عالم بھی اپنی سناتے ورشاں کا ہاتھ پکڑے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ "مجھے بتاؤ۔۔۔ داجی کی بات کیوں نہیں سنی۔۔۔" جان عالم تھوڑا سا روڈ ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

"داجی ڈانٹتے ہے۔۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ "ہر کوئی تمہیں ہی ڈانٹتا ہے۔۔۔ ہمیں کبھی ڈانٹا داجی۔۔۔ تمہیں کیوں بلا وجہ ڈانٹتا تھا۔۔۔" جان عالم اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ "مجھے ڈانٹتے ہے۔۔۔ اپ کو نہیں پتہ۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔" ورشاں ابھی اپنی غلطی ماننے کو تیار نہ تھی۔۔۔ "ہاں بالکل ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔ تمہیں تو سب ہی پتہ ہے۔۔۔" جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اس طرح نہ دیکھے۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔ آپ کے غصے سے۔۔۔" ورشاں

معصومیت سے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم نے اس کے معصوم چہرہ کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

(حال)

"ورشاں۔۔۔۔۔" زل کی آواز پہ ورشاں ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔۔ "جی دیدہ۔۔۔۔۔" ورشاں بیڈ سے اٹھی۔۔۔۔۔ "ورشاں تم کیا کھاؤ گی۔۔۔۔۔" انج وہی بناتے ہے۔۔۔۔۔ "زل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔" چکن قورمہ۔۔۔۔۔ "ورشاں کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔" سر نیس۔۔۔۔۔ "زل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔" جی دیدہ۔۔۔۔۔ "ورشاں مسکرائی۔۔۔۔۔" ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ "زل کمرے سے باہر نکلی۔۔۔۔۔ ورشاں مرار کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔" آپ کو لگتا ہے۔۔۔۔۔ ہمیشہ آپ کی چلے گی۔۔۔۔۔ تو بالکل نہیں۔۔۔۔۔ انج میں بتاؤ گی۔۔۔۔۔ "ورشاں اپنے بال ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔"

جان عالم ابھی حویلی آیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے سر میں ہلکی ہلکی سی درد ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ کمرے میں ہلکی پھلکی روشنی تھی۔۔۔۔۔ لائٹس بند تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔۔۔۔۔ ورشاں نہیں تھی۔۔۔۔۔ جان عالم جا کر بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔۔۔ جان عالم اپنے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 76 پارٹ 2

جان عالم آنکھیں موندے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔۔۔ ملازمہ نے دروازہ نوکڑ کیا۔۔۔ "آ جاؤ۔۔۔" جان عالم آنکھیں موندے ہی بولا تھا۔۔۔ ملازمہ نے کھانے کی ٹریں ٹبیل پہ رکھی تھی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "ورشاں کہاں ہے۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "نیچے نہیں ہے۔۔۔ زل بھابی کے کمرے میں ہو گی۔۔۔" ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ جاؤ۔۔۔" جان عالم پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

ڈریسنگ روم سے ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔۔۔ جسے سنتے جان عالم نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ جان عالم تحقیق زادہ نظروں سے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اندر ورشاں تھی۔۔۔ اس بات میں کوئی شک نہیں تھا۔۔۔ ورشاں دروازے کھولتے کمرے میں آئی۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں حیرت سے

کھولیں تھی۔۔۔ ورشاں بلیو کلر کی ساڑھی پہنے ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے
تھے۔۔۔ ہونٹوں پہ ہلکی سی لیپ سٹک ہاتھوں میں چوڑیاں۔۔۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی
تھی۔۔۔ وہ جان عالم کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔ جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ورشاں نے ایبرو
اچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ جان عالم نے اسے بے باک اشارہ کیا تھا۔۔۔ ورشاں سرخ ہوئی
تھی۔۔۔ ورشاں اسے اگنور کرتے ڈریسنگ مرار کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ ورشاں اپنے بال
ٹھیک کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کے بال بنے ہوئے تھے۔۔۔ لیکن
پھر بھی وہ انہیں ٹھیک کرنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"کھانا آپ کے لیے ہے۔۔۔ کھا لینا۔۔۔" ورشاں اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم کہاں جا رہی ہوں۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"آپ کے بیٹے کی شادی پہ۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"ابھی آیا نہیں ہے۔۔۔ پاس آؤ۔۔۔ پہلے بیٹا جائے۔۔۔ پھر دونوں ساتھ چلے گئے۔۔۔" جان عالم

مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"نہیں آؤ گی۔۔۔" ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشٹاں پھر سے دور ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی اتنی شدت برداشت نہیں کر سکتی

تھی۔۔۔ "بب۔۔۔ بارش ہو رہی ہے۔۔۔ میں باہر جا رہی ہوں۔۔۔" ورشٹاں بولتے جلدی سے
کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

"کہیں بھی چلی جاؤ۔۔۔ مجھ سے آزادی نہ ممکن ہے۔۔۔" جان عالم بولتے ہوئے اس کے پیچھے باہر
نکلا۔۔۔ ورشٹاں اوپر چھت کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جان عالم کو آتے دیکھ کر ورشٹاں جلدی سے
سرٹھیاں چڑھتے اوپر آئی تھی۔۔۔ بارش ہو رہی تھی۔۔۔ ورشٹاں اپنی بازو پھیلاتے چہرہ اوپر کیے گھوم
رہی تھی۔۔۔ جان عالم دیوار سے ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشٹاں گھومتے ہوئے جان
عالم کو دیکھتے روکی تھی۔۔۔

"ایک بات بولو۔۔۔ جب تم گھوم رہی تھی۔۔۔ میں نے کیا دیکھا۔۔۔" جان عالم حیرانگی سے اسے دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔

ورشٹاں اسے حیران دیکھتے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "کک۔۔۔ کیا۔۔۔" ورشٹاں تھوک نگلتے
ہوئے بولی۔۔۔

ورشائ اپنی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا دیکھا تھا۔۔۔ اس نے۔۔۔ ورشائ جو سمجھ نہیں آئی
تھی۔۔۔ "ویٹ میں بتاتا ہوں۔۔۔" جان عالم ورشائ کی طرف بڑھا۔۔۔ "نہیں رہنے
دے۔۔۔" ورشائ کو سمجھ آئی تھی۔۔۔ کہ وہ یوہی بول رہا تھا۔۔۔

ورشائ کو پیچھے ہوتے دیکھ کر جان عالم اس کی طرف بڑھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اٹھاتے ہوئے
گھوما تھا۔۔۔ ورشائ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تھے۔۔۔ چھت پہ اس کے ہسنے کی آواز گونج رہی
تھی۔۔۔ جان عالم اس کے پیٹ کے گرد دونوں ہاتھوں کا مضبوطی سے حصار بنائے اسے لیے گھوم رہا
تھا۔۔۔ دونوں مکمل توڑ پر گیلے ہو چکے تھے۔۔۔ بارش کافی تیز تھی۔۔۔ "جان۔۔۔ خان۔۔۔" ورشائ
مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے مسکرانے پہ اسے اپنی گود میں اٹھائے گھوما
تھا۔۔۔ ورشائ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔ ورشائ جان عالم کی گردن کے گرد اپنی
باہیں حائل کر گئی۔۔۔ جان عالم اسے یوہی گود میں اٹھائے کین کے جھولے کی طرف بڑھا۔۔۔

ورشائ جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے نیچے جانا ہے۔۔۔" ورشائ بولی۔۔۔

"کیوں۔۔۔ خود ہی تو اوپر آئی تھی۔۔۔ اب جب تک میں نہ چاہوں۔۔۔ تم یہی رہوں گی۔۔۔" جان
عالم ورشاں کے بال گردن سے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔
"مجھے جانا ہے۔۔۔" ورشاں بضد ہوئی تھی۔۔۔

ورشاں اس کی اتنی بے باکی پہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے چھت پہ بنے کمرے میں بھاگی
تھی۔۔۔ وہ اب جان عالم کی باتوں کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

"نہیں وہ معصوم تو بالکل نہیں تھی۔۔۔ اگر وہ معصوم ہوتی۔۔۔ تو کوٹھے پہ کیوں ہوتی۔۔۔ حویلی سے
کیوں بھاگتی۔۔۔ زرغام بیڈ کی دوسری طرف بیٹھتے ہوئے اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے
تھا۔۔۔ پریشاں بے ہوشی کی حالت میں سسکی تھی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ وہ سردی
سے کانپ رہی تھی۔۔۔ زرغام اسے اپنے قریب کرتے اس کے گرد حصار بنا گیا۔۔۔ پریشاں کانپتے
ہوئے اس میں گھسنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرغام کے جواں جذبات پھر سے جاگے تھے۔۔۔

"اب قریب آیا۔۔۔ تو جان سے جاؤ گی۔۔۔ اسی لیے اتنا بھی مت قریب آؤ۔۔۔" زرغام پریشاں کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔۔ پریشاں اس کی آواز سنتے ہوئے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ زرغام اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں اسے اپنے اتنے قریب دیکھتے اسے خود سے دور کرنے کے لیے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

"دوبارہ مجھے اپنے اتنے غلیظ ہاتھوں سے مت چھونا۔۔۔" زرغام اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "وہ اسے بہت گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔"

"مم۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔" پریشاں نظریں جھکائے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے فریش ہونا ہے۔۔۔" پریشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم فریش ہو کر کیا کرو گی۔۔۔ فریش ہونے سے گندگی دور ہوتی ہے۔۔۔ لیکن تم پر سے تو ہو گی۔۔۔ نہیں۔۔۔" اسی لیے کیا فائدہ فریش ہونے کا۔۔۔ "زرغام ایک ایک لفظ چھباتے ہوئے بولا۔۔۔"

پریشاں کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ "کتنی ڈرامے باز ہوں۔۔۔ ناجانے کتنوں کو اپنے ان جھوٹے آنسو سے اپنے جال میں پھنسا یا ہو گا۔۔۔" زرغام اسے خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"تم ہی ہوں۔۔۔ پہلے جس نے مجھے اتنی ازیت دی ہے۔۔۔ اور اس کا ثبوت تمہیں مل چکا ہے۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چینیخی تھی۔۔۔

"ضروری تو نہیں کہ تم میں سما یا تھا۔۔۔ تو میرے علاوہ کسی نے تمہیں چھوا بھی نہ ہوں۔۔۔ ان سب کا کیسا ثبوت دو گی۔۔۔" زرغام اسے استنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"کیسے چاہیے تمہیں ثبوت بولو۔۔۔ دیکھو۔۔۔ تمہارے علاؤہ کسی نے کبھی مجھے اتنی غلیظ نظروں سے دیکھا بھی نہیں۔۔۔" پریشاں اس سے دور ہوتے ہوئے چینخی تھی۔۔۔

"بد قسمتی سے تم میری بیوی بن گئی ہوں۔۔۔ تو تمہارا نظارہ کرنا تو بنتا ہی ہے۔۔۔" زرغام سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

پریشاں بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ زرغام نے اس کی بازو سختی سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔۔
"میں نے تم سے کہا جاؤ یہاں سے۔۔۔" زرغام اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں کو اپنے بازو میں اس کی انگلیاں دھستی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"ابھی تو ٹھیک سے اپنی ان غلیظ نظروں سے دیکھا بھی نہیں۔۔۔" زرغام نفی میں سر ہلاتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

"چھوڑ دو میری جان۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ تم نے مجھ سے بدلہ لینا تھا۔۔۔ لے لیا۔۔۔ اب جانے دو مجھے۔۔۔" پریشان اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔۔

"تمہیں قبر میں اتارنے کا بھی حق میرا ہوں۔۔۔ گا۔۔۔ اور تمہاری قبر پر فاتحہ پڑھنے والا بھی میں اکیلا آخری شخص ہوں گا۔۔۔" زرغام اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارتا ہوئے بولا۔۔۔۔

پریشاں نے زمین پہ گری اس کی شرٹ پکڑتے زیب تن کی تھی۔۔۔۔ پریشاں بیڈ سے اٹھتے واشر روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ایپیسوڈ نمبر 76 پارٹ 2

جان عالم آنکھیں موندے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔۔۔ ملازمہ نے دروازہ نوکڈ کیا۔۔۔ "آ جاؤ۔۔۔" جان عالم آنکھیں موندے ہی بولا تھا۔۔۔ ملازمہ نے کھانے کی ٹریں ٹبیل پہ رکھی تھی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "ورشاں کہاں ہے۔۔۔" جان

عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "نیچے نہیں ہے۔۔۔ زل بھابی کے کمرے میں ہو گی۔۔۔" ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ جاؤ۔۔۔" جان عالم پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔ ڈریسنگ روم سے ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔۔۔ جسے سنتے جان عالم نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ جان عالم تحقیق زادہ نظروں سے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اندر ورشاں تھی۔۔۔ اس بات میں کوئی شک نہیں تھا۔۔۔۔۔ ورشاں دروازے کھولتے کمرے میں آئی۔۔۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔۔۔ ورشاں بلیو کلر کی ساڑھی پہنے ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔۔۔ ہونٹوں پہ ہلکی سی لیپ سٹک ہاتھوں میں چوڑیاں۔۔۔۔۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جان عالم کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ورشاں نے ایبر واچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جان عالم نے اسے بے باک اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ورشاں اسے انکور کرتے ڈریسنگ مرار کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ ورشاں اپنے بال ٹھیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جس کے بال بنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ انہیں ٹھیک کرنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"اگر نہیں ہو رہے خراب۔۔۔ تو میرے پاس آؤ۔۔۔ اچھے سے خراب دوگا۔۔۔ پھر بنالینا دوبارہ۔۔۔" جان عالم اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "مجھے ضرورت نہیں ہے۔۔۔ خراب کرنے کی۔۔۔" ورشاں ایک ادا سے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ اس کی گردن کا تل واضح ہوا تھا۔۔۔۔۔ جسے دیکھتے جان عالم کی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بل کھاتی کمر۔۔۔۔۔ جان عالم اسے بہت ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ "کھانا آپ کے لیے ہے۔۔۔۔۔ کھا

لینا۔۔۔"ورشاش اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔۔۔"تم کہاں جا رہی ہوں۔۔۔"جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"آپ کے بیٹے کی شادی پہ۔۔۔"ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"ابھی آیا نہیں ہے۔۔۔پاس آؤ۔۔۔پہلے بیٹا جائے۔۔۔پھر دونوں ساتھ چلے گئے۔۔۔"جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"نہیں آؤ گی۔۔۔"ورشاش منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔"ویسے ایک بات بتاؤ۔۔۔"جان عالم ورشاش کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔"نہ بتائے۔۔۔"ورشاش تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔۔۔جان عالم نے ورشاش کا ہاتھ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔کہ ورشاش مڑی تھی۔۔۔اس کی ساڑھی کا پلو جان عالم کے ہاتھ میں آیا تھا۔۔۔جان عالم مسکرایا تھا۔۔۔"ہائے جانم۔۔۔اب اجاؤ میرے قریب۔۔۔کیوں میرے جذبات جگا کر بھاگتی ہوں۔۔۔"جان عالم اس کی ساڑھی کا پلو ہاتھ پہ فولڈ کرتے ہوئے اس کی کمر کے گرد حصار بنا گیا۔۔۔جان عالم نے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھے تھے۔۔۔"مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔کہ میری بیوی مجھ سے اتنا پیار کرتی ہے۔۔۔"جان عالم ورشاش کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔"ایک بات بولو۔۔۔"جان عالم نے مرار میں سے ورشاش کی طرف دیکھا۔۔۔ورشاش کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔"کاش ایک ایسا بھی دن آئے تم خود میرے پاس آؤ اپنی گردن سے بال ہٹاؤ پھر گردن بھی میری اور مرضی بھی میری۔۔۔"جان عالم ورشاش کی گردن سے بال ہٹاتے ہوئے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

ورشاش نے اس کے لمس پہ اپنی آنکھیں بند کی تھی۔۔۔"آپ مجھ سے اپنا رشتہ۔۔۔"ابھی ورشاش اتنا ہی بولی تھی۔۔۔کہ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔

"کبھی لفظ بھول جاؤ کبھی بات بھول جاؤ"

تجھے اس قدر چاہوں کہ اپنی ذات بھول جاؤ

اٹھ کر کبھی تیرے پاس سے چل دو

جاتے ہوئے خود کو تیرے پاس بھول جاؤ

کیسے کہوں کہ تم کو کتنا چاہا ہے

کہنا پہ تم کو آؤں تو الفاظ بھول جاؤ"

جان عالم ورشاں کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی نکل کر ہتھیلی پہ آجائے گا۔۔۔ "میرے لیے تیار ہوئی تھی۔۔۔" جان عالم نے خمار آلود آواز میں اس کی کان میں مدھم سی سرگوشی کی تھی۔۔۔ "جی۔۔۔" ورشاں یکدم بولی تھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ "نہیں میں کیوں آپ کے لیے تیار ہونے لگی۔۔۔" ورشاں اپنی چوڑی پکڑی جانے پہ بولی۔۔۔ "پھر کس کے لیے ہوئی ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی ساڑھی کے نیچے ہاتھ کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "اپنے لیے۔۔۔" ورشاں لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔۔۔ "اپنے لیے ہوں۔۔۔" یا پھر

میرے لیے۔۔۔ بات تو ایک ہی ہے۔۔۔ "جان عالم نے ورشاں کے بال پیچھے کرتے اس کی پیچھلی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں کے بال پیچھے کرتے ہی اب اس کی سفید کمر تھی۔۔۔ جس پہ نیلی رنگ کی اس کی ساڑھی کی بلاؤز کی ڈوریاں بندی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر پہ انگلی ٹریس کی تھی۔۔۔ ورشاں نے اپنی سانسیں تک روکی تھی۔۔۔ جان عالم نے نیچے جھکتے اس کی کمر پہ ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ جان عالم ایک ہاتھ اس کی ساڑھی کے اندر لے جاتے بے باکی سے اس کی دھڑکنوں کو چھو گیا۔۔۔ ورشاں اس سے بدک کر دور ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی ساڑھی کا پلو پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔۔ ورشاں گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ "جان عالم اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے اس کے سرخ ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر گیا۔۔۔ ورشاں نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑی تھی۔۔۔ جان عالم کا ایک ہاتھ اس کی ساڑھی کے بلاؤز کی ڈوریاں میں الجھا تھا۔۔۔ ورشاں کو اپنا سانس روکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے نچلے ہونٹ پہ شدت سے دانت گاڑتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشتے اس کے ہونٹوں سے خون کی بوندے انگوٹھے سے صاف کرتے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

جان عالم اس کی کمر کو مٹھیوں میں بھرتے اسے سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔ جان عالم نے اس کی ساڑھی اس کے پیٹ ہٹاتے ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ ورشاں پھر سے دور ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی اتنی شدت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ "بب۔۔۔ بارش ہو رہی ہے۔۔۔ میں باہر جا رہی ہوں۔۔۔" ورشاں بولتے جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ "کہیں بھی چلی جاؤ۔۔۔ مجھ سے آزادی نہ ممکن ہے۔۔۔" جان عالم بولتے ہوئے اس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں اوپر چھت کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جان عالم کو آتے دیکھ

کر ورشاں جلدی سے سڑھیاں چڑھتے اوپر آئی تھی۔۔۔ بارش ہو رہی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی بازو پھیلاتے چہرہ اوپر کیے گھوم رہی تھی۔۔۔ جان عالم دیوار سے ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں گھومتے ہوئے جان عالم کو دیکھتے روکی تھی۔۔۔ "ایک بات بولو۔۔۔ جب تم گھوم رہی تھی۔۔۔ میں نے کیا دیکھا۔۔۔" جان عالم حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اسے حیران دیکھتے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "کک۔۔۔ کیا۔۔۔" ورشاں تھوک نگلتے ہوئے بولی۔۔۔

ورشاں اپنی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا دیکھا تھا۔۔۔ اس نے۔۔۔ ورشاں جو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ "ویٹ میں بتانا ہوں۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ "نہیں رہنے دے۔۔۔" ورشاں کو سمجھ آئی تھی۔۔۔ کہ وہ یوہی بول رہا تھا۔۔۔ ورشاں کو پیچھے ہوتے دیکھ کر جان عالم اس کی طرف بڑھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اٹھاتے ہوئے گھوما تھا۔۔۔ ورشاں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تھے۔۔۔ چھت پہ اس کے ہسنے کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے پیٹ کے گرد دونوں ہاتھوں کا مضبوطی سے حصار بنائے اسے لیے گھوم رہا تھا۔۔۔ دونوں مکمل توڑ پر گیلے ہو چکے تھے۔۔۔ بارش کافی تیز تھی۔۔۔ "جان۔۔۔ خان۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی

تھی۔۔۔ جان عالم اس کے مسکرانے پہ اسے اپنی گود میں اٹھائے گھوما تھا۔۔۔ ورشاں اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد اپنی باہیں حائل کر گئی۔۔۔ جان عالم اسے یوہی گود میں اٹھائے کین کے جھولے کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم اسے لیے بیٹھا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "ویسے بارش میں رومانس کرنے کا اپنا ہی مزہ آئے گا۔۔۔" جان عالم ورشاں کے سر سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں۔۔۔" ورشاں نے اس کی گردن کے گرد سے

حصار ختم کیا تھا۔۔۔" ابھی نہ نہ کرتی جاؤ۔۔۔ جس دن میرا دل چاہا اس دن تم سے اپنا حق ایسے لوں گا۔۔۔ جیسے سوچتے بھی تمہیں شرم آئے گی۔۔۔" جان عالم اس کی کمر پہ انگلیاں کا دباؤ دیتے ہوئے بولا۔۔۔" مم۔۔۔ مجھے نیچے جانا ہے۔۔۔" ورشاں اس کی بات سنتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیوں۔۔۔ خود ہی تو اوپر آئی تھی۔۔۔ اب جب تک میں نہ چاہوں۔۔۔ تم یہی رہو گی۔۔۔" جان عالم ورشاں کے بال گردن سے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔" مجھے جانا ہے۔۔۔" ورشاں بضد ہوئی تھی۔۔۔" یارا بھی تو میں نے تمہیں ٹھیک سے چھوا بھی نہیں۔۔۔" جان عالم کا اشارہ اس کی دھڑکنوں پہ تھا۔۔۔ ورشاں سرخ ہوئی تھی۔۔۔" کک۔۔۔ کیوں نہیں جانے دے رہے۔۔۔" ورشاں اس کے اتنے بے باک سوال پہ غصے سے بولی۔۔۔" اتنا غصے اچھا نہیں۔۔۔ اگر تمہارے اسی غصے کی وجہ سے مجھے غصے آگیا۔۔۔ تو ساری رات تمہیں مجھے میرے لمس کو برداشت کرنے پڑے گا۔۔۔ اور باخدا سب سے زیادہ یہاں شدت دکھاؤ گا۔۔۔" جان عالم ورشاں کی دھڑکنوں پہ انگلی رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ ورشاں نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ ورشاں اس کی اتنی بے باکی پہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔" ہاتھوں سے نہیں ہونٹوں سے چھونا چاہتا ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ ورشاں اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی ساڑھی کا پلو پکڑتے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ورشاں کی سانس اٹکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ باتوں سے ہی اس کی سانسیں تیز کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف بڑھتے اس کا پلو کندھے پہ رکھا تھا۔۔۔" کسی دن ہم بھی کرے گے۔۔۔ اپنے ہمسفر کا دیدار بغیر لباس کہ۔۔۔" جان

عالم اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جلدی سے چھت پہ بنے کمرے میں بھاگی تھی۔۔۔ وہ اب
جان عالم کی باتوں کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"نہیں وہ معصوم تو بالکل نہیں تھی۔۔۔ اگر وہ معصوم ہوتی۔۔۔ تو کوٹھے پہ کیوں ہوتی۔۔۔ حویلی سے
کیوں بھاگتی۔۔۔ زرغام بیڈ کی دوسری طرف بیٹھتے ہوئے اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے
تھا۔۔۔ پریشاں بے ہوشی کی حالت میں سسکی تھی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ وہ سردی
سے کانپ رہی تھی۔۔۔ زرغام اسے اپنے قریب کرتے اس کے گرد حصار بنا گیا۔۔۔ پریشاں کانپتے
ہوئے اس میں گھسنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرغام کے جواں جذبات پھر سے جاگے
تھے۔۔۔ "اب قریب آیا۔۔۔ تو جان سے جاؤ گی۔۔۔ اسی لیے اتنا بھی مت قریب آؤ۔۔۔" زرغام
پریشاں کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔۔ پریشاں اس کی آواز سننے ہوئے آنکھیں
کھول چکی تھی۔۔۔ زرغام اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں اسے اپنے اتنے قریب دیکھتے اسے خود
سے دور کرنے کے لیے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ "دوبارہ مجھے اپنے اتنے غلیظ ہاتھوں سے مت
چھونا۔۔۔" زرغام اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "وہ اسے بہت گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔" مم۔۔۔ مجھے جانا
ہے۔۔۔ "پریشاں نظریں جھکائے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔" کہاں جانا ہے۔۔۔ "زرغام نے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔" مم۔۔۔ مجھے فریش ہونا ہے۔۔۔ "پریشاں ہچکی لیتے ہوئے

بولی۔۔۔ "تم فریش ہو کر کیا کرو گی۔۔۔ فریش ہونے سے گندگی دور ہوتی ہے۔۔۔ لیکن تم پر سے تو ہو
 گی۔۔۔ نہیں۔۔۔" اسی لیے کیا فائدہ فریش ہونے کا۔۔۔ "زرغام ایک ایک لفظ چھباتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشاں کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔" کتنی ڈرامے
 باز ہوں۔۔۔ ناجانے کتنوں کو اپنے ان جھوٹے آنسو سے اپنے جال میں پھنسا یا ہو گا۔۔۔ "زرغام اسے
 خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" تم ہی ہوں۔۔۔ پہلے جس نے مجھے اتنی ازیت دی
 ہے۔۔۔ اور اس کا ثبوت تمہیں مل چکا ہے۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ "ضروری تو
 نہیں کہ تم میں سما یا تھا۔۔۔ تو میرے علاؤہ کسی نے تمہیں چھوا بھی نہ ہوں۔۔۔ ان سب کا کیسا ثبوت دو
 گی۔۔۔" زرغام اسے استغزیاہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "کیسے چاہیے تمہیں ثبوت
 بولو۔۔۔ دیکھو۔۔۔ تمہارے علاؤہ کسی نے کبھی مجھے اتنی غلیظ نظروں سے دیکھا بھی
 نہیں۔۔۔" پریشاں اس سے دور ہوتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ "بد قسمتی سے تم میری بیوی بن گئی
 ہوں۔۔۔ تو تمہارا نظارہ کرنا تو بنتا ہی ہے۔۔۔" زرغام سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشاں بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ زرغام نے اس کی بازو سختی سے پکڑتے اپنے قریب
 کیا۔۔۔ "میں نے تم سے کہا جاؤ یہاں سے۔۔۔" زرغام اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشاں کو اپنے بازو میں اس کی انگلیاں دھستی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ "ابھی تو ٹھیک سے اپنی
 ان غلیظ نظروں سے دیکھا بھی نہیں۔۔۔" زرغام نفی میں سر ہلاتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں
 بولا۔۔۔ "چھوڑ دو میری جان۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ تم نے مجھ سے بدلہ لینا تھا۔۔۔ لے
 لیا۔۔۔ اب جانے دو مجھے۔۔۔" پریشان اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہیں قبر میں

اتارنے کا بھی حق میرا ہوں۔۔۔ گا۔۔۔ اور تمھاری قبر پر فاتحہ پڑھنے والا بھی میں اکیلا آخری شخص ہوں
گا۔۔۔ "زرغام اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارتا
ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے زمین پہ گری اس کی شرٹ پکڑتے زیب تن کی تھی۔۔۔ پریشاں بیڈ سے
اٹھتے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔

21 part 77 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 77 پارٹ 1

پریشاں واشروم کے دروازے کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے وہ پھوٹ
پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو تیزی سے اس کے عارض پہ بہہ رہے تھے۔۔۔ "باہر
آؤ۔۔۔ جلدی۔۔۔" زرغام سگریٹ کا کش لیتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔۔ پریشاں زمین پر سے اٹھتے
اپنے آنسو بے دردی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے شاور اینکیو لیسر کی طرف
بڑھی۔۔۔ پریشاں شاور لے کر کبرڈ کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشاں نے کبرڈ کھولیں۔۔۔ کبرڈ میں ہاتھ
گاؤن ہنگ کیے ہوئے تھے۔۔۔ پریشاں ہاتھ گاؤن نکالتے اسے زیب تن کرتے اس کی ڈوریاں باندھ
رہی تھی۔۔۔ پریشاں کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

زرغام سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتے ہوئے اوپر کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔" وہ بد کردار نہیں تھی۔۔۔ شاید اسے واقع ہی کسی نے اس سے پہلے نہیں چھوا تھا۔۔۔" دل کا یہ ماننا تھا۔۔۔ لیکن دماغ اسے بد کردار ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ دل و دماغ میں جنگ چل رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ زرغام سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔ زرغام واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے ہوئے زرغام اندر آیا۔۔۔ پریشاں اپنے ہاتھ گاؤن کی ڈوریاں باندھتے ہوئے کھڑی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشاں پیچھے کی طرف ہوئی تھی۔۔۔ زرغام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسے دیوار سے لگاتے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ جماتے اس کے چہرے پہ نظریں گاڑھ گیا۔۔۔ پریشاں کے چہرہ پہ پانی کی بوندیں تھیں۔۔۔ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔ لیکن اسے اس کے آنسو کی زرا بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ پریشاں گہرے سانس لیتے ہوئے اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پریشاں کے گہرے سانس لینے سے اس کے نشیب و فراز میں ہلچل ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے اس کے سرخ ہوتے ہوئے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوم رہا تھا۔۔۔۔۔ زرغام اس کو ہونٹوں پہ شدت سے چومتے اس کی ہاتھ گاؤن کی ڈوریاں میں ہاتھ الجھا گیا۔۔۔ پریشاں کی سانسیں روکنے کو تھیں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ زرغام اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتے اس کے ہاتھ گاؤن کی ڈوریاں کھول گیا۔۔۔۔۔ اب اس کا ہاتھ گاؤن صرف کندھوں پہ تھا۔۔۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گارھتے اس

کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اوپر کرتے دیوار سے لگاتے اس کی دھڑکنوں پہ شدت سے دانت گاڑھ گیا۔۔۔ پریشاں سسکی تھی۔۔۔ لیکن اسے کہاں پرواہ تھی۔۔۔ زرغام اس کے دھڑکنوں پہ جھکا اپنے ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کے گردن پہ جگہ جگہ دانت گاڑھتے اس کی گردن سرخ کرچکا تھا۔۔۔ زرغام اسے اپنی گود میں اٹھاتے ہاتھ ٹب کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کا ہاتھ گاؤن زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ پریشاں اسے روکنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وہ روک نہ سکی تھی۔۔۔

زرغام اسے ہاتھ ٹب میں لیٹاتے ٹب آون کرتے اپنی شرٹ اتارتے دور اچھال گیا۔۔۔ زرغام اسی کی حالت میں آتے ہاتھ ٹب میں آیا تھا۔۔۔ پریشاں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ وہ پہلے ہی خود کو بے جان محسوس کر رہی تھی۔۔۔ دوبارہ سے اسے وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ زرغام اسے خود میں بیچتے ہوئے اس کی ناز کی بآسانی محسوس کر رہا تھا۔۔۔ خود کو بھی بے باکی سے اسے محسوس کروا رہا

تھا۔۔۔ پریشاں اس کی اتنی بے باکی پہ مرنے والی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اسے دوسری طرف کرتے اس کی کمر پہ جھکا جگہ جگہ ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ زرغام اس کی کمر پہ جہاں جہاں ہونٹ رکھتا وہاں وہاں اپنے شدت سے دانت گاڑھ رہا تھا۔۔۔ پریشاں ہاتھ ٹب پہ ہاتھ رکھے اسے برداشت کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کے نچلے وجود کو بے باکی سے چھوتے اس کی جان نکال چکا تھا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔" پریشاں اس کی طرف چہرہ کرتے منہ پہ ہاتھ رکھتے روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ "مم۔۔۔ میں تمہیں اور برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ خدا کے لیے مجھ پہ ترس

کھاؤ۔۔۔" پریشاں اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام کا قہقہہ واشروم میں گونجا تھا۔۔۔ پریشاں اس کے قہقہہ لگانے پہ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ زرغام اسے بالوں سے پکڑتے اس کا

چہرہ اپنا مقابل کر گیا۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔ تم مجھے ایک رات برداشت نہیں کر سکی۔۔۔" زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ "رات ساری تم نے حیوانات دیکھائی ہے۔۔۔ میرے وجود پہ جیسے میں بے جان گڑیا ہوں۔۔۔ اور تم اس بے جان گڑیا کے مالک جسے تمہارا جیسے دل کیا تم اسے ویسے الٹے پلٹے اپنی حکمرانی کرتے ہوئے جہاں جہاں دل چاہا اپنی حیوانات دیکھاتے رہے۔۔۔ ابھی بھی میں تمہیں برداشت نہیں کر سکی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے چینی تھی۔۔۔ زرغام کی گرفت اس کے بالوں پہ مضبوط ہوئی تھی۔۔۔ "بلکل صحیح کہا تم نے۔۔۔ تم بے جان گڑیا ہوں۔۔۔ اور میں اس کا مالک جو میرا دل چاہے گا۔۔۔ جیسے میرا دل چاہے گا۔۔۔ جہاں دل چاہے گا۔۔۔ وہاں شدت سے ہونٹ رکھوں گا۔۔۔" زرغام اس کی دھڑکنوں پہ شدت سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "اگر میرا دل کرے گا۔۔۔ جہاں دل کرے گا۔۔۔ چھوتے ہوئے شدت دیکھاؤ گا۔۔۔" زرغام اس کی گہریوں کو بے باکی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ "بس کر دو۔۔۔ مر جاؤ گی۔۔۔ میں نہیں کر سکتی۔۔۔ اور برداشت۔۔۔" پریشاں بے بسی سے بولی۔۔۔ "ہاں بلکل تم نہیں کر سکتی۔۔۔ مجھے برداشت۔۔۔ یاد ہے۔۔۔ تم نے میری روشنانے سے کہا تھا۔۔۔ کہ میں تمہارا بھی شوہر ہوں۔۔۔ تمہارا بھی حق ہے۔۔۔ مجھ پر۔۔۔ تو اگر تمہارا حق ہے۔۔۔ تو میرا بھی تو ہے۔۔۔ پھر اپنا حق جب چاہے جیسے چاہوں لے سکتا ہوں۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "غلطی ہو گئی تھی۔۔۔" پریشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ "مجھ سے بھی ہوئی تھی۔۔۔ تم سے نکاح کر کہ۔۔۔" زرغام تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ "تو غلطی ہو جائے۔۔۔ اسے ٹھیک کر لینا چاہیے۔۔۔ مجھے طلاق۔۔۔" پریشاں اس سے آگے کچھ بولتی زرغام اس کا جبرہ دبو چتے ہوئے اسے خون چھلکتی آنکھوں

سے دیکھنے لگا۔۔۔" اگر کبھی تم نے دوبارہ ایسی بکو اس کی۔۔۔ تو اس سے بھی برا حال کرو گا۔۔۔" زرغام اس کے وجود پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں کانپتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔" زرغام باتھ ٹب سے ٹیک لگاتے سر نیچے کی طرف کر گیا۔۔۔ زرغام کی ٹانگیں پریشاں کے برہانہ وجود سے پیچ ہو رہی تھی۔۔۔ پریشاں اس پہ کوئی نظر ڈالے بنا ہاتھ بڑھاتے زمین سے گرا ہاتھ گاؤن پکڑتے اٹھی تھی۔۔۔

زرغام اسے باتھ ٹب سے نکلتے دیکھ اس کی کمر کو مٹھیوں میں بھرتے اسے خود پہ گرا گیا۔۔۔" آہسہ۔۔۔" پریشاں چینی تھی۔۔۔" میں نے تم سے کہا۔۔۔ جانے کے لیے۔۔۔" زرغام اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔ پریشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔" تو پھر کیوں اٹھی۔۔۔" زرغام اس کی بازو میں انگلیاں گاڑتے ہوئے دھاڑا۔۔۔

پریشے بے بسی سے زرغام کی گرفت میں تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو لرز رہے تھے۔ وہ مزید کچھ سننے اور سہنے کی ہمت کھو چکی تھی۔ زرغام نے اس کے چہرے کو سختی سے پکڑ رکھا تھا، مگر اچانک اس کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ وہ خود بھی الجھن میں تھا، شاید تھکن تھی یا شاید وہ خود اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہا تھا۔

"تم جو بھی کہو، پریشے، حقیقت یہی ہے کہ اب تم میری ہو۔ چاہو یا نہ چاہو، تمہیں اس رشتے کو قبول کرنا ہوگا،" زرغام کا لہجہ مدہم تھا، مگر اس کے الفاظ کا اثر اتنا ہی گہرا۔

پریشے نے لرزتی آواز میں کہا، "اگر رشتے صرف طاقت سے بنتے تو شاید دنیا میں محبت نام کی چیز نہ ہوتی۔
تم جیت کر بھی ہار چکے ہو، زرغام۔"

زرغام کی آنکھوں میں کچھ پل کے لیے نرمی در آئی، جیسے اس نے پریشے کی بات کو محسوس کیا ہو، مگر وہ جلد ہی خود کو سنبھالتے ہوئے بولا، "محبت اور میرے درمیان کوئی تعلق نہیں، پریشے! تم چاہو تو اس حقیقت کو قبول کر لو، ورنہ تکلیف تمہیں ہی ہوگی۔۔۔۔"

"تم جو بھی کہو، پریشے، اب تم میری بیوی ہو۔ اس رشتے کو جیسے بھی ہو، تمہیں قبول کرنا ہوگا۔" زرغام کی آواز میں کوئی نرمی نہیں تھی۔

پریشے کانپتی ہوئی خود کو سمیٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ "تم نے مجھے توڑ دیا ہے، زرغام۔ اب میرے اندر کچھ بھی نہیں بچا۔" وہ دھیرے سے بولی، جیسے خود سے بات کر رہی ہو۔

زرغام نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا، مگر پھر رخ موڑ لیا۔ شاید وہ جانتا تھا کہ وہ جو کر چکا ہے، اس کے بعد پریشے کا دل کبھی اس کے لیے نرم نہیں پڑے گا۔

پریشے نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے آنسو پونچھے اور قدم بڑھا کر دروازہ کھولنے لگی، مگر زرغام نے اچانک اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

پریشے نے نظر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "کہیں دور... جہاں تم نہ ہو، تمہاری بے رحمی نہ ہو،
تمہارا ظلم نہ ہو۔"

زرغام کی گرفت سخت ہوئی، مگر پھر جیسے کچھ سوچ کر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ "یہ نکاح تمہارے کہنے پر
ہوا تھا، اور اب اس سے بھاگنا چاہتی ہو؟ نہیں، پریشے! اب یہ کھیل ختم نہیں ہوگا۔"

پریشے نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی، مگر زرغام کی مضبوطی کے آگے وہ کچھ نہ کر
سکی۔ "مجھے جانے دو، زرغام، میں مزید کچھ بھی سہنے کے قابل نہیں ہوں۔"

زرغام نے ایک لمحے کے لیے اسے گھورا، پھر گہری سانس لے کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ "جاؤ، مگر یاد رکھو،
اس کمرے سے باہر جا کر بھی تمہیں میرا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ رشتہ ختم نہیں ہوگا، چاہے تم جتنا بھی بھاگنے
کی کوشش کر لو۔"

پریشے نے فوراً اٹھتے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی، اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ وہ جلدی سے الماری
سے اپنے کپڑے نکال کر ڈریسنگ روم کے اندر چلی گئی۔۔۔ اور دروازہ اندر سے لاک کر لیا۔ اس کی
سانسیں تیز ہو رہی تھیں، آنکھوں میں آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

زرغام نے ایک نظر بند دروازے پر ڈالی، پھر خود بھی بستر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر تھکن کے
آثار نمایاں تھے، مگر وہ جانتا تھا کہ یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی۔

پریشے کافی دیر بعد باہر نکلی، وہ اس وقت روشنانے کی بلیک کلر کی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، مگر اس کی آنکھوں کی سرخی اس کے اندر کے طوفان کی گواہ تھی۔ زرغام نے اسے ایک نظر دیکھا، مگر کچھ بولا نہیں۔۔۔

پریشے نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، مگر اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ وہ بیڈ کے کنارے جا کر بیٹھ گئی، اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ زرغام نے ایک نظر اس پر ڈالی، مگر وہ کچھ نہ بولا۔ اس کے لیے شاید یہ سب عام تھا، مگر پریشے کی دنیا جیسے ایک جھٹکے میں بکھر گئی تھی۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی، صرف گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ زرغام بیڈ کے دوسری طرف جا کر لیٹ گیا، اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی تھکن اور الجھن تھی۔۔۔

پریشے نے آہستہ سے اپنے ہاتھوں کو مٹھی میں بند کر لیا، جیسے خود کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کے دل میں بے شمار جذبات تھے—دکھ، غصہ، بے بسی، اور شاید نفرت بھی۔۔۔

"یہ رشتہ تم نے خود مانگا تھا، یاد ہے نا؟" زرغام کی گہری مگر مدھم آواز کمرے میں گونجی۔۔۔

پریشے نے ایک دم سراٹھایا، اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ "ہاں، میں نے مانگا تھا، مگر میں نے یہ سب نہیں مانگا تھا! میں نے یہ ظلم نہیں مانگا تھا!" اس کی آواز کانپ رہی تھی، مگر الفاظ واضح تھے۔

زرغام نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "تو کیا چاہتی ہو اب؟ کہ میں تم سے معافی مانگوں؟" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پریشہ نے سختی سے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کی۔ "نہیں، معافی سے کچھ بدلنے والا نہیں ہے۔ تم نے جو کیا، وہ کبھی نہیں بدلے گا، زرغام۔"

زرغام نے گہری سانس لی، جیسے وہ بھی کسی عجیب جنگ سے گزر رہا ہو۔ وہ خاموشی سے اٹھا، اپنی شرٹ پہنی اور باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی پریشہ نے ایک تھکی ہوئی سانس لی اور آنکھیں بند کر لیں۔۔

غزنوی تھکن سے چور آفس سے گھر واپس آیا، جوتے آہستہ سے اتارے تاکہ شور نہ ہو۔ کمرے میں جھانکا تو دیکھا کہ اس کی بیوی گہری نیند میں تھی۔ مسکراتے ہوئے وہ خاموشی سے لاؤنج کی طرف بڑھا، مگر جیسے ہی نظر قالین پر پڑی، اس کا دل خوشی سے بھر گیا۔

ننھی غازیہ اپنی گڑیا کے بال سنوار رہی تھی، کبھی گڑیا کو چومتی، کبھی اسے ڈانٹتی جیسے کوئی بڑی ذمہ داری ہو۔ پاس ہی رنگ برنگے بلاکس بکھرے ہوئے تھے، جو شاید وہ جوڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

غزنوی نے مصنوعی حیرانی سے کہا، "ارے! یہ کون سی شہزادی ہے جو بابا کے گھر میں آئی ہے؟"

غازیہ نے فوراً سر اٹھایا، اس کی چمکتی آنکھیں جیسے روشنی سے بھر گئیں۔ "بابا!" وہ خوشی سے چیخی اور دونوں ننھے ہاتھ پھیلا دیے۔

غزنوی نے آگے بڑھ کر اسے جھپٹ لیا اور گود میں اٹھالیا۔ "میری گڑیا کیا کر رہی تھی؟" اس نے غازیہ کے ننھے گال چومتے ہوئے پوچھا۔

غازیہ نے معصومیت سے اپنی گڑیا آگے کی، "بابا، بیبی رورہی تھی۔"

غزنوی نے ہنسی دباتے ہوئے گڑیا کو دیکھا، "اوہ! پھر تو ہمیں اسے ہنسانا ہوگا!"

یہ کہہ کر اس نے گڑیا کو اپنی ناک پر رکھ کر "آچو!" کی آواز نکالی، جس پر غازیہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی جیسے سارا دن کی تھکن دور کر گئی۔

غزنوی نے غازیہ کو مزید چھیڑنے کے لیے اس کی ناک پر ہلکا سا ٹپ دیا، "یہ چھوٹی سی ناک کس کی ہے؟"

غازیہ نے فوراً معصومیت سے کہا، "بیبی کی نہیں! غازیہ کی!" اور اپنی ناک چھپانے لگی۔

غزنوی نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا، "ہاں، میری پیاری بیٹی کی!" اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

تھوڑی دیر میں غازیہ بابا کے کندھے پر سر رکھ کر اونگھنے لگی، اور غزنوی نے نرمی سے اسے اپنی گود میں سہارا دے دیا۔ اس لمحے میں اس کی ساری تھکن کہیں کھو گئی تھی، کیونکہ اس کی ننھی پری کی موجودگی ہی اس کی سب سے بڑی خوشی تھی۔۔۔

غزنوی نے غازیہ کو گود میں لیے آہستہ آہستہ جھولا دے رہا تھا۔ ننھی غازیہ کبھی اپنی گڑیا کو بابا کی ناک پر رکھتی تو کبھی خود ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگتی۔ وہ دونوں اپنی دنیا میں مگن تھے کہ اچانک بیڈروم کا دروازہ کھلا۔

غزنوی کی بیوی نیند سے بوجھل آنکھیں لیے باہر نکلی، اور جیسے ہی اس نے صوفے پر بیٹھے دونوں کو دیکھا، اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "تم دونوں کب سے کھیل رہے ہو؟" اس نے ہلکی سی جماہی لیتے ہوئے پوچھا۔

غازیہ نے فوراً بابا کی گود سے نکل کر ماں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ "مما، بابا بیبی کو آچو کر رہے تھے!" وہ مزے سے اپنی تو تلی زبان میں بولی۔

غزنوی نے ہنستے ہوئے اپنی بیوی کی طرف دیکھا، "ہاں بھئی، جب تم سو رہی تھیں تو میں نے سوچا کہ اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ وقت گزار لوں۔"

بیوی نے نرمی سے غازیہ کو گود میں لے کر اس کے گال پر بوسہ دیا، "میری بیٹی نے بابا کے ساتھ خوب مستی کی؟"

غازیہ نے زور سے سر ہلایا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر بولی، "بہت زیادہ!"

غزنوی نے مسکرا کر اپنی بیوی کو دیکھا، "تمہاری نیند تو پوری ہو گئی؟"

بیوی نے شرارت سے آنکھیں سکیرتے ہوئے کہا، "ہاں، مگر تم نے جو ہنسی کی آوازیں مچائی ہوئی تھیں، اس میں کون سو سکتا تھا؟"

غزنوی نے مصنوعی حیرت سے غازیہ کو دیکھا، "اوہ! تو یہ سب تمہاری شرارت تھی؟"

غازیہ نے معصومیت سے ماں کے کندھے پر سر رکھ دیا، جیسے خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ دونوں ہنس پڑے۔۔۔

رات کا وقت تھا، پورا گھر ایک پرسکون ماحول میں ڈوبا ہوا تھا۔ غزنوی آفس کی ساری تھکن اتار کر بیڈ پر نیم دراز تھا، جبکہ زمل پاس بیٹھ کر اپنی بیٹی غازیہ کے نرم بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی، جو ان دونوں کے درمیان لیٹی مزے سے اپنے چھوٹے ہاتھوں میں ماں کی دوپٹہ کا کنارہ مروڑ رہی تھی۔

"بابا، آپ مماسے پیار کرتے ہیں؟" غازیہ نے اچانک اپنی توتلی زبان میں سوال داغا، جس پر زمل نے حیرت سے غزنوی کی طرف دیکھا۔

غزنوی نے مصنوعی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے سوچنے کا انداز بنایا، "مممم... پتا نہیں، کرنا چاہیے؟"

زمل نے خفگی سے اسے دیکھا، "اچھا؟ مطلب ابھی تک کنفرم نہیں؟"

غازیہ نے فوراً ہاتھ باندھ کر باپ کی نقل کی، "بابا، آپ کو پتا نہیں؟۔"

غزنوی نے قہقہہ لگایا اور جھک کر غازیہ کو گدگدی کرنے لگا، "میری چھوٹی جاسوس، تمہیں سب پتہ ہوتا ہے نا؟"

غازیہ ہنستے ہوئے ماں کے قریب چھپ گئی، "مما، بابا بہت شرارتی ہیں!"

زمل نے مصنوعی خفگی سے کہا، "ہاں بیٹا، مجھے تو اب سمجھ آرہا ہے۔"

غزنوی نے شرارت سے زمل کی طرف دیکھا اور آہستہ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا، "چلو، اب سب کے سامنے کنفرم کر دیتا ہوں... ہاں، میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں!"

زمل کی آنکھیں شرمگین ہو گئیں، جبکہ غازیہ نے خوشی سے تالیاں بجانیں، "بابا نے مان لیا! بابا نے مان لیا!"

غزنوی نے زل کو محبت سے دیکھا اور سرگوشی میں کہا، "اور میں اپنی چھوٹی سی جان غازیہ سے بھی بے حد پیار کرتا ہوں!"

یہ سنتے ہی غازیہ نے دونوں بازو باپ کے گلے میں ڈال دیے، جبکہ زل محبت بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھتی رہی۔ یہ لمحے، یہ ہنسی، یہ چھوٹی چھوٹی شرارتیں، یہی تو ان کی اصل خوشی تھی۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ایپی سوڈ نمبر 77 پارٹ 2

کمرے میں خاموشی تھی، مگر یہ خاموشی صرف باہر تھی، اندر پریشے کے دل میں طوفان مچا ہوا تھا۔ زرغام غصے میں کمرے سے جا چکا تھا، دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہونے کی آواز نے اس کے دل کی دھڑکن مزید تیز کر دی تھی۔ وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی، آنکھیں ابھی بھی نمی سے بھری تھیں۔

"ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے... پہلے زخم دیتا ہے، پھر چھوڑ کر چلا جاتا ہے!" وہ خود سے بولی اور اپنے آنسو صاف کیے۔

پریشے نے ہمت جمع کی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی کھڑکی کے قریب آگئی۔ باہر فارم ہاؤس کا وسیع باغ تھا، جہاں ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، مگر اس کا دل اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔

اچانک، دروازے کی طرف قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ فوراً سیدھی ہو گئی، دل جیسے سینے سے باہر آنے کو تھا۔ زرغام واپس آچکا تھا۔ اس کا چہرہ سختی میں ڈوبا ہوا تھا، آنکھیں ابھی بھی غصے سے بھری ہوئی تھیں، مگر اس کی چال میں ایک عجیب سی تھکن بھی تھی۔

"اب رونے بیٹھو گی یا کچھ کہو گی بھی؟" اس نے دروازہ بند کرتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

پریشے نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، "کیا کہوں؟ جو کہوں گی، تمہیں برا ہی لگے گا!"

زرغام نے گہرا سانس لیا اور اپنی انگلیاں بالوں میں پھیریں، "تو مت کہو، مگر کم از کم بھاگنے کا تونہ سوچو!"

پریشے نے چونک کر اسے دیکھا، "بھاگنا؟ میں کہاں جاسکتی ہوں زرغام؟ تم نے میرے ہر راستے بند کر دیے ہیں!" اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی، مگر اس میں ایک واضح بے بسی تھی۔

زرغام کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر دھیرے سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ "ہاں، میں نے ہر راستہ بند کر دیا ہے، کیونکہ تم صرف میری ہو، پریشے!" اس نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا، مگر پریشے نے فوراً پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔

"مجھے مت چھوؤ!" وہ سخت لہجے میں بولی، مگر زرغام نے اس کی کلائی تھام لی، آنکھوں میں ایک الگ شدت تھی۔۔۔ اس نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا، مگر پریشے نے فوراً پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔

"مجھے مت چھوؤ!" وہ سخت لہجے میں بولی، مگر زرغام نے اس کی کلائی تھام لی، آنکھوں میں ایک الگ شدت تھی۔

"مت کہو کہ تمہیں میری قربت محسوس نہیں ہوتی!" زرغام نے سرگوشی کی، اس کے قریب آتے ہوئے۔

پریشے نے نظریں چرائیں، دل کی دھڑکن جیسے بے قابو ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ زرغام کے غصے میں بھی ایک عجیب سی کشش تھی، ایک ایسا جذبہ جو اسے خود سے باندھ کر رکھتا تھا۔

"اگر واقعی میرا رستہ بند کر دیا ہے، تو مجھے اتنا مجبور بھی مت کرو کہ میں نفرت کرنے لگوں!" وہ مدھم آواز میں بولی، مگر زرغام نے اس کی ٹھوڑی اوپر کی، آنکھوں میں گہری نظروں سے جھانکتے ہوئے کہا، "نفرت؟ تم جتنی بھی کوشش کر لو، مجھ سے نفرت نہیں کر سکو گی، کیونکہ میں تمہیں نفرت کے قابل چھوڑوں گا ہی نہیں!"

پریشہ کا دل ایک پل کو کانپا۔ زرغام کی شدت، اس کی قربت، سب کچھ اسے بے بس کر رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ شخص اسے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا چکا تھا۔۔۔ اور شاید وہ خود بھی کہیں نہ کہیں یہی چاہتی تھی۔۔۔

پریشہ زرغام کی سخت نظروں کا مقابلہ نہیں کر پار ہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ مرد اس سے نفرت کرتا ہے، مگر اس کی قربت، اس کے لمس میں نفرت سے زیادہ کچھ اور تھا—شدت، اختیار، شاید کچھ ایسا جو وہ خود سمجھ نہیں پار ہی تھی۔

زرغام نے سرد لہجے میں کہا، "مت بھولو پریشے، تم نے میری خوشیوں کو مجھ سے چھینا ہے۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا!"

پریشے کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے، مگر اس نے مضبوطی سے اپنے جذبات پر قابو پایا۔ "میں نے کچھ نہیں چھینا، زرغام! تمہارے لیے شاید یہ سب کھیل ہو، مگر میرے لیے یہ میری بربادی ہے!"

زرغام نے غصے سے اس کی کلائی پکڑ لی اور قریب کرتے ہوئے بولا، "بربادی؟ تمہیں لگتا ہے تمہاری بربادی ہوئی ہے؟ تو دیکھنا بھی میں تمہیں اصل بربادی کیسے دکھاتا ہوں!"

پریشے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، "زرغام، چھوڑ مجھے! تم اپنی نفرت کا بدلہ مجھ سے کیوں لے رہے ہو؟ میں نے تمہاری روشا نے کو تم سے نہیں چھینا!"

زرغام کے چہرے پر درد کی ایک جھلک آئی، مگر وہ فوراً سنبھل گیا۔ "مگر تم اس کی جگہ لینے آگئی، پریشے! تم نے میری زندگی میں وہ جگہ لے لی جو اس کی تھی، اور میں یہ قبول نہیں کر سکتا!"

پریشے کی آنکھوں میں بے بسی تھی، "تو پھر مجھے آزاد کر دو! مجھے جانے دو، زرغام!"

زرغام نے ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے چہرے پر نظریں جمائیں، "اتنی آسانی سے نہیں، پریشے! تم میرے نکاح میں آئی ہو، اور اب تمہیں میرے ساتھ ہی رہنا ہو گا... میری نفرت سہنی ہو گی!"

پریشے کی سانسیں رکنے لگیں۔ کیا وہ واقعی زرغام کے اس قید نمارشتے میں پھنس چکی تھی؟ کیا ان کے درمیان صرف نفرت ہی باقی تھی، یا اس نفرت کے پیچھے کچھ اور بھی چھپا تھا؟ پریشے نے زرغام کی سخت گرفت سے نکلنے کی کوشش کی، مگر وہ جیسے فولاد کی دیوار تھا، اپنی جگہ سے ہلاتک نہیں۔ اس کی آنکھوں میں غصہ، درد اور نہ جانے کیا کچھ تھا۔ وہ نفرت کرتا تھا، مگر اس کے لمس میں ایسی شدت تھی جو صرف نفرت کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"تم مجھے یہاں قید رکھ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو، زرغام؟ کہ تم مجھ سے نفرت کرتے ہو؟" پریشے نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

زرغام نے ایک گہرا سانس لیا اور طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا، "یہ تمہیں ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، پریشے! تمہیں میری ہر سانس، ہر لمس، ہر نظر میں میری نفرت محسوس ہونی چاہیے!"

پریشے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، مگر وہ جانتی تھی کہ وہ ان آنسوؤں کو کمزوری نہیں بنے دے گی۔ "اگر واقعی مجھ سے اتنی نفرت ہے، تو پھر مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ مجھے آزاد کیوں نہیں کرتے، زرغام؟"

زرغام کے چہرے پر ایک پل کے لیے کچھ عجیب سا تاثر ابھرا، جیسے وہ خود بھی اس سوال کا جواب نہیں جانتا۔ پھر اچانک، اس نے پریشے کی کلائی کو سختی سے تھام لیا اور قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی، "کیونکہ تمہاری سزا یہی ہے، پریشے! تمہیں میری نفرت کے ساتھ جینا ہوگا، جب تک میں چاہوں!"

پریشے کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔ وہ آنکھیں بند کر گئی، کیونکہ اب اس کا ہر راستہ بند ہو چکا تھا۔ زرغام کی نفرت اسے گھٹن دے رہی تھی، مگر اس کے لمس میں جوشدت تھی، وہ کہیں نہ کہیں اس کے دل کو کمزور بھی کر رہی تھی۔

کیا واقعی زرغام کی نفرت صرف نفرت تھی؟ یا اس کے اندر کہیں کوئی اور جذبہ بھی چھپا تھا، جسے وہ خود ماننے سے انکاری تھا؟

پریشے کی آنکھیں زرغام کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں، دل کسی انجانے خوف سے کانپ رہا تھا۔ وہ اس مرد کو نہیں سمجھ پائی تھی، اور شاید سمجھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ زرغام کی نفرت اس کے وجود کو روند چکی تھی، مگر وہ اب مزید ٹوٹنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"بس کرو، زرغام!" اس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا، مگر زرغام نے ایک تلخ ہنسی کے ساتھ اس کے چہرے کو قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی، "تمہیں لگا تھا کہ سب کچھ تمہاری مرضی سے ہوگا؟ تم نے میری زندگی میں قدم رکھا ہے، اب ہر فیصلہ بھی میرا ہوگا!"

پریش نے خود کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کی، مگر زرغام نے دیوار کے ساتھ اس کا راستہ روک لیا۔ اس کی نظریں گہری اور سخت تھیں، مگر ان میں کچھ اور بھی تھا—ایک ایسا جذبہ جو صرف نفرت نہیں تھا۔

"مجھے تم سے نفرت ہے، پریش!" زرغام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

پریش نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا، "تو پھر مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ مجھے آزاد کیوں نہیں کرتے؟"

زرغام خاموش رہا، اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی، مگر اس کی نظریں اب بھی پریش کے چہرے پر جمی رہیں۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر جیسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

پریشے نے گہرا سانس لیا اور آہستہ سے بولی، "نفرت وہی کرتا ہے، جس کے دل میں کہیں نہ کہیں محبت کی جگہ ہو، زرغام۔ تمہیں مجھ سے نفرت نہیں، تمہیں اس حقیقت سے نفرت ہے کہ میں تمہاری زندگی میں ہوں، تمہاری ضد اور انا کے خلاف!"

زرغام کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے الجھن ابھری، مگر وہ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ "بکو اس بند کرو!" وہ دروازے کی طرف بڑھا، مگر پھر رک کر پلٹا اور پریشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "یاد رکھنا، میں تمہیں کبھی اپنی کمزوری نہیں بننے دوں گا!"

زرغام اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا، جیسے فیصلہ کر چکا ہو۔ وہ نفرت کرتا تھا، مگر پھر بھی اسے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔

"تیار کرو، پریشے! ہم حویلی جا رہے ہیں!" زرغام کا لہجہ حکم دینے والا تھا۔

پریشے نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "میں کہیں نہیں جا رہی! یہ تمہاری ضد تھی، تمہارا انتقام، تو مجھے بھی یہاں رہنے دو!"

زرغام تلخ ہنسی ہنسا اور قریب آ کر بولا، "یہی تو بات ہے، پریشے! میں تمہیں یہاں آرام سے رہنے نہیں دوں گا۔ تمہیں وہی زندگی دوں گا جسے تم برداشت نہ کر سکو! حویلی میں سب کو بتاؤں گا کہ تم میری بیوی ہو، مگر صرف نام کی۔ تم وہاں ایک ایسی قیدی کی طرح رہو گی جسے میں ہر پل اپنی نفرت کا احساس دلاؤں گا!"

پریشے کی آنکھوں میں بے بسی تیرنے لگی۔ "کیوں کر رہے ہو یہ سب؟ اگر نفرت کرتے ہو تو مجھے آزاد کر دو!"

زرغام نے غصے سے اس کا ہاتھ پکڑا، "آزاد کر دوں؟ نہیں، پریشے! تم نے میری زندگی برباد کی ہے، اور اب میں تمہاری بربادی دیکھوں گا۔ تمہارا ہر دن، ہر پل میری نفرت کے سائے میں گزرے گا۔"

پریشے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، مگر زرغام نے اسے سختی سے تھامے رکھا۔ "بس بہت ہو چکا! اب تم میری قید میں چلو گی، جہاں ہر لمحہ تمہیں یہ یاد دلاؤں گا کہ تم میری زندگی کا سب سے بڑا غلط فیصلہ ہو!"

پریشہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر وہ جانتی تھی کہ زرغام کے ساتھ لڑنا بے کار ہے۔ وہ اب اسے لے کر جا ہی رہا تھا، اس حویلی میں، جہاں صرف نفرت کی زنجیریں اس کے انتظار میں تھیں۔۔۔ پریشہ کا دل دھڑک رہا تھا، وہ جانتی تھی کہ زرغام اپنی ضد کا پکا ہے، مگر وہ اسے دوبارہ اپنی حویلی کیوں لے کر جا رہا تھا؟ اگر نفرت ہی تھی، تو پھر یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

گاڑی تیزی سے سنسان سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ پریشہ نے ایک نظر زرغام کی طرف ڈالی، اس کا چہرہ سخت تھا، نظریں سامنے جمی ہوئی تھیں، جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔

"زرغام، تم مجھے اپنی حویلی کیوں لے جا رہے ہو؟" وہ ہمت کر کے بولی۔

زرغام نے ایک نظر آئینے میں دیکھ کر سرد لہجے میں کہا، "کیونکہ مجھے تمہیں اپنی حویلی میں قید کرنا ہے، تاکہ تمہیں احساس ہو کہ تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کی سزا کیا ہوتی ہے!"

پریشہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا، "کیا تمہاری نفرت کبھی ختم نہیں ہوگی؟"

زرغام کی گرفت اسٹیرنگ پر سخت ہو گئی۔ "نفرت؟ نہیں، پریشے! میری نفرت تمہاری سانسوں تک رہے گی۔ تم نے مجھ سے میری خوشیاں چھینی ہیں، اور میں تمہیں چین سے جینے نہیں دوں گا!"

پریشے نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ جانتی تھی کہ زرغام کی نفرت میں شدت ہے، مگر کیا یہ صرف نفرت تھی؟ اگر وہ اس سے اتنی ہی نفرت کرتا تھا، تو پھر اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟ وہ کیوں چاہتا تھا کہ وہ اس کی نظروں کے سامنے رہے؟

گاڑی حویلی کے بڑے گیٹ کے اندر داخل ہوئی، اور زرغام نے ایک جھٹکے سے بریک لگائے۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور غصے سے پریشے کی طرف بڑھا، دروازہ کھولا اور سخت لہجے میں بولا، "اتر جاؤ، ورنہ میں خود اتار دوں گا!"

پریشے نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا، مگر وہ جانتی تھی کہ اب اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ زرغام کے قدموں میں نفرت کی گھنٹی بج رہی تھی، اور پریشے کے لیے یہ حویلی ایک نئی قید کا دروازہ بن چکی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 77 پارٹ 2

کمرے میں خاموشی تھی، مگر یہ خاموشی صرف باہر تھی، اندر پریشے کے دل میں طوفان مچا ہوا تھا۔ زرغام غصے میں کمرے سے جا چکا تھا، دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہونے کی آواز نے اس کے دل کی دھڑکن مزید تیز کر دی تھی۔ وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی، آنکھیں ابھی بھی نمی سے بھری تھیں۔

"ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے... پہلے زخم دیتا ہے، پھر چھوڑ کر چلا جاتا ہے!" وہ خود سے بولی اور اپنے آنسو صاف کیے۔

پریشے نے ہمت جمع کی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی کھڑکی کے قریب آگئی۔ باہر فارم ہاؤس کا وسیع باغ تھا، جہاں ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، مگر اس کا دل اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔

اچانک، دروازے کی طرف قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ فوراً سیدھی ہو گئی، دل جیسے سینے سے باہر آنے کو تھا۔ زرغام واپس آچکا تھا۔ اس کا چہرہ سختی میں ڈوبا ہوا تھا، آنکھیں ابھی بھی غصے سے بھری ہوئی تھیں، مگر اس کی چال میں ایک عجیب سی تھکن بھی تھی۔

"اب رونے بیٹھو گی یا کچھ کہو گی بھی؟" اس نے دروازہ بند کرتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

پریشہ نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، "کیا کہوں؟ جو کہوں گی، تمہیں برا ہی لگے گا!"

زرغام نے گہرا سانس لیا اور اپنی انگلیاں بالوں میں پھیریں، "تو مت کہو، مگر کم از کم بھاگنے کا تو نہ سوچو!"

پریشہ نے چونک کر اسے دیکھا، "بھاگنا؟ میں کہاں جاسکتی ہوں زرغام؟ تم نے میرے ہر راستے بند کر دیے ہیں!" اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی، مگر اس میں ایک واضح بے بسی تھی۔

زرغام کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر دھیرے سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ "ہاں، میں نے ہر راستہ بند کر دیا ہے، کیونکہ تم صرف میری ہو، پریشہ!" اس نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا، مگر پریشہ نے فوراً پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔

"مجھے مت چھوؤ!" وہ سخت لہجے میں بولی، مگر زرغام نے اس کی کلائی تھام لی، آنکھوں میں ایک الگ شدت تھی۔۔۔ اس نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا، مگر پریشے نے فوراً پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔

"مجھے مت چھوؤ!" وہ سخت لہجے میں بولی، مگر زرغام نے اس کی کلائی تھام لی، آنکھوں میں ایک الگ شدت تھی۔

"مت کہو کہ تمہیں میری قربت محسوس نہیں ہوتی!" زرغام نے سرگوشی کی، اس کے قریب آتے ہوئے۔

پریشے نے نظریں چرائیں، دل کی دھڑکن جیسے بے قابو ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ زرغام کے غصے میں بھی ایک عجیب سی کشش تھی، ایک ایسا جذبہ جو اسے خود سے باندھ کر رکھتا تھا۔

"اگر واقعی میرا رستہ بند کر دیا ہے، تو مجھے اتنا مجبور بھی مت کرو کہ میں نفرت کرنے لگوں!" وہ مدہم آواز میں بولی، مگر زرغام نے اس کی ٹھوڑی اوپر کی، آنکھوں میں گہری نظروں سے جھانکتے ہوئے کہا،

"نفرت؟ تم جتنی بھی کوشش کر لو، مجھ سے نفرت نہیں کر سکو گی، کیونکہ میں تمہیں نفرت کے قابل
چھوڑوں گا ہی نہیں!"

پریشہ کا دل ایک پل کو کانپا۔ زرغام کی شدت، اس کی قربت، سب کچھ اسے بے بس کر رہا تھا۔ وہ جانتی
تھی کہ یہ شخص اسے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا چکا تھا... اور شاید وہ خود بھی کہیں نہ کہیں یہی چاہتی تھی۔۔۔
پریشہ زرغام کی سخت نظروں کا مقابلہ نہیں کر پار ہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ مرد اس سے نفرت کرتا
ہے، مگر اس کی قربت، اس کے لمس میں نفرت سے زیادہ کچھ اور تھا—شدت، اختیار، شاید کچھ ایسا جو
وہ خود سمجھ نہیں پار ہی تھی۔

زرغام نے سر دلچے میں کہا، "مت بھولو پریشہ، تم نے میری خوشیوں کو مجھ سے چھینا ہے۔ میں تمہیں
کبھی معاف نہیں کروں گا!"

پریشہ کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے، مگر اس نے مضبوطی سے اپنے جذبات پر قابو پایا۔ "میں نے کچھ
نہیں چھینا، زرغام! تمہارے لیے شاید یہ سب کھیل ہو، مگر میرے لیے یہ میری بربادی ہے!"

زرغام نے غصے سے اس کی کلائی پکڑ لی اور قریب کرتے ہوئے بولا، "بربادی؟ تمہیں لگتا ہے تمہاری
بربادی ہوئی ہے؟ تو دیکھنا ابھی میں تمہیں اصل بربادی کیسے دکھاتا ہوں!"

پریشے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، "زرغام، چھوڑو مجھے! تم اپنی نفرت کا بدلہ مجھ سے کیوں لے رہے ہو؟ میں نے تمہاری روشا نے کو تم سے نہیں چھینا!"

زرغام کے چہرے پر درد کی ایک جھلک آئی، مگر وہ فوراً سنبھل گیا۔ "مگر تم اس کی جگہ لینے آگئی، پریشے! تم نے میری زندگی میں وہ جگہ لے لی جو اس کی تھی، اور میں یہ قبول نہیں کر سکتا!"

پریشے کی آنکھوں میں بے بسی تھی، "تو پھر مجھے آزاد کر دو! مجھے جانے دو، زرغام!"

زرغام نے ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے چہرے پر نظریں جمائیں، "اتنی آسانی سے نہیں، پریشے! تم میرے نکاح میں آئی ہو، اور اب تمہیں میرے ساتھ ہی رہنا ہو گا... میری نفرت سہنی ہو گی!"

پریشے کی سانسیں رکنے لگیں۔ کیا وہ واقعی زرغام کے اس قید نما رشتے میں پھنس چکی تھی؟ کیا ان کے درمیان صرف نفرت ہی باقی تھی، یا اس نفرت کے پیچھے کچھ اور بھی چھپا تھا؟ پریشے نے زرغام کی سخت گرفت سے نکلنے کی کوشش کی، مگر وہ جیسے فولاد کی دیوار تھا، اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔ اس کی آنکھوں میں غصہ، درد اور نہ جانے کیا کچھ تھا۔ وہ نفرت کرتا تھا، مگر اس کے لمس میں ایسی شدت تھی جو صرف نفرت کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"تم مجھے یہاں قید رکھ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو، زرغام؟ کہ تم مجھ سے نفرت کرتے ہو؟" پریشے نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

زرغام نے ایک گہرا سانس لیا اور طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا، "یہ تمہیں ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، پریشے! تمہیں میری ہر سانس، ہر لمس، ہر نظر میں میری نفرت محسوس ہونی چاہیے!"

پریشے کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر وہ جانتی تھی کہ وہ ان آنسوؤں کو کمزوری نہیں بننے دے گی۔ "اگر واقعی مجھ سے اتنی نفرت ہے، تو پھر مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ مجھے آزاد کیوں نہیں کرتے، زرغام؟"

زرغام کے چہرے پر ایک پل کے لیے کچھ عجیب سا تاثر ابھرا، جیسے وہ خود بھی اس سوال کا جواب نہیں جانتا۔ پھر اچانک، اس نے پریشے کی کلائی کو سختی سے تھام لیا اور قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی، "کیونکہ تمہاری سزا یہی ہے، پریشے! تمہیں میری نفرت کے ساتھ جینا ہوگا، جب تک میں چاہوں!"

پریشے کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔ وہ آنکھیں بند کر گئی، کیونکہ اب اس کا ہر راستہ بند ہو چکا تھا۔ زرغام کی نفرت اسے گھٹن دے رہی تھی، مگر اس کے لمس میں جوشدت تھی، وہ کہیں نہ کہیں اس کے دل کو کمزور بھی کر رہی تھی۔

کیا واقعی زرغام کی نفرت صرف نفرت تھی؟ یا اس کے اندر کہیں کوئی اور جذبہ بھی چھپا تھا، جسے وہ خود ماننے سے انکاری تھا؟

پریشے کی آنکھیں زرغام کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں، دل کسی انجانے خوف سے کانپ رہا تھا۔ وہ اس مرد کو نہیں سمجھ پائی تھی، اور شاید سمجھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ زرغام کی نفرت اس کے وجود کو روند چکی تھی، مگر وہ اب مزید ٹوٹنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"بس کرو، زرغام!" اس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا، مگر زرغام نے ایک تلخ ہنسی کے ساتھ اس کے چہرے کو قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی، "تمہیں لگا تھا کہ سب کچھ تمہاری مرضی سے ہوگا؟ تم نے میری زندگی میں قدم رکھا ہے، اب ہر فیصلہ بھی میرا ہوگا!"

پریشے نے خود کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کی، مگر زرغام نے دیوار کے ساتھ اس کا راستہ روک لیا۔ اس کی نظریں گہری اور سخت تھیں، مگر ان میں کچھ اور بھی تھا—ایک ایسا جذبہ جو صرف نفرت نہیں تھا۔

"مجھے تم سے نفرت ہے، پریشے!" زرغام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

پریشے نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا، "تو پھر مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ مجھے آزاد کیوں نہیں کرتے؟"

زرغام خاموش رہا، اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی، مگر اس کی نظریں اب بھی پریشے کے چہرے پر جمی رہیں۔
وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر جیسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

پریشے نے گہرا سانس لیا اور آہستہ سے بولی، "نفرت وہی کرتا ہے، جس کے دل میں کہیں نہ کہیں محبت کی جگہ ہو، زرغام۔ تمہیں مجھ سے نفرت نہیں، تمہیں اس حقیقت سے نفرت ہے کہ میں تمہاری زندگی میں ہوں، تمہاری ضد اور انا کے خلاف!"

زرغام کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے الجھن ابھری، مگر وہ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ "بکو اس بند کرو!" وہ دروازے کی طرف بڑھا، مگر پھر رک کر پلٹا اور پریشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "یاد رکھنا، میں تمہیں کبھی اپنی کمزوری نہیں بننے دوں گا!"

زرغام اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا، جیسے فیصلہ کر چکا ہو۔ وہ نفرت کرتا تھا، مگر پھر بھی اسے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔

"تیار کرو، پریشے! ہم حویلی جا رہے ہیں!" زرغام کا لہجہ حکم دینے والا تھا۔

پریشے نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "میں کہیں نہیں جا رہی! یہ تمہاری ضد تھی، تمہارا انتقام، تو مجھے بھی یہاں رہنے دو!"

زرغام تلخ ہنسی ہنسا اور قریب آکر بولا، "یہی تو بات ہے، پریشے! میں تمہیں یہاں آرام سے رہنے نہیں دوں گا۔ تمہیں وہی زندگی دوں گا جسے تم برداشت نہ کر سکو! حویلی میں سب کو بتاؤں گا کہ تم میری بیوی ہو، مگر صرف نام کی۔ تم وہاں ایک ایسی قیدی کی طرح رہو گی جسے میں ہر پل اپنی نفرت کا احساس دلاؤں گا!"

پریشے کی آنکھوں میں بے بسی تیرنے لگی۔ "کیوں کر رہے ہو یہ سب؟ اگر نفرت کرتے ہو تو مجھے آزاد کر دو!"

زرغام نے غصے سے اس کا ہاتھ پکڑا، "آزاد کر دوں؟ نہیں، پریشے! تم نے میری زندگی برباد کی ہے، اور اب میں تمہاری بربادی دیکھوں گا۔ تمہارا ہر دن، ہر پل میری نفرت کے سائے میں گزرے گا۔"

پریشے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، مگر زرغام نے اسے سختی سے تھامے رکھا۔ "بس بہت ہو چکا! اب تم میری قید میں چلو گی، جہاں ہر لمحہ تمہیں یہ یاد دلاؤں گا کہ تم میری زندگی کا سب سے بڑا غلط فیصلہ ہو!"

پریشے کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر وہ جانتی تھی کہ زرغام کے ساتھ لڑنا بے کار ہے۔ وہ اب اسے لے کر جا ہی رہا تھا، اس حویلی میں، جہاں صرف نفرت کی زنجیریں اس کے انتظار میں تھیں۔۔۔ پریشے کا دل دھڑک رہا تھا، وہ جانتی تھی کہ زرغام اپنی ضد کا پکا ہے، مگر وہ اسے دوبارہ اپنی حویلی کیوں لے کر جا رہا تھا؟ اگر نفرت ہی تھی، تو پھر یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

گاڑی تیزی سے سنسان سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ پریشے نے ایک نظر زرغام کی طرف ڈالی، اس کا چہرہ سخت تھا، نظریں سامنے جمی ہوئی تھیں، جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔

"زرغام، تم مجھے اپنی حویلی کیوں لے جا رہے ہو؟" وہ ہمت کر کے بولی۔

زرغام نے ایک نظر آئینے میں دیکھ کر سرد لہجے میں کہا، "کیونکہ مجھے تمہیں اپنی حویلی میں قید کرنا ہے، تاکہ تمہیں احساس ہو کہ تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کی سزا کیا ہوتی ہے!"

پریشے نے بے یقینی سے اسے دیکھا، "کیا تمہاری نفرت کبھی ختم نہیں ہوگی؟"

زرغام کی گرفت اسٹیئرنگ پر سخت ہو گئی۔ "نفرت؟ نہیں، پریشے! میری نفرت تمہاری سانسوں تک رہے گی۔ تم نے مجھ سے میری خوشیاں چھینی ہیں، اور میں تمہیں چین سے جینے نہیں دوں گا!"

پریشے نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ جانتی تھی کہ زرغام کی نفرت میں شدت ہے، مگر کیا یہ صرف نفرت تھی؟ اگر وہ اس سے اتنی ہی نفرت کرتا تھا، تو پھر اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟ وہ کیوں چاہتا تھا کہ وہ اس کی نظروں کے سامنے رہے؟

گاڑی حویلی کے بڑے گیٹ کے اندر داخل ہوئی، اور زرغام نے ایک جھٹکے سے بریک لگائے۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور غصے سے پریشے کی طرف بڑھا، دروازہ کھولا اور سخت لہجے میں بولا، "اتر جاؤ، ورنہ میں خود اتار دوں گا!"

پریشے نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا، مگر وہ جانتی تھی کہ اب اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ زرغام کے قدموں میں نفرت کی گھنٹی بج رہی تھی، اور پریشے کے لیے یہ حویلی ایک نئی قید کا دروازہ بن چکی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

ورشٹاں ابھی فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ اب وہ لونگ فرائک پہنے بالوں کا راف سا جوڑا بنائے کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم بھی فریش ہو کر اپنا کام میں مصروف ہوا تھا۔۔۔

ورشٹاں کھڑکی کے پاس کھڑی بارش کی بوندوں کو دیکھ رہی تھی۔ بادلوں کی گھن گرج اور بارش کی مست خنکی نے اس کے دل میں ایک عجیب سی خوشی بھر دی۔ وہ مسکرا کر پیچھے مڑی اور بیڈ پر بیٹھے جان عالم کو دیکھا، جو کسی فائل میں مصروف تھا۔۔۔

"جان خان، باہر دیکھے نا! کتنی زبردست بارش ہو رہی ہے!" وہ خوشی سے بولی۔

جان عالم نے ایک نظر کھڑکی کی طرف ڈالی، پھر سر جھٹک کر دوبارہ فائل پر نظریں جمالیں۔ "ہاں، اچھی لگ رہی ہے۔ پر ابھی باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے، ورشٹاں۔۔۔"

ورشٹاں نے ناراضگی سے ہونٹ باہر نکالے۔ "یہ کیا بات ہوئی؟ بارش ہو اور ہم بس کمرے میں بیٹھے رہیں؟" وہ ضدی انداز میں بولی۔

جان عالم نے مسکرا کر اس کے معصوم چہرے کو دیکھا، جہاں شرارت جھلک رہی تھی۔ "تم دوبارہ بھیگی تو بیمار ہو جاؤ گی، پھر مجھے ہی سنبھالنا پڑے گا۔"

"اچھا جی! میں کوئی بچی ہوں کیا؟" ورشٹاں نے ہاتھ باندھ کر تیوری چڑھائی۔

"میرے لیے تو ہمیشہ بچی ہی رہو گی۔" جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا، لیکن ورشاں کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ اس کی کلائی پکڑ کر کھینچنے لگی۔

"چلے نا! پلیز...!"

جان عالم نے ہلکی سی آہ بھری، جانتا تھا کہ ورشاں کو روکنا ناممکن ہے۔ "اچھا، ٹھیک ہے، لیکن زیادہ دیر نہیں!"

یہ سننا تھا کہ ورشاں خوشی سے اچھل پڑی۔ وہ فوراً اس کا ہاتھ تھامے نیچے کی طرف بھاگی۔ دروازہ کھولتے ہی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بارش کی بوندیں ان کے چہروں سے ٹکرائیں۔ ورشاں نے خوشی سے دونوں بازو پھیلا دیے اور آنکھیں بند کر کے گھومنے لگی۔۔۔۔

جان عالم نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا۔ "پاگل لڑکی!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی نرمی تھی۔

ورشاں نے ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اپنے ساتھ گھمانا شروع کر دیا۔ بارش تیز ہو رہی تھی، دونوں مکمل بھیگ چکے تھے، مگر ورشاں کے چہرے پر خوشی دیکھ کر جان عالم کو کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس لمحے میں، اس کی ہنسی، اس کی چمکتی آنکھیں، اور بارش کی بوندیں — سب کچھ جادوئی لگ رہا تھا۔

جان عالم نے اس کے گیلے چہرے کو نرمی سے چھوا، "تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کتنی خوبصورت لگ رہی

ہو؟"

ورشٹاں نے شوخی سے آنکھیں گھمائیں، "یہ تو مجھے ہمیشہ سے معلوم تھا۔"

دونوں کی ہنسی بارش کی بوندوں میں گھل گئی، اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ان خاص لمحوں میں کھو گئے، جہاں صرف وہ تھے، بارش تھی، اور محبت کی وہ خوشبو، جو ہر قطرے میں رچی بسی تھی۔۔۔

ورشٹاں بارش میں گھوم رہی تھی، پانی کی بوندیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، اور وہ خوشی سے آنکھیں بند کیے ان لمحات کو محسوس کر رہی تھی۔ جان عالم ایک قدم پیچھے کھڑا، اس کی معصوم سی خوشی کو دیکھ رہا تھا۔ بارش کی بوندیں اس کے چہرے پر بھی پڑ رہی تھیں، مگر اس کی نظریں صرف ورشٹاں پر جمی تھیں۔

اچانک، ورشٹاں نے پانی میں گھومتے ہوئے پیر پھسلا دیا۔ وہ چیخی، مگر اس سے پہلے کہ زمین سے ٹکراتی، جان نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔ وہ اس کے اتنے قریب تھی کہ دونوں کے چہرے بس چند انچ کے فاصلے پر تھے۔ ورشٹاں نے حیرت سے اسے دیکھا، اور جان کی آنکھوں میں ایک گہری تپش چمکنے لگی۔

"میں نے کہا تھا نا، بارش میں زیادہ مستیاں مت کرو۔" جان عالم نے سرگوشی کی، مگر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"اور میں نے کہا تھا کہ مجھے بارش بہت پسند ہے۔" ورشٹاں نے شوخی سے جواب دیا، مگر وہ جان کی نظروں کی شدت کو محسوس کر رہی تھی۔

بارش کی ٹھنڈی بوندیں گر رہی تھیں، لیکن اس لمحے میں، ان دونوں کے بیچ کی قربت نے ہر چیز کو بھلا دیا تھا۔ جان نے آہستہ سے اس کے چہرے سے گیلے بال ہٹائے، اس کی نرم جلد پر اپنی انگلیاں پھیریں۔
ورشیاں کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

"تمہاری آنکھیں بھی بارش کی طرح ہیں، مائل لٹل وائف... ہر بار، جب ان میں دیکھتا ہوں، تو سب کچھ دھندلا ہو جاتا ہے، بس تم نظر آتی ہو۔" جان کی آواز مدہم مگر گہری تھی۔

ورشیا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔ پھر آہستہ سے مسکرا کر بولی، "اور آپ کی بانہیں؟ یہ ہمیشہ مجھے گرنے سے بچانے کے لیے تیار رہتی ہیں، جیسے بارش کے بعد زمین پر پڑنے والے پہلے قطرے کو آسمان تھام لینا چاہتا ہو۔"

جان عالم نے اس کی یہ بات سن کر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "تم واقعی شاعری کرنے لگی ہو۔"
"محبت سب سکھا دیتی ہے، جان خان!" ورشیا نے ہلکی سی شرارت سے کہا۔۔۔

بارش میں بھینگنے کے بعد، ورشیاں اور جان عالم ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں کے کپڑے مکمل بھیگ چکے تھے، پانی کی بوندیں اب بھی ان کے چہروں اور بالوں سے ٹپک رہی تھیں۔ ورشیا نے اپنے گیلے بالوں کو جھٹکا، تو چند قطرے سیدھا جان کے چہرے پر جا گرے۔ وہ حیرت سے پیچھے ہٹا اور پھر آنکھیں تنگ کرتے ہوئے بولا، "یہ کیا تھا، محترمہ؟"

ورشٹاں شوخی سے ہنسی، "بارش کا شکریہ ادا کرے کہ میں نے بس یہ کیا ہے، ورنہ میں تو آپ پر پورا جگ
الٹنے والی تھی۔"

جان نے شرارت سے ایک قدم آگے بڑھایا، "اچھا؟ تو پھر سزا کے لیے تیار ہو جاؤ! کیونکہ تمہیں سزا دینا
کا الگ ہی مزا ہے۔۔۔"

ورشٹاں نے آنکھیں پھیلا کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، مگر جان عالم نے فوراً اسے بازوؤں میں بھر لیا۔ اس
کے بھیگے وجود کی ٹھنڈک جان عالم کی گرم جلد سے ٹکرا کر ایک عجیب سا احساس پیدا کر رہی تھی۔
ورشٹاں نے ہلکی سانس لی، جبکہ جان کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم ابھی کتنی حسین لگ رہی ہو؟" جان عالم کی آواز مدھم اور بھاری تھی۔

ورشٹاں نے شرارت سے پلکیں جھپکائیں، اور وہی جواب دیا "ہمیشہ سے پتہ تھا۔"

جان عالم ہنسا، مگر اس کی نظریں اب بھی اس کے بھیگے لبوں پر ٹکی تھیں۔ وہ آہستہ سے جھکا اور اپنی انگلی
سے ورشٹاں کے گال پر بہتے ہوئے پانی کے قطرے کو صاف کیا۔ اس کا لمس اتنا نرم تھا کہ ورشٹاں کی پلکیں
خود بخود جھک گئیں۔

"بارش نے تمہیں اور بھی خوبصورت بنا دیا ہے، لیکن..." جان عالم نے آہستہ سے سرگوشی کی، "اب
تمہیں گرمائش کی ضرورت ہے۔"

ورشٹاں کا دل زور سے دھڑکا، "ا-اب میں... چیخ کر لوں؟" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

جان عالم نے اس کے کان کے قریب جھک کر مدھم لہجے میں کہا، "تم جاسکتی ہو، مگر میں تو یہیں رکوں گا... کیونکہ آج کی رات، میں تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔"

ورشٹان نے نظریں جھکالیں، اور ایک پل کو پورا کمرہ خاموش ہو گیا۔ مگر وہ خاموشی بے حد گہری اور جذبات سے بھری ہوئی تھی۔ جان عالم نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو اوپر کیا، تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔۔۔۔

"بارش میں بھینگنے کے بعد، محبت اور بھی گہری ہو جاتی ہے، ورشٹاں... تمہیں کیا لگتا ہے؟" ورشٹاں نے سرخ ہوتے ہوئے آہستہ سے سر جھکا دیا، مگر جان نے ہلکے سے اس کے گیلے بالوں کو پکڑ کر اپنے قریب کر لیا۔ اس کی سانسیں ورشٹاں کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، اور اس قربت نے سب کچھ بھلا دیا۔

"کیا ہوا؟ اب تمہیں بولنے میں مشکل ہو رہی ہے؟" جان عالم نے مدھم آواز میں کہا۔ ورشٹاں نے آنکھیں بند کر لیں، اور جیسے ہی جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو اپنے لمس میں لیا، بارش کے قطروں کی ٹھنڈک مکمل طور پر مٹ گئی۔ کمرہ اب صرف محبت اور احساس کی گرمی میں ڈوبا ہوا تھا، جہاں دو دل ایک دوسرے میں پگھل رہے تھے، جیسے بارش کے بعد زمین اور آسمان ایک ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ ورشٹاں اب بھی ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی، بارش کی ٹھنڈک اس کے وجود میں گھل چکی تھی۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ تھامے، اور نرمی سے اسے اپنی طرف کھینچ کر بولا، "تمہیں فوراً گرم پانی سے نہانے کی ضرورت ہے، ورنہ بیمار ہو جاؤ گی۔"

ورشٹاں نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا، "اچھا؟ مجھے نہیں نہانا۔! آپ نہائے۔! آپ بھی تو پورے بھیگ چکے ہو۔"

جان عالم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے بھیگے چہرے کو دیکھا، پھر جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی، "تو چلو پھر... ساتھ چلتے ہیں؟"

ورشٹاں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، اور اس کے گال مزید سرخ ہو گئے۔ "جان خان! وہ شرما تے ہوئے پیچھے ہٹنے لگی، مگر جان نے اس کی کلائی تھام لی۔

"اب پیچھے مت ہٹو، ورشٹاں... ہم پہلے ہی بارش میں بھیگ چکے ہیں، اب ایک ساتھ گرم پانی کی ضرورت ہے۔" اس کی آواز میں ایک گہری نرمی تھی، جس نے ورشٹا کو پل بھر کے لیے سانس لینا بھلا دیا۔

ورشٹاں کی دھڑکن بے ترتیب ہو چکی تھی، مگر وہ جان کے مضبوط لمس میں قید تھی۔ جان نے دروازہ کھولا اور اسے آہستہ سے اندر لے گیا۔ گرم پانی کی بھاپ پورے واشروم میں پھیل رہی تھی، اور ٹھنڈے بدن پر جیسے ایک نرم کمبل لپٹنے لگا ہو۔

جان عالم نے آہستہ سے ورشٹاں کے گیلے بالوں کو چھوا، پھر اس کی گردن پر اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے سرگوشی کی، "تمہیں اندازہ بھی ہے کہ بارش کے بعد تم کتنی حسین لگ رہی ہو؟"

ورشٹا نے پلکیں جھکا لیں، اس کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا تھا۔ "جان... خان....." اس کی آواز مدھم ہو گئی، جیسے الفاظ ساتھ چھوڑ رہے ہوں۔

جان عالم نے آہستہ سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا، اور نرمی سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
پانی کی بوندیں دونوں کے چہروں سے بہہ رہی تھیں، مگر اس لمحے میں صرف ایک دوسرے کی قربت
محسوس ہو رہی تھی۔

"بارش نے ہمیں اور قریب کر دیا ہے، ورشاں... اور میں چاہتا ہوں کہ یہ لمحہ کبھی ختم نہ ہو۔"

جان۔۔۔خان۔۔۔

ورشاں واشروم میں کھڑی تھی، اس کے گیلے بال اس کی پشت پر چپکے ہوئے تھے، اور بارش کی ٹھنڈک
اب بھی اس کے وجود میں سرایت کر رہی تھی۔ جان عالم نے دروازہ بند کیا اور آہستہ سے اس کی طرف
بڑھا۔ اس کی آنکھوں میں وہی شناسا تپش تھی، جو ہمیشہ ورشا کو بے بس کر دیتی تھی۔

"اب بھی کانپ رہی ہو؟" جان عالم نے مدھم آواز میں پوچھا، اس کی انگلیاں آہستہ سے ورشاں کے
گیلے گال کو چھو رہی تھیں۔

ورشاں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا لیا۔ "پانی کی ٹھنڈک ابھی تک محسوس ہو رہی ہے۔"

جان عالم نے آہستہ سے شاور کا گرم پانی چلا دیا، اور بھاپ واشروم میں پھیلنے لگی۔ وہ اس کے قریب آیا،
اس کے چہرے سے ٹپکتے پانی کے قطرے کو اپنی انگلی سے ہٹایا، پھر نرمی سے اس کی ٹھوڑی اٹھائی۔

"پھر میں تمہیں گرم رکھنے میں مدد کروں؟" اس کے الفاظ سرگوشی کی طرح تھے، جن میں محبت کی
شدت تھی۔

ورشاش کی پلکیں لرزیں، اور وہ بے اختیار جان کی نظروں میں کھو گئی۔ شاور سے گرنے والے گرم پانی نے جیسے ٹھنڈے لمحات کو پگھلا دیا ہو۔ جان نے اس کے بھگے بالوں کو آہستہ سے پکڑا اور انہیں اپنی انگلیوں میں لپیٹتے ہوئے اس کے قریب جھک گیا۔۔۔

"بارش کے بعد تم اور بھی زیادہ دلکش لگ رہی ہو، ورشاش... " جان کی سرگوشی نے اس کے دل کی دھڑکن مزید تیز کر دی۔

ورشاش نے نظریں جھکانے کی کوشش کی، مگر جان عالم کی انگلیوں نے اس کے چہرے کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ آہستہ سے جھکا، اور ورشاش کی بھگی پلکوں پر اپنا لمس چھوڑ گیا۔

"جان... خان۔۔۔" ورشاش کی سانس اٹک گئی۔

"ششش... کچھ مت کہو، بس اس لمحے کو محسوس کرو..." جان عالم کی انگلیاں اس کے چہرے پر حرکت کر رہی تھیں، اور شاور سے بہتے پانی کی گرمی ان کے پیچ کی قربت کو اور بڑھا رہی تھی۔

وہ لمحہ، وہ قربت، وہ احساس... سب کچھ رک سا گیا تھا، جیسے دنیا کی ہر چیز دھندلا گئی ہو اور صرف وہ دونوں باقی رہ گئے ہوں۔ جان نے آہستہ سے اس کے گالوں پر اپنے لب رکھے، اور پھر وہ سب کچھ الفاظ کی حدود سے نکل کر محبت کے احساس میں ڈھل گیا... جہاں جذبات سب کچھ بیان کر رہے تھے، اور الفاظ کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔۔۔

حویلی کے مکین جانتے تھے کہ پریشے زرغام کی بیوی ہے، مگر ان کے رشتے میں محبت سے زیادہ نفرت تھی۔ زرغام اسے فارم ہاؤس کیوں لے کر گیا تھا، یہ کسی کو معلوم نہیں تھا، اور اب جب وہ اسے واپس لے کر جا رہا تھا، تو سب کے ذہنوں میں نئے سوال جنم لے رہے تھے۔

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ زرغام نے غصے سے سڑک پر نظریں جمار رکھی تھیں، جبکہ پریشے بے بسی سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا احتجاج کرنا بیکار ہوگا، زرغام کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"زرغام، اگر تمہیں مجھ سے نفرت ہے، تو پھر واپس کیوں لے جا رہے ہو؟ فارم ہاؤس میں ہی چھوڑ دیتے!" آخر کار اس نے ہمت کر کے سوال کیا۔

زرغام نے ایک تلخ ہنسی ہنس کر گاڑی کی رفتار مزید بڑھائی، "تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں آزاد چھوڑ دوں گا؟ نہیں، پریشے! میری قید میں رہو گی، جہاں تمہیں ہر لمحہ میری نفرت کا سامنا کرنا پڑے گا!" پریشے نے مٹھیاں سختی سے بند کر لیں، "کیا بس یہی ہے تمہارے پاس؟ نفرت، انتقام؟ کیا کبھی اس سب سے نکلنے کا سوچا بھی ہے؟"

زرغام نے ایک لمحے کے لیے نظریں اس پر ڈالیں، مگر فوراً ہی رخ موڑ لیا۔ "نہیں، کیونکہ تم نے میری زندگی میں زہر گھولا ہے، اور اب یہی زہر تمہیں بھی پینا ہوگا!"

حویلی کے گیٹ پر گاڑی رکی، زرغام نے دروازہ کھولا اور حکم دیا، "اتر جاؤ!"

پریشے نے ایک نظر حویلی پر ڈالی، جہاں وہ پہلے بھی رہ چکی تھی، جہاں وہ پہلے بھی زرغام کی نفرت جھیل چکی تھی۔ مگر اب کچھ اور تھا، جیسے یہ نفرت مزید شدت اختیار کر چکی ہو۔

وہ گاڑی سے اتری، زرغام نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے سختی سے اندر لے گیا۔ ملازم اور گھر کے افراد حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے، مگر زرغام کسی کی پرواہ کیے بغیر اسے سیدھا اپنے کمرے میں لے گیا اور دروازہ بند کر دیا۔

"یہاں سے بھاگنے کا خیال بھی مت لانا، کیونکہ اب تم میری قید میں ہو!" زرغام نے غصے سے کہا، اور پریشے کے دل میں ایک نئی گھٹن اتر آئی۔

"تمہیں میری قید میں رہنے کی عادت ڈال لینی چاہیے، پریشے!" زرغام نے سختی سے کہا، اس کی آنکھوں میں وہی تلخی تھی جو ہمیشہ سے تھی۔

پریشے نے غصے سے اس کی طرف دیکھا، "میں کوئی چیز نہیں ہوں جسے تم اپنی مرضی سے جہاں چاہو، قید کر دو! میں تمہاری قیدی نہیں ہوں، زرغام!"

زرغام نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ قریب آکر اس کی ٹھوڑی کو اپنے سخت ہاتھوں میں جکڑ لیا، "بیوی ہو تم میری، اور بیوی کو شوہر کی قید میں ہی رہنا چاہیے!"

پریشے نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا، "یہ بیوی والا حق تمہیں تب یاد آتا ہے جب اپنی مرضی مسلط کرنی ہو؟ نکاح تو زبردستی کیا تھا، مگر کیا محبت بھی زبردستی کروالو گے، زرغام؟"

زرغام کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے کچھ چمکا، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو، مگر پھر وہ پیچھے ہٹ گیا اور سخت لہجے میں بولا، "محبت؟ تمہارے ساتھ؟ خواب بھی مت دیکھنا، پریشے! میں تم سے محبت نہیں کرتا، اور نہ کبھی کروں گا!"

پریشے کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر اس نے خود کو مضبوط کیا۔ "تو پھر مجھے یہاں قید کیوں کر رہے ہو؟ اگر تمہیں مجھ سے نفرت ہے تو آزاد کر دو!"

زرغام نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے، مگر رک کر پلٹا، "آزاد کر دو؟ نہیں، پریشے! تمہیں وہی سہنا ہو گا جو تم نے میرے ساتھ کیا! تم نے میری زندگی برباد کی، اب میں تمہاری بربادی دیکھوں گا!"

یہ کہہ کر وہ دروازہ زور سے بند کر کے باہر نکل گیا، جبکہ پریشے پیچھے کھڑی رہ گئی، اس نئی قید میں، جہاں نفرت کی دیواریں پہلے سے زیادہ بلند ہو چکی تھیں۔ زرغام اسے حویلی چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ایپی سوڈ نمبر 78 پارٹ 2

"Aryan, why are you wandering around here and there?"

I've been watching you for a long time. You've been
worried for a long time."

(آریان تم یہاں وہاں چکر کیوں لگا رہے ہوں۔۔۔ میں کب سے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ تم کافی دنوں سے
پریشان ہوں۔۔۔)

جو لیکا صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔ وہ سامنے نظریں جمائے ہوئے
تھا۔۔۔ اس نے جو لیکا پہ ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔۔ جو لیکا اس وقت وائٹ کلر کی ڈیپ گلے والی
شرٹ جس سے اس کی دھڑکنوں پہ باسانی نظر جاسکتی تھی۔۔۔ اس کہ شرٹ فٹنگ میں تھی۔۔۔ جس
سے اس کے نشیب و فراز عیاں تھے۔۔۔

Why aren't you saying anything?

(تم کچھ بول کیوں نہیں رہے۔۔۔) جو لیکا اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان اس پہ
نظر ڈالے بنا چہرہ پھر سے پھیرتے ہوئے دھواں ہوا میں چھوڑا۔۔۔

"Speak... Aryan"

"I don't (بولو۔۔۔ آریان۔۔۔) جو لیکا کا اس کا نظر انداز کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔
want to say anything right now."

I came so (فلحل میں کچھ بولنا نہیں چاہتا۔۔) آریان اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

prepared for you. And you're not even looking at

me.) (میں تمہارے لیے اتنا تیار ہو کر آئی ہوں۔۔ اور تم میری طرف دیکھ ہی نہیں۔ me.)

What should I do... I'll keep (رہے۔۔) جو لیکا اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔

watching you.) (کیا کرو۔۔ تمہیں ہر وقت دیکھتا رہا ہوں۔۔) آریان نہایت بے زاری

سے بولا۔۔ وہ ورشاں کے خیالوں میں گھوم تھا۔۔ اس نے ٹبل پہ پڑا گلاس زمین پہ مارا۔۔ جو لیکا

خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ "تم نے اچھا نہیں کیا۔۔ ورشاں۔۔ میں نے تمہیں بہت ہی دل سے پرپوز

کیا تھا۔۔ اب تک کبھی کسی سے اس طرح بات نہیں کی تھی۔۔ اگے پیچھے نہیں گھومتا تھا۔۔۔ تم نے

تھپڑ مار کر اچھا نہیں کیا۔۔ تم بچھتاؤ گی۔۔ بہت زیادہ۔۔ پہلے تمہیں شاید نکاح میں لیتا۔۔ لیکن

اب تم سے بھی ضرورت پوری کرو گا۔۔۔ "آریان سرخ آنکھیں لیے چلایا۔۔۔۔

جو لیکا اس کی سرخ آنکھیں اس کے چلانے سے ڈرتے ہوئے صوفے سے اٹھی تھی۔۔ آریان نے اس

کی طرف دیکھا۔۔۔ آریان کے اندر آگ جل رہی تھی۔۔ ورشاں نے اسے تھپڑ مارا۔۔ یہ اس کی

Where are you going? Darling...come (آنا کو گوارہ نہیں تھا۔۔۔

here...come to me...مجھے سکون۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ ڈر النگ۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ مجھے سکون

You've gone crazy... you'll (پہنچاؤ۔۔) آریان اسے یوں اٹھتے دیکھ کر بولا۔۔۔۔

kill me too.) (تم پاگل ہو چکے ہو۔۔۔ تم میری بھی جان لے لو گے۔۔) جو لیکا اس کی

I won't tell you anything.) (تمہیں کچھ نہیں "I won't tell you anything." طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کہوں گا۔۔) آریان اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جو لیکا اپنی اونچی ہیل سے
ٹک ٹک کرتی ہوئی اس کے قریب آئی۔۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی لگی
What "تھی۔۔۔ کہ آریان اس سے دور ہوا۔۔۔ جو لیکا نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

اب کیا ہوا۔۔ تم عجیب سے "happened now...you're behave strange."

یہ "Take all this off." برتاؤ کر رہے ہوں۔۔) جو لیکا اس کے دور ہونے پہ بولی۔۔۔

سب اتر اؤ۔۔) آریان اس کی شرٹ کو کندھے سے چوٹکیوں میں بھرتے ہوئے بولا۔۔۔ جو لیکا اپنی
شرٹ اتارتے زمین پہ پھینک چکی تھی۔۔۔ آریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب

کیا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ آریان شدت سے اس کے ہونٹوں کو چوم رہے تھا۔۔ جو لیکا

اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔ جو لیکا اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کر گئی۔۔۔ آریان

نے اس کی طرف سرد نظروں سے دیکھا۔۔ جو لیکا اسے صوفے سے لگاتے اس پہ جھکی

تھی۔۔۔ جو لیکا اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑ رہی تھی۔۔۔

آریان اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے اس کی سٹر پیڈز میں انگلیاں پھسائے اس کی ہوک کھولتے

زمین پہ پھینک گیا۔۔۔ جو لیکا اس کی گردن پہ جھکی جگہ جگہ ہونٹ رکھ رہی تھی۔۔۔ آریان بے باکی

سے اسے کے وجود کو چھو رہا تھا۔۔۔ آریان اسے صوفے پہ کرتے اس کی گردن پہ جھکا۔۔ آریان اس

کی گردن پہ اس کی دھڑکنوں پہ جگہ جگہ دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔ جب دروازے پہ دستک

ہوئی۔۔ جو لیکا آریان کو خود سے دور کر گئی۔۔۔ آریان اس سے دور ہوا۔۔۔ جو لیکا اپنی شرٹ

پکڑتے زیب تن کر گئی۔۔ آریان صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جو لیکا نے اٹھتے دروازہ

کھولا۔۔۔۔"سریہ آپ کی میٹنگ ہے۔۔۔آج۔۔۔سب کچھ ریڈی ہے۔۔۔بس آپ کو یونی جانا ہے۔۔۔اور وہاں جا کر اپنی انویسٹمنٹ کرنی ہے۔۔۔"وہ نظریں جھکائے بولا۔۔۔آریان نے اپنا سر پیچھے کو جھکاتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔اسے اپنے سکون کے وقت یہ خلل بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

"Varsha somehow found out where he was."

(ورشیاں کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔۔۔)آریان نے وہی بیٹھے اس سے سوال کیا۔۔۔"سر ہم نے اس کا ایڈریس معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔لیکن اس کا آپ کو صرف صفویہ بتا سکتی ہے۔۔۔"وہ وہی "You are"کھڑے بولا۔۔۔جو لیکانے آریان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔
thinking of deceiving me."

"Drilling, (تم مجھے دھوکہ دینے کا سوچ رہے ہوں۔۔۔)وہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔
come here...why are you worried? You are only Aryan's
property."

(ڈارلنگ تم فکر کیوں کرتی ہوں۔۔۔تم صرف آریان کی پرپرٹی ہوں۔۔۔)"آریان جو لیکا کا ہاتھ
"When you say things like"پکڑتے اپنی طرف کھینچتے اسے اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔۔
(جب تم ایسی باتیں کہتے ہوں...مجھے بہت برا لگتا ہے۔)جو لیکا اس
"Stay"کے چہرے کو انگلیوں سے چھوتے ہوئے بولی۔۔۔آریان نے اس کا ہاتھ پکڑتے پیچھے کیا۔۔۔
within your limits...there's no need to intrude so much
into my life."

(اپنی حد میں رہوں۔۔۔ میری لائف میں اتنا گھسنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔) آریان اس کا ہاتھ سختی سے دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔ "تمہیں میں نے خریدا ہے۔۔۔ تم نے مجھے نہیں خریدا۔۔۔" آریان اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے بول کر اسے صوفے پہ دکھیل چکا تھا۔۔۔ جو لیکا اپنی اتنی انسلٹ پہ اسے "I don't need to call again." گھورتے ہوئے صوفے سے اٹھی۔۔۔

(دوبارہ مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔) وہ غصے سے بولتے ہوئے اپنی سینڈل کھولتے دوبارہ "Darling, I think you're forgetting about Rozi...she's still with me...she's more beautiful than you...she's still younger than you." (ڈارلنگ میرے خیال سے تم بھول رہی ہوں۔۔۔ روزی ابھی بھی میرے پاس ہے۔۔۔ وہ۔۔۔) تم سے زیادہ خوبصورت بھی ہے۔۔۔ اور تم سے زیادہ جوان بھی ہے۔۔۔) آریان اس کی طرف دیکھتے (وہ اتنی "She's so beautiful...so go to her..." مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ خوبصورت ہے۔۔۔ تو اسی کے پاس جانا۔۔۔) جو لیکا اپنا بیگ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اس سے پہلے کسی اور کے حسن کا مزہ "Before that, you have to enjoy someone else's beauty too." کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔ (اس سے بھی پہلے کسی اور کے حسن کا مزہ لینا ہے۔۔۔) آریان جو لیکا کے کان کی لوں کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے گمبھیر آواز میں بولا۔۔۔ "سر لیٹ ہو رہی ہے۔۔۔" پاس کھڑا شخص ٹائم دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آریان جو لیکا کو دور کرتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔۔۔

آریان ابھی میٹنگ روم سے نکلتے ہوئے باہر آیا تھا۔۔۔ وہ سڑھیاں اترتے ہوئے کال پہ بات کر رہا تھا۔۔۔ جب اس کی نظر بینچ پر بیٹھی لڑکی پہ پڑی۔۔۔ آریان اسے پہچان چکا تھا۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ بینچ پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ زار و قطار رو اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ آج اس کو اپنے فائنل سمسٹر کی فیس جمع کروانی تھی۔۔۔ اور آخری تاریخ تھی اور وہ پیسے لانا بھول گئی تھی۔۔۔ اب وہاں یونی میں ایسا بھی کوئی نہیں تھا۔۔۔ جو اس کو اتنی بڑی رقم دیتا۔۔۔ اور اگر وہ واپس پیسے لینے جاتی تو ٹائم ختم ہو جاتا۔۔۔ اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ کہ اب وہ کس سے مدد مانگے سوائے رب کی ذات کے وہ وہیں بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ ساتھ دعا مانگ رہی تھی۔۔۔ کہ اس کے پیسوں کا انتظام ہو جائے کسی طرح سے بھی۔۔۔

ابھی وہ اپنے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔۔ کہ اتنے میں ایک آواز سنائی دی اور اس نے اپنے پاس کھڑے شخص کو دیکھا۔۔۔

ہاں وہ آریان تھا لیکن وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔۔۔

"ہیلو کیا ہوا رو کیوں رہی ہو کوئی مر گیا ہے کیا" آریان نے اس لڑکی کو دیکھا تو اس کو یاد آیا کہ وہ اگر اس کی مدد کرے تو اس کے ذریعے ورشاں تک پہنچ سکتا تھا۔۔۔

"وہ میں پیسے لانا بھول گئی ہوں اور آج لاسٹ ڈیٹ ہے اور اگر اب واپس کی تو ٹائیم ختم ہو جائے گا۔۔۔"

صوفیہ نے اپنی پریشانی آریان کو بتائی تو اس کے چہرے پر کمینہ سی مسکراہٹ آئی جو اس نے فوراً چھپائی۔۔۔۔

"ارے کوئی بات نہیں میں پے کر دیتا ہوں فیس۔۔!" اس نے بے ساختہ نظریں صوفیہ کے بالوں کی طرف مرکوز کی تھیں جو ہوا کے دوش پہ لہرا رہے تھے۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں میں خود کروں گی۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے بولی

"ارے یار آنکھیں صاف کرو۔۔۔ اپنی چلو آؤ شاہباش میں پے کر دیتا ہوں۔۔۔۔" وہ اس کی نم آنکھوں کی طرف ہاتھ لے جاتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن صوفیہ نے فوراً سے رخ بدلتے اپنے قدموں کو پیچھے کی جانب لیا۔۔۔ جن سے صاف واضح تھا کہ ہاتھ دور رکھے۔۔۔ آریان نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔ ورشاں کے بعد یہ دوسری لڑکی تھی۔۔۔ جس نے اسے یوں خود کو ٹیچ کرنے نہیں دیا تھا۔۔۔ اور یہی بات اس کی آنا کے ارے آئی تھی۔۔۔ صوفیہ نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔۔ "نہیں۔۔۔ ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ کسی سے پیسے لینا۔۔!" اس نے معصوم سا چہرہ لیے

آریان کی طرف دیکھا

"اچھا بابا پھر ابھی کیلئے میں دے دیتا ہوں اور پھر تم مجھے کبھی بھی واپس کر دینا۔۔!"

Is Alright ..?

آریان نے اب کی بار ایبر و اوپر کی جانب اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"جی یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔ (ناجانے کیوں اس کی مسکراہٹ اچھی لگی تھی کسی کو)

وہ آریان کے پیچھے پیچھے قدم اٹھاتی کائونٹر پہ آئی تھی۔۔۔

"I want to submit last semester's fee"

فائنل سیمسٹر کی فیس سبٹ کروانی ہے آریان نے کائونٹر کی طرف تھوڑا سا جھکتے ہوا کہا۔۔۔

Sorry sir time is over now !

سوری سر ٹائم ختم ہو چکا ہے۔۔۔! ریسپنشنسٹ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔۔۔

Here is Aryan Did you never submit tha fee ?

اس نے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتارے اپنا اچھے سے تعارف کروایا۔۔۔

Ohh so sorry sir ..! Whom fees you want to submit ?

او معذرت سر۔۔۔ آپ کو کس کی فیس جمع کروانی ہے؟

My Fiance's--

میری منگیتر کی۔۔۔! آریان نے ایک آنکھ و نک کرتے مسکراتے ہوئے صوفیہ کو دیکھا تھا۔۔۔

Submitted !

اتنے میں اس ریسپشنسٹ نے فیس وائوچر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔۔۔۔۔ صوفیہ کی فیس سبٹ ہو چکی تھی۔۔۔ اس وقت تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔

"تھیکنیو تھیکنیو سو سو سو مچ۔۔۔! اس نے ہنستے ہوئے شکر یہ ادا کیا۔۔۔

"ایک بات کہوں۔۔۔؟ اس نے گہری آنکھوں سے صوفیہ کو دیکھا

ہاں۔۔۔؟ صوفیہ کو آج اس کا دیکھنے کا انداز کافی منفرد لگا تھا۔۔۔

"ہنستے ہوئے اچھی لگتی ہو۔۔۔! وہ مسرور سے انداز میں اسے کرا اس کرتا آگے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔ یہ اس کی پہلی ٹرک تھی۔۔۔۔۔ جو کام کر چکی تھی۔۔۔۔۔ اب بس تھوڑی سی اور محنت پھر وہ وقت دور نہیں تھا۔۔۔۔۔ جب آریان کا بدلہ پورا ہو جاتا۔۔۔۔۔

"ایکسیوزمی۔۔۔۔۔" صوفیہ تیزی سے چلتے اس کے ہم قدم ہوئی

"یس۔۔۔؟ آریان نے ہلکی سی گردن ٹھیرٹی کرتے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جواب اس کی دائیں طرف سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہ آپ کے پیسے۔۔۔؟ آپ کل کا ویٹ کر لیں گے؟ یا میں شام میں آپ کو بھجوادوں گی۔۔۔۔۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو باندھے کہا۔۔۔۔۔

"ارے اس اوکے کبھی بھی دے دینا۔۔۔! یہ بات مکمل کرتے آریان کے ذہن میں ایک اور ٹرک آئی۔۔۔۔۔

"اوشٹ۔۔۔۔۔" اس نے ماتھے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔ "کیا ہوا؟ صوفیہ نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔۔۔

"وہ پیسے تو ہمارے گھر پہ کام کرنے والی میڈ کیلیے تھے۔۔۔ اس کے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔ تو مجھے اسے ملنے جانا تھا۔۔۔ اب کیا کروں۔۔؟ اس نے چہرہ پہ سنجیدگی طاری کر لی۔۔۔"

"آپ تھوڑا سا ویٹ کر لیں گے؟ میں فلیٹ جا کر آپ کے پیسے لے آتی ہوں۔۔۔ صوفیہ نے پریشان نظروں سے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔"

"نہیں میرے پاس اتنا ٹائم نہیں یا پھر ایسا کرتے ہیں۔۔۔ کہ میں آپ کو ڈراپ بھی کر دیتا ہوں۔۔۔ آپ مجھے پیسے بھی دے دینا۔۔۔" اپنے ذہن میں سوچی ہوئی ٹرک پہ کام کرتے اس نے صوفیہ کو الجھا دیا تھا۔۔۔ وہ مرتی کیانا کرتی مجبوراً اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

تو چلیں پھر۔۔؟ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا اور اس نے ہاں میں سر ہلاتے پارکنگ ایریا کی طرف قدم اٹھائے۔۔۔

زرغام اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم ایک پل میں ہی سڑھیاں چڑھتے اس کے سامنے آکر بیٹھا تھا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کو کافی ٹائم بعد دیکھ رہے تھے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔ جسے جان عالم نے تھام لیا۔۔۔ "مجھے لگا تھا۔۔۔ کہ شاید تو بھی غزنوی کی طرح میرا دشمن بن جائے گا۔۔۔" زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔۔ جان عالم ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ "میں کیوں تیری جان کا دشمن بنو گا۔۔۔ تو میرا جگری یار ہے۔۔۔ اور کچھ دوست دوست نہیں ہوتے، دل کا سکون ہوتے ہے۔۔۔" جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغام اٹھتے اس کے گلے لگا تھا۔۔۔۔۔ "یار میں سمجھا تھا۔۔۔ شاید ہماری اب کبھی بات
 ہوں۔۔۔" زرغام اس کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "یار دیکھ پہلی بات ہم جگری دوست ہے۔۔۔ ہم
 ایک ہے۔۔۔ اور دوسری بات کہ ہمارے درمیان کوئی بھی اختلافات ہو جائے پہلی بات یاد رکھنی
 ہے۔۔۔" جان عالم زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "دیکھ زرغام تیرا نکاح پریشے سے
 کیسے ہوا۔۔۔ کیوں ہوا۔۔۔ مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے
 بولا۔۔۔۔۔ "یار۔۔۔ بس حالت ایسے تھے۔۔۔ کہ مجبوری میں کرنا پڑا۔۔۔" زرغام اکتائے ہوئے لہجے
 میں بولا۔۔۔۔۔ "دیکھ پریشے میری کزن ہے۔۔۔ اس کا نکاح تجھ سے ہوا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن اگر
 اسے تجھ سے مسئلہ ہوا۔۔۔ یا پھر تیری وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔۔ پھر تو کسی اچھے کی
 امید نہ رکھی۔۔۔" جان عالم ٹبیل پہ پڑی گیند کو گھوماتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "تو مجھے یہاں دھمکانے آیا
 ہے۔۔۔" زرغام سیدھا ہو کر چیئر پہ بیٹھا۔۔۔۔۔ "تجھے دھمکا نہیں رہا۔۔۔ سمجھا رہا ہوں۔۔۔ بتا پریشے
 کیسی ہے۔۔۔ چاچی کی بات کروانی ہے۔۔۔" جان عالم اس گیند کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "زرغام نے
 اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ پریشے سے کسی کی بھی بات نہیں کروانا چاہتا
 تھا۔۔۔ زرغام نے صرف ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ "چل میں نکلتا ہوں۔۔۔" غزنوی کی کال دیکھتے جان
 عالم اٹھا۔۔۔ "کر کے ریسو کال۔۔۔ کافی وقت ہو گیا۔۔۔ اس کی آواز نہیں سنی۔۔۔" زرغام بھی اٹھتے
 ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "تو نہ معشوقہ والے کام کر رہا ہے۔۔۔" جان عالم بولتے ہی کال ریسو کر گیا۔۔۔۔۔
 "اوائے کمینے۔۔۔ ورشاں کہاں ہے۔۔۔" غزنوی سر دلہجے میں بولا۔۔۔۔۔ "دیکھ یار ہم میں سے غیرت
 مند وہ شخص ہے، جو اپنی عورت کی بات کسی غیر مرد سے نہ کرے۔۔۔" جان عالم ہونٹوں پہ مسکراہٹ

لیے بولا۔۔۔ "سالے کمینے، گھٹیا آدمی۔۔۔ وہ بہن ہے۔۔۔ میری۔۔۔" غزنوی غصے سے بولا
 تھا۔۔۔ زرغام بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔ "ابے سالے، تین نمبر آدمی۔۔۔ تیری بہن میری بیوی
 ہے۔۔۔ اس لحاظ سے میری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔۔۔ کہ میں اپنی بیوی کی بات کسی سے نہ
 کرتا۔۔۔" جان عالم زرغام کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے ہنسا۔۔۔ "تو میرے پیشین کو ٹیسٹ مت
 کر۔۔۔ سالے۔۔۔" غزنوی اب کی بار دھاڑا تھا۔۔۔ "دیکھ تو سالے اس طرح چلا رہا ہے۔۔۔ جیسے مجھے
 پتہ نہ ہوں۔۔۔ یار مانتا ہوں۔۔۔ تیرا سالا ہوں۔۔۔ لیکن اس کی اتنی سزا مت دے۔۔۔ کہ اس طرح
 سالے بول کر چلا رہا ہے۔۔۔" جان عالم اسے ہر طرح سے زچ کر رہا تھا۔۔۔ "عالم بکو اس بند
 کر۔۔۔ بتا ور شاں کہاں ہے۔۔۔" غزنوی غصے سے موبائل پہ دھاڑا تھا۔۔۔ "کمرے میں ہوں
 گی۔۔۔ میں کون سی پوکٹ میں ڈال کر ساتھ لے آیا۔۔۔" جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ "حرامی
 سالا۔۔۔" غزنوی بولتے کال بند کر چکا تھا۔۔۔ "ویسے اسے تمیز نہیں ہے۔۔۔ بہنوی کی عزت کرنی
 نہیں آتی۔۔۔" زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ "کوئی نہیں ہم سکھا دے گے۔۔۔" جان عالم بھی ہستے
 ہوئے بولا۔۔۔ "چل یار۔۔۔ میں نکلتا ہوں۔۔۔ حویلی بھڑپا سانیڈ بنا گھوم رہا ہوں گا۔۔۔" جان عالم
 زرغام کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

آریان کی گاڑی صوفیہ یہ کے ہاسٹل کے باہر کر رہی۔۔۔ "میں آپ کو پیسے کا کر دیتی ہوں۔۔۔" صوفیہ اپنا بیگ گاڑی میں ہی چھوڑتے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ آریان نے اپنے دماغ کو لڑاتے ایک اور ٹپ لگائی۔۔۔ آریان صوفیہ کے بیگ سے اس کی کتاب نکالتے سائیڈ پر رکھ گیا۔۔۔ "یہ لے۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔۔۔ آپ نے میری مدد کی۔۔۔" صوفیہ پیسے آریان کو دیتے ہوئے بولی۔۔۔ "میں تمہارے کام آسکا۔۔۔ یہ کافی ہے۔۔۔" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ مسکرائی۔۔۔ "میں چلتی ہوں۔۔۔" صوفیہ اپنا بیگ پکڑتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ آریان کا کام ہو چکا تھا۔۔۔ آریان بھی اپنی رائے منزل کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

رات کا ٹائم تھا۔۔۔ صوفیہ ابھی فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ اس نے اپنے گرد اپنا ہاتھ گاؤں پہنے ہوا تھا۔۔۔ اس کا ہاتھ گاؤں جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھا۔۔۔ اس کی سفید ٹانگیں عیاں تھی۔۔۔ اس کی ڈوریاں ہلکی سی لوز تھی۔۔۔ جس سے اس کا سفید بدن نظر آ رہا تھا۔۔۔ آریان دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ صوفیہ مڑی۔۔۔ آریان کو اپنے سامنے دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ وہ اس وقت یہاں اس کی حیرانگی کی کوئی حد نہ

تھی۔۔۔ "آ۔۔۔ آپ۔۔۔ یہاں۔۔۔" صوفیہ نے اپنی ڈوریاں سختی سے باندھی۔۔۔ اور دوپٹہ اپنے گرد لیا۔۔۔ آریان اسے بہت گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کہ سفید ٹانگیں اس کی سفید گردن اور اس کا سفید ہاتھ گاؤں کے اندر سے نظر آنے والا بدن وہ بھی آریان کی نظروں سے چپھا نہیں تھا۔۔۔ آریان نے اپنا چہرہ دوسری طرف کیا۔۔۔ "سوری۔۔۔ مجھے اس وقت نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن تمہاری یہ کتاب میری گاڑی میں رہ گئی۔۔۔ اسی لیے سوچا۔۔۔ کہ تمہیں یہ چاہیے ہوں

گی۔۔۔ تو میں تمہیں لوٹا دو۔۔۔ "آریان چہرے دوسری طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن اس کے
 ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جو صاف واضح تھی۔۔۔ کہ اسے صوفیہ پسند آئی ہے۔۔۔ "میں آتی
 ہوں۔۔۔ آپ ویٹ کرے۔۔۔ "صوفیہ بول کر واشروم میں چلے گئی۔۔۔ آریان اس کے روم میں
 کمیرا لگا چکا تھا۔۔۔ اور اب بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ اس نے اپنے
 بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ "خوبصورت تو یہ بھی بہت ہے۔۔۔ اتنا حسن۔۔۔ "آریان نے کمینگی سی
 مسکراہٹ لیے سوچا۔۔۔ "شکریہ آپ کا۔۔۔ "صوفیہ باہر آتے ہوئے بولی۔۔۔ اب صوفیہ ایک
 لونگ فراک اور اس کے گلے میں دوپٹہ تھا۔۔۔ اس کے بالوں کا رف سا جوڑا بنا ہوا تھا۔۔۔ اگے سے دو
 آوارہ لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔۔۔ وہ بغیر میک اپ کے بھی بلا کی خوبصورت لگ رہی
 تھی۔۔۔ اس کے چہرے کی معصومیت۔۔۔ آریان اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر اس
 کے چہرے کی طرف اپنی نظر کر گیا۔۔۔ "شکریہ کوئی بات نہیں۔۔۔ میں تمہارے کام آسکا۔۔۔ یہ
 کافی ہے۔۔۔ "آریان اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں آپ کی شکر گزار رہوں
 گی۔۔۔ "صوفیہ سامنے صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میں نکلتا ہوں۔۔۔ "آریان بیڈ سے
 اٹھا۔۔۔ "میں چیک کر لوں۔۔۔ اگر کسی نے دیکھ لیا۔۔۔ تو مسئلہ بن جائے گا۔۔۔ "صوفیہ بول کر باہر
 نکلی۔۔۔ آریان کا پھر سے تیر نشانے پہ لگا تھا۔۔۔ آریان بھی کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ آریان صوفیہ کے
 پیچھے چل رہا تھا۔۔۔ جب پیچھے سے آتی آواز پہ آریان صوفیہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے پیلر کے پیچھے
 ہوا تھا۔۔۔ آریان کا ایک ہاتھ اس کی کمر پہ ایک ہاتھ اس کے منہ پہ تھا۔۔۔ دونوں بالکل ایک دوسرے
 کے قریب تھے۔۔۔ آریان کو اس کی ناز کی کچھ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ آریان اس سے کچھ دور

ہوا تھا۔۔۔ آریان کی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے
 تھے۔۔۔۔۔ روم کا دروازہ بند ہوتے ہی صوفیہ فاصلے زیادہ بنا گئی۔۔۔ آریان اس کے پیچھے باہر
 نکلا۔۔۔۔۔ باہر بیٹھے سیکورٹی گارڈ کو آریان آنکھ مارتے پیسے اس کی طرف اچھالتے اپنی گاڑی میں آکر
 بیٹھا۔۔۔۔۔ "خوبصورت تو تم بھی بہت ہوں۔۔۔" آریان سیٹ بلیٹ باندھتے ہوئے بولا۔۔۔ آریان
 نے موبائل آؤن کیا۔۔۔ اور صوفیہ کی تصویر نکالیں۔۔۔ جو اس نے اندر آتے ہوئے لی تھی۔۔۔۔۔ اس
 کی سفید رنگت دیکھتے آریان کی آنکھیں چمکیں تھی۔۔۔۔۔ "جو لیکا۔۔۔ تمہارا پتہ بھی بہت جلد کٹ
 جائے گا۔۔۔" آریان ڈرائیونگ سٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

آریان نے کمرے میں آتے ہوئے صوفیہ کی وہی تصویر نکالیں۔۔۔ اور ڈرینک کرنے لگا۔۔۔۔۔ "تمہارا
 حسن کمال ہے۔۔۔ لڑکی۔۔۔ مجھے تم چاہیے۔۔۔ اپنے بیڈ پہ اپنی باہوں میں۔۔۔" آریان گلاس ایک
 گھونٹ میں ہی ختم کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "ہائے۔۔۔۔۔ یہ حسن یہ مستی۔۔۔۔۔ تم قیامت ہوں
 لڑکی۔۔۔۔۔" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ جو لیکا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر
 (تم مجھے "You are ignoring me." آئی۔۔۔ اور سیدھا آریان کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔۔۔
 (تم "You came..." اگنور کر رہے ہوں۔۔۔) جو لیکا اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔
 اگئی۔۔۔) آریان نشے میں دھت اسے صوفیہ سمجھتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ لیکن ایک ہی سیکنڈ
 "What happened...you went away" میں وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔۔
 (کیا ہوا۔۔۔ تم پھر سے دور ہو گئے۔۔۔) جو لیکا نے اس کی خمار آلود آنکھوں کو? again?

دیکھا۔۔۔"تم میں وہ بات نہیں۔۔۔اس کے ہونٹوں کو ہاتھوں سے چھوا ہے۔۔۔بس زرا سا۔۔۔اس کے ہونٹوں کی مٹھاس چاہیے۔۔۔"آریان صوفی سے سرٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔جو لیکا اپنے ان چھوٹے چھوٹے کپڑوں کو بھی اپنے وجود سے علیحدہ کر گئی۔۔۔اور آریان کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر اسے چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔۔آریان کا ہاتھ اس کے وجود کو چھونے سے پہلے ہی روک چکا تھا۔۔۔"وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔اس کا جسم۔۔۔میں نے دیکھا ہے۔۔۔اپنی ان آنکھوں سے اسے وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔اس کے ملائم ہاتھ۔۔۔اس کی بل کھاتی کمر۔۔۔اس کی آنکھیں اس کی سانسیں اس کی دھڑکنیں محسوس ہوئی۔۔۔مجھے۔۔۔وہ چاہیے مجھے۔۔۔اپنے بستر پر۔۔۔اپنی باہوں میں۔۔۔"آریان مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔جسے دیکھتے جو لیکا کی آنکھیں (کون Who is that bi***h you love so much? حسد سے چمکی تھیں۔۔۔ ہے وہ ک***ا۔۔۔جس سے تمہیں اتنی محبت ہو رہی ہے۔۔۔) جو لیکا حسد کی آگ میں ڈبو تے ہوئے چینخی۔۔۔آریان نے اسے بالوں سے دو بچتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔"خبردار! تم نے اسے گالی دی۔۔۔ورنہ تمہارا یہ وجود میں اپنے سے مسلوں گا۔۔۔"آریان اس کے برہانہ وجود کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔جو لیکا خاموش ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔کیونکہ آریان نے بولا تھا۔۔۔تو وہ کر بھی دیتا۔۔۔"محبت نہیں ہے۔۔۔مجھے صرف اس کا جسم چاہیے۔۔۔اور تمہارا جسم اس جیسا بالکل نہیں۔۔۔وہ جلد از جلد مجھے اپنی باہوں میں چاہیے۔۔۔"آریان نشے میں دھت بولا تھا۔۔۔وہ نشے میں بھی صوفیہ کے وجود کو بھول نہیں پارہا تھا۔۔۔جو لیکا اس کے سامنے بے لباس

کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور اس نے اس پہ ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔۔ اریان صوفے سے اٹھا
تھا۔۔۔ کہ اس کا موبائل نیچے گرا۔۔۔ جو لیکانے موبائل پکڑا۔۔۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کتنی
خوبصورت ہے۔۔۔ اس نے موبائل کی سکرین اپنی طرف کی تھی۔۔۔ لیکن اریان اس سے موبائل
جھپٹ چکا تھا۔۔۔ "اسے دیکھنا کا حق میرا ہے۔۔۔" اریان موبائل پکڑتے بیڈ پہ آکر گرا
تھا۔۔۔ جو لیکا اپنے کپڑے پہنتے وہی بیٹھ گئی۔۔۔

زرغام اپنی آستینوں کو فولڈ کرتے ہوئے سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ لاونج میں بیٹھی نمل کو دیکھتے زرغام اس
کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل صوفے پر بیٹھی اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ "کیسی ہے۔۔۔ میری
جان۔۔۔" زرغام اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
پھر مسکرائی۔۔۔ "بابا میں ٹھیک ہوں۔۔۔" نمل نے اپنی بوکس اٹھاتے اسے بیٹھنے کی جگہ
دی۔۔۔ "بابا۔۔۔" شاہدر بھی بھاگتے ہوئے زرغام کے پاس آیا۔۔۔ "بابا ماما کہاں ہے۔۔۔ آپ ماما کو
لینے گئے تھے۔۔۔" وہ زرغام کی گود میں ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "آپ کی ماما روم میں
ہے۔۔۔" زرغام شاہدر کو پیار سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہدر سیکنڈز میں غائب ہوا تھا۔۔۔ زرغام
اس کی طرف دیکھ کر حیران تھا۔۔۔ زرغام نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ نمل زرغام کی طرف دیکھ رہی
تھی۔۔۔ کیا اس نے پریشاں کو ان کی ماما سمجھ لیا تھا۔۔۔ اس نے تو ہمیشہ سے ہی روشا نے کو ماں کے روپ
میں دیکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی تھی۔۔۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں تھی۔۔۔

"پڑھائی کیسی جارہی ہے۔۔۔" زرغام پھر سے نمل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ "اچھی جارہی ہے۔۔۔" نمل اپنی کو پی بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "نمل آپ اگر پریشاں کو اپنی ماما نہیں مانتی تو میں نے آپ کو کبھی فورس نہیں کیا۔۔۔ آپ اسے اپنی ماما سمجھے۔۔۔ لیکن پھر بھی آپ پر ان کی عزت کرنا لازم ہے۔۔۔ کیونکہ وہ میری بیوی ہے۔۔۔" زرغام نمل کو سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔ "جی بابا۔۔۔" نمل اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ "بابا مجھے سٹیشنری چاہیے۔۔۔" نمل اپنی کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "شام میں فری ہو کر آتا ہوں۔۔۔ پھر چلے گے۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "بابا میں فرحت کے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔" نمل نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے اجازت چاہی۔۔۔ "چلے جانا۔۔۔ لیکن جلدی آ جانا۔۔۔ انوار کو ساتھ لے جانا۔۔۔" زرغام نے ٹائم دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "جی بابا۔۔۔" نمل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ "میں جارہا ہوں۔۔۔ جلدی آ جانا۔۔۔" زرغام بول کر باہر نکلا۔۔۔ نمل وہی بیٹھی اپنے نوٹس بنانے لگی۔۔۔

پریشاں کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در بلکل تھوڑا سا ہی دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ پریشاں باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسی لیے شاہ در کب آیا۔۔۔ اسے اندازہ نہ ہوا۔۔۔ "ماما۔۔۔" شاہ در پریشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ "جی میری جان۔۔۔" وہ جھکتے ہوئے بولی۔۔۔ "ماما آپ کہاں چلے گئی تھی۔۔۔" شاہ در پریشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشاں نے اسے گود میں لیا۔۔۔ اور بیڈ کی طرف آئی۔۔۔ اسے بیڈ پہ بیٹھاتے اس کے پاس بیٹھی۔۔۔ "ماما آپ مجھ سے دور تو نہیں جائے گی۔۔۔ جیسے مورے گئی۔۔۔" شاہ در پریشاں کی

گود میں بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ ایک پل کے لیے پریشاں کو لگا جیسے اس نے اسے ہمیشہ اس قید میں رہنے کا پوچھا ہوں۔۔۔ "ن۔۔ نہیں جاؤ گی۔۔۔" پریشاں کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔۔ وہ اس قید سے رہائی چاہتی تھی۔۔۔ جلد از جلد۔۔۔ "ماما مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔" شاہ درپریشاں کی گود میں لیٹتے ہوئے بولا۔۔۔ "سو جاؤ۔۔۔" پریشاں نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور اسے سلاتے لگی۔۔۔ پریشاں شاہ در کو سلاتے ہوئے اپنی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ "کیا اسے کبھی اس قید سے رہائی ملے گی۔۔۔ یا پھر اسے ہمیشہ اسی قید میں رہنا ہو گا۔۔۔ کیا اسے ایک ایک سانس زرغام کی مرضی سے لینا ہو گی۔۔۔ شاید اس کے دل میں جزبات نام کی چیز ہی نہیں تھی۔۔۔ اس میں احساس ہی نہیں تھا۔۔۔ اس میں شاید اس رشتے کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی۔۔۔ یا پھر وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ پریشاں اپنی سوچوں میں گھوم آنکھیں موند گئی۔۔۔

شام کے سات بج رہے تھے۔۔۔ زرغام حویلی کے اندر داخل ہوا۔۔۔ حویلی میں بالکل خاموشی تھی۔۔۔ اتش دان جل رہے تھے۔۔۔ لائٹس بند تھی۔۔۔ زرغام سڑھیاں چڑھتے اوپر کمرے میں آیا۔۔۔ کمرے کا دروازے کھولتے ہی خاموشی میں سانسوں کی مدھم سی آواز نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔ کمرے میں بھی مدھم سی روشنی تھی۔۔۔ زرغام اپنا کوٹ اتارتے صوفے پہ اچھال گیا۔۔۔ زرغام آہستہ قدموں سے بیڈ کے قریب آیا۔ اس کی نظریں پریشے پر جم گئیں، جو معصومیت کے عالم میں شاہ در کو سینے سے لگائے سو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ اسے ناپسند کرتا تھا، اس کی موجودگی اسے

چھتی تھی، مگر اس لمحے کچھ بدل رہا تھا۔۔۔۔ شاید یہ منظر، شاید اس کی خاموشی، شاید وہ ممتا بھرا لمس جو شاہدار کو دیا جا رہا تھا۔۔۔ کچھ تو ایسا تھا۔۔۔ جو زرغام کے اندر کی سختی کو ہلکا سا پگھلا گیا تھا۔۔۔

وہ پریشے کے قریب جھکا، اس کی سانسوں کی گرمی کو اپنے قریب محسوس کرتے ہی ایک لمحے کو ٹھٹک گیا۔ وہ ہمیشہ اسے نظر انداز کرتا آیا تھا، مگر آج، وہ پہلی بار اس کے وجود کو اس کی اصل شکل میں دیکھ رہا تھا۔ ایک عورت، جو محبت سے عاری تھی۔۔۔ مگر ماں بننے کی کوشش کر رہی تھی، ایک عورت جس سے وہ نفرت کرتا تھا۔۔۔ مگر جس کے لمس میں ایک عجیب سا سکون تھا۔

پریشے نے کروٹ لی، اور اسی دوران زرغام کا ہاتھ بے اختیار اس کے رخسار کو چھو گیا۔ وہ فوراً پیچھے ہٹا، جیسے خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔ مگر یہ لمس، یہ لمحہ، اس کی یادوں میں کہیں قید ہو گیا تھا۔ زرغام اپنی آستینوں کے بٹن کھولتے اوپر کی طرف فولڈ کرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اس کی نظر پریشاں پہ پڑی۔۔۔ جو شاہدار کے گرد حصار بنائے سو رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پہ بلا کی معصومیت تھی۔۔۔ زرغام کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔ زرغام نے ہاتھ بڑھاتے اس کے ہونٹوں کو چھوتے بال اس کے کان کے پیچھے کیے تھے۔۔۔ پریشے کسمکائی

تھی۔۔۔ زرغام نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔ وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ زرغام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے سگریٹ جلاتے کش لگانے لگا۔۔۔ زرغام کچھ کچھ پل کے بعد ہی پریشے پر نظر ڈال رہا تھا۔۔۔ ایک الگ ہی احساس الگ بے چینی نے اسے گھیرا ہوا تھا۔۔۔ "کاش ہم ایسے نہ ملے ہوتے شاید پھر یہ زندگی تمہارے لیے اتنی تلخ نہ ہوتی۔۔۔" زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ اس کا مکمل شفاف حسن زرغام مسماںز کر رہا تھا۔۔۔ زرغام نے اپنی آنکھیں موندیں

تھی۔۔۔ وہ دوبارہ اسے تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ اگر وہ پھر سے اس کے قریب گیا۔۔۔ وہ پھر سے اسے خود سے دور جھٹکنے کی کوشش کرے گی۔۔۔ اور زرغام اسے پھر سے ازیت زادہ لفظوں سے مارے گا۔۔۔ اسی لیے وہ اس سے دور ہی ٹھیک تھا۔۔۔ پریشہ شاہدر کے کسمکانے سے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ زرغام جو کہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئی تھی۔۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اس کی نم آنکھیں دیکھتے زرغام کو بے چینی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے بے چینی سے اپنی گھنٹی بیرڈ میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"ابھی تو تمہارے قریب بھی نہیں آیا۔۔۔ پھر کس خوشی میں یہ آنکھیں نم ہے۔۔۔" زرغام پریشہ کی نم آنکھوں پہ طنز کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "کیونکہ یہ تمہیں دیکھتے ہی نم ہو جاتی ہے۔۔۔ تم میرے شوہر ہوں۔۔۔ یہ بات رونے کے لیے کافی ہے۔۔۔" پریشہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ "کیا میں تمہیں اتنا ہی چبھتا ہوں۔۔۔" زرغام کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔ پریشہ اس سے اتنی نفرت کرتی تھی۔۔۔ اس کے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔۔ "ہاں چبھتا ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔ تم جیسا انسان ہے۔۔۔ میری زندگی میں۔۔۔" پریشہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے آنسو جیسے اس کے دل پہ گر رہے تھے۔۔۔ پریشہ کروٹ لیے رو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کے رونے سے زچہ ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ "بس کر دو۔۔۔ رونا۔۔۔" زرغام اس کے مسلسل رونے سے تنگ آتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کا رونا اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ پریشہ بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم میں بھاگی تھی۔۔۔ زرغام نے آنکھیں موندیں۔۔۔ اور خود پہ ضبط کرنے کی کوشش کی۔۔۔ آخر پریشہ کے رونے سے اسے فرق کیوں پڑ رہا تھا۔۔۔ زرغام ایک نظر شاہدر پہ ڈالتے بیڈ سے اٹھتا ڈریسنگ روم کی طرف

لپکا۔۔۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے زرغام اندر آیا۔۔۔ پریشے صوفے پہ بیٹھی رو رہی
 تھی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے پریشے بے اختیار ہوتے اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو
 دی۔۔۔ زرغام کے دل پہ اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے
 کھولیں۔۔۔ اور پریشے کے بالوں کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ "کس بات کا ماتم مانا
 رہی ہوں۔۔۔" زرغام غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ "تم میرے شوہر ہوں۔۔۔ اس لیے ماتم منارہی
 ہوں۔۔۔" پریشے خود کو چہرہ دانی کی کوشش کرتے ہوئے چلائی۔۔۔ "بہت براہوں۔۔۔ نا
 میں۔۔۔ بہت براہوں۔۔۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔ میں کتنا براہوں۔۔۔" زرغام اس کا چہرہ اپنے
 مقابل کرتے اس کے ہونٹوں کو گرفت میں لے گیا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ جھکا زرغام اس کے بالائی
 لب پہ دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔ پریشے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام
 جنونی ہوتا اس کی فراک کی زپ کھولتے اس کی فراک کندھوں سے کھسکاتے اس کی دھڑکنوں کے مقام پر
 جھکا تھا۔۔۔ زرغام جنونی انداز میں اس کی دھڑکنوں پہ جگہ جگہ دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔ اسے کے وجود سے
 ہر کپڑے کو ریمو کرتے زرغام اس کی گردن پہ جھکاشت دیکھانے لگا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ بہت ہی بے باکی
 اور ہی سختی سے گہرائیوں کو چھو رہا تھا۔۔۔ پریشے سسک رہی تھی۔۔۔ "زرغام۔۔۔" پریشے چیخنی
 تھی۔۔۔ زرغام اس کی سنی ان سنی کرتا خود بھی اسی کی حالت میں آتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ اب
 کی بار شدت زیادہ تھی۔۔۔ پریشے مدہوش ہوئی تھی۔۔۔ پریشے مدہوش ہوتے اس کا ساتھ دے رہی
 تھی۔۔۔ اسے خود کو بھی اندازہ نہ تھا۔۔۔ کہ وہ کیا کر رہی ہے۔۔۔ زرغام اسے ساتھ دیتا محسوس
 کرتے بے باکی سے اس کی دھڑکنوں کو ہاتھوں سے چھوتے اس میں سمایا تھا۔۔۔ پریشے کا سارا خون

نچوڑتے اس کے چہرے پہ آیا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس قدر اس کے لمس کو محسوس کرتے مدہوش ہو چکی تھی۔۔۔ کہ وہ زرغام کا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔۔۔ زرغام جنونی انداز میں کبھی اس کے ہونٹوں پہ جھکتا کبھی اس کی دھڑکنوں اور گردن پہ اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔۔۔۔۔

"ماما۔۔۔ بابا۔۔۔" شاہ در اٹھتے ہوئے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں۔ کو آنکھوں سے مسلتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ پریشے جو کہ مدہوش تھی۔۔۔ شاہ در کی آواز سنتے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔۔۔ زرغام اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ پریشے اسے یوں برہانہ دیکھتے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ زرغام اسے گھورنے کے انداز میں اپنے کپڑے پہنتے ہوئے اس کی طرف مرا۔۔۔ "خبردار اگر تم یہاں سے ہلی۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔" وہ پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام اپنے بالوں کو ہاتھوں سے ہی درست کرتے کمرے میں آیا۔۔۔ شاہ در زرغام کو دیکھتے بیڈ پہ کھڑا ہوا۔۔۔ "بابا۔۔۔ ماما کہاں ہے۔۔۔" شاہ در زرغام کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "ماما اشروم میں ہے۔۔۔" زرغام پیار سے اس کے عارض کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ تبھی دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔ زرغام نے دروازہ کھولا۔۔۔ "بابا میں شاہ در کو لینے آئی تھی۔۔۔" نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "آ جاؤ۔۔۔ شاہ در۔۔۔" نمل شاہ در کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ در جلدی سے بیڈ سے اترتے نمل کے پاس آیا۔۔۔ "آپی کو تنگ نہیں کرنا۔۔۔" زرغام پیار سے بولا۔۔۔ "او کے بابا۔۔۔" شاہ در بولتے نمل کے ساتھ اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام دروازہ بند کرتے ہوئے ڈریسنگ روم میں آیا۔۔۔ پریشے اپنے کپڑے پہن چکی تھی۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "میں بول کر گیا تھا۔۔۔ یہاں وے ہلنا مت۔۔۔ پھر

کس کی اجازت سے تم نے یہ کپڑے پہنے۔۔۔ زرغام پریشے کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ "مت آؤ۔۔۔ میرے قریب۔۔۔" پریشے اس سے دور ہوتے ہوئے چلائی۔۔۔ "کیوں نا
 آؤ۔۔۔ پورا حق رکھتا ہوں۔۔۔" زرغام اس کی بازو دوپچتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ "میں تمہیں یہ
 حق نہیں دیتی۔۔۔" پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ "ابھی کیوں پھر میرا ساتھ دے رہی
 تھی۔۔۔" زرغام کا لہجہ نرم ہوا تھا۔۔۔ پریشے خاموش ہوئی تھی۔۔۔ اس نے اس کا ساتھ دیا۔۔۔ وہ پھٹی
 پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے تو اندازہ ہی نہ تھا۔۔۔ "پریشے کی نظریں جھکیں
 تھی۔۔۔" بولو۔۔۔ "زرغام اس کی جھکی پلکوں کو دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں بولا۔۔۔" مت آیا
 کرو۔۔۔ میرے قریب میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ تمہارا پل پل بدلنا۔۔۔" پریشے بے خود
 ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ کیونکہ وہ پھر سے
 بدل چکا تھا۔۔۔ زرغام پریشے کو گود میں اٹھاتے کمرے میں آیا۔۔۔ اسے بیڈ کی وسط میں لیٹاتے ہوئے
 زرغام اس پر جھکا۔۔۔ اس پہ جھکتے زرغام نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے
 آنسو اس کے رخسار پہ بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام اس کے ایک ایک آنسو کو اپنے ہونٹوں سے
 چنتے ہوئے اس کے اور خود کے درمیان پھر سے ہر پردے کو ہٹاتے اسے اور خود کو ایک کرتے ہوئے اس
 اپنے سینے پہ گراتے اس کے گرد حصار بنائے آنکھیں موند گیا۔۔۔ پریشے بھی اس کے حصار میں آنکھیں
 موند گئی۔۔۔ پہلی دفعہ تھا۔۔۔ اسے احساس ہوا تھا۔۔۔ کہ شاید یا ہی اس کی آخری جگہ ہے۔۔۔۔۔ جہاں
 اس کو ہمیشہ رہنا ہے۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپسیوڈ نمبر 79 پارٹ 2

جان عالم ابھی حویلی آیا تھا۔۔۔ غزنوی اپنے کمرے سے نکل رہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "ہاں بول فون تے بڑا بول داپیاسی ور شاں کیتھے اے۔۔۔ میں کی اونوں جیب بے پا کے لے گیا سا۔۔۔" (فون پہ بہت بول رہا تھا۔۔۔ ور شاں کہاں ہے۔۔۔ میں اسے کون سا پوکٹ میں ڈال کر لے گیا تھا۔۔۔) جان عالم اسے چڑھانے کے لیے پنجابی میں بولا۔۔۔ "اگر میری بہن کے بیوہ ہونے کا ڈرنہ ہوتا۔۔۔ تو عالم تیری جان لے لیتا۔۔۔" غزنوی دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ اسے پنجابی کوئی خاص پسند نہیں تھی۔۔۔ "اودھر پین جان لان داسوچ دی۔۔۔ ایتھے اودا پرا۔۔۔ میں کی تو اڈی دونادی جائیداد اپنے ناوے لوالئی اے۔۔۔" (اودھر بہن جان لینے کی بات کرتی۔۔۔ یہاں بھائی میں نے کیا تم دونوں کی جائیداد اپنے نام کروالی ہے۔۔۔) جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بے ذاریت سے بولا۔۔۔ "اوئے تجھے شرم نہیں آتی۔۔۔" غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ "شرم کیوانی۔۔۔ میں کرے ایتھے کپڑیاں تو بغیر کھولتا ہویا۔۔۔" (شرم کیوں انی میں کون سا یہاں کپڑوں کے بغیر کھڑا ہوا۔۔۔) جان عالم اس کی طرف دیکھتے کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ "چلے جا۔۔۔ ورنہ میں اپنی بہن کو بیوہ کر دوں گا۔۔۔" غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ "نئی تو مینوں اک گل دس میں کی تیرا کوئی سینڈ کھول دیتا اے۔۔۔ یا فر کرایاں گولیاں چلائیں نے۔۔۔ جراتو میری جان داد شمن بنایا ہویا اے۔۔۔" (نہیں تو مجھے ایک بات بتا میں نے تیری سینڈ (گائے وغیرہ) کھول دیا۔۔۔ یا پھر گولیاں

چلائیں ہے۔۔۔ جو تو میری جان کا دشمن بنا ہوا ہے۔۔۔) جان عالم نے اببر واچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ "تو تو پہلے سے ہی کھولا ہوا تھا۔۔۔ عالم۔۔۔" "غزنوی غصے سے بولا۔۔۔" "دیکھ تو میری کوئی معشوق نئی اے۔۔۔ جرا اپنے پیار دے نال میرا نام لین دا پیا اے۔۔۔" (دیکھ تو میری کوئی معشوق نہیں ہے۔۔۔ جو اتنی محبت سے میرا نام لے رہا ہے۔۔۔) جان عالم آب کی بات بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ "ویسے میں ہینڈ سم ہو سکدا وا۔۔۔ سینڈ تیرے تے جچدا اے۔۔۔" (ویسے میں ہینڈ سم ہو سکتا ہوں۔۔۔ سینڈ تیرے پہ ہی اچھا لگا گا۔۔۔) جان عالم بول کر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ "کمینا انسان۔۔۔" "غزنوی بول کر سرڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔"

جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی موبائل استعمال کر رہی تھی۔۔۔ ورشاں الٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ "ہائے بے بی۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی کمر پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ "تم دونوں بہن بھائی کو کوئی کام نہیں ہے۔۔۔ پہلے وہ ایسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔" جان عالم ورشاں کے عارض کو انگلیوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔ "کیا کر رہی ہے۔۔۔ میری جان۔۔۔" "جان عالم ورشاں کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔" مذاق۔۔۔ "ورشاں موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" جان عالم نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔۔۔ "مجھے واپس کرے۔۔۔" ورشاں بیڈ پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں ناول پڑھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے تھوڑا سا سکیرول

کیا۔۔۔۔۔ جہاں اب ارحام خانزادہ کا نام نظر آیا تھا۔۔۔ "تم یہ پڑھ رہی تھی۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "جی۔۔۔" ورشاں کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "وجہ؟" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ "کیونکہ ارحام خانزادہ ایک رومانٹک اچھا شوہر تھا۔۔۔ اور مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم نے اسے گھورا۔۔۔ "اپنے شوہر کے سامنے کسی لڑکے کی تعریف کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔۔۔" جان عالم نے اس کی بازو پکڑتے اسے نیچے کھڑا کیا۔۔۔۔۔ "اب سے تمہارا موبائل بند۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا۔۔۔ کہ تم موبائل پہ یہ سب پڑھتی۔۔۔" جان عالم اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "کیوں نہیں دے گے۔۔۔" ورشاں پاؤں اوپر کرتے ہوئے اس کے چہرے کے قریب آتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے زمین سے اوپر اٹھا گیا۔۔۔۔۔ "کیونکہ مجھے بالکل پسند نہیں۔۔۔ میری بیوی میرے علاوہ کسی کا نام بھی لے۔۔۔" جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"میں نے تو نہیں لیا۔۔۔ کسی کا بھی نام۔۔۔" ورشاں اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "پڑھ رہی تھی۔۔۔ نا۔۔۔ جب پڑھوں گی۔۔۔ تو تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں اس کا خیال آئے گا۔۔۔ اور میری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔۔۔ کہ میری بیوی کسی کا خیال میں بھی سوچے۔۔۔۔۔" جان عالم اس کے پیٹ سے چہرہ لگاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "نن۔۔۔ نیچے اتارے۔۔۔ مجھے۔۔۔" ورشاں اس کے کندھوں پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم نے اسے بیڈ پہ کھڑا کیا۔۔۔ اور اس کا موبائل ہاتھ میں ہی لیے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بیڈ

سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔ جان عالم فریش ہو کر کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں ورشاں منہ بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "کدی سونا مینڈا نئی دکھیاں۔۔۔" (کبھی پیارا لڑکا نہیں دیکھا۔۔۔) جان عالم اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر بولا۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی۔۔۔ "کیتھا سونا مینڈا۔۔۔ کیتھے اے۔۔۔" (کہاں ہے۔۔۔ پیارا لڑکا۔۔۔) ورشاں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "میرے دل دے ٹوٹے تینوں کیو نظر نئی آندا۔۔۔ اے ایڈا سوہنا منڈا۔۔۔" (میرے دل کے ٹکڑے تمہیں کیوں نظر نہیں آتا۔۔۔ اتنا پیارا لڑکا) جان عالم اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"آپ کوئی مونڈے نہیں اے۔۔۔" ورشاں ٹوٹی پھوٹی پنجابی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں پنجابی کی ماں بہن ایک کر رہی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ اسے بھی پنجابی ٹھیک سے نہیں آتی۔۔۔ "میرا کھیاں داسکون۔۔۔ میری جند میری جان۔۔۔ جد پنجابی نئی آندی۔۔۔ تے پنجابی دی ماں پین کیواک کردی پئی اے۔۔۔" (میری آنکھوں کے سکون۔۔۔ میری زندگی میری جان۔۔۔ جب پنجابی آتی نہیں ہے۔۔۔ تو پنجابی کی ماں بہن کیوں ایک کر رہی

ہوں۔۔۔) جان عالم ورشاں کی ٹھوڑی کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ "مینوں آتی ہے۔۔۔" (مجھے آتی ہے۔۔۔) ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ "توسی سئی اکھ دے اوبادشو۔۔۔" (تم صبح بولتی ہوں بادشاہ۔۔۔) جان عالم نے ورشاں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "اب اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔۔" ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"اس دل وچ اینتا خون نئی وسدا سجنّاں جینا تو وسدا سجنّاں" جان عالم ورشاں کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ مرار کی طرف تھا۔۔۔ جان عالم نے اس کی گردن پہ اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے اس کی لمس پہ آنکھیں بند کی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ جگہ جگہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کا ہاتھ سرکتے ہوئے ورشاں کے پیٹ پہ آیا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم نے اس کی فراک کے اندر ہاتھ لے جانے کے لیے ہاتھ نیچے کیا۔۔۔ ورشاں اسی لمحے آنکھیں کھولتے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ اس کی سانس دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کا ہاتھ پیچھے کرتے اس کی فراک کے اندر لے جاتے اس کے بلی بٹن پہ ہاتھ گھومایا۔۔۔ ورشاں کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں آگے ہوئی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم کے دوسرے ہاتھ کا حصار مضبوط تھا۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے اپنے ہاتھ کو سرکاتے ہوئے اوپر کی جانب لے جا رہا

تھا۔۔۔۔۔ "جج۔۔۔۔۔ جان۔۔۔۔۔ خان۔۔۔۔۔" ورشاں کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کچھ بولے بنا اپنے ہونٹوں سے اس کی فراک کی زپ کھول گیا۔۔۔ ورشاں کی سانسیں اب مکمل بند ہونے کو تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی کمر کو ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کا ہاتھ سرکتے ہوئے ورشاں کی دھڑکنوں کو چھو رہا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں کے عارض تپ کے انار ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔۔۔۔ لیکن ورشاں کانپ رہی تھی۔۔۔ وہ اس کے اتنے قریب تھا۔۔۔ کہ ورشاں کا دل کانوں میں بج رہا تھا۔۔۔۔۔ "جانم مجھے بہت انتظار ہے۔۔۔۔۔ جب ہم ایک ہو گے۔۔۔۔۔ وہ رات کیارات ہو گی۔۔۔۔۔" جان عالم خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔ ورشاں کے وجود میں ایک سنسنی چھائی تھی۔۔۔۔۔ اس کا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔ "تم تو ابھی سے ہی اتنا کانپتی ہو۔۔۔۔۔ میرے حصار میں۔۔۔۔۔ جب میں تم میں سماؤ

گا۔۔۔ تب تمہارا کیا حال ہو گا۔۔۔ "جان عالم اس کی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ دوسرا ہاتھ ابھی
 بھی اس کی دھڑکنوں پہ تھا۔۔۔ "جج۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔ وہ
 جانتی تھی۔۔۔ اگر جان عالم تھوڑا سا اس کے قریب اور آیا۔۔۔ وہ ابھی اسے برداشت نہیں کر سکے
 گی۔۔۔ "جج۔۔۔ جان۔۔۔ خان۔۔۔ میری طبیعت۔۔۔" ابھی ورشاں بول رہی تھی۔۔۔ جان عالم اسے
 اپنی طرف کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا
 اس کی سانسیں چرارہا تھا۔۔۔ ورشاں کی روکتی سانسیں محسوس کرتے جان عالم اس کے ہونٹوں پہ
 شدت سے دانت گاڑتے پیچھے ہوا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے گہرے سانس لے رہی
 تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں کچھ دیر سانس لینے کے بعد بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ورشاں نے بھی سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔ دونوں کی
 سانسوں کی مدھم آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے
 ہے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بیڈ پہ جا کر بیٹھی۔۔۔ ورشاں اپنی زپ بند
 کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ کیا واقعہ ہی۔۔۔" جان
 عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں نے منہ کھولتے ہوئے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ "آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔" ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔
 جان عالم نے اس کے پاس بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی
 آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

"چھلا میرا جی ڈھولا کوئی وگداں پانی اے

سجناں تو واردیواں جندا ونج وی تے جانی اے"

جان عالم ور شاں کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں دل ہی دل میں مسکرائی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے جان عالم کا کا اظہار محبت کا طریقہ پسند آیا تھا۔۔۔ ور شاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ "آپ اتنے بھی برے نہیں ہے۔۔۔" ور شاں ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ "جس دن میں برا بننا۔۔۔ اس دن چپھتی پھر وگی۔۔۔" جان عالم نے ور شاں کے کان میں مدھم سی سرگوشی کی تھی۔۔۔ ور شاں کو اپنی گردن پہ جان عالم کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ "جان۔۔۔ خان۔۔۔ مم۔۔۔ میں سو جاؤ۔۔۔" ور شاں نے جان عالم کی طرف دیکھا بنا پوچھا۔۔۔ وہ اس کی گہری نظروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ مقابل آنکھوں سے جان نکالنے کا فن جانتا تھا۔۔۔ "ایک شام کبھی ہمارے نام۔۔۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔ مجھے نیند آرہی۔۔۔" ور شاں اٹھ کر بیڈ پہ آکر لیٹی۔۔۔ اس نے جلدی سے اپنا بلینکٹ خود پہ لیا۔۔۔ کیونکہ ور شاں جان عالم کے قریب مزید نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر ور شاں کو دیکھا۔۔۔ "بھاگ لوں۔۔۔ جانم۔۔۔ کب تک بھاگوں گی۔۔۔ آنا میرے ہی پاس ہے۔۔۔" جان عالم ور شاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "جانے جان تب تک قریب نہیں آؤگا۔۔۔ جب تک تم مجھے خود قریب آنے کی اجازت نہیں دو گی۔۔۔ اس سے پہلے تم میں نہیں سماؤگا۔۔۔ جس دن تم مجھے قریب آنے کی اجازت دو گی۔۔۔ وہ رات اور اس کے بعد آنے والی ہر رات تم پہ ٹوٹ کر برسوں گا۔۔۔ تم پہ اپنی محبت اپنی شدتوں سے جتاؤ گا۔۔۔ تمہارے پور پور پہ اپنی محبت کی نشانیاں چھوڑوگا۔۔۔ جسے دیکھتے تمہیں مجھ میں ہی چپھنا پڑے

گا۔۔۔ تمہارے اس نازک وجود کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے محبت کا احساس کرواؤ گا۔۔۔ اور وہ احساس ایسا ہو گا۔۔۔ جس سے تم خود میرے قریب آؤ گی۔۔۔ "جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ ورشاں جاگ رہی تھی۔۔۔ جان عالم کی آواز مدہم تھی۔۔۔ لیکن اس تک باآسانی پہنچی تھی۔۔۔ ورشاں کے وجود میں کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں خود میں سمٹی تھی۔۔۔ جان عالم اسے سمٹتے دیکھ کر گہرا مسکرایا۔۔۔ وہ اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم نے دروازہ کھولا ہی تھا۔۔۔ کہ رمشاء سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی۔۔۔ جو کبل تانے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ "تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔" جان عالم مدہم سی آواز میں بولا تھا۔۔۔ تاکہ ورشاں تک نہ جاسکے۔۔۔ کیونکہ اگر وہ رمشاء کو دیکھتی تو پھر سے ناراض ہو جاتی۔۔۔ "وہ۔۔۔ مجھے تم سے بات کرنی تھی۔۔۔" رمشاء انگلیاں موڑتے ہوئے بولی۔۔۔ "بولو۔۔۔" جان عالم کمرے سے باہر آیا۔۔۔ جان عالم نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔۔ اس کے نقوش تنے تھے۔۔۔ "وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔" رمشاء بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ ورشاں دروازے کھولے پیچھے کھڑی جان عالم کی پشت کو گھور رہی تھی۔۔۔ رمشاء کی زبان ورشاں کو دیکھ کر بند ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم پلٹا۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے جان عالم گہرا سانس لیا۔۔۔ مطلب اسے پھر سے اب کٹھرے میں کھڑا ہونا تھا۔۔۔ پھر سے وضاحت دینی تھی۔۔۔ "بولو۔۔۔ کیا بول رہی

تھی۔۔۔" ورشاں جان عالم کے اور رمشاء کے درمیان آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ "وہ مجھے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا تھا۔۔۔ اس کے لیے ساتھ چلو گے۔۔۔" رمشاء جان عالم سے مخاطب ہوئی۔۔۔ "میں نے

شوہر رینٹ پہ نہیں لیا۔۔۔ جب چاہے۔۔۔ جس کے ساتھ چاہے۔۔۔ بھیج دو۔۔۔ ابھی جان خان بڑی ہے۔۔۔ بعد میں بھی شاہد بڑی ہوں۔۔۔ اسی لیے میں خود چلے جاؤ گی۔۔۔ دونوں جائے گی۔۔۔ اور تمہارا ایڈمیشن کروادے گے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ "ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم منہ پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ ورشاش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ "ابھی جان خان۔۔۔ آپ کو جانا چاہیے۔۔۔ اپ جارہے تھے۔۔۔ نا۔۔۔" ورشاش جان عالم کو گھورتے ہوئے مسکرائی۔۔۔

"میں کہیں جارہا تھا۔۔۔" جان عالم نے ورشاش سے سوال کیا۔۔۔ "جی۔۔۔" ورشاش بولتے جان عالم کو گھورتے ہوئے اس کی بازو پکڑتے نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔ "اگر آپ مجھے اس کے ساتھ نظر آئے۔۔۔ تو آپ کی خیر نہیں۔۔۔" ورشاش اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "میں جاؤ گا۔۔۔ کہاں۔۔۔" جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "آفس جائے۔۔۔" ورشاش جان عالم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "رومانس کر لیتے ہیں۔۔۔" جان عالم مسکرایا۔۔۔ "کہیں بھی جائے۔۔۔ کسی کے ساتھ بھی جائے۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔" ورشاش غصے سے بول کر آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ "کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ پھر میں جاؤ۔۔۔ رمشاء کے ساتھ۔۔۔" جان عالم نے مسکراہٹ چپھاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جائے۔۔۔ کہیں بھی جائے۔۔۔ اس کے ساتھ رہا کرے۔۔۔" ورشاش بول کر اوپر کی طرف بھاگی۔۔۔ جان عالم نے اپنی بیروٹ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور اس کے پیچھے کمرے میں آیا۔۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاش بیڈ پہ بیٹھی تکیہ سے روئی نکال رہی تھی۔۔۔ "کیوں خراب کر رہی ہوں۔۔۔" جان عالم نے ورشاش کی طرف آتے ہوئے کہا۔۔۔ "کرو گی۔۔۔ ساری ہی کر دو گی۔۔۔" ورشاش تیزی سے نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ "کیوں جہیز میں لے کر آئی

تھی۔۔۔"جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ورشٹاں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔"جہیز
نہیں لے کر آئی۔۔۔تو کیا مجھے ٹون کرے گے۔۔۔میں بابا سے کل بولو گی۔۔۔"ورشٹاں منہ بناتے
ہوئے بولی۔۔۔"جان۔۔۔جب میں تمہارا ہوں۔۔۔تو پھر یہ سب کیا ہے۔۔۔"جان عالم نے ورشٹاں
کی گود میں سر رکھا۔۔۔"خبردار! میرے قریب آئے۔۔۔"ورشٹاں دور ہوئی۔۔۔"جان میں کون
سا اس کے ساتھ چلا گیا۔۔۔"جان عالم نے ورشٹاں کے ہاتھ کے ہاتھوں کا اپنی گردن کے گرد حصار
بنایا۔۔۔

"تو گر پتھر کا ہے صنم

تو ہم بھی ہتھوڑے سے کم نہیں

ٹھاٹھا برسیں گے سر پہ

تو کسی اور کا بن تو سہی"

ورشٹاں جان عالم کے بالوں کو زور سے کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔

رات کے گیارہ بجے رہے تھے۔۔۔صوفیہ کھانا کھانے کے لیے باہر نکلی۔۔۔صوفیہ ہو سٹل سے نکلتے
ہوئے اب روڈ پہ چل رہی تھی۔۔۔اس کی عادت تھی۔۔۔وہ جلدی کوئی بھی رائیڈ استعمال نہیں کرتی
تھی۔۔۔صوفیہ ریسٹورینٹ میں داخل ہوئی۔۔۔اور آکر ہمیشہ والی جگہ پہ آکر بیٹھی۔۔۔اس نے اپنا
آرڈر دیا۔۔۔اور ویٹ کرنے لگی۔۔۔چار لڑکے۔۔۔اس کے پاس آکر چیر گھسٹتے ہوئے

Hey darling, what are you doing here...she's also

alone...we need her. وہ بھی۔۔۔ (ارے ڈارلنگ تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔)

اکیلی۔۔۔ ہماری ضرورت ہوگی۔۔۔) ایک لڑکا اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھی۔۔۔ صوفیہ اٹھتی باہر نکلی۔۔۔ وہ جلد سے جلد ہو سٹل جانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ لڑکے بھی اسی کے پیچھے آرہے تھے۔۔۔ اور سٹیاں بجارہے تھے۔۔۔ صوفیہ انہیں انگور کرتے جارہی تھی۔۔۔ ایک لڑکے نے آگے بڑھتے اس کی کلائی پکڑنی چاہی۔۔۔ صوفیہ نے پلٹتے اس کے چہرے پہ تھپڑ مارا۔۔۔ اور بھاگی۔۔۔ وہ لڑکے اب پاگل کتوں کی طرح اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔۔ اور صوفیہ بھی بھاگ رہی تھی۔۔۔ آریان جو ابھی اپنے فلیٹ میں جارہا تھا۔۔۔ صوفیہ کو بھاگتے دیکھ کر اس نے گاڑی روکی۔۔۔ آریان گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ "کیا ہوا۔۔۔ تم کیوں بھاگ رہی ہوں۔۔۔" آریان اسے بازو سے پکڑتے ہوئے خود سے دور کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "و۔۔۔ وہ لڑ۔۔۔ کے۔۔۔" صوفیہ گہرے سانس لیتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ اس کا حجاب کافی خراب ہو چکا تھا۔۔۔ جس سے اس کے بال چہرے پہ آرہے تھے۔۔۔ جس سے اس کی خوبصورتی اور بھی زیادہ ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا۔۔۔ "اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دے۔۔۔" آریان سامنے کھڑے اس لڑکے کی آواز پہ ہوش میں آیا۔۔۔ "تم گاڑی میں بیٹھو۔۔۔" آریان نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے صوفیہ کو بٹھایا۔۔۔

اور خود اپنے کف فولڈ کرتے ان لڑکوں کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان نے ایک ساتھ ہی دو لڑکوں کا گلے پکڑا تھا۔۔۔ "تم سب کی آنکھیں کسی کام کی نہیں۔۔۔" آریان نے بولتے ان کی آنکھوں میں انگلیاں

اس قدر اندر کی تھی۔۔۔ کہ ان کی چینخیں نکلی تھی۔۔۔ دو لڑکے اس کی طرف چھڑی لے کر بڑھے تھے۔۔۔ اس لڑکے نے آریان کی طرف بڑھتے اس کی بازو میں چھڑی گاڑھی تھی۔۔۔ آریان لڑکھڑایا تھا۔۔۔ صوفیہ نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ آریان کی بازو سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔ آریان نے وہی چھڑی کھینچتے اس لڑکے کی آنکھوں میں ماری۔۔۔ پیچھے کھڑا لڑکا بھاگ چکا تھا۔۔۔ صوفیہ اس لڑکے کے بھی زمین پہ گرتے ہی گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ "آپ ٹھیک ہے۔۔۔" صوفیہ آریان کی طرف بڑھی۔۔۔ "میں ٹھیک ہوں۔۔۔" آریان اس سے دور ہوا۔۔۔ "نہیں آپ کو ڈریسنگ کروانی چاہیے۔۔۔" صوفیہ آریان کی بازو پہ اپنا اسکارف اتارتے باندھ گئی۔۔۔ اب صرف اس کے گلے میں دوپٹہ تھا۔۔۔ آریان اس کی خوبصورتی میں پھر سے کھویا تھا۔۔۔ صوفیہ اسے سہارا دیتے گاڑی میں بیٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی۔۔۔ آریان گاڑی نہیں چلا سکتا تھا۔۔۔ صوفیہ گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔۔۔ اور آریان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ "آپ ٹھیک ہے۔۔۔ نا۔۔۔" صوفیہ گاڑی روکتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔" آریان اپنی بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ آریان کو لیے کمرے میں آئی۔۔۔ آریان بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ ڈریسنگ نکالتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "آپ اپنی شرٹ کے بٹن کھولے۔۔۔ میں ڈریسنگ کر دیتی ہوں۔۔۔" صوفیہ اس کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی لونگ لائٹ بیلوکلر کی قمیض جس میں اس کی بل کھاتی کمر واضح تھی۔۔۔ جسے اس نے اسکارف سے چھپایا ہوا تھا۔۔۔ اس کے منیشب و فراز عیاں تھے۔۔۔ آریان نے اپنے بٹن کھولیں۔۔۔ صوفیہ اس کی بازو پہ ڈریسنگ کرنے کے لیے جھکی۔۔۔ آریان

اس کے جھکتے ہی نظریں چرا گیا۔۔۔ کیونکہ اس کے گہرے گلے سے اندر نظر پر سکتی تھی۔۔۔ اسے بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ کہ کیوں اس نے نظریں چرائیں۔۔۔۔۔ لیکن وہ چراچکا تھا۔۔۔۔۔ اریان سر پہ ہاتھ رکھتے بیڈ پہ گرا تھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "سنے۔۔۔" صوفیہ نے اسے جگانا چاہا۔۔۔ لیکن شاید وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

صوفیہ اس کے شوز اتارتے اسے پہ بلینکٹ دے گئی۔۔۔ اور خود دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی صوفیہ روکی۔۔۔ "اگر میں چلے گئی۔۔۔ کوئی یہاں آ گیا۔۔۔" صوفیہ سوچتے ہوئے دروازہ پھر سے لو کڈ کر گئی۔۔۔۔۔ صوفیہ دوسرے کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔۔۔ اس کی نظر اوپر بنی سفید ٹائیلز پہ تھی۔۔۔۔۔ "اچھا انسان ہے۔۔۔۔۔ ورشاں اسے غلط سمجھتی تھی۔۔۔ شاید اس کی شادی ہوئی تھی۔۔۔ اسی لیے۔۔۔" صوفیہ نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔ "یہ انسان بہت اچھا ہے۔۔۔ میری کتنی مدد کی۔۔۔۔۔" صوفیہ مسکرائی۔۔۔۔۔ پھر اٹھ کر اریان کے کمرے میں آئی۔۔۔ وہ پر سکون سو رہا تھا۔۔۔۔۔ صوفیہ آکر پھر سے وہی لیٹ گئی۔۔۔۔۔ تکیہ کے گرد حصار بناتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔ اس کے لیے اریان کافی اچھا انسان ثابت ہوا تھا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ جب آریان کے فلیٹ کا دروازہ نوکڑ ہوا۔۔۔ صوفیہ جو کہ بیڈ پہ سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ دروازہ نوکڑ ہونے کی آواز پہ اسی لمحے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی سامنے چار لڑکے تھے۔۔۔ ان چاروں نے صوفیہ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔۔۔ صوفیہ کو ان کا یوں دیکھنا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ سارے نشے میں دھت تھے۔۔۔ "آریان۔۔۔" ان میں سے ایک لڑکا جو کہ کم نشے میں تھا۔۔۔ بولا۔۔۔ "میں ان کو بتاتی ہوں۔۔۔" صوفیہ بول کر دروازہ بند کرتے اندر آئی۔۔۔ آریان سو رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اندر آئی۔۔۔ "آریان۔۔۔" صوفیہ کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوتی۔۔۔ اسے مخاطب کر رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے جگانے کی کوشش کی۔۔۔ "آریان نے آنکھیں کھولتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" کیا ہوا۔۔۔ "آریان آٹھ کر بیٹھا۔۔۔" وہ باہر آپ کے دوست آئے ہیں۔۔۔ "صوفیہ جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔ آریان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور بیڈ سے اترتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان نے دروازہ کھولا۔۔۔ اس کے دوست اندر آئے۔۔۔ "تو آیا ہی نہیں۔۔۔ ہم تیرا انتظار کر رہے تھے۔۔۔" اس کا ایک دوست اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں یار۔۔۔ بس سو گیا تھا۔۔۔" آریان صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کے ایک دوست نے ہاتھ میں پکڑی شمشین گلاس میں ڈالتے آریان کو پکڑائی۔۔۔ جسے آریان پکڑتے پینا شروع کر چکا تھا۔۔۔ کمرے میں شمشین کی سمیل پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ "آریان وہ لڑکی کون ہے۔۔۔" اس کا ایک دوست چہرے پہ کمینگی مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔ آریان نے گلاس میز پہ رکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کون سی لڑکی۔۔۔" آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "ارے وہ لڑکی

جوا بھی گئی۔۔۔ "وہ شراب کے نشے میں دھت مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" بڑا مست مال ہے۔۔۔ یار۔۔۔ کہاں چپھا کر رکھا ہوا تھا۔۔۔ کون ہے۔۔۔ کتنی بار استعمال کیا۔۔۔ ہمارا بھی کچھ۔۔۔ "ابھی وہ اس سے آگے کچھ بولتا آریان بولا۔۔۔" وہ اس ٹائپ کی لڑکی نہیں ہے۔۔۔۔۔ "آریان گلاس میں سے آخری گھونٹ بھی ختم کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ ان چاروں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر قہقہہ لگایا۔۔۔" تجھ سے وہ پھسی نہیں۔۔۔ اس کا مطلب وہ لڑکی اس ٹائپ کی نہیں۔۔۔ "وہ ہستے ہوئے بولے۔۔۔" بکو اس بند کرو۔۔۔ اپنی۔۔۔ ایسی کوئی لڑکی نہیں۔۔۔ جو آریان کو منع کر سکے۔۔۔ "وہ گلاس زمین پہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔" اچھا ایسی بات ہے۔۔۔ تو جا۔۔۔ ہمارے سامنے اسے چھو کر دیکھا۔۔۔ اس کے قریب جا۔۔۔ زیادہ کچھ نہیں ایک کس کر کے آجا۔۔۔ "وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ آریان جو کہ نشے میں تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں ہلکی سی کھولیں ہوئی تھی۔۔۔ آریان صوفیہ کے کمرے کی کھڑکی بڑھا۔۔۔۔۔ صوفیہ بیڈ کے بالکل کنارے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ آریان کو دیکھتے صوفیہ بیڈ سے اٹھی۔۔۔ "آپ کو کچھ چاہیے۔۔۔" صوفیہ وہی کھڑی بولی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ اس کو خود کے قریب اتے دیکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ صوفیہ اس کی اس حرکت کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔ اسی لیے سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی۔۔۔ "کک۔۔۔ کیا کر رہے ہے۔۔۔" صوفیہ کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے آریان کی آنکھوں سے وحشت سی ہوئی تھی۔۔۔ آریان کے پاس سے سمیل آرہی تھی۔۔۔ جس سے صاف ظاہر تھا۔۔۔ کہ وہ نشے میں ہے۔۔۔۔۔ صوفیہ اور بھی خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ "پیچھے ہٹو۔۔۔" صوفیہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود

سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن وہ نشے میں تھا۔۔۔ وہ کہاں اس کی کوئی سننے والا تھا۔۔۔ آریان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ صوفیہ نے اس کے چہرے پہ تھپڑ جڑا تھا۔۔۔۔۔ آریان اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ وہاں ایک پل کے لیے بھی نہیں روکی تھی۔۔۔ صوفیہ کے جاتے ہی آریان کے دوست اندر آئے۔۔۔ اور اس کا مذاق اڑانے لگے۔۔۔ "آریان کو کوئی لڑکیوں کی کمی ہے۔۔۔" وہ ہستے ہوئے بولا۔۔۔ "ارے تو کیا ایک لڑکی سے ڈر گیا۔۔۔ اس نے تیرا منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔۔۔۔۔ اور تو کھڑا دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ تو نے اسے کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔۔۔" اس کے دوست اس کا مذاق بنا رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن آریان بالکل خاموش تھا۔۔۔ "ارے یار تو بھی ناکیا بول رہا ہے۔۔۔۔۔ ایک تھپڑ ہی تو مارا ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی ایک لڑکی نے وہ بھی اس کے گال پہ سمجھ یار یہ بھی کسی کسی کو ہی نصیب ہوتا ہے۔۔۔۔۔" اس کا ایک دوست جو کہ نشے میں دھت تھا۔۔۔۔۔ وہ پھر بھی اس طنز کر گیا۔۔۔۔۔ "ارے یار چھوڑو یہ باتیں مارو گولی۔۔۔۔۔" وہ لڑکی اب گئی۔۔۔ بیٹھو آؤ یار ہم تو اپنا کام شروع کرے مل جائے گی۔۔۔۔۔ لڑکیاں بہت آنے جانے والی چیز ہے۔۔۔۔۔" اس کا ایک دوست ان سب کو آریان کی طرف دیکھتے ہوئے پا کر بولا۔۔۔۔۔ آریان ابھی بھی خاموش تھا۔۔۔۔۔ "نہیں یار تم لوگ اپنے گھر جاؤ بہت ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ مجھے بھی سونا ہے صبح ٹائم سے جانا ہے۔۔۔۔۔ بس کافی ہے۔۔۔۔۔" آج کے لیے اتنا آریان نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ "ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ بھئی۔۔۔۔۔ اب تو تیرا ہونا ہی تھا۔۔۔۔۔ نا بہت زیادہ ٹائم۔۔۔۔۔ اب تو تجھے تھپڑ پڑ گیا۔۔۔۔۔ وہ بھی ایک لڑکی سے۔۔۔۔۔ آریان کیا قسمت ہے۔۔۔۔۔ بھائی تو نے یار کتنی ہوٹ لڑکی سے تو نے تھپڑ کھایا۔۔۔۔۔" اس کا ایک دوست آریان

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تبھی دوسرا دوست بھی بولا۔۔۔ "وہ لڑکی ہوٹ تھی یار تم لوگوں کی کتنی گھٹیا چوائس ہے۔۔۔ وہ آریان کے ویسے بھی ٹائپ کی نہیں تھی۔۔۔ آریان کے ٹائپ کی لڑکیاں جو لیکا جیسی ہوتی ہیں۔۔۔ ایسی گھریلو لڑکیاں نہیں ہوتی۔۔۔" اس کا ایک اور دوست آریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "آریان کو تو وہ مال پسند آتا ہے جس سے پہلے کسی نے چھوانا ہو۔۔۔ ایسی گھریلو ٹائپ لڑکیاں تو نہیں پسنداتی ہیں۔۔۔ ایسی لڑکیوں کو تو شاید آریان کبھی ملازمہ بھی نہ رکھے۔۔۔" اس کا دوست ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ آریان خاموش تھا۔۔۔ "اچھا یار جاؤ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔" آریان سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو وہ اس کا مذاق بناتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔۔ آریان دروازہ بند کرتے بیڈ پر اکریٹ گیا۔۔۔ اب اس کی نظریں اوپر تھی۔۔۔ اوپر لگی سفید ٹائلز کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ شاید کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔ شاید اس نے غلط کر دیا۔۔۔ اسے صوفیہ کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ اب اس کے دماغ میں یہی سوچے چل رہی تھی۔۔۔ آریان نے صوفیہ کے ساتھ بہت ہی غلط کر دیا۔۔۔ اب اس کا دل کر رہا تھا۔۔۔ وہ اس سے معافی مانگے وہ اس سے معافی کی طلب چاہ رہا تھا۔۔۔

صوفیا ابھی ہاسٹل آئی تھی۔۔۔ وہ پیدل چل کر آئی تھی۔۔۔ رات کے اس وقت تنہا سرک پر تنہا روڈ پر رات کے اس پہر وہ ساڑھے گیارہ بجے ہاسٹل میں داخل ہوئی۔۔۔ وہ جب ہاسٹل میں داخل ہوئی۔۔۔ تو وہاں کی ہاسٹل کی بورڈر اسے دیکھتے اس کی کلائی پکڑتے اسے روک چکی۔۔۔ "کہاں تھی۔۔۔ بی بی تم تمہیں پتہ نہیں کیا تمہیں اس وقت اپنے کمرے میں ہونا چاہیے۔۔۔ اور تم یہاں گھوم رہی

ہو۔۔۔ کہاں تھی۔۔۔ تم ساری رات کس کے ساتھ رنگ رلیاں منانے گئی تھی۔۔۔ اس کا لہجہ ذرا
 تلخ تھا۔۔۔ "میں کسی کے ساتھ نہیں گئی تھی... میں میری ایک دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔۔ تو
 میں اس کے ساتھ ہسپتال تھی.. صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ تو وہ بورڈ مسکرا دی۔۔۔ "ارے
 تمہیں لگتا ہے۔۔۔ کہ میں اتنی بے وقوف ہوں۔۔۔ نہیں میں بھی تم لوگوں کی عمر سے گزر کے انی
 ہوں۔۔۔ کون سے عاشق کے ساتھ تھی۔۔۔ تم اور کیوں گئی تھی۔۔۔ نکلو یہاں سے اب تمہیں
 ہاسٹل میں رہنے نہیں دیا جاسکتا۔۔۔ ہو سٹل میں 10 بجے کے بعد کسی کو آنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی
 جانے کی اجازت ہے۔۔۔ اور تمہارا اپنا ہاسٹل تو نہیں جو تم پونے 12 بجے ارہی ہو۔۔۔ رات کے اس
 پہرا اگر تم ارہی ہو تو اس کا صاف مطلب یہی ہے تم کسی کے پاس سے ہو کر ارہی ہو۔۔۔ تو اسی کے پاس
 جاؤ۔۔۔ اس وقت یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ وہ زرا غصے سے بولی۔۔۔ اس کی آواز اس قدر
 اونچی تھی۔۔۔ کہ لڑکیاں اپنے کمروں سے نکلتے باہر آ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ نے ایک نظر
 ساڑی لڑکیوں کو دیکھا۔۔۔ وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ اسے نہیں پتہ تھا۔۔۔ اس کی اتنی انسلٹ
 ہوگی۔۔۔ ورنہ وہ ابھی اس وقت ہاسٹل اتے ہی نا۔۔۔ "میم میری بات سنیں میں واقع ہی اپنی
 دوست کے ساتھ گئی تھی۔۔۔ اس کی بازو پہ چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے میں اس کے پاس روک
 گئی۔۔۔ "صوفیہ پھر سے مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ تو بارڈر مسکرا دی۔۔۔ "ابھی تم بول رہی
 تھی۔۔۔ کہ اس اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔ اور اب تم بول رہی ہو۔۔۔ اس کی بازو پہ چوٹ
 لگی۔۔۔ ارے لڑکی تم کیا ہمیں پاگل سمجھتی ہو۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ بولو۔۔۔ "وہ صوفیہ کے کندھے پہ ہاتھ
 رکھتے ہوئے اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "نہیں میم پلیز۔۔۔ میں دوبارہ ایسی غلطی نہیں کروں

گی۔۔۔ میں اس وقت کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔" صوفیہ روندا ہوا چہرہ بنائے بولی۔۔۔ رات کے 12 بج رہے ہیں۔۔۔ "وڈرنے ٹائم کی طرف دیکھا۔۔۔" پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں میں دوبارہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔۔۔ " صوفیہ اس کی منتیں ترلے کر رہی تھی۔۔۔ " نہیں۔۔۔ نکلوا بھی کہ ابھی یہاں سے نکلو۔۔۔ " وہ پھر سے غصے سے بولی۔۔۔ " نہیں۔۔۔ میم پلیز مجھے معاف کرے دے۔۔۔ میں دوبارہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔۔۔ پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ میم میں میں اپ سے کہہ رہی ہوں۔۔۔ نا۔۔۔ میں دوبارہ ایسی غلطی بالکل نہیں کروں گی۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ وہ پھر سے بولی۔۔۔ اس کی آواز میں پریشانی اور گھبراہٹ تھی۔۔۔ وہ واقعی ہی گھبرا چکی تھی۔۔۔ باہر وہ اس وقت جا نہیں سکتی تھی۔۔۔ اور اسے ہاسٹل سے نکال رہے تھے۔۔۔ وہ کیا کرتی کہاں جاتی۔۔۔ وارڈن نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ جاؤ۔۔۔ لیکن لاسٹ ونگ ہے۔۔۔ دوبارہ اگر تم اس وقت یہاں آئی۔۔۔ م تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ " وارڈن غصے سے غصے سے بولی۔۔۔ " جی میم۔۔۔ اب نہیں ہوگا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ " سب لڑکیاں اپنی کمرے میں جاؤ۔۔۔ " وہ تھوڑا سا غصے سے بولی۔۔۔ تو ساری لڑکی اپ نے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔

ایک نئی صبح کا آغاز ہوا۔۔۔ صوفیا فریش ہو کر اپنی چیزیں لیے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ اسے یونیورسٹی جانا تھا۔۔۔ صبح کے اٹھ بج رہے تھے۔۔۔ صوفیہ جلدی سے کمرے سے نکلتے باہر نکلی باہر کے دروازے پر وارڈن کو دیکھتے وہ رکی۔۔۔ وودرن نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور سنجیدگی سے بولی۔۔۔ "اج اگر تم

لیٹ ائی۔۔۔۔۔ 9 بجے تک تم یہاں نہ آئی۔۔۔۔۔ تو اپنے لیے کوئی ٹھکانہ ڈھونڈ لینا۔۔۔۔۔ "وہ غصے سے بولی۔۔۔۔۔ "جی میم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں جلدی اجاؤں گی۔۔۔۔۔ صوفیہ بولتے باہر نکلی۔۔۔۔۔ باہر اتے ہی اس کی نظر سامنے گاڑی کے پاس کھڑے اریان پہ پڑی۔۔۔۔۔ اریان ہمیشہ کی طرح اپنی جاندار پر سنلٹی لیے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اریان نے صوفیہ کو دیکھتے ہوئے گلاسز اتاری۔۔۔۔۔ "صوفیہ میری بات سنو۔۔۔۔۔ اریان اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ لیکن صوفیہ اگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ "صوفیہ پلیز میری ایک دفعہ بات سنو۔۔۔۔۔ تم غلط سمجھ رہی ہوں۔۔۔۔۔ اریان اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ "پلیز میری بات سنو صوفیہ۔۔۔۔۔ صوفیہ بات سنو۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔ "آریان تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔ "کیا سنوں میں بتاؤ۔۔۔۔۔ کیا سنوں۔۔۔۔۔ کیوں میرا پیچھا کر رہے ہوں۔۔۔۔۔ رات کو جو ہوا کیا۔۔۔۔۔ وہ کافی نہیں تھا۔۔۔۔۔ تم کس قدر گھٹیا انسان ہو۔۔۔۔۔ کس قدر بد تمیز انسان ہو کیوں میرا پیچھا کر رہے۔۔۔۔۔ ہو میری جان چھوڑ دو۔۔۔۔۔ "صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔۔۔

"صوفیہ تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔۔۔۔ میں ایسا لڑکا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ لیکن رات میں نشے میں تھا۔۔۔۔۔ شاید اسی لیے پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ صوفیہ میری بات سنو پلیز ایک دفعہ بات تو سن لو میری صوفیہ۔۔۔۔۔ آریان اس کے سامنے اکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ صوفیہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔۔۔۔۔ "صوفیہ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ میں رات کے لیے بہت ہی زیادہ گلٹ میں ہوں۔۔۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ میں بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔ صوفیہ پلیز ایم ریلی سوری۔۔۔۔۔ "آریان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔۔۔ "دوبارہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔۔ "صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔۔۔ "نہیں میں دوبارہ ایسی غلط نہیں کرو گا۔۔۔۔۔ "آریان پیچھے

ہوا۔۔۔ "بس پلیز۔۔۔ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔" آریان نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔ "تمہیں معاف کیا۔۔۔ اب مجھے جانے دو۔۔۔ ریسٹورنٹ بھی جانا ہے۔۔۔" صوفیہ سائڈ سے نکلتے ہوئے نکلیں۔۔۔ "تو میں لے چلتا ہوں۔۔۔ میں میں بھی ریسٹورنٹ جا رہا تھا۔۔۔" بریک فاسٹ کے لیے ساتھ مل کر کھائیں گے۔۔۔ "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" "نوتھینکس میں چلی جاؤں گی۔۔۔" صوفیہ بولتے ہی اگے کی طرف بڑھی۔۔۔ "دوستی میں ایسا نہیں چلتا۔۔۔" دوست مانتی ہو تو ساتھ چلو۔۔۔ "آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" صوفیہ وہی روکی تھی۔۔۔ آریان اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ اور گاڑی اس کے پاس روکی۔۔۔ گاڑی روکتے ہی صوفیہ پیسنجر سیٹ پہ بیٹھی۔۔۔ آریان نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ "تم بہت اچھی ہوں صوفیہ۔۔۔" تم بہت ہی زیادہ اچھی ہو۔۔۔ مجھے بہت شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ سمجھ نہیں رہا تھا۔۔۔ میں کیسے تم سے معافی مانگوں گا۔۔۔ کیسے تمہارے سامنے آؤں گا۔۔۔ لیکن تم نے مجھے ایک پل میں ہی معاف کر دیا۔۔۔ آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔۔۔ گاڑی ریسٹورنٹ کے باہر اکر روکی۔۔۔ صوفیہ نکلتے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ آریان بھی اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ صوفیہ ہمیشہ والی اپنی ٹیبل پر آکر بیٹھی۔۔۔ آریان بھی اس کے سامنے والی چئیر پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔ صوفیہ کو دیکھتے ہوئے ویٹر اس کے پاس آیا۔۔۔ اور صوفیہ نے ہمیشہ کی طرح کی طرح کافی کا بولا۔۔۔ تو ویٹر نے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ اور آریان کی طرف مخاطب ہوا۔۔۔ "میرے لیے بلیک ٹی۔۔۔" آریان اس کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔ اور اپنا موبائل نکالتے اس میں مصروف ہوا۔۔۔ آریان کے بولتے ہی وہ ویٹر وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف

دیکھا۔۔۔ اور پھر مخاطب ہوا۔۔۔ "اریان اپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔" صوفیہ نے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔ اریان جو کہ موبائل چلا رہا تھا۔۔۔ اس نے بھی اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ "پوچھو۔۔۔" اس نے موبائل بند کرتے ٹیبل پہ رکھا۔۔۔ "رات میں اپ نشے میں
 تھے۔۔۔ اپ نشہ کرتے ہیں۔۔۔" صوفیہ نے اس کی طرف سوالیاں نظروں سے دیکھا۔۔۔ اریان
 خاموش رہا۔۔۔ کچھ پل یو ہی خاموشی رہی۔۔۔ پھر اریان بولا۔۔۔ "نہیں میں ڈرنک نہیں
 کرتا۔۔۔ رات میں دوستوں نے میری جو س میں ڈرنک ملا دی۔۔۔" وہ جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔
 وہ بخوبی جانتا تھا۔۔۔ لیکن وہ جھوٹ کیوں بول رہا تھا۔۔۔ یہ شاید اسے بھی معلوم نہیں
 تھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر نظریں جھکا گئی۔۔۔ وہ اس کی احسان مند تھی
 ۔۔۔ کیونکہ اس نے اس کی جان بچائی تھی۔۔۔ رات میں شاید وہ نشے میں تھا۔۔۔ اسی لیے صوفیہ
 نے ایسا سوچا۔۔۔ ویٹر اس کی کافی اور اس کی بلیک کی لیے کافی لیے آیا۔۔۔ اور ان کے اگے
 رکھی۔۔۔ صوفیہ نے اپنے کافی کا سپ لیا۔۔۔ صوفیہ ہمیشہ کی طرح کافی پیتے ہوئے باہر دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ جو اس کے چہرے پہ ہمیشہ ہی ہوتی
 تھی۔۔۔ اور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے چہرے کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ اس کے
 چہرے کی مسکراہٹ بہت ہی اچھی تھی۔۔۔ بہت مفید اس کی چہرے کی مسکراہٹ تھی۔۔۔ کوئی بھی
 اس کی مسکراہٹ دیکھتا تو شاید دیکھتے ہی اس پر فدا ہو جاتا۔۔۔ وہ خوبصورت تھی۔۔۔ اور معصوم
 بھی۔۔۔ اریان اس کی معصومیت پہ مسکرایا۔۔۔ اور اپنی بلیک ٹی پیئے لگا۔۔۔ تقریباً 10 منٹ بعد
 صوفیہ اپنی کافی ختم کر چکی تھی۔۔۔ "میں چلتی ہوں ورنہ مجھے لیٹ ہو جائے گی۔۔۔" صوفیہ اپنی

بوکس پکڑتے ہوئے اٹھی۔۔۔ " رکو۔۔۔ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔۔۔ " آریان اسے اٹھتے دیکھ کر
 بولا۔۔۔ " نہیں میں چلی جاؤں گی۔۔۔ اپ کو تکلف کی ضرورت نہیں۔۔۔ " صوفیہ آگے کی طرف
 بڑھی۔۔۔ " تکلف کی کیا بات ہے۔۔۔ میں چھوڑ دوں گا۔۔۔ دوستی میں یہ سب چلتا ہے۔۔۔ " وہ
 مسکرایا۔۔۔ تو صوفیہ وہیں رک گئی۔۔۔ آریان بھی اپنی بلیک کافی ختم کرتے اٹھا۔۔۔ اور آگے کی طرف
 چل دیا۔۔۔ صوفیہ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔ صوفیہ گاڑی میں آکر بیٹھی۔۔۔ آریان نے
 ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ اور منزل کی طرف گاڑی ڈالی۔۔۔ یونیورسٹی کے باہر آکر
 روکی۔۔۔ " شکریہ آریان آپ کا بہت زیادہ۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "۔۔۔
 دوستی میں شکریہ بھی نہیں چلتا۔۔۔ میں ہمیشہ تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔۔۔ جب جب تمہیں ضرورت
 ہوگی۔۔۔ " آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ صوفیہ بغیر کچھ بولے اٹھتے باہر نکل
 گئی۔۔۔ " صوفیہ اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ جہاں مایا اس کا پہلے سے ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔ " صوفیہ تم
 آریان کے ساتھ یار سیر سیلی۔۔۔ تمہارا کیا لگتا ہے۔۔۔ " وہ بہت حیرانگی سے بول رہی تھی۔۔۔ "۔۔۔
 کیا ہوا۔۔۔ " صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے اس کی بات بالکل بھی سمجھ نہیں آئی
 تھی۔۔۔ " یار۔۔۔ واقع۔۔۔ تم آریان کے ساتھ آئی ہوں۔۔۔ " مایا مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ " ہاں۔۔۔ میں آریان کے ساتھ آئی ہوں۔۔۔ " صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ " یار تم جانتی نہیں
 ہوں۔۔۔ آریان کون ہے۔۔۔ یار آریان یہاں ہر لڑکی کا کرش ہے۔۔۔ ہر لڑکی مڑتی ہے۔۔۔ اس
 پر۔۔۔ " مایا ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ " اچھا واقعی مجھے نہیں تھا۔۔۔ پتا۔۔۔ ویسے اس بات
 کا۔۔۔ صوفیہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن مایا وہیں پہ ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ " ارے مایا

چلو یار۔۔۔ جانا نہیں کیا۔۔۔ اب یہی کھڑی رہو گی۔۔۔ بعد میں تمہیں پتہ ہے۔۔۔ نا پھر سر غصہ
 ہوتے ہیں۔۔۔ یار ٹائم دیکھو کیا ہو رہا ہے۔۔۔ جلدی چلو۔۔۔ " صوفیہ نے اس کے بازو کھینچی۔۔۔
 اور اگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ " یار ایک کام کرے گی۔۔۔ " میرا مایا سوفیا کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ " ہاں۔۔۔ بولو ضرور کروں گی۔۔۔ یہ بھی کہ پوچھنے والی بات ہے۔۔۔ صوفیا صوفیہ اپنی
 کلاس میں اکر چیئر پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ " یار میری ایک دفعہ اریان سے بات کروادو۔۔۔ یار میں
 تمہیں کیا بتاؤں یار تجھے پتہ ہے جب میں اس کی طرف دیکھتی ہوں۔۔۔ مجھے نا ایسا فیل ہوتا ہے۔۔۔
 دل میں کہ جیسے ساری دنیا میرے سامنے ہے۔۔۔ یار یہ بہت ہی خوبصورت ہے صوفیہ۔۔۔ تجھے پتہ
 ہے یار اس کی پر سنلٹی کیا پر سنلٹی ہے۔۔۔ ہر لڑکی ہی اس پہ مر مٹی ہے۔۔۔ یار میں خود اس پہ مرتی
 ہوں۔۔۔ " مایا مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ اور صوفیہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ " ارے یار تو تو
 واقع ہی پاگل ہو چکی ہے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ " ہاں یار میں واقع ہی پاگل
 ہوں۔۔۔ اریان کے لیے کاش یہ ایک دفعہ مجھے مل جائے ساری دنیا کا سکون مجھے مل جائے گا۔۔۔ " مایا
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ " ارے بس کر تھوڑا پڑھ لے۔۔۔ ٹائم دیکھ سیرانے والے ہیں۔۔۔ اتے ہی
 جب سنیں گے۔۔۔ نا تو تم ان کو یہی کہانیاں سنائیں اور وہ تجھے کلاس سے باہر نکال دیں گے۔۔۔ پھر
 میرے خیال سے تیرا دماغ ٹھکانے پر لگے گا۔۔۔ اور تو پڑھنا شروع کر دے گی۔۔۔ ورنہ تو پڑھنے والوں
 میں سے مجھے لگ نہیں رہی۔۔۔ کیونکہ تم جب سے آئی ہوں۔۔۔ نا تم اریان کی تعریفیں کرتی جا رہی
 ہوں۔۔۔ یار بس کر دے انسان ہے۔۔۔ وہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔ پیارا ہے پر سنلٹی ہے سمپل سی بات ہے
 ۔۔۔ یار اتنی لڑکیوں کا کرش ہے سب کا ٹھیک ہے۔۔۔ مانتی ہوں۔۔۔ لیکن یار ایک انسان کو اتنی

جگہ دو کہ وہ تم لوگوں کو جب رسپانس کرے تب اس کو تم لوگ رسپانس کرو۔۔۔ اتنا بھی نہ چاہو کہ
 دوسرا انسان تم تمہارا چاہنا دیکھ۔۔۔ کر تمہارے ہی ساتھ غلط کر دے۔۔۔ تمہیں کوئی دھتکار
 دے۔۔۔ " صوفیہ سے سمجھا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی مایا تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی تھی۔۔۔ " یار تجھے
 نہیں پتا تو نے شاید کبھی کسی سے محبت نہیں کی۔۔۔ اس لیے تو ایسے بولتی ہے۔۔۔ یار جس سے محبت
 ہونا۔۔۔ اس کے لیے یہ سب نہیں سوچا جاتا۔۔۔ مجھے اریان سے محبت ہے۔۔۔ شاید مجھے وہ بہت زیادہ
 پسند ہے۔۔۔ یار مجھے وہ واقعی ہی صوفیہ ہوتا پسند ہے۔۔۔ اگر میں بے بس میں ہوں نا میں اسے جا کر
 پروپوز کر دوں۔۔۔ ہاں بھئی میں اسے محبت کرتی ہوں۔۔۔ وہ بس ایک دفعہ میری طرف دیکھ
 لے۔۔۔ میں اسے خود پروپوز کر دوں گی۔۔۔ " مایا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ " یار تو پاگل ہو گئی
 ہے۔۔۔ تم مجھے پاگل مت کر۔۔۔ " صوفیہ۔۔۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ " یار صوفیہ ایک
 بات ہے یار ایک چیز جب انسان کے پاس ہوتی ہے۔۔۔ نا تو اسے اس چیز کی قدر نہیں ہوتی۔۔۔ اور مجھے
 لگتا ہے تو بھی انہی میں سے ہے۔۔۔ اریان تیرے پاس ہے۔۔۔ نا تو تجھے اس کی بالکل بھی قدر نہیں
 ہے۔۔۔ اور ہم جیسی لڑکیاں جسے اریان گھاس تک نہیں ڈالتا۔۔۔ اور ہم سب اس کے پیچھے مر رہی
 ہیں۔۔۔ اور ایک تو ہے جس کو وہ اس کی یونیورسٹی ڈراپ کرنے آیا۔۔۔ مینزلائک اس کے لیے
 ڈرائیور بنا ہوا ہے۔۔۔ اور تجھے وہ پسند نہیں۔۔۔ یار سیر یسلی۔۔۔ وہ تیرے لیے ڈرائیور بنا ہوا
 تھا۔۔۔ " مایا ڈرائیور لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ " یار اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ ہے
 وہ میرا ڈرائیور نہیں بنا ہوا تھا۔۔۔ اس نے مجھے بولا وہ مجھے ڈراپ کر دے گا۔۔۔ دوستی کی خاطر تو میں
 نے ہاں کر دی۔۔۔ تو اس نے مجھے ڈراپ کر دیا۔۔۔ اس میں ڈرائیور بننے والی کیا بات

ہوئی۔۔۔"صوفیہ ایک سانس میں بولی۔۔۔تو مایا مسکرائی.... اور بولی۔۔۔"یار اس کا سیدھا سا مطلب ہی یہی ہے۔۔۔کہ اگر وہ تمہیں ڈراپ کر رہا ہے۔۔۔تو پھر ظاہر سی بات ہے یار وہ تم سے محبت کرتا ہے۔۔۔لیکن یار تو لیکمی ہے وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔مجھ سے کرے نا۔۔۔لیکن وہ تجھ سے کرتا ہے۔۔۔تو یار تو میری فرینڈ ہے دوست ہے۔۔۔میری خیر ہے۔۔۔"مایا اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔جسے صوفیہ نے جھٹک دیا۔۔۔تو پاگل ہے وہ چھوٹا ہے مجھ سے وہ کیسے مجھ سے محبت کر سکتا ہے جسٹ لائنک

آفرینڈ وہ کبھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اور تو بھی دوبارہ ایسی بالکل نہ کری وہ ایسا بالکل نہیں سوچتا اور نہ ہی کبھی ایسا میں نے سوچا ہے۔۔۔صوفیہ تھوڑا سا غصہ ہوئی مایا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا صوفیہ یار دیکھو پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر تم اس سے کچھ سال بڑی ہونا تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے ٹھیک ہے نا کیونکہ انسان بڑا ہے چھوٹا ہے اس میں کوئی ایشو نہیں ہوتا اگر وہ تمہیں پسند کرتا ہے تو تم اس کا ہاتھ تھام لو۔۔۔ہم لوگ چاہتے ہے وہ تمہارے ساتھ چلے تم اس کے ساتھ قدم بقدم ساتھ چلو تم دونوں کے لیے اچھا ہے گا اور یہ عمر نہیں اتنی یار محبت میں عمر نہیں دیکھی جاتی تم یہ نہ سوچو کہ تم اس سے بری ہو تم یہ دیکھو کہ اگر وہ تم سے محبت کرتا ہے تو تم اسے تھام لو کیونکہ یار ایک انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے نا اور وہ جب اسی ہی انسان کا پروٹیکٹ کرے اس کی کیئر کرے تو وہ اگے سے اسے منع کر دینا تو یہ اس کی ہار ہوتی ہے اور ایک انسان جب ہار جاتا ہے نا تو اپنا آپ۔۔۔اپنی زندگی ہار جاتا ہے اور میں نہیں جانتی کہ وہ شخص اریان جو ہر لڑکی کرش ہے وہ اس طرح ٹوٹے یار وہ تم سے محبت کرتا ہے صوفیہ میرے خیال سے کبھی اس نے کسی لڑکی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا ہو گا لیکن یار وہ تمہیں ڈراپ تک کرنے

آ رہا ہے تمہارا لیے ڈرائیور بن گیا سوچو کس حد تک محبت کرتا ہوں گا۔ آریان کے لیے صوفیہ کے دل میں محبت پیدا کر رہی تھی ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ کلاس میں سر اے تو مایا خاموش ہوئی اپ سیر لیکچر لے رہے تھے لیکن صوفیہ مایا کی باتوں میں کھوئی ہوئی تھی اسے بالکل بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ ایسا کیوں بول رہی ہے لیکن آریان اگر اس سے محبت کرتا ہے تو یہ بہت ہی غلط تھا کیونکہ صوفیا اس سے عمر میں بڑی تھی اور صوفیا ایسا بالکل نہیں چاہتی تھی کہ آریان ایسا کچھ سوچے شاید یہی اس کے لیے بہتر تھا صوفیہ کے نزدیک صوفیہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب کلاس بھی ختم ہو چکی تھی مایا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا صوفیا ریواو کے یار اجا چلتے ہیں نا اجاؤ کینٹین پہ چلتے ہیں وہاں جا کر نا کچھ اچھا کھاتے ہیں ٹھیک ہے ابھی تو کلاس سٹارٹ ہونے میں ٹائم ہے مایا اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے بولی تو صوفیہ اس کے ساتھ کینٹین کی طرف بڑھ گئی صوفیا اور مایا کینٹین میں کھڑی اپنے لیے اوڈر دے رہی تھی جب آریان سیڑھیاں اترتے ہوئے صوفیا کے پاس آکر کھڑا ہوا ہائے صوفیہ ہر لڑکی صوفیہ آریان کی طرف متوجہ ہوئی تھی اور ہر لڑکی کے نزدیک صوفیہ خوش نصیب لڑکی تھی جسے آریان خود مخاطب کر رہا تھا اور ہر کسی کو خود کی طرف دیکھتے پا کر صوفیہ کو عجیب سافیل ہو رہا تھا ہر کوئی ہی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

زرغام کی صبح سات بجے کے قریب انکھ کھلی پریشے اسی کے حصار میں سو رہی تھی زرغام نے اس کی طرف دیکھا اور پر سکون سی اس کے حصار میں تھی زرغام اس کی طرف دزرغام کی صبح سات بجے کے قریب انکھ کھلی پریشے اسی کے حصار میں سو رہی تھی زرغام نے اس کی طرف دیکھا اور پر سکون سی اس کے حصار میں تھی زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا زرغام نے اس کے چہرے پہ آتے بالوں کو پیچھے کیا جس

سے پریشہ ہلکا کسمائی زرغام نے جھکتے ہوئے اس کے رخسار پر ہونٹ رکھے پریشہ نے اسی لمحے انکھیں کھولی زرغام اس پہ سایہ فگن ہوتے ہی اس کے ہونٹوں پہ جھکا پریشہ نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا زرغام اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لو کڈ کرتے۔۔۔ بیڈ کراؤن سے لگاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں انہیل کر رہا تھا پریشہ اس کے لمس کو برداشت کر رہی تھی پریشہ کی انکھیں بند ہو چکی تھی۔ زرغام اس کے ہونٹوں سے اس کی گردن تک کچھ ہی سیکنڈ میں آیا تھا۔ زرغام اس کی گردن پہ جھکا لو بائٹ بنانے لگا۔۔ زرغام نے اس کی گردن پہ لو بائٹ بناتے ہوئے اس پر دانت گاڑھے۔۔۔ پریشہ سسکی۔۔۔ اور اسی لمحے دروازہ نو کڈ ہو۔۔۔ اس دور ہو اوہ دونوں ہی بے لباس تھے۔۔۔ پریشہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ کیا کرے۔۔۔ پریشہ جلدی سے زمین سے اپنے کپڑے اٹھاتے زیب تن کرتے اپنے بالوں کا راف سے جوڑا بناتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام بھی اپنے کپڑے پہن چکا تھا پریشہ نے دروازہ کھولا سامنے ہی شادر تھا۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے اپنی باہیں اوپر کی طرف کر گیا۔۔۔ جیسے بول رہا ہوں مجھے گود میں اٹھاؤ۔۔۔ پریشہ نے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ اور اس کے پیشانی پر لب رکھے۔۔۔ جی ماما کی جان۔۔۔ پریشہ بھی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے ان دونوں کی طرف انکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ لیکن پریشہ نے اس پر ایک بھی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ شاہ در اس کی گردن میں باہیں حائل کیے اس کی گردن پر اس کے کندھے پر سر رکھ گیا۔۔۔ جب اس کی نظر گردن پہ بنی لو بائٹ پر پڑی۔۔۔ ماما یہ اپ کو کیا ہوا ہے شاہ در اس کی گردن پہ بنی لو بائٹ کے اوپر انگلی رکھتے ہوئے بولا پریشہ سسکی کی تھی زرغام بیڈ پر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا وہ پریشہ اور شاہ در کی طرف ہی دیکھ رہا تھا پریشہ ایک

نظر زرنام پر ڈالی رات میں مچھر کاٹ گیا تھا پریشہ شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ "میرے
 کپڑے نکالوں۔۔۔" زرغام غصے سے بولا۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر شاہ در کو بیڈ پہ
 بیٹھاتے زرغام کے کپڑے لینے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔ پریشہ زرغام کے کپڑے
 لیے کمرے میں آئی۔۔۔ زرغام کمرے میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ پریشہ نے واش روم کی طرف دیکھا۔۔۔ جس
 کا دروازہ بند تھا۔۔۔ "پتہ نہیں کیسا انسان ہے۔۔۔ ہر وقت غصے ہی کرتا رہتا ہے۔۔۔" پریشہ منہ میں
 بر برائی۔۔۔ اور شاہ در کے پاس آ کر بیٹھی۔۔۔ "میرا پیار بیٹا کیا کر رہا تھا۔۔۔" پریشہ اس کے گال کو
 چھوتے ہوئے بولی۔۔۔ "سو یا اٹھا ہوں۔۔۔" شاہ در اپنے آنکھوں کو مسلتے ہوئے بولا۔۔۔ "ماما کی
 جان۔۔۔" پریشہ نے اسے خود سے لگایا۔۔۔ "پریشہ۔۔۔" تبھی زرغام کی آواز گونجی تھی۔۔۔ پریشہ
 نے واش روم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور شاہ در کو خود سے الگ کرتے زرغام کے کپڑے پکڑتے واش روم کی
 طرف بڑھی۔۔۔ پریشہ نے ہاتھ آگے کیا تھا۔۔۔ پریشہ کا ہاتھ کھینچتے زرغام نے اسے واش روم میں
 کیا۔۔۔ اس سے پہلے کے پریشہ چینخی زرغام نے اس کے نہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ "ششش۔۔۔ چخنا
 مت۔۔۔" زرغام اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ پریشہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی
 تھی۔۔۔۔۔ اس کی دھڑکنیں زرغام کو سنائی دے رہی تھی۔۔۔ زرغام شاہ در آون کرتے اسے شاہ در کے
 نیچے کر گیا۔۔۔۔۔ پانی گرتے ہی پریشہ کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔۔ اس نے زرغام کے شرٹ لیس سینے
 پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ زرغام جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ پریشہ کی سانسیں پانی کی
 وجہ سے پہلے ہی بند ہو رہی تھی۔۔۔ اور زرغام کی شدت اس کا کھڑے رہنا محال ہوا تھا۔۔۔۔۔ زرغام کے
 لمس میں جنونیت تھی۔۔۔ جسے محسوس کرتے پریشہ اس بار پھر سے مدہوش ہوتے اس کا ساتھ دینے

لگی۔۔۔ پریشہ کو اپنا ساتھ دیتے محسوس کر زرغام کا ہاتھ بے باکی سے اس کے وجود پہ چلنا شروع
 ہوا۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں کو سخت ہاتھوں سے چھو رہا تھا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ اس گہرا یوں کو بے باکی
 سے چھوتے پریشہ کو خود میں چھپنے میں مجبور کر گیا۔۔۔ پریشہ مدہوشی میں ہی اس کے سینے میں چہرے
 چپھا گئی۔۔۔ زرغام اسے اوپر کرتے دیوار سے لگاتے اس کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ زرغام اس
 کی فراک کندھوں پر سے کھسکاتے ہوئے اس کے کندھوں پہ ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ "ماما۔۔۔" شاہ درنے
 دروازہ نوکڑ کرتے ہوئے پریشہ کو مخاطب کیا۔۔۔ زرغام نے شاہ بند کیا۔۔۔ دونوں بھگیے ہوئے
 تھے۔۔۔ زرغام پریشہ سے دور ہوا۔۔۔ پریشہ کے کپڑے اس کے وجود سے چپکے ہوئے
 تھے۔۔۔ زرغام نے اس کے قیامت جیسے روپ سے بامشکل نظریں چرائیں۔۔۔ زرغام نے اپنا ہاتھ
 گاؤن پکڑا۔۔۔ پریشہ جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ زرغام ہاتھ گاؤن پہننے ٹاول سائیڈ پہ
 رکھتے ہاتھ گاؤن کو باندھتے ہوئے پریشہ کی طرف بڑھا۔۔۔ جو چہرہ دوسری طرف کیے کھڑی ہوئی
 تھی۔۔۔ "ایسے مت کیا کرو۔۔۔ لیٹنگ لگتا ہے۔۔۔ مجھے یہ سب۔۔۔ جب تم میں سماتا ہوں۔۔۔ تب
 تو کبھی یوں نظریں نہیں چرائی۔۔۔" زرغام اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس کا رخ اپنی طرف کر
 گیا۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ کہنا کیا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اسے دیکھتی ہے۔۔۔ پریشہ سرخ
 ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "یہی رہنا۔۔۔ تمہارے
 کپڑے دیتا ہوں۔۔۔" زرغام باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ "وہ شاہ در۔۔۔" پریشہ اتنا بولی
 تھی۔۔۔ کہ زرغام بولا۔۔۔ "میری غیرت کو یہ بھی گوارہ نہیں۔۔۔ کہ تم میرے بیٹے کے سامنے بھی
 کیلے بدن کے ساتھ آؤ۔۔۔" زرغام اسے گھورتے کاٹ دار لہجے میں بولا۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ زرغام

واشر و م سے باہر نکلا۔۔۔ تو شاہ در باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ "بابا۔۔۔ ماما کہاں ہے۔۔۔" شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "ماما اندر ہو گی۔۔۔" ابھی زرغام کچھ بولتا کہ شاہ در خود ہی بول کر واشر و م کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے اس کی بازو پکڑی۔۔۔ "شیطان۔۔۔ روک یہاں۔۔۔" اجاتی ہے۔۔۔ تیری ماما۔۔۔ "زرغام دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام اس کی بازو پکڑے ہی ڈریسنگ روم میں آیا تھا۔۔۔ کہ کہیں وہ واشر و م میں نہ چلا جائے۔۔۔ زرغام پریشے کے کپڑے نکالتے واشر و م کی طرف بڑھا۔۔۔ شاہ در کی بازو وہ چھوڑ چکا تھا۔۔۔ "بابا آپ مت جائے۔۔۔" شاہ در معصومیت سے بولا۔۔۔ "بس ابھی آیا۔۔۔" زرغام ہاتھ چھرواتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں بابا۔۔۔ پہلے ماما گئی تھی۔۔۔ آپ کے پیچھے آپ باہر آگئے ماما نہیں آئی۔۔۔ اب ماما آئے گی۔۔۔ آپ نہیں آئے گے۔۔۔ ہمیں ہائیڈن سی نہیں کھیلنا۔۔۔" شاہ در معصومیت سے بولا۔۔۔ "نہیں کھیل رہے ہائیڈن سی۔۔۔ اوکے۔۔۔" زرغام بول کر واشر و م میں آیا۔۔۔ دروازہ لو کڈ کر نا نہیں بھولا تھا۔۔۔ زرغام کو دیکھتے پریشے کی نظریں جھکیں تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے اسے کپڑے پکڑائے۔۔۔ "جلدی چینج کرو۔۔۔" زرغام بول کر پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اسے خود کے سامنے کپڑے پہننے کا بول رہا تھا۔۔۔ پریشے کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔ "آپ جائے۔۔۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔۔۔" پریشے اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ "میں کھڑا ہوں۔۔۔ یہاں۔۔۔ اس کا مطلب تمہیں دیکھنے کے لیے کھڑا ہوں۔۔۔ جلدی چینج کرو۔۔۔ شاہ در بھی باہر ہی ہے۔۔۔" زرغام دروازے سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ "آپ کے سامنے کپڑے چینج نہیں کر سکتی۔۔۔" پریشے اب کی بار مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی

طرف سر د نظروں سے دیکھا۔۔۔ "اتنی دفعہ تمہیں دیکھ چکا ہوں۔۔۔ جتنی دفعہ تم نے خود نہیں دیکھا ہوں گا۔۔۔ اسی لیے اب کچھ بولے بنا چینج کرو۔۔۔ ورنہ میں کرو گا۔۔۔ تو پھر مجھے برادشت کرنے کے لیے تیار رہنا۔۔۔" زرغام اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کانپتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ پریشے نے اپنی فراک کی زپ مکمل کھولتے اسے ریمو کیا۔۔۔ زرغام اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشے کی پلکیں لرزی تھیں۔۔۔ نظریں شرم سے جھکی تھیں۔۔۔ اس کے گال تپ کر سرخ ہوئے تھے۔۔۔ پریشے فراک ریمو کرتے فراک پکڑنے لگی۔۔۔ تھی۔۔۔ کہ زرغام اشارہ کرتے ہوئے "Take this off too." زرغام بولا۔۔۔

بولا۔۔۔ "نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔۔" پریشے لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔ "کرو۔۔۔ یا میں کرو۔۔۔" زرغام ایک قدم آگے آیا۔۔۔ پریشے جلدی سے پیچھے ہوتے اپنی ہوک کھول گئی۔۔۔ زرغام کی نظریں اس کا ابھی طرح جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔ اور پریشے نظریں تک نہیں اٹھا پار ہی تھیں۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ اور اس کی طرف ایک ہی جست میں بڑھتے کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑھ گیا۔۔۔ پریشے سسکی تھیں۔۔۔ "جلدی کپڑے پہنو۔۔۔ ورنہ پھر سے تمہیں شاور لینا پڑے گا۔۔۔" زرغام اس کی گہرا یوں کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس کے دور ہوتے ہی جلدی سے کپڑے پہن چکی تھیں۔۔۔ پریشے کا ہاتھ اس کی زپ تک نہیں جا رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی زپ بند کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔۔ اس کی کمر کو ٹیچ کرتے زرغام نے زپ بند کی۔۔۔ پریشے اس کی کھدار انگلیوں کا لمس محسوس کرتے دور ہوتے واشر روم سے باہر نکلی۔۔۔ زرغام اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے کمرے میں

آیا۔۔۔" کہاں تھا۔۔۔ نا۔۔۔ بابا۔۔۔ اپ جائے گے۔۔۔ تو ماما آئے گی۔۔۔" شاہ در زرغام کے باہر آتے ہی بولا۔۔۔" ماما آپ کے بال بہت پیارا ہے۔۔۔" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" تھینکس مائی جان۔۔۔" پریشہ جھکتے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھ گئی۔۔۔ زرغام نے بھی اسی لمحے جھکتے وہی شاہ در کو کس کی تھی۔۔۔" آئی لو یو میری جان۔۔۔" زرغام جھکتے ہوئے پریشہ کی کمر پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے شاہ در سے مخاطب ہوا۔۔۔ پریشہ نے زرغام۔۔۔ کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے آنکھ ماری۔۔۔" بابا۔۔۔ اپ ماما کو آنکھ کیوں مار رہے ہے۔۔۔" شاہ در نے زرغام کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔" دل کیا۔۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ اس کا ہاتھ پیچھے کر رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام کی انگلیاں اس کی کمر سے نیچے تک جارہی تھی۔۔۔" بابا۔۔۔" نمل کی آواز پہ زرغام سیدھا ہوا۔۔۔ لیکن پریشہ شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھ رہی تھی۔۔۔" جی بیٹا۔۔۔" زرغام نمل سے مخاطب ہوا۔۔۔ نمل نے ایک نظر پریشہ پہ ڈالی۔۔۔ جو کہ شاہ در سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔" بابا آپ کو آفس نہیں جانا۔۔۔" نمل چل کر آگے آئی۔۔۔" جا رہا ہوں۔۔۔ بیٹا۔۔۔ اپ کو کوئی کام ہے۔۔۔" زرغام نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔" جی بابا۔۔۔ مجھے بھی کالج جانا ہے۔۔۔ چلے جلدی۔۔۔" نمل زرغام کا ہاتھ پکڑتے اسے لیے جلدی سے باہر نکلی۔۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔ پریشہ کو اپنی طبیعت کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ پریشہ نے اپنے چکراتے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور لاونج کے صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ پریشہ نے لینڈ لائن نمبر سے زرغام کو کال کی۔۔۔ جو کہ دو تین بال کے بعد ہی ریسو کر لی گئی۔۔۔" ہیلو۔۔۔" پریشہ کی آواز

موبائل پہ گونجی۔۔۔"بولو۔۔۔کال کیوں کی۔۔۔"زرغام کالجہ سخت تھا۔۔۔زرغام اپنی فائل جو کہ وہ ریڈ کر رہا تھا۔۔۔اسے بند کرتے ہوئے بولا۔۔۔"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔مجھے ڈاکٹر پاس جانا ہے۔۔۔آپ کب تک آئے گے۔۔۔"پریشہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔زرغام کو اس کی طبیعت واقع ہی خراب محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔زرغام نے فائل بند کی اور چئیر سے اپنا کوٹ پکڑتے باہر نکلا۔۔۔"مجھے لیٹ ہو جائے گی۔۔۔"زرغام لیفٹ میں انٹر ہوتے ہوئے بولا۔۔۔"پھر میں کسی ملازم کے ساتھ چلے جاؤ۔۔۔"پریشہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔جہاں اسے شدید درد ہو رہا تھا۔۔۔"خبردار! تم زرغام خان کی بیوی ہوں۔۔۔یہ کام تمہیں زیب نہیں دیتے۔۔۔چاہے تم مر ہی کیوں نہ جاؤ۔۔۔"زرغام ٹائی ٹھیک کرتے ہوئے اب باہر کی سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔"ٹھیک ہے۔۔۔میں آپ کا ویٹ کر۔۔۔"ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی۔۔۔کہ۔۔۔"ٹھاہ"۔۔۔کی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 80 پارٹ 2

زرغام نے فون کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر بولا۔۔۔"پریشہ۔۔۔"پریشہ۔۔۔"زرغام بول رہا تھا۔۔۔لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔۔۔زرغام پریشانی سے باہر نکلا تھا۔۔۔موبائل وہ کان سے لگائے بول رہا تھا۔۔۔"پریشہ۔۔۔"زرغام ایک دفعہ پھر سے بولا۔۔۔"صاحب جی پریشہ بی بی بے

ہوش ہو گئی ہے۔۔۔" اب کی بار ملازمہ کی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔۔۔ جسے سنتے ہی زرغام تیزی سے

گاڑی کی طرف بھاگا۔۔۔ اس کا چہرہ پریشانی سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ زکام رش ڈرائیونگ کر رہا

تھا۔۔۔ پریشے کی کس حالت میں ہو گی۔۔۔ اس کے چہرے پر پریشانی سے پسینے ارہے تھے۔۔۔ 20

سے 25 منٹ کا راستہ زرغام 10 منٹ میں طے کرتے حویلی پہنچا۔۔۔ زرغام اپنی گاڑی سے نکلتے اسے

لوک کیے بنا ہی اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام اندر لاؤنج میں انیٹر ہوا سامنے ہی ملازمہ پریشے کے پاؤں کو

مساج کرتے اسے ہوش میں دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ

ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے چہرے کو تھپ تھپانے

لگا۔۔۔ "پریشے۔۔۔ پریشے اٹھو۔۔۔" زرغام اس کا چہرہ تھپ تھپاتے ہوئے مسلسل بول رہا

تھا۔۔۔ لیکن وہ اپنے ہوش کھو چکی تھی۔۔۔ زرغام اسے اپنی باہوں میں اٹھاتے تیزی سے باہر کی طرف

بڑھا۔۔۔ باہر اتے اسے پسینہ سیٹ پہ بیٹھاتے ہوئے سیٹ بیلٹ باندھتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

زرغام نے بیٹھتے ہی ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ اور گاڑی زن سے بھگا کر لے گیا۔۔۔ زرغام تیزی سے

ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ زرغام کی گاڑی 15 منٹ میں ہی ہسپتال کے باہر اکرو کی۔۔۔ زرغام پریشے کو

اپنی بازو میں اٹھاتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اندر اتے ہی اسے سٹریچر پر لٹاتے زرغام تیزی سے ڈاکٹر کے

ساتھ ہی چل رہا تھا۔۔۔ نرس اسے باہر کھڑے رہنے کا بول کر خود اندر چلے گئی۔۔۔ ڈاکٹر 10 سے

15 منٹ کے بعد باہر آئی۔۔۔ زرغام جو کہ سامنے ہی دیوار

کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ڈاکٹر کو نکلتے دیکھ

اس کی طرف بڑھا۔۔۔ ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے۔۔۔"

زرغام پریشانی سے بولا۔۔۔ ڈاکٹر نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ "اپ کی وائف کمزور ہے۔۔۔ انہیں ریسٹ کی

ضرورت ہے۔۔۔ اس لیے وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔ "ڈاکٹر
سنجیدگی سے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
"اور تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔" زرغام پریشانی سے
بولا۔۔۔ وہ پریشے کے لیے پریشان تھا۔۔۔ "نہیں اور کوئی
مسئلہ نہیں۔۔۔" ڈاکٹر اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ اور چلے گئی۔۔۔ زرغام اندر کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں
پر پریشے بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ "میں مل سکتا
ہوں۔۔۔" زرغام نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ "یس۔۔۔" ڈاکٹر بول کر جا چکی تھی۔۔۔ زرغام اندر
ایا۔۔۔ اور پریشے کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔۔۔ زرغام اس کے
چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ پریشے کے چہرے پر
معصومیت تھی۔۔۔ زرغام ایک پل کے لیے اس کی
معصومیت میں کھوسہ گیا۔۔۔ زرغام نے ہاتھ بڑھاتے اس
کے رخسار کو چھوا۔۔۔ پریشے جو کہ نیم بے ہوش
تھی۔۔۔ زرغام کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی اس
نے جھٹ سے انکھیں کھولیں۔۔۔ زرغام اس سے کچھ
فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اور اسی کی طرف دیکھ رہا
تھا۔۔۔ پریشے نے انکھیں گھماتے ہوئے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ اور پھر انکھیں بند کر لیں۔۔۔ کمرے میں گہری
خاموشی تھی۔۔۔ "تم ٹھیک ہو۔۔۔" زرغام وہیں کھڑے اس
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پریشے کی پلکے لرزی
تھی۔۔۔ اس نے ہلکی سی انکھیں کھولتے ہوئے اس
کی طرف دیکھا۔۔۔ "میں ٹھیک ہوں۔۔۔" اس کا لہجہ بالکل
بی سنجیدہ تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس
نے پہلی دفعہ اس طرح بات کی تھی۔۔۔ اس کا لہجہ اتنا

تلخ اور سنجیدہ تھا۔۔۔ زرغام حیران ہوا تھا۔۔۔ زرغام کچھ
فاصلے پر کھڑا اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہا
تھا۔۔۔ پریشے نے اس پر ایک بھی نظر نہیں ڈالی تھی
اور نہ ہی اس کا اس پر کوئی نظر ڈالنے کا ارادہ تھا۔۔۔ وہ
جتنا خود کو اس کے قریب کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اس
سے اتنا ہی تلخ ہو رہا تھا۔۔۔ دروازہ نوک کرتے ہوئے نرس
اندر آئی۔۔۔ پریشے اس سے دیکھتے انکھیں کھول چکی
تھی۔۔۔ میں آپ کو یہ میڈیسن کھانی ہے نرس نے
پریشے کو دیکھتے ہوئے کہا پریشان ہے نرس کی طرف
دیکھا۔ اور ایک نظر زرغام پر ڈالی۔۔۔ جو کہ اب چیئر پر
بیٹھا ہوا تھا۔ "نہیں مجھے میڈیسن نہیں کھانی۔۔۔"
پریشے اتنی زیادہ میڈیسن کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "آپ
کو یہ کھانی ہو گئی ہے آپ کو کمزوری ہے۔۔۔ جس وجہ
سے آپ بے ہوش کھو چکی تھی۔۔۔ اگر آپ میڈیسن
نہیں لیں گی تو آپ کے لیے مسئلہ بن سکتا ہے تو پلیز
اب میڈیسن لیں۔" وہ نرس بہت ہی تحمل سے بول رہی
تھی۔۔۔ پریشے نے پھر سے نفی میں سر بلایا۔ زرغام
جو پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔
اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور نرس سے میڈیسن
پکڑی "آپ جائیں میں اسے کھلا دوں گا۔" زرغام نرس
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو نرس اثبات میں سر
بلاتے باہر چلے گئی۔۔۔ زرغام پریشے کے پاس آ کر کھڑا
ہوا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے ہاتھ پر میڈیسن
رکھی۔۔۔ "کھاؤ اسے۔۔۔" زرغام سرد لہجے میں
بولا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اگر وہ ابھی سے نرمی سے

بات کرے گا۔۔۔ تو میڈیسن نہیں کھائے گی۔۔۔ اس لیے اپنا لہجہ سخت رکھا۔۔۔"

نہیں۔۔۔" مجھے نہیں کھانی۔۔۔" پریشہ میڈیسن سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے بھی لہجے میں سختی تھی زرگان نے حیران کن آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا وہ اسے ہر بات پر منع کرتی جا رہی تھی میں نے کہا ہے کھاؤ اسے اس کے قریب ہو اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہوئی نہیں کھاؤں گی وہ بول کر چہرہ دوسری طرف کر چکی تھی زرغام نے اسے گھوڑا اور اس کا چہرہ پکڑتے اپنی طرف کیا اور اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑی پریشہ اپنی آنکھیں جھکا گئی وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی ذرا غم کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا پریشہ میں میڈیسن کھاؤ زرگان اس کے تب دیکھتے ہوئے بولا میں نے کہا ہے مجھے نہیں کھانا پریشہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی زبان نے اس کا سارا تھوڑی سی پکڑتے اوپر کیا نہیں کھانی زرغام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا نہیں پریشہ نے مختصر جواب دیا چلو تمہاری مرضی زرغام بولتے ہی اس کے علاوہ کو اپنے لبوں میں قید کر دیا پریشہ اس کے کرنے میں پہلے ہاتھ رکھ کے اسے خود سے دور کرنا چاہ رہی تھی لیکن زرغام اس کے ہونٹوں پر جھکا اس کے سامنے تک انہیں ہیل کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کی ایک اس کے بعد وہ بھی نہ کوئی ضد کی ہے میڈیسن کھالے گی زردان اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے اس کے ہونٹوں کو ازادی بخش دے اس کی طرف دیکھتے دیکھنے لگا اب بولو میڈیسن کھانی ہے یا نہیں زرگان نے اس کی طرف دیکھا ہے بروز کر بڑی شے پریشہ میڈیسن پکڑتے ہیں منہ میں رکھ لی زرغام نے اس کے ہونٹوں سے پانی کا گلاس لگایا اور پریشہ ایک ہی سانس میں ساری میڈیسن کھا چکی تھی گڈ زرگان نے اس کے رخسار پر ہلکا سا ہاتھ لگایا جیسے شاباش دے رہا ہو یہی پہلے میری بات مان لیتے لیکن نہیں شاید تم چاہتی تھی کہ میں تمہیں کس کروں ہم مسکراتے ہوئے بولا میں ایسا نہیں چاہتی تھی پریشہ

اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی پھر کیا چاہتی تھی درگاہ میں جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا پریشہ اس کے اتنے قریب ہونے پر پیچھے ہوئی اس کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا میرے میرے قریب میں بتائیں پریشہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی کیوں درگاہ میں اس کی طرف سوالیوں نظروں سے دیکھا نہیں ائے بس پر یہ دونوں ہاتھوں سے دور تک کھیلتے ہوئے بولی سرگام نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے اپنی گردن کے گنتی حساب بنایا بتاؤ اب کیا کرو گے درگاہ میں اس نے آنکھوں میں دیکھا پریشہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی میں کچھ کر سکتی ہوں طریقے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول کر نظر جھکا دے درگاہ میں سے دور ہوا اور اس کی چادر پکڑتے اس کے گرد عورتیں اس کا ہاتھ پکڑ کے احتیاط سے اسے نیچے کھڑا کیا فریش درکار کی بازو پکڑے اس کے سہارے چل رہی تھی اسے ابھی بھی چکرار ہے تھے اسی لیے وہ زرگام کی بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے زرگام بھی ہلکا سا مسکراتے ہوئے اسے لیے باہر کی طرف بڑھا در غم مکمل طور پر پریشہ پر غم تھا زرگام پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے ہسپتال سے باہر نکلا زرگام کے باہر نکلتے ہی پریشہ نے اس کی طرف دیکھا سیڑھیاں دیکھتے پریشہ کا سر چکرایا تھا پریشہ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا جسے دیکھتے زرغام اس کے اگے کر کھڑا ہوا کیا ہوا زرغام اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا مجھے چکر پریشہ بھی اتنا ہی بولی تھی کہ پیچھے کھڑے آدمی کو زرگان پسل تالے دیکھ اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھی زرگاہ میں اس کی حیرت سے کھلی آنکھوں کو دیکھتے کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی پریشہ اسے دھکے دے چکی تھی جسے زرگان لڑکھڑاتے ہوئے دور ہوا تھا اور گولی چلنے کی اوازائی تھی زرغام نے مرتے ہوئے پریشہ کی طرف دیکھا جس کی بازو سے خون رس رہا تھا زرگاہ میں اس کی طرف بڑھتے اسے گرنے سے بچا چکا تھا پریشہ زرغام کی بازو میں جھولی تھی۔۔۔ زرغام اسے اٹھاتے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔

پریشے کی بازو سے خون زمین پر گر رہا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے ڈاکٹر ایک دفعہ پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوئی
 تھی۔۔۔ اور پریشے کو سیٹیچر پہ لیٹاتے اندر لے جا چکی تھی۔۔۔ اور زرغام باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام
 باہر کھڑا یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ پریشے نے اس کے لیے گولی کھائی تھی۔۔۔ زرغام نے اپنی بیرڈ میں
 ہاتھ پھیرا اور آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا آخر کون تھا وہ جس نے گولی چلائی وہ حیران تھا زرغام اپنی ہی
 سوچوں میں گم تھا جب نرس باہرائی میری بات ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ اپ کی وائف ٹھیک ہے۔۔۔ گولی
 صرف چھو کر گزری ہے۔۔۔ شکر منائے گولی چھو کر گزری ہے۔۔۔ ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔۔ ڈاکٹر
 جو کہ پیچھے سے آئی تھی۔۔۔ بولی۔۔۔ خیال رکھے اپنی وائف کا۔۔۔ ڈاکٹر بول کر آگے بڑھی۔۔۔ زرغام
 نے خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔ اور اندر آیا جہاں اپنے بازو کی طرف دیکھتے ہوئے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اس
 کے پاس آیا تم نے مجھے دھکا کیوں دیا زرغام نے اس کی طرف سوالیاں نظروں سے دیکھا پریشے نے اس پر
 ایک نظر ڈالی اور پھر نظر جھکا گئے اس بات کا اس کے پاس بھی جواب نہیں تھا تو وہ اس سے کیا جواب دیتی
 زرغام اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کی طرف دیکھا دوبارہ کبھی ایسی حرکت مت
 کرنا۔۔۔ لہجہ تھوڑا سا سرد تھا پریشے نے اس کی طرف دیکھا کیا انسان تھا وہ ایک تو اس نے اس کی جان
 بچائی اور اوپر سے بول رہا تھا اسندہ ایسی حرکت مت کرنا پریشے نے اسے دل ہی دل میں داد تھی پریشے کچھ
 بولی نہیں تھی زرغام جو کہ پریشے کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہوا تھا اس کا موبائل رنگ ہو ا موبائل رنگ ہوتے
 ہی اس نے پریشے کا ہاتھ چھوڑا۔۔۔ اور موبائل پاکٹ سے نکالتے کال ریسیو کی۔۔۔ جہاں حویلی کے لینڈ
 لائن سے کال ارہی تھی زرغام نے کول ریسیو کی۔۔۔ جہاں شادر کی اوازاں گونج رہی تھی۔۔۔ ماما۔۔۔
 ماما۔۔۔ اپ ٹھیک ہیں۔۔۔ بابا ماما سے بات کروائیں۔۔۔ بابا ماما ٹھیک ہے۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بول

رہا تھا زرغام کھڑا ہوا میری جان رو کیوں رہے ہو کیا ہوا میری جان کو۔۔۔ زرغام پریشانی سے بولا زرغام کو اٹھتے دیکھ کر پریشے بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ در میری بات سنو میری جان کچھ نہیں ہوا۔۔۔ اپ کی ماما کو۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پریشے نے اس کی طرف دیکھا اور موبائل لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا زرغام نے پریشے کے ہاتھ میں موبائل تھمایا پریشے نے موبائل پکڑا اور کان سے

لگایا۔۔۔ "ماما کی جان پریشے مسکراتے ہوئے پیار سے بولی۔۔۔" ماما پ ٹھیک ہیں۔۔۔ "ماما پ ٹھیک ہیں۔۔۔" شاہ در ایک ہی جملہ بول رہا تھا۔۔۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔" پریشے پیار سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ کبھی اس کے سامنے بھی مسکرائی تھی۔۔۔ "ماما بس تھوڑی دیر میں گھر آرہی ہیں۔۔۔" پریشے شاہ کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اسے اتنی جلدی ڈسچارج کروا کر نہیں لے جاسکتا تھا۔۔۔ پریشے نے موبائل بند کر کے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ "مجھے حویلی جانا۔۔۔" پریشے اس کی طرف موبائل کرتے ہوئے بولی۔۔۔ "کل چلے جائیں گے۔۔۔ ابھی تمہیں یہی روکنا ہوگا۔۔۔" زرغام چیرپاس کرتے اس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں مجھے ابھی کے ابھی جانا ہے۔۔۔" پریشے ابھی کے ابھی پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ "نہیں فلحال تو نہیں جاسکتے۔۔۔" زرغام موبائل مصروف ہوتے ہوئے بولا پریشے اٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھی اور اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔۔ "مجھے گھر جانا ہے۔۔۔" اگر ابھی مجھے گھر نہ لے کر گئے۔۔۔ تو میں دوبارہ نہیں جاؤں گی۔۔۔ "پریشے اس دھمکی امیز لہجے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔" دھمکی دے رہی ہوں۔۔۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ سچ بتا رہی ہوں۔۔۔ اگر ابھی لے کر نہیں جائیں گے۔۔۔ تو میں دوبارہ آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔" پریشے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "تمہیں ساتھ لے جانے سے کوئی روک سکتا ہے۔۔۔" زرغام نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ "جی بالکل میں خود کو آپ کے ساتھ جانے سے روک سکتی ہوں اور نہیں جانے دوں گی۔۔۔ پریشے زرغام کو گھورتے ہوئے بولی زرغام نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا اسہ۔۔۔ پریشے درد سے سسکی تھی۔۔۔ زرغام اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔۔" زرغام اس کے چہرے پہ درد کے اثرات دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "زخم دے کر مرہم لگانا بھی جانتے ہیں۔۔۔" پریشے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدہم آواز میں بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر بنا کچھ بولے اسے اٹھاتے ہوئے باہر نکلا ہسپتال میں کھڑے ہر انسان کی نظروں کا مرکز ان کا کیل بنا تھا۔۔۔ زرغام اسے پیسینجر سیٹ پہ بٹھاتے ہوئے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔۔۔ اب اس کی گاڑی کارخ حویلی کی طرف تھا۔۔۔۔۔

صوفیہ چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ میں اس کے قریب آکر بیٹھی۔۔۔ ہائے صوفیہ کیا کر رہی ہو۔۔۔ مایا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ نہیں یار یہ اسٹنمنٹ جمع کروانی ہے تو وہی اس کی سٹیشنری چیک کر رہی تھی۔۔۔ میرے پاس چیزیں کم ہیں تو سوچا جاتے ہوئے لے کر جاؤں گی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ گڈاچھا ہے۔۔۔ یار لے کر جانا پھر اسانی ہو جائے گی۔۔۔ نا۔۔۔ اچھا چلو پھر میں بھی نکلتی ہوں۔۔۔ کل ملیں گے۔۔۔ مایا بول کر اس کے پاس سے اٹھتے باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ بھی اپنی بکس وغیرہ پکڑتے باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ سیدھا یونی سے نکلتے سیدھا سٹیشنری

لینے آئی تھی۔۔۔ اسے کھانا بھی کھانا تھا۔۔۔ اسی لیے پہلے راستے میں کھانا کھانے کے لیے ریسٹورنٹ میں بیٹھی۔۔۔ اور ہمیشہ کی طرح اپنے لیے چکن پیزا ادھر کیا ساتھ ہی کافی یہ اس کا عجیب سا لوجک تھا۔۔۔ وہ پیزے کے ساتھ کافی پیتی تھی۔۔۔ صوفیا پیزا کھا کر اور کافی ختم کر کے باہر نکلی۔۔۔ اور سٹیشنری خریدنے کے لیے سٹیشنری شاپ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ صوفیا سٹیشنری خرید رہی تھی۔۔۔ شام کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے صوفیہ بھی سٹیشنری خرید رہی تھی۔۔۔ جب باہر سنوفال شروع ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ نے ایک نظر باہر دیکھا۔۔۔ اور مسکرائی سنوفال اسے پسند تھی۔۔۔ اسی لیے وہ جلدی سے سٹیشنری لیتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔ سٹیشنری لے کر باہر آئی۔۔۔ جہاں سنوفال کی وجہ سے راستوں کو بند کیا جا رہا تھا۔۔۔ صوفیا تقریباً بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلی اسے جلد از جلد ہاسٹل پہنچنا تھا۔۔۔ کیونکہ اگر اب وہ لیٹ ہوتی۔۔۔ تو وہ وارڈن اسے واقع ہی نکال دیتیل۔۔۔ صوفیا بھاگتے ہوئے جا رہی تھی۔۔۔ جب سامنے سے آتی کار کی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑی تو آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے زمین پر بیٹھی تبھی گاڑی کو بریک لگی۔۔۔ اور گاڑی سے نکلتا باہر آیا۔۔۔ صوفیہ تم یہاں۔۔۔ اریان صوفیہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں پیچھے ہٹو مجھے جلد از جلد ہاسٹل جانا ہے۔۔۔ ورنہ راستے سارے بند ہو جائیں گے۔۔۔ صوفیہ جلدی سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں ابھی اسی طرف سے آ رہا ہوں۔۔۔ راستے بند ہو چکے ہیں۔۔۔ سنوفال کافی ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی راستہ نہیں۔۔۔ اسی لیے تم میرے ساتھ چلو جیسے ہی سنوفال کم ہوگی۔۔۔ راستے کھولے گے۔۔۔ میں تمہیں ہو سٹل ڈراپ کر دوں گا۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں میں ہو سٹل جاؤں

گی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ کہیں وارڈن اسے ہاسٹل سے نکال نہ دے۔۔۔ صوفیہ ٹائم نہیں ہے یہ بھی راستے اگر بند ہو گئے تو ہم کہاں جائیں گے۔۔۔" اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو صوفیہ پیسنجر سیٹ پر اکر بیٹھی۔۔۔ اریان نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ اور اپنے فلیٹ کی طرف اس کا روک گیا۔۔۔ لیکن راستے وہ بھی بند ہو چکے تھے۔۔۔ اریان نے گاڑی روکتے سٹرینگ پر ہاتھ مارا۔۔۔ شٹ یار۔۔۔ یہ بھی راستہ بند ہو گیا۔۔۔ اریان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ "اب۔۔۔ اب ہم کیا کریں گے۔۔۔" صوفیہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھا۔۔۔ "تم فکر نہ کرو یہاں پاس ہی ہوٹل ہے۔۔۔ وہاں چلتے ہیں۔۔۔ چلو۔۔۔" اریان باہر نکلتے ہوئے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی طرف کا دروازہ کھولتے اس کی بازو پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ ہوٹل میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ ہوٹل کافی میسٹ تھا۔۔۔ تم یہیں روکو میں اتا ہوں۔۔۔" آریان اسے بول کر ریسپشن کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ مجھے دو روم رینٹ پر مل سکتے ہیں۔۔۔" آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے۔۔۔ اسی کی زبان (انگلش) میں پوچھا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے available اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ سر ایک روم ہی بولی۔۔۔" آریان نے باہر دیکھا جہاں ابھی بھی سنو فال بہت تیزی سے اور رہی تھی۔۔۔ اور پھر اس سے کیز لیتے ہوئے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کے پیچھے چل دی۔۔۔ اریان اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور روم کا دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ اندر داخل ہوئی۔۔۔ اور اریان بی اسی کے پیچھے اندر کمرے میں آیا۔۔۔ اریان کو کمرے میں اتے دیکھ صوفیہ نے حیران نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔ اپ یہاں ہم ایک کمرے میں نہیں روک

سکتے۔۔۔" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف حیران نظروں سے دیکھا۔۔۔ "فلحال ایک ہی کمرہ مل سکتا تھا۔۔۔ اور ہم کہیں جا نہیں سکتے تھے۔۔۔ تم بیڈ پہ سو جانا میں صوفیہ پر سو جاؤں گا۔۔۔" اریان بول کر واش روم میں چلا گیا۔۔۔ صوفیہ بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ اور اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ اس کے ساتھ ایک کمرے میں روک سکتی تھی۔۔۔ ابھی صوفیہ یہی سوچ رہی تھی۔۔۔ جب اریان وضو کر کے کمرے میں آیا۔۔۔ اور بیڈ سے کچھ فاصلے پڑ جائے نماز بچھاتے ہوئے عشاء کی نماز ادا کرنے لگا۔۔۔ صوفیہ نے ٹائم دیکھا جہاں عشاء کی نماز کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔ مطلب اسے دو سے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔ یونی سے نکلے ہوئے۔۔۔ صوفیہ اریان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ نماز پڑھ رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہ واقع ہی ایک اچھا انسان تھا۔۔۔ کیونکہ صوفیہ نماز بھول چکی تھی۔۔۔ لیکن اسے ابھی بھی نماز یاد تھی۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے واش روم میں چلے گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 81 پارٹ 1

صوفیا فریش ہو کر وضو کر کے روم میں آئی۔۔۔ تب تک اریان نماز پڑھ چکا تھا اریان نماز پڑھ کر صوفیہ پہ جا کر لیٹ گیا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا اس کا چہرہ دوسری جانب تھا۔۔۔ صوفیہ نگ جائے نماز پکڑی۔۔۔ اور جہاں اریان نے نماز پڑی تھی۔۔۔ وہی جائے نماز بچائیں۔۔۔ صوفیہ نماز پڑھ رہی

تھی۔۔۔ جب آریان نے چہرے اس طرف کیا۔۔۔ صوفیہ کو نماز پڑھتے دیکھ اس نے اپنی آنکھیں بند کی۔۔۔ صوفیہ نے سلام پھیرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ شاید وہ سوچکا تھا۔۔۔ صوفیہ نے دعا مانگ کر جائے نماز اٹھاتے بیڈ پر رکھی۔۔۔ اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ "کیا واقعی ہی آریان مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔" صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔۔۔" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں کو جھٹکا۔۔۔ پھر بیڈ سے اٹھتے بلینکٹ اٹھا کر آریان پہ دیا۔۔۔ اور واپس آ کر بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔۔ صوفیہ اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔

صوفیہ جو کہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھ دروازہ بند ہونے کی آواز پر کھولی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ "سوری میں نے تمہیں جگا دیا۔۔۔" آریان اسے اٹھتے دیکھ کر بولا۔۔۔ "نہیں کوئی بات نہیں۔۔۔" صوفیہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ آریان تہجد پڑھنے لگا۔۔۔ آریان تہجد پڑھ کر تقریب دس منٹ سے دعا مانگ رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کتنی لمبی دعا مانگ رہا تھا۔۔۔ "آپ اتنی لمبی دعا کیوں مانگتا ہے۔۔۔" آریان کو جائے نماز اٹھاتے دیکھ صوفیہ نے اس سے پوچھا۔۔۔ "جب کسی چیز کو پانے کی طلب زیادہ ہوں۔۔۔ اور وہ نہ مل رہی ہوں۔۔۔ تو دعا خود بخود لمبی ہو جاتی۔۔۔" آریان اس کی طرف دیکھتے اسے بولا۔۔۔ "یہاں بیٹھ جاؤ۔۔۔" آریان بیڈ کی دوسری طرف بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ "جی۔۔۔" صوفیہ صرف اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ "آپ کو کیا چاہیے۔۔۔" صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "مجھے جو چاہیے وہ ملنا تھوڑا سا مشکل ہے۔۔۔" آریان

نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "ایسا تو نہیں ہے۔۔۔ جس چیز کو پانے کی طلب زیادہ ہوں۔۔۔ اور دعائیں اتنی لمبی۔۔۔ وہ مل ہی جاتی ہے۔۔۔" صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "مجھے بھی مل جائے گی۔۔۔ جلد ہی۔۔۔" آریان پر سکون انداز میں کہا۔۔۔ "انشاء اللہ۔۔۔" صوفیہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ دونوں یوہی کافی دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔۔۔ فجر کی نماز صوفیہ نے آریان سے کچھ فاصلے پیچھے ادا کی تھی۔۔۔

صوفیہ نے ٹائم دیکھا۔۔۔ جہاں اٹھ بج رہے تھے۔۔۔ آریان واشروم میں تھا۔۔۔ اور صوفیہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔ آریان واشروم سے نکلا۔۔۔ تو صوفیہ اس سے ٹکرائی۔۔۔ "س۔۔۔ سوری۔۔۔" صوفیہ گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔ "چلے۔۔۔" آریان باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ اس کے پیچھے باہر نکلی۔۔۔ "تم چلو۔۔۔ میں بل پی کر کے آتا ہوں۔۔۔" آریان صوفیہ کو گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اور خودر سپیشن کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان نے بل پے کیا۔۔۔ اور باہر آیا جہاں صوفیہ اس کا پہلے سے ہی گاڑی میں بیٹھی انتظار کر رہی تھی اور یہ نہیں ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ پلینز مجھے جلدی سے ہو سٹل ڈراپ کر دو۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اوکے میں کر دیتا ہوں۔۔۔ آریان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ آریان نے گاڑی کا ہاسٹل کی طرف کیا۔۔۔ آریان کی گاڑی ہو سٹل سے کچھ فاصلے پر روکی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اندر ہاسٹل میں چلے گی۔۔۔ آریان نے گاڑی سٹارٹ کی ہی تھی۔۔۔ کہ اس کی نظر پیسنجر سیٹ پہ بڑے صوفیہ کے موبائل پر پڑی آریان اس کا موبائل پکڑتے ہوئے۔ اندر اس کی طرف بڑھا اندر اتے ہی اس کی نظر

سامنے کھڑی صوفیہ پر پڑی۔۔۔ صوفیہ یہ تمہارا موبائل تم گاڑی میں بھول آئی تھی۔۔۔ اور اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہاں کی وارڈن لڑکی جو کہ پہلے ہی صوفیہ کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اریان کو دیکھتے وہ سب اس سے اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ صوفیہ نے جلدی سے اس سے موبائل پکڑا۔۔۔ اپ جائیں وہ ایک نظر سب پہ ڈالتے ہوئے بولی

۔۔۔ اریان خاموشی سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ میں م دیکھیں اپ نے ہم نے تو اپ سے پہلے ہی کہا تھا یہ رات بھر ہو سٹل نہیں تھی اور کسی لڑکے کے ساتھ تھی۔۔۔ ایک لڑکی صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہاں کھڑی لڑکیاں جو کہ ہو سٹل کی اینچرج کو بلا کر لائی تھی واڈرن بھی اینچرج کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی میم یہ بالکل ٹھیک بول رہی ہیں کچھ دن پہلے بھی میں نے اسے کہا تھا کہ 10 بجے تک ہو سٹل آئے گی لیکن یہ رات بھر ہو سٹل ہی نہیں آئی۔۔۔ "واڈرن جلدی سے بولی۔۔۔ اب اینچرج کا رخ صوفیہ کی طرف تھا۔۔۔ "کہاں تھی۔۔۔ اپ ساری رات۔۔۔" اینچرج نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "میم کل جب میں یونی سے سٹیشنری لینے کے لیے گی۔۔۔ سنو فول کی وجہ سے راستہ بند کر دیے گئے تھے۔۔۔ اسی لیے میں ہو سٹل نہیں آ سکی۔۔۔" صوفیہ آرام سے بولی۔۔۔ یہ سب ہو سٹل کیسے آئی۔۔۔ اگر راستے بند تھے۔۔۔ اس نے ایبر واچکاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میم میں سٹیشنری لینے گئی تھی۔۔۔ جس وجہ سے مجھے لیٹ ہو گئی۔۔۔ اور راستے بند ہو گئے۔۔۔ صوفیہ نے ہلکی سی آواز میں کہا۔۔۔ اسے بہت ہی شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ دوسری دفعہ تھا۔۔۔ وہ سب کی نظروں کا مرکز بنی تھی۔۔۔ ورنہ وہ تو یہاں کبھی کسی سے بلا وجہ بات بھی نہیں تھی کرتی۔۔۔ اپ کو ہو سٹل سے سسپینڈ کیا جاتا ہے۔۔۔ اس اینچرج نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ میم پلیز۔۔۔ میری بات

سنے۔۔۔ ایسا کچھ نہیں یے۔۔۔ میری کیا غلطی ہے۔۔۔ سنو فول کی وجہ سے روکی تھی۔۔۔ صوفیہ اس کے پیچھے بھاگی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔۔۔ اسے یہاں سے سیسپینڈ کیا گیا۔۔۔ تو اسے کسی اور ہو سٹل میں بھی رہنے نہیں دیا جائے گا۔۔۔ میم میری بات سنے۔۔۔ صوفیہ اس کے پیچھے آفس میں آئی۔۔۔ دیکھے مس صوفیہ میں نہیں چاہتی یہاں کے گارڈز آئے اور آپ کو دھکے دے کر یہاں سے باہر نکالے۔۔۔ اس نے چیئر پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ میم میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ میم سنو فول نہ ہوتی تو میں وقت سے پہلے ہی ہو سٹل آ جاتی۔۔۔ صوفیہ نم سی آواز میں بولیں۔۔۔ دیکھو تمہیں پہلے ہی تمہاری وارڈن نے وارن کیا تھا۔۔۔ اگر تمہیں اس کی بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔ میری کیسے آئے گی۔۔۔ مجھے دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے۔۔۔ آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ گارڈز باہر کھڑے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ آپ کو یہاں سے دھکے دے کر نکالیں گے۔۔۔ وہ بول کر رجسٹر پر کچھ لکھنے لگی۔۔۔ صوفیہ مرے مرے قدموں سے باہر آئی۔۔۔ اور پھر اپنے روم سے کچھ چیزیں لیتے وہ باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ نے مایا کو کال کی۔۔۔ مایا کی گاڑی میں اپنا سارا سامان رکھتے صوفیہ اس وقت یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور ہر کسی کی نظریں خود پہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اریان سیدھا چلتا ہوا۔۔۔ اس کے پاس آیا۔۔۔ صوفیہ اریان کو دیکھتے وہاں سے اٹھی۔۔۔ اریان اس کے پیچھے چلا گیا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے چلنے لگی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تم مجھے انکور کر رہی ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ لیکن صوفیہ کچھ نہیں بولی۔۔۔ م۔ صوفیہ میری بات سنو۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے سامنے آتے اس کا راستہ روکا۔۔۔ اریان پلیز یہاں سے چلے جائے۔۔۔ میری لائف میں مشکلات آپ کی وجہ سے زیادہ بڑھ رہی یے۔۔۔ پلیز چلے جائے۔۔۔ صوفیہ تقریباً چیخنی تھی۔۔۔ اریان کو سمجھ نہیں

آئی تھی۔۔۔ اسے ہوا کیا ہے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ صبح تک تو تم ٹھیک تھی۔۔۔ میری وجہ سے کیا مشکلات آئی
 ہے۔۔۔ اریان نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ لڑکیاں آریان کو صوفیہ کے پاس دیکھتے پھر سے باتیں
 آپس میں کر رہی تھی۔۔۔ آپ کی وجہ سے ہر کوئی میرے کردار پہ انگلی اٹھا رہا ہے۔۔۔ سب کی نظروں
 میں ایک کریٹر لیس لڑکی بن کر رہ گئی ہوں۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔۔۔ کس نے کہا تمہیں کریٹر لیس۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ کسی نے نہیں۔۔۔ بس آپ جائے۔۔۔ صوفیہ آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ لیکن آریان اس کی
 بازو پکڑتے گراؤنڈ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ کس نے بولا اسے کریٹر لیس۔۔۔ مجھ سے
 پوچھو۔۔۔ میں کیا لگتا ہوں۔۔۔ اس کا۔۔۔ بولو۔۔۔ کس کو پوچھنا ہے۔۔۔ اریان سب کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شادی ہونے والی ہے ہماری۔۔۔ اریان صوفیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ وہاں
 کھڑے ہر انسان نے صوفیہ کو رشک بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔ صوفیہ خود بھی حیران تھی۔۔۔ لیکن
 آریان لڑکیوں کی باتیں سن چکا تھا۔۔۔ اریان صوفیہ کا ہاتھ پکڑے یونیورسٹی سے باہر نکلا۔۔۔ اور اس
 کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ کچھ بولے بنا گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھتے
 ہوئے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ اریان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ اریان نے
 مدھم سی آواز میں اسے مخاطب کیا۔۔۔ مت کرو۔۔۔ مجھ سے بات۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 چلائی۔۔۔ کیوں نہ کرو۔۔۔ ان سب کی باتوں کی وجہ سے تم ایسا کر رہی ہوں۔۔۔ میں تم سے شادی کرو
 گا۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ اریان نے صوفیہ کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ لیکن میں تم سے نہیں کر
 سکتی۔۔۔ نکاح۔۔۔ صوفیہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیونکہ تم مجھ سے چھوٹے ہوں۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ کس نے کہا میں تم سے چھوٹا ہوں۔۔۔ اریان نے گاڑی روکتے ہوئے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ صوفیہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ باہر آؤ۔۔۔ اریان نے گاڑی سے نکلتے صوفیہ کے لیے دروازہ
 کھولا۔۔۔ صوفیہ آریان کے ساتھ اندر فلیٹ میں آئی۔۔۔ تم مجھ سے نکاح کر لوں۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ اریان
 نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ کیسے کر لوں میں تم سے نکاح آریان تم مجھ سے چھوٹے ہوں۔۔۔ صوفیہ
 اکتائے ہوئے لہجے میں چینی۔۔۔ جب مجھے مسئلہ نہیں تو تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ اریان نے اس کا چہرہ
 اپنی طرف کیا۔۔۔ نہیں کر سکتی۔۔۔ اریان۔۔۔ صوفیہ روتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ اریان اس کے
 ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔ صوفیہ عمر سے کیا فرق پڑتا۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ میں تم سے نکاح کرنا
 چاہتا ہوں۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ کی
 آنکھیں نم تھی۔۔۔ میں تم سے نکاح کرو گی۔۔۔ صوفیہ بول کر واشروم میں چلے گئی۔۔۔

زرغام کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ پریشہ گاڑی سے نکلتے اندر آئی۔۔۔ لاونج میں شاہ
 در بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ پریشہ کو دیکھتے بھاگ کر اس کے پاس آیا۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در نے پریشہ کی بازو
 پکڑی۔۔۔ ماما مجھے آپ کی اتنی یاد آرہی تھی۔۔۔ آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئی تھی۔۔۔ شاہ در پریشہ کی
 بازو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے جھک کر شاہ در کو اٹھایا۔۔۔ جس سے اس کی بازو میں درد کی لہر اٹھی
 تھی۔۔۔ لیکن پریشہ اسے انور کر گئی۔۔۔ زرغام اندر آیا۔۔۔ پریشہ کو شاہ در کو اٹھایا دیکھ کر اس نے لب
 بھینچے۔۔۔ زرغام نے آگے بڑھتے اس سے شاہ در کو لیا۔۔۔ بابا۔۔۔ مجھے ماما پاس جانا ہے۔۔۔ شاہ در

زرغام کے کندھے پہ مکہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے صوفے پر بیٹھی۔۔۔ جا کر جوس لاؤ۔۔۔ زرغام
 ملازمہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور شاہ در کو صوفے پہ بٹھایا۔۔۔ شاہ در نے پریشے کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ماما آپ
 ٹھیک ہے۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ پریشے نے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ماما مجھے نیند
 آرہی ہے۔۔۔ شاہ در پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میری جان ماما بھی اپنی جان کو سلا
 دے گی۔۔۔ پریشے پیار سے بولی اور شاہ در کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اوپر کی طرف جلدی زرغام بھی اس کے
 پیچھے اوپر چلا گیا کمرے میں آیا پریشے شاہ در کے گرد حصار بنائے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی ہوئی تھی
 تمہیں اس طرح بیٹھنا نہیں چاہیے۔۔۔ تمہارے زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے زرغام اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ پریشے منہ بناتے ہوئے
 بولی۔۔۔ زرغام نے کندھے اچکائے۔۔۔ اور ڈریسنگ روم میں آیا۔۔۔ زرغام چنبچ کرتے کمرے میں
 آیا۔۔۔ جہاں پریشے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔۔ اس کا زخم سے پھر سے
 شاید خون نکل رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ پریشے نے
 آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا کر رہے ہے۔۔۔ پریشے جلدی سے سیدھی
 ہوئی۔۔۔ تمہاری بازو سے بلیڈ نکل رہا ہے۔۔۔ زرغام نے اس کی بازو کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پریشے نے
 اپنی بازو کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ پریشے بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف
 بڑھی۔۔۔ زرغام اسے ڈریسنگ روم میں جاتے دیکھ اس کے پیچھے آیا۔۔۔ پریشے اپنی فراک کی زپ
 کھول رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی فراک کی زپ کھولیں۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ

جائے میں خود کر لوں گی۔۔۔ پریشے پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے پریشے کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے سے اپنے قریب کیا اور اس کی فراک ایک ہی جھٹکے میں اس سے الگ کی۔۔۔ پریشے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی بازو پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ زرغام اسے صوفے پہ بیٹھاتے کبرڈ میں سے فرسٹ بوکس لے کر آیا۔۔۔ میں کر لوں گی۔۔۔ پریشے اسے خود کی طرف آتے دیکھ کر بولی۔۔۔ چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔۔ اگر اب تم بولی تو میرے سامنے جس حالت میں ہوں۔۔۔ تو کوئی شک نہیں کے میں تم سے اپنا حق لے لوں۔۔۔ زرغام اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے اپنے دونوں بازو سے خود کو چھپانا چاہا۔۔۔ جتنی مرضی کوشش کر لوں۔۔۔ مجھے خود سے چھپا نہیں سکتی۔۔۔ زرغام اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے نیچے کر گیا۔۔۔ پہلی دفعہ تو نہیں دیکھ رہا۔۔۔ اب تو مجھے یاد بھی نہیں کہ میں نے تمہیں کتنی دفعہ دیکھا ہے۔۔۔ البتہ یہ معلوم ہے۔۔۔ کہ تم کہاں سے زیادہ خوبصورت ہوں۔۔۔ زرغام اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے آنکھیں بند کی۔۔۔ زرغام اس کی ڈریسنگ چینج کرتے اس کے چہرے پہ نظریں جما گیا۔۔۔ پریشے کی پلکیں لرز رہی تھی۔۔۔ زرغام نے صوفے سے ٹیک لگاتے پریشے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی لیپ پہ بٹھایا۔۔۔ مجھے پین ہو رہی ہے۔۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ کہ تمہیں کہاں درد ہوتی ہے۔۔۔ اور کب ہوتی ہے۔۔۔ اسی لیے مجھے یہ نہ بتاؤ کہ تمہیں درد ہو رہی ہے۔۔۔ زرغام اس کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے سچ میں پین ہو رہی ہے۔۔۔ پریشے نم آواز میں بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تمہیں کچھ ٹائم محسوس کر لوں۔۔۔ پھر چھوڑ دو گا۔۔۔ زرغام اس کے گرد حصار بناتے اس کی ناز کی محسوس کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ جب تم میرا نام
لیتی ہوں۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے۔۔۔ کہ تمہارے ان خوبصورت ہونٹوں کو اپنی گرفت میں
لوں۔۔۔ اور اس وقت تک انہیں رہائی نہ دو۔۔۔ جب تک میری سانسیں تھم نہ جائے۔۔۔ زرغام
پریشے کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔۔ پھر تمہیں مجھے برداشت
بھی تو کرنا ہے۔۔۔ زرغام پریشے کی ہوک کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ اس کی
آنکھیں بند تھی۔۔۔ زرغام کی باتوں پہ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کے حصار میں وہ خود کو محفوظ
محسوس کر رہی تھی۔۔۔ شاید اسے اس کی قربت کی عادت ہو رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیوڈ نمبر 81 پارٹ 2

آہہ۔۔۔ مجھے پین ہو رہی ہے۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ اب اتنا آگے آ کر
پیچھے نہیں ہو سکتا۔۔۔ جان عالم آگے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ اب یہ چھوٹی سی ہے۔۔۔ اس میں میری کیا
غلطی۔۔۔ ورشاں سسکی تھی۔۔۔ ایڈ جسٹ ہونے میں ٹائم تو لگے گا۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ
ہاتھ رکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسے نکالے۔۔۔ ورشاں چینخی۔۔۔ یا اب باہر نہیں نکال سکتا۔۔۔ جان عالم
اسے اندر کرتے ہوئے بولا۔۔۔ میں درد برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

ورشٹاں نم آواز سے بولی۔۔۔ برداشت تو کرنا پڑے گا۔۔۔ اتنا چھوٹا ہول ہوتا تو نہیں۔۔۔ تمہارا ہی ہول
چھوٹا ہے۔۔۔ جان عالم دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ تو ایسے بول رہے جیسے آپ نے ہر کسی

کا سائیز چیک کیا ہوں۔۔۔ ورشٹاں آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ میں نے کب ایسا کہا۔۔۔ میں نے تو
پہلی دفعہ تمہارا ہی چیک کیا۔۔۔ جان عالم اس کے ایک کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اندر کرنے
لگا۔۔۔ آپ ایسے نکال دے۔۔۔ ورشٹاں نے ہچکی لی۔۔۔ اسے درد ہو رہی تھی۔۔۔ شدید۔۔۔ وہ یہ درد

برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اتنی مشکل سے چھوٹی سی جگہ میں ایڈجسٹ کر رہا ہوں۔۔۔ اور اب باہر
نکال دو۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشٹاں تھوڑا سا آگے ہوئی تھی۔۔۔ آگے
پیچھے مت ہلو۔۔۔ اتنی مشکل سے ایڈجسٹ کر رہا ہوں۔۔۔ جان عالم اسے ایڈجسٹ کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ نہیں آپ نکال دے۔۔۔ ورشٹاں اسے کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان اتنی
مشکل سے اندر کیا ہے۔۔۔ پہلی دفعہ میں درد ہوتا ہے۔۔۔ پھر دوبارہ اندر ڈالنے سے درد نہیں ہو

گا۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشٹاں نے اپنے چھوٹے سے
ناک پہ ہاتھ رکھ رکھا۔۔۔ جان عالم اسے اندر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ورشٹاں اپنی آنکھوں کو
صاف کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ کیوں مسکرا رہے
ہے۔۔۔ آپ کو درد برداشت کرنا پڑے۔۔۔ پھر پتہ چلے۔۔۔ ورشٹاں نے ناک سکورتے ہوئے

کہا۔۔۔ میں نوجوان مرد ہوں۔۔۔ مجھے یہ درد برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔۔۔ البتہ تم لڑکی
ہوں۔۔۔ ہو سکتا۔۔۔ دوبارہ بھی یہ درد برداشت کرنا پڑے۔۔۔ جان عالم مدھم سا مسکرایا۔۔۔ نہیں میں
یہ درد دوبارہ برداشت نہیں کروں گی۔۔۔ ورشٹاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ جان کرنا تو پڑے

گا۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اسے ایک جھٹکے میں اندر کیا۔۔۔ ورشاں چپختے ہوئے اس کے سینے میں سمائی۔۔۔ ہائے شکر۔۔۔ مجھے لگا تھا۔۔۔ یہ اندر ہی نہیں جائے گا۔۔۔ جان عالم نے اس کے ایرنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ درد تو میں نے برداشت کیا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ یار تم نے کبھی پہنے نہیں۔۔۔ اسی لیے یہ ہول اتنا چھوٹا۔۔۔ جان عالم نے اس کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ ورشاں اپنے کانوں میں ایرینگز دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اپ کو جانا چاہیے۔۔۔ ورشاں اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کام ہو گیا۔۔۔ تو اب میں جاؤں۔۔۔ جان عالم نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ رات میں خیر نہیں۔۔۔ پھر تمھاری۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اب جب مجھے اس طرح قریب کرتے ہے۔۔۔ میری سانسیں روک جاتی ہے۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان جب تک میں ہوں۔۔۔ تمھاری سانسیں نہیں روک سکتی۔۔۔ میں اپنی سانسیں اپنی جان کو دے دوں گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بیوٹی بون پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اب جائے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ دور ہی بھاگتی رہا کرو۔۔۔ جس دن دماغ خراب ہوا۔۔۔ اس دن کے بعد دور نہیں بھاگ سکوں گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔ اپ کا دماغ ہے۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بالکل۔۔۔ ہے۔۔۔ دماغ نہ ہوتا۔۔۔ تو رومانس کیسے ہوتا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ دماغ سے

رومانس کا کیا تعلق۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ دماغ ہے۔۔۔ تو مجھے پتہ ہے ناکہ جب
جب میں تمہیں کس کرتا ہوں۔۔۔ مجھے بہت سکون ملتا ہے۔۔۔ میری ساری پریشانیاں ختم ہو جاتی
ہے۔۔۔ اور پھر سب سے خاص بات۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے بہت ہی ضروری
بات ہوں۔۔۔ کون سی۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کس کرنے سے محبت بڑھتی
ہے۔۔۔ اور مجھے تم سے محبت بڑھنے کا بہت شوق ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اٹھا۔۔۔ رات میں ملاقات
ہوگی۔۔۔ جان۔۔۔ جان عالم اپنا کوٹ پکڑتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

ورشاں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ دروازہ نوکڈ
ہونے پر ورشاں نے دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں غازیہ کو کچھ دیر پکڑ لوں۔۔۔ میں جلدی سے کھانا بنا
لوں۔۔۔ زمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی دیدہ۔۔۔ میں آرہی ہوں۔۔۔ ورشاں بول کر
کمرے میں آئی۔۔۔ موبائل سائیڈ پہ رکھ کر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ ورشاں نیچے لاؤنج میں
آئی۔۔۔ جہاں غازیہ صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ پھوپھو جانی۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کو دیکھتے ہاتھ
پھیلائے۔۔۔ ورشاں نے آگے بڑھتے اسے گود میں لیا۔۔۔ پھوپھو کی جان۔۔۔ ورشاں نے پیار سے
اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ رابیہ خان، ائمہ خان بھی سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی ہوئی
تھی۔۔۔ غازیہ کی گڑیا کہاں ہے۔۔۔ ورشاں نے غازیہ سے ڈول پکڑتے اپنے پیچھے کی۔۔۔ پھوپھو جانی
کے پاس۔۔۔ غازیہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں جی۔۔۔ ورشاں نے دونوں ہاتھ آگے کیے۔۔۔ غازیہ اٹھ

کرو رشاں کے پیچھے دیکھنے لگی۔۔۔ ورشاں جو کہ غازیہ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ اس کا دل گھبرانا
 شروع ہوا تھا۔۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیے۔۔۔ اسے اچانک ہی ومٹ آئی تھی۔۔۔ ورشاں منہ پہ
 ہاتھ رکھتے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ زل جو کہ کچن سے نکل رہی تھی۔۔۔ ورشاں کو
 یوں بھاگتے دیکھ کر اس کے پیچھے اوپر آئی۔۔۔ ورشاں واشروم میں تھی۔۔۔ ورشاں اپنا چہرہ ٹاول سے
 صاف کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے ورشاں کے گلے لگی۔۔۔ ورشاں میں
 تمھارے لیے بہت ہی خوش ہوں۔۔۔ زل مسکراہٹ لیے بولی۔۔۔ ورشاں کو سمجھ نہیں آئی
 تھی۔۔۔ کیا ہوا دیدہ۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں نیچے جا کر چاچی
 جان۔۔۔ اور مورے کو بتاتی ہوں۔۔۔ زل کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ ورشاں نے کندھے اچکائے اور
 کمرے سے باہر آئی۔۔۔ ورشاں جو سڑھیاں اترتے دیکھ کر آئمہ خان اس کی طرف بڑھی۔۔۔ میری
 جان۔۔۔ آئمہ خان ورشاں کو صوفے پہ بیٹھاتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھ گئی۔۔۔۔۔ ہمارا عالم بھی اب
 ایک چھوٹے سے شہزادہ یا شہزادی کا باپ بنے گا۔۔۔ آئمہ خان پیار سے ورشاں جو حصار میں لیے
 بولی۔۔۔ ورشاں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بڑی امی۔۔۔ ورشاں نے بولنے کی کوشش کی
 تھی۔۔۔ لیکن وہ اسے بولنے کا موقع ہی کہاں دے رہی تھی۔۔۔ ورشاں انہیں دیکھتے خاموش ہوئی
 تھی۔۔۔ رابیہ خان بھی اسے پیار کر رہی تھی۔۔۔ ورشاں کشمکش تھی۔۔۔ وہ انہیں کیا بولے۔۔۔ زل
 نے کچن میں سے ورشاں کے من پسند گلاب جامن لے کر آئی۔۔۔ اور اسے کھانے
 لگی۔۔۔ دیدہ۔۔۔ میری بات سنے۔۔۔ ورشاں نے پھر سے بولنے کی کوشش کی۔۔۔ شش۔۔۔ ورشاں
 خوشی کا موقع ہے۔۔۔ یار۔۔۔ زل نے ورشاں کو خود سے لگایا۔۔۔ تبھی جان عالم لاونج میں داخل

ہوا۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے ور شاں نے اپنی آنکھیں نیچے کی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ خیریت ہے۔۔۔ جان عالم
 صوفے پہ بیٹھتے ہوئے گلاب جامن پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ خیر ہی ہے۔۔۔ اللہ تمہیں اور خوشیاں
 دے۔۔۔ ائمہ خان نے پیار سے جان عالم کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم نے ایک بائٹ
 لی۔۔۔ فلحل یہ کس خوشی میں ہے۔۔۔ جان عالم بائٹ لیتے ہوئے بولا۔۔۔ تمہارے باپ بننے کی خوشی
 میں۔۔۔ ائمہ خان نے اس کے سر پہ بمب پھوڑا۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ سے مٹھائی نیچے گری تھی۔۔۔ اس
 نے حیرانگی سے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو مہرین جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن
 مورے۔۔۔ جان عالم کچھ پل خاموش رہنے کے بعد بولا۔۔۔ اللہ تم کو پیاری سی اولاد سے
 نوازے۔۔۔ تم دونوں کو سلامت رکھے۔۔۔ ائمہ خان ان کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی
 تھی۔۔۔۔۔ جان عالم ور شاں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو کچھ بول نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ مورے میں فریش ہو کر
 آتا ہوں۔۔۔۔۔ جان عالم بول کر اٹھا۔۔۔ اور ساتھ ہی ور شاں کو کمرے میں آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جان عالم
 اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ بڑی امی میں بھی۔۔۔ ور شاں بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ آئمہ خان
 بولی۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ بیٹا جاؤ۔۔۔ ائمہ خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ور شاں اٹھ کر اوپر کی طرف
 بڑھی۔۔۔ ور شاں کمرے میں آئی۔۔۔ جہاں جان عالم کمرے کی وسط میں چکر لگا رہا تھا۔۔۔۔۔
 ور شاں کو دیکھتے جان عالم اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے بازو سے پکڑتے دیوار سے لگا گیا۔۔۔ مورے
 کیا بول رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے
 کیا۔۔۔۔۔ پتہ۔۔۔ ور شاں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بامشکل بولی۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ۔۔۔۔۔ تو
 مورے پھر کیوں بول رہی۔۔۔ میں باپ بننے والا ہوں۔۔۔۔۔ واہ۔۔۔۔۔ اور مجھے پتہ ہی نہیں۔۔۔۔۔ جان عالم

ورشاں سے دور ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے پتہ تو مجھے بھی نہیں کہ میں ماں بننے والی ہوں۔۔۔ ورشاں
 مدھم سی آواز میں بولی تھی۔۔۔ کہ جان عالم تک آواز نہ جائے۔۔۔ تم نے یہ بچہ پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ
 کیا ہے۔۔۔ یا پھر ایپ گیلری سے۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ یہ تو آپ بڑی امی سے
 پوچھے۔۔۔ ورشاں بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ ان سے کیا پوچھو۔۔۔ تم بتاؤ۔۔۔ ہمارے
 درمیان جب کچھ ہوا۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو بچہ کیسے اگیا۔۔۔ جان عالم نے اس کی بازو پکڑتے اسے پھر سے
 اپنے قریب کیا۔۔۔ میں نے کب کہا۔۔۔ ورشاں بولتے ہوئے روکی۔۔۔ جان عالم نے اسے ایبرو
 اچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ آ۔۔۔ آپ آئے تھے۔۔۔ میرے قریب۔۔۔ اسی لیے آیا۔۔۔ ورشاں اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں تمہارے قریب آیا تھا۔۔۔ خواب میں۔۔۔ جان عالم نے اس کی بازو
 چھوڑی۔۔۔ نہیں اس دن آپ جب نیند میں تھے۔۔۔ تب آئے تھے۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ چلو پھر سے قریب آ جاتا ہوں۔۔۔ ایک دفعہ میں بھی کنفرم کر لوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی
 طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں بیڈ کی دوسری طرف بڑھی۔۔۔ نہیں آپ کو پتہ نہیں کیا۔۔۔ اس
 حالت میں بیوی کے قریب نہیں آتے۔۔۔ ورشاں جلدی سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں نہیں
 آتے۔۔۔ جب بیوی کو سیلنز کی کمی ہوں۔۔۔ تو پھر آنا پڑتا ہے۔۔۔ اسی لیے مجھے بھی آنا پڑے گا۔۔۔ جان
 عالم بھی بیڈ کی دوسری طرف بڑھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے کمزوری نہیں ہے۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ واپس
 چڑھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ رابیہ خان کی آواز پر ورشاں جان عالم نے ایک دوسرے کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے دروازہ کھولا۔۔۔ یہ دودھ ورشاں کو دے دو۔۔۔ رابیہ
 خان جان عالم کو گلاس پکڑاتے چلے گئی۔۔۔ جان عالم دودھ کا گلاس لیے اندر آیا۔۔۔ ورشاں جان عالم

کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس دیکھتے اسے معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ یہ لوں جان۔۔۔ جان عالم
 گلاس اس کی طرف بڑھایا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اپ کو پتہ ہے۔۔۔ کہ میں دودھ نہیں پیتی۔۔۔ ورشاں نے
 گلاس کو دیکھتے منہ چراہایا۔۔۔ اس حالت میں پینا پڑتا۔۔۔ جان عالم گلاس اس کے ہونٹوں کے قریب
 کیا۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ اپ مورے کو بھی سمجھائے۔۔۔ ورشاں گلاس کو پیچھے کرتے ہوئے
 بولی۔۔۔ کیوں نہیں ہے۔۔۔ میں تمہارا قریب آیا۔۔۔ تو پھر ہی تو آیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے
 ہونٹوں کے قریب پھر سے گلاس کیا۔۔۔ نہیں نا۔۔۔ اپ کو سمجھ نہیں ارہی۔۔۔ مجھے وومٹ ہوئی
 تھی۔۔۔ زل دیدہ نے دیکھ لیا۔۔۔ اور یہ سب سمجھ رہے۔۔۔ کہ۔۔۔ ورشاں بولتے ہوئے چپ
 ہوئی۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے اپنی بیرڈ میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ویسے کیا بات ہے۔۔۔ میں باپ بننے کی
 خوشی میں منہ میٹھا کر چکا ہوں۔۔۔ سب کو کھلا چکا ہوں۔۔۔ اب کیا بولو گا۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے
 چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اب یہ مجھے کیا پتہ۔۔۔ اپ کی وجہ سے ہوا۔۔۔ ورشاں اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ ابھی تمہارا وہ سر پھیرا بھائی آگیا۔۔۔ وہ بھی منہ میٹھا کرے گا۔۔۔ کیا بولو گا۔۔۔ جان
 عالم نے گلاس سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ پھر سے دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔ تم بیٹھو۔۔۔ میں دیکھتا
 ہوں۔۔۔ جان عالم اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں کہاں ہے۔۔۔ غزنوی نے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔ ارے یار۔۔۔ بتایا تو تھا۔۔۔ ہم سے غیرت مند وہ ہے۔۔۔ جو اپنی بیوی کا ذکر کسی سے نا
 کرے۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ تو بغیرت ہے۔۔۔ اسی لیے پیچھے
 ہٹ۔۔۔ غزنوی اسے سائیڈ پہ کرتے کمرے میں آیا۔۔۔ سال۔۔۔ بغیرت بولتا ہے۔۔۔ جان عالم سر
 مارتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ کیسی ہے میری گڑیا۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کے گرد حصار بنایا۔۔۔ ٹھیک

لالا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے غزنوی
 کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا۔۔۔ بات غزنوی تک بھی پہنچ چکی ہے۔۔۔ غزنوی میری بات
 سن۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ توچپ کر۔۔۔ ابھی مجھے میری گڑیا سے بات کرنی
 ہے۔۔۔ غزنوی پیار سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ وہ۔۔۔ ورشاں نے کچھ بولنا
 چاہا۔۔۔ لیکن پھر جان عالم کے اشارے پہ خاموش ہوئی۔۔۔ غزنوی نے اپنی پاکٹ سے پیسے نکالتے
 ورشاں کے سر سے وارے۔۔۔ اللہ تعالیٰ میری پیاری سی بہن کو ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔ غزنوی ورشاں
 کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو
 دیکھتے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ میری گڑیا
 کو بخار ہو رہا ہے۔۔۔ غزنوی نے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ نہیں بابا۔۔۔ غازیہ نے اپنی آنکھیں
 چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے غزنوی سے غازیہ کو گود میں لیا۔۔۔ اسے تو
 واقع ہی بخار ہو رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں میں میڈیسن لے کر
 آتا ہوں۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو لینا چاہا۔۔۔ تو جا۔۔۔ میں لے آتا ہوں۔۔۔ جان عالم غازیہ کو لیے
 کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ لالا میں بھی جاتی ہوں۔۔۔ ورشاں اپنی چادر پکڑتے کمرے سے باہر
 نکلی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اریان کے فلیٹ میں نکاح کی ساڑھی تیار کر دی گئی تھی۔۔۔ صوفیہ جو کہ واش روم میں
 تھی۔۔۔ وہ تقریباً 10 منٹ بعد واش روم سے باہر آئی۔۔۔ جب تک اریان ساری تیاری کر چکا تھا۔۔۔

صوفیہ نے اریان کی طرف دیکھتے ہوئے۔۔۔ ائیر واچکائی۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہمارا نکاح۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اتنی جلدی صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں میں نے سوچانیک کام جلد ہو جائے زیادہ بہتر ہے اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ بالکل خاموش تھی اریان نے بیڈ پہ پڑا جوڑا اٹھا کر اسے پکڑ لیا۔۔۔ یہ لویہ پہننا سوٹ کرے گا اریان اسے وہ جوڑا پکڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا صوفیہ نے جوڑا بیڈ پر رکھا۔۔۔ اور خود بھی بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ کیا یہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ صوفیہ نے بیٹھتے ہوئے سوچا لیکن پھر سب کی باتیں یاد کرتے ہوئے اس نے وہ جوڑا اٹھایا۔۔۔ اور اسے کھول کر دیکھا اور کپڑے چینج کرنے لگی۔۔۔ اریان دس منٹ بعد کمرے میں آیا صوفیہ اس کے دیے گئے ڈریس میں چمک دمک رہی تھی اریان نے بامشکل اس کے سراپے سے نظریں چرائی اور اندراپاساری تیار ہو گئی ہیں وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولا اریان۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا یہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف سوالیاں نظروں سے دیکھا۔۔۔ اریان چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے عارض پر ہاتھ رکھا۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے یہ سب کچھ غلط نہیں ہے۔۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے اوپر کی۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اریان کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

"عقیدت محبت"

جان عالم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ غازیہ ورشاں کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غازیہ کبھی ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتی تو کبھی اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ جو غازیہ کے ہاتھوں کو چوم رہی تھی۔۔۔ جتنے تمھیں بچے پسند ہے۔۔۔ میرے خیال سے سب کو سچ بتانے سے بہتر ہے۔۔۔ کہ ہم یہی سچ کر دے۔۔۔ جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ ورشاں بول کر باہر دیکھنے لگی۔۔۔ باہر نہ دیکھو۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ کیوں۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیونکہ میری محبت پیوز سیوینس اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ تمھاری آنکھیں میرے علاوہ کسی کو دیکھے۔۔۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں کہا۔۔۔ ورشاں اس کی آنکھوں میں دیکھ نہ سکی اور نظریں جھکا گئی۔۔۔ سامنے دیکھ کر ڈرائیو کرے۔۔۔ ورشاں اس کے عارض پہ ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ سامنے کر گئی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ اس کی طرف دیکھ نہیں سکتی۔۔۔ اسی وجہ سے بول رہی ہے جان عالم نے سامنے نظر جمائی اور کچھ ہی سہے میں گاڑی ہسپتال کے باہر اکر روکی۔۔۔ جان عالم نے گاڑی سے نکلتے ورشاں کی طرف بڑھتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور غازیہ کو ورشاں سے لیا۔۔۔ ورشاں گاڑی سے باہر نکلی اور جان عالم کے ساتھ اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

جان عالم ور شاں بچوں کی سپیشلسٹ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اس نے غازیہ کا چیک اپ کیا۔۔۔ بچی
 کو سردی کی وجہ سے بخار ہوا ہے۔۔۔ اسے یہ میڈیسن دے۔۔۔ انشاء اللہ بچی جلد ریکور کر جائے
 گی۔۔۔ ڈاکٹر نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ور شاں غازیہ کے ہاتھ پکڑتے چہرے سے لگا
 رہی تھی۔۔۔ جی۔۔۔ جان عالم نے ڈاکٹر سے ڈیسکرپشن پکڑی۔۔۔ غازیہ۔۔۔ نرس انجکشن لیے
 آئی۔۔۔ انجکشن دیکھتے ور شاں نے بھی آنکھیں حد سے زیادہ پھیلائی تھی۔۔۔ نہیں یہ نہیں
 لگوانا۔۔۔ ور شاں غازیہ کو خود میں بیچتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں نہیں لگوانا۔۔۔ جان عالم نے ور شاں سے
 غازیہ کو لینا چاہا۔۔۔ نہیں نا۔۔۔ ور شاں غازیہ کو لیے پیچھے ہوئی۔۔۔ یہ آپ کی اپنی ہی بچی
 ہے۔۔۔ نا۔۔۔ نرس نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ میری ہی
 ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور ور شاں کی طرف
 بڑھا۔۔۔ ور شاں۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں نے منہ بناتے ہوئے غازیہ جان
 عالم کو پکڑائی۔۔۔ نرس نے غازیہ کی فراک کے بازو کو تھوڑا سا اوپر کرتے کوٹن سے صاف کر رہی
 تھی۔۔۔۔۔ غازیہ اسے اپنی آنکھیں پھیلاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے غازیہ کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ابھی تو انجکشن بھی نہیں لگا تھا۔۔۔ اور ور شاں اپنی آنکھیں بند کیے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ نرس
 نے نرس نے انجکشن کی پین اندر کی۔۔۔ غازیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔ غازیہ کو انجکشن لگانے کی دیر
 تھی۔۔۔ کہ غازیہ گلا پھاڑ کر رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ کتنی ڈرامے باز ہوتی ہے۔۔۔ لڑکیاں۔۔۔ جان
 عالم نے دل میں ہی سوچا۔۔۔ بس میرا بچہ۔۔۔ جان عالم نے اسے کندھے سے لگایا۔۔۔ لیکن غازیہ
 اونچی اونچی رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم غازیہ کو کندھے سے لگائے چپ کر وار ہاتھا۔۔۔ لیکن

غازیہ چینیختے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم اسے کندھے سے لگائے باہر نکلا۔۔۔ باہر کھڑے آدمی کے ہاتھ میں غبارے دیکھتے غازیہ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ تم گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ میں لے کر آتا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کو گاڑی میں بیٹھنے کا بول کر غازیہ کو لیے اس آدمی کی طرف آیا۔۔۔ غازیہ کو ایک دو غبارے پکڑاتے جان عالم مڑا ہی تھا۔۔۔ کہ وہ پھر سے رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ اور ہاتھ پھر سے غباروں کی طرف تھا۔۔۔ جان عالم نے اسے اور غبارے پکڑاتے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔۔ آنیس کریم پا کر دیکھتے ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے چاہیے۔۔۔ ورشاں نے سائیڈ کریم پا کر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ کیوں آج ہی مجھے کنگال کرنا ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ایک آنیس کریم کا کپ کھلانے سے آپ کنگال ہو جائے گے۔۔۔ تو اللہ کرے آپ ابھی ہو جائے۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ کیوں کرتی ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ ایسی باتیں سب کچھ تمہارا ہی ہے۔۔۔ یہ بندہ بھی۔۔۔ تمہارا ہی ہے۔۔۔ جان عالم نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ مجھے یہ بندہ کبھی کبھی گھوم جاتا ہے۔۔۔ ورشاں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے گاڑی سے نکلا۔۔۔ اور ورشاں کے لیے آنیس کریم لے کر آیا۔۔۔ جان عالم کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے ڈیش بورڈ سے موبائل پکڑتے دیکھا۔۔۔ جہاں رمشاء کی کال آرہی تھی۔۔۔ ورشاں غصے سے موبائل ڈیش بورڈ پہ پھینک چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے موبائل پکڑتے کال ریسپونڈ کی۔۔۔ بولو۔۔۔ کال کیوں کی۔۔۔ جان عالم سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ زل غازیہ کا پوچھ رہی ہے۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔۔۔ ارہے ہیں۔۔۔ جان عالم نے اتنا بولتے کال بند

کی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اس نے۔۔۔ جان عالم نے بولنا چاہا۔۔۔ لیکن ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔۔۔ سارا راستہ یوہی خاموشی سے گزرا۔۔۔

گاڑی کے ٹائر کارپیوچ میں آکر چرچرائے۔۔۔ ورشاں ایک ہی لمحے میں گاڑی سے نکلتے اندر جا چکی تھی۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور گاڑی سے نکلتے اندر آیا۔۔۔ جہاں لاونج میں زمل غزنوی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ رمشاء جو کہ ابھی کچن سے آئی تھی۔۔۔ ورشاں نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشاں زمل کو غازیہ دیتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پشت کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔۔ مطلب وہ اس سے حد سے زیادہ ناراض ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے سر جھٹکا اور صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ بلا وجہ کی ناراضگیاں۔۔۔ جان عالم نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے سوچا۔۔۔ کچھ دیر یوہی بیٹھے رہنے کے بعد جان عالم نے ٹائم دیکھا۔۔۔ جہاں شام کے چھ بج رہے تھے۔۔۔ لالا آپ ٹھیک ہے۔۔۔ زمل نے جان عالم کو یوں بے چین دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ جان عالم نے بیڑڈ میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اسے ہو بھی کیا سکتا ہے۔۔۔ سارا دن فارغ رہنے والا انسان یوہی بے چین رہتا ہے۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تو بھی تو تین سال فارغ رہ کر آیا ہے۔۔۔ جان عالم نے ایک استنزیہ مسکراہٹ لیے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بہنوی کی عزت تو نہیں کرنی آتی۔۔۔ تجھے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ اتی ہے۔۔۔ نا تو مجھے بتا کیا کھانا پسند کرے گا۔۔۔ چیلی کباب غزنوی نے اپنے شوز کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ نہیں وہ تو ہی کھا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ ہائے ویسے۔۔۔ وہ لڑکی کافی

ہوٹ تھی۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ کون سی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ یارنر۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے جان عالم کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔

جان عالم اٹھتے اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ سنو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑی۔۔۔ اور دروازہ بند کرتے اسے دروازے سے لگایا۔۔۔ کیوں اتنا خفا ہو رہی ہوں۔۔۔ اس نے صرف غازیہ کا پوچھنے کے لیے کال کی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی ٹھوڑی پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ہر بات۔۔۔ پہ بار بار آپ کو ہی کیوں کال کرتی۔۔۔ آپ کے پاس ہی کیوں اتنی۔۔۔ بولے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔ اس بات کا کیا مطلب ہے۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔۔۔ اس بات کا وہی مطلب ہے۔۔۔ جو آپ سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہ رہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے اور اپنے درمیان فاصلہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا سمجھنا نہیں چاہ رہا۔۔۔ بولو۔۔۔ تم کیا سمجھ رہی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ورشاں نے درد سے آنکھیں بند کرتے ہوئے کھولیں۔۔۔ میں آپ کے منہ سے سننا چاہتی ہوں۔۔۔ ورشاں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ کیا سننا چاہتی ہوں۔۔۔ بولو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنے اور قریب کیا۔۔۔

کیوں ہر بات کیوں ہر معاملے میں آپ ہی اسے یاد آتے۔۔۔ لالا بھی ہے۔۔۔ ان کے پاس تو نہیں جاتی۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے چینخی۔۔۔ کہنا کیا چاہتی ہوں۔۔۔ کہ میرے اور اس کے

درمیان کچھ چل رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے اسے خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ کہنا کیوں
 ہے۔۔۔ مجھے سب نظر آرہا ہے۔۔۔ وہ کیسے ہر وقت آپ کے آگے پیچھے ہوتی۔۔۔ کیوں
 ہوتی۔۔۔ ورشاں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چینجی۔۔۔ آواز نیچے رکھو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں
 کی بازو پہ گرفت سخت کی۔۔۔ کیوں نیچے رکھو۔۔۔ سچ بول رہی ہوں۔۔۔ تو اب میں آواز نیچے
 رکھو۔۔۔ کیوں آپ کو میری تین سال تک یاد نہیں آئی۔۔۔ کیسے آتی یہاں آپ کی
 ضرورت۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم نے دھاڑتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ لیکن پھر اس کی
 طرف دیکھتے اپنا ہاتھ پہلوں میں گرایا۔۔۔ اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ورشاں دیوار سے ٹیک
 لگائے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ کمرے میں دونوں کی
 سانسوں کی مدھم آوازیں گونج رہی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی پشت کو نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور کبرڈ کھولتے اپنے کپڑے کچی میں رکھنے لگی۔۔۔ جان عالم جو کہ
 کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ ورشاں کو کپڑے رکھتے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی بازو دبوتے
 ہوئے اپنے قریب کیا۔۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ جان عالم سر دلچے میں بولا۔۔۔ جہاں سے آئی
 تھی۔۔۔ وہی جا رہی ہوں۔۔۔ ورشاں اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں جاؤ گی۔۔۔ جان
 عالم نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ کیونکہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ تم پاگل ہو کیا۔۔۔ جان عالم نے اس کی کنپٹی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ہو گئی
 ہوں۔۔۔ پاگل۔۔۔ آپ نے کر دیا ہے۔۔۔ پاگل۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 چلائی۔۔۔ کیا کیا ہے۔۔۔ میں نے بولو۔۔۔ تمہیں جو لگتا ہے۔۔۔ وہ سوچتی جا رہی ہوں۔۔۔ جان عالم

نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں روکنا چاہتا ہے۔۔۔ تین سال پہلے زبردستی چھوڑ کر آئے
 تھے۔۔۔ تب آپ کی ضرورت نہیں پوری کر سکتی تھی۔۔۔ اسی لیے۔۔۔ اب آپ کی ضرورت پوری
 کر سکتی ہوں۔۔۔ اسی لیے جانے نہیں دے سکتے۔۔۔ ورشاں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر دلہجے
 میں بولی۔۔۔ تم واقع ہی پاگل عورت ہوں۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ ہاں ہوں۔۔۔ میں
 پاگل۔۔۔ ایک عورت کبھی اپنے شوہر کو کسی کے ساتھ شیمز نہیں کر سکتی۔۔۔ ورشاں اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ کس نے کہا شیمز کرنے کے لیے۔۔۔ جان عالم اس کے چہرے پہ اپنی
 سلگتے ہوئی سانسیں چھوڑتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ آپ نے کر دیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ انگلی
 رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کس سے کیا۔۔۔ میں کل بھی تمہارا تھا۔۔۔ آج بھی تمہارا ہوں۔۔۔ جان عالم نے
 نرمی سے اس کی نم آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں ہے۔۔۔ ورشاں اس سے دور ہوئی۔۔۔ کیسے
 یقین دلاؤ۔۔۔ تمہارا علاؤہ کسی کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی
 پکڑی۔۔۔ رمشاء کیوں ہے۔۔۔ یہاں۔۔۔ بتائے۔۔۔ ہر بات پہ آپ کے پاس کیوں آتی۔۔۔ ورشاں
 نے پھر سے وہی سوال کیا۔۔۔ اتنی بات اپنے دماغ میں بیٹھالوں۔۔۔ وہ میری بھی صرف کزن
 ہے۔۔۔ اس کے علاؤہ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ نہیں یقین مجھے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے چینخی۔۔۔ بس کر دو۔۔۔ تمہارے رونے سے
 مجھے اذیت ہوتی ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کو اپنے قریب کرتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ ورشاں نے سہمتے
 ہوئے اس کے سینے پہ سر رکھا۔۔۔ باخدا تمہارا علاؤہ کسی کی طرف دیکھا بھی نہیں۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ مائی لٹل وائف۔۔۔ تم سے اس

قدرِ محبت ہے۔۔۔ کہ ہمیشہ تمہارا ہی سوچا۔۔۔ تین سال تم سے دور رہا۔۔۔ لیکن آفس تک نہیں
 گیا۔۔۔ ہر وقت ہر پل اس کمرے میں رہا ہوں۔۔۔ پل پل تمہیں یاد کیا ہے۔۔۔ تم کہتی ہوں۔۔۔ تین
 سال تم سے دور رہا۔۔۔ تم دور رہی۔۔۔ میں تو ہمیشہ تمہارا قریب رہا۔۔۔ جب جب تم نے کامیابی حاصل
 کی۔۔۔ جب جب تمہاری سالگرہ آئی۔۔۔ میں ہمیشہ تمہارے پاس تھا۔۔۔ تم ہی مجھ سے اس قدر دور
 تھی۔۔۔ کہ میری موجودگی محسوس نہ کر سکی۔۔۔ جانِ عالم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ تم ہی میری محبت ہوں۔۔۔ میری عقیدت ہوں۔۔۔ میں نے تم سے اس قدر محبت کی
 ہے۔۔۔ اگر خیال میں بھی سوچا تو ہمیشہ تمہارا سوچا۔۔۔ جانِ عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ رونے بعد اور دلکش ہو چکی ہوں۔۔۔ جانِ عالم ہلکا سا مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ مائی لٹل وائف تم مجھے سب سے
 اہم ہوں۔۔۔ میرے لیے میری لٹل وائف سب کچھ ہے۔۔۔ جانِ عالم نے ورشاں کو گود میں اٹھاتے
 ہوئے اس کے رخسار پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں بھی روتے ہوئے جانِ عالم کے سینے میں چہرے چپھا
 گئی۔۔۔

زرغام کی گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام پریشہ کا چیک اپ کروا کر ابھی آیا تھا۔۔۔ زرغام نے
 ایک لمحے کو گہری سانس لی۔۔۔ اور پھر تیزی سے نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے آدمیوں نے
 دروازہ کھولا، مگر اس سے پہلے کہ وہ پریشہ کی طرف کا دروازہ کھولتے۔۔۔ زرغام خود آگے بڑھا۔
 "آہستہ... آرام سے... پریشہ...." اس کی آواز میں وہ سختی نہیں تھی جو ہمیشہ ہوتی تھی۔۔۔

پریشے ابھی تک نیم بے ہوش تھی۔۔۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا، مگر آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ زرغام نے اپنی بانہوں میں اسے سہارا دیا اور اندر لے جانے لگا۔

"خان، ہم سنبھال لیتے ہیں... " ملازمہ نے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا، مگر زرغام کی تیز نظروں نے اسے چپ کر وادیا۔

"کسی کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس کا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ کسی میں ہمت نہیں ہوئی کچھ کہنے کی۔

زرغام نے اسے اپنے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر نرمی سے لٹایا۔ وہ جو ہمیشہ زخموں کو نظر انداز کر دیتا تھا، آج اس کے ہاتھ خود کانپ رہے تھے۔ اس نے ایک نرم کپڑے سے پریشے کی پیشانی پر آئے پسینے کو صاف کیا، پھر خود اپنے ہاتھوں سے اس کی پٹی کو چیک کیا کہ کہیں خون دوبارہ تو نہیں بہہ رہا۔

"تم پاگل ہو؟" اس نے آہستہ مگر سخت لہجے میں کہا۔ "میرے لیے گولی کیوں لی؟"

پریشے نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ اس کی سبز آنکھوں میں درد تھا، مگر ایک عجیب سی نرمی بھی۔

"کیونکہ... وہ آپ کو لگ جاتی " وہ مشکل سے اس سے اتنا بولی،

زرغام کے دل میں ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے نظریں چرائیں، مگر پہلی بار اس کی خاموشی بے بسی کی تھی، سختی کی نہیں۔

وہ چپ چاپ پریشے کے پاس بیٹھ گیا، اور پہلی بار، اپنے اندر اٹھتے جذبات کو قابو کیے بغیر، اس کا ہاتھ تھام

لیا۔

یہ لمحہ زرغام کے لیے ایک نئے احساس کا آغاز تھا۔ ایک ایسا احساس جس سے وہ ہمیشہ دور بھاگتا تھا، مگر آج... وہ روک نہیں پایا۔۔۔ زرغام پریشے کے قریب ہوتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔ پریشے بھی آنکھیں موند گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 82 پارٹ 2

زرغام صبح آٹھ بجے اٹھا۔۔۔ اس نے رات ساری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گزار دی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشے کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ پریشے کسمکاتے ہوئے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ زرغام اٹھتے فریش ہونے چلا گیا۔۔۔ زرغام فریش ہو کر آیا۔۔۔ پریشے ابھی گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔ زرغام بال سیٹ کرتے اپنی وارسٹ وچ پہنتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ شاہ در، نمل چلے گئے۔۔۔ زرغام ملازمہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی خان۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولیں۔۔۔ پریشے سو رہی ہے۔۔۔ وہ جیسے ہی اٹھے مجھے کال کرنا۔۔۔ اگر دس بجے تک نہ اٹھے تو اسے جگا کر ناشتہ کروانے کے بعد میڈیسن دینا۔۔۔ زرغام

بولتے ہوئے سڑھیاں اتر۔۔۔ جی خان۔۔۔ ملازمہ احترام سے بولی۔۔۔ زرغام لاونج سے نکلتے آفس کے لیے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زرغام آفس میں بیٹھا ہوا فائل کی پریزنٹیشن چیک کر رہا تھا۔۔۔ ایسی بلکل نہیں۔۔۔ ایسے کرے گے۔۔۔ ایسے تو ہماری کمپنی کا ریٹ اور گر جائے گا۔۔۔ ایسے بلکل نہیں۔۔۔ مارکیٹ میں اس وقت جو ریٹ ہم نے دینا ہے۔۔۔ وہ ہم کر چکے ہے۔۔۔ ریٹنگ لسٹ کا انتظار ہے۔۔۔ زرغام نے فائل واپس اس کی طرف کی۔۔۔ انشاء اللہ سر اس دفعہ ہماری ہی کمپنی کا نام آئے گا۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ انشاء اللہ۔۔۔ زرغام نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ سر آج ایک میٹنگ ہے۔۔۔ آپ کو اس میٹنگ کے لیے جانا ہے۔۔۔ اور میٹنگ سٹارٹ ہونے میں پندرہ منٹ ہے۔۔۔ زرغام کی سکرپٹری اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ ہم ٹھیک ہے۔۔۔ زرغام نے چیئر سے ٹیک لگائی۔۔۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔۔ پندرہ منٹ بعد زرغام میٹنگ روم میں تھا۔۔۔ جہاں اب سب بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اگر ہمیں آپ کی کمپنی کا برینڈ پسند آیا۔۔۔ تو ہم ضرور آپ سے کنٹریکٹ کرے گے۔۔۔ احمر اس کے سامنے بیٹھا سنجیدگی سے بولا۔۔۔ جی ضرور آپ کو پسند آئے گا۔۔۔ المیر نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زرغام سامنے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ آپ کی کمپنی ہے۔۔۔ احمر نے المیر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں اس کمپنی کا مینجر ہوں۔۔۔ المیر نے ہلکی سی مسکراہٹ لیے جواب دیا۔۔۔ تو میرے خیال سے آپ کا بولنا نہیں بنتا۔۔۔ اس کمپنی کے مالک کا کام ہے۔۔۔ کہ وہ کلائنٹ سے بات کرے۔۔۔ احمر زرغام پہ نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر مینجر نہیں ہے۔۔۔ میرا پارٹنر ہے۔۔۔ اور

اسے پورا حق ہے۔۔۔ کہ وہ بول سکے۔۔۔ زرغام ٹبیل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر کو اپنی انسلٹ
 فیل ہوئی تھی۔۔۔ جو بھی تھا۔۔۔ وہ زرغام کا دوست تھا۔۔۔ اور وہ تو صرف یہاں کچھ انفارمیشن اکٹھی
 کرنے کے لیے آیا تھا۔۔۔ ورنہ اس سے زیادہ کس کو اپنی خاکی وردی سے پیار ہو سکتا تھا۔۔۔ احمر
 مسکرایا۔۔۔ صحیح۔۔۔ چلو دیکھتے ہیں۔۔۔ احمر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر اسے غور سے دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ زرغام المیر کو دیکھتے ہوئے کچھ بولنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔ زرغام نے
 کال ریسپونڈ کی۔۔۔ خان پریشہ بی بی کھانا نہیں کھا رہی۔۔۔ ملازمہ کی بات سنتے ہی زرغام چیئر سے
 اٹھا۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔۔ زرغام جلدی سے باہر نکلا۔۔۔ سب اسے یوں دیکھتے حیران
 تھے۔۔۔ پہلی دفعہ تھا۔۔۔ زرغام یوں میٹنگ میں سے گیا تھا۔۔۔ ورنہ وہ کبھی میٹنگ ختم ہونے تک
 پلکیں بھی نہیں جھپکتا تھا۔۔۔ زرغام ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اج تمھاری خیر
 نہیں۔۔۔ پریشہ۔۔۔ تم نے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔۔۔ زرغام ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے
 بڑبڑایا۔۔۔ اور ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھاتے کال کی۔۔۔ جو کہ پہلی ہی بیل پہ ریسپونڈ کر لی گئی۔۔۔ پریشہ
 کو موبائل دو۔۔۔ زرغام سرد لہجے میں بولا۔۔۔ ملازمہ نے موبائل پریشہ کی طرف بڑھایا۔۔۔ مجھے بات
 نہیں کرنی۔۔۔ پریشہ موبائل کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ سپیکر آؤن کرو۔۔۔ اور تم باہر جا کر
 کھڑی ہو جاؤ۔۔۔ زرغام ملازمہ کو حکم دیتے ہوئے بولا۔۔۔ ملازمہ سپیکر آؤن کرتے کمرے سے باہر جا
 کر کھڑی ہوئی۔۔۔ پریشہ میرے آنے سے پہلے کھانا کھا کر میڈیسن کھاؤ۔۔۔ زرغام سرد لہجے میں
 بولا۔۔۔ نہیں کھاؤ گی۔۔۔ پریشہ بضد ہوئی۔۔۔ کیوں نہیں کھاؤ گی۔۔۔ اگر میں آگیا تو مجھ سے برا کوئی
 نہیں ہو گا۔۔۔ زرغام موبائل پہ دھاڑا۔۔۔ آپ سے برا ہے بھی کوئی نہیں۔۔۔ پریشہ ہچکی لیتے ہوئے

بولی۔۔۔ کھاؤ۔۔۔ زرغام دھارا۔۔۔ نہیں کھاؤ گی۔۔۔ اب مجھے نہیں رہنایا تو مجھے آزاد کرو۔۔۔ یا پھر یہ
زندگی نہیں چاہیے۔۔۔ پریشے روتے ہوئے بولی۔۔۔ آکر تمہیں آزاد کرتا ہوں۔۔۔ تمہاری کوئی
خواہش اُدھوری نہیں چھوڑو گا۔۔۔ مسز زرغام خان۔۔۔ زرغام لفظوں پہ زور دیتے ہوئے
بولا۔۔۔ پریشے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔ نہیں کھاؤ گی۔۔۔ پریشے نے بولتے ہی کال
کٹ کی تھی۔۔۔

زرغام کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام جلدی سے نکلتے اوپر آیا۔۔۔ دروازے کے
باہر ملازمہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ خان اندر ڈاکٹر گئی ہے۔۔۔ بی بی صاحبہ بے ہوش گئی
تھی۔۔۔۔۔ ملازمہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام وہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پانچ منٹ بعد
ڈاکٹر باہر آئی۔۔۔ ان کا خیال رکھیے۔۔۔ اور پریشانی سے دور رکھے۔۔۔ ڈاکٹر سنجیدگی سے بول کر آگے
کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زرغام دروازے کے باہر کھڑا چکر لگانے لگا۔۔۔

پریشے کی طبیعت ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوئی تھی، کمزوری کے باعث وہ زیادہ دیر بیٹھ بھی نہیں پاتی
تھی۔۔۔ رات میں دوالینے کے بعد وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ زرغام، جو ہر بار اپنے غصے اور نفرت
کے پردے میں اپنے جذبات چھپاتا تھا، آج بھی دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ وہ اندر آنے سے کترار ہا تھا،
مگر جیسے ہی ملازمہ باہر نکلی اور کہا: "خان، بی بی صاحبہ کو بہت زیادہ بخار ہے۔"

زرغام کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ "ڈاکٹر نے انجیکشن دیا ہے؟"

"جی خان، دیا ہے۔۔۔ مگر کپڑے بھیک چکے ہیں، بخار اور بڑھ جائے گا۔ ہمیں..."

ملازمہ کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ زرغام نے اسے سخت نظروں سے دیکھا۔۔

"تم لوگ ہٹو، میں خود دیکھ لوں گا!" اس کی آواز میں غصہ کم، اور بے چینی زیادہ تھی۔

حویلی کی سب ملازمہ حیران ہوئی تھی۔۔، مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ سوال کرتی۔ وہ سب خاموشی سے پیچھے ہٹ گئیں۔

زرغام اندر آیا، کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ پریشہ بستر پر بے سدھ پڑی تھی، اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں، اور اس کے ماتھے پر پسینہ جھلک رہا تھا۔ وہ نیند میں تھی، مگر اس کے ہاتھ کبھی کبھار کانپ جاتے تھے۔ زرغام کے دل میں ایک لمحے کو عجیب سا درد اٹھا۔

"یہ لڑکی میرے لیے کیوں اہم ہوتی جا رہی ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا، مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھا، اور اس کے بھینگے لباس کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اسے پتا تھا کہ اگر ابھی کپڑے نہ بدلے گئے تو بخار اور بڑھ سکتا ہے۔ مگر کیا وہ واقعی ایسا کر سکتا تھا؟

"یہ تمہاری دشمن ہے زرغام، خود کو روک لو!" زرغام کے اندر سے آواز آئی تھی۔۔۔ مگر دل ماننے کو تیار نہیں تھا۔

اس نے آہستہ سے ایک خشک دوپٹہ لیا اور پہلے اس کے ماتھے کا پسینہ صاف کیا۔ پھر وہ نیچے جھکا اور بے حد احتیاط سے اس کے بازوؤں کو آہستہ آہستہ آزاد کیا۔ اس کا دل بے ترتیب دھڑکنے لگا، مگر وہ نظریں جھکائے رہا۔ وہ روشنانے کے بعد کسی کے اتنا قریب تھا، اور وہ بھی ایسی لڑکی، جس سے وہ نفرت کرنے کا دعویٰ کرتا تھا۔

"بس، جلدی کر زرغام، اسے مزید بیمار نہیں ہونے دینا!" زرغام نے دل میں ہی کہا۔۔۔

اس نے جلدی سے پریشے کے گیلے کپڑوں کو بدل کر اسے گرم چادر میں لپیٹ دیا، پھر خود بھی بے اختیار اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

پریشے نے نیم غنودگی میں محسوس کیا کہ کوئی اس کے قریب ہے۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی، مگر صرف زرغام کا دھندلا سا عکس دیکھ سکی۔

"زرغام... " اس کا نام اس کے لبوں سے سرگوشی کی طرح نکلا، جیسے اسے اس کے ہونے کا احساس ہو۔ زرغام کے ہاتھ ایک پل کو ساکت ہو گئے۔ اس نے گہری سانس لی، اور آہستہ سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں یہ کیوں کر رہا ہوں؟" وہ خود کو بار بار سمجھا رہا تھا، مگر جواب اس کے دل میں کہیں دفن تھا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب زرغام کی نفرت کے پردے کے پیچھے چھپا احساس، اس کے اپنے قابو سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔

پریشے کے ہونٹوں سے اپنا نام سن کر زرغام کا دل ایک لمحے کو رک سا گیا۔ اس کی انگلیاں بے اختیار سخت ہو گئیں، جیسے خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس لڑکی سے نفرت کرتا ہے، مگر پھر بھی اس کے لیے ہر حد پار کر رہا تھا۔

پریشے کی سانسیں آہستہ آہستہ معمول پر آرہی تھیں، شاید زرغام کی موجودگی نے اس کے اندر ایک سکون بھر دیا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی میں تھی، مگر اس کا ہاتھ زرغام کی کلائی پر آکر رک گیا۔

"زرغام... " وہ سرگوشی میں بولی، "تم مجھ سے نفرت کیوں کرتے ہو؟"

زرغام نے نظریں پھیر لیں، جیسے اس سوال کا جواب نہ دینا چاہتا ہو۔ مگر پریشہ کی انگلیاں اب بھی اس کی کلائی پر تھیں، جیسے وہ اس کے جانے سے پہلے اس کی سچائی سننا چاہتی ہو۔

"سوال مت کرو پریشہ سونے جاؤ!" زرغام کا لہجہ سخت تھا، مگر اس میں وہ سختی نہیں تھی جو ہمیشہ ہوتی تھی۔

پریشہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی تھکن بھری مسکراہٹ آئی، "تمہیں پرواہ ہے... " وہ آہستہ سے بولی،
"ورنہ تم یہاں نہ ہوتے۔"

زرغام نے اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کی، جیسے خود کو روک رہا ہو۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھا، مگر دروازے پر رک گیا۔ ایک لمحے کو پلٹا، اور آہستہ سے سرگوشی کی:

"پرواہ؟ شاید... مگر میں یہ کبھی مانوں گا نہیں!"

اور یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا، مگر اس کے دل میں عجیب سی بے چینی تھی۔ جیسے پریشہ کی نرمی نے اس کے سخت وجود میں کوئی دراڑ ڈال دی ہو، اور وہ اس دراڑ کو بھرنے کی کوشش کر رہا ہو... مگر شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

زرغام کے قدموں کی آہٹ دور ہوتی گئی، مگر پریشہ کے کان ابھی تک اسی سرگوشی میں اٹکے تھے۔
"پرواہ؟ شاید... مگر میں یہ کبھی مانوں گا نہیں!"

اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ ابھری، جیسے وہ جانتی ہو کہ زرغام کی نفرت کے پردے کے پیچھے کچھ اور چھپا ہے۔ مگر اس لمحے کی کمزوری میں وہ بس اتنا ہی سوچ پائی اور دوبارہ نیند کی گہری وادی میں کھو گئی۔

زرغام دو پہر سے رات تک یو ہی سڑکوں پہ گاڑی دوڑتا رہا تھا۔۔۔ اب وہ لان میں کھڑا ہوا تھا۔ رات کا سکون، چاندنی کی مدھم روشنی، اور ہوا میں خنکی تھی۔ مگر اس کے اندر ایک عجیب سی بے چینی تھی، جیسے کوئی انجانی کشمکش اسے گھیرے ہوئے ہو۔ اس نے اپنی مٹھی سختی سے بند کی، جیسے خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے؟" وہ خود سے بولا، ماتھے پر الجھن کی شکنیں نمودار ہوئیں۔ وہ ہمیشہ پریشے سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا، اسے اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر جب بھی وہ اسے کمزور حالت میں دیکھتا، خود پر قابو کھودیتا۔

"یہ ختم کرنا ہوگا،" اس نے اپنے آپ کو سختی سے کہا۔ "پریشے سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہونا چاہیے۔" مگر دل کی ضد عجیب ہوتی ہے، وہ بار بار اس لمحے کو دہرا رہا تھا جب پریشے نے نیم بے ہوشی میں اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ جیسے وہ اس کی موجودگی میں خود کو محفوظ محسوس کرتی ہو۔۔۔

زرغام نے گہری سانس لی اور اپنی جیب سے سکریٹ نکالا، مگر پھر فوراً ہی اسے مٹھی میں دبایا۔ "یہ سب فضول ہے،" اس نے خود کو جھٹک کر کہا۔۔۔ میں کبھی بھی ایک ایسی لڑکی سے محبت نہیں کر سکتا۔ جو

میری محبت میری بچوں کی ماں۔۔۔ میری بیوی کی قاتل ہوں۔۔۔ زرغام نے اپنی مٹھیاں بند کی۔۔۔ اور آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ روشنانے تمھاری جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے سوچا۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ زرغام اندر آیا۔۔۔ جہاں نمل شاہ در بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ بابا ماما کو کیا ہوا۔۔۔ شاہ در بھاگتے ہوئے زرغام کے پاس آیا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ زرغام بے دلی سے بولا۔۔۔ جیسے وہ کچھ بولنا ہی نہیں چاہتا ہوں۔۔۔ بابا آپ ٹھیک ہے۔۔۔ نمل زرغام کو کھویا کھویا دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ زرغام ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ لیکن یہ مسکراہٹ بھی جھوٹی تھی۔۔۔ ایک کپ کافی کمرے دے کر جاؤ۔۔۔ زرغام پاس کھڑی ملازمہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی خان۔۔۔ وہ بول کر کچن کی طرف چل دی۔۔۔ نمل شاہ در کو سلا دینا۔۔۔ اور خود بھی سو جانا۔۔۔ زرغام پیار سے نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل بھی مسکرائی۔۔۔ زرغام کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں مدھم سی روشنی اور پریشے کی مدھم سی سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ زرغام بیڈ کی طرف بڑھتے جا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ پریشے میڈیسن کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔ پریشے نے کروٹ لی۔۔۔ جس سے اس کا ہاتھ زرغام کے لبوں کو چھو گیا۔۔۔ زرغام کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ زرغام بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔ دروازہ نوکڑ ہونے پر زرغام نے کافی پکڑتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔۔۔ اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اتارتے دور پھینک گیا۔۔۔ اسے گرمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گہرے سانس لے

رہا تھا۔۔۔ زرغام کچھ پل چکر لگانے کے بعد بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ اور پریشہ کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ رات یو
ہی گزری تھی۔۔۔۔

پریشہ نے مدھم سی آنکھیں کھولیں۔۔۔ زرغام کو اپنے اتنے قریب شرٹ لیس دیکھتے اس کی آنکھیں
مکمل کھولیں تھی۔۔۔ کیا اس نے اس حالت میں بھی اس سے اپنا حق لیا تھا۔۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم
ہوئی تھی۔۔۔ پریشہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے زرغام کی بازو پہ جذب ہوئے تھے۔۔۔ زرغام نے اسی
لمحے آنکھیں کھولتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔۔ زرغام پریشانی سے اٹھتے
ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ اسے دیکھتے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تمہیں۔۔۔ یوں صبح صبح رونا کی
وجہ۔۔۔ کون مر گیا ہے۔۔۔ زرغام اس کے رونا پہ چڑتے ہوئے اس کے بازو کو سختی سے اپنی گرفت
میں لے گیا۔۔۔ میں غلط سہی۔۔۔ ہمیشہ غلط سہی۔۔۔ لیکن کبھی تمہارے نیند میں ہونے کا فائدہ تو نہیں
اٹھایا۔۔۔ پریشہ بے یقینی سے روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہنا کیا چاہتی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے
قریب کیا۔۔۔ نفرت کرتے ہوں۔۔۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔ لیکن اس قدر نفرت کرتے ہوں۔۔۔ یہ
نہیں پتہ تھا۔۔۔ کہ میری بے ہوشی میں بھی مجھ سے ضرورت پوری کرو گے۔۔۔ پریشہ روتے ہوئے
بولی۔۔۔ زرغام اس کی بات پہ بے یقین ہوا تھا۔۔۔ اس نے تو ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تم پاگل ہوں۔۔۔ میں تم سے اس حالت میں حق لوں گا۔۔۔ زرغام اس کے بازو میں انگلیاں گاڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ پریشہ کے گرد اس وقت بلیک کلر کی چادر لپیٹی ہوئی تھی۔۔۔ تم جھوٹے ہوں۔۔۔ تم خود غرض انسان ہوں۔۔۔ تمہیں صرف خود سے مطلب ہے۔۔۔ میں چاہا مر بھی جاؤ۔۔۔ پریشہ کی آنکھوں سے ایک آنسو اس کے عارض پہ بہہ تھا۔۔۔ زرغام بے چین ہوا تھا۔۔۔ میں نے تم سے اپنا حق نہیں لیا۔۔۔ تمہیں نخ۔۔۔ زرغام اسے وضاحت دیتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔۔۔ آخر وہ کیوں اسے وضاحت دے رہا تھا۔۔۔ تمہیں جو سمجھنا ہے۔۔۔ سمجھو۔۔۔ زرغام اسے خود سے دور جھٹکتے بیڈ سے اٹھتا باہر نکلا۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ اوندھ منہ گری رونے لگی۔۔۔ اسے اس کا بالکل بھی احساس نہیں تھا۔۔۔ وہ اس کی حالت کی پرواہ کیے بنا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔ اس نے تو اس کی طرف ایک قدم بڑھانے چاہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس قدر سفاک انسان تھا۔۔۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی۔۔۔ پریشہ کو اپنے سر میں شدید درد محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشہ بیڈ سے اٹھتے واشر روم کی طرف بڑھی۔۔۔

پریشہ فریش ہو کر کمرے سے نکلتے لاونج میں آئی۔۔۔ ملازمہ پریشہ جو دیکھتے اس کے پاس آئی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ کھانا لگاؤ۔۔۔ ملازمہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ مجھے ایک کپ چائے بنا دو۔۔۔ پریشہ سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بی بی

جی۔۔۔ میں آپ کا سرد بادو۔۔۔ دوسری ملازمہ اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ پریشے کو
تھوڑا سا عجیب لگا۔۔۔ لیکن ملازمہ اس کا سرد بانے لگی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ خان آپ سے بہت پیار کرتے
ہے۔۔۔ ملازمہ جو کہ پریشے کی ہم عمر ہی تھی۔۔۔ اس کا سرد باتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے نے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔۔۔ بی بی جی میں بھی چاہتی۔۔۔ ہوں۔۔۔ مجھے بھی خان جیسا پیار
کرنے والا مرد ملے۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ایسی دعامت مانگا کرو۔۔۔ پریشے آنکھیں بند
کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں بی بی جی۔۔۔ اس نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیونکہ جو انسان جیسا نظر آتا
ہے۔۔۔ ویسا ہوتا نہیں۔۔۔ پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ لیکن بی بی جی۔۔۔ خان آپ سے بہت
محبت کرتے ہیں۔۔۔ اپ بیمار تھی۔۔۔ خان رات جاگ کر گزاری۔۔۔ اپنے دفتر گئے لیکن ایک کال پہ ہی
واپس آگئے۔۔۔ خان کبھی دفتر جا کر واپس نہیں آتے تھے۔۔۔ شام سے پہلے۔۔۔ روشانی بی بی کی کال
پر بھی۔۔۔ لیکن آپ کے لیے ایک کال کی۔۔۔ تو خان سب چھوڑ کر آگئے۔۔۔ وہ اس کا سرد باتے ہوئے
بولی۔۔۔ پریشے نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور ہاتھ پیچھے کیا۔۔۔ پریشے اب گہری سوچ میں گھوم
تھی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ خان نے کسی ملازمہ کو آپ کے کپڑے بھی بدلنے نہیں دیے۔۔۔ وہ چہرہ پہ دوپٹہ
رکھتے ہوئے ہنس کر بولی۔۔۔ پریشے نے اس کی حرکت کو بغور دیکھا۔۔۔ مطلب۔۔۔ پریشے سیدھی ہو
کر بیٹھی۔۔۔ بی بی جی رات میں آپ کو بخار ہو گیا تھا۔۔۔ آپ کے کپڑے گیلے تھے۔۔۔ تو خان نے کسی
بھی ملازمہ کو کپڑے بدلنے نہیں دیے۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بول کر کچن میں چلے گئی۔۔۔ پریشے گھرے
سانس لیتے صوفے سے سرٹکا گئی۔۔۔ مطلب زرغام نے رات میں اپنا حق نہیں لیا تھا۔۔۔ صرف اس
کے گیلے کپڑے ریمو کیے تھے۔۔۔ پریشے نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچا۔۔۔

زرغام آفس میں بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔ سمجھتی کیا ہے۔۔۔ خود کو۔۔۔ زرغام دونوں ہاتھ ٹبیل پہ رکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ ایک تو خیال رکھا۔۔۔ اور ہوش آیا تو الزام لگا رہی۔۔۔ کاش رات میں تم سے اپنا حق لیتا اور تم جان سے چلے جاتی۔۔۔ زرغام غصے سے ٹبیل پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ لیکن پھر دل سے کہیں سے آواز آئی تھی۔۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا۔۔۔ تو تمہارا کیا ہو گا۔۔۔ زرغام کے دل سے آواز آئی۔۔۔ اگر میں اپنی روشنانے کے بنا زندہ رہ سکتا ہوں۔۔۔ تو میں اس کے بنا بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔۔۔ زرغام سگریٹ کو اپنی ہیتھلی میں بند کر گیا۔۔۔

غزنوی غازیہ کو گود میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔ زمل فریش ہو کر آئی تھی۔۔۔ بڑی ہوٹ لگ رہی ہوں۔۔۔ غزنوی زمل کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ زمل نے نظریں جھکائے۔۔۔ غزنوی کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔ ماما اچھی لگ رہی ہے۔۔۔ غازیہ غزنوی کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بالکل آپ کی ماما بہت پیاری لگتی ہے۔۔۔ آپ کی ماما آپ کے بابا کو بھی بہت پیاری لگتی ہے۔۔۔ غزنوی زمل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کو کال آرہی ہے۔۔۔ زمل غزنوی کے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے موبائل پکڑتے کال ریسیو کی۔۔۔ غزنوی سربات کر رہے ہیں۔۔۔ کسی لڑکی کی آواز سنتے زمل غزنوی کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ غزنوی نے کندھے اچکائے۔۔۔ جی۔۔۔ غزنوی زمل کی کلائی پکڑتے اسے اپنے پاس بیٹھاتے موبائل سپیکر پہ کر گیا۔۔۔ سر آپ کی سسٹر کو گولی لگی تھی۔۔۔ کل وہ آپ کے دوست کے

ساتھ ہسپتال آئی ہوئی تھی۔۔۔ موبائل پہ آواز گونجی تھی۔۔۔ غزنوی نے حیرانگی سے موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ پیشنٹ کا نیم پریشے زرغام خان تھا۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ وہ ڈسچارج ہو گئی ہے۔۔۔ غزنوی نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ جی ان کے میسینڈ کل ہی ڈسچارج کروا کر لے گئے تھے۔۔۔ رابیہ خان جو کہ ان کے ہی کمرے میں آرہی تھی۔۔۔ پریشے کو گولی لگی سنتے ان کا سر چکرایا تھا۔۔۔ چاچی۔۔۔ زل کی نظر رابیہ خان پہ پڑی۔۔۔ زل اٹھتے ہوئے رابیہ کی طرف بڑھی۔۔۔

رابیہ خان لاونج میں بیٹھی کب سے رورہی تھی۔۔۔ آئمہ خان اسے چپ کر وارہی تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ اپنی سے ملوانے لے جائے۔۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ لے کر جاؤ گا۔۔۔ غزنوی پیار سے بولا۔۔۔ غازیہ کو زل نے اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ غازیہ زل کے چہرے پہ کبھی اس کے کندھے پہ ہاتھ مار رہی تھی۔۔۔ غازیہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے رورہی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف بڑھتے اس سے غازیہ کو لیا۔۔۔ غازیہ غزنوی کے کندھے پہ سر رکھے ہوئی تھی۔۔۔ مورے۔۔۔ میں آپ کو لے جاؤ گا۔۔۔ رونا بند کرے۔۔۔ غزنوی رابیہ خان کی طرف بڑھا۔۔۔ کوئی کہیں نہیں جائے گا۔۔۔ احمد فراز لاونج میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔۔۔ رابیہ خان نے روتے ہوئے احمد فراز کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی حیرانگی سے احمد فراز کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ بابا یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ وہ بہن ہے۔۔۔ میری۔۔۔ غزنوی احمد فراز کی طرف بڑھا۔۔۔ جب میرے لیے وہ مر گئی۔۔۔ تو تمہارا بھی رشتہ اس سے ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ احمد فراز پتھر دل بنے بولے۔۔۔ بابا میں اس سے ملنے جاؤ گا۔۔۔ بہن ہے۔۔۔ وہ میری۔۔۔ اور میں اپنی بہن سے مل کر آؤ گا۔۔۔ غزنوی احمد

فراز کے مقابل آتے ہوئے بولا۔۔۔ اگر تم اس سے ملنے گئے۔۔۔ تو دوبارہ اس حویلی میں قدم نہ
 رکھنا۔۔۔ احمد فراز سخت لہجے سے بولے۔۔۔ زل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اس کی جان ہوا ہوئی
 تھی۔۔۔ کیا پھر سے غزنوی اس سے دور چلے جائے گا۔۔۔ اپ نہیں ملنے جائے گے۔۔۔ زل غزنوی کی
 طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں جاؤ گا۔۔۔ کوئی بھی مجھے روک نہیں سکتا۔۔۔ پھر چاہے میں اس حویلی
 میں واپس نہ آؤ۔۔۔ لیکن اپنی بہن سے مل کر آؤ گا۔۔۔ غزنوی بھی سرخ آنکھیں لیے بولا۔۔۔ تو پھر
 جاؤ۔۔۔ اور دوبارہ اس حویلی میں مت آنا۔۔۔ احمد فراز اپنے فیصلے پہ ابھی بھی قائم تھے۔۔۔ کیوں
 چاچو۔۔۔ اپ کیسے ایسے بول سکتے ہے۔۔۔ پریشے کی وجہ سے غزنوی کیوں چھوڑے گے حویلی۔۔۔ ہر
 دفعہ کیوں غزنوی جائے۔۔۔ زل روتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف
 دیکھا۔۔۔ زل۔۔۔ غزنوی نے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اپ کے لیے آسان ہے۔۔۔ میں نہیں
 رہ سکتی۔۔۔ اپ کے بغیر۔۔۔ پہلے بھی بنا کسی غلطی کے آپ حویلی سے چلے گئے۔۔۔ اب بھی
 کیوں۔۔۔ کیا میں کسی کی بیٹی نہیں۔۔۔ میری بیٹی کسی کی بیٹی نہیں۔۔۔ اپ تو اس کے باپ ہے۔۔۔ اپ
 کیسے اپنی بیٹی سے دور جانے کا سوچ سکتے ہے۔۔۔ ہماری بیٹی کیسے رہے گی۔۔۔ اپ کے بنا۔۔۔ زل
 روتے ہوئے بولی۔۔۔ احمد فراز نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں بھی معصومیت سے ہونٹ باہر
 نکالے۔۔۔ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ ہم سب ملنے جائے گے۔۔۔ حبیب اللہ خان کمرے سے
 نکلتے ہوئے بولے۔۔۔ لیکن لالا۔۔۔ احمد فراز نے بولنا چاہا۔۔۔ پریشے بیٹی ہے۔۔۔ ہماری۔۔۔ اس
 حویلی کی۔۔۔ شادی کے بعد بھی تو بیٹیاں بیگانے گھر جاتی۔۔۔ اور جب اس پہ خدا نہ کرے۔۔۔ کوئی
 مصیبت آئے۔۔۔ ماں باپ جاتے۔۔۔ تو ہم کیوں نہیں جائے گے۔۔۔ حبیب اللہ خان ورشاں کے

سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔۔۔ لالا۔۔۔ میں فریش ہو کر آتی ہوں۔۔۔ درشاں بول کر کمرے کی
طرف چل دی۔۔۔ زل بھی اپنے کمرے میں چلے گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد زرغام کی حویلی کے کارپیوچ میں آکر غزنوی کے ٹائر چرچرائے۔۔۔ غزنوی، زل رابیہ خان
اندر آئی۔۔۔ لاونج میں غزنوی کو دیکھتے ملازمہ ان کی طرف بڑھی۔۔۔ لالا۔۔۔ خان حویلی نہیں
ہے۔۔۔ ملازمہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں اس بغیرت سے ملنے بھی نہیں آیا۔۔۔ پریشہ
کہاں ہے۔۔۔ غزنوی صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں ان کو بلادیتی ہوں۔۔۔ ملازمہ بول کر اوپر کی
طرف بڑھ گئی۔۔۔ پریشہ جو کہ کمرے میں لیٹی ہوئی۔۔۔ زرغام کی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ دروازہ
نو کد ہونے پر اٹھی۔۔۔ اجائے۔۔۔ پریشہ شاہ درپہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ اس کے
بالوں کو سہلاتے اسے سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ نیچے آپ کے لالا آئے
ہے۔۔۔ اور ساتھ آپ کی مورے بھی ہے۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ لالا۔۔۔ ائے
ہے۔۔۔ پریشہ بے یقینی سے اٹھتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ شاہ در بھی بیڈ سے اترتے اس کے پیچھے
باہر نکلا۔۔۔ پریشہ سڑھیاں اترتے لاونج میں آئی۔۔۔ جہاں غزنوی رابیہ خان بیٹھے ہوئے
تھے۔۔۔ مورے۔۔۔ پریشہ رابیہ خان کے گلے لگتے ہوئے رو دی۔۔۔ رابیہ خان بھی پریشہ کے
گلے لگتے رو رہی تھی۔۔۔ پریشہ میرا بچہ کیسا ہے۔۔۔ غزنوی نے پریشہ کے سر پہ پیار سے ہاتھ
رکھا۔۔۔ لالا میں ٹھیک ہوں۔۔۔ پریشہ غزنوی کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔ میرا بچہ روتے
نہیں ہے۔۔۔ زرغام نے پریشہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔ چاچو۔۔۔ شاہ در غزنوی کو دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ میرا شیر۔۔۔ غزنوی نے شاہ در کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔۔ کیسا ہے میرا
 شیر۔۔۔ غزنوی نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ شاہ در نمل سے سب ہی محبت کرتے
 تھے۔۔۔ چاچو۔۔۔ ماما رو رہی ہے۔۔۔ شاہ در غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ در کو غزنوی
 کے پاس دیکھتے غازیہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔ ہو
 گیا۔۔۔ تمہارا یہ ڈرامہ۔۔۔ زرغام لاونج میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ زرغام کو دیکھتے نظریں
 جھکا گئی۔۔۔ غزنوی نے زرغام کو گھورا۔۔۔ زرغام راہیہ خان کی طرف بڑھا۔۔۔ کیسی ہے
 چاچی۔۔۔ زرغام راہیہ خان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور پھر غازیہ سے گویا
 ہوا۔۔۔ گڑیا۔۔۔ غازیہ کھلکھلا کر مسکرائی۔۔۔ تو میری حویلی کیوں آیا ہے۔۔۔ زرغام غزنوی کی
 طرف پلٹا۔۔۔ میں اپنی بہن سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ غزنوی اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ تیری بہن میری بیوی ہے۔۔۔ میں چاہوں۔۔۔ تو تم اس کا نام بھی نہیں لے سکتے۔۔۔ زرغام
 پریشہ کی بازو پکڑتے اسے غزنوی سے دور کر گیا۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف نم آنکھوں سے
 دیکھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ جا کر کھانا لگواؤں۔۔۔ پہلی دفعہ میرا سالہ آیا
 ہے۔۔۔ زرغام پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ کچھ بولے بنا کچن کی طرف چلے
 گی۔۔۔ زمل پریشہ کے پیچھے کچن میں آئی۔۔۔ پریشہ۔۔۔ زمل نے پریشہ کے کندھے پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ پریشہ زرغام لالا کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک ہے۔۔۔ زمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ پریشہ اس کے گلے لگی۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ پریشہ زمل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے نم آنکھوں
 سے بولی۔۔۔ بابا نہیں آئے۔۔۔ پریشہ نے زمل کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشہ تھوڑا سا وقت لگے

گا۔۔۔ چاچو بھی ٹھیک ہو جائے گے۔۔۔ زل نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور
 ورشاں۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ لالا کے پاس تھی۔۔۔ اسی
 لیے نہیں آئی۔۔۔ زل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ کاش تب ہم لالا کو بتا دیتے۔۔۔ اج اتنی مشکلات نہ
 ہوتی۔۔۔ پریشے نم آواز میں بولی۔۔۔ یار میں نے کوشش کی تھی۔۔۔ کہ میں غزنوی کو بتا
 سکوں۔۔۔ تمہارے اور زرغام لالا کے نکاح کا۔۔۔ لیکن نہیں بتا سکی۔۔۔ زل پریشے کی نم آنکھوں کو
 صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ شاید میرے نصیب میں یہی تھا۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے
 مسکرائی۔۔۔ پریشے۔۔۔ تمہارا نکاح لالا سے جس طرح بھی ہوا۔۔۔ وہ سب چھوڑ کر تم ان کے دل میں
 اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرو۔۔۔ زل نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ زل۔۔۔ غزنوی کی آواز پہ زل
 پلٹی۔۔۔ غزنوی کی سرخ آنکھیں دیکھتے اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ میرا
 بچہ۔۔۔ غزنوی نے پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھا۔۔۔ اور زل کی کلائی پکڑے کچن سے نکلا۔۔۔ رابیہ
 خان کو دیکھتے زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا اس نے سن لیا۔۔۔ زل کا دل دھڑک رہا
 تھا۔۔۔ غزنوی نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے زل کو اندر دکھایا۔۔۔ اور ڈرائیونگ سیٹ کی
 طرف بڑھا۔۔۔ رابیہ خان کے بیٹھتے ہی غزنوی نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ غازیہ رابیہ خان کی گود
 میں تھی۔۔۔ غزنوی کی سرخ آنکھیں دیکھتے زل خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ زل غزنوی پہ نظریں جمائے
 ہوئی تھی۔۔۔ لیکن غزنوی سپاٹ چہرہ لیے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔

گاڑی کارپیوچ میں اکرو کی۔۔۔ رابیہ خان اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل نے بولنا چاہا۔۔۔ لیکن غزنوی کی سرخ آنکھیں دیکھتے خاموش ہو گئی۔۔۔ زل اندر لاونج میں آئی۔۔۔ جہاں اب سب کی نظریں زل پہ تھی۔۔۔ پوچھے بھابی۔۔۔ اپنا بیٹی سے۔۔۔ اس کو معلوم تھا۔۔۔ ہمارا پریشہ کا نکاح کا۔۔۔ اس نے ہم کو کیوں نہیں بتایا۔۔۔ اگر ہم کو پتہ ہوتا۔۔۔ تو بات اتنا آگے نہ جاتا۔۔۔ رابیہ خان زل کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لاونج میں حبیب اللہ خان احمد فراز خان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ پوچھے۔۔۔ لالا۔۔۔ اب اپنا بیٹی کو۔۔۔ ہمارا بیٹی کا واسطہ تو سب نے بولا۔۔۔ کہ ہمارا بیٹی مر گیا۔۔۔ اب اپنا بیٹی کے لیے کیا کرے گا۔۔۔ رابیہ خان غصے سے بولی۔۔۔ حبیب اللہ خان احمد فراز زل کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ زل سب کی نظروں سے شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ حبیب اللہ خان زل کی طرف بڑھے۔۔۔ اس سے پہلے حبیب اللہ خان کچھ بولتے غزنوی زل کی کلائی پکڑتے اسے اپنے پیچھے کر گیا۔۔۔ زل میری بیوی ہے۔۔۔ کسی کو کوئی حق نہیں۔۔۔ میری بیوی کو سزا دینے کا۔۔۔ اگر بتا دیتی تو کیا کر لیتے۔۔۔ مجھے بھی معلوم تھا۔۔۔ کچھ نہیں کر سکا۔۔۔ حاجی کے سامنے۔۔۔ آپ سب کیا کر لیتے۔۔۔ اسی لیے میری بیوی سے کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ یاد رکھیے گا۔۔۔ زل غزنوی خان پہ صرف غزنوی خان کا حق ہے۔۔۔ غزنوی زل کی بازو پکڑے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ کمرے میں آتے غزنوی نے زل کی کلائی چھوڑی۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف بڑھی۔۔۔ لیکن غزنوی اسے ہاتھ کے اشارے سے روک گیا۔۔۔ خبردار۔۔۔ میرے قریب مت آنا۔۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ غزنوی میں۔۔۔ زل اس کی طرف بڑھی۔۔۔ بغیر تبناد یا سب کی نظروں میں۔۔۔ مجھے بتا دیتی۔۔۔ میں اپنی بہن کے لیے شاید کچھ کر لیتا۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ تمہیں اتنا سا بھی یقین نہیں تھا مجھ

پر۔۔۔ اس نے دوا انگلیوں کے درمیان فاصلہ بناتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ اس نے اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ ختم کیا۔۔۔ اعتبار ہی نہیں تھا۔۔۔ تمہیں مجھ پر اگر اعتبار ہوتا تو تم مجھے بتاتی لیکن

تمہیں مجھ پر اعتبار ہی نہیں تھا۔۔۔ غزنوی پھر سے فاصلے بنا گیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ بتایا کیوں نہیں۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ کیونکہ میں ڈرتی تھی۔۔۔ اسی دن سے

ڈر لگتا تھا۔۔۔ ڈر۔۔۔ اس نے اس کی آنکھوں میں سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔ آج کے دن سے ڈرتی تھی۔۔۔ کہ آپ کو پتہ چلا۔۔۔ مجھ سے خفا ہو گئے۔۔۔ مجھ سے دور چلے گئے۔۔۔ میں کیا کرو گی۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ سر رکھا۔۔۔ غزنوی نے اسے خود سے دور نہیں جھٹکا تھا۔۔۔ لیکن چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔ مجھ سے اس طرح خفا مت ہوں۔۔۔ میں مر جاؤ گی۔۔۔ آپ کی بے رخی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ زل نے غزنوی کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ غزنوی کی سرخ آنکھیں دیکھتے زل رو دی۔۔۔ سوری۔۔۔ زل غزنوی کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے رو رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم ورشاں کو گود میں اٹھائے کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مکہ مار رہی تھی۔۔۔ مجھے آپنی سے ملنے جانا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ جان عالم نے سڑھیاں چڑھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ مجھے آپنی کی یاد آرہی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے بھی تمھاری یاد آرہی تھی۔۔۔ اسی لیے جانے نہیں دیا۔۔۔ جان عالم اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ بہت برے ہے۔۔۔ ورشاں ناراضگی سے بولی۔۔۔ بہت برا ہوں۔۔۔ جان عالم نے کمرے کا دروازہ پاؤں کی ٹھوک سے کھولتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں نے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ جیسا بھی ہوں۔۔۔ تمھارا ہی ہوں۔۔۔ جان عالم دروازہ بند کرتے ہوئے بیڈ کی طرف آیا۔۔۔ ورشاں کو بیڈ کی وسط میں لیٹاتے جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ جان عالم اس کی کلائی پکڑتے اسے بیڈ پہ لیے لیٹا۔۔۔ مائی لٹل وائف کیوں بھاگتی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ چھوڑے مجھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کے ہاتھ بیڈ کراؤن سے لگاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گارھتے ہوئے اس کے ہونٹوں سے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ورشاں نڑوٹھے انداز میں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ کیوں ناراض ہو رہی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اپنی طرف کیا۔۔۔ کیونکہ آپ مجھ سے زبردستی کر رہے ہے۔۔۔ ورشاں نچلے ہونٹ باہر

نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ ابھی تو کوئی زبردستی ہی نہیں کی۔۔۔ جب زبردستی کرنے پہ
 آیا۔۔۔ کچھ سوچے بنا تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناؤ گا۔۔۔ جان عالم ور شاں کی ناک سے اپنی ناک مس
 کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں اس کی اتنی بے باک بات پہ تپ کے انار ہوئی تھی۔۔۔ ور شاں نے
 اپنے ہاتھ چہرہ اتے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ جان عالم ور شاں کو اپنے حصار میں لیتے اس کی
 انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھساتے ہوئے اس کی ناز کی سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ ور شاں تھوڑا سا پیچھے ہوئی
 تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اسے اپنے بالکل قریب کرتے اسے خود کو محسوس کروا کر رہا تھا۔۔۔ جتنا دور جاؤ
 گی۔۔۔ اتنا قریب کرو گا۔۔۔ جان عالم ور شاں کی فراک کے اندر ہاتھ لے جاتے اس کی ہوک کھول
 گیا۔۔۔ جج۔۔۔ جان۔۔۔ خان۔۔۔ ور شاں کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی ان سنی کرتے
 اس کی دھڑکنوں کا پردہ ہٹا گیا۔۔۔ اب ہمارے درمیان صرف اتنا سا فاصلہ ہے۔۔۔ جان عالم ور شاں
 کی فراک کو دو انگلیوں میں پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں گہرے سانس لیتے جان عالم کی طرف دیکھ
 رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ایک بات بولو۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ہم
 بولو۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ہر لڑکی کی طرح میری
 بھی خواہش ہے۔۔۔ کہ میری شادی دھوم دھام سے ہوں۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔۔ جان عالم ور شاں کی انگلیوں میں انگلیاں پھسائے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ جان عالم
 نے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے بھی شادی کرنی ہے۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ہوں تو گئی۔۔۔ شادی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ور شاں کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ایسی

شادی نہیں نا۔۔۔ تب تو میں چھوٹی سی تھی۔۔۔ کیا پتہ آپ نے زبردستی مجھ سے بلوایا ہوں۔۔۔ ورشاں
 نے آنکھیں چھوٹی کی۔۔۔ زبردستی تو کوئی نہیں کی تھی۔۔۔ اپنی مرضی سے تم نے نکاح کیا تھا۔۔۔ دل
 آگیا تھا۔۔۔ مجھ جیسے شاندار مرد پہ۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی ناک پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ نہیں جی۔۔۔ میرا تو نہیں آیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے
 دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ دور کیوں جاتی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے اورپنے درمیان فاصلہ
 ختم کیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ مکہ مارتے ہوئے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ کر لے گے۔۔۔ یار۔۔۔ میں کون سا بھاگ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بالوں پہ
 ہونٹ رکھے۔۔۔ آپ کی عمر نہیں بھاگنے کی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا گریبان پکڑا۔۔۔ جان عالم نے
 مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ میں جیسا بھی ہوں۔۔۔ تمہارا
 ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں جان عالم جو خود سے دور کرتے
 ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ پہلے ہم شادی کرے گے۔۔۔ ورشاں کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تھوڑا سا
 پیار کر لوں۔۔۔ پھر کر لے گے۔۔۔ جان عالم نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ کب۔۔۔ ورشاں نے
 ایبر واچکائی۔۔۔ رات کو۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ کوئی نہیں۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے صوفے پہ
 بیٹھی۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ میں کل داجی کو بولو
 گا۔۔۔ پھر کر لے گے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کیا۔۔۔ انی لیو یو سو میچ۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔۔

تم غرور تھی۔۔۔ فخر تھا۔۔۔ مجھے میری زل پر۔۔۔ میں سوچتا تھا۔۔۔ میری زل مجھ سے محبت کرتی
 ہے۔۔۔ اندھا اعتبار کرتی ہے۔۔۔ میں غلط تھا۔۔۔ غزنوی دیوار پہ ہاتھ کا مکہ بناتے ہوئے مارتے
 دھاڑا۔۔۔ نہیں۔۔۔ غزنوی۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی۔۔۔ میں ڈر گئی تھی۔۔۔ اگر
 آپ مجھ سے دور ہو جاتے۔۔۔ تو میں کیسے رہتی۔۔۔ زل نے روتے ہوئے غزنوی کی طرف
 دیکھا۔۔۔ میری بہن کی زندگی برباد ہو گئی۔۔۔ اور تم یہ سب جانتی تھی۔۔۔ غزنوی نے سرد نظروں
 سے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے پریشے نے بعد میں بتایا۔۔۔ م۔۔۔ میں نے
 رخ۔۔۔ رخصتی سے پہلے آپ کو بتانا چاہا تھا۔۔۔ لیکن آپ نے کہا تھا۔۔۔ میں پریشے کی بات آپ سے نک
 کرو۔۔۔ آپ کی اور لالا کی دوستی خراب نہ ہوں۔۔۔ زل نے اسے یاد کروانا چاہا۔۔۔ تم مجھ سے پڑھائی کا
 بولنے والی تھی۔۔۔ غزنوی نے اسے خود سے دور کیا۔۔۔ اور کیسے بتاتی۔۔۔ آپ پڑھائی کا نہیں سن رہے
 تھے۔۔۔ اور کچھ کیسے سنتے۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھ سے
 ناراض نہ ہوں۔۔۔ آپ مجھ سے خفا ہوئے۔۔۔ میں اب کی بار برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔۔ زل
 روتے ہوئے غزنوی کی گردن کے گرد حصار بنا گئی۔۔۔ غزنوی کا غصے کم ہوا تھا۔۔۔ زل غزنوی کی
 گردن کے گرد حصار بنائے رو رہی تھی۔۔۔ غزنوی کو اپنا غصے جاگ کی طرح بہتا محسوس ہوا
 تھا۔۔۔ غزنوی نے زل کی کمر کے گرد حصار بنائے۔۔۔ زل ہچکیوں سے رونا شروع ہوئی
 تھی۔۔۔ غزنوی اسے گود میں اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسے خود پہ
 لیٹائے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ابھی بھی مجھ سے خفا ہے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف نم
 آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ مجھے برا لگا۔۔۔ کہ میری زل نے مجھ سے کوئی بات چھپائی۔۔۔ غزنوی زل

کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔۔۔ دوبارہ کچھ نہیں چھپاؤ گی۔۔۔ زمل غزنوی کی شرٹ
 مٹھیوں میں جکڑے بولی۔۔۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ غزنوی اسے بیڈ پہ
 کرتے اس پہ جھکتے اس کے ہونٹوں کو گرفت میں لے گیا۔۔۔۔ زمل نے غزنوی کے بالوں میں ہاتھ
 پھیرتے ہوئے اس کے لمس کو برداشت کیا تھا۔۔۔ غزنوی اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے
 اس کی گردن پہ جھکا۔۔۔ غزنوی اس کی ذات میں مکمل توڑ پر گھوم ہوا تھا۔۔۔ غزنوی اس کے بالائی لب
 پہ اپنی دسترس قائم کیے اپنے ہاتھوں کو بے باکی سے اس کے وجود پہ چلانے لگا۔۔۔۔ غزنوی اس کے
 سانسیں انہیل کرتے اس کے چہرہ پہ نظریں جما گیا۔۔۔ غزنوی اس کے چہرہ کے ایک ایک نقش پہ
 ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔۔ زمل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر کرتے غزنوی اس کی فراک کی زپ کھولتے
 اسے کندھوں سے کھسکا گیا۔۔۔۔ غ۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زمل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔۔ اس کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔۔۔ شش۔۔۔ بہت ٹائم بعد تمہارے اتنے قریب آیا
 ہوں۔۔۔۔ یوہی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔۔ غزنوی اس کے کندھوں پہ جھکتے دانت گاڑھ گیا۔۔۔۔ غزنوی
 اس کی گردن سے اس کی دھڑکنوں پہ سیکنڈز میں آیا تھا۔۔۔ زمل نے کوئی مزاحمت نہیں کی
 تھی۔۔۔ غزنوی اس کی سٹرپٹیز میں انگلیاں پھسائے اس کے بیلی بٹن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ زمل کے
 وجود میں ایک سنسنی سے طاری ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی گہرایوں کو ہاتھوں سے چھوتے اس کی
 گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ غزنوی زمل کے وجود سے ہر پردے کو آزاد کرتے اسے گہری نظروں سے
 دیکھنے لگا۔۔۔۔ ویسے تمہارے فیگر سے لگتا نہیں ہے۔۔۔ کہ تم ایک بچی کی ماں ہوں۔۔۔ میری زمل آج
 بھی پہلے کی طرح خوبصورت ہے۔۔۔ غزنوی زمل کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ زل کے عارض سرخ ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی زل کی دھڑکنوں پہ جھکا اپنے ہونٹ کے
 نشانات چھوڑنے لگا۔۔۔ غزنوی اس کی حالت میں زل کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھساتے اسے اپنے
 وجود کا حصہ بناتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔ غزنوی اس کے وجود کی ناز کی کو اپنے ہاتھوں سے
 چھوتے اسے سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔ زل کو سرخ پڑتے دیکھ غزنوی اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے بیڈ
 پہ ہوتے اسے خود پہ گراتے اس پہ اور خود پہ بلینکٹ لیتے اپنے ہاتھوں کی بے باکی سے اسے چھو رہا
 تھا۔۔۔ غ۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل اس کے ہاتھوں کی بے باکی اپنی کمر سے نیچے محسوس کرتے ہوئے
 بولی۔۔۔ غزنوی کی جان قربان۔۔۔ غزنوی اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ غ۔۔۔ غازیہ۔۔۔ زل نے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے
 اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ غازیہ مورے پاس ہے۔۔۔ غزنوی اس کی گردن پہ پھر سے ہونٹ رکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ اسے میری ضرورت ہوگی۔۔۔ زل نظریں جھکائے بولیں۔۔۔ میری
 جان۔۔۔ ہماری بیٹی کون سا فیڈ کرتی ہے۔۔۔ فلحل اس کے بابا کو تمھاری ضرورت ہے۔۔۔ تم مجھ پہ
 دھیان دو۔۔۔ غزنوی اسے بیڈ پہ کرتے اس کے ہونٹوں کو پھر سے اپنے دسترس میں لے گیا۔۔۔

میرا سال اچلا گیا۔۔۔ زرغام جو کہ کمرے میں تھا۔۔۔ کمرے سے نکلتا لاونج میں کسی کو نا دیکھ کر کچن کی
 طرف بڑھا۔۔۔ پریشے کو کھڑا دیکھتے ہوئے زرغام بولا۔۔۔ زرغام کو دیکھتے ملازمہ کچن سے باہر نکل
 گئی۔۔۔ پریشے جو کہ جو س ڈال رہی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھوں سے گلاس زمین پہ گرا تھا۔۔۔ جس کا کانچ
 کچن میں پھیلا تھا۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے

اس کے خود کی طرف آتا محسوس کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑے
 اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ کہاں بھاگ رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی کمر کو مٹھیوں میں بھرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشے اس کی اتنی بے رحمی پہ سسکی تھی۔۔۔ جہاں جاؤ گی۔۔۔ مجھے ہی پاؤ گی۔۔۔ زرغام اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی نیلی آنکھیں جھکا
 گئی۔۔۔ تمھاری آنکھوں سے نفرت ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔ مگر پھر بھی یہ اس قدر دلکش ہے۔۔۔ کہ میں
 تمھاری طرف کھینچا چلا آتا ہوں۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں کو فوکس میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس
 کے حصار میں نظریں جھکائے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا سلیب سے
 ٹیک لگا گیا۔۔۔ پریشے جلد بازی میں پیچھے ہوئی۔۔۔ جس سے اس کا سلیپر ز سے پاؤں باہر نکلا تھا۔۔۔ اور
 پریشے کے پاؤں میں کانچ پیوست ہوا تھا۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے درد کے باعث آنسو بہنے شروع
 ہوئے تھے۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میرے
 قریب مت آنا۔۔۔ پریشے ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن زرغام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسے
 اٹھاتے سلیب پہ بیٹھا گیا۔۔۔ زرغام اس کا سفید پاؤں پکڑے اس پہ نرمی سے انگلی ٹریس کرتے ہوئے
 پریشے کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ م۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ درد ہو رہا ہے۔۔۔ پریشے نے ہچکی لی۔۔۔ زرغام اس
 کے سفید پاؤں کو پیار سے چھوتے ہوئے اس کے پاؤں سے نرمی سے کانچ نکالتے اس کے پاؤں کے زخم پہ
 انگوٹھا رکھ گیا۔۔۔ پریشے نے اپنا پاؤں چھروانے چاہا۔۔۔ لیکن زرغام نرمی سے اس کے پاؤں کے زخم
 پہ انگوٹھے سے دباؤ دیتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشے نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے
 آنکھیں بند کی۔۔۔ اسے اپنے پاؤں میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس کے زخم پہ انگوٹھے کا دباؤ

بڑھا چکا تھا۔۔۔ زرغام اس کی نم آنکھیں دیکھتے پیچھے ہوا۔۔۔ پریشے نیچے اترتے کانچ پر سے بھاگتے اوپر
کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ کتنی بیوقوف لڑکی ہے۔۔۔ زرغام نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

پریشے کے پاؤں سے خون زمین پر بہہ رہا تھا۔۔۔ پریشے بیڈ پہ اوندھ منہ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ خون تیزی
سے بہہ رہا تھا۔۔۔ زرغام کال پہ بات کرتے کمرے میں آیا۔۔۔ جب اس کی نظر پریشے کے پاؤں پہ
پڑی۔۔۔ زرغام نے جبرے بھینچے تھے۔۔۔ کہ وہ اپنا زخم صاف کیے بنا ہی لیٹی ہوئی ہے۔۔۔ زرغام
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ اور کبرڈ سے فرسٹ بوکس نکالتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ زمین پہ
پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے زرغام نے کوٹن سے اس کا پاؤں کا زخم صاف کرتے اس کے سفید پاؤں کو
نرمی سے پکڑتے اس کے زخم پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ پریشے اس کا لمس محسوس کرتے کانپی
تھی۔۔۔ زرغام اس کے پاؤں پہ بینڈیج لگاتے ہوئے اٹھا۔۔۔۔۔ تم سے بہت نفرت ہے۔۔۔ مگر تمہیں
کوئی اور چیز سے زخم دے۔۔۔ درد یہ مجھے برداشت نہیں۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ پریشے اپنا چہرہ تکیے میں چھپائے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ایک بات بتاؤ۔۔۔ ہر وقت رو رو کر تھکتی
نہیں ہوں۔۔۔ زرغام اس کے رونے پہ طنز کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی

تھی۔۔۔۔۔ زرغام کو اس کا جواب نہ دینا چھوٹا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھتے اسے بازو سے پکڑتے بیڈ
کراؤن سے لگا گیا۔۔۔ پریشے کا چہرہ رونا سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا سرخ چہرہ دیکھتے زرغام کے دل کو
کچھ ہوا تھا۔۔۔ اگر تمہارے یہ آنسو ایک سیکنڈ سے پہلے نہ روکے۔۔۔ تو باخدا تمہاری حالت کی پرواہ
کیے بنا۔۔۔ ساری رات تمہیں آنسو بہنے پہ مجبور کرو گا۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں

گاڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اسی لمحے اپنے آنسو روک چکی تھی۔۔۔ وہ اسے اس حالت میں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ زرغام اسے چھوڑتے ٹریس کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ ٹیرس پہ آتے سگریٹ نکالتے اس کے کش لگانے لگا۔۔۔ کیوں مجھے اس کے رونے سے فرق پڑتا ہے۔۔۔ کیوں میں اس کی طرف کھینچا چلا جا رہا ہوں۔۔۔ زرغام نے ریننگ پہ ہاتھ جماتے ہوئے سوچا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کی۔۔۔ لیکن پریشے کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتے ہی زرغام آنکھیں کھول گیا۔۔۔ پریشے۔۔۔ پریشے۔۔۔

پریشے۔۔۔ کیوں ہر جگہ یہی ہے۔۔۔ زرغام نے ریننگ پہ ہاتھ مارا۔۔۔ زرغام موبائل رنگ ہونے کی آواز پہ کمرے میں آیا۔۔۔ پریشے ابھی بھی اسی پوزیشن میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اپنا موبائل پکڑتے پریشے پہ نظریں جمائی۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ زرغام کال کٹ کرتے ہوئے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر بیڈ سے اٹھی۔۔۔ زرغام اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ اس کی کلائی پکڑتے اسے بیڈ پہ بیٹھا گیا۔۔۔ یہاں سے ہلنا مت۔۔۔ اتنے نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہاں تمہارے نخرے اٹھانے کے لیے کوئی نہیں ہے۔۔۔ زرغام اس کی بازو کو سختی سے پکڑے بولا۔۔۔ پریشے اس کی اتنی سختی پہ سسکی تھی۔۔۔ زرغام اس کی بازو چھوڑتے بنا کچھ بولے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ بہت ظالم انسان ہے۔۔۔ بابا۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ پریشے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

پریشہ کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ انکھوں کے سامنے ماضی لہرایا۔۔۔

(ماضی)

پریشہ ابھی کالج سے نکلی تھی۔۔۔ اس کے ساتھ ردا تھی۔۔۔ جو کہ اس کی اریم کے بعد دوست بنی تھی۔۔۔ ردا پردے دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔ اسی لیے پریشہ کو اس سے دوسری کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں لگا۔۔۔ پریشہ اپنی کتابیں ہاتھ میں پکڑے بیگ پہنے ہوئی تھی۔۔۔ پریشہ کی بلیک کلر کی چادر جس سے اس نے چہرہ اور اپنا وجود چھپایا ہوا تھا۔۔۔ پریشہ اس سے باتیں کرتے ہوئے باہر نکل رہی تھی۔۔۔ جب اچانک سے گاڑی ان کے سامنے آکر روکی۔۔۔ دونوں نے روکی تھی۔۔۔ گاڑی کا سیاہ شیشے جیسے ہی نیچے ہوا۔۔۔ پریشہ کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ وہ اپنی جاندار پر سنلٹی لیے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ اور گلاسز اتارتے ہوئے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشہ کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جہاں پریشہ اسے دیکھتے پیچھے ہو رہی تھی۔۔۔ وہی باقی ہر لڑکی کا دل زور سے اس کے لیے دھڑکا تھا۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔ پریشہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اسے کلائی سے کھینچتے پیسجر سیٹ پہ دکھیلے خود ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔ میرے خیال میں میری بات تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔۔ اس نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے سٹرینگ پہ ہاتھ مارا۔۔۔ پریشہ اپنی جگہ پہ اچھالی تھی۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف اپنی بھیگی نیلی آنکھیں سے دیکھا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ سارا دن بھوک پیاسی جب کمرے میں بند رہوں گی۔۔۔ تب تمہیں میری بات کی سمجھ آئی گی۔۔۔ وہ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کرتے ہوئے بولا۔۔۔ آ۔۔۔ اہستہ گاڑی چلاؤ۔۔۔ پریشہ

تھا۔۔۔۔۔ روکو۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ پریشے نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس کی ایک بھی سنے بنا حویلی کی طرف گاڑی کا رخ کیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ اس کی گاڑی کے ٹائر کار پیوچ میں آکر چڑ چرائے۔۔۔۔۔ گاری سے نکلتے اس کی طرف بڑھتے گاڑی کا دروازہ کھولتے نوچ کر بیلٹ اتار کر اس کی کلائی کھینچتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ حویلی میں گہری خاموشی تھی۔۔۔۔۔ شاید حویلی میں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔ پریشے کی سانسیں روکی تھی۔۔۔۔۔ حویلی میں کوئی نہیں تھا۔ مطلب وہ اسے پھر سے سزا دینے کے لیے لایا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اب تو اس نے کچھ کیا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اندر لے جاتے اس نے پریشے کی کلائی اندر لاونچ میں لے جاتے چھوری۔۔۔۔۔ جس سے پریشے صوفے پر گری۔۔۔۔۔ اور خود سامنے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ کہاں جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سگریٹ نکالتے اسے جلایا۔۔۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ میں ح۔۔۔۔۔ حویلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ پریشے لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔۔۔ جھوٹ۔۔۔۔۔ مت بولنا۔۔۔۔۔ مجھ سے ورنہ تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔۔۔ اس نے سگریٹ کا گہرا کش لگاتے ہوئے دھواں چھوڑا۔۔۔۔۔ پریشے اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ بلا وجہ سے یوں اسے جواب دینا۔۔۔۔۔ اپنی انسلٹ کروانا۔۔۔۔۔ اسے رونا آ رہا تھا۔۔۔۔۔ ز۔۔۔۔۔ ز۔۔۔۔۔ زرغام لا۔۔۔۔۔ پریشے ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔۔۔۔ کہ زرغام نے اسے بالوں سے پکڑتے اپنے مقابل کیا۔۔۔۔۔ شوہر ہوں۔۔۔۔۔ تمہارا۔۔۔۔۔ زرغام اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارا۔۔۔۔۔ پریشے کے سر میں درد کی لہر اٹھی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔۔ زرغام اس کا جبرہ دبوچتے ہوئے دھاڑا۔۔۔۔۔ اب بولو۔۔۔۔۔ نکاح کرتے وقت تمہیں

خیال نہیں آیا۔۔۔ اور اب بکو اس کر رہی ہوں۔۔۔ زرغام اس کا جبرہ خطرناک حد تک دبوچتے ہوئے
دھاڑا۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ حویلی جانا ہے۔۔۔ پریشے روتے ہوئے ٹوٹی پھوٹی سانسوں کے
درمیان بولی۔۔۔ کیا کرو گی۔۔۔ جا کر۔۔۔ پھر سے اس لڑکی کے ساتھ جا رہی تھی۔۔۔ کہاں جا رہی
تھی۔۔۔ ریسوٹرینٹ کے بہانے۔۔۔ زرغام اس کے چہرہ کو دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔ م۔۔۔ مم۔۔۔ اس
کے۔۔۔ س۔۔۔ ساتھ۔۔۔ بب۔۔۔ بس۔۔۔ کک۔۔۔ کھانا۔۔۔ کک۔۔۔ کھانے۔۔۔ جج۔۔۔ جا۔۔۔ رہی
تھی۔۔۔ پریشے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اسے جھٹکتے ہوئے اپنے چہرے پہ ہاتھ
پھیرنے لگا۔۔۔ تم اس لڑکی کے ساتھ بھی کھانا کھانے ہی گئی تھی۔۔۔ زرغام اسے گھورتے ہوئے
بولا۔۔۔ ہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ مم۔۔۔ مگر۔۔۔ ی۔۔۔ یہ۔۔۔ ا۔۔۔ ایسی۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہ۔۔۔ ے۔۔۔ پریشے
روتے ہوئے بولی۔۔۔ تم سچ میں بے بیوقوف ہوں۔۔۔ یا پھر میرے سامنے بننے کی کوشش کرتی
ہوں۔۔۔ زرغام اس کی کلائی پکڑتے اپنے قریب کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ س۔۔۔ ب۔۔۔ و۔۔۔ ل۔۔۔ رہی ہوں۔۔۔ پریشے نے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔ تم تو دو دن کے لیے اپنے کالج کے ساتھ ٹرپ پہ جا رہی تھی۔۔۔ زرغام نے یاد آنے
پر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ پریشے کو اب واقع ہی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ سب
جانتا تھا۔۔۔ وہ بے یقین ہو رہی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔ تم کل سے حویلی نہیں گئی۔۔۔ کالج تھی۔۔۔ رات
کہاں تھی۔۔۔ زرغام نے اس کا جبرہ اپنی آہنی گرفت میں

لیا۔۔۔ و۔۔۔ و۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ ر۔۔۔ راد۔۔۔ کے۔۔۔ گھر۔۔۔ تھی۔۔۔ پریشے نے ہچکی لیتے ہوئے
اسے جواب دیا۔۔۔ زرغام نے پیچھے صوفے سے سرٹکایا۔۔۔ اور قہقہہ لگایا۔۔۔ پریشے اس کا قہقہہ لگانے پہ

آنکھیں بند کرتے آنسو بہنے لگی۔۔۔ زرغام اسے کلائی سے پکڑتے اوپر کی جانب بڑھا۔۔۔ اور اسے لے جاتے کمرے میں بیڈ پہ پھینکا۔۔۔ یہاں رہوں گی۔۔۔ نا۔۔۔ بھو کی پیاسی۔۔۔ پھر سمجھو گی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ پر ریشے نے اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑی۔۔۔ میرے قریب مت آیا کرو۔۔۔ زرغام اسے خود سے دور جھٹک گیا۔۔۔ تو جانے

دو۔۔۔ مجھے۔۔۔ پریشے چینختے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اسے بیڈ پہ دھکے دیتے ہوئے اس پہ جھکا۔۔۔ پریشے اسے اب خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ زرغام کی سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس پہ اپنا مکمل وزن ڈال گیا۔۔۔ جس سے پریشے کو سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی۔۔۔ پریشے کے دھڑکنیں زرغام کو اپنے سینے سے مس ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زرغام گہرا سانس لیتے ہوئے اس پر سے اٹھا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلتے دروازہ بند کیا۔۔۔ پریشے بیڈ سے اٹھتے دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ اور زور۔۔۔ زور سے دروازہ بجانے لگی۔۔۔ ک۔۔۔ کھولو۔۔۔ مجھے حویلی جانا ہے۔۔۔ پریشے دروازے پہ ہاتھ مارتے ہوئے چیخ رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کی ان سنی نہیں کرتا ہوا جاچکا تھا۔۔۔ پریشے وہی دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی رونے لگی۔۔۔

مورے کی جان۔۔۔ روشانے نے شاہدر کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور اسے گود میں اٹھائے اوپر کمرے کی طرف آرہی تھی۔۔۔ ریشہ بی۔۔۔ نمل کے آنے سے پہلے اس کا کھانا لگا دے۔۔۔ روشانے سڑھیاں چرتے ہوئے بولی۔۔۔ روشانے کی آواز سنتے پریشے نے پھر سے دروازہ بجانا شروع کیا۔۔۔ پریشے آواز کی سمت بڑھیں۔۔۔ یہاں کون ہے۔۔۔ پریشے نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی

لیکن لو کڈ تھا۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ خان نے لوک کیا ہے۔۔۔ ریشدہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔ جائے جا
 کر اس روم کی دوسری چابی لے کر آئے۔۔۔ روشانے بول کر کمرے میں آئی۔۔۔ اور شاہ در کی پیشانی پہ
 ہونٹ رکھتے اسے کوٹ میں لیٹا کر خود باہر آئی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ خان مجھے پہ غصے کرے
 گے۔۔۔ ریشدہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ یہ کیز مجھے دے۔۔۔ میں خود دیکھ لوں
 گی۔۔۔ آپ جائے۔۔۔ روشانے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ روشانے ہر کسی سے محبت سے بات کرتی
 تھی۔۔۔ شاید اسی لیے وہ سب کو اچھی لگتی تھی۔۔۔ روشانے نے کیز لگاتے دروازہ کھولا۔۔۔ پریشے جو
 دروازے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ روشانے کو دیکھتے اٹھی۔۔۔ روشانے اسے یہاں دیکھتے حیران
 ہوئی تھی۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ روشانے اسے یوں گہرے سانس لیتے دیکھ کر
 بولی۔۔۔ ت۔۔۔ تمہارا۔۔۔ ش۔۔۔ شو۔۔۔ ہر۔۔۔ ز۔۔۔ ز۔۔۔ بردستی لے کر آیا۔۔۔ پریشے گہرے
 سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام تمہیں یہاں کیوں لے کر آئے گے۔۔۔ روشانے اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ریشدہ بی۔۔۔ پانی لے کر آؤ۔۔۔ روشانے پریشے کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے
 بولی۔۔۔ م۔۔۔ مجھے حویلی جانا ہے۔۔۔ پریشے پانی کا گلاس پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام تمہیں
 یہاں لے کر آئے ہے۔۔۔ چھوڑ بھی آئے گے۔۔۔ میں ان کی مرضی کے بنا تمہیں نہیں بھیج
 سکتی۔۔۔ روشانے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم کیسی عورت ہوں۔۔۔ تمہیں سمجھ
 کیوں نہیں آتی۔۔۔ میں تمہارے شوہر کی دوسری بیوی ہوں۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 چلائی۔۔۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔ روشانے پر سکون سے انداز میں بولی۔۔۔ اپنے شوہر کو بولو۔۔۔ مجھے چھوڑ
 دو۔۔۔ پریشے روتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہاری مدد کی ہے۔۔۔ انہوں نے۔۔۔ اور تم مجھے ان کے لیے

بدزان کر رہی ہوں۔۔۔ روشانے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ ہاں کیونکہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔۔۔ وہ تم سے بھی اپنی ضرورت پوری کرے گے۔۔۔ اور مجھ۔۔۔ ابھی پریشے بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔۔۔ خبردار۔۔۔ تم نے زرغام کے لیے ایک بھی لفظ کہا۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ میں تم سے ہمدردی کر رہی تھی۔۔۔ لیکن تم اس قابل نہیں ہوں۔۔۔ روشانے بول کر روکی نہیں تھی۔۔۔ ملازمہ بھی دروازہ لو کد کر چکی تھی۔۔۔

روشانے فریش ہو کر نکلی ہی تھی۔۔۔ کہ زرغام نے اس کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔۔ اور اس کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔ زرغام اس کے بالوں کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔۔۔ جان۔۔۔ تم بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام روشانے کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ روشانے نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے اسے اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے اس پہ جھکا۔۔۔ اس کے ہونٹوں کو گرفت میں لیا۔۔۔ زرغام نرمی سے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے اس کی کمر کے گرد حصار بنائے آنکھیں موند گیا۔۔۔ اپ سے ایک بات پوچھو۔۔۔ روشانے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہم۔۔۔ پوچھو۔۔۔ زرغام آنکھیں موندے بولا۔۔۔ آپ پریشے کو یہاں کیوں لے کر آئے ہے۔۔۔ روشانے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں آپ پر شک نہیں کر رہی۔۔۔ پوچھ رہی ہوں۔۔۔ روشانے نے زرغام کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ صبح چھوڑ آؤ گا۔۔۔ زرغام پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔ لے کر کیوں آئے

تھے۔۔۔ روشنانے نے اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان۔۔۔ میں نہیں چاہتا۔۔۔ جب تم میرے
 نزدیک ہوں۔۔۔ ہم کسی تیسرے کی بات کرے۔۔۔ زرغام نے روشنانے کے ہونٹوں پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ روشنانے مسکراتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔۔ زرغام اس کے گرد حصار بنائے سوچوں میں
 گھوم تھا۔۔۔ رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔ زرغام روشنانے کو بیڈ پہ کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اور
 پریشے کے کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں پریشے بیڈ پہ اوندھ منہ گری سو رہی تھی۔۔۔ زرغام پریشے پہ ایک
 نظر ڈالتے دروازہ لو کڈ کرتے ہوئے واپس کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں روشنانے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان اٹھ گئی۔۔۔ زرغام روشنانے کی طرف بڑھتے اسے خود پہ کر گیا۔۔۔ اپ مجھے
 خود سے دور کر گئے تھے۔۔۔ تو جاگتی بھی نہیں۔۔۔ روشنانے نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے
 کہا۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ جان بس ایک سال۔۔۔ پھر جلدی سے اپنی ایک اور شہزادی کا پلان بنائے
 گے۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے روشنانے کے بالوں میں ہاتھ الجھائے۔۔۔ آپ کو نہیں
 لگتا۔۔۔ کہ نمل کا ایک ہی بھائی کافی ہے۔۔۔ روشنانے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایک اور شہزادی ہونی چاہیے۔۔۔ زرغام پریشے کی زپ کھسکاتے ہوئے اس کے
 کندھے پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ م۔۔۔ روشنانے نے اسے روکنا چاہا۔۔۔ میری
 جان۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ کہ میں ابھی اپنی جان کو یہاں نہیں چھو سکتا۔۔۔ زرغام نرمی سے روشنانے
 کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زرغامِ روشانی کو اپنے حصار میں لیے سو رہا تھا۔۔۔ شاہِ در کی رونے کی آواز پہ زرغام نے آنکھیں کھولتے ہوئے روشانی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو سو رہی تھی۔۔۔ زرغام نرمی سے اس کا سر تکیہ پہ رکھتے ہوئے بید سے اٹھا۔۔۔ اور شاہِ در کو اٹھاتے ہوئے اس کے رخسار پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ میرا شیر کیوں رو رہا ہے۔۔۔ زرغام نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ تو شاہِ در خاموشی سے اب اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو منہ میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ سکون سے سونے بھی نہیں دیتے۔۔۔ میرے شیر کی ماما سو رہی ہے۔۔۔ لیکن بابا جاگ رہے ہیں۔۔۔ بابا اپنے شیر کے ساتھ کھیلے گئے۔۔۔ زرغام اس لیے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔ اور اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کھیلنے لگا۔۔۔ زرغام نے سائیڈ سے چھوٹا سا ٹیڈی بیر پکڑتے ہوئے اس کے چہرے پہ لگایا۔۔۔ تو شاہِ در کھلکھلا کر مسکرایا۔۔۔ شاہِ در کچھ دیر کھیلنے کے بعد پھر سے رونا شروع ہوا۔۔۔ شاہِ در زرغام کا ہاتھ بار بار منہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ شش۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ میں اپنے شیر کو دودھ بنا کر دیتا ہوں۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھایا۔۔۔ اور اس کے لیے فیڈر بنانے کے لیے پکڑا۔۔۔ لیکن شاہِ در گلا پھاڑ کر رونا شروع ہوا تھا۔۔۔ جس سے روشانی نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ شاہِ در کیوں رو رہا ہے۔۔۔ روشانی نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ نہیں جان۔۔۔ تم سو جاؤ۔۔۔ میں اسے فیڈ کروادو گا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ روشانی کھلکھلا کر مسکرائی۔۔۔ اور اپنی فراک زیب تن کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھتے زرغام کی طرف بڑھی۔۔۔ اپ کیسے فیڈ کروائے گے۔۔۔ روشانی نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ میں اسے یہ نائٹروجن والا پلاؤ گا۔۔۔ زرغام نے روشانی کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ روشانی نے مسکراتے ہوئے شاہِ در

کو لیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ابھی میرا شاہ چھوٹا ہے۔۔۔ روشا نے بول کر شاہ در کو لیے بیڈ پر آ کر
 بیٹھی۔۔۔ زرغام بھی اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔۔۔ اپ مجھے ایسے گہری نظروں سے دیکھے گے۔۔۔ تو
 میں شاہ کو فیڈ نہیں کروا سکوں گی۔۔۔ روشا نے زرغام کو خود کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے پا کر
 بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ یہ میری وجہ سے ہی آیا ہے۔۔۔ اس لیے میرے شیر کو زیادہ انتظار مت
 کراؤ۔۔۔ زرغام شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ روشا نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ اور پھر اپنی فراک کے اگلے بٹن کھولتے ہوئے شاہ در کو فیڈ کروانے لگی۔۔۔ زرغام روشا نے کو
 گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان۔۔۔ ویسے کافی ٹائم ہو گیا۔۔۔ میں نے اپنی جان کو یہاں کس نہیں
 کیا۔۔۔ زرغام اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ روشا نے زرغام کی طرف
 دیکھا۔۔۔ مذاق کر رہا ہوں۔۔۔ جان۔۔۔ میں اپنی جان کی مرضی کے بنا اسے کیسے چھو سکتا
 ہوں۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور روشا نے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام روشا نے
 کو بیڈ کراؤن سے لگائے اس کے ہونٹوں پہ اپنی شدت دیکھاتے اس کے بالائی لب دانت گاڑھ
 گیا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ روشا نے زرغام کے ہاتھ کی بے باکی محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام
 نرمی سے اس کی فراک کی زپ کھولتے ہوئے اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔ روشا نے کی
 فراک آگے کندھوں پہ ڈھلکی تھی۔۔۔ شاہ در کو سوتا محسوس کرتے زرغام نے اس سے شاہ در کو
 لیا۔۔۔ اور کوٹ میں لیٹا کر واپس اس کی طرف آیا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام نہیں۔۔۔ روشا نے پیچھے
 ہوئی۔۔۔ جان۔۔۔ نرمی سے چھوؤں گا۔۔۔ اگر سختی سے کہیں میرے ہاتھ چھو گئے۔۔۔ تو دوبارہ
 جب تک چاہوں گی۔۔۔ تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے

کپڑے ریمو کرتے ہوئے اس کی گہرائوں کو نرمی سے اپنے ہاتھوں سے چھوتے روشانے کے پیٹ پہ
ہونٹ رکھتے اس کی گردن پہ جھکا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ بے باکی سے اس کے وجود پہ رینگ رہا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 84 پارٹ 2

روشانے زرغام کے حصار میں سو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور اس کی
طرف دیکھا۔۔۔ روشانے ہمیشہ کی طرح اس کا لمس محسوس کرتے آنکھیں کھول چکی تھی۔۔۔ انی لویو
سو میچ جان۔۔۔ زرغام نے روشانے کے رخسار پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ انی لویو ٹو۔۔۔ روشانے مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔ آپ جارہے ہیں۔۔۔ روشانے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ افس جاننا ہے۔۔۔ ضروری
میٹنگ ہے۔۔۔ زرغام اس کا ہاتھ چومتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ روشانے مسکراتے ہوئے آنکھیں موند
گئی۔۔۔ روشانے ہمیشہ اس کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے جگاتی تھی۔۔۔ اور یہ اس کے لیے دنیا کا
سب سے خوبصورت احساس تھا۔۔۔ روشانے ابھی بھی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام فریش ہو کر
آیا۔۔۔ اور اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔۔۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔ زرغام نے آگے بڑھتے
دروازہ کھولا۔۔۔ خان۔۔۔ وہ پریشہ بی بی ناشتہ نہیں کر رہی۔۔۔ ریشدہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ زرغام
نے گہرا سانس کیا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ روشانے جو شاید سونے والی تھی۔۔۔ سونے جا رہا
ترک کرتے فریش ہونے کے لیے چلے گئی۔۔۔ روشانے فریش ہو کر کمرے سے نکلتی لاونج میں

آئی۔۔۔ مورے۔۔۔ اپ یہاں کیوں بیٹھی ہے۔۔۔ بابا کہاں ہے۔۔۔ نمل جو سکول جارہی
 تھی۔۔۔ روشانے کو لاونج میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کچھ نہیں میری جان۔۔۔ ویسے ہی بیٹھی ہوئی
 ہوں۔۔۔ ناشتہ کیا۔۔۔ روشانے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جی مورے کر لیا۔۔۔ نمل
 مسکرائی۔۔۔ سوری۔۔۔ بیٹا۔۔۔ اج لیٹ ہو گئی۔۔۔ روشانے نے اس کا ہاتھ چومتے ہوئے
 کہا۔۔۔ مورے۔۔۔ اپ کو بھی ریسٹ کر ضرورت ہے۔۔۔ میں نے ناشتہ کر لیا ہے۔۔۔ نمل
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تو روشانے بھی مسکرا دی۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔۔ لیٹ ہو جائے گی۔۔۔ نمل
 روشانے کے عارض پہ ہونٹ رکھتے باہر نکل گئی۔۔۔ روشانے لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے تقریباً
 ایک گھنٹا ہونے والا تھا۔۔۔ لیکن زرغام پریشے کے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔ روشانے کو بے
 چینی ہوئی تھی۔۔۔ جو بھی تھا۔۔۔ پریشے زرغام کی بیوی تھی۔۔۔ چاہے مجبوری میں ہی سہی۔۔۔ لیکن
 تھی۔۔۔ اور زرغام کا صرف نام اسے دینا ٹھیک تھا۔۔۔ اسے وقت دینا۔۔۔ روشانے کو بالکل منظور نہیں
 تھا۔۔۔ روشانے صوفے سے اٹھتے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔ اور پریشے والے کمرے کا دروازہ
 کھولا۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ زرغام پریشے پہ جھکا ہوا
 تھا۔۔۔ روشانے کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو عارض پہ بہنے شروع ہوئے
 تھے۔۔۔ اسے لگا تھا۔۔۔ شاید اسے اگلا سانس نہیں آئے گا۔۔۔ روشانے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے مرے
 مرے قدموں سے نیچے آکر بیٹھی۔۔۔ روشانے صوفے سے سرٹکائے آنکھیں موند گئی۔۔۔ زرغام جو
 کہ شاید پریشے کو ناشتہ کروا چکا تھا۔۔۔ روشانے کو یوں صوفے پہ بیٹھا دیکھ ایک پل کے لیے
 روکا۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کا

عارضہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ روشا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔
 زرغام مسکرایا۔۔۔ اور اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ او۔۔۔ ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ زرغام روشا نے کو لیے
 ڈائننگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ اور چیر پہ اسے بٹھاتے ہیں اس کے لیے ناشتہ پلیٹ میں ڈالا۔۔۔ اور خود
 اسے بانٹ بنا کر کھلانے لگا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں زرغام خود اور اسے بھی کھانا کھلا چکا تھا۔۔۔ میں چلتا
 ہوں۔۔۔ شام میں جلدی اجاؤں گا۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ زرغام روشا نے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ روشا نے مسکرا دی۔۔۔ زرغام نکل گیا۔۔۔ لیکن روشا نے سوچو میں گم ہو گئی۔۔۔
 زرغام پریشہ پہ کیوں جھکا ہوا تھا۔۔۔ وہ حیران تھی۔۔۔ کہ زرغام اس کے علاوہ کسی اور کا سوچ سکتا
 تھا۔۔۔ نہیں ہو سکتا ہے میرا وہم ہو گا۔۔۔ روشا نے دل میں سوچا پھر اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔

زرغام کافی دیر سے حویلی لوٹا۔۔۔ زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ تو کمرے میں ہلکی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی
 تھی۔۔۔ اور روشا نے سو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔۔
 اور پریشہ کے کمرے میں آیا۔۔۔ پریشہ بیڈ کران سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔۔ مجھے واپس جانے
 دو۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ پریشہ نے زرغام کے اگے ہاتھ
 جوڑے۔۔۔ لیکن زرغام کو اس کے ہاتھوں کی کہاں پروا تھی۔۔۔ بکو اس بند کرو۔۔۔ اپنی۔۔۔ زرغام
 پریشہ کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا بگڑا ہے۔۔۔ میں نے تمہارا۔۔۔ کیوں تم مجھے یہاں قید کر کے
 رکھنا چاہتے ہوں۔۔۔ پریشہ روتے روتے ہوئے بولی۔۔۔ جس دن تمہیں یہاں قید کیا۔۔۔ اس دن
 سانس تک نہیں لے سکو گی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ پریشہ اچھلتے ہوئے بیڈ

کراؤن میں سمائی۔۔۔ زرغام سامنے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ ایک سیکنڈ سے پہلے سو جاؤ۔۔۔ ورنہ میں تمہاری حالت بگاڑ دوں گا۔۔۔ زرغام نے اسے دھمکی امیز لہجے میں کہا۔۔۔ پریشے اس کی دھمکی سنتے ہوئے اسی لمحے چہرے تک کمرے کے کھیل تانے انکھیں موند گئی۔۔۔ زرغام صوفے سے ٹیک لگائے سیگریٹ کا کش لگانے لگا۔۔۔۔۔ رات یوں ہی گزری تھی۔۔۔ زرغام کمرے سے نکلتے اپنے کمرے میں آیا۔۔۔ گھڑی ساتھ بجا رہی تھی۔۔۔ یقیناً روشانیے جاگ گئی ہوں گی۔۔۔ زرغام سوچتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ مگر جب کمرے میں آیا۔۔۔ تو روشانیے سو رہی تھی۔۔۔ زرغام فریش ہو کر روشانیے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔۔۔ روشانیے نے اسی لمحے انکھیں کھولیں۔۔۔ اپ ابھی ائے ہیں۔۔۔ روشانیے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن زرغام کچھ نہیں بولا۔۔۔ فریش ہو جاؤ۔۔۔ زرغام اسے سہارا دیتے ہوئے اپنے مقابل کر گیا۔۔۔ روشانیے کچھ بولے بنا فریش ہونے چلی گئی۔۔۔ روشانیے فریش ہو کر آئی۔۔۔ اور زرغام کے ساتھ ناشتہ کرنے کے لیے ڈانگ روم میں آئی۔۔۔ زرغام ناشتہ کرنے کے بعد افس چلا گیا۔۔۔ اور روشانیے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ روشانیے کچھ دیر نیچے بیٹھی لاؤنج میں ملازمہ سے باتیں کرتی رہی۔۔۔ پھر اٹھ کر اپنے کمرے کے لیے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔ کمرے کے دروازے پہ ہاتھ رکھتے ہی پریشے نے اس کی بازو پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ روشانیے غصے سے بولی

۔۔۔ بد تمیزی نہیں ہے۔۔۔ اپنی شوہر سے بولو۔۔۔ مجھے طلاق دے۔۔۔ مجھے نہیں رہنا۔۔۔ اس کے ساتھ کیوں میرے ساتھ زبردستی کر رہا ہے۔۔۔ کیوں مجھے اپنے نام کے ساتھ جوڑے رکھنا چاہتا ہے۔۔۔ پریشے روشانیے کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ایک تو انہوں نے تم پر احسان کیا۔۔۔ اور

دوسرا تم بد تمیزی کر رہی۔ ہوں۔۔۔ روشنانے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ احسان نہیں کیا۔۔۔

میری مجبوری کا اس نے فائدہ اٹھایا۔۔۔ روشنانے چہینتے ہوئے بولی۔۔۔ اواز نیچے رکھو۔۔۔ پریشے

زر غام کی حویلی میں ہر کوئی عزت کرتا ہے۔۔۔ اور میں نہیں چاہوں گی۔۔۔ تمہاری وجہ سے ان کی

عزت میں کمی ائے۔۔۔ روشنانے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ روشنانے صرف اسی وجہ سے تو

خاموش تھی۔۔ تو بولوا سے۔۔۔ مجھے چھوڑ دے۔۔۔ پریشہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

چلائی۔۔۔ چھوڑ دیں گے۔۔۔ میں نہیں جانتی کہ انہوں نے ابھی تک تمہیں کیوں اپنے نام سے منسوخ

کیا۔۔۔ ہوا ہے۔۔۔ لیکن مجھے یہ معلوم ہے۔۔۔ بلا وجہ وہ تمہیں یہاں نہیں لے کر

اے۔۔۔ روشا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے بولی۔۔۔ کتنی معصوم ہوتی۔۔۔ پریشی اس

کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ روشنانے نے انکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

روشانے کو اس کے بات بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ تمہارا شوہر جس یہ تمہیں اتنا ناز ہے۔۔۔ تمہیں

معلوم ہی نہیں وہ مجھے یہاں لے کر کیوں آیا ہے۔۔۔ وہ مجھ سے صرف اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے

مجھے یہاں لایا ہے۔۔۔ پریشہ اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ۔۔۔ روشا نے غصے سے

بولی۔۔۔ اگر تم نے زرغام کے لیے ایک بھی لفظ نکالا۔۔۔ تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔ روشنانے

غصے سے بولی۔۔۔ روشنانے کو اس کی بات سے بے حد غصے آیا تھا۔۔۔ کیا کر لو گی۔۔۔ میری جان لو

گی۔۔۔اپنے شوہر کی جان لو۔۔۔جس سے میری جان کو تو سکون ہوں۔۔۔پریشے اپنے آنسو صاف

کرتے ہوئے بولی۔۔ یہ واقعی ہی پاگل ہے۔۔۔ روشنانے نے اس طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ میں

دعا کرتی ہوں کہ وہ مر جائے۔۔۔ میری زندگی میں سکون پہنچے۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

چلائی۔۔۔ اسی لمحے روشنانے نے پھر سے اس کے چہرے پر تھپڑ جڑا تھا۔۔۔ تم بکو اس بند نہیں کرتی۔۔۔
 تمہیں کتنی دفعہ بولا ہے۔۔۔ مجبوری کے تحت تمہیں یاد لے کر ائے ہیں۔۔۔ اور میں ان سے ابھی
 بولوں گی وہ تمہیں ابھی ازاد کر دیے۔۔۔ روشنانے سانس لے کر بولی تھی۔۔۔ کیوں بولو گی۔۔۔ تم
 بولو۔۔۔ پریشے نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کیا۔۔۔ کیا مطلب کہ میں کیوں بولو
 گی۔۔۔ ابھی تو تم بول رہی تھی۔۔۔ کہ تمہیں ڈیورس چاہیے۔۔۔ روشنانے نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ہاں بول رہی تھی۔۔۔ لیکن مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ پریشے ہاتھ باندھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم
 پاگل ہو۔۔۔ روشنانے۔۔۔ بول کر واپس کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اگر وہ
 تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تو میرا بھی شوہر ہے۔۔۔ میرا بھی اس پر حق ہے۔۔۔ پریشے روشنانے کے سامنے
 آتے ہوئے بولی۔۔۔ روشنانے نے گہرا سانس لیا۔۔۔ دیکھو۔۔۔ پریشے۔۔۔ تم مجھ سے مت
 الجھو۔۔۔ پلیز۔۔۔ روشنانے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تو میرا نہیں
 ہے کیا۔۔۔ نکاح میں ہوں۔۔۔ پریشے چینخی۔۔۔ تو رہوں۔۔۔ مجھے فرق نہیں
 پڑتا۔۔۔ پریشے۔۔۔ میرے لیے یہ کافی ہے۔۔۔ کہ زرغام میرے علاوہ کسی کا نہیں سوچ
 سکتے۔۔۔ روشنانے نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشے نے نظریں گھومائی۔۔۔ رات وہ میرے ساتھ
 تھا۔۔۔ پوری رات۔۔۔ تم جانتی ہوں کیا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ روشنانے ایک پل کے لیے حیران ہوئی تھی۔۔۔ وہ واقع ہی نہیں جانتی تھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی
 پل اپنی حیران پہ قابو کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے ان پہ اعتبار ہے۔۔۔ رات
 رہے۔۔۔ یا پھر سال۔۔۔ زرغام صرف میرے ہے۔۔۔ روشنانے مسکراتی ہوئی آنکھوں سے

بولی۔۔۔ اسے واقع ہی ناز تھا۔۔۔ کہ زرغام صرف اس کا ہے۔۔۔ لیکن ناجانے کیوں روشانے کی باتیں پریشے کو چھنے لگی تھی۔۔۔ بالکل ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔ رات رہے۔۔۔ یا سال۔۔۔ شوہر تو میرا بھی ہے۔۔۔ کسی کو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ پریشے کسی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ روشانے نے کندھے اچکائے۔۔۔ روشانے کو اتنا پرسکون دیکھ کر پریشے اندر تک سلگی تھی۔۔۔ پریشے چاہتی تھی۔۔۔ کہ پریشے روشانے کو زرغام کے خلاف کرے۔۔۔ تاکہ روشانے زرغام کو پریشے کو طلاق دینے کے لیے مجبور کر دے۔۔۔ رات زرغام میرے پاس تھا۔۔۔ وہ اور میں۔۔۔ پریشے اس سے آگے کچھ بولتی اس سے پہلے ہی روشانے بولی۔۔۔ دوبارہ مجھ سے اس قسم کی کوئی بات مت کرنا۔۔۔ روشانے بول کر روکی نہیں تھی۔۔۔

روشانے کمرے میں آ کر بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ روشانے نے کوٹ میں سوئے شاہدر کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اپنے منہ میں انگوٹھا لیے سو رہا تھا۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ روشانے بول کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔ (اگر وہ تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تو میرا بھی شوہر ہے۔۔۔ میرا بھی اس پر حق ہے۔۔۔ کیوں تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تو میرا نہیں ہے کیا۔۔۔ نکاح میں ہوں۔۔۔ رات وہ میرے ساتھ تھا۔۔۔ پوری رات۔۔۔ تم جانتی ہوں کیا۔۔۔ بالکل ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔ رات رہے۔۔۔ یا سال۔۔۔ شوہر تو میرا بھی ہے۔۔۔ کسی کو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ رات زرغام میرے پاس تھا۔۔۔ وہ اور میں۔۔۔) نہیں۔۔۔ روشانے نے چینختے ہوئے آنکھیں

کھولیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ زرغام۔۔۔ اس کے قریب نہیں جاسکتے۔۔۔ روشانے گہرا سانس لیتے ہوئے

بولی۔۔۔ اسے سانس کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ پریشے کی باتیں اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔ چپ
 کر جاؤ۔۔۔ روشانے کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے چینیخی۔۔۔ روشانے گہرا سانس لے رہی
 تھی۔۔۔ اچانک ہی روشانے کو اپنی آنکھیں بند ہوتے محسوس ہوئی
 تھی۔۔۔ ز۔۔۔ زرغا۔۔۔ م۔۔۔ روشانے گلے جکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن وہ یہاں ہوتا۔۔۔ تو اس کی
 سنتا۔۔۔ شاہ در بھی روناشروع ہوا تھا۔۔۔ روشانے نے اپنا گلے جکڑتے اٹھنے کی کوشش کی
 تھی۔۔۔ لیکن پھر سے بیڈ پہ گری تھی۔۔۔ روشانے نے ہاتھ شاہ در کے کوٹ کے لیے بڑھایا۔۔۔ لیکن
 وہ اس تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔۔۔ روشانے نے ہاتھ تھوڑا سا اگے کیا۔۔۔ لیکن ہاتھ بھی بے جان ہوتا بیڈ
 پہ گرا تھا۔۔۔ روشانے کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ گرا تھا۔۔۔ وہ بے بس تھی۔۔۔ اپنے
 روتے ہوئے بچے کو بھی چپ نہیں کروا سکی۔۔۔ کتنی بے بس ماں تھی۔۔۔ روشانے نے آنکھیں بند
 کرتے ہوئے کھولیں۔۔۔ یا اللہ مجھے اتنا بے بس نہ کر اپنے پیٹا تک پہنچ سکوں۔۔۔ اس کی آنکھوں سے
 آنسو عارض پہ بہے تھے۔۔۔ روشانے ہمت بناتے اٹھی تھی۔۔۔ لیکن ایک قدم چلتے ہی وہ پھر سے زمین
 پہ گری۔۔۔ اور اس کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در کے رونے کی آواز پہ روشانے آنکھیں بھی موند
 نہیں سکی تھی۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کو ایک دفعہ سینے سے لگا کر اسے چپ کروانا چاہتی تھی۔۔۔ اپنے زرغام
 کو خود سے لگانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ ماں تھی۔۔۔ شاہ در کو سینے سے
 لگانے کے لیے ترس رہی تھی۔۔۔ اس کی موت موت سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔۔۔ آنکھیں بند ہو رہی
 تھی۔۔۔ دل پھٹنے کو تھا۔۔۔

زرغام ابھی آفس سے آیا تھا۔۔۔ اپنی آستینوں کو فولڈ کرتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور
کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں۔۔۔ روشانی۔۔۔ زرغام چلایا۔۔۔

پریشے کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔ کچھ بھی کر لوں۔۔۔ وہ میری بات سننے کو تیار ہی نہیں۔۔۔ پریشے
ناخن چباتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔ پریشے جو ابھی سوچ رہی تھی۔۔۔ زرغام کے چلانے کی آواز پہ
پریشے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ روشانی کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔۔ پریشے اندر کی طرف
بڑھی۔۔۔ روشانی بیڈ پہ اوندھ منہ گری ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے آگے بڑھتے اسے سیدھا کرتے اس کا
چہرہ تھپتھپایا۔۔۔ لیکن وہ اپنے ہوش و حواس کھو چکی تھی۔۔۔ شاہ در زرغام کی آواز سننے پھر سے رونا
شروع ہوا تھا۔۔۔ لیکن زرغام کو اس کی پرواہ کہاں تھی۔۔۔ روشانی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ زرغام اس کا چہرہ
تھپتھپاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ ریشہ۔۔۔ کریم بخش سے بولو۔۔۔ جلدی سے گاڑی نکالے۔۔۔ زرغام
روشانی کو گود میں اٹھاتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ وہ اس قدر تیزی میں تھا۔۔۔ کہ پریشے کو بھی نہ دیکھ
سکا۔۔۔ زرغام تیزی سے کمرے سے نکلتے سیڑھیاں اترتے روشانی کو لیے ہسپتال کے لیے روانہ
ہوا۔۔۔

زرغام کی گاڑی ہسپتال کے باہر آ کر روکی۔۔۔ زرغام اسے لیے جلدی سے اندر کی طرف
بڑھا۔۔۔ روشانی کو آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔۔۔ زرغام باہر چکر لگا رہا تھا۔۔۔ زرغام کا چہرہ پریشانی
سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ وہ یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر نے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ تقریباً

اسے گھنٹہ ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن کوئی خبر نہیں ملی تھی۔۔۔ نرس کو باہر نکلتے دیکھ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اپ زرغام ہے۔۔۔ نرس نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پشینٹ آپ کا نام لے رہی ہے۔۔۔ نرس بول کر زرغام کو لیے اندر آئی۔۔۔ جہاں روشانے کو آکسیجن ماسک لگایا ہوا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں گہری چل رہی تھی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے پریشے نے گہرا سانس لیا۔۔۔ پریشے کی باتیں ایک بار پھر سے یاد آئی تھی۔۔۔ "پوری رات۔۔۔ تم جانتی ہوں کیا۔۔۔ بالکل ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔ رات رہے۔۔۔ یا سال۔۔۔ شوہر تو میرا بھی ہے۔۔۔" اب روشانے کی سانسیں اور بھی تیزی سے چلنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر درمیان آچکی تھی۔۔۔ زرغام اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ روشانے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ روشانے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ پوری رات تھا۔۔۔ اس نے سوچتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔ کیا وہ پریشے کا ہو گیا تھا۔۔۔ اس سے آگے تک وہ سوچ نہیں سکی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کی سانسیں تھم چکی تھی۔۔۔ ڈاکٹر نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہوئے تھے۔۔۔ سوری۔۔۔ ڈاکٹر بول کر باہر نکلی۔۔۔ زرغام نے روشانے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بے یقینی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ روشانے۔۔۔ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔۔ تم نے مجھ سے وعدے کیے تھے۔۔۔ ہم ساتھ جیے گئے۔۔۔ ساتھ مرے گے۔۔۔ روشانے۔۔۔ اٹھو۔۔۔ زرغام اس کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔۔۔ زرغام نے روشانے کے چہرہ کے قریب اپنا چہرہ کیا۔۔۔ روشانے۔۔۔ زرغام چینخا تھا۔۔۔ اس نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ روشانے کی پلکوں پہ آنسو ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔ جسے زرغام

نے اپنی انگلی کو پوروں سے چنا۔۔۔ روشانے۔۔۔ دیکھو۔۔۔ میں تمہارے بنا نہیں رہ
سکتا۔۔۔ روشانے۔۔۔ زرغام روشانے کا ہاتھ آنکھوں سے لگائے ہوئے تھا۔۔۔

پریشے نے آگے بڑھتے شاہ در کو کوٹ سے نکالتے ہوئے اسے خود سے لگایا۔۔۔ وہ مسلسل رو رہا
تھا۔۔۔ پریشے نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ کیوں رو رہا۔۔۔ میرا پیارا بے بی۔۔۔ پریشے اسے
خود سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ در پریشے کے دوپٹہ کو گھیلا کر رہا تھا۔۔۔ اسے بھوک لگی ہوئی
ہے۔۔۔ ملازمہ پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کا دودھ لے کر آؤ۔۔۔ پریشے شاہ در کو کندھے
سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ روشانے بھابی اس کا فیڈر نہیں دیتا۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے
بولی۔۔۔ اب پریشے کو روشانے کا خیال آیا تھا۔۔۔ اگر روشانے کو کچھ ہوا۔۔۔ تو کیا ہوگا۔۔۔ پریشے
پریشان ہوئی تھی۔۔۔ پریشے ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی۔۔۔ کہ نمل کے چینیخے کی آواز آئی تھی۔۔۔ شاہ
در کو کوٹ میں لیٹاتے ہوئے پریشے جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ اور نیچے کی طرف
بڑھی۔۔۔ چاچی۔۔۔ م۔۔۔ مورے۔۔۔ نمل پریشے کو دیکھتے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔ اور پھوٹ
پھوٹ کر رودی۔۔۔ کیا ہوا روشانے کو۔۔۔ پریشے نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ چاچی۔۔۔ مورے ہمیں
چھوڑ کر چلے گئی۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔ پریشے سے نمل کے
پیچھے ہوتے ہی پریشے پیچھے ہوتے پلر سے لگی۔۔۔ ر۔۔۔ ر۔۔۔ روشانے۔۔۔ کک۔۔۔ کو کیا
ہوا۔۔۔ پریشے نے لڑکھڑاتی زبان سے ریشدہ کی طرف دیکھا۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ اپ سے جھگڑا کرنے کے
بعد ہم کمرے میں نہیں گئے۔۔۔ خان ہی گئے تھے۔۔۔ اور روشانے بھابی کو اس حالت میں پایا۔۔۔ اس

نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔۔۔ پریشے تو صرف طلاق چاہتی تھی۔۔۔ لیکن روشنانے تو اپنی زندگی سے ہاتھ
دھو بیٹھی تھی۔۔۔

پریشے شاہ در کو خود سے لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ روشنانے اس کی وجہ سے اپنی جان کھو چکی تھی۔۔۔ وہ
یہ بات بھول نہیں پار ہی تھی۔۔۔ اور شاہ در کو روتا دیکھ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ تقریباً
پانچ چھ گھنٹے سے ایسے ہی اسے لیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور شاہ در اب سویا تھا۔۔۔ پریشے اسے یوں ہی خود
سے لگائے اٹھی۔۔۔ اور اسے کوٹ میں لٹایا۔۔۔ ابھی پریشے مری ہی تھی۔۔۔ کہ زرغام کو دیکھتے اس کی
ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔ زرغام کی آنکھیں وحشت سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ پریشے
کا دل زور و شور سے دھڑکا تھا۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ پریشے
پیچھے کو ہوتی دیوار سے لگی تھی۔۔۔ تمھاری وجہ سے میری روشنانے مجھ سے دور ہوئی۔۔۔ زرغام اس
کے اطراف میں ہاتھ مارتے ہوئے

دھاڑا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ ص۔۔۔ صرف۔۔۔ ت۔۔۔ م۔۔۔ س۔۔۔ ے۔۔۔ طلاق
۔۔۔ لینے کے لیے اسے یہ سب بول رہی تھی۔۔۔ پریشے ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کا جبرہ
دبوچتے ہوئے اس کی نیلی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ تمھاری وجہ سے میری روشنانے مجھ سے دور
ہوئی۔۔۔ اب تمھیں اس قدر اذیت دو گا۔۔۔ تمھاری روح تک کانپ جائے گی۔۔۔ زرغام اسے سرد
نظروں سے دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ ص۔۔۔ صرف۔۔۔ پریشے نے
بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس کی کلائی پکڑے کمرے سے نکلتا اسے اندھیر کمرے میں بند

کرچکا تھا۔۔۔ نن۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نکالو۔۔۔ وہ چیخ رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام جاچکا

تھا۔۔۔

(حال)

زرغام نے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ جس کی دھاڑ سے پریشہ ماضی کے خیالوں سے نکلی۔۔۔ زرغام کا چہرہ
تھکا تھا۔۔۔ زرغام اس پہ کوئی نظر ڈالے بنا بیڈ پہ آکر لیٹا۔۔۔ پریشہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں بیٹھی
ہوئی تھی۔۔۔ مگر اب اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر
ایبر و آچکائی۔۔۔ پریشہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔ اور نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔ زرغام نے موبائل
نکالتے اسے ان لوک کیا۔۔۔ پریشہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ زرغام کسی کو میل سینڈ کر رہا
تھا۔۔۔ لیکن پریشہ اسے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا زرغام کے دل میں ابھی بھی روشانی
تھی۔۔۔ کیا اسے دل سے نہیں نکال سکا تھا۔۔۔ پریشہ نے ایک نظر سارے کمرے میں

دوڑائیں۔۔۔ یہ کمرہ ابھی تو روشانی کا تھا۔۔۔ پریشہ نے کمرے میں دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ زرغام بھی تو
روشانے کا ہے۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام کے دل میں روشانی ہے۔۔۔ یہ سوچتے
ہی پریشہ کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے موبائل سائیڈ پہ کرتے ہوئے کروٹ لی۔۔۔ پریشہ
اس کی پشت پہ نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ پریشہ نے
حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ زرغام پھر سے

بولا۔۔۔ لیکن اب کی بار لہجہ سرد تھا۔۔۔ م۔۔۔ مجھے ن۔۔۔ نیند نہیں آرہی۔۔۔ پریشہ ٹوٹے لفظوں کے

درمیان بولی۔۔۔ زرغام نے ایبر و آچکائی۔۔۔ اور اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ویسے نیند تو مجھے بھی نہیں

آ رہی۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔ پھر۔۔۔ زرغام نے پریشے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب
کیا۔۔۔ پریشے نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھنے سے خود کو بامشکل روکا تھا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں نم
تھی۔۔۔ اب کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں رو نہیں رہی۔۔۔ پریشے سسکتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اسے اپنے
حصار میں لیا۔۔۔ زرغام اسے اپنے حصار میں لیتے آنکھیں موند گیا۔۔۔ باخدا۔۔۔ تم سے نفرت کرنے
کے باوجود جو سکون تمہیں اپنے حصار میں لیے ملتا ہے۔۔۔ وہ اس دنیا کے کونے میں نہیں
ہے۔۔۔ زرغام پریشے کی گردن میں چہرہ چھپائے بولا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیٹوڈ نمبر 85 پارٹ 1

پریشے کو زرغام کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ پریشے کو اپنی گردن سلگتی
محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کا چہرہ اپنی گرفت میں لیتے اسے اپنی طرف کیا۔۔۔ پریشے نے اس
کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ لیکن زرغام اس کے ہاتھ کو جھٹک چکا تھا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ اج کیا
ہے۔۔۔ زرغام اس سے دور ہوا۔۔۔ پریشے جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ کک۔۔۔ کیا ہے۔۔۔ پریشے نے
اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھا۔۔۔ پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ زرغام نے قہقہہ لگایا۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ۔۔۔ زرغام

مسکرایا۔۔ پریشے اس کے مسکرانے پہ خوفزدہ سی ہوئی تھی۔۔۔ اج کے دن تمھیں میں اپنی حویلی
لے کر آیا تھا۔۔ اور تم نے مجھ سے میری روشنانے چھین لی۔۔ زرغام کی آنکھیں روشن کرنے کا نام لیتے
نم ہوئی تھی۔۔ پریشے نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ کیا وہ رو رہا ہے۔۔۔ پریشے پیچھے ہوئی
تھی۔۔ م۔۔ میں نے ک۔۔ کچھ۔۔ پریشے بولنے ہی لگی تھی۔۔ کہ زرغام نے اس کی بازو اپنی گرفت
میں لی۔۔ تم نے ہی جان لی۔۔ میری روشنانے کی۔۔ زرغام بول کر روکا نہیں تھا۔۔ زرغام اٹھتے
باہر نکل گیا۔۔ پریشے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔ وہ تو بھول چکی تھی۔۔ اج کے دن پریشے
اس دنیا سے گئی تھی۔۔ پریشے یوں ہی ساری رات بیٹھی رہی تھی۔۔

زرغام رات سے حویلی نہیں آیا تھا۔۔۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ زرغام کا چہرہ سرخ تھا۔۔۔ زرغام لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ جہاں غزنوی داجی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ زرغام نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اسلام علیکم داجی۔۔۔ زرغام داجی کی طرف بڑھا۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔ ہم یہاں اپنا پریشہ کو لینا آیا ہے۔۔۔ داجی سنجیدگی سے بولی۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ داجی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جی ٹھیک ہے۔۔۔ زرغام بول کر اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ پریشہ نے اسے حیران نظروں سے دیکھا۔۔۔ لیکن وہ جاچکا تھا۔۔۔ داجی میں نہیں جا سکتی۔۔۔ پریشہ نے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں بچہ۔۔۔ داجی نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ داجی میں شاہ در کو چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔۔ پریشہ نم آواز میں بولی۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔ پریشہ بول کر اوپر کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ اور کمرے میں آئی۔۔۔ جہاں زرغام شرٹ لیس کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پریشہ اس

کی طرف بڑھی۔۔۔ میرے جانے سے آپ کو فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ پریشے اس کے پیچھے آکر کھڑی
 ہوئی۔۔۔ نہیں۔۔۔ زرغام کالجہ سرد تھا۔۔۔ چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی۔۔۔ کیوں کر رہے ہے۔۔۔ میرے
 ساتھ ایسا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیونکہ تم روشانے کی قاتل ہوں۔۔۔ زرغام اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔ میں اس کی قاتل۔۔۔ میں صرف آپ سے آزادی چاہتی
 تھی۔۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔ کہ روشانے کی جان چلے جائے گی۔۔۔ پریشے روندیں آواز میں
 بولی۔۔۔ تم نے ہی بڑھا چڑھا کر باتیں روشانے کو بتائی۔۔۔ تم چاہتی تو اسے سچ بتا سکتی تھی۔۔۔ تم نے
 جھوٹ بولا۔۔۔ کب میں تمہارا قریب آیا تھا۔۔۔ بولو۔۔۔ تم پہ جھکا تھا۔۔۔ تمہاری مدد کرنے کے
 لیے۔۔۔ اس وقت میرے لیے روشانے سے زیادہ ضروری کوئی نہیں تھا۔۔۔ اور تم نے اس بات کو اس
 طرح بتایا۔۔۔ کہ میں تمہارے قریب آیا تھا۔۔۔ جیسے تم سے محبت کرتے ہوئے قریب
 آیا۔۔۔ بولو۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ پریشے سہمتے ہوئے پیچھے
 ہوئی۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے صرف آپ سے آزادی لینے کے لیے بولا تھا۔۔۔ م۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔ وہ
 آپ کے لیے اتنی شدت پسند ہے۔۔۔ پریشے پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ تم قاتل ہوں۔۔۔ میں نے ان
 ہاتھوں سے اپنی روشانے کو آخری دفعہ چھوا تھا۔۔۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ مگر کچھ بولی نہیں
 تھی۔۔۔ ارے میں نے تو تم سے تمہاری مجبوری کے لیے نکاح کیا تھا۔۔۔ المیر نے منع کیا تھا۔۔۔ ورنہ
 میں تمہیں اسی دن طلاق دے دیتا۔۔۔ میں نے تمہیں رکھ کر کیا کرنا تھا۔۔۔ میری روشانے میرے
 لیے میرا سب کچھ تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ م۔۔۔ میں نہیں جاؤ گی۔۔۔ میں
 شاہ در کے بغیر۔۔۔ روشانے نے بولنا چاہا۔۔۔ لیکن زرغام اس کے بال پکڑتے چہرہ اپنے مقابل کر

گیا۔۔۔ شاہ در تمہارا بیٹا نہیں ہے۔۔۔ وہ روشنانے کا اور میرا بیٹا ہے۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔ زرغام نے
 اسے جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔ میرا بیٹا ہے۔۔۔ میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ پریشے نم آواز میں بولی۔۔۔ تم اس کی ماں
 نہیں ہوں۔۔۔ اور تم اس کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔۔ زرغام استنزیہ بولا۔۔۔ سوچو جب وہ دو ماہ کا ٹپ رہا
 تھا۔۔۔ میری روشنانے اسے آخری دفعہ خود سے نہیں لگا سکی تھی۔۔۔ شاہ در چھوٹا تھا۔۔۔ میری نمل
 اس کی ماں چھین لی تم نے۔۔۔ میری محبت میرے بچوں کی ماں۔۔۔ زرغام نے دیوار پہ ہاتھ مارا۔۔۔ لیکن
 تم کیا سمجھو۔۔۔ تمہاری وجہ سے مجھے تو یہ حق بھی نہیں۔۔۔ کہ میں اپنی روشنانے کی قبر پہ جا
 سکوں۔۔۔ میری محبت تھی۔۔۔ مجھ سے دور ہو گئی۔۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔۔ پریشے اس کی دھاڑ پہ
 پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ چار۔۔۔ سال۔۔۔ چار۔۔۔ سال آپ کی قید میں رہی ہوں۔۔۔ کیا آپ کو ایک لمحے
 کے لیے بھی میری طرف مائل نہیں ہوئے۔۔۔ کیا آپ نے ایک پل کے لیے مجھے اپنی بیوی نہیں
 سمجھا۔۔۔ ایک انسان کے ساتھ جانور بھی رہے۔۔۔ تو اسے اس سے اٹرکیشن ہو جاتی۔۔۔ لیکن آپ کو
 نہیں ہوئی کیا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بیوی ہوں۔۔۔ تم میری۔۔۔ بہت اچھے سے جانتا
 ہوں۔۔۔ لیکن میری بیوی کی قاتل بھی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سرخ آنکھوں سے
 دیکھا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نے ایسا نہیں سوچا تھا۔۔۔ کہ روشنانے مر جائے گی۔۔۔ میں صرف
 آپ سے طلاق چاہتی تھی۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ تو جاؤ۔۔۔ تمہیں طلاق چاہیے
 تھی۔۔۔ مل جائے گی۔۔۔ کر دو گا۔۔۔ تمہیں ازاد۔۔۔ زرغام چہرہ دوسری طرف کیے بولا۔۔۔ پریشے
 بے یقین ہوئی تھی۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ مجھ سے جو غلطی ہوئی۔۔۔ میری غلطی کی وجہ سے روشنانے کی
 جان گئی۔۔۔ وہ تو میں ٹھیک نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن آپ سے معافی مانگ سکتی ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر

دے۔۔۔ میں نے ایسا نہیں چاہا تھا۔۔۔ کہ روشنانے اس طرح دور ہوں۔۔۔ بلکہ آپ سے دور
ہوں۔۔۔ ہو سکے تو۔۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے
کہا۔۔۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

زرغام صوفی پہ بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔ اور ماضی میں کھویا تھا۔۔۔

(ماضی)

روشانے تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔۔ تم مجھ سے اس طرح دور نہیں ہو سکتی۔۔۔ زرغام روشنانے
کے بے جان وجود کو خود سے لگائے ہوئے چینخا تھا۔۔۔ لیکن وہ تو بے جان
تھی۔۔۔ روشنانے۔۔۔ پلیز مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔ ہمارا چھوٹا سا بچہ ہے۔۔۔ ہمارا شاہ در کیا کرے
گا۔۔۔ وہ تمہارے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔ تم مجھ سے ناراض ہوں۔۔۔ تو میں منالوں گا۔۔۔ مگر مجھ سے دور
مت جاؤ۔۔۔ روشنانے۔۔۔ زرغام اسے خود میں بیچنے ہوئے چینخ رہا تھا۔۔۔ زرغام کسی کی پرواہ کیے بنا
چینخ رہا تھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ غزنوی نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یار۔۔۔ دیکھ یہ مجھ سے ناراض
ہے۔۔۔ اسے بول مان جائے۔۔۔ تو بول نا۔۔۔ تجھے تو بھائی بولتی ہے۔۔۔ تیری بات مان لے گی۔۔۔
زرغام نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ زرغام رو رہا تھا۔۔۔ وہ کسی کی
پرواہ کیے بنا رو رہا تھا۔۔۔ سب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ چوبیس پچیس سالہ
نوجوان مرد رو رہا تھا۔۔۔

زرغام صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ نمل زرغام کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام خود بھی اپنی حالت سے لاپرواہ تھا۔۔۔ روشانے اس سے دور چلے گئی تھی۔۔۔ یہ غم کیا کم تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے کیوں چلے گئی۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور اسے خود میں بھینچا۔۔۔ اب کون تھا۔۔۔ اس کے علاوہ نمل کا۔۔۔ خان۔۔۔ شاہ بابا رو رہا ہے۔۔۔ ملازمہ نے شاہ در کو کندھے سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو پکڑتے اسے بھی خود سے لگایا۔۔۔ اس کے لیے دودھ بنائے۔۔۔ زرغام شاہ در کو کندھے سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ جی خان۔۔۔ ملازمہ بول کر چلے گئی۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے ہمیں چھوڑ کر چلے گئی۔۔۔ ہمارا کیا ہو گا۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں میری جان۔۔۔ بابا ہے نا۔۔۔ زرغام ضبط کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اسے مضبوط بننا تھا۔۔۔ اپنی بیٹی کے لیے اپنے بیٹے کے لیے۔۔۔ ملازمہ نے فیڈر زرغام کو پکڑ لیا۔۔۔ جسے پکڑتے زرغام کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ روشانے اسے کل تک شاہ در کو ناٹریو جین دینے سے منع کر رہی تھی۔۔۔ مگر اب اسے یہی ملنا تھا۔۔۔ زرغام نم آنکھوں سے مسکرایا۔۔۔

(حال)

کیسے بھول جاؤ۔۔۔ روشانے کو۔۔۔ چار سال میرے ساتھ رہی ہوں۔۔۔ بیوی ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ مانتا ہوں۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔ مگر روشانے کا خیال نہیں جاتا۔۔۔ زرغام نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔

"مسئلہ یہ نہیں ہے کہ تم مجھ سے جدا ہو گئی

مسئلہ یہ ہے کہ اب میں تا عمر تم سے مل نہیں سکو گا"

زرغام صوفی سے سرٹکائے مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔

آریان صوفی پہ صوفیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ سامنے ہی نکاح خواں تھا۔۔۔ اور کچھ ہی سیکنڈز میں آریان صوفیہ کا نکاح ہو چکا تھا۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ صوفیہ آریان بن چکی تھی۔۔۔ اس کا دل کانپ رہا تھا۔۔۔ دل خوفزدہ سا تھا۔۔۔ آریان کے دوست اس کے گلے لگتے ملے۔۔۔ اور کچھ دیر باتیں کرتے جا چکے تھے۔۔۔ صوفیہ روم میں تھی۔۔۔ آریان روم میں آیا۔۔۔ جہاں صوفیہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ ریڈ کلر کی جوڑے میں ملبوس خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ دروازہ بند کرتے۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ کا دل کانپ رہا تھا۔۔۔ بے چینی سے لگی ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ صوفیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ آریان نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ وہ کانپ رہی تھی۔۔۔ تم کانپ رہی ہوں۔۔۔ آریان نے اس کے ہاتھ پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ صوفیہ نے ہاتھ پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن آریان کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ شوہر ہوں تمہارا۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ صوفیہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کس بات کا ڈر۔۔۔ آریان نے اس کے دوپٹے سے پین اتار کر سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ صوفیہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ آریان۔۔۔ ہماری عمر میں فرق ہے۔۔۔ صوفیہ تھوک نکلتے ہوئے بولی۔۔۔ عمر سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ میں تمہارا شوہر ہوں۔۔۔ تم میری بیوی ہوں۔۔۔ شوہر کا رتبہ زیادہ ہوتا۔۔۔ آریان مسکرایا۔۔۔ زرخام نے اس کے بال جو کہ جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔۔۔ جس پہ گجرے لگے ہوئے تھے۔۔۔ اس کی خوشبو اپنے اندر اتاری تھی۔۔۔ آریان نے اس کی بازو اپنی آنکھوں کے سامنے

کرتے ہاتھوں سے چھو رہا تھا۔۔۔ اریان اسے بیڈ کراؤن سے لگاتے اس پہ جھکا تھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ی۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔ م۔۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے اسے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اور کچھ بولے بنا اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔ صوفیہ اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔ مگر صوفیہ نے مزاحمت بھی نہیں کی تھی۔۔۔ اریان اس کی سانسیں انہیل کرتے اس کی گردن پہ جھکا۔۔۔ اریان کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پہ محسوس کرتے صوفیہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ اس کا دل ڈر رہا تھا۔۔۔ جیسے کچھ غلط ہونے والا ہوں۔۔۔ مگر اس نے مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔ اریان اس کی گردن پہ جھکتے اس کی دھڑکنوں کو چھونے لگا۔۔۔ اریان کا ہاتھ صوفیہ کی دھڑکنوں پہ رینگ رہا تھا۔۔۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی۔۔۔ اریان اس کی گردن پہ لوہاٹ بناتے اس کی شرٹ کے ڈوریاں کھول گیا۔۔۔ جس سے وہ ڈھلکی تھی۔۔۔ اور صوفیہ کی دھڑکنیں آریان کے سامنے عیاں تھی۔۔۔ صوفیہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ اریان اس کی گردن سے اس کے دھڑکنوں پہ آیا۔۔۔ اب آریان کا ہاتھ اس کے نچلے حصے پہ رینگ رہا تھا۔۔۔ ا۔۔۔ اریان۔۔۔ صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ اریان اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑتے پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ اریان اس کے وجود سے ہر کپڑے کو ریمو کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو شدت سے جنونی انداز میں چوم رہا تھا۔۔۔ اریان نے اپنی شرٹ اتارتے دور اچھالی۔۔۔ اور ایک بار پھر سے اس کے ہونٹوں کو قندھاری کرنے لگا۔۔۔ اس کے لمس میں اتنی شدت جنون تھا۔۔۔ کہ صوفیہ بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔۔ اریان اپنے ہاتھوں سے اس کے وجود کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ اریان

اسے ساتھ دیتا محسوس کرتے جنونی ہوتے اس کی ہونٹوں پہ دانت گاڑھ گیا۔۔۔ صوفیہ اس کا ایک بار پھر ساتھ دیتے اس کے ہونٹوں کو سک کرنے لگی۔۔۔ اریان اسے مدہوش ہوتا محسوس کرتے اس سے دور ہوا۔۔۔ صوفیہ جو کہ مدہوش ہو رہی تھی۔۔۔ اریان کے دور ہونے پر اس نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ بے لباس تھی۔۔۔ اور اریان صرف بلیک جینز میں۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ اریان نے اس پہ کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ لیکن صوفیہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ وہ اس سے دور کیوں ہوا۔۔۔ اریان نے آگے بڑھ کر کبرڈ میں سے ڈرنک کی بوتل نکالتے ہوئے ٹبل پہ پڑا گلاس اٹھاتے اس میں انڈھیل گیا۔۔۔ صوفیہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ اریان نے گلاس ایک ہی سانس میں ختم کیا تھا۔۔۔ آ۔۔۔ اپ ڈرنک کر رہا ہے۔۔۔ صوفیہ نے حیران ہوتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ بلینکٹ سے خود کو چھپائے ہوئی تھی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نیا نہیں ہے۔۔۔ میں روزانہ ڈرنک کرتا ہوں۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اسے حیران کن نظروں سے دیکھا۔۔۔ ا۔۔۔ پ۔۔۔ ن۔۔۔ے۔۔۔ صوفیہ سے الفاظ بھی ادا نہیں ہو رہی تھے۔۔۔ ہاں میں نے کہا تھا۔۔۔ کہ میرے دوستوں نے غلطی سے پلائی۔۔۔ جھوٹ بولا تھا۔۔۔ اپنی مرضی سے پی تھی۔۔۔ اریان صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ م۔۔۔ مطلب مجھ سے جھوٹ بولا۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم سے جھوٹ بولا۔۔۔ اریان اس کی طرف بڑھا۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ اریان نے اس کے پاس بیٹھتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ کیونکہ اریان کے منہ سے سمیل آرہی تھی۔۔۔ جس سے صوفیہ کو اپنا

سانس روکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ بیوی ہوں۔۔ میری۔۔۔ دور نہیں جاسکتی اب۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن مجھ سے جھوٹ کیوں بولا۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اچھا سوال ہے۔۔۔ اریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جسے صوفیہ نے جھٹک دیا۔۔۔ ارے۔۔۔ مائی اولڈ وائف ناراض کیوں ہو رہی ہوں۔۔۔ اریان اولڈ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اسے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اسے اولڈ بول رہا تھا۔۔۔ کل تک اسے عمر سے مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ کچھ منٹ پہلے وہ اس کی بیوی اور وہ شوہر تھا۔۔۔ عمر کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ اور اب اولڈ۔۔۔ بول رہا تھا۔۔۔ ویسے تمہیں کیا لگا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھتے ایبرو اچکائی۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔ نے مجھ سے صرف میرے جسم کے لیے نکاح کیا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف بے یقینی سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ نو مائی اولڈ وائف۔۔۔ تمہارے جسم کے لیے تم سے نکاح نہیں کیا۔۔۔ اریان کو جسم کی کمی نہیں ہے۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے اٹھا۔۔۔ جو لیکا۔۔۔ اریان نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور جو لیکا اس کی ایک آواز پہ اپنی سینڈل سے ٹک ٹک کرتے ہوئے آریان کے قریب آئی۔۔۔ اور آریان کے گلے کے گرد حصار بنایا۔۔۔

Take off your clothes.

آریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے جو لیکا سے مخاطب ہوا۔۔۔ جو لیکا جو کہ پہلے ہی آدھ کپڑے پہنے ہوئی تھی۔۔۔ اریان کے بولتے ہی اپنی شرٹ جس کے گلہ ڈیپ تھا۔۔۔ اور جینز جو کہ اس قدر فٹنگ میں تھی۔۔۔ اور اس پہ لگا بلیک جال جس سے اس کی ٹانگیں عیاں تھی۔۔۔ وہ ایک ہی جست میں اتار چکی تھی۔۔۔ صوفیہ بے یقین ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ جو لیکا اس کے سامنے بے لباس تھی۔۔۔ یہ ہے اریان

کی پاور۔۔۔ اریان کو جسم کی کمی نہیں ہے۔۔۔ ابھی میں بولو۔۔۔ کوئی بھی لڑکی میرے بستر کی زینت بن

اریان جو لیکا سے مخاطب۔ Now you go سکتی ہے۔۔۔ اریان نے قہقہہ لگایا۔۔۔

ہوا۔۔۔۔ جو لیکا اپنے کپڑے اٹھاتے دوسرے کمرے میں چلے

گئی۔۔۔۔ اریان۔۔۔ م۔۔۔ مذاق۔۔۔ کک۔۔۔ کر رہے ہے۔۔۔ صوفیہ بے یقینی سے بولی۔۔۔ نہیں مائی اولڈ

وائف۔۔۔۔ میں سچ بول رہا ہوں۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔

پی۔۔۔ ی۔۔۔ یہ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ کک۔۔۔ ک۔۔۔ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ اس کی آواز لر کھڑائی

تھی۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اس کا قہقہہ کرے میں گونجا تھا۔۔۔ تمہیں سچ میں لگا

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں کو تو میں استعمال کرتا ہوں۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں کو تو میں

استعمال کرتا ہوں۔۔۔ تمہیں بھی کر لیا۔۔۔ وہ مسکرائے ہوئے بولا۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے کچھ پیسے

نکالتے اس کے منہ پر پھینک چکا تھا۔۔۔ وہ روتے ہوئے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔۔ رونے سے

کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ ایک بات بولو۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جتنا آگے

تک باقی لڑکیوں کو استعمال کیا۔۔۔ تمہیں نہیں کیا۔۔۔ تم سے یہی پہ ہی دل بھر گیا۔۔۔ شاید تمہاری عمر

زیادہ ہے۔۔۔ تم میں وہ کشش نہیں۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ لیکن صوفیہ کی آنکھوں

سے آنسو بہے رہے تھے۔۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ ایک بات بولو۔۔۔ تمہارے ان

ہونٹوں کو چھو کر مجھے زرا سی بھی فیلنگز نہیں آئی۔۔۔ لیکن اس جو لیکا کو کس کرتے ہوئے میرے اندر

جذبات جاگ جاتے۔۔۔ دل چاہتا ہے۔۔۔ کہ اس میں سما جاؤ۔۔۔ اسے اپنے وجود کا حصہ بنا

دو۔۔۔ لیکن تم میری اولڈ بیوی ہوں۔۔۔ لیکن تم سے کوئی فیلنگز ہی نہیں آئی یار۔۔۔ اریان ایسے بولا

جیسے اسے بہت دکھ ہوا ہوں۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے ہونٹوں پہ انگوٹھے سے مسلتے ہوئے
 مسکرایا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے ہونٹوں کو بے دردی سے مسلہ صوفیہ اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک
 گئی۔۔۔ ہو۔۔۔ اریان نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اتنا غصے ابھی کچھ دیر پہلے تم میرے ہونٹوں کو چوم رہی
 تھی۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ یار۔۔۔ تم
 ناراض ہو رہی ہوں۔۔۔ ویسے تمہیں نہیں لگتا۔۔۔ کہ تمہیں مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہیے
 تھا۔۔۔ خیر ہو بھی گیا۔۔۔ تو کیا۔۔۔ نکاح ہی ہوا ہے۔۔۔ میں اپنی کسی ہم عمر سے شادی کرو
 گا۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ کسی سے کیوں۔۔۔ ورشاں سے شادی کرو گا۔۔۔ اریان صوفیہ کی گود میں سر
 رکھتے سراو پر کرتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ صوفیہ نے اذیت سے آنکھیں بند کی
 تھی۔۔۔ ہاں میں ورشاں سے شادی کرو گا۔۔۔ اریان سر کے نیچے ہاتھ رکھتے بیڈ پہ سر رکھ
 گیا۔۔۔ ا۔۔۔ اس۔۔۔ سے۔۔۔ ب۔۔۔ بی بدلے لوں گے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ویسے یہ بھی اچھا سوال ہے۔۔۔ لیکن ایک بات بولو۔۔۔ تم نے مجھے اکیلے میں تھپڑ
 مارا۔۔۔ صرف میرے دوستوں نے دیکھا۔۔۔ سوچو۔۔۔ اس نے سب کے سامنے تھپڑ مارا۔۔۔ اسے
 میں اپنی بیڈ کی زینت بناؤ گا۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔ صوفیہ کرب
 سے بولی۔۔۔ تمہیں ائی اپنے سے کم عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے۔۔۔ اریان نے اس کی طرف
 سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نا۔۔۔ مجھے بھی نہیں آتی۔۔۔ جس کے پاس پیسے
 ہوں۔۔۔ لڑکیاں اس کی جیب میں ہوتی۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ صوفیہ پاس بیٹھی
 رو رہی تھی۔۔۔ اریان کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ موبائل پکڑنا

مائی اولڈ وائف۔۔۔ اریان نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ اچھا نہیں پکڑا نا۔۔۔ چلو ٹھیک ہے۔۔۔ مہس خود پکڑ لیتا ہوں۔۔۔ اریان نے آگے ہوتا مو بائل پکڑا۔۔۔ کال ریسو کی۔۔۔ واٹ۔۔۔ میں نکلتا ہوں۔۔۔ ابھی۔۔۔ اریان جلدی سے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اور صوفے سے اپنے کپڑے پکڑتے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ تم چاہوں۔۔۔ تو مجھے دیکھ سکتی ہوں۔۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔۔ کہ پہلے تم نے کوئی مرد نہیں دیکھا۔۔۔ اریان بولتے ہوئے بے لباس ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ نظریں پھیر چکی تھی۔۔۔ اتنی تذلیل اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ دیکھ لوں۔۔۔ شوہر ہوں تمہارا۔۔۔ اریان نے بولتے ہوئے کپڑے پہنے۔۔۔ اور دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتے واپس مرا۔۔۔ جلدی نکل جانا۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ اگر میرے دوست آگئے۔۔۔ تو ان کے لیے تم میری استعمال شدہ لڑکی ہوں۔۔۔ اور میری استعمال شدہ لڑکیاں کو وہ۔۔۔ آگے تم سمجھ چکی ہوں گی۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ جانا ہوا۔۔۔ تو جلدی چلی جانا۔۔۔ وہ بھوکے درندوں کی مانند تم پہ جھپٹے گے۔۔۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ میں نکلتا ہوں۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے جا چکا تھا۔۔۔ مگر صوفیہ وہی بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 85 پارٹ 2

پریشے کمرے سے باہر مرے مرے قدموں سے نکلی تھی۔۔۔ زرغام نے کیسے ایک پل میں بول دیا
 تھا۔۔۔ پریشے کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر شاہ در پریشے کی طرف بھاگا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی بازو
 پکڑی۔۔۔ ماما آپ کہیں جا رہی ہے۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے نے نم آنکھوں سے
 شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھیں بالکل زرغام جیسی تھی۔۔۔ پریشے نے جھکتے ہوئے شاہ در کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام شاہ در کی آواز سنتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ شاہ در کو پریشے کے پاس
 دیکھتے زرغام نے آگے بڑھتے شاہ در کو پریشے سے الگ کیا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف
 دیکھا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ تمہیں لینے آئے ہیں۔۔۔ زرغام شاہ در کو خود سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما
 کہاں جا رہی ہے۔۔۔ شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ اب آواز نہ آئے۔۔۔ زرغام شاہ در کی طرف
 دیکھتے ہوئے سر دلچے میں بولا۔۔۔ شاہ در کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف غصے
 سے دیکھا۔۔۔ کیوں ڈانٹ رہے ہیں۔۔۔ مجھ سے بات کرے۔۔۔ پریشے غصے سے بولی۔۔۔ شاہ در کی
 آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں ہوئے تھے۔۔۔ میرا بیٹا ہے۔۔۔ جیسا چاہوں بات کرو۔۔۔ زرغام شاہ
 در کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔۔۔ میرا بھی بیٹا ہے۔۔۔ پریشے نے آواز میں
 بولی۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ تمہاری مورے روشا نے تھی۔۔۔ زرغام شاہ در
 کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے نیچے اتری۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما۔۔۔ جا رہی
 ہے۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ میری ماما پریشے ماما ہے۔۔۔ شاہ در زرغام کے ہاتھ پہ دانت گاڑتے
 ہوئے بولا۔۔۔ شاہ۔۔۔ زرغام غصے سے بولا۔۔۔ لیکن شاہ در سڑھیاں سے نیچے کی طرف بھاگا
 تھا۔۔۔ مگر پریشے جا چکی تھی۔۔۔

ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔ جان عالم کب سے اس کے چہرہ کا طواف کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں چہرہ پہ مسکراہٹ لیے سو رہی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ جان عالم کے سینے پہ سر رکھے اس کے حصار میں خود کو محفوظ سمجھتے مسکراہٹ لیے سو رہی ہوتی تھی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ حیات دنیا جاگ جاؤ۔۔۔ جان عالم نے پیار سے اس کے چہرہ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ نہیں مجھے تھوڑی دیر اور سونا ہے۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں کھولے بنا کہا۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔ جاناں جانا۔۔۔ ٹائم دیکھو کیا ہو رہا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرہ پہ اتے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کسمکاتے ہوئے بولی۔۔۔ سکونِ زندگی اگر نہیں اٹھو گی۔۔۔ تو پھر مجھے گستاخیاں کرنے سے روک نہیں سکوں گی۔۔۔ جان عالم مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔۔۔ اب ورشاں جاگے گی۔۔۔ اور ایسا ہی ہوا۔۔۔ ورشاں نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ایسے مت دیکھا کرے۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں شرماتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے نیچے کیا۔۔۔ اور ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ حیات زندگی ایسا نہ دیکھو۔۔۔ تو کیسے دیکھو۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ مجھے دیکھے ہی مت۔۔۔ ورشاں اپنا ہاتھ چھرواتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں نا دیکھو۔۔۔ ابھی تو تمہیں میں نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں دیکھنا بھی نہیں ہے۔۔۔ ورشاں سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ دیکھو گا۔۔۔ یار۔۔۔ تمہیں ہر طرح سے دیکھو گا۔۔۔ بس ایک دفعہ اپنی شریکِ حیات کی

خواہش پوری کر لوں۔۔۔ جان عالم ور شاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کو جانا
تھا۔۔۔ جائے۔۔۔ ور شاں اس کی باتوں سے سرخ پڑتے ہوئے بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔ میں جاتا
ہوں۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھا۔۔۔ ور شاں پھر سے تکیہ میں چہرہ
چھپائے آنکھیں موند گئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

جان عالم فریش ہو کر نکلا۔۔۔ جان عالم شرٹ لیس مرار کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس وقت جان عالم
بلیک جینز پہنے ہوئے تھا۔۔۔ جان عالم کے بالوں سے پانی گر رہا تھا۔۔۔ ڈرائیروں سے بالوں کو خشک
کرتے اپنی شرٹ پکڑتے زیب تن کر کے جان عالم اچھے سے بالوں کو سیٹ کرتے خود پہ سپرے کر کے
اب ور شاں کی طرف مرا۔۔۔ جو کہ ابھی بھی گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ور شاں کے پاس ہی
بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ جان عالم نے جھک کر ور شاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ور شاں مسکرائی۔۔۔ جان
عالم نے ور شاں کے عارض پہ اپنی ہلکی ہلکی سی بیر ڈر گڑھی۔۔۔ ور شاں نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ کیوں تنگ کر رہے ہے۔۔۔ ور شاں نے بالکل تھوڑی سی آنکھیں کھولیں
تھی۔۔۔ لیکن جان عالم کو اتنا تیار دیکھتے اس کی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ اپ اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہے
ہے۔۔۔ ور شاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لڑکیاں پٹانے۔۔۔ جان عالم مسکراہٹ دبائے
بولا۔۔۔ ور شاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ میری سکون زندگی کے لیے تیار ہوا ہوں۔۔۔ جان عالم پیار
سے ور شاں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن میں تو سوئی تھی۔۔۔ ور شاں نے ایبرو
اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ جاگنا تو تھا ہی نا۔۔۔ جان عالم ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ور شاں مدھم

سی آواز میں بولی۔۔۔ چلو۔۔۔ اب اٹھو۔۔۔ فریش ہو جاؤ۔۔۔ پھر نیچے چلتے ہیں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ورشاں آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ٹائم سے سویا کرو۔۔۔ روزانہ ٹائم سے اٹھا کرو۔۔۔ روزوں میں کیا سوتے ہوئے سہری کرو گی۔۔۔ حیات زندگی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا کرو۔۔۔ مجھے نیند آتی ہے۔۔۔ تو آتی ہے۔۔۔ ورشاں منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔ تو پھر مجھے بھی نیند اڑانی آتی ہے۔۔۔ تو آتی ہے۔۔۔ جان عالم اسی کے انداز میں بولا۔۔۔ جارہی ہوں۔۔۔ فریش ہونے ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ اور واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔ میں بھی آؤ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ اپ جائے۔۔۔ لڑکیاں پٹانے۔۔۔ ورشاں بول کر بھاگتے ہوئے واش روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ جان عالم سے کوئی بعید نہیں تھا۔۔۔ کہ وہ اندر آ جاتا۔۔۔ ورشاں فریش ہو کر باہر نکلی۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم کی نظریں ورشاں پر ہی تھی۔۔۔ جو کہ مہرون کلر سکرٹ پہنے ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کے سنہرے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ ورشاں اپنے بالوں کو چھوٹے سے کچھر میں قید کرتے اپنا دوپٹہ سیلقے سے لے رہی تھی۔۔۔ اچھی لگ رہی ہوں۔۔۔ حیات زندگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ تو میں لگ رہی ہوں۔۔۔ لیکن آپ میرے قریب نہیں آئے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں جی۔۔۔ اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤ گا۔۔۔ تو کیا ہمسائے کی بیوی کے قریب جاؤ گا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آگے بڑھتے جان عالم کے سینے پہ تین سے چار ایک ساتھ مکہ مارے۔۔۔ بہت شوق ہے۔۔۔ دوسروں کی بیویاں کے قریب جانا کا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا

گریبان پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے حیران ہو رہا تھا۔۔۔ کہ اس کی
 چھوٹی سی بیوی کتنی اسے لے کر شدت پسند ہے۔۔۔ بولے۔۔۔ نہیں میری زندگی مجھے صرف اپنی
 شریکِ حیات کے قریب جانا کا دل چاہتا صرف اپنی شریکِ حیات کو ہر طرح ہر پردے کے بنا دیکھنے کا دل
 چاہتا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے بات ہی نہیں کرنی آپ سے۔۔۔ ورشاں منہ بناتے
 ہوئے بولی۔۔۔ اور آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنی طرف
 کھینچا۔۔۔ حیاتِ زندگی کیوں خفا ہو جاتی ہوں۔۔۔ تمہارا ہی ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیشانی پہ
 آتے ہوئے بالوں کو پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ پہلے خود ناراض کرتے ہے۔۔۔ پھر بولتے
 ہے۔۔۔ خفا مت ہوں۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ میں تو چاہتا ہوں۔۔۔ میری بیوی مجھ سے
 خفا ہوں۔۔۔ اور پھر میں اسے ہاتھ رومانس کر کے مناؤ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں
 کے عارض سرخ ہوئے تھے۔۔۔ میں جارہی ہوں۔۔۔ ورشاں باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ بات
 سنو۔۔۔ جان عالم اس کے پیچھے آیا۔۔۔ مگر ورشاں باہر نکلی چکی تھی۔۔۔ ورشاں سڑھیاں اترتے زل کے
 ساتھ جا کر بیٹھی۔۔۔ اور زل کے کندھے پہ چہرہ رکھتے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 مسکرائی۔۔۔ جان عالم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زل کی طرف آیا۔۔۔ کیسا ہے میرا
 بچہ۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن کے قریب جھکتے زل سے مخاطب ہوا۔۔۔ ورشاں تھوڑا سا دور
 ہوئی۔۔۔ دیدہ۔۔۔ ورشاں زل سے مخاطب ہوئی۔۔۔ ہاں جی۔۔۔ زل نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ورشاں اس سے پہلے کچھ بولتی۔۔۔ پریشہ، غزنوی کے ساتھ لاونج میں داخل
 ہوئی۔۔۔ ورشاں کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اپنی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ جان عالم، زل دونوں نے باہر کی طرف دیکھا۔۔۔ اپنی۔۔۔ ورشاں آگے بڑھتے پریشے سے
ملی۔۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اور ورشاں کو ملی۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ جو کہ آئمہ خان کے
ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ بھاگتے ہوئے غزنوی کی طرف بڑھی۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو
اٹھایا۔۔۔ اور آئمہ خان کے ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔ پریشے رابیہ خان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم
داجی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھسائے زمین پہ نظریں
گاڑھیں ہوئے تھا۔۔۔

ہائے۔۔۔ میرے جان خان۔۔۔ کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ میں صدقے جاؤ۔۔۔ ورشاں جان عالم کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اچھا جی۔۔۔ زل ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے
جلدی سے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ پاگل لڑکی۔۔۔ زل نے ورشاں کے کندھے پہ ہلکا سا ہاتھ مارا۔۔۔

زل پریشے کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے زرغام لالا کا تمہارے ساتھ روایہ کیسا
ہے۔۔۔ زل نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ پریشے نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر نظریں جھکا
گئی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پریشے۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ زل نے پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے
پوچھا۔۔۔ زل۔۔۔ زرغام مجھ پہ ہر وقت غصے ہی کرتے رہتے۔۔۔ پریشے کی آواز نم ہوئی تھی۔۔۔ اور
تو اور ان چار سالوں میں میرے لیے ان کے دل میں کوئی اٹرکیشن بھی پیدا نہیں ہوئی۔۔۔ تو میرا وہاں
رہنے کا کوئی مقصد ہی نہیں تھا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در کو جب میں گئی۔۔۔ وہ
چھوٹا سا تھا۔۔۔ بالکل چھوٹا سا۔۔۔ دو تین سال کا۔۔۔ اسے میں نے ماں بن کر پالا۔۔۔ کبھی ایسا محسوس

نہیں ہونے دیا۔۔۔ کہ میں اس کی ماں نہیں ہوں۔۔۔ مگر آج زرغام نے بول دیا۔۔۔ کہ شاہ در کی
 مورے روشانی ہے۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہے تھے۔۔۔ زل نے اس
 کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ پریشے تم تھوڑا سا ٹائم دو۔۔۔ لا لا ٹھیک ہو جائے
 گے۔۔۔ زل پیار سے بولی۔۔۔ زل وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گے۔۔۔ ان کے دل میں صرف روشانی
 ہے۔۔۔ ان کے بچوں کی ماں صرف روشانی ہے۔۔۔ میں کہیں بھی نہیں ہوں۔۔۔ زل۔۔۔ پریشے
 روتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ پریشے وہ صرف غصے میں ہے۔۔۔ آج کے دن روشانی اس دنیا سے گئی
 تھی۔۔۔ اسی لیے لا لا غصے ہے۔۔۔ زل نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ زل چار سال میرے پاس نہیں
 تھے۔۔۔ کہیں بھی تھے۔۔۔ لیکن میں ان کی حویلی میں تھی۔۔۔ شاہ در کو اپنے بیٹے کی طرح
 رکھا۔۔۔ نمل کی بلا وجہ کی باتیں برداشت کی۔۔۔ پھر بھی وہ مجھ سے غصے ہے۔۔۔ پریشے نم آنکھوں
 سے مسکرائی۔۔۔ پریشے انسان کی جب قیمتی چیز اس سے دور ہوتی ہے۔۔۔ تکلیف ہوتی
 ہے۔۔۔۔۔ روشانی زرغام لا لا کی بچپن کی محبت ان کی بچپن کی میگزین ان کی بیوی ان کے بچوں کو پیدا
 کرنے والی تھی۔۔۔ تھوڑا سا وقت دو۔۔۔ ہو جائے گے۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ زل نے اس کے عارض پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ یار میں مانتی ہوں۔۔۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔۔۔ مجھے روشانی سے وہ سب باتیں نہیں کرنی
 چاہیے تھی۔۔۔ مگر میرا مقصد روشانی کی جان لینا نہیں تھا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ پریشے، روشانی کی جان اگر تمہاری باتوں کی وجہ سے بھی گئی ہے۔۔۔ تو میری جان۔۔۔ اس
 کی یوں ہی لکھی ہوئی تھی۔۔۔ ہماری موت جیسے لکھی ہے۔۔۔ ویسے ہی ہم نے اس دنیا سے رخصت ہونا
 ہے۔۔۔ زل سنجیدگی سے بولی۔۔۔ لیکن یار۔۔۔ کیا روشانی کو زرغام پہ یقین نہیں تھا۔۔۔ پریشے نم

آنکھوں سے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ عورت کی فطرت میں ہوتا شک کرنا۔۔۔ مگر روشنانے کو زرغام
 لالا پہ اعتماد تھا۔۔۔ ورنہ جب اسے تمہارے اور لالا کے نکاح کا پتہ چلا تھا۔۔۔ وہ کچھ بھی کر سکتی
 تھی۔۔۔ وہ لالا کی من چاہی عورت تھی۔۔۔ مگر اس نے تمہاری مجبوری سمجھی۔۔۔ کہ لالا نے تم سے
 نکاح تمہیں وہاں سے چھروانے کے لیے کیا۔۔۔ کیونکہ عالم لالا کے غصے سے وہ بھی واقف ہے۔۔۔ اور
 پھر سب سے بڑی بات یہ کہ جب رات بھر زرغام لالا تمہارے کمرے میں رہے۔۔۔ اس نے تب بھی
 کوئی ایشو نہیں بنایا۔۔۔ وہ اچھی تھی۔۔۔ پریشے تم روشنانے کی جگہ نہیں لے سکتی۔۔۔ زل نے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔ یہی بات زرغام بھی کہتے ہے۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ مگر تم اپنی ایک الگ جگہ۔۔۔ الگ مقام بنا سکتی ہوں۔۔۔ کیونکہ تم بھی زرغام لالا کی بیوی
 ہوں۔۔۔ ہر انسان کی اپنی جگہ ہوتی۔۔۔ تم اپنی جگہ زرغام لالا کے دل میں خود بناؤ۔۔۔ زل اسے سمجھا
 رہی تھی۔۔۔ زل۔۔۔ غزنوی کی آواز پہ زل اٹھی۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔ زل بول کر کمرے سے باہر
 نکل گئی۔۔۔

جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ خان قربان۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ شوپنگ پہ جانا ہے۔۔۔ ورشاں
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ وجہ۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ میرا دل چاہ رہا ہے۔۔۔ ورشاں نے
 جان عالم کو گھورا۔۔۔ میں خود لے آؤں گا۔۔۔ جو میری حیات زندگی کو چاہیے ہوا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں
 کو اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نا۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ اپنی مرضی کا لینا ہے۔۔۔ اگر آپ

ایک منٹ میں نہیں اٹھے۔۔۔ تو میں۔۔۔ ورشاں بولتے ہوئے روکی۔۔۔ اور کچھ سوچنے لگی۔۔۔ ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ گی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ایک ادا سے کہا۔۔۔ چلے بیگم۔۔۔ اپ کا غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔۔۔ جان عالم اٹھتے ہوئے سینے پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔ غلام نہیں۔۔۔ شوہر ہی چاہیے۔۔۔ ورشاں بول کر باہر نکل گئی۔۔۔ جان عالم بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے نکلا۔۔۔

جان عالم گاڑی سے نکلا۔۔۔ اور ورشاں کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کے مضبوط چوڑے ہاتھ میں ورشاں کے بچپن کی طرح آج بھی ورشاں کا ہاتھ تھا۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھیری تھی۔۔۔ کیونکہ جان عالم اس کی یوں ہی کئیر کرتا تھا۔۔۔ حیات زندگی یہ اچھا رہے گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ریڈ کلر کی فراک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ اچھی ہے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ آگے بڑھی ہی تھی۔۔۔ کہ اس کی نظر سامنے پڑی۔۔۔ جسے دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

زرغام ٹیرس پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام سینڈو پہنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ سگریٹ کے گہرے کش لگا رہا تھا۔۔۔ نہ جانے وہ کتنے سگریٹ پی چکا تھا۔۔۔ اتنی سرد دن میں وہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ نمل بھاگتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ کمرے میں زرغام کو نہ پاتے نمل ٹیرس پہ آئی۔۔۔ جہاں زرغام اپنی سوچوں میں گھوم تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ نمل زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ زرغام کے ہاتھوں سے سگریٹ نیچے گرا تھا۔۔۔ نمل حیران ہوئی تھی۔۔۔ زرغام سگریٹ پہ رہا ہے۔۔۔ زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در کو ہوش نہیں آ رہا۔۔۔ نمل کو اس وقت شاہ در کی پرواہ تھی۔۔۔ زرغام اس کی بات سنتے جلدی سے باہر نکلا۔۔۔ شاہ۔۔۔ میری جان۔۔۔ زرغام کمرے میں آتے ہی شاہ در کی طرف بڑھا۔۔۔ جس کا چہرہ بخار سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ خان۔۔۔ شاہ بابا کو ہسپتال لے جائے۔۔۔ ملازمہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام شاہ در کو اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل زرغام کی شرٹ پکڑتے اس کے پیچھے نکلی۔۔۔ بابا۔۔۔ یہ۔۔۔ نمل نے شرٹ زرغام کو پکڑائی۔۔۔ زرغام نے گاڑی میں بیٹھتے شرٹ پہنی۔۔۔ نمل بھی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ زرغام ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ شاہ در کو ہوش نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اور پریشانی سے زرغام کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

گاڑی ہسپتال کے باہر آ کر روکی۔۔۔ زرغام شاہ در کو گود میں اٹھائے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اور بابی وارڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ شاہ در کو اندر لے جاتے زرغام نے سٹرپیچر پہ لٹایا۔۔۔ ڈاکٹر زرغام کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ اور شاہ در کا چیک اپ کرنے لگی۔۔۔

شاہ کیسا ہے۔۔۔ زرغام نے ڈاکٹر کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اپ کے بچے نے کوئی ٹینشن لی ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے بخار ہوا۔۔۔ اپ اس کا خیال رکھے۔۔۔ بچے سے اس کی ماں کو اٹیچ رکھے۔۔۔ تا کہ وہ بچے کو سمجھ سکے۔۔۔ اور بچہ پریشانی سے دور رہے۔۔۔ ڈاکٹر سنجیدگی سے بولی۔۔۔ جی۔۔۔ زرغام ڈیسکر پیشن لیتے شاہ در کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ جس کا چہرہ چھوٹا سا ہو گیا تھا۔۔۔ بیٹا آپ کچھ کھاؤ گے۔۔۔ زرغام شاہ در کو ہوش میں آتے دیکھ کر بولا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ مجھے بابا سے بات نہیں کرنی۔۔۔ شاہ در چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔ میری جان مجھ سے ناراض ہے۔۔۔ زرغام نے شاہ در کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ نہیں بات کرنی۔۔۔ میری ماما کو واپس لے کر آئے۔۔۔ شاہ در غصے سے بولا۔۔۔ بھائی کچھ کھالوں۔۔۔ نمل نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ ماما کو لے آؤ۔۔۔ شاہ در ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولا۔۔۔ تمھاری ماما نہیں آسکتی یہاں۔۔۔ یہ بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں ڈال لوں۔۔۔ زرغام غصے سے بولتا باہر نکلا۔۔۔ شاہ در روناشروع ہوا تھا۔۔۔

بھابی کہاں ہے۔۔۔ المیر خان جو ابھی ہسپتال آیا تھا۔۔۔ زرغام کو یوں باہر بیٹھے دیکھ کر بولا۔۔۔ عالم کی حویلی۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ المیر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ لینے آئے تھے۔۔۔ زرغام سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔ تو نے جانے دیا۔۔۔ المیر حیرانگی سے بولا۔۔۔ ہاں۔۔۔ زرغام نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔ تو نے کیسے جانے دیا۔۔۔ المیر حیران تھا۔۔۔ میں اسے اور افیت نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ زرغام نرم لہجے میں بولا۔۔۔ المیر

نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو اسے افیت نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ اسی لیے بھیج دیا۔۔۔ المیر نے آنکھیں
 چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ زرغام کی نظریں نیچے تھی۔۔۔ کب تک بھابی کو
 وہاں چھوڑے گا۔۔۔ المیر نے پھر سے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں نے اسے کہا
 ہے۔۔۔ اسے۔۔۔ طل۔۔۔ طلاق لفظ زرغام کی زبان نہیں آیا تھا۔۔۔ آزاد کر دو گا۔۔۔ زرغام کا لہجہ
 اداس تھا۔۔۔ تو سچ بول رہا ہے۔۔۔ المیر نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ زرغام نے گہرا
 سانس لیا۔۔۔ پہلے روشانی بھابی اس دنیا سے گئی۔۔۔ شاہ در سے ان کی ماں چھین گئی۔۔۔ ان کی قسمت
 میں تھا۔۔۔ لیکن پریشہ کو ان سے دور کر کے۔۔۔ شاہ در سے پھر سے ان کی ماں چھین رہا ہے۔۔۔ نمل
 سمجھدار ہے۔۔۔ مگر شاہ در نے تو پریشہ کو ہی اپنی ماں کی طرح دیکھا۔۔۔ پریشہ بھی شاہ در سے محبت کرتی
 ہے۔۔۔ پھر کیوں تو ایسا کرنے کا سوچ رہا ہے۔۔۔ المیر اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ یار میں تھک گیا
 ہوں۔۔۔ زرغام تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ کیوں تھک گیا ہے۔۔۔ المیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ سمجھ نہیں آتی مجھے۔۔۔ کس کا سوچو۔۔۔ چار سال سے میری حویلی میں ہے۔۔۔ تین سال تو یوں
 ہی دور گزر گئے۔۔۔ مگر یہ ایک سال پریشہ میرے ساتھ تھی۔۔۔ اس سے محبت کرنے کا سوچو۔۔۔ تو
 روشانی کے ساتھ غلط ہے۔۔۔ روشانی کا سوچو تو پریشہ کے ساتھ غلط ہے۔۔۔ مجرم بن گیا
 ہوں۔۔۔ میں دونوں کی نظروں میں۔۔۔ روشانی چلے گئی۔۔۔ اگر اس دن اس رات میں پریشہ کی مدد
 نہ کرتا۔۔۔ وہ میرے نکاح میں نہ ہوتی۔۔۔ روشانی مجھ سے دور نہ ہوتی۔۔۔ زرغام چہرے پہ ہاتھ
 پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ یہ سب قسمت میں تھا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ توجو گزر گیا۔۔۔ اسے چھوڑ۔۔۔ انج کو
 دیکھ۔۔۔ روشانی تیرے کل تھی۔۔۔ پریشہ تیرا آج۔۔۔ انے والا کل۔۔۔ المیر نے اس کے کندھے پہ

ہاتھ رکھا۔۔ دیکھ یار میں یہ نہیں بول رہا۔ کہ تو روشانی سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ تو اس سے محبت کرتا تھا۔ ابھی بھی کرتا ہوں گا۔۔ مگر میری جان۔۔ اب تیری بیوی پریشہ ہے۔۔ شاید اس میں خدا کی مرضی تھی۔ کہ روشانی اس دنیا سے جاتی تو شاہ در، نمل کو سنبھالنے کے لیے پریشہ تھی۔۔ تو ایسے پریشہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔۔ سوچ۔۔ اسے بیوی ہے۔۔ تیری محبت کرنا تیرا فرض ہے۔۔ خدا نے مرد کا سکون اس کی عورت میں رکھا ہے۔۔ کب تک ایسے بے سکون رہے گا۔۔ المیر اسے سمجھا رہا تھا۔۔ اور شاید زرغام سمجھ بھی رہا تھا۔۔ ایک بات یاد رکھیں۔۔ مرد پہ چار نکاح فرض۔۔ تب ہے۔۔ جب وہ سب کو برابر رکھ سکے۔۔ ان کا حق سب کا برابر رکھ سکے۔۔ جیسے اس رات جب پریشہ بیمار تھی۔۔ تو رات اس کے پاس روکا۔۔ تو وہ بھی تیری بیوی ہے۔۔ روشانی بھی تیری بیوی تھی۔۔ اگر تو روک گیا۔۔ تو اس میں بیوفائی نہیں ہے۔۔ یہ بات سمجھ۔۔ المیر بول کر اندر کی طرف بڑھا۔۔

کیا ہوا۔۔ ورشاں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو اتنا حیران تھی۔۔ ورشاں اس کی طرف بڑھی۔۔ اور جا کر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ وہ بھی حیران ہوئی تھی۔۔ جان عالم اس کے پیچھے آیا تھا۔۔ تم یہاں کیسے۔۔ ورشاں حیران ہوتے ہوئے بولی۔۔ میں یہی اس گاؤں میں رہتی ہوں۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ تم کیسے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اس گاؤں کے سردار کی سرداری۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ یہ میرے جان خان ہے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ہائے۔۔ صوفیہ نے جان عالم کی طرف

دیکھا۔۔۔ ہائے۔۔۔ جان عالم بول کر چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔ ورشاں تم جیسے بتاتی تھی۔۔۔ یہ اس سے بھی زیادہ پیارے ہے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بھائی بھی تو بولو۔۔۔ ورشاں بھائی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ یار۔۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ بھائی ہی ہے۔۔۔ میرے۔۔۔ صوفیہ ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ حویلی آنا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اوکے۔۔۔ صوفیہ نے ہمی بھری۔۔۔ چلے۔۔۔ جان عالم نے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میں یہاں ہوں۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ جان عالم صوفیہ سے بولتے ہوئے ورشاں کو لیے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ کچھ لیا تو ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ ابھی فحل واپس جانا ہے۔۔۔ جان عالم نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے ورشاں کو اندر بٹھایا۔۔۔ اور خود

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جی میری سکون زندگی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ اپ موبائل کی طرف دیکھ کر کیوں مجھے جواب دے رہے تھے۔۔۔ ورشاں نے اسے غصے سے دیکھا۔۔۔ اگر تمہاری دوست کی طرف دیکھتا بعد میں بولتی کیوں دیکھا۔۔۔ اسی لیے دیکھا ہی نہیں۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ویسے تمہاری دوست پیاری ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہاں جی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ نمبر دو پھر۔۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ مکہ مارا۔۔۔ جس سے گاڑی ڈگمگائی تھی۔۔۔ گاڑی ٹکرا جائے گی۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں آگے ہوتے ہوئے جان عالم کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکے مار

چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر جان عالم نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا۔۔۔ بیٹا کھانا کھاؤ۔۔۔ رابیہ خان ورشاں سے مخاطب ہوئی۔۔۔ جی مورے۔۔۔ ورشاں الٹے ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ ورشاں سیدھے ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔۔۔ اب کی بار آئمہ خان بولی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ شاید ورشاں کے سیدھے ہاتھ میں درد ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ چاچو۔۔۔ غازیہ نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جی چاچو کی جان۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ چاچی۔۔۔ جان۔۔۔ کا ہاتھ چھوڑ دے۔۔۔ غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں کے منہ سے چاول باہر آئے تھے۔۔۔ باقی سب کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

غزنوی۔۔۔ یار۔۔۔ ہسپتال چلے گا۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ غزنوی نے ایبر واچکائی۔۔۔ تیری ڈیلوری ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کیوں تیری ہو گئی۔۔۔ غزنوی نے استنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔۔۔ بکو اس بند کر۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ اپنی دفعہ کیوں بن اب مچھلی کی طرح مچلتا ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ در ہسپتال ہے۔۔۔ اسے ہوش نہیں آرہا۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے کہا۔۔۔ کیا۔۔۔ پریشے جو کہ اوپر جا رہی تھی۔۔۔ جان عالم کی بات سنتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ لالا۔۔۔ مجھے ہسپتال جانا ہے۔۔۔ پریشے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ تم جا کر کیا کرو گی۔۔۔ غزنوی نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا۔۔۔ شاہ در ہسپتال ہے۔۔۔ مجھے اس کے پاس جانا ہے۔۔۔ پریشے

کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ لے کر چلتا ہوں۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ غزنوی پریشے کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

پریشے غزنوی کے ساتھ ہسپتال آئی تھی۔۔۔ پریشے اندر داخل ہوئی۔۔۔ ادھر۔۔۔ غزنوی پریشے کے ساتھ بے بی وارڈ کی طرف آیا۔۔۔ پریشے اندر روم میں آئی۔۔۔ جہاں زرغام شاہ در کے پاس ہی چمیر رکھ کر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اور کچھ فاصلے پہ نمل بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے بنا زرغام پہ کوئی نظر ڈالے۔۔۔ شاہ در کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اسے خود میں بھیج گئی۔۔۔ ماما۔۔۔ اپ آگئی۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے نے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ میں آگئی

ہوں۔۔۔ میری جان اتنا بیمار کیسے ہو گئے۔۔۔ پریشے نے شاہ در کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ماما۔۔۔ اپ چلے گئی تھی۔۔۔ اسی لیے۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام پریشے کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ کیسے اسے خود میں بھیجے ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ شاہ در نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔ نمل نے پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کیسے ہے چاچو۔۔۔ غزنوی کو اندر آتے دیکھ نمل غزنوی کی طرف بڑھی۔۔۔ ٹھیک میرا بچہ۔۔۔ میری گڑیا کیسی ہے۔۔۔ غزنوی نے پیار سے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے شاہ در کے ہاتھ چوم رہی

تھی۔۔۔ میرے بیٹے نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ماما آپ نہیں تھی۔۔۔ اسی لیے نہیں کھایا۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ماما آپ رورہی ہے۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی آنکھیں صاف کی۔۔۔ نمل نے سائیڈ سے چاٹ پکڑتے پریشے کی طرف کی۔۔۔ پریشے

شاہدر کو کھلانے لگی۔۔۔ اور شاہدر مسکراتے ہوئے کھا رہا تھا۔۔۔ زرغام کے دل کو بھی پریشے کو دیکھ کر

اطمینان ہوا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 86 پارٹ 2

پریشے شاہدر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ شاہدر کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے دیکھ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ خود بخود آئی تھی۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہدر نے پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جی میرا جان۔۔۔ پریشے نے بھی اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ماما۔۔۔ بابا آپ سے مجھے ملنے نہیں دے رہے تھے۔۔۔ شاہدر ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے شاہدر کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہدر پریشے کو زرغام کی شکایت لگا رہا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ نمل زرغام کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ زرغام نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا آپ بھی کچھ کھالے۔۔۔ نمل زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے نے ایک چور نگاہ زرغام کی ڈالی۔۔۔ جسے زرغام دیکھ چکا تھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ میں آگئی ہوں۔۔۔ ناب نہیں جاؤ گی۔۔۔ پریشے شاہدر سے مخاطب ہوئی۔۔۔ میں جانے نہیں دوں گا۔۔۔ شاہدر پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ چلو اب آپ سو جاؤ۔۔۔ پریشے نے شاہدر کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ شاہدر پریشے کی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔ پریشے اس کے بالوں کو سہلاتے اسے سلانے لگی۔۔۔ زرغام ٹانگ پہ ٹانگ

رکھے۔۔۔ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ نمل۔۔۔ بیٹا اپ کو ریٹ کرنا چاہیے۔۔۔ زرغام پرہشے پہ نظریں جمائے
بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ درٹھیک ہو جائے۔۔۔ پھر چلے گے۔۔۔ نمل شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ نہیں بیٹا۔۔۔ اپ کو ریٹ کرنا چاہیے۔۔۔ بیمار ہو جاؤ گی۔۔۔ زرغام پیزر سے نمل کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل نے بحث کرنے کی

بجائے زرغام کی بات مان لینا مناسب سمجھا۔۔۔ آؤ بیٹا۔۔۔ اپ کو میں چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔ زرغام
اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل بھی اٹھی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام شاہ در کی
طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ خیال رکھنا۔۔۔ زرغام شاہ در کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ در کا۔۔۔ زرغام اس کی حیران
نظروں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔۔ زرغام باہر آیا۔۔۔ المیر جو کہ اندر آ رہا
تھا۔۔۔ زرغام نمل کو دیکھتے ہوئے روکا۔۔۔ کہاں جا رہا ہے۔۔۔ المیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ یار۔۔۔ نمل کو چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو بھابی کے
پاس جا۔۔۔ میں چھوڑ آتا ہوں۔۔۔ المیر زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چل ٹھیک
ہے۔۔۔ زرغام ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ نمل۔۔۔ بیٹا آپ جاؤ۔۔۔ ڈرائیو آرام سے کرنا۔۔۔ زرغام المیر کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کہنا کیا چاہتا ہے۔۔۔ میں ڈرائیو ٹھیک نہیں کرتا۔۔۔ المیر نے ایبر واچکاتے
ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پولیس والا ہے۔۔۔ نا۔۔۔ اور پولیس والوں میں سکون نہیں
ہوتا۔۔۔ سکون کی کمی ہوتی ہے۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ بیوی آئے گی۔۔۔ ناتو سارا سکون

نکالوں گا۔۔۔ المیر نے زرغام کے کان میں مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ جو نمل تک نہیں گئی تھی۔۔۔ کتنا
تو چل میں آتا ہوں۔۔۔ المیر بول کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔۔۔

زرغام واپس روم میں آیا۔۔۔ جہاں پریشہ شاہ در کے ساتھ ہی ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئی
تھی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ اور پھر جا کر چمیر پر بیٹھ گیا۔۔۔ اب زرغام پریشہ پہ نظریں
جمائے ہوئے تھا۔۔۔ پریشہ یوں ہی بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در پر سکون سا اس کی گود
میں سر رکھے سو رہا تھا۔۔۔ زرغام کچھ پل اسے یوں ہی دیکھتا رہا۔۔۔ پھر چمیر سے اٹھتا اس کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور شاہ در کا سر اوپر ہی کیا تھا۔۔۔ کہ پریشہ نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔۔ کہاں لے کر جا
رہے ہیں۔۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ میں اسے۔۔۔ ابھی زرغام اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ پریشہ
بولی۔۔۔ پلیز۔۔۔ شاہ در کو مجھ سے دور نہ کرے۔۔۔ پریشہ کی آنکھ سے آنسو اس کے عارض پہ بہہ
تھا۔۔۔ جسے دیکھ زرغام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ میں صرف اسے یہاں لیٹا رہا تھا۔۔۔ کہ تم ٹھیک طرح
سے لیٹ سکوں۔۔۔ زرغام اسے یوں پریشان دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ شرمندہ ہوئی
تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ پریشہ شاہ در کے گرد حصار بناتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے
کندھے اچکائے۔۔۔ اور واپس وہی آکر بیٹھ گیا۔۔۔ زرغام موبائل استعمال کر رہا تھا۔۔۔ اور واقفے واقفے
سے پریشہ پی نظر ڈال رہا تھا۔۔۔ وہ پلکیں بھی بامشکل جھپک رہی تھی۔۔۔ زرغام اسے یوں ہی بیٹھا
دیکھ کر خود بھی پلکیں نہیں جھپک سکا تھا۔۔۔ رات یوں ہی گزری تھی۔۔۔

پریشہ رات ساری سوئی نہیں تھی۔۔۔ زرغام بھی اسے رات ساری دیکھتا رہا تھا۔۔۔۔۔ پریشہ فجر کی نماز پڑھنے کے لیے اٹھی۔۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ زرغام اسے باہر جاتا دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔ وضو کرنے۔۔۔۔۔ پریشہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔۔۔ روکو۔۔۔ زرغام بول کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ ہسپتال میں بالکل ہی خاموشی تھی۔۔۔۔۔ وہاں واٹر روم ہے۔۔۔ زرغام اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ اور شاہ در کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔۔۔ پریشہ وضو کرنے چلے گئی۔۔۔۔۔ پریشہ وضو کر کے باہر آئی۔۔۔۔۔ چہرہ پہ پانی کی بوندیں چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ اور کچھ اس کے ہونٹوں کو چھو رہی تھی۔۔۔۔۔ جسے دیکھ زرغام نے پہلو بدلا تھا۔۔۔۔۔ پریشہ کا نخرہ نخرہ چہرہ بہت دلکش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو زرغام کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ پریشہ نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور زرغام اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ عبادت کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ پریشہ نے سلام پھیرا ہی تھا۔۔۔۔۔ کہ زرغام کو خود کی طرف دیکھتے پا کر پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ انکھیں چار ہوئی تھی۔۔۔۔۔ مگر پریشہ اس کی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھنا سکی۔۔۔۔۔ اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔ زرغام نے بھی اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔۔۔۔۔ پریشہ نے اٹھتے شاہ در کے چہرہ پہ پھونک ماری۔۔۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

غزنوی صبح ناشتہ لیے آیا تھا۔۔۔۔۔ غزنوی کمرے میں اینٹر ہوا۔۔۔۔۔ اور پریشہ کی طرف بڑھتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ زرغام نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ غزنوی کا پریشہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھنا۔۔۔۔۔ اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ شاہ در جو کہ

پریشے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی کو دیکھ اٹھا۔۔۔ دھیان سے بیٹا۔۔۔ پریشے نے اس کا ہاتھ
 پکڑا۔۔۔ شاہ در کھڑا ہوتے ہوئے غزنوی کے گلے لگا۔۔۔ چاچو۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ جی چاچو کی جان۔۔۔ غزنوی نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام اب شاہ در کو دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ مطلب اس کی بیوی اور بیٹا۔۔۔ اس کے علاوہ سب سے ہی مسکرا کر بات کر رہے تھے۔۔۔ اور
 پھر غزنوی کا پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھنا۔۔۔ اسے چبھاتا تھا۔۔۔ زرغام ان کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ مگر بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔ غزنوی ابھی پریشے سے بات ہی کر رہا تھا۔۔۔ کہ موبائل رنگ ہونے
 پر روم سے باہر نکلا۔۔۔ میری جان کو بھوک لگی ہوئی ہے۔۔۔ پریشے نے شاہ در کی طرف پیار سے
 دیکھا۔۔۔ جی ماما۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ماما ایک بات بولو۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف
 دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہاں جی۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کان میں بتاؤ گا۔۔۔ شاہ در نے
 مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ پریشے اس کی طرف جھکی۔۔۔ اور شاہ در اس کے کان میں مدھم سی آواز میں
 کچھ کہا۔۔۔ جس سے پریشے بے ساختہ مسکرائی۔۔۔ اس کے مسکرانے پہ زرغام کے دل نے ایک بیٹ
 مس کی تھی۔۔۔ اس کے پاس تو کبھی پریشے یوں مسکرائی نہیں تھی۔۔۔ زرغام اسی کو دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ جب غزنوی اندر آیا۔۔۔ پریشے میں جا رہا ہوں۔۔۔ ضروری کام ہے۔۔۔ غزنوی بول کر باہر نکل
 گیا۔۔۔ پریشے اب شاہ در کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔ اور شاہ در مزے سے کھا رہا تھا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در
 نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا کو بھی بھوک لگی ہوں گی۔۔۔ شاہ در نے زرغام کی طرف اشارہ
 کیا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ مگر زرغام کے دیکھتے ہی پریشے نظریں چرا گئی۔۔۔ آپ
 کھاؤ۔۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اسے گھورتے ہوئے چیخیر سے ہی سر

ٹکائے آنکھیں موند گیا۔۔۔ پریشے نے کھانے کی ٹریں زرغام کے اگے پڑے ٹبیل پہ زور سے
رکھی۔۔۔ جس کی آواز پر زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ مگر پریشے شاہ در کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

شاہ در میڈلسن کے زیر اثر سوراہا تھا۔۔۔ پریشے یوں ہی اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے کل
سے پلکیں تک نہیں جھپکی تھی۔۔۔ شاہ در سے پریشے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔ چھوٹا سا تھا۔۔۔ جب
پریشے سے اٹیچ ہو گیا تھا۔۔۔ اب تو پریشے کی جان بستی تھی۔۔۔ میم۔۔۔ اپ کو ریسٹ کرنا
چاہیے۔۔۔ نرس پریشے کو یوں ہی رات کی طرح بیٹھا دیکھ کر بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں ٹھیک
ہوں۔۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ماں کا رشتہ کتنا حسین ہوتا ہے۔۔۔ نرس پریشے کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ ابھی اپ اپنے بچے کے لیے یوں دن رات ایک کر رہی ہے۔۔۔ جب
آپ اولڈ ہو جائے گی۔۔۔ اپ کا بیٹا بھی اپنی ماں کو خیال رکھے گا۔۔۔ نرس مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اور
پھر آپ تو بہت لیکی ہے۔۔۔ کہ آپ کو زرغام سر جیسے ہسپینڈ ملے۔۔۔ نرس زرغام کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام جو کہ باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ نرس کی بات پہ اس نے اندر کی طرف
دیکھا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ بلکہ اس کے ہونٹوں پہ استغزیاہ مسکراہٹ
تھی۔۔۔ جسے دیکھ زرغام اندر تک سلگا تھا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور چہرہ
دوسری طرف کر گیا۔۔۔ زرغام کچھ دیر بعد اندر آیا۔۔۔ پریشے سٹرچر سے ٹیک لگائے آنکھیں
موندے ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال اس کے چہرے پہ آرہے تھے۔۔۔ اس کی چادر ایک طرف سر کی

ہوئی تھی۔۔۔ جسے دیکھ زرغام کو اس پہ شدید غصے آیا تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔۔۔ پریشے جو کہ ابھی سوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ زرغام کے اسے مقابل کرنے پر اس کے سینے سے آ لگی۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور اس کی کمر کے گرد حصار بنانے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ اسے خود سے الگ کرتے اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ عقل نام کی چیز ہے۔۔۔ تم

میں۔۔۔ زرغام غصے سے بولا۔۔۔ پریشے کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہ زرغام کیا بول رہا ہے۔۔۔ اپنی نمائش کمرے میں کرنا۔۔۔ پھر تمھاری ہر طرح کی نمائش کے بدلے تحفے دو گا۔۔۔ زرغام تحفے لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ م۔۔۔ میں نے کیا کیا۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے چہرے پہ معصومیت تھی۔۔۔ جسے دیکھ زرغام کا سارا غصے جاگ کی طرح بہہ تھا۔۔۔ وہ کچھ بول نہیں سکا تھا۔۔۔ زرغام کی گرفت اس کی بازو پہ ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ پریشے اس کے پل پل بدلتے رویہ کو دیکھ حیران تھی۔۔۔ اپنی چادر ٹھیک کرو۔۔۔ بال پر بھی کسی عورت تک کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔۔۔ ورنہ تمھاری جان لے لوں گا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ پریشے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے شاہ در کے پاس

بیٹھی۔۔۔ زرغام اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے چمیر دوسری طرف کرتے ہوئے بیٹھا۔۔۔ پریشے اس کے لیے آزمائش بنتی جا رہی تھی۔۔۔ اس پہ کسی کی نظر تک برداشت نہیں تھی۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور پیچھے ہوا۔۔۔ پریشے شاہ در کے لیے پانی لینے کے لیے اٹھی۔۔۔ اور زمین پہ گری وائر دیکھ اس سے پہلے اس پہ پاؤں رکھتی۔۔۔ زرغام نے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ پاگل ہو کیا۔۔۔ تمھیں

نظر نہیں آتا۔۔۔ زرغام غصے سے بولا۔۔۔ اب کیا کیا میں نے۔۔۔ پریشے بھی غصے سے بولی۔۔۔ ابھی
 مرجاتی۔۔۔ زرغام وائر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ مرجاتی۔۔۔ اپ کو کون سا فرق پڑتا
 ہے۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ اپ کو فرق پڑتا
 ہے۔۔۔ میں رہوں یا نہیں۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہہ تھا۔۔۔ زرغام
 خاموش تھا۔۔۔ پریشے ہلکا سا نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ مجھے آپ سے طلاق چاہیے۔۔۔ پریشے اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام کی گرفت بالکل ہی ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام کو خاموش دیکھ
 پریشے کی آنکھوں میں نمی تیزی سے اتری تھی۔۔۔ طلاق چاہیے۔۔۔ مجھے آپ سے۔۔۔ اس دن آپ نے
 بولا تھا۔۔۔ مجھے آزاد کر دے گے۔۔۔ تو مجھے آزادی چاہیے۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دبی
 دبی آواز میں چلائی۔۔۔ زرغام نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے بالوں کو گدی سے
 پکڑتے چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ دوبارہ تم نے یہ لفظ اپنی زوبان سے نکالا۔۔۔ تمہاری جان لے لوں
 گا۔۔۔ اتنے ٹکڑے کرو گا۔۔۔ سوچ بھی نہیں سکوں گی۔۔۔ زرغام اس کے چہرہ پہ سرخ نظریں گاڑھے
 غرایا۔۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ زرغام پریشے سے دور ہوا۔۔۔ مگر زرغام کی آنکھیں ابھی تک خون
 چھلک رہی تھی۔۔۔ اپ شاہ در کو لے جاسکتے ہیں۔۔۔ نرس زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جی۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ پریشے ابھی تک بے یقین تھی۔۔۔ غزنوی بھی اسی لمحے
 اندر داخل ہوا۔۔۔ شاہ در سویا ہوا تھا۔۔۔ زرغام کو شاہ در کو گود میں اٹھاتے دیکھ غزنوی پریشے کی طرف
 دیکھا۔۔۔ پریشے۔۔۔ چلے۔۔۔ اب تمہاری ضرورت نہیں ہوگی۔۔۔ غزنوی زرغام کو گھورتے ہوئے

بولا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔ زرغام خاموش تھا۔۔۔ جی
لالا۔۔۔ جسے دیکھ پریشے غزنوی کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔ زرغام بھی شاہ در کو لیے باہر نکلا۔۔۔

غزنوی ابھی اندر کمرے انٹر ہی ہوا تھا۔۔۔ کہ غازیہ بھاگتے ہوئے غزنوی کی طرف آئی
تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جی بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو گود میں
لیا۔۔۔ ماما کہاں ہے۔۔۔ میری جان کی۔۔۔ غزنوی زل کو کمرے میں ناپا کر بولا۔۔۔ بابا مورے
وہاں۔۔۔ غازیہ نے واشر روم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ اپ
یہی رہوں۔۔۔ میں ابھی آپ کی ماما کو لے کر آتا ہوں۔۔۔ غزنوی غازیہ کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے
بولا۔۔۔ اور خود واشر روم کی طرف بڑھا۔۔۔ واشر روم کے لوک پہ ہاتھ رکھتے ہی دروازہ کھولا
تھا۔۔۔ غزنوی کو زل پہ غصے آیا تھا۔۔۔ جویوں ہی لوک کیے بنا واشر روم میں چلے گئی۔۔۔ غزنوی نے اندر
آتے دروازہ بند کیا۔۔۔ زل کپڑے پہن رہی تھی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے اس کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے اسے دیوار سے پین کر گیا۔۔۔ زل جو اپنی ہوک بند کر رہی
تھی۔۔۔ حیرانگی سے غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ غ۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل کی آواز
لڑکھرائی۔۔۔ غزنوی اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ غزنوی غازیہ باہر ہے۔۔۔ زل شرم سے
سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان پہلے بھی وہ باہر ہی تھی۔۔۔ اور تمہیں تب احساس نہیں
ہوا۔۔۔ کہ اگر غازیہ اندر آ جاتی۔۔۔ تمہیں یوں دیکھ لیتی۔۔۔ مجھ پر کیا گزرتی۔۔۔ غزنوی پریشے کی
گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی۔۔۔ غزنوی

اب اس کی نہیں سناگا۔۔ میری جان مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ ہماری خود کی بیٹی بھی تمہیں یوں
 دیکھے۔۔۔ تمہیں یوں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔ غزنوی زمل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زمل تھکے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔ میری بیوی کتنی خوبصورت ہے۔۔۔ سر تا پاؤں
 تک چومنے کا دل چاہتا ہے۔۔۔ غزنوی زمل کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان تم ابھی بھی
 قیامت ہوں۔۔۔ غزنوی زمل کو بے باکی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی آپ کی ایک بچی
 ہے۔۔۔ زمل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ اس بچی کا بھائی
 اجائے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زمل اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھروانے کی کوشش کر
 رہی تھی۔۔۔ جو غزنوی نے اس کی ہوک پہ ہی پین کیے ہوئے تھے۔۔۔ مجھے باہر جانے دے۔۔۔ زمل
 غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے زمل کے ہاتھ اوپر دیوار سے پین کیے تھے۔۔۔ جس
 سے اس کی دھڑکنوں سے پردہ زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ زمل سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی
 دھڑکنوں پہ جھکاشدت دیکھانے لگا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زمل اپنے ہاتھ چھروانے کی کوشش کرتے
 ہوئے بولی۔۔۔ یار تم مجھے پیار بھی کرنے نہیں دیتی۔۔۔ غزنوی زمل کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں باہر
 جو آپ کی بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔ وہ تو آپ کے غصے کی وجہ سے آئی ہے۔۔۔ زمل غزنوی کو گھورتے
 ہوئے بولی۔۔۔ میری جان تین سال تمہیں ریست دیا تھا۔۔۔ اب کیا کرو۔۔۔ غزنوی زمل کے خود میں
 نیچتے ہوئے بولا۔۔۔ جس سے زمل کی ناز کی اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ابھی آپ کو غازیہ کا بھائی
 چاہیے۔۔۔ اور آپ مجھے تھوڑا سا بھی دور نہیں کرتے۔۔۔ اگر اس کا بھائی آگیا پھر کیا کرے
 گے۔۔۔ زمل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ غازیہ کا ایک دفعہ بھائی

اجائے۔۔۔ پھر ہماری فیملی کمپلیٹ۔۔۔ پھر میں اور میری جانم۔۔۔ ہر رات کو حیسن کرے
گے۔۔۔ غزنوی زل کے بالوں میں چہرہ چھپائے بولا۔۔۔ ماما۔۔۔ غازیہ رونا شروع ہوئی
تھی۔۔۔ غزنوی غازیہ رو رہی ہے۔۔۔ زل نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی
جو کہ مدہوش ہو رہا تھا۔۔۔ اسی لمحے زل سے دور ہوا۔۔۔ میں جاتا ہوں۔۔۔ غزنوی بول کر باہر
نکلا۔۔۔ زل نے صد شکر کیا۔۔۔

بابا۔۔۔ غازیہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی
طرف بڑھتے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ مورے باہر نہیں آرہی۔۔۔ غازیہ روتے ہوئے
بولی۔۔۔ زل واشروم سے نکلتے غازیہ کی طرف بڑھی۔۔۔ غازیہ زل کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اس کے
گلے لگ گئی۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔۔۔ کو۔۔۔ غزنوی پریشان ہوا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ وہاں۔۔۔ غازیہ نے
ہونٹ باہر نکالتے ہوئے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جہاں کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی نے
باہر دیکھا۔۔۔ مگر باہر کوئی نہیں تھا۔۔۔ لگتا ہے ڈر گئی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو زل سے لیا۔۔۔ میں اپنی
جان کو باہر لے کر چلتا ہوں۔۔۔ غزنوی غازیہ کو لیے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ زل بھی اپنے بال برش
کرنے لگی۔۔۔

غزنوی غازیہ کو لیے نیچے لاونج میں آیا۔۔۔ غازیہ نے غزنوی کے گردن کے گرد حصار بنایا۔۔۔ اور رونا شروع ہوئی۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ تقریباً چینی تھی۔۔۔ کیا ہوا میرا بچہ۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ غازیہ نے روتے ہوئے نیچے صوفے پہ بیٹھی ورشاں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 87 پارٹ 1

غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو رابیہ خان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نیچے کی طرف بڑھا۔۔۔ غازیہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے غزنوی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ میری جان۔۔۔ غزنوی پیار سے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کے پاؤں کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں اس کے پاؤں کے بالکل ہی ساتھ سفید کلر کی بلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ کہ غازیہ بلی سے ڈر رہی ہے۔۔۔ ورشاں غزنوی کو دیکھتے ہوئے صوفے سے اٹھی۔۔۔ غازیہ۔۔۔ میرے پاس آؤ۔۔۔ ورشاں نے غازیہ کو لینے کے لیے بازو پھیلائے۔۔۔ غازیہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اس حالت میں تم غازیہ کو نہیں اٹھا سکتی۔۔۔ زمل سڑھیاں اترتے ورشاں کے قریب آتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے لاونج میں نظریں دوڑائیں۔۔۔ جہاں جان عالم نہیں تھا۔۔۔ ورشاں خاموشی سے رابیہ خان کے ساتھ واپس آکر بیٹھی۔۔۔ غازیہ کو لیے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ کچھ بھی نہیں کہتی۔۔۔ یہ پیاری

سی چھوٹی سی کٹی ہے۔۔۔ غزنوی بلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ اس۔۔۔ نے م۔۔۔ مجھے
 ڈرایا۔۔۔ غازیہ اپنا چھوٹا سا ہاتھ بلی کی طرف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ کچھ بھی نہیں
 کہتی۔۔۔ غزنوی اسے پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔۔ جان عالم بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے لاونج میں داخل
 ہوا۔۔۔ جان عالم بلیک جینز پیٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ جس میں اس کی سفید رنگت واضح ہو رہی
 تھی۔۔۔ کوئی بھی اس پہ دل ہار سکتا تھا۔۔۔ جان عالم نے احترام سے سلام کیا۔۔۔ اور داجی کے ساتھ
 آکر بیٹھا۔۔۔ کہاں تھے۔۔۔ بدخودار۔۔۔ حبیب اللہ خان نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ بابا کام سے گیا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی
 نظروں کی تپش خود پہ محسوس کرتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ مجھے آپ سب سے بات کرنی
 ہے۔۔۔ جان عالم حبیب اللہ خان سے مخاطب ہوا۔۔۔ بابا میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ جب میرا اور ورشاں کا
 نکاح ہوا تھا۔۔۔ تب ورشاں بہت چھوٹی تھی۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ ہم دوبارہ شادی کر
 لے۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کچھ پل کے لیے لاونج میں خاموشی چھائی تھی۔۔۔ داجی
 مسکرائے۔۔۔ بچہ ہمارا واسطہ تو تم سب کا خوشی ضروری ہے۔۔۔ داجی مسکراتے ہوئے
 بولے۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ
 دیکھتے مسکرایا۔۔۔ پریشہ زمل کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کو خوش دیکھ پریشہ
 مسکرائی۔۔۔ عید سے پہلے ہماری شادی کر دے۔۔۔ جان عالم چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ جیسا تم کو ٹھیک لگے۔۔۔ حبیب اللہ خان مسکرائے۔۔۔

شاہ درجو کہ سویا ہوا تھا۔۔۔ جب زرغام اسے لیے لے کر حویلی آیا تھا۔۔۔ اور شاہ درتب سے سویا ہوا
 تھا۔۔۔ زرغام اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ پریشے کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا
 تھا۔۔۔ شاہ در نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در مدھم
 سی آواز میں بولا۔۔۔ جی بابا کی جان۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما کہاں
 ہے۔۔۔ شاہ در نے اپنی آنکھوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام کچھ نہیں بولا
 تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ بتائے۔۔۔ شاہ در نے زرغام کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اپ کی ماما کھانا بنا رہی ہے۔۔۔ زرغام
 اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا مجھے ماما پاس چھوڑ آئے۔۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میری جان۔۔۔ ابھی آپ کو ریسٹ کرنا چاہیے۔۔۔ زرغام شاہ در کے عارض پہ
 ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ شاہ در بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ بیٹا آپ بیمار
 ہوں ابھی۔۔۔ زرغام اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔ پھر ماما کو بلا دے۔۔۔ شاہ در نے زرغام
 کی طرف دیکھا۔۔۔ ابھی ماما آپ کی کھانا بنا رہی ہے۔۔۔ بنا کر آجائے گی۔۔۔ زرغام نے اسے بیڈ پہ
 لٹایا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ شاہ در بیڈ سے اٹھتے ہوئے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔ شاہ۔۔۔ زرغام
 بھی بیڈ سے اٹھا۔۔۔ ماما کہاں ہے۔۔۔ شاہ در ملازمہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چھوٹی بی بی کو تو ان کے لالا
 لے گئے۔۔۔ ملازمہ شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ در وہی زمین پہ بیٹھا رونا شروع
 ہوا۔۔۔ شاہ۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ میری جان کیوں رو رہے ہوں۔۔۔ زرغام نے اسے
 خود سے لگایا۔۔۔ اپ نے ماما کو واپس بھیج دیا۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ ملنے گئی
 ہے۔۔۔ آجائے گی۔۔۔ زرغام اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے بھی جانا ہے۔۔۔ شاہ در

روتے ہوئے بولا۔۔۔ لے کر جاؤ گا۔۔۔ پہلے رونا بند کرو۔۔۔ زرغام شاہ در کوروتے دیکھ کر
بولا۔۔۔ بابا آپ نہیں لے کر جائے گے۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ میں لے
کر جاؤ گا۔۔۔ میں کیز لے کر آتا ہوں۔۔۔ آپ اسے گاڑی تک لے کر جائے۔۔۔ زرغام پاس کھڑی
ملازمہ سے بول کر اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اور کیز لیے باہر نکلا۔۔۔ زرغام کار پیوچ میں آیا۔۔۔ جہاں شاہ
در گاڑی کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام اسے بیٹھاتے خود بھی بیٹھا۔۔۔ اور ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔

زرغام کی گاڑی خان حویلی کے کار پیوچ میں آ کر روکی۔۔۔ شاہ در گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف
بھاگا۔۔۔ زرغام بھی اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم غزنوی دونوں اسے دیکھ کر اٹھے
تھے۔۔۔ جان عالم زرغام کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے گلے لگا۔۔۔ کیسا ہے۔۔۔ جان عالم نے
زرغام کی گاڑی دیکھا۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ تو سنا۔۔۔ زرغام بھی مسکرایا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در بھاگتے ہوئے پریشے
کی طرف بڑھا۔۔۔ تو میری حویلی میں کیا کر رہا ہے۔۔۔ غزنوی جان عالم کو زرغام سے دور کرتے
ہوئے اس کا گریبان پکڑتے ہوئے دبی دبی ہوئی آواز میں چلایا۔۔۔ اپنی بیوی سے اپنے بیٹے کو ملوانے لایا
ہوں۔۔۔ زرغام اپنا گریبان چھرواتے ہوئے بولا۔۔۔ اسلام و علیکم داجی۔۔۔ زرغام داجی کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور حبیب اللہ خان سے ملا۔۔۔ احمد فراز خان تو پہلے سے ہی جاچکے تھے۔۔۔ تو کیا اس سے
یوں مل رہا تھا۔۔۔ جیسے تیری معشوقہ ہوں۔۔۔ غزنوی جان عالم کو گھورتے ہوئے

بولا۔۔۔ سالے۔۔۔ بہنوئی ہے۔۔۔ تیرا۔۔۔ عزت کر۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ
رکھا۔۔۔ بہنوئی میں بھی ہوں۔۔۔ تیرا۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔۔ تو تاجگری یار اے۔۔۔ تیرا نال

زل دی وجہ توں تھوڑی رشتہ اے۔۔۔ پگے۔۔۔ جان عالم غزنوی کے سر پہ ہلکا سا تھپڑ مارتے ہوئے
سب کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ غزنوی نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ کتنا کمینا ہے۔۔۔ غزنوی اسے گھورتے
ہوئے اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زل بھی اس کے پیچھے اوپر کمرے کی طرف چل دی۔۔۔ ورشاں تو پہلے ہی خوشی سے غائب ہو چکی
تھی۔۔۔ تقریباً سب ہی جا چکے تھے۔۔۔ اب لاونج میں پریشے، زرغام شاہ در تھے۔۔۔ ماما۔۔۔ بابا مجھ سے
بول رہے تھے۔۔۔ کہ آپ حویلی ہے۔۔۔ کھانا بنا رہی ہے۔۔۔ مگر آپ تو یہاں ہے۔۔۔ شاہ در
پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ سفاک سبز
آنکھوں والا شخص۔۔۔ پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ زرغام پریشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو شاہ در میں
بلکل کھو چکی تھی۔۔۔ شاہ۔۔۔ ہمیں واپس بھی جانا ہے۔۔۔ زرغام شاہ در سے مخاطب ہوا۔۔۔ بابا نہیں
جاؤ گا۔۔۔ میں ماما پاس رہوں گا۔۔۔ شاہ در پریشے کے پیٹ کے گرد دونوں بازو کا حصار بناتے ہوئے
بولا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ۔۔۔ در۔۔۔ کو میرے پاس ہی رہنے دے۔۔۔ اپ تو اپنی
حویلی لے کر نہیں جائے گے۔۔۔ مگر میں تو اپنے بیٹے کو اپنے پاس رکھ سکتی ہوں۔۔۔ اپ کی حویلی کے
دروازے میرے لیے بند ہے۔۔۔ مگر میرے بیٹے کے لیے ہماری حویلی کے کھولے ہوئے
ہے۔۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یہ میرا بیٹا ہے۔۔۔ زرغام میرا بیٹا ہے۔۔۔ پہ زور
دیتے ہوئے بولا۔۔۔ پرورش میں نے کی ہے۔۔۔ اپ سے زیادہ میرا حق ہے۔۔۔ پریشے زرغام کی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی۔۔۔ وہ یہ بلکل نہیں جانتی

تھی۔۔۔ زرغام کوئی جواب دیے بنا باہر نکل گیا۔۔۔ پریشہ شاہ در کو لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

پریشہ شاہ در کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔ اور ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار بنائے ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در سوچکا تھا۔۔۔ مگر پریشہ کی آنکھوں سے نیند پڑے تھی۔۔۔ اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ کیا میں زرغام کے دل میں اپنی جگہ بنا سکوں گی۔۔۔ پریشہ نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ مگر زرغام کے موبائل پہ روشنانے کی تصویر یاد کرتے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ کاش زرغام آپ نے میری مدد کی تھی۔۔۔ تھوڑی سی نرمی بھی کر لیتے۔۔۔ محبت تو آپ کو کبھی مجھ سے ہو نہیں سکتی۔۔۔ پریشہ نے استغزیاہ مسکراتے ہوئے سوچا۔۔۔

ورشائ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ کہ جان عالم نے واقع ہی سب سے بولا۔۔۔ ہائے جان خان۔۔۔ تو سی گریٹ ہوں۔۔۔ ورشائ مسکراتے ہوئے مڑی تھی۔۔۔ کہ جان عالم کو سامنے دیکھتے اس کی مسکراہٹ تھی تھی۔۔۔ ا۔۔۔ اپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ورشائ جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں اپنی جان سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشائ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ کک۔۔۔ کیوں۔۔۔ ورشائ پیچھے ہوئی۔۔۔ تم یہاں آگئی۔۔۔ تو میں بھی آگیا۔۔۔ جان عالم ورشائ کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ آپ جائے۔۔۔ اب ہم شادی کے بعد ملے گے۔۔۔ ورشائ جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں جی۔۔۔ چلو روم میں۔۔۔ جان

عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جاؤ گی۔۔۔ ورشاں اسے گھورتے ہوئے
 بولی۔۔۔ نہیں جاؤ گی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جاناں جان۔۔۔ جانا تو
 پڑے گا۔۔۔ ایسے نہیں تو ایسے۔۔۔ جان عالم ورشاں کو کندھے پہ اٹھاتے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں جان
 عالم کے کندھے پہ اس کی کمر پہ مکہ مار رہی تھی۔۔۔ اسے کیا فرق پڑنا تھا۔۔۔ جان عالم پاؤں کی ٹھوکر
 سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ اور ورشاں کو بیڈ پہ لیٹا یا۔۔۔ اور اس پہ جھکا۔۔۔ جانم۔۔۔ میں
 تمہیں اپنے قریب کرتا ہوں۔۔۔ اور تم مجھ سے دور بھاگتی ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ کیونکہ آپ میری بات نہیں مان رہے۔۔۔ ہم پہلے شادی کرے گے۔۔۔ ورشاں منہ
 بناتے ہوئے بولی۔۔۔ تو میں کون سا بھی تمہارے اس طرح قریب آیا۔۔۔ ابھی تو بس چھوٹی چھوٹی
 گستاخیاں کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ آ۔۔۔ ا۔۔۔ اپ۔۔۔ چھ۔۔۔ وٹی۔۔۔ گستاخیاں نہیں

کرتے۔۔۔ ا۔۔۔ اپ۔۔۔ مم۔۔۔ میری۔۔۔ جان۔۔۔ لیتے ہے۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں کی تپش سے
 سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ تم ابھی سے سرخ ہو جاتی ہوں۔۔۔ جب بالکل قریب آؤ گا۔۔۔ تب کیا
 حال ہو گا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے
 ہاتھوں کے مکہ مارنے شروع کیے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بیڈ پہ ہوا۔۔۔ اور ورشاں کی کمر کے
 گرد حصار بنایا۔۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے کمر کے گرد سے حصار ختم کیا۔۔۔ ورشاں سیکنڈز میں
 غائب ہوئی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ کچھ دن۔۔۔ پھر تم میری۔۔۔ میں

تمہارا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں وضو کر کے باہر نکلی۔۔۔ اور جائے
 نماز بچھا کر نماز ادا کرنے لگی۔۔۔ جان عالم بھی اٹھ کر وضو کر کے ورشاں
 سے تھوڑا سا آگے جائے نماز بچھاتے نماز ادا کرنے لگا۔۔۔ ورشاں نے سلام پھیرتے ہوئے جان عالم کی
 طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ نماز ادا کر رہا تھا۔۔۔ یا اللہ جان خان کے دل میں میرے لیے اس قدر محبت ڈال
 دو۔۔۔ کہ ان کو میرے علاوہ ہو لڑکی اپنی بہن نظر آئے۔۔۔ امین۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں
 بولی۔۔۔ جو جان عالم سن چکا تھا۔۔۔ جان عالم نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ یا اللہ مجھے چار
 شادیاں کرنے کی توفیق عطا فرما۔۔۔ امین۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ یا اللہ میری بیوی کو
 میری باقی تین بیویوں سے صلح رحمی کرنے کی توفیق عطا فرما۔۔۔ امین۔۔۔ جان عالم اونچی آواز میں بول
 رہا تھا۔۔۔ جو ورشاں تک جاسکتی تھی۔۔۔ یا اللہ پاک۔۔۔ مجھ پہ ایک قتل واجب کر دینا۔۔۔ اگر میرا
 شوہر کسی اور لڑکی کی طرف دیکھے۔۔۔ میں ان کی جان لے سکوں۔۔۔ امین۔۔۔ ورشاں نے چہرے پہ
 ہاتھ پھیرا۔۔۔ شوہر کی جان لوں گی۔۔۔ مجازی خدا کی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ یا اللہ میرے ہیسبند کو میرے علاوہ سب ان کی بہنیں لگے۔۔۔ ان کو میرے علاوہ کوئی نظر
 نہیں آئے۔۔۔ امین۔۔۔ یا اللہ مجھے میرے جان خان کا فرما بردار بنادے۔۔۔ میں ان کی ہر بات مان
 سکوں۔۔۔ اب کی بار ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ جو جان عالم تک نہیں گئی تھی۔۔۔ یا اللہ مجھے
 میری ورشاں کی ہر خوشی۔۔۔ ہر خواہش پوری کرنے کی توفیق عطا فرما۔۔۔ یا اللہ میں اپنی ورشاں کے
 لیے ہر دنیا کی چیز اس کی ہر خواہش پوری کر سکوں۔۔۔ یا اللہ مجھے میری محرم کے ساتھ اپنے گھر آنے کی
 توفیق عطا فرما۔۔۔ امین۔۔۔ ورشاں جلدی سے بولی۔۔۔ یا اللہ ہماری لڑائیاں کبھی نہ ہوں۔۔۔ میں غلط

بھی ہوں۔۔۔ تو جان خان بولے میری غلطی ہے۔۔۔ امین۔۔۔ ورشاں جلدی سے امین بول کر اٹھی۔۔۔ یا اللہ ورشاں کے چہرے پہ مسکراہٹ ہمیشہ قائم رکھنا۔۔۔ جان عالم نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور کھڑا ہوا۔۔۔ جان عالم نے آیت الکرسی پڑھ کر ورشاں پہ پھونکی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

بیس سوڈ نمبر 87 پارٹ 2

زرغام آپ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ ایسا۔۔۔ روشانی کی آواز نم تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی نم آنکھوں کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا کر رہا ہوں۔۔۔ میں۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کیوں میرے بچوں سے ایسا سلوک کر رہے ہیں۔۔۔ میرا شاہ ابھی چھوٹا ہے۔۔۔ اسے ماں کی ضرورت ہے۔۔۔ آپ کیوں اپنی لائف میں آگے نہیں بڑھ جاتے۔۔۔ روشانی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیسے بڑھ جاؤاگے۔۔۔ تن مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔ میرا سب کچھ ختم ہو گیا۔۔۔ زرغام اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ کسی کے جانے سے دنیا نہیں روکتی۔۔۔ آپ کو بھی اپنی زندگی گزارنی ہوگی۔۔۔ اور میرے بچوں کے لیے ماں لے آئے۔۔۔ میں نے اپنے شاہ کو آخری دفعہ میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔۔۔ اسے ماں کی ضرورت ہے۔۔۔ میں نہیں تو کوئی بھی۔۔۔ کوئی تو ہوں۔۔۔ جو میرے شاہ کا خیال رکھ سکے۔۔۔ کوئی تو ہوں۔۔۔ جو میری نمل کا خیال رکھ سکے۔۔۔ روشانی کی آنکھ سے آنسو بہہ تھا۔۔۔ روشانی نے زرغام نے جھٹ سے آنکھیں

کھولیں۔۔۔ مگر یہ خواب تھا۔۔۔ ناجانے وہ کتنی دفعہ اس کے خواب میں اچکی تھی۔۔۔ ماں
 تھی۔۔۔ اپنے بچوں کے لیے مر کر بھی پریشان تھی۔۔۔ زرغام نے بیڈ کراؤن سے ٹیک
 لگائی۔۔۔ زرغام جب سے حویلی آیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں پریشے کا چہرہ تھا۔۔۔ بے سکونی سی
 تھی۔۔۔ وہ سویا کب اسے معلوم نہیں۔۔۔ مگر روشانے کا خواب میں انا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے نیند دور
 کر چکا تھا۔۔۔ کیا پریشے شاہ در کا خیال رکھ سکتی ہے۔۔۔ زرغام نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے
 سوچا۔۔۔ نمل بڑی ہو گئی ہے۔۔۔ اسے سمجھنا مشکل ہے۔۔۔ زرغام نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے
 سوچا۔۔۔ مگر شاہ در کو ماں چاہیے۔۔۔ وہ پریشے کو اپنی ماں سمجھاتا ہے۔۔۔ پریشے کو ہی نمل کی بھی ماں بننا
 پڑے گا۔۔۔ زرغام نے سوچتے ہوئے سگریٹ جلایا۔۔۔

رات کا پہرہ تھا۔۔۔ جب شاہ در جو کہ سویا ہوا تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ پریشے جاگ رہی
 تھی۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در
 نے ہونٹ باہر نکالے۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا یہاں نہیں ہے۔۔۔ پریشے شاہ در کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے بابا پاس جانا ہے۔۔۔ شاہ در کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔ میری
 جان صبح بابا سے مل لینا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے
 ابھی جانا ہے۔۔۔ بابا پاس۔۔۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ میں بات کرواتی
 ہوں۔۔۔ پریشے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف
 بڑھی۔۔۔ اندر سے اپنا موبائل لیے پریشے باہر آئی۔۔۔ موبائل کو دیکھتے پریشے کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔ ایک کال زرغام کو کی تھی۔۔ اور تب سے اس کی زندگی بدل چکی تھی۔۔ پریشے نے موبائل
اون کیا۔۔ اور زرغام کو کال کی۔۔ کال تین دفعہ رنگ ہونے کے بعد ریسو کی گئی۔۔ ہیلو۔۔ زرغام کی
سنجیدہ آواز موبائل پہ گونجی۔۔ بولو۔۔ پریشے۔۔ زرغام کی پھر سے آواز گونجی۔۔ مگر پریشے نے
موبائل شاہدر کو پکڑا یا۔۔ بابا۔۔ شاہدر نم آواز میں بولو۔۔ جی میری جان۔۔ زرغام شاہدر کی آواز
سنتے ہوئے بولا۔۔ بابا میرے پاس اجائے۔۔ شاہدر موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ شاہدر کی
بات سنتے پریشے نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ اب آپ سو جاؤ۔۔ پریشے شاہدر سے
موبائل لیتے کال بند کرتے ہوئے بولی۔۔ ماما۔۔ بابا۔۔ صبح آئے گے۔۔ شاہدر نے پریشے کی طرف
دیکھا۔۔ جی۔۔ ائے گے۔۔ پریشے شاہدر کا سر گود میں رکھتے ہوئے بولی۔۔

وہ تقریباً پھلانگتے ہوئے سب چھپ چھپا کر وہ پھلانگتے ہوئے آیا تھا۔۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک
رہا تھا۔۔ اس نے اپنی انگلی سے اپنی پیشانی پہ آتے ہوئے پسینے کو صاف کیا۔۔ کیا کیا کرنا پڑتا
ہے۔۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔ اور جمپ کیا۔۔ وہ اس قدر آرام سے پھلانگ رہا تھا۔۔ کہ کسی کو
پتہ نہیں چل سکتا تھا۔۔ اس نے اندر آتے ہوئے کھڑکی کھولی۔۔ اور کھڑکی سے اندر کی طرف
بڑھا۔۔ اور کمرے میں آیا۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ اس نے بیڈ پہ
سوئے وجود پہ نظریں ڈالیں۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔ چلتا ہوا۔۔ اس کے قریب
آکر بیڈ کے پاس کھڑا ہوا۔۔ اس کے چہرے پہ معصومیت دیکھتے اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے
چھوا۔۔ بیڈ پہ اس کے پاس بیٹھا۔۔ اور اس کے چہرہ پہ پھیلی معصومیت دیکھنے لگا۔۔ اس کے چہرے

پہ اتے بالوں کو پیچھے کرتے اس نے ہونٹوں کو پوروں سے چھوا۔۔۔ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔ پریشہ شاہ کے گرد حصار بنائے سوئی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کو چھونے سے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور زرغام جو دیکھتے بدک کر دور ہوئی۔۔۔ اپ۔۔۔ پریشہ کی زبان لڑکھرائی۔۔۔ کیوں۔۔۔ میں نہیں آسکتا۔۔۔ زرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ اپ۔۔۔ ک۔۔۔ کیسے۔۔۔ اندر۔۔۔ پریشہ حیرانگی سے بولی۔۔۔ اس کھڑکی سے۔۔۔ زرغام نے پرسکون انداز میں کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پریشہ نے حیرانگی سے کھڑکی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی شرٹ پہ خون کی بوندیں گر رہی تھی۔۔۔ جسے دیکھ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ۔۔۔ کیسے ہوا۔۔۔ پریشہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ حیران تھا۔۔۔ اسے لگا تھا۔۔۔ کہ وہ غصے کرے گی۔۔۔ مگر پریشہ پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھوں سے نکلتا خون دیکھ کر۔۔۔ زرغام یہ کیسے ہوا۔۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔ تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ پریشہ کی نم آنکھیں دیکھتے زرغام کے دل میں کچھ اسے ٹوٹا محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشہ خاموش تھی۔۔۔ جسے دیکھ زرغام نفی میں سر ہلاتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔۔ پریشہ اسے اٹھتے دیکھ بیڈ سے اٹھی۔۔۔ زرغام باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشہ نے اس تک پہنچتے اسے روکا۔۔۔ زرغام نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کو فرق نہیں پڑتا۔۔۔ تو کیا مجھے بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ پریشہ زرغام کا کالر پکڑتے ہوئے دبی دبی آواز میں چلائی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ اس کے لیے۔۔۔ پریشہ اس کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔ زرغام

نے اس کی کمر کے گرد حصار نہیں بنایا تھا۔۔۔ پریشے نے سراٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ
 کو فرق نہیں پڑتا۔۔۔ مجھے پڑتا ہے۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ اور
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ فرسٹیٹ بوکس لاتے پریشے زرغام کے ہاتھ پہ ڈریسنگ کرتے ہوئے
 رو رہی تھی۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو زرغام کے ہاتھ پہ بھی گر رہے تھے۔۔۔ پریشے کے ڈریسنگ
 کرتے ہی زرغام روکا نہیں تھا۔۔۔ زرغام پریشے کی بازو پکڑے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ ک۔۔۔ کہاں
 لے کر جا رہے ہیں۔۔۔ پریشے اسے یوں باہر لے جاتے دیکھ کر بولی۔۔۔ شش۔۔۔ زرغام نے اس کی
 طرف تنبیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ اگر کوئی دیکھے گا۔۔۔ تو کیا سوچے گے۔۔۔ پریشے اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یہی کہ میں اپنی بیوی کو لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ اب خاموش رہنا۔۔۔ زرغام اس کا
 ہاتھ پکڑے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ سڑھیاں چڑھتے زرغام اسے لیے اوپر آیا۔۔۔ جہاں لائٹس آف
 تھی۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے اندھیرے میں اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام اس کی کلائی
 پکڑے آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ ساتھ ہی لائٹس آون ہوئی تھی۔۔۔ پریشے یہ سب دیکھتے حیران ہوئی
 تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جگہ جگہ لال گلاب لگے ہوئے تھے۔۔۔ زمین پہ
 بھی گلاب بکھیرے ہوئے تھے۔۔۔ جسے دیکھ پریشے کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جبکہ
 آنکھوں میں حیرانگی تھی۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے مری تھی۔۔۔ مگر زرغام کو گھٹنوں کے بل بیٹھے دیکھ کر
 اس کا منہ تک حیرت سے کھولا تھا۔۔۔ پریشے کیا مجھے اپنی زندگی میں دوبارہ شامل ہونا کا موقع دو
 گی۔۔۔ پریشے میں تم سے اپنی ہر کی گئی غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔ کیا تم میرے ساتھ اپنی زندگی
 گزارنا چاہو گی۔۔۔ زرغام رنگ کی ڈبی پکڑے اس کی طرف کیے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ پریشے کی

آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے فنگر میں رینگ ڈالی۔۔۔ اور پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پریشے نے روتے ہوئے زرغام کے سینے پہ مکہ مارنے شروع کیے تھے۔۔۔ بہت برے ہے۔۔۔ اپ۔۔۔ پریشے روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ پریشے نے نم آنکھوں سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔۔۔ یہ سب۔۔۔ زرغام پریشے کو اپنے حصار میں لیے بولا۔۔۔ پریشے کی پلکیں نم تھی۔۔۔ مگر ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ داجی سے بولو گا۔۔۔ کل میں اپنی پریشے کو لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔ زرغام چاند کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ پریشے کے ہونٹ ٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ چھائی۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ اور نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام بھی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ پریشے شاہدر کے پاس لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے شاہدر کو گود میں لیا۔۔۔ یہ۔۔۔ اپ۔۔۔ پریشے بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ زرغام نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ ششش۔۔۔ زرغام شاہدر کو پریشے سے کچھ فاصلے پہ لیٹاتے خود اس کی جگہ پہ برجمان ہوا۔۔۔ پریشے اس کی طرف حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ زرغام پریشے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے آنکھیں موند گیا۔۔۔

زرغام کی آنکھ کھولیں۔۔۔ تو پریشے اس سے کچھ فاصلے پہ سو رہی تھی۔۔۔ اور اس کے حصار میں شاہدر تھا۔۔۔ زرغام نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اس نے اسے رات میں خود سے آزادی دی۔۔۔ تو وہ شاہدر کو

قریب کرتے سو گئی۔۔۔ زرغام نے بیٹھتے ہوئے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور ٹائم دیکھا۔۔۔ جہاں صبح کے
آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ زرغام کی آنکھیں ایک دم سے کھولیں۔۔۔ زرغام بیڈ سے اٹھا۔۔۔ پریشے آٹھ
چکی تھی۔۔۔ مگر خاموش تھی۔۔۔ زرغام پریشے اور شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے باہر
نکلا۔۔۔ زرغام کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ تو پریشے آٹھ کر بیٹھی۔۔۔ وہ باہر کمرے کے دروازے سے گیا
تھا۔۔۔ پریشے جلدی سے اٹھی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

زرغام اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ چھی۔۔۔ چھی۔۔۔ چھی۔۔۔ زرغام
غزنوی کو دیکھتے ہوئے منہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی اسے دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ صبح صبح
سالے صاحب کا دیدار ہو گیا۔۔۔ اج تو پکا میٹنگ کنسل ہو گی۔۔۔ زرغام پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے
بولا۔۔۔ تو یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔ بغیر انسان۔۔۔ غزنوی نے زرغام کا گریبان پکڑا۔۔۔ سالے
تیری بہن میری بیوی ہے۔۔۔ یہاں۔۔۔ اس سے ملنا آیا تھا۔۔۔ زرغام کندھے اچکاتے ہوئے
بولا۔۔۔ تیری۔۔۔ غزنوی نے اس کے چہرہ پہ مکہ مارنے کے لیے ہاتھ کا مکہ بنایا۔۔۔ جسے زرغام نے
اپنے ہاتھ میں پکڑتے روکا۔۔۔ بھول مت۔۔۔ اگر تو مار سکتا ہے۔۔۔ تو میں بھی مار سکتا ہوں۔۔۔ مگر
کیا کرو۔۔۔ سالہا ہے۔۔۔ نا۔۔۔ تو سوچ رہا ہوں۔۔۔ عزت دے دو۔۔۔ اتنا تو مجھے پتہ چل گیا۔۔۔ بہنوی
کی عزت کرنی تجھے نہیں اتی۔۔۔ زرغام اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے نیچے اترا۔۔۔ تیری۔۔۔ غزنوی اس کی
طرف بڑھا تھا۔۔۔ مگر داجی کو دیکھتے روکا۔۔۔ اسلام و علیکم داجی۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے
بولا۔۔۔ زرغام ہمارا عزت کا کوئی خیال کرو۔۔۔ ہم اس علاقے کا سردار ہے۔۔۔ ہمارا حویلی میں یوں تم

کو کوئی دیکھے گا۔۔۔ تو کیا بولا گا۔۔۔ کیا عزت رہا گا۔۔۔ ہمارا۔۔۔ داجی اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولے۔۔۔ داجی میں کسی غلط نیت سے نہیں آیا۔۔۔ بیوی ہے۔۔۔ میری۔۔۔ زرغام نے داجی کی طرف
 دیکھا۔۔۔ تم جانتا ہے۔۔۔ ہم جانتا ہے۔۔۔ گاؤں تو نہیں جانتا۔۔۔ داجی سرد آواز میں بولے۔۔۔ داجی
 پورا کلام جانتا ہے۔۔۔ کہ پریشہ زرغام خان کی بیوی ہے۔۔۔ پریشہ کلام کے سردار کی سردارنی
 ہے۔۔۔ زرغام ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اگر آپ کو لگتا ہے۔۔۔ کہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ تو
 میں چاہوں گا۔۔۔ اپ عزت سے اسے میرے ساتھ رخصت کر دے۔۔۔ زرغام احترام سے
 بولا۔۔۔ تجھ جیسے گھٹیا انسان کے ساتھ۔۔۔ غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ تو مت بول۔۔۔ میں
 داجی سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ زرغام اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ہم کو بھی یہی بہتر لگتا
 ہے۔۔۔ داجی بول کر صوفے پر بیٹھے۔۔۔ زرغام غزنوی کو آنکھ مارتے ہوئے شوخ نظروں سے دیکھتے
 باہر نکلا۔۔۔ غزنوی اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں پریشہ پہلے سے ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جو فیصلے میری
 بہن کا ہوں گا۔۔۔ وہی ہو گا۔۔۔ میں سب کے خلاف چلا جاؤ گا۔۔۔ اپنی بہن کے لیے۔۔۔ غزنوی پریشہ
 کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔۔۔ لا لا میں جانا چاہتی ہوں۔۔۔ پریشہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ غزنوی
 مسکرایا۔۔۔ اور پریشہ کے ہاتھ چومے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ میری بہن کو اس کمینے کے علاوہ کوئی
 خوش نہیں رکھ سکتا۔۔۔ غزنوی مسکراہٹ چہرے پہ لیے بولا۔۔۔ پریشہ غزنوی کے گلے لگتے رو
 پڑی۔۔۔ میری پیاری سی بہن کی آنکھوں میں یہ آنسو بالکل بھی اچھے نہیں لگتے۔۔۔ غزنوی پریشہ کے
 آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ورشاں جو کہ ابھی فریش ہوئی تھی۔۔۔ موسم اچھا دیکھتے ٹریس پہ کھڑی ہوئی۔۔۔ جب اوپر سے گرتے
 پھول دیکھتے ورشاں مسکرائی۔۔۔ اور کمرے سے نکلتے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم اسے اوپر جاتا
 دیکھ اس کے پیچھے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ ورشاں اوپر آئی۔۔۔ اور اوپر تناسب کچھ پیارا دیکھ
 مسکرائی۔۔۔ ملازمہ سب کچھ اٹھا رہی تھی۔۔۔ یہ کس نے کیا۔۔۔ ورشاں نے ملازمہ سے سوال
 کیا۔۔۔ زرغام لالانے کروایا تھا۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ واہ۔۔۔ زرغام لالا تو بہت رومانٹک
 نکلے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کی آواز سن چکا تھا۔۔۔ اور اس کی طرف
 بڑھا۔۔۔۔۔ میں بتاؤ۔۔۔ کون زیادہ رومانٹک ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑی۔۔۔ نہیں
 جی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ ابھی تو ٹھیک تھی۔۔۔ اب کیوں منہ بن
 گیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ اپ نے کیا کبھی مجھے اس طرح
 پرپوز۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں غم آنکھوں سے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے نہیں
 پتہ۔۔۔ مجھے بھی ایسا سب کچھ چاہیے۔۔۔ مجھے بھی اس طرح پرپوز کرے۔۔۔ ورنہ میں شادی نہیں کرو
 گی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم خاموش
 تھا۔۔۔ جسے دیکھ ورشاں منہ بناتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ نیچے چلو۔۔۔ سردی لگ جائے
 گی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ جاسکتی ہوں۔۔۔ خود۔۔۔ ورشاں اپنی کلائی
 چھرواتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم حیران ہوا۔۔۔ کہ ورشاں صرف اس لیے ناراض ہو
 رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم اسے اس طرح پرپوز نہیں کیا۔۔۔ "زرغام تیرا دور فٹے منہ۔۔۔" جان عالم
 پنجابی میں بولا۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا۔۔۔ کال پہ بات کرتا مول میں انٹر ہوا۔۔۔ وہ اپنے دھیان ہی چل رہا تھا۔۔۔ جب اچانک کسی سے ٹکرایا۔۔۔ نظر نہیں آتا کیا۔۔۔ وہ غصے سے بولا۔۔۔ سوری۔۔۔ وہ جو اس سے ٹکرائی۔۔۔ اس کے چیزیں گر گئی۔۔۔ مگر سوری بھی خود ہی بول گئی۔۔۔ اس نے اپنے شوپنگ بیگ اٹھاتے ہوئے اوپر دیکھا۔۔۔ وہ جو بال اس کے چہرے پہ تھے۔۔۔ اس کے چہرے پہ لگتے ہوئے پیچھے ہوئے۔۔۔ وہ تھوڑا پیچھے ہوا۔۔۔ سوری۔۔۔ اس نے سر اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ مگر اسے دیکھتے وہ وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔ بلکہ دونوں ہی ساکت ہوئے تھے۔۔۔ اس نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔ وہ بلیک جینز وائٹ ٹوپ گلے میں مفٹر ٹائپ دوپٹہ لیے اس کے بے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں ایک پل کو حیران ہوئی تھی۔۔۔ مگر اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے وہ آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ مجھے امید نہیں تھی۔۔۔ کہ ہماری دوبارہ ملاقات ہوگی۔۔۔ اس کی آواز پہ وہ روکی۔۔۔ امید مجھے بھی نہیں تھی۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مگر ہو گئی۔۔۔ اریان نہ کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ صوفیہ استنزیہ مسکرائی۔۔۔ کہیں میرا پیچھے کرتے تو یہاں نہیں آئی۔۔۔ اریان نے شوخ لہجے میں اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ویسے اگر میرا پیچھے کرتا ہوئے یہاں آئی ہوں۔۔۔ تو یہاں بھی میں تمہیں چھونا گوارہ نہیں کروں گا۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ ملک بیگانہ تھا۔۔۔ یہ میرا گاؤں ہے۔۔۔ یہاں اپنی طرف بڑھتا ہاتھ توڑ سکتی ہوں۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں بولی۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ نکاح میں ہوں۔۔۔ میرے۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کل کسی اور کے میں ہوں گی۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان کی مسکراہٹ

تھی۔۔۔ صوفیہ مسکرائی۔۔۔ یہ مت سوچنا تمہارا غم لگا کر ساری زندگی بیٹھی رہوں گی۔۔۔ میں آج بھی پاک ہوں۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اس طرح کی ڈریسنگ کر کہ تمہیں لگتا ہے۔۔۔ کہ تم پاک ہوں۔۔۔ اریان نے سلگتے ہوئے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔ بالکل۔۔۔ اس طرح کی ڈریسنگ کر کہ بھی میں پاک ہوں۔۔۔ کیونکہ میں کسی کے سامنے بے لباس نہیں ہوئی۔۔۔ صوفیہ اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں تمہیں بے لباس چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔ اریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ تم شوہر تھے۔۔۔ تمہاری طرح ہر کسی کے سامنے۔۔۔ ابھی صوفیہ اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ اریان نے اس کا کھڑی دو بوجھا۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور دکھیل گئی۔۔۔ کچھ دن کی بات ہے۔۔۔ پھر تم سے آزادی لے کر کسی اور کی ہو جاؤ گی۔۔۔ تم جیسے گھٹیا انسان کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ گوارہ نہیں۔۔۔ صوفیہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم۔۔۔ اریان کچھ بولنے ہی والا تھا۔۔۔ کہ کچھ لڑکیاں اور لڑکے صوفیہ کی طرف بڑھے۔۔۔ صوفیہ نے شوپنگ بیگ پکڑائے اور آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

زرغام لاونج میں داخل ہی ہوا تھا۔۔۔ کہ سامنے اسے بیٹھا دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔ اور پھر آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ بھی زرغام کو دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔ یار کیوں ایسے دیکھ رہے ہیں۔۔۔ کان پکڑے۔۔۔ اس نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ تمہیں کب سے کال کی ہوئی تھی۔۔۔ میں نے اریان۔۔۔ اور تم اب آرہے ہوں۔۔۔ تم کیا باہر جا کر یہ بھول گئے۔۔۔ کہ ہم سب بھی یہاں موجود ہے۔۔۔ زرغام غصے سے

بولا۔۔۔ بابا ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ اریان نے زرغام کے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔ باپ کو تو پاگل سمجھا
 ہوا۔۔۔ تم نے۔۔۔ زرغام غصے سے اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے پتہ
 ہے۔۔۔ میرے بابا پاگل نہیں ہے۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ نمل جو کہ ابھی آئی
 تھی۔۔۔ اریان کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ میری پیاری بہن کیسی ہے۔۔۔ اریان نے نمل
 کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ لالا آپ کتنے ٹائم کے بعد آئے۔۔۔ نمل نے بھی اریان سے شکوہ
 کیا۔۔۔ سوری۔۔۔ اریان نے پھر سے کان پکڑے۔۔۔ شاہ کہاں ہے۔۔۔ اریان نے لاونج میں
 نظریں دوڑائیں۔۔۔ پریشے کے پاس۔۔۔ نمل منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جسے زرغام اریان دونوں نے
 دیکھا تھا۔۔۔ مگر زرغام کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اب بچی تو بالکل نہیں تھی۔۔۔ جسے زرغام
 سمجھاتا۔۔۔ زرغام کال ریسو کرتے سائیڈ پہ ہوا۔۔۔ نمل ماما بولا کرو۔۔۔ اریان نمل کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ میں کیوں بولو۔۔۔ اسے ماما۔۔۔ لالا کیا ہمیں معلوم نہیں کہ ہماری نعرے روشانی
 تھی۔۔۔ نمل اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ معلوم ہے۔۔۔ کہ ہماری
 مورے روشانی تھی۔۔۔ مگر اب تو بابا کی بیوی پریشے ماما ہے۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 اسے سمجھایا۔۔۔ میں نہیں بول سکتی۔۔۔ اسے ماما۔۔۔ وہ کبھی ہماری مورے کی جگہ نہیں لے
 سکتی۔۔۔ نمل غصے سے بولی۔۔۔ میں نے کب کہا۔۔۔ کہ وہ ہماری مورے کی جگہ لے گی۔۔۔ یا تم ان کو
 مورے کی جگہ لوں۔۔۔ مگر بابا کے رشتے سے ہی اس کا تھوڑا سا احترام کر لوں۔۔۔ اریان نے اسے پیار
 سے سمجھایا۔۔۔ لالا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پریشے کی شادی عالم چاچو سے ہونے والی تھی۔۔۔ اس نے
 بابا سے شادی کر لی۔۔۔ کیوں۔۔۔ نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیوں

کی۔۔۔ یہ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ یا پھر جس بھی وجہ سے کی۔۔۔ اب تو وہ ہماری ماما ہوئی۔۔۔ اور ہم ان کو عزت دے گے۔۔۔ تو بابا بھی خوش ہو گے۔۔۔ اریان پیار سے بولا۔۔۔ لالا اس کی وجہ سے و۔۔۔ ابھی نمل اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ زرغام کی آواز پہ رو کی۔۔۔ اریان تو چیخ کر۔۔۔ پھر کھانا کھالے۔۔۔ نمل میری جان۔۔۔ اپ بھی کھانا کھاؤ۔۔۔ میں بھی فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔ زرغام نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ہمارے بابا بہت اچھے ہے۔۔۔ نمل۔۔۔ ان کی خوشی کے لیے۔۔۔ اریان بول کر اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 88 پارٹ 1

خان حویلی کی چھت پر سب نے ایک ساتھ چاند دیکھا تھا۔۔۔ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ چاند دیکھنے کے بعد سب ہی اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔۔۔

میری پیاری سی بیگم کو رمضان کا چاند مبارک۔۔۔ میسج دیکھتے پریشہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ اپ کو بھی۔۔۔ پریشہ نے مسکراتے ہوئے ٹیکسٹ کیا۔۔۔ جسے دیکھ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ ملنا آؤ۔۔۔ زرغام نے کچھ سوچتے ہوئے اسے میسج کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ پریشہ نے ایک ساتھ تین میسج کیے۔۔۔ کیوں۔۔۔ زرغام نے اسے ایبرا چکاتے ہوئے والا

ایموجی سینڈ کیا۔۔۔ کیونکہ اب آپ مجھ سے شادی سے پہلے نہیں مل سکتے۔۔۔ پریشے نے مسکراتے ہوئے اسے میسج کیا۔۔۔۔۔ وجہ۔۔۔۔۔ زرغام کا اسی لمحے میسج آیا۔۔۔ کچھ دن دور رہنا چاہیے۔۔۔ پریشے نے ساتھ ہی کپل کا ایموجی سینڈ کیا۔۔۔ زرغام نے اسے کال کی۔۔۔ جو کہ پہلے ہی بیل پہ ریسو ہوئی۔۔۔ بیوی ہوں میری۔۔۔ پھر کیوں نہیں مل سکتا۔۔۔ زرغام بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیونکہ میں چاہتی ہوں۔۔۔ کہ ہم کچھ دن دور رہے۔۔۔ جس سے آپ کو میری قدر ہوں۔۔۔ پریشے شاہدر کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے تمہاری قدر ہے۔۔۔۔۔ زرغام ٹیرس کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ وہ پرانی باتیں یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اپ میرا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ کچھ پل یوں ہی خاموشی کے بعد پریشے نے اس سے سوال کیا۔۔۔ ہاں۔۔۔ زرغام ٹیرس پہ آتے ہوئے بولا۔۔۔ تم میرا انتظار نہیں کر رہی کیا۔۔۔ زرغام نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ شاید کر رہی ہوں۔۔۔ پریشے نے شاہدر کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ سویا ہوا تھا۔۔۔ شاید کیا ہوتا ہے۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔ سو جائے۔۔۔ صبح روزہ رکھنا ہے۔۔۔ پریشے نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اوکے۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ پریشے نے کال بند کی۔۔۔

زمل غزنوی کے ساتھ ٹیرس پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ دونوں چاند کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ کتنا خوبصورت چاند ہے۔۔۔ زمل غزنوی کے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے بولی۔۔۔ تم سے کم۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی آپ کو یاد ہے۔۔۔ جب نکاح کے بعد ہم نے پہلے رمضان کا چاند دیکھا

تھا۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بالکل یاد ہے۔۔۔ میں نے اپنی زل کی پیشانی چومی
 تھی۔۔۔ پہلی دفعہ۔۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مورے۔۔۔ غازیہ کی آواز پہ
 دونوں نے پیچھے دیکھا۔۔۔ غازیہ پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زل نے اسے گود میں لیا۔۔۔ اٹھ
 گی۔۔۔ نیند پوری ہو گئی۔۔۔ زل نے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جی۔۔۔ غازیہ آنکھیں مسلتے
 ہوئے بولی۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ بابا۔۔۔ چاند۔۔۔ غازیہ نے چاند کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ اور یہ ہمارا پہلے رمضان کا چاند
 ہماری پیاری سی بیٹی کے ساتھ۔۔۔ غزنوی نے زل کے گرد حصار بنایا۔۔۔ زل مسکرائی۔۔۔

ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑے اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ چومتے
 ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری پیاری سی جان کو رمضان کا چاند مبارک۔۔۔ جان عالم نے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ وہ تو شاید یہ بھی بھول چکی تھی۔۔۔ کہ وہ جان عالم
 سے ناراض ہے۔۔۔ اپ کو بھی مبارک ہوں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ یا اللہ اس
 رمضان کو ہم سب کے لیے بہتر بنا۔۔۔ بخشش کا وصلہ بنا دے۔۔۔ امین۔۔۔ جان عالم نے چہرہ پہ ہاتھ
 پھیرا۔۔۔ چلو۔۔۔ جا کر سونا ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں سے مخاطب ہوا۔۔۔ کیوں۔۔۔ ابھی تو چاند
 دیکھا۔۔۔ اور اب سو بھی جاؤ۔۔۔ ورشاں نے ایبر واچکائی۔۔۔ بالکل۔۔۔ کیونکہ میری شریک حیات
 کی صبح آنکھ نہیں کھولے گی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کی ٹھوڑی کو چھوا۔۔۔ میں جاگ جاؤ

گی۔۔۔ ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ نہیں جاگو گی۔۔۔ چلو۔۔۔ جان عالم
زبردستی ورشاں کی کلائی پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

ایک حسیں صبح کا آغاز ہوا۔۔۔ انج ماہ رمضان کا پہلا روزہ تھا۔۔۔ ورشاں کی الارم کو لک بھیجی شروع ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ہلکی سی آنکھیں کھولی۔۔۔ ورشاں۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بازو پہ ہاتھ
رکھے۔۔۔۔۔ سونے دے۔۔۔ ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اٹھو۔۔۔۔۔ جان عالم نے
اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ مجھے سونا ہے۔۔۔ ورشاں پھر سے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم نے الارم کو لک بند
کی۔۔۔۔۔ اور اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ ورشاں۔۔۔۔۔ جان عالم نے ایک بار پھر سے ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ
رکھا۔۔۔۔۔ مجھے نیند آئی ہے۔۔۔۔۔ سونا ہے۔۔۔۔۔ ورشاں اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔۔۔ جان عالم اٹھ کر فریش
ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔ جان عالم پندرہ منٹ کے بعد فریش ہو کر آیا۔۔۔۔۔ ورشاں ابھی بھی ہنوز سوئی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ ورشاں۔۔۔۔۔ جان عالم نے اسے جنبھوڑا۔۔۔۔۔ مگر وہ ورشاں ہی کیا جو رمضان میں سہری کے
وقت جاگ جائے۔۔۔۔۔ دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ٹاول صوفے پہ پھینکا۔۔۔۔۔ اور اٹھ کر
دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ سامنے زل تھی۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔ پہلی سہری مبارک ہوں۔۔۔۔۔ زل جان عالم کے گلے
لگی۔۔۔۔۔ میری بہن کو بھی پہلی سہری مبارک ہوں۔۔۔۔۔ جان عالم نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ
رکھے۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔ سہری کے لیے اجائے۔۔۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ ورشاں نہیں جاگ
رہی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ میں جگاؤ۔۔۔۔۔ زل نے جان عالم کی طرف
دیکھا۔۔۔۔۔ جان عالم نے اسے اندر جانے کا راستہ دیا۔۔۔۔۔ ورشاں۔۔۔۔۔ زل نے ورشاں کے کندھے پہ

ہاتھ رکھا۔۔۔ یار۔۔۔ کیا ہے۔۔۔ سونے دے۔۔۔ ورشاں تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے
 بولی۔۔۔ روزہ نہیں رکھنا۔۔۔ زل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جھٹ سے اٹھ کر
 بیٹھی۔۔۔ جان عالم دروازے کے پاس کھڑا مسکرایا۔۔۔ ابھی ورشاں کے سہری تک اور بھی ڈرامہ چلنے
 تھے۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔ جلدی آجاؤ۔۔۔ زل ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے باہر
 نکلی۔۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھتے یوں ہی واشر روم کی طرف بڑھی۔۔۔ ارے میری بیگم۔۔۔ جوتا تو پہن
 لوں۔۔۔ جان عالم نے اس کے سیلپر ز آگے کیے۔۔۔ ورشاں پہن کر واشر روم میں گئی۔۔۔ اور پورے
 بیس منٹ کے بعد باہر نکلی۔۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں ابھی بھی نیند واضح تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی
 کلائی پکڑے نیچے کی طرف آیا۔۔۔ ورشاں اونگھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے لیے چمیر آگے
 کی۔۔۔ اور اسے بٹھایا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم ورشاں کو ڈانگ ٹبیل پہ سر رکھتے ہوئے آنکھیں
 موندے دیکھ کر بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ چلو سہری کرو۔۔۔ جان عالم
 نے پلیٹ ورشاں کے سامنے کی۔۔۔ یہ سارا کھاؤ۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں
 جی۔۔۔ جان عالم پیار سے بولا۔۔۔ تو سب مسکرائے۔۔۔ ورشاں ابھی بھی بچی ہے۔۔۔ حبیب اللہ
 خان نے پیار سے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ بڑے بابا۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ورشاں پھر سے
 سر ڈانگ ٹبیل پہ رکھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ جان عالم نے اس کا سرا پر کیا۔۔۔ کھاؤ یار۔۔۔ ٹائم
 دیکھو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ کھا رہی ہوں۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں
 بولے۔۔۔ اور چھوٹی چھوٹی سی بانٹ لے رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے پانی کا گلاس ختم کرتے ورشاں کی
 طرف متوجہ ہوا۔۔۔ اور ورشاں کے آگے سے پلیٹ پکڑتے اسے خود کھلانے لگا۔۔۔ وہ اس وقت سب

کو فراموش کیے۔۔ ورشاں کی طرف متوجہ تھا۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ چاول لگے دیکھ جان عالم نے
 اپنے انگوٹھے سے صاف کیے۔۔ جسے دیکھ غزنوی نے جان عالم کو حیرانگی سے دیکھتے ٹیبل کے نیچے سے
 پاؤں پہ پاؤں مارا۔۔ اوئے۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے اسے
 گھورا۔۔ جان عالم پھر سے اسے انکور کرتے ورشاں کو پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔ ورشاں نے پانی ختم کیا۔۔ ساتھ ہی روزہ بند ہوا تھا۔۔ سب نے سہری کی دعا پڑھیں۔۔ اور
 اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔ جان عالم ورشاں روم میں آئے۔۔ ورشاں کو ابھی بھی نیند
 آرہی تھی۔۔ نماز پڑھ لوں۔۔ پھر سکون سے سو جانا۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔ جی۔۔ ورشاں واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ ورشاں وضو کر کے باہر آئی۔۔ جان عالم
 نماز ادا کر رہا تھا۔۔ ورشاں نے بھی نماز ادا کی۔۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔ ورشاں دعا مانگ
 کر جلدی سے اٹھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اب میں سونے لگی ہوں۔۔ ورشاں
 بول کر بیڈ پہ لیٹ چکی تھی۔۔ جان عالم کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔ جان عالم کا کر صوفے پر بیٹھ
 گیا۔۔ اسے آج جلدی آفس جانا تھا۔۔

ظہر کا وقت ہو رہا تھا۔۔ پریشے نے قرآن پاک بند کرتے نماز ادا کرنے لگی۔۔۔ سلام پھیرتے ہی
 پریشے کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ کیونکہ شاہ در اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اور پریشے کی
 طرح نماز پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ میرا بیٹا کیا نماز پڑھ رہا تھا۔۔ پریشے نے پیار سے شاہ در کی پیشانی
 چومی۔۔ جی ماما۔۔ شاہ در مسکرایا۔۔ پریشے اٹھی۔۔ اور شاہ در کو بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ ماما اب سے میں

آپ کے ساتھ پڑھوں گا۔۔ نماز۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اپ میرا ساتھ روزنہ نماز ادا کیا کرو۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جی ماما۔۔ شاہ در بھی مسکرایا۔۔۔

زل کچن میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ افطار کی تیاری کر رہی تھی۔۔ پریشے بھی کچن میں آئی۔۔ زل میں کچھ مدد کرو۔۔ پریشے نے زل کی طرف دیکھا۔۔ پریشے تم مجھے بتاؤ۔۔ افطار میں کیا کھاؤ گی۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ بریانی۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ٹھیک ہے۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور بریانی کے لیے سامان رکھنے لگی۔۔ ورشاں کام نہیں کرتی۔۔ پریشے نے زل کی طرف دیکھا۔۔ چھوٹی سی ہے۔۔ وہ کیا کام کرے گی۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ پتہ ہے۔۔ اب تو لالا بہت چیخ ہو گئے۔۔ ورشاں کو باہر سٹڈی کرنے کے لیے بھیجا۔۔ اب اسے زمین پہ پاؤں نہیں لگانے دیتے۔۔ زل ہستے ہوئے بولی۔۔ پریشے مسکرائی۔۔ اس کی بہن کا نصیب اچھا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ قائم رکھے۔۔ پریشے نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ امین۔۔ زل بھی مدھم سی آواز میں بولی۔۔ زل ایک بات پوچھو۔۔ پریشے چیخ اس کے پاس کرتے ہوئے بیٹھی۔۔ پوچھو۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں نے زرغام کو معاف کر دیا۔۔ پریشے سنجیدگی سے بولی۔۔ اچھا کیا۔۔ زل مسکرائی۔۔ میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نہیں میری جان۔۔ اس میں کچھ غلط نہیں ہے۔۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اعلیٰ درجہ دیا ہے۔۔ زرغام لالانے جو بھی کیا۔۔ میں نہیں جانتی۔۔ لیکن اس سب کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کو جواب دے ہے۔۔ لیکن اگر تم

انہیں معاف کر دو۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں معاف کر دے گے۔۔۔ تم اگے لائف اچھے سے گزارنا
 چاہو۔۔۔ تو لالا کو معاف کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ زلزلہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن مجھے
 لگتا ہے۔۔۔ کہ میں نے معاف کرنے میں جلد بازی کر دی۔۔۔ پریشے پر سوچ انداز میں بولی۔۔۔ اگر
 کبھی میاں بیوی کو معاف کر دے۔۔۔ اور کبھی بیوی میاں کو معاف کر دے۔۔۔ تو انسان کی میرڈ لائف
 کبھی مشکل نہ ہوں۔۔۔ کیونکہ دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ چل رہے ہیں۔۔۔ تو تم بھی یہی
 سوچو۔۔۔ کہ اگر تم لالا کے ساتھ لائف گزارنا چاہتی ہوں۔۔۔ تو معاف کر دو۔۔۔ ورنہ اب تو غزنوی بھی
 تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ زلزلہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ ایک بات پوچھو۔۔۔ پریشے کچھ دیر بعد پھر سے
 بولی۔۔۔ ضرور۔۔۔ زلزلہ ملازمہ کو جو س کے لیے گلاس پکڑاتے ہوئے بولی۔۔۔ جب لالا نے رخصتی
 سے منع کیا تھا۔۔۔ تب تم بھی ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ لالا کو کیا تم نے دل سے معاف کیا تھا۔۔۔ پریشے نے
 اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ زلزلہ مسکرائی۔۔۔ وہ وقت تھوڑا سا مشکل تھا۔۔۔ کیونکہ
 غزنوی میرے لیے ہر لحاظ میں بہتر ہے۔۔۔ مگر میں نے خود کو سنبھالا۔۔۔ غزنوی کو معاف شاید میں
 کبھی نہ کرتی۔۔۔ لیکن وہ میرے لیے سٹنڈ لے سکتے ہیں۔۔۔ میری خوشی کے لیے کچھ بھی کر
 سکتے۔۔۔ تو اگر ایک غلطی ان سے ہو گئی۔۔۔ تو وہ غلطی پھر غلطی کہاں۔۔۔ زلزلہ مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ پریشے بھی مسکرائی۔۔۔ چلو آ جاؤ۔۔۔ افطار کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ زلزلہ باہر کی طرف
 بڑھی۔۔۔

[illegible]

عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ مائی وائف۔۔۔ اٹھ جاؤ۔۔۔ نماز ادا کرو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرے پہ آئے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔ ورشاں نے کسمکاتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔۔۔ ابھی تو سوئی تھی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ پھر مسکرایا۔۔۔ نماز پڑھنے کے بعد سو جانا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ پیار سے ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے اٹھی۔۔۔ اور وضو کرنے کے لیے چلے گئی۔۔۔ ورشاں وضو کر کے باہر آئی۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ نے نماز پڑھ لی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جان عالم نے لیپ ٹاپ بند کرتے سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ اور وضو کے لیے چلا گیا۔۔۔ جان عالم ورشاں دونوں نماز ادا کر رہے تھے۔۔۔ دعا مانگ کر ورشاں جان عالم کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔۔۔ جان عالم نے دعا مانگ کر ورشاں کے چہرہ پہ پھونک ماری۔۔۔ ورشاں مسکرا رہی تھی۔۔۔ اب سو جاؤ۔۔۔ ورشاں نے معصومیت سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہم۔۔۔ جان عالم بھی اٹھا۔۔۔ جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ لیٹتے جان عالم کی گود میں سر رکھ گئی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ اور پیار سے ورشاں کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گود میں سر رکھے سو گئی۔۔۔ جان عالم نے ساری رات اسے دیکھتے یوں ہی بیٹھ کر گزاری تھی۔۔۔

ورشاں کی آنکھ سہری کے الارم کے ساتھ کھولیں۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں کھولتے ہوئے خود کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گود میں سر رکھے ہوئی تھی۔۔۔ اور جان عالم اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ سوئے نہیں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشاں

اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کیوں۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیونکہ میں میں چاہتا تھا۔۔۔ میری لیٹل وائف کی نیند خراب ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ چلو جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اٹھ کر فریش ہونے چلے گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 88 پارٹ 2

سہری کرنے کے بعد نماز ادا کر کے ورشاں سوئی نہیں تھی۔۔۔ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم جو کہ ابھی روم میں آیا تھا۔۔۔ ورشاں کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔ ورشاں نے تلاوت ختم کرتے قرآن مجید رکھ کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ واہ۔۔۔ اج میری شریک حیات کو نیند نہیں آئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ورشاں کی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔ رات جاگے تھے۔۔۔ اپ کو نیند نہیں آئی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ ورشاں نے ایبر واچکاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ کیونکہ میں بہت ہی حسین منظر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم آنکھیں موندے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کون سا منظر۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھیں بند

تھی۔۔۔ ایک خوبصورت سامنظر۔۔۔ نیلی جیل سی گہری آنکھیں جو کہ بند تھی۔۔۔ ان آنکھوں سے
 نیچے رخسار پہ تل۔۔۔ ان رخسار میں پڑنے والا چھوٹا سا گراہ۔۔۔ جو کہ پہلے نہیں تھا۔۔۔ مری ہوئی جھکی
 پلکیں۔۔۔ خوبصورت گلاب سے ہونٹ۔۔۔ جسے دیکھ کر یقین ہوا تھا۔۔۔ خدا نے میرا نصیب فرصت
 سے لکھا ہے۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔ ورشاں بھی مسکرائی۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے سینے پہ رکھا۔۔۔ یہاں بستی ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ زندہ ہوں۔۔۔ صرف تمہاری
 وجہ سے۔۔۔ اور تمہارے لیے ایک رات نہیں کئی راتیں جاگ کر گزار سکتا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں
 کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے
 میرے نصیب میں ایک ایسی لڑکی لکھی ہے۔۔۔ جو کہ مجھے اس قدر عزیز ہے۔۔۔ جیسے پیاس سے مرنے
 والا کو پانی کی بوند کا منتظر۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔۔ سو جائے۔۔۔ اپ کو بعد میں آفس بھی جانا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھے بنا
 کہا۔۔۔ سو جاؤ گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔۔

زرغام فریش ہو کر نیچے آیا۔۔۔ جہاں لاونج میں اریان، نمل کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ بابا آپ کہیں جا
 رہے ہیں۔۔۔ نمل زرغام کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ در کو لینے۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اریان تم ساتھ اجاؤ۔۔۔ مجھے کسی کام سے جانا ہے۔۔۔ تم شاہ کو واپس لے آنا۔۔۔ زرغام اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی۔۔۔ اریان باہر نکلا۔۔۔ زرغام کی گاڑی خان حویلی کے کارپیوچ میں آکر
 روکی۔۔۔ زرغام اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اریان بھی اس کے پیچھے اندر آیا۔۔۔۔۔ زرغام اندر داخل

ہوا۔۔۔ جہاں داجی، پریشے شاہ در راہیہ خان اور ائمہ خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام داجی کی طرف
 بڑھا۔۔۔ داجی نے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے بھی اسے دیکھتے حیران ہوئی تھی۔۔۔ داجی۔۔۔ یہ
 آریان۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ماشاء اللہ تم تو بہت بڑا ہو گیا۔۔۔ داجی آریان کے سر پہ پیار
 سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در زرغام کی طرف بھاگا۔۔۔ بابا کی یاد نہیں
 آئی۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ماما نے بہت سارا پیار کیا۔۔۔ شاہ در پریشے کی
 طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ آریان نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور داجی کے ساتھ
 بیٹھا۔۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ پریشے کی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں حبیب اللہ
 خان سے بات کرتے ہوئے لاونج میں داخل ہوئی۔۔۔ بڑے بابا۔۔۔ مجھے ایک دفعہ جانا
 ہے۔۔۔ پلینز۔۔۔ ورشاں حبیب اللہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ عالم سے
 پوچھو۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ حبیب اللہ خان مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔ اسلام و علیکم
 داجی۔۔۔ ورشاں اپنے دھیان ہی بولی۔۔۔ اور داجی کے عارض شور سے کھینچے۔۔۔ تم کتنا بڑا ہو گیا
 ہے۔۔۔ مگر عقل تمہارا گھٹنوں میں ہے۔۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔۔ جان عالم جو کہ سڑھیاں اتر رہا
 تھا۔۔۔ داجی کو یوں غصے سے ورشاں کی طرف ان کی طرف بڑھا۔۔۔ داجی آپ کیوں غصے کر رہے
 ہیں۔۔۔ اپ کی پیڑ ہوتی ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھ کر
 مسکرائی۔۔۔ ورشاں کا چہرہ جان عالم کی طرف تھا۔۔۔ آریان نے ورشاں کو ابھی تک نہیں دیکھا
 تھا۔۔۔ ورشاں زرغام کی طرف بڑھی۔۔۔ اسلام و علیکم لالا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اور
 ساتھ ہی مڑی۔۔۔ آریان کو داجی کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر ورشاں کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ جبکہ آریان

بھی اسے حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیسی ہے۔۔۔ گڑیا۔۔۔ زرغام نے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں تو حیران تھی۔۔۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنی طرف کیا۔۔۔ جان حیات کہاں گھوم ہوں۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی حیرانگی پہ قابو پایا۔۔۔ جبکہ ورشاں سے یوں جان عالم کی بے تکلفی دیکھتے اسے یقین ہوا تھا۔۔۔ کہ یہ اس کا عزیز ہے۔۔۔ شاید ورشاں نے سچ کہا تھا۔۔۔ اس کا نکاح ہوا ہے۔۔۔ مگر آریان یہ بات ماننے سے انکار کر رہا تھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ ورشاں بول کر اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔

ورشاں یوں ہی کمرے میں گھوم رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے پریشانی واضح تھی۔۔۔ ورشاں نے جب سے آریان کو زرغام کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔ وہ پریشان تھی۔۔۔ اس دن سے ورشاں سکون سے سوئی نہیں تھی۔۔۔ ورشاں یہاں وہاں چکر لگا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے موبائل نکالا۔۔۔ اور صوفیہ کو کال کی۔۔۔ صوفیہ نے دوسری بیل پہ ہی کال ریسیو کر لی۔۔۔ ہیلو۔۔۔ صوفیہ کی آواز موبائل پہ گونجی۔۔۔ صوفیہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ ورشاں پریشانی سے بولی۔۔۔ کیا بات کرنی ہے۔۔۔ ورشاں۔۔۔ بولو۔۔۔ صوفیہ اس کی آواز سے اندازہ لگا چکی تھی۔۔۔ کہ ورشاں پریشان ہے۔۔۔ صوفیہ وہ آریان۔۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ صوفیہ کا سانس تھما تھا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ آریان کو۔۔۔ صوفیہ پریشانی سے بولی۔۔۔ صوفیہ وہ آج ہماری حویلی آیا تھا۔۔۔ ورشاں پریشانی سے بولی۔۔۔ واٹ؟؟؟ صوفیہ حیران ہوئی۔۔۔ تمہاری حویلی۔۔۔ مگر کیسے اور کیوں۔۔۔ مطلب کیسے وہ

حویلی آسکتا ہے۔۔۔ صوفیہ بھی پریشان ہوئی۔۔۔ صوفیہ وہ زرغام لالا کے ساتھ آیا تھا۔۔۔ ورشاں
 پریشانی سے بولی۔۔۔ زرغام لالا۔۔۔ صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ یار۔۔۔ پریشے آپنی کے
 ہیسبنڈ۔۔۔ ورشاں پریشانی سے بولی۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔ بس یہ پتہ کرو۔۔۔ کہ آریان کا زرغام سے کیا
 رشتہ۔۔۔ صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ ہم ٹھیک ہے۔۔۔ ورشاں نے کال کٹ کی۔۔۔ اب صوفیہ
 پریشان ہوئی تھی۔۔۔ مطلب وہ پہنچ چکا تھا۔۔۔ ورشاں تک۔۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کرتے بیڈ
 کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو عارض پہ بہہ تھے۔۔۔ کیسے وہ اس کی باتوں میں
 آئی تھی۔۔۔ اور وہ اسے بے لباس کر کے چھوڑ گیا۔۔۔ صوفیہ کے عارض پہ آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جسے
 صوفیہ نے بے دردی سے صاف کیا۔۔۔ اور اٹھی۔۔۔ صوفیہ اپنی کار کی کیزا اٹھاتے باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ
 کی گاڑی کا رخ ریسٹورینٹ کی طرف تھا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ کیوں مائی اولڈ
 وائف اب کیا یاد آگیا۔۔۔ آریان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے تم سے ملنا ہے۔۔۔ صوفیہ سنجیدہ چہرہ لیے
 بولی۔۔۔ مل لو۔۔۔ مگر یہ بات یاد رکھنا۔۔۔ تمہیں چھونے نہیں والا۔۔۔ آریان ہستے ہوئے
 بولا۔۔۔ جسٹ شیٹ اپ۔۔۔ صوفیہ چلائی۔۔۔ جہاں پر تم اس وقت ہوں۔۔۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر
 ریسٹورینٹ ہے۔۔۔ وہاں آجاؤ۔۔۔ آریان بول کر کال ڈیسکینٹ کر گیا۔۔۔ صوفیہ حیران ہوئی۔۔۔ اسے
 کیسے پتہ کہ وہ یہاں۔۔۔ صوفیہ کی گاڑی ریسٹورینٹ کے باہر روکی۔۔۔ صوفیہ اندر آئی۔۔۔ جہاں آریان
 پہلے سے ہی کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ مجھے لگا۔۔۔ ابھی صوفیہ اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ آریان
 بولا۔۔۔ کہ میں بدل گیا ہوں۔۔۔ تو بے بی بالکل نہیں۔۔۔ میں تو ایسا ہی ہوں۔۔۔ آریان مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔۔ تمہیں میری یاد کیسے آئی۔۔۔ آریان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم

ورشاں کی حویلی گئے تھے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مطلب تم تک یہ خبر پہنچ گئی۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ میرے خیال سے سبلیک پلیس پہ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ اریان بول کر اٹھا۔۔۔ میں تم سے یہی بات کرنے آئی ہوں۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ مگر میں یہاں کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ اریان بول کر اس کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ زیادہ راستوں کا پتہ نہیں ہے۔۔۔ تو تم خود ڈرائیو کرو۔۔۔ اریان پیسینجر سیٹ پہ بیٹھا۔۔۔ صوفیہ غصے سے پیر آکر ڈرائیونگ کرنے لگی۔۔۔ بس۔۔۔ بس یہی۔۔۔ اریان ہوٹل دیکھتے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اجاو۔۔۔ اریان گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ بھی اس کے پیچھے باہر نکلی۔۔۔ ہر کوئی صوفیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت جس حالت میں تھی۔۔۔ کسی کو بھی اٹریکٹ کر سکتی تھی۔۔۔ اریان نے صوفیہ پہ نظر ڈالی۔۔۔ جس کی شرٹ اس کی جینز میں تھی۔۔۔ اور ایک گلے میں یوں ہی مفطر لیا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ کے بال جوڑے میں موقید تھے۔۔۔ اور دو آوارہ لٹیں چہرہ کو چھو رہی تھی۔۔۔ اریان اس کی کلائی پکڑے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ صوفیہ چلائی۔۔۔ اریان نے اس کی کلائی چھوڑی۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اریان آکر بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ اب بولو۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم ورشاں کی حویلی گئے تھے۔۔۔ صوفیہ اپنے چہرہ پہ آتی اور ہلٹ کو پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ گیا تھا۔۔۔ تو۔۔۔ اریان نے ایبر واچکائی۔۔۔ کیوں گئے تھے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں کیوں گیا تھا۔۔۔ اریان نے سوچتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس نے تمہیں نہیں بتایا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم زرغام کے ساتھ مطلب ورشاں کی بہن کے شوہر کے ساتھ گئے تھے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ اریان

مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ تمہارا کیا لگتا ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ تم سے
 مطلب۔۔۔ میرا جو بھی لگتا ہے۔۔۔ اریان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھ سے مطلب نہیں
 ہے۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ تم ورشاں کی زندگی برباد کرنا چاہتے ہو۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ مگر کیوں۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 چلائی۔۔۔ اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔۔۔ اریان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔ ایک تھپڑ کی اتنی بڑی
 سزا تو نہیں ہوتی۔۔۔ وہ شادی شدہ ہے۔۔۔ صوفیہ نم آواز میں بولی۔۔۔ اریان کے منہ سے ورشاں کا نام
 سننے اس کا دل پھٹنے کو تھہرا۔۔۔ وہ شاید اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔۔ یار دیکھو۔۔۔ تم اس معاملے
 میں مت پڑو۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ نا پڑو۔۔۔ میں۔۔۔ صوفیہ بول رہی
 تھی۔۔۔ جب اریان نے پھر سے اس کی بات کاٹی۔۔۔ تم میری بیوی ہوں۔۔۔ یہی بولنے والی
 تھی۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ خاموش تھی۔۔۔ اریان اس کی طرف
 بڑھا۔۔۔ تم صرف نام کی بیوی ہوں۔۔۔ البتہ اگر تم خوبصورت ہوتی۔۔۔ تو شاید ایک رات کی ہی
 سہی۔۔۔ میری بیوی بن جاتی۔۔۔ اریان اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے تمہاری
 ایک سیکنڈ کی بھی بیوی بننے کا شوق نہیں ہے۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ ایک سیکنڈ سے زیادہ کی
 ہوں۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ میں یہاں تم سے اس معاملے پہ بحث کرنے نہیں آئی۔۔۔ صوفیہ نے اس
 کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر کس معاملے میں بحث کرنے آئی ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔۔ خدا کے لیے ورشاں کی جان چھوڑ دو۔۔۔ صوفیہ نے اس کے سامنے ہاتھ
 جوڑے۔۔۔ اریان نے اس کے ہاتھ نیچے کیے۔۔۔ ہائے۔۔۔ دل پہ لگا ہے۔۔۔ اریان نے دل پہ ہاتھ

رکھا۔۔۔ لیکن فائدہ کوئی نہیں۔۔۔ اس سے میں بدلہ لے کر رہوں گی۔۔۔ اس نے سب کے سامنے مجھے تھپڑ مارا تھا۔۔۔ اریان گلاس پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پیوں گی۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف گلاس کیا۔۔۔ جو بظاہر تو جو س لگ رہا تھا۔۔۔ مگر سیمبل سے ڈرنک لگ رہی تھی۔۔۔ روزہ

ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ صوفیہ دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ اوسوری۔۔۔ میں بھول گیا۔۔۔ میری اولڈ وائف بہت سے زیادہ نیک ہے۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان۔۔۔ پلیز۔۔۔ خدا کے لیے اس کی جان چھوڑ دو۔۔۔ صوفیہ نے پھر سے اس کے سامنے ہاتھ چھوڑے۔۔۔ یار دیکھو۔۔۔ مجھے امید نہیں تھی۔۔۔ کہ میں کبھی اسے ملوں گا۔۔۔ یا اس کا پتہ مجھے ملے گا۔۔۔ مگر خدا نے چاہا۔۔۔ اور مجھے اس کا پتہ مل گیا۔۔۔ مجھے کوئی کوشش بھی کرنی نہیں پڑی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ویسے ایک شرط ہے۔۔۔ اریان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔ کون سی شرط۔۔۔ مجھے ہر شرط منظور ہے۔۔۔ بس ورشاں کی جان چھوڑ دو۔۔۔ صوفیہ جلدی سے بولی۔۔۔ سن تولوں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک رات میرے ساتھ گزار لوں۔۔۔ اریان نے گلاس میں سے ڈرنک ختم کرتے ٹبل پہ رکھا۔۔۔ صوفیہ اس کی بات پہ لڑکھڑائی تھی۔۔۔ انکھوں کے سامنے سب کچھ لہرایا تھا۔۔۔ کیسے اریان اسے چھوڑ گیا تھا۔۔۔ اور وہ صرف روتی چلاتی رہی تھی۔۔۔ صوفیہ کو یوں ساکت دیکھتے اریان نے اس کی بازو پکڑتے اسے جھنجھوڑا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ اریان نے ایبرو

اچکائی۔۔۔ ک۔۔۔ کچ۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس کی زبان بھی لڑکھڑائی تھی۔۔۔ وہ کیسے اس شخص کے ساتھ پھر سے رات گزار سکتی تھی۔۔۔ جو اسے دھتکار کر گیا تھا۔۔۔ اسے بے لباس کرتے خود چلا گیا تھا۔۔۔ بنا اس کی پروا کیے۔۔۔ صوفیہ یہی سب سوچ رہی تھی۔۔۔ جب اریان کی آواز پہ اس نے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔ اگر تمہیں مسئلہ ہے۔۔۔ تو پھر مجھے ورشاں کو ایک رات۔۔۔ اریان بول ہی رہا
 تھا۔۔۔ جب صوفیہ نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ کیوں گزارنا چاہتے ہوں۔۔۔ میرے ساتھ
 رات۔۔۔ میں تو بد صورت ہوں۔۔۔ مجھے دیکھ تمہیں کوئی فیلنگز نہیں آتی۔۔۔ تو پھر میرے ساتھ
 رات گزار کر کیا کرو گے۔۔۔ صوفیہ نم آواز میں بولی۔۔۔ وہ سب میں طے کرو گا۔۔۔ کہ مجھے کیا کرنا
 ہے۔۔۔ اریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ مم۔۔۔ میرا روزہ ہے۔۔۔ صوفیہ
 اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ روزہ میں اس طری کی ڈریسنگ کرتی ہوں۔۔۔ تو ویسے نور میلی میں
 کیسی ڈریسنگ کرتے ہوں گی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ خیر مجھے
 کیا۔۔۔ اریان نے کندھے اچکائے۔۔۔ بولو۔۔۔ رات گزارو گی۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔ اریان نے اس
 کے چہرہ پہ پھونک ماری۔۔۔ صوفیہ خاموش تھی۔۔۔ باخدا اس دفعہ تمہیں فرصت سے دیکھوں
 گا۔۔۔ اور بتاؤ گا۔۔۔ تم کہاں سے خوبصورت ہوں۔۔۔ اور کہاں سے نہیں۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے کان
 قریب جھکتے ہوئے کہا۔۔۔ صوفیہ نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ ویسے تمہیں ایک بات
 بولو۔۔۔ جب رات میں تمہارے ہو سٹل آیا تھا۔۔۔ اور تم باتھ گاؤن میں تھی۔۔۔ تمہارا سفید وجود
 دیکھتے مجھے لگا تھا۔۔۔ کہ تم سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ اور میں پاگل بھی ہو گیا
 تھا۔۔۔ تمہارے اس وجود کو پانے کے لیے۔۔۔ جب تمہارا یہ وجود مجھے ملا۔۔۔ مجھے اندازہ ہوا۔۔۔ کہ
 ورشاں تم سے بھی زیادہ خوبصورت ہوں گی۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میں تمہارے ساتھ
 رات گزارؤ گی۔۔۔ تم ورشاں کا پیچھا چھوڑ دو گے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہاں
 چھوڑ دو گا۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ صوفیہ بھی باہر نکل گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 89 پارٹ 1

صوفیہ نے ورشاں کا نمردا نل کیا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ اب وہ کچھ نہیں کرے گا۔۔۔ اور نہ ہی اس سے کوئی مسئلہ ہوگا۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ شکریہ۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ دوست ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اپنی کی شادی ہے۔۔۔ عید کے بعد۔۔۔ آؤ گی۔۔۔ نا۔۔۔ ورشاں نے صوفیہ سے سوال کیا۔۔۔ ضرور آؤ گی۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں کچھ دیر یوں ہی صوفیہ سے بات کرتی رہی۔۔۔ جان عالم روم میں داخل ہوا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ اج تو میری جان حیات مسکرا رہی ہے۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ کیوں میں مسکرا نہیں سکتی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ میرا سکون۔۔۔ میں نے کب ایسا کہا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے شوپنگ پہ جانا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔ شوپنگ پر۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشاں نے

جلدی سے ہمیں سر ہلایا۔۔۔ شوپنگ پہ جا کر کیا کرو گی۔۔۔ سب کچھ تو ہے۔۔۔ میری جان کے پاس۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ کتنے کنجوس ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں جی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیونکہ مجھے شوپنگ پہ جانا ہے۔۔۔ اپ کے پیسے خرچ نہ ہوں۔۔۔ اسی لیے بول رہے۔۔۔ کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا کرو۔۔۔ میری خون پینے کی کمائی ہے۔۔۔ جان عالم اداسی سے بولا۔۔۔ تو کیا اس کا مطلب آپ اپنی بیوی کو شوپنگ نہیں کروائے گے۔۔۔ ورشاں حیرانگی سے بولی۔۔۔ میں یہ نہیں بول رہا۔۔۔ اگر کبھی زیادہ کمائی ہوں گئی۔۔۔ تو کرواؤ دو گا۔۔۔ جان عالم مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔۔ جنھیں دیکھ جان عالم نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ جب میری جان بولے۔۔۔ میں اس کے ساتھ چلا جاؤ گا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ روزہ ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ ورشاں نے ہاتھ چھروانے چاہے۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ میری نیت غلط نہیں ہے۔۔۔ جان عالم نے پھر سے ورشاں کے ہاتھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے اٹھی۔۔۔ میں ریڈی ہو کر آئی۔۔۔ ورشاں جلدی سے ڈریسنگ روم میں بھاگی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ ورشاں پانچ بعد عبا یا پہنے کمرے میں آئی۔۔۔ چلے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم بھی بیڈ سے اٹھا۔۔۔ اور ورشاں کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے دروازہ بند کیا۔۔۔ اور ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ جان عالم کی گاڑی مول کے باہر آ کر روکیں۔۔۔ جان عالم نے گاڑی سے نکلتے ورشاں کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔ سب جان عالم کی طرف حیران نظروں سے دیکھ

رہے تھے۔۔۔ کہ وہ بہران کا سردار ایک لڑکی کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔ لیکن جان عالم
 صرف ورشاں کی طرف متوجہ تھا۔۔۔ ورشاں گاڑی سے نکلی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ
 پکڑا۔۔۔ اور دروازہ بند کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ مول میں انٹر
 ہوا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے لونگ میسکی لینی ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 کہا۔۔۔ عید پہ میسکی پہنوں گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ریڈ کلر کی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ میسکی نہیں۔۔۔ فراک
 لینی ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ ریڈ کلر کی فراک تو میں نے پہنی
 ہوئی ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ الگ کلر لے گے۔۔۔ جان عالم
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور ورشاں کے ساتھ کپڑوں کی شوپ میں انٹر ہوا۔۔۔ یہ کلر اچھا ہے
 نا۔۔۔ ورشاں نے گریں کلر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پھر یلو۔۔۔ ریڈ کلر کی فراک اور ریڈ
 کورتا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جان عالم چاروں کلر ریجکٹ کر گیا۔۔۔ وہ اچھا ہے۔۔۔ جان عالم نے ریڈ کلر کے
 گرارے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں نے بھی اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اچھا ہے۔۔۔ ورشاں
 مسکرائی۔۔۔ آپ کو پسند ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ بالکل۔۔۔ کیونکہ تم پہ سوٹ کرے گا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اوکے۔۔۔ پھر
 یہی لوں گی۔۔۔ ورشاں نے ڈن کیا۔۔۔ جان عالم نے شوپنگ بیگ پکڑا۔۔۔ اور اس کی پے
 کی۔۔۔ ورشاں نے چوڑیوں والی شوپ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ چوریوں کی دوکان میں انٹر
 ہوئے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ کون سا کلر سوٹ کرے گا۔۔۔ گولڈن یا

ریڈ۔۔۔ ورشاں نے ریڈ اور گولڈن کلر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ یہ والی۔۔۔ جان عالم نے گولڈن ریڈ کی
 طرف اشارہ کیا۔۔۔ اوکے۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ آپ کو میری کلائی کا سائز پتہ ہے۔۔۔ ورشاں نے
 جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ بالکل میری بیوی ہوں۔۔۔ مجھے اچھے سے معلوم ہے۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر میری کلائی کا سائز بتائے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جان عالم نے چوریوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یہ سائز۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔۔۔ یہ نہیں آئے گا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ چیک کر
 لوں۔۔۔۔۔ جان عالم نے کندھے آچکائے۔۔۔ لائے۔۔۔ میم میں آپ کو پہناتی ہوں۔۔۔ پھر سائز چیک کر
 لے۔۔۔ لڑکی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی
 پکڑی۔۔۔ میم۔۔۔ میں یہاں اسی لیے کھڑا ہوا ہوں۔۔۔ یہ میرا کام ہے۔۔۔ مجھے کرنے دے۔۔۔ جان
 عالم نے اس لڑکی سے چوڑیاں پکڑی۔۔۔ اور ورشاں کی کلائی میں ڈالی۔۔۔ جو کہ بہت ہی آرام سے اس
 کی کلائی میں آئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی اس کی آنکھوں کے سامنے کی۔۔۔ کہا
 تھا۔۔۔ نا۔۔۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ ورشاں کی نیلی آنکھیں مسکرائی۔۔۔ میں یہ پے کر دو۔۔۔۔۔ اپ یہ کر
 دے۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے اس لڑکی کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔ اپ لیکی ہے۔۔۔۔۔ کہ
 آپ کے ہیسبنڈ آپ کے ساتھ خود شوپنگ پہ آئے۔۔۔ اور اپنی مرضی کی شوپنگ کروائی۔۔۔۔۔ لڑکی
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

جان عالم ور شاں کے ساتھ حویلی آیا۔۔۔ ور شاں شوپنگ بیگ لیے غائب ہو چکی تھی۔۔۔ غزنوی زل
 لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ غازی۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ جان عالم غازیہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ
 مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف بھاگی۔۔۔ چاچو۔۔۔ غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ چاچو کی
 جان۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ چومتے اسے چوکیٹ دی۔۔۔ چلو۔۔۔ اب یہ سال سنبھال لے
 گا۔۔۔ تم شوپنگ کر لینا۔۔۔ غزنوی زل سے مخاطب ہوا۔۔۔ بولتی مجھے چاچو ہے۔۔۔ غازی۔۔۔ اور تو
 مجھے سال بناتے ہے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کو گھورا۔۔۔ ہے۔۔۔ تو میرا سال۔۔۔ غزنوی اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پھر سالے کی عزت کرنا سیکھ۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم بول کر اوپر کی طرف بڑھ
 گیا۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔۔ زل چادر لیے آئی۔۔۔ چلے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف
 دیکھا۔۔۔ غزنوی زل کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔ غزنوی زل کے ساتھ اس کی شوپنگ کے لیے آیا
 تھا۔۔۔ غزنوی ہم سیم کلر پہنے گے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جو حکم
 سرکار۔۔۔ غزنوی نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔ زل مسکرائی۔۔۔ غزنوی زل کے
 لیے کپڑے سلیکٹ کر رہا تھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ جی میری
 جان۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کب سے سلیکٹ کر رہے ہے۔۔۔ اپ سے کلر
 سلیکٹ نہیں ہونا۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی دس منٹ سے کلر سلیکٹ کر رہا
 تھا۔۔۔ مگر اس سے کلر سلیکٹ نہیں ہوا تھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ چلو یہ بلیک کلر اچھا ہے۔۔۔ غزنوی نے زل کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ بلیک کرنا تھا۔۔۔ تو اتنا سوچا کیوں۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔۔ سوچ رہا تھا۔۔۔ کون سا ڈریس میری جان پہ زیادہ پیارا لگے گا۔۔۔ غزنوی

مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زل پلکیں جھکا گئی۔۔۔ زل غزنوی کے ساتھ اب چوڑیاں پسند کر رہی تھی۔۔۔ بیگم گولڈن کلر کی اچھی لگے گی۔۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ گولڈن کر دے۔۔۔ زل نے گولڈن کلر کی بینگلز پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی نے ریڈ کلر کی سلک ک چوڑیاں لیتے زل کے ہاتھ میں پہنائی۔۔۔ ایسے زیادہ اچھی لگتی ہے۔۔۔ کلائیاں۔۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

غزنوی آپ کو اس طرح سب کے درمیان کلائی نہیں پکڑنی چاہیے تھی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ میں نے اپنی بیوی کی کلائی پکڑی تھی۔۔۔ میں کون سا کسی اور کی بیوی کی کلائی پکڑے کھڑا تھا۔۔۔ غزنوی سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ آپ کسی اور کی بیوی کی کلائی کیوں پکڑے گے۔۔۔ زل غصے سے بولی۔۔۔ بیگم ابھی خود بول رہی تھی۔۔۔ کہ نہیں پکڑنی چاہیے تھی۔۔۔ بس اسی لیے کہا۔۔۔ غزنوی نے ایک نظر زل پہ ڈالی۔۔۔ مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔ زل چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ مجھے ماننا آتا ہے۔۔۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے۔۔۔ کہ تمہارا روزہ نہیں ہے۔۔۔ غزنوی زل کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔ بتاؤ گی۔۔۔ نہیں تو مجھے پتہ نہیں چلا گا۔۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کو کیسے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ بیگم میں یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔ تم کب سے روزے نہیں رکھ رہی۔۔۔ غزنوی زل کی کلائی پہ انگلی ٹریں کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ناراض ہونا ہے۔۔۔ تو ہو جاؤ۔۔۔ اب تمہاری مرضی۔۔۔ غزنوی زل کو اپنے قریب

کرتے ہوئے بولا۔۔۔ زل غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ گاڑی حویلی
کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ غزنوی رمضان ہے۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے
معلوم ہے۔۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔۔ غزنوی رمضان میں دن روزہ رکھنے کے لیے اور رات عبادت کے
لیے ہوتی ہے۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جانم اللہ تعالیٰ نے رمضان میں اپنی بیوی
کے قریب جانا جائز کیا ہے۔۔۔ غزنوی نے زل کے رخسار پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل غزنوی کے دور
ہوتے جلدی سے باہر نکلی۔۔۔

جان عالم ابھی آفس میں داخل ہوا۔۔۔ جہاں زرغام اس کا پہلے سے ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔ کمینے سالے
نے دیکھ لیا۔۔۔ تو بلا وجہ غصہ کرے گا۔۔۔ جان عالم زرغام کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چھوڑ
اسے۔۔۔ زرغام چسیر پہ بیٹھا۔۔۔ ہاں چھوڑ مجھے۔۔۔ اور تم دونوں باتیں کرو۔۔۔ پلائین بناؤ۔۔۔ کہ
ایک عدد دونوں کا سال ہے۔۔۔ اسے کیسے ختم کرنا ہے۔۔۔ غزنوی ان دونوں کو گھورتے ہوئے
بولا۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف بڑھتے اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا۔۔۔ بیک وقت زرغام
نے بھی یہی کیا۔۔۔ جھگڑے، ناراضگی اپنی جگہ۔۔۔ فضول بکو اس کرنا نہیں بنتا۔۔۔ زرغام غزنوی کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تیری۔۔۔ غزنوی آگے بڑھا تھا۔۔۔ کہ جان عالم نے اسے روکا۔۔۔ یار کیوں
جھگڑا کر رہے ہوں۔۔۔ تم دونوں یہ کیوں بھول جاتے ہوں۔۔۔ کہ ہم اچھے دوست بھی ہے۔۔۔ اور تو
غزنوی تجھ سے امید نہیں تھی۔۔۔ یار تم دونوں کو سمجھنا چاہیے۔۔۔ جو ہونا تھا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ اب یہ
جھگڑا کرنے سے کیا ہو گا۔۔۔ جان عالم نے دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام کچھ بولے بنا باہر نکل

گیا۔۔۔ غزنوی بھی باہر نکلتا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ عجیب انسان ہے۔۔۔ دونوں۔۔۔ صبح کہتے

ہیں۔۔۔ دوست مطلب نورانی چہروں والے ابلیس۔۔۔ جان عالم سر جھٹکتے ہوئے چمیر پہ

بیٹھا۔۔۔۔۔ جان عالم چمیر پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب ورشاں کی کال آئی۔۔۔ اس کا جو موڈ ان دونوں کی وجہ

سے خراب ہوا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔ جی میری زندگی۔۔۔۔۔ جان عالم نے

کال ریسیو کرتے ہی بولا۔۔۔ مجھے شوپنگ پہ جانا ہے۔۔۔ ورشاں بھی سیدھا مدھے پہ آئی۔۔۔ کل چلے

گے۔۔۔ ابھی کل پرسوں ہو کر تو آئے تھے۔۔۔ جان عالم نے چمیر سے ٹیک لگائی۔۔۔ مجھے ابھی جانا

ہے۔۔۔۔۔ ورشاں جو کہ اپنے بال بنا رہی تھی۔۔۔ سپیکر آون کرتے ہوئے بولی۔۔۔ میری

زندگی۔۔۔ کل چلے گے۔۔۔ جان عالم نے انکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اپ پانچ منٹ میں حویلی پہنچ

جائے۔۔۔۔۔ ورنہ میں آپ کے آفس آسکتی ہوں۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ ورشاں نے کندھے

اچکائے۔۔۔۔۔ اجاؤ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ کہ ورشاں آفس نہیں آئے

گی۔۔۔۔۔ ورشاں نے کال بند کی۔۔۔ میری جان کونہ جانے کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔

جان عالم کچھ سوچتے ہوئے آفس سے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں کو کال کیے دس منٹ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ جان

عالم ابھی باہر نکلا ہی تھا۔۔۔ کہ ورشاں کو آتے دیکھ جان عالم روکا۔۔۔۔۔ ورشاں عبایا پہنے اسی کی طرف

آ رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھا۔۔۔ مگر ورشاں اس کی طرف دیکھے بنا اس کے آفس کی

طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ ورشاں اندر جان عالم کی چمیر پہ آ کر بیٹھی۔۔۔۔۔ جان عالم بھی اندر آیا۔۔۔۔۔ ورشاں اس

کی چیئر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ تم آفس کیوں آئی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے ٹبیل پہ دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ حویلی کیوں نہیں آئے۔۔۔ ورشاں اس کے سوال کا جواب دیے بنا بولی۔۔۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ٹبیل پہ دونوں ہاتھ مارتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پوچھا میں نے بھی ہے۔۔۔ ورشاں چیئر سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں میرا ضبط مت آزماؤ۔۔۔ جان عالم غصے سے پاس پڑی چیئر کو ٹانگ مارتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ اپ نے بھی میرا آزما یا تھا۔۔۔ ورشاں پر سکون انداز میں بولی۔۔۔ تم حویلی سے باہر نکلی ہی کیوں۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے دھاڑا۔۔۔ اپ حویلی کیوں نہیں آئے۔۔۔ ورشاں پھر سے اس کا جواب دیے بنا سوال کر گئی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے مقابل کر گیا۔۔۔ ورشاں نے اس کی براؤن آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ جی بولے۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں پیار بھرے انداز میں بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم کیوں نکلی باہر۔۔۔ جان عالم اس سے دور ہوتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ اپ نہیں آئے تھے۔۔۔ اسی لیے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ مطلب اگر میں کل کو اسلام آباد بیٹھا ہوں گا۔۔۔ تو کیا تم وہاں بھی ایسے ہی پہنچ جاؤ گی۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ بالکل۔۔۔ اور ویسے بھی آپ اسلام آباد جائے گے۔۔۔ ہی کیوں۔۔۔ ورشاں نے کندھے اچکائے۔۔۔ وہاں میری بیوی ہے۔۔۔ اس سے ملنے جاؤ گا۔۔۔ ایک بچہ بھی ہے۔۔۔ جان عالم استنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ اور باہر نکل گئی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔

جان عالم ور شاں کے پیچھے لاونج میں انٹر ہوا۔۔۔ بد خودار۔۔۔ داجی جان عالم کو دیکھتے ہوئے
 بولے۔۔۔ جی داجی۔۔۔ جان عالم روکا۔۔۔ اب بس تم دونوں کا بھی کمر الگ ہونا چاہیے۔۔۔ داجی
 ور شاں جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ لیکن کیوں داجی۔۔۔ جان عالم نے داجی کی طرف حیرانگی
 سے دیکھا۔۔۔ کیا۔۔۔ کیوں۔۔۔ بد خودار۔۔۔ ہم تم دونوں کا جب شادی کرے گا۔۔۔ تب ایک کمرے
 میں رہنا۔۔۔ ابھی بچہ تم اپنا کمرے میں رہنا۔۔۔ داجی ور شاں سے مخاطب ہوئے۔۔۔ جی
 داجی۔۔۔ ور شاں بول کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ شیٹ۔۔۔ داجی آپ کو بھی آج ہی یاد آنا
 تھا۔۔۔ جان عالم نے سر جھٹکا۔۔۔ اسے غصے آ رہا تھا۔۔۔ اس نے ایسی بات کیوں کی۔۔۔ اب کیسے
 منائے۔۔۔ داجی نے ان کے روم تک الگ کر دیے تھے۔۔۔ جان عالم اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے
 صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ اب کیسے مناسکتا تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ داجی۔۔۔ جان
 عالم نے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ داجی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ جان عالم اوپر کی
 طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم اپنے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ ور شاں کو روم میں جاتے دیکھ جان عالم اس کی
 طرف بڑھا۔۔۔ مگر ور شاں روم میں جاتے دروازہ لو کڈ کر گئی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس
 لیا۔۔۔ لا لا آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ زمل جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تو یہاں کیا کر رہا
 ہے۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میری چوانی گھوم گئی ہے۔۔۔ وہ
 ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ جان عالم سر مارتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ جلد از جلد
 مینٹل ہسپتال میں اس کی لیے بوکنگ کرنی پڑے گی۔۔۔ غزنوی سوچتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف
 بڑھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسیوڈ نمبر 89 پارٹ 2

جان عالم شام کے وقت کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ حویلی میں تیاری چل رہی تھی۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ اب۔۔۔ جان عالم نے ہر طرف پھول دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ اج چاند رات ہے۔۔۔ اسی لیے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ پہلی دفعہ دیکھا ہے۔۔۔ میاں بیوی کو دور کر کے یہاں چاند رات منائی جائے گی۔۔۔ جان عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ بیٹا کچھ دن کی بات ہے۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ کمینے ناراض ہے۔۔۔ وہ۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ تو مسئلہ کیا ہے۔۔۔ رات میں منا لینا۔۔۔ زرغام نے مسئلہ ہی حل کر دیا۔۔۔ واہ کیا بات ہے۔۔۔

تیری۔۔۔ جان عالم نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تو کیوں آیا ہے۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ کمینے۔۔۔ بیوی ہے۔۔۔ میری یہاں۔۔۔ جب چاہو آ سکتا ہوں۔۔۔ زرغام نے اسے گھورا۔۔۔ تو یہی میں بھی پوچھ رہا ہوں۔۔۔ کہ یہاں کیوں آیا۔۔۔ اگر ہم ایک جگہ رہ کر الگ الگ روم میں رہے گے۔۔۔ تو تو کیسے آ سکتا۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ تو اتنا مت سوچ۔۔۔ زرغام بول کر نیچے اترا۔۔۔

افطار کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔ سبھی افطار کے لیے بیٹھ رہے تھے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ چوکلیٹ کلر کی فراک کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایئر گھس گلے میں چھوٹی سی چین پہنے ہوئے بالوں کا جوڑا بنائے سوپہ دوپٹہ سیٹ کیے بغیر کسی میک اپ کے حسیں لگ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنے پاس آ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور غزنوی کے ساتھ آ کر بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔ لیکن ورشاں اگنور کر گئی۔۔۔ زرغام اسی لمحے آریان نمل کے ساتھ اندر آیا۔۔۔ شاہ در تو پہلے سے ہی آچکا تھا۔۔۔ زرغام آریان سب سے ملے۔۔۔ آریان ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جب ورشاں کے آگے صوفیہ آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ صوفیہ لونگ لائٹ بیلو کلر فراک جال کا دوپٹہ لیے سپیٹل سی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ آریان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ زرغام نے آریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ آریان زرغام کے ساتھ بیٹھا۔۔۔ زرغام جان عالم سے باتوں میں مصروف تھا۔۔۔ آریان کی نظریں صوفیہ پہ تھی۔۔۔ وہ واقع ہی خوبصورت تھی۔۔۔ اور وہ اس خوبصورتی سے کسی کا بھی دل جیت سکتی تھی۔۔۔ پریشہ ڈانگ روم میں جو س کے گلاس لیتے ہوئے آئی۔۔۔ زرغام جو کہ جان عالم سے باتوں میں مصروف تھا۔۔۔ اس نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشہ مہرون کلر کی گول قمیض اور ساتھ چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے مہرون کلر کے دوپٹہ سے اپنے بالوں کو چھپائے کانوں میں جھمکے پہنے بے حد حسیں لگ رہی تھی۔۔۔ زرغام کی اس پر سے نظریں

ہٹانا مشکل ہوا تھا۔۔۔ پریشے خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے زل کے آگے ہوئی تھی۔۔۔ زرغام
نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔

افطار کر کہ سب باہر لان میں تھے۔۔۔ لان کو بھی خوبصورت گلاب سے سجایا گیا تھا۔۔۔ جن کی
مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اندر صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ واہ بھی عالم تو بہت پیارا لگ رہا
ہے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ تو لگ ہی رہا ہے۔۔۔ ابھی تو ورشاں اس
سے ناراض ہے۔۔۔ المیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے یار وہ عالم سے دس سال چھوٹی
ہے۔۔۔ لیکن اس نے عالم کو کیسے اپنے اشاروں پہ چلا رہی ہے۔۔۔ المیر ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے
بولا۔۔۔ انسان بن۔۔۔ جان عالم منہ بناتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ چاند مبارک۔۔۔ سب ایک
دوسرے کے گلے لگ رہے تھے۔۔۔ جان عالم سب سے ملا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے پاس سے
گزری تھی۔۔۔ لیکن اسے ملی نہیں تھی۔۔۔

ہو ہو ہو آہ۔۔۔

چاند سامنے ہے عید کا تجھ پہ ہے میری نظر

جان عالم نے ورشاں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ سب ورشاں کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں زل
کے کندھے پہ سر رکھے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

جانتا ہوں میں یہ صنم گستاخ ہے میری نظر

جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔

چاند مبارک چاند مبارک سب کو

سب کو مبارک چاند تو میری عید کی چاند

جان عالم نے ورشاں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

اوائے تیری دید ہوئی میری عید ہوئی مجھے ایک نئی امید ہوئی

اوائے تیری دید ہوئی میری عید ہوئی مجھے ایک نئی امید ہوئی

زل ورشاں کے آگے سے پیچھے ہوئی

کرو عید کا شکرانہ

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

شکرانہ جی شکرانہ میری بات سمجھ جانا

جان عالم نے ورشاں کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔۔۔

ہو چاند سامنے ہے عید کا

تجھ پہ ہے میری نظر

اب کی بار زرغام بولا تھا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔

جانتا ہوں میں یہ صنم گستاخ ہے میری نظر

زرغام پریشے کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ تبھی آسمان میں اندر چلے تھے۔۔۔ جسے دیکھ ورشاں خوش
ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی کلائی پکڑی۔۔۔

تم کو تم سے مانگا تم کو رب سے مانگا

جان عالم ورشاں کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

اے چاند میرے تو سب سے حسین میری نظر لگے نہ تجھ کو کہیں

ورشاں جان عالم سے دور ہوتے پریشے کے پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

آنکھوں میں سما جانا

ورشاں نے پریشے کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔

زرا اور قریب آنا

جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن ورشاں پیچھے ہو گئی۔۔۔

چاند سامنے ہے عید کا تجھ پہ ہے میری نظر

ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

جانتا ہوں میں یہ صنم گستاخ ہے میری نظر

جان عالم غزنوی زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

واہ۔۔۔ بھئی۔۔۔ زرغام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ روک آتا ہوں۔۔۔ جان عالم اندر کی
طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ اب بھی ناراض ہوں۔۔۔ جان عالم نے
ورشاں کا راستہ روکا۔۔۔ ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ ابھی داجی سے اعلیٰ درجے کا بغیرت ہونا
کا خطاب ملے گا۔۔۔ اور بیگم تو ناراض ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر
کیا۔۔۔ مورے نا کہتی ہے۔۔۔

لکھنو کا کرتا پنجابی شلوار پھر لگے مرد

ورنہ لگے بیکار

ورشاں جان عالم کو جینز شرٹ میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سارا رمضان گزر گیا۔۔۔ ایک دن بھی شلوار
قمیض نہیں پہنی۔۔۔ ورشاں بول کر باہر نکلی۔۔۔ عجیب ہے۔۔۔ یار۔۔۔ یہ نہیں بتایا۔۔۔ ناراض ہے یا
نہیں۔۔۔ جان عالم نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔

پریشے۔۔۔ زرغام نے پریشے کی کلائی پکڑی۔۔۔ پریشے کو اپنا دل روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشے نے
زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے
نظریں جھکائے مسکرائی۔۔۔ پریشے۔۔۔ زل کی آواز پہ پریشے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام بھی
پریشے کے پیچھے باہر آیا۔۔۔ پریشے۔۔۔ زرغام کچھ فاصلے پہ کھڑا بولا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف
دیکھا۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔ سب کی نظر اب زرغام پہ
تھی۔۔۔ پریشے میں سب کے سامنے تم سے اپنی ہر غلطی، ہر زیادتی کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔ زرغام پریشے

کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے سب کی نظروں کو خود پہ محسوس کرتے شرمندہ سی ہوئی
تھی۔۔۔ زرغام کا سب کے سامنے معافی مانگنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی
تھی۔۔۔ اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زرغام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور کھڑا ہوا۔۔۔

مہندی نہیں لگوانی۔۔۔ زمل پریشے کو اوپر جاتے دیکھ کر بولی۔۔۔ لگوانی ہے۔۔۔ اتی ہوں۔۔۔ پریشے
بول کر اوپر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زمل صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ اور مہندی کے لیے ہاتھ آگے
کیا۔۔۔ غزنوی زمل کی طرف بڑھا۔۔۔ غزنوی نے مہندی پکڑی۔۔۔ اور زمل کا ہاتھ
پکڑا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ غزنوی کسی کی بھی پرواہ
کیے بنا بولا۔۔۔ ساری لڑکیاں مسکرائی تھی۔۔۔ زمل سرخ ہوئی تھی۔۔۔ مہندی لگاؤ گا۔۔۔ اپنی بیگم
کو۔۔۔ غزنوی نے زمل کے ہاتھ پہ اپنا نام لکھا۔۔۔ اور غزنوی زمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے باہر
نکل گیا۔۔۔ تمہارا شوہر تو بہت رومانٹک ہے۔۔۔ ایک لڑکی زمل کو چھیرتے ہوئے بولی۔۔۔ زمل
سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ یہ تو ابھی سے ہی سرخ ہو رہی۔۔۔ لڑکیاں زمل کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

مہندی لگاؤ گی میں سبنا کے نام کی

کچھ ناخبر مجھے اب صبح شام کی

میں سن رہی ہوں یہ کیسی صدائے

سپینوں کا سا جن مجھ کو بلائے

مہندی لگاؤ گی میں سجن کے نام کی

ورشاش کمرے میں گھومتے ہوئے گنگنار ہی تھی۔۔۔ جان عالم جو اسی کے روم میں آرہا تھا۔۔۔ اسے یوں
ڈانس کرتے دیکھ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اسے غصے آیا تھا۔۔۔ کہ اگر
کوئی اور اسے یوں دیکھ لیتا۔۔۔ جان عالم اندر آتے دروازہ بند کر گیا۔۔۔ ورشاش نے دروازے کی طرف
دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاش اسے دیکھتے حیران ہوئی تھی۔۔۔ اب کروڈانس۔۔۔ جان
عالم اس کے سوال کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ کک۔۔۔ کیا بول رہے
ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاش جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اب کرو۔۔۔ میں دیکھ رہا
ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاش کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نہیں آتا۔۔۔ ورشاش منہ بناتے ہوئے
بولی۔۔۔ تو کیوں ڈانس کر رہی تھی۔۔۔ اگر کوئی اور اجاتا۔۔۔ جان عالم نے ورشاش کی بازو پکڑتے اسے
اپنے قریب کیا۔۔۔ چھوڑے مجھے۔۔۔ ورشاش جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان
عالم ورشاش کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے نرم ہوا۔۔۔ اس کا غصے جاگ بن کر بہہ گیا تھا۔۔۔ جان عالم نے
ورشاش کا ہاتھ چوما۔۔۔ میرے نام کی مہندی نہیں لگائی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاش کے بال پیچھے
کیے۔۔۔ میں کیوں لگاؤ۔۔۔ ورشاش منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ بیوی اپنے شوہر کے نام کی مہندی لگاتی
ہے۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاش کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ پر میں نہیں لگاؤ گی۔۔۔ ورشاش نے ایک ادا
سے کہا۔۔۔ وجہ۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ کل جو بولا اس کے بعد یہی کافی ہے۔۔۔ ورشاش منہ
بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیسے مانے گی۔۔۔ میری جان۔۔۔ جان عالم نے ورشاش کا چہرہ اپنی طرف

کیا۔۔۔ ورشاں اس کی براؤن آنکھوں کی تپش سے نظریں تک جھکا گئی۔۔۔۔۔ جان عالم نے بیڈ سے
 مہندی اٹھاتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ ورشاں جلدی سے اٹھی۔۔۔ اور بیڈ پہ
 ٹھیک ہو کر بیٹھی۔۔۔ اپ کو لگانی آتی ہے۔۔۔ ورشاں نے کان کے پیچھے بال کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اتی
 تو نہیں۔۔۔ لیکن اب سیکھنی پڑے گی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لگانی نہیں آتی۔۔۔ تو میرے
 ہاتھ پہ کیسے لگائے گے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ اپنا نام لکھو
 گا۔۔۔ جان عالم ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جس پہ ورشاں نے اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کے ہاتھ پہ دل بناتے اس میں نام لکھا۔۔۔ ورشاں دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ جان عالم کی
 جان۔۔۔ جان خان اگر کلر نہیں آیا۔۔۔ پھر۔۔۔ ورشاں نام پڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ اجائے گا۔۔۔ جان
 عالم نے مہندی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اگر نہیں آیا۔۔۔ تو۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میں اتنا پیار کرتا ہوں۔۔۔ اپنی جان حیات سے پھر کیسے کلر نہیں آئے
 گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ دروازے پہ دستک ہونے پہ جان عالم نے
 آٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ ماشاء اللہ جناب یہاں ہے۔۔۔ ائمہ خان جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ وہ مورے۔۔۔ جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکل
 گیا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ ائمہ خان
 ورشاں کی پیشانی پہ پیار سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی
 تھی۔۔۔ کھانا کھالوں۔۔۔ ملازمہ لے کر آئے گی۔۔۔ اگر کچھ اور کھانا ہو تو بتانا۔۔۔ ائمہ خان پیار سے
 بول کر باہر چلے گئی۔۔۔

رات گزری اور صبح کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ تقریباً اٹھ بج رہے تھے۔۔۔ اور حویلی میں چہل پہل تھی۔۔۔ زل سل سوئی ہوئی تھی۔۔۔ رات غازیہ نے اسے دیر تک جگایا تھا۔۔۔ غزنوی غازیہ کو گود میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے۔۔۔ غازیہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے زل کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ میری جان کی مورے سوئی ہوئی ہے۔۔۔ رات میں جان نے مورے کو جگایا تھا۔۔۔ نہ میرے بچہ نے۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ غازیہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل جو کہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل نے آنکھیں کھولتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان کی نیند پوری ہو گئی۔۔۔ غزنوی نے زل کے بال پیچھے کیے۔۔۔ زل اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ مورے۔۔۔ غازیہ زل کے گلے لگی۔۔۔ زل نے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ میرے کپڑے۔۔۔ غازیہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ ابھی پہناتی ہوں۔۔۔ زل نے پیار سے غازیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تم فریش ہو جاؤ۔۔۔ غزنوی نے زل سے غازیہ کو گود میں لیا۔۔۔ زل اٹھ کر فریش ہونے چلے گئی۔۔۔

زل دس منٹ بعد فریش ہو کر نکلی۔۔۔ تم نے کپڑے چینج نہیں کیے۔۔۔ غزنوی زل کو بالکل سمپل فراک میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ فریش ہو جائے۔۔۔ تب تک میں غازیہ کو تیار کر کہ ریڈی ہو جاؤ گی۔۔۔ زل غازیہ کے کپڑے لینے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اوکے۔۔۔ غزنوی فریش

ہونے چلا گیا۔۔۔ زل نے غازیہ کے کپڑے چینج کیے۔۔۔ اس کے بالوں پہ بیٹس لگا کر اس کے ہاتھوں
 میں چوڑیاں ڈالی۔۔۔ اور خود بھی کپڑے چینج کر کہ اب اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔۔ زل نے
 اپنے بال برش کر کہ غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کے بالوں پہ ہلکا سا برش کیا۔۔۔ غزنوی اسی لمحے
 کمرے میں آیا۔۔۔ زل پلٹی۔۔۔ غزنوی کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے سکے گا۔۔۔ زل ڈراک بیلو کلر کی
 فراک جو پاؤں کو چھو رہی تھی۔۔۔ بال کمر پہ کھولے چھوڑتے ہوئے ہاتھوں میں گولڈن کلر کی چوڑیاں
 کانوں میں بڑے بڑے گولڈن جھمکے پہنے۔۔۔ ہونٹوں پہ لائٹ پنک کلر کی لیپ سٹک آنکھوں پہ ہلکی سی
 کاجل سی لکیر کھینچے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ غزنوی زل کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل نے
 غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور مسکرائی۔۔۔ اپ بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ زل غزنوی کی قمیض
 کے بٹن کو بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تم سے کم۔۔۔ غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور
 اسے اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی والا تھا۔۔۔ کہ غازیہ کو بیڈ پہ کھڑا دیکھ زل سے دور
 ہوا۔۔۔ مورے بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ غازیہ زل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ زل نے
 مسکراتے ہوئے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ زل نے سائیڈ سے چین پکڑتے پہنی۔۔۔ اور دوپٹہ
 اوڑھا۔۔۔ زل مکمل تیار ہو چکی تھی۔۔۔ غزنوی باہر کی طرف بڑھا گیا۔۔۔ زل بھی غزنوی کے پیچھے
 غازیہ کو لیے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ غازیہ کو ملازمہ لیے نیچے کی طرف چلی دی۔۔۔ زل بیڈ پہ غزنوی
 کی چادر اور اس کی گھڑی دیکھتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نیچے کی طرف آئی۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل نے
 غزنوی کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ زل نے غزنوی کی گھڑی اور چادر
 پکڑائی۔۔۔ بھول گیا تھا۔۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ مجھے جو بھول گئے تھے۔۔۔ زل غزنوی کے

سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔ ابھی لاونچ میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ جب تم جیسی بیوی ہوں۔۔۔ تو پھر ایسی بھول بار بار کرنی چاہیے۔۔۔ غزنوی زل کا ہاتھ پکڑتے گجرے پہنتے ہوئے بولا۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے مہرین جھکا گئی۔۔۔ اج غازیہ کو جلدی سلا دینا۔۔۔ غزنوی زل کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر کرتے ہوئے بولا۔۔۔ زل سرخ ہوئی تھی۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن غزنوی کو ایک اتبچہ نہ ہلا سکی۔۔۔ غزنوی ڈراک بیلو کلر کی شلوار قمیض پہنے بیلو مردانہ شال اوڑھے ہاتھ میں وارسٹ و پیچ پہنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے پیار الگ رہا تھا۔۔۔ اور اس کی نیلی آنکھیں اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیسوڈ نمبر 90 پارٹ 1

ورشیاں ریڈ کلر کا گراہ شورٹ شرٹ قمیض جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھی۔۔۔ اس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا۔۔۔ ہاتھوں میں ریڈ گولڈن کلر کی کی چوڑیاں کانوں میں گولڈن کلر کے جمھکے بال آگے شانے پہ رکھے ہوئے میک اپ کے نام پہ ہونٹوں کو لال رنگ سے سجائے ہوئے آنکھوں پہ کاجل لگائے جس سے اس کی نیلی آنکھیں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ ورشیاں گولڈن کی کلر کی سینڈل پہن رہی تھی۔۔۔ ورشیاں اسے بند کر کے اٹھی۔۔۔ اور ایک نظر خود کو مرار میں دیکھا۔۔۔ ہائے میں کتنی

خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔۔ ورشاں خود کو مرا میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں صبح سے روم سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔ اس نے صبح نماز کے وقت دیکھا تھا۔۔۔ جان عالم نے جینز شرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں منہ بنا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے اپنے دوپٹہ لیا۔۔۔ اور اسے سیٹ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ ورشاں نیچے لاؤنج میں آئی۔۔۔ جہاں رابیہ خان، ائمہ خان زمل بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔ ورشاں آئمہ خان کی طرف بڑھی۔۔۔ ماشاء اللہ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ ائمہ خان نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں رابیہ خان سے ملی۔۔۔ اللہ تم کو خوش رکھے۔۔۔ رابیہ خان نے بھی ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں زمل کی طرف بڑھی۔۔۔ عید مبارک بھابی جان۔۔۔ زمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ دیدہ۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ بھابی تو ہوں نا۔۔۔ زمل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں مسکرا دی۔۔۔ ورشاں نے پورے لاؤنج میں نظریں دوڑائیں۔۔۔ جان عالم کہیں نہیں تھا۔۔۔

ہم کیا تم کو بغیرت لگتا۔۔۔ جو تم سب کا درمیان کھڑا ہو کر خود تو ناچتا گاتا ہے۔۔۔ اپنا بیوی کو بھی نہیں روک سکتا۔۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔۔ داجی۔۔۔ بیوی ناراض ہوں۔۔۔ تو منانا شوہر کا حق ہے۔۔۔ اسی لیے منالیا۔۔۔ جان عالم نے داجی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔۔ تمہارا بھی بہن لگتا ہے۔۔۔ اور تم بھی یہاں بغیرتوں کی طرح ہنس رہا ہے۔۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔۔ داجی میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ جس میں میری بہن خوش۔۔۔ میرا یار خوش۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ہم ہی غلط ہے۔۔۔ تم سب تو صبح ہے۔۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔۔ داجی انہوں نے آج بھی ناچ گانے کا سوچا ہوا

ہے۔۔۔ المیر اندر آتے ہوئے بولا۔۔۔ جایار۔۔۔ جان عالم نے المیر کو گھورا۔۔۔ تو نے ایسا ہی رہنا
ہے۔۔۔ المیر جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ چل میں آتا ہوں۔۔۔ جان
عالم مراد ن خانے سے نکلتا اونچ میں آیا۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔ جان عالم سب کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو بلیک جینز بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ ورشاں
چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ زمل ورشاں کی طرف دیکھ کر
مسکرائی۔۔۔

ورشاں غازیہ کے ساتھ بیٹھی کھیل رہی تھی۔۔۔ جب جان عالم سڑھیوں سے اترتا ہوا۔۔۔ سب کی
نظریں جان عالم پہ تھی۔۔۔ ورشاں کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔۔۔
تو عرض کیا ہے:

نالکھنوکا کرتانہ پنجابی شلوار

شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی کا دل جیتنے

ور نہ بیکار

جان عالم نے ورشاں کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔۔۔

ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم سکین کلر کی شلوار قمیض سکین کلر کی ویس کوٹ ہاتھ
میں وارسٹ و پیچ گلے میں بلیک کلر کی مردانہ شال لیے اپنی شاندار پرسنلٹی لیے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں

پلکیں تک جھپکنا بھول گئی تھی۔۔۔ جان عالم پہ لاونج میں موجود ہر کسی کی نظریں جمی تھی۔۔۔ خود کو
 سنبھالے جان حیات۔۔۔ نظر لگ جائے گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے اسے آنکھ
 ماری۔۔۔ اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ورشاں نظریں پھیر گئی۔۔۔ لیکن سامنے ہی کچھ کھڑی
 لڑکیوں کو جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پا کر ایرو آچکاتے ہوئے آنہیں دیکھا۔۔۔ غزنوی بھی لاونج
 میں داخل ہوا۔۔۔ لالا۔۔۔ ورشاں غزنوی کے گلے لگی۔۔۔ لالا میری عیدی۔۔۔ ورشاں نے ہاتھ
 آگے کیا۔۔۔ عیدی۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور پھر اپنی جیب سے دس کا
 نوٹ نکالتے ہوئے ورشاں کے ہاتھ پہ رکھا۔۔۔ لالا۔۔۔ ورشاں چینی۔۔۔ جی میرا بچہ۔۔۔ غزنوی
 نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ عیدی ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں
 سے دیکھا۔۔۔ جو پیار سے دی جائے۔۔۔ اپنی خوشی سے جتنی دی جائے۔۔۔ وہی عیدی ہوتی۔۔۔ غزنوی
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نہیں لینی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ غزنوی ورشاں
 کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ ناراض ہو گئی۔۔۔ میری پیاری سی بہن۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اولے۔۔۔ اولے میلا بچہ ناراض ہو
 گیا۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ میلا بچہ ناراض نہ ہوں۔۔۔ غزنوی نے جیب سے
 پانچ پانچ ہزار کے نوٹ نکالتے ہوئے ورشاں کے ہاتھ میں پکڑائے۔۔۔ ائی لیو یو لالا۔۔۔ ورشاں نے
 غزنوی کے گرد حصار بنایا۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے ورشاں کے ہاتھ چومے۔۔۔

ورشاں کچن سے جو س لیے نکلی تھی۔۔۔ کہ جان عالم کو دیکھ کر روکی۔۔۔

تو عرض کیا ہے۔۔

لکھنؤ کا کرتاپنجابی شلووار

میرا بندہ آج لگا ہے کمال

ورشائ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم بھی مسکرایا۔۔۔ خوش ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیچھے آتے
ہوئے بولا۔۔۔ جی بہت خوش ہوں۔۔۔ ورشاں آگے چلتے ہوئے بولی۔۔۔ خیریت۔۔۔ جان عالم نے
ورشائ کی کلائی پکڑی۔۔۔ اپ کے ساتھ میری پہلی عید ہے۔۔۔ خوشی تو ہوگی نا۔۔۔ ورشاں مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو پلر کے ساتھ لگایا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ کوئی آجائے
گا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں جان عالم
سے ہاتھ چھرواتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ جان حیات سنبھال کر
رکھ لوں مجھے یہ زمانہ بہت خراب ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے دوپٹے کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ اور آپ
زمانہ سے بھی زیادہ خراب ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی مسکراہٹ لیے بولی۔۔۔ دوپٹے جان عالم کے
ہاتھ سے لیتے جان عالم کے چہرہ پہ پیار سے ہلکا سا مارتے ہوئے۔۔۔ زل کے پاس آکر کھڑی
ہوئی۔۔۔ ہائے۔۔۔ جان عالم نے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

زرغام بھی آریان نمل کے ساتھ لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ جان عالم زرغام سے ملا۔۔۔ ورشاں صوفے
سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے ورشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ جسے محسوس کرتے

ورشاں کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے شاہ در سڑھیاں اترتے ہوئے اس کی طرف
 بھاگا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در زرغام کے گلے لگا۔۔۔ بابا ماما بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ شاہ در نے زرغام کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زرغام نے چاروں طرف دیکھا۔۔۔ لیکن پریشہ نہیں تھی۔۔۔ زرغام نے
 اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اور مسکرایا۔۔۔ پریشہ ڈانگ روم سے نکلی تھی۔۔۔ اسلام و
 علیکم۔۔۔ عید مبارک لالا۔۔۔ پریشہ غزنوی کے گلے لگی۔۔۔ عید مبارک میرا بچہ۔۔۔ غزنوی نے پریشہ
 کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ عید مبارک۔۔۔ پریشہ جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اور زل
 کے ساتھ آکر بیٹھی۔۔۔ زرغام کو پریشہ کا جان عالم کو عید مبارک بولنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ پریشہ
 بلیک کلر کی گھٹنوں تک آتی قمیض اور گراہ پہنے ہوئی تھی۔۔۔ جس پہ گولڈن کلر سے کام ہوا
 تھا۔۔۔ پریشہ کے کچھ بال شانوں پہ تھے۔۔۔ ہاتھوں میں گولڈن کلر کی چوڑیاں، کانوں میں چھوٹے
 چھوٹے جمھکے گلے میں سونے کا ہار پہنے ہوئے ہونٹوں پہ لائٹ ریڈ لپسٹک آنکھوں پہ کاجل لگائے نیٹ کا
 دوپٹہ لیے ہوئی تھی۔۔۔ جو اس کی سفید رنگت پہ بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔۔۔ زرغام پریشہ کی
 طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پریشہ زرغام کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے سرخ ہوئی
 تھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ حبیب اللہ خان نے ورشاں کو مخاطب کیا۔۔۔ جی بڑے بابا۔۔۔ ورشاں حبیب
 اللہ خان کی طرف بڑھی۔۔۔ یہ لوں بیٹا۔۔۔ ہماری طرف سے آپ کی عیدی۔۔۔ حبیب اللہ خان نے ہاتھ
 میں پکڑا لفافہ ورشاں کی طرف بڑھایا۔۔۔ ورشاں نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔۔۔ کہ جان
 عالم وہ لفافہ پکڑتے غائب ہوا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں چینیخی۔۔۔ سب کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ
 آئی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم نے پیچھے اوپر کی طرف بھاگی۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے

ساتھ لاونج میں داخل ہوئی۔۔۔ صوفیہ کریم کلر کی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔۔ جس کے گلے پہ اوپر نیٹ لگا ہوا تھا۔۔۔ جس سے اس کی بیوٹی بون پہ چمکتا تل اٹریکٹ کر رہا تھا۔۔۔ صوفیہ دوپٹہ دونوں بازو پہ پیزن سے سیٹ کیے ہوئی تھی۔۔۔ اس کے خوبصورت بال شانوں پہ تھے۔۔۔ لیکن باقی سب کی طرح اس نے دوپٹہ سر پہ نہیں لیا ہوا تھا۔۔۔ کیسی ہوئی صوفیہ۔۔۔ زمل صوفیہ کے گلے لگی۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھی۔۔۔ اریان کی نظریں صوفیہ کے بیوٹی بون کے تل پہ تھی۔۔۔ جو پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔

جان خان۔۔۔ میری عیدی دے۔۔۔ ورشاں کمرے میں آتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ ارے جان حیات ناراض کیوں ہوتی ہوں۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ اور لے لوں۔۔۔ جان عالم جو کہ صوفیہ سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں غصے سے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ جان عالم نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ ورشاں نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔۔۔ کہ جان عالم اپنا ہاتھ اوپر کر گیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے ہاتھ اوپر کیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی لیپ پہ بٹھایا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ جی جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن سے بال پیچھے کیے۔۔۔ اور اس کی گردن کے تل پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ ورشاں اس کے ہاتھوں کے لمس پہ جلدی سے اٹھنے لگی۔۔۔ جان حیات تم مجھ سے ناراض ہوتی تھی۔۔۔ اگر میں تمہیں اٹھا کر بیڈ پہ بیٹھاتا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ تب میں چھوٹی تھی۔۔۔ بچی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مطلب اب تم مجھے

برداشت کر سکتی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بلکل نہیں۔۔۔ ورشاں جلدی سے
 بولی۔۔۔ جان حیات کیوں بھاگتی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ابھی ہماری
 شادی نہیں ہوئی۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ جو کہ اسے پیٹ سے اوپر جانے والا تھا۔۔۔ اسے
 روکا۔۔۔ کچھ دن ہے۔۔۔ پھر تم میری باہوں سے پناہ مانگوں گی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی پیشانی سے
 پیشانی ٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ ابھی تو جانے دے۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں
 بولی۔۔۔ ابھی چلی جاؤ۔۔۔ پھر تمہیں ایک پل کی رہائی نہیں ملے گی۔۔۔ سانس تک نہیں لے سکوں
 گی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی چادر کو مٹھیوں
 میں جکڑتے ہوئے اس کی گردن پہ دانت گاڑھ گئی۔۔۔ آہہ۔۔۔ جنگلی بلی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی
 طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گود سے اٹھتے اپنا الفا پکڑتے ہوئے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ اب
 آپ کے ہاتھ نہیں آؤ گی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بھاگی۔۔۔ جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ
 پھیرا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

ورشاں غزنوی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھ پر
 آیت الکرسی پڑھ کر پھونک دے۔۔۔ نظر لگ جائے گی۔۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔۔ اور آیت الکرسی پڑھ کر ورشاں کے چہرہ پہ پھونک ماری۔۔۔ جان عالم نے
 آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے نظریں جھکا
 گئی۔۔۔ ویسے لالا آپ کے دوست بہت کنجوس ہے۔۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ وجہ۔۔۔ غزنوی کی جگہ جان عالم نے ورشاں کو جواب دیا۔۔۔ مجھے عیدی نہیں
 دی۔۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس میں کیا مسئلہ۔۔۔ ابھی دیتا ہوں۔۔۔ جان
 عالم کھڑا ہوا۔۔۔ دے۔۔۔ ورشاں بھی اس کے قریب آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ ورشاں نے ہتھیلی آگے
 کی۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ میری عیدی۔۔۔ ورشاں عیدی لفظ پہ زور دیتے ہوئے
 بولی۔۔۔ اور جان عالم کو گھورا۔۔۔ عیدی چاہیے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ جی عیدی چاہیے۔۔۔ ورشاں معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ ہم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ جان
 عالم مسکرایا۔۔۔ جلدی دے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ
 ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں سب کی طرف دیکھتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر لاونج میں
 بیٹھے سب طرف دیکھا۔۔۔ لیکن کسی نے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ نہیں چاہیے
 مجھے۔۔۔ ورشاں غصے سے بولتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جان عالم بھی مسکراتے ہوئے بیٹھ
 گیا۔۔۔ صوفیہ ورشاں کے پیچھے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ جسے دیکھ آریان بھی اٹھا۔۔۔

ورشاں میں نے دیکھا۔۔۔ صوفیہ ورشاں کو کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی دیکھ کر بولی۔۔۔ ورشاں نے نظریں
 اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کک۔۔۔ کیا۔۔۔ ورشاں کی زبان لڑکھرائی۔۔۔ یہی ہے کہ عالم نے
 تمہیں کس کی۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تم جان خان کو لا لائیوں نہیں بولتی۔۔۔ ورشاں
 اس کی بات کو نظر انداز کر گئی۔۔۔ میری بہن بھائی ہی ہے۔۔۔ وہ میرا۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ویسے کافی محبت کرتے ہے۔۔۔ بہت خوش قسمت ہے۔۔۔ صوفیہ نے نے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔۔ اسی لیے تو ناراض ہوتی ہوں۔۔۔ ورشاں ہستے ہوئے بولی۔۔۔ اللہ پاک تمہیں بری نظر سے
بچائے۔۔۔ صوفیہ نے پیار سے کہا۔۔۔ ورشاں۔۔۔ زل کی آواز پہ ورشاں اٹھی۔۔۔ میں دیدہ کی بات
سن کر آتی ہوں۔۔۔ ورشاں اٹھ کر باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ بھی باہر کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ
آریان نے کمرے میں آتے دروازہ بند کیا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف حیرانگی سے

دیکھا۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں میں۔۔۔ آریان
مسکرایا۔۔۔ صوفیہ اس ڈریس میں خوب تو لگ رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کی بیوٹی بون کاتل سے ناجانے
کون کون اس کی طرف اڑیکٹ ہوا ہوگا۔۔۔ آریان کے دل کو کچھ ہو رہا

تھا۔۔۔ ج۔۔۔ جاؤ۔۔۔ پلینز۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ چلا جاؤ

گا۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی۔۔۔ آریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ پیچھے ہوئی

تھی۔۔۔ پلینز۔۔۔ جاؤ۔۔۔ اگر کسی نے دیکھ لیا۔۔۔ تو میں بدنام ہو جاؤ گی۔۔۔ صوفیہ آریان کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے صوفیہ کی کلائی پکڑی۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ صوفیہ غصے سے

بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بیوی

ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ آریان نے صوفیہ کو قریب کرتے ہوئے اس کے تل پہ نظریں جمائی۔۔۔ نہیں

ہوں۔۔۔ میں تمہاری بیوی۔۔۔ صوفیہ چینختے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے صوفیہ کے منہ پہ ہاتھ

رکھا۔۔۔ اور اس کی گردن پہ جھکتے اس کے تل پہ دانت گارھیں۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔۔ آریان اس کے تل کو بری طرح سے سرخ کر چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اج

رات۔۔۔ آجانا۔۔۔ اریان بول کر کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ اپنی گردن پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی نم آنکھیں صاف کرتے باہر نکلی۔۔۔

پریشے اپنے کمرے میں تھی۔۔۔ زرغام نے اندر آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی کلائی پکڑی۔۔۔ پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے پریشے کی پلکوں پہ پھونک ماری۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 90 پارٹ 2

زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ تمہیں شرمنا آتا ہے۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف حیران کن نظروں سے دیکھا۔۔۔ جیسے وہ پوچھنے چاہ رہی ہوں۔۔۔ کہ یہ کیسا سوال ہے۔۔۔ مزاق کر رہا ہوں۔۔۔ زرغام پریشے کی آنکھوں پہ لب رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ زرغام نے پریشے کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ پریشے نے اپنے اور اس کے ہونٹوں کے درمیان ہاتھ رکھا۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ دن کی بات ہے۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے سکون چاہیے۔۔۔ زرغام اس کی نیلی آنکھوں

میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ابھی نہیں۔۔۔ پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ زرغام نے پریشے نے ہاتھوں پہ
 ہونٹ رکھے۔۔۔ ضروری نہیں ہے کہ تمہارے ہونٹوں کو چوم کر سکون ملے سکون کے لیے ہاتھ چومنا
 بھی کافی ہے۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کا بھی روم میں ہے۔۔۔ پریشے نے زرغام کی
 طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ تو کیا ہوا۔۔۔ اسے پتہ ہے۔۔۔ کہ اس کی بہن کا ایک عدد
 شوہر ہے۔۔۔ زرغام پریشے کے عارض پہ ہوں ٹرکتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں دروازہ کھولتے ہوئے
 اندر آئی۔۔۔ زرغام پریشے سے دور ہوا۔۔۔ سوری۔۔۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔ ورشاں نے اپنے
 آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میں یہاں اپنا موبائل لینے آئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنی آنکھوں کے آگے ہاتھ
 کیے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اپنا موبائل پکڑتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ میں کسی کو نہیں بتاؤ
 گی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بول کر باہر نکلی۔۔۔ پریشے نے شرماتے ہوئے زرغام کے سینے پہ سر
 رکھا۔۔۔ آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ پوچھو میری
 جان۔۔۔ زرغام نے پیار سے اس کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ آریان آپ کا بیٹا ہے۔۔۔ پریشے حیرانگی
 سے بولی۔۔۔ ہم۔۔۔ زرغام بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ واقعی۔۔۔ پریشے ضرورت سے زیادہ آنکھیں کھولتے ہوئے
 بولی۔۔۔ زرغام کے پریشے کی بازو پکڑی۔۔۔ اور اسے اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔۔ بیٹا ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ اور اب
 سے تمہارا بھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ اتنا جوان آپ کا بیٹا ہے۔۔۔ پریشے
 حیرت سے بول رہی تھی۔۔۔ میرا ہی ہے۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جو کہ
 خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ میرا خیال میں ورشاں سے کچھ سال ہی بڑا ہوں گا۔۔۔ پریشے اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان کچھ نہیں بائیس سال کا ہے۔۔۔ زرغام پریشے کا ہاتھ پکڑتے

ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ وہ حیران تھی۔۔۔ اتنی عمر کا بیٹا۔۔۔ نمل تو ٹھیک
 تھی۔۔۔ اریان بھی۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔ اپ کا اس کے علاوہ بھی
 کوئی بچہ ہے۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ شاہ۔۔۔ زرغام اس کے ہاتھ پہ لگے
 اپنے نام کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ پکا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ پکا میری
 جان۔۔۔ زرغام نے پریشے کی ٹھوڑی کو چھوا۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ پریشے مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں
 تمہارا گناہ گار ہوں۔۔۔ میں نے تمہیں بہت افیت دی ہے۔۔۔ تمہیں بہت تکلیف دی ہے۔۔۔ مجھے
 معاف کر دو۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھے بنا ہاتھ جوڑے۔۔۔ اپ کی زبان سے میرا نام اچھا لگتا
 ہے۔۔۔ معافی نہیں۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف
 دیکھا۔۔۔ جس کی نیلی آنکھیں چمک رہی تھی۔۔۔ عید مبارک میری جان۔۔۔ زرغام نے پریشے کی پیشانی
 پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اپ کو بھی عید مبارک۔۔۔ میری جان۔۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در کی آواز سنتے پریشے باہر نکلی۔۔۔

ورشاں۔۔۔ صوفیہ نے زمل کو مخاطب کیا۔۔۔ بولو صوفیہ۔۔۔ ورشاں صوفیہ کی طرف بڑھی۔۔۔ میری
 ہلیپ کرو۔۔۔ صوفیہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہلیپ چاہیے۔۔۔ ورشاں صوفیہ کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ میری یہ۔۔۔ صوفیہ نے اپنی کمر پہ رکھے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ او میں ہلیپ کرتی
 ہوں۔۔۔ تم گیسٹ روم میں جاؤ۔۔۔ میں ابھی دیدہ کی بات سن کر آتی ہوں۔۔۔ ورشاں نے کمرے کی
 طرف اشارہ کیا۔۔۔ جہاں سے ورشاں صوفیہ پہلے آئی تھی۔۔۔ اور خود کچن کی طرف بڑھ

گئی۔۔۔ صوفیہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔ اس کی فراک کی زپ بری طرح سے اٹک چکی تھی۔۔۔ جو کہ نہ بند ہو رہی تھی۔۔۔ اور نہ ہی پوری طرح سے کھول رہی تھی۔۔۔ صوفیہ اپنی کمر پہ ہاتھ رکھے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں یار۔۔۔ کہاں رہ گئی ہوں۔۔۔ صوفیہ نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ ورشاں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ لیکن ورشاں ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔۔ صوفیہ اپنا دوپٹہ اپنے شولڈرز پہ دوپٹہ کرتے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ اریان صوفیہ کو باہر جاتے دیکھ اس کے پیچھے نکلا۔۔۔ صوفیہ نے اپنی گاڑی میں کیز لگائی ہی تھی۔۔۔ کہ اریان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ مطلب ہے۔۔۔ اسی لیے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ اریان اس کے بال کان پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔ ورنہ میں چلاؤ گی۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ چلاؤ۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ پلیز پیچھے ہٹو۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ اریان نے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اس کی نظر اس کے بیوٹی بون کے تل پہ تھی۔۔۔ اریان کا ہاتھ صوفیہ کی کمر سے ٹپچ ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ بیک لیس ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ صوفیہ خود کو چھرواتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے ایک نظر کارپیوچ میں دورائی۔۔۔ جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔ اریان نے اس کی کمر اپنی طرف کرتے اسے گاڑی سے لگایا۔۔۔ اس کی زپ اٹکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ آدھ کھولیں ہوئی تھی۔۔۔ جس سے اس کی سفید دودھیار ننگت اور اس پہ سیاہ سٹریپیٹز نظر آرہی تھی۔۔۔ اریان نے اس کی کمر کو گھورا۔۔۔ اریان کو

صوفیہ سے ایسی امید نہیں تھی۔۔۔ تم اس طرح بھاگ رہی تھی۔۔۔ اریان اس کی کمرپہ انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔ تم ہوتے کون ہوں۔۔۔ مجھ سے یوں فضول باتیں کرنے والے۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہارا شوہر۔۔۔ اریان نے اس کی زپ ایک ہی جست میں بند کی۔۔۔ اہہ۔۔۔ صوفیہ کی کمرپہ زپ بری طرح سے لگی تھی۔۔۔ اسی طرح تمہیں تکلیف دینا چاہتا ہوں۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن میں تمہاری بہت تکلیف برداشت نہیں کروں گی بہت جلد تم سے خود کو ازاد کروادوں گی بہت جلد تمہارا نام اپنے نام سے جدا کر دوں گی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اس نے اریان سے محبت کی تھی مگر اریان اسے بری طرح توڑ چکا تھا چلو دیکھتے ہیں تم کر کیا سکتی ہو اریان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ صوفیہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ سویٹ ہارٹ اریان کی آواز پر صوفیہ رو کی لیکن مری نہیں آج کی رات ہمارے نام۔۔۔ اریان کی بات سنتے صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان نے اسے آنکھ ماری۔۔۔ اور اس سے بھی پہلے اندر چلا گیا۔۔۔ صوفیہ بھی گہرا سانس لیے اندرائی سوری صوفیہ دیدہ نے نا مجھے اندر غازیہ کے پاس چھوڑ دیا تھا۔۔۔ تو اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اسی لیے میں نہیں آ سکی۔۔۔ ریلی ریلی۔۔۔ سوری۔۔۔ ورشاں اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں میں نے کر لیا ہے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اریو او کے۔۔۔ ورشاں صوفیہ کی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یس ایم او کے۔۔۔ صوفیہ بھی اسی کے انداز میں نہ آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ میں تم سب سے کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔۔۔ المیر خان زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی بھی المیر خان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ان سب نے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔ کس سے کس سے جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظر سے دیکھتے ہوئے
پوچھا۔۔۔ فضل خان سے المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

کچھ ہی دیر پہلے سب مردان خانے آئے تھے۔۔۔ اسی لیے سب اس وقت مردان خانے میں بیٹھے ہوئے
تھے۔۔۔ فضل خان۔۔۔ المیر خان کی آواز پہ فضل خان اندر آیا۔۔۔ ہیزل گریں آنکھیں ہلکی سی بیرڈ
براون بال مونچھیں تلے چھپے اس کے گلابی ہونٹ سفید رنگت وہ خوبصورت تھا۔۔۔ فضل
خان۔۔۔ المیر خان کھڑا ہوا۔۔۔ اور اس کے گلے لگا۔۔۔ فضل خان سے میں نے صوفیہ کا نکاح کرنے کا
سوچا ہے۔۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ سب مسکرائے۔۔۔ فضل خان کو کون نہیں جانتا
تھا۔۔۔ اخرا یک بزنس ٹائیکون تھا۔۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے
بولا۔۔۔۔۔ جہاں سب کے چہروں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ اریان کے نقوش تنے تھے۔۔۔ اور میں چاہتا
ہوں۔۔۔ کہ تم سب کی موجودگی میں نکاح کی تاریخ رکھ لی جائے۔۔۔۔۔ المیر خان ان کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔۔۔ اریان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے المیر خان کی
طرف دیکھا۔۔۔ جس کے چہرہ پہ خوشی ہی خوشی تھی۔۔۔

تین دن بعد

المیر خان تین دن سے صوفیہ کو کالز کا رہا تھا۔۔۔ لیکن اس نے اس کی ایک بھی کال ریسپو نہیں کی
تھی۔۔۔ اور آج پریشہ کی مہندی بھی تھی۔۔۔۔۔ اریان صوفیہ کو کال کر رہا تھا۔۔۔ جب نمل نے اسے

پکارا۔۔۔ لالا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا شاہ چاچو کی حویلی چھوڑ آئے۔۔۔ نمل اپنا دوپٹہ کندھے پہ سیٹ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تم نہیں جاؤ گی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں کیوں جاؤ گی۔۔۔ نمل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ مہندی تو بابا کے نام ہی لگے گی۔۔۔ اس رشتہ سے وہ ہماری ماما ہوئی۔۔۔ تو تمہیں جانا چاہیے۔۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اپ نے اسے مورے کی جگہ بھی دے دی۔۔۔ نمل نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ بالکل کیوں کہ وہ بابا کی بیوی ہے۔۔۔ ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیے۔۔۔ اریان نے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اپ کرے۔۔۔ میں نہیں کر سکتی۔۔۔ لالا اس نے مورے کی جگہ لینے کی کوشش کی ہے۔۔۔ نمل غصے سے بولی۔۔۔ تو کیا بابا اب میرے لیے تمہارے لیے اسے چھوڑ دے۔۔۔ تم یہ کیوں بھول جاتی ہوں۔۔۔ کہ شاہ کو اس نے سنبھالا۔۔۔ اور بابا خوش ہے۔۔۔ تو کیا ہم ان کی خوشی میں خوش نہیں ہو سکتے۔۔۔ تم ریڈی ہوں۔۔۔ میں چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔ اریان نے موبائل بیڈ پہ اچھالا۔۔۔ میں نہیں جاؤ گی۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا کے لیے بھی نہیں۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل آریان کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ لالا کیسے۔۔۔ نمل رو رہی تھی۔۔۔ میری جان۔۔۔ ہمیں اپنے بابا کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے۔۔۔ اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔ اریان اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

نمل آدھے گھنٹے بعد تیار ہو کر آئی۔۔۔ وہاں کسی سے کوئی بھی مورے کی بات نہیں کرنا۔۔۔ اور بابا کے لیے پیار سے بات کرنا۔۔۔ پریشے سے۔۔۔ میرا مطلب ماما سے۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ نمل نے ہمیں سر ہلایا۔۔۔ لالا۔۔۔ شاہ در نے آریان کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ کیسے بھول سکتا
 ہوں۔۔۔ میں اپنے شہزادے کو۔۔۔ آریان نے شاہ در کو اٹھایا۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان
 گاڑی ڈرائیو سنجیدگی سے کر رہا تھا۔۔۔ آریان صرف اس لیے جا رہا تھا۔۔۔ کہ صوفیہ بھی آئی ہوں
 گی۔۔۔ آریان کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ میری بات یاد رکھنا۔۔۔ آریان باہر کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ نمل شاہ در کے ساتھ اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ آریان کی
 نظریں صوفیہ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ اور کچھ ہی دیر میں صوفیہ اندرائی۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلا۔۔۔ اور
 صوفیہ کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑتے اسے گاڑی سے لگایا۔۔۔ اس سے پہلے کہ صوفیہ چینیختی
 آریان نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ صوفیہ اسے
 دیکھتے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا۔۔۔ کہ تم مجھ سے اتنی جلدی جان چھڑوا لوں گی۔۔۔ ہرگز
 نہیں۔۔۔ میں تمہاری جان نہیں چھوڑنے والا۔۔۔ ایک دفعہ جس چیز پہ آریان کی نظر پڑ جائے۔۔۔ وہ
 ہمیشہ کے لیے آریان کی ہو کر رہ جاتی۔۔۔ چاہے پھر آریان اس پہ ساری زندگی نظر نہیں
 ڈالے۔۔۔ آریان اس کی کلائی پکڑتے اسے پیسنجر سیٹ پہ زبردستی دکھیلتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پہ آکر
 بیٹھا۔۔۔

آریان۔۔۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔ واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ نے آریان کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے
 کہا۔۔۔ گاڑی روکو۔۔۔ صوفیہ نے بری طرح سے آریان کی بازو کو جھنجھوڑا۔۔۔۔۔ پاگل ہو
 کیا۔۔۔ ایکسڈینٹ ہو جائے گا۔۔۔ تو پھر سب کو وضاحت دینا کہ میرے ساتھ کیا کر رہی تھی۔۔۔ آریان

اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اب چہرہ باہر کی طرف کر گئی۔۔۔ گاڑی آریان فارم ہاؤس
 کے باہر آکر روکی۔۔۔ یہاں کیوں لے کر آئے ہوں۔۔۔ صوفیہ فارم ہاؤس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔۔۔ رومانس کرنے۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتے ہوئے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ مجھے نہیں
 جانا۔۔۔ صوفیہ خود کو چہرہ وانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جانا تو پڑے گا۔۔۔ آریان اسے
 زبردستی اپنے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ فارم ہاؤس میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ صوفیہ خوفزدہ ہوئی
 تھی۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ خود کو چہرہ وانے کی کوشش کرتے ہوئے
 بولی۔۔۔ شش۔۔۔۔۔ اواز نہ آئے۔۔۔ ورنہ دس بارہ دن یہی رکھوں گا۔۔۔ تو دماغ ٹھکانے لگے
 گا۔۔۔۔۔ آریان اسے لیے کمرے میں آیا۔۔۔ جو پوچھو۔۔۔ بس اس بات کا جواب دینا۔۔۔ ورنہ تم
 یہاں سے واپس جاؤ۔۔۔ اس بات کی گارنٹی نہیں۔۔۔ اگر جواب دو گی۔۔۔ تو ہو سکتا۔۔۔ جا
 سکوں۔۔۔۔۔ آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تم کس کی بیوی ہوں۔۔۔ آریان نے صوفیہ پہ
 بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں نے پوچھا ہے۔۔۔ کہ تم کس کی بیوی ہوں۔۔۔ آریان دھاڑا
 تھا۔۔۔ تمھاری۔۔۔ اس نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ کس کی۔۔۔ اونچی بولو۔۔۔ آواز نہیں
 آئی۔۔۔ اس نے پرسکون انداز میں کہا۔۔۔ ت۔۔۔ تمھاری۔۔۔ وہ اس کے اتنے پرسکون انداز پہ خوفزدہ
 ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت یہاں اس کے ساتھ اکیلی تھی۔۔۔ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔ پھر اس شخص کے
 بھیجے گئے کپڑے کیوں ہے۔۔۔ تمھارے وجود پر۔۔۔ وہ اس قدر اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔ کہ وہ
 لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ نفرت ہو رہی ہے۔۔۔ مجھے تمھارے اس وجود سے۔۔۔ آریان

گلاس زمین پہ مارتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ دل چاہ رہا ہے۔۔۔ کہ آگ لگا دو۔۔۔ ان کپڑوں کے ساتھ
تمھیں بھی۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ مجھے بھی تم سے نفرت ہے۔۔۔ صوفیہ
اس کی طرف غم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا بھی دل چاہتا ہے۔۔۔ کہ جب تم میری طرف
دیکھتے ہوں۔۔۔ یا تو تمھیں مار دو۔۔۔ یا خود مر جاؤ۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
چلائی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 91 پارٹ 1

المیر خان کارپوچ سے اندر کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔۔ کہ اس کی نظر سڑھیوں میں کھڑی لڑکی پہ
پڑی۔۔۔ جو شاید اپنی سینڈل بند کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کا دوپٹہ سڑھیوں میں گرا ہوا تھا۔۔۔ جس
سے وہ گر سکتی تھی۔۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کا دوپٹہ اٹھایا ہی تھا۔۔۔ کہ وہ
ہلٹی۔۔۔ اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم۔۔۔ المیر خان نے اس کی
طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ نمل نے کندھے اچکائے۔۔۔ میں نہیں ہو سکتی کیا۔۔۔ اس نے بے زاری
سے جواب دیا۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ المیر خان اسی کے انداز میں بولا۔۔۔ ایک روپیہ ڈھونڈ
رہی ہوں۔۔۔ نمل روپیہ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھ سے لے لوں۔۔۔ لیکن اندر چلو۔۔۔ المیر
خان اپنی مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔ واٹ؟؟ نمل حیرانگی سے بولی۔۔۔ المیر خان نے بھی اس کی طرف

حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ پاگل ہو کیا۔۔۔ المیر خان اس کی یوں آنکھیں پھیلانے پہ بولا۔۔۔ پاگل نہیں
 ہوں۔۔۔ میں۔۔۔ نمل اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ پھر کیا ہوں۔۔۔ المیر خان بھی اس کے پیچھے اندر کی
 طرف بڑھا۔۔۔ جو بھی ہوں۔۔۔ آپ کہ طرح نہیں ہوں۔۔۔ کہ کسی کو بھی دیکھ کر بول دو۔۔۔ یوں
 ہی لے جاؤ۔۔۔ نمل بول کر جلدی سے اندر چلے گئی۔۔۔ یوں ہی لے جاؤ۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں
 میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔۔۔ پھر اچکانک سے یاد آیا تھا۔۔۔ کتابوں والی دوکان پر جب اس نے کہا
 تھا۔۔۔ یوں ہی لے جائے۔۔۔ اور اسے نام تک نہیں پتہ تھا۔۔۔ مطلب وہ لڑکی۔۔۔ یہ
 تھی۔۔۔ سر نیسلی۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔۔۔ اور اندر کی طرف
 بڑھ گیا۔۔۔ المیر خان صوفے پہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ کہ غزنوی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ تو کہاں کھویا ہوا ہے۔۔۔ غزنوی سفید شلوار قمیض گلے میں سیلو کلر کا مفلر لیے ہوئے پشاور
 چپل بال جیل سے سیٹ کیے کھڑا تھا۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر نفی میں سر
 ہلایا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ المیر خان مسکرایا۔۔۔ المیر خان بلیک کلر کی شلوار قمیض اور گلے میں لائٹ گرین
 کلر کا مفلر لیے کھڑا تھا۔۔۔ تو بتا ز غام کے ساتھ تیرے اختلافات کب ختم ہو گے۔۔۔ المیر خان نے اس
 کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ یا مجھے معلوم ہے۔۔۔ کہ وہ میری بہن کو بہت خوش رکھے
 گا۔۔۔ یہ تو بس یوں ہی ناراضگی ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ چھوٹے چھوٹے
 قدم اٹھاتے ہوئے غزنوی کے پاس آئی۔۔۔ غازیہ گرین کلر کی فرائیڈ کریم کلر کا گراہ ہاتھوں میں گرین
 کلر کہ چوڑیاں اور گلے میں چین پہنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو گود میں
 لیا۔۔۔ بابا آپ اتنے دن نہیں آئے۔۔۔ میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ غازیہ ہونٹ باہر نکالتے

ہوئے بولی۔۔۔ سوری۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ تھوڑی سی لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔ غزنوی پیار سے غازیہ کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ غازیہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا کو معاف نہیں کرے گی۔۔۔ میری پر سنز۔۔۔ غزنوی نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔ کر دیا۔۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زمل بھی ناراض ہو گی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔

جان حیات کال ریسیو کرو۔۔۔ جان عالم کب سے ورشاں کو کال کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں کال ریسیو نہیں کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو کال کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے موبائل بیڈ پہ پھینکا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں ورشاں پریشے کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ اپنی ان سے بولے کہ یہاں سے جائے۔۔۔ ورشاں پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تیار تو تم بھی نہیں ہوئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ سے مطلب۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ پریشے کے سامنے جان عالم سے بات کرتے اسے شرم آرہی تھی۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے باہر نکلتے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ میری جان کیوں بلا وجہ ناراض ہوتی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ کیونکہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم ہی تو میری زندگی آخری اثاثہ ہوں۔۔۔ جان حیات۔۔۔ میری آخری جمع پونجی ہوں۔۔۔ جس کے بنا میں رہنا کا تصور بھی نہیں کر

سکتا۔۔۔ جس کے بعد میری زندگی کا مقصد ختم ہو جاتا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ پھر آپ وہی والی کپڑے پہنے گے۔۔۔ ورنہ میں آپ سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ تم چاہتی ہوں۔۔۔ میں وہ کپڑے پہنو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جس سے اس کی گال پہ ڈمپل پڑا تھا۔۔۔ جان عالم کی دل چاہا تھا۔۔۔ کہ وہ اس شدت سے چوم لے۔۔۔ لیکن خود پہ قابو کرتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔۔ اوکے۔۔۔ اب خوش۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے ہی میں سر ہلا گئی۔۔۔ جائے اب۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کیا۔۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا۔۔۔ ورشاں جلدی سے اندر بھاگی۔۔۔ جان عالم بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

مر جاؤ۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ مر جاؤ۔۔۔ کسی اور کی ہونے سے بہتر ہے۔۔۔ مر جاؤ۔۔۔ اریان اس کی بازو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ مجھے پین ہو رہی ہے۔۔۔ صوفیہ خود کو اس سے چھروانے کو شش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہیں پین ہو رہی ہے۔۔۔ مجھے نہیں ہو رہی کیا۔۔۔ اریان اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے ہوئے غرایا۔۔۔ تمہیں کیوں ہو گی۔۔۔ صوفیہ کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے بولی۔۔۔ ایک انسان ناجانے کون ہے۔۔۔ وہ سب کے سامنے بولتا ہے۔۔۔ کہ تمہارے نکاح کی تاریخ رکھ لے۔۔۔ اریان اس کی بازو میں انگلیاں گاڑتے ہوئے

دھاڑا۔۔۔ ناجانے کون نہیں۔۔۔ لالا ہے میرے۔۔۔ ائی سمجھ۔۔۔ اور ان کو پورا حق ہے۔۔۔ وہ میرے لیے کوئی بھی فیصلہ کر سکتے ہے۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں کون ہوں۔۔۔ بولو۔۔۔ اریان اس کی بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے چلایا۔۔۔ تم۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ اور پھر استغزیاہ مسکرائی۔۔۔ تم وہ انسان ہوں۔۔۔ جس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا۔۔۔ پھر نکاح تک لے جا کر بدل گیا۔۔۔ تم وہ انسان ہوں۔۔۔ جس نے مجھے دھوکہ دیا۔۔۔ صوفیہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ اس سے دور ہوا۔۔۔ اریان نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ میں پھیرا۔۔۔ مطلب میرا سالا۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تم کس قدر بد تمیز انسان ہوں۔۔۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔۔۔ صوفیہ نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ میں نے کیا بد تمیزی کی۔۔۔ میں نے تو صرف سچ بولا۔۔۔ اریان مسکرایا۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ چھوڑ آؤ گا۔۔۔ لیکن ایک بات اپنے دماغ میں ڈال لوں۔۔۔ تو میری بیوی ہوں۔۔۔ تم تا عمر میں دیکھو بھی نہیں۔۔۔ لیکن اگر کوئی تمہیں آنکھ بھر کر بھی دیکھے گا۔۔۔ تو میں اس کے ساتھ تمہاری بھی جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔۔۔ اریان صوفیہ کی بازو پکڑتے ہوئے اسے خود کے قریب کرتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ اریان اس کی بازو چھوڑتے باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ بھی اس کے پیچھے باہر نکلی۔۔۔

مہندی کا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔۔۔ جسے خوبصورت پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ اور سامنے ہی سیٹج جس پہ دلہا، دلہن کو بیٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ سیٹج کو گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ زمین

پہ پھول بکھیرے ہوئے تھے۔۔۔ جہاں سے پریشہ زرغام کو گزر کر جانا تھا۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ
 رہی ہوں۔۔۔ زل پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ سیلو کلر کی فراک جس پہ گولڈن کلر کا
 کام ہوا تھا۔۔۔ دوپٹہ ریڈ کلر کا تھا۔۔۔ دوپٹہ پر بھی گولڈن کلر کا کام ہوا تھا۔۔۔ ہاتھوں میں گولڈن کلر
 کی چوڑیاں ہاتھوں پہ بھر بھر کر مہندی لگی ہوئی تھی۔۔۔ گلے میں چوکر بالوں کی چوٹیاں بنا کر آگے
 شانے پہ رکھی ہوئی۔۔۔ جس پہ پنک کلر کے پھول لگائے ہوئے تھے۔۔۔ کانوں میں بڑے بڑے
 اویزے جنہیں سہاروں کے ساتھ بالوں میں ٹکایا ہوا تھا۔۔۔ ماتھا پٹی لگائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ کسی حور سے
 کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ زل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے باہر لے کر چلے۔۔۔ زل نے
 اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں ابھی آئی۔۔۔ ورشاں بول کر باہر نکلی۔۔۔ اور حبیب اللہ خان کے پاس
 آئی۔۔۔ حبیب اللہ خان لاونج میں احمد فراز خان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ بڑے باباجان۔۔۔ اوپر
 چلے ہمارے ساتھ آپنی کو لے کر آئے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ احمد فراز خان چہرہ دوسری
 طرف کر چکے تھے۔۔۔ بابا۔۔۔ آپ بھی چلے۔۔۔ ورشاں یوں احمد فراز خان کو چہرہ دوسری طرف
 کرتے دیکھ کر بولی۔۔۔ تم سب جاؤ۔۔۔ احمد فراز خان بول کر اٹھے۔۔۔ بابا پلیز۔۔۔ میرے
 لیے۔۔۔ ورشاں نے احمد فراز خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ منع نہیں کرے گے باباجان۔۔۔ ورشاں نے
 احمد فراز خان کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔ حبیب اللہ خان، احمد فراز خان اوپر کی طرف
 بڑھ گئے۔۔۔ جان عالم خان، غزنوی خان پہلے سے ہی اوپر تھے۔۔۔ آپ یہ پکڑے۔۔۔ میں اور دیدہ
 آپنی کو لے کر جائے گے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ کے سر پہ پہلے کلر کا دوپٹہ کیا ہوا

تھا۔۔ جسے ایک طرف سے جان عالم خان اور غزنوی خان نے اور دوسری طرف سے حبیب اللہ خان اور احمد فراز خان نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ زل اور ورشاں پریشے کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

پریشے کو نیچے لان میں لے کر آئے۔۔۔ جہان زرغام پہلے سے ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ زرغام خان سفید کلر کی شلوار قمیض اور سیلو کلر کی ویس کوٹ پہنے ہاتھ میں ویچ پہنے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظریں تو جیسے پریشے پہ اٹک ہی گئی تھی۔۔۔ پریشے کو زرغام کے ساتھ لے جا کر بیٹھایا۔۔۔ حبیب اللہ خان اور ائمہ خان نے رسم کی شروعات کی تھی۔۔۔ ان کے بعد حبیب اللہ خان اور رابیہ خان۔۔۔ ہم چلے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس وقت گرین کلر کی سادی سی شلوار قمیض میں ملبوس اوپر گرین کلر کی ہی واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، پاؤں میں برانڈ ڈجوتے پہنے۔۔۔ خوبصورتی کی ایک اعلیٰ مثال قائم کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے برعکس ورشاں گرین کلر کی لہنگا چولی میں ملبوس تھی۔ جس کے اوپر سنہرے موتیوں سے خوبصورت ساتلے کا کام کیا گیا تھا۔ کانوں میں ہیوی جھمکے پہنے، ماتھا پٹی اور گلے میں گلوبند لٹکائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے لمبے اور گھنے بالوں کو پیچھے کی طرف کرتے چٹیاں کی صورت میں باندھا ہوا تھا۔ جس پر ایک قطار میں ہیئر بیٹس لگے ہوئے تھے!! ان دونوں کی چاند سورج کی جوڑی معلوم ہوتی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ ورشاں کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھی۔۔۔ ہم۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ جی ہم۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر سب پہ ڈالی۔۔۔ ان کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں

تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے قریب کیا۔۔۔ ہم کیوں جائے گے۔۔۔ جان
 عالم نے بولتے ہوئے ورشاں کی کانوں کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ ورشاں بدک کر پیچھے ہوئی
 تھی۔۔۔ اپ کو شرم نہیں آتی۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ میں کون سا کسی کی بیوی کو چھڑ رہا
 ہوں۔۔۔ جو مجھے شرم آئے۔۔۔ جان عالم مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔ اب تو مجھے بالکل نہیں جانا۔۔۔ اپ
 کے ساتھ۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب
 کیا۔۔۔ اے لڑکی۔۔۔ مجھ سے دور ہونے کی کوشش مت کیا کرو۔۔۔ ورنہ کسی دن مجھ سے ہاتھ دھو بیٹھو
 گی۔۔۔ جان عالم اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہونٹوں پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ زل جوان کی طرف آرہی تھی۔۔۔ ان کے پاس آتے اس نے کھانسی کرنے کی ایکٹنگ کی
 تھی۔۔۔ جسے سنتے جان عالم ورشاں کی کلائی چھوڑ گیا۔۔۔ لالا۔۔۔ پہلے آپ جائے۔۔۔ زل مسکراتے
 ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جبکہ ورشاں بھی اس کی پیچھے
 بڑھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ زل نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ داجی یہی ہے۔۔۔ تھوڑا خیال کرو۔۔۔ زل ہنسی
 دبائے بولی۔۔۔ دیدہ۔۔۔ ورشاں شرماتے ہوئے اس کے گلے لگی۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی
 ہوں۔۔۔ زل نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ سیٹج کی
 طرف بڑھ گئی۔۔۔ غزنوی زل کو دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ بیگم۔۔۔ غزنوی نے اسے مخاطب
 کیا۔۔۔ لیکن زل اس کی آواز ان سنی کرتے آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زل وائٹ کلر کی شوڑٹ شرٹ
 جو کہ گھٹنوں تک تھی۔۔۔ ساتھ کھولا گراہ جس پہ گولڈن کلر سے تلے کا کام ہوا تھا۔۔۔ ہاتھوں میں
 گجرے کانوں میں پھولوں سے بنے جھمکھے اور ماتھے پہ پھولوں کی بنی بندیاں لگائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس

وقت بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ غزنوی کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ ناراضگی کیسے ختم ہو گی۔۔۔ غزنوی نے زل کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ میں کون ہوتی آپ سے ناراض ہونے والی۔۔۔ زل نے کندھے اچکائے۔۔۔ میری اکلوتی بیوی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کبھی بیوی سمجھا۔۔۔ زل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ بیوی سمجھا ہے۔۔۔ تو اتنی خوبصورت سی رحمت ہمارے ساتھ ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھ سے بات کرنے کی کوشش مت کرے۔۔۔ زل غزنوی کو غصے سے دیکھتے ہوئے سیٹج کی طرف بڑھ

گئی۔۔۔ یار۔۔۔ ایک تو یہ تین دن اتنی مشکل سے گزرے۔۔۔ اور اب بیگم بھی ناراض ہے۔۔۔ غزنوی نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے اٹھتے غزنوی زل بیٹھے۔۔۔ اور رسم کی۔۔۔ زرغام اور پریشے کے پاس اس وقت کوئی نہیں تھا۔۔۔ اچھی لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھ سے بات مت کرے۔۔۔ پریشے نظریں جھکائے بولی۔۔۔ زرغام نے اس کی جھکی ہوئی پلکوں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھیری۔۔۔ لیکن اسے لگا کہ شاید وہ ناراض ہو چکی ہے۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔۔۔ پریشے بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جب اسے زرغام کی کال کی۔۔۔ پریشے نے کال ریسیو کی۔۔۔ ناراض ہوں۔۔۔ پریشے کے کال ریسیو کرتے ہی زرغام بولا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ پریشے ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولی۔۔۔ تو پھر کیوں بولا تھا۔۔۔ تم سے بات نہیں کرو۔۔۔ زرغام سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ پریشے خاموش ہوئی تھی۔۔۔ اور یہ خاموشی یو ہی کچھ

پل رہی۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ زرغام نے خاموشی توڑی۔۔۔ آ۔۔۔ اپ۔۔۔ س۔۔۔ے شرم آرہی تھی۔۔۔ پریشے
بول ہی نہیں پارہی تھی۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ اس کے مسکرانے پہ پریشے نے منہ بنایا۔۔۔ اب
ہوں۔۔۔ ناراض۔۔۔ پریشے بول کر کال بند کر گئی۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بیڈ پہ لیٹا۔۔۔ میری
جان۔۔۔ ہو جاؤ۔۔۔ تم ناراض۔۔۔ میں تمہیں منالوں گا۔۔۔ بس یہ رات گزر جائے۔۔۔ زرغام نے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

صوفیہ۔۔۔ المیر خان اندر آتے ہی اسے لاونج میں بیٹھے دیکھ کر بولا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ صوفیہ جو آریان کی
بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ المیر کی آواز پہ ہوش میں آئی۔۔۔ جج۔۔۔ جی لالا۔۔۔ صوفیہ کھڑی
ہوئی۔۔۔ میرا بچہ تم ٹھیک ہوں۔۔۔ المیر پریشانی سے بولا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ صوفیہ ہلکا
سا مسکرائی۔۔۔ اکیلی واپس کیوں آگئی۔۔۔ المیر اسے صوفیہ پہ بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا میرے سر
میں پین ہو رہی تھی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے بولی۔۔۔ میرا بچہ مجھے بتاتی۔۔۔ میں ساتھ آجاتا۔۔۔ المیر شاہ پیار
سے بولا۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ میں نے سوچا آپ کو پریشان کیوں کرو۔۔۔ اسی
لیے میسج چھوڑ کر آگئی۔۔۔ صوفیہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ میرا بچہ کو میرے فیصلے سے کوئی مسئلہ
ہے۔۔۔ تو مجھے بتادو۔۔۔ المیر خان پیار سے بولا۔۔۔ نہیں لالا۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر
نے صوفیہ کے ہاتھ چومے۔۔۔ مجھے پتہ تھا۔۔۔ میرے بچہ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔ المیر خان پیار سے
بول رہا تھا۔۔۔ صوفیہ خود سے شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔ کہ اس کا بھائی اس سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔۔ اور
وہ اسے بتائے بنا ہی نکاح کر چکی ہے۔۔۔ اور وہ بھی ایک ایسا شخص سے جو لڑکیوں کو کچھ سمجھتا ہی

نہیں۔۔۔ صوفیہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔ وہ کیسے بتائے۔۔۔ صوفیہ روم میں آکر بیٹھی۔۔۔ صوفیہ ابھی
 چنچ کرنے کے لیے اٹھی ہی تھی۔۔۔ کہ آریان کی کال آئی۔۔۔ صوفیہ نے موبائل زور سے بیڈ پہ پھینکا
 تھا۔۔۔ کال بند ہوئی تھی۔۔۔ اور پھر سے کال آنے شروع ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ نے کال ریسیو
 کی۔۔۔ مجھے اس وقت کال کرنے کی وجہ۔۔۔ صوفیہ کالجہ سرد تھا۔۔۔ بیوی ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ آریان
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ملنا آؤ۔۔۔ آریان نے حکم صادر کیا تھا۔۔۔ واٹ؟؟ تم پاگل ہو کیا۔۔۔ صوفیہ
 حیرانگی سے بولی۔۔۔ جلدی۔۔۔ آریان اس کا جواب سرے سے ہی نظر انداز کر گیا۔۔۔ میں نہیں
 آسکتی۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ تم اگر نہیں آئی تو میں آجاؤ گا۔۔۔ آریان نے نشانے پہ تیر لگایا
 تھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔ صوفیہ جلدی سے بولی۔۔۔ آریان مسکرایا۔۔۔ تمھاری
 حویلی کے باہر کھڑا ہوا ہوں۔۔۔ آریان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ صوفیہ اپنا دوپٹہ لیے کمرے سے باہر
 نکلی۔۔۔ صوفیہ خان نے المیر خان کے کمرے کی طرف دیکھا۔۔۔ دروازہ بند تھا۔۔۔ صوفیہ خان نے گہرا
 سانس لیا۔۔۔ شکر ہے۔۔۔ لا لاروم میں ہے۔۔۔ صوفیہ جلدی سے لاونج سے نکلتے باہر کے دروازے کی
 طرف بڑھی۔۔۔ بچہ کہاں جا رہا ہے۔۔۔ ریاض خان جو کہ حویلی کا پرانا ملازم تھا۔۔۔ صوفیہ خان کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے پریشے سے ملنا جانا ہے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ بچہ ہم تمھارا ساتھ چلتا ہے۔۔۔ یا پھر تم المیر بابا کو لے جا۔۔۔ ریاض خان پیار سے
 بولا۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ میں بس ابھی آجاؤ گی۔۔۔ صوفیہ بول کر باہر نکلی۔۔۔ آریان کچھ فاصلے پہ
 گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ کو دیکھتے آریان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ صوفیہ اس کی گاڑی
 کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ آریان نے دروازہ کھولا۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ آریان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ میں

یہاں۔۔۔ ابھی صوفیہ اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اس کی بازو پکڑتے اسے پیسنجر سیٹ پہ
 بٹھایا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے۔۔۔ کیوں بلا وجہ مجھے تنگ کر رہے۔۔۔ صوفیہ اسے گھورتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جب میرا دل کرے گا۔۔۔ تمہیں ملنے بلاؤ گا۔۔۔ اور تمہیں آنا پڑے گا۔۔۔ آریان صوفیہ کے
 بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ہاتھ مت لگایا کرو۔۔۔ مجھے۔۔۔ صوفیہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ارے یار۔۔۔ جب تم یہ اپنے خوبصورت ہاتھوں سے مجھے دور جھٹکتی ہوں۔۔۔ دل چاہتا
 ہے۔۔۔ تمہارے یہ خوبصورت ہاتھ توڑ دو۔۔۔ آریان اس کے ہاتھوں پہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے
 مسکرایا۔۔۔ صوفیہ کو اپنے ہاتھ ٹوٹے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ کل اگر تم یوں بغیر اپنے سر کو ڈھانپنے
 نکلی۔۔۔ تو تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ اور اس فیصل خان سے فاصلے بنائے رکھنا۔۔۔ آریان اس کی
 انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھساتے ہوئے بولا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں جب تمہارے قریب آتے
 ہوں۔۔۔ کچھ فیل ہی نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن یقین کرو۔۔۔ جب کسی اور لڑکی کو دیکھتے ہوں۔۔۔ دل چاہتا
 ہے کہ بس۔۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ وہ خاموش ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ کے رونا سے اس کے
 دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ نفرت کرتی ہوں۔۔۔ میں تم جیسے شخص سے۔۔۔ صوفیہ روتے ہوئے
 بولی۔۔۔ اور گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بھاگی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور آنکھیں بند
 کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔

صوفیہ ابھی لاونج میں انٹر ہوئی تھی۔۔۔ کہ المیر خان کو دیکھتے اس نے اپنی نم آنکھیں صاف
 کی۔۔۔ ل۔۔۔ لا۔۔۔ لا۔۔۔ آ۔۔۔ اپ۔۔۔ صوفیہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت کہاں گئی

تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ و۔۔۔ و۔۔۔ ل۔۔۔ لالا۔۔۔ وہ
میں۔۔۔ صوفیہ کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔ کہ وہ کیا بولا۔۔۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ لان میں
گئی تھی۔۔۔ المیر نے اس کی المیر خان لاونج سے باہر نکلتے باہر آیا۔۔۔ اور لان میں بیٹھ گیا۔۔۔ اور سوچوں
میں گھوم ہو گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 91 پارٹ 2

آپ سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ زمل خود کو چہرہ وانی کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ غزنوی اسے دیوار سے
پین کیے ہوئے تھا۔۔۔ جانم اتنی خوبصورت آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔ زمل خود کو چہرہ وانی کی کوشش
کرتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں میری جان۔۔۔ اس قدر ناراضگی۔۔۔ غزنوی نے اپنی گلے سے مفلر اتار کر
صوفیہ پہ پھینکا۔۔۔ ساری رات آپ کا انتظار کیا۔۔۔ میری غازیہ ساری رات روتی رہی ہے۔۔۔ زمل
غصے سے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ میری گڑیا تو مجھے معاف کر چکی ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے
بولا۔۔۔ لیکن یہ ت لگ رہی ہوں۔۔۔ اور شوہر کو قریب بھی نہیں آنے دے رہی۔۔۔ غزنوی پیار
سے زمل کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ انے بھی نہیں دو گی۔۔۔ زمل اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی
آنکھیں گاڑھ گئی۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔ میری جان۔۔۔ دوبارہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔۔۔ غزنوی پیار سے
بولا۔۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ آپ کیوں ایسا بول رہے۔۔۔ زمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔ تو کیوں میرے صبر کا امتحان لے رہی ہوں۔۔۔ غزنوی اس کی پیشانی پہ لگے

پھولوں والی بندیاں کو اتارتے سائیڈ پہ رکھ گیا۔۔۔ غزنوی اس کے کانوں سے پھولوں والے جمکھے اور ایک ایک کر کے ساری جیولری اتارتے ہوئے اسے صوفے پہ لیٹاتے اس پہ

جھکا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ پی۔۔۔ یہاں۔۔۔ زل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ باہر ہماری کڑیاں سو رہی ہے۔۔۔ اسی لیے یہی ایڈجسٹ کرنا ہو گا۔۔۔ غزنوی زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ غزنوی اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے اس کی شرٹ کے اندر ہاتھ لے جاتے اسے کی دھڑکنوں کو چھو رہا تھا۔۔۔ غزنوی اپنا قمیض اتارتے دور اچھال گیا۔۔۔ غزنوی نے زل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کی بھی شرٹ ریمو کرتے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ زل اس کی شدت آنکھیں بند کرتے برداشت کر رہی تھی۔۔۔ وہ آج بھی زل کو پہلے کی طرح ہی شدت سے چھوتا تھا۔۔۔ غزنوی اس کی گہرائوں کو چھوتے اسے اور خود کو ہر پردے سے آزاد کر گیا۔۔۔ زل سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جانم ویسے اب تمہیں میرا ساتھ دینا چاہیے۔۔۔ لیکن میری بیوی کی ابھی بھی شرماتی ہے۔۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ کچھ بول نہیں سکی تھی۔۔۔ غزنوی اسے اپنے وجود کا حصہ بناتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ زل اس کی بڑھتی شدتوں کو محسوس کرتے اس کا ساتھ دینا لگی۔۔۔

آج بارات کا دن تھا۔۔۔ حویلی میں چہل پہل تھی۔۔۔ بارات کی تیاریاں ہو رہی تھی۔۔۔ پریشے اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے کھانا ہی دیا گیا تھا۔۔۔ کہ وہ کھانا کھا کر تیار ہو جائے۔۔۔ بیوٹیشن اس کے کمرے میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نہیں چاہتا تھا۔۔۔ زیادہ رسمیں وغیرہ ہوں۔۔۔ اسی لیے

بے حد سادگی سے شادی ہو رہی تھی۔۔۔ ورشاں پریشے کے کمرے سے نکلی ہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم
 نے اس کی کلائی پکڑتے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اپنے کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو
 دیکھتے اسے گھور رہی تھی۔۔۔ داجی نے منع کیا تھا۔۔۔ ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ معلوم
 ہے۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ پھر مجھے جانے دے۔۔۔ ورشاں اس سے دور ہوتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جانے کی پڑی رہتی ہے۔۔۔ بس۔۔۔ ادھر آؤ۔۔۔ جان عالم اسے لیے مرار کے سامنے
 آیا۔۔۔ اور اس کے بال گردن سے ہٹائے۔۔۔ جان۔۔۔ خان۔۔۔ ورشاں اسے حیران کن نظروں سے
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ کچھ نہیں کرنے لگا۔۔۔ جان عالم اس وہ جو سمجھ رہی تھی۔۔۔ وہ سمجھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے اپنی پوکٹ سے چین نکالتے ورشاں کے گلے میں ڈالی۔۔۔ یہ شریک حیات
 جان کا چھوٹا سا عید کا تحفہ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا۔۔۔ کہ میں حیات زندگی کو عید کا تحفہ نہیں دو
 گا۔۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خمار چھا رہا
 تھا۔۔۔ جسے دیکھ ورشاں نے اپنے ہاتھ چھروائے۔۔۔ اس کے لیے شکریہ۔۔۔ لیکن ابھی میں جارہی
 ہوں۔۔۔ ورشاں باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ ہائے شریک حیات تم نے جادو کر دیا
 ہے۔۔۔ دو منٹ تمہیں دیکھنے سے ساری تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے
 بولا۔۔۔

محبوب بڑا پرسکون ہوتا ہے

اگر دو گھڑی کی ملاقات میں تمہاری

تھکاوٹ ناتار دے تو یا تم محب نہیں

ہا وہ محبوب نہیں

زل ڈراک گرین کلر کی میکسی جس پہ گولڈن کلر سے تلے کی کاڑھی ہوئی تھی۔۔ ہاتھوں میں سونے کی
چوڑیاں، سونے کی انگوٹھی، گلے میں گولڈن کلر کا ہار جس میں گرین کلر کے موتی لگے ہوئے
تھے۔۔ کانوں میں بڑے بڑے گولڈن کلر کے جھمکے جس پہ سبز موتی نیچے جھول رہے تھے۔۔ بالوں
کی ماگ نکال کر بندیاں کچھ بال آگے شانے پہ اور کچھ پیچھے رکھے ہوئے تھے۔۔ گلے میں گرین کلر کا
دوپٹہ جس پہ گولڈن کلر کے پھول بنے ہوئے تھے۔۔ زل اسے اچھے سے کندھوں پہ سیٹ کیے اوپر
چادر لیے ہوئی تھی۔۔ غازیہ کو بھی زل نے سیم کلر کی فراک پہنے ہوئی تھی۔۔ اور ہاتھوں میں ڈراک
گرین کلر کی چوڑیاں پہنے ہوئی تھی۔۔ غزنوی بھی اس کے برعکس ڈراک گرین کلر کی شلوار قمیض اور
ڈراک گرین کلر کی واسکٹ پہنے زل کے لیے ہاتھوں میں پھول پکڑے اس کے پیچھے کھڑا ہوا
تھا۔۔ ویسے میری بیوی کچھ زیادہ ہی بڑی ہے۔۔ غزنوی زل کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔ اتنا
کام کرنا ہے۔۔ ابھی رات میں آپ نے سونے نہیں دیا۔۔ اور اب میں تھک گئی ہوں۔۔ زل نے
غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ جانم کیا کرو۔۔ جب بیوی اتنی خوبصورت ہوں۔۔ غزنوی بول ہی رہا
تھا۔۔ کہ زل نے غزنوی کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ اپ کی شہزادی پیچھے ہی بیٹھی ہوئی ہے۔۔ زل
نے غازیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔ جو ہاتھوں پہ نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔ زل نے غزنوی سے پھول
پکڑے۔۔ انی لویو۔۔ سو میچ۔۔ زل بول کر باہر نکلی۔۔

ورشاں ڈراک بیلو کلر کی فراک جو زیادہ ہیوی نہیں تھی۔۔۔ لیکن گلے پہ کام ہوا تھا۔۔۔ اس کی بازو نیٹ کی تھی۔۔۔ کانوں میں گولڈن کلر کے جمھکے جس پر بیلو موتی لگے ہوئے تھے۔۔۔ بالوں کو آگے ایک شانے پہ رکھا ہوا تھا۔۔۔ اور کچھ بال پیچھے رکھے ہوئے تھے۔۔۔ اور دوسری طرف ڈراک بیلو کلر کا نیٹ کا دوپٹہ لیے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ گلے میں ہلکی سی بس جان عالم کی دی گئی چین پہنے ہوئی تھی۔۔۔ ہونٹوں پہ پیچ کلر کی لیپ سٹک آنکھوں پہ ہلکی سی کاجل کی لکیر کھینچی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے اس کا راستہ روکا۔۔۔ اپ بار بار راستہ کیوں روکتے ہیں۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ چادر لے کر آؤ۔۔۔ یوں باہر مت جاؤ۔۔۔ تمہیں کوئی اور اس طرح دیکھے میرا دل بند ہونے لگتا ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا۔۔۔ جان عالم بھی ڈراک بیلو کلر کا پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اور یہ بھی ورشاں کی فرمائش تھی۔۔۔ اپ کس دل زور سے دھڑک رہا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جب جب تم میرے قریب ہوتی ہوں۔۔۔ تب تب میرا دل زور سے دھڑکتا ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں کا پاؤں اچکا نک سے مرا تھا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ میرا پاؤں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے ورشاں کا پاؤں پکڑا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے نرمی سے اس کا نرم نازک پاؤں سینڈل سے نکالتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اور ہلکا ہلکا سا اسے میو کیا۔۔۔ مجھے پین ہو رہی ہے۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ میری جان ہو جائے

گا۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ جان عالم نے اس کے پاؤں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ کچھ لڑکیاں جو اوپر پریشے کو لینے آئی تھی۔۔۔ جان عالم کو یوں ورشاں کے پاؤں میں بیٹھا دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ اٹھے۔۔۔ سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔ ورشاں یوں ان سب لڑکیوں کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔۔ تم وہ واحد عورت ہوں، جان حیات جس کے سامنے مجھے جھک جانا منظور ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن ابھی اٹھے۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کھڑا ہوا۔۔۔ اور ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

ہائے ویسے تم نے جیسا بتایا تھا۔۔۔ عالم لالا ویسا تو نہیں۔۔۔ وہ لڑکیاں جو ابھی باہر ورشاں اور جان عالم کو دیکھ کر آئی تھی۔۔۔ پریشے کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ مطلب۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یار وہ تمہاری بہن کے پاؤں میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ایک لڑکی حیرانگی سے بولی۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ نظر نا لگا دینا۔۔۔ پریشے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں بھئی ہم نے ہی تو نظر لگانی ہے۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں بالکل اللہ میری بہن کو بری نظر سے بچائے۔۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تم تیار ہو جاؤ۔۔۔ جلدی۔۔۔ نیچے دولہا بھائی آنے والے ہیں۔۔۔ اس نے پریشے کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ ہائے۔۔۔ لڑکیاں اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یار تنگ نہیں کرو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ سب۔۔۔ پریشے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ ساری ہستے ہوئے باہر نکل گئی۔۔۔

چلو نمل۔۔۔ شاہ کو بھی لے کر جانا ہے۔۔۔ اریان جو کب سے باہر نمل کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ اندر آتے ہوئی بولا۔۔۔ لالا میں نہیں جاؤ گی۔۔۔ نمل جو کہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ اریان اس کے پاس آیا۔۔۔ کیونکہ مجھے وہ بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔ نمل اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں نے کل کہا تھا۔۔۔ کہ بابا کی خوشی کے لیے ہی خوش ہو جاؤ۔۔۔ یار تم چھوٹی سی تھی۔۔۔ جب بابا نے مورے سے شادی کی۔۔۔ صرف ہمارے لیے۔۔۔ اریان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ اور یہی تو میں بول رہی ہوں۔۔۔ کہ وہ کیسے مورے کی جگہ لے سکتی ہے۔۔۔ نمل اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ بابا کے لیے مورے کے بعد میں نے ان کو اب خوش دیکھا۔۔۔ میں یہاں نہیں تھا۔۔۔ لیکن میں اچھے سے واقف ہوں۔۔۔ بابا کیسے رہتے تھے۔۔۔ اریان نے پیار سے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ دیدہ چلے۔۔۔ شاہ در بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ اریان نے شاہ در کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ آ جاؤ نمل۔۔۔ بابا ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اریان شاہ در کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔ نمل بھی اس کے پیچھے باہر آئی۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں اچھے سے صاف کر چکی تھی۔۔۔

کئی گاڑیاں حویلی کے دروازے کے باہر ایک ہی قطار میں آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ سب سے آگے سفید کلر کی زرغام کی گاڑی تھی۔۔۔ جسے اریان ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ اریان نے باہر نکلتے زرغام کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔ زرغام بلیک کلر کا پینٹ کوٹ پہنا ہوئے تھا۔۔۔ بال جیل سے سیٹ کیے۔۔۔ سفید رنگت پہ جیتی سبز آنکھیں عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ۔۔۔ اریان سفید کلر کا پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اس کی

ہیزل گریں آنکھیں اور ہمیشہ کی طرح اس کی جاندار پر سنلٹی۔۔۔ اج بھی کسی بھی لڑکی کو اپنی طرف اٹریکٹ کر سکتی تھی۔۔۔ آریان نے ساتھ ہی پیچھلہ دروازہ کھولا۔۔۔ جس میں سے نمل اور شاہ درباہر نکلے تھے۔۔۔ شاہ در بھی سیم زرغام کے پینٹ کوٹ جیسا پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ شاہ در نے زرغام کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ نمل وائٹ کلر کی میکسی جس پہ ریڈ کلر کا گون جس پہ کام ہوا تھا۔۔۔ بالوں کا آگے سے سٹائل بنا کر پیچھے کھولے چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔ گلے میں وائٹ کلر کا دوپٹہ اور ساتھ ہی چادر سے خود پہ اوڑھے ہوئی تھی۔۔۔ زرغام اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام ان سب کے ہمراہ اندر آیا۔۔۔ ورشاں زمل اور کچھ لڑکیاں جو اوپر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ انہوں نے ان ان پہ پھول پھینک کر ان کی انٹری کی گئی تھی۔۔۔ دروازے کو بھی پھولوں سے خوب سجایا گیا تھا۔۔۔ جان عالم زرغام کے گلے لگا۔۔۔ شادی مبارک۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ اور اندر آکر بیٹھا۔۔۔ جان عالم زرغام کے پاس سٹیج پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

زمل، ورشاں آئمہ خان، رابیہ خان پریشے کو لیے باہر آئی۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ در اس کی طرف بھاگنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ آریان نے شاہ در کو آگے پکڑتے ہوئے گود میں اٹھایا۔۔۔ ماما پاس تو روزانہ ہوتا ہے۔۔۔ شاہ۔۔۔ اج لالا پاس رہا گا۔۔۔ آریان پیار سے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تو ماما پاس جاؤ گا۔۔۔ شاہ در آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اگر شاہ رات کو میرے پاس رہے گا۔۔۔ تو میں بہت ساری گیمنز دو گا۔۔۔ لیکن شاہ کو گیمنز نہیں چاہیے۔۔۔ آریان اداس سا چہرہ بنائے بولا۔۔۔ پکا دو گے۔۔۔ شاہ در نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پکا دو

گا۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پھر میں لالا کے ساتھ رہوں گا۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے

that's like a good boy بولا۔۔۔

آریان نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

پریشے کا ہاتھ پکڑتے زرغام نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔ سب ان کی تعریفیں کر رہے تھے۔۔۔ وہ دونوں بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ پریشے ریڈ کلر کی شرٹ جو کہ پیٹ تک تھی۔۔۔ اور ساتھ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے ہوئی تھی۔۔۔ شرٹ کے ختم ہوتے ہی نیچے سے لہنگا تھا۔۔۔ کہ اس کا پیٹ کہیں سے بھی واضح نہیں تھا۔۔۔ گولڈن کلر کا کام ہوا تھا۔۔۔ ہاتھوں پہ بھر بھر کر مہندی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی۔۔۔ کانوں میں گولڈن کلر کے جھمکے جو دولہریز میں بنے ہوئے تھے۔۔۔ گلے میں گولڈن کلر کا ہار جو کہ اس کی گردن کے ساتھ لگا ہوا تھا۔۔۔ ماتھے پہ گولڈن کلر کی بندھی جس میں ریڈ کلر کا نگ سائیڈ پہ گولڈن کلر کا جھومر لگایا ہوا تھا۔۔۔ دوپٹہ سر پہ لے کر ایک شانے پہ رکھا ہوا تھا۔۔۔ اور دوسری طرف سے کلائی پہ پین آپ کیا ہوا تھا۔۔۔ ہونٹوں پہ ریڈ کلر کی لیپ سٹک آنکھوں پہ کا جل ریڈ کلر کا آئی شیڈ اس کی گھنی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ شرمیلی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ زرغام اس کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا۔۔۔ شاہ در کے ساتھ اریان سٹیچر

آیا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در نے آگے بڑھتے ہوئے پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ماما کی

جان۔۔۔ پریشے نے بھی جوا با شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ماما بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ شاہ

در پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ماما کا شہزادہ زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔۔۔ پریشے نے اس

کے عارض پہ پھر سے کس کی تھی۔۔۔ زرغام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ وہ شاہ در سے جیس
فیل کر رہا تھا۔۔۔ سب ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ لان میں صرف حویلی کے مرد تھے۔۔۔ ان
کے علاؤہ اگر کوئی تھا۔۔۔ تو وہ المیر، اریان تھے۔۔۔ باہر کی عورتیں تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی حویلی کی
عورتوں نے چادر سے خود کو کور کیا ہوا تھا۔۔۔ پریشے کو یوں شاہ در سے پیار کرتے دیکھ سب حیران ہو رہا
تھا۔۔۔ کہ وہ اپنے شوہر کے بیٹا سے کس طرح پیار کر رہی تھی۔۔۔

ورشال لان میں آئی۔۔۔ اس نے چادر نہیں لی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم جو کہ سٹیج کی طرف جا رہا
تھا۔۔۔ ورشال کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ چادر کہاں ہے۔۔۔ جان عالم کالجہ سرد
تھا۔۔۔ نہیں لی۔۔۔ ورشال پر سکون انداز میں بولی۔۔۔ کیوں نہیں لی۔۔۔ جان عالم نے اسے سرخ
آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ میں نے کہا تھا۔۔۔ کہ چادر لوں۔۔۔ کیوں نہیں لی۔۔۔ جان عالم کالجہ سرد
تھا۔۔۔ جسے محسوس کرتے ورشال کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جنہیں دیکھ جان عالم نے اپنی گرفت
ہلکی کی تھی۔۔۔ سوری۔۔۔ جان عالم اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشال جان عالم سے
دور ہوتے ہوئے اندر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جان عالم ورشال کے پیچھے جانے کے لیے اندر کی طرف
بڑھا تھا۔۔۔ کہ حبیب اللہ خان نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یہاں آؤ۔۔۔ بات
سنو۔۔۔ حبیب اللہ خان آگے کی طرف بڑھتے ہوئے بولے۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر جہاں سے
ورشال ابھی اندر گئی تھی۔۔۔ اس طرف ڈالی۔۔۔ اور پھر حبیب اللہ خان کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جان عالم کب سے اندر جانے کے لیے بہنے بنا رہا تھا۔۔۔ لیکن حبیب اللہ خان اسے اندر نہیں جانے دے رہے تھے۔۔۔ ورشاں کو باہر آتے دیکھ جان عالم مسکرایا۔۔۔ کیونکہ ورشاں نے چادر لی ہوئی تھی۔۔۔ جیسے ہی ورشاں جان عالم کے پاس سے گزری۔۔۔ جان عالم بے چین ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ ورشاں کی آنکھیں رونے کی چٹلی کھا رہی تھی۔۔۔ اور اس کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ اسے خود پہ غصے آیا تھا۔۔۔ کہ کیوں اس نے ورشاں پہ غصے کیا۔۔۔ بابا میں ابھی آیا۔۔۔ مورے کی بات سن کر۔۔۔ جان عالم ان کا جواب سنا بنا ہی ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر رابیہ خان کے پاس بیٹھی۔۔۔ ہم ایک ضروری بات سب کو بتانا چاہتا ہے۔۔۔ داجی جو کہ زرغام کے پاس ہوئے بولے۔۔۔ سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ کل پریشے زرغام کا ولیمہ کا ساتھ ہم چاہتا ہے۔۔۔ کہ ہمارا پوتی کا بھی تم لڑکیاں رسم کر لے۔۔۔ داجی کی بات سب کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔ ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جان عالم نے اس پہ غصے کیا۔۔۔ یہی بات اس کی آنکھیں نم کر رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 92 پارٹ 1

جان حیات۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑنی چاہی۔۔۔ لیکن ورشاں پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔ لا لا۔۔۔ زمل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ارے میری پیاری بہن۔۔۔ جان عالم پیار سے

زل کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو مصروف دیکھتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑھ
 گئی۔۔۔ ورشاں پریشے کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ لالا اگر آپ ہماری پیاری آپنی کو لے جانا چاہتے
 ہے۔۔۔ تو پھر ہمارے نیک دے۔۔۔ ورشاں زرغام کے پاس دوسری طرف آکر بیٹھی۔۔۔ کس بات کا
 نیک۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا آپ نے تو منع کر دیا تھا۔۔۔ کوئی رسم نہیں
 کرنی۔۔۔ لیکن پھر بھی ہم ایک رسم تو کر ہی سکتے ہیں۔۔۔ ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو
 دودھ کا گلاس لیے سٹیج پہ آئی تھی۔۔۔ اب آپ کو یہ گلاس چاہیے تو ہمیں نیک دے۔۔۔ ورشاں نے
 ہاتھ آگے کیا۔۔۔ نہیں میں گھر جا کر ہی پی لوں گا۔۔۔ زرغام ہنسی دبائے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ کتنے کنجوس
 س س س ہے آپ۔۔۔ ورشاں کنجوس لفظ کو لمبا کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم بھی اب پیچھے کھڑا
 ہوا۔۔۔ غزنوی سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ زرغام ورشاں کے اس انداز پہ مسکرایا۔۔۔ ویسے ہماری گڑیا بہت
 بڑی ہوگی۔۔۔ زرغام نے پیار سے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ بہت ہی بڑی ہوگی ہوں۔۔۔ اگر لالا
 آپ کو لگتا ہے۔۔۔ آپ ایسے بولے گے۔۔۔ اور ہم نیک نہیں مانگے گے۔۔۔ تو ایسا ہر گز نہیں
 ہے۔۔۔ جلدی سے ہمارا نیک دے۔۔۔ ورشاں زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سوچنے
 دو۔۔۔ دو یا نہیں۔۔۔ زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ لالا ہم نے کوئی رسم نہیں کی۔۔۔ پھر بھی آپ ایسا
 بول رہے ہیں۔۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔۔۔ عالم تمہاری ضرورت پڑگئی
 ہے۔۔۔ زرغام نے پیچھے کھڑے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم غزنوی کے جاتے ہی اس کی
 طرف متوجہ ہوا۔۔۔ جان عالم زرغام کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ یہ کس بات کا نیک مانگ رہی
 ہے۔۔۔ جب مجھے یہ دودھ کا گلاس ہی نہیں چاہیے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے سوال

کیا۔۔۔ جب گلاس نہیں لیا۔۔ تو پیسے کیوں دینے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے جواب
 دیا۔۔ ہمیں چاہیے۔۔ زیادہ نہیں۔۔ یہی بس ایک لاکھ دے دے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔ ایک لاکھ کا گلاس۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ لا لا میرے خیال
 سے۔۔ اپ کو ہی آپی کو ساتھ نہیں لے کر جانا۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔ بلکل
 صبح کہا۔۔ ورشاں نے۔۔ زمل نے ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ ماما ہمارے ساتھ جائے
 گی۔۔ شاہ در جلدی سے پریشہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ تو لا لا سے بولو ہمیں ہمارا نیک
 دے۔۔ ورشاں نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ بابا پیسے دے۔۔ شاہ در نے زرغام کی بازو کھینچتے
 ہوئے اسے غصے سے دیکھا۔۔ اچھا بابا۔۔ زرغام نے پیسے نکالتے ورشاں کے ہاتھ پہ
 رکھے۔۔ واہ۔۔ ورشاں نے جان عالم کی آنکھوں کے سامنے پیسے کیے۔۔ ورشاں جو چاہے۔۔ وہ پا کر
 رہتی ہے۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں بولتے ہوئے اٹھی۔۔۔

پریشہ زرغام کے ساتھ سیٹج سے نیچے اتری۔۔ پریشہ رابیہ خان کے گلے لگی۔۔ رونے لگی۔۔ رابیہ
 خان کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے۔۔ آئمہ خان نے
 پریشہ کو رابیہ خان سے الگ کیا۔۔ آئمہ خان نے پریشہ کو گلے لگایا۔۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر خوشیوں
 سے نوازے۔۔ آئمہ خان اسے گلے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹی کے نصیب اچھے
 کرے۔۔ ہر طرح کی خوشیوں سے نوازے۔۔ حبیب اللہ خان نے بھی پریشہ کو گلے سے لگاتے اسے
 دعا دی۔۔ ورشاں پریشہ کے پیچھے سے اس کے آگے آتے ہوئے اس کے گلے

لگی۔۔۔ اپنی۔۔۔ ورشاں بھی پریشہ کے گلے لگتے رو دی۔۔۔ پریشہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
 اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔۔۔ میری چھوٹی سی ورشاں کی آنکھوں میں آنسو بالکل اچھے نہیں
 لگتے۔۔۔ پریشہ نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ آپ اپنی ابھی تو آئی تھی۔۔۔ اور پھر جارہی
 ہے۔۔۔ اتنی جلدی۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ گڑیا تم ملنے اجایا کرنا۔۔۔ میں کون سا تمھاری
 آپ کو لے کر چاند پر جا رہا ہوں۔۔۔ جو مل نہیں سکوں گی۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں
 بھی زرغام کی بات پہ مسکرائی۔۔۔ احمد فراز خان جو کہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم انہیں
 زبردستی لے کر پریشہ تک آیا۔۔۔ پریشہ احمد فراز خان کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ احمد
 فراز خان نے پریشہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔ روتے نہیں ہے۔۔۔ خدا ہر بلا کو میری بچی سے دور
 رکھے۔۔۔ خدا کرے کوئی غم کبھی میری بیٹی کے نزدیک نہیں آئے۔۔۔ احمد فراز خان نے پیار سے اس
 کی پیشانی چومی۔۔۔ غزنوی نے پریشہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ اور اس کی ہیتھلی چومی۔۔۔ ماشاء اللہ
 میری بہن بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ خدا کرے۔۔۔ اب میری پیاری سی بہن کے نصیب میں کوئی
 غم نہ ہوں۔۔۔ بلکل میری بہن کی طرح اس کا نصیب بھی چمکتا ہوں۔۔۔ میں ہمیشہ اپنی بہن کے ساتھ
 ہوں۔۔۔ اگر کبھی تمھیں لگے کہ تمھارے ساتھ غلط ہو رہا ہے۔۔۔ تم اپنے اس گھر آجانا۔۔۔ ہمیشہ
 تمھارے لیے اس گھر کے دروازے کھولے ہے۔۔۔ کوئی بھی بات ہوں۔۔۔ مجھ سے شئیر
 کرنا۔۔۔ میں اپنی بہن کے لیے سب کے سامنے کھڑا ہو جاؤ گا۔۔۔ غزنوی پریشہ کو اپنے حصار میں لیے
 بولا۔۔۔ زمل بھی پریشہ سے ملی۔۔۔ پریشہ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ اور آتی جاتی رہنا۔۔۔ اگر کوئی بھی بات
 ہوں۔۔۔ مجھے بتانا۔۔۔ زمل نے پیار سے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے آگے بڑھتے دروازہ

کھولا۔۔۔ زل نے پریشے پہ چادر اوڑھی۔۔۔ پریشے کو غزنوی اپنے حصار میں لیے گاڑی کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔ غزنوی نے پریشے کا لہنگا اندر کرتے ہوئے
دروازہ بند کیا۔۔۔ زرغام بھی ان سب سے اجازت لیتے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔ اور گاڑی کارپیوچ سے نکل
گئی۔۔۔ سب کے چہرے پہ اداسی تھی۔۔۔ لیکن خوشی کی ایک الگ جھلک تھی۔۔۔ پریشے کی زندگی اچھی
گزرے۔۔۔ سب یہی دعا کر رہے تھے۔۔۔ پریشے کو زرغام کے ساتھ دعاؤں دے کر رخصت کیا۔۔۔

سب اندر جا چکے تھے۔۔۔ ورشاں اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اندر جا رہی تھی۔۔۔ کہ اس کا سر
چکرایا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ ورشاں گرتی۔۔۔ کسی نے اسے تھاما۔۔۔ لیکن وہ اپنے حواس سے بیگانہ ہو
چکی تھی۔۔۔

زرغام کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ اور پریشے کے لیے
دروازہ کھول کر اس کے آگے ہاتھ کیا۔۔۔ پریشے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ جسے زرغام نے
مسکراتے ہوئے نرمی سے اپنا ہاتھ بند کیا۔۔۔ پریشے گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ شاہ در زرغام کے پیچھے کھڑا
مسکرا رہا تھا۔۔۔ ماما۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ اندر کی طرف
بڑھا۔۔۔ نمل شاہ در کے ساتھ اندر آئی۔۔۔ اریان پہلے سے ہی اندر تھا۔۔۔ نمل حیران ہوئی تھی۔۔۔ وہ
تو یہاں نہیں آنے والا تھا۔۔۔ ویکلم ہوم چھوٹی ماما۔۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشے اور
زرغام پر ملازموں نے پھول پھینکے تھے۔۔۔ پریشے کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھی۔۔۔ پریشے

مسکرائی۔۔۔ وہ بولی کچھ نہیں تھی۔۔۔ شاہ آپ یہاں آؤ۔۔۔ میں آپ کو گیمزدیتا ہوں۔۔۔ آریان نے

شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔۔ نہیں میں ماما پاس جاؤ گا۔۔۔ شاہ در غصے سے بولا۔۔۔ یہاں

آؤ۔۔۔ شاہ۔۔۔ نمل شاہ در کی طرف بڑھی۔۔۔ آریان نے اسے نیچے اتارا۔۔۔ لیکن شاہ در اپنے کمرے کی

طرف بھاگ گیا۔۔۔ نمل بھی شاہ در کے پیچھے اندر کی طرف چلے گئی۔۔۔ بابا آپ فکر نہیں

کرے۔۔۔ میں اور نمل شاہ در کے پاس ہے۔۔۔ آریان بھی بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔ زرغام نے پریشے

کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس ریڈ کلر کے لہنگے میں چمک رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا

تھا۔۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ کمرے میں آیا۔۔۔ کمرے گلاب کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔۔۔ کمرے

میں گلاب کے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے اب بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ بیڈ کو بھی

پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔۔۔ یہ وہ کمرے نہیں تھا۔۔۔ جہاں پہلے پریشے اور زرغام رہتے تھے۔۔۔ زرغام

بھی بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ اور پریشے کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ پریشے۔۔۔ زرغام نے مدھم سی آواز میں اس کا نام لیا

تھا۔۔۔ پریشے نے اپنی جھکی پلکیں اٹھاتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ تم بہت خوبصورت لگ رہی

ہوں۔۔۔ زرغام اس کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس کے دیکھنے پہ سرخ ہو رہی

تھی۔۔۔ زرغام نے ریڈ کلر کی ڈبی نکالتے پریشے کی طرف بڑھائی۔۔۔ جسے پریشے نے اپنا ہاتھ بڑھاتے

ہوئے پکڑا۔۔۔ یہ چھوٹا سا تحفہ۔۔۔ زرغام نے اب کی بار رنگ پریشے کی فنگر میں ڈالی۔۔۔ زرغام نے

پریشے کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میں تم سے دل سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔ پریشے۔۔۔ ہمارا نکاح جن

حالات میں ہوا۔۔۔ پھر روشنا۔۔۔ ابھی زرغام اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ پریشے نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ

رکھا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ میں نہیں چاہتی ہم اپنا ماضی یاد کرے۔۔۔ ہمیں بھول کر

اب آگے بڑھنا چاہیے۔۔۔ پریشہ اپنی نیلی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام
 کے ہونٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹایا۔۔۔ زرغام
 نے پریشہ کے ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگائے۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ پریشہ اج مجھے تم اجازت دو۔۔۔ تو
 میں تمہارے قریب آؤ۔۔۔ اج میں تمہارے مرضی کے بنا تمہارے قریب نہیں آسکتا۔۔۔ زرغام
 پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا یہ انسان وہی تھا۔۔۔ جو
 کبھی اسے سزا دینے کے لیے اس کے قریب آتا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ اس کی اجازت کا طلبگار تھا۔۔۔ جس
 سے صاف ظاہر تھا۔۔۔ کہ یہ انسان بدل چکا ہے۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اجازت
 ہے۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشہ نے سرخ پڑتے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ زرغام
 مسکرایا۔۔۔ اور پریشہ کی پیسز اتار کر اس کا دوپٹہ سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ زرغام اس کے کانوں سے جمھکے اتار کر
 ٹبیل پہ رکھتے اس کے گلے سے ہار اتار رہا تھا۔۔۔ پریشہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام پریشہ کو نرمی سے
 لیٹاتے ہوئے اس کے لبوں پہ جھکا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں سے لپیٹا اس کی سانسیں انہیل کر
 گیا۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی شرٹ جس کی پیچھے زپ لگی ہوئی تھی۔۔۔ اس زپ پہ ہاتھ ٹریس کیا۔۔۔ اور
 زپ کھولیں۔۔۔ زپ چر کی آواز سے کھولیں۔۔۔ پریشہ کا دل دھڑکنا شروع ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس کی
 شرٹ اس کے وجود سے الگ کر گیا۔۔۔ اور اس کی گردن پہ جھکا۔۔۔ زرغام اس کی گردن پہ جھکا اپنا لمس
 بکھیرنے لگا۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔۔ زرغام کے
 ہونٹ اس کی گردن سے اس کی دھڑکنوں پہ آئے تھے۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں پہ جھکا شدت سے
 ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ پریشہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ زرغام کا

ایک ہاتھ اس کے وجود پہ بے باکی سے چل رہا تھا۔۔۔ زرغام کا ہاتھ اس کی گہریوں کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے اس کی بے باکی پہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔۔۔ زرغام نے سر اٹھاتے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام کی آنکھوں میں خمار دیکھتے ہوئے پریشے خاموش ہوئی تھی۔۔۔ زرغام پریشے کے چہرے کے مقابل اپنا چہرہ کیا۔۔۔ اگر تم نہیں چاہتی کہ میں تمہارے قریب آؤں۔۔۔ تو میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس کی آنکھوں میں خمار دیکھتے کچھ بول نہیں پارہی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشے کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔۔۔ جواب دو۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ پریشے بولنا چاہ رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام کی گہری نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ کچھ بول نہیں سکی تھی۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ مجھے جواب دو۔۔۔ زرغام نے اب کی بار پریشے کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پریشے زرغام کی گردن کے گرد باہیں حائل کر گئی۔۔۔ وہ بولی نہیں سکتی تھی۔۔۔ زرغام ایک بار پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ اکی سانسیں چرانے لگا۔۔۔ زرغام جنوبی انداز میں اس کے ہونٹوں کو سک کر رہا تھا۔۔۔ پریشے اس کے اتنے جنوبی انداز پر مدھوش ہوتے اس کا ساتھ دینے لگی۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے ہونٹوں سے لپٹے سانسیں انہیل کر رہے تھے۔۔۔ زرغام پریشے کو اپنا ساتھ دیتا محسوس کرتے اور بھی جنوبی ہوا تھا۔۔۔ زرغام اس کی گہریوں کو چھوتے ہوئے اسے سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔ زرغام پریشے کے وجود سے لہنگا لگ کرتے اس کی گہریوں پہ جھکا دانت گاڑھ گیا۔۔۔ پریشے بری طرح سسکی تھی۔۔۔ زرغام اسی کی حالت میں آتے اس کی ٹانگوں کو پین کرتے خود کو ایڈجسٹ کرتے

اس کے وجود میں اتر ا تھا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں
پھسا گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 92 پارٹ 1

جان حیات۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑنی چاہی۔۔۔ لیکن ورشاں پیچھے ہو کر بیٹھ
گئی۔۔۔ لالا۔۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ارے میری پیاری بہن۔۔۔ جان عالم پیار سے
زل کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو مصروف دیکھتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑھ
گئی۔۔۔ ورشاں پریشے کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ لالا اگر آپ ہماری پیاری آپنی کو لے جانا چاہتے
ہے۔۔۔ تو پھر ہمارے نیک دے۔۔۔ ورشاں زرغام کے پاس دوسری طرف آ کر بیٹھی۔۔۔ کس بات کا
نیک۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا آپ نے تو منع کر دیا تھا۔۔۔ کوئی رسم نہیں
کرنی۔۔۔ لیکن پھر بھی ہم ایک رسم تو کر ہی سکتے ہیں۔۔۔ ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ جو
دودھ کا گلاس لیے سٹیج پہ آئی تھی۔۔۔ اب آپ کو یہ گلاس چاہیے تو ہمیں نیک دے۔۔۔ ورشاں نے
ہاتھ آگے کیا۔۔۔ نہیں میں گھر جا کر ہی پی لوں گا۔۔۔ زرغام ہنسی دبائے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ کتنے کنجوس
س س س ہے آپ۔۔۔ ورشاں کنجوس لفظ کو لمبا کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم بھی اب پیچھے کھڑا
ہوا۔۔۔ غزنوی سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ زرغام ورشاں کے اس انداز پہ مسکرایا۔۔۔ ویسے ہماری گڑیا بہت

بڑی ہوگی۔۔۔ زرغام نے پیار سے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ بہت ہی بڑی ہوگی ہوں۔۔۔ اگر لالا
 آپ کو لگتا ہے۔۔۔ آپ ایسے بولے گے۔۔۔ اور ہم نیک نہیں مانگے گے۔۔۔ تو ایسا ہر گز نہیں
 ہے۔۔۔ جلدی سے ہمارا نیک دے۔۔۔ ورشاں زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سوچنے
 دو۔۔۔ دو یا نہیں۔۔۔ زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ لالا ہم نے کوئی رسم نہیں کی۔۔۔ پھر بھی آپ ایسا
 بول رہے ہیں۔۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔۔۔ عالم تمہاری ضرورت پڑ گئی
 ہے۔۔۔ زرغام نے پیچھے کھڑے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم غزنوی کے جاتے ہی اس کی
 طرف متوجہ ہوا۔۔۔ جان عالم زرغام کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ یہ کس بات کا نیک مانگ رہی
 ہے۔۔۔ جب مجھے یہ دودھ کا گلاس ہی نہیں چاہیے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے سوال
 کیا۔۔۔ جب گلاس نہیں لیا۔۔۔ تو پیسے کیوں دینے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے جواب
 دیا۔۔۔ ہمیں چاہیے۔۔۔ زیادہ نہیں۔۔۔ یہی بس ایک لاکھ دے دے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ایک لاکھ کا گلاس۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا میرے خیال
 سے۔۔۔ آپ کو ہی آپنی کو ساتھ نہیں لے کر جانا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ بلکل
 صبح کہا۔۔۔ ورشاں نے۔۔۔ زمل نے ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ماما ہمارے ساتھ جائے
 گی۔۔۔ شاہ در جلدی سے پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ تو لالا سے بولو ہمیں ہمارا نیک
 دے۔۔۔ ورشاں نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا پیسے دے۔۔۔ شاہ در نے زرغام کی بازو کھینچتے
 ہوئے اسے غصے سے دیکھا۔۔۔ اچھا بابا۔۔۔ زرغام نے پیسے نکالتے ورشاں کے ہاتھ پہ

رکھے۔۔۔ واہ۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی آنکھوں کے سامنے پیسے کیے۔۔۔ ورشاں جو چاہے۔۔۔ وہ پا کر رہتی ہے۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں بولتے ہوئے اٹھی۔۔۔

پریشہ زرغام کے ساتھ سٹیج سے نیچے اتری۔۔۔ پریشہ رابیہ خان کے گلے لگی۔۔۔ رونے لگی۔۔۔ رابیہ خان کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے۔۔۔ آئمہ خان نے پریشہ کو رابیہ خان سے الگ کیا۔۔۔ آئمہ خان نے پریشہ کو گلے لگایا۔۔۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر خوشیوں سے نوازے۔۔۔ آئمہ خان اسے گلے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹی کے نصیب اچھے کرے۔۔۔ ہر طرح کی خوشیوں سے نوازے۔۔۔ حبیب اللہ خان نے بھی پریشہ کو گلے سے لگاتے اسے دعا دی۔۔۔ ورشاں پریشہ کے پیچھے سے اس کے آگے آتے ہوئے اس کے گلے

لگی۔۔۔ اپنی۔۔۔ ورشاں بھی پریشہ کے گلے لگتے رو دی۔۔۔ پریشہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔۔۔ میری چھوٹی سی ورشاں کی آنکھوں میں آنسو بالکل اچھے نہیں لگتے۔۔۔ پریشہ نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ آپ اپنی ابھی تو آئی تھی۔۔۔ اور پھر جا رہی ہے۔۔۔ اتنی جلدی۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ گڑیا تم ملنے اجایا کرنا۔۔۔ میں کون سا تمھاری آپنی کو لے کر چاند پر جا رہا ہوں۔۔۔ جو مل نہیں سکوں گی۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں بھی زرغام کی بات پہ مسکرائی۔۔۔ احمد فراز خان جو کہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم انہیں زبردستی لے کر پریشہ تک آیا۔۔۔ پریشہ احمد فراز خان کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ احمد فراز خان نے پریشہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔ روتے نہیں ہے۔۔۔ خدا ہر بلا کو میری بچی سے دور

رکھے۔۔۔ خدا کرے کوئی غم کبھی میری بیٹی کے نزدیک نہیں آئے۔۔۔ احمد فراز خان نے پیار سے اس کی پیشانی چومی۔۔۔ غزنوی نے پریشے کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ اور اس کی ہیتھلی چومی۔۔۔ ماشاء اللہ میری بہن بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔۔ خدا کرے۔۔۔ اب میری پیاری سی بہن کے نصیب میں کوئی غم نہ ہوں۔۔۔ بلکل میری بہن کی طرح اس کا نصیب بھی چمکتا ہوں۔۔۔ میں ہمیشہ اپنی بہن کے ساتھ ہوں۔۔۔ اگر کبھی تمہیں لگے کہ تمہارے ساتھ غلط ہو رہا ہے۔۔۔ تم اپنے اس گھر آجانا۔۔۔ ہمیشہ تمہارے لیے اس گھر کے دروازے کھولے ہے۔۔۔ کوئی بھی بات ہوں۔۔۔ مجھ سے سنیر کرنا۔۔۔ میں اپنی بہن کے لیے سب کے سامنے کھڑا ہو جاؤ گا۔۔۔ غزنوی پریشے کو اپنے حصار میں لیے بولا۔۔۔ زل بھی پریشے سے ملی۔۔۔ پریشے اپنا خیال رکھنا۔۔۔ اور آتی جاتی رہنا۔۔۔ اگر کوئی بھی بات ہوں۔۔۔ مجھے بتانا۔۔۔ زل نے پیار سے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے آگے بڑھتے دروازہ کھولا۔۔۔ زل نے پریشے پہ چادر اوڑھی۔۔۔ پریشے کو غزنوی اپنے حصار میں لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔ غزنوی نے پریشے کا لہنگا اندر کرتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔۔ زرغام بھی ان سب سے اجازت لیتے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔ اور گاڑی کا ریوچ سے نکل گئی۔۔۔ سب کے چہرے پہ اداسی تھی۔۔۔ لیکن خوشی کی ایک الگ جھلک تھی۔۔۔ پریشے کی زندگی اچھی گزرے۔۔۔ سب یہی دعا کر رہے تھے۔۔۔ پریشے کو زرغام کے ساتھ دعاؤں دے کر رخصت کیا۔۔۔

سب اندر جا چکے تھے۔۔۔ ورشاں اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اندر جا رہی تھی۔۔۔ کہ اس کا سر
چکرایا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ ورشاں گرتی۔۔۔ کسی نے اسے تھاما۔۔۔ لیکن وہ اپنے حواس سے بیگانہ ہو
چکی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 92 پارٹ 2

جان عالم ورشاں کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ وہ ناراض تھی۔۔۔ اسے منانا ضروری تھا۔۔۔ جان
عالم اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ایک نظر لاونج میں ڈالتے ورشاں کے کمرے کی طرف
بڑھا۔۔۔ ائمہ خان جو کہ جان عالم کے کمرے سے ہی آرہی تھی۔۔۔ اسے ورشاں کے کمرے میں جاتے
دیکھ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ کہاں جا رہے ہوں۔۔۔ عالم۔۔۔ ائمہ خان کی آواز پہ جان عالم روکا۔۔۔ جی
مورے۔۔۔ جان عالم ائمہ خان کی طرف آیا۔۔۔ تم وہاں کہاں جا رہے تھے۔۔۔ ائمہ خان نے اس کی
طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ مورے۔۔۔ جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ داجی کو
پتہ چلا تو تمہیں بہت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔ چلو اپنے کمرے میں۔۔۔ ائمہ خان جان عالم کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ جی مورے آپ کو کوئی کام تھا۔۔۔ جان عالم نے احترام سے پوچھا۔۔۔ وہ ہم تم سے

پوچھنے آرہے تھے۔۔۔ داجی کی میڈیسن کہاں ہے۔۔۔ تم لے کر آئے تھے۔۔۔ آئمہ خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جی مورے وہ داجی کے کمرے میں ہی ہے۔۔۔ میں ان کو دیتا ہوں۔۔۔ جان عالم بول کر داجی کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

زرغام کی صبح آنکھ کھولیں۔۔۔ پریشے اس کے حصار میں سو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے چہرہ پہ ہمیشہ کی طرح معصومیت جھلک رہی تھی۔۔۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی نماز پڑھ کر سوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پریشے نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ وہ زرغام کی نظروں کی تپش سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام کی نظریں اس کی سرخ ہوتی گردن پہ تھی۔۔۔ جہاں رات میں اس نے اپنی شدتیں لٹائی تھی۔۔۔ پریشے اٹھ کر جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اس سے بھاگ رہی تھی۔۔۔ زرغام بھی بیڈ سے اٹھتا اس کے پیچھے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام بلیک کلر کاٹراؤز پہنے ہوئے تھا۔۔۔ پریشے لائٹ پنک کلر کا سادہ سا سوٹ۔۔۔ زرغام نے واشروم کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور اندر آیا۔۔۔ پریشے شاور کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے گرد پیچھے سے حصار بنایا۔۔۔ پریشے جو کہ شاور لینے میں مصروف تھی۔۔۔ اس آفتاب کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔ وہ لڑکھرائی تھی۔۔۔ پریشے نے گردن گھوماتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام کی آنکھوں میں خمار تھا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ وہ ٹوٹے لفظوں میں بولی۔۔۔ زرغام نے اس کے بال کندھے سے ہٹاتے اس کے کندھے پہ ہونٹ

رکھے۔۔۔ زرغام کا ایک ہاتھ پریشے کے پیٹ سے اوپر سرک رہا تھا۔۔۔ پریشے نے مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔ شاور کا پانی دونوں پہ گرتے زرغام کو بھی بیگوچکا تھا۔۔۔ زرغام نے پریشے کو تھوڑا سا اوپر کرتے دیوار سے لگایا۔۔۔ زرغام پریشے کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔۔۔ پریشے نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ تھے۔۔۔ لیکن مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی دھڑکنوں پہ دانت

گاڑھے۔۔۔ آہہ۔۔۔ اب کی بار پریشے سسکی تھی۔۔۔ زرغام اسے گود میں اٹھاتے ہاتھ ٹب کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام پریشے کو ہاتھ ٹب میں لیٹاتے ٹیب آون کر گیا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے مدھم سی آواز میں اسے پکارا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن اس کی آنکھوں میں اپنی طلب واضح دیکھ کر پریشے کے لفظ تک حلق میں اٹکے تھے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پریشے۔۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔۔ زرغام ہاتھ ٹب میں آتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ زرغام اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ شدت سے چومنے لگا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے اس کے بالائی لب پہ دانت گاڑھ گیا۔۔۔ آہہ۔۔۔ پریشے پھر سے سسکی۔۔۔ اس نے زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے شدت برداشت کی تھی۔۔۔ زرغام اسی کی حالت میں آتے اس میں سمایا۔۔۔ آہہ۔۔۔ اب کی بار پریشے کی چینخی گونجی تھی۔۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہے تھے۔۔۔ زرغام نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ جو گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رفتار تیز کی۔۔۔ پریشے نے زرغام کے کندھوں پہ ناخن گاڑھے۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کی سانسیں روک گیا۔۔۔

پریشہ بیلو کلر کی فراک پہنے ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام و اشروم سے نکلتا باہر
 آیا۔۔۔ پریشہ کو ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور کی پیچھلی گردن پہ
 ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام کی سانسیں پریشہ کو اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس کا صاف شفاف
 چہرہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے پریشہ کے کندھے پہ ٹھوڑی
 رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشہ کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔ زرغام نے پریشہ کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے
 اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ایک محبت کی نشانی تو مجھے بھی ملنی
 چاہیے۔۔۔ زرغام پریشہ کی پیشانی سے پیشانی ٹکاتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف
 دیکھا۔۔۔ اگر میں منع کرو۔۔۔ تو۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ تو پھر میں کیا
 ہی کر سکتا ہوں۔۔۔ زرغام نے بے بسی سے کہا۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ پریشہ کی نیلی آنکھیں چمکی۔۔۔ زرغام دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام نے دروازہ
 کھولا۔۔۔ شاہ در باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پریشہ نے اپنے بالوں کا جوڑا بنایا۔۔۔ اور دوپٹہ اٹھا کر خود پہ
 اوڑھا۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھتے باہیں پھیلائی۔۔۔ لیکن شاہ در پریشہ کی
 طرف بڑھ گیا۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ در پریشہ کی طرف بھاگتے ہوئے بولا۔۔۔ ماما کی جان۔۔۔ پریشہ نے اسے
 گود میں اٹھایا۔۔۔ اور اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زرغام ان دونوں کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ پریشہ شاہ در کو اٹھائے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ زرغام بھی اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے
 کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ ڈانگ روم میں اریان، نمل پریشہ زرغام بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ شاہ در پریشہ
 اور زرغام کے درمیان والی چیمبر پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ یہ کھائے گا۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ زرغام نے شاہ در کے

آگے بریانی کی۔۔۔ نہیں کھانی۔۔۔ شاہ در نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ پریشے نے شاہ در کی طرف نوالہ بناتے ہوئے کیا۔۔۔ جسے شاہ در نے کھالیا۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ زرغام۔۔۔ اپ کھائے میں شاہ کو کھلا دو گی۔۔۔ پریشے ہستے ہوئے بولی۔۔۔ نمل نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں خوشی تھی۔۔۔ آریان چنیر سے اٹھا۔۔۔ تم کہاں جا رہے ہوں۔۔۔ زرغام نے آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بابا مجھے ضروری کام ہے۔۔۔ شام تک آ جاؤ گا۔۔۔ آریان نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پانچ سے پہلے آجانا۔۔۔ زرغام جو س پیٹے ہوئے بولا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ آریان بول کر ڈانگ روم سے واک آؤٹ کر گیا۔۔۔

جان عالم رات سے رنو چکر بنا گھوم رہا تھا۔۔۔ گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ اسے ابھی تک ورشاں نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے روم میں آیا۔۔۔ کمرے میں ورشاں نہیں تھی۔۔۔ جان عالم نے واشر روم کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ڈریسنگ روم میں دیکھا۔۔۔ ورشاں وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔ جان عالم کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ زمل۔۔۔ زمل زمل کو دیکھتے جان عالم اس کے پاس آیا۔۔۔ زمل تم نے ورشاں کو دیکھا۔۔۔ میرا مطلب ورشاں کہاں ہے۔۔۔ جان عالم نے زمل کی طرف دیکھ کر زمل سے پوچھا۔۔۔ ورشاں کو تو میں نے صبح سے نہیں دیکھا۔۔۔ بلکہ رات سے ہی دیکھا۔۔۔ اس نے مجھے رات میں میسج کیا تھا۔۔۔ کہ وہ سونے جا رہی ہے۔۔۔ وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ مجھے بخار ہے۔۔۔ زمل نے یاد آتے ہی کہا۔۔۔ زمل بات کر رہی تھی

کہ خانم نے اسے اواز دی۔ ائی مورے۔۔۔ زمل جان عالم سے کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جان عالم اب صحیح معنوں میں پریشان ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ ورشاں تو روم میں تھی ہی نہیں۔۔۔ جان عالم نیچے آیا۔۔۔ لاونج میں رابیہ خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ چاچی جان۔۔۔ ورشاں کہاں ہے۔۔۔ جان عالم نے رابیہ خان کی طرف دیکھ کر ان سے پوچھا۔۔۔ ورشاں رات سے اپنا کمرے سے باہر نہیں آیا۔۔۔ زمل نے ہم کو بولا کہ وہ بیمار ہے۔۔۔ رابیہ خان نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم ربیعہ خان کی بات سن کر کچھ پل خاموش رہا اور پھر اگلے لمحے باہر نکلا۔۔۔ وہ حویلی میں رات سے نہیں تھی تو کہاں تھی۔۔۔ جان عالم کا دماغ پریشانی سے گھوما تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اپنے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی گیٹ سے باہر نکالی اور خطرناک حد تک گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔ جان حیات کہاں چلی گئی ہو۔۔۔ جان عالم نے پریشانی سے اپنی پریشانی مسلی۔۔۔ کہاں جاسکتی تھی۔۔۔ وہ رات سے کمرے میں تھی۔۔۔ لیکن کسی نے بھی اسے رات سے نہیں دیکھا تھا۔ جان عالم غصے سے سڑکوں پر پاگلوں کی طرح اپنی گاڑی دوڑا رہا تھا۔

کمرے میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ ورشاں کمرے میں اندھیرا دیکھ کر گھبرا گئی۔ ک۔۔۔ کوئی ہے؟ مجھے ادھر کون لایا ہے؟ پلیز اگر کوئی ادھر ہے تو وہ میری بات کا مجھے جواب دے۔ دیکھو مجھے جو بھی ادھر لایا ہے اگر تو وہ اس کمرے میں موجود ہے تو اس تک تو میری آواز پہنچ ہی رہی ہوگی! پلیز مجھے کھولو؟ دیکھو مجھے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا ہے مجھے کھول دو میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے؟ دیکھو اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو مجھے میرے گھر واپس چھوڑ دو اگر جان خان کو پتہ چل گیا تو وہ اپ لوگوں کو زندہ

نہیں چھوڑیں گے۔ ورشاں کو کوئی سمجھ نہ آئی تو اس نے جان علم کا ڈراوا دیا۔ کوئی سُن رہا ہے میری بات؟ ورشاں کب سے بولی جا رہی تھی لیکن کوئی بھی اس کو اگے سے جواب نہیں تھا دے رہا۔ آخر تھک ہار کر ورشاں چپ کر گئی۔ جان خان اپ کہاں ہیں آپ کو نہیں پتہ چلا آپ کی ورشاں حویلی نہیں ہے آپ کیوں نہیں ابھی تک اے مجھے ڈھونڈنے؟ ورشاں اب خود سے باتیں کرنے لگ گئی۔ ورشاں خود سے باتیں کرنے میں مصروف تھی کہ اچانک کمرے میں اس کو کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ کیسی ہو ورشاں؟ اس نے اندر آ کر ہنستے ہوئے ورشاں کو پکارا۔ ک۔۔۔ کون ہو تم! واہ کیا بات ہے ورشاں تمہاری تم نے مجھے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا میں تو پتہ نہیں کیا کیا سوچ کر بیٹھا تھا لیکن ادھر تم مجھے پہچاننے سے انکار کر گئی ہو۔

ت۔۔۔۔۔ تم مجھے ادھر کیوں لے کر آئے ہو میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟ کھولو مجھے مجھے اپنے گھر جانا ہے؟ اوہو کبھی تو چپ کر جائیاً کرو کتنا بولتی ہو تم ہر وقت بولتی رہتی ہو میرے کانوں میں درد ہونے لگ گیا ہے تمہاری یہ بین سُن کر، اگر تم نے مجھے کھولا نہ تو میں اسے ہی بولتی رہوں گی۔ اس مرتبہ ورشاں ذرا اونچی آواز میں بولی تھی۔ آواز نیچے؟ خبردار تمہاری آواز میرے سامنے اونچی ہوئی ورنہ تمہارے ہر اک سے زبان کھینچ کر تمہارے ساتھ ہی لپیٹ دوں گا۔ وہ حلق کے بل چیخا تھا۔ ورشاں اس کے چیخنے پر سہم کر چپ کر گئی۔ لیکن اگلے لمحے ہیں پھر سے بولنے لگ گئی۔ تم مجھے ڈرا دھمکا کر چپ نہیں کروا سکتے میں شور کروں گی میں سب کو بلاؤں گی ادھر میں سب کو کہوں گی کہ اس نے مجھے اغوا کیا ہے پھر سب تمہیں ماریں گے اور مجھے لے جائیں گے یہاں سے ' اور پھر میں اپنے جان خان کے پاس چلی جاؤں گی اور پھر میں ان کو جا کے بتاؤں گی کہ مجھے اریان نے اغوا کیا تھا۔ اس مرتبہ ورشاں بھی حلق بل چیخی تھی۔ ور

شاں اتنی زور سے چیخی تھی کہ اس کے گلے میں خراش پڑ گئی۔ ور شاں کے چیخنے اور اس کی بات پر کمرے میں اریان کا قہقہہ گونجا۔ چلو ٹھیک ہے کرو شور کرو اکٹھا سب کو میں بھی تو دیکھوں ادھر کون تمہیں بچانے آتا ہے اور کون مجھے مارنے آتا ہے چلو شروع ہو جاؤ شور کرنا؟ زویاں یک دم حلق کے بل چیخا۔ لیکن ور شاں جان میں تمہیں اتنا بتاتا چلوں کہ تم ادھر جتنا مرضی شور کر لو جیتنا مرضی چیخو چلا لو کوئی ادھر میرے سوا نہیں آئے گا۔ ہیں لیکن تمہاری چیخوں پکاروں کی اوازیں تم تک پلٹ کر واپس ضرور آسکتی ہیں اس چیز کی میں گرینڈی تمہیں دے سکتا ہوں۔ اریان کی بات سن کر ور شاں چُپ کر گی۔ ور شاں کو چُپ دیکھ کر اریان کی کمرے میں پھر سے ہنسی چھوٹی۔ کیا ہوا جان حیات لگتا ہے تمہارا سار ادم خم نکل گیا ہے جو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خبردار اگر تم نے مجھے جان حیات کہا تو میں تمہاری جان لے لوں گی جان حیات کہنے کا حق صرف میرے جان خان کو ہے جان حیات کہنے کا حق تمہیں نہیں پہنچتا اگر دوبارہ تم نے مجھے جان حیات کہاں نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ ور شاں اریان کے منہ سے جان حیات سن کر جیسے پاگل ہوئی تھی۔ میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اپنی آواز میرے سامنے نیچی رکھو۔ اور رہی بات جان حیات کی تو میری جان بہت جلد میں تمہارا یہ غرور تم سے چھین لوں گا۔ بہت جلد میں تمہیں تمہارے جان خان سے ازاد کروالوں گا تمہیں اس سے ازاد کروا کر میں تم سے نکاح کروں گا اور پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے مجھے تھپڑ مار کر کتنی بڑی غلطی کی۔ اریان اس مرتبہ پر سکون انداز میں بولا۔ ک۔۔ک۔ کیا مطلب تمہاری بات کا؟ ور شاں جان یہی مطلب کہ میں تمہاری اور جان خان کی ڈیورس کرواؤں گا پھر اس کے بعد میں تم سے نکاح کروں گا۔ میں کبھی بھی جان خان سے طلاق نہیں لوں گی یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہے تمہیں جان خان سے طلاق لوں گی اور نہ ہی مجھے میرے جان خان کبھی طلاق دیں گے یہ

بات میری تم لکھ کر یاد کر لو۔ تو کوئی بات نہیں ورشاں جان اگر وہ تمہیں عزت سے طلاق نہیں دے گا تو میرے پاس دوسرا بھی طریقہ ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ تم اس طرح اپنی جان خان سے علیحدگی چاہو گی اس مرتبہ بھی اریان نے پرسکون انداز میں کہا۔

کیا۔۔۔۔۔ کرنے۔۔۔۔۔ کا۔۔۔۔۔ سوچ۔۔۔۔۔ رہے

۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔ تم؟ یہی ورشاں جان میں جان خان کو جان سے مار ڈالوں گا پھر تو تم دونوں کے علیحدگی کی وہ ہی جائے گی پھر میں تم سے اسانی سے نکاح کر سکوں گا۔ اریان کی بات پر جیسے ورشاں کو سانس انا بند ہوئی۔

۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 93 پارٹ 1

ورشیاں جان آپ بول کیوں نہیں رہی اب؟ مجھے تو لگا تم بہت جی دار جان ہو؟ لیکن لگتا ہے میری سوچ غلط تھی۔ یار کیا اندھیرے میں باتیں کر رہا ہوں میں چلو روکو ورشاں جان میں ابھی کمرے کی لائٹ ان کر کے اتا ہوں۔ اریان کہہ کر کمرے میں لگے الیکٹرک بورڈ کی طرف بڑھا۔ اور وہاں سے لائٹ آن کر کے واپس ورشاں کی طرف بڑھا۔ کیا بات ہے ورشاں جان تمہاری تو مجھے پتا ہوتا تھا اتنی خوبصورت لگ رہی ہو گئی میں کبھی بھی اتنی دیر لائٹ آف میں تم سے باتیں نہ کرتا۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔ ورشاں ابھی ابھی اسی نیلی فراک میں ملبوس تھی۔۔۔ اور اس فراک میں واقع ہی خوبصورت
 لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا ابھی بھی کونسا وقت گزر گیا۔ اریان نے بہت بے گہری
 مسکراہٹ سے ورشاں کی طرف دیکھ کر اُس کو آنکھ و نک کی۔ ورشاں اریان کی نظریں خود پر گڑھی دیکھ
 کر اریان کی بات سے زیادہ آریان سے گھبرا گئی۔ اریان ورشاں کو بے باقی سے آنکھ و نک کر کے کچھ قدم
 ورشاں کی طرف بڑھا۔ ورشاں اریان کو اپنی طرف اتار دیکھ کر پہلے تو سانس روکے دیکھنے لگی پھر حلق کے
 بل چیخنی۔ دور رہو مجھ سے میرے قریب نہ اناور نہ میں تمہیں جان سے مار دوں اگر میرے جان خان کو
 پتہ چل گیا وہ تمہیں چھوڑیں گے نہیں؟؟ جان حیات اب جو میں کرنے لگا ہوں اس پر جان عالم مجھے نہیں
 اس مرتبہ تمہیں خود چھوڑائے گا۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔

کرنے۔۔۔۔۔ لگے۔۔۔۔۔ لگے۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔ جان حیات اب تم اتنی معصوم ہو تو نہیں بچپن سے شادی
 شدہ ہوا تھا تو پتہ چل ہی گیا ہو کے میں کرنے لگا ہوں اور مجھے نہیں لگتا جان عالم اتنی پیاری چیز کے قریب
 نہ آیا ہو میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اس نے تو تم سے پہلی رات ہی اپنا حق لے لیا ہو گا ویسے تم بڑی
 کمال کی چیز دکھ رہی ہو۔ میں کوئی چیز نہیں ہوں ایک انسان ہوں اور تم ہوتے کون ہو اس طرح کی گھٹیا
 باتیں کرنے والے اگر میرے قریب آئے تو میں جان سے مار ڈالوں گی تمہیں؟ تمہارے قریب آ کر اگر
 ماروں گا تو یقین کرو مجھے ایک پرسنٹ بھی اپنی موت کا دکھ نہیں ہو گا یہ کہہ کر فوراً اریان ایک ہی جست
 میں ورشاں کی طرف بڑھا کر کھینچ کر اس کا دوپٹہ اس کے بدن سے علیحدہ کر دیا۔ اریان کی اس حرکت پر
 ورشاں کی آنکھیں حیرت اور ڈر سے ساری کی ساری کھول گئی۔ اب تو ورشاں کو سچ میں سانس آنی بند ہو
 گی تھی۔ کیا ہو اور شاں جان یہ تمہارے ماتھے پر پسینے کے قطرے کیوں چمک رہی ہیں۔ ریلیکس ہو جاؤں

ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں اور تم ابھی سے اس طرح گھبرا گئی ویسے تمہارا گھبراہٹنا تو نہیں کیونکہ تم ان سب چیزوں سے گزر چکی ہو۔ ویسے ورشاں جان یہ خیال مجھے پہلے کیوں نہیں آیا اسے تو مجھے ذرا بھی محنت نہیں کرنی پڑے گی تمہیں اور جان عالم کو الگ کرنے کے لیے کیونکہ تمہارے جان عالم کو جب یہ پتہ چلے گا کہ اس کی بیوی کو اس کے علاوہ بھی کوئی اور ٹیسٹ کر چکا ہے تو یقیناً مانو اور تمہیں ایک منٹ نہیں لگائے گا چھوڑنے میں.... یہ کہہ کر اریان ورشاں پر جھکنے لگا تھا کہ اس کے ذہن میں ایک بات آئی۔ کیا میں یہ ٹھیک کر رہا ہوں ایک تپسیر کا بدلہ مجھے اس طرح لینا چاہئے کیا کیسی لڑکی کی عزت تار تار کر کے میں ایسا تو نہیں تھا میں نے کبھی نہیں تھا سوچا میں کبھی کسی لڑکی سے اس طرح بدلہ لوں گا کیا یہ میں ٹھیک کر رہا ہوں کیا میں اپنی صوفیہ کے ساتھ ٹھیک کر رہا ہوں میں اپنی صوفیہ کا حق کیوں کیسی اور کو دوں۔ مجھ پر صرف میری صوفیہ کا حق ہے ان سب سوچوں نے اریان کو بہت بڑی طرح جکڑ لیا تھا۔ وہ جو کسی بھی لڑکی کی عزت ایک سیکنڈ میں تار تار کر دیتا تھا۔۔۔ نا جانے آج کیوں وہ صوفیہ کا سوچ رہا تھا۔۔۔ شاید دل میں کہیں اس کے لیے جگہ بن چکی تھی۔۔۔ اسی لیے چاہتے ہوئے بھی اریان ورشاں کے اور قریب نہیں کا پاہ رہا تھا۔۔۔ وہ ورشاں پر جھکے اُس پر اپنی سلگتی سانسیں چھوڑ رہا تھا اچانک اس کی نظر ورشاں کے چہرے پر پڑی سانس روکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ نیلا پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر اریان جلدی سے بولا۔ ورشاں سانس لو؟؟ اریان کے کہنے کے باوجود بھی ورشاں اسی پوزیشن میں سانس رو کے اس کے چہرے کی طرف دکھی جا رہی تھی۔ سانس لو؟؟ اس مرتبہ اریان حلق کے بل چیخا۔ اریان کی چیخ پر ورشہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ ورشا کو سانس لیتا دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا۔ کیا میں جاؤں ورشاں کے قریب کیا میں ٹھیک کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ اریان ایک بار پھر سے ان سوچوں میں جکڑا جا چکا

تھا۔ اریان اسی سوچ میں تھا کہ اس کے موبائل پر رنگ ہوئی۔ اریان موبائل کی رنگ پر ہوش کی دنیا
 میں واپس آیا۔ اریان نے موبائل پاکٹ سے نکال کر بنا دیکھیں فون کان سے لگا لیا۔ لیکن فون پر ملنے والی
 خبر سن کر اس کا چہرہ وہ غصے سے لال پھٹنا شروع ہو گیا اس کو ایسے لگا جیسے اس کی اب کے بعد خود سانسیں
 بند ہو جائیں گے وہ جلدی سے ورشاں سے پیچھے ہٹا وہ فوراً باہر کی طرف بھاگ گیا اریان کو باہر جاتا دیکھ کر
 بری طرح رو دی۔ اللہ سے اپنی عزت کی کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔ جتنی دیر اریان اس کے قریب رہا تھا
 اس نے اریان سے کچھ نہیں تھا کہا وہ صرف اپنے رب سے اپنی عزت کی دعا کر رہی تھی جو اس کی سنی گی
 تھی۔ ورشاں اب پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ کی ورشاں مر جائے گی۔۔۔ پلیز مجھے
 یہاں سے لے جائے۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہے رہے تھے۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ پلیز مجھے بچالے۔۔۔ اپ کی ورشاں کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔۔۔ اپ کی ورشاں کو ڈر
 لگ رہا ہے۔۔۔ ورشاں روتے بول رہی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے تو واقع ہی بچپن سے ڈر لگتا
 تھا۔۔۔ اندھیرے سے۔۔۔ اور پھر اب تو وہ اکیلی تھی۔۔۔ اس کمرے میں ہی نہیں بلکہ پورے گھر
 میں۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہے رہے تھے۔۔۔ ناک رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی
 تھی۔۔۔ ورشاں کے بال جو کہ آگے شانے پہ تھے۔۔۔ اب اسے ان سے بھی ایچنگ فیل ہو رہی
 تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ پلیز آجائے۔۔۔ میرا سانس روک جائی گی۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے چیخنی۔۔۔

آریان تیزی سے نکلا تھا۔۔۔ اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھاتے
 ڈرائیونگ سٹارٹ کی تھی۔۔۔ اس کی پیشانی پینے سے تر تھی۔۔۔ چہرہ پریشانی اور غصے سے سرخ ہو رہا

تھا۔۔۔ وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اس کی سپیڈ اس قدر خطرناک تھی۔۔۔ کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو
 سکتا تھا۔۔۔ لیکن اس کے لیے اس وقت خود کی جان سے بھی زیادہ عزیز کچھ تھا۔۔۔ آریان نے اپنا
 موبائل پکڑتے صوفیہ کے نمبر پہ کالز کرنی شروع کی تھی۔۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔ لیکن کال ریسپونڈ نہیں
 کی تھی۔۔۔ آریان نے موبائل ڈیش بورڈ کی طرف پھینکا تھا۔۔۔ آریان کا رخ المیر خان کی حویلی کی طرف
 تھا۔۔۔ آریان کی گاڑی اس کی حویلی کے باہر آ کر روکی۔۔۔ آریان گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ اور بیلز کرنے
 لگا۔۔۔ گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔۔ المیر بابا حویلی میں نہیں ہے۔۔۔ گارڈ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ مجھے اس سالہ سے نہیں ملنا۔۔۔ صوفیہ کہاں ہے۔۔۔ آریان اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ صوفیہ بیٹی تو شوپنگ پہ گئی ہے۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔ واٹ؟؟ آریان اپنی گاڑی کی طرف
 بڑھا۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ اسی لمحے اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔ آریان نے
 کال ریسپونڈ کی۔۔۔ موبائل سے ہسنے کی آواز آئی تھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تمہارا بھی پریشانی سے برا حال ہوتا
 ہے۔۔۔ میں تو سمجھا تھا۔۔۔ کہ تم جیسے انسان کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بولا۔۔۔ ائی ویل
 کیل یوں۔۔۔ بلیڈی مین۔۔۔ آریان موبائل پہ حلق بل دھاڑا تھا۔۔۔ لیکن دوسری طرف اس شخص کو
 کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اس کی یہی حالت تو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ ہائے کیا بات ہے۔۔۔ ایک ایسا
 انسان جس کو کسی کی ذات سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ جس کو بالکل فرق نہیں پڑتا۔۔۔ کسی کی عزت ہے یا
 نہیں۔۔۔ بس وہ عزت سے کھیلنا جانتا ہے۔۔۔ ایک انسان نہیں آریان خان جس کے لیے لڑکی صرف
 ایک استعمال کرنے کی چیز ہے۔۔۔ استعمال کیا اور چھوڑ دیا۔۔۔ اب جب اپنی بیوی پہ بات آئی۔۔۔ تو وہ
 یوں بلبلا اٹھا۔۔۔ وہ استغزیہ بولا تھا۔۔۔ آریان کی گرفت فون پہ مضبوط ہوئی تھی۔۔۔ ویسے مجھے امید

تھی۔۔۔ لیکن اتنی نہیں۔۔۔ کہ تم یوں پریشان ہوں گے۔۔۔ اس کا مطلب تم میں ابھی غیرت کا کیرا
 موجود ہے۔۔۔ وہ استغزیہ مسکراہٹ لیے بول رہا تھا۔۔۔ آریان کی موبائل پہ گرفت سخت ہو رہی
 تھی۔۔۔ جیسے وہ اس سامنے والا کگلے دبا رہا ہوں۔۔۔ ویسے جب تک تم یہاں پہنچو گے۔۔۔ تمہاری
 بیوی۔۔۔ وہ اتنا بولتے زور سے قبضہ لگا گیا۔۔۔ میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ آریان حلق کے بک
 چینا۔۔۔ تو آرام سے آجا۔۔۔ اگر چاہے تو میں تجھے لائیو دیکھا سکتا ہوں۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بولا۔۔۔ تو
 ب۔۔۔***ت۔۔۔ میں تیری جان لوں گا۔۔۔ آریان دھاڑا تھا۔۔۔ لیکن کال بند ہو چکی
 تھی۔۔۔ آریان کا دل جیسے دھڑکنا بھول رہا تھا۔۔۔ وہ چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشانی سے ڈرائیو کر رہا
 تھا۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اسے کیوں فرق پڑ رہا ہے۔۔۔ لیکن اسے فرق پڑ رہا تھا۔۔۔ وہ جلد از جلد
 صوفیہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔۔ آریان جو کب سے صوفیہ کا ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ اس کی گاڑی ایک مزار کے باہر
 روکی۔۔۔ آریان نے ایک نظر اس مزار پہ ڈالی۔۔۔ جہاں سے آوازیں آرہی تھی۔۔۔

بھردو جھولی میری یا محمد

لوٹ کر میں نہ جاؤ گا خالی

یہ آواز جیسے ہی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ آریان خان گاڑی سے نکلا۔۔۔ اور اندر کی طرف
 بڑھا۔۔۔ وضو کر کے پوکٹ سے رومال نکال کر ماتھے پہ باندھ گیا۔۔۔ اور نفل ادا کرنے لگا۔۔۔ آریان نے
 سلام پھیرا۔۔۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ یا اللہ تو جانتا ہے۔۔۔ میں گناہگار میں خطا کار
 ہوں۔۔۔ مجھے سے گناہ ہوئے ہیں۔۔۔ میں تیزی بارگاہ میں معافی مانگنے آیا ہوں۔۔۔ میری گناہوں کی سزا
 صوفیہ کو نہیں ملنی چاہیے۔۔۔ وہ نیک ہے۔۔۔ گناہگار میں ہوں۔۔۔ یا خدا مجھے سزا ملنی چاہیے

--- میرے گناہوں کو بخش دے۔۔۔ صوفیہ کی عزت بچالے۔۔۔ میں توبہ کرتا ہوں۔۔۔ اپنے گناہوں
 کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے عارض پہ گرا تھا۔۔۔ وہ مرد ہو کر رو رہا
 تھا۔۔۔ ایک ایسا مرد جو کسی عورت لڑکی کو صرف استعمال شدہ چیز سمجھتا تھا۔۔۔ وہ اب رو رہا
 تھا۔۔۔ ایک عورت کے لیے۔۔۔ جو بظاہر تو اس کی بیوی تھی۔۔۔ لیکن اسے خود ہی دھتکار چکا
 تھا۔۔۔ بدلے کے نام پر۔۔۔ لیکن وہ کسی کے اور کے پاس ہے۔۔۔ کوئی اسے دیکھے بھی تو اسے کی آنا کو
 غیرت گوارہ نہیں تھا۔۔۔ آریان کے کندھے پہ ایک بزرگ نے ہاتھ رکھا۔۔۔ بیٹا خدا معاف کرنے والا
 ہے۔۔۔ اس کی ذات بہت بڑی ہے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولے تھے۔۔۔ آریان نے اس کی طرف سر
 اٹھا کر دیکھا۔۔۔ وہ سفید لباس میں تھے۔۔۔ سفید داڑھی سر پہ سفید ٹوپی ایک ہاتھ میں تسبیح۔۔۔
 آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بابا کیا اللہ مجھے معاف کرے گا۔۔۔ آریان نے اپنے آنسو صاف
 کیے۔۔۔ بلکل اس کی ذات معاف کرنے والی ہے۔۔۔ وہ کہتا ہے تو میری طرف ایک قدم بڑھا میں تجھے
 معاف کر دوں گا۔۔۔ تو میری طرف آ کر دیکھ میں تیری ہر خواہش پوری کر دوں گا۔۔۔ اس کی ذات سے ناامید
 نہیں ہوتے وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔ آریان کے ذہن میں ورشاں کا خیال آیا تھا۔۔۔ بابا اگر کسی کا
 دل دکھایا ہوں۔۔۔ تو کیا اللہ معاف کر دے گا۔۔۔ آریان نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔ وہ معاف کرتا
 یے۔۔۔ لیکن جس کا دل دکھایا ہے۔۔۔ پہلے اس سے معافی مانگو۔۔۔ جب تک وہ انسان نہ معاف
 کرے۔۔۔ اللہ بھی معاف نہیں کرتا۔۔۔ وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ آریان نے اس
 شخص کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کا بھی دل دکھایا ہے۔۔۔ اس سے معافی مانگ لوں۔۔۔ تمہیں تمہاری
 منزل مل جائے گی۔۔۔ وہ بزرگ بول کر مسکرایا۔۔۔ آریان نے اس کی طرف حیرانگی سے

دیکھا۔۔۔ اسے کیسے پتہ تھا۔۔۔ کہ وہ کسی کی تلاش میں ہے۔۔۔ حیران نہیں ہوں۔۔۔ چہرہ سے پہچان
 سکتا ہوں۔۔۔ تم کسی کی تلاش میں ہوں۔۔۔ خدا سے دعا ہے کہ تمہیں تمہاری منزل جلد مل
 جائے۔۔۔ لیکن اس منزل کو پانے کے لیے جس کا بھی دکھایا۔۔۔ معافی مانگ لینا۔۔۔ وہ بزرگ اس
 طرح بول رہا تھا۔۔۔ کہ جیسے سب جانتا ہوں۔۔۔ آریان نے اس بزرگ کے ہاتھ پکڑتے چوم کر
 آنکھوں سے لگائے۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ اپنا رومال کھولتے پوکٹ میں ڈالا۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھتے
 گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ آریان گاڑی تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ رخ فارم ہاؤس کی طرف تھا۔۔۔ گاڑی
 فارم ہاؤس کے اندر آ کر روکیں۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں جو کہ رو رہی
 تھی۔۔۔ قدموں کی آواز سنتے اس کے چہرہ پہ خوف لہرایا تھا۔۔۔ کہیں آریان تو نہیں۔۔۔ اس کے لب
 بڑبڑائے تھے۔۔۔ اور اس کا خوف سہی ثابت ہوا تھا۔۔۔ آریان اسی کی طرف آ رہا تھا۔۔۔ خدا کے لیے
 میرے قریب مت آنا۔۔۔ ورشاں آنکھیں میچتے ہوئے بولی۔۔۔ پلیز۔۔۔ میرے قریب مت آنا۔۔۔ وہ
 آنکھیں سختی سے بند کیے بولی۔۔۔ آریان اس کے پاس آتے زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔ ورشاں
 کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ جب کمرے میں خاموشی محسوس کرتے ورشاں نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ تو اس
 کی حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ کیونکہ آریان سر جھکائے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے
 تھا۔۔۔ ورشاں حیران کن نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ورشاں میں تم سے معافی مانگنا چاہتا
 ہوں۔۔۔ خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں نے تمہارا دل دکھایا۔۔۔ میں بیت شرمندہ
 ہوں۔۔۔ مجھے میرے گناہوں کی سزا مل چکی ہے۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ کہ میں
 معافی کے لائق نہیں ہوں۔۔۔ لیکن پھر بھی تم سے معافی چاہتا ہوں۔۔۔ کہ تم مجھے معاف کر

دو۔۔ اریان کا لہجہ نم تھا۔۔ ورشاں حیران تھی۔۔ میں تمہیں واپس حویلی چھوڑ آؤ گا۔۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔ آریان کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ جسے دیکھتے ورشاں حیران ہی ہوتی جا رہی تھی۔۔ لیکن پھر اپنی حیرت پہ قابو پانے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں گویا ہوئی۔۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔ مجھے واپس چھوڑ آؤ۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔ آریان کھڑا ہوا۔۔ اور بنا ورشاں پہ کوئی نظر ڈالے اس کے ہاتھ کھولے۔۔ ورشاں نے اپنا دوپٹہ زمین سے پکڑتے خود پہ اوڑھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 93 پارٹ 2

ورشان کو ابھی تک یقین نہیں تھا آ رہا کے واقعی اریان اسے جانے دے رہا ہے ورشاں ابھی تک اریان کو سہمی نگاہوں سے دیکھی جا رہی تھی۔ اریان نے اس سے معافی مانگی تھی۔ وہ ابھی تک بے یقین تھی۔ پتہ نہیں کیوں ورشاں ابھی بھی اُس پر یقین نہیں تھا ہو رہا۔ ورشاں کو اچانک خیال آیا کہیں اریان اُس سے جھوٹ تو نہیں بول رہا کہیں وہ اب اُسے کہیں اور تو نہیں لے کر جا رہا؟؟ یہ سوچ اتے ہی ورشاں اپنا سر فوراً نفی میں ہلانے لگ گئی۔ ورشاں کو پھر سے اریان سے خوف محسوس ہونے لگ گیا۔۔ ورشاں کے ڈر اور خوف کی اصل وجہ یہ تھی کہ اُسے اتنی جلدی اپنی غلطی کا احساس کیسے ہو گیا۔۔ آریان ورشاں سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا ہوا تھا۔۔ ورشاں نے اپنا نیلے رنگ کا دوپٹہ خود پہ اچھی طرح سے لیا تھا۔۔ آریان کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھ کر ایک دفعہ پھر سے اُس سے

پوچھا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے پکا حویلی چھوڑ کر آؤ گے۔۔۔ اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہاں! اریان نے صرف ایک لفظی جواب دیا لیکن نظریں ابھی ابھی اُس کی جھکی ہوئی تھی۔ دیکھو ورشاں میں جانتا ہوں تمہیں مجھ پر یقین نہیں آ رہا اور حقیقت یہی ہے کہ میں سچ میں اپنی غلطی پر بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔ مجھے میرے کیئے کی سزا میرا رب مجھے دے چکا ہے جس کا مجھے اب ساری زندگی پچھتاوا رہے گا۔ کے میں اُس کی حفاظت نہیں کر سکتا میرے کیئے کی سزا اُسے مل گئی۔۔۔ اس کے لیے تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر سکوں گا۔۔۔ لیکن تم سے امید رکھتا ہوں۔۔۔ کہ مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ بار بار معافی مانگ رہا تھا۔۔۔ تمہیں حویلی چھوڑ آؤ گا۔۔۔ بس تم مجھے معاف کر دینا۔۔۔ اریان نظریں جھکائے اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں کو اریان کی باتوں کی بالکل بھی سمجھ نہیں تھی آرہی وہ کیا کہ رہا ہے کیا سزا کس کی حفاظت؟؟ میں نے معاف کر دیا ہے۔۔۔ بس اب مجھے حویلی چھوڑ دو۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھتے ڈرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ کہ کہیں وہ پھر سے بدل نہ جائے۔۔۔ لیکن اس کی نظریں ابھی ابھی جھکی دیکھ۔۔۔ ورشاں کو فیل ہوا تھا۔۔۔ کہ اب وہ کچھ نہیں کرے گا۔۔۔ میں باہر ہوں گاڑی میں جا کر بیٹھ رہا ہوں تم آ جانا کہہ کر اریان باہر چلا گیا۔ اریان کو جاتا دیکھ کر کچھ پل ورشاں اُسی راستے کو دکھتی رہی جہاں سے اریان گیا تھا لیکن پھر اگلے لمحے بھاگتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

بیٹھو۔۔۔

اریان نے گاڑی میں بیٹھے ہی ورشاں سے کہا۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ پہلے سے ہی کھولا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جلدی سے سیٹ پہ بیٹھ گئی۔۔۔ اسے جلد از جلد حویلی جانا تھا۔۔۔ اریان نے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ اور گاڑی کارخ حویلی کی طرف تھا۔۔۔ ورشاں سیٹ سے ٹیک لگائے دوپٹہ کو اچھی طرح سے لینے کے باوجود دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئی تھی۔۔۔ اریان نے اس پر ایک بھی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ وہ سامنے کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ اریان کی گاڑی سامنے سے آتی گاڑی سے بری طرح ٹکرائی۔۔۔ جس سے گاڑی اچھلی تھی۔۔۔ آہہ۔۔۔ ورشاں چینخی تھی۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں زور سے بند کی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ نیچے تھا۔۔۔ ورشاں نے خود محفوظ پاتے سراٹھایا۔۔۔ جان خان۔۔۔ سامنے گاڑی میں جان عالم کو دیکھتے ورشاں کے لب بڑبڑائے۔۔۔ اریان نے بھی سامنے کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ ورشاں کی مدھم سی آواز بھی سن چکا تھا۔۔۔ جان عالم جو کہ گاڑی ریسورس لے رہا تھا۔۔۔ اچانک سے اریان ورشاں کو دیکھتے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ اور اریان کی طرف بڑھتے گاڑی کا دروازہ کھولتے بنا سوچے سمجھے اُسے اس کے گریبان سے پکڑتے کر اُسے گاڑی سے باہر نکالا۔۔۔ ورشاں تو ابھی تک ساکت تھی۔۔۔ جان عالم اس کے سامنے تھا۔۔۔ وہ حیران تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو عارض پہ بہے رہے تھے۔۔۔ جان عالم نے اس کے منہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔۔ وہ بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کے منہ پہ لگاتار مارتا ہی جا رہا تھا۔۔۔ اریان کے ناک اور ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ لیکن جان عالم پاگلوں کی طرح اسے مار رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے اسے اٹھاتے زور سے گاڑی پہ پڑکا تھا۔۔۔ گاڑی پھر سے اچھلی۔۔۔ ورشاں بھی اسی لمحے ہوش میں آئی۔۔۔ جان عالم کو اریان کو مارتے ہوادیکھ کر ورشاں کی حیرانگی سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ ورشاں گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ اور

جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف بڑھتے اسے آریان سے پیچھے دھکیلنا
 چاہا۔۔۔ لیکن وہ ایک انچ تک نہ ہلا سکی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی بازو کے نیچے سے سر گزارتے اس کے
 سینے سے لگی۔۔۔ اریان کو مارتے جان عالم کے ہاتھ روکے تھے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گرد حصار
 بنایا۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ کہ جان عالم
 سے مل سکے گی۔۔۔ جان عالم اسے سختی سے خود میں نیچے ہوئے تھا۔۔۔ ورشاں کو جان عالم کی پھولی
 سائیس محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی باہر آجائے
 گا۔۔۔ جان عالم ورشاں کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کے چہرہ پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔ وہ پاگلوں کی
 طرح اس کے چہرہ کے ایک ایک نقوش کو چوم رہا تھا۔۔۔ اتے جاتے لوگ انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ
 بیچ سڑک کے یوں ایک دوسرے کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔۔ اور وہ دونوں سب کچھ فراموش کیے
 ہوئے تھے۔۔۔ اور ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔۔۔ کہاں چلے گئی تھی تم جان
 حیات۔۔۔ جان عالم اسے سینے میں بیچتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں سختی سے جان عالم کی شرٹ کو مٹھیوں
 سے جکڑے ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنا سینے سے باہر نکلنا
 چاہا۔۔۔ لیکن ورشاں اس سے دور نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ ڈر چکی تھی۔۔۔ اور جان عالم بھی
 اسے یوں خود میں بھیسے ہوئے تھا۔۔۔ جیسے کسی چیز کے کھوجانے کا ڈر ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا
 چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ یہ مجھے آپ سے ملوانے لے کر گیا
 تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی نظریں آریان پہ دیکھتے ہوئے بولی جلدی سے بولی۔۔۔ مجھے بولتی۔۔۔ میں
 لے جاتا۔۔۔ جان عالم اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔ داجی نے منع کیا

تھا۔۔۔نا۔۔۔ورشاش نم آنکھوں سے بولی۔۔۔اس کی آنکھوں کا کاجل پھیلا ہوا تھا۔۔۔رونے کی وجہ سے
 آنکھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔تم روئی ہوں۔۔۔جان عالم نے ورشاش کے عارض پہ ہاتھ
 پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔۔نہیں۔۔۔ورشاش نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا
 گئی۔۔۔حویلی چلے۔۔۔ورشاش جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ہمم چلو۔۔۔جان عالم
 مسکرایا۔۔۔وہ تو آریان کو بھول ہی چکا تھا۔۔۔جان عالم نے ورشاش کے لیے گاڑی کا دروازہ
 کھولا۔۔۔ورشاش جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی۔۔۔جان عالم نے ڈرائیونگ سیٹ
 سنبھالی۔۔۔جان عالم نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ورشاش جان عالم کی طرف دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ورشاش نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔جان خان۔۔۔ورشاش مدہم سی آواز میں اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔جی میری جان۔۔۔جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔اپ نے مجھے
 ڈھونڈا۔۔۔ورشاش ناجانے کیوں اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔مجھے میسج کر کہ بتا نہیں سکتی تھی۔۔۔جان
 عالم ورشاش کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ورشاش اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔جان حیات میں پریشان
 ہو گیا تھا۔۔۔کہ میری حیات زندگی کہاں چلے گئی۔۔۔جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا
 تھا۔۔۔ورشاش اس کے اتنے پیار بھرے لہجے کو محسوس نہ چاہتے ہوئے رو پڑی۔جان خان۔۔۔آپ بہت
 اچھے ہے۔۔۔ورشاش جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔خیر ہے۔۔۔اتنا پیار۔۔۔جان عالم نے
 ورشاش کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ورشاش نے روتے میں مسکراتے ہوئے نفی میں سر
 ہلایا۔۔۔جان عالم نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ورشاش مسکراتے ہوئے
 سیٹ سے ٹیک لگا گئی۔۔۔جان عالم بھی سامنے نظریں جما گیا۔۔۔

جان عالم کی گاڑی کے ٹائر حویلی کے کارپیوچ میں آکر چڑچڑائے۔۔۔ جان عالم گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں نہیں نکلی تھی۔۔۔ جان عالم نے دوسری طرف بڑھتے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور نرمی سے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ورشاں نے اپنی نیلی آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم کی بھوری آنکھوں میں پیار تھا۔۔۔ صرف پیار۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ کچھ پریشان لگ رہی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرے پہ اتے بال پیچھے کیے۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں جلدی سے بولی۔۔۔ لیکن زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ جان عالم نے عقیدت سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ جان حیات کوئی بھی پریشانی ہوں۔۔۔ بس اپنے جان خان کو بتانا۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ سے ایک بات پوچھو۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا کر پوچھا۔۔۔ میری جان حیات کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ایک بجائے ہزار سوال کرے مجھ میں اف تک نہیں کروں گا۔۔۔ میں تمہارا غلام ہوں۔۔۔ تم سوال کرتی رہو گی اور میں جواب دیتا رہوں گا۔۔۔ جان عالم کے انداز میں پیار تھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ اگر میں بولو کہ میں نے۔۔۔ ابھی ورشاں اتنی ہی بولی تھی۔۔۔ کہ غزنوی کی آواز پہ جان عالم سے دور ہوئی۔۔۔ تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔۔ غزنوی ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ اسلام و علیکم لالا۔۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے پیار سے ورشاں کو اپنے حصار میں کیا۔۔۔ وعلیکم اسلام میری گڑیا نے ابھی تک رات والا ڈریس پہنا ہوا ہے۔۔۔ نظر لگ جائے گی۔۔۔ غزنوی پیار سے

مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں لگتی لالا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کے
 ہاتھ چومے۔۔۔ لالا۔۔۔ میں جاؤ۔۔۔ ورشاں نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے ہمی میں سر
 ہلایا۔۔۔ ورشاں اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ تو کیارنگ میں بھنگ ڈالنے ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔۔۔ جان
 عالم غزنوی کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ تجھ جیسے گھٹیا انسان سے بس اپنی بہن کو دور رکھنا چاہتا
 ہوں۔۔۔ غزنوی نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔۔۔ تیری بہن بیوی ہے۔۔۔ میری۔۔۔ جان عالم
 نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ تیری بہن میری بھی ہے۔۔۔ غزنوی نے اسے آنکھ مارتے ہوئے
 کہا۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم نے اس کے چہرہ پہ مکہ مارا۔۔۔ کمینا تو۔۔۔ ب***ت میں صبح سے تجھے
 ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ اور تو کہاں دفع ہوا تھا۔۔۔ غزنوی نے بھی جوابی کارروائی کی تھی۔۔۔ ڈیلوری
 تھی۔۔۔ میری۔۔۔ جان عالم استغزیاہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ چل مبارک ہوں۔۔۔ غزنوی جان عالم
 کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے اسے ٹانگ ماری تھی۔۔۔ او تیری۔۔۔ غزنوی پیچھے ہوتے
 ہوئے بولا۔۔۔ کمینے اگر تھوڑی سی نیچے لگتی تو دوبارہ ماموں نہیں بن سکتا تھا۔۔۔ غزنوی جان عالم کو دھکے
 مارتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ نکل۔۔۔ مہندی ہے۔۔۔ اج میری۔۔۔ جان
 عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تو اسی لیے تجھے ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ میں کون سا تجھ سے رومانس کرنے کے
 لیے ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ اتنا بھی رومانس کو نہیں ترسا
 ہوا۔۔۔ کہ تجھ سے رومانس کرو۔۔۔ جان عالم وہی کھڑے بولا۔۔۔ تیری فضول بک بک ختم
 ہوں۔۔۔ تو اپنے کپڑے چیک کر۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے۔۔۔ کہ تو آج کپڑوں کے بغیر مہندی منانے کا

سوچ رہا ہے۔۔۔ غزنوی پلٹتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم اندر
کی طرف بڑھا۔۔۔

جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ جو شلوار قمیض اس نے آج پہنی تھی۔۔۔ وہ پکڑتے واشر و م کی طرف
بڑھا۔۔۔ غزنوی مزے سے بیڈ پہ بیٹھا جو س پی رہا تھا۔۔۔ جان عالم باہر آیا۔۔۔ اس نے اوپر و سکوٹ پہنی
جس کے بٹن بند نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی اس کی
طرف دیکھتے ہوئے ہنسا تھا۔۔۔ بتیس دانتوں کی نمائش مت کر۔۔۔ کوئی ہل نکال۔۔۔ جان عالم اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی اس کی طرف بڑھا۔۔۔ یار تھوڑے سے ایس کم ہوتے تو شاید
اجاتا۔۔۔ غزنوی ہستے ہوئے بولا۔۔۔ مذاق نہ کر۔۔۔ وقت کم ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ ہاں چل میں کرتا ہوں۔۔۔ کچھ۔۔۔ ریلکس۔۔۔ غزنوی کال کرتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

غزنوی روم میں آیا۔۔۔ زمل ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ غازیہ زمل کے پاس کھڑی
ہوئی تھی۔۔۔ زمل نے پیتا کلر کی میسکی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ جس کا گلہ آگے سے ڈیپ تھا۔۔۔ لیکن
گردن سے نیچے تک اسے جال سے کور کیا ہوا تھا۔۔۔ جال پہ گول دائرہ تھا۔۔۔ جس پہ دو ڈوریاں نیچے کی
طرف لٹک رہی تھی۔۔۔ میسکی پہ سفید کلر کا کام ہوا تھا۔۔۔ بازو جال کے تھے۔۔۔ لیکن اس پہ بھی کام
ہوا تھا۔۔۔ میسکی کافی ہیوی تھی۔۔۔ زمل ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی
طرف بڑھا۔۔۔ اس کی ڈوریاں کھولیں ہوئی تھی۔۔۔ قیامت لگ رہی ہوں۔۔۔ غزنوی زمل کی طرف

بڑھتے اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی
 تھی۔۔۔ ٹھیک سے تیار کیوں نہیں ہوئی؟ غزنوی نے زل کی طرف مرار سے دیکھا۔۔۔ اپ کی بیٹی نے
 بہت تنگ کیا ہوا ہے۔۔۔ تیار کیسے ہوتی۔۔۔ زل غازیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جواب
 معصوم سا چہرہ بنائے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بکل آپ پر گئی ہے۔۔۔ پہلے تنگ کر لوں۔۔۔ بعد میں شریف
 سا چہرہ بنالوں۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ خبردار بیگم۔۔۔ اگر میری پیاری سے
 بیٹی کو کچھ کہا۔۔۔ غزنوی نے غازیہ جو گود میں لیا۔۔۔ پہلے ہی وہ اتنا تنگ کرتی ہے۔۔۔ اور بیگار رہے
 ہے۔۔۔ زل غزنوی کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ میری جان بیگار تو تمھیں بھی ہے۔۔۔ کیا کرو
 اب۔۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے بیگار ہے۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ زل
 غزنوی کی داد دیتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ بگڑی ہی ہوئی ہوں۔۔۔ ورنہ اس وقت یہاں نہ
 ہوتی۔۔۔ غزنوی اسے بے باکی سے انکھ و نک کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ کی بیٹی کم تھی۔۔۔ کیا۔۔۔ جو
 آپ بھی مجھے تنگ کر آگئے۔۔۔ زل سرخ پڑتے ہوئے بولی۔۔۔ ہم چلے جاتے ہیں۔۔۔ غزنوی بول کر
 باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 94 پارٹ 1

آپ واقعی ہی جائے گے۔۔۔ زل نے غزنوی کو باہر کی طرف جاتے دیکھ کر اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ غزنوی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ غزنوی نے روم کا دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے ہی ملازمہ

تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ میں غازیہ کو لینے آئی ہوں۔۔۔ ملازمہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ دادو بلار ہی ہے۔۔۔ غازیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جی۔۔۔ ملازمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اوکے۔۔۔ لے

جاؤ۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کی بازو چھوڑی۔۔۔ غازیہ بھاگنے کے انداز میں سڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔۔ غزنوی نے دروازہ بند کیا۔۔۔ اور زل کی طرف بڑھا۔۔۔ اپ تو جا رہے تھے۔۔۔ زل کے اویزے پکڑتے ہاتھ روکے تھے۔۔۔ جارہا تھا۔۔۔ لیکن اب نہیں۔۔۔ غزنوی نے زل کے گرد حصار بناتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔ زل نے غزنوی کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس کرتے ہوئے

کہا۔۔۔ ہو جاندا۔۔۔ میں نے کب منع کیا۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے زل کا چہرہ اپنا طرف کیا۔۔۔ زل کے ہونٹوں پہ لیپ سٹک لگی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نے جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ اور اس کی سانس چرانے لگا۔۔۔ غزنوی کا ایک ہاتھ زل کی میکسی پر سے ہی زل کے وجود کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ زل کو اپنی سانسیں کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ زل نے غزنوی کے

کندھوں کو بری طرح جھنجھوڑا تھا۔۔۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔۔ ہائے۔۔۔ تمہارے ان ہونٹوں میں جادو ہے۔۔۔ غزنوی نے زل کے ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف اپنی ہیزل گریں آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ تمہاری یہ آنکھیں مجھے بہکتی ہے۔۔۔ اور شاید تم چاہ رہی

ہوں۔۔۔ میں تم سے اپنا حق لے لوں۔۔۔ غزنوی زل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ اپ کا دل نہیں بھرتا۔۔۔ زل نے لرزتی پلکوں سے کہا۔۔۔ کبھی بھرے گا۔۔۔ بھی نہیں۔۔۔ غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ویسے بیگم جس

دن دل بھر گیا۔۔۔ اس دن دوسری شادی کر لوں گا۔۔۔ غزنوی اپنی ہنسی دبائے بولا۔۔۔ زمل جس کی
 پلکیں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے اپنی ہیزل گریں آنکھوں سے اسے غصے سے گھورا۔۔۔ اور اس کے سینے
 پہ مکہ مارے۔۔۔ اپ دوسری شادی کرے گے۔۔۔ زمل نے غزنوی کا گریبان پکڑا۔۔۔ غزنوی اپنی
 مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا۔۔۔ تم ہی تو چاہ رہی تھی۔۔۔ کہ دل بھر جائے۔۔۔ پھر دوسری شادی کرو
 گا۔۔۔ میں کون سا بوڑھا ہو گیا ہوں۔۔۔ غزنوی زمل کے ہاتھ گریبان سے ہٹاتے اپنے ہاتھوں میں لیتے
 ہوئے بولا۔۔۔ زمل کی آنکھیں اب نم ہوئی تھی۔۔۔ یار۔۔۔ تم بات بات پہ رونے کیوں لگ
 جاتی۔۔۔ غزنوی اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ باتیں ہی ایسی کرتے ہیں۔۔۔ زمل نم
 آنکھوں سے بولی۔۔۔ مذاق کر رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے پیار سے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ایسا
 مذاق کرتے ہے۔۔۔ کیا؟ زمل کی نظریں سوالیہ تھی۔۔۔ میری جان۔۔۔ تمہارے علاؤہ ہر عورت حرام
 ہے۔۔۔ مجھ پر۔۔۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔ اور مجھ پر صرف تمہارا حق ہے۔۔۔ غزنوی نے زمل کے
 ہاتھوں پہ ہونٹ رکھتے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔ زمل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اب
 میں تیار ہو جاؤ۔۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں یہی بیٹھا
 ہوں۔۔۔ غزنوی بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ لیکن پھر آپ مجھے ایسے نہیں دیکھے گے۔۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف
 دیکھا۔۔۔ کیسے۔۔۔ غزنوی اس کی بات سمجھ چکا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی انجان بنا تھا۔۔۔ مجھے نہیں
 پتہ۔۔۔ زمل ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اپنے کانوں میں اویزے ڈالنے لگی۔۔۔

پریشہ روم میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ ابھی ہی کمرے میں آئی تھی۔۔۔ اور اس وقت وہ کھڑکی سے نیچے لان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جہاں اب ہلکی ہلکی سورج کی روشنی تھی۔۔۔ پریشہ بلیک کلر کی سادہ سی فراک زیب تن کیے ہوئی تھی۔۔۔ بالوں کا راف سا جوڑا۔۔۔ اور دوپٹہ گلے میں لیا ہوا تھا۔۔۔ زرغام جو کہ ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔۔۔ زرغام وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہنے ہوئے اپنی آستین فولڈ کر رہا تھا۔۔۔ پریشہ کو کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ یہاں کیوں کھڑی

ہوں۔۔۔ زرغام بھی اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ ٹیرس پہ جا رہی تھی۔۔۔ پھر سوچا آپ غصے کرے گے۔۔۔ اسی لیے یہی کھڑی ہو گئی۔۔۔ پریشہ اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام کے ہونٹ مسکرائے۔۔۔ مجھے پالر جانا ہے۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کیوں؟ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ کیا کیوں۔۔۔ مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔ پریشہ کی آواز اب مدھم تھی۔۔۔ یہی تیار ہو جاؤ۔۔۔ نمل کو جو تیار کرنے آئے گی۔۔۔ وہ تمہیں بھی کر دے گی۔۔۔ زرغام نے موبائل پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ اوکے۔۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ اب بیڈ پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اپ کون سے کلر کے کپڑے پہنے گے۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے سوال

کیا۔۔۔ ایسے ہی جاؤ گا۔۔۔ زرغام نے پریشہ پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہی۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ جو تمہیں اچھے لگے۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میں شام کو جلدی آ جاؤ گا۔۔۔ مجھے آفس جانا ہے۔۔۔ زرغام بیڈ سے اٹھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ آج کے دن بھی جائے گے۔۔۔ پریشہ بھی اٹھی تھی۔۔۔ ہاں بہت ضروری ہے۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اپ کو پتہ ہے۔۔۔ آج ورشاں کی مہندی بھی ہے۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہمارا اولیہ بھی۔۔۔ مجھے

یاد ہے۔۔۔ میں پہنچ جاؤ گا۔۔۔ تم بس اچھی سی تیار ہو جانا۔۔۔ زرغام بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔ پریشہ
نے گہرا سانس لیا۔۔۔

المیر خان لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ جہاں غزنوی، داجی اور جان عالم تھے۔۔۔ ارے دولہے راجا۔۔۔ تیار
نہیں ہوئے۔۔۔ المیر خان داجی سے ملتے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی نے
قمقمہ لگایا تھا۔۔۔ مت کر بہت منحوس لگ رہا ہے۔۔۔ جان عالم اسے یوں ہستے دیکھ کر بولا۔۔۔ ہوا
کیا۔۔۔ المیر خان نے ان دونوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ یار مت پوچھ۔۔۔ تین سوٹ چینج
کر لیے ہیں۔۔۔ لیکن اس سردار کو ایک بھی نہیں آیا۔۔۔ غزنوی ہستے ہوئے بولا۔۔۔ سالے منہ بند
کر۔۔۔ جان عالم نے پاس پڑا کوشن اٹھا کر اسے مارا۔۔۔ یار نہ کر۔۔۔ سمجھ بیچارے کی پہلی دفعہ شادی ہو
رہی ہے۔۔۔ مطلب پہلے والی دوسری دفعہ۔۔۔ کچھ تو ارمان ہو گے۔۔۔ اب بیچارے یوں سینڈ و میں تو
مہندی نہیں کرے گا۔۔۔ المیر خان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ تیری بات بھی بالکل ٹھیک
ہے۔۔۔ مذاق اپنی جگہ۔۔۔ چل میں تیرے لیے دوبارہ چکر لگا کر آتا ہوں۔۔۔ غزنوی اب سیریس ہوا
تھا۔۔۔ داجی میں سوچ رہا تھا۔۔۔ کہ عالم کو میں اپنی حویلی لے جاؤں۔۔۔ اگر اس کی اینٹری میری حویلی
سے ہوگی۔۔۔ زیادہ اچھے لگے گا۔۔۔ المیر خان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جیسا تم بچوں کا
مرضی۔۔۔ داجی نے پیار سے کہا۔۔۔ المیر خان جان عالم کو لیے باہر نکلا۔۔۔

ورشاں اپنے روم میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا مہندی کا ڈریس بیڈ پہ پڑا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں اپنا
 مہندی کا جوڑا پکڑتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور پانچ منٹ میں چینج کرتے کمرے میں
 آئی۔۔۔ سبز کلر کی قمیض جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھی۔۔۔ جس پہ گولڈن کلر کے موتی لگے ہوئے
 تھے۔۔۔ اور گولڈن کلر کی لائینز کی ڈائیزنگ ہوئی تھی۔۔۔ اور نیچے گرین کلر کا گراہ تھا۔۔۔ زمل روم
 میں آئی۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے مسکرائی۔۔۔ ورشاں تم تو تیار ہوئے بنا ہی بہت پیاری لگ رہی
 ہوں۔۔۔ زمل ورشاں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جو کہ واقع ہی ایسے بھی خوبصورت لگ رہی
 تھی۔۔۔ یہاں بیٹھو۔۔۔ میں یہ جیولری ڈالتی ہوں۔۔۔ زمل ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ورشاں ڈریسنگ مرار کے سامنے آکر بیٹھی۔۔۔ زمل نے اس کے گلے میں گولڈن کلر کا ہار
 ڈالا۔۔۔ جس پر سبز کلر کے موتی لگے ہوئے تھے۔۔۔ کانوں میں گولڈن گرین کلر کے جھمکے۔۔۔ زمل
 نے ورشاں کے بال سیٹیٹ کرتے بالوں کا سائیڈ سے سٹائل بنایا۔۔۔ اور ایک ایک لٹ دونوں طرف
 سے باہر نکالی۔۔۔ اور پیچھے سے کچھ بال آگے شانے پہ رکھتے پیشانی پہ بندیاں سیٹ کی۔۔۔ زمل نے بیڈ پر
 سے اس کا دوپٹہ اٹھاتے اس کے سر پہ سیٹ کیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ بری نظر سے بچائے۔۔۔ بہت پیاری لگ
 رہی ہوں۔۔۔ زمل نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ جس سے اس کے
 گالوں پہ ڈمپل پڑے تھے۔۔۔ جس سے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔ ہلکا سا میک اپ ہی
 ورشاں کے چہرہ کو چار چاند لگا چکا تھا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ جان خان کہاں ہے۔۔۔ ورشاں نے زمل کی طرف
 دیکھا۔۔۔ لا لا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔۔۔ اپنے روم میں ہوں گے۔۔۔ زمل نے اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں تمہیں کچھ چاہیے۔۔۔ تو بتاؤ۔۔۔ میں نیچے مورے کی بات سن لوں۔۔۔ زمل باہر

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جہاں آئمہ خان اسے بلارہی تھی۔۔۔ نہیں دیدہ۔۔۔ مجھے کچھ نہیں
چاہیے۔۔۔۔۔ ورشاں چوڑیاں پہنتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں نے گرین کلر کی چوڑیاں ہاتھوں میں
پہنی۔۔۔ ورشاں نے گجروں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور مسکرائی۔۔۔ جان خان۔۔۔ کہاں
ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاں نے گجروں کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔

یار۔۔۔ دیکھ ٹائم کیا ہو گیا۔۔۔ اور وہ سالہا بھی تک آیا نہیں۔۔۔ جان عالم غزنوی کو کالز کر رہا تھا۔۔۔ جو
ریسو نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اجاتا ہے۔۔۔ تو مریوں رہا ہے۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ تیری شادی
نہیں ہوئی۔۔۔ نا اسی لیے بول رہا۔۔۔ جب تیری ہوں گی۔۔۔ تب تجھے پتہ چلا گا۔۔۔ جان عالم لگاتار
کالز کرتے ہوئے غصے سے بول رہا تھا۔۔۔ یار۔۔۔ روک۔۔۔ میں کرتا ہوں۔۔۔ المیر خان نے غزنوی کو
کال کی۔۔۔ جو کہ دوسری ہی بیل پہ ریسو ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے المیر خان سے موبائل
چھپٹا۔۔۔ کمینے ب***ت کہاں ہے۔۔۔ تو کیا میرے ولیمے کی آئے گا۔۔۔ جان عالم اچھا خاصا سرد
لہجے میں بولا۔۔۔ اس کا چہرہ بھی لالا ہو رہا تھا۔۔۔ جسے دیکھ المیر خان مسکرا رہا تھا۔۔۔ اس کا دل کیا
تھا۔۔۔ چھت پھاڑ قہقہہ لگائے۔۔۔ لیکن وہ غزنوی کو چھوڑا اس کی طرف اجائے گا۔۔۔ اسی لیے وہ اپنے
چھت پھاڑ قہقہوں پہ لگام ڈالے ہوئے تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

روک مجھے دے۔۔۔ میں بات کرتا ہوں۔۔۔ المیر خان نے جان عالم سے موبائل لینا چاہا۔۔۔ نہیں
 تو۔۔۔ جان عالم نے بولنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن المیر خان نے اس سے موبائل پکڑا۔۔۔ غزی کہاں
 ہے۔۔۔ یار۔۔۔ واقع ہی میں کافی ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ کب تک پہنچے گا۔۔۔ المیر خان جان عالم کی سرد
 نظروں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ یار میں شوق سے تو نہیں گھوم رہا تھا۔۔۔ بس پانچ منٹ تک آرہا
 ہوں۔۔۔ غزنوی تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ چل ٹھیک ہے۔۔۔ میری طرف آئی۔۔۔ المیر خان نے
 بول کر کال بند کی۔۔۔ کہاں بک رہا ہے۔۔۔ جان عالم نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ ارہا
 ہے۔۔۔ المیر خان بغیر کسی الٹی سیدھی بات کیے بول گیا۔۔۔ تو چیل کریا۔۔۔ المیر خان نے جو س کا
 گلاس پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔ تو نہ کریا۔۔۔ المیر خان اسے کی
 گھورنے پہ بولا۔۔۔ لاونج میں جان عالم، المیر خان دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم اپنی انگلیوں میں
 انگلیاں پھسائے زمین کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جبکہ المیر خان سکون سا جو س پی رہا تھا۔۔۔

انتہا ہو گئی انتظار کی

آئی ناکچھ خبر تیرے یار کی

المیر خان جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں تجھے یہ یقین بے وفا غزنوی نہیں

پھر وجہ کیا ہوئی انتظار کی

ہائے۔۔۔

المیر خان اب کی بار مسکرایا تھا۔۔۔ جان عالم نے گلاس پکڑتے اس کی طرف پھینکا تھا۔۔۔ اوپا گل مرد!
مہندی والے دن قتل کے کیس میں پھانسی چڑھنے کا اردہ ہے کیا۔۔۔ المیر خان نیچے جھکتے ہوئے
بولا۔۔۔ مر ہی جا۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ جان عالم ورشاں کو سب سے پہلے دیکھنا چاہتا
تھا۔۔۔ لیکن جو حالت تھی۔۔۔ ورشاں کو جان عالم سب سے پہلے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

غزنوی لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں جان عالم کے کپڑوں والا بیگ تھا۔۔۔ جسے دیکھ جان
عالم صوفے سے اٹھا۔۔۔ اب بھی کیوں آیا ہے۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ سالے تجھے کس نے کہا
تھا۔۔۔ شادی سے پہلے کھا کھا کر موٹا ہو جا۔۔۔ یہ تو شکر ہے۔۔۔ رمضان کی وجہ سے تھوڑا سا ویٹ کم
ہوا۔۔۔ ورنہ پتہ نہیں میں کہاں سے ہاتھی کے سائز کے کپڑے لاتا۔۔۔ غزنوی ہاتھی لفظ پہ زور دیتے
ہوئے بولا۔۔۔ ہہ۔۔۔ تیرا سائز مجھے نہیں آتا۔۔۔ دے ادھر۔۔۔ جان عالم غزنوی سے بیگ پکڑتے
ہوئے بولا۔۔۔ ادھر۔۔۔ المیر خان نے اپنے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جان عالم المیر خان کے کمرے
کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ شکر ہے۔۔۔ تو آگیا ورنہ آج یہ میرا قتل کر دیتا۔۔۔ المیر خان غزنوی کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پتہ نہیں کس بات پہ اتنا تپا ہوا ہے۔۔۔ المیر خان نے کندھے اچکائے۔۔۔ جب عمر
گزرنے کے بعد شادی ہو رہی ہوں۔۔۔ تو پھر یہی حال ہوتا ہے۔۔۔ غزنوی ہستے ہوئے بولا۔۔۔ المیر
نے بھی چھت پھاڑ قمقہ لگایا۔۔۔ تو اسے لے کر آجانا۔۔۔ سارا انتظام کر دیا ہے۔۔۔ میں حویلی کے لیے
نکلتا ہوں۔۔۔ غزنوی بول کر باہر نکلا۔۔۔ المیر خان بھی چینیج کرنے کے لیے کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔۔۔

زرغام ابھی لاونج میں آیا ہی تھا۔۔۔ کہ شاہ در اس کی طرف بھاگا۔۔۔ بابا۔۔۔ شاہ در نے زرغام کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اپ کی ماما کہاں ہے۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔ بابا ماما تو آپ سے ناراض ہے۔۔۔ شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔۔ کیوں۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ اسی لمحے اس کی نظر گھڑی پہ پڑی۔۔۔ شیٹ یار۔۔۔ اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ زرغام اوپر کی طرف بھاگا۔۔۔ زرغام نے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور کمرے میں نظریں دوڑائیں۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشہ۔۔۔ زرغام نے مدھم سی آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اور پیچھے سے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔ پریشہ نے اپنی نیلی سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان کو غصے آیا ہوا ہے۔۔۔ زرغام نے پیار سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔۔۔ اتنی پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ غصے کرو گی۔۔۔ تو اچھا تھوڑی نا لگے گا۔۔۔ زرغام پیار سے بولا۔۔۔ اپ کی وجہ سے ہمیں لیٹ ہو گئی۔۔۔ پریشہ غصے سے بولی۔۔۔ جان ضروری تھا۔۔۔ میٹنگ اتنے دونوں سے کنسل ہو رہی تھی۔۔۔ کمپنی کو کافی لوس ہو گیا۔۔۔ اسی لیے ضروری تھا۔۔۔ زرغام نے پریشہ کے جمھکے پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اب جائے چینج کرے۔۔۔ پریشہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ بلیو کلر کی فرائز جس پہ گولڈن موتیوں کا کام ہوا تھا۔۔۔ فرائز پاؤں کو چھو رہی تھی۔۔۔ گلے میں گولڈن کلر کا گلوبند بال کچھ آگے دونوں شانوں پہ رکھے ہوئے تھے۔۔۔ جائے۔۔۔ پریشہ زرغام کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔۔ جارہا ہوں۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ دس منٹ بعد زرغام

ڈرینسنگ روم سے باہر نکلا۔۔۔ زرغام بلیک کلر کی پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اس کا بلیک کلر کا کوٹ
 صوفے پہ پڑا ہوا تھا۔۔۔ پریشے نے صوفے سے ٹائی اٹھاتے زرغام کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام نے
 مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اچھی لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کے چہرہ کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ پریشے بولتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔۔ پریشے نے دوپٹہ بالوں کے ساتھ
 سیٹ کیے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ یہ بھی پہنے۔۔۔ پریشے غصے سے
 بولی۔۔۔ بہت لا پرواہ ہے۔۔۔ پریشے اس کا کوٹ اسے پکڑاتے ہوئے بولی۔۔۔ بھول گیا تھا۔۔۔ زرغام
 نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ کسی دن مجھے مت بھول جائیے گا۔۔۔ پریشے نے منہ بناتے ہوئے
 کہا۔۔۔ ایک واحد بیوی ہی تو ہوتی ہے۔۔۔ جسے انسان بھول نہیں سکتا۔۔۔ زرغام نے پیار سے اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اس کا لہجہ میں پیار ہی پیار تھا۔۔۔ پریشے کو اس کی پیار بھری نظروں سے شرم
 آرہی تھی۔۔۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کا ہاتھ پکڑتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ زرغام پریشے
 کا ہاتھ پکڑے سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ دونوں بہت ہی پیارے لگ رہے تھے۔۔۔ شاہ دران دونوں کو
 دیکھتے تالیاں بجانے لگا۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما۔۔۔ سو کیوٹ۔۔۔ شاہ در پریشے کو دیکھتے ہوئے نمل سے مخاطب
 ہوا۔۔۔ نمل جو کہ اپنی باربی فراک کے نیچے اپنے سینڈل بند کر رہی تھی۔۔۔ اس نے سڑھیوں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ نمل نے زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور یہ پہلی دفعہ
 تھا۔۔۔ جب سے پریشے آئی تھی۔۔۔ نمل نے پریشے کو کچھ کہا تھا۔۔۔ اور وہ بھی بہت اچھے الفاظ
 میں۔۔۔ ورنہ نمل پریشے سے چڑکھاتی تھی۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ ماما یو ار سو
 کیوٹ۔۔۔ شاہ در پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ پریشے اور نمل کی ڈریس کا کلر

سیم تھا۔۔۔ پریشے نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا نہیں آئے۔۔۔ نمل زرغام سے مخاطب
 ہوئی۔۔۔ زرغام نے ٹائم دیکھا۔۔۔ میں اسے کال کرتا ہوں۔۔۔ اور میں گاڑی میں ویٹ کر رہا
 ہوں۔۔۔ جلدی آ جاؤ۔۔۔ زرغام باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے نے شاہ در کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔ نمل
 باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ نمل۔۔۔ پریشے کی آواز پہ نمل روکی۔۔۔ نمل میں جانتی ہوں۔۔۔ تم مجھے
 پسند نہیں کرتی۔۔۔ اور تم اپنی جگہ ٹھیک ہوں۔۔۔ پریشے نے اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن
 میں چاہتی ہوں۔۔۔ کہ زرغام کے سامنے تم مجھ سے ٹھیک سے بات کیے کرو۔۔۔ پریشے اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا چاہتی ہے۔۔۔ اپ۔۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے تم اپنی مورے
 روشنانے کی جگہ نہیں دے سکتی۔۔۔ مجھے چاہیے بھی نہیں۔۔۔ تم مجھے اپنی ماں نہیں سمجھتی۔۔۔ ایک
 دوست تو سمجھ ہی سکتی ہوں۔۔۔ پریشے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ نمل اس کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔۔۔ دوست۔۔۔ نمل نے اس کا لفظ دہرایا۔۔۔ کیوں نہیں بن سکتے۔۔۔ تم پہلے بھی تو مجھے
 سے اچھے سے ملتی تھی۔۔۔ میرے ساتھ وقت گزراتی تھی۔۔۔ رشتہ بدلا ہے۔۔۔ لیکن ہم تو وہی
 ہے۔۔۔ پریشے پیار سے بول رہی تھی۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔۔ نمل میں جانتی
 ہوں۔۔۔ کہ تمہیں تمہاری مورے کی بہت یاد آتی ہے۔۔۔ میں اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔۔۔ لیکن
 کوشش کر سکتی ہوں۔۔۔ کہ تمہیں ماں کی کمی نہیں ہوں۔۔۔ پریشے نے اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو
 صاف کیے۔۔۔ نمل پریشے کے گلے لگتے رو دی۔۔۔ پریشے نے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے اس کے آنسو
 صاف کیے۔۔۔ روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔ پریشے اس کے آنسو صاف کر رہے ہوئے
 بولی۔۔۔ نمل پریشے دونوں مسکرا دی۔۔۔ اپ اچھی لگ رہی ہے۔۔۔ نمل نے پریشے سے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔۔ وہ تو مجھے پتہ ہے۔۔۔ پریشے کی بات پہ دونوں مسکرائی۔۔۔ ماما۔۔۔ شاہ درجو کب سے
 انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اب پریشے کے ہاتھ کو جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ پریشے نے شاہ
 در کی طرف دیکھا۔۔۔ چلے۔۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پریشے
 نمل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ اور باہر نکلی۔۔۔ زرغام گاڑی میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ نمل
 نے پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور شاہ در کو بیٹھاتے خود بھی بیٹھی۔۔۔ اور پریشے کے لیے دروازہ
 کھولا۔۔۔ شکریہ۔۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے بیٹھی۔۔۔ واہ۔۔۔ زرغام ان دونوں کو بات کرتے دیکھ کر
 بولا۔۔۔ پریشے اور نمل دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا ہوا بابا۔۔۔ نمل زرغام کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ زرغام نے بول کر ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔

آریان سڑک پہ گاڑی لیے گھوم رہا تھا۔۔۔ وہ ورشاں سے معافی مانگ چکا تھا۔۔۔ لیکن صوفیہ کہاں
 ہے۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ اس ہی غلطیوں کی سزا صوفیہ کی ملی۔۔۔ وہ شرمندہ تھا۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا
 تھا۔۔۔ کہ وہ خود کچھ کر لے۔۔۔ صوفیہ کس حال میں ہو گی۔۔۔ اس کی پریشانی سے جان نکل رہی
 تھی۔۔۔ اریان کا موبائل جو کہ دوسری سیٹ پہ پڑا ہوا تھا۔۔۔ رنگ ہونا شروع ہوا۔۔۔ اریان نے کال
 ریسیو کی۔۔۔ چیچ۔۔۔ میں نے تو سوچا تھا۔۔۔ کہ تجھے ابھی تک صوفیہ مل جائے گی۔۔۔ لیکن تو ڈھونڈ
 نہیں سکا۔۔۔ اگر یہی اور لڑکیوں کی بجائے اپنی بیوی پہ دھیان دیا ہوتا۔۔۔ تو آج اس کا یہ حال نہ
 ہوتا۔۔۔ وہ شخص استنزیہ بولا تھا۔۔۔ صوفیہ کہاں ہے۔۔۔ اریان حلق کے بل دھاڑا
 تھا۔۔۔ چیچ۔۔۔ پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ تجھے واقع ہی اپنی بیوی کی پرواہ ہے۔۔۔ اس کے لہجے

میں مسکراہٹ تھی۔۔۔ جو کہ اس کی آواز سے واضح تھا۔ ایک دفعہ مجھے میری بیوی مل جائے۔۔۔ تیری میں جان لوں گا۔۔۔ اریان پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔ اپنی بیوی کو ڈھونڈ۔۔۔ جو کہ تجھے اب نہیں ملے گی۔۔۔ وہ بول کر کال بند کر چکا تھا۔۔۔ اور اریان کی گاڑی بری طرح سے اچھلی تھی۔۔۔ جس سے اس کی بازو بری طرح گاڑی سے لگی تھی۔۔۔ اہہ۔۔۔ اور اس کا درد چہرہ سے واضح ہوا تھا۔۔۔ اریان نے گاڑی روکی۔۔۔ اور موبائل دیکھا۔۔۔ جہاں اب زرغام کی کال تھی۔۔۔ کہاں ہوں۔۔۔ زرغام کا لہجہ سرد تھا۔۔۔ وہ۔۔۔ بابا۔۔۔ اریان بول نہیں سکا تھا۔۔۔ میں نے پوچھا کہاں ہوں۔۔۔ اب زرغام کے لہجے میں غصے تھا۔۔۔ بابا میں دوستوں کے ساتھ۔۔۔ اریان جلدی سے بولا۔۔۔ ہم عالم کی حویلی جا رہے ہیں۔۔۔ تم بھی دس منٹ میں پہنچو۔۔۔ ورنہ پھر تم جانتے ہوں۔۔۔ زرغام بول کر کال بند کر گیا۔۔۔ اریان نے غصے سے موبائل ڈیش بورڈ پہ مارا۔۔۔ پہلے ہی پریشان ہوں۔۔۔ اور بابا کو شادی کی پڑی ہوئی ہے۔۔۔ جیسے میں نے جا کر نکاح پر وانا ہوں۔۔۔ اریان نے غصے سے بولتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ بہت جلد تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ اریان نے موبائل پہ صوفیہ کی تصویر پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

غزنوی باہر کھڑا کال پہ بات کر رہا تھا۔۔۔ زرغام پریشہ کو آتے دیکھ غزنوی نے پریشہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔ غزنوی نے پیار سے پریشہ کے ہاتھ چومے۔۔۔ لالا کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ پریشہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ بالکل گڑیا جیسی۔۔۔ غزنوی نے پریشہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ استغفر اللہ میری بیوی کا چہرہ گندا کر دیا۔۔۔ زرغام پریشہ کو غزنوی سے دور کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ اور اس کی پیشانی کو رومال سے صاف کرنے لگا۔۔۔ پریشے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے
 ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ تجھ جیسا گھٹیا انسان کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ غزنوی زرغام کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ واہ بھی شاہ تو بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔۔ غزنوی زرغام کو اگنور کرتے ہوئے شاہ در
 کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ یس چاچو۔۔۔ شاہ در مسکرایا۔۔۔ چاچو۔۔۔ میری شادی کب ہو
 گی۔۔۔ شاہ در نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ چھوٹے جناب پہلے جوان تو ہو جاؤ۔۔۔ غزنوی مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے کال ریسو کی۔۔۔ المیر کہاں ہوں
 یار۔۔۔ غزنوی نے کال ریسو کی۔۔۔ بس دو منٹ پہنچے۔۔۔ المیر خان بول کر کال بند کر چکا
 تھا۔۔۔ پکڑ۔۔۔ غزنوی نے زرغام کو پھولوں والی پلیٹ پکڑائی۔۔۔ تو پاگل ہے کیا۔۔۔ زرغام پلیٹ کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مرنا۔۔۔ صرف پھول پھینکنے ہے۔۔۔ غزنوی اسے گھورتے ہوئے
 بولا۔۔۔ تو میں کیا نو کر ہوں۔۔۔ اس گھر داماد ہوں۔۔۔ زرغام نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ ہمارے ہاں
 داماد کی یہی عزت ہے۔۔۔ اسی لیے مجھ سے اور عزت نہ کروالینا اسی لیے جب وہ آئے تو پھول پھینکنے
 ہے۔۔۔ غزنوی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔ عجیب چوچلے ہے۔۔۔ زرغام چڑتے ہوئے
 بولا۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے۔۔۔ تجھے چلی کباب کی ضرورت ہے۔۔۔ غزنوی پاؤں کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے بولا۔۔۔ اس سے پہلے زرغام اسے کوئی جواب دیتا۔۔۔ کہ لان میں بیگی انٹر ہوئی تھی۔۔۔ جسے
 المیر خان چلا رہا تھا۔۔۔ اوپر سے پھول گرنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام بس دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور لان
 میں گانے بجانے شروع ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی بیگی کی طرف بڑھا۔۔۔ اور جان عالم کو اتارنے کے لیے
 آگے بڑھا۔۔۔ ایک ایک منٹ میری دفعہ کہاں تھا۔۔۔ سالے۔۔۔ زرغام جو کب سے دیکھ رہا

تھا۔ غزنوی کی طرف بڑھا۔۔ ٹانگ مت اراٹوٹ جائے گی۔۔ غزنوی دانت کچکاتے ہوئے
 بولا۔۔۔ کیوں۔۔ وجہ؟؟ میں تیرا بڑا بہنوئی ہوں۔۔۔ میری دفعہ تو تجھے یہ رسم یاد نہیں آئی
 تھی۔۔۔ زرغام نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ ہم بعد میں بحث کرے۔۔۔ زیادہ بہتر
 ہے۔۔۔ غزنوی زبردستی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کیوں۔۔۔ موقع بھی ہے۔۔۔ دستور بھی
 ہے۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ دیکھ جو ہونا تھا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ اب فلحل یہ ضروری
 ہے۔۔۔ غزنوی نے بات ختم کرنی چاہی۔۔۔ میں ایسے نہیں ہونے دو گا۔۔۔ زرغام نے راستہ
 روکا۔۔۔ پیچھے ہٹ یا۔۔۔ غزنوی اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اگر اسے نیچے لے کر جانا ہے۔۔۔ تو
 میری لاش سے پر سے گزر کر لے جا۔۔۔ زرغام سر نہیں ہوا تھا۔۔۔ یار بس کرو۔۔۔ کیوں جھگڑا کر رہے
 ہوں۔۔۔ نہ تو مجھے نیچے جانے دے گا۔۔۔ اور نہ ہی یہ مجھے لیے بنا جائے گا۔۔۔ اسی لیے یہی لے
 آؤ۔۔۔ میری دلہن۔۔۔ میں یہی بیٹھ کر مہندی لگوا لوں گا۔۔۔ جان عالم نے ان دونوں کی مشکل آسان
 کی۔۔۔ شیٹ اپ۔۔۔ زرغام، غزنوی دونوں نے یہ زبان کہا۔۔۔ بس کرو۔۔۔ بہت کو منڈی کر
 لی۔۔۔ اب اجاؤ۔۔۔ المیر خان نے زرغام کے کندھے کو تھپتھاتے ہوئے کہا۔۔۔ زرغام غزنوی
 دونوں ہی جان عالم کے ساتھ نیچے اترے۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھے۔۔۔ لان میں جگہ جگہ پیلے
 رنگ کے پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم بلیک کلر کی شلوار قمیض پہ گرین کلر کی واسکٹ پہنے ہوئے
 تھا۔۔۔ جس پہ گولڈن کلر کے بٹن لگے ہوئے تھے۔۔۔ جو کہ کھولے ہوئے تھے۔۔۔ گرین گولڈن کلر
 کے شوز پہنے ہوئے تھے۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے جان عالم سٹیج کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔۔ غزنوی
 نے اس کی بازو پکڑتے اسے روکا۔۔۔ کمینے صبر کر۔۔۔ غزنوی لب بھینچے بولا۔۔۔ غزنوی خان، زرغام

خان، المیر خان نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ اریان۔۔۔ یہاں آو۔۔۔ المیر خان نے آریان کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جو کہ ابھی آیا تھا۔۔۔ یہاں سے پکڑو۔۔۔ المیر خان نے اسے پکڑاتے خود دوسری طرف سے پکڑا۔۔۔ جان عالم کے سر پہ سیلے رنگ کا دوپٹہ کیا ہوا تھا۔۔۔ اور اسے لے جا کر صوفیہ پہ بٹھایا۔۔۔ زرغام خان، غزنوی خان سیٹھ پہ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے بلار ہی ہے۔۔۔ غازیہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے غزنوی کی طرف آئی۔۔۔ او میں بھول گیا تھا۔۔۔ غزنوی اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اریان کو دیکھتے غزنوی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے مسکرایا۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اور روم میں آیا۔۔۔ جہاں ورشاں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ بلکل چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔۔۔ میری جان۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کی ہتھیلی چومی۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ ورشاں کے سر پہ بھی وہی دوپٹہ کیا گیا تھا۔۔۔ جسے نمل خان، زمل خان، پریشہ خان اور ایک ملازمہ نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی ورشاں کو اپنے حصار میں لیے باہر آیا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ صوفیہ کہاں ہے۔۔۔ ورشاں نے زمل کو مخاطب کیا۔۔۔ وہ اندر ہے۔۔۔ اتی ہے۔۔۔ زمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان جو کہ راستہ میں پریشانی سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس نے حیرانگی سے زمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے لگا کہ اس نے شاید غلط سنا ہے۔۔۔ اور اندر کی طرف بھاگا۔۔۔ ورشاں کو لا کر جان عالم کے ساتھ بٹھایا۔۔۔ جان عالم کہیں اور دیکھنا ہی بھول گیا تھا۔۔۔ ورشاں کی پلکیں ہنواز جھکی ہوئی تھی۔۔۔ جسے دیکھ جان عالم مسکرایا۔۔۔ غزنوی داجی کو لیے سیٹھ پہ آیا۔۔۔ داجی نے دونوں کے سر پہ پیار دیا۔۔۔ اور بیٹھ گئے۔۔۔ پہلے تم سب بچے کر لوں۔۔۔ ہم آخر میں جائے گے۔۔۔ ائمہ خان غزنوی خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جی بڑی امی۔۔۔ غزنوی خان زمل خان کے ساتھ سیٹھ پہ آیا۔۔۔ غازیہ پہلے

سے ہی جان عالم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام خان، المیر خان، پریشہ خان بھی سیٹج پہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی نے ہزار کانوٹ نکالتے ہوئے جان عالم کے ہاتھ پہ رکھا۔۔۔ اور دوسرا نوٹ ورشاں کے ہاتھ پہ رکھنے لگا۔۔۔ رہنے دے۔۔۔ جان عالم غزنوی کا ہاتھ پیچھے کر گیا۔۔۔ کیوں مہندی کیا تیرے منہ پہ رکھنی ہے۔۔۔ غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں میرے منہ پہ کیوں رکھنی ہے۔۔۔

sharing is scaring

جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ دیکھ ایسے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ اپنے ہاتھ پہ رکھتے ہزار کانوٹ ورشاں کے ہاتھ پہ رکھا۔۔۔ ورشاں شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اسے جان عالم سے امید نہیں تھی۔۔۔ کہ وہ سب کے سامنے ایسے کرے گا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ سب جان عالم کی اس حرکت پہ مسکرائے تھے۔۔۔ ہاتھ چھوڑ۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ چھوڑنے کے لیے پکڑا ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ سالے گھانا باندھا۔۔۔ اور ورشاں کی میٹھی میں کچھ پیسے رکھتے اسے بند کرنے کا کہا۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی زمل رسم کر کے نیچے اترے۔۔۔ ورشاں تو نظریں ہی نہیں اٹھا سکی تھی۔۔۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ کیونکہ جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔ سیٹج پہ اس وقت کوئی نہیں تھا۔۔۔ چھوڑ دے۔۔۔ ورشاں جھکی نظروں سے بولی۔۔۔ کچھ دیر تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں رہے ساری کائنات میرے پاس رہے۔۔۔ کیا مجھے حق نہیں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے پلکیں جھپک رہی تھی۔۔۔ پریشہ زرغام کے ساتھ سیٹج پہ آکر بیٹھی۔۔۔ پریشہ نے ورشاں

کو خود سے لگایا۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ پریشے نے چبچ میں تھوڑا سا گلاب جامن لیتے ورشاں کی طرف کیا۔۔۔ آپی بس۔۔۔ اور نہیں کھا سکتی۔۔۔ میٹھا۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے مسکرائی۔۔۔ کھانے تو پڑے گا۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ ورشاں نے تھوڑا سا کھایا تھا۔۔۔ زرغام جان عالم سے ملا۔۔۔ چل ہاتھ آگے کر۔۔۔ زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نہیں بندھو اتنا چھوڑ۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ دو گا۔۔۔ ایک کان کے نیچے چل ہاتھ آگے کر۔۔۔ زرغام اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اس کے ہاتھ پہ گل مانا باندھا۔۔۔ چل تیرا ہو گیا اب۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں ہو گیا۔۔۔ زرغام بھی مسکرایا۔۔۔ ویسے اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ تو مجھے پتہ ہے۔۔۔ جان عالم نے فخریہ انداز میں کالر ٹھیک کیا۔۔۔ سب کے مہندی لگانے کے بعد زمل خان، اور پریشے خان آئمہ خان اور رابیہ خان سٹیج پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بیٹایہ دوپٹہ کے پلو آگے کرو۔۔۔ آئمہ خان مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں بڑی امی۔۔۔ ورشاں نے ہمیشہ کی طرف سوال کیا۔۔۔ آئمہ خان مسکرائی۔۔۔ بیٹے یہ رسم ہوتی ہے۔۔۔ آئمہ خان نے پیار سے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ زمل نے ورشاں کے دوپٹہ کے پلو کو پکڑتے ورشاں کو پکڑایا۔۔۔ ورشاں نے دوپٹہ کا پلو آگے کیا۔۔۔ جس میں آئمہ خان نے بد ڈالی۔۔۔ اور ورشاں کے سر پیار دیتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔۔۔ اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔۔۔ آئمہ خان نے جان عالم کی بھی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ رابیہ خان نے بھی ورشاں اور جان عالم کے سر پہ پیار دیتے ان کو دعائیں دی۔۔۔ پریشے بچہ تم یہ نکالو۔۔۔ اور ورشاں کو کمر میں لے جاؤ۔۔۔ رابیہ خان زمل

اور پریشے کے سر پہ پیار دیتے ہوئے نیچے اتری۔۔۔ پریشے نے باسکٹ زمل کو پکڑائی۔۔۔ اور ورشاں کے دوپٹہ میں سے ساری چیزیں نکالتے ہوئے اس باسکٹ میں ڈالی۔۔۔ زمل نے وہ باسکٹ ملازمہ کو پکڑائی۔۔۔ اور پریشے کے ساتھ ورشاں کو لیے سیٹج سے نیچے اتری۔۔۔ تھوڑی دیر بیٹھی رہنے دو۔۔۔ جان عالم ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ تو فکر نہ کر ہم تیری رات خوب مزے کی گزارے گے۔۔۔ المیر خان جان عالم کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ تو کیا رومانس کر کے دیکھائے گا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اللہ یہ بندہ صحیح رومانس کو ترسا ہوا ہے۔۔۔ زرغام نے المیر کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔ ویسے اس عمر میں شادی ہوں۔۔۔ تو آدھے فیوز پہلے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔ المیر خان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ خدا کرے تم دونوں اس دنیا سے کوچ کر جاؤ۔۔۔ جان عالم بول کر اٹھا۔۔۔ ارے دولہے راجا۔۔۔ کدھر۔۔۔ المیر خان اور زرغام خان نے جان عالم کی بازو پکڑتے اسے پھر سے صوفے پہ بٹھایا۔۔۔ تو دونوں کی سڑھی ہوئی شکل نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ ابھی تو ہم تیری عزت پہ ہاتھ ڈالے گے۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ شرم کر۔۔۔ اتنی کمی ہے۔۔۔ رومانس کی تو کہیں اور جا۔۔۔ میری عزت پہ ہاتھ ڈالنے کا سوچنا بھی نہیں۔۔۔ جان عالم نے کالر ٹھیک کیا۔

۔۔۔ فنی۔۔۔ ہم تیری عزت لوٹے گے۔۔۔ مطلب تیرے کپڑے پھاڑے گے۔۔۔ رسم ہے۔۔۔ زرغام نے رسم ہے۔۔۔ یاد کرو انا ضروری سمجھا۔۔۔ غزنوی جو کہ پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے آگے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ خبردار اگر کسی نے بھی اس کے کپڑے پھاڑنے کا سوچا۔۔۔ میں اتنی مشکل سے اس کے لیے کپڑے لے کر آیا ہوں۔۔۔ غزنوی دونوں ہاتھ جان عالم کے

آگے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ تو پاگل ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ رسم ہے۔۔۔ رسم۔۔۔ المیر خان اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ میں دیواریں چین بن کر کھڑا ہوں۔۔۔ حفاظت کرو گا۔۔۔ ان کپڑوں کی۔۔۔ غزنوی اٹل لہجے میں بولا۔۔۔ زرغام المیر خان دونوں قہقہہ لگانے سے خود کو روک نہ سکے۔۔۔ اور آگے بڑھتے غزنوی کو پیچھے کرتے جان عالم کے کپڑے پھاڑ چکے تھے۔۔۔ کمینوں۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ یار آج کی رات ہے۔۔۔ چل تھوڑا سا ڈانس کر لے۔۔۔ المیر خان نے زرغام کو آنکھ ماری۔۔۔ اور جان عالم کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔

اریان اندر آیا۔۔۔ لاونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ اریان گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں صوفیہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اریان اس کی طرف بڑھتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔ اریان سختی سے صوفیہ کے گرد حصار بنائے ہوئے تھا۔۔۔ صوفیہ حیران تھی۔۔۔ اسے کیا ہوا۔۔۔ اریان۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔ صوفیہ نے اریان کو خود سے دور جھٹکا۔۔۔ ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔ ٹھیک ہوں نا۔۔۔ اریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ پاگل ہو گئے ہوں کیا۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ ائی لو یو صوفیہ۔۔۔ اریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اس کا ہاتھ جھٹکتے مسکرائی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔ کہ میں پاگل ہوں کیا۔۔۔ بار بار تمہارے ان ڈراموں پہ اعتبار کر لوں گی۔۔۔ صوفیہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ مسٹر اریان۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔ میں تم سے اتنی نفرت کرتی ہوں۔۔۔ کہ دعا کرتی تھی۔۔۔ کہ کبھی ہمارے سامنا نہ ہوں۔۔۔ کبھی تمہاری آواز نہ سنو۔۔۔ لیکن تم میرے سامنے آ گئے۔۔۔ اور میں تمہیں صرف

برداشت کر رہی ہوں۔۔۔ اسی لیے مجھ سے دور رہوں۔۔۔ اگر میری برداشت ختم ہو گئی۔۔۔ تو تمہارا
قتل کر دو گی۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولتے رو کی نہیں تھی۔۔۔ صوفیہ اس کے سامنے ہے۔۔۔ اریان نے
اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ بس یہی کافی تھا۔۔۔ صوفیہ میں تو بس تم سے معافی مانگنے آیا تھا۔۔۔ اریان
اسے جاتے دیکھ کر بولا۔۔۔ لیکن وہ جا چکی تھی۔۔۔ اریان روم سے باہر نکلا۔۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔۔ وہ
صوفیہ کو دیکھ چکا تھا۔۔۔ یہ کافی تھا۔۔۔

جان عالم کے روم میں گانے بج رہے تھے۔۔۔ ورشاں جو کہ اپنے روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زمل
پریشے کو دیکھتے کچھ سوچتے جان عالم کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ اور روم کا تھوڑا سا دروازہ کھولتے
اندر دیکھنے لگی۔۔۔ سب سے اوپر ورشاں۔۔۔ اس سے نیچے پریشے۔۔۔ اور پھر زمل۔۔۔ اندر دیکھ رہی
تھی۔۔۔

بلو ٹھمکہ لگا سنواو

سونگ چل رہا تھا۔۔۔ جس پہ المیر خان ٹھمکہ لگا رہا تھا۔۔۔

تیراوتیج نشہ بلوہائے ہائے بوت اے

یہ لائن آتے ہی زمرغام نے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے جان عالم کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے کی
آنکھیں تو پھٹنے کو تھی۔۔۔ پریشے حیران تھی۔۔۔

سانوں وی اے نشہ پین داشوق اے

اس لائن پہ غزنوی نے جان عالم کے چہرہ پہ انگلی کی تھی۔۔۔ غ۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل کی آواز لڑکھرائی
تھی۔۔۔

اور ورشاں ان دونوں کو دیکھتے ہوئے ہنس رہی تھی۔۔۔ ورشاں کے ہسنے پہ زل نے اس کے ہونٹوں پہ
ہاتھ رکھا۔۔۔ شش۔۔۔ اندر آواز چلے جائے گی۔۔۔ زل ہلکی سی آواز میں بولی۔۔۔

چردی جوانی تیری منگ دی اے پیارنی

اب کی بار جان عالم نے ہاتھ نیچے لے جاتے اوپر کی طرف کیا تھا۔۔۔ ورشاں کا حیرت کے منہ کھولا
تھا۔۔۔ مجھے نہیں دیکھنا۔۔۔ لگتا ہے۔۔۔ پاگل ہو گئے ہے۔۔۔ ورشاں اتنا بولی ہی تھی۔۔۔ کہ اندر سے
سونگ بند ہوا۔۔۔ ورشاں تو ایک سیکنڈ سے پہلے غائب ہوئی تھی۔۔۔ پریشے زل اس سے پہلے
جاتی۔۔۔ کہ روم کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔ ہم۔۔۔ پریشے نے زل کی طرف بھی
اشارہ کیا۔۔۔ بولو۔۔۔ نا۔۔۔ ہم کیوں آئی ہے۔۔۔ پریشے نے زل کو کوئی ماری۔۔۔ آہہ۔۔۔ زل نے
اپنی کوئی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ہم یہاں غازیہ کو لینے آئی تھی۔۔۔ زل نے بول کر پریشے کو اشارہ کیا۔۔۔ اور
غائب ہوئی تھی۔۔۔ اب تو تم دونوں گئے۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ چپ کر کمینے میری
بیوی مجھ سے ڈرتی ہے۔۔۔ زرغام نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ واقع۔۔۔ جان عالم پیچھے کھڑی پریشے کو
دیکھ چکا تھا۔۔۔ ہاں بالکل۔۔۔ میں ایک دفعہ غصے سے دیکھ لوں۔۔۔ تو وہ کچھ بول نہیں سکتی۔۔۔ زرغام
مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ تیری بیوی تجھ سے ڈرتی ہے۔۔۔ کیا بات
ہے۔۔۔ اب کی بار المیر خان بولا تھا۔۔۔ ڈروا ہی اتنا۔۔۔ زرغام بولتے ہوئے گھوما تھا۔۔۔ کہ پیچھے کھڑی

پریشے کو دیکھتے چپ ہوا۔۔۔ پریشے پیر میٹکتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔ ب****س بتا نہیں سکتے
تھے۔۔۔ کیا۔۔۔ زرغام بول کر باہر نکلا۔۔۔ اس کہ تو لگ گئی۔۔۔ اس سے پہلے تیری لگے۔۔۔ تو بھی
نکل۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہاں سہی بول رہا ہے۔۔۔ غزنوی باہر
نکلا۔۔۔

زرغام پریشے کے پیچھے آیا۔۔۔ میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ جان۔۔۔ زرغام نے پریشے کی کلائی پکڑی۔۔۔ کچھ
بھی کرے۔۔۔ اب میں یہی رہوں گی۔۔۔ اپ جائے۔۔۔ پریشے بول کر کمرے میں جاتے دروازہ بند
کر چکی تھی۔۔۔ زرغام بالوں میں ہاتھ پھیرتے نیچے اترا۔۔۔

ورشٹاں اپنے اویزے اتار رہی تھی۔۔۔ کہ دروازہ نوکڈ ہوا۔۔۔ ورشٹاں دروازے کی طرف
بڑھی۔۔۔ اور دروازہ کھولا۔۔۔ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔ ورشٹاں نے پھر سے دروازہ بند کر لیا۔۔۔ ورشٹاں
مری ہی تھی۔۔۔ کہ چینیخی تھی۔۔۔
----- "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 95 پارٹ 1

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاں نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ کیوں میں نہیں اسکتا۔۔۔ جان عالم جو کہ سامنے
 ہی بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اسے حیران دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور تم نے یہ کیسے سوچ لیا۔۔۔ کہ میں تمہیں
 دیکھے بنا ہی رہ لوں گا۔۔۔ جان عالم اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ و۔۔۔ رات۔۔۔ بہت ہو گئی
 ہے۔۔۔ آ۔۔۔ آپ جائے۔۔۔ ورشاں اپنی لڑکھڑاتی زبان پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔۔۔ ڈر کیوں رہی
 ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی لڑکھڑاتی آواز پہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ جب آپ ایک لڑکی
 کے کمرے یوں بنا پوچھے اجائے گے۔۔۔ تو خوش تو ہونے سے رہی۔۔۔ ورشاں اسے اب گھورتے
 ہوئے بولی۔۔۔ اور یہ لڑکی میری بیوی ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے ہوئے
 کہا۔۔۔ آپ جائے۔۔۔ ورشاں اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں جاؤ گا۔۔۔ جان عالم
 اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔۔۔ تم نے کیسے سوچ لیا۔۔۔ تمہارے بنا رہ لوں گا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کا نرم ملائم ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں نے اس کی نظروں کا سامنا نہ کرتے ہوئے نظریں جھکائے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ بولو
 میری جان حیات۔۔۔ جان عالم بے حد پیار سے بولا۔۔۔ اگر کسی نے دیکھ لیا۔۔۔ اچھا نہیں لگے
 گا۔۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں بولی رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ کہ کہیں
 وہ خفا تو نہیں ہوا۔۔۔ جان عالم ورشاں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ تمہیں اچھے نہیں لگے گا۔۔۔ جان عالم اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ اوکے۔۔۔ اب کل رات ہی تمہارے سامنے آؤ گا۔۔۔ جان عالم بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔ اور

ورشاشاں نے اسے جاتے دیکھا تھا۔۔۔ کتنا پیار کرتا تھا۔۔۔ کہ اس کی ہر بات پہ عمل کر لیتا تھا۔۔۔ ورشاشاں مسکرائی۔۔۔ لیکن اگر جان خان۔۔۔ اتنی محبت کرتے تھے۔۔۔ تو اتنے سال دور کیوں بھیجا۔۔۔ ورشاشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ اور اپنا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ وہ ابھی تک اسی سوٹ میں تھی۔۔۔ اف۔۔۔ ورشاشاں نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور تکیہ میں چہرہ چھپائے لیٹ گئی۔۔۔

مہندی کی رات گزر گئی۔۔۔ اور بارات کا دن آگیا۔۔۔ اور حویلی میں ہلچل چل رہی تھی۔۔۔ ہر طرف تیاریاں چل رہی تھی۔۔۔ اور مزے کی بات تو یہ تھی۔۔۔ کہ دلہن میڈیم ابھی تک سو رہی تھی۔۔۔ زل اسے دو دفعہ جاگنے لگی تھی۔۔۔ لیکن ورشاشاں نہیں جاگی تھی۔۔۔ وہ نیند کی بہت پکی تھی۔۔۔ سب ناشتے کی ٹبل پہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ سوائے جان عالم اور ورشاشاں کے۔۔۔ مطلب دولہا، دلہن ہی غائب۔۔۔ داجی نے ایک نظر ڈانگ روم میں ڈالی۔۔۔ ورشاشاں اور عالم کہاں ہے۔۔۔ حبیب اللہ خان نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ کھانا کی ٹریں ملازمہ کے ساتھ لے کر آرہی تھی۔۔۔ ورشاشاں سو رہی ہے۔۔۔ اور عالم بھی ابھی تک کمرے سے نہیں نکلا۔۔۔ آئمہ خان بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے، زل ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ زرغام داجی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی احمد فراز کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ المیر کیارات میں ہی چلا گیا تھا۔۔۔ حبیب اللہ خان نے غزنوی سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔ جی بڑے بابا۔۔۔ زرغام بھی ابھی آیا ہے۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کہاں ہے۔۔۔ زل نے پریشے کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اسے یونی میں کوئی کام تھا۔۔۔ اسی لیے وہ تھوڑی دیر پہلے چلے گئی۔۔۔ پریشے غازیہ کو کھانا کھلاتے ہوئے بولی۔۔۔ میں ایک

دفعہ دوبارہ ورشاں کو جاگتی ہوں۔۔۔ زل بول کر ورشاں کے روم کی طرف بڑھی۔۔۔ زل کمرے میں آئی۔۔۔ اور اس کے خیال کے مطابق ورشاں ابھی بھی سو رہی تھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ زل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان خان مجھے سونے دے۔۔۔ ورشاں چہرہ تکیہ میں چپھاتے ہوئے بولی۔۔۔ زل کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ ورشاں۔۔۔ اب کی بار زل نے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا۔۔۔ کیا ہے۔۔۔ ورشاں غصے سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ لیکن زل کو دیکھتے اس کا غصہ کم ہوا تھا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ورشاں تکیہ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ اج شادی ہے۔۔۔ تمہاری اور تم سو رہی ہوں۔۔۔ زل اس کے بلینکٹ کو ترتیب سے رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے پھر سے تکیہ پہ چہرہ رکھ گئی۔۔۔ شادی ضروری ہے۔۔۔ یا پھر نیند۔۔۔ زل اس کے بیڈ سے اس کی جیولری اٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ نیند پوری کرنا۔۔۔ ورشاں بند آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ اپ کو نہیں پتہ کیا۔۔۔ اگر نیند پوری ہوگی۔۔۔ تو شادی ہوگی۔۔۔ ورشاں کسمکاتے ہوئے بولی۔۔۔ ابھی اٹھ جاؤ۔۔۔ بارہ بج رہے ہیں۔۔۔ زل نے پھر سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور ورشاں اب کی بار اٹھ بھی گئی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ ورشاں اٹھ کر واشروم میں فریش ہونے چلے گئی۔۔۔ زل بھی کمرے سے باہر آگئی۔۔۔ ورشاں کچھ ہی دیر میں فریش ہو کر کمرے میں آئی۔۔۔ اور سادہ سائیلو کلر کا سے پہنے ہوئے تھا۔۔۔ جس کے ساتھ اس کا جال دوپٹہ تھا۔۔۔ لیکن ورشاں اس کی بجائے بلیک کلر کا سلک کا دوپٹہ لیے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ چہرہ میک اپ سے پاک وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ ورشاں جب تک ڈانگ روم میں آئی۔۔۔ سب کھانا کھا کر جا چکے تھے۔۔۔ ورشاں چمیر پہ بیٹھی۔۔۔ ملازمہ نے کھانے کی ٹریں اس

کے سامنے رکھی۔۔۔ شکریہ بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں نے جو س کا گلاس پکڑتے ہوئے
ہونٹوں سے لگایا۔۔۔ اور جو س ختم کر گئی۔۔۔ رمشاء جو کہ ابھی ہی اپنے روم سے آئی تھی۔۔۔ ورشاں
اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ شادی مبارک نہیں بولو گی۔۔۔ ورشاں اسے بیٹھتے دیکھ کر بولی۔۔۔ شادی
مبارک ہوں۔۔۔ رمشاء بول کر کھانے میں مصروف ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں نے اسے آنکھیں چھوٹی
کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ تمہیں فرق نہیں پڑ رہا۔۔۔ میری اور جان خان کی شادی ہو رہی
ہے۔۔۔ ورشاں نے ایک بانٹ لیتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے کیوں پڑے گا۔۔۔ رمشاء ہلکا سا مسکراتے ہوئے
بولی۔۔۔ ورشاں چلو۔۔۔ یار ٹائم بہت ہو گیا ہے۔۔۔ پریشے کی آواز پہ ورشاں جلدی سے اٹھی۔۔۔ اور
اس کے پیچھے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔ سب تقریباً تیار ہو چکے تھے۔۔۔ زمل ریڈ کلر کی فراک ہائی ہیل پہنے
بالوں کا جوڑا بنا کر ان پہ پھول لگائے ہوئے تھی۔۔۔ دوپٹہ اچھے سے شولڈر پہ سیٹ کیا ہوا
تھا۔۔۔ ہونٹوں پہ ریڈ لپسٹک آنکھوں میں ہلکا سا کاجل اور اتنے سے ہی میک میں وہ خوبصورت لگ
رہی تھی۔۔۔ تھوڑے سے ہی میک اپ نے اس کی خوبصورتی میں اضافے کر دیا تھا۔۔۔ زمل نیچے لاونج
میں آئی۔۔۔ جہاں آئمہ خان، رابیہ خان کے ساتھ غازیہ کو لیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنے روم
میں تیار ہو رہی تھی۔۔۔

جان عالم فریش ہو کر آیا۔۔۔ جان عالم المیر۔ ان کی حویلی میں ہی تھا۔۔۔ غزنوی جو کہ پہلے سے ہی تیار ہو کر آچکا تھا۔۔۔ اب جان عالم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو پتہ نہیں خود شاید ہیر و سمجھ رہا تھا۔۔۔ اوئے جلدی کر۔۔۔ غزنوی چڑتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ ایک گھنٹے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو مرار کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ تجھے مسئلہ ہے کیا۔۔۔ جان عالم نے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے مرار میں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی اس سے پہلے کچھ بولتا کہ اس کے موبائل پہ کال انی شروع ہوئی۔۔۔ موبائل ڈریسنگ مرار پہ پڑا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے زمل کا نام دیکھتے کال ریسو کی۔۔۔ بیچارا غزنوی صرف نفی میں سر ہلا سکا تھا۔۔۔ دو بہنوئی دونوں ہی نمکے۔۔۔ وہ اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ بولو میری پیاری بہن۔۔۔ جان عالم کال ریسو کرتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ اپ ابھی تک آئے کیوں نہیں۔۔۔ اور نہ ہی غزنوی ابھی تک مجھے لینے آئے۔۔۔ کیا میں آپ کی رسم آپ کی شادی کے بعد کرو گی۔۔۔ زمل غصے سے بولی۔۔۔ میری پیاری سی بہن کو غصے آیا ہوا ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ موبائل دے میرا۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف بڑھتے اس سے موبائل پکڑنا چاہا۔۔۔ صبر کر۔۔۔ مرکیوں رہا ہے۔۔۔ جا جا کر زمل کو لے آ۔۔۔ وہ کب سے انتظار کر رہی ہے۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ خود جا کر لے آ۔۔۔ میں تیرا نوکر ہوں۔۔۔ کیا۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔۔ زمل غزنوی بول رہا ہے۔۔۔ کہ میں تیرا نوکر۔۔۔ ابھی جان عالم اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ غزنوی اس سے فون جھپٹ چکا تھا۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ بیگم۔۔۔ غزنوی نے بول کر کال بند کی۔۔۔ کتنا ڈرتا ہے۔۔۔ میری بہن سے۔۔۔ شیرنی ہے۔۔۔ میری بہن شیرنی۔۔۔ جان عالم فخریہ انداز میں بولا۔۔۔ تو کون سا نہیں ڈرتا۔۔۔ کچھ دن کی ہی بات پھر تو میری بہن کی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکے گا۔۔۔ غزنوی بھی

ہستے ہوئے بولا۔۔۔ نہ کر منحوس لگ رہا ہے۔۔۔ غزنوی جان عالم کو اسی کو کوٹ مارتے ہوئے باہر

نکلا۔۔۔

غزنوی کی گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ غزنوی بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اور ساتھ
وائٹ کلر کی چادر لیے ہوئے تھا۔۔۔ پشوری چپل پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔۔ وہ اپنی جاندار
پر سنلٹی لیے اندر لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ زمل لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کو دیکھ کر زمل
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی زمل کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اور زمل کی طرف بڑھا۔۔۔ ائمہ
خان، رابیہ خان سے پیار لیتے غزنوی زمل کی طرف بڑھا۔۔۔ چلے بیگم۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے
بولا۔۔۔ جی۔۔۔ زمل بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زمل کو لیے باہر آیا۔۔۔ غزنوی
نے زمل کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور اس کے بیٹھتے ہی بند کیا۔۔۔ غزنوی نے
ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ سہرا بندی تو ہو جائے گی۔۔۔ لیکن جب گھوڑے کی لگام پکڑتے ہے۔۔۔ وہ
رسم میں اپنی حویلی میں کروگی۔۔۔ گاری میں خاموشی کو زمل نے توڑا۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ جیسے تمھیں ٹھیک لگے۔۔۔ بیگم۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے ہم کوئی اپنی بھی
بات کر سکتے ہیں۔۔۔ غزنوی نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس پہ نظر ڈالی۔۔۔ ہماری بات۔۔۔ زمل نے
اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں بالکل۔۔۔ ہم کر سکتے ہیں۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کون
سی۔۔۔ زمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ پیار، محبت، اعتبار، رومانس کوئی
بھی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ آتا ہے۔۔۔ اپ کو۔۔۔ زمل نے غزنوی

کے کندھے پہ ہلکا سا مکہ مارا۔۔۔ نہیں میری زندگی میں صرف تم سے محبت کرنا ہے۔۔۔ تمہیں دیکھ کر
 جو احساس پیدا ہوتے ہیں۔۔۔ انہیں محبت دیوانگی کہتے ہیں۔۔۔ غزنوی زل کا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگا
 گیا۔۔۔ بس کر دے۔۔۔ اور جلدی کرے۔۔۔ اپ کی بیٹی آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ اور وہ سب
 کو تنگ کرے گی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی کی گاڑی المیر خان کی حویلی
 کے اندر آ کر روکی۔۔۔ غزنوی نے گاڑی سے نکلے اس کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔ اور زل کا ہاتھ پکڑتے
 اسے باہر نکلنے میں مدد کی۔۔۔ غزنوی نے زل کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ اور زل کا دوپٹہ جو کہ کندھوں پہ
 تھا۔۔۔ اس کے سر پہ کیا۔۔۔ اسے سر پہ رکھا کرو۔۔۔ اور زل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اندر کی طرف
 بڑھا۔۔۔ وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس پر سے بامشکل اپنی نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا۔۔۔ غزنوی
 زل کے ساتھ اندر لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔ جان عالم، المیر خان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ زرغام بھی
 پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے اسے دیکھتے اشارہ کیا تھا۔۔۔ وہ سمجھ
 چکا تھا۔۔۔ کہ زل کہنا یہ چاہ رہی ہے۔۔۔ کہ وہ اسے ان سب کے درمیان لے آیا ہے۔۔۔ زل جان
 عالم کے گلے لگی۔۔۔ لا لا آپ تو بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اسی لیے تو
 لوگ جل رہے ہیں۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ زرغام خان، المیر خان
 دونوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ ہماری بہن۔۔۔ المیر خان نے بھی زل
 کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ بوڑھا ہو گیا۔۔۔ ہے نایہ۔۔۔ اسی لیے سر پہ پیار دیتا ہے۔۔۔ غزنوی المیر کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ سالے۔۔۔ تو نہیں سمجھ سکتا۔۔۔ بھائی چھوٹے بھی ہوں۔۔۔ تو بڑے ہوتے
 ہیں۔۔۔ زرغام المیر خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے بھی پیار سے زل کے سر

پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یہ لوں میری بہن۔۔۔ المیر خان نے صہرے والی ٹریں آگے کی۔۔۔ زل نے مسکراتے ہوئے صہارا پکڑا۔۔۔ اور جان عالم کے سر پہ ڈالا۔۔۔ زل نے صہارا ڈال کر ہاتھ آگے کیا۔۔۔ کیا؟؟ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ لالاجھے نیک دے۔۔۔ زل اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ ارے میری بہن۔۔۔ یہ ڈال کر پیسے ملتے تو آج ہر کوئی امیر ہوتا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا۔۔۔ زل معصومیت سے اداس سا چہرہ بنا کر بولی۔۔۔ جان عالم نے پیسے نکالتے ہوئے زل کے ہاتھ پہ رکھے۔۔۔ بہت اچھے ہے۔۔۔ لالا آپ۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ کہاں ہے۔۔۔ زل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ بھابی صوفیہ اپنے روم میں ہے۔۔۔ المیر خان اسے جواب دیتے جان عالم کے ساتھ بیٹھا۔۔۔ میں جاؤ۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جلدی آنا۔۔۔ تمہیں پہلے حویلی چھوڑ کر آنا ہے۔۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مطلب۔۔۔ زل نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بیگم۔۔۔ مطلب یہ کہ تم سب کو حویلی میں ہونا چاہیے۔۔۔ جب ہم آئے۔۔۔ سمجھی۔۔۔ غزنوی پیار سے اس کی ٹھوڑی چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ زل صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

زل خان، صوفیہ خان، پریشہ خان، نمل خان حویلی پہنچ چکی تھی۔۔۔ لان سے ڈھول بجنے کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے آئمہ خان کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔ آئمہ خان نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ مورے۔۔۔ میں باہر جاؤ۔۔۔ زل نے آئمہ خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ کہ زل رسم کے لیے باہر جانے کا بول رہی ہے۔۔۔ ہاں بیٹا جاؤ۔۔۔ آئمہ

خان پیار سے بولی۔۔۔ زل اپنی فراک سنبھالتے ہوئے باہر آئی۔۔۔ لان کا نقشہ کل کی نصیبت بدل چکا تھا۔۔۔ لان میں کل جہاں پیلے اور سفید پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ اب وہی لال رنگ کے پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ زمین پہ ریڈ کلر کے کالین۔۔۔ جان عالم گھوڑے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ گھوڑے کا کلر سفید تھا۔۔۔ جان عالم بھی کریم کلر کی شیر وانی پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اور سر پہ صہرا پہنا

ہوا تھا۔۔۔ زل کو دیکھتے غزنوی اس کی طرف بڑھا۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ غزنوی اسے باہر دیکھ کر بولا۔۔۔ میں اپنی رسم کرنے کے لیے آئی ہوں۔۔۔ غزنوی لان میں تھا۔۔۔ باہر جا کر رسم کرو گی۔۔۔ غزنوی نے تھوڑا سا سرد لہجے میں کہا۔۔۔ اس کے سرد لہجے پہ زل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ ایک اکیلا بھائی ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ اب کچھ رسمیں ہے۔۔۔ کیا وہ بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ زل نم آواز میں بولی۔۔۔ اور اتنے میں ہی اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ اور ناک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اچھا اب رونا مت۔۔۔ غزنوی اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ میری بات نہیں مانے گے۔۔۔ تو رونے کے سوائے میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔ زل نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ اگر تم روئی تو آج تمہارے لالا کی شادی والے دن چل پھیرنے سے قاصر کر دو گا۔۔۔ غزنوی زل کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے باہر آیا۔۔۔ زل اس کے پیچھے ہی تھی۔۔۔ زرغام خان، المیر خان جان عالم پہ ویل دے رہے تھے۔۔۔ غزنوی کے ساتھ زل کو دیکھتے اسے راستہ دیا تھا۔۔۔ جان عالم کے آگے شاہ در بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جس کا بالکل جان عالم کے کپڑوں سا سیم کلر تھا۔۔۔ صوفیہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔۔۔ صوفیہ لائٹ پنک کلر کی سینڈریلا فراک پہنے ہوئے تھی۔۔۔ بالوں کی فرنیچ بنائے آگے سے

تھوڑے سے بال نکالے ہوئے تھے۔۔۔ اور سر پہ دوپٹہ سیٹ کیے ہوئے تھی۔۔۔ زمل خان اور صوفیہ
 خان دونوں ہی غزنوی کے آگے تھی۔۔۔ غزنوی ان کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زمل خان نے گھوڑے کی
 لگام پکڑنی چاہی تھی۔۔۔ لیکن وہ ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ یہاں سے پکڑے بھابی۔۔۔ زرغام خان جو کہ
 ایک طرف سے لگام کو پکڑے ہوئے تھا۔۔۔ اس نے زمل کو پکڑائی۔۔۔ اور دوسری طرف سے صوفیہ
 کو غزنوی نے پکڑائی۔۔۔ یہاں تو سکون سے بیٹھنے دو۔۔۔ جان عالم زمل خان، اور صوفیہ خان کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام خان، غزنوی خان اور المیر خان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ کنجوس
 انسان۔۔۔ شادی کے دن تو کنجوسی نہ کر۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم پیسے نکالتے ان کو
 دیے۔۔۔ زمل خان اور صوفیہ خان نے ٹریں میں ڈال تھی۔۔۔ جو المیر خان نے ان کو پکڑائی
 تھی۔۔۔ دونوں ایک ایک ہاتھ سے پکڑے گھوڑے کے آگے کیے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام خان نے
 پسٹل نکالتے فائرنگ کی تھی۔۔۔ زمل نے زرغام خان کی طرف دیکھا۔۔۔ لالا کسی کو لگ جائے
 گی۔۔۔ وہ واقع ہی ڈری تھی۔۔۔ میری بہن کسی کو نہیں لگے گی۔۔۔ غزنوی ان کو اندر چھوڑ کر
 آجا۔۔۔ زرغام غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان، غزنوی خان اور زرغام خان تینوں ان
 کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ کہ پیچھے سے کسی کی بھی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔۔۔ میں جاتا
 ہوں۔۔۔ المیر خان ان دونوں کے لیے جگہ بنائی۔۔۔ اور ان کو حویلی کے اندر چھوڑ کر واپس آیا۔۔۔ المیر
 خان نے بھی اپنی پسٹل نکالتے فائرنگ کی تھی۔۔۔ غزنوی خان بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔ تینوں
 فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ ائمہ خان نے دل پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ مورے۔۔۔ لالا کر رہے
 ہیں۔۔۔ اپ فکر نہ کرے۔۔۔ زمل جلدی سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ تو ائمہ خان تھوڑا سا

ریکس ہوئی تھی۔۔۔ باہر سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔ پریشہ پھولوں کی ٹریں پکڑے
سڑھیوں سے اتری تھی۔۔۔ پریشہ بلیک کلر کی ساڑھی جس پہ سفید کلر کے موتی لگے ہوئے تھے۔۔۔ پلو
پہ کام ہوا تھا۔۔۔ پہنے ہوئے نیچے وائٹ کلر کی سینڈل پہنے بالوں کو کرل ڈالے ہوئے حسیں لگ رہی
تھی۔۔۔ اسے ابھی تک زرغام نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔ لیکن اس کی ساڑھی سے اس کا جسم کہیں سے بھی
واضح نہیں تھا۔۔۔ زل۔۔۔ یار ابھی تک یہاں بیٹھی ہوئی ہوں۔۔۔ پریشہ پھولوں کی ٹریں ملازمہ کو
پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ یار نہیں ابھی اندر آئی تھی۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یہ
پکڑو۔۔۔ میں بس ایک منٹ میں آئی۔۔۔ پریشہ زل کو آخری ٹریں پکڑتے ورشاں کے کمرے میں
بھاگی۔۔۔ کچھ چاہیے۔۔۔ پریشہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں آپ۔۔۔ ورشاں مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاں کی آواز پہ پریشہ روکی۔۔۔ جی
میری جان۔۔۔ پریشہ اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔ زیادہ پیسے لینا۔۔۔ مجھے بھی اپنا حصہ
چاہیے۔۔۔ ورشاں پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے باہر نکلی
تھی۔۔۔ پریشہ نیچے آئی۔۔۔ زل، نمل صوفیہ پریشہ اور ملازمہ باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ صوفیہ اور
پریشہ ایک طرف کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور دوسری طرف نمل اور زل کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور راستہ
روکنے کے لیے ریڈ کلر کا دوپٹہ آگے کیا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم سب سے آگے تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی
غزنوی، المیر، زرغام تھے۔۔۔ دولہے راجا گراند راجا ہے۔۔۔ تو ہمیں نیک دے کر جانا پڑے
گا۔۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ یہ کم تھی۔۔۔ جو تم بھی آگئی۔۔۔ جان عالم معصوم سا چہرہ بنائے
بولا۔۔۔ ہمیں نیک نہ دیا۔۔۔ تو ہم اندر نہیں جانے دے گے۔۔۔ پریشہ کھلکھلا کر مسکرائی

تھی۔۔۔ زرغام جو کہ موبائل پہ کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
 مسکرایا۔۔۔ وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ زرغام کا دل چاہا تھا۔۔۔ وہ اسے چوم لے۔۔۔ یاراب تو نکال
 کر دے۔۔۔ میرے پاس نہیں ہے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی نے
 اسے گھورا۔۔۔ اور پیسے نکالتے پریشے کے ہاتھ میں دیا۔۔۔ پریشے نے مسکراتے ہوئے پیسے پکڑے اور ان
 کو اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔۔۔ رابیہ خان نے جان عالم کا ناک کھینچا تھا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ رابیہ
 خان نے پیار سے اسے گلے لگایا۔۔۔ اور دونوں طرف تیل گرایا تھا۔۔۔ اور جان عالم سے آگے اندر کی
 طرف بڑھی تھی۔۔۔ جان عالم کے اندر انٹرہوتے ہی ملازمہ ان پہ پھول پھینک رہی تھی۔۔۔ اتش بازی
 شروع ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے انار چلایا تھا۔۔۔ انار کہ روشنی دیکھتے ہوئے صوفیہ روکی تھی۔۔۔ لیکن
 آریان کو دیکھتے وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔ وہ آریان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

جان عالم سیٹج پہ آکر بیٹھا۔۔۔ زرغام خان المیر خان اور غزنوی خان جو کہ سیٹج پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ المیر خان
 سیٹج سے نیچے اتر۔۔۔ اور ڈھول بجنے پہ بگڑا ڈالنا شروع ہوا تھا۔۔۔ جسے دیکھ زمل مسکرائی۔۔۔ اور جاکر
 غزنوی کے پاس کھڑی ہوئی۔۔۔ اپ بھی جائے۔۔۔ زمل نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ غزنوی صوفیہ پہ بیٹھا۔۔۔ زمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جارہا ہوں۔۔۔ جارہا
 ہوں۔۔۔ غزنوی اس کی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے سیٹج سے نیچے اتر۔۔۔ اور بگڑا ڈالنے لگا۔۔۔ زرغام کو
 دیکھتے جان عالم نے اسے نیچے جھکنے کا اشارہ کیا۔۔۔ تو بھی چلا جا۔۔۔ یا تیرے والی بھی تجھے آنکھیں
 دیکھائے گی۔۔۔ تو پھر جائے گا۔۔۔ جان عالم چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام کو اس کی بات

بلکل ٹھیک لگی تھی۔۔۔ زرغام بھی نیچے اتر اٹھا۔۔۔ اور ان کو روکنے کا اشارہ کیا۔۔۔ زرغام نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے المیر کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور چہرہ دوسری طرف کیا۔۔۔ ساتھ ہی میوزک بجنا شروع ہوا تھا۔۔۔ سٹیج پہ جان عالم کے ساتھ حبیب اللہ خان احمد فراز خان اور داجی بیٹھے ہوئے تھا۔۔۔

ڈھولک میں تال ہے پیال میں چھن چھن

تینوں نے ہاتھ ڈھول کی طرف کرتے پھر پاؤں کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ تینوں نے ایک جیسا سٹیپ مارا تھا۔۔۔

گھونگھٹ میں گوری ہے

زرغام نے چہرہ کے آگے ہاتھ کیا تھا۔۔۔ جیسے چہرہ پہ گھونگھٹ ہوں۔۔۔

صہرے میں ساجن

المیر خان نے سر کے پاس سے ہاتھ لے جاتے گھوما یا تھا۔۔۔ اب غزنوی نہیں تھا۔۔۔ زرغام اور المیر خان کے گھومنے پہ غزنوی اچانک سے ہی غائب ہوا تھا۔۔۔

جہاں بھی یہ جائے بہارے ہی چھائے

زرغام اور المیر خان نے دونوں نے جان عالم کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

یہ خوشیاں پائے میرے دل نے دعا دی ہے

دونوں نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہاتھ اوپر کیے تھے۔۔۔

میرے یار کی شادی ہے

غزنوی گھومتے ہوئے جان عالم کے سامنا آیا تھا۔۔۔ جان عالم اسے دیکھتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اور اس کے گلے لگا تھا۔۔۔ غزنوی اس کا ہاتھ پکڑے نیچے اتر۔۔۔

ڈھولک میں تال ہے پیال میں چھن چھن

گھونگھٹ میں گوری ہے

جان عالم کو کھڑے کیے اس کے گرد ڈانس کر رہے تھے۔۔۔

صہرے میں سا جن

جہاں بھی یہ جائے بہارے ہی چھائے

یہ خوشیاں پائے میرے دل نے دعادی ہے

میرے یار کی شادی ہے

تینوں ایک ساتھ ہی جان عالم کے گلے لگے تھے۔۔۔ جان عالم مسکرایا تھا۔۔۔

زمل غزنوی سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسی طرح زرغام سے کچھ فاصلے پہ پریشہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

پیار ملا پریت ملی یار کو

بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

جان عالم غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے گنگنایا تھا۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا تھا۔۔ زل
مسکرائی تھی۔۔۔

پیار ملاپریت ملی یار کو
بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

اب کی بار جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے گنگنایا تھا۔۔ ورشاں اوپر سے ان کو دیکھ رہی
تھی۔۔۔ جان عالم کو ڈانس کرتے دیکھ وہ حیران ہو رہی تھی۔۔۔

خوش ہے جو دل من محفل

گیتوں سے سجاد ی ہے

میرے یار کی شادی ہے

المیر خان جان عالم کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔ اور اسے اپنے ساتھ کھڑے کرتے میوزک پہ سیٹپ
مارنے لگا۔۔۔

اور ایسے ہی ایک ساتھ ڈانس اختتام پہ پہنچا تھا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم سٹیج پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب زل خان اور پریشہ خان ورشاں کو لیے آئی۔۔۔ جان عالم اسے دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اور ورشاں کے سامنے ہاتھ کیا۔۔۔ زل نے ورشاں کا ہاتھ جان عالم کے ہاتھ پہ رکھا۔۔۔ پریشہ زل کا لہنگا پکڑتے ہوئے اوپر آئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بٹھایا۔۔۔ اور خود اس کے ساتھ بٹھایا۔۔۔ ورشاں کی پلکیں آج بھی جھکی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ پریشہ ہاتھ میں گلاس پکڑے ساتھ والے صوفے پہ بیٹھی۔۔۔ چلونیک دو۔۔۔ پھر یہ گلاس ملے گا۔۔۔ پریشہ جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ میں پاگل ہو گیا۔۔۔ یہ دو سو کے گلاس کے لیے نیک دو۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ دے رہے ہوں۔۔۔ یا نہیں۔۔۔ پریشہ اس آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھتے بولی۔۔۔ کیوں تنگ کر رہے ہوں۔۔۔ دوپچی کو نیک۔۔۔ حبیب اللہ خان جو کہ کب سے خاموش تھے۔۔۔ جان عالم کو یوں مذاق کرتے دیکھ کر بولے۔۔۔ جان عالم نے کچھ پانچ پانچ ہزار کے دس نوٹ نکال کر پریشہ کی طرف بڑھائے۔۔۔ پریشہ نے مسکراتے ہوئے دودھ کا گلاس جان عالم کو پکڑا یا تھا۔۔۔ ورشاں نے ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کر جان عالم کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اٹھا نہیں پار ہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک گھونٹ لگاتے ہی گلاس پیچھے المیر خان کو پکڑا یا تھا۔۔۔ پریشہ اور زل کو پھر سے اپنی طرف دیکھتے پا کر جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ لالا ہاتھ آگے کرے۔۔۔ زل جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔۔ جان عالم نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ پریشہ نے نیچے بیٹھتے ہوئے جان عالم کی لاسٹ والی فنگر پکڑی تھی۔۔۔ اب یہ کون سی رسم ہے۔۔۔ جان عالم نے حبیب اللہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ میں بتاتی ہوں۔۔۔ زل جان عالم کے پاس آ کر

کھڑی ہوئی۔۔۔ لالا اس رسم کا مطلب ہے۔۔۔ کہ آپ کے پیسے اب جو پیسے رہ گئے ہیں۔۔۔ ان میں سے آدھا حصہ اسے پکڑا دے۔۔۔ زل جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زل کی بات پہ سب مسکرائے تھے۔۔۔ زل نے اپنے چہرہ پہ اتے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔ غزنوی جو کہ بالکل اسی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ غزنوی نے زل کی کمر میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔۔ زل جو تھوڑا سا جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اسی لمحے سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی نے شرارتی مسکراہٹ لیے اسے آنکھ ماری۔۔۔ زل نے اسے ہاتھ پیچھے کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔ لیکن غزنوی نے دوسرا ہاتھ اپنی پوکٹ میں ڈالا تھا۔۔۔ لالا آپ کو غزنوی سے کچھ کہنا تھا۔۔۔ زل بولتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔۔ غزنوی نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔ زل نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم پیسے نکالتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔ اب بس۔۔۔ ہو گئی۔۔۔ میری۔۔۔ جان عالم نے پیسے دیتے ہوئے ہاتھ اوپر کیا۔۔۔ تو لان میں سب کے قہقہے گونجنے لگے۔۔۔

ورشیاں کو لے اندر جا چکے تھے۔۔۔ اب لان میں جان عالم خان، زرغام خان، المیر خان بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی خان کچھ کام سے باہر گیا ہوا تھا۔۔۔ تو آج کی رات مطلب ہمارے نام۔۔۔ زرغام نے المیر خان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔ تو پاگل ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ میں یہاں تیرے پاس روک کر اپنی سپیشل رات برباد کرو گا۔۔۔ جان عالم نے استنزیہ مسکراہٹ لیے اسے جواب دیا تھا۔۔۔ سمجھ یار۔۔۔ بیچارا ترسا ہوا ہے۔۔۔ آخر کو پانچ سال اس نے دعائیں مانگی۔۔۔ تو آج دن آیا۔۔۔ ورنہ مجھے تو لگا تھا۔۔۔ کہ ہمیں عالم کی قبر لکھوانا پڑے گا۔۔۔ رومانس کو ترسا ہوا انسان ستائیس سال کی عمر میں اس دنیا

سے رومانس کی حسرت لیے جاچکا ہے۔۔۔ المیر خان ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہنسا۔۔۔ چل میری زندگی میں تو پانچ سال بعد ہی آگیا۔۔۔ کمینے اپنا سوچ۔۔۔ تیری عمر نکلتی جا رہی ہے۔۔۔ تو نے ایک سال اور شادی نہ کی۔۔۔ تو تیری بیوی نہیں پھر تیرا مقبرہ بنا گا۔۔۔ جس پہ میں روز سفید پھول ڈالوں گا۔۔۔ شادی کو ترسا انسان لکھواؤ گا۔۔۔ جان عالم نے بھی استغزیاہ مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ دیکھ میں پولیس والا ہوں۔۔۔ اور پولیس والے اگر پینتیس سال کی بھی عمر بھی شادی کرے۔۔۔ تو بوڑھے نہیں ہوتے۔۔۔ اور ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔۔ صرف اور صرف پچیس سال۔۔۔ المیر خان جان عالم کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ او معاف کر دو۔۔۔ تھانے دار میرے دوست کو۔۔۔ کہیں آج اس کی سہاگ رات کے دن اسے اندر نہ کر دینا۔۔۔ زرغام خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ تم دونوں میں سے ہجروں کی روح چلے گئی ہوں۔۔۔ تو میں جاؤ۔۔۔ جان عالم نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔ کہاں۔۔۔ المیر خان نے ایبر واچکائی۔۔۔ کمینے میں تیرا منہ توڑ دو گا۔۔۔ جان عالم آب کی بار غصے سے بولا۔۔۔ اچھا ویسے یار تیرا دودو شادیوں کا تجربہ ہے۔۔۔ تجھے تو سمجھنا چاہیے۔۔۔ المیر خان نے ایبر واچکائی۔۔۔ ویسے یار محبت کیا ہوتی ہے؟ المیر خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ محبت۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے الفاظ بولے۔۔۔ ہاں محبت؟ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جو میں اپنی ورشاں سے کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ یار۔۔۔ وہ تو مجھے پتہ ہے۔۔۔ المیر خان تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

"محبت خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ایک انمول تحفہ ہے، ایک ایسا گہرا اور پیچیدہ جذبہ جس کی تعریف کرنا قدرے مشکل ہے۔ یہ ایک مضبوط پرکشش، پیارا، اور لگاؤ کا احساس ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص یا چیز کے لے ہمارے اندر پیدا ہوتا ہے اور ہم اس چیز کے لیے خود کو بھی بھول جاتے ہیں، اور ہمارے دل میں بس یہی خیال ہوتا کہ وہ شخص یا چیز کسی نہ کسی طرح ہمیں مل جا۔۔

"محبت میں مختلف قسم کے جذبات شامل ہو سکتے ہیں، جن میں خوشی، غم، غصہ، خوف، اور حسد وغیرہ شامل ہیں۔۔۔ جیسا کہ کسی کا دل کو چھو جانے، یا وہ جذبات کا اجاگر ہونا۔ جس سے آپ کو وہ شخص اس قدر اچھا لگنے لگنے لگتا ہے۔ کہ آپ اس کی خامیاں نہیں دیکھ پاتے۔ آپ کو اس کے متعلق ہر چیز جانی ہوتی ہے۔ پھر آپ اس کی پسند کو اپنی پسند بنا لیتے ہیں۔ شاید یہ ہوتی محبت "

جان عالم مدھم سی مسکراہٹ اپنے عنابی ہونٹوں پہ لیے بولا تھا۔۔۔ اور محبت کی خاص بات۔۔۔

"محبت۔۔۔ مل جائے تو روح کا سکون ہوتی ہے آنکھوں کا نور ہوتی ہے۔۔۔!! زندگی کا اہم حصہ ہوتی ہے۔۔۔

نالے تو روگ ہوتی ہے۔۔۔ جدائی سوگ ہوتی ہے۔۔۔ ایک طرف تو وبالِ جان ہوتی ہے۔۔۔" جان عالم کی مسکراہٹ مدھم تھی۔۔۔ واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ تیری۔۔۔ المیر خان نے جان عالم کے کندھے کو تھپتھپایا۔۔۔ ویسے اور کچھ نا سہی ان پانچ سالوں میں

محبت کا مطلب سیکھا۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ ہو گئی۔۔۔ تیری تیر ڈکلاس کو منڈی۔۔۔ جان عالم بے زرایت سے بولا۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہو گئی۔۔۔ المیر نے اس کے موڈ کی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔ اوکے۔۔۔ جان عالم بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔ جان عالم اندر کی طرف بڑھا

تھا۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔۔ اور ایک دفعہ پھر سے کمرے کے باہر ان سب کو دیکھتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ میری بہن اب کیا چاہیے۔۔۔ جان عالم زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آخری رسم۔۔۔ اندر جانے سے پہلے نیک دے۔۔۔ زل نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔۔ جان عالم نے جیب میں جتنے بھی نوٹ تھے۔۔۔ سارے نکال کر اس کے ہاتھ پہ رکھے۔۔۔ وہ جلدی کمرے میں جانا چاہتا تھا۔۔۔ پہلے ہی کافی دیر ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم روم کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔۔ کہ زل پھر سے اس کے آگے آئی۔۔۔ لیکن زل سے پہلے ہی زرغام اور المیر روم کے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ بول۔۔۔ المیر نے بھی جان عالم کو گھورا۔۔۔ داجی اپ۔۔۔ جان عالم ان کے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ زل جا چکی تھی۔۔۔ زرغام اور المیر پلٹے ہی تھے۔۔۔ کہ جان عالم نے کمرے کا دروازہ کھولتے بند کیا تھا۔۔۔ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ بھی نہیں تھا۔۔۔ ان سے جان چھروانے

کا۔۔۔ زرغام اور المیر ہستے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ جان عالم روم میں آیا۔۔۔ روم کو اچھے سے

پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔۔۔ بیڈ کے چاروں طرف پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ اور بیڈ پہ اس کی جان حیات گھونگھٹ کیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔ کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔ آخر وہ دن آ ہی گیا۔۔۔ جس کا مجھے پانچ سال سے انتظار تھا۔۔۔ آخر میرے خدا کو مجھ پہ

بھی ترس آیا۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے بیڈ پہ آ کر بیٹھا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ ورشاں کے جواب نہ دینے پر جان عالم نے اس کا گھونگھٹ اٹھایا۔۔۔ وہ بیٹھی ہوئی سو رہی

تھی۔۔۔ جان عالم حیران ہوا تھا۔۔۔ کہ وہ آج کے دن کیسے سو سکتی ہے۔۔۔ جان عالم کو ورشاں پہ غصے آیا

تھا۔۔۔ لیکن اس کے چہرہ پہ چھائی معصومیت کو دیکھتے وہ ایک دفعہ پھر سے مسکرا دیا۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔ اور اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم کے لمس میں شدت تھی۔۔۔ اس کے لمس میں اتنی شدت تھی۔۔۔ کہ ورشاں نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم کی سانسیں ورشاں کے ہونٹوں پہ بکھیر رہی تھی۔۔۔ ورشاں کی نیلی آنکھیں حیرت سے زیادہ پھیلی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی ٹھوڑی سے ہوتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھنے ہی والا تھا۔۔۔ کہ ورشاں نے اسے دونوں ہاتھوں سے خود سے دور دھکیلا تھا۔۔۔ جان عالم لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میرا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ جان عالم نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔ کب سے کر رہی تھی۔۔۔ اپ ہی نہیں آئے تھے۔۔۔ ورشاں نے اس کے غصے کی پرواہ کیے بنا ہی غصے سے جواب دیا۔۔۔ مطلب شیر کے سامنے بھی آج شیرنی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے گھور رہی تھی۔۔۔ جان عالم کو سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ کہ وہ غصے کیوں کر رہی ہے۔۔۔ جبکہ کرنا تو اسے چاہیے تھا۔۔۔ ایسی دلہنیں بھی ہوتی ہے۔۔۔ جو اپنے دولہے کا ساری رات انتظار کرتی ہے۔۔۔ جان عالم اسے غصے کرتے دیکھ کر بولا۔۔۔ ہوگی۔۔۔ مجھے کیا۔۔۔ لیکن میں ان میں سے نہیں ہوں۔۔۔ اپ آج ہی اتنی لیٹ ائے ہے۔۔۔ کل اور لیٹ ائے گے۔۔۔ پھر اور پھر کچھ دن بعد صبح ملے گے۔۔۔ ورشاں غصے سے بول رہی تھی۔۔۔ اس کہ ناک سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ نہیں آؤگا۔۔۔ بلکہ ایسا کرتے ہے۔۔۔ کہ کچھ دن ہم کمرے سے ہی باہر نہیں جائے گے۔۔۔ جان عالم اسے بے باکی سے آنکھ و نک کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اس کی بے باکی سمجھتے سرخ پڑی تھی۔۔۔ جان عالم گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ تم شرمارہی ہوں۔۔۔ جان عالم نے

ورشاں کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ ورشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے
 ہونٹوں سے لگایا۔۔۔ ورشاں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔ اب کیا ہوا۔۔۔ جان عالم نے اس کی سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔۔ میری منہ دیکھائی۔۔۔ ورشاں نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ اوشیٹ۔۔۔ جان عالم پوکٹ
 میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ منہ دیکھائی تو
 میں لانا بھول گیا۔۔۔ جان عالم نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ واٹ؟ اپ منہ دیکھائی لانا بھول
 گئے۔۔۔ ورشاں آنکھیں جپکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سوری یار۔۔۔ جان عالم نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔ ورشاں
 نے جان عالم کی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔۔۔ سوری جان۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ
 اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔ اور موبائل نکالتے کچھ سینڈ کیا۔۔۔ اور کھڑا ہوا۔۔۔ آپ کہیں جارہے
 ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اور ساتھ ہی ورشاں کے آگے ہاتھ کیے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں
 نے جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے ہاتھ بند کیا۔۔۔ چلے جان حیات۔۔۔ جان عالم اس کا
 ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ کہاں۔۔۔ ورشاں نے پوچھنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن بول نہ سکی۔۔۔ اور خاموشی سے
 جان عالم کے ساتھ چل دی۔۔۔ جان عالم احتیاط سے اس کا ہاتھ اور لہنگا پکڑے سڑھیاں اتر رہا
 تھا۔۔۔ ورشاں نے ہائی ہیل پہنی ہوئی تھی۔۔۔ اسی لیے وہ گر نہ جائے۔۔۔ جان عالم نے اسے گود میں
 اٹھایا۔۔۔ حج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں اتنا بولتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 سڑھیاں اتر۔۔۔ اس وقت لاونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ جان عالم لاونج سے نکلتے کارپیوچ میں
 آیا۔۔۔ کارپیوچ میں بھی کوئی ملازم نہیں تھا۔۔۔ جان عالم نے پاؤں سے پیسنجر سیٹ کا آدھ کھولا دروازہ

کھولا۔۔۔ اور ورشاں کو بیٹھایا۔۔۔ اور خود آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ جان عالم سامنے نظریں جمائے
 ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ ورشاں جان عالم پہ نظریں جمائے ہوئے بیٹھی تھی۔۔۔ جان حیات کیا آج
 دیکھ دیکھ کر ہی جان نکالنے کا ردہ ہے۔۔۔ جان عالم گہرا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جلدی
 سے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلہ۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں آپ کو تو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ کہ یہ کلرا چھا ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی بازو پہ ہاتھ اس کی شیروانی کی طرف اشارہ کر
 گئی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی۔۔۔ جو کہ اب اپنے ہاتھوں پہ نظریں جمائے ہوئے
 تھی۔۔۔ جان عالم کی گاڑی فارم ہاؤس کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔۔ ی۔۔۔ یہ آپ
 کہاں۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اس نے کہاں دیکھا
 تھا۔۔۔ اس فارم ہاؤس کو۔۔۔ ششش۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ اور گاڑی سے
 باہر نکلتے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ دروازہ کھولتے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اندر کی طرف
 بڑھا۔۔۔ فارم ہاؤس کو لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اندر کی طرف بڑھا
 تھا۔۔۔ داخلی دروازے کھولتے ہی ان پہ پھول گرے تھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔۔ اور جان عالم کا ہاتھ تھامے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ لاؤنج میں بھی پھول پڑے ہوئے
 تھے۔۔۔ زمین پر پھول صوفے کے کناروں پہ ٹبیل میں گلدان میں پھول۔۔۔ سڑھیوں کو بھی پھول
 سے سجایا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں یہ سب دیکھتے مسکرائی۔۔۔ لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کا
 ہاتھ پکڑے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑے سڑھیاں چڑھتے ہوئے روم تک
 آئی۔۔۔ جان عالم نے روم کا دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں تو جیسے پلکیں جھپکنا ہی بھول گئی تھی۔۔۔ کمرے

میں چاروں طرف پھول۔۔۔ اور لائٹس کی جگہ کینڈلز جل رہی تھی۔۔۔ کمرابہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ بیڈ پہ ہارٹ بنا ہوا تھا۔۔۔ جس میں ورشاں جان عالم لکھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں خوشی سے مسکرائی تھی۔۔۔ اس کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمکی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ جان عالم نے نیچے جھکتے ہوئے ورشاں کا پاؤں اپنے گٹھنے پہ رکھا۔۔۔ ورشاں نے پاؤں پیچھے کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان حیات صرف سینڈل اتار رہا ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مم۔۔۔ میں خود اتار لوں گی۔۔۔ ورشاں کی زبان لڑکھڑائی۔۔۔ اسے جان عالم کا یوں اپنے پاؤں میں بیٹھنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پاؤں سے سینڈل اتارتے ہوئے اس کے سفید نرم و ملائم پاؤں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں پوری طرح اس کے لمس پہ کانپی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے پاؤں پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان حیات جس عورت سے محبت ہوں۔۔۔ مرد اس کے پاؤں میں بھی جھکنے سے گریز نہیں کرتا۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولتے اسے اس کی اہمیت بتا چکا تھا۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ جان عالم بول کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔۔۔ جان عالم دو منٹ میں ہی واپس آیا تھا۔۔۔ جان عالم آکر ورشاں کے پاس بیٹھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے مہندی سے سجے اور چوریوں سے بھرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ڈالتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ یہ میری جان حیات کی خوبصورتی کے آگے محض اتنی سے منہ دیکھائی۔۔۔ جان عالم دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔ جان حیات میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی چوڑیوں پہ ہونٹ رکھتے

ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں شرم سے سرخ پڑی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں
 پہ ہونٹ رکھتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں تھوڑا سا پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اور کتنا ترساؤ
 گی۔۔۔ اپنے جان خان کو۔۔۔ جان عالم ورشاں کے اویزے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کے سر سے دوپٹہ اتارتے سائیڈ پہ رکھا تھا۔۔۔ ورشاں شرماتے ہوئے چہرہ پہ دونوں ہاتھ رکھ
 گئی۔۔۔ ورشاں ریڈ کلر کی بلاؤز جو کہ پیچھے ڈوریوں سے بندھی ہوئی تھی۔۔۔ نیچے ریڈ کلر کا لہنگا پہنے ہوئی
 تھی۔۔۔ ہاتھوں میں ریڈ کلر کی چوڑیاں۔۔۔ بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔۔۔ جس پہ گلاب کے پھول لگے
 ہوئے تھے۔۔۔ پیشانی پہ گولڈن کلر کی بندیاں جس میں ریڈ کلر کے موتی چمک رہے تھے۔۔۔ گلے
 میں گلوبند پہنے ہوئے جان عالم کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ چہرے سے
 ہٹائے۔۔۔ ورشاں کا چہرہ انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ جان حیات کیا مجھے اجازت ہے۔۔۔ کہ میں اپنی
 جان حیات میں اترتے اپنی شدتوں سے اپنی محبت کا احساس دلا سکوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی
 طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ورشاں شرماتے ہوئے جان عالم کے چوڑے سینے میں سمائی تھی۔۔۔ جان
 عالم نے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے اس کے بالوں سے گلاب کے پھول اتارے تھے۔۔۔ جس کے
 ساتھ ہی اس کے بالوں سے پیزنگلی تھی۔۔۔ اور ورشاں کے گولڈن سنہرے بال اس کی کمر پہ لہرائے
 تھے۔۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتے ہوئے اس کے اویزے اتارتے اس کے گلوبند
 کی ڈوری کھینچی تھی۔۔۔ گلوبند گلے سے نیچے گرا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گلے سے گلوبند اتارتے
 اس کے نازک ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔ اور اس پہ جھکا تھا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں پہ جھکا اس کی بندیاں بھی اتار چکا تھا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں بند تھی۔۔۔۔۔ جان حیات تم نے اس

سال اٹھارہ کی ہونا ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی آنکھوں پہ پھونک مارتے اسے گہری نظروں سے دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں بند آنکھوں سے بولی۔۔۔ لیکن جان حیات تم بیس اکیس سال کی
 لگتی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کے نشیب و فراز پہ نظریں گاڑھے بولا۔۔۔ ورشاں اس کی بات سنتے شرم
 سے اور بھی سرخ پڑی تھی۔۔۔ جان عالم اسے یوں سختی سے آنکھیں میچتے دیکھ اس سے دور ہوا
 تھا۔۔۔ ورشاں کچھ پل یوں ہی آنکھیں بند کیے لیٹی رہی۔۔۔ پھر کچھ سوچتے اس نے آنکھیں
 کھولیں۔۔۔ لیکن جان عالم کو خود پہ جھکانہ پاتے ورشاں اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ جان عالم اس کے پاؤں کے
 پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پاؤں پہ ہونٹ رکھتے اوپر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں پہ پھر سے جھکتے اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ورشاں کو اس کی بالکل سمجھ نہیں آئی
 تھی۔۔۔ کہ جان عالم کر کیا رہا۔۔۔ لیکن جان عالم کے لمس پہ وہ کانپ رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے سرخ
 ہونٹوں پہ انگوٹھے پھیرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر گیا۔۔۔ جان عالم اس کے
 ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیے اس کی سانسیں چر رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے مزاحمت نہیں کی
 تھی۔۔۔ آخر مقابل اس پہ حق رکھتا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے بلائی لب پہ دانت گاڑھتے اس کی گردن پہ
 جھکالو بانٹ بنانے لگا۔۔۔ جان عالم نے اس کی گردن کے تل پہ دانت گاڑھتے ہوئے اسے سرخ کیا
 تھا۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ دانت گاڑھتے ہوئے اپنی بیرڈر گڑ رہا تھا۔۔۔ جان عالم کا ایک ہاتھ
 ورشاں کے پیٹ پہ سرسرا رہا تھا۔۔۔ جو کہ اب اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں
 ہاتھ ڈالتے اسے اوپر کرتے اس کی بلاؤز کی ڈوریاں کھول چکا تھا۔۔۔ بلاؤز ڈھلکا تھا۔۔۔ جس سے ورشاں
 کے نشیب و فراز عیاں ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم نے اس کی گردن سے دھڑکنوں تک کا سفر ہونٹوں سے

کیا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ اس پردے کو ہونٹوں سے نیچے کھسکاتے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اسے سسکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں کو مٹھی میں بھرا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 96 پارٹ 1

جان عالم اس کی دھڑکنوں کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھا۔۔۔ کمرے میں کینڈلز کی روشنی تھی۔۔۔ جان عالم اس روشنی میں اس کے چمکتے وجود پہ اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی نازک دھڑکنوں کو پیل میں سرخ کر چکا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھے تھے۔۔۔ جان عالم اس کی شفاف گردن کندھوں، اور دھڑکنوں پہ اپنی سوغاتیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے اپنے بٹنوں پہ رکھے۔۔۔ وہ ہنوز اس کہ دھڑکنوں پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھوں کو اپنے بٹنوں پہ یوں ہی دیکھتے جان عالم نے اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑھے تھے۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں بری طرح چینخی تھی۔۔۔ وہ چینخنے بنانہ رہ سکی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اپنی طلب مٹا رہا تھا۔۔۔ جو کہ مٹائے نہیں مٹ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں سے سراٹھاتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان حیات کھولو۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں کو اپنے بٹن کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ ورشاں اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کے بٹن کھول رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے بٹن کھولتے ہی

اپنی قمیص بھی اتارتے صوفے پہ اچھالی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ ایک دفعہ پھر سے جھکا
تھا۔۔۔ جان عالم پھر سے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا دانت گاڑھے لگا۔۔۔ جان عالم کا پاؤں ورشاں کے
پاؤں سے ہوتے اس کی ٹانگ پہ رسنگتے ہوئے اس کا لہنگا اوپر کھسکا رہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی اتنی بے باکی پہ
سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں سے اس کے پیٹ تک آیا۔۔۔ جان عالم اس کے بیلی
بٹن پہ زبان پھیرتے اس کا لہنگا اس کے تن سے جدا کر گیا۔۔۔ ورشاں نے شرم سے اپنی ٹانگ سمٹنی
چاہی۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی لیپ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی گہرائیوں پہ بے باکی سے ہاتھ
پھیرنے لگا۔۔۔ جان عالم نے اپنے وجود سے بھی کپڑے ریمو کرتے اس کی لیپ پکڑتے پوزیشن سیٹ
کی۔۔۔ ورشاں اس کے اگلے عمل کا سوچتے ہی اس کی طرف دیکھ رہی

تھی۔۔۔ ج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔۔۔ وہ جو اس کے وجود کو
اپنے وجود کا حصہ بنانے ہی والا تھا۔۔۔ اس کی روندیں آواز پہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم
اس کی نم آنکھیں دیکھتے اس کے چہرہ کے مقابل اپنا چہرہ کر گیا۔۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔۔ جان عالم نے
اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اس کی پلکوں کے گوشے نم تھے۔۔۔ جسے جان عالم نے محسوس کیا
تھا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ کیوں جان
حیات۔۔۔ جان عالم نے پھر سے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ب۔۔۔ بہت پین ہوں
گی۔۔۔ ورشاں ناک سکورتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔۔ جان عالم کا دل چاہا تھا۔۔۔ قہقہہ
لگائے۔۔۔ لیکن وہ صرف مسکرایا تھا۔۔۔ ا۔۔۔ اپ ہنس رہے ہیں۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے
بولی۔۔۔ نہیں جان حیات۔۔۔ میری اتنی مجال۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے عارض پہ

ہونٹ رکھے۔۔۔ پین نہیں ہوگی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ہو
 گی۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ نہیں ہوگی۔۔۔ بہت آرام سے تم میں سماؤ گا۔۔۔ جان عالم اسے
 آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ
 رکھتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی گہریوں میں اترا
 تھا۔۔۔ آہہ۔۔۔ ورشاں کے لبوں سے چینخے برآمد ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے
 شروع ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنے
 لگا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے سسکی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے
 بالوں میں ہاتھ چلانا شروع کیا۔۔۔ شش۔۔۔ جان حیات۔۔۔ ریلکس۔۔۔ جان عالم اسے اپنے سینے میں
 بیچتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں تھا۔۔۔ اپ بہت برے ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھ سے
 پیار نہیں کرتے۔۔۔ اسی لل۔۔۔ لیے مم۔۔۔ مجھے پین دی۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔ جان عالم کالجہ سوالیہ
 تھا۔۔۔ نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں اسے خود میں محسوس کرتے
 رونے والی ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر اس کے سرخ چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور نرمی سے
 خود کو موو کرنے لگا۔۔۔ آہہ۔۔۔ ورشاں چینخ رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چینخوں پہ اور بھی جنونی
 ہوتا اپنی رفتار تیز کر گیا۔۔۔ ورشاں کی چینخے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چینخوں
 سے اور بھی جنونی ہو رہا تھا۔۔۔ اپ مجھ سے بالکل پیار نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں ہچکچیاں لیتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ ورشاں اس کی طرف نم

آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم اس میں سماتے ہوئے پھولتی ہوئی سانسوں کے درمیان بولا تھا۔۔۔ ورشاں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکہ بناتے اس کے کندھوں پہ مارے تھے۔۔۔ جان عالم اپنے عمل میں تیزی لاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا گیا۔۔۔ جان عالم اپنے ہاتھوں سے اس کی دھڑکنوں کو سہلارہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی روکتی سانسیں محسوس کرتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی گردن پہ جھکا دانت گاڑھے لگا۔۔۔ جا۔ جان خان۔۔۔ ورشاں اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کے دونوں کلائیوں کو جکڑتے ہوئے اسے لیٹاتے اس کی کلائیاں بیڈ کراؤن سے لگاتے تیزی سے اس کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ ورشاں کو ہچکیاں لیتے دیکھ جان عالم بیڈ پہ ہوتے خود پہ اور ورشاں پہ بلینکٹ لیتے اسے اپنے بالکل قریب کر گیا۔۔۔ جان عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ا۔۔۔ اپ۔۔۔ ب۔۔۔ بہت ب۔۔۔ بڑے۔۔۔ ہے۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ برا نہیں ہوں۔۔۔ اپنی جان کے لیے جنونی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے بولا۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ جان حیات پانچ سال سے اس رات کا انتظار کیا ہے۔۔۔ کیا اپنی جان حیات کو ابھی بھی یوں ہی چھوڑ دو۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں پھساتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ تو میری جان ہی نکالنے والے تھے۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے شکوہ کیا۔۔۔ جان حیات اتنی جلدی کیسے جان نکال سکتا ہوں۔۔۔ ابھی تو پوری رات باقی ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ کہا تھا۔۔۔ جان حیات جس دن تمہارے قریب آؤگا۔۔۔ اس دن تم پر ٹوٹ کر برسوں گا۔۔۔ جان عالم

ورشٹاں کے بالوں سے ہاتھ نکالتے اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھو گیا۔۔۔ ورشٹاں اس کی بے باکی پہ بول بھی نہ سکی تھی۔۔۔ جان عالم بیڈ پر سے اٹھا۔۔۔ جسے دیکھ ورشٹاں نے زور سے آنکھیں بند کی۔۔۔ جان عالم اس کی اداپہ مسکرایا۔۔۔ جان حیات تمہارا ہی ہوں۔۔۔ دیکھ سکتی ہوں۔۔۔ جان عالم ہاتھ گاؤن پہنتے ہوئے بولا۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپ کو کیوں دیکھو۔۔۔ ورشٹاں تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہیں مجھے دیکھنے کا شوق نہیں کیا۔۔۔ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشٹاں نفی میں سر ہلایا۔۔۔ لیکن مجھے تمہیں دیکھنے کا بہت شوق ہے۔۔۔ جان عالم ورشٹاں پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے بولا۔۔۔ جج۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ ہڈیتی ہوتی چینیختی تھی۔۔۔ میں قربان۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے کھڑے کرتے دوسرا ہاتھ گاؤن پکڑتے اسے زیب تن کرتے اس کی ڈوریاں باندھنے لگا۔۔۔ ورشٹاں جان عالم کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔۔ کہ وہ کتنا سنجیدہ چہرہ لیے اس کی ڈوریاں باندھ رہا تھا۔۔۔

جان عالم ورشٹاں کو اپنی بانہوں میں اٹھائے سویمنگ پول کی طرف بڑھا۔۔۔ سویمنگ پول کے پاس آتے ہوئے جان عالم نے ورشٹاں کو اپنی بانہوں سے اتارا۔۔۔ سویمنگ پول میں بھی گلاب کے پھولوں سے دل بنے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے پانی بھی ٹھیک سے نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ورشٹاں سویمنگ پول کو دیکھتے خوش ہوئی تھی۔۔۔ وہ کیا جانتی تھی۔۔۔ یہی اب اس کی جان نکلے گی۔۔۔ جان عالم خود پول میں جمپ کر گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشٹاں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔ ورشٹاں مجھے باہر نکالو۔۔۔ جان عالم آگے کو آتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشٹاں نے آگے بڑھتے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اسی لمحے جان عالم

نے ورشاں کا ہاتھ اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسے بھی اپنے ساتھ پول میں کھینچ لیا۔ ورشاں سویمنگ پول
 میں گری تھی۔۔۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ چیخی تھی۔۔۔ ورشاں جلدی سے جان عالم کے سینے سے لگی تھی
 ۔۔۔ ورشاں کو اپنے سینے میں منہ چھپاتے دیکھ کہ جان عالم نے ورشاں کا منہ اپنے سینے سے نکالا اور اس
 کے لبوں پہ جھک گیا۔۔۔۔۔ جان عالم کو اپنے لبوں کا دشمن بنتے دیکھ کہ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ
 رکھتے ہوئے اس کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی ورشاں کو مزاحمت کرتے دیکھ کہ جان عالم اور
 شدت پسند ہوا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ ورشاں کے جسم پہ پورے استحقاق سے حق جتا رہے تھے
 ۔۔۔۔۔ جان عالم کو شدت پسند ہوتے دیکھ کہ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا تو جان عالم نے اسے
 آنکھوں سے اشارہ کیا کہ اس کا ساتھ دے۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ بے باک جسارت
 کی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ اپنی دھڑکنوں پہ محسوس کرتے ورشاں کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی دھڑکنوں کی نرمی اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتے اس کے ہونٹوں پہ اور شدت پسند ہوا تھا
 ۔۔۔۔۔ جواں جذبات سرچڑھ کے بولے تھے۔۔۔۔۔ ورشاں کی سانسیں بند ہوتے محسوس کرتے جان عالم
 نے اس کے لبوں کو رہائی بخشی۔۔۔۔۔ جان عالم نے اس کے لبوں سے لب ہٹائے اور اس کے گاؤن کی
 ڈوریوں میں ہاتھ الجھائے اور اک منٹ میں ہی ورشاں کا ہاتھ گاؤن اس کے جسم سے جدا کیا اور خود بھی
 اسی کہ حالت میں آیا۔۔۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ جھکتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ اپنے
 ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کے جذبات پیک پہ پہنچے
 تھے۔۔۔۔۔ جذبات منہ زور ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ جذبات میں آکر جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ دانت
 گاڑھے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم کے دانت گاڑھنے پر ورشاں چیخی تھی۔ آہہ جا۔۔۔۔۔ جان مج۔۔۔۔۔ مجھے پیپ

پینہ۔ ہو رہی ہے۔۔۔ وہ پانی میں ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں پہ نرمی سے
 ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ نرم لمس سے ورشاں کو سکون ملا تھا۔۔۔ جان عالم جذبات منہ زور ہوئے
 تھے۔۔۔ سرچڑ کر بولے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے خود پر
 سے کنٹرول کھوتے ہوئے بے رحمی سے ورشاں میں ایک بار پھر سے شامل ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کی چیخ وہ
 اپنے لبوں میں دبا چکا تھا۔۔۔ اب جان عالم کی بے رحم شدتیں تھیں۔۔۔ اور معصوم سی بچاری ورشاں
 تھی۔۔۔ وہ بے رحمی سے اس پہ اپنی شدتیں ڈھارہا تھا۔۔۔ ان دونوں کے جسموں کے ملاپ کی آوازیں آ
 رہی تھی جو جان عالم کو اور جنونی بنا رہی تھی۔۔۔۔۔ ورشاں کی تو جان آدھی ہو گئی تھی۔۔۔ رات سے اپنے
 جان خان کو سہتے سہتے۔۔۔۔۔ جان عالم کتنی ہی دیر ورشاں کو وجود میں کبھی نرمی اور کبھی تیزی سے
 شامل ہو رہا تھا۔۔۔ ورشاں چینختے ہوئے اس کی گردن پہ ناخن مار رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کے جواں
 جذبات قابو ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ وہ روکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی شدتیں
 سہتے بے حال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی حالت بگڑتی محسوس کرتے اسے لیے پانی کی سطح پہ
 آیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے
 ہوئے تھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ اپنے جان خان کو سہے نہیں سکی۔۔۔ میری جان حیات میں
 کیا اتنا ہی دم تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے
 بب۔۔۔ باہ۔۔۔ ہر نکالے۔۔۔ وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ ریلکس میرا جان۔۔۔۔۔ جان عالم اس
 کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے باہر نکالے۔۔۔۔۔ وہ جان عالم
 کی گردن کے گرد حصار مضبوط کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم خاموشی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلا

رہا تھا۔۔۔ ورشاں کی ناز کی جان عالم کو اپنے چوڑے سینے میں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم یوں خاموش دیکھتے ورشاں روناشروع ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے رونے پہ آسمان کی طرف دیکھتے آہہ بھری۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے سویمنگ پول سے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے سویمنگ پول سے تھوڑا سا فیصلے پہ پڑے ٹاول اٹھاتے ہوئے اپنے گرد باندھا اور دوسرا ٹاول پکڑتے ورشاں کے گرد لپیٹتے ہوئے اسے گود میں اٹھائے باہر نکلا۔۔۔ ورشاں نے ٹاول کو دھڑکنوں سے دونوں ہاتھوں سے پکڑا تھا۔۔۔ جان عالم اسے گود میں اٹھھائے اندر کی طرف آیا۔۔۔ اور سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی ناک پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں کی پلکیں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ اور نرمی سے ورشاں کو بیڈ کے نرم گدے کی وسط پہ لٹایا۔۔۔ جان عالم اسے بیڈ پہ لیٹاتے خود ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔۔۔ ڈریسنگ مرار سے پرفیوم اٹھاتے اپنے چوڑے سینے پہ چھیر کی۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ لیٹی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم خود پہ پرفیوم کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی نظر مرار میں سے ورشاں کی سفید پنڈلیوں پہ پری۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بلینکٹ کھینچتے خود پہ لے گئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور بیڈ پہ لیٹتے ہوئے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ معصوم بس اتنا ہی بولی سکی تھی۔۔۔ جان حیات اب کچھ نہیں کرو گا۔۔۔ جان عالم اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں ابھی ابھی اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹاول جکڑے ہوئے

تھی۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں سے ٹاول چھرواتے ہوئے اس کی کلاںیاں اپنے ہاتھ میں قید کر گیا۔۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم ٹاول اس کے تن سے جدا کرتے ہوئے دور اچھال گیا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں خوف اور حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم اس کی حیران کن آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اور خود کے بھی وجود سے ٹاول الگ کرتے پھینکتے اسے سختی سے خود میں بیچ گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ پھر سے بولی۔۔۔ شش۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ اب اگر میرے جذبات جاگے تو برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم آنکھیں موندے بولا۔۔۔ ورشاں کی ناز کی جان عالم کے سینے سے مس ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر کمرے میں گھڑی کی تلاش میں دوڑائیں۔۔۔ جان حیات تین بج رہے ہیں۔۔۔ جان عالم بند آنکھوں سے بولا۔۔۔ ورشاں ایک بار پھر سے حیران ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اپنی حیرانگی پہ کچھ نہ بولتے اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ورشاں بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ وہ بھی کچھ دیر سکون چاہتی تھی۔۔۔

پریشہ شاہ در کو سلا کر ابھی کمرے میں آئی۔۔۔ زرغام بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ پریشہ چلتے ہوئے بیڈ کی دوسری جانب آ کر لیٹی۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ لیٹی اس کے بال جو کہ گردن پہ تھے۔۔۔ پریشہ نے بال آگے شانے پہ رکھے۔۔۔ اور لیٹ گئی۔۔۔ پریشہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد اسے اپنے پیٹ کے گرد حصار محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے پیچھے کی جانب دیکھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی ڈوری پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ اور

اس کا چہرہ ایک ہی جھٹکے میں اپنی طرف کیا۔۔۔ کہاں تھی۔۔۔ تب سے۔۔۔ زرغام اس کے چہرے پہ
 آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ کو سلار ہی تھی۔۔۔ اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ پریشے
 بامشکل اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے بھی تمہارے بنائند نہیں آتی۔۔۔ زرغام اس کی
 گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ایک ہی جھٹکے میں اس کی ڈوریاں کھول گیا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ وہ حیرانگی
 سے بولی۔۔۔ زرغام اب اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے اس کا
 ہاتھ پکڑتے اسے روکنا چاہا۔۔۔ زرغام اس کی ساڑھی کا پلو اس کے کندھے سے ریمو کرتے ہوئے اس
 کے کندھے پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ تم بہت خوبصورت ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ دل چاہتا ہے۔۔۔ کہ
 بس تمہیں چومتا رہوں۔۔۔ زرغام اس کے کندھے سے گردن تک ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام
 اس پہ سایہ فگن ہوتا اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتے اپنی طلب پوری کرنے
 لگا۔۔۔ زرغام شدت سے اس کے ہونٹوں سے لپیٹے ہوئے اپنی طلب پوری کر رہا تھا۔۔۔ زرغام کا ایک
 ہاتھ اس کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے چل رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتے
 ہوئے اسے مچلنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔ زرغام اس کے بالائی لب دانت گاڑتے ہوئے اسے سکھنے پہ مجبور کر
 گیا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ زرغام اس کی
 دھڑکنوں پہ جھکا جگہ جگہ دانت گاڑتے ہوئے اس کی دھڑکنوں کو اپنی شدت سے سرخ کر رہا
 تھا۔۔۔ میری جان اجازات ہے۔۔۔ تم میں سما کر اپنے اور تمہارے درمیان ہر فیصلہ ختم کر
 دو۔۔۔ زرغام اپنا ہاتھ نیچے لے جاتے اس کی گہریوں کو بے باکی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے
 اس کی خمار آلود نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ

مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ منہ سے بولو جان۔۔۔ زرغام اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشہ کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔ بولو جان۔۔۔ اجازات ہے۔۔۔ زرغام ایک بار پھر سے اس کے
 پیٹ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ پریشہ سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے
 بولی۔۔۔ زرغام نے شدت سے اس کی ناف پہ ہونٹ رکھتے اس کے تن سے ساڑھی ایک ہی جھٹکے میں
 جدا کی تھی۔۔۔ زرغام خود بھی اسی کی حالت میں آتے اس میں سما یا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ پریشہ کی چیخ زرغام
 نے ہونٹوں میں دبائی۔۔۔ زرغام تیزی سے موو کرتے پریشہ کی دھڑکنوں کو مسل رہا تھا۔۔۔ پریشہ
 بری طرح سک رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں سے اس کے اوپر آتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ
 ایک بار پھر سے جھکا۔۔۔ پریشہ نے اپنی سانسیں روکتی محسوس کرتے بری طرح زرغام کے کندھے پہ
 ناخن گاڑھے۔۔۔ زرغام نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ب۔۔۔ بس پ۔۔۔ پلینز۔۔۔ پریشہ سسکتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی اتنے میں ہی بس ہوئی
 تھی۔۔۔ زرغام کو فیل ہوا تھا۔۔۔ کہ اس کی طبیعت خراب ہے۔۔۔ زرغام خود کو پرسکون کرتے بیڈ پہ
 گرتے پریشہ کو خود پہ گرا گیا۔۔۔ زرغام اس کی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔ پریشہ
 بھی اس کے سینے پہ سر رکھے آنکھیں موند چکی تھی۔۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم اس کی دھڑکنوں کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھا۔۔۔ کمرے میں کینڈ لڑکی
 روشنی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس روشنی میں اس کے چمکتے وجود پہ اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم
 اس کی نازک دھڑکنوں کو پیل میں سرخ کر چکا تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھے
 تھے۔۔۔ جان عالم اس کی شفاف گردن کندھوں، اور دھڑکنوں پہ اپنی سوغاتیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔ جان
 عالم نے ورشاں کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے اپنے بٹنوں پہ رکھے۔۔۔ وہ ہنوز اس کہ دھڑکنوں پہ
 جھکا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھوں کو اپنے بٹنوں پہ یوں ہی دیکھتے جان عالم نے اس کی دھڑکنوں پہ دانت
 گاڑھے تھے۔۔۔ اہہ۔۔۔ ورشاں بری طرح چینخی تھی۔۔۔ وہ چینخنے بنانہ رہ سکی۔۔۔ جان عالم اس کی
 دھڑکنوں پہ جھکا اپنی طلب مٹا رہا تھا۔۔۔ جو کہ مٹائے نہیں مٹ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں سے سراٹھاتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان حیات
 کھولو۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں کو اپنے بٹن کھولتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھ کانپ رہے
 تھے۔۔۔ ورشاں اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کے بٹن کھول رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے بٹن کھولتے ہی
 اپنی قمیص بھی اتارتے صوفے پہ اچھالی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ ایک دفعہ پھر سے جھکا
 تھا۔۔۔ جان عالم پھر سے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا دانت گاڑھے لگا۔۔۔ جان عالم کا پاؤں ورشاں کے
 پاؤں سے ہوتے اس کی ٹانگ پہ رسکتے ہوئے اس کا لہنگا اوپر کھسکا رہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی اتنی بے باکی پہ
 سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں سے اس کے پیٹ تک آیا۔۔۔ جان عالم اس کے بلی
 بٹن پہ زبان پھیرتے اس کا لہنگا اس کے تن سے جدا کر گیا۔۔۔ ورشاں نے شرم سے اپنی ٹانگ سمٹنی
 چاہی۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی لپ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی گہرائیوں پہ بے باکی سے ہاتھ

پھیرنے لگا۔۔۔ جان عالم نے اپنے وجود سے بھی کپڑے ریمو کرتے اس کی لیپ پکڑتے پوزیشن سیٹ کی۔۔۔ ورشاں اس کے اگلے عمل کا سوچتے ہی اس کی طرف دیکھ رہی

تھی۔۔۔ ج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔۔۔ وہ جو اس کے وجود کو اپنے وجود کا حصہ بنانے ہی والا تھا۔۔۔ اس کی روندیں آواز پہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی نم آنکھیں دیکھتے اس کے چہرہ کے مقابل اپنا چہرہ کر گیا۔۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اس کی پلکوں کے گوشے نم تھے۔۔۔ جسے جان عالم نے محسوس کیا

تھا۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ کیوں جان حیات۔۔۔ جان عالم نے پھر سے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ب۔۔۔ بہت پین ہوں گی۔۔۔ ورشاں ناک سکورتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔۔ جان عالم کا دل چاہا تھا۔۔۔ قہقہہ لگائے۔۔۔ لیکن وہ صرف مسکرایا تھا۔۔۔ ا۔۔۔ اپ ہنس رہے ہیں۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ نہیں جان حیات۔۔۔ میری اتنی مجال۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پین نہیں ہوگی۔۔۔ جان عالم نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ہو گی۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ نہیں ہوگی۔۔۔ بہت آرام سے تم میں سماؤ گا۔۔۔ جان عالم اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی گہریوں میں اترا تھا۔۔۔ آہہ۔۔۔ ورشاں کے لبوں سے چینخے برآمد ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چننے

لگا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے سسکی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے
 بالوں میں ہاتھ چلانا شروع کیا۔۔۔ شش۔۔۔ جان حیات۔۔۔ ریلکس۔۔۔ جان عالم اسے اپنے سینے میں
 بچتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں تھا۔۔۔ اپ بہت برے ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھ سے
 پیار نہیں کرتے۔۔۔ اسی ل۔۔۔ لیے مم۔۔۔ مجھے پین دی۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔ جان عالم کالجہ سوالیہ
 تھا۔۔۔ نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں اسے خود میں محسوس کرتے
 رونے والی ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر اس کے سرخ چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور نرمی سے
 خود کو موو کرنے لگا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں چیخ رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چیخوں پہ اور بھی جنونی
 ہوتا اپنی رفتار تیز کر گیا۔۔۔ ورشاں کی چیخے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چیخوں
 سے اور بھی جنونی ہو رہا تھا۔۔۔ اپ مجھ سے بالکل پیار نہیں کرتے۔۔۔ ورشاں ہچکچیاں لیتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ ورشاں اس کی طرف نم
 آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم اس میں سماتے ہوئے
 پھولتی ہوئی سانسوں کے درمیان بولا تھا۔۔۔ ورشاں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکہ بناتے اس
 کے کندھوں پہ مارے تھے۔۔۔ جان عالم اپنے عمل میں تیزی لاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا گیا۔۔۔ جان
 عالم اپنے ہاتھوں سے اس کی دھڑکنوں کو سہلارہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کی روکتی سانسیں محسوس کرتے
 اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی گردن پہ جھکا دانت گاڑھے لگا۔۔۔ جا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں اسے
 خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اس کے دونوں کلائیوں کو جکڑتے ہوئے

اسے لیٹاتے اس کی کلائیاں بیڈ کراؤن سے لگاتے تیزی سے اس کی جان نکال رہا تھا۔ ورشاں کو ہچکیاں
 لیتے دیکھ جان عالم بیڈ پہ ہوتے خود پہ اور ورشاں پہ بلینکٹ لیتے اسے اپنے بالکل قریب کر گیا۔۔۔ جان عالم
 نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ا۔۔۔ اپ۔۔۔ ب۔۔۔ بہت ب۔۔۔ بڑے۔۔۔ ہے۔۔۔ ورشاں
 نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ برا نہیں ہوں۔۔۔ اپنی جان کے لیے جنونی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے
 بولا۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا
 تھا۔۔۔ جان حیات پانچ سال سے اس رات کا انتظار کیا ہے۔۔۔ کیا اپنی جان حیات کو ابھی بھی یوں ہی چھوڑ
 دو۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں پھساتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ تو میری جان
 ہی نکالنے والے تھے۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے شکوہ کیا۔۔۔ جان حیات اتنی جلدی کیسے جان
 نکال سکتا ہوں۔۔۔ ابھی تو پوری رات باقی ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کک۔۔۔ کیا
 مطلب۔۔۔ ورشاں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔۔ کہا
 تھا۔۔۔ جان حیات جس دن تمہارے قریب آؤ گا۔۔۔ اس دن تم پر ٹوٹ کر برسوں گا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کے بالوں سے ہاتھ نکالتے اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھو گیا۔۔۔ ورشاں اس کی بے باکی پہ
 بول بھی نہ سکی تھی۔۔۔ جان عالم بیڈ پر سے اٹھا۔۔۔ جسے دیکھ ورشاں نے زور سے آنکھیں بند
 کی۔۔۔ جان عالم اس کی ادا پہ مسکرایا۔۔۔ جان حیات تمہارا ہی ہوں۔۔۔ دیکھ سکتی ہوں۔۔۔ جان عالم
 ہاتھ گاؤن پہنتے ہوئے بولا۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپ کو کیوں دیکھو۔۔۔ ورشاں تھوڑی سی آنکھیں کھولتے
 ہوئے بولی۔۔۔ تمہیں مجھے دیکھنے کا شوق نہیں کیا۔۔۔ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نفی میں سر ہلایا۔۔۔ لیکن مجھے تمہیں دیکھنے کا بہت شوق

ہے۔۔۔ جان عالم ور شاں پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے بولا۔۔۔ حج۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ ہدیتی ہوتی چینی
تھی۔۔۔ میں قربان۔۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے کھڑے کرتے دوسرا ہاتھ گاؤں
پکڑتے اسے زیب تن کرتے اس کی ڈوریاں باندھنے لگا۔۔۔ ور شاں جان عالم کے چہرہ پہ نظریں جمائے
ہوئے تھی۔۔۔ کہ وہ کتنا سنجیدہ چہرہ لیے اس کی ڈوریاں باندھ رہا تھا۔۔۔

جان عالم ور شاں کو اپنی بانہوں میں اٹھائے سویمنگ پول کی طرف بڑھا۔۔۔ سویمنگ پول کے پاس آتے
ہوئے جان عالم نے ور شاں کو اپنی بانہوں سے اتارا۔۔۔ سویمنگ پول میں بھی گلاب کے پھولوں سے
دل بنے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے پانی بھی ٹھیک سے نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ور شاں سویمنگ پول
کو دیکھتے خوش ہوئی تھی۔۔۔ وہ کیا جانتی تھی۔۔۔ یہی اب اس کی جان نکلے گی۔۔۔ جان عالم خود پول میں
جمپ کر گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ور شاں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔ ور شاں مجھے باہر نکالو۔۔۔ جان
عالم آگے کو آتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں نے آگے بڑھتے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اسی لمحے جان عالم
نے ور شاں کا ہاتھ اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسے بھی اپنے ساتھ پول میں کھینچ لیا۔۔۔ ور شاں سویمنگ پول
میں گری تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ چینی تھی۔۔۔ ور شاں جلدی سے جان عالم کے سینے سے لگی تھی
۔۔۔ ور شاں کو اپنے سینے میں منہ چھپاتے دیکھ کہ جان عالم نے ور شاں کا منہ اپنے سینے سے نکالا اور اس
کے لبوں پہ جھک گیا۔۔۔ جان عالم کو اپنے لبوں کا دشمن بنتے دیکھ کہ ور شاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ
رکھتے ہوئے اس کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی ور شاں کو مزاحمت کرتے دیکھ کہ جان عالم اور
شدت پسند ہوا تھا۔۔۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ ور شاں کے جسم پہ پورے استحقاق سے حق جتا رہے تھے

--- جان عالم کو شدت پسند ہوتے دیکھ کہ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا تو جان عالم نے اسے
 آنکھوں سے اشارہ کیا کہ اس کا ساتھ دے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ بے باک جسارت
 کی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ اپنی دھڑکنوں پہ محسوس کرتے ورشاں کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی دھڑکنوں کی نرمی اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتے اس کے ہونٹوں پہ اور شدت پسند ہوا تھا
 --- جواں جذبات سرچڑھ کے بولے تھے۔۔۔ ورشاں کی سانسیں بند ہوتے محسوس کرتے جان عالم
 نے اس کے لبوں کو رہائی بخشی۔۔۔ جان عالم نے اس کے لبوں سے لب ہٹائے اور اس کے گاؤن کی
 ڈوریوں میں ہاتھ الجھائے اور اک منٹ میں ہی ورشاں کا ہاتھ گاؤن اس کے جسم سے جدا کیا اور خود بھی
 اسی کہ حالت میں آیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ جھکتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ اپنے
 ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم کے جذبات پیک پہ پہنچے
 تھے۔۔۔ جذبات منہ زور ہو رہے تھے۔۔۔ جذبات میں آکر جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ دانت
 گاڑھے تھے۔۔۔ جان عالم کے دانت گاڑھنے پر ورشاں چیخی تھی۔ آہہ جا۔۔۔ جان۔۔۔ جان مج۔۔۔ مجھے پیپ
 پین۔۔۔ ہو رہی ہے۔۔۔ وہ پانی میں ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں پہ نرمی سے
 ہونٹ رکھے تھے۔۔۔ نرم لمس سے ورشاں کو سکون ملا تھا۔۔۔ جان عالم جذبات منہ زور ہوئے
 تھے۔۔۔ سرچڑھ کر بولے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے خود پر
 سے کنٹرول کھوتے ہوئے بے رحمی سے ورشاں میں ایک بار پھر سے شامل ہوا تھا۔۔۔ ورشاں کی چیخ وہ
 اپنے لبوں میں دبا چکا تھا۔۔۔ اب جان عالم کی بے رحم شدتیں تھی۔۔۔ اور معصوم سی بچاری ورشاں
 تھی۔۔۔ وہ بے رحمی سے اس پہ اپنی شدتیں ڈھارہا تھا۔۔۔ ان دونوں کے جسموں کے ملاپ کی آوازیں آ

رہی تھی جو جان عالم کو اور جنونی بنا رہی تھی۔۔۔۔۔ ورشاں کی تو جان آدھی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ رات سے اپنے جان خان کو سہتے سہتے۔۔۔۔۔ جان عالم کتنی ہی دیر ورشاں کو وجود میں کبھی نرمی اور کبھی تیزی سے شامل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں چینیختے ہوئے اس کی گردن پہ ناخن مار رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم کے جواں جذبات قابو ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ روکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں اس کی شدتیں سہتے بے حال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم اس کی حالت بگڑتی محسوس کرتے اسے لیے پانی کی سطح پہ آیا۔۔۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ جان حیات۔۔۔۔۔ اپنے جان خان کو سہے نہیں سکی۔۔۔۔۔ میری جان حیات میں کیا اتنا ہی دم تھا۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے بب۔۔۔۔۔ باہ۔۔۔۔۔ ہر نکالے۔۔۔۔۔ وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ ریلکس میرا جان۔۔۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے باہر نکالے۔۔۔۔۔ وہ جان عالم کی گردن کے گرد حصار مضبوط کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ جان عالم خاموشی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں کی ناز کی جان عالم کو اپنے چوڑے سینے میں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم یوں خاموش دیکھتے ورشاں رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے اس کے رونے پہ آسمان کی طرف دیکھتے آہستہ بھری۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے سویمنگ پول سے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ورشاں اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے سویمنگ پول سے تھوڑا سا فیصلے پہ پڑے ٹاول اٹھاتے ہوئے اپنے گرد باندھا اور دوسرا ٹاول پکڑتے ورشاں کے گرد لپٹتے ہوئے اسے گود میں اٹھائے باہر نکلا۔۔۔۔۔ ورشاں نے ٹاول کو دھڑکنوں سے دونوں ہاتھوں سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔ جان

عالم اسے گود میں اٹھ ہائے اندر کی طرف آیا۔۔۔ اور سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی ناک پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں کی پلکیں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ اور نرمی سے ورشاں کو بیڈ کے نرم گدے کی وسط پہ لٹایا۔۔۔ جان عالم اسے بیڈ پہ لیٹاتے خود ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔۔۔ ڈریسنگ مرار سے پرفیوم اٹھاتے اپنے چوڑے سینے پہ چھیر کی۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ لیٹی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان عالم خود پہ پرفیوم کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی نظر مرار میں سے ورشاں کی سفید پنڈلیوں پہ پری۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بلینکٹ کھینچتے خود پہ لے گئی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور بیڈ پہ لیٹتے ہوئے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ معصوم بس اتنا ہی بولی سکی تھی۔۔۔ جان حیات اب کچھ نہیں کروگا۔۔۔ جان عالم اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں ابھی بھی اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹاول جکڑے ہوئے تھی۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں سے ٹاول چھرواتے ہوئے اس کی کلائیاں اپنے ہاتھ میں قید کر گیا۔۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم ٹاول اس کے تن سے جدا کرتے ہوئے دور اچھال گیا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں خوف اور حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم اس کی حیران کن آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ اور خود کے بھی وجود سے ٹاول الگ کرتے پھینکتے اسے سختی سے خود میں بیچ گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ پھر سے بولی۔۔۔ ششش۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ اب اگر میرے جذبات جاگے تو برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم آنکھیں موندے

بولا۔۔۔ ورشاں کی ناز کی جان عالم کے سینے سے مس ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کی آنکھیں بند تھی۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر کمرے میں گھڑی کی تلاش میں دوڑائیں۔۔۔ جان حیات تین بج رہے ہیں۔۔۔ جان عالم بند آنکھوں سے بولا۔۔۔ ورشاں ایک بار پھر سے حیران ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اپنی حیرانگی پہ کچھ نہ بولتے اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ورشاں بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ وہ بھی کچھ دیر سکون چاہتی تھی۔۔۔

پریشہ شاہ در کو سلا کر ابھی کمرے میں آئی۔۔۔ زرغام بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ پریشہ چلتے ہوئے بیڈ کی دوسری جانب آکر لیٹی۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ لیٹی اس کے بال جو کہ گردن پہ تھے۔۔۔ پریشہ نے بال آگے شانے پہ رکھے۔۔۔ اور لیٹ گئی۔۔۔ پریشہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد اسے اپنے پیٹ کے گرد حصار محسوس ہوا تھا۔۔۔ پریشہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے پیچھے کی جانب دیکھا۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی ڈوری پہ انگلی ٹریس کی۔۔۔ اور اس کا چہرہ ایک ہی جھٹکے میں اپنی طرف کیا۔۔۔ کہاں تھی۔۔۔ تب سے۔۔۔ زرغام اس کے چہرے پہ آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ کو سلا رہی تھی۔۔۔ اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ پریشہ بامشکل اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے بھی تمہارے بنائند نہیں آتی۔۔۔ زرغام اس کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ایک ہی جھٹکے میں اس کی ڈوریاں کھول گیا۔۔۔ زرغام۔۔۔ وہ حیرانگی سے بولی۔۔۔ زرغام اب اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکنا چاہا۔۔۔ زرغام اس کی ساڑھی کا پلو اس کے کندھے سے ریمو کرتے ہوئے اس

کے کندھے پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ تم بہت خوبصورت ہوں۔۔۔ میری جان۔۔۔ دل چاہتا ہے۔۔۔ کہ
بس تمہیں چومتا رہوں۔۔۔ زرغام اس کے کندھے سے گردن تک ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام

اس پہ سایہ فلکں ہوتا اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتے اپنی طلب پوری کرنے
لگا۔۔۔ زرغام شدت سے اس کے ہونٹوں سے لپیٹے ہوئے اپنی طلب پوری کر رہا تھا۔۔۔ زرغام کا ایک
ہاتھ اس کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے چل رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتے
ہوئے اسے مچلنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔ زرغام اس کے بالائی لب دانت گاڑتے ہوئے اسے سکھنے پہ مجبور کر
گیا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ زرغام اس کی
دھڑکنوں پہ جھکا جگہ جگہ دانت گاڑتے ہوئے اس کی دھڑکنوں کو اپنی شدت سے سرخ کر رہا
تھا۔۔۔ میری جان اجازات ہے۔۔۔ تم میں سما کر اپنے اور تمہارے درمیان ہر فیصلہ ختم کر

دو۔۔۔ زرغام اپنا ہاتھ نیچے لے جاتے اس کی گہرائیوں کو بے باکی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے
اس کی خمار آلود نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ
مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ منہ سے بولو جان۔۔۔ زرغام اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ پریشہ کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔ بولو جان۔۔۔ اجازات ہے۔۔۔ زرغام ایک بار پھر سے اس کے
پیٹ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ پریشہ سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے

بولی۔۔۔ زرغام نے شدت سے اس کی ناف پہ ہونٹ رکھتے اس کے تن سے ساڑھی ایک ہی جھٹکے میں
جدا کی تھی۔۔۔ زرغام خود بھی اسی کی حالت میں آتے اس میں سما یا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ پریشہ کی چینخ زرغام
نے ہونٹوں میں دبائی۔۔۔ زرغام تیزی سے موو کرتے پریشہ کی دھڑکنوں کو مسل رہا تھا۔۔۔ پریشہ

بری طرح سسک رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی دھڑکنوں سے اس کے اوپر آتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ
ایک بار پھر سے جھکا۔۔۔ پریشے نے اپنی سانسیں روکتی محسوس کرتے بری طرح زرغام کے کندھے پہ
ناخن گاڑھے۔۔۔ زرغام نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ ب۔۔۔ بس پ۔۔۔ پلینز۔۔۔ پریشے سسکتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی اتنے میں ہی بس ہوئی
تھی۔۔۔ زرغام کو فیل ہوا تھا۔۔۔ کہ اس کی طبیعت خراب ہے۔۔۔ زرغام خود کو پرسکون کرتے بیڈ پہ
گرتے پریشے کو خود پہ گرا گیا۔۔۔ زرغام اس کی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔ پریشے
بھی اس کے سینے پہ سر رکھے آنکھیں موند چکی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 96 پارٹ 2

باہر ابھی بھی رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ آسمان پہ تارے چمک رہے تھے۔۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی
سی روشنی آرہی تھی۔۔۔ زمل غازیہ کو سلا چکی تھی۔۔۔ لیکن اس کی آنکھوں سے نیند پڑے
تھی۔۔۔ تین بج رہے تھے۔۔۔ اور غزنوی نا جانے کہاں تھا۔۔۔ زمل اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ لیکن
وہ نہیں آیا تھا۔۔۔ زمل نے ایک آخری دفعہ امید سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے ابھی غزنوی
اجائے گا۔۔۔ وہ یوہی دس منٹ تک خاموشی سے دروازے کو دیکھتی رہی۔۔۔ لیکن غزنوی نہیں آیا
تھا۔۔۔ زمل بیڈ سے اٹھی۔۔۔ اور بے دلی سے جا کر ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔ اور اپنی

چوڑیاں اتار کر رکھنے لگی۔۔۔ اس کے چہرے پہ اداسی سی تھی۔۔۔ زل چوڑیاں اتارتے ڈریسنگ مرار پہ رکھنے لگی۔۔۔ زل کے بالوں پہ جو پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ زل نے اتار کر بے دلی سے ڈریسنگ مرار پہ رکھے۔۔۔ زل نے نم آنکھوں سے خود کو مرار میں دیکھا۔۔۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ لیکن اسے دیکھنے والا تو تھا۔۔۔ ہی نہیں۔۔۔ زل نے کانوں سے اویزے بھی اتار کر رکھے۔۔۔ اور ڈریسنگ روم میں چلے گئی۔۔۔ زل سمپل سی پٹھانی فراک پہنے روم میں آئی۔۔۔ اور بیڈ پہ آکر لیٹ گئی۔۔۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ سورج کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ جو کہ کھڑکی کے بند شیشوں سے اندر آرہی تھی۔۔۔

جان عالم کی آنکھ کھولیں تو۔۔۔ ورشاں اس کے حصار میں سو رہی تھی۔۔۔ چہرے پہ بلا کی معصومیت چھوٹی سی نیک اور چہرے پہ چھائی سرخی۔۔۔ وہ سوئی ہوئی بھی جان عالم کی نظروں کی تپش سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کی گردن پہ اپنا لمس چھوڑا۔۔۔ ورشاں سوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے بے باک شرارت کر گیا تھا۔۔۔ ورشاں کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔ اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم حیران ہوا تھا۔۔۔ کہ وہ تو بہت گہری نیند سوتی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے ہوئے اسے پیچھے کرنے لگی۔۔۔ جان عالم کا پہاڑ جیسا وجود وہ ایک انچ بھی نہ ہلا سکی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں چمینختے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں کے گوشوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ ورشاں

گھبراتے ہوئے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان خان۔۔۔ میں اب آپ کو نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔ ورشاں اس کے برہنہ کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ جان عالم کو پھر سے خود پہ جھکے دیکھ کر گھبرائی تھی۔۔۔ وہ تو جان عالم کارات کا انداز نہیں بھول سکتی تھی۔۔۔ جان عالم کی ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ کیوں میری جان حیات مجھے برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ ساری زندگی مجھے ہی برداشت کرنا ہے۔۔۔ جان عالم گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے فف۔۔۔ فریش۔۔۔ ہہ۔۔۔ ہونا ہے۔۔۔ ورشاں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جان عالم اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ ساتھ فریش ہو جاتے ہیں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ بیرڈر گڑتے ہوئے کہا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نم آواز میں بولی۔۔۔ جان عالم اس کی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے اس پر سے اٹھتا واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ ورشاں نے بیٹھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی قمیض پہنے ہوئے تھی۔۔۔ اسے معلوم نہیں کہ یہ اس کے بدن پہ کیسے آئی۔۔۔ لیکن وہ پہنے ہوئے تھی۔۔۔ ورشاں نے بال پیچھے کرتے ہوئے واشروم کے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ پورے وانمپائر ہے۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں خود پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ جہاں جان عالم کی شدتوں کے نشانات آب و تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔ جان عالم فریش ہو کر باہر آیا۔۔۔ جان عالم بلیک کلر کے ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا۔۔۔ اور بالوں کو ٹاول سے سہلا رہا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو مرار کے سامنے دیکھتے ہوئے جلدی سے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی تیزی پہ مسکرایا۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جان عالم بالوں کو خشک کرتے بیڈ پہ جا کر بیٹھا۔۔۔ ورشاں ہاتھ گاؤن پہنے کمرے میں آئی۔۔۔ اس کے بال ٹاول میں بندھے

ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں مرار کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی۔۔۔ اور اپنی گردن پہ جان عالم کے ہونٹوں
 کے نشان دیکھتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں اپنے بال ٹاول سے آزاد کرتے ان کو ہاتھوں سے سہلانے
 لگی۔۔۔ جان عالم اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ نج۔۔۔ جان خان۔۔۔ میری طرف مت
 دیکھے۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں کی تپش خود کے سراپے پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم
 اٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں اسے اپنے قریب آتے دیکھ اس کی طرف معصوم سا چہرہ
 بنائے دیکھنے لگی۔۔۔ جان عالم اسے ڈریسنگ مرار کے ساتھ لگاتے ہوئے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ
 جما گیا۔۔۔ کیوں نہ دیکھو۔۔۔ اپنی جان حیات کی طرف۔۔۔ جان عالم اس کی بالوں کی چہرے پہ آتی اور ہ
 لٹ اس کی کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ اپ م۔۔۔ میری طرف دیکھتے
 ہے۔۔۔ تو۔۔۔ ورشاں اتنا بولتے نظریں جھکائے گئی۔۔۔ جان عالم نے ٹھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ
 اوپر کیا۔۔۔ تو۔۔۔ جان عالم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے
 میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جان عالم نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔ اور سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔۔ جان
 عالم کو اس کی ناز کی اپنے سینے سے ٹچ ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ میری جان حیات۔۔۔ تو ایک دن میں
 ہی مجھ سے اتنا شرمناک لگ گئی۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتے اس کے چہرہ کا طواف کرنے لگا۔۔۔ جان عالم نے اس کے
 ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اب میں رونے لگ جاؤ گی۔۔۔ ورشاں اس کی
 طرف دیکھتے اپنی آنکھوں میں پانی جمے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ میں نے تو اتنا پیار
 کیا۔۔۔ مجھے تو تم نے میرے اتنے پیار کے بدلے ایک کس بھی نہیں کی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن

پہ چپکے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کے چہرہ سے پانی کے قطرے اس کی گردن پہ گر رہے تھے۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ جھکتے ہوئے اس کی بیوٹی بون پہ دانت گاڑتے اس کے تل کو سرخ کرنے لگا۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ کہ اس کا موبائل بجننا شروع ہوا تھا۔۔۔ جان عالم بدمزہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوتے ہوئے موبائل کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں اپنا سانس بحال کرنے لگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کو کھڑے دیکھتے ہوئے اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ چیخ کر و۔۔۔ حویلی چلے۔۔۔ جان عالم م ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ چھوڑے گے تو کروگی۔۔۔ اب کی بار ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ ابھی کر لوں غصے۔۔۔ رات میں کل سے زیادہ تمھاری چینخنہ نکلو انیں۔۔۔ تو پھر کہنا۔۔۔ جان عالم اس کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ اج آپ کے ہاتھ نہیں آؤ گی۔۔۔ ورشاں جان عالم جو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان حیات تم دور تو مجھ سے جا نہیں سکتی۔۔۔ کتنی بھی کوشش کر لوں۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی والا تھا۔۔۔ کہ ورشاں اسے خود سے دور کر گئی۔۔۔ جان عالم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں نے کبر ڈکھولیں۔۔۔ جہاں سلیقے سے ایک طرف جان عالم کے کپڑے اور دوسری طرف ورشاں کے لیے کپڑے ہینگ کیے ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں نے آسمانی کلر کی فراک نکالتے زیب تن کی۔۔۔ اور بال باندھتے ہوئے روم میں آئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ہمیں حویلی جانا ہے۔۔۔ ورشاں اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے اس کے لیے پیسنجر

سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ ورشاں کے بیٹھتے ہی جان عالم نے دوسری طرف بیٹھتے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ ویسے جان حیات میری شدتوں سے چمک رہی ہوں۔۔۔ جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ وائپائز بنے تھے۔۔۔ رات میں آپ۔۔۔ اتنی پین دی مجھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پانچ سال انتظار کیا تھا۔۔۔ اپنی جان حیات کو اتنا بھی پیار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کی ٹھوڑی کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ ظلم کیا ہے۔۔۔ ورشاں نم آواز میں بولی۔۔۔ جان حیات ظلم نہیں تھا۔۔۔ جنون تھا۔۔۔ جو تمھاری چینخوں کی وجہ سے آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کی اتنی بے باک بات پہ کان کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔

جان عالم کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔۔ جان عالم کے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی ورشاں باہر نکلتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ میری جان حیات پاگل ہے۔۔۔ جان عالم سر نفی میں ہلاتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ اندر لاونچ میں داجی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ ورشاں تو داجی سے پیار لیتے ہی اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جبکہ جان عالم داجی کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ جان عالم کی نظریں ورشاں پہ تھی۔۔۔ جو کہ اوپر کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ اور اس کے ہاتھ میں موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی نظر اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں کو روم کا دروازہ نوکڑ کرتے جان عالم اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے لوک گھومایا ہی تھا۔۔۔ کہ دروازہ کھول چکا تھا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جو کہ ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی اپنے ہونٹوں پہ لیپ

سٹک لگا رہی تھی۔۔۔ جان عالم کو دیکھتے اس کا ہاتھ روکا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ جان
 حیات کیوں ان خوبصورت ہونٹوں کو اتنا سرخ کر رہی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا
 پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ میرا دل چاہ رہا تھا۔۔۔ ورشاں اس کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے خود
 سے دور مت جھٹکا کرو۔۔۔ جان حیات۔۔۔ میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔۔۔ جان عالم گہرا مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔۔ لیکن اس کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔۔۔ رات میں ایک دفعہ بھی جھٹکا آپ کو خود سے دور۔۔۔ ورشاں اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ تم جھٹک بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم گمبھیر آواز میں بولتے اس
 کی گردن پہ انگلی ٹریس کرنے لگی۔۔۔ کیوں نہیں جھٹک سکتی۔۔۔ آپ مجھ سے زبردستی بھی تو نہیں کر
 سکتے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کر سکتا ہوں۔۔۔ جان
 حیات۔۔۔ کبھی مجبور مت کرنا۔۔۔ ورنہ میری زبردستی سہن نہیں کر سکوں گی۔۔۔ جان عالم مسکراتے
 ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ بہت
 برے ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جیسا میری جان حیات مجھے سے محبت کرتی
 ہے۔۔۔ اسی طرح میں بھی اپنی جان حیات سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی ٹھوڑی پہ
 شدت سے پیار سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ سے کس نے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتی
 ہوں۔۔۔ ورشاں نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تم پہ اپنی مہر لگا چکا ہوں۔۔۔ تم
 صرف میری ہوں۔۔۔ پانچ سال سے میری ہوں۔۔۔ میرے علاؤہ اگر تمہیں کوئی ہوا کا جھونکا بھی
 چھوئے گا۔۔۔ تو مجھے برداشت نہیں۔۔۔ میں اپنی جان حیات سے اس قدر محبت کرتا ہوں۔۔۔ کہ اگر وہ

مجھ سے دور بھی جانا چاہے گی۔۔ تو میں اسے جانے نہیں دوں گا۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بول رہا تھا۔۔ اگر میں ہی آپ کے ساتھ نہ رہنا چاہوں۔۔ تو۔۔ ورشاں کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔ جان عالم
 اسکے نازک ہاتھ اپنے سینے محسوس کرتے اس کے اب والے الفاظ پہ جان عالم خان نے شدید طیش و
 اشتعال کے عالم میں اس کی کلائیوں کو اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑتے ڈر سینگ مرار کے ساتھ پین کیا
 تھا۔۔ اور پھر وہ اسے سوچے سمجھنے کا موقع دیا بنا اپنی پوری شدت سے اس کے نازک لال لیپ سٹک سے
 سجے ہوئیوں پہ جھکا تھا۔۔ وہ رات سے کئی گنا زیادہ شدت سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا دانت گاڑ رہا
 تھا۔۔ جان عالم خان کو اس کے ہونٹوں پہ اس کے بالائی لب کو شدت سے چوم رہا تھا۔۔۔ جس پہ
 ورشاں کے کان سے دھواں نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ جبکہ اس کا پورا چہرہ سرخ انار ہوا
 تھا۔۔ ورشاں کی نیلی آنکھیں جان عالم کے چہرے پہ مرکوز تھی۔۔ جو کہ شدت سے اس کے
 ہونٹوں کو اور بھی سرخ کر رہا تھا۔۔ جان عالم اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے کچھ زمین سے اوپر اٹھاتا
 بری طرح سے اس کے ہونٹوں کو سک کرتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔ ورشاں نے سرخ
 قندھاری ہوتے اس کی شرٹ کو مضبوطی سے ہاتھوں میں جکڑا تھا۔۔ اور آنکھیں موندیں۔۔ ابھی کچھ
 ہی پیل ہوئے تھے۔۔ کہ ورشاں کو جان عالم کی اتنی شدت بھری گرفت پہ ورشاں کو اپنی سانس
 اکھڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔ ورشاں کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی
 شرٹ کو بری طرح سے جھنجھوڑا تھا۔۔ آنکھ سے بے ساختہ آنسو اس کے عارض پہ پھسلا تھا۔۔ جان عالم
 اس کے بے جان ہوتے وجود کو محسوس کرتے اس کے نچلے لب کے کنارے کو دانتوں تلے دباتے اس کی
 نازک پنکھڑیوں کو آزادی بخش گیا۔۔ ورشاں جو کہ کچھ دیر پہلے اس کی نظروں سے نظریں ملاتے ہوئے

باتیں کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم کے اس عمل پہ اس کی نظریں ملانا تو دور نظریں اٹھانا بھی مشکل ہوا
تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے ورشاں کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔۔ جان
حیات۔ تم نے مجھ سے دور جانے کی بات یہ اس بات کی سزا تھی۔۔۔ جان عالم خان اپنی آخری سانس
تک اپنی جان حیات کو خود سے دور نہیں جانے دے گا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں کو سہلاتے
ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے اپنے ہونٹوں پہ جلن محسوس ہو
رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 98 پارٹ 1

ورشاش روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ روم میں چاروں طرف پھول پڑے ہوئے تھے۔۔۔ بیڈ کے چاروں طرف پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ بیڈ کراؤن پہ پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ جن سے بیڈ کراؤن کے اوپر لگی جان عالم کی تصویر کے اوپر دل بنا ہوا تھا۔۔۔ اور اس دل میں ورشاش لکھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاش نے صبح سے اب کمرے کا جائزہ لیا تھا۔۔۔ ورشاش نے خود کو مرار میں دیکھا۔۔۔ ورشاش نیوی بلیو کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ جس کا گلہ گہرا تھا۔۔۔ لیکن اس کی آگے سے دو ڈوریاں باندھ ہوا تھا۔۔۔ اس سے گلے مزید گہرا نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ سر پہ دوپٹہ جو کہ اچھا خاصا کام سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ اس کو پیئرز سے سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔ گلے میں ہلکی سی چین کانوں میں جھمکھے ہاتھوں میں تھوڑی سی چوڑیاں ہونٹوں پہ لائٹ سے لیپ سٹک اور وہ قیامت لگ رہی تھی۔۔۔ ویسے میں پیاری لگ رہی ہوں۔۔۔ ورشاش خود کو مرار میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اور ڈرینسنگ ٹبل کے سامنے کھڑے ہوتے خود کو دیکھنے لگی۔۔۔ اس کی گردن پہ جان عالم کی شدتوں کے نشانات تھے۔۔۔ جنہیں دیکھ ورشاش کے ہونٹوں پہ شرمیلی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ عارض تپ کے انار ہوئے تھے۔۔۔ ورشاش اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتارنے لگی۔۔۔ جان عالم جو کہ ابھی روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ورشاش جو چوڑیاں اتارتے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی کلائیاں پکڑی۔۔۔ جان حیات کیوں اتار رہی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی چوڑیوں پہ ہاتھ ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ تو کیا پہن کر رکھوں۔۔۔ ورشاش نے جان عالم کے ہاتھوں سے ہاتھ

چھروانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ او۔۔۔ اچھا تو تم میرا ہی فائدہ سوچ رہی تھی۔۔۔ جان عالم سوچنے کا انداز
 میں بولا۔۔۔ فائدہ۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ بالکل جان حیات۔۔۔ تم سوچ رہی ہوں
 گی۔۔۔ کہ تمہارے جان خان کو یہ چیزیں اتارنے میں اتنی محنت نہ کرنی پڑے۔۔۔ جان عالم اسے آنکھ
 مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اس کی بات سنتے حیرت سے آنکھیں پھیلانے لگیں دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ جان حیات آج یہ چوڑیاں رہنے دو۔۔۔ ان کلائیوں میں۔۔۔ جب میں تم میں سماؤ
 گا۔۔۔ تمہاری یہ چوڑیاں چھن چھن کرے گی۔۔۔ تو میں جنونی ہوتے تم پہ ٹوٹ کر برسوں گا۔۔۔ جان
 عالم اس کی چوڑیوں پہ دو انگلیاں رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کتنے بے شرم ہے۔۔۔ ورشاں سرخ پڑتے ہوئے
 بولی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ تم نے ابھی میری بے شرمی دیکھی ہی کہاں ہے۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ
 جھکتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو خود سے دونوں ہاتھوں سے دور کر گئی۔۔۔ جان عالم نے اس کی
 طرف ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اپ میں کہاں سے اتنی انرجی آتی ہے۔۔۔ ورشاں
 معصوم سا چہرہ بنائے بولی۔۔۔ رومانس کے لیے انرجی کی ضرورت نہیں۔۔۔ جذبات کی ضرورت ہوتی
 ہے۔۔۔ اور تمہیں دیکھتے میرے جواں جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں۔۔۔ اور تمہاری طلب ہونے لگتی
 ہے۔۔۔ جان عالم اس کی طرف خمار آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اس کی آنکھوں میں
 اپنی طلب دیکھتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں آپ کے ہاتھ نہیں آؤ
 گی۔۔۔ آ۔۔۔ اپ میری ساری رات جان نکالتے ہیں۔۔۔ ورشاں گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔ میری
 جان جب بیوی تم ہوں۔۔۔ تو ظاہر تم سے ہی طلب پوری کرو گا۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں کو
 سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اب معصوم سا چہرہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ تم

چاہتی ہوں۔۔۔ میں تمہارے قریب نہیں آؤ۔۔۔ تو میں روم سے چلا جاتا ہوں۔۔۔ جان عالم باہر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔۔ ورشاں اسے باہر کی طرف جاتے دیکھ بے بسی سے اس کی طرف بڑھنے والی تھی۔۔۔ لیکن ہمت نہ کر سکی۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں وہی کھڑی بولی۔۔۔ جان عالم نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہم۔۔۔ جان عالم نے پوکٹ میں ہاتھ ڈالے۔۔۔ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائے۔۔۔ ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے دونوں عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میری جان میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤ گا۔۔۔ جان عالم پیار سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جاؤ تم چہنچ کر لوں۔۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے دیکھا۔۔۔ ناراض ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹ اپنے عارض پہ محسوس کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔۔ اور اسے اوپر کرتے ہوئے ڈرینسنگ ٹیبل پہ بیٹھاتے ہوئے اس کے چہرہ اپنے سینے سے نکالتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا۔۔۔ ورشاں نے اس کی شرٹ کو ہاتھوں میں جکڑا۔۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کے دوپٹے سے پیز اتارتے ہوئے اس کا دوپٹہ صوفی پہ اچھال گیا۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں سے پیز نکالتے اس کے بال بھی کھول چکا تھا۔۔۔ اب ورشاں کے سنہرے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ جان عالم اس کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتے اس کے ہونٹوں سے اس کی گردن پہ جھکا

دانت گاڑھنے لگا۔۔۔ جان عالم اس سے پہلے کے مزید کو گستاخی کرتا اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔۔ جان عالم بد مزہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن سے چہرہ باہر نکالتے اس کی دھڑکنوں پہ اپنا سر رکھ گیا۔۔۔ ورشاں کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ جان عالم کی سانسوں کی تپش اسے اپنی دھڑکنوں پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے کال دیکھتے موبائل بند کیا تھا۔۔۔ اس وقت آفس کے نمبر سے کال۔۔۔ اس نے موبائل بھی بیڈ پہ اچھالا۔۔۔ جان عالم اپنی شرٹ اتارتے دور اچھا گیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے چوڑے سینے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جان حیات تمہارا ہی ہوں۔۔۔ صبح جب شاہور لے گے۔۔۔ تب نظارہ کر لینا۔۔۔ جان عالم اسے بے باکی سے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔ جان عالم اس کی میکسی کی ڈوریاں ایک جھٹکے میں کھولیں۔۔۔ میکسی لوز ہوتے اس کی دھڑکنوں تک آئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے اس کی میکسی زمین بوس کر گیا۔۔۔ جان عالم اس کی سٹرپٹیز میں انگلیاں پھساتے اسے اپنی گود میں اٹھائے صوفے کی جانب بڑھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو صوفے کی طرف بڑھتے دیکھ اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ جان عالم اسے نرمی سے صوفے پہ لیٹاتے اس پہ سایہ فلن ہوا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں سے لفظ ٹوٹ کر نکلے تھے۔۔۔ جان حیات روزانہ بیڈ پہ رومانس کرتے بور ہو جائے گے۔۔۔ اسی لیے جگہ بدل لینی چاہیے۔۔۔ جتنی کم جگہ ہوں گی۔۔۔ اتنا ہی تم میرے نزدیک ہوں گی۔۔۔ جان عالم اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اس کی بے باک باتوں پہ کان کی لوں تک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس آخری پردے کو بھی ایک ہی جھٹکے میں اس کے تن سے جدا کرتا اس کی دھڑکنوں پہ آیا۔ اس کی دھڑکنوں پہ اپنے ہاتھوں کا شدت بھرالمس بکھیرتے وہ اس کی سکیاں نکلا گیا۔۔۔ وہ اس کے لبوں کے پاس جھکے بولتا

اپنے ہونٹ اس کے لبوں سے مس کرتا جنونی ہوا تھا۔۔۔ ورشاں اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔ "زہ ستاسرہ
مینہ کوم"

"انت لی وحسی ان اقول ذلک"

(تم میرے ہواور یہ کہنے کا حق بھی صرف میرا ہے)

کہتے ساتھ ہی وہ اس کے لبوں سے شدت سے لیٹا تھا۔ ورشاں کی مدھم سسکیوں کو اپنے ہونٹوں میں
گھونٹتا وہ اس کے تن سے ہر پردہ سر کا گیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا لب دانتوں
تلے کچل گئی۔ جان عالم اس کا یہ معصومانہ ایکٹ دیکھتا اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ وہ بہت نازک
سی تھی۔ اس کے پہاڑ جیسے وجود کے نیچے وہ دب کے رہ گئی تھی۔ سانس بھی بمشکل لے رہی
تھی۔۔۔ جان عالم یہ سوچتے ہوئے نرمی سے اس میں خود کو ایڈجسٹ کرتے وہ اس کی دھڑکنوں پہ اب
نرمی سے اپنے لبوں کا گیلالمس بکھیرنے لگا۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اس میں ایک جست میں
سمایا۔۔۔ اہہ۔۔۔ ورشاں چیننے بھی نہ رہ سکی تھی۔۔۔

زلزلہ غازیہ کو سلا کر بیڈ پہ لیٹی اس کی طرف چہرہ کیسے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی کل نہیں آیا تھا۔۔۔ اج
آئے گا۔۔۔ وہ ایسی کوئی امید نہیں لگائے ہوئے تھی۔۔۔ زلزلہ کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ ہلکا سا روم کا
دروازہ کھولا۔۔۔ غزنوی اندر داخل ہوا۔۔۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔۔۔ بس بیڈ کے قریب مدھم سی
روشنی تھی۔۔۔ جس روشنی میں زلزلہ کا وجود ہلکا پھلکا نظر آ رہا تھا۔۔۔ غزنوی زلزلہ کی بڑھا۔۔۔ وہ جانتا
تھا۔۔۔ زلزلہ اس سے ناراض ہوگی۔۔۔ غزنوی بیڈ پہ اس کے ساتھ لیٹتے اس کی کمر کے نیچے سے حصار بنا

گیا۔۔۔ زل کی آنکھیں اس کے ہاتھ کے لمس پہ جھٹکے سے کھولیں تھی۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ کا لمس پہچان
 چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ پلٹی نہیں تھی۔۔۔ زل۔۔۔ میری جان۔۔۔ غزنوی اس کے کان کے قریب مدھم
 سی سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔ لیکن زل نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ مائی لیو۔۔۔ غزنوی نے
 اس کی پیچھلی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ وہ دودن سے اس کا انتظار کر
 رہی تھی۔۔۔ غزنوی کا ہاتھ زل کے پیٹ پر سے اوپر سر کا تھا۔۔۔ جسے زل نے اپنے ہاتھ سے روکا
 تھا۔۔۔ غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ زل اس کا ہاتھ جھٹکتے آٹھ کر بیٹھی۔۔۔ زل کے
 بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ زل نے اپنے بالوں کو باندھتے ہوئے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو سوئی
 ہوئی تھی۔۔۔ زل بیڈ کی دوسری طرف سے نیچے اترنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ غزنوی نے اس کی کلائی
 پکڑتے اسے خود پہ گرایا۔۔۔ ناراض کیوں ہو جاتی ہوں۔۔۔ غزنوی اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اب کیوں آئے ہے۔۔۔ جائے دودن سے جہاں تھے۔۔۔ زل غصے سے بولی۔۔۔ تمہارے بنا
 سکوں کہاں ہے۔۔۔ غزنوی نے اس کے ناک کے ساتھ اپنی ناک رب کرتے ہوئے بولا۔۔۔ میرے بنا
 ہی تو سکوں ہے۔۔۔ اسی لیے تو پورا پورا ہفتہ آپ کو میری یاد نہیں آتی۔۔۔ چلے جاتے ہیں۔۔۔ زل
 اسے ناراضگی سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ ضروری کام تھا۔۔۔ غزنوی اسے بیڈ پہ کرتے خود پہ اس پہ سایہ
 فگن ہوا۔۔۔ زل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ جہاں شاید پریشانی تھی۔۔۔ زل کا غصے کم ہوا
 تھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ غزنوی نے
 اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اپ پریشان ہے۔۔۔ زل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ نہیں میری جان۔۔۔ غزنوی نے ہونٹوں پہ مسکراہٹ لیے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زل اس

کی گردن کے گرد حصار بنا گئی۔۔۔ غزنوی اس کی دھڑکنوں کے درمیان اپنا سر رکھ گیا۔۔۔ زل اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔۔ اپ پریشان ہے۔۔۔ مجھے اپنی پریشانی بتا سکتے ہیں۔۔۔ زل اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں میری جان۔۔۔ غزنوی اس کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل کا ہاتھ ایک پل کے لیے روکا تھا۔۔۔ لیکن پھر سے وہ غزنوی کے بالوں کو سہلانے لگی۔۔۔ لیکن اب زل پریشان ہوئی تھی۔۔۔ کہ غزنوی کو کیا پریشانی ہے۔۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 98 پارٹ 2

سورج آسمان پہ چمک رہا تھا۔۔۔ ہر طرف اپنی روشنی سے سب کی زندگیوں میں ایک نئی روشنی لے کر آیا تھا۔۔۔ صوفیہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ رات سے سوئی نہیں تھی۔۔۔ یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ناجانے وہ کن سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ یہ اسے خود کو بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔ صوفیہ جو کہ اپنی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ دروازہ نوکڑ ہونے کی آواز پہ ہوش میں آئی۔۔۔ کک۔۔۔ کون۔۔۔ آجائے۔۔۔ وہ اچانک ہوش میں آئی۔۔۔ اس کی زبان لڑکھڑائی۔۔۔ لالا ناشتے کے لیے نیچے بلارہے ہیں۔۔۔ ملازمہ صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لالا گئے نہیں۔۔۔ صوفیہ نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ملازمہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اوکے۔۔۔ جاؤ۔۔۔ میں آرہی ہوں۔۔۔ صوفیہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ اس وقت

سادہ سی لائٹ پنک کلر کی فراک میں ملبوس تھی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور فریش ہو کر روم میں آئی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔۔۔ کہ المیر خان اس کے بناناشتہ نہیں کرے گا۔۔۔ صوفیہ فریش ہو کر نیچے ڈانگ روم میں آئی۔۔۔ المیر خان اسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ اسلام و علیکم لالا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے ساتھ بیٹھی۔۔۔ و علیکم اسلام۔۔۔ کیسا ہے۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ المیر خان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ لالا میں نے اس دن آپ سے کہا تھا۔۔۔ کہ میں بابا کا بزنس سنبھالنا چاہتی ہوں۔۔۔ صوفیہ نے جو س کا گلاس پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میری پیاری لاڈلی بہن کام کرے۔۔۔ المیر خان پیار سے بولا۔۔۔ لیکن لالا آپ تو جاتے نہیں۔۔۔ تو مجھے جانے دے۔۔۔ کیا فائدہ پھر ہمارا بزنس کا۔۔۔ صوفیہ نڑوٹھے انداز میں بولی۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ المیر خان اسے اپنے حصار میں لیے لاونج میں آکر صوفیہ پہ بیٹھا۔۔۔ لالا آپ میری بات نہیں مان رہے۔۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔۔ اتنی جلدی غصے کیوں آجاتا۔۔۔ میری لاڈلی کو۔۔۔ المیر خان صوفیہ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ لالا پلیز۔۔۔ صوفیہ نے پھر سے ضدی انداز میں کہا۔۔۔ میری جان۔۔۔ بزنس کرنے کے لیے۔۔۔ المیر خان ابھی اتنا ہی بولا تھا کہ۔۔۔ صوفیہ بولی۔۔۔ لالا میں سب جانتی ہوں۔۔۔ میں نے ساری فائلز ریڈ کی ہے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ میری پیاری بہن تو بہت ہی فاسٹ نکلی۔۔۔ المیر خان بھی جواباً مسکرایا۔۔۔ تو بتائے لالا۔۔۔ میں جاؤ۔۔۔ افس۔۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ چلے جانا۔۔۔ المیر خان صوفیہ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ تھینک یو سو میچ لالا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔۔ لو یو ٹو میری جان۔۔۔ المیر خان بھی اس کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔ بچہ میں نے فضل خان کے اور تمہارے رشتے کے متعلق عالم، غزنوی سے

بھی بات کی ہے۔۔۔ اب مجھے میری گڑبابتادے۔۔۔ اس کی کیا مرضی ہے۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے صوفیہ سے اس کا جواب پوچھ رہا تھا۔۔۔ لالا۔۔۔ و۔ صوفیہ ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ کہ آریان لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ا۔۔۔ اریان۔۔۔ صوفیہ کے لب بڑبڑائے تھے۔۔۔ المیر خان نے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان ان کی بات سن چکا تھا۔۔۔ اور اب اس کی نظروں سے وقفے وقفے سے صوفیہ پہ جا رہی تھی۔۔۔ بچہ تم جاؤ۔۔۔ المیر خان صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ صوفیہ اٹھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ اریان نے صوفیہ کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔ صوفیہ ٹراؤزر شرٹ پہنے ہوئے تھی۔۔۔ اور گلے میں مفلر ٹائپ دوپٹہ تھا۔۔۔ جسے دیکھ آریان کو اس پہ شدید غصے آیا تھا۔۔۔ بابا کالز کر رہے تھے۔۔۔ تم اٹھا نہیں رہے تھے۔۔۔ اسی لیے بابا نے بھیجا ہے۔۔۔ آریان صوفیہ کی پشت پہ ایک نظر ڈالتے المیر خان سے مخاطب ہوا۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔۔ المیر خان مسکرایا۔۔۔ نہیں میرے خیال سے چلنا چاہیے۔۔۔ کیونکہ بابا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اریان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اوکے۔۔۔ میں پانچ منٹ میں آتا ہوں۔۔۔ المیر خان بھی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ آریان ہمیں سر ہلاتے باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ المیر خان اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

المیر خان فریش ہو کر آیا۔۔۔ آریان کونہ پاتے المیر خان باہر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان اپنی گاڑی میں بیٹھتے زن سے بھگالے گیا۔۔۔ المیر خان کی گاڑی حویلی سے نکلتے ہی آریان کی گاڑی پھر سے اندر کارپیوچ میں انٹر ہوئی تھی۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ آریان صوفیہ کے روم کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ کے روم کا دروازہ کھولتے اریان اندر آیا۔۔۔ صوفیہ روم میں نہیں

تھی۔۔۔ اریان نے چاروں طرف دیکھا۔۔۔ پھر اس کی نظر واشروم کے دروازے کے باہر آکر ٹھہری
 تھی۔۔۔ شاید وہ شاہور لے رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ اریان آگے بڑھتا صوفیہ واشروم سے نکلتے
 ہوئے باہر آئی۔۔۔ صوفیہ پنک کلر کے ہاتھ گاؤن میں ملبوس تھیہ کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔۔ وہ
 دروازے کے پاس کھڑے اریان کو نہ دیکھ سکی تھی۔۔۔ اریان اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جبکہ
 خود پہ کسی کی نظریں محسوس کرتے ہوئے صوفیہ پلٹی۔۔۔ اریان کو دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے
 کو تھی۔۔۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔۔۔ اریان اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اریان
 جاؤ۔۔۔ لالا آجائے گے۔۔۔ صوفیہ پیچھے کو ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں آئے گا۔۔۔ وہ سالہ۔۔۔ چلا گیا
 ہے۔۔۔ اریان اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان میں تم سے نفرت کرتی
 ہوں۔۔۔ نفرت۔۔۔ چلے جاؤ۔۔۔ میری زندگی سے۔۔۔ صوفیہ ہزیاتی ہوتے ہوئے چینخی۔۔۔ لیکن
 اریان اس کی سنی ان سنی کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر
 گیا۔۔۔ اریان۔۔۔ صوفیہ پھر سے چینخی تھی۔۔۔ چلا کیوں رہی ہوں۔۔۔ بہرا نہیں ہوں۔۔۔ سنائی دیتا
 ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔ اریان اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اس کی نظروں کی تپش خود پہ محسوس کرتے
 ہوئے اپنا ہاتھ گاؤن سینے سے جکڑ گئی۔۔۔ جسے دیکھتے اریان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا
 تھا۔۔۔ کس سے چپچہا رہی ہوں۔۔۔ مجھے سے۔۔۔ نکاح کی رات تمہارا اچھے سے نظارہ کر چکا
 ہوں۔۔۔ اریان اس کے ہونٹوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ غلطی تھی۔۔۔ میری۔۔۔ جو تم جیسے گھٹیا
 کریٹکلر لیس انسان پہ اعتبار کیا۔۔۔ تم جیسا انسان صرف اپنی ہوس پوری کرتا ہے۔۔۔ صوفیہ نم آنکھوں
 سے چینخی۔۔۔ تم سے کب ہوس پوری کی۔۔۔ اریان اس کی بیوٹی بون کے تل پہ نظریں جمائے

بولا۔۔۔ اپنی ہوا اس تو تم نکاح کی رات ہی پوری کر چکے تھے۔۔۔ صوفیہ غصے سے اسے خود سے دور کرتے ہوئے چینخی۔۔۔ صوفیہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔۔۔ اپنے اس رویہ کی۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ائی لویو صوفیہ۔۔۔ اریان بولتے ہوئے اس کی بیوٹی بون کے تل پہ جھکا۔۔۔ صوفیہ تو اس کے آئی لویو پہ ساکت سی ہوئی تھی۔۔۔ اریان اس کی گردن پہ جھکا اپنے ہونٹوں کا لمس بکھیرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اس کے پیٹ کو چھونے لگا۔۔۔ آریان کے ہاتھ اس کے پیٹ سے اوپر کو جاتے صوفیہ کی دھڑکنوں کو ہاتھ گاؤن پر سے ہی بے باکی سے چھو رہے تھے۔۔۔ آریان اس کی بیوٹی بون کے تل کو سرخ کرتے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے شدت سے چومنے لگا۔۔۔ اس کا انداز اتنا جارہانہ تھا۔۔۔ کہ صوفیہ بھی مدہوش ہوئی تھی۔۔۔ آریان کے ہاتھ اس کے ہاتھ گاؤن کی ڈوریاں میں الجھے۔۔۔ ایک ہی جست میں اریان ہاتھ گاؤن کی ڈوریاں کھولتے ہوئے صوفیہ کی دھڑکنوں کو چھونے لگا۔۔۔ صوفیہ جو کہ اس کے لمس پہ مدہوش ہوئی تھی۔۔۔ اپنی دھڑکنوں پہ اس کی بے باکی محسوس کرتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود دور د کھیل گئی۔۔۔ آریان جو کہ مدہوش ہو رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کے پیچھے جھٹکنے سے لڑکھڑایا۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اپنا ہاتھ گاؤن ٹھیک کرتے اس کی ڈوریاں بند گئی۔۔۔ اب میں تمہارے جال میں نہیں پھسوگی۔۔۔ یہ بات یاد رکھنا۔۔۔ تم جتنی بھی کوشش کر لو۔۔۔ صوفیہ اسے وارن کرتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔ اب اس کے چہرے پہ ناگواری تھی۔۔۔ مجھے تم سے طلاق چاہیے۔۔۔ مجھے طلاق چاہیے۔۔۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق۔۔۔ اب کی بار آریان اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے

براؤن بالوں کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنا مقابل کر گیا۔۔۔ خبردار! اگر تم نے یہ بکواس کی۔۔۔ تمہیں زندہ درگور کر دو گا۔۔۔ تم آریان خان کی بیوی ہوں۔۔۔ تم صوفیہ آریان خان ہوں۔۔۔ اور تمہیں مجھ سے الگ موت بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ آریان اپنی آنکھوں میں غصے لیے چلایا۔۔۔ وہ جتنا اس سے معافی چاہتا تھا۔۔۔ صوفیہ اتنا ہی اسے روڈ ہو رہی تھی۔۔۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔۔ صوفیہ اپنے بال چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے چلائی۔۔۔ کیوں۔۔۔ اس فضل خان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ آریان اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے پھنکارا تھا۔۔۔ کسی سے بھی کرو۔۔۔ لیکن تم سے نہیں۔۔۔ صوفیہ نفرت آمیز لہجے میں بولی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کا وجود اس کے لیے کتنا اڑہ تھا۔۔۔ کہ وہ کسی سے بھی شادی کر سکتی تھی۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ رہنا تو تمہیں مارے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔۔۔ چاہے پھر تم اپنی آخری سانسیں ہی کیوں نہ لے رہی ہوں۔۔۔ آریان اسے بیڈ پہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ بیڈ پہ گری تھی۔۔۔ تم مجھے اگر اس شخص کے نزدیک نظر آئی۔۔۔ تو اس شخص کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی چٹری ادھور دو گا۔۔۔ آریان اسے وارنگ دیتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

زرغام جو کہ اسی بات پہ خوش تھا۔۔۔ کہ پریشے ماں بننے والی ہے۔۔۔ زرغام۔۔۔ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ مرار کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام پریشے صبح ہی اپنی حویلی آگئے تھے۔۔۔ اور پریشے بیڈ پہ لیٹے ہوئے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ کافی دیر سے پریشے شیشے کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے اسے دیکھتے مدھم سی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔ زرغام جو کہ اپنے بال سیٹ کر رہا

تھا۔۔۔ پریشے کی آواز سنتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے پاس بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ زرغام نے پریشے
 کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ زرغام آپ کو لگتا ہے۔۔۔ کہ میں ماں۔۔۔ پریشے ایک پل کے لیے خاموش
 ہوئی۔۔۔ آپ کو لگتا ہے۔۔۔ کہ میں ماں بننے والی ہوں۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ہم۔۔۔ تو۔۔۔ زرغام مسکرایا۔۔۔ تو اگر ایسا نہ ہوا۔۔۔ پریشے کی آواز خود بخود ہی مدہم ہوئی
 تھی۔۔۔ تو کیا ہوا۔۔۔ ہمارے پاس شاہ ہے۔۔۔ نمل ہے۔۔۔ اریان ہے۔۔۔ اور ابھی شادی کو ٹائم ہی
 کتنا ہوا ہے۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن پھر بھی میں ایک دفعہ چیک اپ کروالے
 گے۔۔۔ زرغام پیار سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ یہ وہی شخص تھا۔۔۔ جو کچھ وقت
 پہلے اس سے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔۔ کہ اس کا چہرہ تک نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اور اب اتنی محبت کرتا
 تھا۔۔۔ کہ اس کی ہر بات پہ صرف پیار سے دیکھتا تھا۔۔۔ زرغام ابھی بھی اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ اس طرح تو نہ دیکھا۔۔۔ پریشے بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں نے کب دیکھا۔۔۔ زرغام نے ایبرو
 اچکائی۔۔۔ اچھا یار۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ واپسی پہ پروپر چیک اپ کروائے گے۔۔۔ زرغام نے پریشے
 کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اج میٹنگ ہے۔۔۔ اور پھر آریان کا پہلا دن ہے۔۔۔ زرغام مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔۔ شاہ کا کھانا بھی تمہارے روم میں ملازمہ دے جائے گی۔۔۔ ریسٹ کرنا۔۔۔ زرغام بول
 کر کیز اٹھاتے باہر نکلا۔۔۔

جان عالم روم میں داخل ہوا۔۔۔ ورشاں الماری میں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ جان عالم اسے الماری
 کے قریب کھڑے دیکھ اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا۔۔۔ ورشاں پلٹی تھی۔۔۔ آہہ۔۔۔۔۔ جان عالم کو

اپنے پیچھے دیکھتے ورشاں چینی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ کیا کر رہی
 ہوں۔۔۔ پاگل ہو گیا۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ جھٹک
 گئی۔۔۔ مجھ سے بات نہ کرے۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں۔۔۔ جان عالم نے اس کی
 کلائی پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ بس مجھ سے بات نہ کرے۔۔۔ ورشاں آنکھیں گھوماتے
 ہوئے بولی۔۔۔ (کی فیدہ تیری اڈی لمبی زبان دا، جے میر انال گل ہی نئی کرنی) کیا فیدہ تمھاری اتنی لمبی
 زبان کا۔۔۔ اگر مجھ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ جان عالم اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ ورشاں حیرت کے مارے منہ کھولتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ میری زبان لمبی ہے۔۔۔ ورشاں
 جان عالم کو غصے سے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ اڈی لمبی اے۔۔۔ جان عالم نے دروازے تک اشارہ
 کیا۔۔۔ کوئی بولتا ہے۔۔۔ اپنی بیوی کو ایسے۔۔۔ کبھی بولتے ہے۔۔۔ میرے منہ میں زبان نہیں
 ہے۔۔۔ کبھی بولتے ہے۔۔۔ کہ میری زبان لمبی ہے۔۔۔ وہ یہ بھول گئی تھی۔۔۔ کہ وہ کچھ ڈھونڈ رہی
 ہے۔۔۔ میری جان حیات ناراض ہو گئی۔۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ میں نہیں
 ناراض ہوئی۔۔۔ نہ ہی مجھے ضرورت کسی ایرے غیرے سے ناراض ہونے کی۔۔۔ ورشاں جان عالم
 کے بازو سے کے نیچے سے نکلتے ہوئے بولی۔۔۔ ایرا غیرا تو نہیں ہوں۔۔۔ اور اس بات کا ثبوت رات میں
 تمھیں بخوبی دے چکا ہوں۔۔۔ جان عالم بے باکی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ ورشاں نے جواباً
 اسے گھورا۔۔۔ اپ کو اس کے علاوہ کوئی کام آتا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو غصے گھورتے ہوئے
 کہا۔۔۔ جان حیات یہی کام جس کو آتا ہوں۔۔۔ اس کے بچے ہوتے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ جائے جائے۔۔۔ مجھے فارم ڈھونڈنے دے۔۔۔ کالج میں ایڈمیشن لینا

ہے۔۔۔ ورشاں الماری کی طرف بڑھی۔۔۔ کالج کائیڈمیشن۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ مجھے کالج میں ایڈمیشن لینا ہے۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ کس خوشی میں۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ میری مرضی۔۔۔ ورشاں نے کندھے اچکائے۔۔۔ شوہر میں ہوں۔۔۔ جان عالم نے فخریہ انداز میں کہتے ہوئے اسے یاد کروایا۔۔۔ اور میں اسی شوہر کی بیوی ہوں۔۔۔ ورشاں بھی اسی انداز میں بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ اس سے ڈرنے کی بجائے اسے ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مجھ سے ڈرا کرے۔۔۔ میں بیوی ہوں۔۔۔ اپ کی۔۔۔ ورشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے الماری کی طرف بڑھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 99 پارٹ 1

زرغام میٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ تقریباً سب اچکے تھے۔۔۔ صرف آریان کا انتظار تھا۔۔۔ آریان دروازے کھولتے ہوئے میٹنگ روم میں داخل ہوا۔۔۔ سب کی نظر آریان کی طرف اٹھی۔۔۔ لیکن آریان کی نظر سیدھا صوفیہ پہ پڑی۔۔۔ جو کہ زرغام کے سامنے والی ہی چمیر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور صوفیہ کے ساتھ ہی فضل خان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ کے علاوہ سب کی نظر آریان پہ تھی۔۔۔ اور چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ لیکن صوفیہ ایک نظر بھی اب اس پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ آریان لب بھینچتے ہوئے

This is my son, Aryan" Khan, and my business partner from today. "

اور زرغام کے ساتھ بیٹھا۔۔۔

زرغام سب کی طرف ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ سب نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ حیران تھے۔۔۔ لیکن پھر بھی چہرہ پہ مسکراہٹ لیے آریان کو مبارکباد پیش کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ صوفیہ نے اب نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔۔۔ آریان زرغام لالا کا بیٹا۔۔۔ یہ ہو سکتا ہے کیا؟ اس نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے سوال کیا۔۔۔ مجھے کیا۔۔۔ کسی کا بھی بیٹا ہوں۔۔۔ صوفیہ نے کندھے اچکائے۔۔۔ کچھ ہی دیر میں میٹنگ سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن آریان کی نظر صوفیہ پہ تھی۔۔۔ جو کہ ہاتھ میں پین پکڑے ہوئے دانتوں میں دبائے ہوئے تھی۔۔۔ آریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے سب پر ایک نظر ڈال رہا تھا۔۔۔ کہ آخر اس کے علاوہ بھی کوئی اس پہ نظر ڈال رہا ہے۔۔۔ کیا؟ آریان کے اندر آگ بھڑک رہی تھی۔۔۔ کہ وہ پھر سے اس طرح کے لباس میں ملبوس باہر نکلی۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔۔ اسے زندہ درگور کر دے۔۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ آریان۔۔۔ زرغام نے آریان کو مخاطب کیا۔۔۔ لیکن آریان کی نظر تو صوفیہ پہ ہی ٹھہری ہوئی تھی۔۔۔ آریان۔۔۔ زرغام نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ بابا۔۔۔ آریان نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ میٹنگ ختم ہو گئی۔۔۔ زرغام اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی۔۔۔ آریان اٹھتا میٹنگ روم سے باہر نکلا۔۔۔ بابا آپ چلے۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ آریان صوفیہ اور فضل خان کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام کے جاتے ہی آریان اس روم میں انٹر ہوا۔۔۔ جہاں صوفیہ اور فضل خان گئے تھے۔۔۔ صوفیہ چمیر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ فضل خان اس کے نزدیک کھڑا فلز اسے دیکھا رہا تھا۔۔۔ آریان فضل خان کو خون اتری

آنکھوں سے دیکھتے آگے کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ آریان کو دیکھتے اگنور کر گئی۔۔۔ تم۔۔۔ فضل خان آریان کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔۔ کہ صوفیہ کی آواز پہ روکا۔۔۔ آپ جائے۔۔۔ ہم بعد میں اس فائل کو دیکھتے ہے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ یہ بات فضل خان کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔ کہ صوفیہ نے آریان کے سامنے اسے جانے کو کہا۔۔۔ اچھا کیا۔۔۔ تم نے خود ہی اسے بھیج دیا۔۔۔ ورنہ میں آج اس کمینے کی جان لے لیتا۔۔۔ اریان ٹہیل پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔۔ ٹہیل پہ پڑی کچھ چیزیں زمین پہ گرتے ٹوٹی تھی۔۔۔ افس ہے۔۔۔ تمھاری جاگیر نہیں۔۔۔ آواز کم رکھو۔۔۔ صوفیہ اسے گھورتے لفظ چباتے ہوئے بولی۔۔۔ شیٹ اپ۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلایا۔۔۔ اریان میرے آفس سے جاؤ۔۔۔ صوفیہ اس کے یوں چلانے پہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں جاؤ گا۔۔۔ کیا کر لوں گی۔۔۔ اریان چمیر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں زرغام لالا کو بتاؤ گی۔۔۔ صوفیہ چمیر سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔ ریڈ کلر کی شرٹ جس کے گلے پہ بیٹس لگے ہوئے تھے۔۔۔ شرٹ پیٹ تک تھی۔۔۔ نیچے بلیک جینز جس سے اس کی پتلی ٹانگیں عیاں تھی۔۔۔ اور سینڈل پہن کر بالوں کو پونی میں جکڑے ٹیل کی ہوئی تھی۔۔۔ گلے میں بلیک کلر کا مفلر۔۔۔ اریان اسے یوں پھر سے باہر جاتے دیکھ تھوڑا سا آگے ہوتے اس کی کلائی پکڑتے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔۔ صوفیہ اس کی گود میں گری تھی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔ مائی وائف۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کاٹ دال لہجے میں کہا۔۔۔ اریان چھوڑ مجھے۔۔۔ صوفیہ اس کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے چلائی۔۔۔ آواز کم رکھو۔۔۔ افس ہے۔۔۔ تمھاری جاگیر نہیں۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے اسی کہ بات اسے لوٹا رہا تھا۔۔۔ تم ان کپڑوں

میں باہر کیوں نکلی۔۔۔ اریان اس کے سراپے پہ سرخ آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ میری
 مرضی۔۔۔ صوفیہ نے سیدھا سا اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ تمہارا وہ دو نمبر لالا اس نے کبھی منع
 نہیں کیا۔۔۔ اریان لالا پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ خبردار! اگر میرے لالا کو کچھ کہا۔۔۔ میرے لالا
 تمہاری طرح نہیں ہے۔۔۔ صوفیہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے اس کی
 بات پہ قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ سیوٹ وائف تمہارا لالا جانتی ہوں کیا ہے۔۔۔ اریان نے اس کی طرف
 مسکراتے ہوئے دیکھا۔ کیا؟ صوفیہ کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔ الٹرا پرو میکس بغیرت۔۔۔ اریان قہقہہ لگاتے
 ہوئے بولا۔۔۔ اور تم جو لڑکیوں کو بنا لباس کے دیکھتے ہوں۔۔۔ تم کیا ہوئے۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں
 دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولی۔۔۔ اریان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ بدل چکا تھا۔۔۔ اور صوفیہ اسے طنز
 کر رہی تھی۔۔۔ اریان کی گرفت کم ہوئی تھی۔۔۔ اریان نے اپنی گرفت پھر سے مضبوط کی۔۔۔ لیو
 می۔۔۔ میرے لالا تمہاری طرح نہیں ہے۔۔۔ وہ خود کو چھرواتے ہوئے چلائی۔۔۔ تمہارے لالا میں
 کی غیرت کے لگتا ہے سارا ہی جراثیم مر گئے ہے۔۔۔ جسے اپنی بہن کے لباس کو دیکھتے اپنی غیرت جگاتی
 محسوس نہ ہوئی۔۔۔ اریان اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارا۔۔۔ پھر تم میں تو کبھی غیرت کے
 جراثیم کو پائے ہی نہیں گئے ہوں گے۔۔۔ صوفیہ بھی اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے غرائی۔۔۔ میں
 تم جیسے انسان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ مجھے تم سے ط۔۔۔ صوفیہ چپ ہوئی تھی۔۔۔ ازادی
 چاہیے۔۔۔ صوفیہ کی زبان پہ طلاق لفظ نہیں آیا تھا۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 مسکرایا۔۔۔ تمہارے اس بغیرت لالا کے سامنے تمہیں لے کر جاؤ گا۔۔۔ اور وہ کچھ کر نہیں سکے

گا۔۔ پھر تمھیں کپڑے پہننے کا طریقہ بھی سیکھاؤ گا۔۔۔ اریان اس کا جبرہ دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔ اور اسے جھٹکتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔ صوفیہ بامشکل ٹبیل سے لگتے ہوئے بچی تھی۔۔۔

نمل ایڈمیشن لینے کے لیے یونی آئی تھی۔۔۔ اور ایڈمیشن کے بعد اب وہ اپنی دوستوں کے ساتھ ریسوٹرینٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان جو کہ آج کتنے دنوں بعد یوں روڈ پہ کسی مجرم کی تلاش میں ڈیوٹی دے رہا تھا۔۔۔ نمل کو دیکھتے ہوئے اس نے ایک نظر گھوما کر سامنے دیکھا۔۔۔ اور پولیس والے کو اشارہ کیا۔۔۔ جسے دیکھتے پولیس والا مسکرایا۔۔۔ اور المیر خان اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ المیر خان ریسوٹرینٹ میں داخل ہوا۔۔۔ نمل اور اس کے ساتھ اس کی دو دوستیں تھیں۔۔۔ المیر خان نے موبائل نکالتے زرغام کو کال کی۔۔۔ ہلیو۔۔۔ زرغام جال ریسو کرتے ہی بولا۔۔۔ نمل کہاں ہے۔۔۔ المیر خان نمل پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ کیونکہ وہ اتنا جانتا تھا۔۔۔ کہ زرغام کبھی بھی اسے یوں دوستوں کے ساتھ آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔ نمل یونیورسٹی ایڈمیشن کے لیے گئی تھی۔۔۔ اسے ٹائم لگنا تھا۔۔۔ میری میٹنگ تھی۔۔۔ تو میں آگیا۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اچھا چل ٹھیک ہے۔۔۔ المیر خان نے اسے بتانا مناسب نہ سمجھا تھا۔۔۔ المیر خان اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان کچھ فاصلے پہ پڑی چیمبر پہ جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ اس کی نظر نمل پہ ہی ٹکی ہوئی تھی۔۔۔ جو کہ ہنس ہنس کر اپنی دوستوں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کے مسکرا نے پر بہت سے لوگ نمل کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اور بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ وہ کافی لوگوں کی آنکھوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے المیر خان کو اس پہ غصے

آیا تھا۔۔۔ سر۔۔۔ ویٹر نے المیر خان کی طرف آتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جسٹ
 کافی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ کچھ لڑکے اٹھتے نمل اور اس کی دوستوں کی
 طرف بڑھے تھے۔۔۔ اس لڑکے نے نمل کے ساتھ والی چئیر خباثت سے مسکراتے ہوئے سیدھی کی ہی
 تھی۔۔۔ کہ اس چئیر کو پکڑتے المیر خان اس چئیر پہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا اس کی طرف دیکھنے
 لگا۔۔۔ جبکہ وہ لڑکے اب المیر خان کو خون اتری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ المیر خان نے پوکٹ سے
 پسٹ نکالتے ہوئے ٹبل پہ رکھی۔۔۔ وہ لڑکا ڈرتے ہوئے غائب ہوا تھا۔۔۔ نمل بھی پسٹ دیکھتے ڈرتے
 ہوئے چئیر پہ پیچھے ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔ اگر یہی جو تمھاری ہا ہا ہا۔۔۔ والی مسکراہٹ کم ہوں۔۔۔ تو یوں
 لوگ تمھارے۔۔۔ المیر خان بولتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔۔۔ آپ نمل کو جانتے ہیں۔۔۔ ایک لڑکی
 شوخیاں انداز میں المیر خان سے مخاطب ہوئی۔۔۔ جی بلکل۔۔۔ المیر خان مسکرایا تھا۔۔۔ اس کی براؤن
 آنکھیں بھی ساتھ ہی چمکی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کی نظر نمل پہ تھی۔۔۔ ہائے۔۔۔ مجھے بہت شوق
 تھا۔۔۔ آپ سے ملنے کا۔۔۔ نمل کی دوست ربیکا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اور ہاتھ آگے کیا۔۔۔ جسے
 المیر خان نے تھام لیا۔۔۔ نمل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیسے شوخا ہو رہا ہے۔۔۔ نمل
 دانت کچکاتے ہوئے بولی۔۔۔ میرے خیال سے تم دونوں میرے ساتھ آئی ہوں۔۔۔ نمل غصے سے
 ربیکا اور ملیجہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ کس لیے آئے
 ہیں۔۔۔ آپ۔۔۔ نمل المیر خان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمھیں لینے۔۔۔ المیر خان اپنی
 براؤن آنکھیں اس کی کالی بڑی بڑی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور ایلی۔۔۔ نمل ابروا چکاتے
 ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ یس۔۔۔ کیونکہ میں نے زرغام کو کال کی تھی۔۔۔ اس نے مجھے بتایا۔۔۔ کہ

تمہیں یونیورسٹی میں ٹائم لگے گا۔۔۔ یہ نہیں بتایا۔۔۔ نکہ تم ریٹورینٹ جاؤ گی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ کیا ہوا نمل۔۔۔ نمل کو یوں سانسیں روکے دیکھ رہا کہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کی دوست کو سانس اب گھر جا کر ہی آئے گی۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔ چلے۔۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل بنا کچھ بولے اٹھی۔۔۔ اور المیر خان کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔ المیر خان نے نمل کے لیے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ نمل اسے گھورتے ہوئے پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر بیٹھ گئی۔۔۔ المیر خان نفی میں سر ہلاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پہ آکر بیٹھا۔۔۔ اور بیک ویو مرار سے نمل پہ نظریں جما گیا۔۔۔ تم نے زرغام سے جھوٹ کیوں کہا؟ المیر خان ڈرائیونگ کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔۔ لیکن لہجہ سرد تھا۔۔۔ بابا مجھے آنے سے منع کرتے۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔ وہ منع کرتا

ہے۔۔۔ تمہاری حفاظت کے لیے ہی کرتا ہے۔۔۔ اسے شوق تو نہیں کہ تمہیں یوں حویلی میں قید رکھے۔۔۔ المیر خان سٹرینگ پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔۔ کوئی حق نہیں۔۔۔ اپ کو مجھ سے یوں سوال جواب کرنے کا۔۔۔ نمل چٹختے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان نے اسے بیک ویو مرار سے خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ لیکن اب کی بار کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ نمل کی گاڑی زرغام کی حویلی کے باہر آ کر روکیں۔۔۔ نمل نے ایک نظر المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ اس کے جواب کے بعد کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ نمل گاڑی سے نکلے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ لیکن اب المیر خان کو اپنی سانسیں روکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ حق نہیں میرا تم پر۔۔۔ المیر خان نے سٹرینگ پہ ہاتھ مارا تھا۔۔۔ تم پر صرف میرا ہی حق ہے۔۔۔ میرا ہی حق ہے۔۔۔ میرا حق ہے۔۔۔ المییر خان ہاتھ مارتے ہوئے چلایا۔۔۔ تم سے نکاح کرو

گا۔۔ اور پھر ایک ایک سوال کا جواب دینا پڑے گا۔۔ اگر تم نہیں روگی۔۔ تو تمہاری سانسیں روک کر تم سے جواب لوں گا۔۔ المیر خان گاڑی زن سے بھاگا کر لے گیا۔۔

المیر خان اس وقت لان میں کھڑا ہوا تھا۔۔ جان عالم پیچھے جھولے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ دونوں کے ہاتھ میں کافی کا کپ تھا۔۔ بول کیا کہنا ہے۔۔ جان عالم ایک سیپ لیتے ہوئے بولا۔۔ یار دیکھ تو میرا یار ہے۔۔ تو میرا سب کچھ ہے۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ دیکھ۔۔ سیدھا پوائنٹ پہ آجا۔۔ جان عالم اس کو یوں مکھن لگاتے دیکھ کر بولا۔۔ غزنوی جو کہ ابھی ہی حویلی آیا تھا۔۔ ان دونوں کو لان میں دیکھتے ان کی طرف بڑھا۔۔ ملازمہ بھی غزنوی کی کافی اسے لان میں دے کر جا چکی تھی۔۔ چل یار بکو اس کر۔۔ ایک گھنٹے سے یہاں بیٹھا ہوا ہے۔۔ جان عالم المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولا۔۔ یار مجھے محبت ہو گئی ہے۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ جان عالم کو جو کہ کافی کا سیپ لے رہا تھا۔۔ اس کی کافی فوارہ بنتے منہ سے باہر آئی تھی۔۔ یار۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی بھی مسکرا رہا تھا۔۔ اچھا یار سوری۔۔ جان عالم نے نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اسے دفع کر تو بتا۔۔ غزنوی جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے المیر سے گویا ہوا۔۔ یار۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ یار تو پولیس والا ہو کر نہیں بول سکتا۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔ یار ویسے تو کرایسے رہا ہے۔۔ جیسا یہاں تیری محبوبہ بیٹھی ہوں۔۔ جلدی بکو اس کر۔۔ جان عالم اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ المیر خان اب سنجیدگی سے بولا۔۔ ایک پل کے

لیے لان میں خاموشی سی چھائی۔۔۔ غزنوی حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ جان عالم کے قہقہے
 پہ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ پکڑ۔۔۔ جان عالم نے ہستے ہوئے کافی کا کپ غزنوی کو
 پکڑایا۔۔۔ اور ہستے ہوئے المیر کے پاس آیا۔۔۔ یار۔۔۔ تجھے اور کوئی نہیں ملی۔۔۔ تو سیدھا اس ادھیر عمر
 کے شخص کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔ جان عالم قہقہے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ شیٹ اپ
 عالم۔۔۔ غزنوی نے پھر سے جان عالم کو گھورا۔۔۔ المیر تو پاگل ہو گیا ہے کیا؟ وہ ہمارے ہاتھوں میں بڑی
 ہوئی ہے۔۔۔ ہماری بیٹیوں کی طرح ہے۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ استغفار اللہ۔۔۔ تیری ہی
 بیٹی ہوں گی۔۔۔ المیر خان ایبر و اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے پھر سے قہقہے لگایا تھا۔۔۔ وہ اس سے
 ملنا (award) شادی کرنا کا سوچ رہا۔۔۔ تو اسے اس کی بیٹی بنا رہا۔۔۔ بھی تم دونوں کو آورڈ
 چاہیے۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ المیر یار کہیں اور دل لگا۔۔۔ یہاں مشکل ہے۔۔۔ جان عالم
 بے بسی سے بولا۔۔۔ دل ہے۔۔۔ کرائے کا مکان نہیں جو کسی کو بھی دے دو۔۔۔ المیر خان دانت
 کچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے یار۔۔۔ مذاق کے علاوہ اس ادھیر عمر شخص نے تیرے بتیس دانت توڑ
 دینے ہیں۔۔۔ جان عالم چوکینگ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ تو بکو اس نہ کر۔۔۔ المیر خان نے جان عالم
 کو پیچھے کیا۔۔۔ بیٹا تیری شادی میری وجہ سے ہی ہوں گی۔۔۔ جان عالم نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ کیوں
 تو نے نکاح پڑھانا ہے۔۔۔ المیر خان طنزیہ مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔ اللہ کرے وہ تیرے سر پھاڑ
 دے۔۔۔ جان عالم چوکینگ منہ سے غبارہ پھولاتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اللہ کرے تیری بیوی تیرے اندر
 جاتے ہی تیری گردن توڑ دے۔۔۔ المیر خان خان غصے سے بولا۔۔۔ بیٹا بیوی ہے۔۔۔ میری۔۔۔ تیری
 طرح پولیس والی نہیں ہے۔۔۔ جان عالم بولتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ بیوی سے ڈرتا تو بہت

ہے۔۔۔ المیر خان پھر سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ابھی فحل تو نکل۔۔۔ کل جا کر اس سے بھی بات کر
لوں گا۔۔۔ جان عالم بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔

زرغام آفس سے سیدھا حویلی آیا تھا۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر بھی پریشہ کے چیک اپ کے لیے آئی ہوئی
تھی۔۔۔ لالا اندر ڈاکٹر گئی ہے۔۔۔ ملازمہ زرغام کو کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر
بولی۔۔۔ زرغام باہر کھڑا ہوا۔۔۔ زرغام یہاں وہاں اب بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔۔۔ اسے دس منٹ
سے زیادہ ٹائم گزر چکا تھا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر باہر نہیں آئی تھی۔۔۔ زرغام دروازہ کھولتے ہوئے اندر
آیا۔۔۔ ڈاکٹر پریشہ کا چیک اپ کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اب کمرے میں دروازے کے قریب چکر لگا رہا
آپ کی وائف Congratulations تھا۔۔۔ مسٹر زرغام۔۔۔ ڈاکٹر کی آواز پہ زرغام پلٹا۔۔۔
اسپیٹ کر رہی ہے۔۔۔ ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ شکریہ۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی زرغام پریشہ کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشہ۔۔۔ زرغام پریشہ کے پاس
بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے چہرہ تک کمبل لیا ہوا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کے چہرہ سے کمبل
ہٹایا۔۔۔ پریشہ سرخ پڑ رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے احتیاط سے اپنے قریب کر
گیا۔۔۔ پریشہ زرغام کے سینے میں چہرہ چھپائے مسکرا دی۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشہ اس کے سینے پہ نظریں
جمائے بولی۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ زرغام پریشہ کے بالوں میں انگلیاں پھسائے بولا۔۔۔ اپ کو لڑکی
چاہیے۔۔۔ یا لڑکا۔۔۔ پریشہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹی ہوں۔۔۔ یا بیٹا۔۔۔ اس سے کیا فرق

پڑتا۔۔۔ زرغام پریشے کی ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے شرماتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 99 پارٹ 2

غزنوی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم سامنے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ یار تجھے لگتا ہے۔۔۔ کہ وہ ادھیر عمر شخص اس رشتے کے لیے مانے گا۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ یار دیکھ المیر کا ہمارا علاؤہ کوئی نہیں۔۔۔ ہمیں ہی بات کرنی ہوں گی۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ چل بات کر کے دیکھ لیتے ہیں۔۔۔ جان عالم بھی اب سیریس ہوا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد غزنوی، جان عالم کے ساتھ زرغام کی حویلی میں تھا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے لاونج میں آیا۔۔۔ جان عالم، غزنوی کو دیکھتے ہوئے زرغام مسکرایا۔۔۔ جان عالم زرغام سے ملا۔۔۔ زرغام غزنوی کے ساتھ بیٹھا۔۔۔ خیریت۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ وہ قہقہہ لگائے۔۔۔ لیکن پھر بھی خاموش تھا۔۔۔ زرغام میں تجھ سے نمل کے متعلق بات کرنے آیا ہوں۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ نمل کے۔۔۔ پر کیا؟ زرغام کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔ زرغام نمل کی شادی المیر سے کر دے۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ جان عالم با مشکل اپنی ہنسی دبائے

ہوئے تھا۔۔۔ زرغام نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو پاگل ہے۔۔۔ کیا؟ زرغام کا لہجہ سرد ہوا
 تھا۔۔۔ غزنوی ایسی کوئی بات کرے گا۔۔۔ اسے امید نہیں تھی۔۔۔ اس میں پاگل والا کیا؟ غزنوی نے
 اببر و اچکائی۔۔۔ تو چاہتا ہے۔۔۔ کہ میں نمل کی شادی المیر سے کر دو۔۔۔ دماغ درست کر۔۔۔ زرغام
 لفظ چباتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم اپنی ہنسی دبائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ سیدھی طرح نہیں بول رہا۔۔۔ کہ وہ
 اس کا رشتے میں چاچا لگتا ہے۔۔۔ اب کی بار جان عالم سے ضبط نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بولا
 تھا۔۔۔ زرغام غزنوی دونوں نے اسے گھورا تھا۔۔۔ جان عالم نے گلہ کنگارا۔۔۔ دیکھ زرغام، میں اور
 غزنوی یہاں المیر کے والدین بن کر آئے ہیں۔۔۔ میں المیر کا باپ محترم۔۔۔ اور یہ المیر کی والدہ
 محترمہ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تو پھر مجھے بتادے۔۔۔ کہ تم دونوں یہاں سے مکے کھا کر
 جاؤ گے۔۔۔ یا چپیلی کباب۔۔۔ زرغام دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ ہماری انسلٹ کرنے کی ہمت کیسے
 ہوئی۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ بکو اس نہ کر۔۔۔ غزنوی اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ کیوں میرا اتنا حسیں مکھرہ خراب کر رہا ہے۔۔۔ جان عالم چہرہ سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے
 بولا۔۔۔ زرغام تو نے نمل کی شادی کرنی تو ہے۔۔۔ پھر المیر سے تجھے کیا مسئلہ۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے
 بولا۔۔۔ دیکھ یار۔۔۔ میں نمل سے بات کر کے بتاؤ گا۔۔۔ میں اس کی زندگی کا فیصلہ ایسے نہیں کر
 سکتا۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ وہ اپنی مرضی سے اگر اس رشتے کے لیے مانے گی۔۔۔ تو شادی ہوں
 گی۔۔۔ ورنہ میں نمل کو زبردستی اس رشتے کے لیے نہیں بولو گا۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ چل
 ٹھیک ہے۔۔۔ تو بات کر۔۔۔ اور پھر بتائی۔۔۔ غزنوی اب کی بار مسکرایا تھا۔۔۔ بیگم چلے۔۔۔ جان عالم
 نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ استغفر اللہ۔۔۔ قسم سے اگر لڑکی بھی ہوتا۔۔۔ تو کنوارہ

مر جاتا تجھ سے شادی نہ کرتا۔۔۔ غزنوی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے ایک خوشخبری
سنائی تھی۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بکو اس کرنا۔۔۔ پھر۔۔۔ جان عالم نے زرغام کی طرف
دیکھا۔۔۔ سالے تو ماموں بننے والا ہے۔۔۔ زرغام نے فخریہ انداز میں بولتے ہوئے غزنوی کے کندھے
پر ہاتھ رکھے۔۔۔ جان عالم نے اب قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ یار تو نے کیا کرکٹ ٹیم بنائی ہے۔۔۔ جان عالم ہستے
ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے اسے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔ بیٹا یہ مردانگی کا ثبوت

ہے۔۔۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔۔۔ کہ میں مرد ہوں۔۔۔ زرغام فخریہ انداز میں بولا۔۔۔ بیٹا یہ
مردانگی کا ثبوت نہیں ہے۔۔۔ یہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم بننے کا ثبوت ہے۔۔۔ جان عالم پیار زرغام کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے ایک بات کہوں۔۔۔ جان عالم مدھم سی آواز میں زرغام سے
گویا ہوا۔۔۔ تب سے بھی تو تیری ہی بک بک سن رہا ہوں۔۔۔ اب بھی بک۔۔۔ زرغام آنکھیں
گھوماتے ہوئے بولا۔۔۔ شرط لگائے گا۔۔۔ کس کے بچے زیادہ ہوں گے۔۔۔ جان عالم اسے آنکھ مارتے
ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی جو کب سے ان کی سن رہا تھا۔۔۔ اس نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔ لگا
شرط۔۔۔ زرغام نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ اب سالوں بچے تو کتے بھی پیدا کرتے ہیں۔۔۔ تو کیا وہ مرد
ہوئے؟ غزنوی جنبھلاتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم زرغام نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور
پھر ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہہ لگانے لگے۔۔۔ سالے۔۔۔ جان عالم نے غزنوی کے کندھے پر ہاتھ
رکھا۔۔۔ یار اس کے مزکر موائٹ ٹھیک کر۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی نے اپنے بالوں میں
ہاتھ پھیرا۔۔۔ چل چل۔۔۔ آگئی سمجھ۔۔۔ غزنوی نے جان عالم ہاتھ جھٹکا۔۔۔ ویسے یار اس عمر میں
باپ بننے کا مزہ اپنا ہے۔۔۔ جان عالم نے پھر سے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جان عالم نے

جیب میں سے چوئینگم نکال کر منہ میں ڈالی۔۔۔ اور سر ہلاتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے غبارہ پھلایا۔۔۔ جس پہ زرغام نے اپنے ہاتھ کی پشت ماری تھی۔۔۔ غبارہ پھٹتے چوئینگم جان عالم کے چہرہ پہ لگی تھی۔۔۔ تو سکون سے چوئینگم چبا۔۔۔ زرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ تیری۔۔۔ جان عالم نے زرغام کے چہرہ پہ مکہ مارا تھا۔۔۔ زرغام کے ہونٹوں سے خون نکلا تھا۔۔۔ جسے زرغام نے اپنے انگوٹھے سے صاف کیا۔۔۔ عالم میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ زرغام نے بھی جواباً مکہ بناتے اس کے چہرہ پہ ریسد کرنے ہی والا تھا۔۔۔ کہ جان عالم نے اپنی چوڑی ہیتھلی میں اس کا مکہ بنا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ خبردار! اگر میرے ہونٹوں پہ مارنے کی کوشش کی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے ان کا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ سالے۔۔۔ مزا نہیں آتا پھر کس کرنے کا۔۔۔ جان عالم اسے بے باکی سے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ استغفار اللہ۔۔۔ یا خدا ان کو غیرت سے نواز دے۔۔۔ ان کی غیرت مر گئی ہے۔۔۔ غزنوی نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ اے سالے۔۔۔ تو تو ایسا کر رہا ہے۔۔۔ جیسے تو وضو کر کے رومانس کرتا ہوں۔۔۔ زرغام وضو لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ چل ہٹ۔۔۔ جان عالم نے زرغام کو پیچھے کیا۔۔۔ تو بھی وضو کرتا ہے۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکائی۔۔۔ میں وضو نہیں۔۔۔ میں غسل کر کے رومانس کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم استنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ یا اللہ یا تو میرے ان دونوں بہنوئیوں کو غیرت سے نواز دے۔۔۔ یا تو میری بہنوں کو بیوہ کر دے۔۔۔ غزنوی بولتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ زرغام جان عالم نے قمقہ لگایا تھا۔۔۔ چل نکلتا ہوں۔۔۔ جان عالم زرغام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ عالم۔۔۔ زرغام کی آواز پہ جان عالم

روکا۔۔۔ جان عالم نے چونینگم چباتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی پریشان ہے۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم نے ایک لفظ میں جواب دیا۔۔۔ کیوں۔۔۔ زرغام جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کے پاس آیا۔۔۔ نہیں معلوم۔۔۔ بس وہ پریشان ہے۔۔۔ اس کی پریشانی کیا ہے۔۔۔ یہ بھی پتہ لگا کر رہوں گا۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ پتہ کر۔۔۔ اسے کیا پریشانی ہے۔۔۔ میری مدد چاہیے ہوں۔۔۔ تو کال کر۔۔۔ اسے یوں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ اتنا سنجیدہ مزاج نہیں ہے۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زرغام بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ جان عالم بول کر باہر نکلا۔۔۔

زرغام کمرے میں آیا۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ ہلکی ہلکی خون کی بوندیں تھیں۔۔۔ پریشاں اپنی نائی پہ گاؤں پہننے ہوئے اس کی طرف مری۔۔۔ زرغام اپنی شرٹ اتارتے صوفے پہ اچھالتے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ پریشے بیڈ کی دوسری طرف آکر بیٹھی۔۔۔ پاس آؤ۔۔۔ زرغام پریشے کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے کے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ پریشے زرغام کے قریب ہوئی۔۔۔ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اوپر دیکھو۔۔۔ زرغام نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا ہوا۔۔۔ پریشے زرغام کے ہونٹوں سے خون نکلتے دیکھ کر بولی۔۔۔ تمہارے بھائی کا سالہ ہونٹوں پہ پیار دے کر گیا ہے۔۔۔ زرغام ہونٹوں پہ پھر سے انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ بھائی کا سالہ۔۔۔ مطلب

عالم۔۔۔ پریشے نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہم۔۔۔ زرغام گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن دوست تو آپ کا بھی ہے۔۔۔ عا۔۔۔ اب کی بار زرغام پریشے کے ہونٹوں سے جان عالم کے

نکلنے سے پہلے ہی اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا تھا۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکتے قفل لگا چکا تھا۔۔۔ زرغام اس کے بالائی لب پہ دانت گاڑتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔۔۔ دوست ہے۔۔۔ لیکن اس کا نام بھی تمہارے ہونٹوں سے برداشت نہیں۔۔۔ زرغام پریشے کے ہونٹوں کو انگوٹھا سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام آپ زیادہ سوچ رہے ہیں۔۔۔ پریشے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بیوی ہوں۔۔۔ تو سوچوں گا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے خاموش رہنا بہتر سمجھا تھا۔۔۔ زرغام پریشے کے گرد حصار بناتے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے زرغام کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ اٹھائیس سال کے ہیں۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہاں تو۔۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو کیا آپ کی شادی آپ جب آٹھ سال کے تھے۔۔۔ تب کر دی تھی۔۔۔ پریشے نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام پریشے کی گردن پہ جھکا اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ لیکن زرغام اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے مدھوش ہوا تھا۔۔۔ زرغام آریان، اور نمل آپ کے بچے۔۔۔ ابھی پریشے اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ زرغام جو کہ اس کی گردن پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ پریشے سے دور ہوا۔۔۔ زرغام نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ اب دروازے پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ زرغام نے ایک نظر بھی پریشے پہ نہیں ڈالی تھی۔۔۔ زرغام نے سگریٹ کہ ڈبی نکالتے سگریٹ نکالتے جلاتے ہوئے ہونٹوں میں

دبایا۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ اسے اب انکور کیے ہوئے تھا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے پھر سے مدھم سی آواز میں بولی تھی۔۔۔ زرغام سگریٹ کے گہرے کش لیتے ہوئے اسے انکور کیا ہوئے تھا۔۔۔ پریشے سگریٹ کے دھواں سے کھانسا شروع ہوئی تھی۔۔۔ ہمارے بچے کے لیے سگریٹ کا دھواں نقصان دے ہے۔۔۔ پریشے گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھے بنا بیڈ سے اٹھتے ٹیرس کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے نم آواز میں بولی۔۔۔ اس نے ایسا کیا پوچھ لیا تھا۔۔۔ یہ تو کوئی بھی کہہ سکتا تھا۔۔۔ کہ زرغام ان دونوں کا باپ نہیں لگتا۔۔۔ پھر کس بات کی ناراضگی۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے زرغام کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن زرغام اس کی سنی ان سنی کرتے جا کر ٹیرس پہ کھڑا ہوا۔۔۔ پریشے چہرہ تکیہ میں چھپائے رونے لگی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 100 پارٹ 1

ٹیرس پہ سردی کی شدت زیادہ تھی۔۔۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی۔۔۔ زرغام پانچ منٹ سے ٹیرس پہ کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔ پریشے کی ہچکچکیوں کی آواز اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔ زرغام سگریٹ کو زمین پہ پھینکتے اسے پاؤں سے مسلتے ٹیرس کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ کمرے میں کافی ہیٹ آپ تھا۔۔۔ زرغام دروازہ بند کرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے بیڈ پہ تکیہ میں چہرہ چھپائے رو رہی

تھی۔۔۔ پریشے کے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ جو کہ کچھ بیڈ پہ پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ زرغام بیڈ پہ
اس کے پاس جا کر بیٹھا۔۔۔ پریشے کا وجود ہچکولے لے رہا تھا۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ پریشے۔۔۔ زرغام
گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ اسے یوں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ لیکن پریشے ابھی بھی اسی
پوزیشن میں لیٹی رو رہی تھی۔۔۔ زرغام نے لب بپختے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ اسے خود پہ غصے آیا
تھا۔۔۔ کہ آخر کیا ضرورت تھی۔۔۔ جواب دینے کی کچھ دیر خاموش بھی رہا جاسکتا

تھا۔۔۔ پریشے۔۔۔ زرغام نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ پریشے کے
آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہہ رہے تھے۔۔۔ ناک رونے کی وجہ سے لال ہو رہی تھی۔۔۔ اس
کا چہرہ پینے سے تر تھا۔۔۔ زرغام نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے خود میں بھینچا۔۔۔ اور اس
کے بالوں کو انگلیوں سے سہلانے لگا۔۔۔ پریشے اس کے حصار میں بھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ یار کب
تک روتی رہوں گی۔۔۔ زرغام اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے ہچکی لیتے ہوئے
سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ نیلی آنکھوں میں پانی تھا۔۔۔ زرغام کو اپنا
دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے
تھے۔۔۔ نا۔۔۔ پریشے ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے روتے ہوئے کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔ زرغام کے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ پریشے اسے مسکراتے دیکھ کر زیادہ ہچکیاں لینے لگی۔۔۔ جان روتے
ہوئے کیوٹ لگ رہی ہوں۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
اس سے دور ہوئی۔۔۔ بہت برے ہے۔۔۔ پریشے دوسری طرف ہوئی تھی۔۔۔ مذاق کر رہا
تھا۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔۔۔ اب نہیں آؤ گی۔۔۔ پریشے تکیہ

اٹھاتے صوفے کی طرف بڑھی۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔ زرغام ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ پریشے نے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ویسے میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ جب سے پتہ چلا ہے۔۔ زیادہ ہی نخرے کرنے لگ گئی ہوں۔۔ زرغام پریشے کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ کون سے نخرہ کیا۔۔ پریشے نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ نخرے ہی تو دیکھا رہی ہوں۔۔۔ کبھی پاس نہیں آنے دیتی۔۔۔ کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ پہلے کیسے کرتی تھی۔۔ زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جب ایک عورت ماں بننے والی ہوتی ہے۔۔ اس میں نخرے آتے ہی ہے۔۔ پریشے ایک ادا سے بولی۔۔۔ اور وہ کس خوشی میں۔۔ زرغام نے پریشے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے احتیاط سے اپنے قریب کیا۔۔ عورت جو پتہ ہوتا۔۔ کہ ابھی بچے کی وجہ سے شوہر نخرے اٹھائے گا۔۔ بعد میں نہیں اٹھاتا۔۔ پریشے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ اچھا جی۔۔ زرغام اسے احتیاط سے گود میں اٹھاتے ہوئے

بولا۔۔۔ جی۔۔۔ پریشے نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ نیچے اتاریں مجھے۔۔۔ پریشے غصے سے بولی۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔ بچے کے بعد بھی تمہارے نخرے اٹھاؤ گا۔۔ زرغام پریشے کی ناک سے ناک مس کرتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ اپ ایسے ہی بول رہے ہیں۔۔۔ پریشے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں میری جان۔۔۔ تم میرے بچوں کی ماں ہوں۔۔۔ ایک اور نعمت مجھے ملے گی۔۔۔ میں ساری زندگی تمہارے قرضدار رہوں گا۔۔ زرغام پریشے کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔ زرغام پریشے کی نائٹی کی ڈوریاں کھولتے ہوئے اس کی گردن پہ جھکا۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے نے جلدی سے آنکھیں کھولتے خود پہ

جھکا زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ۔۔۔ پریشے زرغام کی آنکھوں میں دیکھتے نظریں جھکا گئی۔۔۔ میری جان فکر نہ کرو۔۔۔ تھوڑا سا بھی ہرٹ نہیں کرو گا۔۔۔ زرغام اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے آنکھیں پھر سے بند کر گئی۔۔۔ زرغام احتیاط سے اس کے چہرہ کے ایک ایک نقوش پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔

دو پہر کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔ نمل اپنی بوکس لینے کے لیے ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوئی تھی۔۔۔ نمل اپنی کتابیں خریدنے کے لیے کتابیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم جو کہ کچھ قدم آگے تھا۔۔۔ المیر خان کی آواز پہ روکا۔۔۔ نمل نے مڑتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اور کندھے اچکاتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ چاچو آپ یہاں۔۔۔ نمل جان عالم سے مخاطب ہوئی۔۔۔ جان عالم جو کہ پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ نمل کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ المیر خان کو شوخ نگاہوں سے دیکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ بس یو ہی۔۔۔ گریڈ زرغام کے ساتھ آئی ہوں۔۔۔ جان عالم نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں چاچو۔۔۔ میں بوکس لینے آئی تھی۔۔۔ بابا بڑی تھی۔۔۔ میں ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بوکس لے لی۔۔۔ جان عالم نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی چاچو۔۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ چلو پھر۔۔۔ جان عالم نے اسے آگے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ نمل بوکس پکڑنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ المیر خان نے بوکس پکڑی۔۔۔ میں خود پکڑ سکتی ہوں۔۔۔ نمل المیر خان سے بوکس والا بیگ پکڑتے ہوئے اسے گھورتے باہر نکلی۔۔۔ جان عالم بھی قہقہہ لگاتے ہوئے باہر

نکلا۔۔۔ منحوس انسان۔۔۔ المیر خان جان عالم کی پشت کو گھورتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ ویسے نمل کو
 منحوس تو لگتا ہے۔۔۔ جان عالم ہاتھ میں پکڑے پوپ کارن اچھالتے ہوئے منہ میں ڈالتے ہوئے
 بولا۔۔۔ تو مجھے لگتا ہے۔۔۔ المیر خان اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ دیکھ یار تومان
 نہ مان۔۔۔ اسے تیری سوچ کا پتہ ہے۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ مت ہنس۔۔۔ بہت منحوس لگ
 رہا ہے۔۔۔ المیر خان اس کی باتوں سے سلگتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ مت جل۔۔۔ یہاں تک بدبو آرہی
 ہے۔۔۔۔۔ جان عالم ناک پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ غور سے سونگ تو نہایا نہیں۔۔۔ اسی لیے
 آرہی۔۔۔ المیر خان اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کسی سے بھی پوچھ تو جل رہا
 ہے۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ اس سالے نے کیا جواب دیا تھا۔۔۔ المیر خان نے سر
 مارتے ہوئے پوچھا۔۔۔ شکر کر زر غام کی کوئی بہن نہیں۔۔۔ ورنہ تجھ زندہ پر سے گاڑی گزرتی۔۔۔ جان
 عالم اس کا کندھے تھپتھاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ ویسے تو بہت ہی کوئی منحوس انسان
 ہے۔۔۔ المیر خان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ جان عالم المیر خان کا چہرہ دیکھتے ہوئے مزے سے
 پوپ کارن کھا رہا تھا۔۔۔ جان عالم مسکرا رہا تھا۔۔۔ نا جانے تیری بیوی کیسے تیری منحوس شکل برداشت
 کرتی ہے۔۔۔ المیر خان اس کے مسکرانے پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ بیٹا منحوس شکل تیری
 ہے۔۔۔ تیرے یار کی تو شکل ایسی ہے۔۔۔ کوئی بھی لڑکی تیرے یار پہ فدا ہو سکتی ہے۔۔۔ جان عالم
 فخریہ انداز میں بولا۔۔۔ بکو اس بند کر۔۔۔ المیر خان بے ذاریت سے بولا۔۔۔ مریکوں رہا ہے۔۔۔ ہو
 جائے گی۔۔۔ تیری بھی شادی۔۔۔ ورنہ میری تصویر سینڈ کر کے لڑکی سیٹ کر لے۔۔۔ جان عالم شوخ
 انداز میں بولا۔۔۔ المیر خان نے تمہہ لگایا تھا۔۔۔ بس کر دے یار۔۔۔ میں ہاتھی کی تصویر سینڈ کرو

گا۔۔۔ توسیٹ ہونے کی جگہ ہاتھی کی تصویر دیکھ کر گالیاں دے گی۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے
بولا۔۔۔ ہاتھی میں اور مجھ میں تجھے کوئی فرق نہیں لگتا۔۔۔ جان عالم نے اسے گھورا۔۔۔ قسم سے
یار۔۔۔ پہلے مجھے لگتا تھا۔۔۔ کہ میرے یار کی بوڈی میں اور ہاتھی میں فرق ہے۔۔۔ لیکن جب تجھے
کپڑے نہیں آئے۔۔۔ یقین ہو گیا۔۔۔ کہ تجھ میں اور ہاتھی میں کوئی فرق نہیں۔۔۔ المیر خان ہستے
ہوئے بولا۔۔۔ منحوس زرغام کی حویلی جانا ہے۔۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان
نے ہستے ہوئے زرغام کی حویلی کی طرف گاڑی کا رخ کیا۔۔۔

بابا کیا ہوا۔۔۔ نمل صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام کے ساتھ پریشے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے
شاہ در کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔ زرغام کا چہرہ سنجیدہ تھا۔۔۔ نمل بیٹا مجھے ضروری بات کرنی
ہے۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹا میں تمہاری شادی
کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ پریشے جو کہ شاہ در کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔ اس نے
زرغام کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ زرغام نے اس سے تو بات نہیں کی تھی۔۔۔ اسے تو نہیں بتایا
تھا۔۔۔ نمل بھی اب زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہ وہ کیا جواب
دے۔۔۔ جی بابا۔۔۔ جب اسے کچھ سمجھ نہ آئی تو بس اتنا ہی بول کر احترام سے نظریں جھکا گئی۔۔۔ نمل
میری گڑیا۔۔۔ میں اپنا کوئی بھی فیصلہ آپ سے زبردستی نہیں منواؤں گا۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ میری
گڑیا مجھے اپنا فیصلہ بتائے۔۔۔ میں آپ کی شادی المیر سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے
بولا۔۔۔ نمل نے حیرانگی سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی تو حیرانگی کے مارے پلکیں بھی نہیں

جھپک رہی تھی۔۔۔ پریشہ بھی حیرانگی سے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ لیکن زرغام اس وقت نمل کا فیصلہ سننا چاہتا تھا۔۔۔ پانچ سے دس منٹ یوں ہی لاونج میں خاموشی رہی تھی۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ بیٹا۔۔۔ زرغام پیار سے نمل کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل جو کہ حیران تھی۔۔۔ زرغام کے سر پہ ہاتھ رکھنے سے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ با۔۔۔ باجیسے آپ کو بہتر لگے۔۔۔ نمل کی آواز نم ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے نمل کو اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اگر میری گڑیا کو کوئی بھی مسئلہ ہوں۔۔۔ تو مجھے بتائے۔۔۔ زرغام نے نمل کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔ جی بابا۔۔۔ نمل پھر سے اتنا ہی بولی تھی۔۔۔ زرغام اٹھتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ شاہدر بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔ نمل کیا ہوا۔۔۔ نمل جو کہ صوفے سرٹکائے ہوئے تھی۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ نمل لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔ پریشہ اٹھ کر نمل کے پاس بیٹھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ پریشہ پیار سے نمل کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ نمل پریشہ کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ نمل۔۔۔ پریشہ اسے چپ کرواتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ نے نمل کا چہرہ اپنی طرف

کیا۔۔۔ مم۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ الم۔۔۔ س۔۔۔ سے۔۔۔ ش۔۔۔ شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ نے نمل کے آنسو صاف کیے۔۔۔ زرغام نے پوچھا تھا۔۔۔ تو ان کو بولتی۔۔۔ پریشہ پریشانی سے بولی۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں کیسے بابا کو منع کر سکتی تھی۔۔۔ بابا کتنے مان سے پوچھ رہے تھے۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشہ نمل کو چپ کروا رہی تھی۔۔۔ چھوٹی ماما۔۔۔ میں ان سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں میری

جان۔۔۔ المیر لالا اچھے ہیں۔۔۔ پریشے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ م۔۔۔ میں عادل سے
شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام، جو کہ جان عالم اور المیر خان کے ساتھ
اندر آ رہا تھا۔۔۔ نمل کی آواز پہ روکا۔۔۔ المیر کو تو لگا۔۔۔ جیسے کسی نے اس کے وجود کو انگاروں پہ دکھیل
دیا ہوں۔۔۔ المیر کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جس
کا وجود ساکت سا تھا۔۔۔ نمل رو رہی تھی۔۔۔ اور المیر خان کا وجود ساکت تھا۔۔۔ وہ کسی اور کو پسند کرتی
تھی۔۔۔۔ اس کے وجود پہ انگارے برس رہے تھے۔۔۔ المیر خان باہر کی طرف پلٹا

تھا۔۔۔۔ المیر۔۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔ زرغام بھی اس کی طرف بڑھا۔۔۔
المیر۔۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ ہاں یار۔۔۔۔ المیر خان مسکرایا۔۔۔۔ اس کی
آنکھیں نم تھی۔۔۔۔ جسے جان عالم دیکھ چکا تھا۔۔۔۔ جان عالم المیر خان کے گلے لگا تھا۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں
یار۔۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔ تجھے لگتا ہے۔۔۔۔ کہ میں پاگل ہوں۔۔۔۔ جان عالم المیر خان
کے منہ پہ مکہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔۔ المیر خان کے ہونٹوں سے خون نکلا تھا۔۔۔۔ تو واقع ہی پاگل
ہے۔۔۔۔ المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔۔۔ تو جو یہ چہرہ پہ ہنسی لیے یہاں درد چھپا رہا ہے۔۔۔۔ میں تیری جان
لے لوں گا۔۔۔۔ جان عالم نے اس کے چہرہ پہ ایک اور مکہ مارا تھا۔۔۔۔ کیا کرو۔۔۔۔ بول۔۔۔۔ المیر خان نے
جان عالم کے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے پیچھے کیا۔۔۔۔ تو مجھ سے شنیر کر۔۔۔۔ یار۔۔۔۔ دوست کیوں ہوتے
ہیں۔۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔ کیا کرو۔۔۔۔ شنیر۔۔۔۔ المیر خان نم آنکھوں سے
بولا۔۔۔۔ المیر خان جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے گاڑی میں بیٹھتے گاڑی زن سے لیے غائب ہوا
تھا۔۔۔۔ المیر۔۔۔۔ جان عالم نے غصے سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔ کہاں گیا۔۔۔۔ زرغام نے جان

عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ نکل گیا۔۔۔ جان عالم چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے
بولا۔۔۔ چل۔۔۔ چل۔۔۔ جلدی۔۔۔ زرغام جان عالم کی طرف گاڑی کی کیز اچھالتے ہوئے گاڑی میں
بیٹھا۔۔۔

جان عالم گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کیے المیر خان کی گاڑی کا پیچھے کر رہا تھا۔۔۔ جو کہ گاڑی نہیں
روک رہا تھا۔۔۔ اس کی گاڑی پہاڑوں کی طرف تھی۔۔۔ اور اس راستے پہ تو سڑکوں پر برف جمع
تھی۔۔۔ زرغام نے غزنوی کا نمبر ڈائل کرتے اسے کال کی تھی۔۔۔ لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ المیر
کی گاڑی کے آگے گاڑی روک۔۔۔ زرغام بولتے کال بند کر چکا تھا۔۔۔ المیر خان کا چہرہ سرخ ہو رہا
تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ کہ وہ جو سن چکا ہے۔۔۔ کیا یہ سب سننے کے بعد وہ زندہ رہ سکتا
ہے۔۔۔ وہ کیسے زندہ ہے۔۔۔ اس کی محبت کسی اور کو پسند کرتی۔۔۔ وہ کیسے ابھی تک زندہ تھا۔۔۔ اس کی
روح کیوں اب تک اس کے وجود میں تھی۔۔۔ اسے موت کیوں نہیں آئی۔۔۔ المیر خان نے سٹرینگ
پہ ہاتھ مارتے ہوئے قرب سے سوچا تھا۔۔۔ کیسے وہ کسی اور سے محبت کر سکتی ہے۔۔۔ المیر خان آنکھیں
بند کرتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ نمل صرف میری ہے۔۔۔ صرف میری۔۔۔ المیر خان پھر سے سٹرینگ پہ
ہاتھ مارتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم نے پوری قوت سے گاڑی کا ایکسپریڈر دیا تھا۔ سامنے سفید دھند میں المیر خان کی گاڑی بس ایک دھندلا سا سایہ لگ رہی تھی۔ زرغام بار بار پیچھے مڑ کر راستے کی برقیلی سطح دیکھ رہا تھا، جیسے ہر لمحہ ان کی زندگی کا آخری لمحہ ہو سکتا تھا۔۔۔ برف باری ہو رہی تھی۔۔۔ "بس کریا۔۔۔ گاڑی اڑ رہی ہے۔۔۔"

زرغام نے ہانپتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم کی گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی۔۔۔ "مر جائے گا۔۔۔ کمینے۔۔۔" زرغام گاڑی کو ڈھولنے پہ چلایا۔۔۔ "مرنے دے خود کو، پر میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔" جان عالم کی آنکھوں میں سرخی تھی، عجیب سی شدت تھی۔۔۔ المیر خان کی زندگی سے زیادہ کچھ بھی عزیز نہیں تھا۔۔۔ اچانک دور سامنے ایک بریک لائٹ چمکی۔۔۔ المیر خان نے ایک سنسان موٹر پہ گاڑی روکی تھی۔ سردی میں اس کی سانسیں بھاپ بن کر ہوا میں تحلیل ہو رہی تھیں۔۔۔

"رک یہاں!" جان عالم نے گاڑی ایک جھٹکے سے سائیڈ پہ لگائی۔ زرغام بھی فوراً باہر کودا۔ دونوں دوڑتے ہوئے المیر کی طرف بڑھے۔ المیر سڑک کے کنارے پتھروں پہ بیٹھا تھا، گردن جھکائے، ہاتھوں میں سر تھا۔ اس کے آس پاس بس برف تھی، خاموشی تھی، اور دل توڑ دینے والی ہار۔۔۔ اس کی محبت کسی اور سے محبت کرتی تھی۔۔۔ اس سے بڑی کوئی ہار ہو سکتی تھی۔۔۔ جان عالم ہانپتا ہوا اس کے قریب جا بیٹھا۔ "المیر۔۔۔" جان نے دھیرے سے اس کا کندھا تھاما۔ المیر نے آنکھیں اٹھائیں۔۔۔ ان میں ایک ایسا درد تھا جیسے اندر سے کوئی چیز ٹوٹ کر بکھر گئی ہو۔۔۔ ٹوٹ تو گیا تھا۔۔۔ اس کا دل۔۔۔ "یار۔۔۔" المیر خان کی آواز کپکپائی، "کیسے ہنسوں اب؟ کیسے جیوں؟ بتا۔۔۔" اس کی آواز میں نمی تھی۔۔۔ جان عالم نے ایک لمحے کو کچھ نہیں کہا۔۔۔ وہ کچھ بول بھی کیسے سکتا تھا۔۔۔ محبت سے

دوری۔۔ شاید وہ درد سمجھ سکتا تھا۔۔ کچھ پل کے لیے ہی سہی۔۔ اس کی محبت بھی تو اس سے دور تھی۔۔۔ جان عالم پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ المیر کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا، بالکل بھائیوں کی طرح۔۔۔ "تو روتا اچھا نہیں لگتا بے غیرت۔" جان عالم مسکرایا، مگر آنکھیں اس کی بھی نم تھیں۔ المیر خان کے لب کانپے۔ اس نے ہنسنے کی کوشش کی، مگر ہنسی پھسل کر آنسو بن گئی۔

زرغام پیچھے سے آیا، اور دونوں نے المیر کو زور سے اپنے پیچ گھسیٹ کر گلے لگا لیا۔ تینوں دوست برف میں، ٹھنڈی سرد رات میں، اک دوسرے کی خاموشی میں سب کچھ کہہ رہے تھے۔

"یار۔۔۔" زرغام ہنستے ہوئے بولا، "مرنے کی اجازت نہیں ہے تیرے پاس۔۔۔ سمجھا۔۔۔ تو اب ہماری بھی امانت ہے۔۔۔" زرغام بے حد پیار سے بولا تھا۔۔۔ "پاگل ہو گیا تھا میں۔۔۔" المیر کی ٹوٹی پھوٹی آواز نکلی۔۔۔ "تو ہے ہی پاگل۔۔۔" جان عالم نے پھر سے اس کے بالوں میں مکا مارا۔۔۔ تینوں زور سے ہنسے۔۔۔ ان کی ہنسی میں تھوڑی سی بے بسی تھی، تھوڑا سا درد، اور بہت زیادہ دوستی۔

ہوا تھمی ہوئی تھی۔ برف کی خنکی کے بیچ، وہ تینوں جیسے وقت کو روک چکے تھے۔۔۔ تینوں دوست پتھروں پر بیٹھے ہنس رہے تھے، سانسیں سفید دھند کی طرح نکل رہی تھیں، آنکھیں بھیگ چکی تھیں، مگر دل ہلکے ہو رہے تھے۔۔۔ اچانک دور سے ایک گاڑی کا ہارن بجا۔ تینوں چونک کر پیچھے مڑے۔۔۔ برف آڑی تھی۔۔۔ ایک کالے رنگ کی جیپ ان کی طرف آرہی تھی۔۔۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں ایک مانوس سی آواز گونجی: "ابے اوو... جمہور پاکستان! کوئی مجھے بھی بتائے گا کہ یہاں برف میں دھونی کیوں رہا رکھی ہے؟" غزنوی جیپ کی لائٹس آف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے اسے کال کی تھی۔۔۔ وہ سیدھا حویلی سے یہاں آیا تھا۔۔۔ غزنوی سالار! زرغام نے قہقہہ مارا۔ "لو بھئی، آیا لو کل پاگل۔۔۔ گاڑی

سمیت!" جان عالم نے اپنی جیکٹ درست کی اور ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ "یہ آیا ہے یا قافلہ لے کر آیا ہے؟ اتنی دھول مچائی ہے!" زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی نے بالکل قریب لا کر جیپ روکی، ڈور کھولتے ہی چپختے ہوئے باہر نکلا۔۔۔

"کیا بات ہے یاروں! بغیر مجھے بتائے ڈرامہ چل رہا ہے؟ کچھ تو شرم کرو... غزنوی کو بھی یاروں کے ساتھ رونے کا حق ہے!" غزنوی ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان نے پہلی بار مسکرا کر نظریں جھکائیں۔۔۔ زرغام نے بازو پھیلا کر غزنوی کو گلے لگا لیا۔۔۔ "کیسے آیا پاگل؟" زرغام نے اس کے بال بگاڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "جب پتا چلا کہ میرے یاروں کے سر سے آسمان ہٹ رہا ہے، تو خود کو روک نہ سکا میں؟" غزنوی نے مذاق اور محبت کے عجیب امتزاج سے کہا۔۔۔ چل، اب برف پر بیٹھنے کی عادت ڈال، آج رات ہم سب یہیں کیمپ کریں گے!" جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی نے آنکھیں پھیلا کر کہا۔۔۔

"ابے ٹھنڈ میں مرادو گے کیا؟ کم از کم بون فائر تو کرو یار! کوئی شاعری، کوئی مچھلی بھوننے کا سین!" زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔ "بھون لے مجھے بھی ساتھ میں۔۔۔" جان عالم دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ سب ایک لمحے کو خاموش ہو گئے، پھر غزنوی نے زوردار انداز میں قہقہہ مارا:

"نہیں بھائی! تجھے بھوننا مہنگا پڑے گا۔۔۔ برف پگھل جائے گی، زمین دھنسی جائے گی!" زرغام نے قہقہہ لگایا۔۔۔ سب نے ہنس کر برف پر ہاتھ مارے۔۔۔ وہ ہنسی، وہ لمحہ، وہ دوستی — برف کی سردی کو جیت رہی تھی۔۔۔ "اور سنو... دل ٹوٹا ہے تو کیا ہوا... ابھی دوست سلامت ہیں نا؟ دل کے ٹکڑوں سے

بانسری بجائیں گے، ایسا نغمہ بنائیں گے کہ عشق والے خود روتے پھریں گے! "غزنوی آگے بڑھ کر المیر کے بال کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان ہنس پڑا۔ دل سے۔ پہلی بار۔۔۔ "دوستی کی قسم ہے... اب جو کوئی بھی روتا نظر آئے... تو میں اپنے ساتھ اسے زبردستی حویلی لے جا کر ڈانس کرواؤں گا!" غزنوی نے دونوں بازوؤں کو کھول کر بلند آواز میں کہا۔۔۔ المیر اور جان عالم نے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔ "نہیں یار، نہیں... بس یہ عذاب مت دینا!" دونوں مسکراتے ہوئے بولے تھے۔۔۔ المیر کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ لیکن وہ مضبوط تھا۔۔۔ وہ رو نہیں سکتا تھا۔۔۔ میں جا کر لکڑیاں لے کر آتا ہوں۔۔۔ جان عالم بول کر اٹھا۔۔۔ میں ساتھ چلتا ہوں۔۔۔ المیر خان بھی کھڑا ہوا۔۔۔ تو روک جا۔۔۔ مجھے ان پہ پہلے ہی شک ہے۔۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔۔ تو نے کیا وہاں گرل فرینڈ بیٹھائی ہوئی ہے۔۔۔ جسے المیر نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ حرام کام نہیں کرتے۔۔۔ حلال کرتے ہیں۔۔۔ ضرورت پڑی تو شادی کرو گا۔۔۔ جان عالم زرغام کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ تو بول رہا ہے۔۔۔ میری بہن شیرنی ہے۔۔۔ شیرنی۔۔۔ غزنوی نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔۔ بس کر۔۔۔ اتنا تو بہن کا سگا۔۔۔ بیوی ہے۔۔۔ میری تجھ سے زیادہ پتہ ہے۔۔۔ جان عالم سر مارتے ہوئے آگے بڑھا۔۔۔ المیر خان بھی اس کے ساتھ تھا۔۔۔ دونوں جیب میں ہاتھ ڈالے سڑک پہ چل رہے تھے۔۔۔ کچھ ہی فاصلے پہ جنگل تھا۔۔۔ یار تو خاموش اچھا نہیں لگتا۔۔۔ جان عالم المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا کرو۔۔۔ چیخ چیخ کر بتاؤ۔۔۔ کہ میرا دل ٹوٹا ہے۔۔۔ المیر خان نم آنکھوں سے مسکرایا۔۔۔ یار تو کیوں ایسا سوچ رہا ہے۔۔۔ نا سمجھ ہے۔۔۔ اسے سمجھ آ جائے گی۔۔۔ جان عالم اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں جانتا محبت کیا ہوتی ہے۔۔۔ بس میں یہ جانتا ہوں۔۔۔ کہ نمل خان کی آنکھوں میں

آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ المیر خان آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ محبت ہے۔۔۔ محبت ہے۔۔۔ یہ محبت ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان بھی مسکرایا۔۔۔ چل اٹھا۔۔۔ جان عالم زمین سے لکڑیاں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ اکثر یہ سب یہاں آتے تھے۔۔۔ المیر خان نے بھی لکڑیاں اٹھاتے ہوئے واپس آئے۔۔۔ زرغام، جان عالم نے لکڑیاں ایک جگہ جمع کرتے ہوئے آگ جلائی۔۔۔ اور اس کے چاروں طرف چاروں بیٹھ گئے۔۔۔

جان عالم نے جیب سے موبائل نکال کر وقت دیکھ رہا تھا کہ۔۔۔ زرغام نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔۔۔ کیا ہوا یار؟ بھابی کا میسج تو نہیں آیا؟" اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔ المیر خان، غزنوی دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے چونک کر موبائل چھپایا، جیسے کوئی چور پکڑا گیا ہو۔۔۔ میسج تو واقعی ہی ورشاں کے تھا۔۔۔ "نہیں یار۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی دیکھ رہا تھا۔" جان عالم موبائل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ اس نے ابھی چیٹ اون ہی کہ تھی۔۔۔۔۔ لیکن بیچارہ تو پڑھ سکا۔۔۔ اور نہ ہی راپیلے کر سکا۔۔۔ "بس ویسے ہی! قسم سے، یار اس کا موبائل دیکھنے کا مطلب صرف دو چیزیں ہوتی ہیں۔۔۔ یا بھابھی کا حکم نامہ آیا ہوتا ہے، یا محبت بھری دھمکی۔۔۔ المیر خان نے قہقہہ لگایا، اور ڈرامائی انداز میں بولا۔۔۔ زرغام خان نے بھی شرارت سے سر ہلایا۔۔۔ ڈرتا ہے۔۔۔ ناسالہ میری بہن سے۔۔۔ غزنوی نے بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔۔۔ "اور آج تو سردی ہے، محبت بھری دھمکی ہی زیادہ لگ رہی ہے۔۔۔" زرغام نے زور سے تالیاں بجائیں۔۔۔ "واہ واہ... ایسی محبت کہ عالم کی ہڈیاں بھی کانپ جاتی ہیں!" جان عالم بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہستے ہوئے بولا۔۔۔

"اوبے غیر تو! بابھی کے بغیر تو یہ دنیا سنسان لگتی ہے... جب وہ ناراض ہونا تو لگتا ہے جیسے آسمان بھی بادل اوڑھ کر رو رہا ہو!" جان عالم نے آنکھ مار کر کہا۔۔۔ "اوہ ہو! اتنی شاعری؟ بیوی کے لیے؟ المیر خان نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اندر سے ٹوٹا تھا۔۔۔ لیکن اپنے دوستوں کا ساتھ پا کر کچھ پل کے لیے سب کچھ بھول چکا تھا۔۔۔ ویسے المیر لگتا ہے عالم کو اب برف پر کھڑے ہو کر محبت کا بھاشن دینے کی سزا دینی چاہیے!" زرغام نے زور سے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ "ہاں! اور پھر ویڈیو بنا کر بھابی کو بھیجیں گے۔۔۔ دیکھے کہ اس کا عاشق شوہر کہاں کہاں تک جاسکتا ہے!" المیر خان قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم ہنستے ہنستے ہاتھ جوڑنے لگا۔۔۔ "ابے رحم کرو! یار ابھی بیچ برف میں یار کی کلاس لگا دو گے کیا!" جان عالم منہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔ غزنوی نے قہقہہ مارا اور برف کا ایک گولا بنا کر جان عالم کی طرف اچھالا۔۔۔

"عاشقوں کے بادشاہ! یہ لو تمہارا تاج!" غزنوی نے اسے ایک خطاب دیا تھا۔۔۔ برف کا گولا جان عالم کے سر سے لگ کر گرا، اور تینوں دوست ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔۔۔ یاد رکھنا! میری جان حیات سب کا حساب رکھتی ہے! تم تینوں کے خلاف بھی رپورٹ بنے گی!" جان عالم نے ہنستے ہوئے اپنا کوٹ جھاڑا اور زور سے بولا۔۔۔ غزنوی نے ڈرامائی انداز میں زمین پر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔۔۔ "بیگم صاحبہ کی عزت میں گستاخی ہو گئی، حضور معاف کریں!" زرغام نے جان عالم کے گلے میں بازو ڈال کر کہا۔۔۔ "یار! مان گئے تمہیں... عشق بھی سچا، ڈر بھی سچا!" المیر خان اور غزنوی ہستے ہوئے بولے۔۔۔

چاروں دوست ہنس ہنس کر سردی بھول گئے۔۔۔ اور کہیں دور، برفباری کی دھند میں، جیسے ان کی دوستی کی مسکراہٹیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں۔۔۔

ورشٹاں رات سے بے چین تھی۔۔۔ جان عالم کو میسجز کیے تھے۔۔۔ وہ کچھ میسج سین کر چکا تھا۔۔۔ لیکن
 راپیلے نہیں کیا تھا۔۔۔ اور کچھ تو اس نے سین ہی نہیں کیے تھے۔۔۔ ورشٹاں نے گھڑی کی طرف نظریں
 دوڑائیں۔۔۔ جہاں گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ اور جان عالم رات سے گھر نہیں آیا تھا۔۔۔ ورشٹاں نے
 ایک آخری دفعہ امید سے نمبر ڈائل کیا۔۔۔ کال رنگ ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن ریسو نہیں ہوئی
 تھی۔۔۔ ورشٹاں نے غصے سے موبائل بیڈ پہ پھینکا۔۔۔ جان خان۔۔۔ کیسے کر سکتے ہیں ایسا۔۔۔ اچھے
 سے جانتے تھے۔۔۔ مجھے آج ایڈمیشن کے لیے جانا تھا۔۔۔ ورشٹاں اپنے سنہرے بالوں کو پیچھے کرتے
 ہوئے بولی۔۔۔ ورشٹاں اس وقت مہرون کلر کی پٹھانی فراک پہنے ہوئے تھی۔۔۔ ورشٹاں پریشانی سے بیڈ
 پہ بیٹھی۔۔۔ اسے جانا تھا۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔ اپنی پڑھائی پہ کمپروماز نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ میں جاؤ
 گی۔۔۔ آپ نہیں آئے گے۔۔۔ تب بھی جاؤ گی۔۔۔ ورشٹاں بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشٹاں
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اندر سے چادر لیے باہر آئی۔۔۔ ورشٹاں چادر لیتے اپنے ڈو کو منٹس
 اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ اس سے پہلے ورشٹاں دروازہ کھولتی جان عالم نے دروازہ کھولا
 تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشٹاں دروازے سے لگتے نیچے گری تھی۔۔۔ اس کے ہاتھوں سے ڈو کو منٹس بھی
 زمین پہ گرے تھے۔۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اسے اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے
 کیا۔۔۔ ورشٹاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ اور خود ہی اٹھی۔۔۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔۔۔ ورشٹاں غصے
 سے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے بولی۔۔۔ دروازہ میں نے کھولا۔۔۔ تمہیں دیکھ کر چلنا چاہیے
 تھا۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ راستے دے مجھے۔۔۔ ورشٹاں اپنے ڈو کو منٹس اٹھاتے

ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان حیات کہاں جا رہی ہے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں بھاڑ میں جاؤ۔۔۔ اپ کی بلا سے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان حیات کو اتنا غصے کیوں آیا ہوا ہے۔۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جسے ورشاں جھٹک چکی تھی۔۔۔ جان عالم کو ورشاں پہ غصے آیا تھا۔۔۔ یہ حرکت مجھے بہت ناگوار گزرتی ہے۔۔۔ جب تم مجھے یوں خود سے دور جھٹکتی ہوں۔۔۔ جان عالم کی آواز سرد تھی۔۔۔ اپ کو میری یہ حرکت ناگوار گزرتی ہے۔۔۔ اور آپ جو ساری رات آئے ہی نہیں۔۔۔ یہ گوارا گزرتی ہے۔۔۔ ورشاں بھی جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ او۔۔۔ تو میری جان حیات اسی لیے ناراض ہے۔۔۔ کہ میں رات بھر حویلی نہیں آیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے ضرورت نہیں۔۔۔ ناراض ہونے کی۔۔۔ آپ چاہے ابھی بھی نہ آتے۔۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ میرا ٹائم ضائع مت کرے۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ میں ٹائم ضائع کر رہا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑی۔۔۔ کر رہے ہیں۔۔۔ ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ پھر تو آج ٹائم ضائع ہو گا۔۔۔ کیونکہ میرا موڈ نہیں کہ میری جان حیات اس وقت مجھ سے دور جائے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن مجھے اب آپ کے پاس نہیں رہنا۔۔۔ جب آپ میرے پاس نہیں رہتے تو میں کیوں رہوں۔۔۔ ورشاں جان عالم کے حصار سے نکلنے کے لیے مچلی تھی۔۔۔ ویسے میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ کہ آج کل بہت جواب دینے لگ گئی ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کو گود میں اٹھاتے

ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نیچے اتریں۔۔۔ ورشاں چینیختی تھی۔۔۔ اپ نے کہا تھا۔۔۔ نہ میری زبان لمبی
 ہے۔۔۔ تو اب کیا مسئلہ ہے۔۔۔ برداشت کرے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے نیچے
 اترنے کے لیے مچلی۔۔۔ جان عالم نے اسے بیڈ پہ لٹایا۔۔۔ اور اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔ کیوں اپنے شوہر
 کو جواب دیتی ہوں۔۔۔ جہنم میں جاؤ گی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے سر سے چادر اتارتے ہوئے
 بولا۔۔۔ وہاں بھی آپ کو ساتھ لے کر جاؤ گی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ شوہر کو جہنم میں لے کر جاؤ گی۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ ظاہر ہے۔۔۔ یہاں رات
 بھر نہیں آتے۔۔۔ وہاں کیسے آئے گا۔۔۔ مجھے یقین نہیں۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ ویسے
 وہاں ستر حوریں ہو گی۔۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔۔ میں ان کو مار دو گی۔۔۔ اپ صرف میرے
 ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں جی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ
 انگلی ٹریس کی۔۔۔ مجھ سے فری ہونے کی کوشش مت کرے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ دونوں
 ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ نیند آرہی ہے۔۔۔ تھوڑی دیر سکون چاہیے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو سو جائے۔۔۔ منع کیا ہے۔۔۔ میرے لیے تھوڑی گھر آئے ہیں۔۔۔ اپ تو
 سونے کے لیے آئے ہے۔۔۔ سو کر کرے سکون۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ جان حیات سکون تو
 تمہارے پاس ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن میں چہرہ چپھاتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں
 حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ جان عالم کی سانسوں کی تپش اسے
 اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے اپنی بیرڈ
 رگڑیں۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں جان عالم کی بیرڈ کی چھن محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم

نے ورشاں کی گردن پہ شدت سے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ جان عالم نے چہرہ اٹھاتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اسے بولنے کا موقع دیئے بنا اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 101 پارٹ 1

نمل میں زرغام سے بات کرو گی۔۔ لیکن جب انہوں نے تم سے پوچھا۔۔ تم ان کو بتانا چاہیے تھا۔۔ پریشہ نمل کے انصواف کرتے ہوئے بولی۔۔ نمل ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ تمہیں آج یونی نہیں جانا۔۔ پریشہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ جانا ہے۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔ تم جاؤ۔۔ پریشہ پیار سے بولی۔۔ نہیں میں کیسے چلی جاؤ۔۔ بابارات سے آئے نہیں۔۔ اپ کو اکیلا چھوڑ دو۔۔ نمل پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نہیں۔۔ تم جاؤ۔۔ زرغام آجائے گے۔۔ پریشہ سنجیدگی سے بولی۔۔ میں یونی جاؤ۔۔ نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ہاں۔۔ تم جاؤ۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ پکا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ہم جاؤ۔۔ پریشہ پھر سے مسکرائی۔۔ نمل دس منٹ بعد فریش ہو کر آئی۔۔ اپ اپنا خیال رکھنا۔۔ نمل بول کر باہر نکلی۔۔ پریشہ نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔ بہت برے ہے۔۔ تمہارا بابا۔۔ رات سے اب تک مجھ سے ایک دفعہ پوچھا بھی نہیں۔۔ پریشہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ اور بیڈ پہ ٹھیک ہو کر لیٹی۔۔ پریشہ نے خود پہ بلینکٹ لیا۔۔ اور لیٹ گئی۔۔

المیر خان اس وقت سمندر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس وقت اجڑے حال میں بیٹھا کوئی دیوانا پاگل لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے شرٹ کے اگلے دو بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔۔ بازوؤں کے کف فولڈ تھے۔۔۔ المیر خان اپنا سر ہاتھوں میں دیے چہرہ جھکائے ہوئے تھا۔۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور اٹھ کر پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے چلنے لگا۔۔۔ جان عالم جو کہ کچھ دور فاصلے پہ کھڑا ہوا اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے اس کے کندھے پہ پیچھے سے آتے ہوئے ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اس کے ساتھ چلنا لگا۔۔۔ المیر خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر سے نظر جھکا گیا۔۔۔ جگر۔۔۔ تو اس مجھے زہر لگ رہا ہے۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں اس کے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔ یار۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے۔۔۔ جیسا کوئی میرے وجود پہ انگارے پھینک رہا ہوں۔۔۔ اس کی آواز نرم تھی۔۔۔ میں مر جاؤ گا۔۔۔ یار۔۔۔ میں اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ المیر خان کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ میری روح میں بس چکی ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہے۔۔۔ کہ مجھے نہ ملی تو سانس تک نہیں لے سکوں گا۔۔۔ المیر خان آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کی حالت کسی مجنوں سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ تو کیوں سوچتا ہے۔۔۔ ایسا۔۔۔ میری جان تجھے لڑکیوں کو کمی تھوڑی ہے۔۔۔ جان عالم اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لڑکیوں کی بات کہاں ہے۔۔۔ اس کنبخت کا کیا جائے۔۔۔ جو کہ دھڑکتا مجھ میں ہے۔۔۔ اور نام اس کا لیتا ہے۔۔۔ المیر خان اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ وہ ابھی اسی وقت نمل کو اس کے نام کر دے۔۔۔ لیکن وہ فلحل کچھ نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔ جان عالم نے ضبط سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ وہ یوں المیر خان کو ٹوٹتے بکھیرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ المیر خان نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر جان عالم کے گلے لگ گیا۔۔۔ وہ تھک چکا تھا۔۔۔ وہ بکھیر چکا تھا۔۔۔ المیر خان جان عالم کے گلے لگا ہوا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ وہ رو رہا تھا۔۔۔ ستائیس سال میں آج وہ دوسری دفعہ رویا تھا۔۔۔ یار میں عشق کرتا ہوں۔۔۔ اس سے۔۔۔ میں مر

جاؤ گا۔۔۔ میں مر جاؤ گا۔۔۔ وہ مضبوط انسان آج رو رہا تھا۔۔۔ اس کی محبت اسے رولا چکی تھی۔۔۔ جان عالم کو اپنی گردن پہ اپنی کالر میں المیر خان کے آنسو جذب ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ اوئے۔۔۔ میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ اگر تو رویا۔۔۔ جان عالم اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا کرو۔۔۔ میں کیا کرو۔۔۔ یار۔۔۔ میں اس کے بنا کر جاؤ گا۔۔۔ المیر خان زمین پہ بیٹھا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ میں عشق کرتا ہوں۔۔۔ میں اس سے عشق کرتا ہوں۔۔۔ المیر خان اپنے بالوں مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے چلایا تھا۔۔۔ جان عالم کا دل پھٹنے کو تھا۔۔۔ وہ واقعی ہی کبھی نہیں رویا تھا۔۔۔ اور آج اسے یوں روتے دیکھ جان عالم کا دل باہر آنے کو تھا۔۔۔ زرغام، جو کہ غزنوی کے ساتھ ابھی ہی آیا تھا۔۔۔ اسے یوں دیکھتے اس کی طرف بڑھتے اس کے گلے لگا تھا۔۔۔ میں سمجھاؤ گا۔۔۔ تو کیوں پاگل ہو رہا ہے۔۔۔ زرغام اس کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم غزنوی بھی ان کے گلے لگتے تھے۔۔۔ ان تینوں کا ساتھ پاتے المیر خان تھوڑا سا مضبوط ہو رہا تھا۔۔۔ اس کے پاس سہارا صرف اس کے دوستوں کا تھا۔۔۔ زرغام کا موبائل رنگ ہوتے ہی زرغام نمبر دیکھتے ہوئے اٹھا تھا۔۔۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ تو جا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔۔ اسے پریشے کی

کال آئی تھی۔۔۔ زرغام جلدی سے نکلا تھا۔۔۔ پریشے کی جو حالت تھی۔۔۔ وہ بات بات پر اب تو ناراض
 ہوتی تھی۔۔۔ میں تجھے مشورہ دو گا۔۔۔ دیکھ۔۔۔ تو نمل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا
 سکتا۔۔۔ لیکن۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ غزنوی
 بھی اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے المیر خان کو آنکھ ماری تھی۔۔۔ وہ پولیس
 والا تھا۔۔۔ سمجھ چکا تھا۔۔۔ المیر خان آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھا۔۔۔ چل۔۔۔ جان عالم غزنوی کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن تو نے اسے کیا بولا۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو
 چھوڑ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ چل یار۔۔۔ جرگے بیٹھے گا۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ ورنہ تجھے
 پتہ ہے۔۔۔ کہ داجی نے پھر سے مجھے نالائق کا خطاب دے دینا ہے۔۔۔ جان عالم ٹائم دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ المیر خان اپنی گاڑی میں بیٹھتے نکل چکا تھا۔۔۔

نمل کارپیوچ میں آئی۔۔۔ ڈرائیور نے نمل کو دیکھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ نمل گاڑی میں
 بیٹھی۔۔۔ نمل نے اپنی کتابوں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ عادل کو پسند کرنا
 الگ۔۔۔ لیکن ڈاکٹر بننا اس کا خواب تھا۔۔۔ اسے ڈاکٹر بننا ہی تھا۔۔۔ اور شادی کے بعد ایسا ممکن نہیں
 تھا۔۔۔ اسی لیے وہ ابھی عادل سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ نمل بیٹا۔۔۔ یونی
 آگئی۔۔۔ ڈرائیور اسے یوہی گاڑی میں بیٹھے دیکھ کر بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ نمل جو کہ اپنی سوچوں میں گھوم
 تھی۔۔۔ ڈرائیور کی آواز پہ گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ نمل یونی کے اندر داخل ہی ہوئی
 تھی۔۔۔ کہ اس کی دوست رابیکا بھاگتے ہوئے اس کی طرف آئی تھی۔۔۔ کیسی ہوں یار۔۔۔ رابیکا ہمیشہ کی

طرح مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔ نمل مسکرائی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ نمل اسے خود سے دور کر گئی۔۔۔ یار۔۔۔ تمہیں نہیں لگتا کہ تم کافی دونوں بعد آئی ہوں۔۔۔ رابیکا اس کے ساتھ کلاس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اپنی جگہ پہ بیٹھی۔۔۔

دو لیکچر گزر چکے تھے۔۔۔ لیکن نمل بالکل خاموش تھی۔۔۔ یار تمہیں کچھ ہوا ہے۔۔۔ نمل کو یوں خاموش دیکھتے رابیکا بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ نمل بول کر اپنا بیگ پکڑتے کلاس سے باہر نکلی۔۔۔ نمل باہر نکلی ہی تھی۔۔۔ عادل اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ نمل اس کے قدیم اپنی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ کہ اسے دیکھ نہ سکی۔۔۔ ہائے۔۔۔ اس نے ہاتھ ہلایا تھا۔۔۔ لیکن نمل اپنی سوچوں میں گھوم آگے بڑھی تھی۔۔۔ نمل۔۔۔ عادل نے نمل کی کلائی پکڑتے اسے روکا۔۔۔ نمل جو کہ سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ اس نے حیرانگی سے عادل کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔ ریلکس یار۔۔۔ صرف ہاتھ ہی پکڑا ہے۔۔۔ عادل اس کے ہاتھ جھٹکنے پہ بولا۔۔۔ تم میرا یوں ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔۔۔ دوبارہ ایسی کوشش مت کرنا۔۔۔ نمل سنجیدگی سے بولی۔۔۔ عادل نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ شادی تو مجھ سے ہی ہونی ہے۔۔۔ عادل شوخیہ انداز میں بولا۔۔۔ جب ہو گی۔۔۔ تب دیکھی جائے گی۔۔۔ نمل سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔ تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہوں۔۔۔ کہیں دھوکہ دینا کا تو نہیں سوچ لیا۔۔۔ عادل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بس تمہیں یہی سب آتا ہے۔۔۔ میں اپنا فیوچر سیکویر نہیں کرو۔۔۔ شادی کر لوں۔۔۔ نمل غصے سے بولی۔۔۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے۔۔۔ کس طرح سے بات کر رہی ہوں۔۔۔ عادل کو اس کا لہجہ پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ میں یہاں

پریشان ہوں۔۔۔ اور تمہیں یہ فضول باتوں کی پڑی ہوئی ہے۔۔۔ نمل غصے سے سر دلہجے میں
 بولی۔۔۔ تمہیں کیا پریشانی ہے۔۔۔ عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میرے بابا میری شادی کرنا چاہ
 رہے ہیں۔۔۔ نمل غصے سے بولی۔۔۔ ناجانے اسے کیوں آج اتنا غصہ آ رہا تھا۔۔۔ تمہارے باپ کا دماغ
 ٹھیک ہے۔۔۔ عادل نے اب کی بار ایبر و اچکائی تھی۔۔۔ شیٹ اپ۔۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔۔ تم
 میرے بابا کے متعلق بات کر رہے ہوں۔۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ یہ دودن کی محبت کے لیے میں
 اپنے بابا کے متعلق بات نہیں سن سکتی۔۔۔ البتہ اپنے بابا کے لیے اس دودن کی محبت کو چھوڑ سکتی
 ہوں۔۔۔ نمل غصے سے بولتے آگے ہی آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ عادل نے نمل کی طرف بڑھتے پھر
 سے اس کا کلائی پکڑی۔۔۔ لیکن اب کی بار نمل نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ نمل ایم
 سوری۔۔۔ میں تمہارے بابا کے لیے ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ عادل سنجیدگی سے بولا
 تھا۔۔۔ بہت سے سٹوڈنٹ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ کر تودی۔۔۔ اور اب میرا وقت ضائع
 نہیں کرو۔۔۔ نمل بول کر جلدی سے باہر نکلی۔۔۔ نمل یونیورسٹی سے باہر نکلی۔۔۔ نمل نے ڈرائیور کو
 کال کرنے کے لیے موبائل نکالا ہی تھا۔۔۔ کہ ایک بلیک کلر کی گاڑی اس کے بالکل پاس آ کر
 روکیں۔۔۔ نمل نے گاڑی کے اندر بیٹھے اس شخص کو دیکھا۔۔۔ نمل کا دل زور سے دھڑکنا شروع ہوا
 تھا۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ المیر خان نے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔۔۔ یونی
 آئی تھی۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ چھٹی کا ٹائم تو نہیں ہوا۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے
 بولا۔۔۔ ہلیف ٹائم تھا۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔۔

بیٹھو گاڑی میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ المیر خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ نہیں میں چلی جاؤ گی۔۔۔ انکل آتے ہی ہوں گے۔۔۔ نمل ٹائم دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ المیر خان اب کی بار اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل بنا کچھ بولے گاڑی میں آ کر بیٹھی۔۔۔ المیر خان نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ کسی کو پسند کرتی ہوں؟ المیر خان نے ڈیش بورڈ پہ نظریں جمائے اس سے سوال کیا تھا۔۔۔ نمل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ کیا پریشے نے بتا دیا تھا۔۔۔ اگر بتا دیا تھا۔۔۔ تو ز غام کے سامنے کیسے جائے گی۔۔۔ میرے سوال کا جواب دو۔۔۔ اب کی بار المیر خان تھوڑا سا سرد لہجے میں بولا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں ک۔۔۔ کیوں جواب۔۔۔ ابھی نمل اپنی بات مکمل کرتی کہ المیر خان پھر سے بولا۔۔۔ یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ المیر خان نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ نمل یونیفارم پہنے ہوئی تھی۔۔۔ حجاب کیسے اس نے ویل کی ہوئی تھی۔۔۔ اور چادر سے خود کو کور کیا ہوا تھا۔۔۔ کرتی ہوں۔۔۔ نمل مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔ المیر کو لگا جیسے کسی نے اسے انگاروں پر گھستا ہوں۔۔۔ نام؟ المیر نے ایک اور سوال کیا۔۔۔ ع۔۔۔ عادل۔۔۔ نمل کی زبان نہ چاہتے ہوئے لڑکھڑائی تھی۔۔۔ یونی پڑھتا ہے۔۔۔ المیر خان پھر سے سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ نمل نے ایک لفظ میں جواب دیا۔۔۔ المیر خان نے آنکھیں بند کرتے ضبط سے کھولیں۔۔۔ پورا نام۔۔۔ المیر خان نے ایک نظر اس کی کالی بڑی بڑی آنکھوں پہ ڈالی۔۔۔ عادل عرفان۔۔۔ نمل بول کر نظریں جھکا گئی۔۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیتے ہوئے گاڑی روکی۔۔۔ نمل گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ المیر خان کی گاڑی کارخ پھر سے یونیورسٹی کی طرف تھا۔۔۔ اس کی گاڑی بالکل یونیورسٹی کے سامنے آ کر روکیں۔۔۔ اس نے موبائل پہ نمبر ڈائل کیا۔۔۔ اور چہرہ کیپ پہنتے ہوئے اندر کی طرف

بڑھا۔۔۔ عادل عرفان۔۔۔ المیر خان نے گزرتے ہوئے ایک لڑکے کو مخاطب کیا۔۔۔ وہ۔۔۔ اس
 لڑکے نے کچھ ہی فاصلے پر کھڑے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔۔ عادل
 عرفان۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جی میں ہی ہوں۔۔۔ عادل
 عرفان۔۔۔ وہ شوخیہ انداز میں بولا۔۔۔ المیر نے ایک نظر یہاں وہاں دیکھا۔۔۔ اور عادل کا گریبان
 پکڑتے اسے لیے باہر نکلا۔۔۔ کون ہوں۔۔۔ کہاں لے کر جا رہے ہوں۔۔۔ عادل چلایا تھا۔۔۔ المیر
 خان نے اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا تھا۔۔۔ اواز نہ نکلے۔۔۔ المیر خان پیئنجریٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے
 اندر جھٹکتا دھاڑ سے دروازہ بند کر گیا۔۔۔ المیر خان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ المیر خان کی گاڑی
 پولیس سٹیشن کے باہر آکر روکیں۔۔۔ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہوں۔۔۔ عادل پولیس سٹیشن
 دیکھتے پاگل ہوا تھا۔۔۔ المیر خان نے باہر نکلتے اس کی طرف بڑھتے اسے پھر سے گریبان سے پکڑا اور اندر
 آیا۔۔۔ المیر خان کو دیکھتے ہوئے پولیس والے نے لو کر کا دروازہ کھولا۔۔۔ المیر خان عادل کو لیے اندر
 آیا۔۔۔ اور اسے جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔ وہ زمین پہ گرا تھا۔۔۔ کون ہوں تم۔۔۔ کیوں لے کر آئے ہوں
 یہاں۔۔۔ تم میرے باپ کو نہیں جانتے۔۔۔ وہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ المیر خان
 چمیر پہ بیٹھا۔۔۔ تیرے باپ کو جانتا ہوں۔۔۔ اور تجھے بھی۔۔۔ تو نمل کو کب سے جانتا ہے۔۔۔ المیر
 خان چمیر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ عادل تالیاں مارتے ہوئے ہنسا۔۔۔ مطلب تم اس نمل کے چکر میں
 مجھے یہاں لے کر آئے ہوں۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح ہستے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان اندر تک سلگا
 تھا۔۔۔ اس کی طرف بڑھتے المیر خان نے اس کے چہرہ پہ ایک ساتھ ہی ناجانے کتنے مکہ جڑے
 تھے۔۔۔ اس کے چہرہ سے خون نکلنا شروع ہوا تھا۔۔۔ اس کا باپ اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اور

مجھے امید ہی نہیں یقین ہے۔۔۔ کہ تم ہی ہوں وہ۔۔۔ عادل ہستے ہوئے بولا۔۔۔ سالے۔۔۔ میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔ المیر خان نے اس کے منہ پہ اپنا شوز والا پاؤں مارا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ کبھی تم سے شادی نہیں کرے گی۔۔۔ عادل ہستے ہوئے بولا۔۔۔ اسے بالکل فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔ کہ المیر خان اسے مار رہا ہے۔۔۔ اور المیر خان اس کی باتوں سے سلگ رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی محبت کا نام اس کی زبان سے سن کر جیسا پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ عادل سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔۔ اور وہ صرف میری ہے۔۔۔ میری۔۔۔ المیر خان نے اس کے بالوں سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ تو اسے اپنا نہیں بنا سکتا۔۔۔ جانتا ہے۔۔۔ کیوں۔۔۔ عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ المیر خان اس کی اگلی سننے کی جگہ پھر سے اس کے منہ پہ مکہ جڑنا شروع ہوا تھا۔۔۔ تو جانتے ہوں میں کون ہوں۔۔۔ المیر خان اس کے بالوں سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ عادل اس کے دھاڑنے پہ مسکرایا تھا۔۔۔ میں اے سی پی المیر خان جس کے نام سے پورا سوات کانپتا ہے۔۔۔ المیر خان پستل نکالتے اس کی پیشانی پہ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مرنا مارنا میرے لیے صرف ایک کھیل ہے۔۔۔ المیر خان پستل کی نوک گھوماتے ہوئے بولا۔۔۔ عادل کو پستل دیکھتے ہوئے پیسنے آنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ تمہیں پیار کی زبان میں سمجھا رہا ہوں۔۔۔ وہ صرف میری ہے۔۔۔ اسے بھول جاؤ۔۔۔ اگر اس سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔ تو تمہارے باپ کا اکلوتا بیٹا بھی نہیں رہے گا۔۔۔ المیر خان پستل پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔۔ میں اس کے لیے مر بھی سکتا ہوں۔۔۔ اور تمہیں مار بھی سکتا ہوں۔۔۔ المیر خان اس کے سینے پہ پستل رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن عادل کے چہرہ سے پسینا پٹکتے دیکھ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اگر تم مجھے اس کے ارد گرد

نظر بھی آئے۔۔۔ تو یہ چلی گی۔۔۔ اور تم خلاص۔۔۔ المیر خان اپنی براؤن آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔ سمجھ گیا ہوں۔۔۔ عادل بولتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔ چلو نکلو۔۔۔ اب یہاں سے۔۔۔ المیر خان اسے گریبان سے پکڑتے اپنے مقابل کرتے اسے باہر کی طرف دھکے دیتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ عادل نے اپنے جیب سے موبائل نکالتے کال کی۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ اس کے باہر نکلنے کی دیر تھی۔۔۔ کہ گاڑی پہنچ چکی تھی۔۔۔ عادل نے ایک خونخوار نظر پولیس سٹیشن پہ ڈالی۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھا۔۔۔ تو دیکھ۔۔۔ اس سب کا بدلہ کیسے لیتا ہوں۔۔۔ وہ تیری ہے۔۔۔ تو ہی رکھ۔۔۔ لیکن میں زرالوں اس کو چکھ۔۔۔ عادل قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 101 پارٹ 2

زرغام ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اسے جلد از جلد حویلی پہچانا تھا۔۔۔ ساری رات وہ حویلی نہیں گیا تھا۔۔۔ اور اب بھی دو سے تین بجنے والے تھے۔۔۔ زرغام نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اس نے کچھ کھایا ہوگا۔۔۔ یا نہیں؟ وہ ٹھیک ہوں گی۔۔۔ یا نہیں؟ یہی سوال بار بار اس کے ذہن میں آرہے تھے۔۔۔ زرغام کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام گاڑی سے نکلتے ایک ہی سیکنڈ میں اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ زرغام اندر انٹر ہوا ہی تھا۔۔۔ کہ اس کی نظر سامنے لاونج میں بیٹھی پریشہ پہ پڑی۔۔۔ جو کہ صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے بال شانوں پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ اور دوپٹہ صوفے

ایک طرف پڑا ہوا تھا۔۔۔ زرغام نے اسے دیکھتے لب بھینچے تھے۔۔۔ وہ اس حالت میں لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔ لیکن وہ اسے کچھ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اسے کچھ بولے گا۔۔۔ تو وہ روئے گی۔۔۔ ذرا اس حالت میں اس کے لیے رونا ٹھیک نہیں

تھا۔۔۔ زرغام کو آتے دیکھ کر ملازمہ واپس کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زرغام کے قدموں کی چاپ سنتے پریشے کے ہونٹوں پہ استغزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے سر اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف بڑھتے اس کے بال پیچھے کیے۔۔۔ جو کہ اس کے چہرہ پہ آرہے تھے۔۔۔ پریشے نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ تم رو رہی تھی؟ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ لالا بھابی نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ ہم رات سے بول رہا ہے۔۔۔ ملازمہ کچن سے نکلتے ہوئے آئی۔۔۔ اور نظریں جھکائے بولی۔۔۔ تم نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے پھر سے سوال کیا۔۔۔ لیکن پریشے پھر سے کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ کھانا لے کر آؤ۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے ملازمہ سے بولا۔۔۔ جی لالا۔۔۔ ملازمہ جلدی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ زرغام پریشے کے بالکل ساتھ بیٹھا۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔۔۔ زرغام نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ پریشے بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ناراض ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔ پریشے نے اپنا ہاتھ پیچھے بھی نہیں کیا تھا۔۔۔ یار۔۔۔ کیوں ناراض ہوں رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کا دوپٹہ پکڑتے ہوئے اس کے شانوں پہ کرتے اس کے سر پہ ٹکایا۔۔۔

بابا آپ آفس نہیں آئے۔۔۔ اریان اندر آتے ہی بولا۔۔۔ یار۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ وہ تو پہلے ہی پریشان تھا۔۔۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اوکے
 بابا۔۔۔ اریان پریشے کی نظریں نیچے دیکھتے ہوئے بنا کچھ بولے ہی اندر چلا گیا۔۔۔ اٹھو روم
 چلو۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن پریشے نے پھر سے کوئی جواب نہیں دیا
 تھا۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور تھوڑا سا جھکتے اسے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔ پریشے نے اب حیرانگی
 سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ مجھے نیچے اتاریں۔۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے
 بولی۔۔۔ اب تو روم میں ہی جا کر اتاروں گا۔۔۔ زرغام پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پریشے خفگی سے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ زرغام پاؤں کی ٹھوک سے دروازہ کھولتے ہوئے
 اندر آیا تھا۔۔۔ زرغام نے روم میں آتے پریشے کو نرمی سے بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔ اور خود بھی اس کے پاس
 بیٹھا۔۔۔ میری جان ناراض ہے۔۔۔ زرغام نے پیار سے اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگاتے ہوئے
 اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے نے غصے سے اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ زرغام نے اس
 کے ہاتھ چھوڑتے اس کا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پہ رکھا۔۔۔ پریشے کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔۔۔ زرغام
 نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جو ہنوز اپنے ہاتھوں پہ نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔۔ دروازہ نوکڑ ہونے پر
 زرغام اٹھتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور کھانے کی ٹریں پکڑتے ہوئے واپس بیڈ کی طرف
 آیا۔۔۔ چلو اٹھو۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ زرغام اس کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ نہیں کھانا
 مجھے۔۔۔ پریشے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ پریشے۔۔۔ اواز نیچے۔۔۔ زرغام اس کے یوں
 چلانے پہ اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو کیوں زبردستی کر رہے ہیں۔۔۔ جب میرا دل

چاہے گا۔۔۔ کھالوں گی۔۔۔ پریشے اب کی بار آواز ہلکی رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں بول رہا ہوں۔۔۔ ابھی
 کھاؤ۔۔۔ زرغام اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور مجھے نہیں کھانا۔۔۔ پریشے ضدی انداز
 میں بولی۔۔۔ کیوں ضد کر رہی ہوں۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اب پریشان ہوا
 تھا۔۔۔ اس نے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔ جو کہ اس کے لیے اور بچے دونوں کے لیے ٹھیک نہیں
 تھا۔۔۔ پریشے میری جان کھانا کھاؤ۔۔۔ زرغام نے اس بیٹھتے ہوئے ٹریں اس کے سامنے
 رکھی۔۔۔ کیوں کھاؤ۔۔۔ پریشے ٹریں پیچھے کرتے ہوئے چلائی۔۔۔ بیمار ہو جاؤ گی۔۔۔ زرغام اس کا چلانا
 انور کر گیا تھا۔۔۔ آپ کو فرق پڑتا ہے۔۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ مسکرائی۔۔۔ پڑتا
 ہے نامیری جان۔۔۔ زرغام اس کے بالکل قریب ہوتے بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ آپ کو بالکل فرق نہیں
 پڑتا۔۔۔ آپ کو پرواہ ہے۔۔۔ تو صرف اپنے بچے کی۔۔۔ پریشے کی آنکھیں اب نم ہوئی تھی۔۔۔ نہیں
 میری جان۔۔۔ مجھے تمھاری پرواہ ہے۔۔۔ زرغام اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پرواہ
 ہوتی تو رات بھر حویلی ہوتے۔۔۔ لیکن آپ میرے پاس نہیں تھے۔۔۔ پریشے اب کی بار روتے ہوئے
 بولی۔۔۔ زرغام نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ اب تمھارے پاس ہی رہوں گا۔۔۔ زرغام اس کی
 طرف کھانے کی ٹریں کرتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ نے مجھے نمل سے بات کرنے سے پہلے بتایا بھی
 نہیں۔۔۔ کیا میں آپ کی بیوی نہیں؟ پریشے نے بائٹ لیتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔۔۔ کون سی بات؟ زرغام
 سمجھ چکا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی انجان بنا۔۔۔ المیر سے شادی والی۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ تمھارے سامنے ہی کی تھی۔۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کے نزدیک جو س کا گلاس کرتے
 ہوئے بولا۔۔۔ آپ کو پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔ آپ کی بیوی کی حیثیت سے نمل کی ماں لگتی

ہوں۔۔۔ پریشے جو س کاسپ لیتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ کھانا کھاتے ہوئے زرغام سے شکوہ کر رہی
 تھی۔۔۔ زرغام کو اس پہ بے حد پیار آیا تھا۔۔۔ بالکل تم ماں ہوں۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ پھر مجھ سے پوچھا کیوں نہیں۔۔۔ پریشے آخری بائٹ لیتے ہوئے بولی۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔ اگلی
 دفعہ تم سے پوچھ کر ہی کرو گا۔۔۔ جو بھی کرنا ہوا۔۔۔ زرغام ٹریں سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام
 نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ پریشے کچھ فاصلے پہ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے اس کی کلائی
 پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اپ نمل سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھتے
 ہوئے پوچھا۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ میری جان کا ٹکڑا ہے۔۔۔ میری چھوٹی سی بیٹی۔۔۔ جو کل تک میرے
 ہاتھوں میں کھیلتی تھی۔۔۔ آج کتنی بڑی ہوں گئی۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے نے
 حیرانگی سے زرغام کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ وہ کتنی محبت کرتا تھا۔۔۔ زرغام اگر وہ آپ سے بولے وہ کسی
 اور سے شادی کرنا چاہتی۔۔۔ زرغام نے پریشے کی بات کاٹی تھی۔۔۔ وہ کبھی ایسا نہیں بولے
 گی۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اگر وہ آپ سے نہ کہہ سکے۔۔۔ مجھ بول دے۔۔۔ پھر۔۔۔ پریشے
 نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ پھر کیا؟ زرغام نے الٹا اسی سے سوال کیا تھا۔۔۔ مطلب
 آپ اس کی شادی اس سے نہیں کرے گے۔۔۔ جسے وہ پسند کرتی ہوں۔۔۔ پریشے اس کا سنجیدہ چہرہ
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ زرغام نے سپاٹ لہجہ میں جواب دیا تھا۔۔۔ کیوں؟ پریشے نے اس کی
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ کیونکہ میں اپنی بیٹی سی بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ اور اس کے لیے
 کوئی بھی غلط فیصلہ نہیں کرو گا۔۔۔ اس کے لیے جو بہتر ہوں گا۔۔۔ وہی اسے ملے گا۔۔۔ زرغام سنجیدگی
 سے بولا۔۔۔ زرغام نمل کسی اور کو پسند کرتی ہے۔۔۔ اپ نمل کی ش۔۔۔ زرغام نے پھر سے پریشے کی

بات کاٹی۔۔۔ نمل جسے بھی پسند کرتی ہے۔۔۔ میں اتنا جانتا ہوں۔۔۔ کہ نمل کے لیے المیر سے بہتر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔۔۔ زرغام کے چہرہ کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔ لیکن۔۔۔ پریشے نے بولنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن یہ کہ تم نمل کو سمجھاؤ۔۔۔ کہ المیر سے بہتر اس کے لیے کوئی نہیں۔۔۔ زرغام پریشے پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ میں کیسے سمجھاؤ۔۔۔ اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے۔۔۔ آپ اس سے اتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔ لیکن اسے اس کا من چاہا انسان نہیں دے سکتے۔۔۔ پریشے زرغام سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ مرد کیوں نہیں سمجھتے کہ ہم لڑکیوں کو ہمارا من چاہا انسان چاہیے ہوتا ہے۔۔۔ یہ آسائشوں والی زندگی نہیں۔۔۔ پریشے نم آواز میں بولی۔۔۔ ہم مرد اسی لیے نہیں سمجھتے کیوں کہ ہم جانتے ہیں۔۔۔ کہ ہماری بہن بیٹی کے لیے کیا صحیح کیا غلط ہے۔۔۔ ہم باہر کی دنیا کو جانتے ہیں۔۔۔ لڑکیاں دو گھنٹے باہر جا کر خود کے لیے لڑکا پسند کر لیتی ہے۔۔۔ لیکن ہم مرد جو کہ سارا دن باہر رہتے ہیں۔۔۔ ہر طرح کے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔۔۔ ہم سو میں سے ایک کا انتخاب کرتے ہیں۔۔۔ وہ اس شخص کا۔۔۔ جو ہماری بہن بیٹی کو خوش رکھ سکے۔۔۔ انسان سب برداشت کر سکتا ہے۔۔۔ لیکن بیٹی کا دکھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میری بیٹی کی آنکھوں میں بھی کبھی آنسو آئے۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتے رخ دوسری طرف کرتے لیٹ گیا۔۔۔ جس کا صاف مطلب تھا۔۔۔ کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ پریشے کتنی ہی دیر اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔۔۔ لیکن زرغام نے ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ ناجانے کیوں بار بار خفا ہو جاتا تھا۔۔۔ اور پھر پلٹتا بھی نہیں تھا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ زرغام رات سے اب آیا

تھا۔۔۔ اور پھر سے اس سے انجان وہ چہرہ دوسری طرف کر چکا تھا۔۔۔ پریشے کچھ بولے بنا ہی بیڈ سے اٹھتے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

جان عالم حویلی داخل ہوا۔۔۔ اس نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔۔ ورشاں مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں بیلو کلر کی پٹھانی فراک پہنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے گیلے سنہرے بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔۔ اور اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھی۔۔۔ جان حیات تم فریش ہو کر آئی ہوں۔۔۔ جان عالم مرار میں سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ میرے بنا ہی فریش ہو گئی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیٹ پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نظریں جھکائے گئی۔۔۔ خیر کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ میں تم پر پھر سے غسل واجب کروادو گا۔۔۔ جان عالم اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیٹ سے ہاتھ اوپر کی طرف سرکاتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ بے باک جسارت کر گیا۔۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ میں قربان۔۔۔ جان عالم ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ڈرینسنگ ٹبیل پہ بیٹھاتے اس کی گردن کے گرد حصار بناتے اس کے ہونٹوں پہ قفل لگا گیا۔۔۔ ورشاں نے کوئی مزاحمت نہ کی تھی۔۔۔ جان عالم کے لمس پہ ورشاں نے آنکھیں

موندی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بالائی لب پہ دانت گاڑتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو آزادی
 بخشی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ ورشاں
 نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ چپکے بالوں کو
 پیچھے ہٹاتے اس کی گردن پہ جھکتے اپنے دانت گاڑھ گیا۔۔۔ ورشاں اب کی بار سسکی تھی۔۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی گردن پہ لوہاٹ بناتے ہوئے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان حیات حسیں ہوتی
 جارہی ہوں۔۔۔ مطلب میری محبت کے رنگ نظر آنے لگے ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اپ محبت کرتے ہی نہیں ہے۔۔۔ ورشاں ناک سکورتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ابیرو
 اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جان حیات تمہارے لیے شدت پسند ہو چکا ہوں۔۔۔ میرا جنون
 بنتی جارہی ہوں۔۔۔ میری شریک حیات کہ بنا میں ایک پل بھی اب سانس نہیں لے سکتا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں شرماتے ہوئے نظریں جھکا
 گئی۔۔۔ جان عالم ہر بار اپنی محبت کا اظہار کرتے اس کے شکوہ دور کر دیتا تھا۔۔۔ جان حیات کہتے ہیں کہ
 اگر پسندیدہ عورت شرم سے نظریں جھکا لے۔۔۔ تو مرد پہ لازم ہے کہ عورت پی غسل واجب کر
 دے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی دھڑکنوں پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کا دل کانوں میں بجنا
 شروع ہوا تھا۔۔۔ عورت تو نہیں ہوں میں۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ بیوی تو
 ہوں نا۔۔۔ جان عالم اس کے گھورنے پہ اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تم جب چھوٹی
 تھی۔۔۔ بہت معصوم تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اب نہیں
 ہوں کیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہم۔۔۔ سوال اچھا

ہے۔۔۔ لیکن جواب سوچنا پڑے گا۔۔۔ جان عالم سوچنے کے انداز میں بولا۔۔۔ کیوں سوچنا پڑے گا۔۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔۔ کیونکہ اب میری جان حیات میری بات نہیں مانتی۔۔۔ جان عالم گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ مانتی تو ہوں۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مانتی ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی نیلی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔ کس کرو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ مجھے پتہ تھا۔۔۔ میری جان حیات اب بڑی ہو گئی ہے۔۔۔ میری ورشاں ہی میری بات مانتی تھی۔۔۔ جان عالم پیچھے کو ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں غصے سے ڈر سینگ ٹیبل سے نیچے اترتے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور اس کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کی جان حیات ہی آپ کی ورشاں ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ کیسے مان لوں۔۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے پاؤں پہ پاؤں رکھتے ہوئے جان عالم کی گردن پہ شدت سے دانت گاڑھ گئی۔۔۔ اب کرے یقین۔۔۔ ورشاں ہستے ہوئے ڈرینسگ روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ جنگلی بلی۔۔۔ جان عالم نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یہ اچھا انداز تھا۔۔۔ ویسے یقین کروانے کا۔۔۔ جان عالم ڈرینسگ روم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں اپنے بال باندھتے ہوئے ڈرینسگ روم سے باہر آئی۔۔۔ اپ کو ہی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اب تمھاری باری مجھے برداشت کرنے کی۔۔۔ جان عالم اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ پکڑ کر دیکھائے۔۔۔ ورشاں بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔۔۔ ورشاں

بیڈ کی دوسری طرف سے نیچے اتری تھی۔۔۔ جان عالم نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے کیا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں جادو پٹہ اس کے ہاتھ میں آیا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ ورشاں نے مڑتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ ورشاں جلدی سے جان عالم کی طرف بڑھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ ہٹایا۔۔۔ جان عالم اسی لمحے اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ جھکا۔۔۔ ورشاں کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جو کہ جان عالم کو اپنے کانوں میں بجتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ سر رکھا۔۔۔ ورشاں کی دھڑکنیں تیز ہونے سے جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ ورشاں اپنے ہونٹوں کو بے دردی سے دانتوں تلے دبائی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تھوڑی دیر سکون کرنے دو۔۔۔ جان حیات۔۔۔ ابھی مجھے جرگے کے لیے جانا ہے۔۔۔ جان عالم آنکھیں موندے ہی بولا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے پھر سے آنکھیں موندی تھی۔۔۔ جان عالم کی سانسوں کی تپش ورشاں کو اپنی دھڑکنوں پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ چھ سال گزر چکے تھے۔۔۔ وہ گیارہ سال کی تھی۔۔۔ جب اس کا جان عالم سے نکاح ہوا تھا۔۔۔ اور اب وہ اٹھارہ کی ہونی والی تھی۔۔۔ وقت بہت تیزی سے گزرا تھا۔۔۔ وہ چھوٹی سی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم نے ہمیشہ اسے پیار سے ٹریٹ کیا تھا۔۔۔ دروازہ نوکڈ ہونے کی آواز پہ جان عالم اٹھا۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کو اٹھتے دیکھ کر بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنا دوپٹہ لیا۔۔۔ جان عالم نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے ہی رمشاء تھی۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس

لیا۔۔۔ ابھی تو وہ آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے رشاء کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ بولا نہیں تھا۔۔۔ جان عالم رشاء کے سامنے اس طرح سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ کہ رشاء ورشاں کو بالکل نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ نیچے بڑی ممانی بلارہی ہے۔۔۔ رشاء ایک نظر جان عالم کے الجھے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ رشاء کی آواز سنتے ورشاں جو کہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جلدی سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے دروازے تک آئی۔۔۔ کیوں۔۔۔ ورشاں جان عالم کو پیچھے کرتے ہوئے رشاء کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ عالم تمہیں بلارہی ہوں۔۔۔ ممانی میں کیا بولو۔۔۔ رشاء ورشاں کو جواب دیتے جان عالم سے مخاطب ہوئی۔۔۔ ابھی فری ہو کر آتے ہیں۔۔۔ ورشاں جان عالم کے بولنے سے پہلے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ کچھ کر رہا تھا۔۔۔ کیا واقع۔۔۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ ہم بعد میں آئے گے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ کبھی کبھی تو کنفیوز ہی ہو جاتا ہوں۔۔۔ کہ شوہر میں ہوں یا۔۔۔ میری جان حیات۔۔۔ جان عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ جان عالم رشاء کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں رشاء کو دیکھا۔ جو کہ اب جا چکی تھی۔۔۔ کیا اسے جواب دینا ضروری تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑی۔۔۔ اپ نے کیوں جواب دیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔ رشاء خوبصورت تھی۔۔۔ کالی بڑی بڑی انکھیں، سفید رنگت، گلابی عنابی ہونٹ، اور کالے بال۔۔۔ جس میں سے کچھ لٹیں اس کے چہرہ کو چھوتی تھی۔۔۔ آپ اس سے دور رہا کرے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو بیڈ پہ بیٹھاتے اسے وارن کرنے کے انداز

میں بولی۔۔۔ جان حیات میں کون سا پہلے اس کے پاس ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔۔ اگر آپ نے اس کے پاس جانے کا سوچا
 بھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کا گریبان پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ جو حکم جناب۔۔۔ جان عالم ورشاں کی
 دونوں کلائیوں نرمی سے پکڑتے ہوئے اسے اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں کو
 شدت سے چوما تھا۔۔۔ تم جب بارہ سال کی تھی۔۔۔ ناتب مجھ سے جھگڑا کرتی تھی۔۔۔ کہ میں نے
 تمہیں کیوں اپنی گود سے اٹھایا۔۔۔ اور اب۔۔۔ جان عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں شرماتے ہوئے جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ پھر سے دروازہ نوکڑ ہونے پر
 ورشاں جان عالم کی گود سے اٹھتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ کیا مسئلہ ہے۔۔۔ ورشاں دروازہ
 کھولتے ہوئے چیخنی تھی۔۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ ورشاں۔۔۔ زل ورشاں کے یوں چیخنے پہ بولی۔۔۔ جان
 عالم ورشاں کی طرف ہنس رہا تھا۔۔۔ کچھ نہیں دیدہ۔۔۔ ورشاں شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ یوں چلا کیوں
 رہی تھی۔۔۔ زل نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ دیدہ بار بار وہ چڑیل آ جاتی
 ہے۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ کون۔۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ رمشاء۔۔۔ ورشاں
 دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔ بڑی ہے۔۔۔ ایسے بات نہیں کرتے میری جان۔۔۔ زل ورشاں کے
 عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بار بار کیوں آتی ہے۔۔۔ ورشاں اندر کی طرف بڑھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ورشاں میرے ساتھ مول
 چلوں گی۔۔۔ زل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جی دیدہ۔۔۔ لیکن جان خان بھی ساتھ چلے
 گے۔۔۔ میں جان خان کو اس چڑیل کے پاس نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے

بولی۔۔۔ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔ ورشاں بولتی ہی جا رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ بس۔۔۔ کرو جان حیات تھک جائے
گی۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کون۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھا۔۔۔ زل تھک جائے گی۔۔۔ تمہاری سنتے سنتے۔۔۔ میری جان حیات کی زبان تو تھکتی
نہیں۔۔۔ جان عالم بول کر ڈرینسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ جبکہ ورشاں حیرت کے مارے منہ
کھولے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

نمل اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔۔ اس کا دماغ الجھنوں میں پھنسا ہوا تھا۔۔۔ کہ وہ کیا
کرے۔۔۔ نمل اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑتے بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ اسی لمحے اس کا موبائل واٹرٹ ہوا
تھا۔۔۔ اس نے موبائل پکڑا۔۔۔ جس پہ عادل کے کئی میسیجز تھے۔۔۔ اور کالز تھی۔۔۔ کال ایک بار
پھر سے انی شروع ہوئی تھی۔۔۔ نمل نے کال ریسپونڈ کی۔۔۔ نمل۔۔۔ مجھے تم سے ملنا ہے۔۔۔ ابھی اور
اسی وقت۔۔۔ ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ جلدی آؤ۔۔۔ عادل بول کر کال بند کر چکا تھا۔۔۔ نمل کی
اس نے سنی بھی نہیں تھی۔۔۔ نمل نفی میں سر ہلاتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ اور کچھ سوچتے عبایا پہنتے
باہر نکلی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

کیا ہوا جان حیات۔۔۔ جان عالم ور شاں کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں نے پلکیں جھپکیں تھی۔۔۔ اور جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ ور شاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان حیات جرگے کے لیے جا رہا ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ور شاں کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ جرگے میں یوں تیار ہو کر تو نہیں جاتے۔۔۔ ور شاں کو جان عالم کا اس طرح تیار ہو کر باہر جانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ جان حیات تم کیوں اتنا سوچتی ہوں۔۔۔ تمہارا ہی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی نیلی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ اپ۔۔۔ ور شاں اس سے آگے کچھ بولتی کہ جان عالم ور شاں کے ہونٹوں پہ قفل لگا گیا۔۔۔ ور شاں کی نیلی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم اس کے بالائی لب پہ دانت گاڑتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔۔۔ میری جان حیات۔۔۔ میری دل کی ملکہ، میری شریک حیات، میرا سکون، میری زندگی، میری زندگی کا اٹناشہ ہوں تم۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولتے اس ور شاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ور شاں جان عالم کی محبت کے اظہار پہ مسکرائی۔۔۔۔۔ اور بیڈ پر کھڑی ہوئی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ور شاں جان عالم کی گردن کے گرد باہوں کا حصار بنا گئی۔۔۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ کے بنایہ زندگی ادھوری ہے۔۔۔ ور شاں اب کی بار نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو دلکش مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ ور شاں اپنی محبت کا اظہار کر چکی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔ اگر دیر نہ ہو رہی ہوتی۔۔۔ تو اس سے زیادہ

اچھا محبت کے اظہار کا تحفہ دے کر جاتا۔۔۔ جان عالم ور شاں کے ہونٹوں کو سہلاتے ہوئے
 بولا۔۔۔ جان عالم ور شاں کو خود سے الگ کرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ور شاں کی آواز
 پہ جان عالم روکا۔۔۔ میں بھی ساتھ جاؤ گی۔۔۔ ور شاں اپنا دوپٹہ لیتے ہوئے جان عالم کے پاس
 آئی۔۔۔ جان حیات چادر لیا کرو۔۔۔ سردار کی بیوی ہو کر یوں چادر کے بنا اچھی نہیں لگتی۔۔۔ جان عالم
 ور شاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چادر ہوں یاد دوپٹہ ڈھانپنا تو سر کو ہے۔۔۔ ور شاں جان عالم کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سر کو نہیں عزت کو۔۔۔ خود کو۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ میری جان حیات
 کے بالوں پر بھی کسی نظر نہ پڑے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اوکے۔۔۔ ور شاں ڈریسنگ
 روم کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی چادر لیے کمرے میں آئی۔۔۔ ایک عورت کی خوبصورتی اس کی چادر
 سے بڑھتی ہے۔۔۔ جان عالم ور شاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں مسکرائی
 ۔۔۔ اگر میری آخری سانسیں بھی چل رہی ہوں۔۔۔ تو بھی میری جان حیات کے سر سے یہ چادر نہیں
 سرکنی چاہیے۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ ایسی بات مت کرے۔۔۔ ور شاں مصنوعی
 خفگی سے بولی۔۔۔ جان عالم نے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ ور شاں جان عالم کے
 ساتھ باہر نکلی۔۔۔ ور شاں جان عالم کے ساتھ نیچے لاونج میں آئی۔۔۔ لاونج میں رائمہ خان، رابیہ خان
 اور رمشاء بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ رائمہ خان اور رابیہ خان ایک ہی آواز میں بولی
 تھی۔۔۔ جان عالم رائمہ خان کی طرف بڑھا۔۔۔ اللہ ہمارے چاند سے بیٹے کو نظر بد سے
 بچائے۔۔۔ رائمہ خان جان عالم کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے
 رائمہ خان کی ہتھیلیاں چومی۔۔۔ ور شاں رمشاء کے آگے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بڑی امی آپ نے بلایا

تھا کیا جان خان کو؟ ورشاں نے رمشاء پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے رائمہ خان سے سوال کیا۔۔۔ اس کے سوال پہ جان عالم نے جبرہ بھینچے تھے۔۔۔ رائمہ خان نے رمشاء کی طرف دیکھا۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔۔ مورے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں رائمہ خان اور رابیہ خان کے درمیان بیٹھ گئی۔۔۔ ورشاں نے سر پہ سیلے سے چادر لی ہوئی تھی۔۔۔ اور سمپیل سی سادہ سی فراک۔۔۔ اور اتنے میں ہی وہ بے حد حسیں لگ رہی تھی۔۔۔

جان عالم اپنی شاندار پرسنلٹی لیے مردان خانے میں داخل ہوا۔۔۔ اسے دیکھتے سب کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ جان عالم کے بیٹھتے ہی سب بیٹھے تھے۔۔۔ لیکن اس کے نقوش تنے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔۔۔ وہ پہلے سے بہت بدل چکا تھا۔۔۔ لیکن صرف ورشاں کے لیے۔۔۔ اپنی من پسند عورت کے لیے۔۔۔ جان عالم کے نقوش تنے دیکھتے مردان خانے میں خاموشی تھی۔۔۔ جب تک وہ نہ بولتا کسی میں بھی اتنی ہمت نہ تھی۔۔۔ کہ وہ اپنی بات شروع کرتا۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔۔ جس کا صاف مطلب تھا۔۔۔ کہ وہ اپنی بات شروع کرے۔۔۔ خان۔۔۔ میری بیٹی عائشہ۔۔۔ میں اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ جلد از جلد اپنے اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ شخص نظریں جھکائے بولا۔۔۔ جان عالم نے اس کی بات پر سکون انداز میں سنی تھی۔۔۔ لیکن چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔۔۔ تو کر دو۔۔۔ اس میں مشکل کیا۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ نہیں خان۔۔۔ میری بیوی ایسا کرنے سے منع کر رہی ہے۔۔۔ وہ نہیں چاہتی ایسا ہوں۔۔۔ اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اور یہ جان عالم کے چہرہ کی سنجیدگی کا کمال تھا۔۔۔ اس کے چہرہ پہ

اس قدر سنجیدگی اور آنکھوں میں غصے ہوتا تھا۔۔ کہ کوئی بھی اس کی طرف دیکھ کر بات نہیں کر سکتا تھا۔۔ سوائے ورشاں کے۔۔ اس کے غصے سے تو رائمہ خان بھی ڈرتی تھی۔۔۔ اپ کیوں ایسا نہیں چاہتی۔۔۔ جان عالم نے اب کی بار پردے کے پیچھے کھڑی خاتون سے سوال کیا۔۔۔ خان ہمارا بیٹی ابھی بارہ کا ہوا ہے۔۔۔ اور ہم چاہتا ہے۔۔ کہ ہمارا بیٹی پڑھے۔۔ اس خاتون کی آواز روندیں سی تھی۔۔۔ اپ۔۔۔ اس سے پہلے جان عالم کچھ بولتا لاونج سے آتی چیخ پر جان عالم کھڑا ہوا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں چیخی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم جلدی سے مردان خانے سے نکلتے ہوئے لاونج میں آیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے مردان خانے سے نکلا تھا۔۔ اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم لاونج میں آیا۔۔۔ ورشاں کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ اور وہ چیخ رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ رائمہ خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ عالم اس میں۔۔۔ رائمہ خان اپنا جملہ ابھی مکمل کرتی کہ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس کا پاؤں اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔۔۔ زمل خان بھی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ رائمہ خان حیرانگی سے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ تو سوچ رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم غصے کرے گا۔۔۔ لیکن جان عالم تو ورشاں کے پاؤں میں بیٹھا چکا تھا۔۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔۔ جان عالم اس کے پاؤں سے خون رستے دیکھ غصے سے بولا۔۔۔ اس کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ جان عالم اپنا ہاتھ اوپر رکھے جسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ج۔۔۔ ج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے پ۔۔۔ پین۔ ہو رہی ہے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی نیلی نم آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ اس کے دل پہ جیسے کسی نے انگارے پھینکے ہوں۔۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔۔ اب کی بار جان عالم دھاڑا تھا۔۔۔ اس کی دھاڑ پہ زمل رائمہ خان کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ میں پانی لے کر

آرہی تھی۔۔۔ ورشاں مجھ سے ٹکرائی تو گلاس ٹوٹ گیا۔۔۔ اور کانچ بھابی کے پاؤں میں لگ گیا۔۔۔ رمشاء جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کی دھاڑ سے رمشاء بھی ڈر چکی تھی۔۔۔ تمھیں نظر نہیں آیا۔۔۔ آنکھیں کھول کر نہیں چل سکتی تھی۔۔۔ کتنا برا لگ گیا۔۔۔ جان عالم غصے سے اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ رمشاء کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا۔۔۔ ابھی زندہ زمین میں گاڑھ دے گا۔۔۔ آنکھیں کھول کر چلا کرو۔۔۔ اگر نظر نہیں آتا۔۔۔ تو اپنے کمرے میں رہا کرو۔۔۔ کمرے سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ جان عالم اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا۔۔۔ جان عالم غصے سے رمشاء کو دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ میرا جو کہ کچن میں تھی۔۔۔ جلدی سے باہر آئی تھی۔۔۔ جی خان۔۔۔ وہ جان عالم کہ دھاڑ پہ اسی لمحے آئی تھی۔۔۔ جلدی سے فرسٹیٹ بوکس لے کر آؤ۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل جو کہ پہلے ہی فرسٹیٹ بوکس منگوا چکی تھی۔۔۔ اس نے جان عالم کی طرف بڑھایا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاؤں کا معائنہ کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ ہلکا سا کانچ کا ٹکڑا اس کے پاؤں میں تھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ روتے ہوئے مزید خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔۔ دل چاہ رہا ہے۔۔۔ ابھی تمھیں اپنے وجود کا حصہ بنا کر دو ریاں ختم کر دو۔۔۔ جان عالم ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ ورشاں جو کہ رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم کی بات پہ کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے سرخ پڑنے پہ مسکراتے ہوئے اس کے پاؤں سے کانچ نکالتے کوٹن رکھ گیا۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے نم آنکھوں

سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاؤں پہ

ڈریسنگ کرتے اسے اپنی گود میں اٹھا گیا۔۔۔ ورشاں شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان

خان۔۔۔ ورشاں گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن جان عالم نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے

دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جان عالم کسی کی پرواہ کیے بنا ہی ورشاں کو لیے

اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ ہم کو تم سے یہ امید نہیں تھا۔۔۔ داجی کی آواز پہ جان عالم روکا تھا۔۔۔ اس نے

پلٹتے ہوئے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا کیا داجی؟ جان عالم نے داجی کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔۔ تم کو جرگے میں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ اور تم یہاں اپنا زن مریدی کا رکارڈ بنا رہا ہے۔۔۔ داجی

غصے سے بولے۔۔۔ داجی زن مریدی نہیں میں تو اپنی جان حیات کو غلام ہوں۔۔۔ جان عالم سنجیدگی

سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ رائنہ خان، رابیہ خان بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی

تھی۔۔۔ جبکہ زمل مسکرا رہی تھی۔۔۔ تم میں شرم ہے۔۔۔ یا تمہارا شرم مر گیا ہے۔۔۔ داجی جان عالم

کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ داجی شرم تھی۔۔۔ بیوی آنے کے بعد مر گئی۔۔۔ جان عالم آب کی

بار ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ رائنہ خان رابیہ خان جان عالم کی بات سنتے رو کی نہیں

تھی۔۔۔ دونوں ہی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ تمہارا یہ غلامی ختم ہوں۔۔۔ تو ہم کو کمرے میں آکر

ملو۔۔۔ داجی اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ داجی ابھی میری جان حیات ہے۔۔۔ میں کیوں او

گا۔۔۔ اپ کو کمرے میں ملنے۔۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔۔ لا حول و لا قوت۔۔۔ داجی بولتے ہوئے

اپنے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔ جان عالم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ ورشاں تو شرم سے سرخ ہو رہی

تھی۔۔۔ جان حیات بولا تو میں نے۔۔۔ سرخ ٹماٹر تم کیوں بن رہی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔ آ۔۔۔ اپ۔۔۔ داجی سے کیسی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی قمیض کے بٹن کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کی قمیض کے بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔۔ جس سے اس کے سینے
 پہ نظر جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو غصے سے دیکھا۔۔۔ یہ کیوں کھولے ہوئے
 ہے۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ نمائش کے لیے۔۔۔ جان عالم پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے
 ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو ابھی بھی گھور رہی تھی۔۔۔ جان عالم پاؤں سے دروازہ بند کرتے
 ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور ورشاں کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے اس کے پاس بیٹھا۔۔۔ کیا میری جان
 حیات کو ابھی بھی پین ہو رہی ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں
 نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان حیات بہت لا پرواہ
 ہے۔۔۔ اپنا بالکل خیال نہیں رکھتی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ رکھتے
 ہے۔۔۔ نا اسی لیے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے ایڈمیشن لے
 دے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔۔ پڑھ کر کیا کرو گی۔۔۔ جان
 حیات۔۔۔ شادی تو ہو چکی ہے۔۔۔ جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے پڑھنا
 ہے۔۔۔ میں چاہتی ہوں۔۔۔ کہ میں لوئر بنو۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری
 جان حیات لوئر بنے گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کوئی خاص وجہ؟ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں
 ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ یہ جو آپ بار بار میرے قریب آتے ہیں۔۔۔ آپ پر کیس کرو
 گی۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ بے باکی سے اپنی کمر پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تم دنیا کی سب سے

بڑی لوڑ ہی کیوں نابن جاؤ۔۔۔ میری قربت سے مجھ سے تمہیں پھر بھی رہائی نہیں ملے گی۔۔۔ جان
عالم و رشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

آریان کی گاڑی سڑکوں پہ دور رہی تھی۔۔۔ نمل کیسے کر سکتی تھی۔۔۔ وہ کیسے غلط قدم اٹھا سکتی تھی۔۔۔
اس کی بہن تھی۔۔۔ غیرت آرے آرہی تھی۔۔۔ آریان نمل سے محبت کرتا تھا۔۔۔ آریان چاہے باہر
رہتا تھا۔۔۔ لیکن نمل سے وہ ہمیشہ رابطے میں رہتا تھا۔۔۔ روشانے کے جانے کے بعد تو ویسے بھی وہ اکیلی
ہو گئی تھی۔۔۔ اسی لیے آریان زرغام دونوں ہی نمل کے قریب ہو گئے تھے۔۔۔ اس کی ہر فرمائش پوری
کرتے تھے۔۔۔ آریان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ آریان کی گاڑی سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرائی
تھی۔۔۔ آریان نے بمشکل ہی گاڑی کو بریک لگائی تھی۔۔۔ آریان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ کہ وہ
کیا کر رہا ہے۔۔۔ آریان سٹرینگ پہ سر رکھے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ آریان نے ایک نظر باہر
دیکھا۔۔۔ سامنے ہی کھڑی صوفیہ کو دیکھتے ہوئے اس نے حیرانگی سے آنکھیں بند کر کھولیں۔۔۔ کیا وہ
صوفیہ تھی؟ وہ حیران ہوتا گاڑی سے نکلتے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف
تھا۔۔۔ اس کے بال جو کہ ٹیل میں موقید تھے۔۔۔ اس کی کمر میں پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ بلیک کلر کی پینٹ
اور وائٹ کلر کا ٹوپ جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھا۔۔۔ اور تھوڑا سا لویز تھا۔۔۔ وہ کان سے موبائل لگائے
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کر
گیا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ آریان نے اسے قہر برستی آنکھوں سے
دیکھا۔۔۔ وہ ان کپڑوں میں یہاں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ آریان کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹک گئی

ہے۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ صوفیہ آریان کو پیچھے کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ وہ ابھی بھی کال پہ بات کر رہی تھی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑتے زمین پہ مار گیا۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ ایک لفظ نہیں۔۔۔ ورنہ یہی تمھاری سانسیں روک دوگا۔۔۔ اور تو بخوبی جانتی ہوں۔۔۔ کہ میں تمھاری سانسیں روک بھی سکتا ہوں۔۔۔ آریان اس کی کلائی پکڑتے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ میں اپن۔۔۔ صوفیہ اس سے پہلے کہ اپنا جملہ مکمل کرتی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف سرخ نظروں سے دیکھا۔۔۔ صوفیہ خاموش ہو گئی۔۔۔ آریان نے آگے بڑھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ کچھ بولے بنا گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ آریان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ صوفیہ نے ایک نظر آریان پہ ڈالی۔۔۔ اور پھر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔ آریان نے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا کر رہے ہوں۔۔۔ پاگل ہو کیا۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ تم وہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔ آریان سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ میں تمھیں جواب دے نہیں۔۔۔ صوفیہ بولتے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ آریان کی گاڑی کارخ فارم ہاؤس کی طرف تھا۔۔۔ پانچ منٹ کا سفر کرتے گاڑی فارم ہاؤس کے باہر روکیں۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ ہاتھ مت لگانا۔۔۔ صوفیہ اسے خود کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولی۔۔۔ تم ہاتھ کی بات کر رہی ہوں۔۔۔ منہ بھی لگاؤ گا۔۔۔ آریان اس کی کلائی پکڑتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ صوفیہ چلائی تھی۔۔۔ باخدا تمھارے ہونٹوں سے اپنا نام سنتے ایسا لگتا ہے۔۔۔ جیسے مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہی کوئی دنیا میں نہ ہوں۔۔۔ آریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ صوفیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ صوفیہ اپنی کلائی چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اسے بیڈ پہ دھکیلا۔۔۔ صوفیہ بیڈ پہ گرتے جلدی سے سیدھی ہوئی تھی۔۔۔ تم وہاں کیوں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے سردوسپاٹ لہجے میں پھر سے وہی سوال کیا۔۔۔ میں۔۔۔ صوفیہ نے بھی پھر سے وہی جواب دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن آریان اس کی طرف بڑھتے ایک ٹانگ بیڈ پہ رکھتے اس پہ جھکا۔۔۔ خبردار اب اگر تم نے کہا کہ تم مجھے جواب دے نہیں ہوں۔۔۔ تم صرف مجھے ہی جواب دے ہوں۔۔۔ صرف مجھے۔۔۔ آئی

سمجھ۔۔۔ آریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔ صوفیہ نے ڈرتے ہوئے تھوک نگلاتا تھا۔۔۔ وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو بدو۔۔۔ آریان دھاڑا

تھا۔۔۔ و۔۔۔ و۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ صوفیہ لڑکھڑاتی زبان سے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ ایک ہی سانس میں جواب دو۔۔۔ آریان اس کی طرف سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے بولا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں واپس جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں کو کال کر رہی تھی۔۔۔ اسے آج ایڈمیشن لینے جانا تھا۔۔۔ اسی لیے میں اسے کال کر رہی تھی۔۔۔ اس نے کال نہیں ریسو کی۔۔۔ تو میں لالا کو کال کر رہی تھی۔۔۔ صوفیہ اس قدر ڈری ہوئی تھی۔۔۔ کہ وہ واقعی ہی ایک سانس میں بول چکی

تھی۔۔۔ آریان نے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا۔۔۔ تمہارا وہ دو نمبر حوالہ دار اس کو غیرت نہیں آتی۔۔۔ یوں اپنی بہن کو سرے عام ننگے سر بہن کو سڑکوں پہ گھومنے کے لیے چھوڑا ہوا ہے۔۔۔ آریان اسے پہ جھکا اس کے چہرہ کو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ل۔۔۔ لالا مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ تھوک نگلتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اس کے چہرہ کی طرف بغور

دیکھا۔۔۔ وہ ڈری ہوئی تھی۔۔۔ اس کی براؤن آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔ جسے دیکھتے آریان کے دل کو
 کچھ ہوا تھا۔۔۔ آریان اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے بیڈ کراؤن میں سمائی تھی۔۔۔ آریان
 نے ٹبل پہ پڑی ساری پرفیوم ایک ہی جست میں زمین پہ پھینکی تھی۔۔۔ کمرے میں پرفیوم کی مہک
 پھیلی تھی۔۔۔ صوفیہ نے چینختے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح کمرے کی ہر چیز
 تباہ کر رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کو ان کپڑوں میں دیکھتے اس کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔۔۔ وہ کیسے یوں سر
 ڈھانپنے بنا باہر گھوم سکتی تھی۔۔۔ وہ اس کی عزت تھی۔۔۔ کیا اسے اس کی عزت کی بلکل پرواہ نہیں
 تھی۔۔۔ صوفیہ اسے یوں پاگل ہوتے دیکھ بیڈ کی دوسری جانب کھسکی اور جلدی سے نیچے اترتے باہر کی
 طرف بڑھی۔۔۔ آریان صوفیہ کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ اسے کلائی سے پکڑتے دروازے سے لگا
 گیا۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے آریان کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ اتے
 ہوئے بالوں کو دیکھتے آریان نے خود پہ ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ اتے بال اور اس
 کی گردن پہ بیوٹی بون کا واضح تل کسی بھی انسان کو بہکا سکتا تھا۔۔۔ آریان کے گلے میں گلی بن کر معدم
 ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے جھکتے ہوئے اس کی بیوٹی بون کے تل پہ دانت گاڑھے تھے۔۔۔ صوفیہ اپنی
 آنکھیں بند کرتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے خود سے دور کرنے لگی۔۔۔ آریان اس کی بیوٹی بون کے
 تل کو سرخ کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں روک گیا۔۔۔ صوفیہ کا مزاحمت کرتا ہاتھ
 آریان پکڑتے اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں سے اپنی پیاس بجھاتے ہوئے اس کے
 ٹوپ کے اندر ہاتھ لے جاتے استحقاق سے اپنا حق جتانے لگا۔۔۔ صوفیہ اس کا ہاتھ اپنے ٹوپ کے اندر
 پیٹ سے اوپر کی طرف جاتا محسوس کرتے اس کی گرفت میں تڑپی تھی۔۔۔ صوفیہ اپنے ہاتھ چھروانے کی

کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آریان اس کو دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ سے چھو رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کا چہرہ
 سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ شرم سے مرنے والی ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتے
 اس کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑھ گیا۔۔۔ صوفیہ نے سسکتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔۔۔ آریان کا
 ہاتھ ابھی بھی اس کے ٹوپ کے اندر اس کے جسم کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ باخدا بہت
 دیکھی۔۔۔ لیکن تم سی کوئی نہیں۔۔۔ یہ حسن صرف تمہارے ہی پاس ہے۔۔۔ تم ہی ہوں۔۔۔ جو مجھے
 بہکاسکتی ہوں۔۔۔ تم ہی ہوں۔۔۔ جو میرے جواں جز باتوں کو جگاسکتی ہوں۔۔۔ آریان اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ تم سچ میں خدا
 کی طرف سے دیا گیا ایک عظیم تحفہ ہوں۔۔۔ جسے میں ہمیشہ دل سے لگا کر رکھوں گا۔۔۔ آریان
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بہت جلد تم سے آزادی مل جائے گی۔۔۔ میں تم جیسے حواس پرست کے ساتھ
 نہیں رہوں گی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بن اب مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے
 بولی۔۔۔ آریان گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں کی تپش خود پہ
 محسوس کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنے سرخ ہوتے چہرہ پہ غصے لیے اسے دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی پڑے گا۔۔۔ تا عمر تم میری قید میں رہوں گی۔۔۔ آریان مخمور
 لہجے میں بولا۔۔۔ میں ایک دن بھی تمہارے ساتھ نہ رہوں۔۔۔ تم تا عمر کی بات کر رہے
 ہوں۔۔۔ صوفیہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہارے اچھے بھی رہے گے۔۔۔ آریان اس کے
 ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ تم میرے اچھوں کو ہی ساتھ رکھ لوں۔۔۔ مجھے تو جانے
 دو۔۔۔ صوفیہ اپنا چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اس کی بات پہ قہقہہ لگایا

تھا۔۔۔ ساتھ تو تمہیں ہی رکھوں گا۔۔۔ جان من۔۔۔ ہر وقت اپنی باہوں میں رکھوں گا۔۔۔ آریان
اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس کی
آنکھوں کی تپش سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ میری طرف دیکھوں۔۔۔ آریان اس کے عارض پہ نرمی
سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی سنی ان سنی کی تھی۔۔۔ میری طرف دیکھو سیوٹ
ہارٹ۔۔۔ آریان اس کے گال سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ ہائے۔۔۔ تمہاری یہ ادائیں۔۔۔ تمہاری یہ مجھے دیکھنا۔۔۔ ہائے۔۔۔ آریان دل پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے بولا۔۔۔ مجھے واپس چھوڑ کر آؤ۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اگر نہ چھوڑ کر
آؤ۔۔۔ آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ تو میں چلاؤ گی۔۔۔ صوفیہ چٹکتے ہوئے
بولی۔۔۔ چلاؤ۔۔۔ آریان اس کی کلائیوں کو مضبوطی سے جکڑے بولا۔۔۔ ہیلپ۔۔۔ صوفیہ اتنا ہی بولی
تھی۔۔۔ کہ آریان پھر سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ اس کی سانسیں مدھم کرتے
آریان نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا۔۔۔ بہت شوق ہے۔۔۔ نا تمہیں چلانا کا۔۔۔ آریان اس کی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آج تمہاری پرسوز چینخوں سے ہی سکون حاصل کرو گا۔۔۔ میں
تمہیں چینخنے پہ مجبور کرو گا۔۔۔ تم چلانا۔۔۔ ویسے اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔ آریان اسے شوخ نظروں سے
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ صوفیہ اسے گھورتے ہوئے
بولی۔۔۔ تمہارے قریب ہی ہوں۔۔۔ تم کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں کو فوکس میں
لیے بولا۔۔۔ ہاتھ چھوڑو پھر بتاتی ہوں۔۔۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔ صوفیہ سردائیں بانیں کرتے
ہوئے بولی۔۔۔ یہ لوں چھوڑ دیے۔۔۔ آریان اس کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اس کے سینے

پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ لیکن آریان کو ایک ایجنہ ہلا سکی۔۔۔ بس ہو گیا۔۔۔ آریان اس کی پھر سے کلائیاں پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ تم کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ جان من تم مجھے کبھی خود سے دور نہیں کر سکتی۔۔۔ تم پہ صرف میرا حق ہے۔۔۔ اور میں جب چاہوں تمہارے قریب آ سکتا ہوں۔۔۔ آریان صوفیہ کی کلائیاں کمر پہن کرتے ہوئے بولا۔۔۔ تم جیسا گھٹیا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ صوفیہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ دیکھوں گی بھی نہیں۔۔۔ کیونکہ میں وون اینڈ اونلی ہوں۔۔۔ آریان اس کے بالوں سے پین کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ کے بال کھولے تھے۔۔۔ کچھ اس کے شانوں پہ آئے تھے۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ تم سے خوبصورت کوئی نہیں۔۔۔ تم اس قدر خوبصورت ہوں۔۔۔ کہ اگر مجھ سے میری جان بھی اپنے صدقے میں مانگوں۔۔۔ تو مسکراتے ہوئے دے دو گا۔۔۔ آریان اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آزادی دے دو مجھے۔۔۔ اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ صوفیہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ مر سکتا ہوں۔۔۔ لیکن تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ تمہیں چھوڑ دیا۔۔۔ تو شاید یہ سانسیں سے بھی بند ہو جائے۔۔۔ آریان اب کی بار مدھم سی آواز میں بولا تھا۔۔۔ صوفیہ اس کی اتنی محبت دیکھتے ہوئے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ ایک پل کو اس کا دل آریان کی طرف بڑھنے کا بولا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل دماغ میں آریان کا دھوکہ آیا تھا۔۔۔ تم جیسے جھوٹے انسان پہ مجھے بالکل اعتبار نہیں۔۔۔ اور میں کرنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔ میں لالا کو بتاؤ گی۔۔۔ وہ مجھے تم سے آزادی لے دے گے۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ تمہارے لالا کو بھی زندہ دفن نہ کر دیا تو پھر کہنا۔۔۔ آریان کی آنکھیں اب غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ میں نے اگر تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے نہ لی۔۔۔ تو پھر کہنا۔۔۔ صوفیہ بھی اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہاری ہی

ہے۔۔۔ جب چاہے لے لوں۔۔۔ آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میری زندگی سے چلے جاؤ۔۔۔ مجھے تمہارے چہرہ سے بھی نفرت ہے۔۔۔ صوفیہ نفرت آمیز نظروں سے بولی۔۔۔ آریان کے دل پہ انگارے برسے تھے۔۔۔ یہی رہوں گی۔۔۔ تم۔۔۔ میری نظروں کے سامنے جب تک میں چاہوں گا۔۔۔ آریان اسے بیڈ پہ دھکیلتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ آریان نے باہر سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔ دروازے کھولو۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ صوفیہ دروازہ بجاتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ لیکن آریان جاچکا تھا۔۔۔ میں مر جاؤ گی۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ صوفیہ چیخنی تھی۔۔۔ لیکن وہ ستم گر جاچکا تھا۔۔۔ صوفیہ دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی رونے لگی۔۔۔

آریان دو گھنٹے بعد واپس آیا تھا۔۔۔ آریان نے دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ جو کہ زمین پہ دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جلدی سے اٹھی تھی۔۔۔ آریان کو دیکھتے صوفیہ باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ وہ چکراتے سر پہ ہاتھ رکھتے گرنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اسے سنبھالا۔۔۔ اس کا وجود تپ رہا تھا۔۔۔ آریان اسے جلدی سے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے آریان اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا۔۔۔ اس کے چہرہ بھی تپ رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کا چہرہ اچانک ہی لٹھے کی مانند سفید پڑنا شروع ہوا تھا۔۔۔ وہ بیمار تھی۔۔۔ اس کا وجود بخار کی شدت سے تپ رہا تھا۔۔۔ آریان نے اس کے سفید ہوتے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ اگر وہ بیمار تھی۔۔۔ تو اسے پتہ کیوں نہیں چلا۔۔۔ جب وہ گیا

تھا۔۔۔ تب تک تو وہ ٹھیک تھی۔۔۔ کمرے میں سردی تھی۔۔۔ مطلب اسے بخار ان دو گھنٹوں میں ہوا
 تھا۔۔۔ وہ کتنی نازک تھی۔۔۔ اور اس بات کا اندازہ اریان کو بخوبی ہوا تھا۔۔۔ آریان نے بیڈ سے اٹھتے
 الیکٹرک ہیئر آون کیا۔۔۔ اور صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ روم تیزی سے گرم ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن صوفیہ
 کے وجود پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔ اریان صوفیہ پہ بلینکٹ دیتے کمرے کی وسط میں چکر لگانے
 لگا۔۔۔ وہ بے چین ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کی وجہ سے بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔ اریان گہرا سانس لیتے
 ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھتے
 اسے یوں لگا جیسے کسی انگارے کو چھو لیا ہوں۔۔۔ اریان نے اسی لمحے ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔ آریان ایک
 باؤل لیتے اپنا رومال نکالتے اس کی پیشانی پہ رکھنے لگا۔۔۔ آریان تقریباً بیس منٹ سے ہی رومال گیلیا
 کھرتے اس کی پیشانی پہ رکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ آریان نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور
 اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کا ٹوپ اتار گیا۔۔۔ اریان کے گلے میں گلٹی
 بن کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ اس کے وجود پہ سیاہ کلر کا پردہ اس کے سفید وجود کو اور بھی اٹریکٹ کر رہا
 تھا۔۔۔ اریان کو اپنے ہوش کھوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ آریان اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس کے وجود سے
 نظریں چراتے ہوئے اس کے وجود سے سارے کپڑے الگ کر گیا۔۔۔ آریان بیڈ پہ لیٹتے ہوئے صوفیہ
 کے نرم نازک بخار میں تپتے وجود کو خود پہ کر گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

المیر خان سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ چہرہ سنجیدہ تھا۔۔۔ لیکن دل و دماغ کہیں اور تھا۔ وہ نظریں سامنے جمائے ہوئے تھا۔ لیکن دیکھ سامنے نہیں رہا تھا۔ المیر خان کی آنکھوں کے سامنے وہ ایک پل لہرایا تھا۔ جب عادل نمل پہ جھکا ہوا تھا۔ اس سے گاڑی کنٹرول نہیں ہوئی تھی۔ گاڑی بری طرح سے ڈولی تھی۔ اس سے پہلے کے گاڑی کسی گاڑی سے لگتی غزنوی نے گاڑی سنبھالتے بریک لگائی۔ پاگل ہو گیا کیا۔ کمینے خود تو مرے گا۔ مجھے بھی مروائے گا۔ غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔ غزنوی کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔ غزنوی نے کال ریسو کی۔۔۔ اور المیر خان کو گھورا۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ یار وہ۔ المیر خان بولتے ہوئے خاموش ہوا۔ میں ڈرائیو کرتا ہوں۔ تو کیا چاہتا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔ غزنوی ڈرائیو کرتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نمل کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا تھا۔ لیکن اس طرح نہیں۔ المیر خان چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ وجہ کوئی بھی ہوں۔ وہ تیرے نکاح میں تو آجائے گی۔۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔ تو نہیں سمجھ سکتا۔ میں اس سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں۔ میں اسے اس کی مرضی سے اپنے نکاح میں لینا چاہتا تھا۔۔۔ تو نہیں جانتا کیا۔ اس نکاح کرنے میں اس کی مجبوری ہی ہو گی۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بول تو بالکل ٹھیک رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ چھوڑ یار۔ محبت تو نکاح کے بعد ہو ہی جاتی۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تو کسی لڑکی سے نکاح کر یہ سوچ کر کہ بعد میں محبت ہو جائے گی۔ تو دے گا۔ اسے بھابی کی جگہ۔ المیر خان دانت پیستے ہوئے بولا۔ غزنوی نے اس کی بات پہ قہقہہ لگایا۔ محبت تک تیری بھابی بات ہی نہیں جانے دے گی۔۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ یہ تک بھول چکا تھا۔۔۔ کہ کال چل رہی

ہے۔۔ گاڑی کو بریک لگاتے غزنوی نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ اور گاڑی سے باہر نکلا۔۔ غزنوی نے اپنی پوکٹ میں ہاتھ ڈالا۔۔ موبائل نہ پاتے اس نے گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ پڑا موبائل اٹھایا۔۔ زل کی کال چل رہی تھی۔۔ زل۔۔ غزنوی اتنا ہی بولا تھا۔ کہ زل کال بند کر چکی تھی۔۔ المیر خان کو دیکھتے غزنوی نے موبائل پوکٹ میں ڈالا۔۔ چل۔۔ غزنوی المیر خان کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔۔ زرغام لاونج میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔ زرغام اپنی ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھسائے زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ زرغام ڈراک بیلو کلر کی شلوار قمیض پہنے ہوئے بلیک کلر کی چادر لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔ اس کا چہرہ بالکل سنجیدہ تھا۔۔ غزنوی زرغام کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ تو نمل کا نکاح المیر سے کرنا کا فیصلہ کر چکا ہے؟ غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ ہاں۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ نورے۔۔ زرغام کی آواز پہ ملازمہ جلدی سے بھاگی ائی۔۔ جی لالا۔۔ وہ نظریں جھکائے بولی۔۔ جاؤ اندر اطلاع کرو۔۔ نکاح خواہ آگیا ہے۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ غزنوی نے نمبر ڈائل کیا۔۔ اور چند ہی منٹ میں نکاح خواہ بھی آچکا تھا۔۔

پریشہ نمل کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔ نمل چمیر پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ پریشہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ میں زرغام سے بات کرو گی۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔ پریشہ اسے خود سے لگاتے ہوئے بولی۔۔ نہیں۔۔ اپ بابا سے کوئی بات نہیں کرے گی۔۔ میں یہ نکاح کرو گی۔۔ نمل پریشہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔ لیکن میری۔۔ پریشہ ابھی اتنا ہی بولی تھی۔۔ کہ ملازمہ اندر آئی۔۔ بھابی لالا بول رہے ہیں۔۔ کہ نکاح خواہ آگیا ہے۔۔ نورے دروازے کے پاس کھڑی بولی۔۔ نمل مسکراتے ہوئے

کھڑی ہوئی۔۔ اور ڈریسنگ روم سے دوپٹہ لیتے خود پہ اوڑھ گئی۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ وہ
 معصوم تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ کہ اس کی زندگی میں ایک ایسا انسان آئے جسے وہ پسند نہ کرتی
 ہوں۔۔ نمل پریشے کو دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔ پریشے نمل کی طرف بڑھی تھی۔۔ کہ
 زرغام کو دیکھتے ہوئے روکی۔۔ زرغام اندر داخل ہوا تھا۔۔ پریشے اس خوب و مرد کو دیکھتے چہرہ دوسری
 طرف کر گئی۔۔ کس قدر ظالم شخص تھا۔۔ ایک دفعہ بھی نہیں سوچا۔۔ کہ اس کی بیٹی ایک ایسے انسان
 کے ساتھ کیسے رہے گی۔۔ جسے وہ ناپسند کرتی ہوں۔۔ نمل زرغام کے گلے لگی۔۔ بابا آپ مجھ سے
 ناراض تو نہیں۔۔ نمل نم آواز میں بولی۔۔ ہر گز نہیں۔۔ میں اپنی پیاری سی بیٹی سے کبھی ناراض نہیں ہو
 سکتا۔۔ زرغام نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل کی آنکھوں سے چند آنسو اس کے عارض
 پہ بہہ تھے۔۔ اس نے زرغام کو دھوکہ دیا تھا۔۔ لیکن اس نے اس پہ بالکل غصہ نہیں کیا تھا۔۔ اسی لیے وہ
 اس کی کہی بات من چکی تھی۔۔ نکاح خواں آگیا ہے۔۔ زرغام نمل کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔ چادر اوڑھوا اپنے سر پر۔۔ زرغام پریشے کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے زرغام کو نم
 آنکھوں سے دیکھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔ جب سے پریشے
 پریگنٹ ہوئی تھی۔۔ اسی دن سے اس کے نخرے زیادہ ہو چکے تھے۔۔ بات بات پہ ناراض ہو جاتی
 تھی۔۔ زرغام اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔ زرغام کمرے سے باہر نکلا۔۔ کچھ ہی دیر میں نمل المیر خان
 کی ملکیت بن گئی تھی۔۔ نمل خان بیڈ پہ بیٹھی ہوئی اب کانپنا شروع ہوا تھا۔۔ المیر خان کا جو روپ اس نے
 دیکھا تھا۔۔ وہ اس سے ڈر چکی تھی۔۔ نکاح تو وہ کر چکی تھی۔۔ لیکن اب اس کا دل کانوں میں بج رہا
 تھا۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔ المیر سن۔۔ زرغام المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ المیر

خان نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔ اور اٹھ کر نمل کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان کو کمرے میں
 آتے دیکھ نمل خان نے تھوک نگلاتھا۔۔ نمل جلدی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ سے نیچے اتری
 تھی۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑتے اسے لیے باہر کی طرف بڑھا۔۔ نمل نے ایک
 لفظ بھی زبان سے ادا نہیں کیا تھا۔۔ المیر خان اسے لیے کمرے سے باہر نکلا۔۔ زرغام المیر خان کی
 طرف بڑھا تھا۔۔ لیکن المیر خان دوسری طرف سے گزرتے نمل کو لیے باہر نکلا۔۔ نمل کی آنکھیں نم
 تھی۔۔ اسی لیے اس نے زرغام پہ ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔ المیر۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔ روک
 کہاں جا رہا ہے۔۔ غزنوی زرغام کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔۔ یار وہ میری بیٹی کو لے کر جا رہا
 ہے۔۔ زرغام غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تیری بیٹی اس کے نکاح میں ہے۔۔ اب اس کی
 بیوی ہے۔۔ غزنوی نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ تو نہیں جانتا اس کمینے کو۔۔ یار وہ غصے میں
 ہے۔۔ میری پھول سی بیٹی ہے۔۔ زرغام پریشانی سے بولا۔۔ فکر نہ کر۔۔ غصے میں ہے تو کیا ہوا۔۔ اسے
 کچھ نہیں کہے گا۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ سالا تو نہیں جانتا یار۔۔ زرغام اسے پیچھے کرتے
 ہوئے بولا۔۔ تو نہیں جانتا مرد کتنا ہی غصے میں کیوں نہ ہوں۔۔ اپنی من پسند عورت کے سامنے میں اس
 کا غصے جاگ کی طرح بہہ جاتا ہے۔۔ مرد کو اگر محبت میں آزمانا ہے تو اسے غصے دلا کر دیکھو۔۔ غزنوی
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔ تیرے لیے مزاق ہے۔۔ میرے لیے نہیں ہے۔۔ زرغام چڑتے ہوئے
 بولا۔۔ وہ پریشان ہو رہا تھا۔۔ اور غزنوی مسکرا رہا تھا۔۔ دیکھ اب نمل المیر کی بیوی ہے۔۔ اور وہ سر پھرا
 پولیس والا۔۔ تو زور اپنی عمر کا لحاظ کر۔۔ غزنوی زرغام کا کندھا تھپتھاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام نے غزنوی کو

گھوری سے نوازا تھا۔۔ نمل میری بھی بیٹی ہے۔ لیکن میں تجھے یہی کہوں گا۔ فکر نہ کر۔۔ غزنوی بول کر باہر کی طرف بڑھا۔۔

المیر خان سنجیدگی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے چہرہ سرخ تھا۔ نمل پیئنجریٹ سے لگی اپنی سسکیاں تک روکے اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ کہ آخرا ب وہ کیا کرے گا۔۔ زرغام نے تو اسے معاف کر دیا تھا۔ مگر اس شخص سے تو اسے معافی کی امید بھی نہیں تھی۔ المیر خان کی گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی۔ نمل نے نظر اٹھا کر باہر دیکھا۔ اور پھر سے نظریں جھکا گئی۔ اب اسے یہی تورہنا تھا۔ یہی اس کا مقدر تھا۔ المیر خان گاڑی سے باہر نکلا۔۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔ اس کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی نمل دروازہ کھولتے باہر نکلی۔ المیر خان نمل کی کلائی پکڑتے تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔ نمل اس کے قدموں کا ساتھ بھی نہیں دے پارہی تھی۔ المیر خان اتنی تیزی سے چل رہا تھا۔۔ وہ تقریباً اس کے ساتھ گھسیٹی ہوئی جارہی تھی۔ آنکھیں نم تھیں۔ ہونٹ خاموش تھے۔ المیر خان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ المیر خان اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے المیر خان اندر آیا تھا۔ المیر خان نے نمل کی کلائی چھوڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل ڈرتے ہوئے پیچھے ہوئی۔ المیر خان کمرے کی وسط میں چکر لگاتا اپنے بوڑھے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کے وجود پہ انگارے برس رہے تھے۔۔ آہ۔۔۔ المیر خان نے ٹبل پہ پڑی ساری پرفیوم ایک ہی جست میں نیچے پھینکی تھی۔۔ نمل اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی چینخ روکتے وہی زمین پہ بیٹھنے لگی۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہے رہے تھے۔۔ وہ زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی۔ لیکن اپنی سسکیاں تک وہ منہ پہ ہاتھ رکھے

روکے ہوئے تھی۔۔ المیر خان کمرے میں پڑی ہر چیز زمین پہ پھینک رہا تھا۔۔ المیر خان نے شیشے کے
 ٹبل کو پاؤں کی ٹھوکر ماری تھی۔۔ آہ۔۔ جو ٹوٹے ہوئے کچھ شیشے نمل کی طرف گئے تھے۔۔ اب کی
 بار نمل اپنی چیخ بھی نہ روک سکی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ نمل اس کی براؤن پرکشش
 آنکھوں میں اس قدر غصے دیکھتے کانپی تھی۔۔ نمل نے کانپتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان اس
 کی طرف بڑھا۔۔ نمل پیچھے کو کھسکی تھی۔۔ المیر ایک ہی جست میں اس تک بڑھتے اسے بازو سے
 پکڑتے اپنے مقابل کر گیا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہیچگی لی تھی۔۔ نمل کی کالی آنکھوں میں
 اپنے لیے خوف دیکھتے المیر خان کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ لیکن نمل پہ جھکا عادل یاد آتے ہی المیر خان
 نمل کو بیڈ پہ دھکیل گیا۔۔ المیر خان نے اس کے وجود سے سرخ کلر کا دوپٹہ اتارتے ہوئے صوفے پہ
 اچھالا۔۔ نمل کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ المیر خان نے ایک نظر اسے سر تا پاؤں تک
 دیکھا۔۔ نمل بلیک کلر کی فراک پہنے ہوئے تھی۔۔ جس کی فٹنگ سے اس کے نیشب و فراز اس کی بل
 کھاتی کمر عیاں تھی۔۔ نمل کے کالے بال جن کو اس نے رف سے جوڑا بنائے قید کیا ہوا تھا۔۔ المیر خان
 کی نظریں خود کے وجود پہ محسوس کرتے نمل نے ہچکی لیتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے خود کو چھپانے کی
 کوشش کی تھی۔۔ المیر خان اس کی اس حرکت پہ جبرہ بھینچے تھے۔۔ وہ خود کو اس سے چھپا رہی
 تھی۔۔ جبکہ وہ تو اس شوہر تھا۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے چہرہ دوسری طرف
 دیکھا۔۔ کمرے میں المیر خان کی سانسوں اور نمل کی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔ المیر خان اپنی
 شرٹ کے بٹن کھولتے صوفے پہ پھینکتے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔ لیکن نمل کی سسکیاں نہیں روک
 رہی تھی۔۔ المیر خان اس کی سسکیوں سے تنگ آتے اس کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان نمل کی طرف اس

کے دونوں اطراف میں ہاتھ جما گیا۔۔۔ کس بات کا ماتم منار ہی ہوں۔۔۔ المیر خان اس کے چہرہ پہ اپنی سلگتی
 سانسیں چھوڑتے ہوئے غرایا۔۔۔ نمل نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ نمل اپنے آنسو روکتے اب نم
 آنکھوں سے المیر خان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان کے وجود سے اٹھتی خوشبو سے نمل کو اپنا سر
 چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ خوف کے مارے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان نے سرد نظروں سے
 اس کی وجود کو دیکھا۔۔۔ پھر ایک ہی جست میں اس کی زپ کھولتے فراک اس کے وجود سے جدا کرتا دور
 پھینک گیا۔۔۔ نمل اپنی سانسیں تک روک گئی۔۔۔ المیر خان اب اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے
 تھا۔۔۔ ایک نظر بھی اس کے وجود پہ ڈالے بنا المیر خان اس کے وجود سے کپڑے جدا کر گیا۔۔۔ اب نمل
 اس کے سامنے صرف دو پردوں میں تھی۔۔۔ جس سے اس کا وجود چھپائے نہیں چھپ رہا تھا۔۔۔ نمل
 آنکھوں میں پانی لیے اپنی ٹانگیں سمٹتے ہوئے ہاتھ دھڑکنوں پہ رکھ گئی۔۔۔ اور یہ کرتے اس نے المیر خان
 کے غصے کو ہوا دی تھی۔۔۔ المیر خان اسے ایک ہی جھٹکے میں بیڈ پہ گراتے اسے اٹھنے کا موقع دیا بنا اس پہ
 جھکا۔ نمل خان سسکتے ہوئے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جس سے المیر خان کو اس کی ناز کی اپنے چٹانی
 سینے سے مس ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان اس کی دھڑکنوں پہ اپنا وزن ڈالتے اس کی ناز کی
 محسوس کر رہا تھا۔۔۔ نمل اپنی دھڑکنوں پہ المیر خان کا وزن برداشت نہ کرتے ہچکیاں لینے لگی۔۔۔ اس کی
 پلکیں لرزی تھی۔۔۔ نمل خان اب پہلے زیادہ کانپ رہی تھی۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے د۔۔۔ درد۔۔۔ ہ۔۔۔ ہو
 ۔۔۔ رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ نمل خان آنکھوں میں آنسو لیے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ کانپ
 بھی رہی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کے چہرہ کو بغور دیکھا۔۔۔ اس کا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہا
 تھا۔۔۔ آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔ المیر خان اس کے کانپتے وجود کو محسوس کرتے اس پر سے اٹھا تھا۔۔۔ المیر

خان کو خود پر سے اٹھتے دیکھ نمل کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ نمل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے خود کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔ المیر خان نے صوفے پہ پڑا بلینکٹ اٹھاتے بیڈ پہ پھینکا۔۔ جسے جلدی سے کھولتے نمل نے خود کو وجود کو چھپایا تھا۔۔ المیر خان بنا اس پہ کوئی نظر ڈالے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اسے پھر سے بیڈ کی طرف آتے دیکھ نمل پیچھے ہوئی تھی۔۔ وہ ہر اسماں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان سائیڈ ڈارور سے سگریٹ نکالتے جلانے لگا۔۔ جو کہ جلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔ المیر خان غصے سے لائٹرز مین پہ پھینکتے ماتچ بوکس اٹھاتے سگریٹ جلاتے ہونٹوں میں دبا گیا۔۔ المیر خان زمین پہ گرے نمل خان کے کپڑوں پہ ماتچ سٹک جلاتے پھینک گیا۔۔ کپڑے تیزی سے جلنے شروع ہوئے تھے۔۔ المیر خان سگریٹ ہونٹوں میں دبائے صوفے کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان صوفے پہ بیٹھا ان جلتے کپڑوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ بھی اسی طرح جل رہا تھا۔۔ نمل خان اپنے کپڑوں کو جلتے دیکھ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔ یہ فراق اسے روشانے نے گفٹ کی تھی۔۔ اور اس کی سب سے زیادہ فیورٹ فراق تھی۔۔ لیکن المیر خان اسے ایک پل میں ہی جلا چکا تھا۔۔

صوفیہ کا وجود اب گرم ہو رہا تھا۔۔ کمرے بھی اچھا خاصا گرم ہو چکا تھا۔۔ اریان صوفیہ کی کو خود پہ کیے اس کی کمر کے گرد حصار بنائے اوپر کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ صوفیہ کی ناز کی آریان کو اپنے سینے پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔ اس کا ضبط ٹوٹ رہا تھا۔۔ جواں جذبات منہ زور ہوئے تھے۔۔ لیکن وہ بمشکل خود پہ کنٹرول کیے ہوئے تھا۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ اس کا چہرہ بھی اب

نارمل ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔ اریان نے گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور صوفیہ کو بیڈ پہ کرتے ہوئے اٹھنے لگا تھا۔۔۔ کہ صوفیہ نے اس کی بازو پکڑی تھی۔۔۔ چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔ صوفیہ نم بے ہوشی میں بولی تھی۔۔۔ اور آریان کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔ آریان اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔ صوفیہ آریان میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آریان نے تھوک نگلتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ وہ اب خود پہ کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔ صوفیہ اس کے اور بھی قریب ہو رہی تھی۔ آریان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔ کہ وہ کسی لڑکی کو دیکھ کر بہک رہا تھا۔ وہ کسی لڑکی کو دیکھ کر یوں نہیں بہکا تھا۔۔۔ جو لیکا کو دیکھ کر بھی نہیں۔ لیکن اسے صوفیہ کی طلب محسوس ہوئی تھی۔ آریان تھوک نگلتے ہوئے بیڈ سے پھر سے اٹھا۔ لیکن صوفیہ نے اس کی بازو پکڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان کا ضبط ٹوٹا تھا۔۔۔ آریان نے اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کی طبیعت خرابی کی پرواہ کیے بنا اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔ صوفیہ جو کہ ابھی تک نیم بے ہوش تھی۔۔۔ اریان کا لمس اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے اسے لمحے آنکھیں کھول گئی۔۔۔ صوفیہ نے آریان خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن آریان بے خود ہوتا اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ سایہ فلگن ہوتے اس کے ہونٹوں کو اور بھی شدت سے چومنا شروع ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن آریان اس کے ہونٹوں کو جارہا نہ انداز میں شدت سے چوم رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اس کے کندھوں پہ اپنے ناخن گاڑھ گئی۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی گردن پہ ناخن مارتے ہوئے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔۔ اریان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان کی آنکھوں میں خمار تھا۔۔۔ جسے دیکھتے صوفیہ کا دل

تیزی سے دھڑکنے شروع ہوا تھا۔۔۔ اریان کی آنکھوں میں اس کی طلب واضح تھی۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔ صوفیہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہارے یہ مومی سے ہاتھ میرے پہاڑ جیسے وجود کو پیچھے نہیں کر سکتے۔۔۔ اریان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھ سے دور ہٹو۔۔۔ ورنہ۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ ورنہ۔۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں مانتا ہوں۔۔۔ کہ میں گناہ کیا تھا۔۔۔ تم سے پہلے محبت کا ڈرامہ کیا۔۔۔ تم سے نکاح کیا۔۔۔ اور پھر تمہیں چھوڑ دیا۔۔۔ لیکن اب میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ اریان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان اس کی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ اس کے منہ سے معافی لفظ سنتے آج بھی ساکت ہوئی تھی۔۔۔ کیا یہ شخص کسی سے معافی مانگ آریان اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے i love you Sofia کہتا تھا۔۔۔

بولا۔۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کرتے کھولیں۔۔۔ میں تمہاری اس جھوٹی معافی پہ اور تم جیسے جھوٹے انسان پہ کبھی یقین نہیں کرو گی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ۔۔۔ اریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔ صوفیہ اس کا ہاتھ جھٹکتے اسے خود سے بھی دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ اریان اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ نے خود پر سے بلینکٹ ہٹایا تھا۔۔۔ لیکن اپنے برہانہ وجود کو دیکھتے اس نے خود پہ بلینکٹ لیتے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ ت۔۔۔ تم ن۔۔۔ نے مجھ سے اپنی حواس پوری کی۔۔۔ صوفیہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ اس نے تو صرف اسے کس کی تھی۔۔۔ میں تم سے حواس پوری کرو گا۔۔۔ تم پاگل ہو کیا۔۔۔ اریان اس کے فضول سے سوال پہ دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ میں پہلے سے ہی جانتی تھی۔۔۔ کہ تم حواس پرست انسان ہوں۔۔۔ تم

صرف مجھ سے حواس پوری کرنا چاہتے ہوں۔۔ تم نے میری بے ہوشی کا فائدہ اٹھایا۔۔ صوفیہ روتے ہوئے بولی۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہرے سانس لینے لگا۔۔ وہ کیا سمجھ رہی تھی۔۔ حواس پوری کر لی۔۔ اب مجھے طلاق دو۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے چینی۔۔ اریان کی دماغ کی ریگیں تنی تھی۔۔ آریان ایک ہی جست میں اس کی طرف بڑھتے اس کا جڑہ دبوج گیا۔۔ کوئی حواس پوری نہیں کی تم سے۔۔ بخار تھا تمہیں اسی لیے تمہارے وجود سے کپڑے ہٹائے۔۔ اریان ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا۔۔ مجھ تم پر تمہاری ان جھوٹی باتوں پہ بالکل یقین نہیں ہے۔۔ صوفیہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے چلائی۔۔ صوفیہ میرے یقین کرو۔۔ میں پہلے جیسا نہیں رہا۔۔ تم میری بیوی ہوں۔۔ اب کسی لڑکی کی طرف دیکھنا گناہ سمجھتا ہوں۔۔ تم تو میری بیوی ہوں۔۔ تم سے کیسے ہو۔۔ اریان بولتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔۔ دور ہٹو۔۔ صوفیہ اپنے کپڑے پکڑنے کے لیے بیڈ سے نیچے اتری۔۔ صوفیہ اپنے کپڑے زمین سے اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ اریان نے دیوار پہ ہاتھ کا مکہ بناتے ہوئے مارا تھا۔۔ اسے بالکل یقین نہیں تھا۔۔ کہ صوفیہ اس سے اس قدر نفرت کرتی ہے۔۔ صوفیہ اپنے کپڑے پہنے ڈریسنگ روم سے باہر نکلی۔۔ صوفیہ میری بات سنو۔۔ اریان نے اس کی کلائی پکڑنی چاہی۔۔ لیکن صوفیہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔ اس سے پہلے کہ صوفیہ دروازہ کھولتی جو لیکا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔ جو لیکا نے مسکراتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اریان اسے دیکھتے حیران ہوا تھا۔۔ صوفیہ بھی اسے دیکھتے حیران ہوئی تھی۔۔ جو لیکا آریان کی طرف بڑھتے اس کے گلے لگی۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ جو دروازے کے پاس کھڑی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ صوفیہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکلی۔۔ صوفیہ۔۔ اریان جو لیکا کو خود سے

دور کرتے ہوئے باہر کی طرف بھاگا۔۔ صوفیہ۔۔ اریان اس کے سامنے آتے اس کا راستہ روک چکا تھا۔۔ جتنا تم بدل چکے ہوں۔۔ یا جتنا تم بدل سکتے ہوں۔۔ وہ میں اندر دیکھ چکی ہوں۔۔ اسی لیے بہتر یہی ہے۔۔ کہ تم مجھ سے دور رہو۔۔ صوفیہ اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولی۔۔ آخر محبت تو اس نے بھی کی تھی۔۔ شاید وہ اس دفعہ پھر سے اس پہ یقین کر لیتی مگر جو لیکا کو اس کے گلے لگتے دیکھ یہ ثابت ہوا تھا۔۔ کہ وہ بالکل نہیں بدلہ۔۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیسے یہاں آئی۔۔ اریان اس کے بے یقین چہرہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اس کی بات پہ مسکرائی۔۔ لیکن میں جانتی ہوں۔۔ وہ یہاں کیوں آئی۔۔ تم مجھ سے ضرورت پوری کر چکے ہوں۔۔ اب تو میری ضرر۔۔ اس سے آگے صوفیہ کچھ بولتی آریان نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ تم میری بیوی ہوں۔۔ میرے نکاح میں ہوں۔۔ تم سے محبت کرنا مجھ پر فرض ہے۔۔ پھر کیسے تم سے محبت نہیں کر سکتا۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ صوفیہ اس کی بات پہ پھر سے مسکرا دی۔۔ مرد کبھی محبت نہیں کرتا وہ صرف ایک بوند بڑکا کر عورت کے پاگل پن کا تماشا دیکھتا ہے۔۔ اور تم نے تو وہ جو ایک بوند ہوتی وہ بھی جھوٹی ڈالی۔۔ اور میرے تماشا دیکھتے ہونٹوں پہ مسکراہٹ لیے چلے گئے۔۔ صوفیہ نم آواز میں بولی۔۔ میری نادانی تھی۔۔ اریان اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ابھی بھی نادانی ہی سمجھو۔۔ اور چھوڑ دو۔۔ صوفیہ اپنا ہاتھ چھرواتے ہوئے بولی۔۔ نہیں سمجھ سکتا۔۔ پاگل چکا ہوں تمہارے لیے۔۔ اریان اس کی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تو پاگل خانے جاؤ۔۔ میرے پیچھے چھوڑ دو۔۔ صوفیہ بے زاری سے بولی۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔ راستہ چھوڑ دو۔۔ صوفیہ دوسری طرف سے آگے کی طرف بڑھی۔۔ میں چھوڑ آتا ہوں۔۔ اریان اس کی طرف پھر بڑھا۔۔ میں جاسکتی ہوں۔۔ صوفیہ تیزی سے

آگے کی طرف بڑھی۔۔ میں نے کہانا میں چھوڑ کر آتا ہوں۔۔ تمہیں یہ بات نہیں سمجھ آرہی۔۔ اریان
 غصے سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے روکی تھی۔۔ اریان اپنی گاڑی میں
 بیٹھتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ صوفیہ نے پیسنجر سیٹ پر بیٹھتے ہوئے باہر کی طرف نظریں
 جمائی۔۔ ایسی ڈریسنگ نے کیا کرو۔۔ ایسے کپڑوں پہنوں جو تمہارے وجود کو تو چھپا سکے۔۔ اریان
 سنجیدگی سے بولا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ میری مرضی میں کچھ بھی پہنو۔۔ صوفیہ اسے
 جواب دیتے پھر سے باہر دیکھنے لگی۔۔ وہ تو میں پہلے سے ہی جان چکا ہوں۔۔ کہ تمہارے وہ دو نمبر پولیس
 والا بھائی بہت ہی بغیرت ہے۔۔ اسی لیے تو اس کی بہن یوں چھوٹی کپڑے پہنے گھومتی ہے۔۔ اریان
 استنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔ تم لڑکیوں کو بنا کپڑوں کے دیکھتے ہوں۔۔ کون زیادہ بغیرت ہوا؟ صوفیہ
 نے اس کی طرف استنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ایبر و اچکائی۔۔ اریان نے ایک نظر اس پہ
 ڈالی۔۔ صوفیہ کے جواب پہ وہ خاموش ہوا تھا۔۔ صوفیہ اسے اپنے جواب سے خاموش کروادیتی تھی۔۔ وہ
 اس کا ماضی بار بار اس کے سامنے رکھتی تھی۔۔ لیکن اریان اپنا ماضی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ اریان
 خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ صوفیہ بھی خاموشی سے باہر نظریں جمائے ہوئی تھی۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 102 پارٹ 2

کیا ہوا جان حیات۔۔۔ جان عالم ور شاں کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں نے
 پلکیں جھپکیں تھی۔۔۔ اور جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ ور شاں جان عالم کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان حیات جرگے کے لیے جا رہا ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے
 ہوئے ور شاں کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ جرگے میں یوں تیار ہو کر تو نہیں
 جاتے۔۔۔ ور شاں کو جان عالم کا اس طرح تیار ہو کر باہر جانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ جان حیات تم
 کیوں اتنا سوچتی ہوں۔۔۔ تمہارا ہی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی نیلی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔۔۔ اپ۔۔۔ ور شاں اس سے آگے کچھ بولتی کہ جان عالم ور شاں کے ہونٹوں پہ قفل لگا
 گیا۔۔۔ ور شاں کی نیلی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم اس کے بالائی لب پہ دانت گاڑتے
 ہوئے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔۔۔ میری جان حیات۔۔۔ میری دل کی ملکہ، میری شریک
 حیات، میرا سکون، میری زندگی، میری زندگی کا اثاثہ ہوں تم۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولتے
 اس ور شاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ور شاں جان عالم کی محبت کے اظہار پہ مسکرائی۔۔۔۔۔ اور بیڈ
 پر کھڑی ہوئی۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ور شاں جان عالم کی گردن کے گرد باہوں
 کا حصار بنا گئی۔۔۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ جان خان۔۔۔ آپ کے بنایہ زندگی ادھوری
 ہے۔۔۔ ور شاں اب کی بار نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو دلکش مسکراہٹ نے چھوا
 تھا۔۔۔ ور شاں اپنی محبت کا اظہار کر چکی تھی۔۔۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے
 قریب کیا۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔ اگر دیر نہ ہو رہی ہوتی۔۔۔ تو اس سے زیادہ
 اچھا محبت کے اظہار کا تحفہ دے کر جاتا۔۔۔ جان عالم ور شاں کے ہونٹوں کو سہلاتے ہوئے

بولا۔۔۔ جان عالم ور شاں کو خود سے الگ کرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ور شاں کی آواز
پہ جان عالم روکا۔۔۔ میں بھی ساتھ جاؤ گی۔۔۔ ور شاں اپنا دوپٹہ لیتے ہوئے جان عالم کے پاس
آئی۔۔۔ جان حیات چادر لیا کرو۔۔۔ سردار کی بیوی ہو کر یوں چادر کے بنا اچھی نہیں لگتی۔۔۔ جان عالم
ور شاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چادر ہوں یاد دوپٹہ ڈھانپنا تو سر کو ہے۔۔۔ ور شاں جان عالم کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سر کو نہیں عزت کو۔۔۔ خود کو۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ میری جان حیات
کے بالوں پر بھی کسی نظر نہ پڑے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اوکے۔۔۔ ور شاں ڈریسنگ
روم کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی چادر لیے کمرے میں آئی۔۔۔ ایک عورت کی خوبصورتی اس کی چادر
سے بڑھتی ہے۔۔۔ جان عالم ور شاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ور شاں مسکرائی

۔۔۔ اگر میری آخری سانسیں بھی چل رہی ہوں۔۔۔ تو بھی میری جان حیات کے سر سے یہ چادر نہیں
سرکنی چاہیے۔۔۔ جان عالم پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ ایسی بات مت کرے۔۔۔ ور شاں منصوبی
خفگی سے بولی۔۔۔ جان عالم نے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ ور شاں جان عالم کے
ساتھ باہر نکلی۔۔۔ ور شاں جان عالم کے ساتھ نیچے لاونج میں آئی۔۔۔ لاونج میں رائمہ خان، رابیہ خان
اور رمشاء بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ رائمہ خان اور رابیہ خان ایک ہی آواز میں بولی

تھی۔۔۔ جان عالم رائمہ خان کی طرف بڑھا۔۔۔ اللہ ہمارے چاند سے بیٹے کو نظر بد سے
بچائے۔۔۔ رائمہ خان جان عالم کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے
رائمہ خان کی ہتھیلیاں چومی۔۔۔ ور شاں رمشاء کے آگے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ بڑی امی آپ نے بلایا
تھا کیا جان خان کو؟ ور شاں نے رمشاء پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے رائمہ خان سے سوال کیا۔۔۔ اس کے

سوال پہ جان عالم نے جبرہ بھیجے تھے۔۔ رائمہ خان نے رمشاء کی طرف دیکھا۔۔ میں چلتا ہوں۔۔ مورے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں رائمہ خان اور رابیہ خان کے درمیان بیٹھ گئی۔۔ ورشاں نے سر پہ سیلے سے چادر لی ہوئی تھی۔۔ اور سمپیل سی سادہ سی فراک۔۔ اور اتنے میں ہی وہ بے حد حسیں لگ رہی تھی۔۔

جان عالم اپنی شاندار پرسنلٹی لیے مردان خانے میں داخل ہوا۔۔ اسے دیکھتے سب کھڑے ہوئے تھے۔۔ جان عالم کے بیٹھتے ہی سب بیٹھے تھے۔۔ لیکن اس کے نقوش تنے ہوئے تھے۔۔ اس کے چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔۔ وہ پہلے سے بہت بدل چکا تھا۔۔ لیکن صرف ورشاں کے لیے۔۔ اپنی من پسند عورت کے لیے۔۔ جان عالم کے نقوش تنے دیکھتے مردان خانے میں خاموشی تھی۔۔ جب تک وہ نہ بولتا کسی میں بھی اتنی ہمت نہ تھی۔۔ کہ وہ اپنی بات شروع کرتا۔۔ جان عالم نے ایک نظر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔ جس کا صاف مطلب تھا۔۔ کہ وہ اپنی بات شروع کرے۔۔ خان۔۔ میری بیٹی عائشہ۔۔ میں اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ جلد از جلد اپنے اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔۔ وہ شخص نظریں جھکائے بولا۔۔ جان عالم نے اس کی بات پر سکون انداز میں سنی تھی۔۔ لیکن چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔۔ تو کر دو۔۔ اس میں مشکل کیا۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ نہیں خان۔۔ میری بیوی ایسا کرنے سے منع کر رہی ہے۔۔ وہ نہیں چاہتی ایسا ہوں۔۔ اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی۔۔ اور یہ جان عالم کے چہرہ کی سنجیدگی کا کمال تھا۔۔ اس کے چہرہ پہ اس قدر سنجیدگی اور آنکھوں میں غصے ہوتا تھا۔۔ کہ کوئی بھی اس کی طرف دیکھ کر بات نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔ سوائے ورشاں کے۔۔۔ اس کے غصے سے تو رائمہ خان بھی ڈرتی تھی۔۔۔ اپ کیوں ایسا نہیں چاہتی۔۔۔ جان عالم نے اب کی بار پردے کے پیچھے کھڑی خاتون سے سوال کیا۔۔۔ خان ہمارا بیٹی ابھی بارہ کا ہوا ہے۔۔۔ اور ہم چاہتا ہے۔۔۔ کہ ہمارا بیٹی پڑھے۔۔۔ اس خاتون کی آواز روندیں سی تھی۔۔۔ اپ۔۔۔ اس سے پہلے جان عالم کچھ بولتا لاونج سے آتی چینخ پر جان عالم کھڑا ہوا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ ورشاں چینخی تھی۔۔۔ جان عالم جلدی سے مردان خانے سے نکلتے ہوئے لاونج میں آیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے مردان خانے سے نکلا تھا۔۔۔ اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم لاونج میں آیا۔۔۔ ورشاں کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ اور وہ چینخ رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ رائمہ خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ عالم اس میں۔۔۔ رائمہ خان اپنا جملہ ابھی مکمل کرتی کہ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس کا پاؤں اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔۔۔ زمل خان بھی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ رائمہ خان حیرانگی سے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ تو سوچ رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم غصے کرے گا۔۔۔ لیکن جان عالم تو ورشاں کے پاؤں میں بیٹھا چکا تھا۔۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔۔ جان عالم اس کے پاؤں سے خون رستے دیکھ غصے سے بولا۔۔۔ اس کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ جان عالم اپنا ہاتھ اوپر رکھے جسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ج۔۔۔ ج۔۔۔ جان۔۔۔ خ۔۔۔ خان۔۔۔ م۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے پ۔۔۔ پین۔۔۔ ہو رہی ہے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی نیلی نم آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ اس کے دل پہ جیسے کسی نے انگارے پھینکے ہوں۔۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔۔ اب کی بار جان عالم دھاڑا تھا۔۔۔ اس کی دھاڑ پہ زمل رائمہ خان کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ میں پانی لے کر آرہی تھی۔۔۔ ورشاں مجھ سے ٹکرائی تو گلاس ٹوٹ گیا۔۔۔ اور کانچ بھابی کے پاؤں میں لگ

گیا۔۔۔ رمشاء جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کی دھاڑ سے رمشاء بھی ڈر چکی
 تھی۔۔۔ تمھیں نظر نہیں آیا۔۔۔ آنکھیں کھول کر نہیں چل سکتی تھی۔۔۔ کتنا برا لگ گیا۔۔۔ جان عالم
 غصے سے اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔ رمشاء کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم اسے
 جن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا۔۔۔ ابھی زندہ زمین میں گاڑ دے گا۔۔۔ آنکھیں
 کھول کر چلا کرو۔۔۔ اگر نظر نہیں آتا۔۔۔ تو اپنے کمرے میں رہا کرو۔۔۔ کمرے سے باہر نکلنے کی
 ضرورت نہیں۔۔۔ جان عالم اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا۔۔۔ جان عالم
 غصے سے رمشاء کو دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ میرا جو کہ کچن میں تھی۔۔۔ جلدی سے باہر آئی تھی۔۔۔ جی
 خان۔۔۔ وہ جان عالم کہ دھاڑ پہ اسی لمحے آئی تھی۔۔۔ جلدی سے فرسٹیٹ بوکس لے کر آؤ۔۔۔ جان
 عالم ورشاں کے پاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل جو کہ پہلے ہی فرسٹیٹ بوکس منگوا چکی
 تھی۔۔۔ اس نے جان عالم کی طرف بڑھایا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاؤں کا معائنہ کرتے ہوئے اس
 کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ ہلکا سا کناچ کا ٹکڑا اس کے پاؤں میں تھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نے روتے
 ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ روتے ہوئے مزید
 خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔۔ دل چاہ رہا ہے۔۔۔ ابھی تمھیں اپنے وجود کا حصہ بنا کر دوریاں ختم کر
 دو۔۔۔ جان عالم ورشاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ ورشاں جو کہ رو رہی
 تھی۔۔۔ جان عالم کی بات پہ کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے سرخ پڑنے پہ
 مسکراتے ہوئے اس کے پاؤں سے کناچ نکالتے کوٹن رکھ گیا۔۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے نم آنکھوں
 سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پاؤں پہ

ڈریسنگ کرتے اسے اپنی گود میں اٹھا گیا۔۔۔ ورشاں شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن جان عالم نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے
 دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جان عالم کسی کی پرواہ کیے بنا ہی ورشاں کو لیے
 اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ ہم کو تم سے یہ امید نہیں تھا۔۔۔ داجی کی آواز پہ جان عالم روکا تھا۔۔۔ اس نے
 پلٹتے ہوئے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا کیا داجی؟ جان عالم نے داجی کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ تم کو جرگے میں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ اور تم یہاں اپنا زن مریدی کا رکارڈ بنا رہا ہے۔۔۔۔۔ داجی
 غصے سے بولے۔۔۔۔۔ داجی زن مریدی نہیں میں تو اپنی جان حیات کو غلام ہوں۔۔۔ جان عالم سنجیدگی
 سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ رائنہ خان، رابیہ خان بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی
 تھی۔۔۔ جبکہ زمل مسکرا رہی تھی۔۔۔ تم میں شرم ہے۔۔۔ یا تمہارا شرم مر گیا ہے۔۔۔ داجی جان عالم
 کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ داجی شرم تھی۔۔۔ بیوی آنے کے بعد مر گئی۔۔۔ جان عالم آب کی
 بار ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ رائنہ خان رابیہ خان جان عالم کی بات سنتے رو کی نہیں
 تھی۔۔۔ دونوں ہی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ تمہارا یہ غلامی ختم ہوں۔۔۔ تو ہم کو کمرے میں آکر
 ملو۔۔۔ داجی اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔ داجی ابھی میری جان حیات ہے۔۔۔ میں کیوں او
 گا۔۔۔ اپ کو کمرے میں ملنے۔۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔۔ لا حول و لا قوت۔۔۔ داجی بولتے ہوئے
 اپنے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔ جان عالم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ ورشاں تو شرم سے سرخ ہو رہی
 تھی۔۔۔ جان حیات بولا تو میں نے۔۔۔ سرخ ٹماٹر تم کیوں بن رہی ہوں۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ آ۔۔۔ اپ۔۔۔ داجی سے کیسی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی قمیض کے بٹن کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم کی قمیض کے بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔۔ جس سے اس کے سینے
پہ نظر جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو غصے سے دیکھا۔۔۔ یہ کیوں کھولے ہوئے
ہے۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ نمائش کے لیے۔۔۔ جان عالم پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے
ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں جان عالم کو ابھی بھی گھور رہی تھی۔۔۔ جان عالم پاؤں سے دروازہ بند کرتے
ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور ورشاں کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے اس کے پاس بیٹھا۔۔۔ کیا میری جان
حیات کو ابھی بھی پین ہو رہی ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں
نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان حیات بہت لا پرواہ
ہے۔۔۔ اپنا بالکل خیال نہیں رکھتی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اپ رکھتے
ہے۔۔۔ نا اسی لیے۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے ایڈمیشن لے

دے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔۔ پڑھ کر کیا کرو گی۔۔۔ جان
حیات۔۔۔ شادی تو ہو چکی ہے۔۔۔ جان عالم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے پڑھنا
ہے۔۔۔ میں چاہتی ہوں۔۔۔ کہ میں لوئر بنو۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری
جان حیات لوئر بنے گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کوئی خاص وجہ؟ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں
ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ یہ جو آپ بار بار میرے قریب آتے ہیں۔۔۔ آپ پر کیس کرو
گی۔۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ بے باکی سے اپنی کمر پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ تم دنیا کی سب سے

بڑی لوڑ ہی کیوں نابن جاؤ۔۔۔ میری قربت سے مجھ سے تمہیں پھر بھی رہائی نہیں ملے گی۔۔۔ جان
عالم و رشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

آریان کی گاڑی سڑکوں پہ دور رہی تھی۔۔۔ نمل کیسے کر سکتی تھی۔۔۔ وہ کیسے غلط قدم اٹھا سکتی تھی۔۔۔
اس کی بہن تھی۔۔۔ غیرت آرے آرہی تھی۔۔۔ آریان نمل سے محبت کرتا تھا۔۔۔ آریان چاہے باہر
رہتا تھا۔۔۔ لیکن نمل سے وہ ہمیشہ رابطے میں رہتا تھا۔۔۔ روشانے کے جانے کے بعد تو ویسے بھی وہ اکیلی
ہو گئی تھی۔۔۔ اسی لیے آریان زرغام دونوں ہی نمل کے قریب ہو گئے تھے۔۔۔ اس کی ہر فرمائش پوری
کرتے تھے۔۔۔ آریان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ آریان کی گاڑی سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرائی
تھی۔۔۔ آریان نے بمشکل ہی گاڑی کو بریک لگائی تھی۔۔۔ آریان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ کہ وہ
کیا کر رہا ہے۔۔۔ آریان سٹرینگ پہ سر رکھے گھرے سانس لینے لگا۔۔۔ آریان نے ایک نظر باہر
دیکھا۔۔۔ سامنے ہی کھڑی صوفیہ کو دیکھتے ہوئے اس نے حیرانگی سے آنکھیں بند کر کھولیں۔۔۔ کیا وہ
صوفیہ تھی؟ وہ حیران ہوتا گاڑی سے نکلتے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف
تھا۔۔۔ اس کے بال جو کہ ٹیل میں موقید تھے۔۔۔ اس کی کمر میں پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ بلیک کلر کی پینٹ
اور وائٹ کلر کا ٹوپ جو کہ گھٹنوں سے اوپر تھا۔۔۔ اور تھوڑا سا لویز تھا۔۔۔ وہ کان سے موبائل لگائے
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کر
گیا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ آریان نے اسے قہر برستی آنکھوں سے
دیکھا۔۔۔ وہ ان کپڑوں میں یہاں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ آریان کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹک گئی

ہے۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ صوفیہ آریان کو پیچھے کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھی۔۔۔ وہ ابھی بھی کال پہ
 بات کر رہی تھی۔۔۔ آریان اس کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑتے زمین پہ مار
 گیا۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ ایک لفظ نہیں۔۔۔ ورنہ
 یہی تمھاری سانسیں روک دوگا۔۔۔ اور تو بخوبی جانتی ہوں۔۔۔ کہ میں تمھاری سانسیں روک بھی سکتا
 ہوں۔۔۔ آریان اس کی کلائی پکڑتے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ میں اپن۔۔۔ صوفیہ اس سے پہلے کہ اپنا
 جملہ مکمل کرتی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف سرخ نظروں سے دیکھا۔۔۔ صوفیہ خاموش ہو
 گئی۔۔۔ آریان نے آگے بڑھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ کچھ بولے بنا گاڑی میں بیٹھ
 گئی۔۔۔ آریان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ صوفیہ نے ایک نظر آریان پہ
 ڈالی۔۔۔ اور پھر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔ آریان نے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ صوفیہ نے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔ کیا کر رہے ہوں۔۔۔ پاگل ہو کیا۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے
 بولی۔۔۔ تم وہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔ آریان سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ میں تمھیں جواب دے
 نہیں۔۔۔ صوفیہ بولتے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ آریان کی گاڑی کارخ فارم ہاؤس کی طرف
 تھا۔۔۔ پانچ منٹ کا سفر کرتے گاڑی فارم ہاؤس کے باہر روکیں۔۔۔ آریان گاڑی سے نکلتے صوفیہ کی
 طرف بڑھا۔۔۔ ہاتھ مت لگانا۔۔۔ صوفیہ اسے خود کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولی۔۔۔ تم ہاتھ کی بات کر
 رہی ہوں۔۔۔ منہ بھی لگاؤ گا۔۔۔ آریان اس کی کلائی پکڑتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ آریان۔۔۔ چھوڑو
 مجھے۔۔۔ صوفیہ چلائی تھی۔۔۔ باخدا تمھارے ہونٹوں سے اپنا نام سنتے ایسا لگتا ہے۔۔۔ جیسے مجھ سے
 زیادہ خوش نصیب ہی کوئی دنیا میں نہ ہوں۔۔۔ آریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ صوفیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ صوفیہ اپنی کلائی چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اسے بیڈ پہ دھکیلا۔۔۔ صوفیہ بیڈ پہ گرتے جلدی سے سیدھی ہوئی تھی۔۔۔ تم وہاں کیوں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے سردوسپاٹ لہجے میں پھر سے وہی سوال کیا۔۔۔ میں۔۔۔ صوفیہ نے بھی پھر سے وہی جواب دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن آریان اس کی طرف بڑھتے ایک ٹانگ بیڈ پہ رکھتے اس پہ جھکا۔۔۔ خبردار اب اگر تم نے کہا کہ تم مجھے جواب دے نہیں ہوں۔۔۔ تم صرف مجھے ہی جواب دے ہوں۔۔۔ صرف مجھے۔۔۔ آئی

سمجھ۔۔۔ آریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔ صوفیہ نے ڈرتے ہوئے تھوک نگلاتھا۔۔۔ وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو بدو۔۔۔ آریان دھاڑا

تھا۔۔۔ و۔۔۔ و۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ صوفیہ لڑکھڑاتی زبان سے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ ایک ہی سانس میں جواب دو۔۔۔ آریان اس کی طرف سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے بولا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ میں واپس جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں کو کال کر رہی تھی۔۔۔ اسے آج ایڈمیشن لینے جانا تھا۔۔۔ اسی لیے میں اسے کال کر رہی تھی۔۔۔ اس نے کال نہیں ریسو کی۔۔۔ تو میں لالا کو کال کر رہی تھی۔۔۔ صوفیہ اس قدر ڈری ہوئی تھی۔۔۔ کہ وہ واقعی ہی ایک سانس میں بول چکی

تھی۔۔۔ آریان نے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا۔۔۔ تمہارا وہ دو نمبر حوالہ دار اس کو غیرت نہیں آتی۔۔۔ یوں اپنی بہن کو سرے عام ننگے سر بہن کو سڑکوں پہ گھومنے کے لیے چھوڑا ہوا ہے۔۔۔ آریان اسے پہ جھکا اس کے چہرہ کو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ل۔۔۔ لالا مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ صوفیہ تھوک نگلتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اس کے چہرہ کی طرف بغور

دیکھا۔۔۔ وہ ڈری ہوئی تھی۔۔۔ اس کی براؤن آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔ جسے دیکھتے آریان کے دل کو
 کچھ ہوا تھا۔۔۔ آریان اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے بیڈ کراؤن میں سمائی تھی۔۔۔ آریان
 نے ٹبل پہ پڑی ساری پرفیوم ایک ہی جست میں زمین پہ پھینکی تھی۔۔۔ کمرے میں پرفیوم کی مہک
 پھیلی تھی۔۔۔ صوفیہ نے چینختے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح کمرے کی ہر چیز
 تباہ کر رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کو ان کپڑوں میں دیکھتے اس کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔۔۔ وہ کیسے یوں سر
 ڈھانپنے بنا باہر گھوم سکتی تھی۔۔۔ وہ اس کی عزت تھی۔۔۔ کیا اسے اس کی عزت کی بلکل پرواہ نہیں
 تھی۔۔۔ صوفیہ اسے یوں پاگل ہوتے دیکھ بیڈ کی دوسری جانب کھسکی اور جلدی سے نیچے اترتے باہر کی
 طرف بڑھی۔۔۔ آریان صوفیہ کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ اسے کلائی سے پکڑتے دروازے سے لگا
 گیا۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے آریان کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ اتے
 ہوئے بالوں کو دیکھتے آریان نے خود پہ ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ پہ اتے بال اور اس
 کی گردن پہ بیوٹی بون کا واضح تل کسی بھی انسان کو بہکا سکتا تھا۔۔۔ آریان کے گلے میں گلی بن کر معدم
 ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے جھکتے ہوئے اس کی بیوٹی بون کے تل پہ دانت گاڑھے تھے۔۔۔ صوفیہ اپنی
 آنکھیں بند کرتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے خود سے دور کرنے لگی۔۔۔ آریان اس کی بیوٹی بون کے
 تل کو سرخ کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں روک گیا۔۔۔ صوفیہ کا مزاحمت کرتا ہاتھ
 آریان پکڑتے اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں سے اپنی پیاس بجھاتے ہوئے اس کے
 ٹوپ کے اندر ہاتھ لے جاتے استحقاق سے اپنا حق جتانے لگا۔۔۔ صوفیہ اس کا ہاتھ اپنے ٹوپ کے اندر
 پیٹ سے اوپر کی طرف جاتا محسوس کرتے اس کی گرفت میں تڑپی تھی۔۔۔ صوفیہ اپنے ہاتھ چھروانے کی

کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آریان اس کو دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ سے چھو رہا تھا۔۔۔ صوفیہ کا چہرہ
 سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ شرم سے مرنے والی ہوئی تھی۔۔۔ آریان اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتے
 اس کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑھ گیا۔۔۔ صوفیہ نے سسکتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔۔۔ آریان کا
 ہاتھ ابھی بھی اس کے ٹوپ کے اندر اس کے جسم کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ باخدا بہت
 دیکھی۔۔۔ لیکن تم سی کوئی نہیں۔۔۔ یہ حسن صرف تمہارے ہی پاس ہے۔۔۔ تم ہی ہوں۔۔۔ جو مجھے
 بہکاسکتی ہوں۔۔۔ تم ہی ہوں۔۔۔ جو میرے جواں جز باتوں کو جگاسکتی ہوں۔۔۔ آریان اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ تم سچ میں خدا
 کی طرف سے دیا گیا ایک عظیم تحفہ ہوں۔۔۔ جسے میں ہمیشہ دل سے لگا کر رکھوں گا۔۔۔ آریان
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بہت جلد تم سے آزادی مل جائے گی۔۔۔ میں تم جیسے حواس پرست کے ساتھ
 نہیں رہوں گی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بن اب مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے
 بولی۔۔۔ آریان گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں کی تپش خود پہ
 محسوس کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنے سرخ ہوتے چہرہ پہ غصے لیے اسے دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی پڑے گا۔۔۔ تا عمر تم میری قید میں رہوں گی۔۔۔ آریان مخمور
 لہجے میں بولا۔۔۔ میں ایک دن بھی تمہارے ساتھ نہ رہوں۔۔۔ تم تا عمر کی بات کر رہے
 ہوں۔۔۔ صوفیہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہارے اچھے بھی رہے گے۔۔۔ آریان اس کے
 ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ تم میرے اچھوں کو ہی ساتھ رکھ لوں۔۔۔ مجھے تو جانے
 دو۔۔۔ صوفیہ اپنا چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔۔ آریان نے اس کی بات پہ قہقہہ لگایا

تھا۔۔۔ ساتھ تو تمہیں ہی رکھوں گا۔۔۔ جان من۔۔۔ ہر وقت اپنی باہوں میں رکھوں گا۔۔۔ آریان
اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس کی
آنکھوں کی تپش سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ میری طرف دیکھوں۔۔۔ آریان اس کے عارض پہ نرمی
سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی سنی ان سنی کی تھی۔۔۔ میری طرف دیکھو سیوٹ
ہارٹ۔۔۔ آریان اس کے گال سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ ہائے۔۔۔ تمہاری یہ ادائیں۔۔۔ تمہاری یہ مجھے دیکھنا۔۔۔ ہائے۔۔۔ آریان دل پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے بولا۔۔۔ مجھے واپس چھوڑ کر آؤ۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اگر نہ چھوڑ کر
آؤ۔۔۔ آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ تو میں چلاؤ گی۔۔۔ صوفیہ چٹکتے ہوئے
بولی۔۔۔ چلاؤ۔۔۔ آریان اس کی کلائیوں کو مضبوطی سے جکڑے بولا۔۔۔ ہیلپ۔۔۔ صوفیہ اتنا ہی بولی
تھی۔۔۔ کہ آریان پھر سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔ اس کی سانسیں مدھم کرتے
آریان نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا۔۔۔ بہت شوق ہے۔۔۔ نا تمہیں چلانا کا۔۔۔ آریان اس کی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آج تمہاری پرسوز چینخوں سے ہی سکون حاصل کرو گا۔۔۔ میں
تمہیں چینخنے پہ مجبور کرو گا۔۔۔ تم چلانا۔۔۔ ویسے اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔ آریان اسے شوخ نظروں سے
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ صوفیہ اسے گھورتے ہوئے
بولی۔۔۔ تمہارے قریب ہی ہوں۔۔۔ تم کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں کو فوکس میں
لیے بولا۔۔۔ ہاتھ چھوڑو پھر بتاتی ہوں۔۔۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔ صوفیہ سردائیں بانیں کرتے
ہوئے بولی۔۔۔ یہ لوں چھوڑ دیے۔۔۔ آریان اس کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ اس کے سینے

پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ لیکن آریان کو ایک ایجنہ ہلا سکی۔۔۔ بس
 ہو گیا۔۔۔ آریان اس کی پھر سے کلائیاں پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ تم کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ جان من تم مجھے
 کبھی خود سے دور نہیں کر سکتی۔۔۔ تم پہ صرف میرا حق ہے۔۔۔ اور میں جب چاہوں تمہارے قریب
 آ سکتا ہوں۔۔۔ آریان صوفیہ کی کلائیاں کمر پہن کرتے ہوئے بولا۔۔۔ تم جیسا گھٹیا شخص میں نے
 کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ صوفیہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ دیکھوں گی بھی نہیں۔۔۔ کیونکہ میں
 وون اینڈ اونلی ہوں۔۔۔ آریان اس کے بالوں سے پین کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ کے بال کھولے
 تھے۔۔۔ کچھ اس کے شانوں پہ آئے تھے۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ تم سے خوبصورت کوئی نہیں۔۔۔ تم اس
 قدر خوبصورت ہوں۔۔۔ کہ اگر مجھ سے میری جان بھی اپنے صدقے میں مانگوں۔۔۔ تو مسکراتے
 ہوئے دے دو گا۔۔۔ آریان اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ آزادی دے دو
 مجھے۔۔۔ اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ صوفیہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔ مر سکتا ہوں۔۔۔ لیکن تمہیں
 چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ تمہیں چھوڑ دیا۔۔۔ تو شاید یہ سانسیں سے بھی بند ہو جائے۔۔۔ آریان اب کی بار
 مدھم سی آواز میں بولا تھا۔۔۔ صوفیہ اس کی اتنی محبت دیکھتے ہوئے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ ایک پل کو
 اس کا دل آریان کی طرف بڑھنے کا بولا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل دماغ میں آریان کا دھوکہ آیا تھا۔۔۔ تم
 جیسے جھوٹے انسان پہ مجھے بالکل اعتبار نہیں۔۔۔ اور میں کرنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔ میں لالا کو بتاؤ
 گی۔۔۔ وہ مجھے تم سے آزادی لے دے گے۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ تمہارے لالا کو بھی
 زندہ دفن نہ کر دیا تو پھر کہنا۔۔۔ آریان کی آنکھیں اب غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ میں نے اگر تمہاری
 جان اپنے ہاتھوں سے نہ لی۔۔۔ تو پھر کہنا۔۔۔ صوفیہ بھی اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہاری ہی

ہے۔۔۔ جب چاہے لے لوں۔۔۔ آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میری زندگی سے چلے جاؤ۔۔۔ مجھے تمہارے چہرہ سے بھی نفرت ہے۔۔۔ صوفیہ نفرت آمیز نظروں سے بولی۔۔۔ آریان کے دل پہ انگارے برسے تھے۔۔۔ یہی رہوں گی۔۔۔ تم۔۔۔ میری نظروں کے سامنے جب تک میں چاہوں گا۔۔۔ آریان اسے بیڈ پہ دھکیلتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔ آریان نے باہر سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔ دروازے کھولو۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ صوفیہ دروازہ بجاتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ لیکن آریان جاچکا تھا۔۔۔ میں مر جاؤ گی۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ صوفیہ چینخی تھی۔۔۔ لیکن وہ ستم گر جاچکا تھا۔۔۔ صوفیہ دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی رونے لگی۔۔۔

آریان دو گھنٹے بعد واپس آیا تھا۔۔۔ آریان نے دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ جو کہ زمین پہ دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جلدی سے اٹھی تھی۔۔۔ آریان کو دیکھتے صوفیہ باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ وہ چکراتے سر پہ ہاتھ رکھتے گرنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ آریان نے اسے سنبھالا۔۔۔ اس کا وجود تپ رہا تھا۔۔۔ آریان اسے جلدی سے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ صوفیہ کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے آریان اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا۔۔۔ اس کے چہرہ بھی تپ رہا تھا۔۔۔ صوفیہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کا چہرہ اچانک ہی لٹھے کی مانند سفید پڑنا شروع ہوا تھا۔۔۔ وہ بیمار تھی۔۔۔ اس کا وجود بخار کی شدت سے تپ رہا تھا۔۔۔ آریان نے اس کے سفید ہوتے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ اگر وہ بیمار تھی۔۔۔ تو اسے پتہ کیوں نہیں چلا۔۔۔ جب وہ گیا

تھا۔۔۔ تب تک تو وہ ٹھیک تھی۔۔۔ کمرے میں سردی تھی۔۔۔ مطلب اسے بخار ان دو گھنٹوں میں ہوا
 تھا۔۔۔ وہ کتنی نازک تھی۔۔۔ اور اس بات کا اندازہ اریان کو بخوبی ہوا تھا۔۔۔ اریان نے بیڈ سے اٹھتے
 الیکٹرک ہیئر آون کیا۔۔۔ اور صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ روم تیزی سے گرم ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن صوفیہ
 کے وجود پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔ اریان صوفیہ پہ بلینکٹ دیتے کمرے کی وسط میں چکر لگانے
 لگا۔۔۔ وہ بے چین ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کی وجہ سے بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔ اریان گہرا سانس لیتے
 ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھتے
 اسے یوں لگا جیسے کسی انگارے کو چھو لیا ہوں۔۔۔ اریان نے اسی لمحے ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔ اریان ایک
 باؤل لیتے اپنا رومال نکالتے اس کی پیشانی پہ رکھنے لگا۔۔۔ اریان تقریباً بیس منٹ سے ہی رومال گیلیا
 کھرتے اس کی پیشانی پہ رکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ اریان نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور
 اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کا ٹوپ اتار گیا۔۔۔ اریان کے گلے میں گلٹی
 بن کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ اس کے وجود پہ سیاہ کلر کا پردہ اس کے سفید وجود کو اور بھی اٹریکٹ کر رہا
 تھا۔۔۔ اریان کو اپنے ہوش کھوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ اریان اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس کے وجود سے
 نظریں چراتے ہوئے اس کے وجود سے سارے کپڑے الگ کر گیا۔۔۔ اریان بیڈ پہ لیٹتے ہوئے صوفیہ
 کے نرم نازک بخار میں تپتے وجود کو خود پہ کر گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

پریشے لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ کب سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ لیکن مجال تھی۔۔ کہ زرغام نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ پریشے کو رونا آ رہا تھا۔۔ پریشے صوفے سے اٹھتے اوپر کی طرف بڑھی۔۔ پریشے دروازے کھولتے ہوئے اندر آئی۔۔ کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی۔۔ زرغام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھوں پہ بازو رکھے دوسرے ہاتھ میں سگریٹ دبائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ پریشے بیڈ پہ آ کر بیٹھی۔۔ زرغام ابھی بھی اسی پوزیشن میں تھا۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں لب و لب نم ہوئی تھی۔۔ پریشے نے زرغام کے بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ زرغام۔۔ پریشے نم آواز میں بولی۔۔ زرغام نے بازو ہٹاتے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ زرغام کی آنکھیں سرخ تھی۔۔ اس کی سبز آنکھیں خون جھلک رہی تھی۔۔ جن سے پریشے کو خوف محسوس ہوا

تھا۔۔ ز۔۔ ز۔۔ زرغام۔۔ پریشے کی آواز لڑکھرائی۔۔ زرغام اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ پریشے کے اس کی پیشانی کو چھو رہے تھے۔۔ زرغام نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی پیشانی سے بال پیچھے کیے۔۔ بولو۔۔ زرغام اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا۔۔ چہرہ کے نقوش تنے ہوئے تھے۔۔ مجھ سے ناراض ہے۔۔ پریشے نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ نہیں۔۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔۔ آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔ پریشے اب کی بار پلکیں جھکا گئی۔۔ وہ زرغام کی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھ نہ سکی تھی۔۔ میں کیوں تم سے ناراض ہونے لگا۔۔ زرغام اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔ پریشے کی پلکیں لرزی تھی۔۔ م۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔۔ کہ نم۔۔ اس سے آگے پریشے کو بولنے کا موقع دیے بنا ہی زرغام اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ

گیا۔۔ شش۔۔ میں نے پوچھا۔۔ زرغام نے اس کی دیکھا۔۔ پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔۔ سو
 جاؤ۔۔ زرغام بولتے ہی چہرہ دوسری طرف کر گیا تھا۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے
 تھے۔۔ زرغام کا دل اس کے لیے آج بھی پتھر تھا۔۔ کمرے میں پریشے کی ہچکیاں گونج رہی
 تھی۔۔ زرغام نے سگریٹ ایش ٹرے رکھتے پریشے کی طرف رخ کیا۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔ زرغام کا
 لہجہ سرد تھا۔۔ اس کا سرد لہجہ محسوس کرتے پریشے اور بھی ہچکیوں سے رونے لگی۔۔ کیوں رو رہی
 ہوں۔۔ زرغام اس کے رونے پہ دھاڑا تھا۔۔ پریشے ہچکی لیتے ہوئے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔ پریشے یہاں
 آؤ۔۔ زرغام اسے یوں اٹھتے دیکھ کر غرایا۔۔ پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔۔ یہاں آؤ۔۔ زرغام اسے اپنے
 پاس آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ نہیں آؤ گی۔۔ پریشے ہچکیوں کے درمیان
 بولی۔۔ پریشے۔۔ زرغام نے اس پہ سرد نظر ڈالی۔۔ نہیں آؤ گی۔۔ کبھی بھی نہیں آؤ گی۔۔ آپ آج بھی
 پہلے کی طرح ہے۔۔ آپ کبھی نہیں بدل سکتے۔۔ پریشے روتے ہوئے بولی۔۔ پریشے۔۔ زرغام اب کی بار
 مدھم سے لہجے میں بولا۔۔ پریشے اس کی ان سنی کرتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔ عارض پہ آنسو بہے
 رہے تھے۔۔ جسے پریشے ہاتھ کی پشت سے صاف کر رہی تھی۔۔ زرغام اسے دروازے کی طرف بڑھتے
 دیکھ کر لب بھینچتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور ایک ہی جست میں اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اسے
 بازو سے پکڑتے دیوار سے لگا گیا۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔ زرغام اسے سرخ ہوتی نظروں سے دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔ اپنے گھر۔۔ پریشے اپنی بازو چھروا تے ہوئے بولی۔۔ یہ کس کا گھر ہے۔۔ زرغام دانت پیستے
 ہوئے بولا۔۔ یہ آپ کی حویلی ہے۔۔ پریشے ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔ پریشے کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔ اس کے رونے پہ زرغام کو غصے آ رہا تھا۔۔ کیوں رو رہی

ہوں۔۔ زرغام دیوار پہ ہاتھ مارتے ہوئے دھاڑا۔۔ اپ میرے شوہر ہے۔۔ اسی لیے رو رہی
 ہوں۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔ اس کے جواب پہ زرغام کا دماغ گھوما تھا۔۔ میں
 تمہارا شوہر ہوں۔۔ اسی لیے رو رہی ہوں۔۔ زرغام اس کی بازو میں انگلیاں گاڑتے ہوئے غرایا۔۔ یہی
 وجہ ہے۔۔ پریشے درد سے سرخ چہرہ لیے بولی۔۔ شوہر بنانے سے پہلے سوچ لیتی۔۔ زرغام استغزیاہ
 مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔ اپ نے سوچا تھا بیوی بنانے سے پہلے۔۔ پریشے بھی اسی کے لہجے میں
 بولی۔۔ مجبوری تھی۔۔ ورنہ۔۔ زرغام نے آگے کچھ بولنے سے خود کو روکا تھا۔۔ ورنہ کیا۔۔ ورنہ آپ
 مجھ جیسی بد کردار سے نکاح نہ کرتا۔۔ ایسا ہی ہے۔۔ نا۔۔ پریشے نم آنکھوں سے بولی۔۔ پریشے۔۔ زرغام
 اسے اپنے اور بھی قریب کرتے ہوئے دھاڑا۔۔ پریشے کی نم آنکھیں دیکھتے زرغام اس سے دور
 ہوا۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے خود پہ ضبط کر رہا تھا۔۔ سچ بول رہی ہوں۔۔ اپ مجھ
 جیسی استعمال شدہ لڑکی۔۔ پریشے نے بولتے ہوئے ہچکی لی۔۔ پریشے فضول بکواس نے کرو۔۔ میرا ہاتھ اٹھ
 جائے گا۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔ غلط کیا ہے۔۔ آپ کو میری پاک دامانی کا ثبوت
 مل گیا تھا۔۔ اج اسی لیے آپ کے بچے۔۔۔ پریشے۔۔ زرغام نے پریشے کا جبرہ دو بوجھا تھا۔۔ اور اگلے
 ہی پل چھوڑ گیا۔۔ چپ کر جاؤ۔۔ ورنہ مجھ نہیں معلوم میں کیا بیٹھو گا۔۔ زرغام اس کے چہرہ پہ نظریں
 جمائے بولا۔۔ کرے کیا کر سکتے ہے۔۔ اپ کیا نہیں کیا۔۔ پریشے زرغام کی طرف بڑھی۔۔۔ پریشے
 بس اب۔۔ زرغام نے اسے وارننگ دی تھی۔۔ زرغام نے اس کے چہرہ پہ تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا
 تھا۔۔ پریشے اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔ زرغام نے دیوار پہ ہاتھ مارا تھا۔۔ یہاں کیوں مار رہے
 ہیں۔۔ مجھے مارے۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔ پریشے آواز نیچے رکھو۔۔ زرغام یکدم

چینھا۔۔ جانتی ہوں۔۔ مجھ سے محبت نہیں ہے۔ اپ کو محبت تو آپ کو اپنی بیٹی سے تھی۔۔ یہی غلطی مجھ سے ہوئی تھی۔۔ مجھے باتوں میں الجھا کر میری دوست کو ٹھے تک چھوڑ آئی۔۔ اور میں پہنچ گئی پولیس سٹیشن آپ سے مدد مانگی۔۔ آپ نے مدد تو کی لیکن مجھے سزا کے طور پر اپنی حویلی میں قید کر لیا۔۔ کتنے ہی تھپڑ مارے۔۔ ایک دفعہ بھی نہ سوچا۔۔ میں بھی تو کسی کی بیٹی ہوں۔۔ لیکن آج آپ کی بیٹی نے غلطی کی۔۔ اس نے محبت میں کی۔۔ لیکن اس سے کوئی سوال نہیں۔۔ اس پہ اسی کے بھائی نے ہاتھ اٹھایا۔۔ اپ نے اس کے چہرہ پہ تھپڑ مارا۔۔ کہ آپ کی بیٹی ہے۔۔ کیا میں اپنے بابا کی بیٹی نہیں تھی۔۔ پریشے روتے ہوئے بولی۔۔ پریشے۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔ پریشے کا رونا اسے اندر تک سلگا رہا تھا۔۔ خبردار! اگر آپ میرے قریب آئے۔۔ ورنہ آپ کے بچے کو مار دو گی۔۔ پریشے کچھ فاصلے پہ پڑی چھڑی اٹھاتے اپنے پیٹ کے قریب کر گئی۔۔ پریشے۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔ وہ وہی روکا تھا۔۔ پریشے نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔ جانتی تھی۔۔ میرے مرنے سے فرق نہیں پڑے گا۔۔ لیکن اپنے بچے پہ بات آئی تو فرق پڑے گا۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ پریشے اسے نیچے کرو۔۔ زرغام وہی کھڑا بولا۔۔ وہ ایک قدم بھی آگے نہیں ہوا تھا۔۔ آپ پہلے بھی میرے نہیں تھے۔۔ آج بھی میرے نہیں ہے۔۔ پہلے آپ اپنی بیوی رو شانے کے تھے۔۔ آج پتہ نہیں کس کے ہے۔۔ اپ کسی کے بھی ہو سکتے ہیں۔۔ لیکن کبھی پریشے حبیب اللہ خان کے نہیں ہو سکتے۔۔ پریشے روتے ہوئے چینخی۔۔ پریشے میری جان میں تمہارا ہی ہوں۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھا۔۔ ایک قدم بھی آگے مت آنا۔۔ پریشے اپنے پیٹ پہ چھڑی کی نوک رکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام روکا تھا۔۔ آپ میرے کبھی نہیں ہو سکتے۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ پریشے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے

چینخی۔۔ زرغام اس کے ریکٹ پر لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ خود کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتی
 تھی۔۔ اور زرغام ایسے بالکل نہیں چاہتا تھا۔۔ میں نے آپ کے بہت تھپڑ کھائے۔۔ اپ کا ہر ظلم
 برداشت کیا ہے۔۔ لیکن اب نہیں۔۔ پریشہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ م۔۔ میں اپنے لالا کے
 پاس چلی جاؤ گی۔۔ پریشہ روتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔۔ پریشہ۔۔ زرغام ایک ہی جست
 میں اس تک پہنچا تھا۔۔ پریشہ اپنے پیٹ پہ پھر چھڑی رکھتے دروازہ کھولتے جلدی سے باہر نکلی۔۔ زرغام
 بھی پریشہ کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔ پریشہ جلد بازی میں سڑھیاں اتر رہی تھی۔۔ پریشہ نے زرغام کی
 طرف دیکھا۔۔ بے دھیانی میں اس کا پاؤں پھسلا تھا۔۔ آہہ۔۔ پریشہ سڑھیوں سے گری
 تھی۔۔ پریشہ۔۔ زرغام پھلانگتے ہوئے سڑھیوں سے نیچے آیا تھا۔۔ پریشہ۔۔ زرغام پریشہ کی
 طرف بڑھتے اس کا سر اپنی گود میں رکھ گیا۔۔ آہہ۔۔ پریشہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے چینخ رہی
 تھی۔۔ زرغام اسے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے تیزی سے باہر نکلا۔۔ زرغام لاونج سے نکلتا کار پیوچ میں
 آیا تھا۔۔ بابا۔۔ شاہ در زرغام کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کی طرف بھاگا۔۔ آریان ابھی ہی حویلی
 آیا تھا۔۔ بابا کیا ہوا۔۔ آریان خان شاہ در کو گود میں اٹھاتے بولا۔۔ ہسپتال جا رہا ہوں۔۔ زرغام پریشہ کو
 پیسجر سیٹ پہ بیٹھاتے ہوئے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔۔ آریان بھی شاہ در کے ساتھ اپنی
 گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ آہہ۔۔ پریشہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے رو رہی تھی۔۔ زرغام نے
 ڈرائیونگ کرتے ہوئے پریشہ پہ ایک نظر ڈالی۔۔ میری جان کچھ نہیں ہو گا۔۔ زرغام پریشہ کے سر پہ
 چادر کرتے ہوئے بولا۔۔ نہیں۔۔ م۔۔ م۔۔ پریشہ سردائے بائے کرتے ہوئے چینخ رہی
 تھی۔۔ زرغام نے پریشہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھا۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ زرغام نرمی سے

بولتے ہوئے سپیڈ خطرناک حد تک تیز کر گیا۔۔۔ ز۔۔۔ ز۔۔۔ زرغام۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے درد سے چیخ رہی تھی۔۔۔ زرغام نے پریشے کے ہاتھ کا پکڑا۔۔۔ میری جان میں تمہارا پاس ہوں۔۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام گاڑی کو بریک لگاتے پریشے کو اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے ہسپتال کے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔ پریشے کی چادر زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔ لیکن زرغام کو اس کی پرواہ نہ تھی۔۔۔ اریان گاڑی سے نکلتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ پریشے کی چادر زمین پہ گری دیکھتے آریان چادر اٹھائے تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ شاہ در آریان کے پیچھے تھا۔۔۔ بابا۔۔۔ زرغام کو روم میں داخل ہوتے دیکھ آریان مدھم سی آواز میں بولا تھا۔۔۔ لیکن زرغام اتنی تیزی میں تھا۔۔۔ کہ اس کی آواز نہ سن سکا۔۔۔ بابا کو دے کر آؤ۔۔۔ اریان شاہ در کو چادر پکڑاتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ در چادر پکڑے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔ اریان باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

زرغام پریشے کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پریشے درد سے چیخ رہی تھی۔۔۔ اس کے کپڑوں سے اس کے نیشب و فراز میں ہلچل ہو رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کے سر آپے کو دیکھتے ایک ایک سیکنڈ بعد باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ بابا لانے دی ہے۔۔۔ شاہ در نے زرغام کو چادر پکڑائی۔۔۔ زرغام پریشے کے گرد چادر کرتے ہوئے اس کی پیشانی پہ آیلیمینٹ صاف کرنے لگا۔۔۔ آپ باہر جائے۔۔۔ ہمیں چیک اپ کرنے دے۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام شاہ در کا ہاتھ پکڑے باہر آیا۔۔۔ زرغام پریشانی سے یہاں وہاں چکر لگانے لگا۔۔۔ بابا سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ اریان پریشے کی حالت دیکھتے ہوئے سمجھ چکا تھا۔۔۔ ڈاکٹر دس منٹ بعد باہر آئی۔۔۔ ڈاکٹر میری وائف؟ زرغام اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ ڈاکٹر

بولی۔۔ آپ کی وائف ٹھیک ہے۔۔ ڈاکٹر تحمل سے بولی۔۔ اور میرا بچہ؟ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔ بے بی بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔ اپ وقت پہ نہ پہنچتے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ ان کا
 خیال رکھے۔۔ آپ کی وائف بہت کمزور ہے۔۔ ڈاکٹر بول کر آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔ زرغام اندر کی
 طرف بڑھا۔۔ پریشے سٹر پیجر پہ لیٹی ہوئی تھی۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ زرغام پاس پڑی چیئر اس کے
 پاس کرتے ہوئے بیٹھا۔۔ پریشے۔۔ زرغام نے پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ پریشے نے آنکھیں
 کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اب ٹھیک ہوں۔۔ زرغام پیار سے اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے
 بولا۔۔ پریشے ہچکی لیتے ہوئے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ زرغام نے پریشے کا چہرہ اپنی طرف
 کیا۔۔ اچھا یاد سوری غصے میں تھا۔۔ زرغام پریشے کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ میں ٹھیک
 ہوں۔۔ پریشے بول کر پھر سے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ زرغام اس کی طرف دیکھ کر خاموش ہوا
 تھا۔۔ زرغام خاموشی سے اس کی پشت پہ نظریں جما گیا۔۔

جان عالم ورشاں کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھا۔۔ ورشاں جان عالم کے حصار میں نظریں جھکائے
 لیٹی ہوئی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کے چہرہ پہ نظریں جمائے لیٹا ہوا تھا۔۔ جان عالم کی نظروں کی تپش
 محسوس کرتے ورشاں نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔ جان حیات اب تو درد نہیں ہو رہا۔۔ جان عالم
 ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نہیں۔۔ ورشاں جان عالم کے کھولے بٹنوں سے اس کے
 چوڑے سینے پہ نظریں جمائے بولی۔۔ جان عالم بلیک کلر کی شرٹ بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ اس کی
 شرٹ کے دو اوپر والے بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم ورشاں پہ سایہ فلن

ہوا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ بولو جان حیات۔۔ جان عالم
 ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ و۔۔ و۔۔ ورشاں نے کچھ سوچ کر بولنا چاہا۔۔ لیکن بول
 نہ سکی۔۔ بولو جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اپ کی یہ چھب
 رہی ہے۔۔ ورشاں جان عالم کی ہلکی بیرڈ کی طرف ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے مسکراتے
 ہوئے ورشاں کے عارض سے اپنی بیرڈ رگڑی۔۔ جان خان۔۔ تنگ نہ کرے۔۔ ورشاں جان عالم کو خود
 سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ پھر کس کرو۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔ مجھے نہ کرے بس۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ میں اپنی جان حیات کے لیے
 دودھ لے کر آتا ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں
 مسکراتے ہوئے ہمی میں سر ہلا گئی۔۔ جان عالم کمرے سے باہر نکلا۔۔ میرال ہلدی والادودھ ورشاں کے
 لیے دے کر جاؤ۔۔ جان عالم سڑھیوں میں کھڑا نیچے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جی لالا۔۔ میرال
 اسی لمحے بولی تھی۔۔ رمشاء جان عالم کو دیکھتے ہوئے روکی تھی۔۔ جان عالم رمشاء کو انگور کرتے ہوئے
 اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ تم کیوں ایسا کرتے ہوں۔۔ رمشاء جان عالم کی طرف بڑھتے اس کے
 بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ ابھی جان حیات باہر آگئی۔۔ تو پھر سے غصے کرے گی۔۔ اسی لیے تم
 جاؤ۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ کتنا ڈرتے ہوں تم اس سے۔۔ رمشاء جان عالم کو گھورتے ہوئے
 بولی۔۔ ڈرتا نہیں ہوں۔۔ محبت کرتا ہوں۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ عالم میں
 بھی تو۔۔ رمشاء بول رہی تھی۔۔ کہ ورشاں کو دیکھتے چپ ہوئی۔۔ آپ تو کچن میں گئے تھے۔۔ دودھ
 کا گلاس چل کر یہاں آنا تھا کیا۔۔ ورشاں دروازے کے پاس کھڑی بولی۔۔ جان حیات میرال کو بولا

ہے۔۔۔ لے کر آرہی ہوں گی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔ ورشاں
 نے رمشاء کی طرف دیکھا۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔ رمشاء کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بندہ تابع دارسائیں۔۔۔ جان عالم دل پہ ہاتھ رکھتے تھوڑا سا
 جھکا۔۔۔ چلے اندر۔۔۔ ورشاں جان عالم کو اندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم رمشاء کو
 جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں رمشاء کو شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی
 طرف بڑھی۔۔۔ جان خان صرف میرے ہے۔۔۔ اور اگر کبھی کسی نے جان خان کو اپنی طرف مائل
 کرنے کی کوشش کی تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گی۔۔۔ میری نظر تم پر ہی ہے۔۔۔ ورشاں نے کمرے
 میں آتے دروازہ بند کیا۔۔۔ آپ اس کے پاس کیوں کھڑے تھے۔۔۔ ورشاں دھاڑ سے دروازہ بند کرتے
 ہوئے اندر آئی۔۔۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ کس سے۔۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اتنا
 بھی معصوم نہیں ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو گھورتے ہوئے اس کے پاس بیٹھی۔۔۔ تمہارا پاؤں ٹھیک
 بھی ہو گیا۔۔۔ جان عالم نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھا۔۔۔ پاؤں کو چھوڑے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم
 کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تمہیں پکڑو۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ میری بات کا جواب
 دے۔۔۔ وہ کیوں آپ کے پاس کھڑی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم قریب ہو کر بیٹھی۔۔۔ یہاں بیٹھو پھر بتاؤ
 گا۔۔۔ جان عالم نے اپنی لپ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی بات پہ سرخ ہوئی تھی۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ جان عالم کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ جب چھوٹی
 تھی۔۔۔ تب زبردستی بیٹھ جاتی تھی۔۔۔ اب بول رہا ہوں۔۔۔ تب بھی نہیں بیٹھ رہی۔۔۔ جان عالم ورشاں
 کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ پہلے میں چھوٹی تھی۔۔۔ اب چھوٹی نہیں ہوں۔۔۔ ورشاں جان عالم

کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات اب ہی تو میری بیوی ہونے کا حق ادا کرنا چاہیے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے گلے سے اس کا چادر اتارتے ہوئے بولا۔۔۔ دروازہ نوکڑ ہونے پر جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔۔ میرال سے دودھ کا گلاس پکڑتے ہوئے واپس آیا۔۔ جان عالم نے گلاس ورشاں کو پکڑایا۔۔ ہلدی والا نہیں۔۔ ورشاں بول رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ شش۔۔ خاموشی سے پی لوں۔۔ ورنہ میں تمہاری ان گلاب کی پنکھڑیوں کو اپنی گرفت میں لوں گا۔۔ اور تب تک نہیں چھوڑو گا۔۔ جب تک ان پنکھڑیوں کا رس سارا نچوڑ نہ لوں۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ میں پی لوں گی۔۔ ورشاں جلدی سے گلاس ہونٹوں سے لگائی۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی لگا تھا۔۔ کہ ورشاں نے جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ جان عالم بنا سے کوئی موقع دیے اس کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 103_2

زر غام کب سے پریشے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ لیکن پریشے اسے اگنور کیے ہوئی تھی۔۔۔ پریشے۔۔۔ زر غام نے نرمی سے پریشے کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ پریشے نے زر غام کی طرف دیکھا۔۔۔ سوری یار۔۔۔ غصے میں تھا۔۔۔ زر غام نرمی سے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے

آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔ پریشہ خفگی سے بولی۔۔ زرغام نے ضبط سے گہرا سانس لیا۔۔ میرے علاؤہ
 کہاں رہوں گی۔۔ زرغام بے حد پیار سے بولا۔۔ میں لالا کے ساتھ چلے جاؤ گی۔۔ لیکن مجھے آپ کے
 ساتھ نہیں رہنا۔۔ پریشہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میں تمہارا بنا نہیں رہ سکتا۔۔ زرغام
 سنجیدگی سے بولا۔۔ لیکن میں تو رہ سکتی ہوں۔۔ پریشہ زرغام کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ اٹھو
 حویلی جانا ہے۔۔ زرغام پریشہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ میں خود اٹھ سکتی ہوں۔۔ پریشہ زرغام کا ہاتھ
 پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ پریشہ اٹھنے کی کوشش کر رہی
 تھی۔۔ لیکن اس کے چہرہ سے درد واضح تھا۔۔ زرغام نے لب بھینچے تھے۔۔ زرغام پریشہ کی طرف
 بڑھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے احتیاط سے کھڑا کر گیا۔۔ چلو۔۔ زرغام پریشہ کا ہاتھ پکڑتے
 ہوئے بولا۔۔ مجھے آپ کے سہارا کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں چل سکتی ہوں۔۔ پریشہ پھر سے زرغام
 کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔ زرغام مضبوطی سے پریشہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔ اس کی چادر
 ٹھیک کرتے زرغام پریشہ کے ساتھ باہر نکلا۔۔ اریان۔۔ زرغام نے آریان کو مخاطب کیا۔۔ جی
 بابا۔۔ اریان جو کہ موبائل استعمال کر رہا تھا۔۔ زرغام کی طرف بڑھا۔۔ یہ میڈیسن لے کر آؤ۔۔ زرغام
 ڈیسکریپشن پکڑاتے ہوئے گاڑی کی طرف آیا۔۔ زرغام نے گاڑی کا دروازہ کھولتے پریشہ کا ہاتھ
 پکڑا۔۔ میں خود بیٹھ سکتی ہوں۔۔ پریشہ سپاٹ چہرہ لیے بیٹھ گئی۔۔ زرغام دروازہ بند کرتے ڈرائیونگ
 سیٹ کی طرف بڑھا۔۔ شاہ در کو دیکھتے زرغام نے گاڑی میں بیٹھتے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔ بابا آپ ماما
 کو لے کر آگئے۔۔ مجھے چھوڑ کر۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ زرغام نے گاڑی سٹارٹ
 کی۔۔ آپ کی ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ زرغام شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ماما

کیا ہوا۔۔۔ اب شاہ در کا چہرہ پریشے کی طرف تھا۔۔۔ جو سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اپ کے بابا کے
 کمال ہے۔۔۔ پریشے سپاٹ چہرہ لیے بولی۔۔۔ زرغام نے ایک نظر پریشے پہ ڈالی۔۔۔ کیا کیا بابا نے۔۔۔ شاہ در
 اب پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کچھ بھی نہیں میری جان۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ پریشے
 شاہ در کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ آئی لو یو سو میچ ماما۔۔۔ شاہ در پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ ماما لو یو مور میری جان۔۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام کی گاڑی
 کار پیوچ میں آکر روکی۔۔۔ زرغام شاہ در کو نیچے اتارتے باہر نکلا۔۔۔ پریشے گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھ
 گئی۔۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ کہ پریشے کیوں ایسا ریکٹ کر رہی
 ہے۔۔۔ زرغام اندر کی طرف بڑھتے کچن کی طرف بڑھا۔۔۔ نورے پریشے کا کھانا جلدی لے کر
 آؤ۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتا اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ پریشے شاہ در کو گود میں بیٹھائے اس سے
 باتیں کر رہی تھی۔۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھتے ہوئے شاہ در کو اس گود سے اٹھاتے بیڈ پہ بٹھایا۔۔۔ پاگل
 ہو گیا۔۔۔ زرغام تھوڑا سا سرد لہجے میں بولا۔۔۔ بابا آپ ماما پہ غصے کر رہے ہیں۔۔۔ شاہ در غصے سے
 بولا۔۔۔ آپ کی ماما کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اسی لیے آپ بیڈ پہ بیٹھ کر باتیں کرو۔۔۔ زرغام شاہ در کو
 پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔ اوکے بابا۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام فریش ہونے کے
 لیے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زرغام دس منٹ بعد فریش ہو کر روم میں آیا۔۔۔ شاہ در سوچکا تھا۔۔۔ پریشے اس کے بالوں کو سہلا رہی
 تھی۔۔۔ زرغام شرٹ لیس تھا۔۔۔ اس کے بالوں سے پانی گر رہا تھا۔۔۔ زرغام بالوں میں ہاتھ پھیرتے

ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔ شاہ در کو سائیڈ پہ کرتے زرغام پریشے کی طرف بڑھتے اسے بنا کوئی موقع
 دیے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے صوفے کی طرف بڑھا۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑے مجھے۔۔۔ پریشے
 زرغام کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ در سویا ہوا۔۔۔ زرغام پریشے کی پیشانی سے پیشانی ٹکاتے
 ہوئے بولا۔۔۔ زرغام پریشے کو صوفے پہ لیٹاتے اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔ پریشے نے اس کے سینے پہ ہاتھ
 رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔ کیوں ناراض ہوں۔۔۔ زرغام پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ میں ناراض نہیں ہوں۔۔۔ پریشے خفگی سے بولی۔۔۔ تم کہوں تو تمہارے قدموں میں بیٹھ جاتا
 ہوں۔۔۔ اگر یوں معاف نہیں کرنا۔۔۔ زرغام پریشے کی ٹھوڑی سے اوپر کرتے ہوئے بولا۔۔۔ کس کس
 بات کے لیے معافی مانگے گے۔۔۔ پریشے سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔ اپنی ہر اس غلطی کے لیے معافی مانگو
 گا۔۔۔ جو میں نے کی۔۔۔ جس سے تمہیں تکلیف ہوئی۔۔۔ زرغام بے حد پیار سے بولا۔۔۔ پریشے کی آنکھیں
 نم ہوئی تھی۔۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کرو گی۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ میں ہمیشہ تم سے
 معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ جب تک زندہ ہوں۔۔۔ تم سے معافی مانگتا رہوں گا۔۔۔ زرغام پھر سے
 پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ زرغام بالکل بھی پریشے پہ وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا۔۔۔ میں تم
 سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ پریشے۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ کب کیسے۔۔۔ لیکن تم میری زندگی بن چکی
 ہوں۔۔۔ زرغام خمار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے اس کی بات پہ استنزیہ
 مسکرائی۔۔۔ محبت، زندگی۔۔۔ پریشے نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ کیوں خود کو تکلیف دے رہی
 ہوں۔۔۔ جبکہ تم جانتی ہوں۔ کہ تمہارے لیے اور ہمارے بچے کے لیے خطرے کا باعث بن سکتا
 ہے۔۔۔ زرغام اپنے غصے پہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشے ناجانے کیوں اس سے خفا تھی۔۔۔ کیوں ایسا

ریکٹ کر رہی تھی۔۔ جانتی ہوں۔۔ اپ کو آپ کے بچے کی بہت فکر ہے۔۔ کچھ نہیں ہونے دو گی، اپ کے بچے کو۔ پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں پانی تھا۔۔ مجھے تمھاری بھی فکر ہے۔۔ تم میری بیوی ہوں۔۔ میرے بچوں کی ماں ہوں۔۔ زرغام پریشہ کے ناک سے ناک مس کرتے ہوئے بولا۔۔ لیکن مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔ اپ کو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی۔۔ پریشہ زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھے دونوں ہاتھوں سے دکھیلے ہوئے چلائی۔۔ شاہ در سو رہا ہے۔۔ جاگ جائے گا۔۔ آواز کم رکھو۔۔ زرغام پریشہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نفرت تھی۔۔ اپ کو میری آنکھوں سے۔۔ اب کیوں دیکھتے ہیں۔۔ پریشہ زرغام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ گزری ہوئی باتیں چھوڑ کیوں نہیں دیتی۔۔ زرغام بے بسی سے بولا۔۔ جس پہ گزرتی ہے۔۔ یہ وہی جانتا ہے۔۔ کہ وہ یہ سب کیسے برداشت کرتا ہے۔۔ آپ کبھی نہیں سمجھ سکتے۔۔ کہ میں نے اتنے سال کیسے افیت سے گزرائے۔۔ اپ سمجھے گے بھی کیوں؟ ظلم کرنے والے افیت دینے والی بھی تو آپ تھے۔۔ پریشہ روتے ہوئے ہنس کر بولی۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔ اب کیا چاہتی ہوں۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ مجھے طلاق دے دیں۔۔ پریشہ ایک ہی سانس میں بولی۔۔ زرغام کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔ اس کی سبز آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔ یہ کیسے ممکن تھا۔۔ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔۔ لیکن وہ اسے خود پہ اعتماد کروانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔ اور اس وقت یہی بہتر تھا۔۔ کہ وہ اس کے قریب نہ جائے۔۔

المیر خان فریش ہو کر روم میں آیا۔۔۔ المیر خان نے اپنے گرد ٹاول باندھا ہوا تھا۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اپنی سیلو شرٹ اور بلیک کلر کی پینٹ اٹھاتے پہننے لگا۔۔۔ المیر خان کپڑے پہنتے مرار کے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔ اور اپنے بالوں کو سیٹ کرنے لگا۔۔۔ المیر خان بال سیٹ کرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں نمل تھی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ سو رہی تھی۔۔۔ رات ساری نمل ہچکیاں بھرتی رہی تھی۔۔۔ المیر خان اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ یہ پہلا لمس تھا۔۔۔ جو اس نے نمل کی پیشانی پہ چھوڑا تھا۔۔۔ نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے المیر خان نے اس کے چہرہ پہ نظریں جمائی۔۔۔ اس کے گال پہ انگلیوں کے نشانات تھے۔۔۔ المیر خان نے حیران ہوتے اس کے گال کے نشان پہ انگلیاں رکھی۔۔۔ آہ۔۔۔ نمل خان سسکی تھی۔۔۔ اس کے عارض نیلے ہو رہے تھے۔۔۔ المیر خان حیران تھا۔۔۔ اس نے رات میں دھیان نہیں دیا تھا۔۔۔ کہ اس کے عارض پہ نشان تھا۔۔۔ المیر خان کی سانسیں نمل خان کے چہرہ پہ پھیل رہی تھی۔۔۔ نمل خان کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔ نمل نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ المیر خان کا چہرہ بالکل اس کے چہرہ کے قریب تھا۔۔۔ نمل تھوڑا سا پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھے۔۔۔ یہ کس نے کیا۔۔۔ المیر خان نمل کے گال کو نرمی سے دو انگلیوں سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ سس۔۔۔ نمل نے پھر سے سسکتے ہوئے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ کیا یہ تمہارا اس باپ نے کیا؟ المیر خان اب کی بار غصے گر جا۔۔۔ نن۔۔۔ ن۔۔۔ نمل نے جلدی سے بولنے کی کوشش کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ پھر کس نے کیا۔۔۔ المیر خان اس کے نیلے ہوتے گال پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ کس نے کیا۔۔۔ المیر خان مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ ل۔۔۔ لا لانے۔۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان کی براؤن آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ اور نمل کی کالی آنکھیں خوف میں مبتلا

تھی۔۔ جن میں المیر خان ڈوب رہا تھا۔۔ اٹھو۔۔ المیر خان نمل سے دور ہوتے ہوئے
 بولا۔۔ مم۔۔ مم۔۔ مجھے کپڑے۔۔ نمل خان آگے بول نہ سکی۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ المیر
 خان اس کی بات سمجھ چکا تھا۔۔ المیر خان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان اپنی ٹی شرٹ اور جینز
 لیے روم میں آیا۔۔ یہ لوں۔۔ المیر خان نے کپڑے بیڈ پہ رکھے۔۔ یہ پہن لوں۔۔۔ المیر خان نمل پہ
 کوئی نظر ڈالی بنا بولا۔۔ جسے نمل نے محسوس کیا تھا۔۔ جاؤ۔۔ المیر خان اسے یوں ہی بیڈ پہ بیٹھے دیکھ کر
 بولا۔۔ آ۔۔ نمل سرخ ہوتے ہوئے بولنی کی کوشش کر رہی تھی۔۔ المیر خان اس کی بات سمجھتے جا کر
 صوفے پہ بیٹھا۔۔

نمل چہنچ کر کے روم میں آئی۔۔ بلیک کلر کی ٹی شرٹ نمل کو لوز تھی۔۔ جینز نیچے سے فولڈ کی ہوئی
 تھی۔۔ بال اس کے گیلے تھے۔۔ جو کچھ اس کی گردن سے چسپکے ہوئے تھے۔۔ اور کچھ شانے پہ رکھے
 ہوئے تھے۔۔ نمل خان پیاری لگ رہی تھی۔۔ المیر خان نے ٹاول اٹھا کر نمل کی طرف بڑھا۔۔ نمل
 المیر خان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔۔ المیر خان اس کی بازو پکڑتے اس کے بالوں کو ٹاول
 سے سہلانے لگا۔۔ نمل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔ اسے بالکل امید نہ تھی۔۔ کہ المیر خان کچھ ایسا
 کرے گا۔۔ نمل نے کبھی ٹاول سے بال خشک نہیں کیے تھے۔۔ نمل ڈرائیووز کرتی تھی۔۔ المیر خان
 اس کے بال ٹاول سے خشک کرتے اس کے بالوں کو ہاتھوں سے سیدھا کرنے لگا۔۔ المیر خان ڈریسنگ
 ٹیبل سے بریش پکڑتے نمل کے بالوں میں بریش پھیرنے لگا۔۔ نمل حیران تر حیران ہو رہی
 تھی۔۔ المیر خان اس کے بالوں کو برش کرتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ بال ایک شانے پہ

تھے۔۔۔ جو کہ اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہے تھے۔۔۔ نمل خان المیر خان کی نظریں اپنے وجود پہ
محسوس کرتے اپنی سانسیں روک گئی۔۔۔ سانس لوں۔۔۔ المیر خان اس کے بال پیشانی سے پیچھے کرتے
ہوئے بولا۔۔۔ نمل اس کی طرف اپنی سانسیں تک روکے دیکھ رہی تھی۔۔۔ سانس لوں۔۔۔ المیر خان اس
کے عارض پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ سانس لوں۔۔۔ ورنہ تمھاری سانسیں کیسے واپس آئے
گی۔۔۔ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ المیر خان تھوڑا سا جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
مسکرایا۔۔۔ نمل نے اپنی روکی ہوئی سانسیں بحال کی۔۔۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے
دیکھتے نمل پلکیں جھپک رہی تھی۔۔۔ کہ وہ واقعی ہی مسکرا رہا ہے۔۔۔ رات میں وہ غصے کر رہا تھا۔۔۔ اور اب
مسکرا رہا تھا۔۔۔ اس نے تم کہاں چھو تھا۔۔۔ المیر خان نمل کے بال پیچھے کیے بول رہا
تھا۔۔۔ و۔۔۔ وہ۔۔۔ ا۔۔۔ س۔۔۔ ن۔۔۔ نے۔۔۔ نمل بولتے ہوئے رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ المیر
خان کا دل زور و شور سے دھڑکا۔۔۔ انسو نہ بہاؤ۔۔۔ ایک بھی آنسو نہیں بہانے چاہیے۔۔۔ سمجھی۔۔۔ المیر خان
نمل کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل المیر خان کے اتنے نرم رویہ پہ نمل خان بے خود ہوتے
المیر خان کے سینے میں چہرے چپھاتے رو دی۔۔۔ اب کی بار المیر خان کی سانسیں روکی تھی۔۔۔ المیر
خان کا وجود ساکت ہوا تھا۔۔۔ وہ خود اس کے قریب آئی تھی۔۔۔ وہ کل سے جس حال میں تھی۔۔۔ اسے کسی
کندھے کی ضرورت تھی۔۔۔ اور المیر خان سے مضبوط کندھا کس کا ہو سکتا تھا۔۔۔ المیر خان نے اس کی کمر
کے گرد حصار بنایا۔۔۔ نمل المیر خان کا کالرڈ بوچے رو رہی تھی۔۔۔ المیر خان نمل کے بالوں کو انگلیاں سے
سہلانے لگا۔۔۔ اس کمینے کی تو ایسی حالت کرو گا۔۔۔ کہ یاد رکھے گا۔۔۔ المیر خان غصے سے دھاڑا۔۔۔ نمل
اس کے حصار میں کانپی تھی۔۔۔ المیر خان نے نمل کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے نمل کے آنسو

صاف کیے۔۔ نیچے چلو۔۔ ناشتہ کرو۔۔ اور تمہارے ایک بھی بال پہ میری بہن تک کی بھی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔۔ المیر خان اپنے لفظوں پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔۔ م۔۔ میں ایسے ب۔۔ باہر نہیں جاؤ گی۔۔ نمل بیڈ سے چادر پکڑتے خود پہ اوڑھ گئی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل کو عجیب لگ رہا تھا۔۔ اس نے کبھی ایسی ڈریسنگ نہیں کی تھی۔۔ شام کو تمہارے کپڑے لے آؤ گا۔۔ ابھی ناشتہ تو کرنا ہے۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ نمل مدھم سی آواز میں بولی۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

پریشہ لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ شاہ درپاس ہی صوفے پہ بیٹھا کھیل رہا تھا۔۔ اور ساتھ ہی پیزا کھا رہا تھا۔۔ اریان اپنے کمرے سے نکلتے نیچے لاونج میں آیا۔۔ گیارہ بج رہے تھے۔۔ اسلام و علیکم چھوٹی ماما۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ و علیکم اسلام۔۔ ناشتہ لگواؤ۔۔ پریشہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ اپ کیوں لگائے گی۔۔ ملازمہ کھانا لگا دے گی۔۔ اریان شاہ در کے عارض کھینچتے ہوئے بولا۔۔ لالا۔۔ شاہ در غصے سے بولا۔۔ بولو میرا بچہ۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ بابا کہاں ہے۔۔ اریان شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ افس گئے ہیں۔۔ پریشہ سنجیدگی سے بولی۔۔ اور نمل؟ اریان نے ملازمہ سے جو س پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیا اسے واقع ہی معلوم نہیں تھا۔۔ لالا دیدہ کی شادی ہو گئی۔۔ شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔ شاہ در کیا بول رہا ہے۔۔ اریان حیرانگی سے بولا۔۔ جو بول رہا ہے۔۔ ٹھیک بول رہا ہے۔۔ میں نے نمل کا نکاح کر دیا۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتے

ہوئے لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ بابا یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ آپ کیسے نمل کا نکاح کر سکتے
 ہیں۔۔۔ اریان حیرانگی اور غصے سے بولا۔۔۔ میں اس کا باپ ہوں۔۔۔ کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔ زرغام
 کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا لیکن کیسے کس سے۔۔۔ آپ نے اس کا رات و رات ہی نکاح کر
 دیا۔۔۔ اریان پریشانی سے بولا۔۔۔ رات و رات نہیں کیا۔۔۔ کچھ دن پہلے سے ہی اس کے نکاح کی بات
 چل رہی تھی۔۔۔ اور کل دوپہر کو اس کا نکاح کیا۔۔۔ تم تو نکل گئے تھے۔۔۔ تمہاری طرح اس پر میں بھی
 ہاتھ اٹھاتا۔۔۔ زرغام آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن بابا آپ نے اس کا نکاح کس سے کر
 دیا۔۔۔ اریان گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر سے۔۔۔ میرا لکھانا گاؤ۔۔۔ زرغام اسے جواب دیتے
 ملازمہ کو مخاطب کر گیا۔۔۔ اریان لاونج سے باہر نکلا۔۔۔ آپ کو آریان کو بتانا چاہیے تھا۔۔۔ اس کی بہن
 ہے۔۔۔ پریشہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا بھی بیٹی ہے۔۔۔ اور میں نے کر دیا۔۔۔ جو مجھے اس
 کے لیے بہتر لگا۔۔۔ زرغام پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تم ان باتوں کی فکر نہ کرو۔۔۔ اپنا خیال
 رکھو۔۔۔ زرغام پریشہ کے عارض پہ ہاتھ رکھتے پیار سے بولا۔۔۔

المیر خان نیچے لاونج میں آیا۔۔۔ صوفیہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ لالا کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ صوفیہ
 المیر خان کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سوری میری جان۔۔۔ المیر خان صوفیہ خان کو اپنے حصار میں لیتے
 ہوئے بولا۔۔۔ لالا ناشتہ لگوا لیا ہے۔۔۔ جلدی سے کرے۔۔۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ صوفیہ المیر
 خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان بھی مسکرا دیا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے ساتھ ڈانگ روم میں
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر۔۔۔ المیر خان۔۔۔ آریان کی آواز پہ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جواب

جوس کا گلاس پکڑتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔ کہ آریان آئے گا۔۔ المیر خان جوس کا گلاس
 پکڑتے ہوئے لاونج میں آیا۔۔ سالے صاحب نیارشتہ بن گیا ہے۔۔ مبارک نہیں دو گے۔۔ لیکن تم
 لیٹ نہیں ہو گئے۔۔ میں سوچ رہا تھا۔۔ کہ تم رات میں ہی آؤ گے۔۔ لیکن تم۔۔ خیر۔۔ بولو بہنوئی کی
 حویلی پہلی دفعہ آئے ہوں۔۔ کیا کھانا پسند کرو گے۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے صوفیہ پہ بیٹھا۔۔ اور
 ٹانگ پہ ٹانگ جما گیا۔۔ کہاں ہے میری بہن۔۔ اریان المیر خان کی طرف بڑھتے اس کا گریبان پکڑ
 گیا۔۔ تیری بہن میری بیوی ہے۔۔ المیر خان آریان کے ہاتھ جھٹک گیا۔۔ دو نمبر پولیس والے۔۔ میری
 بہن کہاں ہے۔۔ میں اسے لے کر جاؤ گا۔۔ اریان المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔ دیکھ تیرے
 باپ نے میرا اس سے نکاح کیا ہے۔۔ اب جا کر اپنے باپ سے پوچھ۔۔ چل نکل شاباش۔۔ المیر خان
 آریان کا چہرہ تھپتھاتے ہوئے بولا۔۔ یہ کر کے المیر خان اسے اندر تک آگ لگا چکا تھا۔۔ صوفیہ ڈانگ
 روم کے دروازے میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ اسے بھی تو معلوم نہیں تھا۔۔ کہ المیر نے نمل سے نکاح کیا
 ہے۔۔ گھٹیا انسان کتنا نیچے گرے گا۔۔ اریان المیر خان کے پیٹ میں ٹانگ ریسد کرتے ہوئے
 بولا۔۔ جتنا بھی گر جاؤ گا۔۔ اتنا نہیں کرو گا۔۔ کہ کبھی اپنی بہن پہ ہاتھ اٹھاؤ۔۔ المیر خان استنزیہ
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمل سڑھیوں میں کھڑی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ اریان نے نمل کی طرف ایک
 نظر دیکھا۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ کہ کہیں وہ غصے میں کچھ بول نہ دے۔۔ اگر اس
 نے بول دیا۔۔ تو وہ کیسے المیر خان کو فیس کرے گی۔۔ اب صوفیہ اسے آنکھوں سے جانے کا اشارہ کرتے
 ہوئے اس کی طرف التجائیں نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کی التجائیں نظریں دیکھتے آریان ایک نظر
 صوفیہ پہ ڈالتے واپس باہر نکلا۔۔ صوفیہ نے آریان کے جاتے ہی گہرا سانس لیا۔۔ لالا آپ نے نمل سے

نکاح۔۔ کب کیا۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کل۔۔ المیر خان نے ایک لفظ جواب دیتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔ لالا آپ جائے۔۔ میں ناشتہ آپ کے روم میں بھیجتی ہوں۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اوکے۔۔ المیر خان جواب دیتے اوپر کی طرف بڑھا۔۔

.... "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط 104_1

المیر خان کمرے میں آیا۔۔ نمل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔ المیر خان نمل کی طرف بڑھا۔۔ کیا ہوا۔۔ المیر خان نمل کے پاس بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ نمل ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل کی سسکیوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ل۔۔ ل۔۔ لالام۔۔ م۔۔ میرے۔۔ ل۔۔ لیے۔۔ ک۔۔ کیا۔۔ س۔۔ س۔۔ سوچ۔۔۔۔۔ رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔ کیا سوچے گا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ اریان کا نام سنتے ہی اس کے چہرہ پہ بیزاری آئی

تھی۔۔۔۔۔ لا۔۔ لا۔۔ س۔۔ سوچ۔۔۔۔۔ نمل بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ رات سے رو کر اس کا گلہ خشک ہو چکا تھا۔۔ المیر خان نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ نمل کا دل زور سے دھڑکا۔۔ اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر المیر خان کی طرف

دیکھا۔۔ کوئی کیا سوچتے ہے۔۔ کیا نہیں۔۔ تمہیں اس بات سے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔ میں کیا سوچتا
 ہوں اس بات سے فرق پڑنا چاہیے۔۔ ہم۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے حد نرمی سے
 بولا۔۔ المیر خان کے رات کے اور صبح سے اب تک روایہ سے نمل حیران ہو رہی تھی۔۔ وہ بالکل رات
 والا المیر خان نہیں تھا۔۔ جس کی آنکھیں سرخ تھی۔۔ جن سے اسے خوف محسوس ہوا تھا۔۔ اب اس
 کی براؤن چمکتی آنکھوں میں اس کے لیے محبت جھلک رہی تھی۔۔ لالا۔۔ صوفیہ دروازہ نوکڑ کرتے
 ہوئے اندر آئی۔۔ لاؤ مجھے دو۔۔ میری جان۔۔ المیر خان صوفیہ کی آواز پہ بیڈ سے اٹھتا دروازہ کی طرف
 بڑھا۔۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے المیر خان کو ٹریس پکڑائی۔۔ نمل نے حیرانگی سے صوفیہ کی طرف
 دیکھا۔۔ جو پنک کلر کا ٹوپ بلیک کلر کی پینٹ پہنے ہوئی تھی۔۔ اس کا ٹوپ گھٹنوں سے اوپر تھا۔۔ اس
 کے براؤن بال ٹیل میں قید تھے۔۔ نمل حیران ہوئی تھی۔۔ ملازمہ کہاں ہے۔۔ المیر خان ٹریس
 پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ملازمہ نیچے ہی ہے۔۔ میں نے سوچا اپنے لالا کا ناشتہ خود دے کر آؤ۔۔ نمل
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔ لالا صدقے میری جان۔۔ المیر خان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ لالا
 میں آفس جا رہی ہوں۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ احتیاط سے میرا بچہ۔۔ میں چکر لگاؤ گا۔۔ المیر
 خان سنجیدگی سے بولا۔۔ اوکے لالا۔۔ صوفیہ باہر نکلی۔۔ نمل نے صوفیہ کو جاتے ہوئے دیکھا
 تھا۔۔ اب اس کی نظر المیر خان پر تھی۔۔ کہ وہ کیسے اپنی بہن کو اندر کپڑوں میں باہر جانے کی اجازت
 دے رہا تھا۔۔ اگر زرغام یا آریان ہوتے اور صوفیہ کی جگہ نمل ہوتی تو اسے زندہ درگور کر دیتے۔۔ المیر
 خان نے ٹبیل پہ ٹریس رکھی۔۔ اٹھو کھانا کھاؤ۔۔ المیر خان نمل کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے
 سر اٹھا کر المیر خان کو دیکھا۔۔ المیر خان اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے مقابل کر گیا۔۔ المیر خان اس کی

طرف دیکھے بنا ٹہیل کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے نمل کو صوفے پہ
 بٹھایا۔۔۔ نمل کے سر سے چادر سرکتے ہوئے اس کے کندھوں پہ آئی تھی۔۔۔ المیر خان نے نمل کی
 طرف دیکھا۔۔۔ وہ کہیں اور دیکھنا ہی بھول گیا تھا۔۔۔ نمل اپنی کالی بڑی بڑی آنکھوں سے اسی کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنکھوں میں کہیں نمی سی تھی۔۔۔ آنکھیں چار ہوئی تھی۔۔۔ نمل المیر خان کی آنکھوں سے
 آنکھیں ملتے ہی نظریں جھکا گئی۔۔۔ المیر خان نے اس کی ٹھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔۔ میں نہیں
 جانتا محبت کیا ہے۔۔۔ لیکن تمہاری آنکھوں میں نمی نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف محبت پاش
 نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اگر کسی کی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو آئے تو میں اس
 شخص کا اس دنیا سے نام و نشان مٹا دوں گا۔۔۔ المیر خان نام و نشان پہ لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ چلو کھاؤ
 کھانا۔۔۔ المیر خان نے پلیٹ میں بریانی ڈالتے جو س کا گلاس اور پلیٹ اس کے سامنے کی۔۔۔ المیر خان بھی
 سنجیدگی سے ناشتہ کرنے لگا۔۔۔ نمل ابھی تک صرف پلیٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان نے نمل کے ہاتھ
 سے چمچ پکڑتے اس کے ہونٹوں کے آگے چمچ کی۔۔۔ نمل نے پلکیں جھپکتے ہوئے منہ کھولا۔۔۔ المیر خان
 نمل کو کھلا رہا تھا۔۔۔ ب۔۔۔ بس۔۔۔ نمل المیر خان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اور اسی پل ہاتھ
 پیچھے کر گئی۔۔۔ جو س پیو۔۔۔ المیر خان نے اسے زیادہ فورس نہیں کیا تھا۔۔۔ المیر کا موبائل جو کہ ڈریسنگ
 مرار پہ رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ المیر خان اٹھتے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔۔۔ ریان کی کال آرہی تھی۔۔۔ المیر
 خان نے کال ریسو کی۔۔۔ سراپ کو آنا چاہیے۔۔۔ وہ میم نوین۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا۔۔۔ کہ نوین نے اس
 سے موبائل پکڑا۔۔۔ مسٹر المیر خان مجھے لگتا ہے۔۔۔ کہ آپ کو گھر بیٹھنے کی تنخواہ نہیں دی جاتی۔۔۔ جلدی
 پہنچے۔۔۔ نوین نے بول کر کال کٹ کی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی بات پہ جبرہ بھینچے تھے۔۔۔ اسے غصے آیا

تھا۔۔۔ المیر خان نے غصے سے موبائل بیڈ پہ پھینکا تھا۔۔۔ نمل صوفے پہ بیٹھی ہی سہمی تھی۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ مائی ریٹ تم کیوں ڈر ہی ہوں۔۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔ المیر خان پیار سے بولا۔۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان اپنی پولیس کی وردی پہنے روم میں آیا۔۔۔ المیر خان کبرڈ کی طرف بڑھتے ہوئے پسٹل نکال کر پوکٹ میں ڈالی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف بڑھا۔۔۔ مائی ریٹ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ واپسی پہ آتے ہوئے تمہارے لیے کپڑے لے آؤ گا۔۔۔ المیر خان نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ نمل اس کے لمس پہ کانپتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ نمل آکر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

المیر خان پولیس اسٹیشن کے اندر داخل ہوا۔۔۔ نوین چمیر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان کو دیکھتے نوین استنزیاء مسکرائی۔۔۔ سرنواز سر آئے ہیں۔۔۔ آج میٹنگ تھی۔۔۔ ریان المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ سر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔ راین المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان میٹنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں نواز پہلے سے ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ المیر خان اندر انٹر ہوا۔۔۔ بیٹھے المیر خان۔۔۔ نواز مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نوین بھی چمیر پہ بیٹھی۔۔۔ کب سے انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو وقت کی پابندی کرنے چاہیے۔۔۔ نواز خان سنجیدگی سے بولے۔۔۔ سر لڑکیوں سے دھیان نکلے تو مجھے لگتا ہے پھر کام ٹھیک سے ہونگے۔۔۔ نوین استنزیاء مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ ریان، اور راین بھی سمجھ چکے تھے۔۔۔ کہ اس دن ہوٹل والی بات کر رہی

ہے۔۔۔ سر مجھے لگتا ہے، کہ آپ کو اس کیس میں اگر کسی کو پار ٹرن بنانا ہے۔۔ تو کسی ایسے انسان کو بنائے
 جو میری پرسنل لائف کو چھوڑ کیس پر توجہ دے۔۔ المیر خان انگلیوں میں انگلیاں پھساتے ہوئے
 بولا۔۔ المیر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔ کلر کرے۔۔ نواز کو بالکل سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ سر کیس کے متعلق
 بات کی جائے۔۔ اس کے علاوہ کیا ہو رہا ہے۔۔ ان باتوں پہ دھیان نہیں دینا چاہیے۔۔ المیر خان ہلکی سی
 مسکراہٹ ہونٹوں پہ لیے بولا۔۔ جی بالکل۔۔ نواز بھی المیر خان کی بات سے متفق ہوا تھا۔۔ یہ جگہ
 ہے۔۔۔ جہان تین ایٹک ہوئے ہیں۔۔ نواز ٹمبل پہ پڑے میپ میں تین جگہوں پہ انگلی رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اور یہ تینوں ایٹک اس وقت ہوئے جب چیئر مین جلسے کر رہے تھے۔۔۔ ہمارا کام ہے۔۔ کہ ہم
 ان کی حفاظت کرے۔۔۔ اور جلد از جلد ان ایٹک کی انفارمیشن نکالے۔۔ اور آتی کروانے والا اور کرنے
 والا ہمارے سامنے ہوں۔۔۔ نواز سنجیدگی سے بولا۔۔۔ المیر خان نے بغور میپ کی طرف دیکھا۔۔ سر
 مجھے لگتا ہے۔۔ کہ ان ایٹک کے پیچھے اسی سر ٹیل کلیر کا ہاتھ ہے۔۔ المیر خان سنجیدگی سے
 ۔۔۔ نواز نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ یس سر۔۔۔ کیونکہ you means kiya بولا۔۔۔
 جب میں نے اسے پکڑا تھا۔۔۔ تب بھی چیئر مین پہ ایٹک ہوا تھا۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بول رہا
 تھا۔۔ سر مجھے لگتا ہے۔۔ کہ یہ بے وقوفوں والی بات ہے۔۔ کیونکہ مجھے لگتا ہے۔۔ کہ اگر وہ بھاگی
 ہے۔۔ تو اتنی جلدی کوئی ایٹک نہیں کرے گی۔۔ نوین نے بھی اپنی رائے پیش کی۔۔ یہ بھی ہو سکتا
 ہے۔۔ نواز نے نوین کی طرف دیکھا۔۔ سر جلد از جلد مجرم آپ کے سامنے ہو گا۔۔ المیر خان بول کر
 کھڑا ہوا۔۔ گوڈ۔۔ نواز مسکرایا۔۔ المیر خان باہر نکلا۔۔ سر آپ کو لگتا ہے۔۔ کہ وہ کیا رہا ہے۔۔ ریان
 چلتے ہوئے بولا۔۔۔ ریان ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔۔۔ کیونکہ اس کا ٹارگٹ چیئر مین ہی تھے۔۔۔ المیر خان

چمیر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ بعد اوقات ایسا ہوتے ہے۔۔ کہ جس کا ہم سوچ رہے ہوتے ہیں۔۔ وہ نہیں ہوتا۔۔ نوین بھی سامنے چمیر پہ آکر بیٹھی۔۔ مس۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نوین۔۔ نوین مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مس المیر خان کبھی غلط نہیں سوچتا۔۔ المیر خان کی دہشت کے لیے اس کا نام ہی کافی ہے۔۔۔ میرے نام سے سوات کا نپتا ہے۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ مسٹر المیر اور آپ پھر ابھی مجھے نہیں جانتے۔۔ نوین نے ایبر واچکاتے ہوئے المیر خان کو دیکھا۔۔۔ مجھے آپ کو جاننے کا شوق نہیں۔۔۔ المیر خان نے نوین کو جواب دیتے ہوئے ریان کی طرف دیکھا۔۔۔ ریان ہر ایک کلب میں دیکھو۔۔۔ وہ ہمیں کلب میں ہی ملے گی۔۔ المیر خان ٹانگ پہ ٹانگ جماتے ہوئے بولا۔۔۔

رات کا وقت ہو رہا تھا۔۔ المیر خان مول سے نمل کے لیے شوپنگ کرتے حویلی آیا۔۔۔ المیر خان روم میں آیا۔۔ کمرے کی لائنس آؤف تھی۔۔ المیر خان صوفے پہ شوپنگ بیگ رکھتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان نے لیمپ آؤن کیا۔۔ اور مدھم سی روشنی میں نمل کا چاندنی سا خوبصورت چہرہ دیکھنے لگا۔۔ نمل سو رہی تھی۔۔۔ بلینکٹ اس کے وجود پہ نہیں تھا۔۔ اس کی شرٹ پیٹ سے اوپر تھی۔۔ جس سے اس کا سفید پیٹ نظر آرہا تھا۔۔ چادر اس کے گلے میں نہیں تھی۔ نمل سوتے ہوئے سانس لے رہی تھی۔۔ جس سے اس کے نیشب و فراز میں ہلچل سی ہو رہی تھی۔۔ جس سے المیر خان کی جواب جزبہ بھڑکے تھے۔۔ المیر خان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے نمل کے چہرہ پہ نظریں جمائیں۔۔۔ چہرہ پہ معصومیت ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ۔۔۔ ناک اور گال سرخ ہو رہی تھے۔۔۔ المیر خان کے ہونٹوں

پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی شرٹ پیٹ سے نیچے کی۔۔۔ المیر خان کی انگلیاں پیٹ سے
 مس ہوتے ہی نمل نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ نمل نے اپنی چادر کے لیے نظریں
 دوڑائیں۔۔۔ اسے نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ کپڑے صوفیہ پہ پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ المیر خان
 بول کر کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ نہیں آئی ابھی۔۔۔ المیر خان نے ملازمہ سے پوچھا۔۔۔ لالا صوفیہ دیدہ آ
 گئی تھی۔۔۔ صوفیہ دیدہ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ صوفیہ نے کھانا کھا
 لیا۔۔۔ المیر خان نے پھر سے سوال کیا۔۔۔ نہیں لالا۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ میں ویٹ کر رہی
 تھی۔۔۔ اپ کو لیٹ ہو گئی۔۔۔ اسی لیے میں روم میں چلے گئی۔۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف بڑھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ میرا بچہ ایم سوری۔۔۔ لیٹ ہو گیا تھا۔۔۔ المیر خان نے صوفیہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ لالا آپ
 بیٹھے جب تک کھانا لگتا ہے۔۔۔ میں نمل کو لے آتی ہوں۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔ المیر خان لاونج میں صوفیہ پہ بیٹھ گیا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے کمرے کی طرف
 بڑھی۔۔۔ صوفیہ دروازہ نوکڈ کرتے ہوئے اندر آئی۔۔۔ نمل صوفیہ کو دیکھتے صوفیہ سے اٹھی۔۔۔ صوفیہ
 مسکراتے ہوئے نمل کی طرف بڑھی۔۔۔ صوفیہ ریڈ کلر کاناٹ سویٹ پہنے ہوئے تھی۔۔۔ اور گلے میں
 دوپٹہ تھا۔۔۔ بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔۔۔ نمل چلو نیچے کھانا کھائے۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ نمل نے ابھی شوپنگ بیگ پکڑا ہی تھا۔۔۔ وہ میں چینج کر لوں۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ آجاؤ بعد میں چینج کر لینا۔۔۔ لالا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ صوفیہ نمل کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔ جی۔۔۔ نمل چادر سر پہ ٹھیک کرتے ہوئے صوفیہ کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔ نمل صبح تم سے مل
 نہیں سکی۔۔۔ مجھے آفس جانا تھا۔۔۔ کل تمہارے پاس رہوں گی۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ

ہر وقت مسکراتی رہتی تھی۔۔ کوئی سوچ نہیں سکتا تھا۔۔ کہ اسے کوئی غم ہوگا۔۔ لیکن اسے تھا۔۔ محبت میں دھوکہ ملا تھا۔۔ وہ اندر سے ٹوٹی ہوئی تھی۔۔ لیکن اس نے کبھی کسی پہ ظاہر نہیں کیا تھا۔۔ بظاہر وہ مضبوط دیکھنے والی لڑکی اندر سے کتنا ٹوٹی ہوئی تھی۔۔ یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔ نمل صوفیہ کے ساتھ نیچے آئی۔۔ المیر خان لاونج میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔ لالا۔۔ صوفیہ المیر کی طرف بڑھی۔۔ المیر خان ڈائنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ نمل صوفیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ المیر خان کھانا کھانے میں مصروف تھا۔۔ لالا باہر ریان آیا ہے۔۔ ملازمہ ڈائنگ روم میں آتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان پانی کا گلاس رکھتے باہر کی طرف بڑھا۔۔

المیر خان تقریباً گھنٹے بعد لاونج میں آیا۔۔ المیر خان اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔ مطلب نمل اس کے روم میں تھی۔۔ المیر خان اپنے کمرے میں آیا۔۔ اپنی شرٹ اتار کر صوفیہ پہ پھینکتا مرار کے سامنے کھڑا ہوا۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے المیر خان واش روم کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان واش روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے کھولیں تھی۔۔ نمل اپنے دھیان شاور اینکویلیسر میں کھڑی کپڑے پہن رہی تھی۔۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔ اس کی گلابی ہوتی پنڈلیاں، پتلی نازک سی بلی کھاتی کمر، نمل المیر خان کا ہاتھ گاؤن پہنتے اس کی ڈوریاں باندھتے ہوئے مڑی تھی۔۔ المیر خان کو دیکھتے اس کی انگلیاں روکی تھی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ المیر خان کا ہاتھ گاؤن اس کی پنڈلیوں تک کو چپھا چکا تھا۔۔ المیر خان پلکیں جھپکے بنا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ نمل سرخ پڑتے ہوئے گہرے سانس لے

رہی تھی۔۔ اس کی گلابی انگلیاں کانپ رہی تھی۔۔ المیر خان اس کے سراپے کو سر سے پاؤں تک بغور
 دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا ضبط آہستہ آہستہ ٹوٹ رہا تھا۔۔ المیر خان کو دیکھتے نمل اپنے ہاتھ تک سینے پہ باندھ
 چکی تھی۔۔ المیر خان نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔۔ نمل
 المیر خان کو خود کی طرف آتے دیکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔۔ نمل پیچھے ہوئی تھی۔۔ اس سے پہلے کے شاور
 اینکیو لیسر کا دروازہ نمل کی کمر میں لگتا، المیر خان نمل کی کلائی کھینچتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ مائی
 ریٹ۔۔ کیوں تم مجھ سے اتنا ڈرتی ہوں۔۔ المیر خان اس کی سادہ آنکھوں میں اپنی بھوڑی آنکھیں گاڑتے
 ہوئے بولا۔۔ نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ تم سر سے لے کر پاؤں تک میری ہوں۔۔ یوں آرمائی
 مائین۔۔ اونٹنی مائی مائین۔۔ المیر خان اس کے روئی سے گالوں کو چھوتے ہوئے بولا۔۔ م۔۔ م۔۔ میں
 ج۔۔ جاؤ۔۔ نمل اس کے چھونے پہ کرنٹ کھاتے ہوئے پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ اس کی کلائی ابھی تک المیر
 خان کے ہاتھ میں تھی۔۔ ہم جاؤ۔۔ المیر خان اس کی کلائی چھوڑتے ہوئے پیچھے ہٹا۔۔ المیر خان بلیک
 سینڈ وہننے ہوئے تھے۔۔ المیر خان فریش ہو کر روم میں آیا۔۔ نمل نیلی ولوٹ کی فراک پہنے ہوئے
 تھی۔۔ اس کے کالے سیاہ بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔ نمل کے بال اس کے گھٹنوں سے نیچے تک
 آرہے تھے۔۔ بالوں سے پانی گر رہا تھا۔۔ گلے میں دوپٹہ تھا۔۔ المیر خان اب شرٹ لیس تھا۔۔ المیر خان
 اپنی شرٹ پکڑتے پہنتے بٹن بند کرنے لگا۔۔ دروازہ بند کیا کرو۔۔ ابھی میں آیا تھا۔۔ اگر کوئی اور
 آجاتا۔۔ اور میری غیرت گوارہ نہیں کھاتی، کہ میری بیوی کو میرے علاؤہ کوئی دیکھے۔۔ تمہیں سرتا
 پاؤں دیکھنے کا پیار کرنا کا حق صرف میرا ہے۔۔ المیر خان نمل پہ نظریں جمائے بولا۔۔ ج۔۔ جی۔۔ نمل
 بولتے ہی بیڈ پہ لیٹے چہرہ تک کمبل لے گئی۔۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 104_2

جان عالم بیڈ پہ بیٹھا ہوا لیپ ٹاپ پہ فائٹرز چیک کر رہا تھا۔ جان عالم لائٹ براؤن کلر کی شرٹ نیوی بلیو کلر کی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ بال سیلف سے سیٹ کیے گئے تھے۔۔۔ براؤن آنکھوں میں کشش تھی۔۔۔ عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ چمک رہی تھی۔۔۔ اسے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔ لیپ ٹاپ میں مصروف ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ دو گھنٹے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم یوں ہی لیپ ٹاپ میں مصروف ہے۔۔۔ اور یہی بات اسے بالکل پسند نہیں آئی تھی۔۔۔ ورشاں ریڈ کلر کی سپرمل فرائم پہنے ہوئے اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیے کچھ لٹیں چہرہ پہ چھوڑے بنا کسی میک اپ کے ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ دوپٹہ سیلف سے گلے میں لیا ہوا تھا۔۔۔ لیکن جان عالم نے اس پہ ایک بھی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ اور یہی بات اسے اندر تک چھب رہی تھی۔۔۔ کہیں جان خان کو کوئی اور تو نہیں پسند آگئی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔ اگر آ بھی گئی تو کیا؟ ورشاں نے خود سے ہی دل میں سوال کیا۔۔۔ اس کا مقبرہ بناؤ گی۔۔۔ ورشاں خود کو خود ہی جواب دیا تھا۔۔۔ بلکہ مقبرہ کیوں؟ پھر سے خود سے سوال کر گئی۔۔۔ اگ لگاؤ گی۔۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جان عالم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ کب سے جان عالم کی طرف دیکھتے خود سے سوال کر رہی تھی۔۔۔ خود کو جواب دے رہی تھی۔۔۔ لیکن ایک نظر جان عالم نے اس پہ ڈالنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ناچاہتے

ہوئے بھی ورشاں نے جان عالم کو مخاطب کیا۔۔ حکم کرو جان حیات۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ایک
 نظر ورشاں پہ ڈال کر بولا۔۔ کب سے بڑی ہے۔۔ بس کر دے۔۔ ورشاں تھکے ہوئے انداز میں
 بولی۔۔ جان حیات کام میں کر رہا ہوں۔۔ تھکی میری جان حیات ہوئی ہے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پہ چل رہی تھی۔۔ جسے ورشاں بغور دیکھ رہی تھی۔۔ کیونکہ
 وہ اسے ابھی بھی اگنور کیے ہوئے تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں جان عالم کے بازو پہ مکہ مارتے ہوئے
 بولی۔۔ جان حیات بس دس منٹ۔۔ جان عالم اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ مجھے نہیں
 پتہ۔۔ اسے بند کرے۔۔ ورشاں جان عالم کے سامنے سے لیپ ٹاپ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم نے ورشاں کے ہاتھ پکڑتے اسے ہونٹوں سے لگایا۔۔ جان حیات ضروری فائل ہے۔۔ جان عالم
 ورشاں کی انگلیوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ یہی کرے اب۔۔ ورشاں اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے بیڈ سے
 اٹھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی دیکھا۔۔ جو کہ واشروم کی طرف جارہی تھی۔۔ جان عالم نے نظریں
 لیپ ٹاپ پہ جمائی۔۔ ورشاں نے واشروم میں داخل ہوتے دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔۔ جان عالم نے نظر
 اٹھا کر واشروم کے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے پھر سے دروازہ کھولتے ہوئے پھر سے
 دروازہ دھاڑ سے بند کیا۔۔ ورشاں ایک نظر جان عالم جو دیکھتے پہلے سے بھی زیادہ زور سے دروازہ بند کر
 گئی۔۔ اور یہ ورشاں نے ساتھ سے آٹھ بار کیا تھا۔۔ جان عالم اب حیران ہوا تھا۔۔ رمشاء سے جیلز ہوتی
 تھی۔۔ سمجھ آیا۔۔ میں کیا یہاں لڑکیاں دیکھ رہا ہوں۔۔ جان عالم نے واشروم کے دروازے کی طرف
 دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ جان عالم دس منٹ میں اپنا کام ختم کرتے ہوئے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھ
 گیا۔۔ جان عالم نے واشروم کی طرف دیکھا۔۔ جہاں سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔ ورشاں کو دس

منٹ ہو چکے تھے۔۔ وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔ جان عالم بیڈ سے اٹھتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔ دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔ جان عالم دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ ورشاں شاہور کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ ورشاں کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ جان حیات اتنی ناراضگی کہ اکیلے ہی فریش ہونے چلی آئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ ورشاں کی کمر جان عالم کے سینے سے پیچ ہو رہی تھی۔۔ شاہور سے گرتا پانی دونوں کو بیگور ہا تھا۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ ورشاں خود کو چھروانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ چھوڑ ہی تو نہیں سکتا۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن سے بال ہٹاتے اس کی پیچھلی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کا لمس اپنی پیچھلی گردن پہ محسوس کرتے ورشاں اس کے حصار میں کانپی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن سے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔ ورشاں جان عالم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جان عالم اسے شاہور کے نیچے کرتے دیوار سے لگاتے اس کے ہاتھ اوپر پین کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ قفل لگا گیا۔۔ ورشاں اپنی آنکھیں پھیلائے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔ ایک ہاتھ سے جان عالم اس کی دونوں بازو کو اوپر پین کیے ہوئے تھا۔۔ دوسرا ہاتھ پورے استحقاق سے ورشاں کے وجود پہ اپنا حق جتا رہا تھا۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں کو بے باکی اور بے دردی سے چھوتے ورشاں کو سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔ ورشاں کی روکتی سانسیں محسوس کرتے جان عالم اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا۔۔ ورشاں گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ اسے واقع ہی

سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹ اپنی دھڑکنوں پہ محسوس کرتے ورشاں نے مزاحمت شروع کی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی مزاحمت کرتے وجود کو سرے سے ہی نظر انداز کرتا اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑھ گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں اس کے حصار میں مچلتے ہوئے چینی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں سے سراٹھا کر ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ مزاحمت نہ کرو جان حیات۔۔۔۔۔ جان عالم نرمی سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے چھوڑے۔۔۔ ورشاں اپنے ہاتھ چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے اس کی ناف پہ گھومایا۔۔۔ جان حیات تمہیں نظر نہیں آتا۔۔۔ تمہارا جان خان تمہارا لیے کتنا پاگل ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیٹ سے اوپر ہاتھ لے جاتے ہوئے بولا۔۔۔ میرے لیے پاگل نہیں ہے۔۔۔ پہلے سے ہی پاگل ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی نظروں کی تپش سے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ میں پہلے سے ہی پاگل ہوں جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ جھکتے ہوئے دانت گاڑھے۔۔۔ سس۔۔۔ ورشاں سسکی تھی۔۔۔ جان حیات تم سر تا پاؤں کمال ہوں۔۔۔۔۔ جان عالم ورشاں کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے تھوک نگلاتھا۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خمار چھا رہا تھا۔۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں اپنے لیے طلب دیکھتے ورشاں کا دل زور و سے دھڑکا تھا۔۔۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔ میں قربان۔۔۔۔۔ جان عالم نے بولتے ہوئے ورشاں کے کان کی لوں کو دانتوں سے کاٹا۔۔۔

You are mine alone. I have only the right over you, over
 your existence, even over your breath.

جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی ایک ہاتھ سے شرٹ جکڑی ہوئی تھی۔۔ اور دوسرے ہاتھ سے ہاتھ بڑھاتے اپنا ہاتھ گاؤن پکڑا۔۔ جو کہ پکڑتے ہوئے ہی گिला ہو چکا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کیا۔۔ اور جلدی سے ہاتھ گاؤن

Don't even try to come near me, or I'll kill you. پہنا۔۔۔

And who will stop me from ورشاں جان عالم کو وارن کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم پھر سے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں دروازے کی getting close to you? طرف بڑھی۔۔ میں خود رو کو گی۔۔ ابھی بھی جائے اور جس کے ساتھ بات کرنے لگے ہوئے تھے۔۔ اسی سے کرے۔۔ ورشاں دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلی۔۔ اب تم پکا گئی۔۔ جان عالم نے اپنی شرٹ اتارتے ہوئے زمین پہ پھینکی۔۔ اور شاہور بند کرتا ہوا باہر نکلا۔۔ جان عالم شرٹ لیس باہر آیا۔۔ ورشاں اپنے بالوں کو سہلا رہی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ جتنا دور کرو گی۔۔ اتنا ہی تمہارے قریب آنے کا مزہ آئے گا۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔ میں سچ میں مارو گی۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میری جان اتنے دونوں سے آفس نہیں گیا۔۔ اسی لیے فائل بنا رہا تھا۔۔ ابھی تو داجی سے بھی عزت افزائی ہونی ہے۔۔ جان عالم ورشاں کے ہاتھ گاؤن میں انگلیاں پھساتے ہوئے بولا۔۔ کس خوشی میں۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان حیات جرگے سے اٹھ کر آیا تھا۔۔ تمہارا پاؤں دیکھنے داجی پھولوں کا ہار تو پہنائے گے، نہیں۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ تو آپ

کیوں آئے تھے۔۔ ورشاں جان عالم کے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔ جان عالم نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے پیچھے کو مرار کے ساتھ لگائے۔۔ کیوں مزاحمت کرتی ہوں۔۔ تمھاری نازک سی جان میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ بیوی پہ تشدد کرنا گناہ ہے۔۔ ورشاں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات میں تو اپنی شریک حیات سے محبت کرتا ہوں۔۔ اور اپنی محبت کا احساس اسے سر تا پاؤں چوم کر دلاتا ہوں۔۔ جان عالم خمار آلود آواز میں بولتے ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ ورشاں نے پوری مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کو ٹانگ ماری۔۔ جو کہ اس کے پیٹ میں لگی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔ جان حیات تھوڑی سی نیچے لگتی تو پھر ہمارے بچے کیسے آتے۔۔ تمھیں اپنے شوہر پہ زرا بھی ترس نہیں آتا۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔ جب آپ مجھے انور کر کے اپنے کام کر سکتے ہیں۔۔ تو میں بھی کر سکتی ہوں۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ چھوڑے۔۔ یہ لوں چھوڑ دیا۔۔ جب دل کرے قریب آجانا۔۔ اب میں نہیں آؤ گا۔۔ جان عالم بول کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔

غزنوی کمرے میں آیا۔۔ زمل غازیہ کو سلا رہی تھی۔۔ بابا کی جان۔۔ غزنوی اندر آتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔ بابا۔۔۔ غازیہ بیڈ پہ کھڑی ہوئی۔۔ سو جاؤ۔۔ زمل نے غصے غازیہ کی بازو پکڑتے اسے اپنی گود میں لیٹایا۔۔ بابا آئے ہے۔۔ غازیہ نے زمل کی طرف دیکھا۔۔ سو جاؤ۔۔ زمل غصے سے بولی۔۔ زمل نے ایک نظر بھی غزنوی پہ نہیں ڈالی تھی۔۔ غزنوی نے دروازہ بند

کیا۔۔ اور بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ مورے بابا۔۔ اب کی بار غازیہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔ میں
 نے کہا نا سو جاؤ۔۔ زل نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ مجھے بابا پاس جانا ہے۔۔ غازیہ رونا شروع ہوئی
 تھی۔۔ غازیہ اٹھ کر بیٹھی۔۔ لیکن غزنوی کی طرف نہیں بڑھی تھی۔۔ زل نے غازیہ کو دیکھا۔۔ غزنوی
 نے غازیہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔ میری جان کیا ہوا۔۔ غزنوی غازیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔ بابا مورے آپ کے پاس آنے نہیں دے رہی تھی۔۔ غازیہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے
 بولی۔۔ میری گڑیا کو بخار ہے کیا۔۔ غزنوی نے غازیہ کی پیشانی کے بال پیچھے کرتے ٹمپر پچر چیک
 کیا۔۔ اب تو ٹھیک ہوں۔۔ غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ لیکن مورے ڈانٹتی ہے۔۔ غازیہ غزنوی کے
 کان میں بولی۔۔ بابا آپ کی مورے کو ڈانٹے۔۔ غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔ غازیہ نے جلدی
 سے ہمی میں سر ہلایا۔۔ آپ کی مورے سے آپ کے بابا بھی ڈرتے ہے۔۔ غزنوی مدھم سی آواز میں
 غازیہ کے کان میں بولا۔۔ غازیہ منہ پہ ہاتھ رکھتے ہسنا شروع ہوئی تھی۔۔ زل نے غصے سے غزنوی کو
 دیکھا۔۔ اور اس کے حصار سے غازیہ کو لینا چاہا۔۔ بیگم کیا کر رہی ہوں۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔ یہ میری بیٹی ہے۔۔ زل غازیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ تمھاری ہی
 ہے۔۔ غزنوی غازیہ کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔ غازیہ غزنوی کے کندھے پہ سر رکھے سونے کی
 کوشش کر رہی تھی۔۔ میری بیٹی پہ آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے
 چلائی۔۔ میری بیٹی سو رہی ہوں۔۔ چینخوں مت۔۔ غزنوی غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جو کہ
 واقع ہی سو رہی تھی۔۔ میں سلا سکتی ہوں۔۔ زل نے پھر سے ہاتھ آگے کیے۔۔ اتنا غصے کیوں کر رہی
 ہوں۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھا۔۔ میں نہیں چاہتی آپ ایک بات پھر سے میری بیٹی کو خود کے پاس

ہونے کا احساس دلائے اور پھر پورا مہینہ واپس نہ آئے۔۔۔ زلزلے غصے سے بولی۔۔۔ یار ضروری کام
 تھا۔۔۔ غزنوی نے زلزلے کے عارض پہ ہاتھ رکھنے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ زلزلے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ مجھے
 آپ پر بالکل بھی یقین نہیں۔۔۔ پہلے بھی آپ پر یقین کیا۔۔۔ بار بار نہیں۔۔۔ اب ہمیشہ چھوڑ کر چلے جاتے
 ہیں۔۔۔ یہ کون سا پہلی دفعہ تھا۔۔۔ لیکن وقت بدل گیا ہے۔۔۔ غزنوی۔۔۔ پہلے میں اکیلی تھی۔۔۔ اب میری
 بیٹی بھی ہے۔۔۔ مجھے تو عادت ہے۔۔۔ آپ سے دور رہنے کی۔۔۔ ہر دفعہ ہی تو چھوڑ کر چلے جاتے۔۔۔ لیکن
 میری بیٹی بیمار ہو جاتی ہے۔۔۔ زلزلہ نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں نمی
 تھی۔۔۔ میری زلزلہ اتنا خفا ہوں۔۔۔ غزنوی غازیہ کو کو بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے زلزلے کی طرف بڑھا۔۔۔ میرے
 قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ زلزلہ غزنوی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بولی۔۔۔ میری زلزلہ مجھ سے
 خفا نہیں رہ سکتی۔۔۔ غزنوی زلزلے کی طرف بڑھا۔۔۔ اسی بات کا آپ فائدہ اٹھاتے آئے ہیں۔۔۔ لیکن اب
 نہیں۔۔۔ اب میں بالکل برداشت نہیں کرو گی۔۔۔ جب دل چاہے آگئے۔۔۔ جب دل چھوڑ کر چلے
 گئے۔۔۔ زلزلہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی اتنے دونوں بعد حویلی آیا تھا۔۔۔ اور جب آخری دفعہ آیا
 تھا۔۔۔ وہ پریشان تھا۔۔۔ زلزلہ کو رونا آ رہا تھا۔۔۔ یہ وہی شخص تھا۔۔۔ جو پہلے ہر وقت سامنے رہتا تھا۔۔۔ اور اب
 وہ اسے نظر تک بھی نہیں آتا تھا۔۔۔

اوروں میں بٹی رہی تیری آواز کی چاشنی

تیری آواز جن کا رزق تھی وہ فاقوں سے ہی مر گئے

زلزلے کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اب نہیں جاؤ گا۔۔۔ تمہارے پاس ہی رہوں گا۔۔۔ غزنوی نے زلزلے کی طرف
 بڑھتے اسے خود سے لگایا۔۔۔ زلزلہ اسے دونوں ہاتھوں سے خود سے دور جھٹک گئی۔۔۔ کبھی نہیں پہلے بھی

یہی سب کہتا تھا۔۔ پاگل سمجھا ہوا ہے۔۔ میں صرف آپ کی ضرورت کا سا۔۔ زل۔۔ اس سے آگے
 زل کچھ بولتی غزنوی نے زل کا جبرہ دو بوجھا تھا۔۔ کب ضرورت پوری کی تم سے۔۔ غزنوی زل کی
 ہیزل گریں آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑتے ہوئے دھاڑا۔۔ ضرورت ہی تو بن کر رہ چکی
 ہوں۔۔ اپ کی زندگی میں میری کیا اہمیت ہے۔۔ یہ آپ مجھے بہت اچھے سے بتا چکے ہے۔۔ زل غزنوی
 کی طرف دیکھتے ہوئے گھٹی گھٹی آواز میں غرائی۔۔ زل کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہو رہا تھا۔۔ جبکہ غزنوی کی
 گرفت ہلکی تھی۔۔ غزنوی نے کبھی اسے یوں نہیں چھوا تھا۔۔ لیکن اس کی بات اس کے تن بدن میں
 آگ لگ چکی تھی۔۔ زل کی درد کے مارے آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے شروع ہوئے
 تھے۔۔ غزنوی نے زل کا جبرہ چھوڑا۔۔ اور گہرا سانس لیتے ہوئے پھر سے زل کی طرف بڑھا۔۔ زل
 بیڈپہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ زل۔۔ غزنوی نے زل کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ زل نے سراٹھا کر غزنوی
 کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی زل کے ساتھ بیٹھا۔۔ غزنوی نے زل کو خود سے لگایا۔۔ زل غزنوی کے
 سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 105_1

صوفیہ اپنے کیبین میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ فضل خان بھی سامنے ہی چسیر پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ ٹبل پہ پڑی فائل
 پہ دونوں ڈیسکس کر رہے تھے۔۔ زرغام نوک کرتے ہوئے اندر آیا۔۔ اسلام و علیکم لالا۔۔ صوفیہ

زرغام خان کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ وعلیکم السلام کیسے ہے میرا بچہ۔۔ زرغام نے صوفیہ کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ صوفیہ اسے بھی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔۔ آریان بھی اندر داخل ہوا۔۔ صوفیہ نے آریان کو دیکھتے تھوک نگلا تھا۔۔ کیونکہ صوفیہ اس وقت وائٹ کلر کی شرٹ ریڈ جینز پہ ریڈ کلر کا لمبا کوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔ بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔ آریان نے اس دن کی التجائیں نظروں کو دیکھتے واپس گیا تھا۔۔ زرغام خان، فضل خان کے ساتھ والی چمیر پہ بیٹھا۔۔ آریان اپنی چمیر صوفیہ کے ساتھ کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔۔ اب میرے بابا تمہارے لالا تو نہیں لگتے۔۔ آریان تھوڑا سا ٹبل پہ جھکتے ہوئے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا۔۔ جو صرف صوفیہ تک گئی تھی۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اور اٹھنے لگی۔۔ آریان نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔ بیٹھی رہو۔۔ آریان مسکراتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا۔۔ ڈیل فائنل کرنے سے ہمیں فائدہ ہو سکتا ہے۔۔ فضل خان نے بات شروع کی تھی۔۔ زرغام نے ٹبل پہ پڑی فائل پکڑی۔۔ مجھے بھی لگتا ہے۔۔ کہ ہمیں اس ڈیل سے نقصان تو بالکل نہیں ہوں گا۔۔ زرغام بھی سنجیدگی سے بولا۔۔ آریان نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔ اور صوفیہ کی سانسیں اٹکی ہوئی تھی۔۔ تمہارا کیا خیال ہے۔۔ فضل خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ آریان ٹبل پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ صوفیہ کی تو سانسیں تک روکی تھی۔۔ صوفیہ۔۔ فضل خان نے صوفیہ کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔۔ ج۔جی۔۔ صوفیہ نے سانسیں بحال کی تھی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ یہ ڈیل کرنی چاہیے۔۔ فضل خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ جی۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آریان نے صوفیہ کی لپ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ صوفیہ نے آریان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے چٹکی کاٹی تھی۔۔۔ بابا مجھے لگتا ہے۔۔ کہ مجھے تھوڑا سا بزنس کو اور قریب سے سمجھنا چاہیے۔۔ آریان نے ایک نظر

صوفیہ پہ ڈالی۔۔ آپ تو روازنہ آفس نہیں آسکتے۔۔ تو میم آپ ہی مجھے بزنس کے متعلق اچھے سے سمجھا دے۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ نے حیرانگی سے آریان کی طرف دیکھا۔۔ فضل خان کو آریان کا صوفیہ کی طرف دیکھ کر مسکرا نا پسند نہیں آیا تھا۔۔ میں بتا دو گا۔۔ فضل خان نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ نہیں۔۔ تمہاری سمجھ نہیں آئے گی۔۔ مجھے ان کی سمجھ آ جائے گی۔۔ اریان نے فضل خان کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔ اگر کچھ کرنا ہی ہے۔۔ تو پہلے جو ب کرو۔۔ پھر بزنس کو اچھے سے سمجھا سکوں گے۔۔ فضل خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ زرغام نے فضل خان کی طرف دیکھا۔۔ میں چلتا ہوں۔۔ زرغام ٹائم دیکھتے ہوئے بولا۔۔ بابا میں کل سے آپ کے دوست کے آفس میں ہی جو ب کر لوں گا۔۔ اریان زرغام کو باہر کی طرف جاتے دیکھ کر بولا۔۔ زرغام نے اس کی بات نہیں سنی تھی۔۔ وہ جلدی میں باہر نکلتا تھا۔۔ اب ہر وقت آپ کے ساتھ رہوں گا۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ فضل خان نے آریان کو گھورا۔۔ تمہیں بھی جانا چاہیے۔۔ فضل خان آریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ میرے خیال میں تمہیں جانا چاہیے۔۔ اریان فضل خان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے استنزیہ بولا۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اور اپنا موبائل پکڑتے ہوئے اٹھی۔۔ صوفیہ دونوں کو انگور کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔۔ وہ ان دونوں میں سی کسی کی بھی سائیڈ نہیں لے سکتی تھی۔۔ آریان اس کا شوہر تھا۔۔ اور فضل خان المیر خان کا دوست جس سے وہ اس کی شادی کرنا چاہتا تھا۔۔ صوفیہ کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ آریان جلدی سے اٹھتا فضل خان کو پیچھے کرتے صوفیہ کے پیچھے باہر نکلا۔۔

زرغام روم میں آیا۔۔ پریشے بیڈ پہ بیٹھی ہوئی شاہ در کو پڑھا رہی تھی۔۔ شاہ در کا پی پہ جھکا اپنا کام لکھ رہا

تھا۔۔ زرغام اس کے پاس جا کر بیٹھا۔۔ میرا شاہ کیا کر رہا ہے۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے

در پنسل زرغام کو دیکھاتے ہوئے Dad, I am doing my homework بولا۔۔۔

بولا۔۔ اور یہ ابھی اسے پریشے نے ہی پڑھایا تھا۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے نیلی رنگ کی

فراک پہنے ہوئے تھی۔۔ بال اس کی کمر پہ کھولے لہر رہے تھے۔۔ گلے میں دوپٹہ تھا۔۔ شاید وہ ابھی

فریش ہو کر آئی تھی۔۔ چہرہ نکھرہ نکھرہ لگ رہا تھا۔۔ زرغام کی نظروں نے اس کا بغور جائزہ لیا

۔۔ شاہ در نے کا پی پریشے کی طرف کی۔۔ زرغام Jan, my homework is done تھا۔

نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ وہ اسے جان بول رہا تھا۔۔ ابھی کیا بولا۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف

دیکھا۔۔ کیا۔۔ شاہ در نے بھی زرغام کی طرف دیکھا۔۔ پریشے نے کا پی پکڑی۔۔ یہ ایسے کرتے

ہیں۔۔ پریشے نے اس کی کا پی کی طرف دیکھا۔۔ جہاں اس نے غلطیاں کی ہوئی تھی۔۔ پریشے شاہ در سے

ربر پکڑتے ہوئے غلطیاں ٹھیک کرنے کے لیے جھکی۔۔ اس کا گلہ گہرا تھا۔۔ جس سے نظر اس کے منیب

و فراز پہ پڑی تھی۔۔ زرغام نے پریشے کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے اوپر کیا۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ پریشے

نے زرغام کو حیران نظروں سے دیکھا۔۔ اگر میرا موڈ بن گیا، تو پھر مجھ سے رہائی مل جائے یہ ممکن نہیں

ہوں گا۔۔ اس لیے ٹھیک سے بیٹھو۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا۔۔ شاہ در نے زرغام کی

طرف دیکھا۔۔ آپ ماما کو قید کرنے لگے ہے۔۔ شاہ در نے معصومیت سے زرغام کی طرف

دیکھا۔۔ کوشش کرتا ہوں۔۔ مگر آج کل ہوتی ہی نہیں۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔ کیوں بابا۔۔ جان نے کیا کیا۔۔ شاہ در نے پریشے کا دوپٹہ کا کنارہ پکڑتے ہوئے زرغام کی طرف

دیکھا۔۔ آپ کی ماما میری بات نہیں مانتی۔۔ زرغام شاہ در کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے بولا۔۔ بابا میں کام کر رہا ہوں۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے۔۔ زرغام نے اب کی بار پریشے کو مخاطب کیا۔۔ بابا ماما بھی کام کر رہی ہے۔۔ زرغام پریشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ جو کہ اس کی کاپی پہ اس کی غلطیاں ٹھیک کر رہی تھی۔۔ مطلب میں ہی فارغ ہوں۔۔ صحیح ہے۔۔ تم ماں بیٹے بڑی ہوں۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جی بابا۔۔ اپ فارغ ہے۔ شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ مار کھاؤ گے۔۔ زرغام نے شاہ در کو گھورا۔۔ جان بابا ڈانٹ رہے ہیں۔۔ شاہ در نے پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ آپ کے بابا کو اور آتا ہی کیا ہے۔۔ پریشے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جان بابا آپ کو بھی ڈانٹتے ہے۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ ڈانٹتا نہیں ہوں میں تو بہت پیار کرتا ہوں۔۔ جواب زرغام نے دیا تھا۔۔ بابا آپ ماما کو پیار کرتے ہے۔۔ شاہ در نے زرغام کو غصے سے دیکھا۔۔ بہت پیار کرتا ہوں۔۔ ساری رات کرتا ہوں۔۔ زرغام پریشے کو آنکھ وناک کرتے ہوئے بولا۔۔ پریشے اس کی نظروں کا اشارہ اور بات سمجھتے ہوئے کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔ جان بابا آپ کو پیار کرتے ہے۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ آپ کا ٹیسٹ ہے۔۔ اپنا کام کرو۔۔ پریشے نے شاہ در کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

What is your name?

پریشے نے شاہ در کی ڈائری سے پڑھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔۔

Shah der__

شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔ پورا بتاؤ میری جان۔۔ پریشے نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔

My name is shah der khan..

شاہ در نے آنکھیں بند کرتے ہوئے جواب دیا۔۔

In which class you read?

پریشے نے پھر سے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔

I rea in prep class.

شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔

What is your father name?

پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ جس کا سارا دھیان پریشے پہ ہی تھا۔۔ پریشے نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔

My father name is Zargam khan..

شاہ در نے زرغام کا ہاتھ پکڑا۔۔ زرغام جو کہ پریشے کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ زرغام اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔

What is your moth..

پریشے بولتے ہوئے روکی تھی۔۔ کچھ پل یوں ہی کمرے میں خاموشی رہی تھی۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ ماما پوچھے میں جواب دو گا۔۔ شاہ در نے پریشے کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام ڈریسنگ روم سے اپنی شرٹ لیتے کمرے میں آیا۔۔۔

What is your mother name?

پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ واش روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ لیکن پریشے کے سوال پہ روکا تھا۔۔ پریشے شاہ در کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے ابھی وہ روشا نے کا نام لے گا۔۔ اور اس کا دل تھم جائے گا۔۔

My mother name is mr.s zargam..

شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ اس نے یہ جواب کہا سے یاد کیا تھا۔۔ یہی ہے ناما۔۔ لالانے بولا ایسے بولتے ہے۔۔ شاہ در پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ لالانے کہا۔۔ پریشے نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جی۔۔ زرغام واش روم کی طرف بڑھا۔۔

زرغام واش روم سے باہر نکلا۔۔ پریشے شاہ در کی بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔ ماما آپ بہت اچھی ہے۔۔ شاہ در پریشے کی طرف دیکھا۔۔ میری جان آپ ماما سے بھی زیادہ اچھے ہوں۔۔ پریشے نے شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔

My mother name is peershay..

ماما آپ لالا کو مت بتانا۔۔ لالانے کہا تھا۔۔ ماما کا نام نہیں لیتے۔۔ شاہ در پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔ زرغام شاہ در کی طرف بڑھا۔۔ لالا پاس جاؤ۔۔ زرغام شاہ در کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔ اوکے بابا۔۔ لیکن میں جان کے ساتھ سوؤں گا۔۔ لالا کے ساتھ نہیں سونا۔۔ شاہ در نے بھی اپنی
 شرط سنائی۔۔ اوکے۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ائی لو یو ماما بابا۔۔ شاہ در بولتے ہوئے نیچے
 اترا۔۔ آئی لو یو ٹو میری جان۔۔ پریشے، زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جو کہ بھاگ چکا
 تھا۔۔ ابھی بھی ناراض ہوں۔۔ زرغام نے پریشے کا ہاتھ پکڑا۔۔ جسے پریشے جھٹک گئی۔۔ کیوں اتنا
 ناراض ہوں۔۔ زرغام نے پریشے کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔ میں ناراض نہیں
 ہوں۔۔ نہ ہی مجھے ضرورت ہے۔۔ بس آپ مجھ سے دور رہا کرے۔۔ ورنہ مجھے میرے بابا کے پاس
 چھوڑ آئے۔۔ پریشے چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔ مطلب تم سوچ چکی ہوں۔۔ کہ تم میرے
 ساتھ نہیں رہوں گی۔۔ زرغام پریشے کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ جی۔۔ میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا
 چاہتی۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ لیکن میں تمہیں خود سے دور نہیں کر سکتا۔۔ زرغام
 پریشے کے بال کندھے سے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ دروازہ نوک ہونے کی آواز پہ زرغام بیڈ سے
 اٹھا۔۔ اور دروازے کی طرف بڑھا۔۔ بھابھی نے کھانا نہیں کھایا۔۔ نورے کھانا زرغام کو پکڑاتے
 ہوئے بولی۔۔ زرغام کو اب پریشے پہ غصے آیا تھا۔۔ زرغام دروازہ بند کرتے ہوئے اندر آیا۔۔ تم نے کھانا
 کیوں نہیں کھایا تھا۔۔ زرغام ٹریں اس کے سامنے رکھی۔۔ مجھے بھوک نہیں تھی۔۔ پریشے نے عجیب سا
 چہرہ بناتے ہوئے جواب دیا۔۔ زرغام نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ کھانا وقت پہ کھایا کرو۔۔ زرغام
 پیار سے بولا۔۔ میں آپ کی پابند نہیں ہوں۔۔ پریشے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام

نے لب بھینچے۔۔ چلو کھانا کھاؤ۔۔ زرغام نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔ بھوک نہیں ہے۔۔ جب ایک دفعہ بول دیا۔۔ تو نہیں ہے۔۔ پریشہ غصے سے بولی۔۔ زرغام نے پریشہ کے دونوں ہاتھ پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔ کھاؤ۔۔ ورنہ مجھے کھانا آتا ہے۔۔ زرغام پریشہ کے ہونٹوں کو فوکس میں لیے بولا۔۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور نم آنکھوں سے کھانا کھانے لگی۔۔

پریشہ نے کھانا ختم کرتے ہوئے پانی کا گلاس ختم کیا۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔ اب بتاؤ کیسے مانو گی۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔ مجھے میرے گھر چھوڑ آئے۔۔ پریشہ نے پھر سے وہی جواب دیا تھا۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔ چلو۔۔ زرغام بیڈ سے اٹھا۔۔ پریشہ حیران ہوئی تھی۔۔ کیا وہ مان گیا۔۔ پریشہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں نیچے ویٹ کر رہا ہوں۔۔ زرغام کیزا اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔ پریشہ کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہہ تھے۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔ لیکن اب میں بھی کبھی واپس نہیں آؤ گی۔۔ پریشہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ چادر لیتے پریشہ نیچے آئی۔۔ زرغام گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ پریشہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔ پریشہ کا چہرہ باہر کی طرف تھا۔۔ زرغام سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ گاڑی میں خاموشی تھی۔۔ دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم تھی۔۔ کہ زرغام اس کی بات مان چکا ہے۔۔ اسے چھوڑنے جا رہا ہے۔۔ جبکہ زرغام کا دل جل رہا تھا۔۔ اس کی باتوں پہ۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ اب پریشہ پہ غصے نہیں کر سکتا تھا۔۔ زرغام کی گاڑی مول کے باہر آ کر روکی۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ ویٹ کرو۔۔ میں آتا

ہوں۔۔ زرغام گاڑی لوک کرتے باہر نکلا۔۔ زرغام تقریباً دس منٹ سے اندر تھا۔۔ وہ بلیک مرسیرز آپ کی ہے۔۔ ایک نوجوان لڑکا زرغام کو کھڑے دیکھ کر بولا۔۔ جی۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ اسے آگ لگ گئی ہے۔۔ وہ نوجوان ہر بڑاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام اس کی بات سنتے باہر کی طرف بھاگا۔۔ اس کے ہاتھوں سے شوپنگ بیگ زمین بوس ہوئے تھے۔۔ وہ پاگلوں کی طرح باہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔۔ اور بھاگتے ہوئے کتنی دفع لڑکھڑایا تھا۔۔ زرغام باہر آیا۔۔ اس کی مرسیرز واقع ہی جل چکی ہوئی تھی۔۔ اس پہ اچھی خاصی آگ لگی ہوئی تھی۔۔ پریشے۔۔ زرغام اپنی مرسیرز کی طرف بھاگا تھا۔۔ کچھ لوگوں نے آگے بڑھتے ہوئے زرغام کو پکڑا۔۔ لیکن وہ قابو نہیں آ رہا تھا۔۔ مرسیرز کو آگ لگی ہوئی تھی۔۔ پریشے۔۔ زرغام زمین پہ بیٹھا چلانے لگا۔۔ پریشے تم ایسے نہیں جاسکتی۔۔ زرغام کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ لوگ اس نوجوان مرد کو یوں روتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔۔ لیکن وہ زمین پہ بیٹھا رو رہا تھا۔۔ اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔ پرواہ تھی، تو پریشے کی۔۔

نمل کچن میں کھڑی ہوئی اپنے لیے چائے بنا رہی تھی۔۔ وہ اس وقت اکیلی تھی۔۔ صوفیہ آفس تھی۔۔ امیر خان بھی گیا ہوا تھا۔۔ وہ بور ہو چکی تھی۔۔ نیلی ولوٹ کی فراک میں دوپٹہ سے بے نیاز بالوں کو باندھے ہوئے کھڑی تھی۔۔ اس نے کپ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔ کپ پکڑتے ہوئے کچھ کپ زمین پہ گرے تھے۔

اوشیٹ۔۔ نمل نے نیچے گرے ہوئے کپ کی طرف دیکھا۔۔ اور نیچے بیٹھتے اٹھانے لگی۔۔ المیر خان
جوا بھی ہی آیا تھا۔۔ کچن میں کھانا کا بولنے کے لیے آیا ہی تھا۔۔ کہ اس کو کانچ اٹھاتے دیکھ المیر نے اس کی
طرف دیکھا۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔ المیر خان اسے یوں ہاتھ پہ کانچ رکھتے دیکھ کر بولا۔۔ نمل جو کہ اپنے
دھیان ہی اٹھا رہی تھی۔۔ المیر خان کی آواز پہ کانپی تھی۔۔ ہاتھوں سے کانچ نیچے گرا

تھا۔۔ وہ۔۔ میں۔۔ نمل خان اپنے دھیان بولتے ہوئے ہاتھ زمین پہ رکھ گئی۔۔ آہہ۔۔ اس کے ہاتھ
میں کانچ پیوست ہوا تھا۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ نمل خان جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔ المیر خان
جانتا تھا۔۔ کہ وہ اب اس سے دور ہونے کی کوشش کرے گی۔۔ المیر خان نے ایک ہی جست میں اس
تک پہنچتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ المیر خان نے نمل کو چمیر پہ بٹھایا۔۔ اور خود اس کے ساتھ والی چمیر پہ بیٹھا
اس کے ہاتھ سے کانچ نکالنے کے لیے ہاتھ آگے کیا تھا۔۔ م۔۔ مجھے پین ہوں گی۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے
بولی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اتنے چھوٹے سے کانچ کے نکالنے سے کیسے پین ہوں
گی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔ مجھے ہوتی ہے۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے
بولی۔۔ ایک آنسو نہیں نکلنا چاہیے۔۔ اس نے نمل کی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل اپنی سانسیں
روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ سے کانچ نکال گیا۔۔ المیر خان کا دل بھی زوروں
سے دھڑکا تھا۔۔ اس نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ مقابل کی آنکھوں میں پانی تھا۔۔ لیکن ایک
بھی آنسو نہیں بہہ تھا۔۔ مطلب وہ اس سے ڈرتی تھی۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔۔ اور اٹھ کر کچن
میں بنی کبرڈ سے فرسٹیٹ بوکس نکالا۔۔ فرسٹیٹ بوکس لیتے پھر سے وہی آکر بیٹھا۔۔ اس نے نمل کا ہاتھ
پکڑتے کوٹن سے بلیڈ صاف کیا۔۔ اور ڈریسنگ کی۔۔۔ مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ لیکن میں کبھی تمہیں خود سے محبت کرنے کے لیے نہیں کہوں گا۔۔
جانتی ہوں کیوں؟ اس نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ نمل اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ یکطرفہ محبت کا الگ
ہی مزا ہے۔۔ یکطرفہ محبت میں صرف ایک انسان کا حق ہوتا ہے۔۔ اور اس محبت پہ صرف میرا حق
ہے۔۔ صرف میرا۔۔

"جب جب یکطرفہ عشق کا آئے گا

نام المیر خان اول آئے گا"

المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ کیونکہ المیر خان کی آنکھوں میں اس کے
لیے شدید محبت تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 105_2

ایم سوری مائی لیو۔۔ غزنوی نے زمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ چادر سرک کر کندھوں پر آئی
تھی۔۔ زمل نے ہیزل گریں آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ سب بدل گیا
ہے۔۔ غزنوی۔۔ آپ پہلے جیسے نہیں رہے۔۔ آپ ایسے نہیں تھے۔۔ آپ مجھ سے بالکل بھی محبت نہیں
کرتے۔۔ زمل نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔ میں اپنی زمل سے

بے حد محبت کرتا ہوں۔۔ غزنوی نے زل کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ نہیں کرتے آپ مجھ سے
 محبت۔۔ زل غزنوی کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتے ہوئے چلائی۔۔ زل آہستہ بولو۔۔ میری بیٹی اٹھ
 جائے گی۔۔ غزنوی سر دلچے میں بولا۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ مسکرائی۔۔ آپ
 کی بیٹی۔۔ کیا بات ہے۔۔ آپ کو احساس ہے۔۔ کہ یہ آپ کی بیٹی ہے۔۔ زل غازیہ کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ زل۔۔ غزنوی نے گہرا سانس لیا۔۔ واقع غزنوی آپ کو پتہ ہے۔۔ کہ یہ آپ کی بیٹی
 ہے۔۔ میں تو سمجھی کہ یہ کسی۔۔ اس کے الفاظ منہ میں دبے تھے۔۔ غزنوی زل کا جبرہ دبوچ چکا
 تھا۔۔ میں سب برداشت کر سکتا ہوں۔۔ لیکن ایسی بکواس نہیں۔ غزنوی سر دوسپاٹ لہجے میں
 بولا۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو اس کے عارض پہ بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ غزنوی نے اس کا جبرہ
 چھوڑا۔۔ زل کے عارض پہ اس کی انگلیوں کے نشان تھے۔۔ زل۔۔ غزنوی نے زل کے عارض پہ نرمی
 سے ہاتھ رکھا۔۔ زل غزنوی کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔ آپ کی بیٹی ہے۔۔ اپنی بیٹی تک رہے۔۔ زل پیچھے
 ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ زل غزنوی کے سائیڈ سے نکلی۔۔ غزنوی نے زل کی
 کلائی پکڑی۔۔ کہیں پھر سے مجھے باپ کے عہدے پہ توفائز نہیں کرنے والی۔۔ جو اتنا روڈ ہو رہی
 ہوں۔۔ غزنوی زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔ زل نے غزنوی کی
 طرف دیکھا۔۔ اور استنزیہ مسکرائی۔۔ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔۔ زل اپنی کلائی چھروانے کی کوشش
 کرتے ہوئے بولی۔۔ ایسی نوبت ابھی لے آؤ گا۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھتے ہوئے پیچھلی گردن پہ
 ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی دور رہے مجھ سے۔۔ زل پھر سے چلائی تھی۔۔ کیا ہو گیا
 ہے۔۔ یار۔۔۔ غزنوی کو اس کا چلانا سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

یہ ہم تسلیم کرتے ہیں

تمہیں فرصت نہیں ملتی

ہمارے واسطے تم کو

کوئی ساعت نہیں ملتی

ہماری سوچ کے محور

ایک پل تو سوچو تم

تمہیں ہم یاد کرتے ہیں

اور اتنا یاد کرتے ہیں

کہ خود کو بھول جاتے ہیں

زلزلہ نم آنکھوں سے بولی۔۔ لیکن آپ کو فرق نہیں پڑتا۔۔ زلزلہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔ پڑتا ہے مجھے

زلزلہ فرق۔۔ بہت پڑتا ہے۔۔ تم ہی تو میرا سب کچھ ہوں۔۔ میری جان، میری زندگی، میرا

سکون۔ میری بیوی، میری محبت۔ غزنوی نے زلزلہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو

گا۔۔ کہ تم ہی میری لیے میری بیٹی رحمت کو اس دنیا میں لانے کا ذریعہ ہوں۔۔ غزنوی نے زلزلہ کے

عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ زلزلہ نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ مجھے آپ پہ اتنا سا بھی یقین نہیں

ہے۔۔ زلزلہ دو انگلیوں کا درمیان بالکل تھوڑا سا فاصلہ بناتے ہوئے بولی۔۔ نہیں جاؤ گا۔ میری

زلزلہ۔۔ اب تمہارے پاس ہی رہوں گا۔۔ غزنوی نے زلزلہ کے آنسو صاف کیے۔۔ زلزلہ غزنوی کی

طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر شروع ہوئی۔۔ یہ مت بولا کرے۔۔ اب ہنسی آتی ہے۔۔ زلزلہ ہستے ہوئے
 بولی۔۔ کچھ بھی ہوا۔۔ کسی کی بھی غلطی ہوئی۔۔ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔ آپ کے لیے سارے رشتے
 آپ کے لیے ضروری ہے۔۔ صرف ضروری نہیں ہوں۔ تو میں۔۔ آپ کی زندگی میں تو کہیں بھی نہیں
 آتی۔۔ اگر غازیہ نہ ہوتی تو شاید آپ اب تک۔۔ بس زلزلہ۔۔ غزنوی اب کی بار دھاڑا تھا۔۔ غلط کیا
 ہے۔۔ اس میں آپ کی بہن بھاگی۔ ورشاں سے لالا کا نکاح ہوا۔۔ مجھے چھوڑ دیا۔۔ آپ پہ الزام لگا۔۔ مجھے
 یقین تھا۔۔ لیکن آپ نے اپنے بابا کی بات مانی چلے گئے۔۔ مجھے چھوڑ کر۔۔ اور اب۔۔ اب تو میں وجہ بھی
 نہیں جانتی۔۔ زلزلہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ کوئی اور مل گئی کیا۔۔ زلزلہ نے غزنوی کی
 طرف دیکھا۔۔ تم پاگل ہوں کیا۔۔ میں تمہیں ایسا لگتا ہوں۔۔ غزنوی اسے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔ مجھے تو یہ بھی لگتا تھا۔۔ کہ آپ چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گے۔۔ چلے گئے تھے۔۔ تو اب میں کیسے
 بول سکتی ہوں۔۔ کہ آپ ایسے نہیں ہے۔۔ یا کیسے ہے۔۔ زلزلہ غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ غزنوی نے لب بھینچے تھے۔۔۔ تمہیں مجھ پہ یقین نہیں۔۔ غزنوی نے زلزلہ کی طرف سوالیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔ نہیں۔۔ ایک لفظ جواب دیتے زلزلہ کمرے سے باہر کی طرف
 بڑھی۔۔ زلزلہ۔۔ غزنوی بھی اس کے پیچھے باہر کی طرف بڑھا۔۔ لیکن زلزلہ اپنی چادر سر پہ کرتے تیزی
 سے کچن کی طرف جا چکی تھی۔۔

ورشاں مہرون کلر کی فراک پہنے کمرے سے نیچے آئی۔۔ لاونج میں میرال تھی۔۔ جو کہ رمشاء سے باتیں
 کر رہی تھی۔۔ رمشاء صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ میرال زمین پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ورشاں نے

رمشاء کو گھور کر دیکھا۔۔ رمشاء بلیک کلر کی ولوٹ کی پٹھانی فراک پہنے بلیک کلر کا دوپٹہ سر پہ
 ٹکائے۔ ہونٹوں پہ ریڈ لپسٹک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ میرال۔۔ ورشاں لاونج میں نظریں دوڑاتے
 ہوئے بولی۔۔ جی بھابی۔۔ میرال جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔ جان خان کہاں ہے۔۔ ورشاں نے اس کی
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ عالم تو مردان خانے گیا ہے۔۔ رمشاء نے ورشاں کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ ورشاں نے اسے گھورا۔۔ تم سے پوچھا؟ ورشاں نے اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں
 گھومائی۔۔ وہ مجھے بتا کر گیا تھا۔۔ اسی لیے مجھے پتہ ہے۔۔ رمشاء مسکرائی۔۔ ورشاں اسے غصے سے دیکھتے
 ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھی۔۔ بھابی کہاں جا رہی ہے۔۔ مردان خانے میں عورت کو جانا کا
 اجازت نہیں ہے۔۔ میرال پریشانی سے بولی۔۔ کیونکہ بعد میں اسی کو ڈانٹ پڑنی تھی۔۔ عورتوں کو
 جانے منع ہے۔۔ میں تو سردار کی بیوی ہوں۔۔ سردار کی بیوی مطلب سردارنی۔۔ ورشاں سردارنی لفظ
 پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔ رمشاء نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جانے دو میرال۔۔ رمشاء مسکراتے
 ہوئے بولی۔۔ نہیں بھابی آپ نے جاسکتی۔۔ میرال پریشانی سے بولی۔۔ ہٹو میرال۔۔ ورشاں اسے سائیڈ
 پہ کرتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھی۔۔ ورشاں نے مردان خانے کا لکڑی کا دروازہ
 کھولا۔۔ اندر لال کلین بیچھا ہوا تھا۔۔ اور دو طرف کرسیاں پڑی ہوئی تھی۔۔ جن کے بالکل سامنے ایک
 کرسی پڑی ہوئی تھی۔۔ ورشاں پہلی دفعہ یہاں آئی تھی۔۔ ورشاں نے مردان خانے میں
 دیکھا۔۔ جان عالم تھوڑا سا فاصلے پہ کبرڈ کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔ ورشاں آگے کی طرف بڑھی۔۔ جان
 حیات۔۔ جان عالم کا چہرہ دوسری طرف تھا۔۔ لیکن اس کی آواز پہ ورشاں روکی۔۔ اسے کیسے پتہ چلا
 تھا۔۔ کہ ورشاں ہے۔۔ تمہاری سانسوں سے تمہارے قدموں کی آواز سے بھی تمہیں پہچان سکتا

ہوں۔۔ جان عالم کبر ڈبند کرتے ہوئے ایک ہی جست میں ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں کے قدم
 تو وہی رو کے تھے۔۔ جان عالم ورشاں کے بلکل آگے آکر کھڑا ہوا۔۔ جان حیات یہاں کیوں آئی
 ہوں۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔۔ آپ کو لینے۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ تمہیں یہاں نہیں آنے چاہیے تھا۔۔ جان حیات۔۔ کوئی بھی آسکتا ہے۔۔ جان عالم تھوڑا سا سرد
 لہجے میں بولا۔۔ اب آگئی نا۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ بس اب جاؤ۔۔ جان عالم ورشاں کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ آپ کو لے کر جاؤ گی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ تم
 جاؤ۔۔ میب بعد میں اجاؤ گا۔۔ جان عالم ورشاں کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ کبھی
 نہیں۔۔ ساتھ چلے، تو جاؤ گی۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات جاؤ۔۔ کوئی بھی آسکتا
 ہے۔۔ داجی اور کچھ لوگوں نے آنا ہے۔۔ داجی غصے کرے گے۔۔ جان عالم آب کی بار پیار سے
 بولا۔۔ نہیں۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پکڑی۔۔ جائے گے۔۔ تو ساتھ چلو گی۔۔ ورنہ میں بھی یہی
 ہوں۔۔ ورشاں بضد ہوئی تھی۔۔ ضد کیوں کر رہی ہوں۔۔ جاؤ۔۔ میں اجاؤ گا۔۔ جان عالم ورشاں کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نہیں۔۔ جاؤ گی۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ کہ آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔ ورشاں منہ
 بناتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات جاؤ۔۔ جان عالم نے اس سے بازو چھروانے چاہی۔۔ جان۔۔ خا۔۔ ابھی
 ورشاں اتنا ہی بولی تھی۔۔ کہ مردان خانے کے دوسرے دروازے سے داجی حبیب اللہ خان کچھ لوگوں
 کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔ جان عالم کچھ اس طرح سے ورشاں کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ کہ دیکھنے
 والے کو کوئی بھی غلط فہمی ہو سکتی تھی۔۔ عالم۔۔ داجی تو دیکھتے ہی پہچان چکے تھے۔۔ جان عالم مرا
 تھا۔۔ ورشاں کے چہرہ پہ داجی کی نظر پڑی تھی۔۔ ورشاں بھی داجی اور ان سب کو دیکھتے جان عالم کے

پیچھے ہوئی تھی۔۔ اب وہ بالکل بھی کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔۔ داجی غصے سے جان عالم کو دیکھ رہے تھے۔۔ حبیب اللہ خان غصے سے ورشاں کی طرف بڑھے۔۔ حبیب اللہ نے خان جان عالم کے پاس سے گزرتے ہوئے ورشاں کی بازو پکڑی۔۔ اور اسے اپنے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھے۔۔ بابا۔۔ وہ م۔۔ ورشاں کے منہ سے لفظ بھی ادا نہ ہو رہے تھے۔۔ جان عالم بھی تیزی سے مردان خانے سے نکلا۔۔ حبیب اللہ نے ورشاں کی بازو چھوڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ تم مردان خانے میں کیا کر رہی تھی۔۔ حبیب اللہ خان دھاڑے تھے۔۔ رمشاء جو کہ صوفیہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ کھڑی ہوئی۔۔ رابیہ خان، رائمہ خان بھی کمرے سے نکل کر آئی تھی۔۔ کیا ہوا۔۔ حبیب اللہ۔۔ رائمہ خان حبیب اللہ خان کو غصے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم، داجی بھی مردان خانے سے لاونج میں آئے تھے۔۔ کہاں ہے۔۔ اس ورشا کا عقل۔۔ ہم مرد مردان خانے میں ہوتا ہے۔۔ یہ ورشاں وہاں کیا کر رہا تھا۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔ ورشاں ابھی نظریں جھکائے کھڑی ہوئی تھی۔۔ رمشاء مسکرا رہی تھی۔۔ جان عالم نے داجی کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں تم وہاں کیا کرنے گیا تھا۔۔ رابیہ خان ورشاں کی طرف بڑھی۔۔ مو۔۔ مورے وہ۔۔ ورشاں چپ ہوئی تھی۔۔ تم اس کو اور پڑھاؤ۔۔ ہم تو کہتا ہے۔۔ کہ تم اس کو پانچ سال اور باہر بھیجو۔۔ اور دیکھو پھر تم کو کیسے سڑک پہ گھمائے گا۔۔ داجی غصے سے بولے۔۔ داجی میں جان خان کے لیے گئی تھی۔۔ ورشاں جو کب سے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ نم آنکھوں سے بولی۔۔ کہاں چلا گیا تھا۔۔ کیا یہ باہر چلا گیا تھا۔۔ جو تم اس کے پیچھے مردان خانے چلا گیا۔۔ داجی صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولے۔۔ نانو میں نے ورشاں کو منع کیا تھا۔۔ لیکن ورشاں پھر بھی چلے گئی۔۔ رمشاء داجی کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں نے حیرانگی سے اس کی

طرف دیکھا۔ اس کو نہ تو پہلا عقل تھا۔ اور نہ ہی آج عقل ہے۔۔ تم کو چاہیے، کہ تم اس عقل
 دو۔۔ ورنہ تم کو بہت جلد یہ جوتے پڑوائے گا۔۔ داجی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔ بس کر
 دے داجی۔۔ میں نے ہی بولا تھا۔۔ جان حیات کو مردان خانے میں آنے کے لیے۔۔ جان عالم سب پہ
 ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ تمہارا تو غیرت مرچکا ہے۔۔ جو تم اپنا بیوی کو یوں مردان خانے بنا چادر
 کے لے آتے ہے۔۔ کل کو تم اس کا واسطے سڑکوں پہ ناچ رہا ہوں گا۔۔ داجی استنزیہ بولے۔۔ ناچ لوں
 گا۔۔ داجی۔ بیوی کے اشاروں پہ ناچنے میں کیسی شرم۔۔ آپ کی بھی تو بیوی تھی۔۔ جان عالم ورشاں
 کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پکڑی اور اپنا سر
 ٹکایا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گرد حصار بنایا۔۔ اگر کسی کو بھی کوئی بھی مسئلہ ہے۔۔ میری بیوی
 مردان خانے میں جائے، یا پھر کہیں بھی جائے۔۔ اس سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ سوال کرنا ہے۔۔ یا
 نہیں۔۔ اس کا حق صرف مجھے ہے۔۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی کسی قسم کا بھی میری بیوی سے سوال
 پوچھے۔۔ میری بیوی کسی کی بھی جواب دے نہیں ہے۔۔ اگر وہ جواب دے ہے۔۔ تو صرف
 مجھے۔۔۔ جان عالم سب پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ اور جہاں تک منع کرنے کی بات ہے۔۔ تو پھر
 کوئی بھی ہے۔۔ میری بیوی کو منع نہیں کر سکتا۔۔ میں سردار ہوں۔۔ اور میری بیوی سردارنی۔۔ جو
 چاہے وہ کرے گی۔۔ جان عالم رمشاء کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ اور ورشاں کو اپنے حصار میں لیے اوپر کی
 طرف بڑھا۔۔ داجی۔۔ جان عالم روکا تھا۔۔ بہت جلد آپ کا پوتا سڑک پہ ناچ رہا ہوں گا۔۔ جان عالم
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔ اور ورشاں سے دور
 ہوا۔۔ جان خان۔۔ تھینک یو۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جو کمرے میں چکر لگا رہا

تھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھ سے بات مت کرو۔۔۔ بلکل بھی
 نہیں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ کیوں جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔۔ تم مردان خانے کیوں آئی۔۔۔ میں وہاں مرنے تو نہیں لگا تھا۔۔۔ جان عالم غصے سے بولا۔۔۔ جان
 خان۔۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے ڈانٹ لے۔۔۔ خود کو ایسا تو مت
 بولے۔۔۔ ورشاں نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ تمہیں نہیں کچھ کہہ سکتا۔۔۔ جان عالم دیوار پہ ہاتھ مارتے
 ہوئے غرایا۔۔۔ ورشاں اب ہچکیاں لینا شروع ہوئی تھی۔۔۔ داجی نے بہت ڈانٹا۔۔۔ میری وجہ سے۔۔۔ ایم
 سوری جان خان۔۔۔ ورشاں بیڈ کے پاس کھڑی جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ نہ کہو کچھ۔۔۔ بس خاموش
 رہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتی۔۔۔ جس بات سے
 منع کرو۔۔۔ ہمیشہ وہی کیوں کرتی ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ
 تھا۔۔۔ ورشاں شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ اس کی وجہ سے جان عالم کو داجی نے کافی باتیں سنائی تھی۔۔۔ میں نے
 بتایا تھا۔۔۔ جان عالم اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ سوری جان خان۔۔۔ ورشاں آگے بڑھتے
 ہوئے جان عالم کے گلے لگی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گرد
 حصار بنایا۔۔۔ ضروری نہیں ہر بات میں سمجھاؤ۔۔۔ خود بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ بڑی ہو گئی ہوں۔۔۔ ہر
 جگہ سنبھالنے والا میں نہیں ہوں گا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیوں
 جی۔۔۔ میں تو ہمیشہ غلطیاں کرو گی۔۔۔ اور آپ سنبھالے گے۔۔۔ کیونکہ غلطی تو آپ کی ہی
 ہے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری غلطی ہے۔۔۔ جان عالم نے حیرانگی
 سے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ کیسے۔۔۔ جان عالم نے

ایبر و اچکائی۔۔ میں کس کی ہوں۔۔ ورشاں نے اپنی طرف اشارہ کیا۔۔ میری جان حیات صرف میری ہے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ تو اگر میں آپ کی ہوں تو غلطی کسی کی ہوئی۔۔ ورشاں نے معصومیت سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ ظاہر ہے۔۔ میری ہی ہوئی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔ ایم سوری جان خان۔۔ ورشاں نے کان پکڑے۔۔ نہیں جان حیات۔۔ میں تمہارا غلام ہوں۔۔ ہمیشہ اپنی جان حیات کے لیے ایسے ڈانٹ سن سکتا ہوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔

المیر خان نے نمل کے ہاتھ پہ اچھے سے ڈریسنگ کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل پلکیں جپھکتے ہوئے المیر خان کو دیکھ رہی تھی۔۔ چلوروم میں۔۔ اگر کچھ چاہیے ہوں۔ تو ملازمہ سے کہوں بنا دے۔۔ خود کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ المیر خان کھڑا ہوا۔۔ اور نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ نمل کا چیر سے دوپٹہ پکڑتے اس کے شانے پہ رکھا۔۔ المیر خان خان نمل کو لیے کچن سے باہر نکلا۔۔ م۔۔ میں خ۔۔ خود۔۔ چ۔۔ چلی جاؤ گی۔۔ نمل المیر خان سے اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے نمل کا ہاتھ چھوڑا۔۔ نمل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ ملازمہ کچن میں داخل ہو رہی تھی۔۔ روم میں نمل کا کھانا دے جاؤ۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان روم میں آیا۔۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی اپنی انگلیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان نے ریان کو کال کرتے ہوئے کانوں میں ایر پور ڈس لگائے۔۔ اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔ بولو ریان۔۔ تم سے کہا تھا۔۔ کہ ہر کلب میں ڈھونڈو۔۔ المیر خان شرٹ اتارتے صوفے پہ اچھا لگیا۔۔ المیر

خان نے اپنی پینٹ میں سے پسٹل نکالتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھی۔۔ نمل جس کی نظر اپنی انگلیوں پر
 تھی۔۔ اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔ لیکن المیر خان کو شرٹ لیس دیکھتے ہوئے نظریں پھر سے جھکا
 گئی۔۔ لاسٹ ٹائم جس کلب میں ملی تھی۔۔ اس میں نہیں ملے گی۔۔ المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ
 پھیرتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان نے بلیٹ اتار کر رکھی۔۔ جسے دیکھتے نمل نے تھوک نکلتے ہوئے چہرہ پہ
 ہاتھ رکھا۔۔ المیر خان نے ایک نظر نمل کو دیکھا۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ نمل نے تھوڑے
 سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے سامنے دیکھا۔۔ اب المیر خان نہیں تھا۔۔ دروازے نوکڈ ہونے پہ نمل دروازے
 کی طرف بڑھی۔۔ نمل نے ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔ مجھے سیلڈ چاہیے۔۔ نمل کھانے کو دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ المیر خان جو ابھی ڈریسنگ روم سے نکلا تھا۔۔ ملازمہ اور نمل کی طرف بڑھا۔۔ ایک منٹ
 روکو۔۔ المیر خان نے کال کاٹی۔۔ اور ملازمہ سے کھانا لیا۔۔ کھانے لیتے ہی المیر خان نے دروازہ بند
 کیا۔۔ صحت کے لیے یہ چیزیں زیادہ ٹھیک ہے۔۔ اور یہی کھاؤ۔۔ المیر خان نے ٹیبل پہ کھانا رکھا۔۔ نمل
 کو بھوک لگی ہوئی تھی۔۔ صبح سے کھانا کھایا تھا۔۔ اور ٹائم کیا ہو رہا تھا۔۔ نمل بے بسی سے صوفے کی
 طرف بڑھی۔۔ اور کھانا کھانے لگی۔۔ نمل نے ٹریں میں پڑے کورمے کو دیکھا۔۔ کیا اس کے علاوہ کچھ
 نہیں کھاتے۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ المیر خان بیڈ پہ بیٹھا کسی سے بات کر
 رہا تھا۔۔ کل تک نمل اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ لیکن زندگی نے کیسی کروٹ لی تھی۔۔ کہ
 وہ اب اس کے نکاح میں تھی۔۔ اور اس کی پابند تھی۔۔ نہیں اس بار میں خود جاؤ گا۔۔ المیر خان سنجیدگی
 سے بولا۔۔ نمل نے حیرانگی سے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ وہ بار جاتا تھا۔۔ نمل حیران ہوئی
 تھی۔۔ لیکن وہ اسے کچھ بول بھی تو نہیں سکتی تھی۔۔ چلو صحیح ہے۔۔ المیر خان نے کال بند کی۔۔ نمل

صوفے سے اٹھتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔ اور بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔ المیر خان اور نمل
 کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔۔ م۔۔ م۔۔ میں۔۔ نمل بولنا چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ بول نہیں پار ہی
 تھی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اور بیڈ سے اٹھا۔۔ م۔۔ مجھے کالج جانا ہے۔۔ نمل ایک ہی
 سانس میں بولی تھی۔۔ المیر خان جو کہ باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ اس کے قدم روکے تھے۔۔ المیر خان
 نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ کیوں؟ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ م۔۔ میں
 پ۔۔ پڑھنا۔۔ ج۔۔ چاہتی ہوں۔۔ نمل کھڑی ہوئی تھی۔۔ نہیں تم نہیں جاسکتی۔۔ المیر خان سنجیدگی
 سے بولا۔۔ لیکن کیوں۔۔ نمل المیر خان کی طرف بڑھی۔۔ بس نہیں جاسکتی۔۔ المیر خان اسے سرد
 نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ آپ بار جاسکتے ہے۔۔ تو کیا میں کالج نہیں جاسکتی۔۔ نمل المیر خان کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اسے حیران کن نظروں سے دیکھا۔۔ میں بار میں مزے کرنے
 نہیں جا رہا۔۔ المیر خان نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تو میں کیا کالج مزے کرنے کے لیے جانا چاہتی
 ہوں۔۔ نمل نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ المیر خان حیران ہو رہا تھا۔۔ جہاں تک میں نے
 دیکھا ہے۔۔ مزے ہی کرنے جاتی ہوں۔۔ المیر خان نے کندھے اچکائے۔۔ میں نے کون سے مزے
 کیے۔۔ نمل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ کبھی جھوٹ بول کر دوستوں کے ساتھ گھومنے جاتی
 ہوں۔۔ تو کبھی کہیں۔۔ المیر خان نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔ وہ۔۔ تو۔۔ میں۔۔ نمک شرمندگی سے نظریں
 جھکا گئی۔۔ وہ زرغام تھا۔۔ جس نے یہ سب برداشت کیا۔۔ میں کبھی نہیں کر سکتا۔۔ ازادی ہے، تمہیں
 کہیں بھی گھومو اس حویلی میں۔۔ کہیں جانا ہے، تو صوفیہ کو ساتھ لے جاؤ۔۔ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ اپنی بہن پہ یقین ہے۔۔ مجھ پہ نہیں ہے۔۔ میں بھی تو آپ کی بیٹھ۔۔ نمل نے اپنے الفاظ روکے

تھے۔۔ میرا مطلب میں بھی تو آپ کے دوست کی بیٹی ہوں۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جو بھی ہے۔۔ تم یہاں سے باہر نہیں جاسکتی۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ لیکن۔۔ نمل نے بولنا چاہا۔۔ المیر خان نمل کو دونوں بازوؤں سے پکڑتے اسے بیڈ کراؤن سے لگاتے اس پہ جھکا۔۔ اگر میں غصے نہ ہیں کر رہا۔۔ تو مجھے کرنے پہ مجبور مت کرو۔۔ اس حویلی سے باہر تو کبھی نہیں جانے دوگا۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ جنہیں دیکھتے المیر خان نے اس کی بازو چھوڑی۔۔ سوری۔۔ لیکن میں تمہیں یہاں سے باہر نہیں جانے دے سکتا۔۔ المیر خان بول کر باہر نکلا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 106_1

آریان صوفیہ کے پیچھے باہر آیا۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھی۔۔ آریان کے پیچھے ہی فضل خان تھا۔۔ اریان جلدی سے صوفیہ کی گاڑی کی طرف بڑھتے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے بیٹھا۔۔ صوفیہ گاڑی سٹارٹ کر چکی تھی۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے فضل خان کو آنکھ ماری۔۔ تم۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف غصے سے دیکھا۔۔ سامنے دھیان دے۔۔ میم۔۔ اگر گاڑی کہیں لگ گئی۔۔ تو بن موت مارے جائے گے۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے آریان کو گھورتے ہوئے سامنے نظریں جمائیں۔۔ عادت ڈال لے۔۔ اب سے میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔۔ آپ کا سایہ بن کر۔۔ اریان

بیک ویو مرار اپنی طرف کرتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ نفرت ہے مجھے تمہارے اس
 چہرے سے۔۔ صوفیہ دانت پیستے ہوئے بولی۔۔ اور مجھے اس حسیں چہرہ سے محبت۔۔ اریان مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔ اریان نے صوفیہ کے سٹرینگ پہ رکھے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔ صوفیہ اپنا
 ہاتھ چھروانے کی تنگ وتد کرتے ہوئے بولی۔۔ چھوڑنے کے لیے نہیں پکڑا تھا۔۔ اریان مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔ چھوڑ چکے ہوں۔۔ اسی دن۔۔ صوفیہ استنزیہ بولی۔۔ اریان نے صوفیہ کے بوڑھے بال
 شانے سے پیچھے کرتے ہوئے صوفیہ کی گردن پہ انگلی ٹریس کی۔۔ ڈونٹ ٹیچ می۔۔ صوفیہ اریان کا ہاتھ
 جھٹکتے ہوئے چلائی۔۔ صوفیہ کا چہرہ اریان کی طرف تھا۔۔ سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھتے اریان نے
 سٹرینگ تھامتے ہوئے گاڑی کو ٹرین کرتے ہوئے بریک لگائی۔۔ صوفیہ میں تم سے محبت کرتا
 ہوں۔۔ اریان نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔۔ اتنی نفرت کے
 تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔۔ صوفیہ اس کی طرف نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ لیکن
 میں محبت کرتا ہوں۔۔ اکثر محبت کے آگے نفرت ہار جاتی ہے۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ لیکن
 میری نفرت اتنی سستی نہیں کہ تمہاری اس جھوٹی محبت کے سامنے ہار جائے۔۔ صوفیہ کی رگوں میں
 خان کا خون دوڑتا ہے۔۔ محبت کرو تو ٹوٹ کر دو۔۔ اور اگر نفرت کرو۔۔ تو سامنے والے کو توڑ
 دو۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مجھے توڑ نہیں سکتی۔ البتہ مجھ سے محبت کر سکتی ہوں۔۔ اریان شوخ
 نظروں سے صوفیہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے اریان پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے سامنے نظریں
 جمائی۔۔ اریان صوفیہ کے ایک ایک نقوش کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔ اریان کی نظر اس کی گردن کے تل پہ
 پڑی۔۔ اریان کے گلے میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ تم شروع سے ہی ایسی ہوں۔۔ یاب آکر ایسی

ہوئی ہوں۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ میں شروع سے ہی ایسی ہوں۔۔ صوفیہ نے غصے سے بولتے ہوئے بریک لگائی۔۔ صوفیہ آریان پہ کوئی نظر ڈالے بنا باہر نکلی۔۔ اریان نے سامنے دیکھا۔۔ ریسٹورینٹ کیا کرنی آئی تھی۔۔ خیر آریان بھی گاڑی سے نکلا۔۔ آریان گاڑی سے نکلا۔۔ اندر کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ چئیر پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کے بالکل سامنے فضل خان تھا۔۔ یہ سالہ جان نہیں چھوڑے گا۔۔ اریان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔ فضل خان کے ساتھ ہی ایک لڑکی بیٹھی ہوئی

تھی۔۔ آریان صوفیہ اور فضل خان کے درمیان چئیر کرتے ہوئے بیٹھا۔۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا، کہ میں یہاں بیٹھا ہوں۔۔ فضل خان آریان کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ تو کیا میں تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ میں بھی بیٹھا ہوں۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تم ہمارے درمیان کیوں آرہے ہوں۔۔ فضل خان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔ میں نہیں تم آرہے ہوں۔۔ ہمارے درمیان۔۔ اریان نے اپنے اور صوفیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔ ہائے۔۔ اس لڑکی نے آریان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔ جسے مسکراتے ہوئے آریان نے تھام لیا۔۔ اریان بلیک پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھے۔۔ باک نفاست سے سیٹ کیے۔۔ ہونٹوں پہ دلکش مسکراہٹ۔۔ وہ دلکش لگ رہا تھا۔۔ صوفیہ نے گہرا سانس لیا۔۔ یہ کون ہے۔۔ صوفیہ۔۔ اس لڑکی نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ یہ۔۔ ابھی صوفیہ اتنا ہی بولی تھی۔۔ کہ آریان بولا۔۔ میں ان کا سب کچھ۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھی۔۔ میرا مطلب کہ میں ان کا پرسنل اسسٹنٹ۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تم خاموش رہو۔۔ فضل خان آریان کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ میں خاموش رہوں۔۔ آریان نے صوفیہ کی لیپ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ صوفیہ آریان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔ صوفیہ مجھے لگ رہا ہے۔۔ کہ تم بیمار ہوں۔۔ تم ریٹ کرو جا کر۔۔ رانیہ صوفیہ کے چہرہ پہ سینے
 آتے دیکھ کر بولی۔۔ بلکل۔۔ چلے میم۔۔ اریان نے کھڑے ہوتے ہوئے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور صوفیہ
 کی طرف جھکا۔۔ واہ صوفیہ۔۔ رانیہ تالیاں بجاتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے اٹھی۔۔ اور باہر
 کی طرف بڑھی۔۔ صوفیہ نے کال ریسیو کی۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ چلتے ہوئے بولی۔۔ جی لالا میں آرہی
 ہوں۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ نے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔ آریان
 جلدی سے بیٹھ گیا۔۔ چلو وہاں بیٹھو۔۔ اریان اسے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ تم میرے باپ بننے کی
 کوشش نہ کرو۔۔ صوفیہ اسے گھوڑتے ہوئے بولی۔۔ باپ نہیں شوہر بننے کی چھوٹی سی کوشش کر رہا
 ہوں۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جلدی بیٹھو ورنہ تمہارے اس دو نمبر پولیس والے نے پھر کال
 کرنی ہے۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھی۔۔ غصے میں بہت
 پیاری لگتی ہوں۔۔ اریان نے صوفیہ پہ ایک نظر ڈالی۔۔ لیکن افسوس مجھے تم ظاہر لگتے ہوں۔۔ صوفیہ
 استنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ تم اپنی میٹھی زبان سے زہر کیوں اگلتی ہوں۔۔ اریان مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ میں چاہتی ہوں۔۔ کہ یہ زہر تم کھاؤ اور میری جان چھوٹ جائے۔۔ صوفیہ بول کر چہرہ باہر کی
 طرف کر گئی۔۔ آریان نے گاڑی روکی۔۔ اب کیا مسئلہ ہے۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف
 دیکھا۔۔ اریان اس کی سیٹ نیچے کرتے اس پہ جھکا۔۔ ی۔۔ یہ کیا کر رہے ہوں۔۔ صوفیہ اسے خود سے
 دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ زہر چکھنے لگا ہوں۔۔ اریان بولتے ہی صوفیہ کے ہونٹوں پہ
 جھک گیا۔۔ صوفیہ نے آریان کی گردن پہ ناخن گاڑھے۔۔ لیکن آریان کو بلکل بھی فرق نہیں پڑا
 تھا۔۔ اریان اس کی سانسیں روکے اس کی سانسیں چر رہا تھا۔۔ صوفیہ اس کی گردن کو بری طرح سے

اپنے ناخنوں سے زخمی کر رہی تھی۔۔۔ اریان کے گلے میں خون کا ذائقہ گھولتے آریان نے صوفیہ کے
 ہونٹوں پہ دانت گاڑھے اور اس سے دور ہوا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔۔ میٹھے
 ہے۔۔۔ زہر تو مت اگلا کرو۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔۔ اور اس کی سیٹ اوپر
 کی۔۔۔ تمھاری انہیں حرکتوں سے مجھے تم سے نفرت ہے۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔ صوفیہ اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔ اریان نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور جو تم نے کیا ہے۔۔۔ افریقین
 بلی۔۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ سارا راستہ خاموشی سے
 گزرا تھا۔۔۔ صوفیہ نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ صوفیہ کے ہونٹوں پہ زخم تھا۔ اریان نے گاڑی
 روکی۔۔۔ صوفیہ نے نم آنکھوں سے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیز تو لے لوں۔۔۔ اریان نے اسے باہر نکلتے
 ہوئے دیکھ کر کہا۔۔۔ صوفیہ نے اس سے کیز پکڑی۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ صوفیہ نے کیز گارڈ کو
 پکڑائی اور اندر لاؤنج میں آئی۔۔۔ المیر خان لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ خان مسکراتے ہوئے اس کی
 طرف بڑھی۔۔۔ کیا ہوا لا۔۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ صوفیہ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ یہ کیا
 ہوا میری جان۔۔۔ المیر خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کے ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔ المیر
 خان پریشانی سے بولا۔۔۔ المیر خان نے ٹیشو نکالتے ہوئے نمل کے ہونٹوں سے خون صاف کرنے
 لگا۔۔۔ لا لا نمل کہاں ہے۔۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ روم میں ہوں گی۔۔۔ المیر
 خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ نمل جو س لیے کچن سے باہر نکلی۔۔۔ نمل نے جو س کا کر ٹیبل پہ رکھے۔۔۔ اور
 صوفیہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔ المیر خان پہ ایک نظر ڈالتے نمل چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ المیر خان نے نفی میں
 سر ہلایا۔۔۔ یہ عورتیں مردوں کو پاگل کرنے کا ہنر رکھتی ہے۔۔۔ المیر خان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

ہوئے سوچا۔۔ صوفیہ اپنے ہونٹوں سے خون صاف کر رہی تھی۔۔۔ یہ کیا ہوا۔۔ نمل نے صوفیہ کے چہرہ کو چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ کہ صوفیہ ٹیشو پکڑنے کے لیے جھکی تھی۔۔۔ اس نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ المیر خان کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ اوپر ہوئی تھی۔۔ نمل نے بھی اپنے ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔ المیر خان مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔

زرغام روڈ پہ بیٹھارور ہاتھا۔۔ لوگ اس جوان مرد کو روتے دیکھ کر حیران تھا۔۔ لیکن زرغام اپنی سب سے قیمتی چیز کھو چکا تھا۔۔ پریشے۔۔۔ تم کیسے جاسکتی ہوں۔۔ زرغام بیٹھے ہوئے چلا رہا تھا۔۔ اتنے لوگوں کو جمع دیکھ وہ چلتے ہوئے آگے آئی۔۔ لوگوں نے اسے گزرنے کا راستہ دیا تھا۔۔ وہ چلتے ہوئے زرغام کے قریب آئی۔۔ اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام اپنے کندھے پہ کسی کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے اس کی طرف دیکھا۔۔ زرغام ایک ہی جست میں زمین سے اٹھتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔ کہاں چلے گئی تھی۔۔ تم مجھے بتائے بنا۔۔ زرغام اسے خود میں سختی سے بھینچے ہوئے تھا۔۔ وہ لوگوں کی پرواہ کیے بنا اسے گلے لگائے ہوئے تھا۔۔ پریشے سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے شرمندہ ہوئی تھی۔۔ ز۔۔ زرغام پریشے نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ زرغام یوں سب کو پریشے کی طرف دیکھتے پا کر اسے اور بھی خود میں بھینچ گیا۔۔ اور ان میں سے گزرتے ہوئے چلنے لگا۔۔ اب سڑک پہ کوئی نہیں تھا۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ وہ رور ہاتھا۔۔ پریشے حیران ہو رہی تھی۔۔ ا۔۔ اپ رور ہے تھے۔۔ پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔ تم کہاں چلے گئی تھی۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ وہ میں نے تو وہاں بلی کا بچہ دیکھے تو میں چلے گئی۔۔ پریشے اس کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیا۔۔ زرغام گاڑی کو کیا ہوا۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف
 دیکھا۔۔ کچھ نہیں۔۔ زرغام نے موبائل نکالتے کال کی۔۔ زرغام پریشے کو اپنے حصار میں لیے چل رہا
 تھا۔۔ دس منٹ میں گاڑی زرغام کے پاس تھی۔۔ زرغام نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے
 بٹھایا۔۔ زرغام نے بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔ میں ڈر گیا تھا پریشے۔۔ گاڑی کو
 آگ لگ گئی۔۔ مجھے لگا۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ اپ کو کیا لگا۔۔ پریشے نے زرغام کی
 طرف دیکھا۔۔ مجھے لگائیں نے تمہیں کھو دیا۔۔ زرغام پریشے کو خود سے لگاتے ہوئے بولا۔۔ پریشے
 اب حیران ہوئی تھی۔۔ کیا واقع ہی زرغام اس سے اتنی محبت کرتا تھا۔۔ کہ وہ اسے کھونے کے ڈر سے رو
 رہا تھا۔۔ جانتی ہوں مجھے آج پتہ چلا کہ مجھے تم سے محبت ہے۔۔ جب تمہیں کھونے کے ڈر سے میری
 آنکھوں سے آنسو بہے۔۔ زرغام پریشے کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 106_2

صوفیہ اپنے روم میں آئی۔۔ اپنا کوٹ اتار کر بیڈ پہ رکھا۔۔ اور بالوں کو جوڑے قید کیا۔۔ صوفیہ اب مرار
 کی طرف بڑھی۔۔ ہاتھ میں پہنی برینڈ کی ویج اتار کر ڈر سینگ ٹیبل پہ رکھی۔۔ ویج اتارتے صوفیہ کی نظر
 اس کے ہونٹوں کے زخم پہ پڑی۔۔ صوفیہ نے مرار میں دیکھتے ہوئے ہونٹوں کو انگلی سے
 چھوا۔۔ سس۔۔ صوفیہ خود ہی سسکی تھی۔۔ صوفیہ نے نم آنکھوں سے خود کو مرار میں دیکھا۔۔ نفرت

ہے، مجھے تم سے آریان خان۔۔ صوفیہ پر فیوم زمین پہ مارتے ہوئے بولی۔۔ نفرت کرتی ہوں۔۔ میں تم سے، تم نے مجھے دھوکہ دیا۔۔ صوفیہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتے زمین پہ بیٹھتے روتی چلی گئی۔۔ صوفیہ کا موبائل جو کہ بیڈ پہ تھا۔۔ اب رنگ ہو رہا تھا۔۔ صوفیہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے زمین سے اٹھی۔۔ اور بیڈ کی طرف بڑھی۔۔ بیڈ سے موبائل پکڑتے اس نے نمبر دیکھا۔۔ اور گہرا سانس لیا۔۔ صوفیہ نے کال ریسیو کی۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔۔ صوفیہ کیسی ہوں۔۔ موبائل پہ آواز گونجی تھی۔۔ صوفیہ نے موبائل کان سے لگایا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ صوفیہ الماری کھولتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ مجھے وہ لنگور تمہارے قریب بالکل پسند نہیں ہے۔۔ دوسری طرف سے پھر سے فضل خان کی آواز گونجی تھی۔۔ صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ وہ کر ہی کیا سکتی تھی۔۔ اور اپنے کپڑے لیے روم میں آئی۔۔ دروازہ لو کڈ کرتے بیڈ پہ پڑے کپڑوں کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ تم اس سے دور رہوں۔۔ ورنہ مجھے نہیں پتہ میں کیا کر بیٹھو گا۔۔ فضل خان جلتے ہوئے بول رہا تھا۔۔ م۔۔ صوفیہ کچھ بولنے ہی لگی تھی۔۔ کہ کسی نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔۔ صوفیہ مڑی ہی تھی۔۔ کہ سامنے آریان کو دیکھتے ہوئے حیران ہوئی۔۔ اس کی بھوڑی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ ت۔۔ ت۔۔ ت۔۔ صوفیہ کے منہ پہ آریان نے ہاتھ رکھا۔۔ صوفیہ نفی میں سر ہلار ہی تھی۔۔ کہ آریان کچھ بول نہ دے۔۔ صوفیہ تم سن رہی ہوں۔۔ اس لنگور۔۔ فضل خان اس سے آگے کچھ بولتا آریان نے کال کاٹتے موبائل اوف کرتے ہوئے بیڈ پہ اچھالا۔۔ تم یہاں کیوں آئے ہوں۔۔ صوفیہ آریان کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم سے ملنے۔۔ آریان مسکراتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھا۔۔ تم اندر کیسے آئے۔۔ صوفیہ حیرانگی سے بولی۔۔ یہاں سے۔۔ آریان نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔۔ واٹ؟؟ صوفیہ

کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ ویسے بیوی
 تمہیں پتہ نہیں ہے۔۔۔ کیا جب گھر شوہر آئے۔۔۔ تو اسے پانی کھانا پوچھتے ہے۔۔۔ اریان بیڈ پہ بیٹھتے
 ہوئے بولا۔۔۔ اگر لالہ نے تمہیں دیکھ لیا۔۔۔ تو لالہ تمہیں چھوٹے گے نہیں۔۔۔ صوفیہ اریان کی طرف
 دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔ او۔۔۔ اچھا۔۔۔ سر نیسلی۔۔۔ میں تو ڈر گیا۔۔۔ اریان ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے
 ہوئے بولا۔۔۔ یہ لنگور کیا بکواس کر رہا تھا۔۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے
 قریب کر گیا۔۔۔ بول رہا تھا، تم سے دور رہا کرو۔۔۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ صوفیہ
 اس سے ڈرتی نہیں تھی۔۔۔ اریان اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں ایک پل کے لیے بھی
 جھکی نہیں تھی۔۔۔ تم کیوں اتنا خفا رہتی ہوں۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ خفا ان سے ہوا
 جاتا ہے، جنہیں اپنا سمجھا جائے۔۔۔ صوفیہ استنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تم مجھے اپنا نہیں سمجھتی۔۔۔ اریان
 نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جو اپنوں کو درد دے کر خوش ہوں۔۔۔ تنہا
 چھوڑ دے۔۔۔ وہ کبھی اپنے نہیں ہوتے۔۔۔ صوفیہ اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ سب بھول کیوں
 نہیں جاتی۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں بھول سکتی۔۔۔ تم بھول سکتے ہوں۔۔۔ کیسے تم نے
 میری تذلیل کی۔۔۔ لیکن میں کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔ تم نے مجھے اس وقت فیل کروایا تھا۔۔۔ کہ میں
 کریٹکر لیس ہوں۔۔۔ صرف اس لیے تم سے محبت کی۔۔۔ صوفیہ اریان کی آنکھوں میں نم آنکھوں سے
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم کہتے ہوں بھول جاؤ۔۔۔ کیا بھول جاؤ۔۔۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا، وہ بھول جاؤ، مجھے
 سے نکاح کیا، مجھے چھوڑ گئے یہ بھول جاؤ، یا پھر مجھے بے لباس کر کے تنہا اپنے فلیٹ میں اپنے دوستوں کے
 لیے چھوڑ گئے، کیا کیا بھول جاؤ۔۔۔ صوفیہ اسے خود سے دور کرتے ہوئے چلائی۔۔۔ اریان نے آنکھیں بند

کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔۔ ٹھیک ہی تو بول رہی تھی۔۔۔ آریان گناہگار تھا۔۔۔ اس کے گناہ ناقابل
 معافی تھے۔۔۔ مگر پھر بھی وہ معافی چاہتا تھا۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔ مجھے تم سے تمہارے لمس سے۔۔۔ تمہاری
 خوشبو سے تمہارے چہرہ سے تمہاری آنکھوں سے تمہارے نام سے بھی نفرت ہے مجھے۔۔۔ صوفیہ
 آریان کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مت یاد کروایا کرو۔۔۔ میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔ ہر گناہ
 کی معافی چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن جب تم ایسا بولتی ہوں، میرا دل جلاتا ہے۔۔۔ مت یاد کروایا کرو۔۔۔ آریان
 صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تم نے کیا اور تمہیں یاد کرواؤ تو تمہارا دل جلتا ہے۔۔۔ تو سوچو، مجھ پر
 گزری ہے۔۔۔ میرا کیا حال ہوتا ہوں گا۔۔۔ یہ سب یاد کر کے۔۔۔ اتنی اذیت یاد کرتے ہوئے میرا بھی دل
 جلتا ہے۔۔۔ دل چاہتا ہے۔۔۔ کاش یہ وقت پیچھے جاتا۔۔۔ میں اس وقت میں خود کو ختم کر لیتی کبھی تم پہ یقین
 نہ کرتی۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اگر اس دن تمہارے دوست فلیٹ میں پہنچ جاتے تو
 آج میں یہاں نہ ہوتی۔۔۔ وہ بھی۔۔۔ آریان دھاڑا تھا۔۔۔ بس۔۔۔ آریان اسے وارننگ دیتی نظروں سے
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور استنزیہ مسکرائی۔۔۔ کیوں یہ جھوٹے ڈرامے
 کرتے ہوں۔۔۔ مجھے یقین نہیں آئے گا۔۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ انسان کی فطرت کبھی
 نہیں بدلتی۔۔۔ جو تم نے ثابت کیا۔۔۔ تم پہ یقین کرنا چاہتی تھی۔۔۔ ایک دفعہ دوبارہ پھر غلطی دہرانا چاہتی
 تھی۔۔۔ مگر میری آنکھیں اس دفعہ پہلے ہی کھول گئی۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کہنا کیا چاہتی
 ہوں۔۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ تمہاری جو لیکا گرل فرینڈ جس سے تم حواس پوری کرتے
 ہوں۔۔۔ وہ آگئی نا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولیں میری۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کیا بکواس

ہے۔۔ میں نہیں جانتا وہ یہاں کیوں آئی۔۔ اریان چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ وہ واقع ہی نہیں جانتا تھا۔۔ کہ وہ کیوں آئی۔۔ اسے اس کا پتہ کیسے معلوم ہوا۔۔ وہ تو خود حیران تھا۔۔

Mr. Aryan Khan, you are a sensual person. You only satisfy your senses. And I hate a sensual person like you.

(مسٹر آریان خان، آپ ایک حواس پرست انسان۔ آپ صرف اپنے حواس کو مطمئن کرتے ہیں۔ اور مجھے تم جیسے بے حواس پرست انسان سے نفرت ہے)

صوفیہ اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ چاہے وہ مر ہی کیوں نا جاتی۔۔ اگر آریان سچا تھا۔۔ تو جو لیکا یہاں کیوں تھی۔۔ وہ آریان کے فلیٹ میں تھی۔۔ جبکہ اس دن سے ہی آریان صوفیہ کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔۔ لیکن صوفیہ کے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔

You think I don't love you.

آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ لگتا نہیں ہے۔۔ مجھے یقین ہے۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم مجھے جانتی نہیں ہوں صوفیہ۔۔

Until today, apart from touching a girl's lips and her body, I had never been as close to anyone as I wanted to be to you, but now...

(آج تک کسی لڑکی کے ہونٹوں اور اس کے جسم کو چھونے کے علاوہ میں کبھی کسی کے اتنا قریب نہیں ہوا
تھا جتنا میں تمہارے آنا چاہتا تھا لیکن اب...)

Now I will not be آریان بولتے ہوئے روکا۔ اب۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔
what my heart desires. I will bring a hundred girls like
Julika. I will make them a part of my existence. But I
will never make you a part of my existence. You will
remain like this. Sofia Aryan Khan. Sofia Aryan Khan
You will long to be a part of Aryan Khan's existence,
but Aryan Khan will never make you a part of his
existence.

(اب جو میرا دل چاہے وہ نہیں ہوں گا۔۔ میں جو لیکا جیسی سو لڑکیاں لاؤں گا۔ میں انہیں اپنے وجود کا
حصہ بناؤں گا۔ لیکن میں تمہیں کبھی اپنے وجود کا حصہ نہیں بناؤں گا۔ تم ایسے ہی رہو گے۔ صوفیہ آریان
خان۔ صوفیہ آریان خان آپ آریان خان کے وجود کا حصہ بننے کو ترسیں گے لیکن آریان خان آپ کو
کبھی بھی اپنے وجود کا حصہ نہیں بنائے گا۔)

آریان اپنی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

Because the girl I have fallen in love with can only remind me of my past. She will never hold my hand and walk two steps.

(کیونکہ میرا دل جس لڑکی پہ ایسا ہے وہ صرف مجھے میرا گزرا ہوا کل ہی یاد کروا سکتی ہے۔۔ کبھی میرا ہاتھ پکڑ کر دو قدم نہیں چل سکتی۔۔)

Mr. Aryan Khan, I don't care at all if you bring a thousand girls close to you like Julia. Sofia Khan doesn't care that much...

(مسٹر آریان خان، مجھے بالکل پرواہ نہیں ہے اگر آپ جو لیا کی طرح ایک ہزار لڑکیوں کو اپنے قریب لے آئیں۔ صوفیہ خان کو اتنی سی بھی پرواہ نہیں۔۔۔)

صوفیہ خان اپنے ہاتھوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلے بناتے ہوئے بولی۔۔۔

I remind you of your past and look in the mirror to see what a vile person you were.

(تمہارا گزرا ہوا کل تممگیں یاد کروا کر آئینہ دیکھاتی ہوں کہ تم کس قدر گھٹیا انسان تھے۔۔) اریان نے ایک نظر صوفیہ پہ ڈالی۔ ایک بات یاد رکھنا آریان خان۔۔ صوفیہ خان کا وجود اتنا ریزہ نہیں ہے۔۔ کہ تمہارے وجود کا حصہ بن جائے۔۔ صوفیہ خان اسے نفرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جو لیکا

کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ بے بی کہاں ہوں۔۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے تھوک نگلا
 ۔۔۔ اریان صوفیہ پہ ایک بھی نظر ڈالے بنا باہر نکلا۔۔۔ صوفیہ نے am coming babe تھا۔۔۔
 اپنے گہر اسانس لیا۔۔۔ اور کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ لاونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ صوفیہ نے شکر کا سانس
 لیا۔۔۔ اور کارپیوچ میں آئی۔۔۔ اریان جاچکا تھا۔۔۔ صوفیہ اپنی گاڑی میں بیٹھتے باہر نکلی۔۔۔ صوفیہ کی گاڑی کا
 رخ اریان کے فلیٹ کی طرف تھا۔۔۔ دس منٹ کا سفر کرتے صوفیہ اریان کے فلیٹ پر پہنچی۔۔۔ گاڑی سے
 نکلتے صوفیہ اندر آئی۔۔۔ میم سر کو بلا دو۔۔۔ ملازمہ صوفیہ کو دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان کہاں ہے۔۔۔ صوفیہ نے
 ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔۔ میم سر اس روم میں۔۔۔ ملازمہ بتاتے ہوئے کچن میں چلے گئی۔۔۔ صوفیہ
 سڑھیاں چڑھتے بلکل ایک طرف بنے روم کی طرف بڑھی۔۔۔ جس کا دروازہ تھوڑا سا کھولا ہوا
 تھا۔۔۔ صوفیہ نے اندر جھانکا۔۔۔ جو لیکا اریان کی گردن کے گرد باہیں حائل کیے کھڑی ہوئی
 تھی۔۔۔ جو لیکا کے وجود پہ ریڈ کلر کی چمکتی ہوئی جال کی نائی۔۔۔ صوفیہ کو ایک پل کے لیے یقین نہیں آیا
 تھا۔۔۔ اریان جو لیکا کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسیں چرانے لگا۔۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کرتے گہرا
 سانس لیا۔۔۔ اریان کبھی نہیں بدل سکتا تھا۔۔۔ صوفیہ نے نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ اور باہر نکلی۔۔۔ اریان
 جو لیکا کے ہونٹوں پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ جو لیکا اریان کے ہونٹوں کو کاٹ رہی تھی۔۔۔ اریان تو صرف شاید
 صوفیہ کی باتوں کا یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ جو لیکا اپنے وجود سے نائی الگ کر گئی۔۔۔ جو لیکا نے
 اریان کا ہاتھ پکڑتے اپنی دھڑکنوں پہ رکھا۔۔۔ اریان اسی لمحے اسے خود سے دور جھٹک گیا۔۔۔ جو لیکا سیدھا
 زمین پہ گری تھی۔۔۔

Aryan are you crazy...

جو لیکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔ اریان جو لیکا کی طرف دیکھے بنا کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اریان ایک پل کے لیے روکا۔۔ آنکھوں کے سامنے صوفیہ کا چہرہ آیا تھا۔۔ اریان نے اس کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔ تو وجود میں سکون سا اتر ا تھا۔۔ تم کر کیا رہے کی b***h ہوں۔۔ اریان۔۔ تم اس لڑکی کی وجہ سے مجھے بار بار یوں جھٹک دیتے ہوں۔۔ میں اس جان لے لوں گی۔۔ جو لیکانا نئی پہنتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے اس کا جبرہ دو بوجا۔۔ خبردار اگر تم نے اس کے لیے ایک بھی لفظ اپنی اس غلیظ زبان سے نکالا۔۔ وہ پاک دامن لڑکی ہے۔۔ اور میں اس سے عشق کرتا ہوں۔۔ اریان سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔ جو لیکانے اریان کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہے اس لڑکی میں ایسا۔۔ جو لیکا اریان کے مقابل آتے ہوئے بولی۔۔ کریٹکر لیس نہیں ہے۔۔ اریان جو لیکا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ میں کریٹکر لیس ہوں۔۔ جو لیکانے اریان کی طرف دیکھا۔۔ ہاں تم ہوں کریٹکر لیس۔۔ تمہیں حواس ہے۔۔ جسم کی بھوک ہے۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تم تو میرے قریب گن پوائنٹ پر آتے تھے۔۔ ہاں نا۔۔ جو لیکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ شیٹ اپ۔۔ شیٹ اپ۔۔ اریان پاگلوں کی طرح چلایا۔۔ تمہیں میں چھوڑوں گی، نہیں۔۔ جو لیکا بولتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔

زرغام گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ زرغام کے ایک ہاتھ میں پریشے کا ہاتھ تھا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کے چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔۔۔ گاڑی کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ گاڑی سے نکلتے ہوئے اندر آئے۔۔۔ شاہ درلاونج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

Jan Baba lied to me...

(جان بابا نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔)

شاہ درپریشے کی طرف بھاگتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ کون سا جھوٹ بولا بابا نے۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔

Baba said, "Go to Lala, Lala is not here."

(بابا نے کہا لالہ کے پاس جاؤ، لالہ یہاں نہیں ہے۔)

شاہ در چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

Jan You also left me and went with Baba...

(جان آپ بھی مجھے چھوڑ کر بابا کے ساتھ چلی گئیں۔)

شاہ در نے غصے سے کہا۔۔۔ او۔۔۔ ایم سوری میرا بچہ۔۔۔ پریشے نے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا پاس نہیں آؤ گے۔۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔

You left me and took my jan too.

(آپ نے مجھے چھوڑ کر میری جان کو بھی لے لیا۔)

شاہ درہا تھ باندھتے ہوئے بولا۔۔۔ بہت تیز ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ میرا شاہ۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔

Baba, you don't love me.

(بابا آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔۔۔)

شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

Baba loves you very much, my dear, that's why I'm thinking of giving you a gift.

(بابا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں، میری جان، اسی لیے میں آپ کو تحفہ دینے کا سوچ رہا ہوں۔)

زرغام شاہ در کو لیے صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔ جہاں پریشہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ شاہ در نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر پریشہ کی طرف بڑھا۔۔۔ جان بابا نے کیا کہا۔۔۔ شاہ در ہلکی سی آواز میں بولا۔۔۔ آپ کے بابا آپ سے محبت کرتے ہیں اسی لیے آپ کو تحفہ دینے کا سوچ رہے۔۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ گفٹ۔۔۔ شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام نے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ پریشہ نے جو س کا گلاس پکڑا۔۔۔ کون سا گفٹ بابا۔۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ کو گفٹ میں بہن دینے کا سوچ رہا ہوں۔۔۔ زرغام شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے حیرانگی سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ سچی بابا۔۔۔ شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ زرغام نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ

رکھے۔۔ جان بابا سچ بول رہے ہیں۔۔ شاہ در نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ و۔ و۔ پریشے بول ہی رہی
 تھی۔۔ کہ زرغام نے اس کی بات کاٹی۔۔ شاہ روم میں چلے۔۔ زرغام نے شاہ در کے بال سہلائے۔۔ جی
 بابا۔۔ شاہ در جلدی سے بھاگتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے صوفے سے
 اٹھا۔۔ چلو روم میں چلے۔۔ زرغام پریشے کے آگے ہاتھ کیا۔۔ لیکن پریشے خود ہی احتیاط سے اٹھی۔۔ اور
 آگے کی طرف بڑھی۔۔ زرغام نفی میں سر ہلاتے ہوئے پریشے کی طرف بڑھا۔۔ اور اسے اپنی گود میں
 اٹھا لیا۔۔ ی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے حیرانگی سے بولی۔۔ میں
 تو ہونٹوں سے چھوٹا ہوں۔۔ اور تم برداشت نہیں کر پاتی۔۔ خود اپنے ناخن مار رہی ہوں۔۔ زرغام
 سرٹھیاں چڑھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے زرغام کے سینے کی طرف دیکھا۔۔ جہاں ہاتھ مارتے ہوئے
 پریشے ناخن مار چکی تھی۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔ زرغام نے پریشے کی پیشانی سے سر
 ٹکایا۔۔ ناراض مت ہوا کرو۔۔ تمہارے بنادل نہیں لگتا میری جان۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔ نیچے اتاریں۔۔ شاہ در روم میں ہے۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تو کیا کل
 کو اس کی شادی نہیں ہوئی گی۔۔ اچھا ہے اسے ایکسپرنس ہو جائے گا۔۔ کہ بیوی بات نہ مان رہی
 ہوں۔۔ تو گود میں اٹھا کر گھومو۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے غصے سے زرغام کو
 دیکھا۔۔ زرغام روم میں داخل ہوا۔۔ شاہ در جو کہ بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ بھاگ دروازہ بند کیا۔۔ زرغام نے
 ایک نظر شاہ کو دیکھا۔۔ اور پھر پریشے کو بیڈ پہ لٹایا۔۔ بابا۔۔ اپ جان کو گود میں کیوں اٹھا کر لائے۔۔ شاہ
 در بیڈ پہ چڑھتے ہوئے بولا۔۔ میرا دل کیا۔۔ زرغام شاہ در کے گال کھینچتے ہوئے بولا۔۔ پھر میں بھی
 جان کو اٹھاؤ گا۔۔ شاہ در پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ چھوٹا سا ہے۔۔ میرا شاہ کیسے اٹھائے

گا۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جیسے آپ نے اٹھایا۔۔ شاہ در نے بڑی پتہ کی بات بتائی
 تھی۔۔ مجھے ایک بات بتاؤ تم میری جان کو جان کیوں کہتے ہوں۔۔ زرغام شاہ در کے پاس بیٹھتے ہوئے
 بولا۔۔ شاہ در جلدی سے پریشے کی طرف بھاگا تھا۔۔ اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ کیونکہ میری بھی جان
 ہے۔۔ شاہ در پریشے کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔ پریشے مسکرائی۔۔ میری تو بیوی
 ہے۔۔ زرغام نے شاہ در کو گھورتے ہوئے کہا۔۔ لیکن میری پہلے کی دوست ہے۔۔ بتاؤ جان۔۔ شاہ در
 نے پریشے کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ جی میری جان۔۔ پریشے نے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ شاہ در مسکرا دیا۔۔ ہمیں تو کبھی ایسا پیار نہیں ملا۔۔ زرغام پریشے کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ لیکن
 پریشے اسے انکوری کیے ہوئے تھی۔۔ شاہ آپ کو نہیں لگتا آپ کی جان کو ایک کس مجھے بھی کرنی
 چاہیے۔۔ زرغام پریشے کے پاس ہوتے ہوئے بیٹھا۔۔ پریشے نے زرغام کو گھورا۔۔ بابا ٹھیک بول رہے
 ہیں۔۔ جان ایک کس کر دو۔۔ بابا کو۔۔ شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ کرو۔۔ زرغام
 نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ جان کرو نا۔۔ شاہ در پریشے کو زرغام کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔ پریشے نے
 زرغام کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ زرغام کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اب ایک کس بابا
 کرے جان کو۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جی بابا۔۔ شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔ اوکے۔۔ کلوز
 یور آئیز۔۔ زرغام شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اوکے بابا۔۔ شاہ در نے آنکھیں بند کی۔۔ زرغام
 پریشے پہ جھکتے اسے بنا کوئی موقع دیے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ پریشے نے زرغام کے کندھے پہ
 ہاتھ رکھتے اس کی شدت اپنے ہونٹوں پہ برداشت کی تھی۔۔ بار بار پریشے بھی زرغام کو خود سے دور نہیں
 جھٹک سکتی تھی۔۔ زرغام پریشے کی سانسیں چرا رہا تھا۔۔ پریشے کی آنکھیں بند تھی۔۔ شاہ در نے

آنکھیں کھولیں۔۔ بابا۔۔ شاہ در نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ لیکن زرغام تک اس کی آواز نہیں گئی تھی۔۔ شاہ در نے زرغام کی بازو جھنجھوڑی۔۔ بابا۔۔ شاہ در غصے سے بولا۔۔ زرغام پریشے کے ہونٹوں کو آزادی بخشتے شاہ در کی طرف دیکھنے لگا۔۔ پریشے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ بابا آپ نے جان کو لپیس پہ کس کیوں کی۔۔ شاہ در زرغام کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ میری بیوی ہے۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔ پریشے تو نظریں تک نہیں ملا پار ہی تھی۔۔ میں بھی جان کو لپیس پہ کا کرو گا۔۔ شاہ در زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ مجھ سے پھر مار بھی کھاؤ گا۔۔ زرغام شاہ در کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ بابا میں ناراض ہوں پھر۔۔ شاہ در منہ بناتے ہوئے بیٹھا۔۔ پریشے نے شاہ در کو اپنے قریب کیا۔۔ اور اس کے بالوں کو سہلانے لگی۔۔ انج مجھ سے آزادی ممکن نہیں۔۔ زرغام پریشے کی کان میں سرگوشی کرتے ہوئے باہر نکلا۔۔

ورشائ کچن میں کھڑی ہوئی اپنے لیے نوڈلس بنا رہی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھتے کچن کی طرف بڑھا۔۔ میرال جان عالم کو دیکھتے کچن سے باہر نکلی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے ورشاں کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشاں کانپی تھی۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے پیچھے کو دیکھتے ہوئے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا۔۔ میں یہاں جانور زخ کرنے کی کوشش رہی ہوں۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ او تو تمہیں آتا ہے۔۔ بڑی عید کی ابھی سے تیاری کر رہی ہوں۔۔ واہ جان حیات تم تو بہت آگے کی سوچتی ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چومتے ہوئے بولا۔۔ جان

خان۔۔ ورشاں جان عالم کو پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ میں مارو گی۔۔ ورشاں جھنجھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔ جتنے دانت میری گردن پہ گاڑھے ہے۔۔ اب تو شاید مجھے نائف سے بھی فرق نہ پڑے۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ فنی نا۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ میری جان حیات فنی ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ اور ورشاں کے عارض پہ دانت گاڑھے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان حیات جب ایسے دیکھتی ہوں۔۔ پورے وجود میں سکون دوڑتا ہے۔۔ جان عالم ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ سمیل آرہی ہے۔۔ نا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اونو۔۔ ورشاں جلدی سے نولڈز کی طرف بڑھی۔۔ جو کہ سارے ہی جل چکے تھے۔۔ سارے جلا دیے۔۔ اب بنا کر دے۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے چمیر پہ بیٹھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ لالا۔۔ یہ علی بخش نے دیا ہے۔۔ میراں بیگ جان عالم کو پکڑاتے ہوئے بولی۔۔

جان حیات یہ لے آئیں کریم کھالے۔۔ تھوڑا دماغ ٹھنڈا ہو جائے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

نہیں کھانی مجھے۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ کیوں نہیں کھانی۔۔ جان عالم ورشاں کے پاس بیٹھا۔۔ آپ۔۔ مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ ورشاں چمیر سے اٹھی۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کے پیچھے باہر نکلا۔۔ یہ کچن میں کیا کر رہا تھا۔۔ رمشاء نے حیرانگی سے جان عالم کو کچن سے نکلتے دیکھ کر بولی۔۔ لالا بھابی کے لیے کہیں بھی چلے آتے ہے۔۔ میرال رمشاء کے پیچھے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔ کیا عالم پہلے بھی کچن میں جاتا تھا؟ رمشاء نے میرال کی طرف دیکھا۔۔ نہیں۔۔ لالانے کبھی کچن کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔۔ میرال اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ محبت انسان سے کچھ بھی کرواتا۔۔ اور بھابی تو لالا کی من پسند عورت ہے۔۔ میرال مسکراتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں زیادہ پتہ ہے۔۔ رمشاء نے میرال کی طرف دیکھا۔۔ سچ ہے۔۔ تم جل کیوں رہی ہوں۔۔ میرال مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔

جان حیات۔۔ جان عالم نے ورشاں کو آگے بڑھتے ہوئے گود میں اٹھایا۔۔ جان حیات کیوں ناراض ہو جاتی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ میرے نولڈز گرا دیے۔۔ ناراض بھی نہیں ہوں۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں پتہ جان حیات جب ایسے منہ بناتی ہوں۔۔ دل چاہتا ہے۔۔ کہ تم پہ ٹوٹ کر برسوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے سرخ پڑتے جان عالم کے سینے میں چہرہ چپچھایا۔۔ جان عالم نے پاؤں کی ٹھوک سے دروازہ کھولا۔۔ اور بند کرتے ہوئے اندر آیا۔۔ جان عالم کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ لٹایا۔۔ اور کال ریسیو کی۔۔ ہیلو۔۔ بس اب آپ جائے۔۔ یہی تک کا ساتھ تھا۔۔ ورشاں جان عالم کے چہرہ کے تاثرات بدلتے

دیکھ کر بولی۔۔ جان عالم ور شاں کی بات پہ گہرا مسکرایا۔۔ جان عالم نے موبائل آف کرتے ہوئے ٹبل پہ رکھا۔۔ اور ور شاں پہ جھکا۔۔ میں تو تمہارے پاس ہوں جان حیات۔۔ تم کہو تو ایک پل کی بھی آزادی نہ دو۔۔۔ جان عالم ور شاں کے گال سے اپنی بیرڈر گڑتے ہوئے بولا۔۔ ور شاں جان عالم کی بیرڈر کی چھن محسوس کر کے مسکرائی۔۔ جان عالم نے ور شاں کے گال پہ ہونٹ رکھے۔۔ انی لو یو سو میچ جان حیات۔۔ جان عالم شدت سے ور شاں کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ور شاں جان عالم کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ جان خان۔۔ اپ کتنا بدل گئے ہے۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ میں بدل گیا ہوں۔۔ جان عالم نے ور شاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکائی۔۔ جی۔۔ ور شاں نے ہی میں سر ہلایا۔۔ میں بدل گیا۔۔ میری جان حیات تو نہیں بدلی۔۔ پہلے بھی ٹڈی تھی۔۔ اب بھی ٹڈی ہی ہے۔۔ جان عالم ور شاں کی گردن پہ اپنا لمس بکھیرتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ور شاں کی گردن پہ جھکا ہوا تھا۔۔ ور شاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔

Don't disturb me--

جان عالم خمار آلود آواز میں بولا۔۔ ور شاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ور شاں کی گردن پہ نشان چھوڑتے ور شاں کی شرٹ کے اندر ہاتھ کرتے ہوئے اس کے پیٹ پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ ور شاں نے گہرا سانس لینے شروع کیے تھے۔۔ ور شاں کے گہرے سانس لینے سے اس کی دھڑکنوں میں ہلچل پیدا ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے ور شاں کی گردن سے چہرہ نکالتے ہوئے اس کے شرٹ کے اوپر سے ہی اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑھے۔۔ اہہ۔۔ ور شاں بری طرح چینی

تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔ جان حیات تمھاری چینیخے مجھے جنونی بناتی ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں چراتے جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔۔ ورشاں کو اپنا سانس روکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے گہرے سانس بھرتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ ایک ہی منٹ میں اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔۔ جان عالم نے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھا۔۔۔ ورشاں بھی اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ آج جرگے میں مت آنا۔۔۔ نیچے لاونج میں میری پیاری سی بیوی اور سردارنی بن کر بیٹھ جانا۔۔۔ مگر مردان خانے میں مت آنا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس دن تو آپ کو منانے آئی تھی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس سے پہلے بھی جان حیات تمھاری چینیخ سنتے ہی آیا تھا۔۔۔ جان عالم نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔۔ میں نے تھوڑی کہا تھا۔۔۔ آپ ائے۔۔۔ ورشاں آنکھیں گھوماتے ہوئے بولی۔۔۔ اچھا جی اتنا غرور۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی ناک پہ انگلی رکھی۔۔۔ غرور تو بنتا ہے۔۔۔ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرنے والا شوہر ملا۔۔۔ جو صرف مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ ورشاں نظریں جھکائے جان عالم کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جاؤ چینیج کرو جلدی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں بلیک کلر کی شرٹ جو کہ گھٹنوں سے نیچے تھی۔۔۔ ساتھ پا جاما پہنے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔

ورشاں کو ڈریسنگ روم میں دس منٹ ہو چکے تھے۔۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور ڈریسنگ روم میں داخل ہوا۔۔۔ جان عالم کی جیسے ہی نظر سامنے پڑی اسے اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ ورشاں اپنی

سکرٹ کی ڈوریاں باندھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کی
 ڈوریاں باندھی۔۔۔ کیوں الجھتی ہوں ان سے جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی
 کی تھی۔۔۔ ا۔۔۔ اپ اندر کیوں آئے۔۔۔ ورشاں جلدی سے مڑی۔۔۔ تم باہر نہیں آئی تھی۔۔۔ تو میں اندر
 آگیا۔۔۔ سمپل۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم
 نے اوپر سے نیچے تک ورشاں کو بغور دیکھا۔۔۔ لائٹ پنک کلر کی سمپل سی سکرٹ جو کہ پاؤں تک جارہی
 تھی۔۔۔ گلے میں چادر جسے ورشاں اپنے سر پہ ٹکا رہی تھی۔۔۔ اور چہرہ میک اپ سے پاک۔۔۔ واللہ کمال
 ہوں، تم جان حیات۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔ جان
 عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم ورشاں جا ہاتھ پکڑے ہی سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ لاونج میں
 رابیہ خان، ائمہ خان، اور ان کے ساتھ ہی رمشاء خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ رمشاء نے ورشاں کو حسد پرست
 نظروں سے دیکھا۔۔۔ لیکن ورشاں مسکراتے ہوئے نیچے آرہی تھی۔۔۔ اس کا ایک بھی بال نظر نہیں آرہا
 تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کے گال سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ جان عالم آئمہ
 خان کی طرف بڑھا۔۔۔ مورے آپ ناراض ہے۔۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ
 چومتے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ تم سے ناراض کیسا ہو سکتا ہے کوئی، تم تو اب سردار اور تمھاری بیوی
 سردارنی ہماری مجال کہ ہم تم سے ناراض ہوں۔۔۔ آئمہ خان نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی
 سے بولی۔۔۔ جان عالم نے سب کے سامنے ورشاں کی اہمیت بیان کی تھی۔۔۔ جو بات آئمہ خان کو پسند
 نہیں آئی تھی۔۔۔ ورشاں سے محبت تھی۔۔۔ لیکن غزنوی حویلی نہیں ہوتا تھا۔۔۔ زل اور غزنوی کے
 درمیان کے اختلافات سب کے سامنے ہی تھے۔۔۔ جب ان کی بیٹی خوش نہیں تھی۔۔۔ تو ان کے لیے کسی

کی بھی خوشی کوئی معافی نہیں رکھتی تھی۔۔ ورشاں نے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبائے تھے۔۔ رمشاء
 آئمہ خان کی باتوں پہ خوش ہوئی تھی۔۔ رمشاء نے مسکراتے ہوئے ورشاں کو دیکھا۔۔ جو جان عالم کی
 پشت پہ نظریں جمائے کھڑی ہوئی تھی۔۔ مورے آپ میری ماں ہے۔۔ آپ کا مقام سب سے الگ
 ہے۔۔ آپ میری مورے ہے۔۔ اور جان حیات میری بیوی ہے۔۔ میرے لیے آپ دونوں ہی بہت
 عزیز ہے۔۔ لیکن اگر کوئی شخص میری جان حیات کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا۔۔ تو مجھ سے برا کسی
 کو نہیں پائے گا۔۔ جان حیات میری زندگی ہے۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں
 مسکرائی تھی۔۔ کیونکہ جان عالم اسے پھر سے سب کے سامنے اس کا مقام بیان کر چکا تھا۔۔ جان عالم نے
 آئمہ خان کے ہاتھ چومے۔۔ آئمہ خان بھی مسکرا دی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ ورشاں کی پلکیں لرزی تھی۔۔ جان عالم کی اس حرکت پہ آئمہ خان، رابیہ خان اپنی نظروں کا
 زاویہ بدل گئی۔۔ جبکہ زمل جو کہ کچن سے نکل رہی تھی۔۔ دیکھ کر مسکرائی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھتے اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ پیچ کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔۔ رمشاء ورشاں کو
 حسد بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اچھے لگ رہے ہیں نا۔۔ زمل رمشاء کے ساتھ بیٹھتے ہوئے
 بولی۔۔ کچھ زیادہ ہی۔۔ رمشاء نے طنز کیا تھا۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا۔۔ ورشاں کی آنکھیں شرم
 سے جھکی ہوئی تھی۔۔ وہ اپنی پلکیں تک اٹھا نہیں پارہی تھی۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ورشاں کی
 طرف دیکھ رہا تھا۔۔ لالا۔۔ زمل کی آواز پہ جان عالم زمل کی طرف دیکھا۔۔ آپ کو جانا چاہیے۔۔ ورنہ
 ورشاں یہی گر جائے گی۔۔ زمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے

مردان خان کی طرف بڑھ گیا۔۔ ورشاں بیٹھ جاؤ۔۔ لالا گئے۔۔ زمل ورشاں کی بازو پکڑتے اسے اپنے ساتھ بیٹھاتے ہوئے بولی۔۔

صوفیہ اپنی گاڑی میں آریان کے فارم ہاؤس کے باہر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ صوفیہ نے اندر کی طرف دیکھا۔۔ جو لیکا باہر ہی آرہی تھی۔۔ اسے آتے دیکھ صوفیہ نے اسے بغور دیکھا۔۔ صوفیہ فارم ہاؤس سے باہر آئی۔۔ پھر کچھ سوچتے اندر کی طرف بڑھی۔۔ صوفیہ بھی جلدی سے اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھی۔۔ ایم سوری۔۔ مائی لیو۔۔ جو لیکاروم میں انٹرہوتے ہوئے بولی۔۔ اریان بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ جاؤ جو لیکا۔۔ اریان بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔ جو لیکا کے وجود پہ ناٹھی پہننے ہوئے بھی نہ پہننے کے برابر تھی۔۔ اریان نے اس پہ ایک بھی نظر نہیں ڈال رہا تھا۔۔ صوفیہ نے حیرانگی سے آریان کو دیکھا تھا۔۔ جو لیکا نے آریان کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتے دانت گاڑھے تھے۔۔ یہ سب اس نے ایک ہی جست میں کیا تھا۔۔ اریان نے بری طرح سے جو لیکا کو خود سے دور جھٹکا تھا۔۔ یوبلیڈی مین۔۔ جو لیکا چینیخی تھی۔۔ یوبلیڈی وومین۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔

Don't show me your face again.

آریان اسے وارنگ دیتے ہوئے بولا۔۔ جو لیکا نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اریان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ جو لیکا باہر نکلی۔۔ صوفیہ پہ اس کی نظر نہیں گئی تھی۔۔ صوفیہ جو لیکا کے پیچھے باہر نکلی۔۔ اور اس کی بازو پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

You here

(تم یہاں۔۔) جو لیکا صوفیہ کو دیکھتے استنزیابہ بولی۔۔

If you can be here, why can't I?

(اگر تم یہاں ہو سکتی ہوں تو میں کیوں نہیں۔۔) صوفیہ نے جو لیکا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

You have also come to fulfill Aryan's needs.

(تم بھی آریان کی ضرورت پوری کرنے آئی ہوں۔) جو لیکا نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔۔ کہ مجھ سے ضرورت پوری کی جاسکے۔۔ صوفیہ جو لیکا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

Aryan loves me, he rejected you for me. That's why you better get out of here.

(آریان مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔ اس نے میرے لیے ہی تمہیں ٹھکرایا۔۔ اسی لیے بہتر ہے کہ تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔) صوفیہ لفظ چباتے ہوئے بولی۔۔

I will take your life.

(میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔) جو لیکا غصے سے صوفیہ پہ چپٹھی۔۔ صوفیہ نے اسے خود سے دور کرنے کے لیے دھکے دیا۔۔ جو لیکا پیچھے دیوار کے ساتھ لگی۔۔ صوفیہ نے جو لیکا کا چہرہ دو بوجا۔۔ دوبارہ اگر تم مجھے میرے شوہر کے نزدیک نظر آئی۔۔ تو تمہارے وجود کے ایک ایک حصہ کو سیسٹ کرو گی۔۔ صوفیہ جو لیکا کا چہرہ دو بوجے بولی۔۔ جو لیکا اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن صوفیہ

کی آنکھیں پہلے ہی سرخ ہو رہی تھی۔۔ اریان فارم ہاؤس سے باہر نکلا۔۔ جہاں اب صرف صوفیہ تھی۔۔ ص۔۔ صو۔۔ صوفیہ تم یہاں کیسے؟ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ صوفیہ نے اریان کو انگور کیا۔۔ اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ یہاں کیوں آئی تھی۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ تم سے مطلب۔۔ صوفیہ نے کندھے اچکائے۔۔ صوفیہ نے فضل خان کی کال ریسو کی۔۔ اوکے ایم کمینگ۔۔ صوفیہ کال بند کرتے ہی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔ صوفیہ کی گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی اریان بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ اب اریان کی گاڑی صوفیہ کی گاڑی کے پیچھے تھی۔۔

زلزل میرے لیے جو س لے کر آؤ۔۔ غزنوی غازیہ جو کہ صوفیہ پہ بیٹھی تھی۔۔ اسے گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔ میرال۔۔ ان کے لیے جو س لے آؤ۔۔ زلزل بولتے ہی ورشاں سے باتوں میں مصروف ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے زلزل کی طرف دیکھا۔۔ جو اسے انگور کر رہی تھی۔۔ غزنوی زلزل کے ساتھ بیٹھا۔۔ زلزل اٹھ کر روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ غزنوی بھی زلزل کے پیچھے روم کی طرف بڑھا۔۔ بابا آئی لو یو۔۔ غازیہ نے غزنوی کے گال پہ ہونٹ رکھے۔۔ لویو ٹو بابا کی جان۔۔ غزنوی نے بھی غازیہ کے گال پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور روم میں دیکھا۔۔ جہاں زلزل نہیں تھی۔۔ زلزل واشروم سے باہر نکلی۔۔ غازیہ سو جاؤ۔۔ زلزل غازیہ کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔ ابھی ٹائم ہی کیا ہوا ہے۔۔ سو جائے گی۔۔ غزنوی بھی جواباً سر دلچے میں بولا۔۔ اپ سے تھوڑی کہا ہے۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ آپ کو فرق نہیں پڑتا اب کسی بھی ٹائم سے۔۔ خود تو ایسے ہے۔۔ میری بیٹی کو خراب مت کرے۔۔ زلزل نے غزنوی سے غازیہ کو لینا

چاہا۔۔ غازیہ جلدی سے غزنوی کی گود میں بیٹھی تھی۔۔ بابا مجھے نہیں سونا۔۔ غازیہ غزنوی کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔ او کے جلدی سے اپنا کھولنے لے کر آؤ۔۔ بابا اور غازیہ کھیلے گے۔۔ غزنوی نے غازیہ
 کو نیچے اترا۔۔ غازیہ جلدی سے صوفے کی طرف بھاگی۔۔ غزنوی نے زل کی بازو پکڑتے اسے اپنے
 قریب بٹھایا۔۔ اتنا غصے سوٹ نہیں کرتا۔۔ تمھاری چھوٹی سے ناک پر۔۔ غزنوی نے زل کی طرف
 دیکھا۔۔ زل نے غزنوی کو گھورا۔۔ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ زل اٹھنے کی کوشش
 کرتے ہوئے بولی۔۔ پریشان تھا یا۔۔ غزنوی زل کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ کیسی
 پریشانی۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ تمھیں سمجھ نہیں آئے گی۔۔ غزنوی نے زل کے عارض
 پہ ہاتھ رکھا۔۔ بس مجھے ایک ہفتہ دے دو۔۔ پھر تمھارے پاس رہوں گا۔۔ ایک پل بھی تم سے دور نہیں
 جاؤ گا۔۔ غزنوی نے زل کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے
 مسکرائی۔۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ مت جائے۔۔ جائے۔۔ کہیں بھی۔۔ اب میں کبھی آپ کو منع
 نہیں کرو گی۔۔ آپ کا جو دل چاہے کرے۔۔ جہاں دل چاہے جائے۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ مجھے یوں خفا ہو کر بھیج دو گی۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ اگر میں واپس
 نہ۔۔ ابھی غزنوی اس سے آگے کچھ بولتا کہ زل نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور نفی میں سر
 ہلایا۔۔ میں نہیں چاہتی آپ کہیں بھی جائے۔۔ زل پاگل ہوتے ہوئے چلائی۔۔ زل غزنوی کی
 شرٹ مٹھیوں میں جکڑے رو رہی تھی۔۔ میری جان صرف ایک ہفتہ پھر تمھارے پاس۔۔ غزنوی
 پیار سے بولا۔۔ نہیں یہ صرف ایک ہفتہ نہیں ہے غزنوی۔۔ کیوں آپ مجھے ہمیشہ یوں تنہا چھوڑ کر چلے
 جاتے ہیں۔۔ کیوں میں آپ کے لیے دوسرا آپشن ہوتی ہوں۔۔ کیوں میں ہی آپ کی زندگی میں کوئی

اہمیت نہیں رکھتی۔۔۔ آپ کی لائف میں سب ضروری ہے۔۔۔ اگر کوئی ضروری نہیں تو وہ صرف زل
 خان ہے۔۔۔ زل خان آپ کی زندگی میں کہیں نہیں آتی۔۔۔ کہیں نہیں آتی۔۔۔ زل زمین پہ بیٹھتے روتے
 ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی نے زل کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ایسا نہیں ہے زل۔۔۔ میں تم سے بہت محبت
 کرتا ہوں۔۔۔ میرا سب کچھ تم ہی تو ہوں۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ بس ضروری کام ہے۔۔۔ غزنوی پیار سے
 بولا۔۔۔ نہیں جائے نا۔۔۔ میں نہیں چاہتی آپ مجھ سے دور جائے۔۔۔ میرا دل ڈر رہا ہے۔۔۔ جیسا کچھ
 غلط ہو جائے گا۔۔۔ غزنوی پلینز۔۔۔ زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے غزنوی کی طرف
 دیکھا۔۔۔ غزنوی زل کی ہیزل گریں آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ جلد
 آجاؤ گا۔۔۔ غزنوی نے زل کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ غزنوی نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ پلینز غزنوی۔۔۔ زل نے
 غزنوی کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ غزنوی نے زل کو خود سے دور کیا۔۔۔ زل پھر سے غزنوی کے
 قریب ہوتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گئی۔۔۔ غزنوی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے اس کا لمس محسوس کیا
 تھا۔۔۔ غزنوی نے زل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں کو شدت سے
 چوما۔۔۔ غزنوی زل دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔ زل کی آنکھوں میں نمی
 تھی۔۔۔ غزنوی کی آنکھیں التجائیں تھیں۔۔۔ میں نہیں جانے دو گی۔۔۔ زل نے غزنوی کی شرٹ کا کالر
 دو بوجھا۔۔۔ غزنوی نے زل کے گرد حصار مضبوط کیا۔۔۔ میں ہمیشہ تمہارے قریب
 ہوں، زل۔۔۔ آنکھیں بند کرنا تمہیں اپنے قریب میرے علاوہ کوئی نظر نہیں آئے گا۔۔۔ غزنوی زل کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل غزنوی کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔ کیوں جانا چاہتے

ہے۔۔ کیوں۔۔ زل غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے چلائی۔۔ میری جان کیوں اتنا غصے کر رہی
 ہوں۔۔ غزنوی نے زل کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل رو رہی
 تھی۔۔ غزنوی نے زل کے آنسو ہونٹوں سے چننے شروع کیے۔۔ غزنوی زل کو اٹھاتے بیڈ کی طرف
 بڑھا۔۔ زل کو بیڈ پہ لیٹاتے اس کہ گردن پہ جھکا۔۔ زل نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس
 کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی زل کے ساتھ لیٹتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔ بابا۔۔ غازیہ اپنے
 ہاتھوں میں دو چھوٹی گڑیا پکڑے بیڈ کے پاس آئی۔۔ غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔ اور مسکراتے
 ہوئے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔ زل رو رہی تھی۔۔ غزنوی کی طرف اس کی پشت تھی۔۔ غزنوی غازیہ کے
 ساتھ کھیل رہا تھا۔۔ نظریں اس کی زل پہ تھی۔۔ بابا مورے رو رہی ہے۔۔ غازیہ نے غزنوی کی طرف
 دیکھا۔۔ نہیں میری جان۔۔ غزنوی نے غازیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ غازیہ کھلکھلا کر مسکرائی
 تھی۔۔ غزنوی نے ٹائم دیکھا۔۔ جہاں سات بج رہے تھے۔۔ غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ غازیہ زل کے آگے جا کر لیٹ گئی۔۔ مورے آپ رو رہی ہے۔۔ غازیہ زل کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ زل نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کے گرد حصار بناتے آنکھیں موند گئی۔۔ غزنوی
 زل کے قریب لیٹ گیا۔۔ زل۔۔ غزنوی نے اس کے کان میں مدھم سی آواز میں بولا۔۔ زل نے اس
 کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ غزنوی نے زل کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ غازیہ سوچکی تھی۔۔ کیوں ناراض ہو
 جاتی ہوں۔۔ کبھی مجھے سمجھ بھی لیا کرو۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ زل کی نم آنکھیں دیکھتے
 ہوئے غزنوی نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ غزنوی مت جائے۔۔ اس نے روتے ہوئے اس
 کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی نے زل کے آنسو صاف کیے۔۔ رونا تو بند کر ویا۔۔ رو کیوں رہی

ہوں۔۔ غزنوی اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ یار پکا جاؤ گا۔۔ بس میں نہیں چاہتا کہ عالم
جائے۔۔ یا پھر زرغام۔۔ ورنہ میں کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو دے کر نہیں جاتا۔۔ غزنوی زمل کے
گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔ میں واپس آ جاؤ۔۔ پھر میں اپنی زمل کو گھومنے لے کر چلوں گا۔۔ جہاں
صرف میں میری زمل اور ہماری چھوٹی سی بیٹی ہوں۔۔ غزنوی زمل کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
بولا۔۔۔

I love you very much. My Zamal is only mine. I love
my Zamal very much. There is no one more beautiful in
this world than my Zamal. My Zamal is the most
beautiful woman in the world. And Ghaznavi Khan
loves Zamal like crazy. Ghaznavi Khan is the slave of
his Zamal.

(میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میری زمل صرف میری ہے۔ مجھے اپنی زمل سے بہت پیار ہے۔ میری
زمل سے زیادہ خوبصورت اس دنیا میں کوئی نہیں۔ میری زمل دنیا کی سب سے حسین عورت ہے۔ اور
غزنوی خان زمل کو پاگلوں کی طرح پیار کرتا ہے۔ غزنوی خان اپنی زمل کا غلام ہے۔۔)
غزنوی زمل کی گردن پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔ زمل غزنوی کی گردن کہ گرد حصار بنا گی۔۔ غزنوی زمل کے
ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے اس کی سانسیں انہیل کر گیا۔۔۔

صوفیہ کی گاڑی کارخ ہوٹل کی طرف تھا۔ جہاں فضل خان نے پارٹی ارنیج کی ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ کی گاڑی عالیشان ہوٹل کے باہر آکر روکی۔۔۔ صوفیہ گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ چہرہ پہ اداسی سی تھی۔۔۔ صوفیہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ کہ اندر اتنی تیاری دیکھتے ہوئے صوفیہ نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔۔۔ پر طرف گلاب کے پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔ لال پردے کرسیاں ٹبیل تقریباً سب ہی ریڈ کلر کا تھا۔۔۔ صوفیہ کو دیکھتے فضل خان جو کہ کچھ فاصلے پہ بنے کا ونٹر پہ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ مسکراتے ہوئے صوفیہ کے قریب آیا۔۔۔ ہائے۔۔۔ فضل خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ہائے۔۔۔ آپ نے لالا کو بتایا۔۔۔ صوفیہ نے فضل خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے معلوم ہے۔۔۔ فضل خان نے ہاتھ میں پکڑا جو س کا گلاس صوفیہ کی طرف بڑھایا۔۔۔ نہیں۔۔۔ صوفیہ نے اسے پیچھے کیا۔۔۔ تمہارے لیے روم میں گفٹ ہے۔۔۔ روم نمبر 406۔۔۔ فضل خان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے سر ہلا کر اوپر روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ صوفیہ روم میں آئی۔۔۔ بلیک کلر کی فراک سامنے ہی ہنگ کی ہوئی تھی۔۔۔ اس پہ لگے وائٹ کلر کے موتی چمک رہے تھے۔۔۔ صوفیہ نے اس ڈریس کی بھی دیکھا۔۔۔ اور المیر خان کو کال کی۔۔۔ جس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔ صوفیہ نے ڈریس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور چینیج کرنے چلے گئی۔۔۔ صوفیہ ڈریس پہنتے نیچے آئی۔۔۔ ہوٹل میں فضل خان، صوفیہ اور کچھ اور بھی لوگ تھے۔۔۔ اریان خان اندر داخل ہوا ہی تھا۔۔۔ کہ صوفیہ کو دیکھتے وہ ایک پل کے لیے روکا تھا۔۔۔ وہ مجسم ہوا تھا۔۔۔ ریڈ کلر

کی فراک جس کے اوپر لگے موتی چمک رہے تھے۔۔ اس کے بوڑھے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔۔ کچھ بال
 چہرہ پہ تھے۔۔ وہ اس ڈریس میں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ لیکن اس کے ساتھ دوپٹہ نہیں
 تھا۔۔ اریان خان نے صوفیہ کو اوپر سے نیچے تک بغور دیکھا تھا۔۔ صوفیہ خود پہ کسی کی گہری نظروں کو
 محسوس کرتے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔ اریان خان کو خود کی طرف دیکھتے پا کر صوفیہ اسے انکور کر
 گئی۔۔ اریان خان کا وجود جیسے کسی نے آگ پہ دھکیلا ہوں۔۔ وہ کیسے انکور کر سکتی تھی۔۔ اریان نے
 اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود پہ ضبط کیا تھا۔۔ صوفیہ فضل خان کے ساتھ ایک ٹبل پہ بیٹھی
 ہوئی تھی۔۔ آریان خان بالکل اس کے پیچھے والا ٹبل پہ جا کر بیٹھ گیا۔۔ چہرہ اس کا دوسری طرف
 تھا۔۔ میں ابھی آیا۔۔ فضل خان بول کر اٹھتے ہوئے چلا گیا۔۔ صوفیہ اب اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور
 یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔ اریان اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔۔ میم آپ لے گی۔۔ ایک ویٹر صوفیہ کی
 طرف ٹریں کرتے ہوئے بولی۔۔ نہیں۔۔ صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ پھر اسے جاتے دیکھ کر اٹھ کر
 اس کی طرف بڑھی۔۔ اور ایک گلاس پکڑتے واپس آ کر بیٹھ گئی۔۔ فضل خان کو گئے بیس منٹ ہونے
 والے تھے۔۔ صوفیہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس نے ٹبل پہ پڑا گلاس اٹھاتے ایک ہی سانس میں ختم کیا
 تھا۔۔ اریان نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ گلاس بدل چکے تھے۔۔ وہ جس کا گلاس نہیں
 تھا۔۔ کچھ لڑکے جو کہ نشے میں دھت تھے۔۔ صوفیہ کو دیکھتے اس کی طرف بڑھے۔۔ ہائے۔۔ وہ
 خباثت سے اسے دیکھتے ہوئے سامنے بیٹھے۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھی تھی۔۔ اور آگے کی طرف
 بڑھی۔۔ لیکن سر چکراتے محسوس کرتے اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔ ایک لڑکے نے آگے کی
 طرف بڑھتے صوفیہ کی کلائی پکڑی چاہی۔۔ اریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ اور اٹھ کر صوفیہ کی طرف

بڑھا۔۔ صوفیہ کو اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اس نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ اریان اس لڑکے کا ہاتھ موڑتے ہوئے اسے سرخ نظروں سے دیکھا تھا۔۔ صوفیہ آریان کے پیچھے چھپ چکی تھی۔۔

Hey men chill..

وہ نشے میں دھت آریان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ پہلے تم استعمال کر لوں۔۔ ہم پھر کر لے گے۔۔ وہ خباثت سے بولا تھا۔۔ اریان نے پاس پڑی بوتل اٹھاتے اس کے سر پہ ماری تھی۔۔ وہ زمین پہ گرتے چینٹنے لگا تھا۔۔ دوسرا آریان کے ہاتھ میں بوتل دیکھتے بھاگا تھا۔۔ اریان نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔ ڈونٹ ٹیج می۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔ وہ اپنی بند ہوتی آنکھوں سے آریان کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے لب بھینچے تھے۔۔ اریان صوفیہ کی بازو پکڑتے باہر کی طرف بڑھا۔۔

How can you touch me?

(تم مجھے کیسے چھو سکتے ہوں۔۔) صوفیہ اریان سے اپنا ہاتھ چھرواتے ہوئے بولی۔۔ اریان کچھ نہیں بولا تھا۔۔ اریان پھر سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے باہر نکلا۔۔ بیٹھو۔۔ اریان نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

Why should I sit? Why should I go with you? I don't even love you.

(میں کیوں بیٹھو۔۔ میں کیوں جاؤ تمہارے ساتھ۔۔ میں تو تم سے پیار ہی نہیں کرتی۔۔) صوفیہ گاڑی (Sofia, sit down, you are unconscious. سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔۔

(صوفیہ بیٹھو تم ہوش نہیں نہیں ہوں۔۔) آریان اس کی بازو نرمی سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔ نہیں بیٹھو گی۔۔ صوفیہ نے غصے سے دروازہ بند کیا۔۔ بیٹھو ورنہ۔۔ آریان اب کی بار غصے سے بولا۔۔ ورنہ۔۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا۔۔ ورنہ میں تمہیں زبردستی بیٹھاؤ گا۔۔ آریان اسے وارننگ دیتے ہوئے بولا۔۔ تم مجھے زبردستی بیٹھاؤ گے۔۔ صوفیہ نے بولتے ہوئے چہرہ پہ ہاتھ رکھا۔۔ شرم اگئی۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آریان اسے حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھو۔۔ آریان غصے سے بولا۔۔ کیوں بیٹھو۔۔ صوفیہ نے اسے گھورا۔۔ پیار سے بولو۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔ آریان اب کی بار مسکراتے ہوئے بولا۔۔ مسکراتے ہوئے کتنے پیارے لگتے ہوں گولو۔۔ صوفیہ آریان کے گال کھینچتے ہوئے بولی۔۔ آریان نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے اندر بٹھایا۔۔ اور ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔

Aryan, do you love me?

(آریان کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہوں۔۔) صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ آریان نے ایک نظر صوفیہ پہ ڈالی۔۔ جس کو نشہ ہو رہا تھا۔۔ بولو۔۔ جواب دو۔۔ صوفیہ نے آریان کو چٹکی کاٹی۔۔ آہہ۔۔ پاگل ہو گئی ہوں کیا۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ تو جواب کیوں نہیں دیتے گولو۔۔ صوفیہ پھر سے آریان کا گال کھینچتے ہوئے بولی۔۔ آریان کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ آریان صوفیہ کو گود میں اٹھاتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ یہ میری حویلی نہیں ہے۔۔ کہاں لے آؤ ہوں۔۔ مجھے اپنی حویلی جانا ہے۔۔ صوفیہ ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے بولی۔۔ شش۔۔ آریان نے صوفیہ کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ لاونج کی لائٹس اؤف تھی۔۔ آریان اوپر اپنے روم کی طرف بڑھا۔۔ آریان

نے صوفیہ کو بیڈ پہ لیٹاتے جلدی سے دروازہ لو کڈ کیا۔۔ گولویہ تو تمہارا گھر ہے۔۔ صوفیہ بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولی۔۔ شش۔۔ صوفیہ آہستہ بابا آجائے گے۔۔ اریان نے صوفیہ کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ ہو ہو ہوں۔۔ تو تم اپنے بابا سے ڈرتے ہوں۔۔ صوفیہ آریان کے گال پہ ہلکا سا تھپڑ مارتے ہوں تم۔۔ ہر لڑکی کے قریب چلے جاتے ہوں۔۔ اور مجھے کہتے ہوں naughty ہوئے بولی۔۔ کتنے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہوں۔۔ تم جھوٹ بولتے ہوں۔۔ صوفیہ نے آریان کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے کہا۔۔ اریان کی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی۔۔ تمہارا دل کتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جو ابھی بھی ویسے ہی کھڑا ہوا تھا۔۔ تمہیں دیکھ کر ہو جاتی۔۔ اریان صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ جھوٹ بولتے ہوں تم۔۔ صوفیہ نے آریان کے سینے پہ مکہ مارا۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ تم نے اس جو لیکا کو کس کی۔۔ یہاں۔۔ صوفیہ نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ تمہارے ہونٹوں نے چھوا اسے۔۔ صوفیہ آریان کے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں میری یاد نہیں آئی۔۔ صوفیہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔ اریان اس کے چہرہ کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔ صوفیہ بالکل بچوں کی طرح رانکٹ کر رہی تھی۔۔۔ تم بہت برے ہوں۔۔ ہر لڑکی کے قریب جاتے ہوں۔۔ ہر لڑکی کو چھوتے ہوں۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ لیکن میں تمہیں اپنے قریب آنے نہیں دوں گی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ صوفیہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے جا کر بیڈ پہ بیٹھی۔۔ اور اپنے سینڈل اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ جو کہ اتر نہیں رہے تھے۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے سینڈل اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔ دونٹ ٹیچ می۔۔ صوفیہ آریان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم مجھے ٹیچ نہیں کر سکتے۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ صوفیہ

آریان کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ پیچ نہیں کر رہا صرف سینڈل اتار رہا ہوں۔۔ اریان صوفیہ کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ تو اتار ونا۔۔ کب سے دیکھ رہے ہوں۔۔ اب تک اتر بھی جاتے۔۔ صوفیہ آریان کو معصوم سا چہرہ بنا کر دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کے عارض پہ ہاتھ پھیرا۔۔

"کہ یہ تیکھی نظریں تمھاری

یہ بکھری زلفیں تمھاری

یہ مجھے نظر انداز کرنا تیرا

زرا سوچ کیا حال ہوتا ہو گا میرا"

آریان صوفیہ کی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ تم جھوٹے ہوں۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ صوفیہ آریان کو خود سے دور جھٹکتے ہوئے بولی۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔ اریان کو بیڈ سے اٹھتے دیکھ صوفیہ نے آریان کی بازو پکڑی۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ جو بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ آئی لو یو۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ چھروایا۔۔ صوفیہ اب بیڈ پہ بیٹھی آریان کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو صوفیہ پہ بیٹھا اپنا سر پیچھے کو کیے کچھ سوچ رہا تھا۔۔ مجھے کپڑے دو۔۔ صوفیہ آریان کی طرف تکیہ پھینکتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ یہ جو پہنے یہ کیا ہے۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے تکیہ اٹھایا۔۔ دوسرے دو۔۔ صوفیہ نے ایک اور تکیہ اٹھا کر آریان کی طرف پھینکا۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔ اریان نے صوفیہ کو گھورا۔۔ صوفیہ ایک ایک کرتے سارے تکیہ اٹھاتے

آریان کو مارنے لگی۔۔۔ اریان صوفی سے اٹھتے ہوئے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے بیڈ کراؤن سے لگا گیا۔۔۔ کیوں تنگ کر رہی ہوں۔۔۔ اریان صوفیہ کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنے کی گرفت میں لیا تھا۔۔۔ اریان کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔۔ صوفیہ اسے یوں کس کرے گی۔۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ اپنے ہاتھ چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے آریان کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑھ گئی۔۔۔ اریان صوفیہ کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ آریان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

Do you love me Aryan?

صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ صوفیہ بیڈ پہ کھڑی ہوئی۔۔۔ اریان۔۔۔ صوفیہ نے اس کی پشت پہ نظریں جماتے ہوئے اسے پکارا۔۔۔ اریان مرا تھا۔۔۔ صوفیہ اپنی فراک کی زپ کھول رہی تھی۔۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن وہ اپنی زپ کھول چکی تھی۔۔۔ صوفیہ کی فراک کی زپ کھولتے نیچے کو ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف بڑھی۔۔۔ صوفیہ تم ہوش میں نہیں ہوں۔۔۔ اریان اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان نے تھوک نکلے ہوئے صوفیہ کی طرف ایک ہی جست میں بڑھتے اسے بیڈ پہ گرایا تھا۔۔۔ اور خود اس پہ جھکا تھا۔۔۔ صوفیہ آریان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے نا۔۔۔ اسی لیے مجھے چھونا بھی نہیں چاہتے۔۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے روندیں سی آواز میں بولی۔۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ لیکن میں تمہیں اس حالت میں نہیں چھو سکتا۔۔۔ تم میری محبت ہوں۔۔۔ نشے میں ہوں۔۔۔ میں چاہتا ہوں جب میں تمہیں چھوؤ تم ہوش میں ہوں۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے

آنکھیں موند گئی۔۔ اریان نگ صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔ اور بیڈ کی دوسری طرف لیٹ گیا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند تھی۔۔ اریان نے صوفیہ کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

زرغام روم میں آیا۔۔ شاہ در سوچکا تھا۔۔ پریشہ بھی سوچکی تھی۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے پریشہ کی طرف بڑھا۔۔ جو کہ شاہ در کے گرد حصار بنائے لیٹی ہوئی تھی۔۔ زرغام پریشہ کہ بازو ہٹاتے شاہ در کو گود میں اٹھاتے کچھ ہی فاصلے پہ بنے بیڈ پہ لیٹاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اور پریشہ کی کمر کے گرد حصار بناتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ پریشہ جو کہ گہری نیند سو رہی تھی۔۔ اس نے آنکھیں کھولیں تھی۔۔ ز۔۔ زرغام۔۔ پریشہ کے لب بربرائے تھے۔۔ میرا انتظار بھی تو کر سکتی تھی۔۔ زرغام نے پریشہ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ اپ نے وقت دیکھا ہے۔۔ پریشہ نے چہرہ زرغام کی طرف کیا۔۔ رات تو ابھی باقی ہے۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ پریشہ نظریں جھکا گئی۔۔ زرغام نے پریشہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ جانتی ہوں اس دن میں ڈر گیا تھا۔۔ تم میرے جینے کی وجہ ہوں۔۔ اگر اس دن اگر تم نہ آتی۔۔ تو شاید میں مر۔۔ پریشہ نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام نے پریشہ کے ہاتھوں پہ شدت سے ہونٹ رکھے۔۔ میری جان۔۔ جان زندگی۔۔ زرغام پریشہ پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔ ز۔۔ زرغام۔۔ پریشہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے گہرائی تھی۔۔ وعدہ کرتا ہوں۔۔ زرا بھی تکلیف نہیں دو گا۔۔ صرف پیار سے ہونٹوں سے چوموں گا۔۔ زرغام پریشہ کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔ زرغام پریشہ کی گردن پہ جگہ جگہ ہونٹ رکھتے لائنٹس اؤف کرتے ہوئے پریشہ کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ زرغام پریشہ کے سانسیں

انہیل کرتے اس کے بالائی لب کو شدت سے چومتے اس کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھنے لگا۔ پریشہ
 گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ زرغام پریشہ کے پیٹ پہ بالکل بھی وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا۔۔ زرغام
 نے بیڈ کے سائیڈ پہ نیچے کو لٹکتی ہوئی ڈوریاں کھینچیں۔۔ جس سے بیڈ کے چاروں طرف بلیک کلر کے
 پردے گرے تھے۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ زرغام پریشہ کو اوپر کرتے اس کی فراک
 کی زپ کھسکاتے ہوئے اس کے کندھوں پہ ہونٹ رکھتے اس کی فراک اس کے دن سے جدا کر
 گیا۔۔ زرغام پریشہ کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے اس کے پیٹ کی طرف بڑھا۔۔ اس کے پیٹ پہ ہونٹ
 رکھنے لگا۔۔ پریشہ آنکھیں موندے زرغام کا لمس محسوس کر رہی تھی۔۔ زرغام نے اوپر ہوتے پریشہ
 کہ گردن پہ پھر سے ہونٹ رکھے تھے۔۔ پریشہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ تم میری زندگی
 ہوں۔۔ پریشہ میں تمہیں پاگلوں کی طرح چاہتا ہوں۔۔ زرغام بولتے ہی پریشہ کے ہونٹوں پہ پھر سے
 جھکا۔۔ زرغام نے پریشہ کے بالائی لب پہ دانت گاڑھے۔۔ اہہ۔۔ زرغام۔۔ پریشہ نے زرغام کے
 کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کیا۔۔ زرغام پریشہ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔ پریشہ شرم
 سے سرخ ہو رہی تھی۔۔ اور غصے سے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہوا میری زندگی۔۔ زرغام نے
 پریشہ کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ پریشہ نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ اس سے زیادہ برداشت
 کرتی تھی۔۔ ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں۔۔ زرغام پریشہ کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر
 گیا۔۔ دور ہٹے۔۔ پریشہ زرغام کو خود سے دور کرتے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ کتنے نخرے کرنے
 لگ گئی ہوں۔۔ زرغام تکیہ پہ بازو رکھتے پریشہ کو دیکھ رہا تھا۔۔ پریشہ نے منہ بناتے ہوئے زرغام کی
 طرف دیکھا۔۔ زرغام نے پریشہ کو اپنے قریب کیا۔۔ مطلب اب یہ جو کچھ منتہ ہے۔۔ وہ کیا میں

ایسے اپنی جان کی بے رخی ناراضگی میں دیکھتے گزراؤ گا۔۔ زرغام نے پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ آپ کیوں ایسے کام کرتے ہے۔۔ پریشے نے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔ زرغام نے اپنی شرٹ اتارتے دور اچھالی۔۔ پریشے نے زرغام کو گھورا۔۔ زرغام نے پریشے کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ میری جان ناراض مت ہوا کرو۔۔ تمہارا بنا کلمہ ہو چکا ہوں۔۔ تم سے ہی میں مکمل ہوں۔۔ زرغام نے پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور اسے خود پہ کرتے آنکھیں موند گیا۔۔۔ پریشے بھی زرغام کے سینے پہ سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔۔

کیا کر رہی ہوں جان حیات۔۔ جان عالم کب سے ورشاں کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو کچن میں کھڑی کچھ بنا رہی تھی۔۔۔ بس آرہی ہوں۔۔ ورشاں نے وہی سے ہی آواز دی تھی۔۔ رمشاء جو کہ پانی لینے کے لیے روم سے نکلی تھی۔۔ جان عالم کو یوں لاونج میں صوفے پہ بیٹھے دیکھ اس کی طرف بڑھی تھی۔۔ لیکن جان عالم اٹھتے کچن کی طرف چل دیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔۔ اور ایک نظر شلیف پہ ڈالی۔۔ جہاں ورشاں سلاد کاٹ رہی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے سلاد کاٹنے لگا۔۔ رمشاء جو کہ کچن میں آئی تھی۔۔ جان عالم اور ورشاں کو دیکھتے اس نے غصے سے شلف پہ جگ مارا تھا۔۔ جان عالم ورشاں دونوں نے پیچھے دیکھا۔۔۔ پاگل ہو گئی ہوں کیا۔۔ ورشاں نے رمشاء کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ کچن ہے۔۔ کوئی رومانس کرنے کی جگہ نہیں۔۔ رمشاء ورشاں کو گھورتے ہوئے بولی۔۔ اواچھا۔۔ مجھے پتہ نہیں تھا۔۔ شکریہ بتانے کے لیے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ رمشاء نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔ جان عالم ورشاں سے کچھ فاصلے پہ کھڑا

ہوا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف بڑھتے رشاء کی طرف دیکھتے ہوئے جان عالم کے پاؤں پہ پاؤں رکھتے ہوئے جان عالم کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اب۔۔ ورشاں نے رشاء کی طرف دیکھا۔۔ جبکہ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ رشاء پیر بیٹکتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے دونوں اطراف میں شلف پہ ہاتھ رکھا۔۔ اب کرو کس۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا۔۔ جان خان۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے ورشاں کی طرف دیکھنے لگا۔۔ اکیلا میں کیا کرو۔۔ جواب تو دے سکوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ بیٹھے یہاں۔۔ ورشاں نے جان عالم کو چمیر پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ اور ٹبیل پہ سب کچھ رکھنے لگی۔۔ جان عالم نے ٹریں کی طرف دیکھا۔۔ جہاں ورشاں نے مچھلی فرائی کر کے رکھی ہوئی تھی۔۔ جان عالم کا سانس گہرا ہوا تھا۔۔ جان عالم کہاں کھاتا تھا مچھلی۔۔ اسے تو مچھلی سے الرجی تھی۔۔۔ یہ سب میں نے خود بنایا ہے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔ جان عالم اسے منع کرنا چاہتا تھا۔۔ کہ وہ مچھلی نہیں کھاتا۔۔ لیکن اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دیکھتے جان عالم نے ایک پیس لیتے کھانا شروع کیا۔۔ جس سے جان عالم کو ایسا محسوس ہوا تھا۔۔ کہ جیسے کوئی اس کے وجود پہ انگارے پھینک رہا ہوں۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

کیسی بنی ہے۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ب۔۔۔ بہت اچھی۔۔ جان عالم اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھولتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم کو سانس کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔ کیا ہوا جان خان۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کچھ نہیں۔۔ جان عالم خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا۔۔ میں روم میں جا رہا ہوں۔۔ جان عالم روم کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے جان عالم کو دیکھا۔۔۔ لیکن اسے جان عالم کی طبیعت کچھ خراب ہوتی معلوم ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں یوں ہی سب چھوڑتے ہوئے روم کی طرف بڑھی۔۔۔

جان عالم نے روم میں آتے اپنی شرٹ کے سارے بٹن کھولے تھے۔۔ اسے سانس لینے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل پہ ہاتھ رکھے اور گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ جان عالم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ ورشاں روم میں آئی۔۔۔ جان عالم کی حالت خراب دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ ج۔۔۔ جا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں کی زبان لڑکھڑائی۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بھاگی۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان کیا ہوا۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ک۔۔۔ کچھ ن۔۔ نہیں۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ جان عالم کے عارض سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔ اس سے پہلے کے جان عالم گرتا ورشاں نے جان عالم جو سنبھالا تھا۔۔ جان عالم کا سر ورشاں کے کندھے پہ تھا۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔ ورشاں زمین پہ بیٹھتے رو

دی۔۔۔ جان عالم کا سر کندھے سے ہٹاتے گود میں رکھا۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ کیا
ہوا۔۔۔ اٹھے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے عارض تھپتھاتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن جان عالم کو ہوش ہی
کہاں تھی۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے

تھے۔۔۔ مورے۔۔۔ مورے۔۔۔ بابا۔۔۔ میرال۔۔۔ ورشاں اندر بیٹھی چلا رہی تھی۔۔۔ میرال جو
کہ اپنے کو میٹر میں جا رہی تھی۔۔۔ ورشاں کی آواز سنتے اس کے روم میں آئی۔۔۔ کیا ہوا بھابی۔۔۔ لیکن
ورشاں کو روتے دیکھ وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ میرال جلدی سے مورے کو بابا لالا کو جگاؤ۔۔۔ ڈاکٹر کو

بلائے۔۔۔ جان خان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ جج۔۔۔ جی بھابی۔۔۔ میرال
جلدی سے بھاگی۔۔۔ میرال نے غزنوی زمل کے روم کا دروازہ نوکڑ کیا۔۔۔ زمل نے دروازہ کھولا۔۔۔ بھابی
لالا کہاں ہے۔۔۔ وہ لالا بیمار ہو گئے ہے۔۔۔ میرال ہڑبڑا کر بولی۔۔۔ غزنوی جو کہ روم میں

تھا۔۔۔ میرال کی بات سنتے اپنے کمرے سے نکلتا ورشاں کے روم کی طرف بڑھا۔۔۔ کیا ہوا بچے۔۔۔ عالم
کو۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو رو رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کو اٹھاتے بیڈ پہ لیٹایا
تھا۔۔۔ لالا پتہ نہیں۔۔۔ اچانک جان خان کی طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا
بچہ رونا نہیں۔۔۔ غزنوی نے ورشاں کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ اور ڈاکٹر کو کال کرنے لگا۔۔۔ زمل ورشاں

کو لے کر جاؤ۔۔۔ ایک روم میں رہوں جب تک نہ کہو باہر مت آنا۔۔۔ عالم کے لیے ڈاکٹر کو یہی بلایا
ہے۔۔۔ زمل ورشاں کو لیے اپنے روم میں چلے گئی۔۔۔ آئمہ خان کا بھی رو رو کر برا حال ہو رہا
تھا۔۔۔ تقریباً بیس منٹ بعد ڈاکٹر جا چکا تھا۔۔۔ آئمہ خان جان عالم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ رات
کے اس پہر سب ورشاں جان عالم کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔ غزنوی کیا ہوا میرے عالم کو۔۔۔ آئمہ

خان جان عالم کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ رمشاء جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کے اوپر بلینکٹ ٹھیک کیا تھا۔۔ اس کی شرٹ کے سارے بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔ بڑی امی کچھ نہیں ہوا عالم کو بس فوڈ پوائزنگ ہو گئی۔۔ غزنوی نے آئمہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے بالوں میں ہاتھ میں پھیرا۔۔ وہ جان چکا تھا۔۔ کہ جان عالم نے مچھلی کھائی ہے۔۔ جس وجہ سے اس کا یہ حال ہوا ہے۔۔۔ لیکن غزنوی نہیں چاہتا تھا۔۔ کہ ورشاں کو کوئی کچھ کہے اسی لیے غزنوی نے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ میرے خیال سے چلنا چاہیے۔۔ بچوں کو ریسٹ کرنے دو۔۔ ڈرگئی ہماری بچی۔۔ حبیب اللہ خان نے ورشاں کے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھا۔۔ ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔ وہ تو واقع ہی ڈر چکی تھی۔۔ سب جا چکے تھے۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنے عارض سے لگایا۔۔ جان خان جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔ ورشاں جان عالم کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو جان عالم کے سینے پہ گر رہے تھے۔۔ جان عالم انجیکشن کے زیر اثر سو رہا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ ای لو یو جان خان۔۔ پلیز ٹھیک ہو جائے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور کچھ فاصلے پہ تکیہ پہ سر رکھتے جان عالم کو دیکھنے لگی۔۔۔

صوفیہ کا ایک ہاتھ ایک ٹانگ آریان کے اوپر تھا۔۔ آریان صوفیہ کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔ اور اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ یار۔۔ آریان نے اپنے بالوں کو غصے سے جھنجھوڑا۔۔ اور شرٹ اتار کر صوفیہ پہ پھینکی۔۔ آریان روم میں چکر لگانے لگا۔۔ آریان بیڈ سے تکیہ اٹھاتے صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ اور صوفیہ پہ لیٹ

گیا۔۔ اریان نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔ اریان بیس منٹ سے کبھی چہرہ اس طرف کر رہا تھا۔۔ کبھی اوپر دیکھ رہا تھا۔۔ لیکن اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔ اسے عادت ہی نہیں تھی۔۔ اس طرح سونے کی۔۔ اریان اٹھ کر بیٹھا۔۔ اور گود میں تکیہ رکھا۔۔ اریان نے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔ دو بج رہے تھے۔۔ ٹائم بھی نہیں گزر رہا۔۔ اریان گھڑی کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ جیسے کہ اسی کا قصور ہوں۔۔ اریان صوفیہ سے اٹھتے بیڈ پہ جا کر لیٹ گیا۔۔ اپنے اور صوفیہ کے درمیان دو تکیہ لگاتے ہوئے لیٹ گیا۔۔

صوفیہ کا سر چکرار ہا تھا۔۔ صوفیہ نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں۔۔ صوفیہ نے سامنے لگی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔۔ جہاں گیارہ بج رہے تھے۔۔ صوفیہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے گھر کو پہچاننے کی کوشش کی۔۔ لیکن سر چکرار ہا تھا۔۔ صوفیہ آنکھیں بند کر گئی۔۔ صوفیہ نے چہرہ گھومایا۔۔ اپنے ساتھ کچھ ہی فاصلے پہ اریان کو دیکھتے صوفیہ کی آنکھیں کھولیں تھی۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ ت۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔ صوفیہ اریان کو دیکھتے ہوئے حیرانگی سے بولی۔۔ ہمیشہ ایک ہی سوال۔۔ میرے گھر ہے۔۔ تو میں ہی ہوں گا۔۔ ہاں نا۔۔ اریان اٹھتے ہوئے بولا۔۔ اریان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ م۔۔ میں یہاں۔۔ کیسے۔۔ صوفیہ حیرانگی سے بولی۔۔ اریان شرٹ لیس تھا۔۔ اٹھا کر لے آیا۔۔ اریان بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔ برائے مہربانی پیچھلی بار والا الزام مت لگانا۔۔ کہ تمہاری عزت اور کچھ بھی۔۔ اریان نے ایک نظر صوفیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے خود کو دیکھا۔۔ صوفیہ اپنی فراک میں ہی تھی۔۔ میں یہاں کیسے آئی۔ صوفیہ گھڑی ہوئی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ صوفیہ گرتی کہ

آریان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ بیٹھو یہاں۔۔ اریان نے صوفیہ کو بیڈ پہ بٹھایا۔۔ رات کو تم نے نشہ کیا تھا۔۔ اریان صوفیہ سے دور ہوتے ہوئے بولا۔۔ تم پاگل ہوں۔۔ صوفیہ آریان کو استغزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ہاں میں تو پاگل ہوں۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اریان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ اور اپنے کپڑے لیے باہر آیا۔۔ اریان میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔ صوفیہ آریان کو گھورتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں کیا لگ رہا ہے۔۔ میں یہاں چینج کرنے لگا ہوں۔۔ تو تمہیں بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔ صوفیہ اٹھتے ہوئے بولی۔۔ جاؤ باہر سب کو بتانا۔۔ تم یہاں کیوں ہوں۔۔ اریان نے کندھے اچکائے۔۔ مجھے چھوڑ کر آؤ۔۔ لالا میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ صوفیہ اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ یہ پی لوں۔۔ اریان نے جگ میں سے لیموں پانی ڈالتے صوفیہ کی طرف بڑھایا۔۔ صوفیہ نے آریان سے گلاس پکڑا۔۔ اریان مسکراتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ اریان چینج کرتے باہر آیا۔۔ ابھی بابا جائے گے۔۔ تو تمہیں گھر چھوڑ آؤ گا۔۔ تب تک میرے کپڑے پہن لوں۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ میں کیوں پہنو۔۔ صوفیہ نے کندھے اچکائے۔۔ تمہاری مرضی۔۔ آریان مرار کے سامنے کھڑا ہوا۔۔ صوفیہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ اریان مرار کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔ یار۔۔ اریان نے شرٹ اتاری۔۔ اریان ڈریسنگ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا۔۔ کہ صوفیہ واش روم سے نکلتے ہوئے باہر آئی۔۔ صوفیہ آریان کا وائٹ کلر کا ہاتھ گاؤن پہنے ہوئے تھی۔۔ بال گیلے تھے۔۔ جو کچھ گردن سے چسکے ہوئے تھے۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ نے اپنے ہاتھ سینے پہ رکھے۔۔ اریان نے اسے ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔ جیسے یہ کپڑے میرے ہیں۔۔ تم بھی میری ہی ہوں۔۔ اور باخدا بہت

پیاری لگ رہی ہوں۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ دور ہٹوں۔۔ صوفیہ نے اریان کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ اریان صوفیہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ کیا کر رہے ہوں۔۔ صوفیہ اریان کے کندھے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔ اریان صوفیہ کو بیڈ پہ گراتے اس پہ جھکا تھا۔۔ اریان میں تمھاری جان لے لوں گی۔۔ صوفیہ چینیختی تھی۔۔ اریان صوفیہ کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے اس کی گردن پہ جھکا اس کے بیوٹی بون کے تل پہ دانت گاڑھ گیا۔۔ اریان صوفیہ پہ جھکا ہوا تھا۔۔ زرغام روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ اریان۔۔ زرغام کی آواز پہ اریان صوفیہ کی طرف دیکھنے لگا۔۔ اریان صوفیہ پر سے اٹھا تھا۔۔ زرغام نے اریان کی طرف دیکھا۔۔ اور ایک نظر بیڈ پہ ڈالی۔۔ صوفیہ میں کھڑے ہونے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔ زرغام اریان کی طرف بڑھا۔۔ اور بیڈ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں صوفیہ تھی۔۔ زرغام صوفیہ کو دیکھتے ہوئے اپنی نظریں پھیر گیا۔۔ زرغام نے اریان کے چہرہ پہ تھپڑ مارا تھا۔۔ ایسی تربیت کی تھی۔۔ تمھاری۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔ صوفیہ رو رہی تھی۔۔ بابا۔۔ میری بات سنے۔۔ اریان نے کچھ بولنا چاہا۔۔ لیکن زرغام ایک اور تھپڑ اس کے چہرہ پہ مار چکا تھا۔۔ بابا بیوی ہے میری۔۔ اریان اب کی بار دھاڑا تھا۔۔ زرغام نے اریان کی طرف دیکھا۔۔ کیا بکواس کر رہے ہوں۔۔ زرغام نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جی بابا بیوی ہے میری۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اریان سچ بول رہا ہے۔۔ زرغام صوفیہ کی طرف دیکھے بنا بولا۔۔ لیکن صوفیہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ وہ روتے ہوئے کانپ رہی تھی۔۔ ہاں نا میں جواب دو صوفیہ۔۔ زرغام اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جی۔۔ لیکن میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ پلیز لالا مجھے واپس جانا ہے۔۔ یہ۔۔ یہ مجھے زبردستی یہاں لے کر آیا۔۔ صوفیہ زرغام کے گلے

لگتے رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ زرغام نے صوفیہ کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ میں گھر بھیج دیتا ہوں۔۔۔ زرغام آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور جلدی سے چینج کر کے باہر آئی۔۔۔ چلو۔۔۔ زرغام نے صوفیہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ صوفیہ باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام اسے ملازم کے ساتھ بھج چکا تھا۔۔۔

المیر خان فریش ہو کر واشروم سے نکلا۔۔۔ اس کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ اس سالے کی آج جان لے لوں گا۔۔۔ میں اس عادل کی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ میری محبت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی۔۔۔ المیر خان دھاڑا تھا۔۔۔ نمل ڈریسنگ روم میں کانپی تھی۔۔۔ آجاؤ یا میں جاؤ۔۔۔ المیر خان ڈریسنگ روم کا بند دروازہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل جلدی سے باہر آئی تھی۔۔۔ المیر خان کی پرفیوم کی خوشبو پورے روم میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ نمل کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ المیر خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جامنی کلر کی پٹھانی فراک بال باندھے ہوئے سر پہ سیلے سے دوپٹہ سیٹ کیے۔۔۔ اس نے ٹھوڑی پہ تل بنائے ہوئے تھے۔۔۔ المیر خان کے گلے میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ اسے چوم لے۔۔۔ مگر اپنے جذبات کو قابو کرتے المیر خان نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ نمل روم سے باہر نکلی۔۔۔ المیر خان اس کے پیچھے تھا۔۔۔ صوفیہ کہاں ہے۔۔۔ المیر خان ڈانگ روم میں صوفیہ کو نادیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لا لا وہ سو رہی ہے۔۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔ چلو جب صوفیہ اٹھے تو اسے کھانا دینا۔۔۔ اور آج اسے آفس جانے نہیں دینا۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ المیر خان نمل کو یوں بیٹھے دیکھ کر بولا۔۔۔ نمل المیر خان پہ ایک نظر ڈالتے پلیٹ کو گھورنے لگی۔۔۔ چاہے عادل نے محبت کی یا نہیں؟ لیکن

میں تو کرتی ہوں نا۔ اگر اسے کچھ ہو گیا۔ نہیں۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ نمل اپنی سوچوں میں گھوم
 تھی۔۔ المیر خان نے نمل کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ کہاں گھوم ہوں۔۔ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ کہیں نہیں۔۔ نمل نظریں جھکا گئی۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ ہم۔۔ المیر خان باہر
 کی طرف بڑھا۔۔ بات سن۔۔ نمل بھی ڈانگ روم سے باہر نکلی۔۔ المیر خان نمل کی آواز پہ
 روکا۔۔ ا۔۔ ا۔۔ اپ۔۔ نمل بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ المیر خان نمل کی طرف
 بڑھا۔۔ بولو۔۔ المیر خان نے پیار سے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اسے لگا شاید وہ اس سے کسی چیز کی فرمائش
 کرنے والی ہے۔۔ ع۔۔ عا۔۔ نمل بولنے کی ہمت کر رہی تھی۔۔ لیکن لفظ ادا نہیں ہو رہے
 تھے۔۔ عادل کو چھوڑ دے۔۔ نمل خود میں ہمت بناتے ایک ہی سانس میں بولی۔۔ المیر خان کی روح
 قبض ہوئی تھی۔۔ اسے نہیں پتہ تھا، کہ وہ ایسی فرمائش کرے گی۔۔ پلینز۔۔ نمل المیر خان کا ہاتھ پکڑتے
 ہوئے بولی۔۔ المیر خان کا وجود ساکت تھا۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اور گہرا
 مسکرایا۔۔ المیر خان کو اپنا دل جلتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔۔ اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔ جو کہ
 اس کے لیے ہی دھڑکتا تھا۔۔ جو اسے توڑ چکی تھی۔۔

"کتنا مشکل تھا اپنی محبت کے لبوں

سے اس کی محبت کا نام سننا"

المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔ نمل المیر خان کے پیچھے باہر بھاگی
 تھی۔۔ المیر خان کا ریوچ میں تھا۔۔ اس نے اپنا ہاتھ ڈیش بورڈ پہ مارا تھا۔۔ گاڑی کا شیشہ اس کے ہاتھ کو
 زخمی کر چکا تھا۔۔ پلینز۔۔ نمل نے پیچھے سے آتے ہوئے المیر خان کا ہاتھ پکڑا۔۔ اس کا زخمی ہاتھ نمل

پکڑے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان نے موبائل نکالتے نمبر ڈائل کیا۔۔۔ چھوڑ دو اس کمینے کو۔۔۔ المیر خان نے بولتے ہی کال بند کی۔۔۔ اور اپنا ہاتھ چھرواتے اپنی بانیک کی طرف بڑھتے حویلی سے نکل گیا۔۔۔ نمل اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے روتے ہوئے زمین پہ بیٹھی تھی۔۔۔ عادل سے اس نے محبت کی تھی۔۔۔ لیکن المیر خان اس کا شوہر تھا۔۔۔ نمل کتنی ہی دیر زمین پہ بیٹھی روتی رہی۔۔۔ پھر زمین سے اٹھتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ نمل اپنے روم میں آئی۔۔۔ نمل نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں خون لگا ہوا تھا۔۔۔ ی۔۔۔ یہ کی۔۔۔ کیسے۔۔۔ نمل اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔ م۔۔۔ مطلب۔۔۔ ا۔۔۔ المیر۔۔۔۔۔ نمل بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ گئی۔۔۔ وہ گناہگار تھی۔۔۔

المیر خان یوں ہی سڑکوں پہ گاڑی لیے گھوم رہا تھا۔۔۔ وہ یہ تک بھول چکا تھا۔۔۔ کہ وہ پولیس سٹیشن جا رہا تھا۔۔۔ ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔ دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ چہرے سے درد عیاں تھا۔۔۔ المیر خان کو کال آرہی تھی۔۔۔ المیر خان نے موبائل نکالتے ہوئے کال ریسو کی۔۔۔ بولوریاں۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ سر میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔ ریاں کی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔۔۔ المیر خان نے اپنی بانیک گھومائی۔۔۔ اب اس کی بانیک کا رخ پولیس سٹیشن کی طرف تھا۔۔۔

المیر خان بانیک سے اترتے اندر داخل ہوا۔۔۔ جہاں نوین، راین اور ریاں سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ المیر خان اپنی چیئر پہ بیٹھا۔۔۔ ریاں، راین اٹھ کر المیر خان کے سامنے آکر بیٹھے۔۔۔ سر ہمیں

انفار میشن ملی ہے، کہ۔۔۔ ریان نے بولتے ہوئے فائل سامنے رکھی ہی تھی۔۔۔ کہ نوین نے فائل اٹھائی۔۔۔ ریان کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔ ریان نے نوین کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر المیر ہمارے ساتھ ہوتے تو ان کو بھی معلوم ہوتا۔۔۔ لیکن وہ نہیں تھے۔۔۔ تو ان کو بتانا بھی ضروری نہیں۔۔۔ نوین مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ آپ ابھی نئی آئی ہے۔۔۔ ہمیں زیادہ معلومات ہے۔۔۔ اسی لیے آپ اپنی حد میں رہے۔۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔۔ کہ خاصا شوق ہے آپ کو مجھ سے الجھنے کا۔۔۔ نوین اس کی طرف استغزیاہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان نے ایبر واچکاتے ہوئے نوین کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔ المیر خان نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے نوین کی طرف دیکھا۔۔۔ مجھے بالکل شوق نہیں کسی سے الجھنا کا۔۔۔ آپ اپنا کام کرے مجھے بھی میرا کرنے دے۔۔۔ المیر خان نوین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ریان مجھے بعد میں ملنا۔۔۔ المیر خان بول کر باہر نکل گیا۔۔۔ کوئی کیوں اسے کچھ نہیں کہتا۔۔۔ یہ کیوں اپنی ڈیوٹی یہاں رہ کر پوری نہیں کرتا۔۔۔ نوین نے فائل ٹبیل پہ ماری۔۔۔ انہیں کیا ہو گیا۔۔۔ راین نوین کو یوں چلاتے دیکھ کر بولی۔۔۔ لگتا ہے ان کا بھی دل آگیا سر المیر پہ۔۔۔ ریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ راین نے نوین کی طرف دیکھا۔۔۔ سفید رنگت کالی آنکھیں عنابی ہونٹ ہونٹوں کے اوپر تل۔۔۔ کالے بال لمبی ہانٹ پتلی سی نوین خوبصورت تھی۔۔۔ تم کیوں ایسے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ تم لڑکی ہوں۔۔۔ ریان ہستے ہوئے بولا۔۔۔ فنی۔۔۔ راین نے ریان کے کندھے پہ ہاتھ مارا۔۔۔ ریان ایک بات پوچھو۔۔۔ راین اپنی چمیر کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ پوچھو۔۔۔ ریان بھی سامنے بیٹھا۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔ کہ سر کو نوین سے محبت ہو سکتی ہے۔۔۔ راین نے ریان کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ریان اسی لمحے بولا۔۔۔ کیوں؟ وہ

خوبصورت ہے۔۔ پڑھی لکھی ہے۔۔ رامین سنجیدگی سے بولی۔۔ وہ پڑھی لکھی ہے۔۔ خوبصورت ہے۔۔ کمیشنر کی بیٹی ہے۔۔۔ بہت سی خوبیاں ہے۔۔ لیکن المیر خان کی من پسند عورت نہیں ہے۔۔۔ المیر خان جو کہ اپنی بانیک کی کیز لینے آیا تھا۔۔ رامین کہ بات سنتے اس نے جواب دیا تھا۔۔ س۔۔ سر آپ۔۔ رامین ریان حیرانگی سے بولے۔۔ کام کرو اپنا۔۔ چلو ریان۔۔ المیر خان باہر نکلا۔۔ ریان بھی اس کے پیچھے باہر آیا۔۔ اور المیر خان کو ساری انفارمیشن دی۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ سر۔۔ ریان المیر خان کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان روکا تھا۔۔ سر کیا آپ کی واقع ہی شادی ہو گئی۔۔ ریان نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ہو گئی۔۔ المیر خان پھیکا سا ریان مسکراتے ہوئے congratulations sir.... مسکراتے ہوئے بولا۔۔ بولا۔۔ شکریہ۔۔ المیر خان بول کر بانیک کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

صوفیہ اپنے روم میں آکر بیٹھی۔۔ سر میں ابھی بھی ہلکی ہلکی سی پین اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ صوفیہ نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور چیخ کرنے چلے گئی۔۔۔ صوفیہ چیخ کر کے باہر آئی۔۔ اور مرار کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔ رات میں اسے فضل خان ابھی آنے کا بول کر گیا تھا۔۔ لیکن وہ آیا نہیں تھا۔۔ اس کے بعد کیا ہوا۔۔ کچھ اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔۔ نمل اپنا سر پکڑتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ اریان کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔۔ اس کے علاوہ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔ صوفیہ نے پانی کا گلاس پکڑتے ختم کیا۔۔ المیر خان صوفیہ کے روم میں آیا۔۔۔ صوفیہ میرا بچہ۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ المیر خان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ وہ رات بھر حویلی نہیں آئی تھی۔۔ اور المیر خان کو اگر پتہ

چل گیا تو وہ کیا کرے گا۔۔ صوفیہ کھڑی ہوئی۔۔ میرے بچے کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔ المیر خان نے صوفیہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ اپنی پیشانی پہ آیا ہوا پسینے صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ کھانا کھایا۔۔ ملازمہ نے صبح بتایا تھا۔۔ کہ سو رہی تھی۔۔ المیر خان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ن۔۔ نہیں لالا۔۔ ابھی جاگی ہوں۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ لیکن وہ حیران تھی۔۔ اسے ملازمہ نے کیوں کہا کہ وہ روم میں تھی۔۔ چلو جلدی سے ناشتہ کرو۔۔ اور پھر ریسٹ کرو۔۔ میں ملازمہ سے کھانے کا بولتا ہوں۔۔ المیر خان نے نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان کمرے سے باہر نکلا۔۔ صوفیہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 108_2

ورشیاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے سو رہی تھی۔۔ جان عالم کو اپنے سینے پہ کچھ محسوس ہوا۔۔ اس نے اپنی تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے ورشیاں کی طرف دیکھا۔۔ جو گہری نیند سو رہی تھی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ ورشیاں جان عالم کے بالکل قریب تھی۔۔ جان عالم نے ورشیاں کے بالوں کو انگلیوں سے سہلایا۔۔ ورشیاں کسمکائی تھی۔۔ جان عالم اپنے سر کے نیچے بازو رکھتے اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔۔ ورشیاں نے پھر سے کسمکاتے ہوئے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔ ورشیاں نے اپنی آدھ

کھولیں آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم کی طرف دیکھتے اس کی آنکھیں پوری کھولیں
 تھی۔۔ ورشاں جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ابرو
 اچکائی۔۔ جان خان آپ ٹھیک ہے۔۔ ورشاں جان عالم کے عارض پہ اس کی گردن پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 بولی۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے
 بولا۔۔ جان عالم نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کیے۔۔ اپ کو پتہ ہے ڈر ادا تھا۔۔ مجھے ورشاں جان عالم
 کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔ آہ۔۔ اتنا ظلم۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ
 تو آپ نے رات بھر مجھ پہ کیا۔۔ ورشاں نڑوٹھے انداز میں بولی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ
 آئی تھی۔۔ جان حیات پیاری لگ رہی ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے
 بولا۔۔ اس سے پہلے کہ ورشاں کچھ بولتی رمشاء اندر آئی تھی۔۔ تمہیں میسرز نہیں کسی کے روم میں
 جانے سے پہلے نوکڈ کرنا چاہیے۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ لیکن پیچھے آتی آئمہ خان کو دیکھتے ورشاں اپنا
 دوپٹہ پکڑتے اچھے سے سر پہ ٹکائے گئی۔۔ میرا بچہ کیسا ہے۔۔ ائمہ خان جان عالم کی طرف بڑھتے ہوئے
 اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں مورے۔۔ جان
 عالم آئمہ خان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔ اچانک کیا ہو گیا تھا۔۔ ائمہ خان پریشانی سے
 بولی۔۔ جان عالم کے ذہن میں آیا تھا۔۔ اس نے رات میں مچھلی کا ایک سلائیس ہی لیا تھا۔۔ لیکن اسے
 تھوڑا سا ہی چکھتے اس کا یہ حال ہو گیا تھا۔۔ وہ مورے تھک گیا تھا۔۔ شاید اسی لیے۔۔ جان عالم نے آئمہ
 خان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ چلو میری جان اپنا خیال رکھا کرو۔۔ اتنا کام نہیں کرتے۔۔ ائمہ خان
 پیار سے بولی۔۔ کیسے ہوں بر خودار۔۔ حبیب اللہ خان بھی اندر آتے ہوئے بولے۔۔ جان عالم اٹھنے ہی لگا

تھا۔ کہ حبیب اللہ خان اس کی طرف بڑھے۔ بیٹھے رہوں۔ آرام کرو۔ کچھ دن نہ جاؤ افس۔ پہلے
 ریٹ لو۔ ٹھیک ہو جاؤ پھر جانا۔ حبیب اللہ خان سنجیدگی سے بولے۔ بچی بھی رات سے پریشان ہو
 رہی ہے۔ دیکھو کیا حال ہو گیا۔ حبیب اللہ خان ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ جان عالم
 نے ورشاں کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ میں ناشتہ بھیجتی ہوں۔ ائمہ خان پیار سے جان عالم کی پیشانی
 چومتے ہوئے بولی۔ ورشاں تمہارا بھی ناشتہ اندر ہی بھیج دیتی ہوں۔ ائمہ خان ورشاں کی طرف بھی
 پیار سے دیکھتے ہوئے بولی۔ جی بڑی امی۔ ورشاں نے ہمیں سر ہلایا۔ رمشاء ائمہ خان کے ساتھ
 باہر نکلی۔ خیال کرو بدخوادار۔ حبیب اللہ خان بھی روم سے باہر نکلے۔ ورشاں کی نظر دروازے پہ
 تھی۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ
 ہاتھ رکھے تھے۔ جان خان۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ میں قربان۔ جان عالم
 مسکراتے ہوئے بولا۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔ کہ اتنا پریشان ہو جاؤ گی۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ
 ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ اج رات تھوڑا سا ساتھ بھی دے دینا۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔ ورشاں نے سرخ پڑتے نظریں جھکائی۔ میں فریش ہو کراتی ہوں۔ ورشاں جان عالم سے دور
 ہوتے ہوئے بولی۔ ورشاں واٹر روم میں بند ہوئی تھی۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔ اور
 ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔ جان عالم نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے۔ اس کہ گردن پہ اس کی
 بوڈی پہ ریڈنس ہو رہی تھی۔ جان عالم نے اپنی گردن پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے گہرے سانس لینے
 لگا۔ جان عالم کو ایچنگ فیل ہو رہی تھی۔ جان عالم نے خود پہ ہلکی سی پرفیوم کی۔ اور ڈریسنگ روم کی
 طرف بڑھا۔ ورشاں فریش ہو کر کمرے میں آئی۔ جان عالم ڈریسنگ روم سے باہر نکل رہا

تھا۔۔ ورشاں کو دیکھتے جان عالم روکا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کو دیوار سے لگاتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم بولتے ہی ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی اندر آیا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کو دیکھتے غزنوی واپس مرا

تھا۔۔ غزنوی کو دیکھتے ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور کیا۔۔ ورشاں کچھ بولے بنا غزنوی کے پاس سے ہوتے باہر نکلی۔۔ کیا ہے سالے کمینے۔۔ کیوں تو ہمیشہ غلط وقت پہ پہنچ جاتا۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے اسے گھورا۔۔ ہائے یار۔۔ ابھی تو مزا آنا تھا۔۔ جان

عالم غزنوی کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔ میں تیرے چہرہ کے نقشہ بگاڑ دو گا۔۔ فضول بکو اس کی تو۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف تکیہ پھینکا۔۔ کیا سستی معشوقہ کی طرح ایکٹ کر رہا ہے۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ ادھر روک۔۔ غزنوی جان عالم کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی نے جان عالم کی شرٹ کے اوپر والے بٹن کھولے۔۔ کیا کر رہا ہے۔۔ جان عالم غزنوی کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ تیری عزت نہیں لوٹنے

لگا۔۔ غزنوی جان عالم کا گردن کی طرف دیکھنے لگا۔۔ تو نے رات کو مچھلی کھائی۔۔ غزنوی جان عالم کا گریبان پکڑتے ہوئے بولا۔۔ تجھے کس نے کہا۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ سالے بک مت۔۔ جواب دے۔۔ تو نے رات کو مچھلی کیوں کھائی۔۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تجھے الرجی ہے۔۔ غزنوی جان عالم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ دل کیا کھالی۔۔ جان عالم نے غزنوی کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ تو پاگل ہے کیا۔۔ تو ورشاں کو بتا سکتا تھا۔۔ تجھے الرجی ہے۔۔ غزنوی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اس نے اتنا پیار سے بنایا تھا۔۔ منع کر دیتا جان عالم غزنوی کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا۔۔ سالے اگر تجھے کچھ ہو جاتا۔۔ غزنوی جان عالم کے گلے لگا۔۔ کچھ نہیں ہوا یا۔۔ میں
 ٹھیک ہوں۔۔ جان عالم نے بھی غزنوی کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشاں جو ناشتہ لے کر آرہی
 تھی۔۔ غزنوی کی بات سنتے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ کیا اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا۔۔ کہ جان عالم کو
 کیا پسند ہے۔۔ کیا نہیں۔۔ براہو انا ورشاں۔۔ رمشاء ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 بولی۔۔ ورشاں نے رمشاء کی طرف دیکھا۔۔ اور بنا کچھ بولے نیچے چلے گئی۔۔ ورشاں کچن میں آتے ہاتھ
 میں پکڑی ٹریس شلف پہ رکھتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ چیخ۔۔ تمہیں پتہ ہی
 نہیں عالم کو کیا پسند ہے۔۔ کس سے الراجی ہے۔۔ برا ہے نا۔۔ رمشاء ورشاں کو یوں روتے دیکھ کر
 بولی۔۔ زل جو ابھی کچن میں آئی تھی۔۔ ورشاں کو روتے دیکھ اس کی طرف بڑھی۔۔ کیا ہوا میری
 جان۔۔ زل نے ورشاں کو خود سے لگایا۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔ زل ورشاں کے آنسو صاف کرتے
 ہوئے بولی۔۔ دیدہ۔۔ م۔۔ م۔۔ مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔۔ کہ جان خان کو فیش سے الراجی ہے۔۔ وہ بیمار
 ہو گئے میری وجہ سے۔۔ ورشاں سو سو کرتے روتے ہوئے بولی۔۔ زل نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔ تو اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔ میں بتاتی ہوں۔۔ نیکسٹ ٹائم خیال رکھنا۔۔ زل اسے
 سمجھاتے ہوئے بولی۔۔ کسی کو موقع نہیں دیتے۔۔ کہ وہ ہماری کمزوری سے ہمیں نقصان
 پہنچائے۔۔ زل نے پیار سے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ جی دیدہ۔۔ ورشاں نے ہمی میں سر
 ہلایا۔۔ چلو اب جاؤ۔۔ زل نے ٹریس ورشاں کو پکڑائی۔۔ رمشاء کو دیکھتے زل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ خدا
 کا خوف کرو رمشاء لالانے تم پہ احسان کیا ہے۔۔ اور تم ان کا ہی گھر برباد کرنا چاہ رہی ہوں۔۔ زل نفی
 میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ رمشاء کندھے اچکاتے ہوئے باہر نکلی۔۔

ورشائے روم میں ناشتہ کی ٹریں لے کر آئی۔۔ غزنوی جان عالم ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔ غزنوی وورشائے کے سر پہ ہاتھ رکھتے باہر نکلا۔۔ جان حیات مجھے ناشتہ سے پہلے میڈیسن کی ضرورت ہے۔۔ جان عالم وورشائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پہلے ناشتہ کرے۔۔ پھر ہی کھائے گے نامیڈیسن۔۔ وورشائے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم وورشائے کی طرف بڑھا۔۔ جو ٹبیل پہ ٹریں رکھتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔۔ جان حیات تم کیوں نہیں سمجھتی۔۔ جان عالم وورشائے کو اپنی گود میں بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔ وورشائے نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ کس می جان حیات۔۔ جان عالم وورشائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وورشائے نے حیران کن نظروں سے جان عالم کو دیکھا۔۔ کس می۔۔ جان عالم وورشائے کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے بولا۔۔ وورشائے نے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ یہاں مائی لیو۔۔ جان عالم نے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا۔۔ مجھ سے نہیں ہو گی۔۔ وورشائے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ میں نے کی تو پچھتاؤ گی۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ وورشائے نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔ اور جان عالم کے ہونٹوں سے ہونٹ پیچ کرتے پیچھے ہوئی۔۔ جان عالم وورشائے کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ جان عالم نے اسے صوفی پہ کرتے اس کے ہونٹوں سے گردن تک کا سفر ہونٹوں سے کیا۔۔ اس کی گردن پہ دانت گاڑتے جان عالم نے نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ آئی لیو یو سو میچ جان حیات۔۔ جان عالم وورشائے کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ وورشائے نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں تھی۔۔ اب بھی بند رکھو۔۔ جان عالم وورشائے کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔ وورشائے شرماتے ہوئے

جان عالم کے سینے سے لگی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بٹھایا۔۔ جان خان ایم
 سوری۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔۔ کہ آپ کو فیش سے الراجی ہے۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے سے سر ٹکاتے
 ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اوپر کیا۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں
 کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے ہچکیاں لینا شروع
 ہوئی تھی۔۔ میری وجہ سے آپ کو پین ہوئی۔۔ ورشاں نے ہچکی لیتے ہوئے جان عالم کی شرٹ کے بٹن
 پہ انگلی گھومائی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ کھول دو۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں اپنی ناک سکورتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم نے ورشاں کی ناک پہ ہونٹ رکھے۔۔ میری جان بھی قربان تم پر جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں
 کی پیشانی سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ مجھے آپ چاہیے۔۔ اپ
 کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر۔۔ ورشاں جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔ جان
 خان میں ہمیشہ آپ کے دل میں رہنا چاہتی ہوں۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ اوکے نوایشو لیکن میری باقی تین بیویوں سے جھگڑا مت کرنا۔۔ جان عالم ہنسی دباتے ہوئے
 بولا۔۔ ورشاں نے حیرت سے آنکھیں بڑی بڑی کرتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان خان
 آپ۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھا۔۔ مذاق کر رہا ہوں جان حیات۔۔ میرے دل
 میں صرف ایک ہی انسان ہے۔۔ اور وہ ہے میری جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کے گرد حصار بناتے
 ہوئے بولا۔۔ ورشاں منہ بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ چھوٹی چھوٹی بات پہ منہ کیوں بنا لیتی ہوں۔۔ جان
 عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ بناؤ گی ہر دفعہ بناؤ گی۔۔ اپ کیا کر لے گے۔۔ ورشاں نے جان عالم

کی طرف دیکھا۔۔ میں۔۔ جان عالم بولتے ہوئے خاموش ہوا۔۔ ورشاں جان عالم کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔ میں منہ ہی سکتا ہوں۔۔ اس کے علاوہ کیا پسیشن ہے میرے پاس۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں اب کی بار پلکیں جھکا گئی۔۔ کھانا کھائے۔۔ یا پھر کچھ اور ہی کینٹو کرے۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ کھانا کھائے۔۔ ورشاں ہر بڑاتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم ورشاں کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے لگا۔۔ ورشاں تو جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کہ کون بیمار ہے۔۔ وہ خود یا اس کا جان خان۔۔۔

آریان لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ زرغام اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔ آریان تمہیں پتہ بھی ہے۔۔ تم کیا کر چکے ہوں۔۔ زرغام آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جی بابا نکاح کیا ہے۔۔ آریان نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ تمہیں نہیں پتہ تھا کہ صوفیہ المیر خان کی بہن ہے۔۔ زرغام تھوڑا سا غصے سے بولا۔۔ اس کی بہن ہے۔۔ تو کیا ہوا۔۔ اس نے کیا گھر بیٹھا کر رکھنی تھی۔۔ آریان منہ بناتے ہوئے بولا۔۔ بکو اس بند کرو۔۔ اگر تمہارا صوفیہ کا نکاح ہوا تھا۔۔ تو پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔ تم جانتے ہو المیر اس کی شادی فضل خان سے کرنا چاہتا ہے۔۔ زرغام نے آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ کرنا چاہتا ہے۔۔ کر نہیں سکے گا۔۔ وہ میرے نکاح میں ہے۔۔ آریان سنجیدگی سے بولا۔۔ صوفیہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ زرغام نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ رہنا تو اسے میرے ساتھ ہی پڑے گا۔۔ کسی بھی قیمت پر۔۔ آریان سر دلچے میں بولا۔۔ پہلی دفعہ تھا۔۔ کہ وہ

زرغام سے یوں بات کر رہا تھا۔۔ اپنے دماغ سے اسے نکال دو۔۔ وہ کبھی تمھاری نہیں ہو سکتی۔۔ اپنے اور اس کے رشتے کا ہی خیال کر لیتے۔۔ زرغام سرد لہجے میں بولا۔۔ بابا آپ نے بھی تو اسی کے بھائی سے نمل کی شادی کی۔۔ اور جہاں تک بات ہے۔۔ اسے دماغ سے نکالنے کی۔۔ تو وہ میری رگوں میں خون کی دوڑتی ہے۔۔۔ وہ صرف میری ہے۔۔ اگر کسی نے اس پہ نظر ڈالنے کی بھی کوشش کی۔۔ تو میں اس کا نام و نشان اس دنیا سے مٹا دوں گا۔۔ آریان ٹہیل پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔ اریان۔۔ زرغام اس سے بھی اونچی دھاڑا تھا۔۔ پریشہ زرغام کی دھاڑ پہ روم سے باہر نکلی۔۔ پریشہ اب اوپر ریبننگ پہ ہاتھ رکھے کھڑی ہوئی تھی۔۔ بابا میں آپ کا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔۔ لیکن میں اسے نہیں بھول سکتا۔۔ اریان اب کی بار سنجیدگی سے بولا۔۔ وہ تمھارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔۔ تم یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔ زرغام آریان کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔ بابا اس کی مرضی سے یا مرضی کے خلاف اسے میرے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔۔ اریان ابھی بھی اپنی ضد پہ قائم تھا۔۔ اریان مجھے مجبور مت کرو۔۔ کہ میں تمھیں واپس بھیج دو۔۔ زرغام سرد لہجے میں بولا۔۔ بابا واپس بھیج دے۔۔ مگر میں اسے ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔ اریان اب کی بار مدھم سی آواز میں بولا۔۔ اریان اگر وہ راضی ہوں گی۔۔ تو تمھارے ساتھ رہے گی۔۔ ورنہ میں اسے کسی بھی قیمت پہ تمھارے ساتھ رہنے نہیں دوں گا۔۔ زرغام کی بولتے ہوئے پریشہ پہ نظر پڑی۔۔ جو اوپر کھڑی ہوئی تھی۔۔ بابا نکاح اسی کی مرضی سے ہوا تھا۔۔ وہ ناراض ہے۔۔ میں منع لوں گا۔۔ اریان سنجیدگی سے بولا۔۔ بس میری بات یاد رکھنا۔۔ زرغام بول کر اوپر کی طرف بڑھا۔۔ اریان بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ اریان نے صوفیہ کو کال ملائی۔۔ صوفیہ کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ اریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ اور کبرڈ میں سے شوپنگ بیگ نکالتے باہر آیا۔۔ اریان کہاں جا

رہے ہوں۔۔ پریشے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ چھوٹی ماما پلینز بابا کو مت بتائیے گا۔۔ پلینز۔۔ اریان پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ لیکن تم۔۔ پریشے بول ہی رہی تھی۔۔ کہ آریان باہر نکل گیا۔۔ نیچے کیوں کھڑی ہو گئی۔۔ زرغام سڑھیاں اترتے نیچے آیا۔۔ اور پریشے کی طرف بڑھا۔۔ بس آرہی تھی۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے پریشے کو گود میں اٹھایا۔۔ اور اوپر کی طرف بڑھا۔۔ ابھی وہ تمہارے بچہ آگیا نا۔۔ پھر کچھ نہیں ہونا۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے زرغام کی شرٹ پکڑتے چہرہ نیچے جھکا یا تھا۔۔۔

آریان کی گاڑی المیر خان کی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ اریان اندر کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ روم سے نکل رہی تھی۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھتے اسے اندر کرتے دروازہ بند کر گیا۔۔ صوفیہ چیننے ہی والی تھی۔۔ کہ آریان نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ تم۔۔ بار بار کیوں آ جاتے ہوں۔۔ صوفیہ آریان کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ تم میری نہیں مانتی۔۔ اسی لیے آ جاتا ہوں۔۔ اریان صوفیہ کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اب کیا لالا کو بتانے کا ارادہ ہے۔۔ صوفیہ غصے سے بولی۔۔ ظاہر ہے۔۔ بابا کو پتہ چل گیا۔۔ اب تمہارے لالا کو تو چلنا ہی ہے۔۔ اریان بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا بیگ بیڈ پہ رکھتے ہوئے بیٹھا۔۔ اریان جاؤ۔۔ تم یوں نہیں آ سکتے یہاں۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ کیوں۔۔ بیوی ہوں میری۔۔ لے جاؤ گا۔۔ وہ دو نمبر پولیس والا بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ یہ تمہارے لیے

ہے۔۔ پہنوگی تو مجھے اچھے لگا گا۔۔ اریان صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اریان میں چاہتی ہوں۔۔ تم اب جلد از جلد مجھے چھوڑ دو۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تمہیں تو مرتے دم تک نہ چھوڑو۔۔ اریان صوفیہ کی گردن کے گرد ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ اپنا قریب کر گیا۔۔ صوفیہ نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہٹایا۔۔ تم جیسے فلرٹی انسان کے ساتھ مجھے نہیں رہنا۔۔ صوفیہ آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ایک مرد کی محبت تب تک سچی نہیں ہوتی۔۔ جب تک وہ باقی عورتوں کے احترام میں نظریں نہ جھکا دے۔۔ اور باخدا تمہارے علاوہ اب کسی کی طرف نگاہ اٹھانا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پیار سے بولا۔۔ مجھے یقین نہیں۔۔ صوفیہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔ ہو جائے گا۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور باہر نکلا۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔ المیر خان نے آریان کا کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ نمل سے ملنا آیا تھا۔۔ اریان المیر خان کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ مل لیا۔۔ المیر خان نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ میں پھر کبھی مل لوں گا۔۔ اریان بولتے ہوئے باہر نکلا۔۔ المیر خان نے اس کی پشت کو دیکھا۔۔ اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

صوفیہ نے شوپنگ اٹھاتے یوں ہی کبرڈ میں رکھ دیا۔ کھولنے کی ذہمت نہیں کہ تھی۔۔ اریان خان کی کال ریسو کرتے ہوئے صوفیہ بیڈ پہ بیٹھی۔۔ گفٹ پسند آیا۔۔ اریان خان کے لہجہ میں اس کے لیے محبت تھی۔۔ مجھے تم سے کوئی گفٹ نہیں چاہیے۔۔ اسی لیے میں نے کھولا بھی نہیں۔۔ صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔ پہنو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔۔ ایک دفعہ کھول کر دیکھنا تمہیں پسند آئے گا۔۔ اریان ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔ جس دن تمہارا دیا ہوا تحفہ پہن لیا۔۔ اس دن تمہیں معاف کر دو گی۔۔ سمجھ لینا اس دن صوفیہ مبین خان نے تمہیں معاف کر دیا۔۔ صوفیہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔۔ میں اس دن کا انتظار کرو گا۔۔ جب صوفیہ اس ناچیز شخص کو معاف کر دے گی۔۔ اریان خان نے بول کر کال کاٹی تھی۔۔ صوفیہ نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ کیا واقع ہی اریان بدل چکا تھا۔۔ صوفیہ موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔۔ پہلے بھی تو بدلہ تھا۔۔ تب کیا ہوا۔۔ نہیں۔۔ اریان کبھی نہیں بدل سکتا۔۔ وہ پہلا جیسا ہی ہے۔۔ ایک آزاد خیال ایش پسند انسان۔۔ صوفیہ کے دماغ نے جواب دیا تھا۔۔ اس کے دل و دماغ میں جنگ چل رہی تھی۔۔ کہ آخر کس کی بات مانے۔۔ دل کی مان کر پہلے بھی ایک دفعہ وہ خود کی تزیل کر واچکی تھی۔۔ اب وہ کیسے اس پر یقین کر سکتی تھی۔۔ صوفیہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے لیٹ گئی۔۔

پریشے زرغام کے حصار میں لیٹی ہوئی تھی۔۔ انی لویو پریشے۔۔ زرغام پریشے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے نے مسکراتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ زرغام۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ زرغام پریشے کے بالوں کو سہلارہا تھا۔۔ بولو میری جان۔۔ زرغام نے پریشے کے عارض کو شدت سے چومتے ہوئے بولا۔۔ آپ کو بیٹا چاہیے یا بیٹی۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ بیٹا

ہو یا بیٹی کیا فرق پڑتا ہے۔۔ میرے لیے تو وہ میری ہی اولاد ہو گی۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ زرغام اگر بعد میں شاہ سے ہمارے بچے کا جھگڑا ہوا تو؟ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ تو میں
 دونوں کو ایک ایک تھپڑ لگاؤ گا۔۔ اور گلے سے لگا لوں گا۔۔ زرغام پھر سے مسکرایا۔۔ پریشے خاموش ہوئی
 تھی۔۔ کیا ہوا۔۔ کوئی پریشانی ہے۔۔ زرغام نے پریشے کا چہرہ اوپر کیا۔۔ نہیں۔۔ پریشے مدھم سی آواز
 میں بولی۔۔ کچھ تو ہے۔۔ کوئی تو بات ہے۔۔ جو تمہیں پریشان کر رہی ہے۔۔ زرغام پریشے کے بالوں کو
 سہلاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام اگر بعد میں آپ کے دل میں خیال آیا۔۔ کہ میں شاہ در سے زیادہ محبت
 نہیں کرتی پھر؟ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ وہ بولنا کیا چاہ
 رہی تھی۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔ میں ایسا نہیں سوچو گا۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ میری پریشے شاہ سے بہت پیار
 کرتی ہے۔۔ زرغام پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے اس کی بات کا جواب دینے ہی لگی
 تھی۔۔ کہ زرغام اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ پریشے نے زرغام کے بالوں میں انگلیاں سہلائی
 تھی۔۔ زرغام نے شدت سے پریشے کے ہونٹوں پہ دانت گاڑھے تھے۔۔ آہہ۔۔ پریشے نے زرغام کی
 طرف دیکھا۔۔ سوری میری جان۔۔ جلدی سے ہمارے بچہ ہماری گود میں آئے۔۔ اور میں تم سے اپنا
 حق لے سکوں۔۔ زرغام پریشے کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشے سرخ پڑتے ہوئے نظریں
 جھکا گئی۔۔ شاہ اجائے گا۔۔ پریشے زرغام کا ہاتھ اپنی زپ پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔ نہیں آئے
 گا۔۔ اریان کے پاس ہے۔۔ زرغام پریشے کی زپ ایک ہی جھٹکے میں کھولتے ہوئے بولا۔۔ پریشے زرغام
 کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔ زرغام نے پریشے کی فراق کندھے سے کھسکاتے ہوئے اس کے کندھوں پہ
 ہونٹ رکھتے اس کی گردن کو پہ اپنا لمس بکھرنے لگا۔۔ پریشے زرغام کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے

آنکھیں موند گئی۔۔ زرغام اپنی شرٹ اتارتے دور اچھال گیا۔۔ زرغام پریشے پہ جھکتے اس کے وجود پہ اپنی شدتوں کا لمس بکھیر رہا تھا۔۔ زرغام پریشے کے پیٹ زرا بھی وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا۔۔ زرغام لائٹس آؤف کرتے پریشے کے وجود پہ جگہ جگہ اپنے ہونٹ رکھنے لگا۔۔

المیر خان لون میں کھڑا ہوا تھا۔۔ چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ المیر خان وائٹ شر بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ پوکٹ میں ہاتھ ڈالے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ ہوا چل رہی تھی۔۔ المیر خان کے چہرے پہ اس کا درد واضح تھا۔۔ اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔ چوٹ گہری لگی تھی۔۔ دل میں رہنے والے نے ہی دل توڑا تھا۔۔ ایک پل کے لیے کچھ حسیں لمحے آنکھوں کے سامنے آئے تھے۔۔

المیر خان نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر جیسے سب کچھ ہی بھول گیا۔۔ وہ بے پناہ خوبصورت تھی۔۔ شاید ہی کوئی اس جیسا حسیں اس دنیا میں ہوں۔۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

ہمارا اتنا نقصان نہیں ہوا۔۔۔ "المیر خان پیسوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" میں بتاتی ہوں۔۔۔ "اس نے نیچے سے لکڑی اٹھاتے ہوئے گاڑی کی پیئنجر سیٹ کے شیشے پہ مارا۔۔۔ جس سے شیشے ٹوٹے تھے۔۔۔" اب ہو گیا۔۔۔ نا اتنا نقصان۔۔۔ "اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ایک روپیہ ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔ نمل روپیہ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھ سے لے لوں۔۔۔ لیکن اندر چلو۔۔۔ المیر خان اپنی مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔ واٹ؟؟ نمل حیرانگی سے بولی۔۔۔ المیر خان نے بھی اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ پاگل ہو کیا۔۔۔ المیر خان اس کی یوں آنکھیں پھیلانے پہ

بولا۔۔۔ پاگل نہیں ہوں۔۔۔ میں۔۔۔ نمل اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ پھر کیا ہوں۔۔۔ المیر خان بھی اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ جو بھی ہوں۔۔۔ آپ کہ طرح نہیں ہوں۔۔۔ کہ کسی کو بھی دیکھ کر بول دو۔۔۔ یوں ہی لے جاؤ۔۔۔ نمل بول کر جلدی سے اندر چلے گئی۔۔۔ یوں ہی لے جاؤ۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔۔۔ پھر اچکانک سے یاد آیا تھا۔۔۔ کتابوں والی دوکان پر جب اس نے کہا تھا۔۔۔ یوں ہی لے جائے۔۔۔ اور اسے نام تک نہیں پتہ تھا۔۔۔ مطلب وہ لڑکی۔۔۔ یہ تھی۔۔۔ سر نیسلی۔۔۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔۔۔

المیر خان پھیکا سا مسکرایا۔۔۔

ا۔۔۔ ا۔۔۔ آپ۔۔۔ نمل بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف بڑھا۔۔۔ بولو۔۔۔ المیر خان نے پیار سے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے لگا شاید وہ اس سے کسی چیز کی فرمائش کرنے والی ہے۔۔۔ ع۔۔۔ عا۔۔۔ نمل بولنے کی ہمت کر رہی تھی۔۔۔ لیکن لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ عادل کو چھوڑ دے۔۔۔ نمل خود میں ہمت بناتے ایک ہی سانس میں بولی۔۔۔ المیر خان کی روح قبض ہوئی تھی۔۔۔ اسے نہیں پتہ تھا، کہ وہ ایسی فرمائش کرے گی۔۔۔ پلیز۔۔۔ نمل المیر خان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔

المیر خان کرب سے مسکرایا۔۔۔ نمل کسی کو نکاح سے پہلے پسند کرتی تھی۔۔۔ تب برداشت کر چکا تھا۔۔۔ مگر اب وہ نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ اس کی بیوی تھی۔۔۔ وہ کیسے کسی اور کا سوچ سکتی تھی۔۔۔ المیر خان کی آنکھوں کے سامنے نمل کا چہرہ آیا تھا۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں کسی اور کے لیے غم تھا۔۔۔ اس سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ المیر خان نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اپنے سینے

پہ ہاتھ مسلہ تھا۔ اس کا دل جل رہا تھا۔ اریان کب سے یہی کھڑا ہوا تھا۔ کافی وقت ہو چکا تھا۔ وہ تین گھنٹے سے لان میں تھا۔

نمل کب سے المیر خان کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ جو اس نے صبح کہا تھا۔ وہ بات چھوٹی نہیں تھی۔ لیکن وہ بات ضروری تھی۔ نمل کے لیے۔ عادل نے غلط کیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک اسے اپنے دل سے نہیں نکال سکی تھی۔ نمل المیر خان کا انتظار کرتے صوفے پہ بیٹھی ٹبیل پہ ٹانگیں رکھے ہی سوچکی تھی۔ المیر خان روم میں آیا۔ نمل بیڈ پہ نہیں تھی۔ المیر خان نے چاروں طرف دیکھا۔ نمل صوفے پہ بیٹھی سو رہی تھی۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی بھی اسی جامنی فراک میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ اس کے گلے میں تھا۔ صوفے سے سرٹکائے وہ سو رہی تھی۔ المیر خان نے دروازہ بند کیا۔ اور اندر روم میں آیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر نمل نے آنکھیں کھولیں تھی۔ المیر خان کو دیکھتے نمل کھڑی ہوئی۔ المیر خان کچھ بولے بنا بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اور تکیہ اٹھایا۔ اٹھو مجھے سونا ہے۔ المیر خان صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ نمل ابھی بھی صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ المیر خان چیر پہ بیٹھ گیا۔ نمل صوفے سے اٹھتے ہوئے المیر خان کی طرف بڑھی۔ اپ اتنی لیٹ کیوں آئے۔ میں کب سے ویٹ کر رہی تھی۔ نمل انگلیاں موڑتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ جہاں صبح کا ایک بج رہا تھا۔ لیکن جواب کوئی نہیں دیا تھا۔ ک۔۔ کھ۔ کھانا لگا دو۔ نمل پھر سے بولی۔ صوفیہ سو گئی۔ المیر خان اس کی بات سرے سے ہی نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔۔ ج۔ جی آپی سو گئی۔ میں ان کو ہی جگانے جارہی تھی۔ نمل المیر

خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیوں؟ المیر خان سر دلہجے میں بولا۔۔۔ اپ آئے نہیں تھے۔۔ اسی لیے۔۔ نمل مدھم سی آواز میں بولی۔۔ میں جلدی یارات بھر نہ آؤ۔۔ تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔ یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھالوں۔۔ المیر خان چئیر سے اٹھتے صوفے کی طرف بڑھا۔۔ نمل المیر خان کی طرف پھر سے بڑھی۔۔ آ۔۔ آ۔۔ اپ ناراض ہے۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جو صوفے پہ لیٹا آنکھوں پہ بازو رکھے ہوئے تھا۔۔ جا کر سو جاؤ۔۔ المیر خان سر دلہجے میں بولا۔۔ نمل کانپتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ اور جا کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جس کی آنکھوں پہ ہاتھ تھا۔۔ سو جاؤ۔۔ المیر خان کی آواز پہ نمل سہمتے ہوئے بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔ المیر خان اٹھ کر بیٹھا۔۔ کتنا مشکل تھا۔۔ ایک انسان کو پا کر بھی ہار جانا۔۔

 "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 109_2

نمل بیڈ پہ لیٹی کانپ رہی تھی۔۔ المیر خان صوفے کی پشت سے سر ٹکائے ہوئے تھا۔۔ دل دونوں کے ہی جل رہے تھے۔۔ المیر خان نے نمل پہ ایک نظر ڈالی۔۔ وہ کانپ رہی تھی۔۔ المیر خان پھر سے سر صوفے کی پشت سے ٹکا گیا۔۔ نمل کانپتے کانپتے سوچکی تھی۔۔ لیکن المیر خان کی آنکھوں میں دور دور تک نیند کا سایہ تک نہیں لہرایا تھا۔۔ المیر خان نے ساری رات یوں ہی صوفے پہ بیٹھے گزار دی تھی۔۔ صبح کے ساتھ بج رہے تھے۔۔ ہر طرف سورج کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ سورج کی روشنی ہلکی ہلکی سی روم

میں آرہی تھی۔۔۔ المیر خان اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ نمل سوئی ہوئی تھی۔۔۔ کسماتے ہوئے نمل آٹھ کر بیٹھی۔۔۔ کل والا سارا منظر آنکھوں کے سامنے گھوماتھا۔۔۔ نمل نے صوفے کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں المیر خان نہیں تھا۔۔۔ پھر اس نے ڈریسنگ روم اور واشروم کی طرف دیکھا۔۔۔ واشروم کا دروازہ بند تھا۔۔۔ مطلب وہ واشروم میں تھا۔۔۔ نمل بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ کمر ڈمیں سے المیر خان کے لیے سیلو شرٹ بلیک پینٹ نکالتے بیڈ پہ رکھ کر روم سے باہر نکلی۔۔۔ نمل سڑھیاں اترتے نیچے آئی۔۔۔ ملازمہ نمل کی طرف بڑھی۔ جواب کچن کی طرف جارہی تھی۔۔۔ کیا چاہیے بھابی۔۔۔ ملازمہ نے نمل کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ نمل بول کر فریج کی طرف بڑھی۔۔۔ بھابی۔۔۔ لالا اس وقت جو س لیتے ہے۔۔۔ ملازمہ نمل کو فریج کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولی۔۔۔ نمل نے ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو جو س پکڑے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ شکریہ۔۔۔ نمل ملازمہ سے جو س لیتے اوپر روم میں آئی۔۔۔ المیر خان ابھی بھی واشروم میں تھا۔۔۔ نمل کمرے میں چکر لگانے لگی۔۔۔ نمل نے پھر سے ایک بار واشروم کی طرف دیکھا۔۔۔ بیس منٹ تو اسے جاگی ہوئی کو ہو چکے تھے۔۔۔ نمل واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔ اور ہلکا سا دروازہ نوکڈ کیا۔۔۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملنے پر نمل دروازہ کھولنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ المیر خان ٹاول اپنے گرد لپیٹ کر باہر نکلا۔۔۔ نمل اس سے ٹکرائی تھی۔۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ سرخ ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ شرٹ لیس کمرے کے گرد ٹاول باندھے ہوئے تھا۔۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان سے آتی خوشبو پہ نمل کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ المیر خان کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔ اس کے چہرہ کے تاثرات دیکھتے نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ نمل پیچھے ہوئی تھی۔ المیر خان اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ نمل توہین خجالت سے

سرخ ہوئی تھی۔۔ وہ اس پہ کوئی نظر ڈالے بنا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔۔ وہ۔۔ م۔ میں نے
 آپ کے کپڑے نکال دیے۔۔ نمل نے لڑکھڑاتی زبان میں المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ لیکن
 وہ اس کی سنی ان سنی کرتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ نمل اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو اسے
 اگنور کیے ہوئے تھا۔۔ المیر خان چیخ کر کے روم میں آیا۔۔ لائٹ بیلوٹی شرٹ وائٹ پینٹ پہنے اپنے
 بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔۔ اور بال ڈرائیر سے خشک کر کے سیٹ
 کرنے لگا۔۔ نمل المیر خان کو دیکھ رہی تھی۔۔ کہ وہ کرکیار ہا ہے۔۔ وہ اسے اگنور کر رہا تھا۔۔ المیر خان
 اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔ نمل اب بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس نے اس کی سنی ان سنی کی تھی۔۔ اب وہ
 بھی اسے کچھ نہیں بولنے والی تھی۔۔ نمل واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔ المیر خان اپنے گھڑی نکالتے ہاتھ
 میں پہنتے بند کر گیا۔۔ اپنے شوز پہنتے بیڈ پر بیٹھ کر لیسز باندھتے ہوئے اس کی نظر واشروم کے دروازے کی
 طرف اٹھی۔۔ وہ بیٹھا واشروم کے دروازے کو اس طرح دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے وہ دروازہ نہیں نمل
 ہوں۔۔ نمل فریش ہو کر باہر نکلی۔۔ المیر خان کی نظر واشروم کے دروازے پر دیکھتے اس کا دل کانوں
 میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ نیلی فراق جس کے نیچے شیشے لگے ہوئے
 تھے۔۔ چوری دار پا جامہ۔۔ اس کی تھوڑی پہ تین تل چمک رہے تھے۔۔ چہرہ پہ کچھ پانی کی بوندے
 تھی۔۔ بال ٹاول میں بندھے ہوئے تھے۔۔ دوپٹہ اس کے گلے میں تھا۔۔ نمل المیر خان کی نظروں کو
 خود کایوں جائزہ لیتے دیکھ کر اس کے گال سرخ ہوئے تھے۔۔ نمل بامشکل چلتے ہوئے مرار کے سامنے
 کھڑی ہوئی۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ اسے کندھوں سے پکڑتے چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ المیر

خان کے وجود سے اٹھی خوشبو سے نمل کو اپنا توازن برقرار رکھنے مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ خود کو سنبھالے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

زما خر گوش، سہی ہر، ز غملی شی، خود خپلا^{۰۰۰۰} پہ ژبہ دیو غیر سہی نوم نشی ز غملی۔ خود اداکار کاوی دی، اوبیا، زہ نشم ویلا ی چہ ز ماویا^۰ بہ بیاد برداشت کاوی....

(میری خر گوشنی، مرد کچھ بھی برداشت کر سکتا ہے، لیکن بیوی کی زبان پر کسی غیر مرد کا نام برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن میں نے یہ کیا ہے، اور پھر، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری غیرت اسے دوبارہ برداشت کرے گی۔۔۔) المیر خان اس کے سرخ ہوتے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پشتوں میں بولا۔۔۔ ہم۔۔۔ اب کی بار المیر خان بے حد نرمی سے بولا۔۔۔ وہ تھوڑا جھکتے اس کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ اور پھر کہیں اور دیکھنا بھول ہی چکی تھی۔۔۔ المیر خان کی باڈی اس ٹی شرٹ میں واضح تھی۔۔۔ اس کے سکس پیکس پھولے مسلسل۔۔۔ بال اچھے سے سیٹ تھے۔۔۔ نیلی آنکھیں جن میں پانی تھا۔۔۔ ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ۔۔۔ نمل نے تھوک نگلاتھا۔۔۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ اس کی بھوڑی آنکھیں تھی یا نیلی؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان اس سے دور ہوا ہی تھا۔۔۔ کہ نمل جو کب سے اس کے وجود کی خوشبو سے خود کا توازن برقرار رکھے ہوئے تھی۔۔۔ اب وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے گرنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ المیر خان نے اسے اپنی باہوں میں سنبھالا تھا۔۔۔ مائی ربیٹ۔۔۔ المیر خان نے اس کے گال تھپتھپھائے۔۔۔ لیکن وہ ہوش کھو چکی تھی۔۔۔ المیر خان اسے گود میں اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے بیڈ پہ لٹایا۔۔۔ مائی ربیٹ۔۔۔ المیر خان

نے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھتے ٹمپر پچر چیک کیا۔۔۔ ٹمپر پچر نارمل تھا۔۔ اس پہ بلینکٹ دیتے ہوئے المیر خان باہر نکلا۔۔

ریان المیر مول میں کھڑے ہوئے تھے۔۔ المیر خان نے اپنی ریڈ کلر ٹوپی پہنتے ہوئے مول میں دیکھا۔۔ جہاں ہر طرف لوگوں کی چہل پہل تھی۔۔ دونوں سیکورٹی کے پاس ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔ ہائے ینگ مین۔۔ ایک لڑکی نے المیر خان کو کمنٹ پاس کیا تھا۔۔ ریان مسکراتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ کام کرو اپنا۔۔ المیر خان اسے یوں ہستے دیکھ نیچے آواز میں غرایا۔۔ جی سر۔۔ ریان اندر آتے چمیر پہ بیٹھ گیا۔۔ اب وہ ہر کسی کو دیکھ رہا تھا۔۔ ایک لڑکی جو ہائی ہیل پہنے گھٹنوں سے اوپر تک آتی سکرٹ بال کچھ شانے پہ ہاتھ میں موبائل پکڑے چلتی آرہی تھی۔۔ اس کے ایک ہاتھ میں موبائل اور ایک ہاتھ میں بلیک کلر کابیگ تھا۔۔ وہ مسکراتے ہوئے ریان کے سامنے والی چمیر پہ آکر بیٹھی۔۔ ہائے۔۔ ایم کیارہ۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگیا کیا۔۔ تو تم آہی گئی۔۔ ریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گے۔۔ کیارہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔۔ وہ پولیس والا کیا نام تھا اس کا۔۔ کیارہ اپنی پیشانی پہ انگلی رکھی۔۔ ہاں۔۔ المیر خان جس نے مجھے پکڑا تھا۔۔ اسے بولو اب ہاتھ لگا کر دیکھائے۔۔ کیارہ نے ایک ادا سے کہا تھا۔۔ ریان اس کے چہرہ کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔ المیر خان نے کیارہ کے سر پہ پسٹل نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ اسی لمحے کھڑی ہوئی تھی۔۔ او۔۔ تو تم یہی ہوں۔۔ اس نے مسکراتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ تمہیں کیا لگا اتنی آسانی سے بھول جاؤ گا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال

کیا۔۔ میں بھی چاہتی ہوں، کہ تم مجھے کبھی مت بھولو۔ کیا رہنے بولتے ہی المیر خان کی پستل والی بازو
 پہ پوری قوت سے مکہ مارا۔ لیکن اس پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ کیا رہنے مسکراتے ہوئے اسے ٹانگوں
 کے درمیان ٹانگ مارنی چاہی۔ لیکن المیر خان اس کے گٹھنے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کودھکیل گیا۔ وہ
 بری طرح لڑکھڑاتے ہوئے زمین پہ گری تھی۔ ریان نے اس لڑکی کی ہمت دیکھی تھی۔ کہ وہ کرنے
 کیا والی تھی۔ کیا رہنے زمین سے اٹھتے چسیر اٹھاتے المیر خان کو ماری تھی۔ المیر خان لڑکھڑایا
 تھا۔ کیا رہنے جلدی سے باہر طرف بھاگی تھی۔ ریان اس طرف سے میں ادھر سے جاتا ہوں۔ المیر
 خان اوپر کی طرف بھاگا تھا۔ المیر خان نے اوپر آتے ہوئے کیا رہنے کو دیکھتے ہوئے جمپ کیا تھا۔ کیا رہ
 تیزی سے باہر نکلی تھی۔ کیا رہنے موبائل سے نمبر ڈائل کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔ اگے
 کچھ پولیس والے کھڑے ہوئے تھا۔ کیا رہنے بھاگتے ہوئے ہی پولیس والے کے ہاتھ سے پستل چھینتے
 ہوئے سامنے سے آتی ہوئی بلیک مرسیر میں بیٹھی تھی۔ کیا رہنے المیر خان پہ گولی چلائی تھی۔ المیر
 خان نے جھکتے ہوئے اپنا بچاؤ کیا تھا۔ المیر خان یوں ہی اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ کہ المیر خان کسی کے
 وجود سے ٹکرایا تھا۔ اور اس کا دل زور سے پہلو میں دھڑکنا شروع ہوا تھا۔ المیر خان نے اس کی بازو
 پکڑتے گرنے سے سنبھالا۔ اور اس کی طرف دیکھا۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی۔ وہ جیسے سب
 کچھ بھول چکا تھا۔۔ تیزی سے دل کے دھڑکنے کا مطلب یہی تھا۔ کہ اس کا عشق محبت اس کی
 خرگوشی ہے۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہر چیز سے کو بھول چکا تھا۔ وہ یہ تک بھول
 چکا تھا۔ وہ یہاں کیس کے سلسلے میں آیا تھا۔۔ نمل کی آنکھیں نظر آرہی تھی۔ اس نے عبا یا پہنا ہوا

تھا۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں کھوچکا تھا۔ المیر خان کو یوں کھڑے دیکھ کیا رہ نے مسکراتے ہوئے
گولی چلائی تھی۔۔ ٹھاہ۔۔۔

ورشیاں روم میں لیٹی ہوئی لیپ ٹاپ پہ میوی دیکھ رہی تھی۔ سنہرے بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔۔ جان
عالم نے روم میں داخل ہوتے دروازہ بند کیا۔۔ اور ورشیاں کی طرف بڑھا۔۔ جو میوی میں اتنی مگن
تھی۔۔ کہ جان عالم کے آنے کا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ہاتھ بڑھاتے لیپ ٹاپ بند
کیا۔۔ ورشیاں نے گردن گھوماتے جان عالم کو دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔ ورشیاں اٹھ کر بیٹھی۔۔ جان
حیات کیوں ایسے کام کرتی ہوں۔۔ جس سے میں تم میں سما جاؤ۔۔۔ جان عالم ورشیاں کے سراپے کو
دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشیاں جان عالم کی بات پہ سرخ پڑی تھی۔۔۔ جان عالم اس کا جائزہ لے رہا
تھا۔۔۔ بلیک کلر کی سادہ سی فرائیڈ جس کا گلہ گہرا تھا۔۔ سنہرے بال کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔ چہرہ پہ بلا کی
معصومیت۔۔ ایسے مت دیکھا کرے۔۔ ورشیاں جان عالم کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ چلو پھر
کپڑے اتاروں ویسے دیکھ لیتا ہوں۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ ورشیاں کی کانوں سے دھواں نکلنے
شروع ہوئے تھے۔۔ ایسی باتیں کون کرتا ہے۔۔ اپنی بیوی سے۔۔ ورشیاں سرخ پڑتے ہوئے
بولی۔۔ کچھ باتیں کرتے ہے۔۔ کچھ ڈائریکٹ کر لیتے ہے جان حیات۔۔ جان عالم ورشیاں کو اپنے قریب
کرتے ہوئے بولا۔۔ آپ مجھ سے ایسی باتیں مت کیا کرے۔۔ ورشیاں جان عالم کی شرٹ کے بٹن پہ
انگلی گھوماتے ہوئے بولی۔۔ پھر کس کرو۔۔ جان عالم ورشیاں کی کان کی لوں پہ زبان پھیرتے ہوئے
بولا۔۔ ورشیاں نے جان عالم سے دور ہونے کی کوشش کی۔۔ لیکن جان عالم اسے بیڈ پہ کرتے اس پہ سایہ

فلن ہوا تھا۔۔ کیوں بھاگتی ہوں۔۔ اب کوئی پردہ رہا ہمارے درمیان۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن سے دھڑکنوں تک انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے نظریں جھکائے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔ اف جان حیات اتنی معصومیت۔۔ تمھاری اس ادایہ قربان۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن کے تل پہ دانت گاڑتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم نے اس کی گردن کے تل کو سرخ کرتے ہوئے اوپر نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔

لیکن میں چاہتا ہوں۔۔ کہ میری جان حیات مجھے پہلی رات کی طرح آج بھی اجازت دے۔۔ کہ میں اس پہ ٹوٹ کر برس سکوں۔۔ جان عالم ورشاں کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے اسے کان کی لوں تک سرخ پڑنے پہ مجبور کر گیا۔۔ ورشاں نے تھوک نگلتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ کہاں بھولی تھی۔۔ وہ رات۔۔ یا کیسے بھول سکتی تھی۔۔ جان عالم واقع ہی اس پر ٹوٹ کر برسنا تھا۔۔ جان حیات جواب دو۔۔ کہ میں تمھیں اپنے وجود کا حصہ بنالوں۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے نظریں جھکائی تھی۔۔ جان عالم اس کے یوں شرما کر اظہار کرنے پہ گہرا مسکرایا۔۔ میں اپنی جان حیات کے یوں شرمانے پہ قربان۔۔ جان عالم بولتے ہی ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ اس کی سانسیں چرانے لگا۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں سے شدت سے لپیٹا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے اس کی ڈوریاں کھولتا اس کی فراک کندھوں سے کھسکا گیا۔۔ ورشاں کے گال تپ کے آثار ہوئے تھے۔۔ جان عالم اس کے کندھوں پہ جگہ جگہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کی گردن پہ جھکتے دانت گاڑتے ہونٹ رکھنے لگا۔۔ جان عالم لائنس اؤف کرتے فراک ورشاں کے وجود سے الگ کرتے اس کی دھڑکنوں پہ

جھکا۔۔ اس کی دھڑکنوں کے پردے کے ہونٹوں سے ہٹاتے جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ شدتوں کی برسات کرنے لگا۔ اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑتے اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھتے بلی بٹن پہ ہونٹ رکھتے اس نے نظر اٹھا کر ورشاں کو دیکھا۔ اس کے وجود میں کرنٹ سے دوڑا تھا۔ جان

خان۔۔ ورشاں نے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھنے چاہے۔۔ جان عالم اوپر کو ہوتے ورشاں کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔ جان عالم کی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔ جان عالم اپنی شرٹ ایک ہی جست میں اتارتے صوفی پہ اچھال گیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ دانت گاڑھے

تھے۔۔ آہ۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔ جان عالم اس کی چسپخوں سے مزید بہکتا تھا۔ یہی ہوا تھا۔۔ جان عالم جنوبی انداز میں اس کی گردن کو گھیرا کرتے اس کے وجود کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کے اور اپنے وجود سے ہر کپڑے کو الگ کرتے اسے اپنے وجود کا حصہ بناتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔ اس کی آنکھوں سے ناچاہتے ہوئے بھی آنسو اس کے عارض پہ بہے تھے۔۔ جسے جان عالم نے اپنے ہونٹوں سے چننا شروع کیا تھا۔۔

تہ یوازہ زما،^۰ زہ پرتا یوازہ^۰ یو حق لرم۔ تہ زما ژوندی،^۰ زما مینہ،^۰ زما مینہ،^۰ زما روح،^۰ زما ژوندی،^۰ زما سوہ،^۰ زما مھر،^۰ یوازہ زہ پرتا حق لرم۔ یوازہ زہ ستاپہ ساہ حق لرم۔

(تم صرف میرہ ہو۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔ تم میری زندگی ہو، میری محبت ہو، میرا جذبہ ہو، میری جان ہو، میری زندگی ہو، میرا سکون ہو، میرا سب کچھ ہو۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔ تمہاری سانسوں پر بھی حق صرف میرا ہے۔) جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ آپ بہت برے

ہے۔۔ ورشاں سو سو کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نرمی سے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان
 حیات۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ ہوتے ورشاں کو خود پہ کیا۔۔ آپ بہت برے ہے۔۔ اس زور سے یہاں
 دانت گاڑھے ہے۔۔ ورشاں نے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔۔ جان حیات تم بھی گاڑھ لوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ پہلے وہ شرٹ
 پکڑائے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے شرٹ پکڑتے ورشاں کو
 پکڑائی۔۔ ادھر دیکھے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جو اس کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔ ابھی بھی شرم آرہی ہے۔۔ ابھی تو اچھا سے جائزہ لیا ہے۔۔ تمہارے وجود کا۔۔ جان عالم پھر سے
 ورشاں کو بے باکی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے بلینکٹ چہرہ پہ کرتے ہوئے شرٹ
 پہنی۔۔۔ اور جان عالم کے طرف غصے سے دیکھنے لگی۔۔ اس شرٹ سے بھی تمہارا اچھے سے جائزہ لے
 سکتا ہوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن پہ جھکتے ہوئے زور سے
 دانت گاڑھے تھے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اب مزہ آیا۔۔ ورشاں جان عالم کی
 گردن پہ دانتوں کی گری بناتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ جان عالم نے اپنی گردن پہ ہاتھ
 رکھا۔۔۔ ورشاں نے کافی شدت سے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔۔ ورشاں بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔ کہ جان عالم اس کی کلائی پکڑتے اسے خود پہ
 گرایا۔۔ کہاں۔۔ جان عالم نے ایبر واچکائی۔۔ مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے
 بولی۔۔ جان عالم ورشاں کو تکیہ پہ گراتے ہوئے اس کی گردن پہ نرمی سے ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ جان عالم
 ورشاں کے گرد حصار بناتے اس کے بالوں میں چہرہ چپھاتے آنکھیں موند گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 110_1

المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہر چیز سے کو بھول چکا تھا۔۔۔ وہ یہ تک بھول چکا تھا۔۔۔ وہ یہاں کیس کے سلسلے میں آیا تھا۔۔۔ نمل کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔۔۔ اس نے عبایا پہنا ہوا تھا۔۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں کھوچکا تھا۔۔۔ المیر خان کو یوں کھڑے دیکھ کیا رہنے مسکراتے ہوئے گولی چلائی تھی۔۔۔ اٹھا۔۔۔ اس نے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ نمل گولی کی آواز سننے چینی تھی۔۔۔ گولی نمل کی بازو کو چھوتے المیر کے کندھے پہ لگی تھی۔۔۔ اگر المیر خان اسے خود میں نہ بھیجتا تو گولی نمل کو لگتی۔۔۔ اس کی شرٹ خون سے رنگی تھی۔۔۔ مائی ریٹ تم ٹھیک ہوں۔۔۔ المیر خان نے نمل کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔ نمل کے چہرہ پہ درد واضح تھا۔۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے اس کی باہوں میں جھول چکی تھی۔۔۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف بھاگی۔۔۔ لالا ہم گاڑی میں آئے تھے۔۔۔ المیر خان نمل کو گود میں اٹھائے گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ نمل کو پیسنجر سیٹ پہ بیٹھاتے المیر خان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ صوفیہ پیچھے بیٹھ چکی تھی۔۔۔ المیر خان نمل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ المیر خان نے نمل کو احتیاط سے اپنے قریب کرتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ المیر خان کے کندھے پہ گولی لگنے سے اس کے کندھے میں درد شروع ہوا تھا۔۔۔ لیکن اسے اس وقت صرف اپنی خرگوشی کی پرواہ تھی۔۔۔

گاڑی کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ المیر خان نمل کو گود میں اٹھاتے باہر نکلا۔۔ ڈاکٹر کو کال کرو۔۔ جلدی۔۔ صوفیہ اندر آتے ملازمہ سے بولی۔۔ المیر خان نے نمل کو بیڈ پہ لیٹایا۔۔ اور اس پہ جھکا۔۔ نمل۔۔ خرگوشنی۔۔ مائی ریبٹ۔۔ المیر خان اس پہ تھوڑا سا جھکا ہوا تھا۔۔ نمل کو بے ہوشی میں بھی اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔۔ نمل کی پلکوں پہ لرزش ہوئی تھی۔۔ مائی ریبٹ اٹھو۔۔ المیر خان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھے بولا۔۔ المیر خان کی سانسیں اس کے چہرہ پہ بکھر رہی تھی۔۔ نمل نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔ المیر خان اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔ آہ۔۔ نمل کی بازو میں درد کی لہر اٹھی تھی۔۔ وہ درد سے کراہی تھی۔ المیر خان کی شرٹ پہ خون دیکھتے اسے اپنا سانس روکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ لیکن خود پہ تھوڑا سا ہی المیر خان کو جھکے اس کی سانسیں گہری ہو رہی تھی۔۔ لالا ڈاکٹر آئی ہے۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نمل سے دور ہوا۔۔ پیچھے ہٹے میں چیک کرتی ہوں۔۔ ڈاکٹر اندر آتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔ آپ کی بازو پہ گولی چھو کر گزری ہے۔۔ ڈاکٹر نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اور ایک نظر المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جس کی شرٹ خون سے بھیگ چکی تھی۔۔ آپ اپنی فراق اتاریں۔۔ میں ڈریسنگ کر دیتی ہوں۔۔ ڈاکٹر نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان جو اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ اس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔۔ نمل ڈاکٹر کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہوا۔۔ ڈاکٹر نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ ک۔۔ کچھ۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ نمل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ اور تھوڑا سا اٹھتے اپنی فراق کی زپ ہاتھ رکھنے ہی والی تھی۔۔ کہ المیر خان اس کی طرف ایک ہی جست میں

بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔ اس کی آنکھیں خون جھلک رہی تھیں۔ المیر خان اسے خونخوار نظروں سے
 دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ ڈریسنگ کرو گی، تو ٹھیک ہوں گی۔ ڈاکٹر نے المیر
 خان کی طرف دیکھا۔ سمجھ تو وہ چکی تھی۔ خان تھا۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔ آپ جاسکتی
 ہے۔۔۔ المیر خان ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ لیکن۔۔۔ ابھی ڈاکٹر کچھ بولنے ہی والی تھی۔ کہ
 المیر خان پھر سے بولا۔ شکریہ۔۔۔ صوفیہ ڈاکٹر کے ساتھ باہر نکلی۔ المیر خان نے اٹھ کر دروازہ لو کڈ
 کیا۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔ نمل المیر خان کو اپنی طرف آتے دیکھ بیڈ کراؤن میں سمائی تھی۔ کیا
 کر رہی تھی۔ اس کے سامنے کپڑے اتارنے لگی تھی۔ المیر خان غصے سے بولا۔ نمل اس کی آنکھوں
 میں غصے دیکھتے سہمی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔ المیر خان دھاڑا تھا۔ وہ اس سے بے حد محبت کرتا تھا۔ لیکن
 اسے گوارہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اس پہ کوئی نظر ڈالے۔ اور وہ اپنی فراک اتار رہی تھی۔ اس کا
 وجود جل رہا تھا۔ و۔۔۔ و۔۔۔ ڈ۔۔۔ ڈریسنگ۔۔۔ ک۔۔۔ کے۔۔۔ ل۔۔۔ لیے۔۔۔ نمل ڈرتے ہوئے
 بولی۔ المیر خان اپنی سہمی سی خرگوشی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اس سے کتنا ڈرتی تھی۔ جبکہ پہلے تو وہ اسے
 جواب دیتی تھی۔ اور اب ڈر کی وجہ سے اس کی زبان سے لفظ تک ادا نہیں ہوتے تھے۔۔۔ المیر خان
 کے کندھے میں درد تھا۔ لیکن وہ اس کی تکلیف کے سامنے اپنا درد بھول چکا تھا۔ المیر خان اس دور
 ہوتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ اور فرسٹیٹ بوکس لیے باہر آیا۔ اور بیڈ کی طرف بڑھا۔ المیر
 خان فرسٹیٹ بوکس بیڈ پہ رکھتے اس کے پاس بیٹھا۔۔۔ نمل المیر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کہ وہ اب کیا
 کرنے والا ہے۔ قریب آؤ۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کا لہجہ تھوڑا سا سرد
 تھا۔ لیکن نمل ابھی بھی اپنی جگہ پہ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ المیر خان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے

قریب کیا۔۔ نمل نے المیر خان کے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ جس سے اس کے ہاتھوں پہ بھی خون لگا تھا۔۔ نمل المیر خان کے کندھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی فراک کی زپ ایک ہی جھٹکے میں کھولیں تھی۔۔ نمل نے المیر خان کو خود سے دور کرنے کے لیے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔۔ لیکن المیر خان کی گرفت سخت تھی۔۔ ڈاکٹر کے سامنے تو اتارنے لگی تھی۔۔ مین تو شوہر ہوں۔۔ المیر خان اس کی کمر میں انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔ وہ سلگ رہا تھا۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ المیر خان اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے تھوڑا سا دور کرتے ہوئے اس کی فراک اس کے وجود سے جدا کر چکا تھا۔۔ نمل کے گالتپ کے انار ہوئے تھے۔۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔ وہ اس حالت میں المیر خان کے سامنے ہوگی۔۔ اس نے سوچا بھی نہ تھا۔۔ المیر خان نے ایک نظر اس کے سراپے کو دیکھا۔۔ اس کے سراپے سے نظر ڈال کر چرانا مشکل تھا۔۔ اس کے سفید وجود اس کے سامنے تھا۔۔ المیر خان کے گلے میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ اس کا دل اس کی قربت کے لیے مچلنا شروع ہوا تھا۔۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔۔ نمل کانپ رہی تھی۔۔ المیر خان نے نے گہرا سانس لیتے اس کی بازو نرمی سے پکڑتے اس کی ڈریسنگ کی تھی۔۔ المیر خان اس کی ڈریسنگ کرتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ نمل بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ نمل کی ٹھوڑی پہ تین تل دیکھتے المیر خان نے اس کی ٹھوڑی کے تل پہ انگوٹھا پھیرا۔۔ وہ تو سمجھتا تھا کہ یہ اس نے خود بنائے ہے۔۔ المیر خان نمل کے وجود میں کپکپاہٹ محسوس کرتے اس سے دور ہوا تھا۔۔ نمل جلدی سے خود پہ بلینکٹ لیا تھا۔۔ المیر خان بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ اور نمل کے کپڑے لاتے بیڈ پہ رکھے۔۔ اور خود ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھ گیا۔۔ المیر خان نے اپنی شرٹ اتارتے زمین پہ پھینکی۔۔ اور اپنے کندھے کا معائنہ کرنے لگا۔۔ گولی اندر

کو جاچکی تھی۔۔ نمل اسے خود میں مصروف دیکھتے اپنے کپڑے اٹھاتے واشر روم میں بند ہوئی
 تھی۔۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ ٹیبل پہ ہاتھ رکھتے گہرا سانس لیا۔۔ وہ اس سے جتنا دور جاتی تھی۔۔ اتنا ہی
 وہ اس کہ قریب جانا چاہتا تھا۔۔۔ ابھی اس کا دل اس کی قربت کے لیے مچل رہا تھا۔۔ اسے اس کی طلب ہو
 رہی تھی۔۔ المیر خان نے سگریٹ جلاتے ہوئی نوٹوں میں دبایا۔۔ اور کچھ فاصلے پہ ٹیبل پہ پڑی چاقو اٹھاتے
 اسے گرم کرنے لگا۔۔ نمل واشر روم سے نکل کر آئی تھی۔۔ المیر خان یوں چاقو گرم کرتے دیکھ اس کی
 حیرانگی سے کھولیں تھی۔۔ وہ کیا کر رہا تھا۔۔ وہ پاگل تھا کیا۔۔ المیر خان چاقو اپنے زخمی کندھے پہ رکھنے ہی
 والے تھا۔۔ کہ نمل المیر خان کی طرف بڑھی تھی۔۔ کیا کر رہے ہے۔۔ نمل المیر خان کو گھورتے
 ہوئے بولی۔۔ نظر نہیں ا رہا۔۔ المیر خان کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے المیر خان کے ہاتھ چاقو
 پکڑی۔۔۔ آپ کو انداز بھی ہے۔۔ کیا کر رہے ہے۔۔ ایسے زخم زیادہ ہو سکتا ہے۔۔۔ نمل غصے سے
 بولی۔۔ تو۔۔ المیر خان ایبر و اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں نکال دیتی ہوں۔۔ نمل اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ جی
 میں۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ یہاں بیٹھے۔۔ نمل صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے
 بولی۔۔ المیر خان صوفے پہ بیٹھا۔۔ نمک فرسٹیٹ بوکس لیے صوفے کی طرف بڑھی۔۔ اور بوکس ٹیبل
 پہ رکھا۔۔ اور دیکھنے لگی۔۔ نمل کے بال کھولے ہوئے تھے۔۔ جو بار بار آگے آرہے تھے۔۔ المیر خان
 نے اس کے بال پیچھے کیے۔۔ میڈیکل بوکس نہیں ہے۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ ڈریسنگ
 روم کمر ڈ میں ہے۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ نمل میڈیکل بوکس لیے باہر آئی۔۔ اور میڈیکل
 نکالی۔۔ اور المیر خان کی طرف مڑی۔۔ نمل المیر خان کے قریب (forceps) بوکس میں سے انبری

صوفے پہ بیٹھی۔۔ اور اس کے کندھے کے زخم کی طرف دیکھا۔۔ پھر آرام سے انبری سے گولی نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ انبری گھوماتے ہی المیر خان نے آنکھیں بند کی تھی۔۔ نمل کا دوپٹہ اس کے کندھوں سے نیچے گرا تھا۔۔ المیر خان نے اس کا دوپٹہ پکڑتے اس کے گلے سے نکالتے صوفے پہ رکھا۔۔۔ نمل کے گال دہک کر سرخ ہوئے تھے۔۔ اس کی پلکیں جھکی تھی۔۔ المیر خان نے اب نمل کے سر آپے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ نمل کے اب ہاتھ بھی کانپنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ وہ باہر نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن گولی اندر کو جا رہی تھی۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ نمل نے انبری کو گھوماتے گولی باہر کی طرف کھینچی تھی۔۔ گولی اچھل کر باہر آئی تھی۔۔ نمل المیر خان کے سینے سے لگی تھی۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ اور نمل کی طرف دیکھا۔۔ جو اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔ المیر خان کا دل چاہا تھا۔۔ کہ اس کے گرد حصار بنائے لیکن اس نے نمل کو خود سے دور کیا۔۔۔ نمل نے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے باندھے تھے۔۔ اس کے کندھے سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔۔۔ نمل نے اوپر کوٹن رکھتے دباؤ ڈالتے خون روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ خون رکھتے ہی کوٹن لیتے اس کے کندھے سے خون صاف کرنے لگی۔۔ نمل نے بلیڈ صاف کرتے اس کی ڈریسنگ کرنے لگی۔۔ نمل اس کی ڈریسنگ کر رہی تھی۔۔ اور المیر خان اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ ہو گیا۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ہم ٹھیک ہے۔۔ المیر خان صوفے سے اٹھتے بیڈ کی طرف بڑھتے لیٹ گیا۔۔ اس کا سارا وزن اس کی زخمی بازو پہ تھا۔۔ نمل نے اسے غصے سے دیکھا۔۔ اور غصے سے اس کی طرف بڑھی۔۔۔ نمل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ اس طرح مت لیٹے۔۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔ وہ ایبر واچکاتے ہوئے اس کی

طرف دیکھ رہا تھا۔۔ یہ بلا وجہ کے جھوٹے ڈرامے کرنے چھوڑ دو۔۔ المیر خان اسے گھورتے ہوئے
بولا۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔۔ ڈرامے کرنا کا۔۔ اپ کو گولی لگی تھی۔۔ بس
اس لیے تھوڑی سی فک۔۔ نمل بولتے ہوئے خاموش ہوئی تھی۔۔ میں نے تم سے کہا کہ تم میری فکر
کرو۔۔ بولو۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل اب اسے حیرانگی اور غصے سے دیکھ رہی
تھی۔۔ وہ اس کی فکر کر رہی تھی۔۔ اور وہ اٹیٹیوڈ دیکھا رہی تھی۔۔ المیر خان نے اسے بازو سے پکڑتے
اپنے قریب کیا۔۔ ایک بات اپنے دماغ میں بیٹھا میری سفید خرگوشنی، جب تک دل سے مجھے اپنا شوہر
نہیں مان لیتی۔۔ میری طرف دیکھنے کی بھی غلطی مت کرنا۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
بولا۔۔ اور بولتے ہی اسے چھوڑ چکا تھا۔۔ نمل صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی
تھی۔۔ کبھی محبت سے بات کرتا تھا۔۔ اتنی محبت کرتا تھا۔۔ وہ حیران ہو جاتی تھی۔۔ اور کبھی اتنا غصے کرتا
تھا۔۔ کہ وہ ڈر جاتی تھی۔۔۔

کبھی کبھی وہ اپنی محبت سے مجھے حیران کر دیتا ہے

اور کبھی کبھی میں اس کی محبت کے لیے ترس جاتی ہوں

نمل المیر خان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اسے کیسے انور کر رہا تھا۔۔ نمل کو فیل ہوئی
تھی۔۔ ہنہ۔۔ میں کیوں آؤ گی۔۔ قریب۔۔ نمل کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔ نمل صوفے سے اٹھتے
باہر آئی۔۔۔

صوفیہ لاونج میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل اس کے قریب صوفیہ پہ آکر بیٹھی۔۔۔ لالا کیا کر رہے ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ سو گئے ہے۔۔۔ نمل ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ لالا سو کیسے گئے۔۔۔ ان کے کندھے پہ گولی۔۔۔ صوفیہ جلدی سے اٹھی۔۔۔ میں نے نکال دی ہے۔۔۔ نمل اسے یوں پریشان ہو کر جاتے دیکھ کر بولی۔۔۔ صوفیہ روکی تھی۔۔۔ میں پریشان ہو گئی تھی۔۔۔ صوفیہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ نمل مسکرا دی۔۔۔ تم ڈاکٹر ہوں۔۔۔ صوفیہ نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس نے یک زبان جواب دیا تھا۔۔۔ بننا چاہتی ہوں۔۔۔ لیکن آپ کے لالا۔۔۔ اس سے پہلے نمل آگے کچھ بولتی کہ المیر خان سامنے صوفیہ پہ آکر بیٹھا تھا۔۔۔ نمل خاموش ہوئی تھی۔۔۔ نمل اپنی انگلیاں موڑنے لگی۔۔۔ لالا اب کیسے ہے آپ۔۔۔ صوفیہ المیر خان کی طرف بڑھی۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ المیر خان نے صوفیہ کے ہاتھ چومتے ہوئے پیار سے جواب دیا۔۔۔ لالا میں آپ کے لیے جو س لے کر آتی ہوں۔۔۔ صوفیہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی۔۔۔ اب لاونج میں المیر خان اور نمل خان تھے۔۔۔ وہ سامنے نظریں جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور المیر خان اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ المیر خان کی نظروں کی تپش سے اس کی ہتھیلیاں اور پیشانی پسینے سے بھیگ رہی تھی۔۔۔ اب بولو کیا بول رہی تھی۔۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھتے اس کے ساتھ بیٹھا۔۔۔ نمل ابھی بھی نظریں جھکائے ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نمل اب اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیوں چاہ رہی ہوں۔۔۔ کہ میں تم سے سختی سے پیش آؤ۔۔۔ المیر خان اس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کریم کلر کی پٹھانی فراک لیے گلے میں دوپٹہ لیے بال باندھے کچھ لٹیں نکالے بیٹھی ہوئی

تھی۔۔۔ المیر خان کے جواں جزبات پھر سے منہ زور ہوئے تھے۔۔۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے
 خود ہی کچھ فاصلے پہ ہوا۔۔۔ تمہیں آگے پڑھنا ہے۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ نمل نے اس کی
 طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ جیسے وہ کچھ غلط سن چکی ہوں۔۔۔ اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں ہوا
 تھا۔۔۔ بولو۔۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے ہمی میں سر
 ہلایا۔۔۔ روم میں آؤ۔۔۔ المیر خان صوفے سے اٹھتا اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا ہوا
 تھا۔۔۔ جب نمل روم میں آئی۔۔۔ دروازہ بند کرتے ہوئے بیڈ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ کیا کرنا چاہتی
 ہوں۔۔۔ المیر خان لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل پہ ایک نظر بھی نہیں ڈالی
 تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی پوچھ چکا تھا۔۔۔ میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔۔۔ نمل نظریں جھکائے
 بولی۔۔۔ جب وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ تو وہ کیوں دیکھتی۔۔۔ میں نے یونی میں ایڈمیشن لیا
 تھا۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ بولتے ہوئے چپ ہو چکی تھی۔۔۔ انکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اب المیر خان نے نظریں
 اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پہ
 بٹھایا۔۔۔ تم ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ اس کی نم آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی۔۔۔ نمل ہمی میں
 سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ میڈکل کالج میں ایڈمیشن کروادیتا ہوں۔۔۔ تم اپنی پڑھائی پھ سے شروع
 کرو۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کالج؟ نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ ہاں کالج۔۔۔ المیر خان اس کے چہرہ کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نے یونی میں
 ایڈمیشن لیا تھا۔۔۔ نمل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔ تو؟ المیر خان نے ایبر واچکائی۔۔۔ میں تمہیں گلز کالج
 جانے دے سکتا ہوں۔۔۔ یونی نہیں۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ میں یونی جانا چاہتی

ہوں۔۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے نمل خان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ یونی جانا میرا خواب ہے۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میں تمہیں یونی جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔ المیر خان پھر سے لیپ ٹاپ سامنے رکھ چکا تھا۔۔۔ نمل اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اسے انور کر رہا تھا۔۔۔ نمل کچھ دیر یوہی اسے دیکھتی رہی۔۔۔ پھر اس کے آگے سے لیپ ٹاپ اٹھاتے سائیڈ پر رکھ گئی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کہ وہ کتنے آرام سے اس کے آگے سے لیپ ٹاپ اٹھا چکی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔ المیر خان کا لہجہ سرد تھا۔۔۔ نمل اس کا سرد لہجہ محسوس کرتے ڈر چکی تھی۔۔۔ لیکن اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔۔ میں یونی میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔ ایڈمیشن بھی لے چکی ہوں۔۔۔ نمل نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ لیکن میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا۔۔۔ پڑھنا ہے تو کالج میں پڑھو۔۔۔ ورنہ مت پڑھو۔۔۔ میں کون سا تم سے جو کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ المیر کندھے اچکاتے لاپرواہی سے بولا۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ نمل اب رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ المیر خان نے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ رونا کیوں بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔ کبھی بے ہوش ہو جاتی ہوں۔۔۔ کبھی رونے بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔ یار کیا بچی ہوں تم۔۔۔ المیر خان تھوڑا سا سرد لہجے میں بولا۔۔۔ مجھے یونی ورسٹی جانا ہے۔۔۔ نمل نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ شاید وہ بھی اپنی اہمیت جانتی تھی۔۔۔ کہ وہ روئے گی۔۔۔ اور وہ مان جائے گا۔۔۔ پلیز۔۔۔ نمل روتے ہوئے المیر خان کے گلے لگی تھی۔۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔۔ وہ سمجھ رہی تھی۔۔۔ کہ رو کر منالے گی۔۔۔ لیکن وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کہ نمل یونی جائے۔۔۔ ٹھیک

ہے۔۔۔ تمہیں یونیورسٹی جانا ہے۔۔۔ میری ایک شرط ہے۔۔۔ المیر خان اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے اپنی آنکھیں صاف کی۔۔۔ کون سی۔۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہیں یونیورسٹی جانا ہے۔۔۔ تم مجھے اپنی مرضی سے میرا حق دو۔۔۔ میں تمہیں جانے دوں گا۔۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ نمل پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ چکی تھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ المیر خان نے ایبر واچکائی۔۔۔ ک۔۔۔ کون سا ح۔۔۔ حق۔۔۔ نمل کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی انجان بنی تھی۔۔۔ میاں بیوی کا حق۔۔۔ المیر خان میاں بیوی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کی جیسے سانسیں روکنے کو تھی۔۔۔ میڈیکل کی سٹوڈنٹ ہوں۔۔۔ تم نہیں جانتی کیا؟ میاں بیوی کے رشتے۔۔۔ اس رشتے کے تقاضے۔۔۔ المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ چلو میں بتا دوں گا۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 110_2

بس کرو۔۔۔ کب سے تنگ کر رہی ہوں۔۔۔ سو جاؤ اب۔۔۔ زمل غصے سے بولی تھی۔۔۔ غازیہ کب سے اسے تنگ کر رہی تھی۔۔۔ اور وہ اسے کب سے پیار سے سمجھا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ سمجھ نہیں رہی تھی۔۔۔ اب کی بار زمل غصے سے بولی تھی۔۔۔ غازیہ نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے اپنی مورے کی طرف

دیکھا۔۔۔ پھر گلہ پھاڑ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔ زل نے اسے گود میں لیا۔۔۔ بس کرو میری
 جان۔۔۔ کیوں تنگ کر رہی ہوں۔۔۔ زل اسے چپ کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ مجھے بابا
 پاس جانا ہے۔۔۔ غازیہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ میں کہاں سے لاؤ تمہارے بابا۔۔۔ زل غصے سے بولی۔۔۔ مجھے
 کیا پتہ کہاں ہوتے ہے۔۔۔ کہاں نہیں۔۔۔ یا کس کے پاس ہے۔۔۔ زل منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔ غزنوی جو
 روم میں داخل ہوا ہی تھا۔۔۔ اس کے کہے گئے الفاظ سن چکا تھا۔۔۔ غزنوی بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ زل کی
 غزنوی کی طرف پشت تھی۔۔۔ غازیہ رورہی تھی۔۔۔ شیٹ اپ غازیہ۔۔۔ زل اسے بیڈ پہ غصے سے
 بیٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں میری شہزادی پہ غصے نکال رہی ہوں۔۔۔ غزنوی نے غازیہ گود میں اٹھاتے
 ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ بابا مورے گندی ہے۔۔۔ غازیہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ میں ہی بری
 ہوں۔۔۔ سنبھالتی میں ہوں۔۔۔ پھر بھی میں ہی بری ہوں۔۔۔ زل سرمارتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی زل کی
 طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ کہ زل اس سے ناراض ہے۔۔۔ بس بابا کی جان۔۔۔ غزنوی
 غازیہ کو کندھے سے لگاتے چپ کر دیا تھا۔۔۔ مورے سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ بابا مورے کو
 ڈانٹے۔۔۔ غازیہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔۔ زل نے غصے سے غازیہ کو دیکھا۔۔۔ بابا مورے آنکھیں نکال
 رہی ہے۔۔۔ غازیہ غزنوی کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں میری شہزادی کو ڈرا رہی
 ہوں۔۔۔ غزنوی غازیہ کو خود سے لگائے بولا۔۔۔ میں ہی ڈراتی ہوں۔۔۔ پھر بھی خیال رکھتی ہوں۔۔۔ باپ تو
 ناجانے کس کے پہلو میں ہوتا ہے۔۔۔ زل نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے کو
 ڈانٹے۔۔۔ غازیہ بھی غصے سے زل کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اوکے بابا کی جان۔۔۔ آپ کے بابا آپ کی
 مورے کو ڈانٹے گے۔۔۔ لیکن آپ کو ایک بات ماننی پڑے گی۔۔۔ غزنوی غازیہ کے گال چومتے ہوئے

بولا۔۔ اوکے بابا۔۔ غازیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ میں آپ کی مورے کو واشروم میں ڈانٹوگا۔۔ اور آپ
 یہی بیٹھنا۔۔ اوکے۔۔ غزنوی پیار سے بولا۔۔ غزنوی ہلکی سی آواز میں بولا تھا۔۔ کہ اس کی آواز زل
 تک نہ جائے۔۔ اوکے بابا۔۔ آئی لویو۔۔ غازیہ نے غزنوی کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل ان دونوں
 باپ بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔۔ زل غزنوی کو گھور رہی تھی۔۔ غزنوی
 بلیک پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ جس میں اس کی سفید رنگت اس کی نیلی آنکھیں اور بھی اٹریکٹ کر
 رہی تھی۔۔ زل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ زل بیڈ سے اٹھی تھی۔۔ غزنوی غازیہ کو بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے
 زل کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ غزنوی نے زل کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔ کیا مسئلہ
 ہے۔۔ مجھے چھوڑے۔۔ زل اس کے حصار میں مچلی تھی۔۔ چھوڑ دو۔۔ ممکن ہی نہیں۔۔ غزنوی
 زل کو گود میں اٹھاتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔ غازیہ بیڈ پہ بیٹھی کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔۔ گڑیا
 آپ کو پتہ ہے۔۔ مورے ڈانٹتی ہے۔۔ اب بابا ڈانٹے گے۔۔ غازیہ ہستے ہوئے اپنی گڑیا سے باتیں کر
 رہی تھی۔۔۔

غزنوی واشروم میں داخل ہوتے دروازہ بند کرتے ہاتھ ٹب کی طرف بڑھا۔۔ غزنوی چھوڑے
 مجھے۔۔ زل غزنوی کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے چلائی تھی۔۔ لیکن غزنوی اس کی سنی ان سنی کرتے
 ہاتھ ٹب کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ غزنوی زل کو ہاتھ ٹب میں لیٹاتے اسے کوئی موقع دیے بنا ہاتھ ٹب
 میں آیا تھا۔۔ میں نے کس کے پہلو میں راتیں گزاری ہے؟ غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے سوال
 کیا۔۔ مجھے کیا معلوم کس کس کے پہلو۔۔ زل بول رہی تھی۔۔ کہ غزنوی اس کے ہونٹوں کو اپنی

گرفت میں لے گیا۔۔۔ غزنوی اس کی سانسیں چراتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ زل گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس کے وجود سے چادر اتارتے اس کی گردن پہ جھکا تھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ میری زل کیوں اتنا خفا ہوں۔۔۔ تمہارا غزنوی کسی کے پہلو میں رات گزار کر نہیں آیا۔۔۔ غزنوی مدھم سی آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔ زل کے ہاتھ غزنوی کے سینے پہ تھے۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ زل یہ جاننا چاہتی تھی۔۔۔ کہ وہ اتنے دونوں سے کہاں تھا۔۔۔ اور وہ اسے چھوڑ کر کہاں جانا چاہ رہا تھا۔۔۔ کیا چاہتی ہوں۔۔۔ غزنوی زل کی ہیزل گریں آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا۔۔۔ آپ کہاں تھے اتنے دونوں سے۔۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہارے پاس ہی تھا۔۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ اپ جانتے ہے۔۔۔ کہ آپ یہاں نہیں تھا۔۔۔ زل اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھیں ہوئے تھی۔۔۔ پھر کہاں تھا۔۔۔ تم ہی بتادو۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ وہ جل رہا تھا۔۔۔ کیا اس کی بیوی کو اس پہ اعتبار نہیں تھا۔۔۔ کیوں میرے پاس ہوتے ہوئے بھی آپ میرے قریب نہیں آئے۔۔۔ کیوں میرے پاس ہوتے ہوئے بھی آپ کو میری طلب نہیں ہوئی۔۔۔ کیوں غزنوی۔۔۔ زل نم آنکھوں سے بولی۔۔۔ وہ جب سے واپس آیا تھا۔۔۔ اس سے دور رہتا تھا۔۔۔ اور یہ بھی زل کو اپنے دل میں کسی کانٹے کی طرح چبھتی تھی۔۔۔ کہنا کیا چاہتی ہوں۔۔۔ غزنوی اس کی بات سمجھ چکا تھا۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی اس سے سننا چاہتا تھا۔۔۔ یہی بول رہی ہوں۔۔۔ جو آپ سمجھ رہے ہے۔۔۔ اپ میرے قریب کیوں نہیں آئے۔۔۔ اپ کو کیوں میری طلب نہیں ہوئی۔۔۔ کیونکہ آپ کی ضرورت کوئی اور پوری کر رہی ہے۔۔۔ زل نم آواز

میں بولی تھی۔۔۔ غزنوی بے یقین ہوتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیا وہ ایسا سوچتی تھی۔۔۔ وہ اسے اس قدر گھٹیا انسان سمجھتی تھی۔۔۔ اسے اپنے شوہر پہ یقین نہیں تھا۔۔۔ غزنوی بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جواب دے۔۔۔ زل چینی تھی۔۔۔ کیا جواب دو۔۔۔ بولو۔۔۔ غزنوی اس کا جبرہ دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔ جو سچ ہے۔۔۔ بتائے نا۔۔۔ کس سے ضرورت پوری کر رہے۔۔۔ زل اپنا جبرہ چھرواتے ہوئے چینی۔۔۔ زل بس خاموش ہو جاؤ۔۔۔ غزنوی ہاتھ ٹب سے باہر نکلا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھیگ چکا

تھا۔۔۔ غزنوی نے اپنے ہلکے پھلکے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ میں خاموش ہو جاؤ۔۔۔ میں جھوٹ بول رہی ہوں کیا۔۔۔ بتائے۔۔۔ زل غزنوی کے مقابل آئی تھی۔۔۔ زل بھی مکمل بھیگ چکی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی مہرون فراک گیلی ہونے کی وجہ سے اس کے وجود سے چسکی ہوئی تھی۔۔۔ فراک گیلی ہونے سے اس کے نازک پردے بھی نظر آرہے تھے۔۔۔ اس کے بال گردن سے چسکے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے ہونٹ ریڈ کلر کی لپ سٹک سے سجے ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی کے جواں جذبات جاگے تھے۔۔۔ اسے اپنی زل کی طلب ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس حال میں اسے دیکھتے اپنا کنٹرول کھو رہا تھا۔۔۔ غزنوی نے چہرہ دوسری طرف

کیا۔۔۔ جواب دے غزنوی۔۔۔ زل غزنوی کی طرف بڑھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کر گئی۔۔۔ میں تمہارا جواب دے نہیں ہوں۔۔۔ غزنوی بولتے چہرہ پھر سے دوسری طرف کر گیا۔۔۔ وہ اس وقت اپنا کنٹرول کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ مجھے جواب دہ نہیں ہے آپ۔۔۔ زل غزنوی کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ ہاں میں تمہارا جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔ غزنوی اس کی ہیزل گریں نم آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔۔ اگر میں بھی یوہی کچھ راتیں۔۔۔ زل۔۔۔ بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ غزنوی اس کا

جبرہ دبوچتے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ میری نرمی کا فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔ ورنہ جان سے جاؤ
 گی۔۔۔ غزنوی اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ زل کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ تمہیں کیا
 لگتا ہے۔۔۔ کہ میں حواس پرست ہوں۔۔۔ تمہارا قریب نہیں آیا۔۔۔ تو کسی کے بھی قریب چلا جاؤ
 گا۔۔۔ غزنوی زل کا جبرہ بے دردی سے دو بچتے ہوئے غرایا۔۔۔ زل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع
 ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی اس کے آنسو کو انگور کرتے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ چھوڑے
 مجھے۔۔۔ زل کھٹی کھٹی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اگر آپ میرے جواب دہ نہیں ہے۔۔۔ تو میں بھی آپ کی
 نہیں سنو گی۔۔۔ زل غزنوی کو خود سے دور دھکیلتے ہوئے بولی۔۔۔ سر نیسلی۔۔۔ غزنوی نے ایبر واچکاتے
 ہوئے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ زل غزنوی کو انگور کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی
 تھی۔۔۔ غزنوی اس کی بازو پکڑتے اسے دیوار سے لگا گیا۔۔۔ تم میری نہیں سنو گی۔۔۔ تو کس کی سنو
 گی۔۔۔ غزنوی اس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔۔۔ زل چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔ جواب دو میری
 زل۔۔۔ مائی ہوٹ لیڈی۔۔۔ غزنوی زل کے سراپے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں آپ کو جواب دہ
 نہیں ہوں۔۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ مائی ہوٹ لیڈی۔۔۔ غزنوی نے زل کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ زل غزنوی کو خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زل بس
 کرو۔۔۔ یار کیوں خفا ہوں۔۔۔ غزنوی پیار سے بولا۔۔۔ اب آپ کو میری ضرورت ہے۔۔۔ تو میرے
 پاس آگئے۔۔۔ اتنی راتیں جس کے ساتھ گزاری۔۔۔ اسی سے جا کر اپنی ضرورت پوری کرے۔۔۔ زل
 غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ لہجہ میں بولی۔۔۔ غزنوی کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے پیار سے منا
 رہا تھا۔۔۔ زل اتنے ہی نخرے دیکھا رہی تھی۔۔۔ غزنوی زل کو شاور کے نیچے کرتے اس کے ہونٹوں پہ

جھکا تھا۔۔۔ زل اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن غزنوی اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے اوپر دیوار کے ساتھ پین کر گیا۔۔۔ اس کے ہونٹوں سے گردن تک کا سفر غزنوی نے ہونٹوں سے کیا تھا۔۔۔ غزنوی۔۔۔ زل اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ غزنوی اس کی گردن سے ہوتے اس کی دھڑکنوں پہ جھکتے ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ غزنوی زل کو اٹھاتے ہاتھ ٹب میں آیا تھا۔۔۔ غزنوی اس کی گہرائیوں کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ نہیں غزنوی۔۔۔ زل اس کے ہاتھوں کی بے باکی پہ مچلتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی اس کی فراک اس کے وجود سے الگ کرتے اس کے مہرون سٹریپ میں انگلیاں پھساتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ غزنوی اس کی دھڑکنوں سے نازک پردہ ہٹاتے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔ زل اس کی شدت پہ بے حال ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اسے سختی سے نہیں چھو رہا تھا۔۔۔ مگر وہ اس کی نرمی پہ بے حال ہو رہی تھی۔۔۔ غزنوی اپنی شرٹ اتارتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتے اس کی سانسیں پینے لگا۔۔۔ غزنوی کے ہاتھ بے باکی سے اس کی دھڑکنوں پہ چل رہے تھے۔۔۔ غزنوی خود کو اور زل کو ہر پردے سے آزاد کرتے زل کے وجود میں شامل ہوا تھا۔۔۔ زل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کی آنکھوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔۔ میری زل تمہارے علاؤہ کسی کے قریب نہیں گیا۔۔۔ مجھ پر صرف میری زل کا حق ہے۔۔۔ میں کبھی اپنی زل کا حق کسی اور کو نہیں دے سکتا۔۔۔ غزنوی زل کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ مجھے آپ پر آپ کی جھوٹی باتوں پہ بالکل بھی یقین نہیں۔۔۔ زل روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ غزنوی نے زل کے آنسو صاف کرتے اسے خود میں بھیںچا۔۔۔ میری زل کیوں میرا یقین نہیں کرتی۔۔۔ میں صرف تمہارا ہوں۔۔۔ غزنوی زل کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چھوڑے مجھے غزنوی۔۔۔ آپ کی

ضرورت پوری ہو گئی۔۔۔ اب جانے دے۔۔۔ زل اپنے آنسو صاف کرتے غزنوی کو خود سے دور کرنے لگی۔۔۔ زل۔۔۔ غزنوی غصے سے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے ایک بار پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے وجود کا حصہ بنا تھا۔۔۔

جان خان۔۔۔ پیچھے ہٹے۔۔۔ ورشاں جان عالم کو پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان حیات کیوں مجھے قریب آنے نہیں دیتی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن سے بال ہٹاتے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں ابھی فریش ہوئی ہوں۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔۔ دوبارہ اکٹھے ہو جائے گے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیٹ کے گرد حصار بناتے اس کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں جان عالم کو مرار میں سے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بالوں میں چہرہ چھپائے شرٹ لیس کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جان خان شرٹ تو پہنے۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بیوی ہوں میری۔۔۔ جان عالم ورشاں کی گردن پہ پھر سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نے کب کہا نہیں ہوں۔۔۔ لیکن آپ شرٹ پہنے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جب تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناتے ہوں تب بھی اسے شرٹ لیس سینے پہ ہی ہاتھ رکھتی ہوں۔۔۔ جان عالم ورشاں کے پیٹ سے ہاتھ اوپر لے جاتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے اسے گھورا۔۔۔ بہت ہی کوئی ان رومانٹک بیوی ہوں یا۔۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا۔۔۔ اپ میرے حصے کے بھی رومانٹک ہے۔۔۔ اسی لیے میں ان رومانٹک ہوں۔۔۔ ورشاں سنہرے بالوں کو کچھر میں قید کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم جا کر بیڈ پہ الٹا ہو کر لیٹ گیا۔۔۔ جان خان۔۔۔ اٹھے۔۔۔ ورشاں نے

جان عالم کی طرف بڑھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ کیوں رومانس کرنا ہے۔۔۔ جان عالم نے سر اٹھاتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ کالج لے کر چلے۔۔۔ مجھے ایڈمیشن لے کر دے۔۔۔ ورشاں جان عالم کا کندھا جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔۔۔ تمہیں کالج ایڈمیشن لے کر دو۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جی بالکل۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ چہرہ دیکھو شیشے میں۔۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں چینی تھی۔۔۔ جان عالم چہرہ نیچے کیا مسکرا رہا تھا۔۔۔ لاسٹ ٹائم بول رہی ہوں۔۔۔ لے کر چلے گئے یا نہیں۔۔۔ ورنہ میں چلے جاؤ گی۔۔۔ ورشاں جان عالم کو وارننگ دیتے ہوئے بولی۔۔۔ میں کہیں نہیں جا رہا۔۔۔ جان عالم چہرہ نیچے کیے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اوکے پھر میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ ورشاں روم سے باہر نکلی۔۔۔ جان عالم نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ بالکل بھی عقل نہیں ہے۔۔۔ شوہر کو چھوڑ کر کالج جانا ہے۔۔۔ جان عالم تکیہ دروازے کی طرف پھینکتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن ورشاں جا چکی تھی۔۔۔

غازیہ جو کب سے روم میں بیٹھی کھیل رہی تھی۔۔۔ اب واشروم کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ جہاں اس کے مورے اور بابا تھے۔۔۔ غازیہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔۔۔ اور واشروم کے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ بابا۔۔۔ مورے۔۔۔ غازیہ دروازہ بجانے لگی۔۔۔ غزنوی زل کے ہونٹوں سے لپٹا ہوا تھا۔۔۔ وہ مدہوش ہوا تھا۔۔۔ لیکن کوئی آواز نہ آنے پر غازیہ رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ غزنوی پیچھے ہٹے۔۔۔ غازیہ رو رہی ہے۔۔۔ زل غزنوی کو مدہوش ہوتے دیکھ کر بولی۔۔۔ لیکن وہ زل میں کھو چکا تھا۔۔۔ ورشاں جو نیچے

جارہی تھی۔۔ غازیہ کے رونے کی آواز پہ ورشاں روم میں آئی۔۔ کمرے میں کسی کو نہ دیکھتے اس کی
 نظر غازیہ پہ پڑی۔۔ ورشاں نے آگے بڑھتے ہوئے غازیہ کو اٹھایا۔۔ کیوں ہوا جان۔۔ ورشاں پیار سے
 غازیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات بابا مورے اندر ہے۔۔ بابا سے بولا تھا۔۔ مورے
 کو ڈانٹو۔۔ مورے بابا باہر نہیں ار ہے۔۔ غازیہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے رونا شروع ہوئی تھی۔۔ میں اپنی
 جان کے ساتھ کھیلتی ہوں۔۔ اوکے۔۔ ورشاں غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ پکا جان
 حیات۔۔ غازیہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جی میری جان۔۔ دیدہ۔۔ میں غازیہ کو لے کر جارہی
 ہوں۔۔ ورشاں آواز دیتے باہر نکلی۔۔ غزنوی جو زمل سے دور ہونے ہی والا تھا۔۔ ورشاں کی آواز پہ پھر
 سے زمل کی گردن پہ جھکا تھا۔۔

ورشاں غازیہ کو گود میں اٹھائے روم میں آئی۔۔ جان عالم الٹا لیٹا ہوا تھا۔۔ لیکن اب اس نے شرٹ پہنی
 ہوئی تھی۔۔ ورشاں نے زمین سے تکیہ اٹھا کر بیڈ پہ پھینکا جو جان عالم جو لگا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں
 کی طرف دیکھا۔۔ اب اپنے شوہر کو مارو گی۔۔ جان عالم اٹھ کر بیٹھا۔۔ چاچو۔۔ غازیہ ہونٹ باہر نکالتے
 ہوئے بولی۔۔ چاچو بابا مورے واشروم کے اندر ہے۔۔ بابا سے بولا تھا۔۔ مورے کو ڈانٹو۔۔ مورے
 بابا باہر نہیں ار ہے۔۔ غازیہ جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ادھر آؤ۔۔ میرا بچہ۔۔ جان عالم غازیہ کو بیڈ پہ
 بٹھایا۔۔ مورے بابا تو داجی کے پاس ہے۔۔ جان عالم پیار سے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔ داجی کے پاس نہیں ہے۔۔ چاچو۔۔ واشروم میں گئے تھے۔۔ مورے کو بابا گود میں اٹھا کر لے

گئے تھے۔۔۔ غازیہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جی میری جان بعد میں بابا اور مورے داجی پاس چلے گئے۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جو جان عالم پہ ایک نظر بھی نہیں ڈال رہی تھی۔۔۔ جان حیات چاچو ٹھیک بول رہے ہیں۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جی میری جان۔۔۔ ورشاں نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ چاچو اپنی گڑیا کو باہر لے کر چلتے ہیں۔۔۔ جان عالم غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ یہی ہے۔۔۔ غازیہ بیڈ پہ اچھلنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ جان حیات ساتھ نہیں چلو گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ ناراض ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جی۔۔۔ ورشاں ایک نظر جان عالم پہ ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔ میں منالوں گا۔۔۔ میری جان حیات۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اٹھا۔۔۔ چاچو نیچے اترو۔۔۔ میں باہر جاؤ گی۔۔۔ غازیہ ہستے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے غازیہ کو نیچے اترایا۔۔۔ غازیہ باہر کی طرف بھاگ گئی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور ورشاں کے ہونٹوں سے اپنی پیاس بجھانے لگا۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ مجھے کالج ایڈمیشن لے دے۔ جان خان۔۔۔ پلیز۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم خان سب کے لیے بے رحم سردار ہے۔۔۔ لیکن اپنی جان حیات کا غلام ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں مسکرائی تھی۔۔۔ جان عالم یوں ہی ہر بار اس کی اہمیت بتاتا تھا۔۔۔ میں اپنی جان حیات کا کل کالج جا کر ایڈمیشن کرا دوں گا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تھینک یو سوچ جان خان۔۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے جان عالم کے گال پہ لب رکھ گئی۔۔۔ جان خان۔۔۔ ایک بات اور مانے

گے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل کی۔۔۔ حکم کرو میری جان۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ آپنی سے ملنا ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ ورشاں معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔ چلو لے چلتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ائی لو یو جان خان۔۔۔ ورشاں پھر سے جان عالم کے گال پہ ہونٹ رکھ گئی تھی۔۔۔ لو یو ٹو جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن کے تل پہ دانت گاڑھے تھے۔۔۔ میں چادر لے لوں۔۔۔ ورشاں جان عالم کی شدت اپنی گردن پہ برداشت کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم اسے لے کر کتنا شدت پسند تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے گرد سے حصار ختم کیا۔۔۔ اور کھڑا ہو گیا۔۔۔ ورشاں چادر لیے باہر آئی۔۔۔ چلے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے قریب آتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ جان عالم اس کا ہاتھ پکڑتے روم سے باہر نکلا۔۔۔

زرغام مجھے مورے سے ملنا جانا ہے۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جو مرار کے سامنے کھڑا ہوا بال سیٹ کر رہا تھا۔۔۔ زرغام نے پلٹ کر پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے کے ہاتھ میں شاہ در کی کاپی تھی۔۔۔ شاہ در بیڈ پہ بیگ بند کر رہا تھا۔۔۔ جان میں ابھی تمھیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتا ہوا۔۔۔ پریشے کے قریب آیا۔۔۔ لیکن کیوں زرغام۔۔۔ مورے سے نہیں ملی۔۔۔ اتنے ٹائم سے میرا دل چاہ رہا ہے۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ زرغام پریشے کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔ میری جان میں نہیں چاہتا تم اس حالت میں باہر جاؤ۔۔۔ ایک دفعہ ہمارے بچہ اجائے۔۔۔ پھر جہاں بولو گی لے چلو گا۔۔۔ زرغام پیار سے بولا تھا۔۔۔ پریشے منہ بناتے ہوئے بیٹھی

تھی۔۔۔ میری جان کیوں نہیں سمجھتی۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ تم میری آنکھوں کے سامنے
 رہو۔۔۔ میں تمہارا خیال رکھو۔۔۔ زرغام پریشے کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ بابا چھی چھی۔۔۔ آپ
 جان کو کس کیوں کر رہے ہے۔۔۔ شاہ درغصے سے بولا۔۔۔ زرغام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ پریشے شاہ
 در بچہ ہے۔۔۔ لیکن آریان بچہ نہیں ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ کہ تم خیال رکھو۔۔۔ کہ آریان کے سامنے
 بھی احتیاط سے جاؤ۔۔۔ زرغام پیار سے پریشے کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ پریشے اس کی بات
 سمجھ بھی رہی تھی۔۔۔ ملازمہ نے آکر دروازہ نوکڑ کیا۔۔۔ زرغام اٹھ کر دروازے کی طرف
 بڑھا۔۔۔ لالائیچے عالم لالا اور ورشاں بھابی آئی ہے۔۔۔ آرہے ہیں۔۔۔ زرغام سنجیدگی سے
 بولا۔۔۔ چاچو۔۔۔ شاہ در نیچے اترتے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔ زرغام پریشے کی طرف بڑھا۔۔۔ چادر اچھے
 اوڑھنا۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور چادر پریشے کے سر پہ کی۔۔۔ اور پریشے کا ہاتھ پکڑتے باہر
 نکلا۔۔۔

چاچو۔۔۔ شاہ در جان عالم کے گلے لگا تھا۔۔۔ چاچو کا بیٹا۔۔۔ جان عالم نے بھی اسے گود میں
 اٹھایا۔۔۔ چاچو۔۔۔ یہ وہ چھوٹی سی ورشاں ہے۔۔۔ شاہ در نے جان عالم کے کان میں پوچھا۔۔۔ جان عالم
 نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ چھوٹا سا تھا۔۔۔ لیکن اسے یاد تھا۔۔۔ بتاؤ چاچو۔۔۔ شاہ در جان عالم کی
 چہرہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہی ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ او۔۔۔ ان کو میں یاد ہو کیا۔۔۔ شاہ
 در نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں کی گود میں غازیہ تھی۔۔۔ ورشاں نے شاہ در کے گال کھینچتے
 ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں کیسے بھول سکتی ہوں۔۔۔ چھوٹے سے شاہ کو۔۔۔ ورشاں مسکراتے

ہوئے بولی۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔ شاہ در نے غازیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ میں چاچو کی بیٹی۔۔۔ غازیہ

جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جیسے بولنا چاہ رہی ہوں۔۔۔ کہ میں ٹھیک بول رہی

ہوں۔۔۔ اپ کی بہن۔۔۔ ور شاں نے شاہ در کے عارض پہ پیار سے ہاتھ رکھا۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میری

بہن تو نمل دیدہ تھی۔۔۔ ان کی شادی ہو گئی۔۔۔ اب میری شادی ہو گی۔۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔ زر غام جو کہ لاونچ مین داخل ہوا تھا۔۔۔ شاہ در کی بات سنتے اس کے سر پہ ہلکی سی چپاٹ

لگائی۔۔۔ زر غام جان عالم سے ملا۔۔۔ ور شاں اٹھ کر زر غام سے ملی۔۔۔ اور پریشے کے پاس بیٹھ

گئی۔۔۔ چاچو۔۔۔ شاہ در نے جان عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ بولو شاہ۔۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ

پکڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری شادی اس سے ہو گی۔۔۔ شاہ در نے غازیہ کی طرف اشارہ

کیا۔۔۔ جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اوئے کھوتے دے پتر۔۔۔ چپ کر۔۔۔ جان عالم نے شاہ در کے

گال کو زور سے کھینچا۔۔۔ شاہ در غصے سے اٹھ کر دوسرے صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔ اوئے تو نے نمل کی

شادی کر دی۔۔۔ مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔ جان عالم نے زر غام کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔۔ ور شاں جو کہ پریشے سے بات کر رہی تھی۔۔۔ اس نے جان عالم کو گھورا

تھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ زر غام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ یار تو جانتا تھا۔۔۔ المیر۔۔۔ جان عالم بول ہی رہا تھا۔۔۔ کہ

زر غام نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ المیر سے ہی کیا ہے۔۔۔ زر غام سنجیدگی سے بولا۔۔۔ خیر وہ چھوڑ نئی

تازی سن۔۔۔ زر غام نے جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ سنا۔۔۔ جان عالم نے زر غام کی طرف

دیکھا۔۔۔ یار آریان اور صوفیہ کا نکاح ہوا ہے۔۔۔ زر غام پریشانی سے بولا۔۔۔ جان عالم نے حیرانگی سے

اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تو پاگل ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ یار۔۔۔ صوفیہ باہر تھی۔۔۔ وہ کچھ ٹائم پہلے ہی آئی ہے۔۔۔ وہ

کیسے آریان کو جانتی ہوں گی۔ جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ ہاں میں تو دودھ پیتا بچہ ہوں
 نا۔۔۔ میں نے بھی کہا تھا۔۔۔ لیکن وہ دونوں باہر ہی نکاح کر چکے تھے۔۔۔ المیر کو پتہ چلا۔۔۔ وہ میرے
 آریان کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔ زرغام پریشانی سے بولا۔۔۔ میرا آریان تو اتنی اس کی مشوک مت
 بن۔۔۔ جب لڑکا لڑکی راضی کیا کرے گا المیر قاضی۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اتنی جلدی
 ہنس مت۔۔۔ اگے بھی سن۔۔۔ زرغام نے اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ صوفیہ اس کے ساتھ رہنے کو تیار
 نہیں۔۔۔ اور وہ اسے چھوڑنے کو تیار نہیں۔۔۔ زرغام جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ چل کچھ
 نہ کچھ کر لے گے۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ورشاں پریشے سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ آپنی
 آپ آئی ہی نہیں۔۔۔ ورشاں پریشے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ میری جان کتنی بڑی ہو گئی۔۔۔ پریشے
 نے ورشاں کا ہاتھ چوما۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ اس کی گردن کے تل پہ دانتوں کی گڑھی پہ پریشے کی
 نظر پڑی۔۔۔ پریشے نے ایک نظر جان عالم پہ ڈالی۔۔۔ آپنی کیا میں سچ میں انی بننے والی ہوں۔۔۔ ورشاں
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ پریشے نے ہی میں سر ہلایا۔۔۔ آپنی جلدی سے مجھے پیار اسابے بی
 دے۔۔۔ ورشاں خوشی سے بولی۔۔۔ پریشے تھوڑا سا پیچھے ہو کر بیٹھی۔۔۔ اس کی کمر میں پین شروع
 ہوئی تھی۔۔۔ آپنی آپ کو کیا ہوا۔۔۔ ورشاں نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کے چہرہ سے ہی درد کا
 ہوتی ہے۔۔۔ کبھی کبھی۔۔۔ پریشے ہلکا سا مسکراتے ہوئے backpain پتہ چل رہا تھا۔۔۔
 بولی۔۔۔ لیکن اس کے چہرہ سے پتہ چل رہا تھا۔۔۔ کہ اسے پین زیادہ ہو رہی ہے۔۔۔ آپنی میں آپ کو روم
 میں لے چلو۔۔۔ ورشاں نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔۔ پریشے ورشاں کے ساتھ روم کی طرف بڑھ
 گئی۔۔۔ سامنے ہی کمر تھا۔۔۔ پریشے کو بیڈ پہ لیٹاتے ورشاں نے اسے پانی پکڑایا۔۔۔ زرغام کی نظر اب

اندر کی طرف تھی۔۔ وہ دیکھ چکا تھا۔۔ کہ پریشے کو پین ہو رہی ہے۔۔۔ چل ٹھیک ہے۔۔ پھر ہم نکلتے ہیں۔۔ تو بھی ریست کر۔۔ جان عالم سمجھ چکا تھا۔۔ زرغام اٹھ کر روم کی طرف بڑھا۔۔ ورشاں روم سے باہر آچکی تھی۔۔۔ لیکن پریشے کو اس قدر پین میں دیکھتے اس کا دل ڈر چکا تھا۔۔۔ شاہ در زرغام کو اندر جاتے دیکھ کر صوفے سے نیچے اتر۔۔ بائے مائی لیڈی۔۔ شاہ در غازیہ کو بولتے اندر کی طرف بھاگا۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے غازیہ کو اٹھایا۔۔ اور ورشاں کا ہاتھ پکڑتے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم ڈرائیونگ کر رہا رہا تھا۔۔ ورشاں کی گود میں غازیہ تھی۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔ کوئی پریشانی ہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔ ورشاں نے نفی میں۔۔ سر ہلایا۔۔۔ سارا راستہ خاموشی سے گزارا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 111_1

پریشے روم میں لیٹی ہوئی تھی۔۔ جان ٹھیک ہوں۔۔ شاہ در زرغام سے پہلے ہی اوپر بیس پہ چڑھتے ہوئے بولا۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ پریشے نے پیار سے شاہ در کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ زرغام پریشے کے پاس آکر بیٹھا۔۔ شاہ دیکھ کر آؤ۔۔ لالا کہاں ہے۔۔۔ زرغام شاہ در کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اوکے بابا۔۔ شاہ در جلدی سے نیچے اترتے باہر بھاگا۔۔ کیا ہوا جان۔۔ زرغام نے پریشے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ زرغام مجھے پین ہو رہی ہے۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔ میری جان کچھ منتھ کی بات ہے۔۔ زرغام پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ کتنا
 تنگ کیا ہوا ہے۔۔ اپنی ماما کو۔۔ زرغام نے پریشے کے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔ پریشے ہلکا سا مسکرائی۔۔ زرغام
 نے پریشے کے پیٹ پہ ہونٹ رکھے۔۔ زرغام پریشے کے پیٹ پہ ہونٹ رکھتے اس کے ہونٹوں کو اپنی
 گرفت میں لے گیا۔۔ شاہ درجواندر آ رہا تھا۔۔ زرغام کو پریشے کے ہونٹوں پہ جھکے دیکھ شاہ در نے منہ پہ
 ہاتھ رکھا تھا۔۔ اور مسکرایا۔۔ شاہ در نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ پھر باہر آتے زور سے دروازہ بند کیا
 تھا۔۔ اور باہر کھڑا ہو گیا۔۔ زرغام پریشے کے ہونٹوں سے دور ہوا تھا۔۔ اریان کو دیکھتے شاہ در اونچی
 اونچی ہنسنا شروع ہوا تھا۔۔ کیا ہوا شاہ۔۔ اریان اسے ہستے دیکھ کر بولا۔۔ بابا بلار ہے ہیں۔۔ لالا۔۔ شاہ در
 اریان کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ چلو آؤ۔۔ اریان نے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔۔ لالا ابھی نہیں جانا۔۔ شاہ در
 نے اریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ کیوں۔۔ اریان نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ بتاؤ۔۔ شاہ در نے
 اریان کی طرف ہستے ہوئے دیکھا۔۔ بابا جان کو کس کر رہے تھے۔۔ شاہ در مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ اریان شاہ در کو لیے اپنے روم میں آیا۔۔ بچہ تو نہیں تھا۔۔ کہ اسے سمجھ نہ آتی۔۔ لالا اپ کو پتہ مائی
 لیڈی بہت پیاری ہے۔۔ شاہ در بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ اریان جو اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔ اس
 نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ مائی لیڈی۔۔ اریان اس کے پاس بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔ جی لالا۔۔ شاہ در
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔ کون ہے۔۔ اریان نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ ہو۔۔ اپ کو مائی لیڈی کا نہیں
 پتہ۔۔ شاہ در نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔ نہیں۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ لالا چاچو عالم کی بیٹی۔۔ مائی
 لیڈی۔۔ شاہ در اریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تو وہ تمھاری مائی لیڈی کیسے ہوئی۔۔ اریان نے شاہ
 در کے بالوں کو چھیڑا تھا۔۔ کیونکہ میں مائی لیڈی سے شادی کرو گا۔۔ شاہ در ہستے ہوئے

بولا۔۔ اوئے۔۔ اریان نے شاہدر کے کندھے پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔۔ ایسے نہیں بولتے۔۔ اریان پیار سے
 بولا۔۔ کیوں مائی لیڈی میری ہے۔۔ شاہدر مسکراتے ہوئے نیچے اترا۔۔ میں جارہا ہوں۔۔ آپ بالکل
 اچھے نہیں ہے۔۔ شاہدر غصے سے بولتا ہوا باہر نکلا۔۔ اریان اس کے پیچھے نکلا تھا۔۔ اریان نے شاہدر کو
 روکنا چاہا تھا۔۔ لیکن وہ کمرے میں جا چکا تھا۔۔ اریان بھی اس کے پیچھے روم میں آیا۔۔ جی بابا۔۔ اریان
 نے شاہدر کی طرف دیکھتے ہوئے زرغام سے پوچھا تھا۔۔ کچھ فائلز ہے۔۔ یہ لے جاؤ۔۔ اور ان پہ صوفیہ
 کے سائن کروالینا۔۔ زرغام بیڈکچھ فائلز ٹیبل سے اٹھاتے اریان کی طرف بڑھتے اسے پکڑتے ہوئے
 بولا۔۔ بابا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ اریان فائلز پکڑتے ہوئے بولا۔۔ کرو بات۔۔ زرغام نے
 سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ بابا۔۔ اریان نے زرغام کو باہر آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ زرغام اریان
 کے ساتھ باہر آیا۔۔ بولو۔۔ زرغام سنجیدگی سے صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ بابا آپ المیر سے بولے
 میرا اور صوفیہ کا نکاح کر دے۔۔ اریان فائلز سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولا۔۔ زرغام نے اریان کی طرف
 دیکھا۔۔ چاچو لگتا ہے۔۔ رشتہ میں تمہارا۔۔ تمیز سے بولا کرو۔۔ زرغام نے سر دلچے میں کہا۔۔ سالہ
 لگتا ہے میرا۔۔ اریان کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔۔ بابا آپ نے مجھے
 اس کا سالہ بنایا تھا۔۔ اور میں نے بھی اسے سالہ بنالیا۔۔ پھر کیسے چاچو۔۔ اریان نے جلدی سے وضاحت
 دی تھی۔۔ خیر بابا آپ بتائے کب بات کر رہے ہیں۔۔ اریان نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ کیسے بات
 کرو۔۔ وہ صوفیہ کی شادی فضل خان سے کرنا چاہتا ہے۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے
 یاد کروایا تھا۔۔ لیکن بابا وہ میرے نکاح میں ہے۔۔ کسی اور سے کیسے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔۔ اریان
 خان اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ تم اسے چھوڑ دو۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ بابا کیا بول

رہے ہیں۔۔ میں کیسے چھوڑ دو۔۔ بیوی ہے میری۔۔ اریان ٹبیل کو پاؤں مارتے ہوئے غرایا۔۔ اواز کم رکھو۔۔ پریشے کے لیے سٹریس ٹینشن ٹھیک نہیں۔۔ زرغام اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ بابا آپ بھی پھر ایسی بات مت کرے۔۔ اریان سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔ بابا دیکھے آپ اس سے بات تو کرے۔۔ اریان زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ کیسے بات کرو۔۔ فضل خان میں کوئی خامی ہے کیا؟ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ تو کیا مجھ میں خامیاں ہیں۔۔ اریان نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ اریان میں ایسا کچھ نہیں بول رہا۔۔ لیکن پہلے تم خود کو چیلنج کرو۔۔ افس جاؤ۔۔ کام سیکھو۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتا اٹھا تھا۔۔ لیکن بابا وہ بیوی ہے میری۔۔ اریان زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ بیوی ہے تمھاری۔۔ زرغام نے اریان کی طرف دیکھا۔۔ اس دن آپ کے سامنے بتا کر گئی ہے۔۔ اریان سنجیدگی سے بولا۔۔ یہی تو میں جانا چاہتا ہوں۔۔ کہ تم دونوں کا نکاح ہوا۔۔ لیکن وہ تمھارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔۔ کوئی تو وجہ ہوگی۔۔ زرغام بول کر روکا نہیں تھا۔۔ اریان فائلز اٹھاتے باہر نکلا۔۔

آریان آفس میں داخل ہوا۔۔ سب لڑکیاں اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔۔ بلیک کلر کی پینٹ وائٹ شرٹ بلیک کوٹ پہنے گلے میں ٹائی پاؤں میں چمکتے ہوئے شوز چہرہ پہ سنجیدگی بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے وہ اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔ اور ناجانے کتنے ہی لڑکیوں کے دل اس کے لیے دھڑکے تھے۔۔ اس کی پرسنلٹی تو بچپن سے ہی ایسی تھی۔۔ کہ ہر لڑکی اس پہ فدا ہو جاتی تھی۔۔ لندن میں بھی لڑکیاں خود ہی اس کی طرف اٹریکٹ ہوتی تھیں۔۔ لیکن اس وقت وہ سنجیدگی سے گزر گیا تھا۔۔ فضل خان اریان خان کو

صوفیہ کے کبین میں جاتے دیکھ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ تم۔۔۔ فضل خان کچھ بولنے ہی والا تھا۔ کہ
 صوفیہ خان اندر آئی تھی۔۔۔ مجھے بابا نے بھیجا ہے۔۔۔ اریان سامنے چئیر پہ بیٹھا۔۔۔ صوفیہ بھی سامنے
 آکر بیٹھی۔۔۔ صوفیہ کو دیکھتے آریان کے ہونٹوں پہ استنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جسے صوفیہ دیکھ چکی
 تھی۔۔۔ لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ مجھے ان فائلز پہ سائین چاہیے۔۔۔ اریان نے صوفیہ کے
 سامنے فائلز رکھی۔۔۔ اچھے سے ریڈ کر کہ سائن کرنا۔۔۔ فضل خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اریان خان نے ٹبیل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے فضل خان کو گھورا تھا۔۔۔ صوفیہ نے فائلز پکڑی۔۔۔ اور
 سائین کرنے لگی۔۔۔ صوفیہ میں تمھیں گھر چھوڑ دو۔۔۔ فضل خان نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔۔ صوفیہ خان نے سر اٹھا کر فضل خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اور سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ وہ کیسے پھر سے اس
 کے ساتھ جاسکتی تھی۔۔۔ جو اسے پارٹی میں اکیلا چھوڑ گیا تھا۔۔۔ اب کیسے وہ اس کے ساتھ جاسکتی
 تھی۔۔۔ صوفیہ نے سائین کرتے آریان کی طرف فائلز کی۔۔۔ اریان نے فائلز اٹھائی اور چئیر سے اٹھتا
 دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ مجھے حویلی چھوڑ دو گے۔۔۔ صوفیہ اریان کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر
 بولی۔۔۔ اریان روکا تھا۔۔۔ جو حکم سرکار۔۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان کے مسکرانے پہ
 صوفیہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔ صوفیہ ٹبیل سے اپنا موبائل پکڑنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ آریان
 نے اس کا موبائل پکڑا۔۔۔ اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔ صوفیہ باہر نکلی۔۔۔ اریان اس کے پیچھے چل رہا
 تھا۔۔۔ صوفیہ نے پیچھے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ سر جھکائے چل رہا تھا۔۔۔ گاڑی تک آتے آریان نے
 صوفیہ کے لیے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ صوفیہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔ اریان کار وایہ بدلہ ہوا
 تھا۔۔۔ جسے دیکھتے صوفیہ حیران تر حیران ہو رہی تھی۔۔۔ اریان نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ صوفیہ باہر کی

طرف نظریں جمائے ہوئے ۹... تھی۔۔ اریان خاموش تھا۔۔ صوفیہ کو اس کا خاموش ہونا برا لگا
 تھا۔۔ صوفیہ نے ایک نظر آریان کی طرف دیکھا۔۔ اریان۔۔ صوفیہ باہر کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ بولو۔۔ اریان تو جیسے اسی کے انتظار میں تھا۔۔ کہ وہ کچھ بولے اور وہ جواب دے۔۔ اگر زرغام
 لالانے لالا کو بتا دیا۔۔ صوفیہ پریشانی سے بولا۔۔ بتا دے مجھے پرواہ نہیں۔۔ اریان سنجیدگی سے
 بولا۔۔ لیکن مجھے ہے۔۔ صوفیہ اس کے سنجیدہ چہرہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیا چاہتی ہوں۔۔ میں کیا
 کرو۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ ہمیں الگ ہو جانا چاہیے۔۔ میں ویسے بھی تمہارے ساتھ
 نہیں رہنا چاہتی۔۔ صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔ اریان نے اچانک سے گاڑی کی بریک لگائی تھی۔۔ صوفیہ
 نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اریان اس کی طرف خو خوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ صوفیہ کا دل تو اس
 کی سرخ آنکھیں دیکھتے کانپا تھا۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے سہمی ہرنی کی طرح اس کی طرف دیکھ رہی
 تھی۔۔ تو کیا تم اس فضل سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ اریان سٹرینگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 غرایا۔۔ صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ وہ آریان کے غرانے پہ اس کی آنکھوں میں غصے دیکھتے ڈر چکی
 تھی۔۔ اس کا دل پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔۔ اس کی پیشانی پہ پسینے آ رہا تھا۔۔ اریان اپنی سیٹ بیلٹ
 کھولتے صوفیہ کی سیٹ نیچے کرتے اس پہ جھکا۔۔ صوفیہ نے خوفزدہ ہوتے اس کی آنکھوں میں
 دیکھا۔۔ اس کی براؤن آنکھیں میں خوف لہرا رہا تھا۔۔ اریان اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔ تم صرف میری
 ہوں۔۔ اریان خان کی۔۔ تم پہ تمہارے وجود پہ تمہاری روح پہ صرف آریان خان کا حق ہے۔۔ تم مجھ
 سے دور رہو۔۔ مجھ سے محبت نہ کرو۔۔ مگر کسی اور کا نام بھی تمہارے لبوں پہ آئے تو تمہاری سانسیں
 اپنے ہونٹوں سے روکو گا۔۔ اریان خان صوفیہ کی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ

کانپتے ہوئے ہی میں سر ہلا گئی۔۔ اریان نے اس پر سے ہٹتے اس کی سیٹ اوپر کی۔۔ اور ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے باہر نظریں جما گئی۔۔ کیا آریان اس سے محبت کرتا تھا۔۔ واقعی؟ صوفیہ باہر دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔ اگر وہ اس سے محبت کرتا بھی تھا۔۔ تو اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ اریان خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ اس کے چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔۔ گاڑی اچانک سے روکی تھی۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ اریان گاڑی سے نکلتے باہر آیا۔۔ اور گاڑی چیک کرنے لگا۔۔ ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی تھی۔۔ اریان نے گاڑی کی بونٹ پہ پاؤں مارا۔۔ اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔۔ اریان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ کیا ہوا۔۔ صوفیہ گاڑی سے نکلتی باہر آئی۔۔ اریان نے اس کے سر پہ کود دیکھتے لب بھینچ گیا۔۔ بارش تیز شروع ہوئی تھی۔۔ گاڑی میں بیٹھو۔۔ اریان سرد آواز میں بولا۔۔ صوفیہ واپس گاڑی میں بیٹھی۔۔ اریان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ اور موبائل نکالا۔۔ سنگل بھی نہیں آرہے تھے۔۔ اریان نے گاڑی کی بونٹ پہ پھر سے پاؤں مارا تھا۔۔ وہ مکمل بھیگ چکا تھا۔۔ اریان گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔ انجین میں مسئلہ ہے۔۔۔ اور سنگل بھی نہیں ہے۔۔ تب تک پاس ہی ہوٹل ہے۔۔ وہاں روک جاتے ہے۔۔ اریان نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ج۔۔ جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔۔ صوفیہ نظریں جھکا چکی تھی۔۔ وہ واقع ہی یہاں تو نہیں بیٹھ سکتے تھے۔۔ اریان گاڑی سے نکلتے کچھ فاصلے پہ ہی بنے ہوٹل کی طرف بڑھا۔۔ اور اندر کمرے کی کیز لیتے باہر آیا۔۔ صوفیہ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اسے سردی لگ رہی تھی۔۔ صوفیہ اپنے ہاتھ خود کے گرد باندھے ہوئے تھی۔۔ اریان نے دروازہ کھولا۔۔ اور صوفیہ کا ہاتھ پکڑے اندر ہوٹل میں روم میں آیا۔۔ کمرے میں الیکٹرک ہیٹر چل رہا تھا۔۔ جس سے کمر کافی حد

تک گرم تھا۔ صوفیہ بیڈ پہ بیٹھتے اوپر کمبل لے گئی۔ اسے سردی لگ رہی تھی۔ اریان مکمل بھیگ چکا تھا۔ اریان نے اپنی شرٹ اتارتے زمین پہ پھینکی۔ صوفیہ نے اس کے شرٹ لیس سینے کو دیکھا۔ اس کے سکس پیکس پھولے ہوئے مسلز دیکھتے صوفیہ نظریں پھیر گئی تھی۔ اریان نے اپنی بیلٹ نکالتے ہوئے اپنی شرٹ پہ پھینکی۔۔۔ اریان۔۔۔ ی۔۔۔ یہ مت کرو۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اریان نے نفی میں سر ہلایا۔ مجھے لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہے۔ اریان بولتے واشر روم کی طرف بڑھا۔ صوفیہ نے اسے واشر روم میں جاتے ہوئے دیکھا۔ اور اپنے ہلکے ہلکے گیلے بال ٹھیک کرنے لگی۔ اریان فریش ہو کر روم میں آیا۔ وائٹ کلر کا ہاتھ گاؤن پہنے بالوں کو ٹاول سے سہلاتے ہوئے صوفیہ پہ جا کر بیٹھا۔ صوفیہ کے چہرہ تک کمبل تھا۔ اریان نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔ اور اٹھ کر ٹیرس کی طرف بڑھا۔ کمرے میں ایک بیڈ تھا۔ اس پہ صوفیہ تھی۔ اور صوفیہ پہ اریان لیٹ نہیں سکتا تھا۔ صوفیہ نے ٹیرس کا دروازہ بند ہونے کی آواز پہ چہرہ سے بلینکٹ اتارا۔ اریان روم میں نہیں تھا۔ صوفیہ اٹھ کر بیٹھتے ٹیرس کی طرف دیکھنے لگی۔ کیا اریان اس سے محبت کرتا تھا۔ یہی سوال ناجانے وہ کتنی دفعہ اس سے پوچھتی تھی۔۔۔ اس کی محبت کا ایک پہلو آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔

کیا یہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف سوالیاں نظروں سے دیکھا۔۔۔ اریان چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے عارض پر ہاتھ رکھا۔ بالکل ٹھیک ہے یہ سب کچھ غلط نہیں ہے۔۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری جان۔۔۔ اس

میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ اریان نے اس کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے اوپر کی۔۔۔

صوفیہ نے آنکھیں بند کر کے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ اب وہ اریان پہ یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اریان کب سے باہر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ صوفیہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہی آنکھیں موند گئی۔۔۔ اریان روم میں آیا۔۔۔ صوفیہ کو یوں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دیکھ اریان صوفیہ پہ جا کر بیٹھتے صوفیہ سے ٹکا گیا۔۔۔

جان عالم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں کے چہرہ پہ یوں اداسی دیکھتے جان عالم کچھ پریشان ہوا تھا۔۔۔ ورشاں یوں اداس نہیں ہوتی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پریشان ہوں۔۔۔ جان عالم ڈرائیونگ کرتے ہوئے ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی۔۔۔ ورشاں غازیہ کو اٹھائے گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ مجھے نیچے اتر دو۔۔۔ غازیہ نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں نے غازیہ کو نیچے اترایا۔۔۔ چاچو۔۔۔ غازیہ جان عالم کی طرف بھاگی۔۔۔ جولاونج میں ہی آ رہا تھا۔۔۔ چاچو آئی لو یو۔۔۔ غازیہ جان عالم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے جان عالم نے جھکتے ہوئے غازیہ کے گال پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ بائے۔۔۔ غازیہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔ ورشاں روم میں آکر بیٹھی۔۔۔ چادر اس کی بیڈ پہ پڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم اندر آیا۔۔۔ ورشاں کو یوں بیٹھے دیکھ ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے ورشاں کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر کیا۔۔۔ ورشاں

اپنی انگلیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ میری جان۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ
 پکڑتے ہونٹوں سے لگائے۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپائے رونا شروع ہو چکی
 تھی۔۔۔ اور جان عالم کا دل بند ہونا شروع ہوا تھا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑے رو
 رہی تھی۔۔۔ جان حیات کیا ہوا۔۔۔ پریشے نے کچھ کہا۔۔۔ جان عالم اس کا چہرہ سینے سے باہر نکالتے ہوئے
 بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ پھر کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ میں نے کچھ
 کہا۔۔۔ میری کوئی بات بری لگی۔۔۔ جان عالم اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بول۔۔۔ پل بھر میں
 ورشاں کا چہرہ رونے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ بتاؤ کیا
 ہوا۔۔۔ جان عالم ورشاں کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ا۔۔۔ اپنی کابے بی ہونے والا
 ہے۔۔۔ ورشاں ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ تو کیا ہوا۔۔۔ جان عالم کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی
 تھی۔۔۔ جان خان انہیں پین ہو رہی تھی۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ ان کے چہرہ سے دیکھ کر لگ رہا تھا۔۔۔ ابھی
 رونا شروع کر دے گی۔۔۔ ورشاں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔۔ تو کیا ہوا میری جان۔۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ جان خان جب ہمارا بے بی آئے گا۔۔۔ مجھے بھی ایسے ہی پین ہو
 گی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے چہرہ جو بغور دیکھا۔۔۔ اسے
 اب سمجھ آئی تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ میری جان حیات کو کبھی ایسی پین نہیں ہوں گی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی
 پیشانی پہ پھر سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیسے۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے جان عالم
 کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ایسے کہ ہم کسی کابے بی اڈو پیٹ کر لے گے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ پکا۔۔۔ ورشاں نے ناک سکورتے ہوئے معصومیت

سے پوچھا۔۔۔ پکا جان حیات۔۔۔ جان عالم ور شاں کی ناک پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ایک بات پوچھو۔۔۔ ور شاں جان عالم کے سینے پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم ور شاں کو اٹھاتے بیڈ پہ آکر لیٹا۔۔۔ پوچھو جان حیات۔۔۔ تمہارا غلام تمہارے ہر سوال کا جواب دے گا۔۔۔ جان عالم ور شاں کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔۔ کبھی اگر آپ نے سوچا کہ ہمارا خود کا بے بی نہیں ہے۔۔۔ تو مجھے چھو۔۔۔ ور شاں ابھی بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔۔ اس کی سانسوں کو چراتے جان عالم اس کے ہونٹوں سے دور ہوا۔۔۔ جان حیات میں کبھی ایسا نہیں سوچو گا۔۔۔ تم ہی میری زندگی ہوں۔۔۔ تم ہی میری کائنات ہوں۔۔۔ تم سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔ میری جان حیات کو درد ہوں۔۔۔ ایسا میں نہیں چاہتا۔۔۔ اس لیے ہم کسی سے بے بی کو گود لے لے گے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ور شاں کے عارض پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔۔ ور شاں اب مسکرا رہی تھی۔۔۔ جان عالم کو وہ سب سے عزیز تھی۔۔۔ یہ بات اس کے لیے کافی تھی۔۔۔ کل ہم ایڈمیشن لینے چلے گے۔۔۔ جان عالم نے ور شاں کے ناک سے ناک مس کی۔۔۔ اوکے۔۔۔ ور شاں مسکراتے ہوئے جان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل کر گئی۔۔۔ جان عالم بھی ور شاں کو سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔۔ لیکن وہ ور شاں سے بول چکا تھا۔۔۔ مگر یہ بات کوئی سمجھنے والا نہیں تھا۔۔۔ لیکن وہ اتنا جانتا تھا۔۔۔ کہ ور شاں کے لیے بھی ساری دنیا سے لڑ سکتا تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

المیر خان نمل کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ جھکا تھا۔ نمل کی سانسیں روکیں تھی۔ دھڑکنے دھڑکتے باہر آنے کو تھی۔ نمل پلکیں جھپکتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ المیر خان اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔ نمل کی پیشانی پہ پینے کی بوندیں تھی۔ اس کا وجود کمرے میں اتنی ہیٹ ہونے کے باوجود بھی اس کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ المیر خان اس کی پیشانی سے پسینہ اپنی پوروں سے صاف کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنا بلیسنہ کیوں آریا ہے۔۔۔ وجود تو تمہارا

ٹھنڈا ہے۔۔ المیر خان اس کی گردن پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ جو ٹھنڈی

تھی۔۔ ن۔ نہیں۔۔ وہ۔ نمل بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی زبان تک اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔ المیر خان اس پہ تھوڑا اور جھکا تھا۔ نمل گہرے سانس لیتے آنکھیں موند گئی۔ وہ کانپ رہی تھی۔ نمل کو اس کی سلگتی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس ہوئی تھی۔ المیر خان اس کا کانپتے وجود کو محسوس کرتے اس کی گردن پہ اپنے ہونٹ رکھنے ہی والا تھا۔ کہ نمل کے وجود میں کچکا پاٹ زیادہ ہوئی تھی۔ المیر خان اس پر سے اٹھا تھا۔ اس کا خود کا وجود بھی پینے میں بھیگ چکا تھا۔۔ المیر خان نے اپنی پیشانی مسلی۔۔ نمل کچھ دیر یوں ہی لیٹی رہی۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ المیر خان واشروم کی طرف بڑھا۔ دروازہ دھاڑ سے بند کیا تھا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پہ نمل نے آنکھیں کھولیں۔۔ المیر خان روم میں نہیں تھا۔ نمل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے گہرے سانس لینے لگی۔۔ المیر خان شاور کے نیچے کھڑا ہوا تھا۔ اسے اب واقع ہی نمل کی طلب ہو رہی تھی۔ لیکن وہ اس سے اس کی مرضی کے بنا حق نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے چہرہ اوپر کی طرف کیا۔۔ شاور

سے پانی اب سیدھا اس کے چہرہ پہ گر رہا تھا۔۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے المیر خان نے شاہر بند
 کیا۔۔۔ اس کے جواں جزبات جاگ رہے تھے۔۔۔ لیکن وہ خود پہ کنٹرول کرتے باہر نکلا۔۔۔ نمل بیڈ کراؤن
 سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان شرٹ لیس تھا۔۔۔ اس کی ڈریسنگ گیلی ہو چکی تھی۔۔۔ نمل
 نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ یونی جانے دے گے۔۔۔ نمل بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان نے
 ایک نظر نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر ڈریسنگ مرار کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ اور اپنی کندھے پہ کی
 گئی ڈریسنگ کھولنے لگا۔۔۔ نمل المیر خان کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ مجھے یونی ور سٹی جانے دے
 گے۔۔۔ نمل نے معصومیت سے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا میں نے تم سے اپنا حق لیا؟ المیر خان نے
 اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ نمل نظریں جھکا گئی۔۔۔ مائی ریبٹ تمہیں نہیں معلوم کہ میاں
 بیوی کے رشتے کے تقاضے کیا ہے۔۔۔ اور میری غیرت گوارہ نہیں کھاتی کہ میں اپنی خرگوشی سے اس کی
 مرضی کے بنا حق لوں۔۔۔ ہم۔۔۔ المیر خان نے اس کی ٹھوڑی کے تین تلوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔۔ جو اسے
 اپنی طرف اٹریکٹ کر رہے تھے۔۔۔ المیر خان باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن میں نے منع۔۔۔ نمل المیر خان
 کی طرف جاتے ہوئے بول ہی رہی تھی۔۔۔ کہ المیر خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ جب اچھے سے تمہیں
 پتہ چل جائے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے ہی کتنا حق ہے۔۔۔ تب ہم اس کے متعلق بات کرے
 گے۔۔۔ المیر خان محبت سے بولا۔۔۔ تم سیدھی طرح بولو نہیں جانے دو گے۔۔۔ نمل المیر خان کی طرف
 دیکھتے ہوئے چینخی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبر واچکاٹی۔۔۔ اس کی ٹون ایک سیکنڈ
 میں ہی بدل گئی تھی۔۔۔ زرغام کے سامنے بھی ایسے ہی چینختی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ بابامیری ہر بات مانتے تھے۔۔۔ نمل پچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ افسوس لیکن تم نے اس کی نہیں

مانی۔۔ المیر خان استنزیاء بولا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ مجھے بابا پاس چھوڑ دو۔۔ نمل نم
 آنکھوں سے بولی۔۔ زیادہ شوق ہے رونا کا تمہیں۔۔ المیر خان اس کی نم آنکھیں دیکھتے اس کی بازو
 پکڑتے اسے غصے سے دیکھنے لگا۔۔ ناجانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو اس سے برداشت نہیں ہوتے
 تھے۔۔ بات نہیں مانے گے، تو رو بھی نہیں سکتی۔۔ نمل معصومیت سے اپنی ناک پہ دوپٹہ رگڑتے
 ہوئے بولی۔۔ عید کے بعد دیکھے گے۔۔ کیا کرنا ہے۔۔ ابھی اس بارے میں بات کرنا مناسب
 نہیں۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ عید کے بعد کیا ہو جائے گا۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف
 دیکھا۔۔ جو شرٹ لیس ہی باہر جا رہا تھا۔۔ اس کے کندھے سے خون نکلنا شروع ہوا تھا۔۔ لیکن وہ ایسے
 کھڑا ہوا تھا۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔ نمل نے اس کے کندھے سے خون نکلتے دیکھ دوپٹہ پکڑتے ہاتھ
 بڑھایا ہی تھا۔۔ کہ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں۔۔ اور جس
 لیے تم یہ سب کرنا چاہ رہی ہوں۔۔ اس کی اجازت میں سوچ سمجھ کر ہی دو گا۔۔ میں زرغام نہیں
 ہوں۔۔ کہ کہیں بھی جانے کی اجازت دے دو۔۔ میں المیر خان ہوں۔۔ اپنی مرضی سے ہی جواب دو
 گا۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولتے اس کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔۔ میں آپ کی کوئی پابند نہیں ہوں۔۔ اور نہ ہی
 آپ سے ہمدردی کر رہی ہوں۔۔ بلیڈ نکل رہا ہے۔۔ صرف اس لیے میں نے ہاتھ آگے کیا تھا۔۔ نمل
 شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔۔ وہ واقع ہی صرف اس کا خون روکنا چاہتی تھی۔۔ تمہیں ضرورت
 نہیں۔۔ میں اپنا خیال خود رکھ سکتا ہوں۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اسے یقین نہیں
 آرہا تھا۔۔ کہ وہ یونی جانے کے لیے اسے اس کا حق بھی دینے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔۔ ایسا کیا تھا ہونی
 میں۔۔ وہ بے چین تھا۔۔ اس کا جواب وہ چاہتا تھا۔۔ لیکن وہ پوچھ نہیں پارہا تھا۔۔ میں صرف آپ کی

ڈریسنگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے کیا ضرورت۔۔۔ نمل بھی اس کے چہرہ پہ
 نظریں جمائے بولی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جب شوہر نہیں مانتی۔ تو تمہیں یہ حق بھی
 نہیں کہ تم میری ڈریسنگ کرنے کا سوچو بھی۔۔۔ المیر خان اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے
 ہوئے بولا۔۔۔ آہہ۔۔۔ نمل کی بازو میں درد کی لہر اٹھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ المیر
 خان اسی لمحے اس کی بازو چھوڑ گیا۔۔۔ وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن انجانے میں وہ اسے
 تکلیف دے چکا تھا۔۔۔ سوری مائی ریٹ۔۔۔ المیر خان اسے نرمی سے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل تو
 حیران ہی ہو جاتی تھی۔۔۔ اس کے بدلتے رویہ پر۔۔۔ نمل نے پھر سے اس کی کندھے سے ہتے خون پہ
 ہاتھ رکھا۔۔۔ المیر خان نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ یہاں بیٹھے۔۔۔ نمل نے المیر خان کو بیڈ پہ
 بیٹھنے کا بولا۔۔۔ المیر خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ نمل اس کے کندھے پہ ڈریسنگ کرنے لگی۔۔۔ المیر
 خان اس کے چہرہ کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔ سفید رنگت کالی بڑی بڑی آنکھیں گلابی عنابی ہونٹ ہونٹوں کے
 نیچے ٹھوڑی پہ ایک ساتھ تین تل۔۔۔ اس کے چہرہ کا ایک ایک نقوش چومنے کے قابل تھا۔۔۔ المیر خان
 نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ نمل اس کی ڈریسنگ کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے
 لگی۔۔۔ وہ لڑکی کون تھی۔۔۔ جس نے گولی چلائی۔۔۔ نمل میڈیکل بوس اٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان
 نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پولیس والا ہوں۔۔۔ ظاہر ہے سود دشمن ہو گے۔۔۔ اب ہر کسی سے تعلقات تو
 رکھنے سے رہا۔۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ پولیس والوں کی بیویاں دیکھ کر تو ان پہ یوں گولیاں نہیں
 چلتی۔۔۔ نمل ڈریسنگ روم میں جاتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ محبت کرتی
 نہیں، شوہر مانتی نہیں، اور باتیں دیکھو کیسی کرتی ہے۔۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھتے

ہوئے سوچا۔۔ نمل روم میں آئی۔۔ المیر خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ نمل روم سے
 باہر نکلی۔۔ ملازمہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی۔۔ آپ کو کچھ چاہیے بھابی۔۔ ملازمہ نے نمل کی طرف
 دیکھا۔۔ مجھے فریش جوس چاہیے۔۔ نمل نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ ملازمہ نے بھی اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے اس کے مسکرا نے پہ ماشاء اللہ کہا تھا۔۔ بھابی آپ بیٹھے میں بنا دیتی ہوں۔۔ ملازمہ اسے چیر
 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ نمل چیر پہ جا کر بیٹھ گئی۔۔ کب سے یہاں ہوں۔۔ نمل نے
 ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ بھابی ہم تو یہاں برسوں سے کام کر رہے تھے۔۔ لیکن جب صوفیہ
 بی بی یہاں نہیں تھی۔۔ تو لالہ حویلی کم آتے تھے۔۔ اپنا خیال بالکل نہیں رکھتے تھے۔۔ صوفیہ بی بی کو اور
 آپ کو دیکھتے لالہ خوش ہوتے ہیں۔۔ لالہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ ملازمہ مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔ خوش نصیب ہوں بہت بھابی۔۔ لالہ آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں۔۔ ان کی آنکھوں میں آپ
 کے لیے پیار دیکھا ہے۔۔ ملازمہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ نمل اس کی باتیں سنتے بے چین سی ہوئی
 تھی۔۔ اچھا بس۔۔ جلدی کرو۔۔ نمل سنجیدگی سے بولی۔۔ اسے اپنا دل المیر خان کی طرف مائل ہوتا
 محسوس ہوا تھا۔۔ لیکن محبت کی بات ہی الگ ہے۔۔ جس سے ہو جائے۔۔ وہی شخص چاہیے ہوتا۔۔ اور
 اس وقت نمل عادل کی محبت میں گھوم تھی۔۔ المیر خان اس سے عشق کرتا ہے۔۔ یہ وہ بخوبی جانتی
 تھی۔۔ لیکن وہ المیر خان کا خیال رکھنا چاہتی تھی۔۔ بھابی یہ لے۔۔ ملازمہ نے جوس ٹبل پہ رکھتے ہوئے
 نمل کو مخاطب کیا۔۔ شکریہ۔۔ نمل اوپر کی طرف بڑھی۔۔ نمل روم میں آئی۔۔ المیر خان بیڈ کراؤن
 سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ نمل نے جوس اس کے سامنے کیا۔۔ المیر خان نے آنکھیں کھولتے ہوئے
 اس کی طرف دیکھا۔۔ اور ایبر واچکائی۔۔ پی لے۔۔ کچھ کھایا نہیں ہے۔۔ تھوڑی ڈی انرجی آجائے

گی۔۔ رات میں ہلدی والا دودھ پینے کے بعد کافی حد تک آپ کو اچھا فیل ہو گا۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ مجھے میں انرجی پہلے ہی بہت ہے۔۔ المیر خان جو س کا گلاس پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے جو س کا گلاس المیر خان کے لبوں سے لگایا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل نے اسے پینے کا اشارہ کیا۔۔ المیر خان نے جو س کا گلاس پکڑا۔۔ نمل کے ہاتھوں پہ المیر خان کے ہاتھ تھے۔۔ نمل خان نے اپنے ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی تھی۔۔ لیکن المیر خان اس کے ہاتھوں پہ گرفت مضبوط رکھے ہوئے تھا۔۔ المیر خان نے جو س کا گلاس ختم کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ م۔۔ میرے ہاتھ۔۔ نمل کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ چھوڑے۔۔ نمل جلدی سے روم سے باہر نکلی تھی۔۔ اس کا دل باہر آنے کو تیار تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔

آریان کب سے یوں ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔ صوفیہ بھی اسی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ لیکن جزبات الگ تھے۔۔ اریان اسے اپنا بننا چاہتا تھا۔۔ لیکن صوفیہ اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔ ماضی کی کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں تا عمر کے لیے سمجھدار کر دیتی ہے۔۔ اور صوفیہ کے لیے وہ غلطی آریان سے نکاح کرنا تھا۔۔ اب وہ اس پہ یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔ اس کا دل اجازت دیتا تھا۔۔ لیکن وہ ایک بھی قدم اس کی طرف بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔۔ وہ ڈر چکی تھی۔۔ اگر وہ پہلے چھوڑ سکتا تھا۔۔ تو دوبارہ بھی چھوڑ سکتا تھا۔۔ اریان صوفیہ سے سرٹکائے ہوئے تھا۔۔ صوفیہ بیڈ سے اٹھتے صوفیہ کے قریب آئی۔۔ اریان کی آنکھیں بند تھیں۔۔ اس کے چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔۔ اور اسی چہرہ پہ تو وہ دل ہار چکی

تھی۔۔ لیکن اسے کیا ملا تھا۔۔ دھوکہ۔۔ صوفیہ واشروم کی طرف بڑھی ہی تھی۔۔ کہ آریان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔ مت جاؤ۔۔ میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ وہ مدھم سی آواز میں بول رہا تھا۔۔ وہ نیند میں تھا۔۔ صوفیہ کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔۔ آریان کی زبان سے نکلتے الفاظ اس کے کانوں سے ٹکراتے اس کے دل میں اس کے لیے محبت کو جگا رہے تھے۔۔ صوفیہ نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ وہ کاٹائٹ سوچکا تھا۔۔ صوفیہ نے اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھروائی۔۔ آریان نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا۔۔ آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ ک۔۔ کچھ نہیں۔۔ مجھے حویلی چھوڑ آؤ۔۔ صوفیہ پلکیں جھکائے بولی۔۔ وہ آریان سے نظریں نہیں ملانا چاہتی تھی۔۔ آریان گہرا سانس لیتے صوفیہ سے اٹھا۔۔ اور وائر لیس اٹھاتے کال کی۔۔ جس کے پانچ ہی منٹ بعد میں دروازہ نوکڑ ہوا۔۔ صوفیہ واشروم میں جا چکی تھی۔۔ آریان نے دروازہ کھولتے ہوئے شوپنگ بیگ پکڑے اور دروازہ بند کیا۔۔ آریان اپنے کپڑے نکالتے بیڈ پہ رکھ گیا۔۔ آریان ہاتھ گاؤن کھولتے کپڑے پہننے لگا۔۔ صوفیہ ابھی واشروم سے باہر ہی نکلی تھی۔۔ کہ آریان کو دیکھتے ہوئے اس نے نظریں پھیریں۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پیٹ پیٹتے بلٹ بند کی۔۔ اور شرٹ پہننے لگا۔۔ ہم میں بہت فرق ہے۔۔ میں تمہاری طرح یہ نہیں کہوں گا۔۔ تم نے مجھے دیکھا۔۔ تو میری عزت گئی۔۔ آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا۔۔ یہ کپڑے پہن لوں۔۔ آریان نے بیگ اس کی طرف بڑھایا۔۔ یہی ٹھیک ہے۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ چینیج کرو۔۔ آریان سر دلچے میں بولا۔۔ صوفیہ کپڑے لیے ڈریسنگ روم میں چلے گئی۔۔ دس منٹ بعد چینیج کیے باہر آئی۔۔ بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے صوفیہ پیاری

لگ رہی تھی۔۔ اس پہ بلیک کلر کا سوٹ کافی میچ رہا تھا۔ اریان نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے
 دیکھا۔۔ صوفیہ کے گلے میں دوپٹہ بھی تھا۔۔ سر پہ لے لوں۔۔ اریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے سر پہ دوپٹہ لیا۔۔ اریان اس کی کلائی پکڑے باہر
 نکلا۔۔ صوفیہ اس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔ وہ کچھ دیر پہلے کیسے آئی تھی۔۔ اور اب کیسے جارہی
 تھی۔۔ کافی لوگ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے رشک کر رہے تھے۔۔ دونوں بلیک کلر کی سیم ڈریسنگ میں
 ایک خوبصورت کپل لگ رہے تھے۔۔ اریان گاڑی تک آیا۔۔ صاحب جی گاڑی ٹھیک ہو گئی
 ہے۔۔ ایک آدمی آریان کی طرف چابی بڑھاتے ہوئے بولا۔۔ اریان نے جیب میں سے پیسے نکالتے
 اس کے ہاتھ پہ رکھے۔۔ اور صوفیہ کے لیے دروازہ کھولا۔۔ صوفیہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔ اریان نے
 ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ خاموشی سے راستہ گزرا تھا۔ اریان پندرہ منٹ میں ہی المیر خان کی حویلی
 کے باہر گاڑی روک چکا تھا۔۔ صوفیہ کچھ بولے بنا گاڑی سے نکلنے ہی لگی تھی۔۔ کہ آریان نے اس کی کلائی
 پکڑی۔۔ جاتے ہوئے کچھ بولو گی نہیں۔۔ اریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نہیں۔۔ صوفیہ ایک لفظ میں
 جواب دیتے ہوئے اندر جا چکی تھی۔۔ اریان بھی گاڑی لیے جا چکا تھا۔۔

صوفیہ اندر آئی۔۔ نمل لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ نمل یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہوں۔۔ صوفیہ صوفیہ پہ
 بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ یوں ہی بیٹھی ہوئی ہوں۔۔ نمل نے مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف
 دیکھا۔۔ نمل آج کا دن ہے۔۔ کل سے شوپنگ پہ جائے گے۔۔ اور ٹائم گزر جائے گا۔۔ صوفیہ
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آپ نے پہلے کبھی ایسا ڈریس نہیں پہنا۔۔ نمل نے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔ نہیں۔۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آپ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ نمل نے مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ تھینکس۔۔ صوفیہ مسکرائی تھی۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ دونوں بہن بھائی کی آنکھوں کا کلر سیم تھا۔۔ خوبصورت دونوں ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔ آپ آپ اپنے لالا سے بولے مجھے یونی جانے دے۔۔ نمل نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ میں بات کرو گی لالا سے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ تھینکس آپ۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں تھوڑی دیر ریٹ کر لوں۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے

اٹھی۔۔ نمل۔۔ صوفیہ اندر جاتے ہوئے روکی۔۔ جی۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ خود لالا سے کہوں گی۔۔ تو زیادہ جلدی مان جائے گے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے روم میں چلے گئی۔۔ نمل بھی روم میں چلے گئی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 112_1

جان خان اٹھے۔۔ ورشاں جان عالم کو تقریباً آدھے گھنٹے سے جگا رہی تھی۔۔ لیکن مجال تھی۔۔ اسے کوئی فرق بھی پڑا ہوں۔۔ وہ یوں ہی سویا ہوا تھا۔۔ اس نے کروٹ لینا تو دور کسمانے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا تھا۔۔ گیارہ بج رہے تھے۔۔ اور اب اسے غصے آ رہا تھا۔۔ جان خان اٹھ رہے ہیں۔۔ یا نہیں۔۔ ورشاں اب کی بار غصے سے بولی۔۔ لیکن جان عالم

کی طرف سے کوئی جواب نہ پاتے ورشاں نے جان عالم کے کندھے پہ دانت گاڑھے تھے۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے موتیوں جیسے دانتوں کا لمس اپنے کندھے پہ برداشت کیا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے نیچے کیے۔۔ کیوں صبح تنگ کر رہی ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ اپنی بیر ڈر گڑتے ہوئے بولا۔۔ جان خان آپ نے کہا تھا ایڈمیشن لینے چلے گے۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات چھٹیوں کے بعد لے دو گا۔۔ عید کی چھٹیاں ہوئی ہے۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ دانت گاڑھتے اوپر اپنی بیر ڈر گڑنے لگا۔۔ ہہ۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ مکہ مارا تھا۔۔ دیکھو خود کیا کیا۔۔ جان عالم اپنے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ جہاں ہلکی ہلکی خون کی بوندیں تھیں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ آپ کو بھی جلدی اٹھنا چاہیے۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے استنزیہ بولی۔۔ جان حیات شوہر کو کون کہتا ایسا۔۔ جان عالم بیڈ پہ ہوتے ورشاں کو خود پہ کر گیا۔۔ میں کہتی ہوں۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نافرین بیویاں دوزخ میں جائے گی۔۔ جان عالم ورشاں کو خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم اسے خود میں بھینچ کر اس کی ناز کی محسوس کر رہا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے کے بھوڑے بال زور سے کھینچتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ صبح صبح ہی آپ میں کون سے جن کی حاضری ہو جاتی ہے۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جن کی حاضری نہیں ہوتی۔۔ تمہیں دیکھتے ہی میرے وجود میں اپنی جان حیات کو اپنے قریب تر قریب کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔ دونوں خاموش تھے۔۔ ورشاں کو

جان عالم کی دھڑکنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔ کمرے میں دونوں کی سانوں کی آواز تھی۔۔ جان
 خان۔۔ ورشاں کچھ دیر بعد پھر سے بولی۔۔ میں قربان بولو جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کے ہاتھ
 ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔ عید کے لیے شوپنگ کون کروائے گا۔۔ مورے کا شوہر۔۔ ورشاں
 نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ نہیں تمہارا شوہر۔۔ جان عالم ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ کب کروائے گے۔۔ عید کے بعد۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو
 اچکائی۔۔ جب میری جان حیات چاہے۔۔ تب ہی کروادو گا۔۔ جان عالم اسے اوپر کو کرتے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اج ہی کروادے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آج۔۔ جان
 عالم نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جی بلکل۔۔ اب
 اٹھے۔۔ ورنہ۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف انگلی کی۔۔ اٹھ گیا جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کو بیڈ
 پہ کرتے بیڈ سے اٹھا۔۔ وہ سونا چاہتا تھا۔۔ اور اس کی جان حیات اسے سونے ہی نہیں دے رہی
 تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو اٹھ کر بیڈ چکی تھی۔۔ کل چلے۔۔ جان عالم نے
 ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ نہیں۔۔ آج ہی۔۔ ورشاں جان عالم کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔ آخر اس کی جان حیات کہاں سننے والی تھی۔۔ وہ تو بس اس کی بات
 ماننے اس کی خواہش پوری کرنا جانتا تھا۔۔ جان عالم پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر روم میں آیا۔۔ بالوں کو
 ڈرائیر سے خشک کرتے جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو بیڈ پہ ہاتھ پیچھے رکھے بیٹھی ہوئی
 تھی۔۔ اس کے سنہرے بال ٹیل میں قید تھے۔۔ گلے میں دوپٹہ لیے ورشاں اوپر کی طرف دیکھ رہی
 تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتے اس پہ جھکتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ سس۔۔ ورشاں

جان عالم کے ہاتھوں کی بے باکی اور اس کے دانتوں کی شدت سے اس کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے ہوئے مسکرایا۔ آپ بہت برے ہے۔۔ ورشاں اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ تم جو بھی ہمیں سمجھو تم کو صدا سرا ہے گے ہم۔۔ جان عالم ورشاں کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔ چلے اب۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔ پہلے کچھ کھالوں۔۔ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اس وقت کھانا صبح کا ہوں گا۔۔ پتہ نہیں ہو گا بھی یا نہیں۔۔ ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔ میں صبح والا ہی کھالوں گا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھتے جا کر فریج کی طرف بڑھا۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ ورشاں نے جان عالم کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ جان حیات بھوک لگی ہوئی ہے۔۔ جان عالم اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ بیٹھے یہاں۔۔ میں بنا کر دیتی ہوں۔۔ اب آپ بچا ہوا کھانا کھائے گے۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ اسے غصے آیا تھا۔۔ کہ جان عالم اب صبح کا پراہوا کھانا کھائے گا۔۔ ہرج نہیں تھا کوئی صبح کا کھانا کھانے میں۔۔ مگر وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ جان عالم کھائے۔۔ تمہیں بنانا آتا ہے۔۔ جان عالم نے چئیر گھوماتے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور بیٹھ گیا۔۔ آتا ہے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اور چو لہا جلاتے فریج سے کباب نکالتے فرمائے کرنے لگی۔۔ ورشاں کی چادر سر سے کھسک رہی تھی۔۔ جسے بار بار ورشاں سیٹ کر رہی تھی۔۔ جان عالم اٹھتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کی چادر اتارتے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھے۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان حیات چادر اتار رہا تھا۔۔ میں ہی ہوں۔۔ تم سکون سے کرو۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے ورشاں کی گردن پہ دانت گاڑتے ہوئے بولا۔۔ آہ۔۔ ورشاں سسکی تھی۔۔ لیکن جان عالم کو اس نے دور نہیں کیا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کے

کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی کباب فرمائے کرنے میں مدد کرنے لگا۔ جان خان میں
کر لوں گی۔۔۔ پلینز۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا۔۔۔ اور ورشاں کا جائزہ
لینے لگا۔۔۔ گلابی قمیض جو گھٹنوں سے نیچے تک تھی۔ قمیض پہ سفید کلر کے پھول بنے ہوئے

تھے۔۔۔ چوری دار پاجامہ۔۔۔ ورشاں پہ کلر کافی سوٹ کر رہا تھا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کو
دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو اس کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔۔۔ ورشاں نے کباب فرمائے کر کے پلیٹ میں رکھے۔۔۔ اور

قورمہ نکالتے اسے اوون میں گرم کرتے جان عالم کے ساتھ رکھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
دیکھا۔۔۔ جو روٹیاں بنا تو چکی تھی۔۔۔ لیکن اسے دیکھا نہیں رہی تھی۔۔۔ جان خان۔۔۔ وہ۔۔۔ ورشاں
نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم اس کا چہرہ دیکھتے مسکرا نے لگا۔۔۔ ورشاں کے عارض پہ آٹا لگا ہوا

تھا۔۔۔ اس کی گردن پہ بھی ہلکا ہلکا آٹا لگا ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پکڑتے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔ اور اسے روٹیوں کا اشارہ کیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سامنے ٹبل پہ روٹیاں رکھی۔۔۔ جان
عالم نے رومال ہٹاتے روٹی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ درمیان میں سے جلی ہوئی تھی۔۔۔ ورشاں منہ بناتے
نظریں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔ جان خان سوری مجھ سے ٹھیک نہیں بنی۔۔۔ ورشاں معصومیت سے

بولی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی کلائی پکڑتے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔ اور اس کے عارض سے اٹا صاف
کیا۔۔۔ جان حیات سوری مت بولو۔۔۔ بہت اچھی ہے۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگاتے
ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کو خوشی ہوئی تھی۔۔۔ کہ ورشاں نے اس کے
لیے کھانا بنایا۔۔۔ جان عالم لقمے بناتے کھانے لگا۔۔۔ بہت اچھی بنی ہے۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم نے اس
کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ سچی جان خان۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ خوش ہوئی

تھی۔۔ مچی جان حیات۔۔ جان عالم پیار سے بولا۔۔ ورشاں خوش ہو چکی تھی۔۔ وہ بھی خوش تھا۔۔ ائی لو
یو سو میچ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کہ گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ جان عالم نے بھی ورشاں
کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔ اس نے پہلی دفعہ ناشتہ بنایا تھا۔۔ یہی کافی تھا۔۔ اب جلدی
کھائے۔۔ ورشاں نے جان عالم نے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ جو حکم جناب۔۔ جان عالم
مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم نے جھکتے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔ لیکن اندر آتی میرال کو
دیکھتے ورشاں جلدی سے جان عالم کی گود سے اٹھی۔۔ اور چادر لی۔۔ جان عالم نے نظر اٹھا کر دروازے کی
طرف دیکھا۔۔ وہ۔۔ لا لا۔۔ میرال جھجھکتے ہوئے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ بولنا
سکی۔۔ جان عالم کچھ نہیں بولا تھا۔۔ ورشاں نے میرال کی طرف دیکھا۔۔ جواب فریج کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔ ورشاں معصومیت سے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو مسکراتے ہوئے کھانا کھا رہا
تھا۔۔۔

بابا کی جان۔۔ غزنوی غازیہ کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگا رہا تھا۔۔ اور غازیہ کھلکھلا کر مسکرا رہی
تھی۔۔ غزنوی نے آنکھیں بند کی۔۔ بابا۔۔ بابا۔۔ غازیہ غزنوی کے چہرہ پہ ہونٹ رکھ رہی
تھی۔۔ واشر و م کا دروازہ کھولنے کی آواز پہ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ لال کلر کی پٹھانی فراک
بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے ہوئے مرار کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔۔ اور بالوں کا جوڑا بناتے
ہوئے ہونٹوں پہ ہلکی سی ریڈ کلر کی لیپ سٹک آنکھوں پہ کاجل لگا رہی تھی۔۔ غزنوی اس کی بل کھاتی کمر سے
اس کے وجود کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔۔ بابا۔۔ غازیہ نے غزنوی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ لیکن وہ تو

زل کے حسن میں کھویا ہوا تھا۔۔ بابا۔۔ غازیہ نے غزنوی کے ہاتھ پہ دانت گاڑھے
 تھے۔۔ اوئے۔۔ غزنوی جو زل کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ اس نے غازیہ کی طرف دیکھا۔۔ بابا بات
 ہی نہیں سنتے۔۔ غازیہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ میرا بچہ سن تو رہا ہوں۔۔ غزنوی پیار سے بولا۔۔ میں
 نہیں کروں گی۔۔ غازیہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔۔ اور جا کر زل کا ہاتھ پکڑا۔۔ مورے۔۔ مجھے
 اٹھاؤ۔۔ غازیہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ جو چہرہ دوسری طرف
 کیے لیٹا ہوا تھا۔۔ مجھے شوپنگ پہ لے کر چلے۔۔ زل اس کا چہرہ دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ لیکن
 غزنوی کچھ نہیں بولا تھا۔۔ زل غزنوی کی طرف بڑھی۔۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔ غازیہ بھی بھاگتے
 ہوئے اس کے پیچھے آئی تھی۔۔ مورے بابا سو نہیں رہے۔۔ غازیہ ہستے ہوئے بولی۔۔ مجھے پتہ
 ہے۔۔ اٹھے غزنوی۔۔ زل غزنوی کی بازو کو جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔۔ میں کہیں نہیں جا رہا۔۔ غزنوی
 آنکھیں کھولتے ہوئے بولا۔۔ کیوں نہیں جانا۔۔ زل غصے سے بولی۔۔ ابھی مجھے سونا ہے۔۔ بعد میں
 دیکھے گے۔۔ غزنوی بول کر کروٹ لے گیا۔۔ غزنوی۔۔ زل بیڈ پہ بیٹھتے اس کی شرٹ پکڑتے اس کا
 چہرہ اپنی طرف کر گئی۔۔ زل غزنوی کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہے۔۔ غزنوی نے زل کی طرف
 ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔ شوپنگ پہ لے کر جا رہے ہیں۔۔ یا نہیں۔۔ زل غصے سے بول رہی
 تھی۔۔ میں کیوں لے کر جاؤں۔۔ ویسے بھی تم چاہتی تھی۔۔ کہ میں تمہارے قریب نہیں آؤں۔۔ اب
 کیوں لے کر جا رہی ہوں۔۔ غزنوی اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ رات کو اپنا حق
 لیا تھا نا۔۔ زل بھی غصے سے بولی۔۔ کیا تم نے خود اپنی مرضی سے دیا تھا۔۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولا۔۔ لیا تو تھا نا۔۔ زل غصے سے غزنوی کے کندھے پہ ناخن مارتے ہوئے بولی۔۔ میں پھر بھی

نہیں جارہا۔۔ غزنوی کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ تو میں کس کے ساتھ جاؤں۔۔ زل غصے سے چلائی
 تھی۔۔ مورے کو لے جاؤں۔۔ غزنوی کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی میں لالا کے ساتھ چلے جاؤ
 گی۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ چلو ٹھیک ہے۔۔ اس کے ساتھ چلی جاؤں۔۔ مجھے سونے
 دو۔۔ غزنوی پھر سے کروٹ لے گیا۔۔ زل کو اب اس پہ غصے آیا تھا۔۔ کہ وہ کیسے اسے انور کر رہا
 تھا۔۔ رات تک کیسے محبت کی باتیں کر رہا تھا۔۔ اور اب کیسے انور کر رہا تھا۔۔ زل نے تکیہ اٹھاتے
 غزنوی کو مارنے لگی تھی۔۔ کہ غزنوی نے اس کے ہاتھ پکڑے۔۔ ظالم عورت شوہر پہ ظلم کر رہی
 ہوں۔۔ غزنوی اس کے ہاتھ پکڑے اس کے ہونٹوں کو فوکس میں لیے بولا۔۔ تو ساتھ کیوں نہیں جا
 رہے۔۔ زل اپنے ہاتھ چھرواتے ہوئے بولی۔۔ بابا مورے کو چھوڑے۔۔ غازیہ غزنوی کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ابھی تو پکڑا ہے۔۔ اور ابھی چھوڑ دو۔۔ غزنوی زل کو آنکھ و نک کرتے ہوئے
 بولا۔۔ غزنوی ساتھ چلے۔۔ زل غزنوی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ساتھ چلو گا تو مجھے کیا ملے
 گا۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی۔۔ زل نے اسے گھورا۔۔ رات جیسے تم نے ماتم کیا۔۔ جیسے
 زبردستی میرے نکاح میں دی ہوں۔۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔۔ تم مجھے شوہر نہیں مانتی۔۔ تو میں کیوں
 جاؤں۔۔ غزنوی ہاتھ سے کے نیچے رکھتے ہوئے بولا۔۔ لیا تھا یا نہیں؟ زل کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ لیا
 تھا۔۔ غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔ تو اب چل رہے ہیں یا نہیں۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ نہیں۔۔ غزنوی ابھی بھی اپنی بات پہ قائم تھا۔۔ اوکے۔۔ میں لالا کے ساتھ بھی نہیں جاؤں
 گی۔۔ اکیلی چلے جاؤں گی۔۔ زل بیڈ سے اتری۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ زل۔۔ غزنوی نے
 اسے پکارا تھا۔۔ لیکن زل روم سے باہر نکلی چکی تھی۔۔ غزنوی لب بھینچتے ہوئے باہر نکلا۔۔ وہ تو صرف

اسے تنگ کر رہا تھا۔ کل لے چلو گا۔ غزنوی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ میں چلے جاؤ گی۔ زل اپنا ہاتھ چھرو اتے ہوئے بولی۔ عالم گڑیا کو لے کر جا رہا ہے۔ کل لے چلو گا۔ غزنوی پیار سے بولا۔ کل جاؤ یا پر سوا کیلی چلے جاؤ گی۔ آپ کے ساتھ نہیں جاؤ گی۔ زل غزنوی کو نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ اتنا غصے کیوں کرنے لگ گئی ہوں۔ کہیں مجھے ایک اور رحمت سے تو نہیں نوازنے والی۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔ غزنوی آپ۔ زل نے غزنوی کی طرف غصے سے دیکھا۔ اور پھر خاموش ہوتے ہوئے روم کی طرف بڑھی۔ غازیہ اپنے مورے بابا کو دیکھ رہی تھی۔ جو ناجانے کیا کر رہے تھے۔ مورے۔ غازیہ نے زل کی طرف دیکھا۔ جی میری جان۔ زل نے غازیہ کی طرف دیکھا۔ میری زل۔ غزنوی نے زل کی کمر پہ انگلی ٹریس کرتے اسے گود میں اٹھایا۔ غازیہ بھاگتے ہوئے روم میں آئی تھی۔ غزنوی زل کو بیڈ پہ لیٹاتے اس کے اوپر جھکا تھا۔ غزنوی پیچھے ہٹے۔ زل اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ غزنوی زل کے ہونٹوں پہ جھکتے شدت سے چومتے اس سے دور ہوا۔ بابا میں جا رہی ہوں۔ غازیہ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے بائے بائے کرتے باہر نکلی۔ مت ناراض ہوا کرو میری زل۔ غزنوی زل کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ زل غزنوی کے سینے پہ سر رکھتے ہچکیاں لینا شروع ہوئی تھی۔ غزنوی نے زل کے گرد حصار بنایا۔ میری زل کیسے اعتبار کرو گی۔ کہ تمہارا غزنوی کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ غزنوی پیار سے زل کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔ زل نے نم آنکھوں سے غزنوی کی طرف دیکھا۔ اپنی مرضی سے آتے ہیں۔ پھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کیسے یقین کرو۔ زل نم آنکھوں سے بولی۔ کیسے آئے گا۔ غزنوی زل کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھساتے ہوئے بولا۔ زل اس کے سینے پہ سر

رکھے ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ باخدا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔۔ غزنوی اس کے بالوں پہ
ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ تو پھر مجھے چھوڑ کر کیوں جا رہے تھے۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف
دیکھا۔۔ یار بزنس میں لوں ہو رہا ہے۔۔ پریشان تھا۔۔ غزنوی بے حد پیار سے بولا۔۔ تو پھر لالا کو بتانے
سے کیوں منع کیا۔۔ زمل غم آواز میں بولی۔۔ کچھ ٹائم پہلے اسے لائف گزرانے کا موقع ملا ہے۔۔ تو میں
کیوں اسے پریشان کرو۔۔ کچھ سال کی بات ہے۔۔ پھر یہی سب کرنا ہے۔۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ
کچھ عرصہ اپنے لائف کو اچھے سے سپینڈ کرے۔۔ غزنوی زمل کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔ زمل نے
غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ کیا وہ اس بات سے پریشان تھا۔۔ یقین کرو۔۔ یہی وجہ تھی۔۔ غزنوی زمل
کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔ آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔۔ زمل اپنی ناک رگڑتے ہوئے
بولی۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔ وہ جانتا تھا۔۔ زمل زیادہ دیر اس سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔۔

آریان لاونج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ زرغام لاونج میں آکر بیٹھا۔۔ اریان مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔ زرغام
سنجیدگی سے بولا۔۔ جی بابا۔۔ اریان نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ بابا مجھے بھی آپ سے بات کرنی
تھی۔۔ اریان بھی سنجیدگی سے بولا۔۔ ہاں بولو۔۔ زرغام بھی سنجیدگی سے بولا۔۔ نہیں بابا پہلے آپ
بتائے۔۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا۔۔ کہ زرغام کیا کہنے والا ہے۔۔ اریان میں نے
لڑکی دیکھی ہے۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ کیوں۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھا۔۔ اپنی شادی کے لیے۔۔ زرغام لب بھینچتے ہوئے بولا۔۔ بابا چھوٹی موم کو پتہ ہے۔۔ آپ شادی
کرنے لگے ہیں۔۔ اریان حیرانگی سے بولا۔۔ پاگل ہے کیا۔۔ تمہارے لیے دیکھی ہے۔۔ زرغام دانت

پیستے ہوئے بولا۔۔ بابا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔ آپ جانتے ہے۔۔ کہ صوفیہ میرے نکاح میں
 ہے۔۔ تو میری لیے لڑکی دیکھنے کا کیا مطلب؟ اریان غصے سے بولا تھا۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ ظاہر
 ہے شادی کے لیے ہی دیکھی ہے۔۔ اور تمہیں گود تو لے کر دینی نہیں۔۔ زرغام استنزیہ مسکراتے
 ہوئے بولا۔۔ بابا میں نہیں کر سکتا۔۔ میں صوفیہ سے محبت کرتا ہوں۔۔ اریان دھاڑا تھا۔۔ پہلے سوچ
 سمجھ کر کرنا تھا۔۔ وہ تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔۔ میں نکاح کی ڈیٹ فائنل کر چکا ہوں۔۔ اور
 تمہیں اچھے سے معلوم ہے۔۔ کہ اب منع نہیں ہو سکتا۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ تمہیں کیا بات
 کرنی تھی۔۔ زرغام نے اریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ کوئی بات نہیں کرنی مجھے۔۔ اریان
 اٹھتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔ میری بات یاد رکھنا۔۔ نکاح تو تمہیں کرنا پڑے گا۔۔ زرغام اسے جاتے
 دیکھ کر بولا تھا۔۔ وہ جانتا تھا۔۔ کہ اریان منع نہیں کرے گا۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بات مانے
 گا۔۔ زرغام روم کی طرف بڑھا۔۔ پریشہ بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔۔ زرغام پریشہ کے پاس جا کر
 بیٹھا۔۔ پریشہ نے مسکراتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ آپ نے اریان سے کیا بولا۔۔ پریشہ نے
 زرغام کی طرف دیکھا۔۔ شادی کا بول رہا ہوں۔۔ کر لے گا۔۔ فکر ختم ہو جائے گی۔۔ زرغام پریشہ کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ پریشہ نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ ی۔۔ پریشہ بولنے ہی والی
 تھی۔۔ کہ زرغام اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ گیا۔۔ شش۔۔ اپنا وقت برباد نہیں کرنا۔۔ ہماری بھی
 بہت سے باتیں ہے۔۔ زرغام پریشہ کے پیٹ پہ نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ پریشہ شرماتے
 ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 112_2

دو ہفتے بعد

رات کا ایک بج رہا تھا۔۔۔ جان عالم، زرغام، المیر، غزنوی اپنی گاڑیاں سنسان جگہ پر روکے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ یار کافی تھک گیا۔۔۔ جان عالم گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔ مجھے تو گھوم پھر کر مزا آیا۔۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تجھے فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ تو پولیس والا ہے۔۔۔ اتنا چلنا تجھے کیا کہتے ہیں۔۔۔ زرغام ہستے ہوئے بولا۔۔۔ ہاں صحیح بول رہا ہے۔۔۔ سارا دن میں بھاگتا ہی تو رہتا ہوں۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔ یار بس کرو۔۔۔ میرے خیال سے چلتے ہیں۔۔۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ غزنوی لمبی آہ بھرتے ہوئے بولا۔۔۔ یار اسے زیادہ جلدی ہے بیوی کی باہوں میں سونے کی۔۔۔ المیر خان گاڑی کے اوپر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ اوئے کمینے منہ بند کر۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا تھا۔۔۔ خود کی بیوی گھاس نہیں ڈالتی۔۔۔ اور ہماری بیویوں کا بتا رہا ہے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ یار اچھا سن پہلے دن تیری حویلی، دوسرے دن میرے اور تیسرے دن میری حویلی۔۔۔ ایسے قربانی کر لے گے۔۔۔ زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ ویسے یار میرے سر کا مشورہ اچھا ہے۔۔۔ المیر خان سر لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ جان عالم کا موبائل رنگ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے کال کاٹی تھی۔۔۔ مگر پھر سے کال انی شروع ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے کال ریسیو کی۔۔۔ جان عالم نے موبائل کان سے لگایا۔۔۔ لیکن زرغام اس سے موبائل پکڑتے کل

سپیکر کر چکا تھا۔ جان خان آپ کہاں ہے۔۔ کب سے انتظار کر رہی ہوں۔۔ اگر آپ کو جانور نہیں مل رہے تو واپس اجائے۔۔ اور اگر آپ دس منٹ میں حویلی نہیں آئے۔۔ تو میں آپ کو روم میں آنے نہیں دوں گی۔۔ ورشاں بول کر کال کاٹ چکی تھی۔۔ اور سنسان سڑک پہ قہقہہ گونج رہے تھے۔۔ بس کرو کوئی گزرتے ہوئے ڈر جائے گا۔۔ جان عالم ہنس نہیں سکتا تھا۔۔ تو یہی بات ٹالنی چاہی۔۔ چل چل یار۔۔ چلتے ہیں۔۔ میری بہن سے امید بھی کی جاسکتی ہے۔۔ کہ اگر یہ دس منٹ تک نہ پہنچے تو وہ اسے اندر جانے نہیں دے گی۔۔ غزنوی جان عالم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ چل۔۔ جان عالم اسے گھورتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ اوئے سارے روک۔۔ غزنوی جو گاڑی کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔۔ چھلانگ لگاتے نیچے اتر اٹھا۔۔ چل بڑی۔۔ غزنوی زرغام المیر کو ملتے گاڑی میں بیٹھا۔۔ ویسے عالم تو بہت ڈرتا ہے یار میری بہن سے۔۔ غزنوی سیٹ بلیٹ باندھتے ہوئے بولا۔۔ منحوس منہ بند کر۔۔ حویلی جانے سے پہلے اگر تیرے رشتے دار پہنچ گئے ہوئے تو داجی نے ہمیں حویلی نہیں رہنے دے گے۔۔ جان عالم دانت پیستے ہوئے بولا۔۔ ہا ہا ہا۔۔ غزنوی پیٹ پہ ہاتھ رکھے ہنس رہا تھا۔۔ دس منٹ میں حویلی کے کارپوچ میں گاڑی روکیں تھی۔۔

جان عالم روم میں آیا۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی ہوئی نیل پینٹ لگا رہی تھی۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ جان حیات ایسے ہی خوبصورت لگتی ہوں۔۔ جان عالم ورشاں کے ہاتھ سے نیل پینٹ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ جان خان مجھے لگانے دے۔۔ ورشاں نے جان عالم سے نیل پینٹ کرنی چاہی۔۔ لیکن جان عالم اپنا ہاتھ اوپر کو کر گیا۔۔ ورشاں جان عالم کے بالکل قریب ہوتے اس کے ہاتھ سے نیل پینٹ لینا

چاہ رہی تھی۔۔ لیکن جان عالم ہاتھ اوپر کرتے جا رہا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن میں ہاتھ ڈالتے
 چہرہ قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ شدت سے ہونٹ رکھے۔۔ کیوں وہ کام کرتی ہوں، جس سے میں
 منع کرو۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔ آپ تو ہر کام سے ہی منع کرتے ہیں۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے
 بولی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی بازو پہ دانت گاڑتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کی
 بازو پکڑتے اپنی طرف کرنے لگی۔ جان عالم نے ورشاں کو نیل پینٹ پکڑائی۔۔ ورشاں نیل پینٹ
 پکڑتے پیچھے ہونے ہی والی تھی۔۔ لیکن نیل پینٹ اس کے ہاتھ سے اس کی شرٹ پہ گری تھی۔۔ او
 س۔۔ س۔۔ سوری۔۔ ورشاں کچھ فاصلے پہ ہوئی تھی۔۔ جان عالم کی بلیک شرٹ پنک نیل پینٹ سے بھر
 چکی تھی۔۔ ورشاں نے جلدی سے اپنے ہاتھوں سے نیل پینٹ صاف کرنی چاہی۔۔ لیکن وہ زیادہ پھیل
 چکی تھی۔۔ جان خان سوری۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔۔ جس نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے اس کی طرف دیکھا
 معصوم سا چہرہ بناتے دیکھا۔۔ اسے لگا کہ اب جان عالم غصہ کرے گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔ اور پھر چہرہ جھکا کر مسکرایا۔۔ وہ اپنی چھوٹی سی بیوی کی بیوقوفی پہ مسکرا رہا تھا۔۔ وہ اپنی جان
 حیات پہ غصے نہیں کر سکتا تھا۔۔ جان عالم کو مسکراتے دیکھ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔ جان خان آپ مسکرا رہے ہیں۔۔ ورشاں نے جان عالم کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم
 چہرہ اٹھا کر ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ جان حیات ڈر کیوں رہی ہوں۔۔ جان عالم
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جان خان مجھے لگا آپ ڈانٹے گے۔۔ ورشاں چہرہ جھکائے بولی۔۔ کیسے ڈانٹ سکتا
 ہوں۔۔ اپنی جان حیات کو۔۔ میری جان حیات صرف محبت کے لیے ہے۔۔ محبت کا دوسرا نام ورشاں

جان عالم خان ہے۔۔ میں تمہارا ہوں جان حیات۔۔ جو چاہے کر سکتی ہوں۔۔ لیکن یہ مت کرنا۔۔ جان
 عالم نے مسکراتے ہوئے اپنی شرٹ کی طرف دیکھا۔۔ اور شرٹ اتار کر دور پھینکی۔۔ ورشاں اب
 مسکرائی تھی۔۔ ہائے اللہ جی۔۔ جان خان تو سی گریٹ ہوں۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم جانتا تھا۔۔ اس کی معصوم سی بیوی کو پنجابی بھی نہیں آتی تھی۔۔ تو سی وہ گریٹ ہو جاؤ سانوں ایک
 ہیگ کر کے۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے ہی انداز میں بولا۔۔ اپ میرا مذاق بنارہے ہے۔۔ ورشاں
 منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ میری اڈی مجال۔۔ جان عالم کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔۔ پھر میری طرح
 کیوں بولے۔۔ ورشاں ہونے باہر نکالتے ہوئے بولی۔۔ نہیں میری جان حیات۔۔ جان عالم نے اس کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ جان خان آپ سچ میں ناراض نہیں ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔ جان عالم ورشاں کے گرد حصار بناتے ہوئے لیٹا۔۔ نہیں جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کے
 بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ جان خان۔۔ ورشاں اس کے لمس پہ ہمیشہ کی طرح کانپی تھی۔۔ چپ کر کے سو جاؤ۔۔ صبح
 جلدی اٹھنا ہے۔۔ یہ نہ ہوں ساری رات جگا کر رکھوں۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے آنکھیں موند
 گیا۔۔ ورشاں بھی جان عالم کے چہرہ پہ نظریں جمائی۔۔ سو جاؤ۔۔ اتنی گہری نظروں سے دیکھو گی۔۔ تو
 ٹوٹ پڑوں گا تم پر۔۔ جان عالم بند آنکھوں سے بولا۔۔ ورشاں بھی آنکھیں موند گئی۔۔ جان عالم کے
 ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

لالا۔ صوفیہ نے دروازہ نوکڑ کیا۔ جسے نمل نے کھولا تھا۔ نمل لالا کہاں ہے۔ صوفیہ نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ مجھے نہیں پتہ۔ نمل کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔ لالارات سے آئے نہیں۔ صوفیہ حیران ہوئی تھی۔ نہیں۔ نمل مدھم سی آواز میں بولی۔ صوفیہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ نمل بھی اب پریشان ہوئی تھی۔ کہ وہ رات سے نہیں آیا تھا۔ صوفیہ المیر خان کو کال کر رہی تھی۔ جو کہ ریسو نہیں ہوئی تھی۔ کیا ہوا کال ریسو کی۔ نمل صوفیہ کے پاس آتے ہوئے بولی۔ نہیں۔ صوفیہ چہرہ پہ آتے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔ صوفیہ۔ المیر خان کی آواز پہ نمل صوفیہ دونوں روم سے باہر آئی۔ لالا کہاں تھے آپ۔ صوفیہ المیر خان کی طرف بڑھی۔ میری جان یہی تھا۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ میں پریشان ہو گئی تھی۔ ایک کال تو کر ہی سکتے ہیں۔ صوفیہ المیر خان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔ سوری میرا بچہ۔ المیر خان نے صوفیہ کے ہاتھ چومے۔ نمل کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ کیا اسے بھی میری فکر تھی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ قربانی کے لیے جانور لینے گئے تھے میری جان۔ تھوڑا سا ٹائم لگ گیا تو زرغام اور میں ابھی ہی واپس آئے۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ وہ چلے گیا تھا۔ لیکن جب سے نکاح ہوا تھا۔ وہ ایک دفعہ بھی اپنے بابا سے نہیں ملی تھی۔ آؤ دیکھتا ہوں۔ المیر خان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ نمل تم بھی آ جاؤ۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔ نمل بھی اس کے ساتھ حویلی کے پیچھلے حصہ میں آئی۔ جہاں دو بیل اور دس بکریاں تھیں۔ بیل سفید کلر کا تھا۔ اور ایک بیل کالے کلر کا تھا۔ بکریاں سفید کالی اور براؤن کلر کی تھیں۔ صوفیہ ان کو دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی۔ اسے جانوروں سے محبت تھی۔ لیکن دور دور

سے۔۔ لیکن نمل تو ڈرتی تھی۔۔ وہ کبھی بھی قربانی کے جانور کے قریب نہیں جاتی تھی۔۔ تو نمل کافی دور کھڑی ہوئی تھی۔۔ لالایہ والا زیادہ پیارا ہے۔۔ صوفیہ نے وائٹ والے بیل کی طرف اشارہ کیا۔۔ المیر خان نے صوفیہ پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بہن کو زیادہ سفید کلر کے جانور پسند تھے۔۔ لالایہ کھانا لگواتی ہوں آپ اجائے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ او کے میرا بچہ۔۔ المیر خان نے صوفیہ کے ہاتھ چومے۔۔ صوفیہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔ نمل بھی اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔ یہاں آؤ۔۔ میری خرگوشنی۔۔ المیر خان کا چہرہ دوسری تھا۔۔ لیکن وہ اسے اندر کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔۔ نمل روکی تھی۔۔ وہ حیران تھی۔۔ کہ اس کا چہرہ دوسری تھا۔۔ لیکن وہ اسے روک چکا تھا۔۔ المیر خان اپنی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔۔ لائٹ بیلو کلر کی شرٹ جینز پہنے وہ کھڑا ہوا تھا۔۔ یہاں آؤ۔۔ المیر خان اپنی سرد آواز میں بولا۔۔ اس کی سرد آواز پہ نمل اس کی طرف بڑھی۔۔ نمل المیر خان کے پیچھے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔ اسے ڈر لگتا تھا۔۔ المیر خان ہاتھ پیچھے کو لے جاتے نمل کو اپنے قریب کیا۔۔ نمل نے المیر خان کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ م۔۔ م۔۔ مجھے ڈ۔۔ ڈر۔۔ ل۔۔ ل۔۔ لگتا ہے۔۔ نمل کی آواز پہ لڑکھرائی۔۔ نہیں لگے گا۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بیل کے چہرہ پہ ہلکا ہلکا سا چلانے لگا۔۔ ن۔۔ ن۔۔ نہیں پل۔۔ پلیز۔۔ نمل آنکھیں سختی سے بند کرتے ہوئے بولی۔۔ اسے ڈر لگتا تھا۔۔ وہ اور بھی ڈر چکی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی بند آنکھوں کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا۔۔ نمل نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں۔۔ المیر خان کی دھڑکنیں اسے اپنے کانوں تک سنائی دے رہی تھی۔۔ نمل کا خود کا دل بھی کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ م۔۔ میرا۔۔ ہ۔۔ ہاتھ۔۔ بچ۔۔ چھوڑے۔۔ نمل گھبراتے ہوئے بولی۔۔ دل

کی دھڑکنوں تک تمہارا نام لیتی ہے۔۔ لیکن تم سمجھ ہی نہیں پاتی۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ نمل نے تھوک نگلاتھا۔۔ جانتی ہوں تمہاری
 آنکھیں چوم کر دل میں سکون سا اترتا ہے۔۔ مجھے تمہارے وجود کی حواس نہیں ہے۔۔ مجھے میری
 خرگوشی سے عشق ہے۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں پہ ایک بار پھر سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ میری
 خرگوشی چاہے جانے کے قابل ہے۔۔ دیوانگی سا عشق کرنے والے کے قابل ہے۔۔ میری خرگوشی کو
 عقیدت سے چومنے کے قابل ہے۔۔ اور میں چاہتا ہوں یہ سب میری خرگوشی خود کے لیے مجھ میں
 پائے۔۔ میں تمہیں عقیدت سے چومو۔۔ المیر خان اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔ آنکھیں ہونٹ چومنے سے زیادہ مقدس ہے۔۔ اور محبت ہونٹ چومنے سے نہیں آنکھیں چومنے
 سے امرا ہوتی ہے۔۔ المیر خان نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ جانتی ہوں عالم ہمیشہ گڑیا کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھتا تھا۔۔ اور میرا خواب تھا کہ میں اپنی بیوی کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھوں۔۔ جس سے
 اسے محسوس ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہے۔۔ اس سے عشق ہے۔۔ اس کے جسم کی چاہ نہیں
 ہے۔۔ جب دو جسم و جاں ایک ہوتے ہیں۔ اس میں دونوں کی مرضی شامل ہوتی ہے۔۔ لیکن میں چاہتا
 ہوں کہ جب میں تمہاری آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑو۔۔ تو ہم دونوں کو اپنی روح تک سکون
 ملے۔۔ تمہیں محسوس ہوں کہ ہم دو جسم ایک جان ہے۔۔ المیر خان نمل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔ نمل کا دل دھڑک رہا تھا۔۔ جیسے المیر خان کے لیے اس کے دل میں کچھ بیٹ محسوس ہوئی
 تھی۔۔ المیر خان نمل ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔ ایک دوسرے کی دھڑکنوں کو
 محسوس کر رہے تھے۔۔ نمل آنکھیں بند کیے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ اس کے نیشب و فراز میں

گہرے سانس لینے سے المیر خان کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہے تھے۔ المیر خان اس کے ہونٹوں پہ جھکنے ہی والا تھا۔ لالا۔۔ صوفیہ کی آواز پہ نمل بدک کر اس سے دور ہوئی۔ المیر خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔ وہ ایسے نمل کے قریب نہیں جانے چاہتا تھا۔ المیر خان نے آنکھیں بند کرتے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے آہہ بھری۔۔ سوری۔۔ صوفیہ نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نمل کے گال تپ کے انار ہوئے تھے۔۔ چلو۔۔ المیر خان صوفیہ کے پیچھے اندر کی طرف بڑھا۔۔ نمل روم کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی۔ المیر خان اس کی کلائی دو بچ گیا۔ کہاں۔۔ المیر خان نے تھوڑا سا روڈ لہجے میں پوچھا۔ روم میں۔۔ نمل کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ المیر خان کی نظر اس کی ٹھوڑی کے تین تل پہ تھی۔۔ چلو کھانا کھاؤ۔ المیر خان نے اسے ڈانگ روم کی طرف اشارہ کیا۔ بھوک نہیں ہے۔۔ نمل نے نظریں نیچی رکھتے ہی جواب دیا تھا۔ کھانا کھاؤ۔ المیر خان اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ خاموشی سے ڈانگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اب کیا بول سکتی تھی۔۔

غزنوی جان عالم دونوں ہی لاونج سے نکلتے کارپیوچ میں آئے تھے۔ خان قربانی کے جانور آئے گے ہیں۔ گارڈ نے جان عالم کے پاس آتے ہوئے کہا۔ میں سب کو لے کر آتا ہوں۔ غزنوی بول کر اندر کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم چمیر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ پانچ منٹ میں ہی سب کارپیوچ میں تھے۔ ورشاں سب سے کچھ فاصلے پہ کھڑی جان عالم کو گھور رہی تھی۔ جان عالم نے ورشاں کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ لیکن ورشاں چہرہ دوسری طرف کر گئی۔ جان عالم نے اسے دیکھا۔ کہ اب

کیوں اس جان حیات اس سے ناراض ہے۔۔ لالا۔۔ ورشاں غزنوی کی طرف بڑھی۔۔ جی میرا
 بچہ۔۔ غزنوی پیار سے بولا۔۔ یہ کتنا پیارا ہے۔۔ ورشاں سفید براؤن کلر کے اونچے نیل کو دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ وہ ڈرتی تھی۔۔ لیکن غزنوی کے پاس کھڑی وہ کچھ حد تک محفوظ تھی۔۔ بابا۔۔ غازیہ غزنوی کی
 طرف بھاگی تھی۔۔ لیکن اسے پہلے ہی حبیب اللہ خان نے گود میں اٹھایا۔۔ دادو۔۔ یہ پیارا ہے۔۔ غازیہ
 حبیب اللہ خان کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے سفید کلر کے کافی اونچے نیل کی طرف اشارہ کر رہی
 تھی۔۔ وہ اتنے سارے جانور دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔۔ چار نیل ایک اونٹ کا جوڑا اور چھ
 بکریاں۔۔ جان عالم غزنوی دونوں نے مل کر لیے تھے۔۔ زمل آتمہ خان کے ساتھ کھڑی ہوئی دیکھ رہی
 تھی۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف دیکھتے ہوئے اسے آنکھ و نک کیا تھا۔۔ زمل سرخ ہوتے نظریں جھکا
 گئی۔۔ زمل بھی چلتے ہوئے غزنوی کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔ تمہیں کچھ دیکھاؤ۔۔ غزنوی نے زمل کی
 طرف تھوڑا جھکتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔ لیکن کیا؟ زمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی نے پیچھے
 کھڑے نیل کے جوڑے کی طرف اشارہ کیا۔۔ جو ایک دوسرے کی گردن سے اپنا چہرہ لگا رہے
 تھے۔۔ غزنوی۔۔ زمل نے غزنوی کو غصے سے گھورا۔۔ ان کو ضرورت ہوتی ہے۔۔ تو کیا ہمیں
 نہیں۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں اب کچھ فاصلے پہ تھی۔۔ یہ سارے جانور باندھ
 دو۔۔ اور عید تک ان کا اچھے سے خیال رکھنا ہے۔۔ جان عالم اپنی روبدار آواز میں بولا۔۔ جان عالم
 ورشاں کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔۔ سب ہی تقریباً آہستہ آہستہ اندر جا
 چکے تھے۔۔ اب کیوں ناراض ہوں۔۔ جان عالم نے روم میں آتے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھاتے اس کے
 ساتھ بیٹھا۔۔ ورشاں کچھ بولے بنا چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ جان حیات بتاؤ۔۔ جان عالم نے ورشاں

کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ آپ سے کہا تھا مجھے کیٹ چاہیے۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جان حیات
 اب بلیوں کی تو قربانی ہونے سے رہی۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ مجھے اپنے پاس رکھنے کے لیے
 چاہیے۔۔ ناکہ قربانی کے لیے۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔۔ جان
 حیات۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ ناراض نے ہوا کرو۔۔ جان عالم نے اس کے
 ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔ میرال۔۔ جان عالم کی آواز پہ میرال سفید کلر کی بلی باسکٹ میں لیے اندر
 آئی۔۔ اور رکھتے باہر نکل گئی۔۔ ورشاں کی آنکھیں خوشی سے کھولیں تھیں۔۔ اسے بلیاں پسند
 تھیں۔۔ ورشاں نے زمین پہ بیٹھتے بلی کو نکالتے اپنی گود میں لیا۔۔ بلی ورشاں کے ہاتھ سے پانا چہرہ رگڑ
 رہی تھی۔۔ مانو کتنی پیاری ہے۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم بھی مسکرایا۔۔ بس یہی تو وہ
 چاہتا تھا۔۔ کہ ورشاں خوش ہوں۔۔ اور وہ خوش تھی۔۔ جان عالم نے مانو کو ورشاں کے ہاتھوں سے
 لیتے نیچے رکھا۔۔ اور ورشاں کو اپنی گود میں بٹھایا۔۔ بس ناراض مت ہوا کرو۔۔ جان عالم ورشاں کے
 عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اوکے جان خان۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد باہیں حائل
 کر گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

زرغام پریشے کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ زرغام نے شاہ در کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔ شاہ در جانور دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ زرغام نے بھی جانور خریدیں تھے۔ اور وہ کافی تعداد میں جانور خرید چکا تھا۔ پانچ بیل کے جوڑے تین اونٹ کے جوڑے اور دس بکرے اونٹ کا اسے شوق نہیں تھا۔ وہ زیادہ تر بیل ہی خریدتا تھا۔ بکرے صرف شاہ در کی وجہ سے خریدیں تھے۔ وہ ہر سال یو ہی زیادہ تعداد کے جانور لے کر آتا تھا۔ بلکہ چاروں ہی ہر دفعہ کافی جانور لے کر آتے تھے۔ اور پھر سب کی تینوں دن الگ الگ دن قربانی کے لیے ایک حویلی میں اکٹھے ہوتے تھے۔ چونکہ غزنوی جان عالم ایک حویلی میں رہتے تھے۔ تو ایک دن ان کی حویلی میں ہوتے تھے۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔ اب میرا بچہ خوش ہے۔ زرغام نے شاہ در کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ پریشے نے بھی شاہ در کے دوسرے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ کبھی ہمیں بھی کر دیا کرے جان۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔ شاہ در نے زرغام کے کان میں جھکتے سرگوشی کی تھی۔ جو آسانی پریشے نے سنی تھی۔ اور اس کا منہ حیرت کے مارے کھولا تھا۔ زرغام نے ہنسی دباتے ہوئے پریشے کی طرف دیکھا۔ پریشے نے اسے گھورا تھا۔ جبکہ زرغام مسکرا رہا تھا۔ اریان ابھی حویلی آیا تھا۔ زرغام اسے آتے دیکھ چکا تھا۔ اریان۔ زرغام سٹل کھڑا بولا تھا۔ پریشے نے بھی مڑتے ہوئے دیکھا۔ بال بکھرے ہوئے۔ اس کی ہیزل گریں آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔ بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ کوئی سر پھرا لگ رہا تھا۔ اریان سنجیدگی سے چلتا ہوا۔ زرغام کے قریب آیا۔ جی۔ اریان احترام سے بولا۔ پریشے نے اریان کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں کافی سرخ تھی۔ اریان کھانا کھاؤ گے۔ پریشے نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔ نہیں چھوٹی ماما۔ اریان نے نفی میں سر ہلاتے

زرغام کی طرف دیکھا۔ کہاں سے آرہے ہوں۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔ کیا مطلب کہاں سے آرہا ہے۔ ابھی تو آپ کے سامنے باہر سے آیا۔ اریان کے بولنے سے پہلے ہی پریشے بولی تھی۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔ اور دانت بھینچے تھے۔ وہ اسے اب کیا کہتا اس کے سامنے۔ اریان خاموشی سے کھڑا ہوا تھا۔ تم جا کر آرام کرو۔ کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہوں۔ پریشے زرغام کے بولنے سے پہلے ہی بول چکی تھی۔ اریان بھی ایک نظر زرغام پہ ڈالتے اندر کی طرف چلا گیا۔ پریشے نے شاہدر کی طرف دیکھا۔ جان یواری کیوٹ۔ شاہدر بھی مسکراتے ہوئے بولا۔ ماما کا بچہ۔ پریشے نے شاہدر کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ زرغام بھی اسی کے پیچھے اندر آیا تھا۔ شاہدر بھاگ کر بیڈ پہ لیٹا تھا۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔ جو اس کے بیڈ پہ اسی کی جگہ پہ لیٹ چکا تھا۔ شاہ چلو اپنے بیڈ پہ جا کر لیٹو۔ زرغام شاہدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ انہیں کے کمرے میں شاہدر کے لیے چھوٹا بیڈ لگا دیا گیا تھا۔ زرغام نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کا شاہ اس سے دور ہوں۔ یا پھر اسے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی کمی محسوس ہوں۔ نمل تھی تو وہ پر سکون ہوتا تھا۔ کہ نمل اس کے پاس ہے۔ زرغام بھی بیڈ پہ جا کر بیٹھا۔ جان بابا بول رہے جاؤ۔ شاہدر نے پریشے کو مخاطب کیا۔ جو کچھ فاصلے پہ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ جان کیا بولے گی۔ تم جاؤ جا کر لالا پاس سو جاؤ۔ زرغام شاہدر کو کھڑا کرتے ہوئے بولا۔ شاہدر بھاگ کر پریشے کی ٹانگوں کے گرد حصار بنا گیا۔ مجھے نہیں جانا۔ شاہدر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ مت جاؤ میری جان۔ پریشے اسے الگ کرتے بیڈ کی طرف بڑھی۔ پریشے اسے جانے دو۔ زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔ شاہ آپ وہاں سو جاؤ۔ میں آپ کے پاس ہی رہوں گی۔ پریشے اس کے بیڈ پہ جاتے اسے لیٹاتے اس کے بالوں کو

سہلانے لگی۔۔ شاہ نے آنکھیں بند کی۔۔ اور وہ پانچ منٹ میں ہی گہری نیند سوچکا تھا۔۔ زرغام پریشے کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو اسے شاہ کے لیے انگور کر گئی تھی۔۔ پریشے شاہ در کے اوپر بلیکٹ کرتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔ زرغام نے سائیڈ پہ نیچے کو لٹکتی ڈوری کھینچی تھی۔۔ بیڈ کے چاروں اطراف میں پردہ گرچکا تھا۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ پریشے زرغام کے قریب ہو کر بیٹھی۔۔ کیا ہوا۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ میں آریان سے پوچھ رہا تھا۔۔ تم کیوں جواب دے رہی تھی۔۔ زرغام تھوڑا سا سر دلچے میں بولا۔۔ آپ اس سے سوال ہی الٹے سیدھے پوچھ رہے تھے۔۔ پریشے زرغام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی پریشے۔۔ اریان کو میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔ وہ جو کر رہا ہے۔۔ جو کرنا چاہتا ہے۔۔ وہ ناممکن ہے۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔۔ کیا کرنا چاہتا ہے۔۔ پریشے کی طرف سے سوال کیا گیا تھا۔۔ پریشے میں مزاق نہیں کر رہا۔۔ زرغام کا لہجہ سرد تھا۔۔ میں نے بھی مزاق نہیں کیا۔۔ پریشے نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ تمہیں کچھ بھی سمجھانا بیکار ہے۔۔ تم کچھ نہیں سمجھ سکتی۔۔ زرغام غصے سے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔ پریشے نے زرغام کا ہاتھ پکڑا۔۔ کہاں جا رہے ہیں۔۔ پریشے کا زرغام کو یوں آٹھ کر جانا برا لگا تھا۔۔ بھاڑ میں جا رہا ہوں۔۔ زرغام ہاتھ چھرواتے ہوئے جا چکا تھا۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ زرغام اسے یوں چھوڑ کر چلا گیا۔۔ اس کے دل کو چبھتا تھا۔۔ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتا تھا۔۔ رات بھر گھر نہیں تھا۔۔ اور اب جب آیا۔۔ تو یو اسے چھوٹی سی بات پہ چھوڑ کر چلا گیا۔۔ زرغام اسے یوں ہی چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔۔ یہ جانے بنا کے پریشے کو کتنا برا لگے گا۔۔ پریشے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ پریشے تقریباً پندرہ منٹ سے یوں ہی ہچکیاں لے رہی

تھی۔۔ لیکن زرغام ناجانے کہاں جا چکا تھا۔۔ پریشے بیڈ سے اٹھتے واشر روم کی طرف بڑھی۔۔ زرغام جو کہ ٹیرس پہ کھڑا ہوا تھا۔۔ روم میں آیا۔۔ واشر روم میں سے پانی گرنے کی آواز پہ زرغام شرٹ اتارتے واشر روم کی طرف بڑھا۔۔ واشر روم کے دروازے پہ ہاتھ رکھتے دروازہ کھول چکا تھا۔۔ زرغام اندر آیا۔۔ پریشے شاور کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ مکمل بھیگی ہوئی تھی۔۔ زرغام اس کی طرف بڑھتے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتے اسے بنا کوئی موقع دیے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ پریشے نے زرغام کے گردن پہ ناخن مارے تھے۔۔ وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔ اب کیسے وہ اسے اپنے قریب آنے دے سکتی تھی۔۔ زرغام کو پرواہ ہی کہاں تھی۔۔ وہ صرف اس کے ہونٹوں پہ جھکا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا۔۔ زرغام اس کے ہونٹوں کو اپنے دانتوں میں دباتے اسے سسکنے پہ مجبور کر گیا۔۔ اس کی سانسیں روکتی محسوس کرتے وہ اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے اس کی گردن پہ جھکا تھا۔۔ پریشے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ زرغام کی بھی سانسیں پھولی ہوئی تھی۔۔ مگر وہ پریشے کہ گردن پہ جا بجا اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔۔ پریشے سسکتے ہوئے اس کی گردن کے گرد حصار بنا گئی تھی۔۔ جسے محسوس کرتے زرغام اسے نرمی سے اپنے قریب کرتے اس کی فراک کی زپ کھولتے کندھوں سے کھسکا گیا۔۔ پریشے ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ زرغام شاور بند کرتے اسے اٹھاتے کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ اس کا ہاتھ اس کی کمر کے ہوک پہ روکا تھا۔۔ پریشے سسکتے ہوئے اسے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔۔ وہ اس کے سامنے صرف اس پردے میں تھی۔۔ وہ سسکتے ہوئے بھی سرخ ہو رہی تھی۔۔ زرغام نے کبرڈ میں سے ہاتھ گاؤن نکالتے زرغام اسے ہاتھ گاؤن پہنایا۔۔ اور اپنے وجود سے بھی ہر پردہ اتارتے اپنے گرد ٹاول باندھ گیا۔۔ پریشے کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ زرغام اس کی حیرانگی کی پرواہ

کیے بنا اسے گود میں اٹھا گیا۔ اور روم میں آتے اسے بیڈ پہ لیٹا یا۔ کیا میں ان ہچکیوں کی وجہ جان سکتا
 ہوں؟ زرغام نے پریشے سے سوال کیا۔ لیکن وہ ہنوز ہچکیاں لینے میں مصروف تھی۔ وہ یوں ہی کرتی
 تھی۔ اس کی کئی باتیں انگور کر جاتی تھی۔ پریشے۔ زرغام نہ چاہتے ہوئے بھی سرد آواز میں
 بولا۔ پریشے اس کی سرد آواز میں چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی نیلی آنکھیں لال ہو رہی
 تھی۔ زرغام نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔ آنکھوں میں سے نمی اس کے عارض پہ بھی
 تھی۔ کیوں کرتی ہوں ایسا۔ جانتی ہوں ناکہ اس بچہ کے لیے تمہارا یوں پریشان ہونا۔ یا پھر کوئی ایسی
 فضول حرکت لینا کتنا غلط ہے۔ زرغام اس کے عارض پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ آپ جو
 کرتے ہیں۔ وہ کیا ہے۔ جب دل چاہتا ہے۔ آتا ہے، جب دل چاہتا چلے جاتے ہیں، رات بھر نہیں
 آتے۔ جب آپ چاہتے ہیں، محبت سے بات کرتے ہیں، ورنہ ہوں ہی چلے جاتے ہیں۔ کیوں؟ پریشے اس
 کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دبی دبی آواز میں چینی تھی۔ بتاؤ کب ہوا۔ ہر وقت تمہارے پاس ہوتا
 ہوں۔ زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ اس کے پاس ہی ہوتے تھا۔ کتنی اس
 کی باتیں انگور کر جاتا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی اسے بول رہی تھی۔ وہ اپنی مرضی کرتا تھا۔ رات بھر
 حویلی نہیں آئے۔ آپ کہاں تھے۔ پریشے اٹھ کر بیٹھی۔ اس کے بال جو جوڑے میں بندھے ہوئے
 تھے۔ اب کمر پہ لہرا رہے تھے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ تھا۔ زرغام سنجیدگی سے بولا۔ کون سے
 دوستوں کے ساتھ تھے۔ پریشے بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔ او۔ آپ کے دوست تولالا، المیر لالا اور
 عالم ہی ہے، نا۔ پریشے خود ہی جواب دے گئی تھی۔ جبکہ زرغام نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ اس کے
 لبوں سے عالم کا نام اسے برداشت نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ پھر سے اس کا نام لے چکی تھی۔ آپ کا

موبائل کہاں ہے۔۔ پریشے نے اس کے موبائل کے لیے نظریں دوڑائیں۔۔ اور پھر سائیڈ پہ پر موبائل اٹھایا۔ کیا کرنے لگی ہوں۔۔ زرغام اسے یوں موبائل اٹھاتے دیکھ کر بولا۔۔ پریشے نے اس کا موبائل آؤن کرتے دیکھا۔۔ فرسٹ پہ ہی عالم کا نمبر تھا۔۔ جس پہ پریشے کال کر رہی تھی۔۔ اور کال دو ہی بیلز پہ ریسو ہو چکی تھی۔۔ ہاں بول زرغام۔۔ جان عالم کی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔۔ زرغام جو کہ پرسکون بیٹھا ہوا تھا۔۔ اس نے پریشے کو حیرانگی سے دیکھا۔۔ زرغام رات میں تمہارے ساتھ تھا۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے اس سے موبائل لینا چاہا تھا۔۔ لیکن پریشے بیڈ پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ نہیں میں رات میں آگیا تھا۔۔ جان عالم بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔ زرغام کی بس ہوئی تھی۔۔ زرغام نے پریشے کی کلائی پکڑتے اسے خود پہ گراتے موبائل پکڑا۔۔ زرغام تورات کو کہاں تھا۔۔ جان عالم کی آواز پھر سے موبائل پہ گونجی تھی۔۔ زرغام نے موبائل کو گھورتے ہوئے بند کیا تھا۔۔ اور عالم کو پوچھنے کا وہ بعد میں اردہ رکھتا تھا۔۔ لیکن پہلے وہ پریشے کا دماغ ٹھکانے لگانے کا اردہ رکھتا تھا۔۔ زرغام نے پریشے کو سرد نظروں سے دیکھا۔۔ پریشے زرغام کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ زرغام نے پریشے کو خود پر سے ہٹاتے اس کا جبرہ نرمی سے اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔ خود کو کیا سمجھتی ہوں۔۔ زرغام اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ جھوٹ کیوں بولتے ہوں۔۔ تم جھوٹے ہوں۔۔ تم پہلے بھی جھوٹے تھے۔۔ تم آج بھی جھوٹے ہوں۔۔ پریشے چلائی تھی۔۔ پریشے زرغام اس سے بھی اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔ کیا پریشے۔۔ کچھ بھی کرتے پھروں گے۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ پریشے غصے سے چلائی تھی۔۔ کیا جانتی ہوں۔۔ زرغام نے اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل

کیا۔۔ پریشے کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔۔ پریشے مجھے پہلے والا زرغام بننے پر مجبور مت
 کرو۔۔ اب کی بار برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔ زرغام اس کے آنسو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے
 بولا۔۔ پریشے زرغام کا ہاتھ اپنے گال سے جھٹک گئی۔۔ پریشے اگر میں پیار سے پیش آرہا ہوں۔۔ تو مجھے
 سختی کرنے پہ مجبور مت کرو۔۔ زرغام اس کے بال چھوڑتے ہوئے اس کے جڑہ پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے
 ہوئے بولا۔۔ تم آج بھی پہلے کی طرح ہوں۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
 چلائی۔۔ پریشے۔۔ زرغام جس کا پارہ ہائی ہو چکا تھا۔۔ خود پہ ضبط کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔ پریشے نے
 زرغام کی طرف دیکھا۔۔ جو اس سے اب نرمی سے پیش آرہا تھا۔۔ تم بالکل اچھے نہیں ہوں۔۔ پریشے
 روتے ہوئے بولی۔۔ کیوں مجبوری کرتی ہوں یا۔۔ زرغام نے پریشے کے بالوں میں ہاتھ
 الجھائے۔۔ پریشے زرغام کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔ میری جان۔۔ زرغام نے پریشے کو نرمی
 سے تکیہ پہ کیا۔۔ اور اس کے آنسو ہونٹوں سے چننے لگا۔۔ زرغام اس کے گاؤن کی ڈوریاں میں انگلیاں
 پھساتے انہیں کھول چکا تھا۔۔ اس کی ڈوریاں کھولتے زرغام نے اس کے پیٹ پہ نرمی سے ہونٹ
 رکھے۔۔ جب سے یہ آنے والا ہے۔۔ تب سے میں اپنی جان کے قریب نہیں آیا۔۔ زرغام پریشے کے
 پیٹ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ اس کے ہونٹوں کے علاوہ اس کے وجود کو بہت کم چھوتا تھا۔۔ کہ
 کہیں پریشے کو درد نہ ہوں۔۔ لیکن پریشے اسے غصے دلارہی تھی۔۔ مجھے نہیں رہنا آپ کے
 ساتھ۔۔ پریشے ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ زرغام کچھ نہیں بولا تھا۔۔ زرغام اوپر کو ہوتے اس کے بالوں
 کو سہلا رہا تھا۔۔ لیکن وہ ہنوز آنکھیں بند کیے رو رہی تھی۔۔ زرغام نے نرمی سے پریشے کے عارض پہ
 ہونٹ رکھے۔۔ یوں ناراض مت ہوا کرو۔۔ زرغام پریشے کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے

بولا۔ مجھے نہیں رہنا۔ پریشے زرغام اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ وہ اس کے دونوں ہاتھ
 پکڑتے ہونٹوں سے لگا گیا۔ کیوں صرف ایک ہی بات کی رٹ لگائے بیٹھی ہوں۔ وہ اس کے بالوں کو
 پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ پریشے نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ زرغام اس کی نم آنکھیں
 دیکھتے بیڈ سے اٹھا۔ کپڑے پہنتے زرغام واپس آیا۔ پریشے کمرے میں غروب تھی۔ زرغام بیڈ کراؤن
 سے ٹیک لگا گیا۔ وہ جانتا تھا۔ اس کنڈیشن میں موڈ چینج ہوتا ہے۔ مگر اتنی وہ ضد کرے گی۔ یہ
 نہیں جانتا تھا۔ زرغام نے اس کے چہرہ سے کمرے ہٹاتے ہوئے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔ پریشے
 سوچکی تھی۔ زرغام نے نرمی سے اس کے جبرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ سوری مائی لیو۔ زرغام نے جھکتے ہوئے
 پریشے کے عارض پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔ پریشے کسمکاتے ہوئے زرغام کے سینے میں چہرہ چھپا
 گئی۔ زرغام بھی مسکراتے ہوئے اس کے گرد حصار بنا گیا۔

آریان اپنے روم میں بے چینی سے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے بے چینی ہو رہی تھی۔ آریان روم سے نکلتا باہر
 آیا۔ لاؤنج میں پڑے موبائل پہ کال آرہی تھی۔ آریان نے لاؤنج میں آتے موبائل اٹھاتے کان سے
 لگایا۔ زرغام۔ جان عالم کی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔ جی چاچو۔ آریان نے موبائل کی طرف
 دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا۔ آریان زرغام کہاں ہے۔ جان عالم اب پریشان ہو رہا تھا۔ چاچو بابا روم
 میں ہے۔ آریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ اوکے۔ جان عالم بھی سنجیدگی سے بولا۔ چاچو وہ۔ آریان
 نے کچھ پوچھنا چاہا تھا۔ بولو آریان۔ جان عالم سمجھ چکا تھا۔ وہ کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ وہ المیر کی
 بہن۔ ابھی آریان بول ہی رہا تھا۔ کہ جان عالم بولا تھا۔ المیر خان نے صوفیہ اور فضل کے نکاح کی

تاریخ طے کر دی ہے۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔ جی اچھا۔۔ اریان کا دل بے چین ہوا تھا۔ کیا کچھ ہوا ہے۔۔ جان عالم کی بات سنتے آریان نے پیشانی مسلی۔۔ نہیں چاچو۔۔ اور موبائل رکھتے باہر نکلا۔۔ اریان لاونج سے باہر نکلا۔۔ اس کے چہرہ پہ پریشانی تھی۔۔ دل بے چین تھا۔۔ کہ آخر کیسے ہو سکتا تھا۔۔ وہ اس کے نکاح میں تھی۔۔ اور وہ کسی اور سے نکاح کیسے۔۔ اریان نے سٹرینگ پہ ہاتھ مارا تھا۔۔ اریان کی گاڑی ان بیلنس ہوئی تھی۔۔ لیکن اس کے چہرہ پہ پریشانی تھی۔۔ اس کی پیشانی پہ پسینہ ٹپک رہا تھا۔۔ وہ جلد از جلد اس تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔

آریان کی گاڑی المیر خان کی حویلی کے باہر آکر روکیں۔۔ اریان گاڑی سے نکلا۔۔ اس نے ایک نظر حویلی پہ ڈالی۔۔ جو تاریکی میں چھپی ہوئی تھی۔۔ اریان گاڑی سے نکلتا اندر کی طرف بڑھا۔۔ اسے دیکھتے گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔ آپ اندر نہیں جاسکتے۔۔ اریان کو دیکھتے گارڈ نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اریان نے ایبرو اچکائی۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ اریان اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ صاحب میں المیر بابا کو بتا دو گا۔۔ وہ پھر سے نرمی سے بولا۔۔ اریان خان نے اسے گھورا۔۔ اور دانت بھینچتے ہوئے پیچھے ہو گیا۔۔ وہ اس وقت کوئی تماشہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ اریان اپنی گاڑی پیچھے کو لے جاتے اپنی گاڑی کے اوپر کھڑا ہوا۔۔ اریان نے اندر کی طرف کچھ پھینکا تھا۔۔ گارڈ جو کہ دروازہ بند کر رہا تھا۔۔ جلدی سے دروازہ چھوڑتے اندر لان کی طرف بھاگا تھا۔۔ اریان نیچے اترتے اندر حویلی میں داخل ہوا۔۔ اور ایک نظر ڈالتے لاونج میں چلا گیا۔۔ لاونج میں ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ صوفیہ کے روم کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔ اریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ لیکن صوفیہ کو دروازہ بند کرتے دیکھ اریان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔ اور اس

کے ہاتھ پکڑتے اندر روم میں آتے دروازہ بند کر چکا تھا۔ صوفیہ چیخنے ہی والی تھی۔ کہ آریان اس کے
 ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ چکا تھا۔ صوفیہ نے حیرانگی سے آریان کو دیکھا تھا۔ بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ
 اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑا ہوا تھا۔ صوفیہ پلکیں جھپکائیں بنا اسے یوں ہی دیکھ رہی
 تھی۔ آریان اسے یوں خود کی طرف دیکھتے پا کر اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹاتے اس کے ہونٹوں کو اپنی
 گرفت میں لینے ہی والا تھا۔ کہ صوفیہ اس سے دور ہو چکی تھی۔ ی۔ یہاں کیوں آئے ہوں۔ صوفیہ
 اسی کے دیے گئے بلیک کلر کے سوٹ میں ملبوس تھی۔ آریان نے اسے گہری نظروں سے دیکھا
 تھا۔ قمیض اس کی گھٹنوں سے تھوڑی نیچے تھی۔۔۔ قمیض اسے تھوڑی سی لوز تھی۔ جس سے اس کا
 جسم عیاں نہیں تھا۔ آریان کی گہری نظروں کو خود پہ محسوس کرتے ہوئے اس نے گلے میں دوپٹہ لیا
 تھا۔ آریان جاؤ پلیز۔ صوفیہ چہرہ دوسری طرف کر گئی۔ وہ آریان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی
 تھی۔ آریان نے صوفیہ کی طرف جاتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ کیوں آئے ہوں۔ صوفیہ تھوک
 نکلتے ہوئے بولی۔ شادہ کرو گی۔ اس کمینے سے، آریان اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارا
 تھا۔ صوفیہ اس کے پھنکارنے پہ کچھ فاصلے دونوں کے درمیان بنا گئی۔ وہ اس کے یوں چلانے پہ سہمی
 تھی۔۔۔ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کیسے تمہارا کسی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ آریان صوفیہ کو اپنے
 قریب کرتے اس کی براؤن آنکھوں میں اپنی ہیزل گریں آنکھیں گاڑھ گیا۔ ت۔ تم سے پہلے
 خ۔ خود کو الگ کرو گی۔ پھر اس سے نکاح کرو گی۔ صوفیہ کی زبان پہ طلاق لفظ نہیں آیا تھا۔ وہ واقع
 ہی ڈرتی تھی۔ وہ اسے کھونے سے ڈرتا تھا۔ لیکن وہ اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مجھ سے
 خود کو الگ کرو گی۔ کیسے کرو گی۔ آریان نے اس کا جبرہہ بوچتے ہوئے اس کی آنکھوں میں خون چھلکتی

آنکھوں سے دیکھا۔۔م۔۔میرے نکاح کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔۔دور ہٹو۔۔صوفیہ ہمت جمع کرتے ہوئے بولی۔۔اریان نے اس کی بات پہ قہقہہ لگایا تھا۔۔نکاح کی ڈیٹ فکس۔۔اریان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔اس کے مسکرانے پہ صوفیہ پیچھے ہوئی تھی۔۔وہ بے چین تھا۔۔وہ اسے کھونے سے ڈر رہا تھا۔۔وہ کسی اور کے نکاح میں جانا چاہتی تھی۔۔میرے نکاح میں ہوتے تم کسی کو سوچ بھی نہیں سکتی۔۔اریان اس کے ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔اریان اس کے ہونٹوں پہ شدت سے دانت گاڑتے انہیں سک کر رہا تھا۔۔صوفیہ اسے دونوں ہاتھوں سے دورد کھیلتے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی تھی۔۔وہ جانتی تھی۔۔کہ وہ اسے یہاں سے نہیں بھیج سکتی۔۔اسی لیے وہ بھاگ چکی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتی۔۔اریان دروازہ پہ اپنا ہاتھ جماتے اندر داخل ہوتے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے اوپر پین کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔صوفیہ کے ہاتھ ناچاہتے ہوئے اس کی گردن کے گرد حائل ہوئے تھے۔۔اریان اس کے ہونٹوں پہ جھکے اس کی سانس چرا رہا تھا۔۔وہ اس کی سانس بے دردی سے کھینچ رہا تھا۔۔صوفیہ کی آنکھیں اس کی بے دردی پہ بھی بند ہوئی تھی۔۔وہ اسے خود سے دور جھٹک نہیں سکی تھی۔۔اریان صوفیہ کے ہونٹوں پہ جھکے اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔۔صوفیہ بھی اب اس کی شدت میں اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔دونوں ایک دوسرے کی سانسیں کھینچ رہے تھے۔۔اریان کے ہاتھ اس کی کمر پہ رنگتے ہوئے اس کی کمر کے نچلے حصے پہ بے باکی سے چلنے لگا۔۔صوفیہ نے آریان کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔اریان صوفیہ کے لمس کو اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے مسکرایا۔۔اس کی مسکراہٹ بھی صوفیہ کے ہونٹوں میں چھپ چکی تھی۔۔اریان اس کے نچلے وجود پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے اس کے پیٹ پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔۔وہ

پورے استحقاق سے اس کے وجود کو محسوس کر رہا تھا۔ اریان کے ہاتھ اس کے پیٹ سے اس کی
 دھڑکنوں پہ آئے تھے۔ صوفیہ جو اس کی ہونٹوں کو شدت سے چوم رہی تھی۔ اسے خود کا ساتھ
 دیتے محسوس کر کہ وہ ہوش میں آئی تھی۔ وہ اس کے ہونٹوں کو آزاد کرنے ہی والی تھی۔ کہ اریان
 اس کے ہونٹوں کے سک کرنے لگا۔ اریان کے ہاتھ صوفیہ کی دھڑکنوں پہ تھے۔ صوفیہ اس کے
 دونوں ہاتھ اپنی دھڑکنوں سے ہٹاتے اسے خود سے دور کرتے زمین پہ بیٹھی تھی۔ صوفیہ گہرے سانس
 لیتے زمین پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اریان بھی گہرے سانس لیتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ صوفیہ اپنے بال
 مٹھیوں میں جکڑتے چہرہ گھٹنوں میں چھپائے بے آواز رونے لگی۔ اریان نے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا
 پھیرتے ہوئے صوفیہ کے پاس جھکا۔ صوفیہ پیچھے کھسکی تھی۔ صوفیہ۔ اریان نے پنجنوں کے بل
 بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ اس ہی براؤن آنکھوں سے اس کی کانچ سی ہیزل گریں آنکھیں ٹکرائی
 تھی۔ اریان اس کی آنکھوں میں ڈوب چکا تھا۔ اریان نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ صوفیہ کی
 آنکھیں نم ہوئی تھی۔ اریان چلے جاؤ۔ صوفیہ نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ اس کی
 قمیض بے ترتیب ہو چکی تھی۔ اریان نے صوفیہ کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔ اریان جاؤ
 پلیز۔ صوفیہ اسے خود سے دور دھکیلتے ہوئے بولی۔ کیا چاہتی ہوں میں تمہیں چھوڑ دو۔ اور تم اس
 کمینے سے شادی کر لوں۔ اریان اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتے ہوئے غرایا تھا۔ ہاں کیونکہ وہ تم
 جیسا نہیں ہے۔ صوفیہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے چلائی۔ کیا ہے اس میں جو مجھ میں نہیں
 ہے۔ اریان اسے دیوار سے لگاتے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔ وہ دل کا اچھا
 ہے۔۔۔ اریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔ تم صرف میری ہوں۔ تم صوفیہ

اریان خان ہوں۔۔ اگر تمہیں کسی نے سوچا بھی تو یا اسے زندہ گاڑ دو گا۔۔ یا پھر تمہیں اور خود کو زمین
 میں دفن کر دو گا۔۔ اریان اپنا ہاتھ دیوار پہ مارتے ہوئے دھاڑا۔۔ صوفیہ نے ڈرتے ہوئے کانوں پہ ہاتھ
 رکھا تھا۔۔ میں نہیں رہنا چاہتی تمہارے ساتھ تو کیا تم زبردستی رکھوں گے۔۔ صوفیہ اریان کا گریبان
 پکڑتے ہوئے چلائی۔۔ ہاں۔۔ اگر مجھے تمہیں قید بھی کرنا پڑا تو تمہیں قید کر دو گا۔۔ اپنے پاس رکھو
 گا۔۔ اریان اس کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اپنا ہاتھ چہرہ والے کی کوشش کرنے
 لگی۔۔ اریان اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑے ہوئے تھا۔۔ لیکن پھر بھی صوفیہ ہاتھ نہ چہرہ واسکی
 تھی۔۔ اریان اسے اپنے قریب کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کی گردن پہ جھکا تھا۔۔ وہ جا بجا اس کی
 گردن کو اپنے ہونٹوں سے مہکا رہا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں کے لمس پہ صوفیہ اس کے حصار میں مچلی
 تھی۔۔ وہ اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور دھکیلنے لگی۔۔ لیکن ایک انچ نہ ہلا
 سکی۔۔ اریان اس کی گردن پہ اپنے ہونٹوں سے نشان چھوڑتے اس کے وجود کو اسحاق سے چھونے
 لگا۔۔ وہ مدہوش ہو رہا تھا۔۔ اریان کے ہاتھ صوفیہ کی دھڑکنوں کو نرمی سے چھو رہے تھے۔۔ صوفیہ اسے
 خود سے دور دھکیل گئی۔۔ اریان لڑکھڑاتے ہوئے دیوار سے لگا تھا۔۔ تم حواس پرست انسان
 ہوں۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ تم کبھی نہیں بدل سکتے۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع
 ہوئے تھے۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کی گردن پہ ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر
 گیا۔۔ کب کی تم سے حواس پوری۔۔ اریان کی آنکھوں میں اس کی طلب واضح تھی۔۔ جسے دیکھتے صوفیہ
 کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔۔ تم نے جو لیکا کو کس کیا تھا۔۔ صوفیہ بھی پیچھے کو ہوتے
 دیوار سے ٹیک لگا گئی۔۔ اریان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ اسے صوفیہ چاہیے تھی۔۔ اس

کے جواں جزبات اسے صوفیہ کو اپنے وجود کا حصہ بنانے کے لیے اس سے زبردستی کرنے پہ مجبور کر رہے تھے۔۔۔ بولو۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کی تھی۔۔ اریان نے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔ پھر کیسے تم میرے قریب آ سکتے ہوں۔۔ صوفیہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں بند کرتے اس کے سینے پہ رکھتے اسے باہر کی طرف دھکیل گئی۔۔ کیونکہ تم میری بیوی ہوں۔۔ اریان اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔۔ تم نے جب اس جو لیکا کو کس کیا۔۔ تب سوچا کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔۔ صوفیہ چٹھکتے ہوئے بولی۔۔ اس کے تن من میں آگ لگی ہوئی تھی۔۔ اگر وہ اس پہ حق جتنا تھا۔۔ اس سے محبت کرتا تھا

۔۔ تو کیسے کسی اور لڑکی کے قریب جاسکتا تھا۔۔ سوچا تھا۔۔ اسی لیے اس سے دور ہو گیا۔۔ اریان تھوک نگلتے ہوئے بولا۔۔ واقعی ہی اس دن وہ صوفیہ کا سوچ کر ہی اس سے دور ہوا تھا۔۔ ایم سوری۔۔ اریان اس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ سوری مائی فوٹ۔۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔۔ صوفیہ غصے سے لال ہوتے چہرہ لیے بولی۔۔ اریان نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا۔۔ اور اسے اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ چھوڑ مجھے۔۔ صوفیہ اس کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔ اریان اسے بیڈ پہ پھینکتے اپنی شرٹ اتارتے دور پھینک گیا۔۔ تم نہیں جانتی۔۔ میں تمہارا لیے کتنا پاگل ہوں۔۔ مجھے صرف تم چاہیے۔۔ تم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن تم یہ نہیں سمجھتی۔۔ اور نہ ہی کبھی سمجھ سکوں گی۔۔ اس لیے اب شوہر بن کر دکھاؤ گا۔۔ اریان اس یہ جھکا غرایا۔۔ جب شوہر نہیں رہوں گے۔۔ تب کچھ نہیں کر پہ سکوں گے۔۔ صوفیہ اس کی گردن پہ ناخن مارتے ہوئے بولی۔۔ اس ہی

آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ وہ خود پریشان تھی۔۔۔ کہ وہ المیر خان کو کیسے بتائے۔۔۔ اور آریان اسے اور پریشان کر رہا تھا۔۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ بے رحم بنا اپنی شدتیں ڈھا رہا

تھا۔ بھی اس کے نچلے لب کو بھی اس کے بالائی لب کو دانتوں تلے دباتے سک کر رہا تھا۔ صوفیہ ہاتھ پاؤں مارتے خود کو چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ آریان اس کے ہونٹوں کو سک کرتے اس کی زبان کو اپنے ہونٹوں میں دباتے سک کرنے لگا۔ صوفیہ کو سانس کی کمی محسوس ہوئی تھی۔ وہ بری طرح سے کھانسا شروع ہوئی تھی۔ آریان اس کے گردن پہ جھکتے لوہاٹ بنانے لگا۔ صوفیہ گہرے سانس لیتے اپنا سانس محال کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ ابھی بھی اریان کہ گرفت میں تھے۔ آریان اس کی گردن پر لوہاٹ بناتے اپنے دانتوں کے نشان چھوڑتے سک کرنا لگا۔ اریان ایک ہاتھ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑے دوسرے ہاتھ سے ہاتھ اس کے وجود پہ چلاتے ہوئے اس کی قمیض کے اندر سے اس کے وجود پہ چلنے لگا۔ اریان کا ہاتھ اس کے پیٹ سے اوپر اس کی دھڑکنوں پہ آتے

اسے بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ سس۔۔ صوفیہ نے سسکتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ آریان اس کی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں میں مسلتے اسے سکے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔ آ۔۔۔۔۔ ی۔۔۔ یان۔۔ صوفیہ ٹوٹے لفظوں میں بولی تھی۔۔ آریان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے بالکل قریب کرتے اس کے وجود سے قمیمض اتارتے دور اچھا ل گیا۔۔ صوفیہ سرخ ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ اس نے اس کے سینے میں چہرہ چھپانا کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ اس کے عارض تپ کے انار ہو چکے تھے۔۔ آریان اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پر جھکا۔۔ اور اپنی انگلی سے اس کی سٹریٹیز کندھے سے نیچے

کھکاتے اس کے کندھوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے اس کی دھڑکنوں پہ آیا۔ اس نازک سے پردے کو
آریان اپنے ہونٹوں سے نیچے کرتے اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑنے لگا۔ صوفیہ اسے خود سے دور
کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن آریان اس کے دور کرنے پہ جنونی ہوتا اس کی دھڑکنوں کو کاٹ رہا
تھا۔ وہ اوپر کو ہوتے اس کا جڑہ دبوچتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ آریان کی آنکھوں میں اس کی
طلب تھی۔ آنکھیں خمار سے سرخ ہو رہی تھی۔ صوفیہ کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔ جیسے
ابھی باہر نکل آئے گا۔۔

I love you so much Sofia, I can't live without you, don't
push me .away from you

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں صوفیہ تمہارے بنا نہیں رہ سکتا، مجھے خود سے دور مت جھٹکوں۔ (وہ خمار
آلود نظروں سے اسے دیکھتے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا۔ صوفیہ کے گلے
میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔ اس کا

دل چاہا تھا۔ کہ وہ خود کو اس کے حوالے کر دے۔ دونوں گہرے سانس لیتے ایک دوسرے کی طرف
دیکھ رہے تھے۔۔

Sofia, be with me. Make me feel how much I love you.

Surrender

.yourself to me

(صوفیہ میرا ساتھ دو۔۔ مجھے محسوس کرو۔۔ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔ خود کو مجھے محسوس کرنے دو۔۔) آریان اس کے چہرہ پر نرمی سے اپنے سلگتے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ لیکن صوفیہ ابھی بھی کچھ نہیں بولی تھی۔۔ وہ بالکل خاموش تھی۔۔ جیسے کوئی اس میں جزیبہ ہی نہیں ہوں۔۔ صوفیہ۔۔ آریان نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ اسے یوں خاموش دیکھتے آریان نے گہرا سانس لیا۔۔ آریان اس پر سے اٹھنے ہی لگا تھا۔۔ کہ صوفیہ اس کی گردن کے گرد باہیں حائل کرتے اس کے ہونٹوں

کو اپنی گرفت میں لے گئی۔۔ آریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے اس کے ساتھ دے رہا تھا۔۔ صوفیہ آریان دونوں ایک دوسرے کے ہونٹوں کو شدت سے چوم رہا تھے۔۔ صوفیہ آریان کے ہونٹوں کو چھوڑتے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکاتے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ آریان نے اس کی گردن پر جھکتے نرمی سے ہونٹ رکھتے اس کی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیا۔۔ صوفیہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔ شاید وہ اپنا آپ اسے سونپ چکی تھی۔۔ آریان کا ہاتھ اس کے پیٹ سے اس کی ناف پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔ صوفیہ کے پورے وجود میں سپارک سا ہوا تھا۔۔ آریان نے اس کی ناف پر پھر سے ہونٹ رکھتے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔ آریان اس کی گہرائیوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے اپنی بیلٹ اتارنے لگا۔۔ صوفیہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں

تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔ اریان صوفیہ پہ جھکا تھا۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ کہ وہ کیا بتانے والا تھا۔۔ کچھ پل کے لیے کمرے میں خاموشی چھائی تھی۔۔ کمرے میں دونوں کی گہری سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔ بابامیری شادی کرنا چاہ رہے ہیں۔۔ اریان صوفیہ کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے اریان کی طرف دیکھا۔۔ اس نے اس کی طرف ایک قدم بڑھایا ہی تھا۔۔ کہ وہ اسے بتا رہا تھا۔۔ کہ وہ کسی اور کو بھی اپنی زندگی میں شامل کرنے جا رہا

ہے۔۔ ت۔۔ ت۔۔ تم نے کیا کہا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی صوفیہ یہ سوال پوچھ چکی تھی۔۔ میں بابا کو کیا بول سکتا ہوں۔۔ ان کو بتایا ہے۔۔ کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ اریان صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ پ۔۔ پھر۔۔ صوفیہ تھوک نگلتے ہوئے بولی۔۔ بابا نہیں مانے۔۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دو۔۔ المیر اور بابا کی دوستی خراب نہ ہوں۔۔ اس لیے یہ بہتر ہے۔۔ اریان اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ اب اریان کا ہاتھ اس کے دونوں عارض پہ تھا۔۔ اریان کو اپنے سینے میں اس کی ناز کی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اور وہ ضبط سے آنکھیں بند کر رہا تھا۔۔ میں تمہیں نہیں کھو سکتا۔۔ اریان اس کی سکن کو اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ شل تھی۔۔ وہ بھی تو اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔ جو بھی تھا۔۔ کچھ بھی کہتی۔۔ لیکن آج بھی وہ اس کے دل میں آج بھی تھا۔۔

اریان صوفیہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔ ان کی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کھونے کا ڈر تھا۔۔ ک۔۔ کیا کرو گے۔۔ صوفیہ کے لب بڑبڑائے تھے۔۔ کیا کر سکتا ہوں۔۔ اریان بے بسی سے بولا۔۔ ت۔۔ تم ش۔۔ شادی۔۔ ک۔۔ ک۔۔ ل۔۔ لوں گے۔۔ صوفیہ کی آواز کمرے میں گونجی

تھی۔۔۔ اریان جو کہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔۔۔ اس نے سر اٹھا کر صوفیہ کو دیکھا۔۔۔
 اور پھر مسکرا دیا۔۔۔ جس کا صاف مطلب وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ اریان اس کی دھڑکنوں پہ جھکا دانت
 گاڑنے لگا۔۔۔ صوفیہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ تم مجھے خدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہوں۔۔۔ میں نہیں
 چاہتا تمہیں کھودو۔۔۔ پلیز مجھ سے دور مت جانا۔۔۔ وہ نرمی سے اس کی لیپ پہ پرہاتھ؟ پھیرتے ہوئے
 بولا۔۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ اریان اس کی لیپ پہ ہونٹ رکھتے اوپر ہوا ہی
 تھا۔۔۔ کہ اس موبائل رنگ ہونا شروع ہوا تھا۔۔۔ اریان نے موبائل نکالتے کال ریسپونڈ کی۔۔۔ اریان
 واپس صوفیہ کے اوپر آتے اس کے عارض کو اپنی زبان سے گیلا کرنے لگا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کہ صوفیہ
 کو لگے کہ وہ صرف اس سے ضرورت پوری کرے۔۔۔ صوفیہ نے اپنی آنکھوں کی نمی اندر دکھیلنے اپنے ہاتھ
 اس کی گردن کے گرد حائل کیسے تھے۔۔۔ میں ابھی آیا۔۔۔ اریان سنجیدگی سے بولتا صوفیہ پر سے اٹھا۔۔۔
 صوفیہ نے اریان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اپنی شرٹ پکڑ رہا تھا۔۔۔ صوفیہ نے خود پر کمبل لیتے اریان کی
 طرف دیکھا۔۔۔ اریان نے شرٹ ڈالتے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم تھی۔۔۔ جیسے وہ
 سمجھ چکی تھی۔۔۔ کہ اب وہ کیا کرنے والا ہے۔۔۔ اریان نے اسے دیکھتے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔
 اریان صوفیہ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ لیکن پھر سے اس کا موبائل بجنا شروع ہوا تھا۔۔۔ اب کی بار

کال ریسپونڈ کرتے وہ باہر نکل چکا تھا۔۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ اسے جو ڈر تھا۔۔۔ وہی ہوا تھا۔۔۔
 وہ اسے پھر سے چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔ صوفیہ چہرہ ہاتھوں میں دیے پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ وہ
 جانتی تھی۔۔۔ کہ کچھ ایسا ہی ہوں گا۔۔۔ اور اس دفعہ وہ یہ بھی بتا چکا تھا۔۔۔ کہ وہ کسی اور کا بھی ہو جائے

گا۔ اسے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ کہ وہ کسی اور کا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ اگر اس پر صرف اس کا حق تھا۔ تو اس پر بھی صرف اس کا حق تھا۔۔۔ وہ کیسے کسی اور کا ہو سکتا تھا۔۔۔ اسے کسی کے ساتھ شئیر تو وہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ شاید اس کی قسمت یہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بے مول ہوتے گر رہے تھے۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 113_2

جان خان۔۔۔ ورشاں جو کب سے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن نیند آنکھوں سے پڑے تھی۔۔۔ جان عالم جو اس کے گرد حصار بنائے ہوئے تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے اپنی جان حیات کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ کو نیند آرہی ہے کیا۔۔۔ ورشاں اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ کیوں تمہیں نہیں آرہی۔۔۔ جان عالم نے تکیہ پہ بازو رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ دو گلاں کریاں پیار دیا۔۔۔ دو گلاں کریاں۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے گنگنایا۔۔۔ جان خان۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا کھاؤ گی۔۔۔ جان عالم نے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ کچھ بھی کھلا دے۔۔۔ ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ مجھے کھا جاؤ۔۔۔ جان عالم ہسنی دبائے بولا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں نے اس کے سینے پہ مکہ مارا تھا۔۔۔ جان عالم سائیڈ ڈرائیر سے چو کلیٹ نکالتے ورشاں کو دی۔۔۔ یہ کھاؤ گی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف چو کلیٹ کی۔۔۔ یس۔۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے چو کلیٹ پکڑی تھی۔۔۔ اور کھول کر کھانے

لگی۔۔ ورشاں چو کلیٹ کھا رہی تھی۔۔ جبکہ جان عالم مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے
 dark ہونٹوں پہ اچھی خاصی چو کلیٹ لگی ہوئی تھی۔۔ اور وہ پانچ منٹ میں ہی دو بڑے سائیز والی
 چو کلیٹ کھا چکی تھی۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھوں سے چو کلیٹ کا خالی پاکٹ پکڑتے ٹبل پہ
 رکھا۔۔ اور اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ جھکا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم اس کی
 فینگرز سے چو کلیٹ صاف کرتے ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جو سمجھ چکی تھی۔۔ اب اس کی خیر
 نہیں۔۔ جان عالم نے جھکتے اس کے ہونٹوں سے چو کلیٹ اپنی زبان سے صاف کی تھی۔۔ وہ اس کے
 ہونٹوں کو اپنی زبان سے گिला کرتے سک کر رہا تھا۔۔ ورشاں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھساتے جان
 عالم اس کے ہونٹوں پہ جھکا ہوا تھا۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں کو اچھے سے گیلے کرتے اس کی گردن پہ
 جھکا تھا۔۔ ورشاں کے وجود میں لرزی سے طاری ہوئی تھی۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے
 چھوا تھا۔۔ جان عالم نے اس ہی گردن کو جامنی کرتے اس کی دھڑکنوں پہ لب رکھے۔۔ ورشاں سختی سے
 آنکھیں میچ گئی۔ وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔ کانوں سے دھواں نکل رہا تھا۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ جھکا
 ہوا تھا۔۔ جبکہ ہاتھ اس کے وجود پہ معنی خیزی گستاخیاں کر رہے تھے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے اوپر
 آتے اس کی میسکی کی ڈوریاں کھولتے اسے الگ کرنا چاہا۔۔ یار کیا پہنتی ہوں۔۔ سب فراق پہنتے ہے۔۔ تم
 بھی وہی پہن لیا کرو۔۔ جان عالم سے جب ڈوریاں نہ کھولیں تو وہ جنجھلاتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کے
 ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ اسے مسکراتے دیکھ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ
 کاٹا۔۔ سس۔۔ ورشاں نے سسکی لی تھی۔۔ جان عالم ایک ہی جھٹکے میں اس کی ڈوریاں کھینچتے اس کی میسکی
 سے الگ کر گیا تھا۔۔ جسے ورشاں نے حیرانی سے دیکھا تھا۔۔ اور وہ کچھ بول نہ سکی تھی۔۔ وہ بول بھی

کیا سکتی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی سمپل سی میسکی کو اس کے وجود سے علیحدہ کرتے اس کے کندھوں کو
 اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔ اس کے کندھوں سے دھڑکنوں تک کا سفر وہ چند ہی سیکنڈ میں آچکا
 تھا۔۔۔ جان عالم نے ایک ہاتھ اس کی دھڑکنوں سے لپٹے پردے کی ہوک پہ گھومایا تھا۔۔۔ ورشاں سختی سے
 آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ جان عالم نے اس کی دھڑکنوں کو کاٹتے ورشاں کو آنکھیں کھولنے پہ مجبور کیا
 تھا۔۔۔ ڈونٹ۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے گہرے سانس لیتے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ ڈرتے ہوئے آنکھیں کیوں بند کرتی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔ ورشاں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی
 پیشانی پہ ہونٹ رکھتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آنکھیں کھول کر کبھی محسوس کرو۔۔۔ میں جیسے محسوس
 کرتے ہوں۔۔۔ تم بھی کرو۔۔۔ یہ خوبصورت لمحات ان کو محسوس کرنے سے روح تک میں سکون اترتا
 ہے۔۔۔ جان عالم اپنی بیرڈ اس کے عارض سے رگڑتے ہوئے بولا۔۔۔ اب آنکھیں بند مت کرنا۔۔۔ جان
 عالم بے حد پیار سے بولتے ہوئے اس کی دھڑکنوں تک آیا۔۔۔ اس نے اس کی دھڑکنوں سے پردہ ہٹاتے
 سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں بند نہیں کی تھی۔۔۔ اس کی پلکیں لرز رہی تھی۔۔۔ جس سے
 ظاہر تھا۔۔۔ کہ وہ جلد آنکھیں شرم سے بند کر لے گی۔۔۔ جان عالم اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اپنے ہونٹوں
 کی مہر ثبت کرنے لگا۔۔۔ اپنی شرٹ اتارتے وہ شدت سے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا اسے لرزنے پہ مجبور کر
 رہا تھا۔۔۔ اور وہ واقعی ہی تھوڑا تھوڑا کانپ رہی تھی۔۔۔ اس کی دھڑکنوں پہ جھکا وہ سک کرتے اس کی بلند
 سسکیوں کی پرواہ کیے بنا کبھی ایک کبھی دوسرے پہ کافی شدت دکھا رہا تھا۔۔۔ کافی دیر یہاں اپنی من
 مانیاں کرنے کے بعد وہ تھوڑا نیچے جھکا۔۔۔ اور اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھنے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ اس نے

ورشاش کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی ناف میں زبان گھومائی۔۔۔ ورشاش نے اسی لمحے آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے پیٹ پہ اپنے ہونٹوں سے اپنے لمس کی بو چھاڑ کر رہا تھا۔۔۔ جان کا ایک ہاتھ اس کے پیٹ سے نیچے کو جاتے اس کی لیپ پہ رینگ رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی ٹانگوں کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے لائنٹس اؤف کیں۔۔۔ کمرے میں مدھم سی روشنی سے جل رہی تھی۔۔۔ جس میں اس کا چمکتا وجود اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔۔ اور اسے من مانیاں کرنے کو اکسار ہا تھا۔۔۔ جان عالم اس کے اور خود کے گرد سے ہر پردہ ہٹاتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کے وجود میں خود کو منتقل کر گیا۔۔۔ ورشاش کی چینچے اس کے ہونٹوں میں ہی دبی تھی۔۔۔ لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو عارض پہ بہے تھے۔۔۔ جان عالم نے ورشاش کے آنسو صاف کرتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ اس کی نازک بیوی کی یہاں جان ہوا ہوتی ہے۔۔۔ لیکن اب وہ پیچھے نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ ریکس جان حیات۔۔۔ جان عالم نرمی سے اس کے عارض پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے

بولا۔۔۔ ری۔۔۔ ریکس۔۔۔ ک۔۔۔ کر۔۔۔ کے۔۔۔ ب۔۔۔ بعد۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ ا۔۔۔ او۔۔۔ اور
 درد۔۔۔ دیتے ہے۔۔۔ ورشاش معصوم سا چہرہ بناتے بچوں کی طرح سو سو کرتے بولی تھی۔۔۔ جان عالم کے ہونٹوں کو بے اختیار مسکراہٹ نہ چھو ا تھا۔۔۔ ہنس۔۔۔ لے۔۔۔ مجھے پتہ ہے میرا مذاق بنا رہے ہے۔۔۔ ورشاش اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میری مجال میں اپنی جان حیات کا مذاق بناؤ۔۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم کے ہاتھ اس کے وجود پہ رینگ رہے تھے۔۔۔ جسے ورشاش محسوس کر چکی تھی۔۔۔ میں اپنی جان حیات سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ جان عالم اس

کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیتے انہیں زبان سے گیلا کرتے خود حرکت کرنے لگا۔ ورشاں اپنے
 ہونٹوں کو چھروانے کی تنگ وتد کرتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے
 لگی۔۔۔ لیکن جان عالم اس کے ہونٹوں سے بری طرح لپٹا ہوا۔ اس کی سسکیاں اپنے ہونٹوں میں
 دبائے ہوئے تھا۔ اس کی سانسوں میں کمی محسوس کرتے آہستہ سے اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے اس کی
 دھڑکنوں پہ جھکا۔۔۔ ج۔۔۔ ج۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں سردائیں بائیں کرتے ہوئے بری طرح سے
 سسک رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی سسکیوں سے جنونی ہوتا اپنے عمل میں تیزی لا رہا تھا۔ ورشاں کی
 سسکیاں تیز ہوتے دیکھ جان عالم روکا تھا۔۔۔ ریلکس۔۔۔ جان عالم اس کے عارض کو سہلانے
 لگا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھ سے دور ہٹے۔۔۔ ورشاں روتے ہوئے بولی۔۔۔ بس تھوڑی دیر جان حیات۔۔۔ جان
 عالم اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چومتے ہوئے بولا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ م۔۔۔ مجھ سے دور ہٹے۔۔۔ ورشاں
 بری طرح سے روتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اپنی ضدی ہوتی جان حیات کی طرف دیکھا۔ وہ
 مسلسل اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جان عالم اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے
 لگاتے ہوئے اسے ریلکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے ہاتھ چھرواتے اس کی بازو پہ رکھتے
 اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ مگر اسے دور نہ کر سکی۔۔۔ جان عالم نے اپنی ضدی جان حیات کی
 طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے دوبارہ سے خود کو حرکت دینے شروع کی۔۔۔ جان حیات ریلکس رہوں
 یا۔۔۔ جان عالم اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔ لیکن وہ اس کی ایک بھی سننے کو تیار نہ
 تھی۔۔۔ وہ بری طرح سے اپنی کمر اٹھائے پچل رہی تھی۔۔۔ جان حیات۔۔۔ جان عالم اسے یوں کمر
 اٹھاتے دیکھ اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ جان عالم کو اب خود پہ غصے آیا تھا۔ کیا ضرورت تھی۔۔۔ اس

وقت اس کے قریب آنے کی۔۔ وہ تیزی سے خود کو حرکت دے رہا تھا۔۔ جبکہ ورشاں اس کی بازو میں
 بری طرح سے ناخن چبھا چکی تھی۔۔ اور جان عالم نے اس کے ہاتھ بھی نہیں ہٹائے تھے۔۔ وہ اس
 میں آخری حد تک داخل ہوتے اسے اور بیڈ کو کانپنے پہ مجبور کر گیا۔۔ کچھ ہی دیر بعد پر سکون ہوتے جان
 عالم بیڈ پہ گرتے ورشاں کو اپنے سینے پہ کر گیا۔۔ ورشاں رو رہی تھی۔۔ وہ اس کے سینے پہ سر رکھے رو
 رہی تھی۔۔ روتی کیوں ہوں یاد۔۔۔ یہ تو نارمل ہے۔۔۔ جان عالم نے ایک ہاتھ ورشاں کے بالوں میں
 الجھاتے دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر کو ہلکا ہلکا دبانے شروع کیا تھا۔۔ وہ بری طرح سے رو رہی
 تھی۔۔ جو جان عالم سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ ایسے کون کرتا ہے۔۔ اپنی بیوی کے
 ساتھ۔۔ ورشاں روتے ہوئے معصوم سا چہرہ بنائے بولی۔۔ جان حیات اپنی بیوی کے ساتھ ہی تو ایسا
 کرتے ہے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ مجھے بات ہی نہیں کرنی۔۔ ورشاں اسی کے سینے میں
 چہرہ چھپائے بولی۔۔ جان حیات مجھے منانا آتا ہے۔۔ آفف۔۔ شاوہر رومانس کا مزاسب سے الگ
 ہے۔۔ جان عالم بے باکی سے بولا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نڑوٹھے انداز میں بولی۔۔ میں
 قربان۔۔ مجھے برداشت کرنے کی عادت ڈال لوں۔۔ جان عالم ورشاں کے کان میں سرگوشی کرتے اس
 کے بالوں میں انگلیاں سہلانے لگا۔۔

آریان تیزی سے صوفیہ کے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے جا رہا تھا۔۔ المیر خان جو کہ ابھی ہی حویلی آیا
 تھا۔۔ اریان کو دیکھتے اس نے ایبر واچکائی۔۔ یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔ المیر خان اسے گھورتے ہوئے
 بولا۔۔ اریان نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ جیسے کچھ فاتح کر لیا ہوں۔۔ نمل سے ملنا آیا

تھا۔ اریان جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو
اچکائی۔ اسے اس کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا۔ خیر میں جلدی میں ہوں۔ اریان جلدی سے باہر کی
طرف نکلا۔ المیر خان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اندر آیا۔ سالہ۔ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے المیر
خان روم تک آیا۔

آریان حویلی آیا تھا۔ جہاں شاہ درپریشے کے ساتھ لگے رو رہا تھا۔ اریان شاہ در کی طرف بڑھا۔ میرا
بچہ کیا ہوا۔ آپ نے روتے ہوئے مجھے کال کی تھی۔ اریان پریشانی سے بولا۔ لالا۔ میں ڈر گیا
تھا۔ شاہ در روتے ہوئے بولا۔ اس کی معصومیت پہ آریان خان نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے
اس کے آنسو صاف کیے۔ اب وہ کیا ہی کہہ سکتا تھا۔ لالا ماما بھی نہیں تھی۔ بابا بھی نہیں تھے۔ شاہ
در ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بولا۔ زرغام لاونج میں نہیں تھا۔ چلو اب تو ٹھیک ہے ناشاہ۔ اریان نے
پیار سے اس کی طرف دیکھا۔ جی لالا۔ شاہ در اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ چھوٹی ماما آپ کے
پاس ہے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ اریان اپنے روم کی طرف بڑھا۔ وہ اس وقت صوفیہ کو چھوڑ کر آگیا
تھا۔ وہ خود بے چلین ہو رہا تھا۔ وہ اسے اور خود کو ایک کرنا چاہتا تھا۔ وہ پھر سے اس کا یقین توڑ چکا
تھا۔ اسے پھر سے یوہی تنہا چھوڑ آیا تھا۔ ملازمہ آریان کے لیے جو س لے کر آئی تھی۔ میں نے
مانگا۔ وہ غصے سے بھڑکا تھا۔ اسے غصے آ رہا تھا۔ لالا وہ بھابی نے کہا تو میں لے آئی۔ ملازمہ ڈرتے
ہوئے بولی۔ بابا کہاں ہے۔ اسے جو س رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے آریان اپنے غصے پہ کنٹرول کر گیا
تھا۔ زرغام لالا تو باہر گئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا تھا۔ کہ اگر آپ آئے تو آپ حویلی میں

رہے۔۔ جب تک لالانہ اجائے۔۔ ملازمہ بول کر جا چکی تھی۔۔ اریان نے موبائل نکالتے صوفیہ کا نمبر ڈائل کیا۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔ لیکن کال ریسو نہیں ہوئی تھی۔۔ اس نے غصے سے موبائل بیڈ پہ پھینکا تھا۔۔ وہ اسے چاہتا تھا۔۔ لیکن اب وہ اس پہ کبھی یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔ وہ اسے پھر سے دھوکہ دے چکا تھا۔۔ اریان کمرے کی ہر چیز تباہ کر رہا تھا۔۔ کچھ ہی دیر بعد اریان پھر سے حویلی سے نکل چکا تھا۔۔ وہ صوفیہ کا کالز کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ ریسو نہیں کر رہی تھی۔۔۔

نمل سورہی تھی۔۔ اس کے بال چہرہ پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ وہ سورہی تھی۔۔ بیڈ پہ اڑی ٹیڑی سی لیٹی وہ سورہی تھی۔۔ بلینکٹ اس پر نہیں تھا۔۔ جبکہ روم بھی اتنا ہیڈ نہیں تھا۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے چہرہ کے آگے ہاتھ لہرایا۔۔ وہ پرسکون سورہی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے بال پیچھے کیے۔۔ اور کمبل اس پہ دیتے اریان کا سوچتے جا کر صوفے پہ بیٹھا۔۔ اس وقت نمل سورہی تھی۔۔ تو ظاہر ہے۔۔ وہ اسے تو ملنے نہیں آیا تھا۔۔ سر صوفے سے ٹکاتے گہری سوچوں میں گھوم ہو چکا تھا۔۔ رات یوہی اس نے بیڈ کر گزاری تھی۔۔ نمل نے کروٹ لیتے ہوئے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ٹائم دیکھا۔۔ صبح کے ساتھ بج رہے تھے۔۔ اس نے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔۔ المیر خان صوفے سے سرٹکایا ہوا تھا۔۔ نمل اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ وہ دوپٹہ سے بے نیاز تھی۔۔ آ۔۔ ا۔۔ اپ۔۔ ک۔۔ کب آئے۔۔ نمل اپنا دوپٹہ لیتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان جو صوفے سے سرٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ اس نے سر اٹھاتے نمل کی طرف دیکھتے بھنویں اچکائی۔۔ تمھیں پرواہ ہے۔۔ المیر خان استنزیہ بولتے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔ سریل اے سی پی۔۔ کھڑوس انسان۔۔ نمل منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ مجھے کیا جب مرضی

آؤ۔۔ نمل خود سے ہی بول رہی تھی۔۔ المیر خان فریش ہو کر باہر آیا۔۔ نمل جلدی سے اٹھ کر واشروم
 میں بند ہوئی تھی۔۔ المیر خان اپنے بال سیٹ کرتے پر فیوم سپرے کر رہا تھا۔۔ جب نمل واشروم سے
 نکلتے باہر آئی۔ المیر خان اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ ا۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ نمل اس کی
 نظروں کو خود پہ محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔ وہ اس کے
 سراپے سے نظر چرا گیا تھا۔۔ وہ جب جب اسے دیکھتا تھا۔۔ اسے اس کی طلب ہوتی تھی۔۔ نمل المیر
 خان سے پہلے باہر نکلی۔۔ المیر خان اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے نیچے آیا۔۔ نمل کچن میں تھی۔۔ جبکہ صوفیہ
 کہیں نہیں تھی۔۔ المیر خان صوفیہ کے روم کی طرف بڑھا۔۔ اس نے دروازہ نوکڈ کیا۔۔ اس کے دروازہ
 نوکڈ کرنے پر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔ المیر خان دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ
 ڈریسنگ روم میں تھی۔۔ ج۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ ڈریسنگ روم سے باہر آئی۔۔ کیارات سوئی نہیں؟ المیر
 خان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں رات جاگنے اور رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی
 تھی۔۔ نہیں لالا آئیز میں تھوڑی سی ایچنگ ہو رہی۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔ وہ اپنا در المیر
 خان کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔ بتاتی بھی تو کیسے۔۔ وہ کتنی محبت کرتا تھا۔۔ اور اس نے اسے دھوکہ دیا۔۔ وہ
 اپنے لالا کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔ اس کے لالا کے علاوہ اس کا تھا ہی کون۔۔ المیر خان صوفیہ کا ہاتھ
 پکڑتے نیچے آیا۔۔ ناجانے کیوں اس کا دل بھی بے چین تھا۔۔ وہ اپنی بہن کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا
 تھا۔۔ المیر خان نے صوفیہ کے لیے چمیر آگے کی۔۔ اور صوفیہ کو بیٹھاتے اس کی پلیٹ میں بریانی
 ڈالی۔۔ کھاؤ میرا بچہ۔۔ المیر خان صوفیہ کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔۔ اس کی آنکھیں لب و لب پانی سے
 نم ہوئی تھی۔۔ المیر خان خود صوفیہ کو چمچ میں بریانی ڈالتے کھلانے لگا۔۔ شاید وہ جان چکا تھا۔۔ کہ صوفیہ

پریشان ہے۔۔ نمل نے تھوڑی سی نظر اٹھاتے المیر خان، صوفیہ کو دیکھا۔۔ اور پھر سے نظر جھکا گئی۔۔ وہ سنجیدگی سے کھانا کھا رہی تھی۔۔ بس لالا۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان خاموش ہو گیا۔۔ لالا میں تھوڑی دیر ریٹ کر و گی۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ ٹھیک ہے میری جان۔۔ المیر خان نے نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ نمل اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ اس کا لہجہ انداز آج بالکل ہی الگ تھا۔۔ نمل پلٹ پہ جھکی ہوئی تھی۔۔ مگر کھانا نہیں کھا رہی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اٹھ کر اس کی ساتھ والے چئیر پہ بیٹھا۔۔ یہ دیکھنے کے لیے ہے کیا۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔ نمل نے اس کی مسکراہٹ کو بغور دیکھا تھا۔۔ وہ طنز کر رہا تھا۔۔ نمل کچھ نہیں بولی تھی۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ کھاؤ گی یا میں کھلاؤ؟ المیر خان کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔ کھا رہی ہوں۔۔ وہ مدھم سی آواز میں بولتے چہرہ جھکا گئی۔۔ تمہارا لالا آیا تھا۔۔ المیر خان سنجیدگی سے کھانا کھاتے ہوئے بولا۔۔ میرے لالا۔۔ اس نے اسی سے سوال کیا تھا۔۔ ظاہر ہے میرا تو ہے نہیں۔۔ المیر خان نے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔۔ نہیں میرے لالا نہیں آئے تھے۔۔ نمل کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔ صبح حویلی سے گیا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ میں سوئی تھی۔۔ شاید اسی لیے لالا واپس چلے گئے ہوں گے۔۔ اس نے اٹھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔ میں بیٹھا ہوا ہوں نا۔۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔۔ نظر نمل پہ نہیں تھی۔۔ تو کیا میں بیٹھ کر دیکھو گی۔۔ کہ آپ کھانا کیسے کھاتے ہیں۔۔ نمل حیرانگی سے بولی۔۔ رومانس کر کہ بتاؤ۔۔ وہ تمہیں دیکھنا نہیں پڑے گا۔۔ المیر خان اسے آنکھ و نک کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل کے گال تپ کے اندر ہوئے تھے۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔ وہ اب کیا ہی کہہ سکتی تھی۔۔ المیر خان سنجیدگی سے کھانا کھا رہا

تھا۔ اس نے نوالہ بناتے نمل کے ہونٹوں کے قریب کیا۔ م۔۔ نمل نے نفی کرنی چاہی
 تھی۔۔ لیکن المیر خان کے گھورنے پر وہ منہ کھول چکی تھی۔۔ المیر خان اسے کھلا کر اٹھا۔۔ نمل صوفیہ
 کے روم کی طرف بڑھی۔ صوفیہ صوفیہ نے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ رورہی تھی۔۔ اپ رورہی ہے۔۔ نمل
 صوفیہ کے پاس آ کر بیٹھی۔۔ صوفیہ نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔ ن۔ نہیں۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتے
 ہوئے بولی۔۔ کیا ہوا آپی۔۔ مجھے بتائے۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نہیں کچھ
 نہیں۔۔ صوفیہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔ اپنی بہن یا دوست سمجھ کر ہی بتادے۔۔ نمل مسکراتے
 ہوئے بولی۔۔ تم لالا کو تو نہیں بتاؤ گی۔۔ صوفیہ نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ میں کیوں بتاؤ گی۔۔ میرے
 کیا لگتے ہیں۔۔ وہ مدہم سی آواز میں بولی تھی۔۔ نہیں آپی۔۔ نمل نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔ آری۔ اریان
 کا اور میرا نکاح ہوا ہے۔۔ صوفیہ ہچکیوں کے درمیان بولی تھی۔۔ نمل تو ساکتے میں گئی تھی۔۔ کمرے
 میں خاموشی چھائی تھی۔۔ لالا۔۔ کا اور آپ کا۔۔ نمل حیرانگی سے بولی۔۔ ہاں۔۔ صوفیہ نے ہی میں سر
 ہلایا۔۔ ک۔ کیسے۔۔ نمل خود بھی حیران تھی۔۔ ہم نے باہر نکاح کیا تھا۔۔ لالا میری شادی فضل سے
 کرنا چاہتے ہے۔۔ زرغام لالا اریان کی شادی کسی اور سے کرنا چاہتے ہیں۔۔ لیکن وہ مجھے طلاق دینے کے
 لیے تیار نہیں ہے۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ صوفیہ کا موبائل صوفیہ
 پہ پڑا رنگ ہوا تھا۔۔ اریان کی کال دیکھتے نمل نے ابھی کال ریسو ہی کی تھی۔۔ کہ المیر خان اندر آیا
 تھا۔۔ صوفیہ المیر خان کو دیکھتے کھڑی ہوئی تھی۔۔ ل۔۔ لا۔۔ اس کے الفاظ بھی حلق میں دبے
 تھے۔۔ نمل بھی المیر خان کو دیکھتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ صوفیہ سے بھی زیادہ کانپنا شروع ہوئی
 تھی۔۔ المیر خان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ نے آنسو پہ بند باندھا تھا۔۔ جو میں نے سنا کیا سچ

تھا۔ ل۔ ا۔ صوفیہ نے بولنے کی ہمت کی تھی۔۔ لیکن المیر خان کے گلے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو
 دی۔۔ نمل کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ اسے یاد آیا تھا۔۔ اریان نے بھی تو اسے تھپڑ مارا تھا۔۔ اسے صوفیہ
 سے ہمدردی ہوئی تھی۔۔ کہ المیر خان اسے بھی تھپڑ مارے گا۔۔ اس کی آنکھیں صوفیہ کے لیے نم ہوئی
 تھی۔۔ المیر خان نے اوپر کو دیکھتے آنکھیں بند کرتے ایک ابہ بھری۔۔ اور پھر صوفیہ پہ ایک نظر
 ڈالی۔۔ وہ اس کے گلے لگے رو رہی تھی۔۔ اریان جو کہ کال پہ سب سن چکا تھا۔۔ دس منٹ میں یہاں
 پہنچا تھا۔۔ وہ سیدھا اندر کی طرف بھاگا آیا تھا۔۔ وہ رات ساری سڑکوں پہ گاڑی لے کر گھومتا رہا
 تھا۔۔ اریان گاڑی سے نکلنے جلدی سے حویلی کے دروازہ تک آیا۔۔ اریان کو دیکھتے گاڑی نے دروازہ بند
 کرنا چاہا تھا۔۔ لیکن وہ زبردستی اندر آیا تھا۔۔ اور جلدی سے صوفیہ کے روم کی طرف بھاگا۔۔ صوفیہ المیر
 خان کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔ نمل آریان کو دیکھتے ہوئے اور بھی حیران ہوئی تھی۔۔ کیا واقعہ ہی۔۔ وہ
 آگے کچھ سوچ نہیں سکتی تھی۔۔ اریان المیر خان کی طرف بڑھتے صوفیہ کو بازو سے پکڑتے المیر خان سے
 الگ کرتے اپنے قریب کر گیا۔۔ صوفیہ بری طرح سے لڑکھڑاتے آریان کے سینے سے لگی تھی۔۔ اریان
 اپنی ہیزل گریں آنکھوں سے صوفیہ کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کی براؤن آنکھوں میں نمی تھی۔۔ وہ دونوں
 ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔ المیر خان صوفیہ کو اپنی طرف کرتے آریان کے چہرہ پہ ایک ساتھ ہی
 چار مکہ مار چکا تھا۔۔ نمل نے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ اریان کے ہونٹوں سے خون رسنا شروع ہوا تھا۔۔ آخر
 المیر خان پولیس والا تھا۔۔ اور پھر آریان اور اس کی عمر کا فرق۔۔ وہ کہاں ان جھگڑوں میں پڑتا
 تھا۔۔ صوفیہ کا دل زور سے دھڑکننا شروع ہوا تھا۔۔ اریان کے ہونٹوں سے خون نکلنے دیکھ اسے کچھ ہو
 رہا تھا۔۔ لیکن وہ آگے نہیں بڑھی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے پیٹ میں ٹانگ ماری تھی۔۔ اریان نے

بھی اب کی بار جوانی کا رروائی کی تھی۔۔ اریان نے بھی اسے ٹانگ ماری تھی۔۔ لیکن اب کی بار نمل
 ڈرتے ہوئے ان کے درمیان آچکی تھی۔۔ المیر خان آریان خان دونوں ہی اسے دیکھتے پیچھے ہوئے
 تھے۔۔۔ چلے جا یہاں سے۔۔ میں تیری جان لے لوں گا۔۔ المیر خان غرایا تھا۔۔ اس سے پہلے ہی میں
 تیری لے لوں گا۔۔ بیوی ہے میری لے کر جاؤ گا۔۔ اریان سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔ تو اسے ہاتھ
 لگا کر دکھا۔۔ المیر خان نے بھی اسے چیلنج کیا تھا۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف بڑھتے اس کی کلائی پکڑی
 تھی۔۔ صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ ا۔۔۔ یان مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔۔ صوفیہ آریان سے
 اپنی کلائی چھرواتے ہوئے چینیخی۔۔۔ صوفیہ وائٹ کلر کی ٹی شرٹ اور ریڈ پینٹ میں ملبوس تھی۔۔ اس
 کی ٹی شرٹ کا گلہ گہرا نہیں تھا۔۔ اس کے بال آگے شانے اور گردن پہ تھے۔۔ مگر اس کے یوں چلانے
 پہ اس کے بال ایک طرف ہوئے تھے۔۔ اس کہ گردن پہ بنی لو بائٹ اس کی گردن پہ جگہ جگہ نشان
 دیکھتے آریان اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔ جان لے لوں گا۔۔ تمہاری۔۔ تمہیں
 میرے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔۔ اریان اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔ نمل کی بھی نظر
 صوفیہ کی گردن پہ تھی۔۔ وہ کبھی صوفیہ کی گردن دیکھتی تو کبھی آریان کو دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان
 صوفیہ کو اپنے پیچھے کرتے آریان کو باہر کی طرف دیکھیل گیا۔۔ نکل یہاں سے۔۔ المیر خان اس کے چہرہ
 پہ ایک اور مکہ مارتے ہوئے دھاڑا۔۔ لالا پلیز چلے جائے۔۔ نمل جو کب سے خاموش تھی۔۔ اب کی بار
 وہ بولی تھی۔۔ اپنے لالا کو یوں مار کھاتے وہ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف
 دیکھا۔۔ صوفیہ اسے دیکھتے چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔ لیکن اب آریان کے لیے اپنے
 لالا کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔ اریان صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے جاچکا تھا۔۔

آریان جو غصے سے سرخ چہرہ لیے باہر نکلا تھا۔ کچھ سوچتے واپس اندر کی طرف بڑھا۔ صوفیہ المیر خان سے کچھ فاصلے پہ کھڑی رو رہی تھی۔ المیر خان اپنے بالوں میں مسلسل ہاتھ پھیر رہا تھا۔ نمل صوفیہ کے پاس کھڑی کانپ رہی تھی۔ اس میں تو اتنی بھی ہمت نہیں تھی۔ کہ وہ المیر خان کے پاس سے گزرتے اپنے روم میں چلے جائے۔ وہ المیر خان سے ڈرتی تھی۔ اور اس کی سرخ آنکھیں اس وقت کچھ بھی کر گزرنے کی گواہی دے رہی تھی۔ اریان کو دیکھتے ہوئے المیر خان پھر سے اس کی طرف بڑھا تھا۔ میں تجھ سے ملنے نہیں آیا۔ میں اپنی بہن کو لینے آیا ہوں۔ اریان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ تیرے ساتھ کیوں جائے گی۔ المیر خان نے اس کی طرف استغزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ کیونکہ میری بہن ہے۔ اریان نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔ میری بیوی ہے۔ المیر خان کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔ تیری بہن بھی میری بیوی ہی ہے۔ میں نے کون سا اس سے گڈے گڈی کے کھیل کھیلتا ہوں۔ اریان صوفیہ پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ جو رو رہی تھی۔ اس کا رونا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن مقابل ہی خود بول چکی تھی۔ کہ وہ اس

کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔۔ تو وہ کیسے اس کے ساتھ زبردستی کر سکتا تھا۔ اس کی
 طرف مت دیکھ۔۔ بغیر ت نہیں ہوں کہ بہن پہ ہاتھ اٹھاؤ گا۔۔ المیر خان نمل پہ ایک
 نظر ڈالتے آریان کو طنز کر رہا تھا۔۔ اریان اس کا طنز بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔۔ میں
 تیری بکو اس نہیں سننا چاہتا۔۔ اریان اسے دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیتے ہوئے
 بولا۔۔ اچھا۔۔ المیر خان نے اسے شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ چل تو اسے لے
 جا۔۔ المیر خان ہاتھ باندھتے ہوئے مسکرایا۔۔ اگر تیرے ساتھ اپنی مرضی سے
 جائے۔۔ المیر خان صوفے پہ ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے بیٹھا۔۔ وہ اچھے سے جانتا
 تھا۔۔ کہ نمل کبھی نہیں جائے گی۔۔ وہ جتنا ڈرتی تھی۔۔ اسے معلوم تھا۔۔ چلو
 نمل۔۔ اریان نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ ل۔۔ لالا۔۔ نمل نے بے بسی سے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ المیر خان نمل کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اریان نے نمل کی طرف
 دیکھا۔۔ لا۔۔ لا میں نہیں جاؤ گی۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ وہ بار بار
 پلکیں جپھکتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ اس
 نے ایرو اچکاتے ہوئے آریان کی طرف دیکھی۔۔ جیسے اس نے جنگ جیت لی
 ہوں۔۔ المیر خان صوفے سے اٹھتے آریان سے نمل کا ہاتھ چھرواتے اس کا گریبان
 پکڑتے ہوئے باہر نکلا۔۔ اریان نے ہاتھ کا مکہ بناتے المیر خان کی گردن پہ مارا تھا۔۔ المیر
 خان نے بھی جوابی کاروائی کی تھی۔۔ اسے ایک ٹانگ رسید کرتے المیر خان اسے زمین
 بوس کر گیا تھا۔۔ بچہ ہے ابھی تو سالہ۔۔ میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔۔ المیر خان آریان

کے پاس جھکتے ہوئے اس کے گال ٹھپٹھاتے ہوئے استغزیاہ بولا۔ اریان نے اس کا ہاتھ
 پیچھے کرتے اسے گھورا۔ سالہ اگر بچہ ہوتا تو تیری بہن۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اتنا ہی بولا
 تھا۔ المیر خان نے آریان کو گرمیاں سے پکڑتے ہوئے اسے اپنے مقابل کیا۔۔ اور اسے
 مکہ مارتے دیوار سے لگاتے اس کے چہرہ پہ مکہ مارنے لگا۔۔ وہ بنا روکے اسے مار رہا
 تھا۔ اس کے چہرہ کا حال برا ہو چکا تھا۔ اریان نے اس کا ہاتھ روکتے اس کے پاؤں
 سے خود سے دور دکھیلا۔۔ اگر تو زرغام کا بیٹا نہ ہوتا۔۔ تو تیرا وہ حال کرتا۔۔ تو خود بھی
 سوچ نہیں سکتا تھا۔ المیر خان اسے پیچھے کو دیکھتے ہوئے بولا۔ اریان گاڑی سے بری
 طرح سے ٹکرایا تھا۔ تیری بہن کا شوہر بھی ہوں سالے۔ اریان مسکراتے ہوئے
 بولا۔ دیکھ چلا جا ورنہ مار ڈالوں گا تجھے۔ المیر خان دھاڑا تھا۔ المیر خان کی دھاڑ پہ
 نمل باہر آئی تھی۔ ایک قدم بھی وہاں سے باہر مت نکالنا۔ المیر خان جس کا چہرہ
 اریان کی طرف تھا۔ بنا پلٹے بولا۔ نمل وہی روکی تھی۔ اس نے تھوک نگلا تھا۔ اریان
 نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جیب سے پسٹل نکالی تھی۔ المیر خان اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ بچے میں ان کھلونوں سے روزانہ کھیلتا ہوں۔ المیر خان
 مسکراتے ہوئے بولا۔ نمل نے حیرانگی سے آریان خان کی طرف دیکھا۔ وہ کچھ بول
 بھی نہ سکی تھی۔ اریان المیر خان پہ پسٹل تانے ہوئے تھا۔ تو روز اس کھولنے سے کھیلتا
 ضرورت ہو گا۔ مگر یہ کھولنا چلتا بھی ہے۔ اور یہ چلا تو تیری اوپر کی کٹے گی۔ اریان
 بھی مسکراتے ہوئے بولا۔ چلا گولی۔ المیر خان نے بازو پھیلائی تھی۔ اب تو خوف سے

نمل کی ٹانگیں کانپی تھی۔۔ اسے پہلے بھی تو گولی لگی ہوئی تھی۔۔ کیا وہ واقعی ہی پاگل تھا۔۔ اس کے دل میں خوف کی لہر دوڑ رہی تھی۔۔ اریان نے ٹریگر پہ انگلی رکھی تھی۔۔ المیر خان ابھی بھی اسی انداز میں کھڑا تھا۔۔ ل۔۔ لا۔۔ لا۔۔ نمل بھاگتے ہوئے باہر آئی تھی۔۔ وہ بھاگتے ہوئے المیر خان کے آگے کھڑی ہوئی تھی۔۔ اریان نے ٹریگر دبایا تھا۔۔ نمل نے کانوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ اریان کے چہرہ پہ زناٹے دار تھپڑ پڑا تھا۔۔ جس کی آواز پہ نمل نے آنکھیں کھولیں تھی۔۔ زرغام کو دیکھتے نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔ تمہیں میرا پیغام نہیں ملا تھا۔۔ کہ حویلی رہنا۔۔ زرغام غصے سے گرجہ تھا۔۔ بابا میں۔۔ و۔ اریان بول ہی رہا تھا۔۔ کہ زرغام نے اس کی بات کاٹی۔۔ تم یہاں اپنی بہن کے شوہر کی جان لینے آگئے۔۔ شرم نہیں آئی۔۔ زرغام غصے سے بولا۔۔ بابا یہ صرف آپ کا دوست ہے۔۔ اریان المیر خان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ شیٹ اپ اریان۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔ حویلی جاؤ۔۔ زرغام اسے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ اریان سرمارتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔ نمل نم آنکھوں سے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیتے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اس کی نم آنکھیں دیکھتے زرغام نے اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ کیسا ہے میرا بچہ۔۔ زرغام بے حد پیار سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔۔ لیکن نمل اس کے حصار میں کھڑی رو رہی تھی۔۔ بس میرا بچہ۔۔ رونا تو بند کرو۔۔ زرغام پیار سے بولا۔۔ لیکن نمل ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ رونا بند کرو۔۔ المیر خان کی سرد آواز

بلند ہوئی تھی۔ اس کی سرد آواز پہ زرغام نے المیر خان کو گھورا۔ جبکہ نمل رونا بند کر چکی تھی۔ اس کی ہچکیاں بند ہوتی سن زرغام حیران ہوا تھا۔ نمل زرغام خان کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اندر جاؤ۔ المیر خان حکیمہ لہجہ میں بولا تھا۔ نمل اسی لمحے زرغام سے دور ہوتے اندر کی طرف بڑھی تھی۔ المیر خان اپنی ہنسی دبائے ہوئے تھا۔ تو میری بیٹی سے اس طرح بات کرتا ہے۔ زرغام نے المیر خان کو گھورا۔ سالے تیرے کہنے سے تو چپ بھی نہیں ہوئی تھی۔ میرے ایک دفعہ کہنے پہ اس کے آنسو روک گئے تھے۔ المیر خان فخریہ انداز میں بولا۔ اچھا۔ تو میرے ہاتھ سے مر نہ جائی۔ زرغام المیر خان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔ زرغام المیر خان کے ساتھ لاونج میں آکر بیٹھا۔ سن زرغام۔ تو اپنے بیٹے کو سمجھا لے۔ صوفیہ۔ وہ بولتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔ زرغام نے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔ یار دیکھ میں نہیں جانتا کہ کیسے ان کا نکاح ہوا۔ کیوں ہوا۔ بس میں اتنا جانتا ہوں۔ کہ میری بہن اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔ المیر خان سر جھکائے بولا تھا۔ مجھے میری بہن کی خوشی سے زیادہ اہم کچھ بھی نہیں۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ ہمیشہ اس کا ساتھ دیا ہے۔ اس کے ساتھ کھڑا رہا۔ کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی۔ صرف اس لیے کہ میری بہن یہ نہ سوچو کہ ہمارے ماں باپ نہیں تو میں اس لیے اس پہ اپنی مرضی اپنے فیصلہ مسلت کرتا ہوں۔ میری بہن میری چھوٹی سی دنیا میں سب کچھ ہے۔ وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ یار۔ المیر خان پریشانی سے بولا۔ تو وہ بول جو چاہتا ہے۔ زرغام نے المیر خان

کی طرف دیکھا۔۔ میں پیپرز بھیجو گا۔۔ تو اس سے پہ اس کے سائن کروا دے۔۔ میری گڑیا کو اپنی زندگی گزارنے کا پورا حق ہے۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ تو جیسا چاہے گا۔۔ ویسا ہی ہوں گا۔۔ تو فکر مت کر۔۔ زرغام نے اسے حوصلہ دیا۔۔ میں بھی اریان کی شادی کرنا چاہ رہا ہوں۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ چل میں نکلتا ہوں۔۔ زرغام باہر نکلا۔۔۔

غزنوی حویلی آیا۔۔ رات ہو چکی تھی۔۔ اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ اور مسکراتے ہوئے روم کی طرف بڑھا۔۔ روم میں مدھم سی لائٹ جل رہی تھی۔۔ جس کی کچھ روشنی زل کے وجود پہ پڑ رہی تھی۔۔ سلور کلر کی نائیٹ میں ملبوس بال تکیہ پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ زل غازیہ کے گرد حصار بنائے سو رہی تھی۔۔ غزنوی کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھتے اس کی دونوں بازو غازیہ کے گرد سے ہٹاتے اپنی گردن کے گرد حائل کیے۔۔ غ۔۔ غزنوی۔۔ زل حیرانگی سے آنکھیں کھولتے ہوئے بولی۔۔ شش۔۔ غازیہ جاگ جائے گی۔۔ غزنوی مدھم سی آواز میں غازیہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی زل کو گود میں اٹھائے کوؤچ کی طرف بڑھا تھا۔۔ اسے کوؤچ پہ لیٹاتے غزنوی اس پہ

جھکا۔۔ غزنوی۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیا غزنوی۔۔ غزنوی نے ایبرو اچکائی۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ زل نے غزنوی کی گردن کے گرد بازو حائل کیے ہوئے

تھے۔۔ تھوڑا سا پیار۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اگر میں اجازت نہ دو تو؟ زل نے
مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ تو میں تمہیں منالوں گا۔۔ غزنوی نے زل کی
گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل مسکرا دی۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے اس
سے اجازت چاہی۔۔ زل نظریں جھکا گئی۔۔ اس کی نظریں جھکانے پر غزنوی اپنی شرٹ
کے بٹن کھولتے زمین پہ پھینکتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ غزنوی زل کے ہونٹوں
کو نرمی سے چھوڑتے زبان پھیرتے اسے دیکھنے لگا۔۔ کیا دیکھ رہے ہے۔۔ زل اس کے
حصار میں نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔۔ وہ یوں ہی تھی۔۔ کتنی ہی بہادر بن جاتی۔۔ اس
کے حصار میں شرما جاتی تھی۔۔ اور یہی اس کی ادا تھی۔۔ جس پہ غزنوی خان دل ہار
بیٹھا تھا۔۔ دیکھ رہا ہوں کہ میری زل اب بھی مجھ سے شرماتی ہے۔۔ غزنوی کے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔ جسے دیکھتے زل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔۔ اس کی
نظروں کی تپش ہی تو کافی تھی۔۔ اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے
ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ جس سے وہ جلد نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگی۔
میری زل کبھی نہیں بدل سکتی۔۔ غزنوی نے ایک جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں میں سختی
سے خود میں بھینچا۔۔ بدلتے آپ ہے۔۔ مسٹر غزنوی خان۔۔ زل اس کے شرٹ لیس
سینے پہ اپنی انگلی رکھتے ہوئے بولی۔۔ اس کے لمبے ناخن کی چھن غزنوی کو محسوس
ہوئی تھی۔۔ میری زل تم کیوں ہمیشہ میرے قریب آتے ہی ایسی باتیں یاد کرتی
ہوں۔۔ غزنوی نے زل کے کان میں سرگوشی کی۔۔ میں بھولتی ہی کب ہوں۔۔ زل منہ

بناتے ہوئے بولی۔ ابھی بلا دیتا ہوں۔۔ غزنوی خان نے زل کے عارض پہ دانت گاڑھے۔۔۔ آہ۔۔ غزنوی۔۔ زل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں میری زل۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔ زل نے گھور کر غزنوی کو دیکھا۔۔۔ میری زل یہ رات ہماری ہے۔۔ میں نہیں چاہتا ہمیں کوئی بھی ڈسٹرب کریں۔۔ یا پھر ہم کوئی جھگڑا کرے۔۔ بعد میں جتنا دل کرے۔۔ جھگڑا کر لینا۔ ابھی صرف ہم محبت کرے

گے۔۔ غزنوی اس کی گردن میں چہرہ چپھاتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی اس پہ اپنا وزن ڈالے ہوئے تھا۔۔ غزنوی نے نظر اٹھا کر زل کی طرف دیکھا۔۔ زل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ جہاں محبت تھی۔۔ اس کی طلب واضح تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ غزنوی کا جب موڈ میں بنتا ہے تو بچنے کا کوئی چانس نہیں ہوتا۔۔

زل نے تھوک نگلا۔۔ اگر میں منع کر دو۔۔ زل نے غزنوی کی طرف شرماتے ہوئے دیکھا۔۔ پھر میں کیا ہی کر سکتا ہوں۔۔ غزنوی ہلکا سا مسکرایا۔۔ کیا۔۔ زل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ پھر میں تمہیں زبردستی ایسی سزا دو گا۔۔ کہ خود کہو گی۔۔ پلیز اور غزنوی.... زل کا چہرہ لال ہو چکا تھا۔۔ وہ شرما رہی تھی۔۔ اس کی کانوں سے دھواں نکل رہے تھے۔۔ غزنوی کی بات پر۔۔ غزنوی آ۔۔ اپ کچھ زیادہ ہی رومٹک ہو رہے ہیں۔۔ زل اس کی آنکھوں میں بامشکل دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میری زل تم نے مجھے رحمت دی ہے۔۔ تو اس کے بہن بھائی کے لیے ٹرائے تو کرنا چاہیے۔۔ غزنوی اس کی گردن پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔ زل کی نظریں پھر سے جھکی تھی۔۔ میری زل

تمہیں یہی پسند ہے نا۔ غزنوی نے اس کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے
 پوچھا۔ میری زل تم میری قربت میں اور بھی خوبصورت لگنے لگتی ہوں۔ غزنوی اس
 کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ غزنوی۔ زل نے اس کے سینے پہ مکہ مارا
 تھا۔ غزنوی نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور آہستہ سے اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں پھنسا
 لی۔ ائی لو یو زل غزنوی خان۔ غزنوی نے نرمی سے اس کی گردن پہ ہونٹ
 رکھے۔۔۔ آج سارے حق وصول کرو گا۔ غزنوی نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔
 غ۔ غزنوی۔۔ آج نہیں۔۔ بلکل نہیں۔۔ غزنوی۔۔ غزنوی نے جھک کر اسکے لبوں کو
 اپنے لبوں میں لیا۔۔ جس سے زل کی دل کی دھڑکن غزنوی کے سینے میں دھڑک
 رہی تھی۔ زل نے اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں چلانی شروع کی۔ وہ جانتی تھی۔۔ اب
 رہائی ممکن نہیں۔۔ ہمیشہ ایسے کیوں کرتے ہے۔ غزنوی نے مسکرا کر اس کے ہونٹوں کو
 چھوا، کیونکہ تم مجھے مجبور کر دیتی ہوں۔۔ میں جانتا ہوں کہ میری زل ابھی بھی اپنے
 غزنوی سے شرماتی ہے۔۔ غزنوی نے نرمی سے اس کی گردن پہ لو ہائٹ بنائی۔۔ غزنوی
 نے ایک ایک کرتے زل کے کپڑے اسکے بدن سے الگ کئے۔۔ اور اسکے سینے پر جھک
 گیا۔ میری زل۔۔ کہ کر اسکی دھڑکنوں پر لب رکھنے لگا۔ زل کی سانسیں تیز ہونے
 لگیں۔ وہ جانتی تھی کہ غزنوی اسے پوری طرح محسوس کرنا چاہتا ہے۔۔ غزنوی نے
 جھک کر اس کے پیٹ پر لب رکھے۔۔ غزنوی۔۔ زل تڑپ کر بولی۔ زل کی آواز
 سرگوشی سے زیادہ کچھ نہ تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ کہ غازیہ کی نیند خراب

ہوں۔۔ اور اس کا غزنوی بھی اس سے دور ہوں۔۔ وہ خود کو ہر دفعہ ان لمحات میں اس کے حوالے کر دیتی تھی۔۔ تمہیں معلوم نہیں زل۔۔ میں اس دن تمہارے قریب آیا۔۔ اس کے بعد سے سکون نہیں لے پایا۔۔ تم سے دور برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔۔ تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔۔ کہ میں تمہارے قریب آؤ۔۔ غزنوی نے زل کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہ اس کی قربت میں نظریں تک اٹھا نہیں پاتی تھی۔۔ اب اس حالت میں اس کیا ہی جواب دیتی۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ اگر وہ اسے تھوڑی سے بھی اپنی بے تابی کا احساس کرواتا تو وہ ہر حد پار کر دیتا۔۔ جواب دو میری زل۔۔ غزنوی نے اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھے۔۔ کیا تھا۔ اس کے ہونٹ بڑبڑائے تھے۔۔ جسے سن کر غزنوی کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بھری تھی۔۔ وہ آہستہ سے جھکا اور اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹو مین قید کر لیا۔۔ غزنوی کا ہاتھ زل کی دھڑکنوں کو بے دردی سے پکڑے ہوئے تھا۔۔ میری زل کوئی نہیں کہہ سکتا۔۔ تم ایک بیٹی کی ماں ہو۔۔ بالکل پہلے والی ہی زل لگتی ہوں۔۔ جو اپنی اداؤں سے میرے دل کی دنیا ہلا دیتی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔ آج کی رات ہر حد توڑو گا۔۔ تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناتے ہوئے۔۔ اج روکنا مت۔۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔ غزنوی کی بات سنتے اس کے بدن میں لرزش ہوئی تھی۔۔ اس کے ہونٹوں کی تھر تھراہٹ بڑھی تھی۔۔ لیکن وہ خود کو غزنوی کے سپرد کر گئی۔۔ غزنوی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیے اس کے وجود کا حصہ بنا تھا۔ زل کی آنکھیں
بند ہوئی تھی۔۔ وہ اس کی قربت میں اپنے آنسو تک روک جایا کرتی تھی۔۔ غزنوی اس
کے وجود کا حصہ بنا اس کے وجود کو اسحاق سے چھو رہا تھا۔۔ رات کی چاندنی کھڑ کی
سے اندر جھانک رہی تھی۔۔ مدھم روشنی میں دو وجود ایک دوسرے میں گم ہو رہے
تھے۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 114 2

المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔ نمل صوفی پہ بیٹھی
ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ وہ جو سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کے آنے سے پورے
کمرے میں اس کی تیز کلون کی خوشبو پھیلی تھی۔۔ المیر خان نے اسے دیکھتے ہوئے ایبرو
اچکائی۔۔ رو کیوں رہی ہوں۔۔ المیر خان وہی کھڑا بولا۔۔ کیونکہ میرا دل چاہ رہا
ہے۔۔ نمل وہی بیٹھی سر جھکائے چڑھتے ہوئے بولی۔۔ چلو تھوڑا سا اونچی رونا۔۔ مجھے نیچے
تک آواز آئے۔۔ المیر خان استنزیہ بولتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔ اور
اسے گھورا۔۔ باہر کیوں آئی تھی۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ نمل صوفی پہ ابھی

بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ نمل اٹھنے ہی لگی تھی کہ المیر خان نے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ منع کیا تھا۔ پھر کیوں آئی۔ المیر خان لہجہ سخت ہوا تھا۔ نمل اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ وہ اس کے اتنے سخت لہجے میں پہ ہچکیاں بھی نہ لے سکی تھی۔ کیوں آئی تھی۔ وہ دوبارہ سے سرد لہجے میں بولا۔ لالا گولی چلا دیتے۔ اس لیے آئی تھی۔ نمل غصے سے بولی۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔ کہ میں گولی کھانے سے ڈرتا ہوں۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پہلے ہی کندھے پہ لگی ہوئی ہے۔۔۔ نمل مدھم سی آواز میں گویا ہوئی۔ المیر خان نے اس کی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ اوپر کیا۔ میں تم سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں۔ اس لیے ہر غلطی کو نظر انداز کر رہا ہوں۔ المیر خان نرمی سے بولا۔ نمل اب معصومیت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ المیر خان اس کی ٹھوڑی کے تل پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنا لگا۔ نمل اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی۔ المیر خان باہر نکلا۔ اس کے قدموں کی آواز سنتے اس نے آنکھیں کھولیں۔ المیر خان کو جاتے دیکھ نمل صوفے سے اٹھی۔ اور اسی کے پیچھے باہر آئی تھی۔ المیر خان سڑھیاں اترتے صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔ جس کا دروازہ کھولا۔ صوفیہ زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی۔ المیر خان نے گہری آہ بھری تھی۔ اوپر بیوی رو رہی تھی۔ نیچے بہن۔ المیر خان کمرے میں آیا۔ صوفیہ اٹھتے المیر خان کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ المیر خان نے نرمی سے صوفیہ کو اپنے حصار میں لیا۔ اور اسے صوفے پہ بیٹھاتے

خود نیچے بیٹھا۔ اس کا ہاتھ پکڑتے المیر خان نے ایک ہاتھ سے اس کے آنسو صاف
 کیے۔۔ رویا نہیں کرو۔۔ میں اپنی چھوٹی سی گڑیا کو روتے نہیں دیکھ سکتا۔۔ المیر خان پیار
 سے بولا۔۔ ل۔۔ ل۔۔ لا۔۔ لا۔۔ و۔۔ صوفیہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن اس سے بولا
 نہیں جا رہا تھا۔۔ وہ پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ میں نہیں جانتا کہ کیسے یہ نکاح
 ہوا۔۔ لیکن میں نے زرغام سے بات کر لی ہے۔۔ بہت جلد پیپرز بن جائے گے۔۔ المیر
 خان اس کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف
 دیکھا۔۔ اس کے دل میں درد سا اٹھا تھا۔۔ کہ وہ آریان سے الگ ہو جائے گی۔۔ لیکن وہ
 اسے ایک بار پھر سے توڑ چکا تھا۔۔ اب تو وہ ہرگز اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی
 تھی۔۔ مجھ پہ یقین رکھو۔۔ کوئی غلط فیصلہ نہیں کرو گا۔۔ المیر خان سنجیدگی سے
 بولا۔۔ ج۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ اب جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔ اپنی گڑیا کو
 یوں روتے نہیں دیکھ سکتا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ
 مسکرائی۔۔ المیر خان اٹھتے ہوئے باہر نکلا۔۔ نمل باہر کھڑی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔۔ نمل تھوک لگتے ہوئے اوپر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ المیر خان بھی
 اس کے پیچھے اوپر آیا تھا۔۔ کیا دیکھنے آئی تھی۔۔ یہی کہ میں بھی تمہارے لالا کی طرح
 ہوں۔۔ المیر خان شرٹ اتارتے ہوئے بولا۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی۔۔ فکر نہ
 کرو۔۔ تمہارے اس بے شرم بھائی کی طرح نہیں ہوں۔۔ المیر خان اپنے کندھے کا
 معائنہ کرتے ہوئے بولا۔۔ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا۔۔ میرے لالا کو کچھ مت

بولے۔۔ نمل وہی بیٹھی غصے سے بولی۔۔ المیر خان نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا۔۔ آپ
 میرے لالا کو ایسے نہیں بول سکتے۔۔ نمل اس کے گھورنے کے انداز پہ بولی۔۔ تم سے
 بہتر جانتا ہوں۔۔ تمہارے اس بے شرم لالا کو۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ہنو
 ہو۔۔ نمل نے کندھے اچکائے۔۔ وہ اب اسے کیا کہتی۔۔ وہ کچھ بھی تو کر سکتا تھا۔۔ محبت
 تو نہیں ہو گئی۔۔ المیر خان نمل کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولا۔۔ نمل ہر بڑاتے ہوئے
 بیڈ سے اٹھی۔۔ اور سلیپرز پہن کر جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔۔ لیکن اس
 کا پاؤں سلیپ ہوا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی المیر خان نے اس کی بازو پکڑی۔۔ یہی
 رہنا ہے۔۔ میرے ساتھ ہی۔۔ عادت ڈالو۔۔ ایسے ہر بڑاتے ہوئے کوئی کام نہیں ہو
 گا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمل جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔۔ المیر
 خان مسکراتے ہوئے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ نمل
 واشروم سے باہر نکلی۔۔ المیر خان کو روم میں نہ دیکھا کر نمل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔ اس کا
 دل دھڑک رہا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ کہ اسے اچانک کیا ہو جاتا ہے۔۔ المیر
 خان اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے باہر آیا۔۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔۔ مجھے دیکھ کر
 گھبراتی کیوں ہوں۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے چہرہ پہ اپنی
 سلگتی سانسیں چھوڑتے ہوئے پوچھا۔۔ ن۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ میں نہیں گھبراتی۔۔ نمل اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ چلو جاؤ۔۔ میرے لیے کافی لے کر آؤ۔۔ المیر خان اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ج۔۔ جی۔۔ نمل جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔۔ المیر خان

کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جیسے بھاگتی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میں ایسے چالیس
 پچاس کا ہو جاؤ گا۔۔ المیر خان نے دل میں سوچا۔۔ المیر خان جو کہ بیڈ پہ نیم دراز ہوا
 تھا۔۔ دروازہ نوکڈ ہوا۔۔ آجائے۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔ لالا وہ نیچے
 آپ سے ملنے آپ کے تھانے کے لوگ آئے ہے۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔ المیر
 خان اپنی جگہ سے اٹھتے نیچے آیا۔۔ ملازمہ نے ریان، راین اور نوین کو لاونج میں بیٹھایا
 ہوا تھا۔۔ نوین راین ایک صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ ریان الگ صوفے پہ بیٹھا ہوا
 تھا۔۔ نوین کو دیکھتے ہوئے المیر خان نے آنکھیں گھومائی۔۔ اسلام و علیکم سر۔۔ کیسے ہے
 آپ۔۔ ریان اٹھ کر المیر خان کے گلے لگا۔۔ سر زبردستی لے کر آئی ہے۔۔ یہ
 میم۔۔ ریان اس کے کان میں بولا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے سامنے صوفے پہ
 بیٹھا۔۔ ملازمہ نے جوس لا کر سیرو کیا۔۔ یہاں آنے کی کوئی خاص وجہ۔۔ المیر خان نے
 ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے ہوئے نوین کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ بلیو کلر کی شرٹ بلیک پینٹ
 اور بالوں کو آگے رکھے پرسکون سا بیٹھی ہوئی تھی۔۔ آپ جناب نے تو آنے کی زحمت
 نہیں کی۔۔ سوچا میں ہی آپ کو یاد کروا دو۔۔ کہ ہمیں اس کیس پہ کام کرنا ہے۔۔ نوین
 گلاس ٹبیل پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان مسکرایا۔۔ جی میں اسی پہ کام کر رہا
 ہوں۔۔ مگر محترمہ آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔ المیر خان آنکھیں گھوماتے
 ہوئے بولا۔۔ نوین اس کی بات پہ تھوڑا سا شرمندہ ہوئی تھی۔۔ لیکن پھر اپنی شرمندگی
 کو ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔ آپ کو گولی لگی تھی۔۔ تو سوچا آپ کا حال بھی پتہ

چل جائے گا۔ نوین مسکراتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔ میں
 ٹھیک ہوں۔ وہ مسکرایا تھا۔ نمل جو کافی بنا کر کچن سے نکلتے روم میں اوپر جا رہی
 تھی۔ لاونج سے آتی آوازوں پہ لاونج کی طرف بڑھی۔ لاونج میں المیر خان کو دیکھنے
 لگی۔ جو کہ چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی لیے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کافی دے آؤ۔ نمل نے کافی
 ملازمہ کو پکڑائی۔ ملازمہ نے المیر خان کی کافی لا کر اس کے سامنے رکھی۔ المیر خان
 نے ملازمہ کی طرف دیکھا۔ یہ کس نے بنائی ہے۔ المیر خان کے نقوش تنے تھے۔ کہ
 اس نے نمل سے کافی کا کہا۔ اور ملازمہ بنا کر لائی۔ لالا بھابی نے بنا کر دیا
 ہے۔ ملازمہ مدھم سی آواز میں بولا۔ اس کا چہرہ المیر خان کی طرف تھا۔ نمل کچن
 کے دروازے میں کھڑی لاونج میں دیکھ رہی تھی۔ المیر خان نے سامنے بیٹھا ہوا
 تھا۔ اس نے کچن کی طرف دیکھا۔ نمل باہر ہی دیکھ رہی تھی۔ المیر خان کے دیکھنے پہ
 نمل جلدی سے اندر ہوئی تھی۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔ جسے
 دیکھتے نوین نے کچن کی طرف دیکھا۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ سر۔ آ۔ اپ کی وائف
 کیسی ہے۔ رامین جو کہ کب سے خاموش تھی۔ اس نے خاموشی توڑی۔ لاونج میں
 خاموشی چھائی تھی۔ اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔ کیونکہ کوئی بعید نہیں تھا۔ کہ
 المیر خان اس کی اچھی خاصی کلاس لگا دے۔ ریان نے رامین کی طرف دیکھا۔ کہ وہ
 کیا پوچھ چکی تھی۔ جبکہ نوین تھوڑا سا حیران ہوئی تھی۔ ملازمہ پاس ہی کھڑی ہوئی
 تھی۔ مائی ریٹ۔ المیر خان نے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا

تھا۔ ملازمہ سمجھ چکی تھی۔ ملازمہ کچن کی طرف بڑھی۔ بھابی لالا بلا رہے ہیں۔ ملازمہ
 نمل کو چئیر پہ بیٹھے دیکھ کر بولی۔ م۔ مجھے۔ نمل نے اپنی طرف اشارہ کیا۔ مجھے کیا
 کہنا ہے۔ نمل کو تو جیسے سانس آنا بند ہوا تھا۔ جی بھابی۔۔ جائے ورنہ لالا غصے کرے
 گے۔ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔ نمل بھی اس کی حالت دیکھتے باہر نکلی۔ نمل بلیک کلر کی
 سپمل فراک بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔ کچھ لٹیں چہرہ کو چھو رہی تھی۔ اور اس کی چادر
 گلے میں تھی۔ نمل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے لاونج میں آئی تھی۔ جسے دیکھتے المیر
 خان نے لب بھینچے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ نمل ان کے سامنے آئے۔ لیکن وہ
 کیوں آئی تھی۔ یہ بات وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ المیر خان اسے دیکھ کر اس کے قریب
 گیا۔ اور اس کی کندھوں پہ جھولتی ہوئی چادر اتار کر اس کے سر پہ دیتے ہوئے اس کی
 طرف دیکھا۔ نمل نظریں جھکا گئی۔ وہ اس کے دیکھنے کے انداز پہ سمجھ گئی تھی۔ اسے
 اس کا اس طرح آنا قلمچ پسند نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ آتو چکی تھی۔ المیر خان اسے اپنے
 حصار میں لیے صوفے پہ بیٹھا۔ نوین نے گھور نمل کو دیکھا۔ نمل کی نظریں جھکی ہوئی
 تھی۔ جبکہ المیر خان اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ نمل نے نوین کی طرف
 دیکھا۔ جو اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ کیا میں آپ سے زیادہ خوبصورت ہوں۔۔ نمل
 نوین کے گھورنے پہ بولی۔ نوین نے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلہ۔ وہ اس کی بات سے
 شرمندہ ہوئی تھی۔ راین ریان دونوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ المیر خان نے
 نمل کو دیکھا۔ اس کی کتنی زبان تھی۔ نمل مسکرا رہی تھی۔ المیر خان اسے

مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔ نمل کی مسکراہٹ سیدھا اس کے دل پہ انگارے برسا
 رہی تھی۔۔۔ اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ اس کے مسکراتے ہونٹوں کو چوم لے۔۔۔ نمل نے
 مسکراتے ہوئے المیر خان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ پہ
 نظریں جمائی۔۔۔ جو کہ اس کے ہاتھ پہ تھا۔۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم
 ہوئی تھی۔۔۔ اپ یہاں کیوں آئی ہے۔۔۔ نمل نوین کی نظریں المیر خان پہ دیکھتے ہوئے
 استنزیہ بولی۔۔۔ نوین نیچے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔۔ المیر خان سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ انہیں گولی
 ل۔۔۔ ابھی نوین بول ہی رہی تھی۔ کہ نمل نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ اب بالکل ٹھیک
 ہے۔ اگلی وجہ بتائے۔۔۔ نمل نے المیر خان کے زخمی کندھے پہ ہلکا سا ہاتھ رکھا۔۔۔ المیر
 خان کا تو جیسے دل باہر آنے کو تھا۔۔۔ کیس کے سلسلے میں بھی بات۔۔۔ نوین کی بات پھر
 سے نمل نے کاٹی۔۔۔ کیا گھر بیٹھ کر کیس کے متعلق بات کرنے کی اجازت لی؟؟ نمل
 نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ نوین کی شرمندگی کے مارے رنگت سرخ ہو رہی
 تھی۔۔۔ کس سے اجازت اور کیسی اجازت؟ نوین بھی سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔ ظاہر ہے گھر
 پہ ایک شوہر کے وقت پہ اس کی بیوی کا حق ہوتا ہے۔۔۔ تو اسی اجازت کی بات کر
 رہی ہوں۔۔۔ نمل نے نوین کو گھورا۔۔۔ نمل المیر خان کے کندھے سے ہاتھ ہٹاتے اس کی
 طرف دیکھنے لگی۔۔۔ نمل صوفے پہ پیچھے ہو کر بیٹھی۔۔۔ اس کے ہونٹ المیر خان کے
 ہونٹوں کے بالکل قریب تھے۔۔۔ المیر کی پیشانی پہ پسینہ آیا تھا۔۔۔ نمل اس کے جذبات
 کو جگا رہی تھی۔۔۔ بس وہ خود پہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ نمل المیر خان کے

بلکل قریب تھی۔۔ اور اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کو جانا چاہیے۔۔ نمل نے دل جلانے والی مسکراہٹ نوین کو پاس کی تھی۔۔ اس کی نظریں المیر خان پر اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ اندر تک جل رہی تھی۔۔ لیکن کیوں؟ یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی۔۔ اوکے۔۔ نوین نے کھڑے ہوتے ہاتھ المیر خان کے آگے کیا۔۔ جسے نمل نے پکڑا۔۔ بہت شکریہ۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ نوین نے بھی مسکراتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ یہاں دیکھے۔۔ نمل نے ہاتھ اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ کیا۔۔ نیکسٹ ٹائم مجھ سے پوچھ کر آنا۔۔ دراصل ہسبنڈ وائف کو پرائووسی بھی چاہیے ہوتی ہے۔۔ نمل المیر خان کے ساتھ بیٹھتے اس کی طرف مسکراتے ہوئے چہرہ کیا۔۔ ریان باہر نکل چکا تھا۔۔ رامین کے پیچھے ہی نوین بھی نکلی تھی۔۔ اور نمل مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کے لاونج سے نکلتے ہی نمل المیر خان کے پاس سے اٹھتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

نمل ڈریسنگ مرار کے پاس کھڑی ہوئی بالوں کو ٹھیک کر رہی تھی۔۔ المیر خان روم میں آیا۔۔ نمل نے ایسے شو کیا جیسے اسے پتہ ہی نہ چلا ہوں۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے نمل کا بازو پکڑتے چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ باہر کیوں آئی تھی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف غصے سے دیکھا۔۔ ملازمہ نے کہا آپ نے بلایا ہے۔۔ نمل اس کی آنکھوں میں ایک نظر دیکھ کر بولی۔۔ کم سے کم چادر تو لے ہی سکتی تھی۔۔ المیر خان

اس کے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ میرے وقت پر تمہارا حق ہے۔۔ اس نے ایبرو اچکائی۔۔ اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ باہر تو بہت باتیں کر رہی تھی۔۔ اب یہ موتی کیوں چمک رہے ہیں۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اس کی نظر اس کی پیشانی پہ پیسنہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ چمکتے موتی اپنی پوروں سے صاف کیا۔۔ نمل پیچھے کو ہو رہی تھی۔۔ باہر وہ اس کی جان نکال رہی تھی۔۔ اب اس کی باری تھی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 115 1

ڈر رہی ہوں۔۔ المیر خان اسے پیچھے ہوتے دیکھ کر بولا۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ میں کیوں ڈرو گی۔۔ نمل تھوڑا سا پیچھے جاتے ہوئے بولی۔۔ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔ تم کیوں ڈرو گی۔۔ المیر خان نے سوچنے کے انداز میں اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔ ج۔۔ جی۔۔ نمل زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اس کی کلون کی خوشبو نمل کو حواس کھونے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ بالکل ڈرینگ مرار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ اور المیر خان بالکل اس کے نزدیک تھا۔۔ اگر دونوں میں سے کوئی بھی ایک انچ بھی ہلتا تو ان کے

ہونٹ آپس میں ٹکڑا جاتے۔۔المیر خان کی سانسیں اپنے چہرہ پہ بکھرتی محسوس کر کے
 نمل گہرا مسکرائی۔۔تو تم نہیں ڈرتی۔۔المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دونوں
 اطراف میں ہاتھ رکھ گیا۔۔جی نہیں۔۔نمل مضبوطی سے بولی۔۔المیر خان اسے داد دینے
 کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے صوفے پہ جا کر بیٹھا۔۔اسے خود سے دور
 ہوتے دیکھ نمل نے سکون کا سانس لیا۔۔یہاں آؤ۔۔المیر خان نے اسے اپنی طرف آنے
 کا اشارہ کیا۔۔میں۔۔نمل وہی کھڑی اپنی سانسیں روکتے ہوئے بولی۔۔وہ اب اس وقت
 کو پچھتا رہی تھی۔۔کہ کیا ضرورت تھی۔۔اسے باتیں سنانے کی۔۔کچھ بھی کرتی وہ۔۔اس
 کی بلا سے۔۔نمل نے دل ہی دل میں سوچا۔۔تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔المیر خان نمل کو
 وہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔نہیں۔۔اپ کو جو۔۔ب۔۔بھی کہنا ہے۔۔و۔۔وہی سے بول
 دے۔۔گ۔۔گرمی۔۔ہے نا۔۔ت۔۔تو دور۔۔رہ۔۔ک۔۔ک۔۔ک۔۔ب۔۔بات
 ک۔۔کرنے سے گر۔۔گرمی کم محسوس ہو گی۔۔نمل مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں
 کو ملتے ہوئے بولی۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔نہیں فکر نہ کرو۔۔مجھے گرمی
 نہیں لگے گی۔۔میں شرٹ اتار لوں گا۔۔المیر خان اس کی حالت دیکھتے ہوئے بولا۔۔اس
 کا جھوٹ بھی ایسا تھا کہ اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔کہ چھت پھاڑ قہقہہ لگائے۔۔لیکن وہ اپنی
 ہنسی دبائے اس کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔۔نمل چھوٹے چھوٹے قدم چلتے اپنے
 دل کو تھامے اس کی طرف آرہی تھی۔۔نمل اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔وہ آنکھیں بند
 کیے اس کی طرف آرہی تھی۔۔المیر خان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔نمل

صوفے کے پاس آتے ہوئے روکی۔۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔ تمہیں گرمی لگ رہی ہے۔۔ المیر خان اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ج۔۔ جی۔۔ نمل جلدی سے بولی۔۔ Let's take off our clothes again so you feel less hot.

(چلو پھر کپڑے اتاروں تاکہ تمہیں گرمی کم محسوس ہوں۔۔) المیر خان اس کے ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔۔ نمل آنکھیں جپھکتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ Come on, hurry up.

(چلو جلدی کرو۔۔) المیر خان اس کے اس معصوم سے چہرہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ن۔۔ نہیں مجھے گرمی نہیں لگ رہی۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب صوفے پہ بٹھایا۔۔ نمل تھوک نگلتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھی۔۔ کمرے میں دونوں کی سانسوں کی مدھم سی آواز گونج رہی تھی۔۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ المیر خان اس کا ہاتھ پکڑے نرمی سے بولا۔۔ ک۔۔ کیا کیا میں نے؟ نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ باہر کیا کر کے آئی ہوں۔۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔۔ المیر خان اس کے یوں انجان بننے پہ بولا۔۔ نمل نے المیر خان کو آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔ کیا کیا میں نے۔۔ وہ معصومیت سے آنکھیں جپھکتے ہوئے بولی۔۔ جتنی معصوم بننے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔ اتنی ہوں نہیں۔۔ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔ المیر خان اس کے عارض کو چھوتے ہوئے بولا۔۔ وہ میرے

ساتھ کام کرتے ہے۔۔ ہمیں کیس ملا ہوا ہے۔۔ اس لیے وہ ائی تھی۔۔ المیر خان اسے صفائی دے رہا تھا۔۔ پر کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔ وہ بس یہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی جیل میں ہوئی تھی۔۔ میرے خیال میں اب تو چھٹیاں بھی ہونے والی ہے۔۔ اور جہاں تک رہ گئی کیس کی بات تو وہ کام کی جگہ ڈیسک ہوتے ہے۔۔ ناکہ گھروں میں جا کر۔۔ نمل آنکھیں گھوماتے ہوئے بولی۔۔ اسے نوین کی نظریں یاد آتے ہی المیر خان پہ غصے آیا تھا۔۔ کہ وہ کیسے اس کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے بھی خاموش تھا۔۔ تمہیں جیل میں ہوئی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف آنکھیں کافی حد تک کھولتے ہوئے دیکھا۔۔ نہیں۔۔ نمل کندھے اچکاتے ہوئے صوفے سے اٹھی۔۔ جیل میں تو ہوئی ہوں۔۔ کہیں مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔۔ میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔۔ اور نہ ہی کبھی کرو گی۔۔ منہ کے زاویہ بدلتے ہوئے نمل بولی تھی۔۔ ہو جائے گی۔۔ المیر خان یقین سے بولا تھا۔۔ اس نے فیل کیا تھا۔۔ کہ نمل جیل میں فیل کرتے اس کے بے حد قریب آئی تھی۔۔ اور اس کی دل کی دھڑکنوں کی تیز کر گئی تھی۔۔ نمل روکی تھی۔۔ اس نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ میں عاد۔۔ نمل اس سے آگے کے الفاظ ادا کرنے ہی والی تھی۔۔ کہ المیر خان نے اس تک پہنچتے اس کی بازو پہ اپنی سخت گرفت کرتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ اگر تمہاری اس زبان سے دوبارہ میرے علاؤہ کسی کا نام نکلا۔۔ تو باخدا تمہیں یہی درگور کر دو گا۔۔ وہ سختی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

سرد لہجے میں بولا۔ نمل کو اس کی انگلیاں اپنی بازو میں گرہتی محسوس ہو رہی تھی۔ نمل نے اس کا ہاتھ اپنی بازو سے ہٹانا چاہا تھا۔ لیکن المیر خان کی گرفت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ چھوڑو مجھے۔ نمل المیر خان کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ المیر خان اس کے ہاتھ اپنے سینے پہ محسوس کرتے واقع ہی اسے چھوڑ چکا تھا۔ اس کی دل دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔ نمل کے ہاتھ المیر خان کے سینے پہ تھے۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑے ہوئے تھے۔ نمل کی سانسیں گہری ہو رہی تھی۔ المیر خان تو جیسے ساری دنیا سے بے نیاز ہوا تھا۔ خود کسی بھی لڑکی سے بات کرے۔ فرق نہیں پڑتا۔ مگر میں اپنی۔ نمل بولتے ہوئے خاموش ہوئی۔ میں کسی کا نام لوں۔ تو آپ کی سوکولڈ غیرت جاگ جاتی۔ نمل اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی۔ وہ جو سب سے بے نیاز اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دیکھنے پہ لڑکھرایا تھا۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ ہاں کیونکہ تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔ کہ تم میرے علاوہ کسی کا بھی نام لوں۔ المیر خان پیچھے پڑے ٹبیل کو پاؤں مارتے ہوئے غرایا۔ ٹبیل زمین پہ کرتے ٹوٹا تھا۔ اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ کہ وہ اسی کے سامنے کیسے کسی اور کو ترجیح دے سکتی ہے۔ خود کچھ بھی کرتے پھرو۔ نمل المیر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چلائی۔ کیا کیا ہے میں نے بولو۔ المیر خان اس کے مقابل آتے ہوئے بولا۔ وہ لڑکی جو آپ کو دیکھ رہی تھی۔ آپ کو نہیں پتہ تھا کہ وہ دیکھ رہی ہے۔۔۔ لیکن ایک دفعہ بھی منع کیا۔ نہیں۔ کیونکہ آپ تو خود چاہتے تھے۔۔۔ کہ

وہ۔ نمل بول رہی تھی۔ کہ المیر خان نے اس کی بات کاٹی۔ کہ وہ مجھے دیکھے۔ ایسا
 ہی ہے نا۔ المیر خان اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ چار شادیوں
 کی اجازت ہے۔ اور ابھی صرف ایک ہی ہوئی ہے۔ المیر خان استنزیہ مسکراہٹ لیے
 بولا۔ نمل نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ اس کی اس بات پہ اندر تک سلگی تھی۔ نمل
 نے ٹبیل پہ پڑا پھولوں کا گمہ اٹھا کر المیر خان کی طرف پھینکا۔ المیر خان نے اس کی
 طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔ پاگل ہو کیا۔ المیر خان اگر پیچھے نہ ہوتا تو وہ گمہ اس کے
 سر پہ لگتا۔ تین کیوں چار ہی پوری کر لینا۔ پہلے مجھے طلاق دے دو۔ نمل۔۔۔ المیر
 خان دھاڑا تھا۔ لیکن اس دفعہ وہ اتنی اونچی دھاڑا تھا۔ کہ اسے اپنے کانوں کے
 پردے پھٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ نمل کانپتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔ کہ نیچے بکھرا کانچ
 اس کے پاؤں کے تلوے میں لگا تھا۔ آہ۔۔۔ ایک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی
 تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیزی سے نمی آئی ہوئی تھی۔ المیر خان اس کی طرف
 بڑھا۔ لیکن وہ پیچھے کو ہوئی تھی۔ المیر خان نے اس تک پہنچتے اسے گود میں اٹھاتے
 بیڈ پہ بٹھایا۔ اور ایک ہی جست میں اس کے پاؤں کے تلوے سے کانچ نکالتے اپنا
 رومال رکھ چکا تھا۔ اسے یہ رومال اپنی جان سے پیارا تھا۔ میں چاہے تین شادیاں اور
 کیوں نہ کر لوں۔ تم میرے نکاح میں رہوں گی۔ میری پہلی بیوی بن کر۔ المیر خان
 ڈرائر میں سے جیل نکالتے اس کے پاؤں کے تلوے پہ لگا گیا۔ سس۔۔۔ نمل سسکی
 تھی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ جو کہ آنکھوں میں پانی لیے اسے دیکھ رہی

تھی۔ اتنا سا درد برداشت نہیں ہوتا۔ سوچو جو درد مجھے دیتی ہوں۔۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ بول کر روکا نہیں تھا۔۔۔ وہ واشروم میں جا چکا تھا۔۔۔ نمل نے تھوک نگلا تھا۔۔۔ اسے نے المیر خان کی نم آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔۔ ان میں نمی چمک رہی تھی۔۔۔ نمل نے تھوڑا سا پیچھے ہوتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔ وہ بیس منٹ سے یو ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن المیر خان باہر نہیں آیا تھا۔۔۔ پانچ منٹ اور گزرے تو المیر خان اپنے بالوں کو ٹاول سے سہلاتے ہوئے باہر آیا۔۔۔ کندھے کا زخم جو کہ پہلے سے کچھ حد تک بہتر تھا۔۔۔ پانی کے نیچے زیادہ دیر رہنے کی وجہ سے اس سے پھر سے خون رسنا شروع ہوا تھا۔۔۔ لیکن اس پہ تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ میں نے کون سا درد دیا۔۔۔ نمل بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ المیر خان اس کی طرف بڑھتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اٹھنے سے روک چکا تھا۔۔۔ بار بار جب تمہارے ان لبوں سے کسی غیر مرد کا نام سنتا ہوں۔۔۔ یہ میرے لیے ایسا ہے۔۔۔ جیسے کوئی شیشہ پگھلا رہا ہوں۔۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ل۔۔۔ نمل بولنے ہی والی تھی۔۔۔ کہ المیر خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ کہ میں بھی تمہیں کبھی کبھار درد دے جاتا ہوں۔۔۔ لیکن میں مجبور ہو جاتا ہوں۔۔۔ تمہارے لبوں سے کسی کا نام برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ اور میں جانتا ہوں۔۔۔ کہ تم یہ جان بوجھ کر کرتی ہوں۔۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔ نمل اس کی آنکھیں میں دیکھتے نظریں جھکا گئی۔۔۔ جیسے ابھی اس کی باتوں سے اس کا دل نکال کر باہر آ جائے گا۔۔۔ ہر انسان درد

سے گزرتا ہے۔۔ لیکن پھر بھی وہ کسی دوسرے کے درد کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔۔ المیر خان اب کی بار مسکرایا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آنکھوں میں درد کی لہر تھی۔۔ نمل گہرے سانس لینے شروع ہوئی تھی۔۔ وہ کچھ بول نہیں سکی تھی۔۔ المیر خان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ اور شرٹ پہنتے بالوں کو ہاتھ سے ہی ہی سیٹ کرتے بنا نمل پہ کوئی نظر ڈالے باہر نکلا۔۔ نمل اپنی ٹانگوں کے گرد حصار بناتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی تھی۔۔ اسے اپنی کیفیت کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ کہ اسے ہو کیا رہا ہے۔۔ لیکن المیر خان کی آنکھوں میں درد دیکھتے اس کے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔۔

المیر خان کمرے سے نکلتے ہوئے باہر آیا۔۔ لاونج میں ملازمہ کام کر رہی تھی۔۔ المیر خان کے کمرے سے آتی اس کی اور نمل کی آوازیں ملازمہ نے بھی سنی تھی۔۔ جس سے صاف ظاہر تھا۔۔ کہ غلطی اسی سے ہوئی ہے۔۔ اور المیر خان کا سنجیدہ چہرہ دیکھتے وہ ڈر گئی تھی۔۔ کہ اب اس کی بھی کلاس لگے گی۔۔ لیکن المیر خان کے الفاظ کانوں سے ٹکرائے تو وہ ایک پل کو حیران ہوئی۔۔ ہلدی والا دودھ روم میں دے آؤ۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گیا۔۔ المیر خان اپنی بائیک کی طرف بڑھا تھا۔۔ بائیک لیے المیر خان حویلی سے نکل چکا تھا۔۔ اب اس کا رخ اس کے سب سے خاص دوست عرفان ارشد کے آفس کی طرف تھا۔۔ وہ اس کا قریبی دوست تھا۔۔ جو کہ

ایک وکیل تھا۔ المیر خان بات کو زیادہ پھیلانا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس سے صوفیہ کی عزت پہ بات آسکتی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک طرف صوفیہ کی پریشانی۔ اور پھر نمل کی۔ اس کی بایک ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ لیکن وہ اپنی ہی سوچوں میں گھوم تھا۔ سامنے سے آتی گاڑی سے اس کی بایک بری طرح ٹکراتی۔ اگر گاڑی کی بریک نہ لگتی۔ المیر خان نے بھی اب ہوش میں آتے گاڑی روکی تھی۔ جان عالم گاڑی سے نکلتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کا گریبان پکڑا تھا۔ تیرا دھیان کہاں ہے۔ کمینے۔ جان عالم غصے سے گرجا تھا۔ یار۔ وہ میں۔ المیر خان نے اپنی پیشانی مسلی۔ کیا تو۔ پاگل ہے کیا۔ ابھی مر جاتا۔ اور ہمیں بھی مرواتا۔ جان عالم اسے پیچھے جھٹکتے ہوئے بولا۔ المیر خان نے گاڑی کی طرف دیکھا۔ جہاں پیسنجر سیٹ پہ ورشاں بیٹھی ہوئی تھی۔ کہاں جا رہا تھا۔ المیر خان تھوڑا سا خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا۔ تجھ سے ہی ملنے آرہا تھا۔ اور تو کمینا یہاں مجھے اوپر بھیجنے والا تھا۔ جان عالم نے سر جھٹکا۔ اچھا چل یار۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ باقی جانور آگئے۔ المیر خان اپنی بایک کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ کل تک اجائے گے۔ جان عالم بھی گاڑی کی طرف بڑھا۔ جان خان اپ ٹھیک ہے نا۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ میں ٹھیک ہوں جان حیات۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اپنی پریشان ہوتی جان حیات کی طرف دیکھا۔ اور اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔ ورشاں مسکرا دی۔ المیر خان نے بایک سٹارٹ کی۔ جان عالم نے بھی

ڈرائیونگ سٹارٹ کی تھی۔۔۔ کمینے جا کہاں رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے باہر کی طرف دیکھا۔۔۔ حویلی چل کر بتا دو گا۔۔۔ المیر خان نے بھی ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔۔ ورشاں خاموشی سے پیسنجر سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ صوفیہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔

بیس منٹ کا سفر کرتے جان عالم کی گاڑی اور المیر خان کی بائیک حویلی کے کارپیوچ میں روکیں۔۔۔ جان عالم گاڑی سے نکلا۔۔۔ ورشاں بھی نکل چکی تھی۔۔۔ کیسی ہو گڑیا۔۔۔ المیر خان نے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ بس ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔۔۔ ورنہ آپ نے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم المیر خان دونوں ہی مسکرائے تھے۔۔۔ ورشاں اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ یار ایک بات بتا۔۔۔ المیر خان بھی جان عالم کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ بول۔۔۔ جان عالم لاونج میں آتے صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ تجھے فرصت کیسے مل گئی۔۔۔ المیر خان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یار دو دن سے تنگ کیا ہوا تھا۔۔۔ پھر آج سوچا لے ہی جاؤ۔۔۔ جان عالم نے اپنی بیرڈ سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ مطلب گڑیا کی وجہ سے آیا۔۔۔ المیر خان نے اسے گھورا۔۔۔ کہاں جا رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے گلاس پکڑتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ یار۔۔۔ وہ آریان کا اور صوفیہ کا نکاح ہوا تھا۔۔۔ المیر خان کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔ جان عالم نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ تو اب

تو کیا ان کو الگ کرنا چاہتا ہے۔۔ جان عالم نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ ہاں۔۔ کیونکہ آریان ٹھیک نہیں ہے۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میری بہن کی زندگی برباد ہوں۔۔ المیر خان نے صوفی سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔۔ وہ واقع ہی پریشان تھا۔۔

ورشیاں صوفیہ کے روم میں آئی۔۔ صوفیہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ہاتھوں کی انگلیوں پہ نظریں جمائے۔۔ کیسی ہو صوفیہ۔۔ ورشیاں آگے بڑھتے ہوئے صوفیہ کے گلے لگی۔۔ صوفیہ نے ورشیاں کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ صوفیہ کیا تم ٹھیک ہوں۔۔ ورشیاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ہم۔۔ صوفیہ نے ہی میں سر ہلایا۔۔ پریشان ہوں۔۔ ورشیاں نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ صوفیہ نے چہرہ اٹھا کر اس کی دیکھا۔۔ اس گردن پہ نشان تھے۔۔ صوفیہ یہ۔۔ ورشیاں نے اس کی گردن کی طرف اشارہ کیا۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ یہ کیسے۔۔ کیا ہوا۔۔ بتاؤ یار۔۔ ورشیاں اس کی آنکھوں کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ و۔۔ ورشیاں۔۔ وہ صوفیہ اس کے گلے لگتے رو رہی تھی۔۔ یار مجھے بتاؤ۔۔ ورشیاں اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بولی۔۔ وہ تقریباً چار سے پانچ سال اس کے ساتھ رہی تھی۔۔ لیکن آج تک اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھے تھے۔۔ یار ریلیکس۔۔ ورشیاں نے اٹھ کر پانی کا گلاس پکڑتے صوفیہ کو دیا۔۔ صوفیہ نے کچھ گھونٹ پانی کے لگائے۔۔ میں نے آریان سے باہر نکاح کیا تھا۔۔ صوفیہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ ورشیاں

حیران ہوئی تھی۔ اس نے حیرانگی سے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ ا۔ا۔ا۔ر۔ی۔یان
سے۔ ورشاں تھوک نکلنے ہوئے بولی۔ ہاں۔ صوفیہ نم آنکھوں سے بولی۔ ل۔للا کو بتا
دیا۔ ورشاں کی خود کی آواز بھی لڑکھڑا رہی تھی۔ لالا کو پتہ چل گیا ہے۔ وہ چاہتے
ہے کہ میں خلا لے لوں۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ورشاں نے اس کی
طرف دیکھا۔ لالا کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ کیسے بول سکتے ہیں۔ ورشاں حیران ہوتے
ہوئے بولی۔ یار۔ صوفیہ تم۔ ورشاں نے کچھ بولنا چاہا۔ ورشاں باہر آئی۔ المیر خان
جان عالم باتیں کر رہے تھے۔ لالا آپ کیسے کر سکتے ہیں ایسا۔ ورشاں نے المیر خان
کو غصے سے دیکھا۔ کیا ہوا بچے۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ لالا آپ کیسے کر سکتے
ہے۔ اگر اس نے نکاح کر لیا ہے۔ تو اب طلا۔ جان عالم نے ورشاں کو حیرانگی سے
دیکھا۔ کہ وہ کیوں بول رہی تھی۔ آخر وہ اس کا بھائی تو وہ بہتر جانتا تھا۔ جان عالم
کے گھورنے پہ ورشاں لفظ ادھورا چھوڑ گئی تھی۔ لالا آپ نے اپنا فیصلہ کر لیا۔ لیکن
یہ نہیں سوچا کہ صوفیہ کیا چاہتی ہے۔ ورشاں المیر خان کے سامنے آئی۔ المیر خان نے
جان عالم کی طرف دیکھا۔ وہ بھی تو بے بس تھا۔ لالا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ یہ
بھی تو سوچے کہ صوفیہ اسے پسند بھی تو کر سکتی ہے نا۔ ورشاں نے آریان کا نام نہیں
لیا تھا۔ وہ بھی جانتی تھی۔ کہ جان عالم کسی کا نام بھی اس کی زبان سے نکلے برداشت
نہیں کرے گا۔ لالا ایک دفعہ صوفیہ سے پوچھے۔ کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ پھر کوئی فیصلہ
کرے۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ آکر بیٹھی۔ نمل اپنے لڑکھڑاتے پاؤں کے ساتھ

نیچے آئی تھی۔۔المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔اسے سکون نہیں تھا۔۔اسلام و علیکم
 چاچو۔۔نمل جان عالم کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔جان عالم نے پیار سے نمل کو اپنے
 حصار میں لیا۔۔میرا بچہ کیسا ہے۔۔جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ورشاشاں نے جان عالم
 کو گھورا۔۔پاؤں پہ کیا ہوا بیٹا۔۔جان عالم پریشانی سے بولا۔۔چاچو کانچ لگ گیا۔۔نمل
 مسکراتے ہوئے بولی۔۔خیال رکھا کرو۔۔جان عالم نمل کو صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے
 بولا۔۔جی چاچو۔۔نمل مسکرائی تھی۔۔المیر خان نے پہلو بدلتے ہوئے نمل کی طرف
 دیکھا۔۔وہ سب کے ساتھ مسکراتی تھی۔۔سوائے اس کے۔۔اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا
 تھا۔۔کہ وہ خود ہی تکلیف دیتی تھی۔۔المیر خان نے تلخی سے سوچا۔۔ایک گھنٹے کے بعد
 ورشاشاں جان عالم چلے گئے۔۔نمل سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔المیر خان کچھ
 دیر لاونچ میں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔جو سکون سے صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔شاید
 اس سے اب چلا نہیں جا رہا تھا۔۔المیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گود میں اٹھانا
 چاہا۔۔ن۔۔نہیں میں چلے جاؤ گی۔۔نمل جلدی سے صوفے پر سیدھی ہوئی۔۔المیر خان
 نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے اسے اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔۔اور اسے لیے اوپر کی
 طرف بڑھنے لگا۔۔نمل دونوں ہاتھوں سے المیر خان کہ گردن کے گرد حصار بنائے
 ہوئے تھی۔۔نمل کے ہونٹ المیر خان کی گردن سے مس ہوئے تھے۔۔المیر خان روکا
 تھا۔۔اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کھولیں۔۔گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی
 تھی۔۔نمل نے اپنے ہونٹ دانتوں کے نیچے دبائے تھے۔۔اس کی نظریں المیر خان کی

گردن پہ تھی۔۔ اس کی گردن پہ تل چمک رہا تھا۔۔ وہ واقع ہی چمک رہا تھا۔۔ نمل نے گہرا سانس لیا۔۔ المیر خان سڑھیاں چڑھتے ہوئے روم میں آیا۔۔ نمل کی ٹانگیں اس کے پیٹ کے گرد بندھی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ لٹایا۔۔ اور کچھ بولے بنا باہر نکل گیا۔۔ نمل بھی لائنس آؤف کرتے اپنے خیالوں میں گھوم ہوئی تھی۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_114

آریان جو غصے سے سرخ چہرہ لیے باہر نکلا تھا۔۔ کچھ سوچتے واپس اندر کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ المیر خان سے کچھ فاصلے پہ کھڑی رو رہی تھی۔۔ المیر خان اپنے بالوں میں مسلسل ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ نمل صوفیہ کے پاس کھڑی کانپ رہی تھی۔۔ اس میں تو اتنی بھی ہمت نہیں تھی۔۔ کہ وہ المیر خان کے پاس سے گزرتے اپنے روم میں چلے جائے۔۔ وہ المیر خان سے ڈرتی تھی۔۔ اور اس کی سرخ آنکھیں اس وقت کچھ بھی کر گزرنے کی گواہی دے رہی تھی۔۔ آریان کو دیکھتے ہوئے المیر خان پھر سے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ میں تجھ سے ملنے نہیں آیا۔۔ میں اپنی بہن کو لینے آیا ہوں۔۔ آریان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ تیرے ساتھ کیوں جائے گی۔۔ المیر خان نے اس

کی طرف استنزیاء نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ کیونکہ میری بہن ہے۔۔ اریان نے بھی
 اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ میری بیوی ہے۔۔ المیر خان کندھے اچکاتے ہوئے
 بولا۔۔ تیری بہن بھی میری بیوی ہی ہے۔۔ میں نے کون سا اس سے گڈے گڈی کے
 کھیل کھیلتا ہوں۔۔ اریان صوفیہ پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ جو رو رہی تھی۔۔ اس کا
 رونا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ لیکن مقابل ہی خود بول چکی تھی۔۔ کہ وہ اس
 کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔۔ تو وہ کیسے اس کے ساتھ زبردستی کر سکتا تھا۔۔ اس کی
 طرف مت دیکھ۔۔ بغیرت نہیں ہوں کہ بہن پہ ہاتھ اٹھاؤ گا۔۔ المیر خان نمل پہ ایک
 نظر ڈالتے آریان کو طنز کر رہا تھا۔۔ اریان اس کا طنز بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔۔ میں
 تیری بکو اس نہیں سننا چاہتا۔۔ اریان اسے دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیتے ہوئے
 بولا۔۔ اچھا۔۔ المیر خان نے اسے شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ چل تو اسے لے
 جا۔۔ المیر خان ہاتھ باندھتے ہوئے مسکرایا۔۔ اگر تیرے ساتھ اپنی مرضی سے
 جائے۔۔ المیر خان صوفیہ پہ ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے بیٹھا۔۔ وہ اچھے سے جانتا
 تھا۔۔ کہ نمل کبھی نہیں جائے گی۔۔ وہ جتنا ڈرتی تھی۔۔ اسے معلوم تھا۔۔ چلو
 نمل۔۔ اریان نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ ل۔۔ لالا۔۔ نمل نے بے بسی سے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ المیر خان نمل کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اریان نے نمل کی طرف
 دیکھا۔۔ لا۔۔ لا میں نہیں جاؤ گی۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ وہ بار بار
 پلکیں جپھکتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ اس

نے ایبرو اچکاتے ہوئے آریان کی طرف دیکھی۔۔ جیسے اس نے جنگ جیت لی
 ہوں۔۔ المیر خان صوفے سے اٹھتے آریان سے نمل کا ہاتھ چھرواتے اس کا گریبان
 پکڑتے ہوئے باہر نکلا۔۔ اریان نے ہاتھ کا مکہ بناتے المیر خان کی گردن پہ مارا تھا۔۔ المیر
 خان نے بھی جوابی کاروائی کی تھی۔۔ اسے ایک ٹانگ ریسد کرتے المیر خان اسے زمین
 بوس کر گیا تھا۔۔ بچہ ہے ابھی تو سالہ۔۔ میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔۔ المیر خان آریان
 کے پاس جھکتے ہوئے اس کے گال تھپتھاتے ہوئے استنزیہ بولا۔۔ اریان نے اس کا ہاتھ
 پیچھے کرتے اسے گھورا۔۔ سالہ اگر بچہ ہوتا تو تیری بہن۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اتنا ہی بولا
 تھا۔۔ المیر خان نے آریان کو گریبان سے پکڑتے ہوئے اسے اپنے مقابل کیا۔۔ اور اسے
 مکہ مارتے دیوار سے لگاتے اس کے چہرہ پہ مکہ مارنے لگا۔۔ وہ بنا روکے اسے مار رہا
 تھا۔۔ اس کے چہرہ کا حال برا ہو چکا تھا۔۔ اریان نے اس کا ہاتھ روکتے اس کے پاؤں
 سے خود سے دور دکھیلا۔۔ اگر تو زرغام کا بیٹا نہ ہوتا۔۔ تو تیرا وہ حال کرتا۔۔ تو خود بھی
 سوچ نہیں سکتا تھا۔۔ المیر خان اسے پیچھے کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اریان گاڑی سے بری
 طرح سے ٹکرایا تھا۔۔ تیری بہن کا شوہر بھی ہوں سالے۔۔ اریان مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ دیکھ چلا جا ورنہ مار ڈالوں گا تجھے۔۔ المیر خان دھاڑا تھا۔۔ المیر خان کی دھاڑ پہ
 نمل باہر آئی تھی۔۔ ایک قدم بھی وہاں سے باہر مت نکالنا۔۔ المیر خان جس کا چہرہ
 اریان کی طرف تھا۔۔ بنا پلٹے بولا۔۔ نمل وہی روکی تھی۔۔ اس نے تھوک نکلا تھا۔۔ اریان
 نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جیب سے پسل نکالی تھی۔۔ المیر خان اس کی

طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ بچے میں ان کھلونوں سے روزانہ کھیلتا ہوں۔۔۔ المیر خان
 مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے حیرانگی سے آریان خان کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ کچھ بول
 بھی نہ سکی تھی۔۔۔ اریان المیر خان پہ پسل تانے ہوئے تھا۔۔۔ تو روز اس کھولنے سے کھیلتا
 ضرورت ہو گا۔۔۔ مگر یہ کھولنا چلتا بھی ہے۔۔۔ اور یہ چلا تو تیری اوپر کی کٹے گی۔۔۔ اریان
 بھی مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ چلا گولی۔۔۔ المیر خان نے بازو پھیلائی تھی۔۔۔ اب تو خوف سے
 نمل کی ٹانگیں کانپی تھی۔۔۔ اسے پہلے بھی تو گولی لگی ہوئی تھی۔۔۔ کیا وہ واقعی ہی پاگل
 تھا۔۔۔ اس کے دل میں خوف کی لہر دوڑ رہی تھی۔۔۔ اریان نے ٹریگر پہ انگلی رکھی
 تھی۔۔۔ المیر خان ابھی بھی اسی انداز میں کھڑا تھا۔۔۔ ل۔۔۔ لا۔۔۔ نمل بھاگتے ہوئے باہر
 آئی تھی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے المیر خان کے آگے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اریان نے ٹریگر دبایا
 تھا۔۔۔ نمل نے کانوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اریان کے چہرہ پہ زناٹے دار تھپڑ پڑا تھا۔۔۔ جس
 کی آواز پہ نمل نے آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ زرغام کو دیکھتے نمل کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔۔۔ یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔۔ تمہیں میرا پیغام نہیں ملا تھا۔۔۔ کہ حویلی رہنا۔۔۔ زرغام
 غصے سے گرجہ تھا۔۔۔ بابا میں۔۔۔ و۔۔۔ اریان بول ہی رہا تھا۔۔۔ کہ زرغام نے اس کی بات
 کاٹی۔۔۔ تم یہاں اپنی بہن کے شوہر کی جان لینے آگئے۔۔۔ شرم نہیں آئی۔۔۔ زرغام غصے
 سے بولا۔۔۔ بابا یہ صرف آپ کا دوست ہے۔۔۔ اریان المیر خان کو کھا جانے والی نظروں
 سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شیٹ اپ اریان۔۔۔ زرغام دھاڑا تھا۔۔۔ حویلی جاؤ۔۔۔ زرغام اسے باہر
 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان سرمارتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔ نمل نم

آنکھوں سے زرغام کو دیکھ رہی تھی۔۔ زرغام نے گہرا سانس لیتے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اس کی نم آنکھیں دیکھتے زرغام نے اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ کیسا ہے میرا بچہ۔۔ زرغام بے حد پیار سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔۔ لیکن نمل اس کے حصار میں کھڑی رو رہی تھی۔۔ بس میرا بچہ۔۔ رونا تو بند کرو۔۔ زرغام پیار سے بولا۔۔ لیکن نمل ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ رونا بند کرو۔۔ المیر خان کی سرد آواز بلند ہوئی تھی۔۔ اس کی سرد آواز پہ زرغام نے المیر خان کو گھورا۔۔ جبکہ نمل رونا بند کر چکی تھی۔۔ اس کی ہچکیاں بند ہوتی سن زرغام حیران ہوا تھا۔۔ نمل زرغام خان کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اندر جاؤ۔۔ المیر خان حکیمہ لہجہ میں بولا تھا۔۔ نمل اسی لمحے زرغام سے دور ہوتے اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔ المیر خان اپنی ہنسی دبائے ہوئے تھا۔۔ تو میری بیٹی سے اس طرح بات کرتا ہے۔۔ زرغام نے المیر خان کو گھورا۔۔ سالے تیرے کہنے سے تو چپ بھی نہیں ہوئی تھی۔۔ میرے ایک دفعہ کہنے پہ اس کے آنسو روک گئے تھے۔۔ المیر خان فخریہ انداز میں بولا۔۔ اچھا۔۔ تو میرے ہاتھ سے مر نہ جائی۔۔ زرغام المیر خان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ زرغام المیر خان کے ساتھ لاونج میں آکر بیٹھا۔۔ سن زرغام۔۔ تو اپنے بیٹے کو سمجھالے۔۔ صوفیہ۔۔ وہ بولتے ہوئے خاموش ہوا تھا۔۔ زرغام نے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔۔ یار دیکھ میں نہیں جانتا کہ کیسے ان کا نکاح ہوا۔۔ کیوں ہوا۔۔ بس میں اتنا جانتا ہوں۔۔ کہ میری بہن اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔۔ المیر خان سر جھکائے بولا تھا۔۔ مجھے میری بہن کی خوشی سے زیادہ

اہم کچھ بھی نہیں۔۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔ ہمیشہ اس کا ساتھ دیا ہے۔۔ اس کے ساتھ کھڑا رہا۔۔ کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی۔۔ صرف اس لیے کہ میری بہن یہ نہ سوچو کہ ہمارے ماں باپ نہیں تو میں اس لیے اس پہ اپنی مرضی اپنے فیصلہ مسلت کرتا ہوں۔۔ میری بہن میری چھوٹی سی دنیا میں سب کچھ ہے۔۔ وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ یار۔۔ المیر خان پریشانی سے بولا۔۔ تو وہ بول جو چاہتا ہے۔۔ زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ میں پیپر ز بھیجو گا۔۔ تو اس سے پہ اس کے سائن کروا دے۔۔ میری گڑیا کو اپنی زندگی گزرانے کا پورا حق ہے۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ تو جیسا چاہے گا۔۔ ویسا ہی ہوں گا۔۔ تو فکر مت کر۔۔ زرغام نے اسے حوصلہ دیا۔۔ میں بھی اریان کی شادی کرنا چاہ رہا ہوں۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ چل میں نکلتا ہوں۔۔ زرغام باہر نکلا۔۔۔

غزنوی حویلی آیا۔۔ رات ہو چکی تھی۔۔ اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ اور مسکراتے ہوئے روم کی طرف بڑھا۔۔ روم میں مدھم سی لائٹ جل رہی تھی۔۔ جس کی کچھ روشنی زمل کے وجود پہ پڑ رہی تھی۔۔ سلور کلر کی نائیٹ میں ملبوس بال تکیہ پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ زمل غازیہ کے گرد حصار بنائے سو رہی تھی۔۔ غزنوی کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ غزنوی زمل کی طرف بڑھتے اس کی دونوں بازو غازیہ کے گرد سے ہٹاتے اپنی گردن کے گرد حائل کیے۔۔ غ۔۔ غزنوی۔۔ زمل حیرانگی سے آنکھیں

کھولتے ہوئے بولی۔۔ شش۔۔ غازیہ جاگ جائے گی۔۔ غزنوی مدھم سی آواز میں غازیہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی زل کو گود میں اٹھائے کوؤچ کی طرف بڑھا تھا۔۔ اسے کوؤچ پہ لیٹاتے غزنوی اس پہ

جھکا۔۔ غزنوی۔۔ زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیا غزنوی۔۔ غزنوی نے ایبرو اچکائی۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ زل نے غزنوی کی گردن کے گرد بازو حائل کیے ہوئے تھے۔۔ تھوڑا سا پیار۔۔ غزنوی مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اگر میں اجازت نہ دو تو؟ زل نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ تو میں تمہیں منالوں گا۔۔ غزنوی نے زل کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل مسکرا دی۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے اجازت چاہی۔۔ زل نظریں جھکا گئی۔۔ اس کی نظریں جھکانے پر غزنوی اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے زمین پہ پھینکتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ غزنوی زل کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوڑتے زبان پھیرتے اسے دیکھنے لگا۔۔ کیا دیکھ رہے ہے۔۔ زل اس کے حصار میں نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔۔ وہ یوں ہی تھی۔۔ کتنی ہی بہادر بن جاتی۔۔ اس کے حصار میں شرما جاتی تھی۔۔ اور یہی اس کی ادا تھی۔۔ جس پہ غزنوی خان دل ہار بیٹھا تھا۔۔ دیکھ رہا ہوں کہ میری زل اب بھی مجھ سے شرماتی ہے۔۔ غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔ جسے دیکھتے زل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔۔ اس کی نظروں کی تپش ہی تو کافی تھی۔۔ اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ جس سے وہ جلد نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

میری زل کبھی نہیں بدل سکتی۔۔ غزنوی نے ایک جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں میں سختی سے خود میں بھینچا۔۔ بدلتے آپ ہے۔۔ مسٹر غزنوی خان۔۔ زل اس کے شرٹ لیس سینے پہ اپنی انگلی رکھتے ہوئے بولی۔۔ اس کے لمبے ناخن کی چھن غزنوی کو محسوس ہوئی تھی۔۔ میری زل تم کیوں ہمیشہ میرے قریب آتے ہی ایسی باتیں یاد کرتی ہوں۔۔ غزنوی نے زل کے کان میں سرگوشی کی۔۔ میں بھولتی ہی کب ہوں۔۔ زل منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ ابھی بلا دیتا ہوں۔۔ غزنوی خان نے زل کے عارض پہ دانت گاڑھے۔۔ آہ۔۔ غزنوی۔۔ زل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں میری زل۔۔ غزنوی مسکرایا۔۔ زل نے گھور کر غزنوی کو دیکھا۔۔ میری زل یہ رات ہماری ہے۔۔ میں نہیں چاہتا ہمیں کوئی بھی ڈسٹرب کریں۔۔ یا پھر ہم کوئی جھگڑا کرے۔۔ بعد میں جتنا دل کرے۔۔ جھگڑا کر لینا۔۔ ابھی صرف ہم محبت کرے گے۔۔ غزنوی اس کی گردن میں چہرہ چپھاتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی اس پہ اپنا وزن ڈالے ہوئے تھا۔۔ غزنوی نے نظر اٹھا کر زل کی طرف دیکھا۔۔ زل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ جہاں محبت تھی۔۔ اس کی طلب واضح تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ غزنوی کا جب موڈ میں بنتا ہے تو بچنے کا کوئی چانس نہیں ہوتا۔۔

زل نے تھوک نگلا۔۔ اگر میں منع کر دو۔۔ زل نے غزنوی کی طرف شرماتے ہوئے دیکھا۔۔ پھر میں کیا ہی کر سکتا ہوں۔۔ غزنوی ہلکا سا مسکرایا۔۔ کیا۔۔ زل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ پھر میں تمہیں زبردستی ایسی سزا دو گا۔۔ کہ خود کہو

گی۔۔ پلیرز اور غزنوی.... زل کا چہرہ لال ہو چکا تھا۔۔ وہ شرما رہی تھی۔۔ اس کی کانوں سے دھواں نکل رہے تھے۔۔ غزنوی کی بات پر۔۔ غزنوی آ۔۔ اپ کچھ زیادہ ہی روشٹک ہو رہے ہے۔۔ زل اس کی آنکھوں میں بامشکل دیکھتے ہوئے بولی۔۔ میری زل تم نے مجھے رحمت دی ہے۔۔ تو اس کے بہن بھائی کے لیے ٹرائے تو کرنا چاہیے۔۔ غزنوی اس کی گردن پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔ زل کی نظریں پھر سے جھکی تھی۔۔ میری زل تمہیں یہی پسند ہے نا۔۔ غزنوی نے اس کی گردن پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے پوچھا۔۔ میری زل تم میری قربت میں اور بھی خوبصورت لگنے لگتی ہوں۔۔ غزنوی اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی۔۔ زل نے اس کے سینے پہ مکہ مارا تھا۔ غزنوی نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ اور آہستہ سے اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں پھنسا لی۔۔ ائی لو یو زل غزنوی خان۔۔ غزنوی نے نرمی سے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔ آج سارے حق وصول کرو گا۔۔ غزنوی نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ غ۔۔ غزنوی۔۔ آج نہیں۔۔ بلکل نہیں۔۔ غزنوی۔۔ غزنوی نے جھک کر اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں لیا۔۔ جس سے زل کی دل کی دھڑکن غزنوی کے سینے میں دھڑک رہی تھی۔۔ زل نے اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں چلانی شروع کی۔ وہ جانتی تھی۔۔ اب رہائی ممکن نہیں۔۔ ہمیشہ ایسے کیوں کرتے ہے۔ غزنوی نے مسکرا کر اس کے ہونٹوں کو چھوا، کیونکہ تم مجھے مجبور کر دیتی ہوں۔۔ میں جانتا ہوں کہ میری زل ابھی بھی اپنے غزنوی سے شرماتی ہے۔۔ غزنوی نے نرمی سے اس کی گردن پہ لو باٹ بنائی۔۔ غزنوی

نے ایک ایک کرتے زل کے کپڑے اسکے بدن سے الگ کئے۔۔ اور اسکے سینے پر جھک گیا۔ میری زل۔۔ کہ کر اسکی دھڑکنوں پر لب رکھنے لگا۔۔ زل کی سانسیں تیز ہونے لگیں۔ وہ جانتی تھی کہ غزنوی اسے پوری طرح محسوس کرنا چاہتا ہے۔۔ غزنوی نے جھک کر اس کے پیٹ پر لب رکھے۔۔ غزنوی۔۔ زل تڑپ کر بولی۔۔ زل کی آواز سرگوشی سے زیادہ کچھ نہ تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ کہ غازیہ کی نیند خراب

ہوں۔۔ اور اس کا غزنوی بھی اس سے دور ہوں۔۔ وہ خود کو ہر دفعہ ان لمحات میں اس کے حوالے کر دیتی تھی۔۔ تمہیں معلوم نہیں زل۔۔ میں اس دن تمہارے قریب آیا۔ اس کے بعد سے سکون نہیں لے پایا۔۔ تم سے دور برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔۔ تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔۔ کہ میں تمہارے قریب آؤ۔۔ غزنوی نے زل کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہ اس کی قربت میں نظریں تک اٹھا نہیں پاتی تھی۔۔ اب اس حالت میں اس کیا ہی جواب دیتی۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ اگر وہ اسے تھوڑی سے بھی اپنی بے تابی کا احساس کرواتی تو وہ ہر حد پار کر دیتا۔۔ جواب دو میری زل۔۔ غزنوی نے اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ

رکھے۔۔ کیا تھا۔ اس کے ہونٹ بڑبڑائے تھے۔۔ جسے سن کر غزنوی کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بھری تھی۔۔ وہ آہستہ سے جھکا اور اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹو مین قید کر لیا۔۔ غزنوی کا ہاتھ زل کی دھڑکنوں کو بے دردی سے پکڑے ہوئے تھا۔۔ میری زل کوئی نہیں کہہ سکتا۔۔ تم ایک بیٹی کی ماں ہو۔۔ بالکل پہلے والی ہی زل لگتی ہوں۔۔ جو

اپنی اداؤں سے میرے دل کی دنیا ہلا دیتی تھی۔۔۔ غزنوی نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔۔ آج کی رات ہر حد توڑو گا۔۔۔ تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناتے ہوئے۔۔۔ اج روکنا مت۔۔۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔ غزنوی کی بات سنتے اس کے بدن میں لرزش ہوئی تھی۔۔۔ اس کے ہونٹوں کی تھر تھراہٹ بڑھی تھی۔۔۔ لیکن وہ خود کو غزنوی کے سپرد کر گئی۔۔۔ غزنوی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیے اس کے وجود کا حصہ بنا تھا۔۔۔ زل کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی قربت میں اپنے آنسو تک روک جایا کرتی تھی۔۔۔ غزنوی اس کے وجود کا حصہ بنا اس کے وجود کو اسحاق سے چھو رہا تھا۔۔۔ رات کی چاندنی کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی۔۔۔ مدھم روشنی میں دو وجود ایک دوسرے میں گم ہو رہے تھے۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 114 2

المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل صوفے پہ بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ وہ جو سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے آنے سے پورے

کمرے میں اس کی تیز کلون کی خوشبو پھیلی تھی۔۔۔المیر خان نے اسے دیکھتے ہوئے ایبرو
 اچکائی۔۔۔رو کیوں رہی ہوں۔۔۔المیر خان وہی کھڑا بولا۔۔۔کیونکہ میرا دل چاہ رہا
 ہے۔۔۔نمل وہی بیٹھی سر جھکائے چڑھتے ہوئے بولی۔۔۔چلو تھوڑا سا اونچی رونا۔۔۔مجھے نیچے
 تک آواز آئے۔۔۔المیر خان استنزیہ بولتے ہوئے بولا۔۔۔نمل نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔اور
 اسے گھورا۔۔۔باہر کیوں آئی تھی۔۔۔المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔۔نمل صوفے پہ ابھی
 بھی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔نمل اٹھنے ہی لگی تھی کہ المیر خان نے دونوں ہاتھ اس کے
 اطراف میں رکھتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔منع کیا تھا۔۔۔پھر کیوں آئی۔۔۔المیر خان لہجہ
 سخت ہوا تھا۔۔۔نمل اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔وہ اس کے اتنے سخت لہجے
 میں پہ ہچکیاں بھی نہ لے سکی تھی۔۔۔کیوں آئی تھی۔۔۔وہ دوبارہ سے سرد لہجے میں
 بولا۔۔۔لالا گولی چلا دیتے۔۔۔اس لیے آئی تھی۔۔۔نمل غصے سے بولی۔۔۔تمہیں کیا لگتا
 ہے۔۔۔کہ میں گولی کھانے سے ڈرتا ہوں۔۔۔المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں
 سے دیکھا۔۔۔پہلے ہی کندھے پہ لگی ہوئی ہے۔۔۔نمل مدھم سی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔المیر
 خان نے اس کی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ اوپر کیا۔۔۔میں تم سے محبت نہیں عشق کرتا
 ہوں۔۔۔اس لیے ہر غلطی کو نظر انداز کر رہا ہوں۔۔۔المیر خان نرمی سے بولا۔۔۔نمل اب
 معصومیت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔المیر خان اس کی ٹھوڑی کے تل پہ انگوٹھا
 پھیرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنا لگا۔۔۔نمل اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔۔المیر خان
 باہر نکلا۔۔۔اس کے قدموں کی آواز سنتے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔المیر خان کو جاتے

دیکھ نمل صوفے سے اٹھی۔۔ اور اسی کے پیچھے باہر آئی تھی۔۔ المیر خان سڑھیاں اترتے
 صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ جس کا دروازہ کھولا۔۔ صوفیہ زمین پہ بیٹھی رو رہی
 تھی۔۔ المیر خان نے گہری آہ بھری تھی۔۔ اوپر بیوی رو رہی تھی۔۔ نیچے بہن۔۔ المیر
 خان کمرے میں آیا۔۔ صوفیہ اٹھتے المیر خان کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی
 تھی۔۔ المیر خان نے نرمی سے صوفیہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔ اور اسے صوفے پہ بیٹھاتے
 خود نیچے بیٹھا۔ اس کا ہاتھ پکڑتے المیر خان نے ایک ہاتھ سے اس کے آنسو صاف
 کیے۔۔ رویا نہیں کرو۔۔ میں اپنی چھوٹی سی گڑیا کو روتے نہیں دیکھ سکتا۔۔ المیر خان پیار
 سے بولا۔۔ ل۔۔ ل۔۔ لا۔۔ لا۔۔ و۔۔ صوفیہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن اس سے بولا
 نہیں جا رہا تھا۔۔ وہ پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ میں نہیں جانتا کہ کیسے یہ نکاح
 ہوا۔۔ لیکن میں نے زرغام سے بات کر لی ہے۔۔ بہت جلد پیپر ز بن جائے گے۔۔ المیر
 خان اس کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف
 دیکھا۔۔ اس کے دل میں درد سا اٹھا تھا۔۔ کہ وہ آریان سے الگ ہو جائے گی۔۔ لیکن وہ
 اسے ایک بار پھر سے توڑ چکا تھا۔۔ اب تو وہ ہرگز اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی
 تھی۔۔ مجھ پہ یقین رکھو۔۔ کوئی غلط فیصلہ نہیں کرو گا۔۔ المیر خان سنجیدگی سے
 بولا۔۔ ج۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ اب جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔ اپنی گڑیا کو
 یوں روتے نہیں دیکھ سکتا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ جی لالا۔۔ صوفیہ
 مسکرائی۔۔ المیر خان اٹھتے ہوئے باہر نکلا۔۔ نمل باہر کھڑی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے اس

کی طرف دیکھا۔ نمل تھوک نگلتے ہوئے اوپر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ المیر خان بھی اس کے پیچھے اوپر آیا تھا۔ کیا دیکھنے آئی تھی۔ یہی کہ میں بھی تمہارے لالا کی طرح ہوں۔ المیر خان شرٹ اتارتے ہوئے بولا۔ ن۔ نہیں۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی۔ فکر نہ کرو۔ تمہارے اس بے شرم بھائی کی طرح نہیں ہوں۔ المیر خان اپنے کندھے کا معائنہ کرتے ہوئے بولا۔ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا۔ میرے لالا کو کچھ مت بولے۔ نمل وہی بیٹھی غصے سے بولی۔ المیر خان نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا۔ آپ میرے لالا کو ایسے نہیں بول سکتے۔ نمل اس کے گھورنے کے انداز پہ بولی۔ تم سے بہتر جانتا ہوں۔ تمہارے اس بے شرم لالا کو۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ ہنو ہو۔ نمل نے کندھے اچکائے۔ وہ اب اسے کیا کہتی۔ وہ کچھ بھی تو کر سکتا تھا۔ محبت تو نہیں ہو گئی۔ المیر خان نمل کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولا۔ نمل ہر بڑاتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔ اور سلپرز پہن کر جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔ لیکن اس کا پاؤں سلپ ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی المیر خان نے اس کی بازو پکڑی۔ یہی رہنا ہے۔ میرے ساتھ ہی۔ عادت ڈالو۔ ایسے ہر بڑاتے ہوئے کوئی کام نہیں ہو گا۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ نمل جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔ المیر خان مسکراتے ہوئے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ نمل واشروم سے باہر نکلی۔ المیر خان کو روم میں نہ دیکھا کر نمل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ کہ اسے اچانک کیا ہو جاتا ہے۔ المیر

خان اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے باہر آیا۔۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔۔ مجھے دیکھ کر
 گھبراتی کیوں ہوں۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے چہرہ پہ اپنی
 سلگتی سانسیں چھوڑتے ہوئے پوچھا۔۔ ن۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ میں نہیں گھبراتی۔۔ نمل اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ چلو جاؤ۔۔ میرے لیے کافی لے کر آؤ۔۔ المیر خان اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ج۔۔ جی۔۔ نمل جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔۔ المیر خان
 کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جیسے بھاگتی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میں ایسے چالیس
 پچاس کا ہو جاؤ گا۔۔ المیر خان نے دل میں سوچا۔۔ المیر خان جو کہ بیڈ پہ نیم دراز ہوا
 تھا۔۔ دروازہ نوکڑ ہوا۔۔ آجائے۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔ لالا وہ نیچے
 آپ سے ملنے آپ کے تھانے کے لوگ آئے ہے۔۔ ملازمہ نظریں جھکائے بولی۔۔ المیر
 خان اپنی جگہ سے اٹھتے نیچے آیا۔۔ ملازمہ نے ریان، رامین اور نوین کو لاونج میں بیٹھایا
 ہوا تھا۔۔ نوین رامین ایک صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ ریان الگ صوفے پہ بیٹھا ہوا
 تھا۔۔ نوین کو دیکھتے ہوئے المیر خان نے آنکھیں گھومائی۔۔ اسلام و علیکم سر۔۔ کیسے ہے
 آپ۔۔ ریان اٹھ کر المیر خان کے گلے لگا۔۔ سر زبردستی لے کر آئی ہے۔۔ یہ
 میم۔۔ ریان اس کے کان میں بولا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے سامنے صوفے پہ
 بیٹھا۔۔ ملازمہ نے جوس لا کر سیرو کیا۔۔ یہاں آنے کی کوئی خاص وجہ۔۔ المیر خان نے
 ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے ہوئے نوین کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ بلیو کلر کی شرٹ بلیک پینٹ
 اور بالوں کو آگے رکھے پرسکون سا بیٹھی ہوئی تھی۔۔ آپ جناب نے تو آنے کی زحمت

نہیں کی۔۔ سوچا میں ہی آپ کو یاد کروا دو۔۔ کہ ہمیں اس کیس پہ کام کرنا ہے۔۔ نوین
 گلاس ٹبیل پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان مسکرایا۔۔ جی میں اسی پہ کام کر رہا
 ہوں۔۔ مگر محترمہ آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔ المیر خان آنکھیں گھوماتے
 ہوئے بولا۔۔ نوین اس کی بات پہ تھوڑا سا شرمندہ ہوئی تھی۔۔ لیکن پھر اپنی شرمندگی
 کو ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔ اپ کو گولی لگی تھی۔۔ تو سوچا آپ کا حال بھی پتہ
 چل جائے گا۔۔ نوین مسکراتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔۔ میں
 ٹھیک ہوں۔۔ وہ مسکرایا تھا۔۔ نمل جو کافی بنا کر کچن سے نکلتے روم میں اوپر جا رہی
 تھی۔۔ لاونج سے آتی آوازوں پہ لاونج کی طرف بڑھی۔۔ لاونج میں المیر خان کو دیکھنے
 لگی۔۔ جو کہ چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔ یہ کافی دے آؤ۔۔ نمل نے کافی
 ملازمہ کو پکڑائی۔۔ ملازمہ نے المیر خان کی کافی لا کر اس کے سامنے رکھی۔۔ المیر خان
 نے ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔ یہ کس نے بنائی ہے۔۔ المیر خان کے نقوش تنے تھے۔۔ کہ
 اس نے نمل سے کافی کا کہا۔۔ اور ملازمہ بنا کر لائی۔۔ لالا بھابی نے بنا کر دیا
 ہے۔۔ ملازمہ مدھم سی آواز میں بولا۔۔ اس کا چہرہ المیر خان کی طرف تھا۔۔ نمل کچن
 کے دروازے میں کھڑی لاونج میں دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان نے سامنے بیٹھا ہوا
 تھا۔۔ اس نے کچن کی طرف دیکھا۔۔ نمل باہر ہی دیکھ رہی تھی۔۔ المیر خان کے دیکھنے پہ
 نمل جلدی سے اندر ہوئی تھی۔۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ جسے
 دیکھتے نوین نے کچن کی طرف دیکھا۔۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ سر۔۔ آ۔۔ اپ کی وائف

کیسی ہے۔۔۔ رائین جو کہ کب سے خاموش تھی۔۔۔ اس نے خاموشی توڑی۔۔۔ لاونج میں
 خاموشی چھائی تھی۔۔۔ اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ کیونکہ کوئی بعید نہیں تھا۔۔۔ کہ
 المیر خان اس کی اچھی خاصی کلاس لگا دے۔۔۔ ریان نے رائین کی طرف دیکھا۔۔۔ کہ وہ
 کیا پوچھ چکی تھی۔۔۔ جبکہ نوین تھوڑا سا حیران ہوئی تھی۔۔۔ ملازمہ پاس ہی کھڑی ہوئی
 تھی۔۔۔ مائی ریٹ۔۔۔ المیر خان نے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولا
 تھا۔۔۔ ملازمہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ ملازمہ کچن کی طرف بڑھی۔۔۔ بھابی لالا بلا رہے ہیں۔۔۔ ملازمہ
 نمل کو چمیر پہ بیٹھے دیکھ کر بولی۔۔۔ م۔۔۔ مجھے۔۔۔ نمل نے اپنی طرف اشارہ کیا۔۔۔ مجھے کیا
 کہنا ہے۔۔۔ نمل کو تو جیسے سانس آنا بند ہوا تھا۔۔۔ جی بھابی۔۔۔ جائے ورنہ لالا غصے کرے
 گے۔۔۔ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔ نمل بھی اس کی حالت دیکھتے باہر نکلی۔ نمل بلیک کلر کی
 سپمل فراک بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔۔۔ کچھ لٹیں چہرہ کو چھو رہی تھی۔۔۔ اور اس کی چادر
 گلے میں تھی۔۔۔ نمل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے لاونج میں آئی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے المیر
 خان نے لب بھینچے تھے۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کہ نمل ان کے سامنے آئے۔۔۔ لیکن وہ
 کیوں آئی تھی۔۔۔ یہ بات وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔ المیر خان اسے دیکھ کر اس کے قریب
 گیا۔۔۔ اور اس کی کندھوں پہ جھولتی ہوئی چادر اتار کر اس کے سر پہ دیتے ہوئے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔ نمل نظریں جھکا گئی۔۔۔ وہ اس کے دیکھنے کے انداز پہ سمجھ گئی تھی۔۔۔ اسے
 اس کا اس طرح آنا قلعہ پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ لیکن وہ آتو چکی تھی۔۔۔ المیر خان اسے اپنے
 حصار میں لیے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ نوین نے گھور نمل کو دیکھا۔۔۔ نمل کی نظریں جھکی ہوئی

تھی۔۔ جبکہ المیر خان اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ نمل نے نوین کی طرف
 دیکھا۔۔ جو اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔ کیا میں آپ سے زیادہ خوبصورت ہوں۔۔۔ نمل
 نوین کے گھورنے پہ بولی۔۔ نوین نے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلہ۔۔ وہ اس کی بات سے
 شرمندہ ہوئی تھی۔۔ راین ریان دونوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ المیر خان نے
 نمل کو دیکھا۔۔ اس کی کتنی زبان تھی۔۔ نمل مسکرا رہی تھی۔۔ المیر خان اسے
 مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔ نمل کی مسکراہٹ سیدھا اس کے دل پہ انگارے برسا
 رہی تھی۔۔ اس کا دل چاہا تھا۔۔ کہ اس کے مسکراتے ہونٹوں کو چوم لے۔۔۔ نمل نے
 مسکراتے ہوئے المیر خان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ پہ
 نظریں جمائی۔۔ جو کہ اس کے ہاتھ پہ تھا۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم
 ہوئی تھی۔۔۔ اپ یہاں کیوں آئی ہے۔۔ نمل نوین کی نظریں المیر خان پہ دیکھتے ہوئے
 استنزیہ بولی۔۔ نوین نیچے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔ المیر خان سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ انہیں گولی
 ل۔۔ ابھی نوین بول ہی رہی تھی۔ کہ نمل نے اس کی بات کاٹی۔۔ اب بالکل ٹھیک
 ہے۔ اگلی وجہ بتائے۔۔۔ نمل نے المیر خان کے زخمی کندھے پہ ہلکا سا ہاتھ رکھا۔۔ المیر
 خان کا تو جیسے دل باہر آنے کو تھا۔۔ کیس کے سلسلے میں بھی بات۔۔ نوین کی بات پھر
 سے نمل نے کاٹی۔۔ کیا گھر بیٹھ کر کیس کے متعلق بات کرنے کی اجازت لی؟؟ نمل
 نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔ نوین کی شرمندگی کے مارے رنگت سرخ ہو رہی
 تھی۔۔ کس سے اجازت اور کیسی اجازت؟ نوین بھی سپاٹ لہجے میں بولی۔۔ ظاہر ہے گھر

پہ ایک شوہر کے وقت پہ اس کی بیوی کا حق ہوتا ہے۔۔ تو اسی اجازت کی بات کر رہی ہوں۔۔ نمل نے نوین کو گھورا۔۔ نمل المیر خان کے کندھے سے ہاتھ ہٹاتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ نمل صوفے پہ پیچھے ہو کر بیٹھی۔۔ اس کے ہونٹ المیر خان کے ہونٹوں کے بالکل قریب تھے۔۔ المیر کی پیشانی پہ پسینہ آیا تھا۔۔ نمل اس کے جذبات کو جگا رہی تھی۔۔ بس وہ خود پہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ نمل المیر خان کے بالکل قریب تھی۔۔ اور اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کو جانا چاہیے۔۔ نمل نے دل جلانے والی مسکراہٹ نوین کو پاس کی تھی۔۔ اس کی نظریں المیر خان پر اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ اندر تک جل رہی تھی۔۔ لیکن کیوں؟ یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی۔۔ اوکے۔۔ نوین نے کھڑے ہوتے ہاتھ المیر خان کے آگے کیا۔۔ جسے نمل نے پکڑا۔۔ بہت شکریہ۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ نوین نے بھی مسکراتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ یہاں دیکھے۔۔ نمل نے ہاتھ اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ کیا۔۔ نیکسٹ ٹائم مجھ سے پوچھ کر آنا۔۔ دراصل ہسبنڈ وائف کو پرائیویسی بھی چاہیے ہوتی ہے۔۔ نمل المیر خان کے ساتھ بیٹھتے اس کی طرف مسکراتے ہوئے چہرہ کیا۔۔ ریان باہر نکل چکا تھا۔۔ راین کے پیچھے ہی نوین بھی نکلی تھی۔۔ اور نمل مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کے لاونج سے نکلتے ہی نمل المیر خان کے پاس سے اٹھتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

نمل ڈریسنگ مرار کے پاس کھڑی ہوئی بالوں کو ٹھیک کر رہی تھی۔۔المیر خان روم میں آیا۔۔نمل نے ایسے شو کیا جیسے اسے پتہ ہی نہ چلا ہوں۔۔المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے نمل کا بازو پکڑتے چہرہ اپنی طرف کیا۔۔باہر کیوں آئی تھی۔۔المیر خان نے نمل کی طرف غصے سے دیکھا۔۔ملازمہ نے کہا آپ نے بلایا ہے۔۔نمل اس کی آنکھوں میں ایک نظر دیکھ کر بولی۔۔کم سے کم چادر تو لے ہی سکتی تھی۔۔المیر خان اس کے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔لیکن وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔میرے وقت پر تمہارا حق ہے۔۔اس نے ایبرو اچکائی۔۔اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔باہر تو بہت باتیں کر رہی تھی۔۔اب یہ موتی کیوں چمک رہے ہیں۔۔المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔اس کی نظر اس کی پیشانی پہ پیسنہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔المیر خان نے اس کی پیشانی پہ چمکتے موتی اپنی پوروں سے صاف کیا۔۔نمل پیچھے کو ہو رہی تھی۔۔باہر وہ اس کی جان نکال رہی تھی۔۔اب اس کی باری تھی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 115 1

ڈر رہی ہوں۔۔المیر خان اسے پیچھے ہوتے دیکھ کر بولا۔۔ن۔۔نہیں۔۔میں کیوں ڈرو گی۔۔نمل تھوڑا سا پیچھے جاتے ہوئے بولی۔۔ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔تم کیوں ڈرو گی۔۔المیر خان نے سوچنے کے انداز میں اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا۔۔ج۔۔جی۔۔نمل زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔۔اس کی کلون کی خوشبو نمل کو حواس کھونے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔لیکن وہ بالکل ڈرینگ مرار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔اور المیر خان بالکل اس کے نزدیک تھا۔۔اگر دونوں میں سے کوئی بھی ایک انچ بھی ہلتا تو ان کے ہونٹ آپس میں ٹکڑا جاتے۔۔المیر خان کی سانسیں اپنے چہرہ پہ بکھرتی محسوس کر کے نمل گہرا مسکرائی۔۔تو تم نہیں ڈرتی۔۔المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھ گیا۔۔جی نہیں۔۔نمل منظبوطی سے بولی۔۔المیر خان اسے داد دینے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے صوفے پہ جا کر بیٹھا۔۔اسے خود سے دور ہوتے دیکھ نمل نے سکون کا سانس لیا۔۔یہاں آؤ۔۔المیر خان نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔میں۔۔نمل وہی کھڑی اپنی سانسیں روکتے ہوئے بولی۔۔وہ اب اس وقت کو پچھتا رہی تھی۔۔کہ کیا ضرورت تھی۔۔اسے باتیں سنانے کی۔۔کچھ بھی کرتی وہ۔۔اس کی بلا سے۔۔نمل نے دل ہی دل میں سوچا۔۔تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔المیر خان نمل کو وہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔نہیں ا۔۔اپ کو جو۔۔ب۔۔بھی کہنا ہے۔۔و۔۔وہی سے بول دے۔۔گ۔۔گرمی۔۔ہے نا۔۔ت۔۔تو دور رہ۔۔ک۔۔ک۔۔ک۔۔ک۔۔ب۔۔بات ک۔۔کرنے سے گرمی کم محسوس ہو گی۔۔نمل مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں

کو ملتے ہوئے بولی۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔نہیں فکر نہ کرو۔۔مجھے گرمی نہیں لگے گی۔۔میں شرٹ اتار لوں گا۔۔المیر خان اس کی حالت دیکھتے ہوئے بولا۔۔اس کا جھوٹ بھی ایسا تھا کہ اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔کہ چھت پھاڑ قمقمہ لگائے۔۔لیکن وہ اپنی ہنسی دبائے اس کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔۔نمل چھوٹے چھوٹے قدم چلتے اپنے دل کو تھامے اس کی طرف آرہی تھی۔۔نمل اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔وہ آنکھیں بند کیے اس کی طرف آرہی تھی۔۔المیر خان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔نمل صوفے کے پاس آتے ہوئے روکی۔۔اس کی آنکھیں بند تھی۔۔تمھیں گرمی لگ رہی ہے۔۔المیر خان اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔ج۔۔جی۔۔نمل جلدی سے بولی۔۔Let's take off our clothes again so you feel less hot.

(چلو پھر کپڑے اتاروں تاکہ تمھیں گرمی کم محسوس ہوں۔۔)(المیر خان اس کے ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔۔نمل آنکھیں جھپکتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔Come on, hurry up.

(چلو جلدی کرو۔۔)(المیر خان اس کے اس معصوم سے چہرہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ن۔۔نہیں مجھے گرمی نہیں لگ رہی۔۔نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب صوفے پہ بٹھایا۔۔نمل تھوک نکلتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھی۔۔کمرے میں دونوں کی سانسوں کی مدھم سی آواز گونج رہی تھی۔۔تمھیں

ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ المیر خان اس کا ہاتھ پکڑے نرمی سے بولا۔ ک۔ کیا کیا میں نے؟ نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ باہر کیا کر کے آئی ہوں۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ المیر خان اس کے یوں انجان بننے پہ بولا۔ نمل نے المیر خان کو آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔ کیا کیا میں نے۔ وہ معصومیت سے آنکھیں جپھکتے ہوئے بولی۔ جتنی معصوم بننے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اتنی ہوں نہیں۔ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ المیر خان اس کے عارض کو چھوتے ہوئے بولا۔ وہ میرے ساتھ کام کرتے ہے۔ ہمیں کیس ملا ہوا ہے۔ اس لیے وہ ائی تھی۔ المیر خان اسے صفائی دے رہا تھا۔ پر کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ بس یہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی جیلس ہوئی تھی۔ میرے خیال میں اب تو چھٹیاں بھی ہونے والی ہے۔ اور جہاں تک رہ گئی کیس کی بات تو وہ کام کی جگہ ڈیسک ہوتے ہے۔ ناکہ گھروں میں جا کر۔ نمل آنکھیں گھوماتے ہوئے بولی۔ اسے نوین کی نظریں یاد آتے ہی المیر خان پہ غصے آیا تھا۔ کہ وہ کیسے اس کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے بھی خاموش تھا۔ تمہیں جیلسی ہوئی۔ المیر خان نے اس کی طرف آنکھیں کافی حد تک کھولتے ہوئے دیکھا۔ نہیں۔ نمل کندھے اچکاتے ہوئے صوفے سے اٹھی۔ جیلس تو ہوئی ہوں۔ کہیں مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔ اور نہ ہی کبھی کرو گی۔ منہ کے زاویہ بدلتے ہوئے نمل بولی تھی۔ ہو جائے گی۔ المیر خان یقین سے بولا

تھا۔ اس نے فیل کیا تھا۔ کہ نمل جیلیسی فیل کرتے اس کے بے حد قریب آئی تھی۔ اور اس کی دل کی دھڑکنوں کی تیز کر گئی تھی۔ نمل روکی تھی۔ اس نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ جو کہ صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں عاد۔۔ نمل اس سے آگے کے الفاظ ادا کرنے ہی والی تھی۔ کہ المیر خان نے اس تک پہنچتے اس کی بازو پہ اپنی سخت گرفت کرتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ اگر تمھاری اس زبان سے دوبارہ میرے علاؤہ کسی کا نام نکلا۔ تو باخدا تمھیں یہی درگور کر دو گا۔ وہ سختی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔ نمل کو اس کی انگلیاں اپنی بازو میں گرھتی محسوس ہو رہی

تھی۔۔ نمل نے اس کا ہاتھ اپنی بازو سے ہٹانا چاہا تھا۔ لیکن المیر خان کی گرفت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ نمل المیر خان کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اس کے ہاتھ اپنے سینے پہ محسوس کرتے واقع ہی اسے چھوڑ چکا تھا۔ اس کی دل دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔۔ نمل کے ہاتھ المیر خان کے سینے پہ تھے۔۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑے ہوئے تھے۔۔ نمل کی سانسیں گہری ہو رہی تھی۔۔ المیر خان تو جیسے ساری دنیا سے بے نیاز ہوا تھا۔۔ خود کسی بھی لڑکی سے بات کرے۔۔ فرق نہیں پڑتا۔۔ مگر میں اپنی۔۔ نمل بولتے ہوئے خاموش ہوئی۔۔ میں کسی

کا نام لوں۔۔ تو آپ کی سوکولڈ غیرت جاگ جاتی۔۔ نمل اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی۔۔ وہ جو سب سے بے نیاز اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دیکھنے پہ لڑکھڑایا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ہاں کیونکہ تمھیں کوئی حق نہیں ہے۔ کہ تم

میرے علاوہ کسی کا بھی نام لوں۔۔۔المیر خان پیچھے پڑے ٹبیل کو پاؤں مارتے ہوئے غرایا۔۔۔ٹبیل زمین پہ کرتے ٹوٹا تھا۔۔۔اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔کہ وہ اسی کے سامنے کیسے کسی اور کو ترجیح دے سکتی ہے۔۔۔خود کچھ بھی کرتے پھرو۔۔۔نمل المیر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔کیا کیا ہے میں نے بولو۔۔۔المیر خان اس کے مقابل آتے ہوئے بولا۔۔۔وہ لڑکی جو آپ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔آپ کو نہیں پتہ تھا کہ وہ دیکھ رہی ہے۔۔۔لیکن ایک دفعہ بھی منع کیا۔۔۔نہیں۔۔۔کیونکہ آپ تو خود چاہتے تھے۔۔۔کہ وہ۔۔۔نمل بول رہی تھی۔۔۔کہ المیر خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔کہ وہ مجھے دیکھے۔۔۔ایسا ہی ہے نا۔۔۔المیر خان اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔۔اور ابھی صرف ایک ہی ہوئی ہے۔۔۔المیر خان استنزیاء مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔نمل نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔وہ اس کی اس بات پہ اندر تک سلگی تھی۔۔۔نمل نے ٹبیل پہ پڑا پھولوں کا گمہ اٹھا کر المیر خان کی طرف پھینکا۔۔۔المیر خان نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔۔پاگل ہو گیا۔۔۔المیر خان اگر پیچھے نہ ہوتا تو وہ گمہ اس کے سر پہ لگتا۔۔۔تین کیوں چار ہی پوری کر لینا۔۔۔پہلے مجھے طلاق دے دو۔۔۔نمل۔۔۔المیر خان دھاڑا تھا۔۔۔لیکن اس دفعہ وہ اتنی اونچی دھاڑا تھا۔۔۔کہ اسے اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔نمل کانپتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔کہ نیچے بکھرا کانچ اس کے پاؤں کے تلوے میں لگا تھا۔۔۔آہ۔۔۔ایک چینخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں تیزی سے نمی آئی ہوئی تھی۔۔۔المیر خان اس کی طرف

بڑھا۔۔ لیکن وہ پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے اس تک پہنچتے اسے گود میں اٹھاتے بیڈ پہ بٹھایا۔۔ اور ایک ہی جست میں اس کے پاؤں کے تلوے سے کانچ نکالتے اپنا رومال رکھ چکا تھا۔۔ اسے یہ رومال اپنی جان سے پیارا تھا۔۔ میں چاہے تین شادیاں اور کیوں نہ کر لوں۔۔ تم میرے نکاح میں رہوں گی۔ میری پہلی بیوی بن کر۔۔ المیر خان ڈرائر میں سے جیل نکالتے اس کے پاؤں کے تلوے پہ لگا گیا۔۔ سس۔۔ نمل سسکی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ جو کہ آنکھوں میں پانی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اتنا سا درد برداشت نہیں ہوتا۔۔ سوچو جو درد مجھے دیتی ہوں۔۔ المیر خان اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ بول کر روکا نہیں تھا۔۔ وہ واشر روم میں جا چکا تھا۔۔ نمل نے تھوک نگلا تھا۔۔ اسے نے المیر خان کی نم آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔ ان میں نمی چمک رہی تھی۔۔ نمل نے تھوڑا سا پیچھے ہوتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔ وہ بیس منٹ سے یو ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ لیکن المیر خان باہر نہیں آیا تھا۔۔ پانچ منٹ اور گزرے تو المیر خان اپنے بالوں کو ٹاول سے سہلاتے ہوئے باہر آیا۔۔ کندھے کا زخم جو کہ پہلے سے کچھ حد تک بہتر تھا۔۔ پانی کے نیچے زیادہ دیر رہنے کی وجہ سے اس سے پھر سے خون رسنا شروع ہوا تھا۔۔ لیکن اس پہ تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔ میں نے کون سا درد دیا۔۔ نمل بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔ کہ المیر خان اس کی طرف بڑھتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اٹھنے سے روک چکا تھا۔۔ بار بار جب تمہارے ان لبوں سے کسی غیر مرد کا نام سنتا ہوں۔۔ یہ میرے لیے ایسا ہے۔۔ جیسے کوئی شیشہ پگھلا

رہا ہوں۔۔۔المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔نمل بولنے ہی والی
 تھی۔۔۔کہ المیر خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔میں جانتا ہوں۔۔۔کہ میں بھی تمہیں کبھی
 کبھار درد دے جاتا ہوں۔۔۔لیکن میں مجبور ہو جاتا ہوں۔۔۔تمہارے لبوں سے کسی کا نام
 برداشت نہیں ہوتا۔۔۔اور میں جانتا ہوں۔۔۔کہ تم یہ جان بوجھ کر کرتی ہوں۔۔۔المیر خان
 نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔نمل اس کی آنکھیں میں دیکھتے نظریں جھکا
 گئی۔۔۔جیسے ابھی اس کی باتوں سے اس کا دل نکال کر باہر آ جائے گا۔۔۔ہر انسان درد
 سے گزرتا ہے۔۔۔لیکن پھر بھی وہ کسی دوسرے کے درد کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں
 رکھتا۔۔۔المیر خان اب کی بار مسکرایا تھا۔۔۔اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آنکھوں میں درد
 کی لہر تھی۔۔۔نمل گہرے سانس لینے شروع ہوئی تھی۔۔۔وہ کچھ بول نہیں سکی
 تھی۔۔۔المیر خان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔اور شرٹ پہنتے بالوں کو ہاتھ سے ہی ہی
 سیٹ کرتے بنا نمل پہ کوئی نظر ڈالے باہر نکلا۔۔۔نمل اپنی ٹانگوں کے گرد حصار بناتے
 پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔اسے اپنی کیفیت کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔کہ
 اسے ہو کیا رہا ہے۔۔۔لیکن المیر خان کی آنکھوں میں درد دیکھتے اس کے دل کو کچھ ہو
 رہا تھا۔۔۔

المیر خان کمرے سے نکلتے ہوئے باہر آیا۔۔۔لاونج میں ملازمہ کام کر رہی تھی۔۔۔المیر
 خان کے کمرے سے آتی اس کی اور نمل کی آوازیں ملازمہ نے بھی سنی تھی۔۔۔جس

سے صاف ظاہر تھا۔ کہ غلطی اسی سے ہوئی ہے۔ اور المیر خان کا سنجیدہ چہرہ دیکھتے وہ
 ڈر گئی تھی۔ کہ اب اس کی بھی کلاس لگے گی۔ لیکن المیر خان کے الفاظ کانوں سے
 ٹکرائے تو وہ ایک پل کو حیران ہوئی۔ ہلدی والا دودھ روم میں دے آؤ۔ المیر خان
 سنجیدگی سے بولتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گیا۔ المیر خان اپنی بائیک کی طرف بڑھا
 تھا۔ بائیک لیے المیر خان حویلی سے نکل چکا تھا۔ اب اس کا رخ اس کے سب سے
 خاص دوست عرفان ارشد کے آفس کی طرف تھا۔ وہ اس کا قریبی دوست تھا۔ جو کہ
 ایک وکیل تھا۔ المیر خان بات کو زیادہ پھیلانا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس سے صوفیہ کی
 عزت پہ بات آسکتی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک طرف صوفیہ کی پریشانی۔ اور پھر
 نمل کی۔ اس کی بائیک ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ لیکن وہ اپنی ہی سوچوں میں
 گھوم تھا۔ سامنے سے آتی گاڑی سے اس کی بائیک بری طرح ٹکراتی۔ اگر گاڑی کی
 بریک نہ لگتی۔ المیر خان نے بھی اب ہوش میں آتے گاڑی روکی تھی۔ جان عالم
 گاڑی سے نکلتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کا گریبان پکڑا تھا۔ تیرا دھیان
 کہاں ہے۔ کمینے۔ جان عالم غصے سے گرجا تھا۔ یار۔ وہ میں۔ المیر خان نے اپنی
 پیشانی مسلی۔ کیا تو۔ پاگل ہے کیا۔ ابھی مر جاتا۔ اور ہمیں بھی مرواتا۔ جان عالم
 اسے پیچھے جھٹکتے ہوئے بولا۔ المیر خان نے گاڑی کی طرف دیکھا۔ جہاں پیسنجر سیٹ پہ
 ورشاں بیٹھی ہوئی تھی۔ کہاں جا رہا تھا۔ المیر خان تھوڑا سا خود کو نارمل کرتے ہوئے
 بولا۔ تجھ سے ہی ملنے آرہا تھا۔ اور تو کمینا یہاں مجھے اوپر بھیجنے والا تھا۔ جان عالم نے

سر جھٹکا۔ اچھا چل یار۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ باقی جانور آگئے۔ المیر خان اپنی بائیک کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ کل تک اجائے گے۔۔ جان عالم بھی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ جان خان اپ ٹھیک ہے نا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ میں ٹھیک ہوں جان حیات۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اپنی پریشان ہوتی جان حیات کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں مسکرا دی۔۔ المیر خان نے بائیک سٹارٹ کی۔۔ جان عالم نے بھی ڈرائیونگ سٹارٹ کی تھی۔۔ کمینے جا کہاں رہا تھا۔۔ جان عالم نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے باہر کی طرف دیکھا۔۔ حویلی چل کر بتا دو گا۔۔ المیر خان نے بھی ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔ ورشاں خاموشی سے پیسنجر سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ صوفیہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔

بیس منٹ کا سفر کرتے جان عالم کی گاڑی اور المیر خان کی بائیک حویلی کے کارپیوچ میں روکیں۔۔ جان عالم گاڑی سے نکلا۔۔ ورشاں بھی نکل چکی تھی۔۔ کیسی ہو گڑیا۔۔ المیر خان نے ورشاں کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ بس ٹھیک ہوں۔۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔۔ ورنہ آپ نے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا تھا۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم المیر خان دونوں ہی مسکرائے تھے۔۔ ورشاں اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ یار ایک بات بتا۔۔ المیر خان بھی جان عالم کے ساتھ اندر کی طرف

بڑھا۔۔ بول۔۔ جان عالم لاونج میں آتے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ تجھے فرصت کیسے مل گئی۔۔ المیر خان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ یار دو دن سے تنگ کیا ہوا تھا۔۔ پھر آج سوچا لے ہی جاؤ۔۔ جان عالم نے اپنی بیرڈ سہلاتے ہوئے کہا۔۔ مطلب گڑیا کی وجہ سے آیا۔۔ المیر خان نے اسے گھورا۔۔ کہاں جا رہا تھا۔۔ جان عالم نے گلاس پکڑتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ یار۔۔ وہ آریان کا اور صوفیہ کا نکاح ہوا تھا۔۔ المیر خان کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔ جان عالم نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ تو اب تو کیا ان کو الگ کرنا چاہتا ہے۔۔ جان عالم نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ ہاں۔۔ کیونکہ آریان ٹھیک نہیں ہے۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میری بہن کی زندگی برباد ہوں۔۔ المیر خان نے صوفے سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔۔ وہ واقع ہی پریشان تھا۔۔

ورشائ صوفیہ کے روم میں آئی۔۔ صوفیہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ہاتھوں کی انگلیوں پہ نظریں جمائے۔۔ کیسی ہو صوفیہ۔۔ ورشائ آگے بڑھتے ہوئے صوفیہ کے گلے لگی۔۔ صوفیہ نے ورشائ کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ صوفیہ کیا تم ٹھیک ہوں۔۔ ورشائ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ ہم۔۔ صوفیہ نے ہمی میں سر ہلایا۔۔ پریشان ہوں۔۔ ورشائ نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ صوفیہ نے چہرہ اٹھا کر اس کی دیکھا۔۔ اس گردن پہ نشان تھے۔۔ صوفیہ یہ۔۔ ورشائ نے اس کی گردن کی طرف اشارہ کیا۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ یہ کیسے۔۔ کیا

یہ نہیں سوچا کہ صوفیہ کیا چاہتی ہے۔۔ ورشاں المیر خان کے سامنے آئی۔۔ المیر خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ وہ بھی تو بے بس تھا۔۔ لالا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔ آپ یہ بھی تو سوچے کہ صوفیہ اسے پسند بھی تو کر سکتی ہے نا۔۔ ورشاں نے آریان کا نام نہیں لیا تھا۔۔ وہ بھی جانتی تھی۔۔ کہ جان عالم کسی کا نام بھی اس کی زبان سے نکلے برداشت نہیں کرے گا۔۔ لالا ایک دفعہ صوفیہ سے پوچھے۔۔ کہ وہ کیا چاہتی ہے۔۔ پھر کوئی فیصلہ کرے۔۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ آکر بیٹھی۔۔ نمل اپنے لڑکھڑاتے پاؤں کے ساتھ نیچے آئی تھی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اسے سکون نہیں تھا۔۔ اسلام و علیکم چاچو۔۔ نمل جان عالم کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے پیار سے نمل کو اپنے حصار میں لیا۔۔ میرا بچہ کیسا ہے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔ پاؤں پہ کیا ہوا بیٹا۔۔ جان عالم پریشانی سے بولا۔۔ چاچو کانچ لگ گیا۔۔ نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ خیال رکھا کرو۔۔ جان عالم نمل کو صوفیہ پہ بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔ جی چاچو۔۔ نمل مسکرائی تھی۔۔ المیر خان نے پہلو بدلتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔ وہ سب کے ساتھ مسکراتی تھی۔۔ سوائے اس کے۔۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا تھا۔۔ کہ وہ خود ہی تکلیف دیتی تھی۔۔ المیر خان نے تلخی سے سوچا۔۔ ایک گھنٹے کے بعد ورشاں جان عالم چلے گئے۔۔ نمل سامنے ہی صوفیہ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ المیر خان کچھ دیر لاونج میں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جو سکون سے صوفیہ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ شاید اس سے اب چلا نہیں جا رہا تھا۔۔ المیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گود میں اٹھانا

چاہا۔۔ن۔۔نہیں میں چلے جاؤ گی۔۔نمل جلدی سے صوفے پر سیدھی ہوئی۔۔المیر خان نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے اسے اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔۔اور اسے لیے اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔۔نمل دونوں ہاتھوں سے المیر خان کہ گردن کے گرد حصار بنائے ہوئے تھی۔۔نمل کے ہونٹ المیر خان کی گردن سے مس ہوئے تھے۔۔المیر خان روکا تھا۔۔اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کھولیں۔۔گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔نمل نے اپنے ہونٹ دانتوں کے نیچے دبائے تھے۔۔اس کی نظریں المیر خان کی گردن پہ تھی۔۔اس کی گردن پہ تل چمک رہا تھا۔۔وہ واقع ہی چمک رہا تھا۔۔نمل نے گہرا سانس لیا۔۔المیر خان سڑھیاں چڑھتے ہوئے روم میں آیا۔۔نمل کی ٹانگیں اس کے پیٹ کے گرد بندھی ہوئی تھی۔۔المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ لٹایا۔۔اور کچھ بولے بنا باہر نکل گیا۔۔نمل بھی لائٹس آؤف کرتے اپنے خیالوں میں گھوم ہوئی تھی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_115

سارا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔ ورشاں گاڑی سے نکلتے کچھ بھی بولے بنا اپنے کمرے میں چلے گئی۔۔۔ جیسے ساری غلطی ہی جان عالم کی ہوں۔۔۔ لیکن بھلا اس نے کیا تھا۔۔۔ جان حیات کیا ضرورت تھی۔۔۔ یار تمہیں بولنے کی۔۔۔ جان عالم دروازہ بند کرتے ہوئے آگے بڑھا۔۔۔ ورشاں نے چادر اتار کر صوفے پہ رکھی۔۔۔ اور دوپٹہ اٹھاتے گلے میں لیا۔۔۔ کیا کچھ غلط کیا؟ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جان عالم

نے اس کی کلائی پکڑتے ہوئے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔۔ جان حیات المیر صوفیہ کا بھائی ہے۔۔۔ وہ اچھے سے جانتا ہے۔۔۔ کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے۔۔۔ جان عالم ورشاں کے عارض پہ آتے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے پیچھے کیا۔۔۔ اگر صوفیہ نے نکاح کیا تھا۔۔۔ تو اس نے یو ہی تو نہیں کر لیا

تھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف منہ کے زوایہ بگاڑتے ہوئے کہا۔۔۔ یار۔۔۔ جان عالم نے بیڈ سے ٹیک لگائی۔۔۔ اور اس نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ ورشاں جو کہ اپنی سوچوں میں گھوم تھی۔۔۔ اس نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر جان عالم کے شوز اتارنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا۔۔۔ ورشاں کے ہاتھ جان عالم کے شوز سے لگا ہی تھا۔ کہ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے پاؤں پیچھے کیا۔۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔۔ وہ حیرانگی سے بولا۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ ش۔۔۔ شوز ا۔۔۔ اتا۔۔۔ رنے لگی تھی۔۔۔ ورشاں گھبرا گئی تھی۔۔۔ اس کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے اس کی آنکھوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔۔ جان حیات تم کیسے میرے

جوتوں کو ہاتھ لگا سکتی ہوں۔۔ تم میری جان حیات ہوں۔۔ میری زندگی ہوں۔۔ میرے
جینے کا مقصد ہوں۔۔ تمہاری جگہ یہاں ہے۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم نے اپنے سینے پہ
ہاتھ رکھا تھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں چھم سے نم ہوئی تھی۔۔ سنو۔۔ جان عالم نے اس کے
قریب ہوتے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔۔ جان عالم کا دل زورو شور سے دھڑک رہا
تھا۔۔ میرا دل دھڑکتا ہے۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے سنہرے
بالوں میں انگلیاں پھسائے اس کے بالوں کو کیچر سے آزاد کیا۔۔ ورشاں اب اس کے
سینے سے لگی۔۔ اس کی دھڑکنوں کی آواز سن رہی تھی۔۔ شاید اس کی دھڑکنیں اس کا
نام لے رہی تھی۔۔ ورشاں نے سر اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ میں ڈر گئی
تھی۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالے۔۔ نہیں میری جان حیات۔۔ ایسا بالکل نہیں
ہے۔۔ میں کیوں اپنی جان حیات کو ڈرانے لگا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے
ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہلکا سا مکہ مارا۔۔ جان عالم
نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔ ورشاں جان
عالم کے اوپر تھی۔۔ جان حیات میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ اگر کبھی تم مجھ سے
دور ہوئی۔۔ میں جی نہیں سکوں گا۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر سہلاتے ہوئے
بولا۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے مسکرا رہی تھی۔۔ جان عالم اس کی کمر
سہلاتے ہوئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ میری محبت میں رنگتے خوبصورت
ہوتی جا رہی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں

نے مسکراتے ہوئے جان عالم کے سینے پہ لب رکھے۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے
 اس کا لمس محسوس کیا تھا۔۔ لیکن اس نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ کیونکہ اگر وہ کرتا
 تو اس کی جان حیات شرمندہ ہو جاتی۔۔ ورشاں کے عارض خود ہی سرخ ہوئے
 تھے۔۔ اس نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ اس نے اپنے
 ہونٹوں کو دانتوں تلے بری طرح سے دبایا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ کیا۔۔ اور
 اس کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے چھرواتے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیوں ظلم کرتی
 ہوں۔۔ ان نازک پنکھڑیوں پر۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے
 بولا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ ورشاں نے بھی مزاحمت نہ کی تھی۔۔ لیکن وہ
 بھی جان عالم تھا۔۔ اس نے اس کے ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے زور سے
 کاٹا۔۔ سس۔۔ ورشاں کے ہاتھ جان عالم کے کندھوں پہ آئے تھے۔۔ جان عالم کے
 ہونٹوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا۔۔ وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔ کہ اس کی جان حیات
 کیسے کب اور کیا کرے گی۔۔ جان عالم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی
 انگلیاں میں پھساتے بیڈ کے نرم گدے پہ اس کے ہاتھ پین کرتے اس کے ہونٹوں کو
 شدت سے چوما۔۔ ورشاں نے تھوڑی سی مزاحمت کرتے ہوئے کسمائی تھی۔۔ لیکن جان
 عالم اس کی پینک ہوتی ٹانگوں پہ اپنی ٹانگ رکھتے پین کرتے اس کے ہونٹوں کو
 چھوڑتے اب اس کے چہرہ کے ایک ایک نقش کو چھونے لگا۔۔ اس کے چہرہ کو اپنے
 ہونٹوں سے چھوتے اس کی گردن تک آیا۔۔ اس کی گردن پہ لو بائٹ بناتے ہوئے اوپر

ہونٹ رکھنے لگا۔ ورشاں اپنی مزاحمت ترک کرتے خود کو اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔ جان عالم اسے مزاحمت ترک کرتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی گردن کو جگہ جگہ سے چومنے لگا۔۔ وہ ابھی تک جھکا ہوا تھا۔۔ اور ورشاں کو اب تھوڑی تھوڑی سانسیں روکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ جان عالم نے ہاتھ بڑھاتے ساری لائنس اؤف کی تھی۔۔ ورشاں نے تھوک نگلتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جیسے وہ منع کرنا چاہ رہی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے وجود کو اپنے ہاتھوں سے چھونا شروع کیا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں کو جنونی انداز میں چومتے اس کے ہاتھوں کو اپنی گردن کے گرد حائل کر گیا۔۔ اپنی گردن کے گرد اس کی باہیں حائل کرتے اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔ جان عالم مسکرایا۔۔ اور پاؤں سے ہی شوز اتارتے اس نے ورشاں کو اپنے حصار میں لیتے بیڈ پہ سیدھا ہوا۔۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔ ورشاں نے حیرانگی سے اپنے جان خان کی طرف دیکھا۔۔ وہ اس کی بند آنکھوں سے بھی سمجھ گیا تھا۔۔ کہ وہ ابھی اسے برداشت نہیں کر سکتی۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھا۔۔ اور جلدی سے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔ جان عالم اس کے بالوں کو سہلانے لگا۔۔ بھاگ لوں جتنی دور بھاگنا ہے۔۔ عید پہ عیدی میں خود ہی وصول کر لوں گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ لیکن ورشاں اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے زور سے

آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ جان عالم اس کی گرفت اپنی شرٹ پہ محسوس کرتے اپنی جان
حیات کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔۔

المیر خان اب الجھ چکا تھا۔ اس نے واقع ہی صوفیہ کو صرف اپنا فیصلہ بتایا تھا۔ کہ وہ
اسے آریان سے طلاق دلوائے گا۔ مگر اس نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ لان میں
کھڑا یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل رہی تھی۔ اور اس کی پریشانی میں
اضافے ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ بس اسے اتنا پتہ تھا۔ جب اس نے صوفیہ
سے کہا تھا۔ کہ وہ اسے طلاق دلوائے گا۔ اس نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کوئی
سوال نہیں کیا تھا۔ بس وہ اس کی بات پہ سر جھکا گئی تھی۔ اور اب یہی بات اسے
بے چین کر رہی تھی۔ کہ کہیں صوفیہ بھی تو آریان سے محبت نہیں کرتی؟ یہ سوال اس
کے دل و دماغ میں ابھرا تھا۔ مگر پھر کچھ لمحے یوں ہی گزرے کہ اس کی آنکھوں کے
سامنے چہم سے ایک چہرہ آیا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک درد سا اٹھا۔ وہ کسی اور
سے محبت کرتی تھی۔ یہ بات اس سے برادشت نہیں ہوتی۔ اس کا دل چاہتا تھا۔ کہ
وہ اس کے دل کو نکال کر اس پر سے اس شخص کا نام ہٹا کر اپنا لکھ دے۔ مگر یہ بھی
کہاں ممکن تھا۔ اگر یہ سب اتنا آسان ہوتا تو یک طرفہ محبت کبھی ہوتی ہی نہیں۔ المیر
خان نے سوچتے ہوئے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔ اور پھر خود ہی استغزیاء مسکرا دیا۔

"ٹوٹ جائے دل تو دکھ ہوتا ہے

کر کہ محبت یہ کسی سے

یہ دل روتا ہے

درد کا اصل احساس

تو تب ہوتا ہے

جب کسی سے محبت ہوں

اور اس کے دل میں اور ہوتا ہے"

اس کے دل سے آواز آئی تھی۔۔ واقعی یہ ایسی افیت تھی۔۔ جس سے نکلنا ناممکن تھا۔۔ اس یک طرفہ محبت کو تو صرف وہی سمجھ سکتا تھا۔۔ جس پہ گزری ہوں۔۔ محبت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔۔ کچھ ہوتے یک طرفہ محبت کرنے والے بدنصیب۔۔ اور انہیں میں المیر خان آتا تھا۔۔ المیر خان نے آنکھیں بند کی۔۔ اور ٹھنڈی ہواؤں نے اس کے گرد دائرہ بنایا تھا۔۔

آریان یوں ہی بے سدھ سا بیڈ پہ گرا ہوا تھا۔ وہ کیسے یہاں آیا۔ کون لے کر
 آیا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ ایک ہاتھ بیڈ پہ ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے اور وہ آنکھیں موندے
 ہوئے تھا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور پل بھر میں ہی اسے سمجھ آگئی تھی۔ کہ وہ
 اپنے روم میں تھا۔ اریان نے تھوڑی سے آنکھیں کھولتے وقت دیکھا۔ جہاں گیارہ بج
 رہے تھے۔۔۔ سر پہ ہاتھ رکھتے بیڈ پہ بیٹھا۔ ساتھ ہی روم میں پریشہ ملازمہ کے ساتھ
 ٹریں لیے آئی تھی۔ اریان نے آنکھیں پوری کھولیں۔۔۔ کیسے ہوں۔۔۔ پریشہ مسکراتے
 ہوئے بولی۔۔۔ ٹھیک ہوں چھوٹی ماما۔ اریان ہلکا سا مسکرایا تھا۔ اس کی مسکراہٹ جھوٹی
 تھی۔ اریان نے پریشہ کو بیٹھنے کی جگہ دی۔۔۔ پریشہ بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔ اور ملازمہ سے ٹریں
 لیے اس نے آریان کے سامنے بیڈ پہ رکھی۔۔۔ مجھے بھوک نہیں چھوٹی ماما۔ اریان ٹریں
 پیچھے کو کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پریشہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ انسان جب سو کر
 اٹھے۔۔۔ اسے بھوک نہ ہوں۔۔۔ ناممکن ہے۔۔۔ پریشہ نے نفی میں سر ہلایا۔ لیکن۔۔۔ اریان
 نے کچھ بولنا چاہا۔۔۔ بس جلدی اٹھو اور فریش ہو جاؤ۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ بلکہ نیچے ہی
 آجاؤ۔۔۔ تمہارے بابا بھی نیچے ہی ہے۔۔۔ پریشہ مسکرائی۔ اریان نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔ اور گہرا سانس لیا۔۔۔ مطلب صاف تھا۔ اسے زرغام ہی لے کر آیا تھا۔۔۔ مجھے
 تھوڑی دیر ریسٹ کرنا ہے۔ اریان نے خود پہ کمفرٹ لیتے ہوئے کہا۔ اگر میری جگہ
 روشانے ہوتی تو کیا تم اسے بھی یہی جواب دیتے۔۔۔ پریشہ کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔۔۔ ناجانے کیوں اسے آریان اور صوفیہ کو الگ ہونے پہ دکھ ہو رہا تھا۔۔۔ پریشہ بول

کر روکی نہیں تھی۔۔ اریان کفرٹ ہٹاتے بیڈ سے اٹھا۔۔ ناجانے کیوں اسے احساس ہوا تھا۔۔ کہ عورت ہر بات پہ جلد ہی جزباتی ہو جاتی ہے۔۔ نمل بھی ایسی ہی تھی۔۔ روشانے تو اس کے گلے لگتے رو دیتی تھی۔۔ اور صوفیہ کو وہ اس لمحے دیکھ چکا تھا۔۔ کہ جزباتی تو وہ بھی ہے۔۔ اور پریشے اس نے بھی ثابت کر دیا تھا۔۔ کہ وہ بھی جزباتی ہے۔۔ کسی بھی رشتہ میں ہوں عورت جزباتی وہ حد درجہ ہوتی ہے۔۔ اریان اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔۔ دس منٹ بعد فریش ہو کر اریان نیچے ڈائنگ روم میں آیا۔۔ جہاں زرغام سامنے چمیر پہ بیٹھا تھا۔۔ اس کے تھوڑا سا فاصلہ پہ شاہ در اور پھر پریشے بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔۔ اسلام و علیکم۔۔ اریان سنجیدگی سے جا کر بیٹھا۔۔ اٹھ گئے نواب زادہ۔۔ زرغام اسے پلیٹ پہ جھکتے دیکھ کر بولا۔۔ اریان نے سر اٹھایا۔۔ مگر نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ اب وہ کیا جواب دیتا۔۔ بابا آپ مجھے حویلی لے کر آئے تھے۔۔ اریان نے جو سوچا تھا۔۔ وہ پوچھ لیا۔۔ ظاہر ہے میری گندی اولاد ہے۔۔ تو میں ہی لے کر آؤں گا۔۔ زرغام چیچ پلیٹ میں پٹکتے ہوئے بولا تھا۔۔ گندی اولاد کو صابن دیا ہوتا تو آج صاف ہوتی۔۔ اریان نے مسکراہٹ دبائے کہا تھا۔۔ کیونکہ اس کی عادت تھی۔۔ کہ وہ ہمیشہ یوں ہی زرغام کو منا لیتا تھا۔۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔۔ آج بات الگ تھی۔۔ بکواس بند کرو۔۔ زرغام اتنی اونچی دھاڑا تھا۔۔ کہ شاہ در سہمتے ہوئے پریشے کے قریب ہوا تھا۔۔ پریشے نے شاہ در کا ہاتھ پکڑا۔۔ اور زرغام کی طرف دیکھا۔۔ کیا کر رہے ہے۔۔ بچہ بیٹھا ہوا ہے۔۔ ڈر جائے گا۔۔ بعد میں بات کر لیجیے

گا۔ پریشہ تھوڑا غصے سے بولی۔۔ پریشہ نے بریانی کی ٹریں اور باؤل آریان کی طرف بڑھائے۔۔ کھلاؤ اسے۔۔ تاکہ رات میں پھر سے حرام مشروب پی کر کسی سڑک پہ پڑا رہے۔۔ زرغام دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔۔ اریان بس زرغام کی سن رہا تھا۔۔ اور اس کے حرام مشروب سے جیسے اس کے ذہن میں کچھ جگمگ ہوا تھا۔۔ اس نے کل رات جب المیر خان کی حویلی سے نکلا تھا۔۔ اس نے نشہ کیا تھا۔۔ شاید۔۔ جس کے بعد کیا ہوا۔۔ اسے کچھ یاد نہیں۔۔ بس کرے۔۔ شاہ کے چھوٹے سے دماغ پہ برا اثر پڑے گا۔۔ پریشہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام اب کچھ نہیں بولا تھا۔۔ وہ بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ کہ شاہ در کے دماغ پہ برا اثر پڑے۔۔ وہ ذہنی طور پر بیمار ہوں۔۔

کھانا کھا کر آریان لاونج کے صوفے پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔۔ سامنے ہی صوفے پہ زرغام بیٹھا ہوا تھا۔۔ پریشہ کچھ فاصلے پہ زرغام کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ شاہ در روم میں اپنا چھٹیوں کا کام کر رہا تھا۔۔ المیر شام تک پیپرز بھیج دے گا۔۔ انہیں سائن کر دینا۔۔ زرغام کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔۔ اریان جو کہ کپ ہونٹوں سے لگانے ہی والا تھا۔۔ اس نے کپ ٹبیل پہ رکھتے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ اندر جیسے سب کچھ ٹوٹا تھا۔۔ کون سے پیپرز؟ اریان نے سر نیچے کرتے زرغام کی طرف نظر اٹھائی۔۔ تمہارے اور صوفیہ کے ڈورس پیپرز۔۔ زرغام سنجیدگی سے بولتے ایک گھونٹ اور لگا گیا۔۔ اریان اب خاموش ہوا تھا۔۔ کل صوفیہ نے سب کے سامنے ہی اسے انکار

کیا تھا۔ ورنہ اسے اس کے ساتھ آنے سے المیر روک ہی نہیں سکتا تھا۔ زائشہ۔۔ زائشہ نام ہے لڑکی کا۔ زرغام پھر سے سنجیدگی سے بولا۔ اریان نے گہرا سانس لیا۔ اور اٹھ گیا۔ اریان۔ زرغام اسے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر دھاڑا تھا۔ اریان روکا تھا۔ جو کہا ہے۔۔ وہی کرو گے۔ پہلے ہی اپنی بیت مرضیاں کر چکے ہوں۔ زرغام اس کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اریان خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔۔

دو دن بعد

صوفیہ نمل کے ساتھ کچن میں تھی۔ دونوں مل کر کچھ بنا رہی تھی۔ باجی باہر لالا آپ کو بلا رہے ہیں۔ ملازمہ کی آواز پہ صوفیہ نمل دونوں ہی پلٹی تھی۔۔ مجھے۔۔ نمل نے اپنی طرف اشارہ کیا۔ جو چمیر پہ بیٹھی ہوئی سلاد بنا رہی تھی۔۔ پاؤں کا درد پہلے سے بہتر تھا۔ مگر وہ تھوڑا سا لنگڑا کر چل رہی تھی۔ نہیں بھابی صوفیہ باجی کو۔ ملازمہ کی چھوٹی بہن تھی۔ جو زیادہ عمر کی نہ تھی۔ معصوم سی تھی۔ اور نئی ہی آئی تھی۔ نمل نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ جو کہ دیگچی میں چاول ڈالنے ہی والی تھی۔ آرہی

ہوں۔ صوفیہ کو جیسے اندازہ ہوا تھا۔ کہ کیا ہونے والا ہے۔ ایک ڈر اندر ہی اندر اسے

لگنا شروع ہوا تھا۔ دو دن سے المیر سے ان دونوں کی بات چیت نہیں ہوئی

تھی۔ رات دیر سے آتا۔ صبح ملازمہ سے پتہ چلتا تھا۔ کہ وہ جا چکا ہے۔۔ ڈرتے ڈرتے

قدم اٹھاتے صوفیہ باہر آئی۔۔ جہاں المیر خان کسی سے کال پہ بات کر رہا تھا۔ ہاتھ میں
 خاکی کلر کا لفافہ تھا۔۔ جسے دیکھتے صوفیہ کے قدم ڈگمگائے تھے۔۔ ہاتھ پاؤں پھولنے
 شروع ہوئے تھے۔۔۔ چہرہ پینے سے تر ہوا تھا۔۔ انکھوں میں نمی ہی نمی ابھری تھی۔۔ وہ
 دس منٹ سے وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔ المیر خان کال بند کرتے پلٹا۔۔ صوفیہ کو یوں
 کھڑے دیکھ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ میرا بچہ۔۔ المیر خان اس قدر پیار سے بولا تھا۔۔ کہ صوفیہ کی آنکھ سے انسو اس
 کے عارض پہ گرا تھا۔۔ جسے وہ اسی لمحے صاف کر گئی۔۔ المیر خان صوفیہ کے ساتھ
 بیٹھا۔۔ اور وہی ہاتھ میں پکڑا خاکی کلر کا لفافہ صوفیہ کی طرف بڑھایا۔۔ جسے پکڑنے کی
 ہمت صوفیہ میں نہ تھی۔۔ المیر خان نے صوفیہ کی گود میں رکھا۔۔ اور صوفیہ کا جیسے دل
 بند ہو گیا۔۔ تسلی سے پڑھنا۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور وہ کوئی جواب نہ
 دے سکی۔۔ اہہ۔۔ کچن سے چیخ سنائی دی تھی۔۔ جس پہ المیر خان کچن کی طرف
 بھاگا۔۔ صوفیہ بھی دھڑکتے دل سے اس لفافہ کو ٹبیل پہ رکھتے کچن میں آئی۔۔ جہاں نمل
 سے دیگچی سنک میں الٹ چکی تھی۔۔ المیر خان اس کی طرف بھاگا۔۔ اور اسے خود سے
 لگا لیا۔۔ نمل کانپ رہی تھی۔۔ اس نے اپنی حویلی میں ایسے کبھی کھانا نہیں بنایا تھا۔۔ مائی
 ریٹ کیا کر رہی تھی۔۔ المیر خان اسے خود سے لگائے بولا۔۔ نمل۔۔ صوفیہ نمل کی
 طرف بڑھی۔۔ المیر خان نے نمل کو خود سے الگ کیا۔۔ صوفیہ نے نمل کو چخیر پہ
 بٹھایا۔۔ اور پانی کا گلاس اسے دیا۔۔ یار میں نے آہی جانا تھا۔۔ تم سے کانے کہا تھا۔۔ کہ

تم اس کے قریب جاؤ۔ صوفیہ پیار سے بولی تھی۔ نمل کو یوں کانپتے دیکھ صوفیہ کے نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ لالا اسے اوپر روم میں لے چلے۔ ڈر گئی ہے۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ جو پیچھے کھڑا بالوں کو سہلاتے ہوئے نمل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ المیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا۔ دونوں کی آنکھیں ملی تھی۔ اور دل ایک دوسرے کی دھڑکن میں بجتے سنائی دے رہے تھے۔ المیر خان اسے گود میں اٹھایا۔ باہر نکل گیا۔ یہ صاف کر دو۔ صوفیہ بجھے دل سے بولتے روم کی طرف آئی۔ ملازمہ لفافہ صوفیہ کے بیڈ پہ رکھ آئی تھی۔ اندر آتے ہی صوفیہ اس لفافے کو دیکھتے دروازے کے ساتھ لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کی زندگی کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اب دونوں کو الگ ہونا ہی تھا۔ صوفیہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو رہی تھی۔

آریان دو دن سے حویلی نہیں گیا تھا۔ جاتا بھی کیسے۔ ایک ڈر سا تھا۔ کہ اگر وہ حویلی جائے گا۔ طلاق نامہ دیکھتے زرغام اسے سائن کرنے پہ مجبور کرے گا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا۔ صوفیہ کو اپنے نام سے آزاد ہوں۔ وہ چاہتا تھا وہ اسے اپنے سینے سے لگا کر رکھے۔ گاڑی پہ بیٹھا۔ وہ کب سے یہی سوچ رہا تھا۔ کہ اگر وہ حویلی گیا اور زرغام نے اسے طلاق نامہ دیا۔ تو وہ دستخط کروا کر رہے گا۔ وہ کچھ دیر یوں ہی بیٹھا رہا۔ اریان گاڑی سے نیچے اترا تھا۔ اور گاڑی سٹارٹ کرتے حویلی کی طرف رخ کر

گیا۔ گاڑی کے ٹائر کارپیوچ میں آکر چرچرائے۔۔۔ سنجیدہ سا چہرہ لیے آریان اندر کی طرف بڑھا تھا۔ اریان اپنے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا۔ کہ زرغام کی آواز پہ پلٹا۔ تمہارے لیے نوٹس آیا ہے۔۔۔ وہ اوپر ریننگ پہ ہاتھ رکھے کھڑا ہوا تھا۔ اریان نے گہرا سانس لیا۔ بابا سیدھی طرح بھی بول سکتے ہے۔ کہ آپ کے دوست نے۔۔۔ وہ بولتے ہوئے چپ ہوا تھا۔ زرغام نے ایرو اچکائی۔ ملازمہ نے آریان کی طرف وہ پیپرز بڑھائے۔ اریان نے پیپرز پکڑتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔ جو اب اوپر جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔ اریان اندر کمرے میں آتے دروازہ دھاڑ سے بند کر گیا۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے کھولیں تھی۔۔۔ بچے کبھی نہیں سمجھ سکتے ماں باپ ان کی بھلائی کے لیے سب کرتے ہیں۔ زرغام سر جھٹکتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔

آریان کمرے کی ہر چیز کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ اس کا خون کھول رہا تھا۔ جیسے ابھی اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ کیسے کر سکتی ہے۔ اریان نے زمین پہ بیٹھتے ہوئے دھاڑا تھا۔ کمرے میں جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑی ہوئی تھی۔ اریان نے وہ خاکی کاغذ اٹھایا۔ اور باہر نکلا۔ لالا یہ جو۔۔۔ ملازمہ کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ آریان باہر نکل گیا تھا۔ اریان نے گاڑی سٹارٹ کی۔ اور اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگی۔۔۔ چہرہ پہ بے یقینی تھی۔ اور دل میں سب کچھ ختم ہونے کا ڈر۔ اور یہی ڈر اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔۔۔

پینتالیس منٹ بعد اس کی گاڑی المیر خان کی حویلی کے کارپوچ میں روکیں۔۔۔ آج اسے چوکیدار نے بھی نہیں روکا تھا۔۔۔ اریان لاونج میں داخل ہوتے سیدھا صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ صوفیہ جو دروازے سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے۔۔۔ اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے آریان کو دیکھتے صوفیہ کی سانسیں روکنے کو تھی۔۔۔ وہ تو پہلے ہی خود سے جنگ لڑ رہی

تھی۔۔ جاؤ۔۔ صوفیہ اتنا ہی بولتے دروازہ بند کرنے لگی تھی۔۔ کہ آریان نے دروازہ کھولا۔۔ میں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔۔ اریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ مجھے نہیں کرنی۔۔ صوفیہ ہمت بناتے ہوئے بولی تھی۔۔ اریان دروازے کے درمیان ہاتھ رکھتے اندر آیا تھا۔۔ صوفیہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ یہ خلا کا نوٹس بھیج دیا۔۔ اریان ہاتھ میں پکڑا نوٹس اس کی طرف پھینکتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے بیڈ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں ویسا ہی لفافہ تھا۔۔ مطلب المیر خان اسے نوٹس بھیج چکا تھا۔۔ صوفیہ نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔۔ بولو۔۔ اریان وہی کھڑا چلایا تھا۔۔ ہاں کیونکہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ دل کو تھامتے ہوئے صوفیہ بولی تھی۔۔ اپنے الفاظ سنتے ہی اسے لگا تھا۔۔ کہ اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ وہ اس کی بازو پکڑنے ہی والا تھا۔۔ کہ صوفیہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ ہاتھ مت لگانا۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ کیوں۔۔ بولو۔۔ ہاتھ نہ لگاؤ۔۔ تمہیں بیوی ہوں میری۔۔ اریان

اس کی بازو پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ خلا کا نوٹس بھیجا ہے۔۔۔
 دستخط کر دو۔۔۔ ختم ہو جائے گا۔۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ تم چاہتی ہوں
 کیا ہم الگ ہو جائے۔۔۔ اریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ ی۔۔۔ یہ نو۔۔۔ نوٹس میرے
 کہنے پہ ہی لالہ نے بھیجا ہے۔۔۔ صوفیہ کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔۔ لیکن وہ جلد ہی خود پہ
 ضبط کر گئی تھی۔۔۔ اریان کی گرفت اس کے بازو پہ ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اگر ایسا تھا۔۔۔ تو
 اس رات وہ سب کیا تھا۔۔۔ کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔ اریان نے پھر سے اسے اپنے
 قریب کیا۔۔۔ تم پہ یقین کرنے کی ایک کوشش کی تھی۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں ہوئی
 تھی۔۔۔ اور اس یقین کو تم نے بہت ہی اچھے سے توڑا۔۔۔ صوفیہ استنزیہ بولی۔۔۔ شاہ کی
 ک۔۔۔ اریان بول ہی رہا تھا۔۔۔ کہ صوفیہ نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ جس کی بھی کال آئی
 تھی۔۔۔ جو بھی وجہ تھی۔۔۔ تم نے مجھے پھر سے دھوکہ دیا۔۔۔ صوفیہ نے دونوں کے
 درمیان فاصلہ بنایا تھا۔۔۔ کیا چاہتی ہوں۔۔۔ چھوڑ دو تمہیں۔۔۔ اریان نے پھر سے سوال کیا
 تھا۔۔۔ ہاں چھوڑ دو۔۔۔ صوفیہ پیچھے بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ چھوڑ
 دو گا۔۔۔ اریان نے ان پیپرز کی طرف دیکھا۔۔۔ میں بھی شادی کر رہا ہوں۔۔۔ اریان نے
 ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ جیسے دل کسی
 نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔۔ اس نے تھوک نگلا۔۔۔ کسی اور لڑکی کی زندگی یوں برباد مت
 کرنا۔۔۔ صوفیہ کی آواز مدھم ہوئی تھی۔۔۔ ان پیپرز کو سائن کر کہ بھیج دو گا۔۔۔ اریان نیچے
 سے خلا نامہ اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ دل میں درد سے اٹھا تھا۔۔۔ واقع ہی بے وفا تھا۔۔۔ صوفیہ

نے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ وہ اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ دوسری شادی
 کر لے گا۔۔۔ صوفیہ کو سانس کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ صوفیہ نے گلے کو جکڑتے ہوئے
 گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ اور آریان جا چکا تھا۔۔۔ صوفیہ کمرے سے باہر نکلی
 تھی۔۔۔ لاونج میں المیر خان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جواب مل گیا۔۔۔ اب مت آنا۔۔۔ المیر خان
 آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ کچھ بولے بنا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ لالا خلا
 کے بعد میرا نکاح جلد کر دے۔۔۔ صوفیہ کی آواز لاونج مین گونجی تھی۔۔۔ آریان کے قدم
 روکے تھے۔۔۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکلا گیا۔۔۔ صوفیہ بھی اندر جا چکی تھی۔۔۔ آریان نے
 پیپرز اندر گاڑی میں پھینکتے ہوئے گاڑی کی ونڈ سکرین پہ ہاتھ مارا تھا۔۔۔ اپنی گاڑی زن
 سے لیے وہ حویلی سے نکل چکا تھا۔۔۔ اگر وہ یہی چاہتی تھی۔۔۔ تو وہ اسے کیسے خود کے
 ساتھ رہنے پہ مجبور کر سکتا تھا۔۔۔ رات تک وہ یوں ہی خود سے لڑتے جھگڑتے رہا
 تھا۔۔۔ دل و دماغ میں جنگ چل رہی تھی۔۔۔ اور وہ ان کے درمیان بے بس سا
 تھا۔۔۔ رات کے وقت جب آریان حویلی آیا۔۔۔ زرغام باہر سے ہی آ رہا تھا۔۔۔ جب چاہے
 نکاح کر دے۔۔۔ وہ بول کر کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔ زرغام پہلا حیران ہوا۔۔۔ پھر کچھ
 ہی لمحے لگے تھے۔۔۔ کہ وہ سب کچھ سمجھ چکا تھا۔۔۔ بس اس نے ایک دعا کی تھی۔۔۔ جو
 ہو رہا ہے۔۔۔ وہ سب کے لیے ٹھیک ہوں۔۔۔

"عقیدت محبت"

بیس دن بعد

آریان کو یہاں آئے پندرہ دن ہو چکے تھے۔۔۔ لیکن وہ خاموش ہو چکا تھا۔ اور دیکھ رہا تھا۔ کہ اب قسمت اسے کہاں لے جاتی ہے۔ اس کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔ جسے پکڑتے آریان نے نمبر دیکھا۔ اور پھر کال ریسو کی۔ اسلام و علیکم بابا۔ اریان مسکراتے ہوئے بولا۔ وڈیو کال تھی۔ وعلیکم اسلام۔ زرغام نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔ کیسے گزرے دن۔ زرغام نے شاہ در کو گود میں لیتے ہوئے پوچھا۔ بابا دنیا جہاں کا سکون صرف یہی ہے۔ وہ مسکرایا تھا۔ اور اس کی مسکراہٹ اس قدر سچی تھی۔ کہ واقع ہی اس کے چہرہ سے بتایا جاسکتا تھا۔ کہ وہ کتنا سکون میں ہے۔۔۔ چلے بابا میں پھر بات کرو گا۔ اریان نے سنجیدگی سے کہا۔ نکاح آج ہو گا۔ زرغام نے اس کے کال بند کرنے سے پہلے ہی اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔ اور کال بند کر گیا۔ اریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ اور پھر جائے نماز بچھاتے اس پہ بیٹھ گیا۔

اس نے احرام پہنا ہوا تھا۔۔۔ اور سجدہ میں جھکا ہوا تھا۔ وہ گناہگار تھا۔ یہ بات وہ جانتا تھا۔ لیکن خدا معاف کرنے والا ہے۔۔۔ یہ بھی اسے معلوم تھا۔ وہ اپنے گناہوں کی معافی کے لیے سجدے میں جھکا ہوا تھا۔ یہاں ہر کوئی اپنی عبادت میں مگن تھا۔۔۔ سب

ایک دوسرے کو بھولائے اپنے خدا کو یاد کرنے میں مگن تھے۔۔۔ اور انہیں سب کے درمیان آریان سجدے میں تھا۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَن يَفْسَهُم لَا تَنظُرُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

ترجمہ:

کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔۔۔

آریان کے کانوں میں آواز گونجی تھی۔۔۔ اس نے سر اٹھایا۔۔۔ تو کچھ فاصلے پہ ایک مرد قرآن پاک پہ (سورۃ الزمر) کی تلاوت کر رہا تھا۔۔۔ جیسے اسے امید ملی ہوں۔۔۔ کہ اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے گا۔۔۔ تو اسے اللہ پاک معاف کر دے گا۔۔۔ وہ پھر سے سجدے میں جھکا اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کرنے لگا۔۔۔ کہ اللہ پاک اسے معاف کرے دے۔۔۔ وہ اپنے گناہوں کی معافی چاہتا تھا۔۔۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ — وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

ترجمہ "

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔۔۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔۔۔ اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔۔۔ سورۃ الفرقان کی آیات اور ترجمہ کی آواز بھی بلند ہوتے اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔ وہ کب سے سجدے میں تھا۔۔۔ جس سے ایک بزرگ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اریان جو کہ سجدے میں تھا۔۔۔ اس نے سر اٹھایا۔۔۔ ناامید مت ہوں۔۔۔ اس کی ذات بہت بڑی ہے۔۔۔

تم اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ وہ تمہیں تھام لے گا۔۔۔ اور پھر گرنے نہیں دے گا۔۔۔ تمہیں بخش دے گا اور وہ عطا کرے گا۔۔۔ جو تم چاہتے ہوں تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہیں سب عطا کر دے گا۔۔۔ اس بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ سب عطا کر دے گا۔۔۔ اریان کو جیسے امید ہوئی تھی۔۔۔ وہ سب عطا کرے گا۔۔۔ جو تمہارے حق میں بہتر ہوں۔۔۔ اس نے اب کی بار جملہ مکمل کیا تھا۔۔۔ دھوکہ کی معافی ہوتی ہے۔۔۔ اریان نے دل میں چھپا سوال پوچھا تھا۔۔۔

ہاں سچے دل سے توبہ کرو وہ بڑے سے بڑے گناہ ہوں معاف کرنے والی ذات ہے۔۔۔ اس نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ بے شک توبہ کے بعد تمہارے لیے بہت سی نعمتیں ہیں۔۔۔ وہ بزرگ بول کر اپنی تسبیح پڑھتے اٹھ گیا۔۔۔ اور اریان نے بھی

ایک نظر اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر وہاں سے اٹھتے صفحہ مروا کے درمیان آگیا۔ جہاں لوگ چکر لگاتے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔۔۔ اے خدا! میں گناہگار ہوں۔۔ تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔۔ میں نے بہت گناہ کیا ہے۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔ میرے گناہ بہت بڑے ہیں۔۔ لیکن تیری ذات کے سامنے وہ مٹی کی دھول کی مانند ہے۔۔ یا خدا مجھے معاف کر دے۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔ وہ ہاتھ اٹھائے زمین پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ میں نے اس لڑکی کو ٹھکرایا۔۔ جس نے مجھ پہ اعتبار کیا۔۔ اس کے اعتبار کو توڑا۔۔ اسے توڑا۔۔ اسے دھوکہ دیا۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی تھی۔۔ مگر میں دھوکہ دے گیا۔۔ اور آج جب مجھے اس سے عشق ہوا ہے۔۔ تو میں اسے پا نہیں سکتا۔۔ میں بے بس ہوں۔۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔ لیکن اب اسے پا بھی نہیں سکتا۔۔ مجھے موقع ملا تھا۔۔ سنبھلنے کا مگر میں سنبھل نہیں سکا۔۔ میں نے اس کی محبت کا قتل کر دیا۔۔ اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔۔ وہ بے بس سا ہو چکا تھا۔۔ سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا۔۔ جیسے اس نے صوفیہ کو دھوکہ دیا۔۔ اور اب وہ اس پہ اعتبار تک نہیں کر سکتی تھی۔۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔۔ جیسے اب اسے موقع نہیں ملے گا۔۔ اپنی محبت کو پانے کا۔۔ وہ سجدے میں گر گیا تھا۔۔ اپنی محبت کی خاطر۔۔ اللہ تعالیٰ کا گھر تھا۔۔ جہاں سب کو ہر چیز ملتی تھی۔۔ اور وہ بھی اس پاک جگہ پہ اپنی محبت کو پانے کی دعا کر رہا تھا۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے زمین پہ گر رہے تھے۔۔ وہ ساری رات سو نہ سکا

تھا۔ یوں ہی خدا کے سامنے سجدے ریز تھا۔ کہ اللہ پاک اسے معاف کر دے۔۔ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر رہا تھا۔۔

وہ رات کا جگا ہوا۔ ابھی بھی جائے نماز پہ بیٹھا ہوا تھا۔ سورج کی کرنیں چمک رہی تھی۔۔ لوگ بھی اب ہر طرف خدا کو یاد کر رہے تھے۔۔ اور وہ بھی بیٹھا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا تھا۔ اس کے کندھے سے جیسے کوئی بوجھ اتر چکا تھا۔ مگر دل میں بے چینی تھی۔۔ وہ تلاوت قرآن پاک کر رہا تھا۔ کہ اچانک سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی لڑکی جس نے سفید کالر کا حجاب کیا ہوا تھا۔ اس کی صرف ایک جھلک اس نے دیکھی تھی۔۔ اور اسے لگا کہ شاید وہ صوفیہ ہے۔۔ وہ اس کی طرف جانا چاہتا تھا۔۔ جیسے دیکھنا چاہ رہا ہوں۔۔ کہ وہ کون ہے۔۔ مگر آج اس کے قدم انکاری ہو رہے تھے۔۔ وہ پہلے ہی بہت گناہ کر چکا تھا۔ اب اور گناہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ لڑکی دعا مانگ رہی تھی۔۔ اور آریان اسے دیکھ رہا تھا۔ جس کا چہرہ وہ دیکھ نہ سکا تھا۔ ایک پل کے لیے اسے لگا تھا کہ وہ اس کی صوفیہ مگر وہ یہاں نہیں ہو سکتی تھی۔۔ وہ پھر سے تلاوت قرآن پاک شروع کر چکا تھا۔۔ آج اس کی قسمت بدلنے والی تھی۔۔ وہ اپنی زندگی میں کسی اور کو داخل کرنے والا تھا۔۔ اور یہ بات اسے اندر ہی اندر بے چین کر رہی تھی۔۔ وہ یہاں سے جاتا تو اسے صوفیہ کو ہر حال میں چھوڑنا تھا۔۔ انسو اس کے قرآن پہ گرا تھا۔۔ جسے وہ اسی لمحے صاف کر گیا۔۔ کچھ لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔۔ کہ وہ کل سے یوں ہی رو

رہا تھا۔ ایسا اس کا کیا کھو گیا تھا۔ جسے پانے کے لیے وہ یوں رو رہا تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کے لیے دعا کی تھی۔ اس کی دعا قبول ہو جائے۔۔۔

فَبَايَ الْاَلَاءِ رَبِّمَا تَكْذِبُنْ

ترجمہ:

پس اے جن اور انس ! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟
آریان اس آیات کو پڑھتے اپنی روح تک کو پرسکون ہوتا محسوس کر رہا تھا۔ بے شک اللہ پاک بہتر فاصلے کرنے والا ہے۔۔ اور وہ اپنی قسمت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پہ چھوڑ چکا تھا۔۔

رات کا پہر تھا۔۔۔

حرم شریف کی فضا میں سکون اور نورانیت گھلی ہوئی تھی۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے والوں کی سرگوشیاں جیسے آسمانوں تک جا رہی تھیں۔ سفید احرام میں ملبوس لوگ، دلوں میں اللہ کی محبت بسائے، رب سے راز و نیاز میں مصروف تھے۔۔۔

ایسے میں، ایک گوشہ جہاں نسبتاً خاموشی تھی۔۔۔

وہاں سفید چادریں بچھائی گئی تھیں۔ قریبی عالم دین، جنہیں دونوں خاندانوں کا اعتماد حاصل تھا، قرآن مجید کے سائے میں بیٹھے تھے۔۔ آریان احرام (شادی کا جوڑا) میں ملبوس، پُرسکون مگر پر جوش نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ سب کچھ تو اللہ پاک پہ چھوڑ چکا تھا۔۔ اب جو بھی ہونا تھا۔۔ اسے قبول تھا۔۔

لڑکی، سادہ مگر نفیس عبایا (شادی کا سوٹ) میں، چہرہ حجاب کے حالے میں چھپائے، اپنے ولی کے ساتھ مطمئن سی بیٹھی تھی۔ اس کی سانسیں دھڑکنوں کے ساتھ الجھ رہی تھیں، لیکن دل میں ایک عجیب سا اطمینان تھا کہ وہ زندگی کا آغاز اس مقام سے کر رہی ہے جہاں محبتیں عبادت کا روپ دھارتی ہیں۔۔۔

اور سامنے ہی ایک طرف آریان اور دوسری طرف سامنے وہ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جو اس کی زندگی میں داخل ہونے والی تھی۔۔ جسے وہ جانتا تک نہیں تھا۔۔ جسے پہلے کبھی دیکھا نہیں تھا۔۔ لیکن وہ اپنا فیصلہ اپنے رب کے حوالے کر چکا تھا۔۔ جو ہو گا۔۔ وہی اس کے لیے بہتر ہو گا۔۔

کچھ توقف کے بعد عالم دین نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔ آریان نے نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ جیسے آریان نے غلط سنا ہوں۔۔ اس نے حیران کن آنکھوں سے سامنے دیکھا۔۔ اور پھر ہلکا سا مسکراتے چہرہ جھکا گیا۔۔ اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔۔ وہ یہاں کیسے آسکتی تھی۔۔ اور اس سے نکاح۔۔ وہ آگے کچھ سوچ نہیں سکا تھا۔۔

مہر کا اعلان ہوا۔

لڑکے نے پُر عزم لہجے میں تین بار "قبول ہے" کہا۔۔۔ دل میں ایک چبھن سی ہوئی تھی۔۔۔ جیسے آج سے وہ اس سامنے بیٹھی اپنے نکاح میں آنے والی عورت کے علاوہ کسی پہ نظر نہیں اٹھا سکے گا۔ اور جاتے ہی اس لڑکی کو اس سے الگ کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ محبت کرتا ہے۔۔۔ پلکیں جھکی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔۔ دل میں درد تھا۔۔۔ میں پوری ایمانداری سے اس سامنے بیٹھی

بے گناہ کو اس کے حق ادا کرو گا۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے دل میں سوچا تھا۔ اسے اس کے خدا نے اس کے لیے چنا تھا۔۔۔ وہ کیسے ٹھکرا سکتا تھا۔۔۔ کیسے اب کوئی بے ایمانی کر سکتا تھا۔۔۔ لیکن شاید وہ محبت نہ دے سکوں۔۔۔ اس نے کرب سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔ میں محبت صرف ایک ہی لڑکی سے کرتا ہوں۔۔۔ جسے میں پانہ سکا۔۔۔ انکھ سے ایک آنسو گرا تھا۔۔۔ وہ مرد ہو کر رو نہیں سکتا تھا۔ اسی لیے اپنے آنسو پہ بند باندھے ہوئے تھا۔ مگر وہ اپنی محبت کو کھو چکا تھا۔

لڑکی نے بھی ہلکی آواز میں، مگر پورے دل سے، "ایجاب و قبول" کے مراحل طے کیے۔ حرم کی فضا جیسے سجدے میں جھک گئی ہو۔ نکاح مبارک اور دعاؤں کی صدائیں گونجیں، فرط مسرت سے آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ اور آریان نے اپنے خدا کی مرضی پہ ہی سر جھکا لیا۔

خانہ کعبہ کی روشنیوں میں دونوں کی دعاؤں کا میل ہوا۔۔۔

نکاح کے بعد۔۔ خانہ کعبہ میں ہر طرف سے دونوں کو خوش رہنے کی دعائیں مل رہی تھیں۔۔ اس پاک جگہ پہ دو دل ایک ہوئے تھے۔۔ اریان کی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں۔۔ وہ رب کی رضا میں راضی ہو چکا تھا۔۔ لیکن دل میں درد تھا۔۔ اس میں نظر اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔ شاید وہ پہلی دفعہ نظر نہیں اٹھا سکا تھا۔۔ اس نے بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان نظر اٹھائی۔۔ آنکھیں بند ہوئی تھیں۔۔ تھوک نگلتے ضبط کرتے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔ تو جیسے وہ سب کچھ بھول گیا۔۔ وہ اس کے سامنے تھی۔۔ اس کی محبت۔۔ جسے اس نے پانے کی انتہا کر دی تھی۔۔ نفیس سے عبایا۔۔ جس پہ حجاب کیے وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی۔۔ اور آنکھوں میں نمی ہی نمی تھی۔۔ جیسے ابھی آنسو گرنے شروع ہو جائے گا۔۔ اریان مجسم سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔ آنکھوں سے آنسو اس کے گالوں پہ بہے تھے۔۔ وہ سیکنڈز کی دیر کیے بنا سجدے میں جھک گیا۔۔ الحمد للہ۔۔ اور یہ پہلا لفظ اس کی زبان سے ادا ہوا تھا۔۔ اس کی سن کی گئی تھی۔۔ اسے وہ ملا تھا۔۔ جسے وہ چاہتا تھا۔۔ پانے کی امید کھو چکا تھا۔۔ اریان نے خدا کا شکر ادا کیا۔۔ اور کچھ قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیزی سے ابھری تھی۔۔ اریان نے اس کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔۔ وہ اسے خدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہی تھا۔۔ مطلب خدا اسے معاف کر چکا تھا۔۔ اسی لیے اسے اس کی محبت تحفہ میں مل چکی

تھی۔۔ صوفیہ نے بھی سامنے کھڑے اس شخص کی طرف دیکھا۔۔ جو اللہ تعالیٰ کی اس پاک گھرانے میں اسے اس کے ولی کے سامنے قبول کر چکا تھا۔۔ اریان کو اس کی محبت مل چکی تھی۔۔ وہ خوش تھا۔۔ وہ رب کی رضا میں راضی ہوا تھا۔۔ اسے وہ مل گیا۔۔ جو اسے چاہیے تھا۔۔ اور اگلے دن دونوں نے ایک ساتھ طواف ادا کیا — ایک نئے سفر کی ابتداء اللہ کے گھر سے ہو گئی تھی۔۔

جان عالم عید الاضحیٰ کی نماز ادا کر کہ تقریباً سب سے مل چکا تھا۔۔ اگر کوئی منظر سے غائب تھی۔۔ تو وہ اس کی جان حیات۔۔ جسے وہ صبح سوتا چھوڑ کر آیا تھا۔۔ اور اب وہ نماز پڑھ کر ایک گھنٹے سے آچکا تھا۔۔ لیکن اسے نظر نہیں آئی تھی۔۔ اور کچھ دیر تک قصائیوں نے آجانا تھا۔۔ جان عالم کمرے میں آیا۔۔ تو جیسے وہ حیران ہوا تھا۔۔ کمرہ خالی تھا۔۔ ورشاں روم میں نہیں تھی۔۔ اسے غصے آیا تھا۔۔ وہ رات بھی روم میں نہیں آئی تھی۔۔ میرال۔۔ جان عالم نے سڑھیاں اترتے اسے پکارا تھا۔۔ جی لالا۔۔ میرال بھی اسی لمحے اپنا دوپٹہ سر پہ ٹکاتے ہوئے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔ جان حیات کہاں ہے۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ لالا۔۔ وہ ان کو تو ہم نے بھی صبح سے نہیں دیکھا۔۔ میرال نظریں جھکا گئی تھی۔۔ جان عالم نے جیب میں سے کچھ پانچ پانچ ہزار کے نوٹ نکالتے میرال کو پکڑائے۔۔ لالا یہ۔۔ میرال تھوڑا سا جھجھکی۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔ بھائی ہوں تمہارا۔۔ جان عالم نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ غزنوی جان عالم وہ یوں ہی ہر سال

حویلی کے ہر ملازم کو عیدی دیتے تھے۔۔۔ عالم۔۔۔ غزنوی لاونج مین داخل ہوا۔۔۔ جان عالم
 نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو بلیک ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔ وہ چینج کر چکا
 تھا۔۔۔ ہاں بول۔۔۔ جان عالم بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے آیا۔۔۔ قربانی کیا اگلے سال
 کروانی ہے۔۔۔ غزنوی اسے یوں ہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔۔ وہ زرغام نہیں آیا نا۔۔۔ تو اس کا
 انتظار کر لے۔۔۔ جان عالم نے نظریں لاونج میں دوڑائیں۔۔۔ وہ بہانے ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ وہ
 ابھی اپنی جان حیات کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ رات تک پھر اس نے مصروف ہونا
 تھا۔۔۔ کیونکہ قربانی کے بعد سارا گوشت گاؤں میں بانٹنا تھا۔۔۔ پھر دوستوں کی دعوت
 تھی۔۔۔ زرغام باہر کھڑا ہوا ہے۔۔۔ غزنوی نے اس کے بے توکے سے جواب پہ گھورا۔۔۔ جا
 کر چینج کر۔۔۔ یا پھر میں چلے جاؤ۔۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔۔ جان عالم چینج کرنے چلا
 گیا۔۔۔ اور دس منٹ بعد گریں کلر کا ٹراؤزر شرٹ پہنتے نیچے آیا۔۔۔ چل۔۔۔ جان عالم غزنوی
 کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ تو روم سے ہو آیا۔۔۔ جان عالم نے روکتے ہوئے
 پوچھا۔۔۔ تیری بہن مجھے لاونج میں ہی مل گئی تھی۔۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ مجھے
 تو تیری بہن نہیں ملی نہ۔۔۔ جان عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ چل۔۔۔ جلدی۔۔۔ غزنوی
 جان عالم کے ساتھ لاونج سے نکلا۔۔۔ باہر زرغام کھڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ بھی براؤن کلر کا ٹراؤزر
 شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ شاہ در بھی اس کے پاس نیچے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے
 دیکھ رہا تھا۔۔۔ جان عالم غزنوی باہر آکر کھڑے ہوئے۔۔۔ اور پھر قربانی شروع کی۔۔۔ ایک
 طرف چمیر پہ داجی اور حبیب اللہ خان، احمد فراز خان بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اور اب دوسری

طرف زرغام، غزنوی جان عالم کھڑے ہوئے تھے۔ اور قصائی جانوروں کی کھال اتار
 رہے تھے۔ جان عالم تو بار بار مر کر دیکھ رہا تھا۔ سردار صاحب کیا ان کی پاکٹ میں
 بناؤ گا۔ زرغام جان عالم کو بار بار پیچھے مڑتے دیکھ کر ہنسی دبائے بولا۔ غزنوی جو اب
 قصائیوں کے بالکل پاس کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی مرا تھا۔ جان عالم نے اسے کھا جانے والی
 نظروں سے دیکھا۔ اور آگے بڑھا۔ مر ادھر۔ جان عالم نے تقریباً اس سے نوچتے
 ہوئے شاپروں والا پاکٹ پکڑا تھا۔ اور جا کر ایک طرف بیٹھتے پاکٹ بنانے لگا۔ کھانے
 کے لیے ہی آیا ہے۔ گرا لگا ان کو۔ جان عالم زرغام کو پیچھے کھڑے دیکھ کر
 بولا۔ غزنوی جیسے کچھ سمجھ چکا تھا۔ لیکن وہ بھی کیا کر سکتا تھا۔ وہ بھی تو بس
 زمل کو ایک نظر دیکھ کر ہی آگیا تھا۔ غازیہ بھاگتے ہوئے باہر آئی تھی۔ پنک کلر کی
 باربی فراک میں اس کے بالوں پہ پیمز لگی ہوئی۔ اس کی ہیزل گریں آنکھیں مسکراہٹ
 سے چمک رہی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے غزنوی کی ٹانگ سے جا کر چپکی
 تھی۔ بابا۔ غزنوی نے اس کی آواز سنتے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو گود میں اٹھایا۔ غازیہ
 نے غزنوی کے گالوں پہ ہونٹ رکھے۔ غزنوی نے بھی اس کے عارض پہ ہونٹ
 رکھے۔ شاہ در جو پیچھے حبیب اللہ خان کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی غازیہ کی طرف
 دیکھ رہا تھا۔ جو غزنوی کے کندھے پہ سر رکھے ہوئے جان عالم کو دیکھ رہی
 تھی۔ غزنوی نے غازیہ کو نیچے اترا۔ اور خود پاکٹ پکڑتے انہیں ایک طرف کرنے
 لگا۔ جلدی بنا بعد میں دینے بھی تجھے بھیجے گے سردار۔ غزنوی زرغام کو آنکھ مارتے

ہوئے بولا۔۔ او بھائی یہ چھڑی ان دونوں پہ بھی چلا دے۔۔۔ یہ قربانی زرا یادگار رہے
گی۔۔۔ جان عالم تپتے ہوئے بولا۔۔۔ جس زرغام غزنوی کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

غازیہ شاہ در صوفے پہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اوپر سے ورشاں کی سفید کلر کی بلی نیچے آکر
سرڑھیاں سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گئی۔۔۔ شاہ در غازیہ دونوں بھاگتے ہوئے اس بلی کی طرف
آئے۔۔۔ اور شاہ در نے اس بلی کو پونچھ پکڑی۔۔۔ اور اسے گھسیٹنے
لگا۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میاؤں۔۔۔ بلی بولنے شروع ہوئی تھی۔۔۔ لیکن شاہ در اس بلی کو گھسیٹتے
ہوئے باہر تک آیا تھا۔۔۔ بلی کی آواز اب باہر گونج رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے شاہ در کی
طرف دیکھا۔۔۔ شاہ یہ کیا کر رہے ہوں۔۔۔ غزنوی اسے یوں بلی کو گھسیٹتے دیکھ کر
بولا۔۔۔ میں بھی اس کی قربانی کرو گا۔۔۔ وہ ہاتھ میں چھوٹی سی چھڑی پکڑے بلی کی پونچھ
سے اسے گھسیٹ رہا تھا۔۔۔ اور یہ اس نے آتے وقت ٹہیل سے پکڑی تھی۔۔۔ غازیہ
مسکراتے ہوئے بلی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میاؤں۔۔۔ بلی بول رہی
تھی۔۔۔ غازیہ تو ڈرتی تھی۔۔۔ سو وہ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ یار اس کی قربانی نہیں
ہوتی۔۔۔ غزنوی نے شاہ در سے اس بیچاری بے حال ہوتی بلی کی پونچھ چھروانی
چاہی۔۔۔ کیوں نہیں ہوتی۔۔۔ چاچو جانوروں پہ قربانی ہوتی ہے۔۔۔ یہ کون سے انسان کا بچہ
ہے۔۔۔ شاہ در بلی کی طرف چھڑی کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اور وہ اور بھی اونچی اونچی میاؤں
میاؤں کرنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ بلی کی آواز سنتے ورشاں بھی باہر کی طرف آئی

تھی۔۔ اور شاہ در کے ایک ہاتھ میں چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں بلی کی پونچھ دیکھتے وہ
 اس کی طرف بھاگی۔۔ شاہ۔۔ چھوڑو۔۔ یہ کیا کر رہے ہوں۔۔ وہ تو جیسے پاگل ہوئی
 تھی۔۔ ہو ہو۔۔ جان حیات تم تو بہت ہی معصوم ہوں۔۔ دیکھو چاچو نے قربانی کی۔۔ اب
 میں اس کی قربانی کرو گا۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور اس کی زبان سے جان حیات
 سنتے جان عالم نے سامنے دیکھا۔۔ ورشاں مہرون کلر کی ساڑھی جس کا بلاؤز تھوڑا سا
 پیٹ سے اوپر تھا۔۔ لیکن اس پہ لگا جالی دار کپڑا۔۔ جس سے اس کا پیٹ نظر نہیں آ رہا
 تھا۔۔ سلک کی ساڑھی جس کا پلو سارا جالی دار تھا۔۔ اور اسے وہ پینز سے سیٹ کیے
 ہوئے تھی۔۔ بال کچھ شانے پہ کچھ پیچھے تھے۔۔ ہونٹوں پہ مہرون کلر کی لیپ
 سٹک۔۔ کانوں میں مہرون کلر کے آویزیں۔۔ اور مہندی سے سجے ہاتھوں میں مہرون کلر
 کی چوڑیاں۔۔ وہ اپنے آپ میں قیامت لگ رہی تھی۔۔ جان عالم نے اب کی بار ورشاں
 کو غصے سے دیکھا تھا۔۔ جو کہ جان بوجھ کر اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔ اور کیوں
 نہیں آئی تھی۔۔ یہ بھی اسے سمجھ آچکی تھی۔۔ شاہ میری جان چھوڑو۔۔ غزنوی نے اس
 سے چھڑی پکڑی۔۔ اسے میں پھر بھی نہیں چھوڑو گا۔۔ شاہ در نے بلی کی پونچھ زور
 سے اپنی طرف کھینچی۔۔ شاہ۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ جان حیات کتنا غصہ کرتی
 ہے۔۔ اسی لیے تو عالم چاچو ڈرتے ہے۔۔ شاہ در خود سے ہی بولا تھا۔۔ ورشاں نے اسے
 غصے سے دیکھا تھا۔۔ جان حیات اندر جاؤ۔۔ باہر دیکھو کتنے آدمی ہے۔۔ شاہ در بہت ہی
 سمجھدار بنتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم جو کب سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ زرغام نے اسے

ٹانگ ماری۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ کام کر۔۔۔ زرغام بے ذاریت سے
 بولا۔۔۔ جان عالم اٹھ کر اندر کی طرف آیا۔۔۔ جہاں ورشاں شاہ در اور غزنوی کھڑے
 ہوئے تھے۔۔۔ کھوتے دے پتر۔۔۔ چھوڑ اسے۔۔۔ جان عالم نے شاہ در کے ہاتھ سے بلی
 کی پونچھ چھروائی۔۔۔ بلی بھاگ کر ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے پاؤں چاٹنے
 لگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے بھی تھوک نگلتے ہوئے اس
 کی نظریں خود پہ محسوس کی تھی۔۔۔ مطلب اب اس کی خیر نہیں تھی۔۔۔ یہ وہ سمجھ چکی
 تھی۔۔۔ جان عالم شاہ در کو اٹھاتے باہر آیا۔۔۔ چاچو مجھے بھی قربانی کرنی ہے۔۔۔ شاہ در
 ناراضگی سے بولا۔۔۔ کل جب آپ کے گھر کرے گے۔۔۔ تب کر لینا۔۔۔ غزنوی نے بھی
 پیار سے کہا۔۔۔ شاہ در واپس حبیب اللہ خان پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔ شیر۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ حبیب
 اللہ خان اسے یوں ناراض دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ دادو۔۔۔ مجھے قربانی کرنی ہے۔۔۔ چاچو کہتے کل
 کرنا۔۔۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔ میرا بچہ چاچو نے ٹھیک ہی تو کہا۔۔۔ حبیب اللہ خان
 پیار سے بولے۔۔۔ غازیہ احمد فراز کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اور وہ کچھ ہی سیکنڈز بعد
 تالیاں بجانے لگ جاتی تھی۔۔۔ تقریباً تین گھنٹے میں وہ سارے پاکٹ بنا چکے
 تھے۔۔۔ جان عالم کھڑا ہوا۔۔۔ اور کسی کی سنے بنا ہی اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ زرغام اس
 کی اتنی تیزی دیکھتے گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ جان عالم جو اندر آیا تھا۔۔۔ ورشاں کو رائے خان
 پاس بیٹھے دیکھ کر رائے خان پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ میرا بچہ تھک گیا۔۔۔ رائے خان اس
 کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔۔ جی مورے۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے رائے

خان کی گود میں سر رکھ گیا۔ اور آنکھیں موند گیا۔ جاؤ بیٹا چنچ کر آؤ۔۔ رائمہ خان
جان عالم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔ جی مورے وہ بول کر اوپر کی طرف
بڑھ گیا۔۔ جان حیات میرے کپڑے نکال دو۔۔ جان عالم سڑھیاں چڑھتے ہوئے
بولا۔۔ بیڈ پہ پڑے ہوئے ہے۔۔ ورشاں صوفے سے ہلی بھی نہیں تھی۔۔ شوہر ہے
تمھارا۔۔ بلا رہے ہے۔۔ تو جاؤ۔۔ رائمہ خان کو جانے کیوں اس پہ غصے آیا تھا۔۔ تو وہ
تھوڑا سرد لہجے میں بولی۔۔ بڑی امی وہ بیڈ پہ ہی پڑے ہوئے ہے۔۔ ورشاں نظریں جھکا
گئی تھی۔۔ زل نے تو کبھی ایسا نہیں بولا۔۔ رائمہ خان غصے سے بولی۔۔ تم سے بہتر تو وہ
رمشاء ہے۔۔ جب تم یہاں نہیں تھی۔۔ اس نے کتنا خیال رکھا تھا۔۔ رائمہ خان سر
جھٹکتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں نے رائمہ خان کو کوئی جواب نہ دیا۔۔ اور غصے سے اپنے
کمرے میں آئی۔۔ دروازہ دھاڑ سے بند کیا تھا۔۔ جان عالم جو بیڈ پہ نیم دراز تھا۔۔ آنکھوں
پہ بازو تھا۔۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔ جان عالم اس کے
چہرہ پہ غصے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں اسے جواب دیے بنا جا کر صوفے پہ بیٹھ
گئی۔۔ جان عالم اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔ اور جا کر صوفے پہ بیٹھتے ورشاں کا ہاتھ
پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم تھی۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔ تم رو
رہی ہوں۔۔ جان عالم اس کی نم آنکھیں دیکھتے پریشان ہوا تھا۔۔ کیا میں آپ کا خیال
نہیں رکھتی۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ کس نے کہا نہیں

رکھتی۔۔ میری جان حیات تو میرا بہت خیال رکھتی ہے۔۔ جان عالم اس کے ہاتھ ہونٹوں
سے لگاتے ہوئے بولا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_116

نہیں رکھتی۔۔ آ۔۔ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ ورشاں بچوں کی طرح روتے ہوئے
بولی۔۔ نہیں میری جان حیات۔۔ جان عالم نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ اس کے آنسو
اسے اپنے دل پہ گرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ کسی نے کچھ کہاں ہے۔۔ جان عالم نے
اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔ ورشاں نے نظریں جھکاتے ہوئے سر ہلایا۔۔ جان عالم نے گہرا
سانس لیا۔۔ کس نے کہا۔۔ جان عالم نے اس کے بال پیشانی سے پیچھے کیے۔۔ آپ کی
مورے نے۔۔ ورشاں اپنے ہاتھ کی پشت اپنے چہرہ پہ رگڑتے ہوئے بولی۔۔ مورے نے
پر کیوں؟ جان عالم اب تھوڑا بہت حیران ہوا تھا۔۔ انہوں نے کہا۔۔ میں آپ کا خیال
نہیں رکھتی تھی۔۔ مجھ سے بہتر تو وہ چڑیل آپ کا خیال رکھتی تھی۔۔ ورشاں سو سو
کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ نہیں میری جان حیات کی
طرح میرا خیال کون رکھ سکتا ہے۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کے بال پیچھے کرتے

ہوئے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔ نہیں وہ یہاں کیوں ہے۔۔ اسے اس کے گھر
 بھیجے۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ کسے میری جان
 حیات۔۔ جان عالم نے سر اٹھاتے اس کی طرف دیکھا۔۔ اس چڑیل کو۔۔ وہ یہاں نہیں رہ
 سکتی۔۔ یہ ہماری حویلی ہے۔۔ وہ کیوں یہاں روکی ہوئی ہے۔۔ ورشاں آنکھوں میں پانی
 لیے بولی۔۔ عید گزر جائے۔۔ پھر جیسا میری جان حیات بولے گی۔۔ ویسا ہی ہوں
 گا۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگایا۔۔ نہیں اسے ابھی
 یہاں سے بھیجے۔۔ ورشاں بضد ہو کر بیٹھی تھی۔۔ جان عالم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو
 اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔ مجھ پہ اعتبار نہیں کیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ہے
 لیکن۔۔ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ بس پھر ابھی خاموش
 رہوں۔۔ مورے سے میں بات کرو گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ ورشاں کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔ صبح سے چھپتی رہی ہوں۔۔ اب خود ہی
 میرے پاس آگئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہونٹوں کو اوپر لے
 جاتے ہوئے کہا۔۔ م۔۔ میں کب چپھی۔۔ ورشاں جلدی سے بولی۔۔ نہیں چپھی
 تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔۔ ورشاں نے نفی میں
 سر ہلایا۔۔ جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ اور اس کی قطرہ قطرہ سانسیں چرانے
 لگا۔۔ ورشاں بھی جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔ جان عالم نے ہاتھ
 نیچے کو لے جاتے اس کی ساڑھی کے اندر سرکاتے ہوئے اس کے پیٹ کو چھوا۔۔ جان

عالم کے تیخ ٹھنڈے ہاتھ ورشاں کے پیٹ پہ لگے تو وہ کانپ گئی۔۔ جان عالم کا ہاتھ سرکتے ہوئے اس کی کمر پہ جا رہا تھا۔۔ جسے محسوس کرتے ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ناخن گاڑھے۔۔ لیکن جان عالم اس کے ہونٹوں کو پوری شدت سے چومتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ہونٹوں سے کافی حد تک لیپ سٹک کم ہو چکی تھی۔۔ ورشاں گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ جان عالم تھوڑا سا پیچھے ہوا تھا۔۔ کہ ورشاں جلدی سے صوفے سے اٹھی تھی۔۔ جان عالم بھی صوفے سے اٹھا۔۔ جان حیات ڈونٹ ڈو دیز۔۔ کیم ہسیر۔۔ جان عالم نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔ میں نہیں آؤ گی۔۔ آپ میری ساڑھی خراب کر دے گے۔۔ ورشاں بیڈ کی ایک طرف کھڑے ہوئے وہی سے بولی۔۔ تو دوبارہ پہن لینا۔۔ جان عالم تھوڑا سا آگے کی طرف بڑھا۔۔ نہیں۔۔ نا جان خان مجھے پہننی نہیں آتی۔۔ ورشاں بھی پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ پہننی نہیں آتی تو کیسے پہنی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں بیڈ پہ چڑھنے ہی والی تھی۔۔ کہ جان عالم نے اس کی ساڑھی کا پلو پکڑا۔۔ وہ اب تھوڑا سا بھی آگے پیچھے ہوتی تو اس کا پلو اس کے وجود پہ نہ رہتا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔ ورشاں مرتی کیا نہ کرتی۔۔ اٹھ کر جان عالم کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم نے اس کا پلو چھوڑتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔۔ اتنی نہیں تھی

تو پہنی کیسے۔۔ جان عالم نے اس کے بالوں کو انگلی پہ لپٹتے ہوئے

پوچھا۔۔ وہ۔۔ ورشاں سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ زل سے۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ پھر کسی ملاز۔۔ وہ بول نہ سکا تھا۔۔ اگر وہ ہاں کر دیتی تو وہ خود کو آگ لگا دیتا۔۔ کہ اس کی بیوی کیسے کسی کے سامنے چیلنج کر سکتی تھی۔۔ پھر۔۔ جان عالم اب اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔ میں نے ن۔۔ نیٹ سے سیکھی۔۔ ورشاں بول کر جان عالم کی گردن کے چہرہ چپھایا۔ جان عالم کو تو جیسے نئی زندگی ملی ہوں۔۔ پاگل۔۔ ڈرا دیا تھا۔۔ جان عالم نے دونوں ہاتھوں سے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔۔ میں نے کیا کیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ میں سمجھا کہ۔۔ چھوڑو۔۔ جان عالم لفظ ادھورے چھوڑ گیا۔۔ اج میری جان حیات چاند لگ رہی ہے۔۔ جان عالم نے اس کے ہوک پہ انگلی گھوماتے ہوئے کہا۔۔ چاند پہ داغ ہوتا ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور وہ داغ میں ہوں۔۔ جو تم پہ ہمیشہ رہے گا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کی نظریں جھکی تھی۔۔ جان عالم کی نظروں کی تپش اور اس کے لفظوں سے وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔ دل کرتا ہے کھا جاؤ جان حیات۔۔ جان عالم اسے خود میں بیچتے ہوئے بولا۔۔ نہ۔۔ نہیں باہر۔۔ ورشاں بول رہی تھی۔۔ جب جان عالم نے اسے خود سے الگ کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔ بھاگتی کیوں ہوں۔۔ جان عالم کی آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ کہاں۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔۔ میرا قریب آنا تمہیں کیا اتنا برا لگتا ہے۔۔ کہ خور سے دور کرنے کے

لیے بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہوں۔۔ جان عالم اس کے بازو سے بھی ہاتھ ہٹا چکا
 تھا۔۔۔ن۔۔نہیں۔۔م۔۔میرا۔۔و۔۔وہ۔۔مطلب۔۔ن۔۔نہیں تھا۔۔ورشاں اپنے ہونٹوں کو
 دانتوں سے کاٹتے ہوئے بولی۔۔وہ شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔پھر کیا مطلب تھا۔۔جان عالم
 اسے یوں اپنے سرخ ہونٹوں پہ ظلم کرتے دیکھ کر بولا۔۔اس کا دل چاہا تھا۔۔کہ ہاتھ
 بڑھا کر وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے سے روک دے۔۔مگر وہ چہرہ دوسری
 طرف کر گیا۔۔وہ۔۔ن۔۔نی۔۔نیچے س۔۔سب۔۔ک۔۔کھانے۔۔پ۔۔پہ
 ا۔۔انتظار۔۔ک۔۔ک۔۔ک۔۔رہے۔۔ا۔۔اس۔۔ل۔۔لیے۔۔وہ اپنے ہونٹوں کو بری
 طرح طرح دانتوں سے زخمی کرتے ہوئے بولی۔۔ٹھیک ہے۔۔تم جاؤ۔۔میں آتا
 ہوں۔۔جان عالم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔موڈ خراب ہو چکا تھا۔۔سو اسے روک کر کیا
 کرنا تھا۔۔م۔۔میں۔۔پ۔۔پکا۔۔ج۔۔جاؤ۔۔ورشاں نے جان عالم کی پشت کی جانب
 دیکھا۔۔ہاں جاؤ۔۔جان عالم سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے واشروم میں بند ہوا
 تھا۔۔ورشاں وہی بیڈ پہ بیٹھی نم آنکھوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔وہ پندرہ
 منٹ سے یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔لیکن جان عالم باہر نہیں آیا تھا۔۔ورشاں کو اب اور
 رونا آرہا تھا۔۔وہ آنکھوں میں نمی لیے واشروم کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔جب
 جان عالم ٹاول کمر پہ لپٹائے باہر آیا۔۔گئی نہیں۔۔جان عالم ورشاں کو یوں ہی بیٹھے دیکھ
 کر بولا۔۔اس کی آنکھوں میں نمی اس نے نہیں دیکھی تھی۔۔وہ۔۔م۔۔اس نے
 وضاحت دینی چاہی تھی۔۔جاؤ جا کر ناشتہ کرو۔۔جان عالم اپنے کپڑے نکالنے کے

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ ورشاں کو اور بھی رونا آیا تھا۔ اس نے اس کا سوٹ نکال کر تو رکھا تھا۔ پھر بھی وہ کپڑے لینے کے لیے چلا گیا۔ آپ مجھ سے بالکل محبت نہیں کرتے۔ اس لیے آپ کی مورے نے بھی مجھے ڈانٹا۔ اور اب آپ بھی ڈانٹ رہے ہیں۔ ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔ جان عالم ڈریسنگ روم سے باہر نکلا۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا ہی تھا۔ کہ ورشاں روم سے نکل چکی تھی۔۔۔ جا۔ اس کے بھی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔۔ وہ کمرے کے دروازے تک آیا تھا۔ لیکن ورشاں جا چکی تھی۔ تو کیوں ٹارزن بن کر گھوم رہا ہے۔ زرغام کی آواز پہ جان عالم نے اسے گھورا۔ میرا دل چاہا۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔ تو نے ورشاں سے کچھ کہا ہے۔ زرغام اندر آتے ہوئے بولا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم سلگتے ہوئے بولا۔ اس نے تو کچھ کہا بھی نہیں تھا۔ اور پھر بھی وہ اسے ہی غلط ٹھہرا کر جا چکی تھی۔ اپنے کپڑے صوفے سے اٹھاتے جان عالم ڈریسنگ روم میں بند ہوا۔ زرغام ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھتے جان عالم کی پرفیومز کو سیمبل کرنا لگا۔ جان عالم چیخ کر کے روم میں آیا۔ کیا کہا تو نے۔۔۔ وہ ایک پرفیوم خود پہ سپرے کرتے ہوئے بولا۔ تو بکنا بند کرے گا۔ جان عالم کو غصے آیا تھا۔۔۔ تو بول پھر کتے۔۔۔ زرغام بھی کہاں پیچھے رہنے والوں میں سے تھا۔۔۔ بالوں کو سیٹ کرتے جان عالم باہر نکلا۔ جان عالم بادامی رنگ کے سوٹ میں ملبوس گلے میں اور وائٹ کلر کی مردانہ شال لیے اپنے چہرہ پہ سنجیدگی لیے ڈانگ روم میں آیا۔۔۔ شال کو جھٹکتے ہوئے اس نے کندھے پہ رکھا

تھا۔ اسلام و علیکم۔۔ عید مبارک۔۔ جان عالم کی سنجیدہ، روبرو آواز ڈانگ روم میں گونجی
 تھی۔۔ جس سے سب کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اور نظریں جان عالم پہ ٹکی
 تھی۔۔ ورشاں جو کہ حبیب اللہ خان کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس نے جان عالم کو
 نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ جیسے باقی سب بھول گئی۔۔ سفید رنگت، مغرور کھڑی ناک، مونچھوں
 کے تلے چھپے ہوئے ہونٹ، براؤن آنکھیں، وجہ نقوش، براؤن ہلکی ہلکی بیرڈ، بوڑھے گھنے
 بال چہرہ پہ سنجیدگی۔۔ وہ دلکش لگ رہا تھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں خوشی سی چمکی
 تھی۔۔ ماشاء اللہ آج لگا ہے تم ہم کو ہمارا پوتا۔۔ داجی فخریہ انداز میں بولے۔۔ جان عالم کو
 ایسے دیکھ کر داجی خوش ہوتے تھے۔۔ ان کی ہمیشہ سے خواہش تھی۔۔ کہ ان کے پوتے
 بھی سردار بنے۔۔ لیکن غزنوی نہیں مانا تھا۔۔ پھر جان عالم داجی کی ضد پوری کرنی
 پڑی۔۔ اور پھر پوری ایمانداری سے وہ اسے پورا کر رہا تھا۔۔ اس کا گاؤں میں روعب
 تھا۔۔ وہ غصے کا تیز تھا۔۔ مگر دل اس کا نرم تھا۔۔ اس نے گاؤں سے ونی کی رسم ختم کی
 تھی۔۔ وہ اس رسم کو نہیں مانتا تھا۔۔ اس نے گاؤں میں اعلان کیا تھا۔۔ کہ اگر خدا
 نخواستہ کسی سے قتل ہو جائے۔۔ یا تو اسے معاف کر دو۔۔ نہیں تو جان کے بدلے
 جان۔۔ نہ کہ کسی کی بہن۔۔ باپ، بھائی، بیٹے کی سزا بہن، بیٹیاں کیوں ہے۔۔ اس نے گاؤں
 میں بہت سے تبدیلیاں کی تھی۔۔ مورے کہاں ہے۔۔ جان عالم داجی سے پیار لیتے اب
 ڈانگ روم میں دیکھ رہا تھا۔۔ کچن میں ہے۔۔ حبیب اللہ خان سنجیدگی سے بولا۔۔ جان
 عالم نے ورشاں پہ ایک نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ اور ڈانگ روم سے نکل گیا۔۔ جان عالم

سنجیدگی سے کچن کی طرف آیا۔۔ جہاں باہر ہی رمشاء کھڑی ہوئی تھی۔۔ لیکن جان عالم
 اسے اگنور کیے کچن میں داخل ہوا۔۔ مورے۔۔ جان عالم کی آواز پہ آئمہ خان
 پلٹی۔۔ میری جان۔۔ میرا بچہ کتنا پیارا لگ رہا ہے۔۔ اللہ بری نظر سے بچائے۔۔ آئمہ خان
 نے اس کی نظر اتارتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ ناشتہ کرو میرا بچہ۔۔ آئمہ خان
 پیار سے بولی۔۔ مورے۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ جی بولو بیٹا۔۔ آئمہ خان نے پیار
 سے جواب دیا۔۔ آپ نے جان حیات سے وہ سب کیوں کہا۔۔ جان عالم کے نقوش تنے
 تھے۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔۔ بلکل صحیح کہا ہے۔۔ آئمہ خان بھی سمجھ گئی تھی۔۔ تو
 سیدھا سا جواب دیا۔۔ نہیں مورے۔۔ آپ میری جان حیات سے اس طرح بات نہیں
 کر سکتی۔۔ وہ میری بیوی ہے۔۔ ایک سردار کی بیوی ہے۔۔ آپ اسے ایسے ٹریٹ نہیں کر
 سکتی۔۔ اسے سردار کی بیوی سمجھ کر ہی ٹریٹ کرے۔۔ وہ اس گاؤں کی سردارنی
 ہے۔۔ اور میں نہیں چاہوں گا۔۔ کہ کوئی اور تو دور آپ بھی اس سے ایسی بات کہے
 جس سے اس کی آنکھوں میں آنسو اجائے۔۔ میں اس کی آنکھوں میں آنسو برداشت
 نہیں کر سکتا۔۔ جان عالم نے اپنی مثال جھٹکتے ہوئے کہا۔۔ اس کی آواز باآسانی سے
 ڈائنگ روم میں جا رہی تھی۔۔ مورے آپ اسے سر آنکھوں پہ بیٹھا کر رکھے۔۔ جس
 سے اسے ایک سردار کی بیوی ہونا کا فخر ہوں۔۔ وہ میری جان حیات ہے۔۔ میرا
 غرور۔۔ میری کل کائنات۔۔ محبت کا دوسرا نام ورشاں جان عالم خان۔۔ جان عالم کی آواز
 پہ ڈائنگ روم سے حبیب اللہ خان آئے تھے۔۔ تمہاری مورے ہے۔۔ کس لہجہ میں

بات کر رہے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان بھی غصے سے گرجے تھے۔۔ بابا میری نے مورے
 کی نافرمانی نہیں کی۔۔ میں نے انہیں صرف یہ بتایا ہے۔۔ کہ وہ جان حیات کو پیار سے
 ٹریٹ کرے۔۔ جان عالم اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ ایسا کیا بول دیا جو تم
 پاگلوں کی طرح چلا رہے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان بھی روعب دار آواز میں بولے۔۔ کیا
 میرا دل نہیں کرتا کہ میں بھی تمہارے بچوں کو اپنے پوتے پوتی کو کھیلاؤں۔۔ ائمہ خان کی
 آواز نم ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے شرمندگی سے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔ وہ آج واقع
 ہی ان سے قدرے بدتمیزی سے بات کر چکا تھا۔۔ جان عالم آئمہ خان کی طرف
 بڑھا۔۔ مورے۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کے ہاتھ چومتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔۔ میں
 جانتا ہوں کہ آپ کی بھی خواہش ہے۔۔ جلد پوری جائے گی۔۔ جان عالم آئمہ خان کے
 ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ کب جب ہم مر جائے گے۔۔ ائمہ خان بھی غصے سے
 بولی۔۔ نہیں مورے ایسی بات نہیں ہے۔۔ میں باہر سے کوئی بچہ اڈوپٹ کر لوں
 گا۔۔ آپ اس سے پیار کرے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ حبیب اللہ خان نے
 حیرانگی سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ تم کہنا کیا چاہتے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان نے
 جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ بابا میں نے سیدھی سی بات کہی ہے۔۔ جان
 عالم مسکرایا۔۔ اگر کسی کے بچے ہی پالنے ہے، تو کیا ضرورت تھی تمہاری شادی کرنے
 کی۔۔ اور کسی کے کیوں پھر میری زمل کی بھی تو بیٹی ہے۔۔ غزنوی کے رشتے سے ہم
 بھی تو اس کے دادا دادی لگے۔۔ حبیب اللہ خان بول کر باہر نکل گئے۔۔ بابا نہیں سمجھے

گے، مورے ابھی جان حیات چھوٹی ہے۔۔ وہ میچور نہیں ہے۔۔ جان عالم سیدھی بات نہیں بول سکا تھا۔۔ تمھاری بیوی تو ہے۔۔ آئمہ خان سنجیدگی سے بولی۔۔ مورے میری بیوی ہے تو کیا ہوا۔۔ میچور ہو گی۔۔ تو بچے بھی اجائے گے۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ اگر میچور نہیں ہے۔۔ تو تم نے اس شادی کیوں کی تھی۔۔ آئمہ خان اسے استنزیہ نظروں سے دیکھا۔۔ مورے آپ مجھے طنز کر رہی ہے۔۔ آپ کے سامنے تھے۔۔ ہماری شادی کیسے ہوئی تھی۔۔ جان عالم کی نظریں جھک گئی تھی۔۔ وہ آئمہ خان کو اپنے کنفیڈینس میں لینا چاہتا تھا۔۔ کہ کوئی تو ہوں جو اس کی بات پہ اس کا ساتھ دے۔۔ اور اس کی جان حیات پہ بات نہ آئے۔۔ تو پھر ہمارے لیے پوتے، پوتی بھی آسکتے ہے۔۔ آئمہ خان نے اس کی دیکھا۔۔ مورے جان حیات ابھی بچہ نہیں سنبھال سکتی۔۔ جان عالم بے بسی سے بولا۔۔ تو پھر تم بہتر جانتے ہوں اور ابھی بہت طریقے ہے۔۔ آئمہ خان اٹھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے آہہ بھری۔۔ جان عالم باہر آیا۔۔ رمشاء کچن کے باہر کھڑی دوپٹہ کا پلو پکڑے گھوما رہی تھی۔۔ عالم۔۔ رمشاء نے مسکراتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ عالم تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔۔ رمشاء نے اس کا راستہ روکا۔۔ میں ضروری نہیں سمجھتا۔۔ جان عالم آگے بڑھتے ہوئے بولا۔۔ عالم۔۔ وہ پھر سے بولی۔۔ لیکن جان عالم اس کی آواز کو اگنور کر گیا۔۔ ورشاں کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے اس پہ بھی کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ جسے دیکھتے رمشاء مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔ تم میچور نہیں ہوں۔۔ تو تم عالم سے

دور رہا کرو۔۔ رمشاء نے پیار سے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھنا چاہا۔۔ مجھے ہاتھ لگانے کی بھی کوشش مت کرنا۔۔ میں سردار کی بیوی ہوں۔۔ اور ایک سردار کی بیوی کو یوں چھو کر تم اپنی موت کو دعوت دے رہی ہوں۔۔ ورشاں ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم واپس آیا تھا۔۔ ورشاں کی بات سنتے اس کے ہونٹوں پہ مہم سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم ورشاں کے قریب آیا۔۔ آپ نے میری طرف دیکھا بھی نہیں۔۔ ورشاں نچلے ہونٹ باہر نکالا۔۔ سوری جان حیات۔۔ جان عالم اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کو جان عالم پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔ کہ ابھی وہ اندر اس جھگڑا کر کہ آئی تھی۔۔ لیکن وہ کیسے اس کے لیے پہلے اپنی مورے سے بات کر رہا تھا۔۔ اور اب رمشاء کے سامنے اس کا مقام بتایا تھا۔۔ دونوں ڈانگ روم میں آئے۔۔ ورشاں پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ اور اس کے پیچھے ہی جان عالم آیا تھا۔۔ سب نے مل کر ناشتہ کیا۔۔ اور لاونج میں آگئے۔۔

پریشے مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔ زرغام نے روم میں آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔ زرغام نے ناشتے کی ٹریں بیڈ پہ رکھی۔۔ پریشے۔۔ زرغام بیڈ پہ بیٹھا۔۔ پریشے لائٹ گریں کلر کی فراک جس پہ گلے سے نیچے تک سفید کلر میں گوٹے کا کام کیا ہوا تھا۔۔ بال کھولے کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔ ہاتھ میں سیلور کلر کی انگوٹھی۔۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایئرنگس۔۔ ہاتھوں میں چھ چھ چوڑیاں۔۔ دوپٹہ ایک طرف سے کندھے پہ

اور دوسرا ہاتھ پہ تھا۔۔۔ یار۔۔۔ ناشتہ کر لوں۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف نہیں دیکھا
 تھا۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ پریشہ وہی کھڑی ہونٹوں پہ ہلکی سی لائٹ کلر کی لیپ
 سٹک لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام نے موبائل بیڈ پہ رکھا۔۔۔ اور پریشہ کی کلائی پکڑے بیڈ
 کی طرف آیا۔۔۔ یہاں بیٹھو۔۔۔ زرغام نے پریشہ کو بیڈ پہ بٹھایا۔۔۔ مجھے یہ نہیں کھانا۔۔۔ پریشہ
 قورمہ دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ پھر کیا کھانا ہے۔۔۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ
 نہیں۔۔۔ پریشہ بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ زرغام نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔ پریشہ
 سکون سے کھاؤ۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ تم بہت تنگ کرنے لگ گئی ہوں۔۔۔ زرغام تھوڑا
 سرد لہجے میں بولا۔۔۔ میں نہیں کرتی۔۔۔ پریشہ نے منہ بنایا۔۔۔ زرغام سیاہ کلر کے سوٹ میں
 ملبوس سیاہ مردانہ شال لیے ہوئے بیٹھا تھا۔۔۔ زرغام پریشہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اس
 کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔۔۔ اور پریشہ جیسے معصوم سے چہرہ بنا رہی تھی۔۔۔ اسے اس کا دل
 چاہ رہا تھا۔۔۔ کہ اسے چومے۔۔۔ لیکن وہ خود پہ قابو کرنے کی کرتے بالوں میں ہاتھ
 پھیرتے ہوئے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو منہ بناتے ناراضگی کا اظہار کر رہی
 تھی۔۔۔ زرغام نے لمبا سانس لیا۔۔۔ اور پریشہ کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے اسے بیڈ پہ
 لیٹاتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔ پریشہ نے اس کی گردن کے گرد حصار
 بنایا۔۔۔ زرغام نے اس پہ وزن نہیں ڈالا ہوا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹوں سے ہوتے اس کی
 گردن پہ ہونٹ رکھتے زرغام اسے فراک کے اوپر سے ہی چھوتے ہوئے اس کے پیٹ
 تک آیا تھا۔۔۔ اور اس کی فراک اٹھا کر پریشہ کے پیٹ پر لب رکھے۔۔۔ پریشہ نے تھوک

نکلا۔۔ ایک کس کر کے ہی اس جے جذبات جاگ چکے تھے۔۔ وہ تب تک نہیں جاتے
 جب تک وہ پریشے کے قریب نہ چلا جائے۔۔ اس نے یہ دو ماہ جیسے پریشے سے دور رہ
 کر گزارے تھے۔۔ یہ وہی جانتا تھا۔ زرغام پریشے کے لبوں کو شدت سے چومنے لگا۔
 پریشے نے کسمکاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ زرغام نے اس کے لبوں کو
 چھوڑتے اسکی فراک کی زپ کھولی۔۔ اور اس کی کمر پہ ہونٹ رکھتا چلا گیا۔۔ اس کے
 کندھوں سے فراک کھسکاتے ہوئے اس کے سینے پر آرام آرام سے لب رکھنے لگا۔
 اسکے دل میں پریشے کی طلب جاگ رہی تھی۔۔ پریشے کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔ ہر وقت
 تمھاری ماما ناراض رہتی ہے۔۔ اپنے پاس تک آنے نہیں دیتی۔۔ زرغام پریشے کے پیٹ
 پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے آہستہ آہستہ نیچے آنے
 لگا۔۔ پریشے نے زرغام کے کندھے پہ مکہ مارا۔۔ زرغام اسی لمحے اس کے ہونٹوں کو چھوڑ
 گیا۔۔ پیچھے ہٹے۔۔ پریشے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ بہت دونوں بعد آج
 ہاتھ آئی ہوں۔۔ آج کیسے جانے دو۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ خود قریب نہیں
 آتے۔۔ میں نے کبھی منع نہیں کیا۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ اب بھی ساتھ
 دو۔۔ زرغام ایک بات پھر سے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چومنے لگا۔۔ اب کی بار
 پریشے نے بھی اس کا ساتھ دینا شروع کیا تھا۔۔ زرغام کے ہاتھ اس کے وجود پہ رینگ
 رہے تھے۔۔ وہ بے باکی سے اسے چھوتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا۔۔ زرغام
 اس کی فراک اس کے وجود سے الگ کرتے اس کے وجود پہ جگہ جگہ ہونٹ رکھنے

لگا۔ اپنی قمیض اتارتے ہوئے بیڈ پہ ہی دوسری طرف اچھالتے اس کی گردن کو جامنی کرنے لگا۔۔۔ جان آج برداشت کر لینا۔۔۔ آج تم سے دور رہا۔۔۔ تو مر جاؤ گا۔۔۔ زرغام اپنے اور پریشے کے درمیان ہر پردے کو گراتے اس کے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔ زرغام اس کے کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہوئے اس کے وجود میں داخل ہوا۔۔۔ پریشے کی جان نکلی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام دو ماہ بعد اس کے قریب آیا تھا۔۔۔ اور وہ اسے برداشت نہ کر سکی تھی۔۔۔ زرغام اس کے آنسو ہونٹوں سے چنتے اس کے وجود میں حرکت کرنے لگا۔۔۔ پریشے گہرے سانس لیتے ہوئے زرغام کے بالوں کو سہلانے لگی۔۔۔

کہاں تھی۔۔۔ غزنوی زمل کو کمرے میں جاتے دیکھ کر بولا۔۔۔ کچن میں تھی۔۔۔ زمل پنک کلر کی گول قمیض جس پہ وائٹ کلر کا ہاتھ سے کام کیا گیا تھا۔۔۔ وائٹ کلر کا چوریدار پاجامہ پہنے کڑا ہی سے بھرا دوپٹہ سر پہ ٹکائے ہوئے تھی۔۔۔ کانوں میں وائٹ پنک کلر کے جھمکے ہاتھوں میں گلابی کلر کی چوڑیاں ہونٹوں لائٹ پنک کلر کی لیپ سٹک لگائے ہوئے تھی۔۔۔ آنکھوں پہ کاجل اور بالوں کا جوڑا بنائے کچھ بالوں کی لٹیں چہرہ پہ آرہی تھی۔۔۔ تمھیں کوئی احساس بھی ہے، میری زمل کے تمھارا ایک عدد شوہر بھی ہے۔۔۔ غزنوی نے اسے پلر کے ساتھ لگایا۔۔۔ وہ لاونج میں کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اور لاونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ سب کا ہی ایک ہوتے کسی کے دو دیکھے کبھی آپ نے۔۔۔ زمل اپنی

ہیزل گریں آنکھیں غزنوی کی نیلی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولی۔ مجھے کسی اور کو نہیں تمہیں دیکھنا ہے۔ غزنوی زل کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔ غزنوی۔ زل نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔ صبح کیا کہا تھا میری زل۔ غزنوی نے اس کے جھکے کو انگھوٹھے سے چھیرا۔ آپ کی بیٹی یہی کہیں گھوم رہی ہے۔ زل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے تھے۔ ہم کمرے میں چلتے ہے۔ وہ مورے پاس ہے۔ غزنوی نے زل کی گردن پہ سلگتے ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ زل نے بھی اس کی گردن کے گرد حصار بنا لیا۔ غزنوی اسے گود میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ میری زل کیا خیال ہے۔ غازیہ کو بہن بھائی دے۔ غزنوی نے زل کے ناک سے ناک مس کی۔ غزنوی آپ سنبھالے گے۔ میں نہیں سنبھالوں گی۔ زل نے نفی میں سر ہلایا۔ غزنوی گہرا مسکرایا۔ میں سنبھال لوں گا۔ لیکن تم پر اب صرف میرا حق ہے۔ غزنوی نے اس کی پیشانی سے سر ٹکاتے ہوئے پاؤں سے دروازہ کھولا۔ اور اندر روم میں آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔ اور زل کو گود میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا۔ زل کو بیڈ پہ لیٹاتے غزنوی اس پہ مکمل توڑ پہ حاوی ہوتے اس کے لبوں کا جام لینا لگا۔ جس میں زل شرماتے ہوئے تھوڑا تھوڑا اس کا ساتھ دینے لگی۔ زل کے ہاتھ غزنوی کے بالوں کو سہلا رہے تھے۔ غزنوی بیڈ پہ ہوتے زل کو خود پہ کرتے اس کا دوپٹہ اس کے سر سے اتارتے ہوئے بیڈ پہ رکھا۔ اور اس کی کمر پہ ہاتھ لچھتے اس کی ڈوریاں کھولنے لگا۔ زل کی کمر پہ اس کا ہاتھ بے باکی سے چلتے اس کی ڈوریاں کھول

چکا تھا۔ اب غزنوی کا ہاتھ اس کی برہنہ کمر کو بے باکی سے چھونے لگا۔ غزنوی نے جھکتے ہوئے زل کی گردن پر دانت گاڑھے تھے جس پہ زلکی سسکی بے ساختہ تھی۔۔ غزنوی نے رخ بدلتے ہوئے زل کو اپنے نیچے کیا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا ہاتھ پورے استحقاق سے زل کے بدن پر گردش کر رہے تھے۔۔ زل نے اپنی سانسیں روکتے محسوس کرتے ہوئے غزنوی کے سینے پہ مکے مارے تھے غزنوی نے زل کی سانسوں کو رہائی بخشی۔۔ میری شرٹ کے بٹن کھولو۔ غزنوی نے خمار آلود لہجے سے کہا تھا۔۔ زل نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ کھولو۔۔ غزنوی نے اب کی بار سرد لہجے میں کہا تھا وہ جانتا تھا اس نے اپنی بیوی کو کیسے منوانا ہے۔۔ زل نے شرم سے سرخ پڑتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے تھے۔۔ غزنوی نے سارے بٹن کھولتے ہی ایک جھٹکے سے اپنی شرٹ اپنے وجود سے الگ کی تھی۔۔ اور زل کو بھی فراک کے بوجھ سے آزاد کیا تھا۔ زل کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ پرا تھا۔۔ زل کے لبوں پہ جھکتے غزنوی نے زل کی دھڑکنوں کو اس واحد پردے کے بوجھ سے بھی آزاد کیا تھا۔۔ زل کی برہنہ ہوئی دھڑکنوں کو دیکھتے غزنوی اس کی دھڑکنوں پہ جھکا دانت گاڑھتے زل کو سسکنے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔ غزنوی نے ہاتھ بڑھاتے سائڈ ٹیبل پہ پڑا ریموٹ پکڑا اور کمرے کی لائٹس آؤف کی۔۔ ڈیم سی لائٹ آون کرتے ریموٹ سائڈ پہ رکھا تھا۔۔ اب کمرے کی لائٹس بس اتنی ڈم تھی کہ وہ قریب ایک دوسرے کا چہرا دیکھ سکتے تھے۔۔ غزنوی نے ہاتھ بڑھاتے خود کو اور

زل کو ہر پردے سے آزاد کیا اور اس پہ مکمل طور پہ حاوی ہوتا دو جسم ایک جان کر گیا۔۔۔ کمرے میں غزنوی کی بھاری سانسوں اور زل کی سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_117

فجر کی اذان کے ساتھ ہی پورا مکہ جیسے نور میں نہا گیا تھا۔ آسمان پر صبح صادق کی روشنی، کالے پہاڑوں کے پیچھے سے جھانکتی تھی۔ مسجد الحرام کے میناروں سے بلند ہوتی اذان کی صدا دل کو ہلا دینے والی تھی، جو ہر مکین کو بیدار کر رہی تھی۔

ہر طرف عید کی ایک مخصوص مہک بسی ہوئی تھی۔ غسل کر کے، سفید کپڑوں میں ملبوس لوگ قافلوں کی صورت مسجد کی جانب رواں تھے۔ بچوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے، اور مرد و زن کے چہروں پر ایک عجیب سی طمانیت تھی — جیسے یہ دن کسی وعدے کی تکمیل جیسا ہو۔

مسجد الحرام کے صحن میں سیاہ و سفید لباسوں کا ایک سمندر موجزن تھا۔ حرم کے فرش پر بیٹھے لوگ، عید کی تکبیریں پڑھتے، ایک عجیب روحانی کیف میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کعبہ شریف کے گرد طواف کرتے چہروں پر آنسوؤں کی نمی بھی تھی اور لبوں پر مسکراہٹ بھی۔ عید کا دن تھا، اور یہ وہ جگہ تھی جہاں رب کے سب مہمان جمع تھے۔

ہوا میں ہلکی سی گرمی تھی، مگر دلوں میں ایک ٹھنڈک اتری ہوئی تھی۔ فرشتے جیسے خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ جب امام نے عید کی نماز پڑھائی تو مسجد میں ایک خاموشی چھا گئی، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ سجدے میں جھکتے ہوئے ہزاروں دل ایک ساتھ دھڑک رہے تھے۔۔۔

مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ کے سائے میں — شوہر اور بیوی کی خاموش محبت تھی۔۔۔
حرم شریف کا سفید سنگِ مرمر سورج کی کرنوں سے چمک رہا تھا۔ ہزاروں لوگ اپنے رب کے سامنے جھکے ہوئے تھے، اور انھی میں دو وجود... آریان اور صوفیہ... جنھیں تقدیر نے پھر سے ایک مضبوط رشتے میں باندھ دیا تھا — شوہر اور بیوی کا سب سے قریبی رشتے۔۔۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے گھر جڑا تھا۔ دونوں پھر سے ایک ہو گئے تھے۔۔۔ آریان کی دعائیں پوری ہوئی تھی۔ اس کی سچی توبہ کا یہ نتیجہ تھا۔ سفید احراموں اور خوشبوؤں سے معطر فضا میں آریان نے صوفیہ کے ساتھ مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ آج اُس کی

زندگی کی پہلی عید تھی، جس میں وہ اپنے دل میں سچائی، محبت اور سکون لے کر کھڑا تھا۔

نمازِ عید کے بعد، دونوں کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آریان کی آنکھوں میں نمی تھی، مگر چہرہ پر سکون اور شکر کی ایک روشنی تھی۔

"یا اللہ... آج تیری طرف لوٹے ہوئے شخص کی عید ہے..."

میں وہ آریان نہیں رہا جو گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

تُو نے مجھے اپنی طرف پلٹنے کی توفیق دی، اور پھر...

تُو نے صوفیہ دے دی... اُس محبت کو جو صرف تیری رضا میں بسی ہوئی ہے۔ "آریان نے ہاتھ اٹھائے ہوئے دل سے کہا تھا۔"

صوفیہ کی انگلیاں تسبیح پر چل رہی تھیں، اور دل دھڑک رہا تھا جیسے ہر دھڑکن میں "اللہ" کا نام لکھا ہو۔ صوفیہ نے اُس کی طرف دیکھا، خاموش مگر جانتی تھی کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ اس نے آہستہ آریان کا ہاتھ تھامنا چاہا۔ لیکن پھر وہ ہاتھ پیچھے کر چکی تھی۔ یہ عید تمہاری نئی زندگی کا پہلا تحفہ ہے۔ صوفیہ مدھم سی آواز تک بولی تھی۔ جو باآسانی آریان کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"میری زندگی کا سب سے بڑا تحفہ... تم ہو۔ اور تمہارا رب کے ساتھ میرا رشتہ، جو آج اور مضبوط ہو گیا۔ تم مجھے خدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہوں۔" آریان نے مسکرا کر کہا تھا۔ پھر آریان نے دوبارہ سے سر جھکا لیا۔ "یا رب... میں توبہ کرتا ہوں، ایک بار پھر... خلوصِ دل سے۔ نہ صرف ماضی کی خطاؤں سے، بلکہ اس بات سے بھی کہ کبھی تیرے دیے ہوئے اس عظیم تحفے کو کم سمجھا تھا۔ میں سمجھ نہیں پایا۔ میں دنیا کی گمراہی میں گم تھا۔ تیری رحمت سے دور تھا۔ میں اس عظیم تحفہ کو سمجھ نہ پایا۔ مجھے معاف کر دے۔ مجھے ہمیشہ صوفیہ کی عزت کرنے کی توفیق دے، اور میرے دل کو اپنے نور سے ہمیشہ منور رکھ۔" آریان نے آنکھیں بند کر دعا کی تھی۔

فضا میں تکبیریں گونج رہی تھیں، مگر آریان کے دل کی تکبیر صوفیہ کے چہرے پر چمک رہی تھی۔

صوفیہ خاموشی سے بیٹھی سر جھکائے، تسبیح پڑھ رہی تھی۔ جس کے دانے انگلیوں سے گزرتے جا رہے تھے۔ مگر دل... دل کسی اور دھڑکن سے جڑا تھا۔

آریان اُس سے چند قدم کے فاصلے پر بیٹھا، خانہ کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک سکون تھا... مگر دل میں ایک خواہش "کاش وہ میری آنکھوں سے میری سچائی پڑھ پائے"۔ وہ دھیرے سے بولا، آواز صرف صوفیہ کے کانوں تک پہنچی تھی۔ جس سے صوفیہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔ "میں نے رب کے گھر میں

تمہیں مانگا تھا... اور رب نے تمہیں میری زندگی بنا دیا۔" آریان نے تھوڑا سا سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے نگاہیں اٹھا کر اُس کی طرف نہیں دیکھا... مگر اُس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔۔۔ "تمہاری بیوی ہوں، پر دل اب بھی ڈرتا ہے... محبت ہے، مگر یقین نہیں آتا..." صوفیہ کے دل سے آواز آئی تھی۔ جو اس کے ہونٹوں سے ادا ہوئی تھی۔۔۔ "یہ وہ جگہ ہے جہاں جھوٹ، دھوکہ، فریب سب مر جاتا ہے... اور سچائی کو رب کے دربار میں جگہ ملتی ہے... آریان نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا اور آہستہ کہا۔ سب اپنی عبادت میں مگن تھے۔۔۔

صوفیہ کے آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ گئے۔ "تو کیا واقعی... میں آریان کی دعاؤں کا حاصل ہوں؟ صوفیہ نے خود سے سوال کیا تھا۔ اریان کی خاموش مسکراہٹ میں پوری کائنات کی گواہی تھی۔

"نہ صرف دعاؤں کا حاصل... بلکہ رب کی رضا کا جواب ہو تم۔"

آریان نے پھر سے مدھم سی آواز میں کہا۔ کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جن میں نہ لفظ بولتے ہیں، نہ ہاتھ چھوتے ہیں...

بس دو دل، رب کے دربار میں ایک ساتھ جھک جاتے ہیں۔

اور شاید... یہی اصل محبت ہوتی ہے۔۔۔ یقین اور خاموشی کے سنگم پر کھڑی صوفیہ کی آنکھوں سے ایک اور آنسو گرا... لیکن اس بار وہ آنسو دکھ یا الجھن کا نہیں، بلکہ شکر اور

سکون کا تھا۔ وہ لمحہ، جب خانہ کعبہ کے سائے میں کھڑے ہو کر دل کی ہر دھڑکن میں اللہ کی موجودگی محسوس ہوتی ہے... وہ لمحہ صوفیہ کی زندگی کا نقطہ آغاز بن گیا۔ آریان نے اس کے ہاتھ کو ہولے سے تھاما... بالکل احترام سے، جیسے کوئی کسی مقدس چیز کو چھوتا ہے۔

"صوفیہ، ہم نے جو کچھ پایا، وہ ہماری چاہت سے نہیں... رب کی عطا ہے۔ اور عطا وہی کرتا ہے جو دلوں کو جانتا ہے۔"

صوفیہ پہلی بار بے ساختہ مسکرائی۔ وہ مسکراہٹ، جو برسوں کی تلاش، تکلیف اور تنہائی کا جواب تھی۔

"اور تم؟" صوفیہ نے نرمی سے پوچھا، "تمہیں کیسے یقین آیا کہ میں..."

آریان نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا، اور پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "جس روز تمہاری آنکھوں میں پہلی بار رب کا خوف دیکھا تھا... اُس دن دل نے گواہی دی کہ یہ لڑکی دنیا سے نہیں... دعا سے آئی ہے۔"

فضا میں ظہر اذان کی آواز گونجی۔ وقتِ نماز تھا۔ صوفیہ نے سر پر دوپٹہ درست کیا، آریان نے آنکھوں میں تشکر کے چراغ جلائے، اور دونوں رب کے حضور جھک گئے۔

نماز کے بعد، صوفیہ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ دل میں کچھ تھا جو لفظوں میں نہیں ڈھلتا تھا۔ ایک سکون، ایک گہری خاموشی... جیسے برسوں کی بھٹکتی ہوئی روح کو آخر کار گھر مل گیا ہو۔۔۔ جب وہ اور آریان حرم سے باہر آئے، مکہ کی گلیاں چپ تھیں، لیکن ان کے دلوں میں جیسے آیات کی بازگشت گونج رہی تھی۔ ہوٹل واپسی کے سفر میں، صوفیہ کی نظریں بار بار آسمان کی طرف اٹھتی رہیں، جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہوں۔۔

"آریان؟" صوفیہ نے آہستہ کہا۔ "ہمم؟" آریان پر سکون سے انداز میں بولا۔ "میں کچھ کہنا چاہتی ہوں، لیکن ڈرتی ہوں... کہ کہیں تم بدل نہ جاؤ۔" ایک ڈر تھا۔ جو صوفیہ کے دل میں تھا۔۔

آریان رکا۔۔ "بدلا تو صرف ایک بار تھا، جب تم زندگی میں آئیں... اب اور کچھ نہیں بدلے گا۔" کہو۔ "آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں کہا تھا۔ مجھے امید ہے۔۔ کہ تم یہی میرا ہاتھ تھامے رکھو گے۔ صوفیہ ایک امید سے بولی تھی۔۔ اریان بے ساختہ مسکرا گیا۔۔ میں تمہیں ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھوں گا۔ ایک پرسکون سی مسکراہٹ لیے آریان نے جواب دیا تھا۔۔

مکہ مکرمہ کی رات، آسمان ستاروں سے جگمگا رہا تھا... مگر المیر خان کی آنکھوں میں صرف ایک سوال تھا۔۔

"کیا محبت صرف دعا سے جیتی جاتی ہے، یا دل کی زمین پر بھی اس کا حق ہوتا ہے؟"

وہ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھا، تھکا ہوا، ٹوٹا ہوا، اور شاید... خالی ہاتھ۔

کعبہ کے سائے تلے، وہ نوجوان سجدے میں گرا تھا۔ آنکھیں بند تھیں، لب تھرتھرا رہے تھے اور دل کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔

"یا رب... تو جانتا ہے، میں نے اس سے کیسا عشق کیا... کیسی وفا کی ہے..."

المیر خان، جو دنیا کے سامنے مضبوط، پُر عزم اور صابر تھا، مگر رب کے سامنے ٹوٹا ہوا،
بکھرا ہوا اور بے قرار۔

کعبہ کے سامنے، المیر خان کا سجدہ طویل ہوتا جا رہا تھا۔

لبوں پر ایک ہی نام تھا: "نمل" اور دل میں صرف ایک خواہش۔

"یا رب... اس کے دل میں میرے لیے محبت ڈال دے... میری بیوی ہے، میری تقدیر ہے، لیکن اس کا دل میرا نہیں۔"

المیر خان کی آواز لرز رہی تھی۔ "یا اللہ... جس کا نام میرے نکاح میں لکھا، وہ میری دنیا ہے۔ مگر میں اُس کے دل میں کہیں نہیں۔ میں نے اس کا لمس پایا، مگر دل کی وابستگی نہیں.... میں نے اس کے ساتھ وقت گزارا، مگر رشتہ نہیں جیتا... یا رب، تُو دلوں کا حال جانتا ہے... میری بیوی ہے، میری عزت ہے، میری محبت ہے... بس تُو اس کے

دل کو بدل دے... اگر یہ رشتہ تیرے نام پر جڑا ہے، تو اس میں محبت بھی تو ہی ڈال دے۔" المیر خان نے آسمان کی طرف دیکھا۔

المیر خان طواف مکمل کر چکا تھا۔ دل بو جھل تھا، قدم جیسے خود بخود چل رہے تھے۔ وہ مقام ابراہیم کے قریب آیا، نماز پڑھی، اور پھر کعبہ کے سائے میں بیٹھ گیا... جہاں دنیا کی ہر صدا دب جاتی ہے اور دل کی سسکیاں رب تک پہنچتی ہیں۔ وہ سیاہ چادر کو دیکھتے ہوئے بس خاموش رہا، جیسے ہر لفظ اس کے اندر کہیں گم ہو گیا ہو۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

"یا اللہ... تو جانتا ہے میں نے اسے صرف تیرے نام پر اپنایا۔ اُس کے دل کو کبھی قابو میں نہیں کیا، بس چاہا کہ محبت ہو جائے... تیرے حکم سے... تیرے نام سے۔" ہونٹوں سے لرزتی آواز نکلی۔۔۔ ہجوم تھا، لیکن المیر کی تنہائی مکمل تھی۔ وہ دیوارِ کعبہ سے لگ کر بیٹھ گیا، سر جھکا لیا۔۔۔

"مجھے اس کا بدن ملا یا رب، پر اس کا دل نہیں... اس کے لمس میں بیگانگی تھی، اس کی آنکھوں میں میرے لیے اجنبیت۔ میں ہر رات یہی سوچتا ہوں... کیا یہ رشتہ صرف نکاح کی ایک سطر ہے؟ یا اس میں بھی کوئی جان ڈالے گا؟"

اس نے آسمان کی طرف دیکھا — آنسو صاف کرتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔ "میں ہار گیا ہوں، پر تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر یہ رشتہ تیرے قلم سے لکھا ہے... تو اس میں محبت بھی تو ہی ڈال دے۔ اگر نہیں... تو مجھے صبر دے، قرار دے۔" کچھ لمحے یونہی بیت گئے۔ اذان کی آواز بلند ہوئی۔۔۔ المیر نے خود کو سجدے میں گرا دیا۔ زمین ٹھنڈی تھی، مگر اس کے اندر کی آگ کچھ مدھم ہو چکی تھی۔ پہلی بار، دعا کے بعد، اس کے دل میں ایک عجیب سی خاموشی اُتری۔ شکوے اب بھی تھے، لیکن اب اُن کے ساتھ ایک تسلیم بھی آ گئی تھی۔۔۔

مکہ کی سفید عمارتیں سنہری دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ خانہ کعبہ کے گرد لوگ دھیرے دھیرے چل رہے تھے۔ ہر چہرے پر ایک الگ کیفیت تھی — کہیں شکر، کہیں گریہ، کہیں عاجزی۔

المیر خان احرام میں نہیں تھا، مگر اُس کا وجود ویسے ہی بے لباس سا لگ رہا تھا — جیسے دنیا کی ساری تہیں، ساری تکلفات وہیں کہیں رہ گئے ہوں۔ آج عید تھی، مگر اس کے دل میں کوئی خوشی نہ تھی، بس ایک گہری کمی، ایک خاموش فریاد۔

وہ مطاف کے کنارے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا، کعبہ کی سمت نظریں جمائے، خالی خالی آنکھوں سے۔ اُسے یاد تھا: پچھلے سال کی عید، اریہ نے سفید جوڑا پہنا تھا۔ بال

سمیٹے، خاموش نظروں سے بس یوں دیکھا تھا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو۔ اور آج، وہی اجنبی احساس مکہ میں بیٹھے المیر کے اندر گھر کر چکا تھا۔

عصر کی اذان بلند ہوئی۔ مؤذن کی آواز فضا میں گونجی:

"اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ..."

المیر کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔ وہ اٹھا، مگر مسجد کے اندر جانے سے پہلے ایک لمحے کو رُک گیا۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور آسمان "عقیدتِ محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_115

سارا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔ ورشاں گاڑی سے نکلتے کچھ بھی بولے بنا اپنے کمرے میں چلے گئی۔ جیسے ساری غلطی ہی جانِ عالم کی ہوں۔ لیکن بھلا اس نے کیا تھا۔ جانِ حیات کیا ضرورت تھی۔ یار تمہیں بولنے کی۔ جانِ عالم دروازہ بند کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ ورشاں نے چادر اتار کر صوفے پہ رکھی۔ اور دوپٹہ اٹھاتے گلے میں لیا۔ کیا کچھ غلط کیا؟ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جانِ عالم نے اس کی کلائی پکڑتے ہوئے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ جانِ حیات المیر صوفیہ کا بھائی ہے۔ وہ اچھے سے جانتا ہے۔ کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے۔ جانِ عالم ورشاں کے

عارض پہ آتے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑتے پیچھے کیا۔۔ اگر صوفیہ نے نکاح کیا تھا۔۔ تو اس نے یو ہی تو نہیں کر لیا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف منہ کے زوایہ بگاڑتے ہوئے کہا۔۔ یار۔۔ جان عالم نے بیڈ سے ٹیک لگائی۔۔ اور اس نے آنکھیں بند کی تھی۔۔ ورشاں جو کہ اپنی سوچوں میں گھوم تھی۔۔ اس نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر جان عالم کے شوز اتارنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا۔۔ ورشاں کے ہاتھ جان عالم کے شوز سے لگا ہی تھا۔ کہ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے پاؤں پیچھے کیا۔۔ کیا کر رہی ہوں۔۔۔ وہ حیرانگی سے بولا۔۔ م۔۔ میں۔۔ ش۔۔ شوز ا۔۔ اتا۔۔ رنے لگی تھی۔۔ ورشاں گھبرا گئی تھی۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے اس کی آنکھوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ جان حیات تم کیسے میرے جوتوں کو ہاتھ لگا سکتی ہوں۔۔ تم میری جان حیات ہوں۔۔ میری زندگی ہوں۔۔ میرے جینے کا مقصد ہوں۔۔ تمہاری جگہ یہاں ہے۔۔ جان حیات۔۔ جان عالم نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں چھم سے نم ہوئی تھی۔۔ سنو۔۔ جان عالم نے اس کے قریب ہوتے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔۔ جان عالم کا دل زورو شور سے دھڑک رہا تھا۔۔ میرا دل دھڑکتا ہے۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔ جان عالم نے ورشاں کے سنہرے بالوں میں انگلیاں پھسائے اس کے بالوں کو کیچر سے آزاد کیا۔۔ ورشاں اب اس کے سینے سے لگی۔۔ اس کی دھڑکنوں کی آواز سن رہی تھی۔۔ شاید اس کی دھڑکنیں اس کا

نام لے رہی تھی۔۔ ورشاں نے سر اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ میں ڈر گئی
 تھی۔۔ ورشاں نے ہونٹ باہر نکالے۔۔ نہیں میری جان حیات۔۔ ایسا بالکل نہیں
 ہے۔۔ میں کیوں اپنی جان حیات کو ڈرانے لگا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کے
 ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہلکا سا مکہ مارا۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔ ورشاں جان
 عالم کے اوپر تھی۔۔ جان حیات میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ اگر کبھی تم مجھ سے
 دور ہوئی۔۔ میں جی نہیں سکوں گا۔۔ جان عالم ورشاں کی کمر سہلاتے ہوئے
 بولا۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے پہ سر رکھے مسکرا رہی تھی۔۔ جان عالم اس کی کمر
 سہلاتے ہوئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ میری محبت میں رنگتے خوبصورت
 ہوتی جا رہی ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں
 نے مسکراتے ہوئے جان عالم کے سینے پہ لب رکھے۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے
 اس کا لمس محسوس کیا تھا۔۔ لیکن اس نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ کیونکہ اگر وہ کرتا
 تو اس کی جان حیات شرمندہ ہو جاتی۔۔ ورشاں کے عارض خود ہی سرخ ہوئے
 تھے۔۔ اس نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ اس نے اپنے
 ہونٹوں کو دانتوں تلے بری طرح سے دبایا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ کیا۔۔ اور
 اس کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے چھرواتے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیوں ظلم کرتی
 ہوں۔۔ ان نازک پنکھڑیوں پر۔۔ جان عالم اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے

بولا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ ورشاں نے بھی مزاحمت نہ کی تھی۔۔ لیکن وہ
 بھی جان عالم تھا۔۔ اس نے اس کے ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے زور سے
 کاٹا۔۔ سس۔۔ ورشاں کے ہاتھ جان عالم کے کندھوں پہ آئے تھے۔۔ جان عالم کے
 ہونٹوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا۔۔ وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔ کہ اس کی جان حیات
 کیسے کب اور کیا کرے گی۔۔ جان عالم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی
 انگلیاں میں پھساتے بیڈ کے نرم گدے پہ اس کے ہاتھ پین کرتے اس کے ہونٹوں کو
 شدت سے چوما۔۔ ورشاں نے تھوڑی سی مزاحمت کرتے ہوئے کسمائی تھی۔۔ لیکن جان
 عالم اس کی پینک ہوتی ٹانگوں پہ اپنی ٹانگ رکھتے پین کرتے اس کے ہونٹوں کو
 چھوڑتے اب اس کے چہرہ کے ایک ایک نقش کو چھونے لگا۔۔ اس کے چہرہ کو اپنے
 ہونٹوں سے چھوتے اس کی گردن تک آیا۔۔ اس کی گردن پہ لو بائٹ بناتے ہوئے اوپر
 ہونٹ رکھنے لگا۔۔ ورشاں اپنی مزاحمت ترک کرتے خود کو اس کے حوالے کر گئی
 تھی۔۔ جان عالم اسے مزاحمت ترک کرتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی گردن کو جگہ
 جگہ سے چومنے لگا۔۔ وہ ابھی تک جھکا ہوا تھا۔۔ اور ورشاں کو اب تھوڑی تھوڑی سانسیں
 روکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ جان عالم نے ہاتھ بڑھاتے ساری لائنس اؤف کی
 تھی۔۔ ورشاں نے تھوک نگلتے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جیسے وہ منع کرنا چاہ رہی
 ہوں۔۔ جان عالم نے ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے وجود کو اپنے ہاتھوں سے
 چھونا شروع کیا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں کو جنونی انداز میں چومتے اس کے ہاتھوں کو اپنی

گردن کے گرد حائل کر گیا۔ اپنی گردن کے گرد اس کی باہیں حائل کرتے اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔ جان عالم مسکرایا۔ اور پاؤں سے ہی شوز اتارتے اس نے ورشاں کو اپنے حصار میں لیتے بیڈ پہ سیدھا ہوا۔ اور آنکھیں موند گیا۔ ورشاں نے حیرانگی سے اپنے جان خان کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی بند آنکھوں سے بھی سمجھ گیا تھا۔ کہ وہ ابھی اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کی آنکھیں بند تھی۔ ورشاں نے جان عالم کے عارض پہ ہونٹ رکھا۔ اور جلدی سے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ جان عالم اس کے بالوں کو سہلانے لگا۔ بھاگ لوں جتنی دور بھاگنا ہے۔ عید پہ عیدی میں خود ہی وصول کر لوں گا۔ جان عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ لیکن ورشاں اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے زور سے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ جان عالم اس کی گرفت اپنی شرٹ پہ محسوس کرتے اپنی جان حیات کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔

المیر خان اب الجھ چکا تھا۔ اس نے واقع ہی صوفیہ کو صرف اپنا فیصلہ بتایا تھا۔ کہ وہ اسے آریان سے طلاق دلوائے گا۔ مگر اس نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ لان میں کھڑا یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل رہی تھی۔ اور اس کی پریشانی میں اضافے ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ بس اسے اتنا پتہ تھا۔ جب اس نے صوفیہ سے کہا تھا۔ کہ وہ اسے طلاق دلوائے گا۔ اس نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کوئی

سوال نہیں کیا تھا۔ بس وہ اس کی بات پہ سر جھکا گئی تھی۔ اور اب یہی بات اسے بے چین کر رہی تھی۔ کہ کہیں صوفیہ بھی تو آریان سے محبت نہیں کرتی؟ یہ سوال اس کے دل و دماغ میں ابھرا تھا۔ مگر پھر کچھ لمحے یوں ہی گزرے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے چہم سے ایک چہرہ آیا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک درد سا اٹھا۔ وہ کسی اور سے محبت کرتی تھی۔ یہ بات اس سے برادشت نہیں ہوتی۔ اس کا دل چاہتا تھا۔ کہ وہ اس کے دل کو نکال کر اس پر سے اس شخص کا نام ہٹا کر اپنا لکھ دے۔ مگر یہ بھی کہاں ممکن تھا۔ اگر یہ سب اتنا آسان ہوتا تو یک طرفہ محبت کبھی ہوتی ہی نہیں۔ المیر خان نے سوچتے ہوئے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔ اور پھر خود ہی استغزیاہ مسکرا دیا۔

"ٹوٹ جائے دل تو دکھ ہوتا ہے"

کر کہ محبت یہ کسی سے

یہ دل روتا ہے

درد کا اصل احساس

تو تب ہوتا ہے

جب کسی سے محبت ہوں

اور اس کے دل میں اور ہوتا ہے"

اس کے دل سے آواز آئی تھی۔۔ واقعی یہ ایسی افیت تھی۔۔ جس سے نکلنا ناممکن تھا۔ اس یک طرفہ محبت کو تو صرف وہی سمجھ سکتا تھا۔۔ جس پہ گزری ہوں۔۔ محبت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔۔ کچھ ہوتے یک طرفہ محبت کرنے والے بدنصیب۔۔ اور انہیں میں المیر خان آتا تھا۔۔ المیر خان نے آنکھیں بند کی۔۔ اور ٹھنڈی ہواؤں نے اس کے گرد دائرہ بنایا تھا۔۔

آریان یوں ہی بے سدھ سا بیڈ پہ گرا ہوا تھا۔۔ وہ کیسے یہاں آیا۔۔ کون لے کر آیا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا۔۔ ایک ہاتھ بیڈ پہ ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے اور وہ آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔۔ اور پل بھر میں ہی اسے سمجھ آگئی تھی۔۔ کہ وہ اپنے روم میں تھا۔۔ اریان نے تھوڑی سے آنکھیں کھولتے وقت دیکھا۔۔ جہاں گیارہ بج رہے تھے۔۔ سر پہ ہاتھ رکھتے بیڈ پہ بیٹھا۔۔ ساتھ ہی روم میں پریشہ ملازمہ کے ساتھ ٹریں لیے آئی تھی۔۔ اریان نے آنکھیں پوری کھولیں۔۔ کیسے ہوں۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ٹھیک ہوں چھوٹی ماما۔۔ اریان ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔ اس کی مسکراہٹ جھوٹی تھی۔۔ اریان نے پریشہ کو بیٹھنے کی جگہ دی۔۔ پریشہ بیڈ پہ بیٹھی۔۔ اور ملازمہ سے ٹریں لیے اس نے آریان کے سامنے بیڈ پہ رکھی۔۔ مجھے بھوک نہیں چھوٹی ماما۔۔ اریان ٹریں پیچھے کو کرتے ہوئے بولا۔۔ پریشہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ انسان جب سو کر اٹھے۔۔ اسے بھوک نہ ہوں۔۔ ناممکن ہے۔۔ پریشہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ لیکن۔۔ اریان

نے کچھ بولنا چاہا۔ بس جلدی اٹھو اور فریش ہو جاؤ۔ کھانا کھاؤ۔ بلکہ نیچے ہی
 آجاؤ۔ تمہارے بابا بھی نیچے ہی ہے۔۔ پریشے مسکرائی۔ اریان نے اس کی طرف
 دیکھا۔ اور گہرا سانس لیا۔ مطلب صاف تھا۔ اسے زرغام ہی لے کر آیا تھا۔ مجھے
 تھوڑی دیر ریٹ کرنا ہے۔ اریان نے خود پہ کمفرٹ لیتے ہوئے کہا۔ اگر میری جگہ
 روشانے ہوتی تو کیا تم اسے بھی یہی جواب دیتے۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی
 تھی۔ ناجانے کیوں اسے آریان اور صوفیہ کو الگ ہونے پہ دکھ ہو رہا تھا۔ پریشے بول
 کر روکی نہیں تھی۔ اریان کمفرٹ ہٹاتے بیڈ سے اٹھا۔ ناجانے کیوں اسے احساس ہوا
 تھا۔ کہ عورت ہر بات پہ جلد ہی جزباتی ہو جاتی ہے۔۔ نمل بھی ایسی ہی
 تھی۔ روشانے تو اس کے گلے لگتے رو دیتی تھی۔ اور صوفیہ کو وہ اس لمحے دیکھ چکا
 تھا۔ کہ جزباتی تو وہ بھی ہے۔ اور پریشے اس نے بھی ثابت کر دیا تھا۔ کہ وہ بھی
 جزباتی ہے۔۔ کسی بھی رشتہ میں ہوں عورت جزباتی وہ حد درجہ ہوتی ہے۔ اریان اٹھ
 کر فریش ہونے چلا گیا۔ دس منٹ بعد فریش ہو کر آریان نیچے ڈائنگ روم میں
 آیا۔ جہاں زرغام سامنے چمیر پہ بیٹھا تھا۔ اس کے تھوڑا سا فاصلہ پہ شاہ در اور پھر
 پریشے بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔۔ اسلام و علیکم۔ اریان سنجیدگی سے جا کر
 بیٹھا۔ اٹھ گئے نواب زادہ۔ زرغام اسے پلیٹ پہ جھکتے دیکھ کر بولا۔ اریان نے سر
 اٹھایا۔ مگر نظریں جھکی ہوئی تھی۔ اب وہ کیا جواب دیتا۔ بابا آپ مجھے حویلی لے کر
 آئے تھے۔ اریان نے جو سوچا تھا۔ وہ پوچھ لیا۔ ظاہر ہے میری گندی اولاد ہے۔ تو

میں ہی لے کر آؤں گا۔ زرغام چھیچ پلیٹ میں بٹکتے ہوئے بولا تھا۔ گندی اولاد کو صابن دیا ہوتا تو آج صاف ہوتی۔ اریان نے مسکراہٹ دبائے کہا تھا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی۔ کہ وہ ہمیشہ یوں ہی زرغام کو منا لیتا تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ آج بات الگ تھی۔۔۔ بکواس بند کرو۔۔۔ زرغام اتنی اونچی دھاڑا تھا۔ کہ شاہ در سہمتے ہوئے پریشے کے قریب ہوا تھا۔۔۔ پریشے نے شاہ در کا ہاتھ پکڑا۔ اور زرغام کی طرف دیکھا۔ کیا کر رہے ہے۔۔۔ بچہ بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ ڈر جائے گا۔ بعد میں بات کر لیجیے گا۔۔۔ پریشے تھوڑا غصے سے بولی۔۔۔ پریشے نے بریانی کی ٹریں اور باؤل آریان کی طرف بڑھائے۔ کھلاؤ اسے۔ تاکہ رات میں پھر سے حرام مشروب پی کر کسی سڑک پہ پڑا رہے۔۔۔ زرغام دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔ اریان بس زرغام کی سن رہا تھا۔ اور اس کے حرام مشروب سے جیسے اس کے ذہن میں کچھ جگمگ ہوا تھا۔ اس نے کل رات جب المیر خان کی حویلی سے نکلا تھا۔ اس نے نشہ کیا تھا۔ شاید۔۔۔ جس کے بعد کیا ہوا۔ اسے کچھ یاد نہیں۔۔۔ بس کرے۔۔۔ شاہ کے چھوٹے سے دماغ پہ برا اثر پڑے گا۔۔۔ پریشے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ زرغام اب کچھ نہیں بولا تھا۔ وہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ شاہ در کے دماغ پہ برا اثر پڑے۔۔۔ وہ ذہنی طور پر بیمار ہوں۔۔۔

کھانا کھا کر آریان لاونج کے صوفے پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ سامنے ہی صوفے پہ زرغام بیٹھا ہوا تھا۔ پریشے کچھ فاصلے پہ زرغام کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ شاہ در روم میں

اپنا چھٹیوں کا کام کر رہا تھا۔۔۔المیر شام تک پیپرز بھیج دے گا۔۔۔انہیں سائن کر دینا۔۔۔زرغام کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔۔۔اریان جو کہ کپ ہونٹوں سے لگانے ہی والا تھا۔۔۔اس نے کپ ٹبل پہ رکھتے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔اندر جیسے سب کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔کون سے پیپرز؟ اریان نے سر نیچے کرتے زرغام کی طرف نظر اٹھائی۔۔۔تمھارے اور صوفیہ کے ڈورس پیپرز۔۔۔زرغام سنجیدگی سے بولتے ایک گھونٹ اور لگا گیا۔۔۔اریان اب خاموش ہوا تھا۔۔۔کل صوفیہ نے سب کے سامنے ہی اسے انکار کیا تھا۔۔۔ورنہ اسے اس کے ساتھ آنے سے المیر روک ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔زائشہ۔۔۔زائشہ نام ہے لڑکی کا۔۔۔زرغام پھر سے سنجیدگی سے بولا۔۔۔اریان نے گہرا سانس لیا۔۔۔اور اٹھ گیا۔۔۔اریان۔۔۔زرغام اسے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر دھاڑا تھا۔۔۔اریان روکا تھا۔۔۔جو کہا ہے۔۔۔وہی کرو گے۔۔۔پہلے ہی اپنی بیت مرضیاں کر چکے ہوں۔۔۔زرغام اس کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔اریان خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔۔

دو دن بعد

صوفیہ نمل کے ساتھ کچن میں تھی۔۔۔دونوں مل کر کچھ بنا رہی تھی۔۔۔باجی باہر لالا آپ کو بلا رہے ہیں۔۔۔ملازمہ کی آواز پہ صوفیہ نمل دونوں ہی پلٹی تھی۔۔۔مجھے۔۔۔نمل نے اپنی طرف اشارہ کیا۔۔۔جو چمیر پہ بیٹھی ہوئی سلاد بنا رہی تھی۔۔۔پاؤں کا درد پہلے سے

بہتر تھا۔ مگر وہ تھوڑا سا لنگڑا کر چل رہی تھی۔ نہیں بھابی صوفیہ باجی کو۔ ملازمہ کی
 چھوٹی بہن تھی۔ جو زیادہ عمر کی نہ تھی۔ معصوم سی تھی۔ اور نئی ہی آئی تھی۔ نمل
 نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ جو کہ دیگچی میں چاول ڈالنے ہی والی تھی۔ آرہی
 ہوں۔ صوفیہ کو جیسے اندازہ ہوا تھا۔ کہ کیا ہونے والا ہے۔ ایک ڈر اندر ہی اندر اسے
 لگنا شروع ہوا تھا۔ دو دن سے المیر سے ان دونوں کی بات چیت نہیں ہوئی
 تھی۔ رات دیر سے آتا۔ صبح ملازمہ سے پتہ چلتا تھا۔ کہ وہ جا چکا ہے۔ ڈرتے ڈرتے
 قدم اٹھاتے صوفیہ باہر آئی۔ جہاں المیر خان کسی سے کال پہ بات کر رہا تھا۔ ہاتھ میں
 خاکی کلر کا لفافہ تھا۔ جسے دیکھتے صوفیہ کے قدم ڈگمگائے تھے۔ ہاتھ پاؤں پھولنے
 شروع ہوئے تھے۔۔۔ چہرہ پیسنے سے تر ہوا تھا۔ آنکھوں میں نمی ہی نمی ابھری تھی۔ وہ
 دس منٹ سے وہی کھڑی ہوئی تھی۔ المیر خان کال بند کرتے پلٹا۔ صوفیہ کو یوں
 کھڑے دیکھ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔ میرا بچہ۔ المیر خان اس قدر پیار سے بولا تھا۔ کہ صوفیہ کی آنکھ سے آنسو اس
 کے عارض پہ گرا تھا۔ جسے وہ اسی لمحے صاف کر گئی۔ المیر خان صوفیہ کے ساتھ
 بیٹھا۔ اور وہی ہاتھ میں پکڑا خاکی کلر کا لفافہ صوفیہ کی طرف بڑھایا۔ جسے پکڑنے کی
 ہمت صوفیہ میں نہ تھی۔ المیر خان نے صوفیہ کی گود میں رکھا۔ اور صوفیہ کا جیسے دل
 بند ہو گیا۔ تسلی سے پڑھنا۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور وہ کوئی جواب نہ
 دے سکی۔۔۔ اہہ۔۔۔ کچن سے چینخ سنائی دی تھی۔ جس پہ المیر خان کچن کی طرف

بھاگا۔ صوفیہ بھی دھڑکتے دل سے اس لفافہ کو ٹہیل پہ رکھتے کچن میں آئی۔ جہاں نمل سے دیگچی سنک میں الٹ چکی تھی۔ المیر خان اس کی طرف بھاگا۔ اور اسے خود سے لگا لیا۔ نمل کانپ رہی تھی۔ اس نے اپنی حویلی میں ایسے کبھی کھانا نہیں بنایا تھا۔ مائی ریٹ کیا کر رہی تھی۔ المیر خان اسے خود سے لگائے بولا۔ نمل۔ صوفیہ نمل کی طرف بڑھی۔ المیر خان نے نمل کو خود سے الگ کیا۔ صوفیہ نے نمل کو چئیر پہ بٹھایا۔ اور پانی کا گلاس اسے دیا۔ یار میں نے آہی جانا تھا۔ تم سے کانے کہا تھا۔ کہ تم اس کے قریب جاؤ۔ صوفیہ پیار سے بولی تھی۔ نمل کو یوں کانپتے دیکھ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ لالا اسے اوپر روم میں لے چلے۔ ڈر گئی ہے۔ صوفیہ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ جو پیچھے کھڑا بالوں کو سہلاتے ہوئے نمل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ المیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا۔ دونوں کی آنکھیں ملی تھی۔ اور دل ایک دوسرے کی دھڑکن میں بجتے سنائی دے رہے تھے۔ المیر خان اسے گود میں اٹھایا۔ باہر نکل گیا۔ یہ صاف کر دو۔ صوفیہ بجھے دل سے بولتے روم کی طرف آئی۔ ملازمہ لفافہ صوفیہ کے بیڈ پہ رکھ آئی تھی۔ اندر آتے ہی صوفیہ اس لفافے کو دیکھتے دروازے کے ساتھ لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کی زندگی کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اب دونوں کو الگ ہونا ہی تھا۔ صوفیہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو رہی تھی۔

آریان دو دن سے حویلی نہیں گیا تھا۔ جاتا بھی کیسے۔۔ ایک ڈر سا تھا۔ کہ اگر وہ
 حویلی جائے گا۔ طلاق نامہ دیکھتے زرغام اسے سائن کرنے پہ مجبور کرے گا۔ اور وہ
 نہیں چاہتا تھا۔ صوفیہ کو اپنے نام سے آزاد ہوں۔۔ وہ چاہتا تھا وہ اسے اپنے سینے سے لگا
 کر رکھے۔۔ گاڑی پہ بیٹھا۔۔ وہ کب سے یہی سوچ رہا تھا۔۔ کہ اگر وہ حویلی گیا اور
 زرغام نے اسے طلاق نامہ دیا۔۔ تو وہ دستخط کروا کر رہے گا۔۔ وہ کچھ دیر یوں ہی بیٹھا
 رہا۔۔ اریان گاڑی سے نیچے اترا تھا۔۔ اور گاڑی سٹارٹ کرتے حویلی کی طرف رخ کر
 گیا۔۔ گاڑی کے ٹائر کارپیوچ میں آکر چرچرائے۔۔ سنجیدہ سا چہرہ لیے آریان اندر کی
 طرف بڑھا تھا۔۔ اریان اپنے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔ کہ زرغام کی آواز پہ
 پلٹا۔۔ تمہارے لیے نوٹس آیا ہے۔۔ وہ اوپر رینٹنگ پہ ہاتھ رکھے کھڑا ہوا تھا۔۔ اریان نے
 گہرا سانس لیا۔۔ بابا سیدھی طرح بھی بول سکتے ہے۔۔ کہ آپ کے دوست نے۔۔ وہ
 بولتے ہوئے چپ ہوا تھا۔۔ زرغام نے ایبرو اچکائی۔۔ ملازمہ نے آریان کی طرف وہ
 پیپرز بڑھائے۔۔ اریان نے پیپرز پکڑتے ہوئے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ جو اب اوپر
 جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔۔ اریان اندر کمرے میں آتے دروازہ دھاڑ سے بند کر
 گیا۔۔ زرغام نے آنکھیں بند کرتے کھولیں تھیں۔۔ بچے کبھی نہیں سمجھ سکتے ماں باپ ان
 کی بھلائی کے لیے سب کرتے ہیں۔۔ زرغام سر جھٹکتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔

آریان کمرے کی ہر چیز کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ اس کا خون کھول رہا تھا۔ جیسے ابھی اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ کیسے کر سکتی ہے۔۔۔ آریان نے زمین پہ بیٹھتے ہوئے دھاڑا تھا۔ کمرے میں جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑی ہوئی تھی۔۔۔ آریان نے وہ خاکی کاغذ اٹھایا۔۔۔ اور باہر نکلا۔۔۔ لالا یہ جو۔۔۔ ملازمہ کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ آریان باہر نکل گیا تھا۔۔۔ آریان نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ اور اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگی۔۔۔ چہرہ پہ بے یقینی تھی۔۔۔ اور دل میں سب کچھ ختم ہونے کا ڈر۔۔۔ اور یہی ڈر اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔۔۔

پینتالیس منٹ بعد اس کی گاڑی المیر خان کی حویلی کے کارپیوچ میں روکیں۔۔۔ آج اسے چوکیدار نے بھی نہیں روکا تھا۔ آریان لاونج میں داخل ہوتے سیدھا صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ صوفیہ جو دروازے سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے۔۔۔ اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے آریان کو دیکھتے صوفیہ کی سانسیں روکنے کو تھی۔۔۔ وہ تو پہلے ہی خود سے جنگ لڑ رہی

تھی۔۔۔ جاؤ۔۔۔ صوفیہ اتنا ہی بولتے دروازہ بند کرنے لگی تھی۔ کہ آریان نے دروازہ کھولا۔۔۔ میں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔۔۔ آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ مجھے نہیں کرنی۔۔۔ صوفیہ ہمت بناتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ آریان دروازے کے درمیان ہاتھ رکھتے اندر آیا تھا۔ صوفیہ پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ یہ خلا کا نوٹس بھیج دیا۔۔۔ آریان ہاتھ میں پکڑا نوٹس

اس کی طرف پھینکتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے بیڈ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں ویسا ہی لفافہ
 تھا۔۔ مطلب المیر خان اسے نوٹس بھیج چکا تھا۔۔ صوفیہ نے دل ہی دل میں سوچا
 تھا۔۔ بولو۔۔ اریان وہی کھڑا چلایا تھا۔۔ ہاں کیونکہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا
 چاہتی۔۔ دل کو تھامتے ہوئے صوفیہ بولی تھی۔۔ اپنے الفاظ سنتے ہی اسے لگا تھا۔۔ کہ اس
 کا دل بند ہو جائے گا۔۔ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ اریان صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ وہ
 اس کی بازو پکڑنے ہی والا تھا۔۔ کہ صوفیہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ ہاتھ مت لگانا۔۔ صوفیہ اس
 کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ کیوں۔۔ بولو۔۔ ہاتھ نہ لگاؤ۔۔ تمہیں بیوی ہوں میری۔۔ اریان
 اس کی بازو پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ خلا کا نوٹس بھیجا ہے۔۔
 دستخط کر دو۔۔ ختم ہو جائے گا۔۔ صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم چاہتی ہوں
 کیا ہم الگ ہو جائے۔۔ اریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ ی۔۔ یہ نو۔۔ نوٹس میرے
 کہنے پہ ہی لالہ نے بھیجا ہے۔۔ صوفیہ کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔ لیکن وہ جلد ہی خود پہ
 ضبط کر گئی تھی۔۔ اریان کی گرفت اس کے بازو پہ ڈھیلی ہوئی تھی۔۔ اگر ایسا تھا۔۔ تو
 اس رات وہ سب کیا تھا۔۔ کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا۔۔ اریان نے پھر سے اسے اپنے
 قریب کیا۔۔ تم پہ یقین کرنے کی ایک کوشش کی تھی۔۔ صوفیہ کی آنکھیں ہوئی
 تھی۔۔ اور اس یقین کو تم نے بہت ہی اچھے سے توڑا۔۔ صوفیہ استنزیاء بولی۔۔ شاہ کی
 ک۔۔ اریان بول ہی رہا تھا۔۔ کہ صوفیہ نے اس کی بات کاٹی۔۔ جس کی بھی کال آئی
 تھی۔۔ جو بھی وجہ تھی۔۔ تم نے مجھے پھر سے دھوکہ دیا۔۔ صوفیہ نے دونوں کے

درمیان فاصلہ بنایا تھا۔ کیا چاہتی ہوں۔۔ چھوڑ دو تمہیں۔۔ اریان نے پھر سے سوال کیا تھا۔۔ ہاں چھوڑ دو۔۔ صوفیہ پیچھے بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ چھوڑ دو گا۔۔ اریان نے ان پیپرز کی طرف دیکھا۔۔ میں بھی شادی کر رہا ہوں۔۔۔ اریان نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ جیسے دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔ اس نے تھوک نگلا۔۔ کسی اور لڑکی کی زندگی یوں برباد مت کرنا۔۔ صوفیہ کی آواز مدہم ہوئی تھی۔۔ ان پیپرز کو سائن کر کہ بھیج دو گا۔۔ اریان نیچے سے خلا نامہ اٹھاتے ہوئے بولا۔۔ دل میں درد سے اٹھا تھا۔۔ واقع ہی بے وفا تھا۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کی تھی۔۔ وہ اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ وہ دوسری شادی کر لے گا۔۔۔ صوفیہ کو سانس کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔ صوفیہ نے گلے کو جکڑتے ہوئے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ اور آریان جا چکا تھا۔۔ صوفیہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔ لاونج میں المیر خان بیٹھا ہوا تھا۔۔ جواب مل گیا۔۔ اب مت آنا۔۔ المیر خان آریان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ کچھ بولے بنا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔ لالا خلا کے بعد میرا نکاح جلد کر دے۔۔ صوفیہ کی آواز لاونج مین گونجی تھی۔۔ اریان کے قدم روکے تھے۔۔۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکلا گیا۔۔۔ صوفیہ بھی اندر جا چکی تھی۔۔ اریان نے پیپرز اندر گاڑی میں پھینکتے ہوئے گاڑی کی ونڈ سکرین پہ ہاتھ مارا تھا۔۔ اپنی گاڑی زن سے لیے وہ حویلی سے نکل چکا تھا۔۔ اگر وہ یہی چاہتی تھی۔۔ تو وہ اسے کیسے خود کے ساتھ رہنے پہ مجبور کر سکتا تھا۔۔۔ رات تک وہ یوں ہی خود سے لڑتے جھگڑتے رہا

تھا۔ دل و دماغ میں جنگ چل رہی تھی۔۔۔ اور وہ ان کے درمیان بے بس سا
تھا۔۔۔ رات کے وقت جب آریان حویلی آیا۔۔۔ زرغام باہر سے ہی آ رہا تھا۔۔۔ جب چاہے
نکاح کر دے۔۔۔ وہ بول کر کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔ زرغام پہلا حیران ہوا۔۔۔ پھر کچھ
ہی لمحے لگے تھے۔۔۔ کہ وہ سب کچھ سمجھ چکا تھا۔۔۔ بس اس نے ایک دعا کی تھی۔۔۔ جو
ہو رہا ہے۔۔۔ وہ سب کے لیے ٹھیک ہوں۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_116

بیس دن بعد

آریان کو یہاں آئے پندرہ دن ہو چکے تھے۔۔۔ لیکن وہ خاموش ہو چکا تھا۔۔۔ اور دیکھ رہا
تھا۔۔۔ کہ اب قسمت اسے کہاں لے جاتی ہے۔۔۔ اس کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔۔ جسے
پکڑتے آریان نے نمبر دیکھا۔۔۔ اور پھر کال ریسو کی۔۔۔ اسلام و علیکم بابا۔۔۔ اریان مسکراتے
ہوئے بولا۔۔۔ وڈیو کال تھی۔۔۔ و علیکم اسلام۔۔۔ زرغام نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا
تھا۔۔۔ کیسے گزرے دن۔۔۔ زرغام نے شاہ در کو گود میں لیتے ہوئے پوچھا۔۔۔ بابا دنیا

جہاں کا سکون صرف یہی ہے۔۔ وہ مسکرایا تھا۔۔ اور اس کی مسکراہٹ اس قدر سچی تھی۔۔ کہ واقع ہی اس کے چہرہ سے بتایا جا سکتا تھا۔۔ کہ وہ کتنا سکون میں ہے۔۔ چلے بابا میں پھر بات کرو گا۔۔ اریان نے سنجیدگی سے کہا۔۔ نکاح آج ہو گا۔۔ زرغام نے اس کے کال بند کرنے سے پہلے ہی اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔۔ اور کال بند کر گیا۔۔ اریان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ اور پھر جائے نماز بچھاتے اس پہ بیٹھ گیا۔۔

اس نے احرام پہنا ہوا تھا۔۔ اور سجدہ میں جھکا ہوا تھا۔۔ وہ گناہگار تھا۔۔ یہ بات وہ جانتا تھا۔۔ لیکن خدا معاف کرنے والا ہے۔۔ یہ بھی اسے معلوم تھا۔۔ وہ اپنے گناہوں کی معافی کے لیے سجدے میں جھکا ہوا تھا۔۔ یہاں ہر کوئی اپنی عبادت میں مگن تھا۔۔ سب ایک دوسرے کو بھولائے اپنے خدا کو یاد کرنے میں مگن تھے۔۔ اور انہیں سب کے درمیان آریان سجدے میں تھا۔۔

قُلْ يٰعِبَادِیَ الدِّیْنَ اَسْمِعُوْا عَلٰی اٰذُنِمْ لَّا تَنْطَوْنٰ رَحْمَةً اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ:

کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔۔۔

آریان کے کانوں میں آواز گونجی تھی۔۔ اس نے سر اٹھایا۔۔ تو کچھ فاصلے پہ ایک مرد قرآن پاک پہ (سورۃ الزمر) کی تلاوت کر رہا تھا۔۔ جیسے اسے امید ملی ہوں۔۔ کہ اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے گا۔۔ تو اسے اللہ پاک معاف کر دے گا۔۔ وہ پھر سے سجدے میں جھکا اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کرنے لگا۔۔ کہ اللہ پاک اسے معاف کرے دے۔۔ وہ اپنے گناہوں کی معافی چاہتا تھا۔۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ — وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ "

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔۔ اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔۔ سورۃ الفرقان کی آیات اور ترجمہ کی آواز بھی بلند ہوتے اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔ وہ کب سے سجدے میں تھا۔۔ جس سے ایک بزرگ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ اریان جو کہ سجدے میں تھا۔۔ اس نے سر اٹھایا۔۔ ناامید مت ہوں۔۔ اس کی ذات بہت بڑی ہے۔۔

تم اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ وہ تمہیں تھام لے گا۔۔ اور پھر گرنے نہیں دے گا۔۔ تمہیں بخش دے گا اور وہ عطا کرے گا۔۔ جو تم چاہتے ہوں تم اس کے ہو جاؤ وہ

تمہیں سب عطا کر دے گا۔ اس بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ سب عطا کر دے گا۔ اریان کو جیسے امید ہوئی تھی۔ وہ سب عطا کرے گا۔ جو تمہارے حق میں بہتر ہوں۔ اس نے اب کی بار جملہ مکمل کیا تھا۔ دھوکہ کی معافی ہوتی ہے۔۔۔ اریان نے دل میں چھپا سوال پوچھا تھا۔

ہاں سچے دل سے توبہ کرو وہ بڑے سے بڑے گناہ ہوں معاف کرنے والی ذات ہے۔ اس نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔ بے شک توبہ کے بعد تمہارے لیے بہت سی نعمتیں ہیں۔ وہ بزرگ بول کر اپنی تسبیح پڑھتے اٹھ گیا۔ اور اریان نے بھی ایک نظر اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر وہاں سے اٹھتے صفحہ مروا کے درمیان آگیا۔ جہاں لوگ چکر لگاتے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ اے خدا! میں گناہگار ہوں۔ تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ میں نے بہت گناہ کیا ہے۔ مجھے معاف کر دے۔ میرے گناہ بہت بڑے ہیں۔ لیکن تیری ذات کے سامنے وہ مٹی کی دھول کی مانند ہے۔ یا خدا مجھے معاف کر دے۔ مجھے معاف کر دے۔ وہ ہاتھ اٹھائے زمین پہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس لڑکی کو ٹھکرایا۔ جس نے مجھ پہ اعتبار کیا۔ اس کے اعتبار کو توڑا۔ اسے توڑا۔ اسے دھوکہ دیا۔ وہ مجھ سے محبت کرتی تھی۔ مگر میں دھوکہ دے گیا۔ اور آج جب مجھے اس سے عشق ہوا ہے۔ تو میں اسے پا نہیں سکتا۔ میں بے بس ہوں۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔ لیکن اب اسے پا بھی نہیں سکتا۔ مجھے موقع ملا تھا۔ سنبھلنے کا مگر میں سنبھل نہیں سکا۔ میں نے اس کی محبت کا قتل کر دیا۔ اس کی

آنکھ سے آنسو گرا تھا۔ وہ بے بس سا ہو چکا تھا۔ سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے
لہرا رہا تھا۔ جیسے اس نے صوفیہ کو دھوکہ دیا۔ اور اب وہ اس پہ اعتبار تک نہیں کر
سکتی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے اب اسے موقع نہیں ملے گا۔ اپنی محبت کو پانے
کا۔ وہ سجدے میں گر گیا تھا۔ اپنی محبت کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ کا گھر تھا۔ جہاں سب کو
ہر چیز ملتی تھی۔ اور وہ بھی اس پاک جگہ پہ اپنی محبت کو پانے کی دعا کر رہا تھا۔ اس
کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے زمین پہ گر رہے تھے۔ وہ ساری رات سو نہ سکا
تھا۔ یوں ہی خدا کے سامنے سجدے ریز تھا۔ کہ اللہ پاک اسے معاف کر دے۔ وہ
اپنے گناہوں سے توبہ کر رہا تھا۔۔

وہ رات کا جگا ہوا۔ ابھی بھی جائے نماز پہ بیٹھا ہوا تھا۔ سورج کی کرنیں چمک رہی
تھی۔ لوگ بھی اب ہر طرف خدا کو یاد کر رہے تھے۔ اور وہ بھی بیٹھا ہوا۔ اللہ تعالیٰ
کو یاد کر رہا تھا۔ اس کے کندھے سے جیسے کوئی بوجھ اتر چکا تھا۔ مگر دل میں بے
چینی تھی۔ وہ تلاوت قرآن پاک کر رہا تھا۔ کہ اچانک سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی
لڑکی جس نے سفید کالر کا حجاب کیا ہوا تھا۔ اس کی صرف ایک جھلک اس نے دیکھی
تھی۔ اور اسے لگا کہ شاید وہ صوفیہ ہے۔ وہ اس کی طرف جانا چاہتا تھا۔ جیسے دیکھنا
چاہ رہا ہوں۔ کہ وہ کون ہے۔ مگر آج اس کے قدم انکاری ہو رہے تھے۔ وہ پہلے ہی
بہت گناہ کر چکا تھا۔ اب اور گناہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ لڑکی دعا مانگ رہی تھی۔ اور

آریان اسے دیکھ رہا تھا۔ جس کا چہرہ وہ دیکھ نہ سکا تھا۔ ایک پل کے لیے اسے لگا تھا کہ وہ اس کی صوفیہ مگر وہ یہاں نہیں ہو سکتی تھی۔۔ وہ پھر سے تلاوتِ قرآن پاک شروع کر چکا تھا۔۔۔ اج اس کی قسمت بدلنے والی تھی۔۔ وہ اپنی زندگی میں کسی اور کو داخل کرنے والا تھا۔۔ اور یہ بات اسے اندر ہی اندر بے چین کر رہی تھی۔۔ وہ یہاں سے جاتا تو اسے صوفیہ کو ہر حال میں چھوڑنا تھا۔۔ انسو اس کے قرآن پہ گرا تھا۔۔ جسے وہ اسی لمحے صاف کر گیا۔۔ کچھ لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔۔ کہ وہ کل سے یوں ہی رو رہا تھا۔۔ ایسا اس کا کیا کھو گیا تھا۔۔ جسے پانے کے لیے وہ یوں رو رہا تھا۔۔ بہت سے لوگوں نے اس کے لیے دعا کی تھی۔۔ اس کی دعا قبول ہو جائے۔۔

فَبَايَ الْاَلَاءِ رَسْمًا تَكْدِبُنْ

ترجمہ:

پس اے جن اور انس ! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

آریان اس آیات کو پڑھتے اپنی روح تک کو پرسکون ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔ بے شک اللہ پاک بہتر فاصلے کرنے والا ہے۔۔ اور وہ اپنی قسمت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پہ چھوڑ چکا تھا۔۔

رات کا پہر تھا۔۔

حرم شریف کی فضا میں سکون اور نورانیت گھلی ہوئی تھی۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے والوں کی سرگوشیاں جیسے آسمانوں تک جا رہی تھیں۔ سفید احرام میں ملبوس لوگ، دلوں میں اللہ کی محبت بسائے، رب سے راز و نیاز میں مصروف تھے۔۔

ایسے میں، ایک گوشہ جہاں نسبتاً خاموشی تھی۔۔

وہاں سفید چادریں بچھائی گئی تھیں۔ قریبی عالم دین، جنہیں دونوں خاندانوں کا اعتماد حاصل تھا، قرآن مجید کے سائے میں بیٹھے تھے۔ آریان احرام (شادی کا جوڑا (میں ملبوس، پُر سکون مگر پر جوش نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ سب کچھ تو اللہ پاک پہ چھوڑ چکا تھا۔ اب جو بھی ہونا تھا۔ اسے قبول تھا۔

لڑکی، سادہ مگر نفیس عبا یا (شادی کا سوٹ (میں، چہرہ حجاب کے حالے میں چھپائے، اپنے ولی کے ساتھ مطمئن سی بیٹھی تھی۔ اس کی سانسیں دھڑکنوں کے ساتھ الجھ رہی تھیں، لیکن دل میں ایک عجیب سا اطمینان تھا کہ وہ زندگی کا آغاز اس مقام سے کر رہی ہے جہاں محبتیں عبادت کا روپ دھارتی ہیں۔۔

اور سامنے ہی ایک طرف آریان اور دوسری طرف سامنے وہ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جو اس کی زندگی میں داخل ہونے والی تھی۔۔ جسے وہ جانتا تک نہیں تھا۔۔ جسے پہلے کبھی

دیکھا نہیں تھا۔ لیکن وہ اپنا فیصلہ اپنے رب کے حوالے کر چکا تھا۔ جو ہو گا۔ وہی اس کے لیے بہتر ہو گا۔

کچھ توقف کے بعد عالم دین نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔ اریان نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ جیسے اریان نے غلط سنا ہوں۔ اس نے حیران کن آنکھوں سے سامنے دیکھا۔ اور پھر ہلکا سا مسکراتے چہرہ جھکا گیا۔ اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔ وہ یہاں کیسے آسکتی تھی۔ اور اس سے نکاح۔ وہ آگے کچھ سوچ نہیں سکا تھا۔

مہر کا اعلان ہوا۔

لڑکے نے پُر عزم لہجے میں تین بار "قبول ہے" کہا۔ دل میں ایک چبھن سی ہوئی تھی۔ جیسے آج سے وہ اس سامنے بیٹھی اپنے نکاح میں آنے والی عورت کے علاوہ کسی پہ نظر نہیں اٹھا سکے گا۔ اور جاتے ہی اس لڑکی کو اس سے الگ کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ پلکیں جھکی آنکھیں بند ہوئی تھی۔ دل میں درد تھا۔ میں پوری ایمانداری سے اس سامنے بیٹھی

بے گناہ کو اس کے حق ادا کرو گا۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے دل میں سوچا تھا۔ اسے اس کے خدا نے اس کے لیے چنا تھا۔ وہ کیسے ٹھکرا سکتا تھا۔ کیسے اب کوئی بے ایمانی کر سکتا تھا۔ لیکن شاید وہ محبت نہ دے سکوں۔ اس نے کرب سے آنکھیں بند کی تھی۔ میں محبت صرف ایک ہی لڑکی سے کرتا ہوں۔ جسے میں پانہ سکا۔ آنکھ

سے ایک آنسو گرا تھا۔ وہ مرد ہو کر رو نہیں سکتا تھا۔ اسی لیے اپنے آنسو پہ بند
باندھے ہوئے تھا۔ مگر وہ اپنی محبت کو کھو چکا تھا۔

لڑکی نے بھی ہلکی آواز میں، مگر پورے دل سے، "ایجاب و قبول" کے مراحل طے
کیے۔ حرم کی فضا جیسے سجدے میں جھک گئی ہو۔ نکاح مبارک اور دعاؤں کی صدائیں
گو نجیں، فرط مسرت سے آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ اور آریان نے اپنے خدا کی مرضی پہ
ہی سر جھکا لیا۔

خانہ کعبہ کی روشنیوں میں دونوں کی دعاؤں کا میل ہوا۔۔۔

نکاح کے بعد۔ خانہ کعبہ میں ہر طرف سے دونوں کو خوش رہنے کی دعائیں مل رہی
تھی۔ اس پاک جگہ پہ دو دل ایک ہوئے تھے۔ آریان کی سانسیں بھاری ہو رہی
تھی۔ وہ رب کی رضا میں راضی ہو چکا تھا۔ لیکن دل میں درد تھا۔ اس میں نظر
اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ شاید وہ پہلی دفعہ نظر نہیں اٹھا سکا تھا۔ اس
نے بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان نظر اٹھائی۔ آنکھیں بند ہوئی تھی۔ تھوک نگلتے
ضبط کرتے اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو جیسے وہ سب کچھ بھول گیا۔ وہ اس کے سامنے
تھی۔ اس کی محبت۔ جسے اس نے پانے کی انتہا کر دی تھی۔ نفیس سے عبا یا۔ جس پہ
حجاب کیے وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی۔ اور آنکھوں میں نمی ہی نمی تھی۔ جیسے ابھی
آنسو گرنے شروع ہو جائے گا۔ آریان مجسم سا اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا

تھا۔ آنکھوں سے آنسو اس کے گالوں پہ بہے تھے۔ وہ سیکنڈز کی دیر کیے بنا سجدے
 میں جھک گیا۔ الحمد للہ۔ اور یہ پہلا لفظ اس کی زبان سے ادا ہوا تھا۔ اس کی سن کی
 گئی تھی۔ اسے وہ ملا تھا۔ جسے وہ چاہتا تھا۔ پانے کی امید کھو چکا تھا۔ اریان نے خدا کا
 شکر ادا کیا۔ اور کچھ قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے
 اس کا ہاتھ پکڑا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیزی سے ابھری تھی۔ اریان نے اس کی
 پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔ وہ اسے خدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہی
 تھا۔ مطلب خدا اسے معاف کر چکا تھا۔ اسی لیے اسے اس کی محبت تحفہ میں مل چکی
 تھی۔ صوفیہ نے بھی سامنے کھڑے اس شخص کی طرف دیکھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اس
 پاک گھرانے میں اسے اس کے ولی کے سامنے قبول کر چکا تھا۔ اریان کو اس کی محبت
 مل چکی تھی۔ وہ خوش تھا۔ وہ رب کی رضا میں راضی ہوا تھا۔ اسے وہ مل گیا۔ جو
 اسے چاہیے تھا۔ اور اگلے دن دونوں نے ایک ساتھ طواف ادا کیا — ایک نئے سفر
 کی ابتدا، اللہ کے گھر سے ہو گئی تھی۔

جان عالم عید الاضحیٰ کی نماز ادا کر کہ تقریباً سب سے مل چکا تھا۔ اگر کوئی منظر سے
 غائب تھی۔ تو وہ اس کی جان حیات۔ جسے وہ صبح سوتا چھوڑ کر آیا تھا۔ اور اب وہ
 نماز پڑھ کر ایک گھنٹے سے آچکا تھا۔ لیکن اسے نظر نہیں آئی تھی۔ اور کچھ دیر تک
 قصائیوں نے آجانا تھا۔ جان عالم کمرے میں آیا۔ تو جیسے وہ حیران ہوا تھا۔ کمرہ خالی

تھا۔ ورشاں روم میں نہیں تھی۔۔ اسے غصے آیا تھا۔۔ وہ رات بھی روم میں نہیں آئی
 تھی۔۔ میرال۔۔ جان عالم نے سڑھیاں اترتے اسے پکارا تھا۔۔ جی لالا۔۔ میرال بھی اسی
 لمحے اپنا دوپٹہ سر پہ ٹکاتے ہوئے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔ جان حیات کہاں ہے۔۔ جان
 عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ لالا۔۔ وہ ان کو تو ہم نے بھی صبح سے نہیں دیکھا۔۔ میرال
 نظریں جھکا گئی تھی۔۔ جان عالم نے جیب میں سے کچھ پانچ پانچ ہزار کے نوٹ نکالتے
 میرال کو پکڑائے۔۔ لالا یہ۔۔ میرال تھوڑا سا جھجھکی۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔ بھائی ہوں
 تمہارا۔۔ جان عالم نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ غزنوی جان عالم وہ یوں ہی ہر سال
 حویلی کے ہر ملازم کو عیدی دیتے تھے۔۔ عالم۔۔ غزنوی لاونج مین داخل ہوا۔۔ جان عالم
 نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ جو بلیک ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔۔ وہ چینج کر چکا
 تھا۔۔ ہاں بول۔۔ جان عالم بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے آیا۔۔ قربانی کیا اگلے سال
 کروانی ہے۔۔ غزنوی اسے یوں ہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔ وہ زرغام نہیں آیا نا۔۔ تو اس کا
 انتظار کر لے۔۔ جان عالم نے نظریں لاونج میں دوڑائیں۔۔ وہ بہانے ڈھونڈ رہا تھا۔۔ وہ
 ابھی اپنی جان حیات کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ رات تک پھر اس نے مصروف ہونا
 تھا۔۔ کیونکہ قربانی کے بعد سارا گوشت گاؤں میں بانٹنا تھا۔۔ پھر دوستوں کی دعوت
 تھی۔۔ زرغام باہر کھڑا ہوا ہے۔۔ غزنوی نے اس کے بے توکے سے جواب پہ گھورا۔۔ جا
 کر چینج کر۔۔ یا پھر میں چلے جاؤ۔۔ غزنوی نے اسے گھورا۔۔ جان عالم چینج کرنے چلا
 گیا۔۔ اور دس منٹ بعد گریں کلر کا ٹراؤزر شرٹ پہنتے نیچے آیا۔۔ چل۔۔ جان عالم غزنوی

کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔ تو روم سے ہو آیا۔ جان عالم نے روکتے ہوئے
 پوچھا۔ تیری بہن مجھے لاونج میں ہی مل گئی تھی۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے
 تو تیری بہن نہیں ملی نہ۔ جان عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ چل۔ جلدی۔ غزنوی
 جان عالم کے ساتھ لاونج سے نکلا۔ باہر زرغام کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی براؤن کلر کا ٹراؤزر
 شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ شاہ در بھی اس کے پاس نیچے کھڑا ہوا تھا۔ اور مسکراتے ہوئے
 دیکھ رہا تھا۔ جان عالم غزنوی باہر آکر کھڑے ہوئے۔ اور پھر قربانی شروع کی۔ ایک
 طرف چمیر پہ داجی اور حبیب اللہ خان، احمد فراز خان بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اب دوسری
 طرف زرغام، غزنوی جان عالم کھڑے ہوئے تھے۔ اور قصائی جانوروں کی کھال اتار
 رہے تھے۔ جان عالم تو بار بار مر کر دیکھ رہا تھا۔ سردار صاحب کیا ان کی پاکٹ میں
 بناؤ گا۔ زرغام جان عالم کو بار بار پیچھے مڑتے دیکھ کر ہنسی دبائے بولا۔ غزنوی جو اب
 قصائیوں کے بالکل پاس کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی مرا تھا۔ جان عالم نے اسے کھا جانے والی
 نظروں سے دیکھا۔ اور آگے بڑھا۔ مر ادھر۔ جان عالم نے تقریباً اس سے نوچتے
 ہوئے شاپروں والا پاکٹ پکڑا تھا۔ اور جا کر ایک طرف بیٹھتے پاکٹ بنانے لگا۔ کھانے
 کے لیے ہی آیا ہے۔ گرا لگا ان کو۔ جان عالم زرغام کو پیچھے کھڑے دیکھ کر
 بولا۔ غزنوی جیسے کچھ سمجھ چکا تھا۔ لیکن وہ بھی کیا کر سکتا تھا۔ وہ بھی تو بس
 زمل کو ایک نظر دیکھ کر ہی آگیا تھا۔ غازیہ بھاگتے ہوئے باہر آئی تھی۔ پنک کلر کی
 باربی فراک میں اس کے بالوں پہ پیز لگی ہوئی۔ اس کی ہیزل گریں آنکھیں مسکراہٹ

سے چمک رہی تھی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے غزنوی کی ٹانگ سے جا کر چپکی تھی۔۔۔ بابا۔۔۔ غزنوی نے اس کی آواز سنتے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو گود میں اٹھایا۔۔۔ غازیہ نے غزنوی کے گالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ غزنوی نے بھی اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ شاہ در جو پیچھے حبیب اللہ خان کے پاس کھڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ بھی غازیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو غزنوی کے کندھے پہ سر رکھے ہوئے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو نیچے اترا۔۔۔ اور خود پاکٹ پکڑتے انہیں ایک طرف کرنے لگا۔۔۔ جلدی بنا بعد میں دینے بھی تجھے بھیجے گے سردار۔۔۔ غزنوی زرغام کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ او بھائی یہ چھڑی ان دونوں پہ بھی چلا دے۔۔۔ یہ قربانی زرا یادگار رہے گی۔۔۔ جان عالم تپتے ہوئے بولا۔۔۔ جس زرغام غزنوی کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

غازیہ شاہ در صوفی پہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ اوپر سے ورشاں کی سفید کلر کی بلی نیچے آکر سرڑھیاں سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گئی۔۔۔ شاہ در غازیہ دونوں بھاگتے ہوئے اس بلی کی طرف آئے۔۔۔ اور شاہ در نے اس بلی کو پونچھ پکڑی۔۔۔ اور اسے گھسیٹنے لگا۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میاؤں۔۔۔ بلی بولنے شروع ہوئی تھی۔۔۔ لیکن شاہ در اس بلی کو گھسیٹتے ہوئے باہر تک آیا تھا۔۔۔ بلی کی آواز اب باہر گونج رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ یہ کیا کر رہے ہوں۔۔۔ غزنوی اسے یوں بلی کو گھسیٹتے دیکھ کر بولا۔۔۔ میں بھی اس کی قربانی کرو گا۔۔۔ وہ ہاتھ میں چھوٹی سی چھڑی پکڑے بلی کی پونچھ

سے اسے گھسیٹ رہا تھا۔ اور یہ اس نے آتے وقت ٹبیل سے پکڑی تھی۔۔۔ غازیہ
 مسکراتے ہوئے بلی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میاؤں۔۔۔ بلی بول رہی
 تھی۔۔۔ غازیہ تو ڈرتی تھی۔۔۔ سو وہ فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ یار اس کی قربانی نہیں
 ہوتی۔۔۔ غزنوی نے شاہ در سے اس بیچاری بے حال ہوتی بلی کی پونچھ چھروانی
 چاہی۔۔۔ کیوں نہیں ہوتی۔۔۔ چاچو جانوروں پہ قربانی ہوتی ہے۔۔۔ یہ کون سے انسان کا بچہ
 ہے۔۔۔ شاہ در بلی کی طرف چھڑی کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اور وہ اور بھی اونچی اونچی میاؤں
 میاؤں کرنا شروع ہوئی تھی۔۔۔ بلی کی آواز سنتے ورشاں بھی باہر کی طرف آئی
 تھی۔۔۔ اور شاہ در کے ایک ہاتھ میں چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں بلی کی پونچھ دیکھتے وہ
 اس کی طرف بھاگی۔۔۔ شاہ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہوں۔۔۔ وہ تو جیسے پاگل ہوئی
 تھی۔۔۔ ہو ہو۔۔۔ جان حیات تم تو بہت ہی معصوم ہوں۔۔۔ دیکھو چاچو نے قربانی کی۔۔۔ اب
 میں اس کی قربانی کرو گا۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اس کی زبان سے جان حیات
 سنتے جان عالم نے سامنے دیکھا۔۔۔ ورشاں مہرون کلر کی ساڑھی جس کا بلاؤز تھوڑا سا
 پیٹ سے اوپر تھا۔۔۔ لیکن اس پہ لگا جالی دار کپڑا۔۔۔ جس سے اس کا پیٹ نظر نہیں آرہا
 تھا۔۔۔ سلک کی ساڑھی جس کا پلو سارا جالی دار تھا۔۔۔ اور اسے وہ پینز سے سیٹ کیے
 ہوئے تھی۔۔۔ بال کچھ شانے پہ کچھ پیچھے تھے۔۔۔ ہونٹوں پہ مہرون کلر کی لیپ
 سٹک۔۔۔ کانوں میں مہرون کلر کے آویزیں۔۔۔ اور مہندی سے سجے ہاتھوں میں مہرون کلر
 کی چوڑیاں۔۔۔ وہ اپنے آپ میں قیامت لگ رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اب کی بار ورشاں

کو غصے سے دیکھا تھا۔۔۔ جو کہ جان بوجھ کر اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔۔ اور کیوں
 نہیں آئی تھی۔۔۔ یہ بھی اسے سمجھ آچکی تھی۔۔۔ شاہ میری جان چھوڑو۔۔۔ غزنوی نے اس
 سے چھڑی پکڑی۔۔۔ اسے میں پھر بھی نہیں چھوڑو گا۔۔۔ شاہ در نے بلی کی پونچھ زور
 سے اپنی طرف کھینچی۔۔۔ شاہ۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ جان حیات کتنا غصہ کرتی
 ہے۔۔۔ اسی لیے تو عالم چاچو ڈرتے ہے۔۔۔ شاہ در خود سے ہی بولا تھا۔۔۔ ورشاں نے اسے
 غصے سے دیکھا تھا۔۔۔ جان حیات اندر جاؤ۔۔۔ باہر دیکھو کتنے آدمی ہے۔۔۔ شاہ در بہت ہی
 سمجھدار بنتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم جو کب سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرغام نے اسے
 ٹانگ ماری۔۔۔ کمینے۔۔۔ جان عالم دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ کام کر۔۔۔ زرغام بے ذاریت سے
 بولا۔۔۔ جان عالم اٹھ کر اندر کی طرف آیا۔۔۔ جہاں ورشاں شاہ در اور غزنوی کھڑے
 ہوئے تھے۔۔۔ کھوتے دے پتر۔۔۔ چھوڑ اسے۔۔۔ جان عالم نے شاہ در کے ہاتھ سے بلی
 کی پونچھ چھروائی۔۔۔ بلی بھاگ کر ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے پاؤں چاٹنے
 لگی۔۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ ورشاں نے بھی تھوک نگلتے ہوئے اس
 کی نظریں خود پہ محسوس کی تھی۔۔۔ مطلب اب اس کی خیر نہیں تھی۔۔۔ یہ وہ سمجھ چکی
 تھی۔۔۔ جان عالم شاہ در کو اٹھاتے باہر آیا۔۔۔ چاچو مجھے بھی قربانی کرنی ہے۔۔۔ شاہ در
 ناراضگی سے بولا۔۔۔ کل جب آپ کے گھر کرے گے۔۔۔ تب کر لینا۔۔۔ غزنوی نے بھی
 پیار سے کہا۔۔۔ شاہ در واپس حبیب اللہ خان پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔ شیر۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ حبیب
 اللہ خان اسے یوں ناراض دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ دادو۔۔۔ مجھے قربانی کرنی ہے۔۔۔ چاچو کہتے کل

کرنا۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔۔ میرا بچہ چاچو نے ٹھیک ہی تو کہا۔۔ حبیب اللہ خان
پیار سے بولے۔۔ غازیہ احمد فراز کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور وہ کچھ ہی سیکنڈز بعد
تالیاں بجانے لگ جاتی تھی۔۔ تقریباً تین گھنٹے میں وہ سارے پاکٹ بنا چکے

تھے۔۔ جان عالم کھڑا ہوا۔۔ اور کسی کی سنے بنا ہی اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔ زرغام اس
کی اتنی تیزی دیکھتے گہرا مسکرایا تھا۔۔ جان عالم جو اندر آیا تھا۔۔ ورشاں کو رائے خان
پاس بیٹھے دیکھ کر رائے خان پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔ میرا بچہ تھک گیا۔۔ رائے خان اس
کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔ جی مورے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے رائے
خان کی گود میں سر رکھ گیا۔۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔ جاؤ بیٹا چنچ کر آؤ۔۔ رائے خان
جان عالم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔ جی مورے وہ بول کر اوپر کی طرف
بڑھ گیا۔۔ جان حیات میرے کپڑے نکال دو۔۔ جان عالم سڑھیاں چڑھتے ہوئے

بولا۔۔ بیڈ پہ پڑے ہوئے ہے۔۔ ورشاں صوفے سے ہلی بھی نہیں تھی۔۔ شوہر ہے
تمہارا۔۔ بلا رہے ہے۔۔ تو جاؤ۔۔ رائے خان کو جانے کیوں اس پہ غصے آیا تھا۔۔ تو وہ
تھوڑا سرد لہجے میں بولی۔۔ بڑی امی وہ بیڈ پہ ہی پڑے ہوئے ہے۔۔ ورشاں نظریں جھکا
گئی تھی۔۔ زمل نے تو کبھی ایسا نہیں بولا۔۔ رائے خان غصے سے بولی۔۔ تم سے بہتر تو وہ
رمشاء ہے۔۔ جب تم یہاں نہیں تھی۔۔ اس نے کتنا خیال رکھا تھا۔۔ رائے خان سر
جھٹکتے ہوئے بولی۔۔ ورشاں نے رائے خان کو کوئی جواب نہ دیا۔۔ اور غصے سے اپنے
کمرے میں آئی۔۔ دروازہ دھاڑ سے بند کیا تھا۔۔ جان عالم جو بیڈ پہ نیم دراز تھا۔۔ آنکھوں

پہ بازو تھا۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔ جان عالم اس کے
چہرہ پہ غصے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں اسے جواب دیے بنا جا کر صوفے پہ بیٹھ
گئی۔۔ جان عالم اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔ اور جا کر صوفے پہ بیٹھتے ورشاں کا ہاتھ
پکڑتے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم تھیں۔۔ کیا ہوا جان حیات۔۔ تم رو
رہی ہوں۔۔ جان عالم اس کی نم آنکھیں دیکھتے پریشان ہوا تھا۔۔ کیا میں آپ کا خیال
نہیں رکھتی۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ کس نے کہا نہیں
رکھتی۔۔ میری جان حیات تو میرا بہت خیال رکھتی ہے۔۔ جان عالم اس کے ہاتھ ہونٹوں
سے لگاتے ہوئے بولا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_116

نہیں رکھتی۔۔ آ۔۔ اپ جھوٹ بول رہے ہے۔۔ ورشاں بچوں کی طرح روتے ہوئے
بولی۔۔ نہیں میری جان حیات۔۔ جان عالم نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ اس کے آنسو
اسے اپنے دل پہ گرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ کسی نے کچھ کہاں ہے۔۔ جان عالم نے
اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔ ورشاں نے نظریں جھکاتے ہوئے سر ہلایا۔۔ جان عالم نے گہرا

سانس لیا۔۔ کس نے کہا۔۔ جان عالم نے اس کے بال پیشانی سے پیچھے کیے۔۔ آپ کی مورے نے۔۔ ورشاں اپنے ہاتھ کی پشت اپنے چہرہ پہ رگڑتے ہوئے بولی۔۔ مورے نے پر کیوں؟ جان عالم اب تھوڑا بہت حیران ہوا تھا۔۔ انہوں نے کہا۔۔ میں آپ کا خیال نہیں رکھتی تھی۔۔ مجھ سے بہتر تو وہ چڑیل آپ کا خیال رکھتی تھی۔۔ ورشاں سو سو کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ نہیں میری جان حیات کی طرح میرا خیال کون رکھ سکتا ہے۔۔ جان عالم پیار سے ورشاں کے بال پیچھے کرتے ہوئے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔ نہیں وہ یہاں کیوں ہے۔۔ اسے اس کے گھر بھیجے۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ کسے میری جان حیات۔۔ جان عالم نے سر اٹھاتے اس کی طرف دیکھا۔۔ اس چڑیل کو۔۔ وہ یہاں نہیں رہ سکتی۔۔ یہ ہماری حویلی ہے۔۔ وہ کیوں یہاں روکی ہوئی ہے۔۔ ورشاں آنکھوں میں پانی لیے بولی۔۔ عید گزر جائے۔۔ پھر جیسا میری جان حیات بولے گی۔۔ ویسا ہی ہوں گا۔۔ جان عالم نے پیار سے ورشاں کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگایا۔۔ نہیں اسے ابھی یہاں سے بھیجے۔۔ ورشاں بضد ہو کر بیٹھی تھی۔۔ جان عالم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔ مجھ پہ اعتبار نہیں کیا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ہے لیکن۔۔ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ بس پھر ابھی خاموش رہوں۔۔ مورے سے میں بات کرو گا۔۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔ صبح سے چھپتی رہی ہوں۔۔ اب خود ہی

میرے پاس آگئی۔۔۔جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہونٹوں کو اوپر لے جاتے ہوئے کہا۔۔۔م۔۔۔میں کب چپچی۔۔۔ورشاں جلدی سے بولی۔۔۔نہیں چپچی تھی۔۔۔جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔۔۔ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔جان عالم ورشاں کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔اور اس کی قطرہ قطرہ سانسیں چرانے لگا۔۔۔ورشاں بھی جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔۔جان عالم نے ہاتھ نیچے کو لے جاتے اس کی ساڑھی کے اندر سرکاتے ہوئے اس کے پیٹ کو چھوا۔۔۔جان عالم کے تیخ ٹھنڈے ہاتھ ورشاں کے پیٹ پہ لگے تو وہ کانپ گئی۔۔۔جان عالم کا ہاتھ سرکتے ہوئے اس کی کمر پہ جا رہا تھا۔۔۔جسے محسوس کرتے ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ناخن گاڑھے۔۔۔لیکن جان عالم اس کے ہونٹوں کو پوری شدت سے چومتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔اس کے ہونٹوں سے کافی حد تک لیپ سٹک کم ہو چکی تھی۔۔۔ورشاں گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔جان عالم اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ورشاں جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔جان عالم تھوڑا سا پیچھے ہوا تھا۔۔۔کہ ورشاں جلدی سے صوفے سے اٹھی تھی۔۔۔جان عالم بھی صوفے سے اٹھا۔۔۔جان حیات ڈونٹ ڈو دیز۔۔۔کیم ہئیر۔۔۔جان عالم نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔میں نہیں آؤ گی۔۔۔آپ میری ساڑھی خراب کر دے گے۔۔۔ورشاں بیڈ کی ایک طرف کھڑے ہوئے وہی سے بولی۔۔۔تو دوبارہ پہن لینا۔۔۔جان عالم تھوڑا سا آگے کی طرف بڑھا۔۔۔نہیں۔۔۔نا جان خان مجھے پہننی نہیں

آتی۔۔ ورشاں بھی پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ پہننی نہیں آتی تو کیسے پہننی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں بیڈ پہ چڑھنے ہی والی تھی۔۔ کہ جان عالم نے اس کی ساڑھی کا پلو پکڑا۔۔ وہ اب تھوڑا سا بھی آگے پیچھے ہوتی تو اس کا پلو اس کے وجود پہ نہ رہتا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔ ورشاں مرتی کیا نہ کرتی۔۔ اٹھ کر جان عالم کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم نے اس کا پلو چھوڑتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔۔ اتنی نہیں تھی تو پہننی کیسے۔۔ جان عالم نے اس کے بالوں کو انگلی پہ لپیٹتے ہوئے

پوچھا۔۔ وہ۔۔ ورشاں سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ زمل سے۔۔ جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ پھر کسی ملاز۔۔ وہ بول نہ سکا تھا۔۔ اگر وہ ہاں کر دیتی تو وہ خود کو آگ لگا دیتا۔۔ کہ اس کی بیوی کیسے کسی کے سامنے چینج کر سکتی تھی۔۔ پھر۔۔ جان عالم اب اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔ میں نے ن۔۔ نیٹ سے سیکھی۔۔ ورشاں بول کر جان عالم کی گردن کے چہرہ چپھایا۔۔ جان عالم کو تو جیسے نئی زندگی ملی ہوں۔۔ پاگل۔۔ ڈرا دیا تھا۔۔ جان عالم نے دونوں ہاتھوں سے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔۔ میں نے کیا کیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ میں سمجھا کہ۔۔ چھوڑو۔۔ جان عالم لفظ ادھورے چھوڑ گیا۔۔ اج میری جان حیات چاند لگ رہی ہے۔۔ جان عالم نے اس کے ہوک پہ انگلی گھوماتے ہوئے کہا۔۔ چاند پہ داغ ہوتا ہے۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور وہ داغ میں ہوں۔۔ جو تم پہ

ہمیشہ رہے گا۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کی نظریں جھکی تھی۔۔۔ جان عالم
 کی نظروں کی تپش اور اس کے لفظوں سے وہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ دل کرتا ہے کھا جاؤ
 جان حیات۔۔۔۔۔ جان عالم اسے خود میں بیچتے ہوئے بولا۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں باہر۔۔۔ ورشاں بول
 رہی تھی۔۔۔ جب جان عالم نے اسے خود سے الگ کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ بھاگتی
 کیوں ہوں۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کہاں۔۔۔ وہ نا
 سمجھی سے بولی۔۔۔ میرا قریب آنا تمہیں کیا اتنا برا لگتا ہے۔۔۔ کہ خور سے دور کرنے کے
 لیے بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہوں۔۔۔ جان عالم اس کے بازو سے بھی ہاتھ ہٹا چکا
 تھا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ م۔۔۔ میرا۔۔۔ و۔۔۔ وہ۔۔۔ مطلب۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں تھا۔۔۔ ورشاں اپنے ہونٹوں کو
 دانتوں سے کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔۔ پھر کیا مطلب تھا۔۔۔ جان عالم
 اسے یوں اپنے سرخ ہونٹوں پہ ظلم کرتے دیکھ کر بولا۔۔۔ اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ ہاتھ
 بڑھا کر وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے سے روک دے۔۔۔ مگر وہ چہرہ دوسری
 طرف کر گیا۔۔۔ و۔۔۔ وہ۔۔۔ ن۔۔۔ نی۔۔۔ نیچے۔۔۔ س۔۔۔ سب۔۔۔ ک۔۔۔ کھانے۔۔۔ پ۔۔۔ پ۔۔۔
 ا۔۔۔ انتظار۔۔۔ ک۔۔۔ ک۔۔۔ ک۔۔۔ رہے۔۔۔ ا۔۔۔ اس۔۔۔ ل۔۔۔ لیے۔۔۔ وہ اپنے ہونٹوں کو بری
 طرح طرح دانتوں سے زخمی کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ میں آتا
 ہوں۔۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ موڈ خراب ہو چکا تھا۔۔۔ سو اسے روک کر کیا
 کرنا تھا۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ پ۔۔۔ پکا۔۔۔ ج۔۔۔ جاؤ۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی پشت کی جانب
 دیکھا۔۔۔ ہاں جاؤ۔۔۔ جان عالم سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے واشروم میں بند ہوا

تھا۔۔۔ ورشاں وہی بیڈ پہ بیٹھی نم آنکھوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔ وہ پندرہ
 منٹ سے یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن جان عالم باہر نہیں آیا تھا۔۔۔ ورشاں کو اب اور
 رونا آرہا تھا۔۔۔ وہ آنکھوں میں نمی لیے واشروم کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب
 جان عالم ٹاول کمر پہ لپٹائے باہر آیا۔۔۔ گئی نہیں۔۔۔ جان عالم ورشاں کو یوں ہی بیٹھے دیکھ
 کر بولا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی اس نے نہیں دیکھی تھی۔۔۔ و۔۔۔ ہ۔۔۔ م۔۔۔ اس نے
 وضاحت دینی چاہی تھی۔۔۔ جاؤ جا کر ناشتہ کرو۔۔۔ جان عالم اپنے کپڑے نکالنے کے
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ ورشاں کو اور بھی رونا آیا تھا۔۔۔ اس نے اس کا سوٹ
 نکال کر تو رکھا تھا۔۔۔ پھر بھی وہ کپڑے لینے کے لیے چلا گیا۔۔۔ آپ مجھ سے بالکل محبت
 نہیں کرتے۔۔۔ اس لیے آپ کی مورے نے بھی مجھے ڈانٹا۔۔۔ اور اب آپ بھی ڈانٹ
 رہے ہیں۔۔۔ ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔۔۔ جان عالم ڈریسنگ روم سے باہر
 نکلا۔۔۔ اس نے ورشاں کی طرف دیکھا ہی تھا۔۔۔ کہ ورشاں روم سے نکل چکی
 تھی۔۔۔ جا۔۔۔ اس کے بھی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔۔ وہ کمرے کے دروازے
 تک آیا تھا۔۔۔ لیکن ورشاں جا چکی تھی۔۔۔ تو کیوں ٹارزن بن کر گھوم رہا ہے۔۔۔ زرغام کی
 آواز پہ جان عالم نے اسے گھورا۔۔۔ میرا دل چاہا۔۔۔ جان عالم نے کندھے اچکائے۔۔۔ تو نے
 ورشاں سے کچھ کہا ہے۔۔۔ زرغام اندر آتے ہوئے بولا۔۔۔ ہاں۔۔۔ جان عالم سلگتے ہوئے
 بولا۔۔۔ اس نے تو کچھ کہا بھی نہیں تھا۔۔۔ اور پھر بھی وہ اسے ہی غلط ٹھہرا کر جا چکی
 تھی۔۔۔ اپنے کپڑے صوفے سے اٹھاتے جان عالم ڈریسنگ روم میں بند ہوا۔۔۔ زرغام

ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھتے جان عالم کی پرفیومز کو سیمبل کرنا لگا۔ جان عالم چیخ کر
 کے روم میں آیا۔ کیا کہا تو نے۔۔ وہ ایک پرفیوم خود پہ سپرے کرتے ہوئے بولا۔ تو
 بکنا بند کرے گا۔ جان عالم کو غصے آیا تھا۔۔ تو بول پھر کتے۔۔ زرغام بھی کہاں پیچھے
 رہنے والوں میں سے تھا۔۔ بالوں کو سیٹ کرتے جان عالم باہر نکلا۔ جان عالم بادامی
 رنگ کے سوٹ میں ملبوس گلے میں اور وائٹ کلر کی مردانہ شال لیے اپنے چہرہ پہ
 سنجیدگی لیے ڈانگ روم میں آیا۔۔ شال کو جھٹکتے ہوئے اس نے کندھے پہ رکھا
 تھا۔ اسلام و علیکم۔۔ عید مبارک۔۔ جان عالم کی سنجیدہ، روبدار آواز ڈانگ روم میں گونجی
 تھی۔۔ جس سے سب کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اور نظریں جان عالم پہ ٹکی
 تھی۔۔ ورشاں جو کہ حبیب اللہ خان کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس نے جان عالم کو
 نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ جیسے باقی سب بھول گئی۔۔ سفید رنگت، مغرور کھڑی ناک، مونچھوں
 کے تلے چھپے ہوئے ہونٹ، براؤن آنکھیں، وجہ نقوش، براؤن ہلکی ہلکی بیرڈ، بوڑھے گھنے
 بال چہرہ پہ سنجیدگی۔۔ وہ دلکش لگ رہا تھا۔۔ ورشاں کی آنکھیں خوشی سی چمکی
 تھی۔۔ ماشاء اللہ آج لگا ہے تم ہم کو ہمارا پوتا۔۔ داجی فخریہ انداز میں بولے۔۔ جان عالم کو
 ایسے دیکھ کر داجی خوش ہوتے تھے۔۔ ان کی ہمیشہ سے خواہش تھی۔۔ کہ ان کے پوتے
 بھی سردار بنے۔۔ لیکن غزنوی نہیں مانا تھا۔۔ پھر جان عالم داجی کی ضد پوری کرنی
 پڑی۔۔ اور پھر پوری ایمانداری سے وہ اسے پورا کر رہا تھا۔۔ اس کا گاؤں میں روعب
 تھا۔۔ وہ غصے کا تیز تھا۔۔ مگر دل اس کا نرم تھا۔۔ اس نے گاؤں سے ونی کی رسم ختم کی

تھی۔۔ وہ اس رسم کو نہیں مانتا تھا۔۔ اس نے گاؤں میں اعلان کیا تھا۔۔ کہ اگر خدا
 نخواستہ کسی سے قتل ہو جائے۔۔ یا تو اسے معاف کر دو۔۔ نہیں تو جان کے بدلے
 جان۔۔ نہ کہ کسی کی بہن۔۔ باپ، بھائی، بیٹے کی سزا بہن، بیٹیاں کیوں ہے۔۔ اس نے گاؤں
 میں بہت سے تبدیلیاں کی تھی۔۔ مورے کہاں ہے۔۔ جان عالم داجی سے پیار لیتے اب
 ڈانگ روم میں دیکھ رہا تھا۔۔ کچن میں ہے۔۔ حبیب اللہ خان سنجیدگی سے بولا۔۔ جان
 عالم نے ورشاں پہ ایک نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ اور ڈانگ روم سے نکل گیا۔۔ جان عالم
 سنجیدگی سے کچن کی طرف آیا۔۔ جہاں باہر ہی رمشاء کھڑی ہوئی تھی۔۔ لیکن جان عالم
 اسے انور کیے کچن میں داخل ہوا۔۔ مورے۔۔ جان عالم کی آواز پہ آئمہ خان
 پلٹی۔۔ میری جان۔۔ میرا بچہ کتنا پیارا لگ رہا ہے۔۔ اللہ بری نظر سے بچائے۔۔ آئمہ خان
 نے اس کی نظر اتارتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ ناشتہ کرو میرا بچہ۔۔ آئمہ خان
 پیار سے بولی۔۔ مورے۔۔ جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ جی بولو بیٹا۔۔ آئمہ خان نے پیار
 سے جواب دیا۔۔ آپ نے جان حیات سے وہ سب کیوں کہا۔۔ جان عالم کے نقوش تنے
 تھے۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔۔ بالکل صحیح کہا ہے۔۔ آئمہ خان بھی سمجھ گئی تھی۔۔ تو
 سیدھا سا جواب دیا۔۔ نہیں مورے۔۔ آپ میری جان حیات سے اس طرح بات نہیں
 کر سکتی۔۔ وہ میری بیوی ہے۔۔ ایک سردار کی بیوی ہے۔۔ اپ اسے ایسے ٹریٹ نہیں کر
 سکتی۔۔ اسے سردار کی بیوی سمجھ کر ہی ٹریٹ کرے۔۔ وہ اس گاؤں کی سردارنی
 ہے۔۔ اور میں نہیں چاہوں گا۔۔ کہ کوئی اور تو دور آپ بھی اس سے ایسی بات کہے

جس سے اس کی آنکھوں میں آنسو اجائے۔۔ میں اس کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا۔۔ جان عالم نے اپنی مثال جھٹکتے ہوئے کہا۔۔ اس کی آواز باآسانی سے ڈانگ روم میں جا رہی تھی۔۔ مورے آپ اسے سر آنکھوں پہ بیٹھا کر رکھے۔۔ جس سے اسے ایک سردار کی بیوی ہونا کا فخر ہوں۔۔ وہ میری جان حیات ہے۔۔ میرا غرور۔۔ میری کل کائنات۔۔ محبت کا دوسرا نام ورشاں جان عالم خان۔۔ جان عالم کی آواز پہ ڈانگ روم سے حبیب اللہ خان آئے تھے۔۔ تمھاری مورے ہے۔۔ کس لہجہ میں بات کر رہے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان بھی غصے سے گرجے تھے۔۔ بابا میری نے مورے کی نافرمانی نہیں کی۔۔ میں نے انہیں صرف یہ بتایا ہے۔۔ کہ وہ جان حیات کو پیار سے ٹریٹ کرے۔۔ جان عالم اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ ایسا کیا بول دیا جو تم پاگلوں کی طرح چلا رہے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان بھی روعب دار آواز میں بولے۔۔ کیا میرا دل نہیں کرتا کہ میں بھی تمھارے بچوں کو اپنے پوتے پوتی کو کھیلاؤ۔۔ ائمہ خان کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے شرمندگی سے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔ وہ آج واقع ہی ان سے قدرے بدتمیزی سے بات کر چکا تھا۔۔ جان عالم آئمہ خان کی طرف بڑھا۔۔ مورے۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کے ہاتھ چومتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی بھی خواہش ہے۔۔ جلد پوری جائے گی۔۔ جان عالم آئمہ خان کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ کب جب ہم مر جائے گے۔۔ ائمہ خان بھی غصے سے بولی۔۔ نہیں مورے ایسی بات نہیں ہے۔۔ میں باہر سے کوئی بچہ اڈوپٹ کر لوں

گا۔ آپ اس سے پیار کرے۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ حبیب اللہ خان نے
 حیرانگی سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ تم کہنا کیا چاہتے ہوں۔۔ حبیب اللہ خان نے
 جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ بابا میں نے سیدھی سی بات کہی ہے۔۔ جان
 عالم مسکرایا۔۔ اگر کسی کے بچے ہی پالنے ہے، تو کیا ضرورت تھی تمہاری شادی کرنے
 کی۔۔ اور کسی کے کیوں پھر میری زل کی بھی تو بیٹی ہے۔۔ غزنوی کے رشتے سے ہم
 بھی تو اس کے دادا دادی لگے۔۔ حبیب اللہ خان بول کر باہر نکل گئے۔۔ بابا نہیں سمجھے
 گے، مورے ابھی جان حیات چھوٹی ہے۔۔ وہ میچور نہیں ہے۔۔ جان عالم سیدھی بات
 نہیں بول سکا تھا۔۔ تمہاری بیوی تو ہے۔۔ آئمہ خان سنجیدگی سے بولی۔۔ مورے میری
 بیوی ہے تو کیا ہوا۔۔ میچور ہو گی۔۔ تو بچے بھی اجائے گے۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا
 تھا۔۔ اگر میچور نہیں ہے۔۔ تو تم نے اس شادی کیوں کی تھی۔۔ آئمہ خان اسے استنزیہ
 نظروں سے دیکھا۔۔ مورے آپ مجھے طنز کر رہی ہے۔۔ آپ کے سامنے تھے۔۔ ہماری
 شادی کیسے ہوئی تھی۔۔ جان عالم کی نظریں جھک گئی تھی۔۔ وہ آئمہ خان کو اپنے
 کنفیڈینس میں لینا چاہتا تھا۔۔ کہ کوئی تو ہوں جو اس کی بات پہ اس کا ساتھ دے۔۔ اور
 اس کی جان حیات پہ بات نہ آئے۔۔ تو پھر ہمارے لیے پوتے، پوتی بھی آسکتے
 ہے۔۔ آئمہ خان نے اس کی دیکھا۔۔ مورے جان حیات ابھی بچہ نہیں سنبھال
 سکتی۔۔ جان عالم بے بسی سے بولا۔۔ تو پھر تم بہتر جانتے ہوں اور بھی بہت طریقے
 ہے۔۔ آئمہ خان اٹھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے آہہ بھری۔۔ جان عالم باہر آیا۔۔ رمشاء

کچن کے باہر کھڑی دوپٹہ کا پلو پکڑے گھوما رہی تھی۔۔۔عالم۔۔۔رمشاء نے مسکراتی
 نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔عالم تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔۔۔رمشاء
 نے اس کا راستہ روکا۔۔۔میں ضروری نہیں سمجھتا۔۔۔جان عالم آگے بڑھتے ہوئے
 بولا۔۔۔عالم۔۔۔وہ پھر سے بولی۔۔۔لیکن جان عالم اس کی آواز کو انکور کر گیا۔۔۔ورشاش کچھ
 فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔جان عالم نے اس پہ بھی کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔جسے
 دیکھتے رمشاء مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔تم میچور نہیں ہوں۔۔۔تو تم عالم سے
 دور رہا کرو۔۔۔رمشاء نے پیار سے ورشاش کے عارض پہ ہاتھ رکھنا چاہا۔۔۔مجھے ہاتھ لگانے
 کی بھی کوشش مت کرنا۔۔۔میں سردار کی بیوی ہوں۔۔۔اور ایک سردار کی بیوی کو یوں
 چھو کر تم اپنی موت کو دعوت دے رہی ہوں۔۔۔ورشاش ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے
 بولی۔۔۔جان عالم واپس آیا تھا۔۔۔ورشاش کی بات سنتے اس کے ہونٹوں پہ مہم سی
 مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔جان حیات۔۔۔جان عالم ورشاش کے قریب آیا۔۔۔آپ نے میری
 طرف دیکھا بھی نہیں۔۔۔ورشاش نچلے ہونٹ باہر نکالا۔۔۔سوری جان حیات۔۔۔جان عالم
 اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ورشاش کو جان عالم پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔کہ ابھی وہ
 اندر اس جھگڑا کر کہ آئی تھی۔۔۔لیکن وہ کیسے اس کے لیے پہلے اپنی مورے سے بات
 کر رہا تھا۔۔۔اور اب رمشاء کے سامنے اس کا مقام بتایا تھا۔۔۔دونوں ڈائنگ روم میں
 آئے۔۔۔ورشاش پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔اور اس کے پیچھے ہی جان عالم آیا تھا۔۔۔سب
 نے مل کر ناشتہ کیا۔۔۔اور لاونج میں آگئے۔۔۔

پریشہ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ زرغام نے روم میں آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔ زرغام نے ناشتے کی ٹریں بیڈ پہ رکھی۔ پریشہ۔ زرغام بیڈ پہ بیٹھا۔ پریشہ لائٹ گریں کمر کی فراک جس پہ گلے سے نیچے تک سفید کمر میں گوٹے کا کام کیا ہوا تھا۔ بال کھولے کمر پہ لہرا رہے تھے۔ ہاتھ میں سیلور کمر کی انگوٹھی۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایرنگس۔ ہاتھوں میں چھ چھ چوڑیاں۔ دوپٹہ ایک طرف سے کندھے پہ اور دوسرا ہاتھ پہ تھا۔ یاد۔ ناشتہ کر لوں۔ زرغام نے پریشہ کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ پریشہ وہی کھڑی ہونٹوں پہ ہلکی سی لائٹ کمر کی لیپ سٹک لگاتے ہوئے بولی۔ زرغام نے موبائل بیڈ پہ رکھا۔ اور پریشہ کی کلائی پکڑے بیڈ کی طرف آیا۔ یہاں بیٹھو۔ زرغام نے پریشہ کو بیڈ پہ بٹھایا۔ مجھے یہ نہیں کھانا۔ پریشہ قورمہ دیکھتے ہوئے بولی۔ پھر کیا کھانا ہے۔ زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔ کچھ نہیں۔ پریشہ بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی۔ کہ زرغام نے اس کی کلائی پکڑی۔ پریشہ سکون سے کھاؤ۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ تم بہت تنگ کرنے لگ گئی ہوں۔ زرغام تھوڑا سرد لہجے میں بولا۔ میں نہیں کرتی۔ پریشہ نے منہ بنایا۔ زرغام سیاہ کمر کے سوٹ میں ملبوس سیاہ مردانہ شال لیے ہوئے بیٹھا تھا۔ زرغام پریشہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔ اور پریشہ جیسے معصوم سے چہرہ بنا رہی تھی۔ اسے اس کا دل چاہ رہا تھا۔ کہ اسے چومے۔ لیکن وہ خود پہ قابو کرنے کی کرتے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ جو منہ بناتے ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔۔ زرغام نے لمبا سانس لیا۔۔ اور پریشے کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ پریشے نے اس کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ زرغام نے اس پہ وزن نہیں ڈالا ہوا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں سے ہوتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے زرغام اسے فراک کے اوپر سے ہی چھوتے ہوئے اس کے پیٹ تک آیا تھا۔۔ اور اس کی فراک اٹھا کر پریشے کے پیٹ پر لب رکھے۔۔ پریشے نے تھوک نگلا۔۔ ایک کس کر کے ہی اس بے جذبات جاگ چکے تھے۔۔ وہ تب تک نہیں جاتے جب تک وہ پریشے کے قریب نہ چلا جائے۔۔ اس نے یہ دو ماہ جیسے پریشے سے دور رہ کر گزارے تھے۔۔ یہ وہی جانتا تھا۔۔ زرغام پریشے کے لبوں کو شدت سے چومنے لگا۔۔ پریشے نے کسمکاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ زرغام نے اس کے لبوں کو چھوڑتے اسکی فراک کی زپ کھولی۔۔ اور اس کی کمر پہ ہونٹ رکھتا چلا گیا۔۔ اس کے کندھوں سے فراک کھسکاتے ہوئے اس کے سینے پر آرام آرام سے لب رکھنے لگا۔۔ اسکے دل میں پریشے کی طلب جاگ رہی تھی۔۔ پریشے کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔ ہر وقت تمھاری ماما ناراض رہتی ہے۔۔ اپنے پاس تک آنے نہیں دیتی۔۔ زرغام پریشے کے پیٹ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔۔ پریشے نے زرغام کے کندھے پہ مکہ مارا۔۔ زرغام اسی لمحے اس کے ہونٹوں کو چھوڑ گیا۔۔ پیچھے ہٹے۔۔ پریشے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ بہت دونوں بعد آج

ہاتھ آئی ہوں۔۔۔ آج کیسے جانے دو۔۔۔ زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ خود قریب نہیں آتے۔۔۔ میں نے کبھی منع نہیں کیا۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔۔ اب بھی ساتھ دو۔۔۔ زرغام ایک بات پھر سے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چومنے لگا۔۔۔ اب کی بار پریشے نے بھی اس کا ساتھ دینا شروع کیا تھا۔۔۔ زرغام کے ہاتھ اس کے وجود پہ رینگ رہے تھے۔۔۔ وہ بے باکی سے اسے چھوتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا۔۔۔ زرغام اس کی فراک اس کے وجود سے الگ کرتے اس کے وجود پہ جگہ جگہ ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ اپنی قمیض اتارتے ہوئے بیڈ پہ ہی دوسری طرف اچھالتے اس کی گردن کو جامنی کرنے لگا۔۔۔ جان آج برداشت کر لینا۔۔۔ آج تم سے دور رہا۔۔۔ تو مر جاؤ گا۔۔۔ زرغام اپنے اور پریشے کے درمیان ہر پردے کو گراتے اس کے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔ زرغام اس کے کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہوئے اس کے وجود میں داخل ہوا۔۔۔ پریشے کی جان نکلی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ زرغام دو ماہ بعد اس کے قریب آیا تھا۔۔۔ اور وہ اسے برداشت نہ کر سکی تھی۔۔۔ زرغام اس کے آنسو ہونٹوں سے چنتے اس کے وجود میں حرکت کرنے لگا۔۔۔ پریشے گہرے سانس لیتے ہوئے زرغام کے بالوں کو سہلانے لگی۔۔۔

کہاں تھی۔۔ غزنوی زل کو کمرے میں جاتے دیکھ کر بولا۔۔ کچن میں تھی۔۔ زل پنک
کمر کی گول قمیض جس پہ وائٹ کمر کا ہاتھ سے کام کیا گیا تھا۔۔ وائٹ کمر کا چوریدار

پاجامہ پہنے کڑاہی سے بھرا دوپٹہ سر پہ ٹکائے ہوئے تھی۔ کانوں میں وائٹ پنک کلر کے جمکھے ہاتھوں میں گلابی کلر کی چوڑیاں ہونٹوں لائٹ پنک کلر کی لیپ سٹک لگائے ہوئے تھی۔ آنکھوں پہ کاجل اور بالوں کا جوڑا بنائے کچھ بالوں کی لٹیں چہرہ پہ آرہی تھی۔ تمہیں کوئی احساس بھی ہے، میری زل کے تمہارا ایک عدد شوہر بھی

ہے۔ غزنوی نے اسے پلر کے ساتھ لگایا۔ وہ لاونج میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور لاونج میں کوئی نہیں تھا۔ سب کا ہی ایک ہوتے کسی کے دو دیکھے کبھی آپ نے۔ زل اپنی ہیزل گریں آنکھیں غزنوی کی نیلی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولی۔ مجھے کسی اور کو نہیں تمہیں دیکھنا ہے۔ غزنوی زل کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے

بولا۔ غزنوی۔ زل نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔ صبح کیا کہا تھا میری زل۔ غزنوی نے اس کے جمکھے کو انگھوٹھے سے چھیرا۔ آپ کی بیٹی یہی کہیں گھوم رہی ہے۔ زل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے تھے۔ ہم کمرے میں چلتے ہے۔ وہ مورے پاس

ہے۔ غزنوی نے زل کی گردن پہ سلگتے ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ زل نے بھی اس کی گردن کے گرد حصار بنا لیا۔ غزنوی اسے گود میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ میری زل کیا خیال ہے۔ غازیہ کو بہن بھائی دے۔ غزنوی نے زل کے ناک سے ناک مس کی۔ غزنوی آپ سنبھالے گے۔ میں نہیں سنبھالوں گی۔ زل نے نفی میں سر ہلایا۔ غزنوی گہرا مسکرایا۔ میں سنبھال لوں گا۔ لیکن تم پر اب صرف میرا حق ہے۔ غزنوی نے اس کی پیشانی سے سر ٹکاتے ہوئے پاؤں سے دروازہ کھولا۔ اور اندر

روم میں آتے ہوئے دروازہ بند کیا۔ اور زل کو گود میں اٹھائے بیڈ کی طرف
 بڑھا۔ زل کو بیڈ پہ لیٹاتے غزنوی اس پہ مکمل توڑ پہ حاوی ہوتے اس کے لبوں کا جام
 لینا لگا۔ جس میں زل شرماتے ہوئے تھوڑا تھوڑا اس کا ساتھ دینے لگی۔ زل کے ہاتھ
 غزنوی کے بالوں کو سہلا رہے تھے۔ غزنوی بیڈ پہ ہوتے زل کو خود پہ کرتے اس کا
 دوپٹہ اس کے سر سے اتارتے ہوئے بیڈ پہ رکھا۔ اور اس کی کمر پہ ہاتھ الجھتے اس کی
 ڈوریاں کھولنے لگا۔ زل کی کمر پہ اس کا ہاتھ بے باکی سے چلتے اس کی ڈوریاں کھول
 چکا تھا۔ اب غزنوی کا ہاتھ اس کی برہنہ کمر کو بے باکی سے چھونے لگا۔ غزنوی نے
 جھکتے ہوئے زل کی گردن پر دانت گاڑھے تھے جس پہ زل کی سسکی بے ساختہ تھی۔
 غزنوی نے رخ بدلتے ہوئے زل کو اپنے نیچے کیا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا ہاتھ
 پورے استحقاق سے زل کے بدن پر گردش کر رہے تھے۔ زل نے اپنی سانسیں
 روکتے محسوس کرتے ہوئے غزنوی کے سینے پہ مکے مارے تھے غزنوی نے زل کی
 سانسوں کو رہائی بخشی۔۔۔ میری شرٹ کے بٹن کھولو۔ غزنوی نے خمار آلود لہجے سے
 کہا تھا۔۔۔ زل نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔ کھولو۔۔۔ غزنوی نے اب کی بار
 سرد لہجے میں کہا تھا وہ جانتا تھا اس نے اپنی بیوی کو کیسے منوانا ہے۔۔۔ زل نے شرم
 سے سرخ پڑتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے تھے
 ۔۔۔ غزنوی نے سارے بٹن کھولتے ہی ایک جھٹکے سے اپنی شرٹ اپنے وجود سے الگ
 کی تھی۔۔۔ اور زل کو بھی فراک کے بوجھ سے آزاد کیا تھا۔ زل کا چہرہ ٹماڑ کی

طرح سرخ پرا تھا۔۔۔ زل کے لبوں پہ جھکتے غزنوی نے زل کی دھڑکنوں کو اس واحد پردے کے بوجھ سے بھی آزاد کیا تھا۔۔۔ زل کی برہنہ ہوئی دھڑکنوں کو دیکھتے غزنوی اس کی دھڑکنوں پہ جھکا دانت گاڑتے زل کو سسکنے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔ غزنوی نے ہاتھ بڑھاتے سائڈ ٹیبل پہ پڑا ریموٹ پکڑا اور کمرے کی لائٹس آؤف کی۔۔۔ ڈیم سی لائٹ آون کرتے ریموٹ سائڈ پہ رکھا تھا۔۔۔ اب کمرے کی لائٹس بس اتنی ڈم تھی کہ وہ قریب ایک دوسرے کا چہرا دیکھ سکتے تھے۔۔۔ غزنوی نے ہاتھ بڑھاتے خود کو اور زل کو ہر پردے سے آزاد کیا اور اس پہ مکمل طور پہ حاوی ہوتا دو جسم ایک جان کر گیا۔۔۔ کمرے میں غزنوی کی بھاری سانسوں اور زل کی سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_117

فجر کی اذان کے ساتھ ہی پورا مکہ جیسے نور میں نہا گیا تھا۔ آسمان پر صبح صادق کی روشنی، کالے پہاڑوں کے پیچھے سے جھانکتی تھی۔ مسجد الحرام کے میناروں سے بلند ہوتی اذان کی صدا دل کو ہلا دینے والی تھی، جو ہر مکین کو بیدار کر رہی تھی۔

ہر طرف عید کی ایک مخصوص مہک بسی ہوئی تھی۔ غسل کر کے، سفید کپڑوں میں ملبوس لوگ قافلوں کی صورت مسجد کی جانب رواں تھے۔ بچوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے، اور مرد و زن کے چہروں پر ایک عجیب سی طمانیت تھی — جیسے یہ دن کسی وعدے کی تکمیل جیسا ہو۔

مسجد الحرام کے صحن میں سیاہ و سفید لباسوں کا ایک سمندر موجزن تھا۔ حرم کے فرش پر بیٹھے لوگ، عید کی تکبیریں پڑھتے، ایک عجیب روحانی کیف میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کعبہ شریف کے گرد طواف کرتے چہروں پر آنسوؤں کی نمی بھی تھی اور لبوں پر مسکراہٹ بھی۔ عید کا دن تھا، اور یہ وہ جگہ تھی جہاں رب کے سب مہمان جمع تھے۔

ہوا میں ہلکی سی گرمی تھی، مگر دلوں میں ایک ٹھنڈک اتری ہوئی تھی۔ فرشتے جیسے خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ جب امام نے عید کی نماز پڑھائی تو مسجد میں ایک خاموشی چھا گئی، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ سجدے میں جھکتے ہوئے ہزاروں دل ایک ساتھ دھڑک رہے تھے۔۔۔

مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ کے سائے میں — شوہر اور بیوی کی خاموش محبت تھی۔۔۔
حرم شریف کا سفید سنگِ مرمر سورج کی کرنوں سے چمک رہا تھا۔ ہزاروں لوگ اپنے رب کے سامنے جھکے ہوئے تھے، اور انھی میں دو وجود... آریان اور صوفیہ... جنہیں تقدیر نے پھر سے ایک مضبوط رشتے میں باندھ دیا تھا — شوہر اور بیوی کا سب سے قریبی

رشتے۔۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے گھر جڑا تھا۔۔ دونوں پھر سے ایک ہو گئے تھے۔۔ اریان کی دعائیں پوری ہوئی تھی۔۔ اس کی سچی توبہ کا یہ نتیجہ تھا۔۔ سفید احراموں اور خوشبوؤں سے معطر فضا میں آریان نے صوفیہ کے ساتھ مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ آج اُس کی زندگی کی پہلی عید تھی، جس میں وہ اپنے دل میں سچائی، محبت اور سکون لے کر کھڑا تھا۔

نمازِ عید کے بعد، دونوں کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آریان کی آنکھوں میں نمی تھی، مگر چہرہ پر سکون اور شکر کی ایک روشنی تھی۔

"یا اللہ... آج تیری طرف لوٹے ہوئے شخص کی عید ہے..."

میں وہ آریان نہیں رہا جو گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

تُو نے مجھے اپنی طرف پلٹنے کی توفیق دی، اور پھر...

تُو نے صوفیہ دے دی... اُس محبت کو جو صرف تیری رضا میں بسی ہوئی ہے۔ "آریان نے ہاتھ اٹھائے ہوئے دل سے کہا تھا۔

صوفیہ کی انگلیاں تسبیح پر چل رہی تھیں، اور دل دھڑک رہا تھا جیسے ہر دھڑکن میں "اللہ" کا نام لکھا ہو۔ صوفیہ نے اُس کی طرف دیکھا، خاموش مگر جانتی تھی کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ اس نے آہستہ آریان کا ہاتھ تھامنا چاہا۔ لیکن پھر وہ ہاتھ پیچھے کر

چکی تھی۔۔ یہ عید تمہاری نئی زندگی کا پہلا تحفہ ہے۔ صوفیہ مدھم سی آواز تک بولی تھی۔۔ جو باآسانی آریان کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"میری زندگی کا سب سے بڑا تحفہ ... تم ہو۔ اور تمہارا رب کے ساتھ میرا رشتہ، جو آج اور مضبوط ہو گیا۔ تم مجھے خدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہوں۔۔" آریان نے مسکرا کر کہا تھا۔۔ پھر آریان نے دوبارہ سے سر جھکا لیا۔۔ "یا رب ... میں توبہ کرتا ہوں، ایک بار پھر ... خلوصِ دل سے۔ نہ صرف ماضی کی خطاؤں سے، بلکہ اس بات سے بھی کہ کبھی تیرے دیے ہوئے اس عظیم تحفے کو کم سمجھا تھا۔۔ میں سمجھ نہیں پایا۔۔ میں دنیا کی گمراہی میں گم تھا۔۔ تیری رحمت سے دور تھا۔۔ میں اس عظیم تحفہ کو سمجھ نہ پایا۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔ مجھے ہمیشہ صوفیہ کی عزت کرنے کی توفیق دے، اور میرے دل کو اپنے نور سے ہمیشہ منور رکھ۔" آریان نے آنکھیں بند کر دعا کی تھی۔۔

فضا میں تکبیریں گونج رہی تھیں، مگر آریان کے دل کی تکبیر صوفیہ کے چہرے پر چمک رہی تھی۔

صوفیہ خاموشی سے بیٹھی سر جھکائے، تسبیح پڑھ رہی تھی۔۔ جس کے دانے انگلیوں سے گزرتے جا رہے تھے۔ مگر دل ... دل کسی اور دھڑکن سے جڑا تھا۔

آریان اُس سے چند قدم کے فاصلے پر بیٹھا، خانہ کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک سکون تھا ... مگر دل میں ایک خواہش "کاش وہ میری آنکھوں سے

میری سچائی پڑھ پائے۔" وہ دھیرے سے بولا، آواز صرف صوفیہ کے کانوں تک پہنچی تھی۔ جس سے صوفیہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔ "میں نے رب کے گھر میں تمہیں مانگا تھا... اور رب نے تمہیں میری زندگی بنا دیا۔" آریان نے تھوڑا سا سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے نگاہیں اٹھا کر اُس کی طرف نہیں دیکھا... مگر اُس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔۔۔ "تمہاری بیوی ہوں، پر دل اب بھی ڈرتا ہے... محبت ہے، مگر یقین نہیں آتا۔" صوفیہ کے دل سے آواز آئی تھی۔ جو اس کے ہونٹوں سے ادا ہوئی تھی۔ "یہ وہ جگہ ہے جہاں جھوٹ، دھوکہ، فریب سب مر جاتا ہے... اور سچائی کو رب کے دربار میں جگہ ملتی ہے... آریان نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا اور آہستہ کہا۔ سب اپنی عبادت میں مگن تھے۔

صوفیہ کے آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ گئے۔ "تو کیا واقعی... میں آریان کی دعاؤں کا حاصل ہوں؟ صوفیہ نے خود سے سوال کیا تھا۔ آریان کی خاموش مسکراہٹ میں پوری کائنات کی گواہی تھی۔

"نہ صرف دعاؤں کا حاصل... بلکہ رب کی رضا کا جواب ہو تم۔"

آریان نے پھر سے مدھم سی آواز میں کہا۔ کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جن میں نہ لفظ بولتے ہیں، نہ ہاتھ چھوتے ہیں...

بس دو دل، رب کے دربار میں ایک ساتھ جھک جاتے ہیں۔

اور شاید... یہی اصل محبت ہوتی ہے۔ یقین اور خاموشی کے سنگم پر کھڑی صوفیہ کی آنکھوں سے ایک اور آنسو گرا... لیکن اس بار وہ آنسو دکھ یا الجھن کا نہیں، بلکہ شکر اور سکون کا تھا۔ وہ لمحہ، جب خانہ کعبہ کے سائے میں کھڑے ہو کر دل کی ہر دھڑکن میں اللہ کی موجودگی محسوس ہوتی ہے... وہ لمحہ صوفیہ کی زندگی کا نقطہ آغاز بن گیا۔ آریان نے اس کے ہاتھ کو ہولے سے تھاما... بالکل احترام سے، جیسے کوئی کسی مقدس چیز کو چھوتا ہے۔

"صوفیہ، ہم نے جو کچھ پایا، وہ ہماری چاہت سے نہیں... رب کی عطا ہے۔ اور عطا وہی کرتا ہے جو دلوں کو جانتا ہے۔"

صوفیہ پہلی بار بے ساختہ مسکرائی۔ وہ مسکراہٹ، جو برسوں کی تلاش، تکلیف اور تنہائی کا جواب تھی۔

"اور تم؟" صوفیہ نے نرمی سے پوچھا، "تمہیں کیسے یقین آیا کہ میں..."

آریان نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا، اور پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "جس روز تمہاری آنکھوں میں پہلی بار رب کا خوف دیکھا تھا... اُس دن دل نے گواہی دی کہ یہ لڑکی دنیا سے نہیں... دعا سے آئی ہے۔"

فضا میں ظہر اذان کی آواز گونجی۔ وقتِ نماز تھا۔ صوفیہ نے سر پر دوپٹہ درست کیا، آریان نے آنکھوں میں تشکر کے چراغ جلائے، اور دونوں رب کے حضور جھک گئے۔

نماز کے بعد، صوفیہ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ دل میں کچھ تھا جو لفظوں میں نہیں ڈھلتا تھا۔ ایک سکون، ایک گہری خاموشی... جیسے برسوں کی بھٹکتی ہوئی روح کو آخر کار گھر مل گیا ہو۔۔۔ جب وہ اور آریان حرم سے باہر آئے، مکہ کی گلیاں چپ تھیں، لیکن ان کے دلوں میں جیسے آیات کی بازگشت گونج رہی تھی۔ ہوٹل واپسی کے سفر میں، صوفیہ کی نظریں بار بار آسمان کی طرف اٹھتی رہیں، جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہوں۔۔

"آریان؟" صوفیہ نے آہستہ کہا۔ "ہمم؟" آریان پر سکون سے انداز میں بولا۔ "میں کچھ کہنا چاہتی ہوں، لیکن ڈرتی ہوں... کہ کہیں تم بدل نہ جاؤ۔" ایک ڈر تھا۔ جو صوفیہ کے دل میں تھا۔۔

آریان رکا۔ "بدلا تو صرف ایک بار تھا، جب تم زندگی میں آئیں... اب اور کچھ نہیں بدلے گا۔" کہو۔ "آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں کہا تھا۔ مجھے امید ہے۔۔ کہ تم یہی میرا ہاتھ تھامے رکھو گے۔" صوفیہ ایک امید سے بولی تھی۔۔ آریان بے ساختہ مسکرا گیا۔۔ میں تمہیں ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھوں گا۔ ایک پرسکون سی مسکراہٹ لیے آریان نے جواب دیا تھا۔۔

مکہ مکرمہ کی رات، آسمان ستاروں سے جگمگا رہا تھا... مگر المیر خان کی آنکھوں میں صرف ایک سوال تھا—

"کیا محبت صرف دعا سے جیتی جاتی ہے، یا دل کی زمین پر بھی اس کا حق ہوتا ہے؟"

وہ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھا، تھکا ہوا، ٹوٹا ہوا، اور شاید... خالی ہاتھ۔

کعبہ کے سائے تلے، وہ نوجوان سجدے میں گرا تھا۔ آنکھیں بند تھیں، لب تھرتھرا رہے تھے اور دل کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔

"یا رب... تو جانتا ہے، میں نے اس سے کیسا عشق کیا... کیسی وفا کی ہے..."

المیر خان، جو دنیا کے سامنے مضبوط، پُر عزم اور صابر تھا، مگر رب کے سامنے ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا اور بے قرار۔

کعبہ کے سامنے، المیر خان کا سجدہ طویل ہوتا جا رہا تھا۔

لبوں پر ایک ہی نام تھا: "نمل" اور دل میں صرف ایک خواہش۔

"یا رب... اس کے دل میں میرے لیے محبت ڈال دے... میری بیوی ہے، میری تقدیر ہے، لیکن اس کا دل میرا نہیں۔"

المیر خان کی آواز لرز رہی تھی۔۔ "یا اللہ... جس کا نام میرے نکاح میں لکھا، وہ میری دنیا ہے۔ مگر میں اُس کے دل میں کہیں نہیں۔ میں نے اس کا لمس پایا، مگر دل کی وابستگی نہیں.... میں نے اس کے ساتھ وقت گزارا، مگر رشتہ نہیں جیتا... یا رب، تُو دلوں کا حال جانتا ہے... میری بیوی ہے، میری عزت ہے، میری محبت ہے... بس تُو اس کے دل کو بدل دے... اگر یہ رشتہ تیرے نام پر جڑا ہے، تو اس میں محبت بھی تُو ہی ڈال دے۔" المیر خان نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔

المیر خان طواف مکمل کر چکا تھا۔ دل بو جھل تھا، قدم جیسے خود بخود چل رہے تھے۔ وہ مقام ابراہیم کے قریب آیا، نماز پڑھی، اور پھر کعبہ کے سائے میں بیٹھ گیا... جہاں دنیا کی ہر صدا دب جاتی ہے اور دل کی سسکیاں رب تک پہنچتی ہیں۔۔ وہ سیاہ چادر کو دیکھتے ہوئے بس خاموش رہا، جیسے ہر لفظ اس کے اندر کہیں گم ہو گیا ہو۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

"یا اللہ... تو جانتا ہے میں نے اسے صرف تیرے نام پر اپنایا۔ اُس کے دل کو کبھی قابو میں نہیں کیا، بس چاہا کہ محبت ہو جائے... تیرے حکم سے... تیرے نام سے۔" ہونٹوں سے لرزتی آواز نکلی۔۔ ہجوم تھا، لیکن المیر کی تنہائی مکمل تھی۔۔ وہ دیوارِ کعبہ سے لگ کر بیٹھ گیا، سر جھکا لیا۔۔

"مجھے اس کا بدن ملا یا رب، پر اس کا دل نہیں... اس کے لمس میں بیگانگی تھی، اس کی آنکھوں میں میرے لیے اجنبیت۔ میں ہر رات یہی سوچتا ہوں... کیا یہ رشتہ صرف نکاح کی ایک سطر ہے؟ یا اس میں بھی کوئی جان ڈالے گا؟"

اس نے آسمان کی طرف دیکھا — آنسو صاف کرتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔ "میں ہار گیا ہوں، پر تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر یہ رشتہ تیرے قلم سے لکھا ہے... تو اس میں محبت بھی تو ہی ڈال دے۔ اگر نہیں... تو مجھے صبر دے، قرار دے۔" کچھ لمحے یونہی بیت گئے۔ اذان کی آواز بلند ہوئی۔۔۔ المیر نے خود کو سجدے میں گرا دیا۔ زمین ٹھنڈی تھی، مگر اس کے اندر کی آگ کچھ مدھم ہو چکی تھی۔ پہلی بار، دعا کے بعد، اس کے دل میں ایک عجیب سی خاموشی اُتری۔ شکوے اب بھی تھے، لیکن اب اُن کے ساتھ ایک تسلیم بھی آ گئی تھی۔۔۔

مکہ کی سفید عمارتیں سنہری دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ خانہ کعبہ کے گرد لوگ دھیرے دھیرے چل رہے تھے۔ ہر چہرے پر ایک الگ کیفیت تھی — کہیں شکر، کہیں گریہ، کہیں عاجزی۔

المیر خان احرام میں نہیں تھا، مگر اُس کا وجود ویسے ہی بے لباس سا لگ رہا تھا —
جیسے دنیا کی ساری تہیں، ساری تکلفات وہیں کہیں رہ گئے ہوں۔ آج عید تھی، مگر اس
کے دل میں کوئی خوشی نہ تھی، بس ایک گہری کمی، ایک خاموش فریاد۔

وہ مطاف کے کنارے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا، کعبہ کی سمت نظریں جمائے، خالی
خالی آنکھوں سے۔ اُسے یاد تھا: پچھلے سال کی عید، اریہ نے سفید جوڑا پہنا تھا۔ بال
سمیٹے، خاموش نظروں سے بس یوں دیکھا تھا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو۔ اور آج، وہی اجنبی
احساس مکہ میں بیٹھے المیر کے اندر گھر کر چکا تھا۔

عصر کی اذان بلند ہوئی۔ مؤذن کی آواز فضا میں گونجی:

"اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ..."

المیر کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔ وہ اٹھا، مگر مسجد کے اندر جانے سے پہلے
ایک لمحے کو رُک گیا۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور آسمان کی طرف دیکھا۔

"یا رب... عید کا دن ہے... سب کو خوشیاں نصیب ہوئیں، میں صرف تجھے لے کر یہاں
آیا ہوں۔ لوگوں نے اپنوں کو گلے لگایا، میں تیری دیوار سے لپٹ گیا۔ اگر میری بیوی
کا دل میرا نہیں... تو تو ہی کافی ہے میرے لیے۔ مگر اگر یہ رشتہ تیرے لکھے میں
ہے... تو مجھے ٹوٹنے سے بچا لے۔ تو مجھے کہیں کھو دینے سے بچا لے، یا رب۔" اس کے
ہونٹ کپکپائے، دل تھر تھرایا۔۔۔

پھر وہ سجدے میں گرا — کعبہ کے صحن کی سفید ٹھنڈی سنگ مرمر پر — جہاں دنیا خاموش ہو جاتی ہے، اور انسان کا دل رب کے سب سے قریب ہوتا ہے۔ عصر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ المیر نے صف میں جگہ لی۔ اس کے چہرے پر نور سا تھا، مگر آنکھوں میں ایک دعا اب بھی پناہ مانگ رہی تھی۔۔

عصر کی نماز ختم ہو چکی تھی۔ المیر کچھ لمحے وہیں سجدے کی حالت میں رُکا رہا۔ صفیں آہستہ آہستہ خالی ہو رہی تھیں، مگر وہ جیسے وقت سے کٹ گیا تھا۔ آنکھیں بند کیے، دل کی گہرائیوں سے کچھ مانگتا رہا — شاید صبر، شاید تسلی، یا شاید اپنی بیوی کا وہ دل جو اتنے وقت سے اس کے قریب ہو کر بھی اس کا نہیں ہوا تھا۔

جب وہ اُٹھا، تو آسمان پر سورج مغرب کی طرف جھکتا جا رہا تھا، روشنی دھیرے دھیرے سنہری ہو رہی تھی، کعبہ کے صحن کی سفید سنگ مرمر پر اُس سنہری روشنی کا عکس تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو چکے تھے، مگر دل میں ایک سکون سا اُتر آیا تھا۔

"یا رب... اگر نمل میری تقدیر میں نہیں... تو میری محبت کا انجام تو لکھ دے، کسی عبادت کی طرح۔"

لیکن اگر وہ تیرے لکھے میں میری تھی...

تو کسی دن ... کسی لمحے ... میرے سینے سے لگا دے،

کہ میں نے اس کے لیے اپنی ہر عید تنہا گزاری ہے۔

تو بہتر فیصلے کرنے والا ہے۔۔ میرا بھی فیصلہ کر دے۔۔"

المیر کی آنکھیں بھر آئیں، مگر اس بار وہ آنسو بوجھ نہیں تھے۔۔ اس نے اپنا فیصلہ اللہ پہ
چھوڑا تھا۔۔

کعبہ کا صحن اپنے پورے جلال میں چمک رہا تھا، اور رات جیسے ہر دل کے بھید اپنے
سینے میں سمیٹے خاموش کھڑی تھی۔ اریان اور صوفیہ ساتھ ساتھ چل رہے تھے، دھیرے
دھیرے، اس مقام پر جہاں الفاظ کم اور احساس زیادہ بولتے ہیں۔

"کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ جو بات دل میں ہے ... وہ کسی سجدے میں رب خود سن
لے، بغیر میرے کہے۔" صوفیہ نے آسمان کی طرف دیکھا، اور بولی۔ "کبھی کبھی رب کچھ
دلوں کو ایسے جوڑ دیتا ہے، کہ زبان کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔" اریان نے ہلکی سی
مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔۔ اریان روکا۔۔

"نبی ﷺ نے فرمایا:

’الارواح جنود مجنونة، فما تعارف منها ائتلف، وما تنافر منها اختلف‘

یعنی 'روحیں لشکروں کی مانند ہیں، جو ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں، وہ قریب ہو جاتی ہیں، اور جو نہیں پہچانتیں، وہ جدا رہتی ہیں۔'

صوفیہ کی آنکھوں میں نمی آگئی، لیکن اس کے ہونٹوں پر ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔۔

"تو کیا ہماری روحیں... ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں، آریان؟"

اس نے بہت دھیرے سے پوچھا۔ آریان نے کعبہ کی طرف دیکھا۔۔

"اگر یہ رب کی پہچان ہے، تو پھر ضرور... یہ پہچان محض دنیاوی نہیں، بلکہ ابدی ہے۔" آریان کعبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور پھر دونوں نے ایک ساتھ عشاء کی اذان پر سجدہ کیا۔۔

دو روحیں، ایک مقدس مقام، اور وہ پہچان جو زبان سے نہیں، صرف دل اور دعا سے ہوتی ہے۔۔۔

مدینہ... جہاں فضا میں نرمی ہے، جہاں محبت ادب اوڑھ لیتی ہے، جہاں دل رب سے بڑھ کر رسولِ خدا ﷺ کی طرف جھکنے لگتا ہے۔۔۔ مدینہ کی گلیوں میں وہی سکون تھا جو مکہ کی شدتوں کے بعد دل کو چُپ کرا دیتا ہے۔۔

صوفیہ ننگے پاؤں، آہستہ آہستہ مسجدِ نبوی ﷺ کی دیوار کے سائے میں چل رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کالی تسبیح تھی، ہونٹ بے آواز، لیکن آنکھوں میں کوئی دعا بار بار جاگ رہی تھی۔

پیچھے سے آریان آیا، اور دونوں ایک جگہ جا بیٹھے۔ مسجد کے قریب اُس سنگِ مرمر کی سیڑھی پر جہاں زائرین آ کر کچھ دیر خاموشی سے بیٹھتے ہیں۔ کچھ دیر دونوں نے کچھ نہ کہا۔ "یہاں آ کر دل کو سمجھ آتی ہے... کہ محبت میں بھی ادب ہونا چاہیے۔ بے خوفی نہیں، خاموشی چاہیے۔" پھر آریان نے آہستہ سے کہا۔ "محبت اگر سچی ہو... تو وہ اپنے نصیب پر یقین رکھتی ہے، شور پر نہیں۔" صوفیہ نے ہلکا سا سر ہلایا۔ آریان نے دور روضہ رسول ﷺ کی طرف دیکھا، اور دھیرے سے بولا۔۔۔

"*نبی ﷺ نے فرمایا:

’المرء مع من أحب‘

یعنی: ’انسان اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔‘

صوفیہ کی آنکھوں میں کچھ لرز نے لگا۔ کیا واقع ہی آریان مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے۔۔۔ صوفیہ نے خود سے سوال کیا تھا۔ جس کا جواب ہاں میں ہی آیا تھا۔ پھر وہ کچھ کہے بنا ہی اپنے ہوٹل کی طرف بڑھ گئی۔ آریان بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے

چل دیا۔ وہ جانتا تھا۔ تھوڑا وقت لگے گا۔ وہ اسے سمجھ جائے گی۔ اور آریان اسے
وقت دینا چاہتا تھا۔۔۔

ورشائ ابھی ہی نیچے روم میں آئی تھی۔ جان عالم بیڈ پہ بیٹھا کسی سے کال پہ بات کر
رہا تھا۔ ورشائ مسکراتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھی۔ اور جان عالم کے پاس آکر بیٹھ
گئی۔ لیکن جان عالم نے اس پہ کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔ ورشائ کچھ دیر یوں ہی بیٹھی
رہی۔ پھر کچھ سوچتے جان عالم کی بازو کے نیچے سے سر گزارتے اس کی طرف دیکھنے
لگی۔ جان عالم نے اب کی بار ورشائ پہ ایک نظر ڈالی تھی۔ اور موبائل دوسرے کان
سے لگایا تھا۔ ورشائ نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی ہلکی ہلکی بیرڈ پہ انگلیاں
رکھی۔ اور پھر اس کی ٹھوڑی پکڑتے یہاں وہاں تھوڑا سا میوہ کرنے لگی۔ جس جان
عالم کے ہونٹوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ جان خان۔ ورشائ نے جان عالم
کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ جسے جان عالم نے پکڑتے نیچے کیا۔ ورشائ نے پھر سے جان
عالم کے عارض پہ ہاتھ رکھتے جان عالم کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ جان عالم نے تھورا سا
سر نیچے جھکایا تھا۔ ائی لو یو۔ ورشائ مسکراتے ہوئے بولی۔ پھر جان عالم کے سینے میں
چہرہ چھپا گئی۔ جان عالم کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہ کال پہ بات کر رہا تھا۔ زیادہ
کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ ورشائ جو کہ جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے

تھی۔۔ جان عالم کے کسی بھی ریکشن کو نہ پاتے اس نے چہرہ اس کے سینے سے باہر نکالتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھنے لگی۔۔

ورشائ کی نظریں اب بھی جان عالم کے چہرے پر تھیں۔

اس کی آنکھوں میں ایک خفگی تھی، لیکن وہ اسے چھپا کر شوخی میں بدل رہی تھی۔۔ جان عالم کا انگور کرنا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ جان عالم اب بھی کال پر مصروف تھا، مگر اس کی نگاہیں بے اختیار اپنی جانا حیات کی طرف کھینچتی جا رہی تھیں۔۔ ورشائ نے آہستگی سے اُس کے ہاتھ پر اپنی انگلیوں سے کچھ لکھا — شاید "I

love you" —

اور پھر نظریں نیچی کر لیں، جیسے کوئی سزا مانگ رہی ہو۔۔ کیونکہ وہ اسے خفا کر کے کمرے سے نکلی تھی۔۔ جان عالم کی کال پہ بات کرتے ہوئے آواز اب دھیمی پڑ گئی تھی۔۔ اس نت آہستہ سے کال بند کر دی۔۔ فون میز پر رکھ دیا، اور ورشائ کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔۔ بس اتنی سی بات تھی؟ وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔ میرے لیے 'اتنی سی بات'؟ آپ کے دل کا پورا کمرہ مانگ رہی ہوں اور آپ کال پہ لگے ہوئے ہے؟ ورشائ نقلی خفگی سے بولی۔۔ جان عالم نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ اسے قریب کیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

I love you too.

تو سن لوں اب... لیکن ذرا کم خفا ہوا کرو، زیادہ سن لیا کرو... میرے دل میں تو ہر وقت شور مچاتی ہوں۔۔۔ بس اپنا نام ہی سن نہیں پاتی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے بالوں میں انگلیاں سہلائی۔۔۔

ورشاں کی ہنسی نکل گئی۔ تو کیا میں واقعی آپ کے دل کی آواز ہوں؟ اس نے شرارت سے پوچھا۔۔۔ تم میرے دل کی آواز نہیں... تم خود میرا دل ہو، جان حیات۔۔۔ جب تم ناراض ہوتی ہو، لگتا ہے دھڑکن رو گئی ہے۔ اور جب تم یوں میرے سینے سے لگتی ہو... لگتا ہے دنیا حسیں ہے۔ جان عالم نے اس کی ٹھوڑی پکڑی اور آہستہ کہا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے جان عالم کے سینے میں دوبارہ چہرہ چھپا لیا۔۔۔ مگر اس بار وہ خاموش نہ تھی... وہ پوری طرح مطمئن تھی۔۔۔ چند لمحے خاموشی میں گزرے۔۔۔ ورشاں نے آہستہ سے سر اٹھایا۔۔۔ "کبھی کبھی دل چاہتا ہے، وقت یہیں ختم جائے... ورشاں دھیرے سے بولی۔۔۔ اور تم ہمیشہ ایسے ہی میری بانہوں میں رہو؟" تو ٹھیک ہے... وقت نہیں ختمے گا، لیکن میں تھام لوں گا تمہیں... ہر لمحے، ہر دن، ہر رات۔۔۔ جان عالم نے مسکرا کر کہا۔۔۔ ورشاں اب جان عالم کے بازو کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ خاموش، جیسے کسی سوال یا جواب کی منتظر ہو۔

جان عالم اپنا فون چیک کر رہا تھا۔ بار بار نوٹیفکیشنز، کالز... جیسے دنیا اسے ورشاں سے چھیننے کی کوشش کر رہی ہو۔

کبھی کبھی لگتا ہے میں آپ کے لمحوں میں نہیں، بس فرصت میں آتی ہوں... ورشاں
 نے دھیرے سے کہا۔۔ جان عالم رُکا۔ اس نے فون نیچے رکھا، اور ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔ ایسا کیوں لگا؟ میں تو یہاں ہوں، تمہارے ساتھ۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ ہونا اور پوری طرح ہونا، دو الگ باتیں ہیں، جان
 خان۔۔۔ میں آپ کے بازو سے لگی ہوں، لیکن آپ کی آنکھیں کسی اور دنیا میں
 ہیں۔۔ ورشاں کی ہلکی خفگی سے بولی۔۔ خاموشی چھا گئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی
 تھوڑی پکڑی۔۔ تم جانتی ہو، میں بے حد محبت کرتا ہوں... لیکن میں تمہارے لفظوں کی
 طرح نرم نہیں، میں شاید محبت چھپانے والا مرد ہوں... کہنے والا نہیں۔۔ پر تم جو محسوس
 کرتی ہو... وہ جھوٹ نہیں۔۔ مگر میں ہر کوشش کرتا ہوں۔۔ کہ میں تمہیں اپنی محبت کا
 احساس کرواؤں۔۔ جان عالم نے آہستہ سے کہا۔۔ وہ دونوں بول چکے تھے۔۔ کہ تھوڑی
 دیر پہلے ناراض تھے۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ پھر کبھی کبھی... تھوڑا سا
 بول لیا کرے، یہ دل صرف خاموشی سے نہیں مانتا، کبھی کبھی یقین کے لیے لفظ بھی
 چاہیے ہوتے ہیں۔۔ وہ روئی نہیں، بس ہلکے سے بولی تھی۔۔ جان عالم نے اس کے گرد
 حصار بنایا ہوا تھا۔۔ لیکن اس نے اسے بے باکی سے بالکل نہیں چھوا تھا۔۔ صبح جو

ہوا۔ اس سے اسے اندازہ ہوا تھا۔ کہ ورشاں شاید اس کے قریب نہیں انا
 چاہتی۔۔ ورشاں نے کچھ دیر بعد اٹھی، اور بالکنی کی طرف چلی گئی۔ بارش کی نمی ہوا میں
 تحلیل ہو رہی تھی۔۔ یا رب۔۔ یہ شخص کم گو ہے، سخت ہے، ضدی ہے... لیکن میرے

ہے۔ اگر میری چاہت سچی ہے، تو مجھے ان کی خاموشی سمجھنے کا ہنر دے۔۔۔ اور اس کے دل تک پہنچنے کا صبر بھی۔ وہ بہت بدل گئے ہے۔۔۔ مگر میں نہیں جانتی کیوں وہ پہلے جیسے ہو رہے ہے۔۔۔ کچھ ہی لمحے بعد، جان عالم بالکنی میں آیا۔۔۔ پیچھے سے آ کر ورشاں کے کندھوں پر چادر رکھی۔۔۔ تم مجھے ہر بار سمجھنے کی کوشش کرتی ہو، پر شاید اب وقت ہے۔۔۔ کہ میں تمہیں محسوس کرنا سیکھوں۔ جان عالم نے بس اتنا کہا۔۔۔ ورشاں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔۔۔ پر دل میں سکون اتر چکا تھا۔۔۔ نا جانے کیوں جان عالم ہمیشہ اس کی بات پہ ہمی بھر دیتا تھا۔۔۔ اور ورشاں کو ایسا محسوس ہوتا تھا۔۔۔ جیسے وہ غلط ہی نہیں۔۔۔ ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ ہر دفعہ وہ اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا۔۔۔ لیکن وہ کتنے سکون سے بول گیا تھا۔۔۔ کہ اسے اپنی محبت کا اظہار کرنا نہیں آتا۔۔۔ اور یہی بات تھی۔۔۔ کہ ورشاں خود کو غلط نہیں سمجھتی تھی۔۔۔ اور جان عالم سے ہر بات منوالیتی تھی۔۔۔ اور وہ بھی کرتا تھا۔۔۔ جان عالم اسے اپنی گود میں اٹھاتے اندر آیا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔۔ اور پھر مسکرانے لگی۔۔۔ جان عالم نے اسے کا کر بیڈ پہ لٹایا۔۔۔ اور خود بھی ساتھ ہی لیٹ گیا۔۔۔ اور اس کے بال سہلانے لگا۔۔۔ جس سے ورشاں کچھ ہی دیر میں نیند وادیوں میں چلے گئی۔۔۔ کاش تم سمجھ سکوں۔۔۔ کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں جان حیات۔۔۔ اور تمہیں دیکھتے ہی میرے جذبات بے قابو ہو جاتے ہے۔۔۔ جس سے میں تمہاری طرف کھینچا چلا آتا

ہوں۔۔ لیکن تم سمجھ نہیں پاتی۔۔ کب میچور ہو گی میری جان حیات۔۔ جان عالم نے اس
کی پیشانی کو چوما۔۔۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_117

آریان صوفیہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوٹل میں ہی روکے ہوئے تھے۔۔ وہ جب ہوٹل
آئے تو کچھ دیر آرام کرنے کے بعد دونوں مکہ آگئے تھے۔۔ رات کا وقت تھا۔ مکہ
مکرمہ کی فضا میں عجیب سی خاموشی اور نور چھایا ہوا تھا۔ مسجد الحرام کی چھت پر بیٹھا
آریان خاموشی سے کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں نمی، دل میں شکر اور لبوں
پر خاموش دعائیں تھیں۔

"اے میرے رب... تو نے مجھ پر کتنا کرم کیا... میں کہاں بھٹکا ہوا تھا، اور تُو نے
مجھے صراطِ مستقیم پر واپس بلایا۔ میری توبہ سنی، میری آنکھوں سے بہنے والے آنسو قبول
کیے... اور پھر... صوفیہ عطا کی... ایک ایسی عورت جو تیری یاد سے دل کو روشن رکھتی
ہے۔" اس کے دل سے آواز آئی تھی۔ آریان نے آسمان کی طرف دیکھا، جیسے رب

سے براہِ راست بات کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر سکون تھا، جیسے کسی طوفان کے بعد ساحل پر پہنچنے والے مسافر کو ہوتا ہے۔ یا اللہ! تیری رحمت نے مجھے گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر صوفیہ جیسے نور کے پاس پہنچا دیا... میں تیرا شکر ادا کروں بھی تو کیسے؟" اس نے آہستہ کہا۔ اسی لمحے صوفیہ خاموشی سے پیچھے آئی، اس کے پاس بیٹھ گئی، کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں خود تمہاری دعا کا جواب ہوں۔ "صوفیہ آریان کی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔ نہیں... تم میرے رب کی رضا کی نشانی ہو۔ اریان مسکرا کر بولا۔۔۔ مسجد الحرام کی چھت پر اب بھی خاموشی چھائی تھی۔ آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے، جیسے زمین پر بیٹھے دو دلوں کی دعا پر آمین کہہ رہے ہوں۔ صوفیہ آریان کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کی انگلیاں تسبیح کے دانوں کو تھامے ہوئے تھیں، مگر لب خاموش تھے۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا، صوفیہ... کبھی سوچا ہے، جو دل اللہ کی محبت میں جھک جائے، وہ کسی اور کی طلب میں کیسے سراٹھا سکتا ہے؟"

اور دھیرے سے بولا۔۔۔ صوفیہ نے مسکرا کر تسبیح ایک طرف رکھی۔۔۔ تبھی تو کہتی ہوں، میں تم سے محبت نہیں کرتی... میں تو تم میں رب کی عطا کو چاہتی ہوں۔ تمہارے ذریعے رب کی محبت کو پانے کا وسیلہ بنی ہوں۔۔۔ صوفیہ نے بھی آہستگی سے جواب دیا۔ اریان کی آنکھوں میں نمی آگئی۔ وہ صوفیہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ مجھے ڈر لگتا ہے صوفیہ... کہیں میرا دل اس نعمت کے غرور میں نہ پڑ جائے۔ میں جو کچھ بھی ہوں، توبہ کا صدقہ ہوں... دعا کا جواب ہوں... تم جیسی عورت کا قابل کبھی

نہیں تھا... صوفیہ نے نرمی سے آریان کا ہاتھ تھاما۔ جب دل شکر گزاری میں جھک جائے، تو غرور کے لیے جگہ باقی نہیں رہتی۔ تمہاری آنکھوں میں جو عاجزی ہے، وہی تمہیں میرے لیے قابل بناتی ہے۔ صوفیہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی۔۔ کیوں لیکن وہ اس کے بہت قریب ہونا چاہتی تھی۔۔ اسی لیے ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔۔ دور سے فجر کی اذان کی پہلی صدا بلند ہوئی۔۔ آریان نے سر اٹھایا، آنکھیں بند کیں۔۔ یا اللہ... یہ لمحہ، یہ عورت، یہ فضا... سب تیرے ہی کرم کا اثر ہے۔ مجھے اپنے اس کرم کے قابل رکھنا۔ آریان نے دل ہی دل میں کہا۔۔ چلو، کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں... صرف شکرانے کا، بغیر کسی سوال کے۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آریان نے اثبات میں سر ہلایا، اور دونوں ساتھ ساتھ مسجد الحرام کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے قدموں کی چاپ میں عقیدت تھی، اور دل کی دھڑکنوں میں محبت کا ذکر۔۔۔

مطاف میں رش تھا، مگر دلوں میں سکون۔ آریان اور صوفیہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نہیں، بلکہ دعاؤں میں جڑے ہوئے طواف کر رہے تھے۔ اُن کی زبانوں پر کوئی دنیاوی بات نہ تھی۔ صرف اللہ کے ذکر اور دل سے نکلی سسکیوں کا ساز تھا۔

"لبیک اللہم لبیک... لبیک لا شریک لک لبیک..."

صوفیہ کی زبان سے نکلتی یہ صدا آریان کے دل کو چیرتی جا رہی تھی۔ وہ ہر چکر میں صرف ایک ہی دعا مانگ رہا تھا۔

"یا رب، جو رشتہ تو نے اپنی رضا سے جوڑا، اُسے ہمیشہ اپنی رضا کے سائے میں رکھنا ... کبھی دل نہ بدلیں، کبھی نیت نہ ڈگمگائے"۔ اس کے لبوں سے یہ صدا نکلی تھی۔۔ چھٹے چکر میں آریان کی نظر ایک بزرگ پر پڑی، جو وہیل چیئر پر طواف کر رہے تھے، اور ان کی بٹی آنکھوں میں آنسو لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ یہی ہے نا اصل محبت؟ جہاں کسی کے لیے اپنے رب کے سامنے آنکھوں سے دعائیں بہہ جائیں۔ اریان نے سر ہلایا۔ اور تم جانتی ہو ... میں نے جو پہلی بار تمہارے لیے دعا مانگی تھی ... وہ یہ تھی کہ ... اگر یہ رشتہ میرے لیے تیرے نزدیک بہتر ہے، تو اسے آسان کر دے ... اور اگر نہیں ... تو دل سے محبت بھی نکال دے ... اور پھر سارے فیصلے اللہ پہ چھوڑ دیا۔ کہ جو میرے لیے بہتر ہے۔۔ وہ مجھے عطا کر دے۔۔ اور سچے دل سے توبہ کی۔ ماور مجھے تم مل گئی۔۔ توبہ کا صلہ۔۔ آریان مسکرایا تھا۔ صوفیہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

میں نے بھی یہی دعا مانگی تھی، اور سوچا تھا، اگر تم میرے مقدر ہو، تو پھر تمہارے قدم میرے پاس خود آ جائیں گے۔ اور دیکھو ... تم خود چل کر آئے ... صوفیہ بھی مدھم سی آواز میں بولی تھی۔۔

(رٹر: بیس دنوں کا جو لیپ آیا ہے۔۔ کچھ باتیں اس دوران کی بھی ہے۔۔)

طواف مکمل ہوا۔۔ آریان اور صوفیہ نے کعبہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے۔۔ یہ لمحہ وہ تھا جہاں الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ دل بول رہے تھے، آنکھیں رو رہی تھیں، اور رب سن رہا تھا۔

یا رب... یہ عورت، جسے تو نے میرے نصیب میں لکھا... اسے صرف میرے نکاح کا نہیں، میرے دین، میرے صبر، اور میرے ہر امتحان کا ساتھی بنا دے... آریان نے آنکھیں بند کر کے دعا کی تھی۔۔ یا اللہ... جو سجدہ آج میں شکر کے ساتھ کر رہی ہوں... ایسا سجدہ کبھی چھوٹے نہیں... یہ ساتھ، یہ عقیدت، اور یہ محبت... بس تیرے لیے ہو، تیری رضا کے ساتھ۔ صوفیہ نے بھی اسی لمحے اپنے دل میں کہا تھا۔۔ جیسے دلوں کی باتوں کو دل جان کر جواب دے رہے تھے۔۔ فضا میں اذکار کی گونج تھی، اور زمین پر دو دل، جو اب ایک رب کے سائے میں جڑ چکے تھے۔۔۔

نماز ادا کر کے دونوں مدینہ کے لیے نکل گئے تھے۔۔ چند گھنٹوں کا سفر تھا۔۔ پھر دونوں مدینہ پہنچ گئے۔۔ دینہ کی فضا میں داخل ہوتے ہی آریان اور صوفیہ کی آنکھوں میں نمی اور دل میں بے قراری بڑھ گئی۔ سفر طویل نہیں تھا، مگر کیفیت ایسی تھی جیسے کسی محبوب سے برسوں بعد ملاقات ہونے جا رہی ہو۔

صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ آریان ... تمہیں پتہ ہے؟ مدینہ پہنچ کر ایسا لگتا ہے جیسے دل خود ہی ادب سیکھ جاتا ہے ... جیسے ہر سانس کہہ رہی ہو: آہستہ، نرمی سے ... یہ وہ سر زمین ہے جہاں میرے نبی ﷺ نے قدم رکھا تھا... اس کی آواز لرز رہی تھی۔۔ آریان نے سر جھکا لیا۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے صوفیہ ... کیا میں اس قابل ہوں کہ ان کے در پہ حاضری دے سکوں؟ آریان کا سر شمارندگی سے جھکا تھا۔۔ جب نیت میں خلوص ہو، تو محبوب ﷺ خود اپنے غلاموں کو بلا لیتے ہیں۔ ہم یہاں خود سے نہیں آئے، بلائے گئے ہیں... صوفیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔

ان کی گاڑی مسجد نبوی ﷺ کے قریب رکی۔ باہر اترتے ہی صوفیہ کے آنسو بے اختیار بہنے لگے۔ آریان نے اپنی نگاہیں مسجد کے سبز گنبد پر جما دیں۔۔ "السلام علیک یا رسول اللہ" ﷺ اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔ یہ وہ لمحہ تھا، جہاں دنیا، وقت، ہر چیز تھم سی گئی۔ آریان نے صوفیہ کے ساتھ باب السلام کی طرف قدم بڑھائے۔ دل دھڑک رہا تھا، سانسیں سست ہو چکی تھیں۔ روضہ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر آریان کے لبوں پر لرزتی ہوئی دعا آئی: "یا رسول اللہ ... ﷺ میں گناہگار ہوں ... لیکن تمہارے در پر آیا ہوں، خالی نہیں جاؤں گا ... تمہارے نام پر بنے اس رشتے کو دعا کی ضرورت ہے ... اس عورت کو تمہاری اُمت کی بہترین بیوی بننے کی توفیق دے۔۔ اور مجھے اس سے محبت کرنے کی توفیق دے۔۔ صوفیہ آریان کے برابر کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو، اس کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر رہے تھے۔ وہ روضہ رسول

ﷺ کے سامنے کھڑی، دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے کھڑی تھی۔ آریان کی دعا ختم ہوئی تو صوفیہ کی آواز سنائی دی۔۔ "یا رسول اللہ... ﷺ جس محبت سے ہمیں یہاں بلایا گیا ہے، وہ محبت ہمیں ایک دوسرے کے لیے بھی عطا کر دیجیے... ہمیں ایسا بنا دیجیے کہ ہم آپ کے امتی ہونے کا حق ادا کر سکیں"... اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کی تھی۔۔ دونوں کچھ لمحوں کے لیے خاموش کھڑے رہے۔ کوئی لفظ باقی نہیں بچا تھا۔ بس دل تھے اور دل کی صدائیں۔ آنکھیں اشک بار، اور دل میں ایک عجیب سی طمانیت اُتر چکی تھی۔ پھر آریان نے دھیرے سے صوفیہ کا ہاتھ تھاما، جیسے اس پاک جگہ کے سامنے وہ ہر تعلق کو اور مضبوط کرنا چاہتا ہو۔۔۔ یہ وہ مقام ہے جہاں دلوں کے حال قبول ہو جاتے ہیں صوفیہ... میں نے تمہارے لیے دعا کی ہے۔ "آریان نے نرمی سے کہا۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کر لیں اور دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

نماز کے اوقات قریب تھے۔ دونوں نے وضو کیا، اور مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں آکر بیٹھ گئے۔ وہ لمحے جو شاید دنیا کی کسی اور جگہ میسر نہیں آ سکتے۔ اذان کی آواز گونجی تو صوفیہ کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے۔ آریان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا — ایک عجیب نور تھا وہاں۔

نماز کے بعد، دونوں نے ایک طویل وقت مسجد میں گزارا، کبھی خاموشی میں، کبھی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے۔ آریان نے پہلی بار قرآن کے الفاظ کو دل سے محسوس کیا۔ ہر آیت گویا اس کے دل پر نقش ہو رہی تھی۔۔۔ رات ہونے لگی تو دونوں اپنے ہوٹل واپس لوٹے۔ راستے بھر وہ خاموش رہے، جیسے دونوں کے دل ابھی بھی مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں سجدے میں جھکے ہوں۔ کمرے میں پہنچ کر، آریان نے اپنا سر جھکایا۔۔۔ صوفیہ... اگر زندگی کے باقی دن بھی اسی سکون میں گزر جائیں، تو شاید میں اپنی سب سے بڑی کامیابی کہہ سکوں... تمہارے ساتھ یہ سفر، میری زندگی کی سب سے خوبصورت حقیقت ہے۔ آریان کے دل کے الفاظ زبان سے ادا ہوا تھے۔۔۔ صوفیہ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ محبت وہی ہوتی ہے جو رب سے جڑ جائے، آریان... اور یہاں، ہمیں وہ محبت نصیب ہو رہی ہے۔ کمرے کی کھڑکی سے مسجد نبوی ﷺ کا سبز گنبد دکھائی دے رہا تھا... اور اس گنبد کے نیچے، وہ دل دھڑک رہے تھے جنہیں مدینہ کی سرزمین نے ہمیشہ کے لیے بدل دیا تھا۔۔۔ نماز، دعا، اور زیارت کے بعد وہ دونوں ہوٹل واپس آئے۔ کمرہ اب بھی پُر سکون اور مدینے کی روشنی سے بھرپور تھا۔ آریان نے کمرے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بولا۔۔۔ صوفیہ... شاید میں اب وہ آریان نہیں رہا جو یہاں آنے سے پہلے تھا... مجھے لگتا ہے، میں اب وہ بننا چاہتا ہوں جو تمہارے قابل ہو... اور اس رب کے قریب ہو جس نے ہمیں یہاں بلایا۔ صوفیہ کی آنکھیں بھر آئیں۔ جب دل رسول ﷺ کے در پر جھک جائے، تو انسان خود بخود بدل جاتا ہے... تم

اب میرے لیے نہیں، اللہ کے لیے بہتر بنو، آریان... تب ہم ہمیشہ کے لیے کامیاب ہوں گے۔ "صوفیہ نے اسے جواب دیا تھا۔۔۔ پھر دونوں ہی پرسکون سے انداز میں اللہ کا شکر ادا کرنے لگے۔۔۔

رات کا وقت تھا، مدینہ کی پرامن فضاؤں میں سکون بکھرا ہوا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں سفید سنگ مرمر پر آریان سجدہ ریز تھا۔ صوفیہ کچھ فاصلے پر خاموشی سے تسبیح میں مصروف تھی۔ آریان کا دل بوجھل تھا... لیکن آنکھیں پر نور، کیونکہ وہ اپنے رب کے سامنے تھا۔ سجدے میں، آریان کی آواز دل سے نکلی۔۔۔ "یا رب... تو سب دلوں کے حال جانتا ہے،

تو ہی جانتا ہے کہ میری بہن نمل کتنی نازک دل ہے...

بابا نے اس کے لیے فیصلہ کیا تھا، وہ غلط تھا یا صحیح معلوم نہیں، اج... وہ کسی اور کی امانت ہے — المیر کی۔ تو اس کی جھولی خوشیوں سے بھر دے۔۔۔ اسے خوشیاں عطا کر دے"....

اریان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے... وہ رو رہا تھا، جیسے ایک بھائی پہلی بار بے بس ہو کر دعا مانگ رہا ہو۔ "یا اللہ... میری بہن کی زندگی میں خوشیاں لکھ دے، تو اس کے لیے آسانیاں لکھ دے... المیر کے دل میں اس کے لیے عزت، محبت، اور وفا ڈال دے... ان

کا رشتہ تیرے نام پر بنا ہے، بس اسے اپنے کرم سے کامیاب بنا دے۔ اور اگر کبھی اُن کے بیچ کوئی دوری آئے، تو میرے سجدے کو وسیلہ بنا... اور اُن کے دلوں کو جوڑ دے۔" آریان سجدے میں جھکا اپنی بہن کے لیے دعا کر رہا تھا۔۔۔ قریب بیٹھی صوفیہ نے آریان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ "ایسے بھائیوں کی دعائیں کبھی خالی نہیں جاتیں... اور ایسی محبت رب ضرور قبول کرتا ہے۔" اس نے دل میں کہا تھا۔۔۔ یا اللہ... آریان کی دعا کو قبول فرما، اور نمل و المیر (لالا) کی زندگی میں تیرا سکون بھر دے...

ایسی محبت دے، جو صرف تیرے ذکر سے جڑی ہو۔" وہ بھی آہستگی سے زیر لب بولی۔۔۔

نمازِ عشاء کے بعد صحن میں خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ سفید گنبد کی طرف نظریں اٹھائے آریان نے آہستہ سے صوفیہ کو دیکھا۔ "چلو، کچھ دیر جنت البقیع کے پاس بیٹھتے ہیں؟"

صوفیہ نے سر ہلایا، اور دونوں خاموشی سے مسجد نبوی کے عقب کی طرف چل دیے۔۔۔ وہاں خاموشی تھی، لیکن ایک عجیب سا روحانی احساس۔ آریان نے جنت البقیع کی فصیل کے ساتھ بیٹھ کر صوفیہ کی طرف دیکھا۔ "یہ شہر... دل کو عجیب سی بے قراری

دے کر بھی سکون دیتا ہے، ہے نا؟ "صوفیہ مسکرا دی۔" کیونکہ یہ صرف شہر نہیں... یہ حضور ﷺ کا قرب ہے، آریان۔ یہاں دل ٹوٹتا نہیں... جڑتا ہے۔ "صوفیہ پر سکون سا بولی۔۔۔

کئی لمحے خاموش بیٹھے گزر چکے تھے۔ آریان نے جیب سے نمل کی بچپن کی تصویر نکالی، جو وہ ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا۔ وہ اس کے وائلٹ میں تھی۔ اور واقع ہی یہ تصویر اس کے پاس تھی۔ جب وہ باہر گیا تھا تب بھی۔ اس تصویر میں نمل نے آریان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔ "یہ دیکھو، صوفیہ... یہ وہ وقت تھا جب میں اُس کی انگلی پکڑ کر اسکول چھوڑنے جاتا تھا۔ آج وہ کسی اور کا ہاتھ تھام چکی ہے"۔ صوفیہ نے نرمی سے تصویر کو دیکھا اور پھر آریان کے چہرے پر نگاہ ڈکائی۔ "کبھی کبھی رخصتی کا مطلب بچھڑنا نہیں ہوتا، بلکہ دعا کا پورا ہونا ہوتا ہے۔ تم نے اس کے لیے ہمیشہ وہی مانگا جو بہترین ہو... یقین رکھو، وہی ہو گا۔ اسی لمحے آسمان پر ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ آریان نے آسمان کی طرف دیکھا، جیسے جواب آ رہا ہو۔ "رب کی رحمت برسنے لگی ہے"۔ صوفیہ نے آہستگی سے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا ہم بھیگ جائیں؟" صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "آج دعا بھیگی ہے، دل بھی... تو آنکھیں بھیگنے دو، صوفیہ۔" آریان نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔ دونوں بارش میں بھیگتے رہے، جنت البقیع کے

سائے میں، مدینہ کی پر نور فضا میں۔ دور اذانِ تہجد کی آواز ابھری... اور ان کے دلوں میں یقین اور سکون کی ایک نئی روشنی جاگی۔

کمرے میں واپس آ کر صوفیہ خاموشی سے جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئی، جبکہ آریان کھڑکی سے باہر مدینہ کی روشنیوں کو دیکھنے لگا۔ صوفیہ؟ "ہمم؟" تم خوبصورت لگ رہی ہوں۔۔ آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ یا اللہ میں ہر حال میں خوش ہوں۔۔ تو نے جو عطا کیا اس کے لیے شکر گزار ہوں۔۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کر کے دل میں کہا۔۔

رات کافی گزر چکی تھی، مدینہ کی خاموشی میں ایک روحانی سرگوشی سی گونج رہی تھی۔ کمرے میں نرم زیتونی روشنی جل رہی تھی، صوفیہ جائے نماز سے فارغ ہو کر دبے قدموں آریان کے قریب آئی، جو کھڑکی کے پاس کھڑا شہرِ مدینہ کی خاموش روشنیوں میں کچھ سوچ رہا تھا۔ آریان... وہ آہستہ سے بولی۔ آریان نے پلٹ کر اسے دیکھا، نگاہوں میں تھکن نہیں، بلکہ سکون تھا۔ ہمیں واپس جانا ہے چن کل "۔۔ صوفیہ کے لہجے میں ہلکی سی اداسی آئی تھی۔۔ ہاں... آریان کی آواز نرم تھی، لیکن دل شاید یہیں رہ جائے گا... آریان باہر کا خوبصورت منظر دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی،

پھر دل کو بھی لے جانا سیکھو، آریان۔ کیونکہ اگر تمہارا دل یہاں رہ گیا، تو تم واپس جا کر بھی مکمل نہیں ہو گے۔۔۔ آریان نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں۔ تم ٹھیک کہتی ہو... لیکن کچھ جگہیں دل سے چپک جاتی ہیں۔ اور مدینہ... مدینہ دل سے نہیں جاتا۔ صوفیہ نے ہلکا سا مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما،

"تو ہم یہ دل مدینہ میں نہیں چھوڑیں گے... ہم مدینہ کو دل میں لے کر جائیں گے۔۔۔"

دونوں مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں موجود تھے، جب تہجد کے بعد روشنی پھیلنے لگی۔ لوگ کم تھے، خاموشی بہت زیادہ۔

صوفیہ نے آہستہ سے آریان کی طرف دیکھا، جو درود پڑھتے ہوئے گنبدِ خضریٰ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

آریان... اگر کبھی زندگی پھر مشکل میں ڈال دے، اور تمہیں کوئی راستہ نہ دکھے، تو تم کیا کرو گے؟ اس نے سوال کیا تھا۔

تو پھر میں مدینہ یاد کروں گا... اور یہاں مانگی ہوئی دعا کی وہ رات... جب رب نے مجھے آنکھوں میں آنسو دے کر دل کو طاقت دی تھی۔۔۔ آریان نے دھیرے سے کہا۔۔۔ صوفیہ

نے سر جھکا کر دل میں کچھ پڑھا، اور اگر میں کبھی کمزور پڑ گئی؟ صوفیہ دھیرے سے بولی۔۔۔ اریان نے پہلی بار گہری نظر سے اس کی طرف دیکھا... تو تمہارا شوہر سجدے میں جا کر تمہارے حق میں وہی دعا مانگے گا... جیسی دعا ایک ہمسفر اپنے ہمسفر کے لیے مانگتا ہے۔۔۔ صوفیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔ اریان... تم بہت خوبصورت ہو... دل سے۔ اور تم... میرے دل کی وہ دعا ہو... جو رب نے قبول کی۔ اریان نے اس کی طرف دیکھ کر بس اتنا کہا۔۔۔

رات کا وقت تھا۔ المیر خان مدینہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔ گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے وہ پہلی بار سچ میں ہار مان رہا تھا — اپنے غرور سے، اپنے فیصلوں سے، اپنے اندر کی بے چینی سے۔ لبوں پر خاموشی تھی، لیکن دل میں اک بے قراری۔ "یا رسول اللہ... ﷺ میں خالی آیا ہوں۔ نہ دل مطمئن ہے، نہ رشتہ مکمل۔ لیکن میں آپ کے شہر آیا ہوں... بس ہدایت لے کر جانا چاہتا ہوں۔"

اس نے آہستہ سے ہاتھ سینے پر رکھے اور دل میں پڑھا،

"اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُسْتَطْرِرِينَ".....

ترجمہ: اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں شامل کر دے"

نماز فجر کے بعد، مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں المیر خان صفوں کے پیچھے بیٹھا تھا۔
سامنے روضہ رسول ﷺ، اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب نمی۔

یا اللہ... میں اس عورت کے لیے آیا ہوں جس کے دل کا دروازہ بند ہے۔ لیکن میں
اب دروازہ نہیں توڑنا چاہتا... میں دعا مانگنا چاہتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ، آپ کی
امت کی بیٹی ہے وہ... اور میرا نصیب بھی۔ اس نے نظریں جھکائیں... اور دل میں کہا۔
اس کے دل میں محبت کے ساتھ ساتھ وفا ڈال دے.... تو مجھے سکون دے۔ وہ سجدے
میں جھک گیا... دیر تک جھکا رہا... جیسے وہ اپنی انا، ضد، تلخی، سب کچھ وہیں چھوڑ آیا ہو۔
دوپہر کا وقت تھا۔ المیر خان جنت البقیع کے باہر سنگ مرمر کی دیوار کے ساتھ بیٹھا
تھا۔ وہاں خاموشی تھی، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ مدینہ میں اُن کی آخری رات تھی۔
المیر خان روضہ رسول ﷺ کے صحن میں تنہا بیٹھا تھا۔

باقی لوگ واپس ہو چکے تھے۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔

آنکھیں بند کر کے روضہ رسول ﷺ کی طرف دیکھا۔

"میں جا رہا ہوں، یا رسول اللہ... ﷺ لیکن اب بدل کر۔ مجھے دعائیں دے کر
رخصت کیجیے"۔ اس نے دعا کی تھی۔۔۔

مدینہ سے واپسی کا وقت آچکا تھا۔ فجر کی اذان گونج رہی تھی۔ ہوٹل کی چھت پر، تینوں آخری بار مسجد نبوی ﷺ کے گنبد کو دیکھنے آئے تھے۔ دل نہیں مان رہا... جیسے کچھ پیچھے رہ جائے گا۔ المیر خان مدھم سی آواز میں بولا۔ کچھ نہیں... مدینہ پیچھے نہیں رہتا، وہ ساتھ چلتا ہے۔ جسے سجدے کی لذت یہاں ملی، وہ اب دنیا میں بھی خالی نہیں رہتا۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یا اللہ مجھے وہ عطا کرنے کا شکریہ جسے میں چاہتا تھا۔ اریان نے مدھم آواز میں کہا۔۔۔

تینوں نے آنکھیں بند کیں... اور مدینہ کو دل میں بسا لیا۔

تینوں روانگی کے لیے ایئرپورٹ پہنچ چکے تھے۔ صوفیہ کے ہاتھ میں تسبیح تھی، جو وہ مسجد نبوی سے لائی تھی۔

اور اریان کے دل میں ایک مکمل سکون — کیونکہ اُس نے اپنی بہن کے لیے، اور اپنے دشمن کے لیے دعا مانگ لی تھی۔

جہاز کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے تینوں نے ایک بار پلٹ کر مدینہ کو دیکھا... اے مدینہ... میں بدل گیا ہوں۔ تو گواہ رہنا... میں اب وہ نہیں رہے جو آیا تھا..." اریان نے

دل ہی دل میں کہا۔۔ یا اللہ نمل کو صرف میرا بنا دے۔۔ المیر خان نے بھی ایک آخری دعا کی۔۔

جان عالم ورشاں کے گرد حصار بنائے لیٹا ہوا تھا۔۔ آنکھوں سے نیند دور تھی۔۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔ جان عالم ورشاں کو خود سے الگ کرتے ہوئے اٹھا۔ اور دروازہ کھولا۔۔ لالا۔۔ آپ کو مورے بلا رہی ہے۔۔ میرال نے نظریں نیچے جھکائے کہا۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی۔۔ اور کمرے سے باہر نکلا۔۔ باہر چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ حویلی میں خاموشی تھی۔۔ لائٹس آف تھی۔۔ بس لاونج میں آتش دان کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ جان عالم سڑھیاں اترتے آئمہ خان کے روم تک آیا۔۔ جان عالم نے دروازہ نوکڈ کیا۔۔ آجاؤ عالم۔۔ ائمہ خان کی آواز پہ جان عالم اندر آیا۔۔ جی مورے۔۔ جان عالم اندر داخل ہوتے آئمہ خان کے سامنے آکر بیٹھا۔۔ رمشاء آئمہ خان کے پاس بیٹھی ہوئی ان کا سر دبا رہی تھی۔۔ مورے آپ ٹھیک ہے۔۔ جان عالم تھوڑا پریشان ہوا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ رمشاء روزانہ اس وقت میرے پاس ہی ہوتی ہے۔۔ بہت خیال رکھتی ہے۔۔ ائمہ خان مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے آنکھیں گھومائی۔۔ آپ میری بھی تو مورے ہے۔۔ رمشاء مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مورے آپ نے بلایا تھا۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔ بیٹھو۔۔ ائمہ خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ جان عالم سامنے صوفے پہ بیٹھا۔۔ عالم تم اب ورشاں کو

سمجھاؤ۔۔ وہ بچی نہیں رہی۔۔ ائمہ خان سنجیدگی سے بولی۔۔ مورے اب اس نے کیا
 کیا۔۔ جان عالم پریشان ہوا تھا۔۔ اس نے کچھ نہیں کیا۔۔ لیکن اس پہ بہت سی ذمہ داریاں
 ہے۔۔ آخر سردار کی بیوی ہے۔۔ ائمہ خان سردار لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔ جان
 عالم نے گہرا سانس لیا۔۔ اب میں کچھ کہوں گی۔۔ پھر تم آکر مجھ سے کہوں
 گے۔۔ تمہاری جان حیات سے یہ نہ کہو، وہ نہ کہو۔۔ سو تم اپنی بیوی کو خود سمجھاؤ۔۔ ائمہ
 خان نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جی مورے۔۔ میں اسے سمجھا دو گا۔۔ جان عالم نے
 کوئی بحث کرنا ضروری نہ سمجھی۔۔ کچھ دیر یوں ہی جان عالم بیٹھا رہا۔۔ ائمہ خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔۔ جا کر آرام کرو۔۔ ائمہ خان سنجیدگی سے بولی۔۔ تو جان عالم اٹھ کر باہر
 نکل گیا۔۔ اس کے پیچھے ہی رمشاء آئی تھی۔۔ رمشاء نے جان عالم کے سامنے آتے اس
 کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ میری بات سنو عالم۔۔ میں سب کچھ کر دو گی۔۔ تم بول دینا کہ
 ورشاں نے کیا ہے۔۔ رمشاء مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس
 کی طرف دیکھا۔۔ وہ سب کر سکتی ہے۔۔ تمہاری ضرورت نہیں۔۔ جان عالم نے اس کی
 طرف دیکھے بنا کہا۔۔ اور اگر کی طرف بڑھا۔۔ رمشاء نے پھر سے اسے روکا۔۔ ایک بات
 پوچھو۔۔ رمشاء نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جس کے چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔۔ کیا
 ورشاں مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔ رمشاء نے جان عالم کی آنکھوں میں دیکھتے
 ہوئے اس کے عارض تک ہاتھ لے جانا چاہا۔۔ جسے جان عالم نے پکڑتے روکا۔۔ اس
 جیسی اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی لڑکی نہیں کر سکتی۔۔ اور تم تو

مر کر بھی نہیں۔۔۔ جان عالم اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔ دیکھا تھا میں نے اس کی ساڑھی میں سے اس کا پیٹ اور اس کی کمر دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔ رمشاء نے بالوں کو انگلی پہ لپیٹتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ اس کی اس بات پہ دماغ کی ریگیں تنی تھی۔۔۔ بکواس بند رکھو اپنی۔۔۔ جان عالم نے اس کی گردن دبوچی تھی۔۔۔ رمشاء نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے کھانسنے لگی۔۔۔ اور مسکرائی۔۔۔ جان عالم نے اسے چھوڑا۔۔۔ کیوں خفا ہوں۔۔۔ میری طرف دیکھتے بھی نہیں۔۔۔ رمشاء نے جان عالم کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔۔۔ دور رہا کرو۔۔۔ مجھ سے اور جان حیات سے بھی۔۔۔ جان عالم اسے تنبیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں عالم۔۔۔ رمشاء اسے جاتے دیکھ کر بولی۔۔۔ لیکن جان عالم سیڑھیوں کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔ جان عالم نے اوپر کی طرف دیکھا ہی تھا۔۔۔ کہ ورشاں ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے ورشاں اندر روم میں چلے گئی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے پیچھے اندر آیا۔۔۔ ورشاں بیڈ پہ منہ بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جان عالم جا کر بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔ اور چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔ ورشاں نے نم آنکھوں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اسے کچھ کہے بنا ہی لیٹ گیا تھا۔۔۔ ورشاں کا دل چاہا تھا۔۔۔ کہ وہ روئے لیکن پھر خاموشی سے آنسو پیتے ہوئے لیٹ گئی۔۔۔ کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ دونوں کی سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ بس فرق یہ تھا۔۔۔ کہ ورشاں سو چکی تھی۔۔۔ جان عالم جاگ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے اپنا رخ ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ سو چکی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس

کے چہرہ پہ نظریں جمائی۔۔ اس کی آنکھوں کو نرمی سے چھوا۔۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔ لیکن الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔ وہ نیچے اسے رمشاء کے ساتھ دیکھ کر آئی تھی۔۔ اور سوال بھی کرنا چاہتی تھی۔۔ اسی لیے جان عالم چہرہ دوسری طرف کر گیا تھا۔۔ وہ کوئی جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ جان عالم اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔۔۔

صبح کی روشنی پھیل چکی تھی۔ حویلی کے ٹیرس سے آتی ہلکی سی ٹھنڈی س۔ حویلی کے ٹیرس سے آتی ہلکی سی ٹھنڈی ہوا، کریم کلر کے پردوں کو نرمی سے ہلا رہی تھی۔ خنکی میں ایک عجیب سا سکون تھا، جو دل کو چھو جائے۔ کمرے میں نیم تاریکی تھی، مگر روشنی کے ذرا ذرا سے جھونکے، پردوں کے کناروں سے اندر جھانک رہے تھے۔ بیڈ پر جان عالم ورشاں کے گرد حصار بنائے ہوئے سویا تھا۔ اس کی آنکھ کھلی۔۔ آنکھیں کھولتے ہی اُس نے پہلا منظر وہی دیکھا، جسے وہ سب سے زیادہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔ وہ منظر اس کی جان حیات۔۔ ورشاں اُس کے برابر میں، بالوں کی ایک لٹ چہرے پر گری ہوئی، آنکھیں بند کیے، بہت خاموشی سے سو رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر سکون تھا، جیسے کوئی خواب اُس کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ لے آیا ہو۔ جان عالم تھوڑی دیر یوں ہی لیٹے لیٹے اُسے دیکھتا رہا۔ اس کے سینے میں ایک عجیب سی گداز نرمی اُتری، شاید محبت۔ اس نے ورشاں کے چہرے پر سے بال کی لٹ ہٹانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی

تھا، مگر پھر رک گیا۔ آہستہ سے بیڈ سے اٹھا، تاکہ ورشاں کی نیند نہ ٹوٹے۔ پاؤں زمین پر رکھے، کمبل ایک طرف کیا، اور خاموشی سے کھڑکی کے پاس گیا۔

پردہ ہٹا کر باہر دیکھا — سامنے پہاڑوں پر صبح کی پہلی دھوپ پڑ رہی تھی، کہیں دھند، کہیں سورج کا سنہرا لمس۔

کچھ لمحوں بعد، وہ آہستہ سے واپس آیا، بیڈ کے کنارے بیٹھا، اور اپنی نگاہیں ورشاں کے چہرے پر جما دیں۔۔۔ جانے یہ عورت کیوں اتنی بے نیاز لگتی ہے، جیسے میرے ہونے یا نہ ہونے سے فرق ہی نہیں پڑتا... اور پھر بھی میں ہر صبح اسی کے چہرے سے دن کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ جان عالم نے بے بسی سے دل میں سوچا تھا۔۔۔ وہ اس سے دور بھاگتی تھی۔۔۔ یہ بات اس کے دل پہ انگارے پھینکتی تھی۔۔۔ اڈ نے نرمی سے ورشاں کا ہاتھ تھاما، اور آہستہ سے اپنے ہونٹ اُس کی انگلیوں پر رکھ دیے — ایک بے آواز سا لمس، جو اُس کی محبت کی گواہی دے گیا۔ ورشاں تھوڑا سا کروٹ لے کر سوتی رہی... بے خبر، لیکن شاید اُس کے چہرے پر پڑنے والی دھوپ، اور جان عالم کی محبت بھری نگاہیں، اُس کے خوابوں میں اتر چکی تھیں۔۔۔ ورشاں نے کروٹ لی۔۔۔ جس سے اس پر سے کمفرٹ اتر ا۔۔۔ اس کی ساڑھی کا پلو خراب ہو چکا تھا۔۔۔ وہ رات انہیں کپڑوں میں سو گئی۔۔۔ اس کا پیٹ واضح تھا۔۔۔ جان عالم نے اس کے دودھیا پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ساتھ ہی رمشاء کے الفاظ کانوں میں گونجے۔۔۔ دیکھا تھا میں نے اس کی ساڑھی میں سے اس کا

پیٹ اور اس کی کمر دیکھائی دے رہی تھی۔ جان عالم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔ اور اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_118

صبح کی روشنی کمرے کی کھڑکی سے چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔ ہلکی سی خنکی ابھی تک فضا میں باقی تھی۔ جان عالم، ہاتھ روم سے تازہ دم ہو کر نکلا۔ ہلکے آسمانی رنگ کے ٹراؤزر اور سفید شرٹ میں ملبوس، اس کی شخصیت میں ایک نرمی اور وقار جھلک رہا تھا۔ شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئی تھیں، کلائی پر بندھی گھڑی کے ساتھ اُس کا انداز مزید شائستہ لگ رہا تھا۔ کمرے میں رکھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اُس نے بالوں کو ہلکے ہاتھوں سے سیٹ کیا، پھر ایک نظر آئینے میں خود پر ڈالی۔ آنکھوں میں نیند کا ہلکا سا اثر اب بھی باقی تھا، مگر چہرے پر ایک خاص سا سکون تھا۔ جیسے دل کسی خاموش خوشی سے بھرا ہو۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی جو ابھی بھی پرسکون سو رہی تھی۔ ساڑھی کا پلو ابھی بھی سرکا ہوا تھا۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔ جیسے وہ رمشاء کی بات بھولنا چاہ رہا ہوں۔۔ ورشاں، جو ابھی ابھی جاگی تھی، بیڈ پر آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس کی نگاہ جان عالم پر پڑی،

اور وہ چند لمحے بس اُسے دیکھتی رہ گئی۔ جان عالم نے آئینے میں اُس کی پرچھائیں دیکھی تو پلٹ کر نرمی سے مسکرایا۔ "اُٹھ گئیں؟ جان عالم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ورشاں نے دھیرے سے سر ہلایا، آپ جا رہے ہیں؟ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے کل کے رویہ پہ کچھ شرمندہ تھی۔ ہاں، زرغام کی حویلی جانا ہے۔ سب وہیں ہیں آج۔ وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا ہوا، آہستگی سے بول رہا تھا۔ "داجی کا حکم ہے کہ سب اکٹھے ہو کر ناشتہ کریں آج۔ تم بھی جلدی آ جانا، سب پوچھے گئے تمہارے بارے میں۔ جان عالم نے آخری بٹن بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ورشاں نے ہولے سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا، لیکن اُس کی آنکھوں میں جیسے کچھ کہنا باقی تھا۔ جن عالم نے وہ بات فوراً محسوس کر لی۔ وہ اسے بچپن سے جانتا تھا۔ آنکھوں سے ہی اس کی بات سمجھ لیتا تھا۔ وہ اُس کے قریب آیا، اُس کی آنکھوں میں جھانکا، اگر کچھ کہنا ہے، تو روکنا مت... جان عالم نرم لہجے میں بولا۔ ورشاں نے نظریں جھکا لیں۔ "کچھ نہیں... بس... آپ اچھے لگ رہے ہیں۔ ہلکی سی آواز میں ورشاں بولی تھی۔ وہ ہلکے سے ہنسا، ورشاں کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا، پھر جوتے پہن کر باہر نکلنے کے لیے بڑھ گیا۔ دروازے سے نکلتے ہوئے اُس نے پلٹ کر آخری بار دیکھا، "جلدی آنا... سب منتظر ہوں گے۔ اور ہاں، سرخ دوپٹہ اوڑھنا... تم پر بہت خوبصورت لگتا ہے۔ ورشاں کی مسکراہٹ گہری ہوئی، اور اُس کی نظریں اُس کی پشت پر ٹک گئیں، جو اب آہستہ آہستہ دروازے سے نکل کر سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔

کمرے میں صبح کی روشنی ہلکے ہلکے داخل ہو رہی تھی۔ کھڑکی کا سفید پردہ نرم ہوا کے ساتھ ہل رہا تھا، اور فضا میں ایک خاص سی تازگی بکھری تھی۔ ورشاں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ سفید رنگت والا وہ چہرہ... جیسے چاندنی میں دھلا ہوا ہو، نیلی آنکھیں خاموشی سے خود کو تک رہی تھیں۔ اُن آنکھوں میں ایک الگ سی گہرائی تھی، ایک چھپی ہوئی داستان، جو صرف کوئی دل سے دیکھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا۔ اور وہ تھا اس کا جان خان۔ آج عید کا دوسرا دن تھا، اور جان عالم کی نظریں اُسی پر ٹکنے والی تھیں۔ ورشاں نے سانس کھینچی، اور ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی۔ اور کبرڈ میں سے وہ نیوی بلیو فراک نکالا — جس پر باریک سنہری دھاگے کا نفیس کام تھا۔ آستینوں پر چھوٹی چھوٹی بلیں، گوٹے کا ہلکا سا کام، اور دامن پر نرم سا پھولدار پیٹرن۔ فراک کے ساتھ وہ سرخ رنگ کا دوپٹہ نکالا — جس کے کنارے پر ہلکی سی سلور جھلک تھی، جو روشنی میں نرمی سے چمکتی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی، تو جیسے کمرے کا ہر کونہ دکنے لگا۔ سفید رنگت کے ساتھ نیوی بلیو فراک نے اُسے بادشاہی سی شان دے دی تھی، اور سرخ دوپٹہ اُس کے سنہری بالوں پر گر کر جیسے کسی منظر کو مکمل کر رہا تھا۔

بال کھلے ہوئے تھے، مگر آدھے پیچھے سلیقے سے بندھے، ایک آہستہ سی لہر اُن میں موجود تھی۔ گردن پر اس کا اب تاب سے چمکتا تل... بالوں کے نیچے سے جھانکتا... وہی

تل جسے دیکھ کر جان عالم کی نگاہ اکثر ٹھہر جاتی تھی۔ ورشاں نے ہلکی جیولری پہنی —
 چھوٹی سی نتھ، باریک جھمکے، اور چند گلابی چوڑیاں۔ ہونٹوں پر ہلکا سا رنگ، اور نیلی
 آنکھوں میں ایک خاموش سی دعا۔۔ کاش میں ویسی ہو جاؤ۔۔ جیسی جان خان چاہتے
 ہے۔۔ ورشاں نے آئینہ میں عکس دیکھتے ہوئے دعا کی تھی۔۔ پرفیوم کی شیشی اٹھا کر اُس
 نے اپنے دوپٹے پر ہلکا سا چھڑکاؤ کیا، پھر خود کو آئینے میں آخری بار دیکھا۔۔ اب وہ تیار
 تھی — مگر عجب سی بے چینی تھی، جیسے دل میں کوئی سوال دھڑک رہا ہو۔ اور وہ
 سوال یہ تھا کہ کیا اس کا جان خان اس سے ناراض تھا۔۔ ورشاں بیٹا... سب نیچے لاونج
 میں جمع ہو رہے ہیں، آ جاؤ۔ دروازے نوکڑ کرنے کے آئمہ بیگم کی آواز آئی۔۔

جی مورے، آ رہی ہوں۔ ورشاں نے آہستہ سے جواب دیا، پھر دوپٹے کا پلو ذرا سا
 ٹھیک کیا اور چلنے لگی۔۔ ہر قدم کے ساتھ اُس کی سنہری لٹیں ہولے سے جھومتی تھیں،
 اور دوپٹہ گردن کے اُس تل کو کبھی چھپاتا، کبھی دکھاتا... جیسے جان بوجھ کر نظر بازی کر
 رہا ہو۔ ورشاں آہستہ آہستہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی... دل میں صرف ایک نام... کاش...
 اگر جان خان ناراض ہے تو بس اب یہ ناراضگی ختم ہو جائے۔۔ ورشاں لاونج میں
 آئی۔۔

نیچے لاونج میں سب آہستہ آہستہ جمع ہو رہے تھے۔۔ داجی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے
 تسبیح کے دانے چلا رہے تھے۔ آئمہ بیگم اور رابیہ خان کچھ ضروری ہدایات دے رہی
 تھیں۔۔

جان عالم لاؤنج کے ایک کونے میں کھڑا، موبائل دیکھ رہا تھا، مگر اُس کی نظریں بار بار سیڑھیوں کی طرف اٹھتی تھیں۔۔۔ وہ صرف اپنی جان حیات کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ اور پھر... لاؤنج کی فضا جیسے تھم گئی۔۔۔ سیڑھیوں پر آہستہ آہستہ چلتے قدموں کی آواز

آئی۔ ورشاں... نیوی بلیو فراک میں، سرخ دوپٹہ شانوں پر رکھے، آہستگی سے نیچے آ رہی تھی۔ روشنی اُس کے گردن کے دائیں طرف پڑ رہی تھی... اور وہی ایک تل — سنہری بالوں کے نیچے سے جھانکتا ہوا — مکمل طور پر ظاہر تھا۔ جان عالم نے سر اٹھایا۔۔۔ سب کچھ بھول گیا۔۔۔ نگاہیں پہلے لباس پر ٹکیں، پھر اُس کے چہرے کی طرف آئیں... اور آخر میں گردن کے اُس ایک مقام پر جا ٹھہریں، جہاں وہ تل... جیسے برسوں سے اُسی کی محبت کا نشان ہو۔ جس پہ وہ اپنی شدت ڈھاتا تھا۔ وقت تھم گیا۔ اس کی سانس، پلکیں، ہاتھ، سب لمحہ بھر کو ساکت ہو گئے۔۔۔ دل کے اندر جیسے کسی نے خاموشی سے کوئی ساز چھیڑ دیا ہو۔ اسے لگا، پورے کمرے میں اگر کچھ دکھائی دے رہا تھا — تو صرف ورشاں۔۔۔ اور اگر کچھ باقی تھا — تو بس وہ تل...

جس پر وہ بے شمار بار فدا ہو چکا تھا، مگر کبھی کچھ کہا نہیں تھا۔ جو اس کی شدتوں پہ آب و تاب سے چمکتا تھا۔۔۔ ورشاں نے نیچے آ کر نظریں اٹھائیں۔ جان عالم سے نظر ملی — ایک لمحہ، ایک سانس، ایک خاموش سلام۔ جان عالم کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ آئی، بہت دھیمی... اچھی لگ رہی ہوں۔۔۔ ورشاں نے مدھم سی آواز میں اس سے پوچھا۔۔۔ تم آج نہیں... ہمیشہ سے خوبصورت ہو، مگر تمہیں معلوم نہیں۔۔۔ جان عالم

نے دل کی بات کہیں تھی۔۔ ورشاں نے نگاہیں جھکا لیں، دل کی دھڑکن تیز ہوئی، اور وہ نرمی سے چلتی ہوئی داجی کے پاس آئے۔۔

دعائیں چاہئیں، داجی... جان عالم نے داجی کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ مگر دل میں گونج اب بھی جان عالم کی نگاہ کا عکس تھا۔

داجی جان نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، "اللہ سلامت رکھے میرے بچوں... جان عالم بھی مسکرایا۔۔ جبکہ ورشاں نے مسکرا کر نظریں جھکائیں۔۔ ورشاں ابھی ابھی داجی سے دعائیں لے کر اُٹھی تھی۔۔ ہم سب بھی یہی بیٹھے ہوئے ہیں... آئمہ خان کا استہزائیہ جملہ ہوا میں گونجا۔۔ ورشاں کے قدم رک گئے۔۔ ایک لمحے کو لگا جیسے وقت ساکت ہو گیا ہو۔ ورشاں نے نظریں جھکائیں، اور آہستہ سے چلتی ہوئی آئمہ خان کے قریب آگئی۔ "سوری بڑی امی"... آواز دھیمی تھی، ہونٹ دانتوں تلے دبا لیے گئے تھے — وہی عادت جب انسان خود کو اندر سے سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ خوش رہو... آئمہ خان نے ایک مختصر سا جواب دیا۔۔ مگر ان کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے۔۔ جیسے صرف رسم پوری کی گئی ہو۔۔ ورشاں کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ نرمی سے اپنے دوپٹے کا پلو سنبھالا، جس پر ہلکی سی پرفیوم کی مہک باقی تھی...

اور کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ تبھی لاونج کے اندر آنے کی ایک کھنک سنائی دی... رمشاء، روایتی ہلکے پستہ سبز رنگ کے لباس میں، چمکتے چہرے اور کمر تک آتے

کالے بالوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ ذس کے کندھوں پر سرخ گوٹے والا دوپٹہ تھا
— بالکل ویسا جیسے ورشاں کا، بس انداز زیادہ نمایاں، شوخ۔

السلام علیکم مورے! رمشاء نے گرمجوشی سے سلام کرتے ہوئے آگے بڑھ کر آئمہ خان
کے ہاتھ تھام لیے۔۔۔ وعلیکم السلام، جیتی رہو... آئمہ خان کے چہرے پر فوراً خوشی کی
جھلک آئی۔

کتنی پیاری لگ رہی ہو آج... یہ دوپٹہ بھی بڑا خوبصورت ہے۔

ورشاں کی پلکیں لرزیں، ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ بے وزن سا محسوس ہونے لگا۔ اسی جیسا
تھا... پھر بھی... اُس کے ساتھ کوئی تعریف نہ تھی۔۔۔ وعشاں خاموشی سے ایک کونے میں
صوفے پر بیٹھی، چہرے پر وہی دھیمی مسکراہٹ تھی، جو دل کی آنچ چھپانے کے لیے
اوڑھی جاتی ہے۔ رمشاء نے سیم کلر کا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔ اس کا دل دھڑک رہا
تھا۔۔۔ اسے جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کیسے وہ لے سکتی ہے۔۔۔ جان عالم نے رمشاء کی
طرف دیکھا... پھر ورشاں کی طرف... ورشاں کے چہرے سے واضح تھا۔۔۔ وہ اندر تک
سلگ رہی ہے۔۔۔ رمشاء... ہنستی، چہکتی، آئمہ خان کے قریب بیٹھی، ہر بات میں خود کو
شامل کرتی جا رہی تھی۔ جان عالم نے آہستہ سے سر جھٹکا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ
ہوا تھا۔ ورشاں ایک طرف صوفے پر بیٹھی تھی، چہرے پر شرم، پلکوں پہ بوجھ، اور
دوپٹے کے سرکنے کا خوف... آئمہ خان کا یوں رمشاء سے ہنس کر بات کرنا اور ورشاں

سے طنزیہ لہجے میں بات کرنے اسے بہت برا لگا تھا۔ جان عالم وہیں، دوسروں سے باتیں کرتے کرتے، آہستہ آہستہ اُس کے پاس آ بیٹھا۔

ورشیاں نے نظر اٹھائی، وہی نیلی آنکھیں... جان عالم کی مسکراہٹ، جو دل کو بے قابو کر دیتی تھی۔

یہ دوپٹہ سنبھالنے میں تم اتنی محنت کرتی ہو... وہ آہستہ سے بولا۔ کاش تمہیں معلوم ہوتا، یہ جب تمہارے سر سے سرکتا ہے تو میرا دل کیسے لڑھکنے لگتا ہے۔ جان عالم نے سب سے چھپتے چھپاتے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ ورشیاں نے پلکیں جھکائیں، مگر مسکراہٹ روکی نہ جاسکی۔ جان عالم تھوڑا اور جھکا،

یہ رنگ، یہ تم... اور یہ ہلکی سی شرم... قسم سے، عید تو مجھے تمہارے چہرے پر نظر آ رہی ہے۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ ورشیاں سے ناراض تھا۔ لیکن اس کی بے چینی جان عالم سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ ورشیاں نے آہستہ سے سر ہلایا۔ مگر اب جان عالم کا انداز شوخی سے بھر گیا تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤں؟ جب تم سرخ دوپٹہ اوڑھتی ہو نا... تو مجھے لگتا ہے جیسے تم کسی جنگ جیت کے آئی ہو... اور میں خوش نصیب ہوں جو اس کی سلامی کا پہلا حق دار ہوں۔ جان عالم نے مدھم سی سرگوشی کی تھی۔ جس سے ورشیاں کے چہرہ پہ شرمیلی سے مسکراہٹ آئی تھی۔ ورشیاں نے دوپٹے

کے پلو کو تھوڑا چہرے پر کھینچا۔ کچھ بھی بولتے ہیں آپ... اس کی آواز بہت دھیمی تھی، مگر دل سے نکلی ہوئی۔ ہاں، بہت کچھ بولتا ہوں...

لیکن جو دل میں ہے وہ پھر بھی کم لگتا ہے۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر وہ تھوڑا جھکا،

"یہ تل تو ویسے بھی روز جلایا کرتا ہے مجھے..."

لیکن آج... آج لگ رہا ہے، اس پر میرا نام کندہ ہے۔"

اُس کے تل کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی آواز میں بولا۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔ پلکوں میں نمی سی اتر آئی، مگر چہرہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔۔۔

کمرے کی کھڑکی سے ہلکی دھوپ اندر جھانک رہی تھی۔

ہوا میں عطر اور دیسی گلاب کی مہک رچی ہوئی تھی۔

زمل آئینے کے سامنے کھڑی، بالوں میں ہلکا سا گجرا سجا رہی تھی، سفید رنگ کے لباس میں اُس کی چمک دار رنگت اور ہلکی ہلکی گلابی لپ اسٹک، صبح کی تازگی جیسی لگ رہی تھی۔

پیچھے سے ننھی غازیہ دوڑتی ہوئی آئی، سر پر جھولتا چھوٹا سا نیلا دوپٹہ اور ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیاں۔

"مورے! مورے! دیکھو، میں تیار ہوں! مائی لیڈی تیار ہے!" غازیہ اپنی فراک دیکھاتے ہوئے بولی۔ زل نے ہنستے ہوئے اُس کی طرف دیکھا، ارے واہ! میری شہزادی تو کسی رانی سے کم نہیں لگ رہی! غازیہ نے غرور سے دوپٹے کا پلو سنبھالا۔ اس کا دوپٹہ چھوٹا سا جال کا تھا۔۔۔ جسے زل نے اس کی بازو اور کندھے پہ سیٹ کیا ہوا تھا۔ مورے، بابا کو بلاؤ نا... وہ کہیں گے ناکہ 'میری لیڈی'؟ اتنے میں دروازے سے غزنوی داخل ہوا، آسمانی شلوار قمیص، کلائی پر گھڑی، اور چہرے پر وہی مخصوص دھیمہ وقار۔ بس اب لگتا ہے عید مکمل ہوئی ہے... غزنوی غازیہ کی طرف جھک کر بولا۔ تو تیار ہو گئی میری لیڈی؟ غزنوی زل پہ نظریں جمائے بولا۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن کہا اس نے غازیہ سے تھا۔ غازیہ نے شرارتی انداز میں گردن ہلائی، "بابا، آج ہم زرغام چاچو کی حویلی جا رہے نا؟" غازیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ چھوٹی سی پری لگ رہی تھی۔ بالکل، اور تم وہاں سب کو بتاؤ گی کہ تم میری پرنسس ہو، ٹھیک؟"

غزنوی نے اُس کی ناک کو ہلکے سے چھوا۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ چھپائی۔ تم دونوں کی یہ بول چال سن کر لگتا ہے میں ان کے ملازمہ ہوں۔ زل غزنوی کو گھورتے ہوئے بولی۔ بال پیچھے کر کے رکھے۔ نہیں، تم تو اس حویلی کی رانی ہو... اور تمہارے بغیر ہماری عید ادھوری ہے۔ غزنوی نے آہستہ سے زل کے قریب آ

کر کہا۔ زل نے مسکرا کر نظریں چرائیں۔ چلے، دیر ہو رہی ہے... ورشاں، لالا، سب لاونج میں ہوں گے...

اور پھر پرس اور دوپٹہ سنبھالتی ہوئی بولی۔

غزنوی نے غازیہ کو گود میں اٹھایا۔ "میری لیڈی کے لیے گاڑی تیار ہے! غازیہ نے ناز سے آنکھیں مٹکائیں۔ چلے بابا غازیہ نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ چلو! میں جان حیات کو دکھاؤں گی کہ میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں!" غازیہ نے اپنے گالوں پہ ہاتھ رکھے۔ آپ چلو بابا اور مورے ابھی آتے ہیں۔ غزنوی زل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے غازیہ کو نیچے اتار گیا۔ اوکے بابا۔ غازیہ بھاگتے ہوئے باہر نکل گئی۔ زل نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ایک آخری بار دوپٹہ سیٹ کیا۔ اُس کے بالوں کے ساتھ سفید گجرا جیسے چاندنی کا ہالہ بن رہا ہو۔ غزنوی دروازے کے قریب ہی کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں میں ٹھہراؤ تھا، جیسے ہر پل اسی لمحے کا منتظر ہو۔ کیا دیکھ رہے ہیں؟ "زل نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ پوچھا، نظریں آئینے میں اُس سے ٹکرائیں تو پل بھر کو نجل سی ہوئی۔ وہی... جو روز دیکھتا ہوں... لیکن آج کچھ زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو،" غزنوی نے دھیرے سے کہا، قدم آہستہ آہستہ زل کی جانب بڑھائے۔ زل نے تھوڑا سا رخ موڑا، اور مسکراہٹ چھپا کر نیچے دیکھنے لگی۔ یہ پرفیوم... تم نے لگایا ہے؟ "غزنوی نے قریب آ کر پوچھا، جیسے خوشبو کے بہانے سے اور قریب آنا چاہتا ہو۔ ہاں جی... جو آپ کو پسند ہے... گلاب والی..." زل نے آہستہ سے سر ہلایا۔ تو پھر آج تمہیں گلاب

کہہ کر بلاؤں؟ "غزنوی نے مسکرا کر اُس کے گال کے پاس جھک کر سرگوشی کی۔ زل
 کا چہرہ مزید گلابی ہوا، جیسے عطر نے خوشبو کے ساتھ شرم بھی بکھیر دی ہو۔ غزنوی اس
 کے گال پہ ہونٹ رکھ دیا۔ جس وہ اور شرمائی گئی۔ یہ ادا جان لیوا تھی۔ اور غزنوی اس
 کی اسی ادا پہ مر مٹا تھا۔ وہ ہر بار یوں ہی شرماتی تھی۔ غزنوی... کسی نے دیکھ لیا تو؟ "
 اُس نے آہستگی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "زل"۔ غزنوی نے اُس کا ہاتھ تھاما، "سب
 کچھ تو دیکھ چکے ہیں... مگر یہ جو خاموشی سے تم میرے دل میں رہتی ہو... یہ صرف
 میں جانتا ہوں"۔ زل کا دل جیسے ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا۔ وہ لمحہ ساکت تھا،
 لیکن جذبوں سے بھرپور۔۔ لیکن پلکیں خود ہی جھک گئی۔ "عید کا دوسرا دن ہے... میں
 چاہتا ہوں تمہیں ویسے ہی یاد رکھوں... جیسے آج ہو... سفید رنگ میں، خاموش سی،
 گلاب جیسی خوشبو لیے، اور میری آنکھوں میں مکمل۔" زل نے نظریں اٹھا کر دیکھا...
 اُس کی آنکھیں نم سی ہوئیں، مگر لبوں پر وہی نرمی۔ "بس اتنا ہی کافی ہے یا اور؟" اُس
 نے دھیرے سے پوچھا۔ زل نے ہونٹ دانتوں نیچے دبائے۔ غزنوی نے مسکرا کر اُس
 کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھ دیے، "نہیں... کافی تو کبھی بھی نہیں ہوتا... تم ہو ہی
 اتنی خاص"۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں دانتوں سے آزاد کروائے۔ کچھ دیر وہ یونہی
 کھڑے رہے... دروازے سے آتی ہلکی روشنی، کھڑکی سے آتی ہوا، اور اُن کے درمیان
 وہ خاموشی جو لفظوں سے کہیں بڑھ کر باتیں کر رہی تھی۔ چلو

ے... غازیہ بھی ہماری انتظار میں ہوگی... اور نیچے لاونج میں سب بھی..." پھر زل نے آہستہ سے کہا۔ وہ غزنوی کی بڑھتی بے باکیوں سے سرخ ہو چکی تھی۔ غزنوی نے دھیرے سے اُس کا ہاتھ تھاما، جتنی بار تمہیں دیکھتا ہوں، اتنی بار دل دعا کرتا ہے کہ اللہ تمہیں میرے نصیب میں ہمیشہ سلامت رکھے... تم جیسی ہو، ویسی ہی رہو... میری خاموش خوشی، میری مکمل دنیا۔ غزنوی نے نرمی سے زل کی پیشانی پر لب رکھے، پھر آہستہ سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ زل کی پلکیں لرزیں، جیسے دل نے اُس لمحے کو دل میں محفوظ کر لیا ہوں۔ اور غزنوی زل کا ہاتھ پکڑے، اُس خوشبو بھرے کمرے سے نکلے، جہاں محبت اپنا ایک اور عکس چھوڑ چکی تھی۔

دونوں نیچے لاونج میں آئے۔ تو سب سے دعائیں لیتے مسکرائے۔

جان عالم اندر آیا۔ گاڑی تیار ہے۔ چلے۔ اس رودبار آواز لاونج مین گونجی۔ تو سب ہی باہر کارپیوچ کی طرف بڑھے۔ کارپیوچ میں گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ سورج کی روشنی اب پوری طرح پھیل چکی تھی، مگر بہران کی ہوا میں ہلکی سی خنکی اب بھی موجود تھی۔ حویلی کے صحن میں ایک عجیب سی گہما گہمی تھی۔ خواتین دوپٹے سنبھال رہی تھیں، مرد حضرات گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے، اور سب کے چہروں پر عید کی چمک

نمایاں تھے۔۔ ورشاں نیلے رنگ کی کامدار فراک میں، اپنے دوپٹے کو سیٹ کرتی، جان عالم کے ساتھ آہستہ آہستہ لان سے گزری۔

"کیا ہوا؟ ورشاں جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔ یہ دوپٹہ تم پہ کچھ زیادہ نہیں سوٹ کر رہا۔"۔۔ جان عالم نے آہستہ سے سرگوشی کی، مسکراہٹ دباتے ہوئے۔۔ کیا مطلب ہے آپ کا؟۔۔ ورشاں نے جان عالم کو دیکھا۔۔ "بس اتنا کہ تم تو ویسے ہی خوبصورت ہو، دوپٹے لے کر چار چاند کے گئے۔۔ تمہارے اس حسن کو۔۔ ورشاں کے گالوں پر سرخی سی پھیل گئی، وہ بنا کچھ کہے آگے بڑھ گئی۔۔ تم نے وعدہ یاد رکھا نا؟ غزنوی نے زل کا ہاتھ آہستہ سے تھاما۔۔ زل نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، اور غزنوی نے پیچھے کھڑی غازیہ کو بازو سے پکڑ کر اپنی بانہوں میں لے لیا۔۔" بابا، میں نے سب سے اچھا دوپٹہ لیا ہے! زرغام چاچو دیکھیں گے تو کہیں گے، 'میری لیڈی تو آج آسمان سے اتری لگ رہی ہے'! ننھی شہزادی نے آسمانی رنگ کی جھلملاتی فراک میں گردن تان کر کہا۔۔ زب ہنس پڑے۔ اتنے میں گاڑیاں بھی کارپیوچ سے نکل گئی۔۔۔

زرغام کی حویلی کے بلند و بالا دروازے کھلے تھے۔ دروازے کے دونوں طرف سفید پھولوں کی لڑیوں سے سجاوٹ کی گئی تھی، جیسے خود قدرت نے اس دن کو خاص بنانے

کے لیے بہار بھیج دی ہو۔ حویلی کا لان ہرے قالین کی طرح بچھا ہوا، اطراف میں لگے سفید گلابوں سے مہک رہا تھا۔ دروازے پر زرغام کے وفادار حکمت خان خود کھڑے تھے، ہاتھ جوڑ کر استقبال کرنے کے انداز میں۔ سب سے پہلے گاڑی غزنوی کی آئی۔ جیسے ہی دروازہ کھلا، ننھی غازیہ نے چھوٹے چھوٹے قدموں سے زمین پر قدم رکھا، فراق سنبھالتی، نیلا دوپٹہ جھلکاتا ہوا۔ اُس کی آواز آتے ہی سب خادمائیں مسکرا پڑیں۔ "میری پرنسز تشریف لا چکی ہیں!" غزنوی نے زور سے کہا۔۔۔ اندر سے قہقہے گونجے، اور پریشے نے سب سے آگے آکر غازیہ کو بانہوں میں بھر لیا۔۔۔ "ارے میری شہزادی! آج تو لگ رہا ہے تم ہمیں حکم دو گی کہ کہاں بیٹھنا ہے!" پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔ بالکل! میں آج سب کو بتاؤں گی کہ میں بابا کی پرنس ہوں!" غازیہ نے پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اس کے پیچھے زمل آہستگی سے نکلی، سفید لباس میں، جیسے روشنی سے بنی ہو۔ پریشے نے مسکرا کر اُسے گلے لگایا، "تم تو لگ ہی نہیں رہی کہ دو دن پہلے کی تھکی تھکی زمل ہو۔" پریشے نے اسے آنکھ ماری تھی۔۔۔ جس پہ زمل نے اسے گھورا۔۔۔ "کیونکہ آج میں اُسے لے کر آیا ہوں، تھکن کی گنجائش نہیں۔" غزنوی پیچھے سے آتا ہوا بولا۔ غزنوی لالا کی دنیا تو زمل بھابی تک محدود ہے! پریشے نے مسکرا کر زمل کو چھیڑا۔ غزنوی زرغام کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔ اسی وقت دوسری گاڑی سے جان عالم اور ورشاں اترے۔ جان عالم نے ہلکے آسمانی رنگ

کے ٹراؤزر اور سفید شرٹ میں پہنی ہوئی تھی۔۔، اور ورشاں لال دوپٹے کے ساتھ
سادہ مگر دلکش لگ رہی تھی۔

ورشاں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔جان عالم بھی زرغام کی طرف بڑھا۔۔جبکہ ورشاں
پریشے زل کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔

زرغام نے سب کی طرف دیکھا، تو ایک پل کے لیے سب کی نظریں اُس پر جم گئیں
—وقار، سکون، اور محبت کا سنگم۔

"خوش آمدید...آپ سب کی موجودگی نے حویلی کو عید بنا دیا ہے۔" زرغام نے نرم
لہجے میں کہا۔۔وہ ان سب کو دیکھ کر خوش ہوا تھا۔۔اور سب کے ساتھ اندر کی
طرف بڑھ گیا۔۔

صحن میں خنکی تھی، سورج کی روشنی ابھی نرم تھی، جیسے آسمان بھی قربانی کے لمحے کو
احترام دے رہا ہو۔جان عالم لان کے کنارے کھڑا تھا، ہلکے آسمانی رنگ کے ٹراؤزر اور
سفید شرٹ میں، آستینیں تھوڑی سی چڑھی ہوئی، آنکھوں میں ایک بے ساختہ چمک
تھی، اور چہرے پر عید کا خاص نکھار۔۔غزنوی اس کے پہلو میں کھڑا تھا، سلیقے سے
استری شدہ آسمانی شلوار قمیص پہنے، کلائی پر گھڑی، بال قدرے سلیقے سے جمائے، اور
چہرے پر وہی دھیمہ وقار جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا تھا۔۔زرغام تھوڑا سا فاصلے پر کھڑا

تھا، اس نے بھی ٹراؤزر اور شرٹ کا انتخاب کیا تھا — سفید ٹراؤزر کے ساتھ ہلکی نیوی شرٹ، جو اُس کے قد اور جسم پر شان دار لگ رہی تھی۔ کمر پر تولیہ اور چہرے پر عزم اور سکون۔۔۔ آج لگ رہا ہے ہم تینوں نے مشورہ کر کے لباس پہنا ہے۔ "غزنوی نے زرغام کو دیکھا اور مسکرا کر کہا۔۔۔ جان عالم ہنسا، "نہیں غزنوی! یہ تینوں دل ایک ہی دھڑکن پر دھڑکتے ہیں — بس اُس دھڑکن کا رنگ کبھی آسمانی، کبھی سفید ہو جاتا ہے۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ رنگ لباس کا ہو یا قربانی کا جذبہ... اگر نیت صاف ہو تو ہر رنگ خوبصورت لگتا ہے۔" زرغام نے شرٹ درست کرتے ہوئے کہا، اس کے بعد سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی، اور پھر قربانی کا عمل شروع ہوا۔۔۔

قربانی مکمل ہو چکی تھی۔ فضا میں مٹی، گوشت، اور عطر کی ملی جلی خوشبو تھی۔ سفید دھوئیں کے ہلکے بادل صحن کی ایک طرف اُٹھ رہے تھے، جہاں حکمت اور دوسرے خادم گوشت کو ترتیب دے رہے تھے۔ زرغام تولیہ سے ہاتھ صاف کرتا ہوا ایک طرف ہٹا۔ اُس کے چہرے پر سکون تھا، مگر آنکھوں میں نمی سی تیر گئی — وہ خاموشی سے صحن کے کنارے کھڑے ہوئے داجی کی خالی کرسی کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں برسوں پہلے اس کے والد قربانی کروایا کرتے تھے، اور زرغام تب خادموں کے ساتھ پانی بھر رہا ہوتا۔ بابا جان... آج میں قربانی کر رہا ہوں، لیکن دل کے اندر وہی دعا

ہے جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ وہی ہاتھ کانپے، وہی زبان کانپی، بس دعا بدل گئی ہے۔ "دل کے اندر وہ لمحہ آیا۔۔۔ اسی لمحے غزنوی، ہاتھ میں تولیہ پکڑے، زرغام کے قریب آ گیا۔ اُس نے خاموشی سے زرغام کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ زرغام نے نظریں اُس کی طرف کیں، تو غزنوی کی آنکھوں میں بھی ایک ٹھہری ہوئی سی نمی تھی۔

"زرغام... کچھ یاد آ رہا ہے؟" غزنوی جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھ چکا تھا۔۔۔ زرغام نے سر ہلایا۔ "بابا جان کی آخری قربانی یاد ہے؟ وہ جو سفید جانور تھا؟" زرغام کے لہجے میں اداسی تھی۔۔۔ اور اُس وقت میں نے غلطی سے تسبیح الٹی پڑھ دی تھی... ابا جی نے وہ دن یادگار بنا دیا تھا۔ "زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

غزنوی مسکرا دیا۔۔۔ دونوں نے اک ساتھ قہقہہ لگایا — اور وہ قہقہہ گویا صحن میں بکھری اداسی کو ہلکے سے چھو کر ہوا میں تحلیل کر گیا۔۔۔

تھوڑے فاصلے پر، جان عالم ایک ٹھنڈے کونے میں بیٹھا پانی پی رہا تھا۔ اُس کے سامنے سفید کاغذ پر کچھ قطرے خون کے گرے ہوئے تھے، لیکن اُس کی نظر کہیں اور تھی۔۔۔ ورشاں کی باتیں، وہ بدل رہی تھی، اس سے بھاگنے لگی تھی۔۔۔ ناجانے کیوں۔۔۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ "یا اللہ، میری اس زندگی کی ساری خوشیاں اگر تو نے دی ہیں، تو اُس عورت کے وجود سے دی ہیں... اُسے میرے حصے کا سکون دے

دینا، اور اگر میری کسی بات سے اُس کا دل دکھا ہو تو... قربانی کے خون کے ساتھ وہ بھی دھو دینا۔" اس نے دل میں کہا۔ پھر اُس نے چہرہ دونوں ہاتھوں سے پونچھا، اور اٹھ کر زرغام کی طرف چل پڑا۔

چھوٹا شہزادہ شاہ در، نیلے رنگ کا چھوٹا واسکٹ پہنے، اپنی مخصوص آواز میں چلایا۔۔۔ "مائی لیڈی! یہ میری چھڑی ہے! آپ شہزادی ہو، بادشاہوں کی چھڑی نہیں پکڑتیں!" وہ تھوڑا غصے سے بولا۔۔۔ جیسے سچ میں ہی بادشاہ ہوں۔۔۔ اور تم میرے باڈی گارڈ ہو؟" غازیہ مسکرا کر جھکی۔۔۔ جی س۔۔۔ حویلی کے ٹیرس سے آتی ہلکی سی ٹھنڈی ہوا، کریم کلر کے پردوں کو نرمی سے ہلا رہی تھی۔ خنکی میں ایک عجیب سا سکون تھا، جو دل کو چھو جائے۔ کمرے میں نیم تاریکی تھی، مگر روشنی کے ذرا ذرا سے جھونکے، پردوں کے کناروں سے اندر جھانک رہے تھے۔ بیڈ پر جان عالم ورشاں کے گرد حصار بنائے ہوئے سویا تھا۔ اس کی آنکھ کھلی۔۔۔ آنکھیں کھولتے ہی اُس نے پہلا منظر وہی دیکھا، جسے وہ سب سے زیادہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ منظر اس کی جان حیات۔۔۔ ورشاں اُس کے برابر میں، بالوں کی ایک لٹ چہرے پر گری ہوئی، آنکھیں بند کیے، بہت خاموشی سے سو رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر سکون تھا، جیسے کوئی خواب اُس کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ لے آیا ہو۔ جان عالم تھوڑی دیر یوں ہی لیٹے لیٹے اُسے دیکھتا رہا۔ اس کے سینے میں ایک عجیب سی گداز نرمی اُتری، شاید محبت۔ اس نے ورشاں کے چہرے پر سے

بال کی لٹ ہٹانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا، مگر پھر رک گیا۔ آہستہ سے بیڈ سے اٹھا، تاکہ ورشاں کی نیند نہ ٹوٹے۔ پاؤں زمین پر رکھے، کمبل ایک طرف کیا، اور خاموشی سے کھڑکی کے پاس گیا۔

پردہ ہٹا کر باہر دیکھا — سامنے پہاڑوں پر صبح کی پہلی دھوپ پڑ رہی تھی، کہیں دھند، کہیں سورج کا سنہرا لمس۔

کچھ لمحوں بعد، وہ آہستہ سے واپس آیا، بیڈ کے کنارے بیٹھا، اور اپنی نگاہیں ورشاں کے چہرے پر جما دیں۔۔۔ جانے یہ عورت کیوں اتنی بے نیاز لگتی ہے، جیسے میرے ہونے یا نہ ہونے سے فرق ہی نہیں پڑتا... اور پھر بھی میں ہر صبح اسی کے چہرے سے دن کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ جان عالم نے بے بسی سے دل میں سوچا تھا۔۔۔ وہ اس سے دور بھاگتی تھی۔۔۔ یہ بات اس کے دل پہ انگارے پھینکتی تھی۔۔۔ اڈ نے نرمی سے ورشاں کا ہاتھ تھاما، اور آہستہ سے اپنے ہونٹ اُس کی انگلیوں پر رکھ دیے — ایک بے آواز سا لمس، جو اُس کی محبت کی گواہی دے گیا۔ ورشاں تھوڑا سا کروٹ لے کر سوتی رہی... بے خبر، لیکن شاید اُس کے چہرے پر پڑنے والی دھوپ، اور جان عالم کی محبت بھری نگاہیں، اُس کے خوابوں میں اتر چکی تھیں۔۔۔ ورشاں نے کروٹ لی۔۔۔ جس سے اس پر سے کمفرٹ اتر۔۔۔ اس کی ساڑھی کا پلو خراب ہو چکا تھا۔۔۔ وہ رات انہیں کپڑوں میں سو گئی۔۔۔ اس کا پیٹ واضح تھا۔۔۔ جان عالم نے اس کے دودھیا پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ساتھ ہی رمشاء کے الفاظ کانوں میں گونجے۔۔۔ دیکھا تھا میں نے اس کی ساڑھی میں سے اس کا

پیٹ اور اس کی کمر دیکھائی دے رہی تھی۔۔ جان عالم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔ اور اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_118

صبح کی روشنی کمرے کی کھڑکی سے چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔ ہلکی سی خنکی ابھی تک فضا میں باقی تھی۔ جان عالم، ہاتھ روم سے تازہ دم ہو کر نکلا۔ ہلکے آسمانی رنگ کے ٹراؤزر اور سفید شرٹ میں ملبوس، اس کی شخصیت میں ایک نرمی اور وقار جھلک رہا تھا۔ شرٹ کی آستینیں کمنیوں تک موڑی ہوئی تھیں، کلائی پر بندھی گھڑی کے ساتھ اُس کا انداز مزید شائستہ لگ رہا تھا۔ کمرے میں رکھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اُس نے بالوں کو ہلکے ہاتھوں سے سیٹ کیا، پھر ایک نظر آئینے میں خود پر ڈالی۔ آنکھوں میں نیند کا ہلکا سا اثر اب بھی باقی تھا، مگر چہرے پر ایک خاص سا سکون تھا۔ جیسے دل کسی خاموش خوشی سے بھرا ہو۔۔ جان عالم نے ایک نظر ورشاں پہ ڈالی جو ابھی بھی پرسکون سو رہی تھی۔۔ ساڑھی کا پلو ابھی بھی سرکا ہوا تھا۔۔ جان عالم نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔ جیسے وہ رمشاء کی بات بھولنا چاہ رہا ہوں۔۔ ورشاں، جو ابھی ابھی جاگی تھی، بیڈ پر آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس کی نگاہ جان عالم پر پڑی،

اور وہ چند لمحے بس اُسے دیکھتی رہ گئی۔ جان عالم نے آئینے میں اُس کی پرچھائیں دیکھی تو پلٹ کر نرمی سے مسکرایا۔ "اُٹھ گئیں؟ جان عالم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ورشاں نے دھیرے سے سر ہلایا، آپ جا رہے ہیں؟ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے کل کے رویہ پہ کچھ شرمندہ تھی۔ ہاں، زرغام کی حویلی جانا ہے۔ سب وہیں ہیں آج۔ وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا ہوا، آہستگی سے بول رہا تھا۔ "داجی کا حکم ہے کہ سب اکٹھے ہو کر ناشتہ کریں آج۔ تم بھی جلدی آ جانا، سب پوچھے گئے تمہارے بارے میں۔ جان عالم نے آخری بٹن بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ورشاں نے ہولے سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا، لیکن اُس کی آنکھوں میں جیسے کچھ کہنا باقی تھا۔ جن عالم نے وہ بات فوراً محسوس کر لی۔ وہ اسے بچپن سے جانتا تھا۔ آنکھوں سے ہی اس کی بات سمجھ لیتا تھا۔ وہ اُس کے قریب آیا، اُس کی آنکھوں میں جھانکا، اگر کچھ کہنا ہے، تو روکنا مت... جان عالم نرم لہجے میں بولا۔ ورشاں نے نظریں جھکا لیں۔ "کچھ نہیں... بس... آپ اچھے لگ رہے ہیں۔ ہلکی سی آواز میں ورشاں بولی تھی۔ وہ ہلکے سے ہنسا، ورشاں کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا، پھر جوتے پہن کر باہر نکلنے کے لیے بڑھ گیا۔ دروازے سے نکلتے ہوئے اُس نے پلٹ کر آخری بار دیکھا، "جلدی آنا... سب منتظر ہوں گے۔ اور ہاں، سرخ دوپٹہ اوڑھنا... تم پر بہت خوبصورت لگتا ہے۔ ورشاں کی مسکراہٹ گہری ہوئی، اور اُس کی نظریں اُس کی پشت پر ٹک گئیں، جو اب آہستہ آہستہ دروازے سے نکل کر سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔

کمرے میں صبح کی روشنی ہلکے ہلکے داخل ہو رہی تھی۔ کھڑکی کا سفید پردہ نرم ہوا کے ساتھ ہل رہا تھا، اور فضا میں ایک خاص سی تازگی بکھری تھی۔ ورشاں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ سفید رنگت والا وہ چہرہ... جیسے چاندنی میں دھلا ہوا ہو، نیلی آنکھیں خاموشی سے خود کو تک رہی تھیں۔ اُن آنکھوں میں ایک الگ سی گہرائی تھی، ایک چھپی ہوئی داستان، جو صرف کوئی دل سے دیکھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا۔ اور وہ تھا اس کا جان خان۔ آج عید کا دوسرا دن تھا، اور جان عالم کی نظریں اُسی پر ٹکنے والی تھیں۔ ورشاں نے سانس کھینچی، اور ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی۔ اور کبرڈ میں سے وہ نیوی بلیو فرائیڈ نکالا — جس پر باریک سنہری دھاگے کا نفیس کام تھا۔ آستینوں پر چھوٹی چھوٹی بلیں، گوٹے کا ہلکا سا کام، اور دامن پر نرم سا پھولدار پیٹرن۔ فرائیڈ کے ساتھ وہ سرخ رنگ کا دوپٹہ نکالا — جس کے کنارے پر ہلکی سی سلور جھلک تھی، جو روشنی میں نرمی سے چمکتی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی، تو جیسے کمرے کا ہر کونہ دکنے لگا۔ سفید رنگت کے ساتھ نیوی بلیو فرائیڈ نے اُسے بادشاہی سی شان دے دی تھی، اور سرخ دوپٹہ اُس کے سنہری بالوں پر گر کر جیسے کسی منظر کو مکمل کر رہا تھا۔

بال کھلے ہوئے تھے، مگر آدھے پیچھے سلیقے سے بندھے، ایک آہستہ سی لہر اُن میں موجود تھی۔ گردن پر اس کا اب تاب سے چمکتا تل... بالوں کے نیچے سے جھانکتا... وہی

تل جسے دیکھ کر جان عالم کی نگاہ اکثر ٹھہر جاتی تھی۔ ورشاں نے ہلکی جیولری پہنی —
 چھوٹی سی نتھ، باریک جھمکے، اور چند گلابی چوڑیاں۔ ہونٹوں پر ہلکا سا رنگ، اور نیلی
 آنکھوں میں ایک خاموش سی دعا۔۔ کاش میں ویسی ہو جاؤ۔۔ جیسی جان خان چاہتے
 ہے۔۔ ورشاں نے آئینہ میں عکس دیکھتے ہوئے دعا کی تھی۔۔ پرفیوم کی شیشی اٹھا کر اُس
 نے اپنے دوپٹے پر ہلکا سا چھڑکاؤ کیا، پھر خود کو آئینے میں آخری بار دیکھا۔۔ اب وہ تیار
 تھی — مگر عجب سی بے چینی تھی، جیسے دل میں کوئی سوال دھڑک رہا ہو۔ اور وہ
 سوال یہ تھا کہ کیا اس کا جان خان اس سے ناراض تھا۔۔ ورشاں بیٹا... سب نیچے لاونج
 میں جمع ہو رہے ہیں، آ جاؤ۔ دروازے نوکڈ کرنے کے آئمہ بیگم کی آواز آئی۔۔

جی مورے، آ رہی ہوں۔ ورشاں نے آہستہ سے جواب دیا، پھر دوپٹے کا پلو ذرا سا
 ٹھیک کیا اور چلنے لگی۔۔ ہر قدم کے ساتھ اُس کی سنہری لٹیں ہولے سے جھومتی تھیں،
 اور دوپٹہ گردن کے اُس تل کو کبھی چھپاتا، کبھی دکھاتا... جیسے جان بوجھ کر نظر بازی کر
 رہا ہو۔ ورشاں آہستہ آہستہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی... دل میں صرف ایک نام... کاش...
 اگر جان خان ناراض ہے تو بس اب یہ ناراضگی ختم ہو جائے۔۔ ورشاں لاونج میں
 آئی۔۔

نیچے لاونج میں سب آہستہ آہستہ جمع ہو رہے تھے۔۔ داجی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے
 تسبیح کے دانے چلا رہے تھے۔ آئمہ بیگم اور رابیہ خان کچھ ضروری ہدایات دے رہی
 تھیں۔۔

جان عالم لاؤنج کے ایک کونے میں کھڑا، موبائل دیکھ رہا تھا، مگر اُس کی نظریں بار بار سیڑھیوں کی طرف اٹھتی تھیں۔۔۔ وہ صرف اپنی جان حیات کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ اور پھر... لاؤنج کی فضا جیسے تھم گئی۔۔۔ سیڑھیوں پر آہستہ آہستہ چلتے قدموں کی آواز

آئی۔ ورشاں... نیوی بلیو فراک میں، سرخ دوپٹہ شانوں پر رکھے، آہستگی سے نیچے آ رہی تھی۔ روشنی اُس کے گردن کے دائیں طرف پڑ رہی تھی... اور وہی ایک تل — سنہری بالوں کے نیچے سے جھانکتا ہوا — مکمل طور پر ظاہر تھا۔ جان عالم نے سر اٹھایا۔۔۔ سب کچھ بھول گیا۔۔۔ نگاہیں پہلے لباس پر ٹکیں، پھر اُس کے چہرے کی طرف آئیں... اور آخر میں گردن کے اُس ایک مقام پر جا ٹھہریں، جہاں وہ تل... جیسے برسوں سے اُسی کی محبت کا نشان ہو۔ جس پہ وہ اپنی شدت ڈھاتا تھا۔ وقت تھم گیا۔ اس کی سانس، پلکیں، ہاتھ، سب لمحہ بھر کو ساکت ہو گئے۔۔۔ دل کے اندر جیسے کسی نے خاموشی سے کوئی ساز چھیڑ دیا ہو۔ اسے لگا، پورے کمرے میں اگر کچھ دکھائی دے رہا تھا — تو صرف ورشاں۔۔۔ اور اگر کچھ باقی تھا — تو بس وہ تل...

جس پر وہ بے شمار بار فدا ہو چکا تھا، مگر کبھی کچھ کہا نہیں تھا۔ جو اس کی شدتوں پہ آب و تاب سے چمکتا تھا۔۔۔ ورشاں نے نیچے آ کر نظریں اٹھائیں۔ جان عالم سے نظر ملی — ایک لمحہ، ایک سانس، ایک خاموش سلام۔ جان عالم کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ آئی، بہت دھیمی... اچھی لگ رہی ہوں۔۔۔ ورشاں نے مدھم سی آواز میں اس سے پوچھا۔۔۔ تم آج نہیں... ہمیشہ سے خوبصورت ہو، مگر تمہیں معلوم نہیں۔۔۔ جان عالم

نے دل کی بات کہیں تھی۔۔ ورشاں نے نگاہیں جھکا لیں، دل کی دھڑکن تیز ہوئی، اور وہ نرمی سے چلتی ہوئی داجی کے پاس آئے۔۔

دعائیں چاہئیں، داجی... جان عالم نے داجی کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ مگر دل میں گونج اب بھی جان عالم کی نگاہ کا عکس تھا۔

داجی جان نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، "اللہ سلامت رکھے میرے بچوں... جان عالم بھی مسکرایا۔۔ جبکہ ورشاں نے مسکرا کر نظریں جھکائیں۔۔ ورشاں ابھی ابھی داجی سے دعائیں لے کر اُٹھی تھی۔۔ ہم سب بھی یہی بیٹھے ہوئے ہیں... آئمہ خان کا استہزائیہ جملہ ہوا میں گونجا۔۔ ورشاں کے قدم رک گئے۔۔ ایک لمحے کو لگا جیسے وقت ساکت ہو گیا ہو۔ ورشاں نے نظریں جھکائیں، اور آہستہ سے چلتی ہوئی آئمہ خان کے قریب آگئی۔ "سوری بڑی امی"... آواز دھیمی تھی، ہونٹ دانتوں تلے دبا لیے گئے تھے — وہی عادت جب انسان خود کو اندر سے سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ خوش رہو... آئمہ خان نے ایک مختصر سا جواب دیا۔۔ مگر ان کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے۔۔ جیسے صرف رسم پوری کی گئی ہو۔۔ ورشاں کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ نرمی سے اپنے دوپٹے کا پلو سنبھالا، جس پر ہلکی سی پرفیوم کی مہک باقی تھی...

اور کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ تبھی لاونج کے اندر آنے کی ایک کھنک سنائی دی... رمشاء، روایتی ہلکے پستہ سبز رنگ کے لباس میں، چمکتے چہرے اور کمر تک آتے

کالے بالوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ ذس کے کندھوں پر سرخ گوٹے والا دوپٹہ تھا
— بالکل ویسا جیسے ورشاں کا، بس انداز زیادہ نمایاں، شوخ۔

السلام علیکم مورے! رمشاء نے گرمجوشی سے سلام کرتے ہوئے آگے بڑھ کر آئمہ خان
کے ہاتھ تھام لیے۔۔۔ وعلیکم السلام، جیتی رہو... آئمہ خان کے چہرے پر فوراً خوشی کی
جھلک آئی۔

کتنی پیاری لگ رہی ہو آج... یہ دوپٹہ بھی بڑا خوبصورت ہے۔

ورشاں کی پلکیں لرزیں، ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ بے وزن سا محسوس ہونے لگا۔ اسی جیسا
تھا... پھر بھی... اُس کے ساتھ کوئی تعریف نہ تھی۔۔۔ وعشاں خاموشی سے ایک کونے میں
صوفے پر بیٹھی، چہرے پر وہی دھیمی مسکراہٹ تھی، جو دل کی آنچ چھپانے کے لیے
اوڑھی جاتی ہے۔ رمشاء نے سیم کلر کا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔ اس کا دل دھڑک رہا
تھا۔۔۔ اسے جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کیسے وہ لے سکتی ہے۔۔۔ جان عالم نے رمشاء کی
طرف دیکھا... پھر ورشاں کی طرف... ورشاں کے چہرے سے واضح تھا۔۔۔ وہ اندر تک
سلگ رہی ہے۔۔۔ رمشاء... ہنستی، چہکتی، آئمہ خان کے قریب بیٹھی، ہر بات میں خود کو
شامل کرتی جا رہی تھی۔ جان عالم نے آہستہ سے سر جھٹکا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ
ہوا تھا۔ ورشاں ایک طرف صوفے پر بیٹھی تھی، چہرے پر شرم، پلکوں پہ بوجھ، اور
دوپٹے کے سرکنے کا خوف... آئمہ خان کا یوں رمشاء سے ہنس کر بات کرنا اور ورشاں

سے طنزیہ لہجے میں بات کرنے اسے بہت برا لگا تھا۔ جان عالم وہیں، دوسروں سے باتیں کرتے کرتے، آہستہ آہستہ اُس کے پاس آ بیٹھا۔

ورشیاں نے نظر اٹھائی، وہی نیلی آنکھیں... جان عالم کی مسکراہٹ، جو دل کو بے قابو کر دیتی تھی۔

یہ دوپٹہ سنبھالنے میں تم اتنی محنت کرتی ہو... وہ آہستہ سے بولا۔ کاش تمہیں معلوم ہوتا، یہ جب تمہارے سر سے سرکتا ہے تو میرا دل کیسے لڑھکنے لگتا ہے۔ جان عالم نے سب سے چھپتے چھپاتے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ ورشیاں نے پلکیں جھکائیں، مگر مسکراہٹ روکی نہ جاسکی۔ جان عالم تھوڑا اور جھکا،

یہ رنگ، یہ تم... اور یہ ہلکی سی شرم... قسم سے، عید تو مجھے تمہارے چہرے پر نظر آ رہی ہے۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ ورشیاں سے ناراض تھا۔ لیکن اس کی بے چینی جان عالم سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ ورشیاں نے آہستہ سے سر ہلایا۔ مگر اب جان عالم کا انداز شوخی سے بھر گیا تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤں؟ جب تم سرخ دوپٹہ اوڑھتی ہو نا... تو مجھے لگتا ہے جیسے تم کسی جنگ جیت کے آئی ہو... اور میں خوش نصیب ہوں جو اس کی سلامی کا پہلا حق دار ہوں۔ جان عالم نے مدھم سی سرگوشی کی تھی۔ جس سے ورشیاں کے چہرہ پہ شرمیلی سے مسکراہٹ آئی تھی۔ ورشیاں نے دوپٹے

کے پلو کو تھوڑا چہرے پر کھینچا۔ کچھ بھی بولتے ہیں آپ... اس کی آواز بہت دھیمی تھی،
مگر دل سے نکلی ہوئی۔ ہاں، بہت کچھ بولتا ہوں...

لیکن جو دل میں ہے وہ پھر بھی کم لگتا ہے۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر
وہ تھوڑا جھکا،

"یہ تل تو ویسے بھی روز جلایا کرتا ہے مجھے..."

لیکن آج... آج لگ رہا ہے، اس پر میرا نام کندہ ہے۔"

اُس کے تل کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی آواز میں بولا۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو
گیا۔۔ پلکوں میں نمی سی اتر آئی، مگر چہرہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔۔۔

کمرے کی کھڑکی سے ہلکی دھوپ اندر جھانک رہی تھی۔

ہوا میں عطر اور دیسی گلاب کی مہک رچی ہوئی تھی۔

زمل آئینے کے سامنے کھڑی، بالوں میں ہلکا سا گجرا سجا رہی تھی، سفید رنگ کے لباس
میں اُس کی چمک دار رنگت اور ہلکی ہلکی گلابی لپ اسٹک، صبح کی تازگی جیسی لگ رہی
تھی۔

پیچھے سے ننھی غازیہ دوڑتی ہوئی آئی، سر پر جھولتا چھوٹا سا نیلا دوپٹہ اور ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیاں۔

"مورے! مورے! دیکھو، میں تیار ہوں! مائی لیڈی تیار ہے!" غازیہ اپنی فراک دیکھاتے ہوئے بولی۔ زل نے ہنستے ہوئے اُس کی طرف دیکھا، ارے واہ! میری شہزادی تو کسی رانی سے کم نہیں لگ رہی! غازیہ نے غرور سے دوپٹے کا پلو سنبھالا۔ اس کا دوپٹہ چھوٹا سا جال کا تھا۔۔۔ جسے زل نے اس کی بازو اور کندھے پہ سیٹ کیا ہوا تھا۔ مورے، بابا کو بلاؤ نا... وہ کہیں گے ناکہ 'میری لیڈی'؟ اتنے میں دروازے سے غزنوی داخل ہوا، آسمانی شلوار قمیص، کلائی پر گھڑی، اور چہرے پر وہی مخصوص دھیمہ وقار۔ بس اب لگتا ہے عید مکمل ہوئی ہے... غزنوی غازیہ کی طرف جھک کر بولا۔ تو تیار ہو گئی میری لیڈی؟ غزنوی زل پہ نظریں جمائے بولا۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن کہا اس نے غازیہ سے تھا۔ غازیہ نے شرارتی انداز میں گردن ہلائی، "بابا، آج ہم زرغام چاچو کی حویلی جا رہے نا؟" غازیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ چھوٹی سی پری لگ رہی تھی۔ بالکل، اور تم وہاں سب کو بتاؤ گی کہ تم میری پرنسس ہو، ٹھیک؟"

غزنوی نے اُس کی ناک کو ہلکے سے چھوا۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔ تم دونوں کی یہ بول چال سن کر لگتا ہے میں ان کے ملازمہ ہوں۔۔۔ زل غزنوی کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ بال پیچھے کر کے رکھے۔ نہیں، تم تو اس حویلی کی رانی ہو... اور تمہارے بغیر ہماری عید ادھوری ہے۔ غزنوی نے آہستہ سے زل کے قریب آ

کر کہا۔ زل نے مسکرا کر نظریں چرائیں۔ چلے، دیر ہو رہی ہے... ورشاں، لالا، سب لاونج میں ہوں گے...

اور پھر پرس اور دوپٹہ سنبھالتی ہوئی بولی۔

غزنوی نے غازیہ کو گود میں اٹھایا۔ "میری لیڈی کے لیے گاڑی تیار ہے! غازیہ نے ناز سے آنکھیں مٹکائیں۔ چلے بابا غازیہ نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ چلو! میں جان حیات کو دکھاؤں گی کہ میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں!" غازیہ نے اپنے گالوں پہ ہاتھ رکھے۔ آپ چلو بابا اور مورے ابھی آتے ہیں۔ غزنوی زل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے غازیہ کو نیچے اتار گیا۔ اوکے بابا۔ غازیہ بھاگتے ہوئے باہر نکل گئی۔ زل نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ایک آخری بار دوپٹہ سیٹ کیا۔ اُس کے بالوں کے ساتھ سفید گجرا جیسے چاندنی کا ہالہ بن رہا ہو۔ غزنوی دروازے کے قریب ہی کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں میں ٹھہراؤ تھا، جیسے ہر پل اسی لمحے کا منتظر ہو۔ کیا دیکھ رہے ہیں؟ "زل نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ پوچھا، نظریں آئینے میں اُس سے ٹکرائیں تو پل بھر کو نجل سی ہوئی۔ وہی... جو روز دیکھتا ہوں... لیکن آج کچھ زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو،" غزنوی نے دھیرے سے کہا، قدم آہستہ آہستہ زل کی جانب بڑھائے۔ زل نے تھوڑا سا رخ موڑا، اور مسکراہٹ چھپا کر نیچے دیکھنے لگی۔ یہ پرفیوم... تم نے لگایا ہے؟ "غزنوی نے قریب آ کر پوچھا، جیسے خوشبو کے بہانے سے اور قریب آنا چاہتا ہو۔ ہاں جی... جو آپ کو پسند ہے... گلاب والی..." زل نے آہستہ سے سر ہلایا۔ تو پھر آج تمہیں گلاب

کہہ کر بلاؤں؟ "غزنوی نے مسکرا کر اُس کے گال کے پاس جھک کر سرگوشی کی۔ زل
 کا چہرہ مزید گلابی ہوا، جیسے عطر نے خوشبو کے ساتھ شرم بھی بکھیر دی ہو۔ غزنوی اس
 کے گال پہ ہونٹ رکھ دیا۔ جس وہ اور شرمائی گئی۔ یہ ادا جان لیوا تھی۔ اور غزنوی اس
 کی اسی ادا پہ مر مٹا تھا۔ وہ ہر بار یوں ہی شرماتی تھی۔ غزنوی... کسی نے دیکھ لیا تو؟ "
 اُس نے آہستگی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "زل"۔ غزنوی نے اُس کا ہاتھ تھاما، "سب
 کچھ تو دیکھ چکے ہیں... مگر یہ جو خاموشی سے تم میرے دل میں رہتی ہو... یہ صرف
 میں جانتا ہوں"۔ زل کا دل جیسے ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا۔ وہ لمحہ ساکت تھا،
 لیکن جذبوں سے بھرپور۔۔ لیکن پلکیں خود ہی جھک گئی۔ "عید کا دوسرا دن ہے... میں
 چاہتا ہوں تمہیں ویسے ہی یاد رکھوں... جیسے آج ہو... سفید رنگ میں، خاموش سی،
 گلاب جیسی خوشبو لیے، اور میری آنکھوں میں مکمل۔" زل نے نظریں اٹھا کر دیکھا...
 اُس کی آنکھیں نم سی ہوئیں، مگر لبوں پر وہی نرمی۔ "بس اتنا ہی کافی ہے یا اور؟" اُس
 نے دھیرے سے پوچھا۔ زل نے ہونٹ دانتوں نیچے دبائے۔ غزنوی نے مسکرا کر اُس
 کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھ دیے، "نہیں... کافی تو کبھی بھی نہیں ہوتا... تم ہو ہی
 اتنی خاص"۔ غزنوی نے اس کے ہونٹوں دانتوں سے آزاد کروائے۔ کچھ دیر وہ یونہی
 کھڑے رہے... دروازے سے آتی ہلکی روشنی، کھڑکی سے آتی ہوا، اور اُن کے درمیان
 وہ خاموشی جو لفظوں سے کہیں بڑھ کر باتیں کر رہی تھی۔ چلو

ے... غازیہ بھی ہماری انتظار میں ہوگی... اور نیچے لاونج میں سب بھی ".... پھر زل نے آہستہ سے کہا۔۔ وہ غزنوی کی بڑھتی بے باکیوں سے سرخ ہو چکی تھی۔۔ غزنوی نے دھیرے سے اُس کا ہاتھ تھاما، جتنی بار تمہیں دیکھتا ہوں، اتنی بار دل دعا کرتا ہے کہ اللہ تمہیں میرے نصیب میں ہمیشہ سلامت رکھے... تم جیسی ہو، ویسی ہی رہو... میری خاموش خوشی، میری مکمل دنیا۔ غزنوی نے نرمی سے زل کی پیشانی پر لب رکھے، پھر آہستہ سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔ زل کی پلکیں لرزیں، جیسے دل نے اُس لمحے کو دل میں محفوظ کر لیا ہوں۔۔ اور غزنوی زل کا ہاتھ پکڑے، اُس خوشبو بھرے کمرے سے نکلے، جہاں محبت اپنا ایک اور عکس چھوڑ چکی تھی۔۔

دونوں نیچے لاونج میں آئے۔۔ تو سب سے دعائیں لیتے مسکرائے۔۔

جان عالم اندر آیا۔۔ گاڑی تیار ہے۔۔ چلے۔۔ اس رودبار آواز لاونج مین گونجی۔۔ تو سب ہی باہر کارپیوچ کی طرف بڑھے۔۔ کارپیوچ میں گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ سورج کی روشنی اب پوری طرح پھیل چکی تھی، مگر بہران کی ہوا میں ہلکی سی خنکی اب بھی موجود تھی۔ حویلی کے صحن میں ایک عجیب سی گہما گہمی تھی۔ خواتین دوپٹے سنبھال رہی تھیں، مرد حضرات گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے، اور سب کے چہروں پر عید کی چمک

نمایاں تھے۔۔ ورشاں نیلے رنگ کی کامدار فراک میں، اپنے دوپٹے کو سیٹ کرتی، جان عالم کے ساتھ آہستہ آہستہ لان سے گزری۔

"کیا ہوا؟ ورشاں جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر بولی۔۔ یہ دوپٹہ تم پہ کچھ زیادہ نہیں سوٹ کر رہا۔"۔۔ جان عالم نے آہستہ سے سرگوشی کی، مسکراہٹ دباتے ہوئے۔۔ کیا مطلب ہے آپ کا؟۔۔ ورشاں نے جان عالم کو دیکھا۔۔ "بس اتنا کہ تم تو ویسے ہی خوبصورت ہو، دوپٹے لے کر چار چاند کے گئے۔۔ تمہارے اس حسن کو۔۔ ورشاں کے گالوں پر سرخی سی پھیل گئی، وہ بنا کچھ کہے آگے بڑھ گئی۔۔ تم نے وعدہ یاد رکھا نا؟ غزنوی نے زل کا ہاتھ آہستہ سے تھاما۔۔ زل نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، اور غزنوی نے پیچھے کھڑی غازیہ کو بازو سے پکڑ کر اپنی بانہوں میں لے لیا۔۔" بابا، میں نے سب سے اچھا دوپٹہ لیا ہے! زرغام چاچو دیکھیں گے تو کہیں گے، 'میری لیڈی تو آج آسمان سے اتری لگ رہی ہے'! ننھی شہزادی نے آسمانی رنگ کی جھلملاتی فراک میں گردن تان کر کہا۔۔ زب ہنس پڑے۔ اتنے میں گاڑیاں بھی کارپیوچ سے نکل گئی۔۔۔

زرغام کی حویلی کے بلند و بالا دروازے کھلے تھے۔ دروازے کے دونوں طرف سفید پھولوں کی لڑیوں سے سجاوٹ کی گئی تھی، جیسے خود قدرت نے اس دن کو خاص بنانے

کے لیے بہار بھیج دی ہو۔ حویلی کا لان ہرے قالین کی طرح بچھا ہوا، اطراف میں لگے سفید گلابوں سے مہک رہا تھا۔ دروازے پر زرغام کے وفادار حکمت خان خود کھڑے تھے، ہاتھ جوڑ کر استقبال کرنے کے انداز میں۔ سب سے پہلے گاڑی غزنوی کی آئی۔ جیسے ہی دروازہ کھلا، ننھی غازیہ نے چھوٹے چھوٹے قدموں سے زمین پر قدم رکھا، فراق سنبھالتی، نیلا دوپٹہ جھلکاتا ہوا۔ اُس کی آواز آتے ہی سب خادمائیں مسکرا پڑیں۔ "میری پرنسز تشریف لا چکی ہیں!" غزنوی نے زور سے کہا۔۔۔ اندر سے قہقہے گونجے، اور پریشے نے سب سے آگے آکر غازیہ کو بانہوں میں بھر لیا۔۔۔ "ارے میری شہزادی! آج تو لگ رہا ہے تم ہمیں حکم دو گی کہ کہاں بیٹھنا ہے!" پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔ بالکل! میں آج سب کو بتاؤں گی کہ میں بابا کی پرنس ہوں!" غازیہ نے پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اس کے پیچھے زمل آہستگی سے نکلی، سفید لباس میں، جیسے روشنی سے بنی ہو۔ پریشے نے مسکرا کر اُسے گلے لگایا، "تم تو لگ ہی نہیں رہی کہ دو دن پہلے کی تھکی تھکی زمل ہو۔" پریشے نے اسے آنکھ ماری تھی۔۔۔ جس پہ زمل نے اسے گھورا۔۔۔ "کیونکہ آج میں اُسے لے کر آیا ہوں، تھکن کی گنجائش نہیں۔" غزنوی پیچھے سے آتا ہوا بولا۔ غزنوی لالا کی دنیا تو زمل بھابی تک محدود ہے! پریشے نے مسکرا کر زمل کو چھیڑا۔ غزنوی زرغام کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔ اسی وقت دوسری گاڑی سے جان عالم اور ورشاں اترے۔ جان عالم نے ہلکے آسمانی رنگ

کے ٹراؤزر اور سفید شرٹ میں پہنی ہوئی تھی۔۔ اور ورشاں لال دوپٹے کے ساتھ
سادہ مگر دلکش لگ رہی تھی۔

ورشاں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ جان عالم بھی زرغام کی طرف بڑھا۔۔ جبکہ ورشاں
پریشے زل کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔

زرغام نے سب کی طرف دیکھا، تو ایک پل کے لیے سب کی نظریں اُس پر جم گئیں
—وقار، سکون، اور محبت کا سنگم۔

"خوش آمدید... آپ سب کی موجودگی نے حویلی کو عید بنا دیا ہے۔" زرغام نے نرم
لہجے میں کہا۔۔ وہ ان سب کو دیکھ کر خوش ہوا تھا۔۔ اور سب کے ساتھ اندر کی
طرف بڑھ گیا۔۔

صحن میں خنکی تھی، سورج کی روشنی ابھی نرم تھی، جیسے آسمان بھی قربانی کے لمحے کو
احترام دے رہا ہو۔ جان عالم لان کے کنارے کھڑا تھا، ہلکے آسمانی رنگ کے ٹراؤزر اور
سفید شرٹ میں، آستینیں تھوڑی سی چڑھی ہوئی، آنکھوں میں ایک بے ساختہ چمک
تھی، اور چہرے پر عید کا خاص نکھار۔۔ غزنوی اس کے پہلو میں کھڑا تھا، سلیقے سے
استری شدہ آسمانی شلوار قمیص پہنے، کلائی پر گھڑی، بال قدرے سلیقے سے جمائے، اور
چہرے پر وہی دھیمہ وقار جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا تھا۔۔ زرغام تھوڑا سا فاصلے پر کھڑا

تھا، اس نے بھی ٹراؤزر اور شرٹ کا انتخاب کیا تھا — سفید ٹراؤزر کے ساتھ ہلکی نیوی شرٹ، جو اُس کے قد اور جسم پر شان دار لگ رہی تھی۔ کمر پر تولیہ اور چہرے پر عزم اور سکون۔۔۔ آج لگ رہا ہے ہم تینوں نے مشورہ کر کے لباس پہنا ہے۔ "غزنوی نے زرغام کو دیکھا اور مسکرا کر کہا۔۔۔ جان عالم ہنسا، "نہیں غزنوی! یہ تینوں دل ایک ہی دھڑکن پر دھڑکتے ہیں — بس اُس دھڑکن کا رنگ کبھی آسمانی، کبھی سفید ہو جاتا ہے۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ رنگ لباس کا ہو یا قربانی کا جذبہ... اگر نیت صاف ہو تو ہر رنگ خوبصورت لگتا ہے۔" زرغام نے شرٹ درست کرتے ہوئے کہا، اس کے بعد سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی، اور پھر قربانی کا عمل شروع ہوا۔۔۔

قربانی مکمل ہو چکی تھی۔ فضا میں مٹی، گوشت، اور عطر کی ملی جلی خوشبو تھی۔ سفید دھوئیں کے ہلکے بادل صحن کی ایک طرف اُٹھ رہے تھے، جہاں حکمت اور دوسرے خادم گوشت کو ترتیب دے رہے تھے۔ زرغام تولیہ سے ہاتھ صاف کرتا ہوا ایک طرف ہٹا۔ اُس کے چہرے پر سکون تھا، مگر آنکھوں میں نمی سی تیر گئی — وہ خاموشی سے صحن کے کنارے کھڑے ہوئے داجی کی خالی کرسی کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں برسوں پہلے اس کے والد قربانی کروایا کرتے تھے، اور زرغام تب خادموں کے ساتھ پانی بھر رہا ہوتا۔ بابا جان... آج میں قربانی کر رہا ہوں، لیکن دل کے اندر وہی دعا

ہے جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ وہی ہاتھ کانپے، وہی زبان کانپی، بس دعا بدل گئی ہے۔ "دل کے اندر وہ لمحہ آیا۔۔۔ اسی لمحے غزنوی، ہاتھ میں تولیہ پکڑے، زرغام کے قریب آ گیا۔ اُس نے خاموشی سے زرغام کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ زرغام نے نظریں اُس کی طرف کیں، تو غزنوی کی آنکھوں میں بھی ایک ٹھہری ہوئی سی نمی تھی۔

"زرغام... کچھ یاد آ رہا ہے؟" غزنوی جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھ چکا تھا۔۔۔ زرغام نے سر ہلایا۔ "بابا جان کی آخری قربانی یاد ہے؟ وہ جو سفید جانور تھا؟" زرغام کے لہجے میں اداسی تھی۔۔۔ اور اُس وقت میں نے غلطی سے تسبیح الٹی پڑھ دی تھی... ابا جی نے وہ دن یادگار بنا دیا تھا۔ "زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

غزنوی مسکرا دیا۔۔۔ دونوں نے اک ساتھ قہقہہ لگایا — اور وہ قہقہہ گویا صحن میں بکھری اداسی کو ہلکے سے چھو کر ہوا میں تحلیل کر گیا۔۔۔

تھوڑے فاصلے پر، جان عالم ایک ٹھنڈے کونے میں بیٹھا پانی پی رہا تھا۔ اُس کے سامنے سفید کاغذ پر کچھ قطرے خون کے گرے ہوئے تھے، لیکن اُس کی نظر کہیں اور تھی۔۔۔ ورشاں کی باتیں، وہ بدل رہی تھی، اس سے بھاگنے لگی تھی۔۔۔ ناجانے کیوں۔۔۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ "یا اللہ، میری اس زندگی کی ساری خوشیاں اگر تُو نے دی ہیں، تو اُس عورت کے وجود سے دی ہیں... اُسے میرے حصے کا سکون دے

دینا، اور اگر میری کسی بات سے اُس کا دل دکھا ہو تو... قربانی کے خون کے ساتھ وہ بھی دھو دینا۔" اس نے دل میں کہا۔ پھر اُس نے چہرہ دونوں ہاتھوں سے پونچھا، اور اٹھ کر زرغام کی طرف چل پڑا۔

چھوٹا شہزادہ شاہ در، نیلے رنگ کا چھوٹا واسکٹ پہنے، اپنی مخصوص آواز میں چلایا۔۔۔ "مائی لیڈی! یہ میری چھڑی ہے! آپ شہزادی ہو، بادشاہوں کی چھڑی نہیں پکڑتیں!" وہ تھوڑا غصے سے بولا۔۔۔ جیسے سچ میں ہی بادشاہ ہوں۔۔۔ اور تم میرے باڈی گارڈ ہو؟" غازیہ مسکرا کر جھکی۔۔۔ جیائی لیڈی! میں آپ کے ساتھ ہر جگہ گھومنے بھی جاؤں گا!" شاہ در گٹھنے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔۔۔ پر زور سے بولا۔۔۔ شاہ در نے ایک ہاتھ میں لکڑی کی چھڑی اور سر پر چھوٹا ساج پہنے ہوا تھا۔۔۔ "مائی لیڈی! بادشاہ سلامت حاضر ہیں!" شاہ در سنجیدگی سے بولا۔۔۔

تو پھر سلام کرو، اور عیدی دو! غازیہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔

شاہ در نے جھک کر جیب سے چھوٹی چاکلیٹ نکالی، اور غازیہ کے قدموں میں رکھ دی۔۔۔ "میرے دل کی ملکہ صرف تم ہو، مائی لیڈی!" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ غازیہ بھی مسکرا دی۔۔۔

زرغام کی حویلی کے کشادہ، لکڑی کے نفیس کام سے مزین ڈائنگ روم میں آج ایک خاص سی چمک تھی۔ سفید کڑھائی والے دسترخوان پر رنگ برنگے برتن اور دیسی کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو چھائی ہوئی تھی۔ کونے میں ٹھنڈی لسی کے جگ رکھے تھے، ساتھ شربتِ بادام اور فلسے کے جگ۔ دیواروں پر پرانی خاندانی تصویریں اور جھلملاتی روشنیوں کی لطیف سی چمک۔ سب مرد اور خواتین اپنے اپنے انداز میں بیٹھے تھے، کچھ مزاح میں مصروف، کچھ چپ چاپ کھانے کا لطف لے رہے تھے۔

زرغام، سفید ٹراؤزر اور نیوی شرٹ میں ملبوس، میز کے سرے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی گود میں اُس کا پانچ سالہ بیٹا بیٹھا ہوا مزے سے چکن روسٹ کا ایک ٹکڑا تھامے چبھا رہا تھا۔

"بھئی، منال! آج تو لگتا ہے کہ تم نے کوئی پرانا نسخہ نکالا ہے پائے بنانے کا؟ ایسی خوشبو تو کبھی ابا حضور کے وقتوں میں آتی تھی۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ سائیں، آج داجی کے ذوق کو مدِ نظر رکھ کر بنایا ہے... اور دعا کیجئے، نمک ٹھیک ہو۔" وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ حبیب اللہ خان نے چیخ رکھتے ہوئے سر ہلایا،

"کیا بات ہے بچہ، تم نے حویلی کے پرانے ذائقے واپس دلا دیے۔"

جان عالم، جو زرغام کے دائیں طرف بیٹھا تھا، ہلکے آسمانی رنگ کے ٹراؤزر شرٹ میں، نرمی سے گوشت کی بوٹی اپنے سالن سے نکالتے ہوئے بولا۔۔۔ اور یہ پلاؤ؟ اس نے پلاؤ

کے لیے سوال کیا تھا۔۔۔ قسم سے، پریشے نے کہا تھا آج ذرا سی بھی کمی ہوئی نا، تو سب پہ غصہ آئے گا۔ لیکن یہاں تو چپ چاپ کھا رہی ہے۔" زرغام نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔ سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ پریشے شرم سے مسکرائی۔۔۔ میں دعا مانگ رہی ہوں کہ کسی دن آپ کو بھی کھانا بنانا پڑے!" اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔۔۔

غزنوی نے فوراً موقع پر بات داغی، "تب یہ صرف کچن کے دروازے پہ کھڑا ہوگا، اندر نہیں جائے گا، کہے گا گرمی ہو رہی ہے۔" غزنوی نے جان عالم کو انکھ ماری۔۔۔ "غزنوی صاحب، آپ بھی کچن کے قریب صرف تب آتے ہیں جب کھانا تیار ہو جاتا ہے۔" زمل مسکرائی۔۔۔ اور غازیہ کو گود میں لیے، ہلکے سے کہا۔۔۔

سب کو میں نے ایک ہفتہ پہلے بتایا تھا کہ زرغام کی حویلی میں عید کا کھانا ہوتا ہے شاہی! اور آج یہ منظر خود دیکھ لو!"

پریشے، جو زرافشاں سی سچی ہوئی تھی، بولی۔۔۔

میز کے اس پار نمل خاموش بیٹھی تھی، پلیٹ میں بریانی اور شامی کباب رکھے تھے، مگر اُس کے چہرے پر ہلکی سی خاموشی تھی۔ اُس کی آنکھیں سب کی ہنسی دیکھ رہی تھیں، مگر دل میں کچھ کمی سی تھی — شاید اپنائیت کی وہ شدت جو وہ صرف محسوس کرتی تھی۔ "پاپا، میری لیڈی کہاں ہے؟"

اتنے میں زرغام کے بیٹے نے اپنی چھوٹی سی آواز میں پوچھا۔۔۔

سب کی نظریں چونک کر اُس بچے کی طرف گئیں، اور پھر غازیہ کو دیکھ کر سب کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

میری لیڈی! جناب آپ کا سرکارانہ خطاب ہماری شہزادی کے لیے مخصوص ہے۔ "غزنوی مسکرا کر بولا۔۔۔"

غازیہ مسکرائی تھی۔۔۔ داجی نے، جو ذرا فاصلے پر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے تھے، ہاتھ بلند کیے:

"اللہ سب کو خوش رکھے... اور یہ رونق ہمیشہ قائم رہے۔"

سکون، خوشبو، محبت، اور قہقہوں سے بھرے لمحے تھے...

کھانے کے بعد سب ڈائنگ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم اور صحن میں آ گئے تھے۔ نرم دھوپ، ہلکی سی خنکی، اور چائے کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے نے سب کو چائے کا کہا تو منال فوراً سینی میں دو دیسی کیتلیاں اور چھوٹی چھوٹی چینی کی پیالیوں کے ساتھ حاضر ہو گئی۔۔۔ ساتھ پتیسہ، نان خطائی اور نمکو بھی تھیں۔ غزنوی نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے جان عالم کو دیکھا۔ "یار عالم، یاد ہے بچپن میں ہم یہی نان خطائی چوری سے دادی کے کمرے سے نکالا کرتے تھے؟" غزنوی کو اپنا بچپن کا

وقت یاد آیا تھا۔۔۔ جان عالم ہنس۔۔۔" اور پھر پکڑے بھی وہیں جاتے تھے، دادی کی چھڑی ابھی بھی داجی کے کمرے میں ہو گی شاید!" جان عالم بھی مسکرایا۔۔۔ زرغام بھی مسکرایا،" اب وہی بچپن ہم اپنی اولاد میں دیکھنا چاہتے ہیں... لیکن وہ وقت، وہ معصومیت"... زرغام مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔" یہ بچے تو موبائل کے بغیر پانی بھی نہیں پیتے۔ نان خطائی کھانے کے لیے اب انسٹاگرام پہ ویڈیو چاہیے!" ورشاں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔ اور خیر سے تم بھی انہیں بچوں میں آتی ہوں۔۔۔ زمل نے ورشاں کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ دیدہ۔۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ سب کے قہقہے بلند ہوئے۔" مائی لیڈی کو نان خطائی پسند نہیں۔" غازیہ پاس آ کر زور سے بولی۔۔۔ اور پھر ہنستی ہوئی دوڑ گئی۔

نمل خاموشی سے ایک کنارے بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی، لیکن آنکھوں میں وہ چمک نہیں تھی جو باقیوں کے چہروں پر جھلک رہی تھی۔ زرغام کی حویلی کی یہ گرم جوشی اسے بہت عزیز تھی... لیکن کہیں نہ کہیں، اُسے لگتا تھا جیسے وہ اس ماحول میں مکمل نہیں۔ پریشے نمل کے قریب آ کر بیٹھی اور آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔" تم میری بیٹی ہو نمل... کبھی مت سمجھنا کہ یہ سب صرف مہمان ہیں... تم اس حویلی کا حصہ ہو۔ کیوں خود کو تنہا کیے بیٹھی ہوئی ہوں"۔۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر اس نے ضبط سے پلکیں جھکائے رکھیں اور محض سر ہلا دیا۔

شام کے سائے کچھ لمبے ہونے لگے تھے، اور سب آہستہ آہستہ واپسی کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ "بس اب اگلی ملاقات المیر کی حویلی میں... قربانی کے دن۔ خبردار، اگر تم نے پائے نہ لائے تو۔"

غزنوی نے زرغام سے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔ "پائے تمہیں دے دوں گا، دل چھوڑو تمہارے لیے۔" زرغام ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ "یہ دو دن جیسے خواب تھے... اللہ کرے ہمیشہ ایسے دن آئیں۔" زمل نے پریشہ سے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں اپنی چادر سنبھالتی ہوئی جان عالم کے ساتھ نکلی۔۔۔ غزنوی نے غازیہ کو اٹھایا۔۔۔

غازیہ، جو سب کی آنکھوں کا تارا تھی، بادشاہوں کی سی شان سے بولی۔۔۔ "اگلی بار مجھے بھی شیر خرما بنانا ہے!"

سب ہنستے ہنستے روانہ ہو رہے تھے... دلوں میں خوشی، لبوں پر دعائیں، اور آنکھوں میں روشنی۔۔۔

ورشاں ابھی تک اُسی ہلکے نیلے رنگ کے فَرَاک میں ملبوس تھی۔ وہ فَرَاک، جو اُس نے دن بھر پہنے رکھا تھا، اب تک نہیں بدلا تھا۔ شاید وہ جان عالم کو خود میں اُسی انداز میں دکھانا چاہتی تھی۔ وہ کب سے اس کی راہ تک رہی تھی... ہر آواز پر چونکتی، ہر قدم پر دل دھڑک اُٹھتا۔ مگر جان عالم... کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

بالوں کو ایک طرف کیے، وہ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ آنکھیں دروازے پر جمی تھیں، جیسے اگلا پل، کوئی معجزہ لے آئے گا۔ لیکن وقت گزرتا رہا۔ خاموشی بڑھتی گئی۔ دل میں الجھن تھی، اور اس الجھن سے نجات کے لیے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ورشاں نے دوپٹہ سنبھالا، اور کمرے سے باہر نکلی۔

لاونج میں صرف آتش دان کی ہلکی سی روشنی تھی، جو لکڑی کے فرش اور دیواروں پر جھلکیاں ڈال رہی تھی۔ باقی سارا لاونج گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ورشاں کے قدم رک گئے۔ اس نے بے اختیار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، جیسے خوف کو نکلنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اندھیرے سے وہ اب بھی ڈرتی تھی... اور یہ تنہائی... اُس کے لیے اجنبی نہیں تھی، لیکن ہر بار اُسے کمزور ضرور کر دیتی تھی۔ ایک ایک قدم وہ آہستگی سے رکھ رہی تھی، جیسے زمین من بھاری ہو گئی ہو۔ لاونج میں جان عالم موجود نہیں تھا۔ ورشاں نے چپ چاپ کچن کا رخ کیا، دل ہی دل میں دعا کرتے ہوئے کہ وہ وہاں ہو۔ لیکن وہ وہاں ہوتا کیوں؟ یہ اس نے سوچا ہی نہیں بس دعا کی۔ اور کچن میں آئی۔ جہاں جان عالم تو نہیں، مگر رمشاء موجود تھی۔

وہی فراک، وہی انداز، وہی خود اعتمادی۔ وہ کچھ بنا رہی تھی، شاید چائے یا کافی۔ ورشاں کی آمد پر بھی اُس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں بدلا۔ ورشاں نے خاموشی سے چائے بنانے کے لیے پانی چولہے پر رکھا۔ دونوں کے درمیان خاموشی کی ایک دبیز دیوار کھڑی تھی... مگر رمشاء کے الفاظ اُس دیوار کو چیرتے ہوئے نکلے۔ "آج میں تم سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہوں۔"

ورشاں نے ایک لمحہ اس کی طرف دیکھا، اور پھر بے نیازی سے کندھے اچکا دیے۔ "نہیں پوچھو گی، میں نے یہ فراک کیوں پہنا؟" رمشاء نے کپ تھاما، پھر سوالیہ انداز میں بولی۔ "نہیں، مجھے فضول باتوں میں دلچسپی نہیں۔" ورشاں کا لہجہ سرد اور بے تاثر تھا۔ رمشاء نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کرسی کھینچی اور بیٹھی۔ "دلچسپی ہو جاتی اگر تمہیں معلوم ہو کہ یہ فراک میں نے کس کے کہنے پر پہنا۔" وہ کیسے ورشاں کے تاثرات دیکھنا چاہ رہی تھی۔ ورشاں کے قدم رُک گئے۔ اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ "یہ عالم کا فیورٹ کلر ہے۔ اسے لڑکیوں پر بہت اچھا لگتا ہے۔ اور... اس کی پسند کا مجھے خوب پتا ہے۔" رمشاء کا لہجہ پُر تمسخر تھا۔ "مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے؟ میں اُس کی بیوی ہوں، اُس کی عزت، اُس کی سردارنی۔" ورشاں کا حلق خشک ہوا۔ مگر وہ چپ نہ رہی۔ کیا پتا کب سردارنی کا یہ تاج کسی اور کے سر سجا دیا جائے؟ "رمشاء نے سپاٹ چہرے سے کافی کا گھونٹ بھرا۔"

ورشٹاں کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اُس کی آنکھیں رمشاء کو گھورنے لگیں۔ "ایسا کبھی نہیں ہوگا!" لہجے میں اعتماد تھا۔۔۔

"کیوں؟ عالم تم سے خفا ہے۔ کل رات سے۔ تمہیں معلوم بھی نہیں؟" ورشٹاں کو جیسے زمین ہلتی محسوس ہوئی۔ آنکھیں بھر آئیں۔ وہ کچھ کہے بغیر کچن سے باہر نکل گئی۔ رمشاء کے چہرے پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ تھی۔

ورشٹاں کے قدم تیز تھے۔ آنکھوں میں نمی، دل میں درد اور قدموں میں تھکن۔ وہ سیدھی کمرے کی طرف بڑھی۔ دل سے صرف ایک ہی دعا نکل رہی تھی ".... وہ موجود ہو ... صرف وہ"...

کمرے میں داخل ہوئی تو جان عالم سامنے تھا۔ وہ ابھی ہی باہر سے آیا تھا۔ چہرے پہ تھکن، بال قدرے بکھرے ... اور آنکھیں جیسے کسی سوچ میں ڈوبی ہوں۔ جان عالم نے آئینے میں سے اُس کی جھلک دیکھی۔ ورشٹاں کی آنکھیں نم تھیں۔

ورشٹاں تیزی سے اُس کی طرف بڑھی، اور بنا کچھ کہے اُس کے سینے سے لگ گئی۔ اُس کے کندھوں پہ سر رکھا، اور دونوں ہاتھوں سے اُس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھام لیا۔ جیسے خوف ہو کہ اگر نہ تھاما، تو سب کچھ بکھر جائے گا۔ "کیا ہوا، جانِ حیات؟" جان عالم نے دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کے بالوں کو سہلایا۔ اس کے رونے سے جان عالم کا

دل زورو سے دھڑک رہا تھا۔ ورشاں کچھ کہنے لگی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

جان عالم نے اُسے خود سے نرمی سے الگ کیا، دروازے کی طرف بڑھا۔ ورشاں کے دل میں ایک اور چوٹ سی لگی۔ جیسے اُس کے لمحے کو کسی اور نے چرا لیا ہو۔ جان عالم نے دروازہ کھولا — رمشاء کھڑی تھی۔ "دا... داجی بلا رہے ہیں"۔ رمشاء نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جان عالم نے بغیر کچھ کہے دروازہ بند کیا، اور ورشاں کی طرف واپس پلٹا۔ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ "کیا میں اتنی غیر ہو گئی ہوں؟" وہ آہستگی سے بولی۔۔۔ "کیا کہہ رہی ہو جانِ حیات؟" جان عالم نے اُس کی ٹھوڑی تھامی، اور نرمی سے کہا۔ "آپ ناراض ہیں... کل رات سے، بات کم کرتے ہیں... آنکھوں میں وہ پہلی سی بات نہیں۔ کوئی وجہ تو ہوگی نا؟" ورشاں کا لہجہ لرز رہا تھا۔ صاف صاف کہوں جانِ حیات۔۔۔ جان عالم نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی ناراضگی کا کب کیا۔۔۔ میں تنگ آگئی ہوں۔۔۔ رات سے یوں ہی کر رہے ہیں۔ کیا کیا ہے میں نے کوئی وجہ بھی تو بتائے؟ ورشاں کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔ میں کب ناراض ہوا۔ جان عالم نے ورشاں کی نیلی نم آنکھوں میں دیکھا۔ میں نہیں جانتی کیوں لیکن آپ ناراض ہے۔۔۔ ورشاں کی آواز میں نمی آئی۔ جبکہ چہرہ بالکل بچوں کی طرح کیوٹ۔۔۔ جان عالم بے اختیار ہلکا سا مسکرایا۔ جان عالم نے گہری سانس لی، اور پنچوں کے بل بیٹھ گیا۔ اُس کے سامنے آکر، جیسے اپنا دل کھولنے لگا۔

"میں خفا نہیں ہوں، جان حیات... اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہوں؟ میں اپنی جان حیات سے کبھی خفا نہیں ہو سکتا، اگر کبھی اپنی جان حیات سے خفا ہو گیا.. تو میری سانسیں تھم جائے گی... یہ دنیا روک جائے گی۔۔ اور میں فنا ہو جاؤ گا.. تم میری کل کائنات ہوں، میرا سکون، میری روح من میری دھڑکن۔۔" جان عالم نے کھڑے ہوتے ورشاں کو اپنے قریب کیا۔۔ اور اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا۔۔ "یہ دھڑکنیں صرف تمہارا نام لیتی ہے، تمہارے نام سے دھڑکتی ہے۔۔ میں کیوں خفا ہونے لگا۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ تو پھر بدل کیوں گئے ہیں؟" ورشاں نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ "تم بدل گئی ہو... تم پہلے والی ورشاں نہیں رہی۔ تم وہ تھی، جو میری ہر بات پہ مسکرا دیتی تھی، جو میرے کہے سے پہلے ہی سب جان جاتی تھی۔ اب تم میں شکوے آ گئے ہیں، پر خلوص خاموشی نہیں۔"

جان عالم نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔ "سوری... جان خان..."

ورشاں خاموش ہو گئی۔ پھر ہولے سے بولی۔۔

جان عالم نے اُس کے لبوں پر ہاتھ رکھا، "جان خان تمہارے لبوں پر اچھا لگتا ہے... معافی تلافی کے لفظ میرے دل کو دکھاتے ہیں۔" وہ آہستہ سے جھکا... اُس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو لیا۔۔ ورشاں نے شرماتے ہوئے نظریں جھکا دیں۔ وہ دونوں بیڈ پر

آہستگی سے گرے۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے جان عالم کی داڑھی کو چھوا، "ابھی
گرنے سے میری کمر ٹوٹ جاتی تو؟"

جان عالم نے ہنس کر اس کے ماتھے کو چوما، "تمہیں کچھ ہو جائے، تو سارا گاؤں جلا
دوں۔" ورشاں کی ہنسی، جان عالم کے سینے پر پھیل گئی۔۔ اور اسے کوئی موقع دیے بنا
اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ ورشاں ہمیشہ کی طرح اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔ جان عالم اس کے وجود کو بے باکی سے چھوتے ہوئے اس کے
ہونٹوں کو شدت سے چوم رہا تھا۔۔ جان عالم اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔ لیکن ورشاں پہ وزن
نہیں ڈالا تھا۔۔ جان عالم بیڈ پہ ہوتے ورشاں کو خود پہ کر گیا۔۔ اور چڑ کی آواز سے
ورشاں کی فراک کی زپ کھولیں تھی۔۔ جس سے ورشاں کی دھڑکنوں نے بھی پوری
رفتار سے دھڑکنا شروع کیا تھا۔۔ جان عالم نے اسے بیڈ پہ کرتے ہوئے اس کی فراک
کندھوں سے کھسکاتے دیوان وار ہونٹ رکھنے شروع

کیے۔۔ ج۔۔ ج۔۔ جان۔۔ خ۔۔ خان۔۔ ورشاں نے تھوک نگلا۔۔ وہ کانپنا شروع ہوئی
تھی۔۔ جان عالم کے سلگتے ہونٹوں کی گستاخیاں بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ ورشاں نے
اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے جھنجھوڑا۔۔ جان عالم نے نظر اٹھا کر ورشاں کی
طرف دیکھا۔۔ اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔ جسے دیکھتے ورشاں
نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔ ل۔۔ ل۔۔ لائٹس۔۔ ا۔۔ و۔۔ ف۔۔ ورشاں کے
ہونٹوں سے لفظ ادا نہ ہوئے تھے۔۔ لیکن جان عالم لائٹس اؤف کر گیا۔۔ اور دیوانہ وار

اس کے وجود پہ جابجا ہونٹ رکھنے لگا۔۔۔ اس کے وجود سے فراک کو الگ کرتے جان
عالم اس کی دھڑکنوں پہ جھکا۔۔۔ اور اپنے ہونٹوں کی مہر لگانے لگا۔۔۔ جان عالم اپنے
ہونٹوں سے اس کے وجود کو مہکاتے اس کے اور اپنے وجود سے ہر پردے کو آزاد
کرتے اسے اپنے وجود کا حصہ بنا گیا۔۔۔ دو وجود ایک ہوئے تھے۔۔۔ کمرے میں ہلکی سی
چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اور وہ رات، ان کی محبت کی گواہ بن گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 118 2

عید کے تیسرے دن، المیر خان کی حویلی میں جب پریشہ زرغام نے قدم رکھا، تو حویلی
کی ہوا میں جیسے وقار گھل گیا۔

اُس نے کریم رنگ کی روایتی پٹھانی فراک زیب تن کی ہوئی تھی۔ یہ فراک باریک
کشمیر کی شیفون سے تیار کردہ تھی، جس کے اندرونی استر پر ہلکا سا سنہری زری کا کام
کیا گیا تھا۔

فراک کی گردن کے گرد نفیس گوٹہ کناری لگی تھی، اور سینے پر ہاتھ سے کی گئی سوتی کڑھائی میں چھوٹے چھوٹے سفید موتیوں کو ترتیب سے ٹانکا گیا تھا۔۔۔ فراک کی آستینیں مکمل تھیں — کلائی تک — اور آستینوں کے کناروں پر باریک چنری پیٹرن کا سنہرا بارڈر لگا تھا، جسے ایک ماہر کاریگر نے ہاتھ سے سیا تھا۔ فراک کے گھیرے پر چوڑا گھومتا ہوا سنہرا کام تھا، جس میں جھمکتے دھاگے، ہلکے موتی اور کشیدہ کاری کے باریک بیل بوٹے شامل تھے۔ جب پریشے چلی، تو فراک کا گھیرا ایسے ہلتا جیسے ہوا بھی اُس کے احترام میں جھک گئی ہو۔۔۔ اس نے اسی رنگ کا باریک کام والا دوپٹہ لیا ہوا تھا، جس پر چاروں طرف نرم شفون کی جھالر تھی، اور کناروں پر چاندی جیسا دھاگہ چمک رہا تھا۔ دوپٹہ ایک طرف کندھے پر گرا تھا، اور دوسری طرف بازو کے گرد لپٹا ہوا، جیسے خود کو بھی سنبھالے ہو۔۔۔ ہاتھوں میں پریشے نے ہلکے سنہری رنگ کی پتلی پتلی چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں، جن کے بیچ میں تین جوڑے سفید جھلملاتی موتیوں والی چڑیاں تھیں۔۔۔ اس کی کلائی پر ایک پرانی فیملی ہیرلوم بریسلٹ تھی، جس کے بیچ میں نیلا پتھر جڑا ہوا تھا۔ انگلیوں میں اُس نے صرف ایک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ سونے کی پتلی انگوٹھی، جس میں چھوٹا سا نیلم جڑا تھا۔۔۔ شاید زرغام کی طرف سے دیا گیا پہلا تحفہ۔۔۔ کانوں میں وہ روایتی جھمکے پہنے ہوئی تھی۔۔۔ گول شکل کے، جن کے نیچے سفید موتی آویزاں تھے۔ جھمکے کے بیچ میں نیلے نگینے چمک رہے تھے، جو اُس کی آنکھوں سے ہم آہنگ تھے۔۔۔ گلے میں کوئی ہار نہیں تھا، صرف ایک باریک سفید چین، جس پر ہلکی سی نیلے

رنگ کی بندیا لٹکی ہوئی تھی۔۔۔ پریشے کا چہرہ قدرتی حسن کا مظہر تھا۔ سفید رنگت پر ہلکی گلابی سی سرخی چھائی ہوئی تھی — نہ مصنوعی، نہ شوخ — بس دل سے نکلی ہوئی نرمی۔ آنکھیں نیلی تھیں — گہری اور بولتی ہوئی۔ ان پر اس نے نفاست سے کاجل لگایا تھا soft winged style — میں، جو آنکھوں کے آخر میں ہلکی سی محراب بنا رہا تھا۔ پلکوں پر ایک تہہ volume mascara کی بھی لگی تھی، جس نے اس کی نظریں مزید مؤثر بنا دی تھیں۔۔۔ ابرو ہلکے قدرتی انداز میں تراشے گئے تھے، نہ زیادہ پتلے، نہ زیادہ گہرے۔ وہ اس کی شخصیت کی سنجیدگی اور وقار کو بڑھا رہے تھے۔۔۔ ناک نازک اور ستواں، پیشانی صاف اور باریک بالوں سے چھوئی ہوئی۔۔۔ ہونٹ نرم گلابی — جن پر اس نے پیچ پنک کالر کا لپ اسٹک شیڈ لگایا ہوا تھا۔۔۔ ہونٹوں کی قدرتی بناوٹ ایسی تھی کہ وہ بولے بغیر بھی اپنی کہانی کہتے۔۔۔ گالوں پر ہلکا سا blush pink tint تھا، جیسے خجالت کا لمس ہو، اور ناک کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا تل، جو اُس کے چہرے کو مزید دلکش بنا دیتا تھا۔۔۔ پریشے کے ہلکے براؤن، گھنے اور لمبے بال تھے، جنہیں اس نے آج روایتی انداز میں باندھا ہوا تھا۔۔۔ اوپر سے بال سیدھے کیے گئے تھے، اور پیچھے کی طرف لے جا کر ڈھیلی چوٹی میں لپیٹ دیا گیا تھا، جس کے گرد باریک سفید گجرا لپیٹا گیا تھا۔۔۔ چند آوارہ لٹیں جان بوجھ کر سامنے کے کناروں پر چھوڑ دی گئی تھیں، جو اس کے چہرے کے گرد ہلکے ہالے کی طرح گر رہی تھیں — اور اس کی آنکھوں کے نیچے کا عکس مکمل کر رہی تھیں۔۔۔

پریشے جب چلتی، تو فراک کی جھالر اور چوڑیوں کی چھن چھن ایک خاص ٹھہراؤ کے ساتھ ہلتی تھی۔ اُس کے انداز میں خاموشی تھی، مگر بے زبان عزت۔ چہرے پر وہ مسکراہٹ جو شاید سلیقے میں چھپی ہوتی ہے — اور نظروں میں وہ احترام، جو ہر عورت کو رانی بناتا ہے۔۔

زرغام نے کریم رنگ کی نفیس پٹھانی شلوار قمیض پہن رکھی تھی، جو سنہری دھاگے کی ہلکی سی کڑھائی سے مزین تھی۔ لباس میں وقار تھا، اور انداز میں سادگی۔۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی چھائی ہوئی تھی — نہ سختی، نہ نرمی۔۔ ایک گہرا سکوت، جو اُس کی شخصیت کو مزید مؤثر بناتا تھا۔ اس کی سبز آنکھیں خاموشی سے ماحول کا مشاہدہ کر رہی تھیں، جیسے ہر بات بغیر سنے بھی سُن لیتا ہو۔ بال سلیقے سے جمے ہوئے، اور ہلکی سی تراشی ہوئی چاکلیٹی داڑھی اس کے چہرے کو مزید رعب دار بنا رہی تھی۔۔ ہاتھ میں ایک نفیس گھڑی بندھی تھی، جو وقت کی قدر اور ترتیب کی علامت تھی۔۔ چال میں ٹھہراؤ، نگاہ میں گہرائی، اور لبوں پر بے رنگ سکوت۔۔ زرغام کی موجودگی ہر منظر کو مکمل کر رہی تھی — جیسے کسی درخت کی چھاؤں، جو خاموش رہتی ہے مگر سب کچھ تھام لیتی ہے۔۔ زرغام پریشے کے ساتھ حویلی کے لاونج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ شاہ در تو کھیل رہا تھا۔ ایک صوفے پہ زرغام پریشے دوسرے صوفے پہ غزنوی زمل بیٹھے ہوئے تھے۔۔

غزنوی نے ہلکے آسمانی رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی، جس کی قمیض پر گردن کے گرد ہلکا سا سفید دھاگے کا کام تھا۔ اس کے اوپر اس نے ایک سفید باریک ویسٹ کوٹ پہن رکھا تھا، جو اُس کی شخصیت کو مزید نکھار رہا تھا۔ بال ہلکے بکھرے ہوئے، مگر انداز میں بے ساختگی تھی۔ چہرے پر ہمیشہ کی سی دلکشی اور ہلکی مسکراہٹ موجود تھی، جیسے ہر بات میں کوئی شرارت چھپی ہو۔ ہاتھ میں گھڑی، اور پاؤں میں کھسہ — اُس کا لباس مکمل تھا مگر بنا کسی بناوٹ کے۔ غزنوی کی موجودگی حویلی کے ماحول کو ہلکا، خوشگوار اور زندہ رکھے ہوئے تھی۔۔۔ زل جو کہ اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے ہلکے سنہری پیلے رنگ کی چکن کاری والی فراک پہنی تھی، جس پر باریک سفید دھاگے سے ہاتھ کی کشیدہ کاری ہوئی تھی۔ فراک کا گھیر ہلکی ہوا میں جھولتا تھا، اور آستینوں پر باریک گوٹا کام موجود تھا۔ سر پر ہلکا سا شفاف سفید دوپٹہ تھا، جس کے کناروں پر موتیوں کی جھالر لگی ہوئی تھی۔ وہ دوپٹہ ایک طرف کندھے سے ڈھلکا ہوا تھا، اور دوسری طرف بازو پر لپٹا ہوا۔ چہرے پر ہلکا سا بلش، گلابی لپ اسٹک، اور کانوں میں چھوٹے سادہ جھمکے، سب کچھ نہایت نفاست سے۔۔

بال فرنیچ بریڈ میں بندھے تھے، اور چند لٹیں چہرے پر گری ہوئی تھیں، جو اس کے نرم لہجے اور شرمیلی طبیعت سے میل کھا رہی تھیں۔۔۔ زل آج بھی غازیہ کی طرح تھی، مگر اُس کے لباس، چال، اور نگاہوں میں مکمل عورت کی جھلک تھی۔۔۔ جو سلیقہ، محبت اور سکون کا پیکر ہو۔۔

جان عالم سامنے والے دیوانی طرز کے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آج آف وائٹ ٹراؤزر اور ہلکی نیلی شفون نما قمیض پہنی ہوئی تھی، جس کے بٹن گردن تک بند تھے اور آستینیں ذرا سی موڑی ہوئی تھیں۔ چہرہ ہمیشہ کی طرح خاموش، گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا۔ اس کی براؤن آنکھیں سمندر جیسی گہری، جو کسی خاص جگہ پر نہیں، بلکہ وقت کے اندر دیکھ رہی تھیں۔۔۔ بال سلیقے سے جمے، اور چہرے پر تازگی کے ساتھ ساتھ ایک ادھورا انتظار چھپا ہوا۔ ہاتھ میں پانی کا گلاس تھامے، وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا — جیسے کسی لمحے کی چاپ سننے کی کوشش میں ہو۔۔

آج ورشاں نے ساڑھی کے بجائے عنابی رنگ کی لمبی قمیض اور دوپٹہ دار غرارہ پہنا ہوا تھا۔ قمیض پر باریک سی سنہری گوٹہ پٹی اور سفید دھاگے کا نرم کام تھا، جو بازوؤں اور دامن کے کناروں پر ہلکی چمک دیتا تھا۔ غرارے پر سفید چھوٹے چھوٹے بیل بوٹے بنے تھے، اور وہ چلتے وقت خاموشی سے لہراتا تھا۔

اس نے دوپٹہ مکمل انداز میں لیا ہوا تھا — ایک طرف سر پر، اور دوسرا کمر کے گرد لپٹا ہوا، جیسے خود کو زمانے سے سنبھال کر رکھنے کا سلیقہ ہو۔ دوپٹے کے کناروں پر چھوٹی جھال لگی ہوئی تھی، اور درمیان میں باریک چمکیلے دھاگے کی کشیدہ کاری۔۔۔ سنہرے بال فرنیچ بریڈ میں باندھے گئے تھے، جو گردن کے ساتھ نیچے گرتے تھے۔۔۔ چہرے پر ہلکا بلش، اور لبوں پر مٹی پنک کلر کی لپ اسٹک۔ آج ورشاں زیادہ بات نہیں کر رہی تھی،

لیکن کچن میں کھڑے اُس کی نظریں بار بار کچن کے دروازے سے باہر جا رہی تھیں
—جیسے کسی کے قدموں کی چاپ سننے کی منتظر ہوں۔۔۔

نمل آج صبح دیر سے اٹھی تھی۔ اس نے بلیک کلر کا دوپٹہ صرف کندھے پر تھا، اور بال
نیم گیلے، پیچھے سے ایک ڈھیلے جوڑے میں بندھے ہوئے۔۔۔ چہرے پر کوئی میک اپ
نہیں تھا، صرف قدرتی نرمی، آنکھوں کے گرد ہلکی سی تھکن۔۔۔ وہ سیڑھیوں کے قریب
ستون سے ٹیک لگائے کھڑی تھی، اور نیچے کے ماحول کو دیکھ رہی تھی — جیسے باہر ہو
کر بھی اندر نہ ہو۔ نمل کی میں گہری خاموشی تھی۔ ایسی خاموشی جو باہر نہیں، اندر کے
شور سے جنم لیتی ہے۔۔۔ دل کے کونے سے اٹھتی ہوئی، فضا میں تحلیل ہو جانے
والی۔ نمل، صوفے کے کنارے، سمٹی ہوئی بیٹھی تھی۔ دوپٹے کا پلو انگلیوں میں لے کر
وہ بار بار اسے مروڑ رہی تھی جیسے ان مروڑوں سے دل کی الجھن سلجھا پائے گی۔
کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی اب خاصی تیز ہو چکی تھی، اور کمرے کی ہوا میں ایک
انجانا سوال معلق تھا۔ کیا ہونے والا ہے؟ دل دھڑک رہا تھا... زور زور سے۔ جیسے فیصلہ
دروازے کے پار کھڑا سانس روک کر اس کی گھبراہٹ سن رہا ہو۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی
کہ نیچے قربانی مکمل ہو چکی ہے۔ سب لوگ مصروف گفتگو ہیں۔ مگر وہ... بس وہی بیٹھی،
گہری سوچوں اور دھڑکنوں کے شور میں گم تھی۔۔۔ تب ہی دروازہ کھلا۔ نمل چونک
گئی۔ نہ کوئی دستک، نہ آہٹ... دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک وجود اندر داخل ہوا۔۔۔ سادہ

سفید کرتا، کندھے پر ہلکی بھوری چادر، متوازن چال اور چہرے پر عمر، وقار اور سکون کی
پرچھائیاں۔ المیر خان۔۔۔ نمل فوراً کھڑی ہو گئی۔ آنکھوں میں حیرت، دل میں
بے چینی۔ جیسے اس کے وجود کی سانسیں رک گئی ہوں۔ وہ کب آیا؟ کب دروازہ کھلا؟
اُسے کچھ خبر نہ ہوئی۔ پلکیں تک نہ جھپک سکیں۔۔۔ "السلام علیکم،"

نرمی سے کہا گیا جملہ جیسے کمرے میں بکھرے سناٹے پر مرہم رکھ گیا۔ "وعلیکم
السلام"۔۔۔ نمل کی آواز مدہم تھی، لرزتی ہوئی۔ نظریں جھک گئیں، الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر
لبوں سے نکلے۔۔۔ "نیچے کیوں نہیں آئیں؟" المیر خان نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے
ہوئے پوچھا۔ وہ سفید ٹراؤزر اور سیاہ شرٹ تھامے باہر

آیا۔۔۔ "م۔۔۔ مجھے۔۔۔ گ۔۔۔ گھبراہٹ ہے۔۔۔ ہو رہی تھی۔" نمل نے بہت کوشش سے الفاظ
ادا کیے، جیسے زبان ساتھ چھوڑ رہی ہو۔ المیر خان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، اور ہلکا
سا مسکرا دیا۔ جیسے وہ اس کی گھبراہٹ کے پیچھے چھپے جذبے کو پہچان چکا ہو۔ پھر بنا
کچھ کہے وہ واشروم کی طرف بڑھ گیا۔ نمل دھڑکتے دل کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی،
جیسے ابھی کچھ گرا ہی چاہتا ہو۔

تب ہی باہر سے آواز آئی، "نمل؟" زمل خان کی آواز میں نرمی تھی۔ "جی؟" نمل فوراً
اٹھی،۔۔۔ "بچے آؤ۔ زمل مسکرائی۔" جی۔۔۔"

نمل کے لب ہلے ہی تھے کہ المیر خان بھی واشروم سے باہر آیا۔ ہلکے سے گیلے بال، جنہیں وہ انگلیوں سے سمیٹ رہا تھا۔ آئینے میں ایک نگاہ خود پر ڈالی اور باہر نکل آیا۔ نمل تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔ قدموں میں گھبراہٹ کی جلدی تھی۔۔۔ المیر خان اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اُس نے نمل کی تیز رفتاری محسوس کی۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک پاؤں اُلجھ گیا۔ لمحے بھر میں، اس کے لڑکھڑانے سے پہلے ہی، ایک مضبوط ہاتھ نے اس کی کمر کو سہارا دیا۔ "اتنی جلدی بھی اچھی نہیں ہوا کرتی۔ انسان لڑکھڑا جاتا ہے۔" المیر خان کی گہری آواز نے نرمی سے اسے تھاما، اور پل بھر کو وقت تھم سا گیا۔ اس کی کالی بڑی بڑی آنکھیں، حیرت سے پھیلی ہوئی، المیر خان کی براؤن آنکھوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ کچھ لمحے یوں ہی رکے۔ کوئی جذبہ خاموشی سے سانسیں لینے لگا۔ المیر خان کا دل چاہا... وہ اس کے ہونٹوں کو چھو لے... لیکن نمل کی آنکھوں میں اپنے لیے ابہام دیکھ کر اُس نے اپنی خواہش دل میں دفن کر دی۔۔۔ ذہستگی سے اسے سنبھالا، اور قدموں پہ کھڑا کیا۔

نمل کچھ بولے بغیر نظریں جھکائے، تیزی سے سیڑھیاں اُتر گئی۔

المیر خان نے ایک گہرا سانس لیا اور خود بھی نیچے آ گیا۔

نیچے سب لوگ بیٹھے تھے—زرغام، آریان، اور باقی خاندان۔ نمل انہی کے درمیان بیٹھی تھی۔ مگر اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے، اور آنکھیں... وہ اب بھی اس

لمحے میں قید تھیں جو تھوڑی دیر پہلے بیت چکا تھا۔۔۔المیر خان نظریں چراتے ہوئے بیٹھ گیا۔ مگر اس کی نگاہیں بار بار نمل کی طرف کھینچی چلی جا رہی تھیں۔۔۔اور نمل...وہ بس ایک دھڑکن تھی۔ جو سناٹے میں چیخ رہی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد سب کھانا کھا کر ڈانگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔نمل نے اپنے آپ کو ان باتوں میں مشغول کرنے کی کوشش کی، مگر ذہن بار بار سیڑھیوں کے اُس لمحے پر اٹک جاتا۔ وہ لمحہ... جب کسی نے اسے تھام لیا تھا۔ جب کسی کے لمس نے اسے گرا نہیں، بلکہ سنبھال لیا تھا۔ "نمل؟ تم ٹھیک ہو؟" پریشے نے اس کے قریب بیٹھ کر نرمی سے پوچھا۔۔۔"جی، بس تھوڑا سا سر بھاری ہو رہا ہے۔" نمل نے ہلکا سا مسکرانے کی کوشش کی، مگر چہرے پر وہ گھبراہٹ اب بھی باقی تھی جسے صرف وہی سمجھ سکتی تھی۔۔۔المیر خان ذرا فاصلے پر بیٹھا تھا، ایک غازیہ کو گود میں لیے، اس کے ساتھ کھیلتے ہوئے۔ مگر نظریں... کبھی کبھار اُس طرف کھینچتی رہتیں، جہاں نمل تھی۔ زرغام نے ایک بار غور سے اسے دیکھا، جیسے کچھ نوٹ کر رہا ہو، مگر پھر خاموشی سے بات بدل دی۔ "المیر، تمہیں قربانی کے بعد کی کافی پسند ہے نا؟" غزنوی نے چٹکی لی، "اج تو تم کچھ زیادہ ہی خاموش لگ رہے ہو۔" غزنوی نے اسے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔المیر ہلکا سا ہنسا، "خاموشی بھی کبھی کبھی قربانی ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی قربانی ہوتی ہے۔۔۔جس کے لیے دی جائے۔۔۔اسے معلوم تک نہیں ہوتا۔" المیر خان گہری مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔آخری جملے اس نے مدھم سی آواز میں ادا کیے تھے۔۔۔"یہی بات اگر میں کہتا تو سب کہتے، غزنوی خان شاعری پہ

اتر آیا!" آریان نے قہقہہ لگایا، اور ماحول پھر سے قہقہوں سے بھر گیا۔۔۔ نمل نے بھی کوشش کی کہ ہنس دے، ہونٹوں پر ایک مدھم سا تبسم آیا۔ مگر اُس کا دل اب بھی کسی اور کیفیت میں تھا۔۔۔ پریشے نے اس کے ہاتھ تھامے، "تم میرے ساتھ آؤ، باورچی خانے میں کچھ کام ہے، پھر تمہیں کچھ دکھانا بھی ہے۔" نمل نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں اٹھ کر چلنے لگیں۔ المیر خان کی نگاہ ایک پل کو پھر اس پر ٹک گئی، جیسے کچھ کہنا ہو، لیکن وقت مناسب نہ ہو۔

باورچی خانے میں داخل ہوتے ہی پریشے نے دروازہ آہستہ سے بند کر دیا، "نمل، تم مجھے بچپن سے جانتی ہو۔ اب بھی کچھ چھپاؤ گی؟" پریشے نے اس کے پریشان چہرہ کی طرف دیکھا۔۔

نمل نے چونک کر اسے دیکھا، "کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ گھبرا کر بولی۔۔۔ "تم کچھ پریشان ہو... پریشے نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ نمل کا گلا خشک ہو گیا، پلکیں جھک گئیں، اور لبوں پر ایک تھکی تھکی خاموشی۔ "کیا... المیر لالا نے کچھ کہا؟ کچھ کیا؟" پریشے کو جو سمجھ آئی۔۔۔ اس نے خود ہی پوچھ لیا۔۔۔ "نہیں!" نمل فوراً بولی، "نہیں، ایسا کچھ نہیں۔" اس نے جملہ مکمل کیا۔۔۔ "لالا کچھ کہے نہ کہے، اُن کی آنکھیں کہہ دیتی ہیں۔ اور تمہاری بھی۔" پریشے نے کچھ لمحے اُسے دیکھا، پھر نرمی سے بولی۔۔۔ نمل کی پلکوں پر نمی جھلکنے لگی، "مجھے خود نہیں سمجھ آ رہا کہ کیا ہو رہا ہے۔" نمل کی آواز نم ہوئی تھی۔۔۔ "محبت ہمیشہ سمجھنے سے پہلے محسوس ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی... بہت خاموش ہوتی

ہے، جیسے آج تم ہو، جیسے وہ ہے۔" پریشے نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔ نمل خاموش رہی، آنکھیں نم تھیں۔ دل، دھڑکن سے زیادہ کسی اور کا انتظار کر رہا تھا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی، پریشے، یہ زرغام کی آواز تھی۔۔ جائے آپ کے، مہسبند آپ کے بنا نہیں رہ سکتے۔۔ نمل نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔ پریشے بھی مسکرا دی۔۔ دونوں باہر آگئی۔۔۔

سب جاچکے تھے۔۔ صوفیہ اپنے روم میں تھی۔۔ نمل بھی اپنے کمرے میں آگئی۔۔ المیر خان پہلے سے ہی روم میں تھا۔۔۔

المیر صوفیہ پہ بیٹھا تھا، ہاتھ میں چائے کا کپ، اور نگاہ دور... لیکن دل قریب۔۔ نمل نے اندر داخل ہوتے ہی پہلے پورے روم میں دیکھا۔۔ لیکن جیسے ہی المیر خان پہ نظر گئی۔۔ تو تھوک نگلتے بیڈ پر بیٹھی گئی۔۔۔ کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔ دو دل، لیکن ایک دوسرے کی کیفیت سے انجان۔۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی انگلیوں کو دیکھنے لگی۔۔ اس نے نظریں اٹھائی ہی تھی۔۔ کہ المیر خان اس کی طرف پہلے سے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ دونوں کی نظریں ملیں، تو وقت ایک پل کو رک سا گیا۔ نہ کوئی سوال، نہ کوئی جواب۔۔ بس ایک خاموش مکالمہ۔۔ اور دل دھڑک رہے تھے۔۔۔ دونوں کی سانوں کی آوازیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔ لیکن لب بالکل خاموش تھے۔۔۔ نمل اس کی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھ نہ

سکی۔۔ تو نظریں جھکا گئی۔۔ المیر خان چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے روم سے نکل گیا۔۔ نمل گہرے سانس لینے لگی۔۔ پانی کا گلاس پکڑتے ایک ہی سانس میں ختم کر گئی۔۔ المیر خان کا چکا تھا۔۔ کمرے میں سکون تھا، لیکن نمل کے دل میں جیسے طوفان برپا تھا۔۔ نمل بیڈ سے اٹھ کر ٹیرس کے قریب آکر روکی۔۔ چاندنی کمرے کے فرش پر سفید روشنی کی چادر بچھا رہی تھی، اور ہوا کا نرم جھونکا اُس کے چہرے کو چھو کر گزر رہا تھا۔ نمل نے آہستہ سے آنکھیں موند لیں، اور خود سے سوال کرنے لگی... وہ سوال، جو وہ کسی اور سے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔ "یہ کیا تھا...؟ وہ لمحہ... جب میں لڑکھرائی اور مجھے تھام لیا؟ ایسا لگا جیسے وقت رک گیا ہو۔ جیسے زمین، آسمان، سب تھم گئے ہوں۔ کیا یہ صرف میرا وہم تھا؟ یا اُس لمس میں... واقعی کوئی الگ سا سکون تھا؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی۔۔ پھر سانس روک کر لمحہ بھر کے لیے خاموش ہو گئی، پھر جیسے خود کو سننے لگی۔۔ "کیا یہ پہلی بار ہے کہ کسی کی موجودگی سے میرے دل کی رفتار بدل گئی؟ کیا میں واقعی گھبرا گئی تھی... یا بس اُس کے سامنے... کمزور ہو گئی؟" اس کا دل زور و زور سے دھڑکنا شروع ہوا تھا۔۔ پھر چلتے ہوئے مرار کے سامنے آئی۔۔ اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ دھندلی روشنی میں اُس کی آنکھیں نم تھیں۔۔ "میں تو ہمیشہ مضبوط رہی ہوں۔

تو پھر... یہ لرزش کیسی؟ یہ بے چینی کیوں؟ نمل نے خود کو دیکھ کر سوال کیا۔۔ نہیں میں تو عادل سے محبت کرتی ہوں۔۔ اس کے اندر سے ایک آواز آئی تھی۔۔ سب کچھ

بدل گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ عادل سے محبت کرتے ہوئے کیسے المیر
 خان کو سوچ سکتی ہے۔۔۔ نمل نے ایک نظر خود کو دیکھا۔ پھر واشروم میں چلے
 گئی۔ المیر خان نے ایک نظر کمرے میں دیکھا۔۔۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ بند تھا۔ نفی
 میں سر ہلاتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ المیر خان دروازہ کھولتا
 نمل نے دروازہ کھولا۔۔۔ اور المیر خان کو دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔ دونوں بالکل قریب
 کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اگر کوئی زرا سی بھی حرکت کرتا۔ المیر خان کے ہونٹ نمل کی
 پیشانی پہ اور نمل خان کے ہونٹ المیر خان کے کندھے پہ ثبت ہوتے۔۔۔ نمل سپیمل
 سی لائٹ بلیو کلر کی فراک میں ملبوس تھی۔ گھبرا کیوں جاتی ہوں۔ المیر خان نے
 دروازے کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں
 تو۔۔۔ میں کب گھبرائی۔۔۔ زبان سے لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ پھر کیا ڈرتی ہوں۔۔۔ المیر
 خان نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میں ڈرتی نہیں ہوں آپ
 سے۔۔۔ اور نہ ہی مجھے ڈرانے کی کوشش کرے۔۔۔ نمل ہمت جمع کرتے ہوئے
 بولی۔۔۔ المیر خان نے اس کی اتنی ہمت کر کے جواب دینے پہ مسکرانا چاہا۔ لیکن پھر
 اپنے خیال پہ بند باندھتے ہوئے بولا۔۔۔ ابھی اگر تم میں سما جاؤ۔۔۔ تم کیا تمہارے روح
 بھی چیخ چیخ کر جواب دے گی۔۔۔ تم مجھ سے ڈرتی ہوں۔۔۔ المیر خان نے اس کے چہرہ
 پہ پھونک مارتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ جیسے ابھی ہی کسی نے سرخ
 رنگ چہرہ پہ کیا ہوں۔۔۔ کتنا بے باک انسان ہے۔۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

اسے گھور کر سوچا۔۔۔ کھانے کا اردہ ہے مجھے۔۔۔ المیر خان نے اس کے گھورنے پہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ میں ایسی فضول چیزوں سے دور رہتی ہوں۔۔۔ نمل منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ اس نے اسی لمحے جواب دیا تھا۔۔۔ لیکن میں فضول چیزوں کو بھی کھانے کا اردہ رکھتا ہوں۔۔۔ المیر خان نے اسے بے باکی سے دیکھتے ہوئے آنکھ ماری۔۔۔ وہ اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ دونوں کے درمیان بمشکل دو سانسوں کا فاصلہ بچا تھا۔ "اتنے قریب آ کے بھاگنے کی کوشش؟ تمہارا بدن تو خود میرے لمس کی طرف جھکتا ہے نمل۔۔۔" المیر نے نیچے جھک کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔۔ نمل کا دل کانپ اٹھا۔ اس کی پشت اب دروازے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔ سے لگی تھی اور سامنے وہ شخص، جو الفاظ سے زیادہ اپنی نظریں استعمال کرتا تھا۔۔۔ اور اُن نظروں کی تپش، اب اُس کی جلد پر پگھلتی محسوس ہو رہی تھی۔ "ہٹے میرے سامنے سے"۔۔۔ نمل اپنے چہرہ پہ چھائی سرخی کو چھپانے کے لیے غصے سے بولی، لیکن آواز میں لرزش تھی۔۔۔ "نمل۔۔۔" المیر نے ایک ہاتھ دروازے پر رکھ دیا، دوسرے ہاتھ کی پشت سے آہستہ سے اُس کے کان کی لو کو چھوا۔۔۔ وہ لمس، جو مکمل نہیں تھا، لیکن وجود میں آگ لگا دینے کو کافی تھا۔۔۔

"تمہارے گالوں کا رنگ بدلتا ہے، تمہاری پلکیں لڑکھڑاتی ہیں، سانسیں تمہارے اختیار میں نہیں... اور تم کہتی ہو تم مجھ سے نہیں ڈرتی؟" المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ میری سانسیں میرے اختیار میں ہی ہے۔۔۔ نمل اپنی لرزتی آواز سے

بولی۔۔ اور ساتھ ہی اس نے پلکیں میچ لیں، جیسے خود کو خود سے بھی چھپا رہی ہو۔۔ "اگر تمہاری سانسیں تمہارے اختیار میں ہوتی، تو کبھی مجھے دیکھ کر تمہاری سانسیں نہ روکتی۔۔۔ میرے جانے کے بعد تمہاری سانسیں گہری نہ ہوتی۔۔ المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"یہ سب... سب آپ کا وہم ہے... ا۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔" نمل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ "تمہارا یہ وہم... اگر سچ بن جائے، تو تم خود اپنے وجود کو میری گرفت میں دینا چاہو گی۔۔" المیر نے اس کے بالوں کی ایک لٹ انگلی پر لپیٹی، اور آہستہ سے بولا۔۔ "نہ تو کبھی ایسا ہو گا۔۔ اور آپ حد پار کر رہے ہیں۔۔" نمل نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ "تو مت روکو مجھے۔۔" المیر نے اس کے ماتھے کے قریب ہو کر سر جھکایا کہ اُن کی سانسیں ایک دوسرے میں گھلنے لگیں۔۔ "حد وہی ہوتی ہے جہاں خواہشیں دم توڑ دیں... اور میری خواہشیں... وہ تمہاری گردن کے خم سے شروع ہو کر تمہاری پلکوں کے جھکنے تک سانس لیتی ہیں۔۔" المیر خان نے اس کی گردن کو چھونا چاہا۔۔ لیکن وہ اپنی سانسیں تک روک گئی۔۔ اس کی انگلیاں کپکپانے لگیں، جیسے ضبط کی آخری لکیر بھی لرز رہی ہو۔۔ "میں عادل سے محبت کرتی ہوں۔۔" نمل نے آنکھیں بند کرتے ایک سانس میں کہا۔۔ بس کرو۔۔ المیر خان نے دروازے پہ ہاتھ مارا۔۔ نمل نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھا۔۔ اس کا سر چکرا رہا تھا، اس کی سانسیں تیز، دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر نکلنا چاہتا ہو۔۔ "اگر میں چاہوں تو ابھی... اسی لمحے تمہیں یوں قید کر لوں

کہ تمھارا ہوش، تمھارا جسم، تمھاری سانس... سب صرف میرے نام کی پکار بن جائے... المیر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کی رنگیں تنی تھی۔۔۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ "آپ... میرے لیے زہر ہیں"۔۔۔ نمل نے کانپتے لبوں سے صرف ایک جملہ نکلا تھا۔۔۔

المیر نے مسکرا کر اس کے بالوں میں منہ چھپایا، سانسوں کی شدت اس کی گردن جلانے لگی، "تو پھر مجھے پینے کے لیے خود کیوں چلی آتی ہو؟" المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ نمل کی سانسیں روک رہی تھی۔۔۔ المیر خان تپش زدہ سانسیں نمل کی گردن کو جلا رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی لمحے وہ پیچھے ہٹا... نمل بمشکل اپنے قدموں پر کھڑی تھی... نظریں جھکی تھیں، بدن بوجھل تھا، اور دل... مکمل شکست خوردہ۔۔۔

المیر خان واشروم کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ اگر مجھے دیکھنے کا اردہ ہے، تو جلدی آجاؤ۔۔۔ ایم ویٹنگ.... المیر خان نے ہنسی دبائی۔۔۔ نمل جلدی سے واشروم سے نکلتے بیڈ پہ جا کر لیٹ گئی۔۔۔

-----س "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم ابھی ہی جگا تھا۔ اور سامنے جو خوبصورت منظر اسے دیکھنے کو ملا۔ وہ آٹھ نہ سکا۔ ورشاں اسی کے پہلو میں سو رہی تھی۔ چہرہ پہ معصومیت، اور ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ پرسکون سی تھی۔۔۔ جان عالم خاموشی سے ورشاں کے چہرے کو تنکے جا رہا تھا۔ جیسے وقت ختم سا گیا ہو، جیسے وہ پل ہمیشہ کے لیے رک گیا ہو۔ ورشاں کی سانسیں مدھم مدھم چل رہی تھیں، اس کے چہرے پہ نیند کی گہری کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ سنہرے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جو اس کی معصومیت کو اور بھی نمایاں کر رہے تھے۔ جان عالم نے نرمی سے جھک کر اس کے چہرے سے بال ہٹائے، جیسے کسی قیمتی شے کو چھونے سے بھی ڈر لگتا ہو۔ اُس کے ہاتھ کی ہلکی سی حرکت پر، ورشاں نے نیند میں ہی اُس کا ہاتھ تھام لیا اور آنکھیں بند کیے ہی اپنا چہرہ اُس کے ہاتھ کی پشت پر رکھ دیا۔

جان عالم کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ وہ لمحہ مکمل تھا—خاموش، پرسکون اور بے حد حسین۔ کمرے کی کھڑکی سے ہلکی سی روشنی اندر آرہی تھی۔ جان عالم نے آہستہ سے ہاتھ چھڑایا تاکہ ورشاں کی نیند خراب نہ ہو، لیکن اُس کے ہاتھ چھڑانے کی کوشش پر ورشاں کی پیشانی پر ہلکی سی شکن آگئی، جیسے وہ بے چینی محسوس کر رہی ہو۔ ورشاں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ نیند سے بھری آنکھیں جب جان عالم پر پڑیں تو وہ ہلکا سا چونک گئی، مگر فوراً مسکرا دی۔ "جان خان آپ جاگ رہے ہیں؟" اُس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "ہاں... نیند نہیں آرہی تھی، بس تمہیں دیکھ رہا تھا۔" جان

عالم نے نرمی سے کہا۔ ورشاں نے آہستہ سے اس کی انگلیاں اپنے ہاتھ میں دبوچ لیں۔

"اور کچھ سوچ رہے ہیں؟" ورشاں نیند سے بھری آواز میں گویا ہوئی۔ "سوچ رہا ہوں... کیا یہ سب خواب ہے؟ اگر ہے تو میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ یہ خواب ختم ہو۔" جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے اس کی بات پر مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ "یہ خواب نہیں، حقیقت ہے... اور آپ اس حقیقت کا سب سے خوبصورت حصہ ہو۔" ورشاں آہستہ سے بولی۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے، لیکن وہ خاموشی بھی کسی میٹھے نغمے کی مانند تھی۔ ورشاں نے نیم وا آنکھوں سے جان عالم کو دیکھا، جو اب بھی اُسے خاموشی سے تک رہا تھا۔ نیند کی لہ میں اس کی آواز ہلکی اور میٹھی تھی۔ کیا دیکھ رہے ہیں؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جو اسے دیکھے جا رہا تھا۔ جان عالم ہنس دیا۔ "آپ ہنس رہے ہیں۔" ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔ "نہیں جان حیات.. ایسے ہی... سوچ رہا ہوں کہ اگر صبح بھی اتنی خوبصورت ہوئی ہے، تو باقی دن کیسا ہوگا۔" جان عالم نے ورشاں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے شرماتے ہوئے چہرہ تکیے میں چھپا لیا۔ "آپ باز نہیں آتے نا ایسی باتوں سے؟" ورشاں شرماتے ہوئے چہرہ تکیے میں چھپائے بولی۔ جان عالم نے اسے اپنے قریب کیا۔ اور آہستہ سے اُس کی ٹھوڑی کو چھو کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ "تمہاری ان آنکھوں سے دن شروع ہو، تو باتیں خود بہ خود پیاری ہو جاتی ہیں۔" جان عالم بے حد محبت سے بولا۔ "اچھا بس کرے اب، صبح ہو گئی ہے..." ورشاں

نے اُس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھے اور مسکرا کر بولی۔۔۔رات میں بھی قریب نہیں آنے دیتی۔۔۔صبح میں کہتی ہوں۔۔۔کہ صبح ہو گئی...جان حیات کیوں تڑپاتی ہوں۔۔۔اپنے جان خان کو۔۔۔"جان عالم نے اسے سختی سے خود میں بھینچا۔۔۔جان خان۔۔۔فریش ہو جائے۔۔۔ورشائے نے جان عالم کے سینے سے نظر آتے اس کے بھوڑھے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔"جان حیات..میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔جان عالم نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔۔۔"مجھے معلوم ہے"۔۔۔ورشائے نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ہونٹوں پہ مسکراہٹ بے ساختہ ہی آئی تھی۔۔۔"جان حیات اپنی ادائوں سے کیا مارنے کا اردہ ہے"۔۔۔جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔جان خان کچھ بھی بولتے ہے۔۔۔ورشائے غصے سے بولی۔۔۔اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔"سوری جان حیات"۔۔۔جان عالم نے اس کے عارض پہ دانت گاڑھے۔۔۔"آہ۔۔۔جان خان"۔۔۔ورشائے بری طرح درد سے سسکی تھی۔۔۔ورشائے نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔۔"جان خان..سب کو کیا بولو گی"۔۔۔ورشائے جان عالم کے کندھے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔۔"سب کو پتہ ہے...جان حیات سردار جان عالم خان کی بیوی ہے"۔۔۔جان عالم اس کے عارض پہ اب نرمی سے ہونٹ رکھتے اسے ہونٹوں سے گلا کرنے لگا۔۔۔ورشائے بھی مسکرا دی۔۔۔"میں فریش ہو کر آتا ہوں"۔۔۔جان عالم تھوڑا سا کمفرٹ کھینچ کر بستر سے اٹھا، لیکن جاتے جاتے ورشائے کے ماتھے پر آہستہ سے بوسہ دیا...بس تھوڑی دیر میں آتا ہوں، تم کہیں مت جانا۔"اور دھیرے سے بولا۔۔۔ورشائے نے ہلکی

سی ہنسی میں سر ہلا دیا۔ "میں کہاں جا سکتی ہوں میں؟" ورشاں مسکرائی۔۔ جان عالم بھی مسکراتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند ہونے سے پہلے اس کی آخری نظر ورشاں پر پڑی، جو اب کمبل چہرہ تک لے چکی تھی۔۔ کمرے میں ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، شاید ورشاں کے بالوں یا اُس کے وجود سے۔ جان عالم فریش ہو کر نکلا، بال اب بھی ہلکے بھیکے ہوئے تھے، سفید قمیض کے اوپر چادر ڈالی ہوئی، چہرے پہ ٹھنڈے پانی کی طراوت اور آنکھوں میں ورشاں کے لیے محبت کی چمک۔

ورشاں اب بھی بستر پر کمفرٹ میں لیٹی، آدھا چہرہ چھپائے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔ "واپس آگئے سردار صاحب؟" اس نے شرارتی لہجے میں کہا۔۔ جان عالم مسکراتا ہوا اُس کے پاس آیا، بستر کے کنارے بیٹھا، آہستہ سے کمفرٹ اُس کے چہرے سے ہٹائی۔۔ "تمہیں یوں چھپنے کی ضرورت نہیں، تم میری روشنی ہو، اندھیرے نہیں۔" جان عالم نے اسے خمار آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "جان خان کبھی باز نہیں آتے ایسی باتوں سے... جان خان..." ورشاں نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما، اُسے اپنی طرف کھینچا۔۔ "تم میری زندگی ہو جان حیات... تمہارے بغیر کچھ نہیں۔" جان عالم نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کا چہرہ شرم سے سرخ ہو رہا تھا، مگر وہ نظریں اٹھا کر اُس کی آنکھوں میں جھانک گئی۔۔ "ایسے نہ دیکھا کرو... دل قابو میں نہیں رہتا..." جان عالم نے اس کے دیکھنے کے انداز پہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جان خان۔۔ ورشاں اس کی نظروں سے

سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اس کے گال پر نرمی سے ہاتھ رکھا اور آہستگی سے اُس کے لبوں پر جھک گیا۔۔ "قابو کی بات اب گئی... تم میری بیوی ہو، میرا حق ہو..." وہ سرگوشی میں بولا اور اس کے ہونٹوں پر گہرا بوسہ ثبت کر گیا۔۔ ورشاں نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا خود سے دور دھکیلنے چاہا؟ مگر ایسا جیسے روکنے کے لیے نہیں، فقط نخرہ تھا۔۔ "جان خان... حد ہوتی ہے... صبح صبح بھی؟" وہ شرم سے بولی۔۔ "تم ہو سامنے، صبح کا مطلب سمجھ آیا

ورنہ سورج تو روز ہی نکلتا ہے..."

جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "جان خان.. صبح صبح تو نہیں کرے۔۔" ورشاں نے محبت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "تم ہو تو ہر وقت محبت کا وقت ہے..." جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا۔۔ "ورنہ تمہاری ادائیں... اللہ جانے کس دن میرا دم نکال دیں گی..." پھر آہستہ سے اُس کے کان کے قریب جھک کر بولا۔۔ ورشاں نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں، اور پھر خود بھی اُس کے سینے سے لگ گئی۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اس کے بال اس کے کندھے پر بکھرے ہوئے تھے، سانسوں کی نرمی جان عالم کی گردن کو چھو رہی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی کمر کے گرد بانہیں کس لیں، جیسے دنیا کی ساری حفاظت صرف اسی آغوش میں ہے۔۔ "جان حیات..." وہ اُس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا، "ایسا لگتا ہے تم میرے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہی ہو... ایک پل کی جدائی بھی تکلیف دیتی

ہے۔ "جان عالم نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے شرما کر اُس کے سینے میں چہرہ چپھایا، "اتنی باتیں کرتے ہے نا، کبھی کبھی تو شک ہوتا ہے کہ تم مجھ سے زیادہ اپنی باتوں سے محبت کرتے ہے۔" ورشاں منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ لیکن آواز بآسانی جان عالم تک پہنچی تھی۔ جان عالم نے ہنستے ہوئے اُسے مزید قریب کھینچا، "کیونکہ تم میری ہر بات کی وجہ ہو۔ تم ہو... تو یہ لب کچھ کہتے ہیں، ورنہ تو چپ رہنے کا وقت ہوتا۔" اُس کی گردن پر ہلکی سی سانس چھوڑتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے آہستگی سے اُس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں لیا، آنکھوں میں جھانکا۔ "آپ صرف میرے ہے، جان خان... کسی اور کے لیے مسکرانا بھی نہیں، صرف میرے لیے۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جان عالم نے اُس کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا، پھر اُس کی ناک، اور آہستہ آہستہ نیچے اس کے ہونٹوں تک آیا۔ ہونٹوں پر ایک طویل، مدھم، اور محبت بھرا لمس دیا۔ ایسا بوسہ جو الفاظ سے زیادہ کچھ کہہ گیا۔

ورشاں کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں، جسے محسوس کرتے جان عالم اس کے ہونٹوں کو رہائی بخشتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "آج تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا..." جان عالم نے سرگوشی کی، بس یہ وقت، یہ لمحہ، صرف ہمارا ہو گا۔" اس نے اس کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے کہا۔ "اور اگر میں بھاگ گئی تو؟" ورشاں نے مسکرا کر کہا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اُسے نیچے بستر پر لٹا دیا، اور خود اُس کے چہرے کے اوپر جھکتے ہوئے، اس کی کمر کے نیچے سے ہاتھ گزار کر اُسے قریب کیا۔ "تو

نظروں کی زنجیروں میں باندھ لوں گا، تمہیں میری نظروں سے بھی چھپنے نہیں دوں گا،
جان حیات۔ "جان عالم نے اس کے چہرہ پہ سلگتی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں
نے شرماتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ جان عالم نے پھر اُس کے چہرے، گالوں،
گردن، اور ہاتھوں پر محبت سے بوسے دینے شروع کیے — ایک ایک لمس میں محبت،
اور دیوانگی جھلک رہی تھی۔۔ ورشاں شرم سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی، مگر جان عالم
کی انگلیاں اُس کے بالوں کو سہلاتا، کبھی اُس کی پیشانی کو چومتے، کبھی گردن پر نرم
سانسیں چھوڑتے۔ کمرے کی فضا میں ایک خمار سا پھیل چکا تھا۔ "جان حیات.... یہ تشنگی
مٹائے نہیں مٹی، بس بڑھتی ہی جاتی ہے..."

جان عالم اُس کے گالوں کو ہونٹوں سے چھوا اور پھر اس کی گردن پر ہلکی سی زبان
پھیرتے ہوئے بولا۔۔ "جان خان"... ورشاں نے سسک کر اپنی انگلیاں اس کے بازو
میں گاڑ دیں۔۔

جان عالم نے آہستہ سے اس کے دوپٹے کو اس کے کندھے سے سرکایا، اور بوسوں کی
برسات اُس کے کندھے سے شروع کی۔

ورشاں کے لبوں سے ہلکی سی آہ... نکلی، جس سے جان عالم مدہوش ہوا تھا۔ "جان
خان... مم۔۔ م۔۔ مجھے"... ورشاں آگے کچھ بول نہ سکی۔۔ لیکن جان عالم سمجھ گیا۔ "بس
تھوڑا سا اور... تمہاری سانسوں کی خوشبو مجھے دیوانہ کر دیتی ہے۔" جان عالم نے اُس

کے پیٹ پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ "اتنے رومانٹک کب سے ہو گئے؟" ورشاں نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ اُس کے سینے میں چھپا لیا۔ "جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو۔"

اس نے آہستہ سے اس کے پیٹ پر ہونٹ، پھر نیچے کی طرف جھکا، نرمی سے، دھیرے دھیرے، وہ اس کے وجود کو ہونٹوں سے چوم رہا تھا۔ ورشاں نے ایک بار پھر ہلکی سی سسکاری لی۔ "جان خان... آپ مجھ سے ہمیشہ اسی طرح محبت کرتے رہے گے۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "جب تک یہ دل دھڑکتا ہے، یہ صرف تمہارے لیے دھڑکے گا، جان حیات۔" جان عالم نے ہونٹوں سے اس کے دل کی دھڑکن پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ جان عالم جو مکمل توڑ پہ ورشاں میں کھو چکا تھا۔ اس کا موبائل بجنا شروع ہوا تھا۔ جان عالم بدمزہ ہوا تھا۔ ورشاں کو بھی راہ فرار کا راستہ مل گیا۔ ورشاں بھی جلدی سے اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھی۔ جان عالم بھی کال پہ مصروف تھا۔ ورشاں فریش ہو کر نکلی۔ بلیک کلر کی فراک جس پہ سفید موتی لگے ہوئے تھے۔ بال کچھ گردن پہ چسپکے ہوئے تھے۔ ورشاں آکر ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی۔ جان عالم جو کہ کال پہ مصروف تھا۔ ورشاں کی طرف بڑھا۔ ورشاں کو اس کی نظروں کی تپش اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ جان عالم نے ورشاں تک پہنچتے ایک ہاتھ سے اس کے پیٹ کے گرد حصار بنایا۔ اور اس کے گیلے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی گردن کو ہونٹوں سے چومنے

لگا۔ ورشاں کچھ بول نہ سکی تھی۔ الفاظ ہونٹوں میں ہی دم توڑ گئے تھے۔۔۔ جان عالم

اس کی پیچھلی گردن کو چومتے ہوئے اپنے ہاتھ سے بے باک گستاخیاں کرنے لگا۔ ورشاں پل میں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ تبھی دروازہ پہ دستک ہوئی تھی۔۔۔ جس کا اثر جان عالم پہ رتی برابر بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ "ج۔۔۔ جان..خان"۔۔ ورشاں کے لبوں سے کپکپاتے ہوئے الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی پیچھلی گردن کو جامنی کرتے اب اس کے کندھوں پہ اپنی شدتوں کے نشانات چھوڑ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن اور کندھے کے درمیان دانت گاڑھے۔۔۔ "سس"۔۔ ورشاں بری طرح سے سسکی تھی۔۔۔ جان عالم اب وہاں نرمی سے ہونٹ رکھتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔۔ "جان حیات... یہ سزا تھی.. عید کے تین دن تم نے مجھے بہت تنگ کیا"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اپنی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے اپنی گردن اور کندھے کے درمیان بنے اس نشان کو دیکھا۔۔۔ "جان خان"۔۔ ورشاں نے جان عالم جو گھورا۔۔۔ "میں قربان... حکم کرو، جان حیات"۔۔ جان عالم اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم اس کے گھورنے کے انداز پہ اس کی آنکھوں کو نرمی سے ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اسے ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھا گیا۔۔ ورشاں نے بھی بنا کچھ کہے جان عالم کی گردن پہ پورہ شدت سے دانت گاڑھے۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر میں کے گرد بازو کو مضبوطی سے لپیٹ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھاتے اپنے قریب کیا۔۔ ورشاں کے پاؤں زمین تک نہیں جا رہے تھے۔۔ ورشاں نے پوری شدت سے اس

کی گردن پہ دانتوں کو گاڑھا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ جان عالم کو گھور رہی تھی۔ "پورا بدلہ لیتی ہے.. میری جان حیات"۔.. جان عالم نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔ "جی لوں گی"۔.. ورشاں نے جان عالم کی براؤن آنکھوں میں نیلی آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ "کبھی بیڈ پہ بھی بدلہ لینا.. مان جاؤ گا.. میری سردارنی جیسا بے باک کوئی نہیں"۔.. جان عالم نے ہنسی دبائے اس کی طرف دیکھا۔ جس کے گال سرخ ہو چکے تھے۔ "نیچے اتریں.. جان خان.. باہر کوئی آیا ہے۔۔" ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔ "آنے دو"۔.. جان عالم نے ورشاں کی گردن کے تل پہ دانت گاڑھتے ہوئے کہا۔ "ج۔۔ جان خان"۔.. ورشاں اب بری طرح سے مچلی تھی۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر اس کی دھڑکنوں پہ کاٹا۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنا گیا۔ جان عالم نے اس کے گرد حصار تنگ کرتے اسے خود میں شدت سے بھینچا۔ کہ دونوں کی دھڑکنیں دھڑکتے ہوئے ایک ہو رہی تھی۔ ورشاں نے جان عالم کے کان کی لوں کو بری طرح سے دانتوں سے کاٹا۔ "جان حیات"۔.. جان عالم کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔ "اب مزا آیا"۔.. ورشاں اس کی گردن کے گرد ہی چہرہ چھپائے بولی۔ جان عالم نے اسے خود سے الگ کیا۔ جان عالم کی کان کی لوں سرخ ہو چکی تھی۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔ جہاں میرال بیچاری کب سے کھڑی ہوئی تھی۔ "لالا... نیچے سب بلا رہا ہے"۔.. وہ بول کر نیچے کی طرف بڑھ گئی۔ "جان حیات"۔.. جان عالم نے مڑ کر ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو بالوں کو ہلکا سا باندھ چکی

تھی۔۔جان عالم مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔"لیڈیز فرسٹ"۔۔ورشاش مسکراتے ہوئے جان عالم کے آگے آئی تھی۔۔جان عالم بھی مسکرا دیا۔۔ورشاش کچن میں چلے گئی۔۔جان عالم ڈانگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

ورشاش کچن میں داخل ہوئی۔۔جہاں زمل، رمشاء پہلے سے ہی تھی۔۔"اسلام و علیکم..دیدہ۔۔"ورشاش زمل کے پاس آکر روکیں۔۔اور شلف پہ بیٹھ گئی۔۔"وعلیکم السلام"۔۔زمل نے مسکراتے ہوئے کافی کا کپ ورشاش کو پکڑایا۔۔"تھینکس دیدہ"۔۔ورشاش مسکراتے ہوئے بولی۔۔"تم بچی نہیں ہوں..یہ کوئی طریقہ ہے، بیٹھنے کا۔۔"رمشاء نے ورشاش کو شلف پہ بیٹھا دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔"تمھیں بتانے کی ضرورت نہیں، میں کوئی دودھ پیتی بچی نہیں ہوں...ایک سردار کی بیوی ہوں۔۔"ورشاش ایک ادا سے بولی۔۔"کیا پتہ، کب کس کے نصیب میں لکھ دیا جائے"۔۔رمشاء استغزیہ مسکرائی۔۔"تم فکر نہ کرو، ان کے نصیب میں تو میں لکھ دی گئی ہوں، بس تم اپنی فکر کرو۔۔"ورشاش بھی اسی کے انداز میں بولی۔۔"ورشاش بری بات ہے، اور رمشاء تم بھی بس کرو۔۔"زمل نے دونوں کو خاموش کروانا چاہا۔۔"میں نے کیا کیا، آپ دیکھ نہیں رہی۔۔اتنی سی لڑکی سے اب میں باتیں سنو گی۔۔"رمشاء نے ہاتھ سے زمین سے کچھ اوپر کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔۔اس کی آواز بآسانی ڈانگ روم میں جا رہی تھی۔۔"ہاں میں اتنی سی ہوں، اور دیکھوں مجھے پتہ ہے...کہ جان خان

صرف میرے ہے، کسی اور کے ہسبنڈ پہ نظر نہیں رکھنی۔۔۔" ورشاں استنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم رابیہ خان، ائمہ خان کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ "جان حیات... کیا ہوا۔" جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔۔ "اتنی لمبی زبان ہے تمہاری، جان حیات کی... سمجھاؤ اُسے، کہیں یہ زبان اُس کی جان نہ لے لے!"! رمشاء جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جان خان سے دور رہو، رمشاء... ورنہ اسی زبان سے لیٹ کر سناہر پھینک دوں گی تمہیں... اور قسم ہے مجھے اپنے وقار کی۔ جب وار کرتی ہوں، تو زبان نہیں، تقدیر چیتنی ہے!"! ورشاں بھی جان عالم کے آگے آتے ہوئے رمشاء کو غصے سے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ "بس کرو۔۔۔ یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔" آئمہ خان غصے سے بولی۔۔۔ "مورے... یہ فضول میں مجھ سے بدتمیزی کر رہی..."! رمشاء روندیں سی آواز میں بولی۔۔۔ "ہاں میں کرو گی.. بدتمیزی، میرے جان خان سے دور رہا کرو۔۔۔" ورشاں رمشاء کی روندیں سی آواز پہ غصے سے بولی۔۔۔، جیسے ہی آئمہ خان نے جان عالم کو پیچھے کھڑے دیکھا۔ "جوڑوں کے غلام، اپنی بیوی کو لے کے جاؤ..."! آئمہ خان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔ "مورے..."! جان عالم نے کچھ کہنے کی کوشش کی، لیکن پھر ورشاں کا بازو پکڑ کر اُسے وہاں سے باہر لے گیا۔۔۔ ورشاں بھی خاموشی سے جان عالم کے ساتھ آگئی۔۔۔ "بھابی، آپ کو ہمارا ورشاں سے ایسا بات نہیں کرنا چاہیے تھا..."! رابیہ خان، جو کافی دیر سے خاموش تھی، اب کی بار ضبط نہ کر سکی۔۔۔ "کیا کیا میں نے تمہاری ورشاں کے ساتھ؟" آئمہ خان نے تیز نظروں سے رابیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ "بھابی،

ہمارا ورشاں ابھی چھوٹا ہے... ہم دیکھ رہا ہے، آپ ہمارا ورشاں کو یوں ہی ڈانٹتا رہتا
 گا... اچھا نہیں لگتا گا ہمیں "رابیہ خان نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "چھوٹی؟ شادی
 شدہ ہے، چھوٹی کہاں کی؟ آئمہ خان طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "بھابی ابھی اس کا
 عمر ہی کتنا ہے"۔.. رابیہ خان نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔ "اگر عمر ہی دیکھنی تھی.. تو
 اس کی شادی نہیں کرتی۔۔" آئمہ خان نے لاپرواہی سے کہا۔ "بھابی کیا آپ نہیں
 جانتا... ہمارا بات کسی نے سنا تھا.. اگر ہمارا ہاتھ میں ہوتا اپنا چھوٹا سا بچہ کا شادی
 کرتا۔۔" رابیہ خان کی آنکھوں میں ورشاں کے لیے فکر تھی۔۔۔ وہ پریشان تھی۔۔ "اب
 شادی کی ہے.. تو زمہداریاں تو نبھانی پڑے گی۔۔" آئمہ خان نے کندھے اچکاتے ہوئے
 کہا۔۔ "بھابی ہم نے تو کبھی آپ کا زل میں، اور ورشاں میں کوئی فرق نہیں
 سمجھا۔۔" رابیہ خان نے بھی اب کی بار چسیر پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ "تم بول بھی نہیں
 سکتی، میری زل ہر طرح سے ذمہداریاں نبھاتی ہے۔۔ پھر چاہے شوہر کی ہوں، یا کسی کی
 بھی۔ اور سب سے بڑی بات میری زل نے یہ جھوٹ بھی نہیں بولا۔۔ کہ اس کا بچہ
 ہونا والا ہے، بلکہ تمہیں ایک پیار سی پوتی دی۔۔ نہ کہ تمہاری بیٹی کی طرح جھوٹ
 بولا۔۔" آئمہ خان استغزیہ بولی۔۔ "مورے بس کرے۔۔ پلیز اگر ورشاں سن لے گی، تو
 کیا سوچے گی۔۔" زل بے بسی سے بولی۔۔ "میں کچھ غلط نہیں بول رہی... بچہ اڈوپٹ
 کرنے والی بات بھی اس ورشاں نے ہی تمہارے لالا کے دماغ میں ڈالی ہوں
 گی۔۔" آئمہ خان نے غصے سے کہا۔۔ "بس کر دی بڑی امی۔۔" غزنوی کچن کے

دروازے میں کھڑا رودبار آواز میں بولا۔۔ آئمہ خان بھی خاموش ہوئی

تھی۔۔ "مورے... آپ کیوں رو رہی ہے۔۔" رابیہ خان کو روتے دیکھ غزنوی ان کی طرف طرف بڑھا۔۔ زمل نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔ "بڑی امی اگر آپ کو اتنا ہی مسئلہ ہے، نا میری بہن سے تو اس سالے سے بولے اسے چھوڑ دے، اور پھر جہاں آپ کو مسئلہ نہ ہوں۔۔ وہاں اس کی کر دے۔۔" غزنوی خان استنزیہ بولا تھا۔۔ "اب تم مجھے طنز کرو گے۔۔" آئمہ خان فوراً ہی غصے سے بولی۔۔ "میری اتنی مجال بڑی امی، میں صرف بتا رہا تھا۔۔ لیکن جب وہ سالہ شادی کرے گا، نا اسی دن اس حویلی میں ایک اور بھی برات آجائے گی۔۔" غزنوی خان رابیہ خان کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے باہر نکلا۔۔ زمل نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔ اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں نمی جھلکی تھی۔۔ "زمل یہاں آؤ۔۔" آئمہ خان اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "تم فکر نہیں کرو، میری جان.. ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔" آئمہ خان پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "بڑی امی آپ ایک دفعہ اسے بول کر دیکھے، اگر میں اسی دن نہ لے کر آیا۔۔ میری رگوں میں پٹھانوں کا خون نہیں۔۔" غزنوی جو کہ رابیہ خان کے لیے پانی لینے آیا تھا۔۔ آئمہ خان کی بات سنتے استنزیہ بولا۔۔ غزنوی پانی کی بوتل اور گلاس اٹھاتے باہر نکلا۔۔ "زمل"۔۔ ابھی آئمہ خان آگے کچھ بولتی زمل کچن سے باہر نکل گئی۔۔ آخر وہ کر کیا کرتی۔۔ ہر دفعہ اسی تک کیوں بات آتی تھی۔۔ اسے سب عزیز تھے۔۔ صرف زمل نہیں تھی۔۔ زمل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ اور دروازہ دھاڑ سے بند ہوا

تھا۔ "غزنوی بچہ تم کو ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔ اس بیچارہ بچہ کا کیا قصور ہے۔" رابیہ خان پانی پیتے ہوئے بولی۔ "مورے.. آپ ریٹ کرے۔" غزنوی رابیہ خان کو اندر کی طرف لے جاتے ہوئے بولا۔ اور آئمہ خان کو ان کے روم میں بیٹھاتے خود باہر نکل آیا۔

پریشہ زرغام کے حصار میں لیٹی ہوئی تھی، اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن اور ساتھ ساتھ محبت کی جھلک تھی۔ زرغام آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا، جیسے اس کی تھکن اتار دینا چاہتا ہو۔ زرغام نے پریشہ کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔ پریشہ نے خفگی سے زرغام کی طرف دیکھا۔ "ابھی تو تنگ نہیں کرے۔" پریشہ تھکے ہوئے لہجے میں بولی۔ "کیا کرو تب تک نئی لے آؤ۔" زرغام ہنسی دبائے بولا۔ "میں آپ کی جان نکال دوں گی۔" پریشہ غصے سے بولتے ہوئے زرغام کے سینے پہ مکہ جڑ گئی۔ زرغام مسکرایا۔ "زرغام آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔" پریشہ پیار سے بولی۔ نہیں یار

"ارے نہیں بے بی! میں تو محبت کی دکان کھول کے بیٹھا ہوں، جس کا دل کرے، آ کے کر لے، آج کل آفر بھی چل رہا ہے — ایک محبت فری، دوسری پہ پچاس فیصد ڈسکاؤنٹ!" زرغام شرارتی انداز میں بولا۔ "زرغام.. پریشہ نے ناراضگی سے اس کی

طرف دیکھا۔۔"سوری جاناں۔۔"زرغام نے اس کی پیشانی سے سر سے
ٹکایا۔۔"بابا"!اچانک شاہ در بھاگتے ہوئے اندر آیا۔۔زرغام فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔"جی بابا
کی جان کی جان، آ جاؤ"!زرغام نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔شاہ در بھاگ کر
زرغام کے گلے لگ گیا،

"بابا، آج میں نے دو گول کیے!سب نے مجھے ہیرو کہا"!شاہ در مسکراتے ہوئے
بولا۔۔"ماشاء اللہ!میرے شیر، تو تو واقعی ہیرو ہے"!زرغام نے اس کی پیشانی
چومی۔۔"شاباش میری جان، ماما بہت خوش ہے۔"پریشے مسکرائی اور آہستہ سے
بولی۔۔شاہ در خوشی خوشی پریشے کی طرف بڑھا،"جان، آپ بھی دیکھو نا!مس سعدیہ
نے مجھے اسٹار دیا ہے"!وہ اپنی شرٹ پر لگے اسٹار کو فخر سے دکھا رہا تھا۔پریشے نے
مسکرا کر اس کا ماتھا چوما،

"ماشاء اللہ، میری جان تو بہت بہادر ہے۔"پریشے اس کی پیشانی سے بال پیچھے کرتے
ہوئے بولی۔۔"چلو بتاؤ، انعام کیا چاہیے؟"

زرغام نے شاہ در کو پیار سے دیکھا اور بولا،شاہ در کی آنکھیں چمکنے لگیں،"بابا، برگر
کھانا ہے، بڑا والا"!وہ خوشی سے بولا۔

زرغام نے ایک نظر پریشے کی طرف دیکھا، جو اس وقت زیادہ چل پھر نہیں سکتی تھی۔
"ٹھیک ہے، بابا خود جا کر لے آتا ہے، تمہارا فیورٹ برگر اور آپ کی ماما کے لیے بھی

کچھ خاص لے کر آؤں گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں! بابا بیسٹ"! شاہ در خوشی سے زور زور سے تالیاں بجانے لگا، "زیادہ دیر نہ لگانا... اور میرا دھیان رکھنا، ہاں؟" پریشہ نے زرغام کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے کہا۔ "میری جان، آپ کا دھیان میری سانسوں جیسا ہے، کبھی نہیں بھول سکتا۔" زرغام نے اس کے ماتھے پر ہلکا سا بوسہ دیا۔ شاہ در پریشہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور زرغام باہر نکل گیا۔۔۔

آریان صوفیہ کو کالز کر رہا تھا۔ جو ریسو نہیں کر رہی تھی۔ تقریباً اسے دس دن ہونے والے تھے۔ لیکن اس نے ایک میسج کا بھی راپیلے نہیں کیا تھا۔ وہ پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ وہ رات میں ہی حویلی سے نکل آیا تھا۔ اب اس کی گاڑی سڑک پہ چل سپیڈ سے چل رہی تھی۔۔۔ وہ بار بار صوفیہ کو کالز ٹرائے کر رہا تھا۔ اس نے موبائل پیچھے کی طرف پھینکا۔ اور سٹرینگ پہ ہاتھ مارا۔ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کرتے آریان سامنے نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ دس منٹ کا راستہ طے کرتے اس کی گاڑی المیر خان کے کارپیوچ میں روکیں۔ اب کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ وہ سنجیدگی سے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔ صوفیہ کے روم کا دروازہ بند تھا۔ ملازمہ نے آریان کی س "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم ابھی ہی جگا تھا۔ اور سامنے جو خوبصورت منظر اسے دیکھنے کو ملا۔ وہ آٹھ نہ سکا۔ ورشاں اسی کے پہلو میں سو رہی تھی۔ چہرہ پہ معصومیت، اور ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ پرسکون سی تھی۔۔۔ جان عالم خاموشی سے ورشاں کے چہرے کو تکے جا رہا تھا۔ جیسے وقت تھم سا گیا ہو، جیسے وہ پل ہمیشہ کے لیے رک گیا ہو۔ ورشاں کی سانسیں مدھم مدھم چل رہی تھیں، اس کے چہرے پہ نیند کی گہری کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ سنہرے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جو اس کی معصومیت کو اور بھی نمایاں کر رہے تھے۔ جان عالم نے نرمی سے جھک کر اس کے چہرے سے بال ہٹائے، جیسے کسی قیمتی شے کو چھونے سے بھی ڈر لگتا ہو۔ اُس کے ہاتھ کی ہلکی سی حرکت پر، ورشاں نے نیند میں ہی اُس کا ہاتھ تھام لیا اور آنکھیں بند کیے ہی اپنا چہرہ اُس کے ہاتھ کی پشت پر رکھ دیا۔

جان عالم کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ وہ لمحہ مکمل تھا—خاموش، پرسکون اور بے حد حسین۔ کمرے کی کھڑکی سے ہلکی سی روشنی اندر آرہی تھی۔ جان عالم نے آہستہ سے ہاتھ چھڑایا تاکہ ورشاں کی نیند خراب نہ ہو، لیکن اُس کے ہاتھ چھڑانے کی کوشش پر ورشاں کی پیشانی پر ہلکی سی شکن آگئی، جیسے وہ بے چینی محسوس کر رہی ہو۔ ورشاں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ نیند سے بھری آنکھیں جب جان عالم پر پڑیں تو وہ ہلکا سا چونک گئی، مگر فوراً مسکرا دی۔ "جان خان آپ جاگ رہے ہیں؟" اُس

نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "ہاں... نیند نہیں آرہی تھی، بس تمہیں دیکھ رہا تھا۔" جان
 عالم نے نرمی سے کہا۔ ورشاں نے آہستہ سے اس کی انگلیاں اپنے ہاتھ میں دبوچ لیں۔
 "اور کچھ سوچ رہے ہیں؟" ورشاں نیند سے بھری آواز میں گویا ہوئی۔ "سوچ رہا
 ہوں... کیا یہ سب خواب ہے؟ اگر ہے تو میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ یہ خواب ختم
 ہو۔" جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے اس کی بات پر مسکرا کر
 آنکھیں بند کر لیں۔ "یہ خواب نہیں، حقیقت ہے... اور آپ اس حقیقت کا سب سے
 خوبصورت حصہ ہو۔" ورشاں آہستہ سے بولی۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے، لیکن وہ
 خاموشی بھی کسی میٹھے نغمے کی مانند تھی۔ ورشاں نے نیم وا آنکھوں سے جان عالم کو
 دیکھا، جو اب بھی اُسے خاموشی سے تنگ رہا تھا۔ نیند کی لہ میں اس کی آواز ہلکی اور
 میٹھی تھی۔ کیا دیکھ رہے ہیں؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔ جو اسے دیکھے جا رہا تھا۔ جان عالم ہنس دیا۔ "آپ ہنس رہے ہیں۔" ورشاں
 نے جان عالم کو گھورا۔ "نہیں جان حیات.. ایسے ہی... سوچ رہا ہوں کہ اگر صبح بھی
 اتنی خوبصورت ہوئی ہے، تو باقی دن کیسا ہوگا۔" جان عالم نے ورشاں کو آنکھ مارتے
 ہوئے کہا۔ ورشاں نے شرماتے ہوئے چہرہ تکیے میں چھپا لیا۔ "آپ باز نہیں آتے نا
 ایسی باتوں سے؟" ورشاں شرماتے ہوئے چہرہ تکیے میں چھپائے بولی۔ جان عالم نے اسے
 اپنے قریب کیا۔ اور آہستہ سے اُس کی ٹھوڑی کو چھو کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے
 لگا۔ "تمہاری ان آنکھوں سے دن شروع ہو، تو باتیں خود بہ خود پیاری ہو جاتی

ہیں۔ "جان عالم بے حد محبت سے بولا۔ "اچھا بس کرے اب، صبح ہو گئی ہے۔"۔۔۔ ورشاں نے اُس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھے اور مسکرا کر بولی۔۔۔ رات میں بھی قریب نہیں آنے دیتی۔۔۔ صبح میں کہتی ہوں۔۔۔ کہ صبح ہو گئی... جان حیات کیوں تڑپاتی ہوں۔۔۔ اپنے جان خان کو۔۔۔ "جان عالم نے اسے سختی سے خود میں بھینچا۔۔۔ جان خان۔۔۔ فریش ہو جائے۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے سے نظر آتے اس کے بھوڑھے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "جان حیات.. میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ جان عالم نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔۔۔ "مجھے معلوم ہے"۔۔۔ ورشاں نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔ ہونٹوں پہ مسکراہٹ بے ساختہ ہی آئی تھی۔۔۔ "جان حیات اپنی ادائوں سے کیا مارنے کا اردہ ہے"۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما۔۔۔ جان خان کچھ بھی بولتے ہے۔۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔۔ اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ "سوری جان حیات"۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ دانت گاڑھے۔۔۔ "آہ۔۔۔ جان خان"۔۔۔ ورشاں بری طرح درد سے سسکی تھی۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ "جان خان.. سب کو کیا بولو گی"۔۔۔ ورشاں جان عالم کے کندھے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ "سب کو پتہ ہے... جان حیات سردار جان عالم خان کی بیوی ہے"۔۔۔ جان عالم اس کے عارض پہ اب نرمی سے ہونٹ رکھتے اسے ہونٹوں سے گلا کرنے لگا۔۔۔ ورشاں بھی مسکرا دی۔۔۔ "میں فریش ہو کر آتا ہوں"۔۔۔ جان عالم تھوڑا سا کمفرٹ کھینچ کر بستر سے اٹھا، لیکن جاتے جاتے ورشاں کے ماتھے پر آہستہ سے بوسہ دیا... بس

تھوڑی دیر میں آتا ہوں، تم کہیں مت جاننا۔" اور دھیرے سے بولا۔۔ ورشاں نے ہلکی سی ہنسی میں سر ہلا دیا۔ "میں کہاں جا سکتی ہوں میں؟" ورشاں مسکرائی۔۔ جان عالم بھی مسکراتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند ہونے سے پہلے اس کی آخری نظر ورشاں پر پڑی، جو اب کمبل چہرہ تک لے چکی تھی۔۔ کمرے میں ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، شاید ورشاں کے بالوں یا اُس کے وجود سے۔ جان عالم فریش ہو کر نکلا، بال اب بھی ہلکے بھگے ہوئے تھے، سفید قمیض کے اوپر چادر ڈالی ہوئی، چہرے پہ ٹھنڈے پانی کی طراوت اور آنکھوں میں ورشاں کے لیے محبت کی چمک۔

ورشاں اب بھی بستر پر کمفرٹ میں لیٹی، آدھا چہرہ چھپائے جان عالم کو دیکھ رہی تھی۔ "واپس آگئے سردار صاحب؟" اس نے شرارتی لہجے میں کہا۔۔ جان عالم مسکراتا ہوا اُس کے پاس آیا، بستر کے کنارے بیٹھا، آہستہ سے کمفرٹ اُس کے چہرے سے ہٹائی۔ "تمہیں یوں چھپنے کی ضرورت نہیں، تم میری روشنی ہو، اندھیرے نہیں۔" جان عالم نے اسے خمار آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "جان خان کبھی باز نہیں آتے ایسی باتوں سے... جان خان..." ورشاں نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما، اُسے اپنی طرف کھینچا۔ "تم میری زندگی ہو جان حیات... تمہارے بغیر کچھ نہیں۔" جان عالم نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کا چہرہ شرم سے سرخ ہو رہا تھا، مگر وہ نظریں اٹھا کر اُس کی آنکھوں میں جھانک گئی۔۔ "ایسے نہ دیکھا کرو... دل قابو میں نہیں رہتا..." جان عالم نے اس

کے دیکھنے کے انداز پہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جان خان۔۔۔ ورشاں اس کی نظروں سے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کے گال پر نرمی سے ہاتھ رکھا اور آہستگی سے اُس کے لبوں پر جھک گیا۔۔۔ "قابو کی بات اب گئی... تم میری بیوی ہو، میرا حق ہو..." وہ سرگوشی میں بولا اور اس کے ہونٹوں پر گہرا بوسہ ثبت کر گیا۔۔۔ ورشاں نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا خود سے دور دھکیلنے چاہا؟ مگر ایسا جیسے روکنے کے لیے نہیں، فقط نخرہ تھا۔۔۔ "جان خان... حد ہوتی ہے... صبح صبح بھی؟" وہ شرم سے بولی۔۔۔ "تم ہو سامنے، صبح کا مطلب سمجھ آیا

ورنہ سورج تو روز ہی نکلتا ہے..."

جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان.. صبح صبح تو نہیں کرے۔۔۔" ورشاں نے محبت سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم ہو تو ہر وقت محبت کا وقت ہے..." جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ "ورنہ تمہاری ادائیں... اللہ جانے کس دن میرا دم نکال دیں گی..." پھر آہستہ سے اُس کے کان کے قریب جھک کر بولا۔۔۔ ورشاں نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں، اور پھر خود بھی اُس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔ ورشاں جان عالم کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اس کے بال اس کے کندھے پر بکھرے ہوئے تھے، سانسوں کی نرمی جان عالم کی گردن کو چھو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر کے گرد بانہیں کس لیں، جیسے دنیا کی ساری حفاظت صرف اسی آغوش میں ہے۔۔۔ "جان حیات..." وہ اُس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا، "ایسا لگتا ہے تم

میرے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہی ہو... ایک پل کی جدائی بھی تکلیف دیتی ہے۔ "جان عالم نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے شرما کر اُس کے سینے میں چہرہ چپھایا، "اتنی باتیں کرتے ہے نا، کبھی کبھی تو شک ہوتا ہے کہ تم مجھ سے زیادہ اپنی باتوں سے محبت کرتے ہے۔" ورشاں منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ لیکن آواز باسانی جان عالم تک پہنچی تھی۔ جان عالم نے ہنستے ہوئے اُسے مزید قریب کھینچا، "کیونکہ تم میری ہر بات کی وجہ ہو۔ تم ہو... تو یہ لب کچھ کہتے ہیں، ورنہ تو چپ رہنے کا وقت ہوتا۔" اُس کی گردن پر ہلکی سی سانس چھوڑتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے آہستگی سے اُس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں لیا، آنکھوں میں جھانکا۔ "آپ صرف میرے ہے، جان خان... کسی اور کے لیے مسکرانا بھی نہیں، صرف میرے لیے۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جان عالم نے اُس کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا، پھر اُس کی ناک، اور آہستہ آہستہ نیچے اس کے ہونٹوں تک آیا۔ ہونٹوں پر ایک طویل، مدھم، اور محبت بھرا لمس دیا۔ ایسا بوسہ جو الفاظ سے زیادہ کچھ کہہ گیا۔

ورشاں کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں، جسے محسوس کرتے جان عالم اس کے ہونٹوں کو رہائی بخشتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "آج تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا..." جان عالم نے سرگوشی کی، بس یہ وقت، یہ لمحہ، صرف ہمارا ہو گا۔" اس نے اس کی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے کہا۔ "اور اگر میں بھاگ گئی تو؟" ورشاں نے مسکرا کر کہا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اُسے نیچے بستر پر لٹا دیا، اور خود اُس کے چہرے

کے اوپر جھکتے ہوئے، اس کی کمر کے نیچے سے ہاتھ گزار کر اُسے قریب کیا۔ "تو نظروں کی زنجیروں میں باندھ لوں گا، تمہیں میری نظروں سے بھی چھپنے نہیں دوں گا، جان حیات۔" جان عالم نے اس کے چہرہ پہ سلگتی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے شرماتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ جان عالم نے پھر اُس کے چہرے، گالوں، گردن، اور ہاتھوں پر محبت سے بوسے دینے شروع کیے — ایک ایک لمس میں محبت، اور دیوانگی جھلک رہی تھی۔ ورشاں شرم سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی، مگر جان عالم کی انگلیاں اُس کے بالوں کو سہلاتا، کبھی اُس کی پیشانی کو چومتے، کبھی گردن پر نرم سانسیں چھوڑتے۔ کمرے کی فضا میں ایک خمار سا پھیل چکا تھا۔ "جان حیات.... یہ تشنگی مٹائے نہیں مٹی، بس بڑھتی ہی جاتی ہے..."

جان عالم اُس کے گالوں کو ہونٹوں سے چھوا اور پھر اس کی گردن پر ہلکی سی زبان پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ "جان خان"... ورشاں نے سسک کر اپنی انگلیاں اس کے بازو میں گاڑ دیں۔۔

جان عالم نے آہستہ سے اس کے دوپٹے کو اس کے کندھے سے سرکایا، اور بوسوں کی برسات اُس کے کندھے سے شروع کی۔

ورشاں کے لبوں سے ہلکی سی آہ... نکلی، جس سے جان عالم مدہوش ہوا تھا۔ "جان خان... مم۔۔ مم۔۔ مجھے"... ورشاں آگے کچھ بول نہ سکی۔۔ لیکن جان عالم سمجھ گیا۔۔ "بس

تھوڑا سا اور... تمہاری سانسوں کی خوشبو مجھے دیوانہ کر دیتی ہے۔" جان عالم نے اُس کے پیٹ پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ "اتنے رومانٹک کب سے ہو گئے؟" ورشاں نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ اُس کے سینے میں چھپا لیا۔ "جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو۔"

اس نے آہستہ سے اس کے پیٹ پر ہونٹ، پھر نیچے کی طرف جھکا، نرمی سے، دھیرے دھیرے، وہ اس کے وجود کو ہونٹوں سے چوم رہا تھا۔ ورشاں نے ایک بار پھر ہلکی سی سسکاری لی۔ "جان خان... آپ مجھ سے ہمیشہ اسی طرح محبت کرتے رہے گے۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "جب تک یہ دل دھڑکتا ہے، یہ صرف تمہارے لیے دھڑکے گا، جان حیات۔" جان عالم نے ہونٹوں سے اس کے دل کی دھڑکن پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ جان عالم جو مکمل توڑ پہ ورشاں میں کھو چکا تھا۔ اس کا موبائل بجنا شروع ہوا تھا۔ جان عالم بدمزہ ہوا تھا۔ ورشاں کو بھی راہ فرار کا راستہ مل گیا۔ ورشاں بھی جلدی سے اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھی۔ جان عالم بھی کال پہ مصروف تھا۔ ورشاں فریش ہو کر نکلی۔ بلیک کلر کی فراک جس پہ سفید موتی لگے ہوئے تھے۔ بال کچھ گردن پہ چسپکے ہوئے تھے۔ ورشاں آکر ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی۔ جان عالم جو کہ کال پہ مصروف تھا۔ ورشاں کی طرف بڑھا۔ ورشاں کو اس کی نظروں کی تپش اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ جان عالم نے ورشاں تک پہنچتے ایک ہاتھ سے اس کے پیٹ کے گرد حصار

بنایا۔ اور اس کے گیلے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی گردن کو ہونٹوں سے چومنے لگا۔ ورشاں کچھ بول نہ سکی تھی۔ الفاظ ہونٹوں میں ہی دم توڑ گئے تھے۔۔۔ جان عالم اس کی پیچھلی گردن کو چومتے ہوئے اپنے ہاتھ سے بے باک گستاخیاں کرنے لگا۔ ورشاں پل میں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ تبھی دروازہ پہ دستک ہوئی تھی۔۔۔ جس کا اثر جان عالم پہ رتی برابر بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ "ج۔۔۔ جان۔۔۔ خان"۔۔۔ ورشاں کے لبوں سے کپکپاتے ہوئے الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔ لیکن جان عالم اس کی پیچھلی گردن کو جامنی کرتے اب اس کے کندھوں پہ اپنی شدتوں کے نشانات چھوڑ رہا تھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن اور کندھے کے درمیان دانت گاڑھے۔۔۔ "سس"۔۔۔ ورشاں بری طرح سے سسکی تھی۔۔۔ جان عالم اب وہاں نرمی سے ہونٹ رکھتے ہوئے اس سے دور ہوا۔۔۔ "جان حیات... یہ سزا تھی.. عید کے تین دن تم نے مجھے بہت تنگ کیا"۔۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے اپنی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی گردن اور کندھے کے درمیان بنے اس نشان کو دیکھا۔۔۔ "جان خان"۔۔۔ ورشاں نے جان عالم جو گھورا۔۔۔ "میں قربان... حکم کرو، جان حیات"۔۔۔ جان عالم اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ جان عالم اس کے گھورنے کے انداز پہ اس کی آنکھوں کو نرمی سے ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اسے ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھا گیا۔۔۔ ورشاں نے بھی بنا کچھ کہے جان عالم کی گردن پہ پورہ شدت سے دانت گاڑھے۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر میں کے گرد بازو کو مضبوطی سے لپیٹ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھاتے اپنے قریب

کیا۔۔ ورشاں کے پاؤں زمین تک نہیں جا رہے تھے۔۔ ورشاں نے پوری شدت سے اس کی گردن پہ دانتوں کو گاڑھا تھا۔۔ لیکن پھر بھی وہ جان عالم کو گھور رہی تھی۔۔ "پورا بدلہ لیتی ہے۔۔ میری جان حیات"۔۔ جان عالم نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔۔ "جی لوں گی"۔۔ ورشاں نے جان عالم کی براؤن آنکھوں میں نیلی آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ "کبھی بیڈ پہ بھی بدلہ لینا۔۔ مان جاؤ گا۔۔ میری سردارنی جیسا بے باک کوئی نہیں"۔۔ جان عالم نے ہنسی دبائے اس کی طرف دیکھا۔۔ جس کے گال سرخ ہو چکے تھے۔۔ "نیچے اتریں۔۔ جان خان۔۔ باہر کوئی آیا ہے۔۔" ورشاں نے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ "آنے دو"۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن کے تل پہ دانت گاڑھتے ہوئے کہا۔۔ "ج۔۔ جان خان"۔۔ ورشاں اب بری طرح سے مچلی تھی۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کی دھڑکنوں پہ کاٹا۔۔ ورشاں جان عالم کی گردن کے گرد حصار بنا گیا۔۔ جان عالم نے اس کے گرد حصار تنگ کرتے اسے خود میں شدت سے بھینچا۔۔ کہ دونوں کی دھڑکنیں دھڑکتے ہوئے ایک ہو رہی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کے کان کی لوں کو بری طرح سے دانتوں سے کاٹا۔۔ "جان حیات"۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ "اب مزا آیا"۔۔ ورشاں اس کی گردن کے گرد ہی چہرہ چھپائے بولی۔۔ جان عالم نے اسے خود سے الگ کیا۔۔ جان عالم کی کان کی لوں سرخ ہو چکی تھی۔۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔۔ جہاں میرال بیچاری کب سے کھڑی ہوئی تھی۔۔ "لالا... نیچے سب بلا رہا ہے"۔۔ وہ بول کر نیچے کی طرف بڑھ گئی۔۔ "جان

حیات"...جان عالم نے مڑ کر ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو بالوں کو ہلکا سا باندھ چکی تھی۔۔جان عالم مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔"لیڈیز فرسٹ"..ورشاں مسکراتے ہوئے جان عالم کے آگے آئی تھی۔۔جان عالم بھی مسکرا دیا۔۔ورشاں کچن میں چلے گئی۔۔جان عالم ڈانگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

ورشاں کچن میں داخل ہوئی۔۔جہاں زل، رمشاء پہلے سے ہی تھی۔۔"اسلام و علیکم..دیدہ۔۔"ورشاں زل کے پاس آکر روکیں۔۔اور شلف پہ بیٹھ گئی۔۔"وعلیکم السلام"..زل نے مسکراتے ہوئے کافی کا کپ ورشاں کو پکڑایا۔۔"تھینکس دیدہ"...ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔"تم بچی نہیں ہوں..یہ کوئی طریقہ ہے، بیٹھنے کا۔۔"رمشاء نے ورشاں کو شلف پہ بیٹھا دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔"تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں، میں کوئی دودھ پیتی بچی نہیں ہوں...ایک سردار کی بیوی ہوں۔۔"ورشاں ایک ادا سے بولی۔۔"کیا پتہ، کب کس کے نصیب میں لکھ دیا جائے"...رمشاء استغزیاء مسکرائی۔۔"تم فکر نہ کرو، ان کے نصیب میں تو میں لکھ دی گئی ہوں، بس تم اپنی فکر کرو۔۔"ورشاں بھی اسی کے انداز میں بولی۔۔"ورشاں بری بات ہے، اور رمشاء تم بھی بس کرو۔۔"زل نے دونوں کو خاموش کروانا چاہا۔۔"میں نے کیا کیا، آپ دیکھ نہیں رہی۔۔اتنی سی لڑکی سے اب میں باتیں سنو گی۔۔"رمشاء نے ہاتھ سے زمین سے کچھ اوپر کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔۔اس کی آواز بآسانی ڈانگ

روم میں جا رہی تھی۔۔ "ہاں میں اتنی سی ہوں، اور دیکھوں مجھے پتہ ہے... کہ جان خان
 صرف میرے ہے، کسی اور کے ہسبنڈ پہ نظر نہیں رکھنی۔۔" ورشاں استنزیہ مسکراتے
 ہوئے بولی۔۔ جان عالم رابیہ خان، ائمہ خان کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔ "جان
 حیات... کیا ہوا۔" جان عالم ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ "اتنی لمبی زبان ہے تمہاری، جان
 حیات کی... سمجھاؤ اُسے، کہیں یہ زبان اُس کی جان نہ لے لے!" ارمشاء جان عالم کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "جان خان سے دور رہو، رمشاء... ورنہ اسی زبان سے لپٹ کر
 ماہر پھینک دوں گی تمہیں... اور قسم ہے مجھے اپنے وقار کی۔ جب وار کرتی ہوں، تو
 زبان نہیں، تقدیر چیتنی ہے!" ورشاں بھی جان عالم کے آگے آتے ہوئے رمشاء کو غصے
 سے گھورتے ہوئے بولی۔۔ "بس کرو۔۔ یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔" آئمہ خان غصے سے
 بولی۔۔ "مورے... یہ فضول میں مجھ سے بدتمیزی کر رہی..." رمشاء روندیں سی آواز میں
 بولی۔۔ "ہاں میں کرو گی.. بدتمیزی، میرے جان خان سے دور رہا کرو۔۔" ورشاں رمشاء
 کی روندیں سی آواز پہ غصے سے بولی۔۔، جیسے ہی آئمہ خان نے جان عالم کو پیچھے کھڑے
 دیکھا۔ "جوڑوں کے غلام، اپنی بیوی کو لے کے جاؤ..." آئمہ خان نے طنزیہ لہجے میں
 کہا۔۔ "مورے..." جان عالم نے کچھ کہنے کی کوشش کی، لیکن پھر ورشاں کا بازو پکڑ
 کر اُسے وہاں سے باہر لے گیا۔۔ ورشاں بھی خاموشی سے جان عالم کے ساتھ
 آگئی۔۔ "بھابی، آپ کو ہمارا ورشاں سے ایسا بات نہیں کرنا چاہیے تھا..." رابیہ خان، جو
 کافی دیر سے خاموش تھی، اب کی بار ضبط نہ کر سکی۔۔ "کیا کیا میں نے تمہاری

ورشاش کے ساتھ؟ "آئمہ خان نے تیز نظروں سے رابیہ کی طرف دیکھا۔۔۔" بھابی، ہمارا ورشاش ابھی چھوٹا ہے... ہم دیکھ رہا ہے، آپ ہمارا ورشاش کو یوں ہی ڈانٹتا رہتا گا... اچھا نہیں لگتا گا ہمیں "رابیہ خان نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "چھوٹی؟ شادی شدہ ہے، چھوٹی کہاں کی؟ آئمہ خان طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔۔" بھابی ابھی اس کا عمر ہی کتنا ہے۔۔۔" رابیہ خان نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "اگر عمر ہی دیکھنی تھی.. تو اس کی شادی نہیں کرتی۔۔۔" آئمہ خان نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔ "بھابی کیا آپ نہیں جانتا... ہمارا بات کسی نے سنا تھا.. اگر ہمارا ہاتھ میں ہوتا اپنا چھوٹا سا بچہ کا شادی کرتا۔۔۔" رابیہ خان کی آنکھوں میں ورشاش کے لیے فکر تھی۔۔۔ وہ پریشان تھی۔۔۔ "اب شادی کی ہے.. تو زمہداریاں تو نبھانی پڑے گی۔۔۔" آئمہ خان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "بھابی ہم نے تو کبھی آپ کا زمل میں، اور ورشاش میں کوئی فرق نہیں سمجھا۔۔۔" رابیہ خان نے بھی اب کی بار چمیر پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ "تم بول بھی نہیں سکتی، میری زمل ہر طرح سے ذمہداریاں نبھاتی ہے۔۔۔ پھر چاہے شوہر کی ہوں، یا کسی کی بھی۔ اور سب سے بڑی بات میری زمل نے یہ جھوٹ بھی نہیں بولا۔۔۔ کہ اس کا بچہ ہونا والا ہے، بلکہ تمہیں ایک پیار سی پوتی دی۔۔۔ نہ کہ تمہاری بیٹی کی طرح جھوٹ بولا۔۔۔" آئمہ خان استغزیہ بولی۔۔۔ "مورے بس کرے۔۔۔ پلیز اگر ورشاش سن لے گی، تو کیا سوچے گی۔۔۔" زمل بے بسی سے بولی۔۔۔ "میں کچھ غلط نہیں بول رہی... بچہ اڈوپٹ کرنے والی بات بھی اس ورشاش نے ہی تمہارے لالا کے دماغ میں ڈالی ہوں

گی۔۔۔"آئمہ خان نے غصے سے کہا۔۔۔"بس کر دی بڑی امی۔۔۔"غزنوی کچن کے دروازے میں کھڑا رودبار آواز میں بولا۔۔۔آئمہ خان بھی خاموش ہوئی

تھی۔۔۔"مورے...آپ کیوں رو رہی ہے۔۔۔"رابیہ خان کو روتے دیکھ غزنوی ان کی طرف طرف بڑھا۔۔۔زل نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔۔"بڑی امی اگر آپ کو اتنا ہی مسئلہ ہے، نا میری بہن سے تو اس سالے سے بولے اسے چھوڑ دے، اور پھر جہاں آپ کو مسئلہ نہ ہوں۔۔۔وہاں اس کی کر دے۔۔۔"غزنوی خان استنزیہ بولا تھا۔۔۔"اب تم مجھے طنز کرو گے۔۔۔"آئمہ خان فوراً ہی غصے سے بولی۔۔۔"میری اتنی مجال بڑی امی، میں صرف بتا رہا تھا۔۔۔لیکن جب وہ سالہ شادی کرے گا، نا اسی دن اس حویلی میں ایک اور بھی برات آجائے گی۔۔۔"غزنوی خان رابیہ خان کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔زل نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں نمی جھلکی تھی۔۔۔"زل یہاں آؤ۔۔۔"آئمہ خان اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"تم فکر نہیں کرو، میری جان..ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"آئمہ خان پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"بڑی امی آپ ایک دفعہ اسے بول کر دیکھے، اگر میں اسی دن نہ لے کر آیا۔۔۔میری رگوں میں پٹھانوں کا خون نہیں۔۔۔"غزنوی جو کہ رابیہ خان کے لیے پانی لینے آیا تھا۔۔۔آئمہ خان کی بات سنتے استنزیہ بولا۔۔۔غزنوی پانی کی بوتل اور گلاس اٹھاتے باہر نکلا۔۔۔"زل".."ابھی آئمہ خان آگے کچھ بولتی زل کچن سے باہر نکل گئی۔۔۔آخر وہ کر کیا کرتی۔۔۔ہر دفعہ اسی تک کیوں بات آتی تھی۔۔۔اسے سب عزیز تھے۔۔۔صرف زل

نہیں تھی۔۔ زمل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ اور دروازہ دھاڑ سے بند ہوا تھا۔۔ "غزنوی بچہ تم کو ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔ اس بیچارہ بچہ کا کیا قصور ہے۔۔" رابیہ خان پانی پیتے ہوئے بولی۔۔ "مورے۔۔ آپ ریٹ کرے۔۔" غزنوی رابیہ خان کو اندر کی طرف لے جاتے ہوئے بولا۔۔ اور آئمہ خان کو ان کے روم میں بیٹھاتے خود باہر نکل آیا۔۔

پریشہ زرغام کے حصار میں لیٹی ہوئی تھی، اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن اور ساتھ ساتھ محبت کی جھلک تھی۔ زرغام آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا، جیسے اس کی تھکن اتار دینا چاہتا ہو۔۔ زرغام نے پریشہ کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ پریشہ نے خفگی سے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ "ابھی تو تنگ نہیں کرے۔۔" پریشہ تھکے ہوئے لہجے میں بولی۔۔ "کیا کرو تب تک نئی لے آؤ۔۔" زرغام ہنسی دبائے بولا۔۔ "میں آپ کی جان نکال دوں گی۔۔" پریشہ غصے سے بولتے ہوئے زرغام کے سینے پہ مکہ جڑ گئی۔۔ زرغام مسکرایا۔۔ "زرغام آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔" پریشہ پیار سے بولی۔۔ نہیں یار

"ارے نہیں بے بی! میں تو محبت کی دکان کھول کے بیٹھا ہوں، جس کا دل کرے، آ کے کر لے، آج کل آفر بھی چل رہا ہے — ایک محبت فری، دوسری پہ پچاس فیصد

ڈسکاؤنٹ!" زرغام شرارتی انداز میں بولا۔۔۔ "زرغام"۔۔ پریشے نے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "سوری جاناں۔۔" زرغام نے اس کی پیشانی سے سر سے ٹکایا۔۔ "بابا!" اچانک شاہ در بھاگتے ہوئے اندر آیا۔۔ زرغام فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ "جی بابا کی جان کی جان، آ جاؤ!" زرغام نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔ شاہ در بھاگ کر زرغام کے گلے لگ گیا،

"بابا، آج میں نے دو گول کیے! سب نے مجھے ہیرو کہا!" شاہ در مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "ماشاء اللہ! میرے شیر، تو تو واقعی ہیرو ہے!" زرغام نے اس کی پیشانی چومی۔۔ "شاباش میری جان، ماما بہت خوش ہے۔" پریشے مسکرائی اور آہستہ سے بولی۔۔ شاہ در خوشی خوشی پریشے کی طرف بڑھا، "جان، آپ بھی دیکھو نا! مس سعدیہ نے مجھے اسٹار دیا ہے!" وہ اپنی شرٹ پر لگے اسٹار کو فخر سے دکھا رہا تھا۔ پریشے نے مسکرا کر اس کا ماتھا چوما،

"ماشاء اللہ، میری جان تو بہت بہادر ہے۔" پریشے اس کی پیشانی سے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ "چلو بتاؤ، انعام کیا چاہیے؟"

زرغام نے شاہ در کو پیار سے دیکھا اور بولا، شاہ در کی آنکھیں چمکنے لگیں، "بابا، برگر کھانا ہے، بڑا والا!" وہ خوشی سے بولا۔

زرغام نے ایک نظر پریشے کی طرف دیکھا، جو اس وقت زیادہ چل پھر نہیں سکتی تھی۔
"ٹھیک ہے، بابا خود جا کر لے آتا ہے، تمہارا فیورٹ برگر اور آپ کی ماما کے لیے بھی
کچھ خاص لے کر آؤں گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میس! بابا بیسٹ!" شاہ در
خوشی سے زور زور سے تالیاں بجانے لگا، "زیادہ دیر نہ لگانا... اور میرا دھیان رکھنا،
ہاں؟" پریشے نے زرغام کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے کہا۔ "میری جان، آپ کا دھیان
میری سانسوں جیسا ہے، کبھی نہیں بھول سکتا۔" زرغام نے اس کے ماتھے پر ہلکا سا بوسہ
دیا۔ شاہ در پریشے کے پاس بیٹھ گیا۔ اور زرغام باہر نکل گیا۔۔۔

آریان صوفیہ کو کالز کر رہا تھا۔ جو ریسو نہیں کر رہی تھی۔ تقریباً اسے دس دن ہونے
والے تھے۔ لیکن اس نے ایک میسج کا بھی راپیلے نہیں کیا تھا۔ وہ پریشان ہو رہا
تھا۔۔۔ وہ رات میں ہی حویلی سے نکل آیا تھا۔ اب اس کی گاڑی سڑک پہ چل سپیڈ
سے چل رہی تھی۔۔۔ وہ بار بار صوفیہ کو کالز ٹرائے کر رہا تھا۔ اس نے موبائل پیچھے کی
طرف پھینکا۔ اور سٹرینگ پہ ہاتھ مارا۔ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کرتے آریان
سامنے نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ دس منٹ کا راستہ طے
کرتے اس کی گاڑی المیر خان کے کارپیوچ میں روکیں۔ اب کوئی روکنے والا نہیں
تھا۔ وہ سنجیدگی سے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔ صوفیہ کے روم کا
دروازہ بند تھا۔ ملازمہ نے آریان کینے آریان کی طرف دیکھا۔ لیکن بولی کچھ

نہیں۔۔ اریان صوفیہ خان کے روم کی طرف بڑھا۔۔ آریان نے بغیر ہچکچائے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔ صوفیہ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔۔ اریان دھاڑ سے دروازہ بند کرتے اس کی طرف بڑھا۔۔ صوفیہ اسے دیکھتے ہوئے گہرے سانس لینے لگی۔۔ اریان اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اسے بنا کوئی موقع دیے اٹھاتے بیڈ کی طرف

بڑھا۔۔ "ا۔۔۔ اریان۔۔" صوفیہ اس کے حصار میں مچلی تھی۔۔ اریان اسے بیڈ پہ پھینکتے خود اس پہ جھکا۔۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔ "میری کالز کیوں ریسو نہیں کر رہی۔۔ مسیجز کا جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔" آریان اس کی آنکھوں میں غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ اور خود کو چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ "صوفیہ..." آریان نے اس کی بازو پہ گرفت مضبوط کی۔۔ وہ اس پہ بالکل بھی اپنا وزن نہیں ڈال رہا تھا۔۔ "کیونکہ میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔" صوفیہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔ "کیا بکواس ہے یہ؟" آریان کی آواز گرجی، اس کا چہرہ صوفیہ کے بالکل

قریب تھا، اتنا قریب کے اس کی گرم سانسیں صوفیہ کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں۔۔ صوفیہ نے نظریں چرائیں، لیکن آریان نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اسے زبردستی اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ "میری طرف دیکھو! صاف صاف بتاؤ، کیا ہوا ہے؟ تم اچانک مجھ سے دور کیوں جا رہی ہو؟" صوفیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر وہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔۔ "میں تم سے محبت نہیں کرتی، آریان۔۔۔" اس نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا،

مگر اس کی پلکوں پر لرزتے آنسو اس کے الفاظ کی سچائی کو جھٹلا رہے تھے۔ آریان نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا، اور بیڈ سے اٹھ کر کمرے میں بے چینی سے سٹلنے لگا۔ "جھوٹ! تم جھوٹ بول رہی ہو، صوفیہ"! اس نے دیوار پر مکا مارا، اس کی مٹھیاں سرخ ہو گئیں۔ صوفیہ نے خود کو بیڈ کے کنارے تک کھینچا، اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ "مجھے جانے دو، آریان۔۔۔ مجھے رہنے دو۔۔۔" اس کی آواز بمشکل نکلی۔ آریان پلٹ کر آیا، اور ایک جھٹکے سے اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام لیا، آنکھوں میں نمی اور غصہ ایک ساتھ تھا۔ "کیا تم جانتی ہو، میں نے تمہارے لیے کیا کیا ہے؟ میری دنیا صرف تم ہو۔۔۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی؟" آریان نے اس کی طرف بے بسی سے دیکھا۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کر لیں، آنسو اس کے رخسار پر بہہ نکلے۔ "آریان۔۔۔ پلیز۔۔۔" آریان نے اس کی آنکھوں پر لب رکھ دیے، اور پھر اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا، نرم لیکن شدت سے۔ صوفیہ نے تھوڑی دیر کے لیے مزاحمت کی، پھر وہ ہار گئی۔ اس کی ہچکیوں میں مدھم سی آہ ملی، اس نے آریان کے گریبان کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ آریان نے اس کے ہونٹوں سے الگ ہوتے ہی پیشانی پر بوسہ دیا، اس کی گالوں پر بہتے آنسو صاف کیے۔ "تم مجھے چھوڑ نہیں سکتی، صوفیہ۔۔۔ تم چاہے جتنا بھی انکار کرو، تمہاری یہ آنکھیں سب سچ بول دیتی ہیں۔۔۔" آریان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔ "مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔ خود سے، تم سے، اس رشتے سے۔۔۔" صوفیہ نے کانپتی ہوئی آواز میں

کہا۔ آریان نے اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا لیا۔ "میں ہوں نا، صوفیہ۔۔۔ تمہارا آریان۔۔۔ تمہاری ڈھال۔۔۔ تمہارے ڈر کا علاج۔۔۔" آریان نے محبت سے بولا۔۔۔ صوفیہ کی سانسیں بے ترتیب ہو گئیں، اس نے آریان کو زور سے تھام لیا۔ آریان نے اسے اپنے بازوؤں میں لپیٹ کر بیڈ پر لٹا دیا، اس کا چہرہ بار بار چومتا رہا، جیسے ہر آنسو، ہر ڈر کو مٹا دینا چاہتا ہو۔۔۔ کمرے کی خاموشی میں صرف صوفیہ کی مدھم سسکیاں اور آریان کی بھاری سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔ "مجھے چھوڑ دو، آریان۔۔۔" صوفیہ کی آواز کانپ رہی تھی، جیسے اس کے دل کا ہر ٹکڑا اس جملے کے ساتھ ٹوٹ کر بکھر رہا ہو۔ آریان نے اس کی بات سن کر ایک گہری سانس لی، اس کی آنکھوں میں نمی اور شدت ایک ساتھ چمک رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے چہرے کے اور قریب آیا، اس کی ناک صوفیہ کی ناک سے ٹکرائی، اور وہ دھیرے سے مسکرا دیا،

"تم صوفیہ، تم مجھے چھوڑنے کا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟" آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ کی پلکیں لرزنے لگیں، اس نے نظریں جھکائیں، لیکن آریان نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر پھر سے اوپر کر دی۔۔۔ "یہ آنکھیں، یہ کانپتے ہونٹ، یہ سب جھوٹ نہیں بول سکتے۔۔۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو، صوفیہ۔۔۔ اتنی شدت سے، جیسے میں کرتا ہوں تم سے۔۔۔" آریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پر گرا۔ آریان نے وہ آنسو اپنی انگلی

سے صاف کیا، اور پھر نرمی سے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ "ششش... کچھ مت کہو۔۔۔" پھر اس نے آہستگی سے جھک کر اس کے ہونٹوں کو چھو لیا، بہت نرم، بہت دھیرے... جیسے کوئی نازک پھول کو چھوتا ہے۔ صوفیہ کی سانسیں رکنے لگیں، اس نے اپنے ہاتھ آریان کی گردن کے گرد لپیٹ لیے۔۔ آریان نے اس کے ہونٹوں پر اپنی محبت انڈیلی، ہر بوسہ، ہر لمس میں ایک دیوانگی، ایک جنون چھپا ہوا تھا۔

"تم میری ہو، صوفیہ۔۔۔ صرف میری۔۔۔" وہ ہونٹوں کے بیچ سرگوشی کر کے بولا۔۔ صوفیہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں، اس کی پلکیں نم تھیں، مگر ان میں محبت کی روشنی صاف نظر آ رہی تھی۔ "آریان۔۔۔" اس نے تھوڑا سا پکارا، جیسے اس کے نام میں ہی اس کی زندگی چھپی ہو۔ آریان نے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیریں، پھر اس کی گردن پر لب رکھے، اس کی خوشبو میں کھو گیا۔ "تم چاہو یا نہ چاہو، اب تم کہیں نہیں جا سکتیں۔۔۔ میں تمہیں خود میں ایسے قید کر لوں گا کہ تمہاری ہر دھڑکن میرا نام لے گی۔۔۔" آریان نے اس کی گردن پہ شدت سے ہونٹ رکھے۔۔ صوفیہ نے ایک آہ بھری، اس کی انگلیاں آریان کی پشت میں دھنس گئیں۔ آریان نے اسے اور قریب کھینچ لیا، جیسے وہ چاہتا ہو کہ صوفیہ اور وہ ایک ہی وجود بن جائیں، کوئی فاصلہ نہ رہے۔۔۔ لیکن وہ اپنی حد ابھی نہیں توڑ سکتا تھا۔۔

آریان نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا، جیسے اس کے ہر درد، ہر ڈر کو اپنے لمس سے چن لینا چاہتا ہو۔ اس کی سانسیں صوفیہ کی گردن پر ٹکراتیں، وہ بے اختیار کانپ رہی

تھی۔ آریان نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپا لیا، اس کی خوشبو میں ڈوب گیا۔ صوفیہ نے اس کی گردن کو مزید زور سے تھام لیا، اس کی سانسیں بے ترتیب، آنکھیں آریان کے لمس کی شدت سے بند ہو گئیں۔ "آریان۔۔۔" اس کی مدھم، ہچکیوں بھری آواز نے آریان کو اور بے قابو کر دیا۔ آریان نے آہستہ سے اس کے چہرے پر نظریں دوڑائیں، اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی،

"صوفیہ... تم جانتی ہو، تمہاری ہر سانس، ہر لرزش، سب میری ہے... اور میں اسے کبھی کسی سے بانٹ سکتا..." آریان نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔ صوفیہ کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی کپکپاہٹ آئی، جیسے اس کے دل کی گہرائیوں تک یہ الفاظ اتر گئے ہوں۔ آریان نے اس کے ماتھے کو بار بار چومتے ہوئے اس کی پلکوں پر لب رکھے، پھر اس کی ناک، اور آخر میں اس کے ہونٹوں پر ایک لمبی، گہری کس کی۔ صوفیہ نے اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں گم کر دیں، آریان نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اپنے قریب تر کر لیا۔ اس کے لمس میں دیوانگی، تڑپ، اور مکمل قبضے کی شدت تھی۔ "آریان۔۔۔" صوفیہ کی آواز اتنی ہلکی تھی جیسے وہ اپنے حواس کھو رہی ہو۔ آریان نے اس کے ہونٹوں کو چھوڑا، اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا دیا، "بس اتنا ہی کافی ہے، صوفیہ۔۔۔ ابھی کے لیے... لیکن یاد رکھنا، تم میری ہو... پوری کی پوری۔۔۔" آریان نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ صوفیہ کی پلکوں پر آنسو پھر سے چمکنے لگے، مگر اس بار وہ آنسو کمزوری کے نہیں، محبت کی گواہی تھے۔ اس نے

آریان کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑ لیا، جیسے وہ اسے خود سے کبھی جدا نہ ہونے دینا چاہتی ہو۔ آریان نے اس کی ہتھیلی کو اپنے ہونٹوں سے چھوا، اس کے ہاتھ پر لمبا بوسہ دیا، پھر آہستہ سے اس کے ہاتھ کو اپنے دل پر رکھا۔ "یہ سن رہی ہو؟"، یہ دھڑکن ... اب تمہاری ہے۔۔۔ "آریان نے دھیرے سے کہا۔ "اس کی دھڑکنیں تیزی سے دھڑک رہی تھی۔" صوفیہ نے آنکھیں بند کر لیں، اور آریان کے سینے سے اپنا چہرہ لگا لیا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں، تمہاری ہر خوشی، ہر مسکراہٹ، میری ذمہ داری ہے ... تمہارا ہر آنسو میری کمزوری ہے۔۔۔" آریان نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ آریان نے اس کی پیشانی پر لب رکھے، لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں کوئی الفاظ نہیں تھے۔ اس کے لب، اس کی پلکیں، اس کی سانسیں — سب اس لمحے کی شدت میں خاموش گواہ بن گئے تھے۔ صوفیہ کی سانسیں اس کے سینے سے ٹکرا کر واپس جا رہی تھیں، اس کی انگلیاں اب بھی آریان کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھیں، جیسے وہ اس حصار سے نکلنے کا تصور بھی نہ کر سکے۔

آریان نے اس کی گردن پر ہونٹ رکھے، پھر آہستگی سے اس کے جڑے کے کنارے پر بوسہ دیا، اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر بہت آہستگی سے اوپر کیا۔ صوفیہ کی آنکھیں بند تھیں، پلکوں پر نمی چمک رہی تھی، جیسے وہ ہر لمحہ، ہر لمس کو محسوس کر رہی ہو۔ آریان کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں، پھر اس نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا دی۔ دونوں کی سانسیں آپس میں مل کر ایک گہرا سا سرور پیدا کر رہی

تھیں، جیسے وقت بھی رک گیا ہو۔ آریان نے اس کے ہونٹوں کو بس ہلکے سے چھوا،
 نہ زیادہ زور سے، نہ دیوانگی سے — بس اتنی نرمی سے کہ صوفیہ کا پورا بدن کپکپا اٹھا۔
 اس کے ہونٹوں پر آریان کی سانسوں کی حدت پھیل گئی، اور اس کی انگلیاں آریان کی
 پشت میں مزید دھنس گئیں۔ آریان نے اس کے گال پر اپنی ناک پھیری، پھر پلکوں پر
 بوسہ دیا۔ صوفیہ کی بند پلکوں کے نیچے اس کے آنسو جمع ہوتے جا رہے تھے، لیکن اس
 بار وہ آنسو اس کے اندر کی محبت کی روشنی تھے، کمزوری کے نہیں۔ آریان نے ایک
 بار پھر اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے، اس بار زیادہ گہرا، لیکن پھر بھی نرم —
 جیسے وہ کہہ رہا ہو،

"یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں، تم میری ہو، اور میں تمہارا ہوں۔۔۔" آریان نے
 سرگوشی نما آواز میں کہا۔ "بابا سے بولو گا، جلد اس سالے سے بات کرے، تاکہ تم
 ہماری حویلی آجاؤ۔" آریان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ صوفیہ نے اس کے سینے
 میں منہ چھپا لیا، آریان نے اسے اپنی بانہوں میں اور بھی سختی سے بھر لیا، اس کی کمر
 پر ہاتھ پھیرتے ہوئے، جیسے وہ اسے اپنی سانسوں میں قید کر رہا ہو۔ کمرے میں کوئی لفظ
 نہیں تھے، صرف دو دلوں کی دھڑکنیں، دو روحوں کا خاموش وعدہ، اور ان کے درمیان
 محبت کی خوشبو تھی — خاموش، گہری، بے آواز۔ تبھی المیر خان کی آواز پہ صوفیہ
 اریان سے دور ہوئی۔ "کیا ہوا۔" آریان نے حیرانگی سے اس کی طرف
 دیکھا۔ "لا۔ لا۔ لا۔ تم۔ تمہیں ی۔۔ یہاں

دیکھ۔۔ک۔۔ک۔۔ک۔۔کیا۔۔س۔۔سوچے۔۔گ۔۔گے۔۔"صوفیہ کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔

صوفیہ کی سانسیں پھول رہی تھیں، چہرہ لال، آنکھیں اب بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ اس کی انگلیاں آریان کی قمیض کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھیں، مگر وہ خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش میں ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی۔ آریان نے اس کی بات پر ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، پھر دھیرے سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اس کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ ابھری، مگر آنکھوں میں ایک عجیب سا سکون اور مضبوطی چھپی تھی۔ "صوفیہ، مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔۔۔ نہ المیر خان کی، نہ اس دنیا کی۔۔۔ مجھے صرف تمہاری پرواہ ہے۔" صوفیہ نے گہرا کر دروازے کی طرف دیکھا، اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ "آریان۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ اگر یہاں آگئے تو۔۔۔" اس کی آواز بس ایک ہلکی سی سرگوشی تھی، جو آریان کے دل کی دیواروں سے ٹکرا گئی۔ "کوئی آئے یا نہ آئے، تم میری ہو... اور میں چاہتا ہوں کہ سب کو پتہ چلے۔" آریان نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا، اسے اپنے قریب کیا، پھر اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی۔ "صوفیہ کی آنکھیں حیرت اور ڈر سے بڑی ہوئی تھیں، آریان... یہ ٹھیک نہیں ہے... اگر لالا نے دیکھ لیا تو؟" وہ بمشکل بولی۔ "ارن نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ دی، پھر اس کے ماتھے پر گہرا بوسہ دیا۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتا، صوفیہ... تم بس اپنی ہاں کہہ دو، باقی سب میں سنبھال لوں گا۔" صوفیہ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے آریان کی کلائی پکڑ لی، جیسے اس کی شدت کو روکنے کی آخری کوشش کر رہی ہو۔ مگر اس کی آنکھوں میں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ خود بھی اس حصار میں کھو چکی ہے۔ تبھی باہر سے المیر خان کی دوبارہ آواز آئی، اس بار زیادہ قریب سے۔ "صوفیہ بیٹا! دروازہ کیوں بند ہے؟ سب خیر تو ہے؟"

صوفیہ کا چہرہ سفید پڑ گیا، اس نے فوراً آریان کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔ "جاؤ، پلیز... چلے جاؤ یہاں سے... ابھی، ابھی!" اس نے بے اختیار روتی ہوئی آواز میں کہا۔ آریان نے اس کے چہرے کو آخری بار اپنی آنکھوں میں قید کیا، اس کے لبوں پر نرم سا بوسہ دیا، اور دھیرے سے سرگوشی کی،

"میں جا رہا ہوں، مگر یاد رکھنا... میں بہت جلد تمہیں لینے آؤں گا، ہمیشہ کے لیے۔۔۔" صوفیہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے۔ آریان نے ایک آخری نظر ڈالی، اور کمرے کے پچھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صوفیہ نے ہلتے ہوئے قدموں کے ساتھ دروازہ کھولا، چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "لالا... وہ... میں... بس آرام کر رہی تھی۔۔۔" صوفیہ کی آواز پھٹی ہوئی تھی، مگر وہ خود کو سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ المیر خان نے بغور اسے دیکھا، مگر پھر مسکرا دیا۔ "چلو، ٹھیک ہے... نیچے آ جاؤ، روم میں کیوں اکیلی بیٹھی

ہوں.. میری جان۔۔"المیر خان محبت سے بولا۔۔ صوفیہ نے نم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا، دروازہ بند کرتے ہی وہ وہیں دیوار سے لگ کر بیٹھ گئی۔ اس کی سانسیں اب بھی تیز تھیں، اور آریان کے الفاظ اس کے دل میں بازگشت کر رہے تھے۔ میں بہت جلد تمہیں لینے آؤں گا... ہمیشہ کے لیے..." صوفیہ المیر خان کے ساتھ نیچے آئی۔۔ صوفیہ کے روم کے پیچھے دروازے سے آریان نکلا تھا۔۔ جو کہ لاونج کی طرف کھولتا تھا۔۔ المیر خان جو صوفیہ کے ساتھ لاونج میں ہی آرہا تھا۔۔ اس کی نظر آریان پہ پڑی۔۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہوں۔۔" المیر خان نے آریان کو گھورا۔۔ اریان نے بھی اس کی طرف دیکھا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر: نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_119 :

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

المیر خان کی آواز میں عجیب سی سرد مہری تھی... جیسے پرانے زخم پر برف رکھ دی گئی ہو۔ اریان خان نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر قدرے جھک کر بے فکری سے گویا ہوا، "تمہاری بہن سے ملنے آیا تھا، کیا اجازت لینی تھی؟" صوفیہ کا رنگ فق ہو گیا۔ دل جیسے ایک لمحے کو بند ہو گیا ہو۔ وہ جانتی تھی

آریان کیا کہہ رہا ہے... اور کیوں کہہ رہا ہے۔ المیر نے اسے گھورا۔ نگاہ میں کاٹ تھی، اور لہجے میں دبے غصے کی لرزش، "تمہیں اندازہ بھی ہے تم کیا بکواس کر رہے ہو؟" المیر خان غصے سے بولا۔ اریان کے چہرے پر ہلکی سی استہزائیہ مسکراہٹ ابھری۔ شاید اسے یہ تسلی تھی کہ المیر نے اسے صوفیہ کے کمرے سے نکلتے نہیں دیکھا۔ وہ اب بھی اپنے غرور کی چادر اوڑھے تھا۔ "کیا تمہیں لگتا ہے میں کسی غیر لڑکی سے ملنے آیا ہوں؟" وہ طنز سے بولا، نظروں میں حقارت کی دھند لی۔ المیر خان کی آنکھیں ذرا سی سکڑ گئیں، آواز میں بھی خراش اُبھر آئی، "تمہارے لیے تو کوئی بھی غیر نہیں... ہے نا؟" المیر خان نے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

صوفیہ نے بے بسی سے دونوں کو دیکھا۔ جیسے ایک طوفان کے بیچ میں آکھڑی ہوئی ہو — جس کا نہ آغاز اس نے کیا تھا، نہ انجام وہ روک سکتی تھی۔ اریان کا چہرہ اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔ لب سختی سے بھیچے ہوئے، "بات گھما کر دو گے تو نتیجہ برا نکلے گا، المیر خان۔ میں یہاں کسی کو جواب دہ نہیں ہوں... اور تمہیں تو بالکل بھی نہیں۔" آریان نے ایک تلخ مسکراہٹ سے جواب دیا۔ المیر کے لبوں پر ایک سرد، بے رنگ مسکراہٹ آئی، جو لمحہ بھر میں دبی ہوئی خنجر جیسی آواز میں ڈھل گئی، "تمہیں تھپڑ مارنے کو دل چاہتا ہے، آریان..."

پھر ایک لمحے کو رُکا، جیسے کسی ان دیکھے لمحے میں جاگھرا ہو — ویسا ہی، جیسا تم نے اپنی بہن کو مارا تھا۔ "یہ جملہ لاؤنج کی فضا میں بارود بن کر پھیلا۔ اریان کی آنکھوں میں

لمحہ بھر کو چمک لہرائی۔ "وہ میرا اور میری بہن کا معاملہ ہے۔ تم اپنی حد میں رہو، سمجھے؟" وہ لمحہ بھر کو چپ رہا، پھر گہری آواز میں بولا۔ صوفیہ نے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی، مگر دونوں کے درمیان یہ بحث اب ذاتی ہوتی جا رہی تھی۔ "اور تم نے حد پار نہیں کی تھی؟ تم اس کے مالک بنے بیٹھے تھے؟ تھپڑ اس لیے مارا کہ تمہیں لگا تمہاری عزت خطرے میں ہے؟ یا تمہیں اس سے محبت تھی؟" المیر کی آواز اونچی ہوئی تھی، تلخی اس کے لہجے کو کاٹ دار بنا گئی۔

آریان کا چہرہ یکدم پتھر ہو گیا۔ سانس جیسے سینے میں جمی ہوئی ہو۔ المیر کے سوال نے جیسے پرانے زخم کو دوبارہ کرید دیا تھا۔ "تم اب بھی نمل کو چاہتے ہو نا؟" آریان نے یکدم المیر کی آنکھوں میں جھانکا۔ المیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی ہی اس کا سچ تھی۔ "لیکن افسوس... وہ تمہیں کبھی چاہتی ہی نہیں تھی۔ اور آج بھی نہیں۔" آریان کے لبوں پر تلخ سی ہنسی آئی۔ یہ جملہ تیر کی طرح چلا، اور المیر کے چہرے پر جیسے رنگ باقی نہ رہا۔ اس کی آنکھیں آریان پر جمی تھیں، مگر غصے سے زیادہ اب ان میں ہار کی اداسی تھی، وہ پچھتاوا جس کا بوجھ الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔ چند لمحے خاموشی میں گزرے۔

پر آریان پیچھے ہٹا۔ "تم نے میری بہن کو پا تو لیا... لیکن کبھی حاصل نہیں کر سکو گے۔" یہ کہہ کر وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ صوفیہ پر بیٹھا، اور موبائل نکال کر زرغام کی کال دیکھی۔ "جی بابا..." بس اتنا ہی بولا اور کھڑا ہونے لگا۔ المیر آگے بڑھا، اور

اس کے ہاتھ سے موبائل تھام لیا۔ "زرغام"۔۔۔ اس نے فون پکڑتے ہوئے کہا۔ "اج یہ یہاں آ گیا، لیکن سات ماہ سے پہلے اگر دوبارہ آیا... تو یاد رکھنا، المیر خان صرف بات نہیں کرتا، ٹانگیں توڑنے کا ہنر بھی جانتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے موبائل واپس آریان کی طرف بڑھایا۔ "آریان، حویلی آؤ۔" زرغام کی آواز آریان نے سنی — وہ سرد، حاکمانہ انداز میں صرف ایک جملہ بولا۔

"جی بابا"... آریان آخری نظر صوفیہ پہ ڈالتے باہر نکلا۔ صوفیہ نے سکون کا سانس لیا۔ "کھانا کھایا تھا۔" المیر خان صوفیہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔ "جی لالا"۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "لالا میں اب آفس جاؤ گی"۔۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "جی میری جان.. میں نہیں چاہتا، کہ میری بہن کی کوئی خواہش ادھوری رہے۔" المیر خان نے پیار سے اس کے دونوں ہاتھ چومے۔ "لالا آپ بہت اچھے ہے۔" صوفیہ المیر خان کے گال چومتے ہوئے بولی۔ "میں خوش ہوں، کہ ورشاں کی وجہ سے میں کوئی غلط فیصلہ کرنے سے بچ گیا، ورنہ میں ناجانے کیا کر جاتا۔" المیر خان صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "لالا آپ کا فیصلہ کوئی بھی ہوتا، میں خوش تھی۔" صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "لیکن میری بہن کی خوشی تو اسی میں تھی۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ صوفیہ بس ہلکا سا مسکرائی۔ "محبت کرنا گناہ نہیں ہے، اس کا حق ہمیں دیا گیا ہے۔" لیکن محبت وہ ہے، جو ہمیں خدا سے ملوا دے۔ "المیر خان نے صوفیہ کے ہاتھوں کو باری باری چوما۔" میری

چھوٹی سی دنیا میں میری پیاری سی بہن۔۔ "المیر خان مسکرایا۔۔" "لالا می۔ ریٹ کرو۔۔" "صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔" "جی میری جان، اپ ریٹ کرو۔۔" "المیر خان نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔ صوفیہ اٹھ کر روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ المیر خان بھی روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ المیر خان روم میں آیا۔۔ جہاں نمل خان سکون سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ المیر خان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ اور پھر کپڑے چینج کر کے باہر آیا۔۔ نمل نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ اس کا چہرہ کتنا سنجیدہ رہتا تھا۔۔ نمل بس سوچ ہی سکی تھی۔۔ المیر خان لیپ ٹاپ اٹھائے بیڈ کے دوسرے کنارے آکر بیٹھ گیا۔۔ اور لیپ ٹاپ پہ ایک ساتھ ہی تقریباً سات آٹھ بار کی وڈیو شیو ہوئی تھی۔۔ جہاں لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑے ہوئے تھے۔۔ اور ایک دوسرے سے مزید چپیک رہے تھے۔۔ ان میں سے ایک لڑکی جس کے بال چہرہ پہ اس طرح تھے۔۔ کہ چہرہ نہیں دیکھ رہا تھا۔۔ وہ بس ڈرنک کر کہ ڈانس کر رہی تھی۔۔ کسی کو خود کو ٹیچ کرنے نہیں دے رہی تھی۔۔ "کہیں یہ وہ.." المیر خان نے ایک پل کے لیے سوچا۔۔ لیکن وہ اس سے آگے کا سوچتا جب نمل نے بھی نظر اٹھا کر لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں وہی بار کی وڈیوز چل رہی تھی۔۔ المیر خان نے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔ اور اٹھ کر اپنی کیز پکڑتے باہر کی طرف نکلا۔۔ وہ ہوا کہ طرح غائب ہوا تھا۔۔ نمل تھوڑا سا حیران ہوئی تھی۔۔ وہ دس منٹ تک یوں ہی بیٹھی رہی۔۔ اور پھر اٹھ کر لیپ ٹاپ پکڑتے اسے آون کیا۔۔ جس پہ کوئی پاسورڈ نہیں

تھا۔ آون ہوتے ہی پھر سے وہی وڈیوز چلنا شروع ہوئی۔ نمل کی آنکھیں اور بھی حیرت سے کھولیں۔ کیونکہ اب المیر خان بھی اسے ان میں سے ایک وڈیو پہ شو ہو رہا تھا۔ نمل نے اسے زوم کیا۔ اب لیپ ٹاپ پہ صرف یہی وڈیوز چل رہی تھی۔ جہاں المیر خان اب لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان کھڑا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک گلاس تھا۔ نمل نے اس گلاس کو غور سے دیکھا۔ اس میں واَن تھی۔ اسے یقین نہیں ہوا تھا۔ کہ المیر خان ایسا کر سکتا ہے۔ اس نے تھوک نگلتے ہوئے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا۔ اور پھر وہ لڑکی جو کسی کو ٹیچ کرنے نہیں دے رہی تھی۔ اب المیر خان کے ساتھ چسکی ہوئی تھی۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بھی مسکرائی تھی۔ "مجھے یقین تھا۔ کہ ہماری ملاقات دوبارہ ہوگی۔" کیارہ مسکراتے ہوئے بولی۔ المیر خان بھی مسکرایا۔ "ظاہر ہے، ایک مجرم کب تک بھاگے گا، اور المیر خان کے ہاتھ سے کوئی نکل کر نہیں جا سکتا۔ المیر خان نے اسے گھوماتے ہوئے کہا۔ کیارہ نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن کے گرد باہیں ڈالی۔۔۔" تمھاری یہ ادا، اور ہم فدا۔ "کیارہ نے المیر خان کے کان کے قریب چہرہ لاتے سرگوشی کی تھی۔ المیر خان اسے بازو سے پکڑتے پیچھے کر گیا۔ "مجھے امید نہیں تھی، اتنی جلدی ملاقات ہو گی۔" کیارہ نے المیر خان کے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھسانی چاہی۔ لیکن المیر خان اس کے ہاتھ سختی سے اپنے چوڑے ہاتھوں میں دونچ چکا تھا۔ "مس کلیر المیر خان اتنا بھی کوئی سستا نہیں، کہ کوئی بھی آئے۔۔ اور اس کے قریب سجائے۔" المیر خان نے

اسے نیچے کی طرف بیٹھ کیا۔۔ جس سے کیارہ کی تنگ سی سکرٹ اور بھی ٹائٹ ہوئی تھی۔۔ جس سے اس کے نیشب و فراز اور اس کی بل کھاتی کمر واضح ہوئی تھی۔۔ اور سکرٹ جو کہ اس کی گھٹنوں سے اوپر تھی۔۔ وہ اوپر کو کھسکی تھی۔۔ "میں جانتا تھا، تم مجھے یہی ملو گی"۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "تم اے سی پی والے المیر خان ہوں"۔۔ وہ یوں ہی اس کی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "ہاں"۔۔ المیر خان نے اسے ایک ہی جھٹکے میں سیدھا کیا۔۔ اور اس کی طرف دیکھا۔۔ "تم بہت ہینڈ سم ہوں۔۔" کیارہ نے المیر خان کے عارض پہ انگلی ٹریس کی۔۔ "المیر خان اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔" آج تمہیں ایک جھٹکا لگا گا"۔۔ کیارہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان پہلے تو اس کے یوں ساتھ چلنے پہ حیران تھا۔۔ لیکن پھر وہ اسے لیے بار کی ایک طرف آیا تھا۔۔ جہاں بہت کم لڑکیاں لڑکے تھے۔۔ کیارہ نے المیر خان کی کمپٹی سے انگلی ٹریس کرتے گردن تک لے آئی۔۔ "تم لیڈی کلئیر ہوں، اور یہ بات تم سب کے سامنے قبول کرو گی"۔۔ المیر خان اسے لیے باہر کی طرف نکلا تھا۔۔ "اے سی پی، المیر خان"۔۔ انوار کی آواز پہ المیر خان روکا"۔۔ میرے خیال سے تم اس سے مل چکے ہوں"۔۔ انوار نے المیر خان کے ساتھ کیارہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ المیر خان نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "یہ ڈپٹی کمشنر کی بھانجی ہے... کچھ دن کے لیے یہاں آئی ہے۔۔" انوار مسکراتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان نے کیارہ کی طرف دیکھا۔۔ کیارہ نے بالوں کی لٹ کو انگلی پہ لپٹتے ہوئے المیر خان کو آنکھ ماری۔۔ المیر خان نے اس کی

طرف دیکھا۔ "جی اس نے مجھے بتایا"۔ المیر خان مسکرایا۔ اور کیارہ پہ ایک نظر ڈالی۔ کیارہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اے سی پی صاحب، اتنا بھی آسان نہیں ہے، میرے خلاف ثبوت اکٹھے کرنا۔ کیارہ کو پکڑا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔" کیارہ مسکراتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولی۔ "المیر خان کو بھی ناممکن کو ممکن کرنے میں بہت مزا آتا ہے۔" المیر خان بھی مسکرایا۔ "چلو کرو، دیکھتے ہیں، اس اے سی پی صاحب میں کتنا دم ہے"۔.... کیارہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ المیر خان اسے ناگواری سے دیکھتے ہوئے اپنی بائیک کی طرف بڑھا۔ اور کچھ ہی سیکنڈز میں غائب ہوا۔ "اے سی پی خود کو بہت ہوشیار سمجھتا ہے۔ لیکن کیارہ سے کوئی جیت نہیں سکتا۔" کیارہ مسکراتے ہوئے اپنی مرسیرز کی طرف بڑھی۔

المیر خان کی گاڑی کارپیوچ میں آکر روکیں۔ اس نے اپنے سرخ ہوتے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔ کیسے وہ؟ "المیر خان خود سے سوال کر رہا تھا۔ المیر خان اندر کمرے میں داخل ہوا۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ المیر خان بنا اس کی طرف دیکھے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ نمل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ کچھ دیر یوں ہی گزری نمل اٹھنے ہی لگی تھی، کہ المیر خان ڈریسنگ روم سے باہر آیا۔ چہرہ پہ سنجیدگی تھی۔ وہ بہت سی الجھنوں میں کھویا ہوا تھا۔ "م۔۔ مجھے بات کرنی ہے"۔... نمل تھوڑا ہچکچاتے ہوئے بولی۔ المیر خان ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھا۔ اور اپنی

عطر اٹھاتے لگانے لگا۔ پل میں ہی پورا کمر اس خوشبو سے مہک اٹھا۔ جس سے نمل کا سر درد شروع ہوا تھا۔ "کرو..." المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ "عید گزر گئی ہے، مجھے یونی جانا ہے..." نمل اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے سر اٹھا کر آئینے میں سے اس کی طرف دیکھا۔ نمل کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔ وہ کئی ہوئی پتنگ کی طرح اس کے چوڑے سینے سے لگی۔ "جب میں نے تم سے اپنا حق نہیں لیا، تم مجھ سے کیوں اجازت مانگ رہی ہوں..." المیر خان اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔ نمل کو لگا جیسے وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی۔ المیر خان اس کے چہرہ کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل زورو سے دھڑک رہا تھا۔ دونوں کے درمیان ایک انچ کا فیصلہ تھا۔ نمل کے ہونٹ المیر خان کی ٹھوڑی سے کچھ فاصلے پہ تھے۔ نمل کی ٹھوڑی پہ چمکتے ایک ساتھ تین تل، المیر خان ان پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس کی پیشانی پہ اپنی تپش زدہ سانسیں چھوڑ رہا تھا۔ "م۔۔م۔۔ میں ن۔۔ نے کہا تھا..." نمل کی زبان لڑکھرائی تھی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایرو اچکائی۔ "کیا کہا تھا؟؟؟" المیر خان جانتے ہوئے بھی انجان

بنا۔ "ا۔۔ا۔۔ پ۔۔م۔۔ میرے۔۔ ق۔۔ ر۔۔ یب۔۔ ا۔۔ ج۔۔ ائے۔۔" نمل تھوک نکلتے ہوئے بولی۔ "کیا میں نے لیا؟" المیر خان نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ نمل نے گہرے سانس لیتے نفی میں سر ہلایا۔ "تو یہاں بات ختم ہو جاتی ہے..." المیر خان ہلکا سا

مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور نمل سے دور ہو گیا۔۔ "اگک۔۔ کیسے بات ختم ہو جاتی ہے۔۔ مجھے پڑھنا ہے"۔۔ نمل پہلے تھوڑا سا گھبرائی پھر ایک ہی سانس میں بولی۔۔ "اگر تمہیں پڑھنا ہوتا، تو زرغام تمہاری شادی نہ کرتا"۔۔ المیر خان دوسری طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ "ب۔۔ بابا نے تو یہ نہیں کہا، کہ میں آگے نہیں پڑھو گی"۔۔ نمل اس کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "تمہارا شوہر میں ہوں، اور تم پڑھو گی، یا نہیں، اس کا فیصلہ بھی میں ہی کرو گا"۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ وہ ابھی کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ اسے بس کیارہ کے خلاف ثبوت چاہیے تھا۔۔ "مجھے یونی جانا ہے۔۔ اور میں کل جاؤ گی"۔۔ نمل بول کر بیڈ پہ بیٹھی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ نمل دل ہی دل میں اس کی سرخ آنکھوں سے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔ لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔۔ آخر وہ ایک مضبوط لڑکی تھی۔۔ وہ خود کو کمزور نہیں کر سکتی تھی۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ "کیا بولا ابھی تم نے"۔۔ المیر خان کا لہجہ سرد تھا۔۔ "میں نے کہا میں کل سے جاؤ گی"۔۔ نمل اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی۔۔ "میرے منع کرنے کے باوجود جاؤ گی"۔۔ المیر خان نے اس کی بازو پکڑی۔۔ "جی"۔۔ "نمل تھوک نگلتے ہوئے بولی۔۔ "المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "تم مجھے اس حویلی سے باہر قدم نکال کر دیکھاؤ۔۔ زرغام نہیں ہوں، جو بس یوں ہی دیکھتا رہے گا۔۔ میں تمہاری جان نکال دو گا۔۔" المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "ایک بات یاد رکھنا، اگر تمہارے لیے کسی کی جان لے سکتا ہوں، تمہارے لیے

جان دے سکتا ہوں، تو تمہاری جان لے بھی سکتا ہوں۔۔" المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔"جب آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں، تو میں کیوں نہیں جاسکتی۔۔" نمل نے المیر خان کی آنکھوں میں دیکھا۔۔دل گھبرا رہا تھا۔۔لیکن وہ پھر بھی بول رہی تھی۔۔"میں نے کیا کیا؟" المیر خان سپاٹ لہجے میں بولا۔۔"ا۔۔ا۔۔اگر آ۔۔ا۔۔اپ میرے قریب نہیں آئے، تو کیا باہر بھی کسی کے قریب نہیں گئے۔۔" نمل دھڑکتے دل سے بولی۔۔المیر خان نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔"کیا بکو اس ہے۔۔" المیر خان اس سے دور ہوا۔۔"بکو اس نہیں ہے، اگر میرے قریب نہیں آئے، ب۔۔ب۔۔بار کی لڑکیوں کے قریب تو گئے۔۔" نمل کی زبان تھوڑی سی لڑکھرائی تھی۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھا، اور پھر اس کی نظر پیچھے پڑے لیپ ٹاپ پہ پڑی۔۔"جب دیکھ لیا تھا، تو سیدھی طرح پوچھ لیتی۔۔" المیر خان اس کے اطراف سے ہاتھ لے جاتے لیپ ٹاپ پکڑنے کے لیے آگے ہوا۔۔نمل تھورا سا جھکی تھی۔۔نمل کا چہرہ المیر خان کی گردن کے قریب تھا۔۔المیر خان لیپ ٹاپ پکڑتے اسے بند کر گیا۔۔"تمہیں میری پرسنل چیزوں سے دور رہنا چاہیے۔۔" المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔"کیا یہ پرسنل ہے۔۔" نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔"بہت۔۔" المیر خان اتنا ہی بولا تھا۔۔"پھر میں بھی یونی جاسکتی ہوں، میرا بھی پرسنل ایشو ہے۔۔" نمل نے کندھے اچکائے۔۔"کیا چاہتی ہوں، کیوں میرا دماغ خراب کر رہی ہوں..." المیر خان اس پہ جھکتے ہوئے بولا۔۔وہ بیڈ پہ گر چکی تھی۔۔اور المیر خان

اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔"ی۔۔یونی جانا چاہتی ہوں۔۔"نمل اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولی۔۔"میں نے کہا نہیں جاؤ گی، تو نہیں جاؤ گی۔۔"المیر خان سرد لہجے میں بولا۔۔"میں جاؤ گی۔۔"نمل بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔"آپ بھی تو بار جاتے ہیں۔۔"نمل نے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھنے چاہے، لیکن پھر ہاتھ نیچے کر گئی۔۔"ہاں ظاہر ہے، جب بیوی کے ہوتے ہوئے بھی اکیلے رہنے پڑے، تو بار جا کر ضرورت تو پوری ہو ہی سکتی ہیں۔۔"المیر خان بھی گہرا مسکراتے ہوئے بولا۔۔"تو وہی رہا کرے۔۔"نمل اسے خود پر سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔"تم تو چاہتی ہوں، کہ میں یہاں آؤ ہی نہیں، لیکن کیا کرو، یہ کمبخت دل مانتا ہی نہیں۔۔"المیر خان بیڈ کی دوسری طرف لیٹا تھا۔ المیر خان نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے ہاتھوں کی انگلیاں اس کی انگلیوں میں پھساتے اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔۔"میں نے تم سے عشق کیا ہے، اگر تم نہیں تو کوئی نہیں، المیر خان کا عشق اتنا بھی سستا نہیں ہے، کہ اگر تم نہ ملو، تو کسی کی بھی باہوں میں پناہ لے لوں۔۔"المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔نمل کا وجود کانپ رہا تھا۔ نمل نے المیر خان سے اپنا ہاتھ چھروانا چاہا۔ لیکن اس کی گرفت اتنی بھی ہلکی نہیں تھی۔۔"میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔۔ یہ بات آپ کیوں نہیں سمجھتے۔۔"وہ روتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کے روتے ہوئے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔"جس سے عشق کیا ہوں، اس کی زباں سے کسی اور کا نام سنتے روح قبض ہوتی ہے۔۔"المیر خان نے آنکھیں بند کر کہ کھولیں۔۔"میں نے کبھی کہا، تم مجھ سے

محبت کرو۔۔"المیر خان کی گرفت اس کے ہاتھوں پہ مضبوط ہوئی تھی۔۔نمل کو ہاتھوں میں درد محسوس ہوا تھا۔۔"جواب دو۔۔"المیر خان بر فیلے لہجے میں

بولا۔۔"ن۔۔نہیں۔۔"نمل جلدی سے بولی۔۔"پھر کیوں مجھے افیت دیتی ہوں، اگر سمجھ نہیں سکتی، تو تکلیف تو مت دیا کرو۔۔"المیر خان اس کی انگلیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔"نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔جس کی آنکھیں اب بند تھی۔۔المیر خان جو کہ آنکھیں بند کیے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔۔ٹبیل پہ پڑا، موبائل بجنے سے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔المیر خان نے اس ٹبیل کی طرف نظریں دوڑائیں۔۔جہاں موبائل پڑا ہوا تھا۔۔اس پہ کال آرہی تھی۔۔المیر خان نے اٹھ کر موبائل پکڑا۔۔کال بند ہو چکی تھی۔۔"یہ کہاں سے آیا۔۔"المیر خان نے موبائل نمل کی طرف کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔"ب۔۔ب۔۔بابا

ک۔۔ک۔۔پ۔۔پاس۔۔ت۔۔تھی، تب۔۔ل۔۔لیا۔۔"نمل نے اس کے ہاتھ میں موبائل دیکھتے ہوئے گھبراتے ہوئے جواب دیا۔۔"زرغام نے لے کر دیا"۔۔المیر خان نے اس موبائل کو گھوماتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔موبائل زیادہ پرانا نہیں تھا۔۔"ن۔۔نہیں"۔۔نمل نے اپنے چہرہ پہ اتے پیسنے کو صاف کیا۔۔"تمہارے پاس پہلے موبائل تھا۔۔"المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔"ج۔۔جی"۔۔نمل نے اس کے ہاتھ میں موبائل پہ نظریں جمائے کہا۔۔المیر خان نے اسے آون کیا۔۔موبائل پہ پاسورڈ تھا۔۔المیر خان مسکرایا۔۔"اس کا پاسورڈ"۔۔وہ اتنا ہی بولا تھا۔۔اور ساتھ ہی اس نے

ٹائیپ کیا۔۔ تو موبائل ان لوک ہوا تھا۔۔ جب کچھ بننے کی خواہش ہوں، نا تب صرف
 اسی سے محبت کی جاتی۔۔ "المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمل کا دل باہر آ رہا
 تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف لہرایا تھا۔۔ وہ المیر خان کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی
 تھی۔۔ المیر خان نے موبائل پہ ابھی سکرو لنگ کی ہی تھی۔۔ کہ نمل آگے بڑھتے المیر
 خان کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گئی۔۔ المیر خان کے ہاتھ سے موبائل بیڈ پہ
 گرا تھا۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں حیرانگی ہی حیرانگی تھی۔۔ نمل کی
 آنکھیں بند تھی۔۔ اور وہ المیر خان کے ہونٹوں کو چوم رہی تھی۔۔ دل زورو سے
 دھڑک رہا تھا۔۔ المیر خان نے ابھی تک اس کا ساتھ دینا شروع نہیں کیا تھا۔۔ لیکن
 آنکھیں اس کی بھی بند ہو رہی تھی۔۔ وہ مدہوش ہو رہا تھا۔۔ جواں جزبات سر چڑھ کر
 بولے تھے۔۔ المیر خان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ کرتے اس پہ جھکا، بنا کوئی
 موقع دیے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومنے لگا۔۔ نمل اس کے نیچے بالکل دب چکی
 تھی۔۔ وہ اس کے پہاڑ سے وجود کے نیچے دب چکی تھی۔۔ اور المیر خان اس کے ہونٹوں
 کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔ نمل کی سانسیں گہری ہوئی تھی۔۔ اس کی سانسیں
 اکھڑنے لگی تھی۔۔ لیکن المیر خان جنونی انداز میں اس کے ہونٹوں سے لپیٹا ہوا
 تھا۔۔ المیر خان کے ہاتھ نیچے جاتے اس کے پیٹ پہ سر سرانے لگے۔۔ نمل آپ کانپنا
 شروع ہوئی تھی۔۔ المیر خان کے ہاتھ اس کے پیٹ سے اوپر تک کا سفر کر رہے
 تھے۔۔ نمل نے اب مزاحمت کرنی شروع کی تھی۔۔ نمل نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ

رکھتے روکنے کی کوشش کی۔۔ لیکن المیر خان اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے اس کے ٹھوڑی کے تین تل پہ جھکتے دانت گاڑھ گیا۔۔ "آہ۔۔" نمل بری طرح سے چینخی تھی۔۔ المیر خان اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔ وہ بری طرح سے جنونی انداز میں اس کی ٹھوڑی کے تل کو چوم رہا تھا۔۔ اور نمل اس کے حصار میں مچل رہی تھی۔۔ المیر خان اس کی ٹھوڑی پہ ایک بار پھر سے پوری شدت سے دانت گاڑھ گیا۔۔ نمل نے اپنے ناخن المیر خان کے ہاتھوں پہ گاڑھے

تھے۔۔ "چ۔۔ چ۔۔ چ۔۔ چھوڑے مجھے"۔۔ نمل اس کے حصار میں مزاحمت کرتے ہوئے چلائی۔۔ نمل اپنے ہاتھ چھرواتے اب اس کی گردن پہ ناخن مار رہی تھی۔۔ "دور ہٹے۔۔" نمل پھر سے چینخی تھی۔۔ اس کے چلانے پہ المیر خان ہوش میں آیا تھا۔۔ المیر خان نمل پر سے ہٹا، اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔۔ وہ تقریباً سارا ہی پسینے سے بھیگ چکا تھا۔۔ نمل کانپ رہی تھی۔۔ وہ کانپتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ رہی تھی۔۔ اس کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔۔ اس کی ٹھوڑی سرخ ہو رہی تھی۔۔ اور درد سے وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ المیر خان نے اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔۔ اور ایک نظر نمل پہ ڈالی۔۔ جو اس کے دیکھنے پہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ المیر خان باہر نکلا تھا۔۔ نمل بیڈ پہ گری رونا شروع ہوئی تھی۔۔

جان عالم ورشاں کے ساتھ کمرے میں آیا۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ جان عالم نے دروازہ بند کرتے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ اور اس کے پاس بیٹھا۔ "جان حیات، کیوں اتنا غصے کرتی ہوں"۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "جان خان... اس کی اتنی زبان بلیتی ہے، میں اس کی جان لے لوں گی"۔ "جان حیات، ریلکس"۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ "جان خان، اب وہ یہاں نہیں رہے گی"۔ ورشاں جان عالم کی طرف کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "جان حیات، بس خاموش"۔ جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔ "وہ آپ کے قریب آتی ہے... میرا دل چاہتا ہے، کہ میں اس کی جان لے لوں"۔ ورشاں باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ اور پھر اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔ "جان حیات، میں صرف تمہارا ہوں"۔ جان عالم نے اسے خود میں بھینچا۔ "لیکن وہ یہاں نہیں رہے گی"۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "جان حیات جو کہوں گی، ہو گا۔ ابھی بس غصے ختم کرو"۔ جان عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "یہی رہنا"۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "آپ کہاں؟" ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔ "داجی کے پاس"۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "آتا ہوں جان حیات"۔ جان عالم نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھے۔ اور باہر نکلا۔ جان عالم کمرے سے باہر نکلا۔ غزنوی بھی اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جان عالم کو دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔ "بڑی امی تیری

شادی کروا رہی ہے۔" غزنوی استنزیہ مسکرایا۔ "یار میں کیسے سمجھاؤ،" جان عالم نے گہرا سانس لیا۔ "ایک بات یاد رکھ، اگر تو نے ایسا سوچا بھی تو میں تیری جان لے لوں گا۔" غزنوی نے اسے وارنگ دیتی نظروں سے دیکھا۔ "میں تو یہاں لڑکیاں پسند کر رہا۔" جان عالم سر جھٹکتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھا۔ اور سیدھا داجی کے کمرے میں گیا۔ غزنوی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جان عالم اندر آیا۔ داجی بیڈ پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ "داجی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" جان عالم جا کر سامنے صوفے پہ بیٹھا۔ "داجی نے اس کی طرف دیکھا۔" داجی رمشاء یہاں نہیں رہے گی۔ "...جان عالم گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ "ہم کو بتائے گا، کیوں؟" داجی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "داجی وہ اور ورشاں ایک دوسرے سے الجھتی ہے، جھگڑا مزید بڑھے، حویلی کا ماحول خراب ہوں... اس لیے اب وہ یہاں نہیں رہ سکتی۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ "تو تم اپنا بیوی کو سمجھا، اور اپنا مورے کا بولو، کہ وہ اس بچے کو سمجھائے۔" داجی نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن داجی کیوں، وہ یہاں سے جا نہیں سکتی۔" جان عالم غصے سے بولا۔ "ہم کو تم کو بتانا کا ضرورت نہیں ہے۔" داجی نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھا۔ "نہیں داجی.. آپ اسے یہاں سے بھیج دے۔" میں کیا جواب دو، جان حیات کو۔" جان عالم پریشانی سے بولا۔ "جو تم کو ٹھیک لگے۔ جواب دو، لیکن وہ بچہ یہاں سے نہیں جا سکتا۔ تم اس کا وجہ جانتا ہے۔" داجی نے بول کر سامنے پڑا اخبار پکڑا۔ جان عالم کچھ بولے بنا اٹھ کر باہر نکل گیا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_120

غزنوی اپنے کمرے میں آیا۔۔ جہاں مدہم سی لائٹ جل رہی تھی۔۔ زل بیڈ پہ خود پہ کمرٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔۔ غازیہ پاس ہی اپنی گڑیا کو پکڑ کر سوئی ہوئی تھی۔۔ زل بلکل اس کے برابر لیٹی ہوئی تھی۔۔ چہرہ اس غازیہ کی طرف تھا۔۔ غزنوی زل کی طرف بڑھا۔۔ زل کے وجود میں بلکل بھی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے زل کی طرف بڑھتے اسے گود میں اٹھایا۔۔ زل نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ "مجھے نیچے اتاریں۔۔" زل ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے بولی۔۔ "شش۔۔ غازیہ جاگ جائے گی۔۔" غزنوی نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ اور اسے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کرتے غزنوی نے اسے صوفے پہ لٹایا۔۔ اور خود اس پہ جھک گیا۔۔ زل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خفگی سے خود سے دور کرنا چاہا۔۔ لیکن غزنوی اس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے گرد حائل کرتے اس کی ہیزل گریں آنکھوں میں دیکھنا لگا۔۔ زل کی آنکھیں نم تھی۔۔ اندر درد تھا۔۔ غزنوی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ "زل"۔۔ غزنوی مدہم سی آواز میں بولا۔۔ وہ زل کو پھر سے ہرٹ کر چکا

تھا۔ زمل اپنی نظریں جھکا گئی۔ اور اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ "غزنوی دور ہے"۔ زمل اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔ وہ اب اس سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ "میری زمل... ناراض ہے۔" "غزنوی اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھنے ہی والا تھا۔ کہ زمل چہرہ دوسری طرف کر گئی۔ غزنوی کے دل میں درد اٹھا تھا۔ "میری زمل"۔ غزنوی نے اس کے چہرہ کو اپنے ہاتھوں کو پیالوں میں بھرا۔ "یوں خفا مت ہوں"۔ غزنوی اس کی پیشانی سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔ "غزنوی مجھ سے دور رہے۔" زمل اپنی پوری فورس لگاتے اسے خود سے دور دھکیل گئی۔ غزنوی لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔ "میں تھک گئی ہوں"۔ زمل نم آواز میں بولی۔ زمل صوفے سے اٹھتے باہر کی طرف بڑھی تھی۔ غزنوی نے اس کی کلائی پکڑتے اسے دروازے کے ساتھ لگایا۔ "غزنوی.. جائے جا کر دوسری شادی کرے۔ میں آپ کو اجازت دے رہی ہوں۔" زمل اس سے اپنی کلائی چھرواتے ہوئے بولی۔ "میری زمل.. میں نے بس کہا ہے.. ایسا کچھ کیا، تو نہیں۔" "غزنوی پیار سے زمل کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ زمل نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور مسکرائی۔ "کیا بات ہے، آپ کی آپ کر لے، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک نہیں آپ ایک ساتھ تین کر لے۔" زمل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "نہیں میرے لیے صرف میری زمل کافی ہے۔" "غزنوی اسے خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔ "میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی"۔ زمل خود کو چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "آپ جا کر دوسری شادی

کرے... اور مجھے آزاد کر دے۔۔ "زل غزنوی کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ "بس کر دو یار، کہا ہی ہے، کی تو نہیں۔۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "کر لے نا، اپ مجھے بھی چھوڑ دے... تا کہ میں بھی کسی اور سے ش۔۔ "زل۔۔" غزنوی دھاڑا تھا۔۔ اس کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھی۔۔ زل کی بات پہ اس کے وجود پہ انگارے برسے تھے۔۔ "کیا ہوا.. غزنوی میں نے بھی صرف کہا ہے.. کی۔۔" زل بس کرو.. غزنوی اس کے اطراف میں ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔ "آپ کچھ بھی بول سکتے ہے.. کیا میں نہیں بول سکتی.. زل غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔۔ "اگر آپ نہیں سن سکتے، تو بیوی سے کیسے امید رکھ سکتے ہے، کہ وہ بھی سن لے۔۔" زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "پیچھے ہٹے.. زل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔ "کیوں ناراض ہوتی ہوں.. غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ "آپ کیوں درد دیتے ہے۔۔" زل نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "آپ کے لیے سب اہم ہے، اگر کوئی نہیں، تو وہ صرف میں ہوں۔۔" زل نم آواز میں بولی۔۔ "نہیں زل.. ایسا نہیں ہے.. غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ جس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ لیکن ایک بھی بہہ نہیں تھا۔۔ "ایسا ہی غزنوی، جب سے آپ کی زندگی میں شامل ہوئی ہوں، آپ مجھے یوں ہی درد دیتے ہے، کیا پتہ کل کو آپ دوسری شادی بھی کر لے۔۔" زل استغزیاء مسکراتے ہوئے بولی۔۔ غزنوی نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "اتنا سا

بھی یقین نہیں۔۔ "غزنوی نے زل کی طرف دیکھا۔۔ "نہیں"۔۔ زل بول کر باہر نکل
 گئی۔۔ غزنوی بھی باہر نکلا۔۔ "آپ کی بیٹی ہے۔۔ یہی رہے گی۔۔" زل کمرے کے
 دروازے کی طرف بڑھی۔۔ غزنوی جو کہ ابھی ڈریسنگ روم سے نکلا تھا۔۔ اسے باہر کی
 طرف بڑھتے دیکھ اس کی طرف بڑھا۔۔ "کہاں جا رہی ہوں"۔۔ غزنوی نے اس کے
 راستہ روکا تھا۔۔ "میں اپنے روم میں رہوں گی۔۔" زل اس کی طرف دیکھے بنا
 بولی۔۔ "یہ کس ہے؟" غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ
 کا۔۔" وہ بس اتنا ہی بولی۔۔ "باہر جاؤ گی... سب کو پتہ چلے گا۔۔" غزنوی گہرا سانس لیتے
 ہوئے بولا۔۔ "جو آپ حویلی کی ملازمہ کے سامنے کر کے آئے ہے، تب آپ نے نہیں
 سوچا۔۔" زل نے اب کی بار غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "زل۔۔" غزنوی کا چہرہ غصے سے
 سرخ ہو رہا تھا۔۔ اور وہ خود پہ ضبط کر رہا تھا۔۔ "آپ مجھ سے دور رہے گے، ورنہ میں
 آپ روم میں چلے جاؤ گی۔۔" زل نے آنکھیں گھوماتے ہوئے کہا۔۔ "میں پہلے کون سا
 ہر رات تمہارے قریب آتا ہوں۔۔" غزنوی سر جھٹکتے ہوئے بولا۔۔ "آپ کو جب
 ضرورت ہے، تب ہی آتے ہے۔۔" زل بول کر آگے کی طرف بڑھی۔۔ "ہاں تم سے
 ہی تو ضرورت پوری کرتا ہوں"۔۔ غزنوی بھی بیڈ کی دوسری طرف آکر بیٹھا۔۔ "نہیں تو
 کیا، باہر سے پوری کر کے آتے ہے۔۔" زل اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔ غزنوی
 نے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ کتنا بھی ناراض ہوتی تھی۔۔ لیکن جیسی اس کے لفظوں
 سے ہی پتہ چل جاتی تھی۔۔ "ہاں.. میرا مطلب تم سے تو نہیں کرتا"۔۔ غزنوی اس کے

چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کہیں سے بھی کرے، لیکن میرے قریب نہیں آئے گے۔" زمل غصے سے بولتے ہوئے چہرہ دوسری طرف کرتے لیٹ گئی۔ غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے لیٹ گیا۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ لیکن وہ خفا ہو چکی تھی۔ غزنوی غازیہ کو اٹھاتے کچھ فاصلے پہ پڑے اس کے جھولے میں لیٹاتے بلکل زمل کے پیچھے آکر اس کے گرد حصار بناتے اسے اپنے قریب کر گیا۔ زمل کو غزنوی کی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس ہوئی تھی۔ لیکن پھر خاموشی سے آنکھیں موند گئی۔

آریان بلیک پیٹ اور وائٹ شرٹ میں، سلیقے سے تیار ہو کر آیا تھا۔ صوفیہ کے آفس کا دروازہ بند تھا۔ "سر، وہ میم کا ویٹ کر رہی ہیں۔" ریسپشنسٹ نے مسکرا کر آریان کی طرف دیکھا۔ "جی۔" آریان اندر کی طرف بڑھا۔ آریان اندر آیا۔ صوفیہ اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ لکھ رہی تھی، لیکن آریان کے قدموں کی آہٹ پہ سر اٹھایا۔ "ویلم، مسٹر آریان۔" اس کی آواز میں نرمی تھی، مگر چہرہ پروفیشنل۔ "تھینک یو، میم۔" آریان نے مسکرا کر سر جھکایا۔ "یہ بزنس ایک سخت دنیا ہے، یہاں احساسات نہیں چلتے، صرف اصول ہوتے ہیں۔ اور میرے خیال سے آپ کو جلدی آنا چاہیے۔" صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ خفا کیوں ہو رہی ہے، میم۔" آریان مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف بڑھا۔ اور صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔ "آریان یہ آفس ہے۔" صوفیہ اپنا ہاتھ چھرواتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ "کل سے وقت پہ آنا۔۔۔ سب انتظار کر رہے

ہیں۔۔"صوفیہ باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔"آپ یہاں میرا کر رہی تھی۔۔"آریان نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔صوفیہ گہرا سانس لیتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔آریان بھی باہر نکلا۔۔

صوفیہ کانفرنس روم میں داخل ہوئی۔۔سب اسے دیکھتے کھڑے ہوئے تھے۔۔آریان بھی اسی کے پیچھے اندر آیا تھا۔۔اندر آتے ہی آریان کی نظر فضل خان پہ پڑی تھی۔۔جو سب سے فرسٹ پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔آریان نے اسے گھورا۔۔اور اس سے بھی آگے چمیر کرتے بیٹھ گیا۔۔صوفیہ مسکراتے ہوئے آکر کھڑی ہوئی۔۔اور اس نے فائل اٹھائی۔۔کانفرنس روم میں پروجیکٹر آن تھا۔ صوفیہ نے ہاتھ میں فائل اٹھا رکھی تھی۔۔اور سب اپنی نوٹ بک میں لکھنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔۔"یہ ہمارا نیا پروجیکٹ ہے" — ایکسپینڈنگ ریٹیل چیزز!۔ تم اس پہ کام کرو گے، اور مجھے روزانہ اپڈیٹ دو گے۔"صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔مگر آریان صرف اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔"اوکے، میں پوری کوشش کروں گا۔"آریان نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔"کوشش نہیں، نتائج چاہیں۔"صوفیہ نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا۔۔لیکن آریان ہلکا سا مسکرا دیا۔۔"سب جا سکتے ہے۔۔اور کام اچھے سے کرنا ہے۔۔"صوفیہ نے ایک نظر سب پہ ڈالی۔۔"اور اگر میں نتائج کے ساتھ کچھ اور بھی دے دوں؟"آریان نے مدھم سی آواز میں صوفیہ کے قریب آتے ہوئے کہا۔۔صوفیہ نے سنجیدہ نظروں سے

اسے دیکھا۔ "آریان، آفس ہے، فلرٹ کرنے کی جگہ نہیں"۔۔ صوفیہ نے سب پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ آران نے شرارتی انداز میں سر جھکایا۔ "تو پھر آفس کے باہر بات کریں؟" آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ صوفیہ کوئی جواب دیے بنا باہر نکل گئی۔ آریان بھی مسکراتے ہوئے باہر آیا۔ صوفیہ اپنے آفس جا چکی تھی۔ صوفیہ کے پیچھے ہی آریان آکر اس کے آفس میں بیٹھا۔ "میم کیا میں آپ سے اکیلے میں مل سکتا ہوں۔" آریان نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جو پھر سے سامنے بیٹھی لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ "جی نہیں، جا کر جو کام دیا ہے، وہ کرو۔" صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔ آریان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا لیپ ٹاپ بند کیا۔ "شوہر سے ایسے بات کرتے ہے"۔۔ آریان نے صوفیہ کا چہرہ پکڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ "آریان کوئی اجائے گا۔" صوفیہ نے اسے دور کرنا چاہا۔ "تو"۔۔ آریان نے تھوڑا جھکتے ہوئے کہا۔ "آریان"۔۔ صوفیہ نے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھا۔ "یار جب تم آریان، آریان کرتی ہوں، دل چاہتا ہے کہ تمہارے ان لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر لوں۔" آریان اس کے ہونٹوں کو اپنی نظروں کے فوکس میں لیتے ہوئے بولا۔ صوفیہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ آریان کی نظروں کی شدت محسوس کر رہی تھی۔ لمحہ بھر کے لیے اس کا ہاتھ آریان کے کندھوں سے ہٹنے لگا، مگر اس نے پھر خود کو سنبھالا۔ "آریان... پلیز"۔۔ وہ آہستہ سے بولی، جیسے اپنے دل کو سمجھا رہی ہو۔ آریان تھوڑا پیچھے ہوا، مگر اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ

اب بھی قائم تھی۔۔"جب تم مجھے روکتی ہو نا... تو ہر حد توڑنے کا دل کرتا ہے۔"

آریان نے ہلکے لہجے میں کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔۔صوفیہ نے گہرا سانس لیا، جیسے خود کو معمول پر لا رہی ہو۔ پھر دوبارہ لیپ ٹاپ کھولا۔۔"اگر تم نے دو منٹ میں وہ پریزنٹیشن فائل تیار نہ کی... تو میں تمہیں اسی آفس سے باہر نکال دوں گی۔"صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔"پہلے نکاح نامہ نکالو، پھر نکالو مجھے آفس سے۔"آریان نے ہنستے ہوئے کہا۔۔"فضول باتیں نہ کرو، کام کرو۔"صوفیہ نے سنجیدگی سے کہا، مگر چہرے پر ہنسی دبی دبی سی مسکراہٹ میں بدل گئی۔۔اسی لمحے دروازہ ناک ہوا۔

صوفیہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، اور آریان بھی اپنی جگہ واپس ہوا۔۔"یس؟"صوفیہ نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔دروازہ کھلا، اور راحیلہ اندر آئی، جو کمپنی کا ایک سینئر ایسپلائی تھی۔"میم، کلائنٹ کال پر ہیں، وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"وہ سنجیدگی سے بولی۔۔"اوکے، میں آتی ہوں۔"صوفیہ نے کہا اور لیپ ٹاپ بند کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔راحیلہ باہر چلا گیا۔ آریان نے صوفیہ کے نکلتے ہی اپنی جیب سے وہ کاغذ نکالا، جو اس نے دنوں پہلے تیار کیا تھا۔۔

"Resignation Letter – Just Kidding!"

کاغذ پر ہینڈ رائٹنگ میں لکھا تھا۔ نیچے دل کا نشان اور Mr. "Only Yours – Husband" تحریر تھا۔

آریان نے وہ کاغذ اس کی میز کے نیچے ایک فائل میں چھپا دیا اور خود مسکرا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔ صوفیہ اس کے آگے تھی۔۔ "میں پریزنٹیشن دو گا۔" آریان نے صوفیہ کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔۔ "اوکے"۔۔ صوفیہ آگے بڑھ گئی۔۔

کانفرنس روم کی شیشے کی دیواروں سے دھوپ کی کرنیں چھن کر اندر آرہی تھیں۔ لمبی میز کے گرد سب اہم افراد بیٹھے تھے۔ لیپ ٹاپ کھلے ہوئے تھے، نوٹس پیڈ کھلے، اور نظریں صوفیہ خان کی قیادت پر۔ صوفیہ کی نگاہیں آریان پر ٹکی تھیں، جو آج ذرا مختلف نظر آ رہا تھا۔ کالر ٹھیک انداز میں کھڑا، گھنی پلکیں جھکی ہوئیں، اور نگاہوں میں معمول سے زیادہ اعتماد۔ "آریان، آپ پریزنٹیشن اسٹارٹ کریں۔" صوفیہ نے سنجیدگی سے کہا۔ آریان نے ایک ہلکی سی گردن ہلائی، اور سامنے لگے اسمارٹ اسکرین پر اپنے سلائیڈز آن کیے۔ اس کے لبوں پر معمولی سی مسکراہٹ تھی، جیسے اسے سب کچھ ازبر ہو۔ "لیڈیز اور... جنٹلمین"۔۔ وہ مخاطب ہوا، "آج میں آپ سب کو صرف ایک پروجیکٹ نہیں، ایک وژن دکھانا چاہتا ہوں۔ ایسا وژن، جو صوفیہ میم کے خواب سے جڑا ہے۔" آریان سنجیدگی سے بولا۔۔ صوفیہ کا دل ایک پل کو چونکا۔ وہ خود کو فوراً سنبھال کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ آریان نے جیسے الفاظ میں جادو بھرا تھا۔۔ وہ نہایت سلجھے ہوئے انداز میں مارکیٹ ٹرینڈز، کلائنٹ کی ضروریات، اور کمپنی کی پوزیشننگ پر بات کر رہا تھا۔۔ اس کی آواز میں ٹھہراؤ تھا، انداز میں تمکنت... اور مواد میں مکمل تحقیق۔ "اگر ہم

یہ پروڈکٹ اگلے تین ماہ میں لانچ کرتے ہیں، تو ہماری ریونیو گروتھ کم از کم پندرہ فیصد تک بڑھ سکتی ہے۔" آریان نے سنجیدگی سے کہا۔ سامنے بیٹھے کلائنٹس ایک دوسرے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائے۔

"That's impressive! You've done your homework well,
Mr...?"

ایک نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آریان۔" صوفیہ نے خود انٹرویو کے اختتام پر نرمی سے اس کا تعارف کروایا، "آریان خان، بزنس ڈویلپمنٹ ایسوسی ایٹ۔"

کلائنٹس نے ہاتھ بڑھایا،

"Well done, Mr. Aryan. We're convinced. Let's move
forward."

میٹنگ ختم ہوئی تو سب باہر نکلنے لگے۔ صوفیہ اپنی فائلز سمیٹنے لگی تھی۔ تب آریان اس کے قریب آیا، میز کے ایک کنارے پہ ہاتھ رکھے۔، "میم، آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟"

اس کے لہجے میں شرارت نہیں، فخر تھا۔ صوفیہ نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا... اور پہلی بار اسے مکمل خاموشی سے سراہا۔ کوئی مسکراہٹ نہیں، کوئی تاثر نہیں۔۔۔ صرف نظریں، جو اندر تک پہنچ گئیں۔

"Keep it up, Mr. Aryan."

وہ صرف اتنا کہہ کر فائلز اٹھا کر باہر نکل گئی۔

آریان نے ہولے سے مسکرا کر سر ہلایا، اور وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

جان عالم خان جو کہ ابھی ہی داجی کے کمرے سے ہو کر آیا تھا۔۔۔ سیدھا سنجیدگی سے اپنے روم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ جان عالم روم میں آیا۔۔۔ ورشاں روم میں نہیں تھی۔۔۔ جان عالم نے پورے کمرے میں دیکھا۔۔۔ اور پھر بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔۔ کچھ دیر یوں ہی گزری۔۔۔ کہ کمرے میں قدموں کی آواز آئی۔۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔۔۔ سامنے رمشاء تھی۔۔۔ "یہاں کیوں آئی ہوں۔۔۔" جان عالم بے زاری سے بولا۔۔۔ اسے دیکھ کر اچھا خاصا موڈ خراب ہوا تھا۔۔۔ "تم سے بات کرنے آئی ہوں۔۔۔" رمشاء مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں جو ابھی اندر آئی تھی۔۔۔ رمشاء کو دیکھ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ "نگلو میرے روم سے۔۔۔" ورشاں اسے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جان حیات۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "آپ چپ رہے۔۔۔ اپ

کی آواز نہیں آئے۔۔" ورشاں جان عالم کو بیڈ کی طرف پیچھے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا تھا۔۔ "ہٹو پیچھے۔۔" رمشاء نے ورشاں کو دھک دیا۔۔ وہ بامشکل گرنے سے بچی تھی۔۔ ورشاں نے رمشاء کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔ رمشاء نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے بھی حیران کن نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے رمشاء کے بال پکڑے ہوئے تھے۔۔ "ایک بات اپنے دماغ بیٹھا لوں۔۔ جان خان میرے ہے۔۔ صرف میرے۔۔" ورشاں رمشاء کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے بولی۔۔ کمرے سے آتی آوازوں پہ زل غزنوی بھی روم میں آئے۔۔ زل نے آگے بڑھتے ورشاں کو پیچھے کیا۔۔ "ورشاں۔۔" غزنوی نے ورشاں کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ اس کی بہن اتنی جھگڑا لو تھی۔۔ اسے پتہ ہی نہیں تھا۔۔ "میں آج اس کی جان لے لوں گی۔۔" ورشاں غصے سے چلائی تھی۔۔ زل ورشاں کو اپنے قریب کیے کھڑی ہوئی تھی۔۔ "سالے کچھ بول۔۔" غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جو بیڈ پہ بیٹھا تھا۔۔ "تیری بہن نے چپ رہنا کا کہا ہے۔۔" جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ "اٹھ کھینے۔۔" غزنوی نے اس گھورا۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیتے ہوئے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی جان عالم نے اسے سنبھالا تھا۔

"عقیدت محبت"

آریان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، ہاتھ میں ایک فائل تھی، مگر نگاہیں میز پر بیٹھی صوفیہ پر۔ "میم، آپ خوش ہیں؟"

آواز میں شوخی بھی تھی، اپنائیت بھی۔ صوفیہ نے سر اٹھا کر ایک نگاہ ڈالی، چہرے پر وہی پر وقار سکون۔ "ہمم۔" صوفیہ نے بس اتنا ہی کہا۔ جیسے جذبات کو چھپانے کی کوشش ہو۔

آریان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ فائل میز پر رکھی، اور آرام سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ "تو آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو خوش ہو کر مجھے انعام دینا چاہیے؟" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔

صوفیہ نے اب کی بار نظریں اٹھا کر اسے گھورا۔ "آریان! یہ کام کی جگہ ہے۔ یہاں کام کرو۔" صوفیہ نے اسے گھور کر کہا۔ "گوڈ گفٹ، اپنے مجازی خدا سے ایسے بات نہیں کرتے۔ ورنہ جہنم میں جانے والی ایک عورت" صوفیہ آریان خان 'بھی ہو سکتی ہے۔

اور میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ میری عورت جہنم میں جائے۔" آریان نے ہونٹ دباتے ہوئے ہنسی روکی، پھر تھوڑا سا جھک کر، سرگوشی کے انداز میں بولا۔ صوفیہ نے

آنکھیں تنگ کیں، جیسے وہ اس کی بات پہ غصے ہوں، لیکن دل میں ہلچل مچی تھی۔۔" میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، گوڈ گفٹ۔" آریان نے اسے خاموش پا کر پھر آہستہ سے کہا۔ صوفیہ نے تھوڑی سی گردن گھما کر دوسری طرف دیکھا، جیسے کچھ چھپانے کی کوشش ہو۔ "یہاں لوگ ہیں آریان، باز آ جاؤ۔" صوفیہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔۔" لوگ تو رب کی عبادت کرتے ہیں، میں تو صرف اُس کی تخلیق کی پرستش کر رہا ہوں۔" آریان نے آنکھیں اس پہ ٹکاتے ہوئے کہا۔ "بس اب، فائل دیکھو اور کلائنٹ کی میٹنگ کے لیے تیاری کرو۔" صوفیہ اس کی بات پہ سرخ پڑتے تھوڑا سا روڈ لہجے میں بولی۔۔" جی جان"! آریان نے فوراً گردن خم کی۔۔" بس ایک بات اور... آج لنچ پر چلیں ساتھ؟ آفس سے باہر؟" آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔" نہیں۔۔ لالہ نے منع کیا ہے۔۔ ہم نہیں ملے گے۔۔" صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔" لاسٹ ٹائم پلیز۔۔" آریان نے صوفیہ کی طرف پیار سے دیکھا۔۔ صوفیہ نے نظریں جھکا کر سوچا، پھر آہستہ سے مسکرا دی۔۔" اوکے... اگر تم نے کام مکمل کر لیا تو۔۔" صوفیہ پھر سے لیپ ٹاپ میں مصروف ہوئی۔۔" کیا آپ جانتی ہیں، میرے کام کا سب سے خوبصورت حصہ کیا ہے؟" آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔" کیا؟" صوفیہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔" کہ میں ہر کام تمہارے لیے کرتا ہوں۔" آریان نے گہری مسکراہٹ سے جواب دیا۔۔ صوفیہ نے نظریں جھکائیں، دل تیز دھڑکا، مگر لبوں پر وہی پروفیشنل مسکراہٹ۔ "اب کام کرو، آریان۔۔" صوفیہ نے

سنجیدگی سے کہا۔ آریان نے اپنی کرسی سنبھالی، لیکن دل میں صوفیہ کے ایک تبسم کو ہزار انعام جانا۔

آفس کے روم میں خاموشی چھا گئی تھی، صرف کی بورڈ کی ہلکی ہلکی ٹک ٹک اور ایئر کنڈیشنر کی سرگوشی۔ آریان اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا، مگر اُس کے دھیان کی ساری لائنیں ایک ہی طرف جا رہی تھیں۔ سامنے والی کرسی پر بیٹھی ہوئی صوفیہ۔ "میم..." آریان نے اچانک پکارا۔ صوفیہ نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "ہمم؟" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "اگر میں لنچ پر تمہارے ساتھ یہی بیٹھ جاؤ، تو وہ بھی باہر جانا ہی سمجھا جائے گا؟" آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ صوفیہ نے ہونٹ دباتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگائی۔ "آریان، تمہیں ہر بات کا جواب ابھی ہی کیوں چاہیے؟ سکون سے کام نہیں ہوتا؟" صوفیہ نے اسے گھورا۔ آریان نے فوراً فائل کھولی۔ "ہوتا ہے۔۔۔ لیکن تمہارے بغیر یہ سانس تک نہیں چلتی، گوڈ گفٹ۔" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے گہری سانس لی، جیسے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"یہی مسئلہ ہے تمہارے ساتھ... تم کام کو بھی جذبات میں لپیٹ رہے ہو۔" صوفیہ نے اس فائل پہ نظر ڈالی۔ جو کہ اس نے الٹی پکڑی ہوئی تھی۔ "کیونکہ کام کے ساتھ اگر تھوڑی محبت نہ ہو، تو وہ نوکری لگتی ہے۔ تمہارے ساتھ ہو تو عبادت لگتی ہے۔" آریان

نے آنکھوں میں شرارت بھر کر کہا۔ صوفیہ کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہوا، اس نے فوراً نظریں لیپ ٹاپ پر جمالیں،

"آریان، اگر تم کام پر فوکس کرو گے تو شاید لالا کو بھی تم پر تھوڑا بھروسہ ہو جائے۔" صوفیہ نے اس فائل کی طرف دیکھا۔ جسے آریان نے ابھی بھی الٹا پکڑا ہوا تھا۔ "تو پھر آج کی پریزنٹیشن سے تمہیں میرا عشق بھی نظر آئے گا، اور اعتماد بھی۔" آریان نے سنجیدگی سے کہا۔ صوفیہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ سنجیدہ تھا۔۔۔ "ٹھیک ہے۔ کلائنٹ کی آمد سے پہلے، ہم دونوں پریزنٹیشن کا ریویو کریں گے۔ تیار ہو نا؟" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھے بنا پوچھا۔ "ہمیشہ تمہارے لیے تیار ہوں، گوڈ گفٹ۔" آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ صوفیہ نے لب بھیج کر ایک لمحے کو مسکرا کر نظریں نیچی کر لیں۔۔۔ "فائل لے کر آؤ، اور چپ کر کے بٹھو یہاں۔" صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ آریان نے تیزی سے فائل اٹھائی اور اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا۔ "اگر تم پاس بیٹھنے دو، تو ہر فائل آسان لگتی ہے۔" آریان نے مدھم سی سرگوشی کی۔۔۔ "پاس صرف تب بیٹھنے دوں گی جب تم فائل صحیح سے پکڑو گے۔" صوفیہ نے خفیف سا طنزیہ انداز اپنایا۔۔۔ "اور سوری۔۔۔" آریان نے فائل کی طرف دیکھا۔ تو وہ پل میں سمجھ گیا۔ "تمہارے ہر حکم پر عمل فرض ہے، جانِ جہاں۔" آریان نے فائل کھولی، اور سنجیدگی سے پڑھنے لگا۔ مگر کبھی کبھار نگاہیں صوفیہ کے چہرے پر رک جاتیں، جیسے وہ فائل سے زیادہ اُسے پڑھنے میں دلچسپی رکھتا ہو۔ صوفیہ نے آریان کی

طرف جھک کر پریزنٹیشن کے ایک پوائنٹ کی نشان دہی کی۔ صوفیہ کے بال آریان کے چہرہ سے ٹکرائے تھے۔ اریان نے آنکھیں بند کی تھی۔ "یہاں تھوڑا سا چیلنج کریں، یہ لائن کلائنٹ کو متاثر نہیں کرے گی۔" صوفیہ نے فائل کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔ "آریان..." آریان کی طرف سے جواب نہ پاتے صوفیہ غصے سے بولی۔ "سوری۔" آریان جلدی سے بولا۔ اور اس نے جھکتے ہوئے اُسی پیج پر انگلی رکھی جہاں صوفیہ کی انگلی تھی۔ "اس لائن سے زیادہ تو تم نے مجھے متاثر کیا ہے۔" آریان نے صوفیہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ جو کہ بالکل اس کے چہرہ کے قریب تھا۔ صوفیہ نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا۔ اور پیچھے ہوئی۔ "آریان!" صوفیہ نے اسے گھورا۔

"اوہ سوری، کام پہ فوکس کر رہا ہوں۔ صرف فائل۔" آریان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ "تم باز نہیں آ سکتے؟" صوفیہ نے سر جھٹکا۔ "اگر باز آ گیا، تو تم مجھ سے دور ہو جاؤ گی۔ اور میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔" آریان نے سنجیدگی سے کہا۔

صوفیہ نے نظریں جھکا لیں، جیسے دل کو سمجھا رہی ہو کہ "یہ شخص دل کا کام بھی کر لیتا ہے، اور دل جلانا بھی جانتا ہے۔" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

سوچا۔ آریان اپنی چیر پہ آکر بیٹھا۔ اب دونوں آریان اور صوفیہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ فائلز، لیپ ٹاپ، اور نوٹس کا ڈھیر تھا، مگر ان سب کے پیچ نظر کا ایک آن دیکھا دھاگہ تھا، جو دونوں کو جوڑے ہوئے تھا۔ "آریان، یہ پریزنٹیشن جو تم نے دی بہت اچھی تھی، مجھے امید ہے کلائنٹ کو بھی پسند آئے گی۔" صوفیہ نے پروفیشنل

لہجہ میں کہا۔ "اگر آپ نے پسند کی ہے تو کلائنٹ کی رائے میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔" آریان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے جواب دیا، اور اس کے چہرے پر وہی مخصوص دھیمہ سا فخر تھا۔ "ویسے دوبارہ کیوں؟" آریان نے اسکی طرف دیکھا۔ "آریان اس کمپنی کے اوپر نہیں آئے تھے۔" صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا۔

"May I come in?"

ایک مضبوط، خود اعتماد آواز ابھری۔ صوفیہ نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ "جی، آئیے فضل خان۔" صوفیہ نے دروازے کی طرف دیکھا۔ آریان کا چہرہ فوراً سخت پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں کی چمک جیسے ماند پڑ گئی ہو۔ فضل خان اندر داخل ہوا، براؤن تھری پیس میں ملبوس، سلجھی ہوئی داڑھی، نیلی تلی مسکراہٹ۔ "کیا دوبارہ بھی پریزنٹیشن آریان دے گا۔؟"

فضل نے صوفیہ سے پوچھا، ایک ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ۔

"جی، بالکل آریان کی بہت اچھی پریزنٹیشن ہے۔" صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ فضل کی نگاہ اب آریان کی طرف گئی،

"Good work, Mr. Aryan. But I hope it's not just charm..."

بلکہ ریالٹی بھی strong ہوں

فضل خان سنجیدگی سے بولا۔۔ آریان نے کرسی سے ہلکی سی ٹیک لی۔۔ "فضل خان، میرا کام فائلوں میں ہوتا ہے، خوشامد میں نہیں۔ اور جو charm ہے، وہ صرف اُن کے لیے ہے جو اس قابل ہوں۔" آریان نے آنکھوں میں چمک لاتے ہوئے کہا۔

صوفیہ نے چونک کر آریان کو دیکھا، جیسے اسے اندازہ ہوا ہو کہ اس کا اشارہ فضل کی طرف ہے۔ فضل تھوڑا سا مسکرایا۔۔ "دلچسپ بات ہے۔ لیکن ڈیل کے معاملے میں ہمیں زمینی حقائق دیکھنے ہوتے ہیں، ذاتی تعلقات نہیں۔" فضل خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ "بالکل۔" آریان نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اسی لیے میری پریزنٹیشن میں تمام ڈیٹا verified اور profit-based ہے، کسی ذاتی تعلق کی بنا پر قبولیت کی امید نہیں۔" آریان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے ان دونوں کو دیکھا۔۔ "فضل، اگر آپ چاہیں تو آریان آپ کو پریزنٹیشن دوبارہ explain کر دے گا۔" صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ "بالکل، لیکن اُس سے بہتر تو آپ ہی سمجھا سکتی ہیں، صوفیہ۔ آپ کی زبان میں تاثیر زیادہ ہے۔" فضل نے طنز اور نرمی کا امتزاج بناتے ہوئے کہا۔

آریان کی انگلیاں فائل پر سختی سے جم گئیں۔ وہ بمشکل اپنی برداشت پر قابو رکھے ہوئے تھا۔۔ "اگر اجازت دیں، تو میں آپ دونوں کو کافی منگوا دوں؟" اریان نے ایک مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔ اریان مسکرایا۔۔ "کیا پتہ، کسی کی کڑوی بات کو میٹھا بنانے میں مدد

ملے۔ "آریان استنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے غصے سے اسے دیکھا۔ "آریان ! پلیز"۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ "جی، میم" ! آریان نے فوراً جواب دیا۔ "بس یہ خیال آیا کہ کچھ چیزیں چائے سے ہضم ہو جاتی ہیں، کچھ باتیں نہیں۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ فضل خاموشی سے آریان کی طرف دیکھ رہا تھا، جیسے کسی خاموش مقابلے میں اسے پرکھ رہا ہو۔ "خیر، صوفیہ، uncle سے میری بات ہوئی تھی — وہ جلد ہی اس پراجیکٹ کے حوالے سے میٹنگ رکھنا چاہتے ہیں۔ شاید... کچھ ذاتی باتیں بھی ہو جائیں۔" فضل خان بھی سنجیدگی سے بولا۔ صوفیہ کے چہرے کی مسکراہٹ جیسے ایک پل کو جم گئی۔ آریان کی نظریں اس کے چہرے پر گر گئیں۔ "ذاتی باتیں دفتر میں کرنا مناسب نہیں، سر۔" آریان نے سرد لہجے میں کہا۔ "ضروری نہیں ہر بات آپ کے لیے ہو، آریان۔" فضل نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "مگر میں ہر بات سن رہا ہوں، اور جو سن رہا ہوں... وہ مجھے پسند نہیں آ رہا۔" آریان نے فضل خان کی طرف دیکھا۔ صوفیہ نے میز پر ہاتھ رکھا۔

"Enough!"

آریان، فضل — پلیز۔ آفس میں ہیں، سمجھداری سے بات کریں۔ "صوفیہ سرد لہجے میں بولی۔ فضل نے ہاتھ اٹھایا۔ "بالکل، میں معذرت چاہتا ہوں۔ آریان، you're smart — بس زبان پر تھوڑا کنٹرول رکھنا سیکھیں۔" فضل خان استنزیہ بولی۔ "کچھ رشتے صرف دل سے بنتے ہیں، زبان سے نہیں۔"

آریان نے مسکرا کر کہا۔ فضل نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔

"Well, I'll see you at the next meeting. Take care, صوفیہ۔"

فضل باہر نکل گیا۔ "تم نے فضول باتیں کیں آریان۔" صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ "تو وہ کیا کر رہا تھا؟ تمہارے قریب آنے کی کوشش، میری آنکھوں کے سامنے؟" آریان کی آواز میں ایک تلخ تپش تھی۔ "آریان، تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں؟" صوفیہ نے حیرانگی سے آریان کی طرف دیکھا۔ "تم پہ ہے... لیکن دنیا کی آنکھیں دھوکہ کھاتی ہیں۔ اور میں... تمہیں کھونا نہیں چاہتا، گوڈ گفٹ۔" آریان تھوڑا سا نرم ہوا، اور آہستہ سے بولا۔

صوفیہ خاموش ہو گئی۔ دل میں کچھ چھ سا گیا، اور کچھ پگھل سا گیا۔ "میں تمہیں حویلی چھوڑ دو۔" آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ "ہمم۔" صوفیہ اٹھی۔ آفس کی سیڑھیاں آہستہ آہستہ اترتے وقت صوفیہ خاموش تھی، ہاتھ میں فائل اور کندھے پر بیگ۔ آریان اس کے ساتھ ساتھ تھا، مگر آج وہ معمول سے زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔ دونوں خاموشی سے گاڑی تک آئے۔ آریان نے کار کے دروازے کھول کر، صوفیہ کو بٹھایا۔ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے ایک نگاہ صوفیہ پر ڈالی۔ وہ چپ تھی، شاید اندر کہیں کچھ گونج رہا تھا۔ کار چل پڑی، سڑکیں خاموش تھیں، مگر دلوں میں شور تھا۔ "تمہارے لالا، فضل خان کو پسند کرتے ہیں؟" آریان کی آواز میں تلخی تھی۔

صوفیہ نے کار کی کھڑکی سے باہر دیکھا۔ "لالا کا دوست ہے۔" صوفیہ آہستہ سے بولی۔ "آریان، لالا نے خود ہمارا نکاح کروایا ہے۔ میں تمہاری ہی ہوں۔" صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔ آریان نے ایک لمحے کو بریک تھما۔ نگاہیں اس کے چہرے پر گئیں، اور وہ بس مسکرا دیا، جیسے ایک تھکی ہوئی جنگ لڑنے کے بعد کوئی سپاہی اپنی تلوار رکھ دیتا ہے۔ "یہی جملہ میری ساری تھکن کا علاج ہے، گوڈ گفٹ۔" آریان نے نرمی سے صوفیہ کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔ گاڑی حویلی کے دروازے پر رکی۔ صوفیہ خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ آریان بھی ساتھ اُترا۔ "کبھی کبھی انسان ایک ہی وقت میں مضبوط بھی ہوتا ہے، اور ٹوٹا ہوا بھی... میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم مجھے دونوں صورتوں میں قبول کرتی ہو۔" آریان نے اس کے ہاتھ سے فائل لیتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے صرف ایک لمحے کو دیکھا، پھر دروازے کے اندر بڑھ گئی۔ آریان ایک لمحے کو دروازے کو دیکھتا رہا، پھر آہستہ سے کار میں بیٹھا، اور اسٹیرنگ پر انگلیاں تھپتھپائیں۔ اور گاڑی کا رخ حویلی کی طرف کیا۔

صوفیہ اندر آئی۔ تو ملازمہ نے اسے دیکھتے جوس کا گلاس لا کے اسے دیا۔ "لالا کہاں ہے؟" صوفیہ نے ملازمہ کی طرف دیکھا۔ "لالا لان میں گئے تھے۔" ملازمہ پاس کھڑی بولی۔ "اور نمل؟" صوفیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "وہ اپنے روم میں ہے۔" ملازمہ نے پھر سے اسی لمحے جواب دیا۔ "کھانا لگاؤ... اور نمل کو بلاؤ، میں

لالا کو لے کر آتی ہوں۔۔"صوفیہ فریش ہونے چلے گئی۔۔ کچھ دیر بعد صوفیہ فریش ہو کر لان میں آئی۔۔ لان میں ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ سورج اپنی آخری کرنیں بکھیر کر مغرب کی آغوش میں چھپنے کو تھا۔ آسمان پر نارنجی اور سرخی مائل روشنیوں کا ایک دلکش منظر بکھرا ہوا تھا، مگر المیر خان کے چہرے پہ گہرے سائے چھائے ہوئے تھے۔۔ وہ لان کے بچوں بیچ کھڑا تھا، ہاتھ پشت پہ باندھے، نگاہیں زمین پہ، اور سوچیں بے ربط۔۔۔

قدموں کی چاپ پر اس نے گردن موڑی۔ صوفیہ سفید کرتے اور سلک کے دوپٹے میں نرمی سے چلتی اس کے پاس آ رہی تھی۔۔"لالا آپ یہاں کیوں کھڑے ہے۔۔"صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔"بس یو ہی۔۔"المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔"آپ نے کھانا کھایا۔"صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔"نہیں۔۔"المیر خان نے مختصر سا جواب دیا۔۔"چلے لالا کھانا کھائے۔"صوفیہ نے المیر خان کی بازو پکڑی۔۔ المیر خان ہلکا سا مسکرایا۔۔"چلو۔۔"المیر خان اس کے ساتھ اندر آیا۔۔ لیکن سوچوں کا مرکز نمل تھی۔۔

نمل بیڈ پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ کچھ فاصلے پہ اس کا موبائل پڑا ہوا تھا۔ اسے اپنے ہونٹوں اور اپنی ٹھوڑی پہ ابھی تک جلن محسوس ہو رہی تھی۔ المیر خان نے جنونی انداز

میں دانت گاڑھے تھے۔ نمل کا وجود کانپ رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے کانپتے ہاتھوں سے اپنے ہونٹوں کو چھو رہی تھی۔ تو کبھی اپنی ٹھوڑی کو دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ آنکھوں میں نمی ہی نمی تھی۔ وہ کب سے یہاں بیٹھی رو رہی تھی۔ دروازہ نوکڑ ہونے پر اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ "ک۔ک۔کون۔" وہ ڈرتے ہوئے بولی۔ "بھابی نیچے کھانا کھالے۔" ملازمہ کی آواز پہ نمل نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے۔ "م۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔" نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔ ملازمہ نیچے ڈانگ روم میں آئی۔ جہاں صوفیہ اور المیر خان بیٹھے ہوئے تھے۔ "بھابی بول رہی ہے۔ ان کو بھوک نہیں ہے۔" ملازمہ صوفیہ کے پاس آتے ہوئے بولی۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔ کیسے اس نے اس پہ اپنی جنونیت دیکھائی تھی۔ صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ المیر خان نے تھورا سا کھانا کھایا۔ اور پھر خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ صوفیہ کھانا کھا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ المیر خان نے کھانے کی ٹریں پکڑی۔ اور اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ المیر خان نے کمرے کے نیب گھوما یا۔ دروازہ کھولتا چلا گیا۔ المیر خان اندر آیا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ صرف مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔ نمل ابھی تک بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ اس کا چہرہ نیچے کو تھا۔ "نمل۔" المیر خان مدھم سی آواز میں بولا۔ نمل کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑی۔ اس نے کمفرٹ اپنی طرف کھینچتے اپنے گرد لپیٹ لیا۔ "ج۔" جائے یہاں

سے۔۔ "نمل کی آواز لرز رہی تھی۔۔ وہ پھر سے کانپنا شروع ہوئی تھی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر پھر سے معدم ہوئی تھی۔۔ وہ کتنا ڈر چکی تھی۔۔ اس کا دل زورو سے دھڑک رہا تھا۔۔ "میری بات سنو، نمل"... المیر خان بیڈ سے کچھ فاصلے پہ کھڑا بولا۔۔ نمل آہستہ سے بیڈ سے اتری، قدم ڈگمگا رہے تھے، لیکن وہ المیر خان کے مقابل آکر کھڑی ہوئی۔۔ "کیا چاہتے ہیں آپ؟"

آواز مدھم تھی، جیسے ٹوٹا ساز ہو۔۔۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ المیر خان کو صاف واضح نظر آرہا تھا۔ "صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ... جو ہوا، وہ نہیں ہونا چاہیے تھا..." المیر خان تھوک نگلتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔ "پھر کیوں کیا؟" نمل نے روتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔ المیر خان خاموش رہا۔۔۔ "آپ محبت کی آڑ میں زخم دیتے ہیں، اور پھر کہتے ہیں، 'نہیں ہونا چاہیے تھا؟' نمل نے نم آنکھوں سے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم میرے قریب آئی تھی۔۔۔ سنبھال نہیں سکا۔۔۔" المیر خان گہرا سانس لیتے ہوئے

بولا۔ "آ۔۔۔اپ۔۔ان۔ انسان۔ن۔ نہیں۔۔د۔۔د۔ رندے۔ ہے۔" نمل
ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

"آپ انسان نہیں... درندہ ہیں!" نمل کی ہچکیوں بھری آواز ابھی تک کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ المیر خان کے چہرے پہ جیسے خون دوڑ گیا ہو۔ اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں، ناک کے نتھنے پھیل گئے، اور آنکھوں کی پتلیاں جیسے شعلے برسانے لگیں۔

انسان نہیں... درندہ؟" اس نے سر جھکا کر الفاظ دہرائے۔۔ "تم نے ابھی کیا کہا؟" اس کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

نمل ایک لمحے کو کانپی۔۔ "جو سچ ہے، وہی کہا"۔۔ نمل روتے ہوئے بولی۔۔ "بس کرو، نمل... میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "گناہ ہی تھا۔" نمل چیخنی تھی۔۔ "بیوی ہوں میری۔۔ میرا حق ہے۔۔" المیر خان کی آواز سرد ہوئی تھی۔۔ "نہیں ہے، اپ کا کوئی بھی حق"۔۔ نمل پیچھے کو ہوتی کانوں پہ ہاتھ رکھتے چیخنی۔۔ المیر خان کی برداشت کا بند ٹوٹ چکا تھا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا، اور نمل کے سامنے آ کر رک گیا۔۔ "تو اب تم پر میرا حق نہیں ہے؟" المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں نہیں ہے"۔۔ نمل ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔ "پھر کس کا حق ہے، تم پر۔" المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ "کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔۔ آپ کا نہیں۔" نمل اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ "میرے ضبط کو مت آزماؤ نمل۔" المیر خان اپنے سرخ ہوتے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے

بولا۔۔ "ضبط؟" نمل تلخی سے ہنسی۔۔ "آپ ضبط کرتے ہیں؟" نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان نے زور سے دراز کے کنارے پہ ہاتھ مارا۔ دراز زور سے بند ہوا اور کمرے میں آواز گونجی۔۔ "چپ ہو جاؤ" المیر خان دھاڑا تھا۔۔ "کیوں چپ ہو جاؤں؟ تاکہ آپ اپنی مرضی مسلط کرتے رہیں؟ تاکہ میں آپ کی ہر افیت پہ سر جھکا دوں؟" نمل نے ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان کا چہرہ تپ رہا تھا۔ "تمہاری زبان

بند کروانے کے لیے مجھے کچھ کرنا نہیں پڑے گا نمل، تم جانتی ہو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔" المیر خان نے اسے وارنگ دیتی نظروں سے دیکھا۔۔۔ "کیا کریں گے؟" نمل نے اس آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ "ماریں گے؟ قید کریں گے؟ یا پھر... وہی دوبارہ کریں گے، جسے آپ 'پچھتاوا' کہہ رہے تھے؟" نمل نے المیر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے نمل کا بازو تھاما، اور اسے زور سے اپنے قریب کیا۔۔۔ "بس! ایک لفظ اور... نمل، میں خود نہیں جانتا کیا کر بیٹھو گا!" المیر خان کی آواز میں لرزش تھی، لیکن آنکھوں میں قہر۔۔۔ نمل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ کیوں کچھ بھی کرے گے، میں آپ کی قید میں ضرور ہوں، مگر خاموش غلام نہیں!" نمل نے المیر خان کی سر ہوتی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر بنا اسے کوئی موقع دیے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔ المیر خان اس کے یوں ہر بات کا ٹکا کر جواب دینے پہ سلگا تھا۔۔۔ نمل کے لفظوں نے اس کے وجود کو جھنجھوڑ دیا تھا۔۔۔ اور اب وہ اس کا غصے اس کے نازک سے ہونٹوں پہ نکال رہا تھا۔۔۔ المیر خان اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کے نازک سے ہونٹوں پہ بری طرح سے ظلم ڈھا رہا تھا۔۔۔ نمل نے خود کو چھروانے کی کوشش کرتے المیر خان کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ "نہیں... اب نہیں!" نمل اسے خود سے دور دھیلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے، آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

المیر خان کی سانسیں بے ترتیب تھیں۔ وہ ایک لمحے کو پیچھے ہٹا... مگر پھر سے اس کے
 ہونٹوں پہ جھک گیا۔ اس کے ہونٹوں پہ زخم دیتے المیر خان اس کی ٹھوڑی پہ اپنے
 دانت گاڑھنے لگا۔ "میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ لیکن تم مجھے خود پہ ظلم کرنے کے
 لیے مجبور کر رہی ہوں۔۔" المیر خان اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا۔ "نہ تو میں
 آپ کو مجبور کرتی ہوں، اور نہ ہی آپ کے اس طرح حواس پوری کرنے سے میں آپ
 سے ڈرنے والی نہیں ہوں!" نمل نے المیر خان کی آنکھوں میں دیکھا۔ المیر خان کی
 آنکھوں میں جنون چمکا۔۔ "تم مجھ سے ڈرتی ہوں میری خرگوشی... اور یہ بات میں
 بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔" المیر خان اس کی ٹھوڑی پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے
 بولا۔ نمل نے درد سے سسکی لیتے آنکھیں بند کی تھی۔۔ "یاد رکھو میری خرگوشی... تم
 کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر میرے سوا کسی کے بارے میں سوچا بھی... تو تمہارا
 یہ غرور، میں اپنے ہاتھوں سے توڑ دوں گا!" المیر خان اس کی ٹھوڑی کو سختی سے
 پکڑتے ہوئے بولا۔ "یہ لوں ایڈمیشن فارم.. فل کرو... کل سے کالج چھوڑ آؤ گا۔" المیر
 خان نے ایڈمیشن فارم نکالتے نمل کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ نمل نے ایڈمیشن فارم
 کی طرف دیکھا۔ پھر ایڈمیشن فارم پکڑتے اسے درمیان میں سے پھاڑتے ہوئے المیر
 خان کی طرف دیکھا۔ "میں یونیورسٹی جاؤ گی۔۔ اور آپ بھی مجھے روک نہیں
 سکتے۔" نمل المیر خان کی طرف انگلی کرتے ہوئے بولی۔ "روک لوں گا... تم اس کی
 فکر نہ کرو... میری خرگوشی ابھی تم اپنے اس سرپھرے عاشق شوہر کو جانتی نہیں

ہوں، وقت پڑنے پہ تمھاری سانسیں روک کر بھی اپنی بات پوری کروا سکتا ہے۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔" میں آپ کی کوئی بات نہیں مانو گی... میں بھی ایک خان کی بیٹی ہوں... اپنی ہی مرضی کرو گی۔۔" نمل بھی غصے سے بولی۔۔" یہ بات مت بھولنا ایک خان کی بیوی بھی ہوں۔۔" المیر خان اس کی طرف جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔" کھانا کھاؤ۔۔" المیر خان جا کر بیڈ پہ بیٹھا۔۔ نمل غصے سے کھانے کی طرف بڑھی۔۔ اس سے پہلے کے وہ ٹریں نیچے پھینکتی المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔" مسز المیر خان.. یہ المیر خان کی حلال کی کمائی ہے... جسے آپ یوں ضائع نہیں کر سکتی.. البتہ نہیں کھانا تو مجھے فرق نہیں پڑے گا۔" المیر خان مسکراتی نظروں سے بولا۔۔ نمل اپنی کلائی چھرواتے ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔۔ المیر خان بیڈ پہ آکر بیٹھا۔۔" تم صرف میری ہوں۔۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔۔ تم میری مرضی کے بنا سانس تک نہیں لے سکتی۔۔ یہ بات تمہیں سمجھنی پڑے گی۔" المیر خان ڈریسنگ روم کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔ نمل صوفے پہ بیٹھتے ہچکیاں لینا شروع ہوئی تھی۔۔۔

-----س"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم نے فوراً ورشاں کو تھام لیا تھا، اس کے چہرے پہ پریشانی کی جھلک نمایاں تھی۔ "جان حیات! ہوش میں رہو، تم ٹھیک ہو؟" جان عالم پریشانی سے اس کا چہرہ تھپتھاتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے آنکھیں بند کر کے سر اس کے سینے سے ٹکایا۔ اس کے سر میں شدید درد اٹھا تھا۔ اگر جان عالم اسے نہ سنبھالتا تو وہ تو زمین بوس ہو جاتی۔ "زل، پانی لاؤ۔۔۔" جان عالم نے ایک نظر زل پر ڈالتے ہوئے کہا۔ جو کبھی رمشاء اور ورشاں کی طرف دیکھا رہی تھی۔ زل نے فوراً پانی کا گلاس تھمایا۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پر بٹھایا اور نرمی سے گلاس اس کے لبوں تک لے گیا۔ "آہستہ سے پیو۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا، میں ہوں یہاں۔" جان عالم نے ورشاں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

ورشاں نے بمشکل دو گھونٹ لیے اور پھر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ لیکن اس کا سانس گہرا ہو رہا تھا۔ "میں برداشت نہیں کر سکتی جان خان۔۔۔ میری برداشت ختم ہو گئی ہے۔۔۔ وہ... وہ بار بار آپ کے آس پاس آ جاتی ہے۔۔۔ میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔" اس کی آواز میں لرزش تھی، اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "خبردار! اگر آئندہ اس حویلی میں قدم بھی رکھا تو!... میں کسی کی پروا نہیں کروں گا رمشاء، نہ تمہاری خالہ کی، نہ کسی اور کی!" غزنوی غصے سے اسے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ رمشاء، جو خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، غصے اور شرمندگی کے بیچ کچھ بولے بغیر باہر نکل گئی۔

غزنوی نے دروازہ بند کرتے ہوئے ہنکارا بھرا، اور پلٹ کر جان عالم اور ورشاں کو دیکھا۔

"یہ سب کیا تھا؟ میری ورشاں ایسی تو نہیں تھی۔" غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ "لالا۔۔ وہ بار بار جان خان کے پاس آ جاتی ہے۔" ورشاں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ جان عالم نے بھی بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے ایک گہری سانس لی اور زل کو اشارہ کیا کہ وہ ورشاں کے ساتھ بیٹھے۔ غزنوی نے کچھ لمحے اُسے گھورا۔ "تو پھر یہ سب ختم کرو۔ یہ رمشاء۔ شمشاء سب دروازے بند کرو۔ کیونکہ اگر میری بہن کی آنکھ میں ایک بھی آنسو آیا نا۔۔ میں تیری گردن توڑ دوں گا۔" پھر پلکیں جھپکا کر کہا۔ "ڈیل۔۔۔ سالے تجھے کیا لگتا ہے، میں نے کچھ نہیں کیا ہو گا، میں نے داجی سے بات کی تھی... لیکن انہوں نے صاف منع کر دیا۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ "ابھی وہ چھوڑ تجھے لگتا ہے، کہ وہ اب سکون سے بیٹھے گی... تیری مورے تو ویسے بھی اس کی بہت سنتی ہے.. اگر آج میری بہن کو کسی نے کچھ نے کہا... باخدا عالم میں تیری جان لے لوں گا۔" غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "اب اگر کوئی ایک بھی آواز سنائی دی نا، میں دونوں کو الگ الگ کمروں میں بند کر دوں گا۔۔ قسم سے۔۔" غزنوی نے ایک نظر سب پر ڈالی، اور جاتے جاتے دروازے سے بولا۔۔ جان عالم نے ہنستے ہوئے بیڈ کی پچھلی طرف جھک کر ورشاں کا ہاتھ تھاما۔ "آج تم نے ثابت کر دیا۔۔ کہ تم صرف غزنوی کی ہی بہن

ہو۔ "جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ ورشاں نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔" ہمیشہ سے
 تھی۔۔۔ ہمیشہ رہوں گی۔۔۔ مگر آپ بھی سن لے۔۔ اب اگر وہ اس روم میں آئی
 ناں، تو اگلی بار میں بال نہیں، اس کے دانت نکال دوں گی۔۔۔" ورشاں غصے سے
 بولی۔۔ جان عالم نے قہقہہ لگایا۔۔ "واہ۔۔۔ خانم سے خطرناک خاتون کا سفر جان حیات
 نے چند سیکنڈز میں طے کیا ہے۔۔۔" جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ زل بھی باہر جا چکی
 تھی۔۔ "جان خان میں آپ کو مارو گی۔۔" ورشاں غصے سے جان عالم کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ "مار لوں... لیکن مسکراتی رہا کرو جان حیات۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "جان خان۔۔" ورشاں نے جان عالم کے سینے سے ٹکایا۔۔ "جان خان
 قربان"... جان عالم نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔ "داجی اور آپ کی مورے ڈانٹے
 گی۔۔" ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے
 اس کی طرف دیکھا۔۔ "اتنا ڈرتی ہوں۔۔" جان عالم نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ "جی۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ "میں ہوں نا۔۔" جان عالم نے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ "میں ہوں فکر نہ کرو۔۔ جو چاہے وہ کرو۔۔" جان عالم نے
 مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں بھی مسکرا دی۔۔ جان عالم ورشاں کو
 اپنے حصار میں لیے لیٹا ہوا تھا۔۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔ ورشاں نے جان عالم
 کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "جان حیات
 میں دیکھتا ہوں۔۔" جان عالم سیدھا ہوا۔۔ "آجائے"... جان عالم سنجیدگی سے

بولا۔۔۔ میرال اندر آئی۔۔۔ "لالا داجی بھابی کو بلا رہے ہے۔۔۔" میرال نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "آتی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں نے نم آنکھوں میں جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "چلو..." جان عالم نے بیڈ سے نیچے اترتے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا... جیسے اُس کے لمس میں اسے تسلی ملتی ہو، جیسے یہ ہاتھ چھوڑتے ہی سارا حوصلہ بکھر جائے گا۔۔۔ جان عالم اور ورشاں داجی کے کمرے کے دروازے تک پہنچے تو، اندر سے آتی داجی کی کھانسی کی آواز نے ورشاں کے دل کی دھڑکن تیز کر دی۔ جان عالم نے دروازہ بجایا، اور اندر سے "آ جاؤ" کی گونج سنائی دی۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں بند کیں، ایک لمحے کو گہرا سانس لیا، اور جان عالم کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔۔۔ کمرہ نیم تاریک تھا، صرف کھڑکی سے آتی دھوپ کی ایک لکیر داجی کے چہرے تک پہنچی ہوئی تھی۔ اُن کے برابر میں آئینہ خان بھی موجود تھیں، اور سامنے زمین پر رکھی تپائی پر کچھ کاغذات رکھے تھے۔ داجی کی نظریں براہ راست ورشاں پر ٹکیں۔ "بیٹھو بدخودار"۔۔۔ داجی نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ "جی داجی"۔۔۔ اس کی آواز مدھم تھی۔۔۔ "بدخودار.. تم سے نہیں تمہارا بیوی سا بات کرنا ہے۔۔۔" داجی کے الفاظ میں سختی تھی۔۔۔ ورشاں نے سر نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ "کرے داجی، آپ کے سامنے ہے..." جان عالم نے سنجیدگی سے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ "داجی

ورشاں سے بات کرنے چاہتے، تم سے نہیں عالم"۔۔ آئمہ خان تھوڑا سا سرد لہجے میں
 بولی۔۔ "مورے تو داجی پوچھے میں نے کب منع کیا۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "اب تم سے اجازت لے کر ہی تو ہم تمہارا بیوی سے بات کرے گا۔۔" داجی
 سرد آواز میں بولے۔۔ "نہیں داجی ایسی بات نہیں ہے"۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ
 پھیرا۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ وہ نظر تک نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور اپنا موبائل دیکھا۔۔ "جان حیات میں ابھی آیا۔۔" جان
 عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی۔۔ اور آٹھ کر باہر آیا۔۔ ورشاں بھی اٹھی ہی
 تھی۔۔ کہ داجی کے الفاظ کانوں سے ٹکرائے۔۔ تو ورشاں روکی۔۔ "رمشاء سے کیوں جھگڑا
 کرتا ہے؟" داجی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کا چہرہ جھک گیا، آنکھوں میں آنسو
 بھر آئے"۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ "۔۔۔ ورشاں کی آواز لرز گئی۔ لیکن الفاظ ادا نہ ہوئے۔۔ رمشاء آئمہ
 خان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کا چہرہ بھی رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ ورشاں
 نے اپنا دایاں پاؤں پیچھے ہٹایا جیسے وہاں سے نکل جانا چاہتی ہو، مگر تبھی دروازہ دوبارہ
 کھلا، اور جان عالم اندر داخل ہوا۔ نگاہ پڑتے ہی اس کی سیدھی چال رک گئی۔۔ وہ یکدم
 ورشاں کے قریب آیا، اور بنا کچھ کہے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ لمس جو لمحہ بھر پہلے
 چھن چکا تھا، اب پھر سے نصیب ہوا تو ورشاں کے وجود میں جیسے کچھ حوصلہ لوٹ
 آیا۔۔ ورشاں نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، اور پھر سانس کھینچ کر آنکھیں
 کھولیں۔۔ "بیٹھ جاؤ" داجی کی آواز پھر گونجی تو ورشاں نے تھوڑا سا کانپ کر سر ہلایا،

اور جان عالم کی انگلیوں کو مضبوطی سے تھام کر صوفے پر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔۔ اب اس کے ساتھ اس کا جان خان تھا۔۔۔ وہ کسی سے نہیں ڈر سکتی تھی۔۔۔ "جھگڑا کیوں کیا رمشاء سے؟"

داجی نے براہِ راست سوال کیا۔۔۔ ورشاں کی نظر ابھی بھی جھکی ہوئی تھی۔ زبان جیسے تالو سے چپک گئی ہو۔۔۔ "جی... وہ..." اس کی آواز پھسل گئی۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں حوصلہ بھرا، انگلیاں اس کی انگلیوں پر دباتے ہوئے جیسے بے زبانی کا سہارا بن رہا ہو۔۔۔ "جواب دو..." داجی نے سختی سے کہا۔۔۔ "وہ... وہ بار بار میرے شوہر کے آس پاس آتی ہے۔۔۔ مجھے برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ میں کچھ غلط نہیں کر رہی داجی۔۔۔ مجھے صرف اپنے شوہر سے محبت ہے۔۔۔ میں بس اُس محبت کو کسی اور کی نظروں میں بانٹنا نہیں چاہتی۔۔۔" ورشاں نے ایک گہری سانس لی اور بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔ داجی نے ایک لمحہ کو نظریں ورشاں سے ہٹائیں اور آئمہ خان کی طرف دیکھا، جو خاموش بیٹھی تھیں۔۔۔ زل کچھ فاصلے پہ آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ "داجی میں ورشاں کو سمجھا دو گی۔۔۔" زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اور ورشاں کو لیے باہر نکلی۔۔۔ زل ورشاں لاونج میں آکر بیٹھی۔۔۔ "ورشاں... میری جان تم کیوں اس سے الجھتی ہوں... انکسور کرو، یار.. اس کے مورے بابا نہیں ہے..." زل مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ "ہاں ورشاں اس کے مورے بابا نہیں رہے... اس لیے وہ یہاں رہتی ہے... اس کے بہن بھائی نہیں تھے.. سب اس پہ ظلم

کرتے تھے... اس لیے وہ یہاں ہے۔۔" زمل اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔" دیدہ.. وہ کون سے ہماری اپنی پھوپھو کی بیٹی ہے"۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔" میری جان ایسے نہیں کہتے۔۔" زمل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ائمہ خان لاونج میں آئی۔۔ ورشاں آئمہ خان کو دیکھتے کھڑی ہوئی۔۔ اور کچھ قدم چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ لیکن اب کی بار پھر سے چکر آنے پہ ورشاں وہی سڑھیوں میں بیٹھی تھی۔۔" ورشاں"... زمل اٹھ کر ورشاں کی طرف بڑھی۔۔" ورشاں تم ٹھیک ہوں"... زمل نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔" جی دیدہ"... ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔ اس سے پہلے کے زمل آگے کچھ بولتی ورشاں منہ پہ ہاتھ رکھتے اوپر کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ زمل اور آئمہ خان بھی پریشان ہوئی تھی۔۔ دونوں اس کے پیچھے اوپر آئی تھی۔۔ جان عالم جو کہ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ ناجانے کب آیا تھا۔۔ ورشاں کو دیکھ کر مسکرایا۔۔ لیکن پھر اس کا چہرہ دیکھ کر تھوڑا پریشان ہوا۔۔" جان حیات"... جان عالم اٹھا تھا۔۔ لیکن ورشاں واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ ورشاں واشروم کا دروازہ بند کر چکی تھی۔ جان عالم باہر ہی رکا رہا، چہرے پر تشویش گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔" جان حیات ... تم ٹھیک ہو؟" اس نے آہستگی سے دروازے پہ دستک دی۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ صرف قے کی مدھم آوازیں سنائی دے رہی تھیں، جو جان عالم کی بے چینی کو مزید بڑھا گئیں۔۔ کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا، ورشاں تھکن زدہ چہرے کے ساتھ باہر نکلی۔ چہرہ زرد، آنکھیں

نم، اور ماتھے پر پسینہ تھا۔ جان عالم نے فوراً اسے تھام لیا۔ "اللہ خیر... جان حیات تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب اچانک..." ورشاں نے بمشکل مسکرا نے کی کوشش کی، مگر تھکن اس کے لہجے میں در آئی۔۔۔ "مجھے کچھ نہیں ہوا جان خان... بس شاید موسم..." ورشاں اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جھوٹ مت بولو جان حیات، تمہارا رنگ دیکھ رہی ہو؟ تم ہلکی ہلکی کانپ رہی ہو!" جان عالم نے اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ کی طرف بڑھایا اور آہستگی سے اسے بٹھایا۔ زل اور آئمہ خان بھی کمرے میں آ گئیں۔۔۔ "بیٹا، کب سے یہ سب ہو رہا ہے؟ پہلے چکر، اب قے؟" آئمہ خان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لہجہ بالکل چیخ ہو گیا تھا۔ "تھوڑی دیر پہلے چکر آیا تھا.. اور پھر اب..." ورشاں دھیرے سے بولی۔۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا، جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ کہہ رہی ہو۔ جان عالم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ "جان حیات.. تم ٹھیک نہیں ہوں... ہم اسپتال جا رہے ہیں، ابھی۔" جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ تھام لیا۔ "جان خان۔۔۔ میں ٹھیک ہوں، اسپتال کی کیا ضرورت ہے۔۔۔" ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ "جان حیات، اگر تمہیں کچھ ہوا تو؟ میں کیسے سکون سے بیٹھ سکتا ہوں؟ بس میری تسلی کے لیے.." اس نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا، اور نرم لہجے میں کہا۔۔۔ "بیٹا عالم ٹھیک بول رہا ہے.. تم ایک دفعہ چیک آپ کروا لو۔" آئمہ خان نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "ورشاں.. ہمیں بھی فکر ہے،

اور اگر تم ٹھیک ہو تو تسلی ہو جائے گی۔" زمل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ ورشاں نے خاموشی سے سر ہلا دی۔۔۔ جان عالم نے صوفے پہ پڑی شال اٹھائی اور نرمی سے اس کے کندھوں پر شال رکھ دی۔ زمل، آئمہ خان اور جان عالم تینوں اس کے ارد گرد فکر مندی سے موجود تھے۔۔۔ کچھ ہی لمحوں میں غزنوی بھی کمرے میں داخل ہوا۔ "کیا ہوا میرا بچہ؟" اس نے ایک نظر ورشاں پر ڈالی، جو زرد چہرے کے ساتھ چپ بیٹھی تھی۔

"اسے چکر آ رہے ہیں یار... اسپتال لے کر جا رہے ہیں۔" جان عالم نے مختصر جواب دیا۔ "گاڑی نکالو، میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔" غزنوی سنجیدگی سے بولا۔ "نہیں میں جا رہا ہوں۔۔۔ تم یہی رہو۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ اور ورشاں کو احتیاط سے لیے باہر نکلا۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ پیسنجر سیٹ پر تھی۔ سر اس کے کندھے سے ٹکا ہوا تھا۔ پوری راہ خاموشی تھی، مگر جان عالم بار بار اس کی طرف دیکھ کر اس کی پیشانی چھو رہا تھا، جیسے تسلی دے رہا ہو کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔۔۔ "جان خان..." ورشاں نے مدہم آواز میں پکارا۔ "جی جان حیات..." جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "جان خان مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "جان حیات میں ساتھ ہوں۔۔۔" جان عالم نے مسکرا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔ گاڑی ہسپتال کے باہر آکر روکی۔۔۔ جان عالم اندر آیا۔ اور سیدھا روم میں آئے۔ ایک نوجوان ڈاکٹر اندر آیا۔ اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔ "کس کا چیک اپ کرنا ہے۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ "لیڈی ڈاکٹر کو بھیجو۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ جان عالم ورشاں کے آگے کھڑا ہوا تھا۔۔ کہ اس پہ اس ڈاکٹر کی نظر نہیں پڑ رہی تھی۔۔ "و۔۔" ابھی ڈاکٹر کچھ بولنے ہی والا تھا۔۔ کہ لیڈی ڈاکٹر اندر آئی۔۔ "ڈاکٹر ریان آپ جائے۔۔" ڈاکٹر

چیک اپ شروع ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نے ضروری سوالات کیے، بلڈ پریشر اور دیگر علامات نوٹ کیں۔ ورشاں کی سانسیں تیز تھیں، چہرہ اب بھی تھکن سے چور تھا۔ ڈاکٹر نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ اور اس سے کچھ سوالات پوچھے۔۔ "ہم کچھ بنیادی ٹیسٹ کر لیتے ہیں، اور ایک الٹراساؤنڈ بھی۔"

ڈاکٹر نے پرسکون لہجے میں کہا۔۔ "کیا... کوئی پریشانی والی بات ہے؟" جان عالم نے سوال کیا۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "پریشان نہ ہوں، ممکنہ طور پر ابتدائی حمل ہے۔ مگر کنفرم رپورٹ کے بعد ہی کہہ سکتی ہوں۔" ڈاکٹر سنجیدگی سے بولی۔۔ دو گھنٹے کے اندر رپورٹس اور الٹراساؤنڈ مکمل ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نے دونوں کو کمرے میں بلایا۔۔ "مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔ سردار صاحب آپ کی وائف امید سے ہیں۔" ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ڈاکٹر کے الفاظ جیسے کمرے میں گونج گئے۔ ورشاں کی نظریں جھک گئیں، سانس گہرے ہو گئے، آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ جان عالم چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، پھر آہستگی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ورشاں کا دل زورو سے دھڑک رہا تھا۔ اس کا دل اندر ہی اندر خوفزدہ سا تھا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ "آپ اپنی مسز کا خیال رکھے۔۔ یہ بہت ویک ہے۔۔ کچھ

میڈیسن لکھ رہی ہوں۔۔۔ یہ ان کو دے۔۔۔ اور ان کے چیک اپ کے لیے کال کر لیجیے گا۔۔۔ "ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" شکریہ۔۔۔ "جان عالم نے اس سے ڈیسکرپشن پکڑتے ہوئے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور اسے لیے باہر آیا۔۔۔ ورشاں خاموش تھی۔۔۔ جان عالم کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور اسے اندر بٹھایا۔۔۔ جان عالم نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ "جان حیات۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "ورشاں نے لرزتی پلکیں اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر اسی لمحے جھکا گئی۔۔۔ پلکوں پہ آنسو چمک رہے تھے۔۔۔ "جان حیات کیا ہوا۔۔۔" جان عالم سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور پھر قریب کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے احتیاط سے اسے اپنی گود میں کیا۔۔۔ "جج۔جج۔جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان حیات کیا ہوا۔۔۔ پریشان ہوں..." جان عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑی۔۔۔ اور اس کے سینے سے سر ٹکا گئی۔۔۔ "جان خان مجھے ڈر لگتا ہے..." ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ "میں جانتا ہوں۔۔۔" جان عالم ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ "پھر یہ..." ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چادر پر سے ہی اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "اپنے جان خان پہ یقین رکھو... میری جان حیات کو بالکل بھی پین نہیں ہوں

گی۔۔"جان عالم ورشاں کی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔۔ورشاں خاموش ہو گئی۔۔راستہ یوں
ہی خاموشی سے کٹ گیا۔۔۔

حویلی واپس پہنچنے تک شام ہو چکی تھی۔ ورشاں اب پرسکون تھی مگر تھکن اس کے
وجود میں اب بھی بسی ہوئی تھی۔۔آئمہ خان اور زمل لاؤنج میں ہی بیٹھی ان کی منتظر
تھیں۔"کیا کہا ڈاکٹر نے؟"آئمہ خان نے پوچھا، چہرے پر کچھ خاص تشویش
تھی۔"مورے ہماری حویلی میں چھوٹا سا مہمان آنے والے ہے۔۔۔"جان عالم نے
ورشاں کی طرف دیکھا، اور مسکرا کر بولا۔۔زمل نے مسکرا کر ورشاں کو گلے لگا
لیا۔۔"او میری جان۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔ تم ماں بننے والی ہو؟"زمل ورشاں کے گلے
لگتے ہوئے بولی۔۔آئمہ خان نے ورشاں کی طرف دیکھا، اور بنا کچھ کہے اسے گلے سے
لگا لیا۔۔اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔"اپنا بہت خیال رکھنا ہے...عالم اپنا کمرہ
نیچے شفٹ کر لوں۔۔"آئمہ خان نے ورشاں کو صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔ورشاں
نے جان عالم کی طرف دیکھا۔جان عالم نے اسے آنکھوں سے ہی پرسکون رہنے کا
اشارہ کیا۔۔ورشاں آئمہ خان کے ایک دم سے رویہ بدلنے پہ حیران اور خوش ہو رہی
تھی۔۔رابیہ خان لاؤنج میں آئی۔۔رابیہ خان نے ورشاں کی پیشانی چومی۔۔حیب اللہ
خان، اور احمد فراز خان جو مردان خانے سے آئے تھے۔۔دونوں مسکراتے ہوئے ورشاں
کی طرف بڑھے۔۔اور ورشاں کے صدقے کے لیے پیسے نکالتے اس کا صدقہ

دیا۔ ورشاں ان سب کے پیار دیکھتے خوش ہوئی تھی۔ کچھ دیر یوں ہی لاونج میں بیٹھے
 رہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ سب کے درمیان نظریں جھکائے
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "جان حیات تمہیں آرام کرنا چاہیے۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے سب پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ "ہاں بیٹا تم آرام کرو۔۔۔" آئمہ
 خان پیار سے بولی۔۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں چند
 قدم ہی چلی تھی۔۔۔ کہ سر میں درد کی وجہ سے اس نے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم
 اسے گود میں اٹھائے سڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔ "ج۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں جان عالم
 کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ سب کے سامنے جان عالم کے ایسے ریکشن پہ ورشاں پل
 بھر میں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم روم میں آیا۔۔۔ ورشاں کو بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔ اور اس
 کے پاؤں میں سے اس کے سینڈل اتار کر نیچے رکھے۔۔۔ اور پھر ورشاں کے ساتھ آکر
 بیٹھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا سر تکیہ پہ رکھا۔۔۔ اور اس کے بال سہلانے لگا۔۔۔ ورشاں
 جان عالم کا ہاتھ پکڑے آنکھیں موند گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ورشاں نیند کی وادیوں میں
 چلے گئی۔۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے قریب ہی بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔

نمل کب سے اندر ڈریسنگ روم میں بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ المیر خان جو باہر بیٹھا
 ہوا تھا۔۔۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف
 بڑھا۔۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ روم کے دروازے کو کھولنا چاہا۔۔۔ جو بند تھا۔۔۔ المیر خان

نے غصے سے جبرے نیچے تھے۔۔"دروازہ کھولو۔۔"المیر خان سرد آواز میں
بولا۔۔"آ۔۔ا۔۔اپ جائے۔۔"نمل ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔"دروازہ کھولو۔۔"المیر
خان دھاڑا تھا۔۔نمل نے ہچکیاں لیتے صوفے سے اٹھی۔۔اور اس نے دروازہ
کھولا۔۔المیر خان سامنے ہی سرخ آنکھیں لیے کھڑا تھا۔۔"جا کر وہاں سکون سے سو
جاؤ۔۔"المیر خان نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔۔"م۔۔مجھے بابا پاس جانا ہے۔۔"نمل اس
کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔"یہ تو ہونے سے رہا۔۔اس لیے فضول کوئی بات کیے جا کر
سو جاؤ۔۔"المیر خان سنجیدگی سے

بولا۔۔"م۔۔م۔۔م۔۔میں۔۔ا۔۔ا۔۔اپ۔۔ک۔۔کے۔۔س۔۔ساتھ۔۔ن۔۔ن۔۔نہیں۔۔
۔۔۔۔۔رہوں۔۔گ۔۔گی۔۔"نمل کچھ قدم پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔المیر خان نے اس
کی بازو پکڑی۔۔اور اسے بیڈ پہ کی طرف بڑھا۔۔المیر خان نے اسے بیڈ پہ
دھکیلا۔۔"ایک آواز نہیں آئے۔۔"المیر خان اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔"میں یونیورسٹی جاؤ گی۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔"نمل ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔المیر
خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔وہ کتنا ہی غصے کر لے۔۔مقابل ڈرتی نہیں تھی۔۔"ڈرو
گی بلکل نہیں۔۔"نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔"المیر خان کی بیوی ہوں، ڈرنا
چاہیے بھی نہیں، المیر خان کی بیوی ہوں۔۔"المیر خان اس کے بالوں کی لٹ پیچھے
کرتے ہوئے بولا۔۔

نمل نے سوجی ہوئی آنکھوں سے المیر خان کو دیکھا۔ اس کی پلکیں لرزیں، مگر ہمت نہیں ٹوٹی۔۔ دل میں اب بھی خوف کی ایک پرچھائی تھی، مگر وہ خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ شاید اسی لیے اس کے لب کپکپائے مگر ہمت نہ ہاری۔ "میں یونیورسٹی جاؤں گی۔۔ اپنی پڑھائی مکمل کروں گی۔۔ چاہے آپ کچھ بھی کریں۔۔" نمل کی آواز اب بھی دھیمی تھی، مگر لہجے میں ضد اور ٹھہراؤ واضح تھا۔ المیر خان نے پلکیں جھپکیں۔۔ جیسے نمل کے لفظوں نے اس کے اندر کی کسی تار کو چھیڑا ہو۔۔ مگر اس کے چہرے پر کوئی نرمی نہ آئی۔۔ وہ جھکا اور نمل کے چہرے کے اتنے قریب آ گیا کہ نمل نے اپنی سانسیں روک لیں۔ "المیر خان کی بیوی ہوں، ہمت یونی چاہیے، ہر کسی کو جواب دے سکوں، لیکن المیر خان کے فیصلے خلاف نہیں جاسکتی۔۔ یہاں المیر خان کے فیصلے ہوتے ہیں، بحث نہیں۔۔" وہ آہستگی سے بولا، لیکن اس کے لہجے میں ایسی شدت تھی کہ نمل نے نظریں خوف سے جھکی تھی۔۔ "اور رہی یونیورسٹی کی بات میں منع کر چکا ہوں... دوبارہ اس پر بات نہیں ہوں گی۔۔ البتہ اگر کالج جانا چاہوں، تو تمہیں ایڈمیشن فارم مل جائے گا۔۔" وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا، جیسے فیصلہ سنا چکا ہو۔۔ نمل نے سر

اٹھایا۔ "م۔م۔م۔ میں یونیورسٹی جانا چاہتی ہوں؟ پلیز"۔۔ نمل کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ "مجھے کوئی بحث نہیں کرنی"۔۔ المیر خان اپنی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ "اگر میں نہیں جاؤ گی، تو آپ بھی کہیں نہیں جائے گا"۔۔ نمل المیر خان کا پرسکون انداز دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے روکتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔ "میں کہاں جاتا ہوں؟" المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ بھی پھر اپنی ڈیوٹی پر نہیں جائے گے"۔۔ نمل تھوڑا سا پیچھے کو کھسکتے ہوئے بولی۔۔ "کیوں؟" المیر خان نے ایبرو اچکائی۔۔ "ا۔ا۔ا۔ آپ بھی اپنے بزنس سنبھالے نا... آپ کیوں ڈیوٹی کرتے ہیں؟" نمل نے بھی المیر خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "میرا شوق ہے... المیر خان کو اپنی وردی سے محبت ہے"۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "مجھے بھی ہے... میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں.. میرا خواب ہے"۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "میں کچھ نہیں جانتا بس تم اس حویلی سے باہر نہیں جاؤ گی"۔۔ المیر خان دروازے کی طرف بڑھا۔۔ "میں جاؤ گی.. آپ نہیں روک سکتے"۔۔ نمل چلائی تھی۔۔ لیکن المیر خان باہر نکل گیا۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ لیکن اسے جانا تھا۔۔ اور وہ کل جانے کا پورا ارادہ رکھتی تھی۔۔

صبح کی مدھم روشنی کھڑکی کے پردوں سے چھن کر کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ ہلکی سی روشنی نے کمرے کے سکون میں اور بھی نرمی گھول دی تھی۔ بیڈ پر ورشاں گہرے سکون میں سو رہی تھی، اور اس کے پہلو میں جان عالم کروٹ لیے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ورشاں کی سانسوں کی نرمی، پیشانی پہ پھیلی ہوئی چند بے ترتیب لٹیں، اور اس کے چہرے کی معصومیت۔۔۔ جیسے کسی معصوم دعا کا عکس ہو۔۔۔ "جان حیات۔۔۔ اب تم صرف تم نہیں رہی۔۔۔ میری جان، میری زندگی، اور اب میری اولاد کی ماں بھی بننے والی ہو۔۔۔" جان عالم نے آہستگی سے ورشاں کے بال پیچھے کیے، اور مدھم آواز میں بولا۔۔۔ اس نے آہستہ سے ورشاں کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا اور پھر اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے اور قریب ہو گیا۔ لیکن اس کے دل میں ایک خیال آیا تھا۔ اس کی جان حیات ڈرتی ہے۔۔۔ اس نے کچھ دن پہلے ہی تو کہا تھا۔ کہ وہ بچہ اڈوپٹ کرے گے۔ اور اب اللہ نے ان کو اس نعمت سے نوازا تھا۔ ورشاں نے جان عالم کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ اس نے آنکھیں ہلکی سی کھولیں۔۔۔ جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ورشاں کی پلکیں جھکی تھیں۔۔۔ جان عالم اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ جان عالم اس کے پلکیں جھکانے پہ مسکرایا۔۔۔ "جان حیات.. میں بہت خوش ہوں"۔۔۔ جان عالم اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے نظریں اٹھا کر جان عالم کو دیکھا۔ نگاہوں میں الجھن، بے یقینی، اور کہیں گہری سی خاموشی چھپی ہوئی تھی۔ "کیا واقعی؟" اس نے دھیمی آواز میں کہا، جیسے

اپنے دل کی دھڑکن بھی اس لمحے سننا چاہتی ہو۔۔ جان عالم نے ہولے سے اس کا ہاتھ
تھما، اور اپنے لب اس کی انگلیوں پر رکھ دیے۔

"واقعی جان حیات... ہمارے بے بی آنے والا ہے.. میری جان حیات گیارہ سال کی
تھی.. جب سے اسے بے بی چاہیے تھا"۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ ہونٹوں سے
لگایا۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ مجھے ابھی بھی ڈر
لگتا ہے۔۔ اگر۔۔۔" ورشاں ابھی بول ہی رہی تھی۔۔ کہ جان عالم نے اس کے ہونٹوں
پر انگلی رکھی۔۔ "ششش۔۔۔" "جان عالم نے نرمی سے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی،
"کچھ نہیں ہو گا.. جان حیات.. میں اپنی جان حیات کا خیال رکھو گا.. ایک قدم نیچے نہیں
رکھنے دو گا"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں بھی ہلکا سا مسکرا دی۔۔ "جان
حیات.. اس اتنے بڑے تحفے کے بدلے، میں تمہیں انعام دو گا"۔۔ جان عالم نے ورشاں
کے بالوں کو سہلایا۔۔ "انعام.. انعام میں کیا ملے گا؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف
دیکھا۔۔ "جو تم مانگو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے

"پھر ابھی انعام چاہیے۔۔۔" ورشاں نے اس کے سینے سے لگتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم
نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتے ہوئے نرمی سے اس کی آنکھوں پر ہونٹ رکھے۔۔ خموشی
کے ان لمحوں میں کمرے میں صرف ان کی سانسوں کی سرگوشیاں تھیں۔۔۔ اور کھڑکی
سے آتی ہوا ان لمحوں کو اور بھی نرم کر رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ورشاں کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔ نیند پھر سے اس کے وجود کو گود میں لینے لگی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" وہ نیم وا آنکھوں سے بولی، "اگر لڑکا ہوا تو؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو میرے جیسا ہو۔۔۔ مضبوط، بے حد محبت کرنے والا۔۔۔" جان عالم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "اور اگر لڑکی ہوئی؟" ورشاں نے پھر سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو تم جیسی۔۔۔ خوبصورت، نرمی سے بھری، معصوم دعا جیسی۔۔۔" جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے ہلکا سا مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ "جان حیات دعا کرنا ہماری بیٹی ہوں"۔۔۔ جان عالم نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"جان حیات"۔۔۔ اس نے آہستہ سے ورشاں کے چہرے پر ہاتھ رکھا، "کیا ہوا؟" جان عالم اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں آہستہ سے کھولیں، چہرے پر تھکن اور کمزوری صاف نمایاں تھی، "واش روم جانا ہے۔۔۔" وہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ جان عالم فوراً اٹھ کر بیٹھا، "ٹھہرو... ایک منٹ، میں تمہیں خود لے کے جاؤں گا۔۔۔" وہ تیزی سے چپل پہنے اور آہستگی سے ورشاں کے قریب آیا۔ "اپنی جان حیات کو ایک قدم بھی تنہا نہیں چلنے دوں گا۔۔۔" وہ نرمی سے بولا، پھر دھیرے دھیرے ورشاں کے ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے اٹھایا۔ ورشاں کا سر تھوڑا سا گھوما، تو وہ فوراً اس کے کندھے کے گرد بازو لے آیا۔ "آہستہ، میری جان۔۔۔ بس میرے ساتھ

ساتھ چلنا۔۔۔ "جان عالم نے ایک بازو سے اس کی کمر تھامی ہوئی تھی اور دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھا۔ ورشاں نے سر ہلکا سا اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔ بہت احتیاط سے، وہ دونوں واش روم کی طرف بڑھے۔ جان عالم ہر قدم پر اسے تھامے ہوئے تھا۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ واپس آ کر جان عالم نے اسے آرام سے بیڈ پر بٹھایا، کمبل اوڑھایا، اور ایک لمحے کو اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ "اب ٹھیک ہو؟" جان عالم نے مسکراتے ہوئے ہو چھا۔ ورشاں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ "تو اب چلو۔۔۔ نیچے ناشتہ تیار ہے۔۔۔ اور آج تو میری جان حیات کے لیے سب کو خبر بھی دینی ہے نا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ "پہلے تھوڑا فریش ہو جاؤ۔۔۔" ورشاں سنجیدگی سے بولی۔۔۔ "جو حکم۔۔۔" جان عالم نے مسکرا کر تولیہ نکالا اور اسے پیش کیا، اور پھر خود بھی اسے سہارا دیتے ہوئے فریش کروایا۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد ورشاں ہلکا سا ڈریس پہنے، دوپٹہ سر پہ لیے جان عالم کے بازو میں بازو ڈالے نیچے اتر رہی تھی۔ جان عالم نے سیڑھیوں سے اترتے وقت ہر پائیدان پر دھیان رکھا، جیسے ورشاں کے لیے زمین بھی نرم کرنی ہو۔۔۔ جب وہ دونوں نیچے پہنچے، رابیہ خان اور زمل خان ڈانگ روم میں ناشتہ لگوا رہی تھیں۔۔۔ آئمہ خان ہلکی آواز میں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے ہی آئمہ خان نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔۔۔ "میری بچی۔۔۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے۔۔۔ آؤ یہاں بیٹھو میرے پاس۔۔۔" آئمہ خان پیار سے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں

حیرت سے ان کی شفقت دیکھ رہی تھی۔۔ وہی آئمہ خان جو پہلے رمشاء کی وجہ سے سختی تھیں، آج ماں بن گئی تھیں۔ "بیٹھو، میں تمہارے لیے خود ناشتہ نکالتی ہوں۔۔۔" آئمہ خان نے ورشاں کو چمیر پہ بٹھایا۔۔ "بڑی امی، میں نکال لوں گی۔۔۔" ورشاں نے آہستہ سے کہا۔۔ "نہیں بیٹا۔۔ آج نہیں۔۔۔ اب تم ماں بننے والی ہو۔۔۔ اب تم صرف بہو نہیں ہو، میرے عالم اولاد کی ماں ہو۔۔۔" آئمہ خان پیار سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے ساتھ چمیر پہ بیٹھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ دبا کر تسلی دی۔ "یہ دیکھ رہی ہو، سب تم سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔ اب تم اکیلی نہیں ہو جان حیات۔۔۔" وہ دھیرے سے اس کے کان میں بولا۔ آئمہ خان نے ورشاں کے سامنے نرمی سے سالن اور پراٹھا رکھا، اور ساتھ ایک گلاس دودھ۔۔ "یہ پیو پہلے۔۔۔ اور پھر آرام سے ناشتہ کرنا۔۔۔ کچھ بھی بھاری لگے تو فوراً مجھے بتانا۔۔۔" آئمہ خان پیار سے بولی۔۔

ورشاں نے ایک نظر جان عالم کو دیکھا، جو مسکرا رہا تھا۔

"جی بڑی امی۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔" ورشاں نے دھیمی آواز میں کہا، اور آئمہ خان نے اس کی پیشانی چوم لی۔۔ رابیہ خان بھی مسکرا دی۔۔ "میری جان حیات۔۔۔ اب تمہیں مورے کی محبت پہلے سے بھی زیادہ ملے گی۔۔۔" جان عالم مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ تو ورشاں مسکرا دی۔۔ ورشاں نے خاموشی سے ناشتہ کیا، اور جان عالم ہر نوالے پر اس کی

طرف ایسے دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ اتنا کم کھا رہی ہے۔۔" اب بس تھوڑا آرام کرو جان
حیات۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس بھی لے جانا ہے تمہیں شام کو۔۔" جان عالم نے نرمی سے
کہا۔۔" جی۔۔۔ لیکن مجھے صوفیہ سے بات کرنی ہے۔۔۔ اسے پتا چلے گا تو وہ ناراض
ہوگی کہ میں نے پہلے اسے نہیں بتایا۔۔" ورشاں کے لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ
تھی۔۔" لے جاؤ گا۔۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ورشاں کا ہاتھ
پکڑتے اسے احتیاط سے لیے اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔

نمل آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔ ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ، صاف ستھرا دوپٹہ، آنکھوں
میں نیند کی ہلکی جھلک مگر چہرے پہ عزم نمایاں۔ وہ چپکے سے یونیورسٹی جا رہی
تھی۔۔ المیر خان نا جانے کہاں تھا۔۔ وہ رات میں ہی اپنی ساری کتابیں منگوا چکی
تھی۔۔ وہ مسکراتے ہوئے خود کو دیکھ رہی تھی۔۔

One day you will become a doctor and that day is not far
away.

(ایک دن میں ڈاکٹر بن جاؤ گی، اور وہ دن دور نہیں۔۔) (نمل نے خود کو مرار میں
دیکھتے ہوئے کہا۔۔ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اس نے اپنی کتاب کو نرمی سے اٹھایا۔۔ پھر المیر

خان کی تصویر کو ایک نظر دیکھا، جو سائڈ ٹیبل پر رکھی تھی۔ اس کا دل زورو سے دھڑکا۔ لیکن پھر بیگ کندھے پر ڈال کر باہر نکل گئی۔ حویلی میں خاموشی تھی۔۔۔ شاید المیر خان رات سے حویلی نہیں آیا تھا۔ ایک ملازم (غلام بخش) گیٹ کے پاس موجود تھا، جیسے وہ روز کا معمول میں ہوتا تھا۔ "گاڑی نکالے"۔ نمل اپنی کتاب کو سینے سے لگائے بولی۔۔۔ "جی۔۔۔" وہ خاموشی سے گاڑی نکالنے کے لیے چلا گیا۔ "بی بی جی گاڑی نکال دی ہے۔" غلام بخش نے گاڑی نکالتے ہی نمل کو اطلاع دی۔۔۔ نمل نے اثبات میں سر ہلایا۔ "مجھے کیز دیں۔۔۔" نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ "آپ خود جائے گی"۔ اس نے نظریں اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ "جی۔۔۔" نمل نے اس سے چابیاں پکڑی۔ اور کچھ قدم آگے بڑھی ہی تھی۔ کہ پھر سے روکی۔ "آپ کے صاحب کہاں گئے ہیں۔۔۔" نمل نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔ "وہ رات سے نہیں آئے۔۔۔" غلام بخش کے اتنا بولنے کی دیر تھی۔ کہ وہ گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ نمل گاڑی لیے حویلی سے نکل گئی۔۔۔ نمل جیسے ہی کار سے اتری، اس کے گرد سہیلیوں کا شور مچ گیا۔۔۔ "نمل! یار تو آگئی۔۔۔ واہ واہ! آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" سنا ہے تیرا نکاح ہو گیا؟"

"اور وہ بھی ایس پی المیر خان سے؟" "علیزے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ آخر وہ اب ان کو کیا بتاتی۔۔۔" ہاں، ہو گیا ہے۔۔۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔ آمنہ آگے بڑھی۔۔۔ "یار تمہاری قسمت تو چمک گئی۔۔۔ پولیس آفیسر، وہ بھی

اتنے خوب رو اور رعب دار۔۔۔ہائے"...آمنہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہہ
بھری۔۔نمل کی مسکراہٹ جیسے پل بھر کو رک گئی۔"رعب دار ہے نا۔۔"علیزے نے
اس کی طرف دیکھا۔۔"ہاں۔۔۔ رعب دار تو ہیں۔۔۔"نمل بولتے ہوئے آگے
بڑھی۔۔آمنہ نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔۔"چلو کلاس میں چلیں، آج تو ہماری
میڈم نمل خانم آگئی ہیں۔۔۔"آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔اور تینوں اندر کی طرف بڑھ
گئی۔۔

نمل نے جوس کا گلاس ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۔اس نے بیگ میں سے موبائل نکالا۔۔اور
المیر خان کا نمبر سکروٹنگ کرنے لگی۔۔کوئی کال نہیں تھی۔۔اس نے دل ہی دل میں
شکر کیا۔۔کہ شاید وہ حویلی نہیں آیا۔۔"کیا بات ہے؟ مسٹر ایس پی کو میسج نہیں کرتیں
آج کل؟"اسی لمحے آمنہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔"ن۔۔نہیں ایسا کچھ نہیں
ہے۔۔"نمل کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔"کیا بات ہے۔۔ایس پی صاحب کے رنگ میں
رنگ رہی ہوں۔۔"علیزے نے اس چھیڑا۔۔"ایسا کچھ نہیں ہے...فضول نہ بولو"...نمل
سنجیدگی سے بولی۔۔نمل ان دونوں کے قریب سے اٹھی۔۔"ٹائم ہو رہا ہے۔۔چلتی
ہوں۔۔"نمل جلدی سے بولی۔۔اور کیفے سے نکلی۔۔نمل جلد بازی میں نکل ہی رہی
تھی۔۔کہ کسی کے ساتھ ٹکرائی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپی سوڈ نمبر 1_122

نمل جلد بازی میں نکل ہی رہی تھی۔۔ کہ کسی کے ساتھ
ٹکرائی۔۔۔ "ا۔۔ ایم۔۔ سوری۔۔" نمل کی کتابیں نیچے گری تھی۔۔ جنہیں اٹھاتے نمل
جلدی سے بولی۔۔ نمل نے کتابیں اٹھاتے ہوئے اوپر دیکھا۔۔ تو کچھ پل کے لیے اسے
یقین نہیں ہوا۔۔ پھر نمل مسکراتے ہوئے سیدھی ہوئی۔۔ "تم۔۔" عادل مسکراتے ہوئے
بولا۔۔ اس نے نمل کو اوپر سے نیچے تک گھورا تھا۔۔ نمل کچھ بولے بنا آگے کی طرف
بڑھی۔۔ "امید نہیں تھی۔۔ کہ تم آؤ گی۔۔" عادل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل
روکی۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔

"Becoming a doctor is my dream and I will fulfill it."

(ڈاکٹر بننا میرا خواب ہے، اور میں پورا کر کے رہوں گی۔) (نمل اس کی طرف دیکھے بنا
بولی۔۔ "اس دن کے لیے سوری میں بہک گیا تھا۔۔" عادل نے نمل کی طرف دیکھتے
ہوئے شرمندگی سے کہا۔۔ نمل کی آنکھوں کے سامنے اس دن والا منظر آیا تھا۔۔ "یہ

سب اب فضول ہے.. مجھے فرق نہیں پڑتا.. نمل سنجیدگی سے بولی۔۔ "لیکن کیوں، تم تو مجھ سے محبت کرتی ہوں نا"۔۔ عادل نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ نمل نے اس کا ہاتھ بری طرح سے جھٹکا۔۔ اس نے اس کے ہاتھ کو اچھوت کی طرح جھٹکا تھا۔۔ "نمل یار"۔۔... عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "عادل میں یہاں پڑھائی کرنے آتی ہوں"۔۔ نمل سنجیدگی سے بولی۔۔ "ہائے عادل"۔۔ آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "ہائے"۔۔ عادل نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔ نمل باہر کی طرف بڑھی۔۔ "Namal, try to understand me" عادل نے اس کا راستہ روکا۔۔ "کیا چاہتے ہوں، تمھاری وجہ سے میری زندگی برباد ہو گئی ہے"۔۔ نمل غصے سے چلائی۔۔ کافی سٹوڈنٹ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔ "یار، میں سب ٹھیک کر دوں گا"۔۔ عادل نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا ٹھیک کرو گے، بولو، میرا نکاح ہو گیا ہے"۔۔ نمل ایک ہی سانس میں غصے سے بولی۔۔ "تمھارا نکاح ہو گیا"۔۔... عادل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں، اور اگر ان کو پتہ چلا، تم نے میرا راستہ روکا، وہ تمھاری جان لے لے گے"۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "اس ایس پی سے ہوا ہے"۔۔... عادل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں"۔۔ نمل بس اتنا ہی بولی۔۔ "اس سے طلاق دلوائے کر تم سے نکاح کرو گا"۔۔ عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل کی آنکھیں لمحہ بھر کو حیرت سے پھیلیں۔۔ جیسے کسی نے اس کے وجود پہ تیزاب پھینکا ہو۔۔ وہ چند لمحے خاموشی سے عادل کو دیکھتی رہی، پھر آہستہ سے مسکرائی۔۔ ایک تلخ، بے رحم مسکراہٹ۔۔ "تمھیں کیا لگتا ہے

عادل۔۔ نکاح کوئی مذاق ہے؟ یا میری زندگی تمہارے کھلونے کی طرح ہے؟ "اس کی آواز مدہم مگر کاٹ دار تھی۔۔" میں جانتا ہوں میں نے غلطی کی نمل، لیکن میں سنبھال لوں گا سب کچھ، تمہارے لیے۔۔۔" عادل نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھامنا چاہا، مگر نمل نے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔ "خبردار! جو دوبارہ میرے قریب آنے کی کوشش کی۔۔۔ یہ یونیورسٹی ہے، کوئی پرانی گلی نہیں، جہاں تم جیسے لوگ منہ اٹھا کر کسی کی عزت کا تماشہ بنا دیں۔۔" نمل بلند آواز میں بولی۔۔ ارد گرد موجود طلبہ کی نظریں اور بھی مرکوز ہو چکیں تھیں۔ نمل کی آواز کانپ رہی تھی، مگر لہجہ مضبوط تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے، میں کمزور ہوں؟" نمل نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "میں نے تمہاری ذلت کو جھیل لیا، تمہاری بے وفائی کو سہ لیا، اب میری زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہیں۔" نمل نم آنکھوں سے بولی۔۔ عادل بے بس سا کھڑا رہا۔۔ نمل نے گہری سانس لی۔۔ "آخری بار سمجھا رہی ہوں، اگر میرے راستے میں دوبارہ آئے، تو تمہاری عزت کا جنازہ یہیں نکلے گا۔۔ اور اگر المیر خان تک بات گئی، تو تمہیں خود اپنے سائے سے ڈر لگے گا۔" نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اس کی آنکھوں میں اب کوئی لرزش نہ تھی۔۔ نمل پلٹی، اور تیز قدموں سے یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ عادل کچھ دیر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا، پھر مٹھیاں بھینچتے ہوئے سر جھکا گیا۔۔

نمل تیزی سے یونیورسٹی سے باہر نکلی۔ دھڑکن بے ترتیب، سانسیں بوجھل۔ وہ جلد از جلد حویلی پہنچنا چاہتی تھی۔

گاڑی کی طرف بڑھی، بیگ میں ہاتھ ڈالا—لیکن کیز غائب تھیں۔

"یا اللہ!" وہ بڑبڑائی، چہرے پر پریشانی کی جھلک نمایاں ہوئی۔ اس کے چہرہ پہ پریشانی چھائی تھی۔ کہ وہ اب کیسے جائے گی۔ تبھی ایک سرد، گونج دار آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "کیا ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ میری خرگوشی"۔۔ المیر خان کی سرد آواز گونجی۔۔ نمل جیسے جم سی گئی۔ اس آواز کو وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ اس کے قدم جیسے زمین سے چپک گئے ہوں۔۔ اس کی سانسیں تیزی سے چل رہی تھی۔۔ المیر خان اس کے بالکل قریب آکر کھڑا ہوا۔ کہ کسی پہ بھی اب اس کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔۔ المیر خان اس کے چہرہ پہ اپنی سرد سرخ نظریں جمائے کھڑا تھا۔۔ المیر خان کی سانسیں نمل کو اپنی پیشانی پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔ "نمل تمہاری کیز"۔۔ عادل کی آواز پہ نمل نے تھوک نگلا۔ اس کی سانسیں گہری ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے ایک نظر نمل پہ ڈالی۔ اور پھر کچھ سوچے سمجھے بنا ہی عادل کے چہرہ پہ اپنا ہاتھ کا مکہ بناتے مارا۔ نمل نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھا۔ جبکہ عادل اس کے لیے تیار نہ تھا۔ لڑکھڑا کر زمین پہ گرا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے اس کا گریبان پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔۔ "تجھے سمجھایا تھا۔ اس سے دور رہنا، ورنہ جان سے جائے گا۔" المیر خان اس کی گردن اپنا ہاتھ میں دبوچتے ہوئے غرایا۔ عادل خود کو چھروانے کی کوشش کر

رہا تھا۔ لیکن المیر خان جیسے باڈی بلڈر کے سامنے وہ کچھ بھی نہ کر سکا تھا۔ پاس ہی
 کھڑے گارڈ نے المیر خان سے عادل کو چھروایا۔ "سر آپ یونیورسٹی کے باہر یوں
 ہنگامہ نہیں کر سکتے۔" گارڈ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔ گارڈ بھی ایک پل کے لیے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں سے خوفزدہ ہوا
 تھا۔ المیر خان نے زمین پہ گری کیز اٹھائی۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔ المیر خان نے اس
 کی طرف بڑھتے اس کی کلائی دبوچی اور اپنی بائیک کی طرف بڑھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے
 نہیں جانا"۔ نمل اپنی کلائی چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔ "پھر کہوں کیا کہا ابھی تم نے"۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے طلاق چاہیے۔" نمل اپنی لڑکھرائی زبان سے بولی۔ دل ڈر
 کے مارے باہر نکلنے کو تیار تھا۔ "طلاق چاہیے"۔ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔ نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔ "حویلی چل کر دیتا ہوں تمہیں طلاق"۔ المیر خان
 اسے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے آگے کی طرف بڑھا۔ "نہیں۔۔م۔۔ مجھے پتہ
 ہے۔ وہاں ط۔۔لا۔۔طلاق۔۔ن۔۔ نہیں دو۔۔گے۔۔م۔۔ میری س۔۔ سانسیں تک روک
 دو گے۔" نمل کانپتے ہوئے بولی۔ المیر کچھ بولے بنا اس کی کلائی پکڑے آگے کی
 طرف بڑھا۔ "بیٹھو"۔ المیر خان بائیک پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ نمل کانپ رہی
 تھی۔ "بیٹھو"۔۔ المیر خان دھاڑا تھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے ب۔۔ بیٹھنا۔۔ن۔۔ نہیں
 آتا۔" نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔ اور اسے اپنے

آگے بٹھایا۔ اور بانیک سٹارٹ کرتے حویلی کی طرف رخ کیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ نمل کو المیر خان کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ المیر خان نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کی تھی۔ نمل کا سر المیر خان کے چوڑے سینے سے لگا۔ اس کا سر چکرانا شروع ہوا تھا۔ نمل نے المیر خان کی شرٹ کو ہلکا سا دو بچتے ہوئے پکڑا۔ "آ۔ آ۔ آہستہ۔۔۔ ج۔۔۔ چلائے"۔ نمل نے ایک ہاتھ سے اپنی کتابوں کو پکڑا ہوا تھا۔ وہ سر اٹھائے بنا بولی۔ "فکر نہ کرو، اتنی سی سپیڈ سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ نمل خاموش ہو گئی۔ اتنا وہ جان چکی تھی۔ کہ اب اس کی موت پکی ہے۔ المیر خان کی بانیک حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔ نمل کی سانسیں روکنے کو تھی۔ المیر خان نے اس بانیک روکتے نمل کی کلائی پکڑتے اسے گائیک سے نیچے اتارا۔ نمل بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی طرف بھاگی۔ المیر خان بانیک سے نیچے اترا۔ "گاڑی لے آؤ"۔ المیر خان نے پاس ہی کھڑے غلام بخش کی طرف کیز پھینکی۔ اور خود اندر کی طرف بڑھ گیا۔ المیر خان سنجیدگی سے اندر کی طرف بڑھا۔ المیر خان روم تک آیا۔ اور دروازہ کھولنے کے لیے نیب پہ ہاتھ رکھا۔ لیکن اس گھوماتے ہوئے اسے احساس ہوا تھا۔ کہ دروازہ اندر سے لوکڈ ہے۔ "نمل دروازہ کھولو"۔ المیر خان نے دروازہ پہ دستک دی۔ لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ المیر خان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ "نمل"۔ المیر خان دھاڑا

تھا۔ نمل جو کہ اندر بیڈ پہ بیٹھی رو رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ لیکن پھر ہچکیاں لیتے ہوئے چہرہ گھٹنوں میں چپھا گئی۔

"Open the door, Namal, otherwise no one will be worse than me."

(نمل دروازہ کھولو، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا)۔ المیر خان دروازہ پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔ اور پھر دوسرے روم کی طرف بڑھا۔ اور سیئر کیز لیتے واپس آیا۔ المیر خان نے کیز لگائی۔ دروازہ کھولا تھا۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ نمل جو کہ بیڈ پہ بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پوری کھولیں تھیں۔ نمل المیر خان کو دیکھتے دھڑکتے دل سے بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی ہی تھی، کہ المیر خان نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر لیا۔ "مجھ سے بھاگ نہیں سکتی، کتنی بھی کوشش کر لوں"۔ المیر خان اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔ "دروازہ کیوں بند کیا تھا"۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے ڈ۔۔ڈ۔۔ ل۔۔ لگ۔۔ رہا تھا"۔ نمل اپنی پلکیں جپھکتے ہوئے بولی۔ اور ایسا کرتے المیر خان کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ "ہم۔۔ مجھ سے ڈر لگ رہا تھا"۔ المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔ "آ۔۔آ۔۔ آپ۔۔س۔۔ سے"۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "مجھ

سے ڈر لگ رہا تھا۔"۔۔۔المیر خان نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔نمل نے
 ہمی میں سر ہلایا۔۔۔آنکھوں میں لب و لب پانی آیا تھا۔۔۔"آنسو نہیں نکلنے چاہیے۔۔۔اگر
 تمہارا ایک بھی آنسو نکلا، مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"۔۔۔المیر خان اس کی ٹھوڑی کو سختی
 سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔نمل نے پھر سے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔"گوڈ"۔۔۔المیر خان نے
 اس کی طرف دیکھا۔۔۔"اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم حویلی سے باہر کیوں نکلی"۔۔۔المیر خان
 اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔المیر خان بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔نمل اب بالکل اس کے سامنے
 کھڑی ہوئی تھی۔۔۔المیر خان نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔"جواب
 دو"۔۔۔المیر کا لہجہ اس قدر سخت تھا۔۔۔نمل خان کو اپنی روح نکلتی محسوس ہوئی
 تھی۔۔۔نمل کی نظریں نیچی تھیں۔۔۔پلکیں تیزی سے جھپک رہی تھیں جیسے وہ خود کو
 آنسو بہانے سے روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔المیر خان بیڈ پر بیٹھا، نمل کی کلائی
 تھامے اسے اپنے قریب کیے، اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔"جواب دو نمل۔۔۔تم
 حویلی سے باہر کیوں نکلی تھیں؟"

المیر کی آواز میں اب وہی سختی تھی، وہی بے رحم سنجیدگی جو نمل کے دل کی دھڑکن
 بڑھا دیتی تھی۔ نمل نے ہچکی لیتے ہوئے گہرا سانس لیا۔"بی۔۔۔یونی گئی تھی۔۔۔پ۔۔۔پڑھنے
 گئی تھی۔۔۔"اس نے کانپتی آواز میں جواب دیا۔۔۔"کس سے اجازت لی تھی؟"

المیر خان کی گرفت سخت ہوئی۔۔۔نمل کو اپنی کلائی ٹوٹتی محسوس ہوئی۔۔۔"آ۔۔۔آپ کی
 غیر موجودگی میں۔۔۔میں نے کسی سے اجازت نہیں لی"۔۔۔نمل نے دھیمی آواز میں ہچکی

لیتے ہوئے کہا۔۔"میں نے تمہیں منع کیا تھا"۔۔المیر خان نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔۔نمل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔لیکن المیر خان کی سرخ آنکھیں دیکھتے اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔

"میں پڑھنا چاہتی ہوں"۔۔نمل اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔المیر کی آنکھوں کی تپش لمحہ بھر کو کم ہوئی۔۔اس نے نمل کی ٹھوڑی کو نرمی سے تھاما۔۔

"تم اس عادل سے ملنے گئی تھی"۔۔المیر خان غصے سے بولا۔۔"ن۔۔نہیں"۔۔نمل نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔"گاڑی کی کیز اس کے پاس یوں ہی چلے گئی"۔۔المیر خان نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔"نن۔۔نہیں

و۔۔وہ۔۔ت۔۔تو۔۔م۔۔میں۔۔ٹ۔۔ٹکراگ۔۔گئی۔۔ت۔۔تھی"۔۔نمل نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔"تم اس سے ٹکڑا گئی"۔۔المیر خان نے استنزیاء نظروں سے اسے دیکھا۔۔نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔۔"کتنا اچھا اتفاق تھا"۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔"ن۔۔نہیں"۔۔نمل جلدی سے بولی۔۔"میں نے منع کیا تھا۔۔تم نے حویلی سے باہر قدم رکھا"۔۔المیر خان نے اس کے چہرہ پہ آتی لٹ کو اپنی انگلی کے گرد لپٹا کر اس کی طرف دیکھا۔۔نمل اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔۔ایک ہی بات کا جواب اس نے کتنی بار دیا تھا۔۔"م۔۔مجھے

پ۔۔پڑ۔۔پڑھنے۔۔دے۔۔م۔۔میں۔۔آ۔۔آپ۔۔ک۔۔کے۔۔س۔۔ساتھ

ب۔۔ بھی رہ۔۔ ل۔۔ لوں۔۔ گ۔۔ گی۔۔ "نمل ہجکی لیتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔" تمہیں کیا لگتا ہے، تمہاری اس شرط کوئی اہمیت ہے، میرے سامنے "۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل نے ہی میں سر ہلایا۔۔" تمہیں لگتا ہے، کہ میں تمہاری یہ شرط مان لوں گا "۔۔ المیر خان نے اس کی ٹھوڑی پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔ نمل نے تھوک نگلتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر سے ہی میں سر ہلایا۔۔ المیر خان نے ایک پل کے لیے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر گہرا سانس لیے بولا۔۔ "اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے "۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔ "آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ م۔۔ مجھ۔۔ س۔۔ سے۔۔ م۔۔۔۔۔ محبت۔۔ ک۔۔ کرتے۔۔ ہے۔۔" نمل اپنی انگلیوں کی طرف نظریں جمائے بولی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدوم ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ وہ جان کر بھی انجان بنتی ہے۔۔ یہ بات اس کے دل پہ لگی تھی۔۔ "میری خرگوشی تم بہت معصوم ہوں، باخدا تمہاری اسی ادا پہ میں فدا ہوں "۔۔ المیر خان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل کی پلکیں لرزی تھی۔۔ اس نے نظریں اٹھا کر المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان پہلے سے ہی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ کالی آنکھیں براؤن آنکھوں سے

ٹکرائی۔۔ اور دل زور و شور سے دھڑکے تھے۔۔ وقت جیسے تھم گیا تھا۔۔ نمل اپنی نظریں جھکا گئی۔۔ "تم پڑھنا چاہتی ہوں "۔۔ المیر خان اس کے قریب ہوا۔۔ "ج۔۔ جی۔۔" نمل جلدی سے بولی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ "ٹھیک ہے، تم

پڑھو..."المیر خان بول ہی رہا تھا، کہ نمل بولی۔۔"میں پڑھ سکتی ہوں..."نمل حیرانگی سے بولی۔۔"لیکن"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔"لیکن یہ کہ تمہیں اپنی بیوی ہونے کے فرض بھی نبھانے ہو گے"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔نمل کی آنکھیں پہلے ایک لمحے کے لیے پھیلیں پھر اس نے دھیرے سے سر جھکایا۔۔"م۔۔م۔۔م۔۔مجھے۔۔م۔۔منظور ہ۔۔ہے"۔۔نمل نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔۔"گوڈ"۔۔المیر خان مسکرایا۔۔"میں تمہاری خواہشات کا خیال رکھو گا، تو تم بھی میری خواہشات کو خیال رکھو گی"۔۔ہم"۔۔المیر خان نے تھوڑا سا سر جھکایا اور بولا۔۔نمل نے بھاری ہوتی پلکوں سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی دیکھ نہ سکی تو ہلکا سا سر ہلا گئی۔۔المیر خان مسکرایا۔۔المیر خان اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھا۔۔"یہاں آؤ"۔۔المیر خان نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔نمل بیڈ سے اٹھی۔۔اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے المیر خان کی طرف آئی۔۔"بیٹھو"۔۔المیر خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔نمل بیڈ پہ بیٹھی۔۔اس کے اور المیر خان کے درمیان فاصلے تھا۔۔المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔"تم میری بیوی ہوں، یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔تم اب نمل المیر خان ہوں۔۔میرے نکاح میں ہوں، اگر کبھی تم نے مجھے دھوکہ دینے کا سوچا، تو المیر خان تمہاری ایک ایک سانس بے دردی سے کھینچے گا"۔۔المیر خان کا لہجہ سرد تھا۔۔نمل نے ہلکے سے سر ہلایا۔۔المیر خان کی آواز دھیمی تھی مگر لہجہ ایسا کہ جیسے پتھر پہ لکیر ہو۔ اس نے نمل کی ٹھوڑی کو نرمی سے

پکڑ کر اس کی نظریں خود پر مرکوز کیں۔۔۔ "اگر کبھی تم نے میری بات نہ مانی، یا مجھ سے چھپ کر کچھ کرنے کی کوشش کی، تو... میں وہ المیر بن جاؤں گا، جسے تم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔" المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔ المیر خان نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے وہ اپنے اندر کے طوفان کو قابو میں لا رہا ہو۔۔۔ نمل اس کی مرضی کے بنا حویلی سے باہر نکلی۔۔۔ اور عادل کو یاد کرتے اس کے ہاتھ ریگیں صاف واضح ہو رہی تھی۔۔۔ "م۔۔۔ م۔۔۔ میں ج۔۔۔ جاؤ۔۔۔" نمل اس کے ہاتھ کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے ہاتھ کی سبز ریگیں صاف ظاہر تھی۔۔۔ "ابھی تو تمہاری ڈیوٹی شروع ہوئی ہے۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے ایک ساتھ ہی ناجانے کتنی دفعہ پلکیں جھپکیں۔۔۔ المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے بالکل قریب کیا۔۔۔ نمل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔ "تم بہت خوبصورت ہوں، اقر میں تمہاری اس خوبصورتی کا دیوانہ ہوں۔" المیر خان اس کے بال کان کے پیچھے ارستے ہوئے بولا۔۔۔ نمل کا دل حلق میں آ گیا تھا۔۔۔ اس کی پلکیں لرز رہی تھیں، وہ المیر خان کی نظروں میں کچھ ایسا دیکھ رہی تھی جو اسے مکمل طور پر ساکت کر چکا تھا۔۔۔ ایک ایسی شدت، ایک ایسی تپش جو اس کے جسم و جاں کو ہلا رہی تھی۔۔۔ وہ خاموش تھی، جیسے الفاظ اسے چھوڑ گئے ہوں۔۔۔ "مجھے تمہارا یہ خاموشی سے سر جھکانا بہت پسند ہے نمل۔" المیر خان نے نرمی سے کہا، لیکن لہجے میں وہی دبدبہ، وہی شدت اب بھی موجود تھی۔۔۔ "یہ خاموشی... یہ جھکی پلکیں... اور تمہارے کانپتے

ہاتھ "...اس نے نمل کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا۔۔"ج۔۔جی۔۔" نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔"چلو جاؤ...میرے لیے کافی لے کر آؤ"۔۔المیر خان اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا۔۔نمل جلدی سے بیڈ اتری۔۔اس کا دوپٹہ پاؤں میں الجھا تھا۔۔اس سے پہلے کہ نمل گرتی المیر خان نے اسے تھاما۔۔"دھیان رکھا کرو"۔۔المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔اسے اس کے پاؤں پہ کھڑا کرتے خود واشروم کی طرف بڑھا۔۔نمل نے گہرا سانس لیتے ہوئے واشروم کی طرف دیکھا۔۔اور پھر دل پہ ہاتھ رکھا۔۔اسے احساس ہوا تھا۔۔کہ المیر خان اور عادل کے چھونے میں بہت فرق ہے۔۔"جب عادل نے چھوا، اس وقت میرا وجود کانپ رہا تھا.. لیکن المیر خان کے چھونے پہ وہ صرف خوف سے کانپی تھی۔۔نمل باہر نکلی۔۔المیر خان فریش ہو کر روم میں آیا۔۔اس نے اپنی کمر کے گرد ٹاول باندھا ہوا تھا۔۔المیر خان کا موبائل جو کہ ٹبیل پہ پڑا بج رہا تھا۔۔اس نے نام دیکھتے کال ریسو کی۔۔اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔"بول عالم"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔"کینے کہاں دفع ہوا ہے.. نظر ہی نہیں آیا۔۔"جان عالم کی آواز موبائل گونجی تھی۔۔"اب کہاں نظر آئے گا، اس کینے کی شادی ہو گئی.. یار شادی کے بعد بڑے بڑے بدل جاتے، یہ تو پھر ایس پی المیر خان صاحب ہے۔۔"غزنوی کی بھی آواز موبائل پہ گونجی۔۔گروپ کال تھی۔۔جس میں غزنوی، جان عالم اور زرغام تینوں تھے۔۔"نہ کر یار، تجھے کیا پتہ یہ عشق بھی کیسے کیسے خوار کرواتا ہے"۔۔المیر خان گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔"نمل کیسی ہے"۔۔اب کی بار

زرغام خان کی آواز گونجی تھی۔۔ "تیری بیٹی نے میرا جینا حرام کیا ہوا ہے"۔۔ المیر خان نے مرار میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں"۔۔ غزنوی کی آواز پہ المیر خان نے موبائل میز پہ رکھا۔۔ "یار مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا جس سے میری بیوی مان جائے"۔۔ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں"۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ مرار پہ ہاتھ رکھے۔۔ "یار قسمے بیوی کو منانا ہوں۔۔ تو اسے کھانا بنا کر کھلا دے۔۔ پیٹ کے راستے سے دل تک پہنچتے ہیں"۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ "رہن دے تو ایڈی میری اماں نہ بن"۔۔ المیر خان موبائل کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ وہ اس کے جواب پہ بدمزہ ہوا تھا۔۔ اور موبائل پہ ان تینوں کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔۔ "چل یار مر نہ فری ہو کر یہاں پہنچ"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "چل ٹھیک ہے"۔۔ المیر خان نے موبائل پکڑا۔۔ "آہہ۔۔" نمل چینی تھی۔۔ المیر خان اس کی چینخ پہ پلٹا۔۔ نمل جو کہ اس کے لیے کافی لے کر آرہی تھی۔۔ دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ پہ گری تھی۔۔ اور وہ چینی تھی۔۔ کپ بھی ہاتھ میں سے گرا تھا۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ "کیا کرتی ہوں"۔۔ تمہیں نظر نہیں آتی"۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ جس پہ کافی گری تھی۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہو چکی تھی۔۔ المیر خان پاس پڑا جگ اس کے ہاتھ پہ انڈیل چکا تھا۔۔ "کوئی کام کرنا نہیں آتا۔۔" المیر خان اسے بیڈ کی طرف لاتے ہوئے بولا۔۔ "المیر خان نے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے اندر سے فرسٹیٹ بوکس لیے نکلا۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ پہ جیل لگائی۔۔ "کیا پہلے کوئی کام نہیں کرتی تھی"۔۔ المیر خان نے اس

کی طرف دیکھا۔ "ن۔۔ نہیں"۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔ "چلو تم آرام کرو"۔۔ المیر خان اسے کندھوں سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگواتے ہوئے بولا۔ المیر خان دروازے کی طرف بڑھا۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ٹاول اپنے گرد باندھ کر باہر جا رہا تھا۔ "و۔۔ و۔۔" نمل نے کچھ بولنا چاہا۔ لیکن وہ بول نہ سکی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر نظر جھکا گئی۔ "دروازہ بند کرنا جا رہا ہوں"۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور دروازہ بند کرتے المیر خان نے صوفے پر سے اپنے کپڑے اٹھائے۔ نمل نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔ المیر خان واشروم کی طرف بڑھا۔ نمل نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔ اسے لگا تھا کہ شاید وہ روم میں کپڑے چینج کرے گا۔ لیکن وہ جا چکا تھا۔ المیر خان کپڑے چینج کر کے روم میں آیا۔ المیر خان نے دروازہ ان لوکڈ کیا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ "روم صاف کر دو"۔۔ المیر خان ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور خود باہر نکل گیا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

جان عالم نے فوراً ورشاں کو تھام لیا تھا، اس کے چہرے پہ پریشانی کی جھلک نمایاں تھی۔ "جان حیات! ہوش میں رہو، تم ٹھیک ہو؟" جان عالم پریشانی سے اس کا چہرہ تھپتھاتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے آنکھیں بند کر کے سر اس کے سینے سے ٹکایا۔ اس کے سر میں شدید درد اٹھا تھا۔ اگر جان عالم اسے نہ سنبھالتا تو وہ تو زمین بوس ہو جاتی۔ "زل، پانی لاؤ۔۔۔" جان عالم نے ایک نظر زل پر ڈالتے ہوئے کہا۔ جو کبھی رمشاء اور ورشاں کی طرف دیکھا رہی تھی۔ زل نے فوراً پانی کا گلاس تھمایا۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پر بٹھایا اور نرمی سے گلاس اس کے لبوں تک لے گیا۔ "آہستہ سے پیو۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا، میں ہوں یہاں۔" جان عالم نے ورشاں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

ورشاں نے بمشکل دو گھونٹ لیے اور پھر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ لیکن اس کا سانس گہرا ہو رہا تھا۔ "میں برداشت نہیں کر سکتی جان خان۔۔۔ میری برداشت ختم ہو گئی ہے۔۔۔ وہ... وہ بار بار آپ کے آس پاس آ جاتی ہے۔۔۔ میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔" اس کی آواز میں لرزش تھی، اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "خبردار! اگر آئندہ اس حویلی میں قدم بھی رکھا تو!... میں کسی کی پروا نہیں کروں گا رمشاء، نہ تمہاری خالہ کی، نہ کسی اور کی!" غزنوی غصے سے اسے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ رمشاء، جو خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، غصے اور شرمندگی کے بیچ کچھ بولے بغیر باہر نکل گئی۔

غزنوی نے دروازہ بند کرتے ہوئے ہنکارا بھرا، اور پلٹ کر جان عالم اور ورشاں کو دیکھا۔

"یہ سب کیا تھا؟ میری ورشاں ایسی تو نہیں تھی۔" غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ "لالا۔۔ وہ بار بار جان خان کے پاس آ جاتی ہے۔" ورشاں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ جان عالم نے بھی بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے ایک گہری سانس لی اور زل کو اشارہ کیا کہ وہ ورشاں کے ساتھ بیٹھے۔ غزنوی نے کچھ لمحے اُسے گھورا۔ "تو پھر یہ سب ختم کرو۔ یہ رمشاء۔ شمشاء سب دروازے بند کرو۔ کیونکہ اگر میری بہن کی آنکھ میں ایک بھی آنسو آیا نا۔۔ میں تیری گردن توڑ دوں گا۔" پھر پلکیں جھپکا کر کہا۔ "ڈیل۔۔ سالے تجھے کیا لگتا ہے، میں نے کچھ نہیں کیا ہو گا، میں نے داجی سے بات کی تھی... لیکن انہوں نے صاف منع کر دیا۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ "ابھی وہ چھوڑ تجھے لگتا ہے، کہ وہ اب سکون سے بیٹھے گی... تیری مورے تو ویسے بھی اس کی بہت سنتی ہے.. اگر آج میری بہن کو کسی نے کچھ نے کہا... باخدا عالم میں تیری جان لے لوں گا۔" غزنوی اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "اب اگر کوئی ایک بھی آواز سنائی دی نا، میں دونوں کو الگ الگ کمروں میں بند کر دوں گا۔۔ قسم سے۔۔" غزنوی نے ایک نظر سب پر ڈالی، اور جاتے جاتے دروازے سے بولا۔۔ جان عالم نے ہنستے ہوئے بیڈ کی پچھلی طرف جھک کر ورشاں کا ہاتھ تھاما۔ "آج تم نے ثابت کر دیا۔۔ کہ تم صرف غزنوی کی ہی بہن

ہو۔ "جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ ورشاں نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ "ہمیشہ سے
 تھی۔۔۔ ہمیشہ رہوں گی۔۔۔ مگر آپ بھی سن لے۔۔ اب اگر وہ اس روم میں آئی
 ناں، تو اگلی بار میں بال نہیں، اس کے دانت نکال دوں گی۔۔۔" ورشاں غصے سے
 بولی۔۔ جان عالم نے قہقہہ لگایا۔۔ "واہ۔۔۔ خانم سے خطرناک خاتون کا سفر جان حیات
 نے چند سیکنڈز میں طے کیا ہے۔۔۔" جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ زل بھی باہر جا چکی
 تھی۔۔ "جان خان میں آپ کو مارو گی۔۔" ورشاں غصے سے جان عالم کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔ "مار لوں... لیکن مسکراتی رہا کرو جان حیات۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "جان خان۔۔" ورشاں نے جان عالم کے سینے سے ٹکایا۔۔ "جان خان
 قربان"... جان عالم نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔ "داجی اور آپ کی مورے ڈانٹے
 گی۔۔" ورشاں روندیں سی آواز میں بولی۔۔ جان عالم نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے
 اس کی طرف دیکھا۔۔ "اتنا ڈرتی ہوں۔۔" جان عالم نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ "جی۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ "میں ہوں نا۔۔" جان عالم نے اس کے
 عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ "میں ہوں فکر نہ کرو۔۔ جو چاہے وہ کرو۔۔" جان عالم نے
 مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں بھی مسکرا دی۔۔ جان عالم ورشاں کو
 اپنے حصار میں لیے لیٹا ہوا تھا۔۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔ ورشاں نے جان عالم
 کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے منہ بناتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "جان حیات
 میں دیکھتا ہوں۔۔" جان عالم سیدھا ہوا۔۔ "آجائے"... جان عالم سنجیدگی سے

بولا۔۔۔ میرال اندر آئی۔۔۔ "لالا داجی بھابی کو بلا رہے ہے۔۔۔" میرال نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "آتی ہے۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں نے نم آنکھوں میں جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "چلو..." جان عالم نے بیڈ سے نیچے اترتے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے جان عالم کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا... جیسے اُس کے لمس میں اسے تسلی ملتی ہو، جیسے یہ ہاتھ چھوڑتے ہی سارا حوصلہ بکھر جائے گا۔۔۔ جان عالم اور ورشاں داجی کے کمرے کے دروازے تک پہنچے تو، اندر سے آتی داجی کی کھانسی کی آواز نے ورشاں کے دل کی دھڑکن تیز کر دی۔ جان عالم نے دروازہ بجایا، اور اندر سے "آ جاؤ" کی گونج سنائی دی۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں بند کیں، ایک لمحے کو گہرا سانس لیا، اور جان عالم کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔۔۔ کمرہ نیم تاریک تھا، صرف کھڑکی سے آتی دھوپ کی ایک لکیر داجی کے چہرے تک پہنچی ہوئی تھی۔ اُن کے برابر میں آئینہ خان بھی موجود تھیں، اور سامنے زمین پر رکھی تپائی پر کچھ کاغذات رکھے تھے۔ داجی کی نظریں براہ راست ورشاں پر ٹکیں۔ "بیٹھو بدخودار"۔۔۔ داجی نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ ورشاں کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔۔۔ "جی داجی"۔۔۔ اس کی آواز مدھم تھی۔۔۔ "بدخودار.. تم سے نہیں تمہارا بیوی سا بات کرنا ہے۔۔۔" داجی کے الفاظ میں سختی تھی۔۔۔ ورشاں نے سر نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ "کرے داجی، آپ کے سامنے ہے..." جان عالم نے سنجیدگی سے داجی کی طرف دیکھا۔۔۔ "داجی

ورشاں سے بات کرنے چاہتے، تم سے نہیں عالم"۔۔ آئمہ خان تھوڑا سا سرد لہجے میں
 بولی۔۔ "مورے تو داجی پوچھے میں نے کب منع کیا۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "اب تم سے اجازت لے کر ہی تو ہم تمہارا بیوی سے بات کرے گا۔۔" داجی
 سرد آواز میں بولے۔۔ "نہیں داجی ایسی بات نہیں ہے"۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ
 پھیرا۔۔ ورشاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ وہ نظر تک نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ اور اپنا موبائل دیکھا۔۔ "جان حیات میں ابھی آیا۔۔" جان
 عالم نے ورشاں کے کان میں سرگوشی کی۔۔ اور آٹھ کر باہر آیا۔۔ ورشاں بھی اٹھی ہی
 تھی۔۔ کہ داجی کے الفاظ کانوں سے ٹکرائے۔۔ تو ورشاں روکی۔۔ "رمشاء سے کیوں جھگڑا
 کرتا ہے؟" داجی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں کا چہرہ جھک گیا، آنکھوں میں آنسو
 بھر آئے۔۔ "۔۔۔ وہ۔۔۔" ورشاں کی آواز لرز گئی۔ لیکن الفاظ ادا نہ ہوئے۔۔ رمشاء آئمہ
 خان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کا چہرہ بھی رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ ورشاں
 نے اپنا دایاں پاؤں پیچھے ہٹایا جیسے وہاں سے نکل جانا چاہتی ہو، مگر تبھی دروازہ دوبارہ
 کھلا، اور جان عالم اندر داخل ہوا۔ نگاہ پڑتے ہی اس کی سیدھی چال رک گئی۔۔ وہ یکدم
 ورشاں کے قریب آیا، اور بنا کچھ کہے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ لمس جو لمحہ بھر پہلے
 چھن چکا تھا، اب پھر سے نصیب ہوا تو ورشاں کے وجود میں جیسے کچھ حوصلہ لوٹ
 آیا۔۔ ورشاں نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، اور پھر سانس کھینچ کر آنکھیں
 کھولیں۔۔ "بیٹھ جاؤ!" داجی کی آواز پھر گونجی تو ورشاں نے تھوڑا سا کانپ کر سر ہلایا،

اور جان عالم کی انگلیوں کو مضبوطی سے تھام کر صوفے پر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔۔ اب اس کے ساتھ اس کا جان خان تھا۔۔۔ وہ کسی سے نہیں ڈر سکتی تھی۔۔۔ "جھگڑا کیوں کیا رمشاء سے؟"

داجی نے براہِ راست سوال کیا۔۔۔ ورشاں کی نظر ابھی بھی جھکی ہوئی تھی۔ زبان جیسے تالو سے چپک گئی ہو۔۔۔ "جی... وہ..." اس کی آواز پھسل گئی۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں حوصلہ بھرا، انگلیاں اس کی انگلیوں پر دباتے ہوئے جیسے بے زبانی کا سہارا بن رہا ہو۔۔۔ "جواب دو..." داجی نے سختی سے کہا۔۔۔ "وہ... وہ بار بار میرے شوہر کے آس پاس آتی ہے۔۔۔ مجھے برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ میں کچھ غلط نہیں کر رہی داجی۔۔۔ مجھے صرف اپنے شوہر سے محبت ہے۔۔۔ میں بس اُس محبت کو کسی اور کی نظروں میں بانٹنا نہیں چاہتی۔۔۔" ورشاں نے ایک گہری سانس لی اور بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔ داجی نے ایک لمحہ کو نظریں ورشاں سے ہٹائیں اور آئمہ خان کی طرف دیکھا، جو خاموش بیٹھی تھیں۔۔۔ زل کچھ فاصلے پہ آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ "داجی میں ورشاں کو سمجھا دو گی۔۔۔" زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اور ورشاں کو لیے باہر نکلی۔۔۔ زل ورشاں لاونج میں آکر بیٹھی۔۔۔ "ورشاں... میری جان تم کیوں اس سے الجھتی ہوں... انکور کرو، یار.. اس کے مورے بابا نہیں ہے..." زل مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔۔ "ہاں ورشاں اس کے مورے بابا نہیں رہے... اس لیے وہ یہاں رہتی ہے... اس کے بہن بھائی نہیں تھے.. سب اس پہ ظلم

کرتے تھے... اس لیے وہ یہاں ہے۔۔" زمل اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔" دیدہ.. وہ کون سے ہماری اپنی پھوپھو کی بیٹی ہے"۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔" میری جان ایسے نہیں کہتے۔۔" زمل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ائمہ خان لاونج میں آئی۔۔ ورشاں آئمہ خان کو دیکھتے کھڑی ہوئی۔۔ اور کچھ قدم چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ لیکن اب کی بار پھر سے چکر آنے پہ ورشاں وہی سڑھیوں میں بیٹھی تھی۔۔" ورشاں"... زمل اٹھ کر ورشاں کی طرف بڑھی۔۔" ورشاں تم ٹھیک ہوں"... زمل نے ورشاں کی طرف بڑھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔" جی دیدہ"... ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔ اس سے پہلے کے زمل آگے کچھ بولتی ورشاں منہ پہ ہاتھ رکھتے اوپر کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ زمل اور آئمہ خان بھی پریشان ہوئی تھی۔۔ دونوں اس کے پیچھے اوپر آئی تھی۔۔ جان عالم جو کہ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ ناجانے کب آیا تھا۔۔ ورشاں کو دیکھ کر مسکرایا۔۔ لیکن پھر اس کا چہرہ دیکھ کر تھوڑا پریشان ہوا۔۔" جان حیات"... جان عالم اٹھا تھا۔۔ لیکن ورشاں واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ ورشاں واشروم کا دروازہ بند کر چکی تھی۔ جان عالم باہر ہی رکا رہا، چہرے پر تشویش گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔" جان حیات ... تم ٹھیک ہو؟" اس نے آہستگی سے دروازے پہ دستک دی۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ صرف قے کی مدھم آوازیں سنائی دے رہی تھیں، جو جان عالم کی بے چینی کو مزید بڑھا گئیں۔۔ کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا، ورشاں تھکن زدہ چہرے کے ساتھ باہر نکلی۔ چہرہ زرد، آنکھیں

نم، اور ماتھے پر پسینہ تھا۔ جان عالم نے فوراً اسے تھام لیا۔ "اللہ خیر... جان حیات تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب اچانک..." ورشاں نے بمشکل مسکرا نے کی کوشش کی، مگر تھکن اس کے لہجے میں در آئی۔۔۔ "مجھے کچھ نہیں ہوا جان خان... بس شاید موسم..." ورشاں اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "جھوٹ مت بولو جان حیات، تمہارا رنگ دیکھ رہی ہو؟ تم ہلکی ہلکی کانپ رہی ہو!" جان عالم نے اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ کی طرف بڑھایا اور آہستگی سے اسے بٹھایا۔ زل اور آئمہ خان بھی کمرے میں آ گئیں۔۔۔ "بیٹا، کب سے یہ سب ہو رہا ہے؟ پہلے چکر، اب قے؟" آئمہ خان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لہجہ بالکل چیخ ہو گیا تھا۔ "تھوڑی دیر پہلے چکر آیا تھا.. اور پھر اب..." ورشاں دھیرے سے بولی۔۔۔ زل نے جان عالم کی طرف دیکھا، جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ کہہ رہی ہو۔ جان عالم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ "جان حیات.. تم ٹھیک نہیں ہوں... ہم اسپتال جا رہے ہیں، ابھی۔" جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ تھام لیا۔ "جان خان۔۔۔ میں ٹھیک ہوں، اسپتال کی کیا ضرورت ہے۔۔۔" ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ "جان حیات، اگر تمہیں کچھ ہوا تو؟ میں کیسے سکون سے بیٹھ سکتا ہوں؟ بس میری تسلی کے لیے.." اس نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا، اور نرم لہجے میں کہا۔۔۔ "بیٹا عالم ٹھیک بول رہا ہے.. تم ایک دفعہ چیک آپ کروا لو۔" آئمہ خان نے ورشاں کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "ورشاں.. ہمیں بھی فکر ہے،

اور اگر تم ٹھیک ہو تو تسلی ہو جائے گی۔" زمل نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ ورشاں نے خاموشی سے سر ہلا دی۔۔۔ جان عالم نے صوفے پہ پڑی شال اٹھائی اور نرمی سے اس کے کندھوں پر شال رکھ دی۔ زمل، آئمہ خان اور جان عالم تینوں اس کے ارد گرد فکر مندی سے موجود تھے۔۔۔ کچھ ہی لمحوں میں غزنوی بھی کمرے میں داخل ہوا۔ "کیا ہوا میرا بچہ؟" اس نے ایک نظر ورشاں پر ڈالی، جو زرد چہرے کے ساتھ چپ بیٹھی تھی۔

"اسے چکر آ رہے ہیں یار... اسپتال لے کر جا رہے ہیں۔" جان عالم نے مختصر جواب دیا۔ "گاڑی نکالو، میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔" غزنوی سنجیدگی سے بولا۔ "نہیں میں جا رہا ہوں۔۔۔ تم یہی رہو۔۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ اور ورشاں کو احتیاط سے لیے باہر نکلا۔ ورشاں جان عالم کے ساتھ پیسنجر سیٹ پر تھی۔ سر اس کے کندھے سے ٹکا ہوا تھا۔ پوری راہ خاموشی تھی، مگر جان عالم بار بار اس کی طرف دیکھ کر اس کی پیشانی چھو رہا تھا، جیسے تسلی دے رہا ہو کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔۔۔ "جان خان..." ورشاں نے مدہم آواز میں پکارا۔ "جی جان حیات..." جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "جان خان مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "جان حیات میں ساتھ ہوں۔۔۔" جان عالم نے مسکرا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔ گاڑی ہسپتال کے باہر آکر روکی۔۔۔ جان عالم اندر آیا۔ اور سیدھا روم میں آئے۔ ایک نوجوان ڈاکٹر اندر آیا۔ اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔ "کس کا چیک اپ کرنا ہے۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ "لیڈی ڈاکٹر کو بھیجو۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ جان عالم ورشاں کے آگے کھڑا ہوا تھا۔۔ کہ اس پہ اس ڈاکٹر کی نظر نہیں پڑ رہی تھی۔۔ "و۔۔" ابھی ڈاکٹر کچھ بولنے ہی والا تھا۔۔ کہ لیڈی ڈاکٹر اندر آئی۔۔ "ڈاکٹر ریان آپ جائے۔۔" ڈاکٹر

چیک اپ شروع ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نے ضروری سوالات کیے، بلڈ پریشر اور دیگر علامات نوٹ کیں۔ ورشاں کی سانسیں تیز تھیں، چہرہ اب بھی تھکن سے چور تھا۔ ڈاکٹر نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ اور اس سے کچھ سوالات پوچھے۔ "ہم کچھ بنیادی ٹیسٹ کر لیتے ہیں، اور ایک الٹراساؤنڈ بھی۔"

ڈاکٹر نے پرسکون لہجے میں کہا۔۔ "کیا... کوئی پریشانی والی بات ہے؟" جان عالم نے سوال کیا۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "پریشان نہ ہوں، ممکنہ طور پر ابتدائی حمل ہے۔ مگر کنفرم رپورٹ کے بعد ہی کہہ سکتی ہوں۔" ڈاکٹر سنجیدگی سے بولی۔۔ دو گھنٹے کے اندر رپورٹس اور الٹراساؤنڈ مکمل ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نے دونوں کو کمرے میں بلایا۔۔ "مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔" سردار صاحب آپ کی وائف امید سے ہیں۔" ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ڈاکٹر کے الفاظ جیسے کمرے میں گونج گئے۔ ورشاں کی نظریں جھک گئیں، سانس گہرے ہو گئے، آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ جان عالم چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، پھر آہستگی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ورشاں کا دل زورو سے دھڑک رہا تھا۔ اس کا دل اندر ہی اندر خوفزدہ سا تھا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ "آپ اپنی مسز کا خیال رکھے۔۔ یہ بہت ویک ہے۔۔ کچھ

میڈیسن لکھ رہی ہوں۔۔۔ یہ ان کو دے۔۔۔ اور ان کے چیک اپ کے لیے کال کر لیجیے گا۔۔۔ "ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" شکریہ۔۔۔ "جان عالم نے اس سے ڈیسکرپشن پکڑتے ہوئے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور اسے لیے باہر آیا۔۔۔ ورشاں خاموش تھی۔۔۔ جان عالم کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور اسے اندر بٹھایا۔۔۔ جان عالم نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔۔۔ "جان حیات۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "ورشاں نے لرزتی پلکیں اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر اسی لمحے جھکا گئی۔۔۔ پلکوں پہ آنسو چمک رہے تھے۔۔۔ "جان حیات کیا ہوا۔۔۔" جان عالم سامنے نظریں جمائے بولا۔۔۔ ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ اور پھر قریب کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے احتیاط سے اسے اپنی گود میں کیا۔۔۔ "جج۔جج۔جان خان۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "جان حیات کیا ہوا۔۔۔ پریشان ہوں..." جان عالم نے ورشاں کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔۔ ورشاں نے جان عالم کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑی۔۔۔ اور اس کے سینے سے سر ٹکا گئی۔۔۔ "جان خان مجھے ڈر لگتا ہے..." ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ "میں جانتا ہوں۔۔۔" جان عالم ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ "پھر یہ..." ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ جان عالم اس کی چادر پر سے ہی اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "اپنے جان خان پہ یقین رکھو... میری جان حیات کو بالکل بھی پین نہیں ہوں

گی۔۔"جان عالم ورشاں کی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔۔ورشاں خاموش ہو گئی۔۔راستہ یوں
ہی خاموشی سے کٹ گیا۔۔۔

حویلی واپس پہنچنے تک شام ہو چکی تھی۔ ورشاں اب پرسکون تھی مگر تھکن اس کے
وجود میں اب بھی بسی ہوئی تھی۔۔آئمہ خان اور زمل لاؤنج میں ہی بیٹھی ان کی منتظر
تھیں۔"کیا کہا ڈاکٹر نے؟"آئمہ خان نے پوچھا، چہرے پر کچھ خاص تشویش
تھی۔"مورے ہماری حویلی میں چھوٹا سا مہمان آنے والے ہے۔۔۔"جان عالم نے
ورشاں کی طرف دیکھا، اور مسکرا کر بولا۔۔زمل نے مسکرا کر ورشاں کو گلے لگا
لیا۔۔"او میری جان۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔ تم ماں بننے والی ہو؟"زمل ورشاں کے گلے
لگتے ہوئے بولی۔۔آئمہ خان نے ورشاں کی طرف دیکھا، اور بنا کچھ کہے اسے گلے سے
لگا لیا۔۔اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔"اپنا بہت خیال رکھنا ہے...عالم اپنا کمرہ
نیچے شفٹ کر لوں۔۔"آئمہ خان نے ورشاں کو صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔ورشاں
نے جان عالم کی طرف دیکھا۔جان عالم نے اسے آنکھوں سے ہی پرسکون رہنے کا
اشارہ کیا۔۔ورشاں آئمہ خان کے ایک دم سے رویہ بدلنے پہ حیران اور خوش ہو رہی
تھی۔۔رابیہ خان لاؤنج میں آئی۔۔رابیہ خان نے ورشاں کی پیشانی چومی۔۔حبیب اللہ
خان، اور احمد فراز خان جو مردان خانے سے آئے تھے۔۔دونوں مسکراتے ہوئے ورشاں
کی طرف بڑھے۔۔اور ورشاں کے صدقے کے لیے پیسے نکالتے اس کا صدقہ

دیا۔ ورشاں ان سب کے پیار دیکھتے خوش ہوئی تھی۔ کچھ دیر یوں ہی لاونج میں بیٹھے
 رہے۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کہ سب کے درمیان نظریں جھکائے
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ "جان حیات تمہیں آرام کرنا چاہیے۔۔۔" جان عالم ورشاں کی طرف
 دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے سب پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ "ہاں بیٹا تم آرام کرو۔۔۔" آئمہ
 خان پیار سے بولی۔۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ ورشاں چند
 قدم ہی چلی تھی۔۔۔ کہ سر میں درد کی وجہ سے اس نے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جان عالم
 اسے گود میں اٹھائے سڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔ "ج۔۔۔ جان خان۔۔۔" ورشاں جان عالم
 کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ سب کے سامنے جان عالم کے ایسے ریکشن پہ ورشاں پل
 بھر میں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ جان عالم روم میں آیا۔۔۔ ورشاں کو بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔ اور اس
 کے پاؤں میں سے اس کے سینڈل اتار کر نیچے رکھے۔۔۔ اور پھر ورشاں کے ساتھ آکر
 بیٹھا۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا سر تکیہ پہ رکھا۔۔۔ اور اس کے بال سہلانے لگا۔۔۔ ورشاں
 جان عالم کا ہاتھ پکڑے آنکھیں موند گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ورشاں نیند کی وادیوں میں
 چلے گئی۔۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے قریب ہی بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔

نمل کب سے اندر ڈریسنگ روم میں بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ المیر خان جو باہر بیٹھا
 ہوا تھا۔۔۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف
 بڑھا۔۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ روم کے دروازے کو کھولنا چاہا۔۔۔ جو بند تھا۔۔۔ المیر خان

نے غصے سے جبرے نیچے تھے۔۔"دروازہ کھولو۔۔"المیر خان سرد آواز میں
بولا۔۔"آ۔۔ا۔۔اپ جائے۔۔"نمل ہیچکیوں کے درمیان بولی۔۔"دروازہ کھولو۔۔"المیر
خان دھاڑا تھا۔۔نمل نے ہیچکیاں لیتے صوفے سے اٹھی۔۔اور اس نے دروازہ
کھولا۔۔المیر خان سامنے ہی سرخ آنکھیں لیے کھڑا تھا۔۔"جا کر وہاں سکون سے سو
جاؤ۔۔"المیر خان نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔۔"م۔۔مجھے بابا پاس جانا ہے۔۔"نمل اس
کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔"یہ تو ہونے سے رہا۔۔اس لیے فضول کوئی بات کیے جا کر
سو جاؤ۔۔"المیر خان سنجیدگی سے

بولا۔۔"م۔۔م۔۔م۔۔میں۔۔ا۔۔ا۔۔اپ۔۔ک۔۔کے۔۔س۔۔ساتھ۔۔ن۔۔ن۔۔نہیں۔۔
۔۔۔۔۔رہوں۔۔گ۔۔گی۔۔"نمل کچھ قدم پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔المیر خان نے اس
کی بازو پکڑی۔۔اور اسے بیڈ پہ کی طرف بڑھا۔۔المیر خان نے اسے بیڈ پہ
دھکیلا۔۔"ایک آواز نہیں آئے۔۔"المیر خان اسے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔"میں یونیورسٹی جاؤ گی۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔"نمل ہیچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔المیر
خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔وہ کتنا ہی غصے کر لے۔۔مقابل ڈرتی نہیں تھی۔۔"ڈرو
گی بلکل نہیں۔۔"نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔"المیر خان کی بیوی ہوں، ڈرنا
چاہیے بھی نہیں، المیر خان کی بیوی ہوں۔۔"المیر خان اس کے بالوں کی لٹ پیچھے
کرتے ہوئے بولا۔۔

نمل نے سوجی ہوئی آنکھوں سے المیر خان کو دیکھا۔ اس کی پلکیں لرزیں، مگر ہمت نہیں ٹوٹی۔۔ دل میں اب بھی خوف کی ایک پرچھائی تھی، مگر وہ خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ شاید اسی لیے اس کے لب کپکپائے مگر ہمت نہ ہاری۔ "میں یونیورسٹی جاؤں گی۔۔ اپنی پڑھائی مکمل کروں گی۔۔ چاہے آپ کچھ بھی کریں۔۔" نمل کی آواز اب بھی دھیمی تھی، مگر لہجے میں ضد اور ٹھہراؤ واضح تھا۔ المیر خان نے پلکیں جھپکیں۔۔ جیسے نمل کے لفظوں نے اس کے اندر کی کسی تار کو چھیڑا ہو۔۔ مگر اس کے چہرے پر کوئی نرمی نہ آئی۔۔ وہ جھکا اور نمل کے چہرے کے اتنے قریب آ گیا کہ نمل نے اپنی سانسیں روک لیں۔ "المیر خان کی بیوی ہوں، ہمت یونی چاہیے، ہر کسی کو جواب دے سکوں، لیکن المیر خان کے فیصلے خلاف نہیں جاسکتی۔۔ یہاں المیر خان کے فیصلے ہوتے ہیں، بحث نہیں۔۔" وہ آہستگی سے بولا، لیکن اس کے لہجے میں ایسی شدت تھی کہ نمل نے نظریں خوف سے جھکی تھی۔۔ "اور رہی یونیورسٹی کی بات میں منع کر چکا ہوں۔۔ دوبارہ اس پر بات نہیں ہوں گی۔۔ البتہ اگر کالج جانا چاہوں، تو تمہیں ایڈمیشن فارم مل جائے گا۔۔" وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا، جیسے فیصلہ سنا چکا ہو۔۔ نمل نے سر

اٹھایا۔ "م۔م۔م۔ میں یونیورسٹی جانا چاہتی ہوں؟ پلیز"۔۔ نمل کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔ "مجھے کوئی بحث نہیں کرنی"۔۔ المیر خان اپنی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ "اگر میں نہیں جاؤ گی، تو آپ بھی کہیں نہیں جائے گا"۔۔ نمل المیر خان کا پرسکون انداز دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے روکتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔۔ "میں کہاں جاتا ہوں؟" المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ بھی پھر اپنی ڈیوٹی پر نہیں جائے گے"۔۔ نمل تھوڑا سا پیچھے کو کھسکتے ہوئے بولی۔۔ "کیوں؟" المیر خان نے ایبرو اچکائی۔۔ "ا۔ا۔ا۔ آپ بھی اپنے بزنس سنبھالے نا... آپ کیوں ڈیوٹی کرتے ہیں؟" نمل نے بھی المیر خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "میرا شوق ہے... المیر خان کو اپنی وردی سے محبت ہے"۔۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "مجھے بھی ہے... میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں.. میرا خواب ہے"۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "میں کچھ نہیں جانتا بس تم اس حویلی سے باہر نہیں جاؤ گی"۔۔ المیر خان دروازے کی طرف بڑھا۔۔ "میں جاؤ گی.. آپ نہیں روک سکتے"۔۔ نمل چلائی تھی۔۔ لیکن المیر خان باہر نکل گیا۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ لیکن اسے جانا تھا۔۔ اور وہ کل جانے کا پورا اردہ رکھتی تھی۔۔

صبح کی مدھم روشنی کھڑکی کے پردوں سے چھن کر کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ ہلکی سی روشنی نے کمرے کے سکون میں اور بھی نرمی گھول دی تھی۔ بیڈ پر ورشاں گہرے سکون میں سو رہی تھی، اور اس کے پہلو میں جان عالم کروٹ لیے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ورشاں کی سانسوں کی نرمی، پیشانی پہ پھیلی ہوئی چند بے ترتیب لٹیں، اور اس کے چہرے کی معصومیت۔۔۔ جیسے کسی معصوم دعا کا عکس ہو۔۔۔ "جان حیات۔۔۔ اب تم صرف تم نہیں رہی۔۔۔ میری جان، میری زندگی، اور اب میری اولاد کی ماں بھی بننے والی ہو۔۔۔" جان عالم نے آہستگی سے ورشاں کے بال پیچھے کیے، اور مدھم آواز میں بولا۔۔۔ اس نے آہستہ سے ورشاں کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا اور پھر اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے اور قریب ہو گیا۔ لیکن اس کے دل میں ایک خیال آیا تھا۔ اس کی جان حیات ڈرتی ہے۔۔۔ اس نے کچھ دن پہلے ہی تو کہا تھا۔ کہ وہ بچہ اڈوپٹ کرے گے۔ اور اب اللہ نے ان کو اس نعمت سے نوازا تھا۔ ورشاں نے جان عالم کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ اس نے آنکھیں ہلکی سی کھولیں۔۔۔ جان عالم کو خود کی طرف دیکھتے پا کر ورشاں کی پلکیں جھکی تھیں۔۔۔ جان عالم اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ جان عالم اس کے پلکیں جھکانے پہ مسکرایا۔۔۔ "جان حیات.. میں بہت خوش ہوں"۔۔۔ جان عالم اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے نظریں اٹھا کر جان عالم کو دیکھا۔ نگاہوں میں الجھن، بے یقینی، اور کہیں گہری سی خاموشی چھپی ہوئی تھی۔ "کیا واقعی؟" اس نے دھیمی آواز میں کہا، جیسے

اپنے دل کی دھڑکن بھی اس لمحے سننا چاہتی ہو۔۔ جان عالم نے ہولے سے اس کا ہاتھ
تھما، اور اپنے لب اس کی انگلیوں پر رکھ دیے۔

"واقعی جان حیات... ہمارے بے بی آنے والا ہے.. میری جان حیات گیارہ سال کی
تھی.. جب سے اسے بے بی چاہیے تھا"۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ ہونٹوں سے
لگایا۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔ مجھے ابھی بھی ڈر
لگتا ہے۔۔ اگر۔۔۔" ورشاں ابھی بول ہی رہی تھی۔۔ کہ جان عالم نے اس کے ہونٹوں
پر انگلی رکھی۔۔ "ششش۔۔۔" "جان عالم نے نرمی سے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی،
"کچھ نہیں ہو گا.. جان حیات.. میں اپنی جان حیات کا خیال رکھو گا.. ایک قدم نیچے نہیں
رکھنے دو گا"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں بھی ہلکا سا مسکرا دی۔۔ "جان
حیات.. اس اتنے بڑے تحفے کے بدلے، میں تمہیں انعام دو گا"۔۔ جان عالم نے ورشاں
کے بالوں کو سہلایا۔۔ "انعام.. انعام میں کیا ملے گا؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف
دیکھا۔۔ "جو تم مانگو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے

"پھر ابھی انعام چاہیے۔۔۔" ورشاں نے اس کے سینے سے لگتے ہوئے کہا۔۔ جان عالم
نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتے ہوئے نرمی سے اس کی آنکھوں پر ہونٹ رکھے۔۔ خموشی
کے ان لمحوں میں کمرے میں صرف ان کی سانسوں کی سرگوشیاں تھیں۔۔۔ اور کھڑکی
سے آتی ہوا ان لمحوں کو اور بھی نرم کر رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ورشاں کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔ نیند پھر سے اس کے وجود کو گود میں لینے لگی تھی۔۔۔ "جان خان۔۔۔" وہ نیم وا آنکھوں سے بولی، "اگر لڑکا ہوا تو؟" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو میرے جیسا ہو۔۔۔ مضبوط، بے حد محبت کرنے والا۔۔۔" جان عالم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "اور اگر لڑکی ہوئی؟" ورشاں نے پھر سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو تم جیسی۔۔۔ خوبصورت، نرمی سے بھری، معصوم دعا جیسی۔۔۔" جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں نے ہلکا سا مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ "جان حیات دعا کرنا ہماری بیٹی ہوں"۔۔۔ جان عالم نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"جان حیات"۔۔۔ اس نے آہستہ سے ورشاں کے چہرے پر ہاتھ رکھا، "کیا ہوا؟" جان عالم اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں نے آنکھیں آہستہ سے کھولیں، چہرے پر تھکن اور کمزوری صاف نمایاں تھی، "واش روم جانا ہے۔۔۔" وہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔ جان عالم فوراً اٹھ کر بیٹھا، "ٹھہرو... ایک منٹ، میں تمہیں خود لے کے جاؤں گا۔۔۔" وہ تیزی سے چپل پہنے اور آہستگی سے ورشاں کے قریب آیا۔ "اپنی جان حیات کو ایک قدم بھی تنہا نہیں چلنے دوں گا۔۔۔" وہ نرمی سے بولا، پھر دھیرے دھیرے ورشاں کے ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے اٹھایا۔ ورشاں کا سر تھوڑا سا گھوما، تو وہ فوراً اس کے کندھے کے گرد بازو لے آیا۔ "آہستہ، میری جان۔۔۔ بس میرے ساتھ

ساتھ چلنا۔۔۔ "جان عالم نے ایک بازو سے اس کی کمر تھامی ہوئی تھی اور دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھا۔ ورشاں نے سر ہلکا سا اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔ بہت احتیاط سے، وہ دونوں واش روم کی طرف بڑھے۔ جان عالم ہر قدم پر اسے تھامے ہوئے تھا۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ واپس آ کر جان عالم نے اسے آرام سے بیڈ پر بٹھایا، کمبل اوڑھایا، اور ایک لمحے کو اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ "اب ٹھیک ہو؟" جان عالم نے مسکراتے ہوئے ہو چھا۔ ورشاں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ "تو اب چلو۔۔۔ نیچے ناشتہ تیار ہے۔۔۔ اور آج تو میری جان حیات کے لیے سب کو خبر بھی دینی ہے نا۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔۔ "پہلے تھوڑا فریش ہو جاؤ۔۔۔" ورشاں سنجیدگی سے بولی۔۔۔ "جو حکم۔۔۔" جان عالم نے مسکرا کر تولیہ نکالا اور اسے پیش کیا، اور پھر خود بھی اسے سہارا دیتے ہوئے فریش کروایا۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد ورشاں ہلکا سا ڈریس پہنے، دوپٹہ سر پہ لیے جان عالم کے بازو میں بازو ڈالے نیچے اتر رہی تھی۔ جان عالم نے سیڑھیوں سے اترتے وقت ہر پائیدان پر دھیان رکھا، جیسے ورشاں کے لیے زمین بھی نرم کرنی ہو۔۔۔ جب وہ دونوں نیچے پہنچے، رابیہ خان اور زمل خان ڈانگ روم میں ناشتہ لگوا رہی تھیں۔۔۔ آئمہ خان ہلکی آواز میں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔۔۔ ورشاں کو دیکھتے ہی آئمہ خان نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔۔۔ "میری بچی۔۔۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے۔۔۔ آؤ یہاں بیٹھو میرے پاس۔۔۔" آئمہ خان پیار سے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔ ورشاں

حیرت سے ان کی شفقت دیکھ رہی تھی۔۔ وہی آئمہ خان جو پہلے رمشاء کی وجہ سے سختی تھیں، آج ماں بن گئی تھیں۔" بیٹھو، میں تمہارے لیے خود ناشتہ نکالتی ہوں۔۔۔" آئمہ خان نے ورشاں کو چمیر پہ بٹھایا۔۔ "بڑی امی، میں نکال لوں گی۔۔۔" ورشاں نے آہستہ سے کہا۔۔ "نہیں بیٹا۔۔ آج نہیں۔۔ اب تم ماں بننے والی ہو۔۔۔ اب تم صرف بہو نہیں ہو، میرے عالم اولاد کی ماں ہو۔۔۔" آئمہ خان پیار سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم بھی ورشاں کے ساتھ چمیر پہ بیٹھا۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ دبا کر تسلی دی۔ "یہ دیکھ رہی ہو، سب تم سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔ اب تم اکیلی نہیں ہو جان حیات۔۔۔" وہ دھیرے سے اس کے کان میں بولا۔ آئمہ خان نے ورشاں کے سامنے نرمی سے سالن اور پراٹھا رکھا، اور ساتھ ایک گلاس دودھ۔۔ "یہ پیو پہلے۔۔۔ اور پھر آرام سے ناشتہ کرنا۔۔۔ کچھ بھی بھاری لگے تو فوراً مجھے بتانا۔۔۔" آئمہ خان پیار سے بولی۔۔

ورشاں نے ایک نظر جان عالم کو دیکھا، جو مسکرا رہا تھا۔

"جی بڑی امی۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔" ورشاں نے دھیمی آواز میں کہا، اور آئمہ خان نے اس کی پیشانی چوم لی۔۔ رابیہ خان بھی مسکرا دی۔۔ "میری جان حیات۔۔۔ اب تمہیں مورے کی محبت پہلے سے بھی زیادہ ملے گی۔۔۔" جان عالم مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ تو ورشاں مسکرا دی۔۔ ورشاں نے خاموشی سے ناشتہ کیا، اور جان عالم ہر نوالے پر اس کی

طرف ایسے دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ اتنا کم کھا رہی ہے۔۔" اب بس تھوڑا آرام کرو جان
حیات۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس بھی لے جانا ہے تمہیں شام کو۔۔" جان عالم نے نرمی سے
کہا۔۔" جی۔۔۔ لیکن مجھے صوفیہ سے بات کرنی ہے۔۔۔ اسے پتا چلے گا تو وہ ناراض
ہوگی کہ میں نے پہلے اسے نہیں بتایا۔۔" ورشاں کے لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ
تھی۔۔" لے جاؤ گا۔۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ورشاں کا ہاتھ
پکڑتے اسے احتیاط سے لیے اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔

نمل آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔ ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ، صاف ستھرا دوپٹہ، آنکھوں
میں نیند کی ہلکی جھلک مگر چہرے پہ عزم نمایاں۔ وہ چپکے سے یونیورسٹی جا رہی
تھی۔۔ المیر خان نا جانے کہاں تھا۔۔ وہ رات میں ہی اپنی ساری کتابیں منگوا چکی
تھی۔۔ وہ مسکراتے ہوئے خود کو دیکھ رہی تھی۔۔

One day you will become a doctor and that day is not far
away.

(ایک دن میں ڈاکٹر بن جاؤ گی، اور وہ دن دور نہیں۔۔) (نمل نے خود کو مرار میں
دیکھتے ہوئے کہا۔۔ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اس نے اپنی کتاب کو نرمی سے اٹھایا۔۔ پھر المیر

خان کی تصویر کو ایک نظر دیکھا، جو سائڈ ٹیبل پر رکھی تھی۔ اس کا دل زورو سے دھڑکا۔ لیکن پھر بیگ کندھے پر ڈال کر باہر نکل گئی۔ حویلی میں خاموشی تھی۔۔۔ شاید المیر خان رات سے حویلی نہیں آیا تھا۔ ایک ملازم (غلام بخش) گیٹ کے پاس موجود تھا، جیسے وہ روز کا معمول میں ہوتا تھا۔ "گاڑی نکالے"۔ نمل اپنی کتاب کو سینے سے لگائے بولی۔۔۔ "جی۔۔۔" وہ خاموشی سے گاڑی نکالنے کے لیے چلا گیا۔ "بی بی جی گاڑی نکال دی ہے۔" غلام بخش نے گاڑی نکالتے ہی نمل کو اطلاع دی۔۔۔ نمل نے اثبات میں سر ہلایا۔ "مجھے کیز دیں۔۔۔" نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ "آپ خود جائے گی"۔ اس نے نظریں اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ "جی۔۔۔" نمل نے اس سے چابیاں پکڑی۔ اور کچھ قدم آگے بڑھی ہی تھی۔ کہ پھر سے روکی۔ "آپ کے صاحب کہاں گئے ہیں۔۔۔" نمل نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔ "وہ رات سے نہیں آئے۔۔۔" غلام بخش کے اتنا بولنے کی دیر تھی۔ کہ وہ گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ نمل گاڑی لیے حویلی سے نکل گئی۔۔۔ نمل جیسے ہی کار سے اتری، اس کے گرد سہیلیوں کا شور مچ گیا۔۔۔ "نمل! یار تو آگئی۔۔۔ واہ واہ! آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔" سنا ہے تیرا نکاح ہو گیا؟"

"اور وہ بھی ایس پی المیر خان سے؟" "علیزے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ آخر وہ اب ان کو کیا بتاتی۔۔۔" ہاں، ہو گیا ہے۔۔۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔ آمنہ آگے بڑھی۔۔۔ "یار تمہاری قسمت تو چمک گئی۔۔۔ پولیس آفیسر، وہ بھی

اتنے خوب رو اور رعب دار۔۔۔ہائے"...آمنہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہہ
بھری۔۔نمل کی مسکراہٹ جیسے پل بھر کو رک گئی۔"رعب دار ہے نا۔۔"علیزے نے
اس کی طرف دیکھا۔۔"ہاں۔۔۔ رعب دار تو ہیں۔۔۔"نمل بولتے ہوئے آگے
بڑھی۔۔آمنہ نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔۔"چلو کلاس میں چلیں، آج تو ہماری
میڈم نمل خانم آگئی ہیں۔۔۔"آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔اور تینوں اندر کی طرف بڑھ
گئی۔۔

نمل نے جوس کا گلاس ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۔اس نے بیگ میں سے موبائل نکالا۔۔اور
المیر خان کا نمبر سکروٹنگ کرنے لگی۔۔کوئی کال نہیں تھی۔۔اس نے دل ہی دل میں
شکر کیا۔۔کہ شاید وہ حویلی نہیں آیا۔۔"کیا بات ہے؟ مسٹر ایس پی کو میسج نہیں کرتیں
آج کل؟"اسی لمحے آمنہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔"ن۔۔نہیں ایسا کچھ نہیں
ہے۔۔"نمل کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔"کیا بات ہے۔۔ایس پی صاحب کے رنگ میں
رنگ رہی ہوں۔۔"علیزے نے اس چھیڑا۔۔"ایسا کچھ نہیں ہے...فضول نہ بولو"...نمل
سنجیدگی سے بولی۔۔نمل ان دونوں کے قریب سے اٹھی۔۔"ٹائم ہو رہا ہے۔۔چلتی
ہوں۔۔"نمل جلدی سے بولی۔۔اور کیفے سے نکلی۔۔نمل جلد بازی میں نکل ہی رہی
تھی۔۔کہ کسی کے ساتھ ٹکرائی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

اپیٹوڈ نمبر 1_122

نمل جلد بازی میں نکل ہی رہی تھی۔۔ کہ کسی کے ساتھ
ٹکرائی۔۔۔ "ا۔۔ ایم۔۔ سوری۔۔" نمل کی کتابیں نیچے گری تھی۔۔ جنہیں اٹھاتے نمل
جلدی سے بولی۔۔ نمل نے کتابیں اٹھاتے ہوئے اوپر دیکھا۔۔ تو کچھ پل کے لیے اسے
یقین نہیں ہوا۔۔ پھر نمل مسکراتے ہوئے سیدھی ہوئی۔۔ "تم۔۔" عادل مسکراتے ہوئے
بولا۔۔ اس نے نمل کو اوپر سے نیچے تک گھورا تھا۔۔ نمل کچھ بولے بنا آگے کی طرف
بڑھی۔۔ "امید نہیں تھی۔۔ کہ تم آؤ گی۔۔" عادل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل
روکی۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔

"Becoming a doctor is my dream and I will fulfill it."

(ڈاکٹر بننا میرا خواب ہے، اور میں پورا کر کے رہوں گی۔) (نمل اس کی طرف دیکھے بنا
بولی۔۔ "اس دن کے لیے سوری میں بہک گیا تھا۔۔" عادل نے نمل کی طرف دیکھتے
ہوئے شرمندگی سے کہا۔۔ نمل کی آنکھوں کے سامنے اس دن والا منظر آیا تھا۔۔ "یہ

سب اب فضول ہے.. مجھے فرق نہیں پڑتا.. نمل سنجیدگی سے بولی۔۔ "لیکن کیوں، تم تو مجھ سے محبت کرتی ہوں نا"۔۔ عادل نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ نمل نے اس کا ہاتھ بری طرح سے جھٹکا۔۔ اس نے اس کے ہاتھ کو اچھوت کی طرح جھٹکا تھا۔۔ "نمل یار"۔۔... عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "عادل میں یہاں پڑھائی کرنے آتی ہوں"۔۔ نمل سنجیدگی سے بولی۔۔ "ہائے عادل"۔۔ آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "ہائے"۔۔ عادل نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔ نمل باہر کی طرف بڑھی۔۔ "Namal, try to understand me" عادل نے اس کا راستہ روکا۔۔ "کیا چاہتے ہوں، تمھاری وجہ سے میری زندگی برباد ہو گئی ہے"۔۔ نمل غصے سے چلائی۔۔ کافی سٹوڈنٹ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔ "یار، میں سب ٹھیک کر دوں گا"۔۔ عادل نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا ٹھیک کرو گے، بولو، میرا نکاح ہو گیا ہے"۔۔ نمل ایک ہی سانس میں غصے سے بولی۔۔ "تمھارا نکاح ہو گیا"۔۔... عادل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں، اور اگر ان کو پتہ چلا، تم نے میرا راستہ روکا، وہ تمھاری جان لے لے گے"۔۔ نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "اس ایس پی سے ہوا ہے"۔۔... عادل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں"۔۔ نمل بس اتنا ہی بولی۔۔ "اس سے طلاق دلوائے کر تم سے نکاح کرو گا"۔۔ عادل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل کی آنکھیں لمحہ بھر کو حیرت سے پھیلیں۔۔ جیسے کسی نے اس کے وجود پہ تیزاب پھینکا ہو۔۔ وہ چند لمحے خاموشی سے عادل کو دیکھتی رہی، پھر آہستہ سے مسکرائی۔۔ ایک تلخ، بے رحم مسکراہٹ۔۔ "تمھیں کیا لگتا ہے

عادل۔۔ نکاح کوئی مذاق ہے؟ یا میری زندگی تمہارے کھلونے کی طرح ہے؟ "اس کی آواز مدہم مگر کاٹ دار تھی۔۔" میں جانتا ہوں میں نے غلطی کی نمل، لیکن میں سنبھال لوں گا سب کچھ، تمہارے لیے۔۔۔" عادل نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھامنا چاہا، مگر نمل نے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔ "خبردار! جو دوبارہ میرے قریب آنے کی کوشش کی۔۔۔ یہ یونیورسٹی ہے، کوئی پرانی گلی نہیں، جہاں تم جیسے لوگ منہ اٹھا کر کسی کی عزت کا تماشہ بنا دیں۔۔" نمل بلند آواز میں بولی۔۔ ارد گرد موجود طلبہ کی نظریں اور بھی مرکوز ہو چکیں تھیں۔ نمل کی آواز کانپ رہی تھی، مگر لہجہ مضبوط تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے، میں کمزور ہوں؟" نمل نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "میں نے تمہاری ذلت کو جھیل لیا، تمہاری بے وفائی کو سہہ لیا، اب میری زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہیں۔" نمل نم آنکھوں سے بولی۔۔ عادل بے بس سا کھڑا رہا۔۔ نمل نے گہری سانس لی۔۔ "آخری بار سمجھا رہی ہوں، اگر میرے راستے میں دوبارہ آئے، تو تمہاری عزت کا جنازہ یہیں نکلے گا۔۔ اور اگر المیر خان تک بات گئی، تو تمہیں خود اپنے سائے سے ڈر لگے گا۔" نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اس کی آنکھوں میں اب کوئی لرزش نہ تھی۔۔ نمل پلٹی، اور تیز قدموں سے یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ عادل کچھ دیر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا، پھر مٹھیاں بھینچتے ہوئے سر جھکا گیا۔۔

نمل تیزی سے یونیورسٹی سے باہر نکلی۔ دھڑکن بے ترتیب، سانسیں بوجھل۔ وہ جلد از جلد حویلی پہنچنا چاہتی تھی۔

گاڑی کی طرف بڑھی، بیگ میں ہاتھ ڈالا—لیکن کیز غائب تھیں۔

"یا اللہ!" وہ بڑبڑائی، چہرے پر پریشانی کی جھلک نمایاں ہوئی۔ اس کے چہرہ پہ پریشانی چھائی تھی۔ کہ وہ اب کیسے جائے گی۔ تبھی ایک سرد، گونج دار آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "کیا ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ میری خرگوشی"۔۔ المیر خان کی سرد آواز گونجی۔۔ نمل جیسے جم سی گئی۔ اس آواز کو وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ اس کے قدم جیسے زمین سے چپک گئے ہوں۔۔ اس کی سانسیں تیزی سے چل رہی تھی۔۔ المیر خان اس کے بالکل قریب آکر کھڑا ہوا۔ کہ کسی پہ بھی اب اس کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔۔ المیر خان اس کے چہرہ پہ اپنی سرد سرخ نظریں جمائے کھڑا تھا۔۔ المیر خان کی سانسیں نمل کو اپنی پیشانی پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔ "نمل تمہاری کیز"۔۔ عادل کی آواز پہ نمل نے تھوک نگلا۔ اس کی سانسیں گہری ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے ایک نظر نمل پہ ڈالی۔ اور پھر کچھ سوچے سمجھے بنا ہی عادل کے چہرہ پہ اپنا ہاتھ کا مکہ بناتے مارا۔ نمل نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھا۔ جبکہ عادل اس کے لیے تیار نہ تھا۔ لڑکھڑا کر زمین پہ گرا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے اس کا گریبان پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔۔ "تجھے سمجھایا تھا۔ اس سے دور رہنا، ورنہ جان سے جائے گا۔" المیر خان اس کی گردن اپنا ہاتھ میں دبوچتے ہوئے غرایا۔ عادل خود کو چھروانے کی کوشش کر

رہا تھا۔ لیکن المیر خان جیسے باڈی بلڈر کے سامنے وہ کچھ بھی نہ کر سکا تھا۔ پاس ہی
 کھڑے گارڈ نے المیر خان سے عادل کو چھروایا۔ "سر آپ یونیورسٹی کے باہر یوں
 ہنگامہ نہیں کر سکتے۔" گارڈ المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔ گارڈ بھی ایک پل کے لیے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں سے خوفزدہ ہوا
 تھا۔ المیر خان نے زمین پہ گری کیز اٹھائی۔ اور نمل کی طرف بڑھا۔ المیر خان نے اس
 کی طرف بڑھتے اس کی کلائی دبوچی اور اپنی بائیک کی طرف بڑھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے
 نہیں جانا"۔ نمل اپنی کلائی چھروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔ "پھر کہوں کیا کہا ابھی تم نے"۔ المیر خان نے اس
 کی طرف دیکھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے طلاق چاہیے۔" نمل اپنی لڑکھرائی زبان سے بولی۔ دل ڈر
 کے مارے باہر نکلنے کو تیار تھا۔ "طلاق چاہیے"۔ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔ نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔ "حویلی چل کر دیتا ہوں تمہیں طلاق"۔ المیر خان
 اسے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے آگے کی طرف بڑھا۔ "نہیں۔۔م۔۔ مجھے پتہ
 ہے۔ وہاں ط۔۔لا۔۔طلاق۔۔ن۔۔ نہیں دو۔۔گے۔۔م۔۔ میری س۔۔ سانسیں تک روک
 دو گے۔" نمل کانپتے ہوئے بولی۔ المیر کچھ بولے بنا اس کی کلائی پکڑے آگے کی
 طرف بڑھا۔ "بیٹھو"۔ المیر خان بائیک پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ نمل کانپ رہی
 تھی۔ "بیٹھو"۔۔۔ المیر خان دھاڑا تھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے ب۔۔ بیٹھنا۔۔ن۔۔ نہیں
 آتا۔" نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔ اور اسے اپنے

آگے بٹھایا۔ اور بانیگ سٹارٹ کرتے حویلی کی طرف رخ کیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ نمل کو المیر خان کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ المیر خان نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کی تھی۔ نمل کا سر المیر خان کے چوڑے سینے سے لگا۔ اس کا سر چکرانا شروع ہوا تھا۔ نمل نے المیر خان کی شرٹ کو ہلکا سا دو بچتے ہوئے پکڑا۔ "آ۔۔ آ۔۔ آہستہ۔۔۔ ج۔۔ چلائے"۔ نمل نے ایک ہاتھ سے اپنی کتابوں کو پکڑا ہوا تھا۔ وہ سر اٹھائے بنا بولی۔ "فکر نہ کرو، اتنی سی سپیڈ سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ نمل خاموش ہو گئی۔ اتنا وہ جان چکی تھی۔ کہ اب اس کی موت پکی ہے۔ المیر خان کی بانیگ حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔ نمل کی سانسیں روکنے کو تھی۔ المیر خان نے اس بانیگ روکتے نمل کی کلائی پکڑتے اسے گائیک سے نیچے اتارا۔ نمل بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی طرف بھاگی۔ المیر خان بانیگ سے نیچے اترا۔ "گاڑی لے آؤ"۔ المیر خان نے پاس ہی کھڑے غلام بخش کی طرف کیز پھینکی۔ اور خود اندر کی طرف بڑھ گیا۔ المیر خان سنجیدگی سے اندر کی طرف بڑھا۔ المیر خان روم تک آیا۔ اور دروازہ کھولنے کے لیے نیب پہ ہاتھ رکھا۔ لیکن اس گھوماتے ہوئے اسے احساس ہوا تھا۔ کہ دروازہ اندر سے لوکڈ ہے۔ "نمل دروازہ کھولو"۔ المیر خان نے دروازہ پہ دستک دی۔ لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ المیر خان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ "نمل"۔ المیر خان دھاڑا

تھا۔ نمل جو کہ اندر بیڈ پہ بیٹھی رو رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ لیکن پھر ہچکیاں لیتے ہوئے چہرہ گھٹنوں میں چپھا گئی۔

"Open the door, Namal, otherwise no one will be worse than me."

(نمل دروازہ کھولو، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا)۔ المیر خان دروازہ پہ ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔ اور پھر دوسرے روم کی طرف بڑھا۔ اور سیئر کیز لیتے واپس آیا۔ المیر خان نے کیز لگائی۔ دروازہ کھولا تھا۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ نمل جو کہ بیڈ پہ بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پوری کھولیں تھیں۔ نمل المیر خان کو دیکھتے دھڑکتے دل سے بیڈ سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی ہی تھی، کہ المیر خان نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کر لیا۔ "مجھ سے بھاگ نہیں سکتی، کتنی بھی کوشش کر لوں"۔ المیر خان اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔ "دروازہ کیوں بند کیا تھا"۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔ "م۔۔م۔۔ مجھے ڈ۔۔ڈ۔۔ ل۔۔ لگ۔۔ رہا تھا"۔ نمل اپنی پلکیں جپھکتے ہوئے بولی۔ اور ایسا کرتے المیر خان کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ "ہم۔۔ مجھ سے ڈر لگ رہا تھا"۔ المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔ "آ۔۔آ۔۔ آپ۔۔س۔۔ سے"۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "مجھ

سے ڈر لگ رہا تھا۔"۔۔۔المیر خان نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔نمل نے
 ہمی میں سر ہلایا۔۔۔آنکھوں میں لب و لب پانی آیا تھا۔۔۔"آنسو نہیں نکلنے چاہیے۔۔۔اگر
 تمہارا ایک بھی آنسو نکلا، مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"۔۔۔المیر خان اس کی ٹھوڑی کو سختی
 سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔نمل نے پھر سے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔"گوڈ"۔۔۔المیر خان نے
 اس کی طرف دیکھا۔۔۔"اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم حویلی سے باہر کیوں نکلی"۔۔۔المیر خان
 اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔المیر خان بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔نمل اب بالکل اس کے سامنے
 کھڑی ہوئی تھی۔۔۔المیر خان نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔"جواب
 دو"۔۔۔المیر کا لہجہ اس قدر سخت تھا۔۔۔نمل خان کو اپنی روح نکلتی محسوس ہوئی
 تھی۔۔۔نمل کی نظریں نیچی تھیں۔۔۔پلکیں تیزی سے جھپک رہی تھیں جیسے وہ خود کو
 آنسو بہانے سے روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔المیر خان بیڈ پر بیٹھا، نمل کی کلائی
 تھامے اسے اپنے قریب کیے، اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔"جواب دو نمل۔۔۔تم
 حویلی سے باہر کیوں نکلی تھیں؟"

المیر کی آواز میں اب وہی سختی تھی، وہی بے رحم سنجیدگی جو نمل کے دل کی دھڑکن
 بڑھا دیتی تھی۔ نمل نے ہچکی لیتے ہوئے گہرا سانس لیا۔"بی۔۔۔یونی گئی تھی۔۔۔پ۔۔۔پڑھنے
 گئی تھی۔۔۔"اس نے کانپتی آواز میں جواب دیا۔۔۔"کس سے اجازت لی تھی؟"

المیر خان کی گرفت سخت ہوئی۔۔۔نمل کو اپنی کلائی ٹوٹتی محسوس ہوئی۔۔۔"آ۔۔۔آپ کی
 غیر موجودگی میں۔۔۔میں نے کسی سے اجازت نہیں لی"۔۔۔نمل نے دھیمی آواز میں ہچکی

لیتے ہوئے کہا۔۔"میں نے تمہیں منع کیا تھا"۔۔المیر خان نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔۔نمل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔لیکن المیر خان کی سرخ آنکھیں دیکھتے اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔

"میں پڑھنا چاہتی ہوں"۔۔نمل اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔المیر کی آنکھوں کی تپش لمحہ بھر کو کم ہوئی۔۔اس نے نمل کی ٹھوڑی کو نرمی سے تھاما۔۔

"تم اس عادل سے ملنے گئی تھی"۔۔المیر خان غصے سے بولا۔۔"ن۔۔نہیں"۔۔نمل نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔"گاڑی کی کیز اس کے پاس یوں ہی چلے گئی"۔۔المیر خان نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔"نن۔۔نہیں

و۔۔وہ۔۔ت۔۔تو۔۔م۔۔میں۔۔ٹ۔۔ٹکراگ۔۔گئی۔۔ت۔۔تھی"۔۔نمل نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔"تم اس سے ٹکڑا گئی"۔۔المیر خان نے استنزیاء نظروں سے اسے دیکھا۔۔نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔۔"کتنا اچھا اتفاق تھا"۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔"ن۔۔نہیں"۔۔نمل جلدی سے بولی۔۔"میں نے منع کیا تھا۔۔تم نے حویلی سے باہر قدم رکھا"۔۔المیر خان نے اس کے چہرہ پہ آتی لٹ کو اپنی انگلی کے گرد لپٹا کر اس کی طرف دیکھا۔۔نمل اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔۔ایک ہی بات کا جواب اس نے کتنی بار دیا تھا۔۔"م۔۔مجھے

پ۔۔پڑ۔۔پڑھنے۔۔دے۔۔م۔۔میں۔۔آ۔۔آپ۔۔ک۔۔کے۔۔س۔۔ساتھ

ب۔۔ بھی رہ۔۔ ل۔۔ لوں۔۔ گ۔۔ گی۔۔ "نمل ہجکی لیتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔" تمہیں کیا لگتا ہے، تمہاری اس شرط کوئی اہمیت ہے، میرے سامنے "۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل نے ہی میں سر ہلایا۔۔" تمہیں لگتا ہے، کہ میں تمہاری یہ شرط مان لوں گا "۔۔ المیر خان نے اس کی ٹھوڑی پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔ نمل نے تھوک نگلتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر سے ہی میں سر ہلایا۔۔ المیر خان نے ایک پل کے لیے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر گہرا سانس لیے بولا۔۔ "اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے "۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔ "آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ م۔۔ مجھ۔۔ س۔۔ سے۔۔ م۔۔۔۔۔ محبت۔۔ ک۔۔ کرتے۔۔ ہے۔۔" نمل اپنی انگلیوں کی طرف نظریں جمائے بولی۔۔ المیر خان کے گلے میں گلٹی بن کر معدوم ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ وہ جان کر بھی انجان بنتی ہے۔۔ یہ بات اس کے دل پہ لگی تھی۔۔ "میری خرگوشی تم بہت معصوم ہوں، باخدا تمہاری اسی ادا پہ میں فدا ہوں "۔۔ المیر خان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل کی پلکیں لرزی تھی۔۔ اس نے نظریں اٹھا کر المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان پہلے سے ہی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ کالی آنکھیں براؤن آنکھوں سے

ٹکرائی۔۔ اور دل زور و شور سے دھڑکے تھے۔۔ وقت جیسے تھم گیا تھا۔۔ نمل اپنی نظریں جھکا گئی۔۔ "تم پڑھنا چاہتی ہوں "۔۔ المیر خان اس کے قریب ہوا۔۔ "ج۔۔ جی۔۔" نمل جلدی سے بولی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔ "ٹھیک ہے، تم

پڑھو..."المیر خان بول ہی رہا تھا، کہ نمل بولی۔۔"میں پڑھ سکتی ہوں..."نمل حیرانگی سے بولی۔۔"لیکن"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔"لیکن یہ کہ تمہیں اپنی بیوی ہونے کے فرض بھی نبھانے ہو گے"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔نمل کی آنکھیں پہلے ایک لمحے کے لیے پھیلیں پھر اس نے دھیرے سے سر جھکایا۔۔"م۔۔م۔۔م۔۔مجھے۔۔م۔۔منظور ہ۔۔ہے"۔۔نمل نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔۔"گوڈ"۔۔المیر خان مسکرایا۔۔"میں تمہاری خواہشات کا خیال رکھو گا، تو تم بھی میری خواہشات کو خیال رکھو گی"۔۔ہم"۔۔المیر خان نے تھوڑا سا سر جھکایا اور بولا۔۔نمل نے بھاری ہوتی پلکوں سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی دیکھ نہ سکی تو ہلکا سا سر ہلا گئی۔۔المیر خان مسکرایا۔۔المیر خان اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھا۔۔"یہاں آؤ"۔۔المیر خان نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔نمل بیڈ سے اٹھی۔۔اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے المیر خان کی طرف آئی۔۔"بیٹھو"۔۔المیر خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔نمل بیڈ پہ بیٹھی۔۔اس کے اور المیر خان کے درمیان فاصلے تھا۔۔المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔"تم میری بیوی ہوں، یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔تم اب نمل المیر خان ہوں۔۔میرے نکاح میں ہوں، اگر کبھی تم نے مجھے دھوکہ دینے کا سوچا، تو المیر خان تمہاری ایک ایک سانس بے دردی سے کھینچے گا"۔۔المیر خان کا لہجہ سرد تھا۔۔نمل نے ہلکے سے سر ہلایا۔۔المیر خان کی آواز دھیمی تھی مگر لہجہ ایسا کہ جیسے پتھر پہ لکیر ہو۔ اس نے نمل کی ٹھوڑی کو نرمی سے

پکڑ کر اس کی نظریں خود پر مرکوز کیں۔۔۔"اگر کبھی تم نے میری بات نہ مانی، یا مجھ سے چھپ کر کچھ کرنے کی کوشش کی، تو... میں وہ المیر بن جاؤں گا، جسے تم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔"المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔نمل کی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔المیر خان نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے وہ اپنے اندر کے طوفان کو قابو میں لا رہا ہو۔۔۔نمل اس کی مرضی کے بنا حویلی سے باہر نکلی۔۔۔اور عادل کو یاد کرتے اس کے ہاتھ ریگیں صاف واضح ہو رہی تھی۔۔۔"م۔۔۔م۔۔۔میں ج۔۔۔جاؤ۔۔۔نمل اس کے ہاتھ کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔اس کے ہاتھ کی سبز ریگیں صاف ظاہر تھی۔۔۔"ابھی تو تمہاری ڈیوٹی شروع ہوئی ہے۔۔۔المیر خان مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔نمل نے ایک ساتھ ہی ناجانے کتنی دفعہ پلکیں جھپکیں۔۔۔المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے بالکل قریب کیا۔۔۔نمل نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔"تم بہت خوبصورت ہوں، اقر میں تمہاری اس خوبصورتی کا دیوانہ ہوں۔۔۔المیر خان اس کے بال کان کے پیچھے ارستے ہوئے بولا۔۔۔نمل کا دل حلق میں آ گیا تھا۔۔۔اس کی پلکیں لرز رہی تھیں، وہ المیر خان کی نظروں میں کچھ ایسا دیکھ رہی تھی جو اسے مکمل طور پر ساکت کر چکا تھا۔ ایک ایسی شدت، ایک ایسی تپش جو اس کے جسم و جاں کو ہلا رہی تھی۔۔۔وہ خاموش تھی، جیسے الفاظ اسے چھوڑ گئے ہوں۔۔۔"مجھے تمہارا یہ خاموشی سے سر جھکانا بہت پسند ہے نمل۔۔۔"المیر خان نے نرمی سے کہا، لیکن لہجے میں وہی دبدبہ، وہی شدت اب بھی موجود تھی۔۔۔"یہ خاموشی... یہ جھکی پلکیں... اور تمہارے کانپتے

ہاتھ "...اس نے نمل کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا۔۔"ج۔۔جی۔۔" نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔"چلو جاؤ...میرے لیے کافی لے کر آؤ"۔۔المیر خان اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا۔۔نمل جلدی سے بیڈ اتری۔۔اس کا دوپٹہ پاؤں میں الجھا تھا۔۔اس سے پہلے کہ نمل گرتی المیر خان نے اسے تھاما۔۔"دھیان رکھا کرو"۔۔المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔اسے اس کے پاؤں پہ کھڑا کرتے خود واشروم کی طرف بڑھا۔۔نمل نے گہرا سانس لیتے ہوئے واشروم کی طرف دیکھا۔۔اور پھر دل پہ ہاتھ رکھا۔۔اسے احساس ہوا تھا۔۔کہ المیر خان اور عادل کے چھونے میں بہت فرق ہے۔۔"جب عادل نے چھوا، اس وقت میرا وجود کانپ رہا تھا۔۔لیکن المیر خان کے چھونے پہ وہ صرف خوف سے کانپی تھی۔۔نمل باہر نکلی۔۔المیر خان فریش ہو کر روم میں آیا۔۔اس نے اپنی کمر کے گرد ٹاول باندھا ہوا تھا۔۔المیر خان کا موبائل جو کہ ٹبیل پہ پڑا بج رہا تھا۔۔اس نے نام دیکھتے کال ریسو کی۔۔اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔"بول عالم"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔"کینے کہاں دفع ہوا ہے.. نظر ہی نہیں آیا۔۔"جان عالم کی آواز موبائل گونجی تھی۔۔"اب کہاں نظر آئے گا، اس کینے کی شادی ہو گئی..یار شادی کے بعد بڑے بڑے بدل جاتے، یہ تو پھر ایس پی المیر خان صاحب ہے۔۔"غزنوی کی بھی آواز موبائل پہ گونجی۔۔گروپ کال تھی۔۔جس میں غزنوی، جان عالم اور زرغام تینوں تھے۔۔"نہ کر یار، تجھے کیا پتہ یہ عشق بھی کیسے کیسے خوار کرواتا ہے"۔۔المیر خان گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔"نمل کیسی ہے"۔۔اب کی بار

زرغام خان کی آواز گونجی تھی۔۔ "تیری بیٹی نے میرا جینا حرام کیا ہوا ہے"۔۔ المیر خان نے مرار میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں"۔۔ غزنوی کی آواز پہ المیر خان نے موبائل میز پہ رکھا۔۔ "یار مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا جس سے میری بیوی مان جائے"۔۔ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں"۔۔ المیر خان نے ڈریسنگ مرار پہ ہاتھ رکھے۔۔ "یار قسمے بیوی کو منانا ہوں۔۔ تو اسے کھانا بنا کر کھلا دے۔۔ پیٹ کے راستے سے دل تک پہنچتے ہیں"۔۔ جان عالم ہستے ہوئے بولا۔۔ "رہن دے تو ایڈی میری اماں نہ بن"۔۔ المیر خان موبائل کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ وہ اس کے جواب پہ بدمزہ ہوا تھا۔۔ اور موبائل پہ ان تینوں کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔۔ "چل یار مر نہ فری ہو کر یہاں پہنچ"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "چل ٹھیک ہے"۔۔ المیر خان نے موبائل پکڑا۔۔ "آہہ۔۔" نمل چینی تھی۔۔ المیر خان اس کی چینج پہ پلٹا۔۔ نمل جو کہ اس کے لیے کافی لے کر آرہی تھی۔۔ دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ پہ گری تھی۔۔ اور وہ چینی تھی۔۔ کپ بھی ہاتھ میں سے گرا تھا۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔۔ "کیا کرتی ہوں"۔۔ تمہیں نظر نہیں آتی"۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ جس پہ کافی گری تھی۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہو چکی تھی۔۔ المیر خان پاس پڑا جگ اس کے ہاتھ پہ انڈیل چکا تھا۔۔ "کوئی کام کرنا نہیں آتا۔۔" المیر خان اسے بیڈ کی طرف لاتے ہوئے بولا۔۔ "المیر خان نے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے اندر سے فرسٹیٹ بوکس لیے نکلا۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ پہ جیل لگائی۔۔ "کیا پہلے کوئی کام نہیں کرتی تھی"۔۔ المیر خان نے اس

کی طرف دیکھا۔ "ن۔۔ نہیں"۔۔ نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔ "چلو تم آرام کرو"۔۔ المیر خان اسے کندھوں سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگواتے ہوئے بولا۔ المیر خان دروازے کی طرف بڑھا۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ٹاول اپنے گرد باندھ کر باہر جا رہا تھا۔ "و۔۔ و۔۔" نمل نے کچھ بولنا چاہا۔ لیکن وہ بول نہ سکی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو اچکائی۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر نظر جھکا گئی۔ "دروازہ بند کرنا جا رہا ہوں"۔۔ المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور دروازہ بند کرتے المیر خان نے صوفے پر سے اپنے کپڑے اٹھائے۔ نمل نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔ المیر خان واشروم کی طرف بڑھا۔ نمل نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔ اسے لگا تھا کہ شاید وہ روم میں کپڑے چینج کرے گا۔ لیکن وہ جا چکا تھا۔ المیر خان کپڑے چینج کر کے روم میں آیا۔ المیر خان نے دروازہ ان لوکڈ کیا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ "روم صاف کر دو"۔۔ المیر خان ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور خود باہر نکل گیا۔

-----س "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_124

ورشاں جان عالم کے سینے سے سر ٹکائے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ اس کے سینے سے سر
 ٹکائے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو تھے، جو بے مول ہو کر جان عالم
 کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔۔ جان عالم نے گہرا سانس لیتے ورشاں کے گرد
 حصار بنایا۔۔ ورشاں بری طرح سے اس کے ہاتھ جھٹک گئی۔۔ "ہاتھ مت لگائے
 مجھے"۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے سر اٹھایا۔۔ جان عالم نے اس کے آنسو صاف کرنے
 کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔ ورشاں پھر سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔ "مت جھٹکا کرو، جب تم
 یوں کرتی ہوں، دل چاہتا ہے کہ تمہاری ایک ایک سانس اپنے لبوں میں دبا دو"۔۔ جان
 عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "آ۔۔ آ۔۔ آپ ایسا کیسے کر سکتے
 ہیں"۔۔ ورشاں نے بے یقینی سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "تمہیں یقین
 نہیں مجھ پر"۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔۔ "نن۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ نہیں یقین"۔۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔ لفظ تھے کہ
 ٹوٹ کر ہونٹوں سے ادا ہوئے تھے۔۔ اس کے ہونٹ کپکپا رہا تھے۔۔ "آپ کیسے کر سکتا
 ہے"۔۔ ورشاں نے روتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "میری بات سنو"۔۔ جان عالم
 نے ورشاں کی طرف بڑھنا چاہا۔۔ "نہیں سننی مجھے آپ کی کوئی بھی بات۔۔ جھوٹ سب
 کچھ جھوٹ بولتے ہے"۔۔ ورشاں روتے ہوئے پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ جان عالم ایک ہی
 جست میں اس تک پہنچا۔۔ اور اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب
 کیا۔۔ "شش"۔۔ جان عالم اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ "میں کیوں کرو

چپ، نہیں کرو گی۔۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔ "سب بتاؤ گا، پہلے رونا بند کرو۔۔ جان عالم ورشاں کے آنسو ہاتھوں سے صاف کیے۔۔" کیا بتائے گے، کون تھی.. کیا لگتی تھی.. یہ بتائے گا.. مجھے نہیں سننا۔۔ ورشاں چلائی تھی۔۔ "آواز کم کرو، جان حیات۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔" مت چھوئے مجھے۔۔ ورشاں جان عالم کو پیچھے دکھلتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ کمرے میں دونوں کی سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔ تبھی ایک آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔ جان عالم کا موبائل پھر سے بجنا شروع ہوا تھا۔۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے اپنا موبائل پکڑا۔۔ اور کال ریسو کی۔۔ "ہیلو!" جان عالم کال ریسو کرتے ہی بولا۔۔ ورشاں نے آگے بڑھتے جان عالم کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے کال سپیکر پہ کی۔۔ "آجائے.. پلیز"۔۔ ایک مدھم سی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہوں۔۔ کہ کیا یہ بھی جھوٹ ہے۔۔ "میں آپ کا ویٹ کر رہی ہوں"۔۔ پھر سے موبائل پہ آواز گونجی تھی۔۔ ساتھ ہی موبائل پہ کسی کے کھانسنے کی آواز گونجی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں سے موبائل پکڑنا چاہا۔۔ ورشاں نے موبائل سامنے دیوار پہ مارا تھا۔۔ "جان حیات"۔۔ جان عالم حیرانگی سے بولا۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا، کہ وہ کچھ ایسا کرے گی۔۔ "کیا ہوا.. برا لگا"۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ "میری

امیدیں توڑی ہے.. سوچ بھی نہیں سکتی تھی، آپ کچھ ایسا کر سکتے ہیں"۔ ورشاں پیچھے جو ہوتے ہوئے بولی۔ "کیا کیا میں نے بتاؤ؟" جان عالم اس کی طرف بڑھتے اسے دیوار سے لگا گیا۔ "ابھی بھی کچھ بتانا باقی ہے"۔ ورشاں جان عالم کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔ "بتاؤ کیا دیکھ لیا، جو اس طرح سے ریکٹ کر رہی ہوں"۔ جان عالم نرمی سے بولا تھا۔ وہ ورشاں سے غصے سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ "ابھی جو سنا، کیا وہ کم تھا"۔ ورشاں نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ جان عالم کچھ نہیں بولا تھا۔ "آپ کا اتنی جلدی دل بھر گیا"۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھے تھے۔ "کچھ بھی بولے جا رہی ہوں"۔ جان عالم اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔ "آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"۔ آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا کہ میرا یہ میرا بچے کا کیا ہو گا"۔ ورشاں جان عالم کی طرف سر اٹھائے دیکھتے بول رہی تھی۔ "ک۔۔ ک۔۔ کتنی د۔۔۔ د۔۔۔ ف۔۔۔ ع۔۔۔ ا۔۔۔ ا۔۔۔ س کے قریب گئے ہیں"۔ ورشاں نے ٹوٹے لفظوں سے سوال کیا۔ جان عالم بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "بیمار ہو جاؤ گی.. سکون سے لیٹ جاؤ"۔ جان عالم نرمی سے ورشاں کی کلائی پکڑتے ہوئے بولا۔ "میں یہاں نہیں تھی، تو اس کے پاس جاتے تھے"۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ اب اس کی طرف نہیں تھا۔ "جان حیات تم کچھ نہیں جانتی، اسی لیے خاموش ہو جاؤ"۔ جان عالم بے حد پیار سے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "میں کچھ جاننا نہیں چاہتی.. آپ کے اور اس کے

ب۔۔ب۔۔بچ۔۔ے۔۔ بھی ہے۔۔" ورشاں کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔" جان
 حیات۔۔" جان عالم نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور اسی لمحے چہرہ دوسری طرف
 کر گیا۔۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔۔ اور جان عالم نہیں چاہتا تھا۔۔ کہ
 ورشاں اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے۔۔ "بتائے۔۔" ورشاں نے جان عالم کا چہرہ اپنی طرف
 کیا۔۔ "جان حیات بس کرو۔۔" جان عالم آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا۔۔ "آنکھیں بھی
 نہیں ملا سکتے۔۔" ورشاں کی آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ "مجھ
 سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔" ورشاں کی آواز میں نمی تھی۔۔ "جان حیات پاگل ہو گئی
 ہوں۔۔" جان عالم اب کی دفعہ غصے سے بولا۔۔ "آپ نے کر دیا۔۔ مجھے دھوکہ دے
 کر۔۔" ورشاں نے گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔ "مجھ پر یقین نہیں۔۔" جان عالم نے
 اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔ "بلکل بھی نہیں۔۔" ورشاں نے اسی لمحے جواب
 دیا۔۔ "مت کرو، میں بھی نہیں چاہتا کہ تم مجھ پر یقین کرو۔۔" جان عالم کا لہجہ سپاٹ ہوا
 تھا۔۔ "آپ ایسے نہیں تھے۔۔" ورشاں نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔ "اب ہوں۔۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ "مجھے جواب نہیں دے
 گے۔۔" ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جو دروازے کی طرف بڑھ رہا
 تھا۔۔ "نہیں۔۔" جان عالم پلٹا۔۔ "کیوں۔۔" ورشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔ قدم لڑکھڑا
 رہے تھے۔۔ "میں تمہارا جواب دے نہیں۔۔" جان عالم اس کے یوں کانپتے وجود کو دیکھ
 بھینچتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے اسے کندھوں سے تھامتے بیڈ پہ بٹھا

گیا۔۔ جان عالم اسے بیڈ پہ بیٹھاتے پھر سے پلٹا۔۔ "آپ میرے نہیں رہے"۔۔ ورشاں
 جان عالم کا ہاتھ پکڑا۔۔ "ایک بھی آنسو نہ نکلے۔۔ میرا دماغ خراب مت کرو"۔۔ اسے یوں
 روتے دیکھ جان عالم دھاڑا۔۔ ورشاں نے ہچکیاں لیتے ہوئے جان عالم کی طرف
 دیکھا۔۔ وہ اس پہ غصے بھی کر سکتا تھا۔۔ اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔ جان عالم کمرے کی
 وسط میں چکر لگا رہا تھا۔۔ ورشاں بیڈ پہ بیٹھی کانپ رہی تھی۔۔ کمرے میں صرف ورشاں
 کی ہچکیاں گونج رہی تھی۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھ سے ضرورت نہیں پوری ہو سکتی، اس لیے
 اس کے پاس جا رہے"۔۔ ورشاں نے خاموشی کو توڑا تھا۔۔ "ورشاں"۔۔ جان عالم پہلے سے
 بھی اونچی دھاڑا تھا۔۔ "کیوں سچ کہا۔۔ تو برا لگا"۔۔ ورشاں جان عالم کے مقابل آئی
 تھی۔۔ "اگر تم میرے بچے کی ماں بننے والی نہ ہوتی، تو تمہیں میں اچھے سے بتاتا"۔۔ جان
 عالم اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ "کیا میں آپ کی کچھ نہیں لگتی"۔۔ ورشاں نے
 اس کی طرف دیکھا۔۔ جو اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔ "بیوی ہوں میری"۔۔ جان
 عالم سرد لہجے میں بولا۔۔ "تو جواب دے مجھے"۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف بڑھتے اس
 کا گریبان پکڑتے ہوئے بولی۔۔ "نہیں دو گا۔۔ اب تو کوئی صفائی نہیں دو گا۔۔ جو تمہارا
 دل چاہتا ہے، تم سمجھو۔۔ جان عالم خان تمہیں کوئی جواب نہیں دے گا"۔۔ جان عالم اسے
 اپنے قریب کرتے سرد لہجے میں بولا۔۔ "کیوں نہیں دے گے۔۔ جواب دے
 مجھے"۔۔ ورشاں چینچی تھی۔۔ "ایک بات یاد کر لوں۔۔ میں کبھی بھی جواب نہیں دو
 گا"۔۔ جان عالم ورشاں کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے ہوئے بولا۔۔ "ٹھیک ہے۔۔ مت

دے، پھر چلے جائے۔۔ ورشاں پیچھے کو جاتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو بیڈ پہ جا کر لیٹ چکی تھی۔۔ وہ اوندھ منہ لیٹے رو رہی تھی۔۔ اس کا وجود کانپ رہا تھا۔۔ جان عالم اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے باہر نکلا۔۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پہ ورشاں ہچکیوں سے رونا شروع ہوئی تھی۔۔

نمل کلاس میں آکر بیٹھی۔۔ کلاس کے دوران بھی نمل کی توجہ بار بار بٹ جاتی۔ کتاب کھلی تھی، لیکچر جاری تھا، لیکن المیر خان کے الفاظ اس کے دل کے آس پاس گونجتے رہتے۔۔

"جب تم جاتی ہو... تو ایسا لگتا ہے جیسے کمرے سے روشنی چلی جاتی ہے... تم رہو تو سانسیں آسان لگتی ہیں..."

وہ ہر بار آنکھیں جھپک جھپک کر خود کو حقیقت کی زمین پر لاتی، لیکن خیالوں کا المیر خان بہت ضدی ہو چکا تھا۔۔ "نمل؟" نمل کو یوں کھوئے دیکھ کر غزل نے اسے پکارا۔۔ غزل کی آواز نے اسے چونکایا، جو اس کی ساتھ بیٹھی تھی۔ "کیا ہوا؟ کہاں کھوئی ہو؟" غزل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نمل نے ہلکی سی مسکراہٹ سے بات ٹالی۔ "کچھ نہیں، بس نیند پوری نہیں ہوئی شاید۔" نمل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ غزل نے بغور اسے دیکھا۔۔ "اور وہ تمہارے شوہر محترم؟ وہ ٹھیک ہیں؟" غزل نے

شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔ نمل کے چہرے پر سرخی اتر آئی، جیسے غزل نے چھپے ہوئے احساسات کو ہولے سے چھو لیا ہو۔۔۔ "وہ... وہ بہت خیال رکھتے ہیں۔" نمل کی آنکھوں کے سامنے کل کا منظر لہرایا تھا۔ اور ہونٹوں پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔ غزل نے ہنستے ہوئے سر ہلایا، "اللہ سلامت رکھے، تمہاری باتوں سے لگتا ہے دل کا بہت نرم ہے۔" غزل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نمل کی آنکھوں میں ایک چمک سی آ گئی، جیسے دل نے خود گواہی دی ہو — ہاں، نرم ہے... وہ شخص جسے کبھی سخت جانا تھا، آج دل کے تاروں پر انگلی رکھ کر بولتا ہے۔

یونی کا آخری پیریڈ ختم ہوا تو یونیورسٹی کے مرکزی گیٹ پر المیر خان پہلے سے موجود تھا۔ بائیک ایک طرف کھڑی تھی، اور وہ خود دیوار سے ٹیک لگائے، سیاہ چشمے میں آنکھیں چھپائے کھڑا تھا۔ نمل نے جیسے ہی اسے دیکھا، ایک لمحے کو رک گئی۔

"اتنی جلدی آگئے آپ؟" نمل اس کے قریب آتے ہوئے بولی۔

"مجھے تمہارا انتظار کرنا اچھا لگتا ہے۔" المیر نے چشمہ اتارا۔

"انتظار وہ کرتا ہے جس کے پاس صبر ہو، اور جس کا دل بے چین ہو وہ وقت سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔"... المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ نمل خاموش ہو گئی۔۔۔ کچھ الفاظ صرف دل کے کمرے میں ہی اچھے لگتے ہیں۔ المیر نے اس کا بیگ ہاتھ میں لیا۔ "چلو،

چلیں۔"المیر خان نے پھر سے چشمہ لگایا۔ نمل نے خاموشی سے بانیک پر بیٹھتے ہوئے عبایا کا پلو سنبھالا۔ المیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا، "اب تو عادت ہو گئی ہو گی، ہے نا؟" المیر خان ہنسی دبائے بولا۔۔ نمل نے مسکرا کر سر ہلایا، "جی، تھوڑی بہت۔" ہلکی سی مسکراہٹ کو اس کے ہونٹوں نے بھی چھوا تھا۔ راستے بھر خاموشی تھی۔۔ نمل کے دل کی دھڑکنیں دھڑک رہی تھی۔۔ کبھی المیر کی نظریں آئینے سے پلٹ کر اسے دیکھتیں۔ راستے میں ایک چھوٹا سا اسٹور آیا، المیر نے اچانک بانیک روکی۔ "یہاں رکو ذرا۔" المیر خان جلدی سے بانیک سے اترے۔ "کیا لینا ہے؟" نمل نے پوچھا۔ "بس ایک چھوٹی سی چیز۔" بول کر المیر خان آگے بڑھ گیا۔ وہ اسٹور کے اندر گیا، اور دو منٹ بعد واپس آیا۔ ہاتھ میں ایک چھوٹا سا خوبصورت پیکٹ تھا، جو سفید اور سنہری کاغذ میں لپٹا ہوا تھا۔ "یہ لو۔" المیر خان نے پیکٹ لا کر نمل کو پکڑایا۔ نمل نے حیرت سے دیکھا، "یہ کیا ہے؟" نمل حیرانگی سے بولا۔ "خود دیکھ لینا۔" المیر خان نے بول کر بانیک سٹارٹ کی۔۔ بانیک حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔ نمل اندر کی طرف بڑھی۔۔ المیر خان بھی اسی کے پیچھے تھا۔ روم میں آکر نمل نے عبایا اتار کر صوفے پہ رکھا۔ المیر خان نے نمل کا بیگ صوفے پہ رکھا۔ "یہ کیا ہے۔" نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "کھول کر دیکھ لو۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ نمل نے آہستہ سے ریپر کھولا، اندر ایک نہایت نفیس چاندی کا چین تھا، جس میں ایک چھوٹا سا لکی پتھر جگمگا رہا تھا۔ "یہ...؟" نمل کے الفاظ رک گئے۔ "یہ میری خرگوشی کے لیے... کیونکہ وہ

روشنی ہے میری دنیا کی۔" المیر خان نمل کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ نمل کی آنکھیں
بھیک گئیں۔ "اتنا سب کچھ کیوں کرتے ہیں میرے لیے؟ اگر..." آگے وہ کچھ بول نہ
سکی.. اور نظریں جھکا گئی۔ المیر خان نے دھیرے سے اس کے کان کے پیچھے بالوں کو
سمیٹا، "کیونکہ تم ہو... اور تمہارا ہونا ہی کافی ہے میرے لیے۔" المیر خان نے اس کے
کان میں سرگوشی کی۔ نمل نے اپنی پلکیں جھکا لیں۔ "میں اس قابل نہیں ہوں
شاید..." آواز میں نمی تھی۔ "تم میری زندگی میں سب سے قیمتی ہو، میری خرگوشی۔ جو
کھو دو تمہیں تو مجھ سے بڑھ کر غریب کوئی نہیں..." نمل کی پلکیں لرزنے لگیں...
آنکھوں میں ایک نمی سی تھی جو چپکے سے اس کی پلکوں پر ٹھہر گئی تھی۔ اس نے رخ
موڑ لیا، جیسے جذبات کو چہرے سے چھپانا چاہتی ہو، مگر المیر کی نظریں اس کی ہر
کیفیت سے واقف تھیں۔ "نمل..." المیر نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔ "میری محبت
تمہارے کسی شک یا سوال کی محتاج نہیں۔ یہ بغیر شرط کے ہے، بغیر توقع کے۔" المیر
خان نے اس کے چہرہ کو بغور دیکھا۔ نمل کی آنکھ سے ایک آنسو گال پر لڑکھڑایا۔ المیر
نے اپنی انگلی سے وہ آنسو سمیٹا، "یہ آنسو تم پر اچھے نہیں لگتے... ان کی جگہ صرف
مسکراہٹ ہونی چاہیے۔" المیر خان نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ نمل نے آہستہ سے سر جھکا
دیا۔ "مجھے سمجھ نہیں آتا آپ کو میری ذات میں ایسا کیا ملتا ہے..." نمل مدھم سی آواز
میں بولی۔ المیر نے پل بھر کو خاموشی اختیار کی، پھر اس کی پیشانی پر لب رکھے۔ "مجھے
تمہارے وجود میں وہ سکون ملتا ہے، جو برسوں سے مجھے نصیب نہیں ہوا..." المیر خان

نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔ کمرے کی فضا میں خاموشی گھل گئی، مگر وہ خاموشی ایسی تھی جو سب کچھ کہہ چکی تھی۔ المیر خان نے چین کے چھوٹے سے پینڈنٹ کو انگلیوں کے درمیان لیا اور آہستہ سے نمل کے گلے میں پہنایا۔ "یہ صرف تحفہ نہیں... یہ اس وعدے کی علامت ہے کہ جب تک یہ تمہارے پاس ہے، میرا دل تمہارے پاس ہے۔" بول کر المیر خان نے نمل کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔ نمل پوری کانپی تھی۔ وہ کانپتے ہوئے ہی کچھ قدم آگے کو ہوئی تھی۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ "عشق کرتا ہوں.. کبھی مجھ سے دور مت جانا.. سانس نہیں لے سکوں گا"۔ المیر خان نمل کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "کچھ کہوں"۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "ہمم کہوں"۔ المیر خان اس کی کلائی پکڑے بیڈ کی طرف بڑھا۔ "آ۔۔ آپ۔۔ کو کیا بولو"۔ نمل نظریں جھکائے بولی۔ "جو تمہارا دل چاہے"۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ "آپ بہت اچھے ہے"۔ نمل نے پلکیں اٹھا کر المیر خان کی طرف دیکھا۔ "وہ تو میں ہوں..."

المیر خان کی شوخی سے لبریز آواز پر نمل نے پل بھر کو نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، اور پھر فوراً جھکا لیں... جیسے اس کی ہنسی نے نمل کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دی ہوں۔ المیر نے آہستگی سے نمل کی کلائی کو اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ خود اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا، مگر فاصلہ وہی رکھا جو نمل کی جھجک سمجھتا

تھا۔ "میری خرگوشی... تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھیں، نا؟" المیر نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔ نمل نے آہستہ سے سر ہلایا، مگر نظریں اب بھی اس کے ہاتھوں پر جمی تھیں۔ "کہہ تو دیا... آپ بہت اچھے ہیں"۔ اس کی آواز جیسے خود اس کے گلے میں گھل رہی تھی۔ "اور؟" المیر نے جان بوجھ کر سوال کو اور نرم کیا۔ نمل نے ہچکچاتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا۔۔ پلکیں اٹھائی۔۔ اس سے پہلے وہ آگے کچھ بولتی دروازے پہ دستک ہوئی تھی۔۔ نمل نے جلدی سے کلائی چھروائی۔۔ اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔ "بھابی نیچے آپ کے لالا آئے ہے"۔ ملازمہ المیر خان کو دیکھتے نظریں جھکائے بولی۔۔ المیر خان خاصا بدمزہ ہوا تھا۔۔ "اسے بولو۔۔" اس سے پہلے کہ المیر خان آگے کچھ بولتا نمل باہر نکل چکی تھی۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔۔ اور پھر اٹھ کر باہر آیا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_124

المیر خان کمرے سے ابھی نکلا تھا۔۔ لیکن نمل نیچے جا چکی تھی۔۔ "لالا"۔۔ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "آپی"۔۔ شاہ در نے نمل کا ہاتھ پکڑا۔۔ نمک آریان کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔ نمل نے شاہ در کو گلے لگایا۔۔ "میرا شاہ کیسا ہے"۔۔ نمل کی آنکھوں میں نمی

آئی تھی۔۔ آخر کتنے وقت کے بعد وہ مل رہی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ المیر خان اوپر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ نمل کا رونا اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔ وہ چند ہی سیکنڈز میں نیچے آچکا تھا۔۔ "کیسے آنا ہوا، سالے صاحب"۔۔ المیر خان نمل کو یوں روتے دیکھ اسے کندھوں سے تھامتے اپنے مقابل کرتے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔ نظر اس کی آریان پہ تھی۔۔ "لالا"۔۔ شاہ در نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "کیسا ہے شیر"۔۔ المیر خان نے نمل کو صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے شاہ در کو اٹھایا۔۔ نمل ابھی بھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ المیر خان نمل کے ساتھ صوفے پر بیٹھا۔۔ "ڈونٹ کرائے۔۔ مائی ریٹ"۔۔ المیر خان ایک ہاتھ پیچھے کو لے جاتے نمل کی کمر کے گرد حصار بنا گیا۔۔ "تم جاؤ۔۔ جا کر تمہارا بھائی آیا ہے۔۔ کچھ کھلاؤ پلاؤ"۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمل سر ہی میں ہلاتے اندر کی طرف بڑھی۔۔ "وجہ یہاں آنے کی"۔۔ المیر خان نے شاہ در کے بالوں میں ہاتھ سہلاتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا۔۔ "سنا تھا، کہ جب داماد گھر آتے ہے۔۔ ان کی خدمت کرتے ہیں"۔۔ آریان نے فخر سے اپنا کالر ٹھیک کیا۔۔ "بلکل ہمارے یہاں گھر آئے داماد کی ٹھکائی کی جاتی ہے"۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی۔۔ اس سے پہلے کہ آریان بولتا۔۔ ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔ "لالا"۔۔ آواز صوفیہ کی تھی۔۔ جو اپنے روم سے نکلی تھی۔۔ آریان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ وہ بلیک کلر کا ٹوپ جو گھٹنوں سے اوپر تھا۔۔ جینز پہنے ہوئے تھی۔۔ بال اس کے کچھ کمر پر اور کچھ

شانوں پہ جھول لے رہے تھے۔۔ چہرہ میک اپ سے پاک۔۔ آریان خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جبکہ صوفیہ جو اپنے ہی دھیان باہر آئی تھی۔۔ المیر خان کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سائل پاس کی تھی۔۔ "جی بولو.. میری

جان"۔۔ المیر خان صوفیہ کی طرف اٹھ کر بڑھا تھا۔۔ "للا وہ مجھے شوپنگ پہ جانا ہے"۔۔ صوفیہ اریان کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے المیر خان کے بلکل آگے کھڑی ہوئی تھی۔۔ اریان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ "کب جانا ہے، میں لے جاؤ گا"۔۔ المیر خان نے صوفیہ کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔ "للا آج شام"۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "اوکے لے چلو گا"۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "تھینکس

للا"۔۔ صوفیہ المیر خان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔ اس کی نظر آریان پہ پڑی تھی۔۔ اریان نے مسکراتے ہوئے فائنلنگ کس کی تھی۔۔ صوفیہ کے گال دہک کر لال ہوئے تھے۔۔ المیر خان صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ آریان اٹھ کر صوفیہ کی طرف بڑھا۔۔ "میں اس سے بات کرنے آیا ہوں"۔۔ آریان بنا کوئی لمبی چوڑی کیے بول گیا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ "سمجھ آتی ہے یا نہیں"۔۔ المیر خان نے آریان کو گھورا۔۔ "جسٹ دس منٹ"۔۔ آریان نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔۔ "تو نکل یہاں سے"۔۔ المیر خان آریان کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ "میں تیرا لحاظ کر رہا ہوں"۔۔ آریان المیر خان کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔۔ "مت کر"۔۔ المیر خان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔ نمل جو ابھی کچن سے آئی تھی۔۔ ان دونوں کو

یوں آپس میں جھگڑتے دیکھ کر ان کی طرف بڑھی۔۔ "لالا"۔۔ نمل آریان کو المیر خان سے دور کیا۔۔ "المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ وہ آنکھوں سے اسے التجاء کر رہی تھی۔۔ کہ وہ اسے ملنے دے۔۔ لیکن المیر خان انور کیے ہوئے تھا۔۔ "پلینز"۔۔ نمل نے المیر خان کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ المیر خان نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔ "صرف دس منٹ"۔۔ المیر خان اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔ "یو ار سو

سیوٹ"۔۔ آریان المیر خان کا گال کھینچتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان کا دل چاہا تھا۔۔ کہ وہ اس کا سر پھوڑ دے۔۔ اریان صوفیہ کی کلائی پکڑے اندر کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔۔ جو معصومیت سے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔ "تم"۔۔ المیر خان نے کچھ بولنا چاہا۔۔ پھر بولے بنا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔ شاہ در پورے لاونج میں چکر لگاتے ہوئے کھیل رہا تھا۔۔ نمل نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ جو پورے لاونج میں گھومتے ہوئے اس کی طرف سائل پاس کر رہا تھا۔۔ نمل اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔ "میرا چھوٹا سا شاہ در"۔۔ نمل نے شاہ در کے گرد حصار بناتے ہوئے اس کے گال پہ ہونٹ رکھے۔۔ تو شاہ در کھلکھلا کر مسکرا دیا۔۔

آریان صوفیہ کے روم کا دروازہ بند کرتے اسے دروازے سے پین کرتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ "آفس کیوں نہیں آئی"۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا"۔۔ صوفیہ آریان کو خود سے دور کرتے ہوئے

بولی۔۔"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے"۔۔آریان نے اسے گھورا۔۔"آریان لالانے منع کیا تھا...پھر کیوں آئے"۔۔صوفیہ نے آریان کی طرف بے بسی سے دیکھا۔۔"اگر تم مجھے نظر نہیں آؤ گی...تو تمہیں دیکھنے کے لیے میں یہاں تک بھی چلا آؤ گا"۔۔آریان اس کے قریب ہوتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔

I want to feel you.

آریان اس کے بالکل قریب ہوتے اس کے چہرہ پہ اپنی سانسوں کی تپش چھوڑتے ہوئے بولا۔۔صوفیہ کی پلکیں لرزی تھیں۔۔"ا۔۔آ۔۔"صوفیہ نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔

I want to feel you...

آریان نے اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے دوبارہ کہا۔۔صوفیہ کچھ بولے بنا نظریں جھکائی گئی۔۔آریان نے مسکراتے ہوئے اسے خود میں بھینچا۔۔"میم آپ شرماتی بھی ہے"۔۔آریان نے صوفیہ کے کان میں سرگوشی کی۔۔وہ مزید اس میں سمٹی تھی۔۔آریان صوفیہ کو خود میں بھینچ چکا تھا۔ اس کی گرفت میں نرمی تھی، لیکن آنکھوں میں ایک بے قراری، جیسے مدتوں کی تشنگی آج کچھ پل کو قرار پا رہی ہو۔ صوفیہ کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں، دل کی دھڑکن تیز تھی، اور ہاتھ آریان کے سینے پر رکھ کر وہ جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔"صوفیہ"۔۔آریان نے دھیرے سے اس کا نام پکارا، جیسے صرف وہی نام تھا جسے لبوں پہ لانا سکون دے۔"ہمیں یہ سب نہیں

کرنا چاہیے۔" صوفیہ نے مدہم آواز میں کہا، مگر انداز میں بے یقینی تھی... جیسے وہ خود بھی اپنے لفظوں پر یقین نہ کر پا رہی ہو۔ "کب تک خود سے بھاگو گی؟" آریان نے اس کی ٹھوڑی کو چھو کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔ "تم جانتی ہو، یہ دل تمہارا ہے... اور تم..." وہ رکا، "تم صرف میرے لیے ہو۔" آریان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔ صوفیہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ وہ جانتی تھی آریان کے لہجے میں ضد کم اور سچائی زیادہ ہے۔ "میں تم سے بات کرنے آیا ہوں... صرف دل کی بات... باقی سب... تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔" آریان نے پیچھے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ صوفیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "... واقعی؟" صوفیہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "میں تمہاری عزت کرتا ہوں، صوفیہ..." آریان نے سنجیدگی سے کہا، "میں چاہتا ہوں تم اپنے دل سے میری طرف ایک قدم بڑھائو، باقی سفر میں خود طے کر لوں گا۔" آریان نے اس کا ہاتھ تھاما۔ صوفیہ خاموشی سے کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔ "کبھی کبھی تم بہت اچھے لگتے ہو..." پھر دھیرے سے بولی۔ "تو باقی وقت؟" آریان نے شرارتی انداز میں پوچھا۔

"باقی وقت... بس تم... بہت زیادہ خطرناک لگتے ہو..." صوفیہ نے ہنستے ہوئے کہا، اور آریان بھی مسکرا دیا۔ "بس اسی خطرے میں تو اپنا دل ہار بیٹھے ہو..." آریان نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس کے ماتھے کو نرمی سے چوما۔ صوفیہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ لمحے بھر کے لیے جیسے وقت رک سا گیا تھا۔ کمرے کی خاموشی میں دونوں کی سانسوں

کی گونج تھی " ... میں چلتا ہوں، ورنہ تمہارا بھائی میرے گلے پڑ جائے گا " ... آریان نے صوفیہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور آہستہ سے بولا۔ "میرے لالا کو ایسا تو مت کہو" .. صوفیہ نڑوٹھے انداز میں بولی۔ "اوکے جناب" .. آریان نے مسکراتے ہوئے پھر سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ آریان مسکرایا، ایک آخری نظر صوفیہ پر ڈال کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

نمل صوفیہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ المیر خان زینے سے نیچے آ رہا تھا، مگر قدم دھیمے تھے، جیسے دل میں کچھ الجھنیں لیے وہ خود کو سنبھال رہا ہو۔ "آریان گیا؟" المیر نے لاؤنج میں آتے ہی پوچھا۔ "جی" ... نمل نے مختصر جواب دیا، لیکن لہجے میں نرمی تھی۔ "اور تم؟ تم ٹھیک ہو اب؟" المیر خان نے نمل کے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ نمل نے سر ہلایا، "جی ... بہت دنوں بعد لالا اور شاہ در کو دیکھ کر دل بھر آیا تھا" ... نمل مدھم سی آواز میں بولا۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ تھامے، "میری خرگوشی ... تم جہاں رہو، وہاں سکون ہے" ... المیر خان نے اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔ نمل کی پلکیں جھک گئیں۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ لاؤنج میں لمحہ بھر کی خاموشی تھی۔ "آپ کچھ کھائے گے؟" نمل نے آہستہ سے پوچھا۔ "بس ایک کپ چائے ... تمہارے ہاتھوں کی بنی ہوئی۔" المیر خان نے مدھم لہجے میں کہا۔ "مگر، احتیاط

سے..."المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے گولا۔۔ نمل نے سر ہلایا، آہستہ سے اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی۔ المیر کی نظریں اس کے پیچھے ٹھہری رہیں۔

نمل چائے کا پانی رکھ چکی تھی۔ ساتھ ہی کچھ بسکٹ پلیٹ میں سجانے لگی۔۔ ہونٹوں پہ بار بار مسکراہٹ آرہی تھی۔۔ اسی لمحے دروازے پر کسی کی چاپ سنائی دی۔ "آپ اندر کیوں آئے؟" نمل نے چونک کر دیکھا۔ المیر خان دروازے سے ٹیک لگائے اُسے دیکھ رہا تھا۔ "بس دل نے کہا، تمہیں دیکھ لوں"..."وہ آہستگی سے بولا۔ "پتا ہے، جب تم روتی ہو نا... تو میری سانسیں رکنے لگتی ہیں۔" المیر خان وہی کھڑا بولا۔۔ نمل کی نظریں جھک گئیں۔ "میں بھی مضبوط بننے کی کوشش کر رہی ہوں، ... لیکن دل ہے، نا، کچھ یادیں کمزور کر دیتی ہیں۔" نمل کی آواز مدھم ہوئی تھی۔۔ اور کچھ پل آنکھوں کے سامنے لہرائے۔۔ المیر خان اس کے قریب آیا۔۔ "یادیں تو اس بات کی دلیل ہوتی ہیں کہ ہم جیتے ہیں ... اور تمہارے ہر آنسو کی قیمت میری مسکراہٹ سے بھی بڑھ کر ہے۔" اس کے چہرے کے قریب جھک کر بولا۔۔ نمل کی پلکیں لرزی۔۔ "چائے ٹھنڈی ہو جائے گی..." نمل نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "جانے دو، چائے تو روز بنتی ہے ... تمہاری یہ مسکراہٹ روز نہیں ملتی۔" المیر خان مسکرایا۔۔ نمل نے چائے کا کپ ٹبیل پہ رکھا۔۔ المیر خان نے کپ اٹھاتے ایک سیپ لگایا۔۔ "میٹھی نہیں ہے..." المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "میں

نے ڈالی تھی"۔۔ نمل المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "چیک کرو"۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور اسے کپ پکڑایا۔۔ نمل نے کپ پکڑتے ایک سیپ لگایا۔۔ "میٹھی تو ہے"۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "اب ہو گئی ہے"۔۔ المیر خان نے کپ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ نمل کچھ بولے بنا باہر نکل گئی۔۔

ورشیاں کب سے بیڈ پہ اونڈھ منہ گری رو رہی تھی۔۔ حلق تک خشک ہو چکا تھا۔۔ لیکن ہچکیاں روکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ تقریباً دو گھنٹے ہونے والے تھے۔۔ اس نے پلٹ کر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔۔ اس کا دل خون کے آنسوؤں رو رہا تھا۔۔ کچھ ہی پل بعد دروازہ کھولا۔۔ لیکن ورشیاں ہنوز یو ہی لیٹی ہوئی تھی۔۔ اس کے وجود میں زرا بھی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔ جان عالم دروازہ بند کرتے اس کی طرف بڑھا۔۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی۔۔ جان عالم کے لیے ایک ایک قدم اٹھا کر رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ وہ بستمکل ہی ورشیاں تک پہنچا تھا۔۔ "جان حیات"۔۔ جان عالم نے مدھم سی آواز میں پکارا۔۔ لیکن وہ یو ہی لیٹی ہوئی تھی۔۔ جان عالم نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ ورشیاں کا چہرہ اب اس کے سامنے تھا۔۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ آنکھوں سے آنسو نکلنے کے باعث آنکھوں کے نیچے نشانات پڑ چکے تھے۔۔ جان عالم کا دل زورو سے دھڑکنا شروع ہوا تھا۔۔ وہ کیسے اسے رولا سکتا

تھا۔ ورشاں کا چہرہ جیسے خاموشی کی تفسیر بن چکا تھا۔ آنکھیں سو جی ہوئی تھیں، سانسیں بے ترتیب، اور دل زخمی پرندے کی مانند بے چین۔

جان عالم نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا، وہ ہاتھ جس سے ہمیشہ وہ سکون محسوس کرتی تھی۔ "روح من..." جان عالم نے ہولے سے پکارا، جیسے اس کی خاموشی کو توڑنا چاہتا ہو۔

ورشاں نے اس کی طرف دیکھا، اور بس دیکھتی رہ گئی۔ وہ آنکھیں جو پہلے کبھی محبت سے جگمگاتی تھیں، اب جیسے شکایتوں کا سمندر تھیں۔ "اتنا کیوں روئی ہو تم؟" جان عالم کی آواز میں وہی درد تھا جو کسی اپنے کی تکلیف دیکھ کر محسوس ہوتا ہے۔ ورشاں کی پلکیں بھیگ گئیں۔ "آپ نے... میری بات سنی ہی نہیں..." وہ بمشکل بولی، جیسے ہر لفظ اس کے دل کے زخم سے پھوٹا ہو۔ "تم خاموش ہو گئی تھیں... میں نے کوشش کی سمجھنے کی، مگر تم نے ہی راستہ بند کر دیا تھا..." جان عالم کی آواز میں بے بسی تھی۔ ورشاں نے گہرا سانس لیا۔

"میں نے راستہ بند نہیں کیا، بس... تھک گئی تھی، خود کو سمجھاتے سمجھاتے... آپ سے امید باندھتے باندھتے..." ورشاں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔ "مجھ پر یقین نہیں..." جان عالم نے اس کی طرف نرم آنکھوں سے دیکھا۔ ورشاں نے نرم آنکھوں سے دیکھا۔ "میں تمہارا تھا، ہوں، اور رہوں گا..." جان

عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ ورشاں نے آنکھیں بند کر لیں... آنسو پھر سے بہنے لگے۔ "میں سب بتاؤ گا، اپنی روح من کو"۔ جان عالم نے ورشاں کو خود سے لگاتے اس کے بال سہلانے شروع

کیے۔ "آ۔ آ۔ آ۔ پ۔ ن۔ ن۔ ن۔ ن۔ م۔ م۔ مجھے۔ د۔ د۔ دھو۔ کہ۔ د۔ دیا۔ ہے"۔ ورشاں نے ناک سکورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگایا۔ "روح من"۔ جان عالم نے ایک ہاتھ اس کے عارض پہ رکھا۔ "میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا"۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے محبت سے بولا۔ "ج۔ جھوٹ۔ آپ۔ ج۔ جھوٹ بول رہے ہیں"۔ وہ ٹوٹے لفظوں سے بولی۔ جان عالم کو سمجھ نہیں آیا تھا۔ کہ وہ اسے کیسے سمجھائے۔ "آ۔ آپ۔ ج۔ جھوٹ بول رہے ہیں"۔ ورشاں نے سسکتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور خود بیڈ سے اٹھتے اس کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ "تم میرا سکون ہوں، میری زندگی ہوں، میری دنیا ہوں، تم وہ واحد عورت ہوں، جس کے سامنے جان عالم خان اپنی آنا کو بھی پیچھے چھوڑ سکتا ہے"۔ روح من... میں صرف تمہارا ہوں، جس طرح تم صرف میری ہوں... مجھ پر صرف تمہارا حق ہے"۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔ "میں نے خود سنا تھا"۔ ورشاں نے ہچکیاں لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔ "میں سب بتاؤ دو گا"۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے

لگایا۔ اور اس کے پاؤں پہ اپنے ہونٹ رکھے۔ ورشاں نے اسی لمحے اپنا پاؤں پیچھے کھینچا تھا۔ "میں تمہیں ہر طریقے سے صفائی دو گا۔ جیسے تم چاہو"۔ جان عالم نے اس کی لپ پہ ہونٹ رکھے۔ روتے ہوئے بھی ورشاں کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ جان عالم نے اٹھتے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔۔ "چلو"۔ جان عالم نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور بیڈ پہ پڑی چادر اٹھا کر ورشاں کے گرد اوڑھی۔ اور اسے لیے باہر کی طرف بڑھا۔ جان عالم اس کا ہاتھ پکڑے نیچے سڑھیاں اتر رہا تھا۔ گاڑی تک آتے جان عالم نے اس کے لیے دروازے کھولا۔ اور اس کے بیٹھتے ہی دروازہ بند کیا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ جان عالم سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ ورشاں کا دل کانوں میں بج رہا تھا۔ جو اس نے سنا وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی۔ بیس منٹ بعد گاڑی ایک ہسپتال کے باہر آکر روکی۔ ورشاں نے حیرانگی سے ہسپتال کو دیکھا۔ لیکن جان عالم نے کوئی ریکشن نہیں کیا تھا۔ گاڑی سے نکلتے ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اندر کی طرف بڑھا۔ ورشاں کے لیے ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ جان عالم اس کا ہاتھ پکڑے اندر ایک روم کی طرف بڑھا۔ ورشاں کو لگا جیسے وہ کچھ ہی پل بعد سانس نہیں لے سکی گی۔ جان عالم کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ جان عالم نے ہاتھ بڑھاتے دروازہ کھولا۔ ورشاں نے آنکھیں بند کی تھی۔ لیکن اندر سامنے سٹریچر پر چھوٹی سی بچی کو دیکھتے ہوئے وہ حیران ہوئی تھی۔ "رومی"۔ ورشاں کے ہونٹوں نے لرزش کی تھی۔ جان عالم نے ورشاں کے حیران چہرہ کو دیکھا۔ اور پھر آگے کی طرف

بڑھا۔ "آپ آگئے"۔ رومی جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کے چہرہ پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔ اور جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو ساکت ہوئی کھڑی تھی۔ "یہ کون ہے"۔ رومی ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "یہ میری چھوٹی سی رومی کی بھابی۔ اور میری کل کائنات"۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب کر گیا۔ وہ کسی روبوٹ کی مانند اس کے قریب ہوئی تھی۔

This is so cute, please take care of it.

رومی مسکراتے ہوئے بولی۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف معصومیت سے دیکھا۔ اور پھر شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔ جان عالم نے نفی میں سر ہلایا۔ "رومی یہ آپ کی ورشاں"۔ جان عالم نے رومی کو یاد کروایا تھا۔ "کتنی بڑی ہو گئی"۔ رومی نے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ہنس کر ورشاں کی طرف دیکھا۔ "مورے بابا کہاں ہے"۔ رومی نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ غزنوی بھی اسی لمحے کمرے میں داخل ہوا۔ "مورے بابا بعد میں آئے گے"۔ غزنوی مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ آخر وہ اس چھوٹی سی بچی کو کیا سمجھاتے۔ "تو اس کے پاس ہے۔ تو میں نکلو"۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ "ہاں ٹھیک ہے۔ تو جا"۔ غزنوی نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "تو اس سے دور رہا کر"۔ جان عالم نے غزنوی کو گھورا۔ کمرے میں غزنوی اور

رومی کے مسکراتے کی آواز گونج تھی۔۔۔ جان عالم ورشاں کے دروازے کی طرف بڑھا گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 125 1

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آسمان پر موجود تھا لیکن ایس پی المیر خان کے کمرے میں لگے پردے مدھم روشنی کو اندر آنے دے رہے تھے۔ کمرے میں خاموشی تھی، صرف دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔

المیر خان اپنی کرسی پر گہری سوچ میں بیٹھا تھا۔ ٹیبل پر پھیلی فائلوں میں سے ایک خاص فائل اس کے سامنے کھلی تھی — کیارہ نامی لڑکی کی فائل۔۔۔ کالی وردی، رولڈ اپ بازو، ماتھے پر تناؤ کی لکیر، اور آنکھوں میں چھپی ایک انجانی جنگ۔۔۔ وہ کیارہ کو جلد از جلد پکڑنا چاہتا تھا۔ وہی کیارہ جس نے دو بار اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔۔۔ اور دونوں بار وہ کسی نہ کسی معجزے سے بچ نکلا تھا۔ لیکن اب؟ وہی کیارہ...

سرکاری حیثیت میں ایک نئی شناخت کے ساتھ سامنے آئی تھی۔ ڈپٹی کمشنر کی بھانجی بن کر۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"نقاب اتارنے والی ہے یا ایک نیا کھیل کھیلنے آئی ہے؟" المیر نے خود سے سوال کیا، اور قلم کی نوک ٹیبل پر تھپتھپائی۔

دفتر کا دروازہ کھلا، اور سب انسپکٹر ریان اندر داخل ہوا۔

"سر، وہ کیا رہ۔۔۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کے ساتھ ہی آئی ہے شہر میں۔ ابھی نیا ٹرانسفر ہوا ہے صاحب کا، لڑکی اُن کے ساتھ ہی رہ رہی ہے۔" وہ وہی کھڑا بولا۔ المیر کی گردن ایک جھٹکے سے اٹھی۔ "پتا ہے مجھے۔۔۔" اس کی آواز میں وہی سختی تھی جس سے ماتحت تھر تھر کانپتے تھے۔ "لیکن سر، اگر وہی ہے سیریل کلر، تو ہمیں کچھ ثبوت چاہیے۔ اس وقت اُس کو ہاتھ لگانا خطرناک ہوگا، پبلک ایمرجی خراب ہو سکتی ہے۔۔۔" ریان نے ہمت کر کے پھر کہا۔۔۔ چاہے وہ اس کا دوست تھا۔ لیکن وہ اس سے ڈرتا تھا۔ المیر خان غصے کا بہت تیز تھا۔ المیر کی انگلیاں فائل کے کنارے پر چلنے لگیں، جیسے کسی کاغذ کو پھاڑنے کی حد تک دبا رہا ہو۔ "ثبوت؟ دو بار مجھے مارنے کی کوشش ثبوت نہیں؟ میرے کندھے پر ابھی بھی نشان باقی ہے۔۔۔ لیکن اب وہ خود چل کر آئی ہے۔۔۔ اور اسے بھی معلوم ہے کہ مجھے سب پتا ہے۔ اب وہ سب کچھ سامنے رہ کر کرے گی۔" اس کے ہونٹوں پر ایک تھکی مسکراہٹ آئی۔ "وہ سمجھتی ہے کہ ڈپٹی کمشنر کی

بھانجی بن کر بچ جائے گی... مگر وہ یہ بھول گئی کہ میں المیر خان ہوں، قانون کا محافظ اور انصاف کا طالب۔" اس نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا۔ المیر خان اٹھا، کرسی پیچھے سرکی، اور فائل بند کی۔ "اب وہ میرے شہر میں ہے... میرے دائرے میں... اور اس بار بچنے کا راستہ نہیں بچے گا۔" اس نے فائلز بند کرتے ہوئے کہا۔ "تم ایسا کرو، اسے یہاں بلاؤ۔" المیر خان پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔ ریان نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔ لیکن س۔۔ سر۔۔ ریان نے کچھ بولنا چاہا۔ "جو کہا ہے، وہ کرو۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ "جی۔" ریان باہر جا چکا تھا۔۔۔

المیر خان کی میز کے سامنے وہ کرسی خالی تھی، جسے وہ پچھلے دس منٹ سے گھور رہا تھا۔ "آنے دو اسے..." اس نے آہستگی سے کہا جیسے اپنے ہی اندر گونج سن رہا ہو۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ "سر، وہ آگئی ہیں۔۔۔" ریان کی آواز گونجی تھی۔ "بھج دو۔" المیر خان ٹبل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے جھکا۔ کچھ لمحوں بعد آہستہ سے دروازہ کھولا اور وہ آئی۔ کیا رہ۔۔ وہی چہرہ، وہی قاتل آنکھیں۔۔ لیکن اس بار نقاب میں چھپی نہیں، بلکہ وقار اور وقتی طاقت کے نقاب میں لپٹی ہوئی۔ سفید شرٹ بلیک جینز، بال کمر پہ جھول رہے تھے۔ اور چہرے پر اعتماد۔ ایسا اعتماد جو مجرموں میں کم اور اداکاروں میں زیادہ ہوتا ہے۔ "السلام علیکم، ایس پی صاحب۔" اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔ "وعلیکم السلام، تشریف رکھیے۔۔۔" المیر خان نے نظریں اس کی آنکھوں میں

گاڑتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کے کنارے پر پھسل کر ٹھہر گئی۔ "سن رہی ہوں میرے متعلق کچھ خاص دلچسپی ہے آپ کو؟" کیارہ نے تھوڑا سا آگے کو ہوتے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "دلچسپی نہیں، ذمہ داری ہے۔ کچھ پرانے کیسز کھولے جا رہے ہیں، جن کا دھاگہ نئی شناختوں تک جا رہا ہے۔" المیر خان نے فائل کھولی، جان بوجھ کر اس کی تصویر والے صفحے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ جہاں اس کی تصویر نہیں صرف سائے کی جھلک تھی۔۔۔ "پرانے دھاگے اکثر الجھ کر رہ جاتے ہیں، سر۔ اگر زیادہ کھینچیں تو وہ ٹوٹ بھی سکتے ہیں۔۔۔ اور ہاتھ بھی کاٹ لیتے ہیں۔" کیارہ کی آنکھیں لمحہ بھر کو سکڑیں، مگر اگلے ہی لمحے وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر خان کی نظریں اس کے چہرے سے ہٹیں نہیں۔ "پہلے بھی کسی نے ہاتھ کاٹنے کی کوشش کی تھی... دو بار۔۔۔ لیکن کاٹ نہیں سکا۔ کیونکہ المیر خان کے ہاتھ کاٹنا بھی اتنا آسان نہیں۔۔۔" المیر خان نے استغزیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ کیارہ نے پلکیں جھپکیں، پھر ایک گہری سانس لی۔۔۔ "اگر کوئی دشمنی ہے، تو آپ کو پروفیشنل طریقے سے ہینڈل کرنا ہو گا، ایس پی صاحب۔ کیونکہ اب میں... صرف ایک لڑکی نہیں ہوں، بلکہ ڈی سی کی فیملی کا حصہ بھی ہوں۔" کیارہ ایک ادا سے بولی۔۔۔ المیر خان کرسی سے تھوڑا آگے جھکا۔۔۔ "یاد رکھو کیارہ... تم میرے شہر میں ہو... اور میں دشمنی نہیں، انصاف کی جنگ لڑتا ہوں۔" المیر خان نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ کیارہ نے اٹھنے کی اجازت چاہی، اور جاتے ہوئے دروازے پر رکی۔۔۔ "میں

ڈرنے والوں میں سے نہیں، خان صاحب۔ "کیارہ نے پلٹ کر اس کی طرف
 دیکھا۔" اور میں چھوڑنے والوں میں سے نہیں، کیارہ۔ "المیر نے مسکراتے ہوئے جواب
 دیا۔" ایک سرپرائز ہے، تمہارے لیے۔ "کیارہ وہی روکی بولی۔ المیر خان نے اس کی
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جیسے اس کی بات سمجھنا چاہ رہا ہوں۔" لیکن ابھی
 نہیں بتاؤ گی۔ "کیارہ سنجیدگی سے بولی۔ اور باہر نکل گئی۔ دروازہ بند ہوا۔ دونوں ایک
 دوسرے کو جان چکے تھے۔ اب صرف وقت گواہ بنے گا... کہ اگلا وار کون کرے
 گا۔ لیکن المیر خان اب سوچوں میں گھوم ہو چکا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب وہ
 کیا کرنے والی ہے۔ المیر خان کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔ کچھ لمحے وہ یوں ہی بیٹھا
 رہا۔ پھر اس نے اپنا موبائل پکڑتے وقت دیکھا۔ اور اٹھ کر باہر نکلا۔ المیر خان اپنی
 بائیک کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ المیر خان بائیک سٹارٹ کرتا کیارہ نے المیر
 خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ "ہوئے بے بی۔ کہاں جا رہے ہوں۔" کیارہ نے
 مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ المیر خان نے اچھوت کی طرح اس کا ہاتھ
 جھٹکا۔ اس کا دل چاہا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے۔ "ہاتھ توڑنے کا دل چاہ رہا
 ہے... لوں توڑ دو۔" کیارہ نے ہاتھ آگے کیے۔ المیر خان اسے ناگواری سے دیکھتے بائیک
 سٹارٹ کرنے لگا۔ "خوبصورت ہوں، تو کیا یوں ادائے دیکھاؤ گے۔" کیارہ نے المیر خان
 کی بائیک کی کیز پکڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "میں تم جیسی عورتوں کو چھونا بھی
 پسند نہیں کرتا۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ "ٹھیک... اور اگر کوئی تمہاری عورت

کو ہاتھ لگائے"۔ کیارہ نے المیر خان کے کان کے پاس سرگوشی کی تھی۔ المیر خان کو لگا جیسے کسی نے اس کی سانس کھینچ لی ہوں۔۔ "بکواس بند کرو اپنی"۔ وہ دھاڑا تھا۔ ریان، نوین اندر سے باہر آئے تھے۔ کیارہ نے مسکراتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "تمہاری بیوی سے زیادہ خوبصورت ہوں"۔ کیارہ نے المیر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھنا چاہا۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا۔ "میں سوچے سمجھے بنا یہ توڑ دو گا... دوبارہ اگر مجھے چھونے کی کوشش کی"۔ المیر خان اس کے ہاتھ کو سختی سے جھٹکتے اس کے ہاتھ سے کیز لگاتے بایک میں لگاتے بایک سٹارٹ کرتے کچھ ہی سیکنڈز میں غائب ہوا تھا۔ کیارہ نے مسکراتے ہوئے بالوں کو پیچھے کیا۔ اور اندر کی طرف بڑھی۔۔

المیر خان کی بایک کا رخ اس کی حویلی کی طرف تھا۔ اسی لمحے اس کا موبائل بجنا شروع ہوا۔ اس نے موبائل جیب سے نکالتے نمبر دیکھا۔ انوار کی کال دیکھتے اس نے گہرا سانس لیا۔ "جی سر"۔ المیر خان سنجیدگی سے بولا۔ "ایس پی المیر خان آپ کہاں ہیں؟ یہ وقت ڈیوٹی کا ہے"۔ وہ تھوڑا غصے سے بولا۔ المیر خان نے گہرا سانس لیتے ہوئے گاڑی کا رخ پولیس سٹیشن کی طرف کیا۔ اور پانچ منٹ میں اس کی بایک پولیس سٹیشن کے باہر روکی تھی۔ المیر خان بایک سے اترتے اندر کی طرف بڑھا۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ اس کی چیئر پہ انوار بیٹھا ہوا تھا۔ المیر خان نے اس کے پاس

کھڑی کیارہ کی طرف دیکھا۔ اور پھر چئیر سیدھی کرتے سامنے بیٹھا۔ "میرے خیال سے آپ کو اس کیس پہ دھیان دینا چاہیے، اور آپ ناجانے کہاں گھوم رہے ہیں"۔ انوار نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "میں دے رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کرے۔ جلد از جلد مجرم سامنے ہوں گا"۔ المیر خان نے کیارہ پہ نظریں جمائے کہا۔ "مجرم پکڑنا ہے، مسٹر المیر خان نہ کہ کوئی بلی یا چوہا"۔ کیارہ نے بھی المیر خان کی آنکھوں میں دیکھا۔ المیر خان اپنی نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے مسکرایا۔ "مس کیارہ آپ مجھے نہیں جانتی، المیر خان کے لیے مجرم کو پکڑنا بلی چوہا پکڑنے سے بھی آسان ہے"۔ المیر خان نے اس کی طرف ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیارہ ایس پی المیر خان بہت ہی سمجھداری سے کام لیتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ جلد یہ پکڑ لے گے"۔ انوار نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے لگتا ہے کہ ہمیں کچھ کیس کے متعلق بات کر لینی چاہیے"۔ انوار نے فائلز کھولتے ہوئے کہا۔ "ضرور"۔ المیر خان نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ المیر خان سنجیدگی سے بیٹھا ہوا تھا۔ کیارہ اس کے ساتھ ہی چئیر لگاتے ہوئے بیٹھی۔ المیر خان صاحب آپ کچھ بھی کر لے۔ میں آپ کے ہاتھ میں آنے والی نہیں"۔ کیارہ نے تھورا سا جھکتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ المیر خان کچھ بولتا اس کا موبائل بجا تھا۔ المیر خان نے جیسے ہی موبائل نکلا۔ سکرین پہ نمل کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ کیارہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ المیر خان نے کال ریسو کی۔ "م۔۔۔م۔۔۔میر۔۔۔پ۔۔۔پلیز۔۔۔آ۔۔۔آجائے"۔ نمل کی روتی ہوئی آواز

گونجی تھی۔۔المیر خان حیران ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔"ایس پی صاحب یہ ضروری ہے"۔۔کیارہ نے اسے آنکھ مارتے ہوئے دیکھا۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔جیسے وہ کچھ سمجھنا چاہ رہا ہوں۔۔"پ۔۔پلیز۔۔آ۔۔آ۔۔اجائے"۔۔نمل کی پھر سے آواز سنتے المیر خان کسی پہ بھی کوئی نظر ڈالے بنا باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔وہ بنا کچھ سوچے سمجھے بایک سٹارٹ کرتے خطرناک حد تک سپیڈ تیز کیے بایک چلا رہا تھا۔۔اس کی بایک سامنے آتی گاڑی سے ٹکرائی تھی۔۔"اوائے تم پاگل ہوں۔۔خود مرنے ہے ہمیں بھی مارو گے"۔۔گاڑی والا چلایا تھا۔۔لیکن المیر خان روکا نہیں تھا۔۔اس کی بایک کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی۔۔راستہ تھا کہ اتنا لمبا ہو چکا تھا۔۔ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔اس نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔چہرہ پہ سنجیدگی اور پریشانی تھی۔۔اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔دس منٹ بعد ہی المیر خان کی بایک یونیورسٹی کے پارکینگ ایریا میں آکر روکی۔۔وہ بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔۔وہ پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا اندر جا رہا تھا۔۔"سر وہ نمل وہاں ہے۔۔اس کے ساتھ"غزل المیر خان کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔لیکن اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی المیر خان گراؤنڈ کی طرف بھاگا تھا۔۔اسے نمل کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔۔المیر خان کا دل بند ہونے کو تھا۔۔"میری خرگوشی"۔۔المیر خان وہی کھڑا چلایا تھا۔۔اس کی سانسیں پھول رہی تھی۔۔اس کی پیشانی پینے سے تر ہو چکی تھی۔۔المیر خان بھاگتے ہوئے کچھ قدم آگے آیا ہی تھا۔۔کہ ایک وجود اس سے لپیٹا تھا۔۔المیر خان اس کی خوشبو سے ہی اسے پہچان

چکا تھا۔۔۔م۔۔م۔۔میر۔۔"اس کی آواز لرزی تھی۔۔وہ اس کے گلے لگی تھی۔۔المیر
خان حیران ہوا تھا۔۔وہ یونیورسٹی میں اس کے گلے لگ کر رو

رہی تھی۔۔المیر خان نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔سٹوڈنٹس ان کی طرف متوجہ ہوئے
تھے۔۔المیر خان نے اسے خود سے الگ کیا۔۔نمل ویل کیے ہوئے تھی۔۔"کیا ہوا میری
خرگوشی"۔۔المیر خان نے نمل کی آنکھوں سے آنسو صاف

کیے۔۔"و۔۔و۔۔و۔۔ل۔۔لڑکی۔۔ا۔۔ا۔۔س۔۔ن۔۔ن۔۔م۔۔مجھ"۔۔وہ آگے بول
نہ سکی اور پھر سے المیر خان کے گلے لگ گئی۔۔المیر خان اس کی طرف دیکھا۔۔"کون
سی لڑکی؟؟ کیا کیا اس لڑکی نے"۔۔المیر خان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں

تھاما۔۔"ا۔۔اس"۔۔نمل بولنا چاہ رہی تھی۔۔لیکن لفظ تھے کہ ہونٹوں سے نکل ہی نہیں
رہے تھے۔۔"ایس پی صاحب"۔۔ایک جانی پہچانی آواز المیر خان کے کانوں میں گونجی
تھی۔۔المیر خان نے گردن گھومائی۔۔سامنے ہی کیارہ تھی۔۔"یہی ہے نہ وہ لڑکی جس
کی آنکھوں میں تمہیں ایک آنسو بھی برداشت نہیں ہوتا"۔۔کیارہ اس کے قریب

آئی۔۔المیر خان کا دل دھڑکنے کی بجائے دھاڑنے لگا تھا۔۔اس کی بانہوں میں چھپی نمل
کی کپکپاتی سانسیں، آنسوؤں سے بھیگی پلکیں، اور سہمی ہوئی نگاہیں، سب کچھ چیخ چیخ کر
المیر کو کسی اندھیرے میں کھینچ رہے تھے۔۔کیارہ کی بات نے اس کے صبر کے آخری

کنارے پر ضرب ماری تھی۔۔"جانتے ہوں اس کے ساتھ کیا ہوا؟"

کیارہ نے نمل کی طرف اشارہ کیا، اس کے انداز میں عجیب سا طنز اور ایک عجیب سی
 پراسرار تسلی تھی۔۔۔ "خبردار۔۔۔" المیر کی آواز غصے سے بھرا آتش فشاں تھی۔ "المیر کی
 آنکھوں میں خون اتر ا ہوا تھا۔۔۔ نمل کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے وہ کیارہ کے بالکل
 قریب آیا۔ "خبردار کیارہ... ایک لفظ بھی مت کہنا۔ تمہاری زبان اگر میری خرگوشی کا
 نام لے گی تو قسم ہے مجھے، میں وردی کا لحاظ کیے بغیر سب کچھ بھول جاؤں گا۔" المیر
 خان اسے خون اتری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ کیارہ ہنسی۔۔۔ وہی ہنسی، جو زہر میں
 بجھی ہوئی تھی۔ "ہنہ۔۔۔ جذباتی ہو گئے خان صاحب؟ مگر سچ تو یہ ہے کہ آپ کی
 خرگوشی کو صرف ایک جھٹکا لگا ہے۔۔۔ اور آپ کی سانسیں اکھڑ گئیں؟ سوچو، اگر میں
 چاہوں تو۔۔۔" کیارہ ہستے ہوئے بول ہی رہی تھی۔ المیر خان دھاڑا۔۔۔ "چپ!" المیر نے
 ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ "تم چاہو گی کچھ، اور ہو گا کچھ اور۔۔۔ تم بھول رہی ہو کہ تم
 ایک ایسے آدمی سے کھیل کھیل رہی ہو جو درد سہنے کا عادی ہے۔۔۔ مگر نمل کے آنکھ
 میں آنسو؟ وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔" المیر خان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔۔۔ نمل سسکی مار کر رونے لگی۔۔۔ وہ اب المیر کے پیچھے کھڑی اس کے بازو کو
 تھامے ہوئے تھی۔۔۔

"میری خرگوشی، کیا کیا اس نے؟" المیر نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنی ہتھیلی میں لیا۔
 نمل نے بے اختیار کیارہ کی طرف دیکھا، اور پھر نظریں جھکا لیں۔۔۔ "اُس نے۔۔۔
 مجھے۔۔۔ ایک کمرے میں بند کر دیا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ اور دروازہ بند کر کے کہنے لگی کہ

تمہارا خان تمہیں ڈھونڈتا پھرے گا۔۔۔ اور میں۔۔۔ میں۔۔۔ اتنا ڈر گئی تھی۔۔۔ "نمل" نمل کی ہچکی بندھی ہوئی تھی، اس کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔ المیر خان کی پیشانی کی رگیں تن گئی تھیں۔ "تم نے۔۔۔ اسے بند کر دیا؟" المیر خان کی آواز سرد تھی۔ اس نے کیارہ کی طرف دیکھا۔ آواز پر سکون تھی، مگر یہ خاموش طوفان کی ابتدائی جھلک تھی۔ "بس تھوڑا سا مذاق تھا۔ اتنا تو برداشت کر ہی سکتی ہے، ایس پی کی بیوی ہو کر!"

کیارہ نے جان بوجھ کر لفظ "بیوی" پر زور دیا۔ نمل نے ایک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا، اور پھر آنکھوں میں آئی ایک عجیب سی روشنی کے ساتھ دوبارہ المیر کے بازو کو مضبوطی سے تھام لیا۔ "بس بہت ہو گیا۔۔۔" المیر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ریان!"

اس نے پیچھے کھڑے ریان کو پکارا۔ ریان فوراً لپک کر آیا۔ "جی سر؟" ریان نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "اسے باہر نکالو۔ اور آئندہ اگر یہ یونیورسٹی یا کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں میری بیوی کے قریب گئی تو۔۔۔ میں قانون کے الفاظ بدل دوں گا، مگر اسے بخشوں گا نہیں۔" المیر خان ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا۔ ریان نے فوراً قدم بڑھائے۔ کیارہ کی آنکھوں میں پہلی بار ایک لمحے کے لیے اضطراب آیا، مگر وہ مسکرائی۔

"خان صاحب۔۔۔ تم اتنے کمزور ہو گئے ہو؟" کیارہ نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ المیر نے سختی سے اس کی طرف دیکھا۔ "نہیں، میں کمزور نہیں۔۔۔ مگر جب

بات اُس کی ہو جس نے میری زندگی میں روشنی کی شمع جلائی، تو میں ہر ظلم کے خلاف شمشیر بن جاتا ہوں۔" المیر خان نمل کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔ کیارہ کو ریان نے بازو سے تھام کر باہر نکالنا شروع کیا۔ "ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے، پیاری بیوی صاحبہ۔۔۔" کیارہ جاتے ہوئے نمل کو دیکھا اور ہنس کر بولی۔۔۔ نمل نے المیر کے سینے میں منہ چھپا لیا۔ "میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ بہت۔۔۔" نمل ہچکی لیتے ہوئے بولی۔۔۔ المیر نے اس کے سر پر بوسہ دیا۔ "اب کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا، میری خرگوشی۔۔۔ تم میرے حصار میں ہو۔۔۔" المیر خان نے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔۔۔

نمل سسکتی رہی۔۔۔ اور المیر کی آغوش اس کی جائے پناہ بنی رہی۔ کچھ لمحے یوں ہی خاموش گزرے۔ "چلو، یہاں سے چلیں۔۔۔ تمہیں سکون کی ضرورت ہے۔۔۔ اور مجھے تمہیں خود کے قریب رکھنے کی۔" پھر المیر نے دھیرے سے کہا۔۔۔ نمل نے ہاں میں سر ہلایا، اور المیر خان اس کا ہاتھ تھامے یونیورسٹی کے اس ہجوم سے باہر نکل گئے، جہاں ابھی بھی کچھ نظریں اُن پر جمی تھیں۔ لیکن المیر کو پرواہ نہیں تھی۔ اب اس کا دھیان صرف ایک بات پر تھا۔۔۔ نمل کی حفاظت۔ اب وہ نہ صرف شوہر تھا، بلکہ اُس کا محافظ بھی۔۔۔ اور اس کا فرض تھا۔۔۔ اپنی بیوی کی حفاظت کرنا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_125

المیر خان اُس کی کلائی تھامے پارکنگ ایریا کی سمت بڑھا تھا۔ خاموشی کے سائے ان دونوں کے درمیان بچھے تھے۔ بایک کے قریب پہنچ کر اُس نے سلینسر پہ پاؤں مارتے ہوئے بایک اسٹارٹ کی، پھر پلٹ کر نمل کو دیکھا۔ نمل کی پلکوں پہ ٹھہرے آنسو خاموش شکوہ سناتے تھے۔ "بیٹھو۔۔۔" اُس نے نرمی سے کہا، اور اپنی پوروں سے اُس کے آنسو چھو لئے۔ نمل نے لرزتی ہچکی کے ساتھ نظریں اُس پر جما دیں، پھر آہستگی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور سلیقے سے بایک پر بیٹھ گئی۔ اُس نے جھک کر چہرہ المیر کی گردن کے قریب رکھ دیا، جیسے اُس کی خاموشی میں پناہ ڈھونڈ رہی ہو۔ المیر نے گردن موڑ کر ایک نظر اُس پر ڈالی۔ اُس کی پلکوں پہ وہی نمی تھی جو کسی پچھڑنے کے خوف سے جنم لیتی ہے۔ اس نے نمل کا ہاتھ تھاما، اور ہونٹوں سے لگا لیے۔ لمحے بھر کو جیسے وقت تھم سا گیا۔ میری خرگوشی۔۔۔ "وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔۔ اُس کے لہجے میں اپنائیت کی نمی تھی۔۔۔"

المیر خان کی بایک حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔۔ نمل ہر چیز سے لاپرواہ تھی۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔ اور ہاتھ پیچھے لے جاتے اسے اپنی گود میں

اٹھایا۔ المیر خان نے ایک نظر اس کے دھندلائے چہرے پر ڈالی۔۔ نمل کا وجود اُس کے بازوؤں میں جیسے کوئی کٹی پھٹی تتلی ہو، جو تھکن سے بے جان سی لگ رہی تھی۔۔۔ "مم۔۔ مجھے۔۔" نمل نے کچھ بولنا چاہا۔۔ لیکن پھر خاموش ہو گئی۔۔ "بس تھوڑا سا اور..." وہ آہستگی سے بڑبڑایا،

نمل نے پھر سے آہستہ آواز میں کچھ کہا، لیکن الفاظ واضح نہیں تھے۔ البتہ اُس کے لبوں پر بس ایک نام تھا، "میر۔۔" اس کے ہونٹوں نے جنش کی تھی۔۔ المیر خان کی آنکھوں میں لمحہ بھر کو چمک سی لہرائی۔ "تمہارے لبوں سے میرا نام بہت خوبصورت لگتا ہے..." وہ دھیرے سے مسکرایا، اور اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔ نمل نے کمزور سی حرکت کی، پھر اُس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ لی، جیسے اُسے جانے نہ دینا ہو۔ پھر اگلے لمحے اُس کا چہرہ اس کے سینے میں چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔۔ المیر خان نے مضبوط قدموں سے قدم بڑھائے، اور حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ سارا ماحول خاموش تھا، صرف اس کے قدموں کی ہلکی چاپ اور نمل کی مدھم سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔۔ اندر آ کر، اس نے نمل کو آہستگی سے صوفے پر بٹھایا، لیکن نمل نے اُس کے ہاتھ سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ اس کی انگلیاں ابھی تک اُس کی آستین سے لپٹی ہوئی تھیں۔ "نمل..." اُس نے نرمی سے پکارا۔

"میر... مت جانیے گا..." وہ سرگوشی میں بولی۔ المیر خان ایک لمحے کو رُکا، پھر گٹھنے ٹیک کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "کہیں نہیں جاؤں گا... جب تک تمہاری آنکھوں میں

سکون نہ آجائے، میں یہیں ہوں..."المیر خان نے اسکی خوفزدہ آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ نمل کی آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو ٹپکا، اور المیر خان نے نرمی سے اپنی انگلی سے اُسے تھاما۔ "اب تم محفوظ ہو... اور میر تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ ہمیشہ۔" المیر خان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ "یہ اتارو۔۔" المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔ نمل نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا اسکارف اتارا۔ اور پھر عبایا اتار کر صوفے پہ رکھا۔ المیر خان نے نمل کی طرف دیکھا۔ "یہی بیٹھو... میں کچھ کھانے کے لیے لے کر آتا ہوں..." المیر خان نے نکلی کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ اور اس کے پاس سے اٹھا۔ نمل صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے اشک مسلسل بہہ رہے تھے۔ وجود میں لرزش تھی۔ نمل اسے یوں خود سے دور جاتے دیکھ کر صوفے سے اٹھی۔ اس کے لب کپکپائے تھے۔ "مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا..." وہ بھیگی آواز میں سسکتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔ المیر خان کے دروازے کی طرف جاتے قدم روکے تھے۔ نمل کے قدم لڑکھڑا رہے تھے لیکن دل کی دھڑکنوں میں بس ایک یقین تھا... کہ وہ جہاں کھڑا ہے، وہی اُس کا مامن ہے، وہی اس کی پناہ۔ نمل اس کی طرف لڑکھڑاتے قدموں سے بڑھی۔ اس نے ہچکی لیتے ہوئے المیر خان کی طرف دیکھا۔ المیر خان پلٹا تھا۔ لیکن اس سے پہلے المیر خان آگے بڑھتا وہ روتے ہوئے اس کے گلے لگی۔ اس کے ہاتھ کانپتے ہوئے المیر کی پشت پر جا ٹکے۔ المیر خان نے کچھ نہیں بولا، بس اُسے خاموشی سے اپنے حصار میں لے لیا۔ ایسا حصار... جو ہر طوفان سے محفوظ رکھتا ہے، جو ہر

درد کا مرہم ہوتا ہے۔ المیر خان نے اسے خود میں بھینچا ہوا تھا۔ اس نے نمل کے بھیگے بالوں پر لب رکھے۔ لمحہ بھر کو آنکھیں موند لیں، جیسے اپنے وجود سے اُس کی ٹوٹی سانسوں کو سہارا دینے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔ نمل کے آنسو اُس کی گردن اور شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ نمی جو لفظوں سے نہیں، صرف خاموشیوں سے بیان ہوتی ہے۔۔۔ "میر...د۔۔۔ دور مت جائیے گا"۔۔۔ وہ سرگوشی میں پکارتی، اُس کے سینے سے لگی رہی۔۔۔ "میں یہیں ہوں"۔۔۔ المیر نے اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا میر، تمہارے ساتھ ہے، تمہارے اندر کے اندھیروں کے خلاف ایک دیوار بن کر کھڑا ہے"۔۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ نمل نے بمشکل خود کو تھوڑا پیچھے کیا۔ اس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔ المیر خان نے نمل کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا، اور اس کی کالی آنکھوں میں جھانکا۔ "میری خرگوشی بہت بہادر ہے"۔۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ نمل نے کچھ بولنے کے لیے لب واہ کیے۔۔۔ لیکن وہ کچھ بول نہ سکی۔۔۔ "تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔" المیر خان نے آہستگی سے اس کی پلکوں پر لب رکھے۔ نم کی سانسوں میں ہلکی روانی آئی، جیسے اس کی ٹوٹی امیدیں اب کسی مضبوط دیوار سے ٹک گئی ہوں۔ "بس اب آرام کرو"۔۔۔ المیر نے اُسے بانہوں میں اٹھایا اور اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔ "تمہیں نیند کی ضرورت ہے... اور مجھے تمہاری نگہبانی کی۔" المیر خان نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ نمل نے اس کی انگلی تھامی، جیسے وہ دھاگہ ہو جو زندگی اور ہوش کے بیچ اسے باندھے ہوئے

ہے۔۔المیر خان نے اسے بیڈ پہ لٹایا۔۔اور اس کے قریب بیٹھتے اس نے لائٹس بند کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔نمل نے المیر خان کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔"ل۔۔ل۔۔لائٹ۔۔م۔۔مت۔۔ب۔۔بند۔۔ک۔۔کرے"۔۔نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔"نہیں کرو گا"۔۔المیر خان اُس کے قریب بیٹھا رہا۔ اور نمل آنکھیں بند کر گئی۔۔المیر خان اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا ہوا۔ اس کی نظریں نمل پہ جمی ہوئی تھی۔۔جس کی اب آنکھیں بند تھی۔۔اور شاید وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔المیر خان وہی اس کے قریب لیٹ گیا۔۔اور اس کے چہرہ کے ایک ایک نقوش کو دیکھنے لگا۔۔

سارا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔۔جان عالم کی گاڑی کے ٹائر کارپوچ میں آکر چڑچڑائے۔۔تو ورشاں جان عالم کی طرف دیکھے بنا اس سے پہلے ہی باہر نکلتے اندر جا چکی تھی۔۔جان عالم نے سٹرینگ سے سر ٹکایا۔۔پھر گاڑی سے باہر نکلا۔۔جان عالم گاڑی سے نکلتے اندر آیا۔۔ورشاں اس کے آگے چل رہی تھی۔۔"جان حیات تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں"۔۔جان عالم اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔"میں بھی کچھ پوچھنا چاہتی ہوں"۔۔ورشاں روکی تھی۔۔دونوں حویلی کے گیٹ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔۔ورشاں سر اٹھائے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔اور جان عالم بھی اس کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا۔۔جان عالم نے گہرا سانس لیتے ہوئے ورشاں کی طرف

دیکھا۔۔"مجھ سے جھوٹ کہا تھا"۔۔ورشاش کی آواز خود بخود بھیگی تھی۔۔"کیا جھوٹ
 کہا"۔۔جان عالم اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔"رومی"۔۔وہ ابھی بول رہی تھی۔۔کہ
 جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔"میں نہیں جانتا تھا کہ پہلے کال پہ رمشاء
 تھی"۔۔جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ورشاش کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ورشاش نم آنکھوں
 سے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔"کتنے جھوٹ بولے گے۔۔"ورشاش نے نم آنکھوں سے
 جان عالم کی طرف دیکھا۔۔جان عالم نے ورشاش کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔"کمرے
 میں چل کر بات کرتے ہے"۔۔جان عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔اور پھر
 اس کی کلائی نرمی سے پکڑے اوپر کی طرف بڑھا۔۔وہ تیزی سے اسے لیے لاونج سے
 گزرا تھا۔۔کمرے میں آتے جان عالم نے ورشاش کی کلائی چھوڑی۔۔"کوئی جھوٹ نہیں
 کہا، تم سے روح من..میں خود نہیں جانتا تھا کہ پہلے کال پہ رمشاء تھی"۔۔جان عالم نے
 ورشاش کو بیڈ پہ بٹھایا۔۔"دو۔۔دو۔۔گ۔۔گھنٹے اس کے پاس رہے تھے"۔۔ورشاش نے جان
 عالم کی طرف دیکھا۔۔"میں اس کے پاس نہیں تھا"۔۔جان عالم نے اسی لمحے جواب دیا
 تھا۔۔"پھر آپ کو کیسے پتہ کہ کال پہ آواز اس کی تھی"۔۔اس کی نیلی آنکھیں بھیگ چکی
 تھی۔۔"غزنوی نے بتایا"۔۔جان عالم ورشاش کے ساتھ بیٹھا۔۔"تمہیں مجھ پر یقین کیوں
 نہیں آتا"۔۔جان عالم نے ورشاش کا ہاتھ تھاما۔۔"تمہارے لیے پانچ سال انتظار کیا..یہ
 میری وفا کے لیے کافی نہیں"۔۔جان عالم نے ورشاش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال
 کیا۔۔

ورشاں کی نگاہیں جھک گئیں... جیسے کسی نے دل مٹھی میں جکڑ لیا ہوں۔۔۔ "پانچ سال
 آپ نے انتظار کیا، جان خان "۔۔۔ وہ دھیرے سے بولی، "مگر اُن پانچ سالوں میں صرف
 میں نے اپنے دل کو میں مرنے دیا۔۔۔ اب جب آپ مجھے ملے ہے۔۔۔ مجھے یوں ادھورے
 نہیں چاہیے آپ۔۔۔" ورشاں نے جان عالم کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ جان عالم کا دل جیسے
 کسی نے آہستہ سے مٹھی میں دبا دیا ہو۔ وہ خاموش ہوا، نظریں ورشاں کی جھکی پلکوں پر
 جم گئیں۔۔۔ "میں نہیں جانتی تھی کس کی آواز تھی فون پر، آپ کا خاموش رہنا، آپ کا
 وہ دو گھنٹے غائب رہنا۔۔۔" ورشاں کی آواز کانپ گئی۔۔۔ "تم جانتی ہو، میں تمہیں کتنا
 چاہتا ہوں "۔۔۔ جان عالم کی گرفت اُس کے ہاتھ پر مضبوط ہوئی۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں
 نمکین سی مسکراہٹ سے چمک اٹھیں، "محبت میں شک نہیں ہوتا، جان حیات... بس درد
 ہوتا ہے... جو بغیر اجازت دل میں اُترتا ہے۔" جان عالم نے اُس کا چہرہ اپنے دونوں
 ہاتھوں میں تھام کر کہا "۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھے درد دینا چاہتے ہے۔" ورشاں نے جان عالم
 کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ "میں کیوں تمہیں درد دو گا۔" جان عالم نے
 ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے دو آنسو بہے، جو جان عالم کی
 انگلیوں سے جذب ہو گئے۔ "میں ڈرتی ہوں کہ میں آپ کو کھو نہ دو۔" وہ اتنا ہی کہہ
 سکی۔ "میں صرف تمہارا ہوں میری رُوح من۔" جان عالم نے اس کے عارض پہ ہونٹ
 رکھے۔ اور پھر جان عالم نے اُسے اپنی بانہوں میں بھرا۔ وہ ایک لمحے کو خاموشی سے
 اُس کے سینے سے لگی رہی۔ "ایک بات بتائے... اگر میں کبھی کوئی بات چھپاؤں، آپ

چھوڑ دو گے مجھے؟" ورشاں سر اٹھا کر بولی۔۔ جان عالم کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ لیکن وہ کیسے اپنی جان حیات کو چھوڑ سکتا تھا۔۔ "نہیں... تب تک نہیں جب تک تم خود میرے سامنے آ کر سچ نہ کہہ دو"۔۔ اُس نے ورشاں کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔ "تب بھی نہیں چھوڑے گے؟" ورشاں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "تب بھی نہیں... کیونکہ تمہارا سچ چھپانا شاید مجبوری ہوگا، لیکن میری محبت کبھی مجبوری نہیں بنے گی۔" جان عالم نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔ "تمہیں کچھ دیر آرام کرنا چاہیے"۔۔ جان عالم نے بیڈ پہ لیٹتے ہوئے ورشاں کو اپنے سینے پہ لٹایا۔۔ اور اس کی کمر کے گرد حصار بناتے آنکھیں موند گیا۔۔

حویلی کی زرد روشنیوں میں غزنوی اوپر کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ تھکن سے چور غزنوی نے جیسے ہی قدم رکھا، سامنے زل آتی دکھائی دی۔ مگر وہ روکی نہیں... نہ آنکھوں میں وہ مہربان چمک تھی، نہ لبوں پہ وہ مان کی مسکراہٹ۔ غزنوی چونکا۔ وہ ابھی بھی ناراض تھی۔۔ "زل"۔۔ اُس نے دھیرے سے پکارا۔۔ زل کا قدم رُکا، مگر وہ پلٹی نہیں۔۔ "سنو، میں بس ابھی آیا ہوں"۔۔ غزنوی اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔

"آپ ہر بار ابھی آتے ہیں... لیکن جاتے ہوئے کبھی نہیں بتاتے کہ کہاں جا رہے ہیں۔" زل کا لہجہ دھیمی تپش لیے تھا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا تو آنکھوں میں سوال

تھے، شکایت نہیں... مگر وہی شکایت جو اندر ہی اندر دل کو نوچتی ہے۔ "میں کل سے تمہارے پاس ہی تھا۔ تم سوئی تھی، تب گیا اور ابھی آگیا۔"

غزنوی نے نرمی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ زل کی آنکھوں میں لمحہ بھر کو الجھن ابھری، "آپ مجھے بتا سکتے تھے... بس ایک بات، ایک فون"... زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ غزنوی نے سر جھکا لیا۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو... میں بتا سکتا تھا۔ بس وقت اور ذہن دونوں نے مہلت نہیں دی"... غزنوی نے بالوں میں ہاتھ چلایا۔ زل کی پلکیں جھپکیں، جیسے وہ اندر کی نمی کو چھپا رہی ہو۔ "غزنوی... میں آپ سے وقت نہیں، صرف شریکِ زندگی ہونے کا حق مانگتی ہوں۔ وہی حق جو ہر خوشی، ہر دکھ، ہر قدم کا ہوتا ہے۔" زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ غزنوی آگے بڑھا۔ "میں غلط ہوں، زل... مانتا ہوں۔ لیکن میں بھاگا نہیں، چھپا نہیں... میں نے بس تمہیں دکھ دینا نہیں چاہا۔" غزنوی نے زل کی نم آنکھوں میں دیکھا۔ "اور نہ بتانا کیا دکھ نہیں تھا؟"

زل کا سوال چھنے والا نہیں تھا، بس سچائی جیسا تھا... سادہ، کڑوا اور خاموش۔ غزنوی نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔ "زل میں رومی کے پاس تھا.. غزنوی سنجیدگی سے بولا۔ "اس معصوم نے آج مجھ سے سوال کیا.. بابا کب آئے گے.. بابا نے کہا تھا وہ آئے گے۔ اور میں سوچتا رہ گیا کہ میں اپنی بیٹی غازیہ کو بھی ہر رات یہی جواب دیتا ہوں، 'ہاں بابا آ جائیں گے.. وہ اپنی یاداشت کھو بیٹھی ہے۔ اسے ہم کیسے سمجھائے کہ اب اس کے ماں باپ نہیں رہے.. اور رمشاء اس کی تو حالت ہی رومی کو دیکھ کر بری

ہو رہی تھی"۔ غزنوی پریشانی سے بولا۔ زل کا چہرہ بھگنے لگا تھا۔ "کیوں نہ سوچوں کہ شاید آپ کے لیے میں محض ایک نام ہوں؟ صرف ایک رشتہ، جو نبھایا جاتا ہے، جیا نہیں جاتا؟" زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ غزنوی نے فوراً اس کے عارض پر لب رکھے۔

"ایسا سوچنا بھی مت... تم میری ہر دعا ہو، زل۔ ہر سانس کا مان ہو... تم سے بڑھ کر میرے پاس کچھ بھی نہیں۔" غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مخمور بھری آواز میں کہا۔ زل رو رہی تھی... وہ رو نہیں رہی تھی، وہ برس رہی تھی۔ "بس ایک لمحہ، ایک بات... میرے دل کو بہت کچھ دے جاتا، غزنوی۔" زل نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تو آج سے ہر لمحہ، ہر بات، ہر سانس تمہارے نام... وعدہ کرتا ہوں، زل، تمہاری خاموشی سے پہلے اب تمہاری آواز سنوں گا۔ تمہاری آنکھوں کی نمی دیکھے بغیر اب کوئی فیصلہ نہیں لوں گا۔" غزنوی نے زل کو خود سے لگایا۔ زل نے اُس کے سینے سے لگی حالت میں سر اٹھایا۔

"سچ؟" زل نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ تو اتنے میں خوش ہو چکی تھی۔ "تمہارے سر پہ ہاتھ رکھ کر بھی کہوں تو کم پڑے گا... مگر دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہوں، تم میری زندگی ہو، اور زندگی کو کوئی تنہا چھوڑ سکتا ہے کیا؟" غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ زل نے آہستگی سے سر ہلایا، پھر اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔

"تو بس آج یہ وقت، یہ خاموشی، صرف میرے لیے رکھو"... غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔ "رکھ دیا... اور آج کے بعد کبھی تمہیں وقت مانگنا نہیں پڑے گا، میری محبت"...

غزنوی نے زمل کے آنسو اپنی انگلی سے پونچھے، اور اُس کی پیشانی پہ دیر تک لب رکھے۔ اور اسے صوفے پہ گراتے اس پہ جھکا تھا۔ اور اپنے اور اس کے درمیان آہستہ ہر پردے کو گرا گیا۔۔۔

----- س س "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_126

زمل، غزنوی کے سینے پر سر رکھے نیند کی وادیوں میں تھی۔ غزنوی کی انگلیاں اس کے بالوں میں نرمی سے چل رہی تھیں۔ اُس کی نظریں زمل کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ ایک سکون، ایک خاموش سا سکون جو اُن لمحوں میں اس کے چہرے پر تھا، مگر غزنوی کے دل میں کہیں ایک خلش سی جاگی ہوئی تھی۔

کبھی وہ زمل کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا، اور اب انہی آنکھوں میں وہ کبھی خود آنسو بن کے اُترتا تھا۔ اُس نے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔ زمل ابھی بھی گہری نیند میں تھی کہ اچانک کمرے میں ننھی غازیہ کی رونے کی آواز

گوئجی۔ غزنوی نے ایک نظر زل پر ڈالی، پھر آہستگی سے اُسے خود سے الگ کر کے صوفے پر سہارا دیا۔ زل نے نیند میں آنکھیں کھولیں اور غزنوی کی طرف دیکھا۔ وہ شرٹ کے بغیر تھا، اور زل اُسے الجھی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی کہ غازیہ کی آواز دوبارہ بلند ہوئی۔ زل فوراً اٹھنے لگی تو غزنوی نے اس کی کلائی تھام لی۔ "ایسے جاؤ گی اُس کے پاس؟" وہ نرمی سے بولا۔ زل نے اپنے لباس پر نظر ڈالی، وہ اُس کی سفید شرٹ پہنے ہوئی تھی۔ اُس کے چہرے پر شرمندگی کی ایک ہلکی سی لالی دوڑ گئی۔ غزنوی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ اُس نے نرمی سے زل کا رخ اپنی طرف کیا۔ غزنوی نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ "آئی لو یو مائی لیو"۔ غزنوی نے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے کاٹا۔ "تم چیخ کر لو... میں دیکھ لیتا ہوں اُسے۔" غزنوی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بوکا۔ اور زل کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دے کر مڑنے ہی لگا تھا کہ غازیہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے اندر داخل ہوئی۔ "اما... وہ روتے ہوئے بولی۔ غزنوی اور زل دونوں چونکے۔ غزنوی فوراً پلٹا اور زل شرم سے اُس کے پیچھے ہٹ گئی۔

غزنوی نے فوراً اپنی جان سے پیاری شہزادی کو بانہوں میں بھر لیا۔ "کیا ہوا بابا کی جان؟" اُس نے غازیہ کے گال پر لب رکھتے ہوئے پوچھا۔ غازیہ نے اُس کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔ مگر جب اُس کی نظر زل پر پڑی تو اُس نے آنسو پونچھتے ہوئے سر اٹھایا۔ "یہ میرے بابا کی شرٹ ہے نا؟" اُس نے معصومیت سے پوچھا۔ غزنوی نے زل

کو نظروں سے نرمی سے جانے کا اشارہ کیا، تاکہ وہ کپڑے بدل سکے۔ "بابا... یہ آپ کی ہے نا؟" غازیہ نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ اُس کی توجہ حاصل کی۔

غزنوی نے مسکرا کر سر ہلایا، اور اسے سینے سے لگاتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا۔ "بابا... ماما نے آپ کی شرٹ کیوں پہنی؟"

ننھی غازیہ نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، جو اُسے آہستگی سے اٹھائے کمرے سے باہر آچکا تھا۔ غزنوی نے بیٹی کی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکا، پھر نرمی سے اُس کے گال پر لب رکھے۔ "چلو، چاکلیٹ کھاتے ہیں میری جان؟" غزنوی نے اس کا دھیان ہٹانا چاہا۔ "بابا..." غازیہ نے اُس کے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا، "ماما مجھے ڈانٹتی ہے... آپ ماما سے بات نہیں کریں گے؟" وہ معصومیت سے بولی۔ غزنوی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کب ڈانٹا میری شہزادی کو؟" غزنوی نے غازیہ کی طرف دیکھا۔ "رات کو بابا... بہت زور سے بولی تھی۔" اُس نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے شکوہ کیا۔ غزنوی مسکرا دیا، "اوہو... تو پھر بابا، ماما کو ڈانٹے گے!" غزنوی نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اُوکے بابا!" وہ فوراً خوش ہو گئی۔

چند لمحے خاموشی سے گزرے، پھر غازیہ نے دوبارہ سر اٹھایا، "بابا... آپ مجھ سے ماما سے زیادہ پیار کرتے ہو نا؟" غازیہ نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "یہ سوال تو بہت مشکل ہے، میری جان..." غزنوی ہلکے قہقہے کے ساتھ بولا،

وہ دونوں واپس کمرے میں داخل ہوئے تو زل آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں برش کر رہی تھی۔ غازیہ نے جلدی سے بات دہرائی، "بابا! آپ ماما سے زیادہ پیار کرتے ہو یا غازیہ سے؟" غازیہ زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "تمہارے بابا تو مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں!" غزنوی ابھی بیڈ پر بیٹھا ہی تھا کہ زل نے پلٹ کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "نہیں میسی"!... غازیہ نے ضدی انداز میں پاس رکھی اپنی گڑیا اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکی۔۔ "بابا صرف غازیہ سے پیار کرتے ہیں... بس!" وہ غصے سے غزنوی کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "کس نے کہا"۔۔ زل نے غازیہ کی طرف آتے ہوئے کہا۔۔ "بابا"۔۔ غازیہ جلدی سے اٹھ کر غزنوی کی گود میں بیٹھی۔۔ "بابا آپ مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں نا"۔۔ غازیہ اداسی سے بولی۔۔ زل غزنوی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ "تم میری جان جہاں اور یہ جان جہاں کی نشانی"۔۔ غزنوی زل کو آنکھ مارتے ہوئے مدھم سی آواز میں اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔ "جی میری جان بابا آپ سے زیادہ پیار کرتے ہیں"۔۔ غزنوی نے غازیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ غازیہ نے مسکراتے ہوئے غزنوی کے کندھے پہ سر رکھا۔۔ "چلو یہاں آؤ"۔۔ زل نے غازیہ کو لینے کے لیے ہاتھ آگے کیے۔۔ غازیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "غازیہ یہاں آؤ"۔۔ زل نے غازیہ کو پکڑنا چاہا۔۔ "بابا مجھے نہیں جانا"۔۔ غازیہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ "میری جان ماما کی بات سنو"۔۔ غزنوی نے غازیہ کو زل کی طرف بڑھایا۔۔ "بابا کے کہنا پہ آپ کی بات سنو گی"۔۔ غازیہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ "میری زل ہماری شہزادی بالکل تم پر گئی

ہے۔" غزنوی زل کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ زل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ "تم بھی بچپن میں اسی طرح کرتی تھی۔" غزنوی ہنسی دبائے بولا۔ "اچھا۔۔ جی۔۔ آپ کو زیادہ پتہ ہے۔" زل نے اسے گھورا۔ غزنوی مسکرایا۔ "او ماما آپ بھی ایسی تھی۔" غازیہ نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "میں نے کب ایسا کیا۔" زل غازیہ کو بیڈ پہ کھڑا کرتے غزنوی کے قریب آئی۔ دونوں کے درمیان ایک انچ کا فاصلہ تھا۔ غزنوی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔ "تم اس سے بھی آگے تھی۔ ایک کس لینے پر مجھ سے تیس چوکیٹ منگوائی تھی۔" غزنوی نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ زل نے پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ "غزنوی پیچھے ہٹے۔" زل نے غزنوی کے سینے پہ ہاتھ رکھے۔ غزنوی نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "غازیہ میری جان آپ دادو پاس جاؤ۔" غزنوی پلٹتے ہوئے بولا۔ "بابا پھر میں جان حیات کی مانو کے ساتھ کھیلو گی۔" غازیہ تالیاں مارتے ہوئے بولی۔ اور بیڈ سے نیچے اتر گئی۔ "زل۔۔ تم میری محبت ہوں۔ میرا عشق ہوں۔ میری دنیا ہوں۔۔۔ میں جنت کی ستر حوروں کو ٹھکرا کر صرف تمہارا ساتھ مانگو گا۔" غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "لیکن پھر بھی ایک بیوی اور چاہیے ہو گی۔" غزنوی ہنسی دبائے بولا۔ "غزنوی۔" زل نے غزنوی کے سینے پہ زور سے مکہ مارا تھا۔ "میری زل میری جان، تم نہیں جانتی تمہارے بنا یہ غزنوی کچھ نہیں۔" غزنوی نے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائی۔ "جا کر فریش ہو جائے۔" زل غزنوی کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس

کرتے ہوئے بولی۔۔"بیوی جب ایسا کرے تو مرد باہر کی لڑکیوں میں انٹرسٹ لینے لگتا ہے"۔۔غزنوی سر جھٹکتے ہوئے بولا۔۔"یہ مرد باہر کی لڑکیوں کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی غلطی کرے، میں اس مرد کی مردانگی ختم کر دو گی"۔۔زل اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔جبکہ غزنوی نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔خود بھی اپنے الفاظوں کا مطلب سمجھتے سرخ ہوتے زل جلدی سے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔غزنوی مسکراتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔

المیر خان بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے خاموش بیٹھا تھا۔ کمرے کی مدھم روشنی میں اس کا چہرہ الجھاؤ کا عکس بن چکا تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر سامنے دیوار کو گھور رہا تھا، لیکن اس کی نظریں کسی اور ہی خیال میں گم تھیں۔ نمل کچھ فاصلے پر بیڈ کی ایک سائیڈ پر دبکی ہوئی سو رہی تھی۔ اُس کا چہرہ تھکن سے بجھ سا گیا تھا، رات سے نیند اس کی آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی۔ وہ گھنی چادر میں لپٹی، کسی خوف کے سائے میں سمٹی ہوئی تھی۔ المیر خان کل رات سے ہی بے چین تھا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ نمل اندھیرے سے اتنا ڈرتی ہے۔

وہ رات بھی بمشکل سوئی تھی۔۔ کئی بار وہ نیند میں چونکی تھی۔۔ کبھی وہ کراہتی، کبھی چادر کو مضبوطی سے تھامتی۔

اور ہر بار...المیر خان اُس کے قریب آ بیٹھتا، اُسے تسلی دیتا، سر پر ہاتھ پھیرتا، اور اُس کے لبوں پر سکون لانے کی کوشش کرتا۔

اُس نے ایک نگاہ نمل کے چہرے پر ڈالی۔ اُس کے سانسوں کی رفتار اب نسبتاً ہموار تھی، لیکن اب بھی اُس کے چہرے پر خفیف سی تھکن تھی۔ "کیا میں اس سے اتنا بے خبر تھا کہ میں اس کے خوف کو نہیں سمجھ پایا...؟" المیر نے آہستگی سے دل میں سوچا، اور پیشانی پر ہاتھ رکھ لیا۔ کمرے کے کونے میں جلتا لیمپ اُس کی سوچوں کی گہرائی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ وہ خود سے الجھ رہا تھا۔ "نمل، میری خرگوشی ہے... تو میں کیسے اسے اندھیروں میں تنہا چھوڑ سکتا ہوں؟" اس کے دل نے ایک آہ بھری۔ اچانک، نمل نے نیند میں کچھ بڑبڑایا۔ المیر چونک کر سیدھا ہوا۔ "میر۔۔۔" اس کے لبوں سے پھر وہی نام نکلا، مدھم، بے بس اور مان سے لبریز۔ المیر خاموشی سے اٹھا، اور آہستگی سے اُس کے قریب آ بیٹھا۔ اس نے نرمی سے نمل کا ہاتھ تھاما، اور اپنی انگلیاں اُس کی انگلیوں میں پھنسا دیں۔ "میں ہوں میری خرگوشی... میں یہیں ہوں، تمہارے پاس..." اس نے دھیرے سے کہا۔ جیسے وہ خواب میں بھی اُس کی خوف کو سہلا رہا ہو۔ نمل نے نا سمجھی میں تھوڑا سا چہرہ اُس کی سمت کیا، جیسے سکون کے لمس کو پہچان گئی ہو۔ المیر نے جھک کر اُس کے ماتھے پر ہلکا سا بوسہ دیا، اور پھر بیڈ کے کنارے ٹک گیا۔

کچھ دیر یوں ہی گزری تھی۔ اچانک سے ہی لائٹس اُف ہوئی تھی۔ لائٹس اُف ہوتے ہی پھر سے نمل کے لبوں نے لرزش کی تھی۔ وہ نیند میں ہی کרוٹ لیتے ہوئے بولی تھی۔ "میر" ! گھپ اندھیرے میں اچانک وہ اُس کے مضبوط وجود سے آ لگی تھی۔ نمل خان کی تھر تھراتی ہوئی سانسیں، پسینے سے بھگا بدن، المیر خان کے چوڑے سینے سے یوں لپٹا جیسے طوفان میں کوئی پناہ ڈھونڈ رہا ہو۔ المیر نے لمحے بھر کی بھی مہلت دیے بغیر اُسے اپنے بازوؤں کے سخت مگر محفوظ حصار میں لے لیا۔ اُس کے بھگے بالوں پر خامشی سے اپنے لب رکھے، جیسے اُس کے اندر اترتے خوف کو سکون دے دینا چاہتا ہو۔ اندھیرے کی چپ فضا میں نمل کی کپکپاہٹ ایک عجیب سی بے بسی سے اُس کے وجود میں اتر رہی تھی۔ وہ کانپ رہی تھی، جیسے اندر کوئی بے آواز چیخ ہو جو لبوں تک نہ آ سکی ہو۔ المیر نے شدت سے آنکھیں بند کیں، ہونٹوں پر سختی سے دانت پیوست کیے، جیسے دل کی بے چینی کو خود پر حاوی نہ ہونے دے رہا ہو۔

اچانک ... نمل کی کپکپاتی انگلیاں اُس کے چہرے کو چھونے لگیں۔ اندھیرے میں نمل کی انگلیاں اُس کے چہرے کے سخت نقوش پر آہستگی سے چلتی رہیں۔ پیشانی، رخسار، داڑھی کی کناریاں ... المیر بے حرکت، بے آواز، اور جیسے کسی ان دیکھے سحر میں جکڑا ہوا، اُس لمحے کو صرف محسوس کرتا رہا۔۔۔

نمل کی انگلیاں جب المیر کے چہرے پر پھسلتی جا رہی تھیں، اُس کے وجود میں جیسے روشنی کی ایک نرم سی لہر دوڑ گئی تھی۔ لمحے تھم سے گئے تھے۔ وہ نہ کچھ کہہ سکا، نہ ہل سکا... بس اُس کے لمس کو خاموشی سے اپنے اندر جذب کرتا رہا۔

نمل نے تھوڑا سا چہرہ اوپر اٹھایا، مگر آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ وہ نیند میں تھی... نیم غنودہ، بے خبر، مگر اُس کے لمس میں مان، پہچان اور اعتماد کی گہری شدت تھی۔ "میر"... وہ دوبارہ مدھم لہجے میں بولی، اور اس بار اس کی آواز میں ایک عجیب سی ٹوٹ پھوٹ تھی، جیسے کوئی خواب کی دہلیز پر کھڑا صدا دے رہا ہو۔ المیر نے آہستگی سے اُس کی انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھوا، جیسے اُس کے اعتماد کی مہر ثبت کر رہا ہو۔ "میں ہوں، میری خرگوشی..." اُس نے سرگوشی کی۔ نمل کے ہونٹ ہلکے سے لرزے، وہ تھوڑا پیچھے ہوئی، جیسے ایک پل کے لیے کچھ سوچا ہو... پھر اپنی نیند میں ہی اُس کا سر دوبارہ المیر کے سینے پر جا ٹکا۔ المیر نے دونوں بازو اس کے گرد پھیلا دیے... وہ اب مکمل طور پر اُس کی آغوش میں تھی، اور اس بار اس کا کانپتا بدن نسبتاً پرسکون تھا۔ وہ پل... مکمل خاموشی سے لپٹا ہوا تھا۔ باہر ہلکی سی بارش ہونے لگی تھی، کمرے کے اندر کی مدھم روشنی بھی بجھ چکی تھی۔ اور بارش کے قطروں کی چاپ نے منظر کو مزید گہرا اور دل نشین بنا دیا تھا۔

المیر نے بیڈ کے کنارے سے تھوڑا جھک کر نمل کو بہتر سہارا دیا۔ اب وہ خود بیڈ پر آ بیٹھا تھا، نمل اُس کے کندھے سے لگی ہوئی، چادر میں لپٹی، اور خوابوں میں گم۔ المیر کی

نظریں اُس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ اس کے گال، پلکیں، وہ نرم سانسیں جو آہستہ آہستہ اُس کے وجود سے ٹکرا رہی تھیں... یہ سب کچھ ایک ناقابلِ بیان قربت میں ڈھل رہا تھا۔ "تم نے بتایا نہیں، نمل... اتنا ڈرتی ہو اندھیرے سے؟" المیر نے دھیرے سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے جیسے خود سے سوال کیا۔ "میں... میں تو ہمیشہ خود کو تمہارا محافظ سمجھتا تھا، تمہاری ڈھال... اور پھر بھی تمہارے دل کے اس خوف سے انجان رہا؟" المیر خان خود سے ہی سوال کر رہا تھا۔ نمل نے تھوڑا سا چہرے کو حرکت دی، شاید خواب میں کچھ سن رہی تھی۔ المیر کی نگاہوں میں نرمی گہری ہوئی۔ "میں تمہاری ہر رات کا اُجالا بننا چاہتا ہوں، نمل... تمہاری نیند کا سکون... تمہاری سانسوں کا تحفظ۔" وہ لبوں پر ایک خاموش عہد لیے اسے دیکھتا رہا۔ بارش تیز ہو چکی تھی۔ کمرے کی کھڑکی کے شیشے پر پانی کی بوندیں مسلسل بج رہی تھیں۔ نمل نے اچانک تھوڑا ہل کر اپنی گرفت مضبوط کی، جیسے وہ مکمل نیند میں بھی جان گئی ہو کہ وہ کسی کی موجودگی میں ہے جو اسے تحفظ دے رہا ہے۔

المیر کے دل میں جیسے کچھ پگھلا "میں ہوں تمہارے ساتھ، نمل... ہمیشہ..." وہ ایک بار پھر اُس کے ماتھے پر لب رکھتا دھیرے سے بولا۔ اور آنکھیں موند گیا۔۔۔

نمل نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔ کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اُس کے سینے پر رکھا۔ "میر... وہ سرگوشی سے بولی، جیسے نیند سے جگانے کا نہیں، بلکہ محبت سے پکارنے کا لمحہ ہو۔ المیر کی پلکیں ہلیں، پھر اس نے فوراً آنکھیں کھول کر نمل کی طرف دیکھا۔ "اُٹھ گئی میری خرگوشی؟" المیر نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا، اور نمل کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔ نمل ہچکیائی تھی۔۔۔ "اب ٹھیک ہے، میری خرگوشی"۔۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔ "رات... آپ میرے ساتھ تھے نا؟" نمل نے نظریں جھکاتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔ "ہمیشہ رہوں گا"۔۔۔ المیر نے نرمی سے کہا، "اب تم کبھی اکیلی نہیں ہو گی... نہ اندھیرے میں، نہ روشنی میں۔" المیر خان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

نمل نے لب بھیچے، آنکھوں کی نمی کو روکنا چاہا، مگر وہ ایک قطرہ، بے اختیار اُس کے گال پہ پھسل آیا۔ المیر نے وہ قطرہ اپنے انگوٹھے سے صاف کیا۔۔۔ "میں وعدہ کرتا ہوں... تمہارا ہر خوف، ہر تکلیف، ہر آنسو... سب کچھ مجھ میں جذب ہو جائے گا"۔۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل نے پلکیں بند کر کے سر اُس کے سینے سے لگا لیا۔۔۔ المیر خان نے اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے اُس کے پسینے سے بھیگے ماتھے کو اپنی انگلیوں سے صاف کیا۔ نمل نے سہم کر آنکھیں کھولیں، جیسے کسی انجانی جگہ سے لوٹ آئی ہو۔۔۔ نمل نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "مجھے ڈر لگتا

ہے میر۔۔۔ بہت ڈر لگتا ہے اندھیرے سے۔۔۔" وہ المیر خان کے سینے سے سر ٹکائے
بولی۔۔۔

المیر نے اُس کی کانپتی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں قید کیا،

"تو میں روشنی بن جاؤں گا تمہارے لیے۔۔۔" المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل ہلکا
سا مسکرائی۔ المیر نے اس کی پیشانی سے ماتھا لگائے کچھ دیر یونہی گہری سانس
بھری۔ "نمل"۔۔۔ اس نے آہستگی سے پکارا۔ "ہممم"۔۔۔ نمل نے پلکیں کھولے بغیر لب
ہلائے۔۔۔

"جانتی ہو نمل، کل رات تمہاری ایک ایک لرزش میرے دل پر چھری کی طرح چلی
تھی"۔۔۔ وہ بولتے بولتے رک گیا، اور نمل کی انگلیاں تھام لیں، "میں نے خود کو بے بس
محسوس کیا۔۔۔ مورے کے بعد پہلی بار۔" نمل نے اُس کی گرفت کو مضبوطی سے
تھاما۔۔۔ "لیکن آپ میرے ساتھ تھے نا۔۔۔ بس یہی کافی ہے میرے لیے۔" نمل کی
آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ المیر نے دھیرے سے اُس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا۔ "نہیں،
اب کافی نہیں۔ اب مجھے تمہارے ہر خوف کے ساتھ جینا ہے۔۔۔ تمہاری ہر رات میں
جاگنا ہے۔" المیر خان نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔۔ نمل مسکرائی، اُس نے اپنی
پیشانی المیر کے کندھے سے لگا دی۔۔۔ "تو کیا میں اتنی خاص ہوں، میر؟" نمل نے
نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "خاص؟ تم میری کل کائنات ہو، نمل خان۔۔۔"

تمہارے بغیر المیر، المیر نہیں رہتا۔" المیر نے ذرا سا سر جھکایا، اور اُس کے کان کے قریب ہولے سے سرگوشی کی۔۔" اور مجھے... آپ کی آغوش میں رہنا ہے، بس یہیں... ہمیشہ۔" وہ آہستہ سے بولی۔۔ اس کے لب ہلے رہے تھے۔۔ شاید المیر خان اس کے دل میں اپنی جگہ بنا چکا تھا۔ المیر خان نے اُسے اپنے بازوؤں کے حصار میں مزید قریب کر لیا۔" پھر کسی رات کے اندھیرے سے مت ڈرنا، میری خرگوشنی... کیونکہ اب ہر رات میری ہے، اور تمہارے لیے روشنی سے بھر دوں گا۔" المیر خان اسے سختی سے خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے سر ہلایا۔۔" میر... آپ جیسے ہیں، ویسا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔" نمل المیر خان کے سینے سے سر اٹھاتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔" میں جانتا ہوں... اور اسی لیے تمہارا ہوں۔" المیر نے ہنس کر کہا۔۔" تم جلدی سے فریش ہوں جاؤ۔ میں تمہارے لیے کھانے کا بولتا ہوں۔" المیر خان نے نمل کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔۔" اوکے۔" نمل بھی اسی لمحے اس سے دور ہوئی۔ المیر خان بیڈ سے نیچے اتر۔۔ نمل بھی دوسری طرف سے نیچے اتری تھی۔۔ نمل المیر خان کی طرف بڑھی۔۔ جو کہ اپنا موبائل اٹھا رہا تھا۔ اس نے آگے کو ہوتے تھوڑا سا جھک کر المیر خان کے گال پہ لب رکھے۔ اور اسی لمحے بھاگی تھی۔۔" یا اللہ مجھ پر رحم کر ورنہ یہ لڑکی مجھے اس بھری جوانی میں پاگل کر دے گی..." المیر خان نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے سوچا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_126

نمل خان واشروم میں آتے دروازہ زور سے بند کرتے ٹیک لگائے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ کچھ قدم چلتے ہوئے آئینے کے سامنے آئی۔۔

اس نے آئینے میں دیکھا تو اُس کے گالوں پر حیا کا رنگ کسی گلاب کی پنکھڑی جیسا بکھرا تھا۔ اُس کی سانسیں ابھی بھی بے ترتیب تھیں، جیسے دل میں کوئی رت جگا ہو، اور وہ نیند سے نہیں، کسی خواب سے جاگی ہو۔ "اللہ... مجھے کیا ہو رہا ہے؟" وہ آہستہ سے بڑبڑائی، اور خود ہی اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔ اور خود کو کمپوز کرنے لگی۔۔ کچھ دیر بعد، وہ خود کو سنبھال کر فریش ہو کر باہر آئی۔۔ تو کمرے میں المیر خان نہیں تھا۔ بیڈ پر اُس کی گھڑی، فون اور ایک سفید کلف لگا کرتا رکھا ہوا تھا۔ نمل نے دل میں شکر کیا۔ کہ وہ یہاں نہیں ہے۔۔ نمل نے اپنے بالوں میں برش کرنے لگی۔۔ اچانک دروازہ آہستگی سے کھلا۔۔ نمل نے آئینے سے ہی نظریں اٹھائیں۔ المیر ہاتھ میں ایک ٹرے لیے اندر آیا، جس میں دو کپ چائے، بسکٹ، اور چھوٹے بول میں سیب کے ٹکڑے رکھے تھے۔۔ نمل نے نظریں جھکائیں۔۔ المیر خان نے ٹریں بیڈ پہ

رکھی۔۔ "مسکراتی رہا کرو، بہے خوبصورت لگتی ہوں، میری خرگوشنی"۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ نمل کے ہاتھوں سے برش ٹبیل پہ گرا تھا۔۔ وہ المیر خان کو خود کی طرف آتے دیکھ رہی تھی۔۔ "آپ کو سیب پسند ہے؟" نمل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ اس نے اکثر زرغام کی زبان سے سنا تھا۔۔ کہ المیر خان کو سیب پسند نہیں۔۔ وہ تھوڑا حیران ہوئی تھی۔۔ "مجھے نہیں... تمہیں ہیں ناں۔ تمہارے لیے لے کر آیا ہوں۔۔" المیر خان مسکرایا۔۔ "آپ کو کیسے پتہ، مجھے پسند ہے"۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جو اب اس کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا۔۔ "میں سب جانتا ہوں، تمہیں کیا پسند ہے، کیا نہیں"۔۔ المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ نمل کے ہاتھ لرزتے ہوئے اس کے سینے پہ آئے تھے۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے"۔۔ نمل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اس سے دور ہوا۔۔ نمل آ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ المیر خان بھی اس کے سامنے بیٹھا۔۔ نمل کی پلکیں ہلکی ہلکی لرز رہی تھی۔۔ "کل رات میں جاگتا رہا، بس تمہیں دیکھتا رہا... تم سچ میں بہت خوبصورت ہوں"۔۔ المیر خان نے چائے رکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔۔ "آپ کو سو جانا چاہیے تھا"۔۔ نمل نظریں جھکائے بولی۔۔ "کیوں"۔۔ المیر خان اس کے قریب بیٹھا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "آپ کو آرام کرنا چاہیے تھا"۔۔ نمل پلکیں جھپکتے ہوئے بولی۔۔ "میں نے تمہیں رات میں محسوس کیا تھا"۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "آ۔۔ آپ بہت اچھے ہے"۔۔ اس کی آواز محبت سے بھری ہوئی تھی۔۔ المیر

نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "میری خرگوشی، ہم سب کچھ سہہ سکتے ہیں، بس ایک دوسرے کو کھونا نہیں۔ تم اگر کبھی بکھرو، تو مجھ میں بکھرنا... اور اگر کبھی سنبھلو، تو میری بانہوں میں سنبھلنا۔" المیر خان اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔ نمل نے آہستہ سے سر ہلایا، اُس کی آنکھوں میں پھر سے نئی اترنے لگی۔ "اور اگر میں رو دوں...؟" نمل نم آنکھوں سے بولی۔ "تو میں تمہاری آنکھوں

سے آنسو چرا لوں گا۔" المیر خان نے اُس کے ہاتھ کو پھر سے اپنے لبوں سے لگایا۔ اور اگلے ہی پل اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے اس کی نئی چرانے لگا۔ نمل خان نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور المیر خان بھی اسی لمحے اس سے دور ہو چکا تھا۔ نمل کے گال تپ کے اندر تھے۔ لیکن المیر خان نے کوئی بھی ریکشن نہیں دیا تھا۔ بس وہ نظریں جھکائے بیڈ سے اٹھی تھی۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔ نمل روکی تھی۔ مگر پلٹی نہیں تھی۔ "مجھ سے بھاگنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ جس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ "م۔۔ میں نہیں جانتی، میں آپ سے بھاگ رہی ہوں... یا مجھے کیا ہو رہا

ہے۔" نمل المیر خان پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔ نمل کی آواز میں لرزش تھی، جیسے اندر کوئی طوفان چھپائے بیٹھی ہو۔ وہ سچ میں الجھ گئی تھی۔ اسے اپنی کیفیت سمجھ نہیں آرہی تھی۔ المیر خان اس کے جواب پر خاموش سا ہو گیا تھا، لیکن خاموشی میں بھی ایک گہری محبت کا شور چھپا تھا۔ "تو کیا تم خود سے بھی بھاگ رہی ہو، نمل؟" المیر

کی آواز دھیمی مگر سنجیدہ تھی۔ نمل چند لمحے ساکت کھڑی رہی، پھر آہستگی سے بولی۔
 اُس کی آنکھیں المیر کی آنکھوں سے ملیں۔۔ "شاید... شاید میں خود کو ہی سمجھ نہیں پا
 رہی"۔۔ نمل کی آواز لرزی تھی۔ المیر نے آہستگی سے اس کی کلائی چھوڑ دی۔ "تو خود
 کو سمجھنے کی کوشش بند مت کرنا... میں ہوں ناں... تمہارے ساتھ... تمہارے ہر سوال،
 ہر ڈر، ہر خاموشی کے ساتھ۔" المیر خان مسکرایا تھا۔ نمل کے لب ہلکے سے کانپے۔ وہ
 بیڈ کی سائیڈ پر جا کر بیٹھ گئی، اور اپنی نظریں نیچے جھکا لیں۔۔ "چائے ٹھنڈی ہو جائے
 گی"۔۔ المیر نے بات بدلی، اور نرمی سے کپ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ نہیں چاہتا تھا
 کہ وہ زیادہ پریشان ہوں۔۔ نمل نے نظریں اٹھائے بغیر کپ تہ طھاما۔۔ "شکریہ"۔۔
 اس نے آہستگی سے کہا۔۔ کمرے میں ہلکی سی خاموشی چھا گئی۔۔ پھر اچانک نمل نے سر
 اٹھایا۔ المیر خان چائے ختم کرتے اٹھا۔ اور اپنے کپڑے اٹھائے ڈریسنگ روم کی طرف
 بڑھا۔۔ چند منٹ بعد المیر خان چنبج کی پے کمرے میں آیا۔۔ "آ۔۔ آ۔۔ آپ کہیں جا رہے
 ہیں"۔۔ نمل المیر خان کو یوں تیار ہوتے دیکھ کر بولی۔۔ "ہم"۔۔ المیر خان اپنی گھڑی پہنتے
 ہوئے بولا۔۔ المیر مسکرایا، مگر وہ مسکراہٹ تھوڑی تھکی ہوئی تھی۔۔ "آپ۔۔ آ۔۔ آپ کو
 ر۔۔ ریٹ کرنا چاہیے"۔۔ نمل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔ "میں ٹھیک ہوں... بس تم ریٹ
 کرنا میری خرگوشی"۔۔ المیر خان نے نمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ اس کا موبائل جو
 بج رہا تھا۔ اس نے ریان کی کال ریسو کی۔۔ "سر کیارہ آئی ہے"۔۔ ریان کی آواز موبائل
 پہ گونجی تھی۔۔ "میں ابھی آتا ہوں"۔۔ المیر خان نے بولتے کال سنجیدگی سے بند

کی۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ کیا وہ اس لڑکی سے ملنے جا رہا تھا۔۔ ناجانے کیوں اسے برا لگا تھا۔ المیر خان دروازے کی طرف بڑھا۔۔ "کچھ کہوں"۔۔ نمل بے ساختہ بولی۔ المیر خان نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "مجھے آپ کا"۔۔ وہ بولتے ہوئے روکی تھی۔ المیر خان اس کی بات سمجھ گیا تھا۔ لیکن وہ بولا کچھ نہیں تھا۔۔ کچھ لمحے کمرے میں خاموشی رہی۔۔ "کیس جلد ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں... پھر جیسا کہوں گی.. ویسے ہی کرو گا"۔۔ المیر خان نے اس کی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "آپ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے، اپنی ڈیوٹی سی"۔۔ نمل اپنی انگلیوں موڑتے ہوئے بولی۔ المیر خان بے ساختہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا۔ اور اس کے پاس بیٹھتے سر جھکاتے اس کی ٹھوڑی اوپر کی۔۔ "میری خرگوشنی تم میرا عشق ہوں، اور یہ ڈیوٹی میری ذمہ داری... جیسے تم ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں.. اسی طرح یہ میرا شوق اور ذمہ داری ہے.. اور المیر خان اپنی ذمہ داری ہر حال میں نبھاتا ہے"۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔

نمل کی آنکھیں کچھ لمحے بند رہیں، جیسے وہ اس لمس کو دل میں اتار رہی ہو۔ المیر خان اٹھا تو نمل بھی دھیرے سے اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ "جلدی واپس آئیں گے نا؟" وہ بے اختیار بولی۔ المیر نے ہولے سے مسکرا کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا، "تم سے زیادہ کون چاہے گا، کہ میں واپس آؤں"۔۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مہم سی مسکراہٹ تھی۔ وہ یہ سب سمجھ رہی تھی۔۔ یہی کافی تھا۔۔ یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا،

اور پھر بنا پلٹے، کمرے سے باہر نکل گیا۔ نمل خاموشی سے دروازے کو تکتے رہی، جیسے کوئی اُمید اس دروازے سے بندھی ہو۔ اُس کی انگلیاں اب بھی ایک دوسرے سے الجھی ہوئی تھیں۔۔۔

کچھ دیر بعد...

نمل خاموشی سے بیڈ پر بیٹھے اپنے کمرشل فارماکالوجی کے نوٹس اُٹھا رہی تھی، مگر دھیان کسی صفحے پر نہ ٹھہر سکا۔ وہ ہر دو منٹ بعد دروازے کی طرف دیکھتی، یا فون کی سکرین کو روشن کر کے وقت دیکھتی۔ المیر کے جانے کے بعد کمرے میں جیسے کوئی خاص چیز کم ہو گئی تھی۔

"کتنی عجیب بات ہے نا... اُس کی غیر موجودگی بھی، جیسے کسی وجود کی مکمل موجودگی ہو..." نمل نے خود سے کہا، اور پھر اپنا فون رکھ کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا لی۔۔ اور آنکھیں موند گئی۔۔

ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ کھڑکی کے پار بارش کی بوندیں شیشے سے ٹکرا کر نیچے ڈھلک رہی تھیں، جیسے وقت اپنی رفتار میں بھیگ رہا ہو۔ آسمان پر ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے اور ہواؤں میں ایک سرد سی نمی گھلی ہوئی تھی۔ صوفیہ میٹنگ روم میں موجود تھی۔ بلیک ہائی نیک شرٹ اور بلیو کوٹ میں ملبوس، سنجیدہ نگاہیں اور لبوں پر سختی

کی سی لکیر لیے وہ اپنی نوٹ بک پر کچھ لکھ رہی تھی، اور وقتاً فوقتاً سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظر ڈالتی جا رہی تھی۔

سامنے موجود کلائنٹس اُس سے کسی خاص پراپوزل پر گفتگو کر رہے تھے، لیکن صوفیہ کی نظریں بار بار کھڑکی کی طرف اُٹھ جاتیں — جہاں بارش گواہ تھی اُس کی بے سکونی کی۔

"میس صوفیہ؟" ایک سینئر ساتھی نے اسے پکارا۔ "جی؟" وہ چونکی، جیسے کوئی خواب سے جگا گیا ہو۔ "آپ نے لاسٹ پوائنٹ پہ کیا فیصلہ لیا؟ ہم اگلے فیز کے لیے پلان ترتیب دے رہے ہیں۔" اس نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ صوفیہ نے گہرا سانس لیا، اور خود کو سنبھالتے ہوئے فائل بند کی، "ڈیٹا میں تھوڑی تبدیلی ہے، میں پریزنٹیشن کے بعد الگ سے ای میل کر دوں گی۔" صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔ سب نے اثبات میں سر

ہلایا۔ میٹنگ ختم ہوتے ہی صوفیہ نے فوراً اپنا بیگ اٹھایا، لیپ ٹاپ بند کیا اور میٹنگ روم سے باہر نکل آئی۔ باہر کارپوریٹ دفتر کی راہداریوں میں خاموشی تھی، بس بارش کی بوندیں کھڑکیوں پر اپنا نغمہ بکھیر رہی تھیں۔ اس نے اپنے آفس کے دروازے کی طرف قدم بڑھائے، لیکن راہداری کے موڑ پر اُسے فضل خان کھڑا نظر آیا۔ فضل نے بارش کے قطروں میں بھیگی کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے، صوفیہ کو آتے دیکھا۔ "تم ٹھیک ہو؟" فضل خان نے دھیرے سے پوچھا۔ "ہوں۔" صوفیہ کا جواب مختصر سا جواب دیتے اندر کی طرف بڑھی۔ "صوفیہ"۔ فضل خان نے ہاتھ میں پکڑی فائل فائل لیے

اندر صوفیہ کے آفس کی طرف بڑھا۔ "یہاں سے مجھے لگ رہا ہے.. کہ چینجنگ کرنی چاہیے"۔ فضل خان نے اندر آتے فائل کھول کر صوفیہ کے سامنے رکھی۔ صوفیہ نے فائل پہ نظریں جمائی۔ اور پھر اسے پڑھنے لگی۔ "مجھے لگتا ہے.. یہی ٹھیک ہے"۔ صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔ فضل خان نے اپنا ہاتھ فائل پہ رکھا۔ اس کا ہاتھ صوفیہ کے ہاتھ سے ٹپچ ہوا تھا۔ اریان جو کہ ابھی اندر آیا تھا۔ اس نے یہ دیکھا تھا۔ اس کا دل چاہا تھا۔ کہ فضل خان کا سر توڑ دے۔ لیکن صوفیہ اپنا ہاتھ پیچھے کر چکی تھی۔ "صوفیہ بارش ہو رہی ہے.. آپ کو چلنا چاہیے"۔ اریان خان مسکراتے ہوئے صوفیہ کے قریب آکر کھڑا ہوا۔ صوفیہ نے اریان کی طرف دیکھا۔ چہرہ پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔ اریان کو دیکھتے اس کے ہونٹوں پہ خود بخود ہی مسکراہٹ آتی تھی۔ "میں دوبارہ چیک کر لوں گی"۔ صوفیہ فضل خان پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔ اور پھر اریان کے ساتھ باہر نکلی۔ اریان صوفیہ کی کلائی پکڑتے اسے لیے ویش بیسن کی طرف آیا۔ اور اس کے ہاتھ کو اچھی طرح سے ویش کرنے لگا۔ "زہر لگتا ہے، مجھے"۔ اریان صوفیہ کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "آریان"۔ صوفیہ نے اسے اپنا ہاتھ پاگلوں کی طرح چومتے دیکھ کر مخاطب کیا۔ لیکن اریان کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اریان صوفیہ کا ہاتھ پکڑے باہر نکلا۔ "میرا انتظار کر رہی تھی"۔ اریان گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔ "جوک تھا"۔ صوفیہ نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "تھا تو"۔ اریان بھی ہنسی دبائے بولا۔ "آریان تم پاگل ہو چکے ہوں"۔ صوفیہ ہستے ہوئے

بولی۔۔ "تم نے کیا ہے"۔۔ آریان گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔۔ "میں نے نہیں
 کیا"۔۔ صوفیہ ہستے ہوئے بولی۔۔ "ہاں تم بالکل ٹھیک بول رہی ہوں۔۔ میں خود ہو
 گیا"۔۔ آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ گاڑی سگنل پہ روکی تھی۔۔ تبھی ایک لڑکی آریان کہ
 گاڑی کی طرف آئی۔۔ "صاحب اپنی بیوی کے لیے لے لوں"۔۔ اس نے گجرے آریان کو
 دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اریان مسکرایا۔۔ "دو دے دو"۔۔ آریان نے پیسے نکالتے اسے
 دیے۔۔ اور گجرے پکڑے۔۔ ساتھ ہی آریان نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ "ہاتھ
 کرو"۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھے بنا کہا۔۔ "نہیں مجھے یہ پسند نہیں"۔۔ صوفیہ نفی
 میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ اریان نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور اس
 کا ہاتھ پکڑتے گجرے پہنانے لگا۔۔ "کتنی خوبصورت کلائیوں لگ رہی ہے"۔۔ آریان نے
 صوفیہ کی کلائیوں پر ہونٹ رکھے۔۔ "میں روزانہ تمہارے لیے گجرے لے کر آیا کرو
 گا۔۔ اور تمہاری ان نازک سی کلائیوں میں ڈالا کرو گا"۔۔ آریان خان نے اس کی کلائیوں
 پر پھر سے ہونٹ رکھے۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ "تم کتنا بدل گئے ہوں
 آریان"۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "تمہاری چاہت نے بدل
 دیا"۔۔ آریان خان نے اس کے ہاتھ پھر سے ہونٹوں سے لگائے۔۔ "وعدہ ہے میرا... جس
 دن تم سے اپنا حق لیا، تمہارے وجود کے ایک ایک پہلو پر اپنی چاہت کی ایسی مہریں
 ثبت کرو گا کہ تمہارے اندر کی ہر دھڑکن میرا نام پکارے گی... اس دن تمہیں نہ خود
 سے سے جدا ہونے دو گا... نہ اپنی شدت سے آزاد ہونے کی مہلت بخشوں گا"۔۔ آریان

خان صوفیہ کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔ "بس فضول بولتے رہا کرو"۔ صوفیہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "تم بلش کر رہی ہوں"۔ آریان ہستے ہوئے بولا۔ "آریان بس کرو"۔ صوفیہ سرخ پڑتے ہوئے بولی۔ "ہاہاہا... یار تم بلش بھی کرتی ہوں"۔ آریان نے ہستے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "آریان"۔ صوفیہ نے اس کی بازو پہ ہاتھ مارا تھا۔ "اچھا سوری گوڈ گفٹ"۔ آریان نے اپنی ہنسی پہ کنٹرول کیا۔ گاڑی حویلی کے باہر آکر روکیں۔ بارش بھی کافی تیز ہو چکی تھی۔ "آریان... تم تھوڑی دیر اندر آجاؤ.. بارش میں کیسے جاؤ گے"۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔ "نہیں یار.. میں چلتا ہوں"۔ آریان جلدی سے بولا۔ "نہیں تم آجاؤ.. کچھ دیر تک بارش روک جائے گی.. پھر چلے جانا"۔ صوفیہ بھی بضد ہوئی۔ "تمہارے اس دو نمبر لالہ نے دیکھ لیا، تو پھر شروع ہو جائے گا"۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ "میرے لالا اتنے برے نہیں ہے"۔ صوفیہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ "ایسے مت کیا کرو... ٹوٹ کر پیار آتا

ہے"۔ آریان نے صوفیہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ "پہنچ کر کال کر دینا"۔ صوفیہ پریشانی سے بولی۔ "اوکے گوڈ گفٹ"۔ آریان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ صوفیہ گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھی۔ آریان نے گہرا سانس لیا۔ اور گاڑی سٹارٹ کرنے ہی لگا تھا۔ کہ اس کی نظر سامنے سے آتے ہوئے المیر خان پہ پڑی۔ المیر خان نے ونڈ سکرین پہ نوک کیا۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "تجھے سمجھ نہیں آتی کیا"۔ المیر خان نے اسے گھورا۔ "تیری بہن کو چھوڑنے آیا تھا.. تجھ میں تو عقل نہیں، بارش میں

ہی بہن کو گھر لے آئے"۔ آریان سر جھکاتے ہوئے بولا۔ اور گاڑی سٹارٹ کرتے
غائب ہوا تھا۔ اریان نے گہرا سانس لیا۔ "سالہ"۔ آریان نے پھر سے سر جھٹکا۔ اور
سامنے نظریں جمائی۔

زرغام کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ باہر خاموشی چھائی ہوئی تھی، آسمان پر چاند
نرم روشنی بکھیر رہا تھا۔ وہ ہاتھ میں چائے کا کپ تھا، بہت دیر سے پریشے کے
بارے میں سوچ رہا تھا۔ دروازہ آہستگی سے کھلا۔ پریشے خاموش قدموں سے اندر داخل
ہوئی۔ اُس کے چہرے پر دن بھر کی تھکن تھی، مگر آنکھوں میں زرغام کے لیے وہی
مان، وہی اعتبار... وہی محبت تھی۔ "آپ سوئے نہیں ابھی تک؟" اُس نے آہستگی سے
پوچھا۔

زرغام نے مڑ کر دیکھا، لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ "نیند تو تمہارے ساتھ ہی آتی
ہے۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔ پریشے اُس کے قریب آ گئی۔ زرغام نے چائے کا
کپ میز پر رکھا اور اُس کی طرف قدم بڑھا دیے۔ "تم تھک گئی ہو۔ آ جاؤ، بیٹھو
میرے پاس۔" زرغام اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ وہ اُس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی،
زرغام نے اُس کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھے۔

"دن کی ساری تھکن جیسے ختم ہو جاتی ہے تمہیں یوں پاس پا کر۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پریشے نے سر اُس کے کندھے سے لگا دیا۔ "یہ لمحے، یہ سکون... کبھی چھن نہ جائے ہم سے، زرغام۔" پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔ "نہیں چھنے گا، کیونکہ ہم نے یہ لمحے مانگے نہیں، کمائے ہیں، صبر سے... محبت سے۔" زرغام کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔ کمرے کی مدھم روشنی میں اُن کے سائے ایک دوسرے میں سمٹتے جا رہے تھے۔ وقت جیسے تھم گیا تھا۔ کوئی بات نہیں کر رہا تھا، مگر خاموشی میں بہت کچھ کہا جا رہا تھا۔ زرغام نے آہستہ آہستہ پریشے کی انگلیاں تھامی تھیں، جیسے وہ سب کچھ کہنا چاہتا ہو، مگر لفظوں کی ضرورت ہی نہ ہو۔ پریشے نے نظریں اٹھا کر اُسے دیکھا۔ زرغام نے دھیرے سے اُس کے بالوں کو پیچھے کیا۔

"تم جانتی ہو، جب تم میرے قریب ہوتی ہو، تو سب کچھ مکمل لگتا ہے۔" زرغام نے اس کی انگلیوں پہ ہونٹ رکھے۔ "اور جب آپ دور ہوتے ہے، تو سب کچھ ادھورا..." پریشے نے مدھم سا کہا۔ زرغام نے اُس کے اس جملے پر مسکرا کر اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ "کبھی دور نہیں جاؤں گا۔ تمہارے قریب ہی رہوں گا..." زرغام نے پریشے کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے اس کی سانسیں چرانے لگا۔ پریشے آنکھیں موند گئی۔ کیونکہ وہی اُس کا سکون ہے، وہی اُس کی پناہ گاہ تھا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر: نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_127 :

جان عالم بیڈ پر نیم دراز، لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ ورشاں اس کے ساتھ بیٹھی، اس کے کندھے سے سر ٹکائے، جوس کے گلاس کو ہلکے ہلکے گھونٹوں میں پی رہی تھی۔ سامنے والی اسمارٹ ٹی وی پر اپنی میٹڈ فلم چل رہی تھی، جسے دیکھ کر وہ کبھی مسکراتی، کبھی ہنستی۔ جان عالم کی ایک کلائی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چل رہی تھیں، جب کہ دوسری بازو ورشاں کے گرد یوں بندھی تھی جیسے دنیا کی ہر پریشانی اس دائرے سے باہر ہو۔ ورشاں ایک منظر دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی۔ جان عالم نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ مسکراہٹ جو اُس کے چہرے پر کھیل رہی تھی، جان عالم کے دل کو چُھو گئی۔ "کیا ہوا؟" ورشاں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا، نرمی سے اس کا رخسار چھوا۔ "کچھ نہیں... بس میری رُوح من مسکرا رہی تھی۔" وہ اس کے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگا کر بولا۔ "ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟" ورشاں نے شرارت سے آنکھیں تنگ کرتے ہوئے اسے گھورا۔ جان عالم نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا، اُسے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر بیڈ کے کراؤن سے لگا دیا، اور جھک کر اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھا ہی تھا کہ... چھپاک! ورشاں کے ہاتھ سے جوس کا گلاس تھوڑا سا چھلکا اور

براہِ راست جانِ عالم کے چہرے پر جا گرا۔ لمحے بھر کے لیے ورشاں کی ہنسی کمرے
 میں گونج اُٹھی۔ "اوہ میرے خدا! سوری..." وہ ہنسی روکتے ہوئے بولی۔ جانِ عالم نے
 چہرہ صاف کیا، پھر کچھ کہے بغیر ایک ہاتھ سے گلاس لیا، دوسری کلائی سے اُسے قریب
 کیا اور نرمی سے، بے حد محبت سے، اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ دیے۔ ورشاں
 کی سانسیں رکی، مگر ہاتھ بدستور شرارت سے جانِ عالم کے کندھے پر مکے برسا رہے
 تھے۔ جب وہ پیچھے ہوا، تو اس کی آنکھوں میں چمک اور لہجے میں نرمی تھی۔ "تم جب
 ایسی حرکتیں کرتی ہو ناں... تو دل چاہتا ہے تم پر ساری دنیا وار دوں..." جانِ عالم نے
 محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ابھی میری سانس ہی رک جاتی تو؟" ورشاں
 نے ناراضگی سے منہ بنایا۔ جانِ عالم نے ہنستے ہوئے اس کا بازو تھاما۔ "ایسی فضول
 باتیں کہاں سے سیکھتی ہو... اب بچی نہیں رہی میری رُوح من!" اس نے محبت سے
 اس کی کینٹی پر ہونٹ رکھے۔ ورشاں نے لب بھینچ کر ہنسی روکی، پھر جانِ عالم کا چہرہ
 دونوں ہاتھوں سے اپنی طرف موڑا۔ "دیکھیں میری طرف!" ورشاں نے اس کا چہرہ اپنی
 طرف کیا۔ "جی رُوح من؟" وہ نرم لہجے میں بولا۔ "آپ مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتے
 ہیں؟" اس نے جانِ عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "کیونکہ تم میری مکمل
 کائنات ہو، تم میری مکمل ہونے کی وجہ ہو، تم میری دعاؤں کی آخری سطر ہو..." جانِ
 عالم محبت سے بولا۔ ورشاں مسکرا دی۔ "جانِ خان..." وہ اس کے رخسار پر جھک کر

نرمی سے ہونٹ رکھ گئی، پھر پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے دونوں گالوں کو انگلیوں سے
کھینچا۔

"Gucci Gucci..."

اس نے شرارت سے کہا۔ جان عالم نے آنکھیں پھیلانیں۔۔ "یہ کیا تھا؟" وہ حیران ہوتے
ہوئے بولا۔ ورشاں نے ہنستے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ "اوہ جان خان... یہ محبت کی
نئی زبان ہے۔ بس دل سے نکلا کہ آپ میرے Gucci ہیں... مہنگے، خاص، اور
صرف میرے!" وہ ہستے ہوئے بولی۔ جان عالم اس کی طرف کچھ دیر دیکھتا رہا، پھر
مسکرا دیا۔ "تم نہ کبھی کبھی پاگل کر دیتی ہو، لیکن میری اپنی پاگل ہو..." جان عالم نے
ورشاں کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ اور ایک بار پھر اس نے اسے بانہوں کے حصار
میں چھپا لیا۔ "مجھے چیخ کرنے جانا ہے"۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا۔ "چلی جانا... تھوڑی دیر روک جاؤ"۔ جان عالم نے ورشاں کی آنکھوں پہ
ہونٹ رکھے۔ "نہیں، مجھے ابھی جانا ہے"۔ ورشاں تھوڑا سا خفگی سے بولی۔ اور جان
عالم کی طرف دیکھا۔ "کچھ زیادہ ہی نخرے کر رہی ہوں"۔ جان عالم نے ورشاں کی
طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔ "آپ اٹھاتے ہے... اس لیے"۔ ورشاں نے
مان سے کہا۔ جان عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ اور اسے اپنے حصار سے
آزاد کیا۔ "ابھی چھوڑ رہا ہوں"۔ جان عالم اس کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
بولا۔ ورشاں جلدی سے اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ ورشاں ڈریسنگ روم

میں آئی۔۔ اور کبرڈ کھول کر کپڑوں کو گھورنے لگی۔۔ پھر ایک سادہ سی بلیک کلر کی فراک لیتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔ جان عالم اپنے کام میں مصروف ہوا۔۔ دس منٹ بعد ورشاں فریش ہو کر آئی۔۔ اور مرار کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی۔۔ بالوں کو اچھے سے شانوں پہ سیٹ کرتے ہوئے خود کو دیکھنے لگی۔۔ پھر مسکراتے ہوئے چل کر جان عالم کے قریب آئی۔۔ "جان خان"۔۔ ورشاں نے جان عالم کے پاس آتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ جو کام میں مصروف تھا۔۔ اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ بلیک کلر کی سادہ سی فراک بال شانوں پہ سیٹ تھے۔۔ میک آپ سے پاک چہرہ اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ بکھری۔۔ "میں کیسی لگ رہی ہوں؟؟؟"۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے شوخ انداز میں کہا۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "یہ سوال اُس لمحے کے لیے سنبھال رکھو... جب تمہاری زُلفیں بھی تمہیں چھپانے کی جُرأت نہ کریں"۔۔ جان عالم اسے اپنی گود میں گراتے ہوئے بولا۔۔ "جان خان"۔۔ ورشاں نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔ جان عالم اسے اسی لمحے چھوڑ گیا۔۔ وہ خود بھی احتیاط کرتا تھا۔۔ "کیا میں موٹی ہو گئی ہوں"۔۔ ورشاں نے سوالیہ نظروں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اوپر سے نیچے تک ورشاں کو دیکھا۔۔ اور پھر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "یہ بات تو آج تک کوئی بھی شوہر اپنی بیوی کو بتا نہیں سکا"۔۔ جان عالم اپنی کنپٹی پہ انگلی رکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑایا۔۔ "کیا کہا آپ نے؟؟؟" ورشاں نے اس کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے نفی

میں سر ہلایا۔۔ "آپ کیا کہنا چاہتا ہے کہ میں موٹی ہوں"۔۔ ورشاں نے حیرانگی سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "میں نے کب کہا تم موٹی ہو گئی ہوں"۔۔ جان عالم اس کے الفاظ سنتے ہوئے بولا۔۔ اس نے کب کہا تھا۔۔ "یہ بھی تو نہیں کہا، نا کہ میں موٹی نہیں ہوئی"۔۔ ورشاں غصے سے بولی۔۔ جان عالم کچھ نہیں بولا۔۔ "جواب دے"۔۔ اس نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ جان عالم اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے مسکرایا۔۔ "شاید موٹی ہو گئی ہوں"۔۔ جان عالم کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ "سچ؟؟؟؟؟" ورشاں کی آواز کافی اونچی تھی۔۔ جان عالم اس کے مقابل کھڑا ہوا۔۔ "آرام سے بولو... میں دوہی نہیں بیٹھا ہوا تھا"۔۔ جان عالم اس کے اتنا اونچی بولنے پہ بولا۔۔ "آپ سے کس نے کہا کہ میں موٹی ہو گئی ہوں"۔۔ ورشاں مرار کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔ اور خود کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم ہنسی دبائے کھڑا ہوا تھا۔۔ وہ اپنی نازک سی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔ کہ وہ کر کیا رہی ہے۔۔ "بتائے مجھے"۔۔ ورشاں روندیں سا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم اس کے قریب آیا۔۔ "تم موٹی ہو گئی ہوں"۔۔ تمھاری کلائی اب میرے ہاتھ میں نہیں آتی"۔۔ جان عالم نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔ "کیوں نہیں آتا... پکڑے"۔۔ ورشاں نے ہاتھ جان عالم کے سامنے کیے۔۔ جان عالم نے اس کلائیوں پکڑی۔۔ "تمھاری کمر بھی ہاتھ میں نہیں آتی"۔۔ جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ "وہ جان عالم کا ایک ہاتھ اپنے کمر کے گرد حصار بناتے پھر سے دونوں کلائیوں اس کے ہاتھ میں دیے کھڑی ہوئی تھی۔۔" بتائے کہاں سے موٹی ہوئی ہوں"۔۔ ورشاں

جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم یو ہی اس کی کلائیاں ڈرینگ مرار کے
 ساتھ اوپر پین کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ ورشاں کی آنکھیں حیرت
 سے کھولیں۔۔ اسے معلوم نہیں تھا۔۔ کہ اس کا جان خان اتنی آگے کی سوچ رکھتا
 ہے۔۔ جان عالم ایک ہاتھ سے اس کی کلائیاں اوپر پین کیے ہوئے تھا۔۔ اور دوسرے
 ہاتھ سے نرمی سے اس کے وجود کو محسوس کر رہا تھا۔۔ ورشاں اس کے حصار میں بلکل
 بھی حرکت نہیں کر پا رہی تھی۔۔ ورشاں کی سانسیں دھیمی ہو چکی تھیں، اور جان عالم
 کا لمس اس کی دھڑکنوں میں تحلیل ہو چکا تھا۔۔ وہ اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش چکا
 تھا۔۔ "جان خان"... ورشاں نے مدھم آواز میں پکارا۔۔ جان عالم نے اس کی کلائیوں کو
 آہستہ سے آزاد کیا، اور پھر اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا دی۔۔ "تم موٹی نہیں ہوئی،
 روح من... تم صرف میری ہوئی ہو"... اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔ "پھر
 بھی، اگر میں موٹی ہو گئی ہوں تو؟" وہ شرارت سے بولی۔۔ "تو پھر دنیا کی سب سے
 خوبصورت موٹی لڑکی میری ہوگی، اور میں اس پر فخر کروں گا۔" جان عالم نے اس کا
 ماتھا چومتے ہوئے کہا۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔ ورشاں اسے تنگ کر رہی ہے۔۔ ورشاں نے
 اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں، جیسے وہ اس کی باتوں کو اپنے دل کے سب سے محفوظ
 خانے میں رکھ رہی ہو۔۔ "میری روح من"... جان عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ ورشاں ہلکا سا مسکرائی۔۔ "جان خان.. ہمارا بے بی سوچ رہا ہوں گا.. اس کے بابا
 اس کی ماما کو ایک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑتے"... ورشاں نے جان عالم کے

حصار میں نظریں جھکائے کہا۔۔ جان عالم کے ہونٹوں پہ مہم سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی گردن پہ جھکتے ہوئے ہونٹ رکھے۔۔ "وہ سوچے گا.. بابا بہت رومنٹک ہے"۔۔ جان عالم نے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔۔ "مجھے پین ہوئی ہے"۔۔ ورشاں نے جان عالم کو گھورا۔۔ "روح

من... سوری"۔۔ جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ اسی لمحے دروازہ نوکڑ ہوا تھا۔۔ جان عالم ورشاں سے دور ہوا۔۔ "دیکھ کر آتا ہوں"۔۔ ورشاں بیڈ پہ جا کر بیٹھ گئی۔۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔ جان عالم نے دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی آئمہ خان تھی۔۔ جان عالم آئمہ خان کو دیکھ کر مسکرایا۔۔ "جی مورے"۔۔ جان عالم نے آئمہ خان کی طرف دیکھا۔۔ "میں ورشاں کو دیکھنے آئی تھی"۔۔ آئمہ خان اندر کی طرف آتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ "کیا بات ہے بھئی... یہ سب کرنے والا میں ہوں... اور محبت روح من سے.. کیا بات ہے"۔۔ جان عالم خود سے ہی بولتے ہوئے اندر آیا۔۔ آئمہ خان ورشاں کے پاس آکر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "طبیعت ٹھیک ہے"۔۔ آئمہ خان نے پیار سے اس سے پوچھا۔۔ "جی بڑی امی، میں ٹھیک ہوں"۔۔ ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "اپنی صحت کا خیال رکھنا ہے.. پھر ہی بچہ بھی ٹھیک رہا گا"۔۔ آئمہ خان پیار سے بولی۔۔ ورشاں نے نظریں اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جو پاس ہی کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔ آئمہ خان نے ہاتھ میں پکڑی ریڈ کلر کی ڈبی ورشاں کو پکڑائی۔۔ "یہ تمہارے لیے تحفہ"۔۔ آئمہ خان اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔ ورشاں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ آئمہ خان نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ "خوش رہوں میرے بچوں"... آئمہ خان دونوں کو پیار سے بولتے ہوئے باہر نکلی۔۔ "تھینکس روح من... اس قیمتی تحفہ کے لیے"... جان عالم نے ورشاں کے پاس بیٹھتے ہوئے ورشاں کے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔ "آپ یوں بار بار مجھے چھو نہیں سکتے"... ورشاں فخریہ انداز میں بولی۔۔ "میں بار بار چھوؤں گا۔۔ اور تم کچھ بھی نہیں کر سکتی"... جان عالم نے ورشاں کے پیٹ پہ جھکتے ہوئے ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کے گال سرخ ہوئے تھے۔۔ "جان خان... مجھے شرم آرہی ہے"... ورشاں اس کے سینے میں چہرہ چھپائے بولی۔۔ "کوئی نہیں مجھے شرم ختم کرنی آتی ہے"... جان عالم اس کی پیچھے سے ڈوریاں لوز کرتے ہوئے بولا۔۔ "جان خان"... ورشاں چینیخی تھی۔۔ "آپ کو نہیں پتہ کیا اس حالت میں اپنی بیوی سے دور رہتے ہیں"... ورشاں جان عالم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ "روح من... مجھے تم سے زیادہ پتہ ہے"... جان عالم اسے بیڈ پہ گراتے اس پہ جھکا تھا۔۔ جان عالم اس کی گردن پہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔ "میں تم سے دور نہیں رہ سکتا... روح من"... جان عالم نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ "بہت مشکل ہے... تم سامنے ہوں... اور یہ خان اپنی حد میں رہے"... جان عالم نے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ ورشاں کی آنکھیں بند تھی۔۔ جان عالم نے تھوڑا سا نیچے ہوتے اس کی دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں اسی لمحے جان عالم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیل گئی۔۔ جان عالم نے اس پر بالکل

بھی وزن نہیں ڈالا ہوا تھا۔ اس لیے وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔ ورشاں کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔ "روح من"۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ لیکن ورشاں

کچھ بولے بنا بیڈ سے اٹھی تھی۔ اس سے پہلے جان عالم ورشاں کی طرف بڑھتا۔ ورشاں باہر نکل چکی تھی۔ وہ روتے ہوئے باہر نکلی تھی۔۔۔ جان عالم پریشان ہوا تھا۔ اس نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔ کہ اس کی روح من کی آنکھوں میں آنسو

آئے۔۔۔ جان عالم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے جلدی سے نیچے کی طرف آیا تھا۔ غزنوی جو کہ ابھی داجی کے روم سے نکلا تھا۔ ورشاں کو یوں روتے دیکھ غزنوی

اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔ "میری جان کیوں رو رہی

ہوں"۔۔ غزنوی پریشانی سے بولا۔ اس نے کب دیکھا تھا۔ ورشاں کو یوں روتے

ہوئے۔۔۔ ورشاں کی آنکھیں لب و لب پانی سے نم تھی۔ وہ مسلسل رو رہی

تھی۔۔ تیزی سے آنسو بہہ رہے تھے۔ غزنوی نے اسے صوفے پہ بیٹھایا۔ زمل جو کچن

سے آئی تھی۔ غزنوی کو دیکھتے لاونج کی طرف بڑھی۔ "کیا ہوا ورشاں؟؟؟" زمل پریشانی

سے بولی۔ "زمل جاؤ پانی لے کر آؤ"۔ غزنوی زمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ زمل

اسی لمحے کچن کی طرف بڑھی۔ جان عالم لاونج میں آیا۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف

دیکھا۔ اور پھر ورشاں کی طرف جو کہ رو رہی تھی۔ زمل نے پانی کا گلاس لاتے

ورشاں کے ہونٹوں سے لگایا۔ جان عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ غزنوی جان عالم کی

طرف اٹھ کر بڑھا۔ "تو نے کچھ کہا ہے"۔۔ غزنوی نے جان عالم کو گھورا۔ جان عالم

کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ کہ وہ اب اسے کیا جواب دے۔۔ اسے تو خود نہیں پتہ
 تھا۔۔ کہ ورشاں کو آخر ہوا کیا ہے۔۔ "بیچھے ہٹ"۔۔ جان عالم نے غزنوی کو پیچھے کرنا
 چاہا۔۔ "کیا کہا تو نے ورشاں کو"۔۔ غزنوی غصے سے بولا۔۔ "تو پاگل ہے کیا... میں کیوں
 کچھ کہوں گا"۔۔ جان عالم ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جو ابھی تک رو رہی
 تھی۔۔ اور اس کا دل کٹ رہا تھا۔۔ کہ آخر اسے ہوا کیا ہے۔۔ "ہاں پاگل تو وہ
 ہے۔۔ یوں ہی رو رہی ہے"۔۔ غزنوی اسے استنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "مجھے
 لگ رہا ہے... پاگل تو ہے۔۔ جو میاں بیوی کے معاملے میں ٹانگ اڑا رہا ہے"۔۔ جان عالم
 نے آنکھیں گھومائی۔۔ "زل ورشاں کو روم میں لے جاؤ"۔۔ غزنوی نے زل اور ورشاں
 پہ ایک نظر ڈالی۔۔ زل ورشاں سے پوچھ رہی تھی۔۔ کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔ اس سے
 پہلے ورشاں اٹھتی جان عالم پیچھے سے جاتے ورشاں کو گود میں اٹھا چکا تھا۔۔ اسی لمحے
 لاونج میں رائمہ خان آئی تھی۔۔ "عالم کیا کر رہے ہوں"۔۔ وہ تیزی سے اس کی طرف
 آئی تھی۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھے بنا سسکیاں لے رہی تھی۔۔ "بیٹھاؤ اسے
 یہاں"۔۔ رائمہ خان غصے سے بولی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو صوفے پہ بٹھایا۔۔ "مورے
 اوپر لے کر جا رہا تھا"۔۔ جان عالم نے رائمہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "تم پاگل
 ہوں کیا.. بچی کی حالت دیکھو"۔۔ رائمہ خان ورشاں کے پاس آکر بیٹھی۔۔ اور اس کی
 آنکھیں صاف کیں۔۔ "کیوں رو رہی ہوں میری جان"۔۔ رائمہ خان نے ورشاں کی
 طرف دیکھا۔۔ "مورے ایک منٹ مجھے پوچھنے دے"۔۔ جان عالم بھی دوسری طرف آکر

بیٹھا۔ "میں پوچھ رہی ہوں نا"۔ رائمہ خان غصے سے بولی۔۔ جان عالم خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اور ورشاں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اس سے دور بھاگی تھی۔ اور رو رہی تھی۔۔ یہ بات جان عالم کو مزید بے چین کر رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_127

ورشاں سر جھکائے، ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتے ہوئے چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر خاموشی تھی، مگر اندر ایک طوفان تھا جو رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ رائمہ خان نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا، نرمی سے اس کی پیشانی سہلانے لگی۔

"میری بچی... تمہیں کیا ہوا ہے؟" رائمہ خان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "مجھے خود سمجھ نہیں آ رہا بڑی امی.. بس... بس دل گھبرا گیا تھا۔" ورشاں نے پلکیں جھپکیں، سانس گہری کھینچی اور نم لہجے میں بولی۔۔ وہ نہیں بتا سکی تھی۔۔ جان عالم کا دل جیسے سینے میں دھڑکنا بھول گیا ہو۔ وہ کچھ لمحے یوں ہی دیکھتا رہا۔ "روح من... کچھ تو بولو نا، میں پریشان ہو رہا ہوں۔" پھر دھیرے سے بولا۔۔ غزنوی نے زل کی طرف دیکھا

اور اشارہ کیا کہ اب وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ "میری بچی کچھ دیر آرام کرو..." رائمہ خان نے ورشاں کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں بڑی... میں یہاں بیٹھنا چاہتی ہوں... کچھ دیر بس یوں ہی..." ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔ جان عالم نے آہستہ سے اس کے گھٹنوں کے پاس ہاتھ رکھا، جیسے اجازت مانگ رہا ہو۔

"روح من... میری طرف دیکھو..." جان عالم پریشانی سے بولا۔

ورشاں نے دھیرے سے آنکھیں اٹھائیں۔ لیکن کچھ نہیں بولی تھی۔ کچھ دیر سب ورشاں کے قریب بیٹھے رہے۔ ورشاں خاموش رہی۔ رائمہ خان اٹھی اور زل کو لے کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ غزنوی نے جاتے جاتے جان عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھا، آنکھوں ہی آنکھوں میں معذرت کی، اور باہر چلا گیا۔

جان عالم کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتے رہا۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔ کہ زل کو آتے دیکھ جان عالم اس سے دور ہوا تھا۔ "لالا آپ کو مورے بلا رہی ہے..." زل بول کر ورشاں کی طرف بڑھ گئی۔ اور احتیاط سے لیتے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

جان عالم کچھ دیر بعد کمرے میں آیا۔ ورشاں چہرہ تک کمرے میں لیٹی ہوئی تھی۔ جان عالم دروازہ بند کرتے بیڈ کی طرف بڑھا۔ ورشاں بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔ جان عالم اس

کے قریب آکر بیٹھا۔ اور اس کے چہرہ سے کمبل ہٹا دیا۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔ اور نرمی سے حصار بنایا۔۔۔ جان عالم اس کی کمر کے گرد حصار بناتے اسے اپنے قریب کرتے اس کی کمر کو نرمی سے سہلانے لگا۔۔۔ "روح من.. کیا ہوا.. مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔" کیا میں نے کوئی حد پار کی؟ "جان عالم نے اس کے بالوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ لیکن ورشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ وہ صرف اس کے سینے سے سر ٹکائے روئے جا رہی تھی۔۔۔ "روح من.. جواب دو"۔۔۔ جان عالم نے نرمی سے اس کے بالوں کو سہلایا۔۔۔ ورشاں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں پانی تھا۔۔۔ "کیا ہوا روح من"۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں نے سسکی لی تھی۔۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ نرمی سے انگوٹھا سہلایا۔۔۔ "بتاؤ"۔۔۔ جان عالم نے اس کی آنکھوں پہ لب رکھے۔۔۔ تو کچھ موتی اس کے عارض پہ گرے

تھے۔۔۔ "م۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مج۔۔۔ مجھے۔۔۔ پ۔۔۔ پین۔۔۔ ہ۔۔۔ ہ۔۔۔ ہو۔۔۔ ر۔۔۔ رہی۔۔۔ ہ۔۔۔ ہے"۔۔۔ اس نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔۔ جان عالم اس کی طرف تھوڑا سا

جھکا۔۔۔ "کہاں"۔۔۔ جان عالم نے پیار سے اس سے سوال

کیا۔۔۔ "ج۔۔۔ جہاں۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ ن۔۔۔ نے۔۔۔ ک۔۔۔ کس۔۔۔" وہ اتنا ہی بولتے چہرہ جھکا گئی۔۔۔ جان عالم کو اب سمجھ آئی تھی۔۔۔ اس نے بے دردی سے اپنے ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلا تھا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی نازک سی بیوی کو تکلیف دی۔۔۔ اسے سوچنا چاہیے

تھا۔ کہ اس کی کنڈیشن کیسی ہے۔۔ جان عالم کو اب خود پہ غصے آیا تھا۔۔ "ایم
سوری.. میری جان مجھے نہیں پتہ تھا۔۔ تمہیں پین ہو رہی ہے"۔۔ جان عالم اسے خود سے
الگ کرتے بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا گیا۔۔ جان عالم اس سے دور ہوتے بیڈ سے اٹھا
تھا۔۔ ورشاں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ پ۔۔ پین۔۔ ز۔۔ ز

یا۔۔ دہ۔۔ ہ۔۔ ہو۔۔ رہی۔۔ ت۔۔ تھی۔۔ ا۔۔ ا۔۔ اس۔۔ ل۔۔ لیے۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ
ک۔۔ کو۔۔ دور۔۔ دور۔۔ دکھیلا۔۔ "ورشاں سسکتے ہوئے بولی۔۔ "روح من... میں
ڈر گیا تھا"۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کی آنکھوں سے پھر
آنسو بہنے لگے۔۔ جان عالم نے اس کی آنسو صاف کیے۔۔ "روح من جب تم روتی
ہوں... مجھے برا لگتا ہے... میرا دل بند ہوتا ہے... ایسے رویا مت کرو"۔۔ جان عالم نے
آگے کو ہوتے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ "مجھے لگا.... شاید آپ ناراض ہو
گئے"۔۔ اس کی آواز میں ٹوٹا ہوا سا لہجہ تھا۔۔ "تم میرے لیے وہ ہو، جو الفاظوں میں
نہیں بتا سکتے۔ تم جیسی ہو، ویسی ہی میری روح میں بستی ہو۔ تمہاری ہر بات، ہر ادا،
ہر خاموشی میری پہچان ہے۔ اپنی پہچان سے کوئی ناراض ہوتا ہے"۔۔ جان عالم نے
بے اختیار ہو کر اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"مجھے لگا... میں نے آپ کو ناراض کر دیا"۔۔ ورشاں نے سر جھکایا۔۔ "روح من، میری
زندگی"!۔۔ وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔ "تم میری زندگی ہو۔ میری
کل کائنات۔ تم بنا میں کچھ نہیں.. اگر تم نہ ہوتی تو میں نہ ہوتا... تو کیسے ممکن ہے، کہ

جان عالم خان اپنی چھوٹی سی نازک سی بیوی سے ناراض ہو جائے۔۔ "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں کی پلکوں پہ ایک آنسو ٹھہرا تھا۔۔ کہ اس کا جان خان اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔ لیکن اسے احساس ہوا تھا۔۔ وہ پہلے کچھ زیادہ ہی ایکٹ کر گئی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کچھ دیر میرے پاس بیٹھ جائے"۔۔ ورشاں ہلکی سی آواز میں بولی۔۔ جان عالم نے تھوڑا سا سر کو خم دیا۔۔ "جو حکم سرکار"۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ ورشاں کی آنکھوں میں پھر سے خوشی کی چمک دوڑی تھی۔۔ "جان خان"۔۔ ورشاں نے جان عالم کے ہاتھ پہ نظریں جمائی۔۔ جو مضبوطی سے اس کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھا۔۔ "میں قربان حکم کرو، روح من"۔۔ جان عالم نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ "اگر میں پھر سے رو دی تو؟؟؟" ورشاں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "اب مت رونا... تم بس مسکراتی رہو... یہ آنسو تمہیں زیب نہیں دیتے۔" جان عالم نے اس کے گال سے آنسو صاف کیے۔۔ "جان خان مجھے بہت پین ہوتی ہے"۔۔ ورشاں سر جھکائے بولی۔۔ جان عالم نے اپنی نازک سی بیوی پہ نظر ڈالی۔۔ اور پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔ "کہاں ہوتی ہے"۔۔ جان عالم نے اس کا سر کندھے سے لگایا۔۔ ورشاں کچھ نہیں بولی تھی۔۔ جان عالم اس کے پیٹ سے کچھ فاصلے پہ ہاتھ رکھا۔۔ "یہاں ہوتی ہے"۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ ورشاں نے ہلکا سا سر ہلایا۔۔ "ی۔۔ ی۔۔ یہاں۔۔ ب۔۔ ب۔۔ بھی ہوتی ہے"۔۔ ورشاں کی زبان سے لڑکھڑاتے ہوئے الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔ جان عالم نے اس

کی طرف دیکھا۔ "ڈاکٹر پاس چلتے ہیں...چیک اپ کرواتے ہیں"۔..جان عالم سنجیدگی سے بولتے ہوئے اٹھا۔ "ا۔۔اس۔۔اس وقت جائے گے"۔..ورشائے نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "ہاں تو اس وقت کیا ہے"۔..جان عالم نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ دروازہ نوکڑ ہونے پر جان عالم مڑا۔ "لالا میں آجاؤ"۔..زلزلہ باہر کھڑی بولی۔ "آجاؤ"۔..جان عالم ورشائے پہ بلیںکٹ ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔ زلزلہ کے ہاتھ میں ٹریں تھیں۔ جس میں کچھ فروٹس اور دودھ کا گلاس تھا۔ "لالا مجھے ورشائے سے اکیلے میں بات کرنی ہے"۔..زلزلہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "اوکے..کرو..اور اگر یہ نہیں کھائے..تو مجھے بلانا"۔..جان عالم ورشائے کی طرف دیکھتے ہوئے باہر نکلا۔ زلزلہ ورشائے کے قریب آکر بیٹھی۔ "یہ کھاؤ"۔..زلزلہ نے ٹریں اس کی طرف بڑھائی۔ "نہیں دیدہ...مجھے نہیں پسند"۔..ورشائے منہ بناتے ہوئے بولی۔ "اگر کچھ کھاؤ گی، نہیں پیو گی نہیں تو بچے کی صحت کیسے اچھی ہوں گی..اور اگر ایسے ان سب فوڈس سے دور بھاگوں گی..تو کیسے تم اپنی صحت ٹھیک کرو گی..اسی لیے یہ کھاؤ"۔..زلزلہ پیار سے ورشائے کو سمجھاتے ہوئے بولی۔ باقی جان عالم اسے خود سمجھا دے گا۔ یہ وہ سمجھ چکی تھی۔ اسی لیے وہ اسے یو سمجھا کر باہر نکل گئی۔ جان عالم اندر آکر بیٹھا۔ "روح من...کھاؤ"۔..جان عالم اسے یوں ہی ہاتھ میں گلاس پکڑے دیکھ کر بولا۔ "مجھے پسند نہیں"۔..ورشائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "میری جان...کھاؤ..اسی لیے تمہیں پین ہو رہی ہے...کیونکہ تم اپنا خیال نہیں رکھتی"۔..جان عالم اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے اس

کے ہونٹوں سے لگا گیا۔ ورشاں نے آنکھیں بند کر کے چند گھونٹ لیے۔ دودھ کا ذائقہ اس کے مزاج کو تو خوش نہ کر سکا، مگر جان عالم کے لہجے کی محبت نے اس کے دل کو سکون دے دیا۔ جان عالم نے نرمی سے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا اور آہستگی سے گلاس واپس ٹرے میں رکھ دیا۔ "بس ابھی کے لیے اتنا کافی ہے؟" وہ مسکرا کے بولا۔ ورشاں بھی مسکرا دی۔ "لیکن تمہیں خیال رکھنا ہوں گا"۔ جان عالم نے پیار سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔

"اور اگر چو کلیٹ کھلا دیں گے تو ہو جائے گا مکمل علاج۔" ورشاں نے شرارت سے کہا، اس کے چہرے پر تھوڑی سی شوخی آئی۔ "روح من تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے آتے ہوئے چو کلیٹ لے آؤ گا"۔ جان عالم نے اس کے ہاتھوں پہ ہونٹ رکھے۔ "جلدی آ جائے گے"۔ ورشاں نے معصومیت سے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "جی میری جان.. جلدی آ جاؤ گا"۔ جان عالم نے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ "مجھے ہمیشہ آپ کا ساتھ چاہیے"۔ ورشاں نے آہستہ سے کہا۔ جان عالم کی نظریں اس پر تھم گئیں۔ وہ تھوڑا سا جھکا۔ "روح من، تمہیں میری زندگی میں آنا تھا، آیاں ہو گئی۔ اب تمہارا ساتھ میری سانسوں کے ساتھ بندھا ہے۔" اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

ورشاں نے شرماتے ہوئے آنکھیں جھکا لیں۔ چند لمحے خاموشی کے گزرے۔ "جان خان... میں بہت جلد غصے کر جاتی ہوں، پتہ نہیں کیوں ہر بار اتنا جذباتی ہو جاتی

ہوں۔۔ "پھر وہ آہستہ سے بولی۔۔" تو نہ ہوا کرو غصے۔۔ جذباتی ہو جایا کرو... لیکن مجھ سے کچھ نہ چھپایا کرو۔ کچھ بھی۔ چاہے درد ہو یا دل کی بات۔ "جان عالم نے اس کی ہتھیلی پہ ہونٹ رکھے۔۔" آپ کو پتہ ہے جب آپ میرے قریب آتے ہیں، تو دل کو سکون ملتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ہر درد، ہر خوف سب غائب ہو جائے گا... لیکن آج بہت پین ہوئی تھی۔۔ "وہ دھیرے سے بولی۔۔" کیونکہ میں صرف شوہر نہیں ہوں تمہارا، میں تمہارا مسکن ہوں... جہاں تمہیں ہمیشہ سکون ملے گا۔ "جان عالم نے اس کے سر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔۔ کمرے میں خاموشی چھائی تھی۔۔ "روح من، تمہیں پتہ ہے، جب تم چپ ہو جاتی ہو تو لگتا ہے جیسے دنیا خاموش ہو گئی ہو۔ "جان عالم نے اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے کہا۔۔ "تو پھر سن لے، میں صرف آپ کے لیے بولتی ہوں۔۔ آپ سنے تو سب کہنے کا دل کرتا ہے۔۔ لیکن آپ سنتے ہی نہیں"۔۔ ورشاں منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ "تو آجاؤ، سب کہہ دو... میں ساری رات سنتا رہوں گا۔ "وہ مسکرا کر بولا۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ کو اپنے دل پر رکھا۔ "یہ دل صرف تمہارے لیے دھڑکتا ہے"۔۔ جان عالم نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا دی۔ "اور یہی سننا تھا، روح من۔۔" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ لیکن ورشاں نظریں جھکا چکی تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ عقیدت سے ہونٹ رکھے۔۔ اور پھر اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ بلینٹ دیا۔۔ پھر جھک کر اس کے پیٹ پہ ہونٹ رکھے۔۔ پھر ورشاں پہ ایک نظر ڈالتے باہر نکل گیا۔۔

المیر خان رات کے پہر حویلی داخل ہوا تھا۔ حویلی میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ جس سے لاونج میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ المیر خان سنجیدگی سے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آیا۔ المیر خان نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ المیر خان کی آمد خاموش تھی، مگر اس کی موجودگی کی ایک خاص دبازت تھی جو فضا میں آہستہ آہستہ گھلنے لگی تھی۔ وہ قدم بہ قدم کمرے کے اندر آیا۔ نمل، جو ایک موٹی سی کتاب اپنی گود میں رکھے مطالعے میں مشغول تھی، دروازے کی ہلکی سی آواز سن کر چونکی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ المیر خان کی آنکھوں میں رات کی تھکن، سفر کی گرد اور ایک اجنبی سا سکوت تھا۔ "آپ آگئے؟" نمل کی آواز میں حیرانی کم اور نرمی زیادہ تھی۔ المیر خان نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا اور دروازہ بند کر کے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اندر آیا۔ وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا، نظریں نمل کے چہرے پر جمائے۔ "تم جاگ کیوں رہی ہو؟" اس کی آواز میں خنکی نہیں تھی، لیکن گرمی بھی نہیں تھی۔ بس ایک معمولی سا سوال تھا، جیسے دو اجنبی سالوں بعد بات کر رہے ہوں۔ نمل نے نظریں جھکا لیں۔

"پڑھ رہی تھی... نیند نہیں آ رہی تھی۔" وہ آہستہ سے بولی تھی۔ المیر نے بیڈ کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔ "میرے انتظار میں تو نہیں جاگی ہو؟" ناجانے کیوں وہ بے ساختہ بول گیا۔ "نہیں... بس کچھ سوالوں میں الجھنیں تھیں،

دماغ بھرا ہوا تھا۔ "نمل نے کتاب بند کی اور نرمی سے بولی۔۔" پھر تمھیں آرام کرنا چاہیے۔۔ المیر کی نظریں اس کے چہرے پر رکیں۔۔ شاید وہ پریشان تھی۔۔ "آ۔۔ آپ س۔۔ سے۔۔ ک۔۔ کچھ۔۔ پ۔۔ پوچھنا۔۔ بچ۔۔ چاہتی ہوں۔۔" نمل نے ہاتھوں کی انگلیوں پہ نظریں جمائی۔۔ نمل نے اس بار نظریں اٹھا کر سیدھی اس کی طرف دیکھا، کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔۔ کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔ پھر المیر خان نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولے، گھڑی اتاری اور نمل کی طرف دیکھے بغیر ٹیبل پر رکھ دی۔۔ "میں تھک گیا ہوں، میری خرگوشی... لیکن تمہاری آنکھوں میں جو سوال ہیں، وہ میرے آرام کو بوجھ بنا دیتے ہیں۔۔" وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولا تھا۔۔ وہ اب اسے کیا جواب دیتا۔۔ وہ اسے کسی صورت بھی اب اکیلے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔۔ وہ جب تک حویلی میں تھی۔۔ محفوظ تھی۔۔ "یہ جواب تو نہیں۔۔" نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جو اب اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔ "ی۔۔ یہاں مت چہنچ کرے۔۔" نمل آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا اپنی گردن کے قریب ہوئے زخم کا معائنہ کرنے لگا۔۔ جس سے خون کافی تیزی سے نکل رہا تھا۔۔ نمل نے دو انگلیوں کے درمیان فاصلے بناتے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے المیر خان کو دیکھا۔۔ اس کی گردن کے قریب زخم دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت کے مارے کھولیں تھی۔۔ "کر لوں ہاتھ نیچے... میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔" المیر خان اپنی گردن کے قریب بنے زخم پہ کوٹن پر اچھی طرح ڈیٹول کو لگاتے اپنی گردن کے زخم پہ رکھ

کر ڈریسنگ ٹیبل پہ دونوں ہاتھ جماتے ہوئے سر نیچے کرتے گہرے سانس لینے لگا۔ نمل
 اسے یوں پاگلوں والے کام کرتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔ "ایسے نہیں
 لگاتے"۔۔ نمل نے زخم پر سے کوٹن ہٹایا۔۔ نمل کا ناخن المیر خان کے زخم پہ لگا
 تھا۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "کیا کر رہی ہوں"۔۔ تکلیف سے اس کا چہرہ سرخ
 ہوا تھا۔۔ "س۔۔ سوری"۔۔ نمل پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ "د۔۔ د۔۔ درد ہو رہا ہے"۔۔ نمل
 نے تھوڑا سا آگے کو ہوتے المیر خان کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان نے نفی میں
 سر ہلایا۔۔ "پکا"۔۔ نمل نے معصومیت سے پھر سے پوچھا۔۔ نمل نے پہلے کوٹن سے اسے
 صاف کیا۔۔ نمل نے نرمی سے اس کے زخم پر ڈیٹول لگایا، اور پٹی سنبھالتے ہوئے بہت
 احتیاط سے اس کے گردن کے گرد لپیٹنے لگی۔ المیر خان کے چہرے پر اب بھی ہلکی
 تکلیف کی پرچھائیاں تھیں، مگر اس کے انداز میں ایک گہری خاموشی تھی۔ وہ خاموشی،
 جو شکایت نہیں کرتی، مگر دل کی گہرائی میں بہت کچھ چھپا لیتی ہے۔ "یہ کیسے لگا؟" نمل
 نے دھیرے سے پوچھا، جیسے آواز بلند کرے گی تو درد بڑھ جائے گا۔ المیر خان نے چند
 لمحے اس کی طرف دیکھا۔۔ "بس... غلطی سے لگ گیا۔۔" پھر نظریں پھیر کر آہستہ
 سے بولا۔۔ "کیا لگا"۔۔ نمل نے الجھن سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔

المیر نے کوئی جواب نہیں دیا، صرف کندھے اچکائے۔۔ "مت بتائے... میں نہیں پوچھو
 گی"۔۔ نمل نے پٹی کا آخری سرا گرہ میں باندھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔۔ "کیونکہ
 میں جانتی ہوں.. میں آپ کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی ہوں"۔۔ اس کی آواز نرم ہوئی

تھی۔۔"تم نہیں جانتی اپنی اہمیت"۔۔المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔"میں وہ عاشق شوہر ہوں جس کی سانسوں میں بس ایک ہی نام گونجتا ہے۔۔ اُس کی بیوی کا۔ میں وہ دیوانہ ہوں جو اپنی بیوی کو دیکھ کر دنیا کے سارے منظر بھول جاتا ہے۔ میری یہ نازک سی محبت، میری لٹل کوئین بخوبی جانتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اُس کے ایک تبسم پہ میں اپنا ہوش بھی وار سکتا ہوں۔ وہ صرف میری بیوی نہیں، میرے دل کی دھڑکن، میری دنیا کا سب سے حسین حصہ ہے۔ اور میں... میں اُس کا وہ دیوانہ ہوں جس کی محبت کو لفظوں کا سہارا نہیں، بس اُس کی موجودگی کافی ہے۔۔۔ یہ ہے تمہاری اہمیت"۔۔۔المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے لبوں سے لگانا چاہا۔ لیکن نمل اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔۔"جراثیم لگے گے"۔۔نمل بولتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_128

نمل نے واشروم میں داخل ہو کر نل کھولا، ٹھنڈے پانی کے چھپاکے اس کے نرم و نازک ہاتھوں سے ٹکرائے، تو ایک لمحے کو اس کے اندر کا اضطراب کچھ مدھم سا ہونے لگا۔ اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھ دھوئے، اور وہیں کھڑی آئینے میں جھانکا۔ سامنے

شفاف آئینے میں جھلکتی اس کی اپنی ہی شبیہ کچھ بدلی بدلی سی لگی۔ وہ نمل تھی، مگر آج کچھ مختلف۔ اس کے رخساروں پر بلاوجہ کی لالی تھی، جیسے اندر کوئی انجانی کیفیت دھڑکنوں میں شامل ہو گئی ہو۔ اس نے الجھن بھرے انداز میں خود کو اور قریب سے دیکھا۔ "کیوں؟ یہ چہرہ اتنا گرم کیوں لگ رہا ہے؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی، لیکن جواب کہیں نہیں تھا۔ نہ لفظوں میں، نہ دل کے گوشے میں۔

اس نے اپنے ٹھنڈے گیلے ہاتھوں کو نرمی سے اپنے چہرے پر پھیرا، جیسے بے چین دل کو قرار دینے کی ایک معصوم سی کوشش ہو۔ مگر وہ لالی اور بے چینی اب بھی اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھی۔ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے وہ واشروم سے باہر نکلی۔ کمرے کی فضا میں ہلکی سی خاموشی تھی، مگر اس خاموشی میں ایک خاص قسم کی کشش پنہان تھی۔ المیر خان ابھی بھی بالکل اسی پوزیشن میں کھڑا تھا، جیسے وہ نمل کے باہر آنے کا انتظار کر رہا ہو۔ نمل کی نگاہ بے اختیار اس کی طرف گئی، اور جیسے ہی ان دونوں کی نظریں ملی، المیر نے ہلکی سی نظروں کی جنبش کے ساتھ رخ موڑا، اور صوفے کی طرف بڑھا۔ اس کے قدموں میں بے ساختہ سی تھکن تھی، مگر چہرے پہ وہی پر سکون، سنجیدہ سا تاثر قائم تھا۔ اس نے صوفے پر رکھا ہوا اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا، اور بنا نمل کی طرف دوبارہ دیکھے، آکر بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ المیر کی شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے، اور اس کی گردن کے دائیں جانب ہلکا سا گہرا زخم واضح نظر آ رہا تھا۔ وہ زخم شاید کسی جھڑپ، کسی جھٹکے یا حادثے کا نتیجہ تھا۔ مگر افسوس اس بات کا نہیں تھا کہ

زخم تھا... افسوس اس بات کا تھا کہ وہ زخم موجود ہونے کے باوجود المیر کے چہرے پہ کوئی پریشانی یا درد کا عکس نہیں تھا۔ نمل نے میں دل سوچا تھا۔ جیسے وہ دکھ سہنے کا عادی ہو۔۔

نمل کی نگاہیں چند لمحے اس کے زخم پہ ٹھہریں، پھر اس کی نظریں اس کے چہرے تک آئیں، جہاں سنجیدگی کے پردے میں ایک عجیب سی بے نیازی چھپی تھی۔ اسے غصہ آیا... غصہ بھی تھا، شاید فکر بھی تھی، اور ایک انجانی سی تڑپ بھی۔ "کیا انسان کو اپنی ذات کی اتنی بھی پرواہ نہیں ہونی چاہیے؟"

وہ دل میں سوچتی، آگے بڑھی۔ اس نے صوفے سے تولیہ اٹھایا اور نرمی سے وہاں رکھ دیا جہاں المیر بیٹھا تھا، گویا اپنے وجود کی جگہ پر اُس کی نرمی کا لمس چھوڑ رہی ہو۔

پھر وہ ٹھٹھکی، ایک پل کو رکی، اور نگاہ دوڑائی اس مرد کی طرف، جو زخموں سے بے نیاز اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔ اس کے لمبے انگلیوں والے ہاتھ سکرونگ میں مشغول تھے۔ نمل کا دل کیا کہ لپک کر لیپ ٹاپ بند کرے، اس کا ہاتھ تھام کر

پوچھے۔ "کیا تمہیں اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں؟" مگر وہ خاموش رہی۔ شاید وہ الفاظ اس کے پاس نہیں تھے، یا شاید وہ رشتہ ابھی اتنا پختہ نہ ہوا تھا کہ وہ اپنا درد، اپنی فکر لفظوں میں باندھ کر کہہ سکے۔ اس کی آنکھوں میں ایک دھند سی اترنے لگی، جسے وہ پلکوں کی جھپک سے چھپانے لگی۔ ناجانے کیوں، نمل کے دل میں عجیب سا درد سر

اٹھانے لگا تھا۔ المیر خان کی گردن پر بنا وہ زخم محض ایک خراش نہ تھا، وہ کافی گہرا زخم تھا۔ جسے وہ چاہ کر بھی نظر انداز نہیں کر پا رہی تھی۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی، مگر اس نے پلکیں جھپک کر اسے چھپانے کی کوشش کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ المیر کو اس کی بے بسی کا پتہ چلے... شاید وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔ وہ آہستگی سے بیڈ کی دوسری جانب آئی، جیسے کسی خواب کی نیند سے جاگتے قدموں سے چل رہی ہو، اور دبے انداز میں بیٹھ گئی۔ سامنے سے اینچ کتاب اٹھائی، اور اسے کھول کر یوں دیکھنے لگی جیسے اُس میں کوئی لفظ پڑھنے ہوں... حالانکہ صفحے دھندلا رہے تھے، اور نظریں بار بار اس سمت کھنچ رہی تھیں جہاں المیر خان تھا۔ اس کی انگلیاں کپکپائیں۔ "آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو تھوڑا آرام کرنا چاہیے؟" وہ نرمی سے وہ بولی۔ نمل نے کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے یہ جملہ کہا تھا، مگر اس کی آواز میں ایک دبی دبی التجا چھپی تھی۔ المیر نے سر اٹھایا، اس کی طرف دیکھا۔ نظریں کچھ کہتی تھیں، مگر لب خاموش تھے۔ کوئی جواب نہیں آیا۔

بس ایک خاموشی... ایک ایسی چُپ، جس نے نمل کا دل بوجھل کر دیا۔ کتاب کے صفحے دھندلا گئے تھے... اور اس کی آنکھوں میں آنسو اترنے لگے تھے جنہیں وہ ہر ممکن طریقے سے روکنا چاہتی تھی۔ "کیا میں اب اتنی غیر ہو گئی ہوں کہ میری کوئی بات بھی معنی نہیں رکھتی؟" یہ سوال اس کے دل کی دیواروں پر دستک دینے لگا۔ کمرے میں چند لمحے گزرے... خاموشی اور جذبات کی دھیمی سی جنگ جاری رہی۔ پھر اچانک

نمل نے آہستگی سے اپنا وجود حرکت دی، اور آگے ہو کر المیر کے قریب پہنچی۔ اس کے ہاتھ لیپ ٹاپ کے قریب پہنچے، اور اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ المیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔ "آرام کریں"۔۔ نمل کی آواز بہت دھیمی تھی... جیسے کسی ٹوٹے ہوئے ساز کی آخری لے ہو۔۔ المیر نے گہری سانس لی۔ "تھوڑا سا کام رہ گیا ہے... پھر آرام کر لوں گا،"

اس نے نرم لہجے میں وضاحت دینے کی کوشش کی، اور لیپ ٹاپ دوبارہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔ لیکن نمل اپنا ہاتھ پہلے ہی لیپ ٹاپ پہ رکھ چکا تھا۔ اس کی انگلیاں ہلکی سی لرز رہی تھیں، اور ہونٹوں پر اس نے دانتوں کا دباؤ دے رکھا تھا... جیسے کچھ کہنے سے پہلے خود کو سنبھالنے کی آخری کوشش ہو۔۔

"نہیں"!... ایک لفظ، لیکن جذبات سے بھرا ہوا۔ المیر نے اب کی بار پوری طرح اس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں سوال تھا، حیرت بھی۔ "کیا نہیں؟" اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔ "آرام کریں... پلیز۔" نمل نے نظریں جھکاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ وہ لیپ ٹاپ اس کی گود سے ہٹانے لگی۔۔ "کبھی کبھی کسی کی فکر سنجیدگی سے لے لینی چاہیے، خاص طور پر جب وہ دل سے ہو۔" وہ دل میں سوچ رہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کو رک کر، گہرائی سے المیر کی طرف دیکھا... اور وہاں، اس کی آنکھوں میں ایک ایسا جذبہ تھا جو شاید خود نمل کو بھی مکمل طور پر سمجھ نہیں آتا تھا... لیکن المیر خان کی نظریں اُس جذبے کی گہرائی تک جا رہی تھیں۔۔۔ "ضروری کام ہے... ابھی پورا کرنا ہے۔" المیر خان

نے نرمی سے، پیار بھرے لہجے میں سمجھانا چاہا، جیسے کسی ضدی بچے کو بہلانے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ نمل نے فوراً نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں ایک سوال تھا، وہ سوال جو الفاظ سے نہیں، دل کی گہرائی سے ابھرتا ہے۔ "زندگی سے زیادہ ضروری کوئی کام ہوتا ہے کیا؟" اس کی آواز ہلکی تھی، مگر اس میں پوشیدہ شدت نے المیر کو پل بھر کو خاموش کر دیا۔ المیر کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری۔ اس کی آنکھوں میں وہ چمک تھی جو صرف کسی خاص انسان کو دیکھ کر آتی ہے۔ "ہاں، تم ہو میری زندگی سے بھی ضروری کام"۔ وہ مسکرا کر بولا، اور اس کی بات نے نمل کے دل کی دیواروں پر آہستہ سے دستک دی۔ نمل کی نظریں جھک گئیں۔ پلکیں کانپیں، اور وہ کچھ بول نہ سکی۔ شاید اس کے پاس الفاظ تھے ہی نہیں، یا دل کی دھڑکنیں اب آوازوں میں ڈھلنے سے انکاری تھیں۔ المیر نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما، اس کی ہتھیلی پر اپنی انگلیوں کا لمس رکھا۔ "میری فکر ہو رہی ہے؟" اس نے شرارت سے، مگر انتہائی نرمی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ ل نے گہرا کر فوراً سر نفی میں ہلایا، "ن...ن...نہیں"۔ اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی، جیسے وہ اپنی بے چینی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ "نہیں ہے؟"

المیر نے ہلکی سی ہنسی دباتے ہوئے اس کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھاما، اور اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنے لگا۔ نمل نے فوراً ہامی میں سر ہلایا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا، اور سانسیں جیسے بے ربط ہو چلی تھیں۔ "ڈر کیوں جاتی ہو... میری

خرگوشی؟"المیر کی آواز میں وہی مٹھاس تھی، وہی محبت، جو نمل کے دل کو ہولے ہولے نرم کرتی جا رہی تھی۔

اس نے نرمی سے اپنا ہاتھ نمل کے گال کی طرف بڑھایا، مگر نمل نے خفیف سی جھجک سے چہرہ پیچھے کر لیا۔ المیر کی انگلیاں فضا میں معلق رہ گئیں، اور پھر وہ آہستگی سے ہاتھ نیچے لے آیا۔ نمل اب بھی اس کی طرف دیکھ نہیں رہی تھی۔ چہرے پر خاموشی کی وہ پرچھائیں تھی جو بس دل کے قریب رشتوں میں آتی ہے۔ "ناراض ہو؟" المیر نے اس کے جھکے چہرے کی طرف دیکھا، اور دھیمے لہجے میں سوال کیا۔ نمل نے سانس کھینچا، حلق سے تھوک نگلا اور پھر ہامی میں سر ہلایا۔ "کیوں؟" المیر کا لہجہ اب مزید گہرا ہوا تھا۔ اس نے نمل کا چہرہ آہستہ سے اپنی طرف کیا، انگلیوں سے اس کی ٹھوڑی تھام لی۔ "آ... آ... آپ... آ... آ... رام... ن... نہیں... ک... کر... رہے..."

نمل نے ہچکچاتے ہوئے، ہونٹوں پہ زبان پھیری۔ المیر کی نظروں میں ایک چمک آئی، وہ چمک جو کسی کی فکر کا احساس دلا دے۔ "بس تھوڑا سا کام ہے، میری خرگوشی..." اس نے نرمی سے جواب دیا، اور محبت سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کر دیا۔ نمل کی نظریں بے اختیار اس کی گردن کی طرف اٹھیں۔ "ز... زخم... گ... گہرا... ہے..." وہ کانپتے ہوئے بولی۔ المیر نے مسکراتے ہوئے نرمی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا، تمھیں میری فکر ہو رہی ہے۔ "المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے کچھ نہیں کہا... لب خاموش رہے، مگر آنکھیں سب کچھ بول گئیں۔ المیر

نے اس کے نازک ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا، محبت کا وہ لمس دیا جو لفظوں سے بہت آگے کی بات ہے۔۔۔ "میری خرگوشی... بہت معصوم ہے"۔۔۔ المیر نے نرمی سے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا دیں، جیسے اس کے وجود کو اپنی سانسوں میں باندھ رہا ہو۔ نمل نے نظریں اٹھائیں۔۔۔ اور پھر اسی لمحے نظریں جھکائے ہاتھ لیپ ٹاپ سے ہٹا گئی۔۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔۔۔ "پاس رہوں... جلدی کام ختم ہو جائے گا"۔۔۔ المیر خان نے اس کے چہرہ کے قریب چہرہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ نمل نے صرف ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ المیر خان اپنے لیپ ٹاپ پہ پھر سے سر جھکائے کام کرنے لگا۔۔۔ نمل اس کے حصار میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ المیر خان کا ہاتھ ہلکا ہلکا اوپر کی جانب جا رہا تھا۔۔۔ "م۔۔۔ میر"۔۔۔ نمل نے اچانک سے چہرہ اس کی طرف کیا۔۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔۔۔ "بولو میری کی جان"۔۔۔ المیر خان محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ نمل اس کی اس بات پہ کچھ بول نہ سکی۔۔۔ المیر خان نے گردن گھوماتے ہوئے موبائل پکڑا۔۔۔ گردن گھومانے سے اس کے زخم میں کھینچاؤ پڑا تھا۔۔۔ المیر خان نے اس کی کمر پر سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔ "پین ہو رہی ہے۔۔۔" اس نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس کے کافی قریب آئی تھی۔۔۔ المیر خان کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ اس کے بالکل قریب تھی۔۔۔ اور اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ دونوں کی آنکھیں ملی تھیں۔۔۔ "میں ٹھیک ہوں.. تم ریٹ کرو"۔۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے

ہوئے کہا۔ "لیکن آپ کو پین ہو رہی ہے"۔...نمل منہ میں بڑبڑائی تھی۔ "نہیں میں
ٹھیک ہوں۔ تم ریٹ کرو"۔...المیر خان نے نمل کو بیڈ پہ کرتے ہوئے اس پہ بلینکٹ
دیا۔ "ا۔۔ لیکن"۔..نمل نے کچھ بولنا چاہا۔ لیکن المیر خان نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی
رکھی۔ "سو جاؤ"۔..وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ جو اس کے
بال سہلا رہا تھا۔ "کتنے اچھے ہے۔" وہ صرف سوچ ہی سکی تھی۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_128

کمرے میں ہلکی سی زرد روشنی تھی جو دیواروں پر خواب سا عکس بنائے ہوئے تھی۔
کمرے کی فضا میں گہری خاموشی تھی، صرف المیر خان کی انگلیوں کی ہلکی حرکت اور
لیپ ٹاپ سے مدھم سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ نمل اس کے پہلو میں نیم دراز
تھی۔ وہ واقع ہی اب سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ المیر خان کے ایک ہاتھ کی
انگلیاں نمل کے بالوں میں آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھیں۔ دوسرا ہاتھ لیپ ٹاپ
کے ٹچ پیڈ پر رواں تھا۔ وہ کسی ایپ پر سکروں کر رہا تھا، چہرے پر سوچ اور بے نیازی
کی ملی جلی جھلک تھی۔ نمل نے آنکھوں کی پتلیوں کو ہلکا سا کھول کر اس کی طرف

دیکھا۔ وہ بے خبری سے سکرین کی طرف متوجہ تھا۔ نمل نے گہری سانس لی، پلکیں جھپکیں، اور خود کو پھر سے نیند کی آغوش میں دھکیل دیا۔ لیکن المیر خان کی نظر اچانک اس کی جانب پلٹی، شاید اس کی ہلکی جنبش نے اسے چونکا دیا تھا۔ نمل نے تیزی سے آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ سچ میں سو رہی ہو۔ المیر خان کے لبوں پر ایک مدہم مسکراہٹ ابھری۔ وہ جان چکا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے، مگر اس کے اندازِ معصومیت نے اُسے مزید دل لبھایا۔ اسی لمحے اُس نے بے دھیانی میں ایک ویڈیو پر کلک کر دیا۔ وڈیو بار کی تھی، جہاں لڑکیاں ہنسی خوشی ناچ رہی تھیں۔ جیسے ہی سونگ کی پہلی دھن فضا میں گونجی، نمل کے کانوں نے فوراً ردِ عمل دیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر خمار آلود نگاہوں سے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا، پھر المیر خان کی طرف دیکھا، جیسے وہ بے یقینی سے پوچھ رہی ہو کہ "واقعی؟ ابھی یہی دیکھنا تھا؟" اور پھر اُس نے دھیرے سے آنکھیں بند کر لیں، مگر چہرے کی حیرانگی اس کی کیفیت کو چھپا نہ سکی۔ المیر خان نے سر جھکایا، لیپ ٹاپ کی آواز بند کی، اور نمل کی پیشانی پر نہایت نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ دیے۔ "تم تو سو رہی تھی نا؟" اس نے شرارت سے پوچھا، ہنسی ضبط کرتے ہوئے۔ نمل نے آنکھیں نہیں کھولیں تھیں۔ اس نے کچھ لمحے سوچا، جیسے خود سے سوال کر رہی ہو کہ جھوٹ بولے یا سچ۔ پھر ہلکی سی "ہم" کی آواز میں سر ہلایا، جیسے کہہ رہی ہو: "اب سو رہی ہوں۔" المیر خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس نے دوبارہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانی شروع کیں۔ "اگر نیند نہیں آ رہی تو تم چاہو تو بیٹھ سکتی ہو..." المیر خان

نے دھیمی، سرگوشی سی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ نرم تھا۔ نمل نے اپنی بند پلکوں کے پیچھے سے جیسے اس کی آواز کو محسوس کیا۔ "ن۔۔ نہیں، میں سو ہی رہی ہوں..." اس نے تڑپ کر جواب دیا، آواز میں ہلکی سی کیکپاہٹ تھی، جیسے کوئی چوری پکڑے جانے پر جھینپ جائے۔ المیر خان کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "اوہ، تو تم سو رہی ہو..." وہ مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کی جانب متوجہ ہوا۔ نمل نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور دھیرے سے ہاں میں سر ہلایا، مگر اس کی بند آنکھیں، لرزتی پلکیں اور ہونٹوں کی بے چینی اس کی نیند کے جھوٹ کو بے نقاب کر چکی تھیں۔

المیر خان نے آہستگی سے چہرہ جھکایا، اور خود کو نمل کے اور قریب کر لیا۔ اب اس کی سانسوں کی حدت نمل کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ ہونٹوں کے کنارے، رخسار کی ہلکی سی جنبش، سب کچھ اس لمحے میں ٹھہر گیا تھا۔ نمل کے دل کی دھڑکن جیسے دیواروں سے ٹکرا رہی ہو۔ المیر خان کے چہرے کی قربت سے وہ مکمل طور پر ساکت ہو چکی تھی۔ ایک لمحے کے لیے، جیسے پوری دنیا خاموش ہو گئی ہو۔ صرف دو دلوں کی دھڑکنیں تھیں، اور دو آنکھیں جو بند ہوتے ہوئے بھی سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ المیر خان کا چہرہ اس قدر قریب آ چکا تھا کہ اس کے لب نمل کے لبوں سے محض سانسوں کے فاصلے پر تھے۔ لمحہ بھر کی خاموشی، ایک معصوم کشش کا نازک سا بندھن، اور... جیسے ہی اس کے لب نمل کے لبوں سے چھونے کو تھے، نمل نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور گہراہٹ میں خود کو سنبھالتے ہوئے فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ المیر خان نے

چونک کر اسے دیکھا، اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہو کر اپنے تنفس کو قابو میں لاتے ہوئے
ابرو اچکائی، جیسے پوچھ رہا ہو کہ یہ اچانک اٹھی کیوں؟ "و۔۔ وہ... مجھے"... نمل نے
ہچکچاتے ہوئے اپنا چہرہ ایک طرف موڑا، اور چہرے پر آئے ہوئے بالوں کو تیزی سے
کان کے پیچھے کیا، جیسے اس کی گھبراہٹ کہیں چھپ جائے۔

"مجھے... کہیں جانا ہے..." اس نے بہ مشکل الفاظ ادا کیے۔۔ "کہاں؟" المیر خان نے
نظریں اس پر مرکوز رکھتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔ اس کی آواز میں حیرت تھی، مگر
لہجہ پرسکون، جیسے وہ جانتا ہو کہ نمل بھاگ نہیں سکتی، بس کچھ دیر کے لیے خود سے
نظریں چرا رہی ہے۔ نمل نے نظر چراتے ہوئے جواب نہ دیا۔ وہ صرف اپنی اُلجھی
سانسوں کو سمیٹ رہی تھی، اور دل کی دھڑکن کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کر
رہی تھی۔ اس کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں۔۔ نمل کے اٹھتے ہی جیسے لمحہ لمحہ رک
سا گیا تھا، مگر المیر خان کی نگاہیں اس پر ٹکی رہیں۔ اس نے آہستگی سے ہاتھ بڑھایا اور
نمل کی کلائی نرمی سے تھام لی۔۔ "کہاں جانا ہے، میری خرگوشنی کو؟" اس کے لبوں پر
شرارتی مسکراہٹ تھی، اور آنکھوں میں ایک چمک جو دل کی گہرائیوں سے جھانک رہی
تھی۔۔ نمل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، مگر نگاہیں فوراً جھکا لیں۔۔ "آ۔۔ آپ کو
کیوں بتاؤں؟" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ "آپ خود کچھ بتاتے ہیں کیا؟" پھر اس کی قمیض
کے کھلے بٹنوں پر نظر ڈالتے ہوئے خفگی سے بولی۔۔ المیر خان کی مسکراہٹ مزید گہری
ہوئی۔۔ "کیا نہیں بتایا میں نے؟" اس نے نظریں اس کے چہرے پر جماتے ہوئے نرمی

سے کہا۔ نمل کے دل کی دھڑکن جیسے پل پل تیز ہوتی جا رہی تھی۔ "ک۔۔ کچھ بھی نہیں..." وہ بمشکل سانس لیتے ہوئے بولی، جیسے دل کی گرفت سے خود کو آزاد کرنا چاہ رہی ہو۔

المیر خان آہستہ سے اس کے قریب ہوا، آنکھوں میں گہری سنجیدگی ابھر آئی۔ "کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ پوچھو... میں وعدہ کرتا ہوں، سچ سچ جواب دوں گا۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ نمل نے ایک لمحہ خاموشی میں گزارا، پلکیں جھکی تھیں، دل اضطراب میں تھا۔۔۔ "ی۔۔۔ یہ کیسے ہوا..." نمل آہستگی سے بولی۔۔۔ وہ اب بھی اس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی، مگر اس کی نظریں زخم کی طرف تھیں جو المیر خان کی قمیض کے کھلے بٹنوں سے نمایاں ہو رہا تھا۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا، جیسے اس زخم کی چھن کو دوبارہ محسوس کر رہا ہو۔ "جیسے بھی ہوا میری خرگوشی..." اس نے کہا، پھر نرمی سے اس کا چہرہ اپنی انگلیوں کی پوروں سے اوپر کیا،

"اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تمہیں میری فکر ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "نہیں..." نمل نے فوراً سر جھٹک کر انکار کیا، مگر اس کی آواز میں لرزش تھی، جیسے سچ کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش۔ "کیا نہیں؟" المیر خان نے مسکرا کر پوچھا، پھر آہستگی سے پیچھے ہو کر بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگالی۔۔۔ نمل نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں، اس کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹک گئی۔۔۔ "یہ جواب نہیں ہے..." وہ دھیمی آواز میں بولی۔۔۔ "تو جواب لے لو۔۔۔ خود ہی کیا تھا میں نے۔۔۔ تمہارے قریب آنے کے لیے۔" المیر خان نے

سر اٹھایا اور شرارت سے کہا۔ نمل نے حیرت سے آنکھیں کھول دیں، چہرے پر معصوم سا تاثر تھا۔ "سچ بتائیں۔۔۔" وہ تقریباً سرگوشی میں بولی۔ "ایک لڑکی کو چھیڑا، تو اس نے وار کر دیا۔" المیر خان نے ایک ادا سے آنکھیں گھمائیں کہا۔۔۔ "آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ لڑکیوں کو چھیڑتے ہیں؟" نمل کی آواز میں حیرت کے ساتھ ساتھ ناراضی کی جھلک بھی تھی۔ وہ جیسے بے یقین ہو گئی ہو۔۔۔ المیر خان نے ہنسی دبائی، آنکھیں موند لیں اور سر آہستگی سے ہلایا۔ "ش... شادی کے بعد تو ایسے کام نہیں کرتا..."

اس نے اپنی ناک کو خفیف سا رگڑتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ خاموش رہی، مگر اس کی نظریں بولنے لگی تھیں۔ شاید وہ سوچ رہی تھی کہ مقابل کے ماضی میں جانے کتنی ایسی لڑکیاں تھیں، جنہیں وہ یوں ہی چھیڑتا رہا ہوگا۔ المیر خان نے اس کی خاموشی کو محسوس کیا۔۔۔ "بیوی کو جب شوہر کی پرواہ نہیں ہو تو... میں بیچارہ شوہر کیا کرے گا؟" کچھ لمحے بعد نرمی سے، ہلکی سی اداسی کے ساتھ بولا۔۔۔ نمل نے کچھ نہ کہا، بس نظریں جھکا کر اپنی انگلیوں کے ناخن دیکھنے لگی، جیسے وہاں کوئی جواب چھپا ہو۔۔۔ کمرے میں کچھ لمحے کی خاموشی رہی، جیسے ہر لفظ سنبھل کر باہر آنا چاہتا ہو۔ المیر خان کے جملے کے بعد نمل نے نظریں جھکائے اپنی انگلیوں سے چادر کے کنارے کو سہلاتے ہوئے دھیرے سے سر اٹھایا۔۔۔ "ایسا تو نہیں ہے..." اس نے آہستگی سے لب ہلائے، جیسے اپنی ہی سوچ پر خجل ہو رہی ہو۔۔۔ المیر خان نے اس کی جانب چونک کر دیکھا۔۔۔ "اچھا؟ پھر کیسا ہے؟" وہ ہنستی ہوئی آنکھوں سے شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔ نمل نے نظریں چرا کر نفی میں سر ہلا

دیا، جیسے اس کے سوال کا کوئی سیدھا جواب نہ ہو۔ مگر چہرے پر چھائی ہلکی سی سنجیدگی نے کچھ اور کہہ دیا تھا۔ المیر خان نے اُسے غور سے دیکھا۔ وہ جان چکا تھا کہ اُس کا مذاق شاید نمل کے دل کو چھو گیا ہے۔۔۔ "کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں لڑکیوں کو چھیڑتا ہوں؟" اس نے نرم، مگر سنجیدہ انداز میں پوچھا۔ نمل کی پلکیں جھپکیں۔ وہ کچھ لمحے چپ رہی، اور پھر بے ساختہ، بہت آہستہ ہاں میں سر ہلایا۔ "ہم..." یہ لفظ مختصر تھا مگر المیر خان کے دل میں جیسے لہریں سی پیدا کر گیا۔ وہ ہلکا سا چونکا، اُس کے چہرے پر بے یقینی سی لہر آئی۔ "تم نے مجھے کس کو چھیڑتے دیکھا؟" وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا، آنکھوں میں حیرت اور خفیف سا دُکھ تھا۔ نمل نے اُس کی آنکھوں میں نہیں دیکھا، بس نظریں اس کی شرٹ کے بٹنوں کے آس پاس کہیں ٹک گئیں۔ "مجھے بھی تو چھیڑتے تھے نا..." اس کی آواز سرگوشی جیسی مدھم تھی، جیسے وہ اپنا دل ہلکا کر رہی ہو۔ المیر خان نے کچھ لمحے اسے خاموشی سے دیکھا، پھر اُس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری، جو دل کی گہرائی سے نکلی تھی۔۔۔ "ارے تم تو میری جان ہو میری خرگوشی... اسی لیے تو تمہارے پیچھے گھومتا تھا، تمہیں چھیڑتا تھا... ہر کسی کے پیچھے گھومنا، یہ عشق کوئی مذاق تو نہیں۔۔۔" اس نے آنکھیں گھمائیں، جیسے اُس کے خفگی بھرے سوال پر ہنسی آگئی ہو۔ "جب دل کسی ایک پہ ٹک جائے میری خرگوشی... تو دنیا کی ہر نظر، ہر مسکراہٹ بے معنی ہو جاتی ہے۔" وہ قدرے نرمی سے اُس کے قریب آتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے دھیرے سے سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں حیرت

کے ساتھ ساتھ نرمی بھی تھی۔ "میں نے مذاق میں وہ بات کہی تھی... مگر تم نے دل سے لگا لی۔" المیر خان نے اس کی کلائی پر اپنے انگلیوں کی گرفت کو تھوڑا سا سخت کیا۔ "میں نے تمہیں چھیڑا، کیونکہ تم خاص ہو... تمہاری ناراضگی، تمہاری ہچکچاہٹ، تمہاری خاموشی... سب کچھ مجھے اپنی طرف کھینچتا تھا۔ ناجانے کیوں میں تمہاری طرف کھینچا جاتا تھا۔" وہ اب نمل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا تھا۔ نمل نے کچھ کہنا چاہا مگر الفاظ زبان پر آ کر رُک گئے۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا، اور چہرے پر خفیف سی لالی پھیل گئی تھی۔ "اگر تم یہ سمجھو کہ میں ہر لڑکی کے ساتھ ایسے مذاق کرتا ہوں... تو پھر تم مجھے جانتی ہی نہیں میری خرگوشی۔" المیر خان نے دھیمے لہجے میں کہا، اور اس کی تھمی ہوئی سانسوں کے درمیان اُس کے رخسار پر ایک محبت بھری نگاہ ڈالی۔ نمل نے دھیرے سے پلکیں جھپکیں، جیسے وہ اس کے ہر لفظ کو دل پر ثبت کر رہی ہو۔ "تمہیں چھیڑتا تھا، کیونکہ تم پر دل آگیا تھا... تمہیں دیکھ کر دل کو قرار آتا تھا... اور میں چاہتا تھا کہ تم زیادہ سے زیادہ بولنے مجھ سے بات کرو۔" المیر خان کی آواز میں اب سنجیدگی تھی، اور لہجہ نرم گرم جذبوں سے لبریز۔ نمل کی نظریں جھکی تھیں مگر دل مان چکا تھا۔ المیر خان نے اُس کی ٹھوڑی آہستگی سے اُوپر کی، "نمل... تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا نا؟" وہ اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ نمل نے پلکیں اُٹھائیں، اور دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ "تو اب یقین دلا دو؟" المیر خان نے ہنستے ہوئے آنکھوں میں شرارت

بھری۔۔"ک۔۔ کیا مطلب؟"نمل نے گھبراہٹ سے نظریں پھیر لیں۔۔"مطلب یہ کہ تم اب بھی میری ہو... اور میں صرف تمہارا ہوں"...المیر خان نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔نمل کا چہرہ لال ہو چکا تھا۔ جیسے ہی اس کے کانوں میں یہ جملہ پڑا، اُس نے جھینپ کر فوراً نظریں نیچے کر لیں، دل کی دھڑکن یکدم تیز ہو گئی۔ اس کے ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھنے لگیں اور پلکیں تیزی سے جھپکنے لگیں۔"ش۔۔ شاید آپ کو ایسے کہنا نہیں چاہیے تھا"...وہ دھیرے سے بڑبڑائی، مگر اس کی آواز میں وہ معصوم سی خجالت تھی جسے المیر خان نے فوراً بھانپ لیا۔

"کیوں؟"المیر خان نے شرارت سے جھک کر اس کی طرف دیکھا۔"کیا تم اب میری نہیں رہی؟"اس کی آواز میں شرارت چھپی ہوئی تھی، مگر آنکھوں میں ایک گہری سنجیدگی تیرنے لگی تھی۔نمل نے لب بھینچے۔۔"ایسی باتیں مت کریں... دل ڈرنے لگتا ہے۔"وہ نظریں اٹھائے بغیر آہستگی سے بولی۔المیر خان نے پلکیں جھپکیں، جیسے نمل کے لفظوں نے اس کے دل کو چھو لیا ہو۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔"تمہارا دل کبھی نہ ڈرے نمل... جب تک میں ہوں، تمہیں کسی ڈر، کسی شک، کسی تنہائی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اس کی کلائی کو تھام کر نرمی سے بولا۔نمل کی پلکوں میں نمی سی جھلکی۔ وہ ہمیشہ مضبوط رہنے کی کوشش کرتی تھی۔"اگر کبھی آپ کی بات مجھے پسند نہیں آئے.. اور میں روٹھ گئی... تو؟"اس نے مدھم سی آواز میں سوال کیا، جیسے دل کی سب سے چھپی فکریں باہر آگئی ہوں۔المیر خان نے مسکرا کر

اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔ "تو میں خود کو سزا دوں گا۔ لیکن تمہیں منائے بغیر ایک لمحہ بھی نہ گزرنے دوں گا۔" وہ پیار سے بولا۔ نمل نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں۔ اس کی پلکوں میں نمی تھی، مگر لبوں پر مدہم سی مسکراہٹ آگئی۔ "لیکن... ابھی آپ نے جو کہا نا... وہ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔" نمل نے ناراضی سے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے شکوہ کنا لہجے میں کہا۔ جیسے کسی ننھے بچے کو کسی بات پر رنجش ہو۔ المیر خان نے اس کی جانب دیکھا، مسکراہٹ لبوں پر در آئی۔ "تمہیں برا لگا؟"

نمل نے سر آہستہ سے ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔ "یعنی اب ناراض ہو؟" اس بار وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور آہستگی سے نمل کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ نمل نے خاموشی سے پھر سے سر ہلایا، جیسے ضدی سی بچی ہو جو اپنا ناز اٹھوانا چاہتی ہو۔ "اچھا... ٹھیک ہے، پھر اب تمہیں منانے کے لیے کچھ خاص سوچنا پڑے گا۔" المیر خان نے آنکھوں کو سکیر کر مصنوعی سوچتے ہوئے انداز اپنایا۔ "اور اگر میں کبھی ایسی بات کہوں تو..." نمل نے دھیرے سے کہا۔ مگر اس کے الفاظ ابھی مکمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ یکدم المیر خان کی گرفت اس کی کلائی پر کچھ سخت سی محسوس ہوئی۔ نمل کی نگاہ بے اختیار اپنی کلائی پر گئی، پھر الجھن زدہ نظروں سے اس نے المیر خان کو دیکھا۔ "کیا ہوا...؟" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

المیر خان اب اس کی کلائی چھوڑ چکا تھا، مگر اس کے چہرے پر چھائی خاموش سنجیدگی نمل کو بے چین کر گئی۔ "آپ کو برا لگ گیا؟" نمل نے ہولے سے پوچھا، اس کی

آنکھوں میں نرمی تھی، خالص تاثر۔ اس نے آہستہ سے المیر کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔ "تنگ مت کرو نمل"... المیر نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے پیچھے کرتے ہوئے بولا، لیکن آواز میں بے رخی نہ تھی۔ "آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" نمل کی آواز میں پریشانی تھی، جیسے وہ اس کے دل تک پہنچنا چاہتی ہو۔ المیر خان اب خاموشی سے بیڈ پر لیٹ چکا تھا، اس نے خود پر کمفرٹر لے لیا، جیسے بات مکمل کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو۔ "شاید میری کسی بات نے ان کا دل دکھایا ہے"... نمل نے بے چینی سے اس کی طرف دیکھا، اور دل میں سوچا۔ المیر نے موبائل اٹھایا اور ریان کو کوئی میسج ٹائپ کرنے لگا، جیسے خود کو مصروف رکھ کر کسی بات کو بھولنے کی کوشش کر رہا ہو۔ نمل نے چند لمحے اسے دیکھا، پھر آہستگی سے جھک کر اس کے گال پر نرمی سے بوسہ دیا۔ المیر کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر بستر پر گرا، اور اس کی نظریں فوراً نمل پر جم گئیں۔ "آئی ایم سوری"... نمل کی آواز میں ندامت تھی، جیسے اپنے الفاظ سے شرمندہ ہو، اور اس کی نظریں بھیگی بھیگی سی ہو گئی تھیں۔ "مجھے لگتا ہے... تم لڑکیاں بس ایک لمحے میں ہمیں ہرا دیتی ہو... تمہارے پاس وہ ہتھیار ہے جس کے آگے ہم لڑکے ہمیشہ ہار جاتے ہیں"... المیر خان نے اس کے چہرے کو لمحے بھر دیکھا، گہری سانس لی اور بولا۔ "کون سا ہتھیار؟" نمل نے سادگی سے پوچھا۔ "یہی... جو تم نے ابھی کیا"... المیر نے ہلکا سا تبسم لبوں پر سجایا اور اپنے گال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "و۔۔" وہ

تو بس یو"...نمل اتنا ہی بول کر اس کے سینے میں چہرہ چپھا گئی۔۔۔المیر خان نے بھی اس کے گرد حصار بناتے آنکھیں بند کیں۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 1_129

چھ ماہ بعد...

"آریان"...صوفیہ کی آواز نرمی اور مان سے لبریز تھی، جیسے کسی ٹوٹتے ہوئے تار کو دوبارہ جوڑنے کی آخری کوشش ہو۔ مگر دوسری جانب سکون تھا، جیسے آواز خلا میں گم ہو گئی ہو۔

آریان اپنی فائلوں، میٹنگز، اور مسلسل چلتے لیپ ٹاپ کی اسکرین میں اتنا الجھ چکا تھا کہ صوفیہ کی آواز اس کے کانوں تک پہنچی ہی نہیں، یا شاید اس نے سنی اور نظر انداز کر دی۔۔۔صوفیہ نے قدرے توقف کے بعد دوبارہ فون پر آریان کا نام پکارا، مگر جواب ندارد۔ اس کی خاموشی، اس کے لیے چیخوں جیسی تھی۔"مت کرو بات، مت سنو مجھے"!صوفیہ کے لب کپکپائے، اور اس کے ہاتھ میں پکڑا موبائل غصے سے بند ہو

گیا۔ "آہہ" وہ زور سے چلائی، جیسے اپنے دل کی گھٹن کو نکالنے کی کوشش کر رہی ہو۔ قریب رکھا ہوا تکیہ اٹھا کر اس نے پوری شدت سے فرش پر دے مارا۔ اس کی آنکھوں میں خفگی کی تپش تھی، دل میں دکھ کی دھیمی آگ۔ "بد تمیز"۔... وہ بڑبڑائی، "پانچ مہینے باہر گزار کر آیا ہے، اور اب بھی میرے لیے وقت نہیں! کیا اتنی بے مول ہو گئی ہوں میں اس کی نظر میں؟" وہ منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے میں چکر لگانے لگی، جیسے اپنے اندر کے طوفان کو قدموں کی آواز میں چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ دل چاہ رہا تھا کہ کچھ تو توڑ دے، کچھ تو چینے، کچھ تو بکھیرے۔ "کاش تمہیں سمجھ آتا آریان... تمہاری ایک خاموشی، ایک نظر انداز کرنا، میرے وجود میں کیسی سنسناہٹ بھر دیتا ہے۔" صوفیہ نے خود سے کہا تھا۔

پھر جیسے خود کو سنبھالنے کا بہانہ ڈھونڈتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیا، دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر آنکھیں بند کیں اور آہستہ سے سر جھٹکا۔ "اوکے... جسٹ ریلیکس صوفیہ"۔... وہ خود سے بولی، مگر لہجہ کپکپاتا تھا۔ "اگر اس نے نظر انداز کیا ہے... تو میں بھی نہیں ٹوٹوں گی، میں بھی اب خاموش رہوں گی۔ وہ اگر خاموشی کا مطلب نہیں سمجھتا، تو پھر میں اسے خاموشی سے جواب دوں گی۔" اس نے تکلیف کو آنکھوں میں جذب کیا، تلخی کو ہونٹوں پر سجایا، اور بیڈ پر آہستگی سے لیٹ گئی۔ مگر نیند تو کب کی آنکھوں سے روٹھ چکی تھی، اور دل؟ وہ تو تب سے بے چین تھا جب آریان نے اس کے لفظوں کو سنا اور جواب نہیں دیا تھا۔ کمرے میں پھیلی مدھم روشنی، دیوار پر

لٹکی گھڑی کی ٹک ٹک، اور صوفیہ کے دل کی دھڑکن، تینوں ایک جیسے سوال دہرا رہے تھے۔ "کیا تم واقعی بدل گئے ہو آریان؟ یا میں تمہارے دل سے اتر گئی ہوں"۔ وہ خود سے ہی سوچ رہی تھی۔ پانچ منٹ ہی گزرے تھے... کمرے میں خاموشی تھی، بس گھڑی کی ٹک ٹک، اور صوفیہ کی مدھم سانسوں کی آواز۔ وہ بیڈ پر پہلو بدل کر لیٹی تھی، مگر دل اب بھی بھرا ہوا تھا۔ اچانک، موبائل فون کی سکرین جگمگائی، اور مخصوص بیل بجنے لگی۔ آریان کی کال تھی۔ صوفیہ نے آنکھیں کھولیں، بے دلی سے سر اٹھا کر فون کی سکرین پر نگاہ ڈالی۔۔۔ آریان کا نام دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک تلخ سی مسکراہٹ آئی، جو فوراً خفگی میں بدل گئی۔ اس نے ہونٹ بھیچے، آنکھیں مٹکائیں، اور نخرے سے چہرہ تکیے میں چھپا لیا۔ "اب کیا فائدہ؟ ابھی کیا یاد آگئی میری؟" اس کا دل طنزیہ انداز میں بول رہا تھا۔ کال مسلسل بجتی رہی، جیسے آریان کے پچھتاوے کی گواہی دے رہی ہو۔ مگر صوفیہ کا دل پتھر بنا بیٹھا تھا۔ کم از کم دکھانے کے لیے۔ کال بند ہوئی، اور فوراً موبائل پر میسجز کی قطار لگنے لگی۔ اسکرین بار بار جگمگا رہی تھی، جیسے آریان کی بے چینی اسے آواز دے رہی ہو۔ مگر صوفیہ نے ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر موبائل کی طرف نہ دیکھا۔ بیڈ سے اٹھی، نرم مگر غصے بھرے قدموں سے زمین کو چیرتی ہوئی واشروم کی طرف بڑھی۔ دروازہ بند کیا، اور شاور کھول کر پانی کے نیچے جا کھڑی ہوئی۔ قطرہ قطرہ پانی اس کے چہرے سے بہتا جا رہا تھا، مگر دل کی گرمی کم

نہیں ہو رہی تھی۔ وہ زیرِ لب بڑبڑا رہی تھی، جیسے پانی کے شور میں بھی خود سے جھگڑ رہی ہو۔

"بڑا آیا آریان خان! پہلے مجھے انکور کر رہا تھا، جیسے میں کوئی معنی ہی نہ رکھتی ہوں... اب کالز کر رہا ہے، میسجز پہ میسجز بھیج رہا ہے... جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو..." وہ شاور کے نیچے کھڑی آنکھیں بند کیے بولتی گئی، مگر آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے تھے۔۔۔ یہ آنسو پانی سے چھپ تو سکتے تھے، مگر دل خود جانتا تھا کہ وہ لمحے کتنے تکلیف دہ

تھے۔ "میں کیوں اٹھاؤں اس کی کال؟ جب میری آواز، میرے الفاظ، میرے احساسات اس کے لیے معنی نہیں رکھتے.. تو بات ہی کیوں کرو..." وہ منہ میں بڑبڑائی۔ شاور بند کر کے، وہ خاموشی سے باہر نکلی۔ ہاتھ گاؤں کو خود پر لپیٹا، اور نم بالوں کو سمیٹتی ہوئی کمرے میں واپس آئی۔ لیکن جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا، اس کے قدم وہیں کے وہیں رک گئے۔ سامنے... بیڈ کے کنارے، سر جھکائے، ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے، آریان بیٹھا تھا۔ صوفیہ کی سانس جیسے چند لمحوں کو تھم گئی۔ وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی۔ دل جو ابھی تک ناراضگی میں ڈوبا ہوا تھا، وہ اچانک زور زور سے دھڑکنے

لگا۔ "آ... آریان؟" اس کے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا، وہ بھی جیسے غیر ارادی طور پر۔ آریان نے آہستگی سے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں تھکن، پچھتاوا، اور خاموش سی معافی جھلک رہی تھی۔ اس کا چہرہ کچھ کہے بغیر بھی سب کچھ کہہ رہا تھا۔ صوفیہ نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، مگر وجود کی لرزش اس کی اندرونی کیفیت کا راز کھول چکی

تھی۔ "جب فون پہ بات نہیں کی تو، یہ آنے کی ہمت کر ہی کیسے گیا؟" صوفیہ کے دل میں بس ایک سوال گونج رہا تھا۔ آریان نے نظریں اٹھا کر دیکھا، وہ اب بھی ویسی ہی تھی... بھیگی پلکوں کے نیچے غصے سے چمکتی آنکھیں، ناراض لب، اور اک ادائے خاص میں لپٹا خفا سا انداز۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" صوفیہ کی آواز میں نرمی کا نام تک نہ تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولی، جیسے ہر لفظ میں شکایت کی سلگتی ہوئی چنگاری ہو۔ آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، وہ آنکھیں جن میں وہ خود کو دیکھتا تھا، آج اجنبی ہو گئی تھیں۔ "اپنی جان سے ملنے آیا ہوں"... اس نے ہولے سے قدم آگے بڑھایا اور نرم لہجے میں بولا۔ صوفیہ نے پلکیں جھپکیں، دل کچھ لمحوں کے لیے دھڑکنا بھول گیا، مگر چہرہ ضبط میں رہا۔ "مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی... جاؤ! میں بھی ابھی بڑی ہوں"! وہ ادا سے بولی، جیسے اس کی موجودگی بے معنی ہو۔ "میں اپنے لیے وقت خود نکال لوں گا"... آریان نے کچھ لمحوں تک اس کے چہرے کو تکتے ہوئے کہا۔

یہ کہتے ہوئے وہ اس کے قریب آیا، اور ایک ہلکی سی حرکت میں اس کی کمر کے گرد بازو جمائل کیے۔ "پیچھے ہٹو"! صوفیہ کی آواز میں ہچکچاہٹ تھی، مگر خفگی نے اس پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ "میں نے کہا نا، تم سے کوئی بات نہیں کرنی"! وہ ناراضگی سے بولی۔ "یار کل اہم میٹنگ تھی، اسی وجہ سے بڑی تھا... دل نہیں تھا تمہیں اگنور کرنے کا، بس مجبوریاں تھیں۔"

آریان نے نرمی سے اس کی گرفت ڈھیلی کی، اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ صوفیہ نے ایک طنزیہ قہقہہ مارا۔ تو جاؤ! میں نے بلایا تھا کیا؟ کوئی میٹنگ رہ گئی ہو تو نکلو، ابھی بھی وقت بچا ہے!" وہ چہرہ دوسری طرف موڑ کر بولی۔ آریان نے اس کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا، تھوڑا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "کیا مطلب؟ میں چلا جاؤں؟" اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔ صوفیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا، دل کی دھڑکنیں بے قابو تھیں، مگر ہونٹ ضد پہ ڈٹے ہوئے، "ہاں... جاؤ... مجھے فرق نہیں پڑتا..." آریان نے اس کا چہرہ نرمی سے اپنی انگلیوں کے لمس سے اپنی طرف کیا۔ "صوفیہ... کیا واقعی؟ فرق نہیں پڑتا؟" آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ صوفیہ نے جیسے لمحہ بھر کو پلکیں جھپک کر اپنی نمی چھپائی، پھر آہستہ سے چہرہ پھر دوسری طرف موڑ لیا،

"ہاں... بالکل فرق نہیں پڑتا... تم کب آئے، کیوں آئے، یا کب جاؤ گے... کچھ بھی اہم نہیں رہا۔" وہ ناراضگی سے بولی۔ آریان خاموش ہو گیا، چند لمحے یونہی گزر گئے۔ کمرے میں صرف دلوں کی دھڑکنوں کی آواز باقی تھی۔ اگر میری موجودگی بے معنی ہے، تو آنکھوں میں آنسو کیوں چھپائے جا رہے ہیں؟ آریان نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ صوفیہ نے لب سختی سے بھیج لیے، دل جیسے ٹوٹ کے بکھر رہا تھا، مگر چہرہ ابھی تک خفگی کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ "صوفیہ... ناراض ہو، ٹھیک ہے۔ خفا ہو، منظور ہے۔ مگر دور مت ہو... تم میری سانس ہو، اور سانسیں خفا ہو جائیں تو زندگی رک جاتی

ہے۔" آریان نے ایک قدم اور بڑھایا، اور مدھم لہجے میں کہا۔ صوفیہ کا دل ایک لمحے کو رو دیا۔ آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔ "تمہیں اتنا وقت نکالنے کی عادت ہے تو میرے جذبات کے لیے بھی کبھی وقت نکال لو... صرف اپنی وضاحت نہ دو، میری بھی سنو..." اس نے آہستگی سے کہا۔ آریان نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے،

"بس ایک موقع دے دو، تمہیں سننے، سمجھنے، اور ہمیشہ کے لیے تھامنے کا... وعدہ کرتا ہوں، جلد تمہیں کے جاؤ گا..." آریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ صوفیہ کی خاموشی اس کی رضامندی بن چکی تھی۔ چہرہ اب بھی اداس تھا، مگر آنکھوں میں ہار ماننے کا عکس آچکا تھا۔ "اب سے کبھی تمہیں انکسور نہیں کروں گا..." آریان کی آواز نرمی سے بھیگ رہی تھی، جیسے وہ ہر لفظ کو دل سے نکال کر صوفیہ کی روح میں اتارنا چاہتا ہو۔ "تمہاری ایک آواز پر... سو بار جواب دوں گا۔ قسم ہے مجھے تمہاری مسکراہٹ کی۔" وہ آہستہ سے اس کی طرف جھکا، آنکھوں میں خلوص ایسا کہ وقت تھم

جائے۔ صوفیہ نے پلکیں جھپک کر ایک لمحہ اس کی طرف دیکھا، پھر چہرہ دوسری طرف موڑ کر بس سر ہلایا۔ جیسے مان تو گئی ہو، مگر ابھی زبان سے کچھ کہنا انا کے خلاف لگتا ہو۔ آریان کے لبوں پر ایک شرارتی سی مسکراہٹ ابھری۔ "ویسے... اس طرح خفا خفا سی، بکھرے بال، اور بھیگی پلکوں کے ساتھ... تم بہت زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔" اس نے اس کی طرف نظریں جما کر سرگوشی کی۔ "فضول باتیں مت کیا کرو... ہر وقت فضول بولتے رہتے ہوں..." صوفیہ نے فوراً سے بولی۔ یہ کہتے ہوئے اس نے آریان کو

تھوڑا سا خود سے دور دھکیلا، مگر اس کے ہاتھ کی گرفت بہت ہلکی تھی۔ آریان نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا دیے، "اتنے دن بعد ملے ہیں، اور تم کہہ رہی ہو فضول باتیں نہ کروں؟ کیا کچھ لمحے... صرف تمہیں دیکھ کر... خاموشی سے تم میں گم ہونے کی اجازت بھی نہیں؟" وہ محبت سے بولا۔ صوفیہ نے سانس کھینچی، جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو مگر الفاظ دل میں اٹک گئے۔ "آریان"۔۔۔ وہ آہستگی سے بولی، اور اس کے سینے پہ نرمی سے ہاتھ رکھ کر اُسے پیچھے کرنا چاہا۔ آریان، جیسے اس کے اشارے کو حکم جانتے ہوئے، چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مگر اس کی نظریں صوفیہ کے چہرے پر جمی رہیں۔۔۔ جیسے وہ لمحہ قید کرنا چاہتا ہو۔ صوفیہ بنا کچھ کہے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ "آریان... پانچ ماہ تم وہاں رہے... نہ جانے کتنی لڑکیوں کو دیکھتے رہے ہو گے... ہنستے، باتیں کرتے"۔۔۔ وہ دروازے کی طرف جاتے جاتے یکدم رک کر بولی۔۔۔ یہ کہہ کر وہ فوراً اندر چلی گئی، جیسے یہ سوال زبان سے نکلتے ہی اس کے دل کی کمزوری بن گیا ہو۔ مگر آریان کا دل وہیں رُک گیا تھا۔ اسی لمحے، اسی سوال پر۔۔۔ اس نے صوفیہ کے پیچھے قدم بڑھائے، اور دروازے کے قریب پہنچ کر نرمی سے اس کی کلائی تھام لی۔ صوفیہ نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔ آنکھوں میں حیرت، لبوں پر خفگی، اور دل میں دھڑکنوں کی آندھی۔ آریان کی نظریں اس کی آنکھوں میں پیوست ہو گئیں۔ "جب میرے دل و نظر کی دنیا میں صرف تمہاری حکمرانی ہے، تو کسی اور کی طرف دیکھنے کی جسارت کیسے کر سکتا

ہوں؟ میری نظر تم سے ہٹے جائے... تو ہی تو کوئی اور دکھائی دے، اور وہ ممکن ہی نہیں،
صوفیہ...

میری جان... میری رفیقِ حیات"! وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ اس کے لفظوں کی اہمیت
صوفیہ کے چہرے پر واضح ہونے لگی۔ اس کے گال آہستہ آہستہ گلاب کی پنکھڑیوں کی
طرح سرخ ہو گئے تھے، اور پلکیں شرم سے جھک گئیں۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی، مگر
آریان کے لفظ دل کی تہوں میں اتر چکے تھے۔ بس ایک خاموش سی مسکراہٹ اس کے
چہرے پر پھیل گئی۔ وہ مسکراہٹ جو سب کچھ کہہ جاتی ہے، بغیر کچھ کہے۔۔۔ اب ہر
لمحہ... ہر نظر... صرف تمہارے لیے ہو گی... ہمیشہ کے لیے۔ آریان نے اس کا ہاتھ
تھامے رکھا، جیسے وعدہ کر رہا ہو۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ "میں نکالتا ہوں... اگر
تمہارے اس دو نمبر بھائی نے دیکھ لیا، تو پھر شروع ہو جائے گا..." آریان نے اس کی
پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "ایسے مت گھوما کرو... کوئی بھی آسکتا ہے..." آریان نے اس
کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ "ا۔۔۔ آریان"۔۔۔ صوفیہ نے اس
کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان اس کی آواز پہ روکا تھا۔ صوفیہ کچھ قدم چلتے ہوئے اس کے
قریب آئی۔۔۔ اریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ صوفیہ نے کچھ لمحے
اسے دیکھا۔۔۔ پھر ایک گہری سانس کھینچ کر اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اس کے
ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے پیچھے ہوئی۔ اریان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ اس نے
اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کیا۔ اور شدت سے اس کے ہونٹوں پہ

ہونٹ رکھے۔۔"اب سمجھ آئی...ایسے کرتے ہے"۔۔آریان اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے بولا۔۔صوفیہ کی جھکی پلکیں دیکھ کر آریان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔اور پھر اس سے دور ہو گیا۔۔"چینج کرو جا کر"۔۔آریان بول کر باہر نکل گیا۔۔صوفیہ مسکراتے ہوئے دروازہ لوکڈ کر کے بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔۔

"جان خان۔۔"ورشائے نے دھیرے سے سر اس کے سینے پر رکھا، اور مدھم سی آواز میں پکارا۔ جان عالم نے آنکھیں بند کیے، اپنی بانہوں کا حصار مزید مضبوط کر لیا، جیسے وہ لمحہ ختم جائے، وقت رک جائے، اور یہ قربت کبھی ختم نہ ہو۔ورشائے نے پلکیں جھپکائیں، اس کے دل میں شکرگزاری کی ایک گہری لہر اٹھی۔ان چھ ماہ میں، جن میں وہ کمزور تھی، الجھی ہوئی تھی، جذباتی اتار چڑھاؤ کا شکار تھی، جان عالم نے اس کی ایک آہ بھی خود پر گوارہ نہیں کی۔۔وہ اس کے لیے دیوار بن گیا، سائبان بن گیا، ایک سایہ جو دھوپ میں ڈھال بنے، ایک روشنی جو اندھیروں میں جگمگائے۔"ان چھ مہینوں میں آپ نے مجھے ایک لمحے کو بھی تنہا نہیں ہونے دیا...میری خوشی کا خیال رکھا۔۔اور مجھے ہر وہ چیز دی، جو مجھے چاہیے تھی"۔۔ورشائے کی آواز مدھم سی تھی۔جان عالم نے سانس بھری، مگر آنکھیں نہیں کھولیں۔"میں نے صرف وہی کیا، جو میرا فرض نہیں، میرا ایمان تھا۔ تم میری شریکِ حیات ہو، ورشائے...میری دنیا، میری ترجیح، میری راحت"۔۔جان عالم اس پہ محبت پاش نظر ڈالتے ہوئے بولا۔"آپ نے ہر میٹنگ

کنسل کی... ہر کانفرنس چھوڑ دی... ہر وہ چیز جس سے آپ کی زندگی جڑی تھی، وہ سب چھوڑ کر میرے ساتھ رہے۔ "...ورشاش کی آواز اب ہلکے ہلکے لرزے لگی۔

"کیونکہ تم میری زندگی ہو..." وہ آہستہ سے بولا، "کامیابی، عزت، وقت... سب تم سے ہے جان جہاں، تم نہ ہو تو ان سب کا ہونا نہ ہونا برابر ہے..." جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "جان خان..." کچھ دیر بعد وہ پھر سے بولی۔۔۔ جان عالم نے دھیرے سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ "بولو جانِ جہاں..." وہ مدھم آواز میں بولا۔۔۔ "جان خان... وقت کتنی جلدی گزر گیا نا؟" ورشاش نے نرمی سے جان عالم کے عارض پر اپنی انگلی سے ایک لکیر سی کھینچی، جیسے وہ گزرتے لمحات کو چھونا چاہ رہی ہو، جیسے وقت کو چھو کر روک لینا چاہتی ہو۔ جان عالم نے آہستہ سے آنکھیں بند کیں اور ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔ "بہت جلدی، جانِ جہاں... ایسا لگا جیسے لمحے پلک جھپکنے میں گزر گئے..." ورشاش نے چہرہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، جن میں بے پناہ محبت اور مان تھا۔ "جان خان، آپ کو یاد ہے نا؟ آپ نے کہا تھا... جب ہمارا بے بی آ جائے گا، تب مجھے ایڈمیشن دلوا دیں گے؟" ورشاش نے یاد آنے پر پوچھا۔۔۔ جان عالم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنی پیشانی سے لگا لیا۔

"یاد ہے جانِ جہاں... تمہاری ہر بات، ہر خواہش میرے دل پر نقش ہے۔" ورشاش کی پلکوں میں خوشی جھلکنے لگی، لبوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔ "آپ کتنے اچھے ہیں جان خان..." اس کی آواز میں محبت تھی۔۔۔ "جیسا بھی ہوں، بس تمہارا ہوں... تمہاری سانس

سے بندھا ہوا، تمھاری خوشی سے جڑا ہوا۔ "جان عالم نے دھیرے سے مسکرا کر کہا۔۔۔ ورشاں نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے لبوں پر رکھا، اور وہ لمحہ جیسے رُک گیا۔ جان عالم نے اس کے نرم ہاتھ پر ہونٹ رکھ دیے۔۔۔ "جانِ جہاں"... وہ گویا ہوا۔۔۔ "جی" ورشاں نے فوراً جواب دیا۔۔۔ "میں چاہتا ہوں کہ ہماری ایک خوبصورت سی بیٹی ہو... جو بالکل تمھاری طرح ہو... تمھاری آنکھیں، تمھارا معصوم چہرہ، تمھاری آواز جیسی مٹھاس لیے ہو"... اس نے آہستہ سے ورشاں کے پیٹ پر ہاتھ رکھا... بہت نرمی سے، بے حد احتیاط سے، جیسے کوئی مقدس مقام چھو رہا ہو۔ ورشاں کی آنکھوں میں نمی کی ایک دھمکتی ہوئی تہہ اتر آئی... اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے جان عالم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "اور اگر... اگر وہ بیٹی نہیں، بیٹا ہوا؟ جو بالکل آپ جیسا ہو؟"

ورشاں نے دھیمے لہجے میں کہا، اس کے چہرے پر نرمی اور ہنسی کا امتزاج تھا۔ جان عالم نے کچھ لمحے خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھا۔۔۔ "مجھے لگتا ہے، ہمیں بیٹی ہی ہونی چاہیے... کیونکہ مجھے پورا یقین ہے، کہ ہمارے بیٹے سے میری بنے گی نہیں"... وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ورشاں ہنس دی، جیسے کمرے میں چاندنی بکھر گئی ہو۔۔۔ "ہو ہو... جان خان! آپ ہمارے چھوٹے سے بیٹے سے جیلز فیل کریں گے؟" جان عالم بھی ہنس دیا، مگر اس کی آنکھوں میں محبت کی وہ گہرائی تھی۔۔۔ "بس اتنا جانتا ہوں... چاہے بیٹی ہو یا بیٹا..."

وہ تمھاری نشانی ہو... تمھارا عکس... اور یہی میرے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ "جان
عالم نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ اور اپنا حصار مضبوط کر لیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_129

آریان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا، سامنے سے نمل آتی دکھائی دی۔ وہ لکڑی کی نفیس
سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی، اس کے دوپٹے کا ایک سرا ہوا میں ہلکورے کھا رہا تھا،
اور چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ "لالا" ... نمل نے خوشی اور محبت
سے پکارا، اور قدم تیزی سے سیڑھیوں سے نیچے رکھتے ہوئے اس کی طرف
بڑھی۔ آریان، جو مگن انداز میں قدم بڑھا رہا تھا، بہن کی آواز پر رکا، اور چہرے پر ایک
روشن مسکراہٹ لے آیا، جو اس کی گہری آنکھوں تک چمک گئی۔ "کیسی ہے میری
چھوٹی سی جان؟" وہ محبت سے بولا، اس کے انداز میں شفقت اور اپنائیت گھلی ہوئی
تھی۔ "لالا، آپ کب واپس آئے؟" نمل نے خوشی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے
ہوئے پوچھا، جیسے وہ یقین کرنا چاہتی ہو کہ واقعی آریان اس کے سامنے کھڑا ہے۔ "کل
رات ہی لوٹا ہوں،" آریان نے نرمی سے جواب دیا۔ "پھر آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں

آئے، لالا؟" نمل نے شرارت سے ہونٹ سکوڑے، اور ناراضگی سے بولی۔ "میری جان، میں اس سے سالے کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا، اسی لیے رکا رہا۔" آریان نے ہنستے ہوئے آنکھیں گھمائیں اور سر کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ "لالا... وہ ابھی یہاں نہیں ہے۔" نمل نے ایک دم سنجیدہ ہو کر اس کی طرف دیکھا، اور دھیرے سے بولی۔

آریان نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا، جیسے اس کی ایک الجھن کم ہو گئی ہو۔ "شکر ہے..." وہ دھیرے سے مسکرایا۔ "لالا، آپ پلیز بیٹھے کھانا کھا کر جائیں نا؟" نمل نے محبت اور مان سے کہا، جیسے وہ چاہتی ہو کہ اس کا لالا ایک پل کو بھی ٹھہر جائے۔ "نہیں میری جان، بابا اور چھوٹی ماما کو عالم چاچو کی طرف جانا ہے، اسی لیے مجھے بھی نکلنا ہے۔" آریان نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اوکے لالا..." نمل ہولے سے مسکرا دی۔ آریان نے پیار بھری نظروں سے نمل کو دیکھا اور پھر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے چند لمحوں بعد ہی صوفیہ کمرے سے باہر نکلی، بالوں کو کندھوں سے پیچھے کرتی ہوئی۔ "آپی... لالا آئے تھے۔" نمل نے دبی دبی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ صوفیہ نے ایک پل کو نمل کو دیکھا، پھر اس کے ہونٹوں پر بھی ایک دھیمی سی مسکراہٹ آگئی۔ "نمل، تیار ہو جاؤ... ہمیں ورشاں آپی کی طرف جانا ہے۔ شاید لالا وہیں آئے۔" صوفیہ نے نرم لیکن سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "جی آپی..." نمل نے ہامی بھرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ کچھ دیر دونوں باتیں کرتی رہیں۔ پھر دونوں تیار ہونے کے لیے چلے گئی۔

"جان خان۔۔۔" ورشاں نے نرمی سے جان عالم کی طرف دیکھا، جو مکمل طور پر اسے اپنے بازوؤں میں لیے، گہری سانسوں کے ساتھ آنکھیں موندے کسی خواب کی سرزمین پر معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس پل وہ دنیا کی ہر تھکن، ہر پریشانی کو بھول کر صرف ورشاں کی قربت میں پناہ لیے ہوئے ہو۔ "جی جانِ جہاں۔۔۔؟" جان عالم نے آنکھیں کھولے بغیر، مگر لبوں پر ایک پُر سکون مسکراہٹ سجائے، مدھم سے لہجے میں جواب دیا۔

ورشاں نے ابھی کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ دروازے پر آہستہ سی دستک نے لمحے کی خامشی توڑ دی۔ "جان خان... کوئی آیا ہے۔۔۔"

ورشاں نے نرمی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "آنے دو۔۔۔"

جان عالم نے سادگی سے، بے نیازی سے کہا، جیسے وہ پل اُس کے لیے دنیا سے قیمتی تھا۔ "دیکھنا چاہیے ناکون ہے۔۔۔ ضروری کام بھی ہو سکتا ہے۔۔۔" ورشاں نے تھوڑا سنجیدہ ہو کر، نرمی سے کہا۔ جان عالم نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور ہنوز بازوؤں میں قید ورشاں کی جانب دیکھا، پھر شرارتی سی مسکراہٹ لبوں پہ آگئی۔ "زیادہ ہی بڑی نہیں ہو گئی تم، ہاں؟" جان عالم اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے جھینپ کر فوراً نگاہیں جھکا لیں اور نرمی سے سر ہلایا۔ "آجائے۔۔۔" جان عالم بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولا ہی تھا کہ دروازہ کھلا۔ "لالا، وہ نیچے۔۔۔"

میرال نے بولنا چاہا ہی تھا کہ اس کے پیچھے آئمہ خان اندر داخل ہو گئیں۔۔۔" تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی؟" انہوں نے ورشاں کو بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے دیکھ کر ذرا حیرت سے پوچھا۔ "وہ۔۔۔ میں بس جا رہی تھی بڑی امی۔۔۔" ورشاں نے فوراً نرمی سے جواب دیا اور ہلکی سی شرمندہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر آگئی۔ "چلو جاؤ، جلدی سے فریش ہو جاؤ، ناشتہ تیار ہے۔۔۔" آئمہ خان نے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا اور ماں جیسی شفقت سے مسکرائیں۔۔۔ "جی بڑی امی، میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔۔۔" ورشاں محبت سے بولی اور اٹھنے لگی۔ جان عالم نے فوراً آگے بڑھ کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے سہارا دے کر اٹھنے میں مدد دی۔ ورشاں کا دل دھڑکا تھا، ہر بار کی طرح۔ اس لمس میں بے پناہ محبت، اور فکر مندی تھی۔۔۔ آئمہ خان مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئیں۔۔۔ دروازہ بند ہوا ہی تھا کہ جان عالم نے ایک لمحے میں ورشاں کو بازوؤں میں اٹھا لیا۔ جیسے وہ اس پل کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہو۔۔۔ "جان خان۔۔۔ میں خود چل سکتی ہوں۔۔۔" ورشاں کا چہرہ شرم سے گلابی ہو گیا۔

"لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم چلو۔۔۔" جان عالم نے محبت سے اُس کی پیشانی پر نرمی سے ہونٹ رکھے، جیسے وہ اُس کی ہر تھکن، ہر دکھ کو چھو کر ختم کرنا چاہتا ہو۔۔۔ ورشاں نے نظریں چرا لیں، مگر دل کی دھڑکن اور بھی تیز ہو گئی تھی۔ جان عالم اُسے لے کر واشروم میں داخل ہوا۔ نہایت نرمی سے اسے نیچے اتارا، جیسے کوئی پھول رکھ رہا

ہو۔۔۔"اب جائے۔۔۔"ورشٹاں نے جان عالم کو دروازے کے قریب رکنا دیکھ کر دھیرے سے کہا۔

"میں یہی رہتا ہوں۔۔۔ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو۔۔۔"وہ شرارت سے بولا۔۔۔"نہیں۔۔۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ پلیز آپ جانیے۔۔۔"ورشٹاں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور منہ پھلا لیا۔۔۔"سارے حساب پورے کروں گا بس کچھ منتھ۔۔۔"جان عالم نے شوخی سے کہا، اور آنکھوں میں شرارت جھلکنے لگی۔ وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا، اور ورشٹاں کے لبوں پر بھی ایک معصوم ہنسی بکھر گئی۔ وہ آہستہ قدموں سے شاوہر کی طرف بڑھی۔۔۔

ورشٹاں کچھ دیر بعد فریش ہو کر باہر نکلی۔ اس کی جلد پر پانی کی نرمی ابھی باقی تھی، بالوں سے نمی کے قطرے دھیرے دھیرے اس کی پشت پر ٹپک رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ آئینے کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔ پنک رنگ کا سلیقے سے کڑھا ہوا سوٹ پہنے ہوئے تھی، جس پر سفید موتیوں کا کام ایسے جگمگا رہا تھا جیسے گلابی شام پر شبنم کی پہلی روشنی۔

قمیض کے گلے اور آستینوں پر چمکتے ہوئے ننھے موتی جیسے اس کی معصومیت کو اور ابھار رہے تھے، اور اس کے چہرے کی نرمی میں وہ خاص کشش پیدا کر رہے تھے۔ کہ

ہر کوئی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ ورشاں نے خود کو آہستہ سے آئینے میں دیکھا۔
ایک پل کو اپنے سراپے پر نظر ٹھہری، اور پھر لبوں پر خفیف سی ناگواری چھا
گئی۔۔ "کتنے عجیب لگ رہے ہیں..."

اس نے زیر لب شکایت کی۔ شاید اس کا مطلب لباس سے زیادہ اپنی سادہ سی تیاری
سے تھا، یا پھر شاید وہ جان عالم کی توجہ کو یاد کرتے ہوئے خود کو کم تر محسوس کر رہی
تھی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی، دوپٹے کے پلو کو سنوارتے ہوئے خود کو تھوڑا سا مروڑنے
لگی۔ اپنے بالوں کو ٹھیک کیا، پھر ذرا سا مسکرائی، پھر وہی مسکراہٹ بجھ گئی۔ پیچھے بیڈ پر
بیٹھا جان عالم، جس کا چہرہ اب تک دوسری طرف تھا، ورشاں کی آواز پہ اس نے
گردن موڑی۔۔ نظر اٹھتے ہی ایک پل کو وقت جیسے تھم سا گیا۔ سامنے کھڑی ورشاں
کسی خواب کی مانند لگ رہی تھی۔ اس کی نظر بے اختیار ہی اس پر ٹھہر گئی۔۔ جان عالم
کی آنکھوں میں ایک روشنی سی لہرائی۔ نہ وہ کچھ بولا، نہ مسکرایا، بس گہری نظریں اس پر
جم گئیں۔ جیسے وہ منظر کو صرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ ورشاں نے جان عالم کی نظریں خود
پر محسوس کیں، تو نظریں جھکا لیں۔ دل کی دھڑکن ذرا تیز ہوئی۔ چہرہ سرخ ہوا۔ وہ
آہستہ سے دوپٹے کا کونہ انگلیوں میں لپیٹنے لگی۔ اس کی سادگی اور جھجک نے جان عالم
کے دل کو اور بھی بھگو دیا۔ "کیا عجیب لگ رہے ہیں؟" جان عالم نے آخر کار خاموشی

توڑتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں حیرت، محبت اور تھوڑی سی تنقید ملی ہوئی تھی۔ ورشاں نے نظریں اٹھائیں، جو اس وقت نمی اور مسکراہٹ کا امتزاج تھیں۔

"ہاں جی... کتنگ عجیب لگ رہے ہیں۔۔۔" اس نے ہلکی سی شرمندگی سے کہا۔ جان عالم اٹھا، اور آہستہ قدموں سے اس کی طرف بڑھا۔ ایک ایک قدم جیسے خاموشی میں کچھ کہتا جا رہا تھا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا، تو نظریں اس کے چہرے پر ٹکی رہیں۔ "تم عجیب نہیں لگ رہی، جان جہاں..." اس نے نرم لہجے میں کہا، "تم بس سب سے الگ رہی ہوں۔۔۔ میری جان جہاں..." وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کا دل جیسے رک سا گیا۔ اُس کی پلکیں لرزیں، اور لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "تو پھر آپ نے اب تک کچھ کہا کیوں نہیں؟" ورشاں نے دھیرے سے سر جھکا کر کہا۔ "کیونکہ... میں کچھ لمحے صرف تمہیں دیکھنا چاہتا تھا... بغیر کسی لفظ کے۔۔۔" جان عالم نے اُس کے دوپٹے کو تھوڑا سا سنوارا، اور پھر اس کی پیشانی کو نرمی سے چھوا۔ "تم میری دعاؤں کی تعبیر ہو، اور جو چیز دُعا سے ملے، اُس کے حسن کا تو کوئی مقابلہ نہیں۔۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔ ورشاں نے شرما کر نگاہیں چرائیں۔۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگائے۔ "جب میں پہلی بار ہماری اولاد کو اپنی بانہوں میں لوں گا، تو لمحہ جیسے رک جائے گا، میری سانسیں تھم جائیں گی، اور میری آنکھوں میں صرف ایک ہی منظر ہو گا۔۔۔ میری اور تمہاری محبت کی زندہ، سانس لیتی ہوئی تصویر۔۔۔ میں سب سے پہلے اس کے نازک سے پاؤں چوموں گا، کیونکہ یہی پاؤں

اس دن دنیا میں چلیں گے، وہ دنیا جسے ہم نے اپنے خوابوں میں بسایا تھا۔۔۔ جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ وہ صرف ایک بچہ نہیں ہو گا، وہ تمہاری طرف سے مجھے ملا وہ انمول تحفہ ہو گا، میرے رب کی طرف سے ایک ایسی نعمت،

جو میرے وجود کے ہر خلا کو بھر دے گی۔۔۔ وہ ہمارے بچے پروان چڑھی محبت کا عکس ہو گا، میری دعاؤں، تمہاری ہنسی، ہمارے لمس، اور ایک دوسرے کے لیے کی گئی قربانیوں کا صلہ ہو گا۔۔۔ "جان عالم اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔" کون سی قربانیاں؟ "ورشائ مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔" اتنے وقت سے تمہارے قریب رہا ہوں... اپنا ہر کام بند کیا... تمہارے قریب نہیں آیا... کیا یہ تمہارے نزدیک قربانی نہیں... "جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ورشائ نے صرف سر ہلایا۔۔۔ "گوڈ... اب چلو نیچے..." جان عالم نے ورشائ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ ورشائ نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ جان عالم ورشائ کا ہاتھ پکڑے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ جان عالم ورشائ کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر رہا تھا، جیسے اس کی زندگی کا سب سے قیمتی خزانہ اس کے ساتھ ہو۔ ورشائ کی نگاہیں کبھی جان عالم کے چہرے پر پڑتیں تو کبھی سیڑھیوں کے سنگ مرمر پر۔ آج اس کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک تھی، ایک ماں بننے کی پہلی خوشی، اور ساتھ ہی ایک ہلکی سی جھجک جو گود بھرائی کی رسم کے خیال سے ہو رہی تھی۔۔۔ نیچے ہال میں گہما گہمی تھی۔ دیواروں پر پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں، خوشبوؤں کا ایک ہلکا سا ہالہ فضا میں بکھرا

ہوا تھا۔ پنک اور آف وائٹ رنگ کی تھیم سے سجا ماحول خواب کی تعبیر لگ رہا تھا۔
 مہمان خواتین خوش باش چہروں کے ساتھ ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں، اور
 ہر طرف مسکراہٹوں کی چہکار سنائی دے رہی تھی۔۔۔ غزنوی نے جان عالم کی طرف
 بڑھتے ورشاں کو اپنے حصار میں لیا۔ "ماشاء اللہ میری بہن بہت پیاری لگ رہی
 ہے۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے ورشاں کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔۔ ورشاں ہلکا سا
 مسکرا دی۔۔۔ "چلو ورشاں، تمہارا سیٹیج تیار ہے۔ سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" ورشاں
 کو زمل نے آکر آہستہ سے بازو سے پکڑا اور پیار سے بولی۔۔۔ آئمہ خان نے ورشاں کو
 دعاؤں بھری نظروں سے دیکھا، اور اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ بیچ ہال میں ایک نہایت
 خوبصورت جھولا رکھا گیا تھا، جسے گلاب، چنبیلی، اور موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔
 جھولے کے اطراف میں خواتین بیٹھیں تھیں، اور سب کے ہاتھوں میں رنگین چوڑیاں،
 تحفے، اور مٹھائی کے تھال تھے۔۔۔ ورشاں کو جھولے پر بٹھایا گیا۔ وہ ہلکی سی گھبراہٹ اور
 خوشی کے ملے جلے احساس میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کے لباس پر چاندی کی جھلک
 خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ "ماشاء اللہ، اللہ نظرِ بد سے بچائے۔۔۔" آئمہ خان ورشاں کے
 پاس آکر بیٹھی۔۔۔ اور پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر آئمہ خان نے ورشاں کی گود
 میں میٹھے پھل، سونے کے سکے، سونے کی چوڑیاں اور چھوٹے ننھے کپڑے رکھے
 گئے۔۔۔ اور اس کے سر پر آنچل رکھ کر دعائیں دی۔۔۔ پریشے نے آکر اس کے سر پر
 ہونٹ رکھے، اور پھر اس کی جھولی سونے کی چھوٹی سی انگوٹھی سی رکھی۔۔۔ "یہ تحفہ آنے

والے پیارے سے بچے کے لیے"...پریشے پیار سے بولی۔۔۔ ورشاں ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔"جیسے یہ چوڑیاں آواز دیتی ہیں، ویسے ہی تمھاری آنے والی اولاد ہنسی تمھارے آنگن کو مہکائے۔۔۔"زل نے چوڑیاں پہنائیں، اور پیار بولی۔۔۔ پھر باری باری سب آئیں۔۔۔"بس اب جلدی سے نانی بھی بننے والی ہوں، ورنہ یہ رومال کب سے میرے پاس رکھا تھا!"رابیہ خان نے ایک ننھا سا کرتا اور سونے کی انگوٹھی دیا، اور ہنستے ہوئے کہا۔۔۔"مورے میں بھی ہوں"...پریشے نے رابیہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔"میری جان ہمارے لیے تم سب برابر ہے...تم کو بھی دو گی"...رابیہ خان پیار سے بولی۔۔۔پریشے مسکرا دی۔۔۔ ورشاں زل اور پریشے سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔۔ کہ پیچھے سے آتے صوفیہ نے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ورشاں نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"مجھے بھول گئی"...صوفیہ نے ہلکا سا ناراضگی سے کہا۔۔۔"نہیں، ایسا نہیں ہے"...ورشاں نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔"بس کر دو"...صوفیہ ناراضگی سے بولی۔۔۔"او صوفیہ ایم سوری"...ورشاں مدھم سی آواز میں بولی۔۔۔"آج کے دن ناراض نہیں ہو سکتی"...صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔"مبارک ہوں، ورشاں"...نمل کی آواز گونجی تھی۔۔۔ ورشاں نے نمل کی طرف دیکھا۔۔۔ اور مسکرائی۔۔۔"شکریہ"...ورشاں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

رسموں کے دوران بچیاں ہار لے کر ورشاں کے ارد گرد گاتی ہوئی گھوم رہی تھیں۔ لیکن رش کے باوجود جان عالم کی نظریں ایک پل کے لیے بھی ورشاں سے نہ ہٹیں۔ اس کی آنکھوں میں فخر، محبت اور شکر کے دیے روشن تھے۔ کچھ دیر بعد، خواتین نے ہاتھوں میں مہندی کے تھال لیے۔ ایک ایک کر کے ورشاں کی ہتھیلی پر مہندی رکھی گئی۔ ورشاں کی نظریں بار بار جھک جاتی تھیں، چہرہ شرم سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ "آج کی مہندی، صرف رنگ نہیں... یہ آنے والے کل کی خوشبو ہے۔۔۔" زمل نے مہندی لگاتے ہوئے محبت سے کہا۔ جب تمام رسمیں مکمل ہوئیں، تو آئمہ خان نے ورشاں کو گلے لگایا۔ "میری بیٹی، اب تم ماں بنو گی۔۔۔ اور ایک ماں کا دل، سب سے مضبوط دل ہوتا ہے۔۔۔"

ورشاں نے سر جھکایا، اور آئمہ خان کے سینے سے لگ گئی۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے، مگر دل مطمئن تھا۔ جان عالم کچھ دیر ورشاں کو یوں ہی بیٹھے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی طرف بڑھتے اس کا بازو پکڑے سب پہ ایک نظر ڈالی۔ اور پھر اسے لیے اوپر کی طرف بڑھا۔ "جان خان۔۔۔" ورشاں نے لاونج سے باہر نکلتے ہوئے دھیرے سے جان عالم کا ہاتھ تھاما۔

"آج کے دن۔۔۔ سب کتنے خوش ہیں۔۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔ "یہ صرف آغاز ہے، جانِ جہاں... اب ہر دن، صرف محبت ہو گا۔۔۔" وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے، اور قدم آگے بڑھا دیے۔۔۔ روم میں آکر ورشاں جان عالم

نے ورشاں کو بیڈ پہ بیٹھایا۔ وہ آہستہ قدموں سے آگے آیا، ورشاں کے پاس بیٹھا۔ "یہ پہلی نشانی ہے ہماری آنے والی زندگی کی۔۔۔ میری دعا ہے، تمہارے وجود سے جو زندگی آئے، وہ تمہارے جیسی ہو۔۔۔" جان عالم نے ورشاں کے ہاتھ میں چوڑیاں ڈالتے ہوئے کہا۔ "پہلے ہی اتنی ساری پہنی ہوئی ہے"۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ تو جان عالم مسکرا دیا۔ "دیکھو کتنے اچھے لگ رہے ہیں"۔۔۔ جان عالم نے اس کی کلائیوں کو سامنے کیا۔ ورشاں نے جان عالم کے سینے سے سر ٹکایا۔

نمل اس وقت زل کے قریب کھڑی تھی، ایک ہاتھ میں رنگ برنگے پھول تھامے، دوسرے ہاتھ سے ایک نازک سا گلاب اٹھائے ہوئے۔۔۔ "دیدہ، مجھے لگتا ہے کہ یہ پھول زیادہ خوبصورت ہے"۔۔۔ نمل نے شرارت سے غازیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، جس کی آنکھوں میں فوراً شرارتوں کی چمک کی جگہ ہلکی سی خفگی ابھری۔ غازیہ نے ناک چڑھا کر تیز نظروں سے نمل کو گھورا، جیسے کہنا چاہتی ہو، بچ کے رہو، نمل دیدہ! زل مسکرا دی، اور نمل نے ہنسی دباتے ہوئے پھولوں کو دوبارہ ترتیب دینا شروع کر دیا۔ ذسی لمحے پریشے، جو ایک طرف سے آ رہی تھی، نمل کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ "نمل، المیر لالا کہاں ہے؟" اُس نے نرم لہجے میں پوچھا، آواز میں ایک ماں جیسی فکر نمایاں تھی۔ نمل نے اس کی جانب دیکھا، اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجالی، "چھوٹی امی، وہ کیس کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "کوئی مسئلہ تو

نہیں ہے نا؟" پریشے نے اس کی طرف محبت سے دیکھا، جیسے اس کی مسکراہٹ میں کچھ تلاش رہی ہو۔ "نہیں، سب ٹھیک ہے۔" نمل نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ اتنے میں صوفیہ اندر آئی۔ "نمل، چلو، ہمیں نکلنا ہے۔" اس کے چہرے پر معمول کی سنجیدگی تھی۔ نمل نے سر ہلایا، "اوکے، ماما... میں آتی ہوں۔" وہ نرمی سے اٹھی، دوپٹے کو شانے سے درست کیا اور صوفیہ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر باہر نکل گئی۔ وہ صوفیہ سے ایک قدم آگے چل رہی تھی، چلتے چلتے اس نے چہرے پہ آتی ایک لٹ کو نرمی سے پیچھے کیا، اور جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچی، اُس کی نظر سامنے کھڑی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر پڑی۔ وہاں المیر خان بیٹھا تھا۔ جیسے ہی نمل کی نگاہ المیر پر پڑی، اسی لمحے المیر کی نظریں بھی نمل پر ٹک گئیں۔ دونوں کی آنکھیں پل بھر کو ایک دوسرے میں الجھ گئیں۔ نمل نے پریل کلر کا ولوٹ کپڑے میں تیار کردہ پٹھانی فراک پہنا تھا۔ اس کا دوپٹہ بڑی نفاست سے سر پر جما ہوا تھا، جیسے ہر تہذیب اس کی پیشانی پر سبھی ہو۔ ہاتھوں میں پریل رنگ کی نفیس چوڑیاں تھیں جو روشنی میں مدھم سی کھنک پیدا کر رہی تھیں۔ ہونٹوں پر ہلکی سی لیپ اسٹک کا لمس تھا، اور آنکھوں کے کناروں پر باریک سا کاجل ایک لکیر کی مانند حسن میں اضافہ کر رہا تھا۔ مگر جو چیز المیر خان کی نظر کو روک گئی تھی، وہ نمل کی ٹھوڑی پر جگمگاتے تین تل تھے، جو چاندنی میں جھلملاتی کسی آسمانی کہکشاں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔ المیر خان نے لاشعوری طور پر گہری سانس لی، اور اس کے گلے میں ایک ہلکی سی گلٹی بنی، جو چند لمحوں بعد خامشی

کے سائے میں معدوم ہو گئی۔ اُس کے ہاتھوں کی گرفت اسٹیرنگ پر مضبوط ہوئی، وہ اپنے احساس اسے اپنی گرفت میں کو چھپا رہا تھا۔۔۔ نمل نے نظریں چرائیں، مگر اس کے گالوں کی نرمی پر ہلکی سی سرخی ابھر آئی تھی، جیسے کوئی راز اندر ہی اندر پنپ رہا ہو، جو لفظوں سے نہیں، مگر آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ صوفیہ نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی، جبکہ نمل بھی نرمی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر آ بیٹھی۔۔۔ المیر نے ایک نظر ریئر ویو مرر سے نمل کو دیکھا، پھر خاموشی سے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔ گاڑی کارپورج سے نکل چکی تھی، اور اب سڑک پر نرم رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ ہلکی سی ڈھلتی شام شیشوں سے اندر جھانک رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے المیر خان کی نگاہیں بار بار بیک ویو مرر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ اُن نگاہوں کا مرکز پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھی نمل تھی۔ نمل کی موجودگی اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ رہی تھی، جیسے کوئی ساز بے اختیار بجنے لگا ہو۔

المیر خان کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ اتنی سردی میں بھی اس کے چہرہ پہ پیسنہ آرہا تھا۔ کچھ ان کہی باتیں تھیں، کچھ بے قابو جذبات، جنہیں وہ تھامے بیٹھا تھا۔ اُس کے اندر جیسے کوئی خاموش طوفان مچل اٹھا ہو۔۔۔ اچانک اُس نے گاڑی کو ایک جھٹکے سے بریک لگا دی۔ گاڑی کی حرکت رکنے پر صوفیہ چونکی، جو نمل کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ "کیا ہوا لالا...؟" وہ فوراً آگے کی طرف جھکی، اور پریشانی سے بولی۔۔۔ المیر نے نظریں جھکائیں، جیسے خود سے نظریں چرانے لگا ہو۔ اُس کے لہجے میں تھکن اور خود پر

قabo پانے کی جدوجہد صاف دکھائی دے رہی تھی۔ "کچھ نہیں"۔... وہ بس اتنا کہہ سکا۔ پھر اُس نے سامنے رکھی پانی کی بوتل اٹھائی، اور ایک ہی سانس میں اُسے خالی کر دیا۔ جیسے وہ پانی سے اپنے اندر اٹھتی تپش کو بجھانے کی کوشش کر رہا ہو۔ نمل نے ایک لمحے کے لیے المیر کی طرف دیکھا۔ بس ایک لمحہ۔ اُس کی نگاہوں میں ہلکی سی حیرت اور الجھن کا عکس تھا، مگر پھر اُس نے فوراً نظریں پھیر لیں۔ جیسے وہ جان بوجھ کر خود کو دور رکھنا چاہتی ہو۔ "نمل... تم پیسنجر سیٹ پہ چلی جاؤ۔" صوفیہ نے نمل کی طرف دیکھا اور نرمی سے کہا۔ نمل نے پلکیں جھپکیں، جیسے اُس نے کچھ غلط سنا ہو۔ "آپی؟ میں؟" اُس نے بے یقینی سے پوچھا۔ "ہمم، تم ہی... چلو جاؤ۔" صوفیہ ہلکے سے مسکرائی۔ نمل نے ایک لمحے کو رک کر المیر کی طرف دیکھا، پھر بنا کچھ کہے آہستہ سے گاڑی سے اُتری، اور اگلی نشست پر آ کر بیٹھ گئی۔ اُس کے بیٹھنے کی نرمی، جیسے ہوانے جگہ بدلی ہو۔ فاصلہ کم ہو چکا تھا، مگر خاموشی بڑھ گئی تھی۔ المیر نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔ ڈرائیونگ کے دوران اُس کی نظریں کبھی کبھار چوری چھپے نمل کے چہرے پر پڑ جاتیں۔ مگر نمل کا چہرہ مکمل طور پر دوسری طرف تھا۔ المیر خان نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔ اور سامنے نظریں جمائی۔۔۔

-----س "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

رات کو اندھیرا ختم ہو چکا تھا۔ ہلکی ہلکی روشنی پردوں کے اندر سے کمرے میں جھانک رہی تھی۔ پرندوں کے چہپانے کی آواز اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اور اندر کمرے میں المیر خان اپنے بازو سر کے پیچھے لے جاتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے مسکرا رہا تھا۔ وہ ساری رات یوں ہی بیٹھا رہا تھا۔ نمل ڈریسنگ روم سے نہیں نکلی تھی۔ اور اس نے بھی اس کا انتظار کیا تھا۔ "کب تک بھاگوں گی"۔ وہ مدھم سی آواز میں خود سے ہی گویا ہوا۔ المیر خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ڈریسنگ روم کے دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ کہ کب وہ باہر آئے گی۔ لیکن یہ انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا۔ شاید وہ اندر جا کر باہر آنا بھول چکی تھی۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔ اور پھر بیڈ سے نیچے اترے۔ وہ اپنے سیلپرز پہن کر ڈریسنگ روم کے دروازے تک آیا۔ پھر لوکڈ پہ ہاتھ رکھتے اس نے دروازہ ان لوکڈ کیا۔ اور سامنے کے منظر نے اس کی آنکھیں کھول دیں۔ نمل کپڑے چینج کر رہی تھی۔ اس کی بیک زپ کھولیں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی فراک اتارتی۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ وہ مڑی۔ المیر خان کو دیکھ کر اس نے پلکیں جھپکانا شروع کیں۔ المیر خان اس پہ صرف ایک نظر ڈالتے باہر آتے دروازہ بند کر گیا۔ اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ "اففف"۔ اس نے گہری آہ بھری۔ اور کمرے میں چکر لگانے لگا۔ المیر خان یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔ کہ نمل دروازہ کھولتے باہر آئی۔ المیر خان نے اسے غور سے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ وہ اس

کی بلیک کلر کی شرٹ جو کہ اسے کافی لوز تھی۔۔ اور ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے کھڑی ہوئی تھی۔۔ "تم نے میرے کپڑے کیوں پہنے؟" المیر خان وہی کھڑا بولا۔۔ "و۔۔" اس نے کچھ سوچ کر بولنا چاہا لیکن کچھ سمجھ نہ آنے پر خاموش ہو گئی۔۔ "المیر خان اس کے قریب آیا۔۔" ایسے اگر تم نے میرے سامنے آنا شروع کر دیا، تو بہت جلد خود کو میری باہوں میں دیکھوں گی... اور پھر ایک پل کی بھی رہائی نہیں ملے گی..." وہ اس کی طرف تھوڑا سا جھکتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "میں نے صرف کمفرٹ کے لیے پہنے ہے..." نمل اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔ "لیکن میں کچھ اور ہی سمجھا..." المیر خان نے اس کے چہرہ پہ اپنی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا۔۔ "آ۔۔ آپ ک۔۔ کیا سمجھے..." وہ پیچھے کو ہوتے ہوئے بولی۔۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ "میں سمجھا کہ تم میرے قریب آنے کے لیے... خیر چھوڑو..." وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ "آپ نے ایسا کیوں سوچا..." اس نے معصوم سا چہرہ بنائے پوچھا۔۔ "کیا میں نہیں سوچ سکتا..." اس نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "کیوں نہیں سوچ سکتا۔۔" میری بیوی ہوں تم، میری مرضی میں کچھ بھی سوچو... جیسے کہ..." وہ بولتے ہوئے خاموش ہوا۔۔ "جیسے کہ..." نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "جیسے کہ تم میری باہوں میں ہوں، میں تمہیں چوم رہا ہوں، میں تمہیں پورے حق سے چوم رہا ہوں... میں تمہارے وجود..." وہ بول ہی رہا تھا۔۔ کہ نمل نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ وہ اس کی اتنی بے باک باتوں

پہ سرخ پڑی تھی۔۔ "بس... پلیز"۔۔ وہ نظریں جھکائے بولی۔۔ "نہیں ابھی تو شروع کیا ہے"۔۔ اس نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔ "نہیں پلیز بس"۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔۔ "ایک شرط پہ"۔۔ المیر خان نے اس کی طرف شرارت سے دیکھا۔۔ "کیسی شرط"۔۔ "نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "تم مجھے کس کرو گی"۔۔ وہ ہنسی دبائے بولا۔۔ نمل کے کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہوا تھا۔۔ وہ اس کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔ "بیوی ہوں میری، کیا اتنا بھی نہیں کر سکتی"۔۔ اس نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے اس کے چہرہ کے قریب چہرہ کیا۔۔ نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ اب کی بار حیران المیر خان ہوا تھا۔۔ اس نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا۔۔ وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا۔۔ اور پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل اس کی نظریں خود پہ محسوس کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ بولی کچھ نہیں تھی۔۔ کچھ پل کمرے میں خاموشی رہی۔۔ پھر اس خاموشی کو نمل نے توڑا۔۔ وہ تھوڑا سا المیر خان کے قریب آئی۔۔ اور اس نے پاؤں اٹھا کر اپنا چہرہ المیر خان کے قریب کیا، اور اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔۔ اس کی سانسیں تیز ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ خود کو سنبھالتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے نمل کی طرف دیکھا۔۔ جس کی نظریں زمین پہ گرہی ہوئی تھی۔۔ "میں نے یہاں کہاں تھا"۔۔ المیر خان نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھا۔۔ نمل نے المیر خان کو گھور کر دیکھا۔۔ "اتنا غصہ... پیار سے دیکھا کرو... تمہیں بھی ہو جائے گا"۔۔ المیر خان نے اسے اپنے قریب کیا۔۔ "میں پڑھ رہی تھی"۔۔ نمل نے آنکھیں بند کرتے ہوئے جواب دیا۔۔ "کیا میں نے

تنگ کر دیا"۔ المیر خان نے اس کے چہرہ پہ آتے ہوئے بالوں کو پیچھے کیا۔۔ نمل نے
ہمی میں سر ہلایا۔۔ "المیر خان نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ "مم۔۔ میر"۔۔ نمل نے اس کی
طرف دیکھا۔۔ "بولو جان میر"۔۔ المیر خان بیڈ کی طرف

بڑھا۔ "آ۔آ۔ آپ۔۔م۔۔مجھے۔۔ت۔۔تنگ کر رہے ہے"۔۔وہ اس کی شرٹ پہ نظریں جمائے بولی۔۔"تم نے بھی مجھے بہت تنگ کیا۔۔جان میر"۔۔المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔"کب کیا"۔۔وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے بول رہی تھی۔۔"رات سے ڈریسنگ روم میں بند ہوں"۔۔المیر خان نے اسے بیڈ پہ

لیٹایا۔۔"و۔۔و۔۔وہ۔۔م۔۔میں پڑھ رہی تھی"۔۔نمل اٹھنے ہی لگی تھی کہ المیر خان نے اس کی کلائیاں تکیہ پہ پین کیں۔۔"میں نے ساری رات انتظار کیا...تم کب باہر آؤ گی، اور میں کچھ دیر سکون سے سو سکوں گا"۔۔المیر خان اس پہ جھکا۔۔"آپ ساری رات نہیں سوئے"۔۔وہ حیرانگی سے بولی۔۔"نہیں"۔۔اس نے مختصر سے جواب دیا۔۔"یہ چھ ماہ...میں نے بہت مشکل گزاریں"۔۔المیر خان گہرا سانس لیتے ہوئے اسے خود میں بھینچتے ہوئے بیڈ پہ لیٹا۔۔نمل کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔وہ بھی تو نہیں سو سکی تھی۔۔مطلب صاف تھا۔۔اگر اسے عادت تھی۔۔اسے اپنی باہوں میں لے کر سونے کیں۔۔تو نمل کو بھی اس کے حصار کی عادت ہو چکی تھی۔۔لیکن وہ بول نہ

سکی۔۔"میں نے تمہیں اجازت دی ہے... کہ تم یونی جا سکو۔۔مجھے بھی اپنی مرضی سے میرا حق دے دو... تاکہ میں جب تھک جاؤ۔۔ تم سے سکون حاصل کر سکوں..." وہ

آنکھیں موندے اسے خود میں بھینے بول رہا تھا۔ نمل کی بھی آنکھیں بند تھیں۔ نمل کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ المیر خان اسے خود میں بھینے یوں ہی لیٹا رہا۔ "میری خرگوشنی"۔ اس نے اسے مخاطب کیا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس نے اپنی خرگوشنی پہ نظریں ڈالی۔ وہ سوچکی تھی۔ اس کے ہونٹوں پہ مہم سی مسکراہٹ آئی تھی۔ "زبان سے نہیں بولو گی کبھی... کہ میرا انتظار کرتی ہوں"۔ وہ اسے خود میں بھینے ہی بول رہا تھا۔ لیکن وہ اس کے حصار میں پرسکون سا سوچکی تھی۔۔۔

"زرغام"۔۔۔ پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔ جو کہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔ زرغام پلٹا۔۔۔ "جی پری جان"۔ وہ اس کے پاس آکر بیٹھا۔ "میں کمرے میں رہ کر بور ہو گئی ہوں"۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ "پری جان میں بھی تو تمہارے پاس ہی تھا"۔۔۔ زرغام نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔ "لیکن آپ میٹنگز کے لیے تو جاتے ہیں"۔ پریشے نے اسے گھور کر دیکھا۔ "میری جان کچھ دن کی بات ہے... پھر ہمارے پیارا سا بچہ ہماری گود میں ہوں گا... جہاں کہوں گی لے چلو گا"۔۔۔ زرغام نے پریشے کی طرف ٹہیل سے جوس اٹھاتے بڑھایا۔ "مجھے پتہ

ہے... صرف بول رہے ہیں... لے کر کہیں نہیں جاؤ گے"۔۔۔ پریشے نے سر جھٹکا۔ "کہاں نہیں لے کر گیا"۔۔۔ زرغام نے اس کے چہرہ اپنی طرف کیا۔ "کہیں بھی تو نہیں لے

کر جاتے۔۔۔ اس نے زرغام کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔ "میری جان تم کیوں نہیں سمجھتی، ایسے باہر
 نہیں لے جا سکتا۔۔۔ میں نہیں چاہتا تم پہ کسی کی نظر پڑے۔۔۔" زرغام نے پیار سے اس
 کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "اچھا میری جان ناراض مت ہوں۔۔۔ رات کو لے چلو
 گا۔۔۔ زرغام اس کے منہ کے بدلتے تاثرات کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "وقت سے گھر
 آجائے۔۔۔ یہی کافی ہے۔۔۔ پریشہ ناراضگی سے بولی۔۔۔ "میری جان۔۔۔ تمہاری ہر بات ماننے
 کو تیار ہوں۔۔۔ بس کچھ دن کی بات ہے۔۔۔ اگر ایسے تمہیں باہر لے جاؤ گا۔۔۔ تو کسی کی
 بھی تم پر نظر پڑے گی۔۔۔ تو مجھے میرا سانس روکتا محسوس ہو گا۔۔۔ زرغام نے اس کی
 طرف دیکھتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔ پریشہ نے بس ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ "کھانا وقت پہ
 کھانا۔۔۔ جو س بھی پینا ہے۔۔۔ یہ پھل بھی کھانے ہیں۔۔۔ زرغام نے ٹبل پہ پڑے پھلوں
 کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ "دوپہر میں آجانا۔۔۔ پھر خود ہی کھلا دینا۔۔۔ پریشہ مسکراتے ہوئے
 بولی۔۔۔ "اور کوئی حکم۔۔۔ زرغام نے اس کی طرف ہستے ہوئے دیکھا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ پریشہ بھی
 مسکرائی۔۔۔ "شاہ در سے تھوڑا خیال کرنا۔۔۔ وہ بچہ ہے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں۔۔۔ لیکن تمہیں
 احتیاط کی ضرورت ہے۔۔۔ میں پوری کوشش کرو گا۔۔۔ کہ شاہ در کے آنے سے پہلے
 آجاؤ۔۔۔ زرغام نے اسے سمجھانا ضروری سمجھا۔۔۔ "اوکے۔۔۔ پریشہ نے سر ہلایا۔۔۔ زرغام
 نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "جلدی آجانا۔۔۔ پریشہ نے زرغام کا ہاتھ پکڑتے
 ہوئے کہا۔۔۔ "جیسا تم چاہوں۔۔۔ زرغام نے بول کر اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے اور
 کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 2_130

"غزنوی"۔۔ زل کب سے اسے جگا رہی تھی۔۔ اور وہ تھا کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔ "غزنوی... اٹھے کب سے آپ کو کال آرہی ہے"۔۔ زل نے ایک دفعہ پھر سے کوشش کیں۔۔ لیکن پھر سے کوشش ضائع ہی گئی تھی۔۔ اس نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ "ماما"۔۔ غازیہ کی آواز پہ زل نے ایک آخری نظر غزنوی پہ ڈالی۔۔ "آگئی میری جان"۔۔ اور آگے کی طرف بڑھی ہی تھی۔۔ کہ غزنوی نے اس کی کلائی کھینچتے اسے خود پہ گرایا۔۔ زل ہڑبڑائی تھی۔۔ "غ۔۔ غ۔۔ غزنوی"۔۔ اس کی زبان بھی لڑکھرائی تھی۔۔

زل کے لبوں سے نکلا ہوا بے اختیار سا نام، غزنوی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لے آیا۔ "کتنی دفعہ کہا ہے، مجھے جگانے کا یہ طریقہ مت اپنایا کرو"۔۔ وہ نیند بھری، مگر شوخ آواز میں بولا۔ زل نے حیرت اور خجالت کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا، "میں تو بس"۔۔ وہ بولنا چاہ رہی تھی۔۔ "بس کچھ نہیں"۔۔ غزنوی نے نرمی سے اس کی ناک کو چھوا، "جب تم قریب آتی ہو، نیند خود ہی لمبی ہو جاتی ہے... خواب اور حقیقت میں فرق مٹنے لگتا ہے"۔۔ غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "غزنوی"! زل نے ہلکی سی

خفگی سے اس کے سینے پر ہاتھ مارا، مگر وہ تھپکی سی ہی لگی۔ غزنوی ہنسا، "یہ سزا ہے، مجھے چھوڑ کر جانے کی کوشش کی تھی ناں؟" اس نے زل کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔۔

زل نے گہری سانس لی اور اسے دیکھا، "کالز آر ہی ہیں... اور غازیہ اٹھ گئی ہے، وہ ماما کر رہی تھی"۔۔ زل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "میری بیٹی بھی کم نہیں... اُسے بھی معلوم ہے کہ تم سب کی ماما ہو، لیکن تم میری سب سے زیادہ ہو... تو اب نہیں بولے گی"۔۔ اس نے زل کی پیشانی کو چومتے ہوئے دھیرے سے کہا۔۔ زل کا چہرہ گلنار ہو گیا، وہ اس کے سینے سے اٹھنے لگی، مگر غزنوی نے بازو مزید مضبوطی سے کسا۔۔

"بس دو منٹ اور"۔۔ وہ سرگوشی میں بولا، "یہ لمحے روز نہیں آتے، زل خانم"۔۔ وہ ہلکی سی سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔ زل نے آہستہ سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا، جہاں دل کی دھڑکن صرف اُسی کے نام پہ چلتی تھی۔۔ "ماما!!!"! باہر سے غازیہ کی آواز پھر گونجی۔۔ زل نے مسکرا کر آنکھیں بند کیں، "میری بیٹی مجھے بلا رہی ہے"۔۔ اس نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "آہہ.. جاؤ"۔۔ غزنوی نے گہری آہ بھرتے ہوئے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔ زل مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔۔ زل نے دروازہ کھولا۔۔ جہاں غازیہ معصوم سا چہرہ لیے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔۔ "میری جان"۔۔ زل نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ لیکن وہ منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ "کچھ دیر

سو جاؤ.. صبح سے جاگ رہی ہوں"۔..زل نے بیڈ کی دوسری طرف آتے ہوئے غازیہ کو لٹایا۔۔"بابا"۔..غازیہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔"بابا"۔..غازیہ آہستگی سے کہتی اُٹھ بیٹھی، اُس کی نیند سے بوجھل آنکھوں میں ایک ضد سی چمک رہی تھی۔"بابا ابھی تھکے ہوئے ہیں، سو رہے ہیں میری گڑیا۔۔"زل نے نرمی سے اس کا چہرہ چھوا۔۔"لیکن مجھے بابا کے پاس جانا ہے"۔..وہ ضدی انداز میں بولی، جیسے اس کی نیند اب صرف غزنوی کی آغوش میں ہی پوری ہونی تھی۔زل نے محبت سے اسے دیکھا، "اچھا آؤ"۔..وہ غازیہ کو لے کر بیڈ کے دوسرے طرف غزنوی کے پاس آئی۔ غزنوی، جو اب مکمل طور پر جاگ چکا تھا، ان دونوں ماں بیٹی کو دیکھ کر مسکرایا۔۔"میری مائی لیڈی تشریف لائیں ہیں؟" وہ ذرا سا اٹھ کر بیٹھ گیا اور بازو پھیلائے۔ غازیہ نے فوراً اپنے چھوٹے بازو اس کی گردن میں ڈال دیے، "بابا! آپ کیوں نہیں اٹھے؟ ماما بہت ناراض ہو رہی تھیں آپ سے"۔..وہ بڑی سنجیدگی سے شکایت کر رہی تھی۔"اُف! تم نے میری شہزادی کے سامنے میری شکایت لگا دی؟" غزنوی نے مصنوعی خفگی سے زل کو دیکھا۔۔"اپنی بیٹی کو خود سنبھالو، اب وہ بھی میری ٹیم میں ہے۔"زل نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔۔"نہیں"۔..غازیہ نے فوراً انکار کیا، "میں بابا کی ہوں"! اور اس نے غزنوی کے کندھے پہ سر رکھ دیا۔ غزنوی نے محبت سے اسے اپنے بازوؤں میں لیا، "میری جان... میری زندگی کا سب سے خوبصورت حصہ تم ہو... اور تمہاری ماما میری سب سے بڑی خوشی"۔..غزنوی محبت پاش نظروں سے دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔زل نے

مسکراتے ہوئے نظریں جھکائی۔۔ "اچھا اب؟" زمل نے بیڈ کور سیدھا کرتے ہوئے پوچھا۔ "اب میری بیٹی کو سونے کی اجازت ہے۔" غزنوی نے غازیہ کی پیشانی چومی اور آہستہ سے کہا۔۔ "بابا، آپ ہمارے ساتھ سو جاؤ، کہیں مت جانا۔۔" غازیہ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔ "کہیں نہیں جاؤں گا۔۔" غزنوی نے سرگوشی کی، "تم دونوں ہو جہاں، وہی میری دنیا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔ کچھ دیر یوں ہی گزری غازیہ سو چکی تھی۔۔ "غزنوی"۔۔ زمل نے غزنوی سے غازیہ کو لیتے اسے بیڈ پہ لٹایا۔ اور اس کی طرف دیکھا۔۔ غزنوی زمل کو اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ زمل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی شدت اپنے ہونٹوں پہ برداشت کی تھی۔۔ غزنوی مدہوش ہو رہا تھا۔ کہ اس کی کال آنی شروع ہوئی تھی۔۔ غزنوی نے موبائل پکڑتے ہوئے زمل کی طرف دیکھا۔۔ زمل مسکرا دی۔۔ "یار کسی دن اس سالے کی تو میں پکا جان لوں گا"۔۔ جان عالم کا نام موبائل پہ جگمگاتے دیکھ غصے سے بولا۔۔ "غزنوی"۔۔ زمل نے اسے گھورا۔۔ "بول۔۔ کال کیوں کر رہا ہے۔۔ کہیں آگ لگ گئی ہے کیا؟؟" غزنوی غصے سے بولا۔۔ "تیری پیٹ کو"۔۔ جان عالم طنزیہ ہنسی لیے بولا۔۔ "میری کو لگی ہے۔۔ فیل تجھے کیوں ہو رہا"۔۔ غزنوی ہستے ہوئے بولا۔۔ "تجھ میں غیرت نہیں اس لیے"۔۔ جان عالم نے بھی دودو جواب دیا تھا۔۔ "بک بک بند کر... بکو اس کر"۔۔ غزنوی نے آنکھیں گھوماتے ہوئے کہا۔۔ "آفس پہنچ"۔۔ جان عالم نے سنجیدگی سے کہا۔۔ "کیوں میں تیرا ملازمہ ہوں"۔۔ غزنوی نے زمل کے بالوں میں انگلیاں

چلانی شروع کیں۔۔ "چل تیری مرضی پھر رونا مت ڈالی.. کہ تجھے بتائے بنا کوئی ڈیل فائنل کیں"۔۔ جان عالم بول کر کال بند کر چکا تھا۔۔ "سالہ"۔۔ غزنوی نے موبائل رکھتے سر جھٹکا۔۔ "کیا ہوا غزنوی"۔۔ زل نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آرڈر ایسے دیتا ہے... جیسے میں تو ملازم ہوں"۔۔ غزنوی غصے سے بولا۔۔ "کب سے تو لالا کالز کر رہے تھے"۔۔ زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اور غزنوی سے دور ہوئی۔۔ "وہی جا رہا ہوں"۔۔ غزنوی اٹھ کر بیٹھا۔۔ "میری زل جلدی سے کپڑے نکال دو"۔۔ غزنوی واشروم کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ زل ہمیں سر ہلاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ اور اس کے کپڑے روم میں آئی۔۔ "غزنوی"۔۔ زل کپڑے لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے قدم رُک گئے۔۔ غزنوی واشروم سے نکلا ہی تھا، بالوں میں پانی کے قطرے چمک رہے تھے، اور چہرے پر صبح کی نیند کی نرمی ابھی بھی قائم تھی۔۔ "یہ رہے آپ کے کپڑے"۔۔ زل نے دھیمے لہجے میں کہا اور ہاتھ آگے بڑھا دیے۔ "شکریہ، بیوی صاحبہ"۔۔ غزنوی نے شرارت سے کہا، پھر شرٹ پکڑتے ہوئے رُکا، "لیکن اگر تم خود پہنا دو تو زیادہ محبت بھرے ہوں گے۔" وہ ہنسا، مگر زل نے فوراً اسے گھورا۔۔ غزنوی "!!... شمل نے خفگی سے کہا، مگر چہرے پر رنگوں کی لالی تھی۔۔ "اچھا بابا... مذاق تھا، اب اتنی حسین ہو تو بندہ تھوڑا بہک ہی جاتا ہے۔"

غزنوی نے قمیص پہنتے ہوئے کہا، پھر آہستہ سے زل کے قریب آیا اور اس کے ماتھے کو چوم لیا۔ "دعائیں دو، میٹنگ میں جا رہا ہوں۔ کوئی لڑکی پسند آجائے"۔ غزنوی ہنسی دبائے بولا۔ "اللہ آپ کو اس معاملے کبھی کامیاب نہیں کرے گا"۔... زل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "کہاں جاؤ گا.. میں دیوانہ شوہر ہوں.. صرف تمہارا ہی ہوں.. اور تمہارا ہی رہوں گا"۔ غزنوی شرٹ پہنتے زل کو اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔ زل نے منہ بناتے ہوئے غزنوی کی شرٹ کے بٹن بند کیے۔ "ایسے منہ بنا بنا کر دیکھاؤ گی.. تو جا نہیں سکوں گا"۔ غزنوی مسکرا کر بولا۔ "جانا تو پڑے گا"۔ زل نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے دیکھا۔ "کمرے سے نکال رہی ہوں"۔ غزنوی نے اس کی کمر کے گرد حصار بنایا۔ "نہیں"۔ زل نے نفی میں سر ہلایا۔ اس سے پہلے کہ غزنوی آگے کچھ بولتا اس کو پھر سے کال انی شروع ہوئی تھی۔ غزنوی نے ٹھنڈی آہہ بھری۔ اور زل سے دور ہوتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ اپنی چیزیں لیتے کمرے میں آیا۔ اور بال یوں ہی ہاتھوں سے سیٹ کرتے زل کی طرف بڑھا۔ "دعا کرنا.. تمہارا بھائی میرے سامنے مت آئے"۔ غزنوی زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے باہر نکلا۔ زل مسکراتے ہوئے بیڈ پہ جا کر بیٹھ گئی۔

غزنوی نے دروازہ کھولا تو کئین میں ایک لمحے کے لیے سب کی نظریں اسی پر جم گئیں۔ وہ ہمیشہ کی طرح پُر اعتماد اور رکھ رکھاؤ سے داخل ہوا، مگر ماتھے پر ہلکی سی خفگی تھی، جو صرف جان عالم کے لیے مخصوص تھی۔ "السلام علیکم..."

اس نے مختصر سا سلام کیا اور سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے جان عالم کو گھورا، جو پہلے ہی اپنی گھڑی کی طرف دیکھ کر بیزاری سے اسے خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ "بارہ بجے کی میٹنگ گیارہ بجے طے تھی، اور جناب ساڑھے گیارہ پر داخل ہو رہے ہیں۔" جان عالم نے فائل بند کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "ارے بھائی، شوہر ہوں... اور وہ بھی رومانوی قسم کا... ٹائم پہ آنا مشکل ہوتا ہے۔" غزنوی نے گردن اکڑا کر جان عالم کی طرف جھکتے سرگوشی کی۔ "تم ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتے ہو غزنوی..." جان عالم نے سنجیدگی سے کہا، "یہ میٹنگ معمولی نہیں ہے۔" جان عالم نے اسے گھورا۔ "تو میں بھی معمولی تھوڑی ہوں؟" غزنوی نے بے نیازی سے کہا، "بتاؤ، کون سی ڈیل ہے جو میرے بغیر آدھی رہ گئی ہے؟" غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔ جان عالم نے اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے گہری سانس لی۔ "کراچی سے شاہ میر گروپ آیا ہے۔ وہی جو پچھلے سال نیو ہاؤسنگ پروجیکٹ میں ہمیں ٹکڑے دے گیا تھا۔ اب ہاتھ بڑھا رہا ہے۔" پارٹنرشپ میں۔ "جان عالم سنجیدگی سے بولا۔ "شاہ میر؟ تمہیں یقین ہے؟" غزنوی کا انداز یکدم سنجیدہ ہوا۔ "بالکل۔ وہ یہاں ہے۔ نیچے کانفرنس روم میں بیٹھا ہے۔ چاہتا ہے تم سے بات ہو... سیدھی بات۔" جان عالم نے

ایک نظر سب پہ ڈالی۔۔۔ سب اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے باہر جا چکے تھے۔۔۔ غزنوی چند لمحے خاموش رہا۔۔۔ "پچھلی بار دھوکہ دے چکا ہے... اور تم اب اسے ہمارے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہو؟" پھر آہستہ سے بولا۔۔۔ "نہیں۔ میں اسے آزمانا چاہتا ہوں۔۔۔ اور تمہارا دماغ ٹھنڈا۔" جان عالم نے ہلکا سا طنز کیا تھا۔۔۔

"دماغ ٹھنڈا تب ہوتا جب زل صبح مجھے خود جگاتی..."

غزنوی نے آہستہ سے کہا، پھر چونکا، "اوہ! جگایا تھا، بس... دیر ہو گئی۔" غزنوی مدھم سی آواز میں بولا۔۔۔ جان عالم نے اسے گھور کر دیکھا، "غزنوی... بزنس پر فوکس رکھو۔ باہر بندہ بیٹھا ہے، بات کرو، دیکھو کیا آفر ہے۔ اگر تم ٹھیک سمجھو تو ڈیل آگے بڑھاتے ہیں۔" جان عالم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ غزنوی نے گردن ہلائی۔ "چلو... دیکھتے ہیں، شاہ میر کتنے پانی میں ہے۔" اور غزنوی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ "ایک منٹ!" جان عالم نے ہاتھ اٹھایا، "ایک اور بات۔ اگر تم نے اپنی شوخی وہاں دکھائی، تو وہ سیدھا ہمارے سر چڑھ جائے گا۔ پتہ نہیں آج کون سی چرس پی کر آیا ہے"۔۔۔ جان عالم نے آخر پہ سر جھٹکا۔ "جو میرا سالہ بیچ رہا تھا۔ قسم سے وہی استعمال کی ہے"۔۔۔ غزنوی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "ہاں صحیح بول رہا ہے... چاچا نے مجھے لا کر دی.. تو میں نے تیرے آگے بیچ دی"۔۔۔ جان عالم طنزیہ لہجہ میں بولا۔۔۔ "مطلب تو چاہتا ہے.. حویلی کے سارے مرد ایک ساتھ ہی اندر جائے"۔۔۔ غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔ "فکر نہ کر... اب نہیں مجھے کوئی اندر کر سکتا"۔۔ جان عالم مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔۔

میٹنگ روم کی فضا میں ایک خاموش سا تناؤ بسا ہوا تھا۔ لمبی شیشے کی میز کے دوسری طرف شاہ میر بیٹھا تھا۔ مکمل پروفیشنل حلیے میں، مگر آنکھوں میں پرانی چالاکی کی چمک بدستور موجود تھی۔ دروازہ کھلا۔ غزنوی اندر داخل ہوا۔ بازو ذرا پیچھے کیے، کندھے اکڑے ہوئے، چہرے پہ مخصوص سا طنزیہ اعتماد۔ پیچھے پیچھے جان عالم چل رہا تھا، جس کا مزاج غزنوی کی شوخ طبیعت کے باوجود مکمل سنجیدہ تھا۔ "تو تم ہی ہو شاہ میر؟" غزنوی نے بنا سلام کے براہ راست جملہ اچھالا۔ جان عالم نے فوراً اسے کہنی ماری۔ شاہ میر ہلکا سا مسکرایا، "جی.. اور آپ وہی، جن کا وقت، دل کی دھڑکن اور جگانے کی ذمہ داری سب بیوی کے ہاتھ میں ہے؟" اس نے لاسٹ ٹائم والا سین یاد کرتے کہا۔ جان عالم نے تھوڑا سر جھکا لیا، جیسے "آگیا نہ جواب" غزنوی نے ناک چڑھائی، "بیوی کا ہونا فخر کی علامت ہے، کمزوری کی نہیں... تمہارے جیسے اکیلے سمارٹ مرد اسے شاید سمجھ نہ سکیں۔" غزنوی فخریہ انداز میں بولا۔۔

شاہ میر نے تھوڑا سیدھا ہو کر کرسی کی پشت سے ٹیک لی، "ذاتی باتوں میں تو تم ماہر ہو غزنوی، دیکھتے ہیں کاروبار میں بھی اتنے ہی ہو یا صرف الفاظ کے شہسوار ہو۔" شاہ

میر مسکراتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی مسکرا دیا، مگر اب وہ مکمل سنجیدہ ہو چکا تھا۔ "بات سیدھی ہے، شاہ میر۔ پارٹرشپ اُس سے کی جاتی ہے، جس کی پیٹھ پہ پرانی چھریوں کے نشان نہ ہوں۔۔۔" اس نے فائل میز پر رکھی اور شاہ میر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ شاہ میر کی مسکراہٹ تھمی، مگر وہ خفگی نہیں دکھا سکا۔ "پچھلی بار تم نے ڈیل سے پیچھے ہٹ کر، ہمارا وقت اور سرمایہ دونوں ضائع کیا۔ اب چاہ رہے ہو دوبارہ ہاتھ ملائیں؟ کیوں؟" غزنوی نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ شاہ میر نے ہلکی سانس خارج کی، "کیونکہ تب میری ترجیحات کچھ اور تھیں، اب سمجھ آیا ہے کہ تنہا کھیل جیتنے کے بجائے اتحاد فائدہ مند ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ جان عالم نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "ڈیزائن ٹیم کو بلاؤ، اور پریزنٹیشن ریڈی کرواؤ۔" غزنوی نے میز پہ رکھی فائل بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ جان عالم نے فوراً فون اٹھایا اور لائن پر جڑے خرم کو ہدایت دی، "سب کچھ ریڈی ہو، اور جو نیا ماسٹر ماڈل ہے 'گلوب و لاز' کا، وہ بھی سلائیڈ میں ہونا چاہیے۔" جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ شاہ میر نے قدرے حیرت سے غزنوی کو دیکھا، "تم لوگ خود ڈیزائن کرتے ہو؟" وہ حیرانگی سے بولا۔۔ "ہم صرف ڈیزائن نہیں کرتے... ہم خواب بناتے ہیں، جن میں لوگ جیتے ہیں۔" غزنوی نے فخر سے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں کانفرنس روم کا پردہ ذرا سا ہٹا، اور ایک نوجوان لڑکی فائلز اور ٹیبلیٹ لیے اندر داخل ہوئی۔ پیچھے ٹیم کے دو اور ممبر تھے، ہر ایک کے ہاتھ میں ایک مخصوص پراجیکٹ بورڈ۔ "سر، یہ نیا ماڈل ہے۔"

انگلوب وِلاز 'فیز 2۔" لڑکی نے غزنوی کے سامنے ٹیبلٹ رکھا، جہاں جدید طرز تعمیر،

ماحول دوست انوائرنمنٹ، اور جدید شہری سہولیات کا امتزاج واضح تھا۔" واہ ...

"impressive! شاہ میر نے پہلی سلائیڈ دیکھتے ہی سر بلایا۔ یہ سب ہمارے ان۔

ہاؤس ڈیزائنرز کی تخلیق ہے۔" ... جان عالم نے وضاحت دی، "ہر پراجیکٹ کے لیے نیا

کانسپٹ، نیا تھیم ... اور ہر تھیم کے پیچھے ایک مکمل کہانی ہوتی ہے۔" اور ہر کہانی کے

پیچھے.. جان عالم بول رہا تھا۔ کہ ٹبل پہ پڑا فون بجنا شروع ہوا تھا۔ جان عالم نے

موبائل کی طرف دیکھا۔ اپنی روح من کا نمبر دیکھتے ہوئے موبائل اٹھایا۔ "excuse"

"me... جان عالم بول کر چمیر سے اٹھا۔ میٹنگ روم میں خاموشی چھائی تھی۔ جان

عالم نے کال ریسو کی۔ "ہیلو ... روح من، تم ٹھیک ہو؟" جان عالم کی آواز میں وہی

مانوس نرمی تھی، جو ہر بار روح کو سکون دیتی تھی۔ وہ آہستگی سے مسکرایا، جیسے دل کے

ریشوں کو چھو کر کوئی خوشبو بہتی ہو۔ مگر اگلے ہی لمحے موبائل سے آنے والی لرزتی،

بوجھل آواز نے اس کے دل کی دھڑکن جیسے تھام لی۔ "ج۔۔۔ جان ...

خ۔۔۔ خان..." اس کی آواز کانوں سے گزرتی سیدھا دل میں اُتری تھی، مگر اس میں

ایک انجانی کپکپاہٹ، ایک عجیب سی بے ترتیب سانسوں کی گونج چھپی ہوئی تھی۔

جان عالم کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی، اور چہرے پر ایک سائے کی سی تشویش چھا

گئی۔ "کیا ہوا؟ روح من، تم ٹھیک ہو؟" وہ فوراً اُٹھا۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔ اُسی لمحے

غزنوی بھی اٹھا تھا۔ جا عالم کے قدم اب رکے نہیں، ہاتھ لرزتی انگلیوں سے گاڑی کا لاک کھولتے، سانسیں سینے میں بھاری ہوتے ہوئے۔

"ج۔۔۔ جا۔۔۔ جان خان"... اب کی بار دوسری طرف سے ٹوٹی سانسوں کی واضح آواز آ رہی تھی۔ روحِ من کی سانسیں اس قدر بے ترتیب تھیں جیسے کوئی بے ہوشی کے دہانے پر ہو۔ جانِ عالم کا دل تیزی سے دھڑکا، جیسے کوئی طوفان آنے والا ہو۔

روحِ من، میں ابھی آیا... میری جان، کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں!" وہ تیزی سے چلتے ہوئے بول رہا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھلتے ہی وہ جھٹ سے بیٹھا، انجن اسٹارٹ کیا اور پوری رفتار سے گاڑی گیٹ سے باہر نکالی۔ چہرہ فکر سے سخت، ہاتھوں کی گرفت اسٹیرنگ پر تنی ہوئی، آنکھیں مسلسل موبائل اسکرین پہ ٹکی ہوئی تھیں جہاں کال اب بھی جاری تھی۔ "روحِ من! سن سکتی ہو نا مجھے؟... جواب دو پلیز"... لیکن دوسری طرف اب صرف خاموشی تھی... ایسی خاموشی جو چیختی محسوس ہو رہی تھی۔ جانِ عالم کی گاڑی اب خطرناک حد تک رفتار پکڑ چکی تھی، جیسے وقت سے جنگ لڑ رہا ہو، جیسے ہر لمحہ قیمتی تھا۔

پانچ منٹ کے اندھیریں جیسے گھنٹوں میں ڈھل گئے تھے۔ حویلی کا کارپورچ سامنے آتے ہی اس نے گاڑی بے دردی سے بریک پر روکی۔ دروازہ کھولتے ہی جیسے وہ ہوا کے

دوش پر دوڑتا اندر بھاگا۔ حویلی کے لاؤنچ میں اس وقت آئمہ خان، رابیہ خان، اور زمل بیٹھی تھیں۔ نرم گلابی روشنی، قالین پر بکھری ہلکی مہک، اور درمیان میں معصوم غازیہ، جو زمل کے پہلو میں بیٹھی اپنے کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔۔۔ جان عالم کو اندر آتے دیکھ کر غازیہ کی نظریں چمکیں، وہ جھٹ صوفے پر کھڑی ہو گئی۔ "چاچو آ گئے"! اس کی ننھی آواز میں خوشی کا عکس تھا۔ لیکن زمل، آئمہ اور رابیہ نے حیرانی سے جان عالم کی بدحواسی کو محسوس کیا۔ "عالم؟ تم اتنی جلدی... سب خیریت ہے؟" آئمہ خان نے اٹھتے ہوئے تشویش سے پوچھا۔۔۔ جان عالم کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ پسینے کی بوندیں کنپٹی پر چمک رہی تھیں، اور وہ ایک لمحے کو کسی کو کچھ کہے بغیر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ "عالم! بیٹا بات تو کرو!"

رابیہ خان نے پیچھے سے پکارا، لیکن وہ سن ہی کہاں رہا تھا۔ جیسے کسی ان دیکھی مصیبت کا سایہ اسے اپنی لپیٹ میں لینے جا رہا ہو۔ زمل نے پریشانی سے غزنوی کی طرف دیکھا جو ابھی دروازے سے داخل ہوا تھا۔ "لالا کیا ہوا؟" زمل نے بے چینی سے پوچھا۔ "پتا نہیں... تیزی سے آیا.. اسی لیے میں بھی آگیا"۔۔

غزنوی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ بھی تیز قدموں سے جان عالم کے پیچھے ہو لیا۔۔۔

جان عالم نے زینے دو دو قدم میں طے کرتے ہوئے پوری رفتار سے اوپر کی جانب دوڑ لگائی۔ قدموں کی چاپ سیڑھیوں پر گونج رہی تھی، جیسے ہر لمحہ، ہر ثانیہ اس کے لیے قیمتی ہو چکا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں، سانس جیسے حلق میں اٹک گیا ہو۔ اس نے دروازہ زور سے کھولا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے دیوار سے ٹکرایا، اور وہ بے قراری سے اندر داخل ہوا۔ "روح من!" اس کی آواز میں اضطراب کا سمندر موجزن تھا، جسے سن کر کمرے کی خاموش فضا اور بھی بو جھل ہو گئی۔

کمرے میں نیم تاریکی تھی، کھڑکی کے پردے آدھے کھلے تھے، اور دھوپ کی سنہری لکیر فرش پر ایک منحنی سی روشنی بکھیر رہی تھی۔ سامنے، بیڈ پر ورشاں بے سدھ سی پڑی تھی۔

دوپٹے کا ایک سرا کندھے سے ڈھلک چکا تھا، بال بکھرے ہوئے، پیشانی پسینے سے تر، اور ہونٹ نیم وا۔ اس کی سانسیں بے ربط تھیں، جیسے ہر سانس لینے کے لیے جدوجہد کر رہی ہو۔ وہ آڑی ترچھی حالت میں بیڈ پر پڑی تھی، جیسے کسی نے اسے سنبھالنے کی مہلت نہ دی ہو۔ جان عالم کا دل ایک لمحے کو تھم سا گیا۔ "روح من... میری

جان..." وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ کی طرف لپکا۔ اس کا وجود لرز رہا تھا۔ وہ جھک کر اس کے چہرے کے قریب ہوا، اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ وہ حد سے زیادہ گرم تھی۔ "ورشاں، آنکھیں کھولو... مجھے دیکھو... میں آ گیا ہوں!" ورشاں کی پلکیں ہلکی سی جنبش کھا کر پھر سے بند ہو گئیں، لبوں سے بے ربط سی سسکی نکلی۔ ایک ایسی سسکی

جس نے جان عالم کے وجود کو چیر کے رکھ دیا۔ "روح من... مجھے مت ڈراؤ، میری جان... تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا.. کچھ بھی نہیں!" اس نے جلدی سے بیڈ کے پاس پڑی پانی کی بوتل اٹھائی، اور نرمی سے چند قطرے اس کے لبوں پر ٹپکائے۔

ورشائ کی پلکیں جیسے بھاری تھیں، آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر جسم اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

اس کی انگلیاں لرزتے ہوئے جان عالم کی کلائی کو تھامنے کی کوشش کر رہی تھیں، جیسے اس کے لمس سے زندگی کی ڈور جوڑنا چاہتی ہوں۔ "جان... خ... خ... خان..." وہ سرگوشی جیسا نام پکارا، جیسے ہر درد کو لفظوں میں سمو کر پکارا ہو۔ جان عالم کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، مگر اس نے خود پر قابو رکھا۔ یہ وقت کمزور پڑنے کا نہیں تھا۔ "میں یہیں ہوں، تمہارا جان خان، تمہارا سایہ، تمہاری پناہ... کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں!"

وہ جلدی سے اپنے موبائل کی طرف پلٹا، ایمبولینس اور ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کیا، مگر نظریں اب بھی ورشائ کے چہرے پر جمی تھیں۔ اس لمحے جان عالم کو لگا جیسے وقت رک گیا ہو، جیسے پوری دنیا میں وہ اور ورشائ ہی باقی بچ گئے ہوں، اور باقی سب منظر دھندلا گئے ہوں۔ "ا... ا... ا... اگر... م... مجھے... ک... کچھ۔۔"

ہ... ہ... ہو... گ... گیا... پ... پھر... ورشائ کے ہونٹوں سے لفظ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔ "شش..." اس نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔ "ایسا کبھی ہو ہی نہیں

سکتا۔ کہ میرے جیتے جی تمہیں کچھ ہو جائے۔۔ جب تک میں سانس لے رہا
ہوں۔۔ تب تک میری رُوح من پہ سانس لینا واجب ہے۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ایپیوڈ نمبر 1_131

جان عالم نے پیار سے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ "ج۔۔ج۔۔ جان خان"۔۔۔ ورشاں
کے ٹوٹے ٹوٹے لفظ، جیسے کسی کمزور ہوتی سانس کے سہارے لبوں سے نکلے تھے۔ جان
عالم کا دل لرز اٹھا۔ اُس کی انگلیاں لرزتے ہوئے ورشاں کے چہرے کو تھامے تھیں،
اور اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر وہ اُسے تسلی دے رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ میری رُوح من... میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا"۔۔۔ اس نے جلدی
سے اُسے بازوؤں میں اٹھایا۔ ورشاں کا وجود بے جان سا، مگر اس کی سانسیں ابھی بھی
ٹوٹتے تسلسل کے ساتھ جاری تھیں۔ وہ وقت کے خلاف دوڑنے لگا۔ سیڑھیاں، زینے،
حویلی کا دالان... سب پیچھے رہ گیا۔۔ "غزنوی ! ایبولینس بلواؤ فوراً" ! اُس نے نیچے آتے
ہی چلا کر کہا۔ غزنوی فوراً حرکت میں آیا۔ غزنوی نے جان عالم کے چہرے کی سفیدی

دیکھی تو گھبرا گیا، "عالم.. کچھ نہیں ہوگا، میں گاڑی نکالتا ہوں... ایسبولینس آنے میں
 وقت لگے گا...؟" غزنوی بھاگ کر باہر نکلا۔ "گاڑی لے آ" ! جان عالم دھاڑا، اور
 غزنوی بغیر جواب دیے دوڑا۔ ورشاں کی آنکھیں اب بھی آدھی کھلی تھیں، اور اس کے
 ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ "جا... جان... میرے بچے کو... بچا لینا..." وہ کانپتے ہونٹوں
 سے سرگوشی کر رہی تھی۔ وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بول رہی تھی۔ چہرہ پہ تکلیف
 واضح تھی۔ "کچھ نہیں ہوگا... میں وعدہ کرتا ہوں... میری سانس باقی ہے نا..." جان
 عالم نے آہستہ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا، اس کی آواز بھاری ہو رہی
 تھی، مگر حوصلے کی چٹان ٹوٹنے نہیں دی۔ چند ہی لمحوں میں غزنوی گاڑی پورچ میں لے
 آیا۔ غزنوی نے فوراً دروازہ کھولا۔ "آؤ، عالم!" غزنوی نے اس کی طرف دیکھا۔ جان
 عالم نے بے تابی سے ورشاں کو پچھلی سیٹ پر لٹایا، خود اس کے پاس بیٹھا، اور غزنوی
 نے گاڑی ہسپتال کی طرف دوڑا دی۔ ورشاں گہرے سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر
 رہی تھی۔ اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے
 ہونٹوں سے لگایا۔ "کچھ نہیں ہوگا، میری روح من..." جان عالم نے اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔ "غزنوی سپیڈ تیز کر..." جان عالم ورشاں کی حالت دیکھتے ہوئے
 بولا۔ غزنوی گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کی تھی۔ جان عالم کے بازوؤں میں
 لیٹی ورشاں کا چہرہ اب مزید سفید ہوتا جا رہا تھا، جیسے زندگی دھیرے دھیرے اس کے
 وجود سے رخصت ہو رہی ہو۔ "روح من... تمہیں کچھ نہیں ہوگا..." وہ بار بار اُس

کے چہرے کو چھو رہا تھا، کبھی اس کے ہاتھوں کو سہلا رہا تھا، کبھی پیشانی پر لب رکھ رہا تھا۔ ہسپتال کے گیٹ پر گاڑی رکی، جان عالم ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکلا، ورشاں کو بانہوں میں بھرتا وہ پاگلوں کی طرح ایمر جنسی کی طرف بھاگا۔ "ڈاکٹر! نرس! کوئی ہے؟" اس کی آواز ہسپتال کی فضا میں گونجی۔

"اس کا بلڈ پریشر ڈراپ ہو رہا ہے... سانسیں بے ترتیب ہو رہی ہیں!" ایک نرس نے جھٹکے سے ورشاں کا ہاتھ تھاما۔۔۔ "اسے اندر لے چلو، فوری!" ڈاکٹر کی آواز بلند ہوئی، اور نرسز اسٹریچر لے کر دوڑیں۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کو اسٹریچر پر لٹایا، مگر اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ وہ ورشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "سر، پلیز پیچھے ہٹیں... ہمیں کام کرنے دیں!" نرس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں کہیں نہیں جا رہا! میں اس کا شوہر ہوں!" اس کی آواز میں کرب تھا، ضد تھی، اور بے بسی کی انتہا۔ "جا... جان..." ورشاں کی آواز بہت مدہم تھی، جیسے ہوا میں تحلیل ہوتی جا رہی ہو۔ "میں یہاں ہوں، میری روح من... میں کہیں نہیں جا رہا..." جان عالم ورشاں کا ہاتھ پکڑے بول رہا تھا۔ "سردار جی، پلیز پیچھے ہٹ جائیں... جب تک آپ پیچھے نہیں ہٹتے ہم پشینٹ کو چیک نہیں کر سکتے..." ڈاکٹر کی آواز میں ہنگامی کیفیت تھی، لیکن انداز میں نرمی برقرار تھی۔

جان عالم نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں جیسے کسی گہرے صدمے کی شدت کو اندر سمونے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی انگلیاں اب بھی ورشاں کے ہاتھ کو گرفت میں

لیے ہوئے تھیں۔۔۔ لرزتے، کانپتے، بے بسی سے چمٹے ہوئے۔ ورشاں کا چہرہ زردی لیے نیم بے ہوشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کی سانسیں دھیمی اور بوجھل تھیں، جیسے زندگی اور موت کے بیچ کوئی خاموش لڑائی جاری ہو۔ "سردار جی... ان کی حالت کافی کریٹیکل ہے، پلیز... ہمیں انہیں چیک کرنے دیں۔" ڈاکٹر پھر سے بولی۔۔۔ "سر، ہمیں مریض کو فوری طبی امداد دینی ہے، وقت بہت کم ہے۔"

ڈاکٹر کی آواز دوبارہ ابھری، اس بار کچھ زیادہ سنجیدہ۔۔۔ جان عالم نے ایک نظر اپنی محبت کی طرف دیکھا... ورشاں، جو اب ایک سٹریچر پر پڑی بے حس و حرکت تھی... اس کی پلکیں بند، ہونٹوں پر کوئی حرف نہیں، جیسے وہ بہت دور جا چکی ہو۔

اس کی انگلیاں آہستہ آہستہ ورشاں کی انگلیوں سے سرکنے لگیں، جیسے کوئی خزاں کا پتہ شاخ سے ہچکھڑ رہا ہو۔ غزنوی نے نرمی سے جان عالم کو پیچھے کیا۔۔۔ "دعا کر، یار... وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا، مگر اس چھوٹے سے جملے میں ہزاروں آنسو، امیدیں اور بے بسی چھپی تھی۔۔۔ سٹریچر کو نرسز اندر لے جا رہی تھیں، سفید چادریں، سفید دیواریں، اور خاموشی میں بجتا وہ لمحہ، جب ورشاں کا ہاتھ آہستہ آہستہ جان عالم کے ہاتھ سے سرک گیا۔۔۔ جیسے وقت رک گیا ہو، جیسے دل کی دھڑکن تھم گئی ہو۔۔۔ جان عالم کی آنکھیں خالی ہو چکی تھیں، اور دل جیسے کہیں بہت اندر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ وہ ایمر جنسی وارڈ کے باہر کھڑا تھا۔۔۔ جیسے وقت رک گیا ہو، جیسے سانسیں کہیں گم سی ہو گئی ہوں۔ چہرہ سپاٹ نہیں تھا، لیکن چیخ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔ بس خاموشی میں ڈوبا، آنکھوں میں طوفان لیے،

بے بسی کا مجسم پیکر بنا ہوا تھا۔ کبھی وارڈ کے دروازے کی طرف لپکتا، جیسے کچھ سن پائے گا، یا شاید کوئی خبر لے آئے گا۔ پھر خود ہی رک جاتا، دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیتا، جیسے دل کو بہلا رہا ہو کہ "کچھ نہیں ہوگا... وہ ٹھیک ہے... بس ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔" اس کے ہونٹوں نے جنش کی تھی۔۔ سامنے غزنوی کھڑا تھا، ایک ہاتھ جیب میں، دوسرا ماتھے پہ، آنکھوں میں نمی اور دل میں اضطراب۔۔ وہ صرف ورشاں کا بھائی نہیں تھا، وہ جان عالم کا یارِ غار بھی تھا۔ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا وہ۔ ایک بہن کی زندگی کے لیے تڑپتا، اور ایک دوست کے دکھ میں پگھلتا۔ غزنوی کی نظریں جان عالم پر ٹکیں، جو خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر اس کی تھکن زدہ آنکھیں، سفید پڑتا چہرہ، اور کپکپاتی انگلیاں چیخ چیخ کر اس کے بکھرنے کی گواہی دے رہی تھیں۔ وہ وارڈ کے دروازے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا، دروازے کی چھوٹی سی شیشے والی کھڑکی سے اندر جھانکا، جیسے اندر جھانکتے ہی اس کی پریشانی ختم ہو جائے گی، جیسے ایک جھلک اسے تسلی دے جائے گی۔ مگر اندر نظر آتے آلات، دوڑتے ڈاکٹرز اور بیڈ پر بے حس و حرکت پڑی ورشاں کی جھلک نے اس کی روح جھنجھوڑ دی۔ غزنوی کا دل کٹ گیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر آہستہ سے جان عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھا، جیسے کہہ رہا ہو "کچھ نہیں ہوگا".... جان عالم نے آہستہ سے نظریں اٹھائیں، اور پل بھر کو غزنوی کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں صرف ایک سوال تھا: "کچھ ہو تو نہیں جائے گا، غزنوی؟" اور غزنوی کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا، صرف خاموشی

تھی، اور دل میں ٹوٹی دعائیں۔۔ ایک جھماکے کی طرح دروازہ کھلا۔۔ جان عالم کی
نظریں فوراً متوجہ ہوئیں۔ ایمر جنسی وارڈ سے ایک نرس تیزی سے باہر نکلی، ہاتھ میں
آکسیجن بیگ تھا، چہرے پہ سنجیدگی کی ایک دبیز تہ، اور قدموں میں ہنگامی ضرورت کی
بے چینی۔۔۔ جان عالم کی روح جیسے ایک لمحے کو جاگ گئی۔ وہ لمحہ، جب دل ایک ساتھ
امید اور خوف سے دھڑکتا ہے۔ اُس نے بے ساختہ قدم بڑھائے، آواز لرزتی ہوئی
نکلی۔۔ "میری مسز... وہ... میری رُوح من کی طبیعت کیسی ہے؟" مگر وہ نرس تو جیسے
ہوا کی لہر تھی، رکنا اس کے معمول میں نہ تھا۔ اُس نے ایک سرسری سی نگاہ جان عالم
کی طرف ڈالی، پھر بغیر کچھ کہے تیزی سے آکسیجن بیگ تھامے واپس وارڈ کی طرف
لپک گئی۔ جان عالم کے قدم ہوا میں معلق رہ گئے۔ الفاظ جو اُس کے لبوں تک آئے
تھے، وہیں جم کر رہ گئے۔ آنکھوں نے بے یقینی سے دروازے کی طرف دیکھا، جو پھر
سے بند ہو چکا تھا۔۔ اور اس کے پیچھے وہ سب کچھ چھپ گیا تھا جو اُس کا سکون تھا،
اُس کی دنیا تھی۔ وہ وہیں رک گیا۔۔ نظریں دروازے پر، دل جیسے مٹھی میں بند، اور
سانسیں جیسے نرس کے ہاتھ میں پکڑے آکسیجن بیگ کی محتاج ہو گئی ہوں۔ غزنوی نے
دور سے یہ منظر دیکھا، اور اُس کا دل مزید بوجھل ہو گیا۔ کیونکہ کچھ سوال صرف دل
کے اندر پوچھے جاتے ہیں، اور کچھ جوابات کبھی نہیں آتے۔ "اگر آکسیجن بیگ اندر جا رہا
ہے... تو کیسی طبیعیات ہو گی؟" اور جان عالم بس یہ سوچتا رہا۔ ہسپتال کی سرد سفید
روشنیوں میں اداسی ایک سایے کی طرح پھیل چکی تھی۔ ایک کے بعد ایک قدموں کی

چاپ گونجی، اور کچھ ہی لمحوں میں آئمہ خان، رابیہ خان، زمل، احمد فراز خان اور زرغام
 تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ زرغام کی پیشانی پہ فکر کی گہری لکیریں تھیں، آنکھوں
 میں وہ بے چینی، جیسے کسی اپنے کی تکلیف اُس کی روح چیر رہی ہو۔ آئمہ خان آگے
 بڑھیں، جان عالم کی حالت دیکھ کر دل کانپ سا گیا۔ اُن کی آواز، جو ہمیشہ مضبوط اور
 پراعتماد ہوتی تھی، اب کپکپا رہی تھی۔ "کیا ہوا ورشاں کو، عالم؟" وہ پریشانی سے
 بولی۔ مگر جان عالم نے کچھ نہ کہا۔ اس کی آنکھوں میں صرف خاموش چیخیں تھیں،
 اور زبان جیسے کسی کرب میں گم۔ "یار... مجھے تو کم از کم بتا دیتا، یہ حال دیکھ کر بیمار
 ہو جائے گی وہ... مورے!" غزنوی نے آگے بڑھ کر رابیہ خان کو سہارا دیا، اور زرغام
 کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "مجھے پتہ چلا... تو بھاگا چلا آیا..." زرغام نے نم
 آنکھوں سے نظریں چرائیں، اور تھکے ہوئے انداز میں ہاتھ چہرے پر پھیرا۔ غزنوی نے
 خاموشی سے زمل، آئمہ خان، اور رابیہ خاں کو پاس رکھی کرسیوں پر بیٹھایا۔ زمل کے
 چہرے پہ گھبراہٹ تھی، جیسے کوئی خواب ابھی بکھرا ہو۔ رابیہ خان تسبیح کے دانے
 انگلیوں میں تھامے، دل ہی دل میں کچھ پڑھ رہی تھیں۔ آئمہ خان کی نظریں بس
 دروازے پہ جمی ہوئی تھیں... جہاں سے زندگی یا موت کی خبر آنا باقی تھی۔ چند لمحے
 گزرے تھے کہ اچانک امیر جنسی وارڈ کا دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اب کی بار اندر سے
 ڈاکٹر نکلی۔ سفید کوٹ میں ملبوس چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ جان عالم اور غزنوی دونوں
 بے ساختہ اس کی طرف لپکے۔ "ڈا... ڈاکٹر... میری بیوی... وہ..." جان کی زبان جیسے

لڑکھڑا گئی۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ اس کی زبان یوں لڑکھڑائی تھی۔۔ کیا وہ اتنا کمزور ہو چکا تھا۔۔ اسے اس کی محبت نے کتنا کمزور کر دیا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے ہی ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں، مگر نہایت سنجیدہ لہجے میں بات شروع کی۔۔ "پیشنت کی حالت بہت کریٹیکل ہو چکی ہے۔۔ کافی خون ضائع ہو چکا ہے۔۔ ڈاکٹر کا ہر لفظ گویا کمرے میں موجود ہر دل پر ضرب لگا رہا تھا۔۔ "وقت بہت کم ہے۔۔ آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا۔۔ یا تو ماں کو بچایا جائے۔۔ یا بچوں کو۔۔"

ایک لمحے کے لیے جیسے زمین تھم گئی ہو، اور آسمان نیچے آ رہا ہو۔ جان عالم کی آنکھوں نے بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھا، جیسے وہ کہہ رہا ہو۔۔ "ایسا فیصلہ بھی زندگی میں کرنا پڑتا ہے؟" آئمہ خان نے لرزتی پلکوں کے پیچھے سے ہاتھ اٹھا کر ل

کلائنکس ڈھانپ لیں، اور رابیہ خان کے ہونٹوں سے بس ایک آہ نکلی۔۔ زل نے سر جھکا لیا، اور غزنوی... وہ بس پتھر بنا کھڑا رہا، جیسے وقت نے اُسے منجمد کر دیا ہو۔۔ فضا میں ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی... نہ کوئی رو رہا تھا، نہ بول رہا تھا، لیکن ہر چہرے پر ایک اندوہناک جنگ چھپی ہوئی تھی۔ ہر دل کی دھڑکن ایک بے رحم سوال کے نیچے دبی جا رہی تھی۔۔ ماں یا بچے؟ ڈاکٹر نے سب کے خاموش اور پتھرائے چہروں پر ایک نظر دوڑائی، پھر گہرا سانس لے کر گویا ہوئی۔۔ "جلدی کریں... وقت بہت کم ہے۔ ہمیں فیصلہ ابھی، اسی لمحے کرنا ہوگا"۔۔ یہ الفاظ گویا بجلی بن کر گرے۔ جان عالم کی سانس جیسے اٹک گئی ہو۔ لبوں پر کچھ الفاظ آئے، پھر رک گئے۔ وہ پلکیں جھپکنے لگا،

جیسے اپنے اندر کے شور کو کسی ترتیب میں لانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے سکے گا۔ پھر اُس کے لبوں سے لرزتی، ٹوٹی، بوجھل آواز نکلی۔ "... ر ... ر ... روح ... من ... کو بچائیں"۔ یہ لفظ نہیں تھے، گویا اُس کی رگوں میں دوڑتا خون چیخ پڑا ہو۔ سب نگاہیں جان عالم کے چہرے پر جم گئیں، جہاں رنگ نہیں رہا تھا ... صرف سپیدی تھی، جیسے کسی نے زندگی چوس لی ہو۔ مگر اس سپیدی کے نیچے ایک بے حد مضبوط فیصلہ چھپا ہوا تھا۔ ایسا فیصلہ جو کوئی باپ نہیں، صرف عاشق کر سکتا ہے۔ "روح من"۔ یہ اس کا نام نہیں تھا، وہ اُس کی دنیا تھی، اُس کی سانس تھی۔ غزنوی نے آنکھیں بند کر لیں، جیسے اس ایک فیصلے نے اس کے وجود کو ہلا دیا ہو۔ آئمہ خان نے چہرے پر ہاتھ رکھ لیے، اور رابیہ خان کی آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ نکلے۔ زل کی پلکیں تھرتھرا گئیں، وہ جانتی تھی ... یہ کوئی آسان فیصلہ نہیں تھا۔ ڈاکٹر نے آہستہ سے نرس کو اشارہ کیا، جس نے فوراً ایک فارم نکالا اور آگے بڑھا کر جان عالم کے سامنے کر دیا۔ "آپ یہاں دستخط کر دیں، پلیز"۔ ڈاکٹر کی آواز نرمی میں لپٹی ہوئی تھی، لیکن وقت کی تیزی اس کے لفظوں میں چھپی ہوئی تھی۔ جان عالم کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ جیسے قلم نہیں، کوئی تیز دھار خنجر تھا دیا گیا ہو، جو اُس کے خوابوں، اُس کی امیدوں، اور اس کے ممکنہ باپ بننے کے تصور کو چیر رہا ہو۔ اس نے فارم دیکھا، پھر آنکھیں موند لیں۔ ایک گہری سانس لی۔ اس کے ہاتھ کانپے تھے۔ لیکن اسے اپنی روح من سے عزیز کچھ نہ تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے دل پر پتھر رکھتے

ہوئے دستخط کر دیے۔۔ یہ دستخط نہیں تھے، یہ قربانی تھی۔۔ ایسی قربانی جو ایک عاشق
 دے سکتا ہے... جس نے باپ ہونے کا خواب چھوڑ کر اپنی روح من کو زندگی دی۔۔ اور
 ہوا میں پھیلی خاموشی ایک لمحے کو آہ بن کر ہر دل سے نکل گئی۔۔ مگر وقت نہیں رکا،
 ڈاکٹر پلٹ گئی، اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔۔ اب فیصلہ ہو چکا تھا... اور باقی سب
 دعاؤں پر چھوڑ دیا گیا تھا۔۔ جان عالم کی نظریں دروازے پر جمیں تھیں، جہاں سے
 ابھی کچھ دیر قبل ڈاکٹر تیزی سے اندر گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دستخط شدہ فارم تھا،
 اور اس کے پیچھے... جان عالم کی پوری دنیا، اُس کی روح من، زندگی اور موت کے
 نازک پل پر جھول رہی تھی۔۔ وہ وہیں کھڑا تھا، جیسے وقت کی مٹی میں دفن ہو چکا
 ہو۔۔ پلکیں بھاری تھیں، سانسیں بوجھل، اور دل ایک درد کی گہرائی میں ڈوبا ہوا۔۔ پھر
 آہستہ آہستہ، اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے۔۔ آنکھوں سے آنسو نہیں گرے...
 لیکن وہ نمی، وہ خاموشی سے ٹپکتی نمی، کسی چیخ سے کم نہ تھی۔ اسی لمحے زرغام آگے
 بڑھا۔ اس نے نرمی سے جان عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھا، جیسے اپنی خاموشی سے کہہ
 رہا ہو۔ "میں ہوں تیرے ساتھ... تُو اکیلا نہیں ہے"۔۔ یہ چھوٹی سی تسلی، وہ سادہ سا
 لمس، گویا اُس کے بکھرتے حوصلے کو تھامنے کی آخری کوشش تھی۔ جان عالم نے آہستہ
 سے زرغام کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کو خاموش آنکھیں بول پڑیں۔ پھر اس نے
 ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ سجائی... لیکن وہ مسکراہٹ زندگی کی نہیں تھی۔۔ وہ بے بسی
 تھی، وہ قبولیت تھی، وہ وہی مسکراہٹ تھی جو انسان اُس وقت کرتا ہے جب دل ٹوٹ

کر مکمل خاموشی میں بدل جاتا ہے۔۔ یہ وہ لمحہ تھا جہاں لفظ کم پڑ جاتے ہیں، اور فقط خاموش چہرے، تھامے ہوئے کندھے، اور بھیگی آنکھیں داستان سنا جاتے ہیں۔۔ زرغام خاموش کھڑا رہا، جان عالم کے ساتھ... اندر زندگی بچنے کی جنگ لڑ رہی تھی... اور باہر دل، خاموشی میں ہار رہا تھا۔۔

"عقیدتِ محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 132_1

جان عالم کا دل... جیسے اس کے سینے میں نہیں، کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ ہر دھڑکن ایک دھماکے کی مانند محسوس ہو رہی تھی۔ "دھک... دھک... دھک..." ایسا لگ رہا تھا جیسے دناغ اس کے فیصلے پر احتجاج کر رہا ہو، جیسے وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہو۔

"کیا تو نے واقعی اپنی اولاد کو چھوڑ دیا؟" وہ ہسپتال کی اس ٹھنڈی راہداری میں بیٹھا نہیں، ٹوٹا ہوا تھا۔ دیوار سے ٹیک لگائے، نگاہیں دروازے پر جمائے، جیسے صرف اُس ایک دروازے کے پار ہی اُس کی دنیا ہو۔ فیصلہ مشکل نہیں تھا... بلکہ ناممکن تھا۔ مگر پھر بھی، اُس نے وہی چُنا جو اُس کے دل کے سب سے قریب تھا۔ روح من۔۔ پھر بھی دل... وہ تو انسان کا ہے نا؟

دھڑک رہا تھا، لرز رہا تھا، ٹوٹ رہا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا، لمحے، منٹ، شاید گھنٹے... مگر کوئی دروازہ نہیں کھلا، کوئی آواز نہیں آئی، کوئی خبر نہیں پہنچی۔ ہر گزرتا لمحہ، جان عالم کے سینے پر ایک سوال بن کر چبھ رہا تھا۔ "کیا میں نے صحیح چُنا؟" اور ہر بار دل کی دھڑکن جواب دیتی۔ "بس وہ بچ جائے... باقی سب گوارا ہے..." "غزنوی، زرغام، زمل، آئمہ خان، سب خاموش تھے۔ فضا میں ایک گہرا بوجھ معلق تھا، جیسے دعائیں بھی سانس روک کر کھڑی تھیں۔ جان عالم کی آنکھوں میں وقت ٹھہر گیا تھا، اور لبوں پر وہی بے جان مسکراہٹ باقی تھی، جو وہ دکھ کے پردے میں چھپائے بیٹھا تھا۔ اور وہ دروازہ...

وہ اب بھی بند تھا۔ جیسے تقدیر کے فیصلے ابھی مکمل نہیں ہوئے تھے... جیسے زندگی اور موت کی جنگ ابھی جاری تھی...

اور جان عالم... صرف انتظار کا قیدی تھا۔ ایک ایسا قیدی، جس نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔ صرف اپنی "روح من" کے لیے۔ کچھ پل یوں ہی ساکت گزر گئے، جیسے وقت نے خود کو تھام لیا ہو۔ ایمر جنسی وارڈ کے باہر بیٹھے ہر چہرے پر ایک ہی سوال تھا۔ زندگی یا جدائی؟ ہسپتال کی سفید دیواروں پر خاموشی لٹکی تھی، جسے صرف دلوں کی دھڑکنیں توڑ رہی تھیں۔ جان عالم کا دل کسی تیز دھڑکتے نقارے کی مانند کانوں میں بج رہا تھا۔ اس کا سینہ جیسے کسی نے کسی انجانی گھبراہٹ سے جکڑ رکھا تھا۔ آنکھیں دروازے پر تھیں، اور سانس جیسے بس ایک جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ زرغام، غزنوی، زمل، سب خاموش بیٹھے تھے۔ آنکھوں میں التجا، ہونٹوں پر دُعائیں، اور ہاتھ بے جان سے گود میں رکھے تھے۔ غم اور خوف کی ایسی چادر تن گئی تھی کہ کوئی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کی ہمت بھی نہ رکھتا تھا۔ پھر کلیک کی آواز گونجی۔

ایمر جنسی وارڈ کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ یہ آواز نہیں، کسی قیامت کی خبر تھی۔ سب چونکے، نظریں فوراً اُس جانب اٹھیں۔ جان عالم کی ریڑھ کی ہڈی میں جیسے سرد لہر دوڑ گئی۔ اس کا دل جیسے حلق میں اٹک گیا ہو۔ آنکھوں میں نمی، لبوں پر کپکپاہٹ، اور قدموں میں وہ لرزش جو صرف تب آتی ہے جب کوئی اپنے وجود کے بکھرنے سے چند لمحے دُور ہو۔

دروازے سے سفید کوٹ میں ملبوس ڈاکٹر باہر نکلی۔ چہرہ ہلکا سا تھکا ہوا، مگر آنکھوں میں گہرائی، جس میں کئی سوال چھپے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر کے نکلتے ہی پورا خاندان سانس روک کر کھڑا ہو گیا۔ جان عالم

بے اختیار آگے بڑھا، ہونٹوں سے کوئی لفظ نہ نکلا، صرف نظریں تھیں جو ڈاکٹر سے کسی معجزے کی خبر مانگ رہی تھیں۔۔ ڈاکٹر نے سب کی طرف ایک نگاہ ڈالی۔۔ پھر اُس نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔۔ وہ مسکراہٹ جو کسی اندھیرے میں جلتے چراغ جیسی تھی۔ "مبارک ہو..."

اس کی آواز نرمی سے گونجی، جیسے کسی پُر سکون صبح کی پہلی کرن ہو۔۔ سب کی سانسیں تھم گئیں، اور نگاہیں ڈاکٹر پر جم گئیں۔۔ "ماں اور بچے دونوں خیریت سے ہیں، دو بیٹے ہوئے ہیں!" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جیسے ایک کہکشاں سب کے سامنے رکھ دی۔۔ یہ چند الفاظ نہیں تھے، یہ زندگی کی واپسی کی نوید تھے۔۔ اجک لمحہ پہلے جو آنکھیں خوف سے بھیگی تھیں، وہ خوشی سے چمکنے لگیں۔ ایک لمحہ پہلے جو لب خاموش تھے، وہ بے اختیار "الحمد للہ" اور "شکر ہے مولا" کی سرگوشیوں میں ڈھل گئے۔ جان عالم کا دل جو ابھی تک کسی نامعلوم اندیشے کی گرفت میں تھا، یکدم جیسے آزاد ہو گیا۔ اس کے چہرے کی سختی پگھل کر آنسوؤں میں ڈھل گئی۔۔ جان عالم وہیں فرشِ ہسپتال پر سجدہ ریز ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے بے اختیار بہتے آنسو، شکر کے موتیوں کی صورت اس کے گالوں کو بھگوتے جارہے تھے۔ اس کی پیشانی زمین سے لگی ہوئی تھی اور لبوں پر لرزتی ہوئی سرگوشی جاری تھی۔۔ "یا اللہ... یارب... تیرا شکر ہے... تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے..." زرغام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، اور غزنوی نے گہری سانس لے کر آسمان کی طرف دیکھا۔۔ جیسے رب کی طرف سے رحمت اتر آئی ہو۔۔ سجدے سے اٹھتے ہوئے اس کے لب پر ایک دعا مچل رہی تھی، "میرے مالک... تُو نے وہ دیا جو مانگا بھی نہیں تھا... تُو نے وہ بچا لیا جو سب کچھ تھا... یارب تیرا کرم بے حد ہے..." جان عالم زیر لب بڑبڑایا۔۔

زل کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے، مگر وہ آنسو خوشی کے تھے۔۔۔ جان عالم نے اپنے چہرے پر پھیلی نمی کو ہاتھوں کی پشت سے آہستگی سے صاف کیا، دل جیسے بے قابو دھڑک رہا تھا۔ چہرے پر تھکن، آنکھوں میں تشکر، اور ہونٹوں پر ایک بے ساختہ دعا چھپی ہوئی تھی۔ "کیا میں... کیا میں مل سکتا ہوں؟" اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے ہلکی سی لرزتی آواز میں ڈاکٹر سے پوچھا۔ کیوں نہیں، سردار جی... ملیں گے ضرور... لیکن ابھی وہ دواؤں کے زیر اثر گہری نیند میں ہیں۔ کچھ دیر میں ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے، پھر آپ آرام سے ان کے پاس بیٹھ سکتے ہیں۔ "اس نے مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔۔۔ ڈاکٹر کی تسلی بخش باتوں نے جیسے جان عالم کے دل سے کوئی بڑا بوجھ ہٹا دیا ہو۔ وہ دھیرے سے سر جھکائے، خاموشی سے مسکرایا، جیسے شکر گزاری کا ایک اور سجدہ دل کے اندرون میں ادا ہو گیا ہو۔ ڈاکٹر اپنی رپورٹ تھامے آگے بڑھ گئی، اور جان عالم وہیں کھڑا رہ گیا... اپنی پلکوں پہ نمی لیے، اُس لمحے کا منتظر جب وہ اُس عورت کا ہاتھ تھامے گا جس نے اُسے باپ بنایا تھا۔۔۔ "مبارک ہو عالم... " آئمہ خان کی آواز نرم تھی، ہونٹوں پہ محبت بھری مسکراہٹ سجائے وہ کچھ قدم آگے بڑھیں، مگر جان عالم نے فوراً ایک قدم پیچھے ہٹایا۔

اس کی آنکھوں کی نمی اب غصے کی شدت میں بدل چکی تھی، چہرے پر سختی تھی اور لبوں پر تلخی۔۔۔ "یہاں آپ سب کس حق سے آئے ہیں؟" اس کے الفاظ خنجر کی طرح چھبے، سب کے قدم وہیں جم گئے۔۔۔ اچانک خاموشی چھا گئی۔ آئمہ خان، جو اس کے قریب تھیں، ٹھٹک کر رک گئیں۔ "عالم... کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ دھیرے سے بولیں، گویا کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مگر جان عالم کی آواز میں لرزتی ہوئی شدت بڑھ گئی، "مورے... کیا آپ سب اتنے لاپرواہ ہو گئے کہ میری روح من کا دھیان

بھی نہ رکھ سکے؟ اگر آپ سب واقعی اس کا خیال رکھتے، تو یہ سب نہ ہوتا۔ اگر وہ مجھے کال نہ کر پاتی، تو کیا ہو جاتا؟ کیا میں ہمیشہ کے لیے اُسے کھو... "اس کے الفاظ کے ساتھ ہی اس کی آواز رُندھ گئی، جیسے گلائم آنکھوں کے آنسوؤں میں گھٹ رہا ہو۔ چند لمحے سب خاموش رہے...

فضا جیسے تھم گئی ہو، ہوا جیسے رُک گئی ہو، اور وقت جیسے ساکت ہو گیا ہو۔ آئمہ خان کی آنکھوں میں اب نرمی کے ساتھ پشیمانی کا عکس ابھرا۔ "عالم، میں خود اسے روم میں چھوڑ کر آئی تھی۔ اسے سوتے دیکھا تھا، پر سکون حالت میں۔ "جان عالم نے ایک طنزیہ ہنسی ہونٹوں پر سجائی، مگر وہ ہنسی دکھ سے زیادہ تھی۔ "مورے... آپ نے دوبارہ پلٹ کر جانا بھی ضروری

نہ سمجھا؟ ایک بار بھی دل نہ کیا کہ دیکھ لوں، وہ سو رہی ہے یا کچھ چاہیے تو نہیں؟ "اس کی آواز بھرا گئی تھی، جیسے وہ کسی گہرے دکھ سے بول رہا ہو۔ آئمہ خان نظریں جھکا گئیں...

اور باقی سب کے چہروں پر گہری شرمندگی چھا گئی۔ وہ جانتے تھے، جو کچھ ہوا... وہ ایک لمحہ نہیں تھا، ایک خلا تھا...

اور اس خلانے جان عالم کے اندر کچھ توڑ دیا تھا۔

ورشیاں کو آخر کار روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ سفید رنگ کی دیواروں، نرم روشنی، اور خاموش ماحول بنادیا تھا، جہاں ہر لمحہ صرف ورشیاں کی سانسوں کی sanctuary نے کمرے کو جیسے ایک عارضی دُور سے جڑا تھا۔ مگر... ابھی تک وہ ہوش میں نہ آسکی تھی۔ اس کے چہرے کی زردی، بند آنکھوں کی

تھکن، اور ہونٹوں کی نمی سب کچھ جیسے جان عالم کے دل پر تیز دھار خنجر بن کر لگ رہی تھی۔ وہ اس کے بیڈ کے پاس رکھی چمیر پر بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ اس کے ہاتھ میں لیے، بار بار محبت سے اسے اپنے ہونٹوں سے چومتا، جیسے ان چومتی انگلیوں سے وہ اس کی روح کو پکار رہا ہو۔ "تمہارے بنا کچھ بھی نہیں ہوں میں، روح من... " اُس کی نگاہوں اسی پہ ٹکی ہوئی تھی۔ کمرے میں مکمل سکوت تھا، صرف ورشاں کی دھیمی سانسوں کی آواز اور دل کی دھڑکن تھی جو مشین پر دکھائی دے رہی تھی۔ اسی خاموشی کو توڑتے ہوئے، دروازہ آہستگی سے کھلا۔ دونر سیں، انتہائی نرمی اور احتیاط سے، دو چھوٹے، نازک وجودوں کو گود میں اٹھائے اندر داخل ہوئیں۔ وہ وجود جیسے کائنات کی معصوم ترین حقیقت تھے۔ ورشاں کے اور جان عالم کے بچے۔ جان عالم بے اختیار قدموں کے بل اُن نرسز کی طرف بڑھا جو ننھے سے وجودوں کو اپنی بانہوں میں لیے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ دل کی دھڑکنیں جیسے وقت سے آگے نکل گئی تھیں، آنکھوں میں نمی اور لبوں پر بے ساختہ دعا تھی۔ وہ دونوں معصوم جانیں، اُس کی زندگی کی سب سے حسین حقیقت تھیں۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بچوں کے قریب پہنچا۔ نرسز نے نرمی سے انہیں اُس کی باہوں میں دیا۔ جان عالم کا دل جیسے کسی نے مٹھاس سے بھر دیا ہو۔ اس نے دونوں کو آہستگی سے سینے سے لگالیا، جیسے ان کے جسم کی گرمی اور دھڑکن اپنی روح میں محفوظ کرنا چاہتا ہو۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں، مگر چہرے پر مسکراہٹ کا ایک الگ ہی نور تھا۔

پھر اس نے آہستہ سے ایک ایک کر کے دونوں کی پیشانی پر ہونٹ رکھے، جیسے ان کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کر رہا ہو۔۔۔ "میرے شہزادوں... " وہ دھیمی آواز میں بولا، آواز میں ایسا لمس تھا جیسے کوئی محبت لفظوں سے چھلک رہی ہو۔۔۔ پاس ہی پڑے جھولے میں اس نے نہایت احتیاط سے دونوں کو لٹا دیا۔

جھولے کی نرم سی چادر پر دونوں بے خبر لیٹے تھے، لیکن جیسے ہی جھولے کی حرکت رکی، دونوں کی پلکیں تھوڑا تھوڑا اٹھنے لگیں۔۔۔ دونوں بچوں نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ جان عالم نے ایک کر کے دونوں کے پاؤں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ پھر ان کی نگاہیں، شفاف، معصوم اور بے خبری سے بھرپور تھیں۔۔۔ ایک نے ہلکا سا کروٹ لی، دوسرے نے تھوڑا سا چہرہ اٹھا کر جھولے سے باہر جھانکا۔۔۔ اُن کے ننھے ننھے ہونٹ ہلے جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں، مگر آوازوں سے زیادہ آنکھوں سے بات کرتے تھے۔۔۔ جان عالم آگے جھک کر ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ اور ان معصوم نگاہوں میں اُس نے سب کچھ پڑھ لیا۔۔۔ ایک انجانی پہچان، جیسے وہ جانتے ہوں کہ یہی ہے وہ چہرہ جس سے اُن کا رشتہ پیدائش سے پہلے کا ہے۔ ایک بچے نے بے ساختہ ننھا سا ہاتھ ہلایا، جیسے جان عالم کو چھونا چاہتا ہو۔ اُس نے فوراً اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، اور وہ نازک سی انگلی اُس کی انگلی میں الجھ گئی۔ جان عالم کی سانس تھم سی گئی۔ وہ لمحہ، وقت کے تمام قیمتی لمحوں سے بڑھ کر تھا۔۔۔ دوسرے بچے نے بھی آہستہ سے پلکیں جھپکائیں اور پھر سکون سے جھولے میں لیٹ گیا، جیسے یہ جان کر مطمئن ہو گیا ہو کہ اُن کا بابا ان کے پاس ہے۔

جان عالم وہیں جھولے کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ کمرے میں ہلکی مدھم روشنی تھی۔۔۔ جان عالم ہر لمحہ اس کی جانب دیکھتا، پھر بچوں کی طرف پلٹتا، جیسے ہر چیز کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھنا چاہتا ہو۔۔۔ اچانک... ورشاں کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔۔ جان عالم کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ ورشاں کی پلکیں دوبارہ ہلیں۔۔۔ اُس کے لبوں پر ایک مدھم سی لرزش ہوئی۔۔۔ "ج... جان... بہت مدھم، بہت نرم آواز تھی، جو ہوا میں جیسے پھسل کر آئی ہو۔ جان عالم

فوراً اس کے پاس آیا۔ اس نے اس کا ہاتھ تھاما، جو ابھی بھی ٹھنڈا تھا مگر اس میں زندگی کی رفق محسوس ہو رہی تھی۔ "روح من... " اس کے لب کپکپائے، آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

ورشائے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ نیم وا آنکھوں میں دھند تھی، لیکن سامنے جھکے چہرے کو پہچاننے میں اُسے لمحہ بھر بھی نہیں لگا۔ اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے۔ لبوں پر ہلکی سی کمزور مسکراہٹ ابھری۔ "جان... خان..." اُس کی سرگوشی جیسے صدیوں بعد بولی گئی ہو۔۔ جان عالم نے جھک کر اس کی پیشانی پر محبت بھرا بوسہ دیا۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے شکر ادا کیا۔ اُس کی دنیا واپس آگئی تھی۔ ورشائے دائیں جانب نظریں موڑیں... اور تبھی جھولے کی ہلکی آواز نے اس کی توجہ کھینچ لی۔ اُس کی نیم وا آنکھوں میں حیرت کا ایک روشن ستارہ چمکا۔۔۔ "یہ...؟" اس نے حیرانگی سے گہری ہوتی سانسوں سے لفظ ادا کیا۔۔ جان عالم نے فوراً سر ہلایا۔۔ "ہمارے بیٹے ہیں، روح من... ہمارے بیٹے... تم نے انہیں جنم دیا ہے۔" وہ محبت سے بولا۔۔ ورشائے کی آنکھیں بھر آئیں۔ کمزور ہاتھ لرزتے ہوئے اٹھے، جیسے اُن معصوم وجودوں کو چھونا چاہتی ہو جنہیں اس نے اپنی جان سے جنم دیا تھا۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ کو سہارا دیا، اور آہستگی سے اس کی انگلیاں بچوں کے نرم سے گال سے چھوا دیں۔۔ ایک بچے نے فوراً آنکھ کھول کر اُسے دیکھا... جیسے وہ اپنی ماں کو پہچان چکا ہو۔

ورشائے کی سانس رک سی گئی۔ لبوں پر ہلکی سی ہنسی آئی، جو نم آنکھوں سے چھلک گئی۔ "ج۔۔ جان۔۔ جان خان... میرے بچے... " وہ بس اتنا ہی کہہ سکی، اور پھر سر کو تھوڑا سا پیچھے گرا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔ مگر یہ بے ہوشی نہیں تھی... یہ سکون تھا... ممتا کے مکمل ہونے کا سکون۔۔ جان عالم نے اس کے ہاتھ کو چوما اور اپنی پیشانی اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔۔ ورشائے مسکرا رہی تھی۔۔ جان

عالم نے اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگایا۔ "ج۔۔ جان خان... مورے بابا.. "ورشٹاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ تبھی غزنوی دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔

کمرے میں ہلکی روشنی، نرم ہوا کے جھونکوں کی سی فضا، اور پرسکون خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ورشٹاں نیم دراز تھی، چہرے پر نقاہت ضرور تھی، مگر آنکھوں میں ایک نئی چمک، نئی زندگی، اور ممتا کی روشنی جھلک رہی تھی۔ تبھی دروازہ ہولے سے کھلا۔ ہلکے قدموں کی چاپ کے ساتھ اندر آتا غزنوی پھولوں کے خوبصورت گلدستے کے ساتھ داخل ہوا۔ آنکھوں میں خوشی کی جھلک، لبوں پہ نرم سی مسکراہٹ اور ہاتھوں میں پھلوں کا رنگ برنگ تحفہ۔ "مبارک ہو، عالم... " غزنوی نے دھیمے لہجے میں کہا، اور آگے بڑھ کر پھولوں کا گلدستہ جان عالم کی طرف بڑھایا۔ جان عالم نے خاموشی سے پھول تھامے، اور پلکیں نم ہوتے ہوئے اس کے سینے سے جا لگیں۔ غزنوی نے گہرے جذبات سے اُسے گلے لگایا۔ پھر وہ آہستگی سے ورشٹاں کی طرف مڑا، جسے دیکھ کر اُس کے چہرے پر ایک الگ ہی شفقت بکھر گئی۔

"کیسی ہے میری چھوٹی سی گڑیا... " غزنوی کی آواز میں وہی بچپن جیسی نرمی تھی جو برسوں سے ورشٹاں سنتی آئی تھی۔

ورشٹاں کی آنکھوں میں چمک ابھری، ہونٹوں پر ہلکی سی، مدھم مگر خالص مسکراہٹ آئی۔ "ٹھیک ہوں لالا... " اُس نے دھیرے سے کہا۔ غزنوی نے جھک کر اُس کی پیشانی پر پیار سے لب رکھے۔ پھر وہ

سیدھا کھڑا ہوا۔ "عالم، سب باہر کھڑے ہیں... حویلی جا کر کچھ بھی کر لینا... ابھی یہ ہسپتال ہے۔" جان عالم کی طرف دیکھا، اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ مدھم سی آواز میں بولا۔ لیکن جان عالم کچھ نہ بولا۔۔۔ "میری بہن کو زیادہ رلایا تو یاد رکھنا، اب میں ماموں بھی ہوں... صرف دوست

نہیں!" اس نے ورشاں کی طرف محبت سے دیکھا، اور جان عالم کے کندھے کے قریب آکر ہلکے سے جھکتے ہوئے جیسے رازدارانہ لہجے میں بولا۔۔۔ جان عالم ہنس پڑا۔۔۔ غزنوی نے جھولے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور دونوں بچوں کی پیشانی پہ چومی۔۔۔ وہ دونوں سوئے ہوئے تھے۔۔۔ غزنوی نے جیب سے کتنے ہی نوٹ نکلتے ان دونوں کے سر کا صدقہ دیا تھا۔۔۔ غزنوی دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ سب باہر کھڑے تھے۔۔۔ "بڑی امی، مورے اندر آئے۔۔۔" غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو بھی گیا سالے۔۔۔" زرغام اس کے پاس سے گزرتے ہوئے بولا۔۔۔ اور پھر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ غزنوی نے زمل کی طرف بڑھتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ "میری زمل، جان کیا ہو گیا۔۔۔" غزنوی نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "غزنوی ہسپتال ہے۔۔۔" زمل اس سے دور ہوئی۔۔۔ "سب کو پتہ ہے۔۔۔ ہم میاں بیوی ہے۔۔۔" غزنوی اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "پیچھے ہٹے، میں بھی جا کر دیکھو چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھوں۔۔۔" زمل اندر کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ غزنوی بھی مسکراتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ رابیہ خان اور آئمہ خان ورشاں کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ دونوں بچے پر سکون سے جھولے میں سو رہے تھے۔۔۔ زرغام نے جھولے کی طرف بڑھتے ہوئے بچوں کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر ایک کو اٹھایا۔۔۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ "اوئے۔۔۔ شہزادے۔۔۔" زرغام نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ لیکن وہ گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔ "لالا میں اسے اٹھاؤ۔۔۔" زمل نے خوشی سے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ "یہ لوں زمل۔۔۔" زرغام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چھوٹا سا بچہ زمل کو پکڑا یا۔۔۔ "لالا یہ سارے آپ جیسا ہے۔۔۔ اس کی آنکھیں کیسی ہے۔۔۔" زمل مسکراتے ہوئے خوشی سے بولی۔۔۔ ورشاں جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو سب سے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہوا

تھا۔ "لالا... "ورشائے نے غزنوی کی طرف دیکھا۔ "جان خان کو کیا ہوا... "اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ "کچھ نہیں میری جان... تم فکر نہ کرو.. "غزنوی نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ورشائے نے بس ہی میں سر ہلایا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 132_2

ورشائے کے کمرے میں روشنی دھیمی تھی، لیکن ماحول میں ایک عجیب سی خوشی اور تقدس کی لہر دوڑ رہی تھی۔ بستر کے قریب دو ننھے وجود نرم کمبل میں لپٹے، گلابی سے چہروں کے ساتھ فرشتوں کی مانند سو رہے تھے۔ جان عالم اور غزنوی دونوں، ایک کے بعد ایک، بچوں کو نرمی سے گود میں اٹھا کر پیار سے ان کے ماتھے چومتے رہے۔۔ غزنوی نے عقیدت سے بچوں کے کانوں میں اذان دی۔ اُس کی آواز میں ایک ایسا سکون اور روحانی اثر تھا، جیسے وقت تھم گیا ہو۔۔ "اللہ اکبر، اللہ اکبر..." اس کی آواز دھیرے دھیرے کمرے کی فضاؤں میں گھل گئی۔ پھر اس نے دوسرے بچے کو گود میں لیا، اور اسی محبت سے اذان دی، جیسے وہ اپنے دل کی سب سے قیمتی دعا ان بچوں کے کانوں میں اتار رہا ہو۔ اذان مکمل کرنے کے بعد غزنوی نے بچوں کو آہستگی سے ورشائے کے قریب لٹا دیا۔ ورشائے، جواب کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی، اس نے نیم وا آنکھوں سے ان ننھے شہزادوں کو دیکھا۔ ان کے معصوم چہرے، بند آنکھیں، اور نرم سانسوں کی آہٹ نے ورشائے کے چہرے پر ایک پر نور مسکراہٹ بکھیر دی۔ "ان کو گوٹی میں دو

گا... "زرغام نے شہد کا چھوٹا سا پیالہ اٹھایا، اور پیار سے بولا۔ "تو اتنا اچھا نہ بن میں خود دے دو گا.. "غزنوی نے اسے گھورا۔ "ابے سالے میں بھی رشتہ میں اس کا تیا لگتا ہوں... "زرغام نے اسے گھور کر دیکھا۔

زرغام نے ہاتھ بڑھایا، اور شہد انگلی پر لے کر پہلے ایک بچے کے لبوں پر ہلکے سے لگایا، پھر زمل نے دوسرے کے کے لبوں پہ ہلکا سا لگایا۔ "چلیے، اب پیشنٹ کو ریٹ کرنے دیں... "نرم لہجے میں کہتی ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئی تو سب لوگ آہستگی سے باہر جانے لگے۔ کمرے میں اب صرف ورشاں اور جان عالم رہ گئے تھے۔ ورشاں نیم دراز حالت میں بیڈ پر لیٹی تھی، دھندلائی نظروں سے چھت کو تکتی ہوئی۔ جان عالم خاموشی سے کرسی پر بیٹھا، اس کے پہلو میں موجود تھا، اس کی ہر سانس پر نظریں جمائے۔ "آپ نے بچوں کو فیڈ کروایا؟" ڈاکٹر نے میز پر رکھی دواؤں پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ ورشاں نے سست انداز میں سر ہلایا۔ ڈاکٹر اس کے قریب آئی، نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور تھرمامیٹر سے ٹمپریچر چیک کیا۔ ایک پل کو اس کی بھنویں تن گئیں۔ "آپ نے ابھی تک بچوں کو فیڈ نہیں کروایا؟"

اس کی آواز میں حیرت اور خفگی در آئی تھی، مگر لہجہ پھر بھی شائستہ رہا۔ آخر وہ کیسے اس سے برے طرح بات کر سکتی تھی۔ وہ سردار کی بیوی تھی۔ جسے سردار کی طرح ہی ٹرٹھیٹ کیا جاسکتا تھا۔ "یہ بچوں کے لیے بہت ضروری ہے، آپ کو پہلے یہی کرنا چاہیے تھا۔" ڈاکٹر نرمی سے بولی۔ وہ خفیف سی شرمندگی سے اپنا نچلا ہونٹ ہولے سے دانتوں میں دبائے۔ "آپ ان کو فیڈ کروائیں، پلیز۔" ڈاکٹر نے ایک ورشاں پر ڈالی اور کہا۔ پھر دروازہ کھولتی باہر نکل گئی۔ اب کمرے میں خاموشی تھی، صرف مانیٹر کی

مدھم سی بیپ بیپ باقی تھی۔ جان عالم اٹھ کر بیڈ کے کنارے آیا، جھک کر اس نے ورشاں کے چہرے کو دیکھا۔ "سنا تم نے ڈاکٹر کیا کہہ گئی ہے؟" اس نے نرمی سے اس کے عارض پر ہاتھ رکھا۔ ورشاں نے خفگی سے آنکھیں مٹکائیں، جیسے کوئی شکوہ چھپا ہوا ان میں۔

جان عالم مسکرایا، اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ "کیا ہو امیری جان؟ میری زندگی...؟" جان عالم بے حد پیار سے بولا۔۔۔ "مجھے نہیں... " ورشاں نے لب کھولے، مگر بس وہ اتنا ہی بول سکی۔۔۔ وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی، مگر لفظوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اچانک اس نے جان عالم کی شرٹ کی مٹھی بھینچی اور اسے اپنی طرف کھینچ لیا، جیسے اس کی قربت ہی اسے قرار دے سکتی ہو۔ وہ اس کے سینے سے لپٹ گئی، چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا۔ جیسے وہ ایک پناہ گاہ ہو، جیسے وہ اس کی ساری تھکن، ساری الجھن، سارا دکھ اپنے سینے میں چھپالے گا۔ جان عالم نے ایک لمحے کو خود کو سنبھالا، ورشاں کی شدت سے لپٹنے پر وہ خود کو بمشکل اس پر جھکنے سے بچا سکا۔ مگر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ "میری جان، تم اکیلی نہیں ہو... میں ہوں نا تمہارے ساتھ... " جان عالم نے اس کے بالوں کو سہلایا۔ لیکن ورشاں پھر بھی اس سے دور ہونے کو تیار نہ تھی۔۔۔ "میری زندگی تھوڑی سی احتیاط ضروری ہے... اور میں نہیں چاہتا کہ میری زندگی کو زرا سی بھی تکلیف ہوں.. " جان عالم نے پیار سے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ اور پھر نرمی سے اس سے دور ہوا۔ ورشاں معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ "میری زندگی میں ہوں نا.. میں بتاتا.. " ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا۔ کہ ورشاں نے جان عالم کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ "پلیز چپ کر جائے.. " ورشاں معصومیت سے بولی۔۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ ہٹاتے اس کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "میری زندگی.. اب ان کو میں تو

فیڈ نہیں کروا سکتا... "جان عالم نے ہنسی دبائے کہا۔۔ ورشاں شرم سے جان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔ "کرواؤ میری زندگی.. "جان عالم آب مذاق کو ایک طرف کرتے ہوئے

بولا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ نہیں پ۔۔ پتہ۔۔ می۔۔ میرے کون سا پہلے تین چار بچے ہیں... "ورشاں اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔ "میری زندگی میں تمہیں یہاں بتانے کے لیے کھڑا ہوں... "جان عالم اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔۔ "جا۔۔ جان خان.. "ورشاں نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "اچھا... سوری میری زندگی... میں زل کو بھیجتا ہوں.. "جان عالم نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتا واپس پلٹا۔۔ "میری زندگی.. خیال کرنا.. "جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور پھر باہر نکل گیا۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیا۔۔ اسے شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔ کہ وہ جان عالم کے سامنے کیسے فیڈ کروائے گی۔۔ لیکن وہ جو چکا تھا۔۔ اور اس کے جاتے ہی زل اندر آئی۔۔ زل نے ہاتھ میں پکڑے پیسوں کی گڈیاں بچوں اور ورشاں کا صدقہ دیا۔۔ "دیدہ.. وہ.. "ورشاں کو شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔ زل اس کی طرف بڑھی اور اسے احتیاط سے بیٹھاتے ہوئے اس کی شرٹ احتیاط سے تھوڑی سی اوپر کی۔۔ ورشاں کو شرم مندگی ہو رہی تھی۔۔ "کچھ نہیں ہوتا میری جان... "زل اسے شرم مندگی محسوس کرتے دیکھ پیار سے بولی۔۔ "لالا باہر کھڑے رہے تھے... "زل نے اسے باتوں میں لگانا چاہا۔۔ "کیوں.. "ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔ زل نے بے بی کوٹ میں سے بچے کو لیتے ہوئے ورشاں کو آرام سے پکڑا لیا۔۔ تاکہ وہ اسے فیڈ کروا سکے۔۔ "لالا بہت پریشان تھے... "زل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "میرے لیے... "ورشاں نے زل کی طرف دیکھا۔۔ وہ اس کے سوال کا جواب دے رہی تھی۔۔ لیکن اسے یہ ابھی بھی سمجھ نہیں آیا

تھا۔ کہ وہ کیا کرے۔۔ زل نے اس کے معصوم سے چہرہ کو سرخ ہوتے دیکھا۔ اور پھر ہلکا سا
 مسکرائی۔۔ "میری جان... ریلکس!!! گہرا سانس لوں.. "زل اسے یوں پریشان ہوتے دیکھ کر
 بولی۔۔ ورشاں نے گہرا سانس لیا۔۔ زل نے اسے طریقہ بتایا۔۔ اور پھر وہی اس کے قریب بیٹھی باتیں
 کرنے لگی۔۔ وہ کچھ دیر اسے فیڈ کروانے کے بعد دوسرے کو فیڈ کروا رہی تھی۔۔ اور زل اس کے پاس
 بیٹھی پہلے والے کو دیکھ رہی تھی۔۔ "دیدہ... اس کا چہرہ جان خان سے زیادہ ملتا ہے.. "ورشاں نے
 مسکرا کر اپنی گود میں بچے کی طرف دیکھا۔۔ "اور یہ تمہارے بھائی جیسا ہے... بھی کیا میرا کوئی رشتہ
 نہیں ہے.. ان سے ناک ہی مجھ پہ چلے جاتی.. "زل ہلکا سا مذاق کے انداز میں ناراضگی سے
 بولی۔۔ ورشاں کھکھلا کر مسکرائی۔۔ تبھی جان عالم دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ ورشاں جان عالم کو
 دیکھتے بوکھلا کر سیدھی ہوتی بچے کو خود سے دور کر گئی۔۔ جس سے اس کے کٹس میں درد کی لہر اٹھی
 تھی۔۔ اور بچہ بھی رونا شروع ہو چکا تھا۔۔ جان عالم جلدی سے ورشاں کی طرف بڑھا۔۔ اور اسے
 کندھوں سے پکڑتے پیچھے کو کرتے اس کی پوزیشن سیٹ کی۔۔ "کہا بھی تھا.. احتیاط ضروری ہے.. لیکن
 اپنی ہی کرنی ہوتی ہے... "جان عالم اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ زل بے بی کوٹ میں اسے لیٹاتے
 باہر نکل گئی۔۔ وہ کباب میں ہڈی نہیں بن سکتی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی
 گود سے بچہ لیا۔۔ ورشاں ہونٹ باہر نکالے جان عالم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ "کیا ہوا.. کیوں روئے
 جارہے ہوں.. "جان عالم اسے چپ کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔۔ لیکن وہ روئے جا رہا
 تھا۔۔ بھوک کی وجہ سے وہ روتا ہوا اب کھانا شروع ہوا تھا۔۔ اس کا گلہ جیسے خشک ہو رہا تھا۔۔ اس کا چہرہ
 پل میں سرخ ہوا تھا۔۔ جان عالم اسے خود سے لگاتے ہوئے اس کی کمر کو ہلکا سا سہلانے لگا۔۔ وہ نہیں

جانتا تھا۔ کہ ورشاں نے اسے فیڈ نہیں کروایا۔ اس لیے وہ اسے خود ہی چپ کروا رہا تھا۔ لیکن بچے کو اپنی شرٹ چٹاتے دیکھ وہ ورشاں کی طرف مڑا۔ جو کہ نظریں جھکائے اپنی شرٹ ٹھیک کرنے میں مصروف تھی۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "میری زندگی.. اسے بھی فیڈ کرواؤ.." جان عالم نے ورشاں کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس پہ غصہ نہیں کر سکتا تھا۔ ورشاں نے کچھ بولے بنانچے کو اپنی گود میں

لیا۔ "ا۔ آ۔ آ۔ اپ۔ ب۔ با۔ باہر.." ورشاں شرم سے سرخ پڑتے بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "ہسپتال ہے.. اسی لیے جا رہا ہوں... حویلی جا کر میرے سامنے ہی رہ کر کر وانا پڑے گا.." جان عالم اس کی طرف تھوڑا سا جھکتے اس کی شرٹ اوپر کرتے اپنے بچے کو اس کے سینے سے لگاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا۔ اور پھر مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔ "ہائے اللہ... میں کیا کرو گی.." ورشاں نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے روہانسی ہوتے ہوئے کہا۔ "میں ان کو نائٹروجن دے دو گی.. یہ اچھا ہے گا..." ورشاں خود سے ہی جواب دے رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسے بھی فیڈ کروا کر اب اس کے چہرہ کے ایک ایک نقش پہ ہونٹ رکھ رہی تھی۔ "اپنے بابا پہ چلے گئے ہوں.. لیکن اپنے بابا کی طرح مجھے تنگ کیا.. تو کمرے سے نکال دو

گی.." ورشاں اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولی۔ بچہ بھی بند آنکھوں سے ہی مسکرایا۔ ورشاں اسے مسکراتے دیکھ کر مسکرا دی۔ اس کے بالکل ہی قریب بے بی کوٹ تھا۔ جس میں دوسرا بھی پرسکون سا سو رہا تھا۔ ورشاں نے اسے بے بی کوٹ میں لیٹانا چاہا۔ لیکن وہ زیادہ آگے نہ ہو سکی۔ پھر اسے یوں ہی سینے پہ لیٹاتے آنکھیں موند گئی۔۔۔

جان عالم کچھ دیر بعد اندر آیا۔۔ ورشاں کو یوں بچے کو اپنے سینے پہ لیٹا کر سوئے دیکھ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ اور مسکراتے ہوئے آکر نرمی سے اسے اٹھاتے ہوئے بے بی کوٹ میں لیٹا دیا۔۔ پھر ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور پھر خاموشی سے اُس کے قدموں کے پاس بیٹھا تھا۔۔ اُس نے آہستگی سے اُس کے نازک پاؤں اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔ پھر اُس نے نرمی سے جھکتے ہوئے، عقیدت بھرا بوسہ اُس کے قدموں پر رکھا... ایک خاموش سالمحہ اُس کی آنکھوں میں لرز گیا... اس کے ہونٹوں کا لمس اپنے پاؤں پہ محسوس کرتے ورشاں نے آنکھیں کھولیں۔۔ اور اس کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔۔ "ج۔۔ جسں خان یہ آپ کیا کر رہے ہیں.. " ورشاں حیرانگی سے بولی۔۔ "میں تمہارے ان خوبصورت قدموں کو چوم کر صرف تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں... تم نے مجھے جو دو ننھے فرشتے دیے ہیں، وہ میری زندگی کا سب سے حسین تحفہ ہیں۔ ان کی ہنسی، ان کی سانسیں، ان کا لمس... سب کچھ تمہاری ذات سے جڑا ہوا ہے۔ " جان عالم اس کے پاؤں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا۔۔ پھر وہ آہستگی سے اٹھا، اُس کی طرف جھکا، اور محبت سے اُس کی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔ "میں جتنا بھی شکریہ ادا کروں، کم ہے... تم نے مجھے باپ ہونے کا وہ احساس دیا ہے، جس کے سامنے دنیا کی ساری خوشیاں بے معنی لگتی ہیں۔ تم نے مجھے مکمل کر دیا... " جان عالم محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کا کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ جان عالم ورشاں کا ہاتھ تھامے وہی بیٹھ گیا۔۔

المیر خان فریش ہو کر باہر نکلا۔ نمل بیڈ پہ بیٹھی ہوئی کتابوں میں مگن تھی۔ جسے دیکھ المیر خان کے
 نقوش تنے تھے۔ المیر خان اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کے ہاتھ سے کتاب پکڑتے اس نے زور سے
 بیڈ کی دوسری طرف پھینکی۔ نمل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ "کیا بد تمیزی ہے..." "وہ اسے
 غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔" "بد تمیزی یہ ہے..." "المیر خان اسے یوں چلانے پہ اس سے بھی اونچی
 دھاڑا۔" "میں اپنا کام کر رہی تھی..." "وہ بھی کہاں چپ رہنے والی تھی۔" "میری کہیں گئی بات
 تمہارے دماغ میں نہیں بیٹھتی..." "المیر خان اس کی کنپٹی پہ انگلی کا دباؤ دیتے ہوئے
 بولا۔" "نہیں.." "نمل اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔ اور
 پھر بیڈ پہ پڑی سبھی کتابیں اٹھانے لگا۔ ان سے کو ایک جگہ اکٹھے کرتے المیر خان انہیں پکڑے باہر کی
 طرف بڑھا۔ "ی۔ی۔ی۔ یہ کی۔ کیا ک۔ کر رہے ہیں.." "وہ بدحواس ہوتے ہوئے اس کی پیچھے
 بھاگی۔ المیر خان سے ایسے ریکشن کی امید اس کو نہیں تھی۔" "جب تم میری بات نہیں مانو گی..." تو
 میں کیوں مانو... کیا تم وقت پہ کھانا نہیں کھا سکتی.." "المیر خان پاس پڑے صوفے پہ کتابیں پھینکتے ہوئے
 بولا۔ نمل نے شرمندگی سے نظریں جھکائی۔ وہ واقعی ہی بھول گئی تھی۔ المیر خان نے تاسف سے
 سر ہلایا۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ نمل اسے باہر کی طرف جاتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔ وہ
 تیزی سے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ "غصہ ہے کیا.." "نمل اس کے پیچھے آتے ہوئے بولی۔ اس کی
 آواز پہ المیر خان کے قدم روکے تھے۔ وہ پلٹا۔ نمل اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف
 بڑھا۔ "پ۔ پلیر۔ غ۔ غصے۔" "اس سے آگے وہ کچھ بولتی۔ المیر خان اسے دیوار سے لگاتے
 اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔ ایک پل کے لیے اس کے ہونٹوں کو آزادی دیتے اس نے اس کی طرف

دیکھا۔۔ لیکن پھر سے اگلے لمحے اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کی سانسیں چرانے لگا۔ اس کی روکتی
سانسیں محسوس کرتے اس نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔ اور اس کی پیشانی سے سر ٹکائے
گہرے سانس لینے لگا۔۔ وہ گہرے سانس لیتے ہوئے نظریں جھکائے کھڑی ہوئی
تھی۔۔ "ا۔۔ اب۔۔ اب۔۔ ت۔۔۔۔۔ غصہ۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ ہے۔۔۔" نمل نے پلکیں اٹھاتے
ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیا اسے لگتا تھا کہ وہ اسے کس کرے
گا۔۔ تو غصہ ختم ہو جائے گا۔۔ "نہیں۔۔" المیر خان نے نفی میں سر
ہلایا۔۔ "ا۔۔ ایک۔۔ ک۔۔ ک۔۔ ک۔۔ کافی نہیں۔۔" نمل نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھتے
ہوئے پوچھا۔۔ المیر خان پھر سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے اٹھاتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ اور اسے
بیڈ کے نرم گدے پہ نرمی سے پھینکتے ہوئے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔ وہ دھڑکتے دل سے اس کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 133_1

پریشے فریش ہو کر کمرے میں آئی تھی۔ ہلکا سا دوپٹہ سر پر لیے، بالوں کو برش کرتی ہوئی، وہ خاموشی سے آئینے کے سامنے سے ہٹ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ باہر گہری خاموشی تھی۔ حویلی میں اس وقت صرف آریان موجود تھا، جو اپنے کمرے میں کسی کتاب میں گم تھا۔۔۔ پرشے نے تکیے پیچھے رکھ کر نیم دراز انداز میں آنکھیں موند لیں۔ ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک ہلکا سا درد اس کے پیٹ میں اٹھا۔ وہ ساکت ہوئی۔ "شاید بچہ ہل رہا ہے..." وہ مسکرائی، مگر اگلے ہی لمحے درد کی شدت نے اس کا چہرہ سپاٹ کر دیا۔ "آہ۔۔۔ یا اللہ!" اس کے منہ سے کراہ سی نکلی، ہاتھ فوراً پیٹ پر چلا گیا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھنے لگی، مگر ایک تیز چھن نے اسے جھٹکے سے رکنے پر مجبور کر دیا۔ اور اسی چھن سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اسی لمحے ملازمہ کمرے کا دروازہ ہلکے سے کھول کر اندر داخل ہوئی، ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا۔ "بی بی جی، آپ کا جوس۔۔۔" جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کی نظر پریشے پر پڑی، جواب دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے، پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔ اس کے لباس کے نیچے سے فرش پر پانی بہہ چکا تھا۔ "اللہ خیر! بی بی جی!" ملازمہ کی آواز کپکپائی، اور ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر فرش پر گرا۔ گلاس کے ٹکڑوں کی چھنا کے دار آواز کے ساتھ وہ چلا اٹھی۔ "آریان بابا کو بلاتی ہوں!" کہہ کر وہ فوراً باہر بھاگی۔

چند لمحوں بعد آریان، جو دوڑتا ہوا آیا، دروازے پہ ساکت کھڑا ہو گیا۔ "چھوٹی امی.. اس نے حیرت و گھبراہٹ میں پکارا۔"

"آریان... کسی کو بلاو... جلدی... پریشے کی آواز میں ٹوٹا پن، درد اور بے بسی تھی۔ مگر... کوئی نہیں بے!" آریان بوکھلا گیا۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا

کرے۔۔"میں صوفیہ کو کال کرتا ہوں۔۔۔"آریان جلدی سے بولا۔۔پریشے نے سر اثبات میں بلایا، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔آریان فوراً موبائل کی طرف بھاگا۔ اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔پریشے نے بمشکل خود کو بیڈ پر سیدھا کیا۔ درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔ اس کا پورا بدن پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ ہر لمحہ جیسے ایک صدی بن چکا تھا۔۔اور آریان کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ وہ تھوڑا سا پیچھے کھسکی تھی۔۔ لیکن المیر خان اس کی ٹانگ پکڑتے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس پہ جھکا۔۔ اس کے ہونٹوں پہ پھر سے ایک دفعہ پوری شدت سے جھک گیا۔۔ نمل نے اس کے کندھوں سے شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔ اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھی۔۔ اس کی سانسیں گہری ہو رہی تھی۔۔ لیکن وہ اس کی شدت اپنے ہونٹوں پہ برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو کہ اس سے اب برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ اس نے اپنے ناخن اس کی گردن پہ گاڑھے۔۔ لیکن اسے بالکل بھی فرق نہیں پڑا تھا۔۔ اس کی تشنگی متائے نہیں مٹ رہی تھی۔۔ لیکن اس کے حال پہ ترس کھاتے ہوئے اس نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔ اور اس کی گردن پہ جھکا اپنے ہونٹ رکھنے لگا۔۔ اس کے سلگتے ہونٹ اپنی گردن پہ محسوس کرتے اس نے اور بھی بے رحمی سے اس کی گردن میں ناخن مارے تھے۔۔ المیر خان نے اپنی گردن پہ ایک ہی جگہ پہ چھن محسوس کی تو اس نے اس کی گردن سے چہرہ نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتے اپنے سامنے کیے۔۔ "کیا مارنے کا ارادہ ہے۔۔" المیر خان اس کے

ناخنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ جن پہ خون کی بوندیں تھیں۔۔ نمل نے اپنے ناخنوں پہ خون لگا دیکھ کر اپنے ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلا تھا۔۔ اس کی بہہ حرکت المیر خان کو ناگوار گزری تھی۔۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے اس کے ہونٹوں کو آزاد کیا۔۔ "یہ دوبارہ مت کرنا... ورنہ میں اچھے سے سیکھاؤ گا.. کیسے کرتے ہیں.. "المیر خان اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔۔ المیر خان اسی لمحے اپنی شرٹ وجود سے الگ کرتے ہوئے اس کی شرٹ کو کندھے سے نیچے کھسکاتے اپنے ہونٹ رکھنے لگا۔۔ وہ اس کے کندھوں پہ اپنے جلیستے لب رکھتے مدہوش ہو رہا تھا۔۔ جبکہ نمل کا وجود اب کانپنا شروع ہوا تھا۔۔ اس نے المیر خان کو دور کرنے کے لیے خود سے دور کرنے کا سوچا۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھ نیچے کر گئی۔۔ المیر خان اس کی شرٹ جو مزید کھسکاتے مدہوش ہو ہی رہا تھا۔۔ کہ میز پہ پڑا موبائل بجننا شروع ہوا تھا۔۔ اس نے انگوڑ کرتے ہوئے اس کی شرٹ کو مزید کھسکانے کی کوشش کیں۔۔ لیکن وہ ناممکن تھا۔۔ جسے محسوس کرتے المیر خان نے نیچے کو ہاتھ لے جاتے اس کی شرٹ کے اندر کرنا چاہا۔۔ لیکن نمل اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ گئی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "و۔۔ و۔۔ و۔۔ ک۔۔ کال۔۔ آ۔۔ آرہی... "وہ گہرے سانس لیتے سرخ پڑتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے موبائل پکڑتے بنا دیکھے کال ریسو کیں۔۔ اور موبائل کان سے لگایا۔۔ "صوفیہ... "آریان کی آواز موبائل پہ گونجی تھی۔۔ المیر خان نے موبائل کان سے ہٹاتے ہوئے موبائل کی طرف دیکھا۔۔ "یہ تو صوفیہ کا ہے... "المیر خان سیدھا ہوا۔۔ نمل نے اس کے سنجیدہ چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ "بول.. "المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "صوفیہ کہاں ہے... "آریان کی آواز میں پریشانی تھی۔۔ "کیا ہوا.. "المیر خان نے اس کی بات کا جواب دینا ضروری

نہیں سمجھتا تھا۔ "چھوٹی امی کی طبیعت کافی خراب ہو گئی ہے... بابا کال ریسیو نہیں کر رہے... " آریان پریشانی سے بولا۔ المیر خان اسی لمحے بیڈ سے اٹھا۔ "میں ٹرائے کرتا ہوں.. " المیر خان نے اپنی شرٹ اٹھاتے ہوئے پہنی۔ "ک۔۔ کیا ہوا.. " نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ "تمہارا نکما باپ کال ریسیو نہیں کر رہا.. " المیر خان بول کر صوفے کی طرف بڑھا۔ اور اپنا موبائل اٹھایا۔ اس کی بات اس کے سر پہ سے گزری تھی۔ "چلو گی... یا نہیں... " اسے وہی بیٹھے دیکھ وہ دانت پیستے ہوئے

بولا۔ "آ۔۔ آئی.. " وہ بھی اسی لمحے بیڈ سے اٹھتے ہوئے اپنی چادر لیتے شرٹ ٹھیک کرتے باہر نکلی۔ صوفیہ جو اپنا فون لینے آرہی تھی۔ المیر خان کو اتے دیکھ وہی روکی۔ "لالا.. وہ.. " اس سے آگے وہ بول نہ سکی۔ "میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں... دو سیکنڈ میں آؤ.. " المیر خان زرغام کو مسلسل کالز کرتے ہوئے باہر نکلا۔ "کیا ہوا.. " صوفیہ نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "بابا فون ریسیو نہیں کر رہے.. " نمل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جو اسے المیر خان نے بتایا تھا۔ وہی بتایا۔ "کہیں پریشے کی طبیعت تو خراب نہیں ہو گئی.. " صوفیہ نے اسے لمحے تو کال لگایا۔ "اونو.. " نمل کو اب سمجھ آئی تھی۔ وہ جلدی سے باہر نکلی۔ صوفیہ بھی اپنے بالوں کو ہاتھوں سے ہی پیچھے کرتے باہر نکلی۔ المیر خان گاڑی میں بیٹھا ہوا۔ ان کا انتظار کر رہا تھا۔ ان دونوں کے آتے ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کیں۔ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے دوسرے ہاتھ سے وہ زرغام کو کالز کر رہا تھا۔ نمل پریشانی سے موبائل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بیس منٹ کا سفر دس سے بارہ منٹ میں کرتے المیر خان کی گاڑی زرغام کے حویلی کے کارپیوچ میں روکیں۔ نمل صوفیہ جلدی سے نکلتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ آریان لاونج میں

ہی چکر لگا رہا تھا۔ "لالا چھوٹی امی.. "نمل کے اتنا بولنے کی دیر تھی۔ کہ آریان نے اوپر روم کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دونوں اوپر کی طرف بڑھی تھی۔

کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ نمل اور صوفیہ تقریباً بھاگتی ہوئی جیسے ہی اندر داخل ہوئیں، سامنے کا منظر انہیں پل بھر کے لیے ساکت کر گیا۔ پریشے بیڈ پر نیم دراز تھی، چہرہ پسینے سے تر، آنکھیں آدھی بند، اور ہونٹوں پر تکلیف کی لکیریں۔ بیڈ کے کنارے کے قریب فرش گیلا ہو چکا تھا۔ "چھوٹی امی!" نمل بھاگ کر ان کے قریب گئی، اس کے ہاتھ فوراً پریشے کے ماتھے پر پہنچے جو تپ رہے تھے۔ "یا اللہ خیر..." صوفیہ نے جلدی سے بیڈ کے دوسرے جانب سے تکیہ سنبھالا۔ "بہت درد ہو رہا ہے؟" پریشے نے بمشکل آنکھیں کھولیں، اور رندھی آواز میں بولی، "بچہ... آنے والا ہے... شاید ابھی... کوئی ڈاکٹر..." صوفیہ نے پریشے کی پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔ "لالا نے کال کر دی ہے! آپ فکر نہ کریں، ہم ہیں نا!" نمل نے اس کا ہاتھ تھام لیا، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ پریشے کی کراہ اب زوروں پر تھی۔ "فاطمہ! تولیہ، گرم پانی، اور صاف چادر لے کر آؤ، فوراً!" صوفیہ نے ایک ملازمہ کو جلدی سے آواز دی۔ ملازمہ تیزی سے باہر بھاگی۔ "گاڑی نکالیں؟ ہسپتال لے کر جائیں؟" آریان دروازے پر کھڑا گھبرا رہا تھا۔ نہیں آریان! یہ وقت نہیں ہے۔" صوفیہ نے نمل کی

طرف دیکھا، جو اب مکمل طور پر حواس سنبھال چکی تھی، "تم ہمت رکھو، ہمیں یہ کام خود کرنا ہو گا۔"

نمل نے اثبات میں سر بلایا۔ وہ فوراً بیڈ کے قریب ہو کر پریشے کی پوزیشن درست کرنے لگی۔ چھوٹی امی، آپ بس سانس لیتی رہیں، اور کچھ نہیں سوچیں۔ ہم سب ہیں آپ کے ساتھ۔۔۔" نمل نے مضبوطی سے پریشے کا ہاتھ تھام لیا۔ اریان بھی باہر کی طرف بڑھ گیا۔ زرغام جو کہ ابھی حویلی آیا تھا۔ المیر خان کو اور اریان کو یوں کھڑے دیکھ کر ان کی طرف بڑھا۔ "کیا ہوا ہے۔۔ بھئی۔۔" زرغام ہلکا سا مسکرایا۔ "سالے تیرا موبائل کہاں ہے۔۔۔ تجھے کب سے کالز کر رہے ہیں۔۔ پریشے کی حالت اتنی خر۔۔" ابھی اس کے الفاظ پورے نہیں ہوئے تھے۔ کہ زرغام اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ دروازہ زور سے کھلا۔ زرغام بانپتا ہوا اندر داخل ہوا، آنکھیں پریشے پر جمی تھیں، جو اب مکمل تکلیف میں تھی۔ نمل اس کے قریب بیٹھی بار بار "سانس، سانس لو" دہرا رہی تھی۔ "پریشے!" زرغام کی آواز میں بول تھا، جیسے زمین اس کے قدموں تلے سے نکل گئی ہو۔ پریشے نے کمزور نگاہوں سے زرغام کو دیکھا، اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"میں یہاں ہوں... پری!" زرغام تیزی سے اس کے قریب آیا، اور اس کا ہاتھ تھام لیا، جو پسینے سے بھگیا ہوا اور کپکپا رہا تھا۔ "ز۔۔۔ز۔۔۔زرغام۔۔۔م۔۔۔" پریشے کی آواز لرز رہی تھی۔ "میں تمہارے پاس ہوں میری جان.. "زرغام اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ اور اس کے بالوں کو سہلانے

لگا۔ تکلیف پریشہ کے چہرہ سے واضح تھی۔۔ جسے دیکھ زرغام کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔ "پری سانس
 لوں۔۔" زرغام نے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ پریشہ اس کا ہاتھ پکڑے چیخ رہی تھی۔۔ وہ اپنا سر
 دائیں بائیں تکیہ پہ مار رہی تھی۔۔ "آہہ۔۔" پریشہ اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے چیخنی
 تھی۔۔ "پری میری جان... ہمت کرو... " زرغام اس کی نم آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ لیکن
 اس سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ "ز۔۔ ز۔۔ ز۔۔" وہ تکلیف سے سسکتے ہوئے اس کا
 نام لے رہی تھی۔۔ "پاس ہی ہوں میری جان... " زرغام نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ وہ اس کی
 کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔ "میری جان... بس تھوڑی سی دیر... " زرغام نے اس کے ہونٹوں پہ
 نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ پھر اس کے چہرہ پہ جا بجا ہونٹ رکھنے لگا۔۔ کمرے میں ایک گونج دار چیخ کے
 ساتھ ہی جیسے لمحے تھم سے گئے تھے۔۔ پریشہ کا جسم کانپ رہا تھا، پسینے سے شرابور، بال ماتھے سے چپکے
 ہوئے۔۔ زرغام نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا، اس کی انگلیوں کی گرفت اتنی سخت تھی جیسے
 اس تکلیف سے بچنے کا واحد سہارا یہی ہو۔ اور پھر... ننھی سی جان کی پہلی آواز کمرے میں گونجی۔۔ ایک
 کمزور، پراثر سی رونے کی آواز گونجی۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔ وہ خود بھی بے یقینی میں
 تھی، ہاتھوں میں موجود سفید کپڑے میں لپٹی ہوئی، گلابی سی، نازک سی، روتی ہوئی چھوٹی سی جان کو دیکھ
 کر وہ جیسے پتھرائی کھڑی رہ گئی تھی۔ "بیٹی ہوئی ہے!" صوفیہ نے رندھی آواز میں کہا، اور آنکھوں سے
 خوشی کے آنسو پونچھے۔ زرغام، جو پریشہ کے چہرے پر جھکا ہوا تھا، ایک لمحے کو جیسے رک گیا۔ اس نے
 آنکھیں بند کیں، جیسے دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا ہو۔۔ "پری... ہماری بیٹی آئی ہے... " پریشہ کی

طرف جھک کر نرمی سے بولا۔۔ پریشے نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔ کمزوری، تھکن، تکلیف سب اس کے چہرے پر نمایاں تھی، لیکن آنکھوں میں ایک چمک تھی۔۔ ممتا کی چمک۔۔

"بیٹی... " اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، اور آنکھ سے ایک آنسو بہہ نکلا، جو خوشی کا تھا۔۔ لیکن دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہوں۔۔ صوفیہ نے ننھی سی شہزادی کو احتیاط سے گود میں اٹھایا، جیسے کوئی بیش قیمت خزانہ ہاتھ آ گیا ہو۔۔ "اتنی پیاری ہے لالا... " وہ زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "دیکھیں نا، بالکل آپ جیسی آنکھیں ہیں اس کی... "

زرغام نے بچی کی طرف ہاتھ بڑھایا، مگر جیسے ڈر رہا ہو کہ کہیں اسے کچھ ہونہ جائے۔۔ "مجھے... مجھے پکڑاؤ صوفیہ... " وہ دھیرے سے بولا۔۔ صوفیہ نے بہت نرمی سے بچی کو زرغام کی بانہوں میں تھمایا۔۔ زرغام نے جب اس ننھی جان کو اپنے سینے سے لگایا، اس کے آنسو خود بخود نکلنے لگے۔۔ "میری بیٹی... " وہ زیر لب بولا، اور اس کی ننھی سی پیشانی پر ہلکے سے لب رکھ دیے۔ "اب آپ آرام کریں، سب ٹھیک ہو چکا ہے... اللہ کا کرم ہے۔" صوفیہ نے پریشے کے چہرے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔ نمل نے زرغام سے بچی کو لیا۔۔ اور اس نے بچی کو دوبارہ نرم کپڑوں میں لپیٹا، اور پریشے کے قریب کر کے آہستہ سے اس کے سینے سے لگایا۔۔ بچی نے اپنی ننھی سی ہتھیلی سے ماں کے چہرے کو چھوا، اور پریشے کی آنکھوں سے پھر ایک آنسو بہہ نکلا۔۔ "تم نے میری دنیا بدل دی ہے، پری۔۔" زرغام نے وہ آنسو اپنی انگلی سے صاف کیا، اور نرمی سے بولا۔۔ پریشے ہلکا سی تھکن سی مسکراہٹ لیے مسکرا دی۔۔ نمل صوفیہ باہر نکلی۔۔ جہاں آریان، المیر خان کھڑے ہوئے تھے۔۔ "اتنی پیاری بیٹی ہوئی ہے.. اس کی آنکھیں بابا جیسی ہے.. " نمل خوشی سے بولی۔۔ اور جا کر آریان کے گلے لگ گئی۔۔ آریان نے نمل کے گرد حصار

بنایا۔ المیر خان مسکرایا۔ تبھی زرغام بچی کو گود میں اٹھائے باہر آیا۔ "بابا مجھے دے... " آریان
 جلدی سے آگے آیا۔ وہ چھوٹی سی بچی اپنی آنکھیں کھولیں سب کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی بڑی بڑی سبز
 آنکھیں گلابی سا چہرہ تھا۔ آنکھیں زرغام پہ، مگر نقوش سارے شاہ درجیسے تھے۔ "بابا.. " شاہ درجو کہ
 آریان کے روم میں سویا ہوا تھا۔ یوں سب کو اوپر کھڑے دیکھ کر ان کی طرف آیا۔ اور آریان کی بازو
 پہ ہاتھ رکھا۔ اریان نے شاہ در کو گود میں اٹھایا۔ "یہ دیکھو... یہ چھوٹی سی گڑیا... " آریان نے شاہ در
 کا چہرہ بچی کی طرف کیا۔ "یہ میری بہن ہے... " شاہ در نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اریان
 نے ہمی میں سر ہلایا۔ "کتنی پیاری ہے... " شاہ در اس کے گال پہ ہاتھ رکھا۔ اس کے نرم و ملائم گلابی
 گالوں پر ہاتھ رکھتے مسکرایا۔ اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ المیر
 خان نے اسے اپنی گود میں لیا۔ "اولے اولے پالا بچہ... " المیر خان پیار سے بولا۔ تو بچی بھی مسکرا
 دی۔ "عالم کے دو بیٹے ہوئے ہیں.. " زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "واہ
 بھئی... " المیر خان مسکرایا۔ "المیر خان نے پیسے نکالتے بچی کے سر سے صدقہ دیا۔ اور اس کے کان
 میں اذان دی۔ "تو اسے پکڑ جا کر اندر پریشے کا خیال رکھ... " المیر خان زرغام کو بچی دیتے ہوئے
 بولا۔ "تم ساتھ نہیں چلو گی... " المیر خان نے نمل کو یوں کھڑے دیکھ کر پوچھا۔ "نہیں میں یہی
 روکوں گی.. " نمل خوشی سے بولی۔ "اب تمہارے باپ کا ہر سال یہی سین چلے گا... تو کیا ہر سال یہی
 روکوں گی.. " المیر خان اسے گھورتے ہوئے بولا۔ اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ نمل کا یہاں
 روکنا۔ نمل اس کی بات پہ سرخ ہوئی تھی۔ جبکہ صوفیہ نظریں جھکا گئی۔ "بکو اس تو سوچ سمجھ کر کیا
 کر... " آریان نے المیر خان پہ قہر برستی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ اسے اپنی بہن اور منکوحہ کے سامنے ایسی

بات کرنا پسند نہیں آیا تھا۔ "کوئی کچھ کہہ رہا تھا..." المیر خان نے کندھے اچکاتے ہوئے نظریں
 گھومائی۔ "تم روک جاؤ..." آریان نے صوفیہ کے قریب ہوتے اس کے کان میں سرگوشی
 کیں۔ صوفیہ نے حیرانگی سے پیچھے دیکھا۔ "تم پاگل ہوں.." صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔ "چلے
 صوفیہ..." المیر خان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ "ج۔۔۔ جی لالا.." صوفیہ نے اپنا چہرہ المیر خان کی
 طرف کیا۔ آریان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اس کی سانسیں روکنی شروع ہوئی تھی۔ "باہر آ جاؤ.." المیر
 خان باہر کی طرف بڑھا۔ "ہاتھ چھوڑو میرا..." صوفیہ نے اپنا ہاتھ چھروانا چاہا۔ "یار تمہارے بھائی کو
 کیا مسئلہ ہے..." آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "بھائی کو جو بھی مسئلہ ہے... ابھی تم چھوڑ دو... ورنہ
 تمہیں بہت ہوگا..." صوفیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیوی ہوں میری جو چاہے کر سکتا
 ہوں..." آریان نے اسے اپنے قریب کیا۔ "اہم... اہم.." نمل نے اپنا گلہ کھنگارتے ہوئے اپنے
 ہونے کا احساس دلایا۔ صوفیہ اس سے دور ہوئی۔ "یار.." آریان نے اسے جاتے ہوئے
 دیکھا۔ "ویسے لالا.." نمل آریان کے قریب آئی۔ "آپ کو چاہیے اب ہمیں ٹریٹ دے..." نمل
 نے شاہ در کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کس چیز کی ٹریٹ.." آریان نے بھی ان کے قریب بیٹھتے
 ہوئے شاہ در کے آگے سے کینڈی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ "گندے آریان... میری چیز کیوں کھا رہے
 ہوں..." شاہ در نے اس کی بازو پہ تھپڑ مارا۔ "یار لا کر بھی تو میں ہی دیتا ہوں..." آریان نے اس کے
 گال کھینچتے ہوئے کہا۔ "لالا وہ بچی کہاں گئی..." شاہ در نے آریان کی طرف دیکھا۔ "روم میں
 ہے..." آریان نے اس کے گال پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں لے کر چلو..." شاہ در جلدی سے
 صوفیہ سے نیچے اتر ا۔ اور اوپر کی طرف بھاگا۔ "آرام سے..." نمل اسے یوں بھاگتے دیکھ کر

بولی۔۔ "نمل چلو... میں ابھی آیا.. "آریان اٹھ کر روم کی طرف بڑھا۔ اور نمل اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

زرغام پریشے کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ دروازہ کھولتے ہوئے بھاگ کر اندر آیا۔ زرغام اور پریشے کے درمیان ہی وہ چھوٹا سا وجود سوراہا تھا۔ "بابا... " شاہ در بھاگتے ہوئے بیڈ کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کے وہ اوپر چڑھتا زرغام نے اسے اٹھایا۔ "میر شیر... " زرغام اسے خود سے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بابا یہ میری بہن ہے... " شاہ در نے اس بچی کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ کو کچھ چاہیے.. " نمل پریشے کے قریب آکر بیٹھی۔ "نہیں.. " پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔ "میری چھوٹی اور بڑی بہن امی ابو کچڑے کے ڈبے سے اٹھا کر لائے تھے۔ " شاہ در کھلکھلا کر مسکرایا۔ اس کی آواز پہ سب مسکرائے تھے۔ "بری بات میری جان... ایسے نہیں بولتے... " زرغام نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اففف... " وہ اپنی پیشانی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "اب کیا ہوا... " زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔ "اب کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے گزارا کرنا پڑے گا۔ جو بھی ہے۔ جیسی بھی ہے، اب بہن ہی ہے۔ " وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ "اوئے... شیطان... " نمل نے اس کی طرف آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دیکھا۔ آریان دروازہ نوکڈ کر کے اندر آیا۔ "چھوٹی امی کیسی ہے آپ.. " آریان نے مسکرا کر وہی کھڑے پوچھا۔ "ٹھیک ہوں میں... " پریشے مدھم سی آواز میں بولی۔ "بابا وہ صدقے کے جو اپنے یہاں صوفے میں بکرے دیے جائے گے... " آریان نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"صوقہ نہیں ہوتا آریان، صدقہ ہوتا ہے... اور ہاں، کل صبح بکرے آئیں گے۔ دو بکرے چھوٹے، ایک بڑا۔" شاہدر کی آنکھیں چمکنے لگیں، "بابا! بڑا بکر امیرا ہو گا نا؟ میں اس کے ساتھ سیلفی لوں گا، اور اس کو آلو کھلاؤں گا۔" سب کا ہتھ بہ بلند ہوا۔ پریشے جو کمزوری کے باوجود مسکرا نے کی کوشش کر رہی تھی، اس کے لبوں پر بھی جان آگئی۔۔ "آپ ریسٹ کرے... میں اسے لے جاتی ہوں... "نمل شاہدر کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔ اریان بھی ان کے پیچھے ہی وہی سے واپس چلا گیا۔۔

کمرے میں اب خاموشی تھی۔ صرف دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک اور ننھی شہزادی کی ہلکی سانسوں کی آواز تھی۔ پریشے تھکن سے نڈھال، نرم تکیے پر نیم دراز تھی، اور زرغام اس کے قریب بیٹھا، بچی کو احتیاط سے اس کے پہلو میں لٹا چکا تھا۔ کمرے کی مدھم روشنی، بچی کے چہرے پر پڑتی، اسے ایک نورانی سا احساس دیتی تھی۔ زرغام نے نظریں پریشے کے چہرے پر جمائیں، اور بہت آہستگی سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔ "پری... " اس کی آواز میں ایک مان، ایک تھکن، اور بے پناہ محبت تھی۔ پریشے نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ "ہماری بیٹی... " اس نے کہا، جیسے ان دونوں کے درمیان موجود ہر خالی پن، ہر خلش، وہ ایک جملہ بھر گیا ہو۔ زرغام نے دھیرے سے اس کی پیشانی کو چھوا، پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم جانتی ہو... آج تم نے یہ تحفہ دے کر مجھے مکمل کر دیا ہے۔" زرغام بے حد محبت سے بولا۔۔ پریشے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ "میں نے تمہیں صرف دکھ اور تکلیف دیا... " زرغام کی آواز میں شرمندگی کا عنصر نمایاں تھا، "لیکن تم نے مجھے سب کچھ دے دیا۔۔ یہ بچی... ہمارا رشتہ... میرے بچوں کو ماں کا

پیار... اور وہ صبر جو شاید میں کبھی سمجھ ہی نہ پایا۔ "زرغام مسکرایا۔ پریشے نے اس کا ہاتھ تھام لیا، بہت دھیرے سے۔

"محبت صرف وہ نہیں ہوتی جو نظر آئے، زرغام۔ محبت وہ ہوتی ہے جو وقت کے ساتھ نبھائی جائے... میں نہیں جانتی کب مجھے آپ سے محبت ہو گئی... "اس کی آواز مدھم تھی۔ زرغام نے بچی کی طرف دیکھا، جو اپنی ننھی سی مٹھی بند کیے، سکون سے ماں کے پہلو میں سو رہی تھی۔ "میں چاہتا ہوں... وہ تم جیسی ہو۔ نرم، مضبوط، صابر۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں... اسے کبھی وہ خالی پن محسوس نہیں ہونے دوں گا جو شاید تم نے کبھی محسوس کیا۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔ پریشے بھی ہلکا سا مسکرا دی۔ زرغام نے اٹھتے پریشے کو ٹھیک سے بیڈ پہ لیٹایا۔ بچی کو اٹھا کر بے بی کوٹ میں ڈالا۔ اور پریشے کے قریب آتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے اس کے ہاتھوں کو چومنے لگا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 133_2

"کیا ضرورت تھی وہاں روکنے کی... زرغام اس کا پاس تو تھا نا!" المیر خان کی آواز میں وہی خفگی تھی جو محبت میں چھپی ہوتی ہے۔ بیڈ پہ پڑا تکیہ زور سے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ چہرہ تپ رہا تھا، ماتھے کی رگیں تن گئیں۔ "کیا ہے یار!" دوسرا تکیہ بھی اسی بے رحمی سے زمین کی نذر ہوا۔ ایک لمحے کو وہ کمرے میں

چکر کا تار ہا جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو، پھر جیکٹ جھاڑ کر بیڈ پر پھینکی اور خود بھی اس پر ایسے گرا جیسے جنگ ہار گیا ہو۔ "قسم سے دل چاہ رہا ہے، جا کر اس زر غام کے بچے کی جان ہی لے لوں... بندہ ہے یا مقناطیس؟"

چہرہ تکیے میں چھپا کر بڑبڑایا، "ایک دفعہ بھی میرا نہیں سوچا.. ہو نہہ!" اس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اٹھ کر بیٹھا، "ویسے کیا ہی ادا ہے تھی اس کی... ذرا سا بھی میرا نہیں سوچا اور نہ باہر آ کر دیکھا مجھے۔ جیسے میں... میں... "ایک لمحے کو رک کر غور کیا، "اس نے میرا حال بالکل اس تکیہ کی طرح کیا ہے... جیسے میں کوئی تکیہ ہوں۔۔۔ جو اس نے پھینک دیا ہو زر غام کے صوفے پہ!" اپنی آواز میں نمی لیے المیر خان اس تکیہ کو گھورتے ہوئے بولا۔ پھر بیڈ سے اٹھتے اس تکیہ کی طرف بڑھا۔ "ارے بھئی! کبھی شادی مت کرنا... یہ بیویاں، یہ بیویاں تگنی کا ناچ نچاتی ہے... دیکھو جیسے مجھے ناچار ہی.. ایک پولیس والے کو.. "اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ "لیکن میں بھی تجھے نہیں اٹھاؤ گا.. جانتا ہے کیوں، کیونکہ میری بیوی نے میرا حال تمہاری طرح کیا ہے... "اب کا انداز بالکل خفا محبوب سا تھا۔۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا، انگلیوں سے چادر کو کچلتے ہوئے بولنے لگا، "فون کرتا ہوں اس سالے ہوں.. اور کہتا ہوں کہ بھئی میری بیوی چھوڑ کر جاؤ.. ورنہ میں بھی وہی آ جاؤ گا.." بول کر خود ہی شر مندہ ہو کر ہنس پڑا، یار میں پاگل ہو رہا ہوں، سچ میں۔

جب وہ پاس ہوتی ہے نا، تو بھی دل بے چین، اور جب دور ہو... تو بیڈ بھی خالی، دل بھی خالی... "اس نے بے بسی سے کہا۔ "یار میں چائے کیسے پیوں گا، اس کا بنا... "اس نے اپنی کینٹی پیہ انگلی رکھتے ہوئے سوچا۔ "مطلب اب جب تک وہ یہاں نہیں ہے.. میں چائے بھی نہیں پی سکوں گا.. ہائے نہ بیوی، نہ

چائے... ہائے ہائے... "المیر خان نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔" لیکن اب کیا کرو یا ر... "اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔ پھر اچانک چونکا، "نہیں نہیں! میں خاموش نہیں رہوں گا۔ ویڈیو کال... ہاں ویڈیو کال! وہ کرو گا..." اس نے جلدی سے موبائل اٹھایا۔ لیکن لمحے بھر میں رک گیا۔۔۔ "نہیں یار، ویڈیو کال سے پہلے بال بنالیتا ہوں، کہیں میری خوگوشنی نے سوچ لیا کہ دوری میں میں سست اور بورنگ ہو گیا ہوں!" وہ سر کھجا کر بولا۔ پھر وہ آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ہاتھ سے بالوں کو ایک طرف سمیٹتے ہوئے بغور خود کو دیکھا، پھر ناک چڑھاتے ہوئے منہ بنایا۔ "یہ کیا حال کر لیا ہے میں نے... میری خوگوشنی دیکھے گی تو یہی کہے گی کہ میرے ہوتے ہوئے بھی، المیر خان برباد ہو گیا!" اس نے فوراً کنگھی نکالی اور بالوں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ "یہ برش نہیں ہے، یہ تو عزت بچانے کی آخری کوشش ہے... ورنہ میری خوگوشنی کا قہری نظر دیکھنی ہو تو ایک بار فون پہ اسے میرا حال دکھا دینا!" وہ برش کرتے کرتے خود سے بڑبڑایا۔ "ارے یار، یہ شرٹ تو وہی ہے جو نمل کو سب سے ناپسند ہے... کہتی ہے اس میں میں مدرسے کے مولوی لگتا ہوں۔" کپڑوں پر نظر ڈالی، پھر اپنی شرٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ وہ خود سے ہی کچھ بھی بولی جا رہا تھا۔ اور اس وقت وہ کوئی پاگل سالک رہا تھا۔ پھر جلدی سے الماری سے ایک دوسری شرٹ نکالی، نیلے رنگ کی۔ یہ نمل کا فیوٹرٹ کلر تھا۔ "آہا! یہی پہنو، تاکہ وہ بھی جانے، میں اُسی کا ہوں، اور اُسی کی پسند پہ چلتا ہوں۔" شرٹ پہنتے ہوئے اس کے چہرے پہ شوخی واپس آگئی تھی۔ تیار ہو کر موبائل ہاتھ میں پکڑا اور جیسے ہی ویڈیو کال کا بٹن دبانے لگا، دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ المیر فوراً چونکا، "اوہ ہو! کہیں نمل تو نہیں؟ نہیں، وہ تو

زرغام کے ہاں ہے... "وہ آگے بڑھا اور دھیرے سے دروازہ کھولا، تو باہر کھڑا ملازمہ ہاتھ میں چائے کی
ٹرے لیے تھا۔

"صاحب، چائے؟" المیر نے چائے کو دیکھا، پھر اوپر کی طرف دیکھا۔ "چائے... وہ بھی میری
خرگوشنی کے بغیر؟ لے جا بھائی، لے جا، دل میں زہر گھولو گے کیا؟" وہ اسے واپس جانے کا اشارہ کرتے
ہوئے بولا۔ پھر لمحے بھر کورکا، "ویسے چھوڑو، رکھ دو... جب تک وہ نہیں آتی، تب تک چائے میں
نمک ڈال کے پینا ہی مناسب ہے!" گہرے سانس لیتے واپس اندر کی طرف بڑھا۔ ملازمہ نے المیر خان
کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے بس ہمی میں سر ہلایا۔ اور چائے رکھتے باہر نکل گئی۔ "ہائے اللہ
جی، کہیں صاحب جی کا کیس حل کرتے کرتے دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.. ملازمہ خود سے بڑبڑاتے
ہوئے باہر نکلی۔ المیر خان چائے لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اور دوبارہ موبائل اٹھایا، پھر گہری سانس
لی۔ "یار... ویڈیو کال؟ یا آڈیو؟ اس نے خود سے ہی سوال کیا۔ "نہیں نہیں، ویڈیو... تاکہ وہ میری
حالت دیکھ کے تھوڑا ترس کھائے۔" اس نے چائے کا ایک سیپ لیتے ہوئے کہا۔ "چائے بھی بنانی
نہیں آتی.. "سر جھٹکتے چائے میز پر رکھی۔ اس نے فون ڈائل کیا، آنکھوں میں امید، چہرے پہ شرارت
اور موبائل کان سے لگایا۔ نمل نے فون اٹھایا، پردے کے پار سے جھانکتی وہ ہلکا سا
مسکرائی۔ "جی؟" بس ایک لفظ، اور المیر کا سارا غصہ، ساری خفگی، سب کچھ پگھل گیا۔ "جی؟" وہ
حیرت سے بولا، "بس اتنا سا؟ المیر خان حیرانگی سے بولا۔ اور پھر بے اختیار سے بول دیا۔ "میں یہاں
جنگ لڑ رہا ہوں اپنے جذبات سے، اور تم وہاں ایسے بات کر رہی ہو جیسے میں تمہارا شوہر نہیں، محلے کا
دودھ والا ہوں!" نمل کی ہنسی چھوٹ گئی۔ "اچھا اچھا، سنو تو... تم نے ایک بار بھی نہیں پوچھا کہ المیر

نے چائے پی یا نہیں؟ کیا بیوی ایسی ہوتی ہے؟؟" اس نے آواز میں خفگی لاتے ہوئے کہا۔ نمل مسکرائی۔۔ "آپ نے چائے پی لیں؟" نمل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اور اسی لمحے المیر خان نے چائے کے کپ کی تصویر اتار کے سینڈ کی۔۔ "دیکھو، چائے ہے... پر مزا نہیں ہے... کیونکہ میری چینی... مطلب تم... نہیں ہو!" وہ آنکھیں گھوماتے ہوئے بولا۔ "سو جائے.. مجھے لگتا ہے.. کہ آپ کو نیند کی ضرورت ہے.. "نمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "تم سونے لگی ہوں... "المیر خان کی آواز میں حیرانگی ہوں۔۔ "جی.. "وہ بس اتنا ہی بولی۔۔ "او کے سو جاؤ.. "المیر خان نے کال بند کیں۔۔ نمل نے فون کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر کندھے اچکاتے ہوئے لیٹ گئی۔۔ "اگر وہ بھی میرے بنارہ سکتی ہے تو میں بھی رہ سکتا ہوں۔۔ مجھے بھی پرواہ نہیں... "تکیہ اٹھا کر پیار سے بیڈ پہ رکھا۔۔ "کوئی نہیں... اے خدا سے تو ہی بتا دل نہیں لگتا میرا اس کا بنا... "وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے ہوئے بولا۔۔ اور پھر تکیہ میں چہرہ چپھا گیا۔۔

نمل بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے، خاموشی سے چھت کو تکتے ہوئے بیٹھی تھی۔ کمرے میں مدھم سی پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی جو سائید لیمپ سے نکل کر اس کے چہرے پر نرم سائے بکھیر رہی تھی۔ باہر صحن میں کہیں دور سے جھینگر کی آواز آرہی تھی، اور کھڑکی سے ہلکی ہوا آکر پردوں کو مدھم انداز میں ہلارہی تھی۔ مگر نمل کے اندر ایک سکون تھا جو کہیں کھو گیا تھا، اور ایک بے چینی تھی جو پل پل بڑھ رہی تھی۔ "نیند ہی نہیں آرہی... "اس نے آہستہ سے خود سے کہا، جیسے آواز صرف اپنے دل تک پہنچانی ہو۔ اس کی آنکھیں سست روی سے بند ہوئیں، پھر کھل گئیں۔ کچھ پل وہ یونہی خاموش بیٹھی رہی، پھر اس کی

نظریں موبائل کی طرف اٹھیں۔ "کہیں مجھے ان سے..." لفظ زبان پر آکر رک گئے۔ وہ جملہ مکمل نہ ہو سکا۔ ہونٹ ہلکے سے کانپے، مگر وہ چپ رہی۔ نظریں دوبارہ چھت کی طرف اٹھ گئیں، جیسے وہاں کوئی جواب چھپا ہو۔ "لیکن اگر ہو بھی گئی تو کیا..." اس نے آہستہ سے خود سے سوال کیا۔ اس کی آواز میں وہ بے نام سی الجھن تھی جو دل کو بوجھل کر دیتی ہے۔ "کیا وہ سو گئے ہوں گے؟" اس نے اوپر کی سمت نظریں کرتے ہوئے سوچا، جیسے وہ کہیں دور ان کی نیند کو محسوس کرنا چاہتی ہو۔ دل کی دھڑکن تھوڑی تیز ہوئی۔ کچھ دیر کے لیے وہ ساکت رہی، پھر آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا۔ ڈائل پیڈ کھولا، اور چند ہندسوں کو چھوا۔

"کال کر کے دیکھ لیتی ہوں..." وہ نرمی سے بڑبڑائی، جیسے خود کو تسلی دے رہی ہو کہ کچھ غلط نہیں کرے گی۔ مگر جیسے ہی نمبر مکمل ہونے کو آیا، اس کی انگلیاں رک گئیں۔ "نہیں..." اگر وہ سو گئے ہوں تو؟" اس نے دھیرے سے کہا، اور موبائل سکرین کو یوں دیکھا جیسے وہ خود سے سوال کر رہی ہو۔ آنکھوں میں ہلکی نمی سی تیرنے لگی۔ دل کے اندر ایک خالی پن سا جاگا، جیسے اُس کی طلب اور احتیاط کے بیچ کوئی گہری دیوار کھڑی ہو۔ وہ خاموشی سے موبائل کو واپس سائیڈ پر رکھ کر بیڈ کی پٹی کو تھامے، آنکھیں بند کر گئی۔ مگر دل جاگ رہا تھا، اور خیال... وہ تو اسی کے گرد گھوم رہا تھا۔ نیند تھی کہ آنکھوں سے دور جا چکی تھی۔۔

کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سفید رنگ کی شیفون پردے ہو اسے مدھم ہل رہے تھے۔ کہیں دور سے آتی اذان کی آواز نے لمحے بھر کو کمرے میں سکون کی لہر دوڑادی۔ زرغام، صوفے سے ٹیک

لگائے بیٹھا تھا، مگر آنکھیں مسلسل بیڈ پر لیٹی پریشے کے چہرے پر تھیں۔ اس کی سانسیں ہنوز تھکی ہوئی تھیں، آنکھیں بند تھیں، مگر ماتھے پر سکون تھا۔ زرغام کی گود میں ایک ننھی سی جان سو رہی تھی۔ اس کی اپنی بیٹی...

اس نے ننھی انگلی کو اپنی انگلی سے چھوا، وہ جھٹک سی گئی۔ زرغام ہنس پڑا۔ "ابھی سے غصہ؟ یہ تو بالکل پریشے پر گئی ہے!" اسی لمحے پریشے نے مدھم سی آنکھیں کھولیں۔ اور بمشکل مسکرا دی۔ "کیا دیکھ رہے ہیں؟" آواز کمزور تھی۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے پریشے کی طرف دیکھا۔ اور پھر اٹھ کر اس کے قریب آیا۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے پریشے کی طرف دیکھا، اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا، گود میں ننھی سی جان تھامے، اس کے بیڈ کے قریب آ بیٹھا۔ "دیکھ رہا ہوں... تمہیں، تم دونوں کو۔"

اس کی آواز میں سکون تھا۔ پریشے نے جھک کر بچی کو دیکھا، اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے۔ "کیا واقعی یہ... ہماری بے؟" زرغام نے سر بلایا، اور ننھی پریزادی کو اس کی ماں کے بازوؤں میں تھما دیا۔ "ہاں... تمہاری بھی بے، میری بھی... لیکن زیادہ تم پر گئی بے۔" زرغام پریشے کے ناک پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔ پریشے نے ہاتھوں میں تھامی ننھی سی جان کو دیکھا۔ بند آنکھیں، گلابی سا چہرہ، نرم پھول جیسے لب، اور نازک سی پلکیں۔ "اس کی آنکھیں آپ جیسی بے... پریشے نے زرغام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ زرغام ہلکا سا مسکرایا۔ "غصے میں تم پر گئی بے۔" زرغام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تمہیں ایک بات بتاؤں؟" زرغام جھکا، اور پریشے کے کان کے

قریب سرگوشی کی۔۔"میں نے اس کے لیے ایک تحفہ لیا ہے۔۔"وہ سرگوشی نما آواز میں بول رہا تھا۔۔کہ اس معصوم کی نیند نہ ٹوٹ جائے۔۔۔پریشے نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔زرغام نے ایک چھوٹا سا نیلے مخمل کا ڈبہ جیب سے نکالا۔ اور اسے کھولا، تو اندر چاندی کی ایک چھوٹی سی چین میں جھولتا ہوا دل کی شکل کا لاکٹ تھا۔ لاکٹ کے ایک طرف لکھا تھا۔۔

"My First Love – Baba"

پریشے کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ زرغام نے بچی کی چھوٹی سی کلائی میں وہ لاکٹ ڈال دیا۔ "یہ میری شہزادی کا پہلا تحفہ۔۔" زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "زرغام... پریشے کی آواز بھرا گئی۔۔" ہاں؟" زرغام نے چھوٹی سی بچی کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ "یہ لمحہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔۔" پریشے کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ "یہ صرف آغاز ہے... میری دنیا تو اب شروع ہوئی ہے۔۔" زرغام نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ "لیکن ہمیں بڑی نہیں ہونی چاہیے تھی... پریشے کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ زرغام نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کہ وہ کیوں ایسا بول رہی ہے۔۔" کیا ہوا میری جان... "زرغام نے پریشے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔ پریشے کی آنکھوں سے بہتے آنسو زرغام کے دل کو جھنجھوڑ رہے تھے۔۔ "جو آپ نے میرے ساتھ کیا... وہ... اس کی آواز رندھ گئی۔ الفاظ اس کے حلق میں اٹک گئے۔ زرغام کا دل لرز گیا۔ "پریشے۔۔۔" اس نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے، اور نظریں اس کے بھیگتے چہرے پر مرکوز کیں۔ "میں جانتا ہوں کہ میں نے پہلے تمہیں بیت تکلیف دی... "زرغام کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔ پریشے نے نظریں چرائیں۔ کمرے میں ایک پل کو

خاموشی چھا گئی۔ صرف اذان کی آخری مدھم صدائیں باقی تھیں، جو کمرے میں گونج بن کر رہ گئیں۔۔۔ زرغام نے بچی کو نرمی سے بیڈ پہ لٹایا۔۔۔ "پریشے... دیکھو میری طرف... میری جان... " زرغام اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔ پریشے کی پلکیں لرزیں، مگر اس نے نظریں نہیں اٹھائیں۔ "جو تمہارے دل میں ہے، وہ کہنا... میں سننے کے لیے تیار ہوں۔۔۔" زرغام کی آواز میں شکستگی تھی، کمزوری تھی۔۔۔ "جب آپ نے مجھے تکلیف دی۔۔۔ ایک پل کے لیے نہیں سوچا، کہ میں بھی انسان ہوں زرغام۔" پریشے آہستہ سے بولی۔۔۔ زرغام کا دل جیسے سینے میں دھڑکنا بھول گیا ہو۔ "پریشے... " وہ بس اتنا کہہ سکا۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔۔۔ "میں جانتی ہوں، آپ غصے میں تھے... " وہ رک گئی، سانس کھینچا، اور پھر ہلکی آواز میں گویا ہوئی، "لیکن وہ الفاظ... زرغام... وہ میری روح میں اتر گئے تھے... " پریشے کی آواز نرمی تھی۔۔۔ زرغام نے فوراً اس کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ "میں شرمندہ ہوں... بہت شرمندہ ہوں... اس وقت میں نہیں جانتا میں کیا کر رہا تھا... " زرغام کی آنکھوں کے سامنے وہ پل لہرائے تھے۔۔۔ پریشے نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔ "پھر بھی زرغام... آج جب میں اپنی بیٹی کو دیکھتی ہوں... تو دل میں ایک خوف سا اتر آتا ہے... " اس کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔ "کیسا خوف؟" زرغام کی آواز بھیگ گئی تھی۔ "کہ اگر کل کو کوئی مرد اس کے ساتھ بھی وہی کرے، جو تم نے میرے ساتھ کیا...؟" پریشے کے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔۔۔ "میں ماں ہوں زرغام، سوچ کر ہی میری روح کانپ اٹھتی ہے.. " پریشے کی آواز بھیگ چکی تھی۔۔۔ زرغام نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے۔۔۔ کہ اچانک دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔ "آجائے... " زرغام سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ "بابا آپ کا اور چھوٹی امی کا ناشتہ کمرے بھیج

دو.. "آریان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ہوں بھیج دو... نمل کہاں ہے.. "زرغام نے آریان کی طرف دیکھا۔ "بابا وہ ڈرائیور کے ساتھ چلے گئی... اسے ضروری کام تھا۔ "آریان نے وہی کھڑے جواب دیے۔ "اور شاہ در... "زرغام نے پریشہ پہ ایک نظر ڈالی۔ جس کے چہرہ پہ بھی بلیںکٹ تھا۔ "بابا اسے سکول بھیج دیا.. "آریان مسکراتے ہوئے بولا۔ "اچھا ٹھیک ہے... تم آفس چلے جانا.. میری ضرورت ہوئی تو کال کر لینا.. "زرغام نے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "جی بابا.. "آریان بول کر واپس چلا گیا۔۔۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 134_1

المیر خان کمرے میں بے چین قدموں سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ رات سے آنکھوں نے نیند آنے کے لیے پلکیں تک نہیں جپھکی تھی۔ "ہائے اللہ جی... یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟" وہ اچانک رُک کر آئینے کے سامنے کھڑا ہوا، اپنے بکھرے بالوں اور ہلکی سی تھکن سے بو جھل آنکھوں کو دیکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑایا۔ پھر ایک لمبی سانس لے کر پلٹا، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو، مگر اگلے ہی پل چہرے پر ہلکی سی شوخی اُتر آئی۔ جیب سے موبائل نکال کر نمل کی تصویر نکالی۔ اسکرین پر نمل کی تصویر روشن ہوئی تھی۔ تو آنکھوں میں ایک چمک سی آگئی تھی۔

"زرا تصویر سے تو نکل کے سامنے آہ، میری محبوبہ

میری تقدیر ہے، تو پچل کر سامنے آہ، میری محبوبہ

میری محبوبہ، میری محبوبہ، میری محبوبہ "

تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ مدھم اپنی سریلی آواز میں گنگنا نے لگا۔

"نہیں یاد کب سے، مگر میں ہوں جب سے

میرے دل میں تیری محبت ہے، تب سے

میں شاعر ہوں تیرا، تو میری غزل ہے

بڑی بے قراری مجھے آج کل ہے

بڑی بے قراری مجھے آج کل ہے

مجھے آج کل ہے "

اس نے تصویر پہ انگلی مسکراتے ہوئے گنگنایا۔ "ہائے اللہ، اگر اس کی یاد میں میں پاگل ہو گیا تو...؟" تصویر کو دیکھتے دیکھتے اچانک وہ ہلکا سا جھنجھلا کر بولا۔ "تو میں آپ کا علاج کر دوں گی۔" اسے اپنے پیچھے سے ایک نرم اور شوخ لہجے میں آواز آئی۔ وہ چونک کر پلٹا۔ ایک پل کو جیسے وقت تھم گیا ہو۔ نمل دروازے کے پاس کھڑی مسکرا رہی تھی۔ المیر کی حیرت چند لمحے رہی، پھر اس نے سنبھل کر مسکراہٹ اوڑھ لی۔ "تم کب آئی؟" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا۔ "جب آپ گنگنا رہے تھے..." وہ ہلکی چال سے اس کے قریب آئی۔ "اچھا تو تم نے سن لیا؟" وہ بیڈ کے کونے پر بیٹھتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بولا۔ "جی ہاں... اور آپ اچھا گاتے ہیں۔" نمل بھی دوسری

طرف بیٹھ گئی، ہنسی دباتے ہوئے بولی۔۔ "مجھے معلوم ہے... "المیر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔ "آپ کو پولیس جوائن کرنے کا کس نے مشورہ دیا تھا؟" اس نے آہستہ سے سوال کیا، مگر نظریں پاس رکھی میرے پڑی چائے پہ تھی، جس میں چائے کی ہلکی سی تہہ جمی تھی، شاید رات سے یوں ہی رکھی رہ گئی تھی۔ کمرے میں چائے کی مدھم سی پتخو شبوا بھی بھی پھیلی ہوئی تھی، جیسے کسی بات کا گواہ ہو۔ "میرا شوق تھا، جناب... "وہ مسکرایا۔۔ اس کی مسکراہٹ میں اعتماد بھی تھا اور ایک غیر محسوس سا فخر بھی۔ اس کے چہرے پر پڑنے والی دھوپ کی ہلکی سنہری جھلک اسے مزید پرکشش بنا رہی تھی۔ "مجھے لگتا ہے آپ کو سنگر ہونا چاہیے تھا... "اس نے آہستگی سے کہا۔۔ اس کی نظریں لمحہ بھر کے لیے المیر خان کی طرف اٹھیں، مگر فوراً جھک گئیں۔۔ شاید اپنے ہی احساسات سے گھبرا کر۔ "نہیں... "المیر خان کی آنکھوں میں ایک شرارت کی لہر اتری، "میں نے اپنی سریلی آواز تمہارے لیے بچا رکھی ہے... "اس کا لہجہ نیم سنجیدہ، نیم شوخ تھا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھا، اور اس کے وجود کے گرد ایک غیر مرئی سادائرہ کھینچ دیا، جس سے باہر نکلنے کی ہمت اس کے پاس نہیں تھی۔۔ "آ... آپ کو... چائے چاہیے ہوگی... م... میں لے کر آتی ہوں... "وہ ہڑبڑا کر بولی۔۔ اور بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ جیسے خود کو اس لمحے کی گرفت سے آزاد کر لے۔ لیکن اس کی کلائی ابھی پوری طرح آزاد نہ ہو پائی تھی کہ ایک مضبوط، مگر نرمی لیے لمس نے اسے روک لیا۔ المیر خان کی انگلیاں اس کی کلائی کے گرد ایسے جمی تھیں جیسے کوئی نازک خزانہ تھام رکھا ہو۔۔ وہ اس کا خزانہ ہی تو تھا۔۔ وہ اور بھی قریب آیا۔ اتنا قریب کہ اس کے سانس کی ہلکی سی گرمی، اس کی جلد پر محسوس ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں میں ایک گہری، اٹکی ہوئی نظر تھی... جو الفاظ سے کہیں زیادہ کچھ کہہ رہی تھی۔۔ "بھاگ کیوں رہی ہوں.. اب تو کچھ دیر میرے پاس روک

جاؤ.. "اسے اپنے قریب کرتے ہوئے وہ مسکرا کر بولا۔ اور اس کی گود میں سر رکھتے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے لگا گیا۔ نمل کو اپنی دھڑکنوں کا شور اپنے کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔ "تم سے کس نے کہا تھا، کہ وہاں روکو؟ وہاں زرغام تھا نہ، تم جانتی ہوں ایک پل بھی نہیں رہ سکا تمہارے بنا۔ ساری رات تمہاری تصویر دیکھ کر گزاری ہے، مجھے لگ رہا تھا کہ میں سانس نہیں لے سکوں گا۔ اگر تم مجھے نہ ملی۔۔ لیکن تم نہیں آئی۔۔ میں نے ہر لمحہ تمہارے نام کی مالا چپی ہے یہ ایک رات مجھ پر قہر بن کر گزری یہ ایک رات میرے لیے صدیوں سے لمبی تھی۔ نہیں رہ سکتا تمہارے بنا میں ایک پل تمہارے بنا نہیں رہ رہ سکتا ہوں مجھے چھوڑ کر مت جایا کرو۔" وہ اس کہ گردن کے گرد حصار بناتے اس کا چہرہ خود کے چہرہ کے قریب کرتے ہوئے بولا۔ اس کی خمار آلود آواز میں وہ کھو چکی تھی۔ کیا مقابل اس سے اتنی محبت کرتا تھا۔ کہ اس کے بنا ایک پل سکون سے نہیں رہ سکا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔ نمل کے ہاتھ بے اختیار المیر کے بالوں میں الجھ گئے، جیسے اس کے دل نے خود ہی یہ حرکت سکھا دی ہو۔ وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔ نمل کو اس وقت کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا، سوائے اس دھڑکن کے جو اس کی گود میں سر رکھے شخص کے وجود سے جڑی تھی۔ المیر نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی، جیسے اس لمحے کی سکون کو اپنے اندر محفوظ کر رہا ہو۔ "تمہیں پتا ہے، میری خرگوشی... " اس نے آہستہ سے کہا، "دنیا چاہے جتنی بڑی ہو، میرا سکون بس تم ہو۔" وہ آنکھیں بند کیے مسکرایا۔ نمل کی پلکیں ہلکی سی جھپکیں، دل جیسے ایک لمحے کو ٹھہر سا گیا۔ "اتنی بڑی باتیں مت کیا کریں،" وہ مدھم سی آواز میں شرم سے سرخ ہوتے ہوئے بولی، مگر آواز میں لرزش تھی جو اس کے دل کی کیفیت ظاہر کر رہی تھی۔ المیر نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف

دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں ایک عجیب سا یقین تھا۔ وہ یقین جو کسی وعدے سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ "یہ بڑی باتیں نہیں ہیں، یہ حقیقت ہے... تم میرے دل کی سب سے خوبصورت حصہ ہو۔" اس نے مسکرا کر اس کے ہاتھوں کو پھر سے ہونٹوں سے لگایا۔ نمل کا ہاتھ لمحہ بھر کو رک گیا، پھر اس نے ہولے سے المیر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ المیر کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ نمل نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔ "اب تم م کہیں نہیں جاؤ گی... وعدہ کرو۔" وہ اٹھ کر بیٹھا اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ نمل نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سر ہلایا۔ "گوڈ مائی ریٹ۔ جب تم میری بات مانتی ہو... دل چاہتا ہوں تمہیں سر سے پاؤں تک چوم لوں۔" وہ اسے اپنے قریب کرتے اسے خود میں بھینچ گیا۔ نمل کے گال دہک کے سرخ ہوئے تھے۔ لیکن وہ اپنا چہرہ جھکا چکی تھی۔ "رات سوئی نہیں۔" المیر خان نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔ "ن۔۔ نہ۔۔ نہیں تو۔۔ م۔۔ میں ت۔۔ تو سو گئی تھی۔" وہ لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔ "مطلب تم سو گئی تھی۔ لیکن خیر میں سو نہیں سکا۔ تمہاری اجازت ہوں، تو کچھ دیر سکون سے سو جاؤ۔" المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "ج۔۔ جی۔۔" نمل پیچھے کو ہوتے ہوئے بولی۔ المیر خان مسکرایا۔ اور اس کی گود میں اپنا سر رکھا۔ نمل اس کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے ہوئے اس کے چہرہ کے نقوش کو بغور دیکھنے لگی۔

جان عالم ورشاں کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ہاتھ میں پھلوں کی ٹریں پکڑے ہوئے۔ وہ ورشاں کو کھلارہا تھا۔ لیکن وہ کھا نہیں رہی تھی۔ "کھالوں یار۔" جان عالم نے سب کا ٹکڑا پکڑتے ہوئے ورشاں کی طرف بڑھایا۔ "نہیں۔" ورشاں نے نفی میں سر ہلایا۔ "کیا نہیں۔" جان عالم نے اسے گھور کر

دیکھا۔ "نہیں کھانا.." ورشاں نے جان عالم کا ہاتھ پیچھے کیا۔ جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "اوکے، تم ایسے نہیں مانو گی.." وہ اٹھ کر اس کے قریب ہوا۔ اور اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔ اس کے ہونٹوں کو آزادی دیتے ہوئے جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ ورشاں نے جلدی سے اپنا چہرہ پیچھے کیا۔ مگر جان عالم کی آنکھوں میں موجود نرمی اور ضد کے امتزاج نے اسے روک لیا۔ "جان خان..." وہ مدھم سی آواز میں بولی۔ جیسے شکایت بھی ہو اور ہچکچاہٹ بھی۔ جان عالم نے مسکرا کر اس کے ماتھے پر ہولے سے بوسہ دیا، "میں تمہیں کچھ کھلائے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے سیب کا ٹکڑا پھر سے اس کے ہونٹوں کے قریب کیا۔ ورشاں نے ایک لمحے کے لیے اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہی مان بھرے انداز، وہی ضد جو کبھی اسے ہنسادیتی تھی اور کبھی لاجواب۔ بالآخر اس نے آہستہ سے سیب کا نوالہ لے لیا۔ "دیکھا... ہو گیا نا؟" جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے نظریں جھکا لیں، مگر ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ "آپ اتنی ضد کیوں کرتے ہے؟" ورشاں نے منہ بنا کر کہا۔ "کیونکہ تم میری بیوی ہو، اور میں تمہیں خوش اور صحت مند دیکھنا چاہتا ہوں۔" جان عالم کا لہجہ سنجیدہ تھا، مگر اس میں محبت کی گرمی صاف جھلک رہی تھی۔ ورشاں نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا، جیسے دل میں کہیں اس کی یہ ضد اچھی لگ رہی ہو۔ "پتہ نہیں آپ اتنے خیال رکھنے والے کیوں ہے..." وہ مدھم سی آواز میں بولی۔ جان عالم نے ہلکا سا قہقہہ لگایا، "یہ سوال تمہیں شادی کے دن پوچھنا چاہیے تھا، اب تو عادت ڈال لو۔" جان عالم نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے سر ہلایا اور چپ چاپ سیب کا ایک اور ٹکڑا لے لیا۔ "جان خان بس.." ورشاں نے

جان عالم کی طرف دیکھا۔ "میری زندگی اب تمہارے دو دو بچے ہیں.. ان کو سنبھالنے کے لیے تمہیں اپنی صحت اچھی کرنی ہوگی.." جان عالم نے پیار سے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔ "آپ کو یاد ہے.. نا کہ آپ نے کہا تھا مجھے کالج ایڈمیشن لے کر دے گے.." ورشاں نے جان عالم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ "میری زندگی مجھے یاد ہے... تم سے کہیں کوئی بات بھول سکتا ہوں کیا؟" جان عالم نے اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگایا۔ "جان خان... آپ ہمیشہ مجھے یوں حیران کر دیتے ہیں۔" ورشاں نے نرمی سے ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے کہا۔

جان عالم نے مسکرا کر اس کے گال کو چھوا، "حیرت تو تم ہو، ورشاں... میری زندگی کی سب سے خوبصورت حیرت۔" جان عالم مسکرایا۔ "بس کریں، اتنی باتیں سن کر میں شرم جاؤں گی۔" ورشاں نے ہلکی سی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ "اور مجھے یہی تو پسند ہے،" "تمہاری یہ شرمیلی مسکراہٹ۔" جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا۔ ورشاں نے نظریں چرائیں۔ "کالج ایڈمیشن کب دلوائیں گے؟" اس نے دوبارہ پوچھا، جیسے اپنی بات پر اصرار کر رہی ہو۔ "جلد... بہت جلد۔" جان عالم نے یقین سے کہا۔ "میری زندگی، تمہارا خواب پورا کرنا میرا فرض ہے۔" جان عالم نے اسے لیٹاتے ہوئے کہا۔ ورشاں کے ہونٹوں پر مطمئن سی مسکراہٹ آئی۔ تبھی بے بی کوٹ میں سوئے بچے کی رونے کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ جان عالم نے بے بی کوٹ کی طرف نظر ڈالی۔ جان عالم نے فوراً اٹھ کر بے بی کوٹ کی طرف قدم بڑھائے۔ "اف، میرا شیر جاگ گیا۔" اس نے نرمی سے بچے کو اٹھایا، سینے سے لگاتے ہوئے ہلکے ہلکے جھولنے لگا۔ "میرے خیال میں یہ آپ کو مس کر رہا تھا۔" ورشاں نے مسکرا کر دیکھا۔ "ہاں، بالکل... میرے جیسا ضدی ہے۔" جان عالم نے ہنستے ہوئے کہا۔ بچہ اس کے

کندھے پر سر رکھے آہستہ آہستہ سکون میں آنے لگا، مگر پھر بھی ہلکی سی سسکی اس کے چھوٹے ہونٹوں سے نکل رہی تھی۔۔ لیکن ایک دم سے پھر سے وہ رونا شروع ہوا تھا۔۔ "مجھے لگتا ہے، کہ اسے بھوک لگی ہوئی ہے... " اس نے بچے کو آہستہ سے ورشاں کی گود میں دیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ "میری زندگی مجھ سے کیسی شرم.. " جان عالم نے دوسرے کو بھی گود میں لیا۔۔ اور

ورشاں کے قریب آکر بیٹھا۔۔ "ا۔۔ا۔۔اپ۔۔م۔۔م۔۔میری۔۔ط۔۔ طرف
د۔۔ دیکھے۔۔گ۔۔گے.. " وہ معصومیت سے بولی۔۔ اور پھر ورشاں نے ہلکی سی شرمندگی سے نظریں جھکا لیں، بچے کو سینے سے لگاتے ہوئے اس کے نرم بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ بچے کی ہلکی ہلکی سسکیاں جیسے آہستہ آہستہ تھم رہی تھیں، مگر اس کی نظریں جان عالم پر ایک پل کو بھی نہیں ٹھہریں۔ جان عالم مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا، جیسے اس لمحے کو دل میں نقش کر رہا ہو۔

"میری زندگی... تم یوں شرماتی ہو تو لگتا ہے کہ وقت رک جانا چاہیے، " وہ دھیرے سے بولا۔۔ اور بچے کے دوسرے ہاتھ کو سہلانے لگا جو چھوٹے چھوٹے پنچوں کی طرح مٹھی میں بند تھا۔ ورشاں نے ہلکا سا گہرا سانس لیا، جیسے اپنی دھڑکن کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "آپ نہ... ہمیشہ ایسی باتیں کر کے مجھے اور بھی گھبرا دیتے ہیں... " وہ مدھم آواز میں بولی۔

"گھبراہٹ نہیں... یہ تو محبت کا رنگ ہے، " جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "اور میرا فرض ہے کہ تمہیں ہر رنگ میں دیکھوں، چاہے وہ شرم ہو یا ہنسی۔ " جان عالم نے اس کے بال پیچھے کیے۔۔ بچہ اب آہستہ آہستہ سکون میں آگیا تھا، اس کے ننھے چہرے پر اطمینان کی ہلکی سی جھلک تھی۔ "یہ بھی آپ جیسا ہے... ضدی، مگر دل سے پیارا۔ " ورشاں نے آہستہ سے اس کے گال پر بوسہ دیا اور

دھیرے سے کہا۔۔ جان عالم نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "ہاں... اور تم اس کی ماں
 ہوں... یہ میرے لیے فخر کی بات ہے..." جان عالم نے اپنے چھوٹے سے بچے کا ہاتھ ہونٹوں سے
 لگایا۔۔ ورشاں نے نظریں جھکا لیں، مگر اس بار ہونٹوں پر مسکراہٹ زیادہ گہری تھی۔۔۔ "ان کے نام
 سوچ لیے آپ نے.." ورشاں نے جان عالم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "کل حویلی جائے
 گے... تب ہی نام رکھے گے، نامیری جان..." جان عالم نے اپنی گود میں بچے کی طرف دیکھا۔۔ جو
 پرسکون سا تھا۔۔ "جان خان.." ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "بولو میری زندگی..." جان
 عالم نے بھی اسی لمحے اس کی طرف دیکھا۔۔ "مجھے لگتا ہے، میں ان کو سنبھال نہیں سکوں گی.." اس نے
 ہونٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔ "میری زندگی میں تمہارے ساتھ ہوں نا... مل کر سنبھال لے
 گے.." جان عالم نے ورشاں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ اور اس بچے کو بھی ورشاں کی گود میں
 دیا۔۔ وہ اپنے دونوں بچوں کو دیکھتے مسکرا گئی۔۔ "کتنے پیارے ہے نا، بالکل مجھ پر گئے ہیں.." اس نے ان
 دونوں بچوں پہ نظر جمائے کہا۔۔۔ "آنکھیں اس کی مجھ جیسی ہے..." جان عالم نے آنکھیں چھوٹی
 کرتے ہوئے کہا۔۔ "آنکھوں کا کیا ہے.. وہ تو کسی پہ بھی چلی جاتی... لیکن یہ مجھ پر گئے ہے... ایسے جیسے
 صرف میں ہی ان کی ماں ہوں.." ورشاں ان پہ ہی نظریں جمائے بول رہی تھی۔۔ انہیں اپنی گود میں
 لیے اسے سکون مل رہا تھا۔۔ "ہاں ٹھیک ہے... تم ان کو کہنا مجھے پیار سے بابا بول دے.." جان عالم ہنسی
 دبائے بولا۔۔ تو ورشاں بھی مسکرا دی۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

ورشٹاں گہری اور پُر سکون نیند میں تھی، مگر جان عالم کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے سے ہٹی نہیں تھیں۔ دودن تھا، مگر اس کے لیے وقت جیسے وہیں ٹھہر گیا تھا۔ اس کے دل میں بس ایک ہی فکر تھی۔۔۔ ورشٹاں کو سکون ملے۔۔۔ ہلکی سی درد نہیں ہوں۔۔۔ وہ ابھی بھی ورشٹاں پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جب اچانک ورشٹاں ہلکا سا کراہی۔۔۔ "آہہ... " اس کی سانس میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔۔۔ جان عالم فوراً چونک کر اس کے قریب ہوا۔۔۔ "کیا ہوا؟ پین ہو رہی ہے؟ کہاں پین ہو رہی ہے؟" وہ ایک ہی سانس میں بول گیا، اس کی آواز میں بے چینی اور فکر صاف جھلک رہی تھی۔۔۔ "نہیں... " ورشٹاں نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔ "کل ہم واپس چلے جائیں گے... " ورشٹاں نے دھیرے سے کہا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک امید کی چمک تھی۔ جان عالم نے نرمی سے سر ہلایا۔۔۔ "پھر میں کالج جاؤ گی؟" ورشٹاں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ "پہلے ٹھیک ہو جاؤ، پھر آرام سے جانا۔" جان عالم نے ایک گہرا سانس لیا، پھر پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔۔ اس نے آہستگی سے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کیا، جیسے یہ چھوٹا سا لمس بھی اس کی محبت کی گواہی ہو۔۔۔ ورشٹاں ابھی کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ اسی لمحے دروازہ آہستہ سے کھلا اور ڈاکٹر اندر آئی۔ کمرے میں ہلکی سی خوشبو تھی۔۔۔ شاید کسی نئے پھولوں کے گلڈستے کی جو صبح ہی آیا تھا۔ ایک طرف شیشے کے پاس چھوٹا سا قریب رکھا تھا۔۔۔ جہاں دو ننھے فرشتے، ورشٹاں اور جان عالم کی زندگی، سکون سے سو رہے تھے۔ ان کے چہرے پر معصومیت کا ایسا نور تھا جو کمرے کی ساری تھکن کو مٹا دیتا تھا۔ آج وہ دنیا میں آئے ہوئے بالکل دودن کے ہو چکے تھے، اور جیسے ہر

لمحہ ان کی موجودگی، دونوں کے دلوں کو نئے خوابوں اور محبت سے بھر رہا تھا۔ ڈاکٹر مسکراتی ہوئی آگے
 بڑھی اور ورشاں کے بیڈ کے پاس کھڑی ہو گئی۔ "کیسی ہیں آپ آج؟" اس نے نرم لہجے میں
 پوچھا۔ "بہتر ہوں، بس تھوڑی تھکن ہے۔" ورشاں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "یہ تھکن
 بھی جلد ختم ہو جائے گی، بس آپ حویلی چلے۔" جان عالم فوراً اس کے قریب ہوتے ہوئے مدھم سی
 آواز میں بولا۔ ڈاکٹر نے ورشاں کا بلڈ پریشر چیک کیا، پھر ایک نظر کرسیب میں سوئے جڑواں بچوں پر
 ڈالی۔ "ماشاء اللہ دونوں بالکل ٹھیک ہیں، صحت مند ہیں... اور ایک جیسا پیارا چہرہ رکھتے ہیں۔" ڈاکٹر
 مسکرا کر بولی۔ "کم کیسز میں ہی ایسا ہوتا ہے.. لیکن آپ خدا کا شکر ادا کریں.. وہ مسکرا ان دونوں کی
 طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ورشاں نے ان کی طرف دیکھا۔ تبھی روم میں زل اور غزنوی بھی داخل
 ہوئے۔ غزنوی نے غازیہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اور نرس جان عالم کو ضروری ہدایات دیتے باہر جا چکی
 تھی۔ "کیسی ہے میری گڑیا..؟" غزنوی نے ورشاں کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے پوچھا۔ جان عالم
 غازیہ کو گود میں لے چکا تھا۔ "لالا یہ آپ کا اور ورشاں کا کھانا.. اس کے لیے یہ جو افروٹس.. زل نے
 غزنوی سے بیگ پکڑتے میز پر رکھا۔ "میں اور زل پریشے کی طرف جا رہے ہیں.. غزنوی بے بی کوٹ
 میں سے ایک بچے کو گود میں لیتے ہوئے بولا۔ "کیوں..؟" جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں
 سے دیکھا۔ "یار میں چھوٹی سی پری کا ماموں بن گیا ہوں.. غزنوی بچے کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 بولا۔ بچہ ہلکا سا سکما یا تھا۔ زل نے غزنوی سے بچہ پکڑا۔ "کل جب حویلی آ جاؤ گے.. کچھ دن بعد ان
 کے نام رکھے گے.. ساتھ ہی پریشے کی گڑیا کا نام بھی رکھے گے.. اس لیے سوچنا بھی مت خود کوئی
 نام.. غزنوی جان عالم ورشاں دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور دو سر اچھے جو کہ جان عالم کے پاس

تھا۔ جس کے گالوں پہ غازیہ ہاتھ رکھ رہی تھی۔۔ اسے گود میں لیا۔۔ "ہاں بھئی کیوں نہیں۔۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ کچھ دیر یوں ہی روم میں ان سب کی ہلچل چلتی رہی۔۔ پھر زمل غزنوی کے ساتھ غازیہ کو لیے چلے گئی۔۔

المیر خان نمل کی گود میں سر رکھے سویا ہوا تھا۔۔ وہ واقعی ہی رات نہیں سویا تھا۔۔ نمل اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔۔ جس سے شاید وہ اور بھی پرسکون ہوتا گہری نیند سویا تھا۔۔ نمل نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کی آنکھوں پہ انگلی رکھتے اسے نیچے کی طرف ٹریس کیا۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "پیارے تو ہے۔۔۔" اس نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ اور اس نے جھک کر اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ پھر اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ لیکن اگلے ہی پل المیر خان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ کرتے اس پہ جھکا۔۔ اس کے ہونٹوں پہ قفل لگا گیا۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھی۔۔ کہ کیا وہ واقعی ہی جاگ رہا تھا۔۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا۔۔ اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتے اس نے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرا۔۔ نمل کی پلکیں جھک چکی تھی۔۔ "کیا سویا ہوا، زیادہ پیار لگتا ہوں۔۔" اس نے اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔ "و۔۔ و۔۔ وہ تو بس یو ہی۔۔" اس نے پلکیں جھپکتے ہوئے کہا۔۔ المیر خان نے جھک کر اس کی ٹھوڑی کو شدت سے چومتے ہوئے اسے سرخ کیا تھا۔۔ "تمہیں میری حالت پہ ترس نہیں آتا۔۔" المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "نہیں آتا۔۔" وہ حیرانگی سے بولا۔۔ اب کی بار اس نے ہمی میں سر ہلایا۔۔ "پھر کیوں مجھے تڑپاتی ہوں۔۔" اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ لیکن وہ کچھ

بولی نہیں۔۔ "بائیو کی سٹوڈنٹ ہوں، کیا تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔" اس نے اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے
 پوچھا۔۔ نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "پریکٹیکل کر کے بتا دو۔۔" المیر خان نے مسکراہٹ دبائے
 پوچھا۔۔ "ن۔۔ نہیں۔۔ مج۔۔ مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے۔۔" وہ اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو کرتے
 ہوئے بولی۔۔ "اور کتنا وقت چاہیے۔۔۔۔" المیر خان اس کے قریب بیڈ پہ لیٹتے ہوئے بولا۔۔ "پ۔۔ پتہ
 نہیں۔۔" اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ کہ وہ کیا جواب دے۔۔ تو اس لیے یہی بول گئی۔۔ اس نے ایبرو
 اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کیا مجھ سے ڈرتی ہوں۔۔" اس نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے
 ہوئے پوچھا۔۔ "ش۔۔ شای۔۔ ید۔۔" وہ اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولی۔۔ "کیوں۔۔" وہ اب
 نظریں اوپر جماتے ہوئے بولا۔۔ لیکن اب کی بار اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ کچھ پل یوں ہی
 کمرے میں خاموشی رہی۔۔ پھر المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "کیوں ڈرتی ہوں۔۔" اس نے اس کی
 طرف دیکھے بنا پوچھا۔۔ "آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ ب۔۔ بھی۔۔ ج۔۔ چھ۔۔ چھوڑ دے گے۔۔" نمل کی آواز
 نم ہوئی تھی۔۔ المیر خان کچھ پل اس کی طرف دیکھتا رہا۔۔ پھر دھیرے سے اسے اپنے قریب کرتے اس
 کا سراپنے سینے پہ رکھتے اس کی کمر سہلانے لگا۔۔ "میں کیوں چھوڑو گا۔۔۔" وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے
 بولا۔۔ "س۔۔ سب۔۔ ج۔۔ چھوڑ دیتے ہیں۔۔" نمل کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔ "تمہیں ایسا کیوں
 لگتا ہے۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ اس کے چہرہ پہ سنجیدگی

تھی۔۔ "و۔۔ و۔۔ وہ۔۔ ب۔۔ بھی۔۔ ت۔۔ تو۔۔ ج۔۔ چھ۔۔ چھوڑ گ۔۔ گیا۔۔" نمل نے اس کا
 نام نہیں لیا تھا۔۔ لیکن المیر خان سمجھ گیا تھا۔۔ کہ اس نے بات عادل کی ہی کر رہی ہے۔۔ "مائی
 ریٹ۔۔ نکاح میں بہت طاقت ہے۔۔ نکاح دو انجان دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت ڈال دیتا

ہے.. "المیر خان نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔۔ نمل اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئی تھی۔۔ "جب ایسے دیکھتی ہوں، بہت پیار آتا ہے... "المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ "اگر ایسا تھا.. تو ب۔۔ ب۔۔ بابا نے ماما کو کیوں چھوڑا تھا.. "نمل کو اپنی آواز میں لرزش محسوس ہوئی تھی۔۔ یہ سوال وہ آج تک کسی سے نہیں پوچھ سکی تھی۔۔ جو وہ المیر خان سے کر چکی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے سوال پہ خاموش رہنا ضروری سمجھا تھا۔۔ "جواب دے... "نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جس کی نظریں اس کے ہاتھ پہ جمی ہوئی تھی۔۔ جس میں موبائل تھا۔۔ "جواب دے.. "نمل اٹھ کر بیٹھی۔۔ "مجھے نہیں پتہ... "المیر خان نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ اور اس کی بازو پکڑتے ہوئے اسے قریب کیا۔۔ "تم تھوڑی دیر سو جاؤ.. ریلکس کرو... "اس کا سر اپنے سینے پہ رکھتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں آپ کو پتہ ہے... "وہ پھر سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ "مجھے کیسے پتہ ہو گا؟" وہ حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "ک۔۔ کیو۔۔ نکلہ آپ بابا کے دوست ہے نا.. "اس نے جلدی سے سوچتے ہوئے جواب دیا۔۔ "پاگل ہو گئی ہوں.. دماغ کو سکون دو... اگر کل یونی جانا ہے... "المیر خان نے اسے پھر سے لیٹاتے ہوئے کہا۔۔ "آپ کیا کہنا چاہتا ہے کہ میرا دماغ خراب ہے... "وہ المیر خان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "ایسا تو نہیں کہا.. "المیر خان بھی اٹھ کر بیٹھا۔۔ "پھر کیوں کہا دماغ کو سکون ہو جائے گا... "اس نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "تمہیں یونی نہیں جانا چاہیے.. "اس نے بات بد لنی چاہی۔۔ "آپ کو اندازہ ہوں، تو ٹائم زیادہ ہو گیا ہے... "نمل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔ "اچھا جاؤ پھر جا کر چائے بناؤ... "اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اور موبائل پہ مصروف ہوا۔۔ "جاتی ہوں.. "وہ بیڈ سے نیچے اتری۔۔ "سنو... "المیر خان اسے

نیچے اترتے دیکھ کر بولا۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کپڑے بھی نکال دو۔۔" وہ ہلکا سا
 مسکرا کر بولا۔۔ وہ بس سر ہلاتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ اور پھر اس کے کپڑے نکالتے صوفے
 پہ رکھے۔۔ "آپ کو سچ میں نہیں پتہ۔۔" اس نے پھر سے سوال کیا۔۔ "کیا۔۔" وہ انجان بنتے ہوئے
 بولا۔۔ "آپ کو پتہ ہے، کہ میں کیا پوچھ رہی ہوں۔۔" اس نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ "نہیں۔۔۔ اور
 نہ ہی میں جاننا چاہتا ہوں۔۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔ "لیکن۔۔" وہ بولتے ہوئے خاموش
 ہوئی۔۔ "کیا لیکن۔۔" المیر خان نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کچھ نہیں۔۔۔" وہ بس
 اتنا بول کر باہر نکل گئی۔۔ اور المیر خان اپنا سر بیڈ کراؤن سے لگا گیا۔۔ اب وہ کیا بتاتا ہے۔۔ اس نے
 زرغام کا نمبر ڈائل کیا۔۔ لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ "سالہ۔۔۔ فون ہی نہیں اٹھاتا۔۔" اس نے موبائل
 سامنے دیوار پہ مارا تھا۔۔ اور اٹھ کر اپنے کپڑے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ دس منٹ بعد المیر
 خان چینج کر کے آیا۔۔ نمل روم میں تھی۔۔ چائے ٹبل پہ پڑی ہوئی تھی۔۔ اور نمل وہی قریب بیڈ پہ
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے قریب بیٹھا۔۔ لیکن نمل نے کوئی ریکشن نہیں دیا
 تھا۔۔ المیر خان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "میری خرگوشی۔۔" وہ پیار سے بولا۔۔ لیکن نمل اس کا ہاتھ جھٹکتے
 ہوئے بیڈ سے اٹھی۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے آ۔۔۔ اپ۔۔ س۔۔ سے۔۔ ک۔۔ کوئی بات نہیں
 کرنی۔۔" وہ پیچھے کو ہوتے دیوار سے جا لگی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے چہرہ پہ ہاتھ
 پھیرا۔۔ "کیوں۔۔۔" وہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔ "بس مجھ سے بات مت کرے۔۔۔" وہ اور بھی اس
 سے دور ہوئی۔۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ "وجہ جان سکتا ہوں۔۔" اس کا
 لہجہ سرد تھا۔۔ "نہیں کرنا چاہتی، تو مطلب نہیں۔۔ اس میں وجہ کی ضرورت نہیں۔۔" وہ بھی اس کی

آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی۔۔ "پیچھے ہٹے۔۔" وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ "تم میرا دماغ خراب کر رہی ہوں۔۔۔" المیر خان اس کی دونوں کلاںیاں پیچھے کمر پہ لوک کرتے ہوئے بولا۔۔ "میں نے کیا کیا۔۔۔" اس نے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ نرمی سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف کیا۔۔ "مجھے تم سے بات کرنے کے لیے تمہاری مرضی کی ضرورت نہیں۔۔۔" المیر خان کا لہجہ سرد تھا۔۔ نمل کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ اس نے اپنا چہرہ چھروانا چاہا۔۔ "میں تم سے محبت سے پیش آتا ہوں۔۔۔ تو مجھے مجبور نہیں کرو۔۔۔ میرا غصہ تم سہ نہیں سکوں گی۔۔" وہ بے حد نرمی سے اس کا چہرہ اپنی گرفت میں لیے بولا۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ اس کی نم آنکھیں دیکھتے وہ اسے چھوڑتے روم سے باہر نکلا۔۔ نمل وہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہچکیاں لینے لگی۔۔

صوفیہ ہاتھ میں جوس کا گلاس لیے لیپ ٹاپ پہ کوئی فائل چیک کر رہی تھی۔۔ اور ساتھ ہی آریان کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ وہ رات سے اس کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔۔ اس نے جوس کا گلاس رکھتے ہوئے موبائل پکڑتے آریان کو کال کیں۔۔ جو کہ دوسری بیل پہ ہی ریسو ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن آریان کچھ بولا نہیں تھا۔۔ "کچھ بولو گے۔۔" صوفیہ اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔ "کیا بولو۔۔" آریان کی سنجیدہ سے آواز موبائل پہ گونجی۔۔ "میں رات سے تمہاری کال کا انتظار کر رہی تھی۔۔ تم نے کال کیوں نہیں کیں۔۔۔" صوفیہ نے شکوہ کیا۔۔ "میں نے بھی کہا تھا۔۔۔ روک جاؤ۔۔ تم بھی تو واپس آگئی تھی۔۔" آریان نے بھی اس کے شکوہ کا جواب دیا تھا۔۔ "میں کیسے روک جاتی۔۔۔" وہ

حیرانگی سے بولی۔۔ "کیوں... ہماری حویلی میں کمرے نہیں ہے... یا پھر تمہاری حویلی میں سونے کی دیواریں ہے... "آریان کا لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔۔ "ایسا تو نہیں ہے.. میرا کہنے کا یہ مطلب ہے، کہ میں وہاں لالا کو کیا بول کر روکتی... "اس نے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کرتے ہوئے کہا۔۔ "بولنے کی ضرورت ہی کیا تھی... بیوی ہوں میری... "آریان نے جھٹ سے جواب دیا۔۔ "منکوحہ ہوں... "صوفیہ نے ہنسی دبائے کہا۔۔ "نکاح ہو گیا... تو مطلب بیوی ہی ہوں.. "آریان بیوی لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔ "اچھا چلو مان لیا... لیکن لالا کو تم بھی بول سکتے تھے... "صوفیہ نے سنجیدگی سے کہا۔۔ "وہ سالہ پہلے ہی میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہے... "آریان اس کے نام پہ بد مزہ ہوا تھا۔۔ "تم میرے لالا کو لالا بھی بول سکتے ہوں... "صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "میں اور اسے لالا... مجھے لگتا ہے، تمہیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے... "آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ "عزت کیا کرو... "صوفیہ نے آنکھیں گھومائی۔۔ "کس خوشی میں.. "آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ "تم ہنس کیوں رہے ہوں.. "صوفیہ اس کے ہسنے پہ چڑھتے ہوئے بولی۔۔ "کیونکہ تم مجھے ہنسار ہی ہوں... "آریان ابھی بھی ہنس رہا تھا۔۔ "میں نے ایسا کیا کہا... "صوفیہ حیرانگی سے بولی۔۔ "عزت.. اور وہ بھی اس سالے کی... واہ... واہ...

This is the biggest joke told in ...2025

آریان ہستے ہوئے بول رہا تھا۔۔ "آریان... "صوفیہ کا موڈ تھوڑا سا خراب ہوا تھا۔۔ "میری پیاری سی وائف... میرے گوڈ گفٹ... تم ایک آورڈڈ یسور کرتی ہوں... "آریان سر نہیں ہوتے ہوئے بولا۔۔ "کس چیز کا... "وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ "اس سال کے سب سے بہترین مزاحیہ مذاق کا... "آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ لیکن اب کی بار صوفیہ کال بند کر گئی۔۔ اور منہ بناتے ہوئے لیٹ

گئی۔۔ "سارا مواد خراب کر دیا۔۔" صوفیہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے چہرہ تک کمفرٹ لے گئی۔۔ اب اس کا ناشتہ کرنے کا اردہ بھی نہ تھا۔۔

غزنوی زل کے ساتھ زرغام کی حویلی میں داخل ہوا۔۔ تو آریان صوفیہ پہ بیٹھا ہوا ہنس رہا تھا۔۔ صوفیہ کی کال بند ہوئے تقریباً دس منٹ ہونے والے تھے۔۔ لیکن آریان کی ہنسی بند نہیں ہوئی تھی۔۔ غزنوی کو دیکھتے اس کی ہنسی کو بریک لگی۔۔ آریان آگے بڑھ کر غزنوی سے ملا۔۔ شاہ درجو کہ اس کے پاس ہی صوفیہ پہ بیٹھا تھا۔۔ غزنوی کی طرف بڑھا۔۔ "چاچو۔۔" اس نے غزنوی کا ہاتھ پکڑا۔۔ "جی چاچو کی جان۔۔" غزنوی نے جھکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "لالا پاگل ہو گئے۔۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔۔ "کیوں بھئی۔۔" غزنوی نے اسے گود میں لیا۔۔ اور لاونج کے صوفیہ پہ آکر بیٹھا۔۔ زل غازیہ کو صوفیہ پہ بیٹھاتے اس کے پاس بیٹھی۔۔ "لالا کب سے ہنسی جا رہے ہیں۔۔" اس نے غزنوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا ہوا۔۔ آریان۔۔ کوئی جو کر دیکھ لیا۔۔" غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "خدا نے اب اس نعمت سے نوازا دیا ہے۔۔ دیکھے بنا بھی ہنسی آ جاتی ہے۔۔" آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ غزنوی نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ تبھی زرغام نیچے آیا۔۔ ملازمہ اسے بتا چکی تھی۔۔ غزنوی اسے آتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا۔۔ "سالے کال بھی نہیں کیں۔۔" غزنوی غصے سے بولا۔۔ زرغام کے ہونٹوں سے ہلکا ہلکا خون نکلا تھا۔۔ زرغام نے بھی جوابی کارروائی کرنی چاہی۔۔ لیکن غزنوی نے اس کا مکہ اپنے ہاتھ میں بند کیا۔۔ "غلطی تیری ہے۔۔" غزنوی غصے سے بولا۔۔ "سالے اتنی رات گئے، کیسے کال کر دیتا۔۔" زرغام

اسے پیچھے جو دھک دیتے ہوئے بولا۔ "کیوں کیا میں اس وقت کال نہیں اٹھا سکتا..." غزنوی غصے سے بولا۔۔۔ "اچھا چل ریکس کر..." زرغام اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن غزنوی کو اس پہ غصے آیا ہوا تھا۔۔۔ "زل پریشے روم میں ہے..." زرغام زل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ اس کے سامنے غزنوی پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔۔۔ کہ زل رو پڑتی ہے۔۔۔ وہ ایک دفعہ پہلے بھی یہ غلطی کر چکا تھا۔۔۔ اور اس کا خمیازہ اس نے بھگتا بھی تھا۔۔۔ زل مسکراتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔ اس کے روم میں جاتے ہی زرغام نے غزنوی کے چہرہ پہ مکہ مارتے ہوئے اس کا گریبان پکڑا۔۔۔ میرے پاس فون نہیں تھا۔۔۔ کل گر کے ٹوٹ گیا... ورنہ تم سب سے کیوں چھپاتا..." اس نے پھر سے اس کے چہرہ پہ مکہ جڑا۔۔۔ "سالے... تو آریان سے کال کروادیتا..." غزنوی نے انکھیں گھومائی۔۔۔ "اب آگیا ہے نا، تو مر کیوں رہا ہے..." زرغام نے اسے گھورا۔۔۔ "سوچ کر بد عادی کر..." میری وجہ سے کتنی ہی لڑکیاں زندہ ہے..." غزنوی خان سے کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اریان انہیں دیکھتے ہوئے حیران ہو رہا تھا۔۔۔ "تو سوچ پھر آدمی دنیا میری وجہ سے ہی زمرہ ہے..." زرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "تجھ جیسا انسان کو کوئی اپنی بیٹی نہ دے..." غزنوی استغزیہ انداز میں بولا۔۔۔ "دیکھ پھر بھی تیری بہن میری بیوی ہے..." زرغام اسے دل جلانے والی مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "شکر کر تو میری بہن کا شوہر ہے... ورنہ میں آج تجھے اسی زمین کے اندر دفن کر جاتا..." غزنوی زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "میں نے بھی صبح خواب میں دیکھا... میں تیری جان لے رہا ہوں..." زرغام نے اس کے گلے کے قریب دونوں ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ غزنوی اس کی بات پہ مسکرایا۔۔۔ "میں تجھ جیسوں پہ اپنے ہاتھ گندے نہیں کرتا..." غزنوی نے

استنزیہ انداز میں کہا۔۔۔ "لیکن میں کر لیتا ہوں... "زرغام اپنی شرٹ کے کفن فولڈ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "پریشے سے ملنے جا رہا ہوں.. "غزنوی سڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اس نے آریان اور شاہدر کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم اسے اذان کے وقت کا سکول بھیج چکے ہوں... تو یہ یہاں کیا کر رہا ہے.. "زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بابا اذان کے وقت گیا تھا... اسی لیے جلدی چھٹی ہو گئی... "آریان ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ شاہدر بھی مسکرایا۔۔۔ "آریان تمہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا... اس کی پڑھائی کا ہرج ہو گا... "زرغام تھوڑا سا غصے سے بولا۔۔۔ "سوری بابا... نیکسٹ ٹائم نہیں ایسا ہو گا... "آریان شرمندہ ہوا تھا۔۔۔ "اچھی بات ہے... ملازمہ کو ناشتے کا بولو.. "زرغام بول کر صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ "جی بابا.. لیکن مجھے لگتا ہے... کہ اب آپ کو اپنی بہو کو لے آنا چاہیے... اب میں اتنا جوان ہو کر کچن میں جاتے ہوئے اچھا تو نہیں لگتا... آپ اپنے دوست سے بات کرے... "آریان زرغام کے قریب ہو کر بیٹھا۔۔۔ زرغام نے اسے ایبر واچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ "تمہاری ٹانگیں ٹوٹی تو نہیں ہوئی... کہ تم اچھے نہیں لگو گے... "زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ "بابا مجھے بھی تو بیوی چاہیے... "آریان بھی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ "تو مل جائے گی.. "زرغام پر سکون انداز میں بولا۔۔۔ اور موبائل میں مصروف ہوا۔۔۔ کچھ دیر یوں ہی خاموشی رہی۔۔۔ "بابا آپ کا دل نہیں کرتا، اپ میرے بچوں کو اپنی گود میں کھلائے... آپ کے بھی ہوتے پوتیاں ہوں... "آریان ہنسی دبائے بولا۔۔۔ زرغام جو کہ موبائل چلا رہا تھا۔۔۔ اس نے آریان کی طرف دیکھا۔۔۔ "تمہیں میری عمر لگتی ہے... پوتے پوتیاں کھلانے والی... "زرغام نے ایبر واچکاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔ وہ اس کی اس بات پہ حیران ہوا تھا۔۔۔ "یہ تو آپ کو پتہ

ہوں... "آریان نے کندھے اچکائے اور کچن کی طرف بڑھا۔" کیا میری اتنی عمر ہو گئی ہے... کہ میں پوتے پوتیاں کھیلوں... "زرغام نے کیمرا آؤن کرتے خود کو دیکھا۔۔۔" نہیں ویسے اتنی تو نہیں ہے... "اس نے خود کو ہی جواب دیا۔۔۔" اب تو بیٹا تیری چار سال تک بیوی نہیں آنے والی... "زرغام خود سے ہی بولا۔۔۔ اریان جو کہ واپس آ رہا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ "بابا میں تو مر جاؤ گا... "وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے روندیں سی آواز میں بولا۔۔۔" بیوی کے بنا کون مرتا... جن کی شادی نہیں ہوتی... کیا وہ زندہ نہیں ہوتے... "زرغام نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔" بابا... "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔" اپنے کام ابھی خود کرنے کی عادت ڈالو... "زرغام بولتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔" ہائے اللہ... اے میرے بچوں... تم لوگوں کا دادا تمہارے اس دنیا میں آنے میں خلل پیدا کر رہا ہے.. دعا کرو یا ر... "آریان اوپر کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" لالا... چار سال تک دعا قبول ہو جائے گی... "شاہ دراونچی آواز میں بولتے بھاگ گیا۔۔۔" بس یہی دن دیکھنا رہ گیا تھا... کہ اب میں اپنی چھوٹے سے بھائی سے بھی خلل ہو جاؤ... ہائے شادی کے لیے کتنا خلل ہونا پڑتا... آج پتہ چل رہا ہے... "آریان بے بسی سے بولتے ہوئے وہی بیٹھ گیا۔۔۔

---- "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 135_1

وہ صبح سے یوں ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کچھ کھایا نہیں تھا۔ چہرہ گھٹنوں میں دیے ہوئے وہ سسک رہی تھی۔ کمرے میں اس کی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ اس کی سسکیاں ایک پل کے لیے تھمی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل مدھم ہو چکی تھی۔ اور اسے کمرے میں قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ لیکن اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ المیر خان اس کے قریب آیا۔ "اٹھو بیڈ پہ چلو.." وہ مدھم سی آواز میں بولا۔ لیکن اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ وہ یوں ہی بیٹھی رہی۔ المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے مقابل کیا۔ نمل کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو رہی تھی۔ اس کا چہرہ پیسنے سے بھیگا ہوا تھا۔ چہرہ پہ کچھ بالوں کی لٹیں چسکی ہوئی تھی۔ اس کے گلے میں گلی بن کر معدم ہوئی تھی۔ المیر خان اسے خود سے لگایا۔ پھر اسے گود میں اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔ اور اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ "ایم ریلی سوری.." المیر خان سر جھکائے بولا۔ نمل نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کا جھکا سر دیکھتے اس نے اپنا چہرہ نیچے کیا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ المیر خان نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ "اگر کبھی خوف محسوس ہوں.. تو بس میرے گلے لگ جانا.. یہ نہیں پوچھو گا.. کیا ہوا.. بس سب سنبھال لوں گا.." المیر خان محبت بھرے لہجے میں بول کر اس کے قریب سے اٹھا۔ نمل نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔ وہ وہی پھر سے اس کے قریب بیٹھا۔ نمل کچھ کہے بنا اس کے سینے سے لگی تھی۔ اس نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔ المیر خان نے اس کی کمر کے گرد حصار بنایا۔ "ڈ۔ ڈ۔ ڈ۔ ڈ۔ ل۔ ل۔ لگتا ہے..." اس کے لب کپکپائے تھے۔ "کس سے لگتا ہے..." المیر خان اس کی کمر کے گرد حصار مضبوط کرتے ہوئے بولا۔ "لوگوں سے، خود سے، اور آپ سے.." وہ

کانپتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے گہرا سانس لیا۔۔ اور خاموشی سے اسے ریلکس کرنے
 لگا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ ب۔۔ ب۔۔ بابا۔۔ ک۔۔ ک۔۔ کی۔۔ ح۔۔ حویلی جانا ہے۔۔" اس نے ہلکی سی آواز
 میں کہا۔۔ "لے چلو گا۔۔" المیر خان نے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے
 کہا۔۔ "ک۔۔ کچھ۔۔ د۔۔ د۔۔ دن۔۔ و۔۔ وہاں روک جاؤ۔۔" اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف
 دیکھا۔۔ "روک جانا۔۔" المیر خان مسکرایا۔۔ "کھانا کھایا۔۔" المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے
 ہوئے پوچھا۔۔ "ن۔۔ نہیں۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "آؤ تمہیں کھانا بنا کر کھلاتا ہوں۔۔" المیر
 خان اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔ اور اسے لیے کمرے سے باہر نکلا۔۔ حویلی میں مدھم سی
 روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ حویلی کے لمبے، نیم روشن راہداریوں میں ان کے قدموں کی آہٹ گونج رہی
 تھی۔ نمل خاموشی سے المیر خان کے ساتھ چل رہی تھی۔۔ المیر خان نے ایک نظر اس کے چہرے پر
 ڈالی۔ آنکھوں کی سرخی، گالوں کی پھیکی رنگت اور چہرہ مر جھایا ہوا تھا۔۔ وہ سیدھا کچن کی طرف آیا۔ کچن
 میں نیم تاریکی تھی، کھڑکی سے آتی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ اس نے لائٹ جلائی، پھر نمل کو
 کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "یہاں بیٹھو۔۔ بس تھوڑی دیر میں کھانا تیار کر دیتا ہوں۔" المیر خان نے اس
 کے گال پہ محبت سے ہاتھ رکھا۔۔ نمل نے آہستگی سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اپنے ہاتھ گود میں رکھ لیے۔
 المیر خان نے فریج کی طرف بڑھتے فریج کھولیں۔۔ المیر خان نے فریج سے بیف نکال کر کاٹنے کے لیے
 کٹنگ بورڈ پر رکھا۔ چھری کی ہلکی ہلکی آواز کچن میں گونجنے لگی۔ ساتھ ہی اس نے کچھ سبزیاں نکالیں اور
 سنبھال کر دھونے لگا۔۔ نمل خاموش بیٹھی اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھ رہی تھی۔۔ اسے یہ سب کام
 آتے تھے۔۔ وہ حیران ہوئی تھی۔۔ اسے تو خود ایک کپ چائے بھی ابھی تک ٹھیک سے بنانی نہیں آئی

تھی۔۔ چولہے پر ہلکی آنچ جلائی، اور اس نے فرائے پین رکھتے اس میں آئل ڈالا۔۔ اس میں تیل گرم ہونے لگا تو خوشبو آہستہ آہستہ کچن میں پھیلنے لگی۔ المیر خان کبھی کبھار پلٹ کر اس پر نظر ڈالتا، پھر دوبارہ مصروف ہو جاتا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ ب۔۔ بیف۔۔ پسند نہیں۔۔" نمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے پاس کھڑا ہوا۔۔ اور اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھ کر اس کی طرف جھکا۔۔ "پھر کیا پسند ہے۔۔" المیر خان اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔۔ "وائٹ سوس پاستا، نگٹس کھانا ہے۔۔" وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ "شوہر ہوں، کہ شیف۔۔" المیر خان ہنسی دبائے بولا۔۔ "میں نے تو نہیں بولا، آپ سے کہ بنا کر دے۔۔ آپ نے بولا بنا دے گے۔۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔ "کافی ٹائم سے بنایا نہیں، بٹ میں کوشش کر سکتا ہوں۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ اور پھر سے فریج کی طرف پلٹا۔۔ المیر خان نے فریج کھولا اور اس میں سے پاستا، دودھ، کریم اور مکھن نکالا۔ ساتھ ہی چکن کا ایک چھوٹا سا پیس نکال کر الگ رکھ دیا۔ "یہ سب تمہارے لیے ہے۔۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔ نمل نے آہستہ سے اپنے بازو میز پر رکھ دیے اور چہرہ ٹیک کر اسے دیکھنے لگی۔ "آپ کو یہ سب بنانے آتا ہے؟" اس نے ہلکے حیرانی بھرے لہجے میں پوچھا۔ "آتا ہے نہیں۔۔ لیکن تمہارے لیے سیکھ سکتا ہوں۔" وہ چکن کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹتے ہوئے بولا۔۔ نمل کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "آپ اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیونکہ میری خرگوشنی کو بھوک لگی ہوئی ہے۔۔ اور شاید کھانا کھا کر تم مسکراؤ گی تو شاید میرا دن ٹھیک ہو جائے گا۔" المیر خان نے چیچ سے سوس ہلاتے ہوئے کہا۔۔ نمل نے نظریں جھکا لیں۔ چولہے پر ہلکی آنچ میں

پاستا اُبل رہا تھا، اور المیر خان بڑے آرام سے سوس تیار کر رہا تھا۔ چند منٹ بعد اس نے پلیٹ میں
 خوبصورتی سے وائٹ سوس پاستا رکھا، ساتھ ہی دو تین نگٹس سنہری رنگ کے فرائی کیے اور پلیٹ اس
 کے سامنے رکھ دی۔ "حکم کی تعمیل حاضر ہے، میڈم۔" اس نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ نمل نے
 آہستہ سے کانٹا پکڑا، اور پہلا لقمہ کھایا۔ المیر خان پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ ذائقہ جیسے زبان پر پگھل گیا ہو۔
 اس نے ایک پل کے لیے چہرہ اوپر اٹھا کر المیر خان کی طرف دیکھا، جو خاموشی سے اس کے رد عمل کا
 انتظار کر رہا تھا۔ "اچھا ہے..." اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "بس... اچھا؟" المیر خان نے مصنوعی
 شکوہ کیا۔ نمل کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، اور اس نے دوسرا لقمہ لے لیا۔ المیر خان کرسی
 کھینچ کر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ "مسکراتی رہا کرو.. اچھی لگتی ہوں.." المیر خان نے اس کے ہونٹوں پہ
 انگوٹھا پھیرتے ہوئے کہا۔ نمل چہرے سے اٹھی۔ "کیا ہوا.." المیر خان نے حیرانگی سے اس کی طرف
 دیکھا۔ "وہ آپ کو بھی تو بھوک لگی ہوں گی.." وہ بول کر شیلف پہ پڑے کٹنگ بورڈ پہ پڑے بیف کو
 اٹھاتے ہوئے چولہے کی طرف بڑھی۔ "تم بناؤ گی..." اس نے اس کے قریب آتے ہوئے
 پوچھا۔ "ظاہر ہے، یہاں میں ہوں، تو میں ہی بناؤ گی.." نمل نے اس پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے
 کہا۔ "ہاں... آپ کے لیے۔" نمل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور بیف کو کاٹنے لگی۔ المیر
 خان بازو سینے پر باندھے ایک طرف کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ "پہلی بار دیکھا ہے کہ کوئی میرے لیے کچھ
 بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔" اس نے نیم سنجیدگی، نیم شوخی میں کہا۔ "تو پھر یاد رکھیے گا... یہ پہلی اور
 شاید آخری بار نہ ہو۔" نمل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پہ المیر خان گہرا مسکرایا۔ یہ
 تو وہ بھی جانتا تھا۔ کہ اس کی خرگوشی کو کچھ بنانا نہیں آتا۔ اس نے قدم بڑھا کر اس کے پیچھے آکر

چولہے کا بٹن آن کیا۔ "یہ جل جائے گا اگر آگ پر دھیان نہ رکھا۔" اس نے بیف کا پیس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے خود پین میں ڈال دیا۔ نمل پلٹی تو قریب کھڑا المیر خان جیسے اس کی آنکھوں میں رک سا گیا۔ "آپ... ہمیشہ اتنا قریب آ جاتے ہیں۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔ پورے وجود میں لرزش پیدا ہوئی تھی۔ "کیونکہ فاصلے مجھے پسند نہیں۔" وہ دھیرے سے کہہ کر تھوڑا پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحے بعد بیف کی خوشبو کچن میں پھیلنے لگی۔ نمل نے نمک ڈالا، پھر مسالہ چھڑکا۔ "اب بس دو منٹ میں تیار ہو جائے گا۔" وہ جیسے خود سے ہی بولی۔ "اور پھر ہم دونوں ایک ساتھ کھائیں گے۔" المیر خان نے میز پر پلیٹیں رکھتے ہوئے کہا۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ المیر خان نے پیچھے سے اس کے قریب آتے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ نمل نے گردن گھوماتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "آ۔۔۔ آپ۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے۔۔۔" وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتے کچھ بولنا چاہ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ٹرین پکڑتے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اسے چمیر پہ بیٹھاتے ٹریں سامنے رکھی۔ اور خود بھی چمیر اس کے قریب کرتے بیٹھ گیا۔ المیر خان نے کھانا کھاتے ہوئے نمل کی طرف دیکھا۔ جو پلیٹ میں چیمچ گھوم رہی تھی۔ "کیا اچھا نہیں بنا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "نہیں تو، اچھا بنا ہے..." اس نے جلدی سے کہا۔ "پھر کھاؤ۔" المیر خان نے اس کے ہاتھ سے چیمچ پکڑتے اسے خود کھلانے کے لیے چیمچ اس کے ہونٹوں کے قریب کیں۔ نمل نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے تھوڑا سا ہاتھ نیچے کیا۔ اور کھالیا۔ "میرے ہاتھوں سے کھانے کا زیادہ مزہ آیا ہے۔" المیر خان اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔ "میں خود کھالوں گی۔" نمل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کے ہاتھ سے چیمچ لیا۔ اور کھانے لگی۔ کچن میں خاموشی تھی۔ کھانا ختم کرتے

نمل نے ساری ڈیشنراٹھائی۔۔ اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ المیر خان بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔۔ "جانا ہے، تمہیں زرغام کی طرف.. "المیر خان نے کمرے میں آتے ہوئے پوچھا۔۔ "جی.. "اس نے جلدی سے سر ہلایا۔۔ "چلو پھر میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں.. "المیر خان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔ "چھوڑ دیتا ہوں، مطلب... آپ مجھے اتنی سی بات پہ چھوڑ دے گے... "وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔۔ اس کے چہرہ پہ حیرانگی اور پریشانی تھی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "آپ تو مجھ سے محبت کرتے تھے... "اس کی طرف آتے ہوئے نمل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "تمہاری عقل کو سلام میری بیوی جان... "اس نے پیار سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ نمل اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ "بیوی جان.. میرا مطلب ہے.. کہ تمہیں زرغام کی حویلی میں چھوڑ آؤ.. کچھ وقت کے لیے.. "المیر خان اس کی عقل کی داد دیتے ہوئے بولا۔۔ "او، اچھا... "وہ جلدی سے بولتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ "یار اسے بائو میں رکھ کس نے لیا... "المیر خان نے مدھم سی آواز میں خود سے ہی پوچھا۔۔ "ٹیچرز نے.. "نمل نے ڈریسنگ روم سے نکلتے ہوئے جواب دیا۔۔ "داد دینی پڑے گی... جبکہ تمہیں علاج کی ضرورت ہے.. "المیر خان نے اس کی کنپٹی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ "آپ کو بھی تو رکھ لیا، پولیس میں ورنہ آپ کو بھی سنگر ہونا چاہیے تھا... "نمل ایک ادا سے بولتے باہر نکلی۔۔ "کمال ہے بھئی... "المیر خان سر جھٹکتے ہوئے باہر آیا۔۔ نمل پہلے سے ہی بائیک کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے بائیک پہ بیٹھتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ نمل نے بیٹھے ہی اس کی شرٹ زور سے پکڑی۔۔ اور آنکھیں بند کیں۔۔

المیر خان کی بانیگ زرغام کی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ تو نمل نے نیچے اترتے اندر کی طرف
 بڑھی۔۔ المیر خان بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ "اتنے شوخ کیوں ہو رہے
 ہوں۔۔" اریان خان، المیر خان کو دیکھتے ہوئے استنزیہ مسکرا کر بولا۔۔ "سسرال آیا ہوں... زراشان
 سے آنا چاہیے.. دولوگوں کو پتہ چلا.. کہ بھی داماد آیا ہے... "المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "یہ
 نہیں کہ پہلے آگئے بعد میں کہا، بھی بہن سے ملنا آیا ہوں.. "المیر خان اسے اس دن والی بات پہ ٹون
 کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل ان دونوں کو یوں الجھتے دیکھ کر اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔ "آہہ.. "وہ اوپر کی
 طرف بڑھی ہی تھی.. کہ اس کا پاؤں لڑکھڑایا تھا۔۔ لیکن اس نے رینگ کو پکڑا تھا۔۔ لیکن اس کا پاؤں
 کافی بری طرح سے لگا تھا۔۔ اس کی آواز سنتے المیر خان اس کی طرف بھاگا تھا۔۔ جبکہ اریان خان بھی اس
 کی طرف آیا تھا۔۔ "کیا ہوا نمل.. "اریان خان پریشانی سے بولا۔۔ "میری بیوی ہے... میں خود دیکھ
 سکتا ہوں... "المیر خان دانت بھینچتے ہوئے بولا۔۔ اریان کو بنا مزید بولنے کا موقع دیے۔۔ المیر خان
 نمل کو سہارا دیتے اوپر کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان نے دروازہ نوکڈ کیا۔۔ جسے شاہ در نے جلدی سے
 کھولا۔۔ نمل اور المیر خان دونوں اندر کی طرف آئے۔۔ زل پریشے کے پاس بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور
 اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی گڑیا تھی۔۔ "کیسی ہے بھابی.. "المیر خان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔ "جی
 میں ٹھیک ہوں.. آپ سنائے لالا.. "پریشے مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "بس جس کی شادی ہو جائے.. وہ
 کیا ہی سنا سکتا ہے... "المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے
 حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "لالا اب یہ تو غلط بات ہے.. "زل نے المیر خان کی طرف
 دیکھا۔۔ "کیوں میری بہن... "المیر خان غزنوی سے ملتے زرغام کے پاس بیٹھا۔۔ "کیا کیوں... تجھے

نہیں پتہ کیا... بیوی نہ ہوتی تو شوہر کنگال کیسے ہوتا... "غزنوی نے ہنسی دبائے کہا۔ زل نے حیرانگی سے منہ کھولتے اس کی طرف دیکھا۔ غازیہ جو کہ غزنوی کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے غزنوی کی طرف دیکھا۔ اور تینوں اٹھ کر نیچے آگئے۔ اب تینوں لاونج میں تھے۔۔۔ "توانج تیار ہو کے آیا اے، جیوں بندرا اپنے سورے اندالے... " (اس طرح تیار ہو کر آیا ہے، جیسے بندرا اپنے سسرال آیا ہوں۔۔) جان عالم کی پنجابی بھری آواز لاونج میں گھونجی۔۔ تو تینوں نے لاونج کے دروازے کی طرف دیکھا۔ اور تینوں کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ تینوں مسکرا کر کھڑے ہوئے تھے۔ جان عالم ان کے قریب آیا۔۔۔ "ورشاں پاس کون ہے... " غزنوی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "مورے آئی تھی... " جان عالم بیٹھتے ہوئے بولا۔ اور ٹبل پر سے جوس کا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 135_2

"ہم یہاں تجھ سے پہلے ہی بیٹھے تھے... اُس سال نے دو گھنٹے بعد ایک جوس کا گلاس دیا، اور وہ بھی کمینہ خود پی گیا... " غزنوی نے جان عالم کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کھانے کھانے پہ لکھا ہے دانے کا نام... " جان عالم نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ وہ جان بوجھ کر غلط بول رہا تھا۔

"دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے کا نام..." غزنوی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "دیکھ، تو یہ بات مانتا ہے، تو پھر یہ بھی مان لے... کہ اُس پہ میرا نام تھا۔" جان عالم نے سر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر صوفے سے ٹیک لگالی۔ "تو اتنا شوخ کیوں ہو رہا ہے؟" المیر خان نے ابرو اچکا کر اس کی طرف دیکھا۔ "آخر ایک ساتھ دو بچوں کا باپ بننے کا شرف ملا ہے۔" جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔ "اتنا مت اکر کہ بعد میں ڈاکٹر کی ضرورت پڑ جائے..." المیر خان نے استہزائیہ نظروں سے کہا۔ المیر خان کی بات پہ سب کا قہقہہ لاونج میں گونجتا تھا۔ جبکہ جان عالم اسے گھور کر رہ گیا تھا۔ غزنوی نے قہقہے کے بعد ہنستے ہنستے زرغام کو کہنی ماری۔ "یار، تو بیٹی کا باپ بن گیا ہے، اب ذرا سنبھل کے... آج سے تو مہمان کم اور گڑیا زیادہ دیکھنی پڑے گی۔" "تو کیا ہوا؟ میں نے کون سا باہر جا کے کھیلنا ہے، سب کچھ حویلی میں ہی ہے۔" زرغام نے آنکھیں سکیر کر جواب دیا۔ "ہاں، اور آج سے تیرے لیے کریو لگ گیا۔ بیٹی کی ماں تجھے اب رات گئے تک ہمارے ساتھ بیٹھنے نہیں دے گی۔" جان عالم نے فوراً موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ "ہاں بھئی، زرغام! اب تو یہ بھی سوچ کہ بیٹی کے بعد تیری جیب پہ بھی حملہ ہونے والا ہے... کپڑے، گڑیاں، جھولے..." المیر خان نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "اور شوہر کے لیے پرانے کپڑے ہی بچیں گے۔" غزنوی نے قہقہہ لگاتے ہوئے بات پوری کی۔ "تم لوگ خوشی منانے آئے ہو یا میرا مذاق بنانے؟" زرغام نے تینوں کو باری باری گھورتے ہوئے کہا۔ "دونوں کام ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔" جان عالم نے کندھے اچکائے۔ "نہیں یار.. تو بتا کیا جو انسان پہلے ہی مذاق ہوں.. اس کا مذاق ہم کیوں بنائے گئے..؟" المیر خان نے غزنوی، جان عالم کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ لاونج میں پھر سے قہقہہ گونجتا تھا۔

کچھ دن بعد

باہر کھڑکی سے ہلکی ہلکی رات کی تاریکی کمرے میں پھیل رہی تھی۔ زرغام بچی کو گود میں لیے کھیل رہا تھا۔ "میری شہزادی... " زرغام نے اس کے گالوں کو پیار سے چوما۔ شاہ دربیڈ پہ پریشے اور زرغام کے درمیان سو رہا تھا۔ زرغام نے اس کے گالوں کو پھر سے چھوا۔ تو اس ننھی سی گڑیا نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں اس کی انگلی پکڑی۔ اور مسکرائی۔ زرغام اپنی بیٹی کی ننھی سی ہنسی سنتے ہی خود بھی مسکرا اٹھا۔ اس کی انگلیوں کو پکڑنے والی وہ نازک سی گرفت جیسے اس کے دل تک اتر گئی ہو۔ "یہ دیکھو... بابا کی گڑیا بابا کو پہچانتی ہے نا؟" زرغام نے دھیرے سے بچی کی ناک چھوئی، اور وہ معصوم سی چہک اٹھی۔ پریشے جو بیڈ کے کونے پر ٹیک لگائے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ گہرا مسکرا اٹھی۔ شاہ در کروٹ بدل کر نیند میں کچھ بڑبڑایا۔ "بابا... یہ میری گڑیا کو مجھ سے زیادہ کیوں پکڑتے ہو؟" پھر آنکھیں کھول کر زرغام کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے بولا۔ "کیونکہ یہ ابھی چھوٹی ہے، تم تو بڑے ہو گئے ہو... اور بڑے بھائی بہنوں کو سنبھالتے ہیں۔" زرغام نے ہنس کر بیٹے کو اپنی طرف کھینچا۔ "میں اس کو چیز نہیں دوں گا... یہ سب کھا جائے گی۔" شاہ در نے ناک سکیر کر بچی کو غور سے دیکھا اور سنجیدگی سے بولا۔ "ارے ابھی تو یہ دودھ پیتی ہے، چیز بعد میں کھائے گی... اور وہ بھی تمہارے ساتھ۔"

پریشے نے ہنستے ہوئے شاہ در کو بازو میں لے لیا۔ "پری... تمہیں پتہ ہے، اس نے ابھی سے میری ناک پکڑنا سیکھ لیا ہے۔" زرغام نے بچی کو آہستگی سے جھلایا، اور بیوی کی طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ آپ پہ گئی ہے... بہت ضدی ہے" پریشے نے محبت سے مسکرا کر کہا۔ یعنی میں ضدی ہوں؟ "زرغام نے مصنوعی

براسا منہ بنایا۔ "ہاں، اور تھوڑے سے شوخ بھی۔" پریشے نے ہلکاسا چھیڑا۔ "ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں... "شاہ در جو سن رہا تھا، فوراً بول پڑا۔ "بس! اب تمہیں بھی ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کی اجازت نہیں ہے۔" زرغام نے فوراً بیٹے کی کمر پر ہلکاسا تھپکی دی۔ "میری ماما ہے... "شاہ در منظو طی سے پریشے کا ہاتھ پکڑا۔ "تمہاری ہی ہے.. "زرغام نے اس کی ناک کھینچتے ہوئے کہا۔ "بابا.. "وہ تھوڑا غصے سے بولا۔ "پری کل تمہیں داجی کی طرف لے جاؤ گا.. المیر بھی آجائے گا.. "زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اریان دروازہ نوکڈ کر کے اجازت لینے کے بعد اندر آیا۔ "کچھ

چاہیے... "زرغام نے اریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "وہ بابا... "آریان نے اپنے بالوں کو سہلایا۔ پھر پریشے پہ ایک نظر ڈالی۔ اور اسے آنکھوں ہی میں آنکھوں میں اشارہ کیا۔ جس سے پریشے کو اس کی سمجھ لگ گئی تھی۔ زرغام نے ان دونوں کی طرف بغور دیکھا تھا۔ "وہ آپ سے کچھ پروجیکٹ کے متعلق پوچھنا تھا... "آریان زرغام کے پاس جا کر کاؤچ پہ بیٹھا۔ "پوچھو... "زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔ "آپ کو نہیں لگتا کہ اب صوفیہ کو لے آنا چاہیے.. "پریشے نے خود ہی بات شروع کی۔ زرغام جو آریان کی طرف متوجہ تھا۔ اس نے پریشے کی طرف دیکھا۔ اریان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ جسے وہ اسی پل چپھا گیا۔ "دیکھتے ہیں.. "زرغام اتنا بول کر پھر سے آریان کی طرف متوجہ ہوا۔ "کیا پوچھنا ہے... "زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "میں آپ سے بات کر رہی ہوں.. "پریشے نے پھر سے زرغام کی بات کاٹی۔ "بابا آپ پہلے بات کر لے.. پھر میں آجاؤ گا.. خیال رکھیے گا چھوٹی امی.. "آریان مسکراتے ہوئے بول کر باہر نکلا۔ زرغام نے اس کی پشت کو گھورا تھا۔ کیونکہ وہ جان چکا تھا۔ کہ یہ آریان کی ہی زبان بول رہی ہے۔ "زرغام.. "پریشے نے شاہ

در کو بیڈ پہ بیٹھتے زرغام کی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔ "بولو پری جان.. " زرغام پیار سے بولا۔۔ "صوفیہ... " پریشے کے آگے بولنے سے پہلے ہی زرغام نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔ "ہم اپنی بات کرے.. " زرغام نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ "ابھی آریان، صوفیہ کی.. " پریشے نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔ "یار.. " زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "نکاح تو ہوا ہے نا.. پھر مسئلہ کیا.. " پریشے نے زرغام کا ہاتھ پیار سے پکڑتے ہوئے بولی۔۔ "کل بات کرو گا.. " زرغام نے آخر اسے ضد پہ اٹکے دیکھ کر کہا۔۔ "آئی لویو.. " پریشے نے زرغام کے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔ زرغام شاہ در کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے پریشے کے ہونٹوں کو ایک پل میں ہی چومتے ہوئے مسکرایا۔۔ پریشے کے گال سرخ ہوئے تھے۔۔ "آئی لویو ٹو.. " اس نے اس کے سرخ گالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "بابا.. " شاہ در چینخا تھا۔۔ "جی میرا بچہ.. " زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ "ماما کے پاس نہیں آنا.. " شاہ در اسے غصے سے بولتے پریشے کے دونوں ہاتھ خود پکڑتے زرغام کے ہاتھ پیچھے کرتے اس کے قریب لیٹ گیا۔۔ پریشے کچھ نہیں بولی تھی۔۔ زرغام نے شاہ در کی طرف دیکھا۔۔ "بیٹا تو سو جا.. پھر تجھے اٹھا کر چھوڑ آؤ گا.. " زرغام اسے وارنگ دیتے ہوئے بولا۔۔ لیکن شاہ در آنکھیں بند کرتے بس مسکرا دیا۔۔ پریشے بھی کندھے اچکاتے شاہ در کے قریب لیٹ گئی۔۔

المیر خان ابھی ہی حویلی آیا تھا۔۔ وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ اس نے دروازہ کھولا۔۔ خوشبو اس کی ناک سے ٹکرائی تھی۔۔ لیکن کمرے میں نمل نہیں تھی۔۔ "کیا وہ نہیں آئی.. " المیر خان نے خود سے ہی سوال کیا۔۔ پھر سر جھٹکتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا۔۔ فریش ہونے

کے بعد المیر خان یوں ہی آکر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اور لیپ ٹاپ نکالتے اس میں مصروف ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ جو کہ ناممکن تھا۔

نمل ابھی بھی سو رہی تھی۔۔ گیارہ بج رہے تھے۔۔ لیکن وہ تکیہ کو خود سے لگائے سو رہی تھی۔۔ بال اور معصومیت چہرہ پہ بکھری ہوئی تھی۔۔ اسے اپنے چہرہ پہ کسی کی سانسوں کی تپش محسوس ہوئی۔۔ تھوڑا سا کسمکاتے ہوئے اس نے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔ پھر اسے اپنے چہرہ سے ہونٹوں تک کسی کا لمس محسوس ہوا۔۔ اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں۔۔ اس کے قریب ہی المیر خان لیٹا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اسی لمحے وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔ "ا۔۔ا۔۔ا۔۔ اپ یہاں کیا کر رہے ہیں..." وہ حیرانگی سے بولی۔۔ "تمہیں دیکھ رہا ہوں.." المیر خان نے تکیہ پہ سر رکھتے ہوئے بولا۔۔ اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ نمل نے اپنے دوپٹے کے لیے نظریں دوڑائیں۔۔ جو کہ اسے کہیں نظر نہیں آیا

تھا۔ "آ۔۔ا۔۔اپ۔۔ک۔۔کب۔۔آئے؟" اس نے پلکیں جھپکتے معصوم سا چہرہ بناتے
پوچھا۔ "جب تم سو رہی تھی.. "المیر خان اب اپنے سر کے نیچے بازو رکھتے ہوئے بولا۔ "کب
سے.. "اس نے پھر سے پوچھا۔ "سوتے ہوئے بھی پیاری لگتی ہوں.. "المیر خان نے اس کے قریب
ہوتے اس کے چہرہ کے بال پیچھے کیے۔۔ نمل نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔ پھر اس کے عارض پہ
ہاتھ رکھا۔۔ جیسے ابھی خواب ہوں۔۔ "خواب نہیں ہے.. "المیر خان اس کے ہاتھ کی طرف دیکھ کر
بولا۔۔ "م۔۔م۔۔میں ف۔۔فریش ہونے.. "وہ جلدی سے بیڈ سے اتر کر بھاگی تھی۔۔ "تم ایسے سوتی
ہوں.. "المیر خان اس کے سفید سے لمبے سے گاؤن کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ جس سے اس کے نیچے کا جسم

کچھ حد تک واضح تھا۔ "جی، کیونکہ میرے کمرے میں کوئی آہ نہیں سکتا.. " وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف آبرو آچکا کر دیکھا۔۔ "تم ایسے کپڑوں میں کمفرٹ فیل کرتی ہوں.. " اس نے پھر سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔ "پہلے کرتی تھی... لیکن اب نہیں کر رہی... " وہ غصے سے بولتے واشر و م کی طرف بڑھی۔۔ المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ "کیوں نہیں کر رہی.. " المیر خان نے اس کی پیشانی سے پیشانی

ٹکائی۔۔ "کیونکہ... کیونکہ.. آ۔۔ اپ۔۔ ک۔۔ کرنے۔۔ ن۔۔ نہیں دے رہے... " اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بامشکل جواب دیا۔۔ "میں نے تو کچھ نہیں کہا... " المیر خان نے سنجیدگی سے کہا۔۔ "ا۔۔ ا۔۔ اپ۔۔ دیکھ۔۔ ر۔۔ ر۔۔ ہے.. " وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔۔ "تم سے دو دن کا بولا تھا... اتنے دن یہاں روکنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں.. " المیر خان نے کالج سوالیہ تھا۔۔ جس سے تھوڑی خفگی بھی ظاہر تھی۔۔ نمل نے المیر خان کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔ "وہ۔۔ ب۔۔ باباک۔۔ کے ساتھ اور چھوٹی امی.. پھر گڑیا کے ساتھ وقت کا پتہ ہی نہیں چلا.. " اس نے نیچے والا ہونٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔ "ٹھیک.. " المیر خان نے سر ہلایا۔۔ "کس می... " المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ "ج۔۔ جی.. " نمل نے اس کی طرف اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور بھی بڑی کرتے ہوئے دیکھا۔۔ "کس کرو... " المیر خان نے اس کی اتنی زیادہ کھولیں آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ نمل نے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور نظریں جھکا گئی۔۔ "یہاں کرو.. " المیر خان نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ "کردی نا.. " نمل نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ "یہاں رو کی تھی... اس کی سزا ہے.. " المیر خان مسکرا کر کہا۔۔ "نہیں... پیچھے ہٹے... " نمل اس کے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھتے

اسے پیچھے کر گئی۔۔ المیر خان اس سے پیچھے ہو گیا۔۔ "نہیں کرو گی۔۔" نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "اوکے۔۔" وہ کندھے اچکاتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔ "روک جائے۔۔ باہر بابا۔۔" اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ جا چکا تھا۔۔ نمل نے دروازہ بند ہونے کی آواز پہ آنکھیں بند کیں۔۔ اور پھر دروازہ کی طرف دیکھا۔۔ "کیا ناراض ہو گئے۔۔" اس نے دروازہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ "کیا رات سے ہی وہ یہی تھی۔۔" اس نے دروازہ کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے پوچھا۔۔ "میں سوتے ہوئے کیسی لگ رہی تھی۔۔ پتہ نہیں کپڑے خراب ہوئے ہوں گے۔۔ یا اوپر کمرٹ تھا۔۔ ہائے اللہ! کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔ مجھے سونا بھی نہیں آتا۔۔ کیا یہ مجھ پہ سوٹ کر رہا ہے۔۔ یا نہیں۔۔" خود کو مرار میں دیکھتے اتنے سوال وہ خود سے کر رہی تھی۔۔ "میں کیوں سوچ رہی ہوں۔۔ مجھے کیا۔۔" اس نے کندھے اچکائے۔۔ "مجھے لگتا ہے، محبت ہوں گی۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پھر اپنے چہرہ پہ دونوں ہاتھ رکھ گئی۔ "نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔" پھر خود سے ہی بولی۔۔ اور پھر فریش ہونے کے لیے چلے گئی۔۔ نمل فریش ہو کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ اور اپنے کیے کپڑے پسند کرنے لگی۔۔ اور پھر بلیک کلر کی فراک نکالتے ہوئے مسکرائی۔۔ اور جلدی سب سے زیب تن کیں۔۔ اور سر پہ دوپٹہ سیٹ کرتے باہر آئی۔۔ "آ جاؤ۔۔ نمل۔۔" زرغام نمل کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان جو کہ موبائل میں مصروف تھا۔۔ اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر کہیں دیکھنا ہی بھول گیا۔ وہ سانس لینا بھول گیا۔۔ بلیک کلر کی فراک جس پہ شیشے لگے ہوئے تھے۔۔ ریڈ کلر کے پھول اور سر پہ نفاست سے دوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔ چہرہ میک اپ سے پاک اور ٹھوڑی پہ چمکتے ہوئے تین تل۔۔ المیر خان کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے پاس پڑا گلاس اٹھا کر پیا۔۔ "تجھے کیا

ہوا... "زرغام اس کی حالت دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔" بس یوں ہی.. "المیر خان اپنے چہرہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔ لیکن المیر خان اپنا رخ موڑ گیا۔۔۔ نمل زرغام کے قریب آ کر بیٹھی۔۔۔ "کیسی ہے میری بچی.. " زرغام نے نمل کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ "ٹھیک ہوں بابا.. میں ناشتہ لگوا دو.. " نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ اور ایک نظر المیر خان پہ ڈالی۔۔۔ جس کا چہرہ اب نیچے تھا۔۔۔ پھر اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی۔۔۔ "بابا.. " شاہ در کی آواز پہ زرغام نے اوپر دیکھا۔۔۔ "اوپر آئے جلدی.. " وہ بول کر واپس بھاگ گیا۔۔۔ "میں ابھی آیا.. " زرغام اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔ زرغام کے جاتے ہی نمل نے روک کر المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "ناراض ہے.. " نمل اس کے قریب آتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن المیر خان کچھ نہیں بولا۔۔۔ "جواب دے.. " وہ پھر سے بولی۔۔۔ لیکن اب کی بار المیر خان اٹھا۔۔۔ نمل نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ "کیا ہے... بات بھی نہیں سن سکتے... " نمل غصے سے بولی۔۔۔ المیر خان نے ہاتھ باندھے اور اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بولو.. " اس کی آواز سنجیدہ تھی۔۔۔ "سوری.. " اس نے معصومیت سے کہا۔۔۔ لیکن المیر خان کچھ نہیں بولا۔۔۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اس کے پاؤں پہ پاؤں رکھتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھتے پیچھے ہونے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ المیر خان اسے سختی سے خود میں بھینچتے ہوئے اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔۔ اریان ابھی کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔ المیر خان کو اور نمل کو یوں لاؤنج میں دیکھتے وہ ایک پل کے لیے حیران ہوا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل المیر خان کی آنکھوں میں شوخی دیکھتے واپس روم میں چلا گیا۔۔۔ نمل کو اپنی سانسیں روکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ لیکن المیر خان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی نہیں بخشی تھی۔۔۔ اپنی

طلب پوری کرتے المیر خان نے اس کے ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔۔ نمل کے گال سرخ ہو چکے تھے۔۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن نمل اس کی طرف دیکھ نہ سکی۔۔۔ اور سرخ ہوتے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 136_1

زرغام اپنے ہاتھوں میں چھوٹی سی گڑیا اٹھائے پریشے کے ساتھ نیچے آیا۔۔۔ وہ پہلے سے بہتر تھی۔۔۔ شاہ در ان کے آگے بھاگتے ہوئے نیچے اتر اٹھا۔۔۔ المیر خان اسے دیکھتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بیٹھ گیا۔۔۔ "چاچو.. یہ دیکھو میری ایک اور بہن... یہ میرے پاس رہے گی.. " شاہ در المیر خان کے پاس آتے ہوئے بولا۔۔۔ المیر خان نے اسے پکڑ کر گود میں بٹھایا۔۔۔ "میں ابھی آئی.. " پریشے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔ زرغام اس پہ ایک نظر ڈالتے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔ "کینے.. تو بہت بغیرت ہے.. " المیر خان زرغام کے پاؤں پہ ٹھوکر مارتے ہوئے بولا۔۔۔ "او تیری.. " زرغام نے اسے گھورا۔۔۔ "مر جا تو.. " زرغام اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "سسر جی.. ابھی تو مجھے بہت سال جھیلنا ہیں.. " المیر خان گہری مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔ زرغام نے آنکھیں گھوماتے اپنی چھوٹی سی شہزادی کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔۔ "آریان.. " زرغام نے آریان کے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے اسے آواز دی۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے آریان روم سے باہر آیا۔۔۔ "جی بابا.. " آریان اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔ اور اس نے المیر خان کو

کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ لیکن المیر خان کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "خبیث.. " آریان
 منہ میں بڑبڑایا۔ "کچھ ہوا ہے کیا.. " زرغام المیر خان اور آریان کے چہرہ کے تاثرات دیکھتے ہوئے
 بولا۔ "کیا کچھ ہوا ہے.. " المیر خان نے بھی آریان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "نہیں
 بابا.. " آریان نے نفی میں سر ہلایا۔ اور زرغام کے ہاتھوں سے چھوٹی سی بچی کو گود میں لیا۔ "صوفیہ
 کہاں ہے.. " زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔ "حویلی.. " المیر خان نے شاہ در کے گال چومتے
 ہوئے جواب دیا۔ "حویلی کیوں.. وہ نہیں آئے گی.. " آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی
 سے پوچھا۔ المیر خان نے آبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ زرغام نے بھی اس کی طرف
 دیکھا۔ "کھانا لگا دیا ہے.. بابا.. " نمل اپنی انگلیوں پہ اپنے ڈوپٹے کو لپیٹتے ہوئے نظریں جھکائے
 کہا۔ المیر خان کی نظر اس کے چہرہ پہ جمی تھی۔ "آج کھانا کھا کر چلتے ہیں.. " زرغام نے المیر خان کے
 کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ "نہیں.. یار.. " المیر خان نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا۔ "آج تجھے تیرے
 سسرال میں پہلی دفعہ کھانا کھلاؤ.. " زرغام نے ہستے ہوئے کہا۔ المیر خان بھی ہنس دیا۔ اور اس کے
 ساتھ ہی شاہ در کو لیے ڈانگ روم میں آیا۔ کھانا کھاتے وقت خاموشی تھی۔ المیر خان کی نظریں نمل
 پہ تھی۔ جو اس کے بالکل سامنے زرغام کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں ایک پل کے لیے
 بھی نہیں اٹھی تھی۔ لیکن المیر خان کی نظروں کی تپش اسے بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔ "میں باہر
 ویٹ کر رہا ہوں.. بابا آپ اجائے.. " آریان پانی کا گلاس ختم کرتے ہوئے اٹھا۔ "آجائو نمل.. " آریان
 نے نمل کا نام المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے لیا۔ المیر خان نے اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ دیکھتے اسے
 سائل پاس کیں۔ اور اس سے بھی پہلے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

المیر خان اپنی گاڑی کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ "دیدہ... کتنی موٹی ہو گئی ہوں.." شاہ درنمل کے ساتھ چلتے ہوئے بولا۔ نمل نے اسے گھور کر دیکھا۔ شاہ دربھاگ کر المیر خان گاڑی کی طرف بڑھا۔ "چاچو آپ کے ساتھ جاؤ گا.." اس نے المیر خان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ شاہ درجلدی سے پیچھلی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ "بیٹھو..." نمل کو آریان کی گاڑی کی طرف جاتے دیکھ المیر خان نے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نمل نے پریشہ زرغام کی طرف دیکھا۔ جو آپس میں بات کرنے میں مصروف تھے۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔ اور اندر کی طرف دکھلتے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ شاہ درمنہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ "دیکھنا موٹی ہو گئی ہوں..." شاہ درنمل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ اور پھر ہستے ہوئے بیٹھ گیا۔ المیر خان بھی مسکرایا۔ المیر خان نمل کی طرف جھکا۔ نمل پلکیں جپھکتے گہرے سانس لینے شروع ہوئی تھی۔ المیر خان کا چہرہ اس کے چہرہ کے بالکل قریب تھا۔ نمل کو اس کی سانسیں اپنے چہرہ پہ محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کیں۔ المیر خان نے سیٹ بیلٹ پکڑتے بند کیں۔ "یہ ضروری ہے.." وہ اپنی جگہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ اس کی آواز پہ نمل نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ڈرائیونگ سٹارٹ کر چکا تھا۔ "چاچو..." شاہ درنے آگے کو ہوتے ہوئے اس کی سیٹ سے سرٹکایا۔ "بولو میرا بچہ.." المیر خان نے ایک نظر اس پہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔ "چاچو ہماری گاڑی بابا کی اور لالا کی گاڑی سے آگے ہے نا.." اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "جی بالکل.." المیر خان بھی مسکرایا۔ "چاچو میں اپنی بہن کا نام خود رکھو گا..." شاہ در

نے نمل کو منہ چڑھاتے ہوئے کہا۔۔ "تم نے سوچ لیا۔۔" المیر خان نے حیرانگی سے
 پوچھا۔۔ "جی۔۔" شاہ در جلدی سے بولا۔۔ "اچھا جی۔۔ کیا نام سوچا۔۔" نمل نے اسکی طرف
 دیکھا۔۔ "نہیں بتاؤ گا۔۔" شاہ در نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔ "کیوں۔۔" نمل نے اس کی طرف خفگی
 سے دیکھا۔۔ "بتا دیا، تو سب کو پتہ چل جائے گا۔۔" شاہ در ہستے ہوئے بولا۔۔ المیر خان نے نمل کی
 طرف دیکھا۔۔ "بتا دو شاہ۔۔" المیر خان سے نمل کے چہرہ پہ اداسی برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ "نہیں
 بتاؤ گا۔۔" شاہ در پیچھے لیٹ گیا۔۔ "بد تمیز۔۔" نمل منہ میں بڑبڑائی۔۔ المیر خان تک اس کی آواز باسانی
 آئی تھی۔۔ اور اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ گاڑی کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ شاہ در جلدی
 سے باہر نکلا۔۔ اور نمل کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔ نمل باہر نکلی۔۔ "رو کو۔۔" المیر خان گاڑی سے باہر
 نکلا۔۔ نمل وہی روکی تھی۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ المیر خان نے اس کی
 ٹھوڑی پکڑتے اوپر کیں۔۔ اور نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ "میری لگ رہی ہوں۔۔" المیر خان نے اس
 کے کان میں سرگوشی کی۔۔ نمل کا سانس تھوڑا گہرا ہوا تھا۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ
 رکھے۔۔ گاڑی کی آواز پہ المیر خان اس سے دور ہوا۔۔ لیکن نمل کی آنکھیں بند تھیں۔۔ "اندر نہیں
 گئے۔۔" زرغام کی آواز پہ نمل نے آنکھیں کھولیں۔۔ اور المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ جو گاڑی سے ٹیک
 لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ "نہایت ٹھکر کی لگ رہا ہے۔۔" جان عالم پیچھے سے آتے ہوئے بولا۔۔ "بکو اس
 نہ کر منحوس۔۔" المیر خان اسے ٹانگ مارتے ہوئے بولا۔۔ "او تیری۔۔" کمینے۔۔ "جان عالم نے اپنے
 پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔" لڑمڑکیوں رہے ہوں۔۔" زرغام ان دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ کر
 بولا۔۔ "یہ کمینہ میری حویلی میں ٹھکر جا رہا ہے۔۔" جان عالم المیر خان کو پیچھے کودیکھتے ہوئے

بولا۔۔ "یار اندر چلو... "غزنوی ان سب کو یہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔ "کیوں تجھے زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے... "زرغام نے غزنوی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "ہاں یار کچھ کھایا نہیں.. "غزنوی منہ بناتے ہوئے بولا۔۔ اس کی بات پہ سب کا قہقہہ گونجا تھا۔۔ اور سب ہستے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔ لاونج میں رابیہ خان، ائمہ خان اور ان کے پاس ہی پریشہ اور نمل بیٹھی ہوئی تھی۔۔ رابیہ خان کے ہاتھ میں پریشہ کی چھوٹی سی گڑیا تھی۔۔ زمل ملازمہ کے ساتھ جو س کے گلاس لے کر باہر آئی۔۔ اور سب کو سیر و کرنے لگی۔۔ سب کو سیر و کرتے زمل پریشہ کے پاس بیٹھی۔۔ "ورشیاں کہاں ہے مورے... "زمل نے ورشیاں کو ناپاتے آئمہ خان سے پوچھا۔۔ "وہ روم میں ہے... "آئمہ خان مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "میں لے کر آؤ.. "زمل جلدی سے اٹھی۔۔ "میں دیکھ کر آتا ہوں... "جان عالم جو کہ ابھی لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔ اس کی آواز پہ جواب دیتے ان کی طرف بڑھا۔۔

بڑھا۔۔

جان عالم کمرے میں داخل ہوا۔۔ ورشیاں ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑی ہوئی اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیا۔۔ جان عالم اسے وہاں کھڑے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔ اور پیچھے سے ہی اس کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشیاں پوری کانپی تھی۔۔ اس نے مرار میں سے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "جان خان.. نہیں کرے... "ورشیاں اس کے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔ "کیوں... "جان عالم اس کی گردن پہ اپنے لب رکھتے ہوئے بولا۔۔ "تمہیں تھوڑا سا خیال کرنا چاہیے... اس طرح سے کھڑے رہنا سے تمہیں پین فیل ہو سکتی ہے... "جان عالم اس سے الگ ہوتے

اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے اپنا نچلے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کیا ہوا... "جان عالم نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں پانی تھا۔۔ "کیا ہوا میری زندگی... "جان عالم پریشان ہوا تھا۔۔ "جان خان... "اس نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اگلے ہی پل اس کے سینے سے لگتے رونا شروع ہوئی تھی۔۔ "کیا ہوا میری جان... کیوں رو رہی ہوں... "جان عالم پریشانی سے بولا۔۔ لیکن وہ رونے میں مصروف تھی۔۔ "میری جان کچھ بتاؤ گی، تو پتہ چلا گا... "جان عالم اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ "جان خان... ی۔۔ یہ بہت تنگ کرتے ہیں.. "ورشاش بیڈ پہ کھیلتے دونوں بچوں کی طرح اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے بیڈ کی طرف دیکھا۔۔ جہاں اس کے چشموں و چراغ کھیل رہے تھے۔۔ "اس بات پہ رو رہی تھی... "جان عالم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔ ورشاں نے ہمی میں سر ہلایا۔۔ "میں ہوں نا میری جان... میں خود ہی ان کو سیدھا کر دو گا.. "جان عالم مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "پکا.. "ورشاش نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں میری زندگی... "جان عالم نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ اور پھر اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھتے پیچھے ہوا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ "آپ بہت گندے ہے.. "ورشاش منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ "ابھی تو کچھ نہیں کیا... بس کچھ منتہ کی بات ہے.. پھر میں تمہیں بتاؤ گا... "جان عالم اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔ "پہلے آپ کے بچوں نے کم تنگ کیا ہے... جواب آپ کر رہے ہے.. "ورشاش اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولی۔۔ "ان کو میں خود ہی دیکھ لوں گا... کیونکہ میری جان حیات کو تنگ کرنے کا حق صرف جان عالم کا ہے... "وہ اس کے گال پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ تو ورشاں مسکرا

دی۔۔ "باہر چلے۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے اس کی طرف معصومیت سے دیکھا۔۔ "کیا ہوا یاد۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ "مجھے عجیب لگ رہا ہے۔۔" اس نے ادا سی سے کہا۔۔ "وجہ۔۔۔" جان عالم اسے بیڈ کی طرف لے جاتے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ "سب کے سامنے کتنا عجیب لگے گا۔۔" وہ اپنی انگلیوں پہ نظریں جمائی بولی۔۔ وہ سمجھ گیا تھا۔۔ کہ ورشاں کو سب کے سامنے جانا عجیب لگ رہا ہے۔۔ "میری جان یہ خوشی کی بات ہے۔۔ کہ ہمارے دوشیر ہے۔۔ اس میں عجیب نہیں اچھا لگنا چاہیے۔۔ اولاد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بہت بڑی نعمت ہے۔۔" جان عالم اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔ "اب چلے۔۔" جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے پھر سے سر ہلایا۔۔ اور آگے بڑھتے اپنے دونوں چشم و چراغ پہ نظر ڈالی۔۔ ایک اپنے منہ میں انگوٹھا ڈالے ہوئے اپنی آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔۔ اور دوسرا اپنا ہاتھ اوپر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جان عالم نے دونوں کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور ایک کو اٹھایا۔۔ زل دروازہ نوکڈ کرتے ہوئے اندر آئی۔۔ "لالا اسے میں لے جاتی ہوں۔۔۔" دوسرے کو بیڈ سے اٹھاتے زل باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔ جان عالم نے ورشاں کا ہاتھ پکڑا۔۔ اور اس کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔ باہر لاونج میں سب کو دیکھتے ورشاں روکی تھی۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کیں۔۔ ورشاں نے سر اٹھا کر جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔۔ ورشاں اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے چلنے لگی۔۔ "ورشاں یہاں آؤ۔۔" ورشاں کو دیکھتے آئمہ خان مسکرائی۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر آئمہ خان کے پاس جا کر بیٹھی۔۔ زل کی گود میں اپنا چھوٹا سا بیٹے دیکھ ورشاں ہلکا سا

مسکرائی۔۔ جان عالم غزنوی زرغام کے پاس آکر بیٹھا۔۔ "دیکھ سارا تیرا جیسے ہے... " غزنوی اس کے ہاتھ سے بچے جو لیتے اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔ "اس کی آنکھیں عالم جیسی ہے.. " زرغام نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔۔ بچہ کھکھلا کر مسکرایا تھا۔۔ "اچھا یار... میں نے سوچ لیا.. اس کا نام جیہان رکھے گے... " غزنوی نے اس کے پھولے پھولے ہوئے گالوں کو چومتے ہوئے بولا۔۔ اس کی پھر سے کھکھلاہٹ لاونج میں گونجی تھی۔۔ "ٹھیک ہے پھر اس کا نام میں رکھو گا.. "المیر خان زمل کے ہاتھ سے بچہ لیتا ہوئے بولا۔۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "اگر اس کا نام جیہان، اور اس کا نام رایان.. "المیر خان نے اسے تھوڑا سا اوپر کرتے ہوئے سب کی طرف مسکراتے دیکھ کر کہا۔۔ رایان اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ "اسی بات پہ چلو سب منہ میٹھا کرو... " زرغام نے ٹبیل پہ پڑی ٹریں میں سے سویٹ لیتے ان کی طرف کیں۔۔ "بابا.. " شاہ در بھاگ کر زرغام کے قریب آیا۔۔ "بابا.. میری بہن کا نام میراں رکھنا ہے.. " شاہ در زرغام کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔ شاہ در کی بات پہ سب مسکرائے۔۔ "ہاں بھئی اس کی بہن ہے... اسے بھی نام رکھنا چاہیے.. " آئمہ خان مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "جی دادو.. " شاہ در وہی سے بولا۔۔ اور مسکرایا۔۔ لاونج میں سب کی مسکراہٹ اور باتوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔ شام کے وقت سب جا چکے تھے۔۔۔

صوفیہ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جب آریان اندر آیا۔۔ "آریان.. " وہ حیرانگی سے بولی۔۔ "تم کیوں نہیں آئی.. " آریان اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری۔۔ "میں کیا پوچھ رہا

ہوں۔۔ "آریان اس کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔۔" میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی... اسی لیے نہیں آئی۔۔ "صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔" میں نے اتنے دن اج کا انتظار کیا تھا... "آریان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔" سوری.. مجھے تمہیں بتانا چاہیے تھا... "صوفیہ شرمندگی سے بولی۔۔ آریان نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔ ریڈ کلر کا ٹوپ جینز اور بال کیچڑ میں قید تھے۔۔ ہونٹوں پہ ہلکی سی لیپ ٹاپ۔۔" کیا ہے... ایسے مت دیکھا کرو.. "صوفیہ آریان کے عارض پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔" کیوں میں تو ایسے ہی دیکھو گا.. تمہیں کوئی مسئلہ ہے.. "آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔" ہاں.. "صوفیہ چہرہ موڑتے ہوئے بولی۔۔" کیا مسئلہ ہے.. "آریان نے اس چہرہ اپنی طرف کیا۔۔" تم سچ میں بلڈ کرتی ہوں.. "آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔" آریان.. "صوفیہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ دونوں کے چہرہ بالکل قریب تھے۔۔ آریان نے ہاتھ پیچھے لے جاتے اس کے بالوں سے کیچڑ اتارا۔۔" کھولے بال زیادہ اچھے لگتے ہیں.. "آریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے اپنی آنکھیں بند کی تھی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ صوفیہ کے ہاتھ اس کے سینے پہ تھے۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ آریان بھی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔" کیا میں تمہیں کس کر سکتا ہوں... "آریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ صوفیہ کے ہاتھ اس کے کالر پہ تھے۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور چہرہ تھوڑا سا اس کے چہرہ کے قریب کیا۔۔ آریان مسکراتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیے اس کی سانسیں چرانے لگا۔۔ صوفیہ کے ہاتھ اس کے کالر سے اس کے گردن کے گرد حصار بنا چکے تھے۔۔ دونوں ایک دوسرے میں گھوم

تھے۔۔۔ اریان کے ہاتھ اس کی کمر پہ رینگ رہے تھے۔۔۔ اریان کے ہاتھ نیچے کی طرف جاتے محسوس کرتے صوفیہ نے اس کے ہونٹوں پہ زور سے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ اریان نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔۔ صوفیہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کر گئی۔۔۔ "یار کیا ہے... ایک تو تمہارا وہ دو نمبر پولیس والا تمہیں ساتھ لے جانے نہیں دے رہا.. اور تم ہوں کہ قریب آنے نہیں دیتی.. " اریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "تو لالا کی مرضی نا.. " صوفیہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔ "تو پھر میری بھی مرضی... " اریان اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔۔۔ "تم پاگل ہوں گئے ہوں.. " صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "تم کر رہی ہوں.. " اریان اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ خاموش ہوئی تھی۔۔۔ اریان نے اس کی گردن پہ لیو بائٹ بناتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ صوفیہ نے اس کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔۔ "آریان لالانا راض ہو گے... لالا کو منالوں... پھر ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گی.. " صوفیہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ بہت خوش نصیب ہوں میں.. تم صرف میری ہوں.. تم پر صرف میرا حق ہے... یہ احساس بہت خوبصورت ہے.. " اریان اس کے دونوں عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "آئی لو یو آریان.. " صوفیہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔ "آئی لو یو ٹو میری جان... " اریان نے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔۔۔ صوفیہ نے اریان کی گردن سے کالر تھوڑا سا نیچے کرتے ہوئے اس کی گردن پہ زور سے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ اریان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی

تھی۔۔ "یہ کس خوشی میں... "آریان نے مدھم سی آواز میں پوچھا۔ "میری مرضی... "صوفیہ کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ تھی۔۔ آریان اس کے گرد حصار اور بھی مضبوط کرتے آنکھیں بند کر گیا۔۔

۔۔۔۔۔ "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 136_2

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں.. صوفیہ.. "آریان کی آواز فون پہ گونجی تھی۔۔ اور صوفیہ مسکرائی تھی۔۔ وہ اس وقت لاونج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ بیس پہلے حویلی آیا تھا۔۔ اور تب سے ہی صوفیہ کو کال کر کے اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔۔ پریشے، زرغام اپنے روم میں جا چکے تھے۔۔ وہ کافی تھک چکے تھے۔۔ "آریان بس کر دو..." صوفیہ نے اب کی بار کہا تھا۔۔ وہ یہی بات کو الفاظ بدل کر ناجانے ان بیڈ منٹ میں جتنی دفعہ بول چکا تھا۔۔ "کیوں.. تمہیں اچھا نہیں لگ رہا.." آریان نے صوفیہ پہ پڑا کوشن اٹھا کر گود میں رکھا۔۔ "نہیں بس وہ میں اس لیے بول رہی کہ مجھے پتہ ہے... کہ تم مجھ سے محبت کرتا ہوں.. "صوفیہ جلدی سے بولی۔۔ "ہاں وہ تو مجھے بھی پتہ ہے... "آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "تو پھر مجھے لگتا ہے.. کہ تمہیں کل کی میٹنگ کی تیاری کرنی چاہیے... "صوفیہ نے اسے کل کی میٹنگ کا یاد کروانا ضروری سمجھا۔۔ "مجھے اچھے سے یاد ہے.. کہ کل میری میٹنگ ہے.. "آریان نے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ "ہاں تو کچھ ڈیٹلز وغیرہ چیک کر لوں نا..." صوفیہ پریشانی سے بولی۔۔ وہ بھی چاہتی تھی۔۔ کہ آریان خان بزنس مین بن جائے۔۔ تاکہ المیر خان خوش ہو کر ان کی رخصتی کر دے۔۔ "تم اپنے لالا سے بات کرو.. "آریان نے سنجیدگی سے کہا۔۔ "میں کیا بات کرو لالا سے.. "صوفیہ نے حیرانگی

سے پوچھا۔۔ "یہی کہ اب تمہیں تمہارے شوہر کی ضرورت ہے۔۔" آریان نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں پاگل ہوں کیا... لالا سے ایسی بات کرتے میں ابھی لگوں گی..." صوفیہ پریشانی سے بولی۔ "کیوں ویسے تو کچھ بھی بات کر سکتی ہوں... یہ نہیں کر سکتی..." آریان صوفیہ سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "ہاں میں یہ نہیں کر سکتی آریان.. لالانے میری بچپن سے اب تک ہر خواہش پوری کی ہے... وہ میرے لیے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے..." صوفیہ کی آواز موبائل پہ گونجی۔۔ "کسی دن مجھے لگتا ہے... کہ میں تمہارے اسے کمینے بھائی کا قتل کر دوں گا..." آریان پاس پڑا کوشن اٹھا کر زمین پہ مارتے ہوئے بولا۔ "کیا فضول بولتے رہتے ہوں... " صوفیہ کو اس کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ "بس تم اپنا بھائی کی سائیڈ لیا کرو... پھر بس ہم ہو گئے اکٹھے..." وہ سرمارتے ہوئے بولا۔ "لالا کی وجہ سے ہی نکاح ہوا ہے..." صوفیہ چٹکتے ہوئے بولی۔ "کوئی احسان تو نہیں کیا.. ویسے بھی تم پہلے بھی میرے نکاح میں تھی..." آریان صوفیہ سے لپٹتے ہوئے بولا۔ "اتنا شوخ مت ہوں... لالا کی وجہ سے ہی ہوا... تم مجھے طلاق..." وہ بول رہی تھی.. جب آریان نے اس کی بات کاٹی۔ "تم اب صرف میری ہوں..." آریان مسکراتے ہوئے بولا۔ "یہ مت بھولو، تم کسی اور سے نکاح کرنے والے تھے..." صوفیہ کی آواز میں لرزش تھی۔ "ہوا تو نہیں..." آریان جلدی سے بولا۔ "مان تو گئے تھے، نا..." صوفیہ مان گئے پہ زور دیتے ہوئے بولی۔ "کب تک اس بات پہ مجھے طنز کرو گی..." آریان نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "جب تم میرے لالا کو برا بولنا چھوڑ دو گے..." صوفیہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔ "افف... اب نہیں کہوں گا..." آریان نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اچھی بات ہے... مجھے امید ہے... کہ اگر تمہیں یہ پر وجیکٹ مل گیا، تو لالا تم سے ایمپریس ہو

جائے گے... "وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔" اور کوئی حکم میری جان.. "آریان کی مسکراہٹ کی آواز موبائل پہ گونجی۔۔" میٹنگ کی ڈسٹنچیک کرو... اور کھانا کھا کر سو جاؤ... "صوفیہ محبت بھرے انداز میں بولی۔۔" اوکے جناب... "آریان مسکرایا۔۔" محترمہ مجھے امید ہے... کہ صبح پہلی نظر میں آپ کے ہی دیدار ہو گے... "وہ مسکرا کر بولتے موبائل بند کر گیا۔۔" صوفیہ بھی نیم دراز ہوئی۔۔ آریان نے موبائل کی طرف دیکھا۔۔ "یہ صبح کب ہو گی... "وہ آنکھ بند کرتے ہوئے بولا۔۔ اور مسکراہٹ لیے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔

المیر خان سامنے نظریں جمائے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ نمل سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ المیر خان نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔۔ اور اس کی طرف جھکا۔۔ "کیا ابھی بھی شرمناک ہیں.. "المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔۔ نمل نے فوراً پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ "ن۔۔ نہیں تو.. "اسے اپنے اتنے قریب دیکھتے وہ جلدی سے بولی۔۔ "اتنی خاموش.. "المیر خان نے ایبر واچکائی۔۔ "بس یوں ہی.. "اس نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ "پریشان ہوں.. "المیر خان نے اس کے ہاتھ میں پہنی چوڑیوں پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے پوچھا۔۔ "نہیں.. "اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "پھر... "المیر خان نے اس کی سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔۔ "کک۔۔ ک۔۔ کیا کر رہے ہے.. "وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔۔ "تمہیں اپنے قریب کر رہا ہوں.. "المیر خان نے مسکراتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے اور بھی قریب کیا۔۔ "گاڑی سنبھالے... "نمل سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھتے ہوئے چیخنی۔۔ "آرام سے مجھے بھی پتہ ہے.. "المیر خان گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے بولا۔۔ "آپ کیا کر

رہے ہے۔۔ "نمل اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتے ہوئے بولی۔۔ لیکن المیر خان اور بھی حصار تنگ کرتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ "مجھ سے دور نہیں جاسکتی۔۔" المیر خان اس کے بالوں کو چہرہ سے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے سننان سڑک کی طرف دیکھا۔۔ "یہ اتنی تنہا سڑک ہے۔۔۔" نمل کی آواز کپکائی تھی۔۔ "میں ہوں نا ساتھ۔۔۔" المیر خان اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔ المیر خان اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ نمل نے آنکھیں بند کیں۔۔ "مجھے دیکھ کر آنکھیں کیوں بند کر رہی ہوں۔۔۔" المیر خان اس کی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے بولا۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔۔ المیر خان نے ڈرائیونگ سٹارٹ کیں۔۔ نمل نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔ جو ابھی بھی اس کی کمر کے گرد تھا۔۔ المیر خان نے اب اس پہ ایک بھی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ وہ سنجیدگی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں گاڑی کے ٹائر حویلی کے کارپیوچ میں آکر چڑچڑائیں۔۔۔ "اسی طرح قریب رہا کرو۔۔۔ بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔" المیر خان نمل کے چہرہ پہ نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ اور اس کی کمر سے حصار ختم کیا۔۔ نمل تیزی سے گاڑی سے نکلنے اندر کی طرف بڑھی۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔۔

نمل کمرے میں آئی۔۔ کمرے کی لائٹ بند تھی۔۔ "کیا حویلی نہیں آئے تھے۔۔" نمل کمرے میں سب کچھ اسی طرح سے دیکھ کر بولی۔۔ سب کچھ بالکل ویسا ہی تھا۔۔ جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔ "نہیں۔۔" المیر خان کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔۔ "کیوں۔۔" وہ بیڈ پہ بیٹھتے سائیڈ ٹیبل پہ پڑی۔۔ اپنی کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "گھر والی گھر نہ ہوں۔۔ تو گھر والا کیا کرے گا۔۔۔" المیر خان دوسری طرف

آکر بیٹھا۔ "میں نے تو سوچا، تمہارے بغیر حویلی کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی ہوگی..." المیر خان نے دھیرے سے کہا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ نمل نے کتاب کی جلد پر انگلیاں پھیرتے ہوئے نظریں جھکا لیں، جیسے اس کی بات کا جواب الفاظ سے نہیں دینا چاہتی تھی۔ "اور تم کیا سمجھتی ہو..." میں نے یہ دن آرام سے گزار لیے؟ "المیر خان نے کرسی سے جھک کر، اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہوئے سوال کیا۔ نمل نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، مگر فوراً ہی دوبارہ جھکا لیں۔

"میں نے تو کچھ نہیں سوچا..." اس نے نظریں جھکائے کہا۔

"تم نے سوچا ہو یا نہ سوچا ہو... میں نے تمہیں یاد کیا۔" اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔ نمل کے دل کی دھڑکن جیسے لمحہ بھر کو تھم گئی۔ وہ چپ چاپ کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی، پھر اٹھ کر ٹریس کی طرف چلی گئی۔ اس نے ٹیرس کا دروازہ کھولا۔ تو ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ "ہوا بھی آج تمہاری طرح ضدی ہے..." المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ "کیا مطلب؟" نمل نے گردن موڑ کر دیکھا۔ "نہ سیدھا راستہ پکڑتی ہے، نہ رکتی ہے..." وہ آہستہ سے بولا، جیسے ہر لفظ میں کوئی چھپا ہوا مفہوم ہو۔

نمل نے ایک پل کے لیے اس کی آنکھوں میں جھانکا، پھر نظریں چرائیں۔ "آپ کو ایسی باتیں کرنے کی عادت کب سے ہو گئی؟" اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ المیر خان نے ہلکی ہنسی ہنسی۔ "جب سے تم ملی ہو..." وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ نمل نے آہستہ سے سانس لی، پھر رخ موڑ کر ٹیرس کا دروازہ بند کر دیا۔ "میں تھک گئی ہوں، آرام کرنا چاہتی ہوں۔" وہ مدھم سی آواز میں بولی۔ المیر خان نے کوئی جواب نہ دیا، بس مسکرا کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ "ٹھیک ہے..." لیکن یاد رکھو،

تمہارے بغیر یہ المیر خان ادھورا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نمل نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا، مگر وہ پہلے ہی دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ "آپ باہر جا رہے ہیں۔۔" نمل اسے جاتے دیکھ کر بولی۔۔ "ہاں۔۔۔" وہ دروازے کے پاس کھڑا بولا، "کچھ کام ہے، بس تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔" اس نے وہی کھڑے جواب دیا۔ نمل نے خاموشی سے سر ہلادیا۔ المیر خان نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا، جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو، مگر پھر بنا کچھ کہے باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز کے بعد کمرے میں ایک لمحے کے لیے مکمل سکوت چھا گیا۔ نمل آہستہ سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ گھماتے گھماتے اس نے ایک لمبی سانس بھری۔ "کیوں ایسا لگتا ہے جیسے ہر بات میں کوئی اُن کہی بات چھپی ہو۔۔۔" اس نے خود سے مدھم آواز میں کہا۔ وہ بیڈ سے اٹھی اور ٹیرس کا دروازہ کھولتے ٹیرس پر آئی۔۔ باہر لان میں دیکھا۔ دور سے المیر خان کے قدموں کی چاپ اور اس کی گہری آواز میں کسی ملازم کو ہدایات دینے کی جھلک سنائی دے رہی تھی۔ دل بے وجہ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ پھر بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ ٹیبل لیمپ کی ہلکی روشنی میں اس نے کتاب اٹھائی، مگر الفاظ دھندلانے لگے۔

کتاب بند کرتے ہی ذہن میں کار میں گزرے لمحے پھر تازہ ہو گئے۔ اس کا قریب ہونا، اس کا حصار، وہ باتیں جو سن کر وہ چپ رہی تھی۔ "کیوں یہ سب مجھے الجھا دیتا ہے۔۔۔" نمل نے دوپٹہ کندھوں پر درست کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ وہ خود سے ہی سوال کر رہی تھی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا۔

نمل چونکی، اور پلٹ کر دیکھا۔ المیر خان دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی۔۔ "تم آرام کر رہی ہو یا... میرا انتظار؟" اس نے دھیرے سے پوچھا۔ نمل کے لبوں پر آہستہ سی مسکراہٹ آئی، مگر اس نے نظریں جھکا لیں۔ "میں نے بتایا تھا، میں تھک گئی ہوں۔" اس نے بھی مدھم سی آواز میں جواب دیا۔۔ "پتہ ہے...؟" المیر خان نے ایک قدم اندر بڑھاتے ہوئے کہا، "لیکن تھکن کبھی بات کرنے سے بھی کم ہو جاتی ہے۔" المیر خان بولتے ہوئے اس کے قریب آیا۔۔ نمل نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، مگر وہ خاموش رہی۔۔ "بس دو منٹ بیٹھتا ہوں... پھر چلا جاؤں گا۔" المیر خان آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ "میں نے کب کہا آپ چلے جائے..؟" اس نے اب کی بار اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ "مطلب تم چاہتی ہوں... کہ میں نہیں جاؤں..؟" المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ج۔۔ جی..؟" وہ بے اختیار بول گئی۔۔ المیر خان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔ "ڈاکٹر صاحبہ! آج آپ بہت کچھ زیادہ ہی اچھا نہیں بول رہی..؟" المیر خان اٹھتے اس کے قریب آکر بیٹھا۔۔ "مطلب..؟" اس نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ لیکن المیر خان اسے سوال کا جواب دیے بنا ہی اس کے ہونٹوں پہ جھکتا اس کے الفاظ روک چکا تھا۔۔ نمل نے کوئی زحمت نہیں کی تھی۔۔ وہ خاموشی سے ہی اس کی شدت اپنے ہونٹوں پہ برداشت کر رہی تھی۔۔ المیر خان اس کا کوئی ریکشن نہ پاتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔ نمل کی پلکیں جھکی تھیں۔۔ اس کے سرخ ہونٹوں پہ ہلکے ہلکے خون دبے تھے۔۔ المیر خان اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے اسے صاف کیا۔۔ "آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں...؟" نمل کے ہونٹ بڑبڑائے۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر مسکرایا۔۔ "محبت... تم تو میری رگ رگ میں سما چکی ہوں.. یوں لگتا ہے.. کہ اگر تم نہ

دیکھی تو میں سانس نہیں لے سکوں گا.. اگر تم کبھی مجھ سے دور گئی.. تو یہ سانسیں تھم جائے گی... المیر خان کمزور ہے.. بہت کمزور ہے... لیکن صرف اپنی خرگوشنی کے سامنے... اگر میں نے کبھی خود کو کمزور پایا... تو سامنے تم تھی.. صرف تم ہی وہ واحد عورت ہوں... جس کے سامنے المیر خان بے بس ہے.. "المیر خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔ اور اس کا جیسا ایک ایک الفاظ نمل کو اپنے دل میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم بھی میری طرح مجھے عشق کرو... تم بس مجھے محبت سے دیکھ لوں... یہی کافی ہے... تم صرف خود کو میری امانت سمجھو۔۔ محبت نہ کرو... بیوی سمجھ کر ہی صرف خود کو میرے لیے

وفادار رکھو... المیر خان کے لیے یہی کافی ہے۔۔ وہ گہرا مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔ لیکن المیر خان اپنی آنکھیں بند کر چکا تھا۔ نمل نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ المیر خان نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "زیادہ محبت آرہی ہے.. "المیر خان نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ "و۔۔ وہ.. "بس اتنا ہی بولتے وہ بس خاموشی سے اس کے چہرہ کو دیکھنے لگی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس سے پہلے کے پھر سے وہ اس کے ہونٹوں پہ جھکتا وہ پیچھے ہوئی تھی۔ "کبھی کبھی مجھے لگتا ہے.. کہ تم صرف میرے جذبات کے ساتھ کھیلتی ہوں... "المیر خان پھر سے بیڈ کراؤن سے سرٹکاتے ہوئے بولا۔ "میں نے کب آپ کے جذبات سے کھیلا... "وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔ "یہ جذبات سے ہی کھیلنا ہوتا ہے... پہلے خود قریب کرنا... پھر دور جھٹک دینا.. "المیر خان اس کی طرف چہرہ کرتے ہوئے بولا۔ "لیکن یہ بات تم کبھی سمجھ نہیں سکوں گی.. "وہ زخمی سا مسکراتے ہوئے بولا۔ "کیا آپ کی نظر میں سب کچھ اسی حق سے

شروع ہو کر اسی حق پہ ختم ہوتا.. "نمل نے اس کی طرف دیکھا۔ "کون ساحق.. "المیر خان آنکھوں پہ بازو رکھتے ہوئے بولا۔ "یہی حق جس کی آپ بات کر رہے ہیں.. جب تک ایک بیوی اپنے شوہر کو بستر پہ خوش رکھے.. تب تک وہ ٹھیک ہے.. اور جب وہ اس کی ضرورت پوری نہ کرے... تو کیا وہ جزبات سے کھیلتی ہے.. "نمل نے اس کی طرف ایک نظر ڈالتے چہرہ دوسری طرف کیا۔ المیر خان نے آنکھوں سے بازو ہٹاتے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی بات پہ المیر خان مسکرایا۔ "میری بات آپ کے لیے مذاق ہے.. "وہ اس کے ہسنے پہ اچھا خاصا جلتے ہوئے بولی۔ "تم مذاق ہی تو کر رہی ہوں.. "وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "اب میری باتیں تک آپ کے لیے مذاق ہے... کل کو میں بھی مذاق بن جاؤ گی.. "وہ بیڈ سے نیچے اترتے اونچی آواز میں چینیخی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔ "مطلب بھی جانتی ہوں.. کہ بستر پہ شوہر کو کیسے خوش رکھا جاتا ہے... "وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ المیر خان کی سرد نظروں اور لہجے کے محسوس کرتے اس کے دل میں خوف سے اتر ا تھا۔ لیکن وہ اس کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ "جانتی ہوں.. "وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ "لیکن افسوس پھر بھی نہ رکھ سکی... "المیر خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے زخمی سا بولا۔ "میں نے کبھی منع نہیں کیا... جب ضرورت باہر سے پو... "وہ آگے کچھ بول نہ سکی۔ کیونکہ المیر خان اس ہے ہونٹوں پہ قفل لگا چکا تھا۔ اس کی شدت پہلے سے بھی زیادہ تھی۔ کہ نمل برداشت نہ کر سکی۔ وہ اس کے کندھوں پہ اپنے ہاتھوں سے مکے مارتے اسے خود سے دور کرنا چاہ رہی تھی۔ لیکن المیر خان اس کے دنوں ہاتھ اس کی کمر پہ لوک کرتے اس کے ہونٹوں پہ اپنی شدت دیکھا رہا تھا۔ اس کی ٹھوڑی پہ اس کے تل پہ بری طرح سے دانت گاڑتے وہ انہیں سرخ

کرتے اسے بیڈ پہ دیکھیل چکا تھا۔۔ وہ بیڈ پہ اوندھ منہ گری تھی۔۔ المیر خان اس کی طرف بڑھتے اسے سیدھا کرتے اس کی گردن پہ جھکا۔۔ "آج تمہیں بتاؤ گا.. شوہر کو بستر پہ کیسے خوش رکھا جاتا ہے.. " المیر خان اس کی گردن پہ دانت گاڑھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ وہ غصے میں بول چکی تھی۔۔ لیکن وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 137_1

المیر خان اس کی گردن پہ جھکاشدت سے دانت گاڑھ گیا۔۔ نمل کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ اس کی گردن کو سرخ کرتے اس کے ہونٹوں پہ ایک دفعہ پھر سے جھکتے اس کی سانسیں روک گیا۔۔ نمل اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ لیکن وہ کہاں اسے خود سے دور کر سکتی تھی۔۔ اس کی مزاحمت محسوس کرتے المیر خان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔۔ "ابھی سے آنکھیں نم ہو گئی.. " اس کی نم آنکھیں دیکھتے وہ خود پہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل کی باتوں نے اسے کافی ہرٹ کیا تھا۔۔ اس نے تو کبھی ایسا نہیں سوچا تھا۔۔ نمل نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی تھی۔۔ اس نے نرمی سے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ نمل کی پلکیں لرزی

تھی۔۔ وہ اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھتے اس سے دور ہو گیا۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنسو برداشت کر
 نہیں سکتا تھا۔۔ تو وہ کیسے اسے خود ہی رونے کی وجہ دے سکتا تھا۔۔ اپنے جواں جزبات پہ قابو پاتے وہ
 اٹھتے صوفے کی طرف بڑھا۔۔ نمل نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔ المیر خان کونہ پاتے وہ جلدی سے اٹھ
 کر بیٹھی۔۔ المیر خان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ وہ خود پر سے ضبط کھوتے اپنی شرٹ اتارتے دور
 اچھال گیا۔۔ المیر خان صوفے سے سرٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ
 گئی۔۔ پلکوں پہ نمی لرز رہی تھی۔۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اس نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ
 رکھتے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔ "سس۔۔" اس کی سسکی کمرے میں گونجی تھی۔۔ المیر خان جو صوفے
 سے سرٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ اس نے سر اٹھاتے نمل کی طرف دیکھا۔۔ اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر
 اپنے دونوں ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھتے سر جھکا گئی۔۔ اسے یوں دیکھتے المیر خان نے گہرا سانس
 لیا۔۔ وہ کمرے میں یوں ہی شرٹ لیس چکر لگانے لگا۔۔ آہستہ آہستہ نمل کی سسکیاں کمرے میں گونجنے
 لگی۔۔ اس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ کیوں رو رہی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ لیکن
 وہ سنجیدگی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔ اس کی سسکیوں کی آواز بڑھتی محسوس کرتے اس کی طرف
 المیر خان نے اس کی بازو پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔ "کیوں رو رہی ہوں۔۔" وہ سرد لہجے میں
 بولا۔۔ اس کا رونا اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے اس سے دور ہوا تھا۔۔ لیکن
 پھر بھی اس کی آنکھوں میں آنسو کیوں تھے۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ "میرا دل چاہ رہا
 ہے۔۔" وہ اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے اس سے بھی اونچی چینی۔۔ اس کے چیخنے پہ اس نے۔۔
 اسے سرد نظروں سے دیکھا۔۔ لیکن نمل اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھیں ہوئے تھی۔۔ "یہ بلا وجہ

کے ڈرامے بند کرو۔۔ "اسے یوں ہچکیاں لیتے دیکھ وہ سرد آواز میں بولا۔ "ڈرامے ہے ناتو مجھے میرے
 حال پہ چھوڑ دو۔۔۔" نمل اسے دونوں ہاتھوں سے خود کو دور دھکیلتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کے
 دونوں ہاتھ پکڑتے اوپر پین کیے۔۔ "مجھے اتنا زماؤ۔۔۔ جتنا بعد میں برداشت کر سکوں۔۔" وہ اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے سرد لہجے میں بولا۔ "ڈرتی نہیں ہوں میں۔۔۔" اپنے ہاتھ چھروانے کی کوشش
 کرتے وہ پھر سے چینی۔۔ وہ اس کے چیننے پہ اس کے ہاتھ چھوڑتے اس سے دور ہوا۔ "اب اگر
 تمھاری رونے کی آواز آئی۔۔ تو میں تمھارا وہ حال کرو گا۔۔ تم خود کو پہچاننے سے انکار کر دو گا۔۔" وہ پلٹے بنا
 ہی دھاڑا تھا۔۔ "جب سے آپ سے نکاح ہوا ہے۔۔ بھول چکی ہوں خود کو۔۔" وہ پاگلوں کی طرح چینی
 تھی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "بس کرو۔۔ بہت ہو گیا یہ ڈرامہ۔۔۔" وہ پاس پڑے واز کو
 پاؤں مارتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔ واز کے ٹوٹنے کی آواز کمرے گونج کر پھر سے خاموش ہوئی۔۔ تو نمل کی
 سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی۔۔ "بس اب آواز بند۔۔" اس کی طرف بڑھتے المیر خان نے اس کے چہرہ
 پہ نظریں جمائی۔۔ "کیوں کرو۔۔۔" وہ ایک دفعہ پھر سے اس کے مقابل آئی تھی۔۔ "آواز بند رکھو
 اپنی۔۔" المیر خان اس کے دونوں بازو کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔۔ نمل اس کے برہنہ سینے پہ
 ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلنے لگی۔۔ "اب اگر تمھاری آواز نکلی، یا تمھاری سسکیاں سنائی دی۔۔ تو تم سے
 اس طرح سے اپنا حق لوں گا۔۔ کہ تم سکون سے رو سکوں۔۔" اس کے چہرہ کو نرمی سے دبوچتے ہوئے
 غرایا۔۔ ایک پل کے لیے ڈرتے ہوئے اس کی سسکیاں تھمی تھی۔۔ لیکن اگلے ہی پل پھر سے اس کی
 سسکیوں کی آواز گونج تھی۔۔ المیر خان نے اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پہ قفل لگا
 گیا۔۔ نمل نے اس سے دور ہونا چاہا۔۔ لیکن المیر خان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے

اس کی ناز کی محسوس کرنے لگا۔ وہ اس کے برہنہ سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اس کے ہونٹوں کی مٹھاس
 المیر خان کو بہر کا چکی تھی۔ وہ اس کے ہونٹوں پہ جھکتا چلا گیا۔ اور اسے سانسیں لینے کا موقع دینے بنا اس
 کے ہونٹوں پہ اپنی شدت دیکھا رہا تھا۔ اس کے لبوں پہ جھکے ہی وہ اسے اٹھاتے بیڈ پہ آتے اس کے کی
 گردن پہ جھکا۔ نمل کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھی۔ لیکن وہ اس کی سسکیوں کی پرواہ کیے بنا ہی
 اس کی گردن پہ دانت گاڑتے۔ ایک بار پھر سے اس کی ہونٹوں پہ جھک گیا۔ اب کی بار اس کے ہاتھ
 اس کے پورے وجود کو بے باکی سے چھو رہے تھے۔ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے وہ بیڈ پہ پلٹا۔ اب نمل
 اس کے چوڑے سینے پہ تھی۔ لیکن اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھی۔ المیر کا ہاتھ بے باکی سے اس کی کمر
 پہ رینگ رہا تھا۔ اس کی کھادری انگلیاں اپنی کمر پہ محسوس کرتے وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس
 کی زپ ایک ہی جست میں کھولتے اسے بیڈ پہ کرتے اس کے کندھوں سے فراک کھسکاتے دیوانہ وار
 ہونٹ رکھنے لگا۔ نمل اس کی گردن پہ اپنے ناخن مارتے اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی
 تھی۔ لیکن وہ اس سے دور ہونے کی بجائے اور بھی شدت سے اس کے کندھے پہ دانت گاڑتے اس
 کے وجود سے فراک الگ کرتے اس کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔ نمل تپ کے انار ہوئی تھی۔ "بائیو میں
 جو کچھ پڑھا ہے... اج تمہیں پریکٹیکل کر کے دیکھاؤ گا..." وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی
 دھڑکنوں پہ دانت گاڑا گیا۔ "آہہ.." نمل سسکی تھی۔ اس نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ لیکن
 المیر خان کو خود سے دور نہ کر سکی۔ وہ اس کی سٹر پیڈز میں انگلیاں پھسائے اس پردے کو ہٹاتے اس کے
 دھڑکنوں پہ جھک گیا۔ وہ شرم سے سرخ ہوتے آنکھیں بند کر گئی۔ اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔ المیر
 خان نے چہرہ اٹھا کر اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ جو سرخ ہو رہا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے

ہو ننوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ لیکن وہ اب اس سے دور نہیں جاسکتا

تھا۔۔ "پ۔۔ پ۔۔ پلیرز۔۔" نمل کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔۔ "ابھی تو بہت آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر مجھ سے بھی اونچی چینخ رہی تھی... کیا ہوا.. اب سب ختم ہو گیا.. اب ہمت نہیں، کہ تم میرا ساتھ
دو.. "المیر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے استغزیاہ لہجے میں

بولا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ س۔۔ سر۔۔ دی۔۔ لگ رہی ہے... "وہ اس کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس
کرتے ہوئے بولی۔۔ "ابھی جب تمھاری گہرائیوں میں اتروں گا... تو تمھیں بالکل سردی لگنے نہیں دو
گا... میری خرگوشی.. "المیر خان اس کی پیشانی سے سرٹکاتے اس کی دھڑکنوں پہ بے باکی سے ہاتھ پھیر
رہا تھا۔۔ "پچھے ہٹے.. "وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "پچی ہوں کیا... "المیر خان نے اس
کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "می۔۔ م۔۔" اس سے کچھ بولا نہیں جارہا تھا۔۔ "کیا تم... تم کچھ
نہیں کر سکتی.. "المیر خان اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔ "آپ میری مرضی کے بنا
میرے قریب نہیں آسکتے... "نمل اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "اور وہ تم کبھی دوگی
نہیں.. "المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ المیر خان کو اس کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔ "کیوں
نہیں دوگی.. "وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بے ساختہ بھول گئی۔۔ "چلو پھر دو... "وہ اس کے چہرہ پر
نرمی سے انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔ "ابھی مجھے ف۔۔ فریش ہونے جانا ہے.. "وہ اپنے سینے پہ ہاتھ
باندھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اس کی اس حرکت پہ اسے گھور کر دیکھتے اس کے ہاتھ ہٹاتے اس کی
طرف دیکھنے لگا۔۔ "اکٹھے فریش ہو جائے گے... "اس کے پیٹ اور دھڑکنوں کو ہاتھوں سے چھوتے وہ
اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں... مجھے نہیں ہونا... "وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر گہرا سانس لیتے لائٹس آؤف
 کیں۔۔ "ک۔۔ ک۔۔ کی۔۔ کیا ک۔۔ کر۔۔ ر۔۔ رہے۔۔ ہے۔۔" اس کی زبان لڑکھرائی تھی۔۔ "تم
 سے محبت۔۔" وہ بولتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی بے باکی دیکھا رہا تھا۔۔ جبکہ نمل کا دل کانوں میں بج رہا
 تھا۔۔ اسے یوں لگ رہا تھا۔۔ جیسے اس کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہوں۔۔ وہ اس کی گردن کے گرد
 حصار مضبوط کرتے اسے اپنی طرف کھینچ چکی تھی۔۔ اسے اندھیرے میں ڈر لگتا تھا۔۔ اس کے علاوہ اور
 کوئی اس کی پناہ گاہ نہیں تھی۔۔ المیر خان مسکراتے ہوئے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھونے
 لگا۔۔ "کیا ہوا۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔" المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی
 کیں۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ ڈ۔۔ ڈر۔۔ لگتا ہے۔۔" وہ اس کی برہنہ کمر پہ حصار مضبوط کر گئی۔۔ "مجھے
 تم محسوس ہو رہی ہوں۔۔" المیر خان نے اس کے کان میں پھر سے سرگوشی
 کیں۔۔ "ل۔۔ ل۔۔ لائٹس آ۔۔ آؤن ک۔۔ کرے۔۔" وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے
 بولی۔۔ "تھوڑا سا تمہیں محسوس کرنے کے بعد کر دو گا۔۔ ورنہ اتنا بھی خوش نصیب نہیں۔۔ کہ میری
 خرگوشی مجھے خود کے قریب آنے دے۔۔" المیر خان اس کی گردن سک کرتے ہوئے
 بولا۔۔ "م۔۔ میرا۔۔ ف۔۔ فائدہ۔۔ اٹ۔۔ اٹھا۔۔ ر۔۔ رہے۔۔ ہ۔۔ ہے۔۔" وہ کانپتی آواز میں
 بولی۔۔ "تم اٹھانے ہی کہاں دیتی ہوں۔۔" المیر خان اس کے عارض پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ "اٹھا
 رہے ہے۔۔" اس کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ "اٹھالوں۔۔" المیر خان نے بولتے ہوئے نیچے جھکتے اس کی
 دھڑکنوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ "م۔۔ م۔۔ میرا۔۔" وہ تڑپتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان اس کی دھڑکنوں پہ
 جھکتے اس پہ اپنی شدتوں کی برسات کرنے لگا۔۔ نمل کی سانسیں گہری ہو رہی تھی۔۔ لیکن المیر خان

اس میں گھوم ہو چکا تھا۔ وہ خود پر سے ضبط کھوتے اپنے وجود سے پردہ الگ کر گیا۔ "ن۔۔ نہیں... "نمل اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھتے اس کے اگلے عمل کا سوچتے کانپتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کی ٹانگ پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔ "کیوں تنگ کر رہی ہوں... شادی شدہ کنوارہ کب تک رہو گا.. "المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔۔ "م۔۔ میں۔۔ اں۔۔ ابھی۔۔ بیمار ہوں.. "نمل اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ "ابھی ٹھیک کر دیتا ہوں.. "المیر خان اس کے گال پر ہونٹ رکھتے اس کی گہرائیوں کو چھوتے ہوئے بولا۔۔ "نمل نے تڑپ کر اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس کا ہاتھ دور کرنا چاہا۔ لیکن المیر خان اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے اس کے وجود سے آخری پردے کو ہٹاتے خود کو ایڈجسٹ کرنے لگا۔ "پ۔۔ پ۔۔ پلینز.. "نمل اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی ٹانگوں کو سہلانا شروع کیا۔ لیکن وہ اپنا جسم اکڑا گئی۔ المیر خان کو اس پہ غصہ آیا تھا۔ "جسم ڈھیلا چھوڑو... "المیر خان نرمی سے بولا۔۔ "نہیں... پ۔۔ پیچھے ہٹے آپ.. "نمل سردائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولی۔۔ "میری خرگوشنی... جسم ڈھیلا چھوڑو... "المیر خان اور بھی نرمی سے بولا۔۔ لیکن نمل کو ضد کرتے دیکھ وہ اوپر کو ہوا۔ اور اس کی آنکھوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ "کچھ نہیں کر رہا.. ریلیکس... "المیر خان اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔۔ "م۔۔ م۔۔ میں جانتی ہوں... پ۔۔ پہلے ریلیکس کرے گے.. ب۔۔ بعد میں آپ.. "وہ اتنا بولتے اس کی گردن میں چہرہ چپھا گئی۔ اس وقت وہ یہ تک بھول چکی تھی۔ کہ اسے اندھیرے میں ڈر لگتا ہے۔۔ "یار کیوں مجھے تنگ کرتی ہوں.. تھوڑی دیر کی بات ہے.. "المیر خان ٹھنڈی اہ بھرتے ہوئے

بولا۔۔ وہ اس وقت اس سے دور نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نمل اسے اپنے قریب آنے نہیں دے رہی تھی۔۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔۔ میں جانتی ہوں۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔ اس کی آواز میں غصے محسوس کرتے المیر خان کے ہونٹ مسکرائے۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 137_2

وہ اس اندھیرے میں اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دیکھ نہیں سکی تھی۔۔ ورنہ وہ واقعی ہی پتہ نہیں کیا کر بیٹھتی۔۔ "اوکے، ریلیکس۔۔" المیر خان اس گال پہ لب رکھتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔ اور دوسرے ہاتھ نیچے لے جاتے اس کی گہرائیوں کو چھونے لگا۔۔ وہ اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے کانپتے ہوئے اس کا ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ وہ ایک ہاتھ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے اس کے ہونٹوں سے اس کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔۔ اس کے جسم کو ڈھیلا محسوس کرتے المیر خان اس کے ہاتھ چھوڑتے اس کی ٹانگوں کے درمیان فاصلے بناتے اپنی پوزیشن سیٹ کرنے لگا۔۔ نمل کی دھڑکنیں زور و شور سے دھڑک رہی تھی۔۔ اس نے اپنے ہاتھ المیر خان کے کندھوں پر رکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔ لیکن المیر خان اسے کوئی موقع دیے بنا اس کی روح میں شامل ہوا۔۔ اس کے لبوں سے چیخنی نکلی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چوما۔۔ "بس ریلیکس۔۔" وہ اس کے گال کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔ نمل کے گال گیلے محسوس کرتے المیر خان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ "سوری میری خرگوشنی۔۔" المیر

خان نے اس کی گردن پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔ وہ اس کے چہرہ اور گردن پہ بوسوں کی برسات کر رہا تھا۔۔ "م۔۔م۔۔میر۔۔" نمل اس کے جلسے ہونٹوں اور سانسوں کی تپش محسوس کرتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولی۔۔ وہ اس کے لبوں سے یہ اپنا سنتے جنونی ہوا تھا۔۔ وہ جنونی ہوتا اس کی دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔ نمل سسکیاں بھرنا شروع ہوئی تھی۔۔ وہ اس کی سسکیوں سے اور بھی جنونی ہوتا اس کی دھڑکنوں پہ دانت گاڑھ گیا۔۔ "م۔۔میر۔۔" نمل بری طرح سے تڑپی تھی۔۔ اس کی سسکیاں بھرتی جا رہی تھی۔۔ جنھیں سنتے المیر خان اور بھی شدت پسند ہو رہا تھا۔۔ وہ اس کی دھڑکنوں پہ جھکا یہاں نشان ڈال رہا تھا۔۔ اور وہ سسکتے ہوئے اس کا لمس برداشت کر رہی تھی۔۔ وہ اس لمحے کو پیچھے کو ہوتے پھر سے اسے چیخنے پہ مجبور کر گیا۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ وہ میاں بیوی کے رشتے کے تقاضے جانتی تھی۔۔ لیکن وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ اسی لیے تو وہ اس سے دور بھاگتی تھی۔۔ المیر خان نے سر اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر اس کے آنسو پوروں سے صاف کرنے لگا۔۔ "بس رونا بند کرو۔۔ میری خرگوشنی۔۔ تمہارا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ الجھاتے ہوئے بولا۔۔ "م۔۔م۔۔مجھے بھی تو تکلیف دی۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے مسکراتے ہوئے خود کو آخری حد تک اس میں پیوست کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔۔ اس کے لبوں کو شدت سے چومتے المیر خان نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔۔ نمل گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ المیر خان کی بھی سانسیں پھول رہی تھی۔۔ "بس کچھ دیر کی بات ہے۔۔ میری خرگوشنی۔۔" وہ پر سکون لہجے میں بولا۔۔ اور پھر سے ایک جھٹکے میں اس میں شامل ہوا۔۔ اب کی بار وہ اس کی کمر میں ناخن مارتے ہوئے اپنی چینخ روک چکی تھی۔۔ المیر خان کو اپنی کمر پہ ہلکی سی جلن محسوس ہوئی

تھی۔۔ لیکن وہ تیزی سے اس میں حرکت کرتے اس کی گردن کو سک کرتے اس کے وجود کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ پرسکون سا ہوتے بیڈ پہ لیٹاتے اسے خود پہ کرتے اس کی کمر سہلانے لگا۔۔ کمرے میں دونوں کو سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ نمل کی سسکیاں۔۔ وہ اس کے سینے پہ سر رکھے رو رہی تھی۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے سینے پہ ناخن مار رہی تھی۔۔ وہ کچھ دیر یوں ہی خاموشی سے اس کی سسکیاں سنتے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ پھر سے اسے بیڈ پہ کرتے اس پہ سایہ فگن ہوتے اس کے لبوں پر جھک چکا تھا۔۔ نمل اس کے کندھے پہ مکہ مار رہی تھی۔۔ المیر خان اسے ڈھیپ کس کرتے اس کی گہرائیوں کو چھو رہا تھا۔۔ اس کے جواں جزبات پھر سے جاگے تھے۔۔ لیکن اس بار وہ ان کو لگام ڈالتے اس کے ہونٹوں کو رہائی دیتے اسے پھر سے خود پہ کر گیا۔۔ "بچ۔۔ چھ۔۔ چھوڑے۔۔ مجھے..." وہ اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ وہ پھولتی سانسوں کے درمیان بولتے خود کو چھروانے کی تنگ و تد کر رہی تھی۔۔ "سکون سی لیٹی رہی ہوں.. "المیر خان آنکھیں موندے بولا۔۔ "ن۔۔ نہیں مجھے آپ کے ساتھ نہیں سونا..." وہ خود کو چھروانے میں ہلکان ہوتے ہوئے بولی۔۔ "سوچ لوں... اگر اب میں نے کچھ کیا تو تم برداشت نہیں کر سکو گے..." وہ اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔ "آپ بالکل اچھے نہیں ہے..." وہ روتے ہوئے اس کے سینے پہ دانت گاڑتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "کیا میں بدلہ لے سکتا ہوں..." المیر خان نے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔۔ نمل پھر سے اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔ "نمل اب بس کرو... ورنہ میں تمہیں ساری رات اپنی شدتوں سے مہکواؤں گا..." المیر خان سرد لہجے میں بولا۔۔ "م۔۔ مجھے نہیں پتہ... مجھے

چھوڑے... "وہ بضد ہوئی تھی۔۔" تم مجھے مجبور کر رہی ہوں.. "المیر خان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔ وہ اس کے سینے پہ مکہ مارتے اسے خود سے دور کرنا چاہ رہی تھی۔۔ المیر خان اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ کراؤن سے لگا گیا۔۔ اندھیرے میں وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پارہے تھے۔۔ لیکن محسوس کر سکتا تھا۔۔ "پ۔۔ پ۔۔ پ۔۔ پلیز اب۔۔ اب۔۔ نہیں... "نمل سب سمجھتے ہوئے اندھیرے میں ہی اس کے ہاتھوں کی طرف ہاتھ لے جاتے ہوئے بولی۔۔ "صرف پانچ دس منٹ... "المیر خان پیار سے بولا۔۔ "ن۔۔ نہیں۔۔ پلیز... "وہ اپنی ٹانگیں سمٹتے خود کو چھپا چکی تھی۔۔ المیر خان کا ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھا۔۔ اور دوسرے میں وہ اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔۔ "اوکے... "المیر خان گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔ نمل اس کے منہ سے اوکے سنتے تھوڑا سا ریلیکس ہوئی۔۔ المیر خان اسے اپنے قریب کرتے اپنے سینے میں بھینچتے اس کی ناز کی محسوس کرنے لگا۔۔ اس کی ناز کی محسوس کرتے وہ اس کی گردن پہ لیو بائٹ بناتے اس کی گہرائیوں میں اترتا تھا۔۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ لیکن المیر خان کے جذبات اس وقت پیک پر تھے۔۔ وہ بنا خود کو روکے اس میں حرکت کرتے اس کی گردن کو سک کر رہا تھا۔۔ اور نمل آنکھیں موندے اسے برداشت کر رہی تھی۔۔

نمل المیر خان کے حصار میں ہی آنسو بہتی سوچکی تھی۔۔ لیکن المیر خان ساری رات نہ سو سکا تھا۔۔ وہ بس یوں ہی اسے دیکھتا رہا تھا۔۔ اسے محسوس کرتا رہا تھا۔۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔۔ جب نمل نے مدھم سی آنکھیں کھولیں۔۔ اسے سب کچھ دھندلا سا نظر آ رہا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی پل المیر خان کو خود کی

طرف دیکھتے پا کر وہ اٹھتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔ المیر خان کی نظریں بے ساختہ ہی اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگی۔ نمل نے اس کے یوں دیکھنے پر کمفرٹ اپنے اوپر کرتے خود کو چسپایا۔ "اگر یہ میں نے پکڑا نہ ہوتا، تو اتر جاتا... اور مجھے دیکھتے یقیناً تم پورا ہفتہ ہی بلش کرتی رہتی..." المیر خان ہنسی دبائے بولا۔ نمل اس کے اتنے بے باک الفاظوں پہ کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔ وہ کتنی آسانی سے اتنے بے باک لفظ بول چکا تھا۔ "آ۔۔۔ اپ۔۔۔ ک۔۔۔ کو۔۔۔ ش۔۔۔ شر۔۔۔ شرم نہیں آتی.." وہ اس کی اتنی بے باک نظروں کو محسوس کرتے ہوئے بولی۔ "بیوی کو دیکھنے میں کیسی شرم..." المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔ "کیا تم نے وہ نہیں سنا... جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم.." المیر خان اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔ "ا۔۔۔ اب۔۔۔ ب۔۔۔ م۔۔۔ میرے۔۔۔ ق۔۔۔ قریب مت آئے..." وہ اور پیچھے کو کھسکتے ہوئے بولی۔ وہ پیچھے کو ہوتی جا رہی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ گرتی المیر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کیا۔ "ڈر رہی ہوں... یا شرم مار ہی ہوں..." وہ اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے بولا۔ "ا۔۔۔ اپ جیسے انسان سے ڈرا ہی جاسکتا ہے.." وہ اس کے رات کا جنونی انداز یاد کرتے ہوئے بولی۔ "ڈرتے ہوئے بھی تم خود کو میرے حوالے نہیں کرتی.." المیر خان نے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔ "م۔۔۔ مجھے۔۔۔ ف۔۔۔ فریش ہونے جانا ہے..." وہ تھوک نگلتے ہوئے بولی۔ "اکٹھے فریش ہو جائے گے.." المیر خان اس کی گردن پہ پڑے سرخ نشان پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "بلکل نہیں.." وہ ہڑبڑاتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے مسکراتے اپنی شرٹ اٹھاتے اس کی طرف کیں۔ جسے نمل نے جلدی سے تھاما۔ "پہن لوں... اب سب دیکھ چکا ہوں.." وہ اسے یوں ہی شرٹ ہاتھ میں پکڑے دیکھ کر بولا۔ لیکن نمل کے گھورنے پر وہ مسکراتے ہوئے بیڈ سے

اٹھا۔ "دیکھو ظلم تو میرے ساتھ ہوا ہے۔۔۔" وہ اپنی کمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمل نے اس کی کمر پہ نظر ڈالی۔۔۔ اس کی کمر، سینے اور گردن پہ اس کے ناخنوں کے نشانات تھے۔۔۔ "اگر یہ ایک بھی میں نے کیا ہوتا۔۔۔ تو اپنے ہی سٹیشن میں بند ہوتا۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔۔ لیکن نمل کچھ بولے بنا بیڈ سے اٹھی۔۔۔ المیر خان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ بامشکل چل رہی تھی۔۔۔ المیر خان نے آگے بڑھتے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ "ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔" وہ حیرانگی سے بولی۔۔۔ "تم سے چلا نہیں جا رہا۔۔۔ تو تمہاری مدد کر رہا ہوں۔۔۔" المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "نہیں میں چل سکتی ہوں۔۔۔" نمل نے اس کے سینے پہ مکہ مارتے ہوئے کہا۔۔۔ "میری خرگوشی۔۔۔ تم نہیں چل سکتی۔۔۔" وہ اس کی ناک کی ٹپ پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے اندر صوفے پہ بٹھایا۔۔۔ "کپڑے بھی نکال دو۔۔۔" المیر خان نے اس کی طرف شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ نمل اس کی طرف معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ المیر خان کی نظریں اس کی سفید ٹانگوں پہ تھیں۔۔۔ "جائے آپ۔۔۔" وہ اس کی نظروں کا زاویہ دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ "اچھا بابا۔۔۔ جارہا ہوں۔۔۔" وہ ہاتھ اوپر کرتے باہر نکلا۔۔۔ نمل نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے کمر کی طرف بڑھی۔۔۔

نمل چینج کرنے کے بعد روم میں آئی۔۔۔ المیر خان مرار کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ نمل سکن کلر کی پٹھانی فراک اور چوریدار پاجامہ پہنے ہوئے بالوں کو ٹاول میں باندھے ہوئے تھی۔۔۔ "آ جاؤ یا اٹھا کر یہاں لاؤ۔۔۔" المیر خان اسے وہی کھڑے دیکھ کر بولا۔۔۔ وہ چلتے ہوئے ڈریسنگ مرار کے پاس آئی۔۔۔ المیر خان نے اسے کندھوں سے پکڑتے سٹول نکالتے اس پہ بٹھایا۔۔۔ اور اس کے ہاتھ اس کے بالوں سے ہٹاتے

اس کے بالوں کو ٹاول سے خشک کرنے لگا۔ "میں خود کر لوں گی۔" وہ اس کے ہاتھوں تک ہاتھ لے جاتے ہوئے بولی۔ "خاموشی سے بیٹھی رہوں۔" المیر خان اس کے بالوں کو اچھے سے ٹاول سے سہلاتے ہوئے ٹاول کو صوفے پہ اچھالتے اس کے بالوں میں برش کرنے لگا۔ "تم بہت خوبصورت ہوں۔ میری خرگوشی۔" المیر خان نے اس کے کان میں مدھم سی سرگوشی کیں۔ نمل نے مرار میں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم میری سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت ہوں۔ بڑی فرصت سے تمہیں خدا نے بنایا ہے۔" وہ اس کے بالوں میں برش کرتے ہوئے بولا۔ "تم بہت حسیں ہوں میری خرگوشی۔ تم چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہوں۔ تمہاری یہ خوبصورتی مجھے کمزور کر دیتی ہے۔ میں خود کو بے بس محسوس کرتا ہوں۔ میرے وجود میں تمہاری طلب بڑھتی ہے۔ لیکن تم بہت ظالم ہوں۔ اور یہ مجھے رات بخوبی اندازہ ہوا ہے۔" المیر خان اس کے کندھے سے بال ہٹاتے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ "ابھی بھی میں ظالم ہوں۔" وہ حیرانگی سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "ہاں۔ المیر خان اس کی گردن پہ بنی لیو بانٹ پہ انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔ "پیچھے ہٹے۔" نمل اس کا سراپنے کندھے سے ہٹاتے کھڑی ہوئی۔ "آپ نے میری معصومیت کا فائدہ اٹھایا ہے۔" وہ نم آنکھوں سے معصومیت سے بولی۔ "ایک دفعہ اور اٹھالوں۔" المیر خان نے اس کی طرف بڑھتے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا۔ لیکن نمل پیچھے ہوئی تھی۔ "جا کر یونیورسٹی سے میرے لیے نوٹس لے کر آئے۔ اور میری لودے کر آئے۔" نمل اپنا دوپٹہ اٹھاتے گلے میں لیتے ہوئے بولی۔ "فلحل میں کہیں نہیں جا رہا۔" المیر خان بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "وجہ جان سکتی ہوں۔" نمل نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "مجھے سونا ہے۔ ساری رات سو نہیں

سکا... "المیر خان نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں.. "وہ بے اختیار بول گئی۔۔ اور اگلے ہی پل المیر خان کی معنی خیزی نظروں سے دیکھنے پہ سرخ ہوئی تھی۔۔ "تم جو پڑھتی ہو.. بس وہی پریکٹیکل کرتے کرتے رات گزر گئی... امید ہے جلد ہی نتیجہ بھی اجائے گا..." المیر خان اسے بے باک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے تھوک نگلاتھا۔۔ "آپ کتنے بے شرم ہے..." نمل چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی۔۔ "میری خرگوشی میں کون سا بنا کپڑوں کے ہوں..." المیر خان پیچھے سے اس کی کمر کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور اگلے ہی پل المیر خان اسے لیے بیڈ پہ گرا تھا۔۔ "باخدا تم جیسی بیوی ہوں... تو کوئی کافر ہی ہوں.. جو اس کے حسن میں کھونا جائے... تم اتنی حسیں ہوں... کہ اگر میں تمہیں سرتاپاؤں بھی چوم لوں... تو بھی تمہاری خوبصورتی کا حق ادا نہ کر سکوں گا..." المیر خان اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا۔۔ المیر خان نے اسے سختی سے خود میں بھینچا۔۔ "تم صرف میری ہوں.. تم پر صرف المیر خان کا حق ہے... تمہاری روح پر تمہاری ایک ایک سانس پر صرف میرا حق ہے... تم صرف میری ملکیت ہوں... تمہیں دیکھنے کا چھونے کا حق صرف المیر خان کا ہے..." المیر خان اسے سختی سے خود میں بھینچے ہوئے بول رہا تھا۔۔ نمل اس کے اظہار محبت پہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ "آپ بھی بہت اچھے ہے..." نمل نے المیر خان کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے کہا۔۔ المیر خان نے اس کی گردن پہ نرمی سی دانت گاڑھے۔۔ "آہہ.. مجھے پین ہوتی ہے.. "نمل المیر خان کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے ہوئے بولی۔۔ اور اپنی بڑی بڑی نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔

"ادائے بڑی فینکی

المیر خان اس کے چہرہ پہ نظریں جمائے گنگنایا۔

کرے ہے نو ٹنکی

یہ چھوڑی بڑی ڈرامہ کیون ہے

اس کی رات والی معصومیت یاد کرتے ہوئے المیر خان گنگنا رہا تھا۔

یہ بڑی بڑی آنکھیں

ہے آنسوؤں کی ٹینکی

اس کی بڑی بڑی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے گنگنایا۔

یہ چھوڑی بڑی ڈرامہ کیون ہے

المیر خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گنگنایا۔ نمل نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ "میں ڈرامہ کیون ہوں۔" اس نے اسے گھور کر دیکھا۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔" المیر خان قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "کون سا ڈرامہ کیا۔" اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا۔ "جب سے نکاح ہوا ہے۔ تب سے ہی تو ڈرامہ کر رہی ہوں۔ اتنی بڑی بڑی آنکھیں ہے۔ جن میں کچھ بول دو تو پانی اس طرح سے نظر آتا ہے۔۔۔ جیسے اسی انتظار میں تھی۔" وہ ہاتھ سر کے پیچھے لے جاتے ہوئے بولا۔ "ہاں ٹھیک ہے۔ آپ کچھ بھی سمجھ مجھے پرواہ نہیں۔" نمل اپنے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے بولی۔ "لیکن تمہیں پرواہ ہونی چاہیے۔" المیر خان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود پر کر گیا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ "ویسے تمہاری یہ بڑی بڑی آنکھیں پانی کی ٹینکی بہت

خوبصورت ہے۔۔ "اس نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں پہ پھونک ماری۔۔ "اپنی آنکھیں دیکھی ہے... میری نظر تو آتی ہے... آپ کی تو نظر بھی نہیں آتی... "نمل اس کی آنکھوں کے گرد انگلی گھوماتے ہوئے بولی۔۔ "لیکن پھر بھی پیاری ہے... "المیر خان نے ایبر واچکاتے ہوئے پوچھا۔۔ نمل خاموش ہوئی تھی۔۔ "پیاری تو ہے.. "اس نے دل میں خود کو جواب دیا تھا۔۔ لیکن اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اور اس کے مسکرانے پر المیر خان نے اس کی ٹھوڑی پہ دانت گاڑھے۔۔ "بچ کر رہنا مجھ سے... اب اگر مجھے تنگ کرنے کی کوشش کیں... یا پھر میری بات نہیں مانی.. تو اب سے تمہاری گہرائیوں تک شامل ہوتے تمہیں بتاؤ گا... کہ مجھے کتنا اچھا لگا.. "المیر خان اس کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ "بہت پیار سے تمہیں ساری رات پیار کیا ہے.. "المیر خان اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔ "اگر یہ پیار تھا.. تو پھر تو میں مر جاؤ گی.. "نمل پلکیں جھپکتے ہوئے بولی۔۔ "مرنے نہیں دو گا... "المیر خان اس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے بولا۔۔ "پھر میرے قریب مت آنا.. ورنہ میں مر جاؤ گی.. میں برداشت نہیں کر سکتی... "وہ نرم آواز میں بولی۔۔ "تم ہی تو مجھے برداشت کر سکتی ہوں.. تمہارے علاوہ اس روئے زمین پہ کوئی اور نہیں جو المیر خان کو برداشت کر جائے... میری خرگوشی... "المیر خان نے اس کے گال کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا۔۔ نمل کے عارض تپ کر انار ہوئے تھے۔۔ "تمہاری قربت میں بہت سکون ملتا ہے.. اب سے ہر رات تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناتے تمہیں محسوس کرو گا... "المیر خان اس کے عارض سے اپنی بیرڈر گڑتے ہوئے بولا۔۔ نمل کا دل اس کی اتنی بے باک باتوں پہ باہر آنے کو تھا۔۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں تھی۔۔ اس کی زبان سے یہ سب سننا اسے بھی اچھا لگ رہا تھا۔۔ المیر خان مدہوش سا ہوا تھا۔۔ وہ اسے بیڈ پہ کرتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا

اس کی سانسیں انہیل کر گیا۔ نمل اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے آنکھیں بند کر گئی۔۔ "کس۔۔ کسی دن۔۔ دن۔۔ م۔۔ م۔۔ مر جاؤ گی۔۔ پھر کیا کرے گے۔۔" وہ اپنی پھولتی سانسوں کے درمیان بولی۔۔ "جب تک المیر خان کی سانسیں چل رہی ہے۔۔ تب تک نمل المیر خان کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" المیر خان اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔ "م۔۔ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔۔" وہ المیر خان کی نظروں کی تپش سے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔ "مجھے بھی لگی ہے۔۔" المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "پ۔۔ پھرچ۔۔ چل ک۔۔ کر کچھ کھا لیتے ہیں۔۔" نمل نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ "مجھے تمھاری ضرورت ہے۔۔ تم ہی میرے کھانا ہوں۔۔" المیر خان اس کی گردن کو سک کرتے ہوئے بولا۔۔ "لیکن مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔۔" وہ غصے سے بولی۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ کہ ایسے اس کی جان خلاصی نہیں ہوں گی۔۔ المیر خان نے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔ نمل جلدی سے بیڈ سے اترتے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے بالوں کو باندھنے لگی۔۔۔

"ایسا بننا سنور نامبارک تمہیں

کم سے کم اتنا کہنا ہمارا کرو"

اس کی گمبھیر بھاری آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تھا۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔۔

چاند شرمائے گا چاندنی رات میں

یوں نہ زلفوں کو اپنی سوارا کرو"

المیر خان اس کی طرف بڑھتے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ نمل کے پورا وجود میں
سپارک ہوا تھا۔۔

"ایسا بننا سنورنا مبارک تمہیں

کم سے کم اتنا کہنا ہمارا کرو"

المیر خان اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے اس کے چہرہ پہ آتی لٹوں کو پیچھے کرتے ہوئے گنگنا رہا
تھا۔۔ "میری لگ رہی ہوں.. میری ملکیت... المیر خان کی خرگوشی.. نمل المیر خان... "المیر خان
اس کا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے سختی سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔ اس کے
معصوم سے چہرہ کو دیکھتے المیر خان مسکرایا۔۔ اور اس سے دور ہوا۔۔ نمل نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس
کی طرف دیکھا۔۔ اور جلدی سے باہر نکل گئی۔۔ المیر خان کا کمرے میں قہقہہ گونجا تھا۔۔ نمل دیوار سے
ٹیک لگائے گہرے سانس لینے لگی۔۔ "کیا ہوا نمل... "صوفیہ جو کہ اوپر ہی آرہی تھی۔۔ اسے یوں
گہرے سانس لیتے دیکھ کر بولی۔۔ "ک۔۔ کچھ نہیں ب۔۔ بھابی.. "وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے
بولی۔۔ "لالا کو کیا ہو گیا... "المیر خان کے قہقہ کی آواز سنتے ایک پل کے لیے صوفیہ حیران ہوئی
تھی۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے نمل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "م۔۔ مجھے کیا پتہ... میں تو
خود یہاں ہوں... "نمل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ نے بھی بنا اس کوئی مزید سوال کیے۔۔ اس کے
ساتھ نیچے کی طرف آئی۔۔ دونوں کچن میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ جب المیر خان کچن کے دروازے پر آکر
روکا۔۔ "لالا آپ کو کچھ چاہیے.. "صوفیہ نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں چاہیے.. "المیر خان
نمل پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔۔ نمل جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔ "کیا چاہیے

لالا... "صوفیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ایک گلاس پانی.. "المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے المیر خان کو پانی کا گلاس پکڑایا۔ المیر خان اسی لمحے کچن سے چلا گیا۔ "لالا کو کافی ٹائم بعد ایسے مسکراتے دیکھ کر میں حیران ہوں... "صوفیہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "لالا کافی خوش ہے.. "صوفیہ گلاس گھوماتے ہوئے بولی۔ نمل بھی ہلکا سا مسکرائی۔ "لالا کے خوش ہونے کی وجہ تم ہوں... نمل... "صوفیہ نے نمل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "نمل میرے لالا کو ساتھ مت چھوڑنا... میں نے ان کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا... میں نے دیکھا ہے تمہارے آنے کے بعد لالا بدل گئے ہے... میرے لالا ایسے نہیں تھے... میرے لالا بہت بدل گئے ہے... پلیزان کا ساتھ مت چھوڑنا... "صوفیہ نے امید سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ن۔۔ نہیں چھوڑو گی... آخری سانس تک ساتھ رہوں گی... "نمل مسکراتے ہوئے بولی۔ صوفیہ نے مسکرا کر اس کی طرف جو س کا گلاس بڑھایا۔ اور خود بھی پکڑتے پینے لگی۔

----- "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

قسط نمبر 138_1

کمرے میں ہلکی پھلکی مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔ نمل دروازے کھولتے اندر آئی۔ کمرے میں اتنی کم روشنی دیکھتے اسے گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی۔ "یہ آ۔۔ آ۔۔ آپ ک۔۔ ک۔۔ کا۔۔ کھ۔۔ کھانا.. "وہ ٹریں ٹبیل پہ رکھتے ہوئے بولی۔ اور ساتھ ہی اس نے پاس پڑے روموٹ سے لائٹس آؤن کیں۔ المیر خان بیڈ پہ اوندھ منہ لیٹا ہوا تھا۔ نمل نے اس کی طرف

دیکھا۔ اس پہ بلینکٹ تھا۔ نمل نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس پر سے بلینکٹ ہٹانا چاہا۔ لیکن المیر خان بلینکٹ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا۔ "کیا مسئلہ ہے..." نمل اکتائے ہوئے لہجہ میں بولی۔ "کیوں تمہاری اتنے میں ہی بس ہو گئی.." المیر خان چہرہ سے بلینکٹ ہٹاتے ہوئے بولا۔ "جی ہاں.. کیونکہ میں آپ کی طرح نہیں ہوں..." وہ اس سے کچھ فاصلے پہ ہوتے ہوئے بولی۔ "بولو کیا چاہیے.." المیر خان اپنی بازو بیڈ پہ رکھتے ہاتھ پہ چہرہ رکھتے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "کھانا کھا لے..." نمل اس کے یوں دیکھنے پہ پلکیں جھکاتے ہوئے بولی۔ "پاس آکر کہو.. کیا کہنا چاہتی ہوں.." المیر خان نے ہونٹوں پہ مسکراہٹ لیے اس کی طرف دیکھا۔ "نہیں بس آپ یہ کھانا کھا لے..." وہ وہی کھڑی بولتی صوفے کی طرف بڑھی۔ لیکن المیر خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے لیے بیڈ پہ گرا تھا۔ "آہہ.." نمل کی چیخ کمرے میں گونجی تھی۔ "کیا ہوا میری خر گوشنی..." المیر خان نے اس پہ جھکا اس کے چہرے کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے بولا۔ "مجھے پہلے ہی..." وہ آگے بولے سے روکی۔ "او.. سوری.. میں بھول گیا تھا... میری نازک سی بیوی نے رات میں میرا حق ادا کیا ہے... تو اب اسے درد ہو گا.." المیر خان اس کی پیشانی سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔ "نمل اس کے بولنے پہ گہرے سانس لینے شروع ہوئی تھی۔" اب جانے دے..." وہ لرزتی پلکوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ "کچھ دیر تم سے سکون لے سکتا ہوں..." المیر خان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ نمل نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ واقع ہی ایک دفعہ پھر سے اس کی قربت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ "او کے..." المیر خان نے اس کے گال پہ ہونٹ رکھے۔ اس کے او کے پہ نمل نے سکون کا سانس خارج کیا۔ "یہاں درد ہو رہا ہے..." المیر خان ہاتھ

گہرائیوں تک لے جاتے ہوئے بولا۔۔ جہاں اس کے اوکے پر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔ وہی اس کا ہاتھ اپنی گہرائیوں پہ محسوس کرتے اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔ "نہیں کرے پلیز۔۔" وہ نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان نے اس کی گہرائیوں سے ہاتھ ہٹایا۔۔ اور اس کی طرف دیکھا۔۔ نمل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ "پلیز۔۔" نمل اس کی گردن پہ اپنے ناخنوں کے نشانات دیکھتے ہوئے نٹوں کو دانتوں تلے دبائی۔۔ المیر خان اسے اس کے ہونٹوں کے دانتوں سے کاٹتے دیکھ اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے پوری شدت سے اس کے ہونٹوں کو چومتے اس کی سانسیں روک گیا۔۔ نمل کی آنکھیں واقع ہی حیرت سے کھولیں تھیں۔۔ المیر خان اپنا ہاتھ اس کی فراق کے اندر لے جاتے اس کے پیٹ سے اوپر لے جانے لگا۔۔ نمل نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔ اسے واقع ہی اپنا جسم اس وقت ٹوٹا محسوس ہو رہا تھا۔۔ المیر خان اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتے اس کی پیٹ سے فراق اٹھاتے اس کی ناف پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔ نمل کے وجود میں کرنٹ سادوڑا تھا۔۔ المیر خان اس کے وجود کو کانپتا محسوس کرتے اس سے دور ہوا۔۔ نمل نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔ المیر خان کو خود سے دور دیکھتے جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔ "اب میں آپ کو مارو گی۔۔" نمل غصے سے بولی۔۔ اسے اب غصہ آ رہا تھا۔۔ کہ وہ کھانا کھانے کی بجائے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔ "تم مجھے مارو گی۔۔" المیر خان نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے پوچھا۔۔ "جی۔۔" نمل نے ہمی میں سر ہلایا۔۔ "انشاء اللہ پھر دوزخ میں اعلیٰ مقام پاؤ گی۔۔" المیر خان گہری مسکراہٹ لیے بولا۔۔ اس کی بات پہ حیران ہونے کی باری نمل کی تھی۔۔ "اپنی بیوی کو کوئی ایسا بولتا ہے۔۔" نمل نے منہ بناتے ہوئے سر جھٹکا۔۔ "ہاں اگر تم مجھے مارنے کا سوچ سکتی ہوں۔۔ تو کیا میں تمہیں نہیں بتا سکتا کہ تم اس کے بعد دوزخ

میں جاؤ گی.. اور میں.. "وہ بولتے ہوئے روکا۔ لیکن ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔ "اور آپ.. "نمل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "اور میں ستر حوروں کے درمیان سکون سے بیٹھو گا... کوئی مجھے انگور کھلا رہی ہوں گی... کوئی مجھے ہوا دے رہی ہوں گی.. کوئی میرے پاس کھڑی ہوں گی... ہائے.. "المیر خان آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا۔۔ نمل نے المیر خان کے گال پہ چٹکی کاٹی۔۔ "کیا کر رہی ہوں.. "اس کے ناخن بری طرح سے المیر خان کے گال پہ لگے تھے۔۔ "سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے.. "نمل اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔ المیر خان کے گال پہ ہلکی ہلکی خون کی بوندیں ابھری تھیں۔۔ نمل نے اس کے گال کی طرف دیکھا تھا۔۔ جہاں خون چھلک رہا تھا۔۔ "ایم ریلی سوری... "نمل اپنا دوپٹہ اس کے گال پہ رکھتے ہوئے بولی۔۔ "میں ٹھیک ہوں یار.. "المیر خان اس کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں سوری.. مجھے نہیں پتہ تھا یہ ہو جائے گا... "نمل کی آواز نم ہوئی تھی۔۔ "یار.. "المیر خان نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے ہونٹوں سے لگائے۔۔ "کیا ہو گیا.. اتنے سے مجھے کیا ہو گا... "المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ وہ اس کے لیے رو رہی تھی۔۔ اس کی فکر کر رہی تھی۔۔ اسے یہ احساس اچھا لگ رہا تھا۔۔ اس کی آنکھوں اور اس کے ہونٹوں سے ہی اس کی خوشی دیکھائی دے رہی تھی۔۔ "آپ ہنس رہے ہیں.. "نمل نے نم آنکھوں سے پوچھا۔۔ "کیونکہ میں ٹھیک ہوں.. "المیر خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں میں اس پہ.. ابھی آئی... "وہ بات یوں ہی درمیان میں کاٹتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ المیر خان گہری مسکراہٹ لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔ "کتنا خوبصورت احساس ہے... "وہ منہ میں بڑبڑایا۔۔ نمل ڈریسنگ روم سے فرسٹیٹ بوکس لے کر آئی۔۔ اور اسے کھولتے ہوئے ٹبل پہ رکھا۔۔ اور المیر خان کے بالکل قریب بیٹھ گئی۔۔ "پاس

آئے... "المیر خان کو یوں ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دیکھ کر وہ تھوڑا سا اس کے قریب ہوتے ہوئے بولی۔ المیر خان نے چہرہ اس کے قریب کیا۔ نمل کی اور اس کی آنکھیں چار ہوئی تھی۔ لیکن نمل اپنی کریم (Neosporin) نظروں کا زاویہ بدلتے کوٹن نکالتے ہکا سا صاف کیا۔ اور پھر نیو سپورین نکالتے اپنی انگلی پہ پیسٹ کرتے اس کے چہرہ پہ لگائی۔ "ایم ریلی سوری.. " وہ ایک بار پھر شر مندگی سے بولی۔۔۔ اسے برا لگ رہا تھا۔ وہ ایسا بالکل نہیں چاہتی تھی۔ اس نے تو صرف مذاق کیا تھا۔ "میری خرگوشی، میری زندگی، میر جان، میری مسز جان، میری ڈرامہ کیوین، میری بڑی بڑی آنکھوں والی ٹینکی.. مجھے کچھ نہیں ہوا... " المیر خان اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔ وہ اسے ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ اتنے سے زخم سے اس کا کیا ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ پریشان تھی۔ رور ہی تھی یہ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ نمل اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے سسکیاں لے رہی تھی۔ "سیج میں پاگل ہو گئی ہے میری بیوی.. " اس نے نمل کے کان میں سرگوشی کیں۔۔۔ نمل نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ چہرہ پہ ناراضگی تھی۔ "کیا تمہیں میری فکر ہو رہی ہے... " اس نے مان سے پوچھا۔ "ج۔۔۔ جی نہیں... " وہ جلدی سے لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔ "ہونی چاہیے... مجھے اچھا لگے گا... " المیر خان نے مسکراتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ نمل نے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔ "واقع ہی وہ دلکش تھا۔ مسکراتے ہوئے وہ کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر سکتا تھا۔ اس کی ہنسی دلکش تھی۔ اور وہ خود بخوبی صورتی کی اعلیٰ مثال تھا۔ نمل کے دل نے گواہی دی تھی۔ اسے مسکراتے دیکھ نمل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔ "کیا ہوا.. " المیر خان اسے خاموش دیکھتے بولا۔ "کچھ نہیں کھانا کھالے... " نمل نے ٹریں اٹھا کر اس کے سامنے رکھی۔ اور اس کی طرف

دیکھا۔۔ "تم کھلا دو۔۔" المیر خان نے اس کے خوبصورت ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔۔ "ہ۔۔ ہا۔۔ ہاتھ بچ۔۔ چھوڑے۔۔ گ۔۔ گ۔۔ گے۔۔ توک۔۔ کھلاؤ گی۔۔" وہ اپنا ہاتھ چھروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ المیر خان نے اس کے ہاتھ چھوڑے۔۔ "کھلاؤ۔۔" اسے یوں ہی بیٹھے دیکھ کر المیر خان نے معصومیت سے کہا۔۔ نمل نے مور ثل لیتے المیر خان کی طرف بڑھایا۔۔ جسے المیر خان نے کھا لیا۔۔ وہ یوں ہی اپنے ہاتھوں سے مور ثل بناتے اسے کھلا رہی تھی۔۔ "پانی۔۔" نمل نے گلاس اس کی طرف بڑھایا۔۔ المیر خان نے اسے اشارے سے خود کو پلانے کو کہا۔۔ "خود پی لے۔۔" نمل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔ اور بیڈ سے اٹھی۔۔ "تم نے کھانا کھایا۔۔" المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔ "ن۔۔ نہیں۔۔" نمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "وجہ۔۔" اس نے اسے واپس بیڈ پہ بٹھایا۔۔ "جوس پیا تھا۔۔" نمل اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔ "جوس سے تمہارا پیٹ بھر گیا۔۔" وہ حیرانگی سے بولا۔۔ نمل نے ہلکا سا ہمی میں سر ہلایا۔۔ "ایسے کرو گی۔۔ تو کمزور ہو جاؤ گی۔۔ اور تم کمزور ہو گئی۔۔ تو تم بیمار ہو جاؤ گی۔۔ اور بیمار انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔۔ اور میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔۔" وہ اسے خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔۔ "میں کھالوں گی۔۔ نیچے جا کر۔۔" نمل تھوڑا سا کسمکاتے ہوئے بولی۔۔ وہ اس کے اتنے مضبوط حصار میں بامشکل ہی کسمکائی تھی۔۔ "نہیں۔۔" وہ اسے خود میں بھینچے ہی بولا۔۔ اور ہاتھ بڑھاتے وائر لیس اٹھاتے کال کی۔۔ "میرے روم میں ناشتہ دے کر جاؤ۔۔ جسٹ اونلی فائیومنٹ۔۔" وہ بول کر وائر لیس رکھتے نمل کو خود سے الگ کر گیا۔۔ المیر خان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ "میر زندگی۔۔" کھایا کرو۔۔ تمہیں دیکھ کر ہی تو المیر خان سانس لے رہا ہے۔۔" المیر خان نے اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے

لگایا۔ نمل اس کی اتنی محبت پہ حیران ہو رہی تھی۔ کیا واقع ہی کوئی کسی سے اتنی محبت کر سکتا ہے۔۔۔ وہ یہ سوچ کر رہ گئی تھی۔۔

پریشہ ایف کو بے بی کوٹ میں لیٹاتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے سیدھی ہوئی تھی۔ کہ اسے اپنی کمر کے گرد حصار محسوس ہوا۔ اس نے گردن گھوما کر زرغام کی طرف دیکھا۔ "مجھے ابھی پین ہوتی ہے.. "وہ اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "میں دور کر دو گا.." زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نہیں خود ہو جائے زیادہ بہتر ہے.." پریشہ نے اس کے ہاتھ ہٹانا چاہا۔ لیکن زرغام کا حصار مضبوط تھا۔ "یہاں بیٹھو... مجھے تم سے بات کرنی ہے..." زرغام اسے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوا بولا۔ "جی بولے آپ کی ہی سن رہی ہوں..." پریشہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف مخاطب ہوئی۔ "پریشہ... زرغام کی آواز سنجیدہ تھی۔ چہرہ پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔" کیا ہوا زرغام... "پریشہ اسے یوں سنجیدہ دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔" پریشہ نمل آریان کو شاہ در ایف ہمارے بچے ہیں... "وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے بولا۔ "جی.. "پریشہ کی آنکھیں مسکرائی تھی۔ "پریشہ آریان، نمل... "وہ بولتے ہوئے روکا۔ وہ یہ بات کبھی کسی کو نہیں بتا سکا تھا۔ تو اسے کیسے بتائے۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ "کیا ہوا نمل، آریان کو... وہ اب پریشان ہوئی تھی۔ اس نے گہرا سانس خارج کیا۔ "پریشہ نمل آریان لالا کے بچے ہیں..." اس نے چہرہ جھکائے کہا۔ اس نے پہلی دفعہ یہ بات کسی سے کی تھی۔ پریشہ نے ایک پل کے لیے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ کہ اس نے اتنی سی بات کیوں چھپائی تھی۔ کوئی زیادہ مسئلہ تو نہ تھا۔ "تو.." پریشہ سوچے

سمجھے بنا بول گئی۔۔ "پریشہ میرے لالا نہیں ہے۔۔ لیکن ان کے جانے کے بعد مورے نے نمل
روشانے کے حوالے کر دی۔۔ اس وقت نمل صرف دو سال کی تھی۔۔ روشانی اس وقت سترہ سال کی
تھی۔۔ لیکن اس نے میری محبت کی خاطر اسے سنبھالا۔۔ میں اس وقت یہاں نہیں تھا۔۔ میں پڑھائی کے
لیے ابورڈ گیا ہوا تھا۔۔ اور میں وہاں اپنا بزنس سیٹ کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن مجھے پانچ سال میں ہی واپس آنا
پڑا۔۔ میری پڑھائی مکمل ہوئی تو واپس آنے کے بعد میری اور روشانی کی رخصتی کروادی۔۔ "زرغام
مدھم سی آواز میں بول رہا تھا۔۔ پریشہ نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ اس کے لبوں سے روشانی کا
نام اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔ چاہے وہ پہلے اس کی بیوی تھی۔۔ لیکن اب صرف اس پر پریشہ کا حق تھا۔۔ وہ
یہ سب بولنا چاہتی تھی۔۔ لیکن خاموش رہی۔۔ "اس وقت نمل صرف سات سال کی تھی۔۔ آریان
گیارہ سال کا تھا۔۔ روشانی ان دونوں کو اپنے بچوں کی طرح پالا۔۔ آریان کو پندرہ سال کی عمر میں باہر
بھیج دیا تھا۔۔ لیکن نمل یہی تھی۔۔ روشانی نے کبھی ان کو ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔۔ شاہ در
کو تم نے ہی سنبھالا ہے۔۔ "وہ بولتے ہوئے روک گیا۔۔ کمرے میں کچھ دیریوں ہی خاموشی
رہی۔۔ "جی۔۔۔" پریشہ نے ایک لفظ سے ہی اس خاموشی کو توڑا۔۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم کبھی بھی ان
سب میں کوئی فرق نہیں سمجھو۔۔۔" وہ مدھم سے آواز میں بول رہا تھا۔۔ کہ کہیں ایف اٹھ ہی نہیں
جائے۔۔ "پہلے سمجھا کبھی؟" اس نے اس کی سبز آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھا۔۔ "میں جانتا
ہوں تم نہیں کبھی نہیں سمجھا۔۔ لیکن اگر کبھی تم تھک جاؤ۔۔ تمہیں لگے تم یہ سب نہیں سنبھال
سکتی۔۔ بس مجھے ایک دفعہ بتا دینا۔۔ نہ کوئی سوال ہوگا، نہ کوئی جواب میں سب سنبھال لوں گا۔۔ میں نہیں
چاہتا کہ میرے بچوں کو کبھی روشانی کی کمی محسوس ہوں۔۔ "زرغام کی آواز اور اس کے چہرہ پہ پریشانی

تھی۔۔ "ایسا کبھی نہیں ہوگا... میں کبھی ان سب میں فرق نہیں کرو گی..." پریشے نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ اور زرغام کے کندھے پہ سر رکھا۔۔ "زرغام... پریشے اس کے کندھے پہ سر رکھے بولی۔۔" بولو جاناں... "زرغام محبت سے بولا۔۔" زرغام ہم روم چینج کر لے... "اس نے زرغام کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ "کیوں؟" وہ پرسکون سے لہجے میں بولا۔۔ "کیا مطلب کیوں؟" پریشے حیران ہوئی تھی۔۔ "کوئی وجہ تو ہوں نا جاناں.. "زرغام اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کے چہرہ کو دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔ "کچھ نہیں... "وہ بس اتنا بول کر خاموش ہو گئی۔۔ "کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ مجھے جاناں... "زرغام نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ "نہیں بس یوں ہی کہا تھا... "وہ مسکرا دی۔۔ "کوئی بات ہے... "زرغام نے بے حد نرمی سے پوچھا۔۔ "نہیں.. "اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "ریسٹ کرو... "زرغام اس کے نفی میں سر ہلانے پر اسے احتیاط سے ہیڈ کے درمیان لیٹاتے ہوئے بولا۔۔ زرغام ہیڈ سے اٹھا تھا۔۔ "زرغام... پریشے نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "میرے پاس بیٹھے... "وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی۔۔ "جی ضرور میری جاناں... "وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔ پریشے اس کے ہاتھ پہ سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ غنودگی میں چلی گئی۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

غزنوی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے بالکل قریب زل
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔ غازیہ کچھ فاصلے پہ سو رہی تھی۔۔ زل کب سے اسے مصروف دیکھ رہی تھی۔۔ کہ
 کب اس کا کام ختم ہوں۔۔ اور کب وہ اس پہ نظر ڈالیں۔۔ لیکن وہ تھا کہ اپنے کام میں اتنا مگن تھا۔۔ اس
 نے ایک دفعہ بھی سر اٹھا کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ زل نے منہ بناتے ہوئے گہرا سانس
 لیا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر انگلی
 رکھی۔۔ "میری زل غازیہ سو رہی ہے... "وہ مدھم سی آواز میں بولا۔۔ "غازیہ سو رہی ہے.. اس کا
 مطلب میں بالکل مت بولو... "وہ اپنی ہیزل گریں آنکھوں سے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ "میری زل میں نے ایسا تو نہیں.. "غزنوی لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھتے اسے اپنے حصار میں لے
 گیا۔۔ "پھر کیا کہا آپ نے... اور کیا کہنا چاہتے ہے.. "زل دوک ٹوک انداز میں بولی۔۔ "تمہاری سننا
 چاہتا ہوں... "غزنوی نے اس کے سرخ ہوتے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا.. "زل کو اس کی
 بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ "سسکیاں، چینخیں.. "غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جبکہ
 زل سرخ ہو چکی تھی۔۔ وہ سرخ ہوتے پلکیں جھکا گئیں۔۔ کچھ بولنے کی ہمت نہیں رہی
 تھی۔۔ "تمہاری یہ ادا ایک ستم ہے.. میری زل میں تمہاری اس ادا پہ ہر بار اپنا دل ہار جاتا
 ہوں... "غزنوی نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ زل نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی
 طرف دیکھا۔۔ "آپ بہت برے ہے.. "وہ خفگی سے بولی۔۔ "تم جو کہو مان لیا میری زل.. "غزنوی
 نے فرما بردار بننے کی کوشش کی تھی۔۔ زل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ وہ بھی تو ہر بار اس
 کی طرف آ جاتی تھی۔۔ "آپ کو یاد ہے آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے پاس رہے گے.. "زل نے تھوڑا

سارے اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "جی محترمہ میں کیسے بھول سکتا ہوں... "غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "گھومنے جانا ہے... "زل نے مسکرا کر کہا۔ "کہاں جانا ہے... لے چلو گا... "غزنوی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔ "جہاں آپ لے چلے... "زل کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ "اوکے میری زل.. میں تمہیں لے چلو گا.. "غزنوی نے اسے اپنے حصار میں لیا۔ زل نے آنکھیں بند کرتے اس کے سینے سے سر ٹکایا۔ غزنوی نے ایک نظر لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا۔ اور پھر مسکرا کر اپنا حصار منطوط کر لیا۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو کہ سو رہی تھی۔ اس کے چہرہ پہ معصومیت اور مسکراہٹ بکھیری ہوئی تھی۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔ وہ جانتا تھا کہ ورشاں نیند کی بہت پکی ہے۔ وہ نہیں جاگے گی۔ جان عالم اس کے بالکل لیٹا ہوا تھا۔ جان عالم نے اس کے چہرہ پہ اپنے ہونٹ رکھتے اس کے چہرہ کو جگہ جگہ سے چوما تھا۔ لیکن مجال تھی کہ اس کی جان حیات کی آنکھ کھولیں ہوں۔ "میری زندگی، میری جان، میری جان حیات، میری شریک حیات، میرا سکون، میری دھڑکن... کب تک یوں ہی سوتی رہوں گی... "جان عالم اسے خود میں بھینچتے ہوئے گمبھیر آواز میں بولا۔ ورشاں نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "جان خان.. مجھے سونا ہے.. "وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔ "صبح سے سو رہی ہوں... وقت دیکھو.. "جان عالم محبت بھرے انداز میں اس کے چہرہ پر سے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ "بس تھوڑی دیر.. "ورشاں اس کے سینے میں چہرہ چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ جان عالم اس کے بال سہلانے لگا۔ جان عالم کی نظر کوٹ میں

سکون سے سوئے چشم و چراغ کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ہی سکون سے سو رہے تھے۔ "لگتا ہے میری جان حیات پہ چلے گئے... اسی لیے ابھی تک سو رہے ہیں۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے سوچا۔ ورشاں نے آنکھیں کھولتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔" وہ تھوڑا سا حیراں ہوتے ہوئے بولی۔ کہ آخر وہ اکیلا کیوں مسکرا رہا تھا۔ "بس یوں ہی میری جان۔" وہ ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "جان خان۔" وہ پھر سے بولی۔ "جی میری جان۔" کہو میں قربان۔ "جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "ایڈ... اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی۔" جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔ پھر اس نے ہٹا دی۔ "بولو۔" جان عالم نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ "مجھے ایڈمیشن کب لے کر دے گے..." ورشاں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "میری جان بس کچھ منتہ جلدی سے تم ٹھیک ہوں جاؤ۔ پھر لے دو گا۔" جان عالم نے ورشاں کے گال پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس سے یہ سوال روزانہ پوچھتی تھی۔ اور وہ یہی جواب روزانہ دیتا تھا۔ لیکن وہ اس کے اس سوال سے اکتاتا بھی نہیں تھا۔ "جان خان آپ روزانہ یہ سن کر تھک گئے۔" ورشاں اٹھ کر بیٹھنے ہی لگی تھی۔ کہ جان عالم نے اسے آرام سے اپنے حصار میں لیا۔ "ہر گز نہیں۔" میں کبھی اپنی جان کی زبان سے کچھ بھی سن کر نہیں تھک سکتا۔ تم چاہے ایک بات سو بار دہراؤں میں ہر دفعہ پہلی دفعہ کی طرح ہی سنوں گا۔" جان عالم نے ورشاں کے بال گردن سے پیچھے کرتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "باخدا تھک گیا ہوں، تمہارے قریب آنا چاہتا ہوں۔" جان عالم نے ورشاں کی گال پہ لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔ "میں بیمار ہوں۔" ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "میری جان میں کون سا ابھی کی بات کر رہا... میں جانتا

ہوں کہ میری بیوی بہت نازک ہے... اور ابھی اسے ریسٹ کی ضرورت ہے.. "جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ورشاں کچھ بولے بنا ہی نظریں جھکا گئی۔ "میری خوبصورت لٹل وائف... جان عالم خان تمہارا غلام ہے... تم پہ مرتا ہے.. تمہارے بنا جان عالم خان بالکل ریزہ ہے... جان عالم خان کو... "اس سے پہلے وہ آگے کچھ بولتا کہ کمرے میں جیہان کے رونے کی آواز گونجی۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔ اور بیڈ سے اٹھ کر بے بی کوٹ کی طرف بڑھا۔ جہاں جیہان گلا پھاڑے رو رہا تھا۔ "چپ کر... کتنا روتا ہے.. تھکتا نہیں.. تیرا گلہ خشک نہیں ہوتا... "جان عالم اسے گود میں اٹھاتے دانت پیستے ہوئے بولا۔ جیہان نے رونا بند کیا تھا۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "اب کیوں منہ بند کر لیا... "جان عالم نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ لیکن وہ چھوٹا سا معصوم اسے کیا ہی جواب دیتا۔ وہ مسکرا نے لگا۔ جیہان کی آنکھیں بالکل جان عالم جیسی تھی۔ رایان جیہان دونوں کے نقوش ایک سے تھے۔ بس آنکھوں کا فرق تھا۔ رایان کی آنکھیں کوپر براؤن تھی۔ اور جیہان کی براؤن تھی۔ جیہان اپنی آنکھیں کھولے جان عالم کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "جان خان اسے کون سا آپ کی سمجھ لگ رہی ہے۔" ورشاں اسے یوں جیہان کو ڈانتے دیکھ کر بولی۔ "اس کے باپ کو بھی سمجھ لگ جائے گی.. "جان عالم جیہان کو دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ بولتے ہوئے ورشاں کے قریب آ کر بیٹھا۔ جس پہ جیہان نے اونگھ لی تھی۔ "جان خان لگتا ہے آپ کی باتوں سے اسے نیند آرہی ہے... "ورشاں ہستے ہوئے بولی۔ "بہت ہی گندی اولاد ہے... "جان عالم نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "گندی اولاد.. "ورشاں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ "آپ ان کے لیے ایسے الفاظ مت یوز کرے.. "ورشاں کو جان عالم کا اپنے معصوم سے بچے کو ایسا کہنا پسند نہیں آیا تھا۔ "جیسے چہرہ بنا رہا

ہے.. یہی بولو گا... "جان عالم نے کندھے آچکاتے ہوئے کہا۔۔" مجھے دے... "ورشائے نے جان عالم سے جیہان کو لینا چاہا۔۔" تم جا کر فریش ہو جاؤ... اسے میں خود ہی دیکھ لوں گا... "جان عالم نے جیہان کو گھورتے ہوئے کہا۔۔" آپ اسے سنبھال لے گے... "ورشائے نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔" ہاں بالکل میں سنبھال لوں گا... تم جاؤ.. جا کر فریش ہو جاؤ.. "جان عالم جیہان کو بیڈ پہ لیٹاتے ورشائے جو احتیاط سے اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم ورشائے کو واشروم تک چھوڑتے واپس آیا۔۔ جیہان اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جان عالم نے رایان کی طرف دیکھا۔۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اوپر کیے کوٹ میں خاموشی سے لیٹا ہوا تھا۔۔ جان عالم نے رایان کو بھی کوٹ سے نکالتے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔۔ "میری بات کان کھول کر سنو... اگر تم دونوں کی آواز نکلی۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.. "جان عالم ان دونوں کے اطراف میں تکیہ لگاتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔ اور نیب کو گھوماتے جان عالم اندر داخل ہوا۔۔ ورشائے کپڑے پہن رہی تھی۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ وہ پلٹی۔۔ جان عالم کو دیکھتے ورشائے حیران ہوئی تھی۔۔ "ج۔۔ ج۔۔ جان خان۔۔ آ۔۔ اپ۔۔ اپ۔۔ کیوں

آئے... "ورشائے اپنے ہاتھ میں پکڑی اپنی سادہ سی فرائک سے ہی اپنے وجود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو کہ اس نے پہنی بھی نہیں ہوئی تھی۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے فرائک پکڑتے اس کے قریب ہوا۔۔ "مجھ سے چھپ نہیں سکتی... "جان عالم نے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔۔ "آپ چھپنے ہی نہیں دیتے... "وہ اس کی نظروں کی تاب سے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔ "چھپنا ہی کیوں ہے... "جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ جائے نا.. باہر جیہان، رایان اکیلے ہوں گے... "ورشائے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اس

کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشاں نے اپنے ہونٹ دانتوں میں بھینچے تھے۔۔ جان عالم کے ہاتھ اس کی برہنہ کمر پہ تھے۔۔ "تم پاس ہوتی ہوں، تو دنیا بہت خوبصورت لگتی ہے... یہ لمحے تھم جائے، یہی دل چاہتا ہے... "جان عالم انکھیں بند کیے بولا۔۔ "ج۔ج۔۔ جان خان... "ورشاش کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔ "میری جان میں صرف تمہاری مدد کرنے آیا ہوں.. "جان عالم اس کا چہرہ تھوڑا سا باہر نکالتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں میں خود پہن لوں گی... "وہ سرخ ہوتے ہوئے

بولی۔۔ "شش۔۔ شش۔۔ "جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ اور پیچھے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے لائٹ آؤف کیں۔۔ ورشاں کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی فراک کی زپ کھولتے بہت احتیاط سے اسے پہنائی۔۔ اور اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے زپ بند کر گیا۔۔ ورشاں کا سانس تھما تھا۔۔ لیکن جان عالم کے ہونٹوں کی تپش سے اسے محسوس ہوا تھا۔۔ کہ وہ اس کی قربت پانے کے لیے بے چین ہے۔۔ لیکن وہ اس وقت کچھ بھی نہیں کر سکتی۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ کہ جان عالم اس کی مرضی سے بھی اس حالت میں اس کے قریب نہیں آئے گے۔۔ وہ اگر اسے لے کر شدت پسند تھا۔۔ تو اس کے لیے اتنا ہی احتیاط اور اس کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا۔۔ جان عالم نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ اور کمرے میں آیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ لا کر دوسری طرف بٹھایا۔۔ ایک طرف جیہان رایان تھے۔۔ اور وہ دونوں اپنے ہاتھوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔۔ ورشاں نے ان کی طرف دیکھا۔۔ اور مسکرائی۔۔ "جان خان کتنے پیارے ہے نا.. "ورشاش نے جیہان رایان کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ "پتہ نہیں... "جان عالم نے کندھے اچکاتے ورشاں کے ہاتھوں سے ان چھوٹے چھوٹے ہاتھوں

کو الگ کیا۔۔ "جان خان کیا کر رہے ہیں... "ورشٹاں کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے۔۔ "ابھی میں ہوں، تو صرف مجھ پہ دھیان دو... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "آپ پہ ہی دیتی ہوں... "ورشٹاں نے معصومیت سے کہا۔۔ "یہ جو ابھی کر رہی تھی... کیا ہے... "جان عالم نے ورشٹاں کے قریب ہوتے ہوئے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھے۔۔ اور اس پہ جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیتے پورا جنون سے چوما۔۔ "تمہیں کھانا کھلا کر مجھے جانا ہے... "جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ "آپ کو کہاں جانا ہے.. "ورشٹاں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "المیر کی طرف جا رہا ہوں... "جان عالم نے ورشٹاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں... "ورشٹاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "المیر سے ملنے... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ "کیوں ملنا ہے... "ورشٹاں نے پھر سے سوال کیا۔۔ "تاکہ وہ آریان اور صوفیہ کی رخصتی کر دے... "جان عالم نے پھر سے جواب دیا۔۔ اگر وہ اس سے سوال کرتی تھی۔۔ تو اسے بھی جواب دینا اچھا لگتا تھا۔۔ "اچھا تو آپ وہاں جا کر کیا کرے گے... اگر آپ کی بات بھی نہیں مانی پھر؟؟؟" اب اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔ "تو اسے مناؤ گا.. "جان عالم سر جھکائے مسکرایا۔۔ "کیسے منائے گے... "ورشٹاں نے اسے ہستے دیکھ کر پوچھا۔۔ "جیسے تمہیں منانا ہوں... "جان عالم اب کی بار ہنسی دبائے بولا۔۔ "کیا مطلب... "ورشٹاں حیران ہوتے ہوئے ایک ہی جست میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ اسے تھوڑی سی پین فیل ہوئی تھی۔۔ لیکن اس وقت وہ جان عالم کی بات سنتے حیران تھی۔۔ "مطلب آپ المیر لالا کو... "وہ آگے بولتے روکی۔۔ اور حیران ہوتے آگے کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم کو اپنی معصوم سی بیوی پہ بے حد پیار آیا تھا۔۔ "میری جان... میرا مطلب اسے سمجھاؤ گا... اب جیسے تمہیں کس کر کے مناتے

ہوں... تم سے اپنا حق لیتے ہوئے مناتا ہوں... ویسے تو نہیں مناؤ گا... "جان عالم م پیچھے سے آتے اس کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔ "خود سوچو کیا تمہارا جان خان تمہارے علاؤہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا ہے... "جان عالم نے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے پوچھا۔۔۔ "پھر کیوں کہا تھا... "ورشاں اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "مذاق کیا میری جان من... "جان عالم نے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھنے چاہا۔۔ لیکن ورشاں اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہوئی۔۔ "ایسا مذاق کرنے کی سزا... "ورشاں نے ایک ادا سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"نی جج بنی بیٹھی اے تو ہیرے

ہاں نہ تے دینی اے تارخ آگے دی

جان عالم اسے دیکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں گنگنا رہا تھا۔۔

"تھانے دار لکھ نہ رپورٹ سوہنیا

تیرے دونوں نائن نال دل ٹھگے دے

ڈاکٹر کو وی نہ علاج کوئی

سٹ جیڑی میرے سینے اتے لگ دی"

جان عالم اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ ورشاں کی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں ہلکا سا

مسکرائی۔۔

"نی چنی تیری سونی لگدی اے سوہنیا

میں امبروں لایا تاراں توڑ کہ "

جان عالم اس کا دوپٹہ پکڑتے اس کے چہرہ کے قریب کرتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں
بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی نیلی مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

"سنجھو جی، اپنی ہی چیز سمجھو

کی مل جوں گا، غریب داجی، دل موڑ کہ "

جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے دل پہ رکھتے ہوئے بھاری آواز میں گنگنایا۔۔ ورشاں نے ایک نظر
اس پہ پھر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔ اس کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔

"انج اسی کچ دے برابر وی نا

قسمیت ودھی اے تیرے نال لگے دی "

جان عالم اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کا سانس گہرا ہوا تھا۔۔

"نی جج بنی بیٹھی اے تو ہیریے

ہاں نہ تے دینی اے تارخ آگے دی "

جان عالم اس کے بال ہٹاتے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ
مسکراہٹ تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ اور اس کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے
دیکھا۔۔ "مجھے نہیں پتہ تھا، کہ آپ کو سونگ بھی آتے ہیں... "ورشاں اس کی بات سمجھتے ہوئے
بولا۔۔ "اپنی بیوی کے لیے تو گنگنا ہی سکتا ہوں... "جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔ "ٹھیک... " اس نے سر ہلاتے ہوئے اتنا ہی کہا۔۔ "کیا ٹھیک تمہاری اجازت ہوں... تو میں باقی
 لڑکیوں کو بھی سنا سکتا ہوں... " جان عالم نے ورشاں کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں نے اسے غصے
 سے دیکھا۔۔ "مذاق کیا میری جان... " جان عالم اس کے غصے سے دیکھنے پہ مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "کس می... " جان عالم نے اپنا چہرہ اس کے چہرہ کے قریب کیا۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی
 کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر اس کے قریب ہوتے اس کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ جان
 عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔ ورشاں نے اس کی گردن پہ جھکتے بری طرح سے دانت گاڑھیں
 تھے۔۔ جان عالم اسے خود سے دور بھی نہ کر سکا۔۔ جان عالم نے اپنی چھوٹی سی بیوی کی شدت برداشت
 کیں۔۔ ورشاں بری طرح اس کی گردن پہ دانت گاڑھتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔ جان عالم نے اپنی گردن
 پہ ہاتھ رکھا۔۔ ہلکے ہلکے خون کے قطرے تھے۔۔ اور مرار میں دیکھا۔۔ اس کی گردن پہ ورشاں کے
 دانتوں کی گڑھی چمک رہی تھی۔۔ "میں ایسے جاؤ گا... " جان عالم نے اپنی گردن کی طرف اشارہ
 کیا۔۔ "ظاہر ہے... " ورشاں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔ "میں دیکھ رہا ہوں... کہ جب سے یہ دو
 نمونے اس دنیا میں آئے... تم بہت خراب ہو گئی ہوں... " جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے
 کہا۔۔ "بلکل میرے ان معصوم بچوں کی وجہ سے مجھے ہمت ملی ہے۔۔ پورا مقابلہ کرنے کیس۔۔ اب
 دو بیٹیوں کی ماں ہوں... " ورشاں نے ایک ادا (after all) پوری طرح بدلہ لوں گی۔۔ انفرال
 سے بال کو اپنی انگلی پہ لپیٹا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "او... اچھا میں بھول کیسا گیا... تم دو
 بچوں کی ماں ہوں.. جو اس وقت ہمارے بیڈ پہ لیٹے ہوئے ہیں... سوری یار میں بھول گیا... " جان عالم
 نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔ "تو کیا ہوا اگر بیڈ پہ ہے تو کچھ سال روک جائے... پھر آپ کو بتائیں

گئے.. "ورشٹاں نے پھر سے کندھے اچکائے۔۔۔" آپ کی خدمت میں عرض کرتے آپ کو یاد کروا دو... کہ میں بھی ان کا رشتہ میں باپ لگتا ہوں... ناکہ نوکر جسے میڈیم آپ نے اڈپوڑٹ کیا ہوں... اور آپ کے بچے پیار سے بابا بولے گے... "جان عالم نے ورشٹاں کو یاد کروایا۔۔۔" میں نے کب کہا آپ کو اڈپوڑٹ کیا... جب آپ ہوئے میں تو معصوم اس دنیا میں بھی نہیں تھی... "ورشٹاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔" اب تو ہوں نا... اب ہم مل کر بچے پیدا کرے گے... "جان عالم اس کے قریب ہوتے اس کے پیٹ کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔" دو کافی ہے... "ورشٹاں نے جان عالم کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس کرتے ہوئے کہا۔۔۔" میری جان تم پہ ٹوٹ کر برسوں گا.. خود ہی اجائے گے... "جان عالم نے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔" جان خان... "ورشٹاں نے اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔۔" اچھا میری جان سوری... "جان عالم نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔ ورشٹاں منہ بناتے جا کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔" میری جان دے دے ٹوٹے معاف کر دے... "جان عالم نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشٹاں کھکھلا کر مسکرائی تھی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔ تبھی دروازہ نوکڈ ہوا۔۔۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور ملازمہ سے کھانا لیتے اندر آیا۔۔۔ اور ورشٹاں کے پاس بیٹھتے اسے کھانا کھلانے لگا۔۔۔

-----"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

غزنوی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے بالکل قریب زل
 بیٹھی ہوئی تھی۔۔ غازیہ کچھ فاصلے پہ سو رہی تھی۔۔ زل کب سے اسے مصروف دیکھ رہی تھی۔۔ کہ
 کب اس کا کام ختم ہوں۔۔ اور کب وہ اس پہ نظر ڈالیں۔۔ لیکن وہ تھا کہ اپنے کام میں اتنا مگن تھا۔۔ اس
 نے ایک دفعہ بھی سر اٹھا کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ زل نے منہ بناتے ہوئے گہرا سانس
 لیا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی غزنوی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر انگلی
 رکھی۔۔ "میری زل غازیہ سو رہی ہے... "وہ مدھم سی آواز میں بولا۔۔ "غازیہ سو رہی ہے.. اس کا
 مطلب میں بالکل مت بولو... "وہ اپنی ہیزل گریں آنکھوں سے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے
 بولی۔۔ "میری زل میں نے ایسا تو نہیں.. "غزنوی لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھتے اسے اپنے حصار میں لے
 گیا۔۔ "پھر کیا کہا آپ نے... اور کیا کہنا چاہتے ہے.. "زل دوک ٹوک انداز میں بولی۔۔ "تمہاری سننا
 چاہتا ہوں... "غزنوی نے اس کے سرخ ہوتے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا.. "زل کو اس کی
 بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ "سسکیاں، چینخیں.. "غزنوی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جبکہ
 زل سرخ ہو چکی تھی۔۔ وہ سرخ ہوتے پلکیں جھکا گئیں۔۔ کچھ بولنے کی ہمت نہیں رہی
 تھی۔۔ "تمہاری یہ ادا ایک ستم ہے.. میری زل میں تمہاری اس ادا پہ ہر بار اپنا دل ہار جاتا
 ہوں... "غزنوی نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔ زل نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی
 طرف دیکھا۔۔ "آپ بہت برے ہے.. "وہ خفگی سے بولی۔۔ "تم جو کہو مان لیا میری زل.. "غزنوی
 نے فرما بردار بننے کی کوشش کی تھی۔۔ زل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ وہ بھی تو ہر بار اس
 کی طرف آ جاتی تھی۔۔ "آپ کو یاد ہے آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے پاس رہے گے.. "زل نے تھوڑا

سارے اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "جی محترمہ میں کیسے بھول سکتا ہوں... "غزنوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "گھومنے جانا ہے... "زلزل نے مسکرا کر کہا۔ "کہاں جانا ہے... لے چلو گا... "غزنوی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔ "جہاں آپ لے چلے... "زلزل کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ "اوکے میری زلزل.. میں تمہیں لے چلو گا.. "غزنوی نے اسے اپنے حصار میں لیا۔ زلزل نے آنکھیں بند کرتے اس کے سینے سے سر ٹکایا۔ غزنوی نے ایک نظر لپٹاپ کی طرف دیکھا۔ اور پھر مسکرا کر اپنا حصار منطوط کر لیا۔

جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو کہ سو رہی تھی۔ اس کے چہرہ پہ معصومیت اور مسکراہٹ بکھیری ہوئی تھی۔ جان عالم نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔ وہ جانتا تھا کہ ورشاں نیند کی بہت پکی ہے۔ وہ نہیں جاگے گی۔ جان عالم اس کے بالکل لیٹا ہوا تھا۔ جان عالم نے اس کے چہرہ پہ اپنے ہونٹ رکھتے اس کے چہرہ کو جگہ جگہ سے چوما تھا۔ لیکن مجال تھی کہ اس کی جان حیات کی آنکھ کھولیں ہوں۔ "میری زندگی، میری جان، میری جان حیات، میری شریک حیات، میرا سکون، میری دھڑکن... کب تک یوں ہی سوتی رہوں گی... "جان عالم اسے خود میں بھینچتے ہوئے گمبھیر آواز میں بولا۔ ورشاں نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "جان خان.. مجھے سونا ہے.. "وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔ "صبح سے سو رہی ہوں... وقت دیکھو.. "جان عالم محبت بھرے انداز میں اس کے چہرہ پر سے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ "بس تھوڑی دیر.. "ورشاں اس کے سینے میں چہرہ چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ جان عالم اس کے بال سہلانے لگا۔ جان عالم کی نظر کوٹ میں

سکون سے سوئے چشم و چراغ کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ہی سکون سے سو رہے تھے۔ "لگتا ہے میری جان حیات پہ چلے گئے... اسی لیے ابھی تک سو رہے ہے۔" جان عالم نے مسکراتے ہوئے سوچا۔ ورشاں نے آنکھیں کھولتے ہوئے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔" وہ تھوڑا سا حیراں ہوتے ہوئے بولی۔ کہ آخر وہ اکیلا کیوں مسکرا رہا تھا۔ "بس یوں ہی میری جان۔" وہ ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "جان خان۔" وہ پھر سے بولی۔ "جی میری جان۔" کہو میں قربان۔ "جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "ایڈ... اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی۔" جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔ پھر اس نے ہٹا دی۔ "بولو۔" جان عالم نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ "مجھے ایڈمیشن کب لے کر دے گے..." ورشاں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "میری جان بس کچھ منتہ جلدی سے تم ٹھیک ہوں جاؤ۔ پھر لے دو گا۔" جان عالم نے ورشاں کے گال پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس سے یہ سوال روزانہ پوچھتی تھی۔ اور وہ یہی جواب روزانہ دیتا تھا۔ لیکن وہ اس کے اس سوال سے اکتاتا بھی نہیں تھا۔ "جان خان آپ روزانہ یہ سن کر تھک گئے۔" ورشاں اٹھ کر بیٹھنے ہی لگی تھی۔ کہ جان عالم نے اسے آرام سے اپنے حصار میں لیا۔ "ہر گز نہیں۔" میں کبھی اپنی جان کی زبان سے کچھ بھی سن کر نہیں تھک سکتا۔ تم چاہے ایک بات سو بار دہراؤں میں ہر دفعہ پہلی دفعہ کی طرح ہی سنوں گا۔" جان عالم نے ورشاں کے بال گردن سے پیچھے کرتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔ "باخدا تھک گیا ہوں، تمہارے قریب آنا چاہتا ہوں۔" جان عالم نے ورشاں کی گال پہ لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔ "میں بیمار ہوں۔" ورشاں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "میری جان میں کون سا ابھی کی بات کر رہا... میں جانتا

ہوں کہ میری بیوی بہت نازک ہے... اور ابھی اسے ریسٹ کی ضرورت ہے.. "جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ورشاں کچھ بولے بنا ہی نظریں جھکا گئی۔ "میری خوبصورت لٹل وائف... جان عالم خان تمہارا غلام ہے... تم پہ مرتا ہے.. تمہارے بنا جان عالم خان بالکل ریزہ ہے... جان عالم خان کو... "اس سے پہلے وہ آگے کچھ بولتا کہ کمرے میں جیہان کے رونے کی آواز گونجی۔ جان عالم نے گہرا سانس لیا۔ اور بیڈ سے اٹھ کر بے بی کوٹ کی طرف بڑھا۔ جہاں جیہان گلا پھاڑے رو رہا تھا۔ "چپ کر... کتنا روتا ہے.. تھکتا نہیں.. تیرا گلہ خشک نہیں ہوتا... "جان عالم اسے گود میں اٹھاتے دانت پیستے ہوئے بولا۔ جیہان نے رونا بند کیا تھا۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "اب کیوں منہ بند کر لیا... "جان عالم نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ لیکن وہ چھوٹا سا معصوم اسے کیا ہی جواب دیتا۔ وہ مسکرا نے لگا۔ جیہان کی آنکھیں بالکل جان عالم جیسی تھی۔ رایان جیہان دونوں کے نقوش ایک سے تھے۔ بس آنکھوں کا فرق تھا۔ رایان کی آنکھیں کوپر براؤن تھی۔ اور جیہان کی براؤن تھی۔ جیہان اپنی آنکھیں کھولے جان عالم کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "جان خان اسے کون سا آپ کی سمجھ لگ رہی ہے۔" ورشاں اسے یوں جیہان کو ڈانتے دیکھ کر بولی۔ "اس کے باپ کو بھی سمجھ لگ جائے گی.. "جان عالم جیہان کو دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ بولتے ہوئے ورشاں کے قریب آ کر بیٹھا۔ جس پہ جیہان نے اونگھ لی تھی۔ "جان خان لگتا ہے آپ کی باتوں سے اسے نیند آرہی ہے... "ورشاں ہستے ہوئے بولی۔ "بہت ہی گندی اولاد ہے... "جان عالم نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "گندی اولاد.. "ورشاں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ "آپ ان کے لیے ایسے الفاظ مت یوز کرے.. "ورشاں کو جان عالم کا اپنے معصوم سے بچے کو ایسا کہنا پسند نہیں آیا تھا۔ "جیسے چہرہ بنا رہا

ہے.. یہی بولو گا... "جان عالم نے کندھے آچکاتے ہوئے کہا۔۔" مجھے دے... "ورشائے نے جان عالم سے جیہان کو لینا چاہا۔۔" تم جا کر فریش ہو جاؤ... اسے میں خود ہی دیکھ لوں گا... "جان عالم نے جیہان کو گھورتے ہوئے کہا۔۔" آپ اسے سنبھال لے گے... "ورشائے نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔" ہاں بالکل میں سنبھال لوں گا... تم جاؤ.. جا کر فریش ہو جاؤ.. "جان عالم جیہان کو بیڈ پہ لیٹاتے ورشائے جو احتیاط سے اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم ورشائے کو واشروم تک چھوڑتے واپس

آیا۔۔ جیہان اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جان عالم نے رایان کی طرف دیکھا۔۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اوپر کیے کوٹ میں خاموشی سے لیٹا ہوا تھا۔۔ جان عالم نے رایان کو بھی کوٹ سے نکالتے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔۔ "میری بات کان کھول کر سنو... اگر تم دونوں کی آواز نکلی۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.. "جان عالم ان دونوں کے اطراف میں تکیہ لگاتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔ اور نیب کو گھوماتے جان عالم اندر داخل ہوا۔۔ ورشائے کپڑے پہن رہی تھی۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ وہ پلٹی۔۔ جان عالم کو دیکھتے ورشائے حیران ہوئی تھی۔۔ "ج۔۔ ج۔۔ جان خان۔۔ آ۔۔ اپ۔۔ اپ۔۔ کیوں

آئے... "ورشائے اپنے ہاتھ میں پکڑی اپنی سادہ سی فرائک سے ہی اپنے وجود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو کہ اس نے پہنی بھی نہیں ہوئی تھی۔۔ جان عالم اس کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے فرائک پکڑتے اس کے قریب ہوا۔۔ "مجھ سے چھپ نہیں سکتی... "جان عالم نے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔۔ "آپ چھپنے ہی نہیں دیتے... "وہ اس کی نظروں کی تاب سے سرخ ہوتے ہوئے بولی۔۔ "چھپنا ہی کیوں ہے... "جان عالم نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ جائے نا.. باہر

جیہان، رایان اکیلے ہوں گے... "ورشائے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم نے اس

کے گرد حصار بنایا۔۔ ورشاں نے اپنے ہونٹ دانتوں میں بھینچے تھے۔۔ جان عالم کے ہاتھ اس کی برہنہ کمر پہ تھے۔۔ "تم پاس ہوتی ہوں، تو دنیا بہت خوبصورت لگتی ہے... یہ لمحے تھم جائے، یہی دل چاہتا ہے... "جان عالم انکھیں بند کیے بولا۔۔ "ج۔ج۔۔ جان خان... "ورشاش کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔ "میری جان میں صرف تمہاری مدد کرنے آیا ہوں.. "جان عالم اس کا چہرہ تھوڑا سا باہر نکالتے ہوئے بولا۔۔ "نہیں میں خود پہن لوں گی... "وہ سرخ ہوتے ہوئے

بولی۔۔ "شش۔۔ شش۔۔ "جان عالم نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔۔ اور پیچھے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے لائٹ آؤف کیں۔۔ ورشاں کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی فراک کی زپ کھولتے بہت احتیاط سے اسے پہنائی۔۔ اور اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے زپ بند کر گیا۔۔ ورشاں کا سانس تھما تھا۔۔ لیکن جان عالم کے ہونٹوں کی تپش سے اسے محسوس ہوا تھا۔۔ کہ وہ اس کی قربت پانے کے لیے بے چین ہے۔۔ لیکن وہ اس وقت کچھ بھی نہیں کر سکتی۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ کہ جان عالم اس کی مرضی سے بھی اس حالت میں اس کے قریب نہیں آئے گے۔۔ وہ اگر اسے لے کر شدت پسند تھا۔۔ تو اس کے لیے اتنا ہی احتیاط اور اس کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا۔۔ جان عالم نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ اور کمرے میں آیا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔۔ جان عالم نے ورشاں کو بیڈ پہ لا کر دوسری طرف بٹھایا۔۔ ایک طرف جیہان رایان تھے۔۔ اور وہ دونوں اپنے ہاتھوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔۔ ورشاں نے ان کی طرف دیکھا۔۔ اور مسکرائی۔۔ "جان خان کتنے پیارے ہے نا.. "ورشاش نے جیہان رایان کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔ "پتہ نہیں... "جان عالم نے کندھے اچکاتے ورشاں کے ہاتھوں سے ان چھوٹے چھوٹے ہاتھوں

کو الگ کیا۔۔ "جان خان کیا کر رہے ہیں... "ورشٹاں کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے۔۔ "ابھی میں ہوں، تو صرف مجھ پہ دھیان دو... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "آپ پہ ہی دیتی ہوں... "ورشٹاں نے معصومیت سے کہا۔۔ "یہ جو ابھی کر رہی تھی... کیا ہے... "جان عالم نے ورشٹاں کے قریب ہوتے ہوئے اس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھے۔۔ اور اس پہ جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیتے پورا جنون سے چوما۔۔ "تمہیں کھانا کھلا کر مجھے جانا ہے... "جان عالم سنجیدگی سے بولا۔۔ "آپ کو کہاں جانا ہے.. "ورشٹاں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ "المیر کی طرف جا رہا ہوں... "جان عالم نے ورشٹاں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔ "کیوں... "ورشٹاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "المیر سے ملنے... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ "کیوں ملنا ہے... "ورشٹاں نے پھر سے سوال کیا۔۔ "تاکہ وہ آریان اور صوفیہ کی رخصتی کر دے... "جان عالم نے پھر سے جواب دیا۔۔ اگر وہ اس سے سوال کرتی تھی۔۔ تو اسے بھی جواب دینا اچھا لگتا تھا۔۔ "اچھا تو آپ وہاں جا کر کیا کرے گے... اگر آپ کی بات بھی نہیں مانی پھر؟؟؟" اب اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔ "تو اسے مناؤ گا.. "جان عالم سر جھکائے مسکرایا۔۔ "کیسے منائے گے... "ورشٹاں نے اسے ہستے دیکھ کر پوچھا۔۔ "جیسے تمہیں منانا ہوں... "جان عالم اب کی بار ہنسی دبائے بولا۔۔ "کیا مطلب... "ورشٹاں حیران ہوتے ہوئے ایک ہی جست میں کھڑی ہوئی تھی۔۔ اسے تھوڑی سی پین فیل ہوئی تھی۔۔ لیکن اس وقت وہ جان عالم کی بات سنتے حیران تھی۔۔ "مطلب آپ المیر لالا کو... "وہ آگے بولتے روکی۔۔ اور حیران ہوتے آگے کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم کو اپنی معصوم سی بیوی پہ بے حد پیار آیا تھا۔۔ "میری جان... میرا مطلب اسے سمجھاؤ گا... اب جیسے تمہیں کس کر کے مناتے

ہوں... تم سے اپنا حق لیتے ہوئے مناتا ہوں... ویسے تو نہیں مناؤ گا... "جان عالم م پیچھے سے آتے اس کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔ "خود سوچو کیا تمہارا جان خان تمہارے علاؤہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا ہے... "جان عالم نے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے پوچھا۔۔۔ "پھر کیوں کہا تھا... "ورشاں اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "مذاق کیا میری جان من... "جان عالم نے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھنے چاہا۔۔ لیکن ورشاں اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہوئی۔۔ "ایسا مذاق کرنے کی سزا... "ورشاں نے ایک ادا سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"نی جج بنی بیٹھی اے تو ہیرے

ہاں نہ تے دینی اے تارخ آگے دی

جان عالم اسے دیکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں گنگنا رہا تھا۔۔

"تھانے دار لکھ نہ رپورٹ سوہنیا

تیرے دونوں نائن نال دل ٹھگے دے

ڈاکٹر کو وی نہ علاج کوئی

سٹ جیڑی میرے سینے اتے لگ دی"

جان عالم اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ ورشاں کی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔ ورشاں ہلکا سا

مسکرائی۔۔

"نی چنی تیری سوئی لگدی اے سوہنیا

میں امبروں لایا تاراں توڑ کہ "

جان عالم اس کا دوپٹہ پکڑتے اس کے چہرہ کے قریب کرتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں
بولا۔۔۔ ورشاں نے اپنی نیلی مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"سنجھو جی، اپنی ہی چیز سمجھو

کی مل جوں گا، غریب داجی، دل موڑ کہ "

جان عالم نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے دل پہ رکھتے ہوئے بھاری آواز میں گنگنایا۔۔۔ ورشاں نے ایک نظر
اس پہ پھر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ اس کا دل کانوں میں بجنا شروع ہوا تھا۔

"انج اسی کچ دے برابر وی نا

قسمیت ودھی اے تیرے نال لگے دی "

جان عالم اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کا سانس گہرا ہوا تھا۔

"نی جج بنی بیٹھی اے تو ہیریے

ہاں نہ تے دینی اے تارخ آگے دی "

جان عالم اس کے بال ہٹاتے اس کے کندھے پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ورشاں کے ہونٹوں پہ
مسکراہٹ تھی۔۔۔ جان عالم نے ورشاں کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ اور اس کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے
دیکھا۔۔۔ "مجھے نہیں پتہ تھا، کہ آپ کو سونگ بھی آتے ہیں... " ورشاں اس کی بات سمجھتے ہوئے
بولا۔۔۔ "اپنی بیوی کے لیے تو گنگنا ہی سکتا ہوں... " جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔ "ٹھیک... " اس نے سر ہلاتے ہوئے اتنا ہی کہا۔۔ "کیا ٹھیک تمہاری اجازت ہوں... تو میں باقی
 لڑکیوں کو بھی سنا سکتا ہوں... " جان عالم نے ورشاں کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں نے اسے غصے
 سے دیکھا۔۔ "مذاق کیا میری جان... " جان عالم اس کے غصے سے دیکھنے پہ مسکراتے ہوئے
 بولا۔۔ "کس می... " جان عالم نے اپنا چہرہ اس کے چہرہ کے قریب کیا۔۔ ورشاں نے آنکھیں چھوٹی
 کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر اس کے قریب ہوتے اس کی گردن کے گرد حصار بنایا۔۔ جان
 عالم کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔ ورشاں نے اس کی گردن پہ جھکتے بری طرح سے دانت گاڑھیں
 تھے۔۔ جان عالم اسے خود سے دور بھی نہ کر سکا۔۔ جان عالم نے اپنی چھوٹی سی بیوی کی شدت برداشت
 کیں۔۔ ورشاں بری طرح اس کی گردن پہ دانت گاڑھتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔ جان عالم نے اپنی گردن
 پہ ہاتھ رکھا۔۔ ہلکے ہلکے خون کے قطرے تھے۔۔ اور مرار میں دیکھا۔۔ اس کی گردن پہ ورشاں کے
 دانتوں کی گڑھی چمک رہی تھی۔۔ "میں ایسے جاؤ گا... " جان عالم نے اپنی گردن کی طرف اشارہ
 کیا۔۔ "ظاہر ہے... " ورشاں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔ "میں دیکھ رہا ہوں... کہ جب سے یہ دو
 نمونے اس دنیا میں آئے... تم بہت خراب ہو گئی ہوں... " جان عالم نے ایبر واچکاتے ہوئے
 کہا۔۔ "بلکل میرے ان معصوم بچوں کی وجہ سے مجھے ہمت ملی ہے۔۔ پورا مقابلہ کرنے کیس۔۔ اب
 دو بیٹیوں کی ماں ہوں... " ورشاں نے ایک ادا (after all) پوری طرح بدلہ لوں گی۔۔ انفرال
 سے بال کو اپنی انگلی پہ لپیٹا۔۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "او... اچھا میں بھول کیسا گیا... تم دو
 بچوں کی ماں ہوں.. جو اس وقت ہمارے بیڈ پہ لیٹے ہوئے ہیں... سوری یار میں بھول گیا... " جان عالم
 نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔ "تو کیا ہوا اگر بیڈ پہ ہے تو کچھ سال روک جائے... پھر آپ کو بتائیں

گئے.. "ورشائے نے پھر سے کندھے اچکائے۔۔۔" آپ کی خدمت میں عرض کرتے آپ کو یاد کروا دو... کہ میں بھی ان کا رشتہ میں باپ لگتا ہوں... ناکہ نوکر جسے میڈیم آپ نے اڈپوٹ کیا ہوں... اور آپ کے بچے پیار سے بابا بولے گے... "جان عالم نے ورشائے کو یاد کروایا۔۔۔" میں نے کب کہا آپ کو اڈپوٹ کیا... جب آپ ہوئے میں تو معصوم اس دنیا میں بھی نہیں تھی... "ورشائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔" اب تو ہوں نا... اب ہم مل کر بچے پیدا کرے گے... "جان عالم اس کے قریب ہوتے اس کے پیٹ کے گرد حصار بناتے ہوئے بولا۔۔۔" دو کافی ہے... "ورشائے نے جان عالم کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس کرتے ہوئے کہا۔۔۔" میری جان تم پہ ٹوٹ کر برسوں گا.. خود ہی اجائے گے... "جان عالم نے اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔" جان خان... "ورشائے نے اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔۔" اچھا میری جان سوری... "جان عالم نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔ ورشائے منہ بناتے جا کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔" میری جان دے دے ٹوٹے معاف کر دے... "جان عالم نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ ورشائے کھکھلا کر مسکرائی تھی۔۔۔ جان عالم بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔ تبھی دروازہ نوکڈ ہوا۔۔۔ جان عالم دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور ملازمہ سے کھانا لیتے اندر آیا۔۔۔ اور ورشائے کے پاس بیٹھتے اسے کھانا کھلانے لگا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

آریان فریش ہو کر نکلا۔ بالوں کو ٹاول سے سہلاتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔ جہاں اس کا فون پڑا ہوا تھا۔ اور صوفیہ کی کال آرہی تھی۔ اریان نے مسکراتے ہوئے کال ریسوکیں۔ "جی جناب بولیے آپ کی خدمت میں کیا پیش کیا جائے..." "آریان موبائل کان سے لگاتے ڈرینگ روم کی طرف بڑھا۔" "کیا کر رہے ہوں.." "صوفیہ کی سنجیدہ آواز موبائل پہ گونجی۔" "جناب ابھی فریش ہو کر نکلا ہوں... کپڑے نکالنے جا رہا ہوں.. اگر تو میری بھی بیوی ہوتی تو مجھے بھی کپڑے نکالے ہوئے ملتے..." "آریان کپڑے نکالتے ہوئے بولا۔" "صحیح..." "وہ بس اتنا ہی بولی۔" "تمہارے لیے بس صحیح ہی ہے.. مجھ سے پوچھو مجھ پہ کیا گزر رہی ہے..." "آریان اپنی شرٹ پہنے ہوتے بولا۔" "کیا گزر رہی ہے..." "صوفیہ نے چیر پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔" "میرے گوڈگفٹ.. رات کو اکیلا سونا جاگنا میں تھک گیا ہوں.. میں چاہتا ہوں کہ میری بھی بیوی میرے پاس ہوں.. اور میں..." "اس سے پہلے کہ آریان آگے کچھ بولتا زرغام دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔ اریان نے فون سائیڈ پہ کیا۔" "جی بابا..." "اپنی شرٹ کا آخری بٹن بند کرتے ہوئے اس نے زرغام کی طرف دیکھا۔" "ابھی تک یہی ہوں... تم سے کہا تھا کہ میٹنگ آج تم نے اٹینڈ کرنی ہے.. اور تم ابھی تک یہی پہے ہو.. کیا بات ہے..." "زرغام کا لہجہ سرد تھا۔" "بابا بس نکل رہا ہوں..." "آریان اپنے کف بند کرتے ہوئے بولا۔" "جلدی پہنچو ویسے تمہیں پڑی ہوئی ہے کہ تمہاری بیوی اجائے.. ایسے نکمے رہوں گے..." تو تمہیں کوئی پاگل ہی ہو گا جو اپنی بیٹی دے گا..." "وہ غصے سے بولا۔ اریان اپنی شرٹ کے کف بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو کہ اس سے بند نہیں ہو رہے تھے۔" "عقل نہیں آئے گی.. جب باہر تھے.. تب کیا کرتے تھے..." "زرغام اس کی طرف بڑھتے اس کے کف بند کرتے ہوئے بولا۔" "آپ

کا انتظار.. "آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زرغام اسے ایسے ہی بولے گا۔ "تمہارے لیے مذاق بن چکا ہوں نا، جو تمہارے دانت نکل رہے... "زرغام اسے ہستے دیکھ غصے سے بولا۔۔ "میرے پیارے بابا.. کیوں اتنا غصہ کرتے ہے.. کیا چھوٹی ماما سے جھگڑا ہوا... "آریان نے ہنسی دبائے پوچھا۔۔ زرغام نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔ "نالائق اولاد... "زرغام غصے سے بولتے باہر نکلا۔۔ اریان کا کمرے میں قہقہہ گونجا تھا۔۔ اریان نے ٹبل پہ پڑا موبائل اٹھایا۔۔ صوفیہ ابھی بھی کال پہ تھی۔۔ "مائی گوڈ گفٹ میں پانچ منٹ میں آیا.. تم میٹنگ روم میں مت جانا.. "آریان بولتے جلدی سے کال بند کرتے اپنا کوٹ پکڑتے باہر کی طرف بھاگا۔۔ نیچے لاونج میں زرغام پریشے بیٹھے ہوئے تھے۔۔ اریان پھلانگتے ہوئے سڑھیاں اتر اٹھا۔۔ "آرام سے آریان.. "پریشے اسے اتنی جلدی میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "سوری چھوٹی ماما بہت لیٹ ہو گیا... "وہ باہر کی طرف بھاگتے ہوئے بولا۔۔ "آپ نے کچھ کہا نا.. "پریشے نے زرغام کی طرف دیکھا۔۔ زرغام نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔ "زرغام کیوں ڈانٹتے ہے... سیکھ جائے گا.. ایک دفعہ میں تو آپ بھی نہیں سیکھے ہوں گے... "پریشے نے اسے گھورا۔۔ "میری پری جان تم یہ کھاؤ.. اسے ابھی چھوڑو.. "زرغام نے سیلڈ اس کی طرف بڑھایا۔۔ "آپ کو بھی تو جانا چاہیے... "پریشے نے سیلڈ کھاتے ہوئے پوچھا۔۔ "کہاں... "زرغام نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "آپ کی میٹنگ نہیں... "پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "نوبے بی میں تمہارے پاس ہوں... "زرغام اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔۔ "زرغام لاونج ہے.. "پریشے اس کی اتنی نزدیکی پہ بولی۔۔ "یہاں کوئی ہے تو نہیں.. "زرغام اسے اپنے اور قریب کرتے ہوئے بولا۔۔ "زرغام... "پریشے نے اس کی طرف

دیکھا۔ "سکون سے کھاؤ..." زرغام اس کی بات کا جواب دیے بنا ہی بولا۔ پریشے بھی کچھ بولے بنا
سیلڈ کھانے لگی۔۔

آریان آفس پہنچا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی ٹائی ٹھیک کرتے وہ کسی پہ نظر ڈالے بنا اندر کی طرف
بڑھاتا تھا۔ "سر صوفیہ میم..." آریان کو آتے دیکھ مینجر بھاگ کر آئی تھی۔ لیکن وہ اس کی بات مکمل
سنے بنا ہی اپنے آفس میں جاتے دروازہ بند کر گیا۔ وہ وہی روکی تھی۔ صوفیہ سامنے ہی بیٹھی ہوئی
تھی۔ لیکن اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ آریان اس کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑا سا جھک کر اس کے
گال پہ ہونٹ رکھے۔ "مس یو سوچ مائی گوڈ گفٹ..." آریان مسکراتے ہوئے بولا۔ اور اس کے
قریب دوسری چٹیر پہ بیٹھا۔ "آریان یہ غلط ہے... تمہیں یہاں سب سے پہلے ہونا چاہیے
تھا..." صوفیہ اس کی کس کا کوئی ریکشن دیے بنا بولی۔ "یار آنکھ نہیں کھولی..." آریان پیشانی مسلتے
ہوئے بولا۔ "واٹ؟؟؟ آریان سر نیسلی... تم کیسی باتیں کر رہے ہوں..." صوفیہ نے حیرانگی سے
پوچھا۔ "مائی گوڈ گفٹ... کیوں بھول جاتی ہوں..." اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی صوفیہ نے
بات شروع کیں۔ "ہم یہاں آفس میں ہے... میٹنگ کے لیے... زرغام لالانے بہت اچھے سے
سنجھالا تھا... اور اب تم کیا کر رہے ہوں..." صوفیہ سنجیدگی سے بولی۔ "کبھی کبھی مجھے فیل ہوتا ہے کہ
میں تمہارا شوہر نہیں تم میرا شوہر ہوں... اور میں تمہاری بیوی..." آریان نے صوفیہ کا ہاتھ پکڑتے
ہوئے کہا۔ "فنی..." صوفیہ اپنا ہاتھ چھرواتے ہوئے اٹھی۔ "مجھے امید ہے تم نے فائلز بھی چیک
نہیں کی ہوں گی..." صوفیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اور پھر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ آریان

بھی اس کے پیچھے باہر کی طرف بڑھا۔ وہ اب اسے کیا ہی بتاتا۔ اریان صوفیہ میٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ سب موجود تھے۔ اب سب کی نظر ان پر تھی۔ اریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔ اور پھر سب پہ ایک نظر ڈالی۔ اریان کو اپنی طرف دیکھتے پا کر سب اپنے اپنے کام پہ نظریں جما چکے تھے۔ اریان نے آگے بڑھتے ہوئے چیمبر پیچھے کرتے صوفیہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں پھر سے سب کی نظروں کا مرکز بنے تھے۔

صوفیہ خاموشی سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ اریان بھی برابر والی کرسی سنبھالتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سب کی طرف متوجہ ہوا۔ "سو... لیٹس سٹارٹ دامیٹنگ۔" اریان نے فائلز کھولتے ہوئے کہا، مگر فائلز کے کاغذ لٹتے ہی صوفیہ کی نظریں بے اختیار پھر اس پر جم گئیں کیونکہ واضح تھا کہ اُس نے ابھی تک کچھ بھی تیار نہیں کیا۔ صوفیہ نے ایک گہری سانس لی اور اپنی فائل آگے دھکیل دی۔ "یہ پروجیکٹ کی ایڈیٹس ہیں۔ میں نے کل رات تک سب کمپائل کر دی تھیں۔ آپ سب ان پہ فوکس کریں۔" وہ اعتماد سے بولی، گویا اریان کی کوتاہی پر پردہ ڈال رہی ہو۔ اریان نے اُس کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا، کہ وہ پھر سے اُسے سنبھال گئی ہے۔ "ایکسیکٹلی وہی پوائنٹس ہیں جو میں ڈسکس کرنے والا تھا۔" اُس نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، حالانکہ سب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اصل تیاری صوفیہ نے کی ہے۔ زرغام کے کچھ قریبی لوگ جو میٹنگ میں موجود تھے، ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ صوفیہ نے پریزنٹیشن شروع کی اور پروجیکٹ کی تفصیلات بڑی روانی سے بیان کرنے لگی۔ اریان نے اُس کے بولتے وقت کبھی اُس کے چہرے کو غور سے دیکھا، کبھی اُس کی آنکھوں میں چھپی سنجیدگی کو، اور کبھی اپنے بول پوائنٹ کو گھوماتے ہوئے اُس کی طرف جھکنے کی کوشش کی۔ "مس صوفیہ، آپ نے یہ

پوائنٹ کس بیس پہ شامل کیا؟" ایک ممبر نے سوال کیا۔ صوفیہ نے جواب دینے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ آریان نے بات کاٹ دی۔۔ "یہ آئیڈیا میرا تھا... کل ہم نے ڈسکس کیا تھا، رائٹ صوفیہ؟" اُس نے مسکراتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔ صوفیہ نے لمحہ بھر اُسے دیکھا۔۔ "ایس... یہ انہی کا پوائنٹ تھا۔" پھر سب کے سامنے کوئی تاثر دیے بغیر ہلکی سی ہاں میں سر ہلادیا۔ سب نے آریان کی طرف دیکھا، اور آریان نے فاتحانہ انداز میں ہلکی سی مسکراہٹ دی۔ پریزینٹیشن ختم ہوتے ہی میٹنگ روم میں خاموشی چھا گئی۔ سب اپنے نوٹس لینے لگے۔ "گریٹ ورک... " زرغام کے سینئر دوست نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "لیکن آریان، نیکسٹ ٹائم تمہیں خود لیڈ لینا ہوگا۔ تمہارا نام بڑا ہے، تمہیں اپنی محنت بھی دکھانی ہے۔" اس نے آریان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک مسکراہٹ سے کہا۔۔ "شیور۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "جب میری بیوی ساتھ ہے تو مجھے اور کیا محنت کرنی؟ وہ سب کچھ میرا آسان کر دیتی ہے۔" آران نے بے فکری سے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "اواز اس کی مدھم سی تھی۔۔" مائی گوڈ گفٹ... " آریان نے ہولے سے سرگوشی کی، مگر صوفیہ نے فوراً اپنے آگے پڑی گانگ کھولی۔۔ اور ایسے پریٹنٹ کیا جیسے اس کی آواز سنی ہی نہ ہو۔۔ وہ اب اس کو سب کے سامنے کیا ہی کہہ سکتی تھی۔۔ سب میٹنگ روم سے جا چکے تھے۔۔ صوفیہ بھی اٹھی تھی۔۔ لیکن آریان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ "گوڈ گفٹ.. " آریان کے ہونٹوں پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

Aryan, I don't want to talk to you.

(آریان میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی..)" وہ غصے سے سرخ ہوتے چہرہ سے بولی۔ اس نے صرف احتیاط رات میں یہ فائل تیار کی تھی۔ اسے بالکل امید نہیں تھی۔ کہ آریان فائلز ہی نہیں بنائے گا۔ "ایم سوری میری جان... " آریان نے بے حد پیار سے کہا۔ "

What to do with your sorry?

(کیا کرو تمھاری سوری کا؟)" اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔ "گود گفٹ اتنا ہائپر کیوں ہو رہی ہوں... " آریان اس کے غصے سے سرخ ہوتے چہرہ کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

Don't touch me, Aryan.

(مجھے مت چھوؤ، آریان..) صوفیہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "یار اتنی سے بات پہ اتنا خفا کون ہوتا... " آریان کو اس کا خود سے دور کرنا گوار گزارا تھا۔ "تمھارے لیے یہ اتنی سی بات ہے... تم جانتے ہوں کیا ہو سکتا تھا۔ لالا کی محنت ضائع چلے جاتی... ان کی اور میری کمپنی کو کتنا لو س ہوتا... اور تمھارے لیے یہ صرف اتنی سی بات ہے... " صوفیہ کو اب سچ میں اس پہ غصے آیا تھا۔ کہ اس کے لیے یہ بات کتنی معمولی تھی۔ "سوری میری جانم... " آریان نے اس کے گال کو پیار سے چھوا۔ "آریان... " وہ اسے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن پھر خاموش ہو گئی۔ "اچھی لگ رہی ہوں.. " آریان نے اس کے بال پیچھے کرتے اس کے کان میں سرگوشی کیں۔ وہ بیل میں سرخ ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اب اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا تھا۔ صوفیہ کا غصہ جاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ اس کے گال سرخ ہوئے تھے۔ آریان نے مسکراتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ٹھیل پہ بٹھایا۔ "آریان... " اس نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے۔ "ایس مائی لیو... " آریان اس

کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف جھکا۔ "کیا کر رہے ہوں... آفس
 ہے... "صوفیہ اسے خود کی طرف جھکتے دیکھ کر بولی۔ "تم بات نہیں کرو گی... بابامیری بات نہیں مان
 رہے... پھر میں کیا کرو... "آریان نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "آریان کیا ہو گیا
 ہے... "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "تمہیں فرق نہیں پڑتا.. صوفیہ.. "آریان نے اس کی طرف
 دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آریان مجھے پتہ ہے نا، کل ہوں یا سال بعد لالا کر دے گے رخصتی... "صوفیہ
 مدہم سی آواز میں بولی۔ "آریان کی پر تپش سانس اسے اپنے چہرہ پہ محسوس ہو رہی تھی۔ "یار
 سرنیسلی.. تمہیں پتہ ہے کہ تم کیا بول رہی ہوں.. "آریان حیران ہوا تھا۔ "جی پتہ ہے.. "صوفیہ اس
 کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔ "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی گردن
 کے گرد ہاتھ بڑھاتے اس کے چہرہ پہ جھک گیا۔ صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھیں۔ اس نے
 اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ لیکن آریان اس کی سانسیں چرا رہا تھا۔ وہ اس کی سانسیں روک چکا
 تھا۔ صوفیہ کو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ آریان ہاتھ اس کی کمر پہ لے جاتے اسے ٹبل پہ تھوڑا اور
 جھکاتے اس پہ مکمل جھک چکا تھا۔ صوفیہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن وہ اس
 کی سانسیں انہیل کیا ہوئے تھا۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ آریان اس سے دور ہوا۔ صوفیہ گہرے
 سانس لیتے اٹھ کر بیٹھی۔ صوفیہ بری طرح سے کھانس رہی تھی۔ زرغام اور جان عالم اندر آئے
 تھے۔ آریان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بال ٹھیک کیے۔ صوفیہ ان دونوں کو دیکھتے شرمندہ
 ہوئی تھی۔ آریان کے ہونٹوں پہ بلیڈ لگا ہوا تھا۔ جبکہ صوفیہ کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔ جسے
 دیکھتے جان عالم نے زرغام کی طرف دیکھا۔ "شکر کرا بھی المیر نہیں آیا... "جان عالم نے زرغام کی

طرف دیکھا۔۔ تبھی پیچھے سے المیر خان اندر آیا۔۔ ان دونوں کو یہی کھڑے دیکھ المیر خان نے جان عالم
 کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ لیکن صوفیہ اور آریان کو دیکھتے اسے پل نہیں لگا تھا۔۔ سب سمجھنے میں۔۔ المیر
 خان کو دیکھتے صوفیہ کے پاؤں جم چکے تھے۔۔ المیر خان آریان کی طرف بڑھا۔۔ جان عالم نے زرغام کی
 طرف دیکھا۔۔ اور پھر المیر خان کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کے گلے لگ گیا۔۔ "کیسا ہے کمینے..." "جان
 عالم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔ "بکو اس نہ کر پیچھے ہٹ..." "المیر خان نے خود کو چھروانا چاہا۔۔ "بکو اس
 نہیں کر رہا... یار اتنے وقت بعد ملے ہے..." "جان عالم نے زرغام کو اشارہ کیا۔۔ "صوفیہ تم
 جاؤ..." "زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "کہاں..." "المیر خان نے زرغام کو خونخوار نظروں سے
 دیکھا۔۔ "تم جاؤ گڑیا..." "زرغام مسکراتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ اپنا فون اٹھاتے باہر نکلی۔۔ ہاتھ میں
 پکڑے ٹیشو سے وہ اپنے ہونٹ صاف کر رہی تھی۔۔ "پیچھے ہٹ سالے..." "المیر خان غصے سے غرایا
 تھا۔۔ اس نے جان عالم کو دھکے دیا تھا۔۔ جان عالم لڑکھڑایا تھا۔۔ اگلے ہی پل المیر خان کے چہرہ پہ کسی کا
 بھاری ہاتھ کا مکہ پڑا تھا۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔ "بکو اس سوچ سمجھ کر کیا کر... غصے میں اتنا پاگل مت بن کر
 رشتوں کا لحاظ بھول جا..." "غزنوی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔ جان عالم مسکرایا
 تھا۔۔ "سالے... تو اٹے جارہا ہے... نمل کو اس کی بہن بنایا..." "زرغام نے بھی حصہ لیا۔۔ "بیٹی لگتی
 ہے... ہاں نا..." "جان عالم نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔ "میں نے اس سالے کو منع کیا تھا... پھر یہ
 یہاں کیا کر رہا تھا..." "المیر خان آریان کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا۔۔ "منہ بند رکھ اپنا... بیوی ہے
 میری..." "آریان بھی غرایا تھا۔۔ جان عالم نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ "کیا بات ہے... یار
 میرے خیال سے ہمیں ان کے درمیان نہیں بولنا چاہیے..." "جان عالم نے غزنوی اور زرغام دونوں کے

کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ زرغام غزنوی دونوں نے اسے گھورا۔ "میں دیکھ رہا ہوں... شادی کے بعد تو کچھ زیادہ ہی شوخا ہو گیا ہے... پہلے تو بہت ہی سنجیدہ تھا..." زرغام نے جان عالم کی طرف دیکھتے ہوئے zip کہا۔ "یہ عشق کا جادو ہے سرچڑھ کر بولے گا..." جان عالم نے گمبھیر آواز میں گانا گایا۔ (منہ بند رکھو...) زرغام نے اسے چپ رہنا کہا۔ جان عالم نے کندھے اچکاتے اور جا کر چیئر up پہ بیٹھ گیا۔ "آریان بیٹھ جاؤ... تم سب بھی بیٹھ کر بات کرو..." جان عالم نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "کیا لوں گے..." جان عالم وائرلیس اٹھاتے ہوئے بولا۔ "عالم..." زرغام، غزنوی، المیر خان تینوں یک زبان بولے۔ "بابا وہ میری بیوی ہے... اگر اسے مسئلہ ہے تو میں پھر اسے اٹھا کر لے جاؤ گا..." آریان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔ "آریان تیرا سالہ پولیس والا ہے... کسی بھی کیس میں اندر کر دے گا..." جان عالم نے اسے یاد کروانا چاہا۔ "چاچو آپ ہے نا... آپ مجھے نکلوا دینا۔ کسی نے کون سا پوچھنا ہے کہ منسٹر نے کیوں چھروایا..." آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر سے کمرے میں قہقہہ گونجتا تھا۔ "دیکھ کمینے تیری کمینگی کا اسے بھی پتہ چل گیا..." زرغام ہستے ہوئے بولا۔ "تو جل جل کر مر..." جان عالم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

سیکینڈ لاسٹ پارٹ 3

"چپ رہو دونوں..." غزنوی زرغام اور جان عالم کو آپس میں بحث کرتے دیکھ کر بولا۔ المیر خان کا چہرہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ آریان سامنے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ "بابا یا

تو پھر اسے بولے اپنی بہن کی رخصتی کرے... ورنہ میں نمل کو اپنے ساتھ حویلی لے جاؤ گا۔۔۔" آریان نے خاموشی کو توڑا۔ "میں تیرا منہ توڑ دو گا۔۔۔ تو دوبارہ بکواس کر کے دیکھ۔۔۔" المیر خان پاس پڑی چمیر کو پاؤں مارتے ہوئے بولا۔ "چل توڑ... تجھے بہت شوق ہے.. نا آجا توڑ دے... " آریان اس کی طرف بڑھا تھا۔ "پاگل ہو گیا ہے... " غزنوی نے آریان کی طرف اشارہ کیا۔ "آریان... " زرغام کی آواز سرد تھی۔ "بابا میں.. " آریان نے گہرا سانس لیا۔ اور پھر باہر نکل گیا۔ المیر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے چکر لگا رہا تھا۔ "بیٹھ جا یا۔۔۔" غزنوی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "کیا بکواس ہے یا۔۔۔" المیر خان غرایا تھا۔ "یقین کر مجھے فیل ہو رہا ہے جیسے.. " زرغام نے کچھ بولنا چاہا پھر خاموش ہو گیا۔ "اوائے بیٹھ جا... " جان عالم نے اسے زبردستی چمیر پہ بٹھایا۔ "تیرے چہرہ پہ کیا ہوا... " جان عالم نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرہ پہ ناخن کا نشان تھا۔ "کیا ہے... " المیر خان جان بوجھ کر انجان بنا تھا۔ "یہ تیرے چہرہ کا حشر کس نے بگاڑا.. " جان عالم اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔ "اس کمینے نے مکہ مارا... " المیر خان اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔ "پاگل ہے... اس کے کون سا ناخن ہے... بتایہ کیا ہوا... " زرغام نے سنجیدگی سے غزنوی کی طرف دیکھا۔ "یہ نا مجھے لگتا ہے کہ کسی کر توت کا جواب دیا گیا ہے... " جان عالم نے ہاتھ پیچھے لے جاتے چمیر سے ٹیک لگائی۔ "بک مت... اسی کا لگ گیا ہو گا... " المیر خان اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ "اوا چھایہ زخم اتنا پرانا ہو گیا کہ اس سے اب خون بھی نہیں نکل رہا... کیا تجھے غزنوی نے پیچھے سال مارا تھا... " جان عالم اسے جان بوجھ کر تنگ کرتے ہوئے بولا۔ "اچھا... جو میں نے تیری گردن پہ دیکھا وہ کیا ہے.. " المیر خان نے بھی اسے گھورا۔ جان عالم سیدھا ہو کر بیٹھا۔ زرغام

خان، غزنوی خان دونوں کی نظر جان عالم پہ تھی۔۔ "ظاہر ہے جب الرجی ہوں گی.. تو ایسا ہی ہو گا... "جان عالم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔ "اچھا تو پھر اب اپنی یہ زبان بند رکھی.. "المیر خان غصے سے بولا۔۔ "یار میری بات سنو... "غزنوی نے چیئر ان کے پاس کیں۔۔ "اس مسئلہ کا حل یہ نہیں ہے.. بہتر ہے کہ یار رخصتی کر دے... "غزنوی بے حد سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔ "یار... "المیر خان نے کچھ بولنا چاہا۔۔ "دیکھ المیر ہم بھی کوئی پیدا ہوتے ہی سیکھ کر یہاں تک نہیں آئے تھے... وہ سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے... جلد سیکھ جائے گا... اور جب تک اس پہ ذمہ داری نہیں آئے گی.. وہ کیسے سمجھے گا... "اب کی بار جان عالم بولا۔۔ "زرغام خاموش تھا۔۔ "دیکھ یاد تجھے پتہ ہے کہ شادی کے بعد شوہر شوہر بن جاتا... وہ عاشق نہیں رہتا... "المیر خان کے لہجے میں پریشانی تھی۔۔ "تو شوہر ہے تو شوہر ہی بنے گا... "زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ "یار میری بہن باہر رہی ہے... وہ اس ماحول کی عادی نہیں.. "المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "کس ماحول کیں.. "زرغام نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "یہی ہسبنڈ کی روک ٹوک اور جب رخصتی ہوں گی... تو اسے ہر بات ماننی پڑے گی... تو شاید وہ مورے بابا کی کمی محسوس کرے۔۔ جو کہ میں نہیں چاہتا... "المیر خان چیئر سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔۔ اب ان تینوں کے چہرہ پہ بھی سنجیدگی آئی تھی۔۔ "دیکھ المیر وقت کے ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہو جاتا.. لڑکی خود کو بدل لیتی ہے... "غزنوی نے اس کی پریشانی دور کرنی چاہی۔۔ "یہی تو میں بول رہا ہوں... کہ اگر میری گڑیا خود کو نہ بدل سکی.. تو آریان اس کا شوہر ہی ہو گا.. اور ظاہر ہے.. "المیر خان بس اتنا ہی بولتے خاموش ہوا تھا۔۔ "مجھے لگتا ہے ایسا نہیں ہو گا... "جان عالم نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "کیوں نہیں ہو گا... ہے تو وہ بھی ہم جیسا ہی نا... "المیر خان پھر سے پریشانی سے بولا۔۔ وہ واقع

ہی اپنی بہن کے لیے پریشان تھا۔ "آریان میں اور ہم میں فرق ہے... ہم یہاں رہتے تھے... ہم یہاں کے عادی ہے... ہمیں اپنی بیویاں کو کبار دیواریں میں رکھنا.. پھر ان سے پردہ کروانا ہم نے اپنی مرضی سے کروایا... اور کچھ ان کی مرضی... لیکن اگر دیکھا جائے تو آریان بھی باہر رہا ہے... تو اس کے خیالات ایسے نہیں ہوں گے..." جان عالم نے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ المیر خان نے اپنے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ "مت کر... مجھے پتہ ہے.. کہ تجھے یہ تیری گندی نیت کے بدلے میں ملا ہے.." جان عالم نے المیر خان کے قریب ہوتے اس کے کان میں مدھم سی آواز میں کہا۔ "تو بکو اس نہ کر... المیر خان نے جان عالم کو گھورتے ہوئے کہا۔ "کیوں تجھے مجھ پہ پیار آ رہا ہے.." جان عالم نے ایبرو اچکائی۔ "اور یہ تیری خوش فہمی ہے... تجھ جیسے گھٹیا انسان ہی کس کو پیار آئے گا..." المیر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہا ہا ہا..." زرغام غزنوی نے المیر خان کے ساتھ قہقہہ لگایا تھا۔ "مجھے پتہ ہے تم سب جلتے ہوں مجھ سے..." جان عالم نے فخریہ انداز میں کہا۔ "استغفار اللہ پتہ نہیں کس بیچاری کا نصیب خراب ہے... جس کے پلے تو پڑے گا.." غزنوی دانے پیستے ہوئے بولا۔ "تیری بہن کا..." جان عالم ہستے ہوئے بولا۔ غزنوی نے اسے گھورا۔ "یہ تیری خوش قسمتی ہے کہ تو میری بہن کا شوہر ہے... ورنہ اب تک میں تیرا قتل کر چکا ہوتا.." غزنوی اس کی ہنسی سے چڑھتے ہوئے بولا۔ زرغام نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔ "یار بس کرو... میں تھک گیا..." زرغام ہستے ہوئے بولا۔ "سیدھی سی بات ہے یار... کوئی اچھا دن دیکھ کر تو ان کی رخصتی کر دے..." جان عالم نے مدھم سی آواز میں کہا۔ "ہاں یار... میں خود زمرہ داری لینے کو تیار ہوں کہ آریان صوفیہ کے لیے کبھی روکاٹ نہیں بنا گا..." زرغام نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "یار..." المیر خان ابھی بھی پریشان تھا۔ "یار

دیکھ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا بہتر ہے... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "ہمم.. "المیر خان نے ہمیں سر ہلایا۔۔ "چل پھر تو داجی اور چاچو سے بات کر پھر مجھے بتا دے.. اب ان کی مرضی کے بنا تو کچھ ہونے سے رہا... "المیر خان نے تھوڑا سا پر سکون ہوتے ہوئے کہا۔۔ "ہاں چل میں داجی سے بات کر کے تجھے بتاؤ گا... "غزنوی نے سنجیدگی سے کہا۔۔ جان عالم کا موبائل رنگ ہو رہا تھا۔۔ جان عالم نے موبائل کی طرف دیکھا۔۔ اپنی زندگی کی کال دیکھتے اس کے ہونٹوں پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جان عالم کال ریسو کرتے ہوئے اٹھا ہی تھا کہ المیر خان اس کے ہاتھ سے موبائل چپھٹ چکا تھا۔۔ "جان خان کہاں ہے آپ... میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں... مجھے نیچے کا بول کر کہاں چلے گئے... "ورشیاں غصے سے بولی تھی۔۔ "تیری تو آج کی کلاس لگے گی.. "المیر خان ہستے ہوئے بولا۔۔ "یار فون دے مجھے... "جان عالم نے اس سے موبائل پکڑنا چاہا۔۔ لیکن وہ پیچھے ہوا تھا۔۔ "میری بہن میں اسے کب سے بول رہا ہوں... کہ حویلی چلے جاؤ... لیکن یہ ہے کہ آہی نہیں رہا... "المیر خان باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم اس کے پیچھے ہی تھا۔۔ "آپ میری بات کروائے میں پوچھتی ہوں.. "ورشیاں کی پھر سے غصے کی آواز گونجی تھی۔۔ "میں کیا کہوں موبائل ہی نہیں لے رہا.. بیٹھا لڑکیاں تاڑ رہا ہے.. "المیر خان مسکراتے ہوئے بول کر لفٹ میں بند ہو چکا تھا۔۔ "کینے بغیرت... "جان عالم لفٹ پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔ اور جلدی سے سڑھیاں کی طرف بڑھتے پھلانگتے ہوئے نیچے اترا۔۔ المیر خان لفٹ سے نکلا ہی تھا۔۔ کہ جان عالم نے اس فون کھینچا۔۔ "بولو میری جان... "جان عالم گہرے سانس لیتے ہوئے بولا۔۔ "کہاں ہے آپ... وقت کا پتہ نہیں آپ کو... "ورشیاں ایک سانس میں بولی۔ جان عالم نے موبائل کو مضبوطی

سے تھا، سانسوں کی تیزی کو قابو میں لانے کی کوشش کی۔ "جانِ من... ذرا اوپر دوستوں کے ساتھ پھنسا ہوا تھا... قسم لے لو، دل تو ہر لمحہ تمہارے پاس ہی ہے۔" جانِ عالم نے بے حد محبت بھرے لہجے میں کہا۔ ورشاں نے ہونٹ سختی سے بھینچے، اس کی آنکھوں میں غصہ اور بے چینی دونوں جھلک رہی تھیں۔ "جانِ من کا مطلب ہے کہ میں یوں ہی انتظار کرتی رہوں؟ آپ کو احساس بھی ہے میرا؟" وہ غصے سے بول رہی تھی۔ اسے یقین ہوا تھا۔ کہ وہ اسے بہلا رہا ہے۔ "احساس ہی تو ہے میری جانِ من.. جو ایک لمحہ بھی تم سے دور برداشت نہیں ہوتا..." جانِ عالم لبوں پر مسکراہٹ لیے، سنجیدہ لہجے میں بولا۔ "مگر کیا کروں، یہ کمینے (زرغام، غزنوی اور المیر کی طرف اشارہ) چھوڑتے ہی نہیں۔" وہ بے حد معصومیت سے بولا۔

ورشاں کے دل میں غصے کی شدت کچھ کم ہوئی، مگر زبان ابھی نرم نہ ہوئی۔ "آپ حویلی فوراً آئیں، نہیں تو میں خود آرہی ہوں۔" اس کی آواز اب پہلے سے مدہم تھی۔ لیکن غصے کم نہ ہوا تھا۔ "نہیں..." وہ نہیں... "جانِ عالم تیزی سے بولا۔ "تم بس وہیں رہو، میں آ رہا ہوں.. " وہ پریشانی سے بولا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ورشاں یہاں آئے۔ ابھی اسے سیٹ کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ کہہ کر اس نے جلدی سے لفٹ کی طرف دیکھا، مگر لفٹ اوپر جا چکی تھی۔ وہ سیڑھیوں کے ذریعے تیزی سے نیچے آیا۔ دل کی دھڑکن تیز تھی، جیسے کسی محبوبہ کو پہلی بار دیکھنے جا رہا ہو۔ وہ جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔ اسے جلد از جلد حویلی پہنچنا تھا۔

جان عالم نے جیسے ہی گاڑی اسٹارٹ کی، اس کے ہاتھوں میں بے چینی اور دل میں عجب سا سکون اکٹھا تھا۔

بے چینی ورشاں کو منانے کی، اور سکون اس سوچ کا کہ اب وہ اس کے سامنے ہوگا۔ گاڑی کی رفتار

بے قابو سی تھی، مگر آنکھوں کے سامنے صرف ایک ہی چہرہ تھا۔ حویلی کے مین گیٹ پر پہنچتے ہی جان عالم

نے گاڑی روکی۔ لان میں ہلکی ہلکی روشنی جگمگا رہی تھی۔۔۔ ورشاں لان میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جان

عالم کی نظر اس پہ پڑی تھی۔۔۔ وہ دور کھڑی تھی، اس کے ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے، اور چہرہ پر وہی

روایتی غصہ۔۔۔ جان عالم نے گاڑی پارک کی اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ "میرا سکون، میری

محبت..." اس نے آہستگی سے پکارا۔ "کیا ضرورت تھی اتنی دیر لگانے کی؟" ورشاں نے ایک تیکھی نظر

ڈالی۔ "سچ ہے سکون زندگی... اگر جان بوجھ کر ایک لمحہ بھی تمہیں انتظار کروایا ہو۔" جان عالم نے

مسکراتے ہوئے اس کے سامنے رک کر دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔۔۔ ورشاں نے رخ پھیر لیا۔ "یہی بہانے

ہیں آپ کے پاس۔" ورشاں رخ پھیرے ہی بولی۔۔۔ "یہ بہانے نہیں، دل کی سچائی ہے... تمہاری

ناراضگی میری جان لے لیتی ہے۔" جان عالم نے دھیرے سے اس کے قریب ہو کر کہا۔ ورشاں نے سختی

دکھانے کی کوشش کی، مگر دل پگھل رہا تھا۔ وہ اس کی باتوں سے پگھل ہی تو جاتی تھی۔۔۔ "اب بھی میں

غصے میں ہوں..." وہ نظریں جھکا کر بولی۔ "تو پھر سزا دے دو... مگر اپنے قریب رکھ کر۔" جان عالم

کے لہجے میں وہی دھیمسا سا جنون تھا۔ ورشاں کے لبوں پر بے اختیار ہلکی مسکراہٹ آئی، جسے وہ چھپانا چاہتی

تھی۔۔۔ مگر چھپا نہیں سکی۔۔۔ "آپ کو ہر بار ناراض کر کے منانے کی عادت پڑ گئی ہے۔" وہ منہ بناتے

ہوئے بولی۔۔۔ "کیونکہ ہر بار تمہیں منانے میں میرا دل دوبارہ جینے لگتا ہے۔" جان عالم نے اس کے

ہاتھ تھام لیے۔ ورشاں خاموش رہی، مگر آنکھوں میں نمی کی ہلکی سی چمک تھی۔ اسی لمحے پیچھے سے ہلکی

کھانسی کی آواز آئی۔ زرغام اور غزنوی دونوں لان میں کھڑے تھے۔ "واہ جی واہ... ہم سمجھ رہے تھے بھائی جان سیاست میں الجھے ہوئے ہیں، مگر یہ تو عشق کی محفل لگی ہوئی ہے۔"

غزنوی نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے فوراً ہاتھ چھڑایا اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ "کینے... تیرے قہقہے کی آواز بھی زہر لگتی ہے۔" جان عالم نے دانت پیستے ہوئے غزنوی کو گھورا۔ زرغام نے قہقہہ لگایا۔ "یار، بیوی سے ڈانٹ کھا کے اب ہم پہ غصہ نکال رہا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں کو اگر فرصت ہو تو اپنی اپنی بیویوں کو بھی کبھی منانے کی مشق کر لیا کرو۔" جان عالم نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ یہ کہہ کر وہ ورشاں کے پیچھے اندر بڑھ گیا۔ صاف مطلب تھا کہ وہ ان سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔

اندر لاونج میں داجی اور حبیب اللہ خان بیٹھے تھے۔ غزنوی نے موقع دیکھ کر زرغام اور المیر کو آنکھ ماری۔ یہی وہ وقت تھا جب آریان اور صوفیہ کی رخصتی کی بات ہونی تھی۔ "داجی... " غزنوی نے آہستہ سے آغاز کیا۔ "ہم سوچ رہے تھے کہ اب زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے... آریان اور صوفیہ کی رخصتی کے دن کاٹے کر لینا بہتر ہوگا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ لاونج میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔ المیر نے گہری سانس لی، اس کی نظریں داجی پر ٹکی تھیں۔ زرغام بھی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ "یہ فیصلہ اتنا آسان نہیں، مگر اگر تم سب متفق ہو... تو ہمیں بھی اللہ کی رضا کے مطابق فیصلہ لینا ہوگا۔" داجی نے لمبی ٹھنڈی سانس بھری اور سب کو دیکھ کر بولے۔ "بس بیٹی کی خوشی سب سے بڑھ کر ہے۔" غزنوی

نے نے بھی دھیماسا کہا۔۔ یہ سنتے ہی المیر کے چہرے پر تھوڑی نرمی آئی، مگر دل میں ابھی بھی ہلچل تھی۔۔ وہ ابھی بھی پریشان تھا۔۔

----- "عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

لاسٹ اپیسوڈ_1

ایک ماہ بعد

المیر خان کی حویلی میں چہل پہل چل رہی تھی۔۔ رخصتی کی تیاری ہو رہی تھی۔۔ المیر خان کو زیادہ شور شرابہ پسند نہیں تھا۔۔ لیکن اس وقت حویلی میں اچھا خاصا شور شرابہ تھا۔۔ اور المیر خان اپنے کمرے میں تھا۔۔ نمل صوفیہ خان کے کمرے میں تھی۔۔ صوفیہ تیار ہو رہی تھی۔۔ اس کے بیڈ پہ اس کا کام والا دوپٹہ پڑا ہوا تھا۔۔ اور وہ خود ڈریسنگ مرار کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ نمل اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔ "بھابی میں ابھی آتی ہوں۔۔" نمل صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "اوکے۔۔" صوفیہ مسکرائی۔۔ نمل اس کے کمرے سے باہر نکلتے اوپر کمرے کی طرف بڑھی۔۔ وہ کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہی ہوئی تھی۔۔ کہ المیر خان سے ٹکرائی۔۔ اس کا سر المیر خان کے سینے سے لگا تھا۔۔ "آہہ۔۔۔" نمل نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ المیر خان نے اس کی بازو پہ پکڑتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔۔ "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔" نمل نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے غصے سے المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "جھولے لے رہا ہوں۔۔" المیر خان نے اس کے بے توکے سے سوال کا جواب دیا۔۔ نمل اس کے جواب پہ حیران ہوئی تھی۔۔ پھر اس کا ہاتھ بازو سے ہٹاتے ڈریسنگ روم کی طرف

بڑھی۔۔ "کہاں جا رہی ہوں... "نمل کو اپنے دوپٹہ ٹھیک کرتے دیکھ المیر خان نے اس کی طرف
 دیکھا۔۔ "بابا کی طرف.. "وہ کھکھلا کر مسکرائی۔۔ "کیوں... "المیر خان نے پھر سے اس کی طرف
 سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "کیوں کیا... میرے لالا کی شادی ہے... ان کے پاس ہی جاؤ گی نا... "نمل
 ایک ادا سے بولی۔۔ "اب تمھاری شادی ہو گئی ہے... "المیر خان سنجیدگی سے بولا۔۔ "شادی ہونے کا
 مطلب ہے کہ میں لالا کی شادی میں نہیں جاسکتی... "نمل نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔۔ المیر خان
 اس کے دیکھنے پہ خاموش ہوا تھا۔۔ ناجانے ایسا کیا تھا۔۔ اس کی نظروں میں کہ وہ اسے کوئی جواب نہ دے
 پایا۔۔ ایس پی المیر خان پہلی دفعہ لاجواب ہوا تھا۔۔ اور وہ بھی اپنی خرگوشی کے سامنے۔۔ لیکن اپنی من
 پسند کے سامنے خاموش ہونا اسے برا نہیں لگا تھا۔۔ اسے یوں خاموش دیکھتے نمل باہر کی طرف بڑھی
 تھی۔۔ لیکن المیر خان نے اس کی کلائی پکڑی۔۔ "وہاں روکنے کی غلطی سے بھی غلطی مت کرنا.. "اس
 کا لہجہ نرم تھا۔۔ لیکن اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔۔ "اوکے.. "نمل اس کے لہجے میں دھمکی محسوس
 کرتے ہوئے بولی۔۔ اور باہر نکل گئی۔۔ "اف۔۔ میرا خدا... میں پاگل ہو جاؤ گا.. اور پاگل کرنے والی
 اور کوئی نہیں میری خود کی بیوی ہی ہوں گی.. "المیر خان نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ پھر کچھ سوچتے کمرے
 سے باہر نکلا۔۔ اس نے موبائل اپنی پوکٹ سے نکالا۔۔ غزنوی کی کال آرہی تھی۔۔ "یار زمل کو بھیج دیا
 ہے... وہ روک جائے گی صوفیہ کے پاس.. ورشاں کو عالم خود چھوڑ جائے گا.. میں زرغام کے ساتھ آؤ
 گا.. "غزنوی کی سنجیدہ آواز موبائل پہ گونجی۔۔ "چل ٹھیک ہے.. "المیر خان سڑھیاں اترتے باہر نکل
 گیا۔۔

"جان خان.. میں بالکل ریڈی ہوں.. "ورشٹاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ جان عالم بیڈ پہ لیٹا۔۔ جیہان اور ریان میں مگن تھا۔۔ جان عالم نے سر اٹھا کر ورشٹاں کی طرف دیکھا۔۔ وہ پلکیں جھپکنا ہی بھول گیا۔۔ ورشٹاں لائٹ پینک کلر کا گراہ پہنے کھڑی تھی۔۔ گراہ کے کاپڑ اتنا نفیس اور نرم تھا کہ چلتے ہوئے اس کے پلوڈ مین کو چھوتے ہوئے سر سرانے لگتے۔۔ گراہ کے گھیر پر باریک سنہری گوٹہ کناری جچی ہوئی تھی جو ہلکی روشنی میں چمک رہی تھی۔۔ اس کے ساتھ اس نے گول کٹ قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔ قمیض پر نازک سفید اور سلور موتیوں کا کام ہوا تھا جو ہر زاویے سے جھلملاتے ہوئے اس کے حسن کو اور بڑھا رہے تھے۔۔

اس کے کانوں میں لمبے سفید موتیوں والے بھاری جھمکے جھول رہے تھے، جو گردن کی باریکی کو اور نمایاں کر رہے تھے۔۔ ہاتھوں میں سفید اور گلابی چوڑیاں ایک ترتیب سے سجی ہوئی تھیں، جن کی کھنک کمرے میں گونجتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اس کے دوپٹے پر ہلکی سی کڑھائی اور باریک موتیوں کی لائسنیں جچی تھیں، وہ دوپٹہ سر پہ ہلکا سا ڈالا ہوا تھا اور ایک کنارہ شانوں پر ڈھلک رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر بہت ہلکا سا میک اپ تھا۔۔ ہونٹوں پر گلابی لپ کلر، آنکھوں میں صرف سرمئی کا جل، اور پلکوں پر ہلکی سی مسکارا۔۔ چہرے کی شفاف رنگت پر وہ ہلکی سی رونق اور جھجک کے ساتھ کسی چاندنی رات کی نرم روشنی لگ رہی تھی۔۔ جان عالم اسے دیکھتے ہی پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔۔ وہ چند لمحے اسے بس یوں ہی دیکھتا رہ گیا جیسے کسی نے اس کی سانس روک دی ہو۔۔ ورشٹاں کا روپ آج اس کے دل پر کسی نئے انداز سے چھا گیا تھا۔۔ جان عالم نے ورشٹاں کو دیکھا تو جیسے لمحہ بھر کے لیے وقت تھم گیا تھا۔۔ اس کی نظریں بس ورشٹاں

پر جمی رہ گئیں۔۔ پلکیں جھپکنا وہ واقعی بھول گیا تھا۔۔ ورشاں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی چوڑیاں کھنکائیں اور سر جھکا لیا۔۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں آپ۔۔؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

جان عالم ہلکا سا مسکرایا، بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس کے قریب آیا۔ "لگ رہا ہے کہ تم سچ میں میری ہو۔" اس کی آواز بھاری تھی مگر لہجے میں نرمی کی ایک خاص چھاپ تھی۔ ورشاں نے نظریں جھکائے رکھی تھیں۔ اس کے کانوں تک لالی پھیل گئی تھی۔۔ میں ہمیشہ سے آپ کی ہی ہوں جان خان۔" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔ "آج لگ رہا ہے جیسے میری دنیا مکمل ہو گئی ہے۔" جان عالم نے اس کا دوپٹہ ذرا سا ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ ورشاں نے کانپتے ہاتھوں سے اپنی چوڑیاں سنبھالیں اور نظریں اٹھا کر ایک لمحے کو جان عالم کی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ نگاہوں کی گرمی سہہ نہ سکی اور پھر جھٹ سے پلکیں جھکا لیں۔۔ کمرے میں لمحے بھر کی خاموشی چھا گئی تھی۔۔ صرف چوڑیوں کی کھنک اور دل کی دھڑکنیں تھیں جو دونوں کو ایک دوسرے کے وجود کا احساس دلا رہی تھیں۔۔ "سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ چلیے۔" ورشاں نے سر جھکاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے اس کی کلائی تھامی۔۔ "آج ایک پل بھی تمہیں اکیلا چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔ لیکن جانتا ہوں۔ اب ہمیں سب کے ساتھ ہی چلنا ہے۔" جان عالم نے گہرا سانس لیتے

ہوئے کہا۔۔ ورشاں اس کی بات پہ مسکرائی۔۔ "آپ انہیں اٹھائے۔۔" ورشاں نے جیہان اور رایان کی طرف اشارہ کیا۔۔ "جی بلکل مائی لٹل وائف۔۔ میں ان کو اٹھاؤ گا۔۔ تم خود کو سنبھال کر چلنا۔۔" جان عالم ہنسی دبائے بولا۔۔ جان عالم نے جیہان کو آبستگی سے اپنی گود میں اٹھایا، پھر دوسری بازو میں ریان کو بھی تھام لیا۔۔ دونوں ننھے بچے اپنی مسکراہٹوں کے ساتھ گویا اس منظر کو اور حسین بنا رہے تھے۔۔ ورشاں نے ان کو پیار سے دیکھا اور دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔۔

"چلیں خان خان۔۔ اب سب نیچے ہمارے انتظار میں ہوں گے۔۔" ورشاں نے دھیرے سے کہا اور آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھی۔۔ جان عالم نے قدم اس کے ساتھ ملائے، وہ دونوں ساتھ ساتھ دروازے سے نکلے۔۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچے تو نیچے سے قہقہوں اور باتوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔ ورشاں جب سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی تو اس کا دوپٹہ ذرا سا ڈھلکا، جان عالم نے ایک ہاتھ بچوں کو سنبھالتے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا دوپٹہ درست کر دیا۔۔ ورشاں نے پلکیں جھکا کر مسکرا دیا۔۔ نیچے پہنچتے ہی سب کی نظریں ورشاں پر رک گئیں۔۔ "ماشا اللہ ہماری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔" آئمہ خان نے ورشاں کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔۔ رابیہ خان نے بھی اس کی پیشانی چومی۔۔ "مورے غزنوی زرغام کے ساتھ آئے گا۔۔ تو آپ چلے آپ سب کو میں لے چلتا ہوں۔۔" جان عالم جیہان رابیہ کو پکڑاتے رایان آئمہ کو پکڑا چکا تھا۔۔ ورشاں نے جان عالم کی طرف دیکھا۔۔ جس کی نظر اب اس پر نہیں تھی۔۔ "چلو بیٹا جیسے تمہیں بہتر لگے۔۔" آئمہ خان پیار سے بولی۔۔ "اجائے آپ۔۔" جان عالم نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔ "مورے میں پکڑ لوں۔۔" جان عالم

نے آئمہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "نیا بچہ تمہیں بھی اتنا ہم نے ہی کیا ہے.. ہمارے بچے جو ان ہو گئے.. تو کیا ہمیں معلوم ہی نہیں کہ بچوں کو کیسے سنبھالتے ہیں.. " آئمہ خان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں مورے.. ایسی بات نہیں ہے.. " جان عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اس کا واقع ہی یہ مطلب نہیں تھا۔ " آپ آجائے.. " جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو اپنا گراہ سنبھال کر چل رہی تھی۔ جان عالم نے آگے بڑھتے ہوئے اسے احتیاط سے گود میں اٹھایا۔ "ج۔۔ جا۔۔ جان خان.. " وہ آئمہ خان اور رابیہ خان کے سامنے شرمندہ ہوئی تھی۔ اور سرخ ہوتے جان عالم کے سینے میں چہرہ چپھا گئی۔ آئمہ خان اور رابیہ خان مسکرائی تھی۔ جان عالم اسے گود میں اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔ اور اسے ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی کیز پکڑائی۔ ورشاں نے گاڑی ان لو کڈ کیں۔ جان عالم نے اسے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھاتے ہوئے اس کی سیٹ بیلٹ باندھی۔ اور دروازہ بند کرتے آئمہ خان اور رابیہ خان کے لیے پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ان کے بیٹھتے ہی جان عالم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالیں۔ اور ڈرائیونگ سٹارٹ کیں۔۔۔

بیس منٹ بعد جان عالم کی گاڑی المیر خان کی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔ المیر خان باہر پہ کارپیوچ میں کھڑا کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ ورشاں، آئمہ خان اور رابیہ خان اندر کی طرف بڑھ گئی۔ جان عالم المیر خان کی طرف بڑھ گیا۔ ورشاں ملازمہ سے پوچھتے صوفیہ کے روم میں آئی۔ صوفیہ بالکل تیار بیٹھی ہوئی تھی۔ "واہ.. بھئی واہ... " ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے گردن موڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اور مسکرائی۔ "ورشاں.. " صوفیہ مسکرائی

تھی۔۔ اور اٹھ کر اس کے گلے لگی۔۔ "مجھے لگا تم نہیں آؤ گی۔۔" صوفیہ نے شکوہ کیا۔۔ "تمہاری طرح نہیں ہوں۔۔ کہ میں نہیں آؤ گی۔۔" ورشاں نے بھی شکوہ کیا تھا۔۔ "یار میں بیمار تھی۔۔" صوفیہ نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں نے کچھ پل اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ پھر مسکرائی۔۔ "آج تمہاری شادی ہے تو معاف کیا۔۔" ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ صوفیہ بھی مسکرا دی۔۔ "یہاں بیٹھو ورشاں۔۔" صوفیہ نے اس کی بازو پکڑتے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔ "کہاں ہے میرے بھانجے۔۔" صوفیہ نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ "وہ جان خان نے مورے اور بڑی امی کو دیے تھے۔۔" ورشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "تنگ کرتے ہے۔۔" صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "بہت زیادہ۔۔" ورشاں معصومیت سے بولی۔۔ "جان عالم سے بھی زیادہ۔۔" صوفیہ ہنسی دبائے بولی۔۔ "فضول مت بولو۔۔" ورشاں نے اس کے کندھے پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔۔ "تم نے جان خان کو لالا بولا کرو۔۔" ورشاں نے صوفیہ کو گھورتے ہوئے کہا۔۔ "ہاں یار مجھے پتہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔۔" صوفیہ اس کے گھورنے پہ بولی۔۔ "ہاں تو بولتے ہوئے کیا زبان کٹتی۔۔" ورشاں نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے کہا۔۔ "یار اتنی پوزیسو وائف۔۔" صوفیہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔۔ "ہو جائے گی تمہاری شادی۔۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔۔" ورشاں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔ "تمہاری طرح تو کبھی بھی پوزیسو وائف نہیں بنوں گی۔۔" صوفیہ نے بھی کندھے اچکائے۔۔ "یہ تو وقت بتائے گا۔۔" ورشاں نے اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے کندھے اچکائے۔۔

جان عالم المیر خان لاونج کے دروازے میں ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔ جب کاریبونچ میں ایک قطار میں
 کئی گاڑیاں آکر روکیں۔۔ جان عالم اور المیر خان دونوں مسکرائیں۔۔ زرغام خان گاڑی سے نکلا
 تھا۔۔ اس کے ساتھ ہی آریان نے نکلتے دروازہ کھولا۔۔ پریشے اور نمل گاڑی سے نکلی تھی۔۔ آریان کے
 آگے شاہ در تھا۔۔ اور اس نے ایف کو گود میں اٹھایا ہوا تھا۔۔ المیر خان کی نظر نمل پہ نہیں پڑی
 تھی۔۔ زرغام خان آگے بڑھا تھا۔۔ جان عالم اور المیر خان اس کے گلے لگے تھے۔۔ پاس کھڑے
 ملازموں نے ان پہ پھول پھینکے تھے۔۔ وہ تھوڑا اندر ہی آئے تھے۔۔ کہ ورشاں اور زمل راستہ روک
 کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ "آریان چاہے تم رشتہ میں چھوٹے ہوں... لیکن بھی تم ہوں تو صوفیہ کے
 شوہر... تو چلو پیسے نکالو ورنہ اندر آنے نہیں دے گے..." زمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ غزنوی جو کہ
 ابھی ہی آیا تھا۔۔ ان کی طرف بڑھا۔۔ "مجھے اندر آنے کی اجازت ہے بیگم..." غزنوی نے زمل کی
 طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "بلکل نہیں لالا..." اب کی بار جواب ورشاں نے دیا تھا۔۔ "یار
 میں تو تمہارا لالا ہوں..." غزنوی نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ "ابھی آپ لڑکے والوں کی طرف
 ہے..." ورشاں مسکراتے ہوئے بولی۔۔ "زرغام نے پیسے نکالتے مسکرا کر زمل کے ہاتھ پہ
 رکھے۔۔ اور مسکرایا۔۔ "اب تو آنے دو..." زرغام نے زمل کی طرف دیکھا۔۔ "جی ضرور..." زمل
 اور ورشاں پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔ سب اندر کی طرف بڑھے تھے۔۔ کہ المیر خان کی نظر نمل پہ
 پڑی۔۔ سرخ کلر کی فراک جس پہ بلیک کلر کے موتی لگے ہوئے تھے۔۔ چوری دار پاجامہ پاؤں میں بلیک
 کلر کی ہائی ہیل... ہاتھوں میں بلیک کلر کی چوڑیاں، چھوٹے چھوٹے ایئرنگس.. اور سر پہ دوپٹہ ٹکایا ہوا
 تھا۔۔ المیر کہیں اور دیکھنا بھول گیا تھا۔۔ وقت تھم گیا تھا۔۔ وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ اس کے

گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ وہ اسے مجسم کرشمہ کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ "کیا ہوا...؟" نمل اسے وہی بوت بنے دیکھ کر اس کے قریب آتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولی۔۔۔ "ن۔۔۔ نہیں کچھ نہیں...؟" المیر خان نے سرنفی میں ہلایا۔۔۔ "اج پہلی دفعہ اس کی زبان بھی لڑکھرائی تھی۔۔۔" پھر کیا یہی کھڑے رہنا کا ردہ ہے...؟ "نمل پلکیں جھپکتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "نہیں تو... تم چلو میں آ رہا ہوں...؟" المیر خان مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کے گلے میں گلٹی بن کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ نمل نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ "یا اللہ مجھے میری بیوی سے بچا... یہ مجھے پاگل کرنے کے چکر میں ہے...؟" المیر خان اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اگر کوئی یہاں ہوتا تو اس کی بات پہ قہقہہ لگاتے اس کا مذاق بنانے سے گریزنہ کرتا۔۔۔ المیر خان اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ سب لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ المیر خان جان عالم کے برابر آکر بیٹھا۔۔۔ نمل لاونج میں نہیں تھی۔۔۔ لیکن المیر خان کی نظریں اسی کی تلاش میں تھی۔۔۔ کہ وہ اسے نظر آجائے۔۔۔ لیکن وہ نا جانے کہاں جا کر چھپ گئی تھی۔۔۔

ورشیاں اور زل نے تھوڑی بہت رسمیں کی تھیں۔۔۔ اور پھر صوفیہ کے روم سے اسے لے کر آئی۔۔۔ اریان خان صوفیہ کو دیکھتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ "یار میرے خیال سے ہمیں نکلنا چاہیے...؟" زرغام نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ "ابھی...؟" المیر خان حیرانگی سے بولا۔۔۔ "ہاں یار... کافی لیٹ ہو جائے گا...؟" زرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ تو المیر خان نے ہمی میں سر ہلایا۔۔۔ صوفیہ المیر خان کے گلے لگے رو رہی تھی۔۔۔ المیر خان کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔۔۔ لیکن وہ اپنی بہن کو حوصلہ دے رہا تھا۔۔۔ وہ

اسے اپنے حصار میں لیے ہی گاڑی تک آیا تھا۔ "میرا بچہ رونا بند کرو... "المیر خان نے صوفیہ کی آنکھیں صاف کیں تھی۔۔ "لالا... "صوفیہ روتے ہوئے بولی۔۔ "میرا بچہ جب دل چاہے آ جانا... "المیر خان نے صوفیہ کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ لیکن صوفیہ اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے رو رہی تھی۔۔ جان عالم نے صوفیہ کو المیر خان سے الگ کیا۔۔ "گڑیا روتے ہوئے اچھی نہیں لگتی... مسکراتے رہنا چاہیے... اور رونا نہیں اسے گدھے کو رولانا ہے... "جان عالم آریان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ سب سے ملتے صوفیہ نے ایک آخری بار حویلی پہ نظر ڈالیں۔۔ غزنوی نے اس کا لہنگا پکڑتے اسے گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔ وہ سب کی دعاؤں سے رخصت ہو چکی تھی۔۔ "چل بھی فکر نہ کر... ایک بھائی کے گھر سے دوسرے بھائی کے گھر جا رہی ہے... "زرغام نے المیر خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔ "ہاں اس چویل پہ یقین تو نہیں کرنا چاہیے... لیکن یہاں کوئی یہ ب***ی کر نہیں سکتا... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ تو زرغام نے صرف نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ زرغام بھی سب سے ملتے پریشے اور شاہدر کو ساتھ لیے جا چکا تھا۔۔ "چل یا ریسٹ کر بے فکر ہو جا... "غزنوی نے المیر خان کے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔ المیر خان نے سر ہلایا۔۔ "سو جانا... ورنہ بیٹا اسے نیند کا انجکشن لگا دینا... "جان عالم نے مسکراتے ہوئے نمل سے کہا۔۔ نمل مسکرائی تھی۔۔ المیر خان نے ایک نظر جان عالم پہ ڈالی۔۔ "روک جائے رات... "جان عالم نے المیر خان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ "نہیں تو جا... "المیر خان نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔ "کینے... "جان عالم نے اس کے منہ پہ مکہ مارنا چاہا۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتے پیچھے ہوا۔۔ "بعد میں پوچھو گا... "جان عالم بولتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ "المیر یا... بے فکر ہو جا... زرغام اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے

گا... "غزنوی نے اسے پھر سے تسلی دینی چاہی۔۔۔" اچھا پہنچ کر کال کرنا... "المیر خان پھیکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔" چل ٹھیک ہے... "غزنوی بھی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ نمل اندر جا چکی تھی۔۔۔ المیر خان بھی اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ المیر خان اوپر روم میں آتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے بیٹھ گیا۔۔۔ نمل روم میں نہیں تھی۔۔۔ دس منٹ بعد نمل خان کمرے میں آئی۔۔۔ المیر خان کو یوں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دیکھ اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ پھر جا کر بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ گئی۔۔۔ کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔ پانچ منٹ تک یوں ہی خاموشی رہی۔۔۔ نمل نے المیر خان کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ نمل نے المیر خان کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ "کیا ہوا... آپ کیوں اداس ہے... "نمل نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔ المیر خان نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر کچھ بولے بنا اس کے گلے لگا۔۔۔ نمل ایک پل کے لیے ساکت ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر المیر خان کی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس کرتے اس نے المیر خان کے بال سہلائے۔۔۔ "کیا ہوا آپ کو... "اس نے پھر سے وہی سوال کیا۔۔۔ لیکن المیر خان کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد نمل کو اپنی گردن پہ پانی محسوس ہوا۔۔۔ اس نے المیر خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ وہ رو رہا تھا۔۔۔ وہ ایک مضبوط انسان رو رہا تھا۔۔۔ وہ حیران تر حیران ہوئی تھی۔۔۔ "آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ رو رہے ہیں... "نمل حیرانگی سے بولی۔۔۔ نمل نے المیر خان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔ اور اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔ "لالا بھابی کو خوش رکھے گے... "وہ معصومیت سے بولی۔۔۔ "چھوٹی سی تھی... صوفیہ جب مورے اور بابا اس دنیا سے چلے گئے... میں نے خود سنبھالا اپنی بہن کو... اور آج وہ اتنی بڑی ہو گئی۔۔۔ کہ اس کی شادی ہو گئی.. "المیر خان نم آواز میں

بولا۔۔۔ "آپ خوش ہے نا...؟" نمل نے المیر خان کے آنسو صاف کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔۔۔ المیر نے سر جھکا لیا۔ "خوشی بھی ہے... دکھ بھی۔ خوشی اس بات کی ہے کہ میری بہن اپنے گھر کی ہو گئی... دکھ اس بات کا ہے کہ اب وہ میری نظروں کے سامنے نہیں رہے گی..." المیر خان کی آواز ابھی بھی نم تھی۔۔۔ "بیٹی کو ایک دن سسرال جانا ہی ہوتی ہے... لیکن سیٹیاں کبھی پرانی نہیں ہوتیں... صوفیہ بھابی ہمیشہ آپ کی بہن ہی رہیں گی... اور آپ ہمیشہ اس کے لالہ رہیں گے..." نمل نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے نرمی سے کہا۔۔۔ "تم کیسے اتنی بڑی بڑی باتیں کر لیتی ہو...؟" المیر نے نم آنکھوں سے نمل کی طرف دیکھا۔ نمل ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ "جب شوہر رونے لگے تو بیوی کو بڑی باتیں ہی کرنی پڑتی ہیں..." نمل ناک سکورتے ہوئے بولی۔ المییر خان نے اس بار ہلکا سا مسکرا کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ "میری خرگوشی... وہ مسکرا کر بولا۔۔۔ کمرے میں ایک نرم سی خاموشی چھا گئی۔ باہر صحن میں اب بھی کچھ شور تھا، لیکن کمرے کی فضا سکون سے بھر گئی تھی۔ "لالا کی شادی تھی... آپ کا دل بھر آیا... لیکن اب آپ کو تھوڑا سکون بھی لینا چاہیے... آپ نے پورا دن بہت کام کیے ہیں..." نمل نے آہستہ سے کہا۔۔۔ المیر نے سرنفی میں ہلایا۔ "سکون...؟ یہ لفظ ہی عجیب سا لگتا ہے۔ جب سے یہ ذمہ داریاں سنبھالی ہیں، سکون کہیں دور جا چھپا ہے۔ کبھی بہن کا خیال، کبھی اپنے گھر کا... کبھی بابا کی یاد... کبھی مورے کی نصیحتیں..." المیر خان نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔۔ اس کی زندگی یوں ہی تو گزاری تھی۔۔۔ نمل نے اس کے قریب آ کر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ "اب آپ اکیلے نہیں ہیں المیر خان... میں ہوں نا... آپ کے ساتھ۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ "ہاں... تم ہو... اور بس یہی سکون ہے میرا۔" المیر نے اپنی پلکیں جھکا کر ایک لمحہ کے لیے آنکھیں بند کیں۔۔۔

تحریر نائلہ جٹ

لاست قسط_2

آریان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ آریان صوفیہ الگ گاڑی میں تھے۔ زرغام پریشے الگ گاڑی میں تھے۔ صوفیہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی ہوئی ہچکیاں لے رہی تھی۔ آریان خان سنجیدگی سے سامنے دیکھتے ڈرائیو کر رہا تھا۔ صوفیہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "جاناں بس کر دو.." آریان ایک ہاتھ اس کے چہرہ تک لے جاتے ہوئے بولا۔ آریان نے اس کے آنسو صاف کیے۔ لیکن صوفیہ کی ہچکیاں بند نہیں ہوئی تھی۔ آریان نے ٹشو نکالتے اس کی طرف بڑھایا۔ صوفیہ نے ٹشو پکڑتے آنسو صاف کیے۔ "یار رونا بند کرو... مجھے برا لگ رہا ہے.." آریان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے ہچکیوں کے درمیان نظریں جھکا لیں۔ جیسے اپنی کیفیت چھپانا چاہ رہی ہو۔ "میں نے سوچا نہیں تھا۔۔۔ یہ سب اتنا مشکل نہیں ہوگا۔۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ وہ موڈرن تھی۔ اسے امید نہیں تھی۔ کہ یہ سب ایسا ہوتا ہے۔ آریان نے ایک لمحہ کے لیے گاڑی آہستہ کر دی۔ جیسے اس کی ہر بات دل پر اثر رہی ہو۔ "جاناں۔۔۔ مشکل راستے سے گزرنے کے بعد ہی قیمتی وقت ملتے ہیں..." آریان نے اس کے نرم ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے نم آنکھوں سے آریان کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں اعتماد کی وہ جھلک تھی جو صوفیہ کے ڈولتے دل کو سہارا دے گئی۔ "تمہیں لگتا ہے، کہ سب ٹھیک رہے گا.." اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "نہ صرف ٹھیک ہوگا۔ بلکہ اتنا خوبصورت ہوگا کہ یہ آنسو بھی ہنس پڑیں گے۔" آریان نے مسکرا کر اس کے آنسو

چومنے کے انداز میں جھک کر کہا۔ صوفیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی پیشانی آریان کے بازو پر ٹکادی۔ پیچھے سے زرغام اور پریشے کی گاڑی قریب آرہی تھی۔ پریشے مسکراتے ہوئے صوفیہ کو دیکھ رہی تھی۔ زرغام نے ہلکی سی بریک مار کر گاڑی برابر کی، شیشے کے پار سے آریان کو دیکھا اور ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ لے آیا۔ صوفیہ ان کو دیکھتے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔ آریان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ "آریان... " صوفیہ نے مدھم سی آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "ہوں جانا؟" آریان نے ایک نظر اس کی طرف ڈالی۔ صوفیہ نے لب بھینچ کر سانس کھینچی۔ "اگر کبھی۔۔۔ سب کچھ ویسا نہ ہوا جیسا ہم سوچ رہے ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم پھر بھی میرے ساتھ رہو گی نا؟" آریان نے گاڑی کو آرام سے سیدھی سڑک پر رکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ صوفیہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ "یہ کیسا سوال ہے؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "کیونکہ میرا یقین تم ہو۔ اور جب یقین ساتھ ہو تو انجام کیسا بھی ہو، ڈر نہیں لگتا۔" آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ صوفیہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ اس نے آہستہ سے آریان کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں قید کر لیا۔ "تم عجیب ہو آریان۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تمھاری۔ ایک پل میں ہسنا جانتے ہوں۔" صوفیہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔ آریان نے اس کی طرف اور پھر اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ اور ہلکا سا ہنسا۔ "یہ تو میری ڈیوٹی ہے مسز آریان خان کی مسکراہٹ واپس لانا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے سر جھکا کر ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔ "مجھے کبھی یہ سب سچ نہ لگتا تھا۔ کہ میں بھی یوں کسی کے ساتھ بیٹھ کر ہر خوف بھول جاؤں گی۔ میں بہت ہستی تھی... کہ ایسا کوئی نہیں ہے..." صوفیہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ آریان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔ "تو پھر یاد رکھنا صوفیہ۔۔ اب سے تمہارے ہر خوف کا جواب صرف ایک ہوگا۔۔ آریان خان۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں مگر اب وہ آنسو ادا سی کے نہیں بلکہ سکون کے تھے۔۔ "کاش یہ سفر کبھی ختم نہ ہو۔۔" اس نے مدھم آواز میں کہا۔ آریان نے ہنستے ہوئے بریکس ہلکی سی دبائی اور گاڑی ذرا سست کی۔۔ "پھر تو دل کرتا ہے ابھی یہیں کہیں رُک جائیں۔۔ تاکہ سفر رُک بھی جائے اور ختم بھی نہ ہو۔" آریان نے ہسنی دبائے کہا۔۔ صوفیہ بھی مسکرائی۔۔ "پاگل ہوں۔۔ باقی سب پیچھے آرہے ہیں۔۔ سب نے دیکھا تو کیا سوچیں گے۔" صوفیہ خفگی سے بولی۔۔ آریان نے کندھے جھٹکے۔۔ "وہ تو پہلے ہی ہمیں دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔۔ اور بابا کو دیکھو، جیسے سب کچھ سمجھ گئے ہوں۔ آخر ان کی بھی تو شادی ہوئی ہے... " آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے ایک لمحے کو پیچھے دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں۔۔ دل میں عجیب سا سکون اتر آیا تھا۔۔ جیسے اب اسے یقین ہو گیا ہو کہ آنے والا وقت واقعی خوبصورت ہوگا۔۔

آریان کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ زرغام کی گاڑی پہلے سے ہی وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔ آریان گاڑی سے نکلا۔۔ اور صوفیہ کی طرف بڑھتے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ اور اس کا لہنگے پکڑتے اسے گاڑی سے باہر نکلنے میں مدد کیں۔۔ صوفیہ نے آریان کی طرف دیکھا۔۔ آریان نے کندھے اچکاتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا۔۔ "آریان کیا کر رہے ہوں... " وہ حیرانگی سے بولی۔۔ "اپنی خوبصورت بیوی کا استقبال.. " آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔۔ "آریان نیچے اتارو... " صوفیہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ لیکن آریان

کچھ بولے بنا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ آریان لاونج میں داخل ہوا ہی تھا۔ کہ سامنے صوفے پہ پریشہ زرغام بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہد زرغام کے پاس بیٹھا ہوا۔ زرغام کی گود میں الیف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صوفیہ ان کو دیکھتے کان کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔ وہ نظریں جھکاتے چہرہ آریان کے سینے میں چھپا چکی تھی۔ زرغام نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا۔ آریان کندھے اچکاتے آگے بڑھ گیا۔ "آریان کتنا خوش ہے نا..." پریشہ زرغام کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔ اس نے اپنا سر زرغام کے کندھے سے ٹکایا۔ "وہ واقعی ہی خوش ہے..." زرغام بھی مسکرایا۔ "زرغام میں کپڑے چینج کر لوں.. آپ ان کو لے کر روم میں آجائے.." پریشہ اٹھتے ہوئے بولی۔ زرغام نے اس کی کلائی پکڑی۔ "ابھی نہیں..." زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اوہوں.. زرغام.. ہمارے کے بیٹے کی شادی ہوئی ہے.. اس عمر میں آپ کو یہ سب زیب نہیں دیتا..." پریشہ ہنسی دبائے بولی۔ "میرا پری جان... بیٹے کی شادی ہونے کی خوشی میں اپنی پری جان چاہیے..." زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پریشہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ زرغام نے مسکراتے ہوئے شاہد کی طرف دیکھا۔ پھر ایک کندھے سے شاہد کو لگایا۔ اور دوسری بازو میں الیف کو اٹھاتے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

آریان کمرے میں داخل ہوا تو ایک پل کو رک سا گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ کمرہ خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ دیواروں پر نرم روشنی والے لیمپ جل رہے تھے، بیڈ پر گلاب کی پتیوں سے دل کا نقش بنایا گیا تھا، اور کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ آریان نے

قدم روکتے صوفیہ کی طرف دیکھا جو اس کے بازو میں تھی۔۔ وہ بھی حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ "یہ۔۔۔ یہ سب کس نے کیا؟" آریان نے مدھم لہجے میں کہا، جیسے خود سے سوال کر رہا ہو۔۔ "شاید پریشہ نے؟" صوفیہ نے نظریں جھکاتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ آریان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔۔ "ہاں، ان ہی کا ذوق لگتا ہے۔۔" وہ مسکرایا۔۔ اس نے آہستہ سے صوفیہ کو بیڈ کے کنارے پر بٹھایا۔۔ صوفیہ کے ہاتھ لرز رہے تھے۔۔ وہ نظریں جھکائے گلاب کی پتیوں کو دیکھنے لگی۔۔ آریان کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر جھک کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ "ڈرومت جاناں۔۔۔ یہ سب رسموں کا حصہ ہے۔۔ اصل زندگی تو اب شروع ہونی ہے، اور وہ ہم دونوں کی مرضی سے لکھی جائے گی۔" آریان نے نرمی سے کہا۔ صوفیہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں نمی تھی مگر اس بار وہ آنسو خوشی کے تھے۔ "آریان۔۔ تم ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے نا؟ مجھے یوں ہی سہارا دیتے رہیں گے؟" صوفیہ نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم سے وعدہ کرتا ہوں صوفیہ۔۔ میرا ہر دن، ہر لمحہ، تمہارے لیے ہوگا۔ چاہے دنیا بدل جائے، لیکن آریان خان تمہارا سایہ کبھی نہیں چھوڑے گا۔" آریان نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پُر سکون لہجے میں کہا۔۔ صوفیہ کے ہونٹوں پر سکون بھری مسکراہٹ ابھری۔۔ اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور نظریں جھکالیں۔۔ اسی لمحے دروازہ ہلکا سا کھلا۔۔ باہر سے پریشہ جھانکتے ہوئے مسکرائی۔۔ "کیسا لگا میرا سر پرانز؟" پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آریان ہنسا۔۔ "آپ نے تو کمرے کو جادوئی دنیا بنا دیا ہے، چھوٹی امی۔" آریان ہستے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے شرماتے ہوئے نظریں جھکالیں، کانوں تک سرخی پھیل گئی۔ "خدا تم دونوں کو ہمیشہ اسی طرح خوش رکھے۔۔۔ اور یہ مسکراہٹ کبھی تمہارے چہروں سے نہ جائے۔" پریشہ نے مسکرا کر دعا

دی۔۔ "شکر یہ چھوٹی امی.. "آریان نے پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "کیا میں اپنی مورے کی طرح آپ کے ہاتھ چوم سکتا ہوں... "آریان نے پریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔ "کیوں نہیں میں بھی تو تمھاری ماں ہوں.. "پریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آریان جھک کر اس کے گلے لگا۔۔ اور اس کے ہاتھ چومے۔۔ زرغام دروازہ نوکڈ کرتے ہوئے اندر آیا۔۔ "بابا تھینکس... "آریان زرغام کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے گلے لگا۔۔ "خوش رہوں... "زرغام نے مسکرا کر کہا۔۔ "چلے... "زرغام نے پریشہ کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر مسکرا کر صوفیہ کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ "اگر یہ تنگ کرے تو بس ایک آواز دینا.. پھر دیکھنا.. "زرغام نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔ اور اٹھ کر زرغام خان کے گلے لگ گئی۔۔ "خوش رہوں گڑیا... "زرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ زرغام خان اور پریشہ دونوں باہر کی طرف بڑھے۔۔ کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔ "دیکھا جاناں، سب ہمارے لیے خوش ہیں۔۔ اب ہمیں بھی اپنی کہانی ہنسی خوشی لکھنی ہے۔ "آریان نے صوفیہ کے قریب آ کر آہستگی سے کہا۔۔ صوفیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔۔ "آریان یہ سب خواب لگتا ہے... "صوفیہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔۔ آریان نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ "جب ہم ساتھ ہے.. تو پھر سب کچھ ممکن ہے.. "آریان مسکراتے ہوئے بولا۔۔ کمرے میں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی، گلاب کی خوشبو اور سجاوٹ ماحول کو خواب سا بنا رہی تھی۔ آریان صوفیہ کے ہاتھ تھامے بیٹھا تھا، اس کی نظریں صوفیہ کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔ "جانتی ہو صوفیہ... " وہ آہستہ سا بولا، "میں نے کئی بار سوچا تھا کہ شادی کے بعد ہماری پہلی رات کیسی ہوگی... لیکن یہ سب میری سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ "آریان مسکرا کر بولا۔۔ صوفیہ

نے نظریں جھکالیں، اس کی پلکوں پر نمی چمک رہی تھی۔۔ آریان نے اسے بغور دیکھا۔۔ گولڈن کلر کی چولی۔۔ اور ریڈ کلر کا لہنگا جس پہ گولڈن کلر کی کڑاہی ہوئی تھی۔۔ گلے میں گولڈن کلر کا گلوبند جس پہ ریڈ کلر کا موتیاں لگے ہوئے تھے۔۔ کانوں میں جھمکے اور ہاتھوں میں گولڈن اور ریڈ کلر کی چوڑیاں پہنے ہوئے تھی۔۔ "میرے لیے تو یہ سب خواب ہے آریان... کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی میرے لالا کے علاوہ یوں میری فکر کرے گا، یوں مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر چاہے گا۔" صوفیہ پلکیں جھکائے مسکرائی۔۔ آریان نے دھیرے سے اس کی ٹھوڑی اوپر کی، تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے۔ "یہ خواب نہیں جاناں... یہ حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت ہم دونوں نے ساتھ مل کر جینی ہے۔" آریان نے اس کی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ صوفیہ سرخ ہوئی تھی۔۔ اس نے سر ہلایا، ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ "اگر یہ سب ختم نہ ہو... اگر یہ لمحے ہمیشہ رک جائیں..." وہ مدھم آواز میں بولی۔ آریان نے ہنستے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔۔ "پھر تو دل کرتا ہے وقت کو روک دوں... تاکہ یہ مسکراہٹ ہمیشہ میرے سامنے رہے۔" آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ نے شرماتے ہوئے نظریں جھکائیں اور اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھ دیے۔ "آریان..." اس نے آہستہ سے کہا۔۔ "ہوں جاناں؟" آریان نے اس کے کان کے قریب جھک کر جواب دیا۔ "اگر کبھی میں ناراض ہو جاؤں... یا ضد کروں... تو تم کیا کرو گے؟" وہ ہلکی سی شوخی سے بولی۔ آریان مسکرا دیا۔ "تب بھی یہی کروں گا جو ابھی کر رہا ہوں... تمہیں مناؤں گا، تمہیں ہنساؤں گا، اور کبھی تمہیں اکیلا محسوس نہیں ہونے دوں گا۔" آریان نے اس کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے کہا۔۔ "تم واقعی عجیب ہو آریان خان..." صوفیہ کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی۔ "ہاں... عجیب ہوں... لیکن

صرف تنگنارے لیے۔ "آریان نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ ہنس دی، ہنستے ہنستے اس کی آنکھیں

بھیک گئیں۔ "بس کر دو جاناں... یہ آنسو تمہیں جچتے نہیں۔ تم پر تو صرف ہنسی ہی سچتی ہے۔"

آریان نے جھک کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔ "تو پھر تم وعدہ کرو... کہ میری مسکراہٹ کبھی چھیننے

نہیں دو گے۔" صوفیہ نے نظریں جھکاتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں صوفیہ...

تمہاری مسکراہٹ میری زندگی کا سب سے قیمتی خزانہ ہے۔۔" آریان نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھ کر کہا۔۔ صوفیہ کے دل میں عجیب سا سکون اتر آیا... اس نے آنکھیں بند کر کے آریان کے قریب سر

ٹکا دیا۔۔ "اجازت ہے.. " آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ صوفیہ سرخ ہوئی

تھی۔۔ لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔۔ صوفیہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھروایا تھا۔۔ "کیا

ہوا... " آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "اے۔۔ کچھ نہیں.. " صوفیہ کا دل دھڑکا

تھا۔۔ "م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ س۔۔ سو۔۔ سونا ہے... " صوفیہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اپنی ٹانگیں سمٹتے

ہوئے اپنا چہرہ جھکا گئی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر مسکراتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف

بڑھا۔۔ صوفیہ گہرے سانس لینے لگی۔۔ آریان اب کمرے میں نہیں تھا۔۔ صوفیہ بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ کچھ ہی منٹ بعد آریان ڈریسنگ روم سے آیا۔۔ اس نے اپنی قمیض کے بٹن

کھولتے اتار کر صوفیہ کے پاس رکھی۔۔ صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے کھولیں تھیں۔۔ "تم۔۔ ت۔۔ تم کیا کر رہے

ہوں... " صوفیہ نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ "کیا کیا... " آریان اس کی طرف بڑھا۔۔ اس

نے وائٹ کلر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔ وہ اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھا۔۔ صوفیہ نے پیچھے کو ہونے کی

کوشش کی تھی۔۔ لیکن آریان خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ اور ڈبی بیڈ پہ رکھتے

اسے کھول کر اس میں سے چین نکال کر صوفیہ کے گلے میں ڈالیں۔۔ "اسے مت اتارنا۔۔" آریان نے مسکرا کر اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور اس کے قریب ہوا۔ "مائی گوڈ گفٹ تمہاری مرضی کے بنا کچھ نہیں ہوگا۔۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

لاسٹ اپیسوڈ_3

صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر نظریں جھکا گئی۔۔ آریان مسکرایا۔۔ اور اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے لگائے۔۔ "صوفیہ میں نے پہلے بہت سی غلطیاں کی ہے۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہ سب معاف کر دو۔۔" آریان سر جھکائے بولا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ کہ وہ تو اسے کب سے معاف کر چکی تھی۔۔ "آریان میں تو وہ سب بھول چکی ہوں۔۔" صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔ اس کی آواز اس قدر مدھم تھی۔۔ کہ آریان تک با مشکل ہی جاسکی تھی۔۔ "میں جانتا ہوں کہ تم مجھے معاف کر چکی ہوں۔۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے جو بھی ہوا۔۔ ہم وہ سب آج یہی بھول جائے۔۔ اور آج سے اپنی نئی زندگی کی شروعات کرے۔۔" آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "آریان جو ہوا، وہ ہمارا ماضی تھا۔۔ ہمیں اپنے مستقبل اور حال کو خوبصورت بنانا ہے۔۔" صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "ابھی بناتے ہے ناجاناں۔۔" آریان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔ صوفیہ جو اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ وہ نظریں جھکا گئی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "یار یہ اترے گا

کیسے... "آریان نے صوفیہ کے دوپٹہ پہ نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ دوپٹہ سر پہ بھی پینز سے سیٹ تھا۔ کندھوں پہ اور اس کے پیٹ کو اچھے سے کور کیے ہوئے تھا۔ "کیا.. "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "یہ دوپٹہ یار... "آریان نے تھوڑا سا اوپر کو ہوتے ہوئے اس کے دوپٹہ کو دیکھا۔ اور پھر اس کے دوپٹہ پہ لگی پین اتارتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔ صوفیہ کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔ اس پہ گلاب کا پھول لگا ہوا تھا۔ "صد شکر... "آریان نے گہرا سانس لیا۔ صوفیہ کی بیک زپ پہ انگلی ٹریس کرتے آریان نے اس کے بالوں سے گلاب اتارا۔ صوفیہ کے بال اس کی کمر میں لہرائے تھے۔ صوفیہ کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ میچور تھی۔ لیکن اس کا دل جیسے باہر نکلنے کو تھا۔ آریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔ اور اس پہ جھکا۔ صوفیہ نے پلکیں جھپکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن آریان نے اسے کوئی آگلی سانس لینے کی مہلت دیے بنا ہی اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔ صوفیہ نے اس کے لمس پہ آنکھیں بند کی تھی۔ اور اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔ "میرا ساتھ نہیں دو گی... "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "م۔۔ میں... "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "نہیں میں باہر سے کسی اور کو لے آتا ہوں.. کہ میرا ساتھ دو... "آریان خان نے دانت چستے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔ اور اسے خود سے دور جھٹکا۔ آریان بیڈ پہ گرا تھا۔ "کیا ہوا.. "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن صوفیہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ "آریان تم کبھی نہیں بدل سکتے... "صوفیہ غصے سے بولتے ہوئے بیڈ سے اٹھی تھی۔ "کیا بدلو... بتا دو چہرہ بدلوں نام بدلوں یا پھر... "آریان آگے کچھ بولنے ہی والا تھا۔ کہ صوفیہ کے دیکھنے پر خاموش ہوا تھا۔ "بول دو کہ بیوی بدلو... تمہیں خود کو بدلنے کی ضرورت ہے آریان.. "صوفیہ آریان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

بولی۔۔ "بدل گیا سمجھو۔۔" آریان بیڈ پہ اٹھ کر بیٹھا۔۔ صوفیہ کے لمبے بوڑھے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔۔ اس کا دوپٹہ ایک کندھے پہ جھول رہا تھا۔۔ صوفیہ پورے کمرے میں نظریں دوڑاتے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھی۔۔ "کرکیار ہی ہوں۔۔" آریان اسے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔۔ "تم سکون سے سو جاؤ۔۔" صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔۔ "میرے چہرہ پہ لکھا ہوا کہ آریان خان پاگل ہے۔۔" آریان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔ "ہاں... تم پاگل نہیں ہوں تم پاگل کرنے والے ہوں... " صوفیہ بال جھٹکتے ہوئے لہنگا اٹھائے ڈریسنگ مرار کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ وہ اپنے دوپٹہ سے ہینز اتار رہی تھی۔۔ آریان نے اس کی طرف بڑھتے اس کے گرد حصار بنایا۔۔ "پیچھے ہٹو ورنہ میں کچھ مار دو گی تمہیں... " صوفیہ اسے مرار میں سے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "جاناں شوہر میں ہوں۔۔" آریان اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا۔۔ "آریان میرا دماغ۔۔" وہ آگے کچھ بولتی کہ آریان نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔ "کیوں خفا ہو رہی ہوں۔۔ مذاق کیا مائی گوڈ گفٹ۔۔" آریان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ "تمہارے لیے مذاق ہے... لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے کتنا برا لگا۔۔" صوفیہ کی آواز نرم ہوئی

تھی۔۔ "سوری۔۔" آریان نے اپنے کان پکڑے۔۔ صوفیہ نے اس کے ہاتھ نیچے کیے۔۔ اور نفی میں سر ہلایا۔۔ "یار میں چاہتا ہوں کہ تم میرا ساتھ دو... " آریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ صوفیہ نے صرف ہمی میں سر ہلایا۔۔ آریان نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ اور بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ پھر سے جھک گیا۔۔ آریان اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔ صوفیہ اس کی گردن کے گرد حصار بنائے اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ جھکے

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر کرتے اس کی زپ کھسکا گیا۔ صوفیہ نے آنکھیں سختی سے بند
 کیں۔۔ آریان نے ہاتھ بڑھاتے لائنس بند کیں۔۔ آریان اس کی گردن پہ جھکا جگہ جگہ اپنے لمس کے
 نشانات چھوڑنے لگا۔۔ آریان اس کے وجود سے بلاؤز کو الگ کرتے اس کی دھڑکنوں پہ جھک
 گیا۔۔ آریان کے ہاتھ اس کے پیٹ پہ سرسراتے ہوئے اس کی دھڑکنوں سے آخری پردہ بھی الگ کرتے
 اس کی دھڑکنوں پہ اپنی شدتوں کی برسات کرنے لگا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند
 تھی۔۔ "آریان... " صوفیہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ لیکن آریان اس کے وجود میں گھوم ہو
 چکا تھا۔۔ وہ کچھ ہی پل میں اپنے اور اس کے درمیان ہر پردے کو ہٹا گیا۔۔ صوفیہ نے تھوک نگلا
 تھا۔۔ آریان نے اس کے چہرہ کے برابر آتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ صوفیہ نے آنکھیں کھولتے اس
 کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ اور اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے اور
 اپنے درمیان فاصلے ختم کرتے اس کے وجود میں شامل ہوا تھا۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہے
 تھے۔۔ اس کی چیخ آریان پہلے ہی اس کے ہونٹوں میں دبا چکا تھا۔۔ آریان نے اس کے ہونٹوں پہ ہی
 جھکے صوفیہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔ لیکن پھر سب کچھ جھٹکتے صوفیہ کے ہونٹوں پہ
 جھکے ہی آریان تیزی سے اس میں میو کرنا شروع ہوا تھا۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہے رہے
 تھے۔۔ اور آریان شدت پسند ہوتے اس میں کھو چکا تھا۔۔ صوفیہ نے اس کی تیزی محسوس کرتے اس کے
 کندھے پہ مکہ مارنے شروع کیے۔۔ آریان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور
 اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چوننے شروع کیے۔۔ "مائی گوڈ گفٹ... تم بہت حسین ہوں.. تمہارے
 اس حسن پہ آریان خان قربان... " آریان نے اس کی پیشانی سے سر ٹکایا۔۔ "آریان.. " صوفیہ نے گہرا

سانس لیا۔۔ "ایم سوری میری جان... "آریان نے بے حد پیار سے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ ایک دفعہ پھر سے جھکتے اس میں ایک ہی جھٹکے میں اس کی گہرائیوں میں اترا۔۔ صوفیہ کی بس ہوئی تھی۔۔ آریان اس کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔۔ صوفیہ نے گہرا سانس لیتے آنکھیں بند کیں۔۔ آریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود میں بھینچا۔۔ صوفیہ اس کے سینے سے سرٹکائے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ آریان بلینکٹ دونوں پہ کرتے پھر سے اس پہ اپنی شدتوں کی برسات کرنے لگا۔۔

صوفیہ آریان کے قریب ہی سو رہی تھی۔۔ آریان شاید سویا ہی نہیں تھا۔۔ صوفیہ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔ لیکن آریان کو دیکھتے اس کی آنکھیں پوری کھولیں تھیں۔۔ اس نے اپنے چہرہ پہ بلینکٹ کیا تھا۔۔ "کیا ہوا مائی گوڈ گفٹ.. "آریان نے بلینکٹ ہٹانا چاہا۔۔ "تم کب سے جاگ رہے ہوں.. "صوفیہ نے بلینکٹ اپنے چہرہ سے تھوڑا سا ہٹایا۔۔ "کافی دیر سے.. "آریان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ "تب سے ہی یوں ہی بیٹھے ہوئے تھے.. "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ہاں تم میری بیوی ہوں.. تمہیں دیکھنے کا پورا حق ہے.. "آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "چلو یار ہٹاؤ.. "آریان نے بلینکٹ اس کے چہرہ سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔ "تنگ نہیں کرو آریان.. "صوفیہ نے چہرہ تکیہ میں چھپایا تھا۔۔ اس سے پہلے آریان کچھ بولتا دروازہ نوکڑ ہوا تھا۔۔ آریان نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔۔ جس نے چہرہ تکیہ میں چھپایا ہوا تھا۔۔ آریان اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔ اس نے دروازہ کھولا۔۔ جہاں پریشہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ "اسلام و علیکم چھوٹی امی.. "آریان مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ "وعلیکم السلام.. فریش ہو کر آ جاؤ.. سب باہر انتظار کر رہے ہیں.. پریشے نے مسکرا کر کہا۔۔ "جی چھوٹی امی.. "آریان نے سر ہی میں ہلایا۔۔ پریشے کے جاتے ہی آریان دروازہ بند کرتے مرا۔۔ صوفیہ نے بلینکٹ ہٹاتے اس کی طرف دیکھا۔۔ "مائی گوڈ گفٹ فریش ہو جاؤ.. اور آج ڈریسنگ چینج رکھنا.. "آریان اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ صوفیہ نے ہی میں سر ہلایا۔۔ آریان بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔ صوفیہ مسکرا دی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتے واپس آئی۔۔ "آریان.. "صوفیہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "میرے پاس کپڑے نہیں.. "صوفیہ نظریں جھکائے بولی۔۔ آریان مسکرایا۔۔ اور اس کے قریب آیا۔۔ "مائی گوڈ گفٹ تمہارے لیے سب کچھ ریڈ ہے... جا کر چیک کرو... سب کچھ ہے وہاں... "آریان اس کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ پھر سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر کمرے سے نکلی۔۔ آریان بیڈ پہ بیٹھا کچھ ٹائپنگ کر رہا تھا۔۔ صوفیہ واپس آئی تو اس نے پہلی بار پٹھانی فراک پہنا ہوا تھا۔ گہرے سبز اور سنہری کام والا فراک، لمبی چوڑیاں، اور اوڑھنی اس کے کندھوں پر نرم انداز میں گری ہوئی تھی۔۔ آریان نے جیسے ہی صوفیہ کو دیکھا، پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی ایک ساتھ جھلک رہی تھی۔

"سبحان اللہ... مائی گوڈ گفٹ، تم تو آج بالکل کسی پریوں کی شہزادی لگ رہی ہو۔ "آریان وہی بیٹھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے شرما کر نظریں جھکا گئی۔ "پہلی بار پٹھانی فراک پہنا ہے... کیسا لگ رہا ہے؟" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ آریان نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔ "تم جو بھی پہنو، خوبصورت لگتی ہو... لیکن آج تو میری جان، میرا دل روک سا گیا ہے۔ "آریان

نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔ آریان نے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دیے۔۔ "صوفیہ... تم جانتی ہونا؟ تم میرے لیے اللہ کا دیا ہوا سب سے قیمتی تحفہ ہو۔" آریان نے صوفیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "اور تم میرے لیے سکون کی سب سے بڑی وجہ ہو آریان... میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میری زندگی یوں بدل جائے گی۔" صوفیہ نے نظریں جھکالیں اور مدھم آواز میں بولی۔۔ "ابھی تو زندگی کا سفر شروع ہوا ہے جاننا... تمہارے ساتھ ہر لمحہ خوبصورت بنانا ہے مجھے۔" آریان نے اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے ہوئے آنکھوں میں دیکھا۔۔ "لیکن آریان... تم کبھی کبھی ضدی بھی ہو جاتے ہو۔" صوفیہ ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔۔ "ضدی نہیں... بس محبت میں تھوڑا سا پاگل ہوں۔" آریان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

صوفیہ مسکرا دی۔۔ "میں چاہتی ہوں ہم دونوں اپنی زندگی میں ایک دوسرے کو خوش رکھیں، کبھی غلط فہمی نہ آنے دیں۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔۔ آریان نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔۔ "وعدہ ہے مائی گوڈ گفٹ، چاہے دنیا بدل جائے... میں تمہیں کبھی اداس نہیں ہونے دوں گا۔ تم میری روشنی ہو، میرا فخر ہو۔" آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "اور تم میری زندگی ہون آریان... صوفیہ نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔۔ "میری جان... تم میرے خواب کی تعبیر ہو۔" آریان نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے کہا۔۔ آریان اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ صوفیہ نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔ اور اپنے اور آریان کے درمیان فاصلہ بنایا۔۔ اور دوپٹہ کا پلو پکڑا۔۔ "یہ دوپٹہ ہمارے درمیان آ رہا ہے۔" آریان نے قریب آ کر پلو کھینچا اور کہا۔۔ اسے خوشی ہوئی تھی۔۔ کہ صوفیہ نے اس کے لیے یہ

ڈریسنگ کیں۔۔ اور پھر دوپٹہ بھی سلیقے سے گلے میں لیا۔۔ لیکن وہ اسے تنگ کرنا چاہتا تھا۔۔ "دوپٹہ پردہ ہے آریان... "صوفیہ نے مسکرا کر کہا۔۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر مسکرایا۔۔ "ہاں، لیکن میاں بیوی کے بیچ کون سا پردہ؟" آریان نے شرارت سے جواب دیا۔۔ صوفیہ کچھ پل خاموش رہی۔۔ وہ اس کی بات پہ کام کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔ پھر ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔ "تمھاری باتوں کا جواب دینا مشکل ہے۔" صوفیہ نے بامشکل کہا تھا۔۔ "جواب نہ دو، بس مسکرا دیا کرو... وہی کافی ہے۔" آریان نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ کا سرخ چہرہ وہ دیکھ چکا تھا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ "سچ بتاؤ مائی گوڈ گفٹ... یہ سب تیاری میرے لیے کی ہے نا؟" آریان نے صوفیہ کا دوپٹہ پکڑتے شرارت سے کہا۔۔ اشارہ اس کے ہاتھوں کی چوڑیاں اور ہلکے سے میک اپ کی طرف تھا۔۔ صوفیہ نے نظریں جھکائیں، لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔ "اور کس کے لیے کروں گی آریان؟ میرا تو سب کچھ تم ہی ہو۔" صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔ "قسم سے مجھے... یہ سن کر لگ رہا ہے دنیا کی ساری خوشیاں مل گئیں۔" آریان نے فوراً اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور مسکرا کر بولا۔۔ صوفیہ نے نظریں اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ "اب چلو... سب باہر انتظار کر رہے ہیں۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" وہ آہستہ سے بولی۔۔ آریان نے ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ "چلو جانا... میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑوں گا۔" آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صوفیہ نے ہاں میں سر ہلایا اور ساتھ ساتھ دروازے کی طرف بڑھی۔ آریان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور صوفیہ کے لیے راستہ بنایا۔ جیسے ہی وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے، صحن میں موجود سب کی

نظریں ان پر جم گئیں۔ "ماشاء اللہ... ہماری نئی نویلی دلہن تو چاند سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہے!" پریشے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ شرمناک آریان کے پیچھے ہو گئی۔۔ وہ سب کی نظریں اپنی طرف اٹھتی محسوس کر چکی تھی۔۔ "چھوٹی امی، آپ کی دعا کا اثر ہے۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پریشے نے آگے بڑھ کر صوفیہ کو اور آریان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ "اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے، ایک دوسرے کا سہارا بنائے۔" وہ پیار سے بولی۔۔ آریان نے صوفیہ کا ہاتھ دبایا اور سر جھکا کر دعا لی۔۔ "صوفیہ.. "ورشائ کی آواز پہ صوفیہ پلٹی۔۔ ورشائ کو دیکھتے صوفیہ اس کے گلے لگی تھی۔۔ "تم بلش کر رہی ہوں... "ورشائ نے شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "نہیں کرو یار... "صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ ورشائ مسکرائی۔۔ "اب بتاؤ نا.. کل رات کیا ہوا... "ورشائ نے اسے چھیڑا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر اس کے ہاتھ سے جیہان کو لیا۔۔ "ماشاء اللہ کتنا پیارا ہے... "صوفیہ نے جیہان کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ جیہان نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ اور اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں سے صوفیہ کو دیکھنے لگا۔۔ اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔۔ "ارے بھی کیا غصہ آ رہا ہے.. "صوفیہ نے مسکراتے ہوئے جیہان کی ناک کو چھیڑا۔۔ جس پہ جیہان کے ماتھے پہ اور بھی گہرے بل پڑے تھے۔۔ جیسے وہ اس سے پوچھنا چاہ رہا ہوں۔۔ کہ مجھے کیوں اٹھایا۔۔ تبھی لاونج میں رایان کے رونے کی آواز گونجی۔۔ جو جیہان کے کان میں پڑی ہی تھی۔۔ کہ جیہان بھی رونا شروع ہو چکا تھا۔۔ صوفیہ حیران ہوئی تھی۔۔ "اسے کیا ہوا... "وہ حیرانگی سے بولی۔۔ ورشائ نے جلدی سے جیہان کو لیتے اسے خود سے لگایا۔۔ "کیا ہوا میری جان... "وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ سامنے ہی زل کی گود میں رایان رو رہا تھا۔۔ "اسلام و علیکم.. "المیر خان کی آواز لاونج میں گونجی۔۔ زل کی گود

میں رایان رو رہا تھا۔ المیر خان نے بنا کوئی دیر کیے رایان کو اپنی گود میں لیا۔ "کیوں رو رہا ہے... کہاں ہے تیرا باپ.. " المیر خان نے رایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ رایان کے رونے کی آواز بند ہوئی تھی۔ اور اسی لمحے جیہان بھی رونا بند کر چکا تھا۔ صوفیہ اٹھ کر المیر خان کی طرف بڑھی۔ اور اس کے گلے لگی۔ المیر خان نے صوفیہ کو بھی اپنے حصار میں لیا۔ "کیسی ہے میری گڑیا... " المیر خان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرہ سے ہی خوشی واضح تھی۔ "ٹھیک ہوں لالا... آپ اتنی لیٹ آئے... " صوفیہ ناراضگی سے بولی۔ "میرا بچہ اپنے لالا کو معاف کر دو... " المیر خان صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ جان عالم خان، غزنوی خان اور آریان خان بھی زرغام خان کے ساتھ لاونج میں آئے۔ المیر خان کو دیکھتے ان کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ "میں سمجھا تو کمینہ آئے گا ہی نہیں... " زرغام المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ غزنوی نے ایف کو اٹھایا ہوا تھا۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔ جو جیہان میں مصروف تھی۔ "ایسے کیسے نہیں آتا.. اسی کے حوالات میں اسے بند کروادیتا... " جان عالم اپنی بارعب آواز میں بولا۔ جان عالم کی آواز سننے جیہان کی پھر سے رونے کی آواز گونجی تھی۔ "ہاں ظاہر ہے... تجھ جیسے عوام کو کھانے والوں کی وجہ سے ہی ہم جیسے وردی والے اندر ہوتے ہے... " المیر خان بھی اسے جواب دیتے اس کے گلے لگا۔ جان عالم مسکرایا۔ "شکر کر مجھ جیسے وزیر اعظم سے خدا نے نوازا ہے... " جان عالم مغرور آواز میں بولا۔ "ملک کی بربادی ہوگی اب... " غزنوی نے بھی پیچھے رہنے سے گریز کیا۔ جس پہ سب کا قہقہہ گونجا تھا۔ "چاچو میں آپ کی طرف ہوں.. " جان عالم کی طرف دیکھنے پر آریان نے جلدی سے کہا۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔ ورشاں نے جہیان کی طرف اشارہ

کیا۔۔ لیکن جان عالم نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ "وزیر اعظم صاحب آپ کا یہ چشم و چراغ کب سے
 رو رہا ہے... اگر وقت مل جائے تو اسے بھی دیکھئے گا..." "ورشائ جان عالم کے اگنور کرنے پر تپ کر
 بولی۔۔ ورشائ کی بات پہ سب کالاونج میں قہقہہ گونجا تھا۔۔ جبکہ جان عالم نے ورشائ کی طرف
 دیکھا۔۔ اور اس کی طرف بڑھتے اس سے جیہان کو لیا۔۔ اور اس پہ کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ ورشائ کو
 بھی اس پہ غصہ آیا تھا۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ "سب ڈانگ روم میں آجائے..." پریشے کی آواز
 لاونج میں گونجی۔۔ تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر ڈانگ روم کی طرف بڑھ گئے۔۔ ڈانگ
 روم میں داجی ان کی ایک طرف حبیب اللہ خان ان کے ساتھ ہی آئمہ خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور ان کے
 ساتھ رابیہ خان پھر احمد فراز خان تھے۔۔ اور ان کے ساتھ ہی غزنوی اور زمل بیٹھے ہوئے تھے۔۔ زمل
 کی گود میں غازیہ تھی۔۔ جو کبھی غزنوی کے چہرہ پہ ہاتھ رکھتی تو کبھی زمل کی طرف دیکھتی۔۔ زمل کے
 ساتھ المیر خان اور اس کے ساتھ نمل کی چمیر تھی۔۔ نمل یہاں نہیں تھی ابھی۔۔ تو اس چمیر پہ آریان
 خان مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔۔ "ابے سالے یہاں نمل بیٹھے گی..." "المیر خان دانت پیستے ہوئے
 بولا۔۔ "نمل بابا کے ساتھ بیٹھ کر کھائے گی..." "آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "بک مت اور اٹھ
 یہاں سے.." "المیر خان مدھم سی آواز میں سرد لہجے میں بولا۔۔ لیکن آریان پہ کوئی فرق نہیں پڑا
 تھا۔۔ زرغام نمل کو اپنے حصار میں لیے ڈانگ روم میں داخل ہوا۔۔ "بابا آپ بہت اچھے
 ہے..." "نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے مسکرا کر اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور پھر اس
 کے لیے چمیر کھینچتے ہوئے اسے بیٹھایا۔۔ اور خود اس کے ساتھ والی چمیر پہ بیٹھ گیا۔۔ پریشے بھی ایف کو
 بے بی کوٹ میں لیٹا چکی تھی۔۔ تو وہ بھی نمل کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ صوفیہ اور ورشائ باتیں کر رہی

تھی۔۔ جب جان عالم ورشاں کے ساتھ والی چسیر پہ آکر بیٹھا۔۔ ورشاں نے اسے گھورا تھا۔۔ ورشاں ابھی بھی تھوڑا غصے میں تھی کہ جان عالم نے جیہان کو گود میں لیا ہوا تھا۔ "آپ کو اپنے بیٹے کو وقت دینا چاہیے وزیراعظم صاحب۔" ورشاں نے ہونٹ سکیر کر کہا۔۔ "میری دنیا کی سب سے قیمتی وزارت یہ ہے میری زندگی... تم اور ہمارے بچے۔۔" جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر نرم لہجے میں کہا۔۔ ورشاں کا دل پگھل گیا۔

"اچھا بس کریں، اتنے بیٹھے الفاظ آپ کے منہ سے عجیب لگتے ہیں۔" وہ مسکرائی۔۔ تم ہنس دو تو میری سیاست بھی کامیاب لگتی ہے۔" جان عالم نے جیہان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں ہنسی دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔ وہ سرخ ہو چکی تھی۔۔ آریان نے نمل کے ساتھ چسیر بدلی۔۔ اور صوفیہ کے ساتھ آکر بیٹھا۔۔ "جانتی ہو صوفیہ... ابھی بھی تم پہ سب کی نظریں ہیں۔" آریان صوفیہ کے کان کے قریب جھک کر آہستہ سے بولا۔ صوفیہ نے فوراً نظریں جھکائیں اور ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔ "تو کیا کروں؟" وہ مدھم آواز میں بولی۔ "بس ایسے ہی شرماتی رہا کرو... میرا غرور بڑھتا ہے۔" آریان نے ہنس کر اس کے دوپٹے کے پلو کو انگلیوں میں گھمایا۔ "یہ سب کے سامنے مت کرو۔" صوفیہ نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ "اچھا تو پھر سب کے سامنے نہ سہی... اکیلے میں زیادہ کر لوں گا۔" آریان نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔ صوفیہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور اس نے نظریں جھک گئی۔۔ المیر نے جیسے ہی دیکھا کہ آریان نمل کی چسیر پر بیٹھا ہے تو دانت پیسنے لگا۔۔ "سالہ پہلے جا نہیں رہا تھا... المیر خان غصے سے بولا۔۔" چھوڑیں نا، بابا ہمیں بچوں کی طرح لڑتے دیکھ کر کیا سوچیں گے؟"

نمل نے مسکرا کر کہا۔۔ "سوچیں گے کہ المیر کو اپنی بیوی کی بہت فکر ہے۔" المیر نے اس کی طرف دیکھ کر گہرا سانس لیا اور آہستہ سے کہا۔ "تو پھر فکر کم کیا کریں... محبت زیادہ کیا کریں۔" نمل ہنس دی اور آہستہ سے بولی۔۔ المیر کے لبوں مسکراہٹ آئی۔۔ "میری خرگوشنی تم سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں... "المیر خان نے اس کا ہاتھ نیچے سے اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ سب کھانے میں مصروف تھے۔۔ اب پریشہ زرغام کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "زرغام سب کتنے خوش ہے نا... "پریشہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "میری پری جان کی وجہ سے ہی ہوا... "زرغام نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ایسے مت دیکھے سب کے سامنے... "پریشہ اس کے دیکھنے پہ جلدی سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام مسکرایا۔۔ "بیوی ہوں یار.. "زرغام نے فخریہ انداز میں کہا۔۔ "بیوی ہوں تو تھوڑا خیال کرے... سب کے سامنے عجیب لگتا ہے... "پریشہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔ "اوکے پری جان... "زرغام نے نظریں اس پہ جمائے کہا۔۔ غزنوی جو کہ غازیہ کو کھانا کھلا رہا تھا۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "غزنوی آپ کھانا کھائے میں خود کھلا دو گی... "زمل نے غازیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔ "میری زمل یہ میری زندگی کا تمھاری طرف سے دیا گیا سب سے حسین تحفہ ہے... "غزنوی نے زمل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ زمل جلدی سے دونوں کے درمیان فاصلہ بنا گئی۔۔

گئی۔۔

ڈانگ روم میں سب ہنس رہے تھے، سب سے ایک دوسرے کو چھیڑ رہے تھے۔ "خدا کریں میرے سارے بچوں پہ یوں ہی اللہ کا کرم رہے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ رہے... "داجی نے مسکرا کر

کہا۔۔ جس پہ سب نے آمین کہا۔ "یہ ہے میری اصل جیت... تم اور ہمارا یہ گھرانہ۔" آریان نے صوفیہ کا ہاتھ تھاما، اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔۔۔ صوفیہ نے مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔۔ جان عالم خان المیر خان غزنوی خان اور زرغام بھی ان کے قریب آکر بیٹھے۔۔۔ جیہاں اب تک جان عالم کی گود میں تھا۔۔ شاہ در اور غازیہ ایک طرف بیٹھے کھیل رہے تھے۔۔۔ رایان زمل کے پاس تھا۔۔ الیف کو غزنوی نے اٹھایا ہوا۔۔ وہ سب ہنسی خوشی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ سب کے چہرہ پہ سکون اطمینان تھا۔۔ اور ڈھیروں ساری خوشیاں تھیں۔

یوں "عقیدت محبت" اپنی روشنی، مسکراہٹوں اور دعاؤں کے ساتھ مکمل ہو گیا۔۔۔

"عقیدت محبت"

تحریر نائلہ جٹ

لاسٹ اپیسوڈ_3

صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر نظریں جھکا گئی۔۔ آریان مسکرایا۔۔ اور اس کے ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگائے۔۔ "صوفیہ میں نے پہلے بہت سی غلطیاں کی ہے... میں چاہتا ہوں کہ تم وہ سب معاف کر دو..." آریان سر جھکائے بولا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ کہ وہ تو اسے کب سے معاف کر چکی تھی۔۔ "آریان میں تو وہ سب بھول چکی ہوں..." "صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔ اس کی آواز اس قدر مدھم تھی۔۔ کہ آریان تک با مشکل ہی جاسکی تھی۔۔ "میں جانتا ہوں کہ تم

مجھے معاف کر چکی ہوں... لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے جو بھی ہوا.. ہم وہ سب آج یہی بھول جائے.. اور آج سے اپنی نئی زندگی کی شروعات کرے.. "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔" آریان جو ہوا، وہ ہمارا ماضی تھا.. ہمیں اپنے مستقبل اور حال کو خوبصورت بنانا ہے... "صوفیہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔" ابھی بناتے ہے ناجاناں.. "آریان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔" صوفیہ جو اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ وہ نظریں جھکا گئی۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔" یار یہ اترے گا کیسے... "آریان نے صوفیہ کے دوپٹہ پہ نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ دوپٹہ سر پہ بھی پینز سے سیٹ تھا۔ کندھوں پہ اور اس کے پیٹ کو اچھے سے کور کیے ہوئے تھا۔" کیا.. "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔" یہ دوپٹہ یار... "آریان نے تھوڑا سا اوپر کو ہوتے ہوئے اس کے دوپٹہ کو دیکھا۔ اور پھر اس کے دوپٹہ پہ لگی پین اتارتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔ صوفیہ کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا۔ اس پہ گلاب کا پھول لگا ہوا تھا۔" صد شکر... "آریان نے گہرا سانس لیا۔ صوفیہ کی بیک زپ پہ انگلی ٹریس کرتے آریان نے اس کے بالوں سے گلاب اتارا۔ صوفیہ کے بال اس کی کمر میں لہرائے تھے۔ صوفیہ کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ میچور تھی۔ لیکن اس کا دل جیسے باہر نکلنے کو تھا۔ آریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔ اور اس پہ جھکا۔ صوفیہ نے پلکیں جپھکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن آریان نے اسے کوئی آگلی سانس لینے کی مہلت دیے بنا ہی اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا۔ صوفیہ نے اس کے لمس پہ آنکھیں بند کی تھی۔ اور اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔" میرا ساتھ نہیں دو گی... "آریان نے اس کی طرف دیکھا۔" م۔۔ میں... "صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔" نہیں میں باہر سے کسی اور کو لے آتا ہوں.. کہ میرا ساتھ دو... "آریان خان نے دانت پیستے ہوئے بولا۔ صوفیہ

نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔ اور اسے خود سے دور جھٹکا۔ آریان بیڈ پہ گرا تھا۔ "کیا ہوا.. " آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن صوفیہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ "آریان تم کبھی نہیں بدل سکتے... " صوفیہ غصے سے بولتے ہوئے بیڈ سے اٹھی تھی۔ "کیا بدلو... بتادو چہرہ بدلوں نام بدلوں یا پھر... " آریان آگے کچھ بولنے ہی والا تھا۔ کہ صوفیہ کے دیکھنے پر خاموش ہوا تھا۔ "بول دو کہ بیوی بدلو... تمہیں خود کو بدلنے کی ضرورت ہے آریان.. " صوفیہ آریان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "بدل گیا سمجھو.. " آریان بیڈ پہ اٹھ کر بیٹھا۔ صوفیہ کے لمبے بوڑھے بال اس کی کمر پہ لہرا رہے تھے۔ اس کا دوپٹہ ایک کندھے پہ جھول رہا تھا۔ صوفیہ پورے کمرے میں نظریں دوڑاتے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھی۔ "کر کیا رہی ہوں.. " آریان اسے ڈریسنگ مرار کی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔ "تم سکون سے سو جاؤ.. " صوفیہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔ "میرے چہرہ پہ لکھا ہوا کہ آریان خان پاگل ہے.. " آریان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "ہاں... تم پاگل نہیں ہوں تم پاگل کرنے والے ہوں... " صوفیہ بال جھٹکتے ہوئے لہنگا اٹھائے ڈریسنگ مرار کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے دوپٹہ سے ہینز اتار رہی تھی۔ آریان نے اس کی طرف بڑھتے اس کے گرد حصار بنایا۔ "پیچھے ہٹو ورنہ میں کچھ مار دوں گی تمہیں... " صوفیہ اسے مرار میں سے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "جاناں شوہر میں ہوں.. " آریان اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا۔ "آریان میرا دماغ.. " وہ آگے کچھ بولتی کہ آریان نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ "کیوں خفا ہو رہی ہوں.. مذاق کیا مائی گوڈ گفٹ.. " آریان نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔ "تمہارے لیے مذاق ہے... لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے کتنا برا لگا.. " صوفیہ کی آواز نرم ہوئی

تھی۔۔ "سوری۔۔" آریان نے اپنے کان پکڑے۔۔ صوفیہ نے اس کے ہاتھ نیچے کیے۔۔ اور نفی میں سر ہلایا۔۔ "یار میں چاہتا ہوں کہ تم میرا ساتھ دو۔۔" آریان نے اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ صوفیہ نے صرف ہمی میں سر ہلایا۔۔ آریان نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ اور بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹاتے اس پہ پھر سے جھک گیا۔۔ آریان اس کی سانسیں روک چکا تھا۔۔ صوفیہ اس کی گردن کے گرد حصار بنائے اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ جھکے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر کرتے اس کی زپ کھسکا گیا۔۔ صوفیہ نے آنکھیں سختی سے بند کیں۔۔ آریان نے ہاتھ بڑھاتے لائٹس بند کیں۔۔ آریان اس کی گردن پہ جھکا جگہ جگہ اپنے لمس کے نشانات چھوڑنے لگا۔۔ آریان اس کے وجود سے بلاؤز کو الگ کرتے اس کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔۔ آریان کے ہاتھ اس کے پیٹ پہ سرسراتے ہوئے اس کی دھڑکنوں سے آخری پردہ بھی الگ کرتے اس کی دھڑکنوں پہ اپنی شدتوں کی برسات کرنے لگا۔۔ صوفیہ کی آنکھیں بند تھی۔۔ "آریان۔۔" صوفیہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ لیکن آریان اس کے وجود میں گھوم ہو چکا تھا۔۔ وہ کچھ ہی پل میں اپنے اور اس کے درمیان ہر پردے کو ہٹا گیا۔۔ صوفیہ نے تھوک نگلا تھا۔۔ آریان نے اس کے چہرہ کے برابر آتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ صوفیہ نے آنکھیں کھولتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ اور اس کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ جھکتے اس کے اور اپنے درمیان فاصلے ختم کرتے اس کے وجود میں شامل ہوا تھا۔۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔ اس کی چینیخ آریان پہلے ہی اس کے ہونٹوں میں دبا چکا تھا۔۔ آریان نے اس کے ہونٹوں پہ ہی جھکے صوفیہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔ لیکن پھر سب کچھ جھٹکتے صوفیہ کے ہونٹوں پہ

جھکے ہی آریان تیزی سے اس میں میو کرنا شروع ہوا تھا۔ صوفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور آریان شدت پسند ہوتے اس میں کھوچکا تھا۔ صوفیہ نے اس کی تیزی محسوس کرتے اس کے کندھے پہ مکہ مارنے شروع کیے۔ آریان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چونے شروع کیے۔ "مائی گوڈ گفٹ... تم بہت حسیں ہوں.. تمہارے اس حسن پہ آریان خان قربان... " آریان نے اس کی پیشانی سے سرٹکایا۔ "آریان.. " صوفیہ نے گہرا سانس لیا۔ "ایم سوری میری جان... " آریان نے بے حد پیار سے اس کے عارض پہ ہونٹ رکھے۔ آریان اس کے ہونٹوں پہ ایک دفعہ پھر سے جھکتے اس میں ایک ہی جھٹکے میں اس کی گہرائیوں میں اتر۔ صوفیہ کی بس ہوئی تھی۔ آریان اس کی دھڑکنوں پہ جھک گیا۔ صوفیہ نے گہرا سانس لیتے آنکھیں بند کیں۔ آریان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود میں بھینچا۔ صوفیہ اس کے سینے سے سرٹکائے گہرے سانس لے رہی تھی۔ آریان بلینکٹ دونوں پہ کرتے پھر سے اس پہ اپنی شدتوں کی برسات کرنے لگا۔

صوفیہ آریان کے قریب ہی سو رہی تھی۔ آریان شاید سویا ہی نہیں تھا۔ صوفیہ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ لیکن آریان کو دیکھتے اس کی آنکھیں پوری کھولیں تھی۔ اس نے اپنے چہرہ پہ بلینکٹ کیا تھا۔ "کیا ہوا مائی گوڈ گفٹ.. " آریان نے بلینکٹ ہٹانا چاہا۔ "تم کب سے جاگ رہے ہوں.. " صوفیہ نے بلینکٹ اپنے چہرہ سے تھوڑا سا ہٹایا۔ "کافی دیر سے.. " آریان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تب سے ہی یوں ہی بیٹھے ہوئے تھے.. " صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "ہاں تم میری بیوی

ہوں.. تمہیں دیکھنے کا پورا حق ہے.. "آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" چلو یار
 ہٹاؤ.. "آریان نے بلیںکٹ اس کے چہرہ سے ہٹاتے ہوئے کہا۔" تنگ نہیں کرو آریان.. "صوفیہ نے
 چہرہ تکیہ میں چھپایا تھا۔ اس سے پہلے آریان کچھ بولتا دروازہ نوکڈ ہوا تھا۔ آریان نے صوفیہ کی طرف
 دیکھا۔ جس نے چہرہ تکیہ میں چھپایا ہوا تھا۔ آریان اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ
 کھولا۔ جہاں پریشہ کھڑی ہوئی تھی۔ "اسلام و علیکم چھوٹی امی.. "آریان مسکراتے ہوئے
 بولا۔ "وعلیکم السلام.. فریش ہو کر آجاؤ.. سب باہر انتظار کر رہے ہیں.. "پریشہ نے مسکرا کر
 کہا۔ "جی چھوٹی امی.. "آریان نے سر ہمی میں ہلایا۔ پریشہ کے جاتے ہی آریان دروازہ بند کرتے
 مرا۔ صوفیہ نے بلیںکٹ ہٹاتے اس کی طرف دیکھا۔ "مائی گوڈ گفٹ فریش ہو جاؤ.. اور آج ڈریسنگ
 چینج رکھنا.. "آریان اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔ صوفیہ نے ہمی میں سر ہلایا۔ آریان
 بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ صوفیہ مسکرا دی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن پھر کچھ سوچتے واپس
 آئی۔ "آریان.. "صوفیہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ "میرے پاس
 کپڑے نہیں.. "صوفیہ نظریں جھکائے بولی۔ آریان مسکرایا۔ اور اس کے قریب آیا۔ "مائی گوڈ
 گفٹ تمہارے لیے سب کچھ ریڈ ہے... جا کر چیک کرو... سب کچھ ہے وہاں... "آریان اس کے
 عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ صوفیہ پھر سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ
 فریش ہو کر کمرے سے نکلی۔ آریان بیڈ پہ بیٹھا کچھ ٹائپنگ کر رہا تھا۔ صوفیہ واپس آئی تو اس نے پہلی بار
 پٹھانی فراک پہنا ہوا تھا۔ گہرے سبز اور سنہری کام والا فراک، لمبی چوڑیاں، اور اوڑھنی اس کے کندھوں

پر نرم انداز میں گری ہوئی تھی۔۔ آریان نے جیسے ہی صوفیہ کو دیکھا، پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی ایک ساتھ جھلک رہی تھی۔

"سبحان اللہ... مائی گوڈ گفٹ، تم تو آج بالکل کسی پریوں کی شہزادی لگ رہی ہو۔" آریان وہی بیٹھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ صوفیہ نے شرما کر نظریں جھکا گئی۔ "پہلی بار پٹھانی فراک پہنا ہے... کیسا لگ رہا ہے؟" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ آریان نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔ "تم جو بھی پہنو، خوبصورت لگتی ہو... لیکن آج تو میری جان، میرا دل روک سا گیا ہے۔" آریان نے اس کے ہاتھ ہونٹوں سے لگائے۔۔ صوفیہ مسکراتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔ آریان نے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دیے۔۔ "صوفیہ... تم جانتی ہونا؟ تم میرے لیے اللہ کا دیا ہوا سب سے قیمتی تحفہ ہو۔" آریان نے صوفیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "اور تم میرے لیے سکون کی سب سے بڑی وجہ ہو آریان... میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میری زندگی یوں بدل جائے گی۔" صوفیہ نے نظریں جھکا لیں اور مدھم آواز میں بولی۔۔ "ابھی تو زندگی کا سفر شروع ہوا ہے جاناں... تمہارے ساتھ ہر لمحہ خوبصورت بنانا ہے مجھے۔" آریان نے اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے ہوئے آنکھوں میں دیکھا۔۔ "لیکن آریان... تم کبھی کبھی ضدی بھی ہو جاتے ہو۔" صوفیہ ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔۔ "ضدی نہیں... بس محبت میں تھوڑا سا پاگل ہوں۔" آریان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

صوفیہ مسکرا دی۔۔ "میں چاہتی ہوں ہم دونوں اپنی زندگی میں ایک دوسرے کو خوش رکھیں، کبھی غلط فہمی نہ آنے دیں۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔۔ آریان نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔۔ "وعدہ

ہے مائی گوڈ گفٹ، چاہے دنیا بدل جائے... میں تمہیں کبھی اداس نہیں ہونے دو گا۔ تم میری روشنی ہو،

میرا فخر ہو۔" آریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور تم میری زندگی ہون

آریان... "صوفیہ نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔ "میری جان... تم میرے خواب کی تعبیر ہو۔" آریان نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے کہا۔ آریان اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صوفیہ نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔ اور اپنے اور آریان کے درمیان فاصلہ بنایا۔ اور دوپٹہ کا پلو پکڑا۔ "یہ دوپٹہ ہمارے درمیان آ رہا

ہے۔" آریان نے قریب آ کر پلو کھینچا اور کہا۔ اسے خوشی ہوئی تھی۔ کہ صوفیہ نے اس کے لیے یہ

ڈریسنگ کیں۔ اور پھر دوپٹہ بھی سلیقے سے گلے میں لیا۔ لیکن وہ اسے تنگ کرنا چاہتا تھا۔ "دوپٹہ

پردہ ہے آریان... "صوفیہ نے مسکرا کر کہا۔ آریان نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر مسکرایا۔ "ہاں،

لیکن میاں بیوی کے بیچ کون سا پردہ؟" آریان نے شرارت سے جواب دیا۔ صوفیہ کچھ پل خاموش

رہی۔ وہ اس کی بات پہ کام کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔ پھر ہمت کرتے ہوئے بولی۔ "تمھاری

باتوں کا جواب دینا مشکل ہے۔" صوفیہ نے بامشکل کہا تھا۔ "جواب نہ دو، بس مسکرا دیا کرو... وہی کافی

ہے۔" آریان نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ صوفیہ کا سرخ چہرہ وہ دیکھ چکا تھا۔ صوفیہ نے

اس کی طرف دیکھا۔ "سچ بتاؤ مائی گوڈ گفٹ... یہ سب تیاری میرے لیے کی ہے نا؟" آریان نے صوفیہ

کا دوپٹہ پکڑتے شرارت سے کہا۔ اشارہ اس کے ہاتھوں کی چوڑیاں اور ہلکے سے میک اپ کی طرف

تھا۔ صوفیہ نے نظریں جھکائیں، لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ "اور کس کے لیے کروں گی آریان؟

میرا تو سب کچھ تم ہی ہو۔" صوفیہ مدھم سی آواز میں بولی۔ "قسم سے مجھے... یہ سن کر لگ رہا ہے دنیا کی

ساری خوشیاں مل گئیں۔" آریان نے فوراً اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور مسکرا کر بولا۔ صوفیہ نے

نظریں اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ "اب چلو... سب باہر انتظار کر رہے ہیں۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" وہ آہستہ سے بولی۔۔ آریان نے ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ "چلو جاناں... میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑوں گا۔" آریان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صوفیہ نے ہاں میں سر ہلایا اور ساتھ ساتھ دروازے کی طرف بڑھی۔ آریان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور صوفیہ کے لیے راستہ بنایا۔ جیسے ہی وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے، صحن میں موجود سب کی نظریں ان پر جم گئیں۔ "ماشاء اللہ... ہماری نئی نویلی دلہن تو چاند سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہے!" پریشے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ صوفیہ شرما کر آریان کے پیچھے ہو گئی۔۔ وہ سب کی نظریں اپنی طرف اٹھتی محسوس کر چکی تھی۔۔ "چھوٹی امی، آپ کی دعا کا اثر ہے۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ پریشے نے آگے بڑھ کر صوفیہ کو اور آریان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ "اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے، ایک دوسرے کا سہارا بنائے۔" وہ پیار سے بولی۔۔ آریان نے صوفیہ کا ہاتھ دبایا اور سر جھکا کر دعائی۔۔ "صوفیہ.. ورشاں کی آواز پہ صوفیہ پلٹی۔۔ ورشاں کو دیکھتے صوفیہ اس کے گلے لگی تھی۔۔ "تم بلش کر رہی ہوں... "ورشاں نے شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ "نہیں کرو یار... "صوفیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ ورشاں مسکرائی۔۔ "اب بتاؤ نا.. کل رات کیا ہوا... "ورشاں نے اسے چھیڑا۔۔ صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔ پھر اس کے ہاتھ سے جیہان کو لیا۔۔ "ماشاء اللہ کتنا پیارا ہے... "صوفیہ نے جیہان کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ جیہان نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ اور اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں سے صوفیہ کو دیکھنے لگا۔۔ اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔۔ "ارے بھی

کیا غصہ آریا ہے.. "صوفیہ نے مسکراتے ہوئے جیہان کی ناک کو چھیڑا۔ جس پہ جیہان کے ماتھے پہ اور بھی گہرے بل پڑے تھے۔۔ جیسے وہ اس سے پوچھنا چاہ رہا ہوں۔۔ کہ مجھے کیوں اٹھایا۔۔ تبھی لاونج میں رایان کے رونے کی آواز گونجی۔۔ جو جیہان کے کان میں پڑی ہی تھی۔۔ کہ جیہان بھی رونا شروع ہو چکا تھا۔۔ صوفیہ حیران ہوئی تھی۔۔ "اسے کیا ہوا... " وہ حیرانگی سے بولی۔۔ ورشاں نے جلدی سے جیہان کو لیتے اسے خود سے لگایا۔۔ "کیا ہو امیری جان... " وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ سامنے ہی زل کی گود میں رایان رو رہا تھا۔۔ "اسلام و علیکم.. " المیر خان کی آواز لاونج میں گونجی۔۔ زل کی گود میں رایان رو رہا تھا۔۔ المیر خان نے بنا کوئی دیر کیے رایان کو اپنی گود میں لیا۔۔ "کیوں رو رہا ہے... کہاں ہے تیرا باپ.. " المیر خان نے رایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ رایان کے رونے کی آواز بند ہوئی تھی۔۔ اور اسی لمحے جیہان بھی رونا بند کر چکا تھا۔۔ صوفیہ اٹھ کر المیر خان کی طرف بڑھی۔۔ اور اس کے گلے لگی۔۔ المیر خان نے صوفیہ کو بھی اپنے حصار میں لیا۔۔ "کیسی ہے میری گڑیا... " المیر خان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔۔ اس کے چہرہ سے ہی خوشی واضح تھی۔۔ "ٹھیک ہوں لالا... آپ اتنی لیٹ آئے... " صوفیہ ناراضگی سے بولی۔۔ "میرا بچہ اپنے لالا کو معاف کر دو... " المیر خان صوفیہ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ جان عالم خان، غزنوی خان اور آریان خان بھی زرغام خان کے ساتھ لاونج میں آئے۔۔ المیر خان کو دیکھتے ان کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "میں سمجھا تو کمینہ آئے گا ہی نہیں... " زرغام المیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ غزنوی نے ایف کو اٹھایا ہوا تھا۔۔ جان عالم نے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ جو جیہان میں مصروف تھی۔۔ "ایسے کیسے نہیں آتا.. اسی کے حوالات میں اسے بند کروادیتا... " جان عالم اپنی بارعب آواز میں بولا۔۔ جان عالم کی آواز سنتے جیہان کی پھر سے

رونے کی آواز گونجی تھی۔۔ "ہاں ظاہر ہے... تجھ جیسے عوام کو کھانے والوں کی وجہ سے ہی ہم جیسے
 وردی والے اندر ہوتے ہے... "المیر خان بھی اسے جواب دیتے اس کے گلے لگا۔۔ جان عالم
 مسکرایا۔۔ "شکر کر مجھ جیسے وزیر اعظم سے خدا نے نوازا ہے... "جان عالم مغرور آواز میں
 بولا۔۔ "ملک کی بربادی ہوگی اب... "غزنوی نے بھی پیچھے رہنے سے گریز کیا۔۔ جس پہ سب کا قہقہہ
 گونجا تھا۔۔ "چاچو میں آپ کی طرف ہوں.. "جان عالم کی طرف دیکھنے پر آریان نے جلدی سے
 کہا۔۔ جان عالم نے مسکراتے ہوئے ورشاں کی طرف دیکھا۔۔ ورشاں نے جہیان کی طرف اشارہ
 کیا۔۔ لیکن جان عالم نے کوئی ریکٹ نہیں کیا تھا۔۔ "وزیر اعظم صاحب آپ کا یہ چشم و چراغ کب سے
 رو رہا ہے... اگر وقت مل جائے تو اسے بھی دیکھئے گا... "ورشاں جان عالم کے انور کرنے پر تپ کر
 بولی۔۔ ورشاں کی بات پہ سب کالاونج میں قہقہہ گونجا تھا۔۔ جبکہ جان عالم نے ورشاں کی طرف
 دیکھا۔۔ اور اس کی طرف بڑھتے اس سے جہیان کو لیا۔۔ اور اس پہ کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ ورشاں کو
 بھی اس پہ غصہ آیا تھا۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ "سب ڈانگ روم میں آجائے... "پریشے کی آواز
 لاونج میں گونجی۔۔ تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور پھر ڈانگ روم کی طرف بڑھ گئے۔۔ ڈانگ
 روم میں داجی ان کی ایک طرف حبیب اللہ خان ان کے ساتھ ہی آئمہ خان بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور ان کے
 ساتھ رابیہ خان پھر احمد فراز خان تھے۔۔ اور ان کے ساتھ ہی غزنوی اور زمل بیٹھے ہوئے تھے۔۔ زمل
 کی گود میں غازیہ تھی۔۔ جو کبھی غزنوی کے چہرہ پہ ہاتھ رکھتی تو کبھی زمل کی طرف دیکھتی۔۔ زمل کے
 ساتھ المیر خان اور اس کے ساتھ نمل کی چمیر تھی۔۔ نمل یہاں نہیں تھی ابھی۔۔ تو اس چمیر پہ آریان
 خان مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔۔ "ابے سالے یہاں نمل بی بیٹھے گی... "المیر خان دانت پیستے ہوئے

بولا۔۔ "نمل بابا کے ساتھ بیٹھ کر کھائے گی۔۔۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "بک مت اور اٹھ
 یہاں سے۔۔" المیر خان مدھم سی آواز میں سرد لہجے میں بولا۔۔ لیکن آریان پہ کوئی فرق نہیں پڑا
 تھا۔۔ زرغام نمل کو اپنے حصار میں لیے ڈانگ روم میں داخل ہوا۔۔ "بابا آپ بہت اچھے
 ہے۔۔۔" نمل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ زرغام نے مسکرا کر اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ اور پھر اس
 کے لیے چمیر کھینچتے ہوئے اسے بیٹھایا۔۔ اور خود اس کے ساتھ والی چمیر پہ بیٹھ گیا۔۔ پریشے بھی الیف کو
 بے بی کوٹ میں لیٹا چکی تھی۔۔ تو وہ بھی نمل کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ صوفیہ اور ورشاں باتیں کر رہی
 تھی۔۔ جب جان عالم ورشاں کے ساتھ والی چمیر پہ آکر بیٹھا۔۔ ورشاں نے اسے گھورا تھا۔۔ ورشاں
 ابھی بھی تھوڑا غصے میں تھی کہ جان عالم نے جیہان کو گود میں لیا ہوا تھا۔ "آپ کو اپنے بیٹے کو وقت دینا
 چاہیے وزیراعظم صاحب۔" ورشاں نے ہونٹ سکیر کر کہا۔۔ "میری دنیا کی سب سے قیمتی وزارت یہ
 ہے میری زندگی۔۔ تم اور ہمارے بچے۔۔" جان عالم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر نرم لہجے میں
 کہا۔۔ ورشاں کا دل پگھل گیا۔

"اچھا بس کریں، اتنے بیٹھے الفاظ آپ کے منہ سے عجیب لگتے ہیں۔" وہ مسکرائی۔۔ تم ہنس دو تو میری
 سیاست بھی کامیاب لگتی ہے۔" جان عالم نے جیہان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔ ورشاں ہنسی
 دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔ وہ سرخ ہو چکی تھی۔۔ آریان نے نمل کے ساتھ چمیر بدلی۔۔ اور
 صوفیہ کے ساتھ آکر بیٹھا۔۔ "جانتی ہو صوفیہ۔۔ ابھی بھی تم پہ سب کی نظریں ہیں۔" آریان صوفیہ کے
 کان کے قریب جھک کر آہستہ سے بولا۔ صوفیہ نے فوراً نظریں جھکائیں اور ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔ "تو
 کیا کروں؟" وہ مدھم آواز میں بولی۔ "بس ایسے ہی شرماتی رہا کرو۔۔ میرا غرور بڑھتا ہے۔" آریان

نے ہنس کر اس کے دوپٹے کے پلو کو انگلیوں میں گھمایا۔ "یہ سب کے سامنے مت کرو۔" صوفیہ نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ "اچھا تو پھر سب کے سامنے نہ سہی... اکیلے میں زیادہ کر لوں گا۔" آریان نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔ صوفیہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور اس نے نظریں جھکا گئی۔۔ المیر نے جیسے ہی دیکھا کہ آریان نمل کی چیئر پر بیٹھا ہے تو دانت پیسنے لگا۔۔ "سالہ پہلے جا نہیں رہا تھا..." المیر خان غصے سے بولا۔۔ "چھوڑیں نا، بابا ہمیں بچوں کی طرح لڑتے دیکھ کر کیا سوچیں گے؟"

نمل نے مسکرا کر کہا۔۔ "سوچیں گے کہ المیر کو اپنی بیوی کی بہت فکر ہے۔" المیر نے اس کی طرف دیکھ کر گہرا سانس لیا اور آہستہ سے کہا۔ "تو پھر فکر کم کیا کریں... محبت زیادہ کیا کریں۔" نمل ہنس دی اور آہستہ سے بولی۔۔ المیر کے لبوں مسکراہٹ آئی۔۔ "میری خرگوشی تم سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں..." المیر خان نے اس کا ہاتھ نیچے سے اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ سب کھانے میں مصروف تھے۔۔ اب پریشہ زرغام کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "زرغام سب کتنے خوش ہے نا..." پریشہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "میری پری جان کی وجہ سے ہی ہوا..." زرغام نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ "ایسے مت دیکھے سب کے سامنے..." پریشہ اس کے دیکھنے پہ جلدی سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ زرغام مسکرایا۔۔ "بیوی ہوں یا...؟" زرغام نے فخریہ انداز میں کہا۔۔ "بیوی ہوں تو تھوڑا خیال کرے... سب کے سامنے عجیب لگتا ہے..." پریشہ مدھم سی آواز میں بولی۔۔ "اوکے پری جان..." زرغام نے نظریں اس پہ جمائے کہا۔۔ غزنوی جو کہ غازیہ کو کھانا کھلا رہا تھا۔۔ زمل نے غزنوی کی طرف دیکھا۔۔ "غزنوی آپ کھانا کھائے میں خود کھلا دو گی..." زمل نے غازیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔ "میری زمل یہ میری زندگی کا تمہاری طرف سے دیا گیا سب سے حسین تحفہ

ہے... "غزنوی نے زل کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے۔۔ زل جلدی سے دونوں کے درمیان فاصلہ بنا گئی۔۔

ڈانگ روم میں سب ہنس رہے تھے، سب سے ایک دوسرے کو چھیڑ رہے تھے۔ "خدا کریں میرے سارے بچوں پہ یوں ہی اللہ کا کرم رہے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ رہے..." "داجی نے مسکرا کر کہا۔۔ جس پہ سب نے آمین کہا۔" یہ ہے میری اصل جیت... تم اور ہمارا یہ گھرانہ۔ "آریان نے صوفیہ کا ہاتھ تھاما، اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔۔۔ صوفیہ نے مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔۔ جان عالم خان المیر خان غزنوی خان اور زرغام بھی ان کے قریب آ کر بیٹھے۔۔۔ جیہان اب تک جان عالم کی گود میں تھا۔۔۔ شاہ در اور غازیہ ایک طرف بیٹھے کھیل رہے تھے۔۔۔ رایان زل کے پاس تھا۔۔ الیف کو غزنوی نے اٹھایا ہوا۔۔ وہ سب ہنسی خوشی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ سب کے چہرہ پہ سکون اطمینان تھا۔۔ اور ڈھیروں ساری خوشیاں تھی۔

یوں "عقیدت محبت" اپنی روشنی، مسکراہٹوں اور دعاؤں کے ساتھ مکمل ہو گیا۔۔۔

-----میرے پیارے ریڈرز

دل سے امید رکھتی ہوں کہ یہ ناول آپ کو پسند آیا ہو گا۔ کہانی کے وہ پہلو جو ابھی تشنہ ہیں، ان شاء اللہ سیزن 2 میں آپ کے سامنے کھلیں گے۔